بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

پیغام صلح لاہور

اخبار

ہفتہ میں دو بار یک شنبہ و چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ ... ششماہی ...

طلباء سے سالانہ ...

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم یک شنبہ مطبوعہ ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۴۴ سنہ ہجری مطابق ۳ جنوری ۱۹۲۶ سنہ عیسوی | نمبر ۱

عکس مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین رضؓ

ایک زمانہ وہ تھا کہ جب تمام جماعت احمدیہ کا یہی مذہب تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق نبی کا لفظ جو الہام یا حدیث میں آیا ہے اس سے محض لغوی معنے مراد ہیں اور شریعت اسلام نبی کے جو معنے کرتی ہے اس معنے سے حضرت صاحب ہرگز نبی نہیں ہیں جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی بار بار اپنی تحریروں میں یہی لکھا ہے منجملہ ان کی ایک یہ تحریر ہے۔

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسے حدیث شریف میں بھی مسیح موعودؑ کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے۔ وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں"۔

اور یہی مسیح موعودؑ کے اول اصحابی اور خلیفہ حضرت مولانا نور الدین اعظم نے لکھا ہے۔ اور یہی اُس وقت اکابرین جماعت احمدیہ کا مذہب تھا۔

مگر افسوس آج اُس مذہب کے خلاف یہ آواز اٹھائی جارہی ہے کہ شریعت اسلام نبی کے جو معنے کرتی ہے انہی معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے اور حقیقی نبی تھے مجازی یا لغوی معنوں میں نبی نہ تھے اور ہم پر آوازے کسے جارہے ہیں کہ گویا ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کے مرتبہ سے گرا کر صرف مجدد تک ہی اُن کو مانا ہے اور اصل اعتقاد سے منحرف ہوگئے ہیں ہم نے ہزاروں دفعہ بطور اتمام حجت تمام اکابرین جماعت احمدیہ کی تحریروں کے حوالے دیئے کہ دیکھو ان تمام اکابرین کا حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین رضؓ کے زمانہ تک مع حضرت ممدوح کے یہی مذہب تھا جو ہم پیش کرتے ہیں مگر اس طرف غور اور توجہ ہی نہیں کی جاتی۔ اور ہماری مخالفت کیجاتی ہے آج ہم پھر بطور اتمام حجت حضرت مولانا نور الدین رضؓ کے ایک مکتوب کا عکس پیش کرتے ہیں جو حضرت ممدوح نے خاں صاحب محمد علی خاں صاحب پولیٹکل ایجنٹ مالاکنڈ کے نام ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو لکھا تا ہر دو جماعت احمدیہ کو پھر یہ علم ہو جائے کہ حضرت ممدوح نے خدا کی قسمیں کھا کر جو اعتقاد اپنا اس خط میں ظاہر فرمایا ہے کیا یہ اعتقاد ہم نے لاہور میں آکر بنایا ہے یا اُس وقت ساری جماعت کا یہی اعتقاد تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والدوام التسلیم

اما بعد

فالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دل کو چیر کر دکھانا ... [illegible]

قسم پر اگر کوئی اعتبار کرے تو واللہ العظیم ... [illegible]

کوئی قسم ... [illegible]

میری موت کے بعد ... [illegible]

[illegible]

واللہ العظیم ... [illegible]

حضرت محمد رسول اللہ النبی العربی۔ المکی المدنی

خاتم النبیین کا غلام — اور اسکی شریعت ... [illegible]

[illegible]

[illegible] محمد عبد اللہ بن عبد المطلب

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہم لوگ یقین [illegible]

[illegible]

[illegible]

مرزا صاحب ... [illegible]

[illegible] اعتقاد کرتا ہوں [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور
جلد ۱۴ / ۱۸ ر جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ نمبر ۱

یاد ایام اللہ

اجتماع قومی اور ایثار ملی کے روح پرور نظارے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات اسلامی کا ایک دلکش منظر

جلسہ سالانہ کی اہمیت

(۱) اللہ تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ احمدیہ بلڈنگس کی مقدس سرزمین نے آج پھر اس اتحاد ملی اور جوش اسلامی کے دلکش اور روح پرور مناظر کو دیکھا جو حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اصل غرض و غایت ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کوئی اور دلیل اگر ہمارے ہاتھ میں نہ بھی ہو تو صرف جلسہ سالانہ کو ہی ہم اس کی صداقت کا ایک کھلا نشان قرار دے سکتے ہیں۔ تمام دنیا کے قومی اور فرقی اجتماعات کو دیکھ لو اعلائے کلمۃ اللہ کا جو جوش جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ اجتماع میں دکھائی دیتا ہے کسی اور جگہ شاید ہی نظر آئیگا خدا کے دین کی اشاعت و تبلیغ اس جماعت کا واحد نصب العین ہے اور سالانہ جلسہ اس نصب العین تک پہنچنے کا ایک ذریعہ جس جوش و محبت اور دلی اخلاص کے ساتھ قوم کا ہر چھوٹا اور بڑا امیر اور غریب بوڑھا اور جوان دین کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا اور فقیری کے اندر بادشاہت کا نمونہ دکھاتا ہے اس کی نظیر بہت کم جلسوں میں دکھائی دیتی ہے۔ یہ ایثار اور قربانی کی روح آج تمام امت مرحومہ میں یکسر مفقود ہے سوائے اس ایک جماعت کے جس کو خدا کے مسیح نے دین کی خدمت کے لئے کھڑا کیا۔

(۲) اخوت و اتحاد اسلامی کا وہ نقشہ جسکو قرآن کریم نے فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا کے الفاظ میں یاد دلایا ہے اگر اس وقت کہیں نظر آتا ہے تو اس چھوٹی سی جماعت میں جو مامور الہی کے انفاس قدسیہ سے تربیت پائے ہوئے ہے۔ جلسہ سالانہ اس اخوت و اتحاد کا ایک ایسا عملی نمونہ پیش کرتا ہے جو ساری اسلامی دنیا میں جو تشتت و افتراق اور کفر بازی کی وجہ سے گویا آگ کے ایک گڑھے کے اوپر کھڑی ہے کہیں دکھائی نہیں دیتا۔

(۳) ایک اور سب سے بڑی بات جو محض ہمارے جلسہ کے ساتھ خاص ہے ہم سب کا ملکر اللہ تعالے کے آگے جھکنا اور اس سے اسلام کی بہبودی کے لئے دعائیں مانگنا ہے۔ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کا جو شاندار نمونہ ان تین چار دنوں میں دیکھنے میں آتا ہے موجودہ اسلامی دنیا میں اسکی نظیر شاید ڈھونڈے سے بھی نہ مل سکے۔ یوں پلیٹ فارم پر بہت سے لوگ گلا پھاڑ پھاڑ کر اپنی محبت اور درد اسلام کو ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی تمام تدابیر اور سوچ و بچار میں خدا تعالے کا نام مشکل ہی آسکتا ہے۔ چہ جائیکہ اس سے استعانت کی کوشش کی جائے۔ برخلاف اس کے مسیح موعودؑ کی جماعت جہاں ایک طرف بذل مال اور تبلیغی جہاد میں عملی طور پر کوشاں ہے وہیں ملکر دعائیں کرنا اور اللہ تعالے سے مدد مانگنا اس کا مخصوص شعار ہے اور جلسہ سالانہ کے دن فی الحقیقت اس قابل ہیں کہ انہیں ایام اللہ کے نام سے یاد کیا جائے۔ اور فی الحقیقت یہی ایک چیز ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں باہم ملنے اور سال بھر کے بعد ایک

جگہ جمع ہونے کا حکم دیا۔

آمد مہمانان

غرض ان حالات و خصوصیات کو لئے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ گذشتہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء کو مسجد احمدیہ لاہور میں منعقد ہوا مہمانوں کی آمد تین چار دن پہلے سے شروع ہوگئی تھی جو جلسہ کے دوران میں بھی رہی خدا کے فضل سے اس سال مہمانوں کی تعداد گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھی۔ بہت سے نئے احباب بھی باہر سے تشریف لائے دہلی جیسی سنگلاخ زمین میں سے جہاں مولویوں کی کفربازی نے ختم اللہ علی قلوبھم الخ کا رنگ پیدا کر رکھا ہے تین نیک دل انسان جو اخویم شیخ عبدالحق صاحب کی کوشش سے حال ہی میں داخل سلسلہ ہوئے ہیں تشریف فرما ہوئے۔ ان نیکدل بھائیوں کو دیکھکر یہ امید کرنا بے جا نہیں کہ خدا کے فضل سے عنقریب دہلی جیسے شہر میں احمدیت کو کامل فتح حاصل ہوگی اس وقت شیخ عبدالحق صاحب جیسے سرگرم ممبر اور ان تین اصحاب کے علاوہ لاہور کے ایک دو دوست بھی وہاں مستقل رہائش اختیار کرچکے ہیں یعنی اخویم مکرم بابو محمد حسین صاحب امجد اور بابو غلام قادر صاحب کیا ہم امید کریں کہ وہ مسیح موعودؑ کا پیغام اہل دہلی کو پہنچانے میں پوری ہمت اور مستعدی کا ثبوت دینگے۔

ان کے علاوہ سرحد کے علاقہ سے بہت سے دوست تشریف لائے جن میں حضرت مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب۔ میاں محمد زمان خان صاحب چارسدہ۔ سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق والئے سوات۔ خان عجب خانصاحب کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایسا ہی راولپنڈی۔ جہلم۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ پسرور۔ بدوملہی۔ لائل پور۔ شیخوپورہ۔ جھنگ۔ منٹگمری۔ فورٹ سنڈیمن قلات اور بہت سے دیگر علاقوں سے بہت سے دوست تشریف لائے اور یہ امر موجب مسرت ہے کہ اس سال کا جلسہ اور خصوصیات کے علاوہ مہمانوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی نہایت کامیاب ثابت ہوا فالحمد للہ علی ذالک

پہلے دن کی کارروائی

جلسہ کی کارروائی حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ سے شروع ہوئی۔ جس میں آپ نے جماعت کو ان ایام گذشتہ کی یاد دلائی۔ جب اس جماعت کی کوئی حیثیت نہ سمجھی جاتی تھی۔ اس وقت آپ کے ساتھیوں کی تعداد جس قدر تھوڑی تھی اس پر ہر طرف سے ہنسی اور ٹھٹھے لگائے جاتے تھے۔ کوئی جائداد اس وقت پاس نہ تھی کہ اس سے کام چلایا جاسکتا نہ کوئی کام کرنے والے موجود تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ خدا کے فضل سے دو تین لاکھ کی یہ انجمن مالک ہے تین چار لاکھ کی اس کی اپنی کتابیں ہیں۔ ان حالات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے جماعت کو اس کی ہمت اور ایثار پر مبارکباد دی اور اللہ تعالے کی ان نعمتوں کی قدر کرنے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کی نصیحت کی اور خدا کے رستہ میں زیادہ قربانیوں اور جہاد کا علم دیا تاکہ اس کے افضال اور زیادہ ہوں اور اسلام کا نام دنیا میں بلند ہو۔

جمعہ کی نماز کے بعد سب سے پہلا لیکچر میر مدثر شاہ صاحب کا ہوا جس میں انہوں نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی تشریح کی اور حضرت صاحب کی کتب سے یہ ثابت کیا کہ آپ کا دعوی محض محدثیت کا تھا نہ کہ نبوت کا۔

میر صاحب کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر ہوئی جس میں آپ نے جرمن مشن کا مفصل حال سنایا اور بتایا کہ کن کن مشکلات اور مخالفتوں کا آپ کو سامنا کرنا پڑا اور بالآخر کس طرح سے اللہ تعالے نے آپکی نصرت فرمائی اور تمام دشمنوں کو خائب و خاسر کردیا آپ نے اپنی تقریر میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ اگرچہ احمدیت کسی فرقہ بندی کا نام نہیں تاہم اس خیال سے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر سے لوگوں کو خواہ مخواہ خیال پیدا ہوگا کہ ہم فرقہ بندی کی تعلیم دیتے ہیں میں نے ہمیشہ اس سے احتراز کیا لیکن جرمن مشن کے مخالفوں نے ہمارے خلاف

کی بدولت ... صاف کہنا پڑا بہت سے لوگ ترکی اور روسی امیر جن کو ملاقات ... ہمارے خلاف ... احمدیت سے واقف ہوئے اور حضرت صاحب کی کتابیں پڑھا تو آپ کے قائل ہوگئے۔ اور ہماری مشن کی امداد میں انہوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا انہی کی وجہ سے حکم جرمنی نے [illegible] منصور کو جو عبدالجبار خیری کا دست و بازو تھا جرمنی سے نکال دیا اور عبدالجبار کی باتوں کو بھی ناقابل وقعت قرار دیا۔ اسی ضمن میں آپ نے برلن مسجد کی تعمیر جرمن نومسلموں کی فضیلت علمی اور اسلامی جوش کا مفصل ذکر کیا اور احمدی خواتین کو ان کے ایثار پر مبارکباد دی جو گذشتہ سالانہ جلسہ پر انہوں نے برلن مسجد کے میناروں کے لئے کیا تھا حضرت مولانا کا لیکچر چونکہ انداز بیان اور زبان کے لحاظ سے نہایت دلچسپ تھا اس لئے خاص توجہ سے سنا گیا آپ کے جہاد فی سبیل اللہ کی کیفیت اور حالات کو سن سن کر دل سے آپ کے لئے دعائیں نکلتی تھیں اللہ تعالے آپ کو بیش از بیش خدمات اسلام کی توفیق بخشے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

علیگڈھ کو مبارکباد

آپ کی تقریر کے بعد مولانا مولوی یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ نے ایک ریزولیوشن پیش کیا جس میں علیگڈھ کے جشن جوبلی کی مبارکباد ارکان مسلم یونیورسٹی کو دی گئی تھی اصل ریزولیوشن کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ سالانہ اجتماع اپنے ان برادران ملت سے جو اسوقت مختلف اہم قومی معاملات پر غور و خوض کے لئے جمع ہوتے ہیں ان کے مقاصد میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتا اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالے ان کی کوششوں کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ثابت کرے۔

(۲) اس ریزولیوشن کے نقول بذریعہ تار مندرجہ ذیل اشخاص کے نام بھیجے گئے

(۱) سکرٹری علی گڈھ
(۲) " " آل انڈیا کانفرنس
(۳) " " ایجوکیشنل کانفرنس
(۴) " " مسلم لیگ

دوسرا اجلاس

شام کے آٹھ بجے شروع ہوا جس میں مسٹر امیر علی نے جو ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند امریکہ) سے تعلیم دین کے لئے آئے ہوئے ہیں انگریزی زبان میں آنحضرت صلعم کی خصوصیات پر لیکچر دیا انہوں نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کے متعلق تمام انبیاء نے اپنے اپنے صحیفوں میں پیشگوئیاں کی ہیں پھر خود رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک سے ایسی ایسی پیشگوئیاں ہوئیں جو سوائے علم الہی کے کسی شخص سے ممکن نہیں جیسے سراقہ کو سونے کے کڑے پہنائے جانے کی پیشگوئی۔ اور فرعون کے جسم کی حفاظت کا ذکر۔ ایسا ہی انہوں نے آنحضرت صلعم کے اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ نے ہمیشہ اپنے دشمنوں کے لئے ہدایت ہی کی دعا کی اور کبھی آپ کی زبان مبارک سے کوئی بددعا نہیں نکلی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں سے انہوں نے بعض فقرات سنائے جن میں دشمنوں نے آپ کے اخلاق اور اعلےٰ سیرت کا اعتراف کیا تھا۔

ان کے بعد خواجہ نذیر احمد صاحب پسر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مسیحیت کے گذشتہ اور موجودہ حالات پر انگریزی زبان میں تبصرہ کیا اور دکھایا کہ کس طرح سے عیسائیت کی شکل ہر زمانہ میں بدلتی رہی ہے اور جناب مسیح کی تعلیم کی جائے آج وہ شرک و بت پرستی کا مرقع بنی ہوئی ہے آپ نے دوران تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحقیق کو بہت سراہا جو مسیح کے کشمیر میں آنے اور وہیں مدفون ہونے کے متعلق ہے۔ آخر میں مسیحی تہذیب پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح سے مسیحیت مذہب کے لباس میں غیر اقوام پر ظلم و ستم کر رہی ہے۔

ثالثاً لیکچر مولوی محمد یعقوب خان صاحب کو تھا لیکن وقت ... ہوگیا تھا اس لئے مجبوراً اسے ملتوی کرنا پڑا اور ... کی کارروائی ختم ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب مرزا محمد شفیع صاحب ـ میاں احمد علی صاحب ـ مولوی محمد یامین صاحب ـ مولوی مرتضیٰ خاں ـ بابو کریم الٰہی صاحب جہلم ـ اکرام اللہ خاں صاحب بابو غلام قادر صاحب ـ ڈاکٹر سلطان احمد صاحب ـ بابو منظور الٰہی صاحب اکبر علی صاحب چک ۸ ـ سید عبدالجبار شاہ صاحب ـ عجب خاں صاحب عبدالقدوس صاحب ـ صاحب گل ـ صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب

اس کے بعد حضرت امیر نے یہ بھی فرمایا کہ احمدیت کی تبلیغ نہیں ہو سکتی جب تک اخبارات کو لوگوں تک پہنچائیں اور خود ہمارے اخبارات کو خرید کر نہ پڑھیں آپ نے فرمایا کہ ہمارے دونو اخبارات کا سالانہ خرچ دس ہزار اور آمد پینتیس سو ہے یعنی پیغام صلح کی پندرہ سو اور لائٹ کی دو ہزار جس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنا نصف خرچ بھی پورا نہیں کر سکتے آپ نے اسی وقت ان احباب کو جو دونو اخبارات یا دونو میں سے کسی ایک کے خریدار نہیں ان کے خریدار بننے کے لئے کہا چنانچہ اسی وقت لوگوں نے اپنے اپنے نام لکھوائے اور پیغام صلح کے ۔۔۔ اور لائٹ ۔۔۔ خریدار اسی وقت مہیا ہو گئے۔

اس کے بعد آپ نے جمعہ کے انتظام کی طرف احباب کو توجہ دلائی اور فرمایا جہاں دو احمدی بھی ہوں وہاں جمعہ ضرور ہونا چاہیئے ـ اور پھر مستری محمد دین صاحب ٹرنک ساز سیالکوٹ کی سفارش فرمائی کہ وہ کچھ ٹرنک وغیرہ لائے ہوئے ہیں ان کو خرید لیا جائے اور جب کبھی احباب کو ٹرنک کیش بکس کیمپ بکس سوٹ کیس وغیرہ کی ضرورت ہو تو مستری صاحب ہی سے منگوائیں۔

اس کے بعد رات کے گیارہ بجے کانفرنس ختم ہوئی

تیسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء

۲۷ دسمبر کو مردانہ جلسہ کے علاوہ مستورات کا بھی ایک خاص اجلاس مسلم ہائی سکول کی بالائی منزل میں منعقد ہوا سب سے پہلے مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے مستورات کو وعظ کیا اور انہیں بتایا کہ اسلام سے پہلے عورت کا درجہ کیا تھا اور کیا کچھ ظلم و ستم اس پر روا رکھا جاتا تھا اور اسلام نے اس کو کیا کچھ مدارج عطا فرمائے اور مرد کی رفیق زندگی قرار دیا اس کے ساتھ ہی آپ نے رسول اللہ صلعم صحابہ کرام اور دیگر خواتین کے کارناموں کو پیش کیا اور بتایا کہ قرون اولیٰ کی بزرگ عورتیں مردوں کے دوش بدوش میدان جنگ میں جاکر لڑتیں زخمیوں کو اٹھاتیں پھر تبلیغ اسلام کرتیں اور حضرت عمر جیسے جلیل القدر انسانوں کو اسلام میں داخل کرتی تھیں اسی سلسلہ میں آپ نے غیر مذاہب کی عورتوں کے ان حملوں کا ذکر کیا جو وہ اسلام پر کر رہی ہیں اور ان کی مدافعت کے لئے مستورات کو ابھارا اور مالی امداد کی ترغیب دلائی ـ ان کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے تقریر فرمائی جو کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی انشاء اللہ

ان دونو تقاریر کے بعد مستورات میں چندہ جمع ہونا شروع ہوا جو نقد اور زیورات کی صورت میں ایک ہزار روپیہ تک پہنچ گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس اثنا میں مردانہ جلسہ میں شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے تقاریر کیں جو افسوس ہے کہ مستورات کے جلسہ میں مصروفیت کی وجہ سے نوٹ نہ کی جا سکیں۔

جس وقت مستورات کا جلسہ ختم ہوا حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب کا وقت تھا حضرت مولانا نے اسلامی مساوات پر نہایت قابلانہ تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے تمام انسانوں کو ایک سطح پر کھڑا کیا ہے ـ اور مشرق و مغرب گورے اور کالے ـ دیسی اور انگریزی کی کوئی تمیز روا نہیں رکھی سب کو ایک خدا کی مخلوق قرار دیا ہے اور اس کی رحمتوں اور افضال کا سب کو وارث ٹھہرایا ہے ـ یہ تقریر بھی انشاء اللہ بتمام و کمال درج اخبار ہوگی۔

مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر کے بعد نماز ظہر و عصر کے لئے جلسہ ملتوی ہوا اور اس کے بعد ۲ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا سب سے پہلے مولوی لال حسین صاحب متعلم اشاعت اسلام کلاس کا لیکچر خصوصیات احمدیت پر ہوا انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے وقت میں جبکہ قرآن کو مولویوں نے عام طور پر پس پشت ڈال رکھا تھا اور اس کی جگہ فتاوے عالمگیری اور درالمختار کو دیا ہوا تھا ـ احادیث پر مقدم کیا اور اس کا درجہ سب سے بلند کیا اس کے بعد حدیث کا درجہ رکھا جو قرآن کے مطابق ہو اور پھر ائمہ کے اجتہاد کا ایسا ہی مولویوں نے قرآن کو ناسخ و منسوخ کا اکھاڑہ بنا رکھا تھا اور لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے معیار پر پورا نہ اترنے والا حضرت مسیح موعودؑ نے اس تمام جھگڑے کو طے کر دیا اور بتایا کہ قرآن میں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں بلکہ اس کا ایک ایک حرف واجب العمل ہے ـ تکفیر کا مرض مولویوں میں اسقدر بڑھ چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں بھی ناپاک الفاظ کہنے سے نہیں جھجکتے اس کے ثبوت میں مولوی صاحب نے اہل حدیثوں کی ایک کتاب میں سے چند الفاظ پڑھکر سنائے جو وہابیوں نے امام ابو حنیفہ کے متعلق لکھے ہیں اور ان کو سن کر ایک مسلمان کی روح کانپ اٹھتی ہے ایسا ہی بریلویوں نے وہابیوں کے متعلق جو ناپاک الفاظ لکھے ہیں ان کو بھی پڑھا اور دکھایا کہ کس طرح سے امت اسلامیہ ایک دوسرے پر گند اچھال رہی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے حالات میں اسقدر وسعت قلبی دکھائی ہے کہ فرمایا جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام اس کو بھی کافر مت کہو آپ نے تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان قرار دیا اور غیر احمدی کے پیچھے نماز اس لئے منع فرمائی کہ اس ذریعہ سے ان کا مقاطعہ کر کے فتوے کفر کو اٹھایا جائے۔

ان کے بعد مولوی غلام فرید صاحب متعلم اشاعت اسلام کالج نے مساوات اسلامی پر ایک درد انگیز اور دلنشین تقریر کی جو ان کی وسعت معلومات اور دلی درد کو ظاہر کرتی تھی اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر متعلمین کو اسلام کے بہترین خدمتگذار بنائے۔

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کا وقت تھا آپ کی کل کی تقریر پیغام اسلام کا ایک حصہ ابھی باقی تھا اس حصہ میں آپ نے یہ ثابت کیا کہ آنحضرت صلعم نے توحید کے متعلق تیسرا کام جو کیا وہ اس کو عمل میں لانا تھا یہ تقریر بھی بتمام کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

اس تقریر کے بعد حضرت امیر نے اسی تحریک کو پیش کیا جو صبح مستورات کے جلسہ میں کی تھی کہ سیرت خیر البشر کے انگریزی ترجمہ کی کم از کم ایک ہزار کاپی یورپ کی لائبریریوں میں بھیجی جائے ـ اس کے لئے آپ نے فرمایا کہ ہمارے احباب اپنے حسب استطاعت کچھ کچھ کاپیوں کی قیمت دیدیں اور ان کی طرف سے کتاب یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں بھیجدی جائے گی ـ اور اس کے اوپر ان کا نام لکھا جائیگا کہ فلاں صاحب نے یہ کتاب نذر کی ہے آپ نے اسی وقت مستورات کے چندہ کی فہرست بھی پڑھکر سنائی اور بتایا کہ کس دریا دلی کے ساتھ ہماری خواتین نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے ـ خدا کا شکر ہے کہ آپ کی یہ آواز بھی خالی نہ گئی اور اسی وقت احباب نے اپنے وعدے لکھوانے شروع کئے ـ ایک سے لیکر دو دو سو تک کاپیوں تک کے وعدے لوگوں نے کئے جو دو ہزار کاپیوں تک پہنچ گئے فالحمد للہ

نماز مغرب کے وقت جلسہ برخاست ہوا اور پھر

تیسرا اجلاس

رات کے آٹھ بجے شروع ہوا اس وقت مولانا مولوی یعقوب خاں صاحب کے انگریزی لیکچر اور اس کے بعد مولوی عصمت اللہ صاحب کا آریہ سماج سے مناظرہ ہونے والا تھا لیکن جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی شہر کے بہت سے لوگ آریہ سماج کے بعض آدمی صرف مناظرہ کے لئے آئے ہوئے تھے ان کی خواہش تھی کہ انگریزی لیکچر ملتوی کر کے مناظرہ کرایا جائے ـ منتظمین جلسہ اس کے خلاف تھے اور اسی لئے مولوی یعقوب خاں صاحب کا لیکچر شروع کرا دیا ـ لیکن چونکہ سماجی حضرات اٹھکر جانے لگے اس لئے مجبوراً ان کو بند کر کے مناظرہ شروع کرایا گیا ـ مولوی عصمت اللہ صاحب کے مضمون کا عنوان تھا اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے انہوں نے اس کے ثبوت میں یہ بتایا کہ اسلام تمام مذاہب کی صداقتوں کو اپنے اندر لیتا ہے اور سب مذاہب کے پیشواؤں اور ان کی کتابوں کو خدا کی طرف سے مانتا ہے برخلاف اس کے ویدک مذہب کے ماننے والے اگر یہ مان لیں کہ آنحضرت صلعم اور قرآن کریم خدا کی طرف سے ہے تو ان کا آریہ ہونا باطل ہو جاتا ہے ایسا ہی مولوی صاحب نے سوامی دیانند کی کتاب سنسکار ودھی سے ایک عبارت پڑھکر سنائی جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ کس قسم کی عورتوں سے شادی کرنی چاہیئے اس میں بواسیر والی لمبے بالوں والی ـ بغیر بالوں والی ـ کھانسی والی عورتوں کا بھی ذکر تھا کہ ان سے کبھی شادی نہ کرنی چاہیئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ویدک تعلیم عالمگیر نہیں کیونکہ مذکورہ بالا صفات والی عورتوں کے لئے کوئی ہدایت نہیں دی گئی مولوی صاحب نے ۳۰ منٹ تقریر کی اس کے بعد دس دس منٹ آریہ سماج اور مولوی صاحب کو مناظرہ کے لئے دیئے گئے آریہ سماج کی طرف سے مہاشہ چرنجی لال پریم پیش ہوئے انہوں نے کہا کہ سوامی دیانند نے بھی لکھا ہے کہ سب مذاہب کی صداقتیں ویدک دھرم میں ہیں اور جن عورتوں کے متعلق سوامی صاحب نے ہدایت کی ہے کہ ان سے شادی نہ ہونی چاہیئے وہ ان لوگوں کے لئے منع ہے جو اچھی اولاد پیدا کرنا چاہتے ہیں مہاشہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ سوامی صاحب کی تحریر میں کھانسی والی عورت کا کہیں ذکر نہیں اور اس کے لئے انہوں نے مولوی صاحب کو چیلنج دیا کہ وہ اسے ثابت کریں اس کے جواب میں مولوی صاحب نے اصل کتاب مہاشہ صاحب کے سامنے رکھدی اور بتایا کہ اگر سوامی دیانند نے بھی سب مذاہب کی صداقتوں کو اپنے اندر لینے کا دعویٰ کیا ہے ـ تو آریہ سماج کا یہ اعتقاد غلط ہو جاتا ہے کہ وید کے بعد کوئی الہام نہیں وہ تو وید ہی کو سچا الہام سمجھتے ہیں سب مذہب کے الہامات کو کیونکر مان سکتے ہیں ـ؟

سوال و جواب کا یہ سلسلہ کوئی سوا گھنٹہ تک رہا اور اس کے بعد مناظرہ ختم کر دیا گیا اسی وقت حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا کے ساتھ جلسہ کو ختم کیا اور احباب کو واپسی کی اجازت دی

ایک اور مکتوب حضرت مولانا نورالدین رض

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ ہے ہمارا اصل دین پھر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پھر آخر فقہ حنفیہ پر عملدرآمد ہے۔

۲ ـ ہماری کتب دینیات قرآن کریم بخاری مسلم اور مؤطا اور فتوح الغیب سید عبدالقادر جیلانی فقہ حنفیہ جو مخالف کسی صحیح حدیث کے نہ ہو دین احمدی کسی جدید دین کا نام نہیں اور ہرگز نہیں ـ لوگ جو چاہیں کہیں ـ (نورالدین)

نامہ برلن

برادران اسلام۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ سالانہ جلسہ کی تقریب پر لاہور میں جمع ہیں۔ اس موقعہ کو میں غنیمت سمجھتا ہوں کہ آپ کے حضور میں ایک پیغام پہنچا دوں۔ اس پیغام سے میرا مقصد آپ کے سامنے وعظ کرنا نہیں۔ میرا یہ بھی منشاء نہیں کہ آپ کو مزید قربانیوں اور ایثار کی ترغیب دلاؤں۔ مجھے اس اقرار سے بھی عار نہیں کہ مجھ میں یہ بساط نہیں کہ آپ کے سامنے علوم و حقائق و معارف کے دریا بہاؤں۔ آپ میں سے اکثر اصحاب حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں بیٹھ چکے ہیں۔ آپ کی تربیت حضرت امام الزماں کے دامن میں ہوئی ہے۔ بہت سے ہیں جو حضرت نورالدین اعظم کی صحبت سے فیضیاب ہو چکے ہیں اور جو سلسلہ فیض ہمارے حضرت امیر نے لاہور میں جاری کر رکھا ہے اس سے بھی آپ لوگ اکثر مستفید ہوتے رہتے ہیں میں ان تمام برکات سے محروم رہا ہوں۔ ان حالات میں اگر میں آپ کے سامنے حقائق و معارف پیش کرنے کی جسارت کروں۔ تو میرا یہ فعل آفتاب کو شمع دکھانے کا مصداق ہوگا۔ اس پیغام سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ مغرب میں اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات سے جن نتائج پر میں پہنچا ہوں۔ وہ نتائج آپ تک پہنچا دوں۔ واقعات نے میرے دل کو اکثر حرکت دی ہے کہ یہ امور آپ کے سامنے عرض کروں۔ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کا شکرگذار ہوں کہ آپ نے اپنے خیالات کے اظہار کا مجھے یہ موقعہ دیا۔

مجھے ہندوستان چھوڑے ہوئے چھ سال ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں مغربی تہذیب کو مختلف ممالک میں مختلف پہلوؤں سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ دھندلے سے نظریات جو میں نے مغرب کی سیاحت سے پیشتر بذریعہ مطالعہ کتب اور ذاتی غور و فکر سے قایم کئے تھے وہ عینی مشاہدہ سے آفتاب کی طرح روشن اور یقین کے پایہ تک پہنچ گئے ہیں۔ وہ باتیں بالخصوص واضح ہو گئی ہیں۔ ایک تو ایشیائی تہذیب کی عظمت اور بزرگی اور یورپ کی تہذیب کے مقابلہ میں اس کی برتری اور فضیلت اور پایندگی۔ دوسرے اسلام کی حقانیت۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ اسلام کی حقانیت کا مبنی ثبوت اور اس کی سچائی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا چاہو۔ تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے یعنی سیروا فی الارض۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو سیر و سیاحت اور اسلامی اور موجودہ غیر اسلامی تہذیبوں کا مشاہدہ اور ان پر [illegible] اور تعمق سے فکر کرنا ہے۔ دوسرا پہلو مطالعہ تاریخ ہے۔ قوموں کی پیدائش۔ ان کی ترقی۔ عروج۔ زوال اور انحطاط اور بالآخر موت اور اُن کے زوال اور موت کے اسباب پر غور کرنا بطور خود ایک بہت ہی سبق آموز مطالعہ ہے۔ اگر ان تمام موجودہ اور گذشتہ غیر اسلامی تہذیبوں کا تعلیمات اسلام سے مقابلہ کیا جائے۔ تو صاف نظر آ جائے گا کہ قوموں کی زندگی پایندہ زندگی اور بقا کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ جو تہذیب اسلامی اصولوں پر قایم نہیں کی گئی۔ وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ یا تو وہ تہذیب اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاک کر دیگی جیساکہ یورپ کی تہذیب آج کل کر رہی ہے یا خود بخود اس کے اندر کوئی ایسا مرض پیدا ہو جائیگا جو تھوڑے ہی عرصہ میں اس کو ہلاک کر دیگا۔ قدیم یونان تہذیب و تمدن میں بہت بلند پایہ پر پہنچ گیا تھا۔ لیکن زمانہ نے اس یونان قوم کو حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ رومیوں کے نام سے دنیا کانپا کرتی تھی۔ لیکن آج اس قوم کا نام و نشان تک بھی موجود نہیں۔ مسلمانوں کے تنزل پر بھی صدیاں گذر گئیں ہیں دنیا بھر کی [illegible] نے اسلام اور اہل اسلام کا نام مٹانے کے لئے متفقہ کوششیں کی ہیں۔ لیکن دنیا کی ان کوششوں کا ماحصل کیا ہے۔ کیا اسلام نابود ہو گیا۔ کیا مسلمان مٹ گئے۔ برعکس اسکے اسلامی دنیا میں ہم ایک نئی زندگی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ صدیوں کے غنود اور غفلت اور نیند کے بعد وہ اپنی نبض زندگی میں ایک نئی حرکت محسوس کر رہے ہیں۔ اس جسم اسلام میں جو بظاہر مردہ ہو چکا تھا ایک نئی زندگی کی حرارت پیدا ہو گئی ہے۔ آخر وہ کیا اثر ہے کہ باوجود طرح طرح کی آندھیوں اور کھرباریوں کے یہ پودہ ابھی تک زندہ ہے۔ وہ کیا چیز ہے جو زمانہ کے فناہ کن اور تباہی خیز ہاتھ سے اس کو بچائے ہوئے ہے۔ میرے نزدیک وہ سبب عظمےٰ۔ وہ محیرالعقول راز جو اسلام کی اس فوق العادت قوت میں مضمر ہے وہ اس کی حقانیت ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی طاقت نہیں جو اسلام کو مٹا سکے۔ میرا یہ عقیدہ ذاتی تجربات اور ذاتی مشاہدات پر مبنی ہے۔ محض خوش اعتقادی نہیں۔ تاریخ از گذشتہ اور موجودہ حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو زندہ رہنا ہے۔ تو اسلام کی مضبوط رسّی کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ ان کی زندگی اس میں ہے کہ سختی اور ہمت کے ساتھ اس پر قایم رہیں۔ یورپ کی اندھی تقلید خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ میں ہو ہلاکت کے گڑھے میں گرانے والی ہے۔ کیونکہ یورپ خود اس ہلاکت کے راستے پر گامزن ہے۔ وہ قومیں جو آج عروج پر ہیں سب مٹ جائینگی۔ وہ دن دور نہیں۔ کہ اُن کا نام لیوا بھی کوئی نہیں رہیگا۔ اگر بقا ہے تو صرف اسلام کو۔ اگر زندہ رہینگے تو صرف وہ لوگ جو اسلام کو اپنا خضر راہ بنائینگے۔ آب حیات کا صرف ایک ہی چشمہ ہے۔ ایک ہی ذات ہے جو اس کی مستحق ہے کہ ہم اس کی پیروی کریں۔ کیونکہ اسی میں ہماری زندگی اور بقا ہے۔ وہ ذات۔ آب حیات کا وہ سرچشمہ محمد رسول اللہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

الغرض مغرب کی سیاحت نے اسلام کی قوت قوامیت کا راز مجھ پر کھول دیا۔ دوسری طرف ان ہی تجارب نے احمدیہ جماعت لاہور کی ذمہ واریوں کا احساس کرایا۔ اگر کوئی قوت یورپ کو اس کی موت سے بچا سکتی ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ عیسویت سے دل بیزار ہیں۔ ایک جماعت ہے جو عیسویت کے مردہ قالب میں جان ڈالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ لیکن یہ جماعت عوام پر اپنا کچھ اثر نہیں رکھتی۔ یورپ نے عیسویت کو دو ہزار برس کی مہلت دی۔ اس دو ہزار برس میں سوائے خون ریزی اور تباہی اور بربادی کے یورپ نے عیسویت سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ پس اب اس کو دوبارہ زندہ کرنا ناممکن ہے۔ ایک اور جماعت ہے جو حق کی متلاشی ہے۔ یہ لوگ اسلام سے بہت قریب ہیں۔ لیکن یورپ میں اسلام کے خلاف غلط خیالات اور غلط فہمیوں کا جو غبار چھایا ہوا ہے۔ وہ اسلام کی خوبیوں اور محاسن کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے ہوئے ہے۔ پیشتر اس کے کہ یورپ اسلام قبول کرے۔ یہ ضروری ہے کہ اس غبار کو دور کیا جائے۔ اور اسلام کو اس کے اصلی رنگ میں پیش کیا جائے۔ اس کا بہترین ذریعہ یورپ میں کثرت کے ساتھ اسلامی لٹریچر کا شائع کرنا ہے۔ یہ لٹریچر پیدا کرنا اور یورپ کے سامنے اسلام پیش کرنا کس کا کام ہے۔ اللہ تعالے میرے دل کو جانتا ہے۔ میں تنگ ظرف نہیں۔ اللہ تعالے نے میری فطرت کو تعصب سے پاک رکھا ہے۔ اور میں خوش اعتقادی کے وصف سے بھی عاری ہوں۔ میں محض اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ یہ کام محض احمدیہ جماعت لاہور کا ہے۔ غیر احمدیوں میں سے کوئی بھی اس کا اہل نہیں۔ اور اگر ہے۔ تو کالعدم کا حکم رکھتا ہے۔ قادیانی جماعت اخلاق فاضلہ سے معرا ہو چکی ہے۔ ان میں پیر پرستی کا مرض خطرناک طور پر بڑھ گیا ہے۔ اور مشکل یہ ہے کہ وہ مغرب میں اسلام نہیں بلکہ محمودیت پیش کرتے ہیں۔ میں احمدیہ جماعت لاہور کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالے نے تمہارے کندھوں پر ایک فرض ڈال دیا ہے۔ تمہیں ایک خاص کام کے لئے چن لیا ہے۔ اللہ تعالے کا کسی قوم کو کسی خاص کام کے لئے چن لینا اس قوم کی بڑی ہی سعادت کا موجب ہوا کرتا ہے۔ بحیثیت مرد ہونے کے ہمارا فرض ہے کہ جس کام کے لئے ہم کو چنا گیا ہے۔ جو فرض ہمارے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ اس کے پورا کرنے کے لئے ہر طرح کی ممکن کوشش عمل میں لائیں۔ میں سچ کہتا ہوں یورپ کو فتح کر لینا بہت آسان ہے۔ قرآن کی تیغی تلوار ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں اور کسی حربہ کی ضرورت نہیں۔ قدرتی طور پر لوگوں کی طبائع اس طرف آ رہی ہیں۔ کیا ہم کسی سے کہتے ہیں کہ مسلمان ہو جاؤ۔ کیا ہم کسی کو اکساتے ہیں۔ ہم تو اشد [illegible] نکڑا سا کام کبھی نہیں بھیجتے۔ جب تک کہ کوئی ہم سے ملنے اور وہ خود ہی اسلام کا اقرار نہ کر بیٹھے۔ [illegible] کھلے نشان نہیں کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔ اسلام دنیا کو فتح کرنے کو ہے۔ چند کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔

دنیا کی یہ فتح صرف قرآن اور محمد رسول اللہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ ضرورت ہے کہ اسلام کے حقائق قرآن کی تعلیمات احادیث۔ رسول اللہ صلعم کا اسوۂ حسنہ پر ایک کثیر لٹریچر پیدا کیا جائے۔ اس لٹریچر کے لئے اس قدر روپیہ کی ضرورت نہیں جس قدر آدمیوں کی۔ پس احمدیہ جماعت کا ایک بڑا فرض یہ ہے کہ اپنے میں سے ایک جماعت پیدا کرے جو اپنے آپکو اسلامی لٹریچر کے مطالعہ عمیق کی نذر کر دے۔ ضرورت ہے کہ ہم میں سے ماہران فن پیدا ہوں۔ یہ ظلم ہے کہ سب کام صرف ایک شخص کے سر پر ڈال دیئے جائیں۔ آپ میں سے کتنے ہیں جو فن حدیث کے ماہر ہیں۔ کتنے ہیں جو قرآن کے مفسر ہیں اور جنہوں نے جتنا لٹریچر مشرق اور مغرب میں قرآن پر شائع ہو چکا ہے۔ اس کا مطالعہ کیا ہو۔ کتنے ہیں جو اسلامی تاریخ اور اسلامی تمدن پر تحکم کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔ یہ سب کام آپکا یعنی احمدیہ جماعت کا ہے۔ مناظروں کا وقت گذر گیا۔ عمیق تفحص اور تجسس کا وقت ہے۔ یہ ایک ضروری کام ہے جسکی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا تھا۔ آپ لوگ اپنی ذمہ واریوں کو پہچانیں۔ بلاشبہ جو مالی قربانیاں اس چھوٹی سی جماعت نے کی ہیں۔ وہ آج دنیا بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ روپیہ دے کر آپ اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اسلام میں کوئی کفارہ نہیں۔ آپ روپیہ خرچ کر کے اپنے فرائض سے سبکدوشی حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ میں سے ہر ایک کو مجاہد اور مبلغ ہونا چاہیئے۔ آپ کا فرض ہے کہ اسلام میں احیاء علوم کریں۔ ایک بےنظیر اسلامی لٹریچر پیدا کریں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ حضرت صاحب کے کلام کو ہی اچھی طرح سے سمجھ کر یورپ کا جامہ پہنا دیں۔ تو ایک دنیا کو زیر کر سکتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ جماعت میں سلطان القلم پیدا ہوں۔ جو اسلام پر حقائق کا دریا بہا دیں۔ کاش اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کے نوجوانوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دے دوستو۔ میں نے جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ دیا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور اس ایک ضروری کام کے سرانجام کی توفیق دے۔

(خاکسار فضل کریم خان)

چند سوالات مع جوابات

سوال ۱۔ عیسےٰ علیہ السلام کا کام مردہ زندہ کرنے کا تھا تو یہ فرمایئے کہ مرزا صاحب نے کتنے مردے اور کہاں زندہ کئے۔

دوسرے۔ یہ کہ کرشن سے تو ان میں صفت کرشن بھی ضرور ہوگی کرشن کا کام ناچنے گانے کا تھا۔

تیسرے۔ اگر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں تو کس حکم سے پڑھتے ہیں۔

چوتھے۔ مشکوٰۃ باب الامامۃ میں لکھا ہے الصلوٰۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برًا وفاجرًا وان عمل الکبائر تو آپ لوگ دوسرے مسلمانوں کے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھتے۔

پانچویں لولاک لما خلقت الافلاک مرزا صاحب نے اپنا الہام بتایا ہے حالانکہ یہ حضرت نبی کریم کے لئے ہی ہو سکتا ہے نہ کسی اور کے لئے

چھٹے چکڑالوی کہتے ہیں کہ انسان کی اطاعت شرک ہے سوا سے رسول کی اطاعت ضروری نہیں قرآن کریم میں رسول سے مراد قرآن ہے کوئی انسان نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب

پہلی بات کا جواب یہ ہے۔ کہ آپ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لیں مرزا صاحب نے بہت مردہ زندہ کئے آپ موت کے معنے نہیں جانتے جو حیات انبیاء اور اولیاء

نظم متعلق قرآن جو بارہویں جلسہ سالانہ میں پڑھی گئی

(از ڈاکٹر غلام نبی صاحب)

صد ہزاراں حمد ہے اس کبریا کے واسطے ‏ جس نے دین اسلام کا بھیجا ہمارے واسطے
ہو دُرود اس سیّد شاہ ہُدا کے واسطے ‏ معجزہ قرآن ہے جس کا ہمارے واسطے

آنکھ جس کو ڈھونڈتی تھی ہے یہ وہ یکتا گہر
کردیا جس نے اُجالا ہے یہ وہ رشک قمر

بہر حفظ دین قیم ہر زمانے کے لئے ‏ بھیجے ہیں حق نے مجدد راہ دکھلانے کیلئے
غفلتوں کی نیند سے ہم کو جگانے کیلئے ‏ دین کو قصے کہانی سے بچانے کے لئے

معجزہ قرآن کا قایم رہے گا تا ابد
دین یہ اسلام کا دایم رہے گا تا ابد

دین سید عاہر مجدد ہم کو بتلاتا رہا ‏ وہ معانی علم قرآن کے بھی سمجھاتا رہا
استعاروں کے مطالب کھول جتلاتا رہا ‏ بعد اس کے دوسرا پھر وقت پہ آتا رہا

سلسلہ جاری رہے گا تا قیامت اسطرح
کیونکہ ہے باری تعالیٰ کی یہی سنت اسطرح

حضرت مرزا حبیب خالقِ ارض و سما ‏ حق نے بھیجے تھے مجددِ شبہ و بد ملا
آکے دنیا میں کیا وہ کام دین پاک کا ‏ سیدھا رستہ ہم کو دکھلایا بحکم کبریا

ہو سلام ان پہ خدایا مصطفٰے کیواسطے
سیّد کونین شاہ انبیا کے واسطے

ان کے ہر خادم کو حق نے شمع نورانی دیا ‏ مولوی صاحب کو علم و کشف قرآنی دیا
حضرت خواجہ کو فضل خاص روحانی دیا ‏ چشمہ تبلیغ دین و نور سبحانی دیا

منبع علم و ہدایت ہیں وہ عالم کیلئے
مشرق نور رسالت ہیں وہ عالم کیلئے

جلسہ پر بعض احباب کی گمشدہ چیزیں :- چوہدری غلام باری صاحب گورنمنٹ ہائی سکول کہروڑپکا ضلع ملتان فرا
کہ ہمارا ایک مفلر وہاں جلسہ میں گم ہوگیا ہے جسکا رنگ ڈارک براؤن تھا اور وہ جمعہ کے روز یہاں پڑا رہ گیا تھا اگر کسی صاحب کو ملا ہو تو براہ مہربانی
پتہ انکو اطلاع دی جائے۔ پبلک بورڈنگ ہوس کے کمرے جسمیں جالندھر کی جماعت قیام پذیر تھی اسمیں سے ایک حمائل شریف دستیاب ہوئی ہے۔ اگر کسی کی ہے تاکہ انکو بھیجی جائے۔

کو حاصل ہوئی۔ لغات عربی میں موت کے معنے ملاحظہ فرمائیں۔ اور خود قرآن کریم میں خود فرماویں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس اور تیسرے پارہ رکوع ۱۷ کی آیت کریمہ الحالذی یحیی ویمیت پر بھی غور فرماویں۔ اور آیت یاایھا الذین آمنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الخ رکوع ۱۶۔

دوسری بات کے جواب میں کہ مرزا صاحب کرشن تھے کرشن کا کام ناچنے گانے کا ہی کرتے ہونگے۔ کیا سری کرشن کے متعلق آپ کو الہام ہوا کہ وہ ناچتے تھے۔ ہاں بائیبل میں حضرت داؤد کی نسبت بھی ناچنا لکھا ہے تو کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بحکم فبھداھم اقتدہ ان کے تابع تھے آپ کے نزدیک کیا ناچنے کے بھی مکلف تھے۔

تیسری بات کا جواب یہ ہے۔ کہ ہم تو ہاتھ باندھ کر ہی نماز پڑھتے ہیں اس کے متعلق حدیث موسیٰ جو قرآن پاک میں یوں آئی ہے واضمم یدک الیٰ جناحک من الرھب بس ہم اسی کو خدا کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں اور ہاتھ باندھکر ہی نماز پڑھتے ہیں۔

چوتھی بات کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ روایت مکحول نے ابوہریرہ سے کی ہے کسی دنیا کی کتاب میں مکحول کی روایت سماع ابوہریرہ سے جب تک ثابت نہ ہو یہ حدیث قابل استدلال نہیں۔

پانچویں بات کا جواب۔ میں حضرت مسیح موعود کے کلام سے ہی دیتا ہوں۔ دیکھو ڈائری ۵ مئی ۱۹۰۶ء مندرجہ بالا ۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء الہام الٰہی لولاک لما خلقت الافلاک کا تذکرہ تھا فرمایا اللہ تعالیٰ کی کمال رضاجوئی کی حالت میں یہ طبقہ خدمت گذاروں کا لولاک کا حکم رکھتا ہے اور یہ بات صاف ہے کہ اگر یہ طبقہ لولاک کا نہ ہو تو افلاک کی خلقت عبث فضول ٹھیرتی ہے افلاک کا بنانا محض اس طبقہ لولاک کی خاطر ہے فرمایا یہ دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھا لیکن ظلی طور پر ہم پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

چھٹی بات کا جواب یہ ہے۔ اگر بقول چکڑالوی صاحبان اطاعت انسان رسول شرک تھی تو قرآن پاک میں حضرت نوح کا قول کیوں آگیا کہ حضرت نوح فرماتے ہیں واطیعون اور محمد رسول اللہ کیا قرآن میں نہیں ہے اگر قرآن میں رسول سے مراد قرآن ہے کوئی انسان نہیں تو پھر محمد رسول اللہ جو قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس کے پھر کیا معنے ہونگے۔

(ایڈیٹر)

ایک توبہ نامہ

جناب مولانا و مرشدنا حضرت امیر صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ باعجز و انکسار ملتمس ہوں کہ احقر بباعث چند شکوک متعلقہ دعاوی حضرت مسیح موعود کہ پیدا ہوجانے کے اپنے سابقہ اعتقاد احمدیت سے منحرف ہونے کا بذریعہ اخبار سیاست وغیرہ اعلان کرچکا تھا لیکن بعد از اعلان احقر کے وہ تمام شکوک رفع ہوگئے اپنی اس جلد بازی اور تندمزاجی پر سخت خائف و نادم ہوا اور خلوص دل سے رجوع بہ توبہ ہوا براہ شفقت احقر کی اس گستاخی ناقابل تلافی پہ از راہ عنایت بندگان چشم پوشی فرماکر از سرنو سلسلہ بیعت احمدیت میں داخل فرماکر بذریعہ اخبار پیغام صلح اعلان فرماکر مشکور و ممنون فرمایا جاوے۔ تاکہ اس بیچین روح کے لئے باعث تسکین ہو نیز احقر کے حق میں بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی جاوے تاکہ احقر بنصرت الٰہی ان ٹھوکروں کا مقابلہ کرسکے اور انجام بخیر ہو۔ اگر آیندہ کبھی دعاوی مسیح موعود پر شکوک پیدا بھی ہوئے تو احقر اپنی کم علمی کا نتیجہ سمجھیگا۔ ورنہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات پر اعتراضات کرنے کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں بلکہ ایسے ایسے اعتراضات کا پیدا ہونا ... کا سبب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

تار کا پتہ مسلمان لاہور

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

ہفتہ میں دو بار یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ ... ششماہی ...

جلد ۱۴ | المسیح مدینۃ الاہور | یوم چہارشنبہ مطابق ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۶ جنوری ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۲ و ۳

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق معیار صدق

ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو ان تمام ذرائع سے صادق مانا ہے جن ذرائع سے ہم نے تمام راستبازوں کو بحمد اللہ راستباز مانا ہے لوگ بھی جس ذریعہ سے کسی کو صادق مانتے ہیں اُسی ذریعہ سے تحقیق کریں نیز توبہ استغفار درود الحمد شریف کی کثرت کریں اور صدقہ اور خیرات کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ الٰہی اس حق کو ہم پر ظاہر فرما۔ جو اس ہمارے زمانہ میں یہ آواز ہمارے کانوں تک پہنچی ہے کہ ایک مسیح موعود اور مہدی آخرالزماں ہونے کا مدعی ہے۔

ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس معیار پر بھی صادق مانا ہے کہ تمام عقائد سلف میں ہم نے اُن کو مطابق پایا ہے کوئی نیا اصل اسلام میں حضرت مسیح موعودؑ نے اضافہ نہیں کیا۔ پھر خدمت اسلام بھی وہ کی ہے کہ مخالفین اسلام آریہ برہمو نصاریٰ نیچریوں اور سکھ قوم کو قطعاً ساکت کر دیا ہے۔ اور کوئی شخص اگر انہی اسلحہ سے کام لے تو ان لوگوں کے آگے یقیناً کامیاب ہوگا۔ پھر مسلمانوں میں ایک جماعت بنائی جو لڑکیوں کے ورثے دینی اور حق اللہ اور حق العباد کے خیال میں گونہ ممتاز ہے۔ اور ترقی کر رہی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود الہام کے مدعی ہیں اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جھوٹے مدعی الہام سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ قرآن کریم میں ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسکو ۳۳ سال سے برابر الہام ہوتے رہے ہوں۔ اور جسکے الہاموں کو خدا تعالےٰ نے زبردست نشانوں سے ثابت کر دیا ہے وہ اپنے الہام کے دعوے میں نعوذ باللہ جھوٹا ہو۔

پھر حضرت مسیح موعود نے تمام قوم کی قوم میں جو اسوقت جہالت و فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور محض رسمی اور اسمی مسلمان رہ گئی تھی سچائی اور پاکیزگی کی وہ روح پھونکی کہ ان کی کایا ہی پلٹ دی۔ اور اسلام کا سچا عشق اور درد ان کے دلوں میں پیدا کر دیا۔ پھر آثار میں جو نشان مسیح موعود کی آمد اور ظہور کے متعلق بیان ہوئے تھے وہ سب اسی زمانہ میں پورے

لوگ جھوٹ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خاتم النبیین کی ختم رسالت کو توڑ کر نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے یہ بات بالکل غلط ہے آپ کا الہامی شعر اپنے دعوے کے متعلق یہ ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ... ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ہی آکر یہ بتایا کہ ختم رسالت ہو چکی۔ اور اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے لوگوں نے آپکے دعوے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ یا دیدہ دانستہ لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں

وعظ و نصائح از حضرت مسیح موعودؑ

غربا سے حسن سلوک کرنا چاہیئے

"نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے اُن پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں۔ اُن کی خبرگیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غربا کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے۔ بلکہ اُن کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالےٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکرگذاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں۔ اور خدا داد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غربا کو نہ کچل ڈالیں۔

خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے۔ امیری ایک زہر کھانا ہے۔ اس کے اثر سے وہی بچ سکتا ہے۔ جو شفقت علیٰ خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے۔ لیکن اگر وہ اس کی شیخی اور گھمنڈ میں آتا ہے۔ تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور کنواں بھی ہو لیکن کمزور ہو اور غریب ہو۔ اور پاس ایک متمول انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اس کو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہیگی۔ اس نیکی سے محروم رہ جائیگا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا یہی کہ نیکی سے محروم رہا۔ اور خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے آیا پھر اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ یہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہیں کہ اس نے زہر کھائی ہے۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دیگی۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غربا کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے انہیں امیروں کی امیری اور تمول پر رشک نہیں کرنا چاہیئے اسلئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے۔ جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم۔ تکبر۔ خود پسندی۔ دوسروں کو ایذا پہنچانے۔ اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جائیگا۔ کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اُسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے۔ تو سب سے پہلے اسکی جماعت میں غربا داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ان میں تکبر نہیں ہوتا۔ دولتمندوں کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اس کے خادم ہو گئے۔ تو لوگ کہیں گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلاں شخص کا مرید ہو گیا ہے۔ اور اگر ہو بھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ اِلاماشاءاللہ۔ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہیں کریگا۔ مگر یہ عار کریگا۔

ہاں اگر خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے اور دولتمند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نہ کرے۔ اور اس کو بندگان خدا کی خدمت میں صرف کرنے اور ان کی ہمدردی میں لگانے کے لئے موقع پائے اور اپنا فرض سمجھے۔ تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے۔ کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اُٹھانا چاہیئے۔

میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہانتک ہو سکے اسکی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اس کو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اس پر لگاتے افترا کرتے اور اس کی غیبت کرتے۔ اور دوسروں کو اس کے برخلاف اُکساتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کسقدر بُرائیوں اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بدیاں جب اپنے بچے دینگی تو کہانتک نوبت پہنچیگی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اور تم خدا کے ہو جاؤ۔ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادم بنا سکتا ہے لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں اسکی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہوگا۔ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے۔ لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا طریق ہو۔ خدا تعالےٰ کا منشا یہی ہے کہ ذاتی اعدا کوئی نہ ہوں خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے۔ جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اُسکے رسول کی عزت کیلئے الگ امر ہے یعنی جو شخص خدا اور اُسکے رسولوں کی عزت نہیں کرتا بلکہ اُنکا دشمن ہے اُسے تم اپنا دشمن سمجھو لیکن اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تم اس پر افترا کرو اور بلاوجہ اسکو دکھ دینے کے منصوبے کرو نہیں بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ اور خدا تعالےٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اسکی اصلاح کے لئے دعا کرو اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اسکے ساتھ شروع نہ کرو۔ یہ امور ہیں جو تزکیہ نفس سے متعلق ہیں"۔

(حضرت مسیح موعودؑ) الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ / ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ نمبر ۱

نبوت مکتسبہ ہے یا موہبہ؟

اس مسئلہ کی تفصیلی بحث بہت طویل ہے کہ اگر اس پر مفصل لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ گو ہم نے خاص ایک ایسی تالیف کی بنا ڈالدی ہے مگر ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ بطور مقدمہ کچھ خیالات کا اظہار کیا جائے۔

پہلے ہم اس مسئلہ کے متعلق مولانا شبلی کے علم الکلام کو لیتے ہیں۔ اور یہ ہمارے خیال میں اسی فرقہ نیچریہ یا فلاسفہ ہی کا خیال ہے کہ نبوت مکتسبہ ہے اور کسی اسلامی فرقہ کا یہ خیال نہیں اور اسی خیال کو اہل قادیان نے بھی انہیں سے لیا ہے اسلئے پہلے ہم مولانا شبلی صاحب کے علم الکلام پر بحث کرتے ہیں اسی ضمن میں اہل قادیان کے اس خیال کا ذکر آجائے گا۔ اور ہمیں امید ہے کہ حضرات علماء ہمارے اس بیان پر ضرور توجہ فرماوینگے مولانا شبلی لکھتے ہیں:۔

”ترقی کا سلسلہ خود انسان کی نوع میں قائم ہے یہانتک کہ قوائے عقلیہ ذہن و ذکا صفائی باطنی اور پاکیزہ خوئی میں ترقی کرتے کرتے انسان ملکوتیت کی حد تک پہنچ جاتا ہے یہی مرتبہ ہے جس کو ہم نبوت اور رسالت سے تعبیر کرتے ہیں“۔ علم الکلام صفحہ ۴۴۔

شبلی صاحب نے اس بحث کو متفرق مقامات پر لکھا ہے لیکن یہ مسئلہ کہ نبوت مکتسبہ ہے یا موہبہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اسلام اور مخالفین کا پہلا اختلاف اسی سے شروع ہوتا ہے اور دونوں کے درمیان حد فاصل اسی مسئلہ سے قائم ہو جاتی ہے ہم اس جگہ صرف قرآن پاک سے ہی بحث کرینگے

اسلام کا یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ پیغمبری صفتیں کسبی نہیں ہوتیں اور جس کو فن کلام کی اصطلاح میں نبوت مکتسبہ کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ترقی کرتے کرتے صفت ملکیہ کی حد کو پہنچ جاتا ہے اور جو لوگ یہ مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں انہیں پیغمبر یا نبی کہتے ہیں۔

یہ عقیدہ شبلی صاحب کا ہو یا کسی اور کا مگر ایسا غلط ہے کہ قرآن پاک میں بالکل اس کے لئے کوئی سند نہیں ہے بلکہ اس عقیدہ کو تسلیم کرنے سے اسلام کے ایک مسلمۃ الآراء اصول کی تغلیط لازم آتی ہے دنیائے اسلام میں بڑے بڑے عالم متبحر اور ائمہ بزرگوار ہوئے ہیں ان سب نے بلا اختلاف تسلیم کیا ہے کہ نبوت مکتسبہ نہیں ہوتی یعنی اس کو انسان ترقی کے ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتے جیسے خلوت میں بیٹھ جانے عبادتیں کرنے مال حلال کھانے یا مراقبہ وغیرہ کرنے سے یہ چیز یعنی نبوت انسان کو حاصل نہیں ہو سکتی جیساکہ فلاسفہ یا نیچریوں یا انکے متبعین نے گمان کیا ہے تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبوت ایک خصیصہ ہے جو صرف خدا کی طرف سے بطور موہبت کے ملتی ہے نہ بطور مزدوری کے یعنی انسان اسکو کسی طریقہ یا کسی ذریعہ سے کسب حاصل نہیں کر سکتا اور وہ اختصاص یہ تھا ہے۔۔۔ کہ خدا خود جسکو چاہے اپنی مرضی سے چن لیتا ہے اور اس کو اپنی طرف سے وحی بھیجتا ہے۔ اور اس کو عمل احکام کا امر دیا جاتا ہے اور وہ اس وحی کی تبلیغ پر مامور ہوتا ہے اور وہ خود بھی صرف اسی وحی کی اتباع کرتا ہے جو اس پر منجانب اللہ ہوتی ہے اور لوگوں سے بھی صرف اسی منزل من اللہ وحی کی جو اس پر ہوتی ہے اتباع کراتا ہے۔ فلاسفہ یا نیچریوں وغیرہ کا یہ مذہب کہ نبوت ترقی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے یعنی جب انسان صفائے قلب حاصل کرتے اور ریاضتوں کے ذریعہ اس کے دل میں تجلی پیدا ہو جاتے اخلاق ذمیمہ سے دور ہو اور خصائل حمیدہ وہ اپنی ذات میں پیدا کرے تو اس کے معاوضہ یا بدلہ یا مزدوری میں اس کو نبوت ملتی ہے بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں اور اہل فلسفہ کے درمیان جو بہت بڑا اختلاف ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان کہتے ہیں کہ نبوت مکتسبہ نہیں اور وہ کہتے ہیں نبوت مکتسبہ ہے غرض ترقی کرتے کرتے انسان کا نبوت کے مرتبہ یا نبوت کی حد کو پہنچ جانا فلسفہ کا سب سے بڑا بھاری مسئلہ ہے۔

مگر ائمہ کرام راسخین فی العلم اور اولیاء اللہ میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ نبوت اکتساب سے حاصل ہوجاتی ہے بلکہ یہ زعم ملاحدہ اہل فلسفہ کا ہی ہے جس کی وجہ سے وہ اصول اسلام سے مخالف ہوگئے ہیں افسوس ہے کہ مولانا شبلی صاحب نے بھی اہل فلسفہ کے ہی مذہب کی تقلید کی ہے اور لکھدیا ہے کہ نبوت مکتسبہ ہے حالانکہ یہی وہ عقیدہ ہے جسکی نفی سے اصول اسلام کی نفی لازم آتی ہے۔ افسوس ہے کہ شبلی صاحب اتنے بڑے عالم ہوکر ایسی راہ پر چلے ہیں جو تمام مسلمانوں سے ہی الگ نہیں بلکہ قرآن پاک کی بتائی ہوئی راہ سے بھی الگ ہے۔ ہم یہاں شبلی صاحب کے ہی اقوال کو قولہ اور اقول کے رنگ میں اور ذرا تفصیل سے لکھتے ہیں۔

قولہ چونکہ نقصان و کمال دونوں کی انتہائی حدیں ہیں اس لئے ضرور ہے کہ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی شخص ایسا پایا جائے جو منتہائی کمال کے درجہ تک پہنچا ہو اب جس شخص میں یہ دونوں قوتیں کامل درجہ پر پائی جائیں اور دوسروں کو بھی کمال کے درجہ تک پہنچا سکتا ہو وہی نبی اور پیغمبر ہے

اقول۔ جو کچھ شبلی صاحب نے لکھا ہے یہ بھی صحیح نہیں نہ کوئی شخص ہر زمانہ میں ایسا پایا جاتا ہے جو منتہائی کمال کے درجہ تک یعنی نبوت تک پہنچا ہوا ہو اور نہ رسول کریم کے بعد یہ دونوں قوتیں ایسے کامل درجہ پر کسی میں پائی گئی ہیں کہ وہ خود بھی منتہائی کمال کے درجہ تک پہنچا ہو اور دوسروں کو بھی کمال کے درجہ تک پہنچا سکا ہو۔ اسی سے اس بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے کہ رسالت مکتسبہ ہے یا خدا کی طرف سے عطا کی ہوئی نعمت ہے۔

نبوت نعمت عظیم الشان اعلیٰ اور عطیہ خداوندی ہے جو نہ کوششوں سے اکتساب کی جا سکتی ہے اور نہ کسب سے حاصل ہو سکتی ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ خود اس بات پر دلیل ظاہر اور بین ہے کہ نبوت مکتسبہ نہیں ہے بلکہ محض موہبت ہے۔ قرآن پاک میں کئی جگہ اس موہبت کا ذکر ہے۔ چنانچہ قرآن میں وارد ہے وکذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی اور اسی طرح ہم نے وحی بھیجی تیری طرف اپنے حکم سے اپنی روح کو یعنی اپنی کلام کو ورنہ تو تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا چیز ہے یہ آیت صاف اور بین دلیل اس بات پر ہے کہ نبوت مکتسبہ نہیں ہوتی۔ اور آیۃ کریمہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ تو نہ کتاب کا عالم تھا اور نہ ایمان کی خبر تھی یہ رسالت جو تجھ کو دیگئی ہے یہ ایسی چیز ہے جو تیری کسی محنت یا ریاضت کا معاوضہ نہیں ہے یہ صرف ہماری اسی طرح کی بخشش اور موہبت اور عطا ہے جو ہم پہلے بھی کرتے آئے ہیں۔ اور یہ صرف اس وحی کے ذریعے تجھکو عطا ہوئی ہے جو ہم نے تیری طرف بھیجی ہے اور یہ وحی میری روح یعنی کلام قرآن مجید ہے ہم نہیں جانتے کہ اس سے زیادہ صاف اور واضح دلیل اور کیا اس بات پر ہو سکتی ہے کہ نبوت صرف اور محض خدا کی ایک موہبت ہے اکتساب کا اس میں ایک ذرہ دخل بھی نہیں ہے۔

اگر نبوت کا درجہ اکتسابی ہو اور انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام کو پہنچ سکتا ہو جیساکہ مولانا شبلی صاحب یا ہمارے اہل قادیان بزرگوار فرماتے ہیں۔ تو اس سے یہ خرابی لازم آئیگی کہ ایک تو انبیاء علیہم السلام معصوم ثابت نہیں ہونگے کیونکہ ترقی کے جد و جہد کے زمانہ میں ان سے غلطیاں اور خدا کی نافرمانیاں سرزد ہو جانا یا شرک میں مبتلا ہو جانا ممکن ہیں اور پھر وہ خطاکار بھی کہلائینگے اور دوسری خرابی یہ ہوگی کہ نبوت اور کتب سماویہ کا سلسلہ نامتناہی ہو جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتم النبیین کا لفظ قرآن پاک میں آجانا عبث اور بے فائدہ ٹھیر جائیگا۔ خدا تعالےٰ کا قرآن پاک میں آنحضرت صلعم کی نسبت خاتم النبیین فرمانے سے اگر یہ منشا نہیں کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے اور یہ دروازہ بالکل بند ہوگیا ہے تو پھر اور کوئی منشاء قرآن سے نکالنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین کہنے کی خداوند کریم کو ضرورت کیا پیش آگئی تھی۔

تمام امت نبی کے یہی معنے کرتی چلی آئی ہے کہ نبی وہ شخص ہوتا ہے کہ اس کے پاس جبرائیل فرشتہ اللہ تعالےٰ کے پاس سے وحی لائے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط اسی وحی اور شریعت پر بذات خود پابند ہو اور اس شریعت کے موافق خدا تعالےٰ کی عبادت کیا کرے اور تمام حکم جو اس وحی میں آئے ہیں بجا لایا کرے اور اس شریعت پر دوسروں کو بھی چلانے کا اسے حکم ہو۔ اور جبرائیل فرشتہ کا آنا دو طرح پر ہوتا ہے یا تو وہ پیغمبر کے دل پر وحی اُتارتا ہے اور کبھی اپنی اصلی صورت میں آکر تواضع سے پر القا کرتا ہے اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعاً بند ہوچکا ہے۔ اب کسی کو یہ بات میسر نہیں آسکتی۔ لیکن فلاسفہ یا نیچریوں یا اہل قادیان کے اس قول سے کہ نبوت اکتساب سے حاصل ہو سکتی ہے یہ بات لازم آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت والے اور صاحب کتاب انبیاء کا پیدا ہونا ممکن ہے اور اس سے قرآن کریم مجید مبین کی تکذیب ضروری ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین فرمایا ہے اور حضور سرور عالم کو کافۃ للناس کے لئے رسول کرکے بھیجا ہے۔

غرض اس تمام تشریح سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا سلسلہ من کل الوجوہ بند ہو چکا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن تاقیامت ہے اور قرآن پاک خاتم الکتب۔ رخاتم الشرائع اور خاتم الادیان ہے۔ اگر شبلی صاحب یا کسی نیچری یا اہل قادیان کا یہ عقیدہ تسلیم کرلیا جائے کہ انسان ترقی کرتے کرتے جب صفات ملکوتیہ کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو وہ نبی یا رسول ہو جاتا ہے تو یہ سلسلہ کتب سماویہ و شرائع کا کبھی بند نہیں ہو سکیگا جس سے صاف ثابت ہو رہا ہے اور اظہر من الشمس طور پر ثابت ہے کہ جو شخص بھی آنحضرت کے بعد نبوت کا سلسلہ مانتا ہے وہ رسول کریم کے خاتم النبیین ہونے سے انکاری ہے اور اس بات کا قائل نہیں ہے کہ رسول کریم خاتم النبیین ہیں۔

گو ہمارے اہل قادیان جانی منہ سے کہتے ہیں کہ نبوت تشریع و رسالت منقطع شدہ است و ہیچ نبی تشریع بعد او صلی اللہ وسلم نیست۔ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ شریعت کے سوا نبوت ہوتی کیا ہے اور غیر تشریعی نبوت کا مطلب کیا ہوتا ہے کیا غیر تشریعی نبوت اس لئے ہونی چاہیئے کہ وہ تشریعی نبوت کو آکر ایک زائد چیز بنائے اور صرف نبوت کو منواکر تمام تکالیف شرعیہ سے انسان کو آزاد کردے۔

ہم اختصار کی نظر سے اس بحث کو یہانتک کافی سمجھتے ہیں کیونکہ مندرجہ بالا تقریر سے یہ بات اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ پیغمبری صرف ایک خداداد مرتبہ ہے جو نہ ریاضتوں سے حاصل ہوتا ہے اور نہ محنت شاقہ سے کیونکہ انسان کی ساری کوششیں محدود ہیں اور وہ صرف اپنی عقل و فکر کے زور پر ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جو اس کو نبوت کا مرتبہ یا منصب دلا سکے اور ایسے عقیدہ سے بڑی بڑی خرابیاں لازم آتی ہیں جن کا بیان ہم نے اوپر کردیا ہے۔

معذرت

کاتب کی بیماری کے باعث ۷ جنوری کے پیغام صلح کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر واقع ہوگئی اسلئے آج کا پرچہ ڈبل شائع ہوتا ہے امید ہے قارئین کرام اسکو ہماری مجبوری پر محمول کرینگے۔ منیجر

سیرۃ المہدی پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

"سیرۃ المہدی" ایک کتاب ہے جو مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی تصنیف ہے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ و مہدی مسعود علیہ السلام کی سیرۃ پر لکھی گئی ہے میرے ایک مکرم دوست کی تحریک پر مجھے اس کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ شوق سے دیکھا اور افسوس پر ختم کیا۔ حضرت مہدی معہود کی زندگی کے حالات پڑھکر اُن کے غلاموں کا دل خوش ہونا لازمی بات ہے۔ مگر افسوس اس بات پر ہوا کہ اس میں بعض روایات ایسی کمزور اور غیر معقول آگئی ہیں کہ وہ سفید چادر پر سیاہ داغوں کی طرح نظر آتی ہیں جن میں سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے آگے چلکر بتلاؤنگا۔ علاوہ ازیں کچھ خاص باتیں اس سیرۃ میں ایسی نظر آئیں جو مصنف کے علم کی شان سے گری ہوئی ہیں بلکہ تصنیف کو بھی ایک تماشہ اور کھیل کی حیثیت دیدیتی ہیں۔ ان میں سے کچھ عرض خدمت کرتا ہوں:۔

(۱) سب سے پہلے یہ کہ یہ کتاب سیرۃ کہلانے کے لائق ہی نہیں۔ زیادہ تر یہ ایک مجموعہ روایات ہے۔ جن میں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسی روایات کی بھی کمی نہیں جن کا سیرۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) مصنف صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں نے صرف اس میں روایات جمع کی ہیں اور "ترتیب اور استنباط اور استدلال کا کام بعد میں ہوتا رہے گا" مگر اسی کتاب میں صفحوں کے صفحے مختلف کتابوں مثلاً براہین احمدیہ سیرۃ مسیح موعود مصنفہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم۔ پنجاب چیفس اور مختلف اخبارات سے نقل کئے ہیں اور مختلف مسائل پر خوب "استنباط" اور "استدلال" سے کام لیا ہے۔ مثلاً پیشگوئیوں پر اور محمدی بیگم والی پیشگوئی پر خوب سیر کن بحث کی ہے۔ صحابہ کرام کی شان کو جو نظر آتی ہے کم کرنے کی بھی کچھ کم کوشش نہیں کی گئی ہے۔ ایک طرف یہ سب بحثیں دیکھو اور دوسری طرف اس کتاب کے متعلق اس بیان کو دیکھو کہ استدلال کا وقت بعد میں آئے گا۔ تو حیرت ہو جاتی ہے۔ روایات کے جمع کرنے میں ترتیب اور استدلال ضروری نہیں ٹھیرتے۔ مگر جہاں بحث کرنے کو کسی وجہ سے دل چاہنے لگتا ہے۔ وہاں استدلال وغیرہ سب کچھ کر لیا جاتا ہے۔

(۳) روایات کے جمع کرنے میں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اُتاری ہے یہاں تک کہ اُردو تحریر میں اُردو کے صرف نحو کو نظر انداز کر کے عربی صرف نحو کے مطابق طرز بیان اختیار کیا ہے۔ مثلاً بجائے یوں لکھنے کے کہ "مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن مصری نے بیان کیا" مصنف صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن مصری نے" عربی کی طرح فعل پہلے اور فاعل پیچھے۔ یہاں تک کہ تمہید میں بھی عبارت کی یہی طرز آگئی ہے فرماتے ہیں "خاکسار مرزا بشیر احمد ...... نے ارادہ کیا ہے واللہ الموفق کہ جمع کرے ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی صحبت نہیں اُٹھائی ...... آپ کے کلمات و حالات و سوانح اور دیگر مفید باتیں۔ متعلق آپ کی سیرۃ اور خلق و عادات وغیرہ کے پس شروع کرتا ہوں میں اس کام کو آج ...... اس حال میں کہ میں ...... بیت الدعا میں بیٹھا ہوں"۔ مذکورہ بالا عبارت اپنی طرز تحریر کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ کسی عربی عبارت کا لفظی ترجمہ ہے۔ یا کوئی عربی عبارت ہے جو اُردو کے لباس میں بھیس بدل کر آن کھڑی ہوئی ہے یہی طرز ہر روایت کے شروع میں تمام کتاب میں چلتی ہے۔ "بیان کیا مجھ سے" "بیان کیا ہم سے"۔ مگر جہاں راوی خود مصنف صاحب ہوتے ہیں وہاں عربی چولا اُتر جاتا ہے وہاں روایت یوں شروع ہوتی ہے کہ "خاکسار عرض کرتا ہے"۔ ہونا تو یوں چاہیئے تھا کہ "عرض کرتا ہے خاکسار"۔ پھر تعلق احادیث رسول اللہ صلعم کی نقل اُتارنے کی کوشش میں اُردو کی طرز تحریر کو بدلکر عربی بنایا گیا ہے۔

(۴) مگر ایک طرف تو احادیث کی نقل اُتارنے کی یہ کوشش کہ اُردو طرز تحریر کو عربی بنایا گیا۔ دوسری طرف روایت کو لینے میں یہ غفلت کہ نہ راویوں کے صادق اور کاذب ہونے کا دنیا کو کوئی علم ہے۔ نہ ان کی فقاہت اور حافظہ پر کوئی نظر ہے نہ ان کی روایت میں یہ غور کیا گیا کہ روایت کا بیان کرنے والا اُس وقت وہاں موجود بھی تھا یا نہیں۔ اگر نہیں تھا تو اس نے کسی راوی سے سُنا۔ جہاں راوی "خاکسار" ہوتا ہے یعنی مصنف صاحب خود ہوتے ہیں وہاں اپنی پیدائش سے بڑا بہت پہلے کے حالات بلا تامل بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ کچھ علم نہیں کہ مصنف صاحب نے کہاں سے سُنے بس کافی ہے کہ مصنف صاحب خود اس کے راوی ہیں مگر دوسرے راویوں میں بھی آپ اسی بے پرواہی سے کام لیتے میں کچھ مضائقہ نہیں کرتے ایسی متعدد مثالیں کتاب میں موجود ہیں کہ ایک راوی صاحب تشریف لے آتے ہیں اور وہ پرانے زمانے کے حالات بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ پڑھنے والے کو پتہ نہیں لگتا کہ راوی خود موجود تھا یا کسی سے سنے ہوئے حالات بیان کر رہا ہے۔ مثلاً روایت ۱۳۵ جہاں ایک سمرائزر نے شیر کو اپنے اوپر حملہ کرتے ہوئے دیکھا اور وہ بھاگ گیا اب معلوم نہیں راوی میاں محمود احمد صاحب خود اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور اُسے بھاگتے خود دیکھا تھا یا کسی سے سنا ہے اور شیر کا واقعہ جو اس نے اپنے ہم جلیسوں میں بیان کیا ہوگا تو اس کی خبر میاں صاحب کو کس ذریعہ سے پہنچی۔ علیٰ ہذا القیاس ایسی متعدد روایتیں ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلعم کی دوبارہ بعثت کو حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت میں ثابت کرنے کے لئے یہ اہتمام تو کیا گیا کہ موجودہ تحریر و تصنیف کے زمانہ میں روایت احادیث کی نقل اُتاری گئی مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کھیل میں سخت ناکامی ہوئی۔ محدثین کی تنقید اور باریک بینیوں کو اگر قطع نظر بھی کر دیا جائے تو بھی خود روایت کے جمع کرنے میں نہایت بھونڈا پن اختیار کیا گیا ہے۔ اور نہایت بے پرواہی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے۔ نہ جمع کرنے کی کوئی ترتیب ہے نہ راویوں کی دیکھ بھال ہے۔ کہیں روایت ہے تو کہیں فلسفیانہ بحث ہے۔ کہیں کتابوں کی نقل ہے غرض عجب طریقہ کا ایک گڑبڑ مجموعہ ہے۔ اگر اُن سے یہ کام اس باریک بینی اور تحقیق کے ساتھ نہیں ہو سکتا تھا جو محدثین کا شعار تھا تو خواہ مخواہ نقل اُتارنے کی کیا ضرورت تھی مفت میں اپنا مذاق اُڑوایا۔

(۵) یہیں تک بس نہیں۔ بلکہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سیڑھی اور آگے چڑھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی ہر ایک روایت کو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے شروع کیا ہے۔ پڑھنے والے کو سمجھ نہیں آتا کہ یہ موجودہ زمانہ کے راویوں کی کوئی روایت شروع ہو رہی ہے یا قرآن کی سورت شروع ہو رہی ہے۔ خاصہ پارہ عم نظر آتا ہے۔ گویا جا بجا سورتیں شروع ہو رہی ہیں۔ حدیث کی نقل ہوتے ہوتے قرآن کی نقل بھی ہونے لگی۔ اسی کا نام بچوں کا کھیل ہوتا ہے۔

(۶) اس کتاب کی بعض روایات کو پڑھکر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ کتاب صرف محمودی صاحبان کے پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ یعنی صرف خوش عقیدہ لوگ پڑھیں جن کی آنکھوں پر خوش عقیدگی کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ نہ غیروں کے پڑھنے کے لائق ہے۔ نہ لاہوری احمدیوں کے نہ کسی محقق کے۔ بعض روایات میں حضرت مسیح موعودؑ پر صاف زد پڑتی ہے۔ مگر چونکہ ان سے لاہوری احمدیوں پر بھی زد پڑنے میں مدد ملتی ہے اس لئے بڑے اہتمام سے ایسی لغو سے لغو روایتیں منضبط کر کے دل میں نہایت خوش ہوتے معلوم ہوتے ہیں اس کی مثال آگے چلکر بیان کرونگا مگر کیا یہ قابل افسوس امر نہیں کہ ایک جامع الروایات شخص میں یہ جانبداری کا رنگ ہو ایک اہل نظر کی نگاہ میں پھر ان روایتوں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے اور پھر قطعاً یہ خیال نہیں کرتے کہ اس طرح مسیح موعودؑ کی شان پر حرف آتا ہے۔ ایک طرف روایتیں تو ایسی بھی جمع کرتے جاتے ہیں جو صرف ایک صاحب شریعت نبی ہی کے لئے مخصوص اور ضروری ہوتی ہیں۔ دوسری طرف تعصب اور جانبداری کے صدقہ میں اُسی پاک انسان پر زد پڑ رہی ہے اور مطلق نظر نہیں آتی۔

(۷) درایت کے طریق پر اس کتاب کی روایات کو پڑھو تو سخت ہارج ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض روایتیں اس میں یقیناً غلط ہیں۔ صریح حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں اور طرز عمل کے خلاف اگر ایک روایت ہو تو حضرت مسیح موعودؑ کو راستباز ماننے والا تو قطعاً اس کو قبول نہیں کر سکتا خواہ اُس روایت کے بیان کرنے والے اہل بیت ہوں۔ صاحبزادے ہوں۔ یا اور کوئی بزرگ ہوں۔ ہم راوی پر حرف آنے کو قبول کر سکتے ہیں۔ مگر مسیح موعودؑ پر حرف آنے کو ہمارا ایمان۔ ہماری ضمیر ہمارا مشاہدہ۔ ہمارا تجربہ قطعاً قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے حضرت کے فرمودہ کے صحیح مفہوم کو نہیں سمجھا یا آپ کے کسی فعل سے صحیح نتیجہ نہیں نکالا جیسا کہ حضرت ابن عمر نے جب یہ حدیث بیان کی کہ ورثا کے نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کی تردید کی اور قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ یعنی کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائیگا تو لوگوں نے کہا کہ کیا ابن عمر نے جھوٹ بولا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ صرف اصل بات کے سمجھنے میں ابن عمر کو غلطی لگی۔ کوئی شخص مر گیا تھا جو بہت بد تھا۔ اُس کی عورتیں نوحہ کر رہی تھیں۔ (نوحہ میں مُردے کی تعریف اور خوبیاں بیان کر کے ماتم کیا جاتا ہے) تو رسول اللہ صلعم نے سنکر فرمایا کہ ادھر تو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ اُدھر مُردے پر عذاب ہو رہا ہے۔ یعنی اگر وہ شخص ایسا ہی خوبیوں کا جامع تھا جیسا یہ بیان کر رہی ہیں تو اُس پر عذاب قبر کیا معنے رکھتا ہے۔ حضرت ابن عمر کو سمجھنے میں غلطی لگی انہوں نے عذاب کو نوحہ کا نتیجہ سمجھ لیا حالانکہ رسول اللہ صلعم نے دو الگ الگ واقع بالمقابل بیان فرما کر نوحہ کرنے والوں کی غلط بیانی جتلائی تھی۔ پس اسی طرح ممکن ہے کہ کسی راوی کو خواہ وہ کتنا ہی ثقہ ہو کسی موقعہ پر غلطی لگ جاوے خواہ مفہوم کے سمجھنے میں غلطی لگے یا راوی ...... اپنے خیالات پر دوسرے کے خیالات کو قیاس کرے۔ یا راوی کے حافظہ یا فقاہت میں نقص ہو۔ بہرحال جو باتیں غلط ہیں وہ بہرحال غلط ہیں۔ ایک محقق کی شان سے بعید ہے کہ وہ انہیں قبول کرے اور بالخصوص جب صریح طور پر وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور طرز عمل کے خلاف ہوں بلکہ بعض حالتوں میں آپ کے منزل شان ہوں۔ مثال کے طور پر مشتے نمونہ از خروارے کچھ عرض کرتا ہوں:۔

مثال ۱ الحمدللہ کہ ابھی حضرت مسیح موعودؑ کے دیکھنے والے اور اُن کی پاک صحبت میں بیٹھنے والے موجود ہیں۔ اُن کو حضرت صاحب کے تعلق باللہ اور توکل علی اللہ کا خوب طور پر علم ہے کہ حضور کا مقام ان امور میں کسقدر بلند اور عالی تھا۔ وہ اس روایت ۳۸ کو سنیں اور حیرت اور افسوس سے سر دھنیں:۔

> روایت ۳۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام دنوں میں سے منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ نیز بیان کیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کہ جب مبارکہ بیگم (ہماری ہمشیرہ) پیدا ہونے لگی تو منگل کا دن تھا اس لئے حضرت

صاحب نے دعا کی کہ منگل گذرنے کے بعد پیدا ہو چنانچہ وہ منگل گذرنے کے بعد بدھ کی رات کو پیدا ہوئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام جمعہ کے دن توام پیدا ہوئے تھے اور فوت ہوئے منگل کے دن اور جاننا چاہیئے کہ زمانہ کی شمار صرف اہل دنیا کے واسطے ہے اور دنیا کے واسطے واقعی آپ کی وفات کا دن ایک بڑی مصیبت کا دن تھا"۔

روایت کے لحاظ سے یہ روایت نہایت ناقص اور ناتمام ہے۔ حضرت والدہ صاحبہ اپنا خیال پیش کرتی ہیں کہ حضرت صاحب منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ مگر یہ انہیں کسطرح پتہ لگا۔ کہ حضرت صاحب کا ایسا خیال تھا۔ کیا حضرت صاحب نے کبھی فرمایا تھا کہ منگل کا دن منحوس ہوتا ہے یا اپنے طرز عمل سے منگل کی نحوست کو جتلایا تھا۔ مثلاً جو لوگ منگل کے دن کو منحوس سمجھتے ہیں جیسے اہل ہنود وغیرہ وہ منگل کو گوشت نہیں کھاتے اور مختلف کاموں میں اس کا لحاظ رکھتے ہیں۔ کیا معاذ اللہ حضرت صاحب کا بھی یہی طرز عمل تھا۔ اگر یہ نہیں تو کیا یہ ممکن نہیں کہ حضرت والدہ صاحبہ نے کسی امر میں غلطی سے اپنے خیالات پر حضرت صاحب کے خیالات کو قیاس کر لیا ہو۔ کیونکہ بالعموم مستورات منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتیں۔ جب تک کوئی بیّن وجہ نہ ہو ہم حضرت صاحب کی طرف اس خیال کو منسوب کر لینے کے لئے تیار نہیں۔

اب دوسرے راوی خلیفۃ المسیح ثانی میاں محمود احمد صاحب کو لو۔ ظاہر ہے کہ میاں صاحب اس وقت بچہ تھے۔ وہ کیا سمجھ سکتے تھے کہ حضرت صاحب اس وقت کس امر کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ پھر کیا حضرت صاحب میاں صاحب کو کہہ کر گئے تھے کہ میں اس امر کے لئے دعا کرنے چلا ہوں کہ پیدا ہونے والا بچہ بجائے منگل کے بدھ کو پیدا ہو۔ یا دعا کے وقت میاں صاحب پاس کھڑے دعا کے الفاظ سنتے جاتے تھے۔ کیا یہ ممکن نہیں بلکہ اغلب یہی ہے کہ حضرت صاحب ایسے موقعہ پر بچہ کی ولادت کی سہولت کے لئے دعا کر رہے ہوں تا یہ مرحلہ بخیر و خوبی انجام پاوے اور آنے والا مولود صاحب نصیب ہو۔ مستورات کے دل میں جو منگل کی نحوست کا خوف تھا اُس نے والدہ صاحب یا دیگر مستورات کے دل پر یہ خیال مستولی کر دیا کہ حضور منگل کو ٹالنے کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ میاں صاحب نے مستورات سے ایک بات لے لی اور آگے لے اُڑے۔ آگے مخاطبین اپنے مرید ہیں جو سچ اور بجا کہنے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کا نعرہ بلند کرنے کو ہر آن موجود ہیں۔

پھر درایت کے پہلو پر غور کرو۔ تو مصنف صاحب کو خود یہ خلش ہے چنانچہ منگل کے دن حضرت صاحب کا وصال ہوتا ہے۔ اہل اللہ کے نزدیک محبوب حقیقی سے وصال کے دن سے بڑھ کر اور کوئی مبارک دن نہیں۔ اس لئے مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا والوں کے لئے وہ منحوس دن تھا۔ بہت خوب گویا منگل ستارہ کا اثر دنیا پر تو نحس پڑ رہا ہے اور آخرت والوں پر مبارک پڑ رہا ہے۔ پھر وفات کے وقت تو حضرت صاحب ابھی دنیا میں تھے اُن کے لئے وہ ایک مبارک گھڑی آ رہی تھی یا منحوس۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے جو تحفہ گولڑویہ میں اس دنیا کے زمانہ کو ایک ہفتہ قرار دیکر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو منگل کا دن قرار دیا ہے۔ اور آپ کے جلالی رنگ کو مریخ یعنی منگل کے رنگ میں دکھایا ہے تو یہ کیا سمجھ کر ایسا تحریر فرمایا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلعم کو اہل دنیا کے لئے باعث رحمت سمجھتے تھے یا نعوذ باللہ باعث نحوست۔ کیا وہ ایک ایسے ستارہ کو جسے منحوس سمجھتے تھے آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کر سکتے تھے۔ حضرت صاحب کی یہ تحریر فیصلہ کن ہے۔ پھر حضرت صاحب کے اصحاب میں سے کوئی شخص بتا سکتا ہے کہ حضرت صاحب نے کسی قول یا فعل سے صراحتاً یا کنایتہً کبھی اُسے ایسا محسوس ہوا کہ آپ منگل کے دن کو منحوس سمجھتے تھے۔ قرآن میں کہیں نہیں۔ حدیث میں کہیں نہیں۔ حضرت صاحب کی تحریر و تقریر میں کہیں نہیں اگر منگل کا دن ایسا ہی منحوس تھا تو کیا آپ کا فرض نہ تھا کہ اس راز کو جماعت کو بتلا جاتے۔ اُلٹا جماعت کے ہاتھ میں لکھکر تحفہ گولڑویہ دے گئے جس میں منگل یا مریخ کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کر گئے۔ اب کس کی جرأت ہے کہ اُسے منحوس سمجھے۔ کسقدر لغو! کہ وہ شخص جو قرآن کا بے نظیر علم رکھتا تھا جسکی فیض صحبت سے بہت سے اُمّی عالم قرآن بنگئے وہ قرآن کی یہ آیت معاذ اللہ نہ جانتا تھا کہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً منہ" کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کا سب تمہاری خدمت میں لگا ہوا ہے وہ شخص جو انسان کی خلافت الٰہی کا نکتہ جماعت کو بتلا گیا نعوذ باللہ منگل سے ڈرتا تھا اور دعا کرتا تھا کہ منگل کا دن ٹل جائے۔ گویا منگل کا دن ٹل جائیگا تو تقدیر الٰہی بدل جائیگی۔ اپنی غلطیوں سے خدا کے لئے حضرت صاحب کو بدنام نہ کرو۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ اور جس نے حضرت صاحب کا زمانہ دیکھا ہے وہ اچھی طرح علم رکھتا ہے کہ حضرت صاحب کو کسقدر استغراق اور انہماک اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت میں تھا۔ نہ اُس زمانہ میں پتہ لگتا تھا کہ منگل کب آیا۔ اور اتوار کب گیا۔ سوائے ایک جمعہ کے کہ اُس روز نماز جمعہ کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔

تقریر حکیم محمد ظہیر الدین صاحب

جو بارہویں سالانہ جلسہ پر انہوں نے (بروز دوشنبہ بعد نماز فجر) کی

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیراً وضلوا عن سواء السبیل۔ (۵:۷۷)

برادران اسلام۔ میں نے یہ چند کلمات طیبات سورہ مائدہ سے تلاوت کئے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے دین میں غلو کرنے والوں کو ضال قرار دیا ہے اور دنیا میں یہ ہوتا چلا آیا ہے کہ ایک حق بات کے متعلق اکثر اوقات محبت سے یا غلط فہمی سے یا بدنیتی سے بھی مبالغہ کر لیا جاتا ہے اور اکثر اوقات وہ مبالغہ غلو کی حد تک پہنچ جایا کرتا ہے۔ دیکھو مسیح بن مریم ایک انسان تھا۔ اور اللہ کا رسول تھا۔ سلام علیہ و رحمتہ اس میں کوئی ایسی بات نوع انسان سے ایسی نرالی نہ تھی جو اس کو گروہ انسان سے اور گروہ انبیاء علیہم السلام سے الگ کر سکتی۔ اس کا کھانا پینا۔ اس کا بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے خدا کی طرف سے مبعوث ہونا اور پھر بڑھاپے میں فوت ہو جانا یہ تمام امور انسانوں والے تھے۔ تمام انسان جس طرح ذکر و انثیٰ سے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی پیدا ہوئے۔ لیکن کروڑہا انسانوں میں علم صحیح کے نابود ہونے کی وجہ اور غلط فہمیوں میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے انسان کی ذات کے متعلق اس قدر غلو ہوا کہ ان کو اللہ اور ولد اللہ بنایا گیا۔ اور طرح طرح کے ناجائز اور ناممکن الوقوع واقعات ان کی طرف منسوب کئے گئے۔ اللہ تعالےٰ اس آیت شریفہ میں جو میں نے ابھی پڑھی فرماتا ہے کہ "لا تغلوا فی دینکم غیر الحق" کہ دین میں غلو مت کرو۔ اور حق پر قائم رہو۔ سوائے حق کے اور راہ پر قدم نہ مارو کہ حق سے انحراف کرنے سے اور غلو اختیار کرنے سے بڑی بڑی قومیں قبل ازیں گمراہ ہو چکی ہیں۔

احمدی قوم کی ایک خاص خصوصیت جس سے ہر احمدی غالباً واقف ہے یہ ہے کہ وہ کسر صلیب کے لئے مامور ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اغلبۂ نصاریٰ اور عروج مذہب تثلیث کو اپنی بعثت کے لئے ایک اخص وجہ قرار دیتے تھے اور ان کی تمام زندگی اسی مسئلہ پر زور دینے میں بسر ہوئی کہ مسیح بن مریم دوسرے رسولوں کی طرح وفات پا گئے۔ اور یہ کہ نصاریٰ کا مذہب باطل ہے کفارہ اور تثلیث سراسر غلط عقائد ہیں اور فی الحقیقت یہی نزول مسیح بن مریم کا مسئلہ صاف ہی نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ پہلے مسیح ناصری کی وفات ثابت نہ ہو جائے۔ اگر مسیح بن مریم زندہ ہیں تو پھر نزول بھی انہیں کا ہی ہو سکتا ہے اور حیات مسیح کے عقیدہ سے احمدیت کا سلسلہ چل ہی نہیں سکتا۔ احمدیت کی بنیاد ہی وفات مسیح بن مریم کا مسئلہ ہے۔ اب احمدی جماعت جو کہ مذہب نصاریٰ کو شکست دینے کے لئے مامور ہو چکی ہے۔ اگر وہ خود غلو کی راہ پر قدم مارے تو مسیح قوم پر کیا حجت پوری کر سکتی ہے اور ایک عیسائی کو کس طرح سمجھا سکتی ہے کہ دیکھو تم نے غلو کیا ہے اور حق سے منہ موڑ کر مجاز کو حقیقت بنا لیا۔ اور ایک فنا فی اللہ کو اللہ سمجھ لیا ہے غور کر کے دیکھو کہ عیسائی مذہب کیا چیز ہے؟ عیسائی مذہب کی بنیاد ہے جناب مسیح بن مریم کی ذات کے متعلق غلو کرنا۔ اور حق کو باطل میں تبدیل کر لینا۔ ایک نبی کو خدا سمجھ لینا۔ اور اس کو اللہ اور ولد اللہ قرار دینا۔ اسی غلو کو احمدیوں نے دور کرنا ہے۔ اور حق کو قائم کرنا ہے اور جس طرح سے قرآن کریم نے نصاریٰ پر حق کے ذریعہ سے غلبہ پایا تھا۔ اس اصل تعلیم کو اب پھر از سر نو خصوصیت سے پیش کرنا ہے لیکن اگر احمدی قوم خود ہی اس دھوکہ میں مبتلا ہو جائے اور باوجود اپنے رہبر کی صریح تعلیم کے کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت کے صریح خلاف۔ مجاز کو حقیقت بنانے لگ جاوے تو پھر احمدیوں نے نصاریٰ کی غلطیاں کیا نکالنی ہیں۔ مجاز کو حقیقت کا رنگ دیکر وہ تو خود ضالین کا نمونہ بن گئے۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔

حضرت مسیح موعود کے متعلق مولویوں نے بہت زور دیا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور ختم نبوت کا منکر ہے اور جب دعویٰ نبوت سے انکار کرتا ہے تو تقیہ سے کلام کرتا ہے میں نے حضرت صاحب کو چونکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا تھا۔ کہ وہ ایک نورانی وجود تھے۔ سر تا پائے نور تھے۔ حد درجہ کے صادق اور راستباز تھے۔ ان میں نبوت کے برکات اور انوار نظر آتے تھے ان کی بڑی بڑی تحدی کی پیشگوئیاں پوری ہوتی خود دیکھی تھیں اس لئے کم علمی کی وجہ سے خاتم النبیین کے مسئلہ کو نہ سمجھتے ہوئے میں نے بائتیکہ رسل متکلم سے اجرائے رسالت پر زور دینا شروع کر دیا۔ یہ سمجھ تو اب آئی ہے کہ یہ شیعہ مذہب کے فرقہ باب ازم کا طریق ہے مخالف مولویوں نے کہا کہ مرزا صاحب چونکہ مدعی نبوت ہیں اس لئے کاذب کافر ہیں ہم نے کہا کہ اچھا وہ فی الواقعہ نبی اللہ ہیں۔ جو ان کو نبی نہیں مانتے وہ خود کافر ہیں اتنا خیال نہ آیا کہ جب حضرت مسیح موعود خود ختم نبوت پر زور دیتے ہیں اور اپنے الہامات میں جو خدا نے ان کے لئے لفظ نبی رسول استعمال کئے ہیں ان کو مجاز قرار دیتے ہیں تو پھر کسی دوسرے کا کیا حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود ختم نبوت کے قائل نہیں اور وہ مدعی نبوت ہیں وہ ختم نبوت کے ہی تو قائل تھے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے کہا کہ

سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت

اگر حضرت مسیح موعود نبی اللہ کا دعویٰ کرتے تو بہت سے لوگ ان کو ماننے کے لئے تیار تھے۔ کیونکہ ان کی راستبازی کے وہ گواہ تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی یہ کس قدر صداقت ہے کہ باوجودیکہ وہ نبی بن سکتے تھے لیکن وہ نہ بنے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ختم نبوت کے مسئلہ پر بڑا بھاری ایمان اور یقین تھا۔

یاد رکھو جس طرح دنیا میں بنی نوع انسان کے اندر طرح طرح کی بیماریاں اور طرح طرح کے فساد پائے جاتے ہیں اور بدیاں اور بدکرداریاں ہر طرف نظر آ رہی ہیں اسی طرح لازمی طور پر ان کے مقابل میں حکما، ڈاکٹر اور مصلحین بھی پائے جاتے ہیں اور نیکیاں اور پاک ہستیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ پہلے بھی نیک اور پاک لوگ اور خدائے پاک سے تعلق رکھنے والے بزرگ ہوتے رہے اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہینگے۔ لیکن جس طرح قرآن شریف پر شریعت کی تکمیل ہو گئی اسی طرح سے حضرت نبی کریم محمدؐ رسول اللہ صلعم پر نبوت کی تکمیل ہو گئی۔ قادیانی گروہ کا یہ کہنا کہ آئندہ کے لئے شریعت کا دروازہ تو بند ہے لیکن نبوت کا کھلا ہے یہ صحیح راہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو دلائل انقطاع شریعت کے ہیں۔ وہی دلائل اختتام نبوت کے ہیں یہ ہر دو امور یعنی شریعت اور نبوت اس طرح سے جدا نہیں ہو سکتے کہ ایک تو جاری رہے اور دوسری مسدود۔

کہا جاتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد غیر تشریعی نبی آتے رہے اسی طرح حضرت محمدؐ رسول اللہ کے بعد بھی حضرت مسیح موعود بطور غیر تشریعی نبی کے آئے اور آئندہ بھی ایسے غیر تشریعی نبی آتے رہینگے۔

ایسا عقیدہ صریح غلط ہے دیکھو جب پہلے شارع نبی بھی

آتے رہے تو پھر ان غیر تشریعی نبیوں کے بعد ہی شریعت تو آئی۔ سوچو کہ کیا حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شریعت نہیں آئی۔ آئی اور ضرور آئی۔ قرآن شریف ان کے بعد نازل ہوا ہیں اصل بات یہ ہے کہ تکمیل شریعت کے بعد یہ کہنا کہ جب تکمیل شریعت نہ ہوئی تھی۔ چونکہ اس وقت غیر تشریعی نبی آتے رہے تھے اس لئے اب قرآن شریف کے بعد بھی غیر تشریعی نبی آنے چاہئیں۔ یہ ایک غلط فہمی ہے جس سے فساد عظیم رونما ہو رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تکمیل شریعت نہ ہوئی تھی اس لئے ان کے بعد غیر تشریعی نبی بھی آئے۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر تکمیل شریعت ہو چکی ہے اس لئے ان کے بعد غیر تشریعی نبی نہیں آسکتے۔

اجرائے نبوت کے لئے شریعت کی تکمیل کا مسئلہ نظر انداز کرنے سے قادیانی پارٹی میں غلطی رونما ہوئی ہے سابقہ نبیوں والی مثال قرآن شریف کے بعد چسپاں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سابقہ نبیوں کے وقت تکمیل شریعت نہ ہوئی تھی۔ پس قرآن شریف پر شریعت ختم ہے اور محمد رسول اللہ صلعم پر نبوت ختم ہے نہ کوئی شریعت آسکتی ہے اور نہ ہی کوئی غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔ فنائی الرسول کا رنگ اور مجاز اور استعارہ کا رنگ ایک علیحدہ امر ہے۔ اور فیض نبوت کی وجہ سے کمال نبوت تام کو ظلی طور پر پانے کا دروازہ بند کرنا واقعہ کے خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام میں فرمایا کہ اگر باب

نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث نبی ہو سکتا تھا پس اصل حقیقت نبوت اور نبوت کے تو امت محمدیہ میں موجود رہینگے۔ لیکن مدارج کا فرق رہیگا۔ بمقابلہ خاتم النبیین وہ برکات ظلی طور پر اور مجازی طور پر ہونگے لیکن بمقابلہ انبیائے بنی اسرائیل وہ برکات ہر پہلو سے بڑھے ہوئے ہیں اور بڑھے ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ امت محمدیہ خیر امت ہے۔ اور جب کہ خیر امت ہے تو پھر بعض افراد امت محمدیہ بعض انبیائے بنی اسرائیل سے افضل اور برتر ہو سکتے ہیں اور ہیں۔ ہمارے قادیانی بھائی فضیلت کے مسئلہ کو مسئلہ نبوت سے ملا کر سخت دھوکہ کھاتے ہیں فضیلت کے مسئلہ کی بنیاد آنحضرت صلعم کا افضل الرسل ہونا ہے یعنی آنحضرت صلعم کا کافۃ الناس کیلئے رحمت اللعالمین ہونا ہے لیکن نبوت کے مسئلہ کا تعلق ختم نبوت کے مسئلہ سے ہے

فضیلت مسیح موعود بر مسیح ناصری تو اس لئے ہے کہ وہ غلام محمد رسول اللہ ہیں اور خیر امت کے فرد ہیں لیکن نبی وہ اس لئے نہیں ہیں کہ اب نبوت کا اختتام ہو چکا ہے کیا حقیقت الوحی میں یہ موجود نہیں کہ محمد رسول اللہ کے ادنیٰ خادم انبیائے بنی اسرائیل سے بڑھ کر ہیں تو کیا ادنیٰ خادم نبی ہی ہیں اگر اس طرح سے نبی بننے کا سلسلہ جاری رہا۔ اور کفر اسلام کی بحث رہی تو پھر دنیا میں کبھی بھی وحدت نہ ہوسکیگی۔ اور مسئلہ ختم نبوت اصل مقصد تھا یعنی روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا وہ کبھی بھی حاصل نہ ہوسکے گا۔ الغرض فریق قادیان نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اور مسئلہ نبوت میں غیر تشریعی نبوت کا دروازہ کھول کر ختم نبوت کے مسئلہ کی ہتک کی ہے۔ اس طرح سے اجراء نبوت سے ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا محض اس لئے کافر مانا پڑتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ تسلیم نہیں کرتا۔ اور خود حضرت مسیح موعود پر حرف آتا ہے جو کہتے ہیں کہ ختم نبوت کی وجہ سے وہ مثیل نبی ہیں۔ نبی نہیں ہیں۔ اور خدا نے ان کو جو نبی پکارا ہے تو بطور مجاز اور استعارہ کے ہیں۔

بعض امور اور بعض دلائل ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ دوسرے کو لاجواب کر دیتے ہیں دیکھو احمدیوں کا مایہ ناز مسئلہ یہی ہے۔ کہ مسیح بن مریم وفات پا گئے۔ صدہا دلائل اس پر دیئے جاتے ہیں لیکن فریق مخالف کسی نہ کسی رنگ میں جواب دے لیتا۔ اکثر امور میں مسیح بن مریم کو مستثنیٰ کر کے دے لیتے ہیں۔ لیکن آیت فلما توفیتنی والا استدلال ایسا زبردست ہے کہ ایک معمولی احمدی ایک بہت بڑے مولوی کو چپ کرا دیتا ہے بلکہ لاجواب کر دیتا ہے فلما توفیتنی سے یہی پتہ لگتا ہے کہ مسیح بن مریم خدا کے حضور میں گئے ہیں جب وہ وفات پا گئے۔ اس کے بعد ان کو خدا بنایا گیا۔ قرآن کریم سے صاف معلوم ہوتا ہے واقعات شاہد ہیں کہ مسیح بن مریم کو خدا مانا جاتا ہے پس قرآن کریم نے تعلیم دیدی کہ وہ فوت شدہ ہیں۔

اس عقیدہ کے خلاف ہے جو میاں محمود احمد صاحب کی بنائی نبوت ہے ایک طرف آیت اسمہ احمد کو ازالہ اوہام سے پیش کر کے میاں صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ۱۸۸۹ء میں اپنے آپ کو صحیح معنوں میں رسول اللہ اور احمد رسول اللہ یقین کرتے تھے۔

دوسری طرف منسوخی کا مسئلہ بنا کر کہتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء تک نہ ہی تو حضرت مسیح موعود لفظ نبی اور محدث کے صحیح مفہوم سے آگاہ تھے۔ اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو نبی اور رسول سمجھتے تھے خدا کے لئے سوچو کہ میاں صاحب کی تحریرات میں کس قدر اختلاف اور تناقض ہے جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ ایک تھیمیٹک اور حساب میں چونکہ ایم۔ اے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے حساب دان تھے۔ اس لئے وہ تو باریک ترین امور بھی آسانی سے حل کر جاتے ہیں لیکن میاں صاحب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ ان کو حساب نہیں آتا تھا۔ تاریخ آتی تھی۔ اس لئے وہ ایسا دماغ رکھتے ہیں جو باریک باتوں میں تطبیق نہیں دے سکتے۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی طرح تمام امور کو تطبیق دیتے ہیں اور ہر راستباز اور صاف دل انسان کی باتوں کو باہم منطبق ہونا چاہئے۔ ان میں جھوٹوں والا تضاد نہ ہونا چاہئے لیکن میاں صاحب ان کے مقابلہ پر تنسیخ کا مسئلہ ایجاد کرتے ہیں۔ اور پھر اس مسئلہ پر قائم رہ کر تطبیق نہیں دے سکتے۔ اگر کوئی غور سے سوچے تو یہ ایک مسئلہ ہی میاں صاحب کے غلطی خوردہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ پس جس شخص کا اپنا یہ حال ہو۔ وہ کسی صورت میں بھی مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ جب تک پہلے خود اپنی اصلاح نہ کرے۔ دراصل میاں صاحب کے ایسے اقوال سے کہ حضرت مسیح موعود واقعی نبی ہیں۔ جماعت کے اندر تفرقہ رونما ہوا ہے۔ اور چونکہ یہ ایک واقعہ ہے۔ اور لفظ محمود کا مسجد کی ایک دیوار پر سرخی سے لکھا ہوا دیکھنا بھی فساد اور لڑائی اور ساتھ ہی عزت اور بڑائی اور حمد کا اشارہ کرتا ہے۔ اس لئے سرخ قطرات سے لکھے ہوئے محمود کا خواہ ذاتی طور پر کتنا ہی زبردست نظام اور کام ہو۔ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے ماتحت وہ مصلح موعود کبھی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان امور سے اپنی بریت ثابت نہ کرلے جو میں نے ابھی بیان کئے۔

آپ لوگ جانتے ہیں کہ پروگرام میں میرا موضوع مضمون یہ ہے کہ کیا میاں محمود احمد صاحب کا مصلح موعود بن سکنا ممکن ہے ا میں احمدیہ لٹریچر کے ماتحت اور حضرت مسیح موعود کی وحی اور تعلیم کے ماتحت یہ دکھا سکتا ہوں۔ کہ میاں صاحب کا مصلح موعود بن سکنا ممکن ہی نہیں۔ اور کسی صورت میں وہ مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ اب میں پہلے اصل پیشگوئی سے آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں۔

مبارک موعود پسر موعود مصلح موعود کے متعلق جو اصل پیش گوئی ہے تو وہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے اور کتاب آئینہ کمالات اسلام کے آخری اوراق میں یہ پیشگوئی مفصل طور پر موجود ہے۔ اس وقت اس پیشگوئی کے چند فقرات زبانی عرض کرتا ہوں۔ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی۔ کہ ایک ذکی غلام تجھے دیا جائیگا۔ وہ دل کا حلیم ہو گا۔ اس کا نام عمنوائیل اور بشیر بھی ہے خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ وغیرہ۔ اصل پیشگوئی کے اندراج کے وقت حضرت مسیح موعود نے فقرہ تین کو چار کرنے والا ہو گا کے آگے بریکٹ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے لیکن بعد میں جب محمود بشیر اور شریف پیدا ہو گئے اور الہام الٰہی نے بھی از سر نو ان صاحبزادوں پر تین کا لفظ استعمال کیا۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تمام اجتہادات کی جو اس بارہ میں اس وقت کئے تھے جب کہ ان کو فقرہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا کے معنے سمجھ میں آئے ہوئے تھے۔ اصلاح کر دی اور بار بار لکھدیا کہ تین کے لفظ میں جو پیشگوئی تھی وہ صاحبزادگان محمود۔ بشیر اور شریف کے وجودوں سے پوری ہو چکی ہے۔

غور کرلو کہ جب الہامی لفظ تین کے معنے وحی الٰہی نے یہ کر دیئے مسیح موعود نے یہ کر دیئے کہ وہ تین وجود محمود بشیر اور شریف ہیں تو پھر ان تینوں میں سے کوئی ایک بھی ان تینوں کو چار کرنے والا کسی صورت میں بھی نہیں بن سکتا۔

چونکہ میاں محمود احمد صاحب اصل پیشگوئی کے لفظ تین میں شامل ہیں اس لئے جب تک کسی شخص کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود

میاں محمود احمد صاحب کا مصلح موعود بن سکنا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ مصلح موعود کی بڑی بھاری علامت مسیح موعود کی وحی میں۔ اصل پیشگوئی میں مسیح موعود کی تحریرات میں یہی قرار دی گئی ہے کہ

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

یہ امر فی الوقعہ قابل افسوس ہے کہ جماعت قادیان کے بعض افراد نے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ بدنیتی سے لیکن ان کی نیک نیتی کا ثبوت بھی ہمارے ہاتھ میں سوائے حسن ظن کے اور کچھ نہیں۔ انہوں نے اس بات کے لئے بے حد و نہایت کوشش کی ہے کہ مصلح موعود میاں محمود احمد صاحب ہی بن جاویں۔ اور میاں محمود احمد صاحب نے بھی باوجود ان تحریرات کا علم رکھنے کے ان لوگوں کو عمداً نہیں روکا۔ بلکہ کہا تو یہی کہا۔ کہ میں ایسے لوگوں کو روکتا نہیں ممکن ہے کہ میں ہی مصلح موعود بن جاؤں۔ ایسے لوگ جنہوں نے میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود بنانے کے لئے رسالہ جات لکھے۔ ان میں سے میر قاسم علی صاحب۔ پیر منظور محمد صاحب۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور میرے ماموں صاحب حکیم محمد الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان لوگوں کو بخوبی علم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں صفحہ اور سطر کا حوالہ دے کر اور پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا خصوصیت سے ذکر کر کے پیشگوئی کے ان ہر دو حصوں کو جو سبز اشتہار میں اس طرح سے کئے گئے تھے کہ پیشگوئی کا فقرہ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے"۔ تک جو الفاظ تھے۔ تو ان کو بشیر اول مرحوم پر چسپاں کیا تھا۔ اور پیشگوئی کے فقرہ "اس کے ساتھ فضل ہے جو" کو مصلح موعود کے حق میں قرار دے کر پیدا ہونے والے محمود نام لڑکے پر چسپاں کیا تھا۔ ان ہر دو حصوں کو تریاق القلوب میں مبارک احمد پر چسپاں کر کے اور میاں محمود صاحب کو تین میں کا ایک قرار دے کر کے اس بات کا اچھی طرح سے فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ ہم لوگ میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود بنانا بالکل چھوڑ دیں۔ اور وحی الٰہی اور مسیح موعود کے آخری فیصلہ کی عزت کریں۔ لیکن ان لوگوں نے تریاق القلوب والے فیصلہ کو جو سبز اشتہار سے بہت بعد کا ہے باطل قرار دے دیا۔ اور سبز اشتہار والے فیصلوں کو جو پہلے کے ہیں اور اس وقت کے ہیں جب کہ حضرت صاحب پر ابھی اس فقرہ کے معنے نہ کھلے تھے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ ان سابقہ اجتہادوں کو ہاتھ میں لے لیا۔ اور فقرہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے وہ معنے کئے جو ہر عقلمند ان پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا حضرت مسیح موعود کی وحی کو نہ ماننا ان کے مابعد کے اجتہادوں کے مقابلہ پر ان کے سابقہ اجتہادوں کو ترجیح دینا یہ وہ فعل ہے جو قادیانی پارٹی نے محض اس لئے اختیار کیا تا کہ وہ میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود بنا سکیں لیکن یاد رکھو تقدیر کے آگے تدبیر کی پیش نہیں جا سکتی۔ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ۔ حضرت مسیح موعود تریاق القلوب کے صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں وہ فقرات مجھے خوب یاد ہیں۔ غور سے سنو۔ "عجیب تریہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں دی گئی تھی۔ اس وقت ہر چہار یعنی محمود۔ بشیر۔ شریف اور مبارک لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدائے تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھدیا۔ دیکھو صفحہ ۳ اشتہار مذکور۔ دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آ گئی۔

پھر اس کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ

"چوتھے لڑکے کا عقیقہ پیر کے دن ہوا تا وہ پیشگوئی پوری ہو۔ جو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک اشتہار میں درج ہو کر شائع کی گئی تھی۔ جس کے یہ لفظ تھے۔ کہ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ"

گویا حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب میں سبز اشتہار والی اجتہادی غلطی کی اصلاح کر دی اور پیشگوئی کے ہر دو حصوں یعنی "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" کو اور نیز "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کو میاں مبارک احمد صاحب پر چسپاں کر دیا اور اس کے خلاف کبھی ایک لفظ بھی تحریر نہ فرمایا۔ چونکہ کسی ایک

مسیح موعود کے ایسے زبردست اجتہاد کے میاں مبارک احمد صاحب بھی ۱۹۰۷ء میں فوت ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے حضرت مسیح موعود کے اجتہاد کی ان الفاظ میں غلطی نکالی کہ

"انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک"

یہ الہام تبصرہ میں لکھا گیا۔ اور جماعت کو حکم دیا گیا کہ اپنی نظر گاہوں میں اس کو چسپاں کریں۔ وہ تبصرہ ہر ایک احمدی کے گھر میں ہوگا۔ اس میں دیکھ لو کہ آیا غلام حلیم کے نزول کو مبارک کی جا بجا قرار دیا گیا ہے۔ یا نہیں۔

تیرہ کا فیصلہ پہلے ہو چکا۔ اور خدا کی طرف سے الہاماً ہو چکا۔ تین کو چار کرنے والا مبارک احمد ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن جب وہ فوت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اصل مصداق اس پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کا نہ تھا۔ اور اب غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اصل پیشگوئی کے باقی ماندہ فقرات مبارک احمد ہی پر بھی چسپاں نہیں ہو سکتے تھے۔ اگر وہ بھی زندہ رہتا۔ تو بھی اصل مصلح موعود نہ بن سکتا تھا۔

مثلاً اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے۔ کہ "اس کو مقدس روح دی گئی ہے" لیکن اس وقت مبارک احمد کی روح کوئی نہ تھی۔ پھر پیشگوئی میں فرزند گرامی لکھا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے بھائیوں سے عمر میں چھوٹا تھا۔ اسی طرح کے اور بہت سے الہامات ہیں۔ جو میاں مبارک احمد پر بھی چسپاں نہ ہو سکتے تھے۔ اب ایسے حالات میں اور ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے جماعت قادیان کا میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود بنانا غلطی نہیں تو اور کیا ہے؟ ان تمام امور کے ماتحت میرا حق ہے جو میں کہوں کہ مسئلہ نبوت مسیح موعود کے رو سے اور الہامات مسیح موعود کے رو سے یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ میاں محمود احمد کو اصلاح یافتہ سمجھا جا سکے یا یہ مانا جا سکے کہ اُن کا مصلح موعود بن سکنا ممکن ہے۔ پس میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میاں محمود احمد صاحب کا مصلح موعود بن سکنا ممکن ہی نہیں۔ اگر ممکن ہو تو میری باتوں کا کوئی صاحب جواب دے۔

مسئلہ نبوت کے متعلق جو کچھ بھی اختراع میاں محمود احمد صاحب نے کی اور جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کثیر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ دراصل یہ بڑا بھاری غلو ہے جو مذہب نصاریٰ کی ایک طرح سے تقلید کرنا ہے۔ وہ تریاق القلوب جس کی بنیاد پر اور غالباً جس کے صفحہ ۱۵۷ کے ماتحت میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ہم خیال تسلیم کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو جزوی نبی اور غیر نبی یقین کرتے تھے اسی تریاق القلوب میں صفحہ ۱۵۷ سے پہلے یعنی صفحہ ۱۳۲ پر حضرت مسیح موعود نے کثرت امور غیبیہ جو خارق عادت ہوں۔ اور فائق العصر ہوں باوجود ان کا اپنے اندر پایا جانا تسلیم کرنے کے لکھتے ہیں کہ

"یہ کمال کمال نبوت سے موسوم ہے"

آئینہ کمالات اسلام میں لکھتے ہیں۔ کہ محدث نبی بالقوت ہوتا ہے۔ اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا۔ تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔"

لیکن میاں محمود احمد صاحب تریاق القلوب کے حوالہ سے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالہ جات در بارہ مسئلہ نبوت کو منسوخ کرتے ہیں اور ۱۹۰۱ء سے بعد غلطی سے یہ مسئلہ اختراع کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ ۱۹۰۱ء سے بعد حضرت مسیح موعود نفس نبوت کے لحاظ سے اپنے آپ کو گروہ انبیاء کا ایک فرد منوانے لگ گئے تھے۔ آج تو کوئی قدر نہیں کرتا لیکن ایک وقت آئیگا جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی لوگ سچے دل سے قدر کرینگے سلسلہ احمدیہ کی ناؤ ہزار ہا روحوں کو غلو سے بچانے کے لئے اور دھوکہ سے نکالنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے وہ خدمت کی ہے۔ جو اس کی جتنی بھی قدر کی جائے تھوڑی ہے۔ غلطی سے کوئی انسان خالی نہیں۔ خوبی کو دیکھنا چاہیئے۔ احمدیہ لٹریچر کو تطبیق دینے میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی کمال دکھایا ہے۔ اور ان کے مقابل پر میاں محمود احمد صاحب نے بجائے تطبیق دینے کے تنسیخ پر زور دیا ہے۔ ایسے ہی اور بھی کئی باتیں ہیں۔ مثلاً انجمن کا معاملہ ہے اور جماعت کا مالی انتظام ہے۔ بمقابلہ انجمن کے خلاف الوصیت ہے۔ چونکہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی برکت اور محنت سے یہ کام اب بخوبی سرانجام پا رہا ہے اس لئے اس پر مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل میاں محمود احمد صاحب کا دماغ شروع سے ہی حساب سے متنفر ہے۔ اور مجھے بعض لوگوں نے بتلایا ہے۔ کہ جب میاں صاحب انٹرنس میں پڑھتے تھے تو ان کو ریاضی نہ آتی تھی۔ تاریخ اچھی آتی تھی۔ لیکن حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ تو ریاضی کے ایم۔ اے ہیں پس یہ ایک قدرتی بات ہے کہ میاں محمود احمد صاحب ذہین اگر ہیں تو فہیم نہیں ہیں۔ اور تطبیق کی طرف نہیں جاتے ہیں اور تنسیخ پر زور دیتے ہیں۔ ان امور سے صاف ثابت ہے کہ ممکن ہی نہیں کہ میاں محمود احمد صاحب مصلح موعود ہو سکیں۔ مصلح موعود کے لئے پاک اور ذکی کا لفظ آتا ہے لیکن وہ جان بوجھ کر لاہور میں پاک ممبر جو الہامی دستاویز ہے اس سے منہ موڑتے ہیں اور پاک ممبروں سے علیحدہ رہتے ہیں پس جب تک وہ پاک ممبروں سے تعلق قائم نہ کریں۔ وہ پاک کیسے سمجھے جاویں۔ اور مصلح موعود کیسے بن سکیں۔ ایک شخص نے جو میاں صاحب کا مرید ہے مجھے کہا کہ حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ انکی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے گا۔ پہلے تو میں نے کہا کہ آپ لوگوں کے نزدیک منسوخ کتاب ہے پھر میں نے کہا۔ کہ صرف اس فقرہ سے میاں صاحب مصلح موعود کس طرح بن گئے۔ پیدائش مصلح موعود کے متعلق الہامات ہیں جو ہیں وہ یہ ہیں۔ "نازل من السماء ینزل من السماء" ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ پس میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش ان الہامات سے تین سال بعد ہوئی۔ پس ان کا مصلح موعود بن سکنا ان کا ممکن ہی نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ پھر مصلح موعود کون ہے۔ تو میں کہوں گا میرا مضمون اس وقت یہ ہے کہ کیا میاں محمود احمد صاحب کا مصلح موعود بن سکنا ممکن ہے؟ اس پر میں نے لیکچر دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ میاں محمود احمد صاحب کا مصلح موعود بن سکنا ممکن نہیں ہے اور جیسے کہ کتاب فتح اسلام میں حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ جماعت پر جو عقائد کی وجہ سے ایک موت وارد ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ یہ مردنی اب دور ہو رہی ہے اور لاہور کے پاک ممبروں کی برکت سے غلو دور ہو رہا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علی محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔

اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے

(از مرزا مظفر بیگ ساطع ایبٹ آبادی)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اس کے بارہویں سالانہ جلسے کے پروگرام میں ۲۷ دسمبر ۱۹۲۰ء کو شب کے ½ ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک آریہ سماج سے مناظرہ کا وقت بھی رکھا گیا تھا۔ اور اس کی اطلاع تحریری تاریخ مناظرہ سے بہت دن قبل وچھووالی آریہ سماج و انارکلی آریہ سماج کو کر دی گئی تھی۔ مناظرہ کا مضمون تھا "اسلام ہی عالمگیری مذہب ہے" مگر افسوس باوجود یکہ بار بار آدمی بھیجنے اور خطوط لکھنے کے ہر دو آریہ سماجوں نے خاموشی اور سکوت سے کام لیا۔ اور دعوت مناظرہ کے قبول کرنے کی کوئی اطلاع نہ دی۔ اگرچہ ہر دو آریہ سماجوں کے منتظمین مناظرہ کا انتظام کر سکتے تھے کیونکہ انہیں تاریخ مناظرہ سے بہت قبل اطلاع مل چکی تھی مگر انہوں نے مناظرہ سے گریز کیا اور میدان مناظرہ میں اترنے کی جرات نہ کر سکے انہیں معلوم تھا۔ کہ مضمون مناظرہ "اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے" ایک ایسا زبردست مضمون ہے جس کے سامنے ویدک دھرم کے اصول ایک منٹ کے لئے بھی کامیابی کے ساتھ نہیں ٹھہر سکتے اس مضمون کے ضمن میں ویدک دھرم کے وہ کمزور اور بودے اصول بھی پیش ہونے تھے جو کسی صورت میں بھی عالمگیر نہیں کہلا سکتے۔ اور انہیں عالمگیر ثابت کرنے کے لئے آریہ سماج کے پاس کوئی ثبوت نہیں پھر یہ کس طرح اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ آریہ سماج اس مسئلہ پر اسلامی مناظر کے مقابلہ

۲۷ دسمبر کی شب کو مقررہ وقت پر ایک آریہ مہاشہ صاحب جنہیں قرآن دانی کا بھی دعویٰ ہے۔ اور گزٹ بھی ہیں مع چند دیگر آریہ صاحبان کے ہمارے جلسہ گاہ واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف لائے اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اس مسئلہ پر مناظرہ کرینگے اور اسی غرض سے تشریف لائے ہیں ہماری طرف سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ آریہ سماج کی جانب سے بحیثیت ایک ذمہ دار مناظر کے تشریف لائے ہیں یا ویسے ہی غیر ذمہ دارانہ حیثیت سے سوال و جواب کریں گے مہاشہ صاحب نے فرمایا کہ میں غیر ذمہ دارانہ حیثیت سے آیا ہوں اور غیر ذمہ دارانہ حیثیت سے ہی سوال و جواب کروں گا۔ مہاشہ صاحب کا یہ فرمانا کہ وہ غیر ذمہ دارانہ حیثیت سے تشریف لائے ہیں بالکل صحیح تھا کیونکہ آریہ سماج اس مسئلہ پر کسی ذمہ دار مناظر کو مناظرہ کرنے کے لئے بھیجنے سے گھبرائی تھی اور اسے جرات نہ ہوتی تھی کہ وہ ذمہ دارانہ حیثیت میں سامنے آکر مقابلہ کرتی۔ آریہ سماج نے یہی مناسب اور اپنے حق میں بہتر سمجھا کہ چلو ایک غیر ذمہ دار آدمی کو بھیج دیتے ہیں اگر مقابلہ میں رہ بھی گیا تو کہہ دینگے کہ وہ کوئی ہماری سماج کا ذمہ دار آدمی تو تھا نہیں رہ جانے اور اس کا کام۔

اس کے بعد اسلامی مناظر مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام نے زیر صدارت خواجہ نذیر احمد صاحب اپنا لیکچر "اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے" شروع کیا جو پورے ۴۵ منٹ جاری رہا۔ دوران لیکچر میں فاضل لیکچرار نے پرزور دلائل سے اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا ثابت کیا اور بالمقابل وید۔ ستیارتھ پرکاش، سنسکار ودھی۔ سے وہ حوالہ جات پیش کئے جو ویدک دھرم کے عالمگیر ہونے کے منافی ٹھہرتے تھے۔

لیکچر کے ختم ہونے پر۔ پریذیڈنٹ صاحب نے بیس منٹ آریہ مہاشہ صاحب کو جوابی تقریر کے لئے دئے۔ اور فرمایا کہ جوابی تقریر کے بعد دس دس منٹ فریقین کو سوال و جواب کے لئے دئے جائیں گے۔

مہاشہ صاحب موصوف نے اپنی جوابی تقریر شروع کی اور جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کے دلائل کا بزعم خود جواب دیا اور نہایت کمزور استدلالات سے کام لیا۔ مہاشہ صاحب کی جوابی تقریر کے اختتام پر اسلامی مناظر نے اٹھ کر اپنے وقت میں مہاشہ صاحب کی وہ خبر لی کہ مہاشہ صاحب بھی ایک عرصہ تک یاد رکھیں گے۔ مولانا صاحب نے مہاشہ صاحب کے استدلالات کے پرخچے اڑا دئے اور ثابت کر دیا کہ ویدک دھرم عالمگیر نہیں اور اگر دنیا میں کوئی مذہب عالمگیر ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہی ہے۔

اس کے بعد پھر مہاشہ صاحب نے اٹھ کر اپنے وقت میں چند بہکی ہوئی باتیں پیش کیں اور فرمایا کہ اسلامی مناظر نے کہا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ جس خاندان میں کھانسی کی مرض ہو اس میں شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ بالکل غلط ہے اگر اسلامی مناظر ستیارتھ پرکاش سے لفظ کھانسی نکال دیں تو میں ان کو مبلغ پچاس روپیہ انعام دونگا اس کے علاوہ ایک اور حوالہ کے لئے بھی پچاس روپیہ کا انعام مقرر کر کے ہر دو انعاموں کے حصول کا چیلنج کیا۔

اسلامی مناظر نے اپنے وقت میں ستیارتھ پرکاش سے لفظ کھانسی نکال کر دکھایا اور پھر ستیارتھ پرکاش کو مہاشہ صاحب کے پاس بھیجا تاکہ مہاشہ صاحب بچشم خود لفظ کھانسی کو ملاحظہ فرمائیں اس کے بعد دوسرا مطلوبہ حوالہ بھی نکال کر اعلان کیا کہ لائے دونوں انعام بھی سو روپیہ تاکہ جلسہ گاہ کو اس سو روپیہ کے لڈو تقسیم کئے جائیں۔ مہاشہ صاحب کھسیانے سے ہو گئے مولانا صاحب نے زیادہ نہ چھیڑنے کی غرض سے فرمایا کہ جاؤ ہم یہ روپیہ معاف کر دیتے ہیں۔ آئندہ سوچ سمجھ کر انعام مقرر کرنے اور چیلنج کرنے کی جرات کیا کرنا۔

اب پھر مہاشہ صاحب کا وقت تھا مہاشہ صاحب اٹھے۔ اپنے چیلنج اور انعام کے قصے کو ہضم کرتے اور پہلی تمام باتوں اور استدلالات۔ سوال و جواب وغیرہ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فرمانے لگے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ۰ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم

جذبات مسلم

جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بارہویں سالانہ جلسہ پر
خواجہ غلام نبی صاحب مہجور نے پڑھی۔ اور حاضرین
نے بہت پسند فرمائی۔

رباعیات

مولویہ فتوائے تکفیر چلاتے جائیں   آپ اسلام میں لوگوں کو بلاتے جائیں
دین کے پکے ہیں غرض دونوں ہی ماشاءاللہ۔   اپنی فطرت کے جو جوہر ہیں دکھاتے جائیں

دیگر

پایا ملا کو فروعات پہ مرنے والا   دیکھا مسٹر کو بھی ہر حد سے گزرنیوالا
احمدی کو بھی بھی کہتے ہیں کافر کافر   ہے مگر ایک ہی کام کا کرنے والا

دیگر

اس کے ہاتھوں میں تیز خنجر ہیں   اس کے منہ میں ہزار نشتر ہیں
دونوں مسلم کے درپئے تخذیب   مالوی۔ مولوی برابر ہیں

دیگر

جب ہوا دردِ قوم کا احساس   کر لئے چند رہزولیشن پاس
کر نہیں طاقتِ عمل ہم میں   کوئی کوشش نہ آئیگی کچھ راس

دیگر

قسم اللہ کی جو گمراہوں کو راہ دکھاتا ہے   کلام پاک سے مردہ دلونکو پھر جلاتا ہے
قسم خورشید عالمتاب کے نور درخشانکی   سحر جب جلوہ مشرق سے جلوہ وہ دکھاتا ہے
قسم اک ظلمت شب میں چمکنے والے تارکی   کہ جسکو دیکھکر بھٹکا ہوا بھی راہ پاتا ہے
قسم اس فتوئے تکفیر کے اثر نمایاں کی   مسلماں جس سے درگاہ خدا میں بار پاتا ہے
قسم اس شاعر شیریں بیاں کی نظم دلکش کی   کہ نقطہ نقطہ جسکا خون کے آنسو رلاتا ہے
قسم اس شاہد پردہ نشیں کی روح عصمت کی   فرشتہ سامنے جس کے ادب سے سر جھکاتا ہے
قسم اس عاشق مہجور کی بیتابی دل کی   وفور یاس سے جسکا کلیجہ منہ کو آتا ہے
قسم اس احمدی کے جذبۂ ایثار ملت کی   جو مال و زر راہ دین محمد میں لٹاتا ہے

کہ جملہ اہل قبلہ اندریں دنیا مسلماں نسند
ہمہ از جام عرفان محمد بادہ نوشاں نسند

حوادث کب تلک یارب یہ گردش ہائے دوراں کی   کہ اک مدت سے لالے پڑ رہے ہیں جان ایماں کے
ہم دست دگریباں ناخدا ہیں ڈوبنے والا کی   تھپیڑے کھا رہی ہے کشتیٔ اسلام طوفاں کے
سموم اختلاف قوم نے تاراج کر ڈالا   وہ کانٹے بنگئے جو پھول تھے اپنے گلستاں کے
مگر چھوڑا ہے ہم نے کام بینا چشم بینا ہے   ہے گھر ظلمت کدہ ہوتے ہوئے شمع فروزاں کے
چمک اٹھے مثال طور سینا ہر مسلماں کا   ہوں پیدا دلولے جو اکتساب نور قرآں کے
گئے وہ دن کہ جب ہر فرد تھا مشکل پسند اپنا   ہیں شیدا اسکے سب اب تمنا زلہا آساں کے
الٰہی پردہ پوش عاصیاں ہو تیری ستاری   کھلے جاتے ہیں ٹانکے بخیۂ چاک گریباں کے
کرم تیرا جو ہمدرد و تسلی نامرادوں کو   ہوئے ہیں تھ بجائے زخم دل محتاج درماں کے

نگاہ لطف تو بارانہا ارزشہ دارم
دریغا اندریں محفل تہی جام و سبو دارم

میں اپنا گوہر مقصود حاصل کرکے چھوڑونگا   اور اس منزل کے طی سارے مراحل کرکے چھوڑونگا
فدا ہو کر بقا حاصل کروں گا دین احمد میں   میں پر دل میں پیدا عشق کامل کرکے چھوڑونگا
قرآں پاک کی تعلیم سے پردے اٹھاؤنگا   ہو پیدا امتیاز حق باطل کرکے چھوڑونگا
سناؤنگا جہاں میں خوبیاں دین محمد کی   اور اک دنیا کی تو میں سمیں داخل کرکے چھوڑونگا
نہ حاصل کر سکیں یورپ کی فوجیں جن مقاصد کو   میں صلح و آشتی سے انکو حاصل کرکے چھوڑونگا
نہیں ہے قدر جنکے دل میں اسلامی مبلغ کی   دکھا کر کام اپنا اسکو قائل کرکے چھوڑونگا
سمجھتے ہیں تشتر افراد ملت ایک مٹ سے   مقابل میں عدو کے انکو یکدل کرکے چھوڑونگا
یہ مانا ہے بہت دشوار ان کا راہ پر آنا   خدا چاہے تو میں آساں یہ مشکل کرکے چھوڑونگا

بیاں کردم ببینت چند کیش احمدیت را
بیا اے صوفیٔ حلقہ نشیں جوئیم نصرت را

قادیان میں منچلے

ہم دو شخص انجمن کی جانب سے قادیان سالانہ جلسہ پر انجمن کی کتب، لیکر جن میں باہم اختلافی مسائل پر کوئی کتاب۔ ٹریکٹ اور رسالہ وغیرہ نہ تھا۔ گئے۔ قادیان والوں نے بجائے اسکے کہ وہ ہمیں احمدیہ انجمن لاہور کے فرستادہ سمجھکر اپنا مہمان جانتے۔ اور حسن سلوک سے پیش آتے۔ سخت بداخلاقی اور بدسلوکی سے پیش آئے۔ جسکی نظیر [illegible]

علیہ السلام اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں اپنے خطرناک دشمنوں کے ساتھ جب کوئی قادیان آ ملتی ہے۔ اس ظلم اور تعدی پر ہمیں بہت افسوس ہوا۔ مگر یہ خیال کرکے کہ جب کسی قوم کے اخلاق بگڑ جائیں۔ اور وہ نیکی بدی میں تمیز نہ کر سکے تو اس پر افسوس بھی بے فائدہ ہے۔ اسی خیال پر اب تک اخبار میں اسکا ذکر نہ کیا۔ مگر چونکہ قادیان والوں کو یہ ڈر تھا کہ ہماری اس بدلوچی حرکت اور نامہذب فعل کا ضرور اخبار میں ذکر ہوگا۔ اور وہ ایک عقلمند اور شریف انسان پر اثر ڈالے بغیر نہ رہے گا۔ اس لئے پہلے سے ہی اڈیٹر اخبار الفضل یکم و ۵ جنوری ۱۹۲۶ء کے اخبار میں ان الفاظ میں ہمارے وہاں جانے کا ذکر کرتا ہے۔

”جلسہ کے ابتدائی ایام میں غیر مبائعین کے چند فرستادوں نے اپنی کتابوں کی دوکان لگائی۔ جو ایک تو ایسی جگہ تھی جہاں پر رستہ کی تنگی کے پہلے سے ہی منتظم صاحب بازار نے کسی کو دکان لگانے کی اجازت نہ دی تھی۔ دوسرے غیر مبائعین ہر ایک سے بحث مباحثہ کی طرح ڈالتے۔ اور تو تو میں میں شروع کر دیتے تھے۔ چونکہ ایسے موقعہ پر یہ طریق خلل امن (نقل مطابق اصل) پیدا کرنے والا تھا۔ اس لئے منتظم صاحب بازار نے اول تو شورہ دیا۔ کہ اگر دکان بحث ومباحثہ کا ذریعہ نہ بنائیں۔ تو اچھا ہے۔ لیکن جب ان کے پاس پے درپے شکایات پونچیں۔ کہ غیر مبائعین امن میں خلل کا باعث بن رہے ہیں۔ تو انہوں نے منع کر دیا۔ تاکہ بات بڑھ کر فتنہ کا موجب نہ ہو“

یہ عبارت جو سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی ہے۔ اور اپنے اوپر سے محض الزام دور کرنے کی خاطر گھڑی گئی ہے۔ پڑھکر ہمیں سخت رنج و افسوس ہوا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ وہ قوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اسلام اور احمدیت کے مدعی ہو اور ساری دنیا کی اصلاح کا بیڑا سنے اٹھایا ہو۔ اسی قوم کے اخبار کے اڈیٹر کی یہ حالت ہو۔ کہ اول تا آخر سراسر افترا پردازی سے کام لے اور چالبازوں کے بھی کان کتر دے۔ اور کذب بیانی کے وقت خدا کا کوئی خوف مدنظر نہ ہو۔ اس سے جہان بھر کی اصلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اور دنیا میں شور ڈالنے اور دکھلانے کی باتیں ہیں۔ ورنہ سمجھ نہیں آتا کہ ایسے وقت راستگوئی سے مطلق کام نہ لیا جائے۔ اور بڑی جرأت سے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا جائے۔

اس کی بابت ہم اڈیٹر اخبار الفضل سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہماری نسبت جو مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے کہ کیا وہ موکد بعذاب قسم کھا کر شایع کر سکتا ہے۔ کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے حق لکھا ہے۔ اور ایسے ہی ہم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری منتظم بازار سے درخواست کرتے ہیں کہ کیا وہ بھی حلفیہ بیان شایع کر سکتے ہیں کہ اڈیٹر اخبار الفضل نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور جو فقرہ اڈیٹر نے آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔ کہ ”منتظم صاحب بازار نے اول تو مشورہ دیا کہ اگر دکان کو بحث ومباحثہ کا ذریعہ نہ بنائیں تو اچھا ہے“۔ کیا آپ نے یہ مشورہ مجھے دیا۔ اور یہ الفاظ مجھے آپ نے فرمائے۔ کیونکہ میرے اور آپ کے درمیان براہ راست گفتگو ہوئی تھی اور درمیان کوئی وکیل نہ تھا۔

اب ہم مفصل طور پر جملہ حالات اخبار میں کسی دوسری جگہ درج کر دیتے ہیں۔ تاکہ ناحق اور جھوٹ میں تمیز ہو سکے اور اہل قادیان کے اخلاق رذیلہ اور مظالم کا دنیا کو علم ہو سکے جو دنیا کو اخلاق فاضلہ سکھانے کے مدعی ہیں۔ اور ہر شخص کو حق پہنچانا چاہتے ہیں۔

آں کس کہ خود گم است کرا رہبری کند

جس نے خود راہ صواب گم کر دیا اور ذرہ ذرہ بھی بات پر اپنے غیظ وغضب پر قابو نہیں پا سکتا۔ اور حق بات سے واسطہ نہیں جھوٹ جھوٹ سے بلا دریغ کام لیتا ہے۔ اس نے دوسرے کو کیا رستہ بتانا ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک ان لوگوں کو ناکامی پر ناکامی ہو رہی ہے۔ ان میں منچلے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اس پارٹی میں داخل ہو کر اپنے دوستوں کی ملاقات کے لئے جاتے اور موقع پا کر سینکڑوں کا مال چرا کر بھاگ آتے ہیں اور گرفتار ہو کر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچتی ہے۔ نہ ان کا باہم سلوک نہ غیر سے سلوک۔ ہر جگہ ڈانگ سونٹا چلتا ہے۔ یہ سب ایسے ہی اعمال کا نتیجہ ہے جیسے کوئی بوٹے لگا دیسے ہی کاٹے گا۔ اللہ رحم کرے۔ آمین۔

راقم محمد نصیب

بابیوں اور قادیانی جماعت کا مقدمہ

یہ سنکر تعجب ہوا کہ بابیوں اور قادیانی جماعت کے مابین سرقہ کا مقدمہ چل رہا ہے جسکی پیشی ۵۔ جنوری ۱۹۲۶ء کو عدالت دہلی میں تھی۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کا ایک مخلص مرید محمد شریف نام دہلی میں بابیوں کے پاس جا رہا۔ کچھ عرصہ اون کے پاس قیام کرنے کے بعد ان کی بعض قلمی کتب چرا لایا۔ اور قادیان میں لاکر مولوی فضل الدین نونی وکیل کو دیں جو قادیان میں میاں صاحب کے پاس رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کے مقدمات کی پیروی کرتے اور ایک محکمہ کے افسر بھی ہیں۔ بابیوں نے اس سرقہ کی رپورٹ تھانہ میں کر دی۔ بعدہٗ مولوی فضل الدین صاحب نے وہ کتب نہایت عقلمندی سے بذریعہ ڈاک بابیوں کے پاس بھیجدیں۔ چونکہ رپورٹ تھانہ میں کی ہوئی تھی۔ ان کتب کے وصول ہونے پر مقدمہ چلایا گیا اور استغاثہ میں یہ امر بھی ہے کہ ساری مسروقہ کتب نہیں پہنچیں۔ محمد شریف ماخوذ ہے۔ اور مولوی فضل الدین وکیل لوز

خانصاحب ذوالفقار علیخانصاحب ناظر امور عالیہ بھی تاریخ پر دعو تھے۔ اور وہ دہلی گئے تھے باقی حالات آئندہ درج کئے جائیں گے

اخبار احمدیہ

گوجرہ ۔ ڈاکٹر جلال الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۔ جنوری ۱۹۲۶ء کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کے ہاں فرزند نرینہ تولد ہوا۔ جسے انہوں نے ابھی سے خدا تعالےٰ کے نام پر خدمت اسلام کے لئے وقف کر دیا ہے ہم ڈاکٹر صاحب کو نہ صرف اس پسر مسعود پر مبارکباد دیتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔ بلکہ ان کے ان پاک جذبات پر بھی انہیں مبارکباد عرض کرتے ہیں جو اسلام کے متعلق وہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور جنکا اظہار انہوں نے اپنے اکلوتے بچے کو خدا کی نذر کر دینے میں کر دیا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو عمر دے۔ اور عمر کے ساتھ اپنے باپ جیسا جذبہ اسلامی بھی دے۔

ایک احمدی بھائی کا خط بغداد سے

جناب مدیر صاحب ”پیغام صلح“

سلام علیکم۔ مزاج شریف۔ ملحفہ خط ۱۲/۲۵ درج اخبار فرماکر مشکور فرماویں مقام مسرت ہے کہ دنیا آہستہ آہستہ مجدد صدی چہاردہم کی تعلیم کی طرف رجوع کر رہی ہے والسلام

حقیر احمد گل از بغداد

ناظرین والا تمکین ہم چند دوستوں کے ہمراہ بتاریخ ۱۸ ماہ حال بروز جمعہ بعداز نماز ظہر جامع اعظمیہ کی طرف سیر و تفریح کیواسطے گئے۔ نماز عصر جامع اعظمیہ میں جو کہ مزار امام اعظم کیساتھ ملحق ہے۔ ادا کرنے کے بعد مکتب اعظمیہ کی طرف چلے گئے۔ یہ مکتب مزار کے ساتھ طرف مغرب واقع ہے۔ وہاں شیخ نعمان اعظمی سے جو کہ عراق کے سرکردہ علماء میں سے ہیں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ موقع کو غنیمت جانکر چند ایک مسائل کی نسبت ان کی رائے دریافت کی جو کہ سوال و جواب کی صورت میں درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

سوال (۱) حیات یا ممات مسیح کا مسئلہ اسلامی عقائد میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب۔ حیات و ممات مسیح کا اسلامی عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال (۲) کیا عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بموجب آیات قرآن کریم زندہ آسمان چہارم پر موجود ہیں یا فوت ہو چکے ہیں؟

جواب۔ عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل اور پیغمبروں کے فوت ہو چکے ہیں اور قرآن کریم نے صریح الفاظ میں اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں البتہ بعض احادیث سے ان کا زندہ ہونا پایا جاتا ہے مگر ان احادیث کی قرآن شریف کی آیات کے مطابق آسانی سے تاویل ہو سکتی ہے۔

چند ایک اور مسائل پر بھی مولانا موصوف سے گفتگو ہوئی جنکے جواب بہت متانت اور سنجیدگی سے آپ نے دئے۔ خدا کرے ہم ہمارے ہندوستان کے ملاؤں کو بھی ہدایت کرے۔ کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز آ جائیں۔ والسلام

حقیر احمد گل از بغداد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۷۳

قل یٰاہل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

اخبار پیغام صلح لاہور

ہفتہ میں دو بار، یک شنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ ۵؎ ششماہی ۳؎ سہ ماہی ۲؎

طلباء سے سالانہ ۴؎

جلد ۱۲ | المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۲۵ عیسوی | نمبر ۴

وعظ و نصائح از حضرت مسیح موعود

تکالیف اور مصائب کا فلسفہ

"انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ زد و کوب ہی سے درست ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت انسان کی تکمیل چاہتی ہے۔ اور خود عبودیت کا بھی تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی طرح تکمیل کرے۔ اس لئے منجملہ تکمیل کی صورتوں کے ایک شدائد اور مصائب بھی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہیں وہ بھی تکالیف اور شدائد کا نشانہ بنتے ہیں۔ اور ایسے مصائب اُن پر آتے ہیں کہ اگر کسی اور پر آئیں تو وہ برداشت بھی نہ کر سکے ہر طرف سے ان کے دشمن اٹھتے ہیں۔ کوئی باتوں سے دکھ دیتا ہے۔ کوئی حکام وقت کے ذریعہ سے تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے۔ کوئی قوم کو اس کے برخلاف اکساتا ہے۔ غرض ہر پہلو سے ان کو تکلیف دی جاتی ہے۔ اور ہر طرح کی بے آرامی اور حزن و غم ان پر آتا ہے۔ باوجود اس کے ان ساری باتوں کا کچھ بھی اثر ان پر نہیں ہوتا۔ وہ پہاڑ کی طرح جنبش نہیں کرتے کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گنہگار ہیں؟ ہرگز نہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو اس سے بڑھکر بیہودگی اور کیا ہوگی؟ بچوں کی تکالیف کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔ معصومیت کے لحاظ سے بچہ سمجھ لو۔ یہ مصائب عبودیت کی تکمیل کے لئے ہیں۔ اور عالم آخرت کے لئے مفید ہیں۔ اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے بعد بچہ کی روح مفقود ہو جاتی۔ تو بھی اعتراض کا موقعہ ہوتا۔ لیکن جبکہ جاودانی عالم اور ابدی راحت موجود ہے۔ تو پھر یہ سوال ہی کیوں ہے اگر یہ سوال ہے۔ کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت میں داخل کر دے۔ تو پھر کہیں گے۔ کہ معاصی کا بکھیڑا کیوں ہے؟ اس کے ساتھ بھی داخل کر سکتا تھا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی بے نیاز ہے انسان کو نجات اور ابدی آسائش کے حصول کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیئے۔

جب تک وہ تکالیف اور شدائد نہیں اُٹھاتا راحت اور آسائش نہیں پا سکتا۔ یہ شدائد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں۔ جو انسان خود مجاہدات کرتا ہے اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور اس طرح پر اکثر تکالیف میں سے ہو کر گذرتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ قضاء و قدر خود اس پر کچھ تکالیف نازل کر دیتی ہے۔ اور اس ذریعہ سے اسے صاف کرتی ہے۔ اس طریق میں بچہ اور انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ہوتے ہیں جو بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں۔ اس پر بھی جو مصائب اور شدائد ان پر آتے ہیں۔ وہ محض ان کی تکمیل اور ان کے اخلاق اور صدق و وفا کے اظہار کے لئے۔ انسان کے لئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے اور اس کے ساتھ مصائب اور مشکلات بھی ضروری ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعی

جو لوگ سعی کرتے ہیں وہ اس کے ثمرات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اسی طرح پر جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور نفس کی قربانی کرتے ہیں۔ اُن پر آلہی قرب و انوار و برکات اور قبولیت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور بہشت کا نقشہ ان پر کھولا جاتا ہے۔

ہم یقین کرتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس عالم کی تکالیف کا اجر دوسرے عالم میں ملتا ہے جیسے پر انبیاء اور رسل کو ملتا ہے اسی طرح پر دوسرے لوگوں کو ملتا ہے سنت اللہ یہی ہے۔ اور انسانی کمزوری ضروری تھی تاکہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمسر نہ ہو۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے مظہر تجلیات الٰہیہ ہوتا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصائب اور شدائد اُٹھائے۔ اور بہت سی ماریں کھائے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس کی سچائی تجربہ سے ثابت ہو رہی ہے پس جب ایک واقعہ تجربہ سے ثابت ہو جاوے تو اس پر بحث فضول ہے۔"

الحکم ۱۵-اگست ۱۹۰۵ء از حضرت مسیح موعود

مرثیہ حالت اسلام

از حضرت مسیح موعود

مندرجہ ذیل مرثیہ پڑھنے سے ہر ایک پاک دل اس کا اندازہ خود کر سکتا ہے کہ کیا معاذ اللہ ایک گمراہ شخص بھی ایسا درد اسلام کے لئے رکھ سکتا ہے؟ کیا ان ملاں کا معہود دجال بھی رنج و الم دین محمدی کے لئے رکھتا ہوگا؟ خدا را سوچو اور پھر سوچو! حضرت مسیح کیا ہی سچ فرماتے ہیں۔

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
آج اسلام ایسا بیکس ہو گیا ہے کہ جس کا کوئی خویش و یار نہیں

ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست
ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف ہو کر دین احمد سے بے خبر ہو گیا ہے

ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاراں تن ربود
چاروں طرف سے گمراہی کے سیلاب نے لاکھوں انسانوں کو ڈبو دیا۔

حیف بر چشمیکہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست
حیف ہے ان آنکھوں پر جو یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ہوشیار نہیں ہوئیں

اے خداوندان نعمت ایں چنیں غفلت چراست
اے دولتمندو! تم میں اسقدر غفلت کیوں ہے۔

بیخود از خوابید یا خود بخت دیں بیدار نیست
کیا تم خواب میں ہو یا دین کے ہی بخت خوابیدہ ہیں

اے مسلماناں خدا را یک نظر بر حال دیں
اے مسلمانو! خدا کیواسطے اسلام کے حال پر ایک نظر کرو

آنچہ مے بینم بلا ہا حاجت اظہار نیست
اسلام پر جو کچھ بلائیں آرہی میں دیکھتا ہوں انکے اظہار کی حاجت نہیں

آتش افتاد است در رخنش بخیزید اے یلاں
اسلام کے اسباب میں آگ لگ گئی ہے اے بہادرو اُٹھو اور اسکو بجھاؤ

دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست
دور سے کھڑے کھڑے دیکھنا دینداروں کا کام نہیں ہے۔

آنچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا
اس حالت کو دیکھ کر جسقدر مجھے غم ہے اسکو سوائے خدا کے کون جانتا ہے۔

زہر مینوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست
زہر کے گھونٹ پیتے ہیں لیکن طاقت گفتار نہیں ہے۔

ہر کسے غمخواری اہل اقارب میکند
ہر شخص اپنے اہل و عیال کی غمخواری کرتا ہے

اے دریغ ایں بیکسے را ہیچکس غمخوار نیست
ہائے افسوس کہ اس بیکس دین کا کوئی غمخوار نہیں بنتا

خون دیں بینم رواں چوں کشتگاں کربلا
کشتگان کربلا کی طرح دین کا خون بہتا ہوا دیکھتا ہوں!

اے عجب ایں مرد ماں را مہر آں دلدار نیست
افسوس ان لوگوں پر جنہیں اس دلدار کی محبت نہیں ہے

بیں کہ چوں در خاک مے غلطد ز جور ناکساں
ستمگار دیکھو کہ نااہلوں کے ظلم سے دین

آں کہ مثل او بزیر گنبد دوار نیست
جسکا ثانی زیر آسمان کوئی نہیں ہے کس طرح پامال ہو رہا ہے

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
پس مصیبت کے وقت میں ہم بیکسوں کا چارہ

جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست
سوائے نیم شبی دعاؤں اور گریۂ سحری کے کچھ نہیں ہے

ایخدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را • آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

پیغام صلح لاہور
جلد ۱۴ / ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ نمبر

جلسہ سالانہ کے اثرات

مجدد وقت کے انفاس قدسیہ کا اثر

حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکتوب

ان احباب کی خدمت میں جو جلسہ میں تشریف نہیں لائے

برادران مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارا سالانہ جلسہ ہوا اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیاب ہوا۔ مجھے جس امر کی خوشی ہے وہ یہ ہے کہ گو باہر سے بہت تھوڑے احباب تشریف لائے کل تعداد پانچسو کے قریب تھی لیکن انہوں نے جس ایثار اور ایثار سے بھی بڑھکر ہمت کا ثبوت دیا وہ قابل رشک ہے اللہ تعالےٰ نے ایسی سکینت اپنے فضل سے اس مختصر سی جماعت کے قلوب میں نازل فرمائی کہ انہوں نے ہر قسم کی تحریکات پر جو یکے بعد دیگرے اس موقعہ پر ہوئیں ہر مرتبہ پہلے سے زیادہ جوش سے لبیک کہا۔ خدا کی راہ میں دینا بڑا مشکل ہے اور پھر دینوالے جلد تھک جاتے ہیں مگر جن دلوں کے اندر اللہ تعالےٰ کی محبت کی چنگاری روشن ہوچکی ہو وہ يُسَبِّحُونَ لَہٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ کے مصداق ہوتے ہیں خدا کی راہ میں دیتے ہوئے تھکتے نہیں۔ الحمد للہ کہ یہ روح افزا نظارہ ہمارے سالانہ جلسہ میں بھی نظر آیا سب سے پہلے مولانا صدرالدین صاحب نے جرمن رسالہ مسلمش ریویو کے لئے تحریک کی اور گو ان کا روئے سخن اوروں کی طرف تھا مگر سوائے دو تین احباب کے جماعت نے بھی اس آواز کی عزت کی اور پانچ دس منٹ میں ۶۳۰ روپیہ نقد یا برنگ وعدہ ہوگیا۔ دوسرے دن ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی اپیل برلن مسجد اور مشن کے لئے تھی جس میں قریباً پندرہ ہزار روپیہ نقد یا مدرج تک قابل ادائیگی وعدوں کی صورت میں ہوگیا۔ اسی شام کو ہماری کانفرنس تھی جس میں تبلیغ سلسلہ کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی گئی اور ۵۴ آدمیوں نے آنریری طور پر مبلغین کے طور پر کام کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد اخبار پیغام صلح اور لائیٹ کی کمی خریداری کی طرف توجہ دلائی گئی جس میں ۶۱ خریدار اخبار پیغام صلح کے اور ۱۴۴ لائیٹ کے ہوئے ان میں سے بعض احباب نے خریدار بنانے کا وعدہ کیا لیکن اکثر احباب یا خود خریدار ہوئے یا اپنی جیب سے اسقدر خریداروں کا چندہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اسقدر تحریکات پر ایک مختصر سی جماعت کا اس جوش سے لبیک کہنا بتا رہا تھا کہ مجدد وقت کے انفاس نے کیا زندگی اس قوم کے اندر پیدا کردی ہے لیکن عین جلسہ کے اختتام پر میں نے ڈرتے ڈرتے اپنی قوم کو ایک اور اہم خدمت دینی کی طرف توجہ دلائی۔ ڈرتے ہوئے اس لئے کہ مبادا اسقدر تحریکات سے قوم تھک نہ چکی ہو لیکن اس تحریک پر جس جوش سے احباب جماعت نے لبیک کہا اس نے دوسرے دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈالتے ہوئے اس بات کو ثابت کردیا کہ ان تمام پہلی قربانیوں نے اس جماعت کے قدم ہمت کو اور بھی مضبوط کر دیا تھا اور ان کے دلوں میں وہ نشاط پیدا کردی تھی جو مومنوں کے دلوں میں خدا کی راہ میں دیکر پیدا ہوتی ہے

ان کے دلوں کو اس لذت سے بھر دیا تھا جس سے ہر محب صادق کا دل اپنے محبوب کے لئے تکلیف اُٹھا کر بھر جاتا ہے یہ تحریک اس غرض کے لئے تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت انگریزی زبان میں (جس کا نام محمدی پرافیٹ ہے) یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں پہنچائی جائے۔ چند دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک مرہٹہ رئیس نے سیواجی کی لائف کی چار ہزار کاپیاں یورپ اور امریکہ کے کتبخانوں میں چوبیس ہزار روپیہ دے کر مفت پہنچوائی ہیں تاکہ سیواجی کے صحیح حالات کا ان ممالک کے لوگوں کو علم ہو جائے۔ مسلمانوں پر افسوس آتا ہے کہ کہنے کو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ عشق و محبت ہے کہ دنیا کی کسی قوم کو اپنے رہنما کے ساتھ نہیں مگر عملی رنگ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کو کوئی لگاؤ ہی نہیں اور اگر کچھ ہے تو صرف ظاہر پرستی کے رنگ میں۔ آپ کے روضہ مبارک پر کسی گولی کے خراش کے آجانے سے تو یہ اسقدر جوش میں آجاتے ہیں کہ بلا تحقیق اپنے ہی بھائیوں کے گلے کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کیا عوام میں اور کیا علماء میں اور کیا اخبارات میں شور برپا ہو جاتا ہے۔ اور ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر سراسیمہ بھاگے پھرتے ہیں لیکن اس رسول پاک کے اخلاق پر جو حملے ہوتے ہیں اور ناپاک حملوں سے جو آپ کے سینے کو چھلنی کیا جاتا ہے اُن کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے جگہ سے نہیں ہلتے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ آج یورپ اور امریکہ میں پرانی تحریروں کو الگ رکھکر جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منور اور مقدس چہرہ کی ایک نہایت ہی سیاہ تصویر کھینچی گئی ہے آئے دن نئی تحریریں شائع ہوتی ہیں اور درجنوں کتابیں ہر سال ہر ملک میں نکلتی ہیں جن میں آپ کی ذات پاک پر ناپاک سے ناپاک حملے کئے جاتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کو ان حملوں کے دفاع کی کوئی فکر نہیں۔ اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ان حملوں سے بچانے کے لئے ادنےٰ سی ادنےٰ حرکت بھی نہیں کرتے ان حملوں کا ہر جگہ پر پہنچ کر دفاع کرنا جس طرح عیسائی پادری اب مسلمانوں کے گھروں میں ہر مقام پر پہنچکر وہاں بھی یہ زہر پھیلا رہے ہیں جو موجودہ حالات میں مسلمانوں کی طاقت سے بالاتر ہے گو یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے بھی اسباب پیدا کر دے گا مگر اس وقت ہم یوں اپنی تبلیغ کو وہاں پہنچا سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ حالات اور دلکش اخلاق کا ایک مرقع تیار کر کے ان ملکوں میں پہنچا دیں اور اسکا بہترین طریق یہ ہے کہ جسقدر لائبریریاں ہیں ان میں ایک ایک کاپی اس کی رکھوا دیں جہاں یہ سینکڑوں نہیں ہزاروں انسانوں کی نظر سے گذر کر ان کے خیالات کو تبدیل کر سکتی ہے اور ایک زندہ مبلغ کا کام دے سکتی ہے یہ نہ صرف رسول اللہ صلعم سے دشمنوں کے حملوں کا ہی دفاع ہوگا بلکہ صدقہ جاریہ کا بہترین کام بھی ہے کیونکہ جب تک وہ کتاب وہاں موجود ہے لوگوں کی نظروں سے گذرتی رہے گی اور اس کا ثواب اس شخص کو پہنچتا رہے گا جس نے وہ کتاب وہاں پہنچائی ہے اور اشاعت اسلام کا بھی یہ ایک نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ چنانچہ سردست انگریزی زبان میں سیرت خیر البشر ترجمہ ہوکر اللہ تعالےٰ کے فضل سے مقبول ہوچکی ہے بلکہ اس کا ترجمہ ترکی زبان میں بھی ہوچکا ہے اور ابھی ایران سے خط آیا ہے کہ فارسی میں بھی ترجمہ کی تجویز ہے۔ اس لئے احباب سے یہ اپیل کی گئی کہ وہ اس کار خیر میں سب سے پہلے قدم اُٹھائیں چنانچہ میری اس اپیل پر جو قریباً جلسہ کے خاتمہ پر تھی اسی غرض کے لئے ہماری مختصر سی جماعت نے ڈیڑھ ہزار سے زائد کاپی بھجوانے کا انتظام کر دیا یعنی کوئی تین سو جلد کے لئے خواتین سلسلہ نے جو بہت ہی قلیل تعداد میں تھیں چندہ کیا اور بارہ سو سے اوپر جلدوں کے لئے مردوں کی طرف سے چندہ ہوا جن میں سب سے زیادہ تعداد شیخ محمد اسمٰعیل و شیخ مولا بخش صاحبان لائلپور کی طرف سے ہے

یعنی دو سو جلد اور اس سے اتر کر ایک سو جلد شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیرآباد کی طرف سے ہے جزاھم اللہ خیراً۔

اب میرا روئے سخن ان احباب کی طرف ہے جو جلسہ میں تشریف نہیں لائے۔ اور جن کی تعداد یقیناً ان احباب سے بہت زیادہ ہے جو یہاں آئے۔ وہ اگر ہمت کریں تو چار ہزار کی تعداد کو پورا کرنے کے لئے باقی ڈھائی ہزار سو کاپی کا پورا ہوجانا کچھ مشکل نہیں۔ اور یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ چار ہزار کاپیاں صرف بہت بڑی بڑی لائبریریوں کو بھی کفایت نہیں کرسکتیں۔ حق تو یہ ہے کہ چالیس ہزار کاپیاں بھجوانے کا انتظام کیا جائے لیکن اگر جماعت چار ہزار کی تعداد کو پورا کردے تو شاید اللہ تعالےٰ باقی کے لئے بھی کسی مرد خدا کے دل میں ڈالے کہ وہ اس کار خیر میں ہمارا معاون ہو۔ پس جو احباب یہاں تشریف نہیں لائے ان کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف اس کار خیر میں بلکہ دیگر ان تحریکات میں بھی جو جلسہ سالانہ پر ہوئیں پورا حصہ لیں بلکہ جو احباب آئے انہیں بہت کچھ کرایہ کے خرچ کا بوجھ بھی اُٹھانا پڑا۔ جو احباب نہیں آئے انہیں اسقدر رقم مزید خدا کے راستے میں دینی چاہئے۔ اس لئے ایسے احباب جن کے نام یہ چٹھی بھیجی جاتی ہے اور جو جلسہ پر نہیں آئے امور ذیل سے جسقدر جلد ممکن ہو اطلاع دیں اور اس ثواب عظیم کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اور اپنے اندر اس ایمانی زندگی کا ثبوت دیں جسکا ثبوت اُن کے ان بھائیوں نے دیا ہے جو ان کاموں میں حصہ لے چکے ہیں۔

(۱) مسلمش ریویو جرمن رسالہ کی کسقدر کاپیوں کے وہ خریدار ہوتے ہیں۔ رسالہ کی قیمت تین روپے ہے۔

(۲) تبلیغ سلسلہ کے لئے آنریری مبلغ کا کام کرسکتے ہیں یا نہیں۔ جو لوگ ایسی آمادگی ظاہر کریں ان کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ اپنے فارغ اوقات میں دوسرے لوگوں سے ملکر انہیں جماعت میں شامل ہونے کے لئے ترغیب دیں اور یہ بتائیں کہ یہ جماعت کسی نئے فرقہ کے رنگ میں نہیں بلکہ محض خدمت اسلام کے لئے ایک جماعت ہے کیونکہ بغیر جماعت بننے کے کام زندہ نہیں رہ سکتا اس غرض کیلئے جو ٹریکٹ و رسالے وغیرہ انہیں درکار ہوں وہ یہاں سے مفت بھیجے جائیں گے۔ اور جس زبان میں ضرورت ہو اسی میں تیار کرا دیئے جائینگے۔

(۳) پیغام صلح کے اگر خریدار نہیں تو خریدار بنیں اخبار کو پڑھنے کے بغیر نہ سلسلہ کی تبلیغ ہوسکتی ہے نہ جماعت سے پورا تعلق رہ سکتا ہے۔ انجمن نے اس اخبار کی قیمت کو بہت کم کر دیا ہے یعنی پانچ روپیہ سالانہ اور جن میں اسقدر بھی استطاعت نہ ہو انکے لئے اور بھی کم کردی جاسکتی ہے مگر یہ ضروری ہے کہ ہر ایک خواندہ احمدی اس کا خریدار ہو اس سے بھی بڑھکر یہ ضرورت ہے کہ وہ احباب جنکو اللہ تعالےٰ نے استطاعت دی ہے دو دو چار چار دس دس خریداروں کا چندہ دیکر اخبار کو ایسے لوگوں کے نام جاری کرائیں جو ابھی جماعت میں داخل نہیں یا لائبریریوں کے نام جاری کرائیں جہاں وہ بہت سے آدمیوں کے مطالعہ میں آسکتے ہیں اور یوں گویا وہ ایک مستقل مبلغ بن جائینگے۔

(۴) اخبار لائیٹ کے متعلق احباب کی بہت زیادہ توجہ درکار ہے آج خدا کے فضل سے اس اخبار نے دلوں میں بہت بڑی عزت پیدا کرلی ہے لیکن ضرورت ہے کہ ہمارے احباب جو انگریزی سمجھتے ہیں وہ سب خود اس کے خریدار ہوں بلکہ دوسرے لوگوں میں اس کی خریداری کے لئے تحریک کریں ایک ایک دوست اگر کوشش کرے تو اپنے حلقہ اثر میں دو تین چار خریداروں کو پیدا کرلینا کچھ مشکل نہیں صرف توجہ درکار ہے۔ جو احباب خریدار پیدا نہ کرسکتے ہوں وہ مزید چندہ سے امداد کریں تاکہ یہ اخبار غیر مستطیع اصحاب کے نام مفت جاری کیا جائے۔

(۵) اور بالآخر آپ سے التماس ہے کہ محمدی پرافٹ کی لائبریریوں میں مفت اشاعت کے لئے آپ ضرور حصہ لیں اصل قیمت اس کتاب کی تین روپے ہے مگر اس غرض کے لئے دو روپے قیمت کردی گئی ہے اور ۸/ آنہ اس پر محصولڈاک

دغیرہ کا خرچ ہو گا اس طرح ہر ... میں ایک مقام پر ایک منتخب گویا ایک مبلغ بن کر چلا جاتا ہے جو لوگ صاحب ... کا پیان لیں گے ان میں سے ہر ایک پر ان کا نام لکھ کر ان کی طرف سے وہ کتاب کسی لائبریری میں بطور تحفہ بھیجی جائے گی۔ اس کام کی طرف بہت جلد توجہ درکار ہے۔ خاکسار

محمد علی

نوٹ احمدی خواتین کی خدمت میں بھی یہ چٹھی بھیجی جاتی ہے کہ وہ بھی اس صدقہ جاریہ کے کام میں حصہ لیں اور قوم کے ہر ایک فرد سے اپیل ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت ان نیک کاموں میں سے سب میں یا بعض میں ضرور حصہ لیں۔ جہاں جہاں انجمنیں موجود ہیں وہاں انجمن میں تحریک کرکے فہرست بنائی جائے۔

سیرۃ المہدی پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

(۲)

گذشتہ سے پیوستہ

مثال نمبر ۲۔ مجھے سخت رنج ہوتا ہے جب ایسی لغو اور ضعیف روایتوں کا ماخذ اہل بیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کتنا ہی بڑا عظیم الشان انسان ہو مگر عام طور پر قاعدہ یہی ہے کہ گھر کے لوگ بوجہ بے تکلفی کے اس کے اقوال اور افعال کو احتیاط کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ یہ تو محمد رسول اللہ صلعم ہی کی خصوصیت نظر آتی ہے کہ وہاں اسقدر احتیاط برتی گئی۔ ورنہ عام طور پر حالت یہی ہے۔ بڑے بڑے بزرگوں اور مصلحین کی زندگی میں یہی نقشہ نظر آتا ہے۔ اوپر کی مثال میں یہی وجہ غلطی کی معلوم ہوتی ہے۔ اسی قسم کی ایک اور مثال سنیئے جسے پڑھکر از حد رنج ہوتا ہے مصنف کتاب نے تو اس روایت کو اس خیال سے نقل کیا ہوگا کہ لاہوری احمدیوں پر زد پڑیگی مگر آہ زد جس پر پڑتی ہے وہ وہ مقدس انسان ہے۔ جس کی بزرگی اور عظمت کے ہم سب قائل ہیں۔ روایت سنیئے۔

روایت نمبر ۱۲" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جن ایام میں حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام رسالہ الوصیت لکھ رہے تھے ایک دفعہ جب آپ سیر (یعنی میرے چھوٹے بھائی عزیزم مرزا شریف احمد) کے مکان کے صحن میں ٹہل رہے تھے آپ نے مجھے کہا کہ مولوی محمد علی سے ایک انگریز نے دریافت کیا تھا کہ جس طرح بڑے آدمی اپنا جانشین مقرر کیا کرتے ہیں مرزا صاحب نے بھی کوئی جانشین مقرر کیا ہے یا نہیں ؟ اس کے بعد آپ فرمانے لگے تمہارا کیا خیال ہے کیا میں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو لکھدوں یا فرمایا مقرر کردوں ؟ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں میں نے کہا کہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں کریں۔"

اس روایت کے بیان کرنے سے مصنف کا کیا منشاء ہے ؟ **کیا حضرت نے میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین** مقرر کرنے کے لئے حضرت بیوی صاحبہ سے مشورہ لیا تھا ؟ کیا واقعی اگر بیوی صاحبہ فرما دیتیں تو وہ میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر دیتے ؟ اگر یہ خیال مصنف صاحب کا ہے تو وہ سخت غلطی پر ہیں۔ حضرت صاحب مامور من اللہ تھے۔ انہوں نے خدا کے حکم کے ماتحت ایک جماعت اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام کے لئے تیار کی تھی۔ اپنی وفات کے بعد ساری جماعت کے نظام کے لئے اپنا کوئی جانشین مقرر کرنا تھا۔ اس کے لئے وصیت لکھ رہے تھے۔ اس وقت آپ نے "بڑے آدمیوں" کی طرح بڑے آدمیوں یعنی انبیاء اور مجددین کی سنت کو دیکھنا تھا۔ قرآن کریم پر غور کرنا تھا۔ اس خدا سے مشورہ لینا تھا جس کی ہمکلامی کا شرف ان کو حاصل تھا۔ اگر انسانی مشورہ کی ضرورت تھی تو بڑے بڑے صاحب الرائے لوگوں سے مشورہ کر سکتے تھے۔ یہ کوئی پرائیویٹ ... کے نام پر ہبہ کر دیا۔ پس اسقدر بڑے عظیم الشان انسان کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اپنی وفات کے بعد ... عظیم ذمہ واری کو اپنی بیوی کے اشارہ پر بلا وجہ بغیر استعداد اور قابلیت پر غور کئے ایک شخص کے ہاتھ میں پکڑا دینے کو تیار تھا حضرت صاحب کی شان پر خطرناک حملہ ہے۔ خدا کی قدرت ہے۔ شیعہ صاحبان آجتک یہی فرضی راگ الاپ رہے ہیں کہ وفات سے کچھ دن قبل حضرت نبی کریم صلعم نے کاغذ قلم دوات منگوایا تھا کہ ایسی بات لکھدوں جس سے تم گمراہ نہ ہو۔ وہ حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے۔ مگر حضرت عمر کی (نعوذ باللہ) زبردستی سے وہ لکھ نہ سکے۔ یہاں بھی اسی سے ملتا جلتا قصہ نظر آتا ہے مگر یہاں تو قلم دوات کاغذ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں تھا کسی کی مفروضہ زبردستی بھی نہ تھی۔ آپ وصیت لکھکر دے بھی گئے۔ جس پر عمل ہوتا تو جماعت کے ایک کثیر حصہ کا قدم غلط رستہ پر نہ پڑتا۔ پھر کیا ہوا جو میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین نہ بنا گئے۔ بلکہ اپنی جگہ انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا۔ اصل بات یوں ہے کہ وہ ایسا کام کر گئے جو ان کی شان کے شایان تھا۔ وہ سچی اسلامی جمہوریت کو پھر دوبارہ زندہ کر گئے جو خلافت راشدہ کے زمانہ کے بعد مٹ چکی تھی۔ وہ **امرھم شوریٰ** بینہم کے ماتحت انجمن کو اپنا خلیفہ بنا گئے۔ جو عین قرآن کے حکم کے مطابق تھا۔ اور یہ ان کا وہ کارنامہ تھا جس پر احمدی جماعت جتنا بھی فخر کرے بجا ہے۔ جب حضرت بیوی صاحبہ نے فرمایا تھا کہ جو مناسب سمجھیں کریں تو آپ نے جو کچھ مناسب سمجھا کیا۔ میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین بنانا مناسب نہیں سمجھا نہ بنایا۔ بلکہ انجمن کا پریذیڈنٹ بھی نہیں بنایا۔ سکرٹری بھی نہیں بنایا۔ گویا کسی ذمہ داری کے عہدہ کا اہل نہیں سمجھا۔ ورنہ اگر وہ اپنا جانشین بنانا چاہتے۔ تو کم سے کم پریذیڈنٹ تو بنا دیتے۔ مگر نہیں۔ آپ اسے مناسب نہ سمجھتے تھے۔ غور کرو جب آپ کی رائے پر حضرت بیوی صاحبہ نے معاملہ کو چھوڑ دیا تھا اور آپ نے اپنی رائے میں میاں صاحب کو اپنی جانشینی کا اہل نہ سمجھا تو پھر یہ کسقدر مسیح موعودؑ کی (نعوذ باللہ) تذلیل ہے اگر یہ مانا جائے کہ وہ اس بات کو محض اپنی بیوی کے کہنے سے کر گذرتے جسکو بطور خود وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے تو میاں محمود صاحب کو انجمن کے کسی ذمہ وار عہدہ کے لائق بھی نہ سمجھا۔ جانشین بنانا تو بہت دور رہا۔ پس اگر حضرت صاحب نے جناب بیوی صاحبہ سے کوئی ایسا سوال بھی کیا تھا تو اظہر من الشمس ہے کہ امتحاناً ایسا کیا۔ آپ معاملہ کو صاف کر دینا چاہتے تھے۔ آپ کو فکر ہوا ہوگا اور بجا فکر ہوا کہ مبادا میری وفات کے بعد میرے اہل بیت کو جانشینی کا خیال دامنگیر ہو اسلئے معاملہ کو طے کر دینے کے لئے ضروری تھا کہ حضرت بیوی صاحبہ سے امتحاناً دریافت فرما لیتے کہ شاید ان کے دل میں کوئی ایسا خیال ہو تو ابھی ظاہر ہو جائے۔ وہ پتہ لگانا چاہتے تھے کہ آیا حضرت بیوی صاحبہ کو آپ کے مقام کی صحیح معرفت بھی ہے یا نہیں۔ کیا وہ مسیح موعودؑ کی جانشینی کو معمولی جائدادوں یا پیرخانوں کی گدی نشینی سمجھتی ہیں یا واقعی ایک مامور من اللہ کی جانشینی کی اہمیت کو پہچانتی ہیں۔ یہ بہتر ہوا کہ حضرت بیوی صاحبہ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ جیسا مناسب سمجھیں کریں۔ ورنہ مفت میں خفت اٹھانی پڑتی۔ وہ مامور من اللہ تھے۔ وہ کرتے تو وہی جواب کر گئے۔ مگر حضرت بیوی صاحبہ کو اسوقت سمجھا جانے کہ میری جانشینی معمولی چیز نہیں کہ جسکے نام چاہا لکھدیا۔ میں اتنے بڑے اہم کام کو بغیر خدا کے حکم کے کسی کے کہنے کہانے میں آکر سرانجام نہیں دے سکتا۔ قوم کے نظام کے لئے وصیت کرنا ہے یہ کوئی دل لگی نہیں ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہے یہ ترکہ نہیں ہے جو اولاد کے نام لکھدی جائے۔ یہ خدا کی امانت ہے جو اس کے اہل کے ہی سپرد ہو سکتی ہے

مثال نمبر ۳۔ ایسی روایات ... کے بیان جمع کرنے والے کی کوئی غرض ہوتی ہے ... اس سے احکام شریعت کے لئے کسی اجتہاد کا دروازہ کھلتا ہو یا کوئی اخلاقی فایدہ ہوتا ہو۔ مگر اس کتاب میں ایسی روایتیں کثرت سے ہیں جن کا قطعاً کوئی فایدہ نہیں بلکہ نقصان ظاہر نظر آتا ہے جامع الروایات صاحب کو تو صرف یہ مقصد مدنظر ہوتا ہے کہ کسی لاہوری احمدی پر زد پڑے۔ مگر درحقیقت زد پڑتی ہے معاذ اللہ خود حضرت مسیح موعودؑ پر۔ جامع الروایات صاحب اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے اسکی پرواہ ذرا بھی نہیں کرتے کہ روایت صحیح ہے یا غلط۔ نزدیک حضرت صاحب پر پڑتی رہے۔ صرف داغ کسی لاہوری احمدی پر لگ جائے تو چشم ما روشن دل ماشاد ہو جائے۔

لیجئے۔ روایت نمبر ۱۱۷ سنیئے۔ فرماتے ہیں ۔

روایت نمبر ۱۱۷" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ میں اور چند آدمی جن میں غالباً مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی تھے حضرت صاحب سے ملنے کے لئے اندر آپ کے مکان میں گئے۔ اس وقت آپ نے ہم کو خربوزے کھانے کے لئے دیئے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ جو خربوزہ مجھے آپ نے دیا وہ موٹا تھا چنانچہ آپ نے دیتے ہوئے یہ فرمایا اسے کھاکر دیکھیں یہ کیسا ہے ؟ پھر خود ہی مسکرا کر فرمایا موٹا آدمی منافق ہوتا ہے یہ پھیکا ہی ہوگا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں چنانچہ وہ پھیکا نکلا۔ مولوی صاحب نے یہ روایت بیان کرکے ہنستے ہوئے کہا اسوقت میں دبلا ہوتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر موٹا آدمی منافق ہوتا ہے بلکہ حضرت صاحب کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آرام طلبی کے نتیجہ میں موٹا ہوگیا ہو وہ منافق ہوتا ہے۔"

اس روایت میں خواجہ کمال الدین صاحب پر زد کرنی مقصود تھی۔ وہ موٹے تھے۔ اس لئے حضرت صاحب کی زبان سے ایک قاعدہ گھڑوایا گیا کہ "موٹا آدمی منافق ہوتا ہے"۔ مطلب یہ کہ خواجہ صاحب منافق ہیں۔ یہ روایت اس شکل میں گھڑکر پہلے خود راوی کو اپنی فکر ہوئی۔ وہ خود موٹے تھے۔ اس لئے انہوں نے تو اپنی یوں جان چھڑالی۔ کہ میں اسوقت دبلا تھا۔ بہت اچھا اسوقت دبلے تھے۔ تو اب تو موٹے ہو۔ لہٰذا آپ کی روایت کے مطابق اب آپ منافق ہو۔ پھر جامع الروایات صاحب کو فکر پڑی کہ وہ خود بدولت بھی ایک حد تک موٹے ہیں مولوی عبدالکریم مرحوم بھی موٹے تھے۔ میر ناصر نواب مرحوم موٹے تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم موٹے تھے۔ میر اسحاق موٹے۔ حافظ روشن علی موٹے۔ خود مولوی شیر علی راوی موٹے۔ اجی موٹوں کی تو ایک فہرست ہے جو گننے لگوں تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہو اسواسطے انہوں نے اپنی طرف سے ایک شرط بڑھائی کہ "جو آرام طلبی کے نتیجہ میں موٹا ہوگیا ہو"۔ تو عرض یہ ہے کہ آپ کے موٹے احباب کونسی مشقت کرکرکے موٹے ہوگئے۔ اور آپ کو حضرت صاحب کے ایک عام اصول پر کسی تخصیص کے بڑھانے کا حق ہی کیا حاصل ہے اگر یہ سچ ہے کہ موٹا آدمی منافق ہوتا ہے۔ تو قادیان میں بہت ہیں جنکو خارج البلد کرنا چاہیئے اب آیئے درایتاً اس پر نظر ڈالیں۔ خربوزہ موٹا مولوی شیر علی صاحب کو دیکر اس کے پھیکا ہونے پر یہ استدلال کرنا کہ چونکہ موٹا آدمی منافق ہوا کرتا ہے اسلئے موٹا خربوزہ بھی پھیکا ہوگا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ قاعدہ کلیہ تھا تو ایسا خربوزہ کسی دوست کو دینا ہی بے معنی تھا۔ اگر یہ

کہ کر مذاق سے ایسا کہا تو پھر ایسے مذاق کو نقل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ نیچے کوئی حقیقت نہ تھی۔ اور بچارہ جامع الروایات صاحب کو اس سے کوئی نتیجہ نکالنے کا کیا حق تھا۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود کے اخلاق سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کے اخلاق اتنے اعلیٰ پیمانہ پر تھے کہ آپ کی صحبت میں بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہوجاتا تھا۔ آپ اپنی مجلس میں ایک دشمن کا بھی دل دکھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کے منہ پر جنہوں نے گالیاں دیں اُن سے بھی آپ اخلاق سے پیش آتے رہے۔ تو پھر آپ کے ایسے اخلاق کریمانہ سے یہ بھی توقع ہوسکتی ہے کہ آپ کی مجلس میں ایک موٹا آدمی بیٹھا ہو اور آپ ایک ایسا فقرہ بول کر کہ موٹا آدمی منافق ہوتا ہے اس کا دل دکھاویں۔ یہ تو معمولی اخلاق کے لوگ بھی نہیں کرتے۔ اگر کسی میں کوئی خلقی عیب ہو تو اس کے سامنے اُس پر اعتراض کرنا یا مذاق کرنا یا اس پر طعن کے طور پر زد مارنا کسی مہذب انسان کا کام نہیں پھر کجا مسیح موعود صاحب خلق عظیم کا جو دوسرے لوگوں کے عیب پر پردے ڈالنے والا۔ کجا یہ نمونہ کہ ایک موٹے آدمی کے منہ پر در پردہ اس کا مذاق اُڑانا ہے جنہوں نے حضرت صاحب کی مجلسیں دیکھی ہیں اللہ جانتا ہے انہیں مولوی شیر علی صاحب کا حضرت مسیح موعود کے اخلاق پر یہ حملہ سخت گراں گذر رہا ہوگا۔ معاذ اللہ۔ گویا حضرت صاحب اسطرح خواجہ صاحب پر در پردہ چوٹیں کرکے اپنے جلے پھپھولے پھوڑا کرتے تھے۔ اگر اُن کو منافق سمجھتے تھے تو انہیں کان سے پکڑ کر نکال دیتے۔ بجائے اس کے کہ در پردہ چوٹیں کرکے اپنے اخلاق پر داغ لگاتے (نعوذ باللہ منہ) مولوی شیر علی صاحب پر اگر بہت حسن ظن سے کام لیا جاوے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُن کو سمجھنے میں غلطی لگی۔ بجائے اس کے کہ ایک مہمل فقرہ حضرت صاحب کی طرف منسوب کیا جائے۔ یہ ماننا پڑیگا کہ مولوی شیر علی صاحب کو سمجھنے میں غلطی لگی۔ بھلا موٹا [illegible] منافقت سے [illegible] جسم کی فربہی اور لاغری [illegible] نیات میں کیا دخل [illegible] حضرت صاحب کی طرف منسوب [illegible] پہلے مولوی شیر علی صاحب کو خود سمجھ لینا چاہئے تھا [illegible] غلطی لگی ہے۔ اغلب ہے کہ آپ نے یہ فرمایا [illegible] منافق ہوتا ہے یعنی جیسی اُس پر توقع ہوتی ہے عموماً ویسا نہیں نکلتا تو بات بالکل صاف اور معقول تھی۔ مگر خواجہ صاحب پر زد کیسے پڑتی؟ لہٰذا خربوزہ کا آدمی بنا دیا۔

جہاد بالقلم

از قلم مولانا مولوی مصطفےٰ خانصاحب

گوئے توفیق وکرامت درمیان افگندہ اند

(۱)

جہاد کے لفظ کے ساتھ زمانہ حاضرہ کے مسلمانوں کے دل ودماغ میں۔ توپ وتفنگ۔ تیر وکمان۔ شمشیر وخنجر۔ زرہ بکتر کا خیال آنا لازمی ہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے مسلمان آج کل اپنے مذہب کے اصولوں اور اس کے روایات سابقہ سے بے خبر ہیں۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ جہاد مذہب کے لئے قتل وغارت کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ تمام عمر اس قسم کا جہاد کرتے رہے۔ صحابہ کرام اس جہاد میں گلے کاٹتے اور کٹواتے رہے۔ احمدیوں نے جہاں اسلام پر اور ستم ڈھائے وہاں ایک یہ شاخسانہ بھی کھڑا کر دیا کہ جہاد کو قلم کے ساتھ بھی منسوب کیا اور جہاد بالقلم کی انوکھی اور نرالی اصطلاح تراش لی۔ لیکن اگر چشم بصیرت سے اسلام اور اسلامیوں کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ نظریہ بھی اسی طرح بے حقیقت نظر آئے گا جس طرح اسلام میں سینکڑوں ہزاروں باتیں زبان زد خاص وعام ہیں۔ مگر ان کی حقیقت سراب سے بڑھکر نہیں۔

بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو قلم سے یا یوں کہئے کہ علوم کی نشر واشاعت سے ایک گہری مناسبت ہے۔ سب سے پہلی وحی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے پایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ	پڑھو اپنے رب کے نام کیساتھ جسنے پیدا کیا
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ	پیدا کیا انسان کو محبت سے
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ	پڑھو اور تیرا رب بہت عزت والا ہے۔
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ	جسنے قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا۔
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ	اور انسان کو وہ علوم سکھائے جو وہ نہیں جانتا تھا

ان آیات میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو سب سے پہلے پڑھنے ہی کا حکم ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ پڑھنے ہی سے انسان خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے رفعت وبلندی حاصل کرسکتا ہے۔ پھر بتایا کہ قلم ہی سے خدا تعالےٰ نے انسان کو وہ علوم سکھائے جو وہ نہ جانتا تھا۔ اور ساتھ ہی نہایت لطیف پیرائے میں یہ اشارہ بھی کر دیا کہ اب یہ وحی بھی جو تم پر نازل ہوتی ہے علوم آلہیہ کی حامل ہے اس کو لکھ لیا کرو۔ کیونکہ علوم کے نشر واشاعت کا ذریعہ واحد قلم ہی ہے اس حکم خداوندی کی تعمیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرہ سال تک مکہ میں قرآن پڑھ پڑھ ہی کر لوگوں کو تبلیغ کرتے رہیں۔ اور اسی کلام پاک کی قوت قدسی سے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ جیسے عظیم الشان انسان حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمان علی الاعلان کہتے پھرتے ہیں۔ بغیر تلوار کے اسلام پھیل نہیں سکتا۔ سیاسی طاقت کے بغیر مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اسی خیال سے حضرت امام مہدی کا انتظار ہے کہ وہ آئیں اور نکمے مسلمانوں کو مال غنیمت سے مالا مال کریں۔ کفار کو تلوار کے گھاٹ اُتار کر مسلمان بنائیں۔ اور توپ وتفنگ کی برکت سے اسلام کا ڈنکا بجائیں۔

لیکن اسلام کے ان نام نہاد ہواخواہوں کو شاید علم نہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی ترقی کو علوم سے وابستہ کیا ہے۔ ایک جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ

یعنی قلم اور وہ تمام علوم جو قلم کے ذریعہ سے لکھے جاتے ہیں یا آئندہ لکھے جائینگے اس حقیقت نفس الامری پر گواہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے بزرگ وبرتر کے فضل وکرم سے مجنون نہیں۔ بلکہ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ کے مصداق ہیں۔ اور لوگوں کو علم وحکمت سکھاتے ہیں پس قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ دنیا میں جوں جوں علوم حقہ ترقی کرتے جائیں گے اسلام کی صداقت چمکتی جائیگی۔ چنانچہ اس زمانہ میں جہاں علوم کی روشنی زیادہ تیز ہوتی جاتی ہے وہاں لوگ طوعاً وکرہاً اسلامی اصولوں کے سامنے سر تسلیم بھی خم کرتے جاتے ہیں۔ آج کل امریکہ علوم وفنون کے آسمان کا آفتاب نصف النہار ہے۔ لیکن اسلام کی تعلیم نے اس کے اس علمی ترقی سے حرمت شراب کی شکل میں خراج تحسین وصول کیا۔ انگلستان اور دوسرے عیسائی ممالک میں بھی جوں جوں علمی روشنی پھیلتی جاتی ہے اسلامی اصولوں کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھکتی جاتی ہیں۔ اسلام کے وہ اقتصادی اور عمرانی مسائل جس پر یورپ نے صدیوں تک اپنی جہالت سے مضحکے اُڑائے آج مہذب دنیا کی نجات کے ذمہ دار ہیں۔ یہی وجہ ہے یورپ کے گورے ہی باشندے اسلام کی خوبیوں کے معترف ہوتے جاتے ہیں۔ اور اسلام کی حلقہ بگوشی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں مسلمانوں پر اور بہت سے احسان کئے ہیں۔ وہاں یہ احسان بھی کچھ کم قابل قدر نہیں کہ آپ نے جہاد کی اصل حقیقت کو واضح کر دیا۔ اور بتا دیا کہ اصل جہاد تو علوم ہی ہے۔ جو صرف قلم کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ تلوار کا جہاد تو محض ایک وقتی ضرورت کی وجہ سے اختیار کیا گیا تھا۔ جو چند ضروری شرائط کے ساتھ مشروط بھی تھا۔ مگر قلم کا جہاد ہر وقت ہوسکتا ہے۔ اور ہر وقت ہی ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی اسی جہاد میں بسر کی۔ اور اپنے پیچھے ایک قوم چھوڑی جو اس جہاد کی علم بردار ہے۔

بعض نادان کہدیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا میں آکر کیا کیا؟ میں کہتا ہوں اگر آپ کی دوسری خدمات جلیلہ سے قطع نظر کرکے صرف جہاد بالقلم ہی کی خدمت [illegible]

کی مسند پر بٹھانے کے معنے کافی ہے۔ آپ کی بعثت سے پہلے مسلمان علی العموم اس حقیقت کو فراموش کرچکے تھے کہ اسلام علوم واخلاق سے لوگوں کے دلوں پر حکومت کرسکتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام محض سیاسی طاقت سے بڑھا تھا۔ اور سیاسی طاقت کے زوال سے خود اسلام میں ہی زوال آگیا۔ اب اس کھوئی ہوئی طاقت کو صرف امام مہدی اپنی تلوار کی دھار سے دوبارہ دنیا میں قائم کرینگے لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اس لچر خیال کی تردید کی اور مسلمانوں کو بتایا کہ اسلام کی صداقت تلوار پر منحصر نہیں بلکہ اس حقیقی خوبی کا جوہر اس کی تعلیم میں مرکوز ہے چنانچہ اس اصول کو لیکر احمدی جماعت دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے نکلی اور خدا کے فضل سے کامیاب ہوئی۔

لیکن مسلمانوں کی وہ جماعت جو آج جنگ تلوار والے مہدی کی قائل ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے۔ اور انتظار کی زحمت کھینچ رہی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اب تو انتظار کی بھی حد ہوگئی۔ انتظار حبیب کی تو مختصر گھڑیاں بھی دراز ہی ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں تو یہ درازی صبر آزما ہونے کے بجائے اب حوصلہ شکن اور یاس انگیز ہو رہی ہے اس لئے میں اپنے مسلمان بھائیوں کو یہی مشورہ دینا پسند کرتا ہوں کہ سردست تم "جہاد بالقلم" میں تو شامل ہوجاؤ جب تمہارا من بھاتا مہدی یا مسیح آئے گا۔ تو ہم دیکھ لینگے۔ تم محض انتظار میں اس عادت کو کیوں کھوتے ہو جو تمہیں حاصل ہے۔

گوئے توفیق وکرامت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمے آید سواراں را چہ شد

اسمار اُن احباب کے جو اخبار پیغام صلح کے خریدار بنے

	اسامی	سکونت	تعداد خریداران
۱	چوہدری منظور حسن صاحب	چک ۱۷ گجرات	[illegible]
۲	چوہدری غلام حیدر صاحب	بدوملہی	۱۰
۳	ملک الٰہی بخش صاحب	لائل پور	۶
۴	سعید احمد صاحب	بدوملہی	۱
۵	صوفی محمد عبداللہ صاحب	لاہور	۱
۶	حاجی مبارک دین صاحب	لائل پور	۱
۷	بابو غلام ربانی صاحب	راولپنڈی	۱
۸	شیخ کرم الٰہی صاحب	راولپنڈی	۱
۹	صوفی شمس الدین صاحب	کوہ مری	۱
۱۰	چوہدری محمد اسمعیل صاحب	کوہ مری	۱
۱۱	میرزا محمد بیگ احمد صاحب	سنام	۱
۱۲	ڈاکٹر سعید احمد صاحب	دیپگراں	۵
۱۳	منشی فقیر محمد صاحب	چک ۲۸ اکاٹا	۱
۱۴	بابو عمر الدین صاحب	لاہور	۱
۱۵	مولوی رحیم بخش صاحب	کھیوڑہ	۱
۱۶	بابو احمد دین صاحب مکتر		۱
۱۷	چوہدری سرفراز خاں	بدوملہی	۱
۱۸	مولوی صدر الدین صاحب	لاہور	۲
۱۹	حضرت امیر ایدہ اللہ	لاہور	۲
۲۰	محمد یوسف صاحب	فرید آباد	۱۰
۲۱	صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب [illegible]		۱
۲۲	شیخ نیاز احمد صاحب	وزیر آباد	۵
۲۳	مولوی عبدالہادی صاحب [illegible]		۳
۲۴	عبدالشکور صاحب	پسرور	۱
۲۵	ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب	دربند	۲
۲۶	جعفر علی صاحب	دربند	۱
۲۷	مولوی عبدالسبوح صاحب	ایبٹ آباد	۱
۲۸	حافظ محمد صاحب	اکاڑہ	۱
۲۹	بابو عبدالحق صاحب	دہلی	۱
۳۰	شیخ فضل حق صاحب	دہلی	۱
۳۱	راجہ غلام محمد صاحب	راولپنڈی	۱
۳۲	میاں احمد علی صاحب	مناد	۱
۳۳	میاں مولا بخش صاحب	بٹالہ	۱
۳۴	پروفیسر محمد عبداللہ صاحب	لاہور	۱

اسمار آنریری مبلغین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

#	نام	مقام
۱	خانصاحب بابو محمد منظور آلہی صاحب	لاہور
۲	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	لاہور
۳	مولوی دوست محمد صاحب	لاہور
۴	منشی کرم آلہی صاحب	لاہور
۵	ڈاکٹر سلطان احمد صاحب	لاہور
۶	میاں محمد زمان خاں صاحب	چارسدہ
۷	مرزا محمد سلطان صاحب	پشاور
۸	عبد القدوس صاحب	ٹیری
۹	صاحب گل صاحب	پشاور
۱۰	صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب	اضلاع پشاور
۱۱	خان محمد عجب خاں صاحب	زیدہ
۱۲	مولوی غلام ربانی صاحب	راولپنڈی
۱۳	ڈاکٹر حسن علی صاحب	راولپنڈی
۱۴	بابو محمد صدیق صاحب	راولپنڈی
۱۵	چوہدری محمد اسمعیل صاحب	کوہ مری
۱۶	قاضی محمد فضل قادر صاحب	لائل پور
۱۷	شیخ عبد الحق صاحب	دہلی
۱۸	سیٹھ عبد السلام صاحب	دہلی
۱۹	بابو غلام قادر صاحب	دہلی
۲۰	اکرام اللہ خاں صاحب	دہلی
۲۱	مولوی محمد رمضان صاحب	بہاولپور
۲۲	مولوی امام الدین صاحب	مظفرگڑھ
۲۳	مولوی عزیز بخش صاحب	جھنگ
۲۴	چوہدری عبد اللہ خان صاحب	گوجرہ
۲۵	شیخ محمد جان صاحب	وزیرآباد
۲۶	بابو محمد حسین صاحب	گوجرانوالہ
۲۷	مولوی عبد الرحمن صاحب	شملہ
۲۸	چوہدری محمد حسین صاحب	علاقہ سرگودہا
۲۹	چوہدری اکبر علی صاحب	علاقہ سرگودہا
۳۰	چوہدری غلام حیدر خاں صاحب	بدوملہی
۳۱	مولوی مرتضےٰ خاں صاحب	بدوملہی
۳۲	سید عبد الجبار شاہ صاحب	ریاست انب
۳۳	ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب	ریاست انب
۳۴	ڈاکٹر سعید احمد صاحب	ضلع ہزارہ
۳۵	مولوی محمد یمین صاحب	داتہ
۳۶	چوہدری مبارک احمد صاحب	کوہاٹ
۳۷	مولوی عبد الہادی خاں صاحب	بنوں
۳۸	محمد عمر خاں صاحب شنکلوی	ضلع کیمل پور
۳۹	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	جہلم
۴۰	چوہدری منظور حسن صاحب	چک ۳۶ جنوبی
۴۱	بابو عبد الرشید صاحب	لدھیانہ
۴۲	ڈاکٹر نظام الدین صاحب	جگراؤں
۴۳	حافظ محمد بخش صاحب	اوکاڑہ
۴۴	میاں احمد علی صاحب	منار
۴۵	مرزا مظفر بیگ صاحب	سنام

اسماء ان احباب کے جنہوں نے رسالہ مسلم ریویو کی مفت تقسیم میں حصہ لیا

#	نام	مقام	رقم
۱	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	لاہور	۲۰-۰-۰
۲	سید نذیر حسین شاہ صاحب	لاہور	۱۰-۰-۰
۳	سید الطاف حسین شاہ صاحب	لاہور	۵-۰-۰
۴	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	لاہور	۳۰-۰-۰
۵	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	لاہور	۶-۰-۰
۶	میاں غلام محمد دفتری	لاہور	۲-۰-۰
۷	بابا ہدایت اللہ صاحب شاعر	لاہور	۱۰-۰-۰
۸	فضل الدین صاحب	لاہور	۵-۰-۰
۹	میاں آلہی بخش صاحب	لاہور	۱-۰-۰
۱۰	میاں امیر بخش صاحب	لاہور	۲-۰-۰
۱۱	شیخ ظہور الحسن صاحب	لاہور	۳-۰-۰
۱۲	شیخ محمد ابراہیم صاحب	لاہور	۵-۰-۰
۱۳	بابو محمد اسحاق صاحب	لاہور	۵-۰-۰
۱۴	خواجہ صدر الدین صاحب کشمیری	لاہور	۲-۰-۰
۱۵	منشی فقیر اللہ صاحب	لاہور	۱-۰-۰
۱۶	ڈاکٹر نبی بخش صاحب	لاہور	۳-۰-۰
۱۷	مستری محمد عالم صاحب	لاہور	۱-۰-۰
۱۸	بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	لاہور	۰-۸-۰
۱۹	مستری نور الدین صاحب	لاہور	۱-۰-۰
۲۰	شیخ نصیر احمد خلف بابو محمد عثمان غنی صاحب	لاہور	۶-۰-۰
۲۱	بابو رحیم بخش صاحب	کراچی	۲۵-۰-۰
۲۲	حافظ محمد بخش صاحب۔ اکبر الدین صاحب و منشی فقیر محمد صاحب	اوکاڑہ	۳۰ / ۳-۰-۰
۲۳	بابو فیض الرحمن صاحب	امرتسر	۵۴-۰-۰
۲۴	شیخ مولا بخش صاحب فلور ملز	لائل پور	۵۰-۰-۰
۲۵	چوہدری منظور حسن صاحب	چک ۳۶ جنوبی	۱۰-۰-۰
۲۶	چوہدری محمد حسن صاحب	چک ۳۶ جنوبی	۱۰-۰-۰
۲۷	سید امیر علی شاہ صاحب	کوٹ موکہل	۳-۰-۰
۲۸	مولوی عالم الدین صاحب وکیل	شیخوپورہ	۵-۰-۰
۲۹	مرزا جلال احمد صاحب	لاہور چھاؤنی	۵-۰-۰
۳۰	فضل خالق خاں	پشاور	۵-۰-۰
۳۱	سید امجد علی شاہ صاحب	جڑانوالہ	۶-۰-۰
۳۲	ڈاکٹر حسن علی صاحب	راولپنڈی	۴-۰-۰
۳۳	شیخ محمد رمضان صاحب	راولپنڈی	۱۲-۰-۰
۳۴	خواجہ محمد اسماعیل ٹیلر ماسٹر	راولپنڈی	۵-۰-۰
۳۵	شال خاں صاحب	پشاور	۱۰-۰-۰
۳۶	میاں محمد زمان خان صاحب	چارسدہ	۲۵-۰-۰
۳۷	بابو محمد آلہی صاحب	گوجرانوالہ	۵-۰-۰
۳۸	بابو محمد حسین صاحب	گوجرانوالہ	۲-۰-۰
۳۹	چوہدری غلام حیدر خاں صاحب	بدوملہی	۵-۰-۰
۴۰	چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب	بدوملہی	۳-۰-۰
۴۱	صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب	پشاور	۳-۰-۰
۴۲	محمد فردوس صاحب	پشاور	۳-۰-۰
۴۳	مولوی عبد الہادی خاں صاحب	بنوں	۵۰-۰-۰
۴۴	محمد اسحاق صاحب	داتہ	۲-۰-۰
۴۵	حبیب الرحمن صاحب	داتہ	۲-۰-۰
۴۶	عبد القدوس صاحب	ٹیری	۱-۰-۰
۴۷	شیخ محمد جان صاحب	وزیرآباد	۱-۰-۰
۴۸	چوہدری عبد الرحمن صاحب	جموں	۲-۰-۰
۴۹	سمندر خان صاحب	ریاست انب	۵-۰-۰
۵۰	سید عبد الجبار شاہ صاحب	ریاست انب	۱۰-۰-۰
۵۱	چوہدری محمد اسماعیل صاحب	کوہ مری	۲-۰-۰
۵۲	چوہدری شاہ دین صاحب	دہلی	۶-۰-۰
۵۳	صوفی شمس الدین صاحب	راولپنڈی	۲-۰-۰
۵۴	بودی پکھی وارہ	کوٹ موکہل	۳-۰-۰
۵۵	میاں بشارت احمد صاحب	پنڈی	۲-۰-۰
۵۶	چوہدری فتح محمد صاحب	پھلور	۵-۰-۰
۵۷	عبد الباری صاحب	ملتان	۳-۰-۰
۵۸	محمد ممتاز صاحب فاروقی	گجرات	۵-۰-۰
۵۹	محمد حکیم صاحب	لاہور	۲-۰-۰
۶۰	محمد یعقوب صاحب		۳-۰-۰
۶۱	محمد حیات صاحب		۳-۰-۰
۶۲	عبد اللہ صاحب		۱۰-۰-۰
۶۳	شیخ حفیظ صاحب		۴-۰-۰
۶۴	حاجی محمد حسن صاحب		۱-۰-۰
۶۵	دوستان		۰-۷-۰
۶۶	شیخ عبد الحمید صاحب	جاپان ہوس لاہور	۱۲-۰-۰
۶۷	چوہدری محمد خاں صاحب		۵-۰-۰
۶۸	محمد صدیق صاحب		۳-۰-۰
۶۹	بابو شکر الدین صاحب	راولپنڈی	۶-۰-۰
۷۰	ڈاکٹر سعید احمد صاحب	ایبٹ آباد	۳-۰-۰
۷۱	ماسٹر سراج الدین صاحب	ٹانڈا	۳-۰-۰
۷۲	چوہدری سردار خاں صاحب	پنڈی بہاؤالدین	۳-۰-۰
۷۳	میاں محمد صدیق صاحب	اندورہ	۱۰-۰-۰
۷۴	مظفر بیگ صاحب	سامانہ	۲-۰-۰
۷۵	قاضی نثار محمد صاحب	پسرور	۱-۰-۰
۷۶	میاں عبد الشکور صاحب	پسرور	۱-۰-۰
۷۷	میاں نظام الدین صاحب	لویری والا	۵-۰-۰
۷۸	چوہدری غلام حسن صاحب	لویری والا	۱۲-۰-۰
۷۹	راٹھور صاحب سردار	سندرا	۲-۰-۰
۸۰	مولوی غلام ربانی صاحب وکیل	مانسہرہ	۲-۰-۰
۸۱	شیخ قمر الدین صاحب	جہلم	۲-۰-۰
۸۲	توپ خانہ بازار	لاہور چھاؤنی	۳-۰-۰
۸۳	شیخ الہ بخش صاحب	لائل پور	۱-۰-۰
۸۴	مرزا محمد بیگ مدرس	سنام	۱-۰-۰
۸۵	نامعلوم الاسم		۳-۰-۰
۸۶	چوہدری خیر الدین صاحب	پنڈی بہاؤالدین	۳-۰-۰
۸۷	چوہدری مبارک احمد صاحب	کوہاٹ	۲-۰-۰
۸۸	ڈاکٹر محمد عالم صاحب	لاہور	۵۰-۰-۰
۸۹	محمد اقبال طالبعلم مسلم ہائی سکول	لاہور	۳-۰-۰
۹۰	بابو عبد الغنی صاحب ٹیلیگراف آفس	لاہور سالانہ مستقل	۶-۰-۰
۹۱	چوہدری ظہور احمد صاحب	لاہور	۲-۰-۰

اسماء ان احباب کے جنہوں نے اخبار لائٹ کی خریداری اور خریدار بنانے میں حصہ لیا

#	نام	خریدار بنالیے / خریدار بنے
۱	میاں محمد صاحب لائل پور	
۲	چوہدری [illegible] صاحب بدوملہی	۴۰
۳	ملک آلہی بخش صاحب لائل پور	۱
۴	سنٹرل فلور ملز قصور	۱۰
۵	چوہدری محمد اسماعیل کوہ مری	۱
۶	مرزا یعقوب بیگ صاحب	۲۰
۷	سید محمد حسین شاہ صاحب	۲۰
۸	معرفت صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب قاضی رحیم اللہ چکدرہ	۱
۹	محمد صدیق صاحب راولپنڈی لائبریریوں کے لئے	۵
۱۰	ڈاکٹر نظام الدین صاحب بنام اللہ یار طالب علم جماعت دہم سکول جگراؤں	۱
۱۱	بابو محمد عباس بی اے راولپنڈی	۱
۱۲	محمد زمان خاں صاحب	۱۰۰
۱۳	وی پی بنام راجہ غلام محمد صاحب راولپنڈی اخبار بنام ہیڈ ماسٹر گوجر خاں	۱
۱۴	چوہدری عبد اللہ خاں صاحب گوجرہ	۲
۱۵	وی پی بنام بابو غلام ربانی صاحب اخبار بنام محمد اکبر طالب علم زراعتی کالج لائل پور	۱
۱۶	وی پی بنام راجہ غلام محمد اخبار بنام راجہ قربان حسین سٹوڈنٹ ایف اے کلاس راولپنڈی کالج	۱
۱۷	مخدوم محمد اشرف صاحب	۱۰
۱۸	میاں شاہ دین صاحب دہلی	۵۰
۱۹	مولانا صدر الدین صاحب	
۲۰	حضرت امیر ایدہ اللہ	
۲۱	مرزا یعقوب بیگ صاحب	۱۰
۲۲	سید محمد حسین شاہ صاحب	۱۰
۲۳	ملک غلام محمد صاحب	۱

نمبر	نام	رقم
۲۴	چوہدری محمد حسن خاں ایل ایل بی وکیل	۱
۲۵	دی پی بنام راجہ غلام محمد راولپنڈی اخبار بنام استاد طالع محمد سب انسپکٹر پنشنر نیا محلہ راولپنڈی	۱
۲۶	بابو محمد حسین صاحب راولپنڈی	۱
۲۷	معرفت فضل حق صاحب دہلی بنام غضنفر علی طالب علم جماعت ہفتم محلہ شاہ تارا دہلی	۸
۲۸	بابو محمد شفیع صاحب شیخوپورہ بڑا گھر	۱
۲۹	محمد صدیق جماعت نہم مسلم ہائی سکول لاہور	
۳۰	ملک الٰہی بخش صاحب	۱۰
۳۱	چوہدری سلطان علی صاحب گورداسپور	۵
۳۲	مرزا محمد مظفر بیگ صاحب سنام	۱
۳۳	منشی محمد بخش صاحب گوجرہ	۵
۳۴	شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد	۱۰
۳۵	راجہ سید محمد صاحب ریڈر سشن جج کرنال دی پی کیا جاوے	۱
۳۶	بابو خیر الدین صاحب پنڈی بہاؤالدین	۵
۳۷	مرزا محمد سلطان صاحب پشاور	۵
۳۸	بابو کفایت علی ۵۵ پنجابی کوہاٹ دی پی	۱
۳۹	سید ممتاز علی شاہ صاحب چک ۱۲۶ جڑانوالہ	۵
۴۰	شاہ جہاں صاحب انب امداد برائے لائٹ	۵
۴۱	بحوالہ راجہ غلام محمد اخبار دی پی	۱
۴۲	بحوالہ راجہ غلام محمد خاں صاحب راجہ محمد اکرم خاں ای اے سی افسر آبادی سرگودھا لائٹ دی پی	۱
۴۳	قاضی ثناء اللہ صاحب میاں میر	۵
۴۴	بابو عبد الغنی صاحب کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی دی پی	۱
۴۵	عبد المجید چک ۲۲	
۴۶	بحوالہ بابو محمد صدیق لائٹ دی پی بنام مرزا عبد الغنی بی اے ہیڈ ماسٹر ادھووال براستہ حضرو ضلع اٹک	۱
۴۷	بحوالہ صاحبزادہ سیف الرحمن جمشید خاں ایف اے کلاس اسلامیہ کالج پشاور	۱
۴۸	مولوی رحیم بخش صاحب سالٹ سپرنٹنڈنٹ کھیوڑہ	خریدار ۱۰
۴۹	بابو عبد الرزاق صاحب جالندھر	۵
۵۰	بحوالہ عبد الشکور حاجی محمد یوسف میونسپل کمشنر لائٹ دی پی	۱
۵۱	مولوی عبد السبوح صاحب	۱
۵۲	بحوالہ راجہ غلام محمد سردار اورنگ زیب خاں صاحب تحصیلدار کہوٹہ لائٹ دی پی	۱
۵۳	اخبار بنام محمد شرف الدین خوشنویس کھرلہ کنگو جالندھر	۱
۵۴	دی پی بنام حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	
۵۵	سید امجد علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر	۵
۵۶	ملک غلام محمد صاحب	۱۵
۵۷	از میاں احمد علی صاحب سنام کپورتھلہ لائبریری	
۵۸	حاجی مبارک دین صاحب اخبارات بابو فضل قادر صاحب کو بھیج دیا کریں - وہ تقسیم کرینگے	۵
۵۹	میاں محمد صاحب لائل پور	۵۰
۶۰	پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب	۵
۶۱	حضرت امیر مولوی صدر الدین صاحب	۵

اخبار احمدیہ

(۱) محمد زکریا انچارج ہیڈ ماسٹر بدوملہی سے اطلاع دیتے ہیں کہ "خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ قصبہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں غلام حیدر مسلم ہائی سکول کی ہائی ڈیپارٹمنٹ کے لئے جناب ڈاکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب نے منظوری فرما دی ہے۔ ہم تمام متعلقین سکول و سٹاف جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب و انسپکٹر صاحب لاہور ڈویژن کا نہایت تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ان کے اقبال کے لئے دعا کرتے ہیں" +

(۲) ۱۰ جنوری ۱۹۲۶ء کو صبح ۹ بجے تبلیغی کلاس کا ایک جلسہ زیر صدارت مرزا مظفر بیگ ساطع منعقد ہوا۔ یہ جلسہ اپنی نوعیت میں ایک خاص رنگ و خوبی لئے ہوئے تھا۔ مختلف طلبا نے مختلف زبانوں میں تقاریر کیں۔ یعنی مسٹر محمد ثابت صاحب نے عربی زبان میں۔ مسٹر محمد ارشاد الدین صاحب نے سماٹرا زبان میں۔ مسٹر محمد جہان صاحب نے پکالونی زبان میں۔ مسٹر محمد مخدوم صاحب نے پٹاوی (جاوا) زبان میں۔ مسٹر عبد الرشید صاحب نے بنگالی زبان میں۔ مسٹر عبد الرحمن صاحب ٹرینیڈاڈی نے پاٹوا فرنچ زبان میں۔ مسٹر عبد الکافی صاحب نے جوڈی جگیجی زبان میں۔ حکیم عبد الواحد صاحب نے ہزاروی زبان میں۔ مولوی لال حسین صاحب نے جموی زبان میں مولوی غلام فرید صاحب نے پنجابی زبان میں۔ حکیم عبد الرحمن شاہ صاحب نے دوابی زبان میں۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے فارسی زبان میں۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے اردو زبان میں۔ مسٹر امیر علی صاحب ٹرینیڈاڈی نے انگریزی زبان میں اپنے اپنے مختصر وقت میں تقریریں کیں۔ انداز بیان اور بے تکان بولنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر مقرر اپنی اپنی زبان پر پورا پورا قادر ہے اور نہایت خوبی سے اپنے مضمون کو ادا کر سکتا ہے۔ بالآخر صدر جلسہ کے حوصلہ افزا کلمات پر اس پر از لطف و گنگا جمنی جلسہ کو برخاست کر دیا گیا۔

ایک بجے دوپہر کو تمام طلبا تفریح طبع کی غرض سے احمدیہ بستی کو گئے۔ اور وہاں جا کر نہر کے کنارے ایک شاندار ٹی پارٹی کی۔ ٹی پارٹی کے اختتام پر مرزا مظفر بیگ ساطع نے طلبا کو مخاطب کرتے ہوئے ایک تقریر کی۔ جس میں انہیں آپس میں اتفاق و اتحاد سے کام لینے کی طرف توجہ دلائی۔ اور انہیں قوم کے سامنے اپنا اعلےٰ پائے کا اخلاقی نمونہ پیش کرنے کی تحریص و ترغیب دلاتے ہوئے بتلایا کہ آئندہ چل کر بزرگوں کے بعد سارا بوجھ ہمارے کندھوں پر آنا ہے۔ اور ہم ہی لوگ ہونگے جو بزرگوں کے گذر جانے پر ان کے سارے کام کو سنبھالنے والے ہونگے۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ اس عظیم الشان بوجھ کو اٹھانے اور اس عظیم القدر کام کو سنبھالنے کی ابھی سے فکر کریں۔ تا کہ ہماری اس تیاری اور اہلیت کو دیکھ کر ہمارے بزرگ خوشی خوشی اس جہان کو چھوڑیں اور ہم سے جدائی کے وقت انہیں اطمینان ہو کہ ان کے بعد ان کے پیارے کام میں اشاعت اسلام وغیرہ کو سنبھالنے والے موجود ہیں۔ اس کے بعد عصر کی نماز ادا کی گئی۔ اور اس دلچسپ صحبت کا بھی خاتمہ کر دیا گیا +

قبول اسلام

اللہ تعالےٰ کا خاص احسان ہے کہ سال ۱۹۲۶ء کے نئے دور میں بمقام خاص کھائی پھیکی ضلع فیروزپور میں بموجودگی مولانا مولوی محمد یوسف صاحب مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور و دیگر معززین کھائی حسب ذیل اقوام مہتر نے خاکسار کے ہاتھ پر قبول اسلام کیا۔ جنکی فہرست درج ذیل ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نو مسلمین کو اسلام کا عملی نمونہ بنائے۔ اور وہ لوگ جو اس مقدس کام میں حصہ لیتے ہیں۔ خداوند کریم اونہیں سرفراز رکھے۔ ضلع فیروزپور میں جناب حکیم احمد دین صاحب اور سردار نادر علی صاحب محق مبارکباد ہیں۔ کہ جو اپنے ضروریات و کاروبار کی پرواہ نہ کرکے تبلیغی کام میں دلچسپی لیتے ہیں +

خاکسار حکیم محمد یار فوق مسلم مشنری مبلغ ضلع فیروزپور بقلم خود

نمبر شمار	تاریخ	سابقہ نام	ولدیت	قومیت	سکونت	عمر	اسلامی نام
۱	۳/۱/۲۶	کمال	دتہ	مہتر	کھائی	۴۰ سال	کریم بخش
۲	″	مبو زوجہ کمال	واصل	″	″	۲۵ سال	مہراں بی بی
۳	″	چراغ	کمال	″	″	۱۲ سال	چراغ الدین
۴	″	سراج	کمال	″	″	۱۰ سال	سراج الدین
۵	″	سیداں	″	″	″	۷ سال	سعیداں بی بی
۶	″	ہیباں	″	″	″	½ ۱ سال	حفیظہ بی بی

ایک غریب طالب علم درخواست کرتا ہے

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مزاج اقدس - جناب من [illegible]

فرما دیں - اور ثواب دارین حاصل کریں - آمین - ثم آمین - کوئی صاحب بندہ میرے نام اخبار پیغام صلح ایک سال کے واسطے جاری کرا دیں - کیونکہ بندہ ایک یتیم اور نادار بچہ ہے - طالب علم کی وجہ سے کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے اور اخبار کا از حد شوق ہے کوئی خدا کا بندہ رحم فرما کر اخبار جاری کرا دے + مرسلہ محمد عزیز طالب العلم از چک ۱۰۲ جنوبی تحصیل سرگودھا ڈاکخانہ جھاگتانوالہ ضلع شاہپور +

ناظرین پیغام صلح سے درخواست

ناظرین پیغام صلح میں سے بعض ایسے اصحاب بھی ہیں۔ جو اخبار کا فائل باقاعدہ نہیں رکھتے۔ ان سے درخواست ہے کہ ان کے پاس نومبر ۱۹۲۵ء سے آخر دسمبر ۱۹۲۵ء تک کے جسقدر اور جو جو پرچہ جات فالتو ہوں ہمیں واپس کر دیں اور قیمت وصول فرمالیویں + مینجر

پیغام صلح لاہور

ہفتہ میں دو بار، یک شنبہ و چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ
طلبا سے سالانہ سے

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم یک شنبہ مطبوعہ یکم رجب ۱۳۴۴ سنہ ہجری مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۲۶ سنہ عیسوی | نمبر ۵

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت

آپ کی صداقت کا ثبوت اس جگہ پر تین طور پر دیا جاتا ہے

(۱) ہر صدی کے سر پر ایک مجدد امت محمدیہ میں مبعوث ہونے کا وعدہ ہے اور آپ نے چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے دعویٰ کے مطابق تجدید دین کا فرض بجا لائے اور مظفر و منصور ہو کر خدا کی طرف اُٹھائے گئے

(۲) یہ کہ احادیث میں مسیح موعودؑ کے آخری زمانہ میں نازل ہونے کا وعدہ ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہی عیسٰے نبی اللہ اسرائیلی جو نبی کریم صلعم سے چھ سو سال پیشتر یروشلم میں ظاہر ہوئے تھے وہی آنیوالے تھے یا کوئی حضرت عیسٰے کی خو بُو پر اُمت محمدیہ کا ایک فرد آنیوالا تھا سو جب ہم قرآن مجید کو دیکھتے ہیں تو اس میں ہم حضرت عیسٰے علیہ السلام کی نسبت یہ پڑھتے ہیں کہ وہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مانند وفات پاکر زمین میں مدفون ہو چکے اور چونکہ کوئی مردہ جو اپنی زندگی کے دن کاٹ کر دنیا سے چل بسا ہو اور زمین میں مدفون ہو چکا ہو پھر دنیا میں نہیں آسکتا۔ اس لئے یہی ماننا پڑیگا کہ احادیث میں آنیوالے عیسٰے سے مراد امت محمدیہ کا کوئی فرد اکمل ہے جو عیسوی صفات کا مظہر ہو۔

صداقت مسیح موعودؑ پر غور کرنیکا تیسرا طریق

تیسرا طریق یہ ہے کہ قرآن کریم کو اپنا حَکَم بنایا جائے اور اس میں ربانیین یعنی اظلال انبیاء کی صداقت کے معیار دیکھے جائیں پس اگر حضرت مسیح موعودؑ اُن معیاروں کے مطابق راستباز ثابت ہوں تو اُن کو اس دعویٰ میں سچا مان لیا جائے۔ اور اس خیال کو دل سے نکال دیا جائے کہ وہی مسیح عیسٰے ابن مریم رسول اللہ دنیا میں پھر آجائینگے کیونکہ بعد قرآن کریم نبیوں کا سلسلہ قیامت تک بند ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پُرانا اب صرف مجدد یا امام ہونگے جو قرآن مجید کو ہی ہر امر دین میں اپنا حَکَم بنا لینگے اور حضرت مسیح موعودؑ بھی صرف قرآن کو ہر امر دین میں ہی پیش کرتے رہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا اعتقاد یہ ظاہر فرمایا ہے۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن شریف کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں جو کہ خاتم الانبیاء ہے جس پر خدا نے بیشمار اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور اُسکے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی جو کہ چشمہ حق اور معرفت ہیں میں پیروی کرتا ہوں اور اُن تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس زمانہ خیر القرون میں باجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم صحیح قرار پائی ہیں نہ اُن پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ اُن میں کوئی کمی۔ اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہونگا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا۔ اور جو شخص ذرہ برابر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اُس پر خدا اور فرشتوں

وعظ و نصائح از حضرت مسیح موعودؑ

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کرو

زکوٰۃ کیا ہے؟ یؤخذ من الامراء ویرد الی الفقراء امراء سے لے کر فقرا کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلٰے درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی تھی۔ اس طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر یہ فرض ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں۔ اگر یہ بھی فرض نہ ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غربا کی مدد کی جاوے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پرواہ نہیں۔ اپنے عیش و آرام سے کام ہے۔ جو بات خدا تعالٰے نے میرے دل میں ڈالی ہے۔ میں اس کے بیان کرنے سے نہیں رک سکتا۔ اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ میں ہو۔ تو اس کے لئے شرعاً حج جائز نہیں۔ مقدم ہمدردی اور اس کی خبر گیری ہے۔ کیونکہ حج کے اعمال بعد میں آتے ہیں۔ مگر آج کل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز نظر نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ میں ادا کیا جاتا ہے۔ اور وہ نری رسمیں ہی رہ گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ لوگوں میں حاجیوں کے متعلق بدظنیاں پیدا ہوئی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایک اندھی عورت بیٹھی تھی۔ کوئی شخص آیا اور اُسکی چادر چھین کر لے گیا۔ وہ عورت چلائی۔ کہ بچہ حاجیا! میری چادر دے جا۔ اُس نے اس کو پوچھا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ یہ کیونکر تجھے معلوم ہُوا۔ کہ میں حاجی ہوں۔ اس نے کہا۔ تجربہ سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہیں۔ پس اگر ایسی ہی حالت ہو۔ تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ؟

حج میں قبولیت ہو کیونکر؟ جب کہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہیں۔ ان کو تو ادا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا۔ فلاح نہیں ہوتی۔ جب تک نفس کو پاک نہ کرے۔ اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالٰے کے احکام کی عزت اور ادب کرے۔ اور ان راہوں سے بچے۔ جو دوسری کے آزار اور دُکھ کا موجب ہوتی ہیں۔

انسان میں ہمدردی اعلٰے درجہ کا جوہر ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جاوے۔ اور وہ کہے۔ کہ اچھا اس کو منس (راہ خدا پر دینا) دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ باسی اور سڑی بسی روٹیاں جو کسی کام نہیں آسکتی ہیں۔ فقیروں کو دیدیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے خیرات کر دی ہے۔ ایسی باتیں اللہ تعالٰے کو منظور نہیں۔ اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے۔ وہ تو صاف طور پر کہتا ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون حقیقت میں کوئی نیکی نیکی نہیں ہو سکتی۔ جب تک اپنے پیارے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نہ کرو۔

اس موقع پر ایک بھائی نے عرض کی۔ کہ حضور بعض فقیر بھی کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی باسی روٹی دیدو۔ پھٹا پرانا کپڑا دیدو۔ وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہیں۔ فرمایا۔ کیا تم نئی دیدو گے؟ وہ کیا کریں جانتے ہیں کہ کوئی نئی نہیں دیگا۔ اس لئے وہ ایسا سوال کرتے ہیں۔ جہانتک ہو سکے مخلوق کے کیساتھ ہمدردی اور شفقت کرو۔ یاد رکھو شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ مگر میں جانتا ہوں۔ اگر کوئی بدقسمت نہ ہو۔ تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے۔ اس لئے کہ وہ تم سے کھانے کو نہیں مانگتا۔ اور کسی قسم کی ضرورت اُسے نہیں۔ وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اُسے وحدہٗ لاشریک خدا سمجھو۔ اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ۔ اور اس کے مرسلوں پر ایمان لا کر اُن کی اتباع کرو۔

لیکن **حقوق العباد** میں اکثر مشکلات پیدا ہوتی ہیں جہاں نفس دھوکہ دیتا ہے۔ ایک بھائی کا حق ہے اور اس کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے۔ مقدمات ہوتے ہیں۔ تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے۔ سب کچھ مجھ ہی کو مل جاوے۔ غرض حقوق العباد میں بہت مشکلات ہیں۔ اس لئے جہانتک ہو سکے۔ اس کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ آدمی دوسرے کے حقوق تلف کرنیوالا ٹھیرے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالٰے کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے۔ جس کے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے۔

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء ملفوظات حضرت مسیح موعود)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ ۱۱ رجب ۱۳۴۷ ہجری نمبر ۵

اجرائے نبوت کا غلط خیال

اور

حدیث لو عاش ابراہیم

قادیانی احمدی جماعت اجرائے نبوت کے متعلق یہ حدیث پیش کیا کرتی ہے اور کہا کرتی ہے کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنے ہوتے کہ نبوت ختم ہوگئی ہے تو رسول اللہ صلعم اپنے بیٹے کے متعلق یہ نہ فرماتے لو عاش ابراہیم لکان صدیقانبیا۔ اول تو ہمارے مخاطبین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ حدیث روایت اور درایت کے رو سے کسی طرح بھی رسول پاک کا فرمودہ نہیں ہوسکتی محدثین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث غریب اور ضعیف ہے اور اسکی اسناد میں بعض ایسے راوی ہیں جو مجروح ہیں اس حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے اس کی اسناد میں ابوشیبہ ہے ابراہیم بن عثمان قاضی واسط کا وہ منکر الحدیث ہے اسی ابوشیبہ نے آنحضرت صلعم سے ۲۰ رکعت تراویح روایت کی ہے اسی طرح اور بھی بہت سی جرح حدیث پر ہے بعض نے تو اس کو حدیث رسول قرار نہیں دیا بلکہ اس کو قول ابن عباس ہی بتلایا ہے جیساکہ ابن ماجہ کے حاشیہ پر بھی لکھا ہے کہ یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ غرض روایت کے رو سے تو اس میں یہ نقص ہیں کہ یہ رسول کریم کی حدیث نہیں مانی جاسکتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اب از روئے درایت جو نقص اس حدیث میں ہیں وہ سنئے۔

(۱) جب خدا ہی کو علم ہے کہ رسالت کس کو دیجائیگی یہانتک کہ رسول کریم کو بھی اپنی بعثت سے پہلے علم نہ تھا کہ وہ رسول اور نبی ہونے والے ہیں تو پھر ایک شیرخوار بچہ کی نسبت کیسے آپ فرما سکتے تھے کہ وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔

(۲) نبوت تو ایک موہبت ہے یعنی اعمال پر موقوف نہیں پھر رسول اللہ صلعم نے یہ تو نہیں فرمایا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو میری پیروی کے نتیجہ میں اس کو نبوت ملتی یا اس میرے بیٹے ابراہیم کی نبوت میری پیروی کا نتیجہ ہوتی اور براہ راست اس کو منصب نبوت نہ ملتا۔ اگر نبوت اکتسابی ہے تو اعمال سے حاصل ہوتی تو اس کی نسبت پہلے سے کہنا کہ اگر وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا خلاف قیاس ہے اگر یہ مانا جائے کہ نبوت وہبی ہے تو پھر اس سے بھی دو ہی نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ بڑا ہوکر منصب نبوت پر سرفراز ہوتا لیکن اس کی موت نے اس کو روک دیا لیکن زمانہ خیرالقرون میں چونکہ کوئی اور نبی نہیں ہوا اس لئے کہ اس زمانہ میں نبوت کی ضرورت لو نہ تھی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو بلا ضرورت نبی ہوتا جس سے یہ ثابت ہوا کہ نبوت بلا ضرورت بھی ہوتی ہے اور بلا ضرورت فعل کا منوانا گویا خدا کی طرف ایک لغو فعل کو منسوب کرنا ہے دوسرے یہ کہ وہ نبوت کے منصب پر مامور نہ ہوتا لیکن بالقوہ نبی ہوتا تو ہم ایسے نبیوں کے قائل ہیں کیونکہ ایسے بالقوہ نبی ہی دوسرے لفظوں میں محدث کے نام سے موسوم کئے گئے ہیں۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ ایک طرف حضرت عمر کو کہدیا کہ اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا دوسری طرف اپنے بیٹے کی نسبت یہ فرمانا کہ اگر یہ زندہ رہتا تو یہ نبی ہوتا نعوذباللہ آنحضرت کے قول پر زد پڑتی ہے کہ دوسروں کے لئے تو نبوت کا دروازہ بند کرنا اور اپنے بیٹے کے لئے اس دروازہ کو کھولنا آپ کی ذات اس سے ارفع اور اعلیٰ ہے اگر نبی ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر ہوتے کے الفاظ اگر واقعات پر مبنی تھے تو اس حدیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنا پڑتا ہے غور کرو کہ یہ الفاظ اگر میرے بعد نبی ہونا ہوتا تو عمر ہوتا رسول اللہ صلعم کے ہوتے اور خاتم النبیین کے یہ معنے ہوتے کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی نبی ہو سکتے ہیں تو کسقدر نقل کفر کفر نہ باشد رسول اللہ صلعم خلاف قرآن کہنے والے ٹھیرتے۔ یا تو یہ مانو کہ نعوذباللہ رسول اللہ صلعم کو بھی خاتم النبیین کے معنے نہ آتے تھے کبھی فرماتے تھے کہ میرے بعد نبی ہونا ناممکن ہے اور کبھی فرماتے تھے کہ میرے بعد نبی ہونا ممکن ہے کیا حضرت عمر کے حق میں یہ کہنے کے وقت کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو یہ ہوتا آنحضرت صلعم کے ذہن میں خاتم النبیین کے وہ معنے نہ تھے اور اپنے بیٹے کے لئے وہ معنے تھے جو قادیانی احمدی جماعت کے ذہن میں ہیں کیا یہ التباس نہیں حضرت عمر کے لئے امکان نبوت کیوں نہیں اور اپنے بیٹے کے لئے امکان نبوت کیوں ہے اگر کہو کہ چونکہ ابراہیم رسول اللہ صلعم کے صلبی بیٹے تھے اس لئے ان میں وہ طاقتیں سبھی آگئی ہونگی جن سے انسان پیدائش ہی میں نبی ہوتا ہے کیونکہ وہ رسول اللہ کے نطفہ سے پیدا ہوئے تھے اس لئے رسول اللہ صلعم نے یہ فقرہ فرمایا تو ہم کہتے ہیں اس طرح تو ہر نبی کا بیٹا نبی ہونا چاہیئے اور یہ غلط ہے کیونکہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ نبی کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہوئے بچے بھی نبی نہیں ہوئے اسطرح تو نبوت موروثی نبوت رہ جائیگی نبی کے نطفہ سے پیدا ہوا اور نبی ہوگیا تو پھر نبوت موہبت کیا ہوئی موروثی ہوئی حالانکہ نبوت ایک وہبی شئے ہے کسی نبی کے نطفہ سے ہونے اور نہ ہونے کو دخل نہیں ہے اور نہ ترقی کرتے کرتے نبوت کے درجہ پہ پہنچ جانا کبھی ممکن ہوسکتا ہے۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ابراہیم کو نبوت دیتا تو وہ نبی ہو سکتے تھے یونہی کیونکر نبی بن جاتے یہ تو ہم مانتے ہی نہیں کہ کوئی شخص ایسے کام کرکے اُن کے ذریعہ سے وہ خدا تعالےٰ کے فضل کو بہ شکل نبوت جذب کرلے یا ترقی کرتے کرتے نبی بن جائے اور خدا کو اس بات پر مجبور کرے کہ اس کو نبی بنائے خواہ نبی کی ضرورت ہو یا نہ ہو کیونکہ نبوت کسبی نہیں وہبی شئے ہے پھر ایک طفل شیرخوار میں کیا بات نظر آسکتی ہے جس سے یہ کہا جاسکتا کہ اگر وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلعم نے وحی سے پہچان لیا تو پھر یہ ماننا پڑیگا کہ خدا نے ابراہیم کو وفات دیکر بلا وجہ منصب نبوت سے اُسے محروم کر دیا اور پھر اس کی جگہ کسی کو کھڑا نہ کیا اگر یہ کہا جائے کہ اور کسی کے اس کی جگہ کھڑا ہونیکی ضرورت نہ تھی اور یہ ایک محض درجہ ترقی تھا تو پھر ایسے نبیوں کی جو بلا ضرورت پیدا ہوتے رہیں اور محض اپنی ہی روحانی ترقی ثابت کرنے کے واسطے ہی انکو نبی بننا ہو یا نبی بنانا منظور ہو تو پھر ایسے نبیوں کو دنیا سے منوانا اور اُن کے نہ ماننے پر جہنم کی سزا مقرر کرنا ایک نہایت لغو فعل خدا کی طرف منسوب کرنا ہے۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ ابراہیم لخت جگر رسول اللہ صلعم جو خورد سالی میں یعنی سولہویں مہینے میں فوت ہوئے اُن کی صفائی استعداد کی تعریفیں اور اس کی صدیقانہ اور نبیانہ فطرت کی صفت و ثنا صرف اس کے مرنے کے بعد رسول اللہ صلعم نے کیوں فرمائی سولہ مہینے اس کی زندگی میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ واذکر فی الکتٰب ابراھیم انہ کان صدیقانبیا کا کلام قرآن مجید میں واقعہ ہونا اور اس ابراہیم کے لئے صدیقاً نبیا کا آنا ظاہر کرتا ہے کہ راوی کو کچھ بوجہ حب ولد رسول اللہ اور کچھ بوجہ غلط فہمی دھوکا لگا ہے نہ ممکن ہے کہ کسی نے اس موقعہ پر ابراہیم کی نسبت صدیقانبیا کہا ہو۔ اور راوی نے غلطی سے سمجھ لیا ہو کہ یہ اسی ابراہیم ولد رسول اللہ کے متعلق ہے۔

بقیہ مضمون صفحہ اول کالم اول نمبر

اور وقت کے امام ہیں اور جس نگاہ کی مسلمانوں کو ضرورت ہے آج اس امام الزمان کے ماتحت ہی ہو کر وہ پیدا ہوسکتا ہے اور واقعات نے بھی یہ دکھا دیا ہے کہ مختلف فرقہائے اسلام نہ تو کسی انجمن کے ذریعے متحد ہوسکتے ہیں نہ کسی سیاسی مسئلہ کی بناپر بلکہ اگر جمع ہو سکتے ہیں تو اس امام کی بیعت میں اکٹھے ہی جمع ہو سکتے ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے مختلف ممالک مختلف فرقہائے اسلام کے افراد باوجود مختلف مذاق مختلف طبائع مختلف حالات اور مختلف خیالات رکھنے کے اس جماعت میں بھائی بھائی ہیں جب ہم اس ضرورت کو بھی محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو ایک امام اور مجدد کی ضرورت ہے اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ ضرورت اسطرح رفع ہوگئی ہے تو کسی مزید ثبوت کی حاجت نہیں رہتی اور پھر اس ضرورت کو بھی دیکھ لو کہ مذاہب عالم میں کسقدر جنگ ہے اور اس جنگ میں کونسا گروہ ہر جگہ مظفر و منصور اور کامیاب ہوتا ہے دوسرے مسلمانوں کو بھی مقابلہ کے وقت اسی جماعت سے مدد لینی پڑتی ہے اب مسیح موعود کی صداقت میں کوئی شک کیلئے باقی رہ جاتا ہے۔ اگر معاذ اللہ حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے تو یہ برکت اور کامیابی اور نصرت آپ کو اور آپ کی جماعت کو کیسے حاصل ہوسکتی کیونکہ مفتری علی اللہ تو اسی دنیا میں ہی ذلیل اور خوار ہوتا ہے۔ کیا کوئی مسلمان کسی ایسے مدعی الہام کو پیش کر سکتے ہیں کہ وہ ہو تو جھوٹا مگر اسے ۲۳ برس کا زمانہ افترا علی اللہ کرتے ہوئے پایا ہو۔

اب اے میرے معزز بھائیو! آپ حضرت مسیح موعود کے کام پر نظر غائر ڈال کر دیکھیں کہ کیا مجدد اور امام کے بغیر کوئی دوسرا بھی یہ کام کرسکتا ہے۔ آپ پر خدا نے بذریعہ متابعت رسول پاک برکات پر برکات نازل فرمائیں۔ آپ کا وجود اس زمانہ میں اسلام کی سچائی کا ایک ثبوت ہے جو کام آپ نے ایک مبلغ اسلام ہونے کی حیثیت میں شروع کیا تھا اس میں دن بدن ترقی ہے آپ کا مقصد کیا تھا۔

(۱) لوگ وفات مسیح کے قائل ہوں کیونکہ یہ خلاف قرآنی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح اس وقت تک بجسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وفات مسیح مان لینے سے مسیحیت اور صلیبی عقاید کا دنیا سے قلع قمع ہوجاتا ہے۔ جب یہ مان لیا جائے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیبی واقعہ کے ایک عرصہ بعد اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور زمین میں مدفون ہیں تو نہ عیسائیوں کا کفارہ رہتا ہے اور نہ حضرت مسیح کا خدا ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔

(۲) اسلام کا بول بالا ہو۔ اس کے متبعین نرمیں اور وہ قرآن پاک کو مستحکم اور مضبوط پکڑلیں۔ اور اس کو اپنا دستورالعمل بنائیں تاکہ کسی غیر مذہب کا اثر قبول نہ کرسکیں بلکہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی صفت اپنے اندر پیدا کریں۔

ان دونو مقصدوں میں آپ ایسے کامیاب ہوئے ہیں کہ نہ تو مسیح کی حیات کے مسئلہ پر کسی عیسائی کو ہمت پڑتی ہے نہ کسی دوسرے مسلمان کو جرأت کہ آپکے پیروؤں سے گفتگو کرے۔ قرآنی آیات کی بنا پر مسیح کی وفات پر یقین رکھنے والی جماعت آپ نے قایم کردی۔ اور وفات مسیح کسر صلیب کی بنیادی اصل ہے پھر دوسرے مذاہب باطلہ پر ایسی اتمام حجت کی ہے کہ کوئی آریہ یا عیسائی یا سکھ مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آتا۔ غرض ہر مذہب کے زعیم پر آپ نے اتمام حجت کی اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ افسوس ان پہ جنہوں نے مسیح موعود کو نہ پہچانا نہ جانا ان کا نقصان کتنا بڑا ہے۔ اگر تم اے لوگو! اتنی بڑی خوشخبری سے جو تمہارے زمانہ میں پوری ہوئی۔ محروم رہے۔ تو کسطرح بچو گے۔ کاشکہ تم اتنی بڑی نادانی سے بچو۔ بجائے اس کی حقارت اور اس سے انکار کرنے کے خدا کے حضور تم منت کرو کہ وہ تمہیں اس سلسلہ میں تم کو شامل کرے۔ جو مسیح موعود کے ذریعے اس نے ظاہر فرمائی ہے۔ تم اس کے مسیح کو مان کر تو دیکھو کہ وہ تم پر کیا برکات نازل کرتا ہے۔ ہمارا مسیح جو مسیح مہدی ہے صرف قرآن کی سارے جہان میں منادی کرنے آیا ہے مسلمان اب تب ہی ابھرینگے جب وہ مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہوکر دنیا جہان میں قرآن کی منادی کرینگے

قارئین کرام خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

سیرۃ المہدی پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گزشتہ سے پیوستہ

(۲)

(چونکہ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا مضمون "سیرۃ المہدی پر ایک نظر" نمبر ۲ جو پچھلے پرچہ میں چھپا ہے چھپنے میں دو تین جگہ سے اڑ گیا ہوا ہے اور پڑھا نہیں جاتا اس لئے اُسی مضمون کو اس اخبار میں دوبارہ شائع کیا جاتا ہے (پ ص)

مثال نمبر ۲ مجھے سخت رنج ہوتا ہے جب ایسی لغو اور ضعیف روایتوں کا ماخذ اہل بیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کتنا ہی بڑا عظیم الشان انسان ہو مگر عام طور پر قاعدہ یہی ہے کہ گھر کے لوگ بوجہ بے تکلفی کے اس کے اقوال و افعال کو احتیاط کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ یہ تو محمد رسول اللہ صلعم ہی کی خصوصیت نظر آتی ہے کہ وہاں اس قدر احتیاط برتی گئی۔ ورنہ عام طور پر حالت یہی ہے۔ بڑے بڑے بزرگوں اور مصلحین کی زندگی میں یہی نقشہ نظر آتا ہے۔ اوپر کی مثال میں یہی وجہ غلطی کی معلوم ہوتی ہے۔ اسی قسم کی ایک اور مثال سنیئے جسے پڑھکر از حد رنج ہوتا ہے مصنف کتاب نے تو اس روایت کو اس خیال سے نقل کیا ہوگا کہ لاہوری احمدیوں پر زد پڑیگی مگر آہ زد جس پر پڑتی ہے وہ وہ مقدس انسان ہے۔ جس کی بزرگی اور عظمت کے ہم سب قائل ہیں۔ روایت سنیئے۔

روائیت نمبر ۲۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جن ایام میں حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام رسالہ الوصیت لکھ رہے تھے ایک دفعہ جب آپ شریف (یعنی میرے چھوٹے بھائی عزیزم مرزا شریف احمد) کے مکان کے صحن میں ٹہل رہے تھے آپ نے مجھ سے کہا کہ مولوی محمد علی سے ایک انگریز نے دریافت کیا تھا کہ جس طرح بڑے آدمی اپنا جانشین مقرر کیا کرتے ہیں مرزا صاحب نے بھی کوئی جانشین مقرر کیا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد آپ فرمانے لگے تمہارا کیا خیال ہے کیا میں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو لکھ دوں یا فرمایا مقرر کر دوں؟ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں میں نے کہا کہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں کریں۔"

اس روایت کے بیان کرنے سے مصنف کا کیا منشاء ہے؟ کیا حضرت نے میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین مقرر کرنے کے لئے حضرت بیوی صاحبہ سے مشورہ لیا تھا؟ کیا واقعی اگر بیوی صاحبہ فرما دیتیں تو وہ میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر دیتے؟ اگر یہ خیال مصنف صاحب کا ہے تو وہ سخت غلطی پر ہیں۔ حضرت صاحب مامور من اللہ تھے۔ انہوں نے خدا کے حکم کے ماتحت ایک جماعت اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام کے لئے تیار کی تھی۔ اپنی وفات کے بعد ساری جماعت کے نظام کے لئے اپنا کوئی جانشین مقرر کرنا تھا۔ اس کے لئے وصیت لکھ رہے تھے۔ اس وقت آپ نے "بڑے آدمیوں" کی طرح بڑے آدمیوں یعنی انبیاء اور مجددین کی سنت کو دیکھنا تھا۔ قرآن کریم پر غور کرنا تھا۔ اُس خدا سے مشورہ لینا تھا جس کی ہمکلامی کا شرف اُن کو حاصل تھا۔ اگر انسانی مشورہ کی ضرورت تھی تو بڑے بڑے صاحب الرائے لوگوں سے مشورہ کر سکتے تھے یہ کوئی پرائیویٹ جائداد تو نہ تھی کہ جس کے نام پر چاہا ہبہ کر دیا۔ پس اتنے بڑے عظیم الشان انسان مامور من اللہ کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اپنی وفات کے بعد جماعت کی ساری ذمہ واری کو اپنی بیوی کے اشارہ پر بلا سوچے سمجھے بغیر استعداد اور قابلیت پر غور کئے ایک شخص کے ہاتھ میں پکڑا دینے کو تیار تھا حضرت صاحب کی شان پر خطرناک حملہ ہے خدا کی قدرت ہے۔ شیعہ صاحبان اجتک یہی فرضی راگ الاپ رہے ہیں کہ وفات سے کچھ دن قبل حضرت نبی کریم صلعم نے کاغذ قلم دوات منگوایا تھا کہ ایسی بات لکھدوں جس سے تم گمراہ نہ ہو۔ وہ حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے۔ مگر حضرت عمر کی (نعوذ باللہ) زبردستی سے وہ لکھ نہ سکے۔ یہاں بھی اُسی سے ملتا جلتا قصہ نظر آتا ہے مگر یہاں تو قلم دوات کاغذ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں تھا۔ کسی کی مفروضہ زبردستی بھی نہ تھی۔ آپ وصیت لکھکر دے بھی گئے۔ جس پر عمل ہوتا تو جماعت کے ایک کثیر حصہ کا قدم غلط رستہ پر نہ پڑتا۔ پھر کیا ہوا جو میاں محمود صاحب کو اپنا جانشین نہ بنا گئے۔ بلکہ اپنی جگہ انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا۔ اصل بات یوں ہے کہ وہ ایسا کام کر گئے جو اُن کی شان کے شایان تھا۔ وہ سچی اسلامی جمہوریت کو پھر دوبارہ زندہ کر گئے جو خلافت راشدہ کے زمانہ کے بعد مٹ چکی تھی۔ وہ امرھم شوریٰ بینھم کے ماتحت انجمن کو اپنا خلیفہ بنا گئے جو عین قرآن کے حکم کے مطابق تھا۔ اور یہ اُن کا وہ کارنامہ تھا جس پر احمدی جماعت جتنا بھی فخر کرے بجا ہے۔ جب حضرت بیوی صاحبہ نے فرمایا تھا کہ جو مناسب سمجھیں کریں تو آپ نے جو کچھ مناسب سمجھا کیا۔ میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین بنانا مناسب نہیں سمجھا نہ بنایا۔ بلکہ انجمن کا پریزیڈنٹ بھی نہیں بنایا۔ گویا کسی ذمہ واری کے عہدہ کا اہل نہیں سمجھا۔ ورنہ اگر وہ اپنا جانشین بنانا چاہتے۔ تو کم سے کم پریزیڈنٹ تو بنا دیتے۔ مگر نہیں۔ آپ اسے مناسب نہ سمجھتے تھے۔ غور کرو جب آپ کی رائے پر حضرت بیوی صاحبہ نے معاملہ کو چھوڑ دیا تھا اور آپ نے اپنی رائے میں میاں صاحب کو اپنی جانشینی کا اہل نہ سمجھا تو پھر یہ کسقدر مسیح موعودؑ کی (نعوذ باللہ) تذلیل ہے اگر یہ مانا جائے کہ وہ اس بات کو محض اپنی بیوی کے کہنے سے کر گذرتے جسکو بطور خود وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے تو میاں محمود صاحب کو انجمن کے کسی ذمہ وار عہدہ کے لائق بھی نہ سمجھا۔ جانشین بنانا تو بہت دور رہا۔ پس اگر حضرت صاحب نے جناب بیوی صاحبہ سے کوئی ایسا سوال بھی کیا تھا تو اظہر من الشمس ہے کہ امتحاناً ایسا کیا۔ آپ معاملہ کو صاف کر دینا چاہتے تھے۔ آپ کو فکر ہوا ہوگا اور بجا فکر ہوا کہ مبادا میری وفات کے بعد میرے اہل بیت کو جانشینی کا خیال دامنگیر ہو اس لئے معاملہ کو طے کر دینے کے لئے ضروری تھا کہ حضرت بیوی صاحبہ سے امتحاناً دریافت فرما لیتے کہ شاید اُن کے دل میں کوئی ایسا خیال ہو تو ابھی ظاہر ہو جائے وہ پتہ لگانا چاہتے تھے کہ آیا حضرت بیوی صاحبہ کو آپ کے مقام کی صحیح معرفت بھی ہے یا نہیں۔ کیا وہ مسیح موعودؑ کی جانشینی کو معمولی جائدادوں یا پیرخانوں کی گدی نشینی سمجھتی ہیں یا واقعی ایک مامور من اللہ کی جانشینی کی اہمیت کو پہچانتی ہیں۔ یہ بہتر ہوا کہ حضرت بیوی صاحبہ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ جیسا مناسب سمجھیں کریں۔ ورنہ مفت میں خفت اُٹھانی پڑتی۔ وہ مامور من اللہ تھے۔ وہ کرتے تو وہی جو ... کر گئے۔ مگر حضرت بیوی صاحبہ کو اس وقت سمجھا جاتے کہ میری جانشینی معمولی چیز نہیں کہ جسکے نام چاہا لکھدیا۔ میں اتنے بڑے اہم کام کو بغیر خدا کے حکم کے کسی کے کہنے کہانے میں آکر سرانجام نہیں دے سکتا۔ قوم کے نظام کے لئے وصیت کرنا ہے یہ کوئی دل لگی نہیں ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا ہے یہ ترکہ نہیں ہے جو اولاد کے نام لکھدی جائے۔ یہ خدا کی امانت ہے جو اس کے اہل کے ہی سپرد ہو سکتی ہے۔

مثال نمبر ۳ کسی روائیت کو لینے میں جمع کرنے والے کی کوئی غرض ہوتی ہے کوئی اس سے احکام شریعت کے لئے کسی اجتہاد کا دروازہ کھلتا ہو یا کوئی اخلاقی فایدہ ہوتا ہو۔ مگر اس کتاب میں ایسی روائیتیں کثرت سے ہیں جن کا قطعاً کوئی فایدہ نہیں بلکہ نقصان ظاہر نظر آتا ہے جامع الروایات صاحب کو تو صرف یہ مقصد مدنظر ہوتا ہے کہ کسی لاہوری احمدی پر زد پڑے۔ مگر درحقیقت زد پڑتی ہے معاذ اللہ خود حضرت مسیح موعودؑ پر جامع الروایات صاحب اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے اس کی پرواہ قطعاً نہیں کرتے کہ روائیت صحیح ہے یا غلط۔ زد بیشک حضرت صاحب پر پڑتی رہے۔ صرف داغ کسی لاہوری احمدی پر لگ جائے تو چشم ما روشن دل ماشاد ہو جائے۔

لیجئے۔ روائیت نمبر ۱۱۱ سنیئے۔ فرماتے ہیں۔

"روائیت نمبر ۱۱۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ میں اور چند آدمی جن میں غالباً مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی تھے حضرت صاحب سے ملنے کے لئے اندر آپ کے مکان میں گئے۔ اس وقت آپ نے ہم کو خربوزے کھانے کے لئے دیئے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ جو خربوزہ مجھے آپ نے دیا وہ موٹا تھا چنانچہ آپ نے دیتے ہوئے یہ فرمایا اسے کھا کر دیکھیں یہ کیسا ہے؟ پھر خود ہی مسکرا کر فرمایا موٹا آدمی منافق ہوتا ہے یہ پھیکا ہی ہوگا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں چنانچہ وہ پھیکا نکلا۔ مولوی صاحب نے یہ روائیت بیان کر کے ہنستے ہوئے کہا اُس وقت میں دبلا ہوتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر موٹا آدمی منافق ہوتا ہے بلکہ حضرت صاحب کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آرام طلبی کے نتیجہ میں موٹا ہوگیا ہو وہ منافق ہوتا ہے۔"

اس روائیت میں خواجہ کمال الدین صاحب پر زد کرنی مقصود تھی۔ وہ موٹے تھے اس لئے حضرت صاحب کی زبان سے ایک قاعدہ گھڑوایا گیا کہ "موٹا آدمی منافق ہوتا ہے" مطلب یہ کہ خواجہ صاحب منافق ہیں۔ یہ روائیت اس شکل میں گھڑ کر پہلے خود راوی کو اپنی فکر ہوئی۔ وہ خود موٹے تھے۔ اس لئے انہوں نے تو اپنی یوں جان چھڑوائی۔ کہ میں اس وقت دبلا تھا۔ بہت اچھا اُس وقت دُبلے تھے۔ تو اب تو موٹے ہو۔ لہٰذا آپ کی روائیت کے مطابق اب آپ منافق ہو۔ پھر جامع الروایات صاحب کو فکر پڑی کہ وہ خود بدولت بھی ایک حد تک موٹے ہیں مولوی عبدالکریم مرحوم بھی موٹے تھے۔ میر ناصر نواب مرحوم موٹے تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم موٹے تھے۔ میر اسحاق موٹے۔ حافظ روشن علی موٹے۔ خود مولوی شیر علی راوی موٹے۔ اجی موٹوں کی تو ایک فہرست ہے جو گننے لگوں تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہو اسواسطے اُنہوں نے اپنی طرف سے ایک شرط بڑھائی کہ "جو آرام طلبی کے نتیجہ میں موٹا ہوگیا ہوگا" تو عرض یہ ہے کہ آپ کے موٹے احباب کونسی مشقت کر کر کے موٹے ہو گئے۔ اور آپ کو حضرت صاحب کے ایک عام اصول پر کسی تخصیص کے بڑھانے کا حق ہی کیا حاصل ہے اگر یہ سچ ہے کہ موٹا آدمی منافق ہوتا ہے۔ تو قادیان میں بہت ہیں جن کو خارج البلد کرنا چاہیئے اب آیئے درایتاً اس پر نظر ڈالیں۔ خربوزہ موٹا مولوی شیر علی صاحب کو دیکر اس کے پھیکا ہونے پر یہ استدلال کرنا کہ چونکہ موٹا آدمی منافق ہوا کرتا ہے اس لئے موٹا خربوزہ بھی پھیکا ہوگا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ قاعدہ کلیہ تھا تو ایسا خربوزہ کسی دوست کو دینا ہی بے معنی تھا۔ اگر یہ کہو کہ مذاق سے ایسا کہا تو پھر ایسے مذاق کو نقل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی جسکے نیچے کوئی حقیقت نہ تھی۔ اور پھر جامع الروایات صاحب کو اس سے کوئی نتیجہ نکالنے کا کیا حق تھا۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کے اخلاق اتنے اعلےٰ پیمانہ پر تھے کہ آپ کی صحبت میں بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ اپنی مجلس میں ایک دشمن کا بھی دل دکھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کے مُنہ پر جنہوں نے گالیاں دیں اُن سے بھی آپ اخلاق سے پیش آتے رہے تو پھر آپ کے ایسے اخلاق کریمانہ سے یہ کبھی توقع ہو سکتی ہے کہ آپ کی مجلس میں ایک موٹا آدمی بیٹھا ہوا اور آپ ایک ایسا فقرہ بول کر کہ موٹا آدمی منافق

ہوتا ہے اس کا دل دکھاویں۔ یہ تو معمولی اخلاق کے لوگ بھی نہیں کرتے۔ اگر کسی میں کوئی خلقی عیب ہو تو اس کے سامنے اس پر اعتراض کرنا یا مذاق کرنا یا اس پر طعن کے طریق پر زد مارنا کسی مہذب انسان کا کام نہیں پھر کجا مسیح موعودؑ صاحب خلق عظیم کا ہر روز لوگوں کے عیب پر پردے ڈالنے والا۔ کجا یہ نمونہ کہ ایک موٹے آدمی کے منہ پر در پردہ اس کا مذاق اڑاتا ہے جنہوں نے حضرت صاحب کی مجلسیں دیکھی ہیں اللہ جانتا ہے انہیں مولوی شیر علی صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق پر یہ حملہ سخت گراں گذریگا۔ معاذ اللہ۔ گویا حضرت صاحب اس طرح خواجہ صاحب پر در پردہ چوٹیں کرکے اپنے جلے پھپھولے پھوڑا کرتے تھے۔ اگر اُن کو منافق سمجھتے تھے تو انہیں کان سے پکڑ کر نکالدیتے۔ بجائے اس کے کہ درپردہ چوٹیں کرکے اپنے اخلاق پہ داغ لگاتے (نعوذ باللہ منہم) مولوی شیر علی صاحب پر اگر بہت حسن ظن سے کام لیا جاوے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُن کو سمجھنے میں غلطی لگی۔ بجائے اس کے کہ ایک مہمل فقرہ حضرت صاحب کی طرف منسوب کیا جائے یہ ماننا پڑیگا کہ مولوی شیر علی صاحب کو سمجھنے میں غلطی لگی۔ بھلا موٹا پے کو منافقت سے کیا تعلق؟ جسم کی فربہی اور لاغری کو ایمانیات میں کیا دخل؟ ایسا فقرہ حضرت صاحب کی طرف منسوب کرنے سے پہلے مولوی شیر علی صاحب کو خود سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ مجھے یقیناً غلطی لگی ہے۔ اغلب ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ موٹا خربوزہ منافق ہوتا ہے یعنی جیسی اُس پر توقع ہوتی ہے عموماً ویسا نہیں نکلتا تو بات بالکل صاف اور معقول تھی۔ مگر خواجہ صاحب پر زد کیسے پڑتی؟ لہٰذا خربوزہ کا آدمی بنا دیا۔ (باقی دارد)

قادیان میں منچلے

(۲)

جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں۔ اڈیٹر اخبار الفضل نے ہمارے قادیان جانے کے متعلق جو کچھ اخبار الفضل میں لکھا ہے۔ وہ بالکل جھوٹ لکھا ہے۔ اور ہم پر افترا کیا ہے۔ تاکہ اہل قادیان کی بداخلاقی کی وجہ سے جو سیاہ داغ ان پر آ سکتا تھا اس کا ازالہ کسی طرح اڈیٹر الفضل کردے اور ان کے گناہ کا بوجھ اور اپنی دروغگوئی کا بار اپنے سر پر لے۔ چونکہ قومی اخبار کا اڈیٹر ہے۔ اسلئے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ قوم یا اسکے کسی فرد سے غلطی سرزد ہونے پر اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ اور وکالت کا پورا پورا حق ادا کرے۔ خواہ حق کا خون ہو۔ اور کذب بیانی ہی کرنی پڑے۔ اب ہم اصل حالات لکھتے ہیں۔ اور ان کے صحیح ہونے پر ہم حلف اٹھانے کو تیار ہیں۔ اڈیٹر اخبار الفضل نے جو کچھ لکھا ہے اگر وہ جھوٹ نہیں لکھا تو وہ بھی ہمارے مطالبہ کے مطابق حلف اٹھائے۔

۲۳ دسمبر ۸ بجے شام ہم بٹالہ پہنچے۔ اور اسی وقت موٹر پر سوار ہوکر قادیان پہنچ گئے۔ ۲۴ دسمبر کو بارہ بجے کے قریب ہم نے اس بازار میں جہاں دونو طرف بے شمار دکانیں تھیں۔ ایک چھوٹی سی میز پر جو قریباً ۳ × ۵ فٹ ہوگی کتابیں رکھیں۔ اسی وقت انہیں کھلبلی مچ گئی۔ محمد یامین کتب فروش نے کانا پھوسی شروع کی۔ اور منتظم لوگوں کو پیغام بھیجے لوگ ادہر اُدہر سے کتب دیکھ کر جمع ہوگئے۔ بعض کتب دیکھنے کے شوق سے اور بعض عناد سے۔ ایک فوجی شخص محمد یامین کی دکان سے بار بار آتا اور کہتا۔ ابھی میں تو لاہور گیا تھا۔ وہاں تمہارے پاس حضرت صاحب کی کوئی کتاب نہ تھی۔ اب کہاں سے یہ کتابیں لے آئے۔ اور تمہارا حضرت صاحب سے تعلق کیا ہے۔ اور کہ تم یزید ہو۔ وہ فساد کرنے پر آمادہ معلوم ہوتا تھا۔ اور بار بار غصہ سے بھرا ہوا آتا تھا۔ مگر چونکہ ہم ایسا جواب نہ دیتے تھے۔ جس سے اس کی مراد پوری ہو۔ وہ ناکام واپس چلا جاتا۔ ہم نے اس شخص کو یہ جواب دیا کہ بھائی جی ہمیں بحث کرنے کا حکم نہیں۔ اور آپ کو تو اس کی بابت پرواہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم آپکے گھر چل کر آئے ہیں۔ باقی میں نہیں جانتا کہ آپ نے لاہور کس سے کتب مانگیں اور آپ کو نہ ملیں۔ ہزاروں روپیہ خرچ کرکے حضرت مسیح موعود کی کتابیں شایع کر رہے ہیں۔ جھگڑے کی بات نہیں جس کا دل چاہیے دا، چاہیے نہ لے۔ اور جو آپ نے یزید کہا ہے۔ یہ؟ حوالہ بخدا۔ کہ بندے کے خطاب دینے کا کوئی رنج نہیں۔ خدا نہ کسی کو یزید کا خطاب دے۔ اسکے بعد حیات محمد سپاہی پنشنر ساکن جہلم حال مہاجر قادیان جس نے ایک بار بقول اڈیٹر اخبار الفضل و بقول تقریر حضرت میاں صاحب در جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۱ء بڑی قربانی یہ کی تھی۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مرید بن کر مولوی کے پاس امرتسر کئی روز تک آرہا تھا۔ اور اسے ہدایت تھی کہ وہ پورے طور پر احمدیت سے ناآشنا اور مخالف بن کر وہاں رہے اور مولوی صاحب کے حرکات سکنات اور منصوبوں سے پورے طور پر واقف ہو۔ جن کے ساتھ وہ قادیاں غیر احمدیوں کے جلسوں میں آنے والے تھے۔ آیا۔ میری یہ بات سنکر کہ ہمارے ساتھ بحث نہ کرو۔ کہا کہ بحث کرنے کی بات تو تم نے خود کی ہے۔ کہ ہمارے جلسہ پر آئے ہو۔ اور کہ یہاں کیوں دکان لگائی ہے۔ میں نے کہا آپ بیشک لاہور کتابیں لے چلیں۔ اور خواہ اختلافی مسائل کی کتب لے جائیں۔ کوئی آپ کو منع نہ کرے گا۔ بلکہ عزت کے ساتھ پیش آئیں گے۔ اور کہ پیسوں کی کوئی بات نہیں۔ جسکا دل چاہتا ہے بذریعہ ڈاک لاہور سے ہی آپ کی جماعت کے لوگ منگا لیتے ہیں۔ یہ تو صرف باہم رابطہ اتحاد بڑھانے کی بات ہے۔ باقی آپ کے افسر جیسا کہیں گے ویسے تعمیل کریں گے۔ ہر شخص آکر حکم کرے۔ یا بحث کرے۔ تو مشکل ہے۔ اس پر اسنے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک افسر ہے اور ذمہ دار ہے۔ میز رکھے تھوڑی دیر گذری تھی کہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری منتظم بازار اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کا صاحبزادہ مولوی عبدالوہاب صاحب تشریف لائے۔ صاحبزادہ صاحب تو خاموش رہے۔ اور مصری صاحب نے فرمایا۔ کہ یہاں سے کتابوں کی دکان اٹھالیں۔ میں نے کہا کہ بازار میں دونو طرف دکانیں لگی ہوئی تھیں۔ میں نے بھی یہاں میز لگا دی اس پر مصری صاحب نے کہا۔ کہ ہاں اس سے پرے پرے اجازت تھی۔ یہاں اجازت نہیں۔ میں نے کہا بظاہر حرج تو معلوم نہیں ہوتا۔ کہا کہ یہاں ہمارا دفتر استفسارات ہے۔ میں نے کہا کہ ابھی پرسوں آپ کا جلسہ شروع ہوگا۔ اور آج تو نہ دفتر میں کوئی کام ہے۔ نہ ہرج ہے اگر اجازت ہو تو اب شام تک اسی جگہ میز رکھیں ورنہ حکم ہو تو ابھی اٹھا لیتے ہیں۔ اس پر مصری صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں اپنے افسران سے دریافت کرکے بتاتا ہوں۔ وہ تشریف لے گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد بلا کر کہا کہ یہاں سے بہر حال دکان اٹھالو۔ میں نے کہا بہت اچھا چنانچہ وہاں سے میز اٹھا کر مہمان خانہ کے سامنے کھلے بازار میں جو بہت ہی ناموزوں جگہ تھی۔ اور کتابیں فروخت ہونے کی امید نہ تھی لے گئے۔ لوگ ہمارے پیچھے وہاں بھی پہنچے۔ اور ایک ہجوم ہوگیا۔ مگر ہم نے حتیٰ الوسع ان سے بات چیت کرنے اور ان کی باتوں کا جواب دینے سے احتراز ہی کیا۔ اس خیال سے کہ مبادا فساد نہ ہوجاوے۔ کیونکہ میں وہاں کے لوگوں کے طبائع سے واقف تھا۔ اور اس بات کو جانتا تھا کہ یہ فساد کرنے سے مطلق دریغ نہیں کرتے۔ اڈیٹر اخبار الفضل بھی وہیں آگیا۔ ایک شخص فلاسفر وہاں رہتا ہے۔ جو سخت منہ زور ہے۔ اور اُسے موقع بے موقع بدزبانی کی وجہ سے وہاں قید کیا ہوا ہے۔ اور اسے کہیں لکچر دینے کی اجازت نہیں۔ اسنے کہا کہ یزید تو ان سے اچھا تھا کیونکہ وہ نبیوں کا منکر نہ تھا۔ چونکہ میں جانتا تھا کہ یہ شخص سخت بدزبان ہے اور گالیوں پر اتر آیا کرتا ہے۔ اسلیئے میں نے اسے مخاطب کرنا اور جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور سنکر خاموش ہو رہا۔ اتنے میں شاہ محمد نام ایک شخص ساکن بازار حکیمان لاہور نے فلاسفر کو کوئی جواب دیا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ اور ان دونو کی اچھی جھپٹ ہوئی۔ اڈیٹر اخبار الفضل کھڑا تماشہ دیکھتا تھا۔ اور شرم محسوس کر رہا تھا۔ کہ لڑائی تو لاہوریوں کے ساتھ چاہیئے تھی۔ مگر یہ آپس میں جنگ کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ آپ ہرگز نہ بولیں خاموش میز پاس کرسی پر بیٹھے رہیں۔ اور کتابوں کی حفاظت کریں۔ اور خود اس مجمع سے ایک طرف ہوکر کالو نانبائی کی دکان پر گیا۔ اسی جھگڑے میں شاہ محمد نے حضرت یوسف کے بھائیوں کا ذکر کر دیا۔ فلاسفر نے اپنی عادت کے مطابق جھٹ ان کو الو کا پٹھا کہا۔ شاہ محمد اس پر طیش میں آگیا اور اس نے فلاسفر کو کہا کہ منہ سنبھال کر بولو تم نے ایک نبی کو الو کہا ہے۔ مگر فلاسفر صاحب کب سنتے تھے۔ ان کا پارہ حرارت بہت اونچا چڑھ چکا تھا۔ جس کا نیچے اترنا مشکل تھا۔ بالآخر اڈیٹر اخبار الفضل نے شرم میں ڈوب کر فلاسفر کو کہا کہ عجیب بات ہے تم آپس میں لڑ رہے ہو اور تماشہ دکھاتے ہو۔ فلاسفر اس امر کو تاڑ گیا۔ اور وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر فلاسفر صاحب وہاں تشریف لائے۔ اور شاہ محمد سے مخاطب ہوئے۔ کہ میں نے حضور کو پہچانا نہیں۔ معاف فرما دیں۔ غالباً فلاسفر کا یہ مطلب تھا کہ میں نے تمہیں پیغامی سمجھ کر یہ جنگ کی تھی۔ لیکن بعد میں اڈیٹر صاحب کے اشارہ کرنے سے سمجھا کہ تم محمودی بھائی ہی نکلے۔ اس پر ان دونو میں دوبارہ گفتگو ہوتے ہوتے پھر جنگ تک نوبت پہنچی۔ اور ایک دوسرے کو طعنے مہنے دینے شروع کردئے۔ وہ اسے کہے کہ تو چوہڑوں کی طرح کلام کرتا ہے۔ اور وہ اسے یہی بات کہتے۔ اور فلاسفر کا یہ الزام دینا دراصل حق بجانب بھی تھا۔ کیونکہ فلاسفر کے پاس ایک چوہڑی مسلمان ہوکر مدت تک رہی تھی اور اسے محاوروں کا علم تھا۔ مگر سید شاہ محمد غریب اس کوچہ سے نابلد تھا۔ چونکہ ہم نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ بلکہ خاموش ایک جانب کھڑے ان کی جنگ دیکھتے رہے۔ لہذا ناکام و نامراد باہم الجھ کر واپس چلے گئے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک شخص ابراہیم نام ساکن قادیان دوڑا دوڑا آیا۔ کہ دو روپے دو۔ میں نے کہا کیسے کہا کہ جگہ کا کرایہ۔ پوچھا کہ ہم سے ہی لینے ہو یا سب دکانداروں سے۔ اس نے کہا سب سے کرایہ لیا ہے۔ میں نے دوسروں سے دریافت کیا۔ مگر دکاندار نے کہا کہ ہم سے نہ کرایہ مانگا ہے۔ نہ دیا ہے۔ جبپر میں نے اسوقت اسے کہا کہ صبح دے دیں گے۔ وہ چلا گیا۔ شام کے وقت مصری صاحب نے مجھے بلایا اور کہا۔ کہ جب سے دکان لگائی ہے میرے پاس بیشمار شکائتیں آئی ہیں۔ اور طبائع میں سخت اشتعال ہے۔ اسلیئے میں منع کرتا ہوں کہ کسی جگہ بھی دکان نہ لگاؤ۔ ورنہ اگر کسی منچلے نے تم پر وار کردیا۔ تو میں ذمہ وار نہیں۔ اور نہ بعد میں شکائت کرنا۔ اس کا جواب میں نے صرف اتنا دیا کہ بہت اچھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون کتابیں اٹھا کر ٹرنک میں بند کرکے مکان پر پہنچا دی گئی تھیں۔ اگلے روز ہم چار بجے تک قادیاں رہے۔ مگر دکان مطلق کسی جگہ نہ لگائی۔ اور شام چھ بجے کی گاڑی لاہور واپس آگئے۔

(باقی آیندہ) محمد نصیب

چندہ برلن مسجد

مبلغ ۲۵ روپے بتفصیل ذیل جناب احمد گل صاحب کیطرف سے بغداد سے وصول ہوئے تھے جنہیں شکریہ کے ساتھ درج اخبار کیا جاتا ہے۔

نمبر	نام	رقم
۱	حاجی عبداللطیف نور محمد صاحبان بابل آغا	۱۰-۰-۰
۲	مسٹر تصدق حسین القادری صاحب معرفت اسماعیل اینڈ کمپنی	۵-۰-۰
۳	مسٹر محمد تیر گل صاحب علویہ	۵-۰-۰
۴	مسٹر احمد گل صاحب طور	۵-۰-۰
	میزان	۲۵-۰-۰

چندہ خواتین بر موقع سالانہ جلسہ ۱۹۲۵ء

علاوہ اس ایک ہزار روپیہ چندہ کے جو خواتین نے سیرت خیر البشر کی مفت تقسیم کے لئے دیا۔ حسب ذیل اور رقوم بھی وصول ہوئیں۔ جنہیں شکریہ کے ساتھ شایع کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کا بہت بڑا اجر ہماری ان بہنوں کو عطا فرمائے۔ آمین۔

نمبر	نام	رقم	مد
۱	اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور	۴-۰-۰	برلن مسجد
۲	معرفت " " " " "	۵-۰-۰	"

۳ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد یوسف
صاحب قلات ۔۔۔۔۔ ۲۲ جرمن مشن
۴ اہلیہ صاحبہ سید غلام مصطفےٰ شاہ
صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۲۰ برلن مسجد
۵ اہلیہ صاحبہ مسٹر سلیم نومسلم انگریز لاہور ۔۔۔۔ ۵ عطیہ
۶ اہلیہ صاحبہ خواجہ جمال الدین صاحب
مرحوم مغفور لاہور ۔۔۔۔۔ ۱۰ برلن مسجد
۷ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد الدین جان
صاحب وکیل لاہور ۔۔۔۔۔ ۱۱ زکوٰۃ ومال
۸ اہلیہ صاحبہ بابو مرزا جلال احمد صاحب قیمت زیور چہار چوڑی طلائی
چھاؤنی لاہور ۔۔۔۔۔ ۵۰ وعدہ
۹ اہلیہ صاحبہ شیخ عبد الرحمن صاحب
وزیر آباد پھول طلائی ایک جوڑی ۔ برلن مسجد
۱۰ ہمشیرہ صاحبہ شیخ احمد علی صاحب
خیر پور میر آویزے طلائی ایک جوڑی نصف برلن مسجد

ظہور احمد
سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

جرمن مشن

جرمن مشن کی تحریک گذشتہ چار سال سے جاری ہے۔ اور گو اس کے مستقل اخراجات کے لئے ابتدا ہی میں احباب سے مستقل سالانہ وعدے لے لئے گئے تھے۔ مگر اکثر احباب نے ان وعدوں کو پورا نہ فرمایا۔ جس کی وجہ سے انجمن کو مشکلات کا سامنا ہوا۔ اس لئے گذشتہ سال دسمبر ۱۹۲۴ء میں از سر نو احباب سے وعدے لئے گئے۔ مگر پھر بھی بعض احباب نے باوجودیکہ ان کے وعدہ کا پہلا سال دسمبر ۱۹۲۵ء کو ختم ہو گیا۔ ادائیگی نہیں فرمائی ایسے تمام احباب کی خدمت میں بتاکید عرض ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی موعودہ رقوم بہت جلد بھیجکر ممنون فرماویں۔ کیونکہ مشن کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اور علاوہ ازیں جنوری ۱۹۲۶ء سے نیا سال شروع ہو گیا ہے۔ ذیل میں ان احباب کے نام شکریہ سے درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے ماہ دسمبر ۲۵ء میں اپنے وعدوں کی رقوم ادا فرما کر اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا (قرآن) الکریم اذا وعد وفی (حدیث) کا ثبوت دیا ہے۔

۱ شیخ ہدایت اللہ صاحب پشاور ۔۔۔۔۔ ۳۰
۲ ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ ۔۔۔۔۔ ۱۶
۳ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ۔۔۔۔۔ ۱۰۰
۴ شیخ عطاء محمد صاحب انسپکٹر پولیس لاہور ۔۔۔۔۔ ۳۰
۵ محمد اکرام صاحب چانگڑیاں ۔۔۔۔۔ ۱۰
۶ چوہدری مبارک احمد صاحب کوہاٹ ۔۔۔۔۔ ۲۵
۷ شیخ کریم اللہ صاحب راولپنڈی ۔۔۔۔۔ ۱۲
۸ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب منٹگمری ۔۔۔۔۔ ۱۰۰ باقی یکصد روپیہ
۹ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربند ۔۔۔۔۔ ۱۷-۶-۶
۱۰ شال خاں صاحب پشاور ۔۔۔۔۔ ۲۵
۱۱ ڈاکٹر عبد المجید صاحب لویری والا ۔۔۔۔۔ ۱۰۰
۱۲ چوہدری غلام حیدر خاں صاحب بدوملہی ۔۔۔۔۔ ۱۰۰
۱۳ چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب بدوملہی ۔۔۔۔۔ ۵۰
۱۴ چوہدری سلطان علی صاحب گورداسپور ۔۔۔۔۔ ۱۵
۱۵ ڈاکٹر شیخ نظام الدین صاحب جگراؤں ۔۔۔۔۔ ۳۰
۱۶ مولوی محمد یحییٰ صاحب دیپ گراں ۔۔۔۔۔ ۵۰
۱۷ قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی ۔۔۔۔۔ ۱۰۰
۱۸ ڈاکٹر حسن علی صاحب راولپنڈی ۔۔۔۔۔ ۴
۱۹ سید عبد الجبار شاہ صاحب دربند ۔۔۔۔۔ ۵۰
۲۰ شاہ جہاں پاشا صاحب دربند ۔۔۔۔۔ ۲۰
۲۱ منشی شاہ محمد صاحب لدھا سدھا ۔۔۔۔۔ ۱۱
۲۲ مولوی عالم الدین صاحب وکیل شیخوپورہ ۔۔۔۔۔ ۱۰۰
۲۳ منشی کرم الٰہی صاحب از جہلم حال لاہور ۔۔۔۔۔ ۲۵
۲۴ مولوی عبد الہادی صاحب رئیس عظیم کلہ ۔۔۔۔۔ ۱۰۰

اور ان کے علاوہ جناب نواب محمد جہانگیر خاں صاحب والئے ریاست منگرول کیطرف سے ۶۱۲ روپیہ کی رقم جرمن مشن کے وعدہ کی وصول ہوئی۔ اور شیخ گلاب الدین صاحب وکیل لاہور کی طرف سے ۵۰ روپیہ کی رقم جزاھم اللہ خیرا کثیرا۔

حق مہمان نوازی بموقع تقریب جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر قریباً جماعت کے ہر فرد کو جو اس میں شمولیت اختیار کرتا ہے کم و بیش تکلیف اٹھانا اور مالی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور یقیناً یہ تمام امور ان سب احباب کے دینی اخلاص پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہی دینی خدمات تھیں جنکی وجہ سے آج صحابہ کرام کا نام دنیا میں روشن ہے اس لئے ان تکالیف وغیرہ کے اٹھانے کی وجہ سے ہم میں کسی قسم کی سستی یا کمزوری پیدا نہ ہونی چاہیئے۔ اس جگہ جس بات کا بالخصوص مجھے ذکر کرنا ہے۔ وہ ان احباب کا ہے جنہوں نے علاوہ دوسرے اخراجات و خدمات کے اخراجات جلسہ سالانہ میں خاص حصہ لیکر حق مہمان نوازی کا نہایت اعلےٰ درجہ کا ثبوت دیا اور یہی وہ احباب ہیں جو قریباً ہر جلسہ میں اسی طرح حصہ لیتے چلے آئے ہیں۔

۱ شیخ مولا بخش و محمد اسمٰعیل و میاں محمد احسان لائلپور آٹا ۵ بوری ۔۔۔۔۔ ۲۱۷
۲ ملک غلام محمد صاحب سنٹرل فلور ملز قصور آٹا ۵ بوری ۔۔۔۔۔ ۲۱۷
۳ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور برائے گوشت چار من ۔۔۔۔۔ ۶۶ تین بوریاں قابل وصول ہیں
〃 چاول دو من ۔۔۔۔۔ ۲۰
۴ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور برائے گوشت ۴ من ۔۔۔۔۔ ۶۰
۵ ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور برائے گوشت ۴ من ۔۔۔۔۔ ۶۰
۶ شیخ احمد الدین جان صاحب وکیل لاہور ابھی تک قابل وصول ہیں برائے گوشت ۳ من ۔۔۔۔۔ ۳۰
۷ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور برائے ۱۰۰ من لکڑی ۔۔۔۔۔ ۸۰
۸ خواجہ عبد الغنی صاحب چینی برائے چاء ۔۔۔۔۔ ۲۸
۹ حضرت امیر ایدہ اللہ ۔۔۔۔۔ ۲۰ نقد
۱۰ شیخ محمد عثمان غنی صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۱ نقد
۱۱ سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب بمبئی ۔۔۔۔۔ ۱۰ نقد
۱۲ مولوی محمد یعقوب خاں صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۱۰ نقد
۱۳ خواجہ جلال الدین صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۱۰ نقد
۱۴ معرفت ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول لاہور ۔۔۔۔۔ ۵۳ نقد
۱۵ جماعت سیالکوٹ جس میں بڑی رقم دس دس روپے کی شیخ مولا بخش صاحب و شیخ محمد جان صاحب سوداگر کیطرف سے تھی ۔۔۔۔۔ ۳۲-۸
۱۶ مولوی مصطفےٰ خاں صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۱
۱۷ جماعت پشاور جس میں للعہ سکرٹری کی معرفت آئے۔ اور للعہ شیخ خدا بخش خاں صاحب کے الگ وصول ہوئے ۔۔۔۔۔ ۵۰
۱۸ مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب پنشنر ڈی۔ایس۔پی گھووال گجرات ۔۔۔۔۔ ۲۰
۱۹ جماعت جہلم معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۔۔۔۔۔ ۲۶
۲۰ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خود بصورت گھی ۔۔۔۔۔ ۳۰
۲۱ جماعت راولپنڈی معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۔۔۔۔۔ ۷
۲۲ جماعت گوجرانوالہ ۔۔۔۔۔ ۱۰
۲۳ جماعت گوجرہ و چک ۲۵۵ ۔۔۔۔۔ ۱۲
۲۴ مولوی عبد الہادی خاں صاحب عظیم کلہ ۔۔۔۔۔ ۲۰
۲۵ چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار چک ۸۱ جنوبی بصورت گھی ۔۔۔۔۔ ۴
۲۶ بابو عبد الحق صاحب محکمہ نہر لاہور 〃 ۔۔۔۔۔ ۴۴
۲۷ صاحبزادگان شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم مغفور لاہور قیمت گھی دو من ۔۔۔۔۔
۲۸ جماعت بدوملہی معرفت چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب ۔۔۔۔۔ ۱۶ نقد
۲۹ جماعت لاہور چھاؤنی معرفت بابو جلال احمد صاحب ۔۔۔۔۔ ۱۸ نقد
۳۰ میاں ناصر الدین جلال الدین صاحبان بزازہٹہ لاہور بصورت دسترخوان ۔۔۔۔۔ ۳-۸
۳۱ چوہدری محمد حسین صاحب کالا شاہ کاکو ملازم انجمن بصورت پرالی ۶-۱۴-۱۸

رسیدات زر

ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں جو رقوم خاص قابل ذکر متعلق برلن مسجد و اشاعت اسلام و زکوٰۃ وصول ہوئی ہیں۔ انہیں بڑے شکریہ سے اخبار میں شائع کیا جاتا ہے۔

۱ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد ۔۔۔۔۔ ۳۰۰ زکوٰۃ
۲ محمد اکرام صاحب چک ۱۱۷ جنوبی ۔۔۔۔۔ ۸ برلن مسجد
۳ ڈاکٹر محمد الامین صاحب موگا ۔۔۔۔۔ ۱۰ 〃
۴ منشی عطا الٰہی صاحب بزاز جموں ۔۔۔۔۔ ۱۳ 〃
۵ بابو امام بخش صاحب بنوں ۔۔۔۔۔ ۱۰ 〃
۶ مولوی محمد رمضان صاحب و بابو ہدایت اللہ صاحب بہاولپور ۔۔۔۔۔ ۵۲-۴ 〃
۷ قریشی وزیر محمد صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۱۴ 〃
۸ شیخ عطاء اللہ صاحب انسپکٹر لاہور ۔۔۔۔۔ ۷۷ 〃
۹ فضل خالق خاں صاحب پشاور ۔۔۔۔۔ ۱۹ 〃
۱۰ منشی کرم الٰہی صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۸ 〃
۱۱ شیخ نصیر الحق صاحب سکھر ۔۔۔۔۔ ۱۲ 〃
۱۲ چوہدری محمد اکبر خاں صاحب ۔۔۔۔۔ ۵۰ 〃
۱۳ ملک عبد الرحمن صاحب قصور ۔۔۔۔۔ ۳۲ 〃
۱۴ شیخ محمد ہاشم صاحب چک پٹھاناں ۔۔۔۔۔ ۳۸ 〃
۱۵ چوہدری غلام باری صاحب ملتان ۔۔۔۔۔ ۱۰ 〃
۱۶ چوہدری غلام حیدر خاں صاحب و چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب بدوملہی ۔۔۔۔۔ ۱۰۰ 〃
۱۷ چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار چک ۸۱ جنوبی ۔۔۔۔۔ ۱۰۰ 〃
۱۸ ڈاکٹر شیخ نظام الدین صاحب جگراؤں ۔۔۔۔۔ ۷۵ 〃
۱۹ چوہدری منظور حسن صاحب چیمہ چک ۳۶ جنوبی ۔۔۔۔۔ ۸۰ 〃
۲۰ میاں محمد صدیق صاحب اندورہ ضلع کانگڑہ ۔۔۔۔۔ ۵۰ 〃
۲۱ شیخ ہدایت اللہ صاحب پشاور ۔۔۔۔۔ ۵۰ 〃
۲۲ سید امیر علی شاہ صاحب کوٹ موکھل ۔۔۔۔۔ ۶۴ فراہم شدہ
۲۳ شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد ۔۔۔۔۔ ۲۰ برلن مسجد
۲۴ میاں محمد نواز صاحب تھانہ نہال سنگھ والا ۔۔۔۔۔ ۲۰ 〃
۲۵ جماعت گوجرانوالہ ۔۔۔۔۔ ۳۰ 〃
۲۶ راجہ غلام محمد خاں صاحب سرگودہا ۔۔۔۔۔ ۲۵ 〃
۲۷ سید نذیر حسین شاہ صاحب راجہ سانسی ۔۔۔۔۔ ۲۰ 〃
۲۸ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۱۰۰ 〃
۲۹ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی ۔۔۔۔۔ ۲۵ 〃
۳۰ شیخ صادق علی صاحب پٹیالہ ۔۔۔۔۔ ۲۵ 〃
۳۱ جماعت مراڑ معرفت میاں احمد علی صاحب ۔۔۔۔۔ ۲۰ 〃
۳۲ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آباد ۔۔۔۔۔ ۵۰ 〃
۳۳ بزم اشاعت کمیٹی وزیر آباد ۔۔۔۔۔ ۵۰ 〃
۳۴ بذریعہ مولوی عبد الہادی خاں صاحب عظیم کلہ ۔۔۔۔۔ ۷۶-۱۲ 〃
۳۵ شیخ الہ دین صاحب شملہ ۔۔۔۔۔ ۵۰ عطیہ اشاعت اسلام
۳۶ منشی احمد جان صاحب [illegible]

جماعت پشاور ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰ برلن مسجد

۳۷ شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۰ عطیہ اشاعت اسلام

۳۸ حکیم محمد اسماعیل صاحب انبالہ ۔۔۔۔۔ ۱۰۰ "

۳۹ مولوی عبدالرحمن صاحب

شملہ معرفت سیکرٹری جماعت ۔۔۔۔۔۔ ۲۰ برلن مسجد

۴۰ خان محمد خان صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۱۲۰ عطیہ اشاعت اسلام

۴۱ فراہم شدہ جناب ماسٹر محمد انعام

اللہ خان صاحب پانوسنڈیمن ۳ - ۵ - ۱۱۹ "

۴۲ سید عبدالمجید صاحب کپورتھلہ ۔۔۔۔ ۲۵ "

۴۳ منشی محمد بخش صاحب چک ۳۰۵ گوجرہ ۔۔۔۔ ۴ برلن مسجد

۴۴ فراہم شدہ جناب احمد گل صاحب بغداد ۔۔۔۔ ۲۵ "

۴۵ بابو محمد صدیق صاحب راولپنڈی ۔۔۔۔ ۴ "

۴۶ جناب عمرالدین خان صاحب ایس ڈی او لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰ "

۴۷ خواجہ محمد اسماعیل صاحب راولپنڈی ۔۔۔۔ ۱۰۰ "

۴۸ منشی عبدالحفیظ صاحب مدرس چک ۲۷۲ ای ایل ۳ - ۷ - ۳۴ "

۴۹ شیخ عبدالواحد صاحب ابوہر ۔۔۔۔ ۵۵ تعمیر مدرسہ

۵۰ جماعت بدوملہی معرفت چوہدری محمد سرفراز خان صاحب ۔۔ ۱۴ - ۳۱ "

۵۱ میاں غلام عباس خان صاحب خلف خان بہادر میاں غلام رسول خان صاحب ۔۔ ۴ - ۱ - ۴۹ "

بیعۃ خیر البشر بزبان ترکی

۴ پونڈ کی رقم کے واسطے اپیل کی گئی تھی۔ مگر اب تک یہ رقم پوری نہیں ہوئی۔ اگر چند اور صاحب ہمت احباب توجہ فرمادیں تو یہ رقم پوری ہو کر کام تکمیل کو پہنچ جائے۔ اس ۵ دسمبر ۱۹۲۵ء میں حسب ذیل رقوم وصول ہوئی ہیں جو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کی جاتی ہیں۔

۱ شیخ ہدایت اللہ صاحب و میاں چراغ الدین صاحب پشاور ۔۔۔۔ ۳

۲ ماسٹر سراج الدین صاحب ٹانڈا ۔۔۔۔ ۱

۳ جماعت راولپنڈی معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۔۔۔۔ ۱۵

۴ احمد گل صاحب بغداد ۔۔۔۔ ۱

۵ منشی سلطان محمد صاحب منڈیالہ ۔۔۔۔ ۱۰

۶ بابو فیض الرحمن صاحب امرتسر ۔۔۔۔ ۸

۷ امیرالدین صاحب پہلوان لاہور ۔۔ ۸ ۔۔ ۴

۸ ڈاکٹر غلام حیدر صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۲

۹ رحیم بخش صاحب ۔۔۔۔ ۱

۱۰ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربند ۔۔ ۸ ۔۔ ۱۲

۱۱ چوہدری اللہ دتہ صاحب چک ۹۸ جنوبی سرگودھا ۔۔۔۔ ۱۵

۱۲ چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار چک ۹۸ جنوبی سرگودھا ۔۔۔۔ ۱۰

۱۳ جماعت لاہور چھاؤنی مرزا جلال احمد صاحب ۔۔ ۴ ۔۔ ۱

۱۴ چوہدری غلام باری صاحب ۔۔ ۲ ۔۔

میزان ۔۔ ۶ ۔۔ ۸۴

برلن مسجد کی تکمیل

اور

بزرگان سلسلہ کی ہمتیں قابل تشکریہ

کس کو معلوم نہیں کہ ہماری قوم بمقابلہ دوسرے تمام مسلمانوں سے نہایت ہی قلیل واقع ہوئی ہے۔ مگر اس قدر بڑے اور عظیم الشان دینی کام اس کے ہاتھ سے انجام ہو رہے ہیں۔ جن کی مسلمان بادشاہوں کو بھی توفیق نہیں۔ برلن مسجد کی تعمیر ایک ایسی تحریک ہے جسے تین سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہو چلا ہے۔ اور وہی احباب جو کئی بار اس کی مالی امداد میں کافی حصہ لے چکے ہیں بار بار اس کی رہی سہی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پھر آگے بڑھتے ہیں۔ اور جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں علاوہ اقدار قوم کے دس ہزار روپیہ کے قریب کا وعدہ کر جاتے ہیں۔ کہ آخر مارچ تک اسکو بھجوا دیں گے۔ ضرورت ہے کہ باقی دوست بھی جو اس تحریک میں شامل نہیں ہوئے حصہ لیں اور اس غرض کے لئے دفتر میں لکھکر ایک ایک روپیہ والی رسیدبکیں منگوالیں۔

اسماء وعدہ کنندگان

۱ شیخ میاں مولا بخش و محمد اسماعیل و میاں محمد صاحبان لائل پور ۔۔۔۔ ۱۰۰۰

۲ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۹۰۰

۳ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۸۰۰

۴ شیخ عبدالواحد صاحب ابوہر ۔۔۔۔ ۵۰۰

۵ جماعت راولپنڈی معرفت مولوی غلام ربانی صاحب ۔۔۔۔ ۵۰۰

۶ میاں محمد زمان خان صاحب چارسدہ ۔۔۔۔ ۳۰۰

۷ شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد ۔۔۔۔ ۲۵۰

۸ بابو محمد اسحاق صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۲۰۰

۹ سید الطاف حسین شاہ صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۰ ڈاکٹر نبی بخش صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۱ سید احمد علی شاہ صاحب جڑانوالہ ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۲ خان محمد خان صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۳ مولوی عالم الدین صاحب وکیل شیخوپورہ ۔۔۔۔ ۵۰

۱۴ شیخ محمد الدین جان صاحب وکیل لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۵ سید امیر علی شاہ صاحب کوٹ موکھل ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۶ جماعت جہلم معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۷ بابو محمد الٰہی صاحب گوجرانوالہ ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۸ جماعت شملہ معرفت مولوی عبدالرحمن صاحب ۔۔۔۔ ۱۰۰

۱۹ میاں محکم الدین صاحب جہلم ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۰ شیخ محمد عثمان غنی صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۱ شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹ ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۲ مولوی عزیز بخش صاحب جھنگ ۔۔۔۔ ۲۰

۲۳ چوہدری غلام حیدر خان صاحب بدوملہی ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۴ جماعت جموں معرفت مستری یعقوب علی صاحب ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۵ بابو مرزا جلال احمد صاحب لاہور چھاؤنی ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۶ چوہدری منظور حسن صاحب چیمہ چک ۹۸ جنوبی ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۷ مولوی غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۸ چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار چک ۹۸ جنوبی ۔۔۔۔ ۱۰۰

۲۹ خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۲۰۰

۳۰ ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۲۰۰

۳۱ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰

۳۲ راجہ غلام محمد خان صاحب ہیڈ کلرک سرگودھا ۔۔۔۔ ۱۰۰

۳۳ ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب تلات ۔۔۔۔ ۱۰۰

۳۴ مولوی محمد یعقوب خان صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰

۳۵ جماعت مرار معرفت میاں احمد علی صاحب ۔۔۔۔ ۲۰

۳۶ بابو محمد رمضان صاحب بہاولپور ۔۔۔۔ ۵۰

۳۷ میاں غلام محمد صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۵۰

۳۸ مولوی عبدالسبوح صاحب ایبٹ آباد ۔۔۔۔ ۲۰

۳۹ شیخ محمد عبداللہ صاحب وکیل ہری پور ۔۔۔۔ ۲۵

۴۰ ڈاکٹر سید غلام مجتبےٰ صاحب بٹالہ ۔۔۔۔ ۵۰

۴۱ جماعت گوجرانوالہ معرفت منشی محمد حسین و قاضی محبوب عالم صاحب ۔۔۔۔ ۵۰

۴۲ چوہدری غلام حسن صاحب لوہیری والا ۔۔۔۔ ۱۰۰

۴۳ مولوی محمد حسن صاحب مدرس لاہور ۔۔۔۔ ۲۰

۴۴ شیخ علی بخش صاحب منٹگمری ۔۔۔۔ ۲۰

۴۵ شیخ محمد سلطان صاحب منڈیالہ ۔۔۔۔ ۱۰

۴۶ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب داتل ۔۔۔۔ ۲۵

۴۷ میاں تاج الدین صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۱۰

۴۸ خان نور حسین صاحب لاہور ۔۔۔۔ ۳۰

۴۹ مستری [illegible]

صاحب ۔۔۔۔ ۲۰۰

۵۰ سنٹرل فلورملز قصور معرفت ملک عبدالرحمن صاحب عطیہ سالانہ از فلور ملز ۔۔۔۔ ۵۰

دفتر مرکزی جمعیت تنظیم امرتسر کی چٹھی نمبر ۲۰۵ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۶ء برائے اشاعت آئی ہے جس میں یہ اعلان ہے۔

وفد تنظیم کا دورہ پنجاب

بڑے بڑے شہروں کو دعوت عام

فروری ۱۹۲۶ء کے پہلے ہفتہ وفد تنظیم امرتسر سے اپنا دورہ شروع کرے گا۔ وفد میں حاجی سر رحیم بخش صاحب ڈاکٹر کچلو صاحب مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی۔ مولانا قاقر صاحب الہ آبادی سید غلام بھیک صاحب نیرنگ کنور عبدالوہاب خاں صاحب شامل ہوں گے۔ پنجاب کے تمام بڑے بڑے شہروں کے مسلمان وفد تنظیم کو اپنے ہاں دعوت دے سکتے ہیں۔ اس قسم کے تمام دعوت نامے ولے حسب ذیل پتہ پر جلد پہنچ جانے چاہئیں۔

سیکرٹری آل انڈیا تنظیم کمیٹی امرتسر

اخبار احمدیہ

شیخ محمد یوسف صاحب مسلم مشنری تبلیغ کے لئے فیروزپور تبدیل ہوگئے ہیں۔ آپ کا اب قیام فیروزپور میں کچھ عرصہ کے لئے رہے گا۔ احباب فیروزپور آپ کو انجمن کی طرف سے نمائندہ مان کر اپنے آپ کو منظم کرنے کی کوشش کریں۔

وفات

قاضی عبداللطیف صاحب کلرک دفتر کے والد بزرگوار آج بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء کو فوت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پڑھا۔ احباب جماعت بھی مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سول انجنیئرنگ کالج کپورتھلہ

بہ سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ سال گذشتہ پر کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائز کر لیا ہے۔ یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت تاانصار اور انجنیئرز کے علاوہ ڈائرکٹر انڈسٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے لئے لیسے جلیل القدر حکام نے یہاں تعلیم ضبط نظم نسق اور سٹاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر۔ اوورسیر انجنیئر کلاسز پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ احکام سرٹیفکیٹ۔ مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مل سکتے ہیں۔

پیغام صلح لاہور

اخبار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ہفتہ میں دوبار یک شنبہ و چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک وز خبر ہائے معاد
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات و ہمہ حق اند ہست
منکر آن سود بنیا خدمت

معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآن بیان شد بالیقین

برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

قیمت سالانہ عہ ششماہی ہر سہ ماہی عہر

طلباء سے سالانہ ۔

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور | یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۔ رجب ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۔ جنوری ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۶

وعظ و نصائح از حضرت مسیح موعودؑ

اشاعت اسلام کے لئے کوشش کرو

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو یہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ اس پہلو میں مالی ضرورتوں اور امداد کی حاجت ہے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسی ضرورتیں پیش آئی تھیں۔ اور صحابہ کی یہ حالت تھی کہ ایسے وقتوں پر بعض ان میں سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔ اور بعض نے آدھا دیدیا۔ اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہوسکتا۔ فرق نہ کرتا۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتھ میں بجز خشک باتوں کے اور کچھ بھی نہیں رکھتے۔ اور جنہیں نفسانیت اور خودغرضی سے کوئی نجات نہیں ملی۔ اور حقیقی خدا کا چہرہ ان پر ظاہر نہیں ہوا وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزاروں لاکھوں روپے دیدیتے ہیں۔ اور بعض اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ عیسائیوں میں دیکھا ہے۔ کہ بعض عورتوں نے دس دس لاکھ کی وصیت کردی ہے۔ پھر مسلمانوں کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھ بھی کرنا نہیں چاہتے یا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے۔ دور کردے۔ اور اسی غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے۔ اور مر کر اس کے حضور ہی جانا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سال آیندہ کے انہیں دنوں میں ہم میں سے یہاں کون ہوگا۔ اور کون آگے چلا جائیگا۔ جبکہ یہ حالت ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے۔ پھر کسقدر بدقسمتی ہوگی۔ اگر اپنی زندگی میں قدرت اور طاقت رکھتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کریں۔ اسلام تو ضرور پھیلیگا۔ اور وہ غالب آئیگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے۔ مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت میں حصہ لینگے یہ خدا تعالےٰ کا فضل اور احسان ہے۔ جو اس نے تمہیں موقع دیا ہے۔ یہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے۔ اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس کی تیاری بھی یہاں ہی ہوتی ہے۔

الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۷ء حضرت مسیح موعودؑ

یاد موت "انسان ان موتوں سے عبرت نہیں پکڑتا۔ حالانکہ اس سے بڑھکر اور کون ناصح ہوسکتا ہے جسقدر انسان مختلف بلاد اور ممالک میں مرتے ہیں۔ اگر یہ سب جمع ہوکر ایک دروازے سے نکلیں۔ تو کیسا عبرت کا نظارہ ہوتا ہے۔ پھر مختلف امراض اس قسم کے ہیں۔ کہ اس میں انسان کی پیش نہیں جاتی۔ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں رسولی پیدا ہوئی ہے اور وہ دن بدن بڑھکر پاخانہ کے راستے کو بند کرتی جاتی ہے جس ڈاکٹر کے پاس میں گیا ہوں۔ وہ یہی کہتا ہے۔ کہ اگر یہ مرض نہیں ہوتی ہم بندوق مار کر خودکشی کر لیتے۔ آخر وہ بیچارہ اسی مرض سے مر گیا۔ بعض لوگ ایسے مسلول ہوتے ہیں کہ ایک ایک پیالہ پیپ کا اندر سے نکلتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مریض آیا۔ اس کی یہی حالت تھی۔ صرف اس کا پوست ہی رہ گیا تھا۔ اور وہ سمجھدار بھی تھا۔ مگر تاہم وہ یہی خیال کرتا تھا کہ میں زندہ رہونگا۔ انسان کی سخت دلی اصل میں امیدوں پر ہوتی ہے لیکن انبیاء کی یہ حالت نہیں ہوتی جسقدر انبیاء ہوئے ہیں سب کی یہی حالت رہی ہے۔ اگر شام ہوئی تو صبح کی اُن کو امید نہیں کہ ہم زندہ رہیں گے۔ اور اگر صبح ہوئی ہے تو شام کی امید نہیں کہ ہم زندہ رہینگے۔ جب تک انسان کا یہ خیال نہ ہو کہ میں ایک مرنیوالا ہوں تب تک وہ غیر اللہ سے دل لگانا چھوڑ نہیں سکتا اور اور آخر اس قسم کے انکار میں جان دیتا ہے۔ مرنے کے وقت کسی کو کیا علم ہوتا ہے موت ناگہانی آجاتی ہے۔ اگر کوئی غور کرے تو اُسے معلوم ہوکہ یہ دنیا اور اس کا مال و متاع اور حظ سب فانی اور جھوٹے ہیں آخر کار وہ یہاں سے [illegible] جاویگا۔ اور اصل مطلوب جس سے وہ خوش رہ سکتا ہے وہ نور اسے دل لگانا ہے اور گناہ کی دلیری سے آزاد رہنا کہنے کو یہ آسان ہے [illegible] ایک دکاندار کو دیکھو کہ وہ وزن تو کم تولتا ہے مگر زبان سے صوفیانہ [illegible] [illegible]

البدر نمبر ۳۸ جلد ۲ مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۳ء حضرت مسیح موعودؑ

دور است خدایا سے چارۂ آزار ما ۔ کن شفا خانہ اے اور کار ما
اے ہمارے آزاروں کے چارہ ساز خدا اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفا [illegible]

نعت و مدح قرآن کریم

از حضرت مسیح موعودؑ

حمد و شکر آن خدائے کردگار
تمام تعریفیں اور شکر اس پروردگار کے لئے ہے

کز وجودش ہر وجودے آشکار
کہ جس واجب الوجود سے ہر وجود ظاہر ہوا

این جہان آئینہ دار روئے او
یہ تمام کائنات اس کا رونما آئینہ ہے

ذرہ ذرہ رہ نماید سوئے او
جس کا ایک ایک ذرہ اس کی طرف راہ نما ہے

ہست قرآن در رہ دین رہ نما
قرآن کریم ہی دین کا رستہ دکھلانے والا ہے

در ہمہ حاجات دین حاجت روا
اور یہی تمام دینی حاجتوں میں حاجت روا ہے

آن گروہ حق کہ از خود فانی اند
وہ برگزیدوں کی جماعت جو فنا فی اللہ ہو چکے ہیں

آب نوش از چشمۂ فرقانی اند
اسی قرآن کے چشمے سے پانی پیتے ہیں

آن ہمہ را بود فرقان رہبرے
ان سب کا قرآن کریم ہی رہبر ہوا تھا

ہر یکے زان در شدہ چون درّے
ہر ایک اس در سے مثل دُر کے بن گیا

سیدِ شان آنکہ نامش مصطفےٰ است
ان سب کا سردار وہ ہے جس کا نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

رہبر ہر زمرۂ صدق و صفاست
جو کہ ہر ایک پاک گروہ کا ہادی اور پیشوا ہے

مے درخشد روئے حق در روئے او
جس کے روئے پاک میں حق کا چہرہ چمکتا ہے

بوئے حق آید ز بام و کوئے او
اس کے در و دیوار سے حق کی خوشبو آتی ہے

ہر کمال رہبری بروے تمام
پیغمبری اور رسالت کا ہر ایک کمال اس پر ختم ہوگیا

پاک روئے و پاک رویان را امام
وہی پاک رو ہے اور تمام پاک رو لوگوں کا پیشوا ہے

آنکہ او را ظلمتے گیرد براہ
جو شخص گمراہی اور ضلالت کی تاریکی میں مبتلا ہے

نیستش چون روئے احمد مہر و ماہ
اس کے لئے محمد صلعم سے بڑھکر کوئی چاند اور سورج روشن کرنیوالا نہیں ہوسکتا

تا بعش بحر معانی مے شود
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار معانی کا سمندر ہو جاتا ہے

از زمینی آسمانی مے شود
اور زمینی گروہ سے نکلکر آسمانی انسان بن جاتا ہے

ہر کہ در راہ محمد زد قدم
جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرتا ہے

انبیاء را شد مثیل آن محترم
وہ محترم و ممتاز ہوکر انبیاء کا مثیل بن جاتا ہے

تو عجب داری ز تو زاین مقام
اے نادان! تو اسی نے اس عظمت اور اس مقام کے حاصل ہونے پر تعجب کرتا ہے

پائے بند نفس گشتہ صبح و شام
کہ تو ہر وقت نفس امارہ کا پابند رہتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور
جلد ۱۴ | ۴ رجب ۱۳۴۴ ہجری | نمبر ۶

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک عظیم الشان احسان

حق بین نگاہ کے لئے تو حضرت مسیح موعودؑ کے ہزاروں احسان ہیں جو آپ نے دنیائے اسلام پر کئے ہیں جس شخص نے اپنی آنکھ پر تعصب کی پٹی باندھ لی ہو اُس کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے جہاں سینکڑوں ہزاروں احسان ہیں وہاں ایک احسان یہ بھی ہے کہ آپ نے قرآن کے علم و عمل کو دنیا میں دوبارہ قائم کیا ہے اور ایک جماعت ایسی تیار کی ہے جو قرآن کریم کے علم و عمل کا خاص جوش اپنے اندر رکھتی ہے۔

چونکہ ہر زمانہ کے باطل اعتقادات اور فاسد خیالات الگ رنگوں اور وضعوں میں ظہور پکڑتے ہیں اس لئے خدا نے اُن کے ابطال اور ازالہ کے لئے یہی علاج رکھا ہوا ہے کہ اُسی زمانہ میں ایسے اشخاص مہیا کر دیتا ہے جو اس پاک کلام قرآن مجید سے روشنی پکڑ کر پوری قوت سے اُن خیالات کی مدافعت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور معاندین کو اپنی لاجواب براہین سے ساکت اور ملزم کرتے ہیں اور اسی انتظام خداوندی سے پودہ اسلام کا ہمیشہ سرسبز اور تر و تازہ اور شاداب رہتا ہے سو قرآن حکیم کے حقائق اور معارف اور اس کی محیط الکل مسلمانہ دعوت کا موجودہ دور میں جس قلم معجز رقم سے فیضان جاری ہوا وہ حضرت امام مسیح موعود علیہ السلام کی قلم اعجاز نما سے ہی جاری ہوا ہے اور یہ واقعات ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہی علم کلام سے تمام مخالفوں نے خوشہ چینیاں کی ہیں اور غیر اقوام کے مقابل میں انہی قرآنی اسلحہ سے کام لیا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے چلائے ہیں۔ جو نمک کھاتے ہیں اور نمکدان توڑتے جاتے ہیں مگر یہ خدا کا ہی احسان ہے کہ دنیا اسوقت حضرت مسیح موعودؑ کے ہی علم کلام کی مرہون منت ہے ان مولویان زمانہ کے مزعومہ علم و فضل کی مرہون نہیں

یہ الٰہی فیضان اور احسان جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے عموماً مسلمانوں پر اور خصوصاً آپ کی جماعت پر ہوا ہے وہ کئی طریقوں سے ہوا ہے ایک تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تمام کتابوں تقریروں اور تحریروں میں قرآن پاک کی عظمت اور اُس کے علوم اور معارف کا وہ دریا بہا دیا ہے کہ انسان کی روح وجد کرنے لگتی ہے کہ سبحان اللہ اللہ تعالےٰ نے اپنی اس پاک کتاب میں کسطرح سے تمام علوم کے خزانے رکھ دیئے ہیں اور کسطرح سے جمیع مسائل دین اور جمیع ضروریات روحی کے لئے اسی ایک کتاب کو مکتفی اور حاوی بنا دیا ہے۔ کوئی مشکل نہیں جو اس کتاب قرآن مجید سے حل نہ ہو سکتی ہو کوئی دینی مسئلہ نہیں جو اس کتاب میں موجود نہ ہو کوئی ایسی صداقت نہیں جو اس کتاب سے باہر ہو۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید کی آیات کی ایسی لطیف تفسیر فرما دی ہے کہ جس سے بڑھکر ممکن نہیں۔ اور ساتھ ہی ایسی جامع اور مانع کہ ہر ایک آیت کی دوسری آیت کلام اللہ ہی سے تفسیر فرمائی ہے۔ اگر ان اصولوں کو جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید کے فہم کے بتلائے ہیں کوئی شخص ان اصولوں کو لیکر قرآن مجید کا ترجمہ یا تفسیر کرنے لگے تو قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو خوب واضح کر سکتا ہے علاوہ ازیں قرآن کی تفسیر کے لئے قرآن کریم کے فہم کے ایسے اصول آپ نے بتلائے ہیں کہ انسان کو قرآن مجید کی ہر آیت کے سمجھنے میں پوری مدد دیتے ہیں پھر حضور کی توجہ قدسیہ اور خود عامل قرآن ... نے بذریعہ آپ کی صحبت کے جو تزکیہ اور صلاحیت جماعت میں پیدا کی اور اسطرح جماعت نے جو تقویٰ طہارت سے حصہ لیا ہے تو اللہ تعالےٰ نے بھی بموجب اپنے اس فرمان کے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اس جماعت کو اس پاک کلام کا فہم عطا فرمایا کیونکہ یہ اس کا وعدہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اللہ تمہیں علم دیگا خود منشا اور یہ بھی قرآن پاک میں اللہ نے نے فرمایا ہے لا یمسہ الا المطہرون یعنی قرآن مجید کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جو .... پاک و صاف

کئے گئے ہیں سو یہ جماعت اور اس کے امام کی صداقت کا ایک بڑا بھاری نشان ہے خود اللہ تعالےٰ کی کتاب کا فیصلہ ہے کاش کہ کوئی خدا سے ڈر کر اس میں غور کرے اور سنے اور مانے بالیت قومی یعلمون۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ساری زندگی چونکہ قرآن پاک کا عملی جامہ تھی اس لئے آپ کی زندگی کے نمونہ کو دیکھکر بھی بہت کچھ قرآن کریم حل ہو گیا۔ اور یہ تو عام قاعدہ ہے کہ زندہ مثال سے بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے پھر آپ کا الہام کا دعویٰ بھی بہت کچھ قرآن کریم کو حل کر گیا۔ آپ کی پیشگوئیاں پھر آپ کی مخالفت اور پھر خدا کی نصرت و تائید اور مخالفین کی ذلت اور ہلاکت غرض حضرت امام کے سبھی حالات کو دیکھا تو سمجھ آگئی کہ واقعی قرآن پاک کیسی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے اور امامت کیا ہوتی ہے انبیاء علیہم السلام کے اثر کو تقویت پہنچانے والوں کا نام ملائکہ کیوں رکھا جاتا ہے اور ان کی تدابیر میں رہزنی کرنے والوں کو شیاطین کا لقب کیوں دیا جاتا ہے آپ میں وہ برکات اور انوار خداوندی برس رہے تھے کہ ہر طرف سے الٰہی نصرت اور تائید ہی آپ کے شامل حال رہتی تھی پھر حضرت مسیح موعودؑ کے قرآن کریم کی اتباع سے اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جانے سے بھی پتہ لگا کہ قرآن کریم انسان کو کس مرتبہ اور مقام پر پہنچانا چاہتا ہے کہ خود انسان کو خدا سے ہمکلام کرا دیتا ہے۔ اور ضرور تھا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اُن مختلفہ تخم ہائے اخلاق کی تربیت اور نشو و نما کے واسطے اپنی رحمت کے بادل اماموں اور مجددوں کے رنگ میں بھیجے اور ان بادلوں کے برسنے سے جس زمین میں جیسا کچھ اچھا یا برا بیج بویا گیا ہے اُس کو ترقی اور نشو و نما حاصل ہو ان ہی سحابہائے رحمت و معارف کو قرآن پاک میں اولی الامر ربانیین۔ راسخین فی العلم۔ اولیاء اللہ کہا جاتا ہے پھر حضرت مسیح موعودؑ نے ہی یہ نکتہ قرآنی آکر سمجھایا کہ قرآن کریم دعویٰ کے ساتھ ہمیشہ دلائل بیان کرتا ہے الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے آکر جو قرآنی علوم کا دروازہ کھولا اُن سے عجیب و غریب حقائق اور معارف کا دریا امنڈ پڑا اور آپ نے علم الکلام میں ایک عجیب انقلاب پیدا کر دیا۔

پھر بعض آیتیں قرآن مجید کی جو حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوئیں اور اُن کے اندر جو پیشگوئیاں ہیں اُن کے اس زمانہ میں بھی پورے ہو جانے سے نہ صرف قرآن مجید کی اعلیٰ تفسیر کا علم ہی حاصل ہوا بلکہ اس پاک کلام قرآن مجید کی صداقت پر تازہ مہر لگ گئی۔

مسلمانوں پر کیسی غفلت دین کی طرف سے چھا رہی ہے چنانچہ جو واعظ کہلاتے ہیں اور اشاعت اسلام کرنے کے مدعی ہیں اُن کی حالتیں ہی بتلا رہی ہیں کہ اُن کا خدا سے اور اُس کی کتاب سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے عموماً وعظ جو عام طور پر مولوی لوگ کرتے ہیں الاماشاءاللہ وہ محض دنیا کمانے کے لئے ہی کرتے ہیں اور یہ ایک ڈھنگ اور دکانداری انہوں نے بنا رکھی ہے قرآن پاک کی عظمت تو ان مولویان زمانہ اور علماء سوء کے دلوں میں ہے ہی نہیں سوائے اہل حق (احمدی جماعت) کے جتنے فرقے مدعیان اسلام ہیں ان سب نے اور ان کے مولویوں نے یہ کیا کہ اپنے معتقدات اور قرآن مجید کو ایسے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا اور اپنے اعمال کو ایسے سانچے میں ڈھالا کہ وہ قصر دین جسکی تکمیل تمام رسول پاک کے ہاتھوں ہو چکی تھی اور جسکی حفاظت ہم پر فرض تھی آج اس کی چار دیواری اور دروازے کا پتہ لگانا ہی ایک مشکل امر ہو گیا ہے اور وہ شاہراہ شریعت جس کی بابت ملت بیضا اور جس کی توصیف میں لیلها ونهارها سواء ارشاد ہو چکا تھا اس میں سے چاروں طرف قدم قدم پر اتنی سڑکیں نکال لی گئیں کہ اس شریعت بیضا کے برابر تمام عالم میں کوئی بھول بھلیاں نظر نہ آئینگی۔ جب مولویوں کا جو اس پاک کلام قرآن مجید کے خادم کہلاتے ہیں اس پاک کلام قرآن مجید سے یہ حسن سلوک ہے تو پھر دوسروں کی شکایت کیا لیکن اہل فہم پر روشن ہو چکا ہے کہ اس تمام اختلاف و خرابی کی جڑھ اور ان تمام مفاسد کی تخم وہی خود رائی ہے جس نے ادیان سابقہ کو اپنے دست برد سے تہ و بالا کر کے صفحہ ہستی سے اُن کا نام و نشان مٹا چھوڑا یہی وجہ ہے کہ اس خانہ برانداز خود رائی کو کلام الٰہی اور اقوال ائمہ اور خلفاء میں نہایت شد و مد سے رد کیا گیا۔

کلام الٰہی میں ارشاد ہے ان الحکم الا للہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی کو حکم مقرر نہیں دوسری جگہ فرمایا الحکم للہ العلی الکبیر خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف سے کچھ باتیں گھڑ کر بیان کرتے تو ہم اُن کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اُن کی گردن اُڑا دیتے اور تم میں سے کوئی ان کو بچا نہ سکتا اور موقع پر حضرات صحابہ کو خطاب ہے۔ واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم تم خوب سمجھ لو کہ تم میں رسول اللہ موجود ہیں اگر وہ اکثر باتوں میں تمہاری اطاعت کرتے رہتے تو تم لوگ مشقت میں پڑ جاتے اور ایسے جملہ اہل ایمان کی نسبت حکم ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی خدا کی قسم ہے کہ وہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے جھگڑے میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور آپ کے فیصلہ سے دل میں ذرا بھی دلتنگی نہ لاویں اور پوری طرح اسکو تسلیم نہ کرلیں۔ دوسری جگہ دھمکایا جاتا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یعنی اے ایمان والو خدا اور رسول سے پیشقدمی نہ کرو اور خدا سے ڈرتے رہو وہ تمہارے سب اقوال کو سنتا ہے اور تمہاری سب باتوں کو جانتا ہے ان آیات واضح کو تدبر و انصاف سے ملاحظہ فرمایئے کہ صاف یہ حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو منصب حکم نہیں اس کے سوا حقیقت میں کوئی حاکم نہیں اور خود فخر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے حکم دے سکیں اور اللہ کے ذمے اپنی طرف سے کوئی بات لگاویں اور دوں کی تو حقیقت کیا ہے۔

افضل و اعلم امت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو ارشاد ہے کہ تم میں رسول اللہ موجود ہیں اُن سے اپنی رائے کی متابعت کی کوئی توقع نہ رکھئے بفرض ایسا ہو تو تم ہلاک ہو جاؤ گے تمام مسلمانوں کو کہا جاتا ہے کہ جب تک ارشادات و احکام رسول کو خوشدلی اور اطمینان سے تسلیم نہ کرو گے ایمان نصیب نہ ہوگا اور تم کو یہ ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ اللہ اور رسول کے حکم معلوم ہونے سے پہلے ہی اپنی رائے سے حکم لگانے بیٹھ جاؤ۔

جب یہ امر محقق و مسلم ہے کہ احکام الٰہی ہر امر میں واجب التعمیل ہیں تو اول کلام الٰہی سے اس بات کو طے کر لینا چاہیئے کہ دوسروں کو ان احکام میں رائے زنی اور خود رائی کی کہاں تک اجازت ہے اور اگر کسی کو رائے زنی کا منصب بھی ہے تو اس کے لئے کس سند کس لیاقت کی ضرورت ہے یا صرف اپنی خوشی پر موقوف ہے جسکا جی چاہے کسی مجلس شوریٰ کا رکن بن جائے اور خدا رسول کو مشورہ دینے کو تیار ہو جائے حتیٰ کہ وہ لوگ جو اپنے معمولی جزئیات میں دوسروں کی رائے کے محتاج ہیں وہ بھی احکام خداوندی کی ترمیم و اصلاح کرنیکو بلکہ احکام قطعیہ منصوصہ کو نظر بر مصالح و اسباب اس زمانہ میں مثل مسئلہ ربا واجب الترک کہنے کو نہایت استقلال و اطمینان کے ساتھ کمربستہ ہو جاویں۔

اگر ہم خدا کے قائل ہیں اور وہ حاکم بلکہ احکم الحاکمین اور ہم محکوم محض ہیں اگر ہمارا وجود و عدم اور جملہ منافع و مضار اس کے قبضہ میں ہیں اگر اُس کا ایک خاص بندہ جو اس زمانہ کا امام ہو کر آیا اس کی کتاب کے قوانین و احکام بغرض تعمیل اپنے نمونہ سے بھی پہنچا چکا بلکہ کر کے دکھلا گیا تو ہم کو اس کیساتھ تعلق قائم کرنے کی ضرورت ہے یا اس پر اختلاف وقت میں ہم کو منجملہ فرقہائے اسلام کے کسی فریق کی اتباع اور اُس جماعت میں داخل ہونے یا سب سے یکسو ہو کر اپنا آئین و دین جدا مقرر کرنے کی ضرورت ہے جسکے دل میں خیر اور دماغ میں کچھ عقل ہے اور عقل میں کچھ انصاف ہے وہ تو واللہ یہی کہیگا کہ بندہ کو اُس جماعت میں داخل ہو جانا چاہیئے۔ جسکے ساتھ خدا کی تائید اور فضل اور برکات اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا ایک سچا جوش ہے اور وہ وہی جماعت ہے جو مسیح موعودؑ کے انفاس طیبہ سے اس زمانہ میں تیار ہوئی۔

"سیرۃ المہدی" پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۳)

مثال نمبر ۴ - خواجہ کمال الدین صاحب پر ہمیشہ حسد کی نگاہیں پڑتی رہیں حضرت مسیح موعودؑ کی محبت اور لطف کی نگاہ خواجہ صاحب پر بہت تھی اس لئے وہ حاسدوں کے حملوں کے آماجگاہ بنتے رہے چنانچہ مصنف صاحب نے ایک روایت ۳۹ میں قاضی امیر حسین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک جھگڑا بیان کیا ہے۔ اس میں حضرت صاحب کے کسی قول اور فعل کی روایت نہیں بلکہ قاضی صاحب کا اور خواجہ صاحب کا ایک جھگڑا زیب رقم فرمایا ہے۔ روایت چونکہ بہت لمبی ہے اس لئے اس کا خلاصہ لکھدیتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے کہیں قاضی صاحب سے کہا کہ حضرت صاحب میری "عزت" کرتے ہیں (معلوم نہیں خواجہ صاحب کے اصل الفاظ کیا ہوں) قاضی صاحب کو معلوم ہوتا ہے یہ ناگوار ہوا وہ اپنا امرتسر کا واقعہ بیان کر کے خواجہ صاحب کو ڈراتے ہیں کہ کہیں انہیں منافق سمجھ کر حضرت صاحب خاطر نہ کرتے ہوں۔ واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ملازم کو فرمایا کہ چاء بنا کر لے آؤ۔ قاضی صاحب کو خیال ہوا کہ مجھے منافق اور کمزور ایمان والا سمجھ کر چاء منگوائی ہے۔ کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وقت آنحضرت صلعم ایسے لوگوں کو بھی مال دیدیا کرتے تھے۔ جنکو ٹھوکر لگ جانے کا اندیشہ ہوتا تھا یعنی اُن کی تالیف قلوب کر دیا کرتے تھے (انتہی) اصل روایت کو پڑھ لو۔ یہی مفہوم ہے۔ آنحضرت صلعم اگر ایسے لوگوں کو بھی مال دیدیا کرتے تھے جنکو ابتلا آجانے کا اندیشہ تھا تو اب اس سے کیا یہ نتیجہ نکلیگا کہ جن جن صحابہ کو مال ملا کرتا تھا سب ایسے ہی لوگ تھے۔ خوب شیعوں کے بھی کان کتر دئے۔ اور کمزور ایمان والوں میں اور منافق میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک وہ لوگ ہوتے تھے جو اسلام میں نئے نئے داخل ہوتے تھے ضرور ہے کہ اُن میں ایمان کی وہ پختگی نہ ہو جو دن رات صحبت میں رہنے والوں میں ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کی تالیف قلوب ضروری تھی۔ اور ایک وہ لوگ تھے جو بظاہر مسلمان تھے مگر در پردہ اسلام کے دشمن تھے یہ منافق تھے۔ ان کے لئے تو آنحضرت صلعم کو حکم تھا کہ یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم کہ اے نبی کفار اور منافقوں سے جہاد کرو اور اُن کے مقابلہ میں کرارا پن اختیار کرو۔ تو کیا یہ مان لیں کہ قرآن کے حکم کے خلاف نبی کریم صلعم منافقوں کی حد سے زیادہ خاطر مدارات کیا کرتے تھے پھر اب بڑی مشکل ہوگی۔ حضرت مسیح موعودؑ جس جس کی خاطر کیا کرتے تھے انہیں اب ہمیں منافق سمجھ لینا چاہیئے۔ اس میں آپ کے بہت سے احباب آجاتے ہیں اور حضرت صاحب کس کی خاطر نہیں کیا کرتے تھے؟ مگر نہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب پر اگر حضرت صاحب کی نگاہِ لطف ہو تو وہ مفتی صاحب کی بزرگی پر دلیل ہو جیسا کہ اسی کتاب میں مرقوم ہے۔ اور خواجہ صاحب پر اگر نگاہِ لطف ہو تو وہ خواجہ صاحب کی منافقت پر دلیل ٹھیرے تلك اذا قسمۃ ضیزی یہ وہ انصاف اور دیانت ہے جس کے بل بوتے پر صحابہ کرام کی عزت اور عظمت پر حملہ کرنے سے مصنف صاحب فرق نہیں کرتے۔

مثال نمبر ۵ - خواجہ صاحب کی طرح مولوی محمد علی صاحب محسود یاراں رہے اس کتاب میں بھی اُن پر وار کرنے کے لئے جو کوششیں کی گئی ہیں اُن میں اس بات کی پرواہ نہیں کی گئی کہ روایت صحیح ہے یا غلط۔ اور صریح غلط باتیں منسوب کر دینے سے فرق نہیں کیا۔ چنانچہ روایت ۱۲۱ ملاحظہ ہو۔ اگر مصنف صاحب سلسلہ کا کوئی اخبار ہی اسوقت کا دیکھ لیتے یا حقیقۃ الوحی ہی کھول کر پڑھ لیتے تو ایک غلط واقعہ لکھنے کے مرتکب نہ ہوتے۔

روایت ۱۲۱ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا اور اس کا بیٹا جو اب موجود ہے وہ نامرد ہے گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلیگی (خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ سخت معاند تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا) مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شائع نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔ اس کا لڑکا اگر مقدمہ کر دے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی نامرد ہے۔ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور آپ نے غصے کے لہجہ میں فرمایا "جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اُتارتا"۔"

یہ روایت جس میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف ایک سرتا پا غلط بات منسوب کی گئی ہے کیوں نقل کی گئی ہے اس لئے کہ مولوی صاحب پر زد پڑے۔ یہ واقعہ تو اسوقت ہی شائع ہو چکا تھا۔ اخباروں کو پڑھ لیا ہوتا۔ خود حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے اُسے دیکھ لیا ہوتا۔ عبدالرحمن مصری تو اُسوقت لڑکے ہونگے اور میرا غالب خیال ہے کہ وہ اس مجلس میں موجود نہ ہونگے ورنہ ایسا کذب صریح بیان کرنے کی ایسے زمانہ میں اُن کو جرأت نہیں ہو سکتی تھی جبکہ وہ لوگ ابھی زندہ موجود ہیں جو اس مجلس میں شامل تھے۔ اور یہ اس کتاب کی روایتوں کا خاصہ ہے کہ پتہ نہیں لگتا کہ راوی جو بیان کر رہا ہے اس نے خود دیکھا یا سنا ہے۔ یا کسی سے سنکر بیان کر رہا ہے اصل واقعہ یوں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی لکھ رہے تھے۔ اس میں اپنے نشانات جہاں تحریر فرما رہے تھے۔ وہاں سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق ابتر ہونے کا بھی نشان تھا۔ سعد اللہ مر چکا تھا مگر اس کا بیٹا ابھی زندہ تھا۔ اس کے متعلق خبر ملی کہ وہ نامرد ہے۔ آپ نے یہ نشان حقیقۃ الوحی میں تحریر فرما دیا کہ میرا الہام کیا صحیح نکلا کہ سعد اللہ خود مر گیا۔ اور اس کا لڑکا جو ہے وہ نامرد ہے اسلئے آگے کو اسکی نسل منقطع ہے۔ چونکہ اس قسم کے معاملات میں قانون حکومت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے اور ایک دفعہ کرم دین بھین والے سے اسی قسم کا مقدمہ ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ نے خواجہ کمال الدین صاحب کو حکم دیا تھا۔ کہ کتاب شائع ہونے سے پہلے ان امور پر نظر ڈال لیں انہوں نے حضرت کے حکم کے مطابق نظر ڈالی تو انہیں یہ بات مخدوش نظر آئی۔ چنانچہ حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ مبادا سعد اللہ کا لڑکا اس پر قانونی چارہ جوئی کرے۔ آپ کو چونکہ سعد اللہ کے ہاتھوں بہت دُکھ پہنچا تھا۔ آپ نے جوش سے قسم کھائی کہ میں اسے ضرور لکھونگا۔ اُسوقت حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم نے یہ حدیث پڑھی کہ رب اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرہ کہ یہ پراگندہ گرد آلود بالوں والے کبھی قسم کھا بیٹھتے ہیں تو اللہ انہیں پوری بھی کر دیتا ہے خدا کی شان یہی حدیث بعد میں حضرت صاحب کو الہام ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ حقیقۃ الوحی شائع ہو وہ لڑکا مر جاتا ہے جس سے وہ قانونی اندیشہ جاتا رہتا ہے اب فرمایئے مولوی محمد علی صاحب کا اس سے واسطہ کیا۔ وہ اس مجلس میں موجود ضرور تھے۔ مگر عرض کرنے والے خواجہ صاحب اور عرض بھی اسلئے کی تھی کہ حضرت صاحب نے خود حکم دیا تھا کہ اس میں اگر کوئی قانونی نقص ہوں تو دیکھ کر بتاؤ۔ مگر روایت کو کس بُری طرح پیش کیا ہے گویا مولوی محمد علی صاحب نے ضد کر کے حضرت کو ناراض کر دیا اور مولوی محمد علی صاحب کا تو اس سے کوئی واسطہ۔ مگر جو دی انکے ذمہ قربان جایئے اس احتیاط پر جو جمع روایتیں مدنظر ہے۔ اور ایسی جھوٹی روایات کہ جنکے راوی ایسے راستباز ہیں۔

(باقی دارد)

حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد نبوت کا رونا

(د۔ د)

الفضل ۵ جنوری ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۸ پر ایک مضمون "خیریت میں نبوت" کے عنوان سے نکلا ہے۔ معلوم نہیں الفضل کے لئے سوائے اسکے اور کوئی مضمون ہی نہیں رہا۔ رات دن رسول کریم کے بعد نبوت کا رونا ہی رویا جاتا ہے۔ اور یہ کہکر عوام الناس کو مغالطہ دیا جاتا ہے کہ نبوت اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کا انعام ہے یہ بند نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ کیا شریعت بھی اللہ تعالےٰ کا فضل اور انعام ہے یا نہیں پھر یہ کیوں بند ہو گئی۔ کیا شریعت نعوذ باللہ لعنت ہے۔ اسلام کے نزدیک تو برکت رحمت فضل شفا نور ہدایت جو کچھ ہے شریعت ہی ہے۔ اور کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں ہوا جو اس برکت فضل اور رحمت سے محروم رہا ہو۔ پھر معلوم نہیں کہ جو برکت فضل رحمت اور ہدایت نور اور بھاری انعام ہے وہ تو بند ہو جائے۔ اور مجرد نبوت جاری رہے شریعت کے بغیر مجرد نبوت کے معنی کچھ سمجھ میں نہیں آتے کہ وہ کیا ہوتی ہے۔ اور اس کی ضرورت دنیا کو کیا ہے۔ اور اس غیر تشریعی نبوت کے قیامت تک جاری رہنے سے ہوگا کیا۔ اس غیر تشریعی نبوت کا قرآن پاک میں ذکر کہاں ہے اور اسکے فوائد کیا بیان ہوئے ہیں۔

ہر ایک شخص جو قرآن پاک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ قرآن پاک نے جمیع ضروریات وحی نبوت کو اپنے اندر کامل اور مکمل کر دیا ہے۔ اور کسی قسم کی وحی نبوت کی ضرورت کو باقی نہیں چھوڑا۔ اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ دنیا کی ترقی بھی قیامت تک قرآن مجید سے ہی وابستہ ہے۔ قرآن مجید کو علحدہ کردو تو دنیا میں تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے۔ دنیا میں اب ہزارہا اور کروڑہا انبیاء غیر تشریعی بھی ایک وقت جمع ہو جائیں۔ مگر ایک قرآن مجید دنیا میں نہ ہو تو ان سے بھی اصلاح کا وہ کام نہیں ہو سکتا۔ جو قرآن مجید جیسی بے نظیر کتاب اکیلی خود کر سکتی ہے۔ ہزار دنیا سے روحانیت مٹ جائے۔ اور مخلوق کا خدا سے قطع تعلق ہو جائے۔ مگر اب قرآن مجید کے سوا نہ کوئی وحی دنیا میں روحانیت قائم کر سکتی ہے اور نہ قرآن مجید کے سوا کوئی غیر تشریعی نبی خدا سے کسی کا تعلق جوڑ سکتا ہے۔ دنیا کو اگر ایک مرکز اور ایک دین اور ایک اسلام پر جمع کر سکتی ہے۔ تو صرف یہی ایک مبارک کتاب قرآن مجید ہی کر سکتی ہے۔ جتنی روحانی بیماریاں دنیا میں پیدا ہو چکی ہیں۔ یا آیندہ پیدا ہونے والی ہیں۔ ان سب کا علاج اسی ایک نسخہ شفا قرآن مجید میں موجود ہے۔ ایسا خیال اس سرچشمہ رحم اللہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین پر بدظنی اور روحانی نابینائی کی علامت ہے کہ اس نے اب آیندہ ایسی روحانی بیماریاں پیدا کرنی ہیں جن کا علاج اس کتاب میں تو نہیں ہوگا۔ اور ان بیماریوں کا علاج اور غیر تشریعی انبیاء آ کر کریں گے۔ اسی لاتبدیل قانون اور ابدی شریعت کے ماتحت ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ تا ابد اب دنیا کو کسی نبی یا رسول کی حاجت نہیں۔ اب ہر زمانہ میں نبوت اور رسالت اسی لاریب کتاب میں آئی ہوئی چلتی رہے گی۔ یہ چشمہ پہلے چشموں کی طرح کبھی خشک نہ ہوگا۔ اور نہ کبھی نبی اور رسول کی ضرورت ہوگی۔ جب جب بھی دنیا کو خدا تعالےٰ کے رستہ دیکھنے اور ہر قسم کی مصیبتوں اور دکھوں اور گناہوں سے نجات حاصل کرنے یا شک وشبہ کی زندگی سے نکل کر یقین اور وثوق کے مرتبہ تک پہنچنے کی ضرورت ہوگی۔ تب تب ہی یہ کتاب ایک ہادی اور رہنما کا کام دے گی۔ اگر یہ سچ ہے اور ضرور سچ ہے کہ آج دنیا کو ایک ایسی ہی کتاب کی ضرورت ہے کہ ہر طرح سے کامل اور مکمل ہو اور تمام صداقتوں اور نبوتوں پر حاوی و مشتمل ہو تو ان کو سوائے کتاب اللہ قرآن مجید کے اور کوئی کتاب نہیں ملے گی۔ اسی وجہ سے احمدی جماعت اس امر کی معتقد ہے کہ نبوت کا دروازہ اس لئے ہمیشہ کے لئے بند۔

ہے کہ قرآن پاک سے بڑھ کر نبوت اور رسالت نہ کوئی اور ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہوئی ہے۔ اور یہی نبوت محمدیہ ہی ہمیشہ کے لئے جاری اور ساری رہے گی۔ اور کوئی زمانہ بھی دنیا پر ایسا نہیں آئے گا کہ اس فضل اور نعمت اور رحمت کے موجود ہوتے ہوئے کسی نبی کی ضرورت کو ظاہر کرے۔ مگر ہم لوگ اپنے عقیدہ کی بنا صرف اسی بات پر ہی نہیں رکھتے بلکہ پہلے نبیوں کی شہادت پر بھی ہمارے عقیدہ کی بنیاد ہے اور دیکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک مذہب کے پیشواؤں نے اپنے بعد ایک آنے والے نبی کی اپنی منزل من اللہ کتاب میں بشارت دی ہے۔ مثلاً ہر نبی اور حضرت موسیٰ نے اپنے اپنے بعد اور حضرت عیسیٰ نے اپنے بعد ایک نبی کی آنے کی پیشگوئی کی۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم پر جو کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوئی اس میں حضور کے بعد کسی ایک بھی نبی کی آنے کی پیشگوئی موجود نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اب قرآن پاک کے بعد کسی نبی کو بھی قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔

اب ہم الفضل کی پیش کردہ آیتوں کو لیتے ہیں۔ جن سے اس نے بزعم اپنے غیر تشریعی نبوت کا یالی نبوت کا جو آنحضرت کی غلامی واتباع سے ملیگی۔ جاری رہنا بتلایا ہے۔ الفضل لکھتا ہے کہ

> "ہمارے نزدیک شریعت اسلامیہ مکمل عالمگیر اور ہمیشہ محفوظ رہنے والی شریعت ہے۔ ملعون ہے وہ انسان جو نبوت کا مدعی ہو جس سے کہ دین رسول منسوخ اور قرآن مجید نامکمل کتاب قرار دینی پڑے۔ ہم محض اسی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں جو رسول کریم کی غلامی اور اتباع میں ملتی ہے۔ اور وہ قرآنی شریعت کے نفاذ میں رخنہ انداز نہیں۔ یہی نبوت قرآن سے ہمیشہ کے لئے جاری اور ساری ہے الخ"

آگے ثبوت میں الفضل پہلی دلیل اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کو پیش کرتا ہے۔ اور معنے یہ کرتا ہے کہ

> اے مولا جو انعام پہلوں کو دے گئے وہ سب بلا کسی کمی کے ہم کو بھی دیئے جائیں

ہم پوچھتے ہیں کہ یہاں انعمت علیہم آجانے سے کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے؟ اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعے سے مانگتا ہے یہی اصولی وہ غلطی ہے جو نبوت کو نبوت مکتسبہ ماننے سے پیدا ہوئی ہے۔ نبوت تو محض ایک موہبت ہے اور نبوت کے مقام تک پہنچنے میں انسان کی جد وجہد اور اس کی سعی اور دعا کو کوئی دخل نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی شخص کوشش کرکے اور دعائیں مانگ مانگ کر نہ پہلے نبی بنا اور نہ اب نبی بنے گا۔ پس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے۔ اور اسی شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے۔ جو اصول دین سے ناواقف ہے۔ اگر یہ دعا نبوت کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی تو کم از کم حضرت نبی کریم ہی نبوت حاصل ہو جانے کے بعد اسکو نہ مانگتے۔ مگر قرآن کریم میں اس دعا کا موجود ہونا۔ اور نماز میں پڑھا جانا بتلایا ہے کہ یہ دعا مقام نبوت کے ملنے کے بعد سکھائی گئی۔ نبوت عطا فرما کر اس دعا کا سکھانا صاف بتاتا ہے کہ حصول نبوت کے لئے یہ دعا نہیں ہے۔ اور اگر بفرض محال اس کو حصول نبوت کی دعا ہی مانا جائے۔ تو اول تو یہ ماننا پڑے گا کہ تیرہ سو سال میں کسی مسلمان کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ خدا خود دعا سکھائے۔ اور اس کی غرض یہ ہو کہ دعا مانگنے والے کو نبوت ملے۔ دعا کرنے والی امت کا خیر امت نام رکھا جائے۔ اور پھر تیرہ سو سال میں سب کے سب محروم رہیں۔ بالکل ایک بیہودہ سی بات ہے۔ دوم پھر یہ بھی اس دعا سے نہیں نکلتا کہ ہم کو رسول اللہ کی غلامی اور اتباع میں نبوت ملے۔ پہلوں کو کب کسی نبی کی اتباع اور غلامی سے نبوت ملی تھی۔ جو اس کو سمجھا جائے گی عقیدہ تو یہ ہو کہ رسول اللہ صلعم کی غلامی اور اتباع سے اب نبوت ملے گی۔ مگر منہ سے دعا یہ مانگ رہا ہے۔

پہلوں کو خدا نے تو براہ راست نبوت عطا فرمائی تھی۔ اور شریعت اور کتاب بھی تھی۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ ہم کو بھی اے خدا پہلے [illegible] کی طرح وہ سب انعام نبوت بلا کسی کمی کے عطا فرما۔ اور جسطرح پہلوں کو شریعت اور کتاب دی تھی ہم کو بھی دے۔ حالانکہ شریعت اور کتاب اور براہ راست نبوت کی یہ دونوں صورتیں تو ہمارے اہل قادیان بھائیوں کو بھی منظور نہیں۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ قرآن پاک کے بعد نبوت بالکل بند اور مسدود ہے۔

دوسری دلیل

اجرائے نبوت کی الفضل نے یہ دی ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

> وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم (آل عمران ۶) اے مومنو! اللہ تعالےٰ تم کو براہ راست اپنے غیب پر مطلع نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ جس کو چاہیگا رسول منتخب کرے گا (اور تم کو غیب بذریعہ رسولوں کے معلوم ہوگا) پس تم اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لانا۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقوےٰ کروگے۔ تو تمہارے لئے بڑا اجر ہوگا۔ دیکھئے اللہ تعالےٰ نے کس وضاحت کے ساتھ رسولوں کی آمد کی بشارت دی ہے۔ بلکہ ان پر ایمان لانا بھی ضروری اور واجب قرار دیا ہے۔ الخ

اس کا جواب صرف یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ میں اجرائے نبوت کا کوئی بیان نہیں۔ اس میں صرف اسی قدر بیان ہے کہ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ کیوں رسول کو اللہ تعالےٰ اپنی رضا کی راہوں پر اطلاع دیتا ہے۔ ہم کو خود ہی کیوں غیب پر یعنی اپنی رضا کی راہوں پر اطلاع نہیں دیتا تاکہ ہم ان راہوں پر چلیں۔ گویا ہر ایک کو خود نبوت کیوں نہیں ملجاتی۔ تو اس کا جواب یہ دیا ہے۔ کہ یہ اللہ کی شان قدوسیت کا تقاضا نہیں کہ سب کو ہی نبی بنا کھڑا کرے۔ یہ اس ذات الٰہی کا اپنا فیضان ہے جسکو وہ برگزیدہ کرے۔ اور اس خدمت کے لئے چن لے یہ سب کام اس نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہوئے ہیں۔ پس اس آیت سے بھی اجرائے نبوت کے متعلق کوئی بیان ظاہر نہیں ہوتا۔ صرف انبیاء اللہ کے مطلع علی الغیب ہونے کا بیان ہے اور یہاں مطلق غیب کے متعلق بھی کوئی ذکر نہیں بلکہ اسی غیب کا ذکر ہے جو رسولوں پر اللہ تعالےٰ ظاہر فرماتا ہے۔

ضرورت نبی۔ پیشتر اس بات کا جاننا کہ خدا کیسے شخص کو نبی منتخب کرتا ہے۔ پہلے تو یہ دیکھو کہ نبی کا ہونا کیوں ضروری ہوا کرتا ہے پھر معلوم ہو کہ اس میں امر کے تسلیم کرنے میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ جب انسان کی مرضی اور نامرضی کے امور بغیر اس کے بتانے کے معلوم نہیں ہو سکتے۔ تو خدا تعالےٰ کی ذات پاک جو بیچون وبیچگون ہے اس کی مرضی و نامرضی کے امور سوائے اسکے بتلانے کیسے معلوم ہو سکتے ہیں اس کی صفات کا علم بھی کماحقہ نہیں ہو سکتا۔ جب اس کی ذات پاک وہم وقیاس سے پرے ہے۔ تو اس کی صفات کو ہم خود بخود کس طرح معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم اور مسلم ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے یعنے اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل کر شہری زندگی بسر کرتا ہے۔ بغیر اس کے اس کی حاجات و ضروریات بہم نہیں پہنچ سکتیں۔ اور چونکہ ہر انسان کی ضروریات ایک ہی جنس کی نہیں۔ ان میں تنازع وتخالف کا ہونا ضروری ہے پس ان تنازعات کے رفع کے لئے کسی قانون عدالت کی ضرورت ہے۔ اور مقنن عادل کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خود انہی امور میں مبتلا ہے جس میں دوسرے ہیں۔ پس لامحالہ اصل واضع قانون خدا کی ذات پاک کو ہی ماننا پڑے گا۔ اور چونکہ ذات خداوندی اپنی عظمت کے سبب اس بات سے پاک ہے کہ سب انسان اس سے اس قانون عدالت کو حاصل کریں۔ لہذا خدا تعالےٰ کسی ایک شخص کو ان میں سے منتخب کر لیتا ہے۔ اور اس کے واسطہ سے اپنا قانون عدالت لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ جس میں اس کی مرضی و نامرضی اور اس کی صفات کا بیان ہوتا ہے۔ اور جس سے انسان اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے گھر کی تدبیر اور بادشاہ اپنے ملک کی سیاست و حفاظت کر سکتا ہے۔ اور اس سے لوگوں کی جانیں اور آبروئیں اور مال اور عورتیں محفوظ رہتی ہیں۔ اس میں اصول تمدن و معاشرت مذکور ہوتے ہیں۔ اور حسن اخلاق اور حسن معاملت کی تاکید ہوتی ہے۔ اس زندگی کو آئندہ زندگی کا پیش خیمہ قرار دیکر اس میں اس کے لئے زاد تیار کرنے اور اس کی تکالیف سے بچنے اور اسمیں راحت حاصل کرنے کی قانون کی ایک کتاب پیش کرے۔ جس میں ان امور کی تعلیم ہو جن سے خدا تعالےٰ مالک حقیقی راضی ہو۔ اور ان امور سے پرہیز کا حکم ہو جن سے وہ ناراض ہو۔ اس تعلیم پر عمل کرانے سے اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرے۔ اور دنیا میں امن و امان کی زندگی گزار[illegible]

انتخاب نبوت

اب باقی رہا انتخاب نبوت کہ خدا کیسے شخص کو نبی منتخب کرتا ہے۔ سو جب معلوم ہو گیا کہ نبی کا ہونا اس لئے ضروری ہوا کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو خدا تعالےٰ کی مرضی و نامرضی کی راہیں بتا کر ان کے نفوس کا تزکیہ کرے۔ اور اسی قانون عدالت سے دنیا میں امن وامان قائم کرے۔ تو اب لامحالہ ماننا پڑے گا کہ وہ نبی اور رسول جو اس منصب عظیم کے لئے منتخب ہو جا کمالات انسانیہ میں کامل درجے پر ہو۔

(۱) اس لحاظ سے بھی کہ اس انتخاب کے لئے اسمیں دوسروں سے کوئی امتیاز چاہیئے۔

(۲) اس لئے بھی کہ جب معلم خود اپنی تعلیم پر عامل نہ ہو تو مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۳) اس لئے بھی کہ یہ انتخاب خداوند عالم کا ہے۔ اور وہ عالم جزو وکل اور حکیم ہے۔ اور حکمت کے معنے یہ ہیں کہ مقتضائے مصلحت سے کام کیا جاوے۔

پس ضروری ہے کہ وہ نبی جسے خدا تعالےٰ اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے مصطفیٰ کرے۔ اپنی انسانی جنس میں سب سے افضل اور اعلےٰ ہو ورنہ انتخاب خداوندی میں نقص آئے گا۔ اور یہ اس کے علیم وحکیم ہونے کے برخلاف ہے اور اس کے معنے سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنی شریعت کا پورا عامل ہو اور خدا تعالےٰ کی ناراضگی سے پورا پرہیز کرنے والا ہو۔

قرآن مجید میں کئی جگہ پر اصطفائے نبوت کا ذکر ہے۔ اور ان سب میں دو امر کا ہی بیان ہوا ہے (۱) خدا تعالےٰ کا حکیم و علیم ہونا (۲) انبیاء کا اس منصب کے ہر طرح لایق ثابت ہونا۔ اور سب کمالات انسانی میں کل دنیا کے انسانوں پر فایق ہونا۔

چنانچہ ان کفار کے جواب میں جنہوں نے آرزوے نبوت میں کہا تھا فرمایا۔

واذا جاءتھم آیۃ قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ	جب ان کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم کبھی ایمان نہ لائیں گے حتی کہ ہم بھی دے جائیں مثل اس کی جو دیے گئے خدا کے پیغمبر۔ ان سے کہو خدا تعالےٰ اپنی پیغام بری کے موقع کو خوب جانتا ہے۔ [illegible]

مبایعین حضرات توجہ فرماویں

مبایعین حضرات کہا اور لکھا کرتے ہیں۔ کہ ہم محض اس نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ جو رسول کریم کی غلامی اور اتباع میں ملتی ہے۔ مگر اس آیت سے یہ صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رسول پاک کے فیض نبوت کی وجہ سے بھی کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اگر رسول پاک کی اتباع سے نبوت مل سکتی تو ان کفار کے جواب میں جنہوں نے آرزوے نبوت میں کہا تھا کہ ہم بھی دے جائیں مثل اس کی جو دیے گئے خدا کے پیغمبر تو خدا ان کو یہ جواب دیتا کہ تم اس رسول کی اتباع کرو۔ تو تم بھی نبی بن جاؤ گے۔ اور تمہیں بھی بلا کسی کمی کے وہی انعام دیا جائے گا۔ جو تمام نبیوں کو دیا گیا۔ مگر یہ جواب خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کی آرزوے نبوت میں نہیں دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ بات ہی سر سے غلط ہے کہ رسول پاک کی غلامی اور اتباع میں کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔

پھر آیت مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انتخاب رسالت میں کسی کے ارادے اور دعا اور اس کی خواہش و التجا کو دخل نہیں بلکہ یہ فرما کر کہ خدا تعالےٰ اپنی رسالت کے مقام کو خود ہی اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہے یہ بتایا کہ جو نبوت کے منصب کے مناسب ہوتا ہے اسے خود ہی اپنے علم وحکمت کے تقاضے سے منتخب کر لیتا ہے چنانچہ رسول پاک کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتب الا رحمۃ من ربک۔ یعنی اے پیغمبر تجھے تو کوئی بھی توقع نہ تھی۔ کہ تجھ پر یہ کتاب (قرآن مجید) اتاری جائے گی۔ یہ تو صرف تیرے پروردگار کی رحمت کے تقاضے سے ہوا۔

(باقی آیندہ)

قادیان میں منچلے

(۳)

جس روز شام کے وقت ہمیں مصری صاحب نے حکم دے دیا۔ کہ یہاں کسی جگہ بھی کتابوں کی دکان نہ لگاؤ۔ ورنہ کوئی منچلا تم پر وار کر دے گا۔ اس روز رات کے وقت میں کالو نانبائی کی دکان پر روٹی کھانے گیا۔ تو میاں کالو صاحب کے غصہ اور غضب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ دانت پیس پیس کر بار بار کہیں کہ ہم تمہارے ہاں جاتے ہیں۔ جو تم یہاں جلسے پر آتے ہو۔ میں نے کہا تمہیں کوئی منع کرتا ہے۔ بیشک جاؤ۔ اور کیا تمہارے لوگ احمدیہ بلڈنگس میں جاتے نہیں۔ جاتے ہیں۔ انکو نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔ اور خوب کمائی بھی آتے ہیں۔ اور اپنی اغراض و مطالب کے لئے کیا کچھ میٹھی میٹھی باتیں بناتے ہیں۔ مگر مذہب یہ ہے۔ کہ یہاں ڈر کے مارے ہم سے سلام کے روادار نہیں ہوتے۔ کچھ عرصہ ہوا منشی عبد الرحیم محرر دفتر امور عامہ قادیان اور مولوی محمد ہاشم مولوی فاضل نزیل مہمان خانہ ہوئے۔ مولوی دوست محمد صاحب اڈیٹر اخبار پیغام صلح آئے۔ کہ کچھ لوگ قادیان سے آنا بتاتے ہیں۔ ہم ان کو نہیں جانتے۔ تم چلو اور معلوم کرو کہ آنے کی کیا غرض ہے۔ میں نے جاکر ان بزرگوں کو دیکھا۔ خیر سب سے اول اسلامی اور احمدیت کی تعلیم کے مطابق موسم کے لحاظ سے برف اور لیمونیڈ کی دعوت دی گئی۔ اس کے بعد ان سے دریافت کیا کہ آپ کے تشریف لانے کی کیا غرض ہے۔ عبد الرحیم نے بتایا کہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے۔ کہ ہم یہاں سے جاوی طلبار کو لے جائیں۔ سبحان اللہ کیا پاک غرض ہے۔ ایک طرف حضرت اقدس کا حکم۔ اور دوسری طرف طلبا کو دوسرے کے مکان میں بلا اجازت آکر بھگالے جانا ہے۔ مگر کچھ پرواہ نہیں۔ حکم کی تعمیل میں بلا اجازت اور بے دھڑک دوسرے کے مکان میں اس پاک غرض کو پورا کرنے کے لئے آگھسے۔ مجھے ان کی اس جرأت پر سخت تعجب ہوا۔ اور ان سے کہا۔ کہ آپ نے سخت غلطی کی ہے۔ اگر میاں صاحب نے ایسا حکم دیا ہے تو وہ قادیان تک محدود ہے۔ یا حضرت اقدس کے مریدوں کے حلقہ تک۔ مگر قانوناً شرعاً یہ جائز نہیں۔ کہ آپ دوسروں کے مکان میں بلا اجازت نقصان کرنے آئیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ فوراً یہاں سے بوریا بستر گول کرکے بلی دروازہ اپنے مکان میں چلے جائیں۔ اور اپنی غرض پوری کریں۔ ورنہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جنرل سکرٹری آئیں گے۔ تو آپ کی اس حرکت سے سخت ناراض ہونگے مگر محمودی صاحبان ایسے منچلے نہ تھے۔ کہ وہ میرے بات مان جاتے۔ ان کو حکم کی تعمیل کرنی تھی۔ خواہ جان جائے۔ اور قانون اور شریعت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہی تو قربانی ہے میں تو یہ کہکر چلا گیا۔ مگر وہ برابر مہمان خانہ میں ڈٹے رہے حتیٰ کہ شام کے وقت شاہ صاحب گئے۔ تو ان سے بھی جرأت سے یہ غرض بیان کی۔ کالو کی دکان میں منٹگمری کے دو شخص تھے ایک کا نام نور حسین تھا۔ دوسرے کا نام دریافت نہ کیا۔ وہ مجھ سے بحث کرنے لگے۔ کہ حضرت صاحب نبی ہیں۔ میں نے انکو کہا کہ مسیح موعود اور نبوت لازم ملزوم ہیں یا نہ نامعلوم اسم شخص نے جو مجھے تلقین کرنا تھا کہا۔ میں اس کا جواب نہیں دیتا۔ میں نے کہا بس جانے دو تمہاری مرضی۔ نور حسین بولا میں جواب دیتا ہوں۔ اس کے ساتھی نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ جواب دیا کہ لازم ملزوم۔ میں نے کہا کہ اس مسئلہ کو حضرت صاحب جنہیں تم مدعی نبوت کہتے ہو اچھا سمجھتے تھے۔ یا ہم تم۔ کہا کہ حضرت صاحب۔ میں نے کہا۔ جب مسیح موعود اور نبوت لازم ملزوم ہیں۔ اور اس امر کو مدعی اور ملہم جس سے اللہ تعالےٰ براہ راست مکالمہ کرتا اور اس بارہ الہام کرتا ہے۔ وہ ہم سے اچھا سمجھتا تھا۔ تو پھر کیا وجہ کہ وہ دس بارہ سال تک مسیح موعود اور نبوت کو لازم ملزوم نہیں قرار دیتا۔ بلکہ بقول تمہارے خدا اسے نبی کہتا اور بار بار کہتا مگر وہ دنیا کو کہتے ہیں کہ میں ہرگز نبی نہیں۔ صرف میرا دعویٰ مسیح موعود اور اس زمانہ کے مجدد کا ہے۔ اور میں مدعی نبوت و رسالت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ نور حسین بولا کہ حضرت صاحب نے لکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء میں بیان کیا ہے۔ کہ ۲۷ سال سے میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کا ہے۔ گویا ۱۸۷۷ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد براہین احمدیہ میں باوجود دعوے مسیح موعود کرنے کے کہ تو آنے والا مسیح ہے۔ آپ نے لکھا کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر ہیں۔ اور وہ دوبارہ آئیں گے۔ اس حوالہ سے اس کا یہ مطلب تھا کہ جسطرح حضرت صاحب پہلے کئی سال تک اپنے الہام کو نہیں سمجھ سکے۔ ویسے ہی بعد میں نبوت کے مسئلہ کو نہیں سمجھ سکے۔ غور کرو یہ ہے محمودیوں کا مبلغ علم۔ کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کان اللہ نزل من السماء کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی بات پوری ہونی چاہیے۔ حضرت مرزا صاحب کا کچھ باقی رہے یا نہ رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس پر نور حسین کا یہ دعوے کہ اس سوال کا جواب مولوی صدر الدین صاحب بھی مجھے منٹگمری میں نہیں دے سکے۔ اور تمہارا علی بخش بھائی ہیڈ کلرک دفتر نہر عنقریب میاں صاحب کے بیعت کرنے والا ہے۔ اس کو میں نے پھنسا لیا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ مولوی صاحب تو یہاں موجود نہیں۔ اور نہ میں تمہاری بات صحیح سمجھتا ہوں کہ مولوی صدر الدین صاحب تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں۔ اور نہ بابو علی بخش کو ایسا خیال کرتا ہوں۔ مگر یاد رکھو کہ جو بات ہم کہتے ہیں اس سے حضرت صاحب پر کوئی حملہ نہیں ہوتا۔ مگر تم جو بات کہتے ہو اس سے حضرت صاحب پر سخت حملہ ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کا باقی کچھ نہیں رہتا۔ اور ایک دنیا کو آپ پر ہنساتے ہو کہ اچھا حکم عدل مسیح موعود اور نبی آیا جس نے جہان کی غلطیاں نکال کر راہ راست پر لانا تھا۔ مگر وہ خود ہی کچھ نہ سمجھا۔ اور غلطیوں میں مبتلا رہا۔ اور قوم کو ایسی غلطی میں ڈال گیا جس سے نجات محال ہے۔ اس کی سمجھ کا یہ حال۔ کہ خدا تو اسے کہتا رہا کہ تو مسیح موعود ہے۔ اور وہ دنیا کو کہتا رہا کہ نہیں آسمان پر زندہ موجود ہے۔ اور دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ خدا اسے کہتا رہا کہ تو نبی ہے۔ مگر وہ کہتا رہا کہ میں ہرگز نبی نہیں۔ اور میں مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج اور کافر یقین کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ براہین احمدیہ میں دعوے مسیح موعود سے پہلے کا لکھا ہے۔ اور دعوے کے بعد آپ کے کلام میں کوئی تناقض نہیں۔ مگر مرغے کی ایک ہی ٹانگ نور حسین صاحب کب ماننے والے تھے۔ وہ یہی کہیں کہ اچھا پھر ۱۹۰۴ء سے آپ کے منجانب اللہ ہونے پر ستائیں سال پورے کرو۔ میں نے کہا کہ اس حوالہ کا ثبوت دو۔ مجھے فرمانے لگے کہ نہیں تم ثبوت دو۔ میں نے کہا عجیب۔ دعویٰ آپ کا اور ثبوت میرے ذمہ۔ الغرض اس نے بڑے جوش و خروش سے اسی وقت فخر الدین ملتانی کے دکان پر عبد الرحمن ولد شادی خاں کو بھیجا کہ لکچر سیالکوٹ اسی وقت لاؤ۔ کتاب لائی گئی۔ تاکہ اسی وقت مجھے شکست فاش دے کر حضرت اقدس کی بیعت کرائی جائے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے عقاید فاسدہ سے مجھے توبہ کرا کر اخبار الفضل میں شائع کی جاوے۔ اور وہ مثال پوری ہو کہ حضرت موسےٰ کوہ طور پر آگ لینے آئے تھے مگر پیغمبری مل گئی۔ میں خاموش کھانا کھاتا رہا۔ نور حسین رسالہ لکچر سیالکوٹ کی ورق گردانی کرتا رہا۔ اور وہ ساتھی نامعلوم الاسم حقہ نوشی میں مصروف رہا۔ اور ان کو حقہ پینا تو بھول ہی گیا۔ اب میں اکیلا محمودیوں میں قسمت کا کھیل تھا۔ میں کھانا کھا چکا۔ اور وہ ورق گردانی کرتے تھک گئے۔ کہنے لگے کہ یہاں وہ عبارت تھی۔ اب ملتی نہیں۔ تمام محمودی اب خاموش تھے۔ وہ تیزی کافور ہوگئی۔ اب میں نے از روئے شرافت و تہذیب مناسب نہ جانا کہ محمودیوں کو کہوں کہ وہ زبردست دلیل بتاؤ۔ جس کا جواب مولوی صدر الدین صاحب نہیں دے سکے۔ اور جسکے ہوتے ہوئے بابو علی بخش کو بیعت کرلتے ہو۔ اور مجھے بھی اسیوقت رات کو شکار کرنا تھا۔ بلکہ یہ خیال کیا کہ اگر شرم ہو تو حوالہ کا اس مجلس میں دکھا نہ سکنا۔ جسکے واسطے اسقدر دعوے کیا تھا۔ اور کتاب فی الفور منگالی تھی۔ کم ندامت نہیں ہے۔ لہذا میں دوکاندار کو پیسے دے کر چلا آیا۔ اور کسی محمودی نے مجھے اتنا نہ کہا کہ بھائی صاحب ذرہ ٹھیرئے۔ ہم حوالہ دکھاتے ہیں۔ بلکہ اس وقت یہ غنیمت سمجھا گیا کہ میں اٹھ کر چلا آؤں اور حوالہ کا مطالبہ نہ کروں۔

ان محمودیوں کی تہذیب کا یہ حال ہے۔ کہ ایک شخص نے فوراً مجھے ملاقات کرتے ہی کہا۔ کہ حقہ چھپا جانے دو۔ کہا ایک [illegible] پیچھے پڑے ہو۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر نہایت افسوس اور رونا آیا۔ اسے صرف اتنا جواب دیا۔ کہ تم ذوات پرست ہو میں ذات پرست نہیں۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ شخص خدا کا مقرب بن سکتا ہے۔ اور بڑا سے بڑا رانده درگاہ الہی ہو سکتا ہے۔ میں نے یہاں قادیان میں مغلوں کو جن کا تم کو بڑا فخر ہے اینٹیں بناتے اور گھاس کھودتے دیکھا ہے

تعصب اور عناد کا یہ عالم تھا۔ کہ میں نے فروخت مکان کے اشتہار لگوائے۔ اسی وقت پھاڑ دئے گئے۔

ایمان کا یہ حال ہے کہ بعض لوگ تو دلی عناد ہم سے رکھتے ہیں اور سلام تک کے روادار نہیں۔ بعض کی حالت تنہائی میں اور لوگوں کے روبرو۔ اور بعض جو حضرت مسیح موعود کے صحبت یافتہ ہیں۔ ان کی حالت محبت آمیز رنگ کی ہے ✦　　(باقی آیندہ)

محمد نصیب

احمدی دنیا کی خبریں

خط و کتابت ممالک غیر

چین

برادر محی الدین صاحب اپنے خط میں حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ یقیناً آپ کو بہت بہت برکات دے گا۔ اس عظیم الشان خدمت کے لئے جو آپ نے اس کے کلام پاک کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کی فرمائی ہے۔ اور جو بنی نوع انسان خصوصاً ان مسلمانوں کے لئے جو عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ ایک نہایت بیش بہا خزانہ ہے۔ میں اور میری بیوی آپ کے ازحد مشکور ہیں۔ کیونکہ آپ کے ترجمہ قرآن نے ہماری زندگیوں میں ایک نئی روح پیدا کر دی ہے۔ میری بیوی عربی پڑھنا جانتی ہے لیکن اس کا ترجمہ کرنے سے بے بہرہ ہے۔ میں دوبارہ اس احسان کے لئے جو آپ نے اس ترجمہ کے ذریعہ سے ہم پر کیا ہے دلی شکریہ کا اظہار کرتا ہوں۔"

برادر الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ میں آپ کی خدمات اسلام کا حال معلوم کرکے ازحد خوش ہوا ہوں۔ اور ٹیچنگ آف اسلام و دیگر کتب و لائٹ کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ یہاں کے مسلمان ناتعلیم یافتہ اور غریب ہیں۔ کیونکہ عرصہ دراز سے ان میں مذہبی تجدید کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ امید ہے کہ آپ لوگ ہماری اس امر میں رہنمائی کریں گے ✦

جزیرہ نمائے ہند چینی

برادر محمد صاحب لکھتے ہیں کہ۔ آپ کا خط اور جملہ کتب ۲۲ نومبر ۱۹۲۵ء کو مجھے پہنچ گئی ہیں۔ میرا ارادہ آپ کو کچھ روپیہ بھیجنے کا تھا لیکن ڈاک خانہ والوں نے کہا۔ کہ کسی بنک کی معرفت ایسا انتظام کروں۔ کیونکہ ان کے ہاں منی آرڈر کا دستور نہیں ہے۔ وجہ یہ کہ یہاں فرانس کی حکومت ہے۔ اور ہندوستان میں انگریزوں کی۔ انشاء اللہ چند یوم بعد ضلع کے صدر مقام سے جاکر کسی بنک کی معرفت چندہ وغیرہ بھیجدوں گا۔ جو کتابیں آپ نے روانہ کی تھیں۔ وہ میں نے چینی مسلمانوں میں تقسیم کر دی ہیں۔ اور انہوں کو آپ کی انجمن کی خدمات اسلام کا حال زبانی بھی سنایا ہے۔ ہمارے قریب ہی ایک مسلمان چینی نواب کی ریاست ہے۔ اس کی اور فرانس کی حکومت کی سرحدیں ایک دریا کے ذریعہ سے جدا جدا ہیں۔ وہ شخص بڑا ایماندار ہے۔ وہ آپ کے جملہ حالات سنکر بڑا خوش ہوا۔ انشاء اللہ آیندہ بھی اس سے ملتا رہوں گا۔ اور تبلیغ جاری رکھوں گا

سکا +

اٹلی

مس واکا صاحبہ روما دارالخلافہ اٹلی سے لکھتی ہیں کہ آپ کے ۳۰ ستمبر کے خط کے جواب میں دیری ہوگئی ہے۔ جس کے لئے معافی کی خواستگار ہوں۔ براہ مہربانی کتاب "مرزا غلام احمد دی مین" کے لئے میرا شکریہ قبول فرمادیں۔ نیز حضرت مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن کے نمونوں کے لئے۔ جو فی الحقیقت ایک عظیم الشان چیز ہے۔ میں نے انہیں چند لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ جنہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ یہاں کی چند بڑی لائبریریاں آپ کے انگریزی قرآن کو منگوانے کے لئے لکھ رہی ہیں۔ میں بذریعہ رجسٹری آپ کو چند اطالین رسالے بھیج رہی ہوں۔ جن میں آپ کے اخبار لائٹ کے مضامین نقل کئے گئے ہیں۔ امید ہے یہ رسالہ جات آپ کو ان کے دفاتر سے بھی مل گئے ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ باقاعدہ بھیجتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی نمبر نہ ملا ہو تو ہم اسے پورا کر دینگے۔ تاہم آیندہ جس رسالہ میں لائٹ کے مضامین درج ہوئے۔ میں علیحدہ بھی آپ کو بھیجتی رہوں گی۔ آپ کے اخبار کو یہاں کے لوگ بڑی محبت سے مطالعہ کرتے اور اس کے مضامین کو ازحد پسند کرتے ہیں۔ ہم اس کے اکثر مضامین ترجمہ کر کے۔ ڈائرکٹر کو دیتے رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ تمام اسلامی دنیا کے حالات اس نے درج کرنے ہوتے ہیں اس لئے وہ ہماری بہت سی محنت کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور سب کے سب درج نہیں کرتا۔

آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ اطالیہ کا ایک پروفیسر قرآن کریم کا اطالین زبان میں ترجمہ کر رہا ہے اور جسے وہ اصل عربی متن کے ہمراہ شائع کرے گا۔ آپ اسے اپنے ترجمہ قرآن کا نمونہ تحریر کردہ پتہ پر بھیجدیں۔

ہمارے اکتوبر کے رسالہ میں ترجمہ قرآن کے متعلق مصری وترکی علما کے مضامین درج ہیں۔ جن میں آپ کے قرآن کا بھی حوالہ ہے۔ ہماری طرف سے ان مضامین پر ریویو بھی ہے۔ اگر آپ اس مضمون کا انگریزی ترجمہ چاہتے ہوں۔ تو میں بھیجدوں گی +

اخویم چوہدری محمد اقبال صاحب اٹلی سے لکھتے ہیں کہ۔ کثرت کار و مشغولیت کے باعث باقاعدہ خط و مضامین نہ بھیج سکا۔ دو مختصر مضامین جو جلدی میں لکھے گئے ہیں۔ ارسال ہیں۔ جملہ احباب کی خدمت میں عرض کریں کہ وہ میرے لئے دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمادے۔ دل میں بہت جوش اور دلولہ خدمت دین کا پیدا ہے۔ لیکن دل کی دل میں ہی رہ جاتی ہے۔ تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے ناامیدی نہیں۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین بہت سرور اور وجد پیدا کرتے ہیں کاش ان کے یہ مضامین کتابی صورت میں شائع کر دئے جائیں۔ یعنی ہر سہ ماہی کے بعد ایک چھوٹا سا رسالہ ان تمام مضامین کا چھاپ دیا جایا کرے۔ اللہ تعالےٰ ان کی صحت و عمر میں برکت دے۔ میں ان کی خدمت میں راولپنڈی حاضر ہوا تھا جب ایف اے کا امتحان دینے گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے مضامین کچھ عجیب لطف پیدا کرتے ہیں۔

البانیا

برادر عبدالمجید عطاری صاحب البانیہ سے لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کا خط اور کتب پہنچ گئی ہیں۔ اور اخبار لائٹ بھی باقاعدہ ملتا رہتا ہے۔ میں نے آپ کا خط اور کتابوں میں سے چیدہ چیدہ اقتباس اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو سنائے۔ جو آپ کی انجمن کی خدمات اسلام معلوم کر کے بڑے خوش ہوئے۔ اور آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں بعضوں نے اخبار کی خریداری منظور کر لی ہے۔ جن کے نام ارسال خدمت ہیں۔ ہم تمام مسلمانان البانیا آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ سب احباب کو السلام علیکم +

سرابلوس (مغربی افریقہ)

اخبار پونچ گیا ہے۔ لیکن کتابیں ابھی تک نہیں ملیں۔ چندہ وغیرہ عنقریب بھیجدوں گا۔ میں انشاء اللہ اپنے احباب کو خریداری اخبار کے لئے توجہ دلاؤں گا۔ میں آپ کے ترجمہ قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے مطالعہ کر رہا ہوں۔ چند مذہبی سوالات ارسال ہیں۔ ان کے جوابات جلد بھیجدیں۔

جاوا

عزیز وہبان بن ہلال صاحب جاوا سے ایک نہایت دلچسپ خط لکھتے ہیں جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ "عرصہ سے میرا ارادہ آپ کو خط لکھنے کا تھا۔ لیکن کئی معذوریوں کے باعث ابتک نہ لکھ سکا۔ سب سے پہلے میں اپنے حالات سے آپ کو آگاہی دینا چاہتا ہوں۔ میں ایک جاوی طالب العلم پندرہ سال کی عمر کا ہوں اور حاجی دہلان صاحب بانی انجمن محمدیہ کا پوتا ہوں۔ یہاں کے ڈچ ہائی سکول کی چھٹی جماعت میں تعلیم پاتا ہوں۔ ہمارے سکول میں انگریزی نہیں پڑھائی جاتی۔ لیکن میں اسے گھر پر پڑھتا ہوں۔ جس سے میرا مقصد یہ ہے کہ میں آپ کی اسلام کی وہ کتابیں جو اس زبان میں ہیں بطور خود مطالعہ کر سکوں۔ میں اخبار لائٹ کا بچوں کا صفحہ خصوصیت سے پڑھتا رہتا ہوں۔ جسے میں بہت پسند کرتا ہوں۔ آپ اخبار مجھے باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ جس کا چندہ میں نے مرزا صاحب کو ادا کر دیا ہے۔ ذیل کی چند سطروں میں میرا ارادہ جاوا میں اسلامی تحریکات کے حالات لکھنے کا ہے تاکہ ہمارے ہندی بھائیوں کو ان سے آگاہی حاصل ہو۔

آپ میں سے اکثر نے سنا ہوگا۔ کہ جاوا میں قریبًا ۳۵ ملین مسلمان آباد ہیں۔ جو حج کعبہ کے بہت شائق ہیں۔ یہ سب سچ ہے۔ لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں سے بمشکل ایک ملین مسلمان ایسے ہونگے جو قرآنی تعلیم پر عمل کرتے ہونگے۔ مسلمانان جاوا کی اس مذہبی بے حسی سے عیسائی پادریوں نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اور صلیب کے پرستاروں نے ہزارہا مسلمانوں کو مرتد بنا لیا۔ مرحوم حاجی احمد دہلان صاحب نے اس خطرہ کو گذشتہ ۱۴ سال ہوئے بری طرح سے محسوس کیا۔ اور اپنے مسلمانان جاوا کی اخلاقی مذہبی اور اقتصادی حالت کو سنوارنے کے لئے فورًا ایک انجمن کی بنیاد ڈالدی اور اس طرح سے مسلمانان جاوا کو صلیب کا پرستار بنجانے سے بچا لیا۔ اس انجمن کا نام محمدیہ ہے۔ جو ان جزائر کے مسلمانوں کے لئے بڑی برکات کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ گو شروع میں پرانے خیالات کے لوگوں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ لیکن حاجی صاحب مرحوم استقلال کے ساتھ مسلمانوں کی بہتری میں لگے رہے۔ اور اپنی وفات سے پہلے انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ کسطرح سے اللہ تعالےٰ نے ان کے اس نیک کام کے ذریعہ سے مسلمانان جاوا میں بیداری پیدا کر دی ہے۔

اس وقت انجمن محمدیہ کی شاخیں جاوا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں اور سماٹرا اور بورنیو کے بعض شہروں میں قائم ہیں۔ یہ انجمن سیاسیات ملک میں دخل نہیں دیتی بلکہ اپنی تمام تر توجہ مسلمانان جاوا وغیرہ کی مذہبی۔ اخلاقی اقتصادی بہبودی پر خرچ کر رہی ہے۔ اس انجمن کا کام چند شعبوں پر منقسم ہے۔

اول تبلیغ۔ اس شعبہ کا کام ایسے مبلغ تیار کرنا ہے جو مسلمانوں کو علم دین سکھا سکیں اور غیر مذاہب میں اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔

دوم سکولاہن۔ اس شعبہ کا کام مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے سکول اور بورڈنگ قائم کرنا ہے اس کے ماتحت اسوقت تک قریبًا ۵۰ پرائمری اور مڈل سکول تمام جاوا میں جاری ہیں۔

سوم تمان پستکا۔ جسکے معنی "کتابوں کا باغ" کے ہیں۔ اس شعبہ کا کام کتابیں شائع کرنا اور فروخت کرنا اور مختلف مقامات پر اسلامی لائبریریاں قائم کر کے اسلامی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔

چہارم امداد مساکین و یتامیٰ وغیرہ۔ اس شعبہ کے ماتحت مختلف [illegible] نے ایک شفا خانہ کھول رکھا ہے۔ جو نہایت عمدگی سے چل رہے ہیں۔

پنجم حزب الوطن۔ یعنی مسلمان بچوں کا سکاؤٹس۔ اس میں مسلمان بچوں کی صحت و ورزش جسمانی کے لئے انتظام ہوتا ہے تاکہ وہ قوم کا ایک مفید جزو بن سکیں۔

ششم عائشہ۔ یہ شعبہ حضرت نبی کریمؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ کے نام نامی پر عورتوں کی انجمن ہے۔ جو جاوی عورتوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے قایم ہے۔ اسکے ممبر بطور واعظ و استاد کام کرتے ہیں۔ ان کی علیحدہ مسجد ہے جہاں پانچ وقت ہر روز باقاعدہ جماعت ہوتی ہے۔ اس کے صدر حاجی صاحب مرحوم کی بیوی صاحبہ ہیں۔ جو نہایت روشنضمیر اور دیندار ہیں۔

انجمن محمدیہ کے موجودہ صدر جناب حاجی ابراہیم صاحب ہیں۔ جو ایک بڑے پایہ کے عالم اور اسلام کے لئے درددل رکھنے والے ہیں۔ ان کے ماتحت انجمن کا کام نہایت خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے۔

یہاں جاوا کے لوگوں کا مختصر حال بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ یہاں کے لوگ دو قسم کے ہیں۔ ایک گروہ زنتری کہلاتا ہے اور دوسرا ابنگن۔ زنتری یا سنتری سنسکرت کے لفظ شاستری کا بگڑا ہوا ہے۔ جسکے معنے علوم الٰہیات کے عالم کے ہیں۔ یہ لوگ تعلیم یافتہ اور مذہبی عالم کہلاتے ہیں یعنی ہندوستانی ملاں کی طرز پر۔ دوسری قسم ابنگن جو سنسکرت لفظ ابھان سے نکلا ہے جس کے معنی ناتعلیم یافتہ کے ہیں۔ یہ لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے +

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب جاوا سے لکھتے ہیں کہ جاوا کے ایک لڑکے نے ایک قادیانی سماٹری طالب علم سے نبوت مسیح موعود پر کچھ لکھوا کر اپنے باپ کو یہاں بھیجا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نبوت کا مسئلہ یہاں بھی چھیڑ کر شرارت قائم کر دی جائے۔ لیکن انہیں معلوم ہو جائیگا کہ سوائے چند مطلب پرستوں کے اسلامی دنیا میں یہ غلط مسئلہ کبھی رائج نہیں ہو سکتا۔ جتنا روپیہ اور طاقت یہ لوگ اس غلط مسئلہ کے رائج کرنے میں لگا رہے ہیں۔ اگر اس سے نصف بھی کسی خدمت اسلام کے کام میں لگاتے تو خدا ان کی مدد کرتا۔ ترجمہ قرآن اور مسجد برلن اور سفر یورپ کی ناکامی جسپر ہزارہا روپے غریب قوم کے خرچ ہو گئے۔ ایسی باتیں تھیں کہ یہ پیر پرست قوم ان پر غور کرتی کہ کیوں خدا کا ہاتھ ان کی نصرت پر نہیں۔ لیکن انسان پرستی نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر رکھا ہے۔ اور وہ بجائے خادم اسلام بننے کے مخرب اسلام بن رہے ہیں۔ لیکن نہیں غور کرتے۔ نبوت مسیح موعود کا مسئلہ بجائے حضرت صاحب کی پوزیشن کو مسلمانوں کی نظروں میں باعزت بنانے کے گالیاں دلانے کا موجب ہوتا ہے۔ جو لوگ خود حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھکر آپ کی بزرگی کے قائل ہیں۔ وہ نبوت کا دعوے آپ کے بیٹے کی زبانی سنکر برا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہماری تعلیم نے یہاں کے لوگوں میں مذہبی بیداری پیدا کر دی ہے۔ جسے یہاں کا ہر تعلیم یافتہ شخص محسوس کر رہا ہے۔ جیسے پروفیسر حسین ایل ایل ڈی نے گورنر جنرل کے سامنے اظہار کیا۔ اسی طرح ایک ریاست کے حاکم نے مجھے لکھا کہ اسے وہ طریقے بتائے جائیں۔ جن سے اس کی رعیت کی مذہبی و اخلاقی حالت بہتر ہو جاوے۔ یہ سب خطوط ارسال خدمت ہیں۔ ایک اور بزرگ عالم عمر سعید صاحب ہمارے بڑے ممد ہیں جو اسوقت ہمارے انگریزی قرآن کا ملائی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اور دیباچہ و پہلی سورۃ کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کام بہت جلد اختتام کو پہنچ جائے گا۔

اگر ہم یہاں سے اپنا ایک رسالہ نکال لیں۔ تو وہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ لوگ اس بات کے خواہشمند پائے جاتے ہیں۔ کہ انہیں احمدیت کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ پہلے پہل ہمیں کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔ لیکن چند ماہ بعد یہ اپنا خرچ نکال سکنے کے قابل ہو سکے گا۔ ینابیع المسیحیت کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ جس کی دو کاپیاں آج بھیجی جا[illegible]

پہلے پہل ہمارا مخالف تھا۔ لیکن اب وہ ہمارے اعلیٰ خیالات سے متاثر ہو چکا ہے۔ اور ہمارے تمام مضامین نقل کرتا رہتا ہے۔ حضرت امیر و جملہ احباب کی خدمت میں السلام علیکم +

جزیرۂ مارنشش

برادر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ عزیزہ حفیظہ بیگم جو ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئی تھی۔ اور اب ۲۹ سال کی تھی قضائے الٰہی سے ۴ نومبر ۱۹۳۸ء کو وفات پا گئی ہے۔ مرحومہ نہایت صالح لڑکی تھی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور باقاعدہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی تھی۔ اور یہ پہلی ہندوستانی لڑکی تھی جو اعلیٰ تعلیمیافتہ تھی۔ اس لئے قدرتاً اس کی وفات سے اس کے والدین و دیگر اقربا کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ اس لئے معروض ہوں کہ عزیزہ کا جنازہ تمام جماعت ادا کرے۔ اور دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صبر عطا فرما دے۔ براہ مہربانی احمدیہ جماعت لاہور کے معتقدات سے مطلع فرمادیں۔ کیونکہ یہاں کی قادیانی جماعت کہتی ہے کہ آپ لوگ احمدی نہیں ہیں۔ آپ اپنا انگریزی و اردو لٹریچر ہمیں بھیجیں۔ امید ہے کہ بہت سے لوگ آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ اگر ان کو اصل حقیقت بتا دی جائے +

برٹش گائنا

برادر خدا بخش صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا ۱۰ ستمبر ۱۹۳۸ء کا خط ملا۔ جس میں میری بیعت کی قبولیت کی خوشخبری درج تھی۔ گو میں مسلمان تھا۔ لیکن اپنے مذہب سے بالکل بے بہرہ تھا۔ رات دن عیسائیوں کے حملوں کا آماجگاہ تھا۔ اور ان کے اعتراضات کا جواب دینے سے قاصر تھا۔ جماعت میں شمولیت سے مجھے روحانی تسکین ہو گئی ہے۔ اور میں ایک مخلص مسلمان بننے کی کوشش کر رہا ہوں +

ٹرینیڈاڈ

برادر صفدر حسین صاحب لکھتے ہیں کہ۔ آپ کا ۹ ستمبر کا خط ملا جس میں میری بیعت کی قبولیت کی مبارک خبر تھی۔ میں انشاء اللہ اپنا چندہ باقاعدہ بھیجا کروں گا۔ براہ مہربانی اخبار مجھے باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ میں انشاء اللہ ایک نیک اور خادم اسلام مسلمان بننے کی کوشش کروں گا۔ آپ میرے لئے دعا کرتے رہیں۔ جملہ برادران کو السلام علیکم +

برادر محمد ایوب خاں صاحب ٹرینیڈاڈ سے لکھتے ہیں کہ میں نے سوا پونڈ آپ کے نام بھیجا ہے اس کی کتابیں بھیجدیں براہ مہربانی انگریزی و اردو رسالہ جات مفت تقسیم کے لئے مجھے بھیجدیں۔ یہاں کے لوگوں میں آپ کے ایک مخالف نے کچھ انگریزی لٹریچر تقسیم کیا ہے۔ اسکے دفعیہ کے لئے آپ اپنے جواب کو مناسب لٹریچر بھیجدیں۔ بعض مسلمانوں کے لئے صرف یہی کام رہگیا ہے۔ کہ آپ کی جماعت کے بارہ میں غلط فہمی پھیلاتے رہیں۔ اگر اس کی بجائے وہ آپ سے چوتھائی بھی خدمت اسلام کا کوئی کام کرتے۔ تو مسلمان ان کی قدر کرتے۔ لیکن آپ کی اس طرح مخالفت کرنے سے وہ دنیا میں ذلیل ہوتے ہیں۔ دنیا ٹھوس کام مانگتی ہے۔ نہ محض لٹریچر بازی۔ ان مخالفانہ ٹریکٹوں نے آپ کی جماعت کو بہت مدد دی ہے۔ اور لوگ احمدیت کے متلاشی ہو کر اصل حال معلوم ہونے پر جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہ مخالفت آپ کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہے۔ باہر کی ساری اسلامی دنیا آپ کے کام کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہے۔ آپ لوگ ہمت سے خدمت اسلام کرتے جائیں +

نائیجیریا

برادر اسونی صاحب لکھتے ہیں کہ۔ چرچ کانگرس کی رپورٹ کا اقتباس ارسال خدمت ہے جس میں اخوت اسلام کو عیسویت کی برادری پر ترجیح دی گئی تھی۔ اور یہی وجہ اسلام کی ترقی کی بیان کی گئی تھی۔ آپ کی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" نے مجھ پر ...

اخبار ارسال خدمت ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ قادیانی فریق نے یہاں کے مسلمانوں میں بھی آتش مخالفت بھڑکا دی تھی۔ اور اس کی وجہ نبوت جدیدہ کا مسئلہ ہے۔ آپ کی تعلیم واقعی مسلمانوں کو متفق بنانے والی ہے۔

عراق عرب

برادر احمد گل صاحب لکھتے ہیں کہ۔ جلسہ سالانہ قریب آ پہنچا ہے دل میں تڑپ ہے کہ جلسہ میں شامل ہو کر اپنے برادران سلسلہ کی صحبت سے فیض حاصل کرتا۔ مگر کیا کروں۔ دور بیٹھا ہوں۔ ؎ چہ کنم کہ پر ندارم کا مصداق ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے کمترین کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام عبد الحی رکھا گیا ہے۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ بچہ کو معہ دیگر برادران کے صحت تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔ حسب الارشاد یہاں کی انجمنوں کی فہرست ارسال ہے۔ یہاں عربی و انگریزی لٹریچر کے ذریعہ بڑی تبلیغ ہو سکتی ہے +

جنوبی ہند

مولوی عبد الرحمن صاحب مالا بار سے لکھتے ہیں کہ گذشتہ چند سال سے میں قرآن مجید کا ملایالم زبان میں ترجمہ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ جس میں ابھی تک کوئی اسلامی لٹریچر موجود نہیں۔ یہ زبان کوچین۔ مالابار۔ ٹراونکور میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان میں قرآن کا ترجمہ ہندوں کے لئے بھی مفید ہو گا۔ یہ ترجمہ کرنے میں میں آپ کے انگریزی ترجمہ و اس کے نوٹوں سے استفادہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے آپ کی اجازت چاہتا ہوں کہ مجھے انگریزی ترجمہ سے پورا پورا استفادہ حاصل کرنے کی اجازت دی جائے +

(حضرت امیر نے اس کی اجازت مرحمت فرما دی ہے)

روس

پروفیسر اے الیس عربی صاحب ماسکو سے لکھتے ہیں کہ۔ میں کچھ عرصہ سے بیمار ہوں۔ ورم جگر کی شکایت ہو گئی ہے ماسکو کی سخت سردی اور برف باری نے اس پر اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ تبدیل آب و ہوا کی خاطر میں نے سمرقند۔ بخارا۔ تاشقند۔ سائبیریا۔ تاتارستان۔ باشقردستان۔ وجزیرہ کریمیا کی سیاحت کی۔ قدرے افاقہ ہوا۔ مگر بباعث برد کا رص اب پھر وہی حالت عود کر آئی ہے۔ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ اس ربیع میں کسی اور ملک کو چلا جاؤں۔ یہ فیصلہ ابھی تک نہیں کیا۔ کہ کہاں۔ چین جاپان امریکہ۔ ایران ترکی۔ حجاز۔ مقام ہجرت اول حبش۔ مراکش۔ سفر میں تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ لیکن میں تیرہ سال سے تکالیف برداشت کرنے کا خوگر ہو گیا ہوں۔ ہندوستان چھوٹنے کے بعد کسی اور جگہ کے چھوٹنے سے مجھے کوئی افسوس نہیں۔

؎ جب میکدہ چھٹا تو پھر کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو۔

رویا و منام کی نسبت میری رائے ضرور آپ سے مخالف ہو گی۔ لیکن جو کچھ میں نے دیکھا ہے آپ کی دلچسپی کے لئے لکھتا ہوں۔ میں نے مرحوم علامہ نور الدین صاحب کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔ مجھے کہنے لگے۔ تم کہاں تھے میں تمہیں عرصہ سے تلاش کر رہا تھا۔ آؤ میرے مہمان بنو۔ دیکھو بی بی نے (یعنی والدہ میاں محمود احمد صاحب نے) دو آدمی بھیئے ہیں کہ انسو کی پگڑیاں اتارنے کے لئے مقرر کر دئے ہیں۔ میرے سر پر بنی عباس کی پگڑی تھی۔ اور اسپر دو زنبور تھے۔ دوسری بار خواب میں مولوی محمد علی صاحب کو دیکھا۔ وہ مجھ سے کچھ مشورہ کر رہے ہیں۔ اور میں ان سے کہ رہا ہوں۔ انا فتحنا لک فتحا جدیدًا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا۔ کہ ملکہ بھوپال نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ میرے استقبال کے لئے سٹیشن پر آئی ہیں۔

آپ لوگ ان خوابوں کے ماہر ہیں۔ جو دل میں آئے تعبیر کر لیں۔ اخبار لائٹ گاہ بگاہ آ جاتا ہے اگر بجائے اس کے پیغام صلح آتا تو میرے لئے زیادہ دلچسپی کا موجب ہوتا۔ کیونکہ اس سے دوستوں وغیرہ کے حالات معلوم ہوتے رہتے۔ مجھے ہندوستان کے حالات کی بہت احتیاج رہتی ہے۔ ہندوستان اجنبی سیطرہ کے سبب ذلت کی انتہا تک پہونچ گیا ہے۔ میرا کامل ایمان ہے کہ اس کی یہ حالت نہیں رہے گی۔ حق مغصوب و مسلوب کا ضرور استرداد ہو جائے گا۔ ان

کی اندرونی اصلاح کرنی چاہیئے۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ میں راجوں اور رانیوں کے گیت گائے گئے ہیں۔ راجہ و پرجا دو لفظ ایسے گھڑے ہیں۔ کہ گویا قوم کے دونو ہاتھوں میں ہتکڑی ڈال دی ہے ویدوں کے خود غرض پوجاریوں نے راجاؤں کو رشی کا لقب دے دیا ہے۔ رامائن و مہابھارت میں راجا پوجا کا طوفان نظر آتا ہے راجا کی پوجا کے سبب سے اخلاقی غلاظت کی بدرو زور شور سے چل رہی ہے۔ غلامی کا دریا چڑھا ہوا ہے۔ حالانکہ راجہ یا بادشاہ قوم کا نامیہ ہے۔ مفت خور و کام چور ہے بت پرستی سے ہزارہا درجہ بدتر بادشاہ پرستی ہے۔ جو شخص کہ کسین و عرق جبین سے روزی نہیں کماتا۔ اور دوسروں کے روپیہ پر عیش کرتا ہے بھلا وہ کس طرح دھرماتما ہو سکتا ہے۔ بادشاہ پن اور انسانیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ رامائن میں غلامی کی تعلیم ہے۔ اور جو ہندو رامائن پڑھتا ہے گویا اپنا سیاپا آپ کرتا ہے اس قسم کی زہریلی تحریرات سے قومی بازوؤں پر فالج پڑھتا ہے۔ رامائن میں راجہ رامچندر جی کی بڑی تعریف اس لئے کی گئی ہے کہ اس نے باپ کی بے حد اطاعت کی باپ کے ساتھ احسان کرنا بڑی اچھی چیز ہے۔ لیکن نوجوانوں کا پہلا فرض باپ کی اطاعت نہیں بلکہ اخلاقی اور دماغی ترقی ہے۔ ریاستوں میں خاندان پروری کا بازار گرم ہے۔ اپنے آدمی خواہ نالائق ہی کیوں نہ ہوں گھسیڑے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے نظام میں ابتری ہے۔ اور ریاستیں اصطبل بن رہی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور مسخرا پن کیا ہو گا۔ کہ بعض وہ نیم آزاد اخبار جو ریاستوں کے رقبہ سے باہر شائع ہوتے ہیں ریاستیں ان کا داخلہ بند کر دیتی ہیں۔

سیتا جی کی غلامانہ محبت عورت کی پست حالت کا نمونہ ہے۔ رامائن اور مہابھارت میں عورتوں کو بھگا لیجانے کے قصے بہت ہیں۔ رامائن میں تو شیان ساری نظم کی جان ہے۔ رامائن کی تنگ و تاریک و بدبودار گلیوں سے نکل کر ہم بھگوت گیتا کی بھول بھلیوں میں داخل ہوتے ہیں یہ ایک ایسی مہمل کتاب ہے کہ جس کا نہ اول ہے نہ آخر نہ قافیہ نہ سلسلہ۔ اس میں کہیں تو لکھا ہے کہ گھربار کام کاج اقتصادی اجتماعی زندگی کو چھوڑ دینا چاہیے پھر کہیں خونریزی کا حکم دیا جاتا ہے پھر انسانوں کی چار ذاتیں بنائی جاتی ہیں۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جہاں ذاتیں ہونگی۔ وہاں چار چھوڑ ہزارہا ذاتیں ہو جائیں گی۔ لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرًا۔ ذات پات کا خیال ہی مساوات انسانی کے خلاف ہے۔ ایسی تعلیم سے جو قوم بنتی ہے۔ اس میں جوش تحریر البلاد و استخلاص العباد ظالموں پر غصہ اور مظلوموں پر رحم سماجک اصولوں کے گن نہیں پائے جاتے۔ غلام رہکر آتما یا روح نہیں رہتی۔ ملک فرماتی ہے ولکن لاحیات لمن تنادی۔ آتما لوگوں کو مارتا ہے ڈر ڈر۔ ڈر۔ بادشاہ یا نائب بادشاہ کا ڈر۔ حاکم کا ڈر۔ سپاہی کا ڈر۔ جاسوس کا ڈر۔ راجے کا ڈر۔ آتما کے لئے زہر ہے ترقی کا پہلا اصول یہ ہے کہ ظالم راجے کا ڈر دل سے نکال دیا جائے۔

ہندوستان میں ڈر لوگوں کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے۔ خواب میں بھی سپاہی اور مجسٹریٹ سے ڈرتے ہیں۔ ڈر کے مارے خوشامد جھوٹ ریاکاری۔ مکاری بے ہمتی سیکھ جاتے ہیں۔ ویش بھگتوں کی دل میں عزت کرتے ہیں مگر ظاہر طور پر ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ راجہ کے ڈر کے علاوہ قوم۔ ہمسایوں رشتہ داروں اور دوستوں کا ڈر بھی آتما کو مار دیتا ہے۔

لطیفہ سیالکوٹ میں میرے ایک دوست مرحوم مولوی فیروز الدین صاحب ڈسکوی تھے۔ مرحوم حضرت مرزا صاحب قادیانی کے مقدمہ میں ادائے شہادت کے لئے آئے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ فاکتبنا مع الشٰہدین یعنی مجھے بھی احمدیوں میں لکھ لو۔ لیکن اس کو ظاہر نہ کرو۔ میں نے کہا۔ کہ آپ نے تو قرآن کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ بزدلی کہاں سے آئی کہنے لگے اقارِبنا عقارب یہ سب اسی غلامانہ زندگی کا نتیجہ تھا۔ عورتیں بچوں کو ڈراتی ہیں۔ کہ سپاہی آگیا۔ اور وہ سپاہی ان کے دل میں ایسا بیٹھ جاتا ہے کہ مرنے تک نہیں نکلتا۔

مہاتما گاندھی ضرورت سے زیادہ بردبار ہیں اور دل کے کمزور افسوس کہ جو موقع ان کو ہاتھ آیا تھا۔ اس سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ اگر فائدہ اٹھاتے تو آج ہندوستان کی حالت اور ہوتی۔ سننے میں آیا ہے کہ مسلم لیگ سندلی کلوں کی قوت سے قبر کی تہ سے باہر نکالی گئی ہے۔ آپ لوگوں کی اشاعت اسلام کے متعلق بھی ابھی تک میری وہی رائے ہے۔ جسے پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ اگر ان مسلمانوں کی اخلاقی سیاسی اجتماعی۔ اقتصادی حالت درست ہو جائے۔ تو

ضرورت نہیں۔

میرے عزیز دستوں میں ایک عالم مولے جار اللہ ہیں۔ گو مجھے ان سے بعض امور میں اختلاف ہے انہوں نے مجھ سے یہ کہا کہ میں حضرت مرزا صاحب مرحوم کی اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں۔ کہ مسیح موعود یہودیوں میں سے نہیں بلکہ فرزندان اسلام میں سے ہوگا۔ ان کو بعض کتابوں کے دیکھنے کا شوق ہے۔ اسی طرح شہزاد قریں چند بزرگ عالم ہیں۔ پھر کریمیا میں ایک بزرگ ہیں۔ یہ سب لوگ مجھے جانتے ہیں اسی طرح میرے عزیز دوستوں میں بخارا کے ایک بزرگ ہیں۔ انہوں نے ایک افغانی اخبار میں پڑھا تھا کہ ہندوستان میں ایک نیا مذہب پیدا ہوا ہے۔ جسکے بانی کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور اس کا نام قادیانی ہے۔ میں نے کہا یہ صحیح نہیں گو میرا مسلک مذہبی نہیں۔ تاہم سچ بات کا کہدینا میرا فرض ہے ان کا قول ہے۔

ما مسلمانیم از فضل خدا + مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

حضرت مرزا صاحب کی فارسی کتب وہ شوق سے پڑھیں گے انہیں بھیج دیں۔ اگر جلسہ مذاہب کی تقریر کو عربی فارسی ترجمہ کر دیا جائے۔ تو مفید ثابت ہوگی۔ عام طور پر خارج از ہند عالم شرق و غرب میں یہ مشہور ہے کہ احمدی گروہ ہندوستان میں انگریزوں کے دائمی قبضہ و سیطرہ تسلط و استعداد کا حامی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ قادیانی محمودیتھیوں اور آزاد خیال لاہوریوں میں فرق نہیں کر سکتے۔ میں نے ایک شخص سے یہ کہا تھا۔

وای شریعۃ کلمت
اذا خیا نیل برعم و یفناد
ففی غم اخبرتنی یاسعاد + بجرم الطرف قد اخذ الفواد

میرا مذہب تو یہ ہے کہ میں امیر امان اللہ (؟) کے خلاف ہوا۔ اور اس پاک اصول کی خاطر تیرہ برس سے غریب الوطنی کی تکالیف برداشت کر رہا ہوں سنہ ۱۹۱۶ء سے آجتک نیا کپڑا بدن کو نہیں چھوا۔ قرآن میں ہے فاقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم۔ گویا وطن کا چھوڑنا خودکشی کے برابر ہے۔ میرے لئے نہایت ہی خوشی کا مقام ہوگا اور تشکر کا باعث کہ ہندوستان کے قومی اخبارات باقاعدہ ملتے رہیں

بخارا کے رئیس صاحب کا بیان ہے کہ افغانستان کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ وہاں ایک احمدی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ گو افغانی وحشت و جہالت میں ضرب المثل تھے۔ اور انہوں نے ہی فرشتہ رحمت حضرت غازی سید احمد صاحب بریلوی کو رفع سبابہ فی التشہد والاستنجا بالماء کے سبب سے سخت تکالیف دیں۔ مگر اب حالت نو ویسی نہ ہوگی یورپ میں بعض افغانوں کو میں نے متمدن پایا۔ غالباً اس قتل کی وجہ اختلاف عقیدہ نہیں۔ بلکہ کوئی سیاسی وجہ ہوگی۔ خیر اگر آپ مناسب سمجھیں۔ تو اس بزرگ کو حضرت مرزا صاحب مرحوم کی فارسی کتابیں بھیجدیں۔ حضرت مرزا صاحب کی جلسہ مذاہب کی تقریر خواہ کتاب کی صورت میں ہو یا رسالہ کی شکل میں۔ درثمین۔ منن الرحمن۔ ابطال الوہیت مسیح۔ غلامی۔ تعدد ازدواج کے پرچے ریویو بھیجدیں۔

یہاں آج کل سخت سردی ہے تمام زمین پر برف پڑی ہوئی ہے جو ہوا کہ سانس کے ساتھ باہر نکلتی ہے۔ اگر کوئی شخص ڈاڑھی مونچھوں والا ہو۔ تو وہ اس کے منہ پر جمکر بادی النظر میں ایک برف کا ٹکڑا دکھائی دیتا ہے۔ مصر کے حجاموں کی دکانوں پر جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ النظافۃ من الایمان۔ یہاں مساجد اکثر کرکے صرف جمعہ کے روز کھلتی ہیں۔ اکثر قاضی امام ڈاڑھی منڈوالتے ہیں۔ میں اسپر اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ بطور حکایت لکھتا ہوں یہ ہندوستان نہیں کہ ایسے غیر ضروری مسائل پر سیخ پا ہو جائیں

حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ میں نے قادیان میں حل کر دیا تھا۔ عصر کے بعد درس قرآن کے موقعہ پر علامہ نور الدین مرحوم سے میں نے ان امہاتھم اللائی ولدنھم پر سوال کیا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی بی بی کا حضرت صاحب کی وفات کے بعد کسی دوسرے مسلمان سے از روئے شرع نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟ علامہ مولوی صاحب میں بڑی خوبی یہ تھی کہ بعض وقت دلیری کے ساتھ بات کو صاف صاف کہدیتے تھے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کے مرنے کے بعد ان کی بی بی کا دوسرے مسلمان کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ تو میں نے کہا کہ پھر ام المومنین کیا ہوئی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ انہوں نے تو اسے کبھی ام المومنین نہیں کہا۔ صرف بی بی صاحبہ کہتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کے بیٹے میر اسحاق۔ اور میر ناصر نواب صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ کیا مجال تھی کہ دم مار سکیں۔ اگر بولتے تو دندان شکن جواب دیتا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی کے کھڑے ہوئے ماسٹر صاحب باہر آگئے بعد میرے دیتے گئے پر ہاتھ لگانے لگے کہ تو نے

کیوں ایسے الفاظ کہے تکرار کر قوم میں فتنہ ڈالتا ہے اور ضمیر کا خون کرتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا بیٹا یا بی بی ہونا کوئی فضیلت نہیں رکھتا یہ لوگ خدا کے ایجنٹ نہیں۔ کہ ہم ان کی خاطر اپنے ضمیروں کا خون کرتے پھریں۔ میں نے اور مرحوم چوہدری اللہ داد نے قادیان کے بعض خاص لوگوں کی نقلیں بنائی تھیں۔ اور سب پرانے لوگ ان باتوں کو جانتے ہیں۔ مولانا نور الدین صاحب نے ایک دفعہ کہا تھا۔ کہ ان مثنوں کو جلا دو۔ سراج الحق کو سچ بات کہدینے کے سبب سے قادیان چھوڑ دینا پڑا۔

یہ تربیت کا اثر ہے کہ مرزا صاحب کی اولاد سوائے مٹھی بھر محمودیوں کے تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتی ہے۔ اس قول سے نتیجہ معاذ اللہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تمام دنیا کے مسلمانوں کو باستثنا چند کافر بنانے کے لئے آئے تھے۔ کلا ورب البیت +

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰

بعدالت جناب خان بہادر سردار غلام حسین صاحب آنریری سول جج درجہ چہارم سوری لنڈ ضلع ڈیرہ غازیخاں۔

ہندو خاندان مشترکہ منہگا رام سنگھہ رام وگوبند رام دلا رام تہو رام بذریعہ گوبند رام سکنہ ررعیہ بنام خان محمد ولد لعل ذات ... سکنہ شادن لنڈ

دعوی مالیت

بقدر صدر۔ مدعا علیہ مذکور روپوش ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ خان محمد مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۴ پہلی ۱۹۲۷ء عدالت میں حاضر آوے۔ ورنہ اس کے خلاف سلوک قانونی کیا جاوے گا۔

آج ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے اشتہار ہذا جاری ہوا ۲۴ پہلی ۱۹۲۷ء

خان بہادر سردار صاحب آنریری سول جج درجہ چہارم

سول انجنیئرنگ کالج کپورتھلہ

زیر سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ سال گذشتہ پر کالج ہذا کو ریاست نے رایگنا تر ڈکر لیا ہے۔ یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت اخبارات اور انجنیئروں کے علاوہ ڈائرکٹر نفرل سٹری ورکس انڈیا ایکو کیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے لئے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں تعلیم ضبط نظم نسق اور سٹاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر۔ اوورسیر انجنیئر کلاسنر پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ احکام سرٹیفکیٹ مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مل سکتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

۱۶ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کی شب کو وچھو والی آریہ سماج مندر میں مرزا مظفر بیگ ساطع کا مہاشہ چرنجی لعل صاحب پریم بی۔ اے۔ کے ساتھ مسئلہ تناسخ پر مناظرہ ہوا۔ اسلامی مناظر کے پر لطف ولائل سنکر پبلک بہت محظوظ ہوئی۔ یہانتک کہ ہندو حضرات نے بھی کھلے الفاظ میں داد دی۔ اور دلائل کے زوردار ہونے کا اعتراف کیا۔

مورخہ ۳۰ جنوری بروز ہفتہ شام کے ۸ بجے آریہ سماج مندر وچھو والی میں قدامت روح و مادہ پر مولوی لال حسین صاحب متعلم اشاعت اسلام کالج کا مناظرہ ہوگا۔

مکرم مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ کے صاحبزادہ کو سخت چوٹ آگئی ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

ملک غلام نبی صاحب سرینگر کشمیر کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں۔ ان کے لئے صحت کی دعا فرماویں۔

برادر احمد گل صاحب بغداد کو اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام عبد الغنی رکھا گیا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے صحت تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرماوے۔ اور خادم دین بنائے

اسلام کی زبردست فتح آریوں کو شکست فاش
سکرٹری انجمن اشاعت اسلام دھرم کوٹ کا خاص تار

ستیہ نند اور دیگر آریوں نے حال ہی میں بمقام گھومنے والا اندر اسلام کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا تھا لہذا انہیں مناظرہ کے لئے چیلنج دیا گیا۔ جو انہوں نے منظور کیا۔ انجمن اشاعت اسلام دھرم کوٹ نے ۲۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو مناظرہ کا انتظام کیا۔ مضمون یہ قرار پایا کہ قرآن الہامی کتاب ہے یا وید۔ آریوں کی طرف سے پنڈت جگدیش چندر اور اسلام کی طرف سے مولوی عصمت اللہ اور مولوی شمس الحق مناظر تھے۔ دونوں مولوی صاحبان

بہت سے سوالات کئے جنکا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سامعین کی تعداد پانچ چھ ہزار تھی بہت اچھا اثر ہوا۔ مناظرہ کے بعد مولوی عصمت اللہ صاحب نے تین نہایت کامیاب لکچر دیئے اور ایک لکچر مخصوص مستورات کے مجمع میں دیا۔

دادی صاحبہ کی وفات

برآنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیھا فان

یہ خبر افسوس کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ حضرت مرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کی دادی صاحبہ مکرمہ معظمہ چند روز بیمار رہ کر ۱۸ جنوری ۱۹۲۶ء بوقت صبح سات بجے اس دارفانی سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون بزرگانہ سایہ بھی خدا تعالےٰ کی ایک بڑی نعمت ہوتی ہے حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف کو جو صدمہ اس سانحہ جان فرسا سے ہوا ہے اس کے لئے ہمیں حضرت ڈاکٹر صاحب اور اُن کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ مرحومہ انفاق فی سبیل اللہ اور سلسلہ احمدیہ کے کاموں میں شرح صدر سے حصہ لیا کرتی تھیں چنانچہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک معقول رقم ہر سال دیا کرتی تھیں اور سالانہ جلسہ ہی پر کیا موقوف تھا ہر موقع پر سلسلہ احمدیہ کے لئے انفاق فی سبیل اللہ کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ کا جنازہ احمدیہ مسجد میں کثیر تعداد جماعت کے ساتھ معہ مسلم ہائی سکول کے سٹاف اور طلباء کے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پڑھایا اور نعش کو نہایت محبت اور ادب و احترام کے ساتھ موٹر پر رکھکر اُن کی وصیت کے مطابق ان کے خاندان کے قبرستان میں موضع کلانور ضلع گورداسپور پہنچا یا گیا اللہ تعالےٰ مرحومہ کو غریق رحمت فرماوے اور جنت فردوس میں جگہ دے بیرونی جماعتوں میں احباب دادی صاحبہ کا غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

مولود چند روز ہوئے مولوی یعقوب خاں صاحب اڈیٹر اخبار لائٹ کے ہاں لڑکا تولد ہوا اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اللہ تعالےٰ ہر ایک کو نیک اور عمر دراز کرے۔

امرتسر میں آریہ مت کے کھنڈن پر زبردست تقریریں

نہایت ہی خوشی کا مقام ہے۔ کہ مسلمانان امرتسر نے سمجھ لیا ہے۔ کہ تبلیغ و حفاظت اسلام کے معاملے میں ہر کلمہ گو کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے۔ فروعی اختلافات میں الجھ کر تضیع اوقات کرنا۔ اور حریفوں کو ہنسنے کا موقعہ دینا ٹھیک نہیں۔ احمدی ہوں یا غیر احمدی شیعہ ہوں یا سنی دیوبندی ہوں یا بریلوی سب کو اپنا بھائی سمجھ کر شریک کار بنا لینا چاہیئے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے امرتسر میں ایک انجمن بنام انجمن اشاعت الاسلام امرتسر قائم ہوئی ہے۔ جس میں ہر طبقے اور ہر خیال کا مسلمان شامل ہے۔ اس انجمن کے قیام کا سہرا مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی کے سر پر ہے۔ انجمن مذکور نے مورخہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کو مدرسۃ المسلمین امرتسر کے وسیع میدان میں ایک جلسہ کیا۔ جس میں مولانا مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب اور میر قاسم علی صاحب کی تقریریں ہوئیں ہر جلسہ میں پانچ پانچ چھ چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا رہا۔ اور ہر طبقے اور ہر خیال کے آدمی شریک جلسہ ہوتے رہے۔ ہر تقریر کے خاتمہ پر آریہ صاحبوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا جاتا رہا۔ مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ میدان میں آکر ویدوں کی صداقت کو ثابت کر سکے۔

میر قاسم علی صاحب نے دیانند جی کی لائف کے تاریک حالات کو گیس کی روشنی میں روشن کر دیا۔

مولانا مولوی عبد الحق صاحب نے دو تقریروں میں ویدوں کے اسرار سربستہ کو طشت از بام کر دیا۔

مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے بھی دو تقریروں میں اسلام اور آریہ دھرم کا مقابلہ کر کے اسلام کی صداقت کو ثابت کیا۔

جملہ تقریروں کا حاضرین پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ مگر متعصب مولویوں کے پیٹ میں درد اٹھنے لگے۔ اور انہوں نے ایک خفیہ جلسہ کر کے اراکین جلسہ کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا۔ کہ جلسہ میں احمدیوں کی تقریریں نہ ہونے دیں۔ ان کی تقریروں سے مسلمان متاثر ہو رہے ہیں۔ اراکین جلسہ اور تمام مسلمانوں نے مولویوں کی اسی زہریلی تجویز کو نہایت نفرت کی نگہ سے دیکھا۔

کاش یہ مولوی لوگ بے راہ روی کو چھوڑ کر حقیقۃ الحال پر نگہ ڈالتے۔ تو ایسا و تیرہ نہ اختیار کرتے۔ مسلمانوں کا موجودہ تشتت اور موجودہ افتراق انہی ناخدا ترس مولویوں کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے۔

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمده از مادریم	هم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق که قرآن نام اوست	بادهٔ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد هست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مهر او با شیر شد اندر بدن	جان شد و با جان بدر خواهد شدن
هست او خیر الرسل خیر الانام	هر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم هر آبے که هست	زو شده سیراب سیرابے که هست
آنچه ما را وحی و ایمائے بود	آن نه از خود از همان جائے بود

ہفتہ میں دو بار، یک شنبہ و چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما از و یابیم از نور و کمال	وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست	هر چه زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبرهائے معاد	هر چه گفت آن مرسل رب العباد
آن همه از حضرت احدیت است	منکر آن مستحق لعنت است
معجزات و همه حق اندر و است	منکر آن مورد لعن خدا است
معجزات انبیائے سابقین	آنچه در قرآن بیانش بالیقین
بر همه از جان و دل ایمان ماست	هر که انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب	نزد ما کفر است و خسران و تباب

قیمت سالانہ ہے ششماہی ہے سہ ماہی عہ

طلبا سے سالانہ ہے

جلد ۱۴ | المسیح لاہور مدینۃ | یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۱۲ رجب ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۷

ہمارا مذہب

یا

عقائد احمدیہ

صرف

حضرت مسیح موعود کی تصنیفات سے

بزرگان عظام و برادران کرام ہمیں اس عنوان پر پھر اس لئے لکھنے کی ضرورت ہوئی کہ ایک دفعہ پھر بطور اتمام حجت دوسرے مسلمانوں کے علما اور مولوی صاحبان کے **انصاف پسند کانشنس** سے یہ اپیل کیجائے

کہ باوجود ہمارے انصاف اور صریح عقائد اسلامیہ کے قائل و پابند ہونیکے کسطرح حضرت امام مسیح موعودؑ اور آپ کے متبعین خارج از اسلام سمجھے جاسکتے ہیں۔

اب التماس یہ ہے کہ جسطرح مدعی سے ہی اس کے دعوے کا ثبوت سنا جاتا ہے، تو اسی طرح ہمارے عقائد کی نسبت بھی ہم سے اس کا ثبوت سنا جائے نہ کہ ہمارے مخالفین سے اول تو اس لئے بھی کہ جبکہ کسی غیر مسلم کا بیان اسلامی عقائد کی نسبت صحیح نہیں سمجھا جاسکتا ہے تو پھر کسطرح یہ امر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ احمدیوں کے عقائد کی نسبت ان کے شدید مخالفین کا بیان صحیح مانا جائے اور احمدیوں کا بیان غلط یہ انصاف سے بعید ہے۔

دوم اس لئے بھی کہ جبکہ علمائے زمانہ کے کفر کے فتووں کی نسبت یقین کرکے ابتک ہمیں کافر خیال کیا جاتا ہے اور کافر کہا جاتا ہے گو علمائے زمانہ کے کفر کے فتووں سے تیرہ سو ۱۳۰۰ برس میں کوئی بزرگ بھی نہیں بچ سکا یہانتک کہ خلفائے کرام بھی آجتک شیعوں کی زبان پر نعوذ باللہ کافر اور غاصب وغیرہ کا لقب پا رہے ہیں پھر ائمہ اربعہ کے متعلق بھی دیکھو تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو جاہل بدعتی زندیق کا فرتک کا لقب دیا گیا اور آخر قید خانہ میں زہر دیا گیا حضرت امام شافعی کو اضل من ابلیس کہا گیا حضرت امام مالک کو ۲۵ ماہ تک جمعہ و جماعت سے روکا گیا اور ذلت سے قید کیا گیا امام احمد حنبل کو ۲۸ ماہ قید میں رکھکر بھاری زنجیر ان کے پیروں میں ڈالی گئیں باوصفیکہ حق کے لئے ان ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اتنے دکھ اٹھائے مگر اب بھی فرقہ اہلحدیث ان بزرگواروں پر زبان طعن دراز کرنے سے نہیں چوکتا مثال کے لئے دیکھ لیجئے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۱۱ء نمبر ۱۲ جلد ۸ کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

دین حق را چار مذہب ساختند
رخنہ در دین نبی انداختند

گویا ان قابل تعظیم ائمہ کو دین کے رخنہ انداز کا خطاب دیا جاتا ہے اور علماء احناف کو سناتن دھرمی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔ یہی اخبار اہلحدیث امرتسر جلد ۳ نمبر ۵ صفحہ ۲ اسی طرح حضرت امام بخاری وطن سے نکالے گئے حضرت بایزید بسطامی ۷ مرتبہ شہر بسطام سے نکالے گئے حضرت جنید بغدادی کی تکفیر کی گئی حضرت عبد القادر جیلانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فقہائے کافر کہا اور ابن جوزی جیسا عالم ان کے خلاف میں تلبیس ابلیس نامی کتاب لکھ گیا۔ محی الدین ابن عربی جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں اُن کو نہ صرف کافر ملکہ اکفر کہا گیا بلکہ علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ الغرض کوئی برگزیدہ انسان ایسا نہیں گذرا کہ جسپر علماء ظواہر نے کفر کا فتویٰ نہ لگایا ہو تو اب حضرت مسیح موعودؑ کسطرح اس سنت مستمرہ سے بچ سکتے تھے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی مثنوی میں کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

کس بچشم یار صدیقے نہ شد
تا بچشم غیر زندیقے نہ شد

اصل بات یہ ہے کہ کفر کے فتووں کی بوچھاڑ جو کہ قوم نے اپنے اپنے زمانوں کے سچے محسنوں پر کی ہے اس کی وجہ صرف یہی ہوئی ہے کہ ان ربانی اماموں کے حقائق و معارف و علوم لدنی کا موازنہ علمائے ظواہر نے اپنے کسبی علوم سے کرکے دیکھا ہے جب الٰہی رموز و استعارات کی کنہ تک وہ نہ پہنچ سکے تو قُل کفر کی تُند کی پھونکوں سے اُس چراغ کو بجھانے لگے جسکو خدا نے آپ روشن کیا تھا جبکہ قدیم سے قوم کی یہ سنت مستمرہ جاری ہے تو پھر اس صدی کا ربانی مصلح کسطرح اپنے زمانہ کے ان کفر کے فتووں سے بچ سکتا تھا اب غور طلب امر یہ باقی رہ جاتا ہے کہ آخر کسطرح سچے و جھوٹے میں امتیاز کیا جائے اس کی نسبت ایک زریں مقولہ کی طرف ہی توجہ کو منعطف کرانا کافی ہے جو یہ ہے۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس اس اصل کو مدنظر رکھکر جب ہم اپنے اسلاف ائمہ کرام کی مقدس تالیف اور ان کے کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو باوجود ان کے زمانہ کے کور باطن ملاؤں کی شدید مخالفت کے پھر بھی ہم ان تمام بزرگواروں کو اپنے مقاصد میں کامیاب پاتے ہیں جس سے بے اختیار ہم ان کو درود و سلام اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سے یاد کرتے ہیں اسی طرح اگر حضرت مسیح موعودؑ کی مذہبی تصانیف و اصلاح قومی اور اسلامی جان نثاریوں اور نیز آپ کی مقدس مشن اشاعت و تبلیغ اسلام کی اسلامی ان تھک خدمات کو وسعت قلبی سے دیکھا جائیگا تو آپ کی صداقت بھی روز روشن کیطرح ہر سعادت مند روح کو نظر آجائیگی۔ اب ہم ذیل میں صرف حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات سے اپنے اُن عقائد کا کسوقدر بیان کرتے ہیں جو ہم اسوقت رکھتے ہیں۔

وھو ھذا

حمد

حمد و شکر آن خدائے کردگار	کز وجودش ہر وجودے آشکار
تمام تعریفیں اور شکر اس پروردگار کیلئے ہے	کہ جس واجب الوجود سے ہر وجود ظاہر ہوا
این جہان آئینہ دار روئے او	ذرہ ذرہ رہ نماید سوئے او
یہ تمام کائنات اس کا روئے نما آئینہ ہے	جسکا ایک ایک ذرہ اسکی طرف راہ نما ہے

ضیاء الحق صفحہ ۱

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدا الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا
چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

اے سننے والو سنو! ہمارا خدا وہ ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا............ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے اسکی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی وہ وہی واحد لاشریک ہے جسکا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں اور وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے وہ تمثیل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کرسکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔

رسالہ الوصیت مصنفہ حضرت مسیح موعود شائع شدہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ ۱۲؍رجب ۱۳۴۴ ہجری نمبر

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین اور نبوت مسیح موعودؑ

اس عنوان سے ایک آرٹیکل اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲؍جنوری ۱۹۲۶ء میں نکلا ہے جس میں حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہٗ کے ایک مکتوب کے عکس پر جو پیغام صلح مورخہ ۱۴؍جنوری ۱۹۲۶ء میں چھپا یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ

وہ ایک خط کا جواب تھا اس لئے حضرت... خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے اس میں اپنی عادت کے مطابق انہی امور کا مختصراً جواب دیا تھا جو آپ سے پوچھی گئیں تھیں اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی نہیں مانتے تھے بلکہ اس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

"نبی کے معنے لغوی پیش از وقت اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر خبر دینے والا ہم لوگ یقین کرتے ہیں نہ شریعت لانیوالا" اس سے کہاں ثابت ہُوا کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو شرعی اصطلاح میں نبی نہیں مانتے تھے آپ نے جس بات کی نفی کی ہے وہ شریعت لانیوالا نبی ماننے کی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہٗ حضرت مسیح موعودؑ کو غیر شرعی نبی مانتے تھے یہی مبائعین کا عقیدہ ہے"۔

مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا نبی کے معنے لغوی پیش از وقت اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر خبر دینوالا نہیں۔ شرعی اصطلاح میں غیر شرعی نبی نہیں کہلایا کرتا ہے جب ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے یہ دکھلا دیا تھا کہ

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسے حدیث شریف میں بھی مسیح موعودؑ کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں"۔ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸

اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کے اول صحابی اور خلیفہ حضرت مولوی نورالدین اعظمؓ نے لکھا ہے تو کیا ان دونو بزرگواروں کو اتنا بھی علم نہ تھا جتنا کہ الفضل کے ایڈیٹر صاحب کو ہے حضرت مسیح موعودؑ تو اپنے متعلق لفظ نبی کے استعمال کو محض لغوی معنوں تک ہی محدود فرماتے ہیں اور اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں لغوی معنوں کو اس سے الگ فرماتے ہیں اور یہ ہمارے قادیانی احمدی بھائی اپنی خود رائی سے لغوی معنوں کو شرعی اصطلاح قرار دے رہے ہیں۔

ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

باقی رہا الفضل کا ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب بی۔اے ہیڈماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول عیسےٰ خیل کی بیعت خلافت کا بیان کرکے حضرت مولانا نورالدین رضؓ کا وہ خط پیش کرنا جسکو دیکھکر ماسٹر صاحب موصوف نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کرلی اور حضرت مسیح موعودؑ کو اب آکر نبی مان لیا سو ہم اس کے متعلق سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہتے کہ اس طرح تو خواہ کوئی اپنے دین و ایمان کو خیرباد کہہ دے اس کا معاملہ حوالہ بخدا ہے۔ مگر کسی کے حق کو چھوڑنے سے وہ حق باطل نہیں ہو سکتا مگر ہم اس تحریر کو بھی مانتے ہیں جو حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہٗ کی ماسٹر ثناء اللہ صاحب نے پیش کی ہے یہ خط بھی ایک سائل کے خط کا جواب ہے اس میں ابھی آپ نے حسب عادت انہی امور کا جواب دیا ہے جو آپ سے پوچھے گئے تھے اس میں کوئی ایسی بات نہیں جن سے سمجھا جائے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو شرعی اصطلاح میں نبی مانتے تھے بلکہ اس خط میں سائل کے یہ الفاظ لکھے کہ

"آپ کفر دون کفر کے قائل معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ آپ نے کفر کے مساوات کا تذکرہ خط میں بہت فرمایا ہے"۔

اور اس سے آگے یہ فرمایا

نیز عرض ہے خلفاء کے منکر پہ بھی کفر کا فتویٰ قرآن مجید میں موجود ہے آیت خلافت جو سورہ نور میں ہے اس میں ارشاد ہی ہے **ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون** اور فاسق کو اللہ تعالےٰ نے مومن کے بالمقابل رکھا ہے ارشاد ہے **افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا**"۔

صاف بتلا رہا ہے کہ سائل کے سوال کو جو کفر دون کفر سے متعلق ہے آپ ہی فرما رہے ہیں اور مختلف طرق سے اس کو حل فرمایا ہے یہاں نبوت مسیح موعودؑ ماننے کا کوئی ذکر نہیں اور جبکہ حضرت مولانا نورالدین اعظم رضؓ کا نہ ایک جگہ بلکہ صدہا جگہ اس بات سے کھلا کھلا اقرار موجود ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو شرعی اصطلاح میں نبی نہ مانتے تھے تو پھر کس طرح ہم صرف اس ایک تحریر سے جو کفر دون کفر کے مسئلہ سے متعلق ہے حضرت خلیفہ صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کو شرعی اصطلاح میں نبی ماننا مان لیں۔ دور نہ جا یئے دیکھئے بدر ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء میں حضرت خلیفہ اول کا وہ خط جس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اس سوال کے جواب میں کہ تیرہ سَو برس میں کسی شخص نے کبھی کسی کو رسول یا نبی نہیں کہا مسیح موعودؑ کو آپ نبی اور رسول کیوں کہتے ہیں یہ جواب دیا تھا جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو اسی طرح رسول یا نبی مانتے تھے جسطرح کہ آپ تیرہ۱۳ مسلم الثبوت اولیاء کے کلام سے ان کے متعلق نبی و رسول کا لفظ بولا جانا ثابت فرمانے کا دعویٰ فرماتے ہیں اور وہ خط یہ ہے اب ایک اور حوالہ دیکھئے۔

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا: مکرم معظم ....صاحب السلام علیکم۔ مکرمت نامہ باعث سرور و سرور ہُوا۔ جزاک اللہ۔ اگر اس طرح ٹھنڈے دل سے کوئی بات کرے تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ مگر یہ فتوے گر کفر فروش آرام سے بات نہیں کرتے ....

.... آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ تیرہ سو برس میں کسی شخص نے کبھی کسی کو رسول یا نبی نہیں کہا۔ اس پر عرض ہے کہ مثنوی مولانا روم تو ہمیشہ آپ نے وعظوں میں سنی ہو گی اس کے اس وقت دو تین شعر پڑھتا بلکہ لکھتا ہوں جو آپ کے دعویٰ نے یاد دلائے ہیں:۔

چوں بدادی دست خود در دست پیر
بہر حکمت کو علیم است و خبیر
کو نبی وقت خویش است اے مرید
تا ازو نور نبی آید پدید
دست تو از اہل آں بیعت شود
کہ ید اللہ فوق ایدیہم بود

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

اے مرا تو مصطفٰے من چوں عمر
از برائے خدمت بندم کمر

پھر فرماتے ہیں اور ان کی وحی کا دعویٰ فرماتے ہیں:۔

آنکہ از حق یابد او وحی و جواب
ہرچہ فرماید بود عین صواب
نہ نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب
وحی حق واللہ اعلم بالصواب
از پئے روپوش عامہ در بیاں
وحی دل گو یند آں را صوفیاں

یہاں سب کچھ کہہ لیا ہے اور مولوی لوگوں کے ذکر کا ذکر بھی فرما دیا۔ اگر آپ سن سکیں تو میں ۱۳ مسلم الثبوت اولیاء کے کلام سے یہ لفظ صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ ہاں آپ نے کس طرح ارشاد فرمایا کہ تیرہ سو برس سے کسی نے ایسا لفظ نہیں بولا۔

ہمارے ایک بزرگ دوست سید نے فرمایا کہ یہ مرید کا کلام ہے پیر کا نہیں۔ میں نے عرض کیا صاحب مثنوی کا قول ایک طرف احمدی لوگوں کے کلام کو ایک طرف رکھکر دیکھ لو۔ احمدی مولوی روم کی برابر تو ان کو مان لو۔ مگر ایک شعر خواجہ معین الدین چشتی کا ان کو سنا دیا۔ آپ کو بھی سنا دیتا ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

دم بدم روح القدس اندر معینے می دمد من نمیگویم مگر من عیسیٔ ثانی شدم

پھر حضرت مہدی نے ایک دوسرے خط میں لکھا کہ ... والسلام نورالدین ۳۰؍جولائی ۱۹۰۹ء

اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ منقول از بدر

مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے؟

سوالات۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مستقل نبی ہیں۔ یا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں داخل ہیں۔ اور غلام احمد ہونے کے مصداق؟

(۲) اگر مستقل نبی ہیں۔ تو اہل اسلام میں سے کسی فرقہ کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اور بھی نبی ہو سکتا ہے؟

(۳) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں داخل ہیں۔ اور آپ کی ہی شریعت کے مجدد و مصلح بن کر رسوم و بدعات و تفریق بین المسلمین کے مٹانے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تازہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تو اہل اسلام کے فرقہ ہائے متفرقہ میں سے کس گروہ میں شامل اور کن اصول کے موافق لوگوں کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرنیکا حکم فرماتے ہیں

(۴) مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کے فرقہائے مختلفہ میں سے وہ کونسا گروہ ہے جس میں خود بھی مرزا صاحب داخل ہیں۔ اور اس کے اصول کے موافق لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں؟

جوابات۔ جناب من۔ بعد سلام مسنون جواب سوالات تحریر ہیں (۱و۲) مستقل نبی اور غیر مستقل نبی کی اصطلاح آپ سے سنی گئی ہاں البتہ صوفیائے کرام نے تشریعی نبوت میں کچھ امتیاز کیا ہے۔ حضرت صاحب جو تھے۔ وہ تمام کمالات قرب مدارج الٰہی کے حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع میں یقین فرماتے تھے اور ایک بال بھی اس کے خلاف کرنے کو کفر و بدقسمتی سمجھتے تھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ناواقف بھی ہیں۔ حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بھی فرماتے ہیں ؎

احمد ہاشمی منم عیسٰی مریمی منم۔ من نہ منم نہ من منم

خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ کے پہلے سوال کا جواب اور دوسرے سوال کا جواب بھی ہو چکا۔

(۳و۴) حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے اسی طائفہ ظاہرین علی الحق میں سے تھے۔ والحمد للہ رب العالمین

نورالدین ۹؍اگست ۱۹۱۲ء

حضرت خلیفۃ المسیح کا مکالمہ ایک مولوی صاحب سے

سوال۔ آپ کے اصول کیا کیا ہیں؟ دوسرے مسلمانوں سے آپ کو کیا اختلاف ہے؟

جواب۔ ہمارے اصول یہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ مستجمع جمیع محامد کاملہ ہے۔ ہر ایک قسم کے عیب و نقص سے منزہ ملائکہ ہیں اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے مختلف کاموں پر متعین ہیں۔ تمام رسول برحق ہیں کتابیں جو اُن پر اتریں برحق ہیں۔ جزا و سزا کا مسئلہ برحق ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

دوسرے مسلمانوں نے اصول دین میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں
ہاں۔ وہ ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء کی وفات کو مانتے ہیں۔ وہاں
ایک حضرت مسیح کی وفات کو ہم نے مان لیا تو کیا گناہ ہے۔ ایسا
ہی اُمت محمدیہ میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہی اولیاء اللہ سے جاری ہے
تو مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ کا مکالمہ مانا کیا حرج رکھتا ہے۔
مسیح کا نزول ماننا اصول دین میں داخل نہیں۔

سوال۔ مرزا صاحب کیا تھے۔ کیا وہ عیسےٰ علیہ السلام ہیں؟

جواب۔ مرزا صاحب امتی ہیں۔ اپنا نام ہمیشہ غلام احمد لکھتے
رہے۔ جس طرح ہم لوگ ابراہیم۔ اسمٰعیل وغیرہ نام رکھ لیتے ہیں اسی
طرح خدا نے ان کا نام عیسےٰ رکھا۔ بنی اسرائیل کا عیسےٰ فوت ہو چکا ہے
عیسےٰ کے نزول کا مسئلہ الفاظ قرآنی وانزلنا علیکم المن و
السلوٰی وانزلنا لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج پر غور کرنے سے
حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لوہا وغیرہ جیسے اُترے۔ ایسا ہی عیسےٰ علیہ
السلام کا نزول ہے یہ معنے نہیں کہ آسمان سے اُتریں۔ مرزا صاحب
کا ایک شعر ہے ؎

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خدا وند منذرم

ایک نوجوان کا قبول اسلام

اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ آج ایک اور نوجوان کا دل پیکر
سعادت اسلام سے بہرہ اندوز ہوتا ہے

مجھے ان کے اسلام میں داخل ہونے سے خاص خوشی ہوئی ہے۔
نوجوان ہے۔ لیکن سفر و سیاحت کے تجربات سے اس کا دل مالا
مال ہے۔ مسائل زندگی پر بہت گہری نظر رکھتا ہے۔ یورپ میں بیس
بائیس برس کے نوجوان بالکل نادان ہوتے ہیں۔ ان کی سمجھ بہت سطحی
ہوتی ہے۔ اور یہ آئیبل سادہ لڑکا بڈھوں کی طرح گفتگو کرتا ہے۔ مسائل
پر گہری نظر سے غور کرنے کا عادی ہے۔ اور فخر یہ کہتا ہے کہ میں نے
کچھ سیکھا ہے۔ اپنے تن پر اور اپنے مشاہدات اور تجربات سے سیکھا
ہے۔ آتے ہی کہنے لگا کہ میں عیسائیت سے بیزار ہوں۔ میں نے
اس کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ میری روح کو اس میں اطمینان نہیں
ملتا۔ اور یہ ناقابل عمل مذہب ہے۔ اسلام سے کچھ واقفیت حاصل
کی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد انہوں نے اعلان
لکھ کر دے دیا۔ زبانی اقرار تو بہت لوگ کرتے ہیں۔ مگر میں تو تحریری
اعلان لیا کرتا ہوں۔ اور کلمہ توحید عربی میں پڑھ کر اس کا ترجمہ بھی
دہرواتا ہوں۔ مجھے ایک خاص خوشی اس لئے ہوئی کہ اس نوجوان
میں تبلیغی جوش ہے۔ کچھ تھوڑی سی تعلیم اسلام کی واقفیت کی
ضرورت ہے۔ قبولیت اسلام کی ایسی مثالیں جو آئے دن پیش
نظر آتی رہتی ہیں۔ ان سے بار بار ایک خیال بڑی مضبوطی کیساتھ
دل میں پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ کامیابی ہمیں ہو رہی ہے۔ اور
یہ جو آئے دن نئی روحیں حق کی تلاش میں پھرتی ہوئی آخر خود بخود
اسلام کی گرویدہ ہو جاتی ہیں اور بلا کسی قسم کی ترغیب کے نہایت
جوش اور خلوص کے ساتھ اس کو قبول کرتی ہیں۔ یہ ہماری کوششوں
کا نتیجہ نہیں ہیں۔ میرے دل میں بار بار یہی خیال آتا ہے۔ کہ یہ
ہماری محنت نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے جو حاصل کر رہا ہے۔
اور وہی سب جوان کو ہماری طرف کھینچ دیتا ہے۔ ورنہ ہماری بیچارگی
اور بے کسی کی داستان ہم سے بڑھکر اور کون جانتا ہے۔ والسلام

(خاکسار فضل کریم خان)

سیرۃ المہدی پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۴)

مثال نمبر ۱ مولوی محمد علی صاحب کی نسبت جو جھوٹی روایت ملجائے
وہ مصنف صاحب کے نزدیک بالکل سچی ہے
بشرطیکہ اُن پر زد پڑتی ہو۔ جب جامع الروایات خود مولوی محمد علی
صاحب کی نسبت یہ فقرہ تحریر فرمائیں کہ وہ "فتنہ کی رو میں بہ گئے"
تو اب اُن سے سوا اس کے کیا توقع ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی دھڑے
بازی کو مدنظر رکھتے ہوئے روائتیں جمع کرینگے۔ مگر افسوس سے
کہنا پڑتا ہے کہ ایک جامع الروایات کا یہ منصب نہ تھا کہ وہ اپنی
جانبداری کو روائتوں کے جمع کرنے میں دخل دیتا۔ لیکن جب روائتیں
جمع کرنے سے حاشیوں کی محض ایک نقل اُتارنی مقصود ہو تو پھر
تحقیق اور انصاف سے کیا واسطہ؟

اب ایک اور روائت سنیئے۔ فرماتے ہیں:۔

روائت نمبر ۲۸۳۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا
مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے۔ کہ ایک دفعہ مولوی
محمد علی صاحب یہاں ڈھاب میں کنارے پر نہانے
گئے۔ مگر پاؤں پھسل گیا اور وہ گہرے پانی میں چلے
گئے اور پھر لگے ڈوبنے کیونکہ تیرنا آتا نہیں تھا۔ کئی
لوگ بچانے کے لئے پانی میں کودے۔ مگر جب
کوئی شخص مولوی صاحب کے پاس جاتا تھا تو وہ اُسے
ایسا پکڑتے تھے کہ وہ خود بھی ڈوبنے لگتا تھا اسطرح
مولوی صاحب نے کئی غوطے کھائے۔ آخر شاید قاضی
امیر حسین صاحب نے پانی میں غوطہ لگا کر نیچے سے
ان کو کنارے کی طرف دھکیلا تو وہ باہر آئے۔۔۔۔۔"

اس واقعہ کے وقت معلوم ہوتا ہے مولوی شیر علی صاحب
وہاں موجود نہ تھے۔ ورنہ وہ اس واقعہ کو ایک غلط پیرایہ میں نہ بیان
کرتے۔ صرف سنی سنائی آکے ٹھیل دی۔ جسکا افسوس ہے اور اس
واقعہ کو مصنف صاحب نے تو معلوم ہوتا ہے صرف اس لئے درج
کیا ہے کہ اس میں یہ مزیدار فقرہ ہے کہ "جب کوئی شخص مولوی صاحب
کے پاس جاتا تھا تو وہ اُسے ایسا پکڑتے تھے کہ وہ خود بھی ڈوبنے
لگتا تھا" تو اسے ہمارے خوش اعتقاد مرید۔ مولوی صاحب اس
وقت بھی ڈوب رہے ہیں جو کوئی اُن کے پاس جائیگا وہ اُسے
ایسا مضبوط پکڑ لینگے کہ خود بھی ڈوب جائیگا۔ ورنہ تالابوں پر نہاتے
ہوئے ایسے واقعات اکثر ہو جاتے ہیں۔ اس خصوصیت سے سیرۃ
میں لکھا جانا آخر کچھ معنے رکھتا ہے۔ کیا ہوا اگر واقعہ میں کچھ جھوٹ
بھی مل گیا۔ مگر شریک پر تو زد پڑگئی۔ اصلی واقعہ صرف اسقدر ہے
کہ مولوی محمد علی صاحب ڈھاب میں کنارے پر نہا رہے تھے۔
قاضی امیر حسین صاحب بھی نہانے آگئے۔ جیسی اُن کی اُجڈپنے
کی عادت ہے اپنی پنجابی زبان میں یہ کہکر کہ کنارے پر نہانے کا
کیا مزہ ہے مولوی صاحب کو آگے دھکیل لے گئے۔ آگے گڑھا
تھا اور ڈباؤ پانی تھا۔ مولوی صاحب ڈوبنے لگے انہوں نے قاضی
صاحب کو بے اختیار پکڑ لیا۔ قاضی صاحب بجائے اس کے کہ مولوی
صاحب کو سہارا دیتے اپنا پنڈا چھڑا کر بھاگ گئے۔ وہ تو کہو کہ کنارے
پر کوئی صاحب کھڑے تھے جو تیرنا جانتے تھے۔ انہوں نے فوراً
کود کر مولوی صاحب کو سہارا دیا تو اُبھر آئے اور اللہ نے بچا لیا۔
ورنہ قاضی صاحب نے تو ڈبو دینے میں کوئی کسر نہیں رکھی تھی۔
اب اس روائت میں قاضی صاحب بجائے ڈبونے والے کے بچانے
والے قرار پاتے ہیں۔ پھر جو جاتا ہے مولوی صاحب اس کو دبوچ کر
ڈبونے کی کوشش کرتے ہیں۔ واہ! قربان! لاہوریوں کی نسبت
تو ایسی روائتیں جھوٹی ہوں یا سچی یاروں کو بہت مزہ دیتی ہیں۔
خوش عقیدہ مرید پڑھتے ہونگے اور روتے ہونگے یا چٹخارے
لیتے ہونگے۔ آخر کتاب کا ایک مقصد یہ بھی تو ہے کہ یاروں کے
لئے خوانِ یغما مہیا کیا جائے۔

مثال نمبر ۲ لاہوری احمدی تو اُن کے نزدیک ہوئے ہی
گردن زدنی۔ اُن پر جو زد پڑے وہ درست۔
ہیں تو چلتے چلتے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب پر یہ وار کردیا

کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی مرض وفات میں انجکشن یعنی پچکاری
پستان کے قریب کی جس سے جگہ اُبھر آئی۔ اور اس طرح گویا آپ
کو تکلیف دی گئی حالانکہ دل کی طاقت کے لئے پچکاری کرنا اُن
کا فرض تھا۔ مگر یہاں نیکی برباد گناہ لازم والا معاملہ ہے لاہوری
احمدی ہونا تھوڑا جرم ہے۔ وہ بہرحال میں قصور وار ہیں۔ مگر اس کو
کیا کیا جاوے کہ خود مصنف صاحب حضرت صاحب کی طرف بعض
روایات میں ایسی باتیں منسوب کر جاتے ہیں جو حضرت صاحب کے
صریح مسلک کے خلاف ہیں۔ آپ کا طرز عمل آپکی تحریریں تقریریں
سب اُن کی تکذیب و تردید کرتی ہیں۔ مگر جامع الروایات صاحب
ہیں کہ آنکھیں بند کئے جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کا نمونہ بھی
سن لیجئے۔

روائت نمبر ۱۴۸۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا
مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ یہ ذکر تھا
کہ یہ جو چہلم کی رسم ہے یعنی مردے کے مرنے سے
چالیسویں دن کھانا کھلا کر تقسیم کرتے ہیں غیر مقلد اس
کے بہت مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کھانا کھلانا
ہو تو کسی اور دن کھلا دیا جاوے۔ اس پر حضرت نے
فرمایا کہ چالیسویں دن غرباء میں کھانا تقسیم کرنے میں یہ
حکمت ہے کہ مردے کی روح کے رخصت ہونے
کا دن ہے پس جس طرح لڑکی کو رخصت کرتے ہوئے
کچھ دیا جاتا ہے اسی طرح مردے کی روح کی رخصت
پر بھی غرباء میں کھانا دیا جاتا ہے۔ تا اُسے اُس کا ثواب
پہنچے۔ گویا اس روح کا تعلق اِس دنیا سے پورے طور
پر چالیس دن میں قطع ہوتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے
کہ یہ صرف حضرت صاحب نے اس رسم کی حکمت بیان
کی تھی ورنہ آپ خود ایسی رسوم کے پابند نہ تھے۔"

یہ روائت نقل کرکے خود مصنف صاحب کو بھی کھٹکا ہے کہ
حضرت صاحب کا طرز عمل اس کے خلاف تھا۔ اس لئے یہ فرماتے
ہیں کہ "یہ اُس رسم کی حکمت بیان کی تھی" مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ
اس رسم کی یہ حکمت تمام وہ لوگ جو یہ رسم کرتے ہیں یہی بیان
کیا کرتے ہیں اور اس بدعت کو اسی حکمت پر مبنی سمجھا جاتا ہے
حضرت صاحب نے اگر یہ حکمت بیان کی تو کوئی نئی نہیں بیان کی
کیا وجہ تھی کہ ایسی پُر حکمت رسم پر وہ خود عمل پیرا نہ تھے۔ مردے
کی روح سے ایسی بے اعتنائی کہ وہ چالیسویں دن رخصت ہو رہی
ہے اور سارے قادیان میں ایک فرد بشر نہیں جو اسے جہیز دے کر
رخصت کرے اور یہ حکمت حضرت صاحب صرف عبداللہ سنوری کو
بتاتے ہیں اور ساری جماعت کو اس سے محروم رکھتے ہیں۔ اور خود
بھی اس حکمت سے محروم رہتے ہیں کیوں حضرت صاحب کو بدنام کرتے
ہو؟ دوستی کے پردے میں دشمنی نہ کرو۔ میں اگر جامع الروایات ہوتا
تو ایسی لغو روائت کو راوی کے منہ پر مارتا حضرت صاحب کے طرز عمل
کا کس کو پتہ نہیں؟ کبھی انہوں نے اس امر کو جائز رکھا؟ کہ احمدی
سوم یا دسویں۔ یا بیسویں۔ یا چہلم یا چھ ماہی یا برسی کریں۔ پھر ایسی
لغو روائت کو لینے کے کیا معنے ہیں؟ اگر ایسا ہی میاں عبداللہ سنوری
پر حسن ظن سے کام لینا ہے (گو میں اُن کو اس کا اہل نہیں سمجھتا)
تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُنہیں سمجھنے میں غلطی لگی ہے چہلم کا ذکر ہو رہا
ہوگا۔ حضرت صاحب نے جو عوام الناس کا خیال چہلم کی نسبت ہے
بیان کیا ہوگا کہ وہ لوگ اسے ایسا سمجھتے ہیں اگر وہ اس خیال کو
ایسا پُر حکمت سمجھتے تھے تو خود کیوں اس پر عمل نہیں کرتے تھے
الحکمۃ ضالۃ المؤمن مشہور حدیث ہے کہ حکمت تو مومن کا گم شدہ
مال ہے جہاں سے ملے لے لو۔ پھر کیوں نہ اس حکمت کو لے لیا۔
میاں عبداللہ سنوری کی فقاہت پر اتنا بھروسہ کہ خود حضرت
صاحب پر ناحق زد پڑ گئی اور پتہ نہیں۔ (باقی دارد)

ناظرین پیغام صلح کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و
کتابت کے وقت حوالہ نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔
خریداری کا حوالہ نہ ہونے سے دفتر کو تعمیل ارشاد میں
تاخیر ہو جاتی ہے کیونکہ نمبر خریداری تلاش کرنا پڑتا ہے۔
لہذا سب صاحبان اپنی پاکٹ ڈائریوں پر نمبر خریداری
نوٹ کرلیں تاکہ خط و کتابت کے وقت تلاش کرنا
نہ پڑے۔

(مینیجر)

احمدیہ انجمن خواتین لاہور

یکم جنوری بروز جمعہ اہلیہ صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے چند معزز احمدی خواتین کو اپنے مکان پر مدعو کیا۔ اور ایک نہایت موثر تقریر فرمائی۔ جو کہ اسی اشاعت میں درج کی جاتی ہے۔ نیز احمدیہ خواتین کی ایک انجمن بنانے کی تجویز پیش کی۔ جس کی تائید میں اہلیہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مختصر مگر نہایت پر نصیحت تقریر فرمائی۔ اس کے بعد اہلیہ صاحبہ شیخ نور احمد صاحب مرحوم نے چند عمدہ الفاظ میں اس کی تائید مزید فرمائی۔

اسطرح پر اس چھوٹے سے مجمع میں احمدیہ انجمن خواتین کی بنیاد ڈالی گئی۔ چندہ ممبری چار آنہ ماہوار مقرر کیا گیا۔ تاکہ کیا غریب وکیا امیر سبکو ادا کرنے میں آسانی ہو۔ اور اس انجمن کے مقاصد حسب ذیل قرار پائے۔

(۱) مسلمان خواتین کی تعلیم۔
(۲) بیواؤں مساکین یتامیٰ کی خبرگیری۔
(۳) احمدی خواتین میں رابطہ اتحاد و محبت بڑھانا۔
(۴) اشاعت اسلام کے کاموں میں مدد دینا۔
(۵) خواتین کی صحت جسمانی اور بچوں کی صحیح تربیت کے لئے مفید تجاویز سوچنا اور عمل میں لانا۔
(۶) امور خانہ داری کی تعلیم۔
(۷) مسرفانہ وخلاف شرع رسم و رواج کی اصلاح کرنا۔

اس مجلس میں انجمن کے عہدیدار منتخب کئے گئے۔ اہلیہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب پریذیڈنٹ منتخب ہوئیں۔ اہلیہ مرزا یعقوب بیگ صاحب اور اہلیہ ملک غلام محمد صاحب وائس پریذیڈنٹ منتخب کی گئیں اہلیہ صاحبہ حضرت امیر قوم سکرٹری۔ اور اہلیہ سید ممتاز حسین صاحب اسسٹنٹ سکرٹری منتخب کی گئیں۔ چند ضروری مشورے کے بعد سب بہنوں نے مل کر چاء نوش فرمائی اور ہنسی خوشی رخصت ہو گئیں۔

۹ جنوری کو انجمن کا پہلا اجلاس بصدارت اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کی بہت سی معزز خواتین شامل ہوئیں

سب سے پہلے زکیہ بیگم بنت حضرت امیر نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور پھر محمودہ بیگم بنت خواجہ کمال الدین صاحب وہمشیرہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے درثمین سے ایک نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد اہلیہ صاحبہ حضرت امیر نے بہت عمدہ پرجوش تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے دنیاوی فرائض کے ساتھ دینوی فرائض کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ اگر ہم اپنا فرض صرف بچے پالنا اور کھانا پکانا ہی سمجھتے ہیں۔ تو پھر ہمارے مرد بھی جو روپیہ کماتے اور محنت کرتے ہیں۔ تو گویا وہ بھی اپنا فرض ادا کر دیتے ہیں۔ مگر نہیں۔ وہ علاوہ کمائی کے خدمت دین وخدمت قوم بھی کرتے ہیں۔ اس لئے کیا مرد وکیا عورت علاوہ ان ذاتی کاموں کے کچھ اور کام بھی اللہ تعالےٰ نے ان کے ذمے ڈالے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم ان کے ادا کرنے سے غافل ہیں۔

اور پھر احمدی جماعت بنانے کی غرض اور حضرت مسیح موعود سے پہلے اسلام کی مصیبت اور ان کے آنے کی ضرورت اور آنے کے بعد اسلام کی کامیابی کا حال مفصل طور پر بیان فرمایا۔ بعد میں فرمایا کہ مرد وعورت گاڑی کے دو پہیے کے مانند ہیں۔ اگر ایک پہیہ ناکارہ رہے۔ تو وہ منزل مقصود پر ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے فرض کو ادا کرنے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔

اخیر میں یہ بھی توجہ دلائی کہ جہاں تک ہو سکے بہنیں سادے اور معمولی لباس پہنکر آیا کریں۔ ریشمی اور قیمتی کپڑا کوئی نہ پہنے۔ تاکہ کسی کو اس اعتراض کی جگہ نہ رہے۔ کہ عورتیں ایک دوسرے کے زیور کپڑے دیکھنے یا دکھانے کو جمع ہوتی ہیں۔ آپ کی تقریر ختم ہونے کے بعد خاکسار نے اس کی تائید میں تقریر کی۔ اس کے بعد محمودہ بیگم صاحبہ نے معقول وقابل قدر تقریر بعنوان "ہمیں کیا کرنا چاہیئے" کی۔ اوس کے بعد بہت سی بہنوں نے انجمن کی ممبری کے لئے اپنے نام لکھوائے۔ اور کارکن کمیٹی کے ممبر انتخاب کئے گئے۔ سب سے آخر اہلیہ حضرت امیر نے چند احادیث پڑھیں اور ان کا مطلب سمجھایا۔ اور اس سلسلہ کو ہر آیندہ جلسے میں جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا۔ پھر دعا کی گئی اور نہایت کامیابی سے یہ جلسہ برخاست ہوا۔ اب سب احمدی بہنوں کا فرض ہے کہ وہ اس مفید کام میں حصہ لیں۔ اور اپنی انجمن کی ممبری میں نام لکھوائیں۔ رہی یہ بات کہ باہر کی بہنیں علاوہ ممبری کے اور کس طرح احمدیہ انجمن خواتین کے مقاصد میں شریک ہو سکتی ہیں۔ اس کے لئے محترمہ اہلیہ حضرت امیر نے وعدہ فرمایا کہ وہ کسی آیندہ اشاعت میں اظہار خیالات فرمائیں گی۔ ممبری کے لئے اہلیہ حضرت امیر کی خدمت میں خط لکھا جاوے۔

خاکسار اہلیہ ظہور احمد از لاہور

تقریر

(بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

میری معزز بہنو! گزشتہ دنوں میں جو لکچر وغیرہ آپ نے سنے ہیں۔ ان پر غور کرنے سے آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ ہمارے مردوں کو اگر ایک طرف یہ اعتراف ہے کہ عورتیں ذہنی عقلی اور تعلیمی حیثیت سے مردوں کی برابری کا حق رکھتی ہیں۔ تو دوسری طرف ان کو یہ زبردست شکایت بھی ہے۔ کہ زمانہ حاضرہ کی بی بیاں اپنے فرض منصبی سے غافل ہیں۔ اور جگانے سے بھی بیدار نہیں ہوتیں۔ وہ کہتے ہیں اور بجا کہتے ہیں کہ کہاں وہ بزرگ بی بیاں جو ہر کام اور معاملہ میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی برابر کی شریک تھیں۔ اور کہاں آج کل کی حالت کہ سوائے کھانے پہننے کے دھندے کے کسی اور بات کا ہوش نہیں۔ یا بچے پالنے سو اس کا بھی صحیح طریقہ معلوم نہیں۔ وہ قرون اولیٰ کی نامور ہستیاں آج اگر ہماری حالت کو دیکھیں تو ہرگز نہ پہچان سکیں کہ یہ انہیں کی نام لیوا ہیں۔ ہمارا وجود ہماری ہستی اب ان کے لئے قابل شرم ہے ہم نے اپنے جوہر انسانیت کو کھو دیا۔ اور انسانی دماغ اور قوٰے رکھتے ہوئے حیوانوں کی طرح بسر کرتے ہیں۔ یہ کوے اور چڑیاں بھی بچے پالتے ہیں۔ اور دن بھر پیٹ کے دھندے میں مصروف رہتے ہیں۔ پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے بلکہ ہماری یہ زندگی ان سے بھی بدتر ہے۔ ہم کو خدا نے اشرف المخلوقات بنایا عقل و سمجھ عطا کی۔ مگر پھر بھی ہم اس ذلیل حالت پر قانع ہیں کہ بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت ہم کو نہیں آتی۔ دینی تعلیم سے ہم ناواقف ہیں۔ قومی کاموں سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ خدمت دین کا ولولہ ہم میں مفقود ہے۔ اور اپنے صنف کے کارناموں سے ہم قطعاً ناآشنا ہیں۔ ہمیں خبر ہی نہیں کہ تاریخ اسلام کتنے ہی ایسے جگمگاتے ہوئے کارناموں سے روشن ہے۔ جو ہماری صنف کے کمزور ہاتھوں سے وقوع پذیر ہوئے۔ میری بہنو! یوں تو اکثر ہم وعظ ونصیحت سنتے ہیں۔ اور فراموش کر دیتے ہیں۔ مگر اس دفعہ مجھے خیال آیا کہ آخر کتنے عرصہ ہم اس خواب خرگوش میں پڑے سوتے رہیں گے۔ اور کب تک اس ذلیل حالت کو برداشت کریں گے کہ سال بھر میں ایک مرتبہ جاگے مردوں کی جھاڑیں کھالیں۔ اور پھر سو رہے۔ گویا چند بے جان مورتیں ہیں جن پر اثر نہیں ہوتا یا حیوان ہیں۔ کہ سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ کیوں نہیں ہم کو غیرت آتی۔ کیوں نہیں ہم ہمت کرتے کہ اس جمود کی حالت سے نجات ہو۔ میں سوچتی ہوں کہ خدایا ہماری بھی کیا ناکارہ اور بے مصرف زندگی ہے۔ کہ سنتے ہیں اور اثر نہیں ہوتا سمجھ سکتے ہیں۔ اور سمجھنا چاہتے نہیں۔ ہمیں بھی خدا نے ویسے ہی ہاتھ پاؤں دل و دماغ دیئے ہیں۔ جیسے ہماری پہلی بی بیوں کو ملے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان سے کام نہیں لیتے۔ میں جانتی ہوں کہ ہمیں تعلیم نہیں دی گئی۔ ہمیں جاہلیت کی تاریکی میں رکھا گیا۔ ہم خود علم سے محروم رہے۔ اس لئے صرف ہم ہی قصوروار نہیں۔ بلکہ بڑی حد تک یہ الزام ہمارے مردوں پر بھی عائد ہے۔ مگر میری بہنو اب گزشتہ باتوں کو یاد کر کے رونے سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب تو یہ فکر کیجئے کہ یہ وقت جو نکلا جا رہا ہے اسکے لئے بھی نہ پچھتانا پڑے مردوں نے اپنی غلطی کا نتیجہ دیکھ لیا۔ کہ آج ان کی ترقی کئی سال پیچھے جا پڑی ہے۔ وہ اب محسوس کرتے ہیں کہ ان کی ہمدرد وغمگسار بیویاں دینی وقومی کاموں میں ان کی رفاقت نہیں کر سکتیں اور اس لئے ان میں وہ جوش پیدا نہیں ہوتا جو ترقی کا روح رواں ہے خوش قسمتی سے اب وہ اس کمی کو پورا کرنے کے خواہشمند ہیں۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اس کو بھولا نہیں کہتے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ جب انہوں نے دست اعانت بڑھایا ہے تو سنبھل جائیں۔ اور ان کی آواز پر صدق دل سے لبیک کہیں۔ اب بھی موقعہ ہے سنبھلیں اور اپنی بے کار زندگی کو کارآمد بنانے کی کوشش کریں۔ بے کار ہیں اس لئے کہتی ہوں کہ جب زندگی کا حقیقی مقصود حاصل ہوا تو جینا بیکار ہے۔ فارسی میں چند شعر ہیں جن کا مطلب ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب خوش ہوتے ہیں۔ مگر وہ روتا ہے۔ ہمیں ایسی زندگی بسر کرنی چاہیئے کہ جب موت آئے تو سب رو رہے ہوں۔ مگر ہمارا دل خوش ہو کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

میری محترم بہنوں۔ اگر آپ کے دل میں یہ خیال جاگزین ہے کہ اب ہماری عمر نہیں کہ تعلیم حاصل کریں۔ اب ہم بال بچوں کے جھگڑوں میں گرفتار ہیں۔ خانہ داری کے بکھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تو خوب یاد رکھئے کہ یہ خیال نہایت ہی بودا اور نامعقول ہے۔ اگر آپ تاریخ اسلام کو پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ صفحوں کے صفحے ان بی بیوں کے زریں کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔ جنہوں نے ہر قسم کے کام کئے۔ جنگوں میں وہ شریک ہوئیں۔ تیر و تلوار انہوں نے چلائے نرس کا کام انہوں نے کیا۔ ملک گیری میں وہ شامل ہوئیں۔ درس انہوں نے دیئے اور اشاعت اسلام میں انہوں نے حصہ لیا۔ تو کیا آپ یہ سمجھتی ہیں۔ کہ یہ بی بیاں بال بچوں اور خانہ داری سے آزاد تھیں۔ یا یہ کہ انہوں نے بچپنے میں کسی اعلیٰ درسگاہ میں تعلیم پائی تھی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ بچوں والیاں تھیں۔ اپنے گھروں کے کام کاج بھی اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ شوہروں کی تابعدار تھیں۔ باایں ہمہ وہ دینی و قومی کاموں میں بھی پیش پیش تھیں۔ انہوں نے کسی سکول یا کالج میں تعلیم نہیں پائی۔ وہ کسی یونیورسٹی کی ڈگری یافتہ نہ تھیں۔ بلکہ انہوں نے اپنا بچپن ایک ایسی جاہل اور اکھڑ قوم میں گذارا تھا۔ جو لڑکیوں کو تعلیم وتربیت دینا تو کجا ان کو زندہ گاڑ دینے میں ہی فخر سمجھتی تھی۔ وہ جانتے ہی نہ تھے۔ کہ عورت بھی کوئی زندہ حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ وہ جائداد کیطرح باپ کے بعد بیٹے کے قبضے میں آجاتی تھی۔ آخر جب آفتاب اسلام طلوع ہوا۔ اور اس نے عورت کی حیثیت کو دنیا پر ظاہر کیا۔ تو اس جاہل قوم میں سے وہ ستارے چمکے جن سے عالم روشن ہوا۔ از ابتدا تا انتہا ہر جگہ یہ ناتواں ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے۔ جب اسلام پر کفر کے بادل منڈلا رہے تھے اور چاہتے تھے کہ اس روشنی کو ملیامیٹ کر دیں۔ تو سب سے پہلے جو اسلام کا ممد و معاون ہوا۔ وہ ایک عورت تھیں یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں تمام مصائب اور تکلیفوں میں عورتیں مردوں کے دوش بدوش رہیں۔ مکہ میں کفار کی طرف سے مسلمانوں کو جو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں۔ ان سے عورتیں مستثنےٰ نہ تھیں۔ ان کو عرب کی گرمی میں دوپہر کے وقت دھوپ میں جلتی ہوئی ریت پر بھوکا پیاسا لٹا کر مارتے تھے۔ ان کی چھاتیوں پر بوجھل پتھر رکھے جاتے تھے۔ پیاس کے مارے ان کی زبانیں باہر نکل آتی تھیں۔ کئی بیچاریاں اس سختی کو برداشت نہ کر سکیں۔ اور جان دے دی۔ مگر وہ قدم جو اسلام کی راہ میں اٹھ چکا تھا واپس نہ ہوا۔ گھر بار چھٹا خانہ بدوش ہوئیں مگر دین کی خاطر سب مصیبتیں ہنسی خوشی جھیلیں۔ انہیں ایثار مجسم ہستیوں کے خون سے سینچا جاکر اسلام کا ننھا سا بیج وہ تناور درخت بنا جس کے سایہ رحمت میں ایک دنیا نے راحت پائی۔ یہ تو تکلیفوں کا زمانہ تھا۔ زمانہ عروج میں بھی یہ مبارک بی بیاں اپنے فرائض میں مشغول نظر آتی ہیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ درس قرآن دیتی تھیں۔ سینکڑوں مرد ان سے علم دین سیکھ کر دنیا کے رہبر بنے۔ غور کا مقام ہے کہ وہ کیا بات تھی۔ جس نے ان ایام جاہلیت میں پرورش یافتہ خاتونوں سے ایسا عظیم الشان کام لیا جہاں تک میں نے سوچا یہی معلوم ہوا کہ وہ ان کا دینی جوش اور تڑپ تھی۔ جس نے ان کو قعر مذلت سے نکال کر بام رفعت پر پہنچا دیا۔ وہ اپنے فرائض کو پہچانتی تھیں۔ اگرچہ وہ اپنے ہاتھوں سے چکیاں پیستی تھیں۔ دودھ دوہتی تھیں۔ برتن مانجتی تھیں۔ پانی بھرتی تھیں مگر ان کے قلب نور اسلام سے منور تھے۔ ان کے بچوں نے دین اسلام اپنی ماؤں کی گود میں سیکھا۔ انہوں نے اپنے شوہروں کو اپنے ہاتھوں سے ہتھیار پہنا کر بہ خندہ پیشانی میدان جنگ کو رخصت کیا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو خوشی سے اسلام پر قربان ہونے کی اجازت دی ایک واقعہ تاریخ میں درج ہے جب میں پڑھتی ہوں تو میرے دل کی عجب حالت ہوتی ہے۔ لکھا ہے کہ ایک بی بی تھی احد کی جنگ میں ان کے شوہر بھائی اور بیٹا شامل تھے۔ ہمارے نبی کریم صلعم کو اس جنگ میں بہت تکلیف پہنچی تھی۔ آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔

اس قدر زخم آئے کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ اور دشمنوں نے مشہور کر دیا کہ محمد مارے گئے۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو یہ بی بی گھر سے دیوانہ وار نکل پڑیں۔ ایک آدمی ملا اس نے کہا کہ افسوس تیرا شوہر اور بھائی شہید ہو گئے ہیں۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا اور خاموش ہو گئیں۔ آگے بڑھیں تو ایک اور شخص ملا اس نے کہا کہ تیرا بیٹا بھی مارا گیا۔ تو اس صابر بی بی نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ رسول خدا کیسے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ وہ زندہ ہیں آپ آگے بڑھیں اور نبی کریم کا جمال مبارک دیکھا۔ اور جو کچھ کہا وہ شبلی مرحوم نے خوب منظوم کیا ہے۔

میں بھی شوہر بھی پسر اور برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اسی طرح حضرت زینب نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو میدان کربلا میں شہید ہونے کے لئے بھیجا۔ ان واقعات پر نظر ڈالئے اور پھر اپنے دلوں کو ٹٹولئے کہ آج ہماری کیا حالت ہے۔ آج بھی اسلام پر مصائب کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایمان ثریا پر جا چکا تھا۔ اور مسلمان برائے نام مسلمان تھے۔ آج تثلیث اور بت پرستی توحید کے مٹانے کے درپے ہے۔ اور مسلمان ہیں کہ ان کو آپس میں ہی جنگ بازی سے فرصت نہیں۔ کہ اپنی بہتری اور بہبودی کو سوچ سکیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے جو اسلام کا خود محافظ ہے اپنے مامور کو بھیجا یعنی چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کو۔

آپ نے قلمی جہاد کیا۔ اور اسلام کے لئے سینہ سپر ہوئے۔ اور مسلمانوں کو للکارا کہ آؤ اسوقت آپس کے اختلافات چھوڑ دو۔ اور کفار کے مقابلہ کے لئے متحد ہو جاؤ۔ آپ اسلام کے خادم تھے اور اپنی زندگی بھر تن من دھن سے خدمت اسلام میں مصروف رہے۔ آپ نے کیا کیا خدمات کیں۔ یہ ایک طویل مضمون ہے۔ اس مختصر وقت میں اتنی گنجایش نہیں کہ بیان کر سکوں۔ مگر اتنا کہے دیتی ہوں کہ جیسا ہمیشہ نیکوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ وہی آپ کے ساتھ بھی ہوا اور افسوس کہ مسلمانوں نے آپ کی قدر نہ کی۔ اور بہت کم تھے۔ جنہوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ میری بہنوں آپ مبارک ہیں کہ آپ اس جماعت میں شامل ہیں۔ جس کا نصب العین دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ آپ نے مسیح موعود کا زمانہ پایا۔ جس کے لئے بڑے بڑے ولی اللہ آرزو کرتے تھے۔ پھر آپ پر کس قدر اللہ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے آپ کو شناخت کی توفیق دی۔ پھر بھی اگر ہم اس نعمت کی ناقدری کریں۔ تو کسقدر افسوس ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم میں اعلےٰ تعلیم نہیں۔ یہ بھی صحیح کہ ہم علم دین سے بے بہرہ ہیں۔ مگر ہمت و استقلال وہ چیز ہے کہ جس کے سامنے پہاڑ بھی ہیچ ہیں۔ اپنے دلوں میں خدمت دین کے لئے جوش اور تڑپ پیدا کرو۔ پھر دیکھو کہ مشکلات کے پہاڑ کافور ہو جائیں گے۔ فرصت کے اوقات میں جب گھر کے کام کاج سے فراغت پاؤ تو غور کرو کہ کس طرح ہم اپنے آپ کو مفید بنائیں۔ کونسا طریقہ ہے جس سے ہم خدمت دین کر سکیں۔ معمولی کاموں کے لئے بھی سوچ بچار کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر یہ تو اہم کام ہے۔ اس کے لئے تو بہت غور و فکر کی ضرورت ہے جہاں تک میں نے غور کیا ہے یہی سمجھ آیا کہ ہماری اصل بیماری علم دین کا نہ ہونا ہے۔ اس لئے ہم میں جوش و ایثار نہیں جب تک اصل مرض کا علاج نہ ہو کامیابی ناممکن ہے۔ لاکھ وعظ و نصیحت سنیں۔ ایسا ہی ہے جیسے پتھر پر بارش پڑی اور بہ گئی۔ اس لئے میں نے آپ سب بہنوں کو تکلیف دی ہے کہ آپ سب مل کر مشورہ کریں کہ اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ ایک آدمی کچھ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ سب بہنیں اپنی اپنی طاقت کے مطابق کوشش نہ کریں۔ قبل اس کے کہ میں آپ سے قیمتی خیالات سنوں پہلے اپنی ناچیز رائے ظاہر کرتی ہوں۔ میرے خیال میں جوش کو تازہ رکھنے اور ایک متفقہ لائحہ کار بنانے کے لئے ایک انجمن بنانی چاہیئے آپ انجمن کے نام سے گھبرائیں نہیں۔ انجمن کسی عجیب چیز کا نام نہیں چند نفوس کا باہم ملکر باقاعدہ کام کرنیکو انجمن کہتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے تو ہم کو ایک باقاعدہ انجمن بنانی چاہیے۔ اور پھر اس کے ماتحت ایک کلاس کھولنی چاہیے۔ جو بہنیں دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق رکھتی ہیں وہ شامل ہوں۔ ہم مردوں سے درخواست کرینگے کہ وہ ہمارے لئے تعلیم کا انتظام کریں۔ مگر جبتک خود ہمت نہ کریں۔ دوسرا کوئی مدد نہیں کرتا مجھے امید ہے کہ تین چار سال کی تعلیم کے بعد آپ اس قابل ہو جائینگی کہ اپنی قوم کی بچیوں کی تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لے سکیں نہ صرف آپکی اپنی ذات کو فائدہ پہنچے گا۔ بلکہ مردوں کے ایک بہت بڑے بوجھ کو آپ ہلکا کر دیں گی۔ اب میں آپ سب کی رائے معلوم کرنا چاہتی ہوں اور آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ہمت عطا کرے۔ اور دین و دنیا کے حسنات کا وارث بنائے۔ آمین +

نحوست و بدقسمتی کا مجسمہ یعنی مُلّا

(از چوہدری محمد اقبال صاحب اٹلی)

ایشیائی ممالک میں عموماً اور ہندوستان و ایران وغیرہ میں خصوصاً اُلّو کو سب سے زیادہ منحوس جانور شمار کیا جاتا ہے۔ اور مثل مشہور ہے کہ جہاں ویرانی و تباہی آنی ہوتی ہے۔ وہاں اُلّو اپنا گھر بنا لیا کرتا ہے۔ اور اگر رات کے وقت کسی آدمی کے سر کے اوپر سے یہ جانور گذر جائے۔ تو اس کی قسمت الٹ جاتی ہے۔ گو یہاں یورپ میں اس قسم کی مثل مشہور نہیں۔ لیکن میرا اپنا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ کہ جس جگہ مُلّا گذر جائے اس جگہ کے رہنے والوں میں تباہی اور بربادی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر واہ رے یورپ کی جدت طرازی اور عالی دماغی۔ اس بدقسمتی کو دور کرنے کا بھی اس نے ایک نہایت ہی ظرافت مآب علاج سوچا۔ جسے میں ذیل کے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر لکھتا ہوں۔

گذشتہ موسم سرما میں میں یہاں کے کمپنی باغ میں ایک بنچ پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ یونیورسٹی کے چند نوجوان دوست جو لا میڈیکل و انجنیرنگ کالجوں کے طلبا تھے۔ مجھے اکیلا بیٹھا دیکھکر وہیں آگئے۔ اور ہندوستان کے متعلق باتیں دریافت کرنی شروع کیں۔ یعنی کیا ہندوستان میں سانپ۔ ہاتھی۔ شیر۔ چیتے اور جنگل وغیرہ ہیں۔ اور کیا میں نے یہ سب جانور بچشم خود دیکھے ہیں۔ میں ان باتوں کا ہنس ہنس کر جواب دے رہا تھا کہ یکایک ایک نوجوان زور زور سے کچھ عجیب زبان میں چلانے لگا۔ اور ساتھ ہی کچھ عجیب و غریب حرکتیں بھی کرنے لگا۔ جیسا کہ ہمارے ہندوستانی مُلّا پیشاب کرنے کے بعد پندرہ بیس منٹ تک کسی مسجد کے صحن یا شارع عام میں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اس تہذیب سوز حرکت سے دل میں بڑے خوش ہوتے ہیں۔ خواہ شرفا کو اس بدتہذیبانہ حرکت سے کتنی ہی تکلیف اور دکھ محسوس ہو۔ اس نوجوان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر باقی طلبا بھی وہی حرکات کرنے اور چلانے لگے۔ میں حیران تھا کہ یہ لوگ عجیب وحشی ہیں کہ یہاں سینکڑوں عورتیں مرد بیٹھے ہیں۔ اور انہیں ایسا کرتے شرم نہیں آتی۔ وہ ان حرکات میں مشغول تھے۔ لیکن سب کی نظر ایک طرف تھی۔ جس طرف سے تین چار مُلّا (پادری عیسائی) آ رہے تھے۔ جب ان مُلّاؤں نے یہ حرکات دیکھیں تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسری طرف چلے گئے۔ تب وہ نوجوان میرے پاس آ بیٹھے۔ میں نے ان سے اس امر کی تشریح چاہی تو ایک نوجوان بولا۔ کہ کیا مجھے خبر نہیں کہ جہاں اور جس طرف یہ مُلّا گذر جاتے ہیں اس جگہ اور اس طرف بدقسمتی اور نحوست پھیلاتے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم لوگوں نے اس کا بہترین علاج یہ سوچا ہوا ہے کہ اگر انسان تین بار مسلمان مُلّانوں والی حرکت کرے۔ تو وہ نحوست نہیں آ سکتی۔ میں نے پوچھا کہ پھر تم پڑھتے کیا تھے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ لاطینی کے دو تین اشعار ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ تین دفعہ ملنٹی حرکت کرو تو بدقسمتی اور نحوست دور ہو جائے گی۔ یہ سن کر میں اور سب نوجوان خوب زور زور سے ہنسے۔ باغ میں بیٹھنے والے اور نوجوان بھی آگئے اور پھر جو ملانوں پر تبرے بازی شروع ہوئی۔ کہ پناہ بخدا ایک نوجوان نے اس پر لکچر شروع کر دیا۔ کہ یہی فرقہ دنیا میں ہر قسم کی جہالت اور تباہی کا ذمہ دار ہے۔ اور آج تک اطالیہ ان لوگوں کے قبضہ اقتدار میں تھا تو تباہ حال تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب اس فرقہ کی لعنت سے اطالین قوم آزاد ہو گئی ہے۔ اور بہت جلد ان کی بیخ و بنیاد جو کچھ ابھی باقی ہے اکھاڑ کر پھینک دی جائے گی۔

مسلمان کہلانے والے ملّا لوگ جو ٹخنوں اور گھٹنوں سے ڈیڑھ بالشت اوپر پاجامہ پہنکر تہذیب و تمدن علم و فضل کے مدعی بنکر خدائے رحمٰن و رحیم کی مخلوق کو تاریکی اور جہالت کے متعفن گڑھے میں رکھنا چاہتے ہیں ابھی سے اپنے بچاؤ کے لئے تیار ہو جائیں۔ ورنہ وہ زمانہ قریب ہے کہ نوجوان مسلمانوں کا طبقہ بھی ان کے ساتھ وہی سلوک کرے گا۔ جو یورپ کے نوجوان اپنے ملانوں سے کر رہے ہیں۔

ترکی ٹوپی کی جگہ یوروپین ٹوپی

میں نے کسی ہندوستانی اخبار میں مخدومی ڈاکٹر انصاری کا ارشاد جو انہوں نے کسی شخص کے سوال کے جواب پر فرمایا تھا پڑھا۔ کہ لوگ ترکی میں ترکی ٹوپی پہنتے ہیں۔ اور کہ اس کی جگہ یوروپین ٹوپی نے نہیں لی۔ بحیثیت ایک ترک رعایا ہونیکے میں اپنے مخدوم سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ آخر حق بات چھپانے کی انہیں کیا ضرورت پیش آئی۔ ترکی میں ترکوں نے یوروپین ٹوپی قانوناً اختیار کی ہے۔ اور میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں اسلام ہرگز اس کا مانع نہیں۔ حضرت نبی کریمؐ نے کوئی خاص طرز کا لباس پہننے کا حکم نہیں دیا۔ اور اگر ایسا ہوتا۔ تو اسلام عالمگیر مذہب کہلانے کا مستحق نہ ٹھیر سکتا تھا۔ اسلام مشرق و مغرب و شمال و جنوب کی سب اقوام کے لئے ہے۔ نہ کہ مغرب اور ہند کے ملانوں کے لئے۔ کہ جو لباس وہ تجویز کریں۔ وہ عین اسلامی ہو اور باقی سب کافرانہ۔ مختلف ممالک اور مختلف آب و ہوا میں رہنے والے لوگ اپنی ضروریات ملکی کے لحاظ سے جو مناسب لباس تجویز کریں وہی ان کے لئے بہتر ہو سکتا ہے۔ اسلام اس کا مانع نہیں۔ البتہ جو فرد یا قوم اصول اسلامی سے منحرف ہو۔ وہ دائرہ اسلام سے باہر کہی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ نے جو کچھ فرمایا وہ غالباً ہندی ملانوں کے ڈر سے تھا۔ آجکل ترکی سلطنت میں جو واقعات پیش آ رہے ہیں۔ وہ محض ملانوں کا زور توڑنے کے لئے ہیں۔ اور میں تو کہوں گا اللّٰہم زد فزد۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب جب تک ہندوستانی ملانوں کی کفر سازی کی توپ کے گولہ کی زد سے باہر کفرستان یورپ کے احاطہ میں چند روز کے لئے تشریف فرما تھے اور یوروپین ٹوپی سے سر مبارک کو زیب کئے ہوئے تھے۔ تو کیا ان کا دل نور اسلام سے معرا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ان کا دل تو اسی آگ سے جل رہا تھا۔ جو دہلی کی جامع مسجد کے صحن کے اندر ان کے دل و دماغ کو کباب بنا رہی تھی۔ آخر یہ ملّا نوازی کب تک؟ اس لعنت کو یعنی ملّاگری کے طلسم کو توڑ پھینکنا چاہیے۔ ورنہ اسلام کی خیر نہیں +

ایک تینتیس۳۳ سالہ مہاجر و مجاہد یعنی مولانا محمد برکت اللہ صاحب بھوپالی کا

پیغام

بنام مولانا ابوالکلام صاحب آزاد۔ مولانا محمد علی صاحب و مولانا شوکت علی صاحب

دیکھیں کہ تم پہ کس طرح ہوتا نہیں اثر
لو آج نامہ لکھتے ہیں خون جگر سے ہم

مولانا محمد برکت اللہ صاحب بھوپالی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انہوں نے اپنی تمام عمر خدمات اسلام میں گذار دی ہے۔ اور اب جبکہ آپ کا سن ساٹھ سال سے اوپر ہو چکا ہے۔ خدمت دین میں اسی طرح منہمک ہیں۔ ہاں ایک زمانہ تھا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی نجات تلوار کے بل بوتے پر سمجھتے رہے۔ اور اس کے لئے انہوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر بڑی بڑی مردانگی کے کام کئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے ایک فرستادہ کے منہ سے ایک چوتھائی صدی پہلے یہ کہلوا دیا تھا۔ کہ اب مسلمانوں کے لئے تلوار سے جہاد کرنے میں کامیابی نہیں۔ لیکن اس مجدد وقت و پاک انسان کے ارشادات کو مسلمانوں نے ذرہ بھر وقعت نہ دی۔ مگر خدائی الفاظ آخر دنیا میں اپنی سچائی ظاہر کر دیا کرتے ہیں۔

آج جبکہ وہ فرزندان اسلام جو تلوار اٹھانے کے قابل سمجھے جاتے تھے۔ اپنی تلواروں کو ناامیدی و یاس کے عالم میں خود اپنے ہاتھوں توڑ رہے ہیں۔ تو پھر وہ لوگ جو محض مسجدوں اور حجروں میں بیٹھکر الجہاد۔ الجہاد کے نعروں سے زمین آسمان کے قلابے ملانے کے عادی ہیں۔ دنیا کی نظروں میں کیا وقعت رکھنے کے مستحق ہیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ان میں تلوار اٹھانے کی طاقت نہیں۔ تو پھر یہ وعظ لاحاصل اور لغو ہے۔ اگر ان میں طاقت ہے یا تھی تو اس کا عملی ثبوت ہونا چاہیے۔ اگر وہ کہیں کہ ترکوں نے ثبوت دیا۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ انہوں نے دین کے لئے جہاد نہیں کیا۔ جو کچھ کیا وہ محض اپنی ملکی آزادی کے لئے تھا۔ ہاں جہادی واعظ یہ کہہ سکتا ہے کہ ملکی آزادی میں اسلامی آزادی منحصر ہے۔ مگر کیا آج اسی مجدد خلافت یعنی غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو کافر ملاؤں نے خطاب نہیں دیا جا رہا۔

اور اگر انہیں جہاد ہی کی طرف مقصد - تو پھر اسلام کے لئے ایک کافر کیسے جہاد کر سکتا ہے - آئندہ یہاں جو کوئی تلوار اٹھائے گا - وہ اسلام کے لئے نہیں ہوگا - بلکہ محض کسی دوسری غرض کے لئے ہوگی کیونکہ خدا کے ایک فرستادہ نے صدی کا چہارم مقصر پہلے اعلان کر دیا تھا - کہ تلوار سے دینی جہاد بند ہوگیا ہے - کیوں؟ اس لئے کہ آپ اسکی ضرورت نہیں رہی - جو شخص اسے نہ مانے وہ گذشتہ ایا سبا لضف صدی کی اسلامی تاریخ پر ایک نظر غائر ڈالے - اور اس موجودہ وقت کا بھی بغور مطالعہ کرے - تو وہ یقیناً اس متبرک انسان کے الفاظ کو سچا مانے گا - ہاں ملکی آزادی کی جدوجہد اور چیز ہے - اور دین کے لئے اور - دین کو بزور تلوار پھیلانا - پہلے بھی گناہ تھا اور اب بھی ویسا ہی ہے - اور حقیقت تو یہ ہے کہ اب اس کی حفاظت بھی اس بیسویں صدی کے پہلے نصف میں بذریعہ تلوار بعید از وہم وقیاس ہے - اور شاید یہ تمام صدی ایسے ہی گذر جائے - تو اب سوال ہوتا ہے - کہ پھر مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ سو حفاظت و خدمت اسلام کے لئے اب وہی راستہ کھلا ہے - جس کی طرف مجدد دوراں نے رہنمائی فرمائی ہے - یعنی اشاعت اسلام - اس لئے اے مسلمانو! اب آؤ اور اٹھو - اور تمام دنیا میں قرآنی براہین نیرہ کی چمکیلی اور خیرہ کر دینے والی آبدار تلوار سے دشمنان اسلام کے ممالک میں گھسکر ان کے گھروں کے اندر نعرۂ تکبیر بلند کرکے زلزلہ ڈالدو -

مسلمانو! یہ ایک بہت بڑی سیاست ہے - اس کے نتائج پر ذرا گہری نظر ڈالو - یہ ضروری نہیں کہ ہاتھوں پر سرسوں جم جائے - اور جھٹ منگنی پٹ نکاح ہو جائے - خلافت کی تحریک پر تم نے کم از کم ۱۲ کروڑ روپیہ جمع کیا - اس کا نتیجہ اچھا ہوا یا برا - وہ وقت رفت و گذشت ہوگیا - اب اس پر رونا اور آنسو بہانا لاحاصل ہے - اب اس نئے نظام کے لئے اس کا چوتھا حصہ ہی جمع کرنے کی ہمت کرو - اور اسلامی مشن انگلستان - امریکہ - افریقہ - جرمنی - ہند وغیرہ ممالک میں نہایت مضبوطی سے قایم کرو - پھر دیکھو کہ دس سال میں دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی - اگر تم آئندہ دس سال کے عرصہ میں یورپ کے ممالک میں دس ہزار مسلمان پیدا کر لو - تو دیکھو گے کہ کسطرح اسلام زندہ ہوتا ہے - اور کسطرح ان ممالک اور ان کے مقبوضات میں اسلام کو تقویت حاصل ہوتی ہے - اسلام کے خلاف جو کچھ زہر ان ممالک میں پھیلایا جا چکا ہے - اگرچہ وہ صدیوں کی کوشش کا نتیجہ ہے - لیکن اگر تم ہمت سے کام لو - تو تم اسے دس سال کے عرصہ میں دور کر سکتے ہو - اس وقت دنیا کی نظروں میں تم حقیر و ذلیل ہو لیکن دس سال کی کوشش سے تم دنیا میں محبوب ترین بن سکتے ہو - اسلام کو ان ممالک میں ایک وحشی اور خونخوار مذہب دکھایا جا رہا ہے - اور اگر تم نے آنکھیں نہ کھولیں - تو یہ سلسلہ جاری رہیگا - اور ایک نادر موقعہ غلط فہمیوں کے دور کرنے کا تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے گا - وہ لوگ جنہیں انتظار ہے کہ امام مہدی یا عیسیٰؑ آسمان چہارم سے اتر کر سوروں کا شکار کرینگے - اور کسر صلیب کرینگے - وہ ایک خیال خام میں مبتلا ہیں - اور جناب عیسیٰؑ نے دمشق کے شرقی منارے پر اترنے کی طرف توجہ فرمائی - اور صلیب کی طرف نگاہ کرم سے دیکھا - تو پھر دیکھا کہ فرنچ جرنیل اور ان کے ہمنوا کس طرح خدا کے چہیتے بیٹے کے ساتھ پیش آتے ہیں - پہلی بار تو آسمان کی طرف بھاگنا پڑا تھا - لیکن اب دوسری بار وہ راستہ بھی ہوائی جہازوں نے روک رکھا ہے -

بہرحال مولانا محمد برکت اللہ صاحب کا پیغام حسب ذیل ہے جو انہوں نے زبانی مجھے اس وقت دیا تھا - جبکہ میں گذشتہ ایام میں ان کی خدمت میں کسی خاص کام کے لئے حاضر ہوا تھا - وہ بیچارے فرانس سے نکال دئے گئے ہیں - اور اب سوئٹزرلینڈ میں مقیم ہیں - اور اپنی کتاب خلافت کا عربی ترجمہ لکھ رہے ہیں - جو پہلے انگریزی و فرنچ میں شایع ہو چکی ہے - انہوں نے فرمایا کہ - میں مولانا ابو الکلام صاحب و مولانا محمد علی صاحبان وغیرہ کی خدمت میں ان کی طرف سے السلام علیکم لکھدوں - اور لکھوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ یہ بزرگ اپنے اپنے پروگراموں پر نظر ثانی کریں - اور اشاعت اسلام کے کام کو سیاسیات پر مقدم کریں - ورنہ عالم اسلام کی خیر نہیں - ہندوستان کی اچھوت اقوام کی طرف پوری پوری توجہ کریں - اور اپنے اشاعتی مشن انگلستان جرمنی - امریکہ - فرانس - جاپان - افریقہ وغیرہ میں نہایت مضبوطی سے قائم کریں - جو نہایت مضبوط نظام کے ماتحت ہوں - اور کام کرنے والے نہایت اولوالعزم - دیندار مجاہد نوجوان جو مشرقی و مغربی علوم سے کما حقہٗ واقف ہوں - باہر بھیجے جائیں - مگر ایسے لوگوں کو سیاست کے کاموں میں ہرگز ہرگز کسی قسم کا دخل نہیں دینا چاہیئے - یہ صرف خدمت اسلام بذریعہ قرآن و حدیث کریں - اور ان تمام اعتراضات کو جو اسلام پر صدیوں سے لگائے جا رہے ہیں - نہایت مضبوط دلایل و براہین سے دور کریں - اگر ہر ملک میں چالیس چالیس یورپین عالم پیدا ہو جائیں تو اسلام کا وہ شاندار زمانہ ماضی جلد عود کر آئے گا -

پھر انہوں نے فرمایا کہ ان بزرگوں کو یہ بھی لکھوں کہ ملانوں کے خوف کو دلوں سے نکال کر اور خدا کی مدد چاہتے ہوئے - فوراً اس کام کو شروع کر دوں - پھر مولانا صاحب نے نہایت رقت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ انہوں نے ۳۲ سال تک اسلام کی خدمت کی ہے - اور وہ سیاسی پہلو کو ہمیشہ پیش پیش رکھتے رہے - مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا - اب ان کا سن اتنا زیادہ ہوگیا ہے - کہ وہ جوش اور ولولے نہیں رہے - اب نوجوانوں کا کام ہے کہ وقت کو بیفایدہ اشتغال میں ضایع نہ کریں - پھر انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ہندوستانی مسلمان سات آٹھ کروڑ اچھوت اقوام کو آئندہ دس بیس سال کے اندر اسلام میں لے آئیں - تو یہ بڑا عظیم الشان کام ہوگا - اور ہندوستانی مسلمانوں کو اس کی طرف بھی فوراً توجہ پھیر دینی چاہیئے یہ پیغام ہے کہ جو ایک تجربہ کار مجاہد نے مسلمان لیڈران ہند کو دیا ہے - اس پر غور کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے - اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو حقیقی خدمت اسلام کی توفیق عطا فرماوے -

(راقم محمد اقبال از انلی)

سوال از آسمان جواب از ریسمان

اڈیٹر الفضل صاحب نے منشی محمد نصیب صاحب کے بارہ میں یکم جنوری کے اخبار میں ایک خلاف واقعہ امر لکھا تھا - جسپر منشی صاحب نے ۱۲ جنوری کے اخبار پیغام صلح میں لکھا کہ اڈیٹر الفضل نے یہ سراسر جھوٹ اور افترا باندھا ہے - اب چاہیئے تو یہ تھا کہ اڈیٹر الفضل اس کی تردید یا تائید کرتا - لیکن جن لوگوں کا توازن دماغ ہی درست نہ ہو ان سے دو حرفی جواب کی توقع کب ہو سکتی ہے - اب ۲۲ جنوری کے الفضل میں ہمارے اخلاق پر حملہ کر دیا ہے - ایک شخص اسے کہتا ہے کہ تم نے جو کچھ لکھا ہے وہ جھوٹ اور افترا ہے اسے جواب ملتا ہے کہ تم بداخلاق ہو سبحان اللہ کیا ایمانداری اور اخلاق ہیں - پھر وہ کہتا ہے کہ اگر اس کا لکھنا جھوٹ ہے تو اس کے مقابل مؤکد بعذاب قسم کھاؤ - جواب ملتا ہے کہ فلاں سے کہو کہ وہ فلاں امر کی جس کا موجودہ معاملہ سے کوئی تعلق نہیں - مؤکد بعذاب قسم کھائے - بھلا ایسی عقلمند قوم کا کون مقابلہ کر سکتا ہے - پھر منشی صاحب نے ایک آدھ مثال پیش کی ہے - جسپر اڈیٹر صاحب الفضل لکھتے ہیں - کہ ان نہایت گندے اور ناپاک الزامات کا کوئی ثبوت پیش کرو - اگر تو لاہور کا ثبوت درکار ہے تو جب اڈیٹر صاحب یہاں تشریف فرما ہوں - وہ ہم سے نہیں - اپنی جماعت سے ثبوت دریافت کریں - رہے قادیان کے فرشتے - انہیں اڈیٹر صاحب خود بھی جانتے ہیں - اور احمدیہ سٹور کے حصہ دار تو قادیان کے ان پاک لوگوں سے بخوبی واقف ہیں - منشی صاحب نے شرافت سے ناموں کی پردہ پوشی کی تھی - تو اسپر پردہ ہی رہنے دینا بہتر تھا - کیا اڈیٹر صاحب اپنے ضمیر سے کہہ سکتے ہیں - کہ منشی صاحب کا یہ الزام غلط ہے - اور کہ قادیان میں ان کی جماعت کے سب ممبر فرشتے ہی ہیں - اگر ان کی آنکھ اور شنوائی کا قصور ہے تو وہ معذور ہیں - عاقل را اشارہ بس است -

طرفہ یہ کہ الفضل صاحب تو ثبوت مانگ رہے ہیں - اور ہم نے جمعہ کی تعطیل کے باعث دفتر بند رہنے کی وجہ سے اخبار پڑھا بھی نہ تھا اور جس شخص کے متعلق یہ ثبوت طلب کیا گیا تھا - اس نے کہیں اخبار پڑھ لیا - تو اس کے ہوش اڑ گئے - اور وہ ہفتہ کے روز تین بار ہمارے پاس آ چکا ہے - نہایت بدحواس اور فکرمند کہ مبادا میرے نام کی اشاعت ہو کر میری عمر ضایع نہ جائے - اس نے منت سماجت سے یہ بھی کہا کہ میں اڈیٹر الفضل کو لکھوں گا - کہ کوئی ثبوت طلب نہ کریں - اور اس معاملہ کو بالکل ترک کر دیا جائے - اور مجبور کیا ہے کہ ثبوت میں نام نہ دیا جاوے - مزید امید ہے اس کا خط قابل اور راستگو اڈیٹر کو پہنچا ہوگا - ہمیں تو اس غریب پر رحم آیا - اسلئے پبلک کو مزید پتہ نہیں دیا اور اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں - اگر تجربہ کار اڈیٹر کو مزید کسی ثبوت کی ضرورت ہو تو سوچ سمجھ کر ثبوت مانگیں -

اخبار احمدیہ

وفات اخویم مکرم انعام اللہ خاں صاحب پانی پت سے اطلاع دیتے ہیں کہ فورٹ سنڈیمن کے خط مورخہ ۱۰ جنوری سے یہ معلوم کرکے بے حد رنج ہوا کہ جناب ملک عطا محمد صاحب کلرک ژوب لیوی کور فوت ہوگئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

فورٹ سنڈیمن میں آپ اکیلے احمدی تھے - اور جماعت میں چندہ سے شریک ہوتے تھے - مرحوم کا تقویٰ اہالیان فورٹ سنڈیمن پر روشن ہے - خدا تعالےٰ مغفرت فرمائے - حضرت امیر ایدہ اللہ نے جنازہ غائب پڑھایا - دوسرے احباب بھی مرحوم کا جنازہ پڑھ کر عنداللہ ماجور ہوں -

سالانہ جلسہ
ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جموں

بتاریخ ۲۹-۳۰ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ موافق ۱۳-۱۴ فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۲-۳ پھاگن ۱۹۸۰ بروز ہفتہ و اتوار مسلم ہال واقعہ ریذیڈنسی روڈ منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں مقتدر بزرگان قوم علمائے کرام - مشہور مقرران و مستند ناظم صاحبان اپنے کلام و نصائح سے حاضرین کو مستفیض فرمادیں گے - اور جلسہ میں ضروری قومی و اسلامی معاملات پر بحث و مشورہ ہوگا - اس لئے ہر ایک صاحب بلا تمیز مذہب و ملت شریک ہو کر جلسہ کی رونق کو بڑھائیں -

خادم القوم مینجنگ محمد صادق سکرٹری ایسوسی ایشن جموں

اشتہار واجب الاظہار

عرصہ چند ایام کا گذرا ہے کہ ایک ہندو لڑکا احمدیہ بلڈنگس میں آکر مسلمان ہوا - اسلامی نام عبد الواحد رکھا گیا - نومسلم مذکور نے اپنا سابقہ نام دیوان چند بتلایا - اور سکونت موضع میگن تحصیل چکوال کی ظاہر کی - الغرض اس نومسلم کو مولوی رحمت اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ مہمان خانہ کے سپرد کیا گیا تاکہ وہ اسے نماز وغیرہ سکھائیں - مولوی صاحب نے نومسلم مذکور کو اپنے کمرہ میں جگہ دی - تین دن رہ کر چوتھے دن مولوی صاحب کی عدم موجودگی میں - ٹرنک کا قفل توڑ کر مبلغ للعہ مع چند پارچات کے نکال لے گیا - رپورٹ پولیس میں کر دی گئی تاحال نومسلم مذکور کا کوئی پتہ نہیں چلا - عامۃ المسلمین عموماً و احباب سلسلہ خصوصاً توجہ رکھیں - اور اس نومسلم کے دھوکا سے بچیں - اگر سراغ ملے تو کوشش کرکے پولیس کے حوالہ کریں - اور ہمیں اطلاع دیں - نومسلم مذکور کا حلیہ حسب ذیل ہے -

عمر تقریباً ۱۶ سال - قد لمبا - کلائی پر ڈی - سی - بحروف انگریزی کندہ ہیں - جو اس کے نام دیوان چند کا مخفف ہے - اور ایک سبز رنگ کا پھول بھی کلائی پر کندہ ہیں - رنگ گندم گون - باتوں سے کچھ ہوشیاری و تیزی ٹپکتی ہے -

المشتہر
جبیب الرحمن کلرک پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

سول انجینیرنگ کالج کپورتھلہ

بسرپرستی وامداد

ہزہائی نس عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ سال گذشتہ پر کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائز کر لیا ہے - یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں - بہت اخبارات اور انجینیرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل سٹری ورکس انڈیا ایگزیکٹیو کمشنر انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم	ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست	بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن	جان شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست	زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود	آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ہفتہ میں دو بار۔ یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ "سلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

قال یا ہٰلاکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

اخبار پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما از و یابیم از نور و کمال	وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست	ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبرہائے معاد	ہر چہ گفت آں سید خیر العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است	منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست	منکر آں مہر دین خدا ست
معجزات انبیائے سابقین	آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست	ہر کہ انکار آرد کتاب شقا ہاست
یک قلم از دوری زاں روشن کتاب	نزد ما کفر است و خسران و تباب

قیمت سالانہ ۱۰ روپے ششماہی ۵ روپے سہ ماہی ۳ روپے

طلباء سے سالانہ ۸ روپے

جلد ۱۴ | المسیح مدینۃ لاہور | یوم یکشنبہ مطابق ۱۷ رجب ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۸

محمودیوں کا جلسہ سالانہ

سالانہ جلسہ پر جو ناکامی قادیان میں محمودیوں کو دیکھنی پڑی اس کا اظہار حسرت کے ساتھ یکم و ۵ جنوری کے اخبار الفضل میں کیا گیا ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کا خرچ تئیس ہزار روپیہ ہے۔ اور اس کا پورا کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے۔ اور بالمقابل جلسہ کی آمدنی کی بابت یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کہ کچھ وقت حافظ روشن علی صاحب نے اپیل کرنے میں لیا اور کچھ بابو فرزند علی صاحب نے رپورٹ سنانے میں اور چندہ لینے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور بالآخر بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح جب لیکچر کے لئے سٹیج پر تشریف لائے۔ تو ان سے اجازت لے کر چندہ وصول کرنا چاہا۔ مگر بہت ہی کم چندہ وصول ہوا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس دفعہ چندہ میں غیر معمولی کمی واقع ہوئی اسی پرچہ میں بتایا گیا ہے کہ گیارہ بارہ ہزار کا مجمع تھا۔ پس ایک طرف جلسہ کے تئیس ہزار روپیہ خرچ کا مقروض لنگر پر بوجھ۔ دوسری طرف بارہ ہزار جان نثار مخلصین کے مجمع میں اسقدر قلیل رقم کا وصول ہونا کہ اس کا ذکر تک اخبار میں بے شرمی و بدنامی کا موجب سمجھا گیا سخت ناکامی ہے جبکہ بالمقابل ہماری جماعت کی جلسہ سالانہ پر کامیابی کو برداشت نہیں کر سکا۔ بات یہ ہے کہ جلسہ سالانہ کی رپورٹ دیتے وقت اخبار پیغام صلح میں ایڈیٹر کی طرف سے لکھا گیا کہ اس سال مہمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اور خدا کے فضل سے کامیاب جلسہ ہوا اور حضرت امیر کی طرف سے ۱۳ جنوری کے اخبار پیغام صلح میں جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب کے نام ایک تحریکی چٹھی شائع ہوئی ہے جس میں خدا کے فضل سے جلسہ پر عظیم الشان کامیابی کا ذکر کیا ہے۔ اور جماعت کے اخلاص اور ایثار کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مجدد وقت کے انفاس قدسیہ کی برکت سے کسطرح احباب نے ہر ایک تحریک میں ایثار کا نمونہ دکھایا ہے۔ اور ایک سے بڑھکر دوسری تحریک میں حصہ لیا ہے اس میں مندرجہ ذیل فقرات ہیں۔

"ہمارا سالانہ جلسہ ہوا اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیاب ہوا مجھے جس امر کی خوشی ہے وہ یہ ہے کہ گو باہر سے بہت تھوڑے احباب تشریف لائے کل تعداد پانچسو کے قریب تھی لیکن انہوں نے جس ایثار اور ایثار سے بڑھ کر ہمت کا ثبوت دیا۔ وہ قابل رشک ہے۔" بس کیا تھا شامت اعمال خود الفضل کو اور تو کوئی بات ہاتھ نہیں آئی مارے حسد کے اس نے ۲۴ جنوری کے الفضل میں ان الفاظ میں زہر اگلا ہے۔

"غیر مبائعین کے سالانہ جلسہ پر جسقدر حاضری ہوئی ہے۔ اس کا اگر جماعت احمدیہ کے مرکزی سالانہ جلسہ کی تعداد سے مقابلہ کیا جائے تو اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو جماعت احمدیہ کے مقابل کیا نسبت ہے۔ اسی وجہ سے غیر مبائعین ہر سال اپنے جلسہ کی حاضری کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ اور اس سال بھی انہوں نے ایسا ہی کیا" پھر آگے چل کر لکھتا ہے کہ ایڈیٹر تو لکھتا ہے کہ بہت مہمان آئے۔ اور مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ بہت تھوڑے احباب تشریف لائے یعنی پانچسو۔ گویا باہم اختلاف ہے اور جھوٹ لکھا ہے۔ حالانکہ اگر تعصب کی پٹی آنکھوں پر نہ باندھی جائے تو معاملہ صاف تھا۔ گذشتہ تین سال کی تعداد حاضری کا مقابلہ کیا جائے تو اس کی رو سے جلسہ پر احباب زیادہ آئے۔ ۱۹۲۳ء کے جلسہ پر باہر سے آئے ہوئے احباب کی تعداد تین سو اور چار سو کے قریب تھی۔ ۱۹۲۴ء کے جلسہ پر اس سے زیادہ اور اس جلسہ پر اس سے زیادہ تعداد آئی تو اس رنگ میں یہ رپورٹ درست تھی۔ اور جہاں حضرت امیر نے لکھا کہ باہر سے بہت تھوڑے احباب یعنی پانچ سو تشریف لائے وہاں انہوں نے جماعت کے کل افراد کا مقابلہ کیا ہے۔ کہ اپنی جماعت کے افراد میں سے بہت تھوڑے لوگ آئے مگر تاہم خدا کے فضل سے بہت کامیابی ہوئی۔ یا انہوں نے **جماعت احمدیہ قادیان** کے مرکزی سالانہ جلسہ کی بارہ ہزار کی تعداد کے مقابلہ میں اس تعداد کی کمی کا اظہار کر کے پھر خدا کے فضلوں کو یاد کیا ہے۔ کہ اس قلیل جماعت کو جو توفیق ایثار و قربانی کی خدا نے دی وہ بارہ ہزار حاضرین کی تعداد نہیں دکھا سکی۔

باقی اگر اس نے اسے غلط بیانی پر محمول کیا ہے۔ تو اس نے آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھا ہے جسکا کام ہے کہ خواہ مخواہ بلا ضرورت جھوٹ بولے۔ پھر اخیر میں لکھا ہے۔ "یہ ہے وہ تعداد جو بقول پیغام گذشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ اور جس کی وجہ سے جلسہ نہایت کامیاب ہوا"

جناب عالی۔ تعداد پر فخر تو آپ کو ہوا کرتا ہے ہمیں تو حاضرین کی تعداد پر کوئی فخر نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے کبھی لکھا ہے کہ ہماری تعداد آپ سے زیادہ ہے ہمیں تو ہر آن اپنی بے کسی اور قلت کا اعتراف ہے۔ اور ہم تو آپ کے مقابل ایسے ہیں جیسے آٹے میں نمک۔ اور آپ کو ہر وقت یہی دعویٰ اور گھمنڈ ہے جیسے اب اس وقت بھی لکھا ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے ساتھ کیا نسبت ہے۔ ہماری تعداد لاکھوں اور ان کی ہزاروں بھی مشکل پس آپ تو تعداد پرست ہیں۔ اور کثرت کے شیدا۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ خواہ انگلیوں پر حاضرین گنے جائیں۔ مگر خادم اسلام ہوں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے انفاس قدسیہ کی برکت سے یہ تھوڑی تعداد ہمیشہ وہ قابل رشک قربانی کر دکھاتی ہے۔ جو لاکھوں کی تعداد نہیں کر سکتی۔ اور ان لوگوں کو آپ کی کثیر تعداد سے واقعی نسبت ہی کوئی نہیں۔ یہ یہاں آکر انجمن کی کوٹھیاں خرچ کرا کر۔ اشرفیاں خدا کے رستے میں دیکھا سکتے اور پھر بڑی مالی قربانی کرتے۔ اور وہ انجمن کی اشرفیاں خرچ کرا کر کوڑیاں بھی نہیں دے سکتے اور ایسی ناکامی کا منہ دیکھا جاتے ہیں۔ کہ غریب ایڈیٹر اخبار الفضل کو حسرت کے ساتھ رونا رونا پڑا ہے۔ کہ ہائے اس دفعہ تو لیکچراروں نے ہی سارا وقت لے لیا اور چندہ لینے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اور جو آئی تھی اس میں اسقدر غیر معمولی کمی واقع ہوئی کہ بارہ ہزار آدمی کے مجمع کے باوجود اس کا ذکر کرنا گویا ڈوب مرنا ہے۔ سو بھلے مانس صاحب ایسی کثرت تعداد آپ کو مبارک ہو۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ (راقم ایک غیر محمودی)

کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے

اس عنوان سے ایک مضمون پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے کی طرف سے مسیحی اخبار نور افشاں میں شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ طویل ہونے کے باعث یہ مضمون پانچ قسطوں میں شائع ہوگا۔ پہلی قسط شائع ہو چکی ہے۔ چونکہ فی الحال مضمون نامکمل ہے۔ اس لئے ہم اس پر کچھ رائے زنی کرنا قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ ہاں جب سارا مضمون شائع ہو جائیگا تو ہم انشاء اللہ اس پر تبصرہ کرینگے کیونکہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ ناظرین کرام مضمون کے ختم ہونے تک انتظار فرمائیں۔

آریہ اور شولنگ

آج کل آریوں کو شولنگ سے بہت نفرت ہے چنانچہ اخبار آریہ ویر راولپنڈی میں ایک آریہ مہاشہ کانشی رام نسیم ساکن پشاور صدر کی ایک نظم چھپی ہے جس میں وہ سناتن دھرمی ہندوؤں کو شولنگ کی پوجا کے باعث کوستے ہوئے لکھتے ہیں

(ونڈ کارن کی کتھا سنکر بے شرموں کی طرح پھر کسی کی آرزو شولنگ پجوانے کی ہے) خدا جانے آج کل کے آریہ شولنگ سے کیوں گھبراتے ہیں جبکہ ان کے گرو پنڈت دیانند جی ایک عرصہ تک پریم بھاؤ سے شولنگ کی پوجا کرتے رہے ہیں۔ ماہ فروری کے شروع میں سوامی دیانند کی جائے پیدائش ٹنکارا میں شوراتری کے موقعہ پر سوامی جی کی جنم شتابدی منانے کیلئے آریوں کا عظیم الشان اجتماع ہونے والا ہے جس میں دور دور کے آریہ جمع ہونگے۔ ہم سناتن دھرم سبھا لاہور کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بھی اس موقع پر اپنا ایک وفد ٹنکارا بھیجیں تاکہ وہ وہاں پہنچ کر اس مندر کی تلاش کرے جس میں سوامی جی شولنگ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ آریوں کو اس شولنگ کا درشن کرائے جسے ان کا گرو پوجا کرتا تھا۔ ممکن ہے کہ اس طریق پر عمل کرنے سے آریوں کو شولنگ سے جو وحشت و نفرت ہے اس میں کمی واقع ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ | ۱۶ رجب ۱۳۴۴ھ | نمبر ۸

اسلام اور آریہ سماج

اسلام کی کھلی فتح

آریہ سماج کو دعویٰ ہے کہ ویدک دھرم ہی سب مذاہب کا سرچشمہ ہے اور دنیا میں جسقدر مذاہب اس کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے بہت کچھ اسی مذہب سے سرقہ کیا ہے۔ چنانچہ اسلام کو بھی آریہ سماجی اس ذیل میں رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی نہ کسی ذریعہ سے ویدک دھرم کی کچھ تعلیمات پہنچ گئی تھیں جن سے آپ نے استفادہ کیا اور مذہب اسلام کی بنیاد ڈالی جس میں کچھ ویدک دھرم کے اصول شامل کئے اور کچھ عرب کے رسم و رواج داخل کئے اور اس طرح سے ایک نیا مذہب ایجاد کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

یہ ہیں وہ خیالات جو بعض آریہ سماجی اسلام کے متعلق رکھتے ہیں۔ مگر ہم حیران ہیں کہ ہمارے آریہ سماجی دوستوں نے یہ نظریہ کیونکر قائم کر لیا ہے اور ان کے پاس ایسے کونسے دلائل قاطعہ ہیں جن کی بنا پر انہیں یہ وہم پیدا ہوا ہے کہ اسلامی تعلیمات ویدک دھرم کی تعلیمات سے سرقہ کی گئی ہیں۔ . . . . . . تاریخ کی شہادت تو یہ ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ رسول عربی صلعم کا ظہور سرزمین عرب میں ہوا۔ وید عرب میں تو کیا خود ہندوستان کے بعض حصوں میں بھی نہیں پہنچے تھے۔ لالہ لاجپت رائے صاحب نے اپنی کتاب تاریخ ہند میں بالکل سچ لکھا ہے کہ وید اپنی اصلی شکل میں دکن میں بھی نہیں پہنچے۔ جب وید مقدس کی اشاعت کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے اصلی وطن میں بھی کما حقہ شائع نہیں ہوا تو پھر یہ دعویٰ کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو کہیں سے وید مقدس ہاتھ لگ گیا تھا اور اس کی تعلیمات سے متاثر ہو کر آپ نے مذہب اسلام کی بنیاد ڈالی۔ آریوں کا یہ دعویٰ ایسا ہی بے ثبوت و مضحکہ انگیز ہے جیسا آریوں کے مرشد سوامی دیانند جی کا یہ دعویٰ کہ ایک وقت تھا کہ آریوں کا راج چکرورتی تھا اور پاتال یعنی امریکہ بھی انکے زیر نگیں تھا اور امریکہ کے باجگزار راجے ہندوستان میں آیا جایا کرتے تھے۔

جہانتک ہم نے اس مسئلہ پر غور کیا ہے ہمیں تو معاملہ اس کے برعکس ہی نظر آیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے پیشتر بت پرستی زوروں پر تھی اور توحید نام کو نہ تھی۔ توہمات کا وہ عالم تھا کہ ہر قسم کی بدکاری کو دینداری اور باعث ثواب و نجات خیال کیا جاتا تھا۔ اس گھٹا ٹوپ ظلمت کے زمانہ میں اسلام ہندوستان کے لئے ایک آیۂ رحمت ثابت ہوا اس وقت ہندوستان کی روحانی دنیا میں جو ظلمت چھائی ہوئی تھی وہ اسلام کی نورانی شعاعوں سے یکسر کافور ہو گئی۔ اسلام کی تعلیم کردہ توحید نے ہندوستان کی روحانی فضا میں جو ارتقا پیدا کیا تھا یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ہندو مذہب جو کئی صدیوں سے شجر پرستی و حجر پرستی میں مبتلا تھا توحید کی طرف راغب ہوا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہندو مذہب میں جسقدر ایسی تحریکات پیدا ہوئی ہیں جن میں توحید الٰہی پر زور دیا گیا ہے وہ اسلام کے ہندوستان میں آنے کے بعد ہی ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ چنانچہ کبیر پنتھ۔ سکھ مذہب۔ براہمو سماج۔ پرارتھنا سماج اور آریہ سماج جن میں توحید الٰہی پر زور دیا گیا ہے۔ سب ایسے مذاہب ہیں جو ہندوستان میں اسلام کے آنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان مذاہب کی توحید کی طرف راہنمائی اسلام ہی نے کی ہے۔ ؎

کونسے دل میں نہیں یار ترے عشق کا نقش
کس قلمرو میں شہِ حسن کا فرمان نہ گیا

گو آریہ سماج آج ویدوں ہی کو توحید کا معلم بتلاتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں آ کر اسلام نے ہندو مذہب کی دستگیری نہ کی ہوتی تو وید قیامت تک بھی توحید کی طرف رہنمائی نہ کر سکتے تھے۔ ؎

ان لبوں نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

اگر وید توحید کی طرف رہنمائی کر سکتے تو آریہ کیوں صدیوں تک بت پرستی کے گڑھے میں گرے رہتے۔ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم اس کو بدلائل ثابت کر سکتے ہیں کہ توحید کی طرف سوامی دیانند جی کی رہنمائی نہ ویدوں نے کی اور نہ کسی چوہے نے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ شوراتری کے موقع مہادیو کی مورتی پہ چوہے کے چلنے پھرنے سے سوامی جی کو بت پرستی سے نفرت ہو گئی اور انکے خیالات توحید کی طرف مائل ہو گئے۔ واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ اگر سوامی جی کے دل میں شوراتری کے موقع پر توحید راسخ ہو گئی ہوتی تو پھر بعد میں جب ویراگ کی دھن میں گھر سے بھاگے ہیں۔ تب راستہ میں آ کر انگوٹھیاں اور ریشمی دھوتیاں مورتی کے آگے کیوں ارپن کرتے۔ پھر اگر ویدوں نے توحید کی طرف ان کی رہنمائی کی ہوتی تو سوامی بروجانند کی درسگاہ واقعہ متھرا سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جے پور میں آ کر شومت کا پرچار کیوں کرتے۔ سچ یہی ہے کہ سوامی جی نے جو کچھ سیکھا۔ مسلمانوں سے سیکھا اور جو کچھ وہ نہ سیکھ سکے وہ بعد میں آریہ سماج نے سیکھا۔ توحید کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جو آریہ سماج اور اس کے بانی نے اسلام سے اخذ کی ہیں مثلاً اشاعت دین۔ مساوات و اخوت۔ نکاح بیوگان

آریہ سماج سے پیشتر ہندو لوگ غیر لوگوں میں اپنے مذہب کی اشاعت کرنا پاپ سمجھتے تھے آریہ سماج کے بانی نے جب دیکھا کہ مسلمان اور عیسائی اپنے مذہب کی اشاعت کر کے ہندو قوم کو اپنے اندر جذب کرتے چلے جا رہے ہیں اور اگر اس کی کوئی روک تھام نہ کی گئی تو ایک دن آئیگا جب ایک ہندو نام کو بھی نہ رہ جائیگا تو اس نے قدیم ویدک دھرم کے خلاف یہ جائز قرار دیا کہ آریہ بھی ویدک دھرم کا پرچار کریں اور مسلمانوں اور عیسائیوں کو اپنے مذہب میں لانے کی کوشش کریں مذہب کی عام اشاعت کا یہ اصول آریہ سماج نے اسلام سے سیکھا ہے

پھر اسلام اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور کسی کو کوئی حق نہیں کہ دوسرے کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ اسلام کی اس بے نظیر اخوت و مساوات نے اس کی اشاعت میں جو امداد دی اس سے کوئی بے خبر نہیں۔ اسلام کی اسی تعلیم کا یہ نتیجہ تھا کہ جب اسلام ہندوستان میں آیا اور اس نے یہ روح افزا تعلیم ہندو مذہب کے سامنے پیش کی تو لاکھوں شودروں نے جو دیگر ورنوں کے ہندوؤں کے ظلم و جور سے تنگ آ چکے تھے۔ اپنی نجات اسلام کے قبول کرنے ہی میں سمجھی۔ اگر ہندو مذہب ورنوں کی یہ کڑی تقسیم قائم رکھتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک دن تمام کے تمام شودر یا تو مسلمان ہو جاتے ہیں یا عیسائی۔ اسلام کی کامیابی کے اس راز کو آریہ سماج نے بھانپ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ذات پات کی تمیز کو اڑا دینا چاہتی ہے۔ آج آریہ سماج ان شودروں کو جن کے سایہ سے اونچی ذاتوں کے ہندو کوسوں بھاگتے تھے مساوی حقوق دینے کے لئے کوشش کر رہی ہے اور تمام قدیم مذہبی قوانین کو بالائے طاق رکھکر ہندوؤں میں وہی اخوت و مساوات قائم کرنا چاہتی ہے جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر شودروں کو کچھ حقوق سوامی دیانند جی نے بھی مرحمت فرمائے تھے۔ لیکن ان میں پھر بھی وہی پرانی تنگدلی و تنگخیالی کی جھلک پائی جاتی تھی اور بیسویں صدی کے شودر ان سے ہرگز مطمئن نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے آریہ سماج کو مجبوراً سوامی جی سے بھی کچھ آگے قدم رکھنا پڑا۔ یہ دوسرا سبق ہے جو ویدک دھرم نے اسلام سے سیکھا ہے۔

تیسرا سبق جو ویدک دھرم نے اسلام سے سیکھا ہے وہ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت ہے۔ اسلام کے ہندوستان میں آنے سے پہلے ہندو مذہب میں عورت خاوند کی محض غلام سمجھی جاتی تھی۔ خاوند کے ساتھ ہی وہ زندہ رہ سکتی تھی اور خاوند کے ساتھ ہی اس کو مرنا پڑتا تھا۔ اگر خاوند مر جاتا تھا تو اس کو دوسری شادی کرنے کا حکم نہ تھا۔ دوسری شادی تو ایک طرف رہی اس کو خاوند کے ساتھ ہی جلکر مرنا ہوتا تھا۔ برخلاف اس کے اسلام نے خاوند اور عورت میں مساوات قائم کی اور ہر دو کے حقوق متعین کئے۔ رنڈوے مردوں اور بیوہ عورتوں کو نکاح ثانی کی اجازت دی۔ ظاہر ہے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہندو مذہب کی تعلیم سے نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ جب سوامی جی نے دیکھا کہ ہندو مذہب کی یہ تعلیم بھی ہندو قوم کے لئے نہایت تباہ کن ثابت ہوئی ہے تو انہوں نے رنڈوے مردوں اور بیوہ عورتوں کو نیوگ کرنے کا حکم دیا اور بعض حالتوں میں نکاح ثانی کو بھی جائز ٹھیرایا۔ سوامی جی کے بعد آریہ سماج نے نیوگ کو تو ناقابل عمل ٹھیرایا اور ہر حالت میں نکاح بیوگان کو جائز ٹھیرایا یہانتک کہ سوامی جی کے حکم کے خلاف جنم شتابدی منعقدہ متھرا کے موقعہ پر نکاح بیوگان کے جواز کے متعلق ایک ریزولیوشن بھی پاس کر ڈالا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ بقول سوامی دیانند جی ویدوں نے تو صرف اکھشت یونی استری اور اکھشت بیرج مرد کے لئے دوسری شادی کی اجازت دی تھی اور باقیوں کے لئے نیوگ کا حکم دیا تھا مگر آج آریہ سماج وید کے اس حکم کو بالائے طاق رکھکر اسلام کے تعلیم کردہ اصول پر عملدرآمد کرنے کے لئے مجبور ہے۔ کیا یہ اسلام کی کھلی فتح نہیں جو اسے آریہ سماج پر حاصل ہوئی ہے؟ ان حالات میں یہ کہنا کہ اسلام نے ویدک دھرم سے بہت کچھ سیکھا ہے یا سرقہ کیا ہے حد درجہ کی دیدہ دلیری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے ویدک دھرم سے نہیں بلکہ ویدک دھرم نے اسلام سے بہت کچھ اخذ کیا ہے اور آریہ سماج نے جو اصلاحی تحریکات ہندو قوم کے اندر جاری کی ہیں۔ ان کے لئے وہ اسلام ہی کا مرہون منت ہے۔

مسلمانوں کے سات لاکھ یتیم خانے

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حال ہی میں ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں انہوں نے یہ نہایت ہی عمدہ تجویز مسلمانوں کے سامنے پیش کی ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی سات کروڑ ہے اور ہر کروڑ میں ایک لاکھ عورتیں ایسی ہیں جو یا بیوہ ہیں یا بے اولاد ہیں یا ایسی متمول ہیں کہ ایک یتیم لڑکے یا لڑکی کو پال سکیں۔ ایسی عورتوں کو چاہیئے کہ فوراً ایک ایک یا دو دو جس قدر وہ پال سکیں یتیم لڑکے اور لڑکیاں پالنی شروع کر دیں اور پرورش کے ساتھ ہی ان کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کریں۔ اس طرح بغیر کسی چندے اور انتظام کی مشکلات کے مسلمانوں کے سات لاکھ یتیم خانے قائم ہو جائینگے جن میں کم از کم سات لاکھ یتیم بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ بندوبست ہو سکتا ہے۔

اسلام نے یتیموں کی خبرگیری کے لئے خاص طور پر تاکید کی ہے۔ خود سرور عالم یتیم تھے اور یتیموں کی بڑی خدمت کیا کرتے تھے پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ حتی المقدور اس کار خیر میں حصہ لیں۔ اگر مسلمانان ہند خواجہ صاحب کی اس نیک اور مفید تجویز پر عملدرآمد شروع کر دیں تو ہزارہا یتیم بچے جو عیسائیت یا آریہ سماج کے پنجے میں چلے جاتے ہیں کفر کی نجاست سے بچ سکتے ہیں اشاعت و حفاظت اسلام کی یہ ایک نہایت مفید راہ ہے۔

فروخت مکان لاہور

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ ہمارے ایک دوست کا مکان لاہور کے ایک پر رونق بازار میں واقع ہے۔ جس کا کرایہ ۲۵ روپیہ ماہوار ہے۔ وہ دوست تکلیف میں ہیں۔ جماعت میں سے کوئی دوست خریدنا چاہیں یا گرو رکھنا چاہیں۔ تو اچھا موقع ہے۔ سکرٹری سے خط و کتابت کریں۔

(ظہور احمد)
سکرٹری

تبصرۃ المہدی پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۵)

مثال نمبر ۸- اور لیجئے۔ میاں عبداللہ سنوری صاحب کے حافظہ اور فقاہت اور ثقہ پن پر اگر بھروسہ ہے تو ایک اور شگوفہ سنو جس کو پڑھکر اللہ جانتا ہے میرا دل صدمہ سے پاش پاش ہو گیا۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت صاحب کا قدم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس شد و مد کے ساتھ قایم تھا۔ قرآن اور سنت کی اتباع کا اسقدر التزام تھا کہ وہ ان تمام وظایف کو بدعت سمجھتے تھے جو صوفیا نے بعد میں اختراع کئے ہیں اس پر ان کی اس قدر تقریریں اور تحریریں ہیں کہ اگر نقل کرنے لگوں تو صفحوں کے صفحے سیاہ ہو جائیں۔ اس امر کو آپ کی صحبت کا فیض اٹھانے والے سب جانتے ہیں۔ میں نے خود جب بیعت کی تو حضرت سے درخواست کی کہ مجھے کوئی وظیفہ بتایا جائے جس سے تزکیہ نفس ہو۔ آپ نے یہی فرمایا کہ نماز کو سنوار سنوار کے پڑھا کرو۔ آپ تسبیح پھیرنے کو بھی بدعت سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم سے کشف قبور پر گفتگو ہو رہی تھی میں نے ان سے اس کا طریق سیکھنا چاہا تو حضرت مولانا نے فرمایا کہ "حضرت صاحب اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ مومن کو اپنا مقصود رضائے الٰہی کا حصول چاہئیے۔ یہ سلوک کے رستے کے تماشے ہیں جن سے اصل منزل مقصود تک پہنچنے میں ہرج ہوتا ہے"۔ ایسا تارک بدعات سنت رسول کا شیدائی خود مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز شخص ہو اور اس کی طرف یہ روایت منسوب ہو جس کے راوی میاں عبداللہ صاحب سنوری ہیں سنئے اور افسوس سے سر دھنئے:

> **روایت نمبر ۱۵۳**- "بسم اللہ الرحمن الرحیم بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الخ ہے۔ اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے ہمارے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائینگے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئیے۔ اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئیے چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا"۔

یہ ہے وہ دلچسپ روایت جسے نہ معلوم کیوں مصنف صاحب نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اگر سورت کا پتہ ہوتا یا اس کے پڑھنے کی تعداد کا علم ہوتا تو خیر کبھی کسی دشمن کے خلاف یہ عمل کر کے دیکھتے یہی فایدہ سہی۔ گو نتیجہ تو اس کا اس وقت کچھ بھی نہیں نکلا مگر خیر پھر تجربہ کرتے لیکن نہ سورت کا پتہ لگا نہ تعداد وظیفہ کا علم ہوا۔ تو پھر یہ روایت کیوں نقل کی گئی کیا اس لئے کہ نعوذ باللہ حضرت لوگوں کو تو ان وظائف کو بدعت بتلایا کرتے تھے اور خود در پردہ ایسے عمل کر لیا کرتے تھے۔ آخر یہ تماشہ کیا ہے کہ کوئی حضرت مسیح موعود کا ملنے والا آپ کی صحبت اُٹھانے والا۔ اگر دنیا میں اس وقت ہے تو وہ خدا کے لئے میدان میں آ کر خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہدے کہ کیا حضرت صاحب نے اپنا کوئی مذہبی پہلو کبھی اخفا میں رکھا وہ تو چھپانا جانتے ہی نہ تھے۔ مشوروں کے وقت جہاں ہر کس و ناکس کی شمولیت دوسرے لوگوں کے نزدیک غیر مناسب ہوتی ہے۔ وہاں بھی اسقدر زور سے گفتگو فرمایا کرتے تھے کہ راہ چلتے سنا کرتے تھے۔ خفیہ پولیس کے افسروں کو خود بلوا کر مجلس میں بٹھا لیا کرتے تھے۔

ان امور پر غور کرو اور پھر اس روایت کو سنو کہ حضرت صاحب رات بھر دانے پڑھوا کر صبح کنوئیں میں ڈالنے ڈلانے جاتے ہیں اور اس غضب کے اخفا کے ساتھ کہ نہ گھر والوں کو پتہ ہوتا ہے نہ باہر والوں کو علم ہوتا ہے۔ کیوں اس روایت کو کسی کمزور دماغ کے اضغاث احلام کا نتیجہ کہکر ... کرنے والے کے منہ پر نہ مار دیا گیا۔ شاید کوئی کہے کہ اس میں ہرج کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی ہرج نہیں مسیح موعود اگر معمولی درجہ کے کوئی عامل ہوتے تو کچھ ہرج نہ تھا۔ مگر وہ شخص جس کا قلم حکمت کے دریا بہاتا تھا۔ وہ شخص جس نے دین اسلام کے سونے کو ہر طرح کے کھوٹ سے کھرا کر کے ہمارے ہاتھوں میں دیا۔ وہ شخص جس نے ان وظائف کو بدعات بنا کر ہمیں ہر قسم کے توہمات سے آزاد کیا۔ وہ شخص جسے خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل تھا وہ شخص اسقدر نیچے نہیں گر سکتا کہ معمولی عاملوں کی طرح وظایف اور عملیات پر آ رہے۔ ایک دفعہ جب کسی نے آپ کو کہا تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو کشف قبور کر کے دکھائیں تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ میں زندہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہوں۔ مجھے مُردوں سے باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ایسا شخص بجائے اس کے کہ اس خدا سے عرض کرتا جس سے علم پا کر پیشگوئی کی تھی اور اس کے فرمودہ پر بھروسہ کر کے تقدیر الٰہی کا منتظر رہتا اور وحی الٰہی کا انتظار کرتا۔ وہ اپنے ملازموں سے وظیفہ پڑھوا کر ایک کنوئیں میں دانے ڈالنے جاتا ہے یہ کبھی ممکن ہے؟ یاد رکھو جس نے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے اُسے جانا ہے۔ اُسے پہچانا ہے وہ اس قسم کی لغویت کو سن بھی نہیں سکتا قبول کرنا تو بہت دور رہا۔ آپ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ تھی کہ وہ نعوذ باللہ کسی خلاف سنت طریق پر عمل کر گذرتے۔ وہ تو ایسے موقعوں پر جماعت کا قدم کسی خلاف سنت طریق پر پڑنے نہیں دیتے تھے ان کا اپنا معاملہ تو اس سے بہت بلند تھا۔ اسی عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے متعلق اکثر احباب کو علم ہوگا کہ جب پیشگوئی کی میعاد قریب الاختتام تھی تو بہت سے احباب اس وقت قادیان پہنچ گئے تھے اور راتوں کو نمازوں میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے رو رو کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ جس دن آخری شب تھی۔ تو لوگوں نے نماز تہجد میں بہت چلا چلا کر رونا شروع کیا اور زور زور سے دعائیں کرنے لگے۔ یہ آوازیں اندر حضرت صاحب کے گوش گذار ہوئیں تو آپ نے فوراً اپنے ملازم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ یہ مسنون طریق نہیں ہے۔ اور دشمنوں کو ہنسی کا موقعہ دینا ہے اللہ اللہ کیا ایمان ہے سنت رسول کی اتباع میں کسقدر استقامت ہے؟ پیشگوئی کی میعاد ختم ہو رہی ہے۔ ایک نازک موقع ہے۔ لوگ چلا چلا کر دعائیں کرتے ہیں آپ فوراً رد کر دیتے ہیں کہ یہ طریق مسنون نہیں۔ جو شخص جماعت کے قدم کو سنت رسول کے خلاف پڑنے نہیں دیتا۔ میاں عبداللہ سنوری اس شخص کی نسبت ہمیں یہ سناتے ہیں کہ عین اسی موقعہ پر اس شخص کا اپنا قدم نعوذ باللہ سنت کے خلاف پڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے ملازم سے دانے پڑھوا رہا تھا۔ واہ میاں عبداللہ سنوری خوب حق نمک ادا کیا۔ دوستی کے پردے میں خوب دشمنی کی۔ آگے بھی بہت سے نادانوں نے کسی بزرگ سے اپنی خصوصیت جتانے کو یا اپنے کسی عمل کے جواز کے لئے ایسی فرضی روایتیں گھڑی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں جو آپ نے کی۔ یا آپ کے کمزور دماغ نے اضغاث احلام کی شکل میں آپ کے نفس کی تمنا کے مطابق کوئی پریشان خواب آپ کو دکھا دیا اور وہ آپ کے دماغ میں جم گیا۔ مگر جان بابا! آپ کی اس روایت کو کوئی ایسا شخص ہرگز ہرگز نہیں مان سکتا جس نے حضرت صاحب کو پبلک اور پرائیویٹ حالت میں دیکھا ہے۔ آپکی باتیں سنی ہیں۔ آپ کی تحریروں کو پڑھا ہے۔ آپ کے سلسلہ کو جانتا ہے۔ آپ کے مقام کو پہچانتا ہے۔ اتنے بلند مرتبہ کا انسان صاحب وحی و الہام ہو کر اسقدر نیچے نہیں گر سکتا۔ ... نہیں کر سکتا کہ اپنی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے ان عملیات اور وظائف پر آ رہے جنہیں خلاف سنت رسول بنا کر جماعت کو ان سے آزاد کر دیا ہو پھر ان ... یہ ہے کہ سوائے میاں عبداللہ سنوری کے کسی فرد بشر کو اس واقعہ کا علم نہیں۔ اگر یہ کوئی مسنون اور کارآمد عمل تھا تو چاہئیے تھا کہ حضرت صاحب اپنے دیگر احباب کو بھی اس کا علم دیتے۔ یا کم از کم جب دانے کنوئیں میں ڈالے گئے تھے اس وقت لوگ حضرت کو آتے جاتے دیکھتے کیونکہ لوگ تو حضرت صاحب کے باہر تشریف لانے کے حد درجہ متمنی رہا کرتے تھے اور ہر وقت حضور کی رفاقت افروزی کے شوق میں چشم براہ رہا کرتے تھے حضرت نکلے نہیں اور لوگ پروانوں کی طرح آپ پر نثار ہوئے نہیں۔ یہ تو ایک مسلمہ بات ہے مگر کیا عجیب معاملہ ہے کہ کسی فرد بشر نے آپ کو نہ آتے دیکھا نہ جاتے دیکھا۔ بس پتہ ہے تو میاں عبداللہ سنوری کو۔ اور کسی کو نہیں درحقیقت یہ ساری کرامات میاں عبداللہ سنوری کی معلوم ہوتی ہے واہ رے میاں عبداللہ سنوری مظہر العجائب والغرائب! قائل ہو گیا میں حضور کی کرامات کا! اس طریق سے حضرت صاحب کو لے گئے اور لے آئے کہ نہ گھر والوں کو پتہ لگا نہ باہر والوں کو علم ہوا۔ این کار از تو آید و مردان چنیں کنند۔ عقل کا فتویٰ تو یہی ہے کہ یہ سب آپ کے دماغ کا ایجاد کردہ کرشمہ ہے۔ ورنہ یہ اسطرح ممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود تمام مسنون طریقے دعا و عبادت کے چھوڑ کر عملیات پر نعوذ باللہ آ گرے۔ آپ کا تعلق تو زندہ خدا سے تھا۔ آپ کی زندگی تو اس کے کلام سے تھی۔ آپ کی وہ سنتا تھا اور اس کی آواز کو آپ سنتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے قلب کو جو طمانیت اور سکینت حاصل تھی وہ ایک معجزہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی تھی۔ چنانچہ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کی میعاد کے آخری دن عصر کے وقت جب آپ نے احباب کو بلایا اور فرمایا کہ عبداللہ آتھم نہیں مریگا۔ کیونکہ بوجہ اس کے ہم و غم اور رجوع قلبی کے اللہ تعالیٰ نے اس کی میعاد کو بڑھا دیا ہے تو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ اکثر احباب کے حواس باختہ ہو گئے تھے۔ مگر آپ کی طمانیت قلبی اور چہرہ کی بشاشت میں ایک لمحہ کے لئے ذرہ برابر بھی تو فرق نہ آیا۔ ایک کاذب کے لئے اس وقت کسقدر گھبراہٹ کا مقام تھا مگر ایک صادق جانتا ہے کہ ایک بات جو خدا کی طرف سے اس پر بذریعہ الہام نازل ہوئی تھی اس نے لوگوں کو پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب خدا جس رنگ میں چاہے اسے پورا کرے۔ اس کے باریک در باریک علوم پر کون احاطہ کر سکتا ہے۔ جب عبداللہ آتھم نے گستاخی کی۔ اس پر جو کچھ سزا اس کے لئے مقدر تھی سنا دی گئی اس نے رجوع کیا۔ ہراساں ہوا۔ روتا رہا۔ ڈرتا رہا۔ گستاخی سے باز رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں تاخیر ڈالدی اور اپنے مامور کو اطلاع دی کہ اطلع اللہ علی همه وغمه ولن تجد لسنت الله تبديلا یعنی اللہ کو اس کی پریشانی اور غم کا علم ہو گیا پس ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنی سنت پر عمل کریگا۔ یعنی اس کو مہلت دیگا۔ اللہ اپنی سنت کو نہیں بدلتا۔ وہ کسی کی ذرہ برابر نیکی کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ اس رجوع کا فایدہ ملزم کو ضرور دیا جائیگا۔ اس الہام سے حضرت صاحب پر علم کا نیا دروازہ کھل گیا۔ پیشگوئیوں کے متعلق علم و حکمت کے اس راز سربستہ کو واضح کرنے کے لئے آپ نے ایک مضمون لکھا۔ احباب کو جمع کیا اور سنایا۔ پھر اشتہار اور کتب کے ذریعہ سے تمام عالم میں شائع کیا۔ اہل علم اور صاحب فہم لوگوں نے علم و حکمت کے ان موتیوں سے حسب استعداد اپنے دامن بھر لئے۔ ادھر زندہ خدا کا علم و حکمت بھرا کلام حضرت مسیح موعود پر نازل ہو رہا تھا اور معرفت کے موتی اہل علم و صاحب ذوق لوگوں کی محفلوں میں لٹ رہے تھے۔ ادھر بمصداق مثل کہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست میاں عبداللہ سنوری خواب میں پڑے ہوئے کہیں وظیفہ پڑھکر کنوئیں میں دانے ڈال رہے تھے۔ یہ بیچارے اسی چکر میں پڑے رہے اور باہر والے مالا مال ہو کر چلے بھی گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی یہ بھی اپنی اپنی تقدیر اور اپنا اپنا نصیبہ!

مثال نمبر ۹- لو ایک نکتہ اور سنو اگر وفات کے وقت نبی اور ولی کا فرق معلوم نہ ہو تو اب سمجھ لو۔

روایت نمبر ۱۲ میں حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر کیا ہے اس کے آخر میں ایک عجیب و غریب نکتہ نبی اور ولی کے فرق پر لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:-

> "خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مرض موت میں آنحضرت صلعم کو بڑی سخت کرب تھا اور نہایت درجہ بے چینی اور گھبراہٹ اور تکلیف کی حالت

سمجھو اور ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا بھی بوقت وفات قریباً ایسا ہی حال تھا۔ یہ بات ناواقف لوگوں کے لئے موجب تعجب ہوگی کیونکہ دوسری طرف وہ یہ سنتے اور دیکھتے ہیں کہ صوفیا اور اولیاء کی وفات نہایت اطمینان اور سکون کی حالت میں ہوتی ہے۔ سو دراصل بات یہ ہے کہ نبی جب فوت ہونے لگتا ہے تو اپنی امت کے متعلق اپنی تمام ذمہ واریاں اس کے سامنے ہوتی ہیں اور اُن کے مستقبل کا فکر مزید براں اس کے دامنگیر ہوتا ہے۔ تمام دنیا سے بڑھکر اس بات کو نبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ موت ایک دروازہ ہے جس سے گذر کر انسان نے خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے پس موت کی آمد جہاں اس لحاظ سے اسکو مسرور کرتی ہے کہ وصال محبوب کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ وہاں اس کی عظیم الشان ذمہ واریوں کا احساس اور اپنی امت کے متعلق آیندہ کا فکر اسے غیر معمولی کرب میں مبتلا کر دیتے ہیں مگر صوفیا اولیا ان فکروں سے آزاد ہوتے ہیں۔ ان پر صرف ان کے نفس کا بار ہوتا ہے مگر نبیوں پر رسل لاکھوں کروڑوں انسانوں کا بار پس فرق ظاہر ہے"

اس دقیق معرفت پر "ناواقف" چھوڑ واقف لوگوں کو بھی جسقدر تعجب ہو کم ہے۔ کیا عجیب و غریب نبی اور ولی کا فرق بتایا ہے۔ گویا نبی وفات کے وقت نفس مطمئنہ سے بے نصیب ہو جاتا ہے۔ قرآن نے خود ہر ایک صاحب نفس مطمئنہ کی وفات کا نقشہ کھینچ دیا ہے میری اور کسی اور کی بحث کی ضرورت نہیں فرماتا ہے یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنی اے نفس اطمینان یافتہ اپنے رب کی طرف لوٹ تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا . . . . اس آیت سے صاف پتہ لگتا ہے کہ نبی ہو یا ولی وفات کے وقت اسکے نفس کو اللہ تعالے کی جناب سے ایک اطمینان اور سکینت نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو اسی دنیا میں جنت میں داخل ہو گئے ہوتے ہیں اُن کے نفس کو اسی زندگی میں کامل سکون اور اطمینان جناب احدیت کے قرب اور وصال سے حاصل ہو گیا ہوتا ہے باقی رہا نزع کے وقت کا کرب اور بے چینی۔ یہ تو انسان کی جسمانی طاقت اور بیماری کی قسم پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر وفات کے وقت بدنی طاقت زیادہ مضبوط ہے۔ نزع کی تکلیف زیادہ ہوگی۔ اگر جسم بہت کمزور ہو گیا ہے اور گھل چکا ہے۔ نزع کی تکلیف کم ہوگی جو لوگ ذکی الحس ہوتے ہیں اُنکو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ بعض ایسے امراض ہوتے ہیں کہ تکلیف بہت کم ہوتی ہے مثلاً بعض قلبی بیماریاں کہ انسان بیٹھے بیٹھے مرجاتا ہے۔ اس میں مرنے والے خواہ مومن ہوں یا کافر نبی ہوں یا ولی خدا کے قانون کے نیچے یکساں آتے ہیں۔ البتہ فرق ایک مقرب الی اللہ کا دوسروں سے یہ ہوتا ہے کہ اُسے اسی کرب کی حالت میں بھی ایک نفس مطمئنہ نصیب ہوتا ہے جو اوروں کو نہیں ہوتا۔ وہ اس بے چینی میں بھی اپنے قلب میں ایک سکینت اور طمانیت پاتا ہے جس سے دوسرے محروم ہوتے ہیں، باوجود بے چینی اور تکلیف کے آنحضرت صلعم نے ملک الموت سے آخر یہی فرمایا کہ الحقنی بالرفیق الاعلیٰ کہ مجھے میرے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ جو اس موت کو اپنے محبوب سے ملنے کا ذریعہ سمجھ رہا ہے اُس کے قلب کی طمانیت اور سکینت کا اندازہ ہر ایک کر سکتا ہے۔ اسی طرح میں نے خود اُن ڈاکٹروں سے سنا جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت قریب تھے کہ آپ باوجود کرب کے باربار زبان مبارک سے یہی فرماتے تھے کہ اے میرے اللہ۔ اے میرے پیارے اللہ۔ اے میرے پیارے۔ اے میرے پیارے۔ جو شخص وفات کے وقت باوجود بے چینی اور تکلیف کے اپنے رب کو اس پیار سے بلا رہا ہے اُس کے قلب کی طمانیت اور سکینت ظاہر ہے۔ اجی حضور۔ فرق عام لوگوں اور مقربین میں طمانیت قلب کا ہوتا ہے۔ نہ کہ جسمانی کرب اور تکلیف کا۔ جسمانی کرب اور تکلیف تو مومن و کافر پر اُن ظاہری قوانین کے مطابق جو جسم پر اثر کرتے ہیں یکساں ہوتی ہیں، البتہ فرق قلب اور روح کی حالت میں ہوا کرتا ہے۔ مومن روحانی قوانین سے زیادہ اشغال سکینت اور طمانیت کا وارث ہوتا ہے جو ایک کافر یا ایک عامی آدمی کو نصیب نہیں ہوتی۔ مگر وال اور یہ ہے کہ مصنف صاحب کو روایات جمع کرتے کرتے نبی اور ولی کے اس نزع کے فرق پر بحث کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ صرف اس لئے کہ آنحضرت صلعم تو مسلّمہ طور پر نبی ہیں۔ اگر مسیح موعودؑ کے لئے اس رنگ میں بھی آپ سے مماثلت پیدا کردیں اور باقی اولیاء کو بغیر کافی علم ہونے کے صرف اپنی قلم سے یہ لکھدیں کہ سب کے سب وفات کے وقت چپ کرکے سو گئے تھے۔ تو پھر یہ بھی ایک خصوصیت ملجائیگی اور ہم اسے بھی حضرت صاحب کی نبوت ثابت کرنے کیلئے پیش کرینگے چنانچہ ایسا ہی کر دکھایا۔ بس وہی ایک دھن سارے محمودی کیمپ میں چلتی ہے کہ نبی ثابت کرو۔ جدھر جاؤ نبی! جدھر سنو نبی۔ چاروں طرف یہی گونجتا ہے کہ نبی! نبی! نبی! نبی!

(باقی پھر)

خط وکتابت ممالک غیر

دمشق (شام)

محمد ادیب عبدالعزیز صاحب دمشق سے لکھتے ہیں۔ کہ میں آپکو یہ خوشخبری پہنچاتا ہوں کہ دمشق کے عقل و فکر والے لوگ مجھ سے جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق دریافت کرتے رہتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اور ان کے عقاید و احوال کیسے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو قادیان کے لوگوں کا یہاں آکر عقاید مخترعہ کا بیان کرنا ہے۔ اور دوم دمشق کے ایک سب سے بڑے عالم کی کتاب البینات کا شایع ہونا ہے جس کتاب کا مقدمہ امیر شکیب ارسلان نے لکھا ہے امیر موصوف کی سیریا والوں کے دلوں میں بڑی بھاری عزت ہے۔ اور ان کی بہت سی تصانیف مختلف زبانوں میں شایع ہو چکی ہیں۔ سیریا اور فلسطین کے مسلمانوں کے وہ آج کل سرپرست ہیں اور جمعیۃ الاقوام کے پاس مسلمانان شام کی وکالت انہی کے ذمہ ہے۔ اور وہی ان کی آزادی میں کوشاں ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام سوریہ کے لوگ باوجود اختلاف طبقات اور باہمی مخالفت کے ان کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کی باتوں کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور دلی عزت کرتے ہیں۔ اور یہ کتاب اس وقت شایع ہوئی ہے۔ جبکہ ہم دمشق میں حقیقت کی اشاعت چاہتے تھے۔ اس کتاب نے ہماری مہمات کو بہت آسان کر دیا ہے۔ اس لئے کہ کتاب کا مقدمہ جو امیر شکیب ارسلان کے قلم سے لکھا گیا ہے۔ اسنے غور کرنے والوں اور سمجھدار علماء کی نظریں ہماری احمدی جماعت لاہور کی طرف پھیر دی ہیں۔ اور اب لوگ اس نظریہ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جسے قادیانی جماعت کے لوگ پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی نظروں کو اس وقت ہماری جماعت لاہور کی طرف پھیر دیا ہے۔ اس مقدمہ کا خلاصہ جسے شکیب ارسلان نے لکھا ہے۔ اسے آپ ایک مستقل ورق میں مطالعہ کرینگے۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ تو مجھے لکھیں تو میں اسے خرید کرکے بھیجدوں گا۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اور میں اللہ سبحانہ وتعالے کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اسنے جامعہ حقیقت احمدیہ کو ظاہر کر دیا۔ اس لئے کہ اس نے یہی چاہا کہ اپنے نور کو اس ذریعہ سے پورا کرے۔ اور حقیقت اسلام کو یہاں کے لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ کیونکہ جو امور غالی فریق پیش کرتا ہے۔ وہ حقایق احمدیہ کے خلاف اور تعلیم مسیح موعود کے برعکس ہیں۔ میں خدا کی تعریف کرتا ہوں۔ کہ بڑے بڑے علماء و فضلا ہماری انجمن کے جلیل رئیس مولانا مولوی محمد علی صاحب کی فضیلت اور خدمات اسلام کا اعتراف کرتے ہیں۔ میرے اور قادیانی فریق کے درمیان کئی مباحثے اور مناظرے ہوئے اور انہوں نے مجھ پر خلافت احمدیہ کو پیش کیا۔ اور کہ اسلام میں جماعت اصلی انہیں کی ہے۔ اور ہمارے فریق پر طعن کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے مرزا محمود احمد کی بیعت نہیں کی۔ اس پر میں نے سمجھ لیا کہ وہ اپنے عقاید کی صحت ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ اور معاملہ کو دوسری طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے میری تصویر مانگی تاکہ اسے اپنے خلیفہ قادیان کے پاس بھیجدیں۔ اور اسے لکھا ہے کہ یہ شخص ہماری مخالفت کرتا ہے۔ اور لوگوں کو ہماری جماعت میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ اور پہلا شخص جو ہماری جماعت (قادیانی جماعت) میں داخل ہوا تھا۔ اس نے ہماری جماعت سے نکال کر لاہوری جماعت میں داخل کر دیا ہے۔

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ محمد جمیل جس نے قادیانی جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے ہماری جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ وہ دمشق میں صاحب تدبیر لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ اولاً قادیانی جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ لیکن متواتر میں ان سے ملا۔ اور حقیقت حال سے ان کو واقف کیا۔ جس کے معلوم ہونے پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ اور مجھے مامور کیا۔ کہ لاہور لکھدوں کہ وہ مجھے اپنی جماعت میں داخل کر دیں۔ انہوں نے خود جاکر قادیانی نمائیندوں سے کہا کہ آیندہ وہ ان کی جماعت سے الگ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے حقیقی احمدیت کو پا لیا ہے جو حقیقی اسلام پر عمل کرتی اور کراتی ہے۔ اس شخص کے الگ ہو جانے سے قادیانی لوگوں میں سخت اضطراب ہے۔ اور وہ مجھ پر سخت غصہ ہو رہے ہیں۔ آپ مجھے حضرت مسیح موعود کی عربی تصانیف بھیجدیں تاکہ ہمیں مستقبل میں ان سے مدد ملے۔ اور ہم یہاں اپنا باقاعدہ کام شروع کر دیں۔ اور ان کتب کے ذریعہ سے حضرت صاحب کا اصل دعوےٰ و عقاید لوگوں کو بتاکر قادیانیوں کی غلط بیانیوں کا قلع قمع کر دیں کیونکہ حضرت صاحب کی عربی تصنیفات جملہ امور پر پوری پوری روشنی ڈالتی ہیں۔ اور عربوں کو ان کے بعد کسی اور شخص کی تشریحات کی ضرورت نہیں رہتی۔

امیر شکیب ارسلان نے ذیل کے الفاظ میں مقدمہ البینات میں حضرت امیر کا ذکر کیا ہے۔

"مولوی محمد علی صاحب رئیس فرقہ احمدیہ لاہور نے (جو قادیانی فریق خلاف سنت والجماعت سے علیحدہ جماعت ہے) ایک نہایت عمدہ تفسیر قرآن مجید کی انگریزی زبان میں لکھی ہے جس کا ترجمہ بعینہٖ سنت کے مطابق ہے۔ اور اسی فریق میں سے مولوی صدرالدین صاحب ہیں۔ جنہوں نے برلن میں مسجد بنائی ہے۔ اور وہاں سے رسالہ مسلمش ریویو جرمنی زبان میں شایع کرتے ہیں۔ جس میں دین اسلام پر نہایت عمدہ مضامین ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر جرمنی کے کئی عالم اور عالمہ عورتیں مسلمان ہوئی ہیں۔"

میں نے کتاب البینات قادیانی نمائیندوں کو دکھائی۔ جنہوں نے اس کا مقدمہ پڑھا اور وہ ان پر بجلی کی طرح گرا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ انہوں نے بہت چاہا کہ صاحب کتاب کو مال دے دیں۔ تاکہ یہ مقدمہ جس نے لوگوں کے درمیان ان کے کاموں کو روک رکھا ہے شایع نہ ہو۔ اس لئے کہ دمشق کے لوگ عام طور سے اس کتاب پر جھک گئے ہیں۔

برادر محمد جمیل صاحب جو قادیانی فریق دمشق سے علیٰحدہ ہو کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اپنے عربی خط میں لکھتے ہیں کہ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ میں پہلا شخص ہوں جو حبشی قادیانی زین العابدین اور جلال الدین کی جماعت میں داخل ہوا تھا۔ اور سید عبدالعزیز ادیب مجھ سے ملا۔ اور اسنے مجھے احمدیت کی حقیقت سمجھائی۔ اور اس ملاقات پر خدا تعالےٰ کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے مجھے ظلمات سے نور کی طرف رہنمائی کی۔ اور میں نے زین العابدین اور ان کے عقاید سے ۷ دسمبر کو علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے۔ اور سید عبدالعزیز ادیب کو خبر دی ہے۔ کہ وہ آپ کو اطلاع دیدے۔ کہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں۔ اور میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے آپ کی جماعت کی اور اسلام کی خدمت کی توفیق دے تحقیق وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔

جزیرہ نمائے ہند چینی

برادر محمد صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا اخبار لائٹ دو دفعہ ملا میں نے اس کا مطالعہ کر کے چینی اور انگریز ملازمان کسٹم کو پڑھنے کے لئے دے دیا۔ یہاں کا محکمہ کسٹم سرکار انگریزی کے ماتحت ہے۔ اور سب ملازمین خواہ انگریز ہوں یا چینی انگریزی جانتے ہیں۔ اس علاقہ چین میں بہت سے شہر اور گاؤں خالص مسلمان آبادی کے ہیں۔ جو سب سے بڑا شہر اس علاقہ میں ہے وہاں دو حصہ غیر مذاہب اور ایک حصہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اور یہ شہر یہاں سے چند صد میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں تک فرانس کی ریل جاتی ہے۔ [illegible]

قادیان میں منچلے

(۴)

جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ جب مصری صاحب نے مجھے بلا کر علانیہ یہ کہا کہ اگر کسی منچلے نے تم پر وار کر دیا۔ تو میں ذمہ وار نہیں۔ اور نہ بعد میں شکایت کرنا۔ جس کے یہ معنی تھے کہ ہمیں نوٹس دے دیا۔ کہ کسی جگہ کتب نہ رکھیں ورنہ لوٹ لی جائیں گی۔ یا کوئی منچلہ تم پر حملہ کرے گا۔ تو اس کے بعد ایسے حالات ایسی نیت اور ارادہ کے معلوم کرتے ہوئے۔ اور خطرناک نوٹس ملنے پر ہم نے مناسب نہ جانا کہ وہاں زیادہ ٹھہریں۔ اور کتابوں کی دکان لگائیں۔ اور کسی کو دکھائیں اور ایسے بڑے مجمع میں کسی منچلے کا وار کرنا نہایت ہی آسان تھا۔ اور بعد میں اس کا انسداد مشکل۔ کیونکہ کوئی حاکم یا پولیس اس قدر ہجوم میں کیا سراغ لگائے۔ اور کس کس کو گرفتار کرے۔ حکام کو بھی ایسے وقت میں بڑی مصیبت و مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے۔ لہذا ۲۵ دسمبر کی شام کو ہم حضرت مسیح موعود کو ماننے والے اس بستی سے اس رنج و تاسف کے ساتھ واپس آئے کہ مولوی ثناء اللہ جیسا حضرت مسیح موعود کا دشمن بھی ایسے افسوس کے ساتھ قادیان سے کبھو واپس نہ آیا ہوگا۔

ایک وہ زمانہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب بے دھڑک قادیان جاتے۔ اور بلا خوف قادیان میں پھر پھرا کر واپس آتے۔ مگر کوئی ایسا منچلا قادیان میں ہرگز نہ تھا۔ جو مولوی ثناء اللہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھ جاتا۔ پھر ایک وقت مولوی صاحب گئے۔ تو اس بستی کے احباب نے جو اس وقت واقعی ارض حرم اور دار الامن تھی۔ مولوی صاحب ایسے دشمن احمدیت کو ہمراہ ہو کر قادیان کی سیر کرائی۔ اور اپنی درسگاہیں دکھا کر مولوی صاحب پر اپنے اخلاق فاضلہ کا ثبوت دیتے تھے۔ کہ باوجود اختلاف کے ہم میں خلق محمدیؐ جلوہ افروز ہے۔ جس کی رو سے ایک خطرناک معاند کو نبی کریم صلعم نے اپنا خاص مہمان بنایا اور پھر اگر اس کا پاخانہ تک دھونے کی نوبت ہوئی۔ تو سرور کائنات دو جہان کے بادشاہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے دھویا۔ درانحالیکہ جاں نثار پاس کھڑے منت سماجت سے عرض کر رہے ہیں۔ کہ ہم اس خدمت کی بجا آوری کے لئے حاضر ہیں۔ مگر وہ خلق [illegible] اور [illegible] نمونہ یہ فرما رہا ہے۔ کہ جس کا مہمان تھا۔ وہی یہ خدمت بجا لائے گا۔ اردگرد کے لوگ اس کی اس حرکت پر جس کی وجہ سے حضرت نبی کریم صلعم کے ہاتھ مبارک غلاظت آلود ہو رہے تھے۔ کوستے ہیں۔ تو آپ انہیں منع کر رہے ہیں کہ برا مت کہو۔ کہ اتنے میں وہ معاند اسلام اپنی بھولی ہوئی تلوار لینے کے لئے واپس آ جاتا ہے۔ اور یہ سب نظارہ اپنی آنکھوں دیکھ لیتا ہے جس سے اس کی طبیعت پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ اور وہ یقین کرتا ہے کہ یہ کسی دغا باز دکاندار کا نمونہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ فی الحقیقت ایک راستباز انسان ہے خلق محمدی سے معًا وہ متاثر ہو کر مشرف باسلام ہو جاتا ہے۔ اسی خلق محمدی کا پرتو ہم حضرت میرزا میں بھی دیکھتے ہیں۔ لیکھرام کے لئے موت کی پیشگوئی ہے۔ اور اسلام اور آریہ مذہب کی ہار جیت کا ہاں ہاں بلکہ میرزا اور لیکھرام کی ذاتی فتح و شکست کا سوال ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ میرزا صاحب نے اعلان کیا ہوا ہے کہ اگر میری پیشگوئی جھوٹی نکلے" تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے"۔ اب جائے غور ہے کہ فطری تقاضا اور بشریت کے لحاظ سے حضرت میرزا کو اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہر رنگ میں کمال خوشی ہونی چاہیئے تھی۔ اور کسی جان کے ضائع ہونے کا تو مطلق خیال نہ ہونا چاہیئے تھا کیوں۔ اسلئے کہ نہ صرف اسلام کی فتح ہوئی بلکہ حضرت میرزا کی ذاتی طور پر عزت دنیا میں رہ آئی۔ اور پھانسی پر کھینچے جانے سے بچے۔ مگر نہیں۔ وہ کامل نمونہ خلق محمدی کا اپنے خطرناک دشمن کے مرگ جوانان اور اس کی جوان بیوی کے رانڈ ہونے پر بجائے خوشی سے بغلیں بجانے کے کہتا ہے کہ اگرچہ ایک رنگ میں خداوند کریم کے پاک مذہب اسلام کی اور اس کے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر ثابت ہونے کی وجہ سے مجھے خوشی ہے۔ مگر دوسرے رنگ میں لیکھرام کی مرگ جوانانی پر سخت افسوس ہے۔ اور اگر میں اس کی موت کے وقت پاس ہوتا تو انسانی ہمدردی کے لحاظ سے ضرور میں اس کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا۔ اللہ اللہ یہ حضرت میرزا صاحب کے اس دلی جذبہ کا نقشہ ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا نمونہ بننے کے لئے اللہ تعالٰے نے آپ میں ودیعت کر رکھا تھا۔ اسی ہمدردی کی وجہ سے آپ نے شرائط بیعت میں ایک یہ شرط بھی رکھی۔ کہ بیعت کنندہ اس بات کا اقرار کرے کہ وہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ پس حضرت مرزا صاحب کے صحابی اسی خلق کو مولوی ثناء اللہ پر ظاہر کرتے تھے کہ ہم اپنے خطرناک معاند سے بھی وسعت قلبی رکھتے ہیں۔ اور آج قادیان پر یہ زمانہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے جاں نثاران مگر اہل قادیان کے ساتھ ذرا سے اختلاف رکھنے والوں سے کوئی ہمدردی جائز نہیں۔ بلکہ ان کا قادیان میں چلنا پھرنا اور رہنا پسند نہیں۔ مصرعہ ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ قادیان میں اب واقعی بہت سے منچلے رہتے ہیں۔ اس لئے مصری صاحب کی اس بات کو محض دھمکی نہ سمجھا بلکہ یقینی جانا۔ کیونکہ دو نو قسم کے منچلے قادیان میں موجود ہیں ایک وہ جو خلافت کے عشق و نشے میں جناب خلیفہ صاحب کے مخالف عقیدہ کو دنیا میں دیکھنا نہیں چاہتے۔ چنانچہ ایک منچلا ایسا تھا جس نے ایک غریب جلاہے قادیان کے باشندہ کی پسلی میں باغ سے آم توڑنے کے جھگڑے میں چھرے کی نوک چبھو دی۔ اور دفتر امور عامہ میں مقدمہ لے جا کر اس منچلے پر پانچ روپے جرمانہ کر کے معاملہ رفع دفع کر دیا اور پولیس تک نوبت نہ پہنچنے دی۔

ایک منچلے نے قادیان کے غیر احمدی مسلمانوں کے انجمن کے رکن کو کہا کہ پانچ سو روپیہ لے لو۔ اور جلسہ ملتوی کر دو۔ مگر جب جلسہ ملتوی نہ ہوا تو کہا کہ تمہاری ناک کاٹ لونگا۔ جس پر وہ غریب قادیان چھوڑ کر چلا گیا۔ اور کئی سال بعد واپس آیا۔ جب وہ منچلا کہیں ادھر ادھر چلا گیا۔ قادیان کا کوئی منچلا ہی تھا۔ جس نے مولوی ثناء اللہ کو چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب امیدوار اسمبلی کے خلاف آواز اٹھانے پر بند خط بھیجا کہ اس حرکت سے باز آ جاؤ ورنہ تمہارا کام تمام کر دیا جائے گا۔ ایک منچلا قادیان کے ایک غیر احمدی مخالف کو باتیں کرتے کرتے کمرہ میں گھسیٹ کر لے گیا تا اس کا کام تمام کرے مگر اس کے شور ڈالنے پر اور دہائی دینے پر اسے چھوڑ دیا گیا۔ اور اس کی جان بخشی ہوئی۔ پھر غیر احمدیوں کے جلسہ سالانہ میں باوجود پولیس اور حکام کی قادیان میں موجودگی کے کچھ چالوں نے کرشمہ دکھایا۔ اور غیر احمدیوں پر مار پیٹ شروع کی۔ اور لاٹھیوں سے ان کے سر پھوڑ دئے۔ اور قریباً سال ڈیڑھ سال تک مقدمہ رہا۔ جس پر قوم کا ہزاروں روپیہ صرف ہوا۔ اور اہل قادیان کے کئی ایک معززین کا پولیس نے چالان کیا۔ جن میں آخر کار کئی ایک شخص کئی روز تک حوالات میں رہے۔ اور سزائے جرمانہ بھی ہوئی۔ اور بالآخر اپیل کرنے اور قوم کا بہت سا روپیہ مقدمہ بازی پر خرچ کرنے کے بعد نجات ملی۔

یہ منچلے قادیان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ اب تو یہ ہوا اور مرکز کا اثر باہر بھی رنگ پکڑ رہا ہے۔ چنانچہ یہاں دار الخلافہ لاہور میں میاں صاحب کا ایک منچلا مرید ایک دوست کو ملنے کے لئے گیا۔ وہ غریب اسے کمرہ میں بٹھا کر بیت الخلا میں گیا۔ اس منچلے نے موقع غنیمت جان کر ٹرنک توڑا اور نو سو روپیہ نکال کر اسی کی بائیسکل پر سوار ہو بھاگ نکلا۔ آخر گرفتار ہوا اور مقدمہ تک نوبت پہنچی۔

ایک منچلا مرید جناب میاں صاحب کا دہلی علمی کی ملاقات کے لئے گیا۔ علمی کمرہ سے کہیں اٹھ کر ادھر ادھر ہوا تو وہ منچلا بابیوں کے قلمی نایاب کتب جو وہ اہل قادیان کے مطالبہ پر نہیں دیتے تھے۔ چرا کر لے بھاگا۔ اور قادیان آ کر وہ کتب قادیان والوں کو دیں۔ اور اپنی قربانی کا جان بازی کا اور منچلا پن کا ثبوت دیا۔ اور بتایا کہ تم تو کتب مانگ مانگ کر تھک گئے۔ اور نہ ملیں مگر یاروں کے ہاتھ دیکھو کہ آنکھ جھپکنے میں کتابیں لا حاضر کیں۔ اس سرقہ کا مقدمہ عدالت دہلی میں چل رہا تھا۔

علاوہ اس کے ایک منچلے وہاں ایسے بھی رہتے ہیں۔ جو ان کے لیئے خطرناک مخالف ہیں۔ اور وہ مقابلہ پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کی باقاعدہ کمپنی ہے۔ جو کارٹون کمپنی یا بالا کمپنی کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو وہاں کے بزرگوں کے کارٹون لگاتی ہے۔ اور مقابلہ کرتی ہے۔ انہی کو گذشتہ دنوں بائیکاٹ کیا گیا۔ اور ایسے ہی منچلوں کے خوف سے کہ مبادا کچھ لوگ کہدیں کہ خلیفہ کی کوئی ضرورت نہیں انجمن کے نظام میں ایک دور جدید قائم کیا گیا۔ یعنی پہلی انجمن تو ایسی تھی جو خلیفہ مقرر کرتی یا معزول کر سکتی تھی۔ اور کہ سکتی تھی کہ ہم خلیفہ کے یہ بات مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ اور اب انجمن ایسی بنائی گئی ہے۔ جو خلیفہ خود بنائے یا اسے توڑے۔ اسے کوئی اختیار رد کرے یا چھین لے۔ کسی ممبر کو مقرر کرے یا معزول کرے۔ غرضکہ پہلے اگر انجمن کو کوئی اختیار رہتا تو اب اسے بے دست و پا کر کے جملہ کل اختیار خلیفہ کو ہونگے۔ اور وہ اس کے توڑنے پھوڑنے پر قادر مطلق ہوگا اور حقیقی معنوں میں مطاع ہوگا۔

ان حالات کے بتلانے کے بعد اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے وہاں کتب لے جانے کو ان لوگوں نے صاعقہ عظیم کیوں خیال کیا اور کیوں ہمیں منع کیا گیا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اکیلے سے اللہ تعالٰے نے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے لئے جو خدمت عظیم لی۔ اور اس کے بالمقابل بے شمار انگریزی دان۔ عربی۔ اردو۔ اور فارسی دان علماء کی قلمیں توڑ دی گئیں۔ اور ان کو اس خدمت عظیم کا موقعہ اللہ تعالٰے نے یہ سب ان کے ضد تعصب اور حق کا مقابلہ کرنے کے نہیں دیا۔ اور توفیق چھین لی گئی۔ اس کا بے خبر اور نادان قوم کو علم ہوتا تھا۔ اور لاریب ان کے طبائع پر ایک اثر ہوتا تھا۔ آنکھیں کھلتی تھیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قوم کا کیا بنایا ہے۔ اور بالمقابل گیارہ بارہ سال میں اہل قادیان نے قوم کا کیا بنایا ہے۔ اور اپنا ذاتی کیا کچھ بنایا ہے۔ پس یہی ایک بات تھی۔ جو ان لوگوں کو شاق اور دوبھر گذری۔ اور ہمیں وہاں سے نکالنے کی فکر کی۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کے دشمنوں سے قرآن مجید خرید سکتے ہیں۔ اور یہ قرآن مجید کاٹنے کو دوڑتا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ چھپے چھپائے بہتوں کے پاس یہی ترجمہ اور تفسیر موجود ہے جس سے خود فائدہ اٹھاتے۔ اور دوسروں کو تحفہ کے طور پر دے کر خوش ہوتے اور فخر کرتے ہیں۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

محمد نصیب

بقیہ صفحہ ۴ کالم ۴

ہیں۔ میں نے انہیں آپ کی جماعت کا حال سنایا۔ لیکن افسوس ہے کہ مجھے عربی کا علم بہت تھوڑا ہے۔ چینیوں میں سے کچھ لوگ قدرے اردو جانتے ہیں۔ یہی لوگوں کے تعلقات رنگون سے ہیں۔ اس لئے وہ پنجابی اور عربی بھی جانتے ہیں۔ ان میں اچھے اچھے علماء بھی ہیں۔ کوئی ایسی کتاب عربی بھیجیں جس میں حضرت مرزا صاحب کا پورا پورا حال ہو۔ تاکہ ان کو مطالعہ کے لئے دوں۔ ویسے زبانی بھی سمجھاتا رہوں گا۔ جہاں میں رہتا ہوں اس جگہ بھی مسلمان بہت ہیں۔ اور بڑے بڑے مراتب پر ہیں۔ نماز روزہ ادا کرتے ہیں۔ جملہ احباب کو میری طرف سے السلام علیکم کہدیں۔ مولوی نور محمد صاحب کا جماعت کو السلام علیکم۔ یہ مولوی صاحب اردو کا علم رکھتے ہیں۔ اور حضرت صاحب کا حال سنکر بڑے خوش ہوئے۔ اور دوسرے چینیوں کو بھی حضرت صاحب کا حال سنایا +

نامہ نگاران

پیغام صلح کو قلمی امداد سے فراموش نہ کریں

(ایڈیٹر)
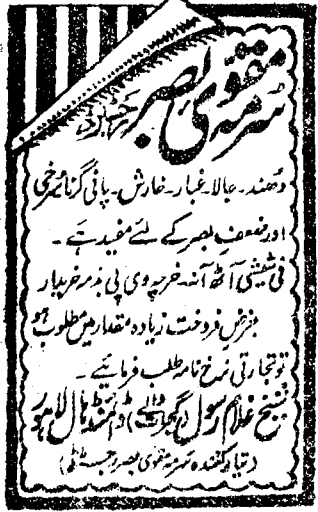
مراسلات

ایک دلچسپ مکالمہ

غیر احمدی۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال۔ دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال کیوں صاحب جب مرزا صاحب نے ایک بڑے بھاری اسلامی مسئلہ کا انکار کر دیا۔ تو کیوں ہم انہیں کافر نہ قرار دیں۔

محمودی۔ یہاں اُس جہاد کی تردید نہیں کی جو اسلام جائز قرار دیتا ہے بلکہ مسلمانوں کے موہومہ جہاد کی تردید کی ہے۔ کیونکہ غیر احمدی جہاد کی تعریف ہاتھ میں تلوار لیکر کافروں کو مسلمان کرنا کرتے ہیں۔ ذرا سیاق سباق پر غور کرو یہ تو وہی "لا تقربوا الصلوٰة" والی بات ہوئی۔ کہ انتم سکاریٰ کو ہضم کر گئے۔

غیر احمدی۔ خوب سمجھ گیا۔ مرحبا۔ جزاک اللہ۔ لیکن مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک شخص خاتم النبیین کے ہوتے ہوئے دعوےٰ نبوت کر کے مسلمان رہ سکے۔ اس نے اسلام کو تباہ کر دیا۔ کلمہ طیبہ اور محمد رسول اللہ صلعم کی سخت ہتک کی۔

احمدی۔ ذرا جوش میں آکر حضرت صاحب کی کتابیں بھی پڑھی ہیں یا لوگوں کی سنی سنائی باتیں پیش کر رہے ہو۔ میں حضرت صاحب کا مرید ہوں۔ آپ کو صادق مانتا ہوں۔ آپ کی کتابیں پڑھیں ہیں انہوں نے تو آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کو لعنتی قرار دیا ہے۔ جب ایک شخص بیسیوں دفعہ قسمیں اٹھا کر کہہ رہا ہے میں نبی نہیں ہوں تو کیونکر آپ نے معلوم کر لیا کہ آپ مدعی نبوت ہیں۔

محمودی۔ جھاگ منہ میں لاکر) ارے احسان فراموش۔ حضرت صاحب کے درجہ کو گھٹا کر غیر احمدیوں کے ساتھ کیوں مل رہے ہو۔ کیا تم نے حقیقت الوحی میں نہیں پڑھا۔ "مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح مجھ پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قایم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔

غیر احمدی۔ بہت خوب۔ یہ لاہوری احمدی فی الواقع ہمارے ساتھ مل رہے ہیں۔ اور حقیقت کو چھپا کر مرزا صاحب کو بطور مجدد و محدث پیش کر رہے ہیں۔

محمودی۔ ہم دل کے صاف ہیں۔ جو کچھ حضرت صاحب نے دعویٰ کیا۔ ہم اسی کو پیش کر رہے ہیں۔ لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے نہ اس بات کی پرواہ ہے۔ کہ کوئی ہم میں شامل ہو یا نہ۔ لیکن یہ منافق ہیں۔ احمدیت کو چھوڑ کر غیر احمدیوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

احمدی۔ ارے بھائی۔ کہاں جا رہے ہو۔ آپ غیر احمدیوں کے خیالات سے متفق ہو رہے ہیں علیم۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سنئے۔ آپ نے ایک عبارت پیش کر دی۔ اور ثابت کرنے کوشش کی۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ذرا آخری فقرے پر تو غور فرماتے جہاں لکھا ہے۔ "ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔ اگر یہاں سمجھ نہ آسکتی تھی۔ تو حاشیہ پر غور فرما لیتے حضرت صاحب لکھتے ہیں "یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سنکر دھوکا کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانے میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خداوند تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کی فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا گیا ہے۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ میری نبوت آنحضرت صلعم کا ظل ہے نہ کہ اصل نبوت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا گیا ہے۔ تا کہ معلوم ہو کہ ہر ایک کمال آنحضرت کے اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے" حاشیہ صفحہ ۱۵۰۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحب صرف نبی ہی نہیں بلکہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی۔ نیز آپ نے اپنی [illegible] کی تفسیر میں فرماتے ہیں.... اور میں اس امر کا اظہار نہیں کر سکتا [illegible]

کا شرف عطا کیا گیا اور خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے ہوتا ہے اسی کا نام نبوت ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں"۔ نیز ایک جگہ غیر احمدیوں کی بدظنیوں کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ...."مجدد صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہی حوائیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں۔ اگر کثرت سے ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے۔ یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے اس کا مطالعہ کر کے تسلی کر لیں"۔

بھائی صاحب اب صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت صاحب کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا نام نبوت رکھتے ہیں لیکن حقیقی نبوت نہیں۔ .... اپنے آپ کو امتی نبی فرماتے ہیں۔ یا ظلی نبی فرماتے ہیں فرماتے ہیں میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی۔ اب معلوم ہوا۔ کہ مجازی نبی۔ ظلی نبی۔ امتی نبی اور محدث ایک ہی بات ہے اب جو چاہو مان لو۔ غیر احمدی بھی کسی نہ کسی رنگ میں نبوت کو جاری سمجھتے ہیں۔ اور آپ بھی بتاؤ کون غیر احمدیوں کے ساتھ مل رہا ہے۔

غیر احمدی۔ جزاک اللہ۔ آج سمجھ لیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ میں آپ کی جماعت میں شامل ہونے کو تیار ہوں۔ انہیں ویسی ہی ٹھوکر لگی ہے۔ جیسے پہلے مجھے لگی تھی۔ کہ میں نے حضرت صاحب کو منکر تعلیم جہاد قرار دیا تھا۔

محمودی۔ فضول بحث شروع کر دی۔ اگر بیعت کرنی ہے تو خلیفہ کی کرو۔ قادیان سے تعلق رکھو کہ وہاں ہی حضرت صاحب کا مقبرہ ہے۔ منارۃ المسیح ہے۔ مسجد اقصےٰ ہے۔ لاہوری احمدی بن کر ان نعماء سے محروم ہو جاؤ گے۔

غیر احمدی۔ آپ کی تبلیغ حقائق اور دلائل پر مبنی نہیں ہے۔ خشک ملاؤں اور پیروں کی طرح ظاہر پر نظر ہے۔

قادیانی۔ پیٹھ دکھاتے ہوئے سریلی آواز سے

چہ گویم بالو گر آئی چہا در قادیاں بینی
شفا بینی۔ دوا بینی غرض دار الاماں بینی

غیر احمدی۔ چلو بھائی۔ اگر ان باتوں کو دیکھیں تو کیوں نہ غیر احمدی رہیں۔ پاک پٹن کے سجادہ نشین بھی کہتے ہیں۔ کہ جو اس دروازے سے محرم کے دن گذریگا وہ بہشتی ہو جاویگا۔ (خاکسار محمد عبد اللہ)

اخبار احمدیہ

(۱) صاحبزادہ میر اکبر صاحب قریبی رشتہ دار حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید جو مدت تک بوجہ احمدیت علاقہ خوست میں قید رہے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی میاں علی محمد ملازم حضرت امیر کی اہلیہ فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت امیر نے ہر دو کا جنازہ غائب اس جمعہ کو پڑھا۔ بیرون جماعتوں کے احباب بھی جنازہ غائب پڑھیں۔ اور مرحومین کے لئے دعا مغفرت کریں۔

(۲) ہمارے مسلم ہائی سکول لاہور کا سالانہ معائنہ جناب انسپکٹر صاحب بہادر ڈویژن لاہور نے ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء کو فرمایا۔ کسی قدر تفصیلی حالات ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف سے اطلاع لانے پر درج اخبار ہو سکیں گے۔

(۳) چوہدری سردار خاں صاحب مدیر پیغام صلح جو بوجہ بیماری رخصت پر تھے۔ خدا کے فضل سے صحت یاب ہونے پر ۲۸ جنوری ۱۹۲۶ء کو اپنے کام پر حاضر ہو گئے ہیں۔

(۴) ۲۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو بمقام چندر کے منگولہ ضلع سیالکوٹ جماعت احمدیہ میں۔ اور ایک غیر احمدی مولوی کے مابین حیات و وفات مسیح پر مباحثہ تھا۔ جہاں ۲۳ جنوری کی شام کو ایک مبلغ کو مباحثہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جو نہایت کامیابی کے ساتھ اس مباحثہ سے واپس آگئے ہیں۔ ان کی مفصل رپورٹ آیندہ اخبار میں درج ہو گی۔ حیات ممات مسیح کا مسئلہ ویسا آسان و صاف ہو چکا ہے۔ کہ عقلمند انسان کو تو اس پر بات کرتے بھی شرم آتی ہے۔ ہاں شاذ و نادر کوئی کودن مولوی بولے تو یہ جدا امر ہے۔

(۵) شیخ دوست محمد نو مسلم جو احمدیہ بلڈنگس میں رہتا تھا۔ اور اکثر احباب اس سے واقف بھی ہوں گے۔ ۱۵ جنوری سے دفتر سے بلا اطلاع و چارج دے بھاگ گیا ہے۔ اور دفتر کے اور لوگوں کا کچھ نقصان بھی کر گیا ہے۔ احباب اس سے آگاہ رہیں۔ اور اس کے دھوکے میں نہ آئیں ایک کتاب تصنیف کرنے کے خیال سے وہ لوگوں سے روپیہ بھی وصول کرتا ہے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

—— پروفیسر رام مورتی نے جسمانی ورزش کی ایک سکیم تیار کی ہے۔ جسے دربار اندور نے ریاست میں رواج دینے کے لئے منظور کر لیا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے پروفیسر مذکور کو اس سلسلہ میں دس ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔

—— نہایت افسوسناک خبر ہے کہ مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ کے جنازہ کے ہمراہ چالیس ہزار آدمی تھے۔

—— حضور ملک معظم نے ہندوستان کی زراعتی حالت کی تحقیقات کے لئے شاہی کمیشن کا تقرر منظور کر لیا ہے۔

—— حضور نظام دکن نے ایک شفاخانہ کی تعمیر کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کی منظوری دی ہے جس میں مریضوں کا علاج یونانی طریق پر کیا جائیگا۔

—— لاہور میں ایک کوکین فروش کے ہاں دس بنڈل کوکین کے پکڑے گئے ہیں۔

—— بھائی پھیرو کا مقدمہ قتل سیشن سپرد کر دیا گیا۔ شہادت ۷ سے ۲۰ فروری تک قلمبند کی جائے گی۔

—— آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا گیارہواں اجلاس گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا۔ کانفرنس نادار طلبہ کی تعلیم پر ۲۵ ہزار روپیہ خرچ کر چکی ہے۔

—— امرتسر ٹیمپرنس سوسائٹی نے ریلوے حکام سے استدعا کی ہے۔ کہ امرتسر کے ریلوے سٹیشن پر شراب کی فروخت ممنوع قرار دیں۔

—— جمیعۃ العلماء ہند نے سلطان ابن سعود کو اطلاع دی ہے۔ کہ اسلامی کانفرنس حجاز میں آیندہ حج کے موقع پر ضرور کی جائے۔

—— انجمن خدام الحرمین کا اجلاس عرس کے موقعہ پر اجمیر میں ہوگا

—— مہاراجہ صاحب میسور نے مسلم یونیورسٹی کو دس ہزار روپیہ عطا کیا ہے۔

—— حضور نظام نے اورنگ آباد کے تمام زنانہ مدارس میں چرخے کو رواج دینے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

—— صوبہ سرحد کے چیف کمشنر کرنل کیس وزیرستان کے دورے کے بعد دہلی تشریف لے گئے ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

—— وزارت مالیہ عراق نے طے کیا ہے کہ زراعت کو ترقی دینے کے لئے بڑے بڑے بنک قایم کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں ایک پروگرام تیار کیا جا رہا ہے جو عنقریب شایع ہو جائے گا۔

—— عراق کے وزیر دفاع نوری پاشا سعید اپنے عملہ سمیت موصل گئے تھے۔ اور وہاں مختلف مقامات پر فوجی دستے مقرر کر کے اب بغداد دار السلطنت عراق میں واپس آگئے ہیں۔

—— ناس کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبد الکریم نے آیندہ موسم کے لئے جنگی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس دفعہ پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ لڑائی ہوگی۔

—— صبری پاشا سابق وزیر بحریہ حجاز اب عراق میں فوج کے ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے ہیں۔

افغانستان میں فوجی سرگرمیاں پاینیر کا بیان ہے۔ کہ افغانی اخبارات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ افغانستان کے فوجی مرکز میں عظیم الشان سرگرمیاں جاری ہیں۔ کابل کے ایک اخبار کا بیان ہے۔ کہ خوست کی بغاوت اور قبائلہ منگل کی سرکوبی کے بعد وزارت جنگ نے فوجی تنظیم میں نمایاں ترقی کی ہے۔ اور بعض اہم ترین فیصلوں کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ شمالی و مشرقی صوبجات کی افواج میں جو نقائص و کمزوریاں تھیں۔ وہ بالکل دور کر دی گئی ہیں۔ صدر مقام کی افواج زیر تربیت ہیں۔ اور ارکان البحری کی زیر ہدایت ترجمان آفیسر تربیت پا رہے ہیں۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ ان کو جدید طرز جنگ ہوا دگھات میں چوق چوبند بنا دیا جائے۔ افغانستان میں اسلحہ بھی کافی تعداد میں آچکے ہیں۔

—— شام میں باغیوں کی سرگرمیاں از سر نو شروع ہوئی ہیں کیونکہ شمال میں بالخصوص حلب میں انتشار پھیلا ہوا ہے۔ فرانسیسیوں نے وہاں بعض معززین و شرفاء کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور ان کے خلاف الزام یہ عاید کیا ہے۔ کہ وہ اسمبلی کے انتخابات میں مداخلت کا باعث ہو رہے تھے یخینو ایک عظیم الشان شخصیت کا آدمی ہے۔ اور وہ ان گرفتاریوں سے بچ کر نکل گیا۔ یہ وہ شخص ہے جو ۱۹۱۹ء میں فرانسیسیوں کے خلاف لڑ چکا ہے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا / مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دین آمدہ از مادریم / ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست / بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام / دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن / جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام / ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست / زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود / آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ہفتہ میں دو بار، یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما ازو یابیم از نور و کمال / وصل دلدار ازل بے احتمال
اقتدائے قول او در جان ماست / ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبرہائے معاد / ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است / منکر آن مستحق لعنت است
معجزات و ہمہ حق اندر است / منکر آن مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین / آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست / ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب / نزد ما کفر است و خسران و تباب

قیمت سالانہ صہ ششماہی ... سہ ماہی ...

طلباء سے سالانہ ...

جلد ۱۴ مدینۃ المسیح (لاہور) یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۹ رجب ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۳ فروری ۱۹۲۶ عیسوی نمبر ۹

ایک شیعہ مجتہد کا اجتہاد

(از قلم مولوی محمد حسین صاحب)

(۱)

اس عنوان سے ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء کے اخبار پیغام صلح میں جو مراسلت چھپی تھی جس میں افسوس ہے کہ اس مراسلت میں مضمون نگار نے اس حصہ کا جواب چھوڑ دیا جس کی بنا پر "علامہ السید علی الحائری شیعہ مجتہد" نے اماماں عادلاں قاسطاں کے دو معنی کئے تھے اور یہ تدین کے خلاف ہے کہ اس حصہ کو بالکل چھوڑ دیا جائے کہ جس کا اپنے پاس جواب نہ ہو نامہ نگار کو اس حصہ کا جواب ساتھ دینا چاہیئے تھا ورنہ شیعی مجتہد صاحب کی اس تاویل پر خواہ وہ کیسی ہی رکیک اور کیسی ہی عجیب تھی کوئی جرح و قدح نہ کرنی چاہیئے تھی۔ "رسالہ الحافظ" (جو شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ ہے) بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء اس وقت ہمارے سامنے ہے جس میں پہلے ہی صفحہ "باب الفتاوے" میں ایک سنی مولوی صاحب کے اس سوال پر کہ حضرت علیؓ اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی حسب ذیل الفاظ میں تعریف کی ہے "حما اماماں عادلاں قاسطاں کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ" اس کا یہی جواب علامہ السید علی الحائری کی طرف سے مرقوم ہے جو اخبار پیغام صلح ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء میں معہ جرح شائع ہو چکا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب شیعہ مجتہد نے پہلے ہی یہ لکھ دیا تھا کہ یہ ذو معنے کلام ہے اس کے دو معنے بھی نکل سکتے ہیں جو سنی مولوی صاحب نکالتے ہیں مگر شیعی مجتہد اس لئے اس کے دو معنے نہیں لیتے کہ سنیوں کی کتاب صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور جلد دوم ص ۹۱ سطر ۳ و ۴ حدیث فدک کے ضمن میں اس کے خلاف یہ مرقوم ہے کہ عباسؓ اور علیؓ جب طلب فدک کے لئے حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم دونوں پہلے خلیفہ ابوبکر کے پاس گئے جب اس نے **لا نورث** حدیث پڑھی فرائیتماہ **کاذبا آثما غادرا خائنا** تو تم نے ان کو کاذب غادر آثم اور خائن سمجھا اس پر عباس اور علی نے انکار نہیں کیا بلکہ خاموش رہے پس اگر بنا بر روایت صحیح مسلم و اعتراف حضرت عمرؓ کے اگر یہ صحیح ہے کہ عباس اور علی نے شیخین کو کاذب آثم غادر اور خائن سمجھا تھا تو پھر اماماں عادلاں قاسطاں کیونکر ان متضاد معنوں میں ان کے متعلق استعمال ہو سکتے ہیں جو سنی شیعوں کی اس روایت سے لینا چاہتے ہیں۔

ہماری غرض اس نوٹس سے یہ ہے کہ یا تو شیعوں کے لٹریچر پر مضحکہ نہ اڑایا جائے اور اگر مضحکہ اڑایا بھی جائے تو جو زد دو مضبوں پر مارتے ہیں اس کا بھی ساتھ جواب دیا جائے یہ کہہ کر جانے دو کہ علامہ السید علی الحائری صاحب شیعی مجتہد لاہور نے کیسی ہی رکیک اور کیسی ہی عجیب تاویل کی مگر جس بنا پر انہوں نے یہ رکیک تاویل کی اس کا کسی سنی مولوی کے پاس جواب کیا ہے اور اس کو نامہ نگار صاحب ظ سلیم احمد اٹاوی نے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ ہم انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں اس پر مبسوط بحث کرینگے۔ فی الحال اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

شیعہ صاحبان کی خدمت میں صرف یہ کہتے ہیں کہ علماء کے اتفاق سے باغ فدک غنیمت کی اس قسم سے تھا جسکو فئی کہتے ہیں چنانچہ علماء شیعہ بھی اس کے قائل ہیں اور قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت ہوتا ہے کہ فئی میں نہ ہبہ ہو سکتا ہے اور نہ تقسیم ہو سکتی ہے اس صورت میں اگر حضرت فاطمہؓ نے فدک کا دعویٰ کیا تو حضرت فاطمہ کی یہ ایک اجتہادی غلطی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ فئی ایک مشترک چیز ہے جس میں مہاجرین۔ ابن السبیل اور ذوی القربیٰ وغیرہ سب داخل ہیں پھر وہ حضرت فاطمہ کو کیونکر دیا جاتا چنانچہ یہی مقدمہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے وقت حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور ہر ایک نے اپنے حق کا دعویٰ کیا تو حضرت عمرؓ نے ان کے حوالہ اس شرط سے کر دیا کہ وہ اس کے متولی ہو کر وہ تمام حقوق ادا کریں جو قرآن مجید میں درج ہیں اور انہوں نے تقسیم کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے ذکر کیا کہ باغ فدک آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ کو ہبہ کر دیا تھا مگر حضرت عباسؓ نے اس بیان کی تکذیب کی اور اس کی صحت سے انکار کیا غرض فئی میں نہ تقسیم ہوتی ہے نہ ہبہ ہوتا ہے قرآن مجید کے معارض اگر کوئی حدیث ہو تو وہ ترک کرنے کے لائق ہے شیعوں کی معتبر کتاب کلینی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی حدیث قرآن کے مخالف ہو تو وہ قبول کرنے کے لائق نہیں۔ شیعہ صاحبان کی یہ کسقدر غلطی ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ سلیمان داؤد کا وارث ہوا ان کو معلوم نہیں کہ حضرت داؤد کے انیس بیٹے تھے پس اگر مال کے وارث ہیں تو سلیمان کی تخصیص سے معنی فاسد ہوتے ہیں اس لئے آیت کے معنے یہ ہیں کہ داؤد کی نبوۃ داؤد کی بادشاہی داؤد کا علم حضرت سلیمان کو ملا۔ بھائیوں کو نہیں ملا مگر یہ آیت نہ اہل سنت کے مفید ہے نہ شیعہ کے کیونکہ اس آیت سے صاف پایا جاتا ہے کہ دوسرے بھائی ان چیزوں کے وارث نہیں ہوئے جن کا سلیمان وارث ہوا اسی طرح توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ اپنے باپ کا وارث نہ ہوا اور نہ موسیٰ کا بیٹا ان کا وارث ہوا۔ ایسا ہی انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح جن کے چار بھائی اور تھے حضرت مریم کے وارث ہوئے اور حضرت مسیح نے صاف لفظوں میں وراثت سے دست برداری ظاہر کی پھر دیکھئے کہ یہ حدیث "لا نورث وما ترکنا" فہو صدقۃ جو حضرت ابوبکرؓ نے سنائی ہے اس کی ہم مضمون کلینی میں ایک حدیث موجود ہے اور کلینی شیعوں میں وہ کتاب ہے کہ اس کی شان میں شروع میں لکھا ہے کہ مہدی موعود صاحب الزمان نے اس کی تصدیق کر دی ہے گویا صاحب کلینی نے یہ کتاب ان کو دکھائی ہے اور انہوں نے اس کی صحت کی تصدیق کی پھر جبکہ ایسی مقدس کتاب میں لکھا ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہو وہ ردی ہے اور نیز یہ کہ وراثت دنیا کا مال نہیں ہوتی تو یہ فیصلہ شیعوں کے اقرار سے ہو گیا باقی رہا یہ وہم کہ حضرت فاطمہؓ نے کیوں دعویٰ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو فدک سے کچھ ملا ہو گا سو بشریت سے حضرت فاطمہؓ کے اجتہاد میں غلطی ہوئی کہ انہوں نے کہدیا کہ یہ سب میرا مال ہے اور قابل تقسیم ہے علاوہ اس کے آثار کے الفاظ محفوظ نہیں خدا جانے حضرت فاطمہ نے کیا کہا اور راوی نے کیا اور کیا۔ قرآن مجید مقدم ہے اسی طرح مسلم کی روایت میں جو لفظ حضرت عمر نے حضرت علی سے فرمائے وہ الفاظ بھی محفوظ نہیں دوسری کتب روایات میں اور لفظ بھی ان کی بجائے موجود ہیں خدا جانے حضرت عمر نے کیا کہا اور راوی نے کیا بنا دیا مگر شیعوں نے کتاب صحیح مسلم کی روایت سے یہ سمجھ لیا کہ معاذ اللہ حضرت علی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو کاذب آثم غادر اور خائن جانتے ہوئے بھی ان کے پاس اپنا قضیہ امر لے جاتے تھے جو صریح خدا کے حکم ان یتحاکموا الی الطاغوت کی خلاف ورزی تھی حاصل مطلب یہ کہ یہ روایات کی کتابیں سب کی سب الا ماشاء اللہ دریا برد کرنے کے قابل ہیں کیونکہ ان سے نہ حضرات شیخین خدا اور رسول کو پورے طور پر ماننے والے ثابت ہوتے ہیں نہ حضرت علیؓ۔ شیعہ سنی کیا کل مذاہب کا اختلاف صرف اور محض قرآن پاک ہی سے دور ہو سکتا ہے۔

صدر جمیعۃ العلماء ہند اور خواجہ حسن نظامی کی کشتی ہیں

ایک شخص محمد زبیر صاحب نے علیگڑھ سے جناب مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمیعۃ العلماء ہند دہلی سے بذریعہ تحریر کے دریافت کیا کہ آیا وہ بنک کے سود کو اپنے صرف میں لا سکتے ہیں کہ نہیں جسکے جواب میں مولانا موصوف نے حسب ذیل فتویٰ دیا ہے۔

"الجواب" سیونگ بنک کے سود میں مضائقہ نہیں۔ اگر اعانت اسلام و ترقی مدنظر ہو تو کسی دوسرے مفلس مسلمان پر خرچ کر دیجئے لیکن گورنمنٹ کے پاس کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہیئے (رسالہ سود مسند علیگڑھ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۵ء)

اس فتویٰ کا حوالہ دیکر خواجہ حسن نظامی صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب نے صرف سیونگ بنک کے سود کی نسبت جواز کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ فتویٰ کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے لیکن بنکوں کے عام لین دین کی نسبت بھی اگر حضرت مولانا کوئی مفصل مشرح بیان شائع فرماویں تو عام مسلمانوں کی ... اور فلاح کا باعث ہوگا ... جن مسلمانوں کا روپیہ ... اس کا سود نہیں لیتے وہ حضرت ... کے بعد فوراً اپنی رقم کا سود لینا شروع کر دیں اور ... اپنا روپیہ نہ چھوڑیں"۔ اللہ اللہ! ایک وقت تھا کہ جب حضرت مسیح موعود نے حالات زمانہ کو مدنظر رکھ کر یہ جائز قرار دیا تھا کہ بنکوں سے سود لیکر اشاعت اسلام کے کام میں صرف کیا جائے تو اس پر بیہودہ شور و غل عامی ملاؤں نے وہ طوفان ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ / ۱۹ رجب ۱۳۴۴ ہجری نمبر ۹

کشمیر میں آفتاب رحمت کا طلوع

مہاراجہ سرہری سنگھ کی بیدار مغزی

مسلمانان کشمیر کی امید افزا حالت

(مولوی دوست محمد صاحب کے قلم سے)

مسلمانان کشمیر کا مسئلہ دور حاضرہ کے بعض اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ جب تک سری حضور مہاراجہ صاحب سابق والئے کشمیر زندہ رہے اس مسئلہ کے حل کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ریاست کے بعض ہندو عہدہ داروں نے سری حضور مہاراجہ صاحب کے دل پر کچھ اس قسم کا قبضہ اور تسلط حاصل کر رکھا تھا کہ جو کچھ وہ چاہتے بلا روک ٹوک کر سکتے تھے مسلمانوں کی زیادتی تعداد کے باوجود ان کی ترقی کی راہ میں جس طرح سے روڑے اٹکائے گئے اور انہیں عام طور پر جاہل رکھنے کی کوشش کی گئی بیگار اور طرح طرح کی دیگر عقوبتوں کے ذریعہ سے ان کے افلاس اور بزدلی کے بڑھانے میں جس سعی بلیغ سے کام لیا گیا اس کی نظیر موجودہ مہذب دنیا میں شاید مشکل سے ملیگی ریاست کے ہندوانہ بغض و تعصب کی اس سے بڑھکر اور کونسی مثال ہوگی کہ نیل گائے کو جو ایک جنگلی جانور ہے اور ریاست کشمیر کی حدود میں کثرت سے پایا جاتا ہے بعض نام کے اشتراک کیوجہ سے گئو ماتا ہی کی قسم سمجھ لیا گیا اور اس کا مارنا اور شکار کرنا جرم قرار دیا گیا۔ اس کا یہ نتیجہ تھا کہ زمینداروں کی جو بالعموم مسلمان ہیں کھیتیاں اس جنگلی جانور کی چراگاہ بن گئیں اور جہاں کہیں جس کھیت کے اندر وہ داخل ہو جاتی اس کے مالک کی خانہ ویرانی کر کے وہاں سے نکلتی غریب زمیندار اور کاشتکار لوگ اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کو اپنی آنکھوں کے سامنے برباد ہوتے ہوئے دیکھتے اور ذرا دم نہ مار سکتے نہ کوئی داد تھی نہ فریاد۔ جب کبھی ریاست کے عہدہ داروں کا جی چاہا غریب مسلمانوں کا اثاث البیت بلا وجہ قرق کرنے سے بھی دریغ نہ کیا مسجدوں تک کو اصطبل بنا کر اپنی دلی حالت کا نقشہ دکھایا جیسا کہ پتھر مسجد کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

ان واقعات کے خلاف ہندوستان کے شمال وجنوب اور مشرق و مغرب سے کئی ایک صدائیں اٹھیں مسلم لیگ کشمیری کانفرنس ایجوکیشنل کانفرنس اور دیگر کئی ایک با اثر مجالس نے اپنے ہر اجلاس میں ان حالات کی اصلاح کی طرف حضور مہاراجہ صاحب سرگباشی کو متوجہ کرنا چاہا بسا اوقات ڈیپوٹیشنوں کی صورت میں ان سے ملاقات کی خواہش کی لیکن اس کا کوئی نتیجہ کبھی اصلاح کی صورت میں نظر نہیں آیا تھا۔ لیکن ہمارا انتہا موجب مسرت ہے کہ جس دن سے سری حضور راجہ ہری سنگھ صاحب تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوئے ہیں یہ حالات بدلتے چلے جا رہے ہیں اور ایک حد تک بدل چکے ہیں حضور مہاراجہ صاحب بہادر مغربی تعلیم سے روشناس ہونے کے ساتھ نہایت وسیع دل و دماغ کے مالک ہیں رعایا کی پرورش کے معاملہ میں ہندو اور مسلمان کی تمیز نہیں کسی طرح بھی گوارا نہیں نہ ہی خود بیدار مغز ہونے کی وجہ سے ہندو وارکین ریاست کی چالوں میں آ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس دن سے آپ نے عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے تمام متعصب ہندو ارکان عضو معطل بن کر رہ گئے ہیں اور ریاست کا کوئی کام آپ کی مرضی اور علم کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتا۔ یہانتک کہ بعض ان باتوں کے متعلق بھی جو پشتہا پشت سے ریاست کا دستور العمل قرار پا چکی ہیں آپ سے استصواب رائے ضروری ہے اور آپکا اصلاحی قلم ان امور کی قطع و برید سے بھی دریغ نہیں کرتا اس کی ایک زبردست مثال چیلوں کی بے کار وظیفہ خواری کی اصلاح ہے۔ یہ لوگ ابا عن جد ریاست کے وظیفہ خوار ہیں بے کار بیٹھکر غریبوں کا مال کھانا ان لوگوں کا قومی دستور العمل ہے اور وہ اس کے ہمیشہ کے عادی چلے آتے ہیں سری حضور مہاراجہ صاحب کو جب اس کا علم ہوا تو حضور نے ان سب کو بلا کر حکم دیا کہ اگر وہ آئندہ وظیفہ لینا چاہتے ہیں تو اپنی قوت بازو سے کام لیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے اسے سرانجام دیں ورنہ ان کا وظیفہ بند ہو جائیگا چیلوں کے لئے یہ ایک عجیب حکم تھا جس کو ٹالنے کے لئے انہوں نے سو سو حیلے اور حیلے تلاش کئے کئی بار کانوں پر ہاتھ رکھے اور اس بلائے ناگہانی سے مخلصی حاصل کرنے کی پوری کوشش کی لیکن حضور مہاراجہ صاحب کا حکم نہ ٹلنا تھا اور نہ ٹلا جس کی وجہ سے انہیں طوعاً و کرہاً کام کی طرف توجہ کرنی پڑی اور بہت سے ابتک کام پر لگ چکے ہیں۔

نیل گائے کے متعلق جو تباہی خیز حکم اب تک جاری تھا اور غریب کسان اس کی وجہ سے تباہ حال ہو رہے تھے فصل کا تمام موسم ان غریبوں کا پسینہ بہانے میں صرف ہو جاتا تھا اور جس وقت فصل کے کاٹنے اور تمام محنت کا ثمرہ حاصل کرنے کا وقت آتا تو نیل گائیں کھیتوں میں داخل ہو کر انہیں چٹ کر جاتیں اور کوئی ان کی طرف ہاتھ بھی نہ اٹھا سکتا اس بے جا حکم اور تباہ کن طریق عمل کو حضور مہاراجہ صاحب بہادر نے نہایت جرأت سے کام لے کر منسوخ فرما دیا اور عام اجازت دیدی کہ جو نیل گائے کسی کھیت کے اندر داخل ہو اسے مار ڈالا جائے۔ کیونکہ ایک جنگلی جانور کا مرجانا انسانوں کی تباہی و ویرانی سے ہزار درجہ بہتر ہے انسان کی قدر و قیمت حضور مہاراجہ صاحب کی نظروں میں جانوروں اور گائے وغیرہ سے بہت بڑھکر ہے اسی لئے آپ نے کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس قسم کا فرمان جاری کر دیا جو غریب زمینداروں اور کسانوں کے لئے ایک آیہ رحمت ہے اور حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی روشن ضمیری اور وسیع القلبی کا ایک کھلا ثبوت سب سے زیادہ خوش قسمتی اور رعایا کی خیر خواہی و بہبودی کی بات یہ ہے کہ خود حضور مہاراجہ صاحب ریاست کا بہت سا کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتے ہیں دوروں کے اندر ہر روز ہزارہا عرضیاں آپکی خدمت میں آتی ہیں اور آپ ان سب کو روزانہ ایک ایک کر کے سنتے اور معاملہ کی پوری چھان بین کرتے ہیں۔

ان حالات میں یہ توقع کرنا بے جا نہیں کہ کشمیر کے مسلمانوں کی حالت اب کوئی دن میں پھرنے والی ہے۔ اور وہ وقت آنے والا ہے جب وہ موجودہ ذلت و نکبت کی حالت سے نکلکر برادران وطن کے دوش بدوش عزت اور رفعت کے مقام تک پہنچ جائینگے حضور مہاراجہ صاحب کی روشن ضمیری سے ہمیں امید ہے کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم کی طرف بالخصوص اور جلد توجہ فرمائینگے اور ریاست کے نظم و نسق میں انہیں اگر ان کا واجبی حصہ نہیں جسکا تعداد کے لحاظ سے انہیں حق حاصل ہے تو برابر کا حصہ انہیں ضرور دینگے۔ اور بیگار اور دیگر مظالم کا انسداد فرما کر انصاف کی داد دیں گے۔

کشمیر کے ساتھ پونچھ کی ریاست بھی خاص توجہ کے قابل ہے اور ہم آیندہ اشاعت میں اس کے بھی بعض حالات کو ہدیہ قارئین کرام کریں گے تاکہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر اس طرف بھی عنان توجہ کو منعطف فرما سکیں۔

آریہ دنیا میں نیوگ کے خواب

جب سے سوامی دیانندجی (ایشور ان کو پھر کبھی انسانی جون میں نہ لائے) آریوں کو نیوگ کی گمراہ کن تعلیم دے گئے ہیں اس وقت سے بعض آریوں کو یہی دھن لگی رہتی ہے کہ کہیں نہ کہیں سے نیوگ کی تائید میں کچھ مسالہ مل جائے۔ ان کی شبانہ روز کوششوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات کچھ بعید معلوم نہیں ہوتی کہ انہیں انکو سوتے وقت بھی اسی نیوگ کے خواب آتے ہوں۔ ایسی کوشش کا ایک سا تازہ ثبوت وہ مضمون ہے جو ایک آریہ مہاشہ نے اخبار آریہ ویر راولپنڈی میں چھپوایا ہے مہاشہ صاحب لکھتے ہیں:۔

سناتن دھرمی مردوں کا استری روپ میں نیوگ

"سناتن دھرمی بھائیوں کو استری بننے کا بڑا ہی شوق رہتا ہے رام لیلاؤں۔ راس لیلاؤں اور سوانگوں میں جہاں بھی دیکھو وہیں یہ لوگ استری کے روپ میں نظر آتے ہیں۔ اور کیوں ان کے دل میں یہ شوق نہ ہو۔ جبکہ ان کے رشیوں اور دیوتاؤں نے استری بنکر وشے سکھ کا لطف اٹھایا ہے اگر اب کے سناتن دھرمی ایسا کریں تو تعجب ہی کیا ہے۔ استری بن کا وشے سکھ بھوگنے کی بڑی ہی خواہش ان کی رہتی ہے سناتن دھرم کے رشی نارد اور ارجن نے استری بن کر کرشن کے ساتھ وشے سکھ اٹھایا جس کی شہادت پدم پوران سے مل رہی ہے اس ہی وشے سکھ کی ایک کتھا آج مہابھارت.. انوشاسن پرب سے ناظرین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ناظرین دیکھیں کہ سناتن دھرمی لوگوں کو نہ صرف استری بن کر وشے سکھ بھوگنے کی خواہش رہتی ہے۔ بلکہ استری بن کر نیوگ کرنے اور سنتان بنانے کی بھی خواہش رہتی ہے"

اس کے آگے پدم پوران کے انوشاسن پرب ادھیائے ۱۲ سے ایک کتھا نقل کی ہے اگرچہ وہ کتھا نیوگ سے بالکل غیر متعلق ہے مگر مہاشہ جی ہیں کہ نیوگ کی نے میں زبردستی اس کو نیوگ کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

سلطان ابن سعود اور حکومت حجاز

آج کی اشاعت میں ہم نے کسی دوسری جگہ سلطان ابن سعود کا وہ تار شائع کیا ہے جو انہوں نے صدر جمعیۃ العلماء ہند کے تار کے جواب میں ارسال فرمایا ہے۔

سلطان ابن سعود کے اس تار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اہل نجد وحجاز کے اصرار سے مجبور ہو کر شاہ حجاز ہونے کا اعلان کیا ہے اور یہ بات کچھ بعید از قیاس بھی معلوم نہیں ہوتی کہ اہل حجاز نے انہیں بیعت لینے کے لئے مجبور کیا ہو کیونکہ اہل حجاز نے ابتدائے جنگ یورپ سے لے کر آج تک ملک کے سیاسی انقلابات کی وجہ سے جو مصائب برداشت کئے ہیں۔ ان کا تقاضہ یہی تھا کہ ابن سعود کی خوش انتظام حکومت کو وہ اپنے لئے ایک ابر رحمت خیال کرتے اور مدتوں کی پُر فتن زندگی سے تنگ آکر امن و راحت سے زندگی بسر کرنے کے لئے اس نئی حکومت کو لبیک کہتے۔ سلطان ابن سعود نے ان تمام مشکلات کا نہایت وضاحت کے ساتھ ذکر دیا ہے جو حجاز کی عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینے میں ان کے درپیش تھیں۔ ایسی صورت میں جبکہ خود اہل حجاز و نجد سلطان کو بار حکومت اٹھانے کے لئے مجبور کریں تو ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ ان کی استدعا کے آگے سر تسلیم خم کرتے۔ لیکن جو بات اس وقت قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اس تار میں مؤتمر اسلامیہ کے انعقاد کا قطعاً ذکر نہیں کیا گیا۔ اس سکوت کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ کہ سلطان ابن سعود اپنی پوزیشن کو محفوظ و مصئون سمجھکر اپنے ان تمام وعدوں کو جو اس نے انعقاد مؤتمر کے متعلق اسلامی دنیا سے کئے تھے قصداً فراموش کر رہا ہے یا ان وعدوں کے ایفا کو کسی دوسرے وقت پر اٹھا رکھا ہے۔ سلطان کے اس اعلان کو مرکزیہ خلافت کمیٹی نہایت تشویش و اضطراب کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے اور اس نے جہاں اپنی اس تشویش کا اظہار سلطان ابن سعود کے سامنے بذریعہ برقی پیغام کر دیا ہے وہاں اس نے وفد خلافت کو بھی استصواب رائے کے لئے ہندوستان واپس آنے کے لئے تار دیدیا ہے۔ ہمارے خیال میں خلافت کمیٹی کے لئے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ جب سلطان ابن سعود اور اس کی قوم نے بہت سی جانی اور مالی قربانیاں کرنے کے بعد حجاز کو فتح کیا ہے اور حجازی اور نجدی متفقہ طور پر سلطان ابن سعود کی حکومت کو پسند کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا طرز حکومت نہایت اعلیٰ و پسندیدہ ہے تو پھر سلطان ابن سعود سے یہ توقع کیونکر کی جاتی ہے

(دیکھو صفحہ ۴ کالم اول)

"سیرۃ المہدی" پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۶)

مثال نمبر ۱۷ — نبی بنانے کے لئے ایک اور جدوجہد۔ اس نبی بنانے کی دھن میں مدہوشی کا عالم اسقدر ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ پر زد مار جاتے ہیں اور انہیں پتہ نہیں لگتا اور اگر ہوش و حواس قائم ہیں تو پھر شاید اسے جائز سمجھتے ہونگے۔ حضرت مسیح موعودؑ تو ہمیشہ نبوت کا انکار کرتے رہے نبوت کا لفظ جو اُن کے متعلق حدیثوں میں آگیا ہے یا خود اُن کی اپنی تحریروں میں آگیا ہے اُس کے متعلق صاف تحریر فرما گئے کہ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ (حقیقۃ الوحی) یعنی ہم نبوت سے وہ مراد نہیں لیتے جو پہلی آسمانی کتابوں میں مراد لی گئی۔ چلو فیصلہ ہو گیا کہ تمام آسمانی کتابیں جو آجتک آچکیں اُن میں نبوت کا لفظ جن معنوں میں استعمال ہوتا آتا ہے۔ اُن معنوں میں آپ کی نبوت نبوت نہیں ہے آپ کی مراد نبوت سے کچھ اور ہے یعنی صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ جیسا کہ خود فرمایا کہ ما نعنی باللہ من نبوتی الا کثرۃ المخاطبۃ و المکالمۃ (حقیقۃ الوحی) ان دولو فقروں سے نتیجہ یہ نکلا کہ

(۱) پہلی تمام آسمانی کتابوں میں نبوت کا لفظ جن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ان معنوں کے رو سے حضرت صاحب کی نبوت نبوت نہیں ہے۔

(۲) حضرت صاحب کی نبوت کے معنی اُن معنوں سے الگ ہیں اور وہ ہیں کثرت مکالمہ مخاطبہ۔

(۳) پس ایک اور نتیجہ یہ نکلا کہ پہلی تمام آسمانی کتابوں میں نبوت کا لفظ کثرت مکالمہ مخاطبہ کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کا مفہوم کچھ اور رہا ہے۔

پھر میاں محمود احمد صاحب کا حقیقۃ النبوت میں نبوت کی یہ تعریف کرنا کہ نبوت کہتے ہی کثرت مکالمہ مخاطبہ کو ہیں اور اس کو پہلے صحیفوں سے ثابت کرنے کی کوشش کرنا کیا حضرت مسیح موعودؑ کی صریح تحریروں کے خلاف نہیں۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ صاحبزادے معصوم ہیں جو یہ کہیں مان لو۔ فرمایئے یہ آنکھوں دیکھی مکھی کسطرح نگل لی جائے۔ مگر زبردستی جو حضرت صاحب کو نبی بنانا تھا۔ میاں محمود احمد صاحب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ کو پکڑ کر بیٹھ گئے کہ حضرت صاحب وہاں لکھ گئے ہیں کہ اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں بہت اچھا یونہی سہی کہ حضرت صاحب ہی نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص ہیں۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا نبوت کا منصب آپ کو ملا تھا جس کی وجہ سے یہ نام آپ کو ملا تھا۔ یا بوجہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کے بطور اعزاز کے آپ کو یہ نام ملا تھا اگر نبوت کے منصب پر آپ کھڑے کئے گئے ہونگے تو یہ نام حقیقت کے طور پر آپ پر عائد ہوگا اور اگر محض اعزاز کے طور پر یہ نام آپ کو دیا گیا ہے تو پھر یہ نام آپ پر مجازی طور پر عائد ہوگا۔ سو اس کا فیصلہ اپنی قلم سے آگے چلکر اسی حقیقۃ الوحی میں خود کر گئے ہیں کہ سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ یعنی اللہ کی طرف سے میں نے یہ نام حقیقت کے طور پر نہیں پایا بلکہ مجاز کے طور پر پایا۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صرف ایک "اعزازی نام" ہے۔ چلو بحث ختم ہوگئی۔ حضرت صاحب اس نام پانے کی تشریح خود اپنی قلم سے کر گئے۔ اور زید بکر کے لئے تشریح کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ قصہ ختم ہوا۔ مگر جب دھن یہی ہو کہ کسی طرح ختم نبوت کی مہر کو توڑ کے نبوت کا دروازہ کھولا جائے تو پھر انسان چاروں طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ میاں محمود احمد صاحب نے جب کثرت سے حوالے اپنے خلاف دیکھے تو گھبرا کے ان سے مفر کی یہی راہ سوچی کہ حقیقۃ النبوۃ میں یہ اعلان کر دیا کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ چلو اس سے قبل کے حوالوں سے تو جان چھٹی۔ حضرت صاحب پر تبدیلی عقیدہ کا داغ لگا تو بلا سے۔ اس اعلان کی جو لغویت ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں کیونکہ بعد میں بھی آپ اپنے نبوت کے نام پانے کو مجاز ہی ٹھیراتے ہیں۔ مگر جو کام گھبراہٹ میں ہو وہ ایسا ہی ہوتا ہے حالانکہ لوگوں کو عقیدہ میں تبدیلی نظر نہیں آتی۔ مگر وہ فرماتے ہیں کہ نہیں۔ تبدیلی کی اور ضرور کی۔ بہت اچھا صاحب کی۔ مگر تریاق القلوب کو کیا کریں اس میں تو نبوت سے صاف انکار ہے۔ اور وہ ۱۹۰۲ء کی کتاب ہے تو ارشاد ہوا کہ نہیں تریاق القلوب ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتاب ہے صرف شائع ۱۹۰۲ء میں ہوئی ہے۔ بہت اچھا۔ مگر کیا ایک مصنف ۱۹۰۲ء میں جبکہ ایک کتاب شائع کریگا اس میں اپنے جو عقائد شائع کریگا اس کا وہ شائع کرتے وقت ذمہ وار ہوگا یا نہیں؟ اس کا جواب تو کوئی نہ تھا مگر مریدسب یک زبان ہو کر زبان حال سے چلائے کہ بس کرو۔ زیادہ نہ پوچھو جو سرکار فرماتے ہیں وہ بجا اور درست ہے اب جو اعتراض کریگا وہ منافق ٹھیریگا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ بہت اچھا۔ مگر اب حضرت صاحب کی تحریر کو کیا کریں وہ حقیقۃ الوحی میں نشان نمبر ۱۱۸ میں اپنی شان وہی تسلیم کرتے ہیں جو تریاق القلوب میں ہے اور وہ کیا تسلیم کرتے ہیں۔ الہام میں حکم ہوتا ہے کہ کہدے کہ تیری وہی شان ہے۔ گویا خدا فرماتا ہے کہ آپ کی وہی شان ہے جو تریاق القلوب میں مذکور ہے۔ نشان نمبر ۱۱۹ حقیقۃ الوحی سے نقل کر دیتا ہوں یہ حضرت صاحب کی اپنی تحریر ہے لہٰذا فیصلہ کن ہے:-

نشان نمبر ۱۱۸: "ایک دفعہ میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا موجود تھا۔ الہام ہوا یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھینگے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے کہدے خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنے لہو و لعب میں چھوڑ دے۔ سو میں نے یہ الہام اپنی اس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہونگے سنا دیا جس میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ پلیڈر بھی تھے۔ پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔"

یہ نشان جہاں حضرت صاحب کے منجانب اللہ ہونے پر نشان ہے۔ وہاں اس بات پر بھی نشان ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ ہرگز نہیں کی۔ ورنہ وہ کسطرح عدالت کے سامنے غلط بیان دے سکتے تھے یا اپنی کتاب میں اپنے عقیدہ کے خلاف لکھ سکتے تھے۔ اس زد نے محمودیت کی جڑھوں کو ہلا دیا۔ لہٰذا محمودی کیمپ سے ایک پہلوان خم ٹھونک کر نکلا اور حضرت صاحب کے بیان کردہ نشان کو مٹانے کے لئے خود بیان دینا شروع کیا۔ جیسے مرزا بشیر احمد صاحب نے اسی کتاب سیرۃ المہدی میں روایت ۲۸ کی شکل میں درج کیا ہے۔ میں ساری روایت درج نہیں کرتا کیونکہ بہت کچھ زوائد بھی ہیں۔ صرف اتنا حصہ درج کرتا ہوں جس کی یہاں ضرورت ہے۔ مولوی شیر علی صاحب سے روایت چل رہی ہے:-

روایت ۲۸ سیرۃ المہدی: مولوی صاحب نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک الہام مجھے یاد ہے اور وہ یہ ہے یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے متعلق سوال کرینگے تو ان سے کہدے "اللہ" پھر چھوڑ دے ان کو ان کی بیہودگیوں میں۔ دوسرے دن جب آپ عدالت میں پیش ہوئے تو وکیل مستغیث نے آپ سے منجملہ اور سوالات کے یہ سوال بھی کیا کہ یہ جو آپ نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں اپنے متعلق لکھا ہے اور اس نے اس کتاب سے ایک عبارت پڑھ کر سنائی جس میں آپ نے بڑے زوردار الفاظ میں اپنی علو مرتبت کے متعلق فقرات لکھے ہیں کیا آپ واقعی ایسی ہی اپنی شان سمجھتے ہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہاں اللہ کا فضل ہے یا کوئی ایسا ہی کلمہ بولا جس میں اللہ کی طرف بات کو منسوب کیا تھا"

اس روایت میں جو بات پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب نے جو حقیقۃ الوحی میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ عدالت میں مجھ سے تریاق القلوب میں تحریر کردہ شان کی نسبت سوال ہوا تھا یہ غلط تحریر فرمایا ہے۔ عدالت میں تحفہ گولڑویہ کی نسبت سوال ہوا تھا۔ اس طرح ۱۹۰۱ء والی عقیدہ کی تبدیلی پر جو زد پڑ رہی تھی اس سے اپنے خیال کے مطابق بچاؤ کی صورت پیدا کی گئی۔ اور دل میں سمجھے کہ حضرت صاحب نے اگرچہ تریاق القلوب اور تحفہ گولڑویہ دونو ۱۹۰۱ء سے پہلے لکھنا شروع کی تھیں اور شائع بعد میں کیں۔ مگر ان میں سے صرف تریاق القلوب کی نسبت ہم لکھ چکے ہیں کہ وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے اور تحفہ گولڑویہ کی نسبت شکر ہے ایسا انہیں لکھ دیا تھا ورنہ بڑی مشکل پڑتی۔ اب تو خیر مولوی شیر علی اس مشکل سے نجات دلانے کے لئے ایک فرشتہ کی شکل میں آن پہنچے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں عدالت میں "تحفہ گولڑویہ" کی نسبت سوال ہوا تھا "تریاق القلوب" حضرت صاحب نے غلط لکھا ہے۔ مصنف صاحب تو اس روایت کو نقل کر کے بالکل خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ گویا ہم مشکل وگرنہ گویم مشکل والا مضمون ان کے لئے ہو گیا وہ مطلق کوئی ریمارک نہیں کرتے کہ حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں بجائے تحفہ گولڑویہ کے تریاق القلوب آخر کیوں لکھ دیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی شیر علی صاحب میں سے اب کس بزرگ کی روایت کو ترجیح دی جائے لیکن وہ کچھ لکھیں یا نہ لکھیں یہ بات ظاہر ہے کہ ترجیح اُس شخص کو دیجائیگی جس سے خود عدالت میں سوال ہوا جس نے خود بیان دیا جس کے ثقہ ہونے میں کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ اور وہ مسیح موعودؑ ہے۔ لیکن مصنف صاحب اگر ایسا لکھیں تو آہ! محمودیت کی ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔ اس لئے خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید۔ یہ خموشی خود بتا رہی ہے کہ مصنف صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی روایت کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور مولوی شیر علی صاحب کی روایت کو ترجیح دے رہے ہیں ورنہ وہ اسے درج کیوں کرتے۔ حضرت صاحب کی روایت کے بالمقابل اسے درج کرنا ہی گستاخی تھی۔ مگر ایک رستہ نکلنے کا رکھا ہوا ہے وہ یہ کہ حضرت صاحب آخر انسان تھے اُن کے حافظہ نے غلطی کی۔ انہیں یاد نہیں رہا۔

بہت اچھا۔ حضرت صاحب اگر انسان تھے اور اُنکا حافظہ غلطی کر سکتا ہے تو مولوی شیر علی صاحب بھی تو انسان ہیں۔ فرشتہ نہیں۔ اُن کا حافظہ کیوں غلطی نہیں کر سکتا۔ اب جب دونو انسان ہیں اور دونو کے حافظے غلطی کر سکتے ہیں۔ تو اب قرائن عقلی کو لینا پڑیگا کہ کس کے حافظہ میں غلطی کا احتمال اس موقعہ پر زیادہ ہو سکتا ہے ایک شخص خود بیان دینے والا ہے جس سے سوال ہوتا ہے وہ جواب دیتا ہے اور الہام کے ماتحت جواب دیتا ہے۔ دوسرا محض تماشائی ہے۔ اگر عدالت کے کمرہ سے باہر دونو کے بیان میں اختلاف نظر آئے تو فرمایئے کہ ان دونو میں سے کس شخص کی بات پر زیادہ یقین کیا جائیگا۔ کجا مسیح موعودؑ۔ کجا مولوی شیر علی۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ چلو بطریق تنزل ہم مان لیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے حافظہ نے غلطی کی ہے اور مولوی شیر علی صاحب کے حافظہ نے غلطی نہیں کی۔ تو اس سے بنا کیا؟ ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں وہ اپنی کتاب میں لکھ رہے ہیں کہ میں نے عدالت میں یہ بیان دیا تھا کہ میری وہی شان ہے جو تریاق القلوب میں درج ہے۔ اگر تریاق القلوب منسوخ تھی تو وہ ۱۹۰۶ء میں یہ کسطرح لکھ سکتے تھے کہ میں نے عدالت میں یہ کہا تھا کہ میری وہی شان ہے جو تریاق القلوب میں ہے۔ وہ نہ سوچتے کہ تریاق القلوب تو منسوخ ہو چکی۔ میں کیسے بیان دے سکتا ہوں یا کم سے کم اب اپنی کسی کتاب میں کیسے لکھ سکتا ہوں کہ میری وہی شان ہے جو تریاق القلوب میں میں نے لکھی ہے۔ غور کرو کہ وہ اپنے اس عقیدہ کو بدل کر جو تریاق القلوب میں لکھا تھا حقیقۃ الوحی میں پھر کسطرح لکھ سکتے تھے کہ میری وہی شان ہے جو تریاق القلوب میں مرقوم ہے۔ اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ کم سے کم وہ لکھتے وقت تو ضرور اپنی وہی شان سمجھتے تھے جو تریاق القلوب میں لکھی ہوئی ہے ورنہ ایسی خطرناک غلطی وہ کسطرح کر سکتے تھے کہ تریاق القلوب والا عقیدہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کر کے پھر ۱۹۰۶ء میں آ کر لکھ دیتے کہ میرا تو وہی عقیدہ ہے جو تریاق القلوب میں ہے اور میں نے عدالت کے سامنے یہی بیان دیا تھا۔ آپکا حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب والی

شان کو اپنی شان قرار دینا صاف بتلاتا ہے کہ عقیدہ تبدیل کرنا تو دور رہا آپ کے کبھی ذہن میں بھی نہیں گذرا کہ تریاق القلوب منسوخ ہے۔ ورنہ ایسی خطرناک غلطی وہ کسطرح کر سکتے تھے جس کو اگر مان لیں تو اُن کی تمام تحریروں سے امان اُٹھ جاتا ہے۔ الغرض نشان ۱۱۸ نے ۱۹۰۱ء والی تبدیلیٔ عقیدہ کی ساری عمارت کو مسمار کر کے ہباءً منثورا کر دیا۔ لیکن ابھی ہمیں ایک اور پہلو سے اس پر نظر ڈالنی ہے۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ عدالت کے سامنے حضرت صاحب نے یہ فرمایا کہ میری وہی شان ہے جو میں نے تحفہ گولڑویہ میں لکھی ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں کیا شان لکھی ہے۔ کیا اس میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے کیا اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہے۔ اس کے لئے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۸۳ کو پڑھ لو۔ فرماتے ہیں۔

"کیونکہ قرآن شریف جیسا کہ آیت فلما توفیتنی اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں حضرت عیسیٰ کو مار چکا ہے ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ فرمایا ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئینگے اور برابر پینتالیس برس تک ان پر جبریل علیہ السلام وحی نبوت لیکر نازل ہوتا رہے گا۔ اب بتلاؤ کہ اُن کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا۔ بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں"

اس سے جو نتیجے نکلتے ہیں وہ ظاہر ہیں:-

(۱) حضرت صاحب خاتم النبیین میں خاتم کے معنے ختم کرنے والے کے بتا رہے ہیں۔

(۲) نہ صرف نبوت ختم کر رہے ہیں۔ بلکہ وحی نبوت کو بھی ختم کر رہے ہیں۔

(۳) حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آجانے سے وحی نبوت دوبارہ جاری ہو جائیگی۔ جو ختم نبوت کے منافی ہے اس لئے انکا آنا ممتنع ہے

نبوت کے متعلق کیا یہ وہی عقیدے نہیں جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب میں آپ تحریر فرما چکے ہیں پھر تبدیلی عقیدہ کہاں ہوئی۔ کچھ کرو یہ بیل تو اب منڈھے نہیں چڑھتی۔ اور کوئی کیا کرے خود حضرت صاحب اس بیل کو منڈھے نہیں چڑھنے دیتے۔

(باقی دارد)

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

کہ وہ موتمر اسلامی قائم کر کے حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیدیں جو اس کو چہ سے ناآشنا ہیں اور جنہوں نے حجاز کو شریفی خاندان سے رہا کرنے کے لئے سلطان کی کچھ بھی مدد نہیں کی۔ پس جبکہ سلطان موصوف نہایت خوش انتظامی سے اہل حجاز کی خواہش کے موافق حکومت کر رہے ہیں۔ تو پھر ان کے خلاف شور و شر اٹھانا خواہ مخواہ مسلمانوں کے اندر افتراق و انشقاق کے جذبات کو پیدا کرنا ہے۔ اگر اس غلط راہ سے احتراز نہ کیا گیا تو ہندوستان کے وہابیوں اور حنفیوں میں وہ خانہ جنگی برپا ہوگی جس کا اثر شاید حکومت حجاز پر تو کچھ نہ پڑے گا۔ مگر اسلام کو سخت نقصان پہنچے گا۔ اس لئے ہم خلافت کمیٹی اور اسی قسم کی دیگر انجمنوں کو جو اس معاملہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ نہایت صبر و سکون سے کام لیں اور آنیوالے حالات کا انتظار کریں۔ اگر خلافت کمیٹی مؤتمر اسلامیہ کے انعقاد کو ایسا ہی ضروری خیال کرتی ہے۔ تو اس کے لئے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے بغیر کوئی پر امن راہ تجویز کرنی چاہیے ◆

میر مدثر شاہ صاحب کا ایک اور کارنامہ

میر صاحب نے اختلاف سلسلہ کے متعلق حال ہی میں ایک اور کتاب تصنیف فرمائی ہے جو عنقریب شائع ہوگی۔ بعض احباب کے ارشاد کے بموجب وہ چاہتے ہیں کہ اس کے بعض حصے شائع ہونے سے پیشتر اخبار میں شائع کئے جائیں فی الحال ایک [illegible] شائع ہونا شروع ہو جائیگا۔

خط و کتابت ممالک غیر

اٹلی

چوہدری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں۔ خط و اخبارات پہنچ گئے ہیں۔ مجھے آج کل زیادہ مصروفیت ہے کیونکہ کچھ کام شروع کر رکھا ہے۔ گو ابھی فائدہ نہیں ہوا تاہم اچھے طبقہ کے لوگوں سے واقفیت ہو گئی ہے۔ جو عوام اور حکومت ہر دو میں بارسوخ ہیں۔ یہاں ایک پروفیسر بڑا قابل آدمی ہے۔ اس سے ملوں گا۔ اور آئیندہ ہفتہ آپ کو اس کا پتہ لکھوں گا۔ امید ہے جلسہ کامیاب ہوا ہوگا۔ خداوند کریم آپ کے کاموں میں برکت دے۔ یہی ایک راستہ مسلمانوں کی نجات کا ہے۔ باقی تو خیر سلّا ہے۔ تلوار کے دھنی اب کچھ نہیں کر سکتے۔ ایسے اپنے حجروں میں مخملی گدوں پر بیٹھکر گوزنی کیا کریں۔ تو یہ اور بات ہے۔ میں یہ محض تخیلاً نہیں کہہ رہا۔ بلکہ اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنا پر کہتا ہوں۔ ان لیڈروں نے مصطفےٰ کمال پاشا کو بھی دیکھ لیا۔ اور منہ کی کھائی۔ عبدالکریم غازی خوب لڑا مگر تابکے۔ ہوائی جہازوں زہریلی گیسوں۔ کئی کئی من گولہ پھینکنے والی توپوں کا مقابلہ محض لاٹھیوں اور توڑے دار بندوقوں سے نہیں ہو سکتا ہے۔ آہ ایک اور نہایت روح فرسا اور دردناک منظر ابھی پیش آنے والا ہے۔ جس کے تخیل سے میری روح کانپ رہی ہے۔ یعنی حجاز کا مسئلہ۔ ارض مقدس کا محافظ خداوند عزوجل ہے۔ مگر اس کی تخریب کے درپے خود نام نہاد مسلمان ہیں۔ مولوی صاحبان ابن سعود سے لڑنے کے لئے اپنے حجروں سے باہر تشریف لانے والے ہیں۔ کیسا ظلم ہے یہ اسلام کی تخریب کرنے والے علما جب تک زندہ ہیں۔ اسوقت تک اسلام کی بہتری نظر نہیں آتی۔ یورپ کی قومیں ابھی سے عرب کو تقسیم کر رہی ہیں۔ اور ہندوستان کے مولوی صاحبان ان کے ممد و معاون ہیں۔ کیا ہندوستان کے کوئی مولوی صاحب خلیفہ بننا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کو صاف اعلان کرنا چاہیے۔ تاکہ بجائے حجاز کے انہیں ہند میں ہی خلیفہ بنا دیا جائے۔ مجھے ہندوستان کے ایک مولوی صاحب کا بڑا احترام تھا۔ لیکن ان کی مذبوحی حرکات سے ایک قسم کا تنفر پیدا ہو گیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں کسی قسم کی سیاسی قابلیت نہیں۔ البتہ کوئی معشوق ہے۔ اس پردہ زنگاری میں۔ خواہ وہ کوئی رئیس ہو یا راجہ نواب۔ میرے خیال میں بہتر ہے کہ مولوی صاحبان اپنے ہم خیالوں کا ایک لشکر تیار کریں۔ اور تسبیحوں اور منتروں سے آراستہ ہو کر الجہاد الجہاد کے نعرے لگاتے ہوئے دیار ہند کو اپنے وجودوں سے پاک کر کے بحر ہند میں کود پڑیں۔ تاکہ بقول غالب مرحوم

نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا۔

ان کے حال پر صادق ہو۔ اے تنگ دل اور سیاہ باطن ملّانوں۔ خدارا اسلام پر رحم کرو۔ اور ارض مقدس کو مسلمانوں کے خون سے لالہ زار نہ بناؤ۔ اگر تم نے اس خطہ مبارک کو بھی آماجگاہ جدال و قتال بنا کر اغیار کے حوالے کر دیا۔ تو خدا کے فرشتے اور تمام کائنات تمہاری ناپاک قبروں پر قیامت تک لعنت و پھٹکار کے پھول چڑھایا کریں گے۔

تم کہتے ہو۔ سلطان ابن سعود وہابی ہے۔ اس لئے کافر ہے اور کافر حجاز مقدس میں نہیں رہ سکتا۔ اے بدکردار گروہ کافر گری کب تک۔ بس اب انتہا ہو چکی۔ تمہارے نزدیک تو دنیا میں کوئی مسلمان ہی نہیں رہا۔ یاد رکھو۔ اب تمہارا جادو نہیں چل سکتا اگر ابن سعود کافر ہے۔ تو نعوذ باللہ خدائے علیم و بصیر جھوٹا ہے۔ کیونکہ کعبۃ اللہ کفار کے ہاتھ میں نہیں جا سکتا۔ مگر اب اسپر کافر قابض ہے۔ آہ کیا ظلم ہے۔ کہ ایک شخص باقاعدہ نماز پڑھنے والا۔ تہجد ادا کرنے والا۔ روزہ رکھنے والا۔ خدا و رسول پر ایمان رکھنے والا۔ زکوٰۃ دینے والا کافر کہلائے۔ اور یہ بت پرست اور مشرک ملّانے اور پیر پکے اور سچے مسلمان کہلائیں۔ آخر کب تک یہ ظلم جاری رہ سکتا ہے۔ خدارا نوجوان مسلمانو! اٹھو اور اسلام کو اس ناپاک گروہ سے آزاد کر کے ثواب دارین حاصل کرو ورنہ حجاز مقدس مقتل بننے والا ہے۔ اور لاکھوں بے گناہ مسلمان اس ناپاک گروہ کے فتووں سے خاک و خون میں لوٹنے والے ہیں۔ علی فیصل اور عبداللہ اس بدکردار گروہ کا آلہ ہونگے۔ اس لئے تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ سلطان ابن سعود کو اس قدر مضبوط کر دو کہ حجاز کی طرف کوئی آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھ سکے۔ اور جہاں تک ممکن ہے۔ ملّانوں اور پیروں کے گروہ کا بائیکاٹ کرو۔ ورنہ اسلام کی خیر نہیں۔ تم جانتے ہو کہ اگر ابن سعود حجاز سے اب نکالا گیا۔ اور علی آ سکا۔ تو پھر ابن سعود کوشش کرے گا۔ کہ علی کو وہاں سے نکال دے۔ اسطرح حجاز ایک مقتل مسلماناں نہ بنے گا تو کیا ہوگا یورپین اقوام اس دوامی کارزار میں فریقین کی معاون ہیں تاکہ اسلام کی پہلی اور آخری یادگار (خاکم بدہن) مٹ جائے۔ لکھنا تو بہت کچھ چاہتا تھا۔ لیکن فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔

طنجہ (مراکو)

مسٹر اینڈرسن نومسلم لکھتے ہیں کہ۔ انہوں نے سنہ ۱۹۱۹ء میں ووکنگ میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور جب سنہ ۱۹۲۳ء میں خواجہ صاحب اور لارڈ ہیڈلے حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو وہ مصر میں تھے۔ اور بباعث علالت اندرون ملک گئے ہوئے تھے۔ ورنہ وہ اسی سال ان کے ہمراہ حج کے لئے جاتے ارادہ ہے کہ اب انشاء اللہ بہت جلد حج بیت اللہ کروں جسکی مجھے مدت سے آرزو ہے۔ یہاں میں بہت سے بزرگ حاجیوں سے ملا ہوں۔ جو کئی کئی حج کر چکے ہیں۔ اگر آپ مجھے قرآن کریم انگریزی بھیجدیں۔ خواہ وہ پرانا ہی ہو۔ تو مشکور ہوں گا۔ کیونکہ اب تک میں راڈول کا ترجمہ استعمال کرتا ہوں۔ (نوٹ کوئی دوست اگر ترجمہ انگریزی قرآن دیکر اس دوست دور افتادہ کی مدد کر سکتے ہوں۔ تو وہ سکرٹری کے نام بھیجدیں۔ ان کی طرف سے اسے پہنچا دیا جائے گا۔ انجمن نے فی الحال اور کتب بھیجنے کی منظوری دی ہے) میں کچھ عرصہ سے علیل رہا ہوں۔ لیکن جب سے گذشتہ ایک ماہ سے یہاں آیا ہوں۔ میری صحت اچھی ہے طنجہ کا شہر ریف کی سرحد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور ابھی تک یہاں سکون ہے۔ لیکن غالباً موسم بہار میں جنگ شروع ہو جائے گی۔ اگر فرانس حسد نہ کرتا۔ تو غازی عبدالکریم صاحب اور سپین کے درمیان عرصہ سے صلح ہو گئی ہوتی۔ چند ہفتوں کے بعد میرا ارادہ ملک ریف کو جانے کا ہے خصوصاً اس لئے بھی کہ میں ہسپانوی اور فرانسیسی زبانیں عمدہ طور پر بول سکتا ہوں۔ اور وہاں کے تمام رؤسا سے گفتگو کر سکتا ہوں۔ سنہ ۱۹۲۴ء کی زندہ مذاہب کی کانفرنس میں میں شریک تھا۔ اور خواجہ صاحب کا اعلیٰ درجہ کا مضمون سنا تھا۔ لیکن افسوس کہ ان کی اپنی غیر حاضری کے باعث ان سے مل نہ سکا۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے اپنے کام کے لئے بلایا ہے۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ اس کی نصرت سے میں اپنی بقیہ عمر اسی کام میں لگائے رکھوں گا۔

نائیجیریا (مغربی افریقہ)

برادر عمران صاحب لکھتے ہیں کہ۔ گذشتہ ہفتہ باہر سے واپسی پر مجھے آپ کا خط اور ۲۵ جلدیں "مرزا غلام احمد دی مین" کی ملیں جنہیں میں نے مناسب جگہ تقسیم کر دیا ہے۔ چونکہ میں اکثر پھرتا رہتا ہوں۔ اس لئے میں سلسلہ کی اتنی خدمت نہیں کر سکتا۔ جتنی مجھے کرنا چاہیے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ کہ وہ مجھے خدمت اسلام کی توفیق عطا کرے۔ جہاں سے کہ میں اب تبدیل ہو کر آیا ہوں۔ وہاں میں نے چھ آدمیوں کو معہ ان کے بیوی بچوں کے مسلمان بنایا تھا۔ میں نے انہیں بیعت کی فارمیں بھیجدی ہیں۔ جن کے وصول ہو جانے پر آئندہ ڈاک سے آپ کو بھیجدوں گا۔ مجھے چند کتابیں مطالعہ کے لئے بھیجدیں جو تبلیغ کے کام میں میری معاون ہو سکیں تاکہ ان کے ذریعہ سے میں شمالی اور جنوبی نائیجیریا میں تبلیغی کام کر سکوں۔

برٹش گائنا (جنوبی امریکہ)

برادر عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا عجیب و غریب اور دلپسند اخبار لائٹ پہنچتا رہتا ہے۔ جس کے مطالعہ سے ہم میں ایک نئی زندگی پیدا ہو رہی ہے۔ جسکے لئے ہم آپ کے بہت احسانمند ہیں لیکن تعجب ہے کہ ہم دور افتادوں کے پتے آپ کو کہاں سے مل گئے کہ آپ نے ہماری امداد کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میری قلم اور زبان اس احسان کی شکر گذاری کرنے سے قاصر ہے۔ براہ مہربانی کچھ اردو لٹریچر ہمیں بھیجدیں۔ جس سے حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کا پورا پورا حال معلوم ہو سکے ◆

یونائیٹڈ سٹیٹس (شمالی امریکہ)

مسٹر ایں ایم ملک صاحب لکھتے ہیں کہ چند ماہ سے آپ کا فرستادہ اخبار نائٹ ملتا رہتا ہے۔ دو سہ ماہ گذرے چندہ کی فارم پر کی تھی لیکن غفلت کے باعث رہ گئی۔ اب دو اخبارات کے لئے چندہ بھیجتا ہوں۔ ایک اخبار میرے نام جاری کریں۔ اور دوسری میرے ایک امریکن دوست کے نام۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ لائٹ اپنی قدر ذاتی سے عوام کے دلوں میں دسترس حاصل کرلے گا۔ اگر ممکن ہو تو ایک کاپی ہماری یونیورسٹی کی جنرل لائبریری کو بھیجنا شروع کردیں۔ کیونکہ لائٹ جیسے روشن کن اخبارات کی امریکن نوجوانوں کو سخت ضرورت ہے۔

میں جب سے یہاں آیا ہوں۔ حصول تعلیم میں مصروف ہوں۔ سال گذشتہ ڈاکٹری کی بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انشاء اللہ ۱۹۲۷ء میں ایم ڈی کی ڈگری مل جائے گی۔ اس کے بعد شاید ایم اے کے لئے ٹھہر جاؤں۔ حسب مدعا تعلیم پوری کرکے وطن واپسی پر آپ سب کی زیارت ہوگی۔

خاتمہ تعلیم کے بعد اگلے سال انشاء اللہ چھ ماہ کے لئے جنوبی امریکہ سیر کے ارادہ سے جانے کا قصد ہے۔ بعدہٗ براستہ یورپ واپس گھر آؤں گا۔ یہاں خوب برفباری ہو رہی ہے۔ سخت سردی کا موسم ہے۔

چین

برادر محی الدین صاحب اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ آپ کا یکم نومبر کا خط ملا۔ جسکے لئے بہت بہت مشکور ہوں۔ یہ امر نہایت تشکر کا موجب ہے کہ آپ نے چینی ترجمہ قرآن کے بارہ میں بہت سی مفید ہدایات دیں۔ میں نے آپ کے لکھنے کے مطابق مسٹر اسماعیل سے خط وکتابت کی گو وہ چینی کا عالم ہے لیکن اس کی انگریزی کمزور ہے۔ وہ فی الحقیقت ایک نیک اور دیانتدار کام کرنے والا مسلمان ہے۔ مجھے اس امر کے اظہار سے خوشی ہے کہ مجھے ایک اور انگریزی دان چینی ترجمۃ القرآن کے لئے دستیاب ہوگیا ہے۔ جس نے آپ کے ترجمۃ القرآن کا دیباچہ چینی زبان میں ترجمہ کرلیا ہے۔ جب وہ چھپ گیا تو میں اس کی چند کاپیاں آپکی خدمت میں بھیجدوں گا۔ میں دو خطوط کی نقلیں بھیجتا ہوں۔ جو میں نے شاہ جاپان کی خدمت میں معہ آپ کے ترجمۃ القرآن انگریزی کے بھیجی ہیں۔

ایران

برادر مرزا محمد ابراہیم صاحب اصفہانی بڑی سرگرمی سے اپنی قوم کو عیسائی پادریوں کی گمراہ کن تعلیم سے بچانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اور برادر موصوف ہی کے دلی جوش اور سچی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ کہ نوجوان ایرانیوں میں حفاظت واشاعت اسلام کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں کہ اپنے آباء واجداد کے نقش قدم پر چل کر ایرانی قوم علوم اسلامی کے دریا بہا دے گی۔ نہ صرف اپنے ہی ملک میں اسلام کو تقویت دے گی۔ بلکہ مشعل ہدایت کے ذریعہ اپنی ہمسایہ غیر مسلم اقوام کو بھی اسلام کی روشنی میں لے آئے گی۔ برادر موصوف کا جوش اسلامی دیکھکر ان کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اور حقانیت اسلام پر یقین بڑھتا ہے کہ کسطرح ایک مخلص انسان اپنی قوم میں مخالفین کی صد درجہ کی کوششوں کے باوجود بیداری کی روح پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ دوسرے مسلمان ممالک میں بھی ایسے لوگ پیدا کردے۔ جو برادر موصوف کی طرح سچا جوش اور خدمت اسلام کا جذبہ رکھنے والے ہوں۔

تصحیح

منشی محمد حسین صاحب محاسب انجمن گوجرانوالہ کی طرف سے جو ۱۵ روپے رسالہ جرمن کے لئے جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں وصول ہوئے تھے۔ یہ رقم قاضی محبوب عالم صاحب عرائض نویس کی طرف سے تھی۔

(ظہور احمد سکرٹری)

اسلامی دنیا

مظلومین شام کی امداد

مظلومین سوریہ کی امداد کے لئے موصل میں گیارہ سو چوبیس روپیہ چندہ جمع ہوا رہا ہے۔

عراق میں ترکی باغیوں کی آمد

بغداد کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ سعید سردار بغاوت کردیہ کا بیٹا شیخ علی رضا بغداد پہنچ گیا ہے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں قیام کرے گا۔

بغاوت کردستان

پیرس ۲۶ جنوری بیروت کا ایک پیام مظہر ہے کہ بغاوت کردستان برابر وسعت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ طفلس کے علاقہ میں ایک پل تباہ و برباد کردیا گیا ہے۔ اور اڑھائی سو ترک زخمی ہوئے ہیں۔

ابن وہبہ کی عزت افزائی

قاہرہ ۲۶ جنوری ملک فواد نے شیخ حافظ وہبہ کو جو مصر میں سلطان ابن سعود کے نمائندے ہیں "آرڈر آف نائل" درجہ سویم کا اعزاز عطا کیا ہے۔

معاہدہ عراق پر ملک فیصل کے خیالات

لندن۔ ۲۳ جنوری عراق و برطانیہ کے مابین جدید عہدنامہ کے مرتب ہونے پر ملک فیصل نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ ہم اب دنیا کے سامنے یہ اعلان کرتے ہیں کہ باشندگان عراق برطانوی حکومت کی توسیع کے لئے متفقہ طور پر موید ہیں۔ ہم ابھی طفل مکتب ہیں۔ اور مشکل سے اپنے پیروں پر چل سکتے ہیں۔ ہمیں ابھی عظیم الشان قوم کے دوستانہ مشوروں اور امداد کی ضرورت ہے۔ جو ہمیں بہترین اور مضبوط حکومت کے وہ طریقے سکھلا رہی ہے۔ جو تمام سلطنت برطانیہ میں رائج ہیں۔ اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

باشندگان حجاز کی دردناک حالت

سید حبیب (ایڈیٹر سیاست) رئیس وفد خدام الحرمین نے جدہ سے ۲۵ جنوری کو بذریعہ تار ناظم انجمن خدام الحرمین بمبئی کو اطلاع دی ہے کہ "سلطان ابن سعود کے حکام نے نہایت خلوص کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ سلطان ابن سعود نے بھی جدہ ہی میں شرف باریابی بخشا۔ اور دیر تک گفتگو فرمائی۔ ہم لوگ مکہ معظمہ میں گئے۔ خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوکر واپس آگئے۔ حجازیوں کی حالت قابل رحم ہے۔ کھانے کے سامان اور کپڑے کی سخت ضرورت ہے۔ وفد خلافت واپس ہو رہا ہے۔"

غازی محمد ابن عبدالکریم کی ایک اہم پیشینگوئی

روسی جریدہ کراسنایا زوف دئے غازی امیر محمد بن عبدالکریم کا ایک مقولہ نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جنگ مراکش اب عنقریب مقامی حیثیت کو چھوڑ کر تمام شمالی افریقہ کے ممالک مثلاً مراکش۔ الجزائر۔ تونس۔ طرابلس۔ مصر کا معاملہ بن جائیگی جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یورپ کی تمام قوتیں جو اس وقت کسی نہ کسی جگہ قابض و متصرف ہیں نکال باہر کردی جائیں گی یورپ کا اسوقت تک طرز عمل نوآبادیات کا قیام رہا ہے۔ لیکن یہی ہوس استعمار یورپ کے لئے آخری ضرب ثابت ہوگی۔

سابق برطانوی قنصل جدہ کی رائے

ڈاکٹر ایس محمد حسین صاحب نے جو پیشتر جدہ میں برطانوی قنصل تھے دوران ملاقات میں فرمایا کہ صدیوں سے کبھی حجاز میں ایسی پرامن حالت نہ ہوئی تھی حال کی قتل و غارت کا باعث خالد بن لوی کی شریف حسین سے عداوت تھی۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ اگر ابن سعود کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ پرامن طریقہ پر حکومت کو چلا سکتے ہیں۔ کیونکہ حجاز کے بادشاہ وہ بن ہی چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو اس کا یقین نہیں ہے کہ موتمر اسلامی اگر اسکے خلاف کوئی فیصلہ کرے گی۔ تو اسکا ابن سعود پر کوئی اثر پڑے گا۔

ہندو دنیا

ٹنکارا میں سوامی دیانند کی شتابدی

آریہ سماج بمبئی نے اس بات کا انتظام کیا ہے کہ امسال سوامی دیانند کی جنم شتابدی ۷ فروری سے لیکر ۱۱ فروری تک بموضع ٹنکارا واقعہ ریاست موردی (جس کو سوامی جی کی جائے پیدائش سمجھا جاتا ہے) منائی جائے۔ اس موقع پر ہندوستان کے مختلف حصوں سے آریہ لوگ جمع ہونگے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ کاٹھیاواڑ کے بعض چھوٹے چھوٹے راجہ بھی اس جلسہ میں شریک ہونگے۔

مہاشہ کرشن جی کی کرپا سے مانس کے دو لنگر

اس عنوان کے ماتحت مہاشہ کرشن منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے متعلق وزیر آباد کے ایک معزز اور بارسوخ شخص (جو غالباً کوئی آریہ ہیں) کی ایک چٹھی اخبار آریہ گزٹ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۶ء میں شایع ہوئی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "مہاشہ کرشن جی کی کرپا سے وزیر آباد میں مانس کے دو لنگر جاری ہیں۔ یعنی وزیر آباد میں مہاشہ جی کی دو دکانیں بڑے بازار کے عین مرکز میں ان کی ملکیت ہیں۔ وہ آپ نے محض کرایہ زیادہ وصول کرنے کے لئے مانس بیچنے والوں کو کرایہ پر دے رکھی ہیں۔ جہاں ہر قسم کا پکا ہوا مانس۔ انڈا۔ سیخ وغیرہ ہر وقت فروخت ہوتا ہے۔ اور لوگ بیٹھے کھاتے ہیں۔ کیا مہاشہ کرشن ایسی صورت میں پرتی ندھی سبھا کے منتری تو ایک طرف رہے۔ ممبر بھی رہنے کے قابل ہیں۔ ان مانس فروشوں کی دکانوں سے مہاشہ جی کرایہ وصول کرکے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ کیا یہ گوشت فروشی سے آیا ہوا اَن مہاشہ کرشن کو اپوتر نہیں کرچکا: منو بھگوان نے جہاں آٹھ قصائیوں کا ذکر کیا ہے وہاں ایک ایسے ہی قصائی کا بھی ذکر ہے۔ اب یہ بات پبلک ہونے پر ممکن ہے۔ مہاشہ جی دوکان کسی اور کو کرایہ پر دے دیں۔ لیکن مانس فروش کا جو روپیہ وہ ہضم کرچکے ہیں۔ وہ پیٹ سے کیسے نکلے گا۔"

ہم نہیں جانتے کہ یہ واقعات کہاں تک صحیح ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ مہاشہ کرشن آریہ سماج کی گھاس پارٹی کے منتری ہیں۔ اور گوشت خوری سے جسقدر ان کو نفرت ہے وہ اس مضمون سے ظاہر ہے۔ اگر منتری کی حالت کا یہ نقشہ ہے تو پھر خدا جانے عام ممبر کیا غضب ڈھاتے ہونگے۔

گرڑ پوران کی کتھا

معزز ناظرین آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ سنیلا دیوی جی گدھے پر اور گنیش جی مہاراج چوہے پر سوار ہوتے ہیں۔ علی ہذا القیاس وشنو جی مہاراج بمعہ شریمتی لکھشمی جی ہمیشہ کھیر سمندر میں تخت نشینی کرتے ہیں مگر گاہے بگاہے سپیشل ڈیوٹی پر باہر دورہ پر جانے کا اتفاق بھی ہو جایا کرتا ہے۔ تو وہ گرڑ پر سوار ہوکر جاتے ہیں۔ اور یہ بھی آپ پر واضح رہے کہ اس گرڑ کی اولاد یہی گرڑ ہیں جو آپ کو سامنے اڑتے ٹیں ٹیں کرتے دکھائی دیا کرتے ہیں۔ اہل ہنود کے مردوں کی کسی منی رشی اوتار وغیرہ کو فکر ہرگز نہیں ہوئی۔ کہ وہ مرنے کے بعد کہاں جائیں گے۔ ان کے پیچھے رسد رسانی کس طرح پہنچائی جائے گی۔ اور آئندہ کو کیا کچھ بھگتنا پڑے گا۔ وغیرہ۔ ہاں گرڑ جی نے اپنے ہم جنس پرندوں کبوتر۔ تیتر۔ بٹیر۔ باز وغیرہ کی پرواہ نہیں کی۔ صرف ہندوؤں کے مردوں کی سخت فکر دامنگیر ہوگئی۔ اس بے زبان گرڑ نے وشنو بھگوان اپنے سوار سے سوال وجواب کرکے بڑا لمبا چوڑا مسودہ تیار کیا۔ جس کو کسی چلتے پرزے بھارت باسی نے بطور قانون تیار کرکے رائج کردیا۔ جس پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اس میں یہ بھی ایک دفعہ ہے۔ کہ پرانی کو مثل حوالاتی کے بعد وقت مرت موکر میں جو ایک سال کا رستہ ہے۔ پیش کرنے کے واسطے پہنچاتے ہیں۔ راستہ میں ایک ندی دیترنی نام کی ہے۔ ایک گائے ضرور دان کرائی بکار ہے۔ تاکہ اس ندی سے گائے کی دم پکڑ کر پار ہو جائے۔ (آریہ ویر)

تازہ خبریں

ہندوستان کی خبریں

—— مدراس کے مسٹر ڈوراسوامی آئنگر نے اسمبلی میں یہ ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ ریلوے کے تیسرے درجہ کے کرایہ میں تخفیف کر دی جائے۔

—— جمعیۃ العلمائے ہند کا آئندہ سالانہ اجلاس کلکتہ میں ہوگا۔

—— امسال آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا پندرہواں سالانہ اجلاس بمقام چھپرہ میں بتاریخ ۵ و ۶ و ۷ مارچ ۱۹۲۶ء کو منعقد ہوگا۔

—— لندن ۲۵ جنوری۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وائسرائے عنقریب ایک اسپیشل کمیشن کو یہ حکم دینے والے ہیں۔ کہ وہ اس شہرت یافتہ واقعہ کی تحقیقات کرے کہ کیا مہاراجہ اندور کا ممتاز کے بھگا لیجانے سے تعلق تھا۔

—— امرتسر ۲۷ جنوری۔ اطلاع ملی ہے کہ گاگی نامی مشہور ڈاکو جو گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ گرفتار ہو گیا ہے۔ پولیس نے گاگی کے خاص لفٹنٹ سنتا سنگھ کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ یہ وہی گاگی ہے جو اپنے زمانہ قید میں جبکہ جیل میں اکالی لیڈروں پر ظلم ہو رہا تھا خود اکالی بن بیٹھا تھا۔ اس کے بعد وہاں کا نمبردار ہو گیا گذشتہ سال کے شروع میں اپنے رفیق کے ساتھ جیل سے نکل بھاگا۔ اسوقت سے وہ برابر ڈاکہ زنی کرتا رہا ہے۔

—— بمبئی ۲۶ جنوری۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کمپنی وکٹوریہ ٹرمین سے بندر تک بجلی کے ذریعہ سے ریل لیجا رہی ہے جو ۳ فروری سے جاری ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے وسط شہر سے لیکر بندر تک ۱۱ میل کا فاصلہ صرف ۲۰ منٹ میں طے کیا جا سکے گا۔

—— کراچی ۲۶ جنوری مسز اینی بسنٹ ۱۳ فروری کو کراچی پہنچے گی۔ دوسرے دن صوبہ سندھ کی کانفرنس کی صدارت فرمائینگی جس میں دولت مشترکہ ہند کے مسودہ قانون پر خاص طور سے بحث و مباحثہ ہوگا۔ وہ کراچی میں ۱۵ فروری تک ٹھیرینگی اور اس عرصہ میں مختلف مقامات پر ان کے لیکچر ہونگے۔

—— خیبر ریلوے پر جو کچھ صرف ہوا ہے اس کا تخمینہ دو کروڑ اکہتر لاکھ روپیہ ہے۔ افتتاح کی رسم میں اٹھارہ ہزار تین سو اکاسی روپیہ صرف ہوا۔

—— لاہور ۲۶ جنوری ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء کو پنجاب لیجسلیٹو کونسل نے یہ ریزولیوشن پاس کیا تھا کہ حکومت سے سفارش کی جائے کہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے انتخابی حلقوں سے عورتوں کو ووٹ دینے کا حق ملنا چاہیے۔ پنجاب گزٹ کی ایک تازہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ کونسل کے ہر حلقہ انتخاب سے عورتیں کونسل کے انتخاب کیلئے ووٹ دینے کی مجاز ہونگی الا اس صورت میں کہ کسی عورت کو خاص وجوہ کی بناپر ووٹ دینے کے حق سے محروم کیا گیا ہو۔

—— لکھنؤ ۲۳ جنوری۔ صوبہ متحدہ کی مجلس مقننہ کے آج کے اجلاس میں ایک ریزولیوشن پاس ہوا ہے جس میں نیچ ذاتوں کے بچوں میں ابتدائی۔ ثانوی اور اعلےٰ تعلیم کو ترقی دینے پر زور دیا گیا۔

—— مقدمہ رنگیلا رسول کی تاریخ پیشی ۲۲ جنوری کو تھی چونکہ ملزم مہاشہ راجپال کے وکیل کو بعض غیر متعلق سوالات پوچھنے کی عدالت نے اجازت نہ دی۔ اس لئے اس نے انتقال مقدمہ کی درخواست دیدی۔ اگلی تاریخ پیشی ۹ فروری مقرر ہوئی ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

—— ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء کو فرانسیسی چیمبر (ایوان زیریں) کے وزارت جنگ کے مباحثے کے دوران میں جنگ کے وزیر ماتحت نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹۲۵ء کے شروع سے اب تک مراکش میں فرانسیسی نقصانات حسب ذیل ہیں۔

	مقتول	مجروح	مفقود الخبر
افسر	۱۴۰	۲۵۲	۲۰
سپاہی	۲۵۰۰	۷۳۰۰	۱۲۰۰

سپاہیوں کی مندرجہ بالا تعداد میں سے ۸۰ے مقتول ۱۸۰ مجروح اور ۲۲۵ مفقود الخبر نسلاً فرانسیسی تھے۔

—— حکومت سعودیہ نے مدینہ منورہ کے درمیان کی ریلوے لائن

کی اصلاح شروع کر دی ہے۔

—— قسطنطنیہ ۱۲ جنوری انگورہ روانہ ہونے سے پہلے سر رانلڈ لنڈسے برطانوی سفیر قسطنطنیہ نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ میں انگورہ اس لئے جا رہا ہوں کہ مجھے مسئلہ موصل کے متعلق برطانی دفتر خارجہ کی طرف سے جدید ہدایات موصول ہوئی ہیں

—— رگبی ۲۳ جنوری سر رانلڈ لنڈسے برطانی سفیر اس وقت انگورہ میں ہے تاکہ ترکی حکومت کے ساتھ جمعیت اقوام کے فیصلہ موصل کے مسئلہ پر گفت و شنید کرے سر رانلڈ نے توفیق رشدی بے ترکی وزیر خارجہ سے آتے ہی ملاقات کی۔

—— شنگھائی ۲۲ جنوری ہاربن سے ایک وائرلیس پیام مظہر ہے کہ ایوانف کو جو چین کی مشرقی ریلوے کے سوویٹ منیجر تھے۔ چانگ تسو لن کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس گرفتاری کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ سوویٹ سفیر نے ریلوے کے متعلق چینی فوجوں کے مظالم کو فوراً روکنے کا مطالبہ کیا تھا۔

—— رگبی ۲۸ جنوری برطانوی ایطالوی قرضہ کے متعلق عہد نامہ پر آج صبح خزانے میں مسٹر ونسٹن چرچل کے وزیر خزانہ کے۔ اور ایطالوی وزیر مال کاؤنٹ والپی کے دستخط ہو گئے۔ اس عہد نامہ کے مطابق ایطالیہ بیس لاکھ پونڈ سال رواں میں ادا کرے گا۔ اگلے دو سالوں میں چالیس چالیس لاکھ پونڈ اور اس کے بعد ہر سال بیالیس لاکھ پچاس ہزار پونڈ ۱۹۸۷ء تک دیتا رہے گا۔ ہر ششماہی پر ادائیگی نقد پونڈ کی صورت میں ہوا کرے گی۔ اور پہلی ادائگی آئندہ ۱۵ مارچ کو ہوگی۔

—— امریکہ نے جو حال ہی میں اپنا عظیم الشان ہوائی جہاز طیار کیا ہے۔ وہ ۹۸۰ فٹ لمبا ہے اور ۳۰۰۰ ٹن اس کا وزن ہے۔ اس میں آٹھ انجن بجلی کے لگے ہوئے ہیں۔ جن سے ایک لاکھ ۸۰ ہزار گھوڑوں کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں ۲۷ مشینیں گنیں بھی رکھی جا سکتی ہیں۔

—— کیپ ٹاؤن ۲۶ جنوری جمعیت نے "کلر بار بل" کی پہلی خواندگی ۵۳ ووٹوں کے مقابلہ میں ۴۵ ووٹوں سے منظور کر دی یہ مسودہ سینٹ کی گذشتہ سال کے اجلاس میں مسترد ہو چکا تھا

—— طہران ۱۹ جنوری وزیر امور عامہ نے آج مجلس میں ایک مسودہ قانون پیش کیا۔ جس کی رو سے اس کا اختیار ہوگا کہ ایران میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ریلوے بنائی جائے یا دوسری ریلوے لائنوں میں توسیع کی جائے۔

اخبار احمدیہ

—— بابا زین الدین ابراہیم صاحب انجینئر بمبئی جو حضرت مسیح موعود کے پورانے مخلص تھے۔ اور اسوقت نوے سال کی عمر تھی بالآخر اس دار فانی سے الوداع ہو کر اپنے حقیقی مولا سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ بابا صاحب حضرت صاحب کے قدیمی مخلصین سے تھے۔

—— بابا ہدایت اللہ صاحب جو پنجابی شاعروں میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے بڑے ہی مخلص خادم ہیں چندروز سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ آپ کی عمر سو برس کے قریب قریب ہے۔ باوجود اس پیرانہ سالی کے وہ دور سے مسجد احمدیہ میں نماز جمعہ کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ جو اس زمانہ کے نوجوانوں کے لئے قابل رشک امر ہے۔

—— غلام حیدر بد دہلی میں ۱۱ جنوری ۱۹۲۶ء سے مرزا حبیب الرحمن صاحب بی۔ اے۔ ولد مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفی بطور ہیڈ ماسٹر کام کر رہے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۵ جنوری شام کے وقت فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جنازہ حضرت امیر نے ایک بڑی تعداد جماعت کے ساتھ پڑھا۔ دیگر احباب بھی دعا مغفرت کریں اور جنازہ پڑھیں۔

—— میاں جلال الدین صاحب اجری میانمیر نے ایک ٹانگہ گھوڑا بطور چندہ برلن مسجد انجمن کو عطا فرمایا ہے جزاہ اللہ خیراً۔

اخبار پیغام صلح

کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

منیجر

سلطان ابن سعود کا تار

حجاز کے بادشاہ ہونے کا اعلان

مجلس عاملہ جمعیت علمائے ہند کی قرارداد کے مطابق مولینا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ نے جو تار سلطان ابن سعود کے نام بھیجا تھا۔ اس کا حسب ذیل جواب موصول ہوا ہے۔

جدہ - ۱۲ جنوری - صدر جمعیۃ علمائے ہند

میں بلاد مقدسہ کے ساتھ آپ کے اس انتظام اور توجہ کا شکرگذار ہوں۔ جس کے لئے آپ کی مذہبی غیرت و حمیت محرک ہوئی ہے۔ میں ہر وقت عالم اسلامی کے مشورہ سے ان تمام امور میں قبول کرنے کو تیار ہوں۔ جو حجاج اور زائرین کی راحت و آسایش اور حجاز میں اعمال خیر کے اجرا سے تعلق رکھتے ہیں۔ رہا حجاز کی جانب سے میری بادشاہت کا اعلان تو اس کے متعلق میری دلی خواہش یہی تھی۔ کہ یہ ابھی ملتوی رہے۔ لیکن میں اس کے لئے مجبور و مضطر کر دیا گیا۔ تمام اہل حجاز نے بیک آواز ہم سے ان کی بیعت قبول کرنے کا تقاضا کیا۔ پھر بھی ہم نے ان سے اسوقت تک التوا کی خواہش کی کہ تمام مسلمان اس معاملہ میں اجتماعی فیصلہ کریں۔ اہل حجاز نے جواب میں یہ کہا کہ آپ ہمیں اس بات کی آزادی عطا فرما چکے ہیں کہ ہم حاکم خود منتخب کریں۔ اور یہ ہمارا ایسا حق ہے کہ اس میں کوئی ہمارا شریک نہیں۔ اور ہم آپ کی جگہ دوسرے کو نہیں چاہتے۔ باوجود اس کے ہم نے قبول بیعت میں توقف کیا۔ مگر جب اہل نجد کو توقف کی اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے میرے اوپر ایک قیامت قایم کر دی اور بالاعلان مجھ سے کہا کہ ہم حجاز میں صرف اس لئے لڑتے ہیں کہ حجاز کی خود مختاری قایم رہے۔ اور کسی اجنبی کو اس میں مداخلت کا موقعہ نہ ملے۔ اور خدا تعالےٰ کا کلمہ بلند ہو۔ اور ان دیار مقدسہ میں خدا تعالےٰ کی کتاب اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے موافق عمل درآمد کیا جائے۔ اور راستے پرامن ہو جائیں اور حجاز میں الحاد باقی نہ رہے۔ اور یہی وہ امور ہیں۔ جنکا تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اور اب تمہارا قبول بیعت میں توقف کرنا ہمارے لئے اس اعتقاد کا موقعہ بہم پہنچاتا ہے کہ تمہاری لڑائی اپنے اغراض کے لئے تھی۔ اور تم حجاز کی خود مختاری نہیں چاہتے۔ اور اگر تم نے (اپنا وعدہ پورا) نہ کیا تو تم معصیت کے مرتکب ہوگے۔ اور خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔ پس ایسے تنگ و دشوار موقعہ میں جبکہ اس وقت حجاز کا امن اور نظام کی درستی موقوف تھی۔ میرے لئے بیعت قبول کرنے کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ ورنہ ایسا فتنہ قایم ہو جاتا۔ جس کے نتایج کا اندازہ مشکل ہے۔ اس لئے میں نے خدا پر بھروسہ کر کے بیعت قبول کر لی۔ اور میں اپنے اس عہد پر قایم رہوں گا کہ مسلمانوں کے ان دیار مقدسہ میں جو حقوق مشروعہ ہیں ان کی رعایت کروں۔ اور خدا تعالےٰ توفیق دینے والا ہے۔ اور بغیر خدا تعالیٰ کی مدد کے کوئی قوت و طاقت نہیں والسلام علیکم

شاہ حجاز و سلطان نجد عبدالعزیز

خلافت کمیٹی کا تار ابن سعود کے نام

بنام سلطان ابن سعود۔ ہم متعجب ہیں۔ اخبارات حجازیوں کے آپ کو بادشاہ منتخب کرنے اور آپ کے اسکو قبول کر لینے کی خبریں شایع کر رہے ہیں۔ ہم متوقع تھے کہ حکومت حجاز کے مستقبل کا فیصلہ آنے والی موتمر کے ذریعہ سے ہوگا جسے خود آپ نے دعوت دی ہے۔ غیر مترقبہ ظہور واقعات کے متعلق جو بے اطمینانی پھیل گئی ہے مستند اطلاع کا فکر کے ساتھ انتظار ہے۔ ابوالکلام آزاد

سول انجینیرنگ کالج کپورتھلہ

ہز ہائی نس عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ سال گذشتہ پرکالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائز کر لیا ہے۔ یہاں کے طلبا گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت اخبارات انڈین انجینیر نے علاوہ ڈائرکٹر انڈسٹری ورکس انڈیا کو کیمشنل کمشنر انبالہ گورنمنٹ کے دیگر جلیل القدر حکام نے یہاں تعلیم ضبط نظم ونسق اور ڈسپلن کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوور سیر اور سب انجینیر کلاس شروع ہے پراسپکٹس ملازم شدہ طلبا کی فہرست معہ احکام منیجمنٹ ڈائرکٹر صاحب سے مل سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما بہ تسلیم از فضل خدا | مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
مسلم دین آمدہ مادر ہم | ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست | بادہ عرفاں ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام | دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن | جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را بروشد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست | زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود | آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ہفتہ میں دو بار، یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

نصر من اللہ

اخبار پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما از و یابیم از نور و کمال | وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست | ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبر ہائے معاد | ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است | منکر آں مستحق لعنت است
معجزات و ہمہ حق اندر رواست | منکر آں سوے دین خداست
معجزات انبیائے سابقین | آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست | ہر کہ انکار سے کند از شقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب | نزد ما کفر است و خسران و تباب

قیمت سالانہ ہے ششماہی چار ماہی ہے
طلبا سے سالانہ ہے

چلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۶ رجب ۱۳۴۴ہجری مطابق ۱۰ فروری ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۱۱

مولانا شبلی اور مسئلہ نبوت

(از مرزا مظفر بیگ ساطع ایبٹ آبادی)

ہمیں یہ مضمون حکیم محمد حسین صاحب کے اس افتتاحیہ کی تردید میں موصول ہوا ہے جو انہوں نے ہماری غیر حاضری میں "نبوت مکتسبہ ہے یا موہبہ" کے عنوان سے اخبار پیغام صلح میں شائع کیا تھا۔ حکیم صاحب نے اپنے اس مضمون میں اسبات کو ثابت کرنے کے لئے کہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم نبوت کو مکتسبہ سمجھتے تھے "ان کی کتاب "علم الکلام" سے ایک حوالہ پیش کیا تھا جسکو مضمون نگار نے نیچے کے مضمون میں درج کیا ہے۔ اگر اس حوالہ کے سیاق وسباق کو نظر انداز کر دیا جائے تو بیشک یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا موصوف نبوت کو موہبہ نہیں بلکہ مکتسبہ خیال کرتے تھے۔ مگر جب اصل کتاب کو اٹھا کر دیکھا جائے اور اس عبارت کے سیاق وسباق کا مطالعہ کیا جائے تو یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے۔ نبوت کے مکتسبہ ہونیکی وہاں بحث نہیں بلکہ موجودات کی ترتیب اور ان کے سلسلہ بسلسلہ ترقی کا ذکر کرتے ہوئے مولانا مرحوم نے یہ عبارت لکھی ہے جسکا مطلب صرف اسقدر ہے کہ انسانیت کا سب سے بلند مقام ملکوتیت ہے جسکو ہم نبوت و رسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جہانتک ہم نے "علم الکلام" کا مطالعہ کیا ہے اس سے ہرگز یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نبوت کے مکتسبہ ہونیکے قائل تھے بلکہ برخلاف اس کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبوت کو ایک موہبت تصور کرتے تھے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل مضمون میں بھی اس کے ثبوت میں کچھ حوالہ جات موجود ہیں۔

(مدیر)

۶ و ۱۰ جنوری ۱۹۲۶ء کے پیغام صلح میں زیر عنوان "نبوت مکتسبہ ہے یا موہبہ" ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ نبوت موہبہ ہے مکتسبہ نہیں اور لکھا ہے کہ "آئمہ کرام راسخین فی العلم اور اولیاء اللہ میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ نبوت اکتساب سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ زعم ملاحدہ اہل فلسفہ کا ہے"۔ اس کے بعد مولانا شبلی مرحوم پہ طعنہ دیے کی گئی ہے کہ انہوں نے علم الکلام میں نبوت کو مکتسبہ لکھکر نہ صرف تمام مسلمانوں ہی سے الگ راہ اختیار کی بلکہ قرآن شریف کی بتائی ہوئی راہ سے بھی الگ ہو گئے۔ نیز افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ مولانا شبلی جیسے بڑے عالم نے ان ملاحدہ اہل فلسفہ کی تقلید کیوں کی وغیرہ وغیرہ

اس امر کے ثبوت میں کہ مولانا شبلی نبوت کے مکتسبہ ہونے کے قائل تھے ذیل کی عبارت پیش کی گئی۔

"ترقی کا سلسلہ خود انسان کی نوع میں قائم ہے یہانتک کہ قوائے عقلیہ ذہن و ذکا صفائی باطنی اور پاکیزہ خوئی میں ترقی کرتے کرتے انسان ملکوتیت کی حد تک پہنچ جاتا ہے یہی مرتبہ ہے جسکو ہم نبوت اور رسالت سے تعبیر کرتے ہیں"۔ علم الکلام صفحہ ۱۴۲ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مضمون نگار صاحب نے مندرجہ بالا عبارت پر بالکل غور و فکر سے کام نہیں لیا اور انہیں مولانا شبلی مرحوم کا اصلی مفہوم سمجھنے میں سخت دھوکا لگا ہے۔ اس عبارت سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ حد ملکوتیت ہے اور یہی وہ درجہ ہے جسکو دوسرے لفظوں میں نبوت یا رسالت کہا جاتا ہے۔ اب اگر غور سے دیکھا جائے تو مولانا شبلی مرحوم کا مفہوم نہایت صاف ہے کہ جو نبی اور رسول ہوتا ہے وہ دراصل انسانیت کے انتہائی مقام یعنی حد ملکوتیت پر کھڑا ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان نبی ہو یا یہ درجہ کوئی مکتسبہ ہو۔

نبوت یا رسالت تو ایک بہت بڑے اور بلند مقام کا نام ہے مولانا مرحوم تو نبی اور رسول کے علم اور عقل تک کو بھی شرمندۂ اکتساب و مجاہدہ نہیں مانتے دیکھو الکلام جلد ہشتم صفحہ ۱۰۶۔ "انبیاء لوگوں کی عقل و علم کے لحاظ سے ان سے خطاب کرتے ہیں۔ لیکن اس علم و عقل کے لحاظ سے جو اکثر افراد انسانی میں پائی جاتی ہے۔ اکتساب، مجاہدہ، مراقبہ، ممارست کیوجہ سے جو علم و عقل پیدا ہوتی ہے وہ انبیاء کے خطاب کا موضوع نہیں"۔

مولانا شبلی مرحوم نبوت کو موہبہ تسلیم کرتے تھے ہو اس کی تائید میں بہت سے بزرگان دین کے اقوال بھی پیش کرکے ثابت کیا ہے کہ نبوت موہبہ ہے اکتساب کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اس بارہ میں اپنے مذہب کو صاف صاف الفاظ میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "نبوت کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد آنحضرت کا نبی ہونا ایک بدیہی مسئلہ رہ جاتا ہے۔ نبی کی حقیقت جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اجزائے ذیل سے مرکب ہے۔ خود کامل ہو دوسروں کو کامل کرسکتا ہو اس کے علوم اور معارف اکتسابی نہ ہوں بلکہ من جانب اللہ ہوں۔ یہ تمام باتیں جس کمال کے ساتھ آپ کی ذات میں موجود تھیں کیا ابتدائے آفرینش سے آجتک کوئی نظیر ملسکتی ہے؟ دیکھو الکلام جلد ہشتم صفحہ ۱۳۰۔ مضمون نگار صاحب کو مولانا مرحوم کے ان الفاظ سے کہ "قوائے عقلیہ ذہن و ذکا صفائی باطنی اور پاکیزہ خوئی میں ترقی کرتے کرتے انسان ملکوتیت کی حد تک پہنچ جاتا ہے یہی مرتبہ ہے جسکو ہم نبوت اور رسالت سے تعبیر کرتے ہیں" دھوکا لگا ہے اور سمجھنے لگے کہ مولانا مرحوم نے نبوت کو مکتسبہ لکھدیا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس سے مراد صرف یہ تھی کہ نبی انسانیت کے اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے اور انسانیت کا جو انتہائی درجہ ہے وہ نبی کو حاصل ہوتا ہے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولانا شبلی مرحوم کے ان الفاظ کی حرف بحرف تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "اور نبوت تو ایسا مقام [illegible]

[illegible] بہتر الفاظ میں کیونکر بیان ہو سکے۔ مختصر اور ناکافی طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب سفلی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے ...... اور اس پر قانون قدرت کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے دوسروں پر۔ لیکن باوجود اس کے بھی وہ اس دنیا سے الگ ہوتا ہے اور وہ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچتا ہے جو نقطۂ نبوت کہلاتا ہے"۔ دیکھو کتاب منظور الٰہی صفحہ ۱۶۳ منقول از تقریر حضرت مسیح موعود بر موقعہ جلسہ الوداع ۱۱ نومبر ۱۸۹۹ء

اب اگر حضرت مسیح موعود کے الفاظ اور مولانا شبلی مرحوم کے الفاظ دونوں کو یکے بعد دیگرے پڑھا جاوے تو دونوں بزرگوں کا ایک ہی عقیدہ نظر آتا ہے۔ کیا مضمون نگار صاحب کا مولانا شبلی پر الزام لگانا خود حضرت مسیح موعود پر زد نہیں لگاتا۔ اور حضرت مسیح موعود کو نبوت کے مکتسبہ ہونے کا قائل نہیں ثابت کرتا۔ مگر نہیں نہیں۔ نہ مولانا شبلی نبوت کے مکتسبہ ہونے کے قائل تھے اور نہ حضرت مسیح موعود بلکہ دونوں بزرگ نبوت کو موہبہ مانتے تھے۔ کیا جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ مولانا شبلی مرحوم نبوت کو موہبہ تسلیم کرتے تھے میں مضمون نگار صاحب سے غور فرمانے اور اپنے الفاظ کو جو انہوں نے نادانستہ طور پر مولانا شبلی مرحوم و مغفور کے حق میں لکھے ہیں واپس لینے کی باادب درخواست کرتا ہوں۔ امید ہے کہ مضمون نگار صاحب کو اپنے الفاظ واپس لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

امیر قوم کا پیغام

آج کی اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں ان احکام زکوٰۃ کو شائع کیا جاتا ہے جو پیشتر ازیں حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے بصورت ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں۔ اس وقت ان احکام کے شائع کرنے سے مقصود یہ ہے کہ احمدی جماعت کو ادائیگی زکوٰۃ کی جانب توجہ دلائی جائے۔ گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں بھی حضرت امیر ایدہ اللہ نے زکوٰۃ کے ادا کرنیکی خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔ یہ خطبہ بھی انشاءاللہ کسی قریبی اشاعت میں شائع ہو جائیگا۔ حضور نے اس خطبہ میں فرمایا کہ اکثر مسلمان زکوٰۃ کے ادا کرنے میں طرح طرح کے حیلوں سے کام لیتے ہیں اور جو خود ادا کرتے ہیں وہ بھی اپنے طور پر ادھر ادھر خرچ کر ڈالتے ہیں حالانکہ زکوٰۃ کا بیشتر حصہ قومی بیت المال میں آنا چاہیئے۔ زکوٰۃ میں سے ایک چوتھائی یا ایک تہائی حصہ اپنے طور پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ باقی تمام رقم قومی بیت المال کے ذریعہ صرف ہونی چاہیئے۔ افسوس ہے کہ مسلمان اجتماع کی قوت سے واقف نہیں۔ قرآنی احکام میں سے حکم زکوٰۃ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کے ادا نہ کرنیوالوں کیساتھ حضرت ابوبکر صدیق نے جنگ کی ہے۔ اسوقت اسلام غربت کی حالت میں ہے اور اسپر مصائب کا ایک پہاڑ ٹوٹا ہوا ہے ضرورت ہے کہ احمدی جماعت جسنے مجدد وقت کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کے معاملہ میں نہایت باقاعدگی اور دریا دلی سے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور
جلد ۱۴/۲۶ رجب ۱۳۴۴ھ نمبر ۱

خدائی انکم ٹیکس

احکام زکوٰۃ

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

(حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بارہا فرماتا ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ نماز قایم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور سچے مومنوں کے علامات میں فرماتا ہے یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ۔ وہ نماز کو قایم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز کے سوائے کوئی عمل ایسا نہیں جس پر قرآن شریف میں اس قدر زور دیا گیا ہو جس قدر زکوٰۃ پر دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کے نہ دینے والوں کو عذاب الیم کی خبر سنائی گئی ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور اس سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دیدو۔ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ اور جسکی زکوٰۃ دیدی جائے خواہ وہ کتنا مال ہو وہ اس آیت کے تحت میں نہیں آتا۔

زکوٰۃ کا نہ دینا مشرکوں اور منکرین قیامت کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔ وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون اور مشرکوں پر ویل ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

کوئی شخص اخوت اسلامی میں داخل ہونے کا اہل نہیں۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔ فان تابوا و اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین سو اگر وہ توبہ کریں۔ اور نماز قایم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

آنحضرت صلعم سے صحیح حدیث مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار۔ نماز زکوٰۃ۔ روزہ حج۔ پس جو شخص ان پانچ باتوں میں سے ایک کو چھوڑتا ہے۔ وہ اسلام کی بنیاد پر قایم نہیں رہتا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی بذریعہ بیت المال ہی ہو سکتی ہے

قرآن کریم میں اگر ایک طرف مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ تو دوسری طرف رسول اللہ صلعم کو حکم ہے۔ کہ وہ زکوٰۃ وصول کریں۔ خذ من اموالھم صدقۃ اور آپ کے بعد آئمۃ المسلمین کو یہی حکم ہے۔ اور جو خیرات کی جائے۔ اس کے متعلق یہ حکم نہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے اور دوسرے صدقات بطور نفل ہیں۔ جہاں زکوٰۃ کے خرچ کرنیکی مختلف مدات کا ذکر ہے وہاں یہ بھی ہے۔ والعاملین علیھا۔ یعنی زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کو بھی تنخواہیں دی جائیں گی جو اس کے وصول کرنے کے لئے مقرر ہوں جس سے معلوم ہوا۔ کہ زکوٰۃ کا باقاعدہ وصول ہو کر قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے

احادیث میں آنحضرت صلعم کے عاملین زکوٰۃ مقرر کرنے کا ذکر ہے۔ اور وہ سب زکوٰۃ جمع کر کے بیت المال میں داخل کرتے تھے۔ اور آپ نے ہی وہ حساب بھی بتایا جس حساب سے زکوٰۃ مال میں سے لینی چاہیئے۔ اور کبھی شخص کے اختیار پر اس بات کو نہیں چھوڑا کہ کسقدر زکوٰۃ دے [illegible] حکم منزلہ کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کی رائے کے آگے سر جھکایا جائے۔ [illegible] جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ کے بیت المال میں داخل کرنے سے انکار کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ جنگ کا حکم دیا۔ اور صحابہ نے اس رائے [illegible] کو تسلیم کیا۔ ان سب باتوں سے ظاہر ہے۔ کہ زکوٰۃ ہر شخص اپنی جگہ پر فقرا و مساکین کو دیکر ادائیگی زکوٰۃ کے حکم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا ایک بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے مناسب مدات پر خرچ ہونا ضروری ہے۔ چندے جو ہمارے احباب ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ نہیں انہیں دیگر صدقات میں آتے ہیں۔ جو بطور نفل ہیں اصل فرض زکوٰۃ ہے۔ اور اس کا حساب کر کے بیت المال میں داخل کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد چندہ جس قدر کوئی شخص چاہے ادا کرے۔ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے صدقات میں ہر انسان مجاز ہے جس طرح چاہے انہیں خرچ کرے۔ مگر زکوٰۃ کو اپنی مرضی سے خرچ نہیں کر سکتا۔ ہاں ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم کا یہ حکم پایا جاتا ہے۔ واذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فالربع۔ یعنی جب تم غلہ وغیرہ کا اندازہ زکوٰۃ کے لئے کرو تو اسے لے لو۔ اور ایک چوتھائی چھوڑ دو۔ امام خطابی کہتے ہیں۔ تہائی یا چوتھائی زکوٰۃ کے چھوڑ دینے کا حکم اس لئے ہے۔ تاکہ وہ شخص خود اسے اپنے ہمسائیوں اور قریبیوں پر خرچ کرے یعنی ایسے قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہیں۔

قرآن کریم اور ان احادیث کے احکام کے مطابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے بیت المال قایم کیا ہے۔ جس میں سب ممبران کی زکوٰۃ کا داخل ہونا ضروری ہے۔ اور آخری حدیث کی منشاء کے مطابق ہر زکوٰۃ دہندہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اگر چاہے تو ایک تہائی زکوٰۃ کی اپنے طور پر خرچ کرنے کے لئے رکھ لے۔

زکوٰۃ کن چیزوں پر ہے اور کس حساب سے

(۱) نقدی و زیورات۔ نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں اپنے پاس جمع ہو۔ یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ روپے کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوائے گئے ہوں خواہ استعمال کے لئے۔ خواہ خوب ورد و پہننے جاتے ہوں۔ خواہ رکھے رہتے ہوں۔ ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ مگر ان میں جس قدر چاندی یا سونا لگا ہے۔ اسی پر زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں تو جڑاؤ پر زکوٰۃ نہیں۔ نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔ جو اس میں لگا ہے۔

زیور کی زکوٰۃ پر احادیث موجود ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ ایک عورت آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئی۔ اور اس کی لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے۔ آپ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کہ کیا چاہتی ہو۔ کہ قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں؟

حضرت ام سلمہ نے کچھ سونے کا زیور پہنا ہوا تھا۔ اور آپ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا۔ کہ ایسا مال تو نہیں جس پر عذاب کی خبر قرآن شریف میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو چیز زکوٰۃ کو پہنچ جائے۔ اور اس کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔ تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہ کے متعلق ہے۔ یہ تینوں حدیثیں ابوداؤد میں ہیں۔

جس نقدی یا زیور پر پورا سال گزر گیا ہو۔ اگر وہ چاندی یا نوٹوں کی صورت میں ہے تو باون روپے سے زیادہ مالیت ہونے کی صورت میں اگر سونا ہے تو ساڑھے سات تولہ سونے سے زیادہ ہونے کی صورت میں اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

(۲) مال تجارت پر زکوٰۃ۔ مال تجارت پر زکوٰۃ حدیث نبوی سے۔ اور امت کے تعامل سے ثابت ہے۔ اور مجاہد کے نزدیک وانفقوا من طیبات ما کسبتم تجارت کی زکوٰۃ کے بارہ میں ہے۔ لیکن چونکہ تجار کا مال بعض وقت ایک مدت تک بغیر نفع دینے کے بھی پڑا رہ سکتا ہے۔ اس لئے ایسے مال تجارت پر جو سال کے اندر فروخت نہیں ہوا۔ کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جب وہ فروخت ہوگا۔ اسی وقت اس پر زکوٰۃ بھی واجب الادا ہوگی اور اس وقت صرف ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔ حضرت امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ وانہ لم یبع ذالک العرض سنین لم یجب علیہ فی شیء من ذالک العرض زکوٰۃ وطال زمانہ فاذا باعہ فلیس علیہ الا زکوٰۃ واحدۃ۔ اور اصول جو شارع علیہ السلام نے مقرر کیا ہے اس کی رو سے بھی یہی بات حق معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ کا اصول مویشی میں سے مویشی اور غلہ میں سے غلہ اور نقدی میں سے نقدی لیکن چونکہ جو مال تجارت ان چیزوں کے علاوہ ہے اس میں سے ہر چیز کا چالیسواں حصہ لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک ایک دکاندار کے پاس سینکڑوں قسم کی اشیاء ہوتی ہیں۔ پس مال تجارت پر سے زکوٰۃ صرف بصورت نقدی لی جا سکتی ہے۔ اور یہی عمل رسول اللہ صلعم اور صحابہ کا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن نقدی کی صورت میں اس حصہ مال پر زکوٰۃ وصول ہو سکتی ہے۔ جو نقدی کی صورت میں تبدیل ہو چکا ہو۔ مثلاً ایک شخص کی دکان میں پچاس ہزار روپیہ کا مال ہے اس میں سے سال بھر میں دس ہزار کا مال فروخت ہوا۔ تو گویا یہ دس ہزار کا مال بصورت نقدی تبدیل ہو گیا ہے اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔ لیکن باقی پر نہیں۔ اور یوں بھی جو مال پڑا رہا۔ اور فروخت نہیں ہوا۔ نامی نہیں کہلا سکتا پس تجارت کے مال کی تین صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ سارا سرمایہ جو تجارت پر لگایا گیا ہے۔ وہ سال بھر میں واپس نہیں ہوا۔ یعنی کل مال فروخت نہیں ہوا۔ تو زکوٰۃ صرف اس حصہ پر ہے۔ جو فروخت ہوا۔ یعنی سال بھر میں جس قدر مال فروخت ہوا اس پر ڈھائی روپیہ فی صدی کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

دوم۔ یہ کہ سارا سرمایہ بار بار وصول ہوتا اور تجارت پر لگتا رہا۔ مثلاً ایک شخص کے پاس دس ہزار سرمایہ ہے۔ اور اس نے اس کا کچھ سامان خریدا۔ وہ ایک دو ماہ میں فروخت ہوا۔ پھر اس سے اور سامان خریدا۔ اور وہ بھی فروخت ہو گیا۔ اور یوں سال میں کئی دفعہ ہوا۔ تو صرف اصل سرمایہ پر سال میں ایک دفعہ زکوٰۃ بحساب ڈھائی فی صدی واجب الوصول ہوگی۔

سوم۔ یہ کہ سرمایہ بصورت کسی انڈسٹری کے ہے جیسے مشین وغیرہ لگا کر کام چلاتا۔ تو اس صورت میں بھی سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی۔

ان تینوں صورتوں میں حساب سالانہ ہوگا۔ اور ہر سال کی اصلی فروخت یا اصل سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی۔ لیکن اگر سرمایہ میں کچھ حصہ قرضہ کا بھی ہے تو قرضہ والا حصہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔ جس قدر فروخت یا سرمایہ بڑھیں یا گھٹیں گے۔ اسی قدر زکوٰۃ بھی کم یا زیادہ ہوگی۔ اور تینوں صورتوں میں یہ جائز ہوگا۔ کہ کل فروخت یا کل سرمایہ میں سے ان اخراجات کو منہا کیا جائے جو اس تجارت یا انڈسٹری سے خاص ہیں۔ مثلاً بصورت تجارت کرایہ دکان یا تنخواہ ملازمین دکان اور بصورت انڈسٹری اس کے علاوہ خرچ مرمت مشین وغیرہ۔

(۳) غلہ وغیرہ پیداوار زمین پر زکوٰۃ۔ زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے اور اس کا ذکر قرآن کریم میں خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ انگور۔ کھجور۔ زیتون۔ انار اور مختلف قسم کی کھیتیوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واٰتوا حقہ یوم حصادہ اس کے پھل سے کھاؤ۔ جب وہ پھل لائے اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق دو۔ یہ حق زکوٰۃ ہے۔ اور زمین پر خراج جو ہندوستان میں گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔ وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ کیونکہ حقہ کے اندر نہیں آتا۔ بلکہ وہ گورنمنٹ اپنے آپکو ایک گونہ مالک زمین قرار دیکر وصول کرتی ہے۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ کے خاص مصارف قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں۔ جن میں زیادہ تر فقراء و مساکین مؤلفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔ اور زمین کے خراج کا روپیہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے ان مصارف پر نہیں لگتا۔ پھر یہ خراج ہر مالک زمین سے وصول ہوتا ہے۔ امیر ہو یا غریب۔ فصل ہو یا نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف افزایش پر ہے۔ اور جس قدر کسی فصل میں پیداوار ہو اسی کا معینہ حصہ ہے۔ البتہ یہ خراج چونکہ مجبوراً دینا پڑتا ہے۔ اس لئے لازمی اخراجات زمین میں شمار ہوگا۔ گویا پیداوار زمین کی اس قدر کم سمجھی جائیگی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس بیس گھماؤں زمین ہے جس میں سے پچاس من گیہوں پیدا ہوتی ہے۔ جسکی قیمت اندازۃً ڈیڑھ سو روپیہ سمجھ لو۔ مگر اس زمین پر سے پچاس روپے خراج سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے۔ تو اس کی پیداوار ایک سو روپیہ سمجھی جائیگی۔ اور اسی پر زکوٰۃ محسوب ہوگی۔ اور ایسا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے اجارہ لے کر زمین کو کاشت کیا ہے۔ تو جس قدر رقم بطور اجارہ دینی پڑتی ہے۔ وہ خرچ لازم میں محسوب ہوگی۔ اور نصاب کا اندازہ بھی اس کی منہائی کے بعد ہوگا۔ لیکن اس صورت اجارہ پر دینے والے نے بھی فی الحقیقت زمین کی پیداوار کا ہی ایک حصہ لیا ہے اس لئے جو رقم وہ بطور اجارہ لے۔ وہ غلہ کے قائمقام سمجھی جا کر اس پر زکوٰۃ غلہ کی طرح ہی واجب الادا ہوگی گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس زمین کی پیداوار میں دو شریک ہوگئے۔ ایک اصل مالک زمین اور ایک کاشتکار۔ اور ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ اندر نصاب سے زیادہ ہو۔

غلہ کا نصاب۔ حدیث میں کھجور کا نصاب پانچ وسق ہے جو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع چار مد ہے اور مد ڈیڑھ رطل اور رطل آدھ سیر۔ تو اس حساب سے ۲۲ من پختہ کھجور کا نصاب ہوا پس یہی نصاب غلوں کا ہے۔ خواہ گیہوں ہو یا جو یا باجرہ یا چنا یا کوئی اور غلہ جن کا نرخ قریباً قریباً برابر ہے لیکن ایسی پیداوار اراضی جو نسبتاً زیادہ گراں ہے جیسے کپاس۔ اس کا نصاب بھی کم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ احادیث میں نہ صرف سونے اور چاندی کے نصاب میں فرق رکھا ہے۔ بلکہ اونٹ۔ گائے۔ بکری سب کے نصاب میں فرق ہے۔ اور چونکہ ہر چیز کے لئے علیحدہ نصاب مقرر کرنا مشکل ہے اسی لئے ایسی پیداوار اراضی کا جو عام غلوں سے زیادہ گراں ہے سب کا نصاب باون روپے رہے گا۔ جو نقدی کا نصاب ہے۔

زور نصاب کا حساب یوں کیا جائیگا۔ کہ اول پیداوار اراضی کی دیکھی جائیگی پھر اس میں سے اسی قدر کمی کی جائے گی جس قدر خراج زمین بہ سرکار کو یا مالک زمین کو دینا پڑا ہے۔ باقی ماندہ پیداوار اگر بیش من گندم سے زیادہ ہے یا باون روپے سے زیادہ قیمت کی ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ لی جائیگی۔

زمین کی ہر قسم کی پیداوار پر اگر زمین بارانی ہے۔ یا قدرتی نہروں سے سیراب ہوتی ہے۔ تو زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی۔ اگر چاہی یا نہری ہے جس پر آبیانہ ادا کرنا پڑتا ہے تو بیسواں حصہ ہے۔

ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشی کے لئے بوتے ہیں۔ ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اور ایسا ہی ان ترکاریوں۔ سبزیوں اور پھلوں پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ جو اپنے گذارہ کے لئے کاشت کی جاتی ہے۔ لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کے لئے کاشت ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہی جو فصلیں ایسی ہیں کہ وہ صرف فروخت کے لئے کاشت کی جاتی ہیں۔ یا فروخت کردی جاتی ہیں۔ جیسے خربوزہ۔ تیل وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی۔ جو اوپر ذکر ہوا ہے۔ لیکن نصاب بسہولت کے لئے باون روپے رہیگا یعنی باون روپے سے زیادہ کی اگر کسی جنس کی فروخت ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی۔ جو اوپر ذکر ہوا۔

جو لوگ زمین کو خود کاشت نہیں کرتے۔ بلکہ اجارہ یا حصہ پر دیکر دوسروں سے کاشت کراتے ہیں۔ ان کی پیداوار اراضی وہی روپیہ یا غلہ سمجھا جائیگا۔ جو وہ وصول کرتے ہیں۔ اور خراج سرکاری اگر وہ خود ادا کرتے ہیں۔ تو اس سے منہا کرنے کے بعد اگر نصاب غلہ سے زیادہ ہو یا بصورت روپیہ باون روپے سے زیادہ انہیں آمد ہو تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی۔ جو اوپر ذکر ہوا۔

(۴) کرایہ مکانات پر زکوٰۃ ۔ مکانات کے کرایہ پر اگر ایک سال کی آمدنی کرایہ باون روپے سے زیادہ ہو۔ تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سیکڑہ ہوگی۔ اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا۔ کوئی زکوٰۃ نہیں۔

(۵) مویشی پر زکوٰۃ ۔ جو مویشی زمیندار اپنی اغراض کے لئے رکھتے ہیں۔ ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ لیکن جہاں گذارہ بھی مویشیوں پر ہو۔ یا تجارت کے لئے مویشی رکھے جاتے ہوں۔ ان پر زکوٰۃ ہے۔

مویشیوں میں اونٹ کا نصاب پانچ اونٹ ہے یعنی چار اونٹ پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ پانچ اونٹ پر ایک سال کی بکری۔ اور آگے اسی حساب سے پچیس اونٹ پر ایک سال سے اوپر کا اونٹ کا بچہ ہے۔ اس سے زیادہ کی تفصیل چھوڑ دی گئی ہے۔ جو صاحب ضروری سمجھیں دریافت کرسکتے ہیں۔ بھیڑ بکری کا نصاب چالیس ہے یعنی انتالیس بکریوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں چالیس سے لیکر ۱۲۰ تک ایک بکری۔ ۱۲۱ سے لیکر ۲۰۰ تک دو بکریاں۔ ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین۔ چار سو میں چار۔ اس کے بعد ہر سو میں ایک۔ ہر حال میں اس تعداد پر ایک سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے۔

گائے بھینس کا نصاب تیس ہے یعنی تیس سے کم گائے بھینس میں زکوٰۃ نہیں تیس ہوں اور سال گذر جائے۔ تو ایک بچہ ہے جو دوسرے سال میں لگا ہو۔ چالیس میں ایسا بچہ جو تیسرے سال میں لگا ہو۔ اس سے زیادہ میں اسی حساب سے ہے۔

گھوڑوں میں جو تجارت کے لئے ہوں۔ زکوٰۃ ہے۔ چاہے تو ہر گھوڑے میں ایک دینار دیدے۔ اور چاہے قیمت لگا کر چالیسواں حصہ دیدے۔

آریہ سماجیوں کے چار ورن

سناتن دھرمی ہندو ذات پات کی تقسیم جنم سے مانتے ہیں مگر آریہ سماجی اسکے قائل نہیں۔ وہ یہ تقسیم جنم سے نہیں بلکہ کرم سے مانتے ہیں۔ اسلئے آئے دن اس مسئلہ پر آریہ سماجی سناتن دھرمیوں کے ساتھ الجھتے رہتے ہیں۔ اس روز روز کی بک بک سے تنگ آکر ایک سناتن دھرمی اخبار نے آریوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ یہ چار ورن جو آجکل رائج ہیں یہ تو ہیں سناتن دھرم کے قائم کردہ اور جو کو جنم سے مانتا ہے۔ اگر آریہ سماجیوں کو یہ منظور نہیں تو وہ بھی اپنے علیحدہ چار ورن بنالیں تاکہ یہ جھگڑا ختم ہوجائے۔ چنانچہ اسنے از راہ ہمدردی آریوں کو ان ورنوں کے نام بھی بتادیئے ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"لیجئے۔ سناتن دھرمیوں نے تو چار ورن رہے ہیں۔ براہمن کشتری۔ ویش اور شودر۔ اگر آپ چار ورن نہ بنائے گئے تو شیخی کرکری ہوجائیگی۔ اسلئے براہمن کیجگہ تو کاہن رکھو۔ کشتری کی جگہ نیوگی۔ ویش کیجگہ دیانندی اور شودر کیجگہ آریہ سماجی۔ ہمارے خیال میں یہ تجویز بہتر ہے۔ اگر اس پر عمل کیا گیا تو روز مرہ کی تو تو میں میں کا خاتمہ ہوجائیگا۔" (اخبار آگرہ یکم مئی مطبوعہ ۸ اگست ۱۹۳۸ء)

معاصر آگرہ کی یہ تقسیم تو نہایت قابل داد ہے مگر اس میں دو باتیں تشنہ طلب ہیں یکشتری کہاں گئے اور شودر کی جگہ آریہ سماجی (دیکھو صفحہ ۶ کالم ۱)

سیرۃ المہدی پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

مثال نمبر (۸) سلسلہ ۔ لاہوری احمدی تو خیر میاں محمود احمد صاحب کی بیعت نہ کرنے کے قصور وار ہیں اُن پر جو وار کیا جائے سو کم ہے۔ مگر حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ مرحوم پر بھی زد مارنے سے اس کتاب میں کمی نہیں کی جو خلیفہ اول اور مصنف کے مرشد تھے۔ شاید اس میں کوئی پولیٹیکل مقصد ہو۔ آخر خلافت کے لحاظ سے کچھ رقابت بھی خیال ہو۔

روایت نمبر ۱۰۴ ملاحظہ ہو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیان کیا حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی چرسی اور بدمعاش تھا قادیان آیا اور اس کے متعلق کچھ شبہ ہوا کہ وہ کسی بد ارادے سے یہاں آیا ہے۔ اور اس کی رپورٹ حضرت صاحبؑ تک بھی پہنچی۔ آپ نے حضرت خلیفہ اول کو کہلا بھیجا کہ اسے فوراً قادیان سے رخصت کردیں۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اول نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا تو اس نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور کہا کہ اگر مجھے اتنے روپے دیدو گے تو میں چلا جاؤنگا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ جتنے روپے وہ مانگتا تھا اس وقت اتنے روپے حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس نہ تھے۔ اس لئے آپ نے کچھ کم دیتے تھے۔ اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہوگئی۔ چنانچہ اس کی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی۔ کہ وہ ابھی تک نہیں گیا اور قادیان میں ہی ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے حضرت خلیفہ اول کو کہلا بھیجا کہ یا تو اسے فوراً قادیان سے رخصت کردیں یا خود بھی چلے جاویں۔ حضرت مولوی صاحب تک یہ الفاظ پہنچے تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لیکر اُسے رخصت کردیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبی جہاں ایک طرف محبت اور احسان اور مروت کا بینظیر نمونہ ہوتے ہیں وہاں دوسری طرف خدا کی صفت استغنا کے بھی پورے مظہر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول کا یہ رشتہ دار آپ کا حقیقی بھتیجا تھا اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ یہ ایک نہایت آوارہ گرد اور بدمعاش آدمی تھا۔ اور اس کے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص قادیان میں کسی فتنہ عظیمہ کے برپا کرنیکا موجب ہو۔"

اس روایت کو پڑھکر کیا سمجھ آتا ہے یہی کہ حضرت صاحب کی نگاہ میں حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی وقعت اس بھنگیڑی چرسی عبدالرحمٰن سے زیادہ نہ تھی جس کے نکالنے کا حکم دیا تھا۔ روپے کی بیعت وصل میں انہیں ذرا دیر ہوئی تو خود مولانا مرحوم کو نکل جانے کا حکم مل گیا۔ یہ وہ نورالدین ہے جو حضرت صاحب کے خدام میں اپنی فرمانبرداری اور علم و فضیلت کے لحاظ سے نمبر اول پر ہے جو ایک بار قادیان صرف حضرت صاحبؑ سے ملنے آیا تھا۔ آپ نے فرمایا "تمہیں ٹھیر جاؤ"۔ ٹھیر گئے۔ بھیرہ میں بنتے ہوئے مکان کی تعمیر بند کردی۔ فرمایا "اپنی کتابیں منگالو"۔ منگالیں۔ "ایک بیوی کو بلالو"۔ بلالیا۔ "دوسری کو بھی بلالو"۔ بلالیا۔ "اب یہاں سے نہ جانا"۔ نہ گئے جیسی فرمانبرداری اور اخلاص بہ اسی کتاب کی روایت نمبر ۲۸۰ میں حضرت صاحب کے یہ کلمات تحریر میں "حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم مولوی صاحب کو یہ بھی کہیں کہ آگ میں گھس جاؤ یا پانی میں کود جاؤ تو ان کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ لیکن ہمیں بھی مولوی صاحب کے آرام کا خیال چاہیئے"۔ جس شخص کی نسبت حضرت صاحب کی یہ رائے ہو اس کو کیا اتنا فرما دینا کافی نہ تھا کہ اس شخص کو نکال دو اور پھر ان کو نکال دینے میں کوئی تامل ہوسکتا تھا؟ اور یہ بھی تعجب کا مقام ہے کہ نورالدین جس نے روپے کو کبھی ٹھیکری سے زیادہ وقعت نہیں دی۔ وہ روپے کے دینے میں بیعت وصل کر رہا تھا۔ پھر چلو یونہی سہی کہ پاس نہ تھا۔ بہت اچھا۔ بہرحال وہ کچھ بھی کرتے یہ ناممکن تھا کہ وہ حضرت صاحب کے حکم کی تعمیل نہ کرتے۔ لیکن ذرا دیر جو ہوگئی تو وہ مسیح موعودؑ جو اخلاق مجسم تھا جو اپنے دوستوں کو ہمیشہ اپنے پاس بلانے اپنے پاس رکھنے سے تھکتا نہ تھا وہ محبت اور مروت کی تصویر جو غیر مسلموں سے بھی تمام عمر تعلقات کو نبھاتا رہا۔ وہ اتنی ذرا سی بات میں نعوذ باللہ اسقدر آپے سے باہر ہوگیا کہ مولوی صاحب مرحوم کے سارے اخلاص اور فرمانبرداری کو یکلخت فراموش کرکے اور ساری مروت اور محبت چشم زدن میں بالائے طاق رکھکر انہیں قادیان سے نکلجانے کا حکم دیدیا۔ اگر ایسی ہی نکالنے کی جلدی تھی تو چاہیئے تھا کہ مولوی صاحب کو بلاکر پوچھتے کہ آپ نے کیوں اُسے ابتک نہیں نکالا حضرت صاحب تو وہ فیاض انسان تھے کہ اگر انہیں پتہ لگتا کہ مولوی صاحب کے پاس کافی روپیہ نہیں ہے تو وہ خود اپنے پاس سے دیدیتے۔ ایسے فیاض اور صاحب اخلاق انسان کو کیوں بدنام کرتے ہو یہ کہتا کہ عبدالرحمٰن ایک فتنہ عظیمہ برپا کرنے آیا تھا۔ ایک لغو بہانہ ہے۔ میں عبدالرحمٰن کو خوب جانتا ہوں ایک بھنگیڑی چرسی آدمی فقیر بنا پھرتا ہے۔ لوگوں کی خیرات پر اُس کا گذارہ ہے میرے پاس کئی مرتبہ آیا۔ وہ بدمعاش بھی۔ مگر وہ قاتل نہ تھا۔ ڈاکو نہ تھا۔ کوئی عالم فاضل صاحب کمال نہ تھا کہ لوگوں کو راہ راست سے بہکا دیتا یا قادیان میں کوئی قتل یا ڈاکہ کا ارتکاب کرتا اور جس سے حضرت مسیح موعودؑ اسقدر خائف ہوگئے کہ ذرا اس کے نکلنے میں دیر ہوئی تو نعوذ باللہ تمام اخلاق و مروت کو بالائے طاق رکھکر خود مولوی نورالدین صاحب کو نکالنے لگ گئے تھے حضرت مسیح موعودؑ کوئی میاں محمود احمد صاحب نہ تھے جو غیر از جماعت ملانوں کے خوف سے رائی کا پہاڑ بناکر حضرت صاحب کی قبر اکھالنے لگے ہیں قادیان میں چوکی پہرہ بکٹ لگاتے پھرتے تھے اور ایک فتنہ عظیمہ کا خوف دلا دلا کر خواہ مخواہ سوتے ہوئے لوگوں کو بے آرام کرتے پھرتے تھے۔ آپ متین اور فہیم انسان تھے وہ ایسی خفیف الحرکاتیوں کو قطعاً پسند نہ کرتے تھے عبدالرحمٰن کو ایک بدمعاش سمجھکر ممکن ہے نکالدینے کا حکم دیا ہو۔ مگر ذرا سی دیر ہوجانے پر خود مولوی نورالدین صاحب کو نکلجانے کا حکم دیدینا یہ صرف یار لوگوں کی جدت طرازی ہے۔ ایسے شوشے ساختہ تک جایا کرتے ہیں۔ جب حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو نکلجانے کا حکم دیا تھا تو مجھے امید نہیں کہ میاں محمود احمد صاحب اس وقت پاس کھڑے ہوں یا اس پیغام کے پیغامبر وہ ہوں۔ یہ بھی سنی سنائی انہوں نے بھی روایت کردی۔ کبھی وہ بعض باتیں قیاس بھی کرلیا کرتے ہیں جیسے روایت نمبر ۱۵۴ میں میاں صاحب کا یہ فرضی قیاس معلوم ہوتا ہے کہ جب مبارک احمد کی نبض مولوی نورالدین صاحب مرحوم دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ نبض بہت کمزور ہوگئی ہے تو درحقیقت اُس وقت مبارک احمد فوت ہوچکا تھا۔ خیر ممکن ہے کہ وہاں قیاس صحیح ہو مگر یہاں تو یقیناً غلط ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بڑے بڑے خونخوار دشمنوں کے درمیان نہ ڈرے تو عبدالرحمٰن بیچارہ چیز ہی کیا تھا۔ مجھ سے حکیم فضل دین صاحب مرحوم سناتے تھے کہ دہلی جب حضرت صاحب تشریف لیگئے تو جامع مسجد میں خلقت کا بڑا ہجوم تھا اور مولویوں نے بھڑکا بھڑکا کر عوام الناس کو نہایت مشتعل کر رکھا تھا اور لوگ سخت طوفانی اور بیباکی دکھا رہے تھے اور قتل اور بلوے کا خطرہ صاف نظر آرہا تھا۔ اس وقت آپ کے احباب کو نہایت اندیشہ ہوا۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت صاحب سے اس اندیشہ کو ظاہر کیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مولوی صاحب مُردے زندہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ ؎

بشنوید اے مردگان من زندہ ام

اے شبانِ تیرہ من تابندہ ام

وہ مسیح موعودؑ جو اسقدر جم غفیر میں خود آپ کے خون کا پیاسا ہجوم تھا ایک غیر دیار میں نہ ڈرا تھا وہ آکر قادیان میں اپنے گھر میں ایک بھنگیڑی چرسی سے اسقدر ڈر گیا کہ ذرا دیر ہوجانے پر خود مولوی نورالدین جیسے عزیز اور یک رنگ دوست کو نکالنے پر آمادہ ہوگیا۔ یہ غلط ہے اور قطعاً غلط ہے۔ صرف یار لوگوں کی ایک پھلجھڑی ہے۔ کیونکہ بغیر حاشیہ آرائی کے کوئی بات مزہ نہیں دیتی۔ صرف عبدالرحمٰن کو نکالدینے کی روایت ایسی مزیدار نہ ہوتی جیسی اب تھوڑی سی حاشیہ آرائی سے بن گئی ہے مجھے تو اسی عبدالرحمٰن کا ایک فقرہ ابتک نہیں بھولتا۔ اُسے ایک دفعہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے لوگوں کی توقع کے خلاف کچھ روپے عنایت فرمائے تھے۔ اُس پر وہ کیا مزیدار فقرہ کہتا چلا گیا کہ خدا کے مامور آسمانی بارش ہوا کرتے ہیں اگر باغ پر برستے ہیں تو غٹی پر بھی برس جاتے ہیں۔ (باقی وارد)

احمدی خواتین کی بیداری

مقامی احمدی خواتین کے اندر اپنی فلاح و بہبود کیلئے جو بیداری پیدا ہوئی ہے وہ نہایت امید افزا ہے جسکو دیکھ کر ہم توقع کرتے ہیں کہ اگر یہ اصلاحی تحریک صنف نازک میں جاری رہی اور خدا کرے کہ جاری رہے تو تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی حالت سدھر باصلاح ہوکر ایسا بلند مقام تک پہنچیگی کہ دیگر مسلمان خواتین کیلئے قابل رشک ہوگی۔ احمدیہ انجمن خواتین لاہور کے دوسرے سہ ماہی اجلاس کی جو رپورٹ ہمیں انجمن مذکور کی سکرٹری صاحبہ کیطرف سے موصول ہوئی ہے اور جو آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک سے مستورات کو بہت دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اور وہ نہایت جوش سے سرگرم عمل ہیں۔ اس اجلاس میں ہماری ہمشیرہ محترمہ بیگم صاحبہ نے جو تقریر کی وہ اشاعت کے لئے ہمیں موصول ہوئی ہے جسکو ہم ... اور قفلیت مذہب کے عنوان سے شائع کرتے ہیں۔ (مدیر)

نبوت مسیح موعودؑ

(از قلم میر مدثر شاہ صاحب)

گذشتہ سے پیوستہ

(۲)

قادیانی جماعت کے ایک اور بزرگ کا عقیدہ بھی لکھ دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ مولوی غلام نبی صاحب نے ۱۹۰۱ء میں ایک کتاب عربی زبان میں تصنیف کی تھی۔ اس کتاب میں سے ذیل کی عبارت قابل ملاحظہ ہے۔

قال الوهابي اما مكم يدعي النبوة لانه يقول اوحي الي قال الاحمدي ذلك ظن فاسد لان القران جاء بلفظ الايحاء في مواضع كثيرة منها اذ اوحينا الى امك ما يوحى واوحى ربك الى النحل فخرج الى قومه فاوحى اليهم ان سبحوا بكرة وعشيا وغير ذلك من المواضع فان الايحاء لا يختص بالنبوة .... وقولهم انه يدعي المسيحية والمسيح كان نبيًّا قياس فاسد لانك قد سمعت دلائل موته ونبينا محمد عليه الصلوة والسلام خاتم الانبياء لا ياتي بعده نبي لا من العرب ولا من اليهود ولا من العجم لا جديد ولا قديم ولا فدين البابية حق به   هدية السعدية صـ۱۵

ترجمہ وہابی نے کہا کہ تمہارے امام نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میری طرف وحی ہوتی ہے۔ احمدی نے کہا کہ یہ ظن فاسد ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں اکثر جگہوں پر لفظ وحی آیا ہے۔ جن میں سے یہ ہیں۔ جبکہ ہم نے تیری ماں کی طرف وحی بھیجی۔ تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی بھیجی۔ وہ اپنی قوم کی طرف نکلا۔ اور ان کی طرف وحی کی کہ صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ اور جگہوں پر بھی وحی کا لفظ آیا ہے۔ پس وحی کا ہونا نبیوں سے مخصوص نہیں ہے۔....... اور ان کا یہ کہنا کہ اسنے مسیحیت کا دعوٰے کیا ہے۔ اور مسیح نبی تھا۔ یہ ایک قیاس فاسد ہے کیونکہ اس کی موت کی دلیلیں تم نے سن لی ہیں۔ اور ہمارے نبی محمدؐ علیہ الصلوۃ والسلام خاتم الانبیا ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ تو عرب سے اور نہ یہود سے اور نہ عجم سے نہ نیا اور نہ پرانا ورنہ بابیوں کا دین حق ہوگا۔

پھر اسی کتاب کے صـ۲ پر لکھا ہے۔

ولكن لاصلاح السلسلة الموسوية في الدين كانوا انبياء وفي السلسلة المحمدية اولياء وعلماء

ترجمہ موسوی سلسلہ کی دینی اصلاح کے لئے انبیاء آتے تھے مگر محمدی سلسلہ کی اصلاح کے لئے اولیاء اور علماء آتے ہیں۔

اب عبارات بالاسے آفتاب کی طرح یہ امر ظاہر ہے کہ ۱۹۱۴ء تک احمدی جماعت کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ ہاں سلسلہ کے مخالفین حضرت صاحب کی طرف دعوے نبوت کو منسوب کرتے تھے۔ مگر حضرت ممدوح اور آپ کے متبعین ہمیشہ یہ جواب دیا کرتے تھے۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوٰے نہیں کیا۔ چنانچہ یہی اعتراض ایک مخالف نے مولوی غلام نبی صاحب سے کیا کہ حضرت میرزا صاحب نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے۔ اور دلیل یہ دی کہ میرزا صاحب نے دعوے مسیحیت کیا ہے۔ اور چونکہ مسیح نبی تھا۔ اس لئے میرزا صاحب نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے بحیثیت احمدی ہونے کے اسکو یہ جواب دیا۔ کہ یہ تمہارا قیاس فاسد ہے۔ کیونکہ دعوٰے مسیحیت سے دعویٰ نبوت ثابت نہیں ہوتا۔ جو مسیح نبی تھا۔ وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ اور ہمارے امام نے نبوت کا دعوٰے نہیں کیا۔ کیونکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نہ عرب سے نہ عجم سے نہ یہود سے۔ اور نہ نیا اور نہ پرانا۔ اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا جائز قرار دیا جائے۔ تو پھر بابیوں کا مذہب صحیح ماننا پڑے گا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک وقت احمدی جماعت کے علما یہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبیوں کا آنا بابی مذہب ہے۔ مگر اب خود انہی مولویوں نے بابی مذہب کو اختیار کر لیا ہے۔ واقعی یہ مذہب احمدیت نہیں۔ بلکہ مذہب بابیت ہے۔ جناب مولوی ظہور الحق صاحب عرصہ تک قادیان میں رہ کر سالہا سال تک اخبار الفضل کے مدیر رہے اور وقتاً فوقتاً بابیت کی تائید میں مضامین شائع کرتے رہے۔ مگر چونکہ وہ ایک لفظ بابیت کا استعمال نہ کرتے تھے۔ اس لئے قادیان کی جماعت بابیت کے مضامین کو عین احمدیت ہی سمجھتی رہی۔ مگر جب مولوی صاحب ممدوح نے اپنا بابی ہونا علانیہ طور سے ظاہر کیا تو اوسوقت قادیان کے احمدیوں کو ان مضامین پر شک پڑا۔ ورنہ اگر مولوی صاحب اپنا بابی ہونا ظاہر نہ کرتے۔ اور بابیت کے مضامین لگاتار لکھتے جاتے۔ تو اون کو نہ قادیان سے خارج کیا جاتا۔ اور نہ ان سے بدسلوکی کیجاتی۔ قادیان کے احمدیوں کا بھی عجب مذہب ہے۔ کہ ان کو کئی سال تک اس بات کا علم نہ ہوا۔ کہ یہ بابیت ہے یا احمدیت ہے۔ پس ان واقعات سے ظاہر ہے کہ قادیانی احمدیت اور بابیت میں کوئی فرق نہیں۔ ان کو فرق اسوقت معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص زبان سے لفظ بابیت کہدے۔ اور اگر وہ لفظ بابیت استعمال نہ کرے۔ تو پھر وہ برابر بابیت کے مضامین لکھتا رہے۔ تو قادیان کے احمدی اس پر کوئی اعتراض نہ کرینگے۔

الغرض دلائل بالاسے ثابت ہے کہ نہ تو علمار اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیح موعود نبی ہوگا۔ اور نہ احمدی جماعت کا حضرت مسیح موعود کی زندگانی میں یہ مذہب تھا کہ آپ نبی ہیں۔ مولوی غلام نبی صاحب کس قدر وضاحت اور کس قدر صفائی سے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت موسے کے بعد تو انبیاء آتے رہے۔ مگر آنحضرت صلعم کے بعد اولیار اور علمار آتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ اب انہوں نے اپنی سابقہ تحریرات کے صریح برخلاف کیوں جدید عقائد بنالئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

احمدیہ انجمن خواتین لاہور
کے
جلسہ دوم کی رپورٹ

۳۱ جنوری بروز اتوار مسلم ہائی سکول کی بالائی منزل میں احمدیہ انجمن خواتین کا دوسرا اجلاس بصدارت اہلیہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کی بہت سی خواتین شامل ہوئیں۔ سب سے پہلے اہلیہ صاحبہ حضرت امیر المومنین نے ایک رکوع کلام اللہ کا با ترجمہ تلاوت کیا۔ اور نہایت وضاحت سے اس کے معنے و مطالب بیان کئے۔ پھر پچھلے جلسہ کی رپورٹ پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد ہمشیرہ صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے ایک نظم بہت اچھی طرح پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد محمودہ بیگم بنت خواجہ کمال الدین صاحب نے صداقت اسلام پر تقریر فرمائی۔ پھر اہلیہ صاحبہ چودھری ظہور احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد تاج بیگم صاحبہ نے تقریر کی۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ احمدی خواتین کو اپنے مذہب کی واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ پھر اہلیہ صاحبہ خواجہ جلال الدین صاحب نے تقریر فرمائی۔ جس کا ماحاصل یہ تھا کہ تعلیم ہم کو ضرور حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد خاکسار نے ایک مختصر تقریر کی جس میں نماز کی تاکید تھی۔ پھر اہلیہ صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے تربیت اولاد پر برجستہ اور مفصل تقریر فرمائی۔ اس کے بعد اہلیہ صاحبہ عبد القادر صاحب نے تقریر کی۔ پھر پریذیڈنٹ صاحبہ نے چند عمدہ الفاظ میں سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ مقام شکر ہے کہ لاہور کی احمدی خواتین اس کام میں بہت دلچسپی لے رہی ہیں۔ یہ امید ہے کہ جو بہنیں اب تک شامل نہیں ہوئیں۔ وہ بھی اب شریک ہو جائیں گی۔ اور اس مفید کام میں جو انہیں کی بہتری اور بہبودی کے لئے ہے پورے شوق سے حصہ لیں گی۔ آئندہ جلسہ ۲۸ فروری بروز اتوار مسلم ہائی سکول واقعہ احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا۔ بہنیں مطلع رہیں۔

خاکسار بنت ڈاکٹر سید محمد حسین اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

صنف نازک اور واقفیت مذہب

میری محترم و بزرگوار بہنو! آج میں آپ کی خدمت میں چند ایک ایسی باتیں عرض کرنے کی جرأت کرتی ہوں۔ جن پر عمل کرنا خود میرے اور میری تمام احمدی بہنوں کے لئے ضروری ہے۔

آپ جانتی ہیں کہ ہر ایک انسان کا مذہب۔ خواہ وہ انسان مرد ہو یا عورت۔ اس کے عقائد ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جس طرح ایک بت پرست کو ہندو کہتے ہیں۔ ایک مسیحی یا دوسرے الفاظ میں مسیح کی الوہیت کے قائل کو عیسائی کہتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے آقا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو مسلمان کہتے ہیں۔

جس طرح مختلف پیشواؤں کے پیرو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسے ہی ہر ایک مذہب کے آدمی اپنے ہی مذہب کو صداقت پر مبنی۔ اور اپنے ہی پیشوا کو برحق خیال کرتے ہیں۔ نیز اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہی پیشوا کی لائی ہوئی کتاب سے جسے وہ صحیفہ آسمانی یا سرچشمہ ہدایت خیال کرتے ہیں۔ دلائل پکڑتے ہیں اور ہر دوسرے مذہب کو باطل ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک انسان کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہندو ہو یا مسلم۔ اپنے مذہب کے قوانین سے واقف ہونا کس قدر ضروری ہے تاکہ بوقت ضرورت اپنے مخالفین کے اعتراضات کے بخوبی جوابات دے سکے۔

اب میری محترم بہنو۔ جیسا کہ میرا اور آپ سب خواتین کا ایمان ہے۔ کہ ہم اپنے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے ہر قول پر ہمارا ایمان ہے۔ اور آپ کے ہر حکم پر ہم دل و جان فدا کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کی ہر پیشگوئی ہمارے ایمان کو تقویت دینے والی ہے۔ پھر آپ کی پیشگوئیوں کی تصدیق پر مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کے دعوٰے مسیحیت و مہدویت کو صدق دل سے مان کر صدائے لبیک بلند کر چکی ہیں۔ اور اسی وجہ سے احمدی کہلاتی ہیں۔ آپ خوب جانتی ہیں کہ سب غیر مذاہب کے لوگ۔ اور ان سب سے بڑھ کر خود مسلمان علما، حضرت مرزا صاحب کے دعوٰے کی کسقدر تکذیب کرتے ہیں۔ اور ان کی طرف گندے سے گندے اور فحش الزامات منسوب کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے احمدی برادران بھی مخالفین کے حملوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے ہمہ وقت تیار و مستعد نظر آتے ہیں۔

مگر میری بہنو! بے ادبی معاف مجھے پوچھنے کی اجازت دی جائے کہ ہم میں کتنی بہنیں ہیں۔ جو صاف و صحیح الفاظ میں بتا سکیں کہ ان کے کیا عقائد ہیں۔ اور یہ کہ وہ مرزا صاحب کو کیا مانتی ہیں۔ مجھے معاف کرنا۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہم ہی میں بعض ایسی خواتین بھی ہیں جو خود تو اپنے عقائد سے قطعًا ناواقف ہیں۔ مگر ان کا احمدی ہونا محض ان کے خاوندوں۔ بیٹوں۔ یا بھائیوں کی پیروی کی وجہ سے ہے ایسی بہنیں احمدی غیر احمدی کا سوال سنکر ہی گھبرا اٹھتی ہیں۔ مثال کے طور پر میں آپ بزرگوں کے سامنے ایک واقعہ بیان کرتی ہوں۔ وھو ھذا۔

گذشتہ سال کا ذکر ہے۔ کہ میں ایک غیر احمدی مولوی کی اہلیہ سے قرآن کریم با ترجمہ پڑھا کرتی تھی۔ ان کے ہاں سب افراد پر میرا احمدی ہونا ظاہر تھا۔ میری استانی جو ایک حق جو خدا پرست بی بی تھی مجھ سے اکثر ہمارے عقائد کے متعلق سوال پوچھا کرتی تھی۔ جن کا جواب میں وقتاً فوقتاً ان کے ذہن نشین کر دیا کرتی تھی۔ بالآخر ایک دن اس نے مجھ سے کوئی ایسی کتاب طلب کی۔ جس میں حضرت مرزا صاحب کے الہامات درج ہوں۔ میں نے انہیں ایک کتاب مرزا صاحب کی تصنیف کردہ نزول المسیح نام دی۔ جس کے آخیر میں بہت سے الہامات بالتشریح درج تھے۔ مطالعہ کے بعد اس نے اقرار کیا۔ کہ اگرچہ مجھے بہت سے شبہات باقی ہیں۔ مگر میں عہد کرتی ہوں۔ کہ آئیندہ میں کبھی مرزا صاحب کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ نہیں کہوں گی ایک دن جبکہ میں ان سے ترجمہ سیکھ رہی تھی۔ ایک متوسط عمر کی احمدی خاتون بھی وہاں آئی۔ استانی جی نے میرا اس سے تعارف کرایا۔ کہ یہ بھی احمدی خاتون ہیں۔ مگر چھوٹتے ہی وہ کیا جواب دیتی ہیں۔ بہن کیا کریں۔ مالک جب احمدی ہوگیا۔ تو پھر ہمیں بھی تو ہونا ہی تھا۔ آہ یہ جواب کیا تھا میرے لئے نہایت ہی رنج کا مقام تھا۔ میں شدت جوش سے مغلوب ہو کر پکار اٹھی۔ بہن توبہ کرو کس قدر ذلت کا مقام ہے کہ مرد کا تو اپنا مذہب ہو۔ مگر عورت مرد کی پیروی میں اپنا مذہب تبدیل کرے۔ اور اس کا اپنا کوئی عقیدہ نہ ہو۔ غرضکہ اس واقعہ پر بھی بحث ہوئی جو بخوف طوالت یہاں بیان نہیں کر سکتی۔ مگر اس بحث کا آخری فقرہ سننے کے قابل ہے جس نے گویا ثالث بالخیر کا کام کیا۔ سنئے کیا فرماتی ہیں۔ بہن کیا کریں۔ مذہبی واقفیت جو مہدی پڑھتا

(بقیہ برصفحہ ۱۰ کالم ۱)

نوٹ ہفتہ وار لیکچروں کے سلسلہ میں ایک نوجوان بچے ولی گزشتہ ہفتہ میں جو لیکچر دیا۔ اسکو ہم اس لئے یہاں درج کرتے ہیں کہ دوسرے بچوں کے دل میں لیکچر دینے اور اسلام پر لکھنے کا شوق پیدا ہو۔

(مدیر)

لیکچر

یہ میرا پہلا موقع ہے۔ کہ ایک مجمع کے سامنے سٹیج پر بولنے کے لئے آیا ہوں۔ آج تک سکول میں اور کالج میں مجھے کبھی ایسا وقت پیش نہیں آیا اگر یہاں مجھے آنے کا اشتیاق دل میں پیدا ہوا ہے۔ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی شخصیت کی وجہ سے ہے کہ جنکے چشمہ سے اگر آپ میں سے اکثر صاحبان فیض یاب ہو چکے ہیں۔ تو مجھے بھی چند بوندیں لینے کا شوق ضرور پیدا ہو گیا ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اگر شگون بھی کوئی چیز ہے تو الحمد للہ کہ میری ابتدا ایک ایسے کام سے ہو رہی ہے کہ جس کے لئے میں اپنے دل میں تمنا رکھتا ہوں۔ کہ زندگی کے آخری لمحہ تک اس کام کو نبھاتا رہوں۔ یعنی خدا اور اسکے احکام کو لوگوں تک پہنچانا۔ جنکو کہ میری بصیرت حق سمجھتی ہے۔ زیر مضمون

فطرتی مذہب

پر ہے۔ ماہرین مسئلہ ارتقا (Evolution) یہ بتلاتے ہیں۔ کہ جب جمادات کی ترقی اپنے آخری درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ اور انسان کی نسل زمین پر پھیل چکی ہے۔ تو قوانین ارتقا معطل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد کوئی عمل جدید نہیں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم وصورکم فاحسن صورکم۔ سائنس صرف مادی چیزوں کو سمجھ سکتی ہے۔ روحانی باتوں کے لئے اسے مذہب کا محتاج ہونا لازمی ہے اصل بات یہ ہے۔ کہ قوانین ارتقا بند نہیں ہوتے۔ مادی قوانین ارتقا (Material Evolution) تو بلاشک ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے بعد روحانی ارتقا (Spiritual Evolution) شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے مدارج مختلف ہیں۔ مثلاً پہلی کڑی اس کے لئے یہ ہے۔ کہ انسان کی اپنی ضمیر اسے برے کام سے روکتی ہے ان النفس لامارۃ بالسوء (یوسف: ۵۲) اسکے بعد نفس دوسرے درجہ پر پہنچتا ہے تب نفس لوامہ کہلاتا ہے۔ اور اس طرح مختلف مدارج طے کرتا ہوا جب آخری درجہ پر پہنچتا ہے تو نفس مرضیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس حالت میں وہ ایک مکمل انسان بن جاتا ہے۔ اس کا ہر انسانی فعل مزید ترقی پاکر عبادت بنجاتا ہے۔ اس میں ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اپنی خاموش زبان سے دنیا کو ہدایت دے سکتی ہے۔

جس طرح روحانی ارتقا کے مدارج ہیں۔ اسی طرح انحطاط یعنی تنزل کے بھی ہیں۔ اس میں پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی خود تو نیکی پر عمل نہیں کرتا۔ تاہم دوسروں کو ہدایت دیتا رہتا ہے۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم۔ رفتہ رفتہ یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ خود بھی برائی کے کام کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی برائی کا حکم دیتا ہے۔ الناس یبخلون ویأمرون الناس بالبخل۔ ہمارے ہندوستان کے اکثر ملا اسی درجہ انحطاط میں ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا اس وقت مادہ ارتقا ہٹتا جاتا ہے۔ اور جوں جوں انحطاط کی طرف رجوع ہوتا جاتا ہے۔ اور آدمی ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ کے مصداق ہو جاتا ہے۔ انحطاط کا آخری درجہ طے ہو جاتا ہے۔ جب نیکی سے روکنے کے علاوہ نیکی کے برخلاف جہاد علانیہ کیا جاتا ہے۔ اور پرستاران حق کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ویقتلون الذین یأمرون بالقسط من الناس (۳: ۲۰) افغانستان کے ملا اسی درجہ انحطاط کو پہنچ گئے ہیں۔ نعمت اللہ خاں کو سنگسار کرکے ایک پاک روح کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا گیا۔ دشمنان حق نے اگر اس کی جان کو سب سے عزیز چیز سمجھ کر لینا چاہا تو اس نے بھی اپنی جان کو دنیا کی تمام چیزوں سے ہیچ و ادنیٰ سمجھا۔

خدا نے ارتقاء روحانی کے طریق سے مطلع کرنے کے لئے مختلف اوقات اور مقامات پر پیغمبروں کو نازل کیا۔ تاکہ انسان ان مختلف طریقوں کو عمل میں لاکر ارتقاء روحانی کے اعلیٰ مدارج پر جا پہنچے۔ اور مکمل انسان بن جاوے۔ جو کہ اس کی پیدائش کا مقصد اصلی ہے۔ اور جس کا اثر اس کی آئندہ زندگی پر پڑے گا

تحریف کے اسباب میرا یہ عقیدہ ہے کہ جتنے بھی مذہب آج دنیا پر موجود ہیں۔ ان کے بانیوں میں سے کسی نے بھی شرک اور انسان پرستی کی تعلیم نہیں دی تھی۔ پرانی سے پرانی بات جو دنیا میں کہی گئی وہ سچائی اور خدا پرستی ہے۔ لیکن ان کے ماننے والوں نے اس میں تحریف کی۔ شرک وبت پرستی کا راستہ اختیار کیا۔ اور اپنی ساری کج فہمیوں اور غلطیوں کو انہی کی جانب منسوب کیا۔ سری کرشن مہاراج ہو۔ یا گوتم بدھ۔ حضرت موسےٰ ہو۔ یا حضرت عیسےٰ۔ سب کے ساتھ یہی سلوک ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کی صاف صاف مثالوں کا کچھ کا کچھ بنا دیا گیا۔ یہی حالت سب مذہبوں میں پائی جاتی ہے۔ و یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ

جب ہم کسی دین کے ترقی اور تنزل کے وجوہات پر غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ جو طبقہ کہ خود رسول کا تابع بنا۔ جو خود اس پیغمبر سے تعلیم پاتا رہا۔ جو خود اپنے کانوں سے اس کی باتوں کو سنتا رہا۔ وہ بلا واسطہ کسی دوسرے کے اس کے احکام کو اپنے اندر جگہ دیتا ہے۔ ہر طرح اس کے دین کی اشاعت میں ساعی رہتا ہے۔ اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر میں اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ پھر اس کے بعد جو دوسرا طبقہ آتا ہے۔ وہ اگرچہ خود اس کی باتیں نہیں سنتا۔ مگر پھر بھی وہ اچھی حالت میں رہتا ہے۔ کہ اس نے اس طبقہ کو خود دیکھا ہے جو کہ خود نبی کے زیر اثر رہا ہے۔ لیکن جسقدر کہ لوگ بڑھتے گئے۔ امت کثرت سے ہوتی گئی۔ اغراض وخواہشات دنیاوی زیادہ پیدا ہوتی گئیں۔ اور اتفاق طبایع کی وجہ سے اتفاق میں بھی خلل آتا گیا۔ اتنا ہی وہ مذہبی جوش اور ولولہ کم ہوتا گیا۔ دلوں کی وہ پاکی بھی نہ رہی جو کہ طبقۂ اولیٰ یا ثانی میں پائی جاتی تھی۔

اس کے بعد وہ لوگ آئے۔ جنہوں نے نہ خود بانئے مذہب کو دیکھا اور نہ اپنی سعی وشوق سے اس دین کو قبول کیا۔ بلکہ ایک ورثہ کی صورت میں پایا۔ جس کی قدر بالکل نہیں ہوتی۔ ان میں بہت ہی کم ایسے ہوتے ہیں۔ جو تحقیق اور سمجھ بوجھ کے ساتھ اس دین کو قبول کرتے ہیں۔ بلکہ بجائے تلاش کے تقلید پر قانع رہتے ہیں۔ بل نتبع ما الفینا علیہ اٰبائنا۔ پھر کچھ ملکی وقومی رسم ورواج۔ کچھ قصہ قصائص بھی شامل ہوتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ مذہب کے ایک جزو ضروری بن جاتے ہیں۔ اور تقلید کے باعث سب پر یقین کر لیا جاتا ہے۔ اور ضرورت اور خواہش کے مطابق دینی مطلب برآری کے لئے کچھ نہ کچھ رفتہ رفتہ تحریف بھی ہوتی جاتی ہے۔ اسکے معنی اور مطلب (خواہ وہ درست ہوں یا غلط) کے مطابق تبدیل کر لئے جاتے ہیں۔ اس وقت مذہب صرف چند رسم ورواج وہم وگمان کا نام رہ جاتا ہے۔ اصلی بات بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ غفلت پابندی رسم ورواج۔ اور تقلید آبا واجداد کی وجہ سے جب یہاں تک نوبت آپہنچتی ہے تو خدا کی جانب سے ایک اور نبی مبعوث ہوتا ہے۔ جو کہ مذہب کو ان تمام غیر ضروری باتوں سے پاک کر دیتا ہے۔ مگر ایک عرصہ کے بعد اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا ہے۔ اور اسی طرح انبیاؤں کا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ اسی لئے آج ہم تمام پرانے ادیان کو مسخ شدہ پاتے ہیں۔ پس جو موجودہ بدھ مت ہے وہ اصلی بدھ مت نہیں۔ جو خدا کی جانب سے مبعوث ہوا تھا۔ جو موجودہ عیسائیت ہے۔ وہ حضرت مسیح کی عیسائیت نہیں بلکہ پولس کی عیسائیت ہے وعلیٰ ھٰذا القیاس۔

اب جس وقت میں بدھ مت اور عیسائیت کا نام بحث میں لاؤں مقصود اس سے موجودہ بدھ مت اور عیسائیت ہوگی حاشا کہ ان حضرات انبیاء کرام سے کچھ خیال مخالفانہ ہو۔ یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے۔ اس قدر تمہید کے بعد میں اپنے موضوع پر آتا ہوں۔

بدھ مت۔ عیسائیت اور اسلام میں سے تاریخ کے لحاظ سے بدھ مت زیادہ پرانا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اصلیت سے کہیں دور جا پڑا ہے۔ مگر بدھ مت کو لینے سے پہلے ایک دو باتیں دہریت کے متعلق کہنا بہتر سمجھتا ہوں۔

دہریت دہریہ کسی خدا کو نہیں مانتا۔ وہ سائنس کو مانتا ہے۔ اور جو بات وہ اپنی آنکھ سے دیکھے اسی پر یقین رکھتا ہے کیا ایک بازاری بدچلن آدمی اور ایک نیک چلن شریف آدمی انسانیت کے ایک سٹیج پر ہیں؟ ہرگز نہیں۔ تو مادی ارتقاء کے ذریعے کسی کا آدمی کی شکل اختیار کر لینا ہی انسانیت کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ پھر روحانی ارتقا کی ضرورت بھی باقی رہتی ہے۔ اس کے لئے دہریہ صرف یہی بتلا سکتا ہے کہ عدالت کے قانون کے خلاف چلنے سے اس کو سزا ملے گی اور اس خوف سے اس کی اصلاح ہوگی۔ عدالت کا قانون بھی مجرم کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال سکتا ہے۔ اس کے فساد سے اور لوگوں کو محفوظ کچھ عرصہ تک رکھ سکتا ہے۔ مگر اسے جرم سے باز نہیں رکھ سکتا جبکہ عمر بڑھتا ہے اور ذوق گندیاں سزا کے بعد۔ پھر کئی ایسے گناہ ہیں۔ کہ جن کی گرفت عدالت مشکل سے کر سکتی ہے۔ جیسا کہ جھوٹ۔ ناپاک خیالات وغیرہ۔ اس کے لئے۔ جب تک اسے یقین نہ ہو جائے۔ کہ ایک ایسی زبردست طاقت ہے۔ جو اسے ہر وقت دیکھ رہی ہے۔ اس کی ہر بات سن رہی ہے اور اس کی ہر بری اور اچھی بات کا حساب ہے۔ جس کا اثر اسی کی آئندہ زندگی پر پڑے گا۔ اس وقت تک اس میں وہ روحانی ارتقا واقع نہیں ہو سکتا۔ جو کہ اس دنیا میں بھی اور آئندہ بھی امن کے لئے ضروری ہے۔ سائنس ایک شخص میں اور سبھی کچھ پیدا کر سکتی ہے۔ مگر ملکی آدمیت پیدا نہیں کر سکتی۔ بڑی زبردست بات کہ جس کا جواب آج تک کسی دہریہ سے نہ بن آیا۔ . . . . اور جس کا جواب وہ کبھی نہیں دے سکے گا۔ وہ یہ ہے کہ ہماری پیدائش اور زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اگر اس زندگی کے بعد اور کچھ نہیں ہونا۔ تو بسا اوقات ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک سچا آدمی تکلیف اٹھاتا رہتا ہے۔ اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ان تکلیفات کو برداشت کرے۔ جب وہ برے طریق سے ان تکالیف کو ہٹا سکتا ہے۔ وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ زندگی کیا ہے۔؟ کیوں ہے؟ اور یہ کہاں سے جاری ہے؟ خود زندگی اس کے لئے ایک راز ہے: یعلمون ظاہرا من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ غافلون۔

دہریہ سے پوچھو کہ دنیا کس طرح قائم ہوئی۔ وہ بتائے گا کہ ذرات (atoms & molecules) آپس میں مل گئے۔ اور نئی چیزیں ظہور میں آتی گئیں۔ اس طرح (protoplasm) بنا پھر اس سے (...) وغیرہ۔

بالکل درست۔ اگر ہر ایک بات کی وجہ ہے۔ تو ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ وہ ذرات (atoms) کہاں سے آئے۔ اور آپس میں کس طرح جکڑے گئے۔ وہ کہے گا کہ ان میں ایک فطرت (Tendency) ایسی تھی۔ اس (Tendency) یعنی فطرت لفظ سے مطلب ہی یہی ہے کہ اس سے آگے وہ جاہل ہے۔ اس کے لئے کئی ایک مثالیں ہیں کہ ان کی خلقت کے متعلق سوالات کئے جاویں تو ایک مقام آئے گا کہ جس کے آگے وہ خاموش ہو جاوے گا۔ تو علت ومعلول کے رو سے اگر یہ سب اشیاء کائنات معلول ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ علت العلل وہی ایک ذات پاک ہے۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض۔

. . . .

ضرورت الہام

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

تو خدا کا ماننا ایک ضروری امر ٹھہرا یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے سائنسدان اور یونان کے فلاسفر مثلاً ارسطو۔ سقراط وغیرہ دہریہ نہ تھے۔ بلکہ موحد تھے۔ اس کے بعد یہ ضروری ہے کہ اس کا پیغام ہم تک پہنچتا رہے۔ تاکہ ہمیں وہ دماغی ارتقا میں مدد دے سکے۔ اور اس کے لئے جو چیزیں پیدا کرنی ضروری ہیں۔ وہ ہم پیدا کر سکیں۔ اس مطلب کے لئے انسان کے بنائے ہوئے قوانین کام نہیں دے سکتے۔ جب تک خدا اس میں رہبری نہ کرے۔ پس کسی نبی کی شریعت پر ایمان لانا بھی ایک لازمی امر ہے۔ اگر کسی کو مکمل انسان بننا مقصود ہے۔ اس لئے ظاہر ہوا کہ فطرتی لحاظ سے ہم مجبور ہیں۔ کہ کسی پیغمبر کی شریعت کی تلاش کریں۔ جو ایک خدا کو مانتا ہو۔ آؤ دیکھیں کہ کونسا دین اور کونسا پیغمبر ہمارے لئے راہبر ہو سکتا ہے۔

بدھ مت پہلے پہلے ہم عظیم الشان گوتم بدھ کو لیتے ہیں۔ کہ دنیا اس سے کیا حاصل کر سکتی ہے۔ یہ مت بھی دراصل دہریت کی مانند ہے کہ جس میں نہ وحی نہ الہام۔ نہ خوف۔ نہ کوئی امید نہ کوئی بہشت ہے نہ کوئی دوزخ۔ اگر خدا کی ہستی ہے تو ضروری ہے کہ کچھ اس کا تعلق انسان سے قائم رہے۔ اور وہ صرف الہام یا وحی کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی خدا ہی نہیں۔ تو دہریت کے تمام دلائل اس پر عائد ہو سکتے ہیں۔ کہ جن کا جواب بدھ مت کے پاس موجود نہیں ہے۔ جب کوئی خوف اور امید ہی نہیں تو نروان کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ جبکہ اس کے لئے اتنی سخت شرائط انسان پر عائد ہوتی ہیں۔ کہ دنیا کو چھوڑ دے تمام مشغل اور اقتصادی تعلقات کو قطع کر دے۔ سب بغیر کسی امید کے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کے لئے کیا جاوے۔ گوتم بدھ کو بہت بڑا تارک الدنیا کہا جاتا ہے۔ اور اسکے پیرو اس میں خوبی سمجھتے ہیں حالانکہ ایک نقص

(بقیہ صفحہ ٤ کالم ٣)

ہمیں آتا نہیں۔ جو کتابیں پڑھ کر کچھ سمجھ سکیں۔

پس متذکرہ بالا واقعہ سے جو میرے ساتھ پیش آیا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر انسان چاہے کہ اپنے مذہب کے باریک سے باریک مسئلوں کو حل کرنے کے قابل ہو۔ تو اسے مذہبی لٹریچر پر پورا عبور حاصل کرنا چاہیئے۔ اس لئے میں اپنی بہنوں کی خدمت میں بصد ادب التجا کرتی ہوں۔ کہ خدارا خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ ہماری غفلت سے غیر مسلم عورتیں خصوصاً مشنری لیڈیاں فائدہ اٹھائیں۔ اور موقعہ پاکر میری مذہب سے ناواقف بہنوں کو شکوک میں مبتلا کرکے مذہب برحق سے برگشتہ کردیں۔ یہ کوئی بعید از قیاس نہیں۔ بلکہ اکثر مرتبہ سننے میں آتا ہے کہ آج فلاں مسلمان عورت عیسائی ہوگئی۔ اور ایسی حماقت کا نشانہ صرف وہی عورتیں بنتی ہیں جو اپنے مذہب سے ناآشنا ہوں۔ اس لئے میں آپ سے استدعا کرتی ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کو غور سے پڑھو اور ضرور پڑھو۔ کیونکہ انہوں نے مذہب اسلام کے تمام ضروری لوازمات کو اپنی تصنیفات کے اندر جمع کیا ہے۔ نیز تمام ضروری ابحاث کو (جو خواہ ان کے اپنے دعوے کے متعلق ہوں۔ یا اعدائے اسلام کے اعتراضات کے متعلق) نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے ان تصنیفات کا مطالعہ جو معلومات سے پر ہیں۔ ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔ اور وقت ضرورت مخالفین کے اعتراضات کا جواب بھی آسانی دے سکیں گی۔ بلکہ انہیں اپنے عقائد سے آگاہ کرکے تبلیغ کرنے کے بھی قابل ہو سکیں گی۔

معزز خاتونو! دائرہ تبلیغ صرف مردوں تک ہی محدود نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ عورتوں کو بھی اس میں شامل ہونا چاہیئے کیونکہ عورتوں کا حلقۂ ملاقات بھی وسیع ہوتا ہے۔ انہیں سکولوں۔ جلسوں میں۔ دعوتوں میں مختلف عقیدہ کی عورتوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اگر بہنیں سلسلہ ملاقات ہی میں بہنوں کو اپنے صحیح عقائد سے آگاہ کر دیا کریں۔ تو ہر طرح سے فائدہ کی امید کی جاسکتی ہے۔ مگر یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک میری تمام احمدی بہنیں خود اپنے عقائد سے واقف نہ ہوں۔ اور مذہبی واقفیت اس وقت تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک مذہبی لٹریچر نہ پڑھا جائے۔ اس لئے میں پھر ایک دفعہ اپنی تمام بہنوں کی خدمت میں۔ جو اس جلسہ میں حاضر ہیں۔ عرض کرتی ہوں۔ کہ مرزا صاحب کی تصنیفات کو ضرور پڑھیں۔ اور ضروری مسائل پر غور کریں جو نہیں پڑھ نہیں سکتیں۔ وہ اپنے بھائیوں۔ بیٹوں وغیرہ سے موٹے موٹے مسائل کی نسبت واقفیت حاصل کریں۔ میں دعوے سے کہتی ہوں کہ اگر بہنیں اس قابل ہو جاویں۔ کہ وہ اپنے عقائد دوسروں پر واضح کر سکیں۔ تو وہ تبلیغ کے کام میں عملی طور پر بھی حصہ لے سکتی ہیں۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ عیسائی مشنری عورتیں کس طرح سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتی ہیں۔ اگرچہ میں ان کے طرز تبلیغ کو پسند نہیں کرتی۔ تاہم ان کی ہمت قابل داد ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کے لئے کسقدر ایثار سے کام لیتی ہیں۔ حالانکہ ان کا مذہب حقیقی صداقت سے محروم ہے۔

پس میری محترم بزرگوار بہنو۔ اگر آپ نے اس احمدیت کو جو حقیقی معنوں میں اسلام ہے۔ سچا اور برحق سمجھ کر قبول کیا ہے۔ تو اسے پھیلانے کی کوشش کرو۔ پہلے خود سمجھو۔ پھر دوسروں کو سمجھاؤ۔ ہمارا دین سچا۔ ہمارا رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم برحق۔ اور ہمارا مسیح موعود اس صدی کا مجدد اور حضرت محمد مصطفےٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ پس ہمیں صرف کوشش اور صرف کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک خود راستبازوں کی اعانت فرماتا ہے۔ (تاج بیگم از لاہور)

بقیہ صفحہ ٣ کالم اول

رکھنے کی وجہ تو ظاہر ہے کیونکہ نیوگی نیوگ کی مناسبت سے استعمال کیا گیا ہے اور شودر کی جگہ آریہ سماجی اس لحاظ سے۔ کہا گیا ہے کہ آجکل اکثر شودر ہی آریہ سماج میں داخل ہو رہے ہیں اور انہی کے دم سے آریہ سماج کی رونق ہے مگر برہمنوں کی جگہ کا یستھ اور ویش کی جگہ دیانندی کیوں رکھا گیا ہے اس پر اگر معاصر موصوف روشنی ڈال دے تو اس کے ناظرین کے علم میں بہت کچھ قابل قدر اضافہ ہو جائے گا۔

نامہ نگار صاحبان

پیغام صلح کو قلمی امداد سے فراموش نہ کریں (ایڈیٹر)

تازہ خبریں

ہندوستان

انڈین کرسچین (ہندوستانی عیسائی) کانفرنس نے اپنے پچھلے اجلاس میں ایک ریزولیوشن پاس کرکے گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ہندوستان میں پانچ سال کے اندر شراب کی خرید و فروخت قطعی بند کر دی جائے۔

راجہ رگھو نندن پرشاد سنگھ نے لیجسلیٹو اسمبلی میں اس امر کا ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ ہندوستان میں گاؤکشی بند کی جائے۔

وفد جنوبی امریکہ جس کے رئیس ڈاکٹر عبد الرحمٰن ہیں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں دورہ کر رہا ہے۔

سر گنگا رام کا ہندو اپاہج آشرم یکم اپریل سے راوی روڈ لاہور پر کھل جائے گا۔

کوڑھیوں کی امداد کے لئے برٹش گورنمنٹ نے جو فنڈ کھولا تھا۔ اس میں ساڑھے چودہ لاکھ پونڈ جمع ہو گیا ہے۔ ایک لاکھ روپیہ اور چاہیئے۔

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے اجلاس نہم کی تاریخیں ٥-٦-٧ مارچ تک ملتوی کر دی گئی ہیں۔

ریاست مونڈ کے مہاراجہ نے حدود ریاست میں گاؤکشی کی ممانعت کر دی ہے۔

ممالک غیر

امریکہ کی ریاست لاس اینجلس کی دو عدالتوں کے اعداد بتلاتے ہیں کہ وہاں پر ١٩٢٥ء میں کل ١٣٥٧ شادیاں ہوئیں۔ مگر اس عرصہ میں طلاقوں کی تعداد ١٣٤٦ تھی۔

رگبی ١٣ جنوری۔ سر رانلڈ لنڈسے برطانوی سفیر متعینہ قسطنطنیہ انگورہ سے ترکی وزیر خارجہ سے مسئلہ موصل کے متعلق گفتگو کرنے کے بعد قسطنطنیہ واپس گئے۔

ایک چھوٹے سرمایہ کے تاجر کی مختصر سرگذشت

شیخ غلام رسول ١٨٧٧ء میں بمقام گجرات پیدا ہوئے۔ ١٨٩١ء میں انہوں نے سکول سے نکل کر نقشہ نویسی کا کام سیکھا۔ ١٨٩٦ء تک انہوں نے ڈسٹرکٹ بورڈ۔ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ اور فیمن ریلیف ورکس میں ملازمت کی ١٨٩٦ء میں انہوں نے نہایت قلیل سرمایہ سے جو ایک سو روپیہ کے قریب قریب تھا۔ بمقام گجرات کاروبار شروع کیا۔ ان کے کاروبار کی ترقی اور نوعیت نے انہیں ١٩٢٢ء میں اپنے تمام کاروبار کو لاہور منتقل کرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ تجارتی دنیا میں پہلے سے جسقدر نامور تھے لاہور میں آکر اس سے کئی گنا زیادہ نامور ہوئے انہوں نے اشتہاری دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا ہے ان کا طرز کاروبار اسقدر مقبول عام ہے۔ کہ بیشمار تاجران ملک کی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ وہ اسوقت سب سے بڑا کام جو کر رہے ہیں۔ "سرمہ مقوی بصر" رجسٹرڈ کی تیاری اور فروخت ہے۔ اس سرمہ کو اسوقت لاہور خاص میں قریباً تین سو معزز تاجر اور سوداگران ادویہ فروخت کر رہے ہیں ہندوستان کا کوئی مشہور مقام ایسا نہیں۔ جہاں یہ سرمہ بغرض فروخت موجود نہ ہو۔ قریباً پانچ ہزار معزز تاجر۔ سوداگر۔ حکیم اور ڈاکٹر اس سرمہ کو ملک میں فروخت کر رہے ہیں۔ اور اس تعداد میں دن بدن قابل رشک اضافہ ہو رہا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنہ (٨/) ہے ١٩٢٥ء سے انہوں نے چند دیگر مجرب اور مفید ادویہ اور مفرح۔ خوشگوار اور لذیذ شربتوں کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔ تمام ادویہ قابل بھروسہ ہیں پیک رنگ اور سامان تشہیر دلپسند ہے ملکی تاجران ادویہ کو بغرض فروخت خرید رہے ہیں۔ بیشمار شربتوں کے علاوہ شربت لیموں۔ سنگترہ اور صندل ان کے خاص شربت ہیں قیمت فی بوتل سربند صرف ایک روپیہ

لاہور کی معزز پبلک اور تاجروں نے انکی ادویہ اور شربتوں کو حسن عزت کی نگاہ سے دیکھا خریدا۔ بیچا۔ اور استعمال کیا۔ بیرونجات کے تاجروں نے منگوایا۔ انہیں ١٩٢٦ء میں بہت بڑے پیمانہ پر کام کرنے کے لئے آمادہ کر دیا ہے۔

آپ کو (خواہ طالب علم۔ ملازم۔ تاجر۔ رئیس اعظم یا فرقہ نسوان سے ہیں) مخلصانہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ ابھی ایک پوسٹ کارڈ شیخ غلام رسول ڈائمنڈ ہال لاہور کے پتہ سے لکھکر اپنا نام و پتہ اس غرض کے لئے درج رجسٹر کرا دیں کہ وہ اپنے ہاں کی مفصل فہرست۔ تازہ ترین اشتہار۔ کیلنڈر۔ سیاہی چوس کاغذ وغیرہ وغیرہ ہینڈ کرایہ میں وقتاً فوقتاً آپکی خدمت میں روانہ کرتے رہیں۔ جن کے ملاحظہ سے آپکی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ اور ہر پہلو سے آپکو مفید پڑیں گے۔

تکمیل برلن مسجد کیلئے احباب کی فوری توجہ پکار رہی ہے

جیسا کہ جلسہ سالانہ پر احباب کو واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ اس وقت صیغہ بلاد غیر سات ہزار روپے کے قریب اس مسجد کیوجہ سے مقروض ہے اور ابھی اس کی تکمیل وغیرہ کے لئے ایک کافی رقم پکار رہی ہے جس کے لئے سب احباب نے جو جلسہ میں موجود تھے ایک ایک رقم اپنے ذمہ لیکر آخر مارچ تک اُس کے بھجوانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ان سب احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ان رقوم کی فراہمی کے لئے بڑی سرگرمی سے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں۔ اور جسقدر رقم جمع ہوتی رہے وہ ساتھ ساتھ بھجواتے رہیں اور اسطرح جو کام انہوں نے اپنے ذمہ لیا تھا اسکا حق ادا فرماویں۔

(٢) اس کے علاوہ اکثر احباب کے پاس برلن مسجد کی کاپیاں موجود ہیں جو کہ فراہمی چندہ کی غرض سے انہیں بھجوائی ہوئی ہیں ایسے سب احباب کو بھی پوری توجہ اور کوشش سے ان دو ماہ کے اندر اندر ان کاپیوں کی رقم فراہم کرکے انجمن کو بھجوا دینی چاہیئے۔ تاکہ یہ کام خدا کے فضل اور ان کی ہمتوں سے جلد تکمیل کو پہنچے۔

(٣) گذشتہ سے گذشتہ سال دسمبر ١٩٢٤ء کے جلسہ پر اکثر احباب نے جرمن مشن کی ضروریات کے لئے مستقل طور پر سالانہ رقوم دینے کا وعدہ فرمایا تھا جن میں سے بعض احباب ایسے ہیں۔ جنہوں نے باوجود سال گذر جانے کے ان رقوم کو ابتک ادا نہیں فرمایا۔ اور بعض نے ایک حصہ ادا فرمایا اور ایک حصہ ابھی باقی ہے۔ ایسے تمام احباب کو بالخصوص توجہ فرماکر اپنی رقوم جلد بھجوا دینی چاہیئے۔ کیونکہ اب دوسرا سال شروع ہے جس میں اس سال کی رقم بھی انہوں نے ادا کرنی ہوگی۔

والسلام۔

ظہور احمد

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

سول انجنیرنگ کالج کپورتھلہ

بہ سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہٗ سال گذشتہ یہ کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائز کر لیا ہے یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت اخبارات اور انجنیرز کے علاوہ ڈائرکٹر سول ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر۔ اوورسیر انجنیر کا سفر سے پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ حکام سرٹیفکیٹ مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت مل سکتے ہیں۔

سیرۃ المہدی پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گزشتہ سے پیوستہ

(۹)

مثال نمبر ۱۰ - مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی وقعت پر گذشتہ روایت میں جو زد ماری گئی وہ تو سن لی اب ان کے علم و فضل پر جو حملہ کیا گیا وہ بھی ملاحظہ کر لو:-

روایت نمبر ۱۰۰ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہرحال اس کی بات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بولا۔ واہ مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سنا کر حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائینگے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لینگے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنے ہونگے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر اس کے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ ٹھیرتا ہے"۔

اوپر کی عبارت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ گویا مولوی صاحب مرحوم **حضرت صاحب کو نبی تو کھلم کھلا مانتے تھے اور اگر حضرت صاحب صاحب** شریعت ہونے کا دعویٰ کرتے تو وہ اسے بھی **قبول کرنے اور قرآن کو منسوخ سمجھنے کو تیار تھے**۔ مگر کیا یہ صریح واقعات کے خلاف نہیں ہر ایک احمدی جانتا ہے کہ وہ حضرت صاحب کی نبوت کو انبیائے سابقین کی طرح نہیں مانتے تھے بلکہ فنا فی الرسول کا ایک مقام سمجھتے تھے۔ وہ اپنی تحریر و تقریر میں کبھی نبی کا لفظ نہیں استعمال کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ "حضرت امام" فرمایا کرتے تھے۔ اور جس قسم کی مجازی نبوت کا حضرت صاحب کا دعویٰ تھا اس قسم کی نبوت کو امت محمدیہ کے تمام اولیائے کرام اور مجددین عظام میں جاری و ساری مانتے تھے۔ ایک دفعہ کسی شخص کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ میں ۱۳ مسلم الثبوت اولیاء کے ملفوظات سے اس قسم کی نبوت کا دعویٰ دکھا سکتا ہوں۔ اب جو چاہیں ان کی طرف عقیدہ منسوب کریں وہ موجود تو نہیں جو تردید کرینگے۔ معلوم نہیں اُن کے اصل الفاظ کیا ہونگے جس قسم کی احتیاط ان روایتوں کے جمع کرنے میں برتی جارہی ہے اس کے لحاظ سے تو یہ تمام روایتیں پایۂ اعتبار سے گری ہوئی ہیں۔ خدا جانے انہوں نے کیا فرمایا اور کس طرح فرمایا۔ اور راوی صاحب نے اُسے کیا سمجھا یا اُسے اپنے مطلب کے موافق ڈھال لیا۔ اگر انہوں نے یہ فرمایا بھی ہو کہ پہلے ہم دیکھیں گے کہ وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو اس کی بات کو قبول کرینگے۔ تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آخر صادق اور راستباز کا معیار کیا ہے ہم چاہیں سے اس کے ساتھ ہر وقت تو رہتے نہیں کہ اُس کے صدق اور راستبازی کو ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ نہ ہم اُس کے سینے کے مخفی رازوں سے واقفیت رکھتے ہیں۔ تو بہرحال صدق اور راستبازی کا معیار یہی ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی قول اور فعل قرآن اور سنت کے خلاف نہ ہو۔ اگر قرآن اور سنت کے خلاف ہوگا تو وہ راستباز نہیں ہو سکتا۔ پس صادق اور راستباز کا معیار تو خود قرآن و سنت ہے۔ تو مولوی صاحب کا یہ مطلب ہوا کہ اگر اس کا دعویٰ قرآن و سنت کے ماتحت ہے تو درست ہے ہم مان لینگے کیونکہ وہ پھر راستباز ہے اور اگر اس کے خلاف ہے تو وہ صادق اور راستباز ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا اُس کا دعویٰ غلط۔ یہ تو تعلیق بالمحال کے طور پر کلام ہے۔ جیسے قرآن میں آتا ہے کہ ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ کہ اگر رحمٰن کے بیٹا ہو تو میں سب سے پہلا عبادت کرنیوالا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلعم کیا رحمٰن کے بیٹا ہونے کا امکان مانتے تھے۔ اگر نہیں تو پھر ظاہر ہے کہ مطلب یہ ہے کہ رحمٰن کا بیٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر ہوتا تو میں سب سے پہلے عبادت گزار ہوتا۔ غرض یہ کلام تعلیق بالمحال ہے۔ خود اسی روایت میں مولانا نورالدین صاحب صاف طور پر فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل نہیں آگے جو کلام ہے وہ تعلیق بالمحال کے طور پر ہے یعنی اگر مدعی صادق اور راستباز ہے تو ہم اس کے کہنے کو مان لینگے۔ یعنی اس کا دعویٰ قرآن اور سنت کے ماتحت ہو۔ تو مان لینگے۔ نہیں تو وہ راستباز نہیں۔ گویا مطلب یہ ہے کہ ایک راستباز قرآن اور سنت کے خلاف دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔ یہ محال ہے لیکن جو مطلب جامع الروایات صاحب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اُس سے حضرت مولانا نورالدین صاحب کا تمام علم و فضل خاک میں ملجاتا ہے ان کے خیال کے مطابق حضرت مولانا کا مطلب یہ تھا کہ پہلے قرآن و سنت سے الگ ہو کر ایک شخص کی راستبازی کو پرکھینگے اگر ہمارے خیال میں وہ راستباز ٹھیرا تو پھر جو کچھ وہ قرآن و سنت کے خلاف کہتا جائیگا۔ ہم مانتے جائینگے۔ اور قرآن و سنت کی تاویل کرتے جائینگے وہ کہیگا ختم نبوت غلط۔ ہم کہینگے حضور درست اور فوراً خاتم النبیین کی کچھ تاویل کر لینگے وہ کہیگا قرآنی شریعت منسوخ۔ ہم کہینگے حضور ٹھیک اور قرآن کی تمام نصوص بینہ کو پس پشت پھینک کر قرآن کو خیرباد کہدینگے۔ وہ کہیگا خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں ہم فوراً عرض کرینگے کہ سرکار بجا فرماتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کی تاویل کر کے کچھ اور معنے کر لینگے آخر حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم نے آپ لوگوں کا کیا قصور کیا تھا کہ ان کی طرف ایسی لغو باتیں منسوب کر کے ان کے علم و فضل کی یوں خاک اڑانی شروع کر دی کوئی اُن سے انتقام لینا منظور تھا؟ یا خلافت اول اُن کو ملگئی تھی اس کا رنج ہے۔ مگر وہ اُن کے بس کی بات تو نہ تھی۔

اس قدر صاحب علم و فضل۔ وحید العصر علامہ۔ اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرنی جسکو کوئی سمجھدار بھی قبول نہیں کر سکتا۔ اس شخص کی سخت ہتک ہے۔ یہی تو بابی اور بہائی کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پہلے باب اور بہاء اللہ کو بطور خود راستباز مان لیا۔ پھر جو وہ کہتا گیا ہم مانتے گئے۔ اُس نے کہا قرآنی شریعت منسوخ۔ ہم نے کہا بالکل درست۔ راستباز جو اُسے مان چکے تھے۔ اب ماننے کے سوا چارہ نہ تھا بیچارے مولوی نورالدین صاحب مرحوم کسقدر غضبناک ہوئے تھے۔ جب سنا تھا کہ قادیان میں حضرت مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی بنانے کی درپردہ کوشش ہو رہی ہے۔ ظہیر الدین صاحب کے حضرت مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی قرار دینے اور اس پر ان کے ایک رسالہ لکھنے پر کسقدر اظہار ناراضگی فرمایا تھا اور انہیں بیعت سے خارج کر دیا تھا۔ ظہیر صاحب تو بیچارے رسالہ لکھکر بدنام ہو گئے۔ مگر درپردہ قادیان میں میاں صاحب کی پارٹی اسی کوشش میں تھی کہ کسی طرح حضرت صاحب کو صاحب شریعت نبی بنایا جائے۔ چنانچہ ۱۹۱۱ء میں یہ ہوا دیکھو۔ ایک بیٹھک میں ایک صاحب جھوم جھوم کر حضرت صاحب کا یہ کلام پڑھ رہے تھے من فرق بینی و بین المصطفٰے ما عرفنی وما رأی۔ میں نے یہ شعر سن کر کہا کہ اس کا مطلب تو صرف اتنا ہے کہ جو شخص مجھے حضرت محمد مصطفٰے صلعم کے بالمقابل کسی قسم کا مدعی سمجھتا ہے اور آپ سے مجھے الگ کرتا ہے اُس نے مجھے پہچانا ہی نہیں اور نہ دیکھا۔ یعنی میں تو حضور کی امت کا ہی ایک خادم ہوں اور جو کچھ مجھے کمالات ملے ہیں وہ سب حضور ہی کے طفیل ہیں لہٰذا مجھے آپ سے الگ سمجھنا غلطی ہے۔ مگر وہ فرماتے تھے کہ نہیں مطلب یہ ہے کہ محمد مصطفٰے صلعم صاحب شریعت نبی تھے لہٰذا میں بھی صاحب شریعت نبی ہوں جو اُن میں اور مجھ میں فرق کرتا ہے وہ مجھے سمجھا ہی نہیں۔ یہ بحث بڑھی چنانچہ سارا مدرسہ ایک طرف تھا اور میں اور اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی ایک طرف تھے۔ میں نے حافظ روشن علی صاحب سے اس کا ذکر کیا تو وہ فرمانے لگے کہ بیشک مرزا صاحب صاحب شریعت نبی ہیں میں نے کہا دلیل؟ فرمانے لگے کہ ہم نے تو شریعت مرزا صاحب سے سیکھی ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ایک ہندو مسلمان ہوا اور وہ کسی مولوی سے شریعت سیکھے تو وہ مولوی اُس کے لئے صاحب شریعت نبی ہوگا؟ اس کا جواب تو کچھ نہ دیا۔ فرمانے لگے اربعین میں حضرت صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا خود دعویٰ کیا ہے۔ میں نے اربعین کو جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک متشابہ کلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ سارا طوفان بے تمیزی ہے حالانکہ آگے چلکر حضرت صاحب نے بات کو خود صاف کر دیا ہوا ہے میں اچھی طرح حوالہ کو سمجھ کر پھر بحث کرنے کے لئے آیا تو آگے معاملہ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم نے خود ہی صاف کر دیا۔ ان مدعیوں کو ایسی جھاڑ بتلائی کہ ہوش آگئی اور وہ فتنہ وہیں جھگیا اب فرمایئے۔ مولانا نورالدین صاحب تو بقول جامع الروایات صاحب حضرت صاحب کو صاحب شریعت نبی ماننے کو تیار تھے۔ اور لوگ کچھ شبہ ساحول یہی پیش کرتے تھے۔ مگر انہوں نے وہ جھاڑ بتلائی کہ ساری دشوار جھڑ گئی۔ اس وقت کیوں نہ جامع الروایات صاحب نے عرض کیا کہ حضور تو فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی ماننے کو تیار ہوں اب یہ اسقدر غضبناک ہونے کے کیا معنے ہیں۔ اگر کسی نے ایسا سمجھا تو کیا یہ ظاہر نہیں کہ آپ کے خیال سے اس کا توارد ہو گیا۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ آپ کے فرمودہ ہی سے اس کی توجہ اس طرف گئی ہو۔ مگر نہیں حضرت مولانا مرحوم کے عقاید سب جانتے تھے۔ کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کہنے والا مرگیا۔ شیر نکل گیا اب جو مرضی چاہے اُن کی طرف منسوب کئے جاؤ۔

(باقی دارد)

پیین ہندوازم

آج کل ہندوستان میں جو تحریک سنگھٹن کے نام سے جاری ہے یہ دراصل پیین ہندوازم کا کرشمہ ہے۔ اس تحریک کے بعض جوشیلے لیڈر بعض وقت اپنی گفتار و کردار سے اس بات کو ثابت کر دیتے ہیں کہ اس تحریک کا اصل مقصد مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو مضبوط و متحد کرنا ہے ہندو مہاسبھا نے جس نے سنگھٹن اور شدھی کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے نہایت تندہی سے کام لے رہی ہے۔ فروری ۱۹۲۶ء کے آخر میں دہلی کے اندر اس مہاسبھا کا ایک اجلاس خصوصی ہونیوالا ہے جس کی صدارت کے لئے مہاراجہ نیپال کو دعوت دی گئی ہے۔ ابھی تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا مہاراجہ نیپال نے اس دعوت کو قبول کیا ہے یا مسترد۔ ہاں دیگر ہندو راجاؤں کے طرز عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ امر کچھ بعید معلوم نہیں ہوتا کہ مہاراجہ صاحب اس دعوت کو قبول کر لیں۔ ڈاکٹر مونجے سوامی ستیا دیو اور بھائی پرمانند جو اس تحریک کے سرگرم لیڈر ہیں ہندوستان میں دورہ کر رہے ہیں اور مہاسبھا کے اس آنیوالے اجلاس کے لئے ہندوؤں کو دعوت عام دے رہے ہیں۔ دیکھئے یہ اجلاس مسلمانان ہند کے لئے کیا کیا نئے گل کھلاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان راہنما اپنی قوم کو آنے والے خطرات کے مقابلہ کے لئے تیار کریں۔

مباحثہ گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ

منشی خدابخش صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ چندر کے منگولے اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۶ رجنوری ۱۹۲۶ء کو موضع گلہ مہاراں میں احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے درمیان حیات مسیح اور صداقت مسیح موعودؑ پر مناظرہ ہوا۔ غیر از جماعت مسلمانوں کی طرف سے مولوی شاہ محمد صاحب اور احمدیوں کی طرف سے حکیم محمد حسین صاحب مناظر تھے۔ الحمد للہ کہ مناظرہ بہت کامیاب رہا اور احمدیوں کو فتح حاصل ہوئی۔

برلب راوی

۷ رفروری ۱۹۲۶ء کو طلباء تبلیغی کلاس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے دریا راوی کے جزیرہ میں ایک متفقہ ٹی پارٹی کی۔ طلباء کے درمیان مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی بالآخر حضرت مولانا عبدالستار صاحب کی زیر صدارت مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور مسٹر امیر علی صاحب کا مسئلہ کفارہ پر زبردست مناظرہ ہوا اور دونو مناظرین نے اپنے اپنے حق میں اچھوتے دلائل پیش کر کے سامعین کے لئے تفنن طبع کا سامان بہم پہنچایا۔

(نامہ نگار)

تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۷ رفروری صفحہ کالم ۳ سطر ۲ کی عبارت "بعض اشیاء کو بعض اشیاء پر" کے بجائے "بعض انبیاء کو بعض انبیاء پر" لکھ لیں اسی طرح ۱۰ رفروری کے پرچہ میں صفحہ کالم ۱ سطر ۲۴ کے آخر میں "نبی ہیں" کے بجائے "نبی نہیں" پڑھا جائے۔

نبوت مسیح موعودؑ

(از قلم میر مدثر شاہ صاحب گیلانی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر ۳

اب میں دوسرے سوال کو لیتا ہوں کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں جو نبی کا لفظ حضرت مسیح موعود کے متعلق آیا ہے تو خود حضرت مسیح موعود حضرت مرزا صاحب نے اس حدیث اور لفظ نبی کی نسبت کیا تحریر فرمایا ہے۔ کیونکہ جب خود مدعی کی تحریرات اس معاملہ کو صاف کر دیں تو پھر اور تحریر کی طرف رجوع کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہتی سو آپ تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکا کھایا ہے۔ یہ فرض صاحب مسلم کے سر پر کہ وہ اپنی ذکر کردہ حدیث کا تعارض اپنی قلم سے رقم کرتے مگر انہوں نے جو ایسے تعارض کا ذکر تک نہیں کیا تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمد بن منکدر کی حدیث کو نہایت قطعی اور صاف اور صریح سمجھتے تھے۔ اور نواس بن سمعان کی حدیث کو از قبیل استعارات وکنایات خیال کرتے تھے۔ اور اسکی حقیقت حوالہ بخدا کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ $\frac{۱۲۰}{۱۲۱}$)

اب ظاہر ہے کہ صحیح مسلم کی دمشقی حدیث کو خود حضرت مسیح موعود ظاہری الفاظ کے لحاظ سے ناقابل اعتبار ٹھہرا کر اسکو از قبیل استعارات وکنایات قرار دیتے ہیں پس آپ کے کسی پیرو کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ استعارات اور کنایات کو حقیقت کا جامہ پہنائے۔ جناب میاں محمود احمد صاحب برخلاف اس کے رقم طراز ہیں "غرضیکہ مجاز کبھی حقیقت بنجاتا ہے اور کبھی حقیقت مجاز بن جاتی ہے"۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۷۲)

استعارہ کو حقیقت بنانے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل ارشاد قابل ملاحظہ ہے۔

"سو ظاہر پرستی کی شامت نے یہودیوں کو حقیقت فہمی سے محروم رکھا اور مجرد الفاظ پر زور مارنے اور استعارہ کو حقیقت سمجھنے کی وجہ سے ابدی لعنتوں کا ذخیرہ انہیں ملا"

ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۳۹

یہ فیصلہ حضرت مسیح موعود کا ہے جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے اسکو رد کرے۔

ایک اور جگہ پر حضرت ممدوح تحریر فرماتے ہیں۔

"مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام میں جو ابلغ الکلام ہے۔ جسقدر استعاروں کو استعمال کیا ہے اور کسی کی کلام میں یہ طرز لطیفہ نہیں"۔ توضیح المرام طبع ثانی صفحہ ۷

اب جناب میاں صاحب کی مرضی ہے کہ وہ مجاز اور استعارہ کو حقیقت بنا دیں اور حقیقت کو مجاز اور استعارہ بتاویں۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نواس بن سمعان کی حدیث کے متعلق جو تناقض حضرت مسیح موعود اور جناب میاں صاحب کے مابین ہے اسکو بھی درج کیا جائے۔

میاں صاحب کا قول	حضرت مسیح موعود کا قول
دوسری دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ آپ کو آنحضرت صلعم نے نبی کے نام سے یاد فرمایا ہے اور نواس بن سمعان کی حدیث میں نبی اللہ کر کے آپکو پکارا گیا ہے۔ پس آنحضرت صلعم شاہد ہیں اس امر کے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اب ہم آنحضرت صلعم کی شہادت کو کس طرح چھوڑ دیں۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۹)	اس کے مقابل پر وہی مسلم کی ظنی حدیث پیش کیجاتی ہے جس پر صدہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں اور جو ظاہری الفاظ کے رو سے صریح قرآن شریف کے متناقض اور اس کی ضد پڑی ہوئی ہے۔۔۔۔ کیا مسلم کی روایت کے لئے قرآن کو چھوڑ دیں اور ایک ذخیرہ دلائل کو اپنے ہاتھ سے پھینکدیں کیا کریں۔ یہ بھی ہمارا مسلم پر بڑا احسان ہے کہ ہم نے تاویل سے کام لیکر حدیث کو مان لیا ورنہ رفع تناقض کے لئے ہمارا حق تو یہ تھا کہ اس حدیث کو موضوع ٹھہراتے۔ لیکن خوب غور سے سوچنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ دراصل حدیث موضوع نہیں ہے ہاں استعارات سے پر ہے"۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ $\frac{۴۹}{۴۸}$ سنہ ۱۹۰۲ء

میاں صاحب تو نواس بن سمعان کی حدیث کو پکڑ کے فرماتے ہیں کہ اس میں مسیح موعود کے لئے نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ بلاشک یہ لفظ آیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود ظاہری الفاظ کے لحاظ سے اس حدیث کو صریح مخالف قرآن اور ساقط الاعتبار ٹھہراتے ہیں۔ اور اس کا استعارات سے پر ہونا ظاہر کر کے اسکی تاویل کرتے ہیں۔ میاں صاحب خود بھی حدیث مذکور کے کل الفاظ کی تعبیر کرتے ہیں۔ مگر صرف ایک لفظ نبی کی تاویل نہیں کرتے اور اسکو ظاہر پر حمل کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے نہ ایک جگہ بلکہ بیسوں جگہ لفظ نبی کی تاویل فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"اور مسلم میں اسبارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے گا اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے۔ ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ $\frac{۲۹۳}{۲۹۲}$

بلاشبہ حدیث مذکور میں نبی کا لفظ حضرت مسیح موعود کے لئے آیا ہے مگر جب خود حضرت مسیح موعود لفظ نبی سے مراد نبی نہیں لیتے۔ بلکہ اس سے مراد محدث لیتے ہیں تو پھر ہم حضرت مسیح موعود کی تشریح کے برخلاف کسی اور شخص کی تشریح کو قبول نہیں کر سکتے۔ ایک مقام میں حضرت ممدوح فرماتے ہیں

"عیسٰے ابن مریم آخری زمانہ میں نازل ہوگا اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔ کہ یہ حدیثیں ظاہری معنوں پر ہرگز محمول نہیں ہو سکتیں"۔ ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ سنہ ۱۸۹۹ء۔

ان حدیثوں کو ظاہر پر محمول نہ کرنے کی وجہ آپ اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۷ پر دیتے ہیں۔

"علاوہ ان باتوں کے مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایسا ہی یہ حدیث بھی لا نبی بعدی یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلعم علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں۔ پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے کیا یہ سب امور حکم نہیں کرتے کہ اس حدیث کے معنے کرنیکے وقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے"۔ ایام الصلح صفحہ ۱۴۷ سنہ ۱۸۹۹ء

کیا ہی لطیف اور معقول وجہ پیش فرمائی کہ حضرت خاتم الانبیا صلعم کے بعد بروئے قرآن کریم وحدیث نبوی کوئی نبی نہیں آسکتا مگر ایک پیشین گوئی بتاتی ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ آئے گا۔ پس پیشین گوئی کے الفاظ کو تو ظاہر سے پھیر سکتے ہیں۔ اور ان کی تاویل کر سکتے ہیں لیکن قرآن کریم کے صریح الفاظ کو ظاہر سے نہیں پھیر سکتے۔ مگر میاں صاحب پیشین گوئی میں سے صرف ایک لفظ نبی کو بحال خود رکھتے ہیں۔ مگر نصوص صریحہ قرآنیہ وحدیثیہ کی تاویل کرتے چلے جاتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جب خود حضرت مسیح موعود نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور اس سے مراد صرف محدث لیتے ہیں تو پھر جناب میاں صاحب یا کسی اور کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس حدیث کی تقویت پر آپ کو نبی قرار دینے کی کوشش کرے۔ جس حدیث کے ساتھ بقول حضرت مسیح موعود صدہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں اور جو ظاہری الفاظ کے رو سے خلاف قرآن ہے تو پھر ایسی حدیث کو ہم ظاہر پر محمول نہیں کر سکتے۔ ہاں جس طریق سے حضرت مسیح موعود نے اس کو تسلیم فرمایا ہے اس طریق سے ہم بھی اسکو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ بس حق وہ ہے جسکو حضرت صاحب نے پیش کیا اور وہ حق نہیں جو اس کے برخلاف ہو۔ اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب میاں صاحب نے جو خاتم النبیین کے معنے کئے ہیں انکو بھی درج کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو تصویر کے دونوں رخ نظر آجائیں۔

(۱) خاتم النبیین کے معنے ہیں (وہ شخص جسکی اتباع یا مہر یا تصدیق سے نبی بنا کریں گے)

ہمیشہ سے اس کے یہ معنے کئے جاتے ہیں ہم اس کی تعبیر نہیں کرتے بلکہ یہ معنے لغت کے ہیں۔ بعض لوگ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی بھی کرتے ہیں۔ مگر لغت میں اسکے معنے آخری نبی کے نہیں ہیں۔ الفضل ۲۶ جون سنہ ۱۹۲۲ء

(۲) "خاتم النبیین کے معنے ہیں نبیوں کی مہر اور مہر تصدیق کرنے کے لئے ہوتی ہے یعنی جس نبی کے متعلق آنحضرت صلعم نے اپنی طرف سے مہر لگا دی ہے وہ سچا ہے"۔ ذکر الٰہی صفحہ ۳۲

(۳) "وہ خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہے بلکہ نبی گر ہے" حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۵

(۴) "تو خاتم النبیین کے معنے بھی یہی ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلعم کی غلامی اختیار نہ کرے ورنہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں"۔ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸

جناب مولوی سرور شاہ صاحب کے معنے۔

"اسی طرح آپ ختم نبوت پر غور فرماویں کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے اتباع خاتم النبیین کو بمعنے آخری نبی کے ہرگز نہیں لیتے بلکہ اس کے معنے نبیوں کی مہر کرتے ہیں"۔ القول المحمود صفحہ ۲۴

قول جناب میاں صاحب	قول حضرت مسیح موعود
لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں اور چونکہ محدثین تو پہلے بہت گذر چکے ہیں اس لئے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح موعود کی رسالت محدثیت والی نہیں۔ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۳۱	ازانجملہ ایک یہ ہے کہ مسیح جو آنیوالا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی خدا تعالیٰ سے وحی پانے والا لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے۔ جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے۔ ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۵۱

اب حضرت مسیح موعود اور جناب میاں صاحب کے کلام میں جو تناقض ہے وہ ظاہر ہے۔ کیونکہ میاں صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت محدثیت والی نہیں ہے۔ مگر خود حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت صرف محدثیت تک محدود ہے جب خود مدعی نے لفظ نبی کی تشریح کر دی اور اس کے مفہوم کی حد بندی کر دی تو پھر اسمیں کمی بیشی کرنی ایک غلط راہ ہے۔

میاں صاحب کا مذہب کہ محدثیت سے اوپر نبوت بھی جاری ہے	حضرت صاحب کا مذہب کہ صرف محدثیت جاری ہے نبوت جاری نہیں
آنحضرت صلعم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کاملہ بھی جاری ہے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸ حضرت مسیح موعود محدثیت کی خبر دی نبوت سے اوپر کسی اور نبوت کے مدعی تھے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۳۵ پس اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ محدث کے علاوہ اس سے بڑھکر ایک اور نبوت ہے۔ جو پہلے نبیوں کے فیض سے نہیں مل سکتی تھی صرف نبی کریم صلعم کے فیض سے مل سکتی ہے۔ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۹	مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جسکا ہمیشہ کیلئے سلسلہ جاری رہیگا نبوت تامہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتدا سے مل سکتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ توضیح المرام صفحہ ۱۰

(باقی آئندہ)

احرارِ شام اور فرانس

تحریکِ مصالحت کی ناکامی

شامیوں اور فرانسیسیوں کے درمیان جو تحریکِ مصالحت جاری تھی وہ ناکام رہی ہے۔ فرانس کی طرف سے گورنر شام موسیو دی جوفینل نے جو شرائط صلح پیش کی تھیں ان کے ماننے سے سرداران دروز نے انکار کر دیا ہے۔ موسیو دی جوفینل کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ مجاہدین اپنے آپ کو فرانس کے حوالے کر دیں۔ ہتھیار ڈال دیں اور امن و امان کے ساتھ اپنے گھروں میں جا بیٹھیں۔ اور ان کے لیڈروں کو فرانس کے کسی مقام پر بھیجد یا جائے گا۔ جہاں وہ ایک غیر معین مدت تک رکھے جائینگے ہاں انکی زندگی کی ضمانت کی جائے گی۔ اور جب پورے طور پر ملک میں امن و امان قائم ہو جائے گا اور انکی واپسی مناسب سمجھی جائے گی۔ تو انکو ان کے وطن میں پہنچا دیا جائے گا۔ فرانسیسیوں کے اس مطالبہ کو سنکر جب شامی نمائندوں نے موسیو دی جوفینل سے دریافت کیا کہ فرانس مجاہدین کے سامنے اپنی نیک نیتی کی کیا ضمانت پیش کرتا ہے۔ تو موسیو دی جوفینل نے اس کے جواب میں کہا کہ فرانس اپنی عظمت اور صاف نیتی کو بطور ضمانت پیش کرتا ہے۔ نیز بیان کیا کہ فرانس اپنے وعدہ کا ایفا کرے گا اور مجاہدین کو کسی قسم کا دھوکا نہ دیگا موسیو دی جوفینل کی اس پیش کردہ ضمانت کو دروزی سرداروں نے قبول نہیں کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم اسوقت تک ہتھیار نہ رکھیں گے جب تک کہ فرانسیسی فوج شام کے علاقہ میں موجود رہے گی۔ کیونکہ یہ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ فرانس کی شرائط قبول کر کے غیر مسلح ہو جانے پر فرانسیسی سپاہ ہمیں گھیرے اور نقصان پہنچائے۔ اس لئے جب تک فرانسیسی سپاہ شام کو خالی نکر دیگی اور عارضی وطنی حکومت شام میں قائم نکر دی جائے گی اسوقت تک ہم کسی قسم کی گفت و شنید نہیں کر سکتے مگر شامیوں کے ان مطالبات کے آگے فرانس سر تسلیم خم کر دے تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ وہ دب گیا ہے۔ اس لئے فرانسیسیوں نے ان مطالبات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جنگی جد و جہد پھر شروع ہو گئی ہے۔ مجاہدین بھی پورے زور کے ساتھ جنگ کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں جدید سپاہ کو منظم و مرتب کیا جا رہا ہے۔ اور مختلف مرکزوں کے درمیان سلسلہ اتصال قائم کیا جا رہا ہے۔ تاکہ آئندہ معرکوں میں ایک مرکز دوسرے کو بوقت ضرورت مدد پہنچا سکے مشہور فوجی افسر لفٹنٹ کرنل محمد بک اسمعیل جنہوں نے جرمن میں تعلیم حاصل کی ہے اور ایک عرصہ تک جرمن و ترکی سپاہ میں بحیثیت فوجی افسر کام کیا ہے اور جنگ یورپ میں جبل لبنان معان اور دمشق میں اہم فوجی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ جبل دروز میں پہنچ گئے ہیں۔ اور ان کو مقام غوطہ کا سپہ سالار عام مقرر کیا گیا ہے۔ جہاں وہ آئندہ جنگ کے لئے دروزیوں کو موجودہ اصول جنگ کے مطابق تیار کر رہے ہیں۔ ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ شامیوں نے بزور شمشیر آزادی حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور شام میں آتش جنگ پہلے سے زیادہ مشتعل ہونیوالی ہے

افغانستان میں اصلاحات

آجکل غازی امیر امان اللہ خاں کے زیر سایہ افغانستان نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے امیر ممدوح نے اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے ملک میں سگرٹ کی آمد کا بیّنا بند کر دی ہے اگر کوئی شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو نہ صرف اسکی سگرات تلف کر دیجائے گی بلکہ اسے تین سال قید بامشقت اور جرمانہ کی سزا بھی دیجائے گی۔ قرآن مجید، تفاسیر اور تمام مذہبی کتب پر سے محصول درآمد معاف کر دیا ہے۔ سگرٹ، سگار اور تاش کے رواج کو کم کرنے کے لئے ان چیزوں پر دو صد فیصدی محصول درآمد لگایا گیا ہے تمام آرائشی اور عیاشی کے سامان پر ۵۰ فیصدی سے لیکر سو فیصدی تک محصول مقرر کیا گیا ہے۔ اسکے برعکس مفید اشیا پر بہت کم محصول لگایا گیا ہے۔

اسلامی دنیا

شام میں فرانسیسی فوجی قوت میں اضافہ

موسیو دی جوفینل گورنر شام نے اپنی حکومت کو اطلاع دی ہے کہ شام میں فرانسیسی فوجی طاقت کو عاجلانہ جلد ایک لاکھ سپاہ تک پہنچا دیا جائے۔ حکومت فرانس نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ اور سترہ ہزار نئی سپاہ کی پہلی قسط بیروت کی کی جانب روانہ کر دی ہے

حجاز ریلوے منقطع کر دی گئی

دمشق ۲۹ جنوری حجاز ریلوے کی پٹڑی کیلو میٹر ۱۰۰ پر ۲۶ جنوری کی رات کو کاٹ دی گئی جس کی وجہ سے ایک مسلح ٹرین گر پڑی آمد و رفت بند ہے۔

حاجیوں کے لئے بندرگاہ

مستند طور پر ۲۹ تاریخ کو دہلی سے خبر ملی ہے کہ سلطان ابن سعود نے امسال حجاج کے لئے بندرگاہ جدہ مقرر کیا ہے۔

ریفی جد و جہد

میڈرڈ ۲۹ جنوری سرکاری مراسلہ مظہر ہے کیونکہ مزید قبائل نے اطاعت کر لی ہے اس لئے اب طیطوان اور سیوطہ اور طنجہ کے درمیان سلسلہ مواصلات محفوظ ہو گیا ہے

مصالحت کی گفتگو

پیرس ۴ فروری۔ بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے کہ اس درخواست کے جواب میں جس کا مطلب یہ تھا کہ صلح کے لئے ہائی کمشنر صاحب براہ راست گفت و شنید کریں۔ ہائی کمشنر نے کہا کہ پہلے دروزیوں کو جنگ بند کر دینی چاہئے اس کے بعد دیکھا جائیگا

دروزی اور حکومت خود اختیاری

پیرس ۴ فروری موسیو دی ژو دینال نے جو جواب دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دروزی ہتھیار ڈال دیں گے تو اسوقت ایک نیشنل اسمبلی بنائی جائے گی۔ جس میں جبل دروز کے آئندہ انتظامات ملکی کی نسبت فیصلہ کیا جائے گا۔ دروزیوں کو اختیار ہو گا کہ خواہ وہ اپنا نظم و نسق دیگر حصص ملک سے علیحدہ کر لیں۔ خواہ وہ شامی فیڈرل حکومت لبنان کے ساتھ ملکر فیڈرل گورنمنٹ میں شامل ہو جائیں۔ حکومت فرانس کا کام صرف یہ ہو گا کہ اگر امور داخلہ میں کوئی تنازعہ پیدا ہوا تو بطور ثالث فیصلہ کر دیگی۔

حجاز ریلوے حکومت حجازہ کو

دمشق کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت برطانیہ اس امر پر غور کر رہی ہے کہ حجاز ریلوے جدید حکومت حجاز کے حوالے کر دیجائے

قبائل انجیرہ امیر عبدالکریم کے جھنڈے تلے

ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے طنجہ سے اطلاع دی ہے کہ ریفی برابر ہسپانوی سپاہ پر اطراف اجدیر میں آتش باری کر رہے اور انجیرہ کے تمام قبائل امیر عبدالکریم سے جا ملے ہیں۔ چونکہ ہسپانوی سپاہی انجیرہ کے دیہات پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ اور انکے سامان کو لوٹ لیتے ہیں۔ اس لئے قبائل انجیرہ نے امیر عبدالکریم سے ملجانا مناسب سمجھا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ ہسپانوی فوج کی لوٹ مار سے تنگ ہو کر دیگر قبائل بھی امیر ممدوح سے عنقریب ملیں گے۔

قاہرہ میں اسلامی کانفرنس کا انعقاد

قاہرہ ۴ فروری الازہر کی خلافت کمیٹی نے طے کیا ہے کہ آئندہ ۱۳ مئی کو قاہرہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کیجائے جس میں خلیفہ کا انتخاب عمل میں آوے دنیائے اسلام کے ہر حصہ میں دعوت نامے بھیجے جا رہے ہیں۔

ہندو دنیا

آریوں کی سرگرمیاں

پنجاب دیانند دلت ادھار منڈل گورودت بھون لاہور کے سکرٹری نے اس منڈل کی تبلیغی کوششوں کے متعلق جو رپورٹ اخبار پرکاش مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۶ء میں شائع کروائی ہے اسکو ہم مختصراً ذیل میں درج کرتے ہیں اس رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج نہایت سرگرمی سے نیچ ذاتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اس رپورٹ کو آنکھیں کھول کر پڑھیں۔

(مدیر)

رپورٹ

ضلع گورداسپور:۔ اس ضلع میں ہر ہفتہ چمار جاتی کے دس بیس گھرانے شدھ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ۲ پوہ سمت ۱۹۸۲ کو موضع و ہنال تحصیل پٹھانکوٹ میں چمار ذات کے ۲۸ سو استری پرش و بال بچوں کو آریہ سماج کی شرن میں لیا گیا۔

سیالکوٹ:۔ چماروں کی شدھیاں ہو رہی ہیں۔ دو ہفتے ہوئے ۱۷۰ استری پرش جو سات برس ہوئے مسلمان ہو چکے تھے۔ پھر واپس اپنی برادری میں آگئے ہیں۔ یہ لوگ پہلے ڈوم تھے ان کے علاوہ بٹوالوں میں کام شروع ہونیوالا ہے۔

جموّں:۔ اس ریاست میں ۵۰ ہزار میگھ ہیں جو سماج کی شرن میں آچکے ہیں۔ اب شدھی کی تحریک چماروں میں شروع ہونے والی ہے جن کی تعداد ۳۸ ہزار ہے چمار جاتی کے سادھو لیڈران پوری کوشش سے برادری کو سماج کی شرن میں لانے کا یتن کر رہے ہیں۔ اس ریاست کے سماجوں کو اسطرف دھیان دینے کی خاص ضرورت ہے چماروں کے علاوہ ۳۶ ہزار ڈوم ہیں جنہیں شدھ کرنے کی ضرورت ہے۔ جموّں کے اردگرد کام تو شروع ہو بھی چکا ہے۔ اس کے علاوہ پونچھ ادھم پور۔ بھدرواہ۔ دنیر سنگھ پورہ۔ جموں اور رام نگر میں پاٹھ شالائیں کھل چکی ہیں۔

ریاست پٹیالہ:۔ پنڈت منسا رام جی ودیا رتن جگت رام جی بجنبیک ریاست میں چماروں میں کام شروع کرنے کا وچار کر رہے ہیں اسوقت دو تین گاؤں میں کام شروع ہے۔ بھٹنڈہ و راماں منڈی سماجیں بڑے اتساہ سے کار یہ کو چلا رہی ہیں۔

لاہور:۔ بادریہ راجپوتوں میں جو کہ جرائم پیشہ سمجھے جاتے ہیں۔ پنڈت سوم دیو جی اپدیشک کام کر رہے ہیں۔ اسوقت تک ایک ہزار کے قریب بادریہ شدھ ہو چکے ہیں۔ ضلع فیروزپور کے بادریہ بھی شدھی کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔

فیروزپور:۔ دھانک تو پہلے ہی شدھ ہو چکے تھے۔ اس ضلع کا منڈل پنڈت وشنودت جی وکیل کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ بالمیک بھنگی بھائیوں کے لئے سدھار کا کام شروع ہے۔ تین راتری پاٹھ شالائیں کھولی ہوئی ہیں۔ مہاشہ رام رکھا مل بالمیک اپنی برادری میں سبھا کے اپدیشک کے طور پر کام کر رہا ہے

جالندھر:۔ کرتارپور کے اردگرد دو ہزار چمار آریہ سماج کی شرن میں آچکے ہیں۔ ایک پاٹھ شالہ بھی آریہ سماج کرتارپور کی طرف سے کھلی ہوئی ہے۔ دوآبہ میں قریباً دو لاکھ چمار لوگ رہتے ہیں جن میں شدھی کا کام آرنبھ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آریہ سماج جالندھر چھاؤنی بالمیک لوگوں میں پرچار کر رہی ہے۔

راجپوت مہاسبھا دہلی میں

دہلی ۲۹ جنوری آل انڈیا راجپوت مہاسبھا کا جلسہ ۲۹ کو دہلی میں منعقد ہوا تھا راجگان کشمیر۔ پٹیالہ۔ بیکانیر۔ کوٹہ۔ اودے پور۔ بھرتپور۔ رتلام۔ جودھپور۔ ٹہری۔ پرتاب سنگھ چھاؤ۔ کپورتھلہ وغیرہ شریک جلسہ تھے اور مہاراجہ صاحب الور انجمن کے سرپرست بن گئے۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب الور نے بحیثیت صدر ایک فصیح خطبہ پڑھا مہاسبھا کا آئندہ اجلاس ۱۱-۱۲-۱۳ اپریل کو

تازہ خبریں

ہندوستان

— امرتسر ۶ فروری۔ یہاں کا مقامی اخبار "رنجیت" یہ لکھتا ہے کہ اس نے معتبر ذرائع سے تحقیقات کی ہے اور اسے یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض اکالی لیڈروں کی گرفتاری کی خبر جو معاصر "اکالی" اور دوسرے اخبارات نے شائع کی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

— لاہور ۵ فروری۔ پنجاب میں گذشتہ دو ماہ کے اندر جبری ابتدائی تعلیم میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ جبری تعلیم کا طریقہ ضلع انبالہ کی دو میونسپلٹیوں اور ۲۱ ڈسٹرکٹ بورڈ مدارس کے حلقوں کے اندر اور ۹ ڈیرہ غازیخاں ایک رہتک ۸ گڑگانواں اور ۹ کرنال کے حلقوں میں رائج کیا گیا ہے۔ اسوقت ایسے دیہاتی مدارس کے حلقوں کی مجموعی تعداد ۹۴۳ اور میونسپلٹیوں کی ۳۸ ہے جہاں جبری تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔

— پرنسپل صاحب ایورویدک اینڈ یونانی طبی کالج اطلاع دیتے ہیں کہ دی ایورویدک اینڈ یونانی طبی کالج دہلی کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۲۶ء بروز اتوار منعقد ہوگا جس میں کامیاب طلبا کو انعام و اسناد تقسیم کیجائیں گی۔

— یہ خبر عام ہو رہی ہے کہ ڈاکٹر پرتاپ چند گوہارٹے راج شاہی جیل سے ۲ فروری کو رہا کر دیئے گئے۔

— بمبئی ۳ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ اندور نے کمیشن کے سامنے مقدمہ لڑانیکا فیصلہ کر لیا ہے انگلستان کے نہایت ممتاز قانون دانوں نے رائے دی ہے کہ اس مقدمہ میں مہاراجہ کا جیتنا یقینی ہے۔ ہندوستان میں ان کے قانونی مشیر بھی بہت کچھ امید دلاتے ہیں سنا گیا ہے کہ باشندگان اندور میں اس جدید کارروائی پر سخت ہیجان برپا ہو گیا ہے۔ اور احتجاجی جلسے کئے جا رہے ہیں۔

ممالک غیر

— لنڈن ۴ فروری اخبار ٹائمس کا نامہ نگار مقیم برلن لکھتا ہے کہ جنرل فان ہنڈنبرگ شنبہ کے دن تمام ریاستوں کے صدر اور وزیر اعظم کی کانفرنس کی صدارت کریں گے جس میں یہ طے کیا جائیگا کہ مجلس اقوام کی رکنیت کی درخواست کس شکل میں دیجائے۔

— کیپ ٹاون ۴ فروری۔ آج سہ پہر کو کلر بار بل کے جنوبی افریقہ کی جمعیت میں پاس ہو جانے سے اب یہ مسودہ سینٹ (ایوان بالائی) میں پیش ہوگا سینٹ نے اپنا اجلاس ۱۱ مارچ تک کے لئے ملتوی کر دیا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ سینٹ اس مسودہ کو پھر مسترد کر دیگا۔ اس صورت میں دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس غالباً منعقد ہوگا جس میں حکومت کی اکثریت ہو جائیگی۔

— پیرس ۵ فروری سینٹ نذائر کریمنل کی عدالت نے اشتمالی لیڈر کاشین کو ۱۳ ماہ کی سزائے قید دی ہے اور دو ہزار فرانک جرمانہ کیا ہے کاشین پر فوج کو ورغلانے کا الزام لگایا گیا ہے۔

— لنڈن ۵ فروری۔ بیروت کا ایک پیام مظہر ہے کہ موسیو دو جونیل انگورہ جانے والے ہیں تاکہ صدر جمہوریہ ترکیہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور وزیر اعظم سے گفتگو کریں۔

— لنڈن ۵ فروری اخبار ٹائمس کا نامہ نگار مقیم طنجہ لکھتا ہے کہ ریفی توپخانہ نے طیلوان پر گولہ باری شروع کر دی ہے چنانچہ یہودیوں کے محلے کے کئی مکانات گر گئے۔ اتلاف جان کی بھی اطلاع ملی ہے۔

مجاہدین نے اپنی توپیں شہر کے بالکل مقابل پہاڑوں پر لگا رکھی ہیں انہیں ان توپوں کے وہاں سے ہٹانے پر مجبور کرنا آسان نہیں ہے اگر یہ ارادہ کیا گیا تو اس میں نقصانات عظیم ہونگے۔ فرانسیسی ہوائی دستہ نے گولہ باری کا فوراً جواب دیا لیکن ریفیوں نے ہر گولہ باری کے بعد اپنی توپوں کو پھر غاروں کے اندر کر لیا۔ جہاں سے کہ یہ توپیں نظر نہیں آئیں۔

— سید حبیب صدر وفد خدام الحرمین نے جدہ سے بذریعہ تار اطلاع دی ہے "ہم نے ابن سعود کے ساتھ ملاقات کی وہ طائف میں قتال کا اعتراف کرتا ہے لیکن ان کے لئے اپنی افواج کو ملزم گردانتا ہے۔ وہ موتمر اسلامی کے انعقاد سے صاف انکار کرتا ہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ مقابر اور بعض مقامات کا گرانا میرا عقیدہ ہے۔ منہدم مقابر کی مرمت کی گئی ہے اور نہ کی جا رہی ہے باشندگان حجاز کو غلے کپڑے اور روپے کی ضرورت ہے براہ نوازش بھیجئے ابن سعود آج کل مکہ معظمہ میں ہے اور ہم بھی وہیں جا رہے ہیں"۔

رسالہ اکبر الہ آباد

بیادگار لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی زیر ادارت جناب تسلیم الدین صاحب مشرقی بی اے بہ نگرانی اراکین دار الادب نہایت آب و تاب سے اکتوبر ۱۹۲۵ء سے شائع ہو رہا ہے اس میں ادبی اخلاقی و فلسفیانہ مضامین۔ دلچسپ نظمیں اور دلکش فسانے ہر ماہ شائع ہوتے رہتے ہیں ان سب کے علاوہ جنت آشیانی کے غیر مطبوعہ خطوط و کلام بھی زینت بڑھاتے ہیں حجم چونسٹھ صفحات سائز ۲۰×۳۰ کاغذ سفید چکنا ولایتی سرورق دیدہ زیب۔ چندہ سالانہ للعہ ششماہی ۱۲؎

چونکہ اراکین انجمن دار الادب کو اس رسالہ کے اجراء و اشاعت سے کوئی ذاتی فائدہ مقصود نہیں ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ ۵ روپیہ سے ۵۰ روپیہ تک علی الترتیب ان اصحاب کے نذر کئے جائیں گے جو رسالہ اکبر الہ آباد کے لئے ۵ سے ۵۰ خریدار سال بھر کے لئے دیں گے۔ اکبر نے دنیائے صحافت میں گذشتہ چند ماہ کے اندر قابل رشک ترقی حاصل کر لی ہے نمونہ کے لئے ۲ کا ٹکٹ ارسال فرمائیے۔

مینیجر

رسالہ اکبر الہ آباد

تکمیل برلن مسجد کیلئے احباب کی فوری توجہ بکار ہے

جیسا کہ جلسہ سالانہ پر احباب کو واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ اسوقت صیغہ بلاد غیر سات ہزار روپے کے قریب اس مسجد کیوجہ سے مقروض ہے۔ اور ابھی اس کی تکمیل وغیرہ کے لئے ایک کافی رقم بکار ہے۔ جس کے لئے سب احباب نے جو جلسہ میں موجود تھے ایک ایک رقم اپنے ذمہ لیکر آخر مارچ تک اس کے بھجوانے کا وعدہ فرمایا تھا ان سب احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ان رقوم کی فراہمی کے لئے بڑی سرگرمی سے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں اور جسقدر رقم جمع ہوتی رہے وہ ساتھ ساتھ بھجواتے رہیں! اور اسطرح جو کام انہوں نے اپنے ذمہ لیا تھا اسکا حق ادا فرما دیں۔

(۲) اس کے علاوہ اکثر احباب کے پاس برلن مسجد کی کاپیاں موجود ہیں۔ جو کہ فراہمی چندہ کی غرض سے انہیں بھجوائی ہوئی ہیں۔ ایسے سب احباب کو بھی پوری توجہ اور کوشش سے ان دو ماہ کے اندر، اندران کاپیوں کی رقم فراہم کر کے انجمن کو بھجوا دینی چاہئے۔ تاکہ یہ کام خدا کے فضل اور ان کی ہمتوں سے جلد تکمیل کو پہنچے۔

(۳) گذشتہ سے گذشتہ سال دسمبر ۱۹۲۴ء کے جلسہ پر اکثر احباب نے جرمن مشن کی ضروریات کے لئے مستقل طور پر سالانہ رقوم دینے کا وعدہ فرمایا تھا جن میں سے بعض احباب ایسے ہیں جنہوں نے باوجود سال گذر جانے کے ان رقوم کو اینک ادا نہیں فرمایا اور بعض نے ایک حصہ ادا فرمایا اور ایک حصہ ابھی باقی ہے۔ ایسے تمام احباب کو بالخصوص توجہ فرما کر اپنی اپنی رقوم جلد بھجوا دینی چاہئے کیونکہ اب دوسرا سال شروع ہے جس میں اس سال کی رقم بھی انہوں نے ادا کرنی ہوگی۔ والسلام۔

ظہور احمد

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نیا سال نئی امنگیں

۱۹۲۶ء کی آمد میں آنکھیں سر راہ ہیں شکر کا مقام ہے کہ سال بعد ہمارا معزز مہمان آیا۔ گذشتہ سال کے تجربات کے تحائف کا بیش بہا ذخیرہ اپنے ہمراہ لایا جس سے ہمارے ہمارے بچوں اور ملازموں کے دامنوں کو بھر دیا۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ ہم ایسے قابل قدر مہمان کے لئے اچھے میزبان ثابت ہوں ہم پہلے سے جس قدر تیاریاں کر چکے تھے ان میں کچھ مزید اضافہ کی ضرورتیں درپیش ہوئیں۔ گذشتہ سال میں ہم نے جن اٹھائیس مہمانوں کے جو مدارات کئے وہ ہم سے خوش گئے اور ہمارے لئے اچھے ریمارکس چھوڑ کر گئے۔ اسوقت ہماری انتہائی کوشش یہ ہے کہ ہمارا یہ مہمان بوقت رخصت ہمارے حق میں وہ اعلےٰ ریمارکس لکھنے پر مجبور ہو جائے جو ہمارے گذشتہ ۲۸ سالہ ریکارڈ میں نہ پائے جائیں۔ مگر اس میں ہمیں اپنے معزز دوستوں اور معاونوں سے (جو عرصہ دراز سے ہر طرح سے ہماری دستگیری کرتے آئے ہیں) التجا ہے کہ امسال بھی ہماری کشتی امید کو مخالف ہوا سے بچانے میں ہماری دستگیری کرتے رہیں۔ ہمارا پروگرام سال رواں کے لئے حسب ذیل ہے۔

سرمہ مقوی بصر (جو تعداد میں سولہ ہیں) اور دیگر مجرب و مفید ادویہ ملک کے ہر گوشہ ہر حصہ میں تجارتی نرخوں سے تاجران ملک کے پاس پہنچا دی جائیں۔ تاکہ خریدار انتظار اور خرچہ وی پی سے بچے رہیں اور ملکی تاجروں کو مالی فائدہ ہو۔

مفرح خوش گوار اور لذیذ شربت ملک کے ہر معزز گھرانے میں براہ راست اور تاجران ملک کے ذریعہ پہنچاد جائیں جن کے استعمال سے وہ آئندہ دوسرے شربتوں کو بھول جائیں۔ امید کامل ہے کہ امسال ہمارے تھوک خریداروں کی تعداد پانچ ہزار سے تجاوز کر کے دس ہزار تک پہنچ جائے گی۔

فہرستیں کیلنڈر رسیاہی چوس کاغذ پوسٹر اشتہار شوبورڈ تصاویر بکثرت تیار کرائی گئی ہیں۔ جو عام پبلک میں پرچون اور تھوک کے خریداروں میں تقسیم ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ آپ بھی ہمارے نام پر ایک پوسٹ کارڈ کی قربانی کیجئے۔ خوشنما رنگ پیدا کرے گی۔

دلی نیاز مند

شیخ غلام رسول ڈائمنڈ ہال لاہور

سول انجینیرنگ کالج کپورتھلہ

بہ سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ سال گذشتہ پر کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائزڈ کر لیا ہے۔ یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت اخبارات اور انجینیر کے علاوہ ڈائرکٹر سول ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط۔ نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرمائی ہے سب اور سیر۔ اور میر۔ انجینیر کلاسز کے پراسپکٹس ملازم شدہ طلبا کی فہرست معہ احکام سرٹیفکٹ مینجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت مل سکتے ہیں۔

نامہ نگار صاحبان!!!

پیغام صلح کو قلمی امداد سے فراموش نہ کریں۔ (ایڈیٹر)

"سیرۃ المہدی" پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۰)

مثال نمبر ۱۸ و ۱۹۔ بڑے میاں صاحب یعنی میاں محمود احمد صاحب جب سے خلیفہ ہوئے ہیں بوجہ صاحب حال ہونے کے خلیفوں کی عجیب و غریب خصوصیات بعض موقعوں پر فرمایا کرتے ہیں۔ مگر چھوٹے میاں صاحب یعنی مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے بھی کچھ پیچھے نہیں رہے انہوں نے اپنی اس کتاب میں حسب موقعہ نبیوں کی بعض خصوصیات محض اپنے علم و فضل کے بل پر ایسی بیان فرمادی ہیں کہ عقل انسانی حیرت سے دنگ رہ جاتی ہے پہلے تو اناپ شناپ چھوٹی بھی ناقص ناتمام روائتیں جمع کریں۔ پھر جب اُن کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ پر زد پڑتی دیکھی تو بجائے اس کے کہ ان لغو روائتوں کو ردی کے ٹوکرے میں پھینکدیتے فوراً ایک مقالہ سپرد قلم کر دیا جسکا مفہوم مختصراً یہ ہوا کرتا ہے کہ ناظرین۔ یہ نبیوں کی خصوصیت ہے۔ گویا اخلاق فاضلہ کے خلاف جو کچھ نظر آوے انہیں نبیوں کی خصوصیت سمجھ لیا جاوے۔ اس طرح میاں صاحب موصوف کے نزدیک حضرت صاحب کی نبوت ثابت ہوتی چلی جاتی ہے۔ مگر اتنا نہ سمجھے کہ اولیاء اور انبیاء میں کمالات روحانی تو بہت حد تک مشترک ہوتے ہیں۔ نبوت تو جدا ایک منصب ہے۔ پھر اخلاق فاضلہ کیوں نہ مشترک ہوں۔ اور انبیاء کے اخلاق جدا گانہ طور پر کچھ اور ہوں تو وہ اُمت کے لئے نمونہ کس طرح ٹھہریں۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ حضرت صاحب نے ذرا سی بات پر اپنے یکرنگ دوست مولوی نور الدین صاحب کو نکل جانے کا حکم دیدیا۔ اور میاں صاحب اسے نبوت کی خصوصیت بتادیں اسی طرح نزع کے کرب کو نبیوں کی خصوصیت بتا کر اُن کو طمانیت قلب اور سکینت سے محروم قرار دیں۔ میں ان امور پر بحث کر کے بتا چکا ہوں کہ یہ دونو باتیں غلط ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا دامن اس سے پاک ہے اب ایک اور لطیفہ سنیں۔ وہ گو بظاہر تو سمجھ نہیں آتا مگر غالباً میاں صاحب موصوف کے نزدیک نبوت کا ثبوت قطعی ہوگا۔

روایت نمبر ۱۵۷۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا۔ اور حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیت الفکر اس حجرہ کا نام ہے جو حضرت کے مکان کا حصہ ہے اور مسجد مبارک کے ساتھ شمالی جانب متصل ہے۔ ابتدائی ایام میں حضرت عموماً اس کمرہ میں نشست رکھتے تھے اور اسی کی کھڑکی میں سے نکلکر مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں، بلکہ اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔"

اس روائیت کی لغویت ظاہر ہے۔ اس روایت سے "سیرۃ المہدی" کا کونسا پہلو ظاہر ہوگا یہ خود جامع الروایات صاحب کو ہی علم ہوگا دوسرے لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں مگر اس روائیت کو اگر کسی حد تک درست بھی مان لیا جائے تو اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ خود حضرت صاحب کو آواز دیتے وقت علم نہ تھا کہ میاں عبد اللہ سنوری اس وقت نماز پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ حضرت اسوقت بیت الفکر میں تھے اور وہاں سے مسجد میں نظر نہیں پڑتی۔ آپ کو کسی کام کے لئے ضرورت پڑی ہو گی۔ اپنے ملازم کو آواز دی (میاں عبد اللہ سنوری حضرت صاحب کے پرائیویٹ ملازم تھے) ملازم صاحب بجائے اس کے کہ سبحان اللہ زور سے کہکر اپنی نماز کو جاری رکھتے جیسا کہ شریعت کا حکم ہے۔ بوجہ اپنی قلبی اور ایمانی کمزوری کے جھٹ نیت توڑ کر چلتے ہوئے۔ اور پھر لگے حضرت صاحب کی خدمت میں اپنا کارنامہ بیان کرنے۔ خدا جانے انہوں نے کیا کہا۔ انہوں نے کیا سمجھا۔ اور کس بات کا جواب دیا اور کیا جواب دیا اور وہ کیا الفاظ تھے صرف میاں عبد اللہ سنوری جیسے کمزور اور ناقص فقاہت والے راوی کے حافظہ اور فقاہت پر بھروسہ کر کے اُن کی روایت کو مان لینا جب کہ وہ نقل درست نہ ہو سخت نادانی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہو کہ "اچھا نہ کیا" اور انہوں نے چونکہ اپنی طرف سے بڑا اچھا کام کیا تھا اسے یوں سمجھ لیا کہ "اچھا کیا"۔ یا کوئی نہایت ضروری کام جلدی کا ہوگا انہوں نے اپنی رام کہانی سنانی شروع کی ہوگی حضرت صاحب نے قصہ مختصر کرنے کے لئے فرما دیا ہوگا کہ خیر جو کیا اچھا کیا۔ اغلب ہے کہ ان کی توجہ اسوقت اور طرف ہو یا اُسی کام کی طرف ہو جس کے لئے بلایا تھا۔ اور اُن کی کہانی توجہ سے نہ سنی ہو ورنہ یہ کب ممکن ہے کہ وہ مسیح موعودؑ جو مسلمانوں سے عہد لینے آیا تھا کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرونگا" وہ اپنے ملازم کے نماز کی نیت کو توڑ دینے پر یہ کہے کہ اچھا کیا۔ باقی رہا میاں صاحب موصوف کا یہ فرمانا کہ "رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے" اور "عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔" مجھے افسوس سے کہنا پڑیگا کہ یہ دلائل میاں صاحب کے لئے مفید مطلب نہیں اوّل تو نماز توڑ کر حاضر ہونا خود متنازعہ فیہ مسئلہ ہے۔ پھر اگر اسے متفق علیہ مسئلہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ اُسی رسول کے لئے مخصوص ہو سکتا ہے جو صاحب شریعت ہو۔ جسکے ہر قول اور فعل سے شریعت کے قوانین بن رہے ہوں نہ کہ کسی ایسے رسول کے لئے بھی ہو سکتا ہے جسکا قول و فعل شریعت کے قایم مقام نہ ہو بلکہ وہ خود کسی صاحب شریعت رسول کے تابع ہو۔ اُس کی آواز پر اللہ اور رسول کی اطاعت کا کسی شخص کو اگر شوق ہو تو ضرور ہے کہ وہ نیت کو نہ توڑے بلکہ جیسا کہ حکم ہے زور سے سبحان اللہ کہکر جتلادے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اپنی نماز کو جاری رکھے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کی جو نہ مہ واری نماز پڑھنے والے پر ہے وہی اُنہیں بلانے والے پر ہے۔ بلانے والا کوئی شریعت لیکر نہیں آیا۔ پھر یہاں ایک اور مشکل ہے وہ یہ کہ میاں عبد اللہ سنوری کہتے ہیں کہ "یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے" اور اسی کتاب سے ثابت ہے کہ میاں عبد اللہ سنوری ۱۸۸۲ء میں حضرت صاحب کی خدمت میں آئے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت صاحب کے وہم میں بھی ابھی نہ آیا تھا کہ میں ہی آنیوالا مسیح موعودؑ ہوں اور مسیح ابن مریم مر چکا ہے۔ نبی اور رسول تو بہت بعد کی باتیں ہیں یہ تو بڑے میاں صاحب کی ایجادیں ہیں پس ایسے زمانہ میں نماز کی نیت کو توڑنے کے لئے یہ جواز قائم کرنا کہ رسول کی آواز پر نیت توڑنا شرعی مسئلہ ہے پرلے درجہ کی نادانی ہے۔ چاہیئے تو یوں تھا کہ چھوٹے میاں صاحب کوئی ایسا مسئلہ نکالتے کہ جو شخص کبھی آئیندہ چلکر رسول بننے والا ہو یا لوگ اُسے کسی وقت رسول بنا دینے والے ہوں اُس کی آواز پر قبل از بعثت ہی نماز کی نیتیں توڑ دینی جائز ہیں تب تو بات بھی تھی۔ ورنہ شرعی مسئلہ اُس زمانہ پر تو چسپاں نہیں ہوتا۔ شاید میاں صاحب یوں فرمادیں کہ ابتدائی زمانہ سے مراد دعوٰی مسیحیت کا ابتدائی زمانہ ہے تو پھر بھی کچھ نہیں بنتا۔ کیوں کہ بڑے میاں صاحب نے جو آجکل گدی پر ہیں یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ۱۹۰۱ء تک حضرت صاحب کو علم نہ تھا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ اسکے بعد سمجھ آئی۔ تو پس اس زمانہ کے ابتدائی حصہ میں جب وہ اپنے آپ کو محدث سے بڑھکر نہ سمجھتے تھے کسطرح اپنی آواز پر نماز کی نیت توڑ دینے والے شخص کو یہ فرما سکتے تھے کہ "اچھا کیا"۔ کیونکہ ابھی تک تو بقول بڑے میاں صاحب انہوں نے اپنی پوزیشن نبی اور رسول کی تو نہ سمجھی تھی تو اس مقام کے حقوق کو وہ کسطرح اپنے لئے جائز قرار دے لیتے۔ پس ظاہر ہے کہ یا تو میاں عبد اللہ سنوری کی کہانی کی طرف حضرت نے توجہ نہیں دی یا جو کچھ حضرت صاحب نے فرمایا وہ سنوری صاحب نے سمجھا نہیں یہ روایت چھوٹے میاں صاحب نے تو شاید اس لئے لی ہو کہ اس سے نبوت ثابت ہوگی۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ کیسی کچھ ثابت ہوئی۔ ایسی لغو روائیتیں "سیرۃ المہدی" پر کس قسم کی روشنی ڈال سکتی ہیں اور سیرۃ پڑھنے والے کو کیا نفع دے سکتی ہیں ظاہر ہے کہ کچھ بھی نہیں مگر ہمارے میاں صاحب نے ایسی قسم روائیتوں کو لینے میں کچھ کمی نہیں کی چنانچہ اسی کتاب میں ایک جگہ انہی میاں عبد اللہ سنوری سے روایت لی ہے کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کو عقیق البحر کی تسبیح دے گیا۔ آپ نے میاں عبد اللہ سنوری کو دیکر فرمایا کہ اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ حالانکہ حضرت صاحب نہ خود تسبیح پھیرتے تھے۔ نہ اپنے مریدوں کو اس کے پھیرنے کا کبھی حکم دیا۔ بلکہ صاف طور پر اسے بدعت فرمایا۔ اس روائیت کو لیکر شاید میاں صاحب موصوف نبی کی کوئی یہ بھی خصوصیت ثابت کرنا چاہتے ہوں کہ وہ باہر جماعت کو جو حکم دیا کرتے ہیں آپ کے خلاف کبھی کبھی وہ خود کر دیا کرتے ہیں۔ اگر یہ صحیح نہیں تو پھر اس روایت کو یہاں لکھنے کے کیا معنے ہیں اور اس جماعت کو جسے خود حضرت صاحب نے تسبیح پھیرنے سے روک دیا تھا یہ روائیت کیا نفع دے سکتی ہے۔ فرمایئے وہ اب حضرت صاحب کے صریح حکم کی تابعداری کریں یا سنوری صاحب کی روائیت کی اطاعت کریں پھر اگر میاں عبد اللہ سنوری صاحب پر حسن ظن کئے بغیر چارہ ہی نہیں پڑتا تھا اور اس بیش قیمت موتی کو سلسلہ روایات میں ضرور پرونا ہی تھا۔ تو آپ کے دونو احکام کو جو بظاہر متضاد نظر آتے ہیں تطبیق دینا تھا۔ اور تطبیق کچھ مشکل بھی نہ تھی یہ ظاہر ہے کہ حضرت صاحب تسبیح پھیرنے کو بدعت سمجھتے تھے۔ کوئی شخص غلطی سے مگر اخلاص سے جب ایک عقیق البحر کی تسبیح بطور نذر کے لایا۔ تو آپ نے اس کی دلشکنی کے خیال سے اُسے رد کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مگر اُسے لیکر اپنے ملازم کو دیدیا اور فرما دیا کہ اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ آپکا مطلب یہ تھا کہ اس طرح ایک چیز نکمی بھی نہ پڑی رہے گی اور اس بہانہ سے میرا ملازم درود شریف پڑھتا رہیگا۔

مگر بڑے میاں صاحب کے فیض سے حضرت صاحب کے متعلق تبدیلیٔ عقائد ناسخ منسوخ روایات کا مرض ملتِ محمودیہ میں کچھ اس طرح رچ گیا ہے کہ انہیں دو باتوں میں تطبیق دینے کا کبھی خیال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سب کچھ لے دے کے ایک دُھن بندھی ہوئی ہے کہ خواہ کوئی بات سیدھی ہو یا اُلٹی غلط ہو یا صحیح۔ نبوت نبوت کا شور مچاتے کے لئے کچھ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ملجائے۔ اور یہ خبط یہانتک ترقی کر گیا ہے کہ اگر کوئی غیر احمدی لاہوری فریق میں شامل ہونے لگتا ہے اور محمودی صاحبان کو پتہ لگ جاتا ہے تو بعض دفعہ یہ لوگ اُسے بہکانے سے بھی فرق نہیں کرتے کئی دفعہ مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ آپکا فریق قادیانی تو کہتا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کو تم نبی نہیں مانتے تو بہتر ہے کہ تم غیر احمدی رہو۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہ بجائے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعودؑ اور مہدی مسعود جاننے کے بہتر ہے کہ تم انہیں نعوذ باللہ جھوٹا اور مفتری مانتے رہو۔ حالانکہ کشتی نوح میں اپنی جماعت میں داخل ہونے کے لئے حضرت صاحب نے صرف آپ کو مسیح اور مہدی ماننے کی شرط رکھی ہے ان شرائط میں کہیں اپنی نبوت کا نام تک نہیں لیا۔ حقیقت میں یہ عیسائیوں کا ایک رنگ ہے۔ ایک دفعہ ٹرین میں مجھ سے ایک امریکن پادری نے اپنے مسیح ابن مریم کی نسبت یہی کہا وہ مجھ سے پوچھنے لگا "آپ مسیح کو جانتے ہیں"۔ میں نے کہا "ہاں خوب جانتا ہوں"۔ کہنے لگا "آپ اس کو مانتے ہیں"۔ میں نے کہا "ہاں میں اس کو مانتا بھی ہوں"۔ کہنے لگا "کیا مانتے ہیں"۔ میں نے کہا "نبی"۔ کہنے لگا "تو آپ کے ماننے کا کچھ فائدہ نہیں"۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ایک شخص جو مسیح کو راستباز مانتا ہے مگر نبی سمجھتا ہے اور وہ دوسرا شخص جو اُسے نعوذ باللہ کذاب اور مفتری سمجھتا ہے برابر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی فریق محض لاہوری فریق کو جلانے کے لئے نبی نبی کا شور مچایا کرتا ہے یہانتک کہ خود میاں محمود احمد صاحب کی نسبت تو بعض ان کے مریدوں تک کا خیال ہے کہ لاہوریوں کی محض ضد سے میاں صاحب کے عقائد میں غلو آگیا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ مولوی فضل دین صاحب کھدیاں والے بھی مجھ سے یہی فرمانے لگے۔ کہ نہ آپ لوگ چھیڑ خانیاں کرتے نہ میاں صاحب عقائد میں غلو کرتے۔ آپ لوگوں نے چھیڑ چھیڑ کے انہیں غالی بنادیا مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے کہا آپ نے تو میاں صاحب کی بڑی قدرشناسی کی!۔ جو شخص دوسروں کے چھیڑنے سے ضد میں آکر اپنے عقائد میں افراط و تفریط کرے کیا وہ اس لائق ہے کہ جماعت کی باگ اس کے ہاتھ میں دیدی جائے؟ بہرحال معاملہ کچھ بھی ہو لیکن محمودیہ کا طغرائے امتیاز اب صرف نبوت نبوت کا شور رہ گیا ہی رہ گیا ہے۔ ہماری طرف سے بجائے نبی نبی کے وہ خدا خدا کیا کریں

لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ہر ایک شخص اپنے عقاید اور اعمال کا خود جوابدہ ہے۔ وما انت علیہم بمصیطر۔ مگر مہربانی کر کے یہ کتاب "سیرۃ المہدی" اپنے مریدوں تک ہی رکھیں غیروں کے ہاتھ میں نہ جانے دیں۔ سب کی آنکھوں پر خوش عقیدگی کی پٹی بندھی ہوئی نہیں ہے اس میں اس قسم کی لچر اور لغو اور غلط روایتیں آگئی ہیں کہ بعض دوستوں نے مجھ سے بذریعہ سوالات جواب طلب کیا۔ اور انہی لوگوں کے مجبور کرنے پر میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ پڑھکر میرے تو ہوش اُڑ گئے کہ ہم خواہ برے ہوں یا بھلے ہوں مگر جس شخص کی خاطر کافر کہلائے۔ اپنوں بیگانوں میں رسوا ہوئے۔ غیروں کے ہاتھوں سے طرح طرح کے دکھ اٹھائے آخر اس محبوب کو موجودہ ساری دنیا میں بے نظیر سمجھ کر ہی اس کے ہاتھ جا بکے تھے۔ لوگ کس بیدردی سے اس مجسمہ حسن و خوبی کی خوشنما شکل کو بگاڑ رہے ہیں اور اپنے عقل و فہم کے صدقہ میں خوش ہو رہے ہیں۔ پس اگر خود حضرت صاحب پر زد نہ پڑتی ہوتی تو اس کتاب پر تنقید کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہ تھی۔ مجھے ڈر ہوا کہ اگلی نسلوں میں اگر کوئی محقق پیدا ہوئے تو وہ اس کتاب کو پڑھکر مسیح موعود کی نسبت کیسی غلط رائے قائم کرینگے۔ پس ان غلطیوں کی اصلاح ضروری تھی جس کے لئے مجھے کچھ لکھنا پڑا۔

(باقی دارد)

سلسلہ کے دیکھو جلد ۱۴ نمبر ۱۱ صفحہ ۵

اس کی تمام تعلیمات و وصایا کا ماحصل یہ ہے کہ نجات دنیا کے ساتھ رہکر حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس دنیا کو جس نے ٹھکرا دیا۔ دنیا اس پاس جاکر کیا حاصل کر سکتی ہے۔

پھر دنیا کی ترقی کے لئے اس نے کوئی اسباب پیدا نہیں کئے۔ اس کی سنت پر اگر عمل کیا جاوے۔ تو ظاہر ہے کہ دنیا ایک صدی میں ہی ختم ہو جاوے گی۔

بدھ مت میں ایک بات نمایاں طور پر معلوم ہوتی ہے۔ وہ گہرا دھیان . . . . ہے ان کا اعتقاد ہے کہ اس کے ذریعہ ہر ایک بات کی تہ تک آدمی پہنچ سکتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک وہم ہے۔ گمان ہے۔ اور کچھ نہیں۔ عملی کام سے جو بات حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ اس سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک بہانہ ہے سستی اور کاہلی کا۔ ایک اینٹ کو سامنے رکھو۔ اس پر گہرا دھیان لگاؤ۔ ہزارہا سال بعد اس کا آدھا علم بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ جتنا کہ ہم عملی کام سے حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ اس کو فوراً توڑیں اندر سے دیکھیں۔ اگر اس سے دیکھنا مقصود ہے تو تیزاب میں ڈال دیں۔ اور . . . . . . کے نیچے تو ہم بہت ہی علم حاصل کر سکتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ گوتم عمر کے آخری حصہ میں قبل از دوپہر ایک دفعہ کھانا کھاتا تھا۔ اور لوگوں کے گھروں سے بھیک مانگ کر روٹی کھاتا تھا۔ کیا آج کوئی ایسا مذہب ہے جو اس قسم کی سنت کی پیروی کر سکے۔

پھر اس نے جو کچھ بتلایا ہو اور سکھلایا ہو۔ لیکن دنیا ایک قوم اور ایک ملک کا نام نہیں ہے۔ اس کی تعلیم ایک دائرہ میں محدود رہی ہے اشوک اعظم مرا تو اسے ہندوستان سے شکست ہوئی۔ اور چین اور جاپان میں محدود رہا۔ یہ دونوں ملک جب تک اس مت کے زیر اثر رہے۔ تمام دوسرے ممالک سے الگ رہے۔ اور تہذیب و ترقی میں پیچھے رہے۔ پس زمین اپنی اس ضرورت کے لئے جو رقبوں اور ملکوں میں ہی محدود رہی ہے۔ عظیم الشان گوتم بدھ سے کیا حاصل کر سکتی ہے۔

عیسائیت اس کے بعد ہم حضرت مسیح علیہ السلام کو لیتے ہیں۔ کہ شاید اس میں کوئی دائمی اور فطرتی راہ ملجاوے کہ جس کے ذریعے انسان درجہ ارتقاء روحانی کی سیڑھیاں عبور کر سکے افسوس ہے کہ وہی محدود تعلیم یہاں نظر آتی ہے۔ مسیح کا مقصد صرف یہی تھا کہ بنی اسرائیل نامی ایک مسخ شدہ قوم کی اصلاح ہو۔ تمام دنیا کے لئے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ مسیحیت سے منسوب قومیں جو کچھ کرتی ہیں۔ ہم انہیں مسیح کے نام سے قبول نہیں کر سکتے۔ یہ سراسر یونان کے ایک تعلیم یافتہ یہودی پولس کے پیرو ہیں۔ کہ جس نے سینہ بسینہ شدہ حواریان مسیح کے مذہب کے خلاف غیر اسرائیلی انسانوں کو بپتسمہ دینا شروع کر دیا۔ اور اسطرح ایک نیا گروہ بن گیا۔

اچھا اس سے درگذر کرو۔ کچھ دیر کے لئے فرض کر لو کہ حضرت مسیح کی ہی تعلیم ہے۔ دنیا ان کی تعلیم پر کیوں کر قناعت کرے۔ جب کہ انہوں نے دنیا کے لئے کچھ نہ کیا۔ بلکہ ہمیشہ دنیا کو ٹھکرایا۔ مردود کیا۔ اور اپنے ساتھیو . . . . والوں کو۔ خدا کی بادشاہت کی مہربانی سے محروم کیا۔ جنہوں نے ایک قطعی فتویٰ دے دیا۔ "تم خدا اور دنیا دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے"۔ اس سے بھی آگے عیسائیت چند غیر طبعی۔ غیر فطرتی باتوں پر مبنی ہوئی ہے۔ ہمیں ایک فطرتی مذہب کی ضرورت ہے۔ یہ یہاں ملنا محال ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش ہی ایک غیر فطرتی طریقے سے ہوئی۔ عجیب بات ہے کہ آپ بن باپ ہی پیدا ہو گئے۔ تجربہ اور مشاہدہ ہمیں اس کے انکار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر اس بات کو ہٹا دیں تو عیسائیت میں رہتا ہی کچھ نہیں۔ تمام مکان کا مکان دھم سے نیچے کو آ رہتا ہے۔

پھر حضرت مسیح کی موت پر غور کرو۔ کہ کیسی ایک مہمل بات ہے۔ کہ آپ مرے ہی نہیں۔ بلکہ زندہ آسمان پر جا بیٹھے ہیں۔

اچھی بات! اس سے بھی قطع نظر کرو۔ التثلیث فی التوحید والتوحید فی التثلیث۔ بھی ایسی ہی قابل انکار ہے جیسا کہ فلسفہ میں دو متضاد چیزیں۔

پھر خدا نے اپنے بیٹے کو ایک تمثال بنا کر بھیجا۔ ارے ہمیں تو روحانی ارتقا کے آخری درجہ کا طے شدہ ایک مکمل انسان چاہیئے۔ یہ کیا خود اپنا بیٹا ہی بھیج دیا۔ اگر یہ مذاق اور ٹھٹھا نہیں تو اور کیا ہے۔ یہاں ضرورت ہے ایک انسان کی۔ اور آ گیا ایک خدا اتر کر۔ سبحان اللہ۔ یہ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک گورکھ دھندا ہے۔ ایک وہم و گمان کا طومار ہے۔ کیا یہی فطرتی دین ہے۔ کہ جس میں ہر ایک چیز مشاہدہ کے برخلاف۔ عقل سے بعید۔ فطرت کے برعکس ہے۔ یہاں کا تو معاملہ ہی اور ہے۔ ہم تو بدھ مت کو رو رہے تھے۔ کہ یہ ایک مصیبت نازل ہوئی۔ کیا خدا واقعی انسانوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔

اسلام یہی میری حالت تھی کہ کان میں ایک آواز آئی۔ فاقم وجہک للدین حنیفاً فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لاتبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون۔ یہ وہ آواز تھی کہ جس کا کہ میں پیاسا تھا۔ اسی ہی ایک آیت سے پتہ مل گیا۔ کہ دین حنیفاً کہ جس کی اس میں دعوت ہے۔ وہ ایک فطرتی دین ہوگا۔ اسی میں تمام پچھلے غیر فطرتی عقاید باطلہ کا رد کر دیا گیا۔ کہ اللہ نے ایک قانون بنا دیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور اکثر لوگ مثلاً عیسائی وغیرہ اس بات کو نہیں جانتے۔ اے خدا۔ تو ان کو ہدایت دے۔ اللہم اشرح صدورہم الذی شرحت لی صدری۔ آمین۔

تلاش کی کہ اس . . . . . خوشخبری پیغام فطرت کا پیامبر کون ہے پایا کہ وہ ایک مکمل انسان ہے۔ جو تمہارے سامنے ایک مثال احسن پیش کرے گا۔ تاکہ تم اس سے ہدایت حاصل کر کے ارتقاء روحانی کے اعلیٰ مدارج طے کر سکو۔ پیامبر کوئی خدا نہیں۔ اور نہ ہی کوئی اور ایسی شخصیت ہے۔ کہ جس کی پیروی مشکل ہو۔ کما قال اللہ تعالیٰ بلسان نبینا علیہ السلام۔ انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ پھر کہا کہ اگر تم ارتقاء روحانی کے اعلیٰ مدارج طے کرنا چاہتے ہو۔ تو نماز پڑھو۔ شرک سے بچو۔ اور اپنے تمام فرایض کہ جو خدا کی جانب سے تم پر ہیں۔ ان کو خوبی کے ساتھ ادا کرو۔ منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین۔ کہا کہ نماز سے تم میں وہ تمام باتیں پیدا ہو جائیں گی۔ جو کہ روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ تم سچائی کی تائید کرو گے۔ برائی سے بچو گے۔ اور تم ایک اعلیٰ انسان بن جاؤ گے۔ واقم الصلوٰۃ وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر۔ واصبر علیٰ ما اصابک ان ذالک من عزم الامور۔ یہی وہ مقام ہے کہ جس کو قرآن پاک نے عزم امور کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اور جس کو حاصل کرنا ہمارا مقصد اعظم ہونا چاہیئے۔ اور اس کے لئے قرآن نے اعلیٰ درجہ کا کلیہ عمل بتا دیا ہے۔ ایک مقام پر یہ کہا کہ نماز پڑھو کہ تمام برائیوں سے روکے گی۔ اور اللہ کا ذکر بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔

اسلام سے پہلے قدرت کی تمام اشیا مثلاً سورج۔ بادل۔ درخت وغیرہا دیوتا مانی جاتی تھیں۔ کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ ان کے متعلق کچھ علم حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ایک جہالت چھائی ہوئی تھی۔ مگر اس دین نے تمام ایسے عقاید کا رد کیا۔ انسان کو اشرف المخلوقات کے نام سے تعبیر کیا گیا۔ کہا کہ ان چیزوں کی پرستش مت کرو۔ یہ سب کائنات تمہارے ہی لئے ہے۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرٰت رزقاً لکم وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم الیل والنہار اور اسی ہی ایک حکم سے نہایت وسیع علم کا دروازہ کھل گیا۔

پھر کہا کہ تم پر کسی قسم کا جبر نہیں ہے۔ تمہیں ہم نے آنکھ۔ ناک۔ زبان۔ ہونٹ وغیرہا دے دیئے ہیں۔ اب تم خود خیر و شر حق و باطل یمین و شمال میں تمیز . . . . النجدین (البلد: ۹) کہا کہ تم ان انعامات کا جو تمہیں ملے ہیں شکریہ ادا کرو۔ شکر اصل اسی وقت ہی ادا ہو سکتا ہے۔ جب ان سے وہ کام لیا جاوے کہ جس کے لئے وہ عطا ہوئے ہیں۔ ایک شخص مجھے کتاب پڑھنے کے لئے دیتا ہے۔ یوں تو کتاب لیتے وقت اس کا شکریہ ادا کر دوں گا۔ مگر اس سے اس معطی کو کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ شکر اصل اسی وقت ہی ادا ہو سکتا ہے جب میں اس کتاب کو اول سے لیکر آخر تک پڑھوں۔ پھر دینے والے کے دل کو بھی تسلی آئیگی۔ تو کہا کہ ہم نے بھی جو انعامات تمہیں عطا کیے ہیں۔ ان کا شکریہ عملاً ادا کرو۔ کذلک سخرناہا لکم لعلکم تشکرون اور ایک اور مقام پر فرمایا قل ھو الذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلاً ما تشکرون۔

پھر قرآن حکیم کی تمام دعوت کا خلاصہ یہی ہے کہ اس نے وما وجدنا علیہ اباءنا۔ اور انا وجدنا اباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ اثارہم مقتدون۔ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اور یہی تقلید ہی ہے جو کہ تمام ضلالت کا سبب اصل ہے۔

پھر ہر ایک قسم کی فضیلت ذاتی و نسبی کو رد کر دیا۔ کہ یہ سب انسان کے بنائے ہوئے مدارج ہیں۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ کی ایک ہی فضیلت قایم ہوئی و بس۔

شرک ایک بدترین چیز تھی۔ آنحضرت صلعم اپنی تمام عمر اسی کی بیخ کنی میں صرف کی۔ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ کہ جو چیز ہم نے پیدا کی ہے ایک قانون کے ماتحت ہے۔ کوئی چیز فطرت کے خلاف عمل میں واقع نہیں آئے گی۔ انا کل شیٔ خلقناہ بقدر وکل شیٔ عندہٗ بمقدار۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ اور اسی ہی بات سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔ کہ جس کو ایک قانون کہنا چاہیئے۔ اور جس کو آج سائینس ماننے پر مجبور ہے۔ اور یہی تمام وجوہات ہیں۔ کہ جس سے سائینس نے اسلام کے عہد میں تربیت پائی۔ اور فروغ پایا۔ حالانکہ جب عیسائیت کی تاریخ پر نظر کرتے ہیں۔ تو لوتھر جیسا مذہبی شخص عیسائیت کا مصلح۔ اور پراٹسٹنٹ چرچ کا بانی بھی یہی چاہتا تھا کہ تمام فلسفہ کی کتابیں پھاڑ دوں۔ وہ جانتا تھا کہ جب عیسائیت سائنس کی کسوٹی پر پرکھی جائے گی تو یک قلم مٹ جاوے گی۔ مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ جاء الحق وزھق الباطل ایک قانون فطرت تھا۔ وہ ہو کے ہی رہنا تھا۔ اور ان الباطل کان زھوقا کا قانون نہ کبھی مٹنا تھا۔ اور نہ مٹ سکا۔ غور سے دیکھا جاوے۔ تو یہی فطرت ہی ہے کہ جس پر آنحضرت نے تعلیم پائی۔ امی ہونے کی حقیقت میں مصلحت ہی یہی تھی۔ کہ یا تو نیچر کا اثر آپ پر پڑے یا خدا اور اس کے احکام کا۔

سورہ والشمس کو پڑھو۔ پہلے مشاہدات کا ذکر ہے۔ پھر یہ کہ مشاہدات کس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور پھر فلاح اور خسران کی راہ بتا دی۔

قرآن اٹھا کر شروع سے اخیر تک پڑھو۔ تمام قرآن نیچر کے مختلف نظاروں کے بیانات سے بھرا ہوا ہے۔ کہیں پہاڑوں کا ذکر ہے۔ کہ ان سے کیا سبق سیکھ سکتے ہو۔ کہیں ریت کا۔ کہیں دریاؤں کا۔ کہیں بادلوں کا۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ اور لطف یہ ہے کہ عام مناظر کا ذکر کیا ہے۔ جسے ہر شخص روزانہ زندگی میں دیکھتا ہے۔

گداگری کا طریقہ بند کیا گیا۔ یہ صرف بدھ مت کے لیئے ہی رکھی گئی۔ اور زکوۃ کا ایک زبردست قانون بنا کر دنیا کی اقتصادی حالت کی اصلاح کی گئی۔ آج یورپ مجبور ہے کہ وہ بھی اپنے ممالک میں اس ٹیکس کو متمول لوگوں پر لگائے۔ اور اس طریق سے اپنے غربا کی مدد کرے۔

نماز پنجگانہ کا حکم ہوا۔ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت ہی کا مفہوم یہی ہے۔ کہ خدا سے کہ جسطرح اس نے جسمانی نشو کی ہے۔ روحانی نشو کی دعا مانگی جاتی ہے۔ پھر کہا کہ تم روحانی ارتقاء کی بلندی کی مرتبہ تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ تم اپنی تمام وراثت کی اور تقلیدی باتیں چھوڑ دینا۔ خود عقل سے تمیز کرنا۔ کہ کیا حق ہے۔ اور کیا باطل۔ پس اسطرح اگر تم اپنے آپ کو متقی اور . . . . . . ثابت کرنے کی کوشش کرو گے۔ تو العاقبۃ للمتقین ہو کے ہی رہے گا۔

اسطرح شریعت روحانی آنحضرت کے ذریعے سے مکمل ہوئی۔ جنہوں نے ایک کتاب مبین ہمارے سامنے چھوڑ کر صداقت کی تکمیل کی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

پس ہم مجبور ہیں۔ کہ ہر طرف سے مایوسی کی نظر ہٹا کر صرف ایک ہی اعلان کے آگے جھک جائیں۔ وذلک دین القیم۔

اسلام میں تحریف آج مکمل تیرہ سو برس ہو چکے ہیں کہ یہ پیام فطرت نازل ہوا۔ پہلے انبیاء کے ادیان میں تحریف ہوتی رہی۔ اور جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ یکے بعد دیگرے اور . . . . . .

اسلام میں بھی واقع ہوئی ہے؟ تو اسے خود اسلام کی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ کیا آج وہی فطرتی اسلام عوام میں پایا جاتا ہے۔ کیا وہی سادہ باتیں آج اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ کیا فساد جوں جوں زیادہ نہیں بڑھتا گیا لوگوں کا جہل وجدال کا زور زیادہ نہیں ہوتا گیا۔ پہلے یہ طریقہ ہوتا تھا۔ کہ ایک کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہوتا تھا۔ اور تمام باتوں کی تجدید کرتا تھا۔ مگر اسلام میں نبوت کا دروازہ بند ہے۔ تو اب ان تحریفوں کا علاج کیا ہوتا رہا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دین اسلام میں تجدید کے لئے وقتاً فوقتاً علماء ربانی پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان ہی علما کی بابت آنحضرت نے فرمایا **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل**۔ ایسے عالم کا کام یہی ہوگا۔ کہ وہ اسلام کی تجدید کرے۔ جسطرح بنی اسرائیل میں ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔ اور تجدید کرتا تھا۔ پس کام اس عالم کا ایسا ہی ہوگا۔ جو ایک بنی اسرائیل کے نبی کا۔ مگر وہ نبی نہیں ہوگا۔ ہاں مجازاً یا معناً نبی کہہ سکتے ہیں۔ مگر اصطلاحاً نبی نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ کوئی نئی بات نہیں لاسکتا۔ بلکہ صرف اسی کو ہی لوگوں کا راہبر بنا دے گا جسے لوگ بھول بیٹھے ہیں۔

پچھلی صدی کی حالت

چنانچہ وقتاً فوقتاً ایسے علماء خدا کی جانب سے مبعوث ہوتے رہے۔ اور تجدید الاسلام کرتے رہے۔ تحریفیں ہوتی رہیں۔ اور تجدیدیں ہوتی رہیں۔ فلسفہ یونان اثر کرتا رہا اور مسلمانوں نے اسے ناقابل رد جان آہستہ آہستہ اپنے اندر لینا شروع کیا۔ قصہ قصائص یہودی ونصرانی شامل ہونے گئے۔ وقت آ گیا کہ وہ بھی مذہب کے ایک جزو ضروری بن گئے۔ جوں جوں وقت زیادہ گذرتا گیا۔ توں توں یہ باتیں مستقل ہوتی گئیں۔ مسلمان لکیر کے فقیر بن گئے۔ خود قرآن کو ہزاروں غلافوں میں بند کرکے ایک جانب رکھ دیا۔ تاکہ وہ نظر کبھی نہ آئے۔ قسم وغیرہ لینے کے وقت اس کو سر پر دھر دیا۔ اور پھر نسیاً منسیاً دوزخ وبہشت کی کنجیاں نادان ملاؤں کے ہاتھ میں سونپ دیں۔ انہوں نے جہاں ذرا سی بات دیکھی جھٹ کفر اور دوزخ کا وارنٹ دے دیا کسی کو مجال نہیں کہ جو مفسر لکھ گئے ہیں۔ ان پر اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔ کوئی قبرستان میں قبر پرستی کر رہا ہے۔ کوئی پیر کے پاؤں چوم رہا ہے۔ خانقاہوں کو بہشت کا دروازہ سمجھ لیا کہ لوگ اس میں دھنسے جا رہے ہیں۔ وہی شرک جس کی اسلام نے بیخ کنی کی تھی پھر خود اسلام میں شامل ہو گیا۔ جہاں بس ایک عربی زبان میں خط دیکھا بس اسی پر ایمان ہے۔ عجب بیہودہ ہیں۔ کہ کوہ قاف زمرد کا بنا ہوا ہے۔ زمین گائے کے سینگوں پر کھڑی ہے۔ اور گائے مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے۔ اور یہ کہ جب گائے سینگ تبدیل کرتی ہے۔ تو زلزلہ اور بھونچال آ جاتا ہے۔ پھر ہنستے ہیں کہ خدا کیسا بے نیاز ہے۔ وہ دین کہ جو عام سمجھ اور فطرتی باتوں کے مطابق تھا اب کیا سے کیا ہو گیا۔ لوگ اس کی بابت سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ یہ کہکر ٹال دیتے ہیں کہ یہ خدائی کلام ہے سمجھ سے بالاتر ہے۔ آہ زمین وآسمان کا فرق ہو گیا۔ مسلمان ہیں کہ نہ دوسروں کو دعوت دے سکتے ہیں۔ اور نہ مخالفین کے اعتراضات کو رد کر سکتے ہیں۔ دلوں سے ایمان اسطرح نکل گیا۔ جیسے کبوتر گھونسلے سے نکل جاتا ہے نہ دین مسلمانوں کے پاس رہا اور نہ دنیا۔ ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔

روحانی زندگی قطعی مفقود ہو گئی۔ ہر طرف مردنی چھائی ہوئی تھی۔ مسلمان اموات غیر احیاء ولا یشعرون ایان یبعثون کے بمصداق ہو رہے تھے۔ یہ اس وقت کا نقشہ ہے جب تیرھویں صدی ہجری کا دور دورہ تھا۔ جنگل میں بھیڑ بکریوں کا چرواہا تو مل جاتا تھا مگر اسلام کا چرواہا ملنا ایک نایاب بات ہو گئی تھی۔

خدا کا وعدہ

جب خشک سالی کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ تو آسمان پر بارش کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہم امید کی نظروں سے اوپر دیکھتے ہیں۔ ومن ایتہ ان یریکم البرق خوفا وطمعاً۔ جب زمین پیاسی ہوتی ہے۔ تو رب السموت والارض پانی برساتا ہے۔ جب انسان اپنی غذا کے لئے ضرورتمند ہوتا ہے۔ تو موسم ربیع کو بھیجتا ہے۔ جب خشک سالی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ تو آسمان پر رحمت کے بادل چھا جاتے ہیں۔ اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خلالہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون۔ یہ ایک خدا کا وعدہ تھا۔ مگر آہ۔ واقعات ایسے تھے کہ خوف لگتا تھا کہ یہ صدی روحانی بارش سے محروم رہ جائے گی۔ سخت ہوائیں اسلام کے خلاف چل رہی تھیں۔ ایک طوفان اسلام پر آیا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کشتی اسلام بحر کفر میں غرق ہو جاوے گی۔ اس وقت ایک آواز کان میں آتی ہے۔ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔

عوام کی تجدید کر

اس آواز نے ایک سہارا دیا۔ اور چنانچہ ہم نے دیکھا کہ خدا [illegible]

کے سامنے پیش کیں۔ کسی نے سیاسی معاملات سے حصہ لینے میں مسلمانوں کی بہبودی کا راز سمجھا۔ کسی نے سمجھا کہ یہ سکول اور کالج ہیں جو ترقی کے راز ہیں۔ کسی نے کہا کہ مغربی تہذیب کے ساتھ ساتھ چلنا ہی مسلمانوں کے لئے طبیعت ہے۔ حضرات ملا مولوی اپنی الگ بولیاں بولے جا رہے تھے کہ یہ انگریزی تعلیم ہی ہے۔ جو کہ زہر کا اثر مسلمانوں میں کرتی جا رہی ہے اور اسے ہی بند کرنا چاہیے۔ کوئی کہتا تھا کہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ ان کی اصلاح کی کوشش کرنا ہی گناہ ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ حضرت مہدی وعیسے علیہ السلام تلوار کے ذریعے خود آکر کافروں اور مشرکوں کو قتل کریں گے۔ سر سید کے نام کہا جاتا ہے کہ اس نے تقلید کا قلع قمع کیا۔ مگر افسوس کہ وہ خود ہی ایک تقلید اعمیٰ میں گرفتار ہو گیا۔ یعنی مغربی تہذیب اور سائنس۔ اس نے یہی سمجھا کہ جو سائنس کہتی ہے وہ بالکل الف سے یائی تک درست وصحیح ہے۔ اور تہذیب کو اس کی مطابقت دینی چاہی۔ افسوس اسے یہ نہ سمجھ آئی۔ کہ یہی سائنس کے قوانین جو آج صحیح مانے جاتے ہیں۔ کل کو رد ہو جائیں گے۔ پس اس نے کئی جگہ غلطیاں بھی کھائیں ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس نے اصلاح بھی بہت کی مگر وہ صرف ہند کے مسلمانوں کی۔ مسلمان صرف ہند کے رہنے والوں کا نام ہی نہیں۔ بلکہ کوہ ہمالیہ سے آگے بھی مسلمان بستے ہیں۔

یہ حالت تھی جب کہ تمام زمانے کے سامنے انسانوں کے بنائے ہوئے طریقے تھے۔ اور جب کہ سعی وعمل کا ہر ولولہ اس سے بلند نہیں ہو سکتا تھا کہ غیر قوموں کی ادھوری اور ناقص تقلید کرکے امت مرحومہ کی تجدید کیجاوے۔

تحریف کا علاج اصل

اس وقت ایک شخص ایک قصبہ کا رہنے والا اٹھا۔ وہ اپنے گھر سے باہر کا بالکل ناآشنا۔ نہ اس نے کبھی یورپ کا سفر اختیار کیا۔ نہ اس نے بڑی زبردست تعلیم کی مدرسہ میں حاصل کی۔ فضل الٰہی نے اس کی رہنمائی کی۔ اور بغیر اس کے کہ کسی نے انسانی مثال سے اس میں تحریک کی ہو۔ خود بخود لطف الٰہی نے وہ راہ عمل اس کے سامنے کھول دی۔ جو کہ بغیر فضل تقاضائے الٰہی کے اور کوئی شخص نہیں پا سکتا۔ پس ابتدا ہی سے تمام نام نہاد سیاسی وقومی تحریکوں سے الگ ہو کر اس نے ایک ہی آواز اٹھائی۔ یعنی "دین اور اس کی دعوت وتبلیغ"

میرا مطلب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہے۔ اسے معلوم تھا کہ باقی سب باتیں خود بخود حاصل ہو جاویں گی۔ یہی آواز ہے جو ڈاکٹر سر اقبال آج اٹھانے پر مجبور ہیں۔ پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصار ہیں ہو یہ صراط مستقیم ایک عرصہ ہوا کہ مرزا صاحب لوگوں کو دکھا چکے۔ اس وقت عوام نے اسے رد کر دیا۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمام سیاسی وقومی تحریکیں ناکامیاب ہو گئی ہیں۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک انسانی طریقوں کی جگہ الٰہی سرچشمہ سے قوم فیضیاب نہ ہوگی۔ اتنے تک وہ فوز وہ فلاح اور کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

باوجود ان تمام موانع وواقعات کے جو ہر شخص جانتا ہے ماللہ کی مرضی یہی تھی کہ کوئی غیر الٰہی طاقت اسے نقصان نہ پونچا سکے۔ اور یہی حق وباطل کی نشانی ہے۔ اگر صداقت اور کذب کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک ہوتا۔ تو کوئی نشانی صدق کی باقی ہی نہ رہ جاتی۔ مگر نہیں۔ لایستوی اصحب النار واصحب الجنۃ اصحب الجنۃ ھم الفائزون۔ مسلمان۔ آریہ اور عیسائی۔ اور تمام دنیا کے مذہبوں نے اس کی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے اس لئے۔ کہ وہ غافل تھے۔ حق وباطل کی تمیز کھو بیٹھے تھے۔ آریوں اور عیسائیوں نے اس لئے کہ وہ دجالیت کی بیخ کنی کرنے آیا تھا۔ اس کے خلاف متحدہ سب نے مقدمات چلائے۔ مگر اسی مرد خدا کی ہمت تھی۔ کہ اپنے احکام الٰہی میں ڈٹا رہا۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس نے اپنا تجدید کا کام کیا اور تمام دھواں جو اسلام کے گرد جمع تھا۔ سب کو ہٹا کر ایک اصلی روشنی کی صورت میں چھوڑ دیا۔ قرآن اور سنت نے آپ کو دلائل اور براہین کے ساتھ بتلا دیا کہ فلاں فلاں مسئلے میں صحیح اور سعید راہ کیا ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ایک عیسائی کہتا ہے۔ کہ عیسے نے مردوں کو جلایا۔ مارنے سے بھی نہ مرا۔ بلکہ پھر قبر سے نکل کر آسمان پر چلا گیا۔ آپ بھی اس پر یقین رکھتے ہیں تو پھر آپ ہی بتاؤ۔ کہ اب اس کی خدائی میں کیا شک رہ گیا۔ یہی بات ہے کہ جس کی تردید آپ نے کی۔ کہا کہ یہ کسطرح ممکن ہے۔ جب قرآن اس کے سراسر مخالف ہے۔ اور یہی بات تھی کہ جس کی وجہ سے دجالیت کو جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔

میرے ایک دوست فرمانے لگے۔ کہ حضرت صاحب نے مذہب کو علم آدمی کے لئے ناقابل فہم بنا دیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ ایک شخص کے متعلق آپ کے پاس دو خبریں آتی ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ وہ مر گیا ہے۔ زمین میں مدفون ہے۔ مگر دوسرا کہتا ہے کہ وہ مرا نہیں۔ بلکہ آسمان پر زندہ اسلام اس کی مدد کا محتاج ہے۔ پھر بتاؤ۔ کہ کونسی بات یہی معلوم ہوتی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایک بچہ تک بھی پہلی بات سمجھ جائے گا۔ ہاں! دوسری بات پر بھی اعتبار کر لیا جا سکتا ہے۔ اگر آدمی اندھا ہو کر قرآن کو چھوڑ انجیل سے کر لکیر کا فقیر بن جاوے۔

حضرت صاحب جس سال فوت ہوئے۔ میری اسی سال پیدائش ہوئی آج میری عمر کا عرصہ ہو چکا ہے کہ آپ اپنے مالک کے پاس چلے گئے۔ پچھلے واقعات اپنے سامنے لاؤ۔ دیکھو۔ کہ کسطرح مولوی صاحبان نے آپ کی راہ میں روڑے اٹکائے۔ جسطرح کہ آج تک حق کے خلاف باطل کا سلوک رہا ہے۔ مگر آپ نے اور آپ کے دوستوں نے واصبر وما اصابک سے کام لیا۔ ہم نے دیکھا۔ کہ جو روک مولوی صاحبان نے کی سود مند ثابت نہ ہو سکی۔ بلکہ جتنی زیادہ مخالفت کی اتنا ہی زیادہ عوام سے اپنے آپ کو بدظن کرایا۔ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔

ایک آخری عرض

میرا تخاطب ان حضرات سے نہیں ہے۔ کہ جو عمر رسیدہ ہیں۔ کہ وہ تو نہایت ہی قلیل عرصہ کے لئے اس دنیا فانی پر موجود ہیں۔ انہوں نے اپنا کام کر لیا۔ اور الحمد للہ کہ نہایت خوبی سے انجام دیا۔ اس کے لئے اللہ ان کو اجر عظیم دے گا۔

میرا تخاطب نہ ہی ان مسلمانوں سے ہے۔ کہ جو جاہل ہیں کہ وہ دوسروں کے ساتھ گھسٹتے جاویں گے۔ فانھم معذرون۔ بلکہ میرا تخاطب صرف ان نوجوانوں سے ہے کہ جو آئندہ اسلام کے وارث بننے والے ہیں کہ اے دوستو! اسلام نے تم کو بہت روحانی مدد دی ہے۔ تو تم بھی اسلام کی مدد کرو۔ کیسی ہی رذیل اور جہالت پر مبنی حق و باطل کی نشانی تم نے مقرر کر رکھی ہے۔ کہ ساری جستجو اور کاوش صرف اسی بات کی کرتے ہو۔ کہ فلاں شخص کے عقاید کیسے ہیں۔ کیا وہ عقاید ہمارے آباؤ اجداد سے ملتے جلتے ہیں۔ یا مختلف۔ تم ان عقائد کی پرکھ قرآن سے کرو۔ حدیث سے کرو۔ پھر تم چند غیر ضروری جزئیات پر ایک شخص کے سارے اعمال کو فراموش کر دیتے ہو۔ اس کو کوئی نہیں پوچھتا کہ اس کے اعمال کیسے ہیں خدا ورسول سے اس کی محبت کا کیا حال ہے؟ کیا اس نے اسلام کو فائدہ پونچایا ہے یا نقصان۔ اور جس کام پر وہ مامور ہوا تھا۔ اس کی تکمیل اس نے کی ہے یا نہیں۔ کیا اس نے مسلمانوں میں روح پیدا کر دی ہے یا نہیں۔ خدارا تم سوچو اور خیال سے کام لو کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسی کیا بات کی ہے۔ کہ تم اس قدر بدظن ہو گئے ہو۔ کسی پر اعتراض کرنے سے پیشتر چاہیے کہ اس کی بابت پورا حال معلوم کر لو۔ مگر کیا تم ایسے افترا نہیں کرتے جو سننے ہوتے ہیں۔ کیا تم نے ان کی کوئی کتاب بھی پڑھی ہے یہاں معجزہ۔ کرامات جادو کا کام نہیں۔ سیدھا سادہ فطرتی مذہب ہے۔ تم تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہو۔ اس سے اپنے آپ کو نکال لو۔ جو بھوسہ تمہارے دماغ میں بھرا ہوا ہے۔ اس سے اپنے دماغ کو پاک کر لو۔ پھر سوچو۔

آدھی رات کے وقت جب بالکل خاموشی چھائی ہوئی ہو کمرے کا دروازہ بند کرو۔ اپنے خیالات کو جمع کرو۔ سوچو اور دعا کرو کہ جو حق ہے خدا تم پر افشا کر دے۔ انشاء اللہ تعالے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ آخر کوئی وجہ ہے کہ آج احمدیوں میں اتنی روح پیدا ہو گئی ہے۔ جو کہ اس زمانہ کا کوئی اور شخص پیدا نہ کر سکا۔ گو کہ بیسیوں اس میدان میں اٹھے۔

تم خیال کرو کہ اگر تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ۔ تو دجالیت کتنی جلد فنا ہو جاوے گی۔

فالحمد للہ آج ہم پھر دیکھتے ہیں کہ گو کہ اسلام کو صدمات پہنچے۔ مگر حق حق ہے اور باطل باطل۔ اور آج پھر یہ فطرتی دین اپنی اصل شکل میں یورپ امریکہ افریقہ اور تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور تمام لوگ جو حق کی تلاش میں تھے۔ ان کیلئے نور ہدایت ثابت ہوا جس کے ذریعہ وہ روحانی ارتقا کے اعلیٰ مدارج طے کر رہے ہیں۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔

(از قلم احمد نور بخش۔)

عیسائی مشنریوں کی تبلیغی سرگرمیاں

لنڈن کی چرچ اسمبلی نے (جمعیت عیسویت) نے دنیا کے مختلف ممالک میں عیسائیت کے پرچار کرنے کے لئے ۴۸ واعظوں کی ضرورت کے لئے اپیل کیا تھا جسکو عیسائی دنیا کی طرف سے نہایت گرمجوشی کے ساتھ لبیک کہا گیا ہے۔ ان میں سے ۲۰ پادری اور ۸ لیڈیاں افریقہ کے لئے ۱۲ آدمی اور ۱۲ عورتیں چین کے لئے اور ۱۲ پادری ہندوستان کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ کیونکہ عیسائیت کی

مولویانہ دیانت کا جنازہ

ثنائی تحریف کا ایک اور دلچسپ نمونہ

احمدی مناظر اور امرتسری مولوی فاضل

پیغام صلح مورخہ ۲۴ جنوری میں انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے جلسہ منعقدہ ۱۶-۱۷-۱۸ جنوری ۱۹۲۶ء کی روئداد شائع ہوئی تھی جس میں لکھا گیا تھا کہ اس جلسہ میں احمدی مقررین کی تقریریں ہوئیں اور ان کا بہت اچھا اثر پڑا۔ اور ہر جلسہ میں پانچ پانچ چھ چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا رہا۔ مگر متعصب مولویوں کو یہ بات بہت ناگوار گذری اسکا تازہ ثبوت وہ مضمون ہے جو مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۵ فروری میں زیر عنوان "امرتسر میں مرزائیت کا جال اور علمائے امرتسر کی بروقت بیداری" شائع کر کے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ انجمن اشاعت اسلام امرتسر ایک ایسی انجمن ہے جس میں تمام جماعتوں کے مسلمان شامل ہیں اور انجمن کے بانی مبانی مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی ہیں۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب عام مسلمانوں کو اس انجمن سے بدظن کرنے کے لئے یہ لکھتے ہیں۔ کہ اس انجمن کا قیام احمدیوں کے اشارہ سے ہوا ہے۔ پھر اسی غلط بیانی پر آپ نے اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ لکھا ہے کہ اس جلسہ کا اشتہار بھی احمدیوں کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ اس پر مزید دیدہ دلیری یہ کی ہے کہ اپنی مطلب برآری کے لئے اشتہار میں بھی تحریف کی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں "امرتسر میں مرزائیوں نے آجکل ایک نئی سکیم بنائی ہے۔ شہر کے بعض نوجوانوں کو اسلام کی ہمدردی پر ابھارا کہ ایک انجمن اشاعت اسلام بنائی جائے جس میں مناظرہ کرنا سیکھیں۔ اور مخالفوں سے مناظرہ کیا کریں پہلے تو اس کا مقصد اتنا ہی بتایا گیا۔ چنانچہ ایکدفعہ مجھ سے بھی تقریر کرائی۔ مگر آخر جب ہوشیار مرزائیوں نے اپنا رنگ جما لیا تو ایک اشتہار جلسہ کا شائع کیا جس کی سُرخی اور عبارت یہ تھی "عظیم الشان مذہبی اجلاس" زیر صدارت مولوی محمد اسمٰعیل غزنوی بن مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی۔

اسلام کے وہ بہادر جرنیل جنہوں نے آریہ مذہب کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ امرتسر تشریف لانے والے ہیں اور اسلامیہ سکول کے احاطہ میں مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ ۶½ بجے شب کو اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمائیں گے متلاشیان حق سے درخواست ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور شامل جلسہ ہوں۔ حسب ذیل غازی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولوی عصمت اللہ صاحب لاہور۔ مولانا عبدالحق صاحب بجہاری لاہور۔ مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری۔ مولانا روشن علی صاحب المشتہر حکیم احمد حسن جنرل سکرٹری انجمن اشاعت اسلام امرتسر"

(اخبار اہلحدیث ۵ فروری ۱۹۲۶ء صلا)

حکیم احمد حسن صاحب جنرل سکرٹری جن کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہیں۔ پھر مولوی ثناء اللہ کا یہ لکھنا کہ "آخر جب ہوشیار مرزائیوں نے اپنا رنگ جما لیا تو ایک اشتہار جلسہ کا اعلان کیا" حد درجہ کی دروغ بیانی نہیں تو اور کیا ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ اشتہار میں بھی تحریف کی ہے اصل اشتہار اس طرح پر ہے۔

عظیم الشان مذہبی اجلاس اسلام کے وہ بہادر جرنیل جنہوں نے آریہ مذہب کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے امرتسر تشریف لانے والے ہیں۔ اور اسلامیہ سکول کے احاطہ میں مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ ۶½ بجے شب کو اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔ متلاشیان حق سے درخواست ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور شامل جلسہ ہوں۔ حسب ذیل غازی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) زیر صدارت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی (۲) مولانا ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب لاہور (۳) مولانا عبدالحق صاحب برہجاری لاہور (۴) مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری (۵) مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری (۶) مولانا روشن علی صاحب (۷) غازی محمود صاحب دھرمپال۔ نوٹ:۔ اتوار مورخہ ۱۷ جنوری کی صبح کو یہ ساری جماعت موضع گھونیوالی علاقہ ومداس کو اسلامی تبلیغ کے لئے روانہ ہو جاوے گی" المشتہر حکیم احمد حسن سکرٹری انجمن اشاعت اسلام امرتسر

آج تک تو ہم یہی سنتے چلے آئے تھے کہ امرتسری مولوی صاحب کسی مخالف کے حوالجات پیش کرنے وقت سیاق و سباق کو اڑانے میں بہت مشاق ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ حضرت بوقت ضرورت تحریف کرنے میں بھی ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ اصل اشتہار میں احمدی مقررین کے علاوہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب اور غازی محمود دھرمپال صاحب کے نام نامی بھی موجود ہیں۔ اور چونکہ یہ دونوں حضرات سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں اس لئے اگر ان کے نام مولوی ثناء اللہ صاحب اس اشتہار میں شائع کر دیتے تو لوگ یہ سمجھ لیتے کہ واقعی انجمن اشاعت اسلام کسی واحد فرقہ کی نہیں۔ مگر مولوی صاحب کو تو یہ ثابت کرنا منظور تھا کہ انجمن کے بانی احمدی ہیں اور یہ اشتہار احمدیوں کی طرف سے شائع ہوا ہے، پھر وہ کیونکر ایسی فاش غلطی کر سکتے تھے۔

یہ جو روئداد جلسہ میں لکھا گیا تھا کہ "ہر جلسہ میں پانچ پانچ چھ چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا رہا ہے" وہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے رفقا کار علما کو اس قدر ناگوار گذرا ہے کہ اسکی تردید کرنے کیلئے مولوی ثناء اللہ نے کسی محمد عبداللہ معمار مستری امرتسری سے جو غالباً کوئی اہلحدیث ہیں ایک چٹھی بھی حاصل کی ہے اور اسکو اس غرض کے لئے اپنے اخبار میں شائع بھی کر دیا ہے وہ معمار مستری صاحب لکھتے ہیں کہ

"پیغام صلح کی کذب بیانی ملاحظہ ہو کہ پانچ پانچ ہزار کا مجمع بتاتا ہے حالانکہ جس جگہ جلسہ ہوا وہ بمشکل اتنی ہے کہ آٹھ نو سو بمشکل ایک ہزار بیٹھ سکے۔ میں معمار مستری ہوں۔ زمین کی پیمائش کرنا میرا کام ہے۔ ایڈیٹر پیغام آکر اس میدان میں ڈیڑھ ہزار آدمی کی ہی گنجائش بنا دے تو حسب حیثیت انعام لے"۔

اس جلسہ میں احمدیوں کی جو تقریریں ہوئیں انکا مسلمانوں پر اسقدر اثر ہوا کہ وہ احمدیوں کو اسلام کا بہترین خدمتگار سمجھنے لگے جس سے مولویوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ کیونکہ اس سے ان کے حلوے مانڈے میں فرق پڑتا تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنی نمبرداری قائم رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اور ہر امکانی کوشش سے کام لیا۔ ؎

کونسی کی نہ دوا کونسی مانگی نہ دعا
ہمنے کیا کیا نہ کیا اپنے سنبھلنے کیلئے

چنانچہ ان حامیان ملت بیضا نے اس کار خیر کے لئے جو کچھ صعوبتیں اٹھائیں وہ تو ایک طویل داستان ہے ہاں اسکے لئے جو فوری کوشش ان مجاہدین جبہ پوش کی طرف سے عمل میں آئی وہ امرتسری راوی کی زبانی اس طرح پر ہے۔

"چنانچہ اس کا اثر اہل اسلام امرتسر پر یہ ہوا کہ بعض ناواقف مسلمان مرزائیوں کو آریوں کی تردید کرنے کی وجہ سے اسلام کے بہترین خدمتگار سمجھنے لگے۔ اس پر علما کو فکر ہوئی تو مجلس علماء میں بعد غور و فکر تجویز ہوئی کہ جدید انجمن اشاعت اسلام کے ان ممبران کو جو مرزائی عقائد کے نہیں ہیں۔ سمجھایا جائے۔ چنانچہ بعض ارکان نے خلافت کمیٹی کے دفتر میں ان کو سمجھایا کہ مناظرہ آریہ میں مرزائیوں کے پیش کرنے میں نقصان ہوگا۔ یعنی سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی طرف رغبت ہوگی۔ اور ان کے زہریلے اثر سے متاثر ہونگے۔"

(اہلحدیث ۵ فروری ۱۹۲۶ء)

جب انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے ارباب حل و عقد نے امرتسری مولاناؤں کی تجویز کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا تو قہر درویش برجان درویش کے مصداق وہ خود جبہ و دستار سنبھال کر میدان میں نکلے اور اپنی سنت قدیمہ کے مطابق سب کرتب دکھائے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

"اس کے بعد مجلس علماء (انجمن تبلیغ الاسلام) نے بھی متعدد جلسے کر کے آریوں کے متعلق تقریریں کیں۔ اسی اثنا میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی ۲۹ جنوری کو امرتسر میں رونق افروز ہوئے۔ تو انجمن تبلیغ نے آپکی بھی دو تقریریں کرائیں۔ جن میں مولانا موصوف نے آریوں کا ذکر بھی کیا اور مرزائیوں کے حالات سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا۔ ان تقریروں کو سن کر اکثر ناواقف مسلمان حقیقت مرزائیہ سمجھ گئے۔ الحمد للہ" (اہلحدیث ۵ فروری ۱۹۲۶ء)

مجلس علماء نے آریوں کی تو کیا تردید کی ہوگی۔ ہاں احمدیوں کو برا بھلا کہہ کر دل ٹھنڈا کر لیا ہوگا کیونکہ نا باقی

خانہ جنگی ہی میں حضرت مرد ہیں | جیب جوئی کے ہنر میں فرد ہیں
اپنوں ہی کیواسطے ہیں شعلہ خو | اجنبی غیروں کے بالکل سرد ہیں

مولوی ثناء اللہ صاحب کو احمدی مناظرین سے جو ضد ہے تو اسکی وجہ تو دراصل یہ ہے کہ ان کے سامنے اب مولویانہ طرز کا رنگ اسقدر پھیکا پڑ گیا ہے کہ اب آریوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے انہیں کوئی سمجھدار آدمی پوچھتا بھی نہیں۔ ؎

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

وہ اس زمانہ میں گذشتہ دنوں کی باتیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ مگر وہ اب کہاں ملیں۔ وہ دن چلے گئے جب خلیل خان فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ اب میدان مناظرہ میں نئے آلات حرب کی ضرورت ہے۔ جن سے مولوی ثناء اللہ صاحب محروم ہیں۔ اور پرانے ہتھیار جو ان کے پاس ہیں وہ از کار رفتہ ہیں۔ اب انہیں کوئی پوچھے تو کیونکر پوچھے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے اسی مضمون کے جواب میں انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے ایک معزز رکن کی طرف سے ہمیں ایک چٹھی موصول ہوئی ہے جس کو ہم مولوی صاحب کی تسلی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"میں نے اخبار اہلحدیث کو بڑی توجہ سے پڑھا۔ مولوی ثناء اللہ اپنی عادت کی وجہ سے مجبور ہیں۔ جلسے خدا کے فضل سے نہایت کامیاب تھے اور کسی جلسے میں حاضری چار پانچ ہزار سے کم نہ تھی۔ شائد مولوی ثناء اللہ کو خیر دین مرحوم کی مسجد کی وہ جلسی یاد رہ گئی۔ جس میں مولوی ابراہیم نے حاضرین کی کمی کی شکایت کی تھی اور آپ کے مبلغین نے جزاہم اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں کی خوب قلعی کھولی۔ اور اسلام کی لاج رکھ لی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے علماء کو ہدایت اور سمجھ دے کہ وہ ذاتی اثر کے کم ہو جانے کے خطرہ میں پڑ کر ایسی تحریروں کے شائع کرنے پر اتر آئے۔ اگر ضرورت پڑی تو میں مولوی ثناء اللہ کے اس مباحثے کو مفصل شائع کروں گا جو دھرم بھکشو سے امرتسر میں ہوا۔ باریک بین نگاہیں خدا کے فضل سے اب جانتی ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کی مخالفت کے وجوہ کیا ہیں۔ میں میدان کی پیمائش والے صاحب سے درخواست کرونگا کہ آپ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام سے مل کر پیمائش کر کے تسلی کر لیں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں دوسرے عریضہ میں مولوی ثناء اللہ کے تعامل اور اس کے اقوال میں فرق ثابت کروں گا۔ میں آخر میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ مطمئن رہیں جہاں آپکی ضرورت ہوگی آپکو بلایا جائے گا۔ اور آپ کے اخراجات اور نذرانہ ملجائے گا۔ اسمیں فرق نہیں آئے گا۔"

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ دہلی نے دہلی میں درس قرآن کریم کا انتظام کیا ہے۔ مولانا مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب جملوی نے ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء سے بعد از نماز مغرب احمدیہ ریڈنگ روم متصل لال کنواں میں روزانہ درس دینا شروع کیا ہوا ہے۔

—— بابو غلام احمد صاحب کلاشپورہ محلہ زینہ کدل سرینگر سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ خود اور ان کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں۔ سب احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— جناب بابو غلام باری صاحب ساکن تلونڈی موسے خاں ضلع گوجرانوالہ یکم فروری سے ٹریننگ کے لئے بعہدہ اسسٹنٹ انکم ٹیکس آفیسر لدھیانہ میں تعینات ہوئے ہیں۔ سب برادران سلسلہ انکی آئندہ کامیابی اور بہتری کے لئے دعا فرمائیں۔

—— ڈاکٹر حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن شہر راولپنڈی چند مشکلات میں مبتلا ہیں۔ تہجد خواں احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ انکی بہتری و کامیابی کے لئے نماز تہجد کے وقت دعا فرمائیں۔

—— آریہ سماج گوروکل گوجرانوالہ کا سالانہ جلسہ ۲۶ فروری ۱۹۲۶ء سے ۲۸ فروری ۱۹۲۶ء تک ہے۔ جن میں ہماری انجمن کو پرچہ پڑھنے کے لئے دعوت دی ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولوی عصمت اللہ صاحب اپنا [illegible]

تازہ خبریں

ہندوستان

— رنگون کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ لوکل گورنمنٹ نے ایک سال کے لئے تجربہ کے طور پر سنٹرل جیلوں میں اسکول اور لائبریریاں بنا دینے کا حکم دے دیا ہے۔ ان اسکولوں میں باقاعدہ تعلیم یافتہ اساتذہ تعلیم دینگے ۲۶ سال کی عمر کے قیدیوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا قطعی طور پر لازمی ہے۔ اور ۲۶ سے ۳۵ سال کی عمر تک کے قیدیوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا اختیاری معاملہ ہے۔

— معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ چہارشنبہ ۱۰ فروری کو حکومت ہند کی جانب سے جنوبی افریقہ کے متعلق اسمبلی میں کوئی مفصل اعلان کیا جائے گا۔ یہ بھی توقع کی جاتی ہے۔ کہ اسی روز یونین گورنمنٹ جنوبی افریقہ میں بھی کوئی اعلان کرے گی۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ سوراج پارٹی اور انڈی پنڈنٹ پارٹی کے ممبران اسمبلی اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہے ہیں۔ کہ اگر گورنمنٹ جنوبی افریقہ کے متعلق کوئی اطمینان بخش سمجھوتہ نہ کر سکی تو وہ اس بنا پر اسمبلی سے مستعفی ہو جائیں گے۔ اور پبلک میں ایک ایجی ٹیشن برپا کریں گے۔

— بمبئی۔ ۱۱ فروری۔ مجلس مقننہ بمبئی کے آئندہ اجلاس میں جو ۲۱ فروری سے شروع ہو جائے گا۔ غیر سرکاری ارکان نے تقریباً ۱۲۰ سوالات ایسے کئے ہیں۔ جو عام دلچسپی کے ہیں۔

مسٹر لالجی نرائن جی یہ تجویز پیش کریں گے۔ کہ ان تمام کارخانوں میں جن کا انتظام حکومت کے ماتحت ہوتا ہے۔ نیٹال اور جنوبی افریقہ کا کوئلہ نہ استعمال کیا جائے۔

— لاہور۔ ۱۳ فروری۔ لاہور میونسپلٹی نے آغا محمد صفدر کو جو پنجاب کانگریس کمیٹی کے صدر رہ چکے ہیں۔ اور ایک بڑے پکے تارک موالات تھے محصولات کا افسر مقرر کیا ہے۔ ان کی تنخواہ سات سو روپے ماہانہ سے شروع ہوگی۔ اور نو سو تک جائے گی۔

— دہلی۔ ۱۳ فروری۔ ہندوستان کی صنعتی و تجارتی کانگریس (انڈین انڈسٹریل اینڈ کمرشل کانگریس) کا اجلاس ۱۹ و ۲۰ فروری کو منعقد ہوگا۔ لالہ ہرکشن لال اس کے صدر ہوں گے۔ کانگریس مذکور کی سبجکٹس کمیٹی کا جلسہ ۱۸ فروری کی سہ پہر میں ہوگا۔

— کلکتہ۔ ۱۱ فروری۔ سکرٹری مجلس استقبالیہ اطلاع دیتے ہیں کہ جمعیۃ العلماء کے ساتویں اجلاس کی تیاریاں ہو رہی ہیں ان اہم اور ضروری مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو اس وقت درپیش ہیں یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ ہندوستان کے تمام حصوں سے علماء کرام تشریف لائیں گے۔ جن کی خدمت میں دعوتی خطوط پہلے سے بھیجے جا چکے ہیں۔ جو صاحب کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں۔ وہ ۵ مارچ یا اس سے قبل مولانا احمد سعید صاحب کے پاس بھیجدیں۔ جو آج کل کلکتہ میں مقیم ہیں۔

— لکھنؤ۔ ۹ فروری۔ ہز ایکسیلنسی سر ولیم میرس کی تشریف آوری پر راجہ اعجاز رسول آف جہانگیر آباد نے دس ہزار کا ایک عطیہ ہز ایکسیلنسی کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اس رقم میں سے ۵ ہزار مسلم یونیورسٹی میں "اسکالرشپ" قائم کرنے کے لئے دیئے جائیں گے اور باقی ۵ ہزار کسی دوسرے خیراتی کام میں جسے ہز ایکسیلنسی مناسب سمجھیں خرچ کئے جائیں گے۔

— کرنال۔ ۱۰ فروری۔ پانی پت کے مقدمہ فسادات میں مسٹر ...... اسپیشل مجسٹریٹ نے فیصلہ سنا دیا۔ مجسٹریٹ نے تمام ملزمین کو زیر دفعہ ۱۴۵ تعزیرات ہند مجرم قرار دیا۔ اور پانی پت کے چار بنیوں کو چھ ماہ قید سخت بامشقت کی سزا دی مجمع کے دو آدمیوں کو جنہوں نے ایک کانسٹیبل پر حملہ کیا تھا تین ماہ قید سخت کی۔ چھ جاٹوں کو جو مجمع کے قائد تھے ایک ماہ قید سخت کی اور پچاس روپیہ جرمانہ اور بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ایک ماہ کی مزید قید۔ دس جاٹوں کو ایک ماہ قید سخت بامشقت باقی ملزمین کو زیر دفعہ ۵۶۲ تعزیرات ہند تنبیہ کے بعد چھوڑ دیا۔

— مسٹر ایل۔ جی۔ مارلی مین نے دہلی کی تشریف آوری فی الحال ملتوی کر دی ہے۔ اب آپ غالباً اوائل مارچ میں آئیں گے۔

ممالک غیر

— لنڈن۔ ۱۱ فروری۔ مارننگ پوسٹ کے سیاسی نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ باوثوق ذرائع سے اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا عنقریب غیر سرکاری طور پر لنڈن جائیں گے۔

— پیرس ۱۱ فروری۔ جنرل ڈریرا جب بارسلونا گئے تو ان کی جان لینے کے لئے متعدد حملے ہوئے۔ شہر کے مختلف حصص میں سات بم پھینکے گئے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ سنڈیکیٹ اور کمانسٹ انتہا پسندوں نے حملے کئے ہیں۔ کہ گذشتہ سال جن لوگوں نے حملے کئے تھے اُن کے مقدمہ پر کچھ اثر ڈالا جائے۔

حیفا سے ہم کو معلوم ہوا ہے۔ کہ فرانسیسی حکام اراکین دروز کو جو درغا میں قید ہیں برابر زد و کوب کرتے ہیں۔ تاکہ انفصال دمشق کی درخواست پر اُن سے دستخط حاصل کریں۔

مجاہدین نے ایک فوج طیار کی ہے جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار نفوس ہے۔ اور جس کی قیادت مقعب باب الطرش اور رعقلہ یک نظامی جبل دروز کے عیسائیوں کے لیڈر کے ہاتھ میں ہے۔ تاکہ بصری پر قبضہ کر لیا جائے۔ (حمرررر)

— رگبی۔ ۱۲ فروری۔ موٹر کے ذریعہ سے چلنے والا سب سے بڑا "اسٹیوریاس" نامی جہاز اب بالکل تیار ہو گیا ہے۔ اور ساؤتھمپٹن میں ہر شخص اُسے دیکھ سکتا ہے۔ یہ جہاز سب سے پہلے جنوبی امریکہ ۲۶ فروری کو جائے گا۔ اس جہاز کی تعمیر رائل میل اسٹیم پیکٹ کمپنی نے کی ہے۔ یہ کمپنی اس وقت اس قسم کے ۱۵ جہازوں کی تعمیر میں مشغول ہے۔ "اسٹیوریاس" ۲۲ ہزار پانچ سو ٹن کا بوجھ لے جا سکتا ہے۔

— لنڈن۔ ۱۱ فروری۔ دارالعوام میں کرنل ہیری دستے کے سوال کے جواب میں مسٹر اسٹینلے بالڈون (وزیر اعظم) نے کہا کہ شریف حسین معزول شاہ حجاز کو کسی قسم کی مالی امداد نہیں دی جا رہی ہے۔

— کیپ ٹون۔ ۱۱ فروری۔ جدید ایشیاٹک بل میں کیپ میں جو ہندوستانیوں پر قیود عاید کی گئی ہیں۔ وہ نہایت افسوسناک ہیں۔ اخبار کیپ ٹائمس لکھتا ہے۔ کہ کیپ کے ہندوستانیوں کے ساتھ تفریق کا یہ برتاؤ نہایت غیر منصفانہ ہے اور انسانیت سوز ہے۔ اور کیپ میں ہر قوم کے لوگوں کے ساتھ جو رواداری کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اس کے بالکل خلاف ہے۔

— کیپ ٹاؤن۔ ۱۵ فروری۔ آج صبح کو مسٹر سی ایف اینڈریوز نے جمعیت کے ان ارکان سے جن کا تعلق مزدور پیشہ جماعت سے ہے۔ تقریباً دو گھنٹہ گفتگو کی ساری کارروائی خفیہ ہے۔

تکمیل برلن مسجد کیلئے احباب کی فوری توجہ درکار ہے

جیسا کہ جلسہ سالانہ پر احباب کو واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ اسوقت علاوہ دیگر سات ہزار روپے کے قریب اس مسجد کیوجہ سے مقروض ہے اور ابھی اسکی تکمیل وغیرہ کیلئے ایک کافی رقم درکار ہے جس کیلئے سب احباب نے جو جلسہ میں موجود تھے ایک ایک رقم اپنے ذمہ لیکر ۲۰ مارچ تک اس کے بھجوانے کا وعدہ فرمایا تھا ان سب احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ان رقوم کی فراہمی کے لئے بڑی سرگرمی سے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں اور جسقدر رقم جمع ہوتی رہے وہ ساتھ بھجواتے رہیں تاکہ اسطرح جو کام انہوں نے اپنے ذمہ لیا تھا اسکا حق ادا ہو۔

(۲) اس کے علاوہ اکثر احباب کے پاس برلن مسجد کی کاپیاں موجود ہیں جو کہ فروخت یا چندہ کی غرض سے انہیں بھجوائی ہوئی ہیں ایسے سب احباب کو بھی پوری توجہ اور کوشش سے ان دو ماہ کے اندر اندر ان کاپیوں کی رقم فراہم کر کے انجمن کو بھجوا دینی چاہیئے تاکہ یہ کام خدا کے فضل اور انکی ہمتوں سے جلد تکمیل کو پہنچے۔

(۳) گذشتہ سے گذشتہ سال دسمبر ۱۹۲۶ء کے جلسہ پر اکثر احباب نے جرمن مشن کی ضروریات کے لئے مستقل طور پر سالانہ رقوم دینے کا وعدہ فرمایا تھا جن میں سے بعض احباب ایسے ہیں جنہوں نے باوجود سال گذر جانے کے ان رقوم کو ابھی ادا نہیں فرمایا۔ اور ایک حصہ ابھی باقی ہے ایسے تمام احباب کو بالخصوص توجہ فرما کر اپنی رقوم جلد بھجوا دینی چاہئیں۔ کیونکہ اب دوسرا سال شروع ہے جس میں اس سال کی رقم بھی ان کو ادا کرنی ہوگی۔ والسلام

ظہور احمد

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نیا سال نئی امنگیں

۱۹۲۷ء کی آمد میں آنکھیں سر راہ تھیں شکر کا مقام ہے کہ سال بعد ہمارا معزز مہمان آیا۔ گذشتہ سال کے تحائف کا بیش بہا ذخیرہ اپنے ہمراہ لایا جس سے ہمارے ہمارے بچوں اور ملازموں کے دامنوں کو بھر دیا۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ ہم ایسے قابل قدر مہمان کے لئے اچھے میزبان ثابت ہوں۔ ہم پہلے سے جس قدر تیاریاں کر چکے تھے ان میں کچھ مزید اضافہ کی ضرورتیں درپیش ہوئیں۔ گذشتہ سال میں ہم نے جن انتہائیش مہمانوں کے جو مدارات کئے وہ ہم سے خوش گئے اور ہمارے لئے اچھے ریمارکس چھوڑ کر گئے۔ اسوقت ہماری انتہائی کوشش یہ ہے کہ ہمارا یہ مہمان بوقت رخصت ہمارے حق میں وہ اعلےٰ ریمارکس لکھنے پر مجبور ہو جائے جو ہمارے گذشتہ ۲۸ سالہ ریکارڈ میں نہ پائے جائیں۔ مگر اس میں ہمیں اپنے معزز دوستوں اور معاونوں سے (جو عرصہ دراز سے ہر طرح سے ہماری دستگیری کرتے آئے ہیں) التجا ہے کہ امسال بھی ہماری کشتئی امید کو مخالف ہوا سے بچانے میں ہماری دستگیری کرتے رہیں۔ ہمارا پروگرام سال رواں کے لئے حسب ذیل ہے۔

ہمارا مقوی مصالح اور دیگر مجرب و مفید ادویہ (جو تعداد میں سولہ ہیں) ملک کے ہر گوشہ و ہر حصہ میں تجارتی نرخوں سے تاجران ملک کے پاس پہنچا دی جائیں۔ تاکہ خریدار انتظار اور خرچہ وی پی سے بچے رہیں۔ اور ملکی تاجروں کو مالی فائدہ ہو۔

مفرح خوشگوار اور لذیذ شربت ملک کے ہر معزز گھرانے میں براہ راست اور تاجران ملک کے ذریعہ پہنچا دئے جائیں۔ جن کے استعمال سے وہ آئندہ دوسرے شربتوں کو بھول جائیں۔ امید کامل ہے کہ امسال ہمارے تھوک خریداروں کی تعداد پانچ ہزار سے تجاوز کر کے دس ہزار تک پہنچ جائے گی۔

فہرستیں۔ کیلنڈر۔ سادی جوس کا غذ۔ پوسٹر۔ اشتہار۔ شو بورڈ۔ تصاویر بکثرت تیار کرائی گئی ہیں۔ جو عام پبلک میں پرچون اور تھوک کے خریداروں میں تقسیم ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ آپ بھی ہمارے نام پر ایک پوسٹ کارڈ کی قربانی کیجئے۔ خوشنما رنگ پیدا کرے گی۔

دہلی نمبر

شیخ غلام رسول اینڈ سنز ہال لاہور

سول انجینئرنگ کالج کپورتھلہ

بہ سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ۔ سال گذشتہ ہر کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائز کر لیا ہے۔ یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت اخبارات اور انجینئرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط۔ نظم و نسق اور اسٹاف کی تعریف فرمائی ہے سب اوورسیر و سب انجینئر کلاسز کے پراسپکٹس بلازم شدہ طلباء کی فہرست معہ احکام سرٹیفکٹ مینجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت طلب کریں۔

زندگی اور موت کا سوال

محکمہ حفظان صحت پنجاب کی طرف سے ۱۹۲۴ء کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی جسمانی صحت نہایت قابل رحم حالت میں ہے اس سال کے دوران میں مسلمان مرد و زن کی جو موتیں واقع ہوئی ہیں۔ ان کی تعداد بہ نسبت ان موتوں کے جو دوسری اقوام میں ہوئی ہیں بہت زیادہ ہے بمقابلہ مسلمان بچوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ اس رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ ۱۹۲۴ء کے شروع میں جو وبائے طاعون پھیلی تھی۔ اس کے باعث ان دہاتی رقبوں کی تعداد اموات جن میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی۔ ان دہاتی رقبوں کی تعداد اموات سے جن میں ہندو عنصر غالب ہے۔ بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اگر موت کی یہی رفتار رہی تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ پنجاب کے مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوگا

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ چونکہ مسلمان صفائی کا کماحقہٗ خیال نہیں رکھتے۔ اس لئے موت کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ صفائی سے بے اعتنائی مسلمانوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا رہی جتنا کہ مسئلہ توکل کا غلط مفہوم ان کو تباہ کر رہا ہے جب کبھی کوئی وبا پھیلتی ہے۔ تو وہ اس سے بچنے کے لئے نہ صرف کوئی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ دیدہ و دانستہ اس کا شکار ہو جانا مذہب کا جزو سمجھتے ہیں۔ مثلاً ۱۹۲۴ء کے شروع میں جب لاہور میں طاعون زوروں پر تھی۔ تو بلدیہ لاہور اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے انسدادی تدابیر اختیار کی گئی تھیں احمدیہ انجمن نے مسلمانوں کو اس آفت ناگہانی سے بچانے کے لئے نہایت وسیع پیمانہ پر انتظام کیا۔ بے شمار گھروں کو صاف کر دیا۔ ہر ایک محلہ میں سب کمیٹیاں قائم کر کے فینائل کری نول اور چونہ وغیرہ کی تقسیم کا بندوبست کیا۔ لیکچروں اور پمفلٹوں کے ذریعے سے مسلمانوں کو اس طرف راغب کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ صاف ستھرے رہیں گھروں کو صاف رکھیں۔ ٹیکہ لگوائیں اور اگر محلہ میں بیماری پڑ جائے تو محلہ چھوڑ کر باہر چلے جائیں چنانچہ شہر سے باہر انجمن نے اس غرض کے لئے خیمے اور جھونپڑیاں لگوا رکھی تھیں بہتیرے لوگوں نے اس انتظام سے فائدہ اٹھایا مگر پھر بھی بعض لوگ ایسے تھے جنہوں نے انسدادی تدابیر پر پورے طور پر عمل نہ کیا اور اپنے خانہ ساز توکل پر قائم رہنے کی کوشش میں ملک عدم کو رواں ہے۔ توکل کا یہ غلط مفہوم جو عام مسلمانوں کے اندر پایا جاتا ہے یہ کم علم ملاؤں کی عنایت سے ہے ضرورت ہے۔ کہ مسلمان لیڈر اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ کریں۔ اور مسلمانوں کو نہ صرف صاف اور ستھرا رہنے کی ہدایت کریں بلکہ توکل کے اس غلط مفہوم کو جو عام مسلمانوں کے اندر پایا جاتا ہے جڑ سے اکھاڑ دیں تاکہ جب کبھی کوئی وبا آئے تو وہ اس سے محفوظ رہنے کے لئے تمام انسدادی تدابیر اختیار کریں +

بقیہ صفحہ ۸ کالم ۳ :- نزدیک مقدس مقام اور بت پرستی کے مذہب کا مرکز ہے۔ جہاں دریائے گنگا کے کنارے بت خانوں کا ایک جنگل ہے کیا وہاں ایک بت خانہ بھی حضرت اورنگ زیب نے ڈھایا یا ایک بت بھی نکال کر پھینکا حالانکہ خیال شد صاحب نے جھولی بھر بھر کر بت دریا میں بہائے صرف اتنا کیا کہ بت خانے کے پاس ایک مسجد بنا دی تاکہ کوئی توحید کا پرستار وہاں جا پہنچے تو اس کی عبادت کے لئے بھی کوئی مقام موجود ہو

پس ایک طرف یہ عملی نمونہ اور دوسری طرف اسلام کی تعلیم واضح طور پر مذہبی رواداری کی حمایت کے متعلق ہمارے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتی کہ ہم یہ مان سکیں کہ کوئی مہدی تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان بنائیگا مسیح موعود زبردستی صلیبوں کو توڑتا پھریگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اصولی طور پر مسیحیت کو فنا کر دیگا۔ اور ایسے حربے مسلمانوں کے ہاتھ میں دیدیگا کہ مسیحیت اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکیگی وہ جو ظلم کرے گا اسلام کی تعلیم کے مطابق کریگا نہ کہ اسکے خلاف کیونکہ [illegible]

اسلامی دنیا

حکومت ترکی نے ڈنمارک کے پایہ تخت کوپن ہیگن کے ایک کارخانہ کو جو یورپ بھر میں ہوائی جہازوں کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔ ۵۰ مختلف قسم کے جنگی جہاز بنانے کا حکم دیا ہے

ایران میں ہوائی ڈاک کا سلسلہ

طہران ۱۰ فروری مجلس نے جنکر کمپنی سے بوشہر طہران انزالی کے مابین ہوائی ڈاک کے لئے معاہدہ کی تصدیق کر دی +

کیا مصطفٰے کمال لنڈن جا رہے ہیں؟

انگورہ ۱۲ فروری یہاں اس خبر کی تردید کی جا رہی ہے۔ کہ غازی مصطفٰے کمال پاشا لنڈن جا رہے ہیں

طرابلس میں اٹلی کا اقدام

فوجی دستہ نخلستان جنوب میں داخل ہو گیا اور دیسی رؤسا و امرا کی آنکھوں کے سامنے اطالوی جھنڈا گاڑ دیا گیا۔ اور اطالوی پھریرا اڑایا گیا عربی سرداروں میں محمود سنوسی بھی شامل ہیں جو سلسلہ سنوسیہ کے بانی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان عربی سرداروں نے ظاہری اطاعت کا اظہار کر دیا ہے۔ نیم سرکاری طور پر بیان کیا ہے کہ یہ رسم پورے امن وسکون کے ساتھ عمل میں آئی کسی قسم کی مخالفت کا اظہار نہیں ہوا۔ ہوائی جہازوں نے اعلانات برسائے جن میں وعدہ کیا گیا ہے۔ کہ مقدس مقامات کی حرمت وعزت برقرار رکھی جائے گی۔ شریف پاشا کو مقدس مقامات کا نگران بنا دیا گیا ہے

تازہ حملہ کی تیاریاں

پیرس ۹ فروری پتی جورنال کا بیان ہے۔ کہ یہ جو خبریں آئی تھیں کہ عبدالکریم ضلع تازہ میں بہت جارحانہ پیش قدمی کرنے کی تیاریاں میں مصروف ہیں فرانسیسی جاسوسوں نے مراکش سے جو اطلاعات ارسال کی ہیں۔ ان سے مذکورہ بالا خبروں کی تصدیق ہو گئی ہے۔ ان اطلاعوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس پیش قدمی کی وجہ کپتان کینک کے مساعی کی ناکامی اور فرانسیسی سیاست دانوں کی وہ جد وجہد ہے جو موجودہ سرما میں جاری رہی اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد قبائل نے اطاعت قبول کر لی (راستہ بیمین)

عورتوں کے حقوق

قسطنطنیہ ۸ فروری مجلس ملیہ انگورہ نے متفقہ طور پر ایک جدید قانون دیوانی پاس کیا ہے۔ جس میں تقریباً نو سو دفعات ہیں جو سب تقریباً مغربی طرز زندگی کے متعلق ہیں۔ ان دفعات میں خصوصیت سے عورتوں کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں مردوں کے مساوی حقوق طلاق دئے گئے ہیں۔ اور تعداد ازدواج کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نیز عیسائیوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کی شادی کو بھی منع کیا گیا ہے

دمشق میں رائق ریلوے لائن بھی کٹ گئی

دمشق رائق ریلوے کے بھی کاٹے جانے کی خبر آئی لیکن اس لائن پر کوئی حادثہ نہیں ہوا +

دمشق میں گولہ باری

لنڈن ۱۹ فروری بیروت کی اطلاع مظہر ہے کہ دمشق کے مشرق میں حامیان آزادی پر گولہ باری کی گئی +

انگورہ سے واپسی پر برطانی سفیر کی رپورٹ

لنڈن ۱۱ فروری دارالعلوم میں کپتان دیجوڈ کے سوال کے جواب میں سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ برطانوی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی رپورٹ جو انہوں نے انگورہ سے واپسی پر بھیجی ہے۔ حکومت غور کر رہی ہے

ہندو دنیا

ہندو دھرم کیا ہے؟

لالہ ہردیال جی۔ ایم اے سویڈن سے لکھتے ہیں کہ "ہندو دھرم میں پجاریوں نے اپنے فایدہ کے لئے ہزاروں نئے بیہودہ رواج جاری کر دئیے ہیں ٹکا پجاری کے ارپن کئے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے مندر میں دیوتا کی پوجا ہو یا تیرتھ یاترا۔ ماں باپ کا شرادھ ہو۔ یا لڑکے۔ لڑکی کی جنم پتری لکھی جائے یا بیاہ کیا جائے یا مرنے کے بعد کریا کرم ہو الغرض زندگی کے ہر کونے میں پنڈت جی مہاراج ہاتھ پسارے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس کو اگر کوئی اہنسا قرار دیتے ہیں سینکڑوں دیوتاؤں کی پرستش کرنا انسانی دماغ کو پنجرے میں قید کرنا ہے ہندو دھرم میں تو دیوتاؤں کی کچھ حد ہی نہیں رہی ہے۔ سورج چاند ستارے۔ تلسی کا درخت بندر سانپ سب خاص پوجا کے ہو گئے ہیں اور سب جگہ ٹکہ کا چڑھانا دھرم ہے۔ پوجا کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔ یہ سب خلاف عقل پاکھنڈ صرف پیسے کمانے کے لئے ہی رچایا گیا ہے۔ قدیم عصر میں بھی پجاری اس طرح لوگوں کو ٹھگتے تھے علاوہ اس کے چوکہ کھانا دھرم ہے۔ مگر یہاں بھی کچی اور پکی رسوئی کے فرق کا سوال بڑا اگرا ہے۔ فلاں شخص کے ہاتھ سے کھانا کھانے سے دھرم بگڑ جائیگا۔ الغرض سارا دھرم پیٹ اور رسوئی سے تعلق رکھتا ہے" (آریہ گزٹ کارشی بدھ نمبر مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء)

سوامی دیانند کا فوٹو

"لائلپور پوراک شریمتی (مراد سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا سے ہے۔ پیغام صلح) کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ جو شرارت شروع ہوتی ہے۔ اس کی ابتدا لائلپور سے ہوتی ہے۔ اس وقت پنجاب میں جو آریہ سماجیوں و سناتنیوں کے درمیان کشیدگی کی خلیج حائل ہو رہی ہے وہ اس لائلپور شریمتی کی کرپا ہے۔ اب لائل پور سے شریمتی کے کسی ایجنٹ نے ایک کتاب دیانند بھاؤ چتراولی شایع کی ہے جسے پڑھ کر ایک آریہ پرش کے جذبات مشتعل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یوں تو اس کی سب ہی تصاویر دل کو ٹھیس پہنچانے والی ہیں۔ لیکن دو تصویریں ایسی ہیں جن کو دیکھ کر ہی جذبات بے اختیار قابو سے باہر نکل جاتے ہیں۔ پہلی تصویر میں سوامی دیانند کو نچایا جا رہا ہے۔ اور دو آدمی جن کی شکل ہو بہو پنڈت لیکھرام جی اور پنڈت گورودت جی سے ملتی ہے طبلہ و سارنگی بجا رہے ہیں۔ دوسری تصویر میں ایک بیل۔ بکرا اور مینڈک کھڑا کیا گیا ہے اور سوامی جی کو بیل کے پیچھے کھڑا کر کے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سوامی جی بیل کے ساتھ بھوگ (جماع) کر رہے ہیں" (آریہ ویر راولپنڈی مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۶ء)

پنڈت مالوی کی شدھی

دہلی میں آریہ سماج چاوڑی بازار کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جو دلت ادھار کانفرنس ہوئی ہے۔ اس میں پنڈت مدن موہن مالوی نے شدھی اور سنگھٹن کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

"جو بھائی ہندو دھرم سے زبردستی یا بھول سے چلے گئے ہیں۔ انہیں پھر ہندو دھرم میں لانا پاپ نہیں گنگا ماتا کا پوتر جل ایک ہندو کو ۱۲ مرتبہ مسلمان ہونے پر بھی شدھ کر سکتا ہے۔ شدھی تو ہندوؤں کی رکھشا (حفاظت) کا ہتھیار ہے"

(مسلمانو... پڑھو اور عبرت حاصل کرو۔ پیغام صلح)

آرہ میں آریہ اپدیشک کی زبان بندی

آریہ اپدیشک کنور سکھ لال نے آرہ میں چند ایک لیکچر اسلام کے خلاف دیئے جن میں سوامی دیانند جی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نہایت بدزبانی سے کام لیا آخر مجبور ہو کر ضلع مجسٹریٹ کو زیر دفعہ ۱۴۴ انکی زبان بندی کا حکم دینا پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کنور سکھ لال نے اعلان کیا ہے کہ اگر ۱۸ فروری شام کے پانچ بجے تک حکم واپس نہ لیا گیا تو میں اسکی خلاف ورزی [illegible]

تازہ خبریں

ہندوستان

ڈاکٹر پلے اسسٹنٹ سکرٹری جمعیتہ اقوام کے ایک بیان سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان پر لیگ اقوام کا ۴۵ ہزار پونڈ سالانہ کا بوجھ ہے

موجودہ وائسرائے کی روانگی اور نئے وائسرائے کی آمد پر بمبئی میں خوب دھوم دھام سے انتظام کیا جا رہا ہے اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے سوراجی ممبروں نے اس دھوم دھام میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے +

مدراس کارپوریشن نے قرارداد پاس کی ہے۔ کہ میونسپل سکولوں میں سوت کاتنا لازمی قرار دیا جائے اور میونسپل ملازموں کو کھدر کی وردیاں دی جایا کریں

مدراس۔ یونیورسٹی کے سامنے یہ تجویز پیش کی جانے والی ہے کہ مہاتما گاندھی کو ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری دی جائے +

بھیلوں نے بمبئی گورنمنٹ کو میموریل ارسال کیا ہے کہ ہمیں بھی کونسل میں حق نمائندگی دیا جائے

ہندو سبھا کی صدارت کے لئے پنجاب ہندو سبھا نے اپنی آخری سفارش بھائی پرمانند کے حق میں کی ہے

سردار مہتاب سنگھ وغیرہ سکھ لیڈروں کی رہائی کے روز سے اکالیوں میں جو پھوٹ نمودار ہو گئی ہے۔ اسے دور کرنے کے لئے پنڈت مالوی جی امرتسر آ رہے ہیں

میاں چنوں ضلع ملتان میں ایک کنواری ہندو لڑکی ناجائز حمل کا ہمشنت یا بچہ ضائع کرنے کے الزام میں گرفتار ہے دائی اور لڑکی کا چچا بھی حوالات میں ہیں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اس کو اس کے چچا کا حمل تھا

مدراس ۱۲ فروری اس خفیہ گشتی چٹھی کا مضمون جس میں حکومت مدراس نے اپنے ملازموں کو ہندو مہا سبھا میں شرکت سے ممانعت کر دی ہے۔ اور جسے کونسل میں پیر کے دن باوجود انتہائی اصرار کے حکومت نے ظاہر کرنے سے انکار کر دیا ہے اب دستیاب ہو گیا ہے۔

مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۵ء

وہ حکومت کی توجہ اس واقعہ کی طرف مبذول کی گئی ہے کہ بعض سرکاری عہدیداران آل انڈیا ہندو مہا سبھا کے رکن بن گئے ہیں۔ حکومت کا خیال ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کرے گی اور اس بنا پر یہ مناسب نہیں ہے کہ سرکاری افسر اس میں شریک ہوں۔ لہذا تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور دیگر افسران محکمہ جات سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس امر کا خیال رکھیں۔ کہ ان کے ماتحت کوئی سرکاری افسر اس جماعت کا رکن نہ بنے +

مدراس ۱۲ فروری حکومت مدراس کے ایک حکم کی رو سے جنوبی ہند میں ہندی کی اشاعت روک دی گئی ہے خبر ملی ہے کہ حکمنامہ کے یہ الفاظ ہیں

اُن علاقوں کے سوا جہاں ہندی یا اور کوئی ملتی جلتی زبان بولی جاتی ہو اسکولوں میں ہندی نہ پڑھائی جانی چاہیئے اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل کونسلوں اور سیکنڈری تعلیمی بورڈوں اور افسران امتحانات اور محاسبین کو اسکولوں کی منظوری دیتے یا واپس لیتے وقت یا حساب کا جائزہ لینے وقت اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے +

احمد آباد ۱۴ فروری گاندھی جی نے اپنی اس رائے کا نہایت پختہ طور پر اظہار کیا ہے کہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی نجات صرف اسی صورت میں ہے کہ وہ اپنے اوپر پورا یقین رکھیں اور اپنے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کریں انہیں یقین ہے کہ دنیا کی رائے عامہ کے سامنے جنوبی افریقہ کو بھی ہار ماننی پڑے گی گاندھی جی نے بشرط ضرورت جنوبی افریقہ جانے کے لئے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے لیکن اس ضرورت کا فیصلہ حق خود اپنے ہی لئے رکھا

چھوڑا ہے

ایک پریس کمیونک مظہر ہے۔ کہ حضور وائسرائے بہادر نہایت مسرت سے ایم۔ لئے۔ ایم۔ اسکو کمشنر حالت راولپنڈی کو دہلی کا چیف کمشنر مقرر فرماتے ہیں جبکہ مسٹر ای آر۔ ایبٹ آئندہ ابتدائے اپریل میں اپنی جگہ خالی کر دیں گے +

امرتسر ۱۵ فروری ڈپٹی کمشنر امرتسر نے ایک نوٹس شائع کیا ہے جس میں عام پبلک کو یہ اطلاع دی ہے کہ مختلف فرقوں اور جماعتوں کے درمیان باہم مذہبی مباحثوں اور مناظروں کے ایک ایسی حالت پیدا ہو گئی ہے جس سے نقص امن کا اندیشہ ہے اور اس بنا پر ایسے مناظروں کے منعقد کرنے والے دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند کے ماتحت آ سکتے ہیں +

نئی ہفتے سے ہندو اور مسلمانوں آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کے درمیان خوب مناظرے ہوتے ہیں جن کو دیکھنے کے لئے ہزارہا لوگوں کا ایک ہجوم ہوتا ہے اور بعض وقت ان کی طرف سے نہایت جوش و خروش کا بھی اظہار کیا جاتا ہے

مدراس ۱۵ فروری کوچین کا ایک پیغام مظہر ہے کہ گذشتہ "آگرہ" نامی جہاز منارہ روشنی (لائٹ ہوس) کے قریب دلدل میں اب تک پھنسا ہوا ہے اور پھر بھی اس کے کھینچنے کی کوشش کی گئی لیکن یہ کوشش بھی بیکار رہی جہاز کا کپتان مسٹر طامس پر اس یکبارگی بیمار ہو گیا ہے اور اگرچہ اس کا اصرار یہی تھا کہ اسے جہاز پر رکھا جائے لیکن اسے ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا ہے +

دہلی ۱۳ فروری ہفتہ مختتمہ ۷ جنوری ۱۹۲۶ء میں تمام سرکاری ریلوں سے دو کروڑ ۱۳ لاکھ روپیہ گذشتہ سال اسی زمانہ کی آمدنی سے ۹ لاکھ روپیہ کم آمدنی ہوئی ہے۔ یکم اپریل ۱۹۲۵ء سے ۳۰ جنوری ۱۹۲۶ء تک کل آمدنی ۸۰ کروڑ ۲۱ لاکھ روپیہ ہوئی ہے۔ گذشتہ سال اسی عرصہ میں ۸۱ کروڑ ۴۱ لاکھ روپیہ ہوئی تھی +

مدراس ۸ فروری نوٹی کور کا ایک پیام مظہر ہے کہ آنریبل راجہ صاحب ٹلنگل دربہ خاص حکومت مدراس نے بحر مدراس سے موتی نکالنے کا افتتاحی رسم ایک بڑے مجمع کے سامنے ادا کی +

لاہور ۹ فروری ریواڑی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پنجاب کانگرس کے مصالحتی بورڈ کی ایک جماعت سردار دول سنگھ کو بشر کی سرکردگی میں یہاں پہنچی۔ اور اس نے ہندو مسلمان لیڈروں سے مل کر گفتگو کی۔ یہ جماعت ہندو مسلمانوں میں صلح کرانے کی کوشش کر رہی ہے چنانچہ اس غرض سے کل لوگوں کا ایک جلسہ بھی منعقد کیا گیا ہے +

شملہ ۸ فروری مقدمہ پانی پت کے چار ملزمین اور کمار سزا یافتگان کے ایک وکیل صفائی راج کرشن نے لفٹننٹ کرنل ارڈبلیو ای لوئیس سشن جج انبالہ ڈویژن کی عدالت میں ضمانت کی درخواست پیش کی فاضل جج نے دلائل کو سننے کے بعد آج دو ہزار روپیہ فی آدمی کی ضمانت اور دو ضامن لے کر رہا کر دیا ہے

ممالک غیر

ہانگ کانگ۔ ۱۱ فروری سات مسلح بحری ڈاکوؤں نے فرانسیسی جہاز جادہ پر جو ہانگ کانگ سے وانگ چوان جا رہا تھا۔ حملہ کر دیا۔ کپتان اور اہل جہاز کو حراست میں لے لیا۔ کپتان کے ریوالور کے زور پر مجبور کیا کہ وہ جہاز کا رخ خلیج بیس کی طرف کرے۔ تقریباً آٹھ ہزار ڈالر کی چاندی اپنی کشتی میں منتقل کیا اور جہاز پر سے اتر پڑے ملاحوں اور مسافروں کو کوئی گزند نہیں پہنچایا گیا +

شنگھائی۔ ۹ فروری پولیس نے ایک سو چینی قیدیوں کو جو البیسی لسپل جیل سے دیوار توڑ کر باہر جانے سے روکتے وقت آگ لگا دی جن میں سے پانچ چینی قیدی تو جان سے مر گئے اور گیارہ زخمی ہو گئے پولیس کا صرف ایک آدمی زخمی ہوا

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

پیغام صلح اخبار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمده از مادریم — هم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق که قرآن نام اوست — بادهٔ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد هست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مهر او با شیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواهد شدن
هست او خیر الرسل خیر الانام — هر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم هر آبے که هست — زو شده سیراب سیرابے که هست
آنچه ما را وحی و ایمائے بود — آن نه از خود از همان جائے بود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما ازو یابیم هر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست — هر چه زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبرهائے معاد — هر چه گفت آن مرسل رب العباد
آن همه از حضرت احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است
معجزات و همه حق اندر رو است — منکر آن همه ملعون خدا است
معجزات انبیائے سابقین — آنچه در قرآن بیانش بالیقین
بر همه از جان و دل ایمان ماست — هر که انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

ہر بدھ وار کو شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ صہ ششماہی ہے سہ ماہی عہ
طلباء سے سالانہ سے

جلد ۱۴ | المسیح مدینۃ اٰھو دیوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۷ شعبان ۱۳۴۴ھ ہجری مطابق ۳ مارچ ۱۹۲۶ء عیسوی | نمبر ۱۶

غلو کی تازہ مثال

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

ایک دفعہ قدم غلط رستہ پہ پڑجائے خواہ وہ رستہ افراط کا ہو یا تفریط کا۔ مخالفت کا ہو یا غلو کا اگر خدا کا فضل شامل حال ہو کر اس کی اصلاح نہ کردے تو وہ قدم غلط رستے پر پڑتا ہی چلا جاتا ہے جناب میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی بناکر غلو کی راہ پر جو قدم مارا۔ تو وہ دن بدن بڑھتا ہی گیا۔ ابھی حال کا ہی ایک واقعہ سن لیجئے۔

۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو حضرت خلافت مآب نے خطبہ جمعہ میں جو نکتہ آفرینیاں فرمائی ہیں۔ ۹ فروری ۱۹۲۶ء کے الفضل میں شائع ہوئی ہیں ان میں حضرت مسیح موعودؑ کو آپ سے پہلے کے تمام نبیوں کے بالمقابل کھڑا کرکے بعض خصوصیات اور فضیلتیں ایسی بیان فرمائی ہیں جن کے متعلق میاں صاحب موصوف کو دعوےٰ ہے کہ وہ مسیح موعودؑ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ چنانچہ ان باتوں میں سے دو امور خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور وہ ہیں "اصلاح" اور "امید" ان دونو امور کے پیش کرنے میں حضرت مسیح موعود کا مقام بقول میاں محمود احمد صاحب پہلے کل نبیوں پر فوق اور فضیلت رکھتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ "اور امید سے میری مراد یہ ہے کہ جو مقصد وحید انسان کے سامنے ہے اسکے حصول کے لئے گوناگوں اور رنگا رنگ کی قابلیتیں اس میں پیدا کی گئی ہیں یہ خیال ہے جو پہلے کسی نبی نے اس زور اور اس قوت اور اس وضاحت کے ساتھ دنیا میں پیش نہیں کیا جس زور اور وضاحت اور قوت کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے پیش کیا ہے۔ پہلے انبیاء کے وقت کئی قسم کے خوف دلائے گئے امیدیں دلائی گئیں۔ ..... مگر امید کا یہ پہلو جو حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ کسی نے پیش نہیں کیا۔" اب فرمائیے اس تحریر کا مطلب یہی ہے یا کچھ اور کہ محمد رسول اللہ صلعم بھی "امید کے اس پہلو کو" اس زور اور وضاحت اور قوت کے ساتھ پیش نہ کر سکے جیسکے ساتھ مسیح موعودؑ نے پیش کیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے علم کا سرچشمہ قرآن مجید تھا پس باوجود اپنی کاملیت کے تمام دعاوی وہ بھی امید کے پہلو کو اس زور اور قوت اور وضاحت کے ساتھ پیش کرنے سے عاری ثابت ہوا جس زور اور قوت اور وضاحت کے ساتھ مسیح موعودؑ نے پیش کیا۔ فرمایئے یہ صریح قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی ہتک ہے یا نہیں؟ مسیح موعودؑ تو قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی پیش کردہ باتوں کے مفسر اور شارح تھے اس سے بڑھکر ان کو اس قسم کا بالمقابل مرتبہ دینا جیسا میاں صاحب نے دیا ہے قرآن کریم اور رسول کریم صلعم اور خود مسیح موعودؑ کی ہتک ہے۔ مسیح موعودؑ خود جو کچھ فرماتے ہیں وہ ان غالیانہ عقائد سے ان کا دامن پاک ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ فرماتے ہیں

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

جمہوریت کی فضیلت کا اعتراف خلیفہ قادیانی کے قلم سے

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

قادیان کے موجودہ دربار خلافت کی نکتہ آفرینیوں کی تہ کو پہنچنا ہر ایک بنی آدم کا کام نہیں۔ وہاں کے اقوال و افعال میں بعض دفعہ ایسا ایسا تضاد ہوتا ہے کہ عقل انسانی کو سوائے تحیر اور پریشانی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ایک طرف قادیانی خلافت کی استبدادیت اور شخصیت پرستی اظہر من الشمس ہے۔ خلیفہ کی معصومیت اور مطاع الکل ہونے کی شان کو طرح طرح سے ذہن نشین کرانے کی دن رات کوششیں جاری رہتی ہیں۔ احباب کو یاد ہوگا کہ شوریٰ کو شور سے مشتق گردان کر انجمن کے قیام پر مضحکہ اڑایا گیا تھا پھر اس کی حیثیت خلیفہ کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی بنا کر بھی جب صبر نہ آیا تو ابھی حال میں اس کا رہا سہا اقتدار سلب کرکے اس کو خلیفہ کے نوکروں کی ایک جماعت بناکر جمہوریت کو خلافت کے قدموں میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا مگر الفضل مجریہ ۱۹ جنوری ۱۹۲۶ء میں خلافت مآب میاں محمود احمد صاحب کی تحریر جمہوریت کی مدح سرائی میں پڑھکر حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ ملک حجاز اور ابن سعود کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

"اس ملک کی ذہنی حالت اس قسم کی ہے ہی نہیں کہ جمہوریت اس میں نشوونما پا سکے۔ جمہوریت کی قبولیت یا تو علم کی تخم ریزی سے یا نبی کی صحبت سے ہوتی ہے۔ وہ ملک ان دونو باتوں سے محروم ہے پھر وہاں جمہوریت کیسے ٹھیر سکتی ہے؟"

تعجب ہے کہ جب میاں صاحب موصوف جمہوریت کو ایسے اعلیٰ درجہ کی چیز سمجھتے ہیں کہ اسے فیضان نبوت یا علم کی تخم ریزی کا نتیجہ جانتے ہیں تو پھر جہاں بقول اُن کے نبی بھی آیا اور علم بھی موجود ہے۔ یعنی قادیان میں کس وجہ سے جمہوریت کو نشوونما دینے سے خود بدولت نے روکدیا؟ معلوم ہوتا ہے ملک حجاز کی طرح اس مقام اور اپنی جماعت کو بھی میاں صاحب دربردہ "نبی کی صحبت اور علم کی تخم ریزی سے محروم" جانتے ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اپنے اس خیال کی موجودگی میں جمہوریت کو نشوونما دینے سے روکتے۔ یہ صرف ان کے مریدوں کے علم کی دولت اور فیضان نبوت سے محرومی کا نشان ہے جو حضرت خلیفہ صاحب ان لوگوں میں جمہوریت کو نشوونما دینے سے روکتے ہیں آخر یہ راز سربستہ کھلا پر کھلا۔ میاں صاحب کے مریدوں کو چاہیئے کہ حضرت خلیفہ صاحب کی تحریر کی اس کسوٹی پر اپنے علم اور استفاضۂ نبوت کو پرکھ کر اپنی حالت پر جسقدر بھی واویلا کریں کم ہے۔

رشی بودھ کی حقیقت

چند روز ہوئے ہیں کہ شوراتری کے موقعہ پر ہندوستان کے طول و عرض میں آریہ سماجیوں کی طرف سے جلسے کئے گئے اور ان میں انہوں نے پنڈت دیانند صاحب کی مہما کے گیت گائے۔ آریہ اخبارات اور رسائل نے خاص "رشی بودھ نمبر" شائع کئے جن میں پنڈت دیانند صاحب کو مہا رشی ثابت کرنیکے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ شاید بعض مسلمان اس رشی بودھ کی حقیقت سے واقف نہ ہوں۔ اس لئے ہم اس کو یہاں بیان کردیتے ہیں۔ پنڈت دیانند جی کے آریہ سماجی مداح کہتے ہیں کہ جب پنڈت جی کی عمر چودہ سال کی تھی تب شوراتری کے موقعہ پر وہ اپنے باپ کے ساتھ جو شومت کے پیرو تھے ایک مندر میں پارتھو پوجا (پتھر کے شولنگ کی پوجا) کیلئے گئے۔ آدھی رات کے قریب ان کے والد اور تمام دوسرے لوگ سو گئے مگر پنڈت صاحب پوجا کیلئے جاگتے رہے۔ اتنے میں انہوں نے کیا دیکھا کہ مندر کے بل میں سے ایک چوہا نکلکر پنڈی کے ارد گرد پھرنے لگا۔ اور جو کھانے کی چیزیں لوگوں نے مہادیو کی اس مورتی پر چڑھاوا کے طور پر چڑھائی ہوئی تھیں وہ کھانے لگا۔ تب پنڈت جی کے دل میں ایشور جی مہاراج کی طرف سے ڈالا گیا کہ یہ مہادیو کچھ چیز نہیں ہے۔ اگر اس میں کچھ طاقت ہو تو اس پر چوہا کاہے کو دوڑتا پھرے۔ جب یہ گیان پنڈت جی کو پراپت ہوا تو شومت اور مورتی پوجا سے ان کا اعتقاد اٹھ گیا اور خدائے واحد کا دھیان ان کے اندر سما گیا۔ یہ ہے وہ کہانی جو آریہ سماجی بیان کرتے ہیں مگر جب ہم پنڈت دیانند جی کی خود نوشت سوانح عمری اور بعض آریہ سماجیوں کی لکھی ہوئی سوانح عمریوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ رشی بودھ کی یہ کہانی آریوں کی اپنی گھڑنت ہے ہم آریہ دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر پنڈت جی کو واقعہ ۱۴ برس کی عمر میں مورتی پوجا اور شومت سے نفرت ہوگئی تھی تو پھر جب وہ گھر سے ویراگ کے شوق میں بھاگے ہیں تو راستہ میں اگر مورتی کے آگے کیوں اپنی ریشمی دھوتیاں وغیرہ چیزیں چڑھاوا چڑھادیں۔ اگر واقعی شوراتری کے موقعہ پر انہیں خدا کی توحید کا علم ہوچکا تھا تو ۲۲ سال کی عمر میں بڑودہ پہنچکر انہوں نے یہ کیوں کہا کہ جیو اور برہم ایک ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ / ۱۷ ار شعبان ۱۳۴۴ھ ہجری نمبر ۱۶

مولوی سرور شاہ صاحب کے خطبہ نکاح پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

سب سے پہلے ہم سب جناب میاں محمود احمد صاحب اور تمام اہل بیت حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں جناب میاں محمود احمد صاحب کی شادی کی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے ہمیں نہایت خوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی بہت سی مبارک تقریبیں دکھلائے اور ہمیشہ گھر میں شادی اور خوشی کا دور دورہ رہے۔ اللّٰھم ربنا آمین۔ اس کے بعد جو کچھ میں لکھنے لگا ہوں وہ مولوی سرور شاہ صاحب کے خطبۂ نکاح پر کچھ تھوڑی سی تنقید ہے۔ اس خطبہ میں خود مولوی سرور شاہ صاحب نے "پیغامیوں" پر حملے شروع کرکے خواہ مخواہ "سرود بر مستان یاد دہانیدن" کا رنگ پیدا کر دیا۔ انہیں بھی بغیر چھیڑ خانی کئے ہوئے مزہ نہ آتا تھا اس لئے مجبوراً جواب میں کچھ عرض کرنا پڑا۔

(۱) سارے خطبۂ نکاح میں مولوی صاحب ممدوح یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اہل اللہ کا ہر ایک عمل رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے۔ خواہش نفس کا نتیجہ نہیں ہوتا پس میاں صاحب کا موجودہ نکاح بھی خواہش نفس سے نہیں۔ بلکہ رضائے الٰہی کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ الفضل کے کالموں کے کالم اسی ایک امر کو ثابت کرنے کے لئے بھرے ہوئے ہیں۔ اس قدر تگ و دو اور سعی و کوشش چونکہ یہ صاف ظاہر کرتی تھی کہ سامعین اور مخاطبین میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو میاں صاحب کے اس پانچویں نکاح پر کچھ اعتراض ہے ورنہ اسقدر دلائل اور ثبوت کی کیا ضرورت تھی۔ اس لئے مولوی صاحب نے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی اس ساری تگ و دو کی غرض یہ بتلائی کہ درحقیقت وہ یہ خطبہ مخالفین اور پیغامیوں کے اعتراضات کی ناکہ بندی کرنے کے لئے پڑھ رہے ہیں۔ مگر یہ دو وجوہ سے غلط ہے۔ اول تو یہ کہ جو ثبوت انہوں نے اس میں دیا ہے وہ صرف انہی لوگوں کے لئے کچھ کار آمد ہو سکتا ہے جو میاں محمود احمد صاحب کو مقربین الٰہی میں سے مانتے ہیں اور ان کے ہر ایک قول اور فعل کو رضائے الٰہی کے ماتحت جانتے ہیں۔ مخالفین یا "پیغامی" جو میاں صاحب ممدوح کو مقربین الٰہی میں سے نہیں مانتے اور نہ اُن کا ہر ایک قول اور فعل رضائے الٰہی کے ماتحت جانتے ہیں اُنکے لئے یہ دلیل کوئی وقعت نہیں رکھتی اس لئے ظاہر ہے کہ یہ خطبہ اُن مریدوں کے لئے پڑھا گیا ہے جن کے دلوں میں اعتراضات کھٹکتے تھے صرف پردہ پوشی کے لئے پیغامیوں کے سر مڑھا گیا۔ دوم یہ غلط ہے اور قطعاً غلط ہے کہ "پیغامیوں" یعنی لاہوری احمدیوں کو اس نکاح پر کوئی اعتراض ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں اعتراض تو جب ہو کہ کوئی امر ان کی توقع کے خلاف ہو۔ مگر اعتراض اس امر پر کیونکر ہو جسکے آثار پہلے ہی سے نظر آتے ہوں۔ میاں صاحب ممدوح کو یا ان کے اعزا و اقربا اور رفقا کو تو رویا اور کشوف کے بعد پتہ لگا کہ یہ نکاح "مقدر" ہے۔ مگر ہم لوگوں کو تو بغیر کسی رویا یا الہام کے یہ نکاح "مقدر" نظر آرہا تھا عرصہ دراز سے سیٹھ ابوبکر سے وعدہ و پیام چلے آرہے تھے۔ وہ بیچارے اسی خاطر ہجرت کرکے قادیان آ رہے۔ خود انہیں حضرت "اسپیشل" ٹرین

کے بعد میاں صاحب نے اپنا جلالی خطبہ پڑھا تھا جس میں آپ نے اپنے اکثر نادان مریدوں کو جنہوں نے اظہار ہمدردی میں عرض کیا تھا کہ آپ بہت غم نہ کریں ڈانٹا تھا اور بتایا تھا کہ وہ خلیفوں کی کیفیت قلبی کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے خلیفہ لوگ جب دل میں رو رہے ہوتے ہیں تو ظاہر میں ہنستے نظر آتے ہیں اور جب ظاہر میں غمگین نظر آتے ہیں تو دل میں ہنس رہے ہوتے ہیں اُسی خطبہ میں جب حضرت میاں صاحب نے یہ جتلایا کہ قوم کی مستورات کو تعلیم دینے کی اہلیت صرف خلیفہ کی بی بی رکھ سکتی ہے اور کوئی نہیں اور محترمہ امۃ الحی کی وفات سے قوم کو یہ سخت نقصان پہنچا ہے تو ہم اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ اب ایک اور نکاح "مقدر" ہے نکاح کی حکمت بیان ہوگئی ہے اب صرف نکاح کا معرض وجود میں آنا باقی ہے البتہ ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب سیٹھ ابوبکر صاحب تو قادیان میں ہی بیٹھے رہ گئے اور قرعۂ انتخاب بنگالہ بہار پر جا پڑا۔ بہرحال رموز مصلحت خویش خسروان دانند کچھ اسمیں بھی مصلحت ہوگی۔ مگر آخر پرانے قول و اقرار کا ایفا ضروری تھا اور وہ بہار والے نکاح کے بعد "مقدر" تھا چنانچہ ایفائے وعدہ کا جب وقت آگیا تو وہ نکاح مقدر معرض ظہور میں آگیا۔ سو یہ بہت خوب ہوا اور عین ہماری توقع کے مطابق ہوا۔ ہمیں اعتراض کیوں ہوگا؟ خواہ مخواہ اعتراض ہوگا۔ میاں صاحب جتنے مرضی چاہے نکاح کریں۔ ہمارا اس میں کیا حرج؟ ہمیں اس پر کیوں اعتراض؟ اعتراض ہو تو ان کے مریدوں کو ہو؟ اگر نہ ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد

مولوی سرور شاہ صاحب کی یہ سراسر زبردستی ہے کہ خود اعتراض بنا بنا کر بیچارے "پیغامیوں" کے سر تھوپتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ نہایت بے موقعہ و بے محل خطبۂ نکاح میں اپنی رام کہانی سنانی شروع کر دی فرماتے ہیں "پیغامی چونکہ سلسلہ سے نکل گئے تھے۔ اس لئے حضرت صاحب (میاں محمود احمد صاحب ناقل) نے صدر انجمن کے ممبروں میں میرا نام رکھدیا تو اس پر انہوں نے اعتراض کیا کہ میاں صاحب نے اپنے سالے کے خسر کو صدر انجمن کا ممبر بنا دیا۔ مگر میں اب ان کو بتاتا ہوں کہ میں اب میاں صاحب کے ایک سالے کا ہی خسر نہیں بلکہ میاں صاحب کے سالوں کا خسر ہوں اور ممبر نہیں ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ مگر میں اب تین سالوں کا خسر ہوں اور باوجود تین سالوں کے خسر ہونیکے ممبر نہیں ہوں" ہماری تو دعا ہے اللّٰھم زد فزد۔ اعتراض کسی نے کیوں کرنا تھا۔ آپ جتنے سالوں کے مزاج چاہے خسر بنجائیں اور اس پر فخر کریں اور خلیفہ کے نوکروں کی جماعت یعنی موجودہ صدر انجمن کے ممبر نہ بنیں یا بن جائیں یا اس کے پریذیڈنٹ بنجائیں تو ہمیں اس سے کیا واسطہ؟ اور ہمیں کیوں اعتراض ہو؟ ہمیں تو یاد نہیں کہ پہلے کسی نے کوئی اعتراض کیا بھی تھا یا نہیں؟

(۲) اب میں مولوی سرور شاہ صاحب سے ایک امر دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مقربین بارگاہ الٰہی کا ہر ایک قول و فعل رضائے الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے یہ مسلم ہے۔ اُن کی خواہشات نفسانی چونکہ مر چکی ہوتی ہیں۔ اس لئے ہر ایک عمل جو ایک عام آدمی میں خواہشات نفس کے ماتحت تلذذ اور حظ نفس کے لئے ہوتا ہے مقربین میں محض خالصۃً لوجہ اللہ ہوتا ہے اور کوئی خیال حصول لذت اور حظ نفس کا دل میں نہیں ہوتا۔ مثلاً کھانا۔ پینا پہننا شادی کرنا یہ تمام امور عام آدمیوں میں خواہشات طبعی کے ماتحت محض حظ نفس اور حصول لذت کے لئے ہوتے ہیں۔ مگر مقربین میں یہ محض خالصۃً لوجہ اللہ ہوتے ہیں اُن کا نفس درمیان میں نہیں ہوتا اور تلذذ اور حظ نفس مقصود خاطر نہیں ہوتا۔ مگر آپ نے اس مسئلہ میں ایک نیا نکتہ بیان فرمایا ہے جسے ہم "پیغامی" لوگ نہیں سمجھے اور وہ یہ ہے آپ فرماتے ہیں "حتیٰ کہ پیشاب اور پاخانہ تک کو بھی انسان جب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے ماتحت کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ان کے کرنے کے لئے میرے آقا کا حکم ہے تو یہ بھی عبادت میں داخل ہو جاتے ہیں"

مولانا! کہیں پیشاب یا خانہ کرنے کا حکم بھی قرآن میں آیا ہے۔ کلوا واشربوا اور انکحوا کا حکم تو موجود ہے۔ مگر پیشاب اور پاخانہ کرنے کا بھی کوئی حکم موجود ہے؟ جسکی اطاعت کا خیال مدنظر رکھا جائے۔ کھانا پینا اور نکاح کرنا تو لذت نفس کے لئے انسان کرتا ہے۔ جس میں مقربین لذت نفس سے الگ ہو کر محض خدا کے

[illegible]

نفس کے لئے کرتا ہے؟ اور اس فعل کے ارتکاب کے وقت بھی کچھ ایسی لذت اور مزہ حاصل ہوتا ہے کہ دیگر اوقات کبھی بھی دل چاہتا رہتا ہے کہ کاش کب پیشاب اور پاخانہ آوے اور لذت اٹھانے کا موقعہ حاصل ہو۔ اور مقربین کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس لذت نفس سے الگ ہو کر اس امر میں بھی خدا کی رضا کو مقصود خاطر بنا لیں۔ بینوا و توجروا۔ اتنا ہی نہیں۔ علم تفسیر کا ایک اور نکتہ آپ کے اسی خطبہ میں محتاج عقدہ کشائی ہے۔ جو خدمت عالی میں گذارش کرتا ہوں۔

(۳) آپ نے نکاح کے عام خطبوں اور اس خطبہ کا ایک فرق بتایا ہے کہ "تمام خطبوں میں تو فریقین کو یہ کہا جاتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اور ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرو۔ مگر اس نکاح کے خطبہ میں ایسی باتوں کی ضرورت نہیں اس لئے میں اسکی بجائے فریقین کو یہ کہنے کے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ میں سننے والوں کو کہتا ہوں"۔۔۔ سننے والوں کو جو کچھ کہا ہے کئی کالم اس سے پُر ہیں۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس پر قیاس کرکے میاں صاحب کے نکاح کو لذت نفسانی کا ذریعہ نہ قیاس کر لینا "المرء یقیس علیٰ نفسہٖ" کو پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے پس سامعین و مخاطبین کو یہ مثال سنا کر تنبیہ کی ہے جس سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ میاں صاحب کے مریدین محض تلذذ نفس اور خواہشات نفسانی کے ماتحت نکاح کیا کرتے ہیں اس لئے چاہیئے کہ وہ میاں صاحب کے نکاح کو اپنے نفس پر قیاس کرکے ایسا نہ سمجھیں۔ اور اگر اس خطاب کا یہ مطلب نہیں تو پھر مولوی صاحب ممدوح کو میاں محمود احمد صاحب اور ان کی دُلہن کو اتقوا اللہ کے خطاب سے خارج کرنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ ضروری نہیں ہوتا کہ مخاطب کو جو احکام سنائے جاتے ہیں ان کا وہ نافرمان ہو کیا یہ سچ نہیں کہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ میں تمام مومنین مخاطب ہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا ادنیٰ سے ادنیٰ گنہگار مومن ہو۔ پھر مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ "تمام خطبوں میں تو فریقین کو یہ کہا جاتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ مگر اس نکاح کے خطبہ میں ایسی باتوں کی ضرورت نہیں" کیا معنی رکھتا ہے؟ گویا ان کے خیال میں ایسا خطاب کرنے سے خلیفہ صاحب کی معصومیت پر حرف آتا تھا۔ اور خلیفہ صاحب کے ساتھ خلیفہ صاحب کی دُلہن کی معصومیت پر بھی حرف آتا تھا یعنی بقول مولوی صاحب فریقین یعنی دلہا دلہن دونو معصوم ہیں دونو کو قرآن کے اس حکم کی اب ضرورت نہیں خدا جانے انہوں نے خطبہ مسنونہ نکاح کا پڑھا بھی تھا یا نہیں؟ اور اس میں جو آیات قرآنی تقویٰ پر ہیں وہ چھوڑ دی تھیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں چھوڑی تھیں تو گناہ کبیرہ کے یقیناً مرتکب ہوگئے کیونکہ دولہا دلہن دونو عربی سمجھتے ہیں۔ آیندہ سے ایسے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ کے یہ معنے سمجھا کرینگے کہ اے گنہگار مومنو تقویٰ اختیار کرو کیونکہ مولوی سرور شاہ صاحب کے نزدیک خلیفوں اور اُن کے اہل بیت کو اس آیت کے خطاب میں شامل کرنا خلیفوں کی ہتک اور اُن کے شان کی عدم معرفت کی دلیل ہے یہ ہے وہ نکتۂ قرآنی جو مولوی سرور شاہ صاحب جیسے مفسر قرآن نے خوشامد پیر پرستی کے دفتر بے پایان کو کھنگال کر باہر نکالا ہے اور دنیا کو اس خزانہ سے مالا مال کیا ہے۔ ابھی معرفت الٰہی کا ایک نکتہ عظیم باقی ہے جس نے خدا کی صفات کا ایک نیا علم متحیر و ششدر دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

(۴) مولانا اسی خطبۂ نکاح میں اخیر پر حضرت میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں ایک التماس کرتے ہیں وہ یہ کہ جسطرح بیٹے کی شادی پر باپ خوش ہو ہو کر اپنے ملازموں کو انعام دیتا ہے اور لاگی اپنا نیگ لیتے ہیں اسی طرح مولوی سرور شاہ صاحب بھی خلیفہ صاحب کو خدا کا مجازی بیٹا قرار دیکر خدا باپ سے اس خوشی کے موقعہ پر انعام لینا چاہتے ہیں۔ اسے بہت تفصیل سے مولانا نے بیان کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک فقرہ عرض کرتا ہوں "بے شک خدا تعالیٰ کے نہ بیوی ہے نہ بچے۔ مگر وہ اپنے اولیاء سے ایسا برتاؤ کرتا ہے کہ جیسے باپ اپنے بچوں سے کرتا ہے اور چونکہ ایک بادشاہ ایسے ایسے موقعوں پر غیر معمولی طور پر انعام دیتے ہیں اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے بھی خداوند تعالیٰ سے انعام لینے کا موقع ہے" آگے بہت تفصیل کی ہے۔ بقول

مولوی سرور شاہ صاحب خدا کے گھر میں بیٹے کی شادی رچی ہوئی ہے۔ دولہا کے ابا یعنی خود اللہ میاں ڈولی لیکر گھر چلے ہیں تاکہ اپنا اپنا نیگ لینے کو حاضر ہیں۔ بڑے میاں خوش ہو ہو کر انعام اکرام نچھاور کر رہے ہیں۔ وہاں مولوی سرور شاہ صاحب نکاح خوان بمعہ کل جماعت کے حاضر ہیں اور دولہا سے عرض کر رہے ہیں کہ ابا جان سے کچھ انعام دلواؤ۔ اس وقت بڑے میاں بہت خوش ہیں کچھ دے نکلینگے۔

قربان اس معرفت الہٰی کے! آگے تو سنا کرتے تھے کہ بندہ جب اپنی فرمانبرداری کا کمال دکھاتا ہے اور اپنی فرمانبرداری کے جوش میں اپنے مال اور جان تک کی پرواہ نہیں کرتا اور اپنے آپ کو اپنے مولا کی رضا کے لئے قربان کر دیتا ہے تو خوشنودی باری تعالیٰ کا سارٹیفکٹ حاصل کرتا ہے۔ صحابہ نے جب منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر کا نقشہ دکھایا یعنی ان میں کچھ جانیں قربان کرکے اپنے عہد کو پورا کر گئے اور کچھ ہمہ وقت منتظر تھے کہ کب اس عہد کو پورا کرنے کا موقعہ آوے اور وہ پورا کرکے دکھاویں تب جناب الٰہی سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی سند عطا ہوئی مگر اب مولوی سرور شاہ صاحب نے ہمیں یہ بتایا۔ کہ خدا بھی انسانوں کی طرح اپنے بیٹوں کی شادی پر خوش ہو ہو کر انعام نچھاور کیا کرتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ جب اس قسم کے مجازی بیٹے جنگ میں مارے جاتے ہونگے تو روتا بھی ہوگا۔ صحابہ کی شہادت پر تو بہت رویا ہوگا۔ جبھی شیعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آجتک روتے ہیں انہیں چاہیئے کہ مولوی سرور شاہ صاحب سے خدا کے رونے کی بھی ایک سند لے لیں۔ اور جب اسکے مجازی بیٹے مصائب میں مبتلا ہوتے ہونگے تو سخت رنجیدہ خاطر اور پریشان ہوتا ہوگا اور اگر ایسے موقعہ پر کوئی شامت کا مارا دعا کرتا ہوگا تو اسوقت یقیناً جھڑک دیتا ہوگا اور فرماتا ہوگا کہ دفع ہو جاؤ میرے گھر میں خود ماتم بپا ہے نالائقو تم موقعہ و محل بھی نہیں پہچانتے کسی خوشی کے موقعہ پر آنا۔ ہاں کوئی مولوی سرور شاہ صاحب کی طرح خدا کے بیٹے کا نکاح خوان ہوا اور وہ اس موقعہ کو تاڑ کر پہنچ گیا تو مالا مال اور نہال ہوگیا۔ کیونکہ بیٹے کی شادی کی تقریب پر تو اللہ میاں خوشی میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں معاذاللہ معاذاللہ۔ واستغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ اس معرفت کے نکتہ کے ساتھ اب پیرپرستی کی بدترین مثال سنو:۔

(۵) مذکورہ بالا فقرہ کے آگے ہی مولانا فرماتے ہیں۔ "انعام لینے کا یہ ایک غیر معمولی موقعہ پیدا ہوا ہے۔ مگر کمی اگر کوئی رہ سکتی ہے تو یہی کہ دربار میں بات پہنچانے والا کوئی نہ ہو مگر خدا نے ہمیں اپنے دربار میں بات پہنچانے والا بھی دیا ہے۔ اور ہماری اگر وہاں تک رسائی نہیں تو ان کی تو رسائی ہے"۔ کیا یہ ٹھیک وہی عقیدہ نہیں جو مشرکین کا قرآن نے لیقربونا الی اللہ زلفیٰ فرماکر نقل کیا ہے مشرکین بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ہم نے معبود اپنے اس لئے بنا رکھے ہیں کہ ہماری رسائی خدا کے دربار تک نہیں اور ان کی رسائی ہے۔ تمام قبرپرست پیرپرست بالکل یہی کہتے ہیں جو مولوی سرور شاہ صاحب نے عین خطبہ نکاح میں کہا اور میاں محمود احمد صاحب کی موجودگی میں کہا بلکہ ان کو خطاب کرکے کہا اور اُن سے ان کی اس رسائی کی وجہ سے التماس کیا کہ اپنے مجازی ابا سے اس خوشی کے موقعہ پر ہمیں دین و دنیا کی مرادیں دلواؤ۔ جس کی تفصیل اسی خطبہ میں موجود ہے۔ کیا میاں صاحب نے باوجود ادعائے اصلاح قوم کے ان کو روکا کہ یہ شرک کیوں کر رہے ہو؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ دل میں اپنے اس مقام عالی پر خوش ہوئے ہونگے جس پر مریدوں نے انکو کھڑا کر دیا۔ اور اُن کے التماس پر اسوقت دعا کرکے ان کے اس مشرکانہ عقیدہ کی اخلاقی طور پر تائید کر دی ہوگی مولوی سرور شاہ صاحب تو ضرورت نہیں سمجھتے مگر کیا کوئی ان کا مرید بھی اتنی جرأت نہیں رکھتا کہ اس موقعہ پر میاں صاحب کو صرف یہ کہدے کہ اتق اللہ

درخواست دعا

ہمارے ہر دو سکولوں کے طلبا نیز بیرونی احباب کے بچے امتحان انٹرنس کے لئے جارہے ہیں جو ۱۰ر مارچ سے شروع ہوگا۔ جملہ برادران اپنے ان بچوں کی کامیابی کے لئے باقاعدہ دعائیں کرکے ان کی امداد فرماتے رہیں۔ ٭

"سیرۃ المہدی" پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۳)

مثال نمبر ۲۲ نبیوں کی جو کچھ خاطر تواضع ہوئی وہ ملاحظہ فرما چکے اب نبی کریم صلعم کے صحابہ پر جو نگاہ لطف ڈالی گئی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

روایت نمبر ۱۵۳ میں کوئی روایت نہیں لکھی۔ صرف حضرت صاحب کے دو شعر لکھ کر خواہ مخواہ کی ایک بحث چھیڑ دی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ احمدی جماعت صحابہ کرام کی جماعت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ مجھے یہ اپنے منہ سے میاں مٹھو بننا سمجھ نہیں آتا۔ آخر اس کی ضرورت کیا تھی یہ کام اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے جو مالک یوم الدین ہے۔ کہ وہ انسانوں کے اعمال کا محاسبہ اور موازنہ کرتا ہے تا اُن کو اس پر اجر دے۔ اس منصب کو چھوٹے میاں صاحب نے خود غصب کرکے اور خدائی فوجدار بنکر ترازو کے ایک پلڑے میں صحابہ کو رکھ لیا اور دوسرے میں احمدی جماعت کو اور دونو پلڑوں کو برابر اس طرح کرنے لگے کہ صحابہ والے پلڑے میں سے اُن کی عظمت اور شان کے کچھ بٹے نکال دئے جس سے وہ پلڑا ہلکا ہوگیا۔ اور احمدی جماعت والے پلڑے میں کچھ تعلی اور شیخیوں کے بٹے رکھ دیئے جس سے یہ پلڑا بھاری ہوگیا اس طریقہ پر دونو کے وزن برابر کرکے شیعوں کے کان کتر دئے آخر پرانے شیعوں سے کچھ ہمدردی اور مناسبت ہونی تو چاہیئے تھی! اور شاید سمجھے ہوں کہ اس طرح احمدی جماعت کی بڑی خدمت کی۔ یہ بھی غلط ہے۔ جس جماعت میں اپنے بڑا اور پاکیزہ ہونے کا خیال پیدا ہو جائے۔ اس کی ترقی مسدود ہے۔ اس خیال کو پھیلانا جماعت کے ساتھ دشمنی ہے۔ خاموشی سے اپنے نفس کا تزکیہ اور دین کی خدمت کرتے رہئے جو صحابہ کا شعار تھا۔ باقی یہ کہ ہم اب اس مقام عزت پر بھی پہنچ گئے جو صحابہ کا تھا یہ خدا پر چھوڑ دیتے۔ اگر ہم اس رنگ میں رنگین ہونگے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور برکتیں بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی ہونگی۔ اگر ویسے نہیں تو زبانی شیخیوں سے کیا بنتا ہے جو چھوٹے میاں صاحب روایتیں جمع کرتے کرتے ایک روایت میں بجائے کسی روایت کے لکھنے کے حضرت صاحب کے صرف دو شعر لکھ کر یہ بحث چھیڑ بیٹھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بحث کو چھیڑنے کے لئے بیقرار تھے۔ پھر اس بحث میں صفحوں کے صفحے سیاہ کر دئے ہیں۔ اور کئی قضیئے قائم کئے ہیں۔ ساری بحث کا لکھنا تو فضول ہے۔ جو کچھ دلائل انہوں نے دئے ہیں ان میں یا تو صحابہ کرام کی اصل شان کو کم کرنے کی کوشش کی ہے اور یا احمدی جماعت کی شان کو جو بظاہر نظر آتی ہے بڑھا چڑھا کر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ میں ان کا ملخص عرض کئے دیتا ہوں۔

(۱) ہمعصریت۔ یعنی ایک ہی زمانہ میں ہونے کی وجہ سے احمدیوں کی شان لوگوں کو نظر نہیں آتی۔

(۲) لوگ اسلامی تاریخ سے واقف نہیں صرف واعظوں کے واعظ پر ان کا علم مبنی ہے۔ اس لئے صحابہ کی عظمت ان کے دلوں میں ہے ورنہ اگر تاریخ اسلامی سے واقفیت ہوتی تو صحابہ کی موجودہ عظمت جو لوگوں کے دلوں میں ہے باقی نہ رہتی

(۳) صحابہ کے حالات تو منضبط ہوگئے۔ مگر احمدیوں کے حالات منضبط نہیں ورنہ بیشمار اعلیٰ نمونے احمدیوں میں موجود ہیں۔

(۴) صحابہ کو ایسے جسمانی مواقع پیش آگئے کہ ان کے ایثار اور ایمان کی چمکار دنیا کو نظر آگئی احمدیوں کو افسوس ہے یہ مواقع نہیں پیش آئے ورنہ ان کے ایمان اور ایثار کی بھی ویسی ہی چمکار دنیا دیکھتی۔ کابل میں آخر دو تین آدمیوں نے اپنے ایمان کا یہ نظارہ دکھا دیا۔

(۵) صحابہ نے جس زمانہ میں ایمان اور عمل کا نمونہ دکھایا وہ زمانہ اور تھا۔ مگر ہمارا زمانہ دجال کا زمانہ ہے اس زمانہ میں ایمان اور عمل کا نمونہ دکھانے والا دُور ہے۔ پس جو احمدی جماعت نے ایمان اور عمل کا نمونہ دکھایا اور مخالفین کے مقابلہ میں سینہ سپر کرکے کھڑی ہے۔ یہ نمونہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

(۶) انسانی دماغ کا خاصہ ہے کہ اس سے زندہ شخص کا حسن مخفی رہتا ہے اور اس کی کمزوریاں سامنے رہتی ہیں مرنے کے بعد متوفی کی خوبیاں چمک اٹھتی ہیں اور کمزوریاں مدھم پڑتی ہیں لہٰذا صحابہ مر گئے ان کی خوبیاں چمک اٹھیں۔ کمزوریاں نظر سے اوجھل ہوگئیں۔ ہم زندہ ہیں لہٰذا ہماری کمزوریاں سامنے ہیں۔ اور حسن مخفی ہے

(۷) ایک جماعت میں سارے ہی افراد اصلاح یافتہ نہیں ہوا کرتے سوال صرف قلت اور کثرت کا ہوتا ہے۔

(۸) جماعت میں خواہ کمزور لوگ تھوڑے ہی ہوں زیادہ نظر آتے ہیں اس جماعت کے دنیا سے گذر جانے کے بعد اُن کی یاد لطیف اور ٹھنڈی ہوا کی طرح باقی رہ جاتی ہے کیونکہ وہ کمزور لوگ سامنے نہیں ہوتے۔ صحابہ گذر گئے اس لئے ان کے کمزور اب سامنے نہیں۔ صرف ٹھنڈی ہوا باقی ہے ہم زندہ ہیں اس لئے ہمارے کمزور تھوڑے لوگ زیادہ نظر آتے ہیں۔

(۹) صحابہ کی جماعت کو منافقوں سے الگ کرکے دیکھا جاتا ہے۔ مگر احمدی جماعت کو منافقوں سے الگ کرکے دیکھا نہیں جاتا بلکہ منافق بھی بیچ میں ہی ملے ہوئے ہیں منافقوں کی کمزوری سے جماعت کو بدنام کرکے ظلم توڑا جا رہا ہے۔

(۱۰) آنحضرت صلعم کے صحابی غیر صحابی سے الگ نظر آتے ہیں تاریخ نے ہمیں الگ کرکے دکھا دیا ہے مگر احمدی جماعت میں مسیح موعودؑ کے صحابی اور غیر صحابی ملے ہوئے ہیں اس لئے لوگوں کو غیر صحابیوں کی کمزوری سے دھوکا لگتا ہے۔

(۱۱) حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام اور آپ کے خلفا نے جو بعض اوقات احمدی جماعت کی کمزوریوں کا اظہار کیا ہے اور ان کو زجر و توبیخ کیا ہے تو اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ جماعت اور زیادہ ترقی کرے۔

(۱۲) لوگ صحابہ کی تعریف قرآن میں پڑھکر خوش ہو جاتے ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت کی تعریف جو انہیں قرآن میں نظر نہیں آتی تو یہ ان کے فہم کا قصور ہے۔ ورنہ جب آخرین منہم لما یلحقوا بہم مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے قرآن میں موجود ہے تو جو کچھ صحابہ کی تعریف ہے وہ سب ہماری تعریف ہے۔ الگ تعریف کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۱۳) اس زمانہ میں جو روحانی امراض ہیں وہ سل کے امراض کی طرح ہیں جن کا علاج بتدریج ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے روحانی امراض پھوڑے کی طرح تھے کہ نشتر مارا اور پیپ نکالدی چلو آرام آگیا۔ اس لئے صحابہ نے جو "آناً فاناً" میں ترقی کی وہ گویا محمد رسول اللہ صلعم کے تزکیہ کا کرشمہ نہ تھا بلکہ مرض ہی ایسا آسان تھا اور مسیح موعودؑ کی جماعت روحانی ترقی جو بتدریج کر رہی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسیح موعودؑ کی قوت تزکیہ آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں کمزور ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے روحانی امراض ہی سل کی طرح نہایت خطرناک اور طولانی ہیں۔ یعنی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی ایسے امراض ہوتے تو اس وقت بھی ترقی روحانی کا یہی نظارہ ہوتا۔

یہ تیرہ وجوہات ہیں جن کو لکھ کر زجر کیا ہے کہ "اعتراض اور نکتہ چینی کی طرف جلد قدم نہیں اُٹھانا چاہیئے"۔ بہت خوب آپ جو چاہیں نکتہ چینی کریں اور دوسروں کو نکتہ چینی کرنے سے ڈانٹیں یہ خلافت ثانی کی استبدادیت کا ہی فیض نظر آتا ہے جو وجوہات میں نے اوپر نقل کی ہیں وہ میں نے اس کتاب "سیرۃ المہدیؑ" روایت ۱۵۳ سے لی ہیں۔ میں نے مختصر کرکے اپنے الفاظ میں انہیں لکھا ہے۔ مگر اپنے علم اور طاقت کے مطابق ٹھیک وہی لکھا ہے جو مفہوم ان سے نکلتا ہے۔ ان وجوہات پر نظر تنقید ڈالنے سے قبل میں دو امور کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ اول یہ کہ صحابہ کرام کی عظمت اور شان اور علو مرتبت کی ہمارے پاس دو گواہیاں ایسی زبردست موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا ایک تو خدا کی گواہی قرآن میں جو اس نے اپنے علم کامل سے دی۔ دوسرے واقعات عالم کی گواہی تاریخ میں یعنی ایک تو خدا کی قولی شہادت اور دوسری خدا کی فعلی شہادت۔ چونکہ علم صحیح انہی دونو امور پر مبنی ہو سکتا ہے۔ اس لئے صحابہ کرام کی علو مرتبت تو ثابت ہے۔ میاں صاحب نے احمدی جماعت کے متعلق جو تیرہ دلائل دئے ہیں ان میں افسوس ہے ان دونو گواہیوں میں سے ایک کو بھی پیش نہیں کیا۔ [illegible] احمدی جماعت کے

کارناموں کا صحابہ کرام کے کارناموں سے مقابلہ کرکے دکھایا، اور نہ ہی ابھی سے صحابہ کا ہم پلہ ہونا ثابت کیا۔ آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے یہ معنے نہیں کہ وہ صحابہ کے ہم پلہ اور ہم مرتبہ ہونگے۔ زیادہ تشریح آگے چلکر کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ جب یہ دونو امور وہ پیش نہیں کرسکے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں علم صحیح کوئی نہیں اور جبتک علم صحیح نہ ہو وہ ظنیات ہیں اور ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً لیس یہ یاد رکھیں کہ جبتک ان دونو طریق پر وہ اپنا دعویٰ ثابت نہ کرینگے حق کا فیصلہ ان کے خلاف ہے

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے فضل سے احمدی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اس جماعت میں زیادہ تر نیک لوگ ہیں۔ اور بعض ان میں بہت نیک اور صالح بھی ہیں جن کی نیکی قابل رشک ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ سب صحابہ کے ہم رتبہ ہیں۔ ممکن ہے بعض ان میں اس مقام پر بھی پہنچ گئے ہوں جن کا اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کیونکہ تقرب الی اللہ اور تقویٰ کے مدارج بیشمار ہیں۔ ہر ایک کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جدا ہے۔ سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی ان مراتب کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ مگر چونکہ نہ خداوند تعالیٰ نے کوئی وحی مسیح موعود کو ایسی کی جس سے صحابہ کے مقابلہ میں آپ کی جماعت کے درجہ کا کچھ پتہ لگتا۔ اور نہ ہمیں ابھی احمدی جماعت کے کارنامے اس شان کے نظر آئے ہیں جو صحابہ نے کرکے دکھائے ہیں اس لئے ہمارا یہ ڈینگیں مارنا کہ ہم صحابہ کے برابر ہیں بالکل لایعنی اور بیفائدہ ہے۔ میاں صاحب زور لگا کر اور کھینچ تان کر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہم میں جو کمزوریاں نظر آتی ہیں یہ ہم عصر ہونے کی وجہ سے ہے یا منافقوں اور غیر صحابیوں کے ملے جلے ہونے کی وجہ سے ہے یا ہمارا زمانہ بہت خراب ہے۔ صحابہ کا ایسا نہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان سب باتوں سے اگر اتنا آپ ثابت بھی کر دیں کہ احمدی جماعت میں کمزور لوگ بہت کم ہیں اور نیک زیادہ ہیں تو اس سے یہ کہاں نکلا کہ وہ تقویٰ اور ایثار اور خدمت دین اور علو مرتبت میں صحابہ کے برابر بھی ہیں۔ آپ نے تو صرف نفی کا پہلو دکھایا یعنی ہم میں کمزور نہیں ہیں یا کم ہیں ان میں اثبات کا پہلو تو کوئی بھی نہیں دکھایا کہ ہم بوجہ فلاں فلاں کارناموں کے خدمت دین اور ایثار اور تقویٰ اور علو مرتبت میں صحابہ کے برابر بھی ہیں۔ سوال یہ تو نہیں کہ آپ کیا نہیں کرتے۔ سوال تو یہ ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں اور کیا کرکے دکھایا ہے۔ صحابہ نے جو کرکے دکھایا وہ سامنے ہے آپ نے جو کرکے دکھایا اسے مقابلہ میں پیش کریں یہ کہنا کہ بھائی صاحب ہم نے یہ نہیں کیا ہم نے وہ نہیں کیا ہم میں ایسے نہیں۔ ہم میں ویسے نہیں۔ ہم مر جائینگے تو پھر پیچھے ہمیں بہت یاد کروگے یہ بچوں کی سی باتیں ہیں ۔۔۔ (اسکا باقی حصہ آئندہ)

بقیہ مضمون صفحہ اول کالم تین

اور میں براہمہ ہوں۔ اگر شومت پر ان کا اعتقاد نہیں رہا تھا تو پھر انہوں نے چانڈال گذھ پہنچکر ایک سانڈ دیوتا کے پیٹ میں گھسکر ایک عورت سے شوجی کے نام اپنی پوجا کیوں کرائی۔ اس کے جواب میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اسوقت پنڈت جی نے بھنگ پی ہوئی تھی اس لئے نشے کی حالت میں انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کیونکہ پنڈت جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں ان واقعات کو جو اس عالم میں ان پر گذرے اس تفصیل سے بیان کیا ہے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے حواس اس وقت درست تھے اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اس کا انہیں علم تھا یہی نہیں بلکہ پنڈت جی کی خود نوشت حالات سے تو یہاں تک ثابت ہوتا ہے کہ قریباً چالیس سال کی عمر میں بھی جب کہ وہ سوامی ورجانند سے پڑھکر متھرا سے روانہ ہوئے ہیں ان کا اعتقاد شومت ہی پر تھا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر وہ باوجود اپنے گورو کی اس ہدایت کے کہ "مت متانتروں کی اودیا کو مٹاؤ اور ویدک دھرم پھیلاؤ" سے پور میں پہنچ کر شومت کا پرچار کس طرح کرسکتے تھے۔ ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ رشی بودھ کی کہانی محض فرضی ہے۔

اخبار پیغام صلح میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے
(مینجر)

بھدرک (اڑیسہ) میں قادیانی احمدی

(از قلم جناب ایم۔ اے۔ سی ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ایم آر۔ اے۔ ایس)

مندرجہ ذیل واقعات احمدی احباب ونیز دیگر احباب کے لئے باعث دلچسپی ہونگے اور نیز مجھے استفسار کی ضرورت ہے اس لئے امید ہے کہ درج اخبار فرماویں گے۔ اڑیسہ میں بھدرک میں سب سے زیادہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اور قادیانی احمدی جماعت بھی قریب تیس نفوس کے یہاں ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے قادیانی جماعت و دیگر مسلم جماعت میں کچھ ناچاقی پیدا ہوگئی ہے جس وجہ سے اب قادیانی جماعت کو اپنی مسجد میں عام مسلمین نمازیں پڑھنے نہیں دیتے اور نہ اپنے قبرستان میں دفن ہونے دیتے ہیں۔ اس سال قادیانی جماعت بھدرک میں اپنی ایک تقریر کرانی چاہتی تھی جسکو بذریعہ دفعہ ۱۴۴ کے مسلمانوں نے رکوا دیا۔

آج میں اپنے ایک قادیانی دوست کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لئے اپنے رہنے کی جگہ سے کئی میل دور بھدرک گیا۔ قادیانی جماعت ایک مکان میں جمعہ کی نماز پڑھتی ہے۔ اس مکان کے نہایت ہی متصل ایک مسجد واقعہ ہے۔ جہاں جمعہ کی نماز کیلئے مسلمانوں کی جماعت تیار تھی مگر میں اپنے دوست کے خیال سے عام مسلمین کے مسجد میں نہ گیا اور اس مکان میں جانا پسند کیا۔ وہاں پہلی چیز جو نظر پڑی دیوار پر ایک چوپایہ کا غذ آویزاں تھا جس پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے تھے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

ان دس گیارہ شخص کی جماعت میں سب سے بزرگ شخص نے پہلا جملہ جو ہمارے سامنے کہا وہ یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ (مطلب ان کا عام مسلمین سے تھا اور خصوصاً غالباً ان لوگوں سے جو نہایت ہی متصل والی مسجد میں نماز کے لئے آئے ہوئے تھے) آپ لوگوں کو دیکھکر کہتے ہونگے کہ یہ صاحب لوگ (ہم لوگ بالکل انگریزی وضع میں تھے اور دھوپ کی وجہ سے sola hat بھی پہنے ہوئے تھے) کہاں جارہے ہیں۔ یہ جملہ انہوں نے کئی بار دہرایا۔ اس کے بعد میرے متعلق دریافت کیا کہ آیا میں بھی احمدی ہوں۔ (احمدی سے چونکہ ان کا مطلب قادیانی تھا میں نے سکوت اختیار کیا۔ اور ہمارے قادیانی دوست بھی جو مجھے جانتے تھے کہ میں لاہوری جماعت سے تعلق رکھتا ہوں چپ رہے۔ خطبہ ایک نہایت پرانا۔ جو شاید کسی گذشتہ زمانہ کے لئے موزوں ہوگا پڑھا گیا اور نماز ختم ہوئی۔ اب ایسی حالت میں میرا استفسار یہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ جماعت ہی عوام مسلمین کو یہود و نصاریٰ کہتی ہے۔ تو ہمیں ان کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہئے یا عوام مسلمین کے ساتھ مسجد میں میں نے ان لوگوں کے پیش امام کو چلتے وقت ایک جلد احمدیہ موومنٹ مصنفہ مولانا محمد علی صاحب دی ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ انہیں کچھ ہدایت دے۔

ایک مردہ کیا ئے ناصحت

بعض وقت کاتب صاحبان اخبارات و رسائل کی کتابت کرتے وقت بعض الفاظ کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں کچھ روز ہوئے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے رسالہ درویش میں ایک مضمون کے دوران میں ایک چشتی بزرگ کا ذکر کرتے ہوئے ان کے نام کے ساتھ "چشتی" کا لفظ لکھا جسکو کاتب صاحب نے "وحشی" بنا دیا۔ جب وہ مضمون شائع ہوکر اس بزرگ کی نظر سے گذرا تو انہوں نے خواجہ حسن نظامی کو لکھ بھیجا کہ کیا "وحشی" کا خطاب مجھے آپ کی طرف سے ملا ہے جس کا جواب خواجہ صاحب نے یہ دیا کہ یہ خطاب میں نے نہیں دیا بلکہ کاتب صاحب کی مہربانی ہوئی ہے۔ اس قسم کی ایک مہربانی اخبار الفضل کے کاتب صاحب نے کی ہے۔ ایک شخص اپنے ایک رشتہ دار کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے جسکو کاتب صاحب اس طرح پر لکھتے ہیں:۔

"میرے بڑے بھائی ڈاکٹر عبداللہ خانصاحب پنشنر ساکنہ سنج پور (گجرات) ۱۹/۲۰ جنوری کی درمیانی شب کو دنیا سے فوت ہوگئے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔
خاکسار الٰہی بخش احمدی"

جو اس کے متعلق اکتوبر ۱۹۲۲ء میں احمدیہ کانفرنس نے جو فیصلہ کیا تھا وہ یہ ہے کہ

"ہم ہی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے جو اہل قبلہ کو کافر کہتا ہے"

لہذا جو لوگ اہل قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں جیسا کہ قادیانی جماعت کا مذہب ہے یاد رہے مسلمان انکے پیچھے نماز نہیں پڑھتی چاہیئے۔ دوسرے مسلمانوں میں جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو کافر کہتے ہوں یا جھوٹا کہتے ہوں یا انکے مسلمان ہونے میں شک رکھتے ہوں انکے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ ہاں ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جو بذریعہ تقریر یا بالفاظ عام مجمع میں یا اعلان کردے کہ وہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو مسلمان سمجھتا ہے اور ایسے لوگوں سے جو ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں یا انکو جھوٹا کہتے ہیں۔ بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

امرتسری مولوی فاضل اور توہین مسیح علیہ السلام

مذہبی مباحثات میں حق و باطل میں تمیز کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مخالف فریق کے مسلمات کو لیکر اس کی غلطیاں بیان کی جائیں اور اس طرح اسے قائل کیا جائے۔ اس قسم کے مباحثات میں بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں فریق ایک ہی چیز کو مانتے ہیں مگر مختلف طریق پر۔ اب اگر ایک فریق اس چیز کی اس حیثیت پر جرح و تنقید کرے جو اس کے مخالف کے نزدیک مسلم ہے تو یہ کہنا غلط ہوگا کہ وہ اس چیز کی توہین کرتا ہے کیونکہ وہ چیز تو اسکے نزدیک بھی مسلم ہے مگر دوسرے طریق پر ہے۔ مثال کے طور پر خدا پر ایمان لانے کے معاملہ کو لے لیں۔ آریہ اور مسلمان دونو خدا کو مانتے ہیں مگر مختلف صفات کے ساتھ۔ اب اگر ایک مسلمان آریوں کے مسلمات کو لیکر انکے مسلمہ خدا کی صفات پر اعتراض کرے تو یہ کہنا سراسر جہالت ہوگا کہ اس مسلمان نے خدا کی توہین کی ہے۔ خدا کو تو وہ بھی مانتا ہے۔ ہاں حق و باطل میں فیصلہ کرنیکا یہ ایک طریق ہے کہ مخالف کو اسکے مسلمات سے (۲) ملزم کیا جائے۔ اسی طریق فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے عیسائیوں پر حجت قائم کرنے کے لئے یسوع مسیح کے ان حالات زندگی پر جرح و قدح کی تھی جو اناجیل میں مذکور ہیں مگر آج تک امرتسری، اہلحدیث اور اس کے ہم مشرب مولوی لوگوں کو بدظن کرنے کے لئے یہی اعتراض کئے چلے جاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کی توہین کی ہے۔ اگر یہی توہین ہے تو ہم بتاتے ہیں کہ امرتسری اہلحدیث بھی اسکا مرتکب ہوچکا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اخبار اہلحدیث نے اپنی ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں ایک مولوی عبدالرحیم صاحب عمرپوری۔ الہ آبادی کا ایک مضمون "دین میں سچی ہونیکو تیار ہوں" کے عنوان سے شائع کیا ہے جسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں لکھی ہیں:۔

(۱) انجیر کے درخت کا واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:۔
"میں اسقدر کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ (مسیح) کو باغبانوں کے برابر بھی واقفیت نہ تھی ورنہ وہ فوراً معلوم کرلیتے کہ آجکل انجیر کی فصل نہیں ہے۔"

(۲) "آپ (مسیح) مرنے سے اس درجہ خائف تھے کہ پسینہ زمین پر گرتا تھا ..... اسکے برعکس آپ منصور حلاج کی طرف نظر کیجئے۔ انا الحق کہکر کس جوانمردی کیساتھ سولی پر چڑھکر اپنی جان عزیز گنوا دیتا ہے مگر ذرا بھی پیشانی پر شکن نہیں آنے دیتا۔ میں بددیانتی سے حملہ نہیں کرتا بلکہ بذریعہ مماثلت یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ دیگر انسانوں کی طرح حضرت مسیح میں جوانمردی اور مستقل مزاجی کبھی نہ تھی وہ اس درجہ موت سے خائف تھے اور حق تو یہ ہے کہ جب چڑیوں کی بھی جان عزیز ہوتی ہے جو بازار میں پیسے کی دو دو بکتی ہیں تو حضرت یسوع کی جان تو چڑیوں سے کہیں زیادہ قیمتی تھی پس ان کا خوف کرنا تعجب خیز امر نہیں ہے۔"

(۳) "انسان ہو کر (بقول بائیبل) دنیا میں جتنے لوگ آئے وہ سب گنہگار تھے مسیح انہیں سے کسی حالت میں مستثنیٰ نہ تھے۔"

اب ہم امرتسری مولوی فاضل سے پوچھتے ہیں کہ اگر اناجیل کی بنا پر حضرت مرزا صاحب کا حضرت مسیح کے حالات زندگی پر جرح و قدح کرنا توہین مسیح ہے تو کیا اس مضمون کو جو آپنے اپنے اخبار میں نہایت طمطراق سے شائع کیا ہے۔ مسیح کی توہین نہیں ہوتی۔

ع بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

لاہور میں دو زبردست مناظرے

شوراتری کی تقریب پر آریہ سماج وچھو والی لاہور کی دعوت پر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے ۱۲ و ۱۴ فروری کو "قدامت روح و مادہ" اور "تناسخ" پر آریہ سماج سے حسب ترتیب دو مناظرے کئے مرزا صاحب موصوف کے مقابلہ پر آریہ سماج کی طرف سے پنڈت گنگا رام صاحب تھے۔ پہلے دن قدامت روح و مادہ کے متعلق پنڈت صاحب نے منطق کی چند غلط اصطلاحیں جنہیں وہ خود بھی نہ سمجھتے تھے پیش کیں۔ اور ادھر ادھر کی چند غیر متعلق باتیں کرکے کہنے لگے پس ثابت ہوا۔ کہ روح و مادہ قدیم ہیں اس کے جواب میں مرزا صاحب نے پنڈت صاحب کو ان کی غلط منطق کی طرف توجہ دلائی۔ کہ اس سے قدامت روح و مادہ ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ ان کے ان غلط استدلالات و اصطلاحات کو پبلک نے سمجھا ہے اس کے بعد مرزا صاحب نے پبلک کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ کیا پبلک پنڈت صاحب کی غلط اصطلاحوں کو کچھ سمجھی ہے؟ پبلک سے آوازیں آنے لگیں کہ "ہم کچھ نہیں سمجھے۔ ہم کچھ نہیں سمجھے"۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے از روئے علم منطق ایک کلیہ باندھا اور پنڈت صاحب پر ایک ایسا زبردست اعتراض کیا۔ جس سے قدامت تو رہی الگ خود مادہ کا وجود ہی ثابت ہونا مشکل ہوگیا۔ اس منطقیانہ سوال کا جواب پنڈت صاحب سے آخر دم تک نہ ہو سکا۔ پھر مرزا صاحب نے آریہ سماج کے مسلمات سے پانچ حوالے ایسے پیش کئے جن سے روح و مادہ کا حادث ہونا ثابت ہوتا تھا۔ پنڈت صاحب ان حوالجات کو سنکر گھبرا اٹھے۔ اور کسی ایک حوالہ کے متعلق بھی کچھ جواب نہ دے سکے۔ اپنے مسلمات کی طرف آنا پنڈت صاحب کو ایک مصیبت نظر آتی تھی۔ حاضرین نے جان لیا۔ کہ آریہ سماج کے مسلمات سے روح و مادہ کا حدوث بالصراحت ثابت ہوگیا ہے اور پنڈت صاحب کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔

پندرہ تاریخ کو تناسخ پر پھر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور پنڈت گنگا رام صاحب کا مناظرہ ہوا پنڈت صاحب نے اپنی ابتدائی تقریر میں دعوی تناسخ کو پیش کیا۔ اور اسلامی مناظرہ پر جواب کی غرض سے ایک اعتراض بھی ساتھ ہی کر دیا۔ مرزا صاحب نے اٹھ کر اپنے زبردست دلائل سے پنڈت صاحب کے دعوی کو ایسا توڑا کہ تمام حاضرین حیران و ششدر رہ گئے اور پنڈت صاحب کے اعتراض کا جواب ایسا دندان شکن دیا کہ پھر پنڈت صاحب کو دوبارہ اپنے اعتراض کو پیش کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنے زوردار دلائل کا وہ تانتا باندھ دیا۔ کہ پنڈت صاحب کے ہوش و حواس اڑا دیے۔ پنڈت صاحب ہر چند جواب دینے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر مرزا صاحب ان کی ایک پیش نہ جانے دیتے تھے۔ عجب سماں تھا۔ پنڈت صاحب کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ اور پبلک پنڈت صاحب کی اس بیچارگی سے سخت بیزار ہو رہی تھی۔ بالآخر ایک جنٹلمین ہندو صاحب سے نہ رہا گیا وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ پنڈت صاحب اسلامی مناظر کے دلائل کا جواب مطلق نہیں دے سکتے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ پنڈت صاحب کو بٹھا کر کسی اور مناظر کو کھڑا کیا جاوے۔ اس ہندو جنٹلمین کی اس صاف بیانی کو سنکر آریہ سماج کے تمام اراکین عرق خجالت میں ڈوب گئے۔ اور فوراً جلسہ کے پریذیڈنٹ صاحب لالہ نند لال جی آپ منسٹری بستی ندی سبھا پنجاب و دیگر منتظمین و آریہ حضرات اٹھ کر اس ہندو جنٹلمین کو لپٹ گئے اور زبردستی سے اس بیچارے کو نیچے بٹھا دیا۔ اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ خدا کے واسطے کیوں اپنے ہی منہ سے اپنی شکست کا اعلان کرتے ہو۔ یہ ہے حق کی فتح "جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے"

*جو تناسخ کے نام یعنی لفظ سنسکرت پر مرزا صاحب نے ایک پر تکلیف زبردست تنقید کرکے ثابت کیا کہ خود تناسخ کا نام ہی اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ تناسخ ایک غلط مسئلہ ہے۔ لفظ سنسکرت پر یہ تنقید ایک ایسی زبردست تنقید تھی جس کا . . .

. . . . پنڈت صاحب پر ایسا رعب طاری ہوا کہ اس خطیر تنقید کے خلاف ایک لفظ تک بھی نہ کہہ سکے ✽

آریہ مناظر پنڈت صاحب اس قدر لوکھلا گئے تھے۔ کہ زبان لڑکھڑا اٹھی۔ کوئی بات سیدھی نہ نکلتی تھی۔ اور کسی سوال کا جواب نہ بن پڑتا تھا۔ ادھر ہمارے مرزا صاحب شیر کی طرح گرج رہے تھے اور آریہ سماج کے قلعہ پر اسی شان سے دلائل کی گولہ باری کر رہے تھے۔ کہ تمام ہندو مسلمان انگشت بدندان تھے۔ مرزا صاحب کے دلائل ایسے زوردار اور زبردست تھے کہ باوجودیکہ چھ سات مہاشے پنڈت صاحب کی امداد میں کتابیں کھولے بیٹھے تھے مگر ان دلائل کا کوئی جواب نہیں پڑتا تھا۔ اور سب ہاتھ ملتے رہ جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پنڈت صاحب کو وہ شکست فاش ملی۔ کہ مرتے دم تک یاد رہے گی بالآخر مناظرہ ختم ہوا اور مسلمان فتح کی خوشی میں مرزا صاحب کو مبارکبادیں دیتے ہوئے گھروں کو سدھارے ✽

(خاکسار محمد اشرف)

ایک ضروری استفسار

ہمیں ذیل کا استفسار کپورتھلہ سے جناب سید عبد المجید صاحب نے شائع کرنے کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ ان کے ایک علم دوست بزرگ اس مسئلہ کے متعلق اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ان کی خواہش ہے کہ تمام نامی گرامی علمائے کرام اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں ✽

(اڈیٹر)

"نزول القرآن علی سبعۃ احرف" کی روایت اتنے صحابہ اور تابعین سے مروی ہے کہ قریباً متواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے اور ہر ایک حرف پر پڑھنا کافی بتایا گیا ہے۔ لیکن اس میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالے نے قرآن شریف کو سات حرفوں پر نازل کیا ہے۔ اور ساتوں میں سے ہر ایک کافی ہے تو جس وقت کاتبان وحی قرآن شریف کو نازل ہوتے وقت یا بعد میں لکھتے تھے ان سے یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ سات طرح پر لکھو اس کے بعد جب ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں عمرؓ کی تحریک سے قرآن شریف جمع کیا گیا ہے اور زیر نظارت زید ابن ثابت جمع کیا گیا تھا اس وقت، رقاع۔ لخاف۔ اکتاف۔ عسب، اور صدور الرجال سے جمع کیا گیا تھا نہ کسی تحریر میں کوئی نشان سبعۃ احرف کا پایا اور نہ ان لوگوں میں اختلاف کا سراغ ملا جن کے صدر سے قرآن شریف لیا گیا تھا۔ اس کے بعد خلیفہؓ نے جب لوگوں کے قرآن پڑھنے میں اختلاف پایا اور عثمانؓ سے درخواست کی کہ قبل اس کے کہ لوگ اہل کتاب کی طرح اپنی کتاب میں اختلاف کرنے لگیں ان کا واجبی انتظام کر دینا چاہیئے۔ اس درخواست پر عثمانؓ خلیفہ ثالث نے حضرت حفصہؓ سے وہ مصاحف منگوائے جو خلیفہ اول نے جمع کرکے ان کے پاس رکھوا دئے تھے۔ اور زید ابن ثابت اور دوسرے قرا کو حکم دیا کہ اس کی نقلیں کرکے دیں۔ اور اگر کسی لفظ پر اختلاف ہو تو قریش کی زبان کا لفظ لکھدیں۔ کیونکہ قرآن شریف قریش کی زبان میں اترا ہے۔ قرآن شریف کے پہلی دفعہ جمع کرنے اور دوسری دفعہ نقل کرنے میں بہت بڑی جماعت چیدہ اصحاب کی جو قرآن کے معاملے میں مستند تھی شامل تھی اور ان میں سے کسی ایک نے بھی قرآن کے سات حرفوں پر اترنے کا اشارہ تک نہیں کیا۔ اور عثمانؓ کا یہ فرمانا کہ اختلاف کے وقت قریش کی زبان کو مقدم رکھیں کیونکہ قرآن صرف قریش کی زبان میں اترا ہے۔ ان واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن شریف کا سات حرفوں پر اترنا اور ہر ایک حرف پر پڑھنا کافی ہونا اور ہر ایک کا اللہ کی طرف سے نازل ہونا یہ ایسی باتیں تھیں کہ ان سے ابوبکرؓ اور وہ تمام قرا جو قرآن کے جمع کرنے میں شامل تھے ناواقف تھے۔ ورنہ ممکن نہیں کہ ایسے ضروری اور بین امر کو قرآن جمع کرنے کے موقعہ پر دانستہ مخفی رکھتے اور چونکہ سات حرفوں والی روایتیں عمرؓ وغیرہ کے نام ہیں اور اس وقت ان میں کسی نے اس ضروری امر کی رعایت نہ کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سات حرفوں والی روایت صحیح نہیں ہے۔ مولوی وحید الزمان نے اپنی حدیث کی لغات میں حرف کے لفظ میں یہ بحث لکھی ہے اور پھر ایک روایت نقل کی ہے جس میں رسول کریم نے اس سات حرفوں والی روایت کا انکار کیا ہے بلکہ کذب اعداء اللہ لکن القرآن نزل علی حرف واحد کہکر سخت وعید فرمایا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ یہ حدیث ان مشکل احادیث میں سے ہے جسکے معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ اور کاست کر لوگوں نے اس کے کوئی چالیس معنے لکھے ہیں۔ ان میں سے بعض علامہ ممدوح نے اتقان میں نقل کئے ہیں مگر اقرار کیا ہے کہ ان میں سے کوئی معنی اطمینان بخش نہیں ہیں اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ عثمانؓ کا قصہ لکھا ہے جس میں انہیں قرآن کے سات حرفوں پر نازل ہونے کی پوری شہادت ملتی اور خود بھی ان شہادتوں کی تصدیق کی اور قرآن شریف کی نقول کرانے میں صرف ایک حرف پر یعنی قریش کی زبان پر نقل کرنے کا حکم دیا اور پھر مختلف نسخوں کے جلا دینے کا حکم کیا۔

یہ تمام امور ایک سخت مشکل ظاہر کرتے ہیں کہ جو حدیث اکیس صحابہ سے روایت ہوتی ہے۔ اس کے معنی آج تک کوئی نہ سمجھا۔ اور چونکہ اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سات حرفوں پر قرآن کا نازل ہونا امت کی سہولت کے لئے خدا کی طرف سے اور رسول کریم کی درخواست پر ہوا ہے اور سات حروف کے اختلاف ایسے تھے کہ ایک حرف پر پڑھنے والا دوسرے حرف پر پڑھنے والے کا انکار کرتا اور سمجھتا تھا کہ یہ عبارت غلط ہے صرف رسول کریم کے فرمانے پر فریقین کا اطمینان ہوتا تھا لیکن اس طرح کی عبارتوں کا اختلاف جو رسول کریم کی بار بار التجا سے اللہ تعالے نے منظور فرمایا تھا اور امت کی سہولت اس سے مقصود تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کو ہر سہ خلفاء اور تمام قرا نے جو قرآن کے جمع اور نقل کرنے میں شامل تھے بالکل بھلا دیا تھا یا دانستہ چھپایا۔ اور سات طرح کے نزول میں سے صرف ایک طرح کا نزول بترجیح بلا مرجح کے عمل سے حکماً اور قطعاً شائع کر دیا۔

یہ ایک معمہ ہے۔ دو میں سے ایک بات کا تسلیم کرنا لازمی ہے۔ یا تو سات حروف والی روایت غلط ہے یا تمام خلفاء راشدین نے اس دینی اور ضروری مسئلہ کی خلاف ورزی کی۔ بہرکیف علمائے دین متین سے درخواست ہے کہ اس کا شافی جواب شائع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور مسلمانوں کو ممنون فرمائیں

(سید عبد المجید از کپورتھلہ)

نبوت مسیح موعودؑ

۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں ہم نے جناب میاں صاحب کے ایک مرید کا ایک مضمون "نبوت مسیح موعودؑ میں افراط و تفریط" کے عنوان سے شائع کیا تھا جس میں مضمون نگار نے لکھا تھا کہ

"میرا مذہب حسب ذیل ہے۔ آپ مسیح موعود تھے۔ آپ جری اللہ فی حلل الانبیاء تھے۔ آپ نبی تھے مگر ویسے نہیں جیسے کہ آدم سے محمد تک ہوئے یعنی براہ راست نبوت یافتہ آپ ولی اللہ بھی نہ تھے بلکہ یہ وہ برزخ ہے کہ جو درگفتن نمے آید آپ محض امتی نبی تھے۔ آپ ظلی بروزی نبی تھے" جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مضمون نویس کے خیال میں امتی نبی ولی اللہ سے کچھ بڑھکر ہوتا ہے اور کہ وہ ایک ایسا درجہ ہے جو ولایت اور نبوت کے درمیان بطور برزخ کے ہے اور کہ یہی درجہ مسیح موعودؑ کا ہے۔ اس پر ہم نے ازالہ اوہام کا ایک حوالہ پیش کرکے بتایا تھا کہ حضرت صاحب صاف طور پر ولی اللہ یا محدث ہی کو نبی اور امت کے درمیان برزخ کے طور پر قرار دیتے ہیں اور اسی محدث کو آپ امتی نبی کہتے ہیں اور صاحب الشریعت کے ماسوا سب کو ملہم اور محدث قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں ہم نے تریاق صفحہ ۱۳۰ کی یہ عبارت بھی پیش کی تھی:۔

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوی کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا"

جس پر یہ حاشیہ موجود ہے کہ

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں (یہاں تک کہ مسیح موعود ہی کیوں نہ ہوں) اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب الشریعت ہی کو حضرت صاحب نے نبی قرار دیا ہے۔ باقی سب کو ملہم اور محدث قرار دیا ہے جنکے انکار سے کفر لازم نہیں آتا جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہوتا

ہمارے اس نوٹ کے جواب میں جو ہم نے اس مضمون کو شائع کرتے وقت لکھا تھا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے ایک طویل مضمون اخبار الفضل میں چھپوایا ہے۔ اول تو اس مضمون میں حضرت صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے بہت سے وہ بوسیدہ دلائل پیش کئے گئے ہیں جن کا جواب ہماری جماعت کی طرف سے بارہا دیا جا چکا ہے۔ پھر اسکے بعد قاضی صاحب نے تریاق القلوب کے اس حوالہ کو جو ہم نے پیش کیا تھا غلطی کے ازالہ کی ایک عبارت پیش کرکے منسوخ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"پیغام کا یہ نتیجہ بناتا ہے کہ اس کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ تریاق القلوب میں صرف صاحب الشریعت کو نبی قرار دے رہے ہیں اور اس کے علاوہ جو لوگ ہیں وہ سب ملہم یا محدث ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ امور غیبیہ کھلتے ہیں"۔ کیوں صاحب تریاق القلوب میں تو صرف صاحب الشریعت کو نبی قرار دیا جا رہا ہے اور اشتہار غلطی کے ازالہ میں نبی کیلئے شارع ہونا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ یہ اختلاف کیا۔ کیا اس سے بالوضاحت معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقیدہ نبوت میں تبدیلی کرلی ہے اور پہلے نبی کے لئے شریعت یا احکام جدیدہ لانا ضروری سمجھتے تھے مگر پھر غیر ضروری"۔

(الفضل مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۴۴ء)

حیرت ہے کہ قاضی صاحب۔ اپنے اس مضمون میں ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر کو پیش کرنا اور باقی تحریروں کو چھپانا یہ غیر مبایعین کا قدیمی شیوہ ہے"۔

حالانکہ یہ الزام خود ان پر عائد ہوتا ہے۔ غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوتا ہے اور کتاب تریاق القلوب ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوتی ہے۔ اب بتلایئے کہ وہ تحریر جو ابھی بعد میں شائع ہونے والی ہے۔ ایک سال قبل کی تحریر سے کس طرح منسوخ ہوگئی۔ اس کے متعلق یہ عذر پیش کرنا کہ تریاق القلوب کی محولہ عبارتیں ۱۹۰۱ء سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ بالکل بے معنی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر فی الحقیقت تریاق القلوب میں دعاوی کے متعلق جو عبارتیں لکھی گئی تھیں وہ قابل منسوخ تھیں تو کیوں حضرت مسیح موعود نے اس کتاب کو شائع کرتے وقت اس بات کا اعلان نہ کیا کہ اب یہ باتیں درست نہیں۔ گو آج میاں صاحب اور ان کے مرید تریاق القلوب کو منسوخ قرار دیں مگر خود حضرت صاحب حقیقۃ الوحی لکھتے وقت تک بھی اس کتاب کو منسوخ نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے کرم دین جہلمی کے مقدمہ بابت ۱۹۰۴ء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"فریق ثانی (کرم دین جہلمی) کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ آپ کی شان اور آپکا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے"۔

(۱۸۱ النشان حقیقۃ الوحی)

یہ ہے وہ خلقی بیان جو حضرت صاحب اپنی شان اور مرتبہ کے متعلق نہ صرف عدالت میں دیتے ہیں بلکہ اپنے آخری ایام میں دنیا میں شائع کرتے ہیں۔

باقی رہا قاضی صاحب کا پیش کردہ یہ حوالہ کہ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جسکے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ) تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ نبوت کاملہ کے لئے شریعت شرط نہیں۔ اس جگہ جس نبوت کا ذکر ہے وہ حقیقی نبوت نہیں بلکہ جزوی یا لغوی نبوت ہے جیسا کہ اس حوالہ کے سباق کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جسکے معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا"۔

چین میں عیسائیت کی روک تھام

عیسائی۔ مشنری جن مختلف ذرائع کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کام میں لاتے ہیں۔ ان میں سے سب سے زبردست ذریعہ تعلیمی سلسلہ ہے۔ اس تعلیمی سلسلہ نے تبلیغ و اشاعت مسیحیت میں دنیا کے جن ملکوں میں حیرت افزا نتائج پیدا کئے ہیں۔ ان میں سے ایک ملک چین ہے۔ عیسائی مشنریوں نے چین میں نہایت کثرت سے سکول اور کالج کھول رکھے ہیں جو لگاتار چینیوں کو عیسائیت قبول کرنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ ملک کے بعض حصوں میں عیسائیت اس سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے کہ بعض دوراندیش چینیوں کو اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہونا پڑا ہے چنانچہ شنگھائی کا ایک اسلامی رسالہ "نور اسلام" لکھتا ہے:۔

"شنگھائی کی جمعیۃ طلبا نے ہر قسم کے خیال کے لوگوں سے اپیل کیا ہے کہ غیر ملکی عیسائی مشنریوں کے اس حملہ کا جواب دیا جائے۔ عنقریب ایک انجمن قائم کی جانیوالی ہے جس کا نام "شنگھائی اینٹی کرسچن لیگ" ہوگا۔ اس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہونگے:۔

۱۔ ایک ایسی مخالف عیسویت انجمن قائم کرنا جو عیسائیت کے خلاف تحریکات اور پروپیگنڈا کرے۔

۲۔ عیسائیت کے تمام جرائم کو شائع کرنا۔

۳۔ عیسائیت کے خلاف خصوصاً ان نوجوانوں کے جذبات کو ابھارنا جو عیسائی سکولوں اور گاؤں میں رہتے ہیں۔

۴۔ مشن سکول کے طلبا کو عیسائی حملوں کا جواب دینے میں امداد دینا۔

۵۔ ان طلبا سے حسن سلوک سے پیش آنا جو اپنی مرضی سے عیسائی سکول چھوڑ کر آئیں۔

۶۔ طلبا کو یہ نصیحت کرنا کہ وہ عیسائی سکولوں اور کالجوں میں داخل نہ ہوں۔

۷۔ عیسائیت کے تعلیمی سلسلہ کا اصل مقصد لوگوں پر ظاہر کرنا"۔

کہو کون جھوٹا؟

سوامی دیانند یا سیٹھ دامودر داس کا باپ؟

جن لوگوں نے سوامی دیانند جی کی خود نوشت سوانح عمری کا مطالعہ کیا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ سوامی جی نے اس سوانح عمری میں اپنے آپ کو خاص شہر موردی کا رہنے والا بیان کیا ہے* مگر اسی سال ۷ رسے ۱۱ رفروری تک سوامی دیانند جی کی جو جنم شتابدی موضع ٹنکارا واقعہ ریاست موردی میں منائی گئی ہے اس کے ۱۱ رفروری کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بمبئی کے سیٹھ دامودر داس آریہ نے فرمایا ہے کہ

"میرے پتا کا نام سندر داس تھا۔ وہ بمبئی میں کام کرتے تھے سوامی جی کے اپدیشوں سے آریہ سماجی بنے اور سوامی جی بمبئی آتے تھے تو وہ اکثر ان سے ملا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ سوامی جی اپنے کو ٹنکارا کا رہنے والا بتاتے تھے"۔

(اخبار پرکاش مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۱۸)

گرو اور چیلے کے بیانات میں جو اختلاف ہے وہ ظاہر ہے۔ گرو اپنا وطن خاص شہر موردی بتاتا ہے۔ اور چیلا اپنے باپ سے یہ روایت کرتا ہے کہ سوامی جی اپنا وطن ٹنکارا بتاتے تھے۔ اب مہاشہ کرشن بتائے کہ ان دونوں میں سے کون جھوٹا ہے سوامی دیانند جی یا سیٹھ دامودر داس کا باپ سندر داس؟

*: چنانچہ سوامی جی کے کہنا الفاظ یہ ہیں: "دھرانگدھرا کے گجرات دیش میں ایک راج استھان ہے۔ اس کی سرحد پر مچھو کا ندی کے کنارے ایک موردی شہر ہے جہاں سمت ۱۸۸۱ بکرمی مطابق ۱۸۲۴ء میں میرا جنم ہوا" خودنوشت سوانح عمری صفحہ

امام مہدی کب اور کہاں مبعوث ہوگا

ہمارے دفتر میں چیچا وطنی ضلع منٹگمری کے ایک مدعی نبوت مسٹر محمد عبداللہ کا خط موصول ہوا ہے۔ ان حضرت کے بڑے بڑے دعوے یہ ہیں "خاتم المرسلین۔ رسول مبین۔ نذیر المبین۔ پٹواری دین اور مہدی وسطیٰ" ان تمام دعاوی میں سے "پٹواری دین" کا دعویٰ نہایت عجیب و غریب ہے۔ کیا عجب ہے کہ یہ حضرت کسی وقت پٹواری بھی رہ چکے ہوں۔ اور اب دنیوی پٹوار سے پنشن پاکر "پٹواری دین" بننے کا شوق پیدا ہوا ہو۔ گو پٹواری دین صاحب نے ہمیں یہ کہکر ڈرایا ہے کہ "اخباری جھٹلانے والے پر عذاب ہے" مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پٹواری دین صاحب کے اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان کے دماغ میں کچھ خلل پیدا ہو چکا ہے یا ہونیوالا ہے۔ ایک اہم بشارت جو اس "مہدی وسطیٰ" صاحب نے مسلمانوں کو دی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"امام مہدی آخرزماں آج سے چھ سو برس کے بعد ۱۹۶۱ ہجری میں انطاکیہ میں مبعوث ہوگا"

ہم امام مہدی کے منتظروں اور قادیانی جماعت دونوں کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ امام مہدی کے منتظروں کو اس لئے کہ آخر امام صاحب کے آنے کی ایک تاریخ اور جگہ تو مقرر ہوگئی اور قادیانی جماعت کو اس لئے کہ ایک اور نبی پیدا ہوگیا۔

کیا سوامی دیانند جی عیسائی بھی ہوگئے تھے؟

ٹنکارا سے اخبار پرکاش کے ایک خاص نامہ نگار نے سوامی دیانند جی کے ابتدائی حالات کے متعلق تحقیقات کرکے جو چٹھی اشاعت کے لئے اخبار مذکور کو بھیجی اور جو پرکاش کی ۲۱ رفروری کی اشاعت میں چھپی ہے۔ اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید سوامی جی عیسائیت کا بھی پرچار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ:۔

"سوامی جی کے رشتہ داروں میں سے بڑی ونش میں سے تو کوئی نہیں ہے۔ ان کی سوتیلی کے پتر کے پوترا ہیں۔ جنکا نام پوپٹ لعل ہے۔ ان سے بات چیت کرنے سے کئی دلچسپ باتوں کا پتہ لگا جنہیں لکھ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ ہم جان بوجھ کر دیانند کو اپنا نہ کہتے تھے کیونکہ ہم نے سنا تھا کہ وہ کرسچین مت کا پرچارک ہے"۔

سوامی جی کی لائف میں یہ ایک تازہ انکشاف ہے کہ ان کے رشتہ داروں نے کسی سے سنا تھا کہ سوامی دیانند عیسائیت کے مبلغ ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر نامہ نگار صاحب یا کوئی اور آریہ صاحب اس کا پتہ لگاتے کہ سوامی جی کے رشتہ داروں نے کس سے سنا تھا اور اس امر کے تمام پہلوؤں کی مزید تحقیقات کرتے تو بہت ممکن تھا کہ سوامی جی کی ابتدائی زندگی کے متعلق اور بہت سی معلومات بہم پہنچتیں۔

ایک مرحوم بھائی کیطرف سے عطیہ

شمس الحق مرحوم طالب علم جماعت ششم اسلامیہ کالج پشاور کے ایک رشتہ دار نے مرحوم کی طرف سے ۱۱۵ روپیہ کی رقم مندرجہ ذیل اغراض کے لئے انجمن کے دفتر میں ارسال فرمائی ہے:۔

ہمدردی برانٹ (مفت اشاعت) -/-/۵۰ روپے مسلم سن ریویو (مفت اشاعت) -/-/۶ روپے جرمن مسجد (مفت اشاعت) -/-/۴۱ روپے

عالم اسلام

عرب میں جنگ کا خطرہ

سلطان نجد اور والیٔ عسیر کے مابین ایک معاہدہ ہُوا ہے جسکی بنا پر عرب میں ایک خوفناک جنگ کا امکان ہوگیا ہے امیر عسیر نے وہابی سلطان سے درخواست کی ہے کہ مجھے امام یمن کے خلاف امداد دو۔

ترکی فوج کی تیاریاں

بعض ترکی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ موصل کے متعلق ترکوں کے اندر نہایت جوش و سرگرمی پائی جاتی ہے۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے جنگی کونسل کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی فوجوں کو پہلے سے زیادہ مضبوط اور تیار کرو۔

فرانسیسی ترکی معاہدہ

قسطنطنیہ ۱۹ فروری۔ حکومت ترکیہ انگورہ اور فرانسیسی ہائی کمشنر شام موسیو ای دہ ژووینل کے مابین جو گفتگو ہو رہی تھی۔ اسکے متعلق ابتک سرکاری طور پر کچھ نہیں معلوم ہُوا۔ تاہم ایک ترکی اخبار مظہر ہے کہ خاص خاص امور میں سمجھوتہ ہوگیا ہے۔ بغداد ریلوے پر ریلوے اسٹیشن پیاس اور اطراف کے گاؤں بھی مل گئے ہیں۔ جو عارضی سرحد کی وجہ سے الگ ہوگئے تھے۔

بغداد ریلوے کا وہ حصہ جسے سرحد قرار دیا گیا ہے حکومت ترکیہ کے قبضہ میں رہے گا۔

روئٹر لکھتا ہے کہ اگر یہ آخری بات صحیح ہے تو یہ نہایت اہم ہے

سواحل رابغ اور قنفذہ میں لاسلکی

شاہی فرمان جاری ہُوا ہے کہ لاسلکی کی دو مشینیں ایک ساحل رابغ اور ایک قنفذہ میں نصب کر دی جائیں۔ چنانچہ مشینیں روانہ کر دی گئیں اور ان دونوں مقامات میں نصب ہو جانے کے بعد ایک مشین ابہا (صدر مقام بلاد حائل) میں نصب کی جائے گی۔

جدہ اور مکہ کے درمیان تار کا سلسلہ

جدہ اور مکہ کے درمیان تار برقی کا انتظام ہو چکا ہے اور حسب دلخواہ خبر رسانی کا سلسلہ جاری ہوگیا ہے۔ جدہ اور مکہ کے مابین، ٹیلیفونوں کا کام شروع ہے چند روز میں یہ انتظام بھی پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

جدہ میں پانی صاف کرنیکی مشین

کنڈنسر (پانی صاف کرنے کی مشین) جس کی خریداری کی گفتگو جاری تھی وہ طے ہوگئی۔ امید کی جاتی ہے کہ تین ماہ کے بعد وہ مشین جدہ میں نصب کر دی جائے گی۔

برطانوی ہائی کمشنر کی انگورہ کو روانگی

لنڈن ۲۳ر فروری رائٹر کو معلوم ہُوا کہ سرہنری ڈابس جو عنقریب بغداد ہائی کمشنر کے عہدہ پر جانیوالے ہیں راستہ میں غالباً انگورہ جائیں گے کہ ترکی حکومت سے بہتر تعلقات کے متعلق گفت و شنید کریں۔ خصوصاً تجارتی اور اقتصادی معاملات کے متعلق کوئی مفاہمت کر سکیں۔

فرانسیسیوں نے کئی اہم علاقے خالی کر دیئے

حلب میں شدید واقعات کے رونما ہونے کی وجہ سے فرانسیسی افواج گویا اور شمالی عراق کے علاقہ سے ہٹ گئی ہیں۔ دمشق کے جانے والی تمام ریل کی پٹریاں ... [illegible]

ہندو دنیا

اچھوت اقوام کی شدھی

پنجاب میں ۲۰ لاکھ اچھوت ہیں۔ ان کو شدھ کرنے کے لئے گوواسپور رشتابدی کے موقعہ پر دیانند دلت ادہار منڈل قائم کیا گیا تھا۔ منڈل باقاعدہ کام چھ ماہ سے کر رہا ہے۔ اس وقت اس کے ماتحت ۱۵ اپدیشک کام کر رہے ہیں اس تھوڑے سے عرصہ میں اس منڈل نے جو کام کیا ہے اس سے یہ امید پڑتی ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی پنجاب کی تمام اچھوت اقوام کو یہ منڈل ہڑپ کر جائے گا۔ ریاست جموں میں اس نے ۱۵۰۰ ڈوموں کو شدھ کیا ہے۔ ضلع کانگڑہ میں ۵۵۰ ڈوموں کی شدھی کی ہے اور ضلع ہوشیارپور و جالندھر میں ۳۱۰ عیسائیوں کو شدھ کیا ہے۔

ضلع ہردوئی میں فتنہ ارتداد

دہلی کے اخبار تیج میں شدھی وبھاگ دلت ادہار سبھا دہلی کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع ہردوئی میں فتنہ ارتداد زوروں پر ہے۔ آریہ اپدیشکوں کے علاوہ ضلع مذکور کے بہت سے ذی اثر ہندو رؤسا ملکانوں کو مرتد بنانے میں سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔ بہت سے مقامات پر شدھیاں ہو چکی ہیں۔

تین سو بھنگیوں کی شدھی

موضع صاحب پور ضلع جالندھر میں تین سو بھنگیوں کو شدھ کر کے بالمیک دھرم میں داخل کیا گیا ہے۔

شدھی کیلئے عظیم الشان عطیہ

اخبار تیج میں سوامی شردھانند کا ایک خط شائع ہُوا ہے۔ جس میں سوامی جی لکھتے ہیں:۔

"دہلی کے سیٹھ جگل کشور صاحب برلا دس ہزار روپیہ ماہوار آریہ سماجی کام کے لئے دیتے ہیں۔ ساڑھے تین ہزار روپے ماہوار سوامی شردھانند جی کو دیتے ہیں۔ اور چھ ہزار روپے ماہوار لالہ لاجپت رائے جی کو دیتے ہیں۔ اور پانچ ہزار روپے ماہوار پنڈت مدن موہن مالوی جی کو لیکن اب آخری رقم میں شاید کچھ کمی ہوگئی ہے۔"

سناتن دھرمیوں کو آریہ بنانے کی خفیہ سکیم

فروری کے شروع میں آریہ سماج دہلی کا سالانہ جلسہ تھا۔ اس موقعہ پر آریہ سماج کو سناتن دھرمیوں نے مباحثہ کے لئے چیلنج دیا اور اپنی طرف سے پنڈت راج نارائن صاحب ارمان کو بحیثیت مناظر پیش کیا۔ چونکہ پنڈت صاحب کئی سال آریہ رہ چکے ہیں اور آریہ سماج کے اندرونی حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ اس لئے آریہ سماج نے ان سے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر سناتن دھرمیوں نے مندر سیتا نارائن میں ارمان صاحب کا علیحدہ لیکچر کرایا۔ دوران جلسہ میں آریہ سماجیوں نے کئی بار گڑبڑ مچائی۔ اس لیکچر میں ارمان صاحب نے آریہ سماج کی ایک خفیہ سکیم کا انکشاف کیا جس کو مہاشہ پرتاپ اپنی ۱۷ر فروری کی اشاعت میں اس طرح پر بیان کرتا ہے:۔

"پنڈت جی نے اپنے لیکچر میں اس امر کا تحریری ثبوت دکھایا کہ آریہ سماجیوں کی یہ سکیم ہے کہ مسلمانوں اور عام سناتن دھرمیوں کے درمیان فساد ہوتے رہیں۔ اگر فساد ہوتے رہے تو سناتن دھرمیوں میں کارکن نہ ہونے کی وجہ سے ہندو مسلمانوں سے تنگ آکر آریہ سماج کی شرن میں آجائیں گے"۔ (ص ۱۹)

سندھ پر آریوں کی یورش

سندھ میں ایک عرصہ سے سنجوگی ایک نومسلم قوم رہتی ہے جسکے رسم و رواج ملکانوں کی طرح بہت حد تک ہندوانہ ہیں آریوں نے ایک مدت سے انکے اندر کام شروع کر رکھا ہے۔ حال ہی میں نہایت زور سے حملہ کیا گیا ہے اور بہت سے

افکار حاضرہ

مولوی ظفر علی خاں بھی اباللہ مسکہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے نہایت آڑے وقتوں میں اسلام کی بڑی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کے گذشتہ کارہائے نمایاں کو تو سب جانتے ہیں ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ اب حال ہی میں حجاز میں تشریف لے جا کر جو کارنامہ آپ نے کیا ہے۔ اس نے سب پچھلے کارناموں کو مات کر دیا ہے۔ خلافت کمیٹی کے وفد کے ساتھ آپ حجاز تشریف لے گئے۔ وفد کے باقی ممبر تو اللہ کے فضل سے زیادہ تر جدہ ہی میں بیٹھکر بحیرہ احمر میں گذرنے والے جہازوں کا پر لطف نظارہ دیکھتے رہے مگر مولوی صاحب تو ماشاء اللہ آزمودہ کار آدمی تھے وہ بھلا کب چوک سکتے تھے۔ انہوں نے ابن سعود کی مصاحبت اختیار کی اور ایسی کی کہ شب و روز اس کے ساتھ مجلس گرم رہنے لگی۔ باقی ممبر جدہ میں ہیں تو آپ مکہ میں۔ ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابن سعود نے شاہ حجاز ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اب خلافت کمیٹی کی جو آنکھ کھلی تو اس نے جھٹ وفد کے نام ایک تار داغ دیا کہ فوراً بمبئی پہنچ جاؤ کمیٹی تم سے مشورہ کرنا چاہتی ہے۔ ناچار درویش بیجان درویش مولوی ظفر الملت کو بھی وفد کے ساتھ واپس ہندوستان آنا پڑا۔ مگر واہ رے غیرت۔ آپ نے نہ کسی سے پوچھا نہ گچھا خلافت کمیٹی جس کے کرایہ پر آپ حجاز کی سیر کرنے گئے تھے۔ روتی رہی۔ اور آپ جھٹ جہاز سے اتر۔ ٹرین پر سوار ہو سیدھے لاہور پہنچ گئے۔ کسکا مشورہ اور کسکی رائے

اب یہ تو ہوا ظفر الملت کا کارنامہ۔ اب دیکھئے حنفی علمائے کرام کیا گل کھلاتے ہیں۔ انہوں نے جو دیکھا کہ ظفر الملت والدین مکہ و مدینہ کی زیارت کر کے واپس تشریف لا رہے ہیں تو ان کے یہاں رونق افروز ہونے پر کچھ نہ کچھ تو ان کی عزت افزائی کرنی چاہیئے اور انہیں تو کوئی نیا خطاب ہی علم برداران شریعت کی طرف سے انہیں عطا ہو جائے۔ علمائے کرام کی مالی حالت تو آج کل جیسی ہے وہ سب کو معلوم ہی ہے۔ وہ نقدی کی صورت میں تو کچھ نذرانہ یا تحفہ پیش کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جو کچھ ان کے پاس حاضر تھا وہ انہوں نے پیش کر دیا۔ چنانچہ ظفر الملت صاحب شائد ابھی بمبئی میں پہنچے ہی ہونگے کہ مولوی دیدار علی صاحب خطیب مسجد وزیر خاں کے فرزند ارجمند مولانا سید احمد صاحب نے ظفر الملت کے متعلق ایک کفر کا فتویٰ شائع کر دیا۔ جس میں تقریباً تیس حنفی علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ شریعت بیضا کے ان مفتیوں میں سے سب سے طویل فتویٰ "مصطفےٰ رضا القادری النوری البریلوی" (وغیرہ وغیرہ) کا ہے۔ فتویٰ شیطان کی آنت سے بھی لمبا ہے۔ اس کے آخر میں لکھا ہے "ان کی عورتیں بائنہ ہوگئیں بعد عدت جس سے چاہیں نکاح کر سکتی ہیں"۔ ظفر الملت کو "علمائے کرام" کا یہ تحفہ مبارک ہو: آمین ثم آمین۔

سنتے ہیں کہ آجکل امرتسر میں مولاناؤں کا دنگل ہو رہا ہے۔ تمام مولانا ایک طرف ہیں اور بیچارے امرتسری مولوی فاضل ایک طرف ان کا جرم یہ بتایا جاتا ہے کہ جب امرتسر میں تنظیم کمیٹی کی بنیاد قائم کرنے کیلئے آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا تو انہوں نے مولاناؤں کے اس متفقہ فیصلہ کے خلاف کہ "اگر مرزائی اس میں شامل ہونگے تو مسلمانوں کو اسمیں شرکت نہیں کرنی چاہیئے" کانفرنس میں شرکت اختیار کی۔ مولانا بھلا اپنا بدلہ کب چھوڑنے والے تھے۔ انہوں نے جو دیکھا کہ اب امرتسری لوگ اس شکست کی وجہ سے جو مولوی فاضل نے آریوں کیساتھ مناظرہ کرنے میں کھائی ہے اس بوڑھے جرنیل سے بد دل ہیں تو انہوں نے بھی ان کے خلاف اعلان جہاد کر دیا ہے۔ مولوی فاضل کی کساد بازاری زوروں پر ہے کس مپرسی انتہا تک پہنچ گئی ہے ملحدوں کو اپنے اس پرانے دوست کی اس بے کسی کی حالت میں ضرور کچھ نہ کچھ مدد کرنی چاہیئے۔

یتیموں کی ضرورت ہے

ایک دوست چاہتے ہیں کہ ایک یتیم لڑکا ... [illegible]

"اعلان ضروری"

رجسٹرات چندہ ممبران و کھاتہ آمدنی معہ ہدایات متعلقہ جملہ انجمنوں کے نام بھیجے گئے ہیں۔ ہر جگہ کی انجمن اپنے چندوں وغیرہ کا کل حساب ان رجسٹرات پر باقاعدہ رکھے اور جہاں ضرورت ہو ایسے رجسٹر وغیرہ دفتر میں لکھکر منگوائے جا سکتے ہیں۔ نظام کے متعلق جن امور کا علم ہر احمدی کو ہونا ضروری ہے وہ بغرض عام اطلاع حسب ذیل شائع کئے جاتے ہیں۔

ہدایات برائے شاخہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(۱) انجمن کے مالی و دیگر تمام دینی کاموں کی سرانجام دہی کے لئے ممبران میں سے مندرجہ ذیل عہدہ داران منتخب کئے جایا کریں۔ میر مجلس۔ سکرٹری۔ محاسب۔ نگران محاسب۔ ممبروں کی تعداد ناکافی ہونے کی صورت میں ایک یا دو عہدیدار کافی ہونگے۔ اور باقی عہدیداروں کا کام بھی وہی کرینگے۔

(۲) ان عہدہ داروں کا انتخاب صرف ایک سال کے لئے متصور ہوا کریگا۔ جس کی میعاد یکم مئی سے آخر اپریل تک ہوگی۔ دوسرے سال پھر نیا انتخاب کیا جایا کرے۔ اور اس کی اطلاع مرکز میں دی جایا کرے۔

(۳) چندوں وغیرہ کا کل حساب وکتاب محاسب کے پاس رہیگا اور وصولی بھی وہی کریگا۔ اور مالی امور کے متعلق خط وکتابت بھی اسی سے ہوگی۔ لیکن دیگر عہدہ داران وقتاً فوقتاً اس کے کام کو دیکھتے رہیں گے اور اس کی امداد بھی کریں گے ہاں نگران کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ خاص طور پر حسابات کو دیکھتا اور اس پر دستخط کرتا رہے۔

(۴) محاسب کے پاس ایک رسید بک چندہ عام کی ہوگی جس میں تین پرت ہوتے ہیں ہر غرض کے لئے اس پر رقم وصول کی جاسکتی ہے۔ رقم وصول شدہ کی رسید معطی کو دینی ضروری ہوگی اور درمیانی رسیدات مرکز میں روپیہ بھیجتے وقت تفصیل کے ہمراہ بھجوانی ہونگی اس کے علاوہ برلن مسجد کے لئے الگ خاص کاپیاں بھی ہیں معاونین سے برلن مسجد و بلاد وغیرہ کے لئے چندہ فراہم کرنے میں انکو استعمال کیا جائے۔

(۵) تمام مدات کا روپیہ پورا کا پورا ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ سے ۲۰ تاریخ تک جسقدر فراہم ہوچکا ہو ساتھ کا ساتھ مرکز میں محاسب صاحب کے نام روانہ کر دینا ضروری ہوگا۔ اور سوائے منی آرڈر وغیرہ کے خرچ کے کوئی رقم لوکل خرچ کے لئے نہ کاٹنی ہوگی سوائے اس کے جس کی منظوری بموجب قواعد خاص طور پر مرکزی انجمن سے حاصل کر لی گئی ہو۔

(۶) مرکز میں روپیہ بھیجتے وقت کوپن پر مدوار تفصیل دینی ضروری ہوگی کہ ہر مد کا کتنا کتنا روپیہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرٹری کو مثنیٰ رسیدات اور تفصیل رقم اسم وار اور مدوار بھیجنی ہوگی جس میں بالخصوص چندہ ماہوار کے متعلق یہ تصریح کرنی ہوگی۔ نام ممبر رقم چندہ۔ بابت ماہ۔

(۷) روئیداد کا رجسٹر سکرٹری کے پاس رہیگا۔ جو وقتاً فوقتاً میر مجلس کے مشورہ سے ایسے اجلاس مقرر کرتا رہے گا جن کی غرض ترقی جماعت۔ حصول مقاصد اشاعت اسلام کے ذرائع سوچنا اور مرکزی انجمن کی تحریکات پر عمل پیرا ہونا ہوگی ایسی روئیدادوں پر رجسٹر میں میر مجلس اور سکرٹری کے دستخط ضروری ہوں گے اور ان تمام ممبروں کے نام جو حاضر ہوں۔ اور جو امور طے ہوں ان کی نقل مرکزی انجمن میں بھیجنی ضروری ہوگی۔

(۸) چندہ ماہوار کی وصولی دہم حصہ کے حساب سے یا ۱ پائی فی روپیہ آمدنی کے حساب سے کی جایا کرے اور کوئی احمدی اس چندہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ نہ رکھا جاوے سوائے اس کے کہ جس پر خدانخواستہ کسی وقت بیکاری کی حالت آجائے جس کی اطلاع مرکز میں کر دینی چاہیئے۔ بالغ لڑکوں اور مستورات سے بھی کچھ نہ کچھ چندہ لیا جاوے تاکہ وہ بھی اس جہاد میں باقاعدہ شامل رہیں۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

"فریضہ زکوٰۃ"

زکوٰۃ کو جسقدر اہمیت اسلام میں حاصل ہے اس سے کوئی شخص خواندہ ہو یا ناخواندہ نا آشنا ہوگا۔ ہر شخص کی زبان پر جو پانچ ارکان اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار۔ نماز زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج معاً جاری ہوتے ہیں ان میں ایک حکم زکوٰۃ کا ہے۔ اور یہ پانچوں حکم اسلام کی بنیاد ہیں۔ انہیں پر آگے چلکر کل نیکیوں کی عمارت کھڑی ہوتی ہے اس لئے ادائیگی کے لئے قرآن شریف میں الگ اور احادیث میں الگ سخت تاکیدیں موجود ہیں اور نادا کرنے والوں کے متعلق یہاں تک فرمایا والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب علیم۔ ایسی سخت وعید کی موجودگی میں کسی مزید تاکید کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں یہ عرض کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے احباب کو جوکہ صاحب زکوٰۃ ہیں بالخصوص ان احکامات خداوندی کی پیروی میں اسوقت جبکہ مسلمانوں کی عام حالت اچھی نہیں اپنا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ جس جسقدر زکوٰۃ واجب الادا ہو اپنی یا مستورات کی وہ باقاعدہ انجمن میں بھجوا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ اور اپنی اپنی جگہ یہ بھی کوشش فرماویں کہ دوسرے مسلمانوں سے بیشتر حصہ زکوٰۃ تبلیغی فنڈ کے لئے وصول فرماویں کیونکہ زکوٰۃ کے مصارف میں ایک فی سبیل اللہ ہے یعنی خالص دین اسلام کی دعوت کے کام پر خرچ کرنا اور یہ کام اسوقت احسن طریق پر سوائے ہماری انجمن کے اور کسی جگہ نہیں رہا۔

ظہور احمد

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

اخبار احمدیہ

— ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء کے روز بوقت پانچ بجے شام مسلم ہائی سکول کے ان طلباء کو جو امسال انٹرنس کے امتحان میں شامل ہونے والے ہیں سکول کی طرف سے الوداعی پارٹی دی گئی۔ جس میں بہت سے معزز احباب شریک ہوئے مفصل روئداد جلسہ بعد میں شائع ہوگی۔

— حضرت امیرایدہ اللہ کی بڑی صاحبزادی عزیزہ رقیہ بیگم کا نکاح مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کے ساتھ جو حضرت مولوی صاحب کے حقیقی برادر کلاں مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں ہونا قرار پایا ہے اور انشاء اللہ تعالے ۱۹ر شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۵ر مارچ ۱۹۳۶ء بروز جمعہ بوقت دس بجے صبح احمدیہ مسجد واقع احمدیہ بلڈنگس میں نکاح پڑھا جائے گا احباب دعا کریں کہ اللہ تعالے یہ تعلق جانبین کے لئے دین ودنیا میں مبارک کرے۔ آمین

— جن مقامات پر لکھا گیا تھا۔ کہ جنرل کونسل کے لئے ممبر منتخب کر کے اطلاع دیں۔ سوائے فیروزپور۔ گوجرانوالہ۔ جہلم۔ لائلپور و رینہ ضلع ہزارہ۔ امرتسر۔ دہلی اور لوہیوالہ کے باقی مقامات سے ابتک جواب نہیں آیا۔ لہذا عرض ہے کہ ازراہ کرم بہت جلد اطلاع دیں۔ دیر ہوجانے سے کام میں ہرج واقع ہوتا ہے۔ ۱۵ر مارچ تک یہ اطلاع آجانی چاہیئے۔

— مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ علاقہ احمد آباد سندھ میں بغرض تبلیغ جا رہے ہیں۔ امید ہے واپسی پر ریواڑی بھی جائینگے

— چوہدری ظہور احمد صاحب جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۲۵ر مارچ سے چھ ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں ان کی غیر حاضری میں سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی اپنے ہیڈ ماسٹری کے فرائض کے علاوہ سکرٹری کا کام بھی سرانجام دیں گے۔

— ۲۴ فروری سے شیخ عبدالحق محرر دوم دفتر سکرٹری ٹریڈنگ ایجنٹ بک ڈپو انجمن کی اسامی پر تبدیل ہوئے ہیں۔ دورہ کی حالت میں وہ انجمنوں کے حساب وکتاب چندہ کی بھی پڑتال کریں گے

تازہ خبریں

ہندوستان

— ۱۲ر فروری کو مہاراجہ صاحب جودھپور نے اپنی کونسل سے مشورہ کر کے رسم غلامی کو جو اس ریاست میں ابتک چلی آرہی تھی قطعی بند کر دینے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ابتک اس ریاست میں علاوہ راجپوتوں کے دیگر اقوام جیسے کائستھ۔ مہاجن اور چارن وغیرہ بھی غلام رکھتے تھے۔ ان غلاموں کو گولے کہا جاتا تھا۔

— مقدمہ سول میں مسٹر راجپال آریہ ملزم نے مسٹر فیلیوس صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت سے مقدمہ کے انتقال کی جو درخواست کی تھی۔ ہائیکورٹ نے اسے نامنظور کر دیا تھا مگر مسٹر فیلیوس نے جو یہ حکم دیا تھا کہ مسٹر راجپال عدالت میں داخل کردہ کتابوں کا معائنہ فی کتاب دو ہزار روپیہ ضمانت دیکر کر سکتے ہیں۔ اسے ہائیکورٹ نے رد کر دیا۔ مقدمہ اسی عدالت میں پھر شروع ہوگیا ہے۔ ۲۴ر فروری کو ملزم پر زیر دفعہ ۱۵۳ الف فرد جرم لگا دیا گیا ہے۔

— روس کی خبر ہے کہ یوکرین کے ایک قصبہ میں عورتوں نے اجلاس کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر ایک عورت تین خاوند کر سکتی ہے۔

— لاہور میں لیکچر دیتے ہوئے مسز اینی بیسنٹ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی موجودہ بے چینی کو دور کرنے کے لئے ایک جگت گرو کی ضرورت تھی جو اب ظاہر ہو گئے ہیں۔ اور وہ عنقریب لاہور میں بھی تشریف لائینگے۔ دیکھئے یہ جگت گرو کس فیشن کے ہیں۔

— محکمہ آبکاری بمبئی نے بامداد پولیس شہر میں کوکین فروشوں کے اڈے پر چھاپہ مارا۔ ۶۸۵ پونڈ افیون اور دس اونس کوکین پکڑی گئی۔

— وزیگا پٹم میں نئے بندرگاہ کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا ہے جسکی تکمیل پانچ سال کے عرصہ میں ہوگی۔

— مقدمہ پانی پت کے سزایافتہ تمام ملزمان ضمانت پر رہا ہوگئے ہیں۔ اپیل کی سماعت عدالت سشن انبالہ میں ہوگی۔

— خواجہ حسن نظامی کی تحریک پر دہلی کے مسلمانوں نے بڑے تزک و احتشام سے آتشبازی کا جنازہ نکالا اور اسے تمام شہر میں پھرا کر دریا برد کر دیا۔

غلطیوں کی اصلاح

(۱) پیغام صلح اخبار نمبر ۱۲ مجریہ ۲۱ر فروری ۱۹۳۶ء میں میرے مضمون سیرۃ المہدی پر ایک نظر میں صفحہ ۳ کالم ۳ کی پہلی سطر میں کاتب صاحب کی غلطی سے بجائے "تین لڑکیوں کی قسم" کے "تین لڑکیوں کی قسم" چھپ گیا ہے جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ قارئین کرام اسکی اصلاح کر لیں۔

(۲) اسی اخبار میں سکرٹری جماعت احمدیہ جہلم کے مضمون میں صفحہ ۳ کالم ۳ میں غلطی سے لکھا گیا ہے۔ کہ "حضرت صاحب کے الہام کی ایک صرفی نحوی غلطی پر اعتراض کر دیا" بلکہ اصل عبارت یوں ہونی چاہیئے کہ "حضرت صاحب کے الہام پر اعتراض کر دیا کہ اس میں صرفی نحوی غلطی ہے"۔

(خاکسار بشارت احمد)

سول انجینئرنگ کالج کپورتھلہ

بہ سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہٗ سال گذشتہ پر کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائزڈ کر لیا ہے یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت سے اخبارات اور انجینئرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم ونسق اور اسٹاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر۔ اوورسیر۔ انجینئر کلاسز کے پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ احکام سرٹیفکیٹ مینجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت طلب کریں۔

معذرت

مجھے افسوس ہے کہ اخبار پیغام صلح میں نمبر ۱۵ مجریہ ۲۴ فروری ۱۹۳۶ء میرے مضامین میں کتابت کی غلطیاں ہیں مثلاً تبر کو تیر واضع کو واضع لکھدیا ہے۔ یہاں تک تو خیر بہت تھی۔ مگر سیرۃ المہدی پر ایک نظر میں صفحہ ۲ کالم سطر ۲۱ میں بریرہ والی حدیث کو ابو ہریرہ والی حدیث لکھدیا ہے جو شاید کاتب صاحب نے بطور خود میری غلطی کی اصلاح کی ہے مگر حقیقت میں کاتب صاحب کی غلطی ہے۔ دراصل بریرہ ہے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ایک عورت تھی جس نے آپکے انتخاب کے مطابق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم	ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام او	بادہ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن	جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را بر و شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست	زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود	آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ہر بدھ وار کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور | یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۴ شعبان ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۱۷

امیر قوم کا پیغام
قومی فیصلہ کی عزت کرو

دو باتوں کا فیصلہ احباب سلسلہ اجتماعی رنگ میں خود جمع ہو کر کر چکے ہیں۔ اول یہ کہ ہر ایک دوست اپنا مقررہ چندہ ماہوار ادا کرے اور ہر ایک انجمن چندہ کو ماہوار وصول کر کے فوراً خزانہ میں بھیجدے دوسرا یہ کہ چونکہ زکوٰۃ کا حکم قرآن کریم کی صراحت کی رو سے یہی ہے کہ بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے تقسیم ہو اس لئے ایسے دوست جن پر زکوٰۃ واجب الادا ہے ایک تہائی ذاتی یا مقامی طور پر تقسیم کرنے کے لئے رکھکر باقی دو تہائی قومی بیت المال میں داخل کریں۔

مگر افسوس ہے کہ ابتک کئی ایک احباب چندہ کی ماہوار ادائگی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور بعض انجمنیں ایسی ہیں کہ ان کے عہدیداروں کو بھی اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ کچھ تکلیف اٹھا کر چندوں کو ماہوار وصول کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی بعض احباب ایسے عذر کر دیتے ہیں کہ فلاں نیک کام پر ہم نے اسے صرف کر دیا یا اس کا صرف کرنا ضروری ہے یا فلاں دوست کی خاطر ہم اسے دوسری جگہ خرچ کرنے پر مجبور ہیں۔

جو احباب بعض مشکلات بتا کر چندوں کے ماہوار ادا کرنے میں عذر کر دیتے ہیں وہ غور کریں کہ کیا اس میں خدا کے دین کی تحقیر نہیں کہ اپنی ضرورتوں پر خرچ کرنے کے لئے ماہوار رقم مل جاتی ہے مگر خدا کے دین کی خدمت کا وقت آئے تو کوئی عذر بن جاتا ہے کیا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے یہی معنے ہیں اور جو احباب زکوٰۃ کو بیت المال میں داخل کرنے کے بجائے اپنے طور پر خرچ کر لیتے ہیں وہ بھی غور کریں کہ اگر قومی فیصلوں کی یہی عزت ہے تو قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ مسلمان قوم اسی تشتت اور پراگندگی کی وجہ سے مردہ ہو گئی ہے کہ جو نظام اسلام نے قائم کیا تھا اس کی پرواہ نہ کی اگر آج ہم احمدی ہو گئے اور اس تشتت کو دور نہ کیا اور نظام قوم کو پوری قوت سے قائم نہ کیا اور قومی فیصلوں کے سامنے سر نہ جھکایا تو بحیثیت قوم ہم سب زندگی حاصل نہیں کر سکتے کیا ہوا اگر ایک شخص نے اپنی خواہش نفس کو پورا کر لیا۔

انجمن کو اس وقت سخت مالی مشکلات کا سامنا ہے اس لئے میں احباب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قومی فیصلہ کی عزت نہ کرنا یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ جب سکرٹری صاحب کے خطوط اور یاد دہانیوں پر توجہ نہیں ہوتی تو مجبوراً مجھے خود بعض احباب کو لکھنا پڑتا ہے اور وہ وقت جو کسی بہتر کام میں صرف ہو سکتا ہے بعض احباب کی لاپرواہی اور بے توجہی کی نذر ہو جاتا ہے۔ کاش یہ احباب اپنی قوم پر اور میرے وقت پر رحم کریں۔

(محمد علی)

خط و کتابت ممالک غیر

ترکی

برادر عمر رضا صاحب قسطنطنیہ سے لکھتے ہیں کہ:۔ میں آج ہی انگورہ سے یہاں پہنچا ہوں۔ اور واپسی پر آپ کے دو خط ملے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ۷ دسمبر ۱۹۲۵ء کو مجھے ترکی پولیس نے گرفتار کر کے انگورہ بھیجدیا۔ تاکہ عدالت آزاد کے سامنے پیش کیا جاؤں۔ چونکہ حکام عدالت باہر گئے ہوئے تھے اس لئے ان کی واپسی تک مجھے انتظار کرنا پڑا۔ جنہوں نے آتے ہی تفتیش حالات کے بعد مجھے فوراً رہا کر دیا۔ میرے خلاف الزام یہ لگایا گیا کہ میں موجودہ ترکی حکومت کے خلاف لکھتا رہتا ہوں۔ چونکہ یہ الزام سراسر غلط تھا اور عدالت نے بھی محسوس کر لیا کہ میں وفادار اور بیگناہ شخص ہوں۔ اس لئے مجھے بری کر دیا۔ الحمد للہ

میں نے اب کام شروع کر دیا ہے۔ بدقسمتی سے ترجمہ سیرۃ خیر البشر کا کام جہاں تھا وہیں رک گیا ہے اور اب آپ کی امداد آجانے پر بقیہ کام ختم کر دیا جائیگا۔ جو آپ عثمانیہ بنک یا روما بنک میں سے کسی کی معرفت بھیج سکتے ہیں۔ حضرت مولانا صاحب و دیگر برادران کی خدمت میں السلام علیکم

(خط کے ساتھ برادر موصوف نے ترکی اخبارات کے اقتباس بھی بھیجے ہیں جو مقدمہ کے متعلق شائع ہوئے تھے۔)

چین

برادر الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ آپ کا خط ملا جسکے لئے مشکور ہوں آپ کا مشورہ ضرور قابل غور ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اسلام کا مستقبل نہایت امید افزا ہے۔ اس لیے ہمیں مخالفین اسلام کے مقابلہ کے لئے ہمہ تن تیار رہنا چاہیئے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ہمارا اخبار غیر ممالک کے سیاسی معاملات میں دخل دیتا رہتا ہے اس کے متعلق میرا یقین ہے کہ جب تک اس زمانہ کے گرے ہوئے مسلمانوں کی ہر ممکن طریق پر اصلاح نہ کی جائے حقیقی اسلام ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اسلام کی حقیقی روح پیدا ہو۔ تو ہمیں خدا اور رسول کے احکام کے ماتحت زمانہ کے ساتھ ساتھ ترقی کرتے رہنا چاہیئے۔ نور مشرق کی طرف ہے جیسا کہ علمائے شرق و غرب کا مقولہ ہے اب یورپ کی مادی ترقی اپنی آخری حد کو پہنچ گئی ہے اس لئے اب آپ کے ساتھ ملکر ہمیں اسلام کی روحانی ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ مندرجہ ذیل امور آپکی جماعت کی اطلاع اور غور کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اول ہمارا باہمی اتحاد بہت مضبوط ہونا چاہیئے دوم چونکہ آپکی قوم اسلام میں بڑی وقعت رکھتی ہے اس لئے آپ ہماری امداد کریں سوم ہمیں قرآن مجید کے چینی و جاپانی ترجمہ میں مدد دیں جسکی ہم تجویز کر رہے ہیں چہارم ہمارے لئے مددگار پیدا کریں۔ اور ہماری سوسائٹی کو اپنا ممبر تصور کریں پنجم مسلمانان عالم کی ایک انجمن کی بنیاد ڈالنا ...

یہاں ایک کتب خانہ اور مسلم یونیورسٹی قائم کر سکیں اور جاپان میں مسجد بنائیں ہفتم ہمیں آپ سے ہر طرح کی امداد کی امید رکھنی چاہیئے ہشتم یکم اگست کو ہم مسلمانوں کی ایک مجلس جاپان میں کرنا چاہتے ہیں وہاں اپنا نمائندہ بھیجیں۔ میں اپنے رسالہ کی دس کاپیاں آپ کو بھیجتا ہوں جس میں مجلس کے اصول و قواعد درج ہیں ان کے بارہ میں اپنی رائے سے اطلاع دیں۔ آئندہ ہمارا ارادہ رسالہ کو انگریزی میں کر دینے کا ہے تاکہ باہمی تبادلہ خیال میں آسانی پیدا ہو۔ افسوس ہے کہ لوکل فسادات اور کثرت کار کی وجہ سے رسالہ کی باقاعدہ اشاعت میں تعویق ہوتی رہی ہے آپکو اور جملہ برادران جماعت کو السلام علیکم۔

نیاسالینڈ (برٹش وسطی افریقہ)

برادر عبد الواحد صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ یہ علاقہ برٹش کا ہے مشرقی افریقہ کے پرتگالی بندرگاہ سے اترنا پڑتا ہے جہاں سے بارہ گھنٹہ میں بذریعہ ریل یہاں پہنچتے ہیں یہ ملک اسقدر سرسبز ہے کہ کوہ مری اور شملہ بھی اس کے سامنے ہیچ ہیں کچھ علاقہ گرم بھی ہے لیکن وہ بھی سرسبز ہے پرتگالی علاقہ سرسبز جنگلوں سے بھرا ہوا ہے جہاں کوئی کاشت نہیں ہوتی شاید پرتگالی گورنمنٹ اس کی درستی پر روپیہ خرچ کر سکنے کے ناقابل ہے صرف محصول چنگی پر اس علاقہ کا گذارہ ہے کیونکہ اس علاقہ سے ہزار ہا ٹن مال گذر کر برٹش رو ڈیشیا اور نیاسالینڈ کو جاتا ہے انگریزی علاقہ کو انگریز آبادکاروں نے کاشت کر رکھا ہے اور چائے و تمباکو کی کاشت ہوتی ہے جو سارے کا سارا یورپ کو جاتا ہے اسی پر ان لوگوں کا گذارہ ہے بارشیں بکثرت ہوتی ہیں موسم ہمیشہ سرد رہتا ہے۔ ملک کے اصلی باشندے چھوٹی چھوٹی ملازمتوں پر لگے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں تھوڑی سی کاشت بھی کر لیتے ہیں۔ ملک ابتدائی حالت میں ہے اس لئے تعلیم کا کوئی انتظام نہیں یہ لوگ سخت وحشی اور کافر کہلاتے ہیں۔ مسلمان بھی آباد ہیں جو عموماً شافعی ہیں لیکن سخت فقیر ہیں اور اسلام سے بالکل ناواقف ہیں کوئی کوئی انگریزی بھی جانتا ہے جن سے بات چیت رہتی ہے کلمہ کا ورد کرتے رہتے ہیں اور عربی کے قصیدے پڑھتے رہتے ہیں اور یہی ان کی عبادت ہے اس ملک میں امریکن مشن کام کر رہے ہیں ہسپتالوں کے ذریعہ سے ملکی باشندوں کو عیسائی بناتے ہیں عیسائیت اصلی باشندوں میں برائے نام ہے جو کافر عیسائی ہو جاتے ہیں انہیں تھوڑی سی انگریزی سکھا دی جاتی ہے اور چھوٹے چھوٹے کاموں پر ملازم کرا دیا جاتا ہے یا انگریز کاشتکاروں کا کام کرتے رہتے ہیں ایک آدھ وائٹ فادر (سفید پوش کے مشنری) سے میری بات چیت ہوئی جو پبلک میں مجھ سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے اور علیحدہ اکیلے ہو کر گفتگو کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ کام کرتے رہنے سے بہتر نتائج کی امید ہے۔ انگریزی و اردو ٹریکٹ رد عیسائیت کے بھیجدیں۔ اس چھوٹے سے ملک میں چھ عیسائی مشن کام کر رہے ہیں۔ انگریز کاشتکار مذہب سے دلچسپی کا اظہار کرتے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ ۔ ۲۲ شعبان ۱۳۴۴ ہجری نمبر ۱۷

کھلی چٹھی بنام ماسٹر عطاء اللہ خان صاحب

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

(۱)

یہ مضمون آج سے تقریباً بیس بائیس روز پہلے بغرض اشاعت ہمیں موصول ہوا تھا مگر چونکہ اس سے پیشتر کے کچھ مضامین بغرض اشاعت ہمارے پاس موجود تھے۔ اس لئے ہم اس مضمون کو جلد شائع نہ کر سکے اس تاخیر کے لئے ہم مضمون نگار صاحب سے معافی کے طلبگار ہیں۔ (مدیر)

مکرم معظم جناب ماسٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ اخبار الفضل مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء میں آپ کا خط بیعت خلافت کا بعنوان "مبایعین حق پر ہیں" میری نظر سے گذرا۔ جس میں آپ نے حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کا ایک خط نقل کیا ہے۔ چونکہ آپ نے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفیقوں کو بھی اس خط کی طرف مدعو کیا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق اس خط کو بغور پڑھا ہے۔ جہانتک میں سمجھتا ہوں آپ نے اس خط کو بہت بڑی اہمیت دی ہے اور دیگر قادیانی فریق کے لوگ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور آپ نے اپنے متعلق تو یہانتک تحریر فرما دیا ہے کہ آپ کے والد مرحوم مرتے دم تک آپ کو مسئلہ نبوت اور تکفیر اہل قبلہ سمجھاتے رہے مگر آپ نے نہ مانا اور آپ کے خسر معظم بھی برابر تلقین فرماتے رہے تب بھی آپ نے باور نہ کیا۔ مگر اخبار بدر کے فائلوں میں حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کا یہ ایک خط ایسا مل گیا جس نے ساری کایا پلٹ کردی اور آناً فاناً میں مسئلہ نبوت اور مسئلہ کفر و اسلام آپ پر ایسا منکشف کردیا۔ کہ آپ نے فوراً اعلان کردیا کہ مبایعین حق پر ہیں اور میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کر لی۔ بہت خوب! آپ نے بیعت کرلی۔ آپ کی خوشی۔ آپ کے خیال میں مبایعین حق پر ہیں تو یہ آپ کا اپنا خیال ہے۔ سارے مبایعین بیچارے وہ نہ آپ کو حق پر ہی سمجھتے ہیں ایسا نہ سمجھیں تو بیعت میں کسطرح رہتے۔ ہر ایک آدمی کو اپنے ضمیر اور سمجھ کے مطابق حق ہے کہ وہ کسی مسئلہ کی نسبت جو چاہے رائے قائم کرے۔ لیکن چونکہ آپ نے اس خط کو ہی معیار حق و باطل قرار دیا ہے اور اسی خط کی بنا پر اپنے ایمان کی کایا پلٹ کی ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے آپ کو اس خط کے اندر مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام پر کچھ ایسی واضح اور روشن دلائل ملگئی ہیں جس کے آگے آپ کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہی بلکہ آپ نے تو یہ فرما کر کہ "حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں محکمات اور متشابہات ہیں" اس خط کو حضرت مسیح موعودؑ کی محکمات تحریروں پر بھی حکم قرار دیدیا۔ بس حد ہوچکی۔ اس سے بڑھکر اس خط کی تعریف و توصیف اور کیا ہوسکتی ہے۔ اس لئے میں نے اس خط کو بغور پڑھا اور بار بار پڑھا۔ مگر بہت سی باتیں میں اس میں سے سمجھ نہیں سکا بلکہ اگر یہ کہوں کہ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تو بہت بجا ہے۔ کیونکہ مجھے یہ سمجھ ہی نہیں آتا کہ اس خط میں کوئی ایسی مستحکم دلیل بھی ہے جو مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام پر ایسی روشنی ڈال سکے جس سے مبایعین کے حق پر ہونے کا نتیجہ نکل سکے۔ یا تو ماسٹر صاحب آپ اس خط کے زور دار الفاظ سے مرعوب ہوگئے اور الفاظ کے اندر ان کے معنوں پر غور نہیں کیا۔ اور تمام مضمون کا تسلسل جوڑ نہ سکے اور یا میں اس خط کو نہیں سمجھا۔ لہٰذا میں یہ فرض کرلیتا ہوں کہ میں اس خط کو نہیں سمجھا۔ آپ تو ویسے بھی ماسٹر ہیں۔ آج میرے بھی ماسٹر بنیں اور میں آپ کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرکے اس خط کو آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے اپنے علم سے بخل نہیں فرماوینگے اور مجھے اس خط کے سمجھنے میں مدد دینگے مولانا مرحوم کے اصل خط پر عرض کرنے سے قبل کچھ ان اصولوں کے متعلق بھی آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں جن کے ماتحت آپ نے خود بنفس نفیس اس خط کو پڑھا ہے اور لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے:-

(۱) ابتک تو ہم یہ سمجھا کئے ہیں کہ کسی کے کلام میں اگر محکمات اور متشابہات ہوں تو متکلم کے صحیح منشا کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ متکلم کے کلام کے متشابہات کو اسی کے محکمات پر عرض کریں۔ مثلاً قرآن کریم میں محکمات اور متشابہات آیات دونو موجود ہیں۔ تو متشابہات کو سمجھنے کا اصول یہ ہے کہ قرآن کریم کی ہی محکمات آیات پر اس کی متشابہ آیات کو عرض کرینگے یہ نہیں کرینگے کہ کسی عالم یا مفسر یا صرفی نحوی کے کلام کو قرآن کریم پر حکم قرار دینگے اور متشابہات کے جو وہ معنے کردیگا وہم مان لینگے۔ بلکہ خود قرآن کے محکمات سے جو معنی تطبیق کھائینگے وہی مانینگے یہانتک کہ حدیث کو بھی قرآن پر قاضی نہیں بنا سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ تو یہی اصول سکھا گئے ہیں۔ اور سورہ آل عمران کے پہلے ہی رکوع میں قرآن نے بھی یہی اصول بتلایا ہے۔ اب اس اصول کے ماتحت مسیح موعودؑ کے کلام میں اگر کچھ متشابہ کلام ہوگا تو اسے حضرت صاحب ہی کے کلام کے محکمات پر عرض کرینگے۔ کسی عالم یا فاضل کو آپ کے محکمات حصہ کلام پر حکم یا قاضی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ضروری ہے کہ آپ کے متشابہ کلام کے وہ معنے کئے جائیں جو آپ کے محکمات کلام کے مطابق ہوں۔ اس لئے حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جو سب سے بڑا کمال کیا ہے وہ یہی کیا ہے کہ آپ کے متشابہ کلام کو محکمات کلام سے تطبیق دے کر دکھایا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ ورنہ ہم ہرگز اس کے قائل نہیں کہ جو زید یا بکر معنے کردے ہم اسے مان لیں۔ جبتک کوئی متکلم کے متشابہ کلام کو اس کے محکم کلام سے تطابق کرکے نہ دکھائے ہم کسی کے علم و فضل کے محض رعب سے کسی معنی کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ میاں محمود احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں تطبیق نہ دے سکے اس لئے ناسخ منسوخ بنانے لگے۔ اسی بات نے بتلا دیا کہ ان کا قدم حق پر نہیں۔ الغرض ایک محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ متکلم کے محکمات اور متشابہات میں باہم تطبیق دے اور متشابہات کے وہ معنے کرے جو محکمات کے خلاف نہ ہوں۔ کسی کے کلام پر حکم ہونے کا حق اس متکلم کے کلام کے محکمات کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ غیر شخص کو۔ غیر شخص اگر کوئی معنے کرے گا تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ اس کے معنے اصل متکلم کے محکمات کے خلاف تو نہیں۔ اگر خلاف ہیں تو ہم ہرگز مان نہیں سکتے خواہ معنے کرنے والا کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو۔

آپ اپنے خط میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں محکمات اور متشابہات ہیں۔ لیکن ساری جماعت احمدیہ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سے بڑھکر آپ کی تحریروں کو سمجھنے والا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آپ بھی اس تحریر پر غور فرمائیں" میں آپ کی اس تحریر کا مدعا سمجھنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟ کیا جو حضرت مولانا مرحوم معنے کردیں ہم آنکھیں بند کرکے مان لیں اور اپنے عقل و فہم سے مطلق کام نہ لیں یا تحقیقات کا فرض ہے کہ مولانا مرحوم کے معنوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے محکمات کلام پر عرض کریں اگر مطابق ہوں تو مانیں اور مطابق نہ ہوں تو نہ مانیں۔

اگر جناب کا یہ منشا ہے کہ ہمیں اپنے عقل و فہم سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہیں بلا چون و چرا آنکھیں بند کرکے ہمیں مولانا مرحوم کی تقلید کرنی چاہیئے تو یہ فرمایئے کہ یہ وہی کورانہ تقلید تو نہیں جس پر ہم مقلدین اور غیر احمدیوں پر ہنسا کرتے تھے اور اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کا انہیں مصداق قرار دیا کرتے تھے کہ وہ اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے سوا اپنا رب قرار دیتے ہیں کہ جو کچھ وہ جائز کردیں وہ جائز کرلیتے ہیں اور جو کچھ وہ ناجائز قرار دیں اسے ناجائز سمجھ لیتے ہیں اور اپنی عقل سے کام نہیں لیتے۔ اس تقلید کورانہ کو شرک قرار دینے کا اب ہمیں کیا حق حاصل رہا جبکہ ہم خود اسی کے مرتکب ہورہے ہیں بیچارے غیر احمدی حیات مسیح اور معجزات مسیح وغیرہ مسائل میں اگر بڑے بڑے اماموں اور علمائے سلف کے علم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں تو فرمایئے وہ کیا برا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ائمہ اور علماء اہل زبان تھے۔ تم ہندیوں اور پنجابیوں سے بڑھکر عربی زبان کو سمجھتے اور کلام کے اسلوب کو پہچانتے تھے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ان کے فیصلہ کو چھوڑ کر تمہاری باتوں کو مانیں۔ مگر ہمارے پاس ایک ہی جواب تھا جو شافی تھا اور وہ یہ تھا کہ متشابہات کے جو معنے پہلے لوگ کر گئے اگر وہ محکمات کے خلاف ہیں تو وہ لاکھ زبان دان سہی۔ عالم سہی۔ مفسر سہی۔ ہم نہیں مان سکتے۔ اور اگر ہم محکمات کے مطابق معنے کرتے ہیں تو اصل حق کو ہمارے معنوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ آج آپ ہم سے یہ اصول چھڑاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے معنوں کے آگے خود حضرت مسیح موعودؑ کے محکمات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس جو مولانا مرحوم فرمائیں اُسے چپ چاپ مان لو۔ میں آپ کا فرمودہ مان لیتا ہوں کیونکہ میں تو آپ کو اپنا اُستاد مان چکا اور آپ کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرنے کا فخر حاصل کرچکا مگر ان مشکلات کا حل چاہتا ہوں۔ وہ للہ مجھے سمجھا دیجئے

(۱) ایک تو یہ کہ اب جب ہم میں اور غیر احمدیوں میں متنازعہ فیہ مسائل میں بحث ہو اور وہ اہل زبان ائمہ اور علماء اور مفسرین کو پیش کریں اور یہ کہیں کہ ان سے بڑھکر تم عجمی اور پنجابی لوگ سمجھ نہیں سکتے تو ہم اس وقت انہیں کیا جواب دیں میں آپ کو تکلیف نہ دیتا مگر مشکل یہ آپڑی ہے کہ آپ کے اس اصول نے احمدیت کو فنا کردیا۔ نبوت کا مسئلہ تو جب ثابت ہوگا تب ثابت ہوگا۔ پہلے تو احمدیت ہی ہاتھ سے جاتی ہے۔ اگر ہمیں حق ہے کہ ہم اپنے ایک عالم کی آنکھیں بند کرکے تقلید کریں اور محکمات و متشابہات سب پر اُسے ہی حَکَم قرار دیں تو انہیں یہ حق کیوں حاصل نہیں؟ برابر حاصل ہے۔ اُن کی فتح اور ہماری شکست ظاہر ہے۔ للہ اس مشکل کے حل کا کوئی سبق پڑھائیں۔

(ب) دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے تو اپنے زعم میں ایک خط حضرت مولانا نورالدین مرحوم کا اس خاکسار کے سامنے پیش کرکے فرمادیا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے بلا تحقیق مان لو۔ اتنے بڑے جید عالم کی تحریر کے سامنے چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ اس خط میں سے آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کی نبوت اور مسلمانان عالم کی تکفیر ثابت ہوتی ہے۔ بس میرا فرض ہے کہ میں اب اپنی آنکھوں پر تقلید کی پٹی باندھکر اس خط کے سامنے سجدہ کردوں۔ بہت اچھا۔ میرے تو خضر راہ اب آپ ہیں۔ میں یونہی کرنے کو تیار ہوں۔ مگر یا حضرت! پیغامیوں یعنی لاہوری احمدیوں نے انہی حضرت مولانا نورالدین مرحوم کا ایک اور خط جو آپ کے پیش کردہ خط سے تین سال بعد کا ہے اپنے اخبار پیغام صلح مورخہ ۳ جنوری ۱۹۲۶ء میں شائع کیا ہے اس میں مولانا مرحوم کچھ اور فرماتے ہیں "واللہ العظیم۔ واللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض۔ میں مرزا صاحب کو مجدد اس صدی کا یقین کرتا ہوں" آگے چلکر نبی بہ "معنے لغوی پیش از وقت اللہ تعالے سے اطلاع پاکر خبر دینے والے" کے کرتے ہیں۔ میں تو مولانا مرحوم کی شخصیت کے آگے سجدہ کرنے کی تعلیم آپ سے پاچکا ہوں اب فرمایئے ان دونو خطوں میں سے کس خط کے آگے سجدہ کروں اگر آپ نے میرے دل و دماغ عقل و فہم پر کورانہ تقلید کی بیڑیاں نہ ڈالدی ہوتیں تو میں ان دونو خطوں کو آپس میں تطبیق دیتا۔ حضرت مسیح موعودؑ سلطان القلم کی تحریر کے محکمات سے جو تحریر مطابق ہوتی اُسے محکمات کا مرتبہ دیکر مولانا مرحوم کی متشابہ تحریروں کو ان کے ماتحت کرتا۔ پیغام صلح والا خط صاف ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی محکم تحریروں کے عین مطابق ہے اس لئے وہ محکمات میں سے ہے مگر آپ والا خط تو ایسا متشابہ ہے کہ آپ کچھ اور معنے سمجھ رہے ہیں اور میں کچھ اور۔ بلکہ میں تو ابھی اچھی طرح سمجھا ہی نہیں چاہیئے تھا کہ اس متشابہ خط کو محکمات کے تابع کیا جاوے۔ مگر نہیں میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ مجھے عقل اور فہم سے کام لینے کا حکم نہیں۔ میں نے حضرت مولانا مرحوم کا کلام محض سننا ہے اور ماننا ہے۔ ان پر اپنی عقل نہیں لڑانی۔ بہت اچھا اب جناب مجھے بتائینگے کہ کس خط کو مانوں۔ دونوں کو مان نہیں سکتا۔ بظاہر ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ پھر حضور یہ ایک خط ہی نہیں جو آپ کے پیش کردہ خط کے خلاف ہے۔ ابھی ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء کے پیغام صلح میں حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے دو خط اور چھپے ہیں جن میں مسیح موعودؑ کی نبوت کو اولیائے امت والی نبوت صاف لفظوں میں قرار دیا ہے۔ اور مسیح موعودؑ کو سنت جماعت حنفی المذہب قرار دیا ہے فرمایئے میں کدھر جاؤں؟ کیا میں ان خطوط مشتمل بر محکمات کو مان لوں یا اپنا سارا ایمان آپ کے پیش کردہ متشابہ خط کے نذر کردوں۔ مجھے یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ معاذاللہ حضرت مولانا مرحوم متضاد باتیں کیا کرتے تھے اور یا یہ ماننا پڑیگا کہ چونکہ آپ والا خط پہلے کا ہے یعنی ۱۹۰۷ء کا ہے اور جو خطوط پیغام صلح میں چھپے ہیں وہ ۱۹۰۹ء، ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۲ء کے یعنی بعد کے ہیں علاوہ ازیں آپ کا پیش کردہ خط اسقدر متشابہ ہے کہ اس سے انسان کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ نہیں سکتا اور بعد کے خطوط بالکل صاف ہیں اس لئے وہ اُس پہلے خط کے شارح ہیں وہ قابل قبول ہیں بس ان دو باتوں میں سے جو حکم ہو وہ میں مان لوں۔

(ج) تیسری بات یہ ہے کہ کیا آپ کے نزدیک مولانا [illegible]

غلطی ہو جانا ممکن سمجھا یا وہ معصوم عن الخطا تھے۔ اجی حضرت نبیوں سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے اور بقول میاں محمود احمد صاحب حضرت مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی سالہا سال اپنے دعوے کے سمجھنے میں غلطی کرتے رہے تو مولانا مرحوم سے غلطی کیوں نہیں ہو سکتی۔ برابر ہو سکتی ہے۔

اگر میں میاں محمود احمد صاحب کا مرید ہوتا تو مولانا مرحوم کے ۱۹۱۰ء والے خط کو ناسخ قرار دیتا اور ۱۹۱۳ء والے خط کو منسوخ قرار دیتا۔ مگر میں ناسخ منسوخ سے گھبراتا ہوں صرف آپ سے یہاں اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی طرح حضرت مولانا نورالدین مرحوم بھی غلطی کر سکتے ہیں یا نہیں ان کے کلام میں بھی محکمات متشابہات ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ اگر ان کے کلام میں متشابہات ہوں تو ان کے ہی کلام کے محکمات کے تابع کرنا ضروری ہے یا نہیں اور اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو ایک عامی آدمی اس سے اختلاف کر سکتا ہے یا نہیں میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو وہاں اللہ اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کا تو ذکر ہے۔ مگر ساتھ ہی فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول موجود ہے یعنی اگر تم کسی چیز میں تنازعہ کرو تو معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔ یعنی آپس میں ہی نہیں بلکہ اولی الامر سے بھی کسی امر میں اگر اختلاف رائے ہو جائے اور تنازع ہو جائے تو حکم قرآن اور حدیث ہونگے۔ سب کو قرآن و حدیث کے فیصلہ کے ماتحت سر کو جھکانا پڑیگا۔ میں حدیث کو پڑھتا ہوں تو وہاں مجھے حضرت فاروق اعظم جیسا عظیم الشان خلیفہ ایک بڑھیا کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا نظر آتا ہے۔ وہ نکاحوں میں مہر کی کمی کا حکم دیتے ہیں انکی مخالفت ایک بڑھیا اٹھ کر کرتی ہے اور وہ بر سر منبر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ اجی دور کیوں جاؤ آپ کے پیر و مرشد خود جناب میاں محمود احمد صاحب ۲۵ فروری ۱۹۱۵ء کے الفضل میں اعلان کر چکے ہیں کہ خلیفہ سے جس کسی کو اختلاف ہو وہ ہمارے پاس ایک پیسہ کا کارڈ بھیج دے ہم اسے حضرت مسیح موعود کی کتب سے مسائل نکالکر بھیج دینگے۔ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے سب کے سامنے کہدیا تھا کہ میاں محمود احمد صاحب مسئلہ کفر و اسلام کو نہیں سمجھے اس پر بگڑ کر میاں صاحب نے یہ مضمون لکھا تھا اور اس میں بتایا تھا کہ خلیفہ سے اختلاف صحابہ کو رہا ہے اور بہت سے معاملہ میں صحابہ ہی حق پر تھے اور لوگوں کو بذریعہ اخبار یہ سنایا کہ جس کسی کو موجودہ خلیفہ سے اختلاف ہو وہ ہمیں لکھے ہم حضرت مسیح موعود کی کتب سے فیصلے لکھ کر بھیجا کرینگے۔ آپ بیشک وہ اخبار منگا کر پڑھ لیں آج آپ مجھے ایک متشابہ خط کے آگے سجدہ کرنے کو فرماتے ہیں۔ آپکے پیر و مرشد نے تو مولانا مرحوم کی زندگی میں ہی انہیں منصب اجتہاد سے جواب دیدیا تھا۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

پس جب مولانا مرحوم بھی غلطی کر سکتے ہیں اور ان کے کلام میں محکمات اور متشابہات بھی ہو سکتے ہیں تو ان کے کسی متشابہ خط پر اپنے ایمان کا دار و مدار رکھنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ کیا ایسا کرنے سے قرآن کی اس آیت کا مصداق تو نہیں ہو جاؤنگا کہ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ۔ کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے وہ متشابہ باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جب صاف صاف محکمات کے طور پر انہی بزرگ کے کئی خطوط اس خط کے بعد کے تحریر شدہ بالمقابل موجود ہوں تو فرمایئے اہل انصاف کے نزدیک میں کسطرح عہدہ برآ ہو سکونگا۔

(۲) آپ کا دوسرا اصول بھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ فرماتے ہیں "واللہ اگر انہی سوالات کا آپ یا آپ کی جماعت سے کوئی صاحب جواب دیتے تو مجھے شک ہوتا۔ اور میں سمجھتا کہ یہ جوابات طرفداری پر مبنی ہیں لیکن حضرت خلیفہ اول کا قطعی طور پر ان تمام متنازعہ فیہ امور کے متعلق فیصلہ کر دینا کم از کم میرے لئے ہدایت کا موجب ہوا ہے۔ اگرچہ میں بہت آزاد خیال ہوں......" آپ کی اس تحریر میں ایک تو وہی پہلا اصول ہے یعنی حضرت خلیفہ اول کی تحریر کے سامنے بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دینا جس پر اوپر بحث ہو چکی۔ آپ کو دعوی تو آزاد خیالی کا ہے۔ اور یہ سب کچھ ہوا کرتا ہے آپ سے خصوصیت نہیں مگر حالت یہ ہے کہ تقلید شخصی کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ ایک ہی شخص کی دو تحریروں میں سے ایک کو مانتے ہیں اور دوسری کو نہیں مانتے۔ اور نہ ماننے کی ابتک تو کوئی وجہ نہیں دی اور جس تحریر کو متنازعہ فیہ امور کے متعلق فیصلہ کن بنایا جا رہا ہے اس کی حقیقت بھی انشاء اللہ کھل جاتی ہے۔ مگر مجھے یہاں آپکے دوسرے اصول پر کچھ استفسار کرنا ہے جسے آپ نے "واللہ" سے شروع کیا ہے آپ دلادی ہوتے تو ہم یہ سمجھ لیتے کہ عادتاً واللہ کہا ہے۔ پس آپ نے اللہ کی قسم کھا کر اپنا ایک اصول بیان کیا ہے اس لئے وہ غور طلب ہے اس سے قبل تو ہم اسلامی اصول یہ سمجھا کرتے تھے کہ مومن کا فرض ہے حق کی تائید کرے خواہ وہ دشمن کے منہ سے نکلے اور باطل کی تردید کرے خواہ وہ دوست کی زبان سے نکلے۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان خدا کا حکم تھا۔ مگر آپ میاں محمود احمد صاحب کو مخاطب فرما کر یہ فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ "اگر آپ کی جماعت" کے کسی صاحب کی طرف سے نکلتی تو میں "طرفداری پر مبنی" سمجھتا مگر اب چونکہ یہ خلیفہ اول کی طرف منسوب ہے اس لئے مان لی سبحان اللہ حق پرستی کی یہ مثال بالکل انوکھی ہے۔ گویا آپ کسی جواب کا فیصلہ مجیب کی شخصیت پر کیا کرتے ہیں۔ اگر فریق مخالف کوئی بات حق کہے تو اسے بلا تامل طرفداری پر مبنی سمجھ لینے اس پر غور نہیں کرتے۔ ہاں کوئی بڑی شخصیت رکھنے والا وہی بات کہدے تو غور تو آپ پھر بھی نہیں کرتے۔ ہاں اس کی شخصیت کے آگے فوراً سجدہ کر دیتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آپ اس کی شخصیت سے مرعوب ہو کر سجدہ کر دیتے ہیں کیونکہ اس معاملہ میں بھی آپ غور کرتے تو اس نتیجہ پر کبھی نہ پہنچتے کہ میاں صاحب حق پر ہیں۔ (باقی دارد)

علما اور تکفیر مسیح موعود

ہم شروع ہی سے کہتے چلے آئے ہیں کہ علما نے حضرت مرزا صاحب پر جو تکفیر کا فتویٰ دیا تھا وہ حق پر مبنی نہیں تھا بلکہ علما نے جو کچھ بھی کیا وہ محض اپنی ذاتی اغراض اور اپنے حلوے مانڈے کو برقرار رکھنے کے لئے کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ آج ہمارے ایک مخالف مولوی نے بھی اس بات کو علی الاعلان تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ ایڈیٹر الفقیہ امرتسری اپنی ۱۴ فروری کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"جب علمائے اسلام نے مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا تھا اس وقت مولوی ثناء اللہ صاحب کے استاد مولوی احمد اللہ صاحب نے اس کی مخالفت کی تھی اور مرزا صاحب کو نہ صرف مسلمان بلکہ اسلام کی خدمت کرنے والا قرار دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت کے بہترین افراد مرزائی ہو گئے۔ جب مولوی احمد اللہ صاحب نے یہ دیکھا کہ ان کی غلطی سے ان کی ساری جماعت مرزائی ہو کر رہیگی تو پھر پچھتائے اور مرزا صاحب کی تکفیر پر متفق ہوئے۔ مگر ع

"پھر پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

سچائی وہ ہے جسکی دشمن بھی شہادت دے۔ کیا اس عبارت سے صاف واضح نہیں ہوتا کہ مولوی احمد اللہ صاحب نہ صرف مرزا صاحب کو مسلمان بلکہ خادم اسلام مسلمان سمجھتے تھے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ اسلئے سے ان کی جماعت کے لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنی جماعت کو احمدی جماعت میں جذب ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے تکفیر کی راہ اختیار کی گویا حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کے لئے شرعی وجہ کوئی نہ تھی بلکہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے تکفیر کی گئی۔ ایڈیٹر الفقیہ نے تو صرف مولوی احمد اللہ ہی کے متعلق یہ انکشاف کیا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ اکثر دیگر مفتیوں کی بھی یہی حالت تھی۔

امرتسری مولویوں کا شغل

امرتسر میں احمدی مناظروں کے لیکچر ہوئے۔ بیچارے مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی کی شامت آگئی۔ امرتسری مولوی سب کے سب ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ امرتسری معاصر الفقیہ اپنی ۱۴ فروری کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ انجمن تبلیغ الاسلام (یعنی انجمن علماء) نے قرار دیا تھا کہ اسمٰعیل غزنوی کو خاص طور پر سمجھایا جاوے کہ وہ مرزائیوں کو لیکچر دینے اور مناظرہ کرنے کے لئے نہ بلاویں مگر انہوں نے انکار کیا اور نہ مانا۔ بڑی کوشش سے صرف اسقدر مانا کہ قادیانیوں کو نہیں بلائینگے مگر لاہوریوں کو ضرور بلائیں گے۔ دیکھیں آئندہ کیا ہوتا ہے"۔

ہم معاصر الفقیہ کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ گھبرائیں نہیں آئندہ جو کچھ ہوگا اچھا ہی ہوگا۔

"سیرۃ المہدی" پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۴)

اب ان وجوہات کو لیتا ہوں جو چھوٹے میاں صاحب نے احمدی جماعت کو صحابہ کی مقابل بنانے پر دی ہیں اور افسوس ہے جو سب کی سب غلطیات کے سوا کچھ پلے نہیں رکھتیں۔

وجہ نمبر ۱ ہمعصریت۔ یہ سچ ہے کہ بعض دفعہ ہمعصریت کی وجہ سے وقعت معلوم نہیں ہوتی۔ مگر پھر یہ مسلمانوں کی ہر ایک جماعت ایک دوسرے کو کہہ سکتی ہے کہ ہماری شان بوجہ ہمعصریت کے آپ کو پتہ نہیں لگتی بھائی صاحب جب ہم مرجائینگے تو لوگ ہمیں یاد کرکے بہت رویا کرینگے پس ایکی خصوصیت اس میں کوئی نہیں۔ پھر اگر مان بھی لیں کہ آپ کی زندگی میں آپ کی شان کا پتہ نہ لگ سکا مگر اس سے یہ کسطرح ثابت ہو گیا کہ آپکی شان صحابہ کی شان کے برابر بھی ہے۔ ممکن ہے آپ کی شان بعد میں بھی صحابہ کی شان سے بہت کم ثابت ہو۔ جو کام آئندہ کبھی چلکر ظاہر ہوگا اس کو اپنی تائید میں پیش کرنا کہاں کی دانائی ہے اگر آپ اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیں کہ صحابہ بھی اپنے زمانہ میں کچھ ہم سے بڑھ کر نہ ہونگے اور اپنے ہمعصروں کو وہ ہماری طرح ہی نظر آتے ہونگے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ اول تو یہ محض اپنی حالت سے دوسرے کی حالت کو قیاس کرنا ہے جو درست نہیں کم سے کم دلیل کوئی نہیں۔ دوسرے ان کے ہمعصر خود خدا تعالےٰ کی گواہی ان کے کارناموں اور علو مرتبت کی نسبت قرآن میں موجود ہے جو افسوس ہے آپ کی نہیں ہے۔ تیسرے ان کی تاریخ آپ کے خیال کے مطلق خلاف ہے۔

وجہ نمبر ۲۔ کس خوبصورتی سے صحابہ پر زد ماری ہے شیعوں کو چاہیئے کہ میاں صاحب موصوف کی خدمت میں امتنان و شکریہ کا ایک ایڈریس پیش کریں۔ کیا نکتہ ہے کہ صحابہ کی عظمت لوگوں کے دلوں میں اس وجہ سے ہے کہ لوگ اسلامی تاریخ سے واقف نہیں ان کا مبلغ علم صرف واعظین کے وعظوں پر مبنی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ واعظین صحابہ کی زندگی کا صرف روشن پہلو دکھاتے ہیں اگر لوگوں کو اسلامی تاریخ کا علم ہوتا تو صحابہ کی زندگی کا تاریک پہلو بھی نظر کے سامنے آجاتا اور پھر ان کا مقام اتنا بلند نظر آتا جتنا اب نظر آرہا ہے۔ دیکھا۔ لوگوں کی اسلامی تاریخ کی ناواقفیت سے کیا فائدہ اٹھایا۔ اب ناواقف لوگ تو صحابہ سے بدظن ہو گئے یا نہیں کہ خدا جانے اسلامی تاریخ میں صحابہ کی کیا کچھ کمزوریاں بھری پڑی ہیں جو ہمارے واعظوں نے ہم کو کبھی نہیں بتلائیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ جن لوگوں نے تاریخ اسلامی کو کھنگالا ہے۔ اسے نظر تحقیق سے دیکھا ہے مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ ان کی گردنیں صحابہ کی عظمت کے آگے جھک گئی ہیں خود یورپین محققین مورخین ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ میاں صاحب نے تو کمال کر دکھایا کہ صحابہ کے سچے حالات کو واعظوں کی رنگین کہانیاں قرار دیکر ان کی خوبیوں کو ملیامیٹ کر دینا چاہا ہے۔ ان کے فرمودہ کے مطابق تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں نے بھی شاید کسی واعظ کا وعظ سنکر ہی قرآن میں صحابہ کی تعریف بھر دی ہے۔ اسلامی تاریخ کی واقفیت انہیں بھی نہیں معلوم ہوتی۔ یا شاید اُن کا شمار بھی زمرۂ واعظین میں ہو پھر صحابہ پر زد مار کر میاں صاحب موصوف آخر میں کس صفائی سے دعا فرماتے ہیں:-

"اے اللہ تو ہمیں آنحضرت صلعم اور مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس جماعتوں پر حرف گیری کرنے سے بچا......" واہ خوب۔ یہ ایک دوسری زد ماری۔ حرف گیری کر بھی گئے اور دعا بھی کر رہے ہیں کہ اے اللہ بچائیو۔ گویا کوئی زبردستی ان سے حرف گیری کروا رہا ہے اور یہ چلا رہے ہیں کہ بچائیو۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ سمجھیں کہ ایسے شخص نے جو حرف گیری سے اسقدر ڈرتا ہے اپنے ضمیر کی آواز سے ہی مجبور ہو کر حرف گیری کی ہے ورنہ ہرگز نہ کرتا۔ بیچارہ اگر حق کو ظاہر نہ کرتا تو کیا کرتا۔ دیکھا۔ اپنی حرف گیری کو کس خوبصورتی سے [illegible]

وجہ نمبر ۴ پیش از وقت ہے۔ جب احمدیوں کے حالات منضبط ہونگے اس وقت مقابلہ کرکے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس وقت اہل نظر کے سامنے اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ آپ نے خود مقابلہ کرکے دکھایا۔

وجہ نمبر ۵ بھی کوئی دلیل نہیں یہ کہنا کہ صحابہ کو ایسے جسمانی مواقع پیش آگئے کہ ان کا ایمان چمکا۔ ہمیں یہ مواقع پیش نہیں آئے ورنہ ہم بھی وہی نمونہ دکھاتے زبانی باتیں ہیں۔ اُس وقت آپ کیا کرتے یہ اللہ کو ہی علم ہے۔ حضرت! کھیت پڑے کسانی معلوم ہُوا کرتی ہے۔ ویسے تو سب کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں یہ مواقع پیش آویں تو ہم بھی یہ کرکے دکھاویں۔ مسلمانوں کی ہر ایک جماعت یہی کہہ سکتی ہے یٰلیتنی کنت معہم کہنا کیا مشکل ہے۔ مگر منہ سے کہنا آسان ہے اور کرکے دکھانا بہت مشکل ہے۔ شکر کرو جب سے ہوش سنبھالا بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے ہو کبھی کانٹا نہیں چبھا۔ ابتلا میں پڑنا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے۔ دعا کیا کرو امتحان کا پیالہ دُور ہی رہے باقی رہا کابل میں دو تین آدمی کا شہید ہو جانا۔ سوا سے افغانی قوم کی خصوصیت پر اگر محمول نہ بھی کیا جاوے تو بھی یہ آٹے میں نمک کے برابر ہے دو تین افراد کی قربانی ساری جماعت کی قربانی نہیں کہلا سکتی۔

وجہ نمبر ۶ کو پڑھکر دُکھ ہوتا ہے زمانہ کے لحاظ سے جو نمونہ احمدی جماعت نے دکھایا اس کو "بے نظیر" ٹھیرانا کسقدر گستاخی ہے یعنی صحابہ نے بھی ایسا نمونہ نہیں دکھایا۔ دوسرے لفظوں میں بلکہ اگر ان کا زمانہ بھی ہمارے زمانہ کی طرح ہوتا تو وہ ویسا نمونہ نہ دکھا سکتے جیساکہ احمدی جماعت آج دکھا رہی ہے یہ لکھکر پھر جلدی سے ملمع پھیرتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کی یہ کامیابی بھی دراصل آنحضرت صلعم ہی کی کامیابی ہے کیونکہ شاگرد کی فتح اُستاد کی فتح ہے خوب فتح ہے جب اُستاد صاحب تشریف لاتے ہیں تو انہیں وہ کامیابی نصیب نہیں ہوتی جو شاگرد کو کامیابی نصیب ہوگئی۔ تو کیوں نہ اس سے نتیجہ نکالا جائے کہ شاگرد اُستاد سے بڑھکر نکلا۔ جو آپ کا درپردہ مطلب ہے مگر حقیقت دیکھو تو ان تمام باتوں میں کچھ بھی نہیں۔ زبانی منطق سے کہیں فضیلت اور فوقیت ثابت ہُوا کرتی ہے۔ واقعات اور خدمات کو لیکر مقابلہ کوئی نہیں کرتے۔ زبان سے جو چاہا کہدیتے ہیں۔ کیا لغو ہے کہ ہم صحابہ کا سا زمانہ پاتے تو یوں کرتے۔ صحابہ ہمارا زمانہ پاتے تو یوں نہ کرسکتے۔ ارے صاحب۔ صحابہ نے جو کچھ کیا وہ نظر کے سامنے ہے۔ آپ اپنی خدمات دینیہ پیش کریں یا کچھ کرکے دکھاویں لوگ دیکھ لینگے۔ آپ کی باتیں بنانے کو "بے نظیر" کامیابی نہیں کہا جاسکتا۔ صحابہ کی کامیابی اور اپنی کامیابی کا مقابلہ کرکے دکھاویں۔ زمانوں کا بھی مقابلہ کرلیں۔ اگر کوئی رعایت آپ کے حق میں ہو تو وہ بھی لے لیں اور پھر مقابلہ کرلیں۔ خالی ڈینگیں نہ ماریں۔ اپنے منہ سے آپ ہی اپنی کامیابی کو بے نظیر کہنا کتنی جرأت کا کام ہے پہلے بے نظیری پر دلائل قائم کریں۔ پھر یہ کلمہ منہ سے نکالیں۔

وجہ نمبر ۷ سے یہ نتیجہ کسطرح نکلا کہ آپ صحابہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ مرنے کے بعد اگر ایک متوفی کی خوبی چمکیگی تو اس کی استعداد اور کام کے مطابق چمکیگی صحابہ کی چمک رہی ہے۔ آپ کی جب چمکیگی تو دیکھنے والے اندازہ لگا لینگے کہ کس کی چمک زیادہ ہے اور کس کی کم ہے۔ یہ پہلے سے شیخی بازی کا کیا مطلب ہے۔ ابھی تو آپ کی کمزوریاں نظر آرہی ہیں۔

وجہ نمبر ۸ ٹھیک ہے ایک جماعت میں سارے افراد اصلاح یافتہ نہیں ہُوا کرتے سوال قلت و کثرت کا ہوتا ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ کسطرح نکلا کہ آپ صحابہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ اصلاح کے بھی مختلف مراتب ہوتے ہیں کوئی کم۔ کوئی زیادہ۔ جو مرتبہ اصلاح کا صحابہ کے اندر نظر آتا ہے وہ ہمیں اور جگہ بہت کم نظر آتا ہے خود خدا نے بھی قرآن کریم میں فرمایا کہ سابقین مقربین میں ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین ہونگے یعنی ایک جماعت اولین میں سے اور تھوڑے لوگ آخرین میں سے۔ اور اصحاب الیمین کی نسبت جو درمیانے درجہ کے لوگ ہیں فرمایا کہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین کہ ایک جماعت اولین میں سے اور ایک جماعت آخرین میں سے ہوگی لیکن اگر میاں صاحب اس بات پر بضد ہوں کہ صحابہ کرام کی اصلاح اور احمدی جماعت کی اصلاح کے مراتب میں بھی کوئی فرق نہیں تو بسم اللہ ہم دونو جماعتوں کے دو چوٹی کے آدمی ایسے مقابلہ کے لئے لے لیتے ہیں۔ جو سابقین مقربین میں سے یقیناً ہونے چاہئیں۔ اور یہ خلیفے ہوسکتے ہیں صحابہ کرام کے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ تھے اور آپکی جماعت کے خلیفہ ثانی حضرت فضل عمر ہیں۔ مقابلہ کرلو۔ کجا حضرت عمرؓ کا زہد و تقویٰ۔ سادگی و محنت اور خدمت اسلام۔ کجا فضل عمر کی شان و شوکت سیر و شکار۔ سیاحت یورپ۔ سکرٹریوں کا جمگھٹ۔ بھلا کوئی نسبت ہے ویسے زبانی جتنی چاہے شیخیاں بگھار لو۔ دنیا واقعات سے آنکھیں بند نہیں کرسکتی۔ حضرت عمرؓ کا بیت المقدس کا سفر اور حضرت فضل عمر کا دمشق اور یورپ کا سفر مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ چہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ اُن کی کامیابیوں پر نگاہ ڈالو کہ ایران۔ مصر۔ روم و شام ان کے ہاتھ پر فتح ہو جاتا ہے اور کجا حضرت فضل عمر کی کامیابی جو فاتح انگلستان بنکر گئے تھے۔ جسطرح خالی ہاتھ گئے تھے اُسی طرح تشریف لے آئے آگے کیا ہوگا اللہ جانتا ہے۔ اس وقت تو نظر کچھ نہیں آتا۔

وجہ نمبر ۸ بھی قبل از وقت ہے۔ جب آپ دنیا سے گذر جاوینگے اس وقت ٹھنڈی ہوا چھوڑ جائینگے یا گرم۔ یہ تو آنے والے فیصلہ کرینگے آپ اس دلیل سے اس وقت کیسے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ آپ کو اقرار ہے کہ آپ میں۔ اس وقت کمزور زیادہ نظر آرہے ہیں۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ درحقیقت وہ تھوڑے ہیں صرف نظر ایسا آتا ہے۔ مگر میاں صاحب یہ دلیل نہیں دعویٰ ہے کیونکہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ جیسا نظر آرہا ہے وہی صحیح ہو اور کمزور درحقیقت زیادہ ہوں اور آپ صرف تعلّی کر رہے ہوں۔ یہ دنیا کی سب جماعتیں کہہ سکتی ہیں کہ ہم میں کمزور کم ہیں تم کو نظر زیادہ آتے ہیں۔ یہ کہنا کہ صحابہ میں بھی ان کی زندگی میں کمزور زیادہ نظر آتے ہونگے یہ صرف آپکے منہ کی کہن ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں جو دل چاہا کہدیا۔ اور اگر آپ میں کمزور کم ہوں بھی تو پھر اس سے کیا فائدہ۔ اس کے یہ معنے تو نہیں کہ آپ کے زور والے صحابہ کی سی خدمات دکھا گئے یا ان کے علو مرتبت کو پاگئے۔ یا ان سے آگے بڑھ گئے۔

وجہ نمبر ۹۔ منافق پیدا ہوتے ہیں یا تو نقصان کے ڈر سے یا نفع کے لالچ سے۔ احمدی نہ ہونے میں نقصان کا ڈر تو کوئی نہیں۔ کوئی اگر احمدی نہ ہو تو اسے کیا نقصان ہے۔ کوئی جبر نہیں۔ اکراہ نہیں۔ نہ احمدی ہونے میں کوئی نفع ہے۔ کسی نے احمدی بنکر کونسے موتی بٹورنے ہیں۔ مفت کی بدنامی۔ بیٹھے بٹھلائے بدنام ہونے۔ گالیاں کھانے دُکھ اُٹھانے کا شوق کسی کو چرائے تو وہ احمدی بنجائے۔ تو ایسی حالت میں منافق کسطرح پیدا ہونگے۔ ہاں ایک شکل ممکن ہے وہ یہ کہ کسی کو افلاس نے اگر چاروں طرف سے ستایا ہو اور اس کے لئے سوا اس کے کوئی صورت روزی کی نہ رہ گئی ہو کہ وہ لنگر خانہ کی روٹیوں پر بسر اوقات کرے یا وہیں کہیں صورت ملازمت کی اختیار کرلے تو شاید ایسے لوگوں میں سے کوئی منافق نکل آئے گو ناحق کی بدظنی کرنا تو کسی صورت میں بھی مناسب نہیں۔ مگر خیر منافق کہنے کا شوق اگر قادیان میں بہت زور کر گیا ہو تو بیشک ایسے لوگ درمیان سے نکال دیں یا جنہیں بھی آپ منافق کہکر خوش ہوتے ہوں انہیں بھی نکالدیں۔ مگر خدا کے لئے باقی کی نسبت کچھ معقول دلائل پیش کریں کہ وہ اپنے کمالات روحانیت اور خدمات دینیہ میں صحابہ کے مدمقابل ہیں۔ یا اُن سے بھی آگے نکلکر اپنی "بے نظیری" پر مہر لگا رہے ہیں۔ جو ابھی تک آپ نے پیش نہیں کیں۔ صرف زبانی ہی دعوے ہیں۔

وجہ نمبر ۱۰۔ علیٰ ہذا القیاس آپ غیر صحابیوں کو بھی درمیان سے نکالدیں اگر آپ مسیح موعودؑ کے صحابہ کے سوانح اور سیرت تالیف و تدوین نہیں کرسکتے تو کم سے کم ایک فہرست مسیح موعودؑ کے صحابیوں کی شائع کردیں تاکہ نبی کریم صلعم کے صحابہ کی شان روحانیت اور خدمات دینیہ کا آپ کو اور دوسرے لوگوں کو مسیح موعودؑ کے صحابہ سے مقابلہ کرنے میں آسانی ہو۔ اور پھر دونوں کے مقام قرب کا موازنہ کرکے آپ ہمیں دکھائیں کہ کسطرح مسیح موعودؑ کے صحابہ اپنی کامیابیوں اور روحانی ترقیات میں بقول آپ کے "بے نظیر" ہیں یا صحابہ نبی کریم صلعم کے مدمقابل ہیں۔ ابھی تک آپ نے ثبوت تو کوئی پیش نہیں کیا یہ تو صرف اپالوجی یعنی معذرت ہے کہ ہم جو کمزور نظر آتے ہیں تو صرف اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں منافق بھی ملے ہوئے ہیں غیر صحابی بھی ملے ہوئے ہیں ہم ابھی زندہ ہیں اس لئے ہماری عزت نہیں۔ جتنے کمزور نظر آتے ہیں درحقیقت اتنے نہیں۔ ہمیں خدمت کا موقعہ نہیں ملا ورنہ بڑا کارنامہ کرتے۔ افسوس ہے ہمارے حالات کسی نے منضبط نہیں کئے اور ہمارا زمانہ بڑا بُرا ہے ان تمام باتوں سے قطعاً قطعاً یہ ثابت نہیں ہُوا کہ کمالات روحانی میں اور خدمات دینیہ کی ادائیگی میں آپ لوگوں کا وہی مقام ہے جو صحابہ کرام کا تھا۔ اسکے لئے واقعات حقہ کی ضرورت ہے جو ابھی آپ نے پیش کرنے ہیں۔

وجہ نمبر ۱۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفا نے جو بعض اوقات جماعت کی کمزوریوں کا اظہار کیا ہے وہ صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے؟ اس میں کیا شک ہے کہ وہ چاہتے تھے کہ جماعت اور زیادہ ترقی کرے۔ مگر بہر حال کمزوریوں کو دیکھتے تھے تو اظہار ناراضگی فرماتے تھے۔ یا یونہیں بیٹھے بیٹھے جماعت کو ملامت کرنے کو دل کرآتا تھا۔ پھر چلو مان لیا کہ جماعت کو جو کچھ فرمایا زیادہ ترقی کرنے کیلئے فرمایا مگر ۱۹۰۷ء یا ۱۹۰۸ء میں گویا بالکل آخر میں آکر جو فکر دن رات حضرت مسیح موعود کے دماغ میں چکر لگا رہی تھی وہ جماعت کی کمزوریوں کے متعلق سچ مچ کی تشویش تھی یا نعوذ باللہ یونہی ایک وہم ہوگیا تھا خود اسی کتاب "سیرۃ المہدی" میں آپ خود روایت نمبر ۱۵۸ میں نقل کرتے ہیں وہ ملاحظہ ہو۔

"پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کردیا ہے بس ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھسے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اُس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے۔ غرض ان دنوں میں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے۔ اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے۔ تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشا پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کرلیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں۔ کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے۔ اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال ہے جو آج کل مجھے کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔"

اگر در خانہ کس است اینقدر بس است

حضرت مسیح موعود کو تو یہ فکر ہر وقت کھا رہی تھی اور یہاں یہ دعویٰ ہے کہ ہم صحابہ سے بھی بڑھکر نمونہ دکھا رہے ہیں وجہ نمبر ۱۲ پر بعد میں عرض کرونگا۔

وجہ نمبر ۱۳۔ آپ کا فرمانا کہ ہماری ترقی بتدریج مقدر ہے بتاتا ہے کہ صحابہ کے مقام پر آپ ابھی نہیں پہنچے۔ ورنہ ایسا نہ فرماتے پس جب آپ پہنچ جائینگے اس وقت اپنے آپ کو مقابلہ میں پیش کرنا ابھی قبل از وقت ہے اور یہ محض آپکے مُنہ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے زمانہ کے امراض سل کی طرح ہیں اور آنحضرت صلعم کے زمانہ کے امراض پھوڑے کی طرح تھے۔ اس پر کوئی آپ نے دلیل ارشاد نہیں فرمائی۔ اگر کوئی یوں کہدے کہ آپ کے زمانہ کے امراض پھوڑے کی طرح ہیں اور آنحضرت صلعم کے زمانہ کے امراض سل کی طرح تھے۔ اور یہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسی کا کرشمہ تھا جو ایسے مرض اور خطرناک امراض کو اپنی توجہ سے آناً فاناً کافور کردیا۔ تو آپ کے پاس اس کے خلاف کیا دلائل ہیں۔ ساری دنیا آپ کے مریدوں کی تہیں بستی کہ جو آپ فرماتے جائینگے سب مانتے جائینگے لوگ تو دلیل مانگتے ہیں۔ آپ نے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ اور اپنے زمانہ کے روحانی امراض میں فرق بیان فرمایا ہے اس پر کوئی دلیل قائم کیجئے۔ ورنہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسی کی ہتک نہ کیجئے۔

(اس کا باقی جواب آئندہ)

گوشتخوری اور حیوانی قربانی کے جواز میں

سوامی دیانند سرسوتی کے دلائل

آریہ سماج کے لیڈر مہتہ رادھاکشن نے جن کا مضمون پچھلی فصل میں نقل کیا جا چکا ہے۔ نہایت دلیری کے ساتھ گوشتخواری اور شکار کھیلنے کے جواز میں آواز اٹھائی۔ مگر مہتہ صاحب سے برسوں پیشتر خود سوامی دیانند نے گوشتخوری اور حیوانی قربانی کے جواز میں جو دلائل اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء میں درج کئے ہیں۔ ان کی تردید آجتک کوئی بڑے سے بڑا وکیل حیوانات بھی نہیں کر سکا۔ سچ تو یہ ہے کہ سوامی دیانند کے ان دلائل کا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم سوامی دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء میں سے اس مضمون کا ترجمہ یہاں پر پیش کرتے ہیں۔ سوامی دیانند صاحب خوردنی و ناخوردنی اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

خوردنی و ناخوردنی اشیاء خوردنی و ناخوردنی اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو طبی کتب کی رو سے دوسرے مذہبی کتب کے لحاظ سے۔ طبی کتب کے قاعدہ کے مطابق صرف ان اشیاء کا استعمال کرنا چاہیئے۔ جو ملک۔ موسم۔ اشیاء اور اپنے جسم کی نشو و نما کے موافق ہوں۔ تاکہ جسم میں طاقت عقل۔ توانائی اور صحت کی ترقی ہو۔ اس قسم کی اشیاء کھانے کے قابل ہیں یہی مسئلہ طبی کتب میں بھی لکھا ہے۔ اور "اسجکشو گرامیہ شوکرو۔ اسجکشو گرامیہ ککٹا" وغیرہ دھرم شاستر سے ناخوردنی اشیاء کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گاؤں کا سؤر اور مرغا عموماً غلاظت ہی کھاتا ہے۔ اسی کا نتیجہ گوشت ہوگا۔ اس کے کھانے سے جسم میں بدبو ہوگی۔ اس سے بیماری پیدا ہونیکا امکان ہے۔ اور طبیعت بھی ناخوش ہوگی اسی طرح دھرم شاستر کی رو سے شراب ناخوردنی نیز جتنے حیوان انسانوں کے لئے مفید ہیں۔ ان کا گوشت ناخوردنی ہے۔ اور بنا ہوم کے اناج اور گوشت بھی ناخوردنی ہے

معترض۔ ایک حیوان کو مار کر آگ میں جلانا۔ اور پھر کھانا یہ کچھ اچھی بات نہیں اور حیوان کو تکلیف دینا تو کسی کو بھی مناسب نہیں۔

جواب۔ اس میں کیا گناہ ہے؟

معترض۔ اس میں گناہ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جیوں کو ایذا دیکر اپنا پیٹ بھرنا دھرماتماؤں کا قاعدہ نہیں ہے

جواب۔ اچھا اگر جیو کو مارنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو سب کاموں کو ہی چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ آنکھ کے جھپکنے سے بھی لطیف جسم والے جیوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور اگر کوئی تمہارے گھر میں چوری کرے۔ تو تم اس کو ضرور تکلیف دو گے۔ اور تم جو کھانے پر سے مکھی وغیرہ اڑا دیتے ہو۔ اس میں مکھی کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور تم جو کچھ کھاتے پیتے۔ چلتے اور اٹھتے بیٹھتے ہو۔ اس عمل سے بھی بہت سے جیوؤں کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس سے تمہارا یہ کہنا کہ کسی جیو کو ایذا نہیں پہنچنی چاہیئے محض فضول ہے

معترض۔ جس فعل سے بظاہر کسی کو ایذا پہنچتی ہو۔ ہم لوگ اس میں پاپ گنتے ہیں۔ ان دیکھے میں کبھی نہیں۔ کیونکہ اگر ان دیکھے میں پاپ گنیں تو ہمارا کاروبار ہی نہ چلے۔

جواب۔ آپ لوگ ایسا ہی جانیں کہ جہاں اپنا مطلب ہو۔ وہاں تو پاپ نہیں گنتے ہو۔ یہ بات دلیل کے برخلاف ہے۔ اور اگر کوئی بھی گوشت نہ کھائے۔ تو جانور پرند۔ مچھلی اور آبی جانور جسقدر اب ہیں۔ ان سے لاکھوں گنا زیادہ ہو جائیں پھر وہ انسانوں کو مارنے لگ جائیں۔ اور کھیتوں میں اناج نہ ہونے دیں۔ اس طرح سب انسانوں کی خوراک کے برباد ہو جانے سے سب انسان ہی فنا ہو جائینگے اور شیر وغیرہ گوشتخور درندے بھی ان ہرن وغیرہ کو کھاتے ہیں اور گائے وغیرہ کو بھی کھاتے ہیں۔ مگر انسانوں کو یہ چاہیئے کہ گائے بیل۔ بھینس۔ بکری۔ بھیڑ۔ اور اونٹ وغیرہ حیوانوں کو کبھی نہ ماریں۔ کیونکہ انہی سے سب انسانوں کی روزی چلتی ہے۔ دودھ وغیرہ جتنی اشیاء ہیں وہ سب انہی سے ہوتی ہیں۔ اور ایک حیوان سے بہت سے انسانوں کی روزی چلتی ہے۔ مارنے سے جہاں سو انسان سیر ہوتے ہیں وہاں اس گائے وغیرہ حیوانوں میں سے ایک گائے کی حفاظت سے دس ہزار انسانوں کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ اس لئے ان حیوانوں کو نہ مارنا چاہیئے۔

معترض۔ ان حیوانوں کے نہ مارنے سے ان کے بہت ہو جانے سے سب زمین بھر جائیگی۔ پھر بھی تو انسانوں کو نقصان ہونے لگے گا۔

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ شیر وغیرہ درندے ان کو مارینگے۔ اور کتنے بیماریوں سے بھی مرینگے۔ اس سے بیشمار نہیں ہونے پائینگے۔ اور انسانوں کے مارنے سے زمین وغیرہ پیداوار اور حیوانوں کی افزائش بھی برباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے جہاں جہاں گومیدھ (ذبیحۃ البقر) وغیرہ لکھے ہیں۔ وہاں وہاں حیوانوں میں نروں کا مارنا لکھا ہے

بیل کی قربانی اس لئے اسی مقصد کو مدنظر رکھکر گومیدھ لکھا ہے نر انسان کو مارنا کہیں نہیں لکھا۔ کیونکہ جیسی تقویت بیل وغیرہ نروں میں ہے۔ ویسی ماداؤں میں نہیں ہے۔ اور ایک بیل سے ہزاروں گائیں حاملہ ہوتی ہیں۔ اس سے نقصان بھی نہیں ہوتا۔ اسی لئے لکھا ہے "گوانو بندھیوا گرپشائے" یہ برہمن کی شرتی ہے اس میں ضمیر مذکر سے یہ جانا جاتا ہے۔ کہ بیل وغیرہ کو مارنا۔ گائے کو نہیں وہ بھی گومیدھ آدک یگیوں (ذبیحۃ البقرۃ) میں ورنہ نہیں کیونکہ بیل وغیرہ سے بھی انسانوں کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی بھی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور جو بانجھ گائے ہوتی ہے۔ اس کو بھی گومیدھ

بانجھ گائے کی قربانی (ذبیحۃ البقرۃ) میں مارنا لکھا ہے "شنھول پشنم لگھیئے۔ داونم۔ انڈوا۔ ہیوما لیھیستی" یہ برہمن کی شرتی ہے۔ اس میں ضمیر مؤنث اور ستھول پرشٹ (فربہشت) صفاتی لفظ سے بانجھ گائے لیجاتی ہے۔ کیونکہ بانجھ گائے سے دودھ اور بچھڑوں کی پیدائش نہیں ہوتی۔ اور جو شخص گوشت نہ کھائے تو وہ دودھ اور گھی وغیرہ پر گذارہ کرے۔ کیونکہ گھی۔ دودھ وغیرہ سے بھی بہت طاقت ملتی ہے۔ پس جو کوئی گوشت کھائے۔ یا گھی وغیرہ پر گذارہ کرے وہ سب آگ میں ہوم کئے بغیر نہ کھائیں۔ کیونکہ جیو کو مارنے کے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے جب آگ میں ہوم کرینگے تب مذکورہ بالا طریقہ سے گوشت کے اجزا الایتجزیٰ کے پھیلنے سے تمام جیو ونکو سکھ پہنچیگا۔ ایک جیو کو تکلیف دینے سے جو پاپ ہوا تھا۔ وہ بھی تھوڑا سا سمجھا جائیگا۔ اس کے سوا کچھ نہیں"

(اصلی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء سمولاس ۱۰)

سوامی دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے مذکورہ بالا مضمون سے یہ بات بالکل صاف ہو گئی ہے۔ کہ سوامی دیانند گوشتخوری کا زبردست مؤید تھا۔ اور اس کے حق میں سوامی دیانند نے جو دلائل دئے ہیں وہ بھی لاجواب ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن سوامی دیانند اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جب یگیہ اور ہوم کے لئے جانور کو ذبح کیا جائیگا۔ تو اس سے دنیا بھر کے متنفسوں کو فائدہ پہنچیگا۔ پس اگر ایک جانور کے ذبح کرنے سے ہزاروں لاکھوں کا کلیان ہوتا ہو تو اس سے جانور کو ذبح کرنے کی تکلیف یا گناہ کا کفارہ بھی ساتھ ہی ہو جائیگا۔ یہ کیسی لاجواب دلیل ہے۔ پھر اسی ستیارتھ پرکاش کے بارہویں سمولاس میں سوامی دیانند نے جینیوں کے گوشت نہ کھانے کا جن الفاظ میں کھنڈن کیا ہے وہ بھی لاجواب ہے۔ چنانچہ سوامی دیانند لکھتے ہیں:

"جین لوگ ایسا بھی کہتے ہیں۔ کہ جین دھرم ہی سچا ہے۔ باقی سب ملیکھ یا بیدین ہیں۔ کیونکہ جو ہنسا کرتے ہیں۔ وہ دھرماتما نہیں جو یگیہ میں حیوان ذبح کرتے ہیں یا ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں۔ کہ یگیہ

جینیوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب میں جو حیوان ذبح کیا جاتا ہے۔ اگر وہ سورگ کو جاتا ہو۔ تو کیوں نہ اپنے باپ کو مار ڈالا جائے ان لوگوں نے سورگ میں جانے کے لئے ایسے ایسے شلوک بنا رکھے ہیں۔

"تریو۔ ویدسیہ۔ کرتارو۔ دھورت۔ بھانڈ۔ نشاچرا"

اس کا یہ مطلب ہے کہ ایشور کے متعلق جو باتیں ویدوں میں ہیں وے دھورتوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ جتنی بھی استتی و سزا و جزا کے متعلق ہیں۔ یعنی لوگ اس یگیہ کو کریں۔ تو سورگ کو جائیں۔ یہ بات بھانڈوں نے بنا رکھی ہے۔ اور ویدوں میں جو ہدایات حیوانوں کو گوشت خوری کیلئے مارنے کے متعلق ہیں وہ سب راکھششوں نے بنائی ہیں۔ پس جو جین مت ہے۔ وہی سناتن ہے۔ اور یہی سچا دھرم ہے۔ اس کے بغیر نہ تو کسی کی نجات ہو سکتی ہے۔ نہ کسی کو سکھ مل سکتا ہے۔ جین لوگ ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ تم لوگ ہنسا کس کو کہتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہیں۔ کہ کسی جیو کو تکلیف دینا ہنسا ہے۔ تو کسی کو بغیر تکلیف دئے کسی متنفس کا کوئی بھی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ (جین) لوگوں کے ہی مت میں لکھا ہے۔ کہ پانی کے ایک قطرہ میں بیشمار جیو ہیں۔ خواہ اس کو لاکھ مرتبہ چھانا جاوے تو بھی وہ جیو پانی سے الگ نہیں ہو سکتے اس پر بھی پانی ضرور ہی پیا جاتا ہے۔ اسی طرح بھوجن وغیرہ کھایا اور آنکھ وغیرہ کے جھپکنے کا فعل بھی ضرور ہی کیا جاتا ہے۔ تو پھر تمہارا اہنسا دھرم تو قائم نہ رہا۔

معترض۔ جتنے جیو بچائے جاتے ہیں۔ ان کو ہم بچاتے ہیں۔ جنکو ہم لوگ دیکھتے ہی نہیں۔ ان کی ایذا میں ہم لوگوں کو کوئی گناہ نہیں

جواب۔ ایسا ہی عمل سب انسانوں کا ہے۔ جو گوشتخور ہیں۔ وہ بھی گھوڑا وغیرہ مفید حیوانوں کو بچا لیتے ہیں۔ ویسے ہی تم لوگ بھی ایسے جیوں کو بچا لیتے ہو۔ جن سے تمہارے کاروبار کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں جہاں تمہارا اپنا مطلب پورا ہوتا ہو وہاں تم اور لوا اور انسانوں تک کو نہیں بچاتے ہو۔ پھر تمہاری اہنسا کہاں رہی؟

معترض۔ انسان وغیرہ کو گیان ہے۔ گیان سے وہ جرائم کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو تکلیف دینے میں کچھ گناہ نہیں۔ مگر کیڑے وغیرہ جیو بے گناہ ہیں۔ ان کو تکلیف دینا مناسب نہیں

جواب۔ تم لوگوں کی یہ بات خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ گیان والوں کو تو تکلیف دینا اور گیان سے بے بہرہ حیوانوں کو تکلیف نہ دینا اجہل لوگوں کی بات ہے۔ اس لئے کہ جتنے متنفس جسم والے ہیں۔ ان میں سے انسان نہایت ہی افضل ہے۔ پس انسانوں کو فائدہ پہنچانا اور ان کو تکلیف نہ دینا سب کا فرض ہے۔ ہنسا کہتے ہیں عداوت کو۔ پس ویاس جی کے یوگ شاستر بھاش میں لکھا ہے۔ "تترا ہنسا۔ سروتھا۔ سرودا۔ سرو بھوتیشون۔ بھیدروہا۔ اہنسا" یہ اہنسا دھرم کی تعریف ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہر طرح سے ہر زمانہ میں ہر متنفس سے عداوت کا ترک کرنا ہی اہنسا کہلاتا ہے۔ مگر آپ لوگ اپنے مذہب والے سے تو محبت کرتے ہو۔ اور دوسرے مذہب والوں سے نفرت کرتے ہو۔ نہ صرف یہی بلکہ وید وغیرہ ست شاستروں میں ایشور تک سے آپ لوگوں کو عداوت اور دشمنی ہے۔ پس تمہارا اہنسا دھرم محض کہنے کے لئے ہی ہے۔ اپنے مذہب والوں کی کتابیں یا ان کی بات بھی غیر لوگوں کے پاس ظاہر نہیں کرتے ہو۔ یہ بھی آپ لوگوں کی بڑی بھاری ایذا رسانی ہے۔ اور آپ لوگ جو یگیوں کے بارے

حیوانی قربانی کے عظیم الشان فوائد میں اعتراض کرتے ہیں۔ وہ محض علم طبعیات (سائنس) کے اصولوں کو نہ جاننے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر تم گھی۔ دودھ اور گوشت وغیرہ کے کماحقہ اوصاف جانتے ہوتے اور تمہیں یہ بھی پتہ ہوتا۔ کہ یگیہ کے قابل حیوانوں کو مارنے سے جو تھوڑا سا دکھ ہوتا ہے اس سے تمام عالم کو کتنا لاانتہا فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر تم ان باتوں کے جاننے والے ہوتے تو تم کبھی یگیہ کے بارے میں اعتراض نہ کرتے۔ ویدوں کا کماحقہ مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے تم ایسی باتیں کہتے ہو کہ یہ باتیں ویدوں میں بھانڈ۔ دھورت اور نشاچروں نے لکھی ہیں"

(ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء سمولاس ۱۲)

مذکورہ بالا مضمون میں سوامی دیانند نے نہایت معقول اعلیٰ پیرایہ میں جینیوں کے گوشتخوری اور حیوانی قربانی کے برخلاف جملہ اعتراضات کا نہ صرف رد کر دیا ہے بلکہ ایسی اتمام حجت کی ہے کہ وہ اس کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکتے۔ سوامی دیانند نے سائنس کی رو سے حیوانی قربانی کو تمام دنیا کے لئے "اتیئنت اپکارک" یعنی لاانتہا فائدہ پہنچانے والی چیز بتایا ہے۔

اسی ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند نے پاراشر سمرتی کے اس قول کی نہایت زبردست تردید کی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ گھوڑے کی قربانی۔ گائے کی قربانی۔ سنیاس لینا اور گوشت کا پنڈ دان کرنا۔ اور بیوہ سے دیور کا اولاد پیدا کرنا۔ کل یگ میں ممنوع ہے۔ سوامی دیانند نے نہایت زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ ان پانچ باتوں پر جن کو پاراشر سمرتی میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ہر زمانہ میں عمل کرنا چاہیئے۔ ان کو کسی صورت میں بھی ترک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ان پر عمل کرنے سے سنسار کا بڑا اوپکار (فائدہ) ہوتا ہے۔ نہ کسی قسم کا پاپ۔ چنانچہ سوامی دیانند کا استدلال مفصلہ ذیل ہے

"اور جو یہ بات کہتے ہیں۔ کہ ورکلو۔ پاراشر اسمرتی ان کا یہ قول نہایت ہی بیدلیل ہے۔ کیونکہ دواپر کے آخیر میں ویاس جی نے منو سمرتی کا ہی پرمان لکھا ہے۔ اور جو سچی بات ہوتی ہے۔ اس کا ہر زمانہ میں پرمان ہوتا ہے

اس میں مطلق شک نہیں۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کلوو(کل یگ) میں پاراشری سمرتی کا پرمان ہے۔ ان کی بات بے بنیاد ہے۔ اور پاراشری سمرتی کے شروع میں یہ بات لکھی ہے۔ کہ رشی لوگوں نے ویاس جی کے پاس جاکر پوچھا کہ آپ ہم سے ورن آشرم کا دھرم کما حقہ بیان کریں ویاس جی نے ان سے کہا۔ کہ میں ورن آشرم دھرم کو کما حقہ نہیں جانتا ہوں۔ اس لئے میرے باپ پاراشر سے چلکر پوچھو۔ وہ سب دھرموں کا کما حقہ بیان کرینگے۔ پھر ان کے پاس جاکر سب لوگوں نے یہی سوال کیا۔ اور پاراشر جی ان سے بیان کرنے لگے۔ اسی میں پاراشر جی نے "کلو۔ پاراشرا۔ سمرتاہ" بھی کہا۔ اب اس میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب ویاس جی کو سب شاستروں کا علم تھا تو کیا وہ ورن آشرم دھرم کو نہیں جانتے تھے۔ بیشک وہ ضرور جانتے تھے۔ اور پاراشر اپنے منہ سے کیسے کہہ سکتے تھے کہ کلو میں پاراشر کے فرمودہ دھرم کو ماننا۔ یہ بیدلیل بات ہے۔ اور اسی میں ایسے ایسے فضول شلوک لکھے ہیں۔ کہ کوئی عقلمند ان کو پرمان نہیں مان سکتا۔ جیسے کہ:۔

پقستوپی۔ دو ٹیا۔ سرلیشونر چہ شودر و جنت مذریا۔
ترد گھنڈ وا لی گو ڈپو جیا۔ نہ چہ مگدہ و قی خسری
اشوا لموا۔ گوالمبا۔ سنیاسم۔ پل پیستر کم
دیو راچہ ستوا پتم۔ کلو دینج د ر جیئیت

اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ جو بدکردار ہوتا ہے۔ وہی رذیل ہوتا ہے۔ بدکردار کبھی افضل نہیں ہوگا۔ اور جو مرتاض یعنی اعمال صالح کرنے والا انسان ہے۔ وہ رذیل کیسے ہوگا ہرگز نہیں ہوگا۔ اور گائے تو محض حیوان ہے۔ کیا حیوان کی پوجا کرنا نامناسب ہے؟ ہرگز نہیں ہاں اس کی پوجا تو یہی ہے۔ کہ گھاس۔ پانی وغیرہ سے اس کی پرورش کرے۔ وہ بھی دودھ وغیرہ کی تحصیل کے لئے۔ ورنہ نہیں۔ اور گدھی کی پوجا بھی ایسی ہی ہوتی ہے جسکو مطلب ہوتا ہے۔ وہ اپنے مطلب کی تحصیل کے لئے ایسا کرتا ہی ہے۔ اور دوسرا اشلوک۔ اشوالمبن یعنی اشومیدہ (گھوڑے کی قربانی) گوالمبن یعنی گومیدہ (گائے

گھوڑے و گائے کی قربانی گوشتخوری سنیاس اور نیوگ کے عظیم الشان فوائد

کی قربانی) اور سنیاس لینا۔ اور گوشت کے پنڈ دان۔ اور بدھوا سے دیور کے نیوگ سے فرزند پیدا کرنا یہ پانچ ہر زمانہ میں کرنے چاہئیں ان کو کبھی ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ ان سے سنسار کا بڑا اوپکار (فائدہ) ہے اور ان میں کچھ پاپ نہیں۔ اس کے کہنے سے آجامیدہ آوک (بکری وغیرہ کی قربانی) کا ترک کرنا مراد نہیں ہے۔ اور اشومیدہ اور گومیدہ کا جو کرنا ہے۔ اس سے سنسار کا بڑا اُپکار ہے۔ سو پہلے کہدیا ہے (اور یہ جو کہتا ہے) کہ سنیاس کا تیاگ کرے۔ تو کیا پھر وہ پاکھنڈ کریگا۔ جیسے کہ ویراگی وغیرہ کرتے ہیں۔ اس سے تو سنسار کی بڑی ہانی ہوگی۔ اس لئے سنیاس کا ہونا ضروری ہے۔ اور گوشت کے پنڈ دینے میں تو کچھ پاپ نہیں کیونکہ "بداتا۔ پرشالو تدانا۔ پتر دیوتا" یہ مہابھارت کا وچن ہے۔ جو پدارتھ آپ کھائے اس سے پانچ مہایگیہ کرے۔ جیسے پتری یگیہ۔ دیو پوجا بھی اسی سے کرے۔ یعنی شرادھ اور ہوم اسی کا کرے۔ مدھو پرک۔ بیاہ وغیرہ اور گومیدہ آوک یگیہ اور دیو پتری کا رج ان میں جو گوشت کو کھاتا ہو تو اس کے لئے گوشت مہیا کرنے کی صراحت موجود ہے اسی طرح گوشت کے پنڈ دینے میں بھی کوئی پاپ نہیں۔ دیور یا ہیت شخص سے نیوگ کی ترکیب لکھدی گئی ہے۔ اس کو جان لینا۔ یہ کہنا کہ کل جگ میں ان پانچوں باتوں پر عمل نہ کرنا چاہیئے۔ سراسر فضول ہے۔
(اصلی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء ص...)

سوامی دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے مذکورہ بالا اقتباسات سے مفصلہ ذیل باتوں پر روشنی پڑتی ہے:۔

اول۔ ایسے جانور نہ ذبح کئے جائیں جنکی عدم موجودگی سے انسانوں کو مشکلات کا سامنا پڑے۔ مثلاً ایسی گائے جو دودھ یا بچھڑے دیتی ہو۔ ذبح نہ کی جاوے۔ ہاں بانجھ گائے جو نہ دودھ دیتی ہے۔ نہ بچھڑے۔ ذبح کی جاسکتی ہے۔

دوم۔ حتی المقدور مادہ جانوروں کو ذبح نہ کیا جاوے۔ بلکہ نروں کو مارا جاوے۔ کیونکہ نروں کا گوشت بھی طاقتور ہوتا ہے۔ اور وہ دودھ وغیرہ بھی نہیں دیتے۔

سوم۔ گائے بکری کے بہت بڑے ریوڑوں کو حاملہ کرنیکے لئے چند ایک نر کافی ہو سکتے ہیں۔ اس سے نر بکرے یا بیل ذبح کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔

چہارم۔ حیوانی قربانی سے چونکہ دنیا جہان کو فائدہ پہنچتا ہے اس لئے یہ عین فطرتی فعل ہے۔ اس کو کبھی بند نہیں کرنا چاہیئے۔

پنجم۔ گوشتخوری تقاضائے فطرت کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ اگر جانوروں کو گوشت کے لئے نہ مارا جاوے تو وہ اسقدر لا تعداد ہوجائیں گے۔ کہ انسانوں کی زندگی معرض خطر میں پڑ جائیگی۔

ششم۔ جو لوگ گوشتخوری میں ہنسا کے قائل ہیں وہ اجہل ہیں کیونکہ اہنسا یا کسی کو تکلیف نہ دینا قطعاً ناممکن العمل ہے۔

ہفتم۔ ذبح کرتے وقت جانور کو جو تکلیف ہوتی ہے۔ چونکہ وہ تکلیف دیگر متنفسوں کی عظیم الشان بہبودی کا باعث بنتی ہے۔ اسلئے دوسروں کے فائدہ کیلئے برداشت کی گئی تکلیف گناہ نہیں۔ بلکہ عین ثواب ہے۔

ہشتم۔ ایسے جانوروں کا گوشت نہیں کھانا چاہیئے جو غلاظت کھاتے ہوں کیونکہ غلاظت خور جانوروں کا گوشت کبھی صحت کیلئے مفید نہیں ہو سکتا۔

نہم۔ گوشت بنا ہوم کئے نہ کھایا جاوے۔ یا دوسرے الفاظ میں گوشت کو گھی اور دیگر خوشبو دار ساگری میں ملا کر آگ پر خوب بھونا جاوے۔ اسقدر بھونا جاوے کہ گوشت کے اجزائے لاینجزی سے خوشبو کی شکل میں ارد گرد کا محلہ مہک جاوے۔ اس طرح سے ہوم کئے گئے۔ گوشت کے اجزاء جب ارد گرد کی ہوا کو معطر کرتے ہزاروں انسانوں کے دماغ میں پہنچینگے۔ تو ان کے تھکے ماندے یا پژمردہ دماغ کو بھی تر و تازہ کرنیکا باعث ہونگے۔ پس ہوم کیا ہوا گوشت کا یہ سائنٹفک طریقہ تمام جہان کو از حد فائدہ پہنچانے والا ہے۔ اور یہ عین علم طبعیات کے مطابق ہے۔

دہم۔ اناج بھی بغیر ہوم کے نہ کھانا چاہیئے۔ گو یہ ظاہر ہے کہ اناج کو خواہ گھی میں کتنا ہی بھونا جاوے۔ مگر اس سے ارد گرد کے متنفسوں کے دماغ میں وہ روح پرور خوشبو نہیں جائیگی۔ جو کہ گوشت کی ہنڈیا کے مصالحدار ساگری کے ساتھ بھوننے یا ہوم کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے ہوم کیا ہوا گوشت دیوتاؤں اور پتروں کی خوشنودی کا باعث ہوتا ہے۔

الغرض سوامی دیانند نے حیوانی قربانی اور گوشت خوری کے جواز میں خاصکر گوشت کا ہوم کرنے میں جو دلائل دیئے ہیں۔ وہ اسقدر ناقابل تردید ہیں کہ دل چاہتا ہے۔ اگر سوامی دیانند زندہ ہوتے تو ہم ان کے اس ہاتھ کو بوسہ دیتے جس نے قربانی اور گوشت خوری کے جواز میں قلم پکڑا اور ایسا مضمون لکھا بمفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش مشتمل بہ اصلی ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء)

(ماخوذ از رسالہ حقیقت لدھیانہ)

سوامی دیانند کا باپ کون تھا

آریوں کی حیرت انگیز اختلاف بیانیاں

ریاست موروی ملک کاٹھیاواڑ میں ایک چھوٹا سا گاؤں ٹنکارا نامی ہے جسکو آریہ سماجی سوامی دیانند جی کی جائے پیدائش سمجھتے ہیں۔ فروری کے شروع میں اس گاؤں میں ایک وسیع پیمانہ پر سوامی جی کی جنم شتابدی منائی گئی۔ اس موقعہ پر سوامی جی کے حسب نسب کے متعلق بھی آریوں نے بہت کچھ تحقیقات کی ہے۔ اخبار پرکاش لاہور کا ایک خاص نامہ نگار روزنامچہ ٹنکارا سے لکھتا ہے کہ

"جس مکان میں رشی پرکٹ ہوا ہے اس وقت وہ مکان تو نہیں ہے۔ اسی زمین پر دوسرا مکان بنا ہوا ہے۔ سوامی جی کا ہم عمر ابراہیم پٹیل ملا ہے جو کچھ باتیں بتاتا ہے اور سوامی جی کے رشتہ داروں میں سے پتری ونش میں سے تو کوئی نہیں ہے۔ ان کی پھوپھی کے پتر کے پوتر ہیں جنکا نام پوپٹ لال ہے ..... اس وقت سوامی جی کے والد کی ساری جائداد انہیں (پوپٹ لال) کے پاس ہے کیونکہ سوامی جی کے پتا کرسن بھائی نے اپنی بہن کے لڑکے کو متبنٰی بنا لیا تھا۔ اس لئے اس وقت جائداد کے مالک وہی ہیں"۔
(اخبار پرکاش مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۶ء صفحہ ۵)

اس مضمون میں نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں کہ ٹنکارا کے لالہ پوپٹ لال صاحب سوامی دیانند جی کی پھوپھی کے پتر کے پوتر ہیں مگر خود لالہ پوپٹ لال صاحب کا بیان یہ ہے کہ میں سوامی جی کی پھوپھی کے پتر کا پوتر نہیں بلکہ ان کی بہن (پریم بائی) کے پتر کا دوتر ہوں چنانچہ ذیل کے شجرہ نسب پیش کرکے فرماتے ہیں:۔

کرسن جی
پریم بائی (لڑکی) — مول جی (جو دیانند بنے) — ولبھ جی (دیہانت ہوگیا)
پریم بائی کا بیاہ رعال منگل سے ہوا
والگھ (والگھ کو کرسن جی نے متبنٰی بنایا)
کلیان
پوپٹ لعل — پران
کیشو

اسطرح میں (پوپٹ لعل) سوامی جی کی بہن کے پتر کا پوتر ہوں"
(پرکاش مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۸)

نامہ نگار اور پوپٹ لعل کے بیان میں جو اختلاف ہے وہ ظاہر ہے۔ لطف یہ ہے کہ یہ دونو بیانات ایک ہی نامہ نگار کے قلم سے نکلتے ہیں۔ اور اس تضاد پر جو ان دونوں بیانات میں پایا جاتا ہے کچھ روشنی نہیں ڈالی جاتی۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ مہاشہ کرشن بھی ان دونوں متضاد بیانات کو بغیر تطبیق دیئے اپنے اخبار میں درج کر دیتے ہیں کسی نے سچ کہا ہے کہ

دروغ گورا حافظہ نباشد

پھر ایک اور بات جو خاص طور پر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ لالہ پوپٹ لال کے اس بیان سے آریہ محققوں کی ان تمام تحقیقات پر پانی پھر جاتا ہے جو انہوں نے آج تک سوامی جی کے حسب نسب کے متعلق کی ہیں۔ سوامی جی کے خاندان وغیرہ کے متعلق آریہ محققوں نے جو کچھ تحقیقات کی ہے اس کا نچوڑ مہاشہ لکشمن آریہ اپدیشک اپنی کتاب "مکمل جیون چرتر مہرشی سوامی دیانند سرسوتی" کے صفحہ ۲۱ پر اسطرح بیان کرتے ہیں:۔

"سوامی جی کی پیدائش سمت ۱۸۸۱ بکرمی یا دسمبر ۱۸۲۴ء عیسوی میں ہوئی جنم استھان آپ کا گجرات دیش کے ایک راج استھان دھرانگدھر کی سرحد پر مچھو کا ہٹا ندی کے کنارے واقع ہے۔ نام اس کا موروی ہے جو ریاست موروی کا صدر مقام ہے جنم نام آپ کا مول شنکر تھا اور آپ کے پتا جی کا امبا شنکر جو ادوچیہ برہمن تھے"۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی دیانند جی کے باپ کا نام امبا شنکر تھا مگر آج پوری ایک صدی کے بعد لالہ پوپٹ لعل جی ہمیں بتاتے ہیں کہ سوامی جی کے باپ کا نام "کرسن جی" تھا آریہ دوستوں کی آئے دن کی ان اختلاف بیانیوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی کے خاندان اور وطن کے متعلق جو کچھ کہانیاں بیان کی جاتی رہی ہیں اور اب بھی کی جارہی ہیں یہ سب منگھڑت ہیں۔ سوامی جی کے اصلی ابتدائی حالات آج بھی ویسے ہی تاریکی میں ہیں جیسے خود سوامی جی کی زندگی میں تھے۔

اگر لالہ پوپٹ لال کے پیش کردہ شجرہ نسب کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو خود سوامی دیانند جی کے بیان کی تکذیب ہوتی ہے۔ لالہ صاحب فرماتے ہیں کہ سوامی جی کی صرف ایک بہن اور ایک بھائی تھا مگر خود سوامی جی اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھتے ہیں کہ

"مجھ سے چھوٹی ایک بہن پھر اس سے چھوٹا ایک بھائی پھر ایک بہن اور ایک بھائی ہوئے۔ ازیں قسم دو بھائی اور دو بہن اور ہونے تھے تب تک میری سولہ برس کی اوستھا (عمر) ہو گئی تھی" صفحہ ۔ جسکے صاف معنے یہ ہیں کہ سوامی جی سب سے بڑے تھے اور ان کے معلومات کے مطابق وہ کل تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔

اب آریہ دوست ہمیں بتائیں کہ سوامی دیانند جی اور لالہ پوپٹ لعل ان دونوں میں سے کسکے بیان کو سچا سمجھا جائے۔

پھر مہاشہ لکشمن اور خود سوامی دیانند جی ہمیں بتاتے ہیں کہ سوامی جی خاص شہر موروی کے رہنے والے تھے مگر آج اخبار پرکاش کا ایک آریہ نامہ نگار ہمیں یہ بتاتا ہے کہ سوامی جی اصل میں ٹنکارا کے رہنے والے تھے اور لالہ پوپٹ لعل جی ان کے رشتہ دار ہیں۔ آریوں کی ان آئے دن کی اختلاف بیانیوں سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے جسکا کچھ پتہ چودھری جیالال جی بی اے جنہوں نے سوامی دیانند جی کی ایک لائف لکھی ہے اور دیو سماجیوں کی تحقیقات سے ملتا ہے۔

ہندوستان کی قدیم اقوام میں تبلیغ اسلام

ایک دردمند مسلمان کی آواز

احمدی مجاہدین میدان میں اتریں

ایک بنگالی مسلمان چوہدری ابو الفیوض تمانصاحب کی ایک چٹھی ہمعصر مسلم اوٹ لک میں چھپی ہے جسکا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

کلکتہ کے مسیحی اخبار ہیپی فیملی کی حال ہی کی ایک اشاعت میں مجھے ایک مضمون دیکھنے سے سخت تعجب ہوا جو دیوان سنگھ ایس وانگ مئی ساکن جوسابٹ کے قلم سے تھا۔ مضمون کس موضوع پر تھا اس سے مجھے کچھ سروکار نہیں۔ جس چیز نے مجھے حیرت میں ڈالا وہ یہ تھی کہ میرے لئے ایک غیر آبلی کی تحریر کو پڑھنے کا یہ پہلا موقع تھا یہ شخص گرو قوم سے ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے مشرقی حصوں میں پائی جاتی ہے۔ اخبار مذکور کے ایڈیٹوریل نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے بہت سے افراد عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ دوسرے ذرائع سے جو اطلاعات بہم پہنچی ہیں۔ ان سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ عیسائی مشنری نہایت زور سے اس قوم کے اندر کام کر رہے ہیں۔ تعلیم کے ذریعہ ان کی حالت کو درست کرنے کے لئے سخت جدوجہد کی جا رہی ہے مجھے اس بات کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ باوجودیکہ بنگال میں مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے مگر وہ اس بات کو ضروری خیال نہیں کرتے کہ اس قوم کے اندر تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے چند مبلغین بھیجے جائیں۔ برخلاف اس کے عیسائی مشنریوں نے مختلف مقامات پر سکول کھول رکھے ہیں جنکے ذریعہ وہ اس قوم کو علم سے بہرہ ور کرنے کے لئے ان تھک کوششیں کر رہے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ عیسائیت تمام دنیا کے لئے نہیں تھی بلکہ اسلام تھا۔ اسلام ہی لاکھوں مصیبت زدہ لوگوں کو نجات دلا سکتا ہے۔ ان دنوں ہم تبلیغ وتنظیم کے متعلق بہت کچھ سنتے ہیں مگر کیا یہ دونوں تحریکیں چند لوگوں تک ہی محدود ہیں۔ مشہور مولوی اور مولانا اس بات پر بڑا فخر کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلعم کے جانشین ہیں اور جانشین بھی ایسے کہ نبی کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے اور وہ اور ان کے رفقا ہی جنت کے واحد مالک ہیں۔ اور وہی ہیں جن کے کندھوں پر انبیاء کے کام کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ لیکن انبیاء کی زندگیوں کا سب سے بڑا مقصد تو تبلیغ مذہب تھا۔ کیا پھر ان نام نہاد وارثان جنت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ان ناتربیت یافتہ روحوں کو اسلام میں لانے کے لئے جلد سے جلد میدان عمل میں نکلیں کیا یہ کام ان کے احاطۂ عمل سے باہر ہے۔ اسلام صرف چند مہذبوں کے لئے ہی نہیں آیا تھا بلکہ غیر مہذبوں کے لئے بھی آیا تھا۔ اگر ان لوگوں کو حلقۂ اسلام میں لایا جاتا تو کیا وہ اسلام کے لئے ایسے ہی مفید نہ ہوتے جیسے کہ دوسرے مسلمان ہیں۔ بہرکیف وہ خدا کی مورتیں (انسان) ہیں۔ ان کو کیوں دین حق کی اس روشنی سے محروم کیا جاتا ہے جس نے عرب جیسی وحشی قوم کو ایک نامور قوم میں تبدیل کر دیا تھا۔ مگر ہمیں معلوم ہے کہ یہ الفاظ الا ماشاء اللہ بہرے کانوں میں پڑینگے جیسا کہ بنگالی زبان میں ایک کہاوت ہے کہ شریر آدمی کبھی ناصح کی نصیحت پر غور نہیں کریگا۔ یہ کام دراصل انہی بے ریا کارکنوں کی جماعت کا ہے جنکی تعداد گو تھوڑی ہے مگر وہ اسلام کے پلیٹ فارم پر بہت کچھ ٹھوس اور حقیقی کام کر رہے ہیں۔ یہ چند احمدی ہی ہیں جو ان لوگوں کی نجات کے لئے طریقے اور ذرائع پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا وہ اب اس موقعہ پر بھی اٹھینگے اور ان لوگوں کو اسلام میں لانے اور ان کی حالت کو سدھارنے کیلئے کچھ تدبیر کرینگے؟ کیا وہ ان لوگوں کی مدد کے لئے کمربستہ ہونگے اور ان کو توہمات اور جہالت سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لائیں گے؟ اس وقت ضرورت اس قسم کے بے لوث کارکنوں کے گروہ کی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ مختلف جماعتوں میں تقسیم ہو کر ہمیشہ کے لئے اس قوم کے اندر آباد ہو جائیں۔ میدان نہایت وسیع ہے اور کام بہت بڑا ہے خصوصاً بنگال میں یہ قوم کثرت سے پائی جاتی ہے ان لوگوں کو عام طور پر سنتال۔ گرو گیس کہتے اسلام کا ان کے دلوں میں کبھی گذر نہیں ہوا۔ وہ نہیں جانتے کہ مذہب کس چیز کا نام ہے۔ وہ ہزارہا معبودوں کے آگے جھکتے ہیں اور ہر قسم کی بدی اور جہالت ان کے اندر رائج ہے۔ زنا کاری ان کے اندر کثرت سے پائی جاتی ہے کہ شراب ان کی ہستی ہیں۔ میں نے یہاں تک بھی سنا ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ پیشتر وہ مردم خور بھی تھے۔ مختصر یہ کہ وہ لوگ زمانہ جاہلیت کے عربوں سے بہت حد تک مشابہ ہیں۔ کیا مسلمان لیڈر تمام زمینی جھگڑوں کو محض ٹکڑوں کے لئے ہیں کچھ عرصہ کے لئے تلانجلی دیکر ان لوگوں کی گری ہوئی حالت کی طرف متوجہ ہونگے؟

خطبۃ النکاح

بہ تقریب سعید نکاح عزیزہ رقیہ بیگم بنت حضرت امیر ایدہ اللہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں ایک کثیر مجمع کے روبرو جو خطبہ بیان فرمایا اس کا ملخص ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سورۃ النسا کی چند ابتدائی آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت نبی کریمؐ یہ آیات اکثر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ان آیات میں جو دو باتیں خاص طور پر قابل لحاظ ہیں وہ یہ ہیں کہ انسان مرد ہو یا عورت۔ اس کو اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔ دوسری بات جسکی طرف توجہ دلائی وہ یہ ہے کہ لوگ صلہ رحمی کا سبق سیکھیں۔ ان دونوں باتوں پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ حضرت نبی کریم کی احادیث میں بھی ان پر بہت زور دیا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم۔ انکے صحابہ اور اس زمانہ کی خاتونوں کی زندگیوں میں بھی انہی دو باتوں کا نقشہ نظر آتا ہے۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت تھی۔ ان کے اندر آپس میں حد درجہ کا اتفاق واتحاد تھا۔ یہ کیونکر ہوا؟ اس لئے کہ محمد رسول اللہ کی ذات مقدس خود تقویٰ کا نمونہ تھی۔ تقویٰ محض نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا نام نہیں بلکہ ہر بات میں یہ دکھانا کہ ہمیں اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت ہے تقویٰ ہے۔ اس بات کا کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت ہے اس وقت امتحان ہوتا ہے جب ایک طرف اللہ کی محبت ہو اور دوسری طرف کسی غیر اللہ کی محبت چاہے وہ عورت ہو مال ہو جان ہو۔ قوم ہو ملک ہو کوئی ہو کہیں ہو۔ اگر اس وقت انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ میں سب محبتوں کو ہیچ سمجھے تو ہم کہینگے کہ اس کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچی محبت ہے۔ ہمارے نبی کریمؐ نے حب وطن پر بڑا زور دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان قوم جیسی عصبیت رکھنے والا کوئی نہیں گرجب تقویٰ کا مقام آتا ہے تو پھر ایک مسلمان اس کے مقابلہ میں حب وطن وقوم کو بالائے طاق رکھدیتا ہے۔ یہ فرق ہے مسلمانوں کی عصبیت میں اور غیر اقوام کی عصبیت میں۔

غور کرو کہ آنحضرت صلعم کی مکی زندگی میں ان کو اور ان کے پیرووں کو کسقدر تکلیفیں کفار مکہ کی طرف سے دیجاتی تھیں مگر جب کفار مکہ کی طرف سے عتبہ وکیل ہو کر آتا ہے اور حضورؐ سے کہتا ہے کہ اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر زر مال کی خواہش ہے تو وہ بھی حاضر ہے۔ اگر کسی حسین لڑکی کی خواہش ہو تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں مگر آپ ہمارے بتوں کی مذمت کرنا چھوڑ دیں۔ دیکھو یہ کسقدر امتحان کا وقت ہے۔ اگر حضورؐ اس وقت انکی درخواست کو قبول کر لیتے تو نہ صرف بادشاہت زر ومال وغیرہ سب دنیوی سامان مل جاتے بلکہ ان تکالیف کا بھی خاتمہ ہو جاتا جو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کفار کے ہاتھ سے اٹھانا پڑتی تھیں مگر آپ نے اس وقت صاف جواب دیدیا کہ میں خدا کے مقابلہ میں کسی چیز کی محبت کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں جو ہر قسم کے شرک کو مٹانے کے لئے آیا ہوں۔ بت پرستی کے نقائص بیان کرنے سے کیونکر باز رہ سکتا ہوں۔

وہ شخص جسکو یسوع مسیح کہا جاتا ہے اور جسکے پیرو اس بات کے مدعی ہیں کہ خدا محبت ہے۔ اس کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے مجھے اس بات کے معنے معلوم نہیں ہو سکے کہ خدا محبت ہے۔ اگر خدا کے ساتھ محبت کا نظارہ دیکھنا ہو تو وہ یسوع مسیح کی زندگی میں نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ملیگا۔ دنیا کی تمام نعمتیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں مگر آپ خدا کی محبت کے مقابلہ میں انہیں ٹھکرا دیتے ہیں۔ پھر جب دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ فتح کیا ہے۔ تو اپنے تمام جانی دشمنوں کو باوجود طاقت وسلطنت کے لا تثریب علیکم الیوم کہکر رہا کر دیا ہے۔ غرض جو محبت رسول اللہ کو خدا کے ساتھ تھی اس کا کہیں نمونہ نہیں ملتا۔ بادشاہ ہونے کے بعد بھی آپؐ نے نہایت سادگی سے زندگی بسر کی اور اپنے پاک نمونہ سے اپنے پیرووں کے اندر وہ روحانی انقلاب پیدا کیا کہ جسکا نظیر تاریخ مذاہب میں نہیں ملتا۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا نے آنحضرت صلعم کی سادہ اور پاکیزہ زندگی اور اس روحانی انقلاب کے متعلق جو حضورؐ نے اپنے پیرووں کے اندر پیدا کیا تھا۔ چند دلچسپ واقعات بیان فرمائے تھے جنکو ہم نے بخوف طوالت اسجگہ درج نہیں کیا۔ پیغام صلح)

—— ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے ایک سپاہی نے ایک یہودی کی زرہ پکڑ لی۔ اگر ایسے موقعہ پر کوئی یوروپین جنرل ہوتا تو اپنی قوم اور فوج کا (رعب) قائم رکھنے کے لئے کبھی اپنے سپاہی کو سزا نہ دیتا مگر آنحضرت کے تقویٰ کو دیکھو کہ ایسے نازک موقع پر بھی جبکہ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ایک ایک سپاہی کی ضرورت تھی۔ اپنے سپاہی کا کورٹ مارشل کرا دیا یہ ہے وہ محبت جو آنحضرت صلعم کو خدا کے ساتھ تھی۔ کہنے کو تو حضرت یسوع مسیح نے بھی کہدیا کہ میں اپنے آسمانی باپ سے محبت کرتا ہوں مگر ان کی عملی زندگی میں اس کا کوئی نمونہ نظر نہیں آتا۔ جب سپاہی پکڑنے آئے تو فرمانے لگے کہ میری جان نکل گئی۔ پھر صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتنی پکارنا شروع کیا۔ یہ کیا محبت ہے۔ اس کے مقابل میں رسول عربی صلعم کو دیکھو کہ جب طائف کے لوگوں نے آپ کو لہولہان کر دیا تو آپ نے قریب کے باغ میں پہنچکر کہا کہ اے خدا اگر تو مجھ پر خوش ہے تو یہ سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

—— دوسری بات صلہ رحمی کے متعلق ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اقربا میں محبت بڑھے۔ پھر حضورؐ کا ایک اور ارشاد یہ ہے کہ کس طرح کوئی شخص مومن کہلا سکتا ہے جب تک وہ اپنے پڑوسی سے محبت نہ کرے۔

صلہ رحمی کی طرف عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے عورت گھر کی مالک ہوتی ہے اور مالک بھی ایسی کہ اگر چاہے تو خاوند کے رشتہ دار کو اپنے مکان کی دہلیز تک آنے دے اور نہ چاہے تو نہ آنے دے۔ عورت کے لئے یہ کسقدر نازک موقعہ ہے۔ اگر اس کے باعث اس کے خاوند کے رشتہ دار اس سے کٹ گئے تو وہ گنہگار رہے۔ خدا رحیم اور رحمان ہے وہ بندوں میں رحم اور محبت چاہتا ہے پس اکی ان دونوں صفتوں کی قدر کرو اور اقربا کے ساتھ محبت اور رحم کے ساتھ پیش آؤ۔

اس کے علاوہ ہماری خاتونوں پر ایک اور بڑی زبردست ذمہ داری ہے۔ وہ ہے بچوں کی تربیت۔ بچوں کی تربیت والد کے بجائے والدہ کے ذمہ زیادہ ہوتی ہے۔ بچہ یا تو ماں کے لئے جنت پیدا کرے گا یا جہنم۔ یا تو اس کے لئے فخر کا موجب ہوگا یا ذلت کا۔ اگر ماں کا نمونہ اچھا ہو تو بچے کی حالت کبھی بری نہیں ہو سکتی۔ مسلمان بچوں میں گالیاں دینے کی جو بدعادت ہے اسکا انسداد اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہماری خاتونیں انکے سامنے نہ کسی کو گالی دیں اور نہ کوئی اور برا کلمہ اپنی زبان سے نکالیں۔ بچے بڑے زبردست نقال ہوتے ہیں۔ وہ تمہارے ہر فعل کی نقل کرتے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے بچے نیک ہوں تو خود نیک بنو تاکہ وہ تمہاری پیروی کرکے نیک بنیں۔

اخبار احمدیہ

گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی بیٹی صاحبزادی عزیزہ رقیہ بیگم کا نکاح مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کے ساتھ ہونا قرار پایا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے ۸ مارچ کو بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ میں اس نکاح کا اعلان کیا۔ سب مقامی احباب اس موقعہ پر موجود تھے۔ مسجد کے ایک حصہ میں خواتین بھی پردہ میں موجود تھیں۔ حاضرین میں چھوارے اور کھانے تقسیم ہوئے۔ شام کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے مسلم ہائی سکول لاہور اور انجمن کے تمام ملازمین اور طلباء کو کھانے کی دعوت دی۔

یہ شادی نہایت سادگی سے سرانجام پائی ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام احمدی احباب اپنے بچوں کی شادی کرتے وقت اسی سادگی سے کام لیں جسکا نمونہ امیر قوم نے اپنی عملی مثال سے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کے شکریہ میں کہ بہت سی فضول رسموں سے اس نے بچا یا جن پر شادی کے موقعہ پر بہت سا روپیہ لوگ برباد کرتے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ نے برلن مسجد فنڈ میں یک صد روپیہ چندہ دیا ہے۔ اسی طرح مولوی رحیم بخش صاحب کے والد بزرگوار مولوی عزیز بخش صاحب نے اس تقریب پر پانچ روپیہ کا عطیہ اس غرض کیلئے مرحمت فرمایا ہے کہ ایک سال کے لئے اخبار پیغام صلح کسی ایسے شخص کے نام مفت جاری کیا جائے جو چندہ ادا نہ کر سکتا ہو کیا ہی اچھا ہو اگر دوسرے احباب بھی ایسے خوشی کے موقعوں پر انجمن کو یاد رکھا کریں۔

—— جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے تازہ کارڈ سے جو انہوں نے ملایا براہ افریقہ سے پوسٹ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ افریقہ جا رہے ہیں۔ اس کارڈ میں انہوں نے احباب سے دعا کی درخواست کی ہے۔ علی الخصوص جمعہ کے روز

—— مولوی عصمت اللہ صاحب حسن نظامی کے بلانے پر احمد آباد بغرض تبلیغ گئے ہیں۔

—— ۱۰ مارچ سے ۱۲ مارچ تک بدوملی میں عیسائیوں کا جلسہ ہے وہاں مولوی عبدالحق صاحب جلسہ میں شمولیت کے لئے جائیں گے۔

—— عزیز نواز خاں پسر چوہدری الہ داد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ار بعدی کلچر خانیوال ضلع ملتان بعارضہ چیچک سخت بیمار ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا کریں کہ وہ شافی مطلق اس عزیز کو صحت کامل عطا فرما دے۔ آمین

تازہ خبریں

ہندوستان

—— کئی سال ہوئے نیپال کے خزانہ میں دو لاکھ کی چوری ہوئی تھی اب کلکتہ خفیہ پولیس نے بہت سے مال کے ساتھ ایک نیپالی کو اس الزام میں کلکتہ میں گرفتار کیا ہے۔

—— مہاراجہ پٹیالہ نے ایک اعلان کے ذریعہ ان تمام اکالی قیدیوں کے رہا کرنے کا حکم دیدیا ہے جو اکالی تحریک کے سلسلہ میں سزایاب ہوئے تھے۔

—— انڈین سائنس کانگرس کا آئندہ اجلاس لاہور میں جنوری ۱۹۲۷ء میں ہوگا۔ ہندوستان کے مشہور سائنسدان سر جگدیش چندر بوس صدر ہونگے۔

—— ناظم جمعیت العلماء ہند نے مسلمان ممبران اسمبلی کے نام یہ تار دیا ہے صوبہ سرحد کے باشندوں کی حالت قابل رحم ہے۔ قانونی سختی جسقدر کم ہو سکے مظلوم رعایا کے لئے مفید ہے۔ میں مذہب اور انسانیت کے واسطہ سے اپیل کرتا ہوں کہ اصلاحی تجویز کی تائید کی جائے۔"

—— مہاراجہ سر ہری سنگھ والئے جموں وکشمیر کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوگئی ہے۔

—— خبر ملی ہے کہ مہاراجہ نیپال نے آل انڈیا ہندو مہا سبھا کی صدارت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— مسٹر این۔ سی۔ کیلکر نے آل انڈیا شدھی کانفرنس کی صدارت جو ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ مارچ کو دہلی میں منعقد ہوگی۔ منظور کرلی ہے۔

—— سکھر میں ایک عورت کے ایک ہی دن آٹھ بچے ہوئے جن میں سے چار مر گئے اور چار ابھی تک زندہ ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ سوراج پارٹی اور انڈی پنڈنٹ پارٹی کے ممبران اسمبلی اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہے ہیں کہ اگر گورنمنٹ جنوبی افریقہ کے متعلق کوئی اطمینان بخش کاروائی نہ کر سکی تو وہ اس بنا پر اسمبلی سے مستعفی ہو جائینگے اور پبلک میں ایجی ٹیشن برپا کرینگے۔

—— مہاراجہ جودھ پور نے اپنی ریاست میں ایک خاص حکم کے ذریعہ سے ملازمان ریاست کا کسی زن بازاری کے گھر پہ جانا ممنوع قرار دیا ہے اور سزا یہ مقرر کی ہے کہ جس ملازم پر کسی رنڈی کے گھر جانے کا الزام عائد ہوگا اس کی مہینہ کی تنخواہ بطور جرمانہ ضبط کرلی جائیگی اور اگر کوئی دوسرا ملازم ایسی اطلاع بہم پہنچائیگا تو ملازم کی ایک مہینہ کی تنخواہ مخبر کو ملیگی۔

—— آل انڈیا کیمونسٹ کانفرنس کا اجلاس ۱۳ اور ۱۴ مارچ کو انبالہ میں ہوگا

—— کہا جاتا ہے کہ سیٹھ گوبنداس (سوراجی ممبر) کونسل آف سٹیٹ میں یہ قرارداد پیش کرینگے کہ دودھ دینے والے جانوروں کا ذبح کرنا ممنوع قرار دیا جائے۔

—— پنجاب کانگریس کمیٹی کا جو وفد ریواڑی میں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے گیا تھا وہ اپنے مقصد میں ناکامیاب رہا ہے

—— کراچی میں آریہ سماج مندر کے قریب آریوں اور مسلمانوں میں جو فساد ہوگیا تھا اس کے متعلق یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ دونوں فریقوں نے آپس میں صلح کرلی ہے۔

—— ایک سناتن دھرم سیوک نے مسٹر محمد امین نومسلم (سابق مسٹر ساگر چند بیرسٹر) کو ایک گمنام پوسٹ کارڈ کے ذریعہ یہ دھمکی دی ہے کہ اگر تم ایک ماہ کے اندر اندر پھر ہندو بن جاؤ تو بہتر ورنہ ایک ماہ کے بعد تمہارا سر تن سے جدا کر دیا جائیگا۔

—— شمس الاطباء خاں صاحب ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب (لاہور) مصنف مخزن حکمت ۲۴ فروری کی رات کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے یکایک فوت ہوگئے۔

—— آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا اجلاس یازدہم ۲۴ و ۲۵ اپریل ۱۹۲۶ء کو گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا۔

—— معلوم ہوتا ہے کہ انجمن حزب الاحناف کا دوسرا سالانہ جلسہ عنقریب لاہور میں منعقد ہونے والا ہے۔ جلسہ کا پروگرام جگہ اور تاریخیں بعد میں مقرر کی جائیں گی۔

—— ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ جمعیت اقوام کے آئندہ اجلاس خاص میں جو جینوا میں منعقد ہونیوالا ہے سر محمد رفیق (سابق جج الہ آباد ہائی کورٹ) ہندوستان کی طرف سے شرکت کرینگے۔

—— مصرح مظہر ہے کہ سوامی شردھانند نے ہندو بیواؤں کی شادی سے اختلاف کی بنا پر ہندو مہا سبھا سے استعفا دیدیا ہے۔ سوامی جی کے ان خطوط کا ترجمہ بھی جو انہوں نے ہندو مہا سبھا کو بدیں غرض لکھے تھے شائع ہوا ہے۔

—— ڈاکٹر مونجے کو صوبہ پنجاب کی ہندو کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کی طرف سے صدارت کے لئے جو دعوت بھیجی گئی تھی۔ اسے انہوں نے قبول کرلیا ہے۔ کانفرنس مذکور کا اجلاس انبالہ میں ہوگی۔

—— اسلامی دنیا میں یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی کہ ہندوستان کے مختلف مقامات سے جو خبریں ابھی تک موصول ہوئی ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امسال شب برات کے موقعہ پر آتش بازی کے انسداد میں بہت کچھ کامیابی ہوئی ہے جس سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ تباہ ہونے سے بچ گیا ہے۔

ممالک غیر

—— لندن ۲۴ فروری۔ لارڈ ارون (جدید وائسرائے ہند) مع لیڈی ارون صاحبہ کے ۱۷ مارچ کو "ملتان" جہاز پر سوار ہوکر عازم ہند ہو جائیں گے۔

—— قسطنطنیہ ۲۵ فروری۔ ایک یونانی کو جاسوسی کے الزام میں آدھی رات کے وقت انگورا میں پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔ استغاثہ کا بیان ہے۔ کہ اس کے پاس سے مجرمانہ کاغذات برآمد ہوئے ہیں۔ بالخصوص ایسے کاغذات جو جندارمہ کے ایک ایسے نظام سازش سے متعلق ہیں۔ جو ترکی و ایران میں بولشویک جدوجہد کا کفیل ہے۔

—— لندن ۲ مارچ۔ قاہرہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ دمشق کے چاروں طرف خاردار تار لگے ہوئے ہیں اور فرانسیسی توپخانوں نے حامیان آزادی جماعتوں پر والدہ اور رافلہ کے مقامات پر گولہ باری کی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ قسوہ اور دمشق کے مابین حجاز ریلوے لائن کٹ گئی ہے۔ اور مجاہدین نے ریل پر گولیاں چلائیں۔ ۲۸ فروری سے اب تک حیفہ سے کوئی گاڑی روانہ نہیں ہوئی ہے۔

شام میں اخبارات اور خبروں پر سنسر قائم کر دیا گیا ہے۔

لندن ۵ مارچ۔ میڈرڈ کی کیمونک شائع ہوئی ہے جس میں مذکور ہے کہ مراکش کے ایک پیغام سے ظاہر ہے کہ دشمن (ریفیوں) نے آج شام کو بنی اسمر کے ٹیلوں پر جو محاذ طیطوان میں واقع ہیں بہت سخت حملہ کیا۔ لیکن ہمارے اس دستہ نے جس میں خاص طور سے غیر ملکی افواج ہیں اور جس کے افسر جنرل ملا نیترے ہیں۔ مقابلہ کرکے انہیں پسپا کر دیا جنرل ملا نیترے زخمی ہو گئے ہیں (بعد کی خبر ہے کہ یہ جنرل فوت ہوگیا ہے) ہسپانوی ہوائی جہازوں نے حملہ میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ ہسپانوی مجروحین و مقتولین کی تعداد پچاس ہے۔

—— غازی محمد بن عبدالکریم نے اعلان کیا ہے کہ وہ ابھی دو سال تک فرانسیسی اور ہسپانوی افواج کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ریفیوں نے اب پھر تیسری دفعہ جیبان کو جو ایک نہایت اہم جنگی مقام ہے فرانسیسیوں سے چھین لیا ہے مجاہدین نے پورے فرانسیسی محاذ پر حملہ شروع کر دیا ہے جو ایک سو پچیس میل لمبا ہے۔

—— طنجہ ۱۱ مارچ دلیسی ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ بیس ہزار ریفی فوج طرغوت پہ اس غرض سے مجتمع ہوئی کہ ہسپانیہ کی فوج کی پشت پر حملہ کیا جائے۔ ہسپانوی دستہ کی تعداد بارہ ہزار خیال کی جاتی ہے۔ طیطوان میں توپیں چلنے کی بہت سخت آوازیں سنائی دیں اور قصبہ کے قریب ایک دمس کی آڑ میں فوجیں پیش قدمی کر رہی ہیں فرانسیسی معترف ہیں کہ ریفیوں نے مطیون میں بہت زبردست حملہ کیا مگر کہتے ہیں کہ حملے پسپا کر دئے گئے۔

—— سید حبیب شاہ صدر وفد انجمن خدام الحرمین کا تار بندر سوڈان سے یہ آیا ہے کہ صلح کی گفت وشنید منقطع ہوگئی ابن سعود نے ہم کو حجاز خالی کر دینے کا حکم دیا اور جدہ تک ہمارے ساتھ پہرہ رہا اور وہاں تین دن تک ہم مقید رہے۔ اور ہمیں مصر کے جہاز پر سوار ہونے کے لئے مجبور کیا گیا اور ہمیں جہاز پر بٹھا کر چھوڑ دیا گیا"۔

—— جینوا ۱۲ مارچ۔ حکومت چین نے بھی لیگ اقوام کی مجلس میں ایک مستقل نشست کے لئے درخواست دی ہے۔

تار بابوؤں کی ضرورت

ایک سرکاری محکمہ کے لئے ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو انٹرنس پاس اور تار کا کام جانتے ہوں یا پہلے کسی محکمہ میں تار کا کام کر چکے ہوں درخواستیں معہ نقل سرٹیفکیٹ آنی چاہئیں۔ درخواستیں ہر طرح مکمل ہوں صرف ایڈریس کی جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ ہندوستان کے کسی علاقہ میں ملازمت کی شرط ہے۔ ملازمت دلانے کی ذمہ واری نہیں لی جاتی ہاں حتی المقدور کوشش کی جائیگی۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر جلد پہنچنی چاہئیں۔

"م" معرفت ایڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہمارے کرمفرما ضرور پڑھیں

اخبار پیغام صلح کے ہفتہ وار ہو جانے پر بہت سے احباب نے افسوس کا اظہار کیا ہے اور اسے ہفتہ میں دو بار کرنے کے لئے بہت اصرار کیا ہے۔ مگر ہم یہ جتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے کرمفرماؤں نے ہی انجمن کو اخبار کے ہفتہ وار کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اگر وہ باقاعدہ چندہ بھیجتے رہتے تو نہ صیغہ اخبارات کی مالی حالت کمزور ہوتی نہ انجمن کو یہ فیصلہ کرنا پڑتا۔ اخبار کے بہت سے خریدار ایسے ہیں جنکے ذمہ دو دو تین تین سال سے بقایا چلا آتا ہے مگر باوجود یاد دہانیوں کے ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس وقت بعض احباب کی طرف سے اخبار کو ہفتہ وار کرنے کے متعلق جو اصرار ہو رہا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کو مد نظر رکھکر انجمن کو اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنی پڑے۔ اس لئے ہم تمام ان بھائیوں سے جنکے ذمہ چندہ بقایا ہے اور جن کے نام دفتر سے مطالبہ چندہ کے متعلق چٹھیاں شائع ہو رہی ہیں۔ باادب درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنا اپنا بقایا چندہ جلد ارسال فرما کر انجمن کی ہمت افزائی کریں۔

(مدیر)

فریضۂ زکوٰۃ

زکوٰۃ کو جسقدر اہمیت اسلام میں حاصل ہے۔ اس سے کوئی شخص خواندہ ہو یا ناخواندہ ناآشنا نہ ہوگا۔ ہر شخص کی زبان پر جو پانچ ارکان اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج معاً جاری رہتے ہیں ان میں ایک حکم زکوٰۃ کا ہے۔ اور یہ پانچوں حکم اسلام کی بنیاد ہیں۔ انہیں پر آگے چلکر کل نیکیوں کی عمارت کھڑی ہوتی ہے اس لئے ادائیگی کے لئے قرآن شریف میں الگ اور احادیث میں الگ سخت تاکیدیں موجود ہیں اور ادا نہ کرنے والوں کے متعلق یہانتک فرمایا۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ ایسی سخت وعید کی موجودگی میں کسی مزید تاکید کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں یہ عرض کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے احباب کو جو کہ صاحب زکوٰۃ ہیں بالخصوص ان احکامات خداوندی کی پیروی میں اسوقت جبکہ مسلمانوں کی عام حالت اچھی نہیں اپنا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ جس جسقدر زکوٰۃ واجب الادا ہوا اپنی مستورات کی وہ باقاعدہ انجمن میں بھجوا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ اور اپنی اپنی جگہ یہ بھی کوشش فرماویں کہ دوسرے مسلمانوں سے بیشتر حصہ زکوٰۃ تبلیغی فنڈ کے لئے وصول فرماویں کیونکہ زکوٰۃ کے مصارف میں ایک فی سبیل اللہ ہے یعنی خالص دین اسلام کی دعوت کے کام پر خرچ کرنا اور یہ کام اسوقت احسن طریق پر سوائے ہماری انجمن کے اور کسی جگہ نہیں ہو رہا۔

خاکسار احمد
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سول انجینیرنگ کالج کھور تھلہ

بہ سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ ۔ سال گذشتہ کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائزڈ کر لیا ہے یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ بہت سے اخبارات اور انجینیرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم ونسق اور اسٹاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر اوورسیر انجینیر کلاسز کے پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ احکام سرٹیفکیٹ مینجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت طلب کریں۔

—— جدہ میں معلوم ہوا ہے کہ انگلستان وفرانس کی طرف سے شریف حسین کو دوران جنگ میں جسقدر رقم ملی تھی اسکی مجموعی تعداد تین کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ تھی اس رقم کا بہت بڑا حصہ حسین کے پاس ہے اور شاید خفیف سا حصہ مختلف مقامات کے جنگی استحکامات پر صرف ہوا۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

مسلمانیم از فضل خدا	مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم	ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست	بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن	جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست	زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود	آن نہ از خود از ہمان جائے بود

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما ازو یابیم از نور و کمال	وصل دلدار ازل بے او محال
اوزد سے قول اللہ وقت ما است	ہر چہ زو ثابت شود ایمان ما است
از ملائک و ز خبر ہائے معاد	ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است	منکر آن مستحق لعنت است
معجزات از بہر حق امدادہ است	منکر آن مورد لعن خدا ست
معجزات انبیائے سابقین	آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ما است	ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست
یک قدم دوری از آن روشن کتاب	نزد ما کفر است و خسران و تباب

قیمت سالانہ عہ ششماہی ہے سہ ماہی عہ

طلبا سے سالانہ سے

پیغام صلح لاہور
اخبار

ہر بدھ وار کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲ ر رمضان ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۱۷ ر مارچ ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۱۸

خط و کتابت ممالک غیر

آسٹریا

کرنیل رشید غالب بے صاحب لکھتے ہیں کہ: آپ کا ۱۰ دسمبر ۱۹۲۵ء کا خط ملا میں آسٹریا کی لائبریریوں کی ایک فہرست بھیجتا ہوں۔ مجھے آپ کا اخبار باقاعدہ ملتا رہتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں گذشتہ خط کے ہمراہ اس کی قیمت نہیں بھیج سکا۔ میں مشکور ہونگا اگر آپ مجھے اپنے ملک کے حالات موجودہ سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے کچھ مطالعہ کے لئے بھیجدیں۔ لائٹ کے علاوہ جو اخبارات مسلمانوں کی طرف سے ہندوستان یورپ کے حالات موجودہ پر نکلتے ہوں ان سے بھی اطلاع دیں۔ میں ہمیشہ ملک عبدالقیوم صاحب کے اخبار مسلم سٹینڈرڈ کو یاد کیا کرتا ہوں جو عارضی صلح کے ایام میں انہوں نے لندن سے جاری کیا تھا۔ اور جنگ ہماری و دیگر ممالک اسلامی کی بہت بڑی خدمات کی تھیں یہ اخبار بڑا مفید اور دلچسپ ہوتا تھا۔

بوسینیا (یورپ)

ڈاکٹر صالح ادیب صاحب لکھتے ہیں کہ: میں جرمن زبان میں آپکو یہ خط لکھتا ہوں۔ مجھے اپنے دوست طیبیا سے اتفاقیہ آپ کا پتہ ملا مجھے اس بات سے از حد خوشی حاصل ہوئی۔ کہ آپ کو برادران بوسینیا اور ہرزیگووینا کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرنے کی خواہش ہوئی۔ جسکے لئے میں تمام مسلمانان یوگوسلیویا کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں اس بات سے دلی مسرت حاصل ہوگی۔ کہ ہمارا یہ باہمی اتحاد بہت مضبوط قائم ہو جائے۔ موجودہ حالات میں ہم باہمی خط و کتابت سے ایک دوسرے پر اپنے حالات کا انکشاف کرتے رہا کرینگے۔ براہ مہربانی جرمن زبان میں ہمیں کچھ لٹریچر بھیجدیں۔ کیونکہ میں عربی اور انگریزی سے ناواقف ہوں۔ میں جرمن اور فرنچ زبانیں جانتا ہوں امید ہے آپ کے ہاں بہت سے دوست جرمن جاننے والے ہونگے۔ مجھے آپ کے سلسلہ سے بڑی ہمدردی ہے کیونکہ آپ لوگ تمام دنیا کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کر رہے ہیں اور اسلام میں ایک نئی روح پھونک رہے ہیں۔ اسلام میں تجدید کی سخت ضرورت ہے لیکن نہ اصول اسلام کی بلکہ تمام مسلمانوں کی روحانیت کی۔ تاکہ وہ ایسے ہو جائیں کہ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کرنے لگیں۔ اسلام ان کی دینی اور دنیاوی ترقی کا زینہ ہو۔ آپ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ آپ مسلمانوں کو ان کے مواطن ہی میں بیدار کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان خواب غفلت میں سوئے پڑے ہیں اور خطرہ ہے کہ اگر یہی حالت رہی تو دنیا کے پردہ پر ہم سب سے زیادہ ذلیل قوم بنجائینگے۔ اللہ تعالےٰ ایسا وقت نہ لائے۔ ہر ایک مسلمان کو خواہ وہ ہندوستان کا ہو یا بوسینیا کا یا امریکہ کا نوع انسان کے لئے مفید بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں معلم۔ استاد ڈاکٹر۔ انجنیر اور کاریگر وغیرہ پیدا ہوں۔ آپ یہاں کے مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کا کچھ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ وہ ہر قسم کی قابلیت سے معرا ہیں لیکن آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تاہم ہمیں نوجوان مسلمانوں سے بہت کچھ امیدیں ہیں جو ہر قسم کی جد و جہد میں مصروف ہیں ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے خاتمہ پر ہمارے ملک میں اراضیات کی اصلاحات کا نفاذ ہوا چونکہ زیادہ تر مسلمان ہی مالکان اراضی تھے اس لئے ان کا اثر ان کی حالت پر خاص طور پر پڑا اور اب ان کے پاس اتنا بھی نہیں رہا کہ وہ اپنی اولاد کو عمدہ تعلیم دلا سکیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم کچھ کاروبار کریں اور کاہلی کو خیرباد کہیں۔ ہماری خاص توجہ اپنی اولاد کو دینی و دنیاوی تعلیم دینے پر ہونی چاہیئے۔

کیونکہ موجودہ تعلیم روح اسلام کے خلاف ہے۔ یہاں کے مسلمان یا تو اپنا وقت کافی شاپوں میں گپیں لگاتے رہنے پر صرف کرتے ہیں یا ہوٹلوں میں شرابیں پیتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے اوقات عزیز کا بہت سا حصہ اپنے اہل و عیال میں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر خرچ کریں۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ یہاں ایک سوسائٹی بنا رہا ہوں جو مسلمانوں کے درمیان سے شراب خواری کا رواج اٹھا دے۔ میں یہ کہنے میں ہرگز غلطی نہیں کھاتا کہ یہاں کے مسلمانوں میں بہترین اخلاق رذیلہ میں سے ایک شراب خوری ہے امید ہے آپ نے جرمن اور فرنچ میں کچھ کتابیں مسلمانوں کی اخلاقی و اقتصادی اصلاح پر لکھی ہونگی براہ مہربانی وہ بھیج دیجئے۔ ہم آپ کے حالات سے عمدہ طور پر واقف ہونا پسند کرتے ہیں۔ میں عربی دان لوگوں کے پتے دریافت کرکے آپ کو لکھونگا۔ جو کہ غالباً چند ہی ہونگے۔ امید ہے ان ذرائع سے ہم ایک دوسرے کے حالات سے بہتر طور پر واقف ہو جائینگے۔ کیا آپ کے ہاں ہائی سکول اور یونیورسٹیاں ہیں جہاں مشرقی علوم۔ مذہب اسلام اور قوانین کی تعلیم دی جاتی ہو۔ یہ معاملات میرے لئے دلچسپ ہونگے۔ اپنے ہاں کا نصاب تعلیم مجھے بھیجدیں اگر وہ عربی میں ہوگا تو میں اس کا ترجمہ کرا لونگا۔ اس طرح سے ہم یہاں سے نوجوان طلبا تعلیم مذہبی کے لئے آپ کے پاس بھیج سکینگے۔ سال رواں کے شروع میں یہاں سے دو طلبا تعلیم مذہبی کے لئے قاہرہ بھیجے گئے ہیں۔ ممکن ہے آیندہ سال ہم کچھ طلبا ہندوستان بھیجیں بشرطیکہ آپ ان کی امداد کر سکیں۔ اس لئے کہ ہمارے ذرائع بہت محدود ہیں۔

اس وقت ہمارے ہاں کا ایک نوجوان پیرس میں علوم شرقیہ حاصل کر رہا ہے جو بڑا محنتی اور ذہین ہے لیکن وہ بڑا غریب ہے میں اسے کچھ امداد یہاں سے بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ بھی اس کی امداد کر سکیں تو بہتر بات ہوگی دوم یہاں کے ایک مسلمان ڈاکٹر صفوت بے کی یوم پیدائش کا دن منایا جائیگا جو یہاں کا بڑا سوشل کارندہ ہے۔ ہم اس کے ساٹھویں سال کا جشن منانا چاہتے ہیں اور اس کی یادگار میں ایک سکول کھولنا چاہتے۔ وہ بیچارہ خود علیل ہے۔

میں یہاں کے چند تعلیم یافتہ لوگوں کے پتے آپ کو بھیجتا ہوں۔ جو جرمن فرنچ اور انگریزی عربی جانتے ہیں۔ آپ اپنے امام برلن کے ساتھ ہمارے تعلقات قایم کردیں تاکہ ہم ان سے خط و کتابت کرتے رہیں۔ جملہ برادران کو السلام علیکم۔

مصر

مصر سے اے علیم صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا اخبار لائٹ معہ ایات پہنچا۔ میں ایک پونڈ بطور چندہ لائٹ اور بقایا آپ کے اعلےٰ مقاصد کی امداد کیلئے بھیجتا ہوں۔

ایران

سید شاہ سوار علی شاہ صاحب مشہد سے لکھتے ہیں کہ ہم نے یہاں ایک انجمن بنام انجمن ہندی قایم کی ہے جس کے مقاصد تمام ان ہندوستانیوں کی امداد کرنا ہے۔ جو علاقہ خراسان میں مستحق امداد ہوں۔ اس لئے آپ جملہ مسلمانان ہندوستان کو اس کی اطلاع دیدیں تاکہ جن لوگوں کو ہماری امداد کی ضرورت ہو ہم انہیں مناسب مدد دے سکیں۔

ٹرینیڈاڈ

برادر سید تجمل حسین صاحب لکھتے ہیں کہ: اس وقت عیسائیوں کا زور ٹرینیڈاڈ میں بالکل ٹھنڈا پڑ گیا ہے اور جب سے ہم نے جوزف حیات کے اعتراضات کے جوابات چھپوا کر عام طور پر تقسیم کئے ہیں تب سے مباحثہ کرنا تو ایک طرف بلکہ معلوم ہوا ہے کہ پادریوں نے اپنے معلمین اور مبلغین کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ زبانی یا تحریری مباحثہ ہرگز نہ کیا جائے خدا کے فضل سے عیسائیت بہت دب گئی ہے۔ اب اگر کوئی قسمت کا مارا مطلب پرست خود جا کر عیسائی ہو جائے تو امر دیگر ہے ورنہ عیسائی پادری کسی کو عیسائی ہو جانے کے لئے نہیں کہتے مسلمانوں میں سے بکثرت لوگ ہمارے خیالات کے ہو گئے ہیں۔ چند ملاں لوگ ہیں جو ذرا شور و شر مچاتے ہیں لیکن خدا کے فضل سے ان کا اثر روز افزوں تنزل پر ہے اور احمدیت روز بروز ترقی پر ہے۔ آپ کے ہندی مخالف خواہ کتنا ہی مخالفانہ لٹریچر پھیلائیں وہ سب احمدیت کے بڑھ جانے میں کام آ رہا ہے۔

ٹرینیڈاڈ

مسٹر اے رحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ چندہ اخبار ارسال خدمت ہے افسوس ہے کہ میں اس سے پہلے نہ بھیج سکا میں آپ کے اخبار کے لئے لمبی عمر کی دعا کرتا رہتا ہوں اور ان کے لئے بھی جو اس مفید پرچے کی اشاعت کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔

سیرالیون

برادر حمید المجید صاحب لکھتے ہیں کہ: آپ کے قیمتی اخبار کا چندہ ارسال خدمت ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت تندرستی عطا فرمائے۔ اور اس مبارک کام کو جاری رکھنے کی بہت بہت توفیق دے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اس مفید کام میں آپ کا ہاتھ بٹا سکیں۔

پیغام صلح

کے دوست ہو تو فوراً اپنا بقایا چندہ ارسال فرما کر دوستی کا ثبوت دیجئے۔ وی پی کی زحمت سے باز رکھئے۔ یہ سلسلہ نہایت نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ سلئے اسکو موقوف کر دیا گیا ہے۔ نقد روپیہ بھیجنے میں آرام بھی ہے اور اخبار کو مالی مشکلات سے بچانا ہے۔

(مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴/۲ - رمضان ۱۳۴۴ھ نمبر ۱۸

کھلی چٹھی بنام ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۲)

اب میں اس خط کو آپ سے پڑھنا چاہتا ہوں جو مولانا نورالدین مرحوم کی طرف منسوب کرکے آپ نے شائع فرمایا ہے۔ میں مانے لیتا ہوں کہ وہ خط مولانا مرحوم کا ہی سہی اور ہیں آپ کو مبائعین کے گروہ میں سے جاننے کے باوجود آپ کے جواب کو طرفداری پر مبنی' بھی نہیں سمجھونگا کیونکہ اس اصول کی پابندی کو غلطی سمجھتا ہوں۔ صرف آپ سے اس کی معقول تشریح سمجھنے کی مجھے اس لئے ضرورت پڑی ہے کہ جسطرح حضرت مسیح موعودؑ کھول کھول کر لکھنے میں مشہور تھے اسی طرح حضرت مولانا نورالدین مرحوم بہت مختصر نویس مشہور تھے۔ آپ نے تفصیل پر اجمال کو حکم ٹھیرا کر خود ہی مشکلات پیدا کر دیں۔ بہرحال آپ نے جس خط پر اپنے ایمان کا دارومدار رکھا ہے یقین ہے کہ اسے خوب سمجھا ہوگا۔ اس لئے میں نہایت ادب سے ایک شاگرد کی حیثیت سے اپنے ماسٹر کے حضور اس خط کا صحیح علم حاصل کرنے حاضر ہوا ہوں امید ہے خاص توجہ فرماکر مشکور فرمادینگے:۔

(۱) پہلے نبوت کا مسئلہ لے لیتے ہیں۔ آپ کے اس پیش کردہ خط میں حضرت مولانا مرحوم لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں "اگر آپ احادیث کو مانتے ہیں تو آپ لا ایمان لمن لا امانت لہ ولا دین لمن لا عہد لہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ لا نکاح الا بولی میں غور فرماؤ۔ کیا یہ آپ کے نزدیک عموم رکھتی ہے۔ پھر غور کرو۔"

یہ عبارت میرے لئے سخت متشابہ ہے۔ مولانا مرحوم فرماتے ہیں "کیا یہ آپ کے نزدیک عموم رکھتی ہے" یعنی ان کے نزدیک یہاں عموم نہیں بلکہ تخصیص ہے۔ اب آؤ ان احادیث کے معنے کریں عام طور پر تو یہ معنے ہوتے ہیں کہ جو امانت کو ادا نہیں کرتا اس میں ایمان نہیں" "جو عہد کو پورا نہیں کرتا اس میں دین نہیں" "جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی" اور "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا" یہ ہر ایک کے لئے عام ہے کسے باشد کوئی ہو جو امانت نہیں ادا کرتا اس میں ایمان نہیں جو عہد کو پورا نہیں کرتا اس میں دین نہیں جو شخص بھی نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی اور جو نکاح بھی ہو اگر اس میں ولی جائز موجود نہ ہو وہ نکاح درست نہیں۔ بہت اچھا اب مولانا مرحوم کے ارشاد کے مطابق اس کی عمومیت اڑا دیتے ہیں اب اس کے معنے یوں ہونگے کہ جو امانت نہیں ادا کرتے ان میں سے بعض لوگوں میں ایمان نہیں اور بعض لوگ ویسے کے ویسے پکے مومن ہیں اور جو عہد کو پورا نہیں کرتے ان میں سے بعض میں دین نہیں ہوتا اور بعض کی یہ عین دینداری ہے۔ جو نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے ان میں بعض کی نماز ہو جاتی ہے۔ بعض کی نہیں۔ جو نکاح بغیر ولی کے کرتے ہیں ان میں سے بعض کا نکاح ہو جاتا ہے بعض کا نہیں۔ لہٰذا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے یہ معنے ہوئے کہ میرے بعد بعض نبی کے آنے کی ممانعت ہے اور بعض کی نہیں۔ اگر یہ معنے کرکے اوپر کی احادیث کا مذاق اڑانا مراد ہے تو بہت خوب پھر یہ مطلب تو بدرجۂ اولیٰ حاصل ہوگیا۔ کیونکہ جو معنے اس طرح بنتے ہیں اس کی لغویت محتاج بیان نہیں۔ پس صاحب من! لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اس طریق پر تو حل نہیں ہو سکتی۔ شاید آپ یہ فرمائیں کہ عمومیت نہ ہونے سے حضرت مولانا مرحوم کی مراد یہ ہے کہ یہاں نفی جنس نہیں بلکہ نفی کمال ہے۔ بہت اچھا اسی طرح معنے کئے لیتے ہیں اب معنے یوں ہونگے کہ "جو امانت ادا نہیں کرتا اس کا ایمان کامل نہیں ناقص ہے" "جو عہد کو پورا نہیں کرتا اس کا دین کامل نہیں ناقص ہے" "جو نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز کامل نہیں ناقص ہے" اور جس نکاح میں ولی جائز موجود نہیں وہ نکاح کامل نہیں ناقص ہے" پچھلی دو حدیثوں میں نفی بھی ٹھیک نہ بیٹھی۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز نہیں اور بغیر ولی جائز کے نکاح نہیں مگر یہاں مانے لیتا ہوں کہ ان حدیثوں میں نفی کمال کی نفی ہے۔ بہت اچھا پھر اس سے کیا بنا؟ کیا میں اب مجبور ہوگیا کہ احادیث میں اب جہاں کہیں بھی نفی آئیگی میں سوائے کمال کی نفی کے اور کوئی معنے نہیں کر سکتا؟ حضرت! ہر جگہ موقعہ و محل اور قرینہ اور سیاق و سباق دیکھا جاتا ہے۔ اس کے مطابق کلام کے معنے کئے جاتے ہیں۔ مگر تھوڑی دیر کے لئے میں یہ مانے لیتا ہوں کہ لا نبی بعدی میں بھی کمال کی نفی ہے۔ تو اب معنے یہ ہوئے کہ میرے بعد کوئی نبی کامل نہیں ہوگا بلکہ ناقص نبی ہوا کرینگے۔ تو جناب ماسٹر صاحب نبوت ناقصہ یعنی نبوت جزئی سے کسکو انکار ہے؟ یہ تو وہی مبشرات والی نبوت ہے جو امت محمدیہ میں جاری و ساری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ پھر یہ تائید کسکی ہوئی مبائعین کی یا غیر مبائعین کی؟ مگر یاد رہے کہ حقیقت یہ ہے کہ لا نبی بعدی میں نفی جنس ہے نفی کمال ہرگز نہیں۔ نبی کریم صلعم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مقام مدح میں فرمایا ہے۔ اگر نبوت کسی کمال کا نام تھا تو یہ کوئی خوبی کی بات نہ تھی کہ نبی کریم صلعم دنیا کو نہایت زور سے سناتے کہ میرے بعد اب کمالات کا دروازہ بند ہوگیا ہے اور میرے بعد کوئی کامل پیدا نہ ہوگا۔ بلکہ نبوت ایک منصب تھا جو دنیا کے لوگوں کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے ملا کرتا تھا۔ جب ہدایت مکمل ہوگئی اور اس کے بعد کسی نئی ہدایت کی ضرورت نہ رہی تو نبوت کا کام بھی ختم ہوگیا اور کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی ہاں تجدید کا کام باقی ہے سو مجددین کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی لئے مقام مدح میں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں۔ یعنی نبوت کا کام ختم ہو چکا۔ آپ کے بعد کسی نبی کا ماننا یہ معنے رکھتا ہے کہ آنحضرت صلعم نبوت کا کام ختم نہیں کر گئے۔ کوئی نقص رہ گیا جسے دوسرا نبی آکر پورا کریگا اور یہ نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے۔ پس لا نبی بعدی میں نفی جنس ہے نہ کہ نفی کمال۔ امید ہے جناب نے اب غور فرمالیا ہوگا کہ اس خط کے اس حصہ میں کسقدر تشابہ ہے۔ ایک محقق کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ نہیں سکتا۔ پھر فرمائیے کہ اس تشابہ پر مدار ایمان رکھنا کسقدر خطرناک غلطی ہے۔

(۲) اب تشریح خاتم النبیین پر غور کرتے ہیں۔ مولانا مرحوم فرماتے ہیں "اور قرآن کریم میں تو خاتم النبیین بفتح تا ہے خاتم بکسر تا نہیں بھلا میاں یقتلون النبیین میں آپ عموم کے قائل ہیں یا تخصیص کے" آپ نے یقیناً اس فقرہ کے متعلق تحقیقات نہیں کی۔ اگر تحقیقات کرتے تو نتیجہ برعکس نکلتا اور اس فقرہ کے متشابہ انداز بیان پر اپنے ایمان کی کایا پلٹ نہ کرتے چلے اس فقرہ کی ہدایات کے ماتحت خاتم النبیین کے معنے کرتے ہیں اور بفتح تاء کے معنے مُہر کے لیتے ہیں جیسا کہ مبائعین لیتے ہیں۔ وہ لوگ خاتم النبیین کے معنے کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نبیوں کی مُہر تھے اور کچھ اپنی طرف سے ایزاد کرکے تمام لغات عرب کے خلاف یہ عجیب و غریب مطلب نکالتے ہیں کہ آئندہ آنحضرت صلعم کی مُہر سے نبی بنا کرینگے مگر مولانا مرحوم ایک بات اور بھی یہاں ارشاد فرماتے ہیں وہ اس کے ساتھ یقتلون النبیین بھی پیش کر دیتے ہیں (جس کے معنے ہیں بعض نبیوں کو قتل کرتے ہیں) تو مبائعین کے طریق پر خاتم النبیین کے معنے اب یوں ہوئے کہ آئندہ بعض نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے بنا کرینگے یعنی بعض تو حسب دستور سابق براہ راست نبی بنتے ہی رہینگے۔ مگر اب ایک بات اور اتنی بڑھ گئی ہے کہ بعض نبی آنحضرت صلعم کی مُہر سے بھی بن جایا کرینگے۔ بیچارے رہی سہی ختم نبوت بھی ہاتھ سے گئی صرف آنحضرت صلعم کی مُہر سے ہی نبی بننے کا حصر اڑ گیا۔ آئندہ ضروری نہیں کہ آنحضرت صلعم ہی کی مُہر سے نبی بنیں۔ اب آسانی ہوگئی اگر سینکڑوں نبی براہ راست بنے اور ان میں سے کچھ آنحضرت صلعم کی مہر سے بھی بن گئے تو غیر مسلموں کے لئے چنداں مشکل نہیں۔ بہرحال سب کے لئے دروازہ نبوت کا کھل گیا خلاصی ہوئی۔ مُہر کا جھگڑا بھی ختم ہوا یہ حد بندی بھی اٹھ گئی۔

ماسٹر صاحب فرمائیے اس عبارت کے متشابہ ہونے میں اب کچھ شک باقی رہ گیا۔ مجھے امید نہیں کہ جناب نے اس عبارت پر غور فرمایا ہو۔ اس عبارت کے رو سے تو خاتم النبیین ایک مہمل ترکیب لفظی بن جاتی ہے معلوم ہوتا ہے آپ بفتح تاء کے کلمہ سے مرعوب ہوگئے۔ بفتح تاء کو پڑھتے ہی آپ نے سمجھ لیا کہ مبائعین حق پر ہیں۔ مزید تحقیق کی زحمت گوارا نہ فرمائی۔ کاش کہ آپ اپنی "آزاد خیالی" کو مدنظر رکھتے ہوئے اس فقرہ کی تحقیق تو فرما لیتے۔ میرے مکرم! خاتم بفتح تاء تو قرآن کریم میں تیرہ سو برس سے لکھا ہوا موجود ہے۔ یہ آج کوئی نیا انکشاف تو نہیں ہوا۔ تمام لغت عرب اور محققین و مفسرین بالاتفاق اس کے معنے آخری کے ہی کرتے آئے۔ میں نے مانا کہ اس کے معنے مُہر کے بھی ہیں۔ بیشک ہوں۔ مگر اس کے معنے آخری کے بھی تمام لغات میں لکھے ہیں۔ ہاں ہاں خاتم بفتح تاء کے معنے تمام لغات میں آخری کے لکھے ہیں۔ دوسری قرأت خاتم بکسر تاء اگر اسی معنے کی موید ہے تو وہ مزید برآں ہے مگر خود خاتم بفتح تاء کے معنے آخری کے ہیں خاتم القوم بفتح تاء کے معنے محاورۂ عرب میں سوائے آخرھم کے دوسرے ہوتے ہی نہیں۔ پس خاتم النبیین بفتح تاء کے معنے لغت عرب کے رو سے سوائے آخری نبی کے کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ یعنی ایسا نبی جو سب کے آخر میں آیا ہو۔ محاورۂ عرب میں اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے بس قصہ ختم ہے پھر خود ہمارے نبی کریم صلعم جو اس معزز خطاب خاتم النبیین کے مصداق ہیں اس کے بھی معنے بتلاتے ہیں خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرما کر آپ نے خاتم النبیین کی تشریح کر دی کہ آپ پر نبیوں کو ختم کیا گیا اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ متعدد حدیثوں میں صاف صاف تشریح ہے جنکی نقل کرنے کی یہاں ضرورت نہیں خود حضرت مسیح موعودؑ جنکی خاطر یہ ساری تگ و دو ہے خاتم النبیین کے معنی بار بار آخری نبی کے کرتے ہیں چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۱ پر فرماتے ہیں "اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے" پھر حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۴ پر فرماتے ہیں "صرف اس خدا نے ہی خبر دی جسنے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے"۔ ماسٹر صاحب! خود حضرت مسیح موعودؑ کے اسقدر صاف محکم کلام پر کسی متشابہ تحریر کو حکم اور قاضی بنانا کسقدر انصاف کا خون کرنا ہے تمام لغت عرب محاورۂ عرب آنحضرت صلعم کے اقوال پاک۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی تحریروں کو پس پشت پھینک کر اور کسی متشابہ تحریر کے پیچھے پڑ کر کبھی خاتم کی تاء کے فتحہ پر بے فائدہ ہاتھ مارنا کبھی النبیین کے استغراق کو بلا وجہ بلا قرینہ مٹانے کی بے سود کوشش کرنا محض تنکے کا سہارا تلاش کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

(۳) اب مسئلہ تکفیر کو لے لیتے ہیں۔

جہانتک میں سمجھتا ہوں حضرت مولانا مرحوم کی مختصر نویسی کی وجہ سے یہاں بھی متشابہات کا رنگ موجود ہے اور متشابہات بھی اس غضب کا کہ سوائے آخری حصہ کے باقی کچھ سمجھ نہیں آتا۔ کہ حضرت مولانا کا منشا کیا ہے۔ بادی النظر میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متضاد باتیں معرض تحریر میں آگئی ہیں۔ کہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح محمدی کے انکار کو مسیح موسوی کے انکار سے بڑھ کر بتا رہے ہیں۔ کہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے آپ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کو پیش فرما کر تمام رسولوں کو یکساں ماننے پر زور دے رہے ہیں۔ پھر جب یہ سلسلہ پڑھنے لگتا ہے کہ آپ تمام رسولوں کو یکساں ماننے پر زور دیکر شاید یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ بھی انہی رسولوں میں شامل ہے۔ تو فوراً آگے یہ نظر آنے لگتا ہے کہ آپ ایسا نہیں سمجھتے۔ کیونکہ آپ آیت استخلاف کے ماتحت مسیح موعودؑ کے کفر کو پیش کر رہے ہیں اور لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کے ماتحت تمام رسولوں کو یکساں ماننے کا جو مسئلہ ہے۔ وہ مسیح موعودؑ کے بارے میں نہیں مانتے بلکہ یہاں کفر دون کفر کے قائل ہیں۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں "میرے خیال میں میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے کہ تمام مساوی ہیں۔ کفر دون کفر کے قائل ہیں" اس لئے اس حصہ کلام میں بڑی گڑبڑ اور متشابہات کا زور ہے سائل کے مسلمات کو مدنظر رکھ کر محض اشارے چلتے ہیں۔ جن سے سائل کو تو سمجھ آ جاتی ہوگی مگر ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتا کیونکہ سائل کے خیالات اور اس کے سوالات بالتفصیل ہمارے سامنے موجود نہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں "جب رسل میں مساوات نہ رہی تو ان کے انکار کی مساوات بھی آپ کے طرز پر نہ ہوگی تو آپ ایسا خیال فرمالیں ... الخ" "آپ کے طرز پر تو آپ ایسا خیال فرمالیں" یہ کلمات بتاتے ہیں کہ سائل کے مسلمات پیش نظر ہیں اور مختصراً کچھ بحث ہو رہی ہے جسے مولانا مرحوم اور سائل دونو ہی آپس میں سمجھ سکتے ہیں تیسرا آدمی جسے تفصیلی طور پر سوالات اور مسلمات سائل کا علم نہیں صحیح طور پر کچھ نہیں سمجھ سکتا۔

جو کچھ ہم لوگوں نے سمجھا ہوا ہے وہ تو یہ ہے کہ رسولوں میں درجات کے لحاظ سے تفاضل تو ضرور ہے جیسا کہ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ سے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے رسولوں کو درجات کے لحاظ سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مگر ایمان لانے میں قرآن کریم نے ان کے درمیان فرق کرنے کو جائز نہیں رکھا۔ جیسا کہ فرمایا لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ یعنی مومنین کی شان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے کسی رسول کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ خواہ کوئی بڑا ہو یا کوئی چھوٹا ہو سب کو یکساں مانتے ہیں۔ پس جن رسولوں کا ماننا ایمانیات میں داخل ہے ان میں سے کسی رسول کا بھی انکار خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا یکساں طور پر اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

پس اب دیکھنا یہ ہے کہ اس متشابہ خط میں جو بحث مسئلہ تکفیر پر حضرت مولانا مرحوم نے کی ہے اس کے رو سے کیا مولانا مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کو واقعی لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کا مصداق سمجھتے تھے اس کے

روئداد جلسہ الوداع طلباء

۱۳ فروری ۱۹۲۶ء کو مسلم ہائی سکول لاہور کے ان طلباء کو جو امسال انٹرنس کے امتحان میں شامل ہونیوالے ہیں۔ جو الوداعی پارٹی سکول کی طرف سے دی گئی تھی۔ اس کی روئداد حسب ذیل ہے۔

پہلے مسٹر قاسم ہاشم طالبعلم نے نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ پھر مسٹر علی محمد نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب درثمین میں سے ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد جناب سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر نے ذیل کا خطبہ پڑھا۔

خطبہ

عزیزو۔ آج ہم سب لوگ آپ کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اس وقت ہمارے دلوں میں دو قسم کے خیالات موجزن ہیں۔ اول جب یہ خیال ہمارے دل میں آتا ہے کہ آپ لوگ امتحان دینے کے بعد ہم سے جدا ہو کر کامیابی کی منازل پر قدم رکھنے والے ہیں۔ تو ہمارے دلوں کو بہت مسرت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ لوگ ہم سے جدا ہو کر اپنے سکول کو خیرباد کہنے والے ہیں۔ تو ہمارا افسوس اور رنج سے دل لبریز ہو جاتا ہے عزیزو یہ ایک سخت کشمکش اور جد و جہد کا زمانہ ہے۔ آپ بھی اس میں داخل ہونے والے ہیں آپ کو اس وقت بڑے غور سے سوچنا چاہیئے۔ کہ آپ لوگ کہاں تک دنیا کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یاد رکھئے۔ کہ اگر اس وقت آپ نے سست قدم رکھا یا آپ سے ذراسی لغزش ہوئی۔ تو اس کا انجام بہت برا ہے۔ اس کے نتائج آپ کو ضرور بھگتنے پڑینگے۔ تاریخ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قومیں جو ہر وقت مسلح اور تیار رہیں۔ وہی فائز المرام ہوا کرتی ہیں۔ اور ہر قوم بھی اس وقت ہی توانا اور مضبوط ہوتی ہے جبکہ اس کے افراد اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہوں۔ بیرونی اقوام تو درکنار ہندوستان کی اقوام بھی آپ کا نام صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے تیار ہیں۔ ہندوؤں کی قوم سے صرف چھوٹی سی قوم آریہ سماج ہی کو لیجئے۔ تو آپ کو علم ہو جائیگا کہ اسلام کو تباہ کرنے کے لئے اس قوم نے کیسے ناپاک اور گندے منصوبے اپنے دل میں ٹھان رکھے ہیں۔ اور یہ قوم کس طرح آئندہ نسلوں کے رگ و ریشہ میں تعصب تنگ ظرفی بغض و دشمنی کا بیج زور سے بو رہی ہے۔ اور وہ دن بعید نہیں۔ جب یہ پودے نہ صرف آئندہ بڑھینگے۔ بلکہ ضرور بار آور ہونگے۔ وہ دن رات کوشاں ہیں۔ کہ اس مذہب کو جو بنی نوع انسان کے لئے صلح و آشتی اور محبت کا پیغام لیکر آیا تھا۔ نیست و نابود کر دیں۔ جب ان کے یہ ارادے ہوں۔ تو بتائیے۔ کہ آپ لوگ کہاں تک مقابلہ کے لئے تیار ہیں ہماری مثال اس قوم کی طرح ہے۔ جس کے گھر پر دشمن بڑے زور سے حملہ آور ہو۔ اور وہ قوم آرام کی نیند سو رہی ہو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم لوگ بھی وہ ناپاک حربہ استعمال کریں۔ جو ہماری ہمسایہ قوم کر رہی ہے۔ اور انہی اصولوں پر آپ کی تربیت کریں۔ جن پر وہ کر رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ مانا کہ وہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کا مذہب ایک قالب کی طرح ہے جس میں روح نہیں۔ اور وہ دن رات کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اس قالب کو بچانے کی کوشش کریں۔ یہ کہنا کہ جس مذہب کی بنیاد ریت پر ہو کھڑا نہیں ہو سکتا بالکل درست ہے۔ لیکن تاہم آپ اس خیال سے کہ آپ کا مذہب سچا ہے۔ یا آپ جسمانی طور پر بھی مضبوط ہیں۔ آپ دلیر ہیں یا آپ کے پاس مذہب کی صداقت میں ایسے مضبوط دلائل موجود ہیں کہ ان کو آپکا حریف توڑ نہیں سکتا۔ صرف انہی باتوں پر اظہار مسرت کرتے رہیں۔ اور قطعاً کوئی تیاری نہ کریں۔ یہ درست نہیں۔ ہمیں تو آثار اور قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ہستی معرض خطر میں ہے۔ اور جو قوم بغیر تیاری کے مقابلہ کرتی ہے۔ وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔ اسلام ایک حق کا پیغام لیکر آیا تھا۔ اس کی ہمیشہ باطل سے جنگ ہوتی رہی ہے۔ اور ہوتی رہیگی اور مانا کہ حق آخر میں غلبہ پا جاتا ہے۔ لیکن تاہم باطل کو شکست دینا آسان امر نہیں۔ سخت تیاری کی ضرورت ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو اس آنے والے خطرہ سے متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ لوگ خود بیدار ہوں۔ اور دوسرے لوگوں کو بیدار کرنے کی سرتوڑ کوشش کریں۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ آپ نے ہی اسلام کی کشتی کو اپنی استطاعت کے بموجب بھنور سے نکالنا ہے۔ آئندہ آپ نے ہی اسلام کا مفید اور کارآمد ممبر بننا ہے۔ جب آئندہ یہ بار گراں آپ کے کندھوں پڑیگا۔ تو آپ کو چاہیئے کہ آپ اپنی قوم کے سامنے ایک اعلےٰ نمونہ پیش کریں۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق ہوں۔ آپ میں انکساری اور ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو۔ آپ کا جب ایک بھائی تکلیف میں ہو۔ تو آپ حتی الوسع اس کی تکلیف کو دور کریں۔ آپ کو دیگر مذاہب کے متعلق عموماً اور اپنے مذہب کے اصولوں اور خوبیوں سے اتنی واقفیت ہو کہ آپ ہر وقت دشمنان اسلام کے دریدہ دہن حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اسلام کے متعلق آپ کے دل میں اتنی غیرت اور حمیت ہو کہ کوئی آدمی اسے نقصان پہنچانے کی جرات نہ کر سکے اور خدا کے ساتھ آپکا ایسا تعلق ہو۔ کہ اسکی نصرت اور تائید ہر وقت آپ کے شامل حال ہو۔ یہ باتیں میں اس لئے آپ سے کہہ رہا ہوں۔ کہ آپ ایسے سکول میں تعلیم پا رہے ہیں جسکی بنیاد اشاعت اسلام ہے۔ جسکا مقصد یہ ہے کہ بچوں کے دلوں میں یہ جوہر پیدا ہوں۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا زریں اصول سیکھیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ اس سکول کے چلانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اشاعت اسلام کو اپنی زندگی کا ایک ضروری جزو بنا رکھا ہے۔ اور جو دن رات جد و جہد کر رہے ہیں کہ کسی طرح اسلام کی شوکت و عزت دنیا میں زیادہ ہو۔ تو جب اس سکول کے چلانے والوں کا یہ مقصد اعلیٰ ہر وقت ان کے سامنے ہو۔ تو کیا آپ پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا۔ کہ آپ بھی ہر طرح ان کے تفکرات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ہر طرح ان کے ممد و معاون ہوں۔

عزیزو! سکول کی آپ لوگوں سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ جہاں ایک طرف ہم چاہتے ہیں کہ آپ دنیا میں ترقی کے منازل طے کریں۔ وہاں ہماری یہ بھی خواہش ہے۔ کہ آپ اسلام کے لئے ایک مضبوط ستون ثابت ہوں۔ اور ہر وقت آپ کے دلوں میں اسلام کے لئے تڑپ ہو۔ اگر آپ نے اپنے آپ کو اسلام کیلئے ایک مفید اور کارآمد ممبر بنا لیا تو ہم سمجھینگے۔ کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے میں اس موقعہ پر آپ لوگوں کے سامنے اپنی قوم کی ناگفتہ بہ حالت کا بھی نقشہ کھینچنا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ بیرونی خطرات تو درکنار ہمارے فروعی اختلافات ہمیں کہاں سے کہاں لے جا رہے ہیں۔ جو ہماری قوم کو نہ صرف تباہ اور ہمیں قعر مذلت میں گرا رہے ہیں۔ بلکہ ہر روز حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلہ کاٹنے کے لئے تیار ہے۔ وہ اسلام جو رحمت کا پیغام لے کر آیا تھا۔ وہ ان لوگوں کی حرکات مذبوحی سے باعث زحمت بن رہا ہے تکفیر بازی اور کفر کا بازار گرم ہے۔ اگر سب فتووں کو جمع کیا جاوے اور ان کا اطلاق تمام ہندوستان کے مسلمانوں پر ہو۔ تو میرا خیال ہے کہ اس فتویٰ بازی سے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ وہ علما جن کا کام یہ تھا کہ مسلمانوں کی اصلاح کرتے۔ اور اچھی باتوں کی تلقین کرتے۔ وہ سوائے معدودے چند خود اسلام کے لئے باعث ننگ و عار ہیں اور ہماری قوم کا شیرازہ اسقدر بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ کوئی صورت اس کی بہتری کی نظر نہیں آتی۔ جب یہ حالات ہوں۔ تو آپ کا کیا مسلک ہونا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ حتی الوسع کوشش کریں کہ ان لوگوں سے جنہوں نے تکفیر بازی کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے یہ بیماری دور ہو۔ اور ان کو سمجھا دیں۔ کہ ان کے تاریک خیالات اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں ان سے آپ صاف طور پر کہدیں۔ کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے۔ وہ کافر نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ لوگ سمجھانے کے باوجود اپنے رویہ کو نہ بدلیں۔ تو پھر آپ کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ آپ ان کے خلاف جہاد کریں اور اس گندے اور فاسد خیال کو دل سے نکالنے کی کوشش کریں۔ اور اگر ان کا بالکل بائیکاٹ کر دیا جاوے۔ تو بہت بہتر ہو گا۔ اور اگر آپ نے نفاق کی بجائے اتحاد کی روح پیدا کر دی۔ تو آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

میں اس موقعہ پر اپنے اولڈ بائز کو بھی جو اس موقعہ پر جمع ہیں۔ اور جو ہماری دعوت کو قبول کر کے یہاں تشریف لائے ہیں دو ایک باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ غور سے سنینگے پچھلے سال اس موقعہ کی تقریب پر آپ میں سے ایک صاحب نے کہا تھا۔ کہ اولڈ بائز کے ساتھ سکول کا رویہ غیر ہمدردانہ ہے۔ اور ان کو سکول کا ایک مفید ممبر خیال نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ آپ کے اعلیٰ جذبات کا احترام کرتے ہوئے فوراً تھوڑے عرصہ کے بعد اولڈ بائز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی اور سکول کی طرف سے ہر طرح کوشش کی گئی کہ یہ کامیاب ہو۔ ہم نے خود ایسوسی ایشن کی کارروائی میں حصہ لیا۔ اور ہر ایک آسانی کے بہم پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ اب ایسوسی ایشن کا جو حشر ہوا۔ وہ آپ سب پر عیاں ہے اور جو ایسوسی ایشن نے کام کیا اس کا سب کو علم ہے۔ اور جو آپ لوگوں نے سکول کی تعمیر میں جتنی مالی امداد دی۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ اس لئے ہوا کہ شاید ایسی ایسوسی ایشن کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔

اب میں اس موقعہ پر آپ کو بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہوں۔ اور زور سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ سکول جس میں آپ نے اپنی عمر کا ایک قیمتی حصہ گذارا ہے۔ اس کو فراموش نہ کریں۔ انجمن نے سکول کی عمارت کو تعمیر کروایا ہے۔ اب آپ کی ڈیوٹی ہے کہ سکول کی دیگر ضروریات کو بہم پہنچانے کی کوشش کریں موجودہ بورڈنگ ہاؤس سکول کا اپنا نہیں جسکی وجہ سے سخت دقت محسوس ہو رہی ہے اور یہ سب سے بڑی ضرورت ہے۔ کیا میں آپ سے امید رکھ سکتا ہوں۔ کہ آپ اس معاملہ میں سرتوڑ کوشش کرینگے۔ اور اپنی استطاعت کے بموجب ہماری ہر طرح امداد کرنے میں تامل نہ کرینگے میرا یقین ہے کہ آپ یہ ضرور کر سکتے ہیں۔ جیسے سکول کے موجودہ طلباء مثلاً مرزا عبد الرحمٰن بیگ جعفر خاں، بختیار محمد خاں اور ملک عبد الرشید جیسے لوگ کافی رقوم جمع کر کے انجمن کو دے سکتے ہیں۔ تو آپ کے لئے کوئی مشکل امر نہیں۔ اٹھیئے اور کمر ہمت باندھیئے۔ اور بورڈنگ ہوس کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیجیئے۔ اور ساتھ ہی اپنی ایسوسی ایشن کو زندہ کیجئے۔ میں موجودہ طلباء سے جو عنقریب اولڈ بائز ہونے والے ہیں کہتا ہوں کہ امتحان کے بعد وہ بھی اپنے قیمتی وقت کو سکول کی خاطر خرچ کریں۔ اور ہر طرح ہمت سے کام لیں آخیر میں میں حضرت مولوی صاحب اور دیگر احباب کا نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ تمام ممبران سٹاف کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جنہوں نے ہماری ناچیز دعوت کو قبول کر کے ہمیں ممنون کیا ہے۔ اور سب احباب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب طلباء کو جو امتحان میں جانے والے ہیں کامیاب کرے۔ آمین۔

اس کے بعد مسٹر آفتاب احمد اور مسٹر عصمت اللہ نے امتحان میں شامل ہونے والے طلباء کی طرف سے جناب ہیڈ ماسٹر صاحب اور سکول کے دیگر عملہ کا شکریہ ادا کیا اول الذکر طالب علم نے اردو میں اور موخر الذکر نے انگریزی زبان میں اپنا اپنا خطبہ پڑھا۔

سب سے آخر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک مختصر مگر جامع تقریر فرمائی جس میں آپ نے طلباء کو بہت سی مفید نصیحتیں کیں۔

گمنام سوالات

کسی صاحب نے میرے نام ایک کارڈ بھیجا ہے جو گمنام ہے نہ اپنا نام لکھا نہ پتہ۔ مگر ڈاک کی مہر بتاتی ہے کہ وہ خیرپور ضلع مظفرگڑھ کے ڈاکخانہ میں ڈالا گیا ہے۔ لکھنے والا اپنے آپ کو احمدی بتاتا ہے مگر اس میں جو سوالات کئے ہیں ان میں سخت بدتہذیبی اور بداخلاقی سے کام لیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نہایت گستاخیاں کی ہیں۔ اس کی گندہ ذہنی ظاہر کرتی ہے کہ اتنا ہی نہیں کہ وہ احمدی نہیں ہے بلکہ وہ اخلاقی طور پر نہایت گرا ہوا انسان ہے۔ اس کا اپنے آپ کو احمدی کہنا احمدیت کو گالی دینا ہے۔ طریق استدلال سے وہ ایک غیر احمدی ملا معلوم ہوتا ہے کیونکہ نہایت غیر معقول ہے۔ چونکہ بزدل ہے اس لئے جس طرح اپنے نام اور پتہ کو چھپاتا ہے اسی طرح اپنے مذہب کو چھپاتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ وہ سورہ بقر کا دوسرا رکوع پڑھے جو اس طرح شروع ہوتا ہے کہ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین یخادعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون۔ یعنی لوگوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ پس اس سارے رکوع کو پڑھیں اور پہلے اپنی اصلاح کریں پھر دوسروں پر نکتہ چینی کرنے کو اٹھیں میں اس خط پر کوئی نوٹس لئے بغیر اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتا مگر اس کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار پیغام صلح اس کی نظر سے گذرتا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ اگر اخبار پیغام صلح کے ذریعہ ان سوالات کا جواب جلد نہ دیا گیا تو میں سمجھونگا کہ تمہارے پاس ان کا جواب ہی کوئی نہیں اس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید وہ کسی احمدی کے سامنے لاف زنی کرے کہ اس نے کچھ سوالات کئے تھے جنکا جواب کسی نے نہ دیا۔ سو واضح ہو کہ وہ سوالات ایسے ہیں جو لغویت اور نامعقولیت اور بدتہذیبی اور گندہ ذہنی کی تصویر ہیں ان کی طرف توجہ کرنا اور ان کو اخبار میں شائع کرنا عقل انسانی کی ہتک ہے بے نام و پتہ صاحب میری اس تحریر کو ہی اپنا جواب سمجھ لیں اور آئندہ کوئی صاحب مجھ سے گمنام خط و کتابت نہ کریں۔

اسلام اور ویدک دہرم

آریوں میں ایک پنڈت جگدیش چندر جی ہیں جو عربی سے کچھ شدبد واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ اسلام کے متعلق کبھی کبھی کچھ بڑھا نکالا کرتے ہیں چنانچہ حال ہی میں آریہ گزٹ کے دشی بودھ نمبر میں آپکا ایک مضمون "دنیا کا آئندہ مذہب کیا ہوگا" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں وہ اسلام اور ویدک دہرم کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اسلام کی تعلیم اندریوں کو قابو میں رکھنے کی بجائے انکی ڈور کھلی چھوڑ دینے کی تعلیم دیتی ہے۔ ...... مگر برخلاف اسکے ویدکا اپدیش ہے۔

पापमा ह: प: स सार निग हठत्

(رگ وید منڈل ۱۰)

وہ پاپی ہے گناہگار ہے جو اپنی عورت کے علاوہ دوسری عورت سے تعلق کرتا ہے۔ کیوں جناب شری نیوگ کی تعلیم اسی لئے دی گئی ہے کہ اپنی عورت کے علاوہ دوسری عورت سے تعلق پیدا نہ کیا جائے۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ہندوستان میں فتنہ و فساد پھیلانے والے

آریوں کی تہذیب

اگر آریہ سماجی اخبارات کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ہندوستان میں فتنہ و فساد پھیلانے والے یہی آریہ سماجی کارکن ہیں۔ دوسرے مذاہب کے متعلق جس بدزبانی سے یہ لوگ کام لیتے ہیں وہ مذہبی دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ حال ہی میں ایک آریہ سماجی اخبار نے سناتن دہرمیوں کے بزرگوں کے متعلق ایک نہایت ہی گندی نظم شائع کی ہے جس کے بعض اشعار ہم یہاں اس غرض کے لئے شائع کرتے ہیں کہ آریہ سماجی لیڈر اسطرف دھیان دیں اور اگر ان سے ہو سکے تو اس ناشائستہ سلسلہ کا انسداد کریں۔ اس نظم کے بعض اشعار یہ ہیں:

"رام لیلا میں نچاتے ہو جنک جلنی کو تم
اپنی ماؤں کو بھی اکدن تو نچا کر دیکھئے
ہرج کیا ہے پانچ خاوند دروپدی کے ہوں اگر
اپنی بہنوں کو ذرا اتنے دلا کر دیکھئے
ان پرانوں کا نہ قصہ مجھ سے چھیڑوانا ذرا
ہیں مغلظ داستانوں کے یہ دفتر دیکھئے
انباد انبار سے کیا کیا تھا و یاس نے
یہ نیوگ ہے یا زنا کاری کا دفتر دیکھئے
کنجنی کے پیٹ سے پیدا ہوئے حضرت وشسٹ
جسکو کہتے ہو رشی کیا تھا وہ کنجر دیکھئے
چوہل بازی گوپیوں کے ساتھ جو کرتا پھرے
ایسا لمپٹ بھی ہوا کرتا ہے ایشر دیکھئے
کیا کیا سرستی سے برہما نے تمہیں معلوم ہے
گر نہیں معلوم تو بھگوت کو پڑھ کر دیکھئے
ڈھولکی چھینے جہاں بجتے رہیں شام و سحر
نلچ گھر خاصہ ہے کوئی یا کہ مندر دیکھئے
حضرت براہمن! مجھے اک بات بتلا دو ذرا
آپکا کیا پیٹ ہے یا بکس لیٹر دیکھئے"

(آریہ ویر یکم مارچ ۱۹۲۶ء)

آریہ سناتن دہرمی مندروں پر قبضہ کر رہے ہیں

"مجیب سے: سماج (آریہ سماج) صفحہ ہستی پہ آئی ہے تب سے آج تک اس کے منکے کے پجاری منہ پھٹ زباندراز اپدیشک سناتن دہرم کے پجیہ دیوی دیوتاؤں پر گرے سے گرے حملے کرتے ہیں۔ جامپور میں مندر پر قبضہ کر کے سناتن دہرمیوں کو پیٹا گیا اور نخرور وتان میں بھگوان مہابیر کی مورتی کو مسمار کیا گیا۔ لاہور۔ لائلپور۔ راولپنڈی میں اس فسادی ٹولہ نے جن کمینہ حرکات کا ارتکاب کیا وہ ایک انسان کے لئے زیب نہیں دیتیں۔ . . . . ان کے فسادی اپدیشک جگہ بجگہ زہر اگلتے ہیں۔ اب حال میں ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ گندے ٹریکٹ شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن میں مسلمانوں۔ عیسائیوں کو نہیں بلکہ اپنے بڑے بھائی سناتن دہرم اور اپنے آبا و اجداد کو گالیاں نکالی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں مغز توڑ۔ کتر چور۔ پرانوں کے انمول رتن۔ پورانک بھاؤ چتراولی اور نہ معلوم کون کون سے گندے اور فحش ٹریکٹ چھپائے گئے۔ جن میں اسقدر بدکلامی سے کام لیا گیا۔ جس کا ذکر کرنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ . . . . . آریہ سماجی مورتی پوجک نہیں۔ لیکن پھر بھی روپیہ کے لالچ سے مندروں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ مورتیاں توڑتے ہیں"۔

(جاگرت ۱۱ مارچ ۱۹۲۶ء)

آریوں کے خط و خال

ایک ہندو اخبار لکھتا ہے کہ "بدقسمتی سے ہندوؤں میں ۵۰ سال سے ایک نیا فرقہ آزاد خیال ہندوؤں کا پیدا ہو گیا ہے جسنے ہندو تہذیب کی ٹھیکہ داری لے رکھی ہے اور ویدک تہذیب کے پردے میں جو تباہی اور بربادی اسنے پراچین ہندو کی کی ہے اسکی نظیر چراغ لیکر بھی ڈھونڈنے سے نہ ملیگی۔ یہ لوگ اسقدر آزاد ہو گئے ہیں اور فیشن کے اس قدر غلام ہو گئے ہیں کہ براہمن شاستروں پر تمسخر اڑانے سے بھی احتراز نہیں کرتے . . . . باوا دیانند نے نہ معلوم بھنگ کی ترنگ میں کیا کچھ لکھدیا ہے۔ اور بس اب یہ لوگ ہر جائز و ناجائز بات کو اندھ شردھا سے ہو کر مان رہے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش کو پانچواں وید مانا جاتا ہے اور سوامی دیانند کو بھگوان رام اور کرشن سے اونچا درجہ دیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی دماغی حالت قابل رحم ہے"۔

انجیل کا آٹھ سو پینتیس زبانوں میں ترجمہ

ریوانڈ جان۔ ایچ۔ رٹسن ایم۔ اے (آکسن) سکرٹری برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی و پریزیڈنٹ ڈیزیشن کانفرنس اپنی ایک ملاقات میں بیان کرتے ہیں:-

"ہمارے ہوس کوئین اسٹریٹ کے کتب خانہ میں کرۂ ارض کا ایک نمونہ رکھا ہے جو ایک سپاہی کے سفیر کا عطیہ ہے۔ اس میں سرخ نشانوں سے بتلایا گیا ہے کہ آج تک انجیل یا اس کے حصص کنی زبانوں اور بولیوں میں چھپ چکے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انجیل ۸۳۵ زبانوں میں پڑھی جاتی ہے۔ ان میں سے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے انجیل ۵۷۲ زبانوں میں شائع کی۔ انجیل کی بکری دنیا کی سب کتب سے زیادہ ہے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں انجیل کی اشاعت ایک کروڑ چالیس ہزار ہوئی . . . . . . برٹش اینڈ فارن سوسائٹی کے اپنے قیام ۱۸۰۴ء سے لیکر ۱۹۲۳ء تک اشاعت انجیل کا جو میزان ہے وہ . . . . ۳۵۵۳۲۰۷۲۱ ساڑھے پینتیس کروڑ سے زیادہ ہے۔ ہر دس کتابیں جو ہم فروخت کرتے ہیں ان میں سے چار چین میں بکتی ہیں . . . . ہماری کوششیں کر دس میں ہر قدم جمایا جائے ناکام رہیں مگر ہمارے پاس ثبوت ہیں کہ انجیل مسلمانوں کے مقدس مرکز مکہ اور مدینہ میں بھی مطالعہ کی جاتی ہیں"۔

مسلمانو! انجیل کی اشاعت کے ان اعداد و شمار کو غور سے پڑھو اور پھر سوچو کہ تم نے کتاب اللہ کی اشاعت و تراجم کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ اگر قرآن کریم تمام دنیا کے لئے ہے اور یقیناً ہے تو پھر کیا تمہارا یہ فرض نہیں کہ تم دنیا کی تمام مروجہ زبانوں میں ترجمہ کر کے اس پیغام الٰہی کو دنیا کے کونے تک پہنچاؤ۔ اس سلسلہ میں ابھی تک جو کچھ تم نے کیا ہے وہ بہت تھوڑا ہے۔

نقد و تبصرہ

اشاعت اسلام (ہفتہ میں دو بار) ہمارے مکرم بھائی خان اکرام اللہ خاں صاحب احمدی نے جو دراصل دہلی میں بجلی کے سوداگر ہیں تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے یہ اخبار اپنی ہی ادارت میں نکالنا شروع کیا ہے پہلا نمبر ہمارے سامنے ہے۔ مضامین دلچسپ اور ظاہری شکل و صورت دلپسند ہے۔ امید ہے کہ اشاعت اسلام اپنے نام کا لحاظ رکھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی عمدہ خدمت انجام دیگا۔ احمدیوں کو چاہئیے کہ وہ اشاعت اسلام کے خریدار بنکر اپنے اس بھائی کی حوصلہ افزائی کریں۔ سالانہ چندہ للعہ ششماہی ۱۲؍

(دفتر اشاعت اسلام دہلی سے طلب فرمائیے)

روئی کی گیندیں یہ ایک ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے جو منشی عبدالرحمن منشی فاضل اول مدرس فارسی۔ ایم۔ بی۔ ہائی سکول گوجرہ ضلع لائلپور نے بچوں کے لئے تصنیف فرمائی ہے۔ اس میں کہانیوں کے پیرائے میں بہت سی مفید باتیں بچوں کو سکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ آخری حصہ میں حفظان صحت کے متعلق چند اصول بیان کئے ہیں۔ قیمت ۵ آنے ملنے کا پتہ:- انجام الصد امداد اللہ گوجرہ ضلع لائلپور۔

اخبار احمدیہ

— احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۱۶ مارچ کو رمضان کا روزہ رکھا گیا۔ بعد نماز عصر حضرت امیر روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کا درس دیا کرینگے اور بعد نماز عشاء احمدیہ مسجد میں سید حیدر شاہ صاحب کے صاحبزادہ باقر حافظ قرآن مجید ہیں۔ ایک پارہ روزانہ سنایا کرینگے۔

— سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور بطور سپرنٹنڈنٹ ایم۔ ایس۔ سی امتحان یونیورسٹی منٹگمری تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ ۲۶ مارچ تک امتحان انٹرنس ختم ہو جائیگا پھر واپس آئیں گے۔

— ۲۴ مارچ سے ۳۱ مارچ تک بعد امتحان سالانہ سکول بوجہ تعطیلات موسم بہار بند رہے گا۔ اور یکم اپریل سے پڑھائی باقاعدہ شروع ہو گی۔

— غالباً گذشتہ ایام میں یہ خبر شائع کی گئی تھی کہ جناب ملک محمد منظور الٰہی صاحب کو خانصاحب کا خطاب گورنمنٹ پنجاب نے عطا فرمایا ہے۔ اب ۱۰ مارچ کو انہیں ایک تمغہ اور بیلٹ عطا ہوا ہے۔ جسے پہن کر وہ دربار میں جایا کرینگے۔ ہم انہیں اس قابلقدر عطیہ پر مبارکباد دیتے ہیں۔

— ہندوستان کے دارالخلافہ دہلی سے جناب اکرام اللہ خاں صاحب احمدی سوداگر نے اشاعت اسلام کے ولولہ اور شوق میں نہ کہ تجارت کے طور پر اشاعت اسلام کے نام سے ایک اخبار ہفتہ میں دو بار شائع کیا ہے پہلا پرچہ انجمنوں میں بھیجا گیا ہے۔ امید ہے تقسیم کیا جاوے گا اور احباب اسکی توسیع اشاعت کے لئے کوشش فرما کر خانصاحب موصوف کی حوصلہ افزائی کرینگے۔

— مرزا محمد مظفر بیگ صاحب احمدی داروغہ صفائی قصبہ سنام ریاست پٹیالہ چند دن سے کچھ تکلیف میں ہیں۔ تمام احباب انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

افکار حاضرہ

آریہ پرش بھی کچھ عجیب دل و دماغ کے واقع ہوئے ہیں وہ بات کہیں کی ہو اور یہ عقلمند کہیں کی کہیں لے نکلتے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ آخر سوامی دیانند جی کو مہارشی مانتے ہیں ان کا کچھ نہ کچھ تو رنگ آنا چاہیئے۔ چیلا کیا جو گرو سے پیچھے رہ جائے۔ بدقسمتی سے ایک ڈچ ڈاکٹر دونل کہیں سے پھرتے پھرتے لاہور آ نکلے۔ یار لوگوں نے ان سے لیکچر کی فرمائش کی۔ آخر یونیورسٹی ہال لاہور میں ان کا لیکچر ہوا جس میں انہوں نے بتایا کہ جاوا میں مہادیو گنیش جی۔ درگا دیوی وغیرہ ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں اور ہندوانہ طرز کے مندر کثرت سے پائے جاتے ہیں جو قدیم ہندو شائستگی اور تہذیب کا جو اس ملک میں پھیلی ہوئی تھی پتہ دیتے ہیں۔

ایسے عجیب لیکچر کو سنکر آریہ بھلا کب چپ رہ سکتے تھے۔ ان کیلئے ڈاکٹر صاحب کا یہ کلام آکاش بانی سے کچھ کم نہ تھا۔ آریہ اخباروں نے اپنی چیخ و پکار سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ پرتاپ کے آریہ ایڈیٹر نے اس مضمون کو "جاوا میں آریہ سبھیتا کے نشانات" کا عنوان دیکر شائع کیا ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ ڈچ ڈاکٹر نے تو اپنے لیکچر میں مورتیوں اور مندروں کا ذکر کیا ہے۔ کیا مورتی پوجا بھی "آریہ سبھیتا" ہے؟ مورتی پوجا تو آریہ سماج کے اصول کے خلاف ہے۔ پھر یہ آریہ سبھیتا کیونکر ہوئی۔ دیانندی سبھیتا کہتے تو کچھ بات بن جاتی۔ کیونکہ سوامی دیانند جی مورتی پوجا کرتے رہے ہیں۔

آج کل دیو سماج کے بانی "بھگوان دیو آتما" جو خدا کو جواب دیکر خود خدا بنے بیٹھے ہیں سخت بیمار ہیں۔ کھانسی اور بخار دونوں نے ملکر ایسے زور کا حملہ شروع کر دکھا ہے کہ نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام۔ رات کو تو خصوصیت سے مٹی پلید ہوتی ہے۔ گلہ بھی خراب ہے۔ ککروں کے بڑھ جانے سے آنکھوں میں بھی تکلیف ہے اس سے بڑھکر قبض کی شکایت ہے کوئی ایک شکایت ہو تو بیان بھی کی جائے دہاں تو پرزہ پرزہ بگڑ چکا ہے غرض یہ کہ خدا صاحب کا ناک میں دم ہے۔ ان کے دیو سماجی شردھالو ہم لکھتے ہیں کہ ہماری دلی خواہش ہے کہ کسی طرح "پرم پوجیہ بھگوان" کی یہ سب تکالیف جلد سے جلد رفع ہوں۔ بھلا ان عقلمندوں سے کوئی پوچھے کہ آپ کی دلی خواہشوں کو کون پوچھتا ہے۔ اگر اس مصنوعی خدا سے توبہ کراتے اور خود بھی گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں کرتے تو بھی کچھ بات بن جاتی خالی دلی خواہشوں کے اظہار سے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

سناتن دہرمی کہتے ہیں کہ سوامی دیانند ہندو دہرم کا ایسا ہی دشمن تھا جیسا راون رام کا تھا مگر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ان کی بھول ہے۔ اور باتوں میں تو خیر سوامی جی نے جو کچھ بھی کیا ہو سو کیا ہو۔ گاؤ پرستی میں وہ سناتن دہرمیوں سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے۔ جن دنوں سوامی جی اُنہی میں براجمان تھے۔ اس زمانہ کا واقعہ ہے کہ ریاست جے پور کی طرف سے یہ حکمنامہ صادر ہوا تھا کہ حدود ریاست سے باہر کوئی گائے۔ بیل یا بھینس باہر نہیں لیجائی جائیگی۔ جب یہ بات سوامی جی نے سنی تو وہ بڑے پرسن ہوئے۔ انہوں نے جھٹ ایک چٹھی اپنے ایک ہمرنگ مہاشہ نند کشور سنگھ ساکن جے پور کو لکھ ماری جس میں انہیں یہ تاکید کی:-

"آپ کی تجویز کے سوائے میں جس بہترین تجویز کی سفارش کرونگا وہ یہ ہے کہ ان پشوؤں کا شمار ہوا کرے یعنی راجیہ کی ساری گئوئیں۔ بیل وغیرہ کی گنتی کی جائے اور اس کے سوائے جو نیا بچہ پیدا ہو یا جو پشو مر جاوے ہو کو پرابت جہاں کے مرتیو کی افسر انچارج کو باقاعدہ اطلاع دی جایا کرے۔ ہر ایک چھ مہینے کے بعد ایسی گنتی اور شمار ہونا چاہیئے۔ اس کا کارن یہ ہے کہ راتری سمہ یا کسی اور وقت مویشیوں کو چرا کرے جانا بالکل اسمبھو ہو جائے"۔

(آریہ گزٹ رشی بودھ نمبر ۱۹۲۶ء)

سوامی جی کی بلند خیالی ملاحظہ ہو کہ گورنمنٹ انسانوں کی مردم شماری تو دس سال کے بعد کرتی ہے مگر سوامی جی کو گئوؤں کا اتنا فکر ہے کہ ششماہی گئو شماری کا مطالبہ کرتے ہیں کیوں نہ ہو ماشاء اللہ انیسویں صدی کے مہارشی تھے کچھ نہ کچھ تو جدت پیدا کرنی چاہیئے تھی۔ مہارشی کیا جسکو گئوؤں سے اسقدر پریم نہ ہو۔ ہندو مذہب میں حشرات الارض کی طرح جو مختلف فرقے پائے جاتے ہیں ان میں مابہ الاشتراک اگر کوئی چیز ہے تو وہ یہی گاؤ پرستی ہے۔ جب مہارشی صاحب نہ صرف گاؤ پرست بلکہ گاؤ پرستی کے زبردست پرچارک تھے تو پھر اگر سناتن دہرمی انکو ہندو مذہب کا دشمن قرار دیں تو آریہ سماج کے اس سرب شکتیمان کی قسم جو مادے اور روح کے بغیر کچھ بھی نہیں بنا سکتا۔ وہ سخت کافر ہیں۔

لئے ایک تو مولانا کا طرز عمل پیش کرتا ہوں اور دوسرے اسی خط میں سے دو فقرے صاف صاف پیش کرتا ہوں جن کا تشابہ نہیں ہے۔

(۱) مولانا اگر حضرت مسیح موعودؑ کو اس آیت لا نفرق بین احد من رسلہ کا مصداق ہی سمجھتے تو ضرور ہے کہ تمام غیر احمدیوں کو بلا امتیاز کافر خارج از اسلام سمجھتے۔ اور پھر دین میں کمی بیشی کے قائل ہوتے۔ کیونکہ جب ایمانیات میں ایک رسول بڑھ گیا تو دین میں بیشی تو ہو گئی اور الیوم اکملت لکم دینکم کا دعویٰ غلط ہو گیا ظاہر ہے کہ حضرت مولانا ان باتوں کے قائل نہ تھے۔ وہ اگر غیر احمدیوں کو کافر خارج از اسلام سمجھتے تو احمدی حاجیوں کو مکہ معظمہ میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت کیوں دیتے۔ انگلستان میں احمدیوں کو ہندوستان کے غیر احمدی مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت کیوں دیتے۔ میاں محمود احمد صاحب کی سالی کا غیر احمدی مرد سے نکاح کسطرح پڑھتے بعض غیر احمدیوں کے جنازے کیوں پڑھواتے یا احمدیوں کو پڑھنے کی اجازت دیتے خود ہندوستان میں احمدیوں کو غیر احمدیوں کے پیچھے بعد استخارہ نماز پڑھ لینے کی اجازت کیوں دیتے؟ ان کا یہ طرز عمل صاف ان کے عقائد پر روشنی ڈال رہا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ عقیدہ کچھ اور رکھیں اور عمل کچھ اور کریں۔ حاشا وکلا۔ لم تقولون ما لا تفعلون کا وہ ہرگز ہرگز مصداق نہیں ہو سکتے۔

(۲) دوم اسی خط میں مسیح موعودؑ کے انکار کو آیت استخلاف کے ماتحت صاف طور پر خلفا کا انکار قرار دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں "خلفا کے منکر پر بھی کفر کا فتویٰ قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت خلافت جو سورۂ نور میں ہے اس میں ارشاد الٰہی ہے ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفٰسقون" اب صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ کے کفر کو خلفاء کے کفر میں بتا رہے ہیں۔ اور محمدی خلفا کا کفر لا نفرق بین احد من رسلہ کے رسولوں کی طرح انسان کو اگر اسلام سے خارج کر دیتا ہے تو پھر بڑی مشکل ہو گی سب سے پہلے تو معاذ اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرکے کافر اسلام سے خارج ہو گئیں۔ کچھ عرصہ حضرت علی بھی کافر خارج از اسلام رہے علیٰ ہذا القیاس حضرت سعد بن عبادہ بھی کافر حضرت امیر معاویہ بھی کافر ایک خاص مدت تک حضرت عائشہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی معاذ اللہ کافر ہے۔ پھر جس جس خلیفہ کا جس جس نے انکار کیا سب کافر۔ خود جناب امام حسین علیہ السلام نعوذ باللہ کافر۔ سارے شیعہ کافر۔ سارے خوارج کافر۔ سارے حنفی جنہوں نے سید احمد صاحب بریلوی کے ہاتھ پر بیعت کرکے تقلید کو خیرباد نہیں کہا کافر غرضیکہ کفر کا طوفان آگیا۔ چاروں طرف کافر ہی کافر نظر آنے لگے۔ یہ بنا کیا؟ اچھا کفر کا دروازہ چوپٹ کھولا کہ اسلام کا نام و نشان مٹ گیا۔ کیوں صاحب! دیکھ لیا! لا نفرق بین احد من رسلہ والا کفر خلفائے محمدی کے انکار پر چسپاں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ختم نبوت ہو چکی ہے۔ کفر کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ پس ماننا پڑے گا کہ یہاں وہی کفر دون کفر کا مضمون ہے جس کے ماتحت خلفاء کا کفر آ سکتا ہے اور ماننا پڑیگا مولانا خود فرما رہے ہیں میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے کہ تمام مساوی ہیں کفر دون کفر کے قائل ہیں" مگر میں اتنا اور عرض کرنے سے رک نہیں سکتا کہ ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفٰسقون میں جس کفر کا ذکر ہے اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو وہ کسی شخصیت کا انکار تو ہرگز نہیں معلوم ہوتا اس ساری آیت کو اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت منکم لیستخلفنھم فی الارض۔۔۔۔ فرما کر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ مگر ساتھ شرط ایمان اور عمل صالح کی رکھی ہے اور اخیر میں یہ جتا دیا ہے کہ مسلمانوں نے اگر اس نعمت کی ناشکری کی تو اس عہد کے توڑنے والے وہ خود ہونگے۔ کفر بمعنے ناشکری نعمت۔ اور فاسقون بمعنے عہد کو توڑنے والا جیسا کہ خود قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ الفاسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ یعنی فاسق وہ ہیں جو اللہ کے عہد کو اس کے پکا کئے پیچھے توڑتے ہیں مطلب یہ ہے کہ خلافت کی نعمت حاصل کرکے اگر مسلمانوں نے ناشکری کی اور ایمان اور اعمال صالحہ نہ بجا لائے تو اس نعمت سے محروم ہو جائینگے اور اس صورت میں یاد رہے عہد کو توڑنے والے وہ خود ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا ہاں یہ ضرور ہے کہ اوفوا بعہدی اوف بعہدکم کے مطابق انسان خدا کے عہد کو پورا کرے تو خدا بھی اپنے وعدے کو پورا فرمائے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ میں آپ کی عنان توجہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے اس فقرہ کی طرف خاص طور پر منعطف کرنا چاہتا ہوں جو بطور نتیجہ آخر میں فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

"میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے کہ تمام مساوی ہیں کفر دون کفر کے قائل ہیں" مکرم بندہ! یہ فقرہ نہایت غور طلب ہے۔ عقلمندوں کا نشان بتلاتے ہیں کہ وہ کفر دون کفر کے قائل ہیں ظاہر ہے کہ کفر دون کفر کا مصداق وہ شخص تو نہیں ہو سکتا۔ جو اسلام سے خارج ہو چکا بہر حال کفر کے نیچے کوئی دوسرا کفر اسلام کی حد بندی کے اندر رہ کر ہی ہو سکے گا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں کفر دون کفر کی مثال میں جو حدیث پیش کی گئی ہے اس میں عورتوں کی شوہر کی نافرمانی پر کفر کا لفظ بولا گیا ہے۔

اس مثال سے کفر دون کفر کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ یعنی کفر دون کفر میں جن دو کفروں کا ذکر ہے ان میں سے ایک تو ایمانیات کا کفر ہے جس سے انسان اسلام کی حد بندی میں سے نکل جاتا ہے۔ اور دوسرا وہ کفر ہے جو اس کے نیچے ہے جس سے انسان اسلام کی حد بندی سے نکل نہیں جاتا۔ وہ ہے اعمال میں فرائض کا ترک جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ من ترک الصلٰوۃ متعمداً فقد کفر جس نے نماز دانستہ چھوڑی اس نے کفر کیا۔ شوہر کی نافرمانی بھی اسی میں داخل ہے۔ ایمانیات کا کفر جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے وہ ہے ان چیزوں کا انکار جن پر ایمان لائے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا وہ ہے اللہ پر ایمان لانا۔ یوم آخر پر۔ ملائکہ پر۔ کتابوں پر۔ رسولوں پر ایمان لانا۔ یہی وہ رسول ہیں جن کے لئے قرآن میں آیا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ جن میں سے کسی ایک کا بھی انکار اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ یہاں کفر دون کفر کا مسئلہ نہیں چلتا۔ کفر دون کفر کا مسئلہ چلتا ہے اس کفر میں جو اس سے نیچے ہے جو اسلام کی حد بندی کے اندر ہے جو فرض کے ترک پر مجازاً بولا جاتا ہے۔ مثلاً ترک صلٰوۃ۔ نافرمانی شوہر یا ہمچو قسم دیگر ترک فرائض پر۔ انہی میں حضرت مولانا نورالدین مسیح موعودؑ کے کفر کو رکھتے ہیں اور صاف فرماتے ہیں کہ "میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے کہ تمام مساوی ہیں کفر دون کفر کے قائل ہیں" گویا ان کے نزدیک اس مسئلہ میں جو کفر دون کفر کے ماتحت مسیح موعودؑ کے کفر کو نہیں لاتا وہ بے عقل ہے پس جن صاحب کا مزاج چاہے "عقلمند مرزائیوں" میں آ شامل ہوں اور جن صاحب کا مزاج چاہے "بے عقل مرزائیوں" میں جا شامل ہوں۔ یہ خود سوچ لیں کہ مولانا قدس سرہ کی تعریف کے مطابق "عقلمند مرزائی" کون ہیں اور "بے عقل مرزائی" کون ہیں۔ ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیار ے

احمدی بالشویک ہیں؟

روسی بالشویکوں سے آج تک تو سیاسی مدبرین اور سرمایہ دار لوگ ہی خائف تھے مگر اب مذہبی لوگوں کو بھی بالشویکوں کے ڈراؤنے خواب آنے لگے ہیں۔ ہمارے پرانے کرمفرما مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پر تو اسقدر خوف طاری ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے اخبار اہلحدیث کی ۲۶ فروری کی اشاعت میں انگریزی حکومت کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ احمدی بھی بالشویک ہیں۔ اس لئے حکومت کو ابھی سے ان کی روک تھام کرنی چاہیئے۔ مولانا! احمدی بالشویک تو ضرور ہیں مگر سیاسی نہیں مذہبی بالشویک ہیں جسطرح سیاسی یا روسی بالشویک سرمایہ داری کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ اسی طرح احمدی بالشویک ملا ازم کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے درپے ہیں۔ یقین جانئے کہ احمدی بالشویکوں سے انگریزوں کو کوئی خطرہ نہیں۔ اگر ان سے کسی کو خطرہ ہے تو ملانوں کو ہے جو سرمایہ داروں کی طرح سے غریبوں پر خواہ مخواہ کی حکومت گھانٹھ کر ان کا خون چوس رہے ہیں۔ بے شک احمدی بالشویک ملا ازم کو تباہ کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرینگے۔ مولانا! آپ انگریزی حکومت کو نہیں بلکہ اپنے رفیقوں کو مشورہ دیجئے کہ وہ احمدی بالشویکوں سے خبردار رہیں۔

کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

مولانا ظفر الملت والدین کی زمانہ سازیوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے ایک دہلوی ہمعصر لکھتا ہے:-

"احقر ایڈیٹر الامان سے جناب ظفر علی خاں صاحب کے ایک مخلص قدیم نے جوان کی نفسیات کے ماہر ہیں کہا تھا کہ اگر ان کے سامنے ایک مجمع موجود ہو اور یہ کہا جائے کہ ان کے سامنے ایک چیز کی موافقت کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا تو موافقت میں زبردست تقریر کر دیں گے اور اگر کہا جائے کہ پشت کی طرف جو مجمع ہے اسی امر کی مخالفت سے خوش ہوگا اور اس طرف سے موافقت میں نہیں بلکہ مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا تو وہ اسیگا کھڑے ہو کر مخالفت میں ایک ہنگامہ خیز تقریر فرما دیں گے"

(الامان مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۳۶ء)

"سیرۃ المہدی" پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۵)

چھوٹے میاں صاحب کی پیش کردہ وجوہات میں سے جو اوپر گذر چکیں اب میں وجہ نمبر ۱۲ کو لیتا ہوں جو ذرا تفصیل طلب ہے۔

وجہ نمبر ۱۲۔ اصل میں کام کی بات تو یہی ایک ہے جو پہلے وجہ نمبر ۲ میں بیان کی تھی گو اس میں آپ نے بہت قابل افسوس حرکت کی تھی کہ لوگوں کی آنکھوں پر یہ کہہ کر پٹی باندھنی چاہی تھی۔ کہ لوگوں کو صحابہ کی تاریخ کا پتہ نہیں ورنہ ایسا ان کو بلند رتبہ نہ سمجھتے۔ حالانکہ یہ تاریخ یعنی واقعات زمانہ ہی ہیں جنہوں نے صحابہ کو اسقدر بلند مقام پر دکھایا ہوا ہے کہ وہاں تک آپ باوجود صفحوں کے صفحے سیاہ کرنے کے اپنے زور قلم کے بل پر پہنچ نہ سکے۔ تاریخ یعنی واقعات صحیحہ ہی ان دو گواہوں میں سے ایک گواہ ہے جو صحابہ کی عظمت اور بلند مرتبہ پر بآواز بلند گواہی دے رہے ہیں۔ دوسری گواہی خدا کی گواہی ہے جس پر آپ نے وجہ نمبر ۲ میں بحث کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ قرآن کریم میں خدا نے صحابہ کی عظمت اور شان پر بڑے زور سے گواہی دی ہے۔ جو افسوس ہے اور کسی جماعت کے متعلق نہیں۔ احمدی جماعت کے متعلق بھی نہیں۔ آپ کا آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم کو پیش کرنا مفید مطلب نہیں اس آیت کے تو یہ معنے ہیں کہ پیچھے آنے والوں کے معلم اور مزکی بھی آنحضرت صلعم ہی ہیں اب قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ جو آئینگے وہ فنا فی الرسول کے ایسے مقام پر ہونگے کہ ان کے اپنے نفس حکم نفی وجود کا رکھینگے۔ ان میں رجل من ابناء فارس کا ارشاد فرما کر آنحضرت صلعم نے مسیح موعودؑ کو ایک خاص خصوصیت عطا فرما دی یعنی ان خلفاء اور بروز کامل لوگوں میں سے مسیح موعودؑ کو ایک نمایاں مقام حضورؐ نے عطا فرمایا۔ اور مسیح موعودؑ کے واسطے ان کی جماعت بھی خاص طور پر آخرین منھم میں ممتاز ہو گئی۔ ورنہ آخرین میں تو سبھی پیچھے آنیوالے لوگ شامل ہیں۔ کیا احمدی جماعت کے سوا تمام مجددین کی جماعتوں کا معلم اور مزکی آنحضرت صلعم کے سوا کوئی اور ہے۔ ہرگز نہیں۔ جو کچھ فیض مجددین کے ذریعہ جماعت کو ملتا ہے وہ درحقیقت آنحضرت صلعم ہی کا فیض ہے جو بالواسطہ مل رہا ہے۔ پس باوجود آنحضرت صلعم کے تمام امت کے معلم اور مزکی ہونے کے جو تزکیہ صحابہ کا نظر آتا ہے وہ ہمیں اور کسی جماعت میں نظر نہیں آتا۔ اور بات بھی درست ہے کہ براہ راست جو فیض کسی شخص کی صحبت میں مل سکتا ہے وہ بالواسطہ ملنے میں کمزور پڑ جاتا ہے سورج کی روشنی جو براہ راست اثر دکھاتی ہے وہ کسی شیشہ میں سے منعکس ہو کر نہیں دکھا سکتی یہ میں مانتا ہوں کہ جتنا بڑا شیشہ ہوگا اتنا ہی اس کا انعکاس زیادہ ہوگا۔ مگر پھر بھی جو بات آفتاب کی براہ راست روشنی میں پیدا ہوتی ہے وہ بالواسطہ نہیں پیدا ہوتی۔ اسی طرح جتنا بڑا مجدد ہوگا اس کی استعداد اور شان کے مطابق فیضان محمدی کا بھی انعکاس ہوگا۔ مگر خواہ کتنا ہی عظیم الشان انعکاس ہو جو فیض براہ راست صحبت میں بیٹھنے والوں پر ہو سکتا ہے وہ بالواسطہ پانے والوں کو نہیں ملسکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے جسکا انکار نہیں ہو سکتا۔ پس اس آیت سے صرف اتنا نکلا کہ احمدی جماعت کے معلم اور مزکی آنحضرت صلعم بالواسطہ ہیں۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ یہ بالواسطہ فیض پانے والی جماعت بلاواسطہ فیض پانے والی جماعت کے برابر اپنے علو مرتبت میں پہنچ جائے گی محض کسی جماعت کا کسی نبی کے فیض کے زیر اثر ہونا اس کے علو مرتبت پر دلیل نہیں جب تک واقعات یہ ثابت نہ کر دیں کہ وہ جماعت فیض کو قبول کرنے والی ثابت بھی ہوئی۔ اور کچھ کرکے دکھا گئی۔ حضرت موسیٰ سے براہ راست فیض پانے والی جماعت آخر جیسی ناکارہ ثابت ہوئی وہ قرآن سے ظاہر ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ سے براہ راست فیض پانے والی باوجود اپنی زبان سے انصار اللہ ہونے کا دعویٰ کرکے پھر جس قسم کی نکمی ثابت ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔ واقعات نے بتلا دیا کہ ان پر فیضان نبوت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اسی لئے قرآن نے یہ دعا سکھائی کہ ربنا واٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد۔ اے ہمارے رب ہمارے ساتھ وہ تمام وعدے پورے فرما جو تو نے اپنے رسولوں سے وعدے کئے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کیجیو بے شک تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ کیا عجیب و غریب جماعت کی ترقی کے لئے دعا سکھائی۔ اس دعا میں

بتلا دیا کہ ایک جماعت جو یہ چاہتی ہے کہ وہ ان تمام وعدوں کی مصداق بنے جو کسی رسول سے اللہ تعالےٰ نے کئے ہیں تو وہ یہ سمجھ لے کہ خدا تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ لہٰذا اگر کسی جماعت سے کوئی الٰہی وعدہ پورا نہ ہو تو یہ اس جماعت کی کمزوری کی وجہ سے ہوگا۔ اور اس جماعت کی یہ کمزوری نہ صرف اس دنیا میں ہی محرومی کا موجب ہوگی بلکہ قیامت میں بھی رسوائی کا سبب ہو جائیگی۔ پس اس امر کو مدنظر رکھکر دعا کرتے رہو کہ مولا ایسی توفیق ہمیں دے کہ تیرے سب وعدے ہم سے پورے ہوں ایسا نہ ہو کہ ہماری کمزوری سے ہمیں رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے۔ پس اگر کسی جماعت سے جو کسی رسول کے فیضان کے زیر اثر ہو کچھ خدائی وعدے ہوں تو وہ مقام فخر نہیں جب تک واقعات عالم یہ ثابت نہ کر دیں کہ وہ جماعت رسول کے فیض سے اثر پذیر بھی ہوئی اور خدا کے وعدے اس جماعت کے ساتھ سب پورے بھی ہو گئے۔ یا خدا خود گواہی دیدے کہ اس جماعت نے اپنی قربانی کو پورا کر کے دکھایا اور خدا اس جماعت سے راضی ہو گیا صحابہ کے متعلق تو واقعات عالم نے گواہی دیدی کہ وہ جماعت بے نظیر طور پر اپنے رسول کے فیض سے فیضیاب ہو کر ان تمام وعدوں کی وارث ٹھیری جو خدا نے اپنے رسول سے کئے تھے اور خود خدا نے گواہی دی کہ صحابہ کی جماعت نے اپنی نذر کو پورا کر دکھایا۔ سنو قرآن کریم میں خدا کیا گواہی دیتا ہے ﴿وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا مِّنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ﴾ یعنی صحابہ میں سے کچھ تو وہ لوگ ہیں جو اپنی قربانیاں کر کے اپنی نذر کو پورا کر گئے اور باقی جو ہیں وہ ہمہ وقت منتظر ہیں کہ کب موقعہ ملے اور کب وہ اپنی قربانی ادا کریں۔

پھر قرآن کریم میں آتا ہے (محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا) محمد صلعم اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابلہ میں بڑے مضبوط آپس میں نہایت ہمدرد تو انہیں دیکھے گا کہ خدا کے آگے جھکے ہوئے اور فرمانبردار ہر وقت اللہ ہی کے فضل اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈتے ہوئے پھر قرآن میں انکو خوشنودی مزاج کی سند اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے۔ سنئے (والسٰبقون الاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لھم جنٰت تجری تحتہا الانہٰر خٰلدین فیہا ابدا ذٰلک الفوز العظیم۔ اور سابقین اولین مہاجرین اور انصار اور وہ لوگ جو ان کے بعد خلوص دل سے داخل ایمان ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ نے ان کے لئے جنت کے باغ تیار کر رکھے ہیں جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور جن میں وہ ہمیشہ رہینگے بڑی کامیابی ہے۔

اب فرمایئے ایک طرف تو واقعات عالم صحابہ کی بے نظیر کامیابی پہ گواہی دے رہے ہیں۔ دوسری طرف ان کے ایمان اور اعمال صالحہ اور مقام قرب پہ خود خدا تعالےٰ گواہی دے رہا ہے اور انکے خدمات دینیہ اور اخلاص اور اعمال صالحہ کو پرکھ کر رضی اللہ عنہم کا سارٹیفکیٹ انہیں مرحمت فرماتا ہے گویا خدا کی فعلی اور قولی دونو شہادتیں انکے حق میں ہیں اب احمدی جماعت کو لو تو واقعات عالم تو ابھی کیا گواہی دینگے ابھی کام ہی بہت کم ہوا ہے اور بہت کچھ کرنا باقی ہے دوم جو کچھ ابھی تک کیا جا چکا ہے اس کے متعلق کوئی علم نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کی کیا وقعت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو قطعاً کوئی الہام نہیں ہوا کہ احمدی جماعت سے اللہ راضی ہو گیا۔ ان کے اپنے متعلق تو "عبدالقادر رضی اللہ عنہ" کا الہام ہوا یعنی خود ان سے تو خدا راضی تھا۔ مگر جماعت کے متعلق قطعاً معلوم نہیں کہ خدا کی نگاہ میں اس کا کیا مقام ہے۔ پھر خود بخود اپنے اوپر ناز اور فخر کرنا کہانتک درست ہو سکتا ہے۔ یہ خوف کا مقام ہے اور برے آثار ہیں جو اپنی بڑائی کا خیال دماغ پر مستولی ہونے لگا ہے۔ خدا تعالےٰ کا ارشاد اس خود پسندی پر سن لو۔ (الم تر الی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا ۔ انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب وکفیٰ بہٖ اثما مبینا)۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو خود بڑے مقدس بنتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور وہ ایک ریشہ کے برابر بھی ظلم نہیں کئے جاتے۔ دیکھ کسطرح اللہ پہ جھوٹ باندھتے ہیں اور یہی کھلا گناہ کافی ہے یعنی تزکیہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ماتحت اللہ تعالےٰ کے فضل کے نیچے اپنے آپ کو لے آتے ہیں وہی جناب الٰہی سے تزکیہ پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کے حق کو ضائع نہیں کرتا۔ مگر جو خود اپنے منہ سے مقدس بنتے ہیں اور نحن ابناؤ اللہ واحباؤہ کے مدعی بن کر اپنے فرضی تقدس کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کہ گویا خدا نے ان کے مقدس ہونے کی پہلے سے ہی سند دے رکھی ہے۔ وہ درحقیقت خدا پہ افترا کرتے ہیں اور ان مقدس بننے والوں کے خلاف تو یہی کھلا گناہ کافی ہے کہ اپنے آپ کو مقدس بتلاتے ہیں اور اپنے تقدس کو خدا کی طرف منسوب کر کے افترا علی اللہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ۔ پس اپنا تقدس نہ جتایا کرو۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون بڑا متقی ہے۔ معلوم ہوتا ہے میاں صاحب کو فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ کا قرآنی ارشاد سیرۃ المہدی لکھتے وقت یاد نہ رہا۔ ورنہ یوں صفحوں کے صفحے سیاہ نہ کرتے۔ یہ سچ ہے کہ آج تمام عالم اسلامی میں اگر کوئی جماعت حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی روح اپنے اندر رکھتی ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس کا اصل الاصول دین کو دنیا پہ مقدم کرنا ہے۔ اور جو صحابہ کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ مگر یہ کہنا بہت بڑی جرات بلکہ سخت غلطی ہے کہ وہ ان تمام مدارج سلوک کو طے کر گئی جو صحابہ کرام نے طے کئے تھے اور ان تمام قربانیوں کو ادا کر گئی جو صحابہ نے کر کے دکھائے۔ منزل مقصود ابھی بہت دور ہے۔ البتہ ان بزرگوں کے نمونے ہمارے پیش نظر ہیں جن پہ چلنے کی ہم اپنے مولا سے دعا کرتے ہیں ہمیں اپنے امام حضرت مسیح موعود کا ارشاد یاد ہے جو انہوں نے صحابہ کے متعلق فرمایا اور وہ کافی ہے فرماتے ہیں:۔

"ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتے" (ازالہ اوہام جلد اول)

پھر الحکم ۲۹ جلد ۲ میں مولوی عبدالکریم صاحب کا خط پڑھو۔ لکھتے ہیں "ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو حضرت امام (مرزا صاحب) کی محبت میں فنا شدہ ہیں آپ (مرزا صاحب) کی خدمت میں عرض کیا کہ کیوں نہ ہم آپ کو مدارج میں شیخین (حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب مانیں اللہ اللہ اس بات کو سنکر حضرت اقدس کا رنگ اڑ گیا۔ اور آپ کے سراپا پر عجب اضطراب اور بیتابی مستولی ہو گئی۔ میں خدائے غیور قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس گھڑی نے میرا ایمان حضرت اقدس کی نسبت اور بھی زیادہ کر دیا۔ آپ نے چھ گھنٹہ کامل تقریر فرمائی اس سارے مضمون میں آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے محامد اور فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برداری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جناب شیخین علیہما السلام کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں (صحابہ) کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدا تعالےٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہیں سکتا۔ کب دوبارہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقعہ ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا"۔

اخیر میں میں میاں صاحب موصوف سے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محض حضرت مسیح موعودؑ کی عزت اور احمدی جماعت کی عزت کی خاطر میں نے ان کی اس کتاب پر تنقید کی ہے۔ ہماری عزت اسی میں ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق فاضلہ کا اظہار کریں اور بتلائیں کہ ہماری جماعت کسطرح اپنے بزرگوں کی عزت کرتی اور ان کے نقش قدم پر چلنا اپنا فخر سمجھتی ہے نہ کہ بالمقابل تقدس کی مدعی ہے۔

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

(ختم شد)

لالہ سے پنڈت بن گئے

جنم شتابدی منعقدہ ٹنکارا کے موقعہ پر ٹنکارا کے ایک لالہ پوپٹ لال صاحب نے اپنے آپکو سوامی جی کا رشتہ دار جتا کر آریہ سماج ٹنکارا کی سکرٹری شپ کا عہدہ حاصل کر لیا ہے جلسہ میں انہوں نے سوامی جی کے ساتھ اپنا رشتہ ظاہر کرنے کے لئے اپنا ایک شجرہ نسب بھی بیان کیا تھا۔ پہلے پہلے جب آریہ اخبارات میں ٹنکارا کی جنم شتابدی کے حالات شائع ہوئے تو سوامی جی کے اس نئے رشتہ دار کو "لالہ پوپٹ لال" لکھا جاتا تھا مگر اب انہوں نے "پنڈت پوپٹ لال" لکھنا شروع کر دیا ہے کیوں نہ ہو سوامی جی کے رشتہ دار جو ٹھیرے کچھ نہ کچھ تو انکی عزت افزائی ہونی چاہیئے ابھی تو خیر سے لالہ سے پنڈت بنے ہیں ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مسلمانو! سندھ کی خبر لو

سندھ میں شدھی کا حملہ شروع ہو گیا

سندھ میں ایک نومسلم قوم رہتی ہے جسکو سنجوگی کہتے ہیں۔ انکی تعداد تقریباً ۲۰ ہزار ہے۔ گو یہ قوم کہنے کو تو مسلمان ہے مگر اس کے اندر ملکانوں کی طرح کثرت سے ہندو رسم و رواج پائے جاتے ہیں۔ گائے اور برہمن کی عزت کرتے ہیں۔ کئی چوٹی بھی رکھتے ہیں اور بعض مقامات پر نام بھی ہندوانہ ہیں۔ چند ماہ سے آریہ سماج نے ان کے اندر کام شروع کیا ہوا ہے پہلے تو سناتن دھرمی آریہ سماجیوں کے خلاف تھے۔ مگر اب وہ بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اب دونوں گروہوں نے ملکر پورے زور کے ساتھ حملہ شروع کیا ہے اور کئی جگہ پر انہیں کامیابی بھی ہوئی ہے۔ سنجوگیوں کے علاوہ کوسیوں۔ میگھموں اور چاروں کو دھڑا دھڑ شدھ کیا جا رہا ہے اگر یہی رفتار جاری رہی تو پھر سنجوگیوں کی بھی خیر نظر نہیں آتی۔ دشمن نہایت مستعدی سے کام کر رہا ہے۔ بھولے بھالے مسلمان یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ چلو آگرہ اور اس کے گرد و نواح میں شدھی کی لہر اٹھی تھی۔ اب وہ مدہم ہو گئی ہے۔ اب کسی قسم کا فکر نہیں۔ کاش انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمن ہندوستان کے تمام حصوں میں نہایت خفیہ طریق پر شبخون مار رہا ہے۔ اس نے ان علاقہ جات پر حملہ شروع کر رکھا ہے جتنے مسلمان بالکل غافل پڑے ہیں۔ دشمن اپنی فوج کو ان تمام ضروری آلات حرب سے جو اس جنگ کے لئے جو ہندوستان میں ہو رہی ہے درکار ہیں لیس کر لیا ہے مگر ایک ہم ہیں کہ جن سے سوائے اس ہنگامی جوش و خروش کے جو آگرہ کی شدھی کے موقعہ ظاہر ہوا تھا ابھی تک کچھ بھی بن نہیں آیا۔

اے وہ لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو۔ تم کب تک محو تماشا رہو گے تمہیں کیا خبر ہے کہ دشمن نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور اب تم اس کے نرغے میں ہو۔ تم کس منحوس دن کا انتظار کر رہے ہو۔ تمہارے قوائے عمل کیوں شل ہو چکے ہیں؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ زندہ رہو۔ کیا تمہیں یہ خواہش نہیں کہ اسلام کے نام لیوا ہندوستان کی اس سرزمین پر رہیں جس پر تمہارے آبا و اجداد نے صدیوں تک حکومت کی ہے۔ کیا تمہاری یہی مرضی ہے کہ تم اس ملک میں اسی قوم کے محکوم ہو کر رہو جس پر تم حاکم رہ چکے ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس سرزمین سے نکال دئے جاؤ جسکو تمہارے بڑوں نے بزور شمشیر فتح کیا تھا؟ اگر نہیں تو پھر کیوں خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ کیوں میدان عمل میں آکر دشمن سے نبرد آزما نہیں ہوتے۔ یاد رکھو کہ اس وقت ہندوستان میں اسلام کا قافلہ سخت خطرہ میں ہے اس کو ایسے سپاہیوں کی ضرورت ہے جو شب خون مارنے والے دشمنوں سے اس کی حفاظت کر سکیں۔ دشمن کی طرف سے جارحانہ جنگ ہو رہی ہے اگر تم جارحانہ کاروائی نہیں کر سکتے تو خدارا مدافعانہ کے لئے تو اپنے آپ کو تیار کرو۔ اگر تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر تمہاری تباہی و بربادی میں کیا شک ہے۔

پنڈت دھرم بھکشو اور نیوگ

اخبار اہلحدیث کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے:۔

آریہ مسافر دہلی کے ایڈیٹر پنڈت دھرم بھکشو اس (نیوگ) کی حمایت میں سر سے پیر تک کا زور لگا رہے ہیں۔ ان کا کوئی پرچہ ایسا نہ ہوگا جس میں نیوگ کے متعلق مہاشہ جی کی تحریر نہ ہو مگر آج تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ مہاشہ جی اس کے عامل بھی ہیں؟ یا صرف زبانی جمع خرچ سے ہی کام لیتے ہیں:

(اہلحدیث ۲۶ فروری ۱۹۳۲ء)

چونکہ نامہ نگار صاحب اس بات کے معلوم کرنے کے متمنی معلوم ہوتے ہیں کہ آیا پنڈت دھرم بھکشو نیوگ کے عامل ہیں یا نہیں؟ اس لئے ہم انکو بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ بات تو ہمیں بھی تحقیق معلوم نہیں کہ آیا پنڈت صاحب خود بھی عامل ہیں یا نہیں۔ ہاں ہم اتنا جانتے ہیں کہ ۱۹۲۲ء میں قصبہ بھون ضلع کانگڑا میں مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کے ساتھ پنڈت صاحب کا ایک مناظرہ مسئلہ نیوگ پر ہوا تھا جس میں ایک سوال کے جواب میں پنڈت صاحب نے فرمایا تھا کہ "ہاں میں نے ایک نیوگ کروایا ہے"۔ ہمیں تو اس قدر معلوم ہے اگر نامہ نگار صاحب کو ان الفاظ کی مزید تشریح کی ضرورت ہو تو پنڈت صاحب سے خط و کتابت کریں۔

مژدہ

ناظرین پیغام صلح نوٹ فرمالیویں کہ مختلف نمبروں کے پرچہ جات ۱۹۱۳ء سے جو کہ اخبار کا ابتدائی سال ہے۔ دفتر اخبار سے پانچ پیسے فی پرچہ کی قیمت سے مل سکتے ہیں۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو دفتر سے خط و کتابت کریں۔

(منیجر)

عالم اسلام

مجلس اقوام کو ترکوں کا جواب

لندن ۷ر مارچ۔ ٹائمس کے قسطنطنیہ کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ ترکوں نے لیگ اقوام کی اس دعوت کو مسترد کر دیا ہے جو انہیں انگریزی عراقی معاہدہ کی مجلس میں پیش ہونے کے وقت اپنا نمائندہ بھیجنے کے لئے دی گئی تھی۔ ترکوں نے یہ عذر کیا ہے کہ ہمیں معاہدہ کی شرائط کا کوئی علم نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ ہمیں کوئی بات اپنے نقطۂ خیال کو بدلنے کی ترغیب نہیں دے سکتی

برطانی سفیر کی انگورہ کو روانگی

رگبی ۸ر مارچ۔ سر اطلنڈ نے سے برطانی سفیر کل سہ پہر کو قسطنطنیہ سے انقرہ کو روانہ ہوئے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ دیگر معاملات کے ساتھ ساتھ اس سوال پر بھی بحث کرینگے جو قسطنطنیہ میں لڑکیوں کے انگریزی ہائی سکول کو بند کر دینے سے پیدا ہو گیا ہے۔ انقرہ سے قسطنطنیہ واپس آنے پر ان کا ارادہ لندن جانے کا ہے۔

برطانی سفیر قسطنطنیہ لندن بلا لیا جائیگا

گبی ۹ر مارچ۔ لاکر لیمپسن نائب وزیر خارجہ نے بیان کیا ہے کہ ۲۸ فروری کے بعد سے جبکہ برطانوی سفیر انقرہ سے واپس قسطنطنیہ آیا تھا کوئی اور گفت و شنید بدامن تصفیہ سرحد موصل کے متعلق برطانوی اور ترکی حکومتوں کے مابین نہیں ہوئی ہے حکومت برطانیہ بہت ہوشیاری کے ساتھ ان ہدایات پر غور کر رہی ہے جو اپنے سفیر قسطنطنیہ کو دیجائیں۔ اور یہ طے پا چکا ہے کہ سفیر مذکور بغرض مشورہ یہاں آئے۔

تطوان پر مجاہدین کی پر زور گولہ باری

طنجہ ۵ر مارچ چند روز سے تطوان کے گرد و نواح میں نہایت خونریز جنگ جاری ہے اس تیز و تند جدال و قتال کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ تطوان کے تمام شفاخانے ہسپانوی زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ ہسپانوی افواج اب جارحانہ پیش قدمی کے ارادے سے باز آکر شہر کے جنوب مغرب کی ایک پہاڑی کا محاصرہ کریں گی۔ جس پر ریفی افواج ۔۔۔۔ نے ایک توپخانہ چھپا رکھا ہے اور یہ توپخانہ کئی روز سے تطوان پر گولہ باری کر رہا ہے۔ ہسپانوی افواج کا ارادہ ہے کہ اس پہاڑی کا محاصرہ کرکے پہاڑی کے اوپر کی ریفی سپاہ کو آب و دانہ روک کر فاقوں سے ہلاک کر دیا جائے۔ اور فرانسیسیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے مشرونہ کے وہ تمام کھوئے ہوئے مقامات پھر حاصل کر لئے ہیں۔ جن پر حال ہی میں ریفیوں نے ایک زبردست پیش قدمی کی رو میں قبضہ کر لیا تھا۔

(اسٹیٹسمین کا خاص تار)

تطوان کے نواح میں خونریز جنگ

طنجہ ۹ر مارچ۔ ایک ہسپانی دستہ جس میں ۱۵ ہزار سپاہی تھے تطوان کے جنوب مغرب میں نکلکر عین زیتون کی پہاڑیوں پر قابض ہو گیا۔ مگر ریفیوں نے اس کے آنے سے پہلے اپنی تمام توپیں جن سے وہ شہر پر گولہ باری کر رہے تھے منتقل کر دیں۔ صرف چند ریفی گرفتار ہوئے۔ گو ہسپانی فوج کے پانسو آدمی مارے گئے۔

دروزیوں کی پہلی شرط صلح آزادی ہے

لندن ۷ر مارچ۔ شام کے فرانسیسی ہائی کمشنر موسیو دو ژووینل نے اہل دروز کی شرائط صلح کو مسترد کر دیا ہے۔ جو بقول ٹائمس کے ایک بیروت کے نامہ نگار کے یہ تھیں کہ شام کو کامل آزادی دی جائے۔ اور تمام فرانسیسی فوجیں علاقہ شام سے ہٹا لی جائیں۔ ہائی کمشنر نے دروز نمائندوں سے کہا کہ ان کی شرائط خلاف عقل ہیں۔ اور انہیں بلا کسی شرط کے خود کو فرانس کے حوالہ کر دینا ضروری ہے

غازی عبدالکریم کا قیدیوں کیساتھ فیاضانہ سلوک

لندن ۳ر مارچ اخبار ٹائمس کا نامہ نگار طنجہ سے اطلاع دیتا ہے کہ غازی ابن عبدالکریم نے فرانسیسی اور ہسپانوی اسیران جنگ کے متعلق یہ اجازت دیدی کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے خط و کتابت کر سکتے ہیں اور کپڑے، دوائیں اور اشیاء خوردنی منگا سکتے ہیں۔ ایک نہایت اچھا اثر پیدا کیا ہے اگر فرانسیسی اور ہسپانوی حکام بھی اسی طرح طبی سامان ریفی قیدیوں کے پاس بھیجے جانے کی اجازت دیدیں تو اس سے عمدہ خیالات پیدا ہونگے۔ اور شاید اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ صلح ہو جائے۔

ٹرکی کا جدید قانون تعزیرات

قسطنطنیہ ۱۲ر مارچ مجلس ملی نے پرانے قانون تعزیرات کی بجائے جو نپولین کوڈ پر مبنی تھا ایک جدید قانون تعزیرات کو اختیار کیا ہے جو اطالوی قانون پر مبنی ہوگا۔

وفد خدام الحرمین مصر جا رہا ہے

سوئز ۷ر مارچ۔ ہم تمام (ارکان وفد خدام الحرمین) بخیر و عافیت ہیں اور قاہرہ جا رہے ہیں (حبیب)

ہندو دنیا

پڑھو اور عبرت حاصل کرو

شدھی سے اصل غرض کیا ہے؟

"آج سے چند ہزار سال پہلے سارے سنسار میں ویدک دھرم کا راج تھا۔ مگر آج چاروں طرف سے انار یہ مت متانتر نظر آتے ہیں۔ ایسے مت متانتروں کو ہٹا کر دنیا میں پھر نئے سرے سے شانتی اور سکھ کا دور دورہ کرنے کے لئے آریوں کے پاس شدھی کا ہی ہتھیار ہے۔ شدھی کو ہرگز نہ بھولنا چاہئے۔ اور اس فرض کو دھرم سمجھتے ہوئے ہر وقت اسکو پورا کرنے کا زبردست جذبہ دلوں میں موجزن ہونا چاہیئے"۔

(آریہ گزٹ ۱۱ر مارچ ۱۹۲۶ء)

اندر سنگھ رامداسیہ کی ہندو دھرم سے بغاوت

ضلع ہوشیارپور میں بہت سے رامداسیے آباد ہیں ان کے ایک لیڈر اندر سنگھ رامداسیہ نے اعلان کیا ہے کہ اگر ۱۲ر مارچ سے پیشتر ہندوؤں نے اسے اور اس کی قوم کو برابری کے حقوق نہ دیئے مثلاً دوسرے ہندوؤں کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنا اور کنوؤں پر چڑھنے کی اجازت تو وہ بمعہ اپنے دوستوں کے مسلمان ہو جائیگا اور ہندو مذہب کے خلاف پورے زور کے ساتھ پرچار کریگا۔ ہندو رامداسیوں کو پھاڑ کر دھڑا دھڑ ہوشیارپور پہنچ رہے ہیں اور محض چاپلوسی کی باتوں سے اسے ہندو دھرم میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کوئی مسلمان مبلغ بھی وہاں پہنچکر اسے اور اسکی قوم کو اسلام کی تبلیغ کرے۔

بالمیکی بھنگیوں میں پرچار

دیانند دلت ادھار منڈل فیروزپور کے آدھین مہاشہ رام رکھا مل جی پرچارک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب ضلع فیروزپور و ریاست فریدکوٹ کے بھنگیوں میں پرچار کر رہے ہیں۔ دیہاتوں کے بھنگی روز بروز عیسائی ہو رہے تھے۔ مہاشہ رام رکھا مل کے پرچار کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے۔ کہ بھنگی اپنے آبائی دھرم میں واپس آ رہے ہیں۔ چنانچہ ایک رپورٹ مظہر ہے۔ کہ کوٹ کپورہ کے اردگرد ۳۵ اشخاص معہ اپنے بال بچوں کے عیسائی دھرم سے واپس ہو گئے اور انہوں نے ایک اقرارنامہ تحریر کیا ہے کہ ہماری برادری میں سے کوئی عیسائی نہیں ہونگے۔

ممالک غیر میں آریوں کی سرگرمیاں

مہتہ جیمنی بی۔ اے آریہ اپدیشک نے برہما سے ایڈیٹر آریہ گزٹ کو لکھا ہے:۔

"رنگون میں ابھی میں نے چار لیکچر دئے ہیں ۔۔۔۔ میں اب مانڈلے جا رہا ہوں۔ چندر روز پرچار کرکے سیام۔ جاوا اور فجی جاؤں گا۔ کیا آپ کی سبھا یہاں کوئی اپدیشک بھیج سکتی ہے یہاں کی سماجوں میں جاگرتی اور اتساہ پیدا نہیں کر سکتی اپدیشک ایسا ہو۔ جو مشنریوں کی طرح یہاں آکر مستقل طور پر سکونت کرے برہمی بھاشا سیکھ کر اس میں لٹریچر تیار کرے۔ اور پرچار کے لئے کوئی چندہ نہ مانگے تب تو اس کا اثر اچھا رہیگا۔ ورنہ کامیابی نہ ہوگی"۔

کاٹھیاواڑ میں شدھی کی ہل چل!

بمبئی ۸ر مارچ سمی کر صاحب ویرپور کی زیر صدارت لنکارہ میں کاٹھیاواڑ کے تمام خیالات و عقائد کے راجپوتوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں طے کیا گیا کہ نجالا کے ان مسلمانوں کو اپنے طبقہ میں لینے سے انکار نہ کیا جائے جو کنٹھی کو کے جنیو پہنتے ہیں۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ صدر جلسہ نے اپنے دستخط سے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ کاٹھیاواڑ کے تمام راجپوتوں کو نجالا کے راجپوتوں کے ساتھ کھانا پینا چاہیئے۔ (تیج)

ہندو شدھی سبھا دراصل آریہ شدھی سبھا ہے

"دہلی میں ہندو مہاسبھا کے ساتھ بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کا سالانہ جلسہ ۱۳-۱۴ مارچ کو ہونے والا ہے۔ پہلے تو اس کے پردھان سوامی شردھانند جی چنے گئے تھے۔ لیکن ان کو کچھ خاص کام آ پڑنے پر اب ڈاکٹر مونجے صدر بنے ہیں۔ اس موقعہ پر اس سبھا کا سالانہ چناؤ بھی ہوتا ہے پچھلے سال شدھی سبھا راجوں اور تعلقہ داروں کے حوالے کی گئی تھی۔ تاکہ وہ اس کو مالی لحاظ سے تنگ نہ ہونے دینگے۔ لیکن یہ تجربہ فیل ہو گیا ہے۔ اور معلوم ہو گیا ہے کہ بڑے بڑے لوگ صرف پوجا اور شوبھا کے لئے تو اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن کام کرنے کے لئے مڈل کلاس کے لوگ ہی موزوں ہوتے ہیں۔ اسلئے اس سال جبکہ شدھی سبھا کے سامنے ابھی کروڑوں بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ملانے کا پرشن ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس کی باگ ذمہ دار لوگوں کے ہاتھوں میں دی جائے۔ تاکہ کچھ عملی کام ہو سکے ہمیں افسوس سے معلوم ہوا ہے کہ شدھی سبھا کی مالی حالت بھی بہت کمزور ہے اور تمام ہندوؤں کو اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ آریہ جاتی کا یہ مفید انسٹی ٹیوشن اپنا ادیش پورا کر سکے۔ شدھی سبھا کے سب پرتی ندھیوں کو اس میں حصہ لینا چاہیئے"۔ (آریہ گزٹ)

تازہ خبریں

ہندوستان

—— آل انڈیا آیورویدک کانفرنس کا سولھواں سالانہ اجلاس ۹-۱۰-۱۱ اپریل کو منعقد ہوگا۔ آنریبل پنڈت مدن موہن مالویہ نے اس کانفرنس کی صدارت منظور فرمائی ہے۔ اجلاس کانپور میں ہوگا۔

—— وزیر ہند نے شاہدرہ سے نارووال تک اور گورنمنٹ ہند نے نارووال سے امرتسر تک نئی ریلوے لائن کے بنانے کی منظوری دیدی ہے

—— کلکتہ ۶ر مارچ۔ سر جگدیش بوس ۲۰ر مارچ کو یورپ کی طرف روانہ ہو جائینگے اور اپنی تازہ تحقیقات کے متعلق وہاں بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں لیکچر دینگے۔ (فری پریس)

—— دہلی ۷ر مارچ۔ ہندو مہاسبھا کے منتخب شدہ صدر راجہ نریندر ناتھ ۱۳ر مارچ کی صبح کو دہلی پہنچ گئے۔ ہندو مہاسبھا کا اجلاس ۱۳ر مارچ کو ایک بجے شروع ہو گیا۔

—— الہ آباد۔ ۶ر مارچ۔ صوبجات متحدہ میں پلیگ کے متعلق جو تازہ ترین اعداد شائع ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صوبہ میں پلیگ سے تباہی آ رہی ہے چنانچہ ہفتہ مختتمہ ۲۷ر فروری میں ۱۲۵۱ اشخاص پلیگ کے چنگل میں گرفتار ہوئے اور ۱۰۵۹ اموات کے منہ میں چلے گئے۔ خاص جگہ جہاں پلیگ کا خاص زور ہے وہ اعظم گڈھ ہے جس میں ۳۴۲ اموات ہوئیں۔

—— پنجاب کونسل میں یکم مارچ کو لالہ گنگا رام نے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ دودھ دینے والے اور گابھن مویشیوں اور تمام گائیوں بیلوں بھینسوں اور ہل چلانے والے مویشیوں کا جنکی عمر ۱۲ سال سے کم ہو ذبح کرنا جرم قرار دیا جائے۔ جسکے ارتکاب پر دو سو روپیہ تک سزائے جرمانہ دیا جایا کرے لیکن مسلمان ممبران کی مخالفت اور وزیر زراعت کے وعدے سے کہ گورنمنٹ دودھ دینے والے اور زراعت میں مدد دینے والے جانوروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی کوشش کریگی انہوں نے یہ ریزولیوشن واپس لے لیا۔

—— ۸ر مارچ کو پنجاب کونسل کے سوراجی ممبران آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق کونسل سے باہر چلے گئے۔

—— ۴ مارچ۔ کو موضع کاٹا کاچھا ضلع لاہور میں ایک دربار منعقد ہوا جس میں ہز ایکسیلنسی جناب گورنر پنجاب نے ضلع کی جمعیت، پولیس اور محکمہ آبکاری کے ان افسروں۔ سپاہیوں اور عہدہ داروں اور نیز ایسے غیر سرکاری اشخاص کو انعامات تقسیم کئے جنہوں نے تفتیش و تحقیقات جرائم میں امداد و شرکت کی۔

—— حسن ابدال ضلع اٹک میں ۳ اور ۴ مارچ کی درمیانی شب کو آفریدیوں نے ڈاکہ ڈالا۔ پولیس نے ڈاکوؤں کا خوب مقابلہ کیا۔ طرفین کے کچھ آدمی زخمی اور ہلاک ہوئے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے لالہ لاجپت رائے کو جنیوا کی لیبر کانفرنس میں نمائندہ بنا کر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لالہ جی نے ابھی اس پیشکش کو منظور نہیں کیا

—— دہلی میونسپلٹی میں لارڈ ریڈنگ کو الوداعی ایڈریس دینے کی تحریک پیش ہونے سے رہ گئی اس لئے کہ میونسپل کمشنران کا اتفاق رائے نہیں تھا۔

—— اندور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ راجکمار اندور کو ۱۱ مارچ کو گدی پر بٹھایا گیا۔

—— ممتاز بیگم نے جس نے قتل باولا۔ اور دست برداری مہاراجہ اندور کے واقعات میں شہرت حاصل کی ہے۔ اب امرتسر کے ایک متمول سوداگر چرم مسلمان سے شادی کر لی ہے۔

—— کراچی کانگرس کمیٹی نے تعطیلات ایسٹر میں سندھ پراونشل کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— گلیانہ ضلع گجرات کے متنازعہ ہندو مندر کے متعلق ہندوؤں اور اکالیوں میں آخر فساد ہو گیا۔ طرفین کے کئی آدمی زخمی ہوئے۔

—— سردار بہادر مہتاب سنگھ گوردوارہ کمیٹی کی صدارت سے اس بنا پر مستعفی ہو گئے کہ پنتھ میں پھوٹ کا سبب اُن کا عہدۂ صدارت قبول کرنا بتایا جاتا تھا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ مسٹر اینڈریوز جنوبی افریقہ سے ۱۳ر اپریل کو واپس ہندوستان آ جائینگے۔

—— بھٹی کا سب انسپکٹر کرم الدین جو رشوت کے ایک مقدمہ میں دو سال قید کا سزا یاب ہوا تھا اپیل پر عدالت سیشن سے بری کر دیا گیا۔

—— سردار حبیب اللہ صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور میونسپلٹی کے صدر نامزد ہو گئے ہیں۔

انجمن اتحاد مسلم راجپوتاں کا جلسہ شیخوپورہ میں بصدارت راجہ طالب مہدی خاں صاحب ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ ۱۳-۱۴-۱۵ مارچ کو ہوا۔

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۹ رمضان ۱۳۴۴ھ ہجری مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۱۹

حضرت مسیح موعود کی مدح میں

(ایک مسلمان کی نظم)

حیاتِ تازۂ امت ہوا مرزا غلام احمد
مریضِ دین کی صحت ہوا مرزا غلام احمدؑ

جو دیکھی دین کی بیچارگی تو جوشِ غیرت سے
سراپا حامیٔ ملت ہوا مرزا غلام احمد

ہو عیسائی کہ موسائی سناتن آریہ برہمو
سب ادیاں کیلئے حجت ہوا مرزا غلام احمد

کیا خنزیر کو قتل اور صلیبی زور کو توڑا
پو ادر کے لئے زحمت ہوا مرزا غلام احمد

تھے ظاہرداریوں میں منہمک اکثر مسلمان جب
فہیم باطن سنت ہوا مرزا غلام احمد

اشد اعدا بھی قائل ہوگئے عزم ولیاقت کے
کچھ ایسا مظہر رفعت ہوا مرزا غلام احمد

محمدؐ کی غلامی سے کیا جو کچھ کیا حاصل
بنائے دین کی قوت ہوا مرزا غلام احمد

فدائے قوم بھی تھا حامیٔ دینِ متین بھی تھا
غرض تسکین دہِ ملت ہوا مرزا غلام احمد

شکستہ دل ہوا ہرگز نہ سب و شتمِ قوم ناداں سے
مصائب میں بھی باہمت ہوا مرزا غلام احمد

عزیزو اُس نہالِ نو کو سینچو ہاتھ سے اپنے
کہ جس کا باعثِ خلقت ہوا مرزا غلام احمد

موافق ہو مخالف ہو ہر اک کے لب پہ جاری ہے
کہ بے شک ماحیٔ بدعت ہوا مرزا غلام احمد

تہذیب اسلامی کا نتیجہ تھا۔ جنگ صلیبی کے زمانہ میں مسلمانوں میں سائینس جیومیٹری۔ الجبرا۔ فن تعمیرات۔ علم ہئیت اور طب کا بہت عروج تھا۔ شفاخانہ کا تخیل آٹھویں اور نویں صدی میں عربوں سے لیا گیا۔ اس زمانہ میں جبکہ بہت سی قومیں جاہل اور ان پڑھ تھیں مسلمانوں میں علوم اور ادب کا دور دورہ تھا۔

جمہوریت اسلام کا اصل اصول ہے

دنیا کے کسی مذہب نے جمہوریت کی تعلیم اسقدر زوروں کے ساتھ نہیں دی ہے جتنی اسلام نے اور نہ کسی مذہب میں اس پر اسقدر سختی کے ساتھ عمل کیا گیا۔ جتنا اسلام میں۔ ایک سرسری نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں سیاسی جمہوریت سے زیادہ معاشرتی جمہوریت نہی ہے۔ دین اسلام میں معبود اور عبد کے درمیان کسی توسط اور ذریعہ کا نشان تک نہیں ہے۔ اسلام ارض و ملک کی قید سے بالکل آزاد ہے۔ غیر ملکی مسلمانوں کے ساتھ یہاں اکثر جو ہمدردی اور تعلق کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس کی نوعیت سیاسی سے زیادہ مذہبی ہے۔

جعفر زٹلی کی امت میں ہلچل

۱۴ جنوری کی اشاعت میں ہم نے ایک افتتاحیہ لکھا تھا جس کا عنوان "اسلام اور آریہ سماج" تھا۔ اس مضمون میں ہم نے بدلائل ثابت کیا تھا کہ آریہ سماج نے بہت کچھ اسلام سے اخذ کیا ہے۔ اور مثال کے طور پر ہم نے اشاعت دین، مساوات، اخوت اور نکاح بیوگان کے مسائل کو پیش کیا تھا۔ اس پر جعفر زٹلی کی امت میں بہت ہلچل مچی۔ یہانتک کہ ایک مہاشہ پربلا درائے۔ بی۔ اے نے ویدک دہرم اور اسلام کے عنوان سے آریہ گزٹ میں ایک مضمون بھی لکھ ملا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آریہ سماج نے اسلام سے کچھ سیکھا ہے۔ "آریہ سماج کے سب اصول مسلمہ طور پر وید مقدس سے لیے گئے ہیں"۔ ہم مہاشہ جی سے پوچھتے ہیں کہ اور باتیں تو سب جانے دو۔ ذرا یہی بتلا دیجئے کہ آج کل آریہ سماج نے نکاح ثانی کا مسئلہ جو رائج کیا ہے یہ کونسے وید کی تعلیم ہے۔ جواب دیتے وقت اپنے مرشد سوامی دیانند کا وہ قول یاد رکھنا کہ اکھشت یونی استری اور اکھشت ویریہ مرد ویدوں کے رو سے دوسری شادی نہیں کر سکتے ہاں نیوگ کر سکتے ہیں۔

کھلی چٹھی

بنام میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

جناب میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں نے الفضل ۹ مارچ میں پڑھا ہے کہ آپ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضمون کا جواب لکھینگے اصولی طور پر ان کے اعتراضات کا رد کریں گے تو انکی غلط بیانی اور دھوکہ دہی خود ثابت ہو جائیگی میرے خیال میں بہتر ہو اگر آپ بجائے اس کے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو مضمون لکھا ہے اس مضمون کو نمبروار لیکر اسکا رد کریں تا کہ انسان خود فیصلہ کرلیں کہ مضمون کے ملاحظہ میں ادھر کی کوئی بات نہ ہو تاکہ جواب پڑھنے والے کی طبیعت بیزار نہ ہو (فضل الدین [illegible])

اسلامی تہذیب وتمدن

مسٹر اے۔ آر مدلیر کا فاضلانہ لیکچر

"انجمن ہلال" (مدراس) کے تیسرے سالانہ اجلاس میں جو زیر صدارت آنریبل خان بہادر محمد عثمان صاحب منعقد ہوا تھا مسٹر اے۔ آر۔ اسوامی مدلیر نے "اسلامی تہذیب وتمدن" پر ایک نہایت فاضلانہ لیکچر دیا ہے۔ جس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں:۔

ہندوؤں کو تہذیب اسلامی کا مطالعہ کرنا چاہیئے

لیکچر کی ابتدا کرتے ہوئے فاضل لیکچرار نے کہا کہ آج کل وقت ایسا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کو اسلامی تہذیب وتمدن کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قدرت نے ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں کو اکٹھا رکھدیا ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ کے لئے یہ دونو قومیں اکٹھی رہتی رہیں گی۔ اس لئے ہندوؤں کو یہ لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے مذہب کی اہمیت وحقیقت کو سمجھیں اور اسی طرح مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ہندو بھائیوں کے تہذیب وتمدن کا مطالعہ کریں بہت سی غلط فہمیوں کا سبب یہ ہے کہ یہ دونو قومیں ایکدوسرے کی تہذیب وتمدن سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔

اسلام ایک نہایت شاندار ماضی رکھتا ہے

اسلام ایک مذہب ہے جو اپنے ساتھ نہایت شاندار روایات اور ایک درخشاں ماضی رکھتا ہے اور جس پر مسلمان بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب ایک بہت پرانی تہذیب ہے۔ جس نے دنیا کے تہذیب وتمدن پر ایک بہت گہرا اثر ڈالا ہے اکثر کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ لیکن جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ اگر پیغمبر اسلام اور ان کی مختصر سی جماعت کے ابتدائی حالات کا مطالعہ کریں اور ارشادات نبوی پر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ تلوار کا جابرانہ استعمال تعلیمات اسلامی سے بالکل خارج ہے اور مذہب کی اشاعت تلقین و ترغیب سے کی جاتی تھی۔

اسلام میں عورت کا درجہ

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کا کوئی درجہ نہیں ہے لیکن اگر وہ تعلیم اسلام کا بغور مطالعہ کریں تو وہ دیکھیں گے کہ عورت کا درجہ اسلام میں کسقدر بلند ہے پیغمبر اسلام کی صاحبزادی خود عورتوں کے لئے ایک نمونہ تھیں عورتوں کو وراثت کا پورا حق حاصل ہے برعکس اس کے ہندو قوانین میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

علوم اسلامی کا عروج

پانچویں اور چھٹی صدی میں تہذیب اسلامی کا بہت عروج تھا اور اس زمانہ میں مغربی تہذیب کا جو کچھ نشو ونما ہوا وہ اسی [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴/ ۹ رمضان ۱۳۴۵ھ نمبر ۱۹

ایک اعتراض کا دندان شکن جواب

"مثیل مسیح خود مسیح کی توہین نہیں کر سکتا"

(ایک احمدی کے قلم سے)

محکمہ نہر ضلع ڈیرہ غازی خاں کے ایک سگنیلر بابو محمد عبداللہ صاحب کچھ عرصہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر رہے تھے اور اب بہت کچھ سلسلہ کے قریب آ چکے تھے بلکہ بموجب ان کے اپنے قول کے عنقریب ہی بیعت میں داخل ہونیوالے تھے کہ ایک مولوی صاحب نے انہیں یہ شبہ ڈالدیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعض کتابوں میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ایک خط میں حضرت صاحب کی بعض عبارتوں کا حوالہ دیکر لکھا تھا کہ اگر اس الزام سے جو مولوی صاحبان حضرت مجدد وقت پر لگاتے ہیں۔ آپ کی بریت ثابت کر دیجائے تو وہ سلسلہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اسی الزام کے جواب میں ہمارے سلسلہ کے ایک احمدی نے یہ مضمون لکھا ہے جسکو ہم یہاں اس لئے شائع کرتے ہیں کہ جو لوگ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان کو اس سے فایدہ پہنچے۔

(مدیر)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ حضرت مسیح علیہ السلام سے مماثلت کا تھا اور مماثلت بھی اس کمال کی کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا نام ابن مریم ہی قرار پایا گویا پہلے ابن مریم میں اور آپ میں اسقدر شدید مماثلت ہے کہ مجازاً ایک کا نام دوسرے کو دیدیا گیا۔ خود حضرت مرزا صاحب نے بار بار اپنی تحریروں میں ارشاد فرمایا کہ مسیح ابن مریم اور آپ میں اسقدر شدید مماثلت ہے اور ان کی اور آپ کی روح میں اسقدر شدید اتصال ہے کہ گویا روحانی طور پر وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۶-۲۴۱-۲۴۲-۳۴۶ -ایک حوالہ نقل بھی کر دیتا ہوں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں "اور میرے پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی حضرت عیسٰے کو اسکی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی امت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پا کر زمین پر اپنا قایم مقام اور شبیہ چاہا جو اس کا ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وہی ہو۔ سو اس کو خدا تعالٰے نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کیا اور اس میں مسیح کی ہمت اور سیرت اور روحانیت نازل فرمائی اور اس میں اور مسیح میں بشدت اتصال کیا گیا گویا وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنائے گئے اور مسیح کی توجہات نے اس کے دل کو اپنا قرارگاہ بنایا اور اس میں ہو کر اپنا تقاضہ پورا کرنا چاہا۔ پس ان معنوں سے اس کا وجود مسیح کا وجود ٹھہرا"

اس عبارت کے ہوتے ہوئے پھر مولویوں کا حضرت مرزا صاحب کو یہ الزام دینا کہ معاذاللہ انہوں نے خدا کے نبی حضرت عیسٰی السلام کی اپنی تحریروں میں توہین کی ہے کسقدر غلطی اور افترا ہے جس کے ساتھ اسقدر شدید مماثلت ہے اس کی توہین کرنا تو دوسرے لفظوں میں خود اپنی توہین کرنا ہے جو کوئی شخص بھی نہیں کرتا پھر حضرت مرزا صاحب کسطرح کر سکتے تھے انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم یا فتح مسیح کے حوالے جو پیش کیا ہے وہ زبان حال سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست۔ اگر اس میں سخن شناسی اور نکتہ رسی ہوتی تو ایسی فاش غلطی نہ کرتا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ مباحثات مذہبی میں حق و باطل میں امتیاز کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہوتا ہے کہ فریق مخالف کے مسلمات پر جرح و تنقید کر کے اس کی غلطیاں جتلائی جائیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہر دو فریق ایک ہی چیز پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر دونو فریق اسی چیز کو دو مختلف حیثیتوں سے مانتے ہیں اس لئے اگر ایک فریق اسی چیز کی اس حیثیت پر جرح و تنقید کرے جو دوسرے فریق کے نزدیک مسلم ہے تو اسے اس چیز کی توہین نہیں کہتے۔ مثلاً خدا پر ایمان لانا سب مذاہب میں مسلّم ہے۔ آریہ بھی مانتے ہیں۔ عیسائی بھی مانتے ہیں مسلمان بھی مانتے ہیں۔ مگر تینوں مذہب خدا کی مختلف حیثیتیں قائم کرتے ہیں آریہ تو کہتے ہیں کہ خدا مادہ اور روح کا خالق نہیں۔ اس میں رحم مطلق نہیں۔ وہ ایک وقت تک روحوں کو نجات دیکر پھر انہیں آواگون کے چکر میں ڈالدیتا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ باپ بیٹا روح القدس ملکر خدا بنا۔ پھر خدا عورت کے پیٹ میں داخل ہو کر مسیح کی شکل میں دنیا کو نظر آیا۔ اور انسان کے لئے ماریں کھا کھا کر صلیب پر چڑھا۔

مسلمان کہتے ہیں کہ خدا کی ذات اِن تمام مذکورہ بالا نقصوں اور عیبوں سے پاک ہے جو آریہ اور عیسائی اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا صفات کو جو عیسائی اور آریہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ خود انہیں بُرا نہیں سمجھتے۔ ان کی بُرائی سمجھانے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا وہ نقشہ جو ان کے نزدیک مسلّم ہے ان کے سامنے پیش کر کے اس پر جرح کی جائے تا اُن کو اپنے مسلّمات کی غلطی کا علم ہو۔ مثلاً آریہ کو یوں کہا جائے کہ تمہارے خدا نے جب مادہ اور روح کو پیدا نہیں کیا تو اس کا کیا حق ہے کہ اُن پر حکومت کرے۔ یہ سراسر زبردستی اور ظلم اور جبر ہے جو وہ اُن پر حکومت کر رہا ہے۔ ایسا ظلم کوئی منصف آدمی روا نہیں رکھ سکتا۔ اور خدا عملوں کے برابر تول تول کر جو نتایج اور ثمرات دیتا ہے اور اپنے کرم و فضل سے نجات کو دائمی طور پر عطا نہیں کرتا۔ بلکہ لوگوں کو ان کے عملوں کے کرایہ کے برابر اپنے مکتی خانہ میں رکھتا ہے اور جب کرایہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر انہیں نکال کر باہر کرتا ہے تو گویا خدا کیا ہوا خاصہ بنیا ہوا کہ ترازو باٹ ہر وقت تیار رکھتا ہے۔ اور اپنے بخل کی وجہ سے کسی پر ذرا بھی انعام اور بخشش کرنا نہیں جانتا۔ اور عیسائیوں کو یوں کہا جائے کہ تمہارا خدا خاصہ مثلث خدا ہوا اور عجیب خدا ہوا کہ عورت کے پیٹ میں نوماہ خون حیض سے پرورش پا کر پیدا ہوا اور ماریں کھاتا ہوا صلیب پر کھینچا گیا تو اگر کوئی خوش فہم یہ کہے کہ یہ خدا کی سخت توہین کی گئی ہے تو فرمائیے کہ سوا اس کے کہ اس شخص کے عقل و فہم پر گریہ وزاری کی جائے اور کیا کیا جائے۔ یہ خدا کی توہین نہیں بلکہ فریق مخالف کے مسلمات پر تنقید ہے۔ مگر ہمارے علماء کا خدا بھلا کرے انہیں اپنی ضد اور تعصب کے آگے عقل اور فہم سے کام لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ حضرت مرزا صاحب پر کسی طرح اعتراض کرنے کا موقعہ ملے۔ اس خواہش کے آگے عقل و خرد انصاف اور دیانت سب کو جواب دینے کو تیار ہیں حضرت مرزا صاحب نے جب عیسائیوں کی بدکلامی اور گندہ دہنی اور آنحضرت صلعم کی رات دن کی توہین سے دق آکر عیسائیوں کے خدا یسوع پر ان کے مسلّمات کے رو سے جرح و تنقید کی تو تمام مولوی چلا اُٹھے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے اور یہ صرف اسلئے کہ کسی طرح حضرت مرزا صاحب سے لوگوں کو بدظن کیا جائے۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب سے قبل ان کے اپنے مسلّم بزرگ علما اور اکابر اہل سنت اسی قسم کی تنقید یسوع پر کر چکے تھے۔ ان میں سے دو بزرگوں کے صرف چند حوالے بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں۔ مولانا آل حسن صاحب "استفسار" میں تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) "حضرت عیسٰی اپنے مخالفوں کو کتا کہتے تھے اگر ہم بھی ان کے مخالفوں کو کتا کہیں تو دینی تہذیب و اخلاق سے بعید نہیں بلکہ عین تقلید عیسوی ہے۔" (صفحہ ۹۸) (یہ حضرت عیسٰے کی تہذیب و اخلاق پر حملہ ہے۔ ناقل)۔

(۲) "حضرت عیسٰے نے دریافت کر لیا ہوگا کہ آج کی رات میری گرفتاری کی تدبیر ہے اور حواریوں کو بھی دیکھا تھا کہ یہ دل کے بہت بودے ہیں۔ سو فرمایا کہ جب میری گرفتاری کے واسطے لوگ آویں گے تم یقیناً مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے۔ سو ایسا ہی ہم نے بہتیرے دانشمندوں کو کہتے اور ان کو سچا ہوتے دیکھا ہے۔" (استفسار صفحہ ۱۳۲)۔ (اس میں حضرت عیسٰی کی پیشگوئیوں کو محض چالاکی قرار دیا ہے۔ ناقل)

(۳) "کلیتہً یہ بات ہے کہ اکثر پیشگوئیاں انبیائے بنی اسرائیل اور حواریوں کی ایسی ہی ہیں جیسے خواب اور مجذوبوں کی بڑ۔" (صفحہ ۱۳۴)۔ (انبیائے بنی اسرائیل پر حملہ ملاحظہ ہو۔ ناقل)

(۴) "حضرت عیسٰی کا معجزہ احیائے میت کا بعضے سجان متی کیتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا کہ اُٹھ کھڑا ہو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور سانپ کو نیولے سے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا اور بعد اس کے سب ٹکڑے اس کے برابر رکھکر تو بنی بجائی وہ جی اٹھا اور اچھا بھلا ہو گیا اور منتر سے جھاڑ پھونک کر کے دیو بھوت کو دفع کرنا اور بعضی بیماریوں سے چنگا کرنا یہ تو سینکڑوں سے ہوتے دیکھا ہے۔" (صفحہ ۲۳۶) (کیا معجزوں کی مٹی پلید کی ہے۔ ناقل)

(۵) "ایک آدمی حضرت عیسٰے کے وقت میں دیو بھوت جھاڑتا تھا اور نہ وہ نبی تھا اور نہ عیسٰی کا شاگرد۔ اب بتایئے کہ مابہ الفرق حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی کے معجزوں اور ساحروں اور نجومیوں اور راماموں کے کاموں میں کون چیز ہے" (صفحہ ۲۴۷)۔ (حضرت موسٰی اور عیسٰے کو ساحروں اور نجومیوں اور اماموں میں ملا دیا۔ ناقل)

(۶) "ان (پادری صاحبان) کا اصل دین و ایمان آخر یہ ٹھیرا ہے کہ خدا مریم کے رحم میں جنین بن کر خون حیض کا کئی مہینے تک کھاتا رہا اور علقہ سے مضغہ بنا اور مضغے سے گوشت اور اس میں ہڈیاں بنیں۔ اور بعد اس کے مخرج معلوم سے ننگا اور بلکتا موتتا ہگتا نکلا یہانتک کہ جوان ہو کر اپنے بندے یحیٰی کا مرید ہوا اور آخرکار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا" (صفحہ ۵۰۳-۵۰۱)

یہ میں نے چند حوالے صرف نقل کئے ہیں۔ ورنہ تمام کتاب اسی قسم کی تنقید سے پُر ہے۔ اب دوسرے بزرگ مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم کی کتاب ازالۃ الاوہام سے چند حوالجات ملاحظہ ہوں:-

(۱) "تقیکہ یہودا فرزند سعادتمند یعقوب از زوجہ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت و فارض را کہ از آباؤ اجداد داؤد و سلیمان و عیسٰی علیہم السلام بود زائید" (ازالۃ الاوہام ص ۴۰۵) (یہ نسب نامہ ملاحظہ ہو۔ ناقل)

(۲) "ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں مے گشتند و مال خود را مے خورانیدند و زنِ فاحشہ پایہا آنجناب را مے بوسیدند و آنجناب مریم و مرتا را دوست داشت و خود شراب برائے نوشیدن دیگر کساں عطا مے فرمودند" (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۷)

اس قسم کے کثیر حوالے اس کتاب میں موجود ہیں۔ ہمارے علما میں اگر کوئی انصاف اور دیانت ہے تو اسی قدر کافی ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است۔ ظاہر ہے کہ یہ عیسائیوں کے مسلمات پر تنقید ہے جو نقشہ انہوں نے اپنے خدا کا جسے وہ یسوع کے نام سے یاد کرتے ہیں اپنی کتابوں میں کھینچا ہوا ہے اس پر جرح و تنقید کر کے ان کے مسلّمات کی غلطیوں کے طشت از بام کرنے کو حضرت عیسٰے علیہ السلام نبی اللہ کی توہین کہنا خطرناک غلطی ہے کیونکہ جو حیثیت اور مقام حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مسلمان قرار دیتے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہے جو عیسائی اپنی کتابوں میں ان کا پیش کرتے ہیں اور بالکل بجا ہے اگر یہ کہا جائے کہ وہ شخصیت جو انجیل میں یسوع کی پیش کی گئی ہے وہ اس شخصیت سے الگ ہے جو قرآن میں حضرت عیسٰی کی پیش کی گئی ہے۔ پس جو تنقید اور جرح اس شخصیت پر ہوگی جو یسوع کے نام سے انجیل میں نظر آتی ہے وہ ہرگز اس شخصیت پر قرار نہیں دیجا سکتی جو قرآن میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نام سے مذکور ہے۔ یہی بات حضرت مرزا صاحب نے اسی کتاب انجام آتھم میں جس میں انجیلی یسوع کی شخصیت پر جرح کی ہے صفحہ ۱۳ پر ارشاد فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں "یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن کریم میں کہیں ذکر نہیں" اور اس انجیلی یسوع پر جو آپ نے جرح و تنقید کی ہے اسکی وجہ بھی خود ہی ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۸-۹ پر بیان فرما دی ہے کہ کیوں اس بات پر قلم اٹھائی گئی۔ فرماتے ہیں۔ "بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقے نے جو مردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ پھر اپنی کتاب آریہ دھرم کے ٹائیٹل پیج کے پچھلے صفحہ پر حضرت مرزا صاحب مسلمانوں کی تسلی کے لئے اس امر کو خود صاف کر دیتے ہیں جسکے بعد کسی تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔ و ہو ہذا۔

"اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسٰی علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے۔ اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے اور آنحضرتؐ کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ ایک شخص یسوع کو مانتے ہیں جسکا قرآن کریم میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا اور اس نے یہ بھی پیشگوئی کی

اعتراض کرتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا موصوف نے فرمایا ہے۔ جب تک شرعی بیعت نہ لی جائے اور بیعت لینے والے کے ہر شرعی حکم کو واجب التعمیل سمجھا جائے تب تک کسی جماعت کی حقیقی تنظیم نہیں ہو سکتی۔

نقشہ سحری و افطار بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۲ ہجری

خاص امرتسر کے لئے

تاریخ	رمضان المبارک	ابتدائے وقت فجر یا انتہائے وقت سحری (گھنٹہ)	(منٹ)	شروع مغرب یا افطار روزہ (گھنٹہ)	(منٹ)	نمبر شمار	نام ضلع	تفاوت سحری (کمی بیشی)	(منٹ)	تفاوت افطار (کمی بیشی)	(منٹ)
۱۶	۱	۵	۱۶	۶	۵۰	۱	لاہور	+	۲	+	۲
۱۷	۲	۵	۱۵	۶	۵۱	۲	گورداسپور	−	[illegible]	−	[illegible]
۱۸	۳	۵	۱۴	۶	۵۱	۳	گوجرانوالہ	+	[illegible]	+	[illegible]
۱۹	۴	۵	۱۲	۶	۵۳	۴	سیالکوٹ	+	[illegible]	+	[illegible]
۲۰	۵	۵	۱۱	۶	۵۳	۵	جالندھر	−	[illegible]	−	[illegible]
۲۱	۶	۵	۱۰	۶	۵۴	۶	فیروزپور	−	[illegible]	+	[illegible]
۲۲	۷	۵	۸	۶	۵۴	۷	لدھیانہ	−	[illegible]	−	[illegible]
۲۳	۸	۵	۷	۶	۵۵	۸	ہوشیارپور	−	۵	−	۵
۲۴	۹	۵	۶	۶	۵۶	۹	پشاور	+	[illegible]	+	۱۹
۲۵	۱۰	۵	۴	۶	۵۶	۱۰	انبالہ	−	[illegible]	−	۱۹
۲۶	۱۱	۵	۳	۶	۵۷	۱۱	اٹک	+	[illegible]	+	[illegible]
۲۷	۱۲	۵	۲	۶	۵۸	۱۲	دہلی	−	[illegible]	−	[illegible]
۲۸	۱۳	۵	۱	۶	۵۹	۱۳	ڈیرہ غازیخاں	+	۱۷	+	۱۴
۲۹	۱۴	۵	-	۶	۵۹	۱۴	گجرات	+	[illegible]	+	[illegible]
۳۰	۱۵	۴	۵۸	۷	-	۱۵	گوڑگانواں	−	۵	−	۱۲
۳۱	۱۶	۴	۵۷	۷	-	۱۶	حصار	−	[illegible]	−	۶
یکم فروری	۱۷	۴	۵۵	۷	۱	۱۷	جھنگ	+	۱۰	+	۸
۲	۱۸	۴	۵۴	۷	۱	۱۸	جہلم	+	۳	+	۶
۳	۱۹	۴	۵۳	۷	۲	۱۹	کرنال	−	[illegible]	−	۱۰
۴	۲۰	۴	۵۲	۷	۲	۲۰	لائلپور	+	۷	+	۷
۵	۲۱	۴	۵۱	۷	۳	۲۱	میانوالی	+	۱۳	+	۱۳
۶	۲۲	۴	۵۰	۷	۳	۲۲	منٹگمری	+	۷	+	۵
۷	۲۳	۴	۴۹	۷	۴	۲۳	ملتان	+	۱۵	+	۱۲
۸	۲۴	۴	۴۷	۷	۵	۲۴	مظفرگڑھ	+	۱۶	+	۱۳
۹	۲۵	۴	۴۶	۷	۵	۲۵	رہتک	−	[illegible]	−	۹
۱۰	۲۶	۴	۴۵	۷	۶	۲۶	شملہ	−	۱۸	−	۹
۱۱	۲۷	۴	۴۴	۷	۷	۲۷	شاہپور	+	۵	×	[illegible]
۱۲	۲۸	۴	۴۳	۷	۸	۲۸	جموں	−	۲	−	-
۱۳	۲۹	۴	۴۱	۷	۹	۲۹	راولپنڈی	+	۵	+	۹
۱۴	۳۰	۴	۳۹	۷	۱۰	۳۰	سرینگر	−	[illegible]	+	[illegible]

کیفیت روزے کا شروع وقت پو پھٹنے سے پہلے ہوتا ہے۔ اور سورج غروب ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ آسمان پر نظر کر کے غور کرو۔ اور کسی کے کہے کہ بجائے اپنی تمام دن کی محنت ضائع نہ کرو۔ اگرچہ اس کیلنڈر میں ہم نے اوقات نہایت صحیح درج کئے ہیں مگر پھر بھی چونکہ عام گھڑیاں درست وقت نہیں دیتیں اس لئے طلوع فجر اور غروب شمس کا فیصلہ آسمان کی حالت دیکھ کر کرنا چاہئے۔ عصر کا وقت احتیاطاً ۱ منٹ بڑھا کر لکھا گیا ہے۔ اس لئے اختتام وقت ظہر ۱۰ منٹ قبل کرنا چاہئے

(مرتبہ ایم محمد الدین غریب مہندس (منشی فاضل) ایڈیٹر رسالہ کشاف امرتسر)

فروگذاشت

اخبار پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں صفحہ ۵ پر "گمنام سوالات" کے عنوان سے ایک تحریر شائع ہوئی ہے جو دراصل جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے موصول ہوئی تھی۔ افسوس ہے کہ کاتب صاحب تحریر کے آخر میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا اسم گرامی لکھنا بھول گئے۔ (مدیر)

حساب دوستاں

پیغام صلح کے جن خریداروں کے ذمہ چندہ کی رقوم بقایا ہیں۔ وہ براہ نوازش جلد ارسال فرمائیں۔ (منیجر)

سنگاپور کا مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی

کیا احمدی مسلمان ہیں؟

سنگاپور میں ایک عرصہ سے یہ مقدمہ اس بنا پر چل رہا تھا کہ ایک تامل مسلمان سوداگر جے۔ محمد اسمٰعیل ماریکن نے میراں لبائنک سولم وغیرہ احمدیوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے خلاف تامل زبان میں ایک ٹریکٹ شائع کیا تھا جس میں انہیں دغاباز۔ گمراہ۔ جاہل۔ منافق۔ کذاب اور کافر وغیرہ وغیرہ لکھا تھا۔ اب اس مقدمہ کا جو ان ملانوں نے دائر کر رکھا تھا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ محمد اسماعیل ماریکن کو اخراجات مقدمہ کے علاوہ پانچ ہزار ڈالر ہرجانہ پڑا ہے۔ چونکہ یہ مقدمہ نہایت دلچسپ ہے اس لئے ہم اس کی تمام کارروائی جو ہم تک پہنچی ہے۔ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (مدیر)

کارروائی مقدمہ جنوری کے آخر میں عدالت عالیہ سنگاپور میں مسٹر جسٹس ڈین کے حضور ازالہ حیثیت عرفی کا ایک مقدمہ پیش ہوا جو ایک تامل مسلمان سوداگر جے۔ محمد اسمٰعیل ماریکن کے خلاف میراں لبائنک سولم اگریشن فنڈ انسپکٹر سنگاپور اور کے۔ سی۔ ماریکن سوداگر نے دائر کر رکھا ہے۔ سٹریٹ پرنٹنگ ورکس کے خلاف بھی اس سلسلہ میں اس لئے مقدمہ چلایا گیا تھا کہ انہوں نے وہ ٹریکٹ جس میں مستغیثان کی توہین کی گئی ہے اور جو سنگاپور کے تامل مسلمانوں کے اندر ملزم کی طرف سے تقسیم کیا گیا۔ چھاپا اور شائع کیا تھا لیکن مسٹر کیمبل وکیل استغاثہ نے کہا کہ چونکہ سٹریٹ پرنٹنگ ورکس کی طرف سے کوئی حاضر نہیں ہوا اس لئے اگر وہ کامیاب ہوا تو ان کے خلاف فیصلہ کرنے کے لئے درخواست دیگا۔

استغاثہ کا بیان یہ ہے کہ اس پمفلٹ میں مستغیثوں کو ایسے جھوٹے عقائد پھیلانے والے۔ دھوکہ دینے والے گمراہ۔ ناخواندہ بیوقوف۔ منافق۔ کذاب اور کافر ظاہر کیا گیا ہے۔ جنکی اقتدا میں بروئے شریعت محمدی نہ کوئی مسلمان نماز پڑھ سکتا ہے۔ نہ کسی مسلمان عورت کے ساتھ ان کی شادی ہو سکتی ہے اور اگر کسی مسلمان عورت کی ان سے شادی ہو چکی ہو تو اس پر طلاق وارد ہو چکی ہے اور نہ ان کی میتیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو سکتی ہیں۔ پمفلٹ زیر بحث کا ترجمہ جو عدالت کے ایک مترجم نے کیا ہے۔ اس طرح پر ہے:۔

"قادیانی مسٹر بی داؤد شاہ صاحب ساکن نچیار کوول مسٹر میراں لبائنک سولم ساکن تنگائی (نیگاپٹم) وغیرہ ہم کو ایک نصیحت۔

وہ جو کسی مسلمان کو بغیر کسی خاص نشانات کفر کے کافر خیال کرتا ہے خود کافر بن جائیگا۔ وہ شخص کافر ہو جائیگا جو ایسے شخص کو جو اسلام کی کتاب پر ایمان نہ رکھتے ہوئے اس کی تردید یا تحریف کرتا ہے۔ کافر نہیں سمجھتا بلکہ اس کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ ان لوگوں کے فعل سے جو ہمارے مذہب اسلام کے خلاف عمل کرتے ہوں۔ علیحدگی اختیار کرنی چاہئے اور اگر وہ نصیحت نہ مانیں تو ان سے نفرت تک بھی کرنی چاہئے خواہ وہ اپنے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے عالم سنت والجماعت کے اس فیصلہ کے مطابق کہ قادیانی فرقے کافر ہیں ہم ان کفریات کو ظاہر اور درست کرتے ہیں جو داؤد شاہ صاحب اور قادیانی فرقہ کی طرف سے جو اپنی مطلب برآری کے لئے حسب موقع افترا کے طور پر احمدی سنی اور حنفی بنکر ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہیں۔ اور اس کے سنگاپور کے دوستوں میراں لبائیک سولم ابن مخدوم مینا سولم کے۔ سی ماریکن اور بشیر احمد ملال کی طرف سے غیر دانشمندانہ طریق پر قبول کی جا رہی ہیں۔ وہ شخص جو جانتے ہوئے لاعلمی سے کفریا نشانات کفر جو جہالت۔ عناد۔ مخول یا تمسخر سے پیدا ہوں۔ قبول کرتا ہے۔ اور وہ شخص جو قرآن۔ حدیث اور کثرت علماء (اجماع امت) کے قائم کردہ اصول ایمانیات پر اعتراض کرتا ہے۔ کافر ہیں۔ وہ شخص جو بے خبری میں کافر بنتا ہے اور افترا کے جاہل لوگوں سے جو نادانستہ طور پر اس کی طرف کھیچ جاتے ہیں۔ اپنے مذہب کی پیروی کرواتا ہے۔ اور سچائی کے بھیس میں اپنے مذہب کی اشاعت کرتا ہے۔ زندیق اور خدا سے انکار کرنیوالا پکا کافر ہو جاتا ہے۔ تمام ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو جائیں توبہ اور گناہ کی بخشش ہے سوائے ایسے شخص کے لئے جو انبیاء کی توہین کر کے کافر ہو جائے۔ اس کی توبہ قبول نہ کیجائے گی اور اسکو جان سے مار دیا جائیگا۔ جو شخص ایسے شخص کے کافر ہونے اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اور ایسا شخص بھی کافر ہو جائیگا جو ان علما کی توہین کرتا ہے جو عربی کی تعلیم کر کے تمام انبیاء اور آنحضرت صلعم خاتم النبیین کے وارث ہونے کی حیثیت سے عمل کرتے ہیں۔

دنیا کی تمام مروجہ زبانوں میں سے زبان عربی ہی سب سے اعلےٰ وارفع ہے اور خدا نے قدیم عربی کے سوائے دوسری زبانوں کو پسند نہیں کرتا۔ درحقیقت عربی زبان ملائکہ کی بولی ہے اور اسی زبان میں تمام کتب مقدسہ نازل ہوئی ہیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ ہمارے پیچھے مذہب کے رو سے مولوی کا خطاب صرف انہی لوگوں کو مل سکتا ہے جنہوں نے قواعد عربی کے مطابق زبان عربی کی تعلیم حاصل کی ہو۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ خواہ وہ اپنی مادری زبانوں میں کتنے ہی قابل کیوں نہ ہوں۔ ان کو یہ خطاب نہیں مل سکتا۔ ایک جاہل (غیر تعلیم یافتہ) آدمی کو جب علامہ کہا جائے تو وہ خوش ہوگا اور جب بیوقوف کہا جائیگا تو وہ ناراض ہو جائیگا۔ ایک جاہل علماء کے درجہ کا حسد کریگا اور ان کی تحقیر کریگا۔ اگر کوئی مسلمان ایک کافر کا لباس پہنتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کسی کافر کے لئے مقدس علماء کی شکل اختیار کرنا اور مقدس اور سچی کتاب قرآن مجید کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں لکھنا قطعاً حرام ہے۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس بات کو نوٹ کر لینا چاہئیے کہ اس دنیا کی حکومتیں اپنی اپنی زبانوں کی پیروی اور تائید کرتی ہیں اور ہماری جو تفسیریں عربی تامل زبان میں ہیں ان سے ہمارے مذہب کی توہین نہیں ہوتی۔ جب تمہارا گروہ اس قسم کا ہے تو پھر تمہاری نجات کیونکر ہو گی۔ تلویح۔ شامی۔ ہندیہ وغیرہ کتب بھی یہی کہتی ہیں کہ:۔

"میرے پیرو ضلالت پر جمع نہ ہونگے۔ میری امت کا اجماع اور جو اس کے ساتھ ہیں اچھے ہیں۔ میری امت کا اجماع جس چیز کو حرام قرار دے پھر جو لوگ اس چیز کا ارتکاب کریں وہ حد درجہ کے شریر ہیں۔ جسکو مومن مستحسن خیال کرینگے وہ خدا کے نزدیک بھی مستحسن ہوگا"

اسلام کے تمام تہتر فرقوں نے اپنے اپنے عقائد پر عمل کرتے ہوئے متفقہ طور پر صحیح سند سے قادیانی فرقوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اس فتویٰ کے علاوہ متذکرہ بالا سندات کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ داؤد شاہ صاحب میراں لبائنک۔ بشیر احمد۔ کے سی۔ ماریکن وغیرہ اپنے اقوال و افعال عقائد اور تصانیف کے رو سے قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو اہل سنت والجماعت اور دیگر تمام اسلامی فرقوں کے دائرہ سے خارج ہے۔ قادیانی پیرو اپنے ایمان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پبلک کو ڈراتے اور دھوکہ سے لوگوں کو لوٹنے کیلئے اپنی کچھ شریر تصنیفات شائع کرتے ہیں۔ اگر ان کو ان دانا لوگوں کی طرف سے جو ان باتوں کو سمجھتے ہیں چیلنج دیا جاتا ہے۔ اور ان سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو وہ جھوٹے علماء کے طور پر یہ کہدیتے ہیں کہ وہ بحث کے جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتے۔ وہ چست الفاظ میں ایسے عذرات پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور اس قسم کا نجات بخشا انگریزی جاننے والوں کیلئے قدرتی امر ہے۔ انگریزی زبان کی تھوڑی بہت جو واقفیت انہیں ہے اس سے مدد لیکر وہ عیارانہ عبارتیں لکھ سکتے ہیں۔ جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں وہ محض تہمت ہے اور ظاہری طور پر وہ منصف بنتے ہیں۔ ان کا کام ہماری منصف اور مہربان گورنمنٹ کی جاسوسی کرنا ہے۔ ان کا پیشہ جھوٹی کہانیاں وضع کرنا اور دھوکہ بازیاں کرنا ہے اور ان کا رویہ منافقانہ ہے اس سے پیشتر کہ تم کو ہر طرف سے لوگ۔ کو ایسا کہیں تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تم سچے دل سے علما کی جماعت کے سامنے حاضر ہو کر توبہ کرو اور از سر نو اسلام میں داخل ہو۔"

مستغیث بیان کرتے ہیں کہ اس پمفلٹ سے ان کے مسلمان دوستوں کے اندر ان کے متعلق استہزا۔ نفرت اور حقارت پھیلائی گئی ہے اور اس کے باعث ان کی شہرت اور عزت کو نقصان پہنچا ہے۔

ملزم کا انکار مسٹر۔ ایچ۔ ڈی منڈل وکیل صفائی کی درخواست پر بیان صفائی کے فقرہ اول کے ساتھ یہ بیان بھی ایزاد کر لیا گیا کہ اگر مستغیث قادیانی یا احمدی ہیں تو وہ سچے مسلمان نہیں منظور کریگی جس پر بحث ہوگی۔ وکیل استغاثہ نے اس درخواست پر اعتراض نہ کیا۔

اسماعیل ماریکن نے اپنے بیان میں اس پمفلٹ کے طبع اور شائع کرنے کا تو اقرار کیا ہے مگر بدنیتی کا انکار کیا ہے اس نے الفاظ کے ان معنوں سے انکار کیا ہے جو مستغیث بیان کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ نہ ان الفاظ کے یہ معنی ہیں اور نہ ہی ان سے مستغیثوں کی توہین کرنا مقصود تھا۔ مضمون میں دیانتدارانہ نکتہ چینی محض پبلک کے فائدہ کے لئے کی گئی ہے جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک حقیقت ہے اور تمام کے تمام واقعات درست ہیں۔

مستغیثوں کی وکالت کرتے ہوئے وکیل استغاثہ نے کہا کہ الفاظ میں مستغیثوں پر قادیانی اور کافر ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور خواہ وہ اپنے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ان سے نفرت کرنی چاہیئے۔ ان پر یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ وہ ملحدانہ رجحانات رکھتے ہیں اس لئے وہ قابل تکفیر ہیں۔ کیمبل نے مسٹر امیر علی کی کتاب سے ایک فقرہ پڑھ کر کہا کہ جب مستغیثوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ کافر ہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ توحید الٰہی اور نبوت محمدیہ کے انکار کرنیوالے ہیں

تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئینگے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم اسکو جہنم میں ڈالینگے۔ من یقل منہم انی الٰہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم کذالک نجزی الظلمین۔ اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیئے ایسا آدمی اگر نابینا نہ ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئینگے۔ اور اگر نیک اور ایمان دار ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہمارے سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں۔ بلکہ وہ کلمات یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں۔

لالہ ہردیال کا بڑا بھائی سوامی دیانند

بھارت ورش اور اسلام متضاد الفاظ ہیں

آریہ سماج کس قسم کا سوراج چاہتی ہے

آریہ سماجیوں کو اسلام اور مسلمانوں سے جو بغض و عناد ہے وہ ظاہر من الشمس ہے۔ ہم حیران تھے کہ آخر ہندوستان میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کے خلاف آریہ سماج کیوں اسقدر زور نہیں لگاتی جسقدر اسلام کے خلاف لگا رہی ہے مگر بھلا کرے لالہ ہردیال کا کہ اس نے اس راز سربستہ کو کھول دیا ہے۔ لالہ صاحب سوامی دیانند کی مدح و توصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"سوامی جی سنسکرت کی شمع کے پروانہ تھے سا تھ ہی سا تھ وہ سارے ہندوستان کو آریہ دیکھنا چاہتے تھے یعنی وہ بھارت ورش اور اسلام کو متضاد الفاظ خیال کرتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کے سب باشندے سنسکرت پڑھیں اور پراچین مہارشیوں کے نام لیوا بنیں دوسرے دھرم والوں کی شدھی ان کے اندولن کا جز اعظم تھا۔ خواہ اس سے کتنے ہی طوفان اٹھیں ان کے سدھانتوں پر چلکر ان کی قایم کی ہوئی آریہ سماج ہی سوراج لے سکیگی (جیسا کہ لالہ صاحب سوبڈن میں بیٹھ کر لے رہیں۔ پیغام صلح) کیونکہ ایسے سدھار اور ان کے بعد سوراج حاصل کرنا ضروری ہوگا یہی خیال گرو نانک کے دل میں تھا (یہ لالہ جی کی خوش فہمی ہے ورنہ گرو نانک صاحب تو ایک درویش آدمی تھے۔ انہیں ایسی باتوں سے کیا واسطہ پیغام صلح) اور ان کے چیلوں یعنی سکھوں نے باقی ہندوؤں کی سہائیتا اور مدد سے سوراج لے ہی لیا (واہ لالہ صاحب! ہندوؤں کی مدد کی بھی ایک ہی کہی۔ ان بیچاروں کا تو اس وقت مسلمانوں کے نام ہی سے پیشاب خطا ہو جاتا تھا پیغام) سوامی جی کے ہردے میں اتنی ہمت تھی لیکن اب بہت سے دیش بھگت یہ سمجھتے ہیں کہ تمام ہندو ملکر بھی سوراج نہیں لے سکتے بلکہ مسلمانوں کی خوشامد میں مشغول رہنا ہمارا فرض ہے" (لالہ جی کا مطلب غالباً یہ ہے کہ سب ہندو بیدار سوراج حاصل کرنے کی کوشش میں ان کے پاس سوبڈن پہنچ جائیں پیغام) (آریہ گزٹ کاشی بودھ نمبر ۱۹۲۶ء)

مسلمانو! اس عبارت کو غور سے پڑھو اور سچے دل سے سوچو کہ سوامی دیانند آریہ سماجی۔ لالہ ہردیال اینڈ کو کے کیا ارادے ہیں اور وہ ہندوستان میں کس قسم کا سوراج قایم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسی سوراج کے لئے دن رات چیخ و پکار کی جا رہی ہے۔ سے

ہمکو ان سے وفا کی ہے امید

جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

تنقید و تبصرہ

مناجات احمدیہ:۔ یہ پاکٹ سائز کی ایک ۷۹ صفحات کی کتاب ہے جس میں خاں صاحب محمد منظور الٰہی صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کے تمام اردو منظوم کلام سے منتخب کرکے دعائیں اور نعتیں جمع کی ہیں۔ کتابت طباعت دلپسند ہے۔ قیمت صرف ۲ر ملنے کا پتہ:۔

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

جہلم میں شاہ بخاری کی پھکڑبازی

عطاء اللہ شاہ

(ایک احمدی کی قلم سے)

عیار لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ انہیں تنگ کیا جائے یا ان کی بات نہ مانی جائے تو وہ پگڑی اُچھال دینگے جوتے مار دینگے۔ سر بازار گالیاں دینے لگینگے۔ مذہبی دنیا میں بھی آج کل مسلمانوں میں بعض واعظین اس قماش کے پیدا ہوگئے ہیں۔ انہیں عزت مآب کے لئے چندے دیجئے اور کسی شریف یا بزرگ کو گالیاں دلوانی ہوں وہ خوشی سے دینگے۔ یا کچھ عجب نہیں کہ نعوذ باللہ خدا کو گالیاں دلوانی ہوں تو وہ اس سے بھی نہ چوکینگے صرف نہیں کی رقم معقول ہونی چاہیئے۔

جہلم میں سالانہ احمدیہ جلسہ ہوا حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر قوم اور مولوی عصمت اللہ صاحب دیگر چونکہ معقول تھے اور اسلام کی خدمت کے لئے تھے اس سے اثر پبلک پر اچھا پڑا یہ اللہ کا فضل تھا مسلمان لیا اور حق کے دشمنوں کو یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی۔ ان کے گھروں میں بھس پڑگئی بہت تلملائے۔ ٹکسال کے اس امر سے تھا اس لئے نظر دوڑائی کہ کوئی عمدہ گالیاں دینے والا ملے اگر مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو گالیاں دلوائی جاویں۔ اس فن میں اس زمانہ میں بہت سے علماء اور واعظین مشتاق ہیں۔ مگر جو دستہ مہارت اور علامہ اللہ شاہ بخاری سے کوئی سبقت نہیں لیجا سکتا۔ گالیاں دینے میں ان دو نو بزرگوں کو وہ مہارت حاصل ہے کہ معاذ اللہ۔ اور گالیاں بھی ایسی مزیدار لفظوں میں دیتے ہیں کہ خود گالیاں کھانے والا بھی اگر موجود ہو تو چٹخارے دیکھنے لگے۔ اُن کے وعظوں میں قرآن حدیث کا علم مطلق نہیں۔ استغفر اللہ ان مقدس چیزوں سے اُن کے وعظ کو واسطہ کیا۔ صرف وہ تو احمدیت پر گالیاں دیا کرتے ہیں بہرحال عطاء اللہ شاہ بخاری جہلم آئے اور مرزا صاحب اور احمدیوں کو دل کھول کر ننگی گالیاں دیگئے شاید کوئی سمجھا ہو کہ کوئی کام کی بھی بات کرگئے ہوں؟ شاید مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر ثابت کر گئے ہوں؟ یا صدی کے سر پر مجدد دین کے مبعوث ہونے کو باطل ثابت کر گئے ہوں؟ یا مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد سے جو ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی تھی اس کے جوڑنے کا کوئی رستہ نکال گئے ہوں؟ یا اصولی طور پر احمدیت کے کسی اصول کو بھی باطل ثابت کر گئے ہوں؟ استغفر اللہ معاذ اللہ دور پار نصیب دشمناں۔ کام کی اور اصول کی بات کرنا کیا اسلامی واعظین کی شان ہے؟ تو یہ تو یہ لوگ فردوں کا کام ہے اور مرزائی کا فروں کا۔ چنانچہ وہ خود اپنے یاروں کو مخاطب کرکے فرماگئے کہ مرزائیوں کے پاس پیتل ہے وہ سونا کرکے دکھا رہے ہیں اور تمہارے پاس کھرا سونا ہے تم چھپائے بیٹھے ہو۔ مگر فہمیدہ لوگ حیران تھے کہ اگر بخاری صاحب کے یار کھرا سونا چھپائے بیٹھنے کے ملزم تھے تو بخاری صاحب تو کم سے کم اس سونے کی جھلک اپنی تقریر میں ہی دکھا جاتے۔ تاکہ لوگ اس سونے کے کھوٹے کھرے کا اندازہ لو کر لیتے۔ مگر کچھ نہیں۔ کہ گھنٹوں بخاری صاحب کی تقریر کا چرخہ چلا۔ مگر لوگوں کو یہ پتہ نہ چلا کہ بخاری صاحب فرمانا کیا چاہتے ہیں اور نفس مضمون کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ وقتاً فوقتاً آپ کی تان مرزائیوں پر ٹوٹتی تھی مگر لوگوں کی غلطی ہے۔ نفس مضمون کوئی ہو تو پتہ چلے۔ زبان کا ایک دانہ ان کو خدا نے عطا کر دیا ہے وہ ان سے چلتا رہتا ہے۔ علم گو تھوڑا ہے اتنا میٹھا ہوگا کہ جس قدر زیادہ ہو گے اتنی زیادہ گالیاں دیدی جائینگی۔ آخر بخاری جی کو خدا نے زبان میں گویائی کی طاقت اسقدر دی ہے کہ گھنٹوں بول سکتے ہیں اور نہیں تھکتے گلا بھی اچھا پایا ہے کہ گاگا کر دلوں کو لبھا سکتے ہیں۔ تو پھر اس سے پیسے کمانے کا کیوں نہ کام لیا جائے۔ ان نعمتوں کا یہی تو شکریہ ہے کہ اس سے پیسے کمائے جائیں۔ مگر تعجب ہے کہ بخاری صاحب اپنی پرانی خلافت کے لیکچروں میں یہ تو الاپتے ہیں کہ تمام مولوی اور مسلمان انگریزوں کے آگے گردنیں جھکا کر شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں اور میری یہ گردن سوائے خدا کے کسی کے آگے نہیں جھکتی۔ مگر انہیں قرآن کی وہ آیت اس وقت بھول جاتی ہے جو من اتخذ الٰہہ ھواہ کے ماتحت اپنے نفس کو معبود بنانے والے کو مشرک قرار دیتی ہے۔ بخاری صاحب کی گردن اگر انگریزوں کی سلطنت کے آگے نہیں جھکتی تو کیا اپنے نفس کے آگے بھی نہیں جھکتی جسے معبود بنایا ہوا ہے اور جس کی خاطر چند ٹکوں پر جسے چاہو گالیاں دینے کو تیار ہیں۔

پھر یہ بھی سمجھ نہ آیا کہ بخاری صاحب نے "پیتل" کس چیز کو فرمایا۔ احمدی لوگ دنیا میں قرآن و سنت کو پیش کر رہے ہیں۔ تمام دنیا میں خدا کی توحید۔ قرآن کریم کی اشاعت۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو پیش کر رہے ہیں۔ اسلام کو تمام دیگر ادیان پر غالب کرکے دکھلا رہے ہیں کیا بخاری صاحب کی لغات میں یہ پیتل ہے جو مرزائی پیش کر رہے ہیں اور سونا چھپا رکھا ہے گویا حقیقت میں خدا اور رسول۔ قرآن و اسلام سب نعوذ باللہ جھوٹے اور باطل ہیں۔ اور پیتل ہیں جنہیں مرزائی پیش کر رہے ہیں اور کھرا سونا ظاہر کر رہے ہیں خدا کیلئے سوچو کہ منہ سے کیا بک دیا۔ پرانی پیشگوئی کے لئے اپنی ناک کٹوائی کہاں کی عقلمندی ہے۔ مگر عقل سے واسطہ بھی ہو۔ نفس پرست سب کچھ قربان ہے اگر یہ کہو کہ پیتل سے مراد احمدیت کے عقائد خصوصی ہیں تو یہ قطعی مغالطہ ہے احمدیت کے اسلام سے الگ کوئی عقائد خصوصی نہیں۔ بلکہ احمدیت عین اسلام ہے جو مجدد وقت نے ہر ایک غل و غش سے صاف کرکے ہمارے ہاتھ میں دیا اگر یہ کہو کہ بہرحال جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے اور جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے ان میں بعض باتوں میں فرق ہے۔ تو بہت خوب یوں ہی سہی۔ بخاری صاحب کا فرض تھا کہ جسے پیتل کہا تھا اُسے پیتل ثابت کرتے اور جسے کھرا سونا کہا تھا اسے کھرا سونا ثابت کرتے۔ حیات مسیح کے عقیدہ کو مسیح میں خدائی صفات یعنی شفائے امراض۔ احیائے موتیٰ۔ غیب دانی کی موجودگی کو اور مسیح ابن مریم کے نزول سے ختم نبوت کو توڑ کر اسلام کا تختہ اُلٹ دینے کو کھرا سونا ثابت کرتے اور اس گنجینہ مخفی کو باہر نکالتے اور اس کا صدق لوگوں پر ثابت کرتے اور بتاتے کہ مجدد دین کا صدی کے سر پر آنا غلط ہے اور جتنے ائمہ دین نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ سب کذاب اور مفتری تھے پھر بالمقابل اسلام کے ان سچے اصولوں کے کھوٹے سونے کو جو احمدیوں کے ہاتھوں میں پیتل ثابت کرتے بتاتے کہ وفات مسیح کا عقیدہ پیتل ہے۔ مسیح میں خدائی صفات کا نہ ماننا پیتل ہے ختم نبوت کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کا عقیدہ پیتل ہے۔ ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا پیتل ہے تمام ائمہ دین کو جنہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے صادق ماننا پیتل ہے۔ لیکن ایسا کرنا دل لگی نہ تھا۔ زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہے اور کچھ کرکے دکھانا بہت مشکل ہے یک تو دیا کہ ایک رنگ میں تین بھی مجدد ہوں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ کونسا کام کیا۔ خلافت میں برسوں خاک اڑائی۔ کچھ نہ بنا جیسے ناکام یہ تحریک ہوئی ہے خدا نہ کرے کسی تحریک کا یہ حشر ہو۔ جہاں بخاری صاحب جیسے بزرگ ہوں۔ وہاں یہی حشر ہونا تھا۔ خدا بھی نیتوں کا پھل دیتا ہے۔ سونے کو چھوا تو مٹی ہوگیا۔ مٹی کیا ہونا تھا غائب ہوگیا۔ ہاں یاروں نے خوب ہاتھ رنگے۔ بہتوں کا پیٹ پل گیا۔ لوگ تو کہتے ہیں خدا جانے سچ یا جھوٹ کہ بخاری صاحب نے بھی زمین خرید لی۔ دیہات سے گھی جمع کرکے در پردہ بیوپار کرتے رہے۔ راتوں کو شہر میں سے گزرتے کمیٹی کے محصول سے بھی بچتے رہتے۔ سمجھا یہ جاتا رہا کہ بخاری صاحب دیہاتوں میں وعظ کر رہے ہیں۔ خیر یہ بات سچ ہو یا جھوٹ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ اُس زمانہ میں بھی بخاری صاحب کو ایک وعظ ہی آتا تھا۔ وہی ہر جگہ چلتا تھا یعنی فرعون و موسیٰ کا قصہ۔ بخاری صاحب انگریزوں کو فرعون بنایا کرتے اور جناب گاندھی کو موسیٰ یعنی جسطرح فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ پلے تھے اور آخر کار حضرت موسیٰ کے بالمقابل فرعون ہلاک ہوا۔ اسی طرح گاندھی جی انگریزوں کی سلطنت میں پلے اور اب گاندھی جی کے ہاتھوں انگریز ہلاک ہونگے۔ یہی قصہ چلا کرتا تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ باقی وہی ہرلیات۔ لغویات۔ اُن مسلمانوں پر طعن و تشنیع اور گالیاں جو خلافت کی تحریک میں شامل نہ تھے۔ ان کو مشرک اور بے دین بھی کچھ تو بتایا کرتے تھے اور بڑی بڑی پھبتیاں اُڑایا کرتے تھے۔ گجرات میں ایک اسلامیہ سکول اچھا خاصہ چل رہا تھا۔ خلافت کی ترنگ میں بخاری صاحب نے اُس کی بھی خاک اڑا دی جیسا تہ سے نکلکر آئے تو تیرا اچھلے کو دے۔ کچھ نہ بنا وہ اسکول نحس نحس ہو گیا۔ اب پھر بیکینی و دو گوش دورہ کرتے پھرتے ہیں جہاں گئے ٹکے لئے اور اپنی چرب زبانی کے صدقہ میں گالیاں دیدیں بازاری لوگوں نے واہ واہ کر دی۔ اسی لئے آپ کی طرز تقریر بھی بازاریوں کی سی ہو گئی ہے چنانچہ جہلم میں آپ اپنی تقریر میں حضرت مرزا صاحب کو "بچو" کے لقب سے عالم خیال میں مخاطب فرماتے رہے اور منہ چڑاتے اور نقلیں اتارتے اور نہایت قبیح حرکتیں کرتے رہے ظاہر ہے کہ "بچو" کا لفظ سوائے بازاریوں اور کمینہ خصلت لوگوں کے کوئی شریف آدمی اپنی گفتگو یا تقریر میں استعمال نہیں کرتا اور یہ ایک قدیمی تقدیر ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کی دشمنی اور اہانت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان فانسٰھم انفسھم کا مصداق ہو جاتا ہے اخلاقی حالت گر جاتی ہے اور پتہ نہیں لگتا۔ سے

گلے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

بلکہ اخلاق اور ایمان بگڑ جاتے ہیں یاروں کے جلسہ میں بول لینا بہت آسان ہے۔ جو کچھ بخاری جی کے منہ سے جھوٹ سچ نکلا ہم مشربوں نے واہ واہ کر دی کسی تکا بندی کی داد دی کسی راگنی کی لے پر سر دھن دیا۔ مگر غیر مذاہب والوں کے دنگل میں جا کر بولیں تو آپ کی ساری شیخی کا کچھ پتہ بھی لگے پچھلے دنوں لدھیانہ میں آپ بیان کر رہے تھے جو ایک آریہ لونڈے نے اُٹھ کر حور و غلمان پر اعتراض کر دیا بخاری جی کا دم بند ہو گیا لگے بغلیں جھانکنے مسلمانوں کو سخت شرمندگی ہوئی۔ وہ تو اتفاق سے مولوی عصمت اللہ صاحب موجود تھے دوسرے دن انہوں نے ان اعتراضات کو اپنی تقریر میں صاف کیا۔ ہزاروں مسلمان آریہ ہوگئے مرتد ہوگئے۔

عدالت کو جواب دیتے ہوئے وکیل استغاثہ نے کہا کہ یہ سچی بات ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ سے درخواست کی تھی کہ مستغیثوں کو کسی اسلامی قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ پمفلٹ میں مستغیثوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ غرض یہ نہایت توہین آمیز ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ ملزم اس کو اس بنا پر جائز قرار دیتا ہے کہ وہ سچ ہے یا کسی قانونی عذر کی بناپر۔

مسٹر منڈل نے عدالت کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ اگر الفاظ حقیقت پر مبنی نہ ہوئے تو مضمون توہین آمیز ہوگا۔ نیز اس نے کہا کہ ان الفاظ میں واجب نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس نے عدالت کے سامنے بعض باتیں بیان کیں جن کے متعلق یہ کہا کہ شہادت میں وہ ثابت کردی جائینگی۔ اس نے بیان کیا کہ احمدیوں کے بانی مرزا غلام احمد پنجاب میں ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے ۱۸۸۹ء سے انہوں نے عیسائیوں کے مسیح موعود، مسلمانوں کے مہدی معہود اور ہندوؤں کے راجہ کرشن ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا (نعوذ باللہ منہا) ان کے پیرو امرتسر کے نزدیکی گاؤں قادیان کی وجہ سے جہاں کہ مرزا صاحب پیدا ہوئے تھے پہلے قادیانی کہلائے پھر مرزا صاحب کے ایک اختیار کردہ نام کے باعث احمدی کہلائے جو کہ محمد رسول اللہ کا ایک دوسرا نام ہے۔ اس وقت مرزا صاحب کے پیروؤں کے پانچ فرقے ہیں اور ان میں سے دو بڑے فرقے قادیانی اور احمدی کہلاتے ہیں۔ چند سال پیشتر جماعت احمدیہ لاہور کے ایک مبلغ خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان میں ایک مشن قائم کیا جسکا مرکز ووکنگ میں ہے۔ اور ۱۹۲۱ء میں خواجہ کمال الدین صاحب سنگاپور آئے۔ ان کی آمد کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہاں انجمن اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ درحقیقت یہ ایک احمدیہ تحریک تھی۔ دونوں مستغیث انجمن اسلام کے ممبر اور معاون تھے اور اسے یہ بتایا گیا ہے کہ تب سے یہ دونوں آدمی سرگرم ممبر رہے ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں ایک شخص مسمی داؤد شاہ جسکے متعلق یہ ثابت کیا جائیگا کہ وہ قادیانی یا احمدی ہے سٹریٹ سیٹلمنٹس میں آیا۔ وکیل صفائی نے یہ بھی کہا کہ دونوں الفاظ قادیانی اور احمدی کا ایک ہی مطلب ہے۔

جج کے سوال کے جواب میں مسٹر کیمبل وکیل استغاثہ نے بیان کیا کہ مستغیث احمدی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

مسلمانوں میں اختلاف

مسٹر منڈل نے بیان کیا کہ داؤد شاہ کے آنے سے تھوڑا عرصہ پہلے سٹریٹ سیٹلمنٹس کے مختلف مسلمانوں میں احمدیوں اور قادیانیوں کے متعلق اختلاف رونما ہوگیا تھا اور داؤد شاہ کی آمد سے اس میں کچھ اصلاح نہ ہوئی۔ چنانچہ اس میں بہت کچھ اختلاف رائے تھا اور ماہ اپریل میں مسٹر بشیر احمد مالل کی طرف سے جسکا ذکر اس پمفلٹ میں کیا گیا ہے ایک چٹھی اخبارات کو بھیجی گئی۔ اس چٹھی کو جو داؤد شاہ کے عقیدہ کے متعلق ہے پڑھنے کے بعد وکیل نے کہا کہ یہ چٹھی جو لکھی گئی تھی ایک پبلک معاملہ سے تعلق رکھتی تھی اور اس شخص نے جس نے ایسے خطوط لکھے تھے اس پر اظہار رائے کی دعوت دی تھی۔

اس کے بعد وکیل صفائی نے ایک پمفلٹ جو مستغیث اول (ممبر انجمن مرحوم) کی طرف سے شائع کیا گیا تھا پڑھکر کہا کہ اس خط کا تمام رجحان مسٹر داؤد شاہ کی تائید کرنے اور ان تین مولویوں کی جنہوں نے داؤد شاہ کو اس کے عقائد و اصول کے متعلق چیلنج دیا تھا، مخالفت کرنے کی طرف ہے۔ مستغیث نمبر ۱ کے اس فعل نے اسے پبلک آدمی بنا دیا اور اس لئے اس کے ہر ایسے فعل پر جو پبلک سے تعلق رکھتا ہو واجب نکتہ چینی کی جاسکتی تھی۔ وکیل صفائی نے اسی قسم کا ایک اور اشتہار جو دوسرے مستغیث۔ کے۔ سی ملکن کی جانب سے شائع کیا گیا تھا پڑھا اور اس پر واجب رائے زنی کو جائز قرار دیا۔ دونوں مستغیثوں نے اپنے عمل سے اپنے آپ کو ایسے شخص ثابت کیا جن پر دوسرے آدمیوں کی طرف سے واجب رائے زنی ہو سکتی ہے۔ اب سوال صرف اسقدر ہے کہ آیا جو نکتہ چینی ان پر کی گئی ہے وہ جائز ہے اور اس میں کسی قسم کی غلط بیانی تو نہیں کی گئی۔ قابل اعتراض الفاظ پر غور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ داؤد شاہ ایک ایسا شخص ہے جسکا قادیانی ہونا مشہور ہے۔ اور کہ اس پمفلٹ کے وقت اس نے سنگاپور کے ٹاؤن ہال میں لیکچر دیا تھا اور مولویوں کے چیلنج کو قبول نہیں کیا تھا۔ خصوصیت سے اس بات کو یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس نے قرآن کا ایک تامل ترجمہ شائع کیا ہے۔

عدالت: کیا قرآن کا عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا گناہ خیال کیا جاتا ہے؟

مسٹر منڈل نے جواب دیا کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ حرام ہے۔ اس کے بعد وکیل صفائی نے پمفلٹ زیر بحث کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس کے بعض حصے مذہبی حوالجات ہیں اور جائز نکتہ چینی ہیں جن میں سے کچھ صرف داؤد شاہ کے متعلق ہیں۔

عدالت: کیا اس کے حوالہ ہونے سے توہین کم ہوجائیگی۔

مسٹر منڈل: یہ پھر بھی توہین ہی ہوگی ۔ ۔ ۔ بشرطیکہ الفاظ میں سچ نہ ہو۔

عدالت: ان کے حوالجات ہونے یا نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

مسٹر منڈل: یہ بالکل سچ ہے کہ احمدی اور قادیانی تمام اسلامی دنیا کی نظروں میں کافر سمجھے جاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مستغیثوں نے اپنے عمل سے وہ راہ اختیار کی جس نے ہمیں اس بات کا حقدار بنا دیا کہ ہم ان کے اعمال و افعال پر رائے زنی کریں۔ اور ان کے افعال کے مطابق انہیں احمدی کہیں۔ فرض کرو کہ میں نے اس کو ثابت کردیا اور میں اس کے ثبوت کے لئے شہادت پیش کرنیوالا ہوں کہ قادیانی اور احمدی کافر ہیں تو پھر میں کہتا ہوں۔ کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں۔ گویا وہی ثابت کرنا ہے اگر یہ ثابت ہوجائے تو پھر اس بات کا کوئی سوال نہ ہوگا۔ کہ آیا اشتہار توہین آمیز ہے یا نہیں۔ مستغیث نمبر ۱ کا اشتہار بھی توہین آمیز تھا مگر اس نے توہین کرنے کے لئے اشخاص کے انتخاب میں زیادہ احتیاط سے کام لیا ہے۔

اگر قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں: مسٹر منڈل نے تشریح کرتے ہوئے عدالت کے جواب میں کہا کہ اگر قادیانی فرقہ دائرہ اسلام سے خارج ہے تو پھر ان کو دائرہ اسلام میں بتانا لوگوں کو پر ضرر تصنیفات سے ڈرانا اور ان کے زر کو لوٹنا ہے ایک ایسا قرآن جو اصل قرآن نہیں اسے شائع کرنا اور لوگوں کے پاس اصلی قرآن بتاکر فروخت کرنا پر ضرر نصائح منتشر کرنا اور لوگوں سے ان کے روپیہ کو لوٹنا ہے۔ اس میں سوائے جائز نکتہ چینی اور کوئی بات نہیں تھی۔

عدالت: ایک آدمی خود دیکھ سکتا ہے کہ وہ تامل زبان میں لکھا ہوا قرآن خرید رہا ہے۔

مسٹر منڈل: میرے خیال میں ہندوستانی مسلمان ۹۰ فی صدی غیر تعلیم یافتہ ہیں اور صحیح اور غیر صحیح قرآن میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ان کو اس بات کا پتہ نہیں لگ سکتا کہ کوئی آیات میں گڑبڑ کی گئی ہے۔ قرآن سب کتب مقدسہ میں سے سب سے زیادہ مکمل ہے اور غلطی سے مبرا سمجھا جاتا ہے۔ جب ایک آدمی کو قرآن کی ایسی جلد جو غلط ہے دیجاتی ہے تو پھر یہ زبان جو استعمال کی گئی ہے ہرگز سخت نہیں ہے۔ اس قسم کے عقائد پھیلانا جو اصلی اسلامی ایمانیات کے خلاف ہوں شرمناک تہمت پھیلانا نہیں تو اور کیا ہے یہ بات تمام سچے مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے کہ قادیانی اور احمدی اپنی تصانیف کے ذریعہ تمام دنیا میں اپنے عقائد پھیلاتے ہیں۔

عدالت: آپ اس کو مشکل سے شرمناک تہمت کہہ سکتے ہیں۔

مسٹر منڈل: ہاں کیونکہ اس کے مذہب کو جو دنیا میں صرف ایک ہی سچا مذہب ہے غلط رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔

احمدیوں کا مسلمان ہونا

قادیانیوں کے درجہ (مذہبی) کے متعلق بحث کرتے ہوئے مسٹر منڈل نے کہا کہ ۱۹۱۵ء میں ان کو ہندوستانی عدالتوں نے ایسے لوگ قرار دیا تھا جنہوں نے پکے مسلمانوں کے برخلاف کچھ ضروری مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ ان تمام مقدمات سے جن کا مسٹر کیمبل نے حوالہ دیا ہے یہی ایک بات مستخرج ہوتی ہے کہ اسلامی دنیا کو قادیانیوں اور احمدیوں کے کافر ہونے یا نہ ہونے کے متعلق ایک مستقل رائے قائم کرنے کا موقعہ پیش نہیں آیا۔ یہ امر ظاہر ہے کہ ہندوستان میں ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء میں یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔ اور بعض مقدمات میں جو شہادتیں پیش کی گئی تھیں ان کی بنا پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہ مسلمان ہیں ان فیصلوں کی پابندی کرنے کے لئے ہم مجبور نہیں ہیں۔ سٹریٹ سیٹلمنٹس کے مسلمان بحیثیت ایک علیحدہ قوم ہونے کے ہندوستانی مسلمانوں کی طرح تحقیقات کرنے کے حقدار ہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا فیصلہ شہادت کی بنا پر ہونا چاہیئے۔ اور اس کے لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ سنگاپور کے چاروں اماموں کو سوائے سب سے بوڑھے کے جو بیماری کے باعث حاضر عدالت نہیں ہوسکتا۔ بلایا جائے۔ وہ گواہی دینگے کہ احمدی فرقے کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن کے معانی میں توڑ مروڑ کی۔ اور کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے اپنے الفاظ قرآن جیسے ہی مقدس ہیں اور کہ انہوں نے اس بات کی تلقین کی کہ جو مسلمان ان پر ایمان نہیں لائے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ یہاں اور جاوا میں اس فرقہ کے بہت سے پیرو تھے۔ سوال یہ ہے کہ آیا وہ مسلمان ہیں۔

اپنی بحث کے دوران میں وکیل صفائی نے حضرت مسیحؑ کے زمانہ کو جبکہ یہودا اور غیر نبی اسرائیل پائے جاتے تھے بطور تمثیل پیش کیا۔ اس وقت جو شخص حضرت عیسیٰ پر ایمان لاتا تھا وہ عیسائی ہوجاتا تھا اور یہودی نہ رہتا تھا جب حضرت محمدؐ تشریف لائے تو جو لوگ حضرت محمدؐ کی نبوت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو مان لیتے تھے خواہ پہلے وہ کچھ ہی کیوں نہ ہوتے تھے مسلمان بنجاتے تھے وہ حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء پر بھی ایمان رکھتے تھے۔ تب ایک نئے آدمی مرزا غلام احمد صاحب تشریف لائے جنہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔

عدالت: سوا (مرزا صاحب) کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلعم نے میرے ظاہر ہونے کے متعلق پیشگوئی کی تھی جسکے مطابق میں آیا ہوں۔

مسٹر منڈل: وہ اس سے بڑھکر یہ فرماتے ہیں کہ کتب یہود میں پیشگوئی تھی کہ مسیح ظاہر ہوگا اور وہ میں ہوں۔ یہ چاروں مذہب یہودیت، عیسائیت، اسلام اور ہندو دھرم کو ایک مذہب میں جمع کرنے کی کوشش ہے۔ "میں وہ مسیح ہوں جسکا تمام مذاہب کو وعدہ دیا گیا تھا" حضرت عیسیٰ یہودیوں کے لئے مسیح ہوکر آئے تھے۔ عیسائیوں نے انہیں قبول کیا لیکن اہل یہود نے نہیں۔ یہی مثال مسلمانوں اور احمدیوں کی ہے۔

اس کے بعد مقدمہ اگلی پیشی کیلئے ملتوی ہوگیا۔ (باقی آئندہ)

ہندوستان پر مکتی فوج کا حملہ

ہندوستان میں تبلیغ مسیحیت کے لئے جو مختلف مسیحی جماعتیں کام کر رہی ہیں ان میں سے ایک جماعت مکتی فوج کی ہے۔ اس فوج کے کارکنوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرخ کوٹ اور دوسرے تمام کپڑے گیرو رنگ کے پہنتے ہیں۔ لاہور میں بھی اس فوج کے سپاہی بعض بازاروں میں روزانہ انجیل فروخت کرتے پھرتے نظر آتے ہیں لنڈا بازار میں ان کے لیکچر بھی ہوتے ہیں۔

تمام دنیا میں مکتی فوج نہایت وسیع پیمانہ پر عیسائیت کا پرچار کر رہی ہے۔ تمام دنیا میں ان کے مرکز سترہ ہزار ہیں جن کے ماتحت پچیس ہزار نو سو ساٹھ کارکن مستقل طور پر کام کر رہے ہیں اور دو لاکھ چوبیس ہزار وہ مقامی افسر ہیں جو اپنے فرصت کے اوقات میں اس فوج کی اعانت کرتے ہیں ہندوستان میں یہ فوج کیا کچھ تبلیغی کوششیں کر رہی ہیں ان کا اندازہ ذیل کے اعداد سے معلوم ہوسکتا ہے۔

کام کے مرکز۔	۴۰۲۴
ہندوستانی کارکن۔	۱۰۸۰
مدرسے جن میں بچوں کو تعلیم دیجاتی ہے۔	۷۱۳
طالبعلموں کی تعداد۔	۲۰۱۲۸
سکونتی مدارس جن میں طعام و قیام کا انتظام ہے۔	۱۵۱
" " جرائم پیشہ اقوام کے بچوں کے لئے۔	۶
شفا خانے۔	۱۶
جرائم پیشہ لوگوں کی بستیاں۔	۱۵
بے خانماں عورتوں کیلئے پناہ گاہیں۔	۶
رہا شدہ قیدیوں کے لئے پناہ گاہیں۔	۴

مسلمانو! غور کرو۔ یہ کام عیسائی قوم کی صرف ایک جماعت کی طرف سے ہورہا ہے۔ باقی عیسائی مشن جو کچھ ہندوستان میں کر رہے ہیں وہ اس کے علاوہ ہے تمہیں دیکھنا چاہیئے کہ اس کے مقابلہ میں اشاعت اسلام کے لئے تم کیا کچھ کر رہے ہو۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مقامی بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں۔

— مسجد احمدیہ میں نماز عشاء کے بعد بوقت روزانہ سوا پارہ قرآن مجید ۸ رکعت نماز تراویح میں سنایا جاتا ہے۔ اور نماز عصر سے مغرب تک روزانہ حضرت امیر ایدہ اللہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔

— ایک احمدی بھائی نے دریافت کیا تھا کہ زندگی بیمہ کرانا جائز ہے یا نہیں جس کا جواب دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے زندگی بیمہ کرانے کو از روئے شریعت اسلامی ناجائز قرار دیا ہے۔

— مولوی محمد یحییٰ صاحب طبیب دیگراں تحصیل مانسہرہ کی صاحبزادی عمر ۳۰ سال لمبی بیماری کے بعد فوت ہوگئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعا مغفرت کریں۔

— خان شہباز خانصاحب احمدی خواسپورا اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے حقیقی بھائی میاں محمد خاں صاحب بعارضہ بخار و کھانسی ایک عرصہ سے بیمار ہیں تمام احباب سلسلہ ان کی صحت اور ان کے کاروبار کی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

— مولانا عصمت اللہ صاحب نے ۱۲ مارچ کو اسلامیہ کالج میں اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر لیکچر دیا۔ اسی روز ٹمپرنس سوسائٹی واقعہ نولکھا لاہور میں بھی ترک مسکرات پر آپ نے تقریر فرمائی۔

— آریہ سماج منڈی لاہور میں مولوی لال حسین صاحب متعلم اشاعت اسلام کالج کا مناظرہ پنڈت رام دکھال کیساتھ مسئلہ تناسخ پر ہوا جسمیں آریہ مناظر کو سخت شکست ہوئی

مگر بخاری جی کو کبھی توفیق نہ ملی کہ وہاں جا کر انہیں تلقین کریں۔ یہاں گھر میں مشک مناک کرا دیگا گا کر اور نقلیں اُتار اُتار کر اور منہ چڑا چڑا کر مسلمانوں کو کا فر بنانے کے لئے مجددیت زور کرا تی ہے۔ اور پھر اسقدر مغلظ گالیاں اس شخص نے جادہ کے جلسہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو دی ہیں کہ الامان الحفیظ "لنگا ما" کے نام سے تو حضرت کو یاد کرتا تھا۔ او فحش سے فحش الفاظ استعمال کرنے سے بھی عار نہ تھی۔ پھکڑ بازی کا بدترین نمونہ اس شخص نے دکھایا اور تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو گالیاں دلا کر خوش ہوتے ہیں۔ گالیاں سننے کا شوق ہو تو شیعوں کی مجلس میں چلے جاؤ۔ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کو کسقدر گالیاں دیتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ آریوں عیسائیوں کی مجالسوں میں نعوذ باللہ نبیوں رسولوں کو گالیاں پڑتی ہوئی سن لو۔ دیو سماجیوں میں نعوذ باللہ خدا کو گالیاں سن لو۔ لچّوں شہدوں میں چلے جاؤ تو خود گالیاں کھا لو۔ یہ تو کوئی خوبی نہیں جس پر خوش ہونا چاہیئے بلکہ آنحضرت صلعم کے ارشاد اذا خصم فجر کے ماتحت یہ منافقت کی علامت ہے کہ جب مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ پھر گالیاں دینے کے لئے احمدیوں کے مقابلہ میں ہی شیر ہیں۔ جب جائیں کہ آریوں اور عیسائیوں کو اسطرح گالی دیں۔ لیکن کسطرح دیں جانتے ہیں کہ اگلے جیلخانے تک پہنچائے بغیر دم نہ لینگے یا انہیں ایک کہیں گے تو دس سنیگے مگر احمدی چونکہ شرافت سے کام لیتے ہیں اور سب بزرگوں کو ملتے اور ان کو راستباز سمجھتے ہیں اس لئے وہ تو کسی کو گالی دے نہیں سکتے۔ اس لئے ان کے لئے میدان کھلا ہے۔ جو ایمان اور تقویٰ کے زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں انہیں گالی دینا کیا مشکل ہے۔ فریق ثانی کو بند ھا ہوا دیکھ کر شیر بنا کھلے ہوئے دشمن کو گالیاں دینے کی جرأت ہی نہیں بلکہ وہ گالیاں دیتے ہیں اور یہ گھر کے شیر شیر مادر سمجھ کر ہضم کرتے چلے جاتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے اور ذرا غیرت نہیں آتی یہ ساری شیخی بازی اور گالی گلوچ گھر میں ہی ہے باہر جان خطا ہوتی ہے:

گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردۂ
رواگر مردی جہود ے را باسلام اندر آ
چوں نسیم صبح محشر پردہ بردارد زکار
کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار
گر خرد مندی برو کن فکرِ نفسِ خود نخست
لاف ایمان خود چہ چیز گر ایمان بیار
چند بر تکفیر بازی چند استہزا کنی
روبہ ایمانِ خود و مارا بکفر ما گذار
سے زفرد وکم حکایت کن نے اہلِ نار
کز غم دینِ محمدؐ سے زنیم شوریدہ وار

استفتائے عام

از علمائے حنفی واہلحدیث واحمدی صاحبان

قرأت الحمد خلف الامام کے نفی میں آیتہ قرآنی واذا قرئ القرآن فاستمعوا وانصتوا لعلکم ترحمون (یعنی جب پڑھا جاوے قرآن تو تم سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے) بطور نص پیش ہو کر ہمیشہ طبع آزمائی چلی آتی ہے جو قطعی فیصلہ کن ثابت نہیں ہو سکی کیونکہ فریق مخالف ہمیشہ اس آیت کے مقابل دوسری آیت قرآنی فاقرءوا ما تیسر من القرآن پیش کر کے ناسخ منسوخ کا حربہ چلاتا رہا ہے اور بدیں وجہ تیرہ سو برس سے برابر دو فریق جھگڑتے چلے آتے ہیں۔ لیکن اس آیتہ شریفہ کے ساتھ دوسری ملحقہ آیت واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفتہ دون الجہر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین (اور یاد کر رب اپنے کو بیچ جی اپنے کے عاجزی سے کم آواز سے بات سے صبح کے وقت اور شام کو اور مت ہو جانا غافلوں میں سے) کو ملا کر ہندوستان کے اندر کسی رسالہ میں طبع آزمائی ہوتی ہوئی فقیر کے نظر نہیں پڑی ان ہر دو آیات مذکورہ بالا کے درمیان واؤ عطف (اور) سر کلام واقع ہے جنہیں فقیر کے نزدیک ملا کر پڑھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو سننے والے (مقتدی) کو چاہیئے کہ سنے اور سوت یعنی آواز نہ نکالے بلکہ اپنے دل میں عاجزی سے گڑ گڑا کر بطور تصدیق اسطرح پر ذکر کرتا رہے کہ جو آواز کی شکل نہ اختیار کر سکے اور بے سرنے غافلوں کی طرح بُرا لیسے کھڑے نہیں رہنا چاہیئے۔ (ذکر الحکیم)

پس ثابت ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد وغیرہ ضرور بموجب حکم قرآنی خفیہ پڑھتے جانا چاہیئے کیونکہ نماز کے مقاصد میں بطور تصدیق ذکر کا پیدا ہونا لوازمات میں سے ہے جیسا کہ آیت شریف واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تریٰ اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشٰھدین (ترجمہ اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے طرف رسول کے دیکھ سکتا ہے تو آنکھوں ان کی کو کہ بہتی ہیں آنسوؤں سے بسبب اس چیز کے کہ پہچانا ہے انہوں نے حق کو اور بطور تصدیق کہتے ہیں اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھ رکھ ہم کو شاہدوں میں) سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور نیز مزید برآں ایک دوسری آیت فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔ (ترجمہ پڑھو مقتدی وامام) جو کچھ میسر ہو سکے قرآن میں سے) سری وجہری نمازوں میں قرأت خلف امام کی موید ہے اور علاوہ ازیں بہت سی احادیث صحیحہ ان ہر دو حکم قرآنی کی شاہد پائی جاتی ہیں لہٰذا اب برخلاف ان حوالہ جات قرآنی مذکورہ کے یہ نتیجہ نکالنا پڑا کہ جو جو احادیث قرأت الحمد خلف الامام کی نفی میں آتی ہیں انہیں بموجب قول نبوی صلعم کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی (میرا کلام اللہ تعالےٰ کی کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا اور اللہ تعالےٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے) منسوخ سمجھا جائے۔

بناءً علیہ بموجب خیال فقیر جبکہ نص قرآنی و احادیث صحیحہ باہم متفق ہو کر یہ پتہ چلائیں کہ مقتدی کو خلف امام قرأت پڑھ لینا چاہیئے تو پھر کونسے اور امور مانع ہیں کہ مقتدی کو خلف امام قرأت نہیں پڑھنی چاہیئے بینوا توجروا (المستفتی صوفی عبدالرحمٰن خان حنفی المذہب ساکن مالیر کوٹلہ سٹیٹ)

نوٹ ہر سہ طبقہ کے علماء سے فی سبیل اللہ استدعا ہے کہ فقیر کے استدلال پر محض آیات قرآنی کو مدنظر رکھتے ہوئے موید اور غیر موید طریق پر عالمانہ بحث کر کے اصل معاملہ پر روشنی ڈالیں ۔۔ تاکہ جواب استفتا سعید روحوں کے لئے مفید ثابت ہو سکے اور کم از کم قرأت خلف امام کا جھگڑا آئندہ ہمیشہ کے لئے اس صدی کے مسلمانوں کے درمیان سے رخصت ہو۔

ایک حمام میں دونوں ننگے

اصل میں کہاوت تو اس طرح پر ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے مگر آج جس واقعہ کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں اس سے ایک حمام میں دونوں ننگے نظر آئینگے۔ واقعہ یہ ہے کہ ماہ فروری میں امرتسر میں انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے خلاف مولویوں نے ایک جلسہ کیا جس میں امرتسری اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب نے انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے اس طرز عمل پر کہ وہ اپنے جلسوں اور مناظروں میں احمدی مناظروں کو بلاتی ہے اعتراض کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آئندہ مرزائیوں کا مباحثہ آریوں سے ہرگز نہ ہونا چاہیئے اور نہ ہی کبھی مسلمان کو چاہیئے کہ وہ مرزائیوں کو اپنی طرف سے آریوں کے ساتھ مباحثہ میں پیش کرے کیونکہ علماء اہل سنت وجماعت واہلحدیث مرزائیوں کے ساتھ ملکر کام شرعاً نہیں کر سکتے وغیرہ وغیرہ" (اہل السنت والجماعت یکم اپریل ۱۹۳۵ء)

اسقدر لکھنے کے بعد ہمعصر اہل السنت والجماعت انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے اعتراضات جو مولوی ثناء اللہ صاحب پر کئے جاتے ہیں بیان کر کے مولوی صاحب موصوف سے ان الفاظ میں صفائی پیش کرنے کا مطالبہ کرتا ہے:۔

"مرزائی لوگ اور انجمن اشاعت اسلام امرتسر کے ارکان مولوی ثناء اللہ صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب مولوی صاحب مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز بتلاتے ہیں اور کئی جگہ ان کے ساتھ ملکر جلسوں میں شامل ہوتے اور کام کرتے رہے ہیں تو اب کیوں منع کرتے ہیں۔ علاوہ بریں جب وہ اور مرزائی جمعیت تنظیم میں ملکر جلسہ امرتسر میں تقریریں کر چکے ہیں تو اب انکار کیوں کرتے ہیں اور ان اعتراضات کو انہوں (انجمن اشاعت اسلام امرتسر۔ پیغام صلح) نے ایک بڑے اشتہار میں بھی شائع کیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو چاہیئے کہ ان سب اعتراضات کا جواب دیں تا ایسا نہ ہو کہ مکہ معظمہ میں یہ اعتراضات سلطان ابن سعود کے سامنے پیش کئے جاویں اور قرضی سواری میں فرق آجائے"۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ حکیم ابوتراب محمد عبدالحق ایڈیٹر اہل السنت والجماعت مولوی ثناء اللہ صاحب کو چھوڑ کر پہلے خود اپنی صفائی پیش کریں لاہور کے بعض احمدی اعتراض کرتے ہیں کہ جب خود حکیم ابوتراب محمد عبدالحق صاحب خان شاہ محمد خانصاحب انجینئر احمدی کی بیوی کی نماز جنازہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے پیچھے لاہور میں پڑھ چکے ہیں تو پھر وہ کیوں "مرزائیوں کے ساتھ ملکر کام شرعاً نہیں کر سکتے"۔ امید ہے کہ حکیم صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اپنی اس دورنگی چال کے متعلق صفائی پیش کرینگے۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب کی گمراہ کن چالیں"

اس عنوان کا ایک اشتہار جو سکرٹری انجمن اشاعت اسلام امرتسر کی طرف سے شائع ہوا ہے ہمیں موصول ہوا ہے۔ جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس فتویٰ کی کہ مسلمانوں کے لئے احمدیوں کے ساتھ ملکر کام کرنا شرعاً درست نہیں مندرجہ ذیل باتیں پیش کر کے خوب قلعی کھول گئی ہے۔

(۱) مولوی ثناء اللہ صاحب نے نہ صرف ایک دفعہ احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھی بلکہ اس بارے میں انکا تحریری فتویٰ موجود ہے کہ "میرے نزدیک احمدیوں کے پیچھے نماز جائز ہے"۔

۲۔ جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ جلسہ پر اعلان کیا کہ میں ہندوؤں کے مقابلہ کے لئے مولوی محمد علی صاحب کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔

۳۔ امرتسر میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں باوجود علماء کی مخالفت کے مولوی ثناء اللہ نے احمدیوں کے ساتھ شرکت اختیار کی۔

۴۔ مولوی ثناء اللہ نے جموں اور دیگر کئی مقامات پر احمدیوں کے ساتھ اشتراک عمل کیا۔

امرتسری مولوی فاضل کے قول وفعل میں یہ تفاوت دکھانے کے بعد مخالفت کی اصل وجہ اس طرح پر بیان کی گئی ہے:۔

"مولوی ثناء اللہ جنہوں نے سالہا سال مسلمانوں کی جیبوں سے کبھی اہلحدیث اور حنفی۔ کبھی احمدی اور غیر احمدی۔ کبھی غنائی اور غزنوی۔ کبھی شیعہ اور سنی کے جھگڑے پیدا کر کے روپیہ بٹورا کبھی سماجیوں کے مقابلہ میں ایک آدھ بوسیدہ شعر پڑھ کر اپنی جیب گرم کی۔ کب برداشت کر سکتے تھے کہ ان کی زندگی میں کوئی دوسری جماعت پیدا ہو یا لوگوں میں اس کام کے لئے کوئی اور گروہ برسر اقتدار ہو اور آپ کی آمدن میں رخنہ پڑے۔ صرف اسی لئے انہوں نے اپنی تمام زندگی میں ایک آدمی بھی مناظر پیدا نہ کیا۔ انہوں نے انجمن اشاعت اسلام کی مخالفت کی اور چند مولویوں کو اپنے ہمراہ شامل کر کے امرتسر میں ایک فساد کی بنیاد رکھدی"۔

سید سلیمان ندوی اور تنظیم

جناب مولانا سید سلیمان ندوی نے جمعیتہ العلمائے ہند کے ساتویں اجلاس منعقدہ کلکتہ میں اپنے خطبہ صدارت میں "خلافت وامامت کبریٰ" پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"آج کل ہندوستان میں جن چیزوں کی تعبیر تنظیم کے لفظ سے کیجا رہی ہے۔ حقیقت میں تنظیم کے فروع ہیں اصل نہیں۔ شاخیں ہیں جڑ نہیں اوصاف وعوارض ہیں۔ جوہر نہیں۔ ۔ ۔ وہ تنظیم کے نتائج کار ہیں تنظیم کا رشتہ نہیں یتیموں اور بیواؤں کا انتظام۔ مسجدوں کی نگرانی۔ مسلمانوں کے اقتصادیات کی اصلاح۔ مدرسوں اور مکتبوں کا اجرا اور اسی قبیل کی چیزیں تنظیم کے عملی کام ہیں۔ مگر خود تنظیم نہیں۔ تنظیم کے بغیر ان کاموں کو انجام دینے کی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے بنیاد کے بغیر دیوار کھڑی کرنا بلکہ دیواروں کے بغیر چھت ڈالنا ہے۔ ۔ ۔

مسلمانوں کی حقیقی اصلی اور جوہری تنظیم وہی ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے قائم کی گئی تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ایسے ملک میں جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں اور اکثریت بھی نہیں ایک امارت یا امامت قائم کیجائے خاص قواعد شرعی کے ساتھ انتخاب ہو اس کے لئے ایک مجلس شوریٰ ہو اور تمام افراد اس کے ہاتھ پر شرعی بیعت کریں۔ اور اس کے ہر شرعی حکم کو ایک حکومت کے حکم کی طرح واجب التعمیل سمجھیں جس کا مخالف مذہباً عاصی اور گنہگار اور ملت کے رشتہ سے کٹ جانے والا ہوگا"۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی حقیقی تنظیم تبھی ہو سکتی ہے کہ سب ایک ہی شخص کے ہاتھ پر شرعی بیعت کریں اور اس کے ہر شرعی حکم کو واجب التعمیل سمجھیں مگر ہمارے خیال میں ایسا شخص وہ ہونا چاہیئے جو خدا کی طرف سے امام بنایا جائے یعنی مامور من اللہ ہو۔ جس شخص کو خود لوگوں نے منتخب کیا ہو۔ اس پر قدرتی طور پر اسقدر حسن ظن نہیں ہو سکتا جسقدر ایک مامور من اللہ پر ہوتا ہے۔ اور حسن عقیدت ہی وہ چیز ہے جو کسی جماعت کو آمادہ عمل کر کے محیر العقول کام اس سے کروا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر اس بات کا اعلان کیا کہ مسلمان قوم موجودہ پستی و ذلت سے تبھی نکل سکتی کہ وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خدا تعالےٰ کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہو۔ مجدد وقت کی قائم کردہ چھوٹی سی جماعت نے باوجود اندرونی وبیرونی مخالفت کے تھوڑے ہی عرصہ میں خدمت اسلام کا جو حیرت انگیز کام کیا ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر مسلمان مجدد وقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے آپ کو منظم کریں اور پھر خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر عمل کریں تو اسلام کی گم گشتہ عظمت و شوکت از سر نو جلد ہی قائم ہو سکتی ہے۔ ہماری رائے میں مسلمانوں کے لئے کسی خود ساختہ امام کی بیعت کرنے کے بجائے خدا کے مقرر کردہ امام وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنا زیادہ مفید ہوگا۔

اسجگہ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو سلسلہ احمدیہ کے بیعت لینے پر

گجرات کاٹھیاواڑ میں شدھی کا جال

دردمندانِ اسلام کی بروقت بیداری

احمدآباد گجرات کے علاقہ میں مولا اسلام گراسیہ راجپوت نام ایک قوم آباد ہے۔ جو کہ طرز ماند و بود اور عادات و اطوار میں ملکانہ راجپوتوں کے ساتھ پوری پوری مشابہت رکھتی ہے اگر دونوں قوموں میں زبان کا امتیاز نہ ہوتا تو پھر ان دونوں میں حد فاصل قائم کرنا بہت مشکل کام تھا۔ جس طرح ملکانہ راجپوت ہندوانہ رسومات کے پابند ہیں اسی طرح یہ بھی ہیں۔ جیسے وہ ہندوانہ نام رکھتے ہیں۔ ویسے ہی یہ بھی رکھتے ہیں۔ کسی زمانے میں اسی قوم کے آباؤ اجداد مسلمان ہو گئے تھے۔ اسی لحاظ سے یہ قوم بھی آج تک مسلمان کہلاتی ہے۔ اگر مولوی لوگ اس قوم کی دیکھ بھال کرتے رہتے۔ تو ممکن ہی نہ تھا۔ کہ یہ قوم ہندوؤں کے سے نام رکھ کر انہی کی سی رسومات کی پابند ہوتی۔ مگر جہاں حلوا مانڈا نہ ملے اور دوزخ شکم کو پُر کرنے کے لئے اچھا ایندھن دستیاب نہ ہو۔ وہاں جانے اور اپنا وقت کھونے سے مولویوں کو کیا کام۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل یہ قوم ہندوانہ رسومات کی پابند نظر آتی ہے۔ اور انہی کے سے نام رکھتی ہے۔ مگر تاہم نومسلم آباؤ اجداد کی اسلامی رسومات میں سے حسب ذیل رسومات کی بھی پابند ہے۔

(۱) اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔

(۲) بڑے پیر صاحب کی گیارھویں دیتی ہے۔

(۳) محرم میں تعزیہ داری کی رائج الوقت رسومات کو بجالاتی ہے۔

(۴) ختنہ کراتی ہے۔

آریہ لوگوں نے اس قوم کو شدھ کرنے کے لئے اس علاقہ میں اپنا دام تزویر پھیلا دیا۔ ماسٹر آتما رام امرتسری نے جو کہ آجکل اس ناپاک غرض کو پورا کرنے کے لئے ہی بڑودہ میں قیام پذیر ہیں۔ ایڑی سے چوٹی تک کا زور اس قوم کو شدھ کرنے کے لئے صرف کر دیا۔ ماسٹر صاحب کی اس روش کو دیکھ کر علاقہ گجرات کے سمجھدار مسلمانوں نے زر کثیر صرف کر کے ۷، ۸ مارچ ۱۹۲۶ء کو بمقام ناپا ایک کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کے قائم کرنے میں جہاں اور بہی خواہان اسلام کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔ وہاں مصور فطرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی مساعی جمیلہ کو سب سے زیادہ امتیاز حاصل تھا۔ بلکہ سچ پوچھو۔ تو اس کانفرنس کا انعقاد ہی خواجہ صاحب ممدوح ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا۔ اور جن لوگوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے نمایاں حصہ لیا۔ وہ خواجہ صاحب ہی کے مرید تھے۔ یہ کانفرنس اپنے مقاصد کے لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ اس کا سب سے بڑا مقصد تو صرف یہ تھا۔ کہ نومسلم راجپوتوں کو شدھی کے خطرناک جال میں پھنس جانے سے بچایا جائے۔ سو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ یہ کانفرنس اپنے اصلی مقصد میں پورے طور پر کامیاب ہوئی۔ اور مولا اسلام گراسیہ راجپوتوں نے بالاتفاق اسلام پر قائم رہنے کا فیصلہ کر دیا۔

کانفرنس میں خاکسار کی دو تقریریں ہوئیں۔ اور دونوں کامیاب رہیں پروگرام کے لحاظ سے خاکسار کو صرف ایک تقریر کرنے کا وقت دیا گیا تھا مگر لوگوں کے اصرار سے پھر اور وقت بھی دینا پڑا۔

خواجہ حسن نظامی صاحب نے بھی کانفرنس میں ایک زبردست تقریر کی۔ اس سے پیشتر احمدآباد میں بھی خاکسار کی ایک تقریر ہوئی تھی۔ اس تقریر میں باوجود بارش کے مجمع بہت تھا۔ خاکسار سے پہلے خواجہ صاحب نے تقریر کی اور بتلایا کہ تبلیغی معاملات میں تمام مسلمانوں کو یک دل ہو کر کام کرنا چاہیئے شیعہ سنی اور احمدی غیر احمدی کا جھگڑا لے بیٹھنا بالکل مصلحت کے خلاف ہے۔ تبلیغ اسلام کا کام احمدی غیر احمدی شیعہ سنی غرض تمام مسلمانوں کو مل کر کرنا چاہیئے۔ اور میں سب کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ناپا کی کانفرنس سے فارغ ہو کر ہم کھمبائت پہنچے کھمبائت ایک اسلامی ریاست کا صدر مقام ہے۔ اور کسی زمانے میں بمبئی کی بجائے مشہور و معروف بندرگاہ تھا۔ رات کے وقت خواجہ صاحب اور میری مجمع عام میں تقریریں ہوئیں۔ اور نہایت پسندیدگی کے ساتھ سنی گئیں۔ ان تقریروں میں مستورات بھی کثرت سے شریک ہوئی تھیں۔

کھمبائت سے ہم سب بڑودہ پہنچے۔ یہاں بھی مجمع عام میں خواجہ صاحب اور خاکسار کی تقریریں ہوئیں۔ اور نہایت کامیاب رہیں۔

علاقہ گجرات میں خواجہ صاحب کا بہت بڑا اثر ہے۔ اور آپ کو نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(محمد عصمت اللہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا

(مینیجر)

عالمِ اسلام

جدہ سے مکہ تک موٹر کی تیاری

بمبئی کے مشہور عرب تاجر ابراہیم الفضل صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جدہ کے بعض ایجنٹوں نے یہ تار دیا ہے کہ:-

حجاج کے مفاد اور آسائش کی خاطر ملک الحجاز سلطان نجد و متعلقات نے موٹروں کی سواری کا انتظام کیا ہے۔ جس سے مکہ کی مسافت صرف دو گھنٹہ میں طے ہو سکتی ہے۔

ریف میں ہسپانیہ کا ایک اور حریف

طنجہ سے اطلاع ملی ہے کہ شریف اسوبی جو ہسپانیہ کا دوست تھا اور جس نے گذشتہ سال غازی محمد بن عبدالکریم کی قید میں وفات پائی۔ اس کا لڑکا خالد رسولی ریفیوں کی ایک باقاعدہ فوج کا سردار بنکر علاقہ جبالہ میں آیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ قبیلہ بنی عروس کی تنظیم کر رہا ہے تاکہ ہسپانوی محاذ پر حملہ کیا جائے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو قبائل جبالہ اپنے شریف کی موجودگی کی وجہ سے جسے وہ اپنا مذہبی پیشوا خیال کرتے ہیں یقیناً ہسپانیہ کی سخت مزاحمت کرینگے اور غالباً اب اس گفت و شنید کا خاتمہ ہو جائیگا جو بہت سے ایسے قبائل جبالہ کے ساتھ اطاعت قبول کرنے کے متعلق جاری ہے جو ہسپانوی محاذ سے قریب رہتے ہیں

مجاہدین شام کا میثاق ملی

روزنامہ "ملیہ" جو قسطنطنیہ سے شائع ہوتا ہے رقمطراز ہے کہ مجاہدین شام نے ایک "میثاق ملی" شائع کیا ہے جس کی تعمیل کرنا ہر شخص کا فرض ہوگا جو شخص اس قومی معاہدہ کی کسی شرط سے بھی انحراف کریگا اس کو گولی سے مار دیا جائیگا۔

مجاہدین شام کی تعداد میں روز افزوں ترقی

یروشلم ۱۲ مارچ۔ عربی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر نعور جو جنوبی دمشق کے قبیلہ فضل کے سردار ہیں مجاہدین سے مل گئے ہیں اور راستہ کی ہر مزاحمت کو دور کرتے ہوئے دمشق کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ ایسی حالت میں کہ دروزیوں کے حملہ کا خطرہ لگا ہوا ہے ان کا آگے جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے

دنداش کا زبردست بلبک خاندان بھی جو ابھی تک وفادار تھا اب مجاہدین سے مل گیا۔ ان قبائل کے بگڑنے کا باعث وہ وحشیانہ مظالم ہیں جو سرکیشین۔ آرمینین اور دیگر اقوام کے سپاہی جو فرانس کی فوج میں ملازم ہیں۔ لوگوں پر کر رہے ہیں۔ (ٹائمس آف انڈیا کا خاص تار)

ایک دروزی سردار زخمی ہو گیا

بیروت ۹ مارچ۔ دروزی سردار عبدالغفار الاطرش زخمی ہو گئے ہیں۔ یہ حادثہ اسوقت وقوع پذیر ہوا جب دروزی افواج پر لیجا کے قریب گولہ باری کی گئی تھی۔ دس دروزی مقتول ہوئے۔

برطانی عراقی معاہدہ مجلس اقوام میں

رگبی ۱۲ مارچ۔ آج سہ پہر کے بعد لیگ کی مجلس کے اجلاس میں برطانیہ و عراق کے نئے عہدنامے کی شرائط منظور کر لی گئیں اور ایک ریزولیوشن جس کا منشا یہ تھا کہ سرحد موصل کے متعلق لیگ کے ۱۶ دسمبر کے فیصلہ کو قطعی سمجھا جائے پاس کر دیا گیا۔ کردی اضلاع کے انتظام کے متعلق برطانوی یادداشت انتداب کے حوالے کر دی گئی۔

ترکوں کی حیرت انگیز تعلیمی ترقی

ترکوں نے ۱۹۲۲ء سے لیکر ۱۹۲۵ء تک فقط تین سال کے عرصہ میں نوسو کے قریب جدید مدرسے مختلف دیہاتوں اور شہروں میں کھولے ہیں اور دن بدن ان میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ترکی قوم کے اصلاح پسند اشخاص ہر طریق سے تعلیمی ترقی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایک بھی ترکی بچہ زیور تعلیم سے عاری نہ رہنا چاہیئے۔

سفیر برطانیہ قسطنطنیہ سے لندن پہنچ گئے

لندن ۱۷ مارچ دارالعلوم میں ڈائیکاونٹ سنیڈن کے سوال کے جواب میں مسٹر لاکر لیمپسن نے کہا کہ سر رانالڈ لنڈسے نے ترکی کے وزیر خارجہ سے انقرہ میں حکومت ترکی کے اس برتاؤ کے متعلق جو لندن بینک اور دیگر برطانوی تجارت گاہوں اور درس گاہوں کے ساتھ کیا گیا ہے بہت زور کے ساتھ گفت و شنید کی۔ اور ان سے بعض مواعید حاصل کئے ہیں۔ سر رانالڈ لنڈسے آجکل انگلستان میں ملک معظم کی حکومت سے مختلف مسائل پر جن کا تعلق ترکی کے متعلق برطانوی پالیسی سے ہے مشورہ کر رہے ہیں۔

غازی عبدالکریم نے اخبار "ٹمز" کے کالموں میں ایک چٹھی چھپوائی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ہم اپنے ملک کی خاطر کٹ مرینگے ہم فقط صلح اور انصاف اور اپنے حقوق کے طالب ہیں۔

ہندو دنیا

ہندو بیواؤں کی دردناک حالت

—اس وقت ہندوستان میں دو کروڑ ساڑھے بارہ لاکھ سے زیادہ بیوہ عورتیں ہیں جن میں سے ۱۵ لاکھ عورتیں پچیس برس سے بھی کم عمر کی ہیں۔ سر گنگا رام کی قائم کردہ ودھوا سہائک سبھا کی ایک رپورٹ ظاہر ہے کہ سبھا مذکور کی طرف سے ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۶ء تک ۱۱ سال میں چھ ہزار تین سو چونتیس ہندو بیواؤں کے بیاہ کرائے گئے ہیں۔

مرتدوں کی فہرست

—بدی آباد کا ایک کھشتری نوجوان والدین کا اکلوتا لڑکا تھا جو کچھ عرصہ سے مسلمان ہو گیا تھا۔ آریہ سماج سپگواڑہ نے اسے اشدھ کر لیا ہے۔ (پرکاش)

—ایک جنم کا مسلمان مولوی احمد دین آریہ سماج وچھوالی میں اشدھ کیا گیا اور اس کا نام امرت رکھا گیا۔ (پرکاش)

—قلعہ دیدار سنگھ میں ایک نومسلم زرگر بالشی رام ساکن مگو کی کو خدھ کیا گیا۔ (پرکاش)

—مولانا بارال سلام کو جن کی عربی و فارسی میں لیاقت اعلےٰ پیمانہ کی ہے ۱۱ فروری کو آریہ سماج بھر تپور میں شدھ کیا گیا۔ (آریہ گزٹ)

—قصبہ میانی ضلع شاہ پور میں گلاب چند ولد بدمان سنگھ سکنہ تاکال ضلع پشاور جو عرصہ تین ماہ سے مسلمانوں کی سنگت سے تپت ہو گیا تھا شدھ کیا گیا۔ (آریہ گزٹ)

آریہ سماج اور سناتن دھرم کی کشمکش

حال ہی میں ہندو مہا سبھا (جسے دراصل آریہ مہا سبھا کہنا چاہیئے) کا دہلی میں جو اجلاس ہوا ہے اس میں جب اچھوت ادھار اور شدھی کے متعلق ریزولیوشن پیش ہوا تو جلسہ میں سخت گڑبڑ مچی۔ سناتن دھرمیوں کی طرف سے سخت مخالفت کی گئی۔ یہاں تک کہ جب صدر نے ریزولیوشن کے پاس ہونے کا اعلان کیا تو مہابیر دل کے سنگھٹی نوجوانوں نے پنڈال پر ہلہ بول دیا۔ بہرحال ریزولیوشن پاس ہو گیا کیونکہ کثرت آریوں یا ستانتنی نمادیوں کی تھی۔ آخر تنگ آکر ۱۴ اور ۱۵ مارچ کی درمیانی شب کو آل انڈیا سناتن دھرم کانفرنس کی سبجیکٹس کمیٹی نے اپنا ایک علیحدہ اجلاس منعقد کیا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ کل ہندو مہا سبھا کے اجلاس میں شدھی اور اچھوتوں کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے وہ غیر آئینی طور پر پاس کیا گیا ہے اور ۲۰ سناتنی ڈیلیگیٹوں کے پراٹسٹ کی کچھ پرواہ نہیں کی گئی اور ہندو مہا سبھا کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں اتفاق رائے سے پاس شدہ اچھوتوں کے متعلق ریزولیوشن کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ اس نے اس ریزولیوشن کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے ایک عام جلسہ کیا جائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا سناتن دھرم اپنے اصول کو قائم رکھتا ہے یا آریہ سماج کے آگے بھینٹ کر دیتا ہے۔

تعلیم یافتہ ہندوؤں کی ہندو دھرم سے بغاوت

دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیارپور کا ایک سربرآوردہ کارکن لالہ دیوی چند لکھتا ہے کہ:-

"کئی بھائی مجھ سے کہتے ہیں۔ کہ میں پاپ کر رہا ہوں جب میں ان اچھوتوں کو مسلمان و عیسائی ہونے سے روکتا ہوں چند ایک نے کہا۔ کہ اگر آپ کا مدعا ان کو عیسائی مسلمان ہونے سے بچانا ہے۔ اگر آپ کی موومنٹ عیسائیت یا اسلام کے پروپیگنڈا کے برخلاف ہے تو ان کی کوئی ہمدردی اس موومنٹ سے نہیں۔ ہندوازم تنگ و تاریک ہے۔ ہندوازم خود غرضی۔ ظلم۔ بے انصافی و تنگدلی مجسم ہے۔ اس لئے جتنی جلدی یہ لوگ ہندوازم کو خیرباد کہہ کر اسلام و عیسائیت کے ذریعہ اپنی دنیاوی ترقی کر سکیں۔ اتنا ہی بہتر ہے۔ اس قسم کے خیالات میں چند تعلیم یافتہ لوگوں سے سنتا ہوں۔ جو پرانے دقیانوسی خیالات کے آدمی ہیں وہ تو صاف کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہمارا اس موومنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہم بھنگی۔ چمار بننے کو تیار نہیں۔ جب ان سے پوچھا جاوے۔ کہ یہ لوگ مسلمان و عیسائی ہو جاویں۔ تب وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ہاں بیشک ہو جاویں"۔ (آریہ گزٹ)

سناتن دھرمیوں میں وام مارگی پنڈت

پنڈت بھگوت دت جی بی اے اوپشٹاتا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ دیانند کالج لاہور لکھتے ہیں:-

"سناتن دھرمیوں کے اندر بھی اور تو کیا پنجاب میں بیسیوں ایسے پنڈت ہیں جو اندرونی طور پر وام مارگی ہیں۔ اور تنتروں پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ ان ہی کی ایما سے سناتن دھرمی لوگ کئی بار بھول سے پرانوں کی ان باتوں کو جو کہ ایسے ہی سوارتھی لوگوں نے لکھی ہیں۔ مانتے ہیں۔ اور انہیں ڈیفنڈ کرنے کی کوشش کرتے ہیں"۔ (آریہ گزٹ)

تازہ خبریں

ہندوستان

—— ریلوے بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان کی تمام ریلوں میں تیسرے درجہ کی گاڑیوں کے اندر بجلی کے پنکھے اور روشنی کا انتظام کیا جائے۔ ہر ٹرین کے دونوں طرف متعدد لیمپ ہونگے جن سے گاڑی کے پہنچتے ہی پلیٹ فارم خود بخود روشن ہو جاینگے ماور پلیٹ فارم پر جداگانہ روشنی کی ضرورت نہ ہوگی۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی چند گاڑیوں میں یہ سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ ریلوے بورڈ نے کوئلہ کے کرایہ میں دس فیصدی کی تخفیف کر دی ہے۔

—— ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند ۳۰ مارچ کو دہلی سے روانہ ہو جائینگے۔ نئے وائسرائے لارڈ ارون ۲۸ مارچ کو عدن پہنچینگے اور یکم اپریل کو بمبئی پہنچکر اپنے عہدہ کا چارج لینگے۔

—— وائسرائے ہند کی سفارش پر پرنس حمید اللہ خاں کو ریاست بھوپال کے مرحوم ولیعہد نصراللہ خاں کے بجائے ولیعہد تسلیم کر لیا گیا ہے۔

—— مجسٹریٹ ضلع ہوشیارپور نے ایک شخص مسمی دیوان سنگھ کو اس جرم میں سزا دی ہے کہ اس نے ایک ببر اکالی کو پناہ دی تھی۔

—— شہر دہلی کے قرب وجوار میں مرض طاعون پھیل رہا ہے۔

—— ہمعصر آزاد ہند کے نامہ نگار خصوصی نے اطلاع دی ہے کہ حضور نظام حیدرآباد دکن نے اپنے صرف خاص سے جدہ سے مکہ اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک ریل بنانے کا ارادہ کیا ہے۔

—— اس سال سے اسلامیہ کالج لاہور کو گورنمنٹ کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے بجائے ۶۲ ہزار روپیہ سالانہ کی امداد ملا کریگی علاوہ ازیں گورنمنٹ نے مالی سال رواں میں یکمشت ۲۳۵۰۰ کی امداد منظور کی ہے جسکا زیادہ حصہ کالج کے تیسرے بورڈنگ ہاؤس کی خرید کے لئے ہے جو حال میں انجمن حمایت اسلام نے کالج کے قریب ہی ۴۷ ہزار روپیہ کے خرچ سے خریدا ہے۔

—— جمعیتہ مرکزیہ خلافت اور اس کی مجلس عاملہ کے اجلاس دہلی منعقدہ ۸ و ۹ مارچ میں مسئلہ حجاز و اعلان ملوکیت ابن سعود کے متعلق جو تجویز پیش ہوئی تھی اس سے باستثنا مولانا ظفر علی خاں سب نے اتفاق کیا۔ تجویز کے تین حصے ہیں پہلے حصہ میں مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے ابن سعود کا شکریہ ادا کیا گیا ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ کے آثار و مقابر کے متعلق وفد خلافت کی معروضات پر پوری توجہ فرمائی۔ دوسرے حصے میں ابن سعود کے اس طرز عمل سے اختلاف ظاہر کیا ہے جو حکومت حجاز کی تعیین و اعلان کے لئے اختیار کیا گیا ہے اور آخر میں مؤتمر اسلامی کے انعقاد پر زور دیا ہے۔ تیسرے حصے کا لب لباب یہ ہے کہ آئندہ حجاز میں جو حکومت بھی قائم ہو وہ عالم اسلامی کی رائے عامہ کے مطابق ہو گویا جمہوریت کے اصول پر مبنی ہو۔

—— دہلی ۱۵ مارچ آج کا ہندو مہاسبھا کا اجلاس ایک نہایت طوفان خیز اجلاس تھا۔ اچھوتوں کے مسئلہ کے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کیا گیا جس پر دو گھنٹہ تک نہایت شور و غل برپا ہوا اور خوب ہنگامہ آرائی ہوئی۔ ریزولیوشن اصل میں یہ تھا کہ چھوت چھات اٹھا دی جائے اور اچھوتوں کو عام سڑکوں اور اسکولوں میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ نیز ان کی پوجا پاٹ کے لئے علیحدہ کوئی انتظامات کئے جائیں۔ سناتن دھرمیوں کی طرف سے اس ریزولیوشن کی سخت مخالفت کی گئی۔ انہوں نے کئی دفعہ اجلاس سے نکلجانے کی بھی دھمکی دی مگر ریزولیوشن باوجود ان کی مخالفت کے پاس ہو گیا۔

—— دہلی ۱۵ مارچ۔ ہندو مہاسبھا کا آخری اجلاس آج دوپہر کو ختم ہوا اور یہ طے پایا کہ آئندہ سال کا اجلاس پٹنہ میں منعقد ہوگا لیکن اجلاس ختم ہونے سے پہلے ایک ریزولیوشن اس مضمون کا پاس ہوا کہ باہر کے حملہ اور ظلم و ستم سے محفوظ رکھنے کے لئے نیز غیر مسلم اقلیت کے تحفظ کے خیال سے صوبہ سرحد کو مرکزی حکومت کے ماتحت رکھنا چاہیئے (یعنی اس صوبہ میں اسکیم اصلاحات کا نفاذ نہ کیا جائے پیغام صلح)۔

—— کلکتہ ۱۵ مارچ۔ جمعیتہ العلمائے ہند کے کل کے اجلاس میں ایک ریزولیوشن یہ پاس کیا گیا ہے کہ ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو تمام ملک میں اردو زبان کو مقبول بنانے کے لئے تدابیر اختیار کرے اور علماء سے یہ گزارش کی گئی ہے کہ وہ قرآن کا ترجمہ انگریزی اور دوسری زبانوں میں کریں (بہت عرصہ سے انگریزی ترجمۃ القرآن کی آوازیں جمعیتہ العلماء کی طرف سے اٹھائی جا رہی ہے مگر ہمیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا اس سلسلہ میں کچھ کیا بھی گیا ہے یا نہیں۔ پیغام صلح)

ممالک غیر

—— وزیر تعلیم مصر نے مدارس کے نام ایک گشتی چٹھی روانہ کی ہے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ تمام طلبا تربوش (ترکی ٹوپی) پہنیں اور نوجوان ہیٹ کا استعمال کریں انہیں مدرسہ میں داخل نہ کیا جائے۔

—— حکومت مصر نے اپنے ایک نمائندے کمال بک خشن کو مکہ مکرمہ اور عین زبیدہ میں بہمرسانی آب کے مسئلہ کی تحقیقات کی غرض سے روانہ کیا ہے تاکہ اس سلسلہ میں جسقدر اصلاح و ترمیم کی ضرورت ہو اوقاف مصر اپنے مصارف پر ان ضروریات کو پورا کرے۔

—— اخبار مدینہ کا نامہ نگار مقیم القدس فلسطین لکھتا ہے کہ بغداد سے آئی ہوئی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر علی سابق حجاز کو شاہ کردستان بنا دیا جائیگا بشرطیکہ وہ اس خدمت جلیلہ کو قبول کریں۔

—— امریکہ کے چڑیا خانے میں آگ لگ جانے کی وجہ سے بہت سے پرندوں اور جانوروں کا نقصان ہوا ہے۔

—— مشہد ۱۴ مارچ۔ جنرل جان محمد خاں جو ایرانی افواج کے مشرقی ڈویژن کے کمانڈر ہیں انہیں باغی قبائل ترکمان کو مغلوب کرنے کے صلہ میں شاہ نے ایک تمغہ عطا فرمایا ہے

—— لندن ۱۵ مارچ۔ ملک معظم کے حکم سے میجر جنرل سر ہنری ویبس نے ایرانی سفیر سے ملاقات کی اور ملک معظم کی جانب سے شاہ ایران کی سالگرہ پر پیغام مبارکباد پہنچایا۔

—— انگلشمین کے نامہ نگار مقیم قاہرہ کا بیان ہے کہ سلطان ابن سعود نے فرانسیسی ہائی کمشنر شام ایم ڈی جوونیل کی لبنان جانے کی دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ آپ آئندہ موسم گرما میں تشریف لیجائیں گے۔

مقدمہ رنگیلا رسول

۱۸ مارچ کو بعد دوپہر مقدمہ مسٹر فیلبوس مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں پیش ہوا۔ مقدمہ کے پیش ہوتے ہی وکیل صفائی نے تحریری درخواست پیش کی کہ مجھے ایک مسلمان عالم کو بطور گواہ صفائی پیش کرنیکی اجازت دیجائے۔ جب عدالت نے اجازت دی تو مرزا احمد سلطان ولد مرزا مظفر بخش گورنمنٹ پنشنر دہلی عمر ۶۷ سال پیش ہوئے اور وکیل صفائی کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے باقرار صالح بیان کیا کہ میں نے تقریباً تمام اسلامی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ دوسرا سوال وکیل صفائی نے یہ کیا کہ آپ نے کن کن مستند اسلامی کتب کا مطالعہ کیا ہے اس پر سرکاری وکیل نے اعتراض کیا کہ یہ سوال غیر متعلق ہے۔ آخر جب عدالت نے سوال کی اجازت دی تو گواہ نے جواب دیا کہ میں نے قرآن شریف۔ صحاح ستہ۔ مشکوٰۃ وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا ہے تیسرا سوال یہ کیا گیا کہ کیا آپ کے خیال میں یہ کتابیں مسلمانوں کے نزدیک مستند سمجھی جاتی ہیں۔ اس پر سرکاری وکیل نے پھر اعتراض کیا کہ یہ سوال غیر متعلق ہے کیونکہ اس وقت عدالت کے سامنے یہ سوال ہی نہیں کہ مسلمان کن کن کتابوں کو مستند مانتے ہیں اور نہ ہی یہ کہ احادیث شریف وغیرہ کا کیا درجہ ہے بلکہ عدالت کے سامنے تو صرف یہ سوال ہے کہ آیا کتاب زیر بحث دلآزار ہے یا نہیں اور مسلمانوں کے خیالات و جذبات کو اس سے صدمہ پہنچا ہے یا نہیں۔ عدالت نے اس سوال کی بھی اجازت دیدی۔ بعدہٗ سوال ہوا کہ آپ نے کوئی کتاب دین اسلام کے متعلق لکھی ہے۔ جواب ہاں۔ اس پر وکیل صفائی نے سوال کیا کہ پیغمبر اسلام نے کن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے نصیحت کی ہے یا اجازت دی ہے۔ سرکاری وکیل نے اس سوال کو غیر متعلق بتایا لیکن عدالت نے کہا کہ یہ سوال تمہیدی معلوم ہوتے ہیں۔ سرکاری وکیل نے کہا۔ کن سوالات کی تمہید ہیں؟

مجسٹریٹ۔ اب تک تو سب سوال متعلق معلوم ہوتے ہیں اس پر سرکاری وکیل نے سوال کو غیر متعلق قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس سوال کے جواب میں گواہ جو کچھ کہیگا وہ سنی سنائی باتوں پر مبنی ہوگا اور Hearsay Evidence ناقابل پذیرائی ہے۔ وکیل صفائی نے اس بات کی تائید میں کہ سنی سنائی بات قابل پذیرائی ہے۔ کچھ نظائر پیش کئے۔ سرکاری وکیل نے بھی تردیدی تقریر کی۔ آخر طرفین کی طویل بحث کے بعد عدالت نے حکم دیا کہ ایسے سوال کی اجازت نہیں دیجاسکتی جس کا جواب گواہ کے ذاتی علم کے مطابق نہ دیا جا سکے۔ اس پر وکیل صفائی نے درخواست پیش کر دی کہ مقدمہ کے انتقال کی درخواست کرنے کے لئے کاروائی ملتوی کی جائے جس پر ۳۰ مارچ تک مقدمہ ملتوی ہو گیا۔ ملزم کی طرف سے نقل حکم کے لئے درخواست دیدی گئی ہے۔ اور ہائیکورٹ میں انتقال مقدمہ کے لئے درخواست پیش کرنے کی تیاری ہو رہی ہے۔

نرخنامہ اجرت اشتہارات اخبار پیغام صلح لاہور

	ایک بار	دو بار	چار بار	تین ماہ
ایک صفحہ	۶—۰—۰	۱۰—۰—۰	۱۸—۰—۰	۵۰—۰—۰
½ صفحہ	۴—۰—۰	۷—۰—۰	۱۳—۰—۰	۴۰—۰—۰
۱ کالم	۳—۰—۰	۵—۰—۰	۹—۰—۰	۳۰—۰—۰
½ کالم	۱—۸—۰	۲—۱۲—۰	۵—۰—۰	۱۵—۰—۰
¼ کالم	۱—۰—۰	۱—۱۲—۰	۳—۰—۰	۱۰—۰—۰
⅛ کالم	۰—۸—۰	۱—۰—۰	۲—۰—۰	۶—۰—۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفٰے ما را امام و پیشوا
اندریں دین آمدہ از مادریم	ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست	بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن	جان شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست	زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود	آں نہ از خود از ہماں جائے بود

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

اخبار

پیغام صلح

لاہور

ہر بدھ وار کو

شائع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما از و یابیم ہر نور و کمال	وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست	ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبر ہائے معاد	ہر چہ گفت آں مہر دین ہدیٰ
آں ہمہ از حضرت احدیت است	منکر آں مستحق لعنت است
معجزات و ہمہ حق اندر دات	منکر آں مہر دین خدا است
معجزات انبیائے سابقین	آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست	ہر کہ انکارے کند از شقاوت است
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب	نزد ما کفر است و خسران و تباب

قیمت سالانہ ۵ ششماہی ۳ سہ ماہی ۱

طلباء سے سالانہ ۴

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۱۶ رمضان ۱۳۴۴ ہجری مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۲۰

ایبٹ آباد میں محمودیوں کا متعصبانہ رویہ

یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ جب کبھی کوئی قوم گمراہی و ضلالت کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔ اور اس کو روحانی بارش کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو رب العالمین فوراً اپنی سنت مستمرہ کے مطابق ان کی ربوبیت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اور ان میں اپنا ایک مامور بھیج دیتا ہے۔ جو کہ تجلیات الٰہی سے منور ہو کر اس قوم کا جو کہ اس کی آواز پر لبیک کہتی ہے۔ تزکیہ نفس کر دیتا ہے۔ اور اس قوم کی تمام روحانی آلودگیوں کو دھو ڈالتا ہے۔ اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ ایک زبردست دلیل ہوتی ہے۔ بنا بریں وہ قوم جو اس کی پیروی کا دعویٰ کرتی ہو اس کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ واقعی وہ اس کے نقش قدم پر ہے کہ نہیں۔ یہی دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا وہ قوم ان تمام روحانی بیماریوں سے نجات حاصل کر چکی ہے کہ نہیں۔ آیا اس کی اخلاقی حالت درست ہوئی ہے کہ نہیں۔ آیا وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کرنے کا نمونہ دنیا میں پیش کر رہی ہے یا کہ نہیں۔ اگر کوئی قوم اخلاق حمیدہ سے بے بہرہ اور اسی سابقہ گمراہی کے گڑھے میں گری ہوئی معلوم ہو۔ تو یقیناً سمجھ لینا چاہیے۔ کہ وہ قوم اس مامور کے ساتھ اپنی ظاہری معیت رکھتی ہے اور حقیقت میں اس کے نقش قدم پر نہیں۔ اور محتاج علاج ہے۔ اسی طرح جب ہم دیکھتے ہیں تو موجودہ زمانہ میں بھی ایک مامور نے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اس معیار صداقت کی کسوٹی پر پرکھ لیا۔ اور ایسا صادق نکلا کہ دشمن بھی اس کی قوت قدسی کے لئے رطب اللسان ہیں مگر اس کے بعد ان کی جماعت کے دو فریق پیدا ہو گئے۔ اور ہر دو اس کی معیت کا اعلان کرتے ہیں۔ اس لئے ہم پر فرض ہے کہ ہم ان کے تزکیہ نفس کو دیکھیں اور معلوم کریں کہ واقعی ان میں وہ روحانیت اور افاضہ کمالات جلوہ گر ہے کہ نہیں۔ چنانچہ میں اپنا ایک چشم دید واقعہ قارئین کرام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور فیصلہ خداوند عالم اور آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔

گذشتہ ایام میں اپنے محکمہ کی طرف سے سرکاری ڈیوٹی پر ایبٹ آباد ضلع ہزارہ بھیجا گیا تھا۔ اور وہاں جا کر مجھے اپنے احمدی بھائیوں سے تعارف حاصل کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ چنانچہ یہاں مولانا مولوی محمد یسوع صاحب اور قاضی غلام سرور خاں صاحب (لاہوری احمدی) کو ملا اور ان کے حسن سلوک اور نیک طینت کو دیکھ کر میری روحانیت میں بہت اضافہ ہوا۔ بازار میں ایک انجمن احمدیہ کا بورڈ دیکھ کر یہ بھی دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس کا پتہ بھی دریافت کروں۔ چنانچہ بعد از دریافت معلوم ہوا کہ یہ بورڈ قادیانی جماعت ایبٹ آباد کا ہے۔ اور مولوی عبدالحق صاحب ان کے سیکرٹری اور روح رواں ہیں۔ چنانچہ حسب خواہش ان کا بھی نیاز حاصل کیا۔ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۶ء کو جب میں جامع مسجد ایبٹ آباد میں نماز ظہر ادا کر رہا تھا۔ تو یکا یک الارم وہ ماقت کر کے گھنٹہ کی آواز آئی اور میرے کانوں میں بڑا اندیشہ ہوا کہ کہیں آگ لگ گئی ہے۔ چنانچہ بعد از ادائگی نماز جو دیکھا تو آگ کا دھواں جناب شیخ نور احمد صاحب وکیل مرحوم مغفور کے مکان کی طرف سے نکلتا ہوا نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً میرے

دل میں ڈالا کہ جلدی دوڑ کر پہنچو اور دریافت کرو کہ آگ کہاں ہے۔ چنانچہ جب میں پہنچا تو شیخ صاحب مرحوم مغفور کے ملحقہ مکانات کو آگ لگی ہوئی تھی میں نے آتے ہی جناب قاضی غلام سرور خاں صاحب کو دیکھا جو کہ اکیلے تھے کہ آفت ناگہانی کے ٹوٹ پڑنے کے باعث ایسے سراسیمہ تھے کہ الاماں جس چیز کو ہاتھ ڈالتے تھے۔ وہ ہاتھ سے گر جاتی تھی۔ اور کیفیت یہ تھی کہ تمام سامان اندر پڑا ہے بیچے بچ سب ہیں مستورات کا ایک شور و فغان الگ ہے۔ باہر نکلنے کو رستہ نظر نہیں آتا۔ آگ ساتھ کے مکان میں شعلہ زن ہے۔ کثرت دھواں کی وہ حالت ہے کہ اندر جانا محال ہے۔ اور طرفہ یہ کہ سرکاری امداد مکان گرانے کے لئے چھت پر آن کھڑی ہوئی ہے۔ اللہ اکبر۔ وہ ایک عجیب نظارہ غم تھا جو کہ مشاہدہ سے تعلق رکھتا تھا۔ گویا من وعن قیامت کا منظر تھا۔ ایک میں تھا اور ایک قاضی غلام سرور صاحب۔ مولوی محمد یسوع اور ان کے بھائی قدرے بعد میں پہنچے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی شکر ہے کہ اس نے ہماری وہ مدد کی کہ ہم نے آناً فاناً تمام سامان باہر نکال پھینکا۔ مگر جو نظارہ خصوصیت سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ تھا۔ کہ جب ہم تمام سامان ہر دو حضرات یعنی مولوی صاحب و قاضی صاحب موصوف کا نکال چکے تو معلوم ہوا کہ شیخ صاحب مرحوم کا سامان جو کہ بڑا بیش قیمتی ہے تمام کا تمام ایک علیحدہ کمرہ میں بند اندر ہی پڑا ہے۔ اللہ اللہ تیرے عجب ہی رنگ ہیں۔ اب مکان گرایا جا رہا تھا۔ اور اندر جانا مشکل۔ کسی آدمی کو جرأت نہ تھی کہ درست ہمت بڑھائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان ہوا۔ کہ اس نے ہماری امداد و چند اسپیشل روحوں کو بھیج دیا۔ اور چند معزز حضرات (غیر احمدی) جن میں چوہدری صاحب ملازم کچہری (اسم گرامی یاد نہیں رہا) خاص مستحق شکریہ ہیں پہنچ گئے اور انہوں نے ہمارے ساتھ وہ امداد کی کہ تمام سامان شیخ صاحب موصوف کا یکدم باہر نکال دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ غرضیکہ ہم رات کے نو دس بجے تک سامان کے سنبھالنے میں لگے رہے۔

مگر اس قوم کا بھی حال سنئے۔ جو کہ اپنے آپ کو مبائعین کے لقب سے ملقب کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے موجودہ پیشوا یعنی میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود کا بھی خطاب دے رہی ہے۔ اور اس کے تزکیہ نفس پر غور فرمایئے ایسے نظارہ کو دیکھ کر ایک سخت سے سخت سنگدل کا بھی قلب موم ہو جاتا کچھ بعید از قیاس نہیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا۔ کہ وہ غیر احمدی مخالف جو علی الاعلان حضرت صاحب کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور احمدیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے انہوں نے ایسی مدد کی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان میں بھی انسانیت کا مادہ تو سلب نہیں ہوا۔ مگر مجھے سخت افسوس ان پر ہے کہ جن کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم کو تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ اور ان کی یہ حالت ہو کہ بالمقابل کھڑے ہو کر اس غم کے نظارہ کا تماشہ دیکھیں۔ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب موصوف بمعہ چند حواریوں کے بازار بنگلی لگائے بیٹھے اس کھیل کا تماشہ دیکھتے رہے۔ اور ان کے قلب غیر احمدیوں سے کہیں زیادہ مردہ ثابت ہوئے۔ آہ تعصب تیرا ستیاناس ہو۔ کیا ان کے دل میں یہ بھی خیال نہ آیا کہ ہمدردی بنی نوع انسان اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا کیا مقام ہے کیا قرآنی ارشادات ان کو یاد نہ رہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بھی ان پر اثر نہیں پڑا۔ اور جو ملل ہی

[illegible]

محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا" اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اللہ جزیہ براں یہ نہ دیکھا کہ نیا ہی تو یتیموں کے مال کی ہو رہی ہے۔ جنکے مال کی حفاظت کے لئے موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی اور ان کے استاد کو اللہ تعالیٰ نے خضر مامور کیا تھا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے معماری کا کام کریں اور یتیموں کے مال کی حفاظت کر کے دنیا میں ایک نصیحت آموز سبق چھوڑ جائیں۔ اور خاص کر ان یتیموں کا مال تھا۔ جن کے والد بزرگوار مرحوم مغفور کے اگر احسانات کو ہی ایبٹ آبادی مولوی عبدالحق اور ان کے چند حواری آنکھوں کے سامنے لاتے تو ان سے ایسی بے اعتنائی کبھی صرزد نہ ہوتی۔ مگر ان کو ان باتوں کی کیا پرواہ۔ ان کے مجوزہ مامور کا ایک معجزہ دکھانا ہو رہا تھا۔ مگر یاد رکھیں اللہ تعالیٰ جو کہ رب العالمین ہے اور محض رب محمودیاں نہیں ہے بے کسوں اور یتیموں کی امداد خود کیا کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جناب شیخ صاحب مرحوم مغفور اور قاضی صاحب و مولوی صاحب موصوف کی اس نے ایسی مدد کی کہ ان کے تمام سامان کو بالکل بچا لیا اور آگ جو کہ مکان کے ملحقہ مکانات کو کھا چکی تھی دست قدرت نے پکڑ کر اس کا رخ بدل دیا۔ اور قریباً تمام محلہ کا محلہ جل گیا جس کے لئے ہمارے دل پر سخت صدمہ ہے۔ اور متعلقین سے پوری ہمدردی ہے۔ مگر جس مال کی بربادی آگ میں ایک جماعت اپنا معجزہ نمائی کی انتظار میں تھی۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بالکل بچا لیا۔ صرف ایک مکان کی چھت سرکاری حفاظ نے اتار پھینکی اور باقی تمام مکان بمعہ سامان کے بچ گیا۔ اللہ اکبر۔ تیرے رحم کے دریا جس طرف سیلاب کریں تو کوئی قوم بجائے شرمندگی اور ندامت کے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں نے یہ واقعہ مولوی عبدالحق صاحب سیکرٹری محمودی جماعت ایبٹ آباد اور ان کے ساتھیوں کی اصلاح اور ان کے گمراہی کے گڑھے سے نکلنے کے لئے لکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قادر مطلق ان کی اصلاح کے لئے ان کے تعصب کے بھرے ہوئے سینوں کو کھول دیوے۔ اور ان کو حقیقی معنوں میں مجدد وقت کا ساتھ دینے کی توفیق دیوے۔ تاکہ وہ اپنی کھوئی ہوئی روحانیت کو پھر حاصل کریں۔

(خاکسار عبدالرحمٰن از راولپنڈی)

امیر قوم کا پیغام !!

اشاعت اسلام دہلی کے خریدار بنو

اکرام اللہ خاں صاحب ہمارے احباب دہلی میں سے ہیں بڑی ہمت کر کے انہوں نے دہلی میں تبلیغ کے لئے ایک پرچہ نکالا ہے جسکے نمونے یہاں دفتر سے احباب کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ صاحب توفیق احباب خریدار بن کر ان کی حوصلہ افزائی کرینگے۔ بغیر خریداری کی مدد کے اکیلا آدمی اتنا بڑا بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور صاحب توفیق احباب کے لئے یہ چنداں بوجھ نہیں اگر یہ اخبار چل نکلے تو دہلی بڑا بھاری مرکز ہے اور وہاں جماعت بہت مضبوط ہو کر تمام ہندوستان میں اثر پہنچا سکتی ہے احباب ضرور توجہ فرمائیں۔

(محمد علی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ / ۱۶ / رمضان سنہ ۱۳۴۴ نمبر ۲

خلافت کا پرانا راگ

نزاع لفظی اور تعامل کی حقیقت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

وباسی کڑھی میں پھر اُبال آیا۔ ایک محمودی بزرگ جن کا نام دوست محمد حجازی ہے پھر وہی پرانا راگ الاپنے لگے ہیں کہ لاہوری دراصل خلافت کے دشمن ہیں ورنہ عقیدوں کے لحاظ سے دونوں فریق قادیانی و لاہوری میں کوئی فرق نہیں۔ ویسے خطوط تو جواب کے لئے اکثر دوستوں کی طرف سے مجھے وصول ہوتے رہے ہیں۔ مگر حجازی صاحب کا خط جو مجھے ایک دوست کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ مجموعہ عجائبات ہے۔ مثل ہے اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ بس وہ مثل اس خط پر صادق آتی ہے۔ جو بات ہے سو انوکھی۔ جو ادا ہے سو نرالی۔ خدا جانے یہ بزرگ اب تک کہاں چھپے رہے۔ ان کے ظہور کی تو دنیا کو آج سے بہت پہلے ضرورت تھی۔ بہت دیر سے آئے۔ مگر دیر آمدہ از رہ دور آمدہ ایک ضلع ڈیرہ غازی خاں سے تشریف لائے ہیں جو بہت دور ہے۔ مگر افسوس کیا کیا جائے علاج بدل گیا۔ حجازی صاحب! آپ کا کدھر خیال ہے۔ زمانہ کو دیکھئے۔ وقت کو پہچانیے اب تو زمانہ خلافت سے گذر کر زمانہ نبوت قریب آرہا ہے۔ آپ کس خواب خرگوش میں سرمست ہیں۔ آپ کی اس بے وقت کی راگنی کا اب وقت نہیں۔ دروازہ نبوت چوپٹ کھلا پڑا ہے۔ مریدوں نے خلیفہ کو بھی اگر اس دروازہ سے نہ گذارا تو پھر نبوت کا دروازہ مسدود ماننا پڑیگا۔ خیر ہمیں اس سے غرض نہیں۔ نبی بنیں خلیفہ بنیں اور ان کے مرید جانیں۔ اب حجازی صاحب کی نکتہ آفرینیاں اور جدت نوازیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱) سب سے پہلے تو آپ کی محبت ملاحظہ ہو۔ یہ محبت بھی دنیا جہان سے انوکھی ہے۔ اپنے مضمون میں لاہوری احمدیوں پر برستے چلے جاتے ہیں "غلط آزادی کی رگ باقی تھی" "انہوں نے گوہیٹ (ایک جانور ہوتا ہے) کی چال اختیار کی" "محض چالاکی سے یہ خیال پھیلایا کہ خلافت کا عقیدہ ہے درحقیقت نزاع لفظی ہے۔ دھوکہ دینے والے۔ خیانت و بددیانت۔ تم حسنین میں رونے والوں کی طرح جاہلوں کو دھوکہ دینے والے" وغیرہ۔ غرضکہ اپنے مضمون میں موقعہ بموقعہ یہ خطابات ہم غریبوں کو عطا کرتے جاتے ہیں اور آخر میں جاکر فرماتے ہیں کہ "لاہوری حضرات سے مجھے محبت ہے" اور اپنے دوسرے خط میں لکھا ہے کہ "واللہ غصہ کی حالت میں نہیں لکھا" دنیا حیران ہے کہ محبت کی حالت میں تو منہ سے پھول جھڑتے گئے غصہ کی حالت ہوتی تو خدا جانے کس سنگ اس کا دروازہ کھلتا کہ یا بوسے جینا دوبھر ہو جاتا۔ یہ غصہ کا جوش ہو یا محبت کی دیوانگی۔ مگر بات اصل یوں ہے کہ دیوانہ بکار خویش ہشیار۔ مطلب تو حجازی صاحب کا یہ ہے کہ محبت کا دعویٰ کرنے سے مخاطب پر اثر اچھا پڑیگا۔ قاعدہ ہے محب کو محبوب میں حسن ہی حسن نظر آتا ہے لیکن محب کو بھی اگر محبوب میں عیب ہی عیب نظر آوے۔ تو محبوب کے پھر گندہ ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ مگر پھر یہ ماننا پڑیگا کہ یا تو ایسے گندے محبوب کا محب بھی یقیناً گندہ ہے جسے گندگی محبوب ہے اور یا یہ ایک منافقانہ چال ہے کہ اپنے آپ کو محب ظاہر کرکے فریق ثانی پر غلط اثر ڈالنا مطلوب ہے اور درحقیقت دل میں بغض بھرا ہے اور دل میں کیا بھرا ہے بغض سے ظاہر ہوتا ہے "قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر" بے شک بغض اور دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہو گئی اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ اس سے بھی بڑھکر ہے۔

(۲) محبت تو ملاحظہ سے گذر چکی۔ اب وہ تقویٰ ملاحظہ ہو۔ جو کسی محقق اور متکلم کو اپنی تقریر و تحریر میں مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور وہ وہی ہے جو حجازی صاحب نے اپنے اس خط میں ملحوظ رکھا ہے یعنی فریق مخالف کو گالیاں دیتے جانا اور دلائل میں قرآن و حدیث کو قطعاً پیش نہ کرنا۔ چنانچہ اس خط میں حجازی صاحب نے اس کا نہایت درجہ التزام کیا ہے کہ اپنے اس خط میں قطعاً

[illegible]

نورالدین صاحب کا اپنی خلافت کے متعلق ایک اجتہاد نقل فرما دیا ہے۔ اور یا اپنے دل و دماغ کے تخیلات کے حوالجات ہیں جن کے ساتھ ساتھ گالیوں کے پھول جھڑتے چلے جاتے ہیں۔ خیر ہر ایک شخص کا اپنا اختیار ہے کہ نبذ فریق من الذین اوتوا الکتٰب کتٰب اللہ وراء ظھورھم کا مصداق بنجائے کہ کتاب اللہ کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دے۔ اور در رخلافت کو خوش کرنے اور ان سے اخلاص اور ارادت کی سند حاصل کرنے کے۔ جتنی مرضی چاہے فریق مخالف کو گالیاں دے لے۔ مگر یہ کیا قیامت ہے کہ فریق مخاطب کو بھی یہ قید لگا دے کہ میرے اسی تقویٰ کی تم بھی تقلید کرو۔ چنانچہ حجازی صاحب یہی فرماتے ہیں سنو

"جس تقویٰ کو مدنظر رکھ کر میں نے یہ خیالات لکھے ہیں آپ بھی اسی تقویٰ سے کام لیکر اس سے فائدہ اٹھاویں۔ اگر کچھ جواب دینا ہو تو مدلل و معقول ہو۔ لیکن آپ کو یہ معلوم رہے کہ میں غیر مقلدوں والی طرز پر جواب سننے کے لئے تیار نہیں"۔ اللہ اللہ۔ اس کا نام تقویٰ ہے۔ کہ زبان قلم سے گالیوں کے پھول جھڑتے جائیں۔ بدگمانی اور غلط بیانی کذب اور افترا کا ایک طومار لکھ کر دھر دیں۔ کسی امر کے لئے قطعاً قطعاً کوئی دلیل نہ قرآن سے دیں۔ نہ حدیث سے دیں۔ نہ مسیح موعودؑ کے کسی حکم سے دیں۔ اگر یہی تقویٰ ہے تو ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہیں اور اس تقویٰ سے جو قرآن مجید کے صریح ارشاد کے خلاف ہو۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ "قل افغیر اللہ ابتغی حکماً"۔ کہ کہدے کیا میں خدا کے سوا کسی غیر کو اپنا حکم بناؤں پھر فرمایا ہے۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم۔ اے محمد صلعم تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنے جھگڑوں میں حکم نہ بناویں پھر صاف طور پر باہمی تنازعات کے فیصلہ کا طریق قرآن میں مذکور ہے کہ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول۔ کہ اگر تم میں کسی امر میں باہمی تنازعہ ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف یعنی قرآن و حدیث کی طرف فیصلہ کے لئے پھیرو۔ تو اب فرمایئے کہ خدا کے اس حکم کی موجودگی میں کہ باہمی تنازعات میں حکم کا منصب صرف قرآن و حدیث کو حاصل ہے ہم حجازی صاحب کے حکم کی کسطرح تعمیل کریں۔ مگر حجازی صاحب کی جرأت ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں "اگر کچھ جواب دینا ہو تو مدلل معقول ہو۔ لیکن آپ کو معلوم رہے کہ میں غیر مقلدوں والی طرز پر جواب سننے کے لئے تیار نہیں"۔ یعنی اگر آپ نے قرآن و حدیث سے محققانہ بحث کی تو یہ غیر مقلدوں والی طرز ہوگی جسے سننے کے لئے حجازی صاحب تیار نہیں اور حجازی صاحب کے نزدیک وہ غیر مدلل اور غیر معقول ہوگی۔ کیا یہ حجازی صاحب کا قدم ان یہود اور کورانہ مقلدوں کے قدم پر تو نہیں جو اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے مصداق تھے اور ہیں۔ یعنی اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے سوا اپنا رب بناتے تھے۔ جس کی تشریح حدیث صحیح میں یہ ہے کہ کتاب اللہ کی تحقیق خود نہ کرتے تھے۔ بلکہ اپنے علماء و مشائخ کے اجتہاد کو ہر ایک امر دینی میں فیصلہ کن جانتے تھے۔ قرآن کریم تو اس طریق کو شرک قرار دے اور حجازی صاحب اسے معقول و مدلل اور عین طریق تقویٰ بتادیں۔ اور اس کے خلاف قرآن و حدیث سے فیصلہ طلب کرنے کو غیر مقلدانہ اور غیر معقول طریق بتلاویں۔ کمال ہے حجازی صاحب آپ کے تقویٰ و دانش کا! ارے صاحب۔ ہم نے تو تو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعودؑ ماننے میں بھی جو متنازعہ بنا ہوا تھا اس میں جب تک قرآن و حدیث کا فیصلہ حضرت مرزا صاحب کے حق میں نہ پایا ان کو نہ مانا تو پھر اب میاں محمود احمد صاحب کے بارے میں آپ قرآن و حدیث کسطرح ہمارے ہاتھ سے چھڑا سکتے ہیں۔ ہم آپ کے حکم کو مانیں یا خدا کا حکم مانیں۔ مہربانی فرماکر اپنے اس تقویٰ کی ہوا اپنے تک ہی رکھیں دوسروں کو اس سے حصہ نہ دیں۔ خدا خدا کرکے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کورانہ تقلید کے گڑھے سے نکالا تھا۔ اب آپ خلافت محمودیہ کے صدقہ میں ہمیں پھر اسی میں نہ گراویں۔

(۳) حجازی صاحب کے طول و طویل خط کا لب لباب یہ ہے کہ خلافت اسلام کے لئے بطور ریڑھ کی ہڈی کے ہے۔ مگر لاہوری احمدی اس سے آزادی چاہتے تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی وفات پر اس جوئے کو اتار پھینکا اور بہانہ کیا کہ میاں محمود احمد صاحب غلط عقائد رکھتے ہیں حالانکہ "مسئلہ کفر و نبوت کی حیثیت ایک لفظی نزاع سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ خود مسیح موعود نے بھی اس پر لفظی نزاع کا لفظ بولا ہے"۔ خلافت پر جماعت کا چھ برس تعامل رہ چکا ہے۔ اب اسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اس لئے لاہوری احمدیوں کو لاہور آکر بھی اس تعامل کی پابندی میں ویسا ہی خلیفہ بنانا چاہیئے تھا جیسا کہ قادیان میں چھ سال رہا۔ موجودہ خلافت قادیانی خلافت راشدہ محمدیہ کی قائم مقام ہے بالکل ویسے ہی جیسے حضرت ابوبکر و عمر کی تھی (انتہی)

حجازی صاحب کے مذکورہ بالا دلائل کو تین حصوں میں تقسیم کرنے سے بات صاف ہو سکتی ہے

[illegible]

اول۔ کیا جماعت لاہور اور قادیانی فریق کے عقائد میں صرف نزاع لفظی ہے اور درحقیقت فرق کوئی نہیں۔ اور کیا حضرت مسیح موعود نے ان دونو فریق کے جھگڑوں کے متعلق ہی فرمایا تھا کہ مسئلہ نبوت میں صرف نزاع لفظی ہے؟

دوم۔ کیا واقعی موجودہ خلافت قادیانی خلافت راشدہ محمدیہ کی قائم مقام ہے۔

سوم۔ کیا چھ برس تک احمدی جماعت کا مولوی نورالدین صاحب کو خلیفہ مانتے رہنے سے واقعی اس کی حیثیت تعامل اسلام کی بن گئی ہے۔

(۱) پہلے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ نزاع لفظی کسے کہتے ہیں۔ نزاع لفظی اس کو کہتے ہیں کہ جب دو فریق کسی مسئلہ کو اس کے مفہوم اور حقیقت کے لحاظ سے تو یکساں مانتے ہوں مگر اس مفہوم اور حقیقت کو جب الفاظ میں ظاہر کرنے لگتے ہوں تو الفاظ مختلف استعمال کرتے ہوں اور الفاظ کے ان اختلافات پر آپس میں لڑتے ہوں۔ مثلاً کوئی یوں کہے کہ "تمام مومن آپس میں بھائی ہوتے ہیں" اور دوسرا یوں کہے کہ "یہ غلط ہے بھائی تو وہ ہوتے ہیں جو ایک ماں باپ سے پیدا ہوں۔ ہاں تمام مومن آپس میں سچی ہمدردی اور محبت رکھتے ہیں" تو اسے ہم نزاع لفظی کہینگے اس لئے کہ جس نے یہ کہا تھا کہ تمام مومن آپس میں بھائی ہوتے ہیں اس کا مطلب بھی یہی تھا کہ سچی ہمدردی اور محبت رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ سچی ہمدردی کی صفت بھائیوں میں ہوتی ہے۔ اس نے مجازاً اس نے بھائی کا لفظ استعمال کیا تھا یہ مطلب نہ تھا کہ وہ ایک ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ مطلب دونو کا ایک تھا۔ صرف الفاظ مختلف تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اور تمام اکابر اہل سنت والجماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبوت ختم ہے۔ البتہ بفحوائے حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کثرت مکالمہ مخاطبہ جو نبوت کا ایک جزو ہے وہ امت محمدیہ میں جاری ہے۔ انہی معنوں میں حدیث شریف میں مسیح موعودؑ کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے اور انہی معنوں میں خود حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کا لفظ اپنے متعلق استعمال فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک (حقیقۃ الوحی) کہ اللہ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا ہے مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور اللہ کی لعنت اس پر جو اس سے بڑھکر کچھ مراد رکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس فتویٰ سے صاف ظاہر ہے کہ اصطلاح اسلام میں نبوت سے مراد کثرت مکالمہ مخاطبہ سے کچھ بڑھکر اور بھی ہوتا ہے جو یہاں مراد نہیں اور اگر وہ مراد کوئی رکھے تو وہ ملعون ہے۔ پس ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے وہ نبوت مراد ہرگز نہیں جو اصطلاح اسلام میں نبوت کہلاتی ہے۔ بلکہ آپ کی نبوت سے مراد صرف کثرۃ مکالمہ مخاطبہ ہے جو نبوت کا ایک جزو ہے اور جو تمام اکابر اہل سنت کو مسلم ہے اور نبی کا لفظ مجازاً یہاں استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (حقیقۃ الوحی) کہ میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کی ایک صفت کسی دوسری چیز میں بدرجۂ کمال پائی جائے تو مجاز اور استعارہ کے طور پر اس دوسری چیز کو پہلی چیز کا نام دیدیتے ہیں مثلاً شیر کی ایک صفت بہادری ہے۔ اگر وہ بدرجۂ کمال کسی انسان میں پائی جائے تو مجاز اور استعارہ کے طور پر اسے شیر کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح نبوت کی ایک صفت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ اگر کسی میں وہ بدرجۂ کمال پائی جائے تو مجازاً نبی کا نام اسے دیا جا سکتا ہے مگر جس طرح شیر کا نام پانے سے انسان شیر نہیں بن جاتا۔ اسی طرح نبی کا نام پانے سے انسان نبی نہیں بن جاتا۔ صرف نبی کا نام مجاز اور استعارہ کے طور پر دیا جاتا ہے اور یہی تمام اکابر اہل سنت والجماعت کا مسلمہ مذہب ہے کہ امت محمدیہ میں ختم نبوت کے بعد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ بہ قلت یا بکثرت جاری ہے۔ جو نبوت کا ایک جزو ہے اس کا نام وہ محدثیت رکھتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کا بھی بعینہ یہی مذہب ہے۔ صرف نام رکھنے میں کبھی اختلاف ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحب کبھی اسے محدثیت کا نام دیتے ہیں۔ تو کبھی جزئی نبوت۔ کبھی ظلی نبوت۔ کبھی بروزی نبوت۔ کبھی مجازی نبوت۔ کبھی امتی نبی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔ تو پس مفہوم اور معنے کے رو سے مسئلہ نبوت میں اکابر اہل سنت والجماعت اور حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب میں مطلق کوئی فرق نہیں۔ ختم نبوت کے بعد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے وہ بھی قائل ہیں یہ بھی قائل ہیں جھگڑا صرف نام کا رہ گیا۔ ایک نے اس کا نام محدثیت رکھ لیا دوسرے نے کبھی اُسے محدثیت کہا تو کبھی اُسے ظلی یا مجازی نبوت کہدیا عقیدہ میں کوئی فرق نہیں پس جھگڑا صرف نام کا یعنی نزاع لفظی رہ گیا چنانچہ حقیقۃ الوحی میں حضرت مسیح موعودؑ نے خود اپنی قلم سے اپنا عقیدہ وہی بتلایا ہے جو اکابر اہل سنت کا ہے اور اپنے عقیدہ اور اہل سنت کے عقیدہ دربارہ مسئلہ نبوت کو محض نزاع لفظی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم

اور روح کی صفات میں ترقی ہونا بالکل ظاہر ہے ایک جاہل اور عالم کی روح ایک جیسی نہیں ہوتی دور کیوں جاؤ کیا ویدوں کے گایتری منتر کے اندر "دھیو یونہ پرچودیات" کی دعا نہیں سکھائی گئی یعنی وہ ہماری عقل کو متحرک کرے اگر ہماری عقل کو پرماتما ترقی دے سکتا ہے تو پھر روح کی صفت میں تغیر پیدا ہو گیا اسی طرح دکھ اور سکھ کا احساس بھی روح کے اندر تغیر کو ثابت کرتا ہے سخت سردی کے دنوں میں اگر کپڑا کافی نہ ہو تو روح کو کس قدر دکھ ہوتا ہے لیکن اس حالت میں اگر اس کو آگ اور کافی کپڑا دے دیا جائے تو کس قدر روح کو راحت ہوتی ہے گیا دکھ سے نجات پانے اور سکھ کے مل جانے سے ہماری روح کے اندر کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا اگر ہوا ہے اور یقیناً ہوا ہے تو روح ایک تغیر پذیر وجود ہے پس وہ انلی اور انادی نہیں بلکہ مخلوق اور خدا کی پیدا کردہ ہے۔ اور خدا کی ربوبیت کے چشمہ سے پانی پی کر ترقی کرتی ہے روح کی صفات میں موت کے بعد جس مقام میں جا کر کھلم کھلا ترقی کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں اس کو مسلمان جنت یا بہشت کہتے ہیں بہشت کے متعلق میں آپ کو یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کوئی مسلمانوں سے خاص نہیں ویدوں کے اندر جس تفصیل کے

ویدک بہشت اور قرآنی بہشت

ساتھ اس کا ذکر ہے اسکو مختصر الفاظ میں میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں ویدوں کے اندر ہر الفاظ ایم۔ اِمَم۔ اسمین۔ اُترا دم اور اِہ یعنی یہ۔ یہاں۔ اسجگہ وغیرہ قریب کے اشارات اس دنیا کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور ایک اور عالم ہے کہ جسکے لئے امُم۔ تسمین تسمین لوکے۔ تتر یعنی وہ۔ اُس۔ اس دنیا میں اور وہاں وغیرہ کے اشارات بعیدہ آتے ہیں وہ عالم کہ جسکو دوسرے لفظوں میں ناک۔ سکھ۔ تشیہ لوک۔ سوَرگ سوہ یا بعد کی کتابوں میں پرلوک کہا گیا ہے اور انہی الفاظ کے معنی سنسکرت کی لغت کی کتابوں میں بہشت یا سکھ اور راحت کا مقام اور عالم آخرت بتلائے گئے ہیں جس سے یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو ہمیں کچھ سکھ مل جاتا ہے اسی کا نام سوَرگ ہے یہ غلط محض ہے ایک اور زبردست دلیل جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوَرگ اسی دنیا میں نہیں یہ ہے کہ ایتریہ برہمن اور دوسری مستند کتابوں میں بلکہ اتھرو وید میں بھی سورگ کو یہاں سے ایک تیز رو گھوڑے کی ہزار دن کی مسافت پر بتلایا گیا ہے یعنی اگر ایک تیز رو تا قتور گھوڑا ہزار دن لگاتار چلتا رہے تو وہ ایک ہزار دن کے بعد بہشت میں پہنچ جائیگا۔ ایتریہ برہمن کے الفاظ یہ ہیں "کہسر اشوینے وا اِتہ سوَرگو لوکہ" یعنی یہاں سے سورگ (بہشت) ایک مضبوط گھوڑے کی ہزار دن کی مسافت ہے بس یوں سمجھ لو کہ زیادہ سے زیادہ ۵۰۰۰ میل اوپر آریوں کا یا ویدوں کا بہشت ہے

اس بہشت کے اندر کیا کچھ ہے یا اس کی سینری کیسی ہے اس کو بھی اتھرو وید کے الفاظ میں سُن لو گھرت ہردا مدھو کولہ سُرا اُدکہ کشیریں پورنا ادکین دوھنا اپکستوادھارا اُپ تِشتو سروا سورگے لوکے مدھومت پنو مانا اُپ توا تشٹھنتو پشکرنیہ سمنتری گھی کے حوض۔ شہد کے کناروں والی بہتی ہوئی شراب دودھ اور دہی سے بھری نہریں وہاں تجھکو حاصل ہونگی شہد سے لبالب بھری ہوئی اور کنول بنلو فر کے تالاب تجھکو ملینگے۔

نیئشام شنستم پر دہتی جات وید ہ

سورگے لوکے بہو استرئینم ایشام

نیک لوگوں کی قوت باہ کو آگنی ضائع نہیں کرتا کیونکہ سورگ لوک (بہشت) میں ان کے لئے بہت سی استریوں کے جھنڈ ہونگے چھاندوگیہ اپنیشد پرپاٹھک ۸ کھنڈ ۵ میں بہشت کے اندر شراب کے تالاب کا ذکر ہے۔ کٹھ اپنیشد میں راماہ۔ سرتھاہ۔ ساتوریا تین قسم کی خوبصورت شہوانی خیال والی۔ رتھوں والی اور باجے بجانے والی عورتوں کا ذکر آتا ہے

کوشیتکی برہمن میں ایک ایک لائق کے لئے پانچسو پانچسو عورتیں ملنا بتلایا ہے جن میں سے سو ہار لیکر سو زیور لیکر سو منجن لیکر اور سو کپڑے اور زعفران لیکر اور سو پھول لیکر پیشوائی کریگی۔

اسی طرح خوبصورت لمبے لمبے بالوں والے (گندھرو) گانے بجانے والے لڑکوں کے ملنے کا ذکر بھی اتھرو وید میں موجود ہے۔

"گندھرو بیہ مدنتے"

گندھرؤں کے ساتھ بہشتی مزے اڑائیں گے۔

ان گندھرؤں کی جاتی مکروہ تفصیلات کو میں اسجگہ بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا بہر حال کچھ اس قسم کا بہشت ویدوں کے اندر لکھا ہوا موجود ہے باقی رہا قرآن کریم کا جنت اسکی نسبت بھی میں کچھ تھوڑا سا بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں اول تو قرآن کریم میں کسی ایک موقعہ پر بھی ہمیں یہ لکھا ہوا نظر نہیں آتا کہ نعماء جنت اسی دنیا کی نعمتیں ہیں بلکہ جا بجا اس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ ان نعماء کو اس دنیا کی مادی چیزیں نہ سمجھو مادی چیزوں میں تغیر اور فساد کا ہونا ایک اٹل اور لازمی امر ہے مگر روحانیات کی سرزمین اس نقص اور زوال سے قطعاً پاک ہے پس جبکہ وہاں کی ہر ایک چیز کو دائمی اور ہر ایک نعمت کو غیر منقطع قرار دیا گیا ہے تو اس سے یہ ظاہر ہے کہ نعماء جنت اس دنیا کی اشیاء سے کوئی علیحدہ حقیقت رکھتی ہیں بلاشبہ وہاں نہریں ہیں مگر اس دنیا کے مادی پانی کی نہیں بلکہ "من ماء غیر آسن" وہ کبھی بھی نہ سڑنے والا کوئی پانی ہے۔ وہاں دودھ ہے، مگر اس دودھ کو مادی دودھ نہ سمجھو "لم یتغیر طعمہ" وہ دودھ اپنی ماہیت میں ایک جداگانہ چیز ہے کہ جس کا ذائقہ کبھی نہیں بدل سکتا ان مختلف قسم کی نہروں کے متعلق امام راغب نے کیا خوب لکھا ہے کہ اللہ تعالے نے ان انہار کو بطور امثال بیان فرمایا ہے اور اس سے مراد اللہ تعالے کا وہ فضل اور فیضان ہے کہ جو اہل جنت کو بافراط ملے گا اور اس پر دلیل قرآن کریم کی آیت "ان للمتقین فی جنٰت ونہر" ہے کہ متقی لوگ جنات اور نہروں میں ہونگے یعنی اس کے فضل و فیضان میں ڈوبے ہوئے ہونگے اسی طرح وہاں ازواج ہیں مگر اس دنیا کی طرح ازواج کی طرح نہیں بلکہ وہ ازواج مطہرہ ہیں کسی قسم کا گندہ خیال ان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ازواج سے صرف عورتیں مراد لینا بھی صحیح نہیں قرآن کریم سے اس لفظ کے معنی اقران اور امثال کے بھی معلوم ہیں۔ دراصل ازواج زوج کی جمع ہے زبان عربی میں حیوانات کے جوڑے کے ہر فرد کو دوسرے کا زوج یعنی قرین یا ساتھی کہا جاتا ہے چنانچہ " احشروا الذین ظلموا وازواجہم" (والصٰفّٰت) اور "ازواجہم فی ظلال" (یٰس ۵۶) کے معنی امام راغب نے "ان کے ساتھی جنہوں نے ان کے افعال میں ان کی پیروی کی" کئے ہیں پس ازواج مطہرہ سے مراد پاکیزہ سوسائٹی ہے۔

جنت کی تمام نعمتوں کے متعلق قرآن کریم نے ایک مشترکہ فیصلہ کیا ہے یعنی مثل الجنۃ التی وعد المتقون۔ کہ جنت کو صرف مثالی رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ پس قرآن کریم کا جنت کوئی ویدوں کا بہشت نہیں کہ جہاں گھی کے تالاب شراب شہد دودھ اور دہی کی نہریں اور نیلوفر کے حوض ہوں بلکہ اس کی حقیقت بیدا کانہ ہے اور اسی لئے اس کی نسبت قرآن کریم نے خود فرمایا فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ نیک اعمال کے بدلہ میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک لوگوں کے لئے پردہ غیب میں رکھی گئی ہے اور اسی لئے واقف رموز حقیقی کی لسان حیات سے یہ فرمایا گیا قال اللہ تعالے اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر (بخاری) اللہ تعالے نے فرمایا میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ نعماء تیار کی ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر ان کا تصور تک گذرا۔

پس مسلمانوں کا جنت ویدوں کے بہشت کی طرح کوئی شہوانی جذبات کو اکسانے والا بھڑکانے والا اور ہیجان میں لانے والا مکان نہیں اور ہمارے نزدیک روحانی دنیا کا تصور یہی ہے کہ انسانی روح کی صفات اللہ تعالے کی صفات کا رنگ اختیار کر کے ترقی کریں قرآن کریم نے صفات خداوندی کو انسان کے سامنے رکھا ہے اللہ تعالے کی

صبغۃ اللہ

صفات کے موافق اعمال کا نام نیکی اور اس کے خلاف اعمال کا نام بدی ہے۔ اللہ تعالے کے ساتھ محبت اور تعلق اسی طرح پیدا ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالے کے رنگ میں رنگین کر دے ہر ایک شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ تم کسی شخص کو کسی مقام پر اسی وقت بلا یا لا سکتے ہو کہ جب وہ مقام اس کے مناسب حال ہو اور اس کے خلاف طبیعت وہاں کوئی چیز نہ ہو پاک انسان ناپاک جگہ میں جانا پسند نہیں کرے گا۔ ایک عطار بدبو دار جگہ میں ٹھیر نہیں سکتا اگر یہ صحیح ہے تو ایک ظالم کا خدا رحیم کے ساتھ کوئی تعلق محبت نہیں ہو سکتا ایک ناپاک دل اپنے دل میں پاک خدا کو نہیں بلا سکتا ایک سنگدل انسان جو دوسروں کے قصور معاف نہیں کرتا اس کے ساتھ خدائے غفور رحیم درگزر کا معاملہ نہیں کرتا۔ پس اسلام کے نزدیک روحانی دنیا کا تصور یہی ہے کہ انسانی اللہ تعالے کی رضامندی کو حاصل کرنے کے لئے اس کی صفات کو اپنے سامنے رکھ کر اپنے تمام معاملات میں ان سے سبق حاصل کرے کہ جہاں جس صفت خداوندی سے نمونہ پکڑنے کی ضرورت ہو وہاں اسی صفت کو اختیار کرے تاکہ اس کی صفات کا رنگ اس کے اندر پیدا ہو اسی لئے جنت یا بہشت میں ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی نعمت اللہ تعالے کی رضامندی کو بتلایا گیا ہے ورضوان من اللہ اکبر اللہ تعالے کی رضا ہی وہاں سب سے بڑی نعمت ہے اور ایک دوسری جگہ کامل مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے پس اسلام کے نزدیک روحانی دنیا کا سب سے اعلےٰ تصور یہی ہے کہ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ کہ اللہ تعالے کے رنگ کو یعنی اس کی صفات کا رنگ اپنے اندر پیدا کر کے اس رنگ سے بڑھکر اور کون سا رنگ ہو سکتا ہے یہی نعمت جنت یا بہشت یا روحانی دنیا میں ہم کو حاصل ہوگی کہ ہم اللہ تعالے کی صفات کے ماتحت اپنی صفات میں ترقی کرتے ہوئے لامحدود زمانہ تک چلے جائینگے۔ (باقی آئندہ)

سنگاپور کا مقدمہ

گذشتہ سے پیوستہ

(۲)

دوسری پیشی کی کارروائی

جب مقدمہ پھر پیش ہوا تو مسٹر ای۔ ڈی منڈل وکیل صفائی نے اپنی تقریر کو جاری کرتے ہوئے کہا کہ وہ بہت سا وقت لینے پر مجبور ہوگا۔ گو اس کے خیال میں دونوں پارٹیوں کے مابین کچھ بہت ضروری نہیں مگر ملزم کے نقطہ خیال سے مقدمہ میں یہ بات خاص اہمیت رکھتی ہے کہ آیا احمدی یا قادیانی کافر ہیں یا نہیں۔ یہ بات اسقدر ضروری ہے کہ اس بارے میں جو کوئی شہادت بھی اس کو دستیاب ہو سکتی ہے وہ اسے چھوڑنا نہیں چاہتا۔

ایک ہندوستانی مقدمہ کا حوالہ دیتے ہوئے جسکو وکیل استغاثہ نے پیش کیا تھا مسٹر منڈل نے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات میں سے ایک اختلاف یہ بیان کیا کہ "گو طرفین حضرت محمدؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں مگر اس کی تفسیر میں اختلاف رکھتے ہیں۔ احمدی کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ اب کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا سوائے آنحضرتؐ کے اس متبع کے جس پر آپ کی مہر ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا جیسا کہ غیر احمدیوں کا عقیدہ ہے۔ احمدی اور بھی بہت سے اشخاص کو انبیا مانتے ہیں اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ احمد بذات خود بھی خدا کا ایک نبی تھا بلکہ انبیاء کے خلاف [illegible] ...ن کی جبکو اللہ تعالے نے نبی بنایا تھا۔" وکیل صفائی نے یہ بھی بیان کیا کہ قادیانیوں اور احمدیوں میں ظاہرا طور پر فرق یہ ہے کہ احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب گو نبی ہیں مگر ایسے نبی نہیں جیسے کہ آنحضرت صلعم تھے۔ اور جہاں تک اس نے سمجھا ہے قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ احمد (حضرت مرزا صاحب) ہر حیثیت سے حضرت عیسےٰؑ اور حضرت محمدؐ کے برابر کے نبی تھے۔

وکیل صفائی نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کی بعض ان کتب سے حوالہ جات پیش کئے جو مولانا موصوف نے حضرت مرزا صاحب کی تائید میں لکھی ہیں اور جن میں حضرت مرزا صاحب کو مدعی مسیحیت بتایا گیا ہے اور جن میں بعض ان فوجداری اور دیوانی مقدمات کا ذکر ہے جو مرزا صاحب پر دائر کئے گئے اور جن میں مستغیث ثبوت بہم نہ پہنچا سکے۔ ایک مقدمہ میں ان (مرزا صاحب) پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے چرچ مشنری سوسائٹی امرتسر کے ڈاکٹر کلارک کو قتل کرنے کے لئے ایک نوجوان کو بھیجا ہے۔ اور ایک دوسرے مقدمہ میں ان پر ایک ہزار روپیہ کا دعویٰ کیا گیا تھا جو انہوں نے ایسے عیسائی کو دینے کا وعدہ کیا تھا جو یہ ثابت کر دے کہ ان سے زیادہ معجزات حضرت مسیحؑ نے دکھائے تھے۔ کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ صرف خدا ہی کا کام تھا کہ اس نے ایسی حالت میں جب کہ تمام زمینی طاقتیں ان کے خلاف تھیں ان کو بچایا۔ انہوں نے ایک تحریر کے ذریعہ خود ملکہ معظمہ کو دعوت دی کہ وہ اسلام اور ان کے دعوے مسیحیت کو قبول فرمائیں۔

ترجمۃ القرآن انگریزی مصنفہ مولانا محمد علی صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے وکیل صفائی نے کہا کہ وہ اس بات کے لئے اس کے حوالہ جات پیش کریگا کہ اس ترجمہ میں اغلاط اور فروگذاشتیں ہیں۔ ایک اور تصنیف میں مولانا محمد علی صاحب نے بیان کیا ہے کہ گو مجنون ملاں احمدیوں کو کافر کہتے ہیں مگر وہ ہر اس بات پر ایمان رکھتے ہیں جس پر ایمان لانا سچا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔ تحریک احمدیہ اسلام کی آزاد تفسیر (اصلی تصویر) ہے ان تمام وجوہات پر بحث کرتے ہوئے جن کے سبب احمدیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے مصنف ایک وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ ان (احمدیوں) کا ایمان ہے کہ حضرت عیسےٰؑ طبعی موت سے وفات پا گئے لیکن اس بات کی خود قرآن شریف نے تعلیم دی ہے۔ وکیل صفائی نے کہا کہ اس بات پر اور مسئلہ الہام کے متعلق جسکو مصنف نے احمدیوں کے کافر قرار دئے جانے کی ایک دوسری وجہ سے بیان کیا ہے۔ شہادت پیش کی جائیگی۔ مسٹر منڈل نے اپنے دلائل کے دوران میں یہ بھی کہا کہ اس کو یہ بات نہیں ثابت کرنا کہ مستغیث کافر ہیں بلکہ یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل سنت والجماعت نے ان کو کافر گردانا ہے۔

اصل قرآن اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن انگریزی کے اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے وکیل صفائی نے کہا کہ اس ترجمہ میں جو کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں وہ حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات سے تطابق دینے کے لئے کی گئی ہیں۔ وکیل صفائی نے یہ بھی کہا کہ وہ اس بات کو محسوس کرتا ہے

عندنا کابر اہل السنة فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیاً فلا تستعجلوا یا اہل العقل والفطنة ولعنة اللہ علی من ادعی خلاف ذلک مثقال ذرة و علیہ لعنة الناس و الملٰئکة لو حقیقة الوحی) ترجمہ بے شک اللہ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور یہ اکابر اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے پس یہ تو کوئی جھگڑا نہ رہا سوائے نزاع لفظی کے پس اے عقل و دانش والو جلدی نہ کرو۔ اور جو کوئی اس کے خلاف ایک ذرہ کے برابر بھی دعویٰ کرے اُس پر اللہ کی لعنت اور اس کے ساتھ تمام لوگوں اور فرشتوں کی لعنت (انتہیٰ) حضرت مسیح موعود کی اس صاف صاف تحریر کے بعد کسی تشریح کی حاجت نہیں رہتی۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت صاحب نبوت کے بارے میں اپنا وہی مذہب بتلا رہے ہیں جو اکابر اہل سنت کا ہے اور جو اس کے خلاف ایک ذرہ کے برابر بھی دعویٰ کرے اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ڈال رہے ہیں اور اپنے اور اہل سنت کے درمیان جو مسئلہ نبوت کے متعلق جھگڑا تھا اُسے محض نزاع لفظی بتلا رہے ہیں تو فرمایئے کہ یہ کسقدر جہالت اور ظلم ہے کہ حجانہ صاحب یہ فرمائیں کہ حضرت صاحب نے لاہوری اور قادیانی فریق کے درمیان مسئلہ نبوت کے جھگڑے کو نزاع لفظی فرمایا تھا۔ یا تو یہ پرلے درجہ کی نادانی اور جہالت ہے اور یا یہ سخت دھوکا دہی ہے مخاطب کو دانستہ دھوکا دینا۔ کہ حضرت صاحب تو فرمائیں کہ مسئلہ نبوت کے بارے میں اہل سنت میں اور مجھ میں نزاع لفظی ہے اور حجانہ صاحب اسے لاہوری اور قادیانی کے درمیان نزاع لفظی قرار دیکر مخاطب کو دھوکہ دیں اس کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ لاہوری اور قادیانی فریق کے درمیان نبوت کے مسئلہ میں نزاع لفظی ہے یا نزاع معنوی و حقیقی۔ لاہوری اور قادیانی فریق میں نزاع لفظی تو مطلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی دونو کہتے ہیں۔ پھر نزاع لفظی کسطرح ہوا۔ البتہ نزاع جو ہے وہ معنی و مفہوم میں ہے لاہوری فریق ظل کو عین نہیں سمجھتا۔ بلکہ غیر سمجھتا ہے یعنی ظلی نبی کو غیر نبی جانتا ہے۔ جسطرح ظل اللہ کو غیر اللہ جانتا ہے اور اسی لئے اس کے منکر کو کافر خارج از اسلام نہیں قرار دیتا مگر قادیانی فریق ظل کو عین سمجھتا ہے یعنی ظلی نبی کو عین نبی جانتا ہے۔ اور اسی لئے اس کے منکر کو کافر خارج از اسلام قرار دیتا ہے۔ پس یہ نزاع معنوی و حقیقی و اصولی ہے نہ کہ نزاع لفظی۔ اور تمام اکابر اہل سنت والجماعت کا مذہب یہی ہے کہ ظلی نبی غیر نبی ہوتا ہے یعنی محدث ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر خارج از اسلام نہیں ہوتا۔ اور حضرت مسیح موعود کا مذہب میں ثابت کر چکا ہوں کہ معنی اور مفہوم کے اعتبار سے بعینہٖ وہی ہے جو اکابر اہل سنت کا ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ معنی اور مفہوم کے اعتبار سے مسئلہ نبوت میں نزاع معنوی و حقیقی و اصولی نہ صرف لاہوری اور قادیانی فریق کے درمیان ہے بلکہ خود مسیح موعود کے مذہب اور موجودہ قادیانی محمودی فریق کے درمیان بھی یہی نزاع ہے۔ چنانچہ مسیح موعود۔ تمام اکابر اہل سنت و لاہوری احمدی فریق ایک فریق ہیں اور قادیانی محمودی فریق بالمقابل دوسرا فریق ہے۔ ان دونوں فریقوں کے درمیان نزاع لفظی نہیں بلکہ معنوی و حقیقی و اصولی ہے پس کیا ہمارا فرض عند اللہ و عند الناس نہ تھا کہ وقت پر اس خطرناک عقیدہ سے لوگوں کو خبردار کرتے۔ اور حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی وفات پر لوگوں کو میاں محمود احمد صاحب کی اس غرض کی اطلاع کر دیتے جس سے مسیح موعود کا سارا مشن خاک میں ملجاتا ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ خادم اسلام کی حیثیت سے نکلکر امت محمدیہ کے بالمقابل ایک نئی امت بنجاتا ہے اور آنحضرت صلعم اور صحابہ اور تمام اکابر کی تیرہ سو برس کی محنت پر یک قلم پانی پھر جاتا ہے کہ ساری اسلامی دنیا چشم زدن میں کافر بنجاتی ہے۔ اور کلمہ طیبہ عملاً منسوخ ہو جاتا ہے اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت منقطع ہو جاتی ہے۔ اور اسلام کا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ سلسلہ کو اس طرح تباہ ہوتے ہوئے دیکھکر آنکھیں بند کر لینا اور خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھنا گناہ کبیرہ تھا جو ہرگز قابل معافی نہ تھا۔ ؎

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینی گناہ است

مگر حجانہ صاحب بجائے اس کے کہ خدا کا شکر کرتے کہ اس نے بر محل ایک جماعت کو کھڑا کر دیا جس نے مسیح موعود کے صحیح مذہب کو قائم رکھا اور پہلے مسیح کی طرح اس کی تعلیم کو نادان دوستوں کے ہاتھوں برباد نہ ہونے دیا۔ گلے اُلٹا الزام دینے کہ تم نے آنکھیں بند کر کے میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ کیوں نہ مان لیا۔ اور نہایت دیدہ دلیری کر کے صریح کذب بیانی سے بھی دریغ نہ کیا کہ ایسے خطرناک گمراہی کے عقیدہ کو نزاع لفظی قرار دیکر اس کی طرف سے توجہ کو ہٹا دینا چاہا۔ کیونکر جانتے ہیں کہ اس کا جواب کوئی نہیں اس لئے سوچا اور خوب سوچا کہ اس مسئلہ کو درمیان سے ہٹا دو۔ تو پھر دال گل جائیگی۔ مگر حضرت دال تو انشاء اللہ تب بھی نہ گلیگی۔ آپ کی خلافت اور تعامل کو بھی خدا کے فضل سے دیکھ لیتے ہیں۔ اسلام کی اصطلاح میں خلافت ہوتی ہے بانی شریعت نبوت کی۔ اور روحانی خلافت کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ حسب تقاضائے زمانہ شریعت کی ترمیم یا تجدید کرے۔ چنانچہ اسی لئے بانی شریعت نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر آیت استخلاف نازل ہوئی جس میں بتایا کہ آپ کی شریعت کے ماتحت بھی پہلوں کی طرح خلفاء آئینگے البتہ ختم نبوت سے پہلے چونکہ ترمیم و تنسیخ کی ضرورت بھی تھی اس لئے خلافت روحانی کے لئے نبی آتے رہے۔ لیکن اب چونکہ ختم نبوت اور تکمیل ہدایت کے بعد ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ رہی۔ صرف تجدید کی ضرورت باقی ہے اس لئے مجددین آئینگے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفہ محمدی بنکر تشریف لائے آپ کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت خلافت منصوصہ محمدیہ تھی۔ مگر آپ پر کوئی آیت استخلاف نازل ہوئی اور نازل کسطرح ہوتی۔ آپ نہ نبی تھے نہ شریعت لائے تھے۔ اس لئے اسلامی اصطلاح کے رُو سے آپ کے بعد آپ کی خلافت کا سلسلہ چلنا بے معنی تھا اسی لئے آپ نے اپنی وصیت میں اپنے بعد اپنی خلافت کا مطلق سلسلہ نہیں چلایا۔ اپنے سلسلہ کا کل کاروبار ایک انجمن کے سپرد کیا اور اس کا نام "خلیفہ" نہیں رکھا۔ بلکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"۔ فرمایا کہ خلیفہ صرف اپنے آپ کو کہا اور انجمن کے لئے جانشین کا لفظ استعمال کیا۔ خلیفہ کا لفظ ہی اُڑا دیا۔ پس موجودہ خلافت قادیانی کو خلافت راشدہ محمدیہ کے قائم مقام بتانا بالکل غلطی ہے۔ یہ خلافت قطعاً قطعاً اسلامی خلافت منصوصہ نہیں۔ خلافت منصوصہ وہی ہو گی جو آیت استخلاف کے ماتحت محمد رسول اللہ صلعم کی خلافت ہو گی نہ کہ کسی اور کی۔ پس خلافت قادیانی نہ قرآن و حدیث پر مبنی ہے نہ حضرت مسیح موعود کی وصیت پر تو پھر اس کے لئے حجانہ صاحب کا اسقدر واویلا کرنا کیا معنی رکھتا ہے انہیں اگر مقلدانہ جواب بہت مرغوب ہے تو وہ بھی سن لیں۔ انہیں مژدہ ہو کہ ابھی حال ہی میں میاں محمود احمد صاحب نے جو اس وقت خود مدعی خلافت مزعومہ ہیں اپنی جماعت کے نظام عمل کو تبدیل کیا ہے اور انجمن اور خلیفہ کے باہمی تعلقات کو بالکل بدل دیا ہے۔ ان کی اس تقریر میں دو باتیں فیصلہ کُن ہیں:۔

ایک تو یہ کہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے بنیادی پتھر خلافت کا ذکر نہیں کیا۔ یہ ایک اقبالی ڈگری ہے جو انہوں نے ہمیں دیدی۔ چنانچہ ان کے اپنے اقبال سے اب یہ فیصلہ ہو گیا کہ وصیت میں حضرت مسیح موعود نے خلافت کا نام نہیں لیا۔ میاں صاحب بے شک اسے غلطی سمجھ کر اس کی اصلاح کرتے رہیں اور کر بھی چکے ہیں شاید مصلح موعود بننے کے لئے یہ پہلا قدم ہو۔ مگر ہم اسے عین مطابق قرآن و سنت سمجھتے ہیں۔ یہ ناممکن تھا کہ حضرت مسیح موعود کہ مامور من اللہ اور مجدد ہو کر قرآن و سنت کا اتنا بھی علم نہ تھا کہ جب اپنی وفات کے بعد کے لئے اپنی جماعت کے واسطے نظام عمل قائم کرنے کے لئے وصیت لکھنے لگے تو اس میں اسلام کے "بنیادی پتھر" خلافت کو ہی بھول گئے۔ اور بقول حجانہ صاحب "ریڑھ کی ہڈی" ہی توڑ گئے۔ یہ غلط ہے اور قطعاً غلط ہے۔ دوسری بات جو میاں محمود احمد صاحب نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ خلیفہ قادیان کو انجمن نے محض اپنے ریزولیوشن سے بنایا ہے۔ چنانچہ اسی لئے ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ جو انجمن خلیفہ کی اطاعت کے لئے ریزولیوشن پاس کر سکتی ہے وہی انجمن خلیفہ کی اطاعت نہ کرنے کا ریزولیوشن بھی پاس کر سکتی ہے اور ایک قلم کی کشش میں قادیان کو لاہور بنا سکتی ہے یعنی خلیفہ کو برطرف کر سکتی ہے یہ حجانہ صاحب کے موجودہ خلیفہ کا اپنا اقرار ہے جو صاف بتلا رہا ہے کہ خلیفہ کا وجود محض انجمن کے ریزولیوشن پر مبنی تھا۔ نہ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی وصیت پر۔ ورنہ انجمن قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی وصیت کے خلاف ریزولیوشن پاس نہیں کر سکتی وہ اپنی جڑوں کو کاٹ نہیں سکتی جن پر وہ قائم ہے۔

پس میاں صاحب کے اپنے اقرار سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچگئی کہ خلیفہ قادیان کا وجود محض انجمن کی اپنی مرضی اور اپنے ریزولیوشن پر مبنی تھا نہ کہ قرآن و حدیث یا حضرت مسیح موعود کی وصیت پر۔ پس میاں صاحب کا اندیشہ بجا تھا۔ یہ سچ ہے کہ انجمن کا یہ ایک استحبابی فعل تھا جو اس نے اپنی مرضی سے حضرت مسیح موعود کی وفات پر کیا یہ فعل اچھا کیا یا بُرا کیا گھبراہٹ میں کیا یا سوچ سمجھ کر کیا مجھے اس سے بحث نہیں۔ مجھے تو یہ دکھانا تھا کہ یہ فعل قرآن و حدیث یا مسیح موعود کی وصیت کے ماتحت ادائے فرض کے طور پر نہیں کیا بلکہ محض اپنی مرضی سے انجمن نے ایک فعل کیا جس کے نیک و بد کی ذمہ وار انجمن تھی۔ انجمن نے اُس وقت کے حالات کے ماتحت اپنے خیال میں مصلحتاً ایک کام کیا۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم ایک عالم باعمل تھے۔ سب کے اُستاد تھے۔ بزرگ تھے۔ اُس وقت کوئی اختلاف عقیدہ نہ تھا۔ انجمن نے بالاتفاق اُن کو اپنا امام مان لیا تو اچھا کیا مگر جو کچھ کیا اپنی مرضی سے کیا۔ انجمن کا اُن کو امام بنانا نہ خدا کا حکم تھا۔ نہ رسول اللہ صلعم کا۔ نہ مسیح موعود کی یہ وصیت تھی۔ یہ انجمن کا اپنا ہی ریزولیوشن تھا اور بس۔ اسی لئے میاں محمود احمد صاحب کو اپنی خلافت کی بنیاد جو انجمن کے محض ایک ریزولیوشن پر مبنی تھی متزلزل نظر آئی اور انہوں نے اس کی اصلاح کرنے کے لئے انجمن کے حلق پر ہمیشہ کے لئے چھری پھیر دی۔ یہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کے خواہ کتنا ہی خلاف کیوں نہ ہو اور آپ کی وصیت کی صریح ہتک کیوں نہ ہو مگر کچھ شک نہیں کہ میاں صاحب کی خلافت کی بنیاد اب مستحکم ہو گئی۔ یعنی انجمن کی حیثیت ایک ذمہ وار ہستی سے گر کر خلیفہ کے پرائیویٹ نوکروں کی ایک جماعت رہ گئی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ انجمن مرگئی۔ مگر بہرحال سیاسی پہلو سے میاں صاحب کا یہ قدم بہت معقول ہے۔ حجانہ صاحب سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ مگر ہم خوب سمجھ گئے۔

حجانہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ باتیں تم نے اُس وقت کیوں نہ کہی تھیں۔ اگرچہ حجانہ صاحب کا فرمانا نہایت غیر معقول ہے کیونکہ کسی معاملہ کی اصلیت اور حقیقت کو کھولنے کا وقت اپنے موقعہ و محل پر ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ بلا ضرورت بے محل باتیں کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں مگر حجانہ صاحب کو یاد رہے کہ یہ باتیں تحریریں اگر حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی خدمت میں پیش ہو چکی تھیں۔ جس پر انہوں نے بھی اقرار کیا تھا کہ بے شک حضرت مسیح موعود نے اپنا جانشین انجمن کو ہی بنایا ہے۔ لیکن اب جب کہ انجمن کے کل ممبروں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے تو اب میری اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور اس سے کسی کو انکار نہ تھا۔ صرف یار لوگ اپنے مقاصد و مطالب کے حصول کے لئے شوشے چھوڑا کرتے تھے اور کوشش میں لگے رہتے تھے کہ حضرت مولانا مرحوم کو بدگمان کر کے کسی طرح انجمن کے وجود کو نسیاً منسیاً کر دیا جائے۔ آخر مولوی نورالدین صاحب مرحوم بھی انسان تھے کبھی ان باتوں سے متاثر ہو کر اظہار ناراضگی بھی کرتے تھے۔ مگر اخیر میں اگر ان فتنہ و فساد کے بانیوں کو خوب سمجھ گئے تھے اور انہی کیلئے فرمایا تھا کہ میرے پاس خالد کی طرح لوگ بھی ہیں جو ان شریروں کو سزا دے سکتے ہیں۔ حجانہ صاحب افسوس ہے کہ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔ آپ میں سخن شناسی کا نہ ہونا بڑی مصیبت ہے۔

(۳) اب حجانہ صاحب کا تعامل ملاحظہ ہو۔ یہ بزرگ بھی غضب کے بھولے ہیں یا خدا جانے کیا ہیں حضرت مسیح موعود کے کلام میں نزاع لفظی کا کلمہ دیکھ کر لگے شور مچانے اور غوغا کرنے کہ بس بس حضرت صاحب فرما گئے ہیں کہ مسئلہ نبوت میں نزاع لفظی ہے یعنی نبوت کا جھگڑا کہیں بھی درپیش ہو خواہ اصولی اور معنوی طور پر ہی ہو وہ سب نزاع لفظی ہے اسی طرح حضرت صاحب نے چکڑالویوں کے مقابل پہ کہیں فرما دیا تھا کہ اگر ہم تعامل کو چھوڑ دیں تو اسلام کا کچھ نہیں رہتا۔ بس حجانہ صاحب لگے نقلیں بجانے کہ آہا جی حضرت صاحب تعامل کی نسبت فرما گئے کہ اسے چھوڑنے سے اسلام کا کچھ نہیں رہتا۔ اب احمدی اپنے چھ برس کے تعامل کو چھوڑ نہیں سکتے۔ بس وہی ایک مرض ہے کہ سخن شناسی اور سخن فہمی کا ہونا۔ اور مصیبت یہ کہ علم صحیح ہے نہیں اور اپنے آپ کو عالم سمجھ کر مدعی اجتہاد بنے ہوئے ہیں۔

اب سنئے قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق جو رسول کریم صلعم نے عمل کر کے دکھایا وہ سنت ہے اور اس سنت پر جو صحابہ و تابعین اور تبع تابعین اور صلحائے اُمت عمل کرتے رہے۔ اس کا نام تعامل ہے۔ تو تعامل کے یہ معنے ہوئے کہ سنت رسول جو امت کے عمل میں تواتر کے ساتھ آ چکی ہے۔ اس تعامل کو اگر چھوڑ دیا جائے تو واقعی سنت رسول ہمارے ہاتھ سے اُڑ جاتی ہے اور اگر سنت رسول ہاتھ سے چلی جائے تو قرآن کریم کی عملی تفسیر کوئی بھی ہمارے ہاتھ میں نہ رہی اور پھر یہ سچ ہے کہ اسلام کا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اگر لوگوں یا قوموں کے اپنے افعال کا نام ہم تعامل رکھنے لگیں جن کی بنیاد سنت رسول پر مبنی نہیں تو پھر اسلام کا بیڑا تو روز غرق ہوا کریگا۔ کوئی بزرگ چا پیتے تھے۔ اُنہوں نے چھ برس چا پی کر چھوڑ دی۔ حجانہ صاحب جیسے ایک بزرگ پہنچے فرمانے لگے تم نے چھ برس کے تعامل کو چھوڑ دیا۔ اسلام کا بیڑا غرق ہونے لگا ہے۔ یا تو پھر چا شروع کر دو۔ اور یا تم اسلام کے دشمن ہو۔ غضب خدا کا چھ برس کا تعامل چھوڑ رہے ہو۔ قربان اس تعامل کے اور سخن فہمی کے۔ میں ثابت کر چکا ہوں کہ خلافت قادیانی نہ قرآن پر مبنی ہے نہ سنت پر نہ مسیح موعود کی وصیت پر۔ تو اسے تعامل کا نام دینا یہ بتلانا ہے کہ اس نام دینے والے کو خود تعامل کا پتہ نہیں کہ وہ ہوتا کیا ہے۔ صرف نام تعامل کا سن لیا ہے۔ یہ خلافت تو ایک انجمن کے ریزولیوشن پر اس کی مرضی پر۔ انجمن نے ایک فعل کیا اور اپنی مرضی سے کیا میں اس فعل کو درست سمجھتا ہوں۔ مگر اصولاً میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ انجمن ایک فعل اپنی مرضی سے کرے اور کئی سال عمل کرے اور اس فعل کا نتیجہ اچھا نہ ہو۔ تو کیا انجمن کا یہ فرض نہ ہو گا کہ اس فعل کو رد کر دے کیا اس وقت حجانہ صاحب کی طرح رونے بیٹھ جائے کہ اگرچہ اس فعل کا غلط ہونا ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔ مگر ہائے ہم کیا کریں کہ ہمارا کئی سال کا تعامل ہے ہم اسے اب چھوڑ نہیں سکتے ورنہ اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ ایسی انجمن کو تو پاگل خانہ بھیجدینا چاہیئے عقلمند کا کام تو یہ ہے کہ جب غلطی کو محسوس کرے سیدھے

کہ مقدمہ بہت مشکل ہے۔ اور اگر ہندوستانی عدالتوں نے ایسے مقدمات فیصل نہ کئے ہوتے تو شاید عدالت اس قسم کے سوال کا فیصلہ کرنے میں متردد ہوتی۔

ہز لارڈشپ (عدالت) نے فرمایا کہ وہ اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ سچا مسلمان کیسا ہوتا ہے۔ اسلامی قانون نے بیان کر دیا ہے کہ مسلمان سے کیا مراد ہے۔

وکیل صفائی نے جواب دیا کہ سوال یہ نہیں کہ آیا مستغیث سچے مسلمان ہیں؟ بلکہ سوال یہ ہے کہ آیا اہل سنت والجماعت نے ان کو کافر قرار دیا ہے۔ ہز لارڈشپ (عدالت) نے فرمایا کہ ملزم نے ان پر قادیانی یا کافر ہونیکا الزام لگایا ہے۔

احمدیوں کی تحریف کا عجیب و غریب ثبوت

بات کے ثبوت میں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنے ترجمۃ القرآن میں حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات سے مطابقت کرنے کے لئے تبدیلیاں کی ہیں۔ مسٹر منڈل نے بیان کیا کہ قرآن کے بہت سے ایسے حروف (حروف مقطعات) کو جنہوں نے بہت سے پہلے مترجمین کو حیران و ششدر رکھا ہے۔ اس ترجمہ میں الفاظ بتایا گیا ہے۔

جہاد کیا ہے؟

ہز لارڈشپ (عدالت) نے پوچھا کہ وہ کس طرح فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ ترجمہ صحیح ہے۔ (مولانا) محمد علی صاحب نے اس ترجمہ کے ایک نوٹ میں خود یہ لکھا ہے۔ کہ جو الفاظ قیاسی ہیں اور یہ حروف اختصار ہیں۔

لفظ جہاد پر بحث کرتے ہوئے وکیل صفائی نے کہا کہ مولانا محمد علی صاحب کے تراجم نے اس بات میں شک و شبہ کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ کہ جہاد کے معنے جنگ نہیں ہیں۔ جب تک مرزا صاحب تشریف نہیں لائے تھے تمام مسلمانوں کا یہی خیال تھا کہ جہاد کے معنے سوائے مقدس جنگ کے اور کچھ نہیں ہیں۔ مرزا صاحب ہی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس لفظ کے یہ دوسرے معنے کئے۔ ان کے متعلق لکھا ہوا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے آکر ان دو عقیدوں کو اڑایا۔ کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں اور کہ اسلام کو مہدی معہود تلوار کے ذریعہ پھیلائیگا۔ پکے مسلمانوں کا اب بھی یہی عقیدہ ہے کہ یہ سچ ہے۔

عدالت نے کہا کہ مرزا صاحب کے دلائل زبردست معلوم ہوتے ہیں

تراجم کے مقابلے کے اختتام پر مسٹر منڈل نے کہا کہ جہاں تک مولانا محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن کا تعلق ہے۔ اس کا رجحان ایسے عقاید کو ثابت کرنیکی طرف پایا جاتا ہے۔ جنکو پکے مسلمان جھوٹے عقائد بتاتے ہیں۔

مقدمہ کے اس حصہ پر پہنچکر جو وکیل صفائی کے خیال میں مستغیثوں کا تحریک احمدیت سے تعلق ظاہر کرتا تھا وکیل صفائی نے انجمن اسلام کے قائم ہونیکا ذکر کیا اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ مستغیث اور بشیر احمد طال شروع ہی سے ۱۹۲۲ء سے اس کے ممبر ہیں۔ اس انجمن کے رسالے "مسلم" کا حوالہ پیش کیا۔ مسٹر آر سرور بھی اسکا ممبر ہے۔ اور خواجہ کمال الدین بھی جو ووکنگ میں تحریک احمدیت کا چلانیوالا ہے۔ وکیل صفائی نے رسالہ "مسلم" کے بعد کے بعض ان پرچوں کا بھی حوالہ دیا جن میں لاہور کے احمدی اخبار "لائٹ" کے متعلق اشتہارات شائع ہوئے تھے۔

عدالت نے کہا کہ بہت سے ولائتی اخبار سخت مصیبت میں گرفتار ہو جائینگے اگر یہ قرار دیا جائے کہ وہ ہر اس اشتہار کے لئے جو ان میں شائع ہو ذمہ وار ہیں۔

اس کے بعد مقدمہ آئندہ پیشی کے لئے ملتوی ہو گیا

(باقی آئندہ)

افغانستان اور مذہبی رواداری

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کے ساتھ محض احمدیت کی وجہ سے جو سفاکانہ سلوک سلطنت افغانستان کی طرف سے ہوا تھا وہ اس کی وحشت و بربریت کا ایک ناقابل تردید ثبوت تھا۔ خیر وہ تو زمانہ ہی اس قسم کا تھا اس دور وحشت میں افغانستان سے اس سے بہتر سلوک کی امید ہی نہیں کی جا سکتی تھی مگر اب بھی جب کہ امیر امان اللہ خان کی بیدار مغزی اور مذہبی رواداری کے گیت گائے جاتے ہیں افغانستان میں احمدیت کے متعلق وہی تعصب اور تنگدلی پائی جاتی ہے۔ حال ہی میں سید عبداللطیف صاحب شہید کے دو صاحبزادے سید ابوالحسن صاحب اور سید محمد طیب صاحب قادیان میں تشریف لائے ہیں۔ اور جناب ایڈیٹر الفضل کے استفسار پر انہوں نے اپنے جو حالات بیان فرمائے ہیں وہ اس قدر دردناک ہیں کہ ان کو پڑھ کر انسان کے دل پر ایک رقت طاری ہو جاتی ہے۔ ان حالات کو پڑھکر جو الفضل میں شائع ہوئے ہیں اس بات کو یقین کرتے ہیں کچھ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ محض احمدیت کے باعث افغانستان میں اب تک بھی احمدی حکومت کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ جب حکومت افغانستان نے ہندوؤں اور سکھوں تک کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے تو پھر ایک مسلمان جماعت پر مذہب کی بنا پر ہولناک مظالم توڑنے کو کیوں کر جائز رکھا جاتا ہے۔

شدھی اور مسلمان

برادران وطن کی طرف سے چند سالوں سے شدھی کی جو خوفناک تحریک جاری ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ابھی تک مسلمانوں کا اکثر حصہ اسکی اہمیت و ضرورت سے غافل ہے۔ بعض لوگ اس خطرناک تحریک سے اسلئے بھی کوئی خوف و خطر محسوس نہیں کرتے۔ کہ وہ ابھی تک یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ شدھی کی تحریک زیادہ تر اچھوت ہندو اقوام ہی تک محدود ہے۔ اس سے مسلمانوں کو کچھ خطرہ نہیں مگر ہمارے خیال میں ان کا یہ خیال صحیح نہیں۔ کہ شدھی کے علمبرداروں کے اقوال و افعال کو دیکھا جائے تو اس بات کے باور کرنے میں کچھ بھی شبہ نہیں رہتا کہ اس تحریک کا آخری اور اصلی مقصد یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو شدھ کر لیا جائے۔ اس بات کو تو جانے دیجیئے کہ برادران وطن کو اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے اسوقت مسلمانوں کیلئے سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ان کے ہموطنوں کے دلوں میں ان کو نیست و نابود کرنے کے لئے نہ صرف اس قسم کے خطرناک خیالات ہی موجزن ہوں بلکہ ان کو عملی جامہ بھی پہنایا جا رہا ہو۔ تو انہیں کیا کرنا چاہیئے ابھی تک مسلمانوں کی طرف سے اس تحریک کی روک تھام اور مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھنے کے لئے جو کچھ کیا گیا ہے وہ بالکل غیر مستقل اور ناکافی ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان لیڈر اس تحریک سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے کوئی مستقل انتظام کریں۔

اس کے بالمقابل برادران وطن کے ارادے کیا ہیں ان کا کچھ اندازہ تحریک شدھی کے لیڈروں کی ان تقریروں کے مندرجہ ذیل اقتباسات سے لگ سکتا ہے جو بھارتیہ شدھی سبھا کے اجلاس منعقدہ دہلی میں کی گئیں۔

سوامی ستیہ دیو کی تقریر کا اقتباس

"دہلی کا ہی ایک مولوی (مراد خواجہ حسن نظامی سے ہے پیغام صلح) چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تقسیم کرکے آریوں سے سناتنیوں کو بہکاتا ہے لیکن دیکھو سناتن دھرمیو! اگر تم اس کے بہکانے میں آگئے تو اپنی ہستی کو خطرہ میں ڈال دو گے اب شدھی اور سنگٹھن کے بغیر ہندو قوم زندہ نہیں رہ سکتی اس لئے تمام کاموں کو پیچھے ڈال کر پہلے سنگٹھن اور شدھی کرنی چاہیئے ہمارے سامنے صرف اچھوتوں کے ادھار کا ہی سوال نہیں ہے۔ بلکہ ان کے علاوہ چھ کروڑ مسلمانوں کے ادھار کا سوال بھی ہے۔ اب شدھی سے نفرت کرنا چھوڑ دو اور تن من دھن سے سب مل کر شدھی کا کام کرو"

راجکمار امیٹھی کی تقریر

"بلا شدھی کے ہندو مسلم ایکتا (اتحاد) نہیں ہو سکتی۔ جب وقت سب مسلمان شدھ ہو کر ہندو ہو جائیں گے۔ تو سب ہندو ہی ہندو نظر آئیں گے (تالیاں) پھر دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کو آزادی سے نہیں روک سکتی ہے۔ اگر شدھی کے لئے ہم کو بڑی سے بڑی مصیبت اٹھانی پڑے تو بھی اس اندولن کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ ہمارے مہاپرشوں نے دھرم کے لئے سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ رشی دیانند نے زہر پیا اور پنڈت لیکھ رام جی چھرے سے قتل کئے گئے" (تیج)

صوبہ سرحدی اور نفاذ اصلاحات

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اسمبلی کے ۱۷ فروری کے اجلاس میں مولوی سید مرتضیٰ بہادر نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی تھی:-

"مجلس وضع قوانین ہند گورنر جنرل باجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے کہ وہ صوبہ سرحدی میں قوانین اصلاحات نافذ فرمائیں" اس کی تائید میں سید صاحب موصوف نے ایک نہایت زوردار تقریر کی جب اس پر بحث ہوئی تو پنڈت مدن موہن مالوی نے اس قرارداد کی سخت مخالفت کی اور پشاور کوہاٹ اور خدا جانے کہاں کہاں کی لوٹ کھسوٹ کے قصے بیان کئے۔ آخر کثرت رائے سے یہ طے پایا کہ اس تجویز پر ۱۹ مارچ کو پھر بحث ہو۔ چنانچہ ۱۹ مارچ کو یہ تجویز پھر پیش ہوئی اور ایک طویل بحث کے بعد بعض ہندوؤں کی مخالفت کے باوجود کثرت رائے سے پاس ہو گئی۔ ہندو اخبارات اور لیڈروں نے اس تجویز کی جو مخالفت کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اب جب کہ اسمبلی نے کثرت رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا ہے۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ جناب وائسرائے صاحب اس کو منظور فرماتے ہیں یا رد کر دیتے ہیں۔

ہندوستان کو جو اصلاحات دی گئی تھیں وہ گذشتہ جنگ کی خدمات کے عوض میں بخشی گئی تھیں۔ اس جنگ میں صوبہ سرحدی نے جو خدمات سرانجام دی تھیں وہ ہندوستان کے دوسرے حصوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ پھر جب ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں اصلاحات کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔ تو ایک صوبہ سرحدی ہی کو اس سے محروم رکھنا سخت ناانصافی ہے۔ ہمارے خیال میں اس صوبہ کے لئے اصلاحات کا نفاذ نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اخبارات پورے زور کے ساتھ گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائیں

نقد و تبصرہ

پریم گیتا اس رسالہ میں خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ہز ہائینس مہاراجہ صاحب الور کی وہ معرکۃ الآرا تقریر شائع کی ہے جو جناب مہاراجہ صاحب نے ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر فرمائی تھی۔ وہ تقریر نہیں بلکہ واقعی محبت اور پریم کا ایک پیام ہے جو مہاراجہ صاحب نے اپنے اہل وطن کو دیا ہے جناب مہاراجہ صاحب کی تقریر تو خیر بہتوں نے اخبارات میں پڑھی ہوگی اور اس کے پریم بھرے لہجہ کو ملاحظہ کیا ہوگا۔ مگر خود خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں جو اس پر دیباچہ لکھا ہے۔ وہ بھی اسقدر پریم میں ڈوبا ہوا ہے کہ اس نے "پریم گیتا" کو واقعی پریم گیتا بنا دیا ہے۔ اور عجب نہیں کہ یہ پریم گیتا بہتوں کو اسی پریم میں رنگ دے۔ اگر کسی کو اس پریم گیتا سے پریم پیدا ہو تو کارکن حلقہ مشایخ دہلی سے مفت طلب کرے

ہفتہ وار حمایت اسلام انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف سے جناب اختر جالندھری کی ادارت میں حمایت اسلام کا ضخیم لیکر لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ پہلا نمبر ہمارے سامنے ہے پہلے نصف حصہ میں مضامین اور خبریں ہیں اور باقی نصف حصہ میں انجمن کی اطلاعات ہیں۔ مضامین جس قدر بھی ہیں دل پسند ہیں امید ہے کہ حمایت اسلام اپنے نام کا لحاظ رکھتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی عمدہ خدمت انجام دیگا ظاہری شکل وصورت دلآویز ہے۔ ہم اپنے نئے معاصر کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس کو عمر دراز عطا کرے چندہ سالانہ ارکان انجمن سے عہ روپیہ دیگر حضرات سے للعہ ششماہی ۲ روپے دفتر حمایت اسلام لاہور سے طلب فرمائیے

ہفتہ وار اشاعت اسلام خان اکرام اللہ خانصاحب دہلوی کی ادارت میں نہایت آب وتاب سے دارالسلطنت دہلی سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ ریویو تو اس اخبار پر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔ اب دوبارہ ریویو کرنیکی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے کہ ایک تو اخبار ہفتہ میں دوبار کی بجائے ہفتہ وار ہو گیا ہے دوسرے سائز پیغام صلح کے برابر کر دیا گیا ہے دوسرے نمبر میں جو ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجا گیا ہے۔ نہایت اعلےٰ پایہ کے مضامین ہیں۔ اس اخبار کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام کسی دوسری جگہ درج ہے۔ چونکہ اخبار تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے جاری کیا گیا ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اس فریضہ سے ہمدردی و دلچسپی رکھنے والے تمام مسلمان اس اخبار کے خریدار بن کر مالک اخبار کی ہمت افزائی کریں گے سالانہ چندہ تین روپیہ ششماہی عہ اور سہ ماہی عہ مینیجر اخبار اشاعت اسلام فتح پوری۔ دہلی سے طلب فرمائیے۔

ایک ضروری اعلان

سب احباب کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ مسجد ووکنگ مشن یا اسلامک ریویو کا روپیہ و چندہ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نہ بھیجا کریں بلکہ خواجہ عبدالغنی صاحب کے نام بھیجا کریں

ظہور احمد سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

شئے چھوڑ دے کہ ہر تعامل کو چھیڑ کر [illegible] ... اور اس کا نام تعامل رکھنا صرف حجازی صاحب کی ایجاد بندہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا خود ابا میاں محمود احمد صاحب نے جو نظام عمل کو بدلا ہے تو کیا سلسلہ کے بیس سال کے تعامل کو نہیں بدل دیا۔ پھر اب حجازی صاحب یہاں کیوں نہیں رو نے بیٹھتے کہ اسلام کا بیڑا غرق ہو گیا تعامل بدل دیا یہ یہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ میاں صاحب وہی کام کریں تو درست اور ہم کریں تو غلط۔ واہ رے تقویٰ! جسکی خاطر اوروں کو بھی دبالتے ہیں

انجمن نے اگر حضرت مولانا مرحوم کو اپنا مطاع تسلیم کر لیا تھا تو یہ ان کی اپنی ذاتی قابلیت اور بزرگی تھی جس کی وجہ سے انہیں اپنا مطاع بنایا تھا مگر انجمن اس سے مجبور نہیں ہو گئی کہ ہمیشہ اب کسی کو اپنا مطاع اور امام بنایا کرے خواہ کوئی اس امر کا اہل ہو یا نہ ہو مولوی نورالدین صاحب مرحوم کے بعد انجمن کو کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسے بالاتفاق اپنا مطاع بنا دے وہ نہیں بنائی۔ پہلا فعل اپنی مرضی سے کیا تھا۔ کوئی ضروری نہ تھا۔ اب نہیں کرتی۔ کسی کا کیا حق ہے کہ وہ مجبور کرے۔ اور اخلاقاً اور قانوناً وہ کونسا حکم ہے جس کے ماتحت وہ ایسا کرنے کے لئے مجبور ہے۔ اور پھر میاں محمود احمد صاحب کو تو وہ قطعاً اپنا مطاع نہیں بنا سکتی تھی کیونکہ عقائد میں ایسا خطرناک اختلاف ہے کہ جس سے اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تختہ ہی الٹ جاتا ہے۔ مولانا محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے اسی لئے یہ تجویز کیا تھا کہ چونکہ اختلاف عقائد کی وجہ سے اب یہ ناممکن ہو گیا ہے کہ کوئی شخص واحد انجمن کا مطاع بنایا جائے اس لئے قوم میں تفرقہ پیدا ہونے سے بچنے کی یہی راہ ہو سکتی ہے کہ انجمن حضرت مسیح موعود کی وصیت کے مطابق خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین رہے۔ اور سب ملکر کام کریں مگر خلافت کے خواہشمندوں کو یہ کب پسند ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کلیسا کی ممبری کی طرح شور و غوغا کر کے اور طوفان بے تمیزی مچا کر میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ مطاع الکل بنا کے چھوڑا اور پھر جھوٹی تاریں باہر کی جماعتوں کو دیں کہ خلیفہ بالاتفاق میاں محمود احمد صاحب ہو گئے ہیں اور اس دھوکہ بازی سے لوگوں سے بیعت لے لی۔ اس پر لاہور میں جماعت کے بزرگوں نے جمع ہو کر ایک وفد میاں صاحب کی خدمت میں بھیجنا چاہا کہ اب چونکہ میاں صاحب خلیفہ بن چکے ہیں اس لئے آپس میں صلح و اتفاق کا یہ طریق یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب کی وصیت کے مطابق انجمن حضرت کی جانشین رہے اور میاں محمود احمد صاحب امیر رہیں جو غیر احمدیوں سے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے بیعت لیں اور احمدیوں کو مجبور نہ کریں کہ وہ میاں صاحب کی بیعت کر کے انہیں اپنا مرشد روحانی بنا دیں کیونکہ اختلاف عقیدہ کی صورت میں اُن کو مرشد روحانی بنانے والے مرید اور مرشد کے مابین عقیدہ میں ایسا خطرناک اختلاف وقوع میں آتا ہے کہ مرید کے نزدیک مرشد کافر ٹھہرتا ہے۔ اور مرشد کے نزدیک مرید کافر ٹھہرتا ہے اور یہ ایک مذاق ہے مگر میاں صاحب نے اس وفد کو شرف باریابی تک نہ بخشا اور ان باتوں کی طرف کان لگانا اپنی خلافت کی ہتک سمجھا اور اپنی مطاع الکلی کی ترنگ میں جماعت کے تفرقہ کی کچھ پرواہ نہ کی تو اب فرمایئے ایسی صورت میں کیا حضرت مسیح موعود کے خدام کا فرض نہ تھا کہ آپ کی وصیت کے مطابق ایک انجمن انہی اصولوں پر قائم کرتے جن اصولوں کو آپ نے خود پسند فرمایا تھا اور جن پر اپنی زندگی میں ہی آپ نے انجمن کو چلایا تھا۔ حجازی صاحب کو ناراض تو حضرت مسیح موعود پر ہونا چاہیئے جنہوں نے اصول ہی ایسے پسند فرمائے جو حجازی صاحب کو ناپسند ہیں اور جنہوں نے حجازی صاحب کی مزعومہ خلافت کا اپنی وصیت میں ذکر نہ کر کے "رپڑھ کی ہڈی" توڑ کے دھر دی۔ اور جس کا افسوس خود ان کے مرشد میاں محمود احمد صاحب کو بھی ہے اور جس کی وجہ سے انہیں آج سلسلہ کا بیس سال کا تعامل بدلنا پڑا مگر کس بات پر ناراض ہوں گے۔ پہلے حضرت صاحب نے بارہ برس تک نبوت کا انکار کر کے میاں صاحب کے لئے مشکلات پیدا کر دیں پھر وصیت میں خلافت کا ذکر نہ کر کے مزید مشکلات کا انبار جمع کر دیا۔ مگر میاں صاحب نے ہمت کر کے پہلی مشکل سے نجات کا طریق یہ نکالا کہ بارہ برس کی تحریریں منسوخ کر دیں۔ دوسری مشکل سے نکلنے کا طریق یہ نکالا کہ بیس برس کا نظام بدل دیا۔ مگر ہم تو مسیح موعود کے غلام ہیں اُن کی ساری تحریروں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ وصیت پر عمل کرتے ہیں۔ بس قصہ ختم ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

"خدا کا تصور اسلام میں"

(مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

یہ وہ مضمون ہے جو مولانا عبدالحق صاحب نے گوجرانوالہ کی کانفرنس مذاہب کے موقعہ پر ۲۲ / فروری ۱۹۲۶ء کو پڑھا تھا۔ (مدیر)

"الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین"

حضرات۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت کو اس وقت میں نے آپ لوگوں کے سامنے پڑھا ہے اس سے پیشتر کہ میں اس آیت کا مطلب بیان کروں میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو مذاہب کی اس بہت بڑی جنگ کی طرف توجہ دلاؤں کہ جو اس وقت دنیا میں بپا ہے کہ ہر ایک مذہب دوسرے مذاہب پر غالب آنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو طریق اختیار کیا جا رہا ہے وہ نہایت ہی گمراہ کن ہے یعنی ایک دوسرے پر بیجا الزامات اور اتہامات لگائے جا رہے ہیں گویا ہر ایک مذہبی پنچر اور پرچارک کے ہاتھ میں ظلم کی ایک تیز تلوار ہے کہ جس کے ساتھ وہ دوسرے کا گلا کاٹنا چاہتا ہے اس معاملے میں بقول مسز اینی بسنٹ اسلام سب سے بڑھکر مظلوم ہے۔ یورپ اور امریکہ سے لیکر ہندوستان تک اگر عیسائیت کا سارا زور اسلام کے خلاف خرچ ہو رہا ہے تو ہندوستان میں آریہ مذہب کا رُخ بھی زیادہ تر اسی مذہب کی طرف ہے ہم کسی کے اعتراضات سے گھبراتے نہیں البتہ انصاف کی خاطر صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ جہاں ہمارے دین پر بیجا نکتہ چینی کی جا رہی ہے وہاں اس مذہب کی خوبیوں کو بھی تلاش کرو کسی کی نسبت عیب جوئی اپنا شیوہ اختیار کر لینا حق اور صداقت سے انسان کو دور لیجاتا ہے پس اگر خدا تمہیں سمجھ اور توفیق دے تو اس دین کی خوبیوں کو تلاش کرو تا کہ تم ہماری نسبت زیادہ انصاف کا فیصلہ کر سکو۔

داستانِ عہدِ گل را باز شنید از بلبلے
زاغ و بوم آشفتہ تر گفتند ایں افسانہ را

اسلام کا کام غیر مذاہب پر اتہام لگانا اور ان کے بزرگوں کو بھلا برا کہنا نہیں بلکہ تمام دنیا کے اندر صلح اور سلامتی کی ایک ایسی راہ کو پیش کرنا ہے کہ جس پر تمام مذاہب جمع ہو سکیں اور مذاہب کی باہمی ضد اور دشمنی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے اس مقصد کو سامنے رکھ کر میں چند باتیں آپ کے غور کے لئے پیش کرتا ہوں الہامی مذاہب میں سب سے پہلی چیز خدا کی ہستی پر ایمان لانا ہے جو مذہب خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کو سب سے پہلے اس امر کو بیان کرنا چاہیئے کہ خدا کیا ہے اور کیسا ہے اور اس کا تعلق انسان کے ساتھ کیا ہے ہندو مذہب۔ آریہ سماج۔ عیسائیت اور دیگر وہ مذاہب کہ جو اپنے اپنے مذہب کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہیں ان تمام مذاہب کے اور اسلام کے پیش کردہ خدا کے تصور کو سامنے رکھ کر دیکھ لو جس کا تصور سب سے اعلیٰ اور مذاہب میں رشتۂ اتحاد کو قائم کرنے والا ہو اس کو قبول کر لو فساد اور دشمنی کے پیدا کرنے والی راہ کو چھوڑ دو۔

الحمد للہ کی تشریح

اسلام نے جو خدا کا تصور پیش کیا ہے وہ اس آیت کے اندر موجود ہے کہ جسکو میں نے آپ لوگوں کے سامنے سب سے پہلے پڑھا ہے اس آیت میں پہلا جملہ الحمد للہ ہے ہر ایک وہ شخص کہ جو عربی زبان سے کسیقدر مس رکھتا ہے اس کو یہ معلوم ہو گا کہ الحمد للہ میں پہلا ال تعریفی ال کہلاتا ہے کہ جس کے معنی سب۔ تمام یا کل مجموعہ اور جنس کے ہوتے ہیں اور حمد خوبی یا اعلیٰ درجہ کی صفت کو کہتے ہیں اس کے بعد للہ میں لام استحقاق اور تخصیص کے معنی رکھتا ہے۔ پس الحمد للہ کے اس لفظی ترجمہ کی بنا پر یہ معنی ہوئے کہ حقیقی تعریف اور تمام اعلیٰ درجہ کی ذاتی خوبیاں بالاستحقاق اس ذات کے لئے خاص ہیں کہ جس کا نام اللہ ہے۔ الحمد للہ کے اس چھوٹے سے جملہ یا صرف دو لفظوں کے اندر دو باتوں کو بڑی صفائی کے ساتھ کھول کر بتا دیا گیا ہے کہ ایک تو تمام اعلیٰ درجہ کے کمالات اور ذاتی خوبیاں اس ذات کے اندر موجود ہیں وہ ہمہ تن خوبی یا حسن مجسم ایک ذات ہے اور دوسرے یہ کہ یہ سب کامل درجہ کی ذاتی خوبیاں صرف اسی کی ذات سے خاص ہیں یعنی جس طرح کوئی اپنے آپ کو اس جیسا نہیں بنا سکتا اسی طرح اس کی کسی ایک صفت میں بھی کامل طور پر اس کے برابر نہیں ہو سکتا اور کیونکر برابر ہو سکے کہ ہر ایک صفت کمالیہ میں بے مثالی اور بے نظیری اس کی ذات کا خاصہ ہے اور خاصہ کی یہی تعریف ہے کہ وہ اپنے موصوف کے سوا کسی دوسری شئے میں نہ پایا جائے۔ اور الحمد للہ یہی تو بتلاتا ہے کہ کمال حمد اور خوبی کی کل جنس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے یعنی تمام قسم کی اعلیٰ خوبیاں اس ذات کے اندر موجود ہیں کوئی ایسی خوبی اور کمال کی بات قطعاً نہیں ہو سکتی کہ جسکو دنیا کے عقلمند اور دانا خوبی کی بات قرار دیں مگر وہ اس ذات کے اندر نہ پائی جاتی ہو۔

الحمد للہ کسقدر چھوٹا سا جملہ ہے مگر اس کے معنوں کی وسعت پر غور کرو ویدوں کو پڑھ جاؤ بائیبل انجیل اور دنیا کی دیگر کتب مقدسہ میں جسقدر اس ذات کی تعریف کی گئی ہے اس کو ایک جگہ جمع کر لو مگر یاد رکھو کہ وہ اس ذات کی تعریف کرنے میں الحمد للہ سے زیادہ کچھ نہیں بتلا سکتیں جب تمام کی تمام خوبیاں اور تعریفیں الحمد للہ میں آگئیں تو اب خدا کی کونسی نئی خوبی اور تعریف ہے جو تم ہمیں کسی کتاب میں سے سناؤ گے۔

دوسری بات جو الحمد للہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب اس ذات کے اندر تمام اعلیٰ درجہ کی خوبیاں موجود ہیں تو ہر ایک قسم کے عیب اور نقص کی اس کی ذات سے نفی ہو گئی جہاں تمام خوبیاں ہی خوبیاں موجود ہیں وہاں کسی عیب اور نقص کے لئے کوئی جگہ نہیں کیونکہ عیب اور نقص کسی خوبی کے نہ ہونے کا نام ہے جہاں تمام خوبیاں موجود ہوں وہاں عیب کی تلاش فضول ہے۔ گویا الحمد للہ کے اندر قرآن کریم نے ان تمام اعتراضات کا جواب بھی دیدیا کہ جو قصور فہم کی وجہ سے اسلام کے خدا پر لوگ کیا کرتے ہیں حسن مجسم میں عیب اور نقص کا اتہام اعتراض کرنے والے کی کج فہمی اور شرارت پر دلالت کرتا ہے اس ایک اصول کو سامنے رکھکر کہ وہ ہمہ تن حمد اور خوبی ہے وہ ان تمام آیات کو سمجھ سکتا تھا کہ جن پر اس نے کم فہمی کی وجہ سے اعتراضات کئے ہیں کیونکہ کسی آیت کا ترجمہ اصول کے خلاف نہیں کیا جا سکتا۔

قادر مطلق

تیسری بات جو الحمد للہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس جیسی خوبیوں والی اور کوئی چیز نہیں کمال حسن و خوبی اسی کے لئے خاص ہے وہی اور صرف وہی تمام اعلیٰ درجہ کی صفات کاملہ کا مستحق ہے، بلکہ اس کی کسی ایک صفت میں بھی کامل طور پر کوئی دوسری چیز شریک نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر خدا کی کسی ایک صفت میں بھی کوئی چیز کامل طور پر شریک ہو جائے تو باقی صفات میں بھی کسی دوسری چیز کا اس کے برابر ہونا ممکن ہو گا اور اس طرح دوسرے خدا کا ہونا بھی ممکن ہو جائے گا کہ جو ممتنع ہے پس اسلام میں خدا کا تصور اسقدر اعلیٰ اور بلند ہے کہ اس سے بڑھکر خدا کا کوئی تصور دنیا کے عقلمندوں کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتا یعنی نہ صرف خدا سے بڑھکر کوئی دوسرا خدا تصور میں نہیں لایا جا سکتا بلکہ اس کی ہر ایک صفت اسقدر کامل اور لامحدود ہے کہ اس برابر زیادتی کا تصور قطعاً ناممکن ہے اور یہی ایک معیار ہے کہ جو خدا کے متعلق ہماری تمام بحثوں میں صحیح فیصلہ دیا کرتا ہے خدا اوتار دھارن کر سکتا ہے یا نہیں خدا مر سکتا ہے یا نہیں خدا عالم ہے یا جاہل خدا مختار ہے یا مجبور ان تمام امور میں ہم جو اعلیٰ بات ہوتی ہے وہ خدا کی طرف منسوب کرنا از روئے عقل درست سمجھتے ہیں اور جو بات ادنیٰ یا نقص کی ہوتی ہے اس کو ہم خدا کی طرف منسوب نہیں کرتے اس معیار کو سامنے رکھکر میں اپنے آریہ دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ ایک پرمیشور ہے کہ جو مادہ اور روح کو نہیں بنا سکتا اور ان کی وساطت کے بغیر ایک تنکا اور جوں تک پیدا نہیں کر سکتا وہ پرمیشور اعلیٰ ہے یا وہ خدا کہ جو ان کو پیدا کر سکتا ہے اور دنیا کے بنانے میں ان کی پیشتر سے موجودگی کا قطعاً محتاج نہیں اسی معیار کو سامنے رکھکر کہ جو آپ دوسروں کے متعلق استعمال کرتے ہیں جواب دو کہ دونوں میں سے خدا کا تصور کس کا اعلیٰ ہے سردست اس سوال کو چھوڑ دو کہ یہ ممکن ہے یا ناممکن کیونکہ خدا کے لئے کیا کچھ ممکن ہے اور کیا ناممکن اس کی حد بندی انسان نہیں کر سکتا خدا کے بیشمار کام ایسے ہیں کہ جو ہماری سمجھ میں نہیں آتے لیکن اگر وہ کام اعلیٰ اور خوبی کے کام ہیں تو ہم ان کو خدا کی طرف منسوب کر دیا کرتے ہیں لیکن اگر وہ اس کی شان کے خلاف ہوں تو ہم خدا کی طرف ان کی نسبت نہیں کرتے۔ اگر اس مضمون پر مزید بحث کا موقعہ ملا تو میں اس پر انشاء اللہ تعالیٰ ایک علمی بحث بھی کرونگا کہ مختصراً اسلام میں خدا کا تصور ان تین باتوں پر مشتمل ہے کہ اسلام کے خدا سے اعلیٰ کسی خدا کا تصور ناممکن ہے اور نہ اس خدا کے برابر ہی کوئی خدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کمتر درجہ کا کوئی چھوٹا موٹا خدا ہو سکتا ہے کہ جو اپنی ایک یا بعض صفات میں خدا کا شریک ہو پس نہ وہ دو میں کا دوسرا ہے اور نہ تین میں کا تیسرا اور نہ وہ تینتیس دیوتا کے ساتھ چونتیسواں دیوتا ہے۔

آپ کے دوسرے اشارہ کے متعلق میں مختصراً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ کے بعد اس اللہ کو رب العالمین کہا گیا ہے یعنی اس کے وہ ذاتی کمالات اور خوبیاں صرف اسی تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنی ان تمام صفات کے ساتھ مخلوقات کو پیدا کرتا ان کی نشو و نما اور پرورش کرتا ہے اس لئے وہ کوئی موہوم ہستی نہیں بلکہ تمام مخلوقات کی پیدائش ترقی اور حصول کمال صرف اسی کی ذات سے وابستہ ہے پس اس کے بغیر نہ چیزیں پیدا ہو سکتی ہیں نہ ترقی کر سکتی ہیں

روح

پس اس بنا پر روح کے متعلق بھی میرا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ایک ترقی پذیر ہستی ہے اور قرآن کریم نے روح کے مخلوق ہونے پر یہ دلیل دی ہے کہ چونکہ وہ اپنی صفات میں ترقی کرتی ہے اس لئے وہ ازلی اور انادی نہیں جو چیز ازلی اور انادی ہوتی ہے اس کے اندر تغیر اور تبدل نہیں ہو سکتا جس چیز کی صفات میں ترقی ہو گی وہ یقیناً متغیر ہو گی اور ہر متغیر مرکب اور مخلوق ہوتا ہے

افکار حاضرہ

پنجابی میں ایک کہاوت ہے۔ کہ عیار لوگ اپنی مطلب براری کیلئے گدھے کو بھی باپ کہہ لیتے ہیں۔ اس بات کو باور کرنے میں ہمیں تامل تو کچھ پہلے بھی نہ تھا کیونکہ یہ قول ایسا سچا ہے۔ کہ ہر انسان کو اپنی زندگی میں اس کی صداقت کے ثبوت میں کچھ نہ کچھ واقعات پیش آتے ہی رہتے ہیں مگر خدا بھلا کرے ان آریوں کا جنہوں نے تحریک شدھی کی دھن میں اس قول کی سچائی کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ آریوں کے بزرگوں کو چنڈالوں اور چماروں سے اس قدر وحشت ونفرت تھی کہ ان غریبوں کو شہروں اور قصبوں میں بود وباش تک کرنیکی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اور جب کبھی ان کو اپنی ضروریات کے لیے شہروں میں آنیکی اجازت بھی دی جاتی تھی تو اس طرح پر کہ وہ شہروں میں داخل ہونے سے پہلے ڈھول بجا کر اعلان کردیں۔ کہ ابھی جناب تشریف لارہے ہیں۔ ایشور کے پتر آریہ اپنے اپنے گھروں میں گھس جائیں۔ تاکہ ہم کالے لوگ ان سے کس طرح چھونہ جائیں۔ جس سے ان کی پوترتا میں فرق پڑھ جائے۔ پھر اگر یہ چمار بدقسمتی سے کہیں سے کوئی وید منتر سُن پاتے تھے۔ تو پھر تو ان کی اور بھی کم بختی آجاتی تھی۔ جب تک ان کے کان میں سکہ پگھلا کر نہیں ڈالا جاتا تھا آریوں کو چین نہ آتا تھا۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان بدبختوں کا گناہ کیا تھا۔ ان کا سب سے بڑا گناہ یہی تھا۔ کہ وہ اناریہ یعنی غیر آریہ تھے۔ اس لئے ان کو ملیچھ وغیرہ برے ناموں سے [illegible] ...... پکارا جاتا تھا۔ اگر ان قدیم آریہ بزرگوں کی اصل سپرٹ دیکھنا چاہو، تو دکن کا سیر کرو۔ جہاں اب تک بھی اچھوت اقوام ...... کو ان سڑکوں پر گزرنے کی اجازت نہیں جو اونچی ذات کے ہندوں کے لئے مخصوص ہیں۔

اب زمانے کی نیرنگی دیکھئے۔ کہ وہی چمار اور چنڈال جن کے سایہ سے آریوں کے بزرگ بھاگ نکلتے تھے۔ آریہ سماج میں دھڑا دھڑ بھرتی کئے جارہے ہیں۔ اور اگر بھرتی کی یہی رفتار جاری رہی تو یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائیگا۔ کہ آریہ سماج آریہ سماج ہے یا چمار سماج اب انہیں چماروں کو یہ دم دلاسا دیا جاتا ہے۔ کہ دراصل تم آریہ ہو۔ چنانچہ پنڈت بھوانی لال جی۔ بی۔ اے۔ پریذیڈنٹ دیانند دلت ادہار منڈل گورودت بھون لاہور فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ (چمار) اچھوت سمجھے جاتے ہیں۔ سناتنی ہندو لوگ ان سے چھو کر سنان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیوں اور کب سے؟ .. ماتاریخ سے پتہ نہیں چلتا۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ چماروں میں مختلف نسلوں اور گوتروں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ شکل وشباہت سے یہ تمام لوگ آریہ نسل سے ہیں۔" (پرکاش ۱۹ مارچ)

یہ بھی اچھا ہوا کہ پنڈت جی نے چماروں کو ان کی شکل وشباہت سے پہچان تو لیا کہ یہ ان کے آریہ بھائی ہیں۔ ورنہ اگر انکی شکل وشباہت مرور زمان سے مسخ ہو جاتی اور آریوں سے نہ ملتی تو ان کی شناخت میں بڑی مشکل پیش آتی کیونکہ مختلف نسلوں کے نشانات ان کے اندر پائے جاتے ہیں۔ پرماتما کا لاکھ لاکھ شکریہ ہے۔ کہ پنڈت جی کو اپنے گمشدہ بھائیوں کا پتہ چل گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ چمار آریوں کے بھائی کب سے بنے۔ تاریخ کی شہادت تو یہ ہے کہ اس بدقسمت گروہ کو آریہ اناریہ سمجھتے تھے۔ اور اسی لئے آج تک ان کے ساتھ جانوروں کا سا وحشیانہ سلوک کرتا رہے۔ اب آریوں کا ان کو آریہ آریہ کہنا محض اپنی مطلب براری کے لئے ہے کہ کسی طرح یہ لوگ مسلمان اور عیسائی ہونے سے رک جائیں اور انہیں یہ دم دلاسا دیکر ہندو ومذہب ہی میں رکھا جائے۔ اور اپنا اُلو سیدھا کیا جائے مگر ہم اپنا آریہ دوستوں کو بتاتے ہیں۔ کہ وہ وقت چلا گیا جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ اب زمانہ بدل چکا ہے اور چماروں اور دیگر اچھوتوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ اب محض دم دلاسوں سے کام نہیں بنے گا۔ اگر انہیں مساوات کے حقوق دو تو بہتر ورنہ اسلام کا دروازہ ان کے لئے کھلا ہے۔

اسی قسم کی ایک نئی تحقیقات پنڈت چموپتی آریہ مشنری نے کی ہے جو حال ہی میں جنوبی افریقہ کی سیر کرکے آئے ہیں۔ آپ نے ہندوستان پہنچتے ہی اعلان کیا ہے کہ حبشی بھی آریہ نسل سے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ بڑے بڑے محققین کی روحیں عالم ارواح میں اس جدید اور انوکھی تحقیق پر پھڑک اٹھی ہونگی۔ کم بخت مغربی سیاح اندھوں کی طرح سیر وسیاحت کرتے ہوئے افریقہ کی خاک چھانتے رہے ہیں اور انہیں آج تک اسباب کا مطلقاً پتہ نہ لگا۔ کہ حبشی آریوں کے بھائی ہیں۔ مگر شاباش ہے۔ ہمارے آریہ پنڈت پر کہ اس نے افریقہ میں پہنچتے ہی اپنے مدت کے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پہچان لیا۔ اس نظریہ کے ثبوت میں پنڈت جی نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ ایسے اچھوتے اور مسکت ہیں کہ اگر سوامی دیانند جی زندہ ہوتے تو اپنے اس لائق شاگرد پر ہزار جان سے قربان ہوتے افسوس کہ وہ اس وقت موجود نہیں اور دوسروں سے ایسی داد کی امید نہیں۔ چشم بددور پنڈت جی۔ ایم۔ اے ہیں۔ ضرور تھا کہ دلائل میں بھی اس اعلیٰ ڈگری کی جھلک پائی جاتی۔ آپ نے جو مختلف زبردست دلائل دئے ہیں۔ ان میں سے مشتے نمونہ ازخروارے کے طور پر دو یہ ہیں کہ

(۱) حبشی لوگ لکڑی کے دو ٹکڑے رگڑ کر آگ پیدا کرتے تھے۔

(۲) بھوتوں اور چڑیلوں کو پوجا جاتا ہے اور اس وقت پجاری کہتا ہے۔ کہ "موت تمہارے ہاتھ میں ہے"

گویا یہ دونوں باتیں آریہ مذہب کا جزو ہیں۔ بہرحال اس نئی تحقیقات پر ہم آریہ سماج کو مبارکباد دیتے ہیں۔

ہندو مہا سبھا کے اجلاس منعقدہ دہلی کے ساتھ مارواڑی بنیوں (اگروال مارواڑی) کی مہاسبھا کا بھی اجلاس تھا جس میں پنڈت مالوی اور لالہ لاجپت رائے دونوں نے بنیوں کو ہدایت کی کہ ورزش کرکے خوب موٹے تازے ہو اور جب کہیں فساد ہوا کرے۔ تو اپنی دھوتی سنبھال کر بھاگ نہ جایا کرو بلکہ ڈٹ کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا کرو۔ جب تک تم اپنی اولاد کو پہلوان نہیں بناؤگے تب تک تم عزت حاصل نہیں کرسکتے۔

ہمارے خیال میں پنڈت جی اور لالہ جی کا یہ مشورہ بنیوں کے حق میں نہایت خطرناک ثابت ہوگا۔ اگر انہوں نے کبھی نادانی سے اس مشورہ پر عملدرآمد کرنا شروع کیا تو پھر ان بے چاروں کا خدا ہی حافظ ہے۔ اب اگر وہ بھاگ نکلتے ہیں۔ تو بے چاروں کی جان تو بچ جاتی ہے۔ جان بچی اور لاکھوں پائے اول تو ہم بنئے بقالوں کو ایسا بیوقوف نہیں سمجھتے کہ وہ لالہ جی کے اس خطرناک مشورہ پر کبھی عمل کریں مگر اگر انہوں نے کبھی یہ غلطی کی تو انہیں جلد معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ راہ نہایت دشوار گذار ہے۔

ہمیں سمجھ نہیں تھی۔ کہ لالہ جی اور پنڈت جی بنیوں کو ورزش کرکے موٹے تازے بننے کی کاہے کو تلقین کرتے ہیں۔ وہ پہلے کون سے پتلے دبلے ہوتے ہیں۔ جو ورزش کرکے موٹے تازے بنیں پھر اگر موٹے تازے بھی بن گئے۔ تو کون سے تیس مار خاں بن جائینگے۔ بھلا دبلا پن کا علاج تو ہو گیا۔ کہ ورزش سے ہٹے کٹے بن گئے مگر کم بخت بزدلی کا کیا علاج۔ وہ تو جب تک بنئے بنئے ہیں ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ علاج تو دراصل بزدلی کا کرنا چاہئے مگر افسوس ہے۔ کہ دونوں سنگھٹنی لیڈر اسکا نسخہ نہیں جانتے اور اگر اس بارے میں وہ ہمارے سامنے زانوئے شاگردی نہ کریں تو ہم انہیں ایک ایسا مجرب نسخہ بتائیں جس پر کچھ بھی خرچ نہیں آتا اور جس کے استعمال سے ورزش کی بھی ضرورت نہیں رہیگی اور قوم بھی بہادر بن جائیگی

امرتسر میں رفتار تنظیم

(دفتر کی اطلاع)

آج کل امرتسر میں تحریک تنظیم کا کام پوری جوانی پر ہے یتیم خانے کے افتتاح کے بعد ابتدائی تعلیم کے متعلق ایک جدید سکیم کے افتتاح کا اعلان کردیا گیا ہے۔ جس کا مقصد ومفہوم یہ ہے کہ شہر کے تمام عربی اور اسلامی مدارس کو محکمہ تعلیم کی شمولیت سے تنظیم کمیٹی کے ساتھ ملحق کرلیا جائے۔ مقامی تنظیم کمیٹی نے اس قسم کے تمام مکاتب ومدارس کو تنظیم فنڈ سے (مالی امداد) دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ عید کے دن ایک عظیم الشان دنگل ہوگا جس کے لئے ورزش کمیٹی انتظامات مکمل کررہی ہے۔ کامیاب ٹیموں میں بادام تقسیم کئے جائیں گے۔ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو رمضان المبارک کا پورا مہینہ امرتسر میں گذاریں گے وفد تنظیم نے جب امرتسر سے دورہ پنجاب کا افتتاح کیا۔ تو مسلمانان امرتسر کی طرف سے دو زاویہ خدام الاسلام کے لئے دس ہزار روپے کا اعلان ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کئی کئی گھنٹے تک بلکہ سارا دن ایک خاص نظام کے ماتحت شہر کے مختلف حصوں میں اپنی جماعت کے ساتھ اعلان کرکے رقم فراہم کرتے رہتے ہیں مسلمان دکانداروں کے ہاں صرف دو حلقوں میں دو دن میں سو سے زیادہ صندوقچیاں لگ چکی ہیں۔ اندازہ ہے۔ کہ اختتام رمضان تک ایک ہزار صندوقچیوں کی تقسیم مکمل ہو جائیگی۔ ان صندوقچیوں کو ماہ بماہ کھولا جائیگا۔ بفضل خدا عید تک امرتسر میں دس ہزار روپیہ نقد جمع ہو جائیگا۔ صندوقچیاں اپریل کے خاتمے پر کھولی جائیں گی۔ اسوقت معلوم ہوسکیگا کہ صندوقچی سسٹم کی ماہوار آمدنی کیا ہے۔

شیخ صادق حسن صاحب سکرٹری جمعیۃ التنظیم امرتسر مارچ کے آخر میں چار ماہ کے لئے ولائت تشریف لے جارہے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں کام کا باقاعدہ انتظام کرلیا گیا ہے ضرورت ہے۔ کہ تمام مراکز تنظیم میں امرتسر کے نمونے پر عملی جدوجہد کا افتتاح کیا جائے۔

انچارج دفتر مرکزی جمعیت تنظیم امرتسر

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مقامی بزرگان سلسلہ بخیروعافیت ہیں۔

— ۱۹ مارچ کو ایک غیر مسلم عورت مسماۃ بھاگی نے نماز جمعہ سے پیشتر مسجد احمدیہ لاہور میں برضا ورغبت اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام فاطمہ رکھا گیا ہے۔

— خان محمد اسلم صاحب سکنہ احمدی بانڈہ تحصیل ٹیری ضلع کوہاٹ جو آج کل ضلع جنوں میں کوارٹر ماسٹر حوالدار ہیں عرصے سے مرض سل میں گرفتار ہیں۔ تمام بھائی ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

— آریہ سماج گوال منڈی لاہور کے سالانہ جلسہ پر ۲۵ مارچ کو پنڈت دھرم بھکشو آریہ مناظر اور مرزا مظفر بیگ صاحب متعلم اشاعت اسلام کالج کے مابین "قرآن شریف میں تحریف ہے یا ویدمیں" کے مضمون پر مناظرہ ہوا جس میں آریہ مناظر کو سخت شکست ہوئی۔ مفصل روئداد آئیندہ اشاعت میں شائع ہوگی۔

— مسلم ہائی سکول لاہور وبیدن دہلی سالانہ امتحانات کے بعد بوجہ تعطیلات موسم بہار ۲۲ مارچ سے ۲ اپریل ۱۹۲۶ء تک بند رہیگا ۳ اپریل سے تعلیم شروع ہوگی۔ جو اصحاب اپنے بچوں کو ہمارے سکول میں بھیجنا چاہیں۔ وہ جلد بھیج دیں تا دیر میں آنے سے تعلیم کا ہرج نہ ہو۔

— ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب کا صاحبزادہ احمد حسین مدت سے بیمار چلا آتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی درخواست ہے کہ اصحاب اس بچے کے لئے توجہ سے دعا کریں کہ اللہ کریم کامل صحت عطا فرمائے۔

— میاں عبدالرحیم ساکن جہلم جو چھ ماہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے۔ لہذا جملہ اصحاب ان کی صحت کے لئے توجہ سے دعا کریں

— ڈاکٹر محمد امین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ لوگا کے ہاں خدا نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عمر دراز عطا فرماوے اور خادم دین ہو۔

برلن مسجد کیلئے عطیہ

حافظ غلام رسول صاحب سوداگر ادویات وزیرآباد نے اپنی مرحومہ صاحبزادی یعنی اہلیہ صاحبہ پروفیسر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے حسب ذیل زیورات مرحومہ کی طرف سے برلن مسجد پر خرچ کرنیکے لئے بھجوائے ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اس کا بہت بڑا اجر اپنی جناب سے عطا فرمائے۔ وہ ایسے ہی پاک خیالات والی بی بی تھیں اور اسی کا نتیجہ ہی کہ بالآخر ان کے زیورات انہیں کو پہنچ گئے۔ محترم حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ اس پاک نمونہ کا اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی دل کو اپنی مرحومہ صاحبزادی کیطرف سے ٹھنڈا رکھے آمین ۲ چوڑیاں طلائی ۲ عدد۔ ہار تین لڑ ۱۵۰ دانے ایک عدد کنٹھا دولڑا ۵۰ دانے دو سو سی دایک نعام طلائی ایک عدد [illegible]

[illegible]

تازہ خبریں

ہندوستان

—— ایک عرصہ ہوا کہ پنجاب کونسل میں تلوار رکھنے کی آزادی کا رزولیوشن پاس ہوا تھا۔ مگر ابھی تک اس پر عملدرآمد کرنیکی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اب ۱۱ مارچ کے اجلاس کونسل میں چوہدری افضل حق صاحب نے اس قرارداد پر عملدرآمد کرانے کے لئے ایک پرزور تحریک کی۔ جو کثرت رائے سے پاس ہوگئی ہے

—— نواب مظفر علی خاں آف جانسٹھ نے قدردانان کلام مرزا انیس و مرزا دبیر سے ایک پرزور اپیل کی ہے کہ ان شہرہ آفاق شعرا کی شکستہ قبروں کی مرمت کرائی جائے۔

—— مرزا محمد اسماعیل سی۔ آئی۔ ای ساؤ بی۔ ای او دیاں پینر جی کی جگہ ریاست میسور کے دیوان مقرر ہوئے ہیں۔ یکم مئی کو اس نئے عہدے کا چارج لینگے۔

—— پچھلے دنوں منٹگمری جیل میں لالہ بودھراج پر جو حملہ ہوا تھا۔ اس کے سلسلہ میں جیل کی تحقیقاتی کمیٹی کی جو رپورٹ شایع ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حملہ افسران جیل کی سازش سے کیا گیا تھا۔ گورنمنٹ سپرنٹنڈنٹ میجر سٹراٹر کو محکمہ جیل سے نکال کر ہسپتال میں لگادیا گیا ہے اور نعمت اللہ خان کو ایک چھوٹے سے ڈسٹرکٹ جیل میں بھیج دیا گیا ہے اور یہ بھی حکم ہے۔ کہ آئندہ اسے کسی اہم جیل خانے میں نہ بھیجا جائے۔ اور حسین اور بدھیا حملہ کرنیوالے قیدیوں پر علیحدہ مقدمہ چلایا جائے گا۔

—— ڈاکٹر اینی بسنٹ نے کلکتہ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہوئے بیان کیا ہے کہ فلسفہ اسلام اس کی قطعاً تائید نہیں کرتا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تہذیب اور علم کی اشاعت میں اسلام نے بہت حصہ لیا ہے۔

—— ملتان میں دو سکھوں نے ایک مذہبی سکھنی عورت کو اعلےٰ خاندان کی عورت بنا کر ایک ہندو کے پاس ۵۸۵ روپے میں فروخت کیا۔ اب حوالات میں ہے۔

—— معاصر ریاست میں ایک نوٹ شایع ہوا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نظام حیدرآباد دکن اور حکومت ہند کے تعلقات کچھ کشیدہ ہیں۔

—— برہما میں ایک بدھ لیڈر پر اس لئے مقدمہ چلایا گیا تھا کہ اس نے کہا تھا کہ تمام انگریز جھوٹے ہوتے ہیں۔ اسے تین ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ملی ہے

—— حسن ابدال کے ڈاکہ میں ایک ڈاکو کو قتل کرنے کے بعد مددخان نامی کنسٹبل ہلاک ہوگیا تھا۔ اس کے پس ماندگان کو ایک مربعہ اراضی عطا کرنیکے لئے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے سفارش کردی ہے۔

—— دہلی ۲۲ مارچ۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں لالہ رام سرنداس کی یہ تحریک کہ کارڈوں کی قیمت میں کمی کی جائے گر گئی۔

—— رنگون ۲۴ مارچ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ہوکانگ وادی (مشرقی برہما) میں ۳۴۴۰۷ غلام آزاد کردئیے گئے ہیں۔

—— بھائی گورمکھ سنگھ ایڈیٹر "ببر شیر" اور بھائی رتن سنگھ آزاد گورنمنٹ کی شرائط پر دستخط کرکے جیل سے رہا ہوئے ہیں۔

—— لارڈ سنہا بحالی صحت کیلئے ۸ اپریل کو یورپ روانہ ہو جائینگے جہاں چھ ماہ قیام کریں گے۔

—— پنجاب یونیورسٹی کی جماعت ایم۔ اے کا امتحان ۱۵ اپریل کو نہیں بلکہ ۲۰ اپریل کو شروع ہوگا۔ ۱۵ اپریل کو غالباً عید ہوگی۔ اس لئے یہ تغیر خوشگوار ہے۔

—— جمعیتہ التبلیغ صوبہ آگرہ و اودھ کا دفتر ۲۰ مارچ کو علیگڈھ سے فتحپور ہسوہ میں منتقل کردیا گیا ہے۔

—— بھارتیہ ہندو شدھی سبھا نے فیصلہ کیا ہے کہ سبھا کا صدر مقام دہلی میں منتقل کرکے پورے زور و شور کیساتھ کام شروع کیا جائے۔

—— جدید وایسرائے دہلی کے بڑے سٹیشن پر ۲ اپریل کو ۱۱ بجے صبح پہنچینگے۔ جب جناب وایسرائے ٹرین سے نیچے اتریں گے اس وقت توپوں کے ذریعے سلامی دی جائے گی۔

—— خواجہ حسن نظامی نے ایک اشتہار کے ذریعے ہندوؤں کو مشورہ دیا ہے کہ اب گائے کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب تک تم یہ کہا کرتے تھے کہ دودھ اور گھی اس واسطے مہنگا ہوگیا ہے کہ گائے کی نسل کو اس کا گوشت کھانے والے مسلمان اور عیسائی کم کر رہے ہیں۔ مگر اب چونکہ بنولے کا گھی جو طاقت میں گائے کے گھی سے زیادہ اور قیمت میں سستا ہے ولایت سے آگیا ہے۔ اس لئے اب گائے کی سلامتی گھی کے لئے ضروری نہیں رہی۔

—— جمعیتہ العلمائے ہند کے اجلاس کلکتہ میں کلام مجید کے صحیح نسخوں کی اشاعت باشندگان حجاز کی فلاح وبہبود شادی بیاہ کے مصارف کی تخفیف مسلمان خواتین سے حسن سلوک اور ائمہ مساجد کے ذریعہ مذہبی ہدایات کی اشاعت کی تجاویز منظور کی گئیں۔ مسئلہ موصل کے متعلق جنگ کا جو امکان پیدا ہوگیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ جمعیت نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ "حضرت حق تعالےٰ جل شانہٗ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح اور صاف احکام کے بموجب مسلمانوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں کسی غیر مسلم کی ایسی امداد کریں کہ جو مسلمانوں کے قتل یا ایذا رسانی یا کسر شوکت اسلامی کا باعث ہو"

—— لاہور میونسپلٹی کا محکمہ تعلیم پنج اور درماندہ اقوام کی تعلیم میں بہت دلچسپی لے رہا ہے اور امسال بجٹ میں پانچ ہزار روپیہ کی رقم اس غرض کیلئے مخصوص کی گئی ہے۔ پنجاب کانگرس کا لیبر بورڈ بھی اس معاملہ میں میونسپلٹی کا شریک کار ہے۔

—— جمعیت العلمائے ہند نے ترجمہ قرآن کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی اپیل کی ہے۔ فراہمی چندہ کیلئے کلکتہ میں ایک کمیٹی بھی بن گئی ہے۔

—— نظام حیدرآباد دکن نے رمضان کی وجہ سے اپنی تمام مملکت کے سرکاری دفتروں میں مہینہ بھر کی عام تعطیل کردی ہے

مقدمہ رنگیلا رسول

رنگیلا رسول کے مقدمہ میں ۲۲ مارچ کو مہاشہ راجپال نے شیخ غلام حسین صاحب ایڈیشنل مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں انتقال مقدمہ کی درخواست دی تھی جو نامنظور ہوگئی۔ ایڈیشنل مجسٹریٹ نے اس درخواست پر لکھا کہ اس منزل پر جبکہ فرد جرم لگ چکا ہے انتقال کی درخواست منظور نہیں کی جاسکتی۔ اور کہ ملزم دیدہ و دانستہ مقدمہ کے فیصلہ میں دیر کر رہا ہے اب اس فیصلہ کی نگرانی ہائیکورٹ میں ہوگی۔

ممالک غیر

—— ماسکو کا ایک تار مظہر ہے کہ الگزینڈر دوم کے قتل کے پینتالیسویں سال کے جلسہ میں بالشویکوں نے ان تمام زندہ اشخاص کو عمر بھر کی پنشن عطا کی ہے جنہوں نے قتل میں حصہ لیا تھا۔ اور جن کی تعداد پندرہ کے قریب ہے۔ انقلاب روس تک یہ سب لوگ سائبیریا میں عمر بھر قید کی سزا بھگت رہے تھے۔

—— رگبی ۱۹ مارچ لیگ کی مجلس نے فیصلہ کیا ہے کہ تخفیف اسلحہ کی ابتدائی کانفرنس کا اجلاس جینوا میں ۱۷ مئی کو ہوگا۔

—— دول فرانس و ہسپانیہ ایک طرف اور غازی محمد بن عبدالکریم دوسری طرف دونوں کے مابین سلسلہ گفتگوئے مصالحت شروع ہوگیا ہے۔ خاطرخواہ نتائج پیدا ہونیکی توقع ہے۔ اس کے ساتھ ہی پیرس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ دول فرانس و ہسپانیہ کے کمان افسر فصل بہار کے زبردست حملہ کی خوب تیاریاں کر رہے ہیں اور مارشل پیتن بہت جلد مراکش جاکر فرانسیسی سپاہ کا معائنہ کرنیوالے ہیں۔

—— علاقہ عدیات ملک کردستان میں بعض قبایل نے فرقہ یزیدیہ کے پیر ومرشد شیخ ہاشو کی سرکردگی میں حکومت ترکی کے خلاف بغاوت کی ہے جسکو ترکی سپاہ فرو کر رہی ہے۔ باغیوں کو ایک تنگ حلقہ میں محصور کر لیا گیا ہے۔

—— شام میں ایک مقام پر فرانسیسیوں کے پچاس سپاہی باستثناء چند سب قتل کردیئے گئے۔

تار بابوؤں کی ضرورت

ملک میں رونا کس بات کا ہے

بعد کی خبر

مقدمہ رنگیلا رسول

کل ۳۰ مارچ کو مقدمہ رنگیلا رسول پھر پیش ہوا۔ مسلمانوں میں بہت جوش تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں کچہری کے احاطہ میں پھر رہے تھے۔ تحفظ امن کے لئے پولیس کا بھی کافی انتظام تھا۔ مرزا سلطان احمد دہلوی شہادت کے لئے آج پھر تشریف لائے تھے۔ مگر چونکہ ہائی کورٹ نے ملزم کی درخواست انتقال مقدمہ کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے کوئی شہادت وغیرہ نہیں ہوئی۔ آئندہ پیشی ۱۶ اپریل کو ہوگی۔

جلد ۱۴ | لاہور ۔ یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۴ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۲۶ عیسوی | نمبر ۲۱

مدح قرآن کریم

(از حضرت مسیح موعودؑ)

از نورِ پاک قرآن صبحِ صفا دمیده

بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیده

ایں روشنی و لمعان شمس الضحیٰ ندارد

ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیده

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا

ویں یوسفے کہ تن ہا از چاه بر کشیده

آں نیرِ صداقت چوں رو بعالم آورد

ہر بومِ شب پرستے درکنجِ خود خزیده

اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی

تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریده

لاہور

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں۔

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ اچھوت اقوام میں پورے زور کیساتھ تبلیغ واشاعت اسلام کا کام جاری کیا جائے۔ چنانچہ ۲ اپریل کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں اس بات کا اعلان فرمایا اور جب نماز جمعہ کے بعد اس غرض کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے اپیل کی تو صرف لاہور کی جماعت نے جو اسوقت مسجد میں موجود تھی ۱۶۱۰ روپے کے وعدے کئے۔ جو احباب موجود نہ تھے انکو بھی اس فنڈ میں حصہ لینے کیلئے تحریک کی جا رہی ہے۔ بیرونی جماعتوں کے نام حضرت امیر نے جو اپیل شائع فرمائی ہے وہ آج کی اشاعت میں اسی صفحہ پر درج کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ بیرونی احباب پورے جوش کے ساتھ اس کار خیر میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہونگے +

حضرت امیر کا پیغام

اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ سے یہ معاملہ انجمن کے زیر غور تھا کہ ہندوستان کی مختلف اچھوت اقوام کے اندر تبلیغ واشاعت اسلام کا کام وسیع پیمانے پر شروع کیا جائے چنانچہ اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے اس مبارک کام میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ انجمن نے ایک علاقہ میں نہایت مختصر پیمانہ پر تجربۃً کام شروع کیا جس سے امید افزا نتائج برآمد ہوئے اسوقت صرف ایک مبلغ کام کر رہا ہے مگر کوئی ہفتہ عشرہ ایسا نہیں جاتا کہ اس میں دس پندرہ اشخاص داخل اسلام نہ ہوتے ہوں اور اسوقت تک کوئی سوا سو سے اوپر مسلمان ہو چکے ہیں۔ شروع میں رفتار کم تھی اور اب روز بروز ترقی پر ہے لیکن اس قسم کے لوگ جو ملک ہندوستان کے مختلف کونوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ انکی تعداد سات کروڑ ہے اور انجمن اس تجربہ سے اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ اگر اچھوت اقوام میں ایک وسیع پیمانے پر پورے زور کیساتھ تبلیغ اسلام کا کام کیا جائے تو ایک قلیل مدت میں لاکھوں کی تعداد میں ان گری ہوئی قوموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا جا سکتا ہے۔ ان اقوام کے ساتھ برادران وطن کی طرف سے جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں پر نہ صرف مذہب کی طرف سے بلکہ ملک و قوم کی طرف سے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے ان سات کروڑ فرزندوں کو اس موجودہ پستی اور ذلت سے نکالیں اور اسکا بہترین طریق یہی ہے کہ انکو دائرہ اسلام میں داخل کیا جائے کیونکہ اسلام ایک آن کی آن میں وہ مساوات پیدا کر دیتا ہے جو دوسرا کوئی مذہب یا قوم یا سوسائٹی نہیں کر سکتی حتیٰ کہ عیسائیت بھی مساوات کا وہ رنگ پیدا کرنے میں ناکام ثابت ہوئی ہے بلکہ خود یورپ میں عیسائی ان تفریقات سے تنگ آکر اسلام کی اخوت و مساوات کے شیدائی ہو رہے ہیں پس ان اچھوت اقوام کو اس گری ہوئی حالت سے اٹھانا اور انکو انسانیت کے مرتبہ پر پہنچانا ملک و قوم کی بہترین خدمت ہے

خدا کے فضل سے اسوقت تک اشاعت اسلام کے سب کاموں میں ہماری جماعت پہلے قدم اٹھاتی رہی ہے گو اسکے بعد دوسرے احباب بھی اس میں معاون ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کا جھنڈا پہلے اسی جماعت کی قوت کے ساتھ اسی جماعت کے ایک فرد نے گاڑا۔ جرمنی میں شاندار مسجد بنانے اور ایک مشن قائم کرنے میں پہلی قربانیاں اسی قوم نے کیں۔ پھر مشرق میں جہاں پانچ کروڑ سے زیادہ مسلمان عیسائیت کے اثر کے نیچے آ رہے تھے سب سے پہلے اسی جماعت نے جاوا میں اسلام کی حمایت میں آواز بلند کی۔ آج وہ وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے ملک کی طرف توجہ کریں اور سب سے پہلے یہاں بھی قدم اٹھائیں۔ ہماری تھوڑی سی قربانی سے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس ملک میں یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ نظر آ جائے گا۔

بحساب اوسط یہ امید کی جاتی ہے کہ ایک شخص کا دائرہ اسلام میں آنا اور اسپر مضبوطی کے ساتھ قائم ہونا جس قدر تبلیغ اور تعلیم کے اخراجات کو چاہتا ہے وہ دس روپے کی رقم ہے۔ اس لئے کم از کم ہر ایک احمدی دس روپے دے کر ایک شخص کے اسلام میں لانے کا ذریعہ بنے اور پھر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق دس دس بیس بیس پچاس پچاس کی تعداد کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہر ایک احمدی کو چاہئے کہ کم سے کم اپنی آمد کا پانچواں حصہ اس کار خیر کے لئے دے۔ یہ صرف ایک دفعہ کا چندہ ہے۔ اور ہماری جماعت کی طرف سے محض ایک بیج کے طور پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس کے بعد انشاء اللہ یہ کام ایسی صورت اختیار کرے گا کہ جماعت پر مزید بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ یہ صرف یکمشت چندہ ہے اور چونکہ یہ رمضان کا بابرکت مہینہ بھی ہے جسکے اندر زیادہ خیرات اور صدقہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس لئے بالخصوص اس ماہ کے اندر یہ تحریک پیش کی جاتی ہے اور اسی ماہ کے اندر اس پر عملدرآمد بھی کرنا چاہئے۔ ہر جگہ اس اخبار کے پہنچنے پر جمعۃ الوداع کے دن ضرور تحریک کی جائے اور جو کچھ وعدے ہوں ان کا نصف کم سے کم رمضان کے اندر ہی عید سے پیشتر وصول بھی ہو جانا چاہئے۔ جہاں جماعت موجود نہیں وہاں فرداً فرداً احباب اسپر عمل درآمد کریں۔ والسلام

محمد علی

نوٹ: ۔ اس جمعہ میں لاہور کی جماعت میں یہ تحریک کرنے پر ۱۶۱۰ کے وعدے ہو چکے ہیں اور امید ہے کہ دو ہزار تک یہ رقم پہنچ جائیگی۔

نوٹ: ۔ خواتین میں یہ تحریک علیحدہ ہونی چاہئے +

اعلان ضروری

جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۵ء پر برلن مسجد کے لئے جو وعدے احباب سے لئے گئے تھے۔ اُن کے متعلق صراحت سے بتایا گیا تھا کہ آخر مارچ تک پورے ہو جانے چاہئیں۔ لیکن بعض احباب نے اب تک اُن کا نصف تک بھی ادا نہیں فرمایا۔ ایسے سب احباب کی فوری توجہ اس طرف بکار ہے اور التماس ہے کہ اپریل کے اندر ضرور اپنے وعدوں کی رقوم کا بڑا حصہ بھیجا کر ممنون فرماویں۔

سید غلام مصطفےٰ
قائمقام سکرٹری

خط و کتابت ممالک غیر

اٹلی

چوہدری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ یورپ آج کل بڑی ابتری کی حالت میں ہے۔ اور سیاسی شطرنج ہر لحظہ و ہر ساعت نئی نئی شکل اختیار کر رہی ہے۔ مگر مسلمانوں کا فائدہ کسی میں بھی نہیں۔ اور ہو بھی کیسے۔ اس سے وہی قوم فائدہ اٹھا سکتی ہے جو ان چالوں کو سمجھ سکتی ہو۔ مسلمان یورپ کی دنیا سے کئی صدیاں پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہاں یہ شطرنج کے مہرے ضرور ہیں۔

دو ہفتے ہوئے مولانا برکت اللہ صاحب اور محترم امیر شکیب ارسلان صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور مجھے تار دیا۔ کہ وہ میرے ملنے کیلئے آ رہے ہیں۔ امیر موصوف تو صرف ایک رات دن ٹھیر کر روما چلے گئے جہاں منڈیٹ کمشن (حکمبرداری کی مجلس) کا اجلاس تھا وہاں وہ اپنی قوم کی نیابت کرنے کیلئے۔ مولانا موصوف چند روز ٹھیر کر واپس سوئٹزرلینڈ چلے گئے۔ امیر موصوف نے واپسی پر ملنے کا وعدہ کیا ہے بڑے ملنسار اور محبت والے آدمی ہیں۔

سیرالیون

الفا عبد المجید صاحب وسطی صوبہ سے لکھتے ہیں کہ:۔ خط ۱۳ دسمبر ۱۹۲۵ء ملا میں آپ کے نیک خیالات کی قدر کرتا ہوں مجھے اخبار باقاعدہ مل رہا ہے میں قرآن کریم کا باقاعدہ مطالعہ کر رہا ہوں۔ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کے تفسیری نوٹوں کے لئے تہ دل سے مشکور ہوں جن کے ذریعہ سے مجھ کو کلام مجید اور اپنے دین کی خوبیوں کی آگاہی حاصل ہو رہی ہے۔ اور میرے دل میں نور ایمان ترقی کرتا نظر آتا ہے۔ جو چیز مجھے زیادہ خوش اور گرویدہ کر رہی ہے وہ آپ کا اخبار لائٹ ہے۔ حضرت امیر کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دیں اور عرض کریں کہ ہمیشہ اپنی دعاؤں میں اس عاجز کو یاد رکھیں سب بھائیوں کی خدمت میں السلام علیکم۔

ٹرینیڈاڈ

معلوم ہوا ہے کہ جزیرہ ٹرینیڈاڈ کے خود غرض ملانوں اور پنڈتوں کی بے اعتدالیوں کو روکنے کے لئے گورنمنٹ شادی رجسٹریشن بل پاس کرنا چاہتی ہے جس پر یہ خود غرض گروہ چراغ پا ہو رہا اور ایجی ٹیشن پھیلا رہا ہے اور مذہب میں دخل اندازی کرنے کا بہانہ بنا کر بے سمجھ لوگوں کو ورغلا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں بہتر ہوگا کہ گورنمنٹ شادی کی رجسٹری کے علاوہ طلاق وغیرہ کی بے اعتدالیوں کے روکنے اور ہندوستانیوں کے لئے لازمی تعلیم کا قانون بھی پاس کر دے تاکہ ہندوستانی لوگ اپنی عقل اور سمجھ سے کام لینے کے قابل ہو جائیں اور جاہل ملانوں کے قابو میں نہ آ سکیں۔

عراق عرب

برادر احمد گل صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ کہ یہاں کے عربوں کی موجودہ حالت کا نقشہ کسی لائق عرب کی قلم سے لکھوا کر روانہ کروں تاکہ آپ لوگوں کو یہاں کے لوگوں کی حالت کا صحیح اندازہ ہو جائے۔ یہاں کے لوگوں کے مذہبی انحطاط کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ جمہور پر مذہبی پیشواؤں یعنی علما کا کوئی اثر نہیں رہا۔ بلکہ عام لوگوں کے دلوں میں علماء کی کوئی وقعت نہیں ہے جس کی ذمہ واری خود علماء کے سر پر عائد ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے اسلام کو صرف چند ایک ظاہری رسوم و رواج کا مجموعہ سمجھ رکھا ہے۔ اگرچہ یہاں فسق و فجور عام طور پر پھیلا ہوا ہے تاہم پھر بھی چند ایک سعید روحیں ضرور ایسی موجود ہونگی بلکہ ہیں جن کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اگر آپ عربی اخبار کی نشر و اشاعت کا انتظام فرماویں تو میرے خیال میں بہت کچھ اصلاح کی امید ہو سکتی ہے۔

بندہ کے حق میں دعا فرماویں کہ خداوند کریم مقاصد دینی و دنیاوی میں کامیاب فرماوے چند ایک مشکلات در پیش ہیں جن کی وجہ سے طبیعت بعض اوقات سخت پریشان ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے عقدہ کشائی کرے (جملہ احباب خاص طور پر دعا فرماویں)

شام

میں ان افراد میں سے ایک شخص ہوں جو زین العابدین کے ذریعہ داخل بیعت ہو چکے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نے میری دستگیری فرما کر محمد ادیب عبد العزیز کے ذریعہ اس ضالین گروہ سے نجات دلائی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ محمد ادیب نے اس غالی گروہ کی جعلسازیوں سے مجھے آگاہ کیا اور احمدیت کا صحیح مفہوم تلقین فرمایا اور آپ لوگوں کے گذشتہ کارناموں اور آئندہ ارادوں سے مجھے بخوبی واقف کیا۔ اور یورپ میں بنائے مساجد اور اشاعت اسلام کے مشنوں سے بھی واقف کیا۔ اب میں اس عریضہ کے ذریعہ اپنی سابقہ بیعت کی منسوخی کا اعلان کرتا ہوں اور آپ کی جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔ براہ مہربانی اس مکتوب کو میرا بیعت نامہ تصور فرما کر میری بیعت کو قبول فرماویں۔ اور جو کچھ میں نے اس خط میں لکھا ہے۔ وہ تمام انشراح صدر سے لکھا ہے۔ اور میں محمد ادیب کا نہایت ممنون ہوں۔ جنہوں نے حق کی جانب میری راہنمائی فرمائی۔ وہ ہر روز سبقاً سبقاً مجھے سلسلہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ وفات مسیح اسرائیلی کا مسئلہ پڑھایا۔ اور ظہور مسیح موعود قادیانی کا درس دیا ۔ دیباچہ الحقیقت محمد ادیب ہر بات میں میرے ہادی ہیں بالآخر آپ میری جانب سے حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت کی دست بوسی کا شرف حاصل کریں۔ فقط والسلام

(العبد آمین دمشق)

مسائل صلوٰۃ العید

صدقہ فطر اور عید فنڈ

رمضان المبارک قریب الاختتام ہے جس کے بعد عید الفطر آنے والی ہے اس کے متعلق چند مسائل حوالہ قلم ہیں:۔

صلوٰۃ العید دو رکعت ہوتی ہے۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں۔ قرأت تکبیروں کے بعد پڑھنی چاہئے دونوں رکعتوں میں سورۃ ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر عید الفطر میں صبح کے وقت صلوٰۃ العید سے پہلے کھانا کھا کر جانا چاہئے کھجوریں کھانا سنت ہے۔ صلوٰۃ العید سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ عید کے دن عید گاہ کو راستہ تبدیل کر کے جانا چاہئے یعنی جس راستے جائیں اسی راستے سے نہ آئیں عید گاہ کو پیدل جانا چاہئے۔

عید کے دن کپڑے اچھے پہنے خوشبو وغیرہ لگائے۔

عید گاہ کو جاتے ہوئے راستے میں تکبیریں پڑھتا جائے۔

ارتفاع شمس سے لے کر زوال تک عید کا وقت ہوتا ہے امام خطبہ میں احکام صدقہ بتائے اور لوگوں کو وعظ کرے۔ ایک ہی خطبہ ہوتا ہے بعد میں دعا مسنون نہیں ہے۔

عید کے دن عورتیں بھی عید کی نماز پڑھنے کے لئے برعایت پردہ جائیں خطبہ صلوٰۃ العید کے بعد ہوتا ہے عید میں اقامت اور اذان نہیں کہی جاتی۔

اس عید کے موقع پر صدقۃ الفطر کے نام سے کچھ صدقہ ہر ایک مسلمان کی طرف سے دیا جانا واجب ہے ہر ایک وہ شخص جو کسی کنبے کا کفیل اور صاحب نصاب ہے اس پر واجب ہے کہ اپنے اپنے گھر کے تمام لوگوں بلکہ چھوٹے بچوں کا بھی صدقہ دے۔

صدقہ کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے صاع چار مُد کے برابر ہے مُد ایک پیمانے کا نام ہے جس میں ۱۲ چھٹانک گیہوں آتی ہے اس حساب سے نصف صاع یا ایک سیر گیہوں فی کس یا اس کی قیمت بحساب ۸ سیر فی روپیہ ۲ فی کس واجب الادا ہے۔

صدقہ فطر کے علاوہ عید کے موقع پر حضرت مسیح موعود نے ایک ایک روپیہ بطور عید فنڈ دینے کے لئے کہا ہے جو اشاعت اسلام کی ضروریات کے لئے بہت کچھ کام آ سکتا ہے۔ عید ایک خوشی کا دن ہے۔ اس لئے جہاں اور بہت سا روپیہ آرائش و عشرت کے سامانوں پر مسلمان خرچ کرتے ہیں اگر اشاعت اسلام جیسے اہم مقصد کے لئے دے دیا کریں تو اس میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

ہمارے تمام احباب کو چاہئے کہ صدقہ عید الفطر اور عید فنڈ اپنی اپنی جماعتوں کے سکرٹریوں کے پاس نماز عید سے پہلے جمع کرا دیں نماز عید کے بعد صدقہ فطر نہیں ہوتا۔ جہاں باقاعدہ انجمنیں نہ ہوں وہاں سے براہ راست محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیج دیں۔ امید ہے کہ احباب ان چند ضروری باتوں کو یاد رکھیں گے اور صدقہ فطر اور عید فنڈ جمع کرنے میں پورے اہتمام سے کام لیں گے۔

اخبار احمدیہ

درخواست دعا حضرت امیر ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔ بہت سے احباب ان ایام میں مجھے دعا کیلئے لکھ رہے ہیں میں نے بھی ان کی خدمت میں ایک دعا کی درخواست کی ہے جسے یاد دہانی کے لئے پھر دہراتا ہوں اور فرداً فرداً اپنے ہر ایک دوست سے یہ میری درخواست ہے کہ آخری عشرہ میں بالخصوص پچیسویں ستائیسویں۔ انتیسویں راتوں میں درد دل سے ذیل کی دو باتوں کیلئے دعا کریں۔ اگر ایک جماعت کے دلوں میں درد پیدا ہو جائے تو یقین ہے کہ وہ دعا ضرور قبول ہوگی۔

اول یہ کہ اللہ تعالےٰ ایسے رستے کھول دے جو جماعت کی ترقی کا موجب ہوں تاکہ دین اسلام کی خدمت کا کام ہم بہت وسیع پیمانے پر کر سکیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو اپنے دین کی خدمت کے لئے زیادہ ایثار اور قربانی کی توفیق دے۔ دین کی ضرورتیں انہیں دنیا کی ضرورتوں سے بڑھ کر نظر آئیں دین کے مصائب پر دنیوی مصائب کی نسبت زیادہ درد دلوں میں پیدا ہو۔ خدا کے رستے میں خرچ کرنے کے لئے دنیوی حاجات پر خرچ کرنے سے زیادہ انشراح ہو یہی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ہے جو ہم نے مجدد وقت کے ہاتھ پر کیا ہے۔

(محمد علی)

نمبر ۲۔ میرے دونوں لڑکے فضل احمد اور محمد حسین امسال انٹرنس کی جماعت میں ترقی پا گئے ہیں یعنی نویں جماعت میں ہو گئے ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کو خادمان دین بننے کا موقعہ عطا فرمائے۔

(حسن علی سب اسسٹنٹ سرجن راولپنڈی)

نمبر ۳۔ قاضی فضل قادر صاحب لائل پور سے لکھتے ہیں کہ سب احباب ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی مصائب دور کرے

مسلم ہائی سکول لاہور۔ یوں تو مسلم ہائی سکول اور بھی دنیا میں بہتیرے ہیں مگر جو خصوصیت اس سکول کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان بچوں کی تعلیمی مذہبی اور اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کے لئے خاص طور پر کوشش کی جاتی ہے۔ اس سکول کی بعض اہم خصوصیات یہ ہیں:۔

(۱) اسکول کی عمارت نہایت وسیع ہے جس کے کمرے اصول حفظان صحت کے مطابق نہایت عمدہ اور ہوا دار ہیں۔ ایسا ہی بورڈنگ ہوس کی عمارت بھی نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ (۲) بورڈنگ ہوس میں بچوں کی نگرانی ہیڈ ماسٹر صاحب خود کرتے ہیں اور بچوں کی تعلیمی اور اخلاقی حالت کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ (۳) ہر ایک بچہ کے لئے نمازی ہونا لازمی ہے اور درس قرآن مجید میں شمولیت بھی تعلیم کا ایک جزو ہے۔ (۴) تعلیمی سٹاف نہایت قابل ہے۔ (۵) چند سالوں سے نتائج امتحانات نہایت شاندار نکل رہے ہیں۔ (۶) اساتذہ بہت محنت اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں۔ (۷) دینیات کی تعلیم کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ چونکہ انجمن نے یہ سکول محض اس غرض سے قائم کر رکھا ہے کہ اس کے ذریعہ ایسے طلبا تیار کئے جائیں جو اپنی آئندہ زندگی میں اسلام کے لئے موجب فخر ہوں۔ اور مذہب و قوم کے خادم ہوں۔ اس لئے یہ امید کرنا بالکل بجا ہے کہ احباب اپنے اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے ضرور اس سکول میں بھیجیں گے۔ سکول ۲۳ اپریل سے کھل گیا ہے اور پڑھائی عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ جو احباب اپنے بچوں کو یہاں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ جلد بھیج دیں تاکہ تعلیم میں حرج نہ ہو۔

تبلیغی جدوجہد مولانا عصمت اللہ صاحب بغرض تبلیغ داخل ضلع ڈیرہ غازی خاں تشریف لے گئے ہیں۔ اس ضلع کے بعض اور مقامات کا بھی آپ دورہ کرینگے۔

(۲) انجمن کے ایک مبلغ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ جمعہ کو ان کے ہاتھ پر ایک غیر مسلم نے اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام جلال الدین رکھا گیا ہے۔ احباب اس کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

ضروری اعلان سب احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ووکنگ مشن یا اسلامک ریویو کا روپیہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نہ بھیجا کریں بلکہ خواجہ عبد الغنی صاحب کے نام بھیجا کریں۔

ظہور احمد سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جن احباب کے نام اخبار کا چندہ بقایا ہے وہ اپنا اپنا چندہ جلد ارسال فرماویں۔

مینجر

جواہر ریزے

آجکل رمضان کا مہینہ ہے - یہ وہ مبارک مہینہ ہے جو اپنے اندر بے شمار برکات رکھتا ہے - یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کے متعلق سرور عالم کا ارشاد ہے - **اذا دخل شہر رمضان فتحت ابواب السما وغلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین** - یعنی ماہ رمضان آتے ہی رحمت خداوندی کے دروازے کھل جاتے ہیں - اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں - اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے - یہی وہ مہینہ ہے جس میں گناہ گاروں کی سیاہ فرد عمل چشمۂ رحمت و مغفرت کے پانی سے دھو دی جاتی ہے - یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں مومن مجاہدہ و عبادت سے روحانی تطہیر و تزکیہ حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں - اسی مہینے کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس میں خدائے رحمان نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے واسطے اس نور کو طلوع فرمایا جس کے سامنے تمام ظلمتیں کافور ہو گئیں یہ وہ نور تھا جو قرآن کریم کی صورت میں فاراں کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہوا - یہی وہ پرنور مہینہ ہے جس کے آتے ہی دونوں جہان کے فیاضوں کا سردار پہلے سے زیادہ فیاضی اور سخاوت کیا کرتا تھا - یہی وہ مہینہ ہے جس میں لیلۃ القدر بھی ہوتی ہے جس کو پیغام الٰہی نے خیر من الف شہر بتایا ہے اور جس کے متعلق حضور رسالت مآب کا ارشاد ہے **من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ** جو شخص ایمان اور احتساب کے ساتھ اس رات کو قیام کرے یعنی حضور قلب سے نماز اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں - یہ مبارک لیلۃ القدر کب آتی ہے ؟ رمضان کے آخری دس دنوں میں - پس اگر اس بابرکت رات سے مستفید ہونا چاہتے ہو تو رمضان کی آخری دس راتوں میں خصوصیت سے خدا کی طرف توجہ کرو -

---

دنیا کی تمام حکومتوں کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنی متمول رعایا سے ٹیکس لیتی ہیں اور پھر اس کو اپنی غریب اور مفلس رعایا کی ضرورتوں میں خرچ کرتی ہیں ایسا ہی خدا نے بھی اپنے مسلمان بندوں پر ایک ٹیکس لگا رکھا ہے تاکہ یتیموں، مسکینوں، مسافروں، غریبوں اور محتاجوں کی اس سے مدد کی جائے - اس خدائی انکم ٹیکس کو اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں جسے سال کے سال ادا کرنے کا حکم ہے - افسوس ہے کہ آجکل کے زمانے کے لوگ دنیوی حکومتوں کے ٹیکس تو ادا کر دیتے ہیں - مگر خدائی ٹیکس کو اکثر ہضم کر جاتے ہیں - اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ سمجھتے ہوں کہ ٹیکس کے ادا نہ کرنے پر خدا گرفت نہیں کرتا جیسا کہ دنیوی حکومتوں کی طرح گرفت کرتا ہو تا ہے دل چاہا دیا دل چاہا نہ دیا - ایسے بے باک لوگوں کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ خدا گرفت تو ضرور کرتا ہے مگر ڈھیل دے کر تو بے چون و چرا ٹیکس ادا کر دیا کریں - خداوند عالم نے جس کتاب میں قانون ٹیکس کا ذکر کیا ہے وہاں ادا نہ کرنے والوں کی سزا بھی بتا دی ہے - **والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم** - اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے - انہیں دردناک عذاب کی خبر دیدو - زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کوئی خاص مہینہ تو مقرر نہیں - مگر چونکہ رمضان میں خیرات و صدقات کی طرف خاص طور پر توجہ ہوتی ہے - اس لئے زکوٰۃ دینے والے بھی اکثر اسی ماہ میں زکوٰۃ دیتے ہیں - پھر زکوٰۃ دینے والوں میں بھی ایک مرض ہے - وہ یہ کہ بھیک مانگنے والے ہٹے کٹے فقیروں کو دے دیتے ہیں جو زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہرگز نہیں - اور اس سے مسلمانوں میں گداگری کا پیشہ اور بھی ترقی کر رہا ہے - اسی کا نام ہے نیکی برباد گناہ لازم - اول تو زکوٰۃ بیت المال کے ذریعہ خرچ ہونی چاہیئے - اور اگر کسی کو اپنے طور پر خرچ کرنے کا ایسا ہی شوق ہو تو یہ کیا ضرور ہے کہ موٹے تازے گداگروں ہی کو دی جائے حق حقدار کو پہنچنا چاہیئے -

---

۱۷ مارچ کو دہلی میں مارواڑی اگروال مہاسبھا کے جلسہ میں پنڈت مالوی جی نے فرمایا کہ میں چماروں کو انگریزوں اور مسلمانوں سے اچھا سمجھتا ہوں - اس پر خواجہ حسن نظامی نے مالوی جی سے ایک اشتہار کے ذریعے سوال کیا ہے کہ کیا چمار صرف انگریزوں اور مسلمانوں ہی سے اچھے ہیں یا برہمنوں، کھشتریوں اور ویشوں سے بھی اور اگر آپ ان کو ان تینوں ذاتوں سے ادنیٰ اور کمین سمجھتے ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے - سوال مزیدار ہے - دیکھئے مالوی جی کیا جواب دیتے ہیں -

سوالات معہ جوابات

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

مرزا رمضان علی صاحب

سوال نمبر۱ - کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی نے یا زید نے ان کے حقیقی پسر ہونے کا ادعا کیا تھا - اگر نہیں تو متذکرہ بالا آیت کس ضرورت وقتی یا آئندہ کو پورا کرتی ہے ؟ سوال نمبر۲ - کیا اس وقت کے لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں ؟ سوال نمبر۳ - کیا یہ آیت محض زید کے واقعہ کے متعلق ہے ؟

جواب - یہ تینوں سوالات ایک ہی سوال کے تین جزو ہیں - آنحضرت صلعم کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کسی نے یا زید نے ان کے حقیقی پسر ہونے کا ادعا نہیں کیا - اور لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ رسول اللہ کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں - مگر عرب کی قوم منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کے قایم مقام سمجھتی تھی - اور اس کے تمام تعلقات اور محرمات اور حقوق ویسے ہی سمجھے جاتے تھے جیسے ایک حقیقی بیٹے کے - مطلق کوئی فرق نہ ہوتا تھا - چنانچہ ایک دفعہ قرآن کریم کو منہ بولی ماں کو حقیقی ماں کے قایم مقام سمجھ لینے کے خلاف حکم اتارنا پڑا - جو سورۂ مجادلہ میں درج ہے - **ان امھتھم الا الی ولدنھم** یعنی ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا - اسی طرح زید کو بیٹا کہہ دینے سے آنحضرت صلعم کو حقیقی باپ کے قایم مقام سمجھ لینا عرب کا خاصہ تھا - اس لئے ضروری ہوا کہ جب زید کی مطلقہ بیوی سے آپ نکاح کرتے تو اس خیال کو بھی دماغوں سے مٹا یا جاتا کہ آپ زید کو بیٹا کہہ دینے سے زید کے باپ بن گئے - مگر چونکہ قرآن کریم تمام عالم اور تمام زمانوں کے لئے ہدایت کی کتاب ہے - اس لئے جب کسی واقعہ کے متعلق کوئی حکم نازل ہوتا تھا تو وہ ایک قانون کی شکل میں نازل ہوتا تھا - تاکہ ہر ایک زمانہ میں ہر ایک شخص اپنی ضرورت کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکے - اس لئے یہ آیت اتاری گئی جس میں ارشاد ہوا کہ محمد صلعم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں - مرد اس لئے کہا کہ عورتوں میں آپ کی صاحبزادیاں بھی شامل تھیں - جن کے آپ نسبی طریق پر بھی باپ تھے پس مطلب اس آیت کا یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق امت سے بحیثیت ابوت جسمانی کے سوائے چند مستورات کے کسی سے نہیں - لیکن ایک دوسرا تعلق اس کے بالمقابل ایسا ہے - جس کا فیضان عام ہے - جو تمام عالم کے لئے خواہ مرد ہوں یا عورت سب کے لئے باعث رحمت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے **وما ارسلنٰک الا رحمت للعالمین** - وہ ہے تعلق رسالت آپ کا - نبی رسول ایک روحانی آدم ہوتا ہے - جس سے ایک روحانی سلسلہ چلتا ہے - جو بھی اس کا متبع ہوتا ہے وہ اس کے روحانی فیض سے مالا مال ہوتا ہے اور وہ اس کی ایک روحانی اولاد ہوتا ہے - پس ابوت جسمانی کی جب نفی کی تو بالمقابل ایک دوسرا تعلق تبلایا - جو ابوت روحانی کا تھا جس کا فیضان عام ہے - ابوت جسمانی کا تعلق تو چند افراد میں محدود ہوتا ہے مگر ابوت روحانی کا تعلق عام ہوتا ہے - دنیا کا کوئی فرد کسی قوم کا ہو - بڑے سے بڑا ہو - یا چھوٹے سے چھوٹا - وہ ابوت روحانی کے تعلق سے یکساں مستفید ہے - جس طرح خدا کی ربوبیت عام ہے اسی طرح محمد صلعم کی ابوت روحانی عام ہے - جو بھی آپ سے بذریعہ اتباع کے تعلق جوڑے گا آپ کی ابوت روحانی کے فیض سے مستفیض ہوگا - اس فیض عام کو اللہ تعالیٰ نے پھر خاتم النبیین کے ارشاد سے اور بھی عام کر دیا یعنی تبلا دیا کہ اب قیامت تک کے لئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوت روحانی کا فیض جاری رہیگا جس طرح آپ سے قبل انبیا علیہم السلام کے آنے سے رسالتیں بدل جاتی تھیں اور پہلے رسول کی ابوت روحانی ختم ہو کر دوسرے رسول کی ابوت روحانی شروع ہو جاتی تھی - فرمایا اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں جس کے آنے سے آنحضرتؐ کی ابوت روحانی کا سلسلہ منقطع ہو جائے - اب یہ تعلق روحانی آپ کا قیامت تک قایم رہے گا -

سوال نمبر۳ - کیا حاضر الوقت قوم یا اس کے کسی حصہ میں محمدؐ کی رسالت و نبوت پر اشتباہ پیدا ہو گیا تھا !

جواب - میں یہ سوال سمجھا نہیں - حاضر الوقت قوم سے آپ کی کیا مراد ہے - مسلمان یا کافر ؟ کافر تو آنحضرت صلعم کو رسول مانتے ہی نہ تھے - آنحضرت صلعم کو جو مانتے تھے وہ پکے مومن تھے - جب تک پختہ ایمان نہ ہو وہ ایثار اور قربانیاں ظہور میں نہ آسکتی تھیں - جو صحابہ سے ظہور میں آئیں - یہ "اشتباہ" کا معاملہ یا در ہوں کی ایجاد ہے جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو اپنی رسالت میں شک تھا - یا آج کل ہمارے میاں محمود احمد صاحب کی یا ان کے مریدوں کی ایجاد ہے کہ اپنی نبوت میں اتنے سال تک ایک نبی کو اشتباہ رہا - پس یہ غلط ہے -

سوال نمبر۴ کا جواب اوپر لکھا جا چکا ہے -

سوال نمبر۵ - رسول اللہ و خاتم النبیین کے لانے سے کس کس بابکس مدعا کو پورا یا ظاہر کیا گیا ہے -

جواب میں اوپر عرض کر چکا کہ ابوت جسمانی کے تعلق کی جب نفی کی تو ابوت روحانی کے تعلق کو قایم کیا اور اس کے سلسلہ کو قیامت تک کے لئے دراز کیا -

سوال نمبر۶ - کیا ابوت روحانی نبی صلعم کی بحق امت خود قرآن مجید کی کسی دوسری آیت سے مستنبط نہیں - اگر ہے تو پھر یہاں نفی ابوت جسمانی کے بدلے میں امت محمدیہ کو کیا دیا جاتا ہے -

جواب - نبی کریم صلعم کی ابوت روحانی دوسری آیات قرآنی سے بھی مستنبط ہے - مگر جس صفائی، خوبی اور جامعیت سے یہاں مذکور ہے ویسے دوسری جگہ نہیں - اس آیت میں نہایت صفائی سے ابوت جسمانی کے بالمقابل ابوت روحانی کو رکھ کر ابوت جسمانی کے ہیچ اور لاشے ہونے کا اظہار فرمایا ہے - اور بتا دیا ہے کہ اگر یہ کوئی قابل عزت چیز ہوتی تو سب سے بڑے نبی کو اس سے محروم نہ رکھا جاتا - بلکہ اصل چیز ابوت روحانی ہے - اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شان و شوکت سے عطا ہوئی ہے - کہ اب آپ کے بعد کوئی نہیں جو آپ کی ابوت روحانی کو آکر منقطع کر دے - آپ سے اگر ایک قسم کی ابوت کی نفی کی تھی تو دوسری قسم کی ابوت کا انعام اس شان و شوکت اور اپنے پورے کمال اور انتہائی نقطہ پر پہنچا کر آپ کو دیا کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں یعنی ہمیشہ کے لئے ابوت روحانی کا تاج آپ کے سر پہ رکھ دیا -

باقی رہا آپ کا فرمانا کہ "نفی ابوت جسمانی کے بدلے میں امت محمدیہ کو کیا دیا جاتا ہے ؟" مجھے معاف کیجئے گا میری سمجھ میں نہیں آیا - کیا اگر بکر عمر کا باپ ہونے سے انکار کر دے تو اب بکر کو چاہیئے کہ عمر کو کچھ انعام دے یا جو لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے انہیں بطور انعام کچھ بانٹے ؟ یہاں تو ذکر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے - ان کی ابوت جسمانی سے جب انکار کیا گیا - جس سے معلوم ہوا کہ ابوت جسمانی کوئی قابل فخر چیز نہ تھی - ورنہ فخر الانبیا سید الاولین والآخرین کو کیوں اس سے محروم رکھا جاتا - تو بالمقابل ابوت روحانی کا انعام محمد رسول اللہ صلعم کو دیا گیا - اس آیت میں یہ بحث تو نہیں کہ امت محمدیہ کو کیا نہ ملا - اور بالمقابل کیا ملا - بلکہ بحث تو خود آنحضرت صلعم کے متعلق ہے کہ آپ کو کیا نہ ملا اور بالمقابل کیا ملا -

سوال نمبر۷ - اگر قرآن مجید میں کسی دوسری جگہ سے ابوت روحانی رسالت آپؐ کی امت کے لئے ثابت نہیں تو کیا صرف فقرہ رسول اللہ اس غرض کے لئے کافی نہیں - خاتم النبیین کا فقرہ کس غرض کے لئے لایا گیا ہے -

جواب - رسول اللہ کا لفظ ابوت روحانی کے لئے کافی تھا - خاتم النبیین کا لفظ اس سے لایا گیا ہے کہ بتایا جائے کہ آپ کی ابوت روحانی قیامت تک منقطع نہ ہوگی -

سوال نمبر۸ - کیا اصطلاح قرآن مجید کی رو سے رسول اور نبی مترادف الفاظ نہیں ؟

جواب - نہیں - قرآن مجید کی اصطلاح کے رو سے ہر ایک نبی کا رسول ہونا ضروری ہے - مگر ضروری نہیں کہ ہر ایک رسول نبی ہو - قرآن میں نبی کے علاوہ دوسروں پر بھی رسول کا لفظ بولا گیا ہے - ملائکہ پر بھی رسول کا لفظ استعمال ہوا ہے - غیر نبی انسانوں پر بھی یہ لفظ بولا گیا ہے - جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے - **فلما جاءہ الرسول قال ارجع الی ربک** الخ اسی لئے قرآن نے مختلف انبیا کا ذکر کرتے ہوئے انہیں "رسولا نبیا" کے لفظوں سے یاد کیا ہے یعنی ایسا رسول جو نبی ہے - پس قرآن کریم نے رسول کے لفظ کو عام رکھا ہے اور نبی کے لفظ کو خاص - ہر ایک رسول نبی نہیں مگر ہر ایک نبی رسول ضرور ہوتا ہے - ہمارے آنحضرت صلعم بھی ایسے رسول تھے جو نبی تھے - جو رسول نبی ہوتا ہے وہ امت کا روحانی باپ ہوتا ہے - اس لئے کہ اس سے روحانی سلسلہ چلتا ہے۔

سنگاپور کا مقدمہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۳)

تیسری پیشی - جب مسٹر منڈل نے ایک ایسا اخبار جس میں مسلمانوں کے ایک جلسہ کی جو گزشتہ جولائی میں میموریل ہال میں منعقد ہوا تھا - رپورٹ درج تھی پیش کرنا چاہا تو مسٹر کیمبل نے اس پر اعتراض کیا - مسٹر منڈل نے بتایا کہ اس سے مستغیثوں کا رسالہ "مسلم" سے تعلق ثابت ہوتا ہے اور رسالہ "مسلم" نے اس جلسہ پر نکتہ چینی کی تھی اور نکتہ چینی بھی وہ جو لاہور کے احمدی اخبار لائٹ میں چھپ چکی تھی - اس سے اس تعلق کا پتہ لگتا ہے جو انجمن اسلام کو جس کا آرگن یہ رسالہ مسلم ہے تحریک احمدیت سے ہے -
رسالہ "مسلم" نے اس جلسہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان چودہ امور میں سے جو اس جلسہ میں طالبوں کی طرف سے پیش کئے گئے تھے جس امر نے انہیں زیادہ پریشان کیا وہ لفظ لارڈ کے معنے تھے - اگر لارڈ کے معنوں کو تسلیم کیا جائے تو انگلستان کے تمام لارڈ لارڈ ریڈنگ - لارڈ بلفور وغیرہ معبود تھیں - لاہور کے اخبار لائٹ نے اس پر رائے زنی کرتے ہوئے اسلام کی حالت کو جولیس سیزر کی حالت سے تشبیہ دی تھی - اخبار مذکور لکھتا ہے کہ یہ جلسہ ایک غیر مہذب ذہنیت کا مظاہرہ تھا - جو اسلام کے قابل قدر فرزندوں کے متعلق جھوٹی تہمتیں تراشنے کے لئے کیا گیا تھا - ان چودہ امور میں سے جو ان کے خلاف گھڑے گئے ہیں - ایک بھی ایسا نہیں جو اصول اسلام میں سے ہو - اور ان میں بہت سی باتیں ایسی تھیں جن پر ایک بچہ بھی ہنس دے گا -

مسٹر منڈل نے بیان کیا کہ جب احمدی یہ تعلیم دیتے ہیں کہ مرزا صاحب خدا کے پیغمبر تھے - تو گویا اس کے ساتھ ہی اس بات کی بھی تعلیم دیتے ہیں کہ جو مسلمان مرزا صاحب کو قبول نہ کرے وہ کافر یا ملحد ہے - مرزا صاحب کے تمام پیرو قادیانی ہیں - کیونکہ مرزا صاحب نے قادیان سے ظہور کیا - اور اسی سے ان کے پیروؤں نے یہ نام اختیار کیا یقین ہے کہ مستغیث بھی اس بات کو منظور کریں گے -

مسٹر کیمبل نے کہا کہ میرے موکل اس کا انکار کرتے ہیں -

انگلستان میں تحریک احمدیت مسٹر منڈل نے کہا کہ یہ اسی طرح پر ہے جس طرح حضرت علیہ السلام کے پیرو نصرین (Nazarenes) کہلاتے ہیں - کیونکہ حضرت مسیح (Nazarene) کے رہنے والے تھے - وکیل صفائی نے بہت سی مذہبی تصانیف کے حوالے دیئے جن میں سے ایک میں بیان کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے برخلاف ایک فتویٰ دیا گیا تھا - اور یہ کہ ہندوستان میں احمدی صرف احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھا کرتے ہیں - مسٹر فرکوہر نے اپنی کتاب "ماڈرن ریلیجس موومنٹس ان انڈیا" میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے اس بات کے ثبوت میں کہ ان کا مشن حضرت مسیح کے مشن کی طرح ہے بیان کیا کہ برطانوی حکومت کے ماتحت مسلمانوں کی وہی حالت ہے جو یہود کی رومی سلطنت کے ماتحت تھی - اور مذہبی نقطہ خیال سے ہندوستان میں وہی خرابیاں پائی جاتی ہیں - جو مسیح کے وقت فلسطین میں نظر آتی تھیں - تحریک احمدیت ووکنگ کا ذکر کرتے ہوئے مصنف (مسٹر فرکوہر) لکھتا ہے کہ قدرتی طور پر پکے مسلمان اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ انگلستان میں اسلام ایک ایسے مذبذب گروہ کی طرف سے پیش کیا جائے -

اس مرحلہ پر عدالت نے کہا کہ اصل سوال یہ ہے کہ آیا مستغیثوں کو جو ملزم کے عقائد سے مختلف عقائد رکھتے ہیں - اس اختلاف عقائد کی بنا پر لیٹرے اور اس قسم کے دوسرے ناموں سے پکارنا چاہیئے یا نہیں -

مسٹر منڈل نے کہا کہ اس کے ذمہ صرف اس قدر ثابت کرنا ہے کہ احمدیوں یا قادیانیوں کو اہل سنت والجماعت کی طرف سے کافر قرار دیا گیا ہے - اور مستغیثوں نے اپنے اقوال اور تعلیمات سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ وہ قادیانی ہیں - اس کے علاوہ باقی تمام پمفلٹ میں جائز نکتہ چینی کی گئی ہے اور وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ پمفلٹ میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ اس نکتہ چینی کو مستغیثوں پر چسپاں کیا جائے -

عدالت نے پوچھا کہ پھر ان تحریرات کے کیا معنی ہیں جو اس پمفلٹ میں شائع کی گئی ہیں -

مسٹر منڈل نے کہا کہ جو تحریرات کفر کے متعلق ہیں وہ مستغیثوں پر چسپاں نہیں کی گئیں - لوگوں کا روپیہ لوٹنے کے متعلق جو تحریر ہے وہ صرف ان قادیانی ممبروں کے متعلق استعمال کی گئی ہے جو اپنے ایمان سے غافل ہیں - ایک شخص کو یہ کہنا کہ وہ قادیانی فرقہ میں ہے یا یہ کہنا کہ وہ قادیانی ممبر ہے جو اپنے ایمان سے غافل ہو کر بعض باتیں کر رہا ہے ان دونوں میں فرق ہے - وکیل صفائی نے یہ بھی کہا کہ وہ نہایت مشکل میں ہے - کیونکہ وکیل استغاثہ کو مختلف امور کی تفصیلات دریافت کرنے کی اجازت ہے - چونکہ کوئی تفصیلات نہیں پوچھی گئیں اس لئے نتائج کچھ زیادہ واضح نہیں - اس کے معروضات یہ ہیں - کہ (۱) کیا اہل سنت والجماعت دنیا نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ قادیانی فرقے کافر ہیں - (۲) کیا وہ فیصلہ صحیح وجوہات کی بنا پر دیا گیا ہے (۳) کیا مستغیث اور دوسرے اشخاص اگر ان کے اقوال، افعال، عقائد اور تصنیفات سے جانچا جائے تو وہ قادیانیوں (یعنی مرزا صاحب کے پیروؤں) سے تعلق رکھنے والے ثابت ہوتے ہیں - مسٹر منڈل نے کہا کہ اگر نتائج کا فیصلہ کیا جا سکے تو پھر ممکن ہے اس شہادت کو بہت حد تک محدود کر دیا جائے جو پیش کی جانے والی ہے ابھی تک سوائے وکالت کرنے کے نتائج کا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا - اور اس مقدمہ کو یہاں اور دیگر مقامات کے مسلمانوں کے اندر جو اہمیت حاصل ہے اس کے باعث میں خود کوئی کارروائی کرنے سے ڈرتا ہوں - اگر کوئی ایسا طریقہ ہو جس سے مقدمہ کی کارروائی کو مختصر کیا جا سکے تو میں از حد خوش ہونگا - مگر جب تک نتائج کے تعین کا فیصلہ نہ کیا جائے اس وقت تک مجھے اس طرح پر چلنا پڑے گا

عدالت - مسٹر کیمبل کی پوزیشن بالکل واضح ہے - اس کی حجت یہ ہے کہ مستغیث کافر نہیں ہیں - اور اس لئے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ان کو بفرض محال کافر تسلیم بھی کر لیا جائے تو ملزم کو انہیں چور اور ڈاکو کہنے کا کیا حق حاصل ہے -

مسٹر کیمبل - میں کہتا ہوں کہ اگر تمام پمفلٹ کو بحیثیت مجموعی لیا جائے تو اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مستغیثوں کو مسلمانوں کے درمیان کافر ظاہر کیا گیا - مستغیث کہتے ہیں کہ ملزم کو انہیں کافر کہنے کا کوئی حق نہ تھا - اور نہ اس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل ہے - ہم کہتے ہیں کہ اس پمفلٹ میں جائز نکتہ چینی نہیں کی گئی بلکہ مستغیثوں کو بدترین قسم کا کافر قرار دیا گیا ہے - ملزم کا منشا یہ تھا کہ اس پمفلٹ کے ذریعہ سنگاپور کے ہر صحیح الخیال مسلمان کے دل میں مستغیثوں کے خلاف نفرت پیدا کی جائے -

منڈل - اگر یہی حالت ہے تو پھر مجھے کارروائی جاری رکھنی پڑے گی -

عدالت - آپ کو یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ لوگ (مستغیث) قادیانیوں یا احمدیوں سے تعلق رکھتے ہیں - اور کہ یہ فرقے پکے مسلمانوں کی طرف سے کافر قرار دیئے گئے ہیں - اور کہ یہ تحریر کہ وہ لٹیرے وغیرہ ہیں عام کافروں کے متعلق استعمال کی گئی ہے -

مسٹر منڈل - میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تحریرات ان بعض کافروں کے متعلق ہیں جو اپنے ایمان سے غافل ہو کر بعض افعال کے مرتکب ہوتے ہیں - میں نے کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا - کہ وہ افعال جن کی نسبت کی گئی ہے مستغیثوں نے کئے ہیں - بلکہ وہ افعال ان قادیانی ممبروں نے کئے ہیں جو اپنے ایمان سے غافل ہیں - قانون توہین کا یہ ایک ضروری پہلو ہے کہ پہلے حالات کو مدنظر رکھا جائے -

عدالت - اگر پہلے بحث جاری تھی تو اس سے ملزم کو یہ حق حاصل نہیں ہو جاتا کہ وہ مستغیثوں کی طرف بری باتیں منسوب کرے -

مسٹر منڈل - اگر ان خاص فقرات کو جن کا حوالہ دیا گیا ہے حالات کی روشنی میں پڑھا جائے - تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ خاص طور پر داؤد شاہ کے متعلق ہیں - اور ان کا یہی مطلب ہر ایک نے سمجھا ہے -

عدالت - احمد ملال اور مستغیث کے ناموں کو داؤد شاہ کے نام کے ساتھ شامل کیا گیا ہے - پھر میں مستغیثوں اور داؤد شاہ کے نام میں کس طرح امتیاز کر سکتا ہوں - اگر صرف قادیانی ممبروں کے قائد ہی کا نوکر کیا جاتا تو یہ ایک دوسری بات تھی -

مسٹر منڈل - اگر عدالت کا یہی خیال ہے تو ملزم سوائے اس کے کہ جو کچھ کہہ چکا اور کچھ نہیں کہہ سکتا - مسٹر منڈل نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر جان ماٹ صاحب (جو چند روز پیشتر سنگاپور میں تھے) کی ایک کتاب "دی مسلم ورلڈ ٹوڈے" (موجودہ اسلامی دنیا) کے بعض اقتباسات پیش کرنے چاہے جس پر مسٹر کیمبل نے اعتراض کیا - اور وہ کتاب پیش نہ کی جا سکی - مسٹر منڈل نے کہا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اسے تحریری شہادت پیش کرنے سے روک دیا گیا ہے - نیز اس نے بیان کیا کہ وہ اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کرے گا کہ جب انجمن اسلام سنگاپور کو حیثیت سے ایک ایسا مشن سمجھا جاتا تھا جو تحریک احمدیہ کی ایک شاخ ہے تو اس کے بہت سے ممبر اس سے علیحدہ ہو گئے - اس کے علاوہ وہ داؤد شاہ کی تصانیف سے اس بات کو دکھلانے کی کوشش کرے گا کہ گو اس نے بیان کیا ہے کہ وہ احمدی نہیں ہے - مگر وہ ایک ایسے پرچہ کی ادارت کرتا ہے جس میں خلاصۃ "اسلامک ریویو" ہی کا ترجمہ تامل زبان میں شائع ہوتا ہے - اور وہ اور خواجہ کمال الدین صاحب دونوں اس کے ایڈیٹر ہیں - نیز وہ یہ بھی دکھلائے گا کہ داؤد شاہ کے ترجمۃ القرآن کی انتہا مولانا محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن پر ہے - اور اس کی تعلیمات کی نقل کی گئی ہے - وہ اس بات کے ثابت کرنے کی بھی کوشش کرے گا کہ انجمن کے ممبروں اور سرپرست مسٹر سرور کے ساتھ قادیانیوں کے متعلق مشورہ کیا گیا تھا اور کہ مسٹر سرور نے اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ انجمن کی اصلاح کی جائے - اور کہ ممبروں کو صاف طور پر اعلان کر دینا چاہیئے کہ ان کا تحریک احمدیت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور کہ وہ خود احمدی کتب کی فروخت جو انجمن کے ذریعہ ہو رہی ہے - بند کرا دے گا - اب مسٹر سرور کی حالت اور رویہ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر وہ بلاشبہ اس بات کی وجوہات بیان کرے گا کہ خط لکھنے کے موقعہ پر کیوں یہ طریق اختیار کرنا پڑا - وکیل صفائی نے یہ بھی کہا کہ وہ اس بات کو بھی ثابت کرے گا کہ اس مقصد کے لئے ایک پبلک جلسہ قائم کرنے کا بھی ارادہ کیا گیا تھا مگر ایسا جلسہ نہیں کیا گیا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انجمن تحریک احمدیت سے اپنے تعلقات منقطع کرنا نہ چاہتی تھی وہ اس بات کو بھی ثابت کرنے کی سعی کرے گا کہ بشیر ملال کے ذریعہ جو ان اشخاص میں سے ایک ہے جن کا ذکر پمفلٹ میں کیا گیا ہے - اس کالونی میں بہت سی کتابیں پہنچی ہیں - جن سے فرقہ احمدیہ کی تعلیمات کی اشاعت ہوئی ہے - اور کہ جب داؤد شاہ کو تین مولویوں کی طرف سے چیلنج دیا گیا کہ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ آیا وہ احمدی ہے یا نہیں - تو اس نے اس چیلنج کا کچھ جواب نہ دیا - اور کہ نہ صرف وہ قادیانی ہے بلکہ ہر جگہ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ قادیانی ہے - یہی وجہ ہے کہ پینانگ میں اس کا ایسا استقبال نہ کیا گیا جیسا کہ سنگاپور میں کیا گیا تھا - وکیل صفائی نے یہ بھی کہا کہ وہ جامع ازہر کا وہ فتوے بھی پیش کرے گا جس کا سنگاپور کے اس پبلک جلسہ میں حوالہ دیا گیا تھا -

اس کے بعد اگلی پیشی تک مقدمہ ملتوی ہو گیا - (باقی آئندہ)

یہ کیا ماجرا ہے؟

کنیا مہا ودیالہ جالندھر آریوں کا ایک مشہور انسٹیٹیوشن ہے جس کے متعلق آریوں کا دعویٰ ہے کہ وہ پنجاب ملک ہندوستان کی مایۂ ناز درسگاہ ہے - جس نے اپنے اعلیٰ انتظام اور قابل فخر نتائج کی وجہ سے تمام ہندوستان میں شہرت حاصل کر لی ہے - اب اس کا سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات میں تھا - سنتے ہیں کہ اس موقع پر عورتوں کی بھی ایک کانفرنس ہوئی جس میں پردہ سسٹم پر بحث ہوئی - مسلم مستورات کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا -

آج تک ہم اس مہا ودیالہ کی بہت کچھ تعریف سنتے چلے آتے تھے - مگر ایک ہندو اخبار میں اس کے متعلق ایک تحریر پڑھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی اس تحریر میں ایک ہندو صاحب لکھتے ہیں:-

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ کنیا مہا ودیالہ مشہور انسٹی ٹیوشن ہے اور اس نے اپنے اعلیٰ انتظام اور قابل فخر نتائج سے شہرت حاصل کر لی ہے - یہی وجہ ہے کہ جالندھر کنیا مہا ودیالہ کی ایک تعلیم یافتہ لڑکی شادی سے پہلے ہی چھوکری میدان میں آ کودی اور مقدمہ عدالت تک گیا - شاید انہی قابل فخر نتائج کی وجہ سے ہر ایک پنجابی اس مایۂ ناز انسٹی ٹیوشن پر بجا طور پر فخر کرتا ہے" (جاگرت، ۱۰ مارچ ۱۹۳۲ء)

ہم نہیں جانتے کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے - اگر یہ واقعہ سچ ہے تو نہایت قابل افسوس ہے - آریوں کو چاہیئے کہ وہ آئندہ اس قسم کے دل خراش واقعات کا پورا پورا انسداد کریں -

---

ناظرین کرام

مراسلہ نگاری میں اپنا پورا اور صاف پتہ تحریر کریں اور نام بھی لکھیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جہلم کے محمودی بزرگوں کی غلط بیانی

مثل ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم ۔ جب جہلم کی پبلک نے محمودی صاحبان کے جلسہ کو جو ۲۱، ۲۲ مارچ ۱۹۳۶ء کو ہوا تھا ۔ بائیکاٹ کر دیا اور جلسہ میں سوائے محمودیوں کے اور کسی نے جانا پسند نہ کیا ۔ تو ہم نے محض جلسہ کی رونق کے لئے اس میں شمولیت اختیار کی اور ہماری نیت کبھی یہ نہ ہوئی کہ ان کے جلسہ کو خراب کیا جائے البتہ غیر احمدی لوگ پہلو بہ پہلو اکھاڑا جائے ہوئے لکچر بازی کر رہے تھے ۔ غیر احمدیوں کے اس ناملائم برتاؤ کی ہم جس قدر بھی شکایت کریں بجا ہے ۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم لاہوری احمدیوں پر ناحق اور نارواطور پر کھسیانی بلی کی طرح حملہ کریں جیسا کہ انہوں نے اخبار الفضل مجریہ ۲۱ مارچ ۱۹۳۶ء میں شائع کیا ہے ۔ لکھتے ہیں "غیر مبائع بھی غیر احمدیوں سے کم نہ رہے ۔ انہوں نے عین اس وقت جب صداقت مسیح موعود پر تقریر ختم ہوئی ۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت کو مشتبہ کرنے کے لئے یہ جانتے ہوئے کہ سب انسپکٹر پولیس نے مناظرہ بند کر دیا ہے ایک غیر احمدی کی وکالت سے اعتراضات شروع کر دیئے ۔ جناب شیخ محمد شفیع صاحب وکیل نے فرمایا کہ وہ مناظرہ کے لئے وقت مقرر کرانا چاہتے ہیں ۔ اس پر ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم نے ان کے جلسہ میں دست اندازی نہیں کی تھی ان کو بھی ہمارے جلسہ میں دخل نہیں دینا چاہئے تھا ۔ نیز سب انسپکٹر صاحب نے مناظرہ بند کر دیا ہے ۔ اس لئے مناسب نہیں کہ یہ سلسلہ سوال و جواب جاری رکھا جائے ۔ اس پر جلسہ برخاست ہوا "؟ اس تحریر کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے ۔ اگر مذہب کے معنی ہیں دھڑے بازی اور اپنے مشن کی خاطر جھوٹ سچ ، جائز ناجائز سب ہی کچھ ذرائع کا استعمال کر لینا ۔ تو پھر اس تحریر کے شائع کرنے والوں کو مدرجہ اولیٰ کامیابی حاصل ہے ۔ اور اگر مذہب کا مقصد ہے حق پرستی تو پھر لکھتے وقت ان لوگوں کو اگر خدا کا خوف نہ رہا تھا تو کم از کم پبلک سے تو شرم کرنی چاہئے تھی ۔ آخر واقعات سے تو آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں ۔ اصل حال تمام جہلم پر روشن ہے ۔ کیا محمودی صاحبان کو کچھ خدا کا خوف نہ آیا ۔ جو یہ لکھ دیا کہ " انہوں نے عین اس وقت جب صداقت مسیح موعود پر تقریر ختم ہوئی حضرت مسیح موعود کی صداقت کو مشتبہ کرنے کے لئے یہ جانتے ہوئے کہ سب انسپکٹر صاحب پولیس نے مناظرہ بند کر دیا ہے ایک غیر احمدی کی وکالت سے اعتراضات شروع کر دیئے " یہ تحریر جھوٹ کا ایک طومار ہے ۔

یہ غلط ہے کہ سوال و جواب صداقت مسیح موعود کی تقریر ختم ہونے پر شروع ہوئے ۔ بلکہ جن غیر احمدی صاحب نے یہ سوالات کئے وہ "ختم نبوت" کے لکچر کے بعد شروع کئے ۔ اور وہ اس طرح کہ جب پہلے دن اپنے لکچر در بارہ ختم نبوت میں محمودی لکچرار صاحب نے ختم نبوت کی مہر کو توڑ کے دھر دیا تو بابو عبدالمنان صاحب جو غیر احمدی ہیں مگر سلسلہ احمدیہ سے بھی رکھتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر یہ زد برداشت نہ کر سکے اور اٹھ کر سوال کر دیا کہ کیا خود حضرت مرزا صاحب نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجھ کو وحی نبوت ہوتی ہے ۔ اور مجھ پر جبرئیل بہ پیرایہ وحی نبوت نازل ہوتا ہے ۔ اس پر لکچرار صاحب نے اربعین کا حوالہ دے دیا ۔ بابو صاحب نے کہا کتاب میں سے پڑھ کر سناؤ ۔ اس پر انہوں نے کہا کتاب موجود نہیں کل سہی ۔ دوسرے دن وہ لکچرار صاحب تو تشریف لے گئے ۔ اور کوئی دوسرے بزرگ صداقت مسیح موعود پر لکچر دیتے رہے ۔ ان کا لکچر ختم ہونے کے بعد بابو صاحب نے اپنے دیرینہ اعتراض کا جواب مانگا ۔ اس پر جو سلسلہ سوال و جواب کا چلا اور محمودی صاحبان کا جو قافیہ تنگ ہوا وہ قابل دید تھا ۔ یہاں تک کہ محمودی لکچرار صاحب نے ایک دفعہ نہایت بداخلاقی سے بابو عبدالمنان صاحب کو جھڑک دیا ۔ مگر بابو صاحب نہایت تحمل سے کام لیتے رہے ۔ پھر یہاں تک بے انصافی سے کام لیا جاتا رہا کہ بابو عبدالمنان صاحب کو دو تین منٹ سے زیادہ وقت نہ دیا جاتا تھا ۔ اور خود لکچرار صاحب دس دس منٹ تک بولتے رہتے اس پر شیخ محمد شفیع صاحب پلیڈر جو ایک منصف مزاج غیر احمدی بزرگ ہیں نہ رہ سکے اور بغیر ہماری کسی تحریک کے بطور خود بابو شاہ عالم صاحب سے جو جہلم کی محمودی جماعت کے امیر بنے ہوئے ہیں کہا کہ یہ بے انصافی ہے ۔ وقت مساوی طور پر مقرر ہونا چاہئے ۔ اس پر بابو شاہ عالم صاحب نے شیخ صاحب کو کہا کہ خدا کے لئے انہیں چپ کراؤ ۔ آگے ہی ہمارے ساتھ بہت ہو چکی ہے اس پر شیخ صاحب نے بابو عبدالمنان صاحب کو خاموش ہو جانے کے لئے کہا ۔ پہلی بار تو بابو صاحب نے نہ مانا ۔ مگر دوسری بار جب شیخ صاحب نے قریب آکر فرمایا کہ دو منٹ سے کہتے ہیں تو بابو صاحب نے مکالمہ کو ختم کر دیا ۔

اصل واقعہ تو اس طرح ہے جس طرح بیان ہوا ۔ مگر دھڑے بازی کے صدقے میں محمودی بزرگوں نے واقعات کو تبدیل کرنے میں ناخنوں تک کا زور لگا دیا ۔ ہم لوگوں نے حاشا وکلا بابو عبدالمنان صاحب کو کھڑا نہیں کیا وہ جوش میں آکر خود کھڑے ہوئے ۔ البتہ دوسرے دن جو انہیں حوالوں کی ضرورت پڑی تو انہوں نے ہمارے ایک دوست سے مدد لی ۔ اور یہ ہمارا فرض تھا کہ حق کے اظہار میں اگر کوئی مدد چاہے تو تعاونوا علی البر والتقویٰ کے قرآنی حکم کے ماتحت اسے مدد دیں ۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر کسی شخص نے بابو عبدالمنان صاحب کو کسی حوالہ کا پتہ بتا بھی دیا ۔ تو محمودی صاحبان کو کیوں دکھ ہوا ۔ ان کو چاہئے تھا کہ اس حوالہ کو توڑ کر دکھا دیتے ۔ حق کو باطل سے کیا خوف ہو سکتا ہے ؟ اور وہ حوالے تو اس امر پر تھے ۔ کہ حضرت مسیح موعود نے وحی نبوت اور نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت کا کبھی بھی دعویٰ نہیں کیا ۔ اس پر محمودی صاحبان کا یہ کہنا کہ "حضرت مسیح موعود کی صداقت کو مشتبہ کرنے کے لئے " غیر مبائعین نے ایک غیر احمدی کو کھڑا کر دیا کس قدر جھوٹ ہے ۔ یہ ناحق ہماری نیت پر جھوٹا حملہ کیا گیا ہے ہم تو دن رات اس امر کے لئے کوشاں ہیں ۔ کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت ظاہر ہو ۔ البتہ آپ لوگوں نے جب حضرت مرزا صاحب کے متعلق ثابت کیا کہ وہ مدعی نبوت تھے اور اس طرح ان کی صداقت پر پانی پھیر دیا ۔ تو خدا نے ایک غیر احمدی کے دل میں جوش ڈالا ۔ اور اس نے کھڑے ہو کر حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو ظاہر کیا ۔ اور بتایا کہ وہ مدعی نبوت نہ تھے ۔ اور اس کے مطالبہ کا جواب تمہارے لکچراروں سے نہ بن پڑا اور آخر منت کر کے جان چھڑائی ۔ جہلم میں کس کس کا منہ بند کرو گے ۔ اور کس کس کی آنکھوں میں خاک جھونکو گے ۔ ع

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ لوگوں کا یہ ایک اور جھوٹ ہے ۔ کہ ہم نے یہ جانتے ہوئے کہ سب انسپکٹر صاحب پولیس نے مناظرہ بند کر دیا ہے ۔ شیخ محمد شفیع صاحب کو وقت مقرر کرانے بھیجا تھا یہ کوئی مناظرہ تھا خود بابو عبدالمنان صاحب نے کھڑے ہوتے ہی یہ کہا تھا کہ میں مناظرہ نہیں کرنا چاہتا ۔ بلکہ صرف اپنی تسلی چاہتا ہوں اور یہ تب کہا کہ جب آپ کی طرف سے دونوں راتوں کو لکچر کے بعد آپ کے پریزیڈنٹ نے خود یہ اعلان کیا کہ کوئی صاحب سوال کرنا چاہتے ہوں تو کریں ۔ آپ کے اشتہاروں تک میں یہی اعلان موجود ہے ۔ اور باوجود مناظرہ کے بند ہونے کے آپ لوگوں نے برسر اجلاس یہ اعلان کیا کہ کوئی صاحب سوال کرنا چاہتے ہوں تو کر سکتے ہیں ۔ اگر یہ مناظرہ تھا تو اس وقت آپ کو خود کیوں یاد نہ رہا کہ سب انسپکٹر صاحب پولیس نے مناظرہ بند کرا دیا ہے ۔ لہذا ہم ایسا اعلان کیوں کرتے ہیں ۔ لیکن نہیں آپ بھی خوب جانتے تھے کہ صرف وہ مناظرہ بند کیا گیا تھا جو غیر احمدیوں اور آپ کے درمیان ہونے لگا تھا ۔ اور جس میں فساد کا اندیشہ تھا ۔

بابو محمد شفیع صاحب تو یہ دیکھ کر کہ آپ بابو عبدالمنان صاحب کو کافی وقت نہیں دیتے اس کی اصلاح کرنے گئے تھے ۔ جن سے الٹی آپ نے درخواست کر دی کہ کسی طرح اس مکالمہ کو بند کرا کے آپ کی گلو خلاصی کرا دیں ۔ سو انہوں نے آپ کی اس درخواست پر کوشش کر کے مکالمہ بند کرا دیا ۔ چنانچہ آپ کی اس بے بسی کے نظارہ کو دیکھ کر آپ کی جماعت کا ایک آدمی بھی آپ سے بیزار ہو گیا ۔ جس کا ہمیں بھی سخت افسوس ہے

ہمارے اس بیان کی تائید میں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی بابو عبدالمنان صاحب بھی اپنے قلم سے ایک مضمون تحریر کرنے والے ہیں ۔ تاکہ حق کی شہادت مخفی نہ رہے ۔

(راقم ۔ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم)

سناتنیوں کو ستیارتھ پرکاش پڑھنے کی ہدایت

ایک آریہ مہاشہ نے چال چلن درست کرنے کے لئے سناتنیوں کو یہ نسخہ بتایا ہے کہ

پڑھ کے ستیارتھ کو اپنا ٹھیک کر لو تم چلن
اور دسواں "سکندھ" کا سننا سنانا چھوڑ دو

نسخہ لاجواب ہے ۔ ہم بھی سناتنیوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنا چال چلن درست کرنا چاہتے ہیں ۔ تو ستیارتھ پرکاش ضرور پڑھیں ۔ خصوصاً وہ باب جس میں نیوگ کا ذکر ہے ۔ اگر اس کو پڑھنے کے بعد ان کا چال چلن درست نہ ہو تو پھر ان کی بدقسمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے ۔

مہربانی کر کے خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے ۔ منیجر

نقد و تبصرہ

ہفتہ وار نصرت جناب نقیر خلیل دہلوی کی ادارت میں فیروز پور سے نکلتا ہے ۔ چھٹا نمبر ہمارے سامنے ہے ۔ مضامین معمولی ہیں سالانہ چندہ للعہ ششماہی ۱۲ ۔ منیجر "نصرت" فیروز پور سے مل سکتا ہے ۔

زندہ جاوید بائبل یا وید پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور نے حال ہی میں ایک کتاب زندہ جاوید بائبل یا وید کے نام سے شائع کی ہے ۔ مگر تعجب ہے کہ مصنف کے نام کو " من تصنیف مصنف فرتیہ عیسوی ۔ تاویل القرآن ، فصاحت قرآن منارۃ البیضا و دیگر کتب مناظرہ " کے حجاب میں پوشیدہ کر دیا ہے ۔ مگر ہم کو اس پردہ میں چھپ جانے کی کوئی حقیقی وجہ معلوم نہیں ہو سکی ۔ کتاب کے مضامین بے سروپا ہوتے یا کتاب دل آزار ہوتی تو بھی پردہ خفا میں مستور ہو جانے کے کچھ معنی ہوتے ۔ مگر نہ تو کتاب ہی بے سروپا ہے اور نہ کسی کا دل دکھانے والی ہے ۔ پھر بجز اس کے کہ ہم کھلم کھلا یہ کہہ دیں کہ مصنف کتاب نہایت کمزور طبیعت اور ڈرپوک آدمی ہے ۔ اور کیا کہہ سکتے ہیں ۔ ورنہ کتاب مذکور ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے ۔

پنڈت بھوجدت آریہ مسافر آگرہ نے بائبل کا جنازہ نام سے کوئی کتاب لکھی تھی ۔ یہ کتاب اس کے جواب میں لکھی گئی ہے ۔ اگرچہ پنڈت بھوجدت کی اصل کتاب تو ہماری نظر سے نہیں گزری مگر ان کی دیگر تحریرات پر نظر کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ کتاب نہایت دل آزار گندہ اور فحش ہوگی ۔ کیونکہ پنڈت جی متین اور شائستہ عبارت لکھنے سے بالکل عاری تھے ۔ وہ جب کبھی لکھتے تھے تو دل دکھانے والا ۔ بے سروپا بے معنی ہی لکھا کرتے تھے ۔ پنڈت بھوجدت کی دل آزار کتاب دیکھ کر نامعلوم الاسم مصنف کا دل اس کے پڑھنے سے ضرور دکھا ہوگا ۔ یہ کتاب حقیقت میں اسی دکھے ہوئے دل کی آہ ہے ۔ جو الفاظ و عبارات کا جامہ پہن کر صفحات قرطاس پر نمودار ہو گئی ہے ۔ اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ ویدک زبان ایک مدت زمانے سے مردہ ہو چکی ہے ۔ اور اس کا خیالی جسم بھی گل سڑ کر مٹی ہو چکا ہے ۔ اس لئے وید بھی مردہ کتابیں ہیں انہیں زندہ کہنا واقعات کا خون کرنا ہے ۔

نامعلوم الاسم مصنف کتاب نے اپنے اس دعوے کو براہین بینہ سے پایہ ثبوت کو پہنچایا ہے ۔ اور ثابت کر دیا ہے ۔ کہ وید اور ویدک زبان دونوں مردہ ہیں ۔ کتاب کی عبارت اور طرز ادا بھی قابل تعریف ہے ۔ کہیں لطافت پیدا کرنے کے لئے شوخی و ظرافت کی چاشنی بھی موجود ہے ۔ جس سے بیان میں ایک قسم کی دلچسپی و دل آویزی پیدا ہو گئی ہے مگر تہذیب کی پابندی پھر بھی ہاتھ سے جانے نہیں پائی ۔

مناسب مناسب مقامات پر دیانند جی کی لایعنی دلیلوں کی بھی نہایت ہی لطیف و پرمزہ تردید کی ہے ۔

دیانند جی کہتے ہیں کہ وید سنسکرت میں نازل کئے ۔ جو کسی ملک کی زبان نہیں ۔ تاکہ ہر ملک کے باشندوں کو اس کے پڑھنے پڑھانے میں یکساں محنت درکار ہو ۔ پس ایشور طرفدار نہیں ٹھہرتا ۔ کتاب مذکور صـ۲۱ بحوالہ ستیارتھ پرکاش باب ۷ مصنف نے سوامی جی کے بیان پر یہ لطیف نوٹ لکھ کر دھجیاں اڑا دی ہیں ۔ کہ یہ عجیب منطق ہے ۔ کہنا یہ چاہئے تھا کہ وید سنسکرت میں نازل کئے جو کسی ملک کی زبان نہیں تاکہ ہر ملک کے باشندے اس کے پڑھنے پڑھانے سے یکساں محروم رہیں اور وید کا عدم و وجود برابر رہے ۔ بھلا جو زبان کسی ملک کی بھی نہ ہو اس کو کسی ملک والے کیونکر سمجھ سکتے ہیں ۔ افسوس سوامی جی نہ اپنے مقدمات درست کرنا چاہتے ہیں اور نہ ان کے منطقی نتیجے کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ابھی تحریر آپ کی ذہنی سراسیمگی پر دال ہوتی ہے ۔

عیسائی ہونے کی وجہ سے مصنف نے جابجا بائبل کے زندہ ہونے کا بھی ثبوت دیا ہے مگر ساتھ ہی قرآن مجید کے زندہ اور کامل الہام الہی ہونے کو بمقابل ویدوں کے ان الفاظ میں پیش کیا ہے ۔

" ایسا ہی حال مسلمانوں کی کتاب کا ہے ۔ عرب ، ترکستان ، قاہرہ مصر ، افغانستان ، ممالک افریقہ اور ہندوستان میں وہ ناطق ہے ہر جگہ اس کی تلاوت ہوتی ہے ہر جگہ اس کی آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے " کتاب مذکورہ

پنڈت بھوجدت نے اپنی کتاب میں بزعم خود بائبل کا جنازہ نکالا تھا ۔ مگر نامعلوم الاسم عیسائی مصنف نے اس کے جواب میں ویدوں ہی کی ارتھی نکال دی ۔ اور آریہ سماج میں ہمیشہ کیلئے صف ماتم بچھا دی ۔ قطع نظر ایک دو مقامات کے جہاں مصنف نے عیسوی مذہبیت نا دکھایا ہے اور اس معاملہ میں ہم اسے عیسائی ہونے کی وجہ سے معذور بھی سمجھتے ہیں کیونکہ ہر کس گوید کہ دوغ من ترش است بحیثیت مجموعی کتاب ضرور قابل مطالعہ ہے اور مسلمان مناظرین کیلئے خصوصیت سے کار آمد ہے ۔ قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں صرف ۲ ہے ملنے کا پتہ حسب ذیل ہے ۔

تازہ خبریں

ہندوستان

—— سابق مہاراجہ اندور ۲۰ مارچ کو پیرس جہاز سے یورپ روانہ ہو گئے ہیں۔

—— اخبار سدرشن چکر راولپنڈی نے سوامی شردھانند سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شدھی سبھا کا حساب ۱۹۲۳ء سے لے کر مارچ ۱۹۲۶ء تک ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ پڑتال کرائیں تاکہ اصل حالات کا انکشاف ہو۔

—— یکم اپریل سے دہلی اور کلکتہ کے درمیان سلسلہ ٹیلیفون جاری ہو گیا ہے۔

—— جونپور میں ایک مسجد کے سامنے باجا بجانے پر فساد ہو گیا جس میں ایک ہندو اور ایک مسلمان زخمی ہوا۔

—— اجمیر میں آریہ سماج کے نگر کیرتن کے موقعہ پر فساد ہو گیا جس میں ایک مسلمان پنواڑی جان سے مارا گیا۔

—— ایک ریلوے ٹکٹ ایگزیمینر کو ایک مسافر عورت کی بے حرمتی کرنے پر مجسٹریٹ ہوڑا نے تین ماہ قید با مشقت کی سزا دی ہے۔

—— حکومت ہند کے دفاتر یکم اپریل سے شملہ چلے گئے ہیں نئے وائسرائے صاحب ۲۲ اپریل کو شملہ پہنچ جائیں گے۔

—— مرکزی خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ کا ایک اہم جلسہ ۱۸ و ۱۹ اپریل کو دہلی میں منعقد ہو گا۔ جس میں حجاز کا مسئلہ خاص طور پر زیر بحث لایا جائے گا۔

—— آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ جھیرہ میں اپنے ایک ریزولیوشن میں سلطان ابن سعود کے اعلان ملوکیت حجاز کی حمایت وتائید کرتے ہوئے اسے حق بجانب قرار دیا۔

—— سکھ لیگ کا اجلاس پنجم ۲ سے ۴ اپریل تک لاہور میں بصدارت بابا گوردت سنگھ منعقد ہوا۔

—— ضلع ہوشیارپور کا اندر سنگھ راماداسیہ جس نے اعلان کیا تھا کہ اگر ہندوؤں نے اسے مساویانہ حقوق نہ دیئے تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔ اب اپنے اعلان کے مطابق اسلام میں داخل ہو گیا ہے۔

—— گوالیار میں مہاراجہ صاحب گوالیار کے حکم کی تعمیل میں تانسین بادشاہ موسیقی کا عرس منایا گیا۔

—— ۱۲ مارچ کو علیگڈھ میں ایک بھنگن مسلمان ہوئی اس پر آریوں نے بھنگیوں کو اشتعال دلا کر مسلمانوں کے خلاف ہڑتال کرا رکھی ہے۔

—— نیپال میں ہیضہ کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔

—— سرحد میں پر حملہ آور سرگرمی دکھا رہے ہیں احتیاطی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں۔

—— ضلع فرید پور بنگال میں باد و باراں کا ایک سخت طوفان آیا جس کی وجہ سے تقریباً چار سو گھرانے بے خانماں ہو گئے۔ انسانی جان و مال کا نقصان کافی بتایا جاتا ہے۔

—— دہلی یکم اپریل۔ مسجد خانم والی کا مقدمہ ۱۴ اپریل کے لئے ملتوی ہو گیا ہے۔

—— بمبئی میں ایک شخص کو اس جرم میں ایک ماہ قید با مشقت کی سزا ہوئی ہے۔ کہ اس نے ایک پارسل پر مستعمل ٹکٹ استعمال کئے تھے۔

—— مسلم کوآپریٹو ایجوکیشنل ایسوسی ایشن لمیٹڈ منٹگمری صرف ایسے نادار مستحق مسلمان طلبا کو وظائف اور قرض حسنہ دیتی ہے جو ضلع منٹگمری کے رہنے والے ہوں اور ہندوستان کی کسی مستند درسگاہ میں تعلیم پاتے ہوں۔ شرائط حصول وظائف و قرض حسنہ سکرٹری سے مل سکتی ہیں۔

—— خواجہ حسن نظامی صاحب نے دینی حمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی کل تصانیف جن کی تعداد تقریباً ایک سو ہے مسلم دار المطالعہ مانڈلے کو مرحمت فرمائی ہیں۔

—— محمد چراغ پسر سکندر جو چند ماہ قبل آریوں کے لالچ میں آکر مرتد ہو گیا تھا۔ مولانا محمد اسمعیل صاحب غزنوی کی کوششوں سے دوبارہ مسلمان ہو گیا ہے۔

مقدمہ رنگیلا رسول ۳۰ مارچ کو جبکہ مسٹر فیلبوس مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں کتاب "رنگیلا رسول" کا مقدمہ پیش ہونے والا تھا۔ لاہور اور بیرون جات کے ہزارہا مسلمان اس کی سماعت اور مرزا احمد سلطان دہلوی گواہ صفائی کی زیارت کے لیے عدالت ضلع کے احاطہ میں موجود تھے۔ مولانا غلام مرشد صاحب کی دعوت پر تمام مسلمان ایک جگہ پر جمع ہو گئے۔ اور مولانا نے بڑے موثر اور دردناک پیرایہ میں مسلمانوں سے اپیل کی کہ مظاہرہ صرف اس حد تک محدود رکھا جائے۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ کتاب مذکور کے مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ، خلاف تہذیب اور اخلاق سوز کلمات تحریر کرکے تمام مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی ایسی کارروائی نہیں کرنی چاہیئے جس سے عدالت کی کارروائی میں روک یا بدنظمی پیدا ہو۔ مولانا کو اس ہدایت پر مسلمانوں نے کماحقہ عمل کیا۔ جیسا کہ پیشتر ازیں اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ چونکہ ہائیکورٹ نے ملزم کی درخواست انتقال مقدمہ کا ابھی تک فیصلہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے آئندہ پیشی ۱۰ اپریل مقرر ہوئی۔

چونکہ احاطہ عدالت ہی میں اعلان کیا گیا تھا کہ بھاٹی دروازہ کے بیرونی باغ میں جلسہ ہو گا۔ اس لئے مقدمہ کے ملتوی ہونے کے بعد ہزارہا آدمی اس باغ میں جمع ہو گئے۔ اور ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت جناب میر صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نعت خوانی کے بعد ماسٹر محمد بخش مسلم معاون مدیر زمیندار نے چند اشعار نعتیہ کے بعد ایک تقریر کی جس میں بتایا کہ مسلمان معقول اور مہذب اعتراضات سے نہیں گھبراتے۔ گر گالیاں بکنا۔ بیہودہ گوئی کرنا اسلام کے نزدیک لغو ترین فعل ہے۔ اگر "رنگیلا رسول" کا بزدل مصنف جس نے اپنا نام تک ظاہر کرنے کی بھی جرات نہیں کی مہذب پیرائے میں اعتراض کرتا تو مسلمانوں کو کوئی گلہ نہ ہوتا۔ مگر اس نے نہایت بدگوئی افترا پردازی اور فحش کلامی سے کام لیا ہے۔ جسے کوئی مسلمان تو کیا کوئی مہذب انسان بھی پسند نہیں کر سکتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مہاتما گاندھی، بھاگیرت لال عاجز فوٹوگرافر شملہ اور اخبار بھارت کے ایڈیٹر پنڈت میلا رام صاحب وفا بی۔ اے نے اس کتاب کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اس ضمن میں محاسن اسلام بیان کرنے اور اتحاد اسلام کی ضرورت ثابت کرنے کے بعد ماسٹر مسلم نے اپنی تقریر ختم کی۔

مولانا غلام مرشد کی تقریر مولانا غلام مرشد صاحب نے اتحاد اسلام پر نہایت ہی پر معارف اور عالمانہ تقریر فرمائی۔ مولانا نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب وہ اس مقدمہ کی روئداد معلوم کرنے کے لئے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ہاں جا رہے تھے۔ تو ایک بزرگ نے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں۔ مولانا نے فرمایا۔ اس احمدی کے مقدس ہاتھ کو بوسہ دینے کے لئے جا رہا ہوں جس نے کتاب "رنگیلا رسول" کے مقدمہ کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنے کے لئے سب سے پہلے قدم اٹھایا۔ اور فرمایا کہ آپ کا یہ فعل حضرت عمرؓ کے اس اسوۂ مبارکہ سے ماخوذ ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ "ہندہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے جھاڑو دے کر کانٹوں کا ہٹانا میرے اعمال سے بڑھ کر قابل ستائش ہے۔" جب ہندہ کا محض ایک یہ فعل کہ اس نے ایک دن جھاڑو سے ان کانٹوں کو ہٹا دیا تھا جو ایک عورت نے آنحضرت کے لئے بکھیر رکھے تھے۔ اس قدر تعریف کے قابل سمجھا گیا۔ تو کیوں احمدیوں کے اس فعل کی تعریف نہ کی جائے۔ کہ انہوں نے ایک دشمن رسول کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو سب سے پہلے میدان عمل میں اتارا۔ اس کے بعد مولانا نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ ۱۰ اپریل کو بھی ضرور تشریف لائیں۔

ممالک غیر

—— سلطان ابن سعود نے تمام ملوک اسلام کو دعوت بھیجی ہے کہ وہ اپنے اپنے نمائندے موتمر اسلامی میں جو ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۲ جون ۱۹۲۶ء کو منعقد ہو گی شامل ہونے کے لئے بھیجدیں۔ مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کو بھی دعوت دی گئی ہے۔

—— قطانہ (جو دمشق کے جنوب و مغرب میں واقع ہے) میں دروزیوں کے ایک حملے کے جواب میں فرانسیسی ہوائی جہازوں اور سوار دستوں نے جو حملہ کیا تھا اس میں ایک سو دروزی شہید ہوئے۔

—— بغداد ۲۹ مارچ شیخ اشو نے جو کردستان میں کوں کے خلاف حال کی بغاوت کا سردار تھا۔ حکومت عراق کے نام ایک پیغام بھیجا ہے جس میں اس نے اپنے لئے اور اپنے ڈھائی سو ساتھیوں کے لئے حکومت عراق میں داخل ہونے کی اجازت مانگی ہے۔

—— ترکی حکومت بڑی بڑی حکومتوں پر یہ دباؤ ڈالنے کی تلاش میں ہے کہ وہ اپنے اپنے سفارت خانے قسطنطنیہ سے انگورہ منتقل کریں۔

—— برطانوی بحری بیڑہ کی خدمات کے صلہ میں جو وہ سواحل ہند پر انجام دیتا ہے۔ حکومت برطانیہ حکومت ہند سے پندرہ لاکھ روپیہ سالانہ لیتی ہے۔

—— حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی کو دمشق سے ایک تازہ خط ملا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ دمشق شہر کے سب سے زیادہ خوشنما اور بارونق حصہ (حی میدان) میں حکومت فرانس نے اپنی فوج اور ارمنی اور چرکسی درندوں کو عام قتل و غارت کرنے کا حکم دیدیا جنہوں نے مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر پردہ نشین خواتین کی عصمت دری کی ان کے زیورات و اسباب کو لوٹا اور سینکڑوں شیرخوار بچوں کمزور بوڑھوں۔ غیر مسلح مردوں اور بے گناہ عورتوں کو بیدریغ قتل کیا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں مکانات اور مقدس عمارات کو نذر آتش کر دیا گیا۔

—— امیر افغانستان نے کچھ مدت ہوئی لڑکیوں کے لئے ایک مدرسہ کا افتتاح کیا تھا۔ جس کی مولویوں نے شد و مد سے مخالفت کی۔ اب امیر صاحب نے اناطولیہ اور جامعہ ازہر کے علما سے فتویٰ پوچھنے کے بعد لڑکیوں کا مدرسہ از سر نو جاری کیا ہے۔ جو کابل میں ان کی والدہ ماجدہ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ اس مدرسہ میں اس وقت دو ہزار سے زائد لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں

—— وزارت تعلیم افغانستان کے ایک نمائندے کا بیان ہے کہ افغانستان کے مدارس میں پچیس ہزار طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ اور حکومت چالیس لاکھ روپیہ سالانہ تعلیم پر خرچ کر رہی ہے۔ آئندہ سال یہ رقم اسی لاکھ تک بڑھا دی جائے گی۔ اور کابل میں ایک مرکزی یونیورسٹی قایم ہو گی۔

—— ٹرکی میں جرمن لوگوں نے ایک روزانہ اخبار "دی ٹرکش پوسٹ" کے نام سے جاری کیا ہے۔ جو خبروں وغیرہ کے لحاظ سے ہر طرح مکمل ہو گا۔ اسے بھی جرمنی کی ایک سیاسی چال کہا جاتا ہے۔

—— ایک عربی اخبار نے لکھا ہے کہ شام میں عرب خواتین کے دو بٹالین طیار کئے گئے ہیں۔ جنھیں فوجی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ان کے ایک دستے نے دمشق کے محلہ میدان کی جنگ میں حصہ لیا۔

یہی اخبار لکھتا ہے کہ چار ہزار وہابی غیر رسمی طور پر دروزیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔

—— قسطنطنیہ ۱۲ مارچ۔ لنڈن ٹائمز کا نامہ نگار حکماً یہاں سے نکالدیا گیا ہے۔ جب اسے گرفتار کیا گیا تو اس کے ساتھ نہایت نرم برتاؤ کیا گیا اور کمشنر وقائع ملی نے اس سے کہا کہ آئندہ سے ہر اس غیر ملکی نامہ نگار کے خلاف سخت کارروائی کی جائیگی جو یہاں سے جھوٹی خبریں بھیجکر شکوک و شبہات پھیلائیگا اور ملک کے امن و امان میں خلل ڈالنے کا موجب ہو گا۔

جلد ۱۴ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۳ر رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۴ر اپریل ۱۹۲۶ سنہ عیسوی | نمبر ۲۲

جذباتِ اقبال

بنا کشتانِ محبت کی یادگار رہوں میں
مٹا ہوا خطِ لوحِ سرِ مزار رہوں میں

فنا ہوئے پہ بھی گویا وفا شعار رہوں میں
جو مٹ گیا تو حسینوں کا اعتبار رہوں میں

نشہ میں مست سمجھا ہے مجھکو کیوں واعظ
وہ اپنا وعظ کہے جائے ہوشیار رہوں میں

تڑپ کے شانِ کریمی نے لے لیا بوسہ
کہا جو سر کو جھکا کر گنہگار رہوں میں

رہی نہ زہر میں اقبال وہ پرانی بات
کسی کے ہجر میں جینے سے شرمسار ہوں میں

عید مبارک ہو

سب مسلمانوں کو خصوصاً ان کو جنھوں نے برلن مسجد کی تعمیر میں حصہ لیکر جرمنی میں اسلام کا جھنڈا گاڑا اور ہندوستان کی اچھوت اقوام کو رب العالمین کا پیغام پہنچا کر رحمۃ للعالمین کے جھنڈے تلے لانا چاہتے ہیں۔ (پیغام صلح)

معارفِ قرآنیہ

حضرت امیر کے درس میں سے کچھ

۳۰ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

(۱) ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم ○

(سورہ توبہ - ۳ ۱۱) (ترجمہ)

نبی کے لئے شایاں نہیں اور نہ ان کے لئے جو ایمان لائے - کہ وہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں - گو وہ قریبی ہوں - اس کے بعد کہ ان پر کھل گیا کہ وہ دوزخ والے ہیں -

اس آیت پر ایک شخص نے یہ سوال اٹھایا کہ کسی مشرک کا جنازہ پڑھنا یا اس کی مغفرت کے لئے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں - اور یہاں ممانعت مشرکوں کے لئے ہے یا ہر غیر مسلم کے متعلق - حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا - کہ کسی غیر مسلم کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ نے کسی غیر مسلم کا جنازہ پڑھا ہو - ہاں اگر کوئی شخص اپنے طور پر کسی غیر مسلم کی بخشش کے لئے دعا کرے تو اس کو ناجائز قرار دینے کے لئے میرے پاس کوئی دلیل نہیں - ایک اور شخص کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا - کہ کسی غیر مسلم کی زندگی میں اس کی ہدایت کے لئے دعا کرنا اچھا کام ہے

(۲) وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ - فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ○

(ترجمہ)

اور مومنوں کو یہ بھی مناسب نہیں کہ سب کے سب نکل پڑیں - تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر ایک جماعت میں سے ایک گروہ نکلے - تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کرے اور اپنی قوم کو ڈرائے - جب وہ ان کی طرف واپس جائے تاکہ وہ بھی بچیں - (سورہ توبہ ۱۲۲)

(حضرت امیر) پچھلی آیات میں جنگ کا ذکر تھا - اس آیت میں جماعت مبلغین تیار کرنے کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جنگ تو ایک وقتی ضرورت ہے - مسلمانوں کے لئے اصل اور مستقل کام جس سے اسلام کی حفاظت اور ترقی ہو سکتی ہے - وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ حاصل کر کے مختلف اقوام میں تبلیغ واشاعت اسلام کی غرض سے نکل جائیں - اور جب ان قوموں میں سے کچھ لوگ اسلام لے آئیں تو پھر وہ بھی دین کو سیکھ کر اپنی اپنی قوم میں اشاعت اسلام کا کام کریں -

(۳) لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم ○

(ترجمہ)

یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے تمہیں جو دکھ پہنچتا ہے وہ اس پر شاق گزرتا ہے - وہ تمہارے لئے بھلائی کا بہت خواہشمند ہے - اور مومنوں پر مہربان رحم کرنے والا ہے - (توبہ ۱۲۸)

(حضرت امیر) جنگ کے ذکر کے بعد یہ آیت لا کر بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو جنگ پسند نہ تھی بلکہ جنگ میں جو انسانی خون بہتا تھا وہ آپ پر بہت شاق گزرتا تھا - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر حالت میں دوسروں کی بھلائی ہی چاہتے تھے - اور اگر دشمن آپ کو مجبور نہ کرتے تو آپ کبھی بھی جنگ کی راہ اختیار نہ کرتے - اس آیت میں ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت محض ایک جنگجو انسان تھے -

(۴) ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر ○

(ترجمہ)

تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا - پھر وہ عرش پر غالب ہے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے - (یونس ۳)

(حضرت امیر) اس آیت میں ثم استویٰ علی العرش کی تشریح یدبر الامر سے کر دی ہے - یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا بھی کیا ہے اور اس کا انتظام بھی کرتا ہے - یعنی اس کا حکم اس میں نافذ ہے اور وہی اس کا قائم رکھنے والا ہے -

(۵) وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم (ترجمہ)

اور اگر تجھے جھٹلائیں تو کہہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل (یونس ۴۱)

(ایک شخص) یہ جواب کیسا ہے ؟

(حضرت امیر) یہاں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنی فعلی شہادت سے بتا دیگا کہ میں دعویٰ رسالت میں سچا ہوں - یا جھوٹا - اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں تو ضرور کفار پر غالب آ ونگا - اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونگا -

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی -

بزم احباب

اٹلی

چودھری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں :-

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کام ترقی کر رہا ہے۔ مختلف لوگ اکثر ملنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ایک تار پرسوں ایک اطالوی اخبار میں دیکھا جسے معہ ترجمہ بھیجتا ہوں۔ سب سے مزیدار ہے۔ خلافت والے ایک عبث کام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ خلیفہ چند ملاؤں کے بنانے سے نہیں بنے گا۔ اول تو دنیائے اسلام میں اسوقت کوئی شخص خلیفۃ المسلمین بننے کا اہل ہی نہیں۔ پھر جس خلیفہ کی تلاش ہندوستانی ملا کر رہے ہیں۔ اسے دیگر ممالک کے مسلمان ماننے کو تیار نہیں۔ یہ نہیں بلکہ خود ہندوستان کے سارے مسلمان اس پر اتفاق نہیں کرتے۔ اور مجھ سے پوچھئے تو خلافت کا نہ ہونا بہتر ہے۔ جس قوم کو اپنی سلطنت اور جان عزیز ہوگی وہ ان ہندوستانی ملاؤں کے پھندے میں نہیں آسکتی۔ سچی بات یہی ہے کہ اسلام کا خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جسے خدا مقرر کرے۔ روحانی ہو یا جسمانی۔ برائے نام روحانی خلیفے تو علی پور، ترنگی، گولڑہ اور قادیان اور ہندوستان کے بہت سے شہروں اور گاؤں میں موجود ہیں۔ یہیں تک نہیں بلکہ ہر ایک ملاں روحانی خلافت کا مدعی ہو رہی جسمانی یا ملکی خلافت۔ نہ معلوم اس سے ملاؤں کا کیا مطلب ہے جہاں تک میرا ذاتی تجربہ دنیائے اسلام کے متعلق ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ مسئلہ خلافت رہے سہے اسلامی اتحاد کو بھی درہم برہم کر کے چھوڑے گا۔ فرض کیجئے کہ سلطان ابن سعود خلیفہ ہو جائے تو اس کو نہ مصری قبول کریں گے۔ نہ ترک، نہ افغان اور نہ ہندوستانی تہران۔ اور اگر سلطان فواد دعویٰ کرے تو وہ ہندوستانی ملاؤں کی تعریف خلیفہ کے مخالف پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ مطلق آزاد نہیں۔ اور اس صورت میں خلیفہ کافروں کے ماتحت ہوگا۔ ترک اس خلافت کو پہلے ہی دھکے دے کر اپنے ملک سے باہر نکال چکے ہیں۔ اور دوبارہ اس جھمیلے سے دور ہی رہنا پسند کرتے ہیں۔ اب رہے امیر امان اللہ خاں صاحب۔ کسی زمانہ میں ان کا خیال تھا کہ وہ خلافت کا دعویٰ کریں لیکن تخت اور تخت برقرار رکھنے کے لئے انہیں بھی اس بلا سے کانوں پر ہاتھ رکھنے پڑے۔ کیونکہ خلافت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ہی افغانستان کی خیر نہ تھی غیر اقوام پسند نہ کر سکتی تھیں۔ کہ مسلمانوں کا خلیفہ ہند اور ترکستان کی حدود پر ہو۔ خود ہند کے غیر مسلم اور مسلمان لوگ اسے شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کہ کہیں خلیفہ جی کے تابعدار ملا نے سنگساری کے فتوؤں سے مسلح ہو کر ہندوستان میں ہڑبونگ نہ مچا دیں۔

خلافت کے شیدائی ملاؤں کی خدمت میں میری تو یہی گزارش ہے کہ ہر ایک ملک اپنی قوم کے لوگوں میں سے ایک ایک خلیفہ مقرر کر دیں یعنی ہندوستان کا خلیفہ علیحدہ، افغانستان کا علیحدہ۔ حجاز، عراق عرب مصر وغیرہ کے علیحدہ علیحدہ خلفا ہوں۔ اور ہر ایک خلیفہ کے ساتھ دو چار ملاں اور پانچ سات پیر بطور مشیر مقرر کر دیئے جائیں جو خلیفہ جی کے استنجے کے ڈھیلوں اور ریالی کے آبخوروں پر سے آسیب فرنگ (یورپ) اپنے عملوں کے زور سے دور کیا کریں۔

افسوس ان ملاؤں کو ذرا شرم نہیں آتی۔ کہ دیگر اقوام دنیا میں آگے بڑھتی اور علوم و فنون میں ترقی کرتی جا رہی ہیں۔ اور یہ لوگ بیچارے مسلمانوں کو پھر قعر مذلت اور تاریکی میں دھکیلنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ علیگڑھ، لاہور اور پشاور کے اسلامی کالجوں کی تباہی میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اگر وہ لاکھوں روپیہ جو یہ لوگ خلافت کے پاکھنڈ پر خرچ کر رہے ہیں۔ ان اسلامی کالجوں پر صرف کریں اور ان میں صنعتی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ یتیم لاوارث بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ قوم میں نظام قایم کر کے ان میں حقیقی اسلام کی روح پھونکی جائے تو پھر بھی کوئی بات بن جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بیرونی ممالک کے مسلمانوں سے بالکل قطع تعلق کر لیں نہیں بلکہ دیگر ممالک اسلامی کے اصلی حالات سے باخبر رہنے کے لئے وہاں اپنے آدمی مقرر کریں۔ جو تجارتی اور اقتصادی تعلقات کو ترقی دیں اور اس طرح باہمی تعلقات سے کوئی صحیح راستہ تلاش کر کے سرگرم عمل ہوں۔

یہ وفد بازی ... ایک بیہودہ چیز ہے جس سے بجز مالی نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ حجاز میں ہزاروں روپے خرچ کر کے دو وفد گئے۔ دونوں سلطانی مہمان رہے خوب دعوتیں کھائیں لیکن مسلمانان عالم یا کم از کم مسلمانان ہند کو ان ہر دو وفود نے کیا دینی یا دنیاوی فائدہ پہنچایا اول تو بحیثیت سلطانی مہمان کے انہیں اصل حالات معلوم کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا دوم باہمی مخالفت کے باعث ان کے جذبات اس قدر تلاطم میں تھے کہ ابتدائی بہار کے اندھے کو سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ ممالک اسلامی میں جب کبھی بیرونی مسلمانوں خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کا وفد جائے۔ تو ان کو بڑے بڑے محلات میں ٹھہرایا جاتا ہے۔ خوب ضیافتیں دی جاتی ہیں اور ان کے کانوں میں صرف ایک ہی بات پھونکی جاتی ہے۔ کہ اصلاحات کے لئے روپیہ درکار ہے۔ اور اس طرح سبز باغ دکھا دکھا کر بیچارے ہندوستانی مسلمانوں کا کچومر نکالا جاتا ہے۔ ایسے ہندوستانی نام نہاد لیڈر جو اپنے آپ کو دنیا جہان کی سیاست کا ماہر سمجھتے ہیں۔ قوم کی اصلی ضروریات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

ملک سرویا

ملک سرویا میں ہماری تبلیغی کتب پہنچ چکی ہیں۔ چنانچہ مفتی عصمت صاحب لکھتے ہیں کہ :-

آپ کے مرسلہ رسالجات پہنچے۔ جن کے لئے بہت مشکور ہوں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک مقاصد میں کامیاب کرے۔ میں ہر طرح سے آپ کی مدد کرنے کو حاضر ہوں۔ دوسرے احباب کو بھی آپ کی کتب پہنچ چکی ہیں۔

عراق عرب

عراق عرب میں برلن مسجد کے لئے چندہ جمع ہو رہا ہے۔ چنانچہ برادر احمد گل صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد برلن کے لئے چندہ جمع کر رہا ہوں امید ہے انشاءاللہ حساب سیارات ختم ہو جانے پر ساری رقوم اکٹھی بھیج دوں گا تبلیغ کا کام بھی کرتا رہتا ہوں۔ مفت تقسیم کا لٹریچر بھیج دیجئے۔ کئی آدمیوں کو ہمارے ساتھ دلچسپی ہے۔ کتب مطلوبہ بھی جلد بھیج دیں۔

فرانس

پیرس کی مسجد قریب الاختتام ہے۔ چنانچہ کے ایس صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط معہ دلچسپ اور مفید لٹریچر کے جو اس کے ہمراہ تھا پہنچا جس کے لئے مشکور ہوں۔ واپسی آپ کے خط کا مفصل جواب لکھوں گا مسجد پیرس قریب الختم ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔

جزیرہ ماریشیش

اس جزیرہ میں احمدیت کی اشاعت کے لئے جو امید افزا فضا پیدا ہو گئی ہے۔ وہ منشی محمد خاں صاحب کے ذیل کے خط سے ظاہر ہے

آپ کا اخبار لائٹ متواتر ملتا رہتا ہے۔ میری لڑکی کے مرنے پر آپ نے اور آپ کی جماعت نے جو ہمدردی ظاہر کی ہے میں اس کے لئے آپ کا اور آپ کی جماعت کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ یہ پہلا ہی موقع ہے کہ ایسی نایاب کتابیں اور آپ کا اخبار "لائٹ" اس ٹاپو میں دیکھا گیا۔ میں نے کتابوں کو اور اخبار کو اس ٹاپو میں تقسیم کر دیا۔ یقین ہے کہ آپ کو بہت مددگار دستیاب ہوں گے۔ بے شک آپ صاحبان اسلام کی ترقی کے لئے نہایت جوش و خروش سے کوشش کر رہے ہیں۔ خداوند کریم ایسے کار خیر کے واسطے آپ صاحبان کو جزائے خیر دے۔ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اسلام کی ترقی کے لئے دل و جان سے کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے لایق شخصوں کے لئے ہم دست بدعا ہیں کہ خداوند کریم ان کو ہمارے سروں پر قایم رکھے۔ ایسے اشخاص کا ہمارے درمیان ہونا گویا قوم کو ایک فخر ہے۔ دوسرے علما لوگوں کو بھی آپ کے ساتھ ہو کر پہلو بہ پہلو کام کرنا چاہیئے۔ بے شک آج اسلام اندھیرے میں ہے۔ غیر قوم کے واسطے ہمارے مولانا صاحب چابک ہیں۔ اخبار لائٹ آج دنیا میں ایک نمونہ ہے۔ جس کے ذریعے غیر اقوام میں ایک نئی روشنی پیدا ہو گئی ہے اور جواب سوالات ایسی خوبی سے دیئے جاتے ہیں جن سے سب شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔ اور کسی کو شکایت کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہندوستان میں کسی نے آج تک ایسا اخبار نہیں نکالا۔ کیا ہی خوب ہوتا اگر ہمارے علما بھی جناب مولانا صاحب کے ساتھ مل کر کام کرتے۔ آپس کے جھگڑوں کو بالائے طاق رکھ دیتے۔ آپ صاحبان نے کیسی خوبی کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ ذرا عقل کو بھی تو کام میں نہیں لاتے۔ یہاں سپریم کورٹ میں ایک مقدمہ بابت مسجد دائر ہوا تھا جس میں بہت سے سوالات نہایت خوبی کے ساتھ حل کئے گئے۔ حضرت مرزا صاحب کی وفات پر ہندوستان کے سب اخبارات نے افسوس کا اظہار کیا تھا اور سب نے متفقہ طور پر مرزا صاحب کو اپنے وقت کا ایک بہت بڑا عالم قرار دیا تھا۔ سب اخبارات عدالت میں پیش کئے گئے تھے۔ ان اخباروں کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب فی الحقیقت اپنے وقت کے سچے ریفارمر تھے۔ کیا کوئی شخص مثال پیش کر سکتا ہے کہ اس وقت آپ کے سوا کون ریفارمر تھا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ولایت، امریکہ، جرمنی وغیرہ ممالک میں جا کر کس عالم نے پیش قدمی کی۔ مرزا صاحب کے پیرو آج کل ایسے کار نمایاں اسلام کے لئے کر رہے ہیں جس سے ہر مسلمان کو خوش ہونا چاہیئے۔ آپس کے جھگڑوں کو چھوڑ کر سب متفق ہو کر کام کریں۔ آپ کے اخبارات کو سب جگہ پھیلا رہا ہوں۔ میرا لڑکا جو کالج میں تعلیم پاتا ہے۔ وہ بھی کوشش کر رہا ہے۔ براہ مہربانی مزید اخبارات و کتب بھیج دیں۔

ملک شام

اس ملک میں بھی احمدیت کی تبلیغ و اشاعت ہو رہی ہے۔ چنانچہ محمد ادیب عبدالعزیز صاحب دمشق سے لکھتے ہیں۔ کہ کتب مسیح موعود اور آپ کا خط مل گیا ہے۔ میں آپ کا اس خدمت اسلام کے لئے۔ جو آپ لوگ مشرق و مغرب میں کر رہے ہیں بیحد مشکور ہوں ......

میں تبلیغ کے سلسلے کے لئے بے حد کوشش کر رہا ہوں اور سلسلے میں داخل ہونے کے لئے ایک اور آدمی پیش کرتا ہوں۔ میری مراد امین سے ہے۔ جو یہاں کا ایک مشہور آدمی ہے۔ اور عراق کے معزز اور مالدار آدمیوں میں سے ہے اور روشن ضمیر ہے۔ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی عرصہ میں سلسلے کے آدمی بڑھانے میں مجھے توفیق عطا فرمائیگا میں آپ کو چند عربی رسائل اور کتب بھیج رہا ہوں۔ جو حال ہی میں یہاں شایع کی گئی ہیں۔

اخبار احمدیہ

ہماری تبلیغی جدوجہد

ہنگری۔ اس ہفتہ ہنگری کے ایک پروفیسر صاحب کا خط آیا ہے جنہوں نے وہاں کے حالات امید افزا لکھے ہیں۔

سرویہ۔ ایک مفتی صاحب جنہیں سلسلہ کا لٹریچر عربی و جرمنی میں بھیجا گیا تھا۔ سلسلہ سے دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

امریکہ۔ ملک نور محمد صاحب ترقی اسلام کے لئے کوشاں ہیں اسی ملک کے ایک نومسلم انگریز نے چند امور دریافت کئے ہیں۔

آسٹریلیا۔ ملک محمد بخش صاحب نہایت جانفشانی سے اشاعت اسلام میں مصروف ہیں۔ ایک معزز صاحب حیثیت انگریز نے اپنی گرہ سے لائٹ کی خریداری منظور کی۔ اور دوسرے انگریز کے نام ملک صاحب نے اپنی گرہ سے اخبار جاری کرایا۔ جزاک اللہ!

فلپائن۔ ایک معزز امریکن نے انگریزی قرآن کا نمونہ دیکھ کر اس کی دو کاپیاں مطالعہ کے لئے طلب کی ہیں۔

اٹلی۔ ایک ماہوار رسالہ نے جو کثیر الاشاعت اور اٹلی کے مستشرقین کی زیر ادارت نکلتا ہے۔ حضرت امیر کے مضمون "احمدیہ موومنٹ اور اس کے مقاصد" کو مکمل اٹلی زبان میں شایع کیا ہے۔ اڈیٹر نے اس پر مختصر لیکن منصفانہ ریمارک دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ اختلاف سلسلہ کے ذکر میں قادیانی اور لاہوری ہر دو گروہوں کے کام کو بیان کر دیا ہے۔

مصر۔ یہاں ایک معزز گھرانے کی خاتون نے نہ صرف خود لائٹ پسند کر کے اس کی خریداری منظور کی ہے۔ بلکہ مصر اور قسطنطنیہ کے معزز گھرانوں کی خواتین میں اسے پہنچانے کی سفارش کی ہے۔

قسطنطنیہ۔ ترکی سیرۃ خیر البشر کا ترجمہ برادر عمر رضا صاحب مکمل کر رہے ہیں احباب نے آپ کی امداد کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ انجمن نے گزشتہ ہفتہ جمع شدہ روپیہ جو ۲۵ پونڈ بنتا تھا انہیں بھیج دیا ہے۔ احباب اگر توجہ کر کے پندرہ پونڈ کا اور انتظام کر دیں تو جماعت کے لئے بڑی عزت کا موجب ہوگا۔ دوسرے لوگوں نے جو کچھ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے حاصل نہ کیا آپ چند سو روپیہ خرچ کرنے سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس وقت وسیع القلب روشن ضمیر اور تعلیم یافتہ ترکوں کے ہاتھوں میں زمام حکومت ہے جو اسلام کی حقیقی خدمت کرنیوالوں کی قدر کرتے ہیں۔ ذرا سی ہمت کرنے سے ترکی میں ہمارا رسوخ بڑھ سکتا ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۔ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ ۔ نمبر ۲۲

جمعیۃ العلما کا نیا شاخسانہ

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

گزشتہ ماہ میں جمعیۃ العلمائے ہند کا سالانہ اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا اس اجلاس میں بہت سی تجاویز منظور کی گئیں جن میں سے ایک اہم تجویز یہ تھی کہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق انگریزی اور دیگر زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم معہ تفاسیر و فوائد شایع کیے جائیں ۔ یہ تجویز مولانا محمد داؤد غزنوی نے ان الفاظ میں پیش کی تھی۔

> جمعیۃ العلماء ہند کا یہ اجلاس اس روزافزوں ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو انگریزی اور دیگر زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے اور ایسے تفسیری فوائد کی اشاعت کے متعلق ملک میں محسوس ہو رہی ہے ۔ جو عام فہم ہونے کے علاوہ تمام دیگر مذاہب کے اعتراضات و شبہات کے رفع کرنے کے لیے کافی ہو ۔ جمعیۃ العلما نے اپنے سابقہ جلسوں میں اس کام کے متعلق ایک تجویز منظور کی تھی ۔ مگر اب تک مالی صعوبت کی وجہ سے اس پر عمل نہ ہو سکا ۔ جمعیۃ کے خیال میں اردو ترجمہ اور تفسیری فوائد تیار کرانے اور پھر مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانے اور پھر شایع کرانے کے مصارف کے لیے کم از کم ایک لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے ۔ جمعیۃ العلما اس ضروری اور عظیم الشان اسلامی خدمت کے انصرام کو نہایت ضروری سمجھتی ہے ۔ اور مخلص درد مند مسلمانوں کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ نہایت سرگرمی کے ساتھ اس کام میں جمعیۃ کا ہاتھ بٹائیں اور جلد از جلد رقوم مذکور فراہم کر دیں ۔ جمعیۃ العلما کا یہ اجلاس صدر و ناظم جمعیۃ کو اختیار دیتا ہے کہ جب مالی حالت اجازت دے تو وہ مجلس عاملہ کا جلسہ طلب کریں اور اس کی رائے اور صوابدید کے ساتھ معتمد و مستند علما کی نگرانی میں ترجمہ و تفسیری فوائد کا کام تیار کرا کے طباعت کی کارروائی شروع کر دیں ۔ تفسیری فوائد کا کام مولانا شبیر احمد صاحب کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ مولانا موصوف کی علامہ سید سلیمان صاحب اعانت کریں گے ۔

اس تجویز کو مذہبی نقطہ نگاہ سے جو اہمیت حاصل ہے ۔ وہ محتاج بیان نہیں ہمارے خیال میں ہندوستان کا ہر مسلمان اس مبارک تجویز کو عزت اور قدر کی نظر سے دیکھے گا ۔ اور دل سے اس بات کا متمنی ہوگا کہ جلد سے جلد اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ کون ایسا بدبخت مسلمان ہے ۔ جو یہ نہیں چاہتا کہ وہ کتاب جو سرچشمہ ہدایت ہے دنیا میں پھیلے اور اہل دنیا ضلالت سے نکل کر ہدایت پر اور تاریکی سے نکل کر روشنی میں آئیں ۔ یہ تجویز مسلمانان ہند کے اندر جس قدر مقبولیت حاصل کرنے کے لایق ہے ۔ وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ جب یہ تجویز اجلاس میں پیش کی گئی ۔ تو مسٹر شہید سہروردی نائب صدر خلافت کمیٹی کلکتہ نے اس کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں زیادہ تر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کو اس وقت کلام پاک کی انگریزی میں ترجمہ کی ضرورت ہے ۔ اس کام کے لیے ایک لاکھ روپے کا تخمینہ کیا گیا ہے ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ مسلمانان کلکتہ اس میں پوری فیاضی سے کام لیں گے اور میں جماعت علما کو مسلمانان کلکتہ کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ وہ اس رقم کو ان شاء اللہ کلکتہ ہی سے پورا کر دیں گے اور اس رقم کے لیے دوسری جگہ اپیل کی ضرورت نہ ہوگی ۔ اس کے بعد مسٹر شہید نے ایک ہزار روپیہ خود دینے کا اعلان بھی کیا ۔ فراہمی چندہ کے لیے کلکتہ میں ایک کمیٹی بھی بن گئی ہے

تجویز کی معقولیت کے تو ہم بھی قائل ہیں ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا جمعیۃ علمائے ہند ایسے عظیم الشان کام کی اہل بھی ہے یا نہیں ۔ اگر اس کے گزشتہ کارناموں کو مدنظر رکھ کر کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کی جائے تو کوئی شخص سوائے اس کے کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ جمعیۃ العلماء طبل بلند بانگ در باطن ہیچ کے مصداق ہے ۔ وہ کونسی تحریک ہے جو جمعیۃ العلما کی طرف سے شروع ہوئی اور کامیاب ہوئی ۔ سب سے پہلے علمائے مجلس خلافت کے ساتھ ہم آہنگی کرتے ہوئے ہجرت کی تحریک کی مگر اس کا جو حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے ۔ ہمارے علمائے کرام کی برکت سے ہزاروں مسلمان بے خانماں ہو گئے ۔ سینکڑوں لقمۂ اجل ہوئے ۔ اگر یہ حضرات صحیح طور پر قوم کی رہنمائی کرنے کے اہل ہوتے تو کیوں اپنی غریب قوم کے ہزارہا نفوس کو اس بیدردی سے تباہ و برباد کرا دیتے ۔ پھر تحریک خلافت اور عدم تعاون میں جو روش علمائے کرام نے اختیار کی وہ بھی کسی طرح مسلمانوں کے لیے مفید نہیں ہوئی ۔ جمعیۃ العلما کے فتوے ہی کی برکت تھی کہ ہزاروں مسلمان ملازمت سے برطرف ہو کر بے روزگار ہو گئے اور ہزارہا جیل میں پہنچ کر مصائب و آلام کا شکار رہے ۔ ان تمام مصائب و نقصانات کے لیے جمعیۃ العلما ہی سب سے زیادہ ذمہ دار ہے ۔ اگر وہ اپنے ناعاقبت اندیش فتاوی سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو خواہ مخواہ مشتعل نہ کرتی تو گزشتہ چند سالوں میں جو کچھ ہماری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا وہ ظہور میں نہ آتا کسی قوم کے جذبات کو بھڑکا دینا تو نہایت آسان ہے ۔ مگر سچا طور پر اس کی قیادت کرنا بہت مشکل ہے ۔ آج تک جمعیۃ علما نے جن جن تحریکات میں حصہ لیا ہے ۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی اپنی اہلیت و قابلیت کا ثبوت نہیں دیا ۔ اور باتوں کو جانے دیجیے صرف اس کام کو لیجیے جو خاص علما کا کام ہے ۔ یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام اور انسداد فتنۂ ارتداد ۔ اس ضروری فریضہ کے ادا کرنے میں جمعیت کو ہندوستان کی تمام دیگر اسلامی انجمنوں سے آگے ہونا چاہیے تھا ۔ مگر وہ ہے سب سے پیچھے ۔ اضلاع آگرہ و متھرا میں جب فتنۂ ارتداد اٹھا تو ہمارا خیال تھا کہ شاید جمعیۃ اس موقعہ پر کسی خاص قابلیت کا ثبوت پیش کرے گی ۔ مگر افسوس کہ اس شعبہ میں بھی ہمارے مذہبی لیڈروں سے کچھ بن نہ پڑا ۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے وہاں ایک اکھاڑہ قائم کیا جس میں اپنی گردن کی رگیں پھلا پھلا کر ایک دوسرے کو کوستے رہے

جمعیۃ کے ان گزشتہ کارناموں کو مدنظر رکھ کر کوئی دانشمند یہ امید نہیں کر سکتا کہ یہ حضرات اس اہم کام کو سرانجام دے سکیں گے ۔ موجودہ جمعیت العلما میں صرف ایک خاص قسم کے چند مولانا ہیں جن کے لیے اگر یہ کام ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ۔ ہاں اگر جمعیۃ العلمائے ہند حقیقی معنوں میں ہندوستان کے علما کی ایک مشترکہ جماعت ہوتی تو اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا نا قرین قیاس ہوتا ۔ لیکن مصیبت یہ ہے ۔ کہ موجودہ جمعیۃ پر قبضہ ایسے لوگوں کا ہے جو ضروریات زمانہ سے محض ناآشنا ہیں ۔ ان کے اندر کوئی بھی ایسا شخص ہمیں نظر نہیں آتا جو قرآن مجید کا ترجمہ یا تفسیر انگریزی زبان یا کسی اور مغربی زبان میں کر سکے ۔

پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر جمعیت العلما چند انگریزی دان حضرات کی خدمات بھی حاصل کرے جو اس کام میں ان کا ہاتھ بٹا سکیں تو پھر بھی کام محض تحصیل حاصل ہوگا ۔ کیونکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس کام کو احسن طریق پر سرانجام دے چکی ہے ۔ اس انجمن کی طرف سے اردو اور انگریزی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے اور تفسیریں شایع ہو چکی ہیں ۔ جو خدا کے فضل سے مقبول خاص و عام ہیں خود جمعیۃ العلما کے اجلاس میں اس تجویز کے وقت اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ احمدیہ انجمن کے اس ترجمہ و تفسیر سے بہت فائدہ ہو رہا ہے چنانچہ اخبار الجمعیۃ جو جمعیۃ العلما کا واحد آرگن ہے ۔ اپنی ۲۲ مارچ کی اشاعت میں لکھتا ہے ۔

> " مولانا شبیر احمد صاحب نے تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کے اطراف و اکناف سے مولانا انور شاہ صاحب و مولانا حسین احمد صاحب کے پاس متعدد خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں دریافت کیا گیا ہے ۔ کہ "کلام پاک کا انگریزی میں کوئی ترجمہ ہوا ہے یا نہیں ہم نے مولانا محمد علی لاہوری (امیر جماعت احمدیہ) کا ترجمہ منگایا ہے ۔ جس سے بہت فائدہ ہوا ۔ اگر کوئی انگریزی معتبر ترجمہ ہو تو بتلایئے "

اب فرمایئے جمعیت العلما کو ایسی کیا ضرورت آ پڑی ہے کہ خواہ مخواہ مسلمانوں کا اس قدر روپیہ خرچ کر کے ایک ایسے کام کو کرنا چاہتی ہے جو ایک جماعت کی طرف سے پہلے کیا جا چکا ہے ۔

مسلمانوں میں یہ مرض عام ہے کہ اگر ایک بھائی کوئی مفید کام کرتا ہے ۔ دوسرا بھائی بھی اسی کام میں مصروف ہو جاتا ہے ۔ اور یہ نہیں سوچتا کہ اس تحصیل حاصل سے کچھ فائدہ نہیں ۔ اگر جمعیت فی الحقیقت خدمت اسلام کا جوش رکھتی ہے ۔ اور اس کی غرض خدمت دین ہے نہ محض شور و شغب تو اسے انگریزی کے علاوہ دوسری مغربی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنا چاہیے ۔ جن میں آج تک قرآن کریم کا ترجمہ نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ بھی اسلامی لٹریچر کی نشر و اشاعت کا میدان ایک حد تک خالی پڑا ہے جس میں جمعیۃ اپنی جولانیاں دکھا سکتی ہے ۔ لیکن انگریزی زبان میں ترجمہ کرنا باسی کڑھی میں ابال کا مصداق ہے اور اس کی بنا بظاہر حسد و بغض پر معلوم ہوتی ہے ۔ واللہ اعلم ۔

پاکوں کے سردار پر ناپاک حملے

کچھ عرصہ سے ہندو قوم کی بعض جماعتوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جو روش اختیار کر رکھی ہے ۔ وہ ان کی متعصبانہ ذہنیت کا ناقابل تردید ثبوت ہے ۔ کچھ عرصہ ہوا کہ لاہور میں ایک آریہ سماجی نے "رنگیلا رسول" نامی کتاب لکھی جس میں سرور عالم کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کیے ۔ جن سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو نہایت صدمہ پہنچا ۔ ابھی اس کتاب کے شایع کرنے والے کے خلاف سرکار کی طرف سے مقدمہ دائر ہے ۔ کہ ناگپور سے ایک اور اسی قسم کی کتاب مرہٹوں نے شایع کر دی ہے ۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک مدت سے مرہٹی زبان کی انسائیکلوپیڈیا کی تالیف و اشاعت کا کام ہو رہا ہے ۔ جس کی سولھویں جلد اب شایع ہوئی ہے ۔ ان سولہ جلدوں میں اسلام ۔ تمدن اسلام، تاریخ اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے ۔ جو دشمنان اسلام کی تحریروں پر مبنی ہے ۔ کسی مسلمان اہل قلم سے کوئی مدد نہیں لی گئی اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے ۔ وہ غلط بیانیوں کا ایک انبار ہے بعض مقامات پر پیغمبر اسلام پر نہایت ناپاک حملے کیے گئے ہیں ۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ آپ ڈاکوؤں کے سردار تھے ۔ اور آپ کا چال چلن نہایت خراب تھا ۔ سیوا جی کے پرستار مرہٹوں سے جن کو شروع ہی سے اسلام کے ساتھ عداوت ہے اس سے بہتر سلوک کی امید نہیں ہو سکتی تھی ۔ شاید وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ جس طرح ان کے پیشوا سیوا جی نے لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کے ذریعہ نام پیدا کیا تھا ۔ دنیا کے دیگر تمام ناموروں نے بھی یہی ناپاک طریقہ اختیار کیا ہوگا ۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ خود شیش محل میں بیٹھ کر کیونکر دوسروں پر پتھر پھینکنے کی جرات کرتے ہیں ۔

ضرورت ہے کہ مسلمان اس مرہٹی انسائیکلوپیڈیا کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اول تو اس کمیٹی کو جو اس کتاب کی تالیف و اشاعت کی ذمہ دار ہے اس کی تصحیح کی طرف توجہ دلائیں ۔ تاکہ آئندہ نسلیں اسلام کے متعلق غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور اگر وہ کمیٹی اس کی تصحیح کے لیے رضامند نہ ہو تو پھر گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائی جائے ۔ اور اگر اس میں بھی کامیابی نہ ہو تو پھر مسلمانوں کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس کتاب کی تمام غلط بیانیوں کی تردید کتابی صورت میں شایع کریں ۔

مولویوں اور پیروں کے لئے ایک قابل تقلید مثال

ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ مارچ کے شروع میں جناب خواجہ حسن نظامی دہلوی کی دعوت پر مولانا عصمت اللہ صاحب احمدی بغرض تبلیغ احمد آباد کے علاقہ میں تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ اس علاقہ میں بمقام نایا نو مسلم گراسیہ راجپوتوں کی جو کانفرنس ہوئی تھی اس کا ذکر خود مولانا موصوف کی زبانی کسی گزشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے۔ اب خواجہ صاحب نے اپنے سفر احمد آباد کے شب نامچہ میں ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جس کو ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

مسجد میں پہلے عشا کی نماز پڑھی۔ پھر تقریر شروع کی بادلوں نے اپنی بوندوں کو بھیجا کہ تم بھی اس تقریر کو سنو۔ مگر مجھے دیکھو کہ سب آدمیوں کو لے کر مسجد کے اندر آ گیا اور منبر کے سامنے بیٹھ کر شادی غمی کی مسرفانہ رسم کی اصلاح کی نسبت تقریر کی۔ مجمع خاصا تھا۔ لوگوں پر اثر بھی اچھا ہوا۔ میرے بعد جناب مولانا عصمت اللہ صاحب نے تقریر فرمائی۔ جو آج ہی لاہور سے نایا جانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان کی تقریر حاضرین کو اس قدر پسند آئی کہ سب مجھ کو بھول گئے۔ اور مجھے ان کی اس مقبولیت سے پیروں کے دستور کے خلاف کچھ فکر نہ ہوا بلکہ خوشی ہوئی۔ (”درویش“ ۱۵ مارچ)

گو اس تحریر میں خواجہ صاحب نے اس دستور کو پیروں ہی تک محدود رکھا ہے کہ وہ لوگوں میں کسی دوسرے کی مقبولیت نہیں چاہتے۔ مگر ہمارا خیال یہ ہے کہ پیروں سے زیادہ مولوی اس مرض میں گرفتار ہیں۔ اگر مولویوں میں یہ خوفناک مرض نہ ہوتا تو فتنۂ ارتداد کے موقعہ پر مختلف انجمنوں کے کارکنوں کا باہمی تصادم کیوں ہوتا۔ یہی وہ مرض ہے جس کے باعث حفاظت و اشاعت اسلام کے کام میں بے حد مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ ہمارے خیال میں حفاظت اسلام کے کام میں جو طرز عمل خواجہ حسن نظامی صاحب نے اختیار کر رکھا ہے وہ نہایت ہی مفید اور دانشمندانہ ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ہندوستان کے تمام پیر اور مولوی اس پر عمل درآمد کریں۔ خواجہ صاحب اس فریضہ کی ادائیگی میں مسلمانوں کی ہر جماعت کے ساتھ اشتراک عمل کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور عملی طور پر بھی اس آمادگی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ہماری اپنی انجمن کا طرز عمل بھی یہی ہے۔ کاش دوسری اسلامی انجمنیں بھی اس وسیع النظری سے کام لیتیں۔

ہندو ذہنیت کی خطرناک حالت

اس بات سے ہمیں انکار نہیں کہ ہندو قوم میں بعض خوبیاں بھی ہیں۔ لیکن اس کے اندر ایک بات ایسی بُری پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اس کی خوبیوں کو بھی فنا کر رہی ہے۔ وہ بُری بات اچھوت پن کی لعنت ہے۔ جب تک یہ مخرب الاخلاق عقیدہ اس قوم کے اندر رائج ہے اس سے کسی بہتر اخلاق کی امید نہیں جا سکتی۔ ہندو قوم کے اندر بغض، کینہ، حسد، خود پسندی وغیرہ جس قدر اخلاق ذمیمہ پائے جاتے ہیں وہ سب اسی چھوت چھات کی لعنت کا نتیجہ ہیں۔ اس اچھوت پن کے عقیدے کی برکت سے اس قوم کی ذہنیت جس خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے وہ ایک ہندو ایڈیٹر کی ذیل کی تحریر سے ظاہر ہے۔

چھوا چھوت نئی دھرم کی سکھشا نہیں ہے۔ بلکہ شاستروں میں اس امر کا ذکر آیا ہے کہ پراچین زمانہ میں بھی انتیج (اچھوت) تھے۔ اور عام طور پر شمشان بھومی (مردے جلانے کی جگہ) میں رہتے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اگر کوئی اچھوت مسلمان اور عیسائی ہو کر ہندوؤں سے ملتا ہے تو وہ اس سے نفرت نہیں کرتے تو یہ غلط ہے ایک اچھوت مسلمان اور عیسائی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور اگر یہ درست ہے کہ ہندو ایسا کرتے ہیں تو یہ کمزوری ہے۔ زندگی نہیں موت ہے اگر ہم اچھوتوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں تو ہمیں عیسائیوں اور مسلمانوں کا مکمل طور پر بائیکاٹ کرنا ہوگا۔ اور یہ بھی کہہ دینا ضروری ہے کہ ہندو شاستر کاروں کی نظر میں مسلمان اور عیسائی اچھوت ہیں۔ (جاگرت ۲۴ مارچ)

مسلمان تو ایک مالوی جی ہی پر افسوس کرتے تھے کہ انہوں نے ہندو مہاسبھا کے اجلاس دہلی میں یہ کہہ دیا کہ ”میں چماروں کو فرنگیوں اور مسلمانوں سے اچھا سمجھتا ہوں“ مگر یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ایک مالوی جی ہی پر کیا موقوف ہے۔ ہندو قوم کا سواد اعظم اسی رنگ میں رنگین ہے۔ برادران وطن کی یہ ذہنیت ملک و قوم کی ترقی میں جس قدر مانع ہوئی ہے اور آئندہ ہوگی وہ سب پر روشن ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں اور عیسائیوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی اس ہمسایہ قوم کی ذہنیت کو درست کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کریں۔

”ایجاد بندہ اگرچہ گندہ“

سوامی دیانند جی نے ہندو دھرم میں جو بہت سی نئی باتیں ایجاد کی ہیں ان میں سے ایک شدھی بھی ہے۔ گو آریہ سماجی مسلمانوں اور سناتن دھرمیوں کے مقابلہ میں آکر تو اس بات کو نہیں مانتے کہ شدھی ”ایجاد بندہ اگرچہ گندہ“ کے مصداق انکے مہارشی جی ہی کی ایجاد ہے مگر اندرونی طور پر وہ اس بات کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ بھائی پرمانند ایم۔ اے کا ایک مضمون ”آریہ گزٹ“ مورخہ یکم اپریل میں ”آریہ سماج کا مقصد“ کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

ہندوؤں کا عقیدہ اب تک یہی تھا اور تا حال کروڑہا نفوس کا ہے کہ جو آدمی ہندو دھرم میں پیدا ہو وہی ہندو ہے۔ غیر ہندو ہندو نہیں بن سکتا۔ بلکہ اگر کوئی ہندو مسلمان یا عیسائی ہو جائے تو وہ اتنا بھرشٹ ہو جاتا ہے کہ پھر ہندو نہیں بن سکتا“

اس تحریر کا مطلب بالکل واضح ہے۔ کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ اس میں بھائی جی صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ اصلی ہندوؤں کا یہی عقیدہ تھا اور اب تک ہے۔ کہ ہندو دھرم میں شدھی ہرگز جائز نہیں۔ جو آریہ سماج کی طرف سے کی جا رہی ہے واقعی قدیم ہندوؤں کا یہی عقیدہ تھا اس عقیدہ کے خلاف سب سے پہلے جس شخص نے بغاوت کی وہ سوامی دیانند جی تھے انہوں نے اس عقیدہ کو بالائے طاق رکھ کر اسلام اور عیسائیت کی نقل کی اور بقول بھائی جی آریوں کو حکم دیا کہ ”تم سب کو آریہ بناؤ“

اسلام اور پنڈت بھیم سین ودیالنکار

قرآن کریم کی تعلیم ایسی ارفع اور اعلیٰ ہے کہ بعض وقت اسلام کے دشمن بھی اس کی برتری کی شہادت دینے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں سے پنڈت بھیم سین ودیالنکار ہیں۔ پنڈت جی اپنے ایک مضمون کے شروع میں لکھتے ہیں:۔

کسی بھی سوسائٹی و تحریک کی طاقت اس کے سدھانتوں (اصولوں) میں ہوتی ہے۔ اسلام کی طاقت اس کی توحید اور قرآن کی تعلیم میں تھی۔ ان سدھانتوں کی طاقت پر بے خوف ہو کر مسلمانوں نے رشتہ داروں، دوستوں حتیٰ کہ کسی کی پروا نہ کی۔ اس لئے ان پڑھ اور غیر مہذب ہونے پر بھی وہ بہت زور سے پھیلے۔ مذہب کے معاملہ میں انہوں نے دوستوں، دولتمندوں حتےٰ کہ بادشاہوں تک کا لحاظ نہیں کیا۔ اصول کے سامنے انہوں نے کبھی کسی دنیاوی طاقت کی پروا نہیں کی۔ (اخبار آریہ ویر۔ ۱۳ مارچ ۱۹۲۶ء)

اس عبارت میں پنڈت جی نے اسلامی توحید، قرآنی تعلیم اور مسلمانوں کی بے خوفی اور ثابت قدمی کی جو تعریف کی ہے وہ تو ظاہر ہے۔ ان پنڈت صاحب کو مسلمان ”ان پڑھ اور غیر مہذب“ بھی نظر آئے ہیں۔ سو اس کے متعلق ہم ان کو بتاتے ہیں کہ مسلمان لاکھ غیر مہذب سہی مگر وہ پھر بھی آپ کے قدیم بزرگوں سے زیادہ مہذب تھے۔

اوپر کی عبارت میں پنڈت جی نے اسلام اور مسلمانوں کی جو تعریف کی ہے اگر اسی پر اکتفا کرتے تو آریہ سماج کی ملامت کا نشانہ بن جاتے اس لئے ضروری تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ اسلام کے خلاف بھی لکھ دیتے۔ چنانچہ آپ اسی مضمون میں آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

”آریہ سماج اسلام اور سکھ دھرم کی طرح اندھ وشواش سے نہیں پھیل سکتا“

پنڈت جی! آپ پر افسوس ہے۔ کہ آپ نے اس فقرہ میں صداقت کا خون کر دیا ہے۔ اسلام اندھ وشواش سے نہیں بلکہ اپنی اسی طاقت کے زور سے پھیلا ہے۔ جو بقول آپ کے ”اس کی توحید اور قرآن کی تعلیم میں تھی“۔

عیسویت کے خلاف روسی پروپیگنڈا

(ترجمہ از اطالی اخبار)

ماسکو ۹ مارچ۔ ماسکو کا اخبار ”بس پوشنیک“ اپنی ایک خاص اشاعت میں عیسائی پادریوں کو یورپین امپریلزم کا چین میں ایجنٹ لکھتا ہے۔ اور تیسری مجلس بین الملل کے کارکنوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ممالک شرق سے عیسویت کے اثر کو زائل کرنے کے لئے بہت زور سے پروپیگنڈا جاری کریں۔ اس اخبار (یعنی بس پوشنیک) کو روسی حکومت کی طرف سے مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔ اور ٹیکس معاف ہیں۔ اور اس کے بہت سے پرچے بطور پروپیگنڈا بیرونی ممالک میں بلاقیمت تقسیم کے لئے بھیجے جا رہے ہیں۔ چونکہ اسے چین میں عیسویت کے خلاف زور سے پروپیگنڈا جاری کر رکھا ہے اس لئے اب اس اخبار کا چینی ایڈیشن شنگھائی سے روسی سفارت متعینہ پیکن کی امداد سے جاری کیا گیا ہے اس کی اشاعت معقول تعداد تک پہنچ گئی ہے۔ تمام چینیوں کو مخاطب کر کے یہ پرچہ بعنوان ”کس طرح عیسویت کے خلاف جنگ کی جائے“ لکھتا ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے جو مالی امداد بطور خیرات چینیوں میں تقسیم کی جائے اسے عطا سے تو ملقائے تو کہہ کر واپس کر دیا جایا کرے۔ اور عیسائیت کے تمام انسٹی ٹیوشنوں کا تام مقاطعہ کر دیا جائے۔ عیسائی سکولوں میں بچوں کو تعلیم کے لئے نہ بھیجا جائے۔ سب چینیوں کو چینی کمیونسٹ پارٹی کا ممبر بننا چاہیئے اس جریدہ نے امریکن عیسائی مشنوں کے اعداد و شمار جنوری ۱۹۲۶ء تک کے حسب ذیل دیئے ہیں:۔

مشنری عورتیں	۳۰۴۳
مشنری مرد	۱۹۰۸۸
گرجے	۳۲۶۷
سکول	۲۱۹۸
جملہ طلبہ کی تعداد	۲۰۶۰۷۹

دوسرے ممالک یعنی فرنچ، بلجی، ہسپانوی پادریوں کو بھی اگر اس میں شامل کر لیا جائے تو چار لاکھ کے قریب عیسائی پادری چین میں عیسویت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ممالک غیر کے پادریوں کا مقاطعہ کرنے کے علاوہ چینی عیسائیوں کے مقاطعہ کا بھی مشورہ دیتا ہے جو قلیل التعداد ہیں اور سرمایہ دار عیسائیوں کے ایجنٹ ہیں۔ مدعا یہ ہے کہ عیسویت کا ہر ایک نشان ملک چین سے مٹا دیا جائے۔ (اقبال)

ضروری اعلان

جناب چودھری ظہور احمد صاحب جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور یکم اپریل سے چھ ماہ کی رخصت پر تشریف لے گئے ہیں۔ اور خاکسار کو چارج دے دیا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ تمام خط و کتابت دفتر کی صرف سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر کی جائے۔ نام بالکل نہ لکھا جائے۔ ورنہ خطوط کی تعمیل میں دیر ہو جایا کرے گی۔ اور روپیہ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور آنا چاہیئے۔ چودھری صاحب کے ذاتی خطوط و منی آرڈر ان کے نام بھیجے جائیں۔ ان میں ان کا عہدہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ دفتر میں آ جاتے ہیں اور یہ بھی دیر کا موجب ہوتا ہے۔

سید غلام مصطفٰے۔ قائم مقام جائنٹ سکرٹری

۷ اپریل ۱۹۲۶ء

جواہر ریزے

غالبؔ ایک بڑے فلسفی شاعر ہوئے ہیں۔ آپ کا ایک شعر ہے۔ ؎

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے ٭ نالہ پابند نے نہیں ہے

ہمیں اس قول کی صداقت پر یقین تھا اور آج تک ہم یہی سمجھتے تھے کہ واقعی "نالہ پابند نے نہیں ہے" مگر ۱۴ اپریل کے الفضل سے معلوم ہوا کہ جناب غالبؔ کا یہ خیال غلط تھا۔ نالہ نہ صرف پابند نے بلکہ پابند ردیف و قافیہ بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ معاصر موصوف کے کالموں میں ایک صاحب نے "غیر مبائعین کی ستم رانیوں پر نالہ نیمکش" کیا ہے۔ نالہ اسقدر طویل ہے کہ گویا امیر حمزہ کی داستان ہے مگر ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ نالہ کرنیوالے صاحب کے دل کا بخار ابھی پورے طور پر نہیں نکلا۔ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ صرف تمہید ہے اور اصل داستان ابھی باقی ہے جو آپ کو از بر یاد ہے اور کسی اور موقعہ پر سنائیں گے اس لئے تو آخر میں فرمایا ہے ؎

"داستان ماسبق فرصت میں سن لینا کبھی
ابتداء سے انتہا تک ہم کو از بر یاد ہے"

دیکھئے یہ داستان کب سنائی جاتی ہے۔ ہمیں تو سننے کی "فرصت" ہے شوق سے سنائیے۔ لیکن شرط یہ ہے ہمارے سننے کے لئے بھی "فرصت" نکالئے اور دربار خلافت سے یہ اجازت حاصل کیجئے کہ مبائعین ہماری بھی سنا کریں

ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں دیوسماج کے پیرو مرشد "بھگوان دیو آتما" کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ وہ خدا کو جواب دیکر خود خدا بنے بیٹھے ہیں اس پر لاہور کا دیوسماجی اخبار اپنے بھگوان کے گن گاتے ہوئے لکھتا ہے کہ اخبار پیغام صلح نے "بھگوان دیو آتما کے متعلق یہ جھوٹ لکھا ہے کہ وہ خود خدا بنے بیٹھے ہیں" لیکن لطف یہ ہے کہ یہی اخبار اپنی اسی اشاعت میں ایک کتاب پر ہمدردانہ ریویو کرتا ہے۔ جس کا نام ہے "انسانی دنیا کے لئے بھگوان دیو آتما ایک اور صرف ایک سچے معبود کیوں ہیں" اس ریویو میں لکھا ہے کہ تمام مذاہب کے کہلانے والے معبود کسی بھی نیکی پسند اور سمجھدار شخص کے لئے قابل پرستش نہیں ہو سکتے اور زمانہ کے ساتھ ایک ستیہ دیو بھگوان دیو آتما کو ہی ترقی یافتہ انسانیت اپنا معبود قبول کریگی۔ چوتھے باب میں سچی نیچر اور سچے معبود بھگوان دیو آتما کے متعلق کچھ خاص اور نرالے گیت دئے گئے ہیں" دیوسماجی صاحب؟ اب بتلایئے کہ ہم نے جھوٹ لکھا ہے یا آپ نے۔ جب آپ جیسے شردالو دیوسماجی "بھگوان دیو آتما" کو نہ صرف سچا معبود مانتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی انکی معبودیت کا ڈھنڈورہ پیٹ کر انکو معبود منوانا چاہتے ہیں اور بھگوان صاحب ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنے بیٹھے ہیں اور اپنے اندھ وشواسی شردالوں کے بیانات کی کوئی تردید نہیں کرتے تو پھر ہمارے اس بیان کی صداقت میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے کہ "بھگوان" صاحب خدا کو جواب دیکر خود خدا بنے بیٹھے ہیں۔

گذشتہ ماہ مراد آباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس تھا۔ قرعۂ صدارت پیر جماعت علی شاہ سنی پوری کے نام پڑا۔ اس موقعہ پر آپ نے "فی البدیہہ خطبہ صدارت" ارشاد فرمایا جسے انجمن خدام الصوفیہ نے شائع کیا ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے۔ صادق اور کاذب نبی کے امتیازی نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سچا نبی یکدم نبوت کا دعویٰ کر دیتا ہے مگر برخلاف اس کے جھوٹا نبی آہستہ آہستہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے پہلے محدث بنتا ہے۔ پھر مجدد اور آخر میں نبی۔ اب اگر اس معیار کو صحیح تسلیم کیا جائے تو دیکھنا یہ ہے کہ خود پیر صاحب کیا ثابت ہوتے ہیں اسی خطبہ صدارت کے شروع میں پیر جی کی شان میں لکھا ہے "حضرت حافظ حاجی صوفی سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی۔ مجددی۔ قادری محدث علی پوری" اب پیر جی بتائیں کہ ان کے مرید جو ان کو محدث لکھتے ہیں تو یہ ان کا اپنا دعویٰ ہے یا پیران نمے پرند مریداں مے پرانند کا معاملہ ہے۔ اگر صورت اول ہے تو پھر اس دعویٰ محدثیت کو دعوے نبوت کا پیشرو کیوں نہ سمجھا جائے۔ اور اگر دوسری صورت ہے تو پیر جی کا فرض ہے کہ اپنے مریدوں کی خبر لیں جو ان کے متعلق ایسی غلط فہمی پھیلا رہے ہیں

اس "فی البدیہہ خطبہ" میں "محدث علی پوری" نے اہل سنت والجماعت کو چھوڑ کر تمام اسلامی فرقوں کو جو فی البدیہہ بے نکت سنائی ہیں وہ ٹھیک محدثیت ہی کے شایان شان ہیں۔ یوں تو وہابیوں۔ نیچریوں۔ دیوبندیوں۔ چکڑالویوں احمدیوں۔ خارجیوں۔ رافضیوں۔ کسی کو بھی خالی نہیں چھوڑا مگر وہابیوں پر خاص نظر عنایت کی ہے۔ ایک جگہ ان پر اعتراض کیا ہے "یہ اپنے آپکو اہل حدیث سے پکارتے ہیں جو نام قرآن پاک میں کسی جگہ نہیں ہے" پیر جی نے امنزہ تو کر دیا"

مذاکرۂ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی قلم سے)

گزشتہ سے پیوستہ

(۲)

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما

مرزا رمضان علی صاحب

سوال نمبر ۹۔ کیا اس آیت میں جو ابوت حقیقی کی نفی خاص مردوں سے کی گئی ہے۔ اگر اس کے بدلہ میں کچھ رب العزت سے مل سکتا ہے تو اس کے مستحق مرد ہی ہو سکتے ہیں یا غیر آن

جواب۔ اس سوال میں کئی باتیں آپ مبہم سی کر گئے۔ اول تو یہ ابوت حقیقی آپ نے کہاں سے نکالی۔ شاید غلطی سے ابوت جسمانی کو آپنے ابوت حقیقی فرمایا ہے دوسرے آپ فرماتے ہیں کہ "اگر اس کے بدلہ میں کچھ رب العزت سے مل سکتا ہے تو اس کے مستحق مرد ہی ہو سکتے ہیں یا غیر آن" یہ "غیر آن" آپ نے کیا فرما دیا۔ مرد کے مقابلہ میں "عورت" آپ صاف طور پر کیوں نہیں فرماتے ایسی بتدریج جرح کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ کے دماغ میں یہ بات رچ گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کی ابوت جسمانی کے انکار پر امت کو کچھ ملنا چاہیئے کیا ساری امت نے متفق ہو کر کہا تھا کہ آنحضرت صلعم ہمارے جسمانی باپ ہیں۔ اور خدا نے اس کا انکار کر کے امت کے تمام لوگوں کے خیالات کو سخت صدمہ پہنچایا اس لئے اس کے بدلہ میں امت کو اب کچھ معاوضہ ملنا چاہیئے۔ یا اصل یوں ہے کہ محمد مصطفےٰ صلعم کی جسمانی ابوت کے انکار کی وجہ سے بظاہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک قسم کی نعمت سے محرومی نظر آتی تھی جس کے بدلہ میں خود آنحضرت صلعم کو کوئی ایسا انعام ملنا چاہیئے تھا جو سب کی تلافی کر دے۔ یہ فیصلہ اب میں آپ پر اور ہر ایک صاحب فہم شخص کی عقل اور انصاف پر چھوڑتا ہوں۔

سوال نمبر ۱۰۔ کیا ابوت روحانی کے وارث امت کے کل مرد ہو سکتے ہیں یا بعض۔ بعضیت کی صورت میں اس کے وجوہ۔

جواب۔ میں "ابوت روحانی کے وارث" کا مطلب نہیں سمجھا۔ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ امت کے افراد بھی امت کے روحانی باپ ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ خاتم النبیین فرما کر اللہ تعالےٰ نے بتلا دیا کہ قیامت تک امت کے روحانی باپ صرف آنحضرت صلعم ہیں اور بس۔ اور اگر اس سے مراد روحانی بیٹے ہیں تو امت کا ہر ایک فرد جو آپ کا متبع ہے آپ کا روحانی بیٹا ہے۔

سوال نمبر ۱۱۔ کیا اس ورثہ ابوت روحانی سے طبقہ اناث کو محروم نہیں رکھا گیا۔

جواب۔ ہرگز نہیں۔ امت کی ہر ایک عورت جو آپ کی اتباع کرتی ہے آپ کی روحانی بیٹی ہے۔ جسمانی ابوت کی نفی میں مردوں کو اس لئے مخصوص کیا گیا تھا کہ طبقہ اناث میں بعض وہ بھی تھیں جن کے آپ جسمانی باپ بھی تھے یعنی آپ کی صاحبزادیاں۔ مگر جب ابوت روحانی کا ذکر کیا تو وہاں صرف رسول اللہ فرما کر اس تخصیص کو اڑا دیا۔ وہاں رسول اللہ "الی رجالکم" نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف رسول اللہ فرما کر آپ کی ابوت روحانی کو مرد اور عورت دونو کے لئے عام کر دیا۔

سوال نمبر ۱۲۔ کیا وجہ ہے کہ طبقہ اناث کو اس ورثہ روحانی سے ممنوع رکھا گیا ہے۔

جواب۔ اس کا جواب سوال نمبر ۱۱ میں آ چکا۔ طبقہ اناث کو ورثۂ روحانی سے ہرگز محروم نہیں رکھا گیا۔

سوال نمبر ۱۳۔ کیا قرآن مجید ورثہ روحانی رسول اللہ صلعم کا کچھ پتہ دیتا ہے اگر ہے تو کہاں اور وہ کیا چیز ہے۔

جواب۔ سب کچھ پتہ دیتا ہے۔ رسول اللہ صلعم کے ورثۂ روحانی کا پتہ چاہتے ہیں تو اٹھارواں پارہ سورۂ مومنون کا پہلا رکوع پڑھ لیں۔ سب کچھ پتہ لگ جائیگا اور اگر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کیا چیز ہے۔ تو سن لیجئے کہ وہ ہے "فلاح"۔

سورۂ مومنون یوں شروع ہوتی ہے۔ کہ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون۔ الخ پہلی نو آیات میں مومنون کے فلاح حاصل کرنے کے مراتب اور درجات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون یعنی جو مومن یہ تمام مراتب ترقیات روحانی کے طے کر لیتے ہیں وہ فلاح پا جاتے ہیں اور جو فلاح پا جاتے ہیں وہ ہی ہیں جو حقیقی وارث ہیں۔ وہ فردوس کی میراث پائینگے اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے خود قرآن مجید کی غرض و غایت ھدی للمتقین فرما کر پھر اس ہدایت پر عمل کرنے والوں کا انتہائی مقام یہی فرمایا کہ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون یعنی یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں اور حقیقت بھی یونہی ہے کیونکہ فلاح کے معنے ہیں انسان کی مخفی استعدادوں کا ظہور میں آ جانا اور جن کمالات کے حصول کے لئے وہ دنیا میں آیا ہے اس کو پا لینا۔ پس آنحضرت کا اگر کوئی ورثہ روحانی ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہو سکتا ہے جسے قرآن نے فلاح کے نام سے تعبیر فرمایا ہے اور جس کے لئے قرآن کا نزول اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا ظہور ہوا تا انسان اپنے اس کمال کو حاصل کر لے جسکے لئے اس کے اندر مخفی استعدادیں اور قوتیں رکھی گئی ہیں پس جو انسان اس فلاح کو حاصل کر لیتا ہے وہی ہے جس کے لئے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ اولئک ھم الوارثون یہی ہیں جو حقیقی وارث ہیں۔

بابو لال خان صاحب کلرک فورٹ سنڈیمن

سوال نمبر ۱۔ خطبہ الہامیہ کے سرورق پر ہے ھذا ھو الکتاب الذی الہمت حصة منه من رب العباد۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس کا کچھ حصہ الہامی ہے بالتشریح بتایا جائے کہ کونسی عبارات الہامی ہیں اور کونسی غیر الہامی۔

جواب۔ اول تو یہ جان لینا چاہیئے کہ خطبہ الہامیہ سے مراد یہ نہیں کہ وہ خطبہ الہام ہوا تھا۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ الہام کے ماتحت خدا کی مدد سے پڑھا گیا تھا اس کی تشریح خود حضرت مسیح موعود نے حقیقة الوحی نشان ۱۶۵ میں فرما دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید اضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا کلام افصحت من لدن رب کریم یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کی اسی وقت اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نورالدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی۔ اے اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔ جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہو گی۔ سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا۔ یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا۔ خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبات الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھایا اور کوئی اسکی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔"

اب آپ یہ پوچھتے ہیں کہ اس کتاب خطبہ الہامیہ میں وہ حصہ کونسا ہوگا جو خدا کے الہام کے ماتحت خدا کی مدد سے عین عید کی نماز کے بعد پڑھا گیا سو واضح ہو کہ وہ حصہ کتاب خطبہ الہامیہ کے ۳۸ صفحہ تک ہے۔ اس سے آگے نہیں۔

نقد و تبصرہ

مراسلات

سنگاپور کا مقدمہ

گذشتہ سے پیوستہ

(۴)

چوتھی پیشی کا سارا دن ایک عربی کے معلم حاجی محمد ابراہیم کی شہادت لینے ہی میں گذر گیا۔ اس معلم نے بیان کیا کہ داؤد شاہ کی آمد پر مسلمانوں کے اندر بہت جوش پیدا ہو گیا تھا۔

گواہ نے سنیوں کی بعض مستند کتب کا حوالہ دیکر بیان کیا کہ جو شخص نادانی ضد یا مخول سے کفریانہ اقوال کو قبول کرتا ہے اور جو شخص ایک کافر کی تعریف کرتا ہے اور جو شخص علما کی توہین کرتا ہے۔ وہ سب کافر ہیں۔ اگر ایک شخص کافر کے اقوال سے خوش ہوتا ہے تو وہ اس فعل سے مرتد ہو جاتا ہے چاہے وہ ان اقوال پر ایمان نہ لائے۔ اگر کوئی شخص کفریانہ اقوال بکتا ہے خواہ وہ ان پر ایمان نہ رکھتا ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ زندیق وہ ہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی کا انکار کرے۔ وہ شخص بھی زندیق ہوتا ہے جو اپنے اصلی عقاید کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اصول مقررہ کے خلاف اپنے دلائل کو دلکش پیرائے میں پیش کرتا ہو ایک زندیق کے گناہ معاف نہیں ہو سکتے۔ دوسرے کافروں کے گناہ اگر وہ توبہ کریں تو معاف کئے جا سکتے ہیں مگر جو لوگ انبیاء کے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔ ان کے گناہ معاف نہیں ہونگے۔ اور جو لوگ انبیاء کے ساتھ استہزا کرنے والوں کی سزا میں شک کریں وہ بھی کافر ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ خدا کے پیغمبروں یا ان کی کتابوں کی توہین کرتے ہیں وہ ہرگز بخشے نہیں جائیں گے بلکہ انہیں موت کی سزا دیجائیگی۔

گواہ نے بیان کیا کہ قرآن شریف کا سوائے عربی کے کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا حرام ہے۔ جو اشتہارات مستغیثوں کی طرف سے شائع کئے گئے تھے ان میں داؤد شاہ کی تائید کی گئی ہے۔ جب گواہ سے استفسار کیا گیا کہ اگر داؤد شاہ کو کافر فرض کر لیا جائے تو ان اشتہارات سے مستغیثوں کے مسلمان ہونے پر کیا اثر پڑیگا تو اس نے جواب دیا کہ اگر مستغیث داؤد شاہ کے عقائد پر ایمان لائیں اور ان پر عمل کریں تو وہ بھی داؤد شاہ جیسے ہی ہونگے۔ اگر انہوں نے ان عقائد کو شائع کیا مگر ان پر ایمان نہ رکھتے تھے تو وہ کافر ہیں مگر ایسے کافر کہ اگر وہ توبہ کریں تو ان کے گناہ بخشے جا سکتے ہیں نیز گواہ نے بیان کیا کہ داؤد شاہ کے ٹائٹل ترجمۃ القرآن میں ایسے عقاید کی اشاعت کی گئی ہے جو اہل سنت والجماعت میں نہیں پائے جاتے۔ نہ تو اس ترجمہ میں قادیانی عقاید کی تائید پائی جاتی ہے اور نہ مجھے اس میں کوئی ایسی تحریر نظر آئی ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ داؤد شاہ قادیانیوں سے تعلق رکھتا ہے۔

گواہ نے ان فتاویٰ کی نقول بھی پیش کیں جو ہندوستان کے بعض علماء نے قادیانیوں کے متعلق دے رکھے ہیں۔

مسٹر کیمبل نے اعتراض کیا کہ یہ فتوے بطور شہادت نہیں پیش کئے جا سکتے کیونکہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ نقول صحیح ہیں اور اس بات کو بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ کسی عالم کی رائے جو فتویٰ کی صورت میں ہو مقدمہ کے متعلق ہے۔

مسٹر منڈل نے اس بات کو تسلیم کیا کہ وہ اس بات کو ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ نقول صحیح ہیں۔ غرض ان کے شامل مسل کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔

پمفلٹ میں صرف ایک اچھی نصیحت دی گئی ہے

مسٹر کیمبل کے جرح کرنے پر گواہ نے کہا کہ میں ملزم کو جانتا ہوں۔ وہ نہ مذہب اسلام کا عالم ہے اور نہ ان مذہبی کتب سے واقفیت رکھتا ہے جن کا میں نے حوالہ دیا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ملزم اسقدر تعلیم یافتہ ہے کہ وہ بغیر مدد کے پمفلٹ زیر بحث لکھ سکے۔ میرے خیال میں اس پمفلٹ میں مستغیثوں کو کافر نہیں کہا گیا۔ اس میں انہیں صرف ایک اچھی نصیحت کی گئی ہے۔

جب اس گواہ سے دریافت کیا گیا کہ آیا مستغیث مسلمان ہیں تو اس نے جواب اثبات میں دیا۔ اس نے کہا کہ مذہب اسلام کے ضروری عقاید یہ ہیں کہ خدا ایک ہے۔ محمد رسول اللہ خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔

مسٹر کیمبل: کیا حیات مسیح کا عقیدہ ضروری عقیدہ ہے؟ اس کے لئے سند کہاں ہے؟

گواہ: قرآن کی پانچویں سورت کا آخری حصہ وہاں یہ صاف الفاظ میں بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے۔

مسٹر کیمبل نے سیل صاحب کے ترجمۃ القرآن کا جس کی پہلی اشاعت ۱۷۳۴ء میں طبع ہوئی تھی۔ حوالہ دیتے ہوئے اس کے اسی قول کو پیش کیا کہ اس بارے میں مسلمانوں کے اندر اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ آیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام مر گئے ہیں یا نہیں۔ مسٹر کیمبل نے گواہ سے دریافت کیا کہ کیا اس مسئلہ کے متعلق تین صدیوں سے بحث ہوتی چلی آئی ہے یا نہیں؟ گواہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ سچ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف رائے رہا ہے مگر اہل سنت والجماعت اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مسیح فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اُٹھائے گئے تھے اور واپس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ مسلمان ہونے کے لئے اہل سنت والجماعت کے عقائد قبول کرنا ضروری ہے۔

نیز گواہ نے بیان کیا کہ اہل سنت والجماعت کے صرف چار فرقے ہیں اور وہابی اسلام کے بہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں۔

وہابی

مسٹر کیمبل نے سر امیر علی کے اس قول کا حوالہ دیا کہ سنیوں میں چار جماعتیں تھیں اور کچھ گذشتہ سالوں سے سنیوں کے اندر ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جس کو اس کے مخالفین وہابی کہتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ اہل سنت والجماعت وہابیوں کو اہل سنت والجماعت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہابی مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں سے ہیں۔

عدالت۔ کیا وہابی کافر ہیں؟

گواہ:۔ نہیں۔

عدالت:۔ کیا وہ اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہیں

گواہ:۔ ہاں۔

گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں اس بات کو نہیں مانتا کہ اسلام کے صرف دو فرقے سنی اور شیعہ ہیں بلکہ اسلام میں ایک طرف سنی ہیں اور دوسری طرف دیگر ۷۲ بہتر فرقے۔

مسٹر کیمبل: وہ مشترکہ عقاید کیا ہیں جن پر یہ ۷۲ بہتر فرقے مسلمان کہلانے کے لئے متفق ہوں۔

گواہ: خدا کی توحید اور قرآن کے سچا ہونے کا اقرار کریں۔ محمدؐ کو آخری نبی تصور کریں۔ اور اس بات کا یقین رکھیں کہ کافر ہمیشہ جہنم میں رہینگے۔

مسٹر کیمبل:۔ میرے خیال میں اسلام کے دو بنیادی اصول یہ ہیں کہ خدا ایک ہے اور حضرت محمدؐ رسول اللہ اُسکے رسول ہیں۔

گواہ:۔ صرف یہی دو عقاید بنیادی اصول نہیں ہیں۔

مسٹر کیمبل:۔ تب دیگر اصول یہ ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج ان لوگوں کے لئے جو صاحب استطاعت ہوں۔ اپنے روپیہ کا ایک حصہ غریبوں میں تقسیم کرنا (زکوٰۃ) ملائکہ قیامت اور یوم حساب پر ایمان لانا۔

گواہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا۔

عدالت:۔ کیا ہر شخص جو ان باتوں پر ایمان رکھتا ہے مسلمان ہے؟

گواہ۔ ہاں۔

غلط بیانی

عدالت:۔ جو شخص ان باتوں پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کو کافر کہنا غلط بیانی ہے یا نہیں۔

گواہ:۔ ہاں غلط بیانی ہے۔

جب گواہ سے قرآن کریم کی بعض آیات کے متعلق استفسارات کئے گئے تو اس نے بیان کیا کہ اس کو قرآن حفظ یاد نہیں ہے۔ قرآن ایک ضخیم کتاب ہے اس نے یہ بھی کہا کہ قرآن میں یہ نہیں لکھا کہ ہر ایک مسلمان کو یہ آیت "رسولؐ اس پر ایمان رکھتا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر وحی کیا گیا ہے" معلوم ہونی چاہئیے۔

مسٹر منڈل کے سوال کرنے پر کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے کہ پمفلٹ زیر بحث ایک نیک نصیحت ہے۔ گواہ نے جواب دیا کہ مذہب اسلام کے رو سے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کو اچھی نصیحت کرتے رہیں اور اس کا خیال ہے کہ اس پمفلٹ میں مستغیثوں کو ایک نیک نصیحت دیگئی ہے۔ ناموں کو چھوڑ کر باقی تمام تحریر نصیحت ہی نصیحت ہے۔ اپنے اس بیان کے متعلق کہ مستغیث مسلمان ہیں گواہ نے جواب دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مستغیث اپنا مسلمان ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اس کو اب معلوم ہوا ہے کہ ان کے عقاید کو غلط طور پر پیش کیا گیا تھا۔ جب سے وہ قادیانیوں کی تائید کرتے ہیں وہ مذہب اسلام سے جدا ہو رہے ہیں۔ یہ نتیجہ اس نے ان کے پمفلٹوں سے مستنبط کیا ہے۔

مسٹر منڈل:۔ اگر وہ قادیانیوں کی تائید کرنے والے ہیں تو پھر بھی مسلمان ہیں؟

گواہ:۔ نہیں۔

گواہ نے بیان کیا کہ ۷۲ بہتر فرقے جو دائرہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔ مسلمات ہیں۔ مسلمان ہونے کے لئے ان کا اہل سنت والجماعت میں ہونا ضروری نہیں۔ وہ مسلمان ہیں مگر گمراہ۔ گواہ نے قادیانیوں کو اہل سنت والجماعت اور دیگر ۷۲ بہتر اسلامی فرقوں سے خارج قرار دیا۔ اگر ایک قادیانی ان مندرجہ بالا عقائد پر ایمان رکھتا ہو جن پر ایمان لانا ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے تو اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ قادیانی عقائد اسلام کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ مثلاً وہ اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ جہنم دائمی نہیں ہے۔ اس کے بعد مقدمہ بندہ پیشی کے لئے ملتوی ہو گیا۔

تفسیر بالرائے

(جناب ڈاکٹر صادق علی صاحب کیغفلر کے قلم سے)

آیات قرآنی کی تفسیر اپنی رائے سے کرنی کسیکو جائز نہیں ہے یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے لیکن باوجود اس مسئلہ کے تسلیم کرنے کے تفاسیر قرآنی میں مختلف لوگوں کی آرا کا ذخیرہ جمع کیا ہوا زیادہ پایا جاتا ہے اغلب ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ کوئی اپنی رائے سے تفسیر کرنیکی بجائے دوسروں کی رائے کے نقل کر دینے کو اس لئے بہتر سمجھتا ہو کہ اس کا گناہ پہلے شخص کے ذمہ ہوگا جسے اول اول اپنی رائے سے تفسیر کی ہے ناقل کا کوئی گناہ نہیں خصوصاً جب وہ منقول عنہ کا نام لکھدیوے۔ لیکن حدیث شریف میں صرف سنی سنائی بات کو نقل کر دینا بھی ناجائز بتایا گیا ہے اور قرآن شریف میں تو اسکی سخت ممانعت ہے۔ اسکے سوا ایک یہ بات زیادہ قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثم علینا بیانہ یعنی قرآن شریف کا بعد میں بیان کر دینا ہمارا کام ہے اور علماء اسلام اس بات کو عموماً تسلیم کرتے ہیں کہ آیات قرآنی ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں مگر کسی مفسر نے اپنی تفسیر میں اس بات کا التزام نہیں رکھا ہے کہ محض اسی قدر تفسیر لکھی جائے جو قرآن شریف سے ہی سمجھی جاتی ہو اس کی وجہ تو ظاہر ہے کہ عربی زبان کے قاعدے کے موافق جن آیتوں کے مضامین سمجھے جاتے ہیں ان کے لئے دوسری آیات سے تفسیر ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے اور جن کے مضامین ایسے ظاہر نہیں ہیں ان میں سے ہر ایک کی تفسیر قرآن شریف سے نکالنا ہر ایک مفسر کے لئے ممکن نہیں ہے اس لئے یہی بات زیادہ سہل اور مناسب معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے مفسرین کی رائے نقل کر دی جایا کرے تاکہ دوسرے پڑھنے والے لوگ ان میں سے جس تفسیر کو زیادہ صحیح سمجھا کریں اُسکو اختیار کر لیا کریں۔

وجوہات بالا کے سبب بزرگ مفسروں کا عمل قابل اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن تقلیدی خیالات کو تحقیقات کے مقابل ترجیح دینی قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے میں نے پہلے بھی چند آیات کی تفاسیر جو عام تفاسیر میں نہیں پائی جاتی تھیں اور قرآن شریف کی دوسری آیات سے سمجھ میں آتی تھیں لکھکر بعض دینی رسالوں میں شائع کی تھیں لیکن ان کے جدید ہونے کے سبب بعض نامی علماء نے ان کی تردید کرنیکی کوشش کی لیکن میں نے جہانتک ان مضامین کو مطالعہ کیا وہ مضامین ناتمام ہی چھوڑ دئے گئے تھے شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ تقلیدی خیال سے انہوں نے تردید کرنی شروع کی ہو مگر بعد میں تقلیدی خیالات کی تائید کو کمزور سمجھکر ان کو ناتمام چھوڑ دیا ہو۔ مجھکو خود اس بات کا دعویٰ نہیں ہے کہ جو کچھ قرآن شریف سے میری سمجھ میں آتا ہے وہ دوسرے بزرگوں کی سمجھ میں نہیں آتا لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ تقلیدی خیالات عام مسلمانوں میں اور اہل علم میں بھی ایسے غالب ہو رہے ہیں کہ تحقیق کے سد راہ ہو گئے ہیں۔ میں اس کی ایک نظیر لکھتا ہوں جس سے تقلیدی خیالات کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔

سورہ یوسف کی بعض آیات کی تفسیر

سورہ یوسف میں آیات ذیل کی تفسیر قابل توجہ ہے۔ کیونکہ قریباً تمام تفاسیر میں ان کی ایسی تفسیر لکھی ہے جو دوسری آیات قرآنی کے اقتضا کے خلاف ہے حالانکہ ان دوسری آیات سے پہلی آیات کی خوب تفسیر ہوتی ہے پھر بھی ان کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ یوسف میں بیان کیا گیا ہے۔ وقال نسوۃ فی المدینۃ امرأۃ العزیز تراود فتٰھا عن نفسہ قد شغفھا حبا انا لنرٰھا فی ضلٰل مبین فلما سمعت بمکرھن ارسلت الیھن واعتدت لھن متکا واٰتت کل واحدۃ منھن سکینا وقالت اخرج علیھن فلما راینہ اکبرنہ و قطعن ایدیھن وقلن حاش للہ ما ھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم قالت فذٰلکن الذی لمتنني فیہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم ولئن لم یفعل ما اٰمرہ لیسجنن ولیکونا من الصٰغرین قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ والا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجٰھلین

ان آیات کی تفسیر میں اصلی مطلب کے سوا اور جو کچھ جس کسی کے خیال میں آیا لکھدیا اور غیر صحیح بات کے لکھنے میں قدرتی طور پر مشکلات پیش آیا کرتی ہیں اس لئے غیر صحیح تفسیر کرنے میں مفسرین کو کئی مشکلات پیش آئیں شہر کی عورتوں کے ذکر کی نسبت مکر کا لفظ کیوں استعمال کیا اور شہر کی عورتوں کی ضیافت کس غرض کے لئے کی تھی اور انہوں نے اپنے ہاتھ کیوں کاٹ لئے جنکے پھر ہاتھ کاٹنے کے معنے کسی نے دہشت اور حیرت کے کاٹ دیئے اکبرن کے معنے لکھے کہ حیض آگیا بعضوں نے یہ خیال ہی کیا ہے کہ حیض سے بدن کے کپڑے خراب ہوگئے تھے ان کو چھپانے کے لئے ہاتھ کاٹ لئے کسی نے کہا کہ یوسف کی غیر معمولی خوبصورتی دیکھکر ان پر بیخودی واقع ہوگئی بیخودی کی حالت میں ہاتھ کاٹ لئے غرض ان آیتوں کی تفسیر میں اصلی مطلب کے سوا اور بہت کچھ لکھ دیا ہے جن باتوں کی دلیل نہ قرآن سے ملتی ہے نہ دنیا کے معمولی واقعات سے ۔

لیکن اسی سورۃ کی بعد کی آیتوں نے اس صراحت کا مطلب ایسا صاف بتلادیا کہ وہ بالکل دنیا کے معمولی واقعات کے مطابق ہونے کے علاوہ موقعہ کے مقتضا کے مطابق ہے اور جب قرآن شریف نے ان کی خود تفسیر کردی تو کوئی دوسری تفسیر کرنی جائز بھی نہیں ہے دوسری آیات جو ان آیات کی مفسر ہیں وہ یہ ہیں۔ قال ارجع الی ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم قال ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسہ قلن حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء قالت امرأۃ العزیز الئن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین ۔

یوسف نے اس ایلچی سے کہا کہ اپنے آقا کی طرف واپس جا اور اس سے اسکا کر کہ پہلے ان عورتوں کا حال معلوم کرے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے ابتک میرا رب ان کے کید سے واقف ہے۔ تب بادشاہ نے اُن عورتوں کو بلا کر سوال کیا کہ جب تم نے یوسف کو بہکایا تھا یا بدکاری کرنے کے لئے فریب دیا تھا تو اسے کیسا پایا انہوں نے کہا سچ بات یہ ہے کہ ہم نے اس میں کوئی برائی نہیں پائی۔ تب عزیز کی عورت نے کہا کہ اب حق ظاہر ہوگیا ہے میں نے ہی اسکو برائی کرنے کو اغوا کیا تھا اور وہ بے شک سچا تھا۔ ان آیتوں نے صاف بتلادیا کہ عزیز کی عورت نے شہر کی عورتوں کو صرف اس غرض کے لئے جمع کیا تھا کہ وہ یوسف کو اغوا کر کے امتحان کر لیویں تا کہ مجھ پر جو بیوقوفی کا الزام لگاتی ہیں وہ ان کے امتحان سے دور ہو جائے یعنی جب عزیز کی عورت کا اور یوسفؑ کا یہ قصہ پھیلایا گیا تھا تو شہر کی بعض عورتوں نے کہا کہ عزیز کی عورت ایک غلام کو بہکانے میں کامیاب نہیں ہوئی تو وہ بڑی بیوقوف ہوگی ورنہ عورت کسی مرد کو بہکا کر بدی کرانی چاہے تو کچھ مشکل کام نہیں ہوتا ہم تو ایک دم بھر میں چاہیں تو کسی مرد کو بہکا لیں جب یہ خبر عزیز کی عورت نے سنی تو قدرتی طور پر اسکو رنج اور غصہ آیا ہوگا کہ یہ عورتیں مجھکو بیوقوف بناتی ہیں اپنی ہوشیاری اور چالاکی کا امتحان کر کے دیکھ لیویں۔ اس غرض کے لئے انکو بلایا تھا اور انہوں نے یوسفؑ کے بہکانے کے سامان جو ان کی نظر میں ضروری تھے جمع کئے ہونگے جب ان عورتوں نے یوسفؑ کے بہکانے کی ہر طرح کی کوشش کی اور کامیاب نہ ہوئیں تو ممکن ہے کہ چھری مار کر اس کو ملزم بنانے کی دھمکی دی ہو جب وہ سچائی پر قائم رہے ہوں تب یہ بات اُن کی زبان سے نکلی ہو حاش للہ ما ھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم۔ بعد کی آیتوں نے ان پہلی آیتوں کی ایسی صاف تفسیر کردی کہ کہیں اور سے تلاش کرنیکی ضرورت ہی نہیں رہی۔ چونکہ میں اس مضمون پر مفصل طور پر لکھکر پہلے شائع کرچکا ہوں یہاں صرف نظیر کے طور پر میں نے اسکا ذکر کیا ہے کہ تقلیدی خیالات ایسی ظاہر باتوں پر پردہ ڈالدیا کرتے ہیں اسلئے جہانتک ممکن ہو تحقیق کی ترغیب دینی چاہیئے تاکہ دین کی ترقی اور اصلاح ہووے ۔

بعض اور آیات کی تفسیر

جو آیات میں نیچے نقل کرتا ہوں ان کی تفسیر میں بھی ظاہری معنے چھوڑکر بیجا تاویلات سے کام لیا گیا ہے اس لئے میں ان کے ظاہر معنے لکھتا ہوں۔ ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون ووجد من دونھم امرأتین تذودان قال ما خطبکما قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء وابونا شیخ کبیر فسقی لھما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر فجاءتہ احدھما تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا فلما جاءہ وقص علیہ القصص قال لا تخف نجوت من القوم الظالمین ۔ قالت احدھما یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین ۔ قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھتین علی ان تاجرنی ثمنی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک وما ارید ان اشق علیک ستجدنی ان شاء اللہ من الصالحین (۲۸ – ۲۲ – تا ۲۷)

جب موسیٰ مدین کے پانی پلانے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک جماعت لوگوں کی دیکھی جو اپنے مویشی کو پانی پلا رہے تھے اور دو عورتیں دیکھیں جو ان سے علیحدہ کھڑی تھیں۔ موسیٰ نے ان عورتوں سے کہا تم کیوں یہاں کھڑی ہو انہوں نے کہا ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں جبتک یہ گاؤں والے پلا کر واپس نہ جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ تب موسیٰ نے پانی کھینچکر ان کی بکریوں کو پلوا دیا پھر درخت کے سایہ میں واپس آبیٹھا اور کہنے لگا اے میرے رب جو بھلائی تو نے میری طرف بھیجی ہے میں اس کا محتاج ہوں اتنے میں ایک لڑکی ان دونو میں سے شرم سے چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا باپ تجھکو بلاتا ہے تا کہ تجھکو ہمارے پانی پلانیکا اجر دیوے جب موسیٰؑ لڑکیوں کے باپ کے پاس آئے اور انکو اپنا ماجرا سنایا تو انہوں نے کہا اب نہ ڈر تو نے ظالم قوم سے نجات پائی۔ ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا اے میرے باپ اسکو نوکر رکھ لے کیونکہ یہ سب سے قوی اور امین نوکر ہوگا اُنکے والد نے کہا کہ میں ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری نوکری کرے اور اگر تو دس سال پورے کردیوے تو یہ تیری مہربانی ہے اور میں تجھکو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا تو مجھکو ان شاء اللہ صالحین میں سے پائیگا

صرف اس ایک آیت کے معنے لکھنے میں ظاہر سے انحراف کیا گیا ہے رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر اے رب جو بھلائی تو نے میری طرف بھیجی ہے میں اس کا محتاج ہوں۔ اس وقت موسیٰؑ کی چالیس سال کی عمر تھی اور ابتک انکی شادی نہیں ہوئی تھی یہاں آکر ان کو دو جوان کنواری عورتیں ملیں جنکو مدد دیکر خوش کرنیکا موقعہ ان کو ملا تو ان کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر مجھکو یہاں نکاح کرنے کا موقعہ ملجائے تو میری آرزو پوری ہو جائے اللہ سے دعا کی کہ جو بھلائی تو نے میری طرف بھیجی ہے میں اسکا محتاج ہوں اللہ تعالے نے ان لڑکیوں میں سے ایک کے دل میں موسیٰؑ کی رغبت پیدا کردی اُس نے اپنے باپ سے اس جوان کی تعریف کی اور مدد دینے کا ذکر کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا باپ ان کے کلام سے اسی وقت یا موسیٰؑ کے گھر میں آجانے پر سمجھ گئے کہ ایک لڑکی ان کی طرف رغبت رکھتی ہے اس لئے جب لڑکی نے باپ سے کہا کہ یہ بہت قوی اور امین نوکر ہے جو تو اسکو رکھ لیوے اس کلام سے ضرور قدرتی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ لڑکی اسکی طرف راغب ہے اسلئے انکے باپ نے موسیٰؑ سے کہا کہ میں ایک لڑکی سے تیری شادی کردونگا اگر تو آٹھ سال میری خدمت کرنیکا عہد کر لیوے اور دس سال کر دیوے تو تیری مہربانی ہے اسبات پر معاملہ طے ہوگیا۔ موسیٰؑ کی دعا کے الفاظ بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ موسیٰؑ کہتے ہیں کہ اے اللہ جو بھلائی تو نے میری طرف بھیجی ہے میں اسکا محتاج ہوں اب اس توجہ پر سوا دو لڑکیوں کے ان کے نزدیک آنیکے اور انکو مدد دیکر خوش کرنیکے سوا اور کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی جو ان کو نظر آئی ہو اور یہ اسکے محتاج ہوں اور قدرتی طور پر جب کسی عورت کو کسی مرد کی طرف رغبت ہوتی ہے تو اسکے سامنے اس عورت کی حرکات سکنات کلام غرض سب باتوں میں حیا شرم کا اثر ظاہر ہوا کرتا ہے اسلئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ تمشی علی استحیاء کہ شرم سے چلتی ہوئی آئی اور پھر باپ سے سفارش کرنی یہ بھی اسکی رغبت ظاہر کرتی ہے اور باپ کا اس اشارہ کو سمجھ جانا اور موسیٰؑ کو نیک اور دامادی کی لائق سمجھکر اس لڑکی سے نکاح کی تجویز پیش کرنا یہ ساری باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ موسیٰ کی یہی دعا تھی اور اللہ تعالے نے ان کی دعا قبول کرلی اور اس کے پورے ہونیکے سامان مہیا کر دیئے یعنی ایک لڑکی کے دل میں انکی رغبت کا القا کردیا اور لڑکی کے باپ کو اس لڑکی کی خواہش سمجھادی اور باپ نے خوشی سے اس بات کو پسند کر کے موسیٰ کے آگے وہ تجویز پیش کردی جو تب جانبین کی رضامندی سے ان دونوں کا نکاح ہوگیا۔

یہ بات آیت کے الفاظ سے اور باقی قرینوں کی تائید سے بخوبی سمجھ میں آتی ہے اسکو چھوڑکر یہ خیال کرنا کہ انکو بھوک بہت لگی ہوئی تھی اسلئے روٹی کی دعا کی تھی بالکل قرین قیاس نہیں ہے۔ عورت کو دیکھکر نکاح کی رغبت کرنی تقدس کے خلاف نہیں ہے پھر ظاہری معنے چھوڑکر تکلیف کرنیکی کیا ضرورت ہے لما انزلت الی من خیر فقیر جو چیز تو نے میری طرف اُتاری ہے میں اسکا محتاج ہوں۔ روٹی تو انکے قریب نہیں آئی تھی البتہ روٹی پکانے والی آئی تھی جیسے انسان کو روٹی کی ضرورت ہوتی ہے قدرتی طور پر عورت کی ضرورت بھی ہوتی ہے پھر ایسا معاملہ کسی صالح شخص کو پیش آنا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے مگر تعجب ہے کہ ظاہری معنے چھوڑکر ایسے بعید تکلفات کئے جاتے ہیں۔ انزلت ماضی کا صیغہ ہے اسکے استقبال کے معنے لینے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی اور اس دعا کے بعد ان کے نکاح کا انتظام ہو جانا بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے کہ ان کی دعا نکاح کے لئے تھی۔ اور جہاں عورتوں کے بے پردہ ہونے کا رواج ہوتا ہے وہاں لڑکیاں اپنی بستی میں مردوں کے ساتھ اپنے باپ بھائی کی طرح بے تکلفی سے بات چیت کیا کرتی ہیں اجنبی کے ساتھ بھی ضرورت ہو تو اسی طرح سے بے تکلف ہوا کرتی ہیں البتہ جب کوئی عورت و مرد باہم نکاح کرنیکی تجویز کریں تو جب وہ مرد اس عورت سے بات کرتا ہے اور اس کی نظر میں طریق کلام میں اور لہجہ میں بہ نسبت دوسری عورتوں کے ساتھ کلام کرنیکے تفاوت ہوا کرتا ہے اور اس عورت کی نظر اور لہجہ اور حرکات و سکنات میں شرمیلاپن زیادہ ظاہر ہوا کرتا ہے یہ فطرتی بات ہے اور جن لوگوں میں پہلے تعارف اور باہمی رضامندی ہو جانے پر نکاح ہوا کرتا ہے یہ طریق ان میں باہمی بات چیت کرنے کا قدرتی ہے ۔

رسیدات زر بابت ماہ مارچ ۱۹۲۶ء

اس ماہ خصوصیت سے حسب ذیل رقوم قابل ذکر وصول ہوئیں جنہیں بڑے شکریہ سے اخبار میں شائع کیا جاتا ہے۔ دوسرے احباب بھی توجہ کر کے اپنی اپنی متعلقہ رقوم بھیجوا کر خدا کے دین کو نصرت پہنچائیں۔

زکوٰۃ

شیخ نظام الدین صاحب ڈی ایس پی ڈپٹی چک شیخاں ۰ — ۵ — ۸۲
مولوی اللہ بخش صاحب پنشنر مدرس دائرہ دین پناہ ۰ — ۰ — ۱۴
منشی عطا الٰہی صاحب برنالہ جموں ۰ — ۰ — ۵
منشی محمد اسمٰعیل صاحب کارندہ کوٹ فتح دین جہلم ۰ — ۰ — ۵۰
اہلیہ صاحبہ پاسٹر انعام اللہ خاں صاحب فورٹ سنڈیمن ۰ — ۴ — ۱۳
چوہدری مبارک احمد صاحب کوہاٹ ۰ — ۸ — ۷
ماسٹر رکن الدین صاحب لا ۰ — ۰ — ۵
ڈاکٹر نبی بخش صاحب لاہور ۰ — ۰ — ۱۹
قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی ۰ — ۰ — ۱۰۰
اہلیہ صاحبہ بابو مرزا جلال الدین احمد صاحب لاہور چھاؤنی ۰ — ۰ — ۱۵
بابو عبداللہ صاحب جہلم ۰ — ۰ — ۱۰
بابو عبدالرحمن صاحب راولپنڈی ۰ — ۰ — ۵
ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور ۰ — ۸ — ۱۲
مستری قادر بخش صاحب سیالکوٹ ۰ — ۰ — ۳
میاں احمد جی و چراغ الدین صاحبان پشاور ۰ — ۰ — ۲۰
میاں عبداللہ صاحب بزاز " ۰ — ۰ — ۵
میاں اللہ دتا صاحب " ۰ — ۰ — ۵
شیخ الہ دین صاحب معرفت سکرٹری جماعت شملہ ۰ — ۰ — ۱۰
بابو عبدالرحمن صاحب سب اوورسیر لاہور ۰ — ۰ — ۶۲
حکیم محمد الدین صاحب خان پور ۰ — ۰ — ۱۰
خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی صاحب لاہور ۰ — ۰ — ۳۰
حافظ غلام رسول صاحب وزیر آباد ۰ — ۰ — ۲۵
قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ ۰ — ۰ — ۱۵
جماعت جموں ۰ — ۰ — ۶
قاضی فضل قادر صاحب جماعت لائلپور ۰ — ۰ — ۶
ایس سعادت علی خاں صاحب رامپور ۰ — ۰ — ۱۳۲
میزان کل ۰ — ۱۱ — ۶۶۴

برلن مسجد

حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب ۰ — ۰ — ۱۰۰
میاں چراغ دین صاحب وزیر آباد ۰ — ۰ — ۳
لطیف حاجی ابراہیم ۔ اسشار ۰ — ۰ — ۲۵
چوہدری غلام حسن صاحب لوہیری والا ۰ — ۰ — ۱۰۰ (امروہوالہ سلانہ)
ایم عبدالمجید خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پبلک ۰ — ۱۱ — ۲۷
چوہدری شاہ دین صاحب سکرٹری جماعت دہلی ۰ — ۰ — ۷ (یکساں)
معرفت خانصاحب بابو منظور الٰہی صاحب ۰ — ۸ — ۲
منشی عبدالمجید صاحب محرر دفتر سکرٹری ۰ — ۰ — ۳
مولوی عمر الدین صاحب لاہور ۰ — ۰ — ۲۰
قریشی وزیر محمد صاحب طالبعلم لاہور ۰ — ۰ — ۲
میاں احمد علی صاحب مرار ۰ — ۰ — ۲
شیخ محمد عبداللہ خاں صاحب وکیل ہری پور ۰ — ۰ — ۲۵۰
ماسٹر نور بخش صاحب لدھیانہ ۰ — ۰ — ۱۱
صوفی سید جہدر علی شاہ صاحب لدھیانہ ۰ — ۰ — ۵

ملک غلام محمد صاحب سنٹرل فلور ملز قصور ۔۔۔ ۲۰۰ موعودہ جلسہ سالانہ
میاں محمد سعید صاحب ای۔اے۔سی۔ قصور ۔۔۔ ۵۰
منشی عبدالستار صاحب " ۔۔۔ ۱۰
سٹیشن ماسٹر صاحب " ۔۔۔ ۲۰
میاں محمد شریف صاحب " ۔۔۔ ۲
ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور ۔۔۔ ۱۰۰ موعودہ جلسہ سالانہ
بابو احمدین صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر پشاور ۔۔۔ ۸ ۔۔۔ بابت جلسہ سالانہ
شیخ میاں مولا بخش و میاں محمد اسمٰعیل و میاں محمد صاحبان لاہور ۔۔۔ ۱۰۰ موعودہ جلسہ سالانہ
مسٹر کبیر خاں صاحب جماعت شملہ ۔۔۔ ۱
ماسٹر محمد عبداللہ صاحب داجل ۔۔۔ ۳
ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب قلات ۔۔۔ ۵۰ موعودہ جلسہ سالانہ
اہلیہ صاحبہ قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ ۔۔۔ ۱۰
ڈاکٹر محمد الدین صاحب کھاریاں ۔۔۔ ۵
منشی فضل احمد صاحب مختار نیب جماعت جموں ۔۔۔ ۴ ۔۔۔ ۱۴
ملک محمد بخش صاحب آف ڈلیبا ۔۔۔ ۱۲ ۔۔۔ ۷
خلیفہ محمد اکرم صاحب سالانہ ۔۔۔ ۸ ۔۔۔ ۴
شیخ عبدالعزیز صاحب وکیل لاہور ۔۔۔ ۱
مولوی شائم الدین صاحب وکیل شیخوپورہ ۔۔۔ اللہ بخش کا بابی کتابیں

میزان کل ۔۔۔ ۳ ۔۔۔ ۱۹۲۹

عطیہ اشاعت جرمن مشن و بلاد غیر

۵۹ بیگم صاحبہ علیمہ مصر ۔۔۔ ۳ ۔۔۔ ۱ عطیہ اشاعت اسلام
۶۰ ریاست بہک از دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب فیروزپور ۔۔۔ ۲۵۰ "
۶۱ ڈاکٹر مرزا اصغر علی صاحب سول سرجن گجرات ۔۔۔ ۱۰۰ "
۶۲ میاں امیر الدین صاحب مرار ۔۔۔ ۵ "
۶۳ سکرٹری ینگ مین مسلم البدسی الیبن جموں ۔۔۔ ۱۸ "
۶۴ مولوی محمد شریف صاحب خانصاحب لاچی ۔۔۔ ۱۸ "
۶۵ جماعت سیالکوٹ معرفت سکرٹری ۔۔۔ ۱۲ ۔۔۔ ۱۴ "
۶۶ مرزا سردار بیگ صاحب گجرات ۔۔۔ ۴
۶۷ مسٹر امیر علی صاحب میماری ضلع بردوان ۔۔۔ ۱۰
۶۸ قریشی وزیر محمد صاحب طالب علم ڈاکٹری لاہور ۔۔۔ ۸ جرمن مشن
۶۹ سید کرامت علی شاہ صاحب لاہور ۔۔۔ ۱۰ "
۷۰ بابو مرزا جلال احمد صاحب لاہور چھاؤنی ۔۔۔ ۱ "
۷۱ ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ ۔۔۔ ۱۶ "
۷۲ ڈاکٹر محمد شریف صاحب سول سرجن جھنگ ۔۔۔ ۲۰ "
۔۔۔ ۱۰ ۔۔۔ ۴ تعمیر مدرسہ
۷۳ چوہدری محمد سعید صاحب ہیڈ انجنیئرنگ سکول اسول ۔۔۔ ۸ ۔۔۔ ۹ جرمن مشن
۷۴ مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ ۔۔۔ ۶۰ "
۷۵ ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب قلات ۔۔۔ ۵۰ "
۷۶ قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ ۔۔۔ ۸ ۔۔۔ ۱۷ "
۷۷ ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور ۔۔۔ ۱۰۰ "
۷۸ حاجی اسمٰعیل حاجی یوسف ٹرسٹ فنڈ بمبئی ۔۔۔ ۲۵۰ بلاد غیر
معرفت سیٹھ عبدالشکور حاجی صالح محمد زکریا محمد باقی مارصہ ولنگ مشن کو دیا گیا

میزان ۔۔۔ ۱۵ ۔۔۔ ۱۰۲۰
کل میزان ۔۔۔ ۱۳ ۔۔۔ ۳۶۱۴

یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جرمن مشن میں اس کے علاوہ بھی چندہ رقوم وصول ہیں۔ مگر وہ چونکہ باقاعدہ ہر ماہ وصول ہوتی رہتی ہیں اور مستقل رنگ رکھتی ہیں انہیں یہاں درج نہیں کیا گیا۔ اسی طرح چندہ ماہوار کی کل رقوم جو جماعتوں یا ممبران سے ہر ماہ باقاعدہ وصول ہوتی ہیں اور اسی طرح بعض معاونین سے وہ بھی اس کے علاوہ ہیں ہیں جن کی رسیدات خزانہ باقاعدہ بھجوا دی جاتی ہیں۔

سید غلام مصطفےٰ صاحب
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا جلسہ

۲۴ و ۲۵ / اپریل کو نہایت دھوم دھام سے راولپنڈی میں منعقد ہوگا حضرت امیر اور مولانا صدر الدین صاحب شمولیت کے لئے تشریف لیجائینگے اس کے علاوہ کئی ایک اور احمدی مبلغین کے شامل ہونگی بھی امید ہے۔ گردو نواح کے احمدی احباب کو اس موقعہ پر ضرور راولپنڈی پہنچکر جلسہ کی رونق بڑھانی چاہیئے۔ (مدیر)

تازہ خبریں

—— اطلاع ملی ہے کہ ۱۹۲۵ء کی ایک ششماہی میں دس لاکھ، اسّی ہزار سات سو پچاسی مسافروں نے بلا ٹکٹ سفر کیا۔

—— نئے وائسرائے ہند لارڈ اروِن بمعہ اپنی پوری جماعت کے ۱۳ / اپریل کی صبح کو دہلی پہنچے اور ۱۷ / اپریل کو لاہور پہنچے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ منٹگمری۔ سیالکوٹ۔ ہوشیار پور اور اکاڑہ میں سلسلہ ٹیلیفون کی توسیع کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ اگلے مہینے تک پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیگا۔

—— لاہور میں متعدی امراض کا ایک میونسپل ہسپتال حضرت داتا گنج بخش کے مزار کے قریب تعمیر ہو رہا ہے۔

—— ستاتن دھرم اتفاق ادتا سبھا کمیٹی لاہور کی طرف سے فی الحال چھ اُپدیشک اچھوت ادھار کا کام کر رہے ہیں۔ دس مزید اُپدیشک رکھنے کی تجویز پاس ہوئی ہے۔

—— رانا فیروز دین صاحب سیکرٹری کونسل پنجاب نے ۱۴ / اپریل کو جمعیت مرکزیہ تبلیغ اسلام انبالہ کے دفتر کا معائنہ کیا اور حسابات کی پڑتال کی۔ انکی رپورٹ کا جو اقتباس جمعیت مذکور کی طرف سے ہمیں موصول ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دفتر انجمن کی عام حالت بہت اچھی ہے اور حساب بہت احتیاط سے رکھا جاتا ہے۔

—— بمبئی سے ایک ماہوار رسالہ "گجرات" گجراتی زبان میں شائع ہوتا ہے اس کے ایڈیٹر مسٹر گوبندلال نے حضرت سرور کونین کی شان میں کچھ گستاخانہ الفاظ استعمال کئے تھے جن کے خلاف مسلمانان بمبئی نے ایک جلسہ منعقد کر کے صدائے احتجاج بلند کی ہے۔

—— ۵ / اپریل کو ایک شخص ریلوے سٹیشن فیروزپور پر ریلوے لائن پر سے گذرتے ہوئے گر پڑا اور گاڑی سے کٹ کر مر گیا۔

—— علاقہ برار کی واپسی کے متعلق ایک عرصہ سے حضور نظام حیدرآباد دکن اور حکومت ہند کے مابین خط و کتابت جاری تھی اس کا آخری نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حکومت ہند نے حضور نظام کے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا ہے۔

—— سلطان ابن سعود کی دعوت کے جواب میں جمعیت العلما ہند نے سلطان ابن سعود کو ایک تار بھیجا جس میں دعوت کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنے مندوب بھیجنے کی آمادگی ظاہر کی اور آخر میں عرض کیا کہ موتمر میں تشکیل حکومت حجاز کا اہم مسئلہ بھی زیر بحث لایا جائے۔ اس کے جواب میں سلطان نے ایک اور تار جمعیت کے نام بھیجا ہے جس میں دعوت کی قبولیت کا شکریہ ادا کیا ہے اور حجاز میں امن و امان قائم رکھنے کا یقین دلایا مگر جس آخری بات کا جمعیت نے مطالبہ کیا تھا اس کی کوئی تصریح نہیں کی۔

—— ۲۰ اور ۲۱ / اپریل کو جمعیت العلمائے ہند کی مجلس مرکزیہ و عاملہ کا ایک جلسہ ہوگا جس میں مسئلہ حجاز اور کلکتہ کی پاس شدہ تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے متعلق غور کیا جائیگا۔

—— امرتسر میں طاعون بہت سخت ہے ہر روز اس مرض سے متعدد اموات واقع ہو رہی ہیں۔

—— دیانند اینگلو ورنیکلر اسکول ہوشیارپور کی عمارت آتش زدگی کے باعث تباہ و برباد ہو گئی ہے۔

—— شملہ کے رکشا قلی کے قتل کے مقدمہ میں گورے ملزم کو عدالت سیشن سے ۱½ سال قید اور چار ہزار روپیہ جرمانہ کی جو سزا دی گئی تھی وہ ہائی کورٹ سے بھی بحال رہی۔

—— دہلی اور پٹنہ اور بنارس کے درمیان سلسلہ ٹیلیفون قائم ہو گیا ہے۔

—— کلکتہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو فساد ہوا ہے اس میں زخمی ہو کر اب تک ۴۷۹ آدمی مختلف ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں جن میں سے ۲۹۲ ہندو ہیں اور ۱۸۷ مسلمان۔ جو آدمی جان سے مارے گئے۔ ان کی صحیح تعداد ابھی تک معلوم نہیں۔ بہت سے بازاروں۔ مندروں اور مسجدوں میں بلوائیوں نے آگ لگا دی۔ وجہ فساد وہی مسجدوں کے سامنے باجا بجانیکا اصرار۔

ممالک غیر

—— بعض اخبارات میں جو یہ خبر گشت لگا رہی کہ سلطان ابن سعود اور امام یحیٰی کے درمیان جنگ کا اندیشہ ہے وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ ان دونوں امیروں کے درمیان دوستی ہے۔

—— عراق نے شامی مظلومین کی اعانت کے لئے اسّی ہزار روپیہ بھیجا ہے۔ نیز برازیل (امریکہ) کے ایک عربی اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے شامیوں نے دس ہزار سے زیادہ چندہ مظلومین کی اعانت کیلئے جمع کر لیا ہے۔ کاش اس بارے میں ہندوستانی مسلمان بھی کچھ کرتے۔

—— حجاز کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال حاجیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ راستے نہایت پُرامن ہیں۔

—— بیروت کی اطلاع ہے کہ شریف علی حیدر پاشا قسطنطنیہ سے یہاں آئے ہیں اور حجاز جا رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان ابن سعود انہیں شریف مکہ بنا دینگے۔

—— وفد خدام الحرمین نے بندرگاہ سوڈان سے جو تحریری پیغام بھیجا تھا کہ پیغمبر کے مقبرہ پر فاتحہ خوانی کرنے والے حاجیوں پر نجدیوں نے حملہ کیا جس میں ۲ سے ۳ آدمی تک مارے گئے اس کی تردید میں سلطان ابن سعود کا ایک تحریری پیغام ہندوستان میں موصول ہوا ہے۔

—— افواہ ہے کہ لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند فرانس میں برطانوی سفیر مقرر کئے جائینگے۔

—— شام کا ہائی کمشنر فلسطین جا رہا ہے۔ عرب اس کے استقبال کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں۔

—— یروشلم ۴ / اپریل۔ عربی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جنرل گیلیان کی ماتحتی میں سابین دستوں سے دروزیوں کے خلاف جو جنگی کارروائی شروع کی گئی تھی بالکل ناکام رہی۔ شمال میں جو دستہ تھا وہ چاروں طرف سے محصور ہو گیا ہے اور جنوبی دستہ پر بھی نجد المخص میں حملہ ہو رہا ہے۔

—— پیرس ۵ / اپریل۔ فرانسیسی فوجی دستوں نے اہل دروز کے وجود سے کوہ ہرمن کو صاف کر کے شہر مجل پر قبضہ کر لیا ہے جو ان کی اہم جائے پناہ تھی۔ دروزیوں کو سخت نقصان ہوا ہے۔

—— فرانسیسی اور ہسپانی حکومتیں غازی محمد بن عبدالکریم کے ساتھ صلح کرنے کی سرگرم کوششیں کر رہی ہیں۔

—— محکمہ خزانہ واشنگٹن کا تخمینہ ہے کہ جرمنی کو اسوقت بارہ کروڑ پچاس لاکھ پونڈ سالانہ تاوان جنگ ادا کرنے کی مقدرت حاصل ہے۔

—— ۱۲ / اپریل کی صبح کو برطانوی مسلح موٹریں اور ہوائی جہاز عراق و شام کی سرحد پر مصروف کار تھے کیونکہ شامیوں اور عربی قبائل نے ان عراقی قبائل پر حملہ کیا تھا جو سرحد کی چوکیوں کی حفاظت کر رہے تھے ہوائی جہازوں کے پہنچنے پر مخالفین جنکی تعداد ۲ ہزار تھی پینتالیس لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور اب بالکل امن قائم ہو گیا ہے۔

—— شاہ ایران رضا خاں پہلوی نے اپنی طرف سے دو نمائندے تجویز کئے ہیں جو معاملہ حجاز میں حج کے موقعہ پر منعقد ہونیوالی موتمر اسلامی میں ایران کی نیابت کرینگے۔

—— سلطان ابن سعود نے جدہ سے مکہ تک ریلوے لائن تیار کرنے کا ٹھیکہ ایک انگریزی کمپنی کو دیا ہے جو اوائل ۱۹۲۷ء سے کام شروع کر دیگی۔

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۸ / شوال ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۳

دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

(از حضرت مسیحِ موعودؑ)

آنکس کہ بہ تو رسد شہاں را چہ کند

با فرِ تو فرِ خسرواں را چہ کند

چوں بندہ شناختت بداں عز و جلال

بعد از تو جلالِ دیگراں را چہ کند

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی

دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

پردہ اور لسان العصر مرحوم

(۱) وہ شوکت و شانِ زندگانی نہ رہی

غیرت کی حرم میں پاسبانی نہ رہی

پردہ اٹھا تو کھل گیا اے اکبرؔ!

اسلام میں اب وہ لن ترانی نہ رہی

(۲) پردہ اُٹھ جانے سے اخلاقی ترقی قوم کی ٭

جو سمجھتے ہیں یقیناً عقل سے فارغ ہیں وہ ٭

سن چکا ہوں میں کہ کچھ بوڑھے بھی ہیں اس میں شریک

یہ اگر سچ ہے تو بے شک پیر نابالغ ہیں وہ

معارفِ قرآنیہ

حضرت امیر کے درس میں سے کچھ

(۶) واوحینا الی موسیٰ واخیہ ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ ؕ

(ترجمہ) اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو مسجدیں بناؤ اور نماز قایم کرو۔ (یونس ۸۷)

فرمایا - اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں کو ہوتی تھی - بعض امور کے متعلق حضرت موسیٰؑ کو ہوتی تھی اور بعض امور کے متعلق حضرت ہارونؑ کو۔

سوال ہوا - اگر یہ صورت صحیح تسلیم کی جائے تو یہ لازم ٹھہرتا ہے کہ بعض امور میں حضرت موسیٰ حضرت ہارونؑ کی اور بعض امور میں حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی پیروی کرتے ہوں گے - حالانکہ یہ قرآن کی آیت "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" کے خلاف ہے - کہ کوئی رسول کسی دوسرے رسول کی پیروی کرے۔

فرمایا - آپ کی اس پیش کردہ آیت ہی سے یہ لازم ٹھہرتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ جو ایک دوسرے کی پیروی کرتے تھے - تو وہ اپنی اپنی وحی کے ماتحت کرتے ہوں گے - اور جب اپنی وحی کے ماتحت دوسرے رسول کی پیروی اختیار کی تو وہ اپنی ہی وحی کی پیروی ہوئی۔

(۷) فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ وان کثیرا من الناس عن آیتنا لغافلون ؕ

(ترجمہ) سو آج ہم تیری لاش کو باہر نکال دیں گے تاکہ تو ان کے لئے جو تیرے پیچھے ہیں نشان ہو - اور یقیناً بہت سے لوگ ہمارے نشانوں سے بے خبر ہیں - (یونس ۹۲)

فرمایا - سوائے قرآن کریم کے اور کہیں کسی کتاب میں یہ ذکر موجود نہیں ہے کہ فرعون کی نعش باہر پھینکی گئی تھی - قرآن کریم کے من جانب اللہ ہونے پر یہ ایک زبردست نشان ہے - اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے اس نے ایک امی کی زبان سے یہ بات اس وقت کہلوائی جب اس کا کسی کو علم نہ تھا - آج اس بات کو واقعات نے صحیح ثابت کر دیا ہے - فرعون کی وہ لاش مصر میں موجود ہے - آیت کے آخری حصہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک زمانہ تک بے خبر رہنے کے بعد دنیا کو اس حقیقت کا علم ہوگا - کیا دنیا کی کوئی دوسری کتاب خدائے تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا اس سے زیادہ بین ثبوت پیش کر سکتی ہے۔

(۸) فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرءون الکتاب من قبلک - لقد جاءک الحق من ربک فلا تکونن من الممترین - (ترجمہ) (اے سننے والے) اگر تجھے اس کے متعلق شک ہے جو ہم نے تیری طرف اتارا تو ان لوگوں سے پوچھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں - یقیناً تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا ہے - پس تو جھگڑا کرنے والوں میں سے نہ ہو - (یونس ۹۴)

فرمایا - یہاں نبی کریمؐ کو خطاب نہیں بلکہ عام خطاب ہے - آنحضرت صلعم کو تو کبھی شک ہو ہی نہیں سکتا تھا - شک تو اس شخص کو ہو سکتا ہے - جو اس بات کے فیصلہ کرنے میں مذبذب ہو کہ قرآن کو پیغام الٰہی مانے یا (معاذ اللہ) آنحضرت کا افترا - ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم تو اصل حالت سے آگاہ تھے - اُنؐ کو شک کیونکر پیدا ہو سکتا تھا - پھر اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ تو جھگڑا کرنے والوں میں سے نہ ہو - اور آنحضرتؐ جھگڑا کرنے والے ہو نہیں سکتے - جس سے ثابت ہوا کہ یہاں خطاب عام ہے - شک کس کو تھا اس کی تشریح چند آیات آگے چل کر خود قرآن کریم نے اس طرح پر کر دی ہے - قل یا ایھا الناس ان کنتم فی شک من دینی - یعنی اے لوگو اگر تمہیں میرے دین کے متعلق کچھ شک ہے - جس سے معلوم ہوا کہ وہی لوگ ہیں جن کو یہاں بصیغہ واحد مخاطب کیا گیا ہے - یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مما انزلنا الیک اس کے خلاف نہیں - کیونکہ قرآن کے سب کی طرف نازل ہونے کا کئی جگہ ذکر کیا گیا ہے - مثلاً وانزلنا الیکم نورا مبینا (النسا ۱۷۰)

(۹) قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح

(ترجمہ) (خدائے تعالیٰ نے کہا اے نوح وہ تیرے اہل سے نہیں ہے - کیونکہ وہ بدعمل ہے (ھود ۴۶)

فرمایا - اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیا اور صالحین کے اصل اہل وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں - جو لوگ باوجود نسبی لحاظ سے اہل ہونے کے بُرے عمل کرتے ہیں وہ اہل کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے۔

(۱۰) ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذٰلک خلقھم (ھود ۱۱۸-۱۱۹)

(ترجمہ) اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی گروہ کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے سوائے اس کے جس پر تیرا رب رحم کرے - اور اسی کے لئے اس نے پیدا کیا ہے۔

فرمایا - بعض لوگ ولذٰلک خلقھم کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختلاف کرنے ہی کے لئے پیدا کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں - کیونکہ اس کی تائید قرآن کریم

بزم احباب

شمالی امریکہ

شمالی امریکہ میں ہمارا لٹریچر پہنچ چکا ہے۔ چنانچہ ملک نور محمد صاحب لکھتے ہیں کہ گرامی نامہ مورخہ ۱۷ جنوری سنہ رواں وصول ہوا۔ شکر ہے آپ نے جواب دیا۔ ہندوا لے تو خطوط کا جواب دینے سے بھی عاجز ہیں۔ خدا آپ کے ارادوں کو پورا کرے۔ آپ کا لائٹ فی الحقیقت لائٹ ہے آپ کا یہ گمان درست ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان عیسویت کے زیر اثر آتے جاتے ہیں۔ لیکن آپ تسلی رکھیں کہ سب ایک جیسے نہیں ہوتے جو لوگ اسلام سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ وہ گھروں سے ہی اسلام ساتھ نہیں لاتے۔ جو اپنے وطن سے اسلام ہمراہ لاتے ہیں وہ فضل ایزدی سے کفر کے حملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ مجھے گھر چھوڑے چھ سال ہو چلے ہیں اور غالباً اتنا ہی عرصہ اور یہاں رہنا پڑے گا۔ مگر اسلام ویسا ہی تازہ ہے جیسا گھر چھوڑتے وقت تھا۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں آپ کی ہر جائز مدد کرنے کو طیار رہوں یہاں کے متعلق جو کام پڑے مجھے اطلاع دے دیا کریں۔ جن ہندی طلبہ کو امریکہ میں حصول تعلیم وغیرہ کے حالات معلوم کرنے کا ارادہ ہو۔ میں انہیں ہر قسم کی تعلیمی معلومات مہیا کرنے میں مدد دے سکونگا۔ آئندہ آپ کو یہاں کی یونیورسٹیوں، شرائط داخلہ اور کورس تعلیم وغیرہ کے بارہ میں تھوڑا تھوڑا لکھتا رہونگا۔ تاکہ ہندوستانی طلبہ کے لئے آسانی ہو۔ آپ کی جماعت نے یورپ اور امریکہ کے تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ کو مفت لٹریچر مہیا کردینے کا نہایت دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ جب تک کسی چیز کی قدر و منزلت معلوم نہ ہو جائے اس پر کچھ خرچ کرنا پسند نہیں کرتی۔ لائٹ مفت دینے سے پڑھیں گے حقیقت معلوم کرکے قیمت بھی ادا کردیں گے۔ میں چند غیر مسلم احباب کے پتے بھیجتا ہوں جو نیک، دانشمند اور وسیع القلب ہیں۔ اور کئی ایک نام نہاد مسلمانوں سے بہتر ہیں۔ میری ان سے اکثر ملاقات رہتی ہے۔ اور صحرائے مغرب میں یہ لوگ مثل نخلستان نظر آتے ہیں۔ آئندہ بھی ایسے لوگوں کے پتے لکھتا رہونگا۔

مسجد برلن کا فوٹو کل وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔ کے بورڈ پر لگا ہوا دیکھا یہ آپ کے یکم جنوری کے پرچہ کا ضمیمہ ہے۔ آپ کی طرف سے مزید فوٹو پہنچنے پر انہیں بھی مناسب مقامات پر لگا دونگا۔ یہاں کی یونیورسٹی امریکہ کی یونیورسٹیوں میں پانچویں نمبر پر ہے۔ دس ہزار سے اوپر طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے پڑھتے ہیں۔ جنرل لائبریری میں لکھوکھا کتابیں موجود ہیں اور اکثر نایاب ہیں۔ سلطان عبدالحمید مرحوم کی ساری لائبریری یہاں موجود ہے۔ جس میں قرآن کریم کے کئی نایاب نسخے ہیں۔ فارسی کی پرانی کتابیں شاہنامہ۔ کلیلہ دمنہ وغیرہ تک موجود ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ انگریزی قرآن بھی موجود ہے۔ جب میرے پاس اپنا نہ تھا تو میں لائبریری سے لاکر پڑھا کرتا تھا۔ اب میں نے مولوی فضل کریم خاں صاحب سے اپنے لئے خرید لیا ہے۔ یہ بہتر بات ہوگی کہ آپ یونیورسٹی لائبریری کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری بھیجدیں۔ وہ مشکوری سے قبول کریں گے۔ جملہ بزرگان کو السلام علیکم۔

چین

برادر محی الدین صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ۳ جنوری ۳۱ء آپ کے مشفقانہ الفاظ اور ہمت بندھانے والی نصائح کے لئے مشکور ہوں۔ قرآن کریم کے چینی ترجمے میں مدد دینے کے لئے آپ نے جن دوستوں کے پتے لکھے ہیں وہ باعث امتنان ہے۔ آپ نے جس چینی جماعت کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ قرآن کا چینی ترجمہ کرنا چاہتی ہے لیکن میری ذاتی رائے جو یہاں کے لوگوں کے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ ان میں قوت عمل بالکل نہیں۔ ایک عجیب واقعہ آپ کو سناتا ہوں کہ شانگھی کے امام مسجد اور چند چینی مسلمانوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ میں قرآن کریم کا چینی ترجمہ کرنا چاہتا ہوں تو وہ اکٹھے ہو کر مجھے اس ارادہ سے باز رکھنے کے لئے زور دینے آئے۔ گویا کہ میں کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونے والا ہوں۔ گو میری خواہش تھی کہ اپنے مترجمین کی نگرانی کے لئے میں کسی چینی مسلمان سے مدد لوں۔ لیکن اس سے سوائے کام میں دیر لگنے کے اور کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اس لئے میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا کہ قرآن کے ترجمہ کا پہلا ایڈیشن جلد نکال دیا جائے۔ پھر اگر کسی چینی عالم کو کوئی نقص معلوم ہو تو وہ دوسرے ایڈیشن میں نکال دیا جائے یہ صورت بہت بہتر اور قابل عمل ہے۔ شانگھی کے مسلمانوں کا ارادہ تو ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ترجمہ چھپوا سکنے کے ناقابل ہیں۔

میں دس کاپیاں چینی ترجمہ "حضرت نبی کریم کا اسوۂ حسنہ آپ کے اخلاق اور احادیث" مصنفہ خواجہ صاحب آپ کے ملاحظہ اور احباب میں تقسیم کر دینے کے لئے بھیجتا ہوں۔

جزیرہ مناملار

برادر محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ۶ مارچ ۳۱ء جس کے لئے بہت مشکور ہوں۔ اتنا عرصہ خط نہ لکھنے کی وجہ میری کثیر مصروفیات تھیں۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں سلسلہ کی ترقی سے غافل نہیں رہا اور کار منصبی کے ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کرتا رہتا ہوں اور بذریعہ خطوط بھی قرآن کریم اور لائٹ کے اکثر مضامین ملائی میں ترجمہ کرکے اپنے احباب کو بھیجتا رہتا ہوں۔ اور امید ہے کہ استقلال اور صبر سے کام کرتے رہنے سے ہمارے ساتھ بہت سے آدمی مل جائیں گے۔ غیر مسلمین میں بھی کام کرتا رہتا ہوں۔ چونکہ میں شہر سے دور رہوں اس لئے خط جلدی نہیں پہنچ سکتا۔ دیر کے لئے فکر نہ کیا کیجئے۔

ہنگری

ہنگری میں اسلام کا نہایت شوق سے مطالعہ کیا جا رہا ہے چنانچہ ایک پروفیسر صاحب بوڈاپسٹ دارالخلافہ ہنگری سے لکھتے ہیں کہ میرا دلی شکریہ اپنے مشفقانہ خط اور نہایت دلچسپ اور قیمتی اخبار لائٹ کے لئے قبول کیجئے۔ جسے میں نہایت شوق سے مطالعہ کرونگا۔

ایک یورپین عالم کے اہل وطن کے سامنے اسلام کی سچائیاں پیش کرنے میں آپ کی ہر طرح امداد کی آمادگی نے میری اس قدر حوصلہ افزائی کی ہے کہ میں اپنی کوششوں کو زیادہ وسیع کرنے پر آمادہ ہوگیا ہوں۔ میں گزشتہ سولہ سال سے یہاں کی پراٹسٹنٹ اکیڈمی میں مذہب اسلام پر لیکچر دیتا رہا ہوں اور اپنے ملک کے پراٹسٹنٹ لوگوں میں اپنے شاگردوں کے ذریعے سے مذہب اسلام کے بارہ میں صحیح صحیح معلومات بہم پہنچانے میں بہت کامیاب ہوا ہوں۔ چونکہ حضرت محمدؐ کی تعلیم پیروان مسیح اور مسلمانوں میں محبت بڑھانے والی ہے۔ اس لئے میں نے اس کے ذریعے سے دونوں میں قربت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے ملک کی مشرقی انسٹیٹیوٹ کا معمولی پروفیسر ہونے کی حیثیت سے میں نے اپنے بہت سے شاگردوں کو قرآن کی زبان اور اسلام کی تہذیب کی تاریخ کا مطالعہ کرنے میں مدد دی ہے۔ لڑائی کے دوران میں میں نے ترکی میں ہلال احمر کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے کام کیا ہے اور عام چندہ سے بوڈاپسٹ میں ایک مسجد تعمیر کرنے کی کوشش کی۔ اور اس بارے میں شیخ الاسلام ترکی سے گفتگو کی جنہوں نے ایک فتویٰ شایع کیا کہ مسلمان ایک غیر مسلم کی بنائی ہوئی مسجد کی زیارت کرسکتے اور اس میں نماز ادا کرسکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہنگری میں سیاسیات کے تغیر و تبدل نے میری تمام کوششوں کو ناکارہ کردیا۔ اسی طرح ترکی حکومت کے تغیر نے ہنگری میں اسلام کی نسبت حسن ظن کو کسی حد تک روک دیا۔ اور میری جد و جہد صرف یونیورسٹی اور اکیڈمی میں لیکچروں تک محدود رہ گئی۔

دنیائے اسلام کے مختلف قطعات سے جو خطوط مجھے آتے رہتے ہیں۔ وہ میری تسکین کا باعث ہوتے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ اس زمانے کے مسلمان اپنے گزشتہ عظیم الشان کارناموں کو فراموش نہ کریں گے جبکہ صدیوں تک مسلمانوں کی تعلیم مغربی ممالک کی استاد تھی۔ یورپ کی اندھی اور بیہودہ تقلید جو ہم بعض اسلامی ممالک میں دیکھتے ہیں خودکشی کے مترادف اور اپنے مذہب اور تمدن کی کمزوری کا اعلان ہے۔ جو اسلام کی صحیح روایات کے بالکل خلاف ہے کوئی قوم اپنے اسلاف کی عزت و بزرگی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی کیونکہ اسی پر اس کی موجودہ ہستی کا قیام ہے۔

آپ کی مرسلہ کتابیں ابھی تک نہیں پہنچیں۔ براہ مہربانی انہیں میرے گھر کے پتہ پر بھیجدیں۔ امید ہے کہ میں ان سے اپنی کتاب کی تکمیل کرنے میں مدد لے سکونگا جو میں اسلامی تاریخ پر لکھ رہا ہوں میں آپ کا ہر ایسی تصنیف بھیجنے کے لئے ممنون ہونگا۔ جو میرے کام کی تکمیل میں مجھے مدد دے سکے۔ جو میں تعصب اور جہالت کے مقابلہ پر کر رہا ہوں امید ہے ہماری خط و کتابت باقاعدہ رہے گی۔ تاکہ میں اسلام کے متعلق بعض امور میں آپ سے وقتاً فوقتاً مشورہ لیتا رہوں۔ جو میں یہاں کی لائبریریوں سے حاصل نہیں کرسکتا اگر آپ کو اور آپ کے احباب کو میری کسی قسم کی خدمات کی ضرورت ہو تو اس کے کرنے پر خوشی محسوس کرونگا۔ امید ہے کہ ہمارے تعلقات ہمارے مدعا کی کامیابی میں

اخبار احمدیہ

ملتونہ - مولوی عصمت اللہ صاحب ڈیرہ غازی خاں کے دورہ سے واپس آگئے ہیں ان کے دورہ کی رپورٹ کا ایک فقرہ جہاں چودھویں صدی کے مولویوں کی ردی حالت کو ظاہر کرتا ہے وہاں اس پرفتن زمانہ میں جبکہ مولوی لوگ عوام کو جادۂ مستقیم سے دور لے جا رہے تھے مسیح موعود کی ضرورت بھی ثابت کرتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ایک جگہ ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا جو شخص علما کی خدمت نہ کرے اس کی عورت پر طلاق وارد ہو جاتی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا کہ اجی ہمارے علما تو ہمکو یہی فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ ہے حالت ان علما کی کہ اپنے کھانے پینے کی خاطر کیا کیا جتن کرتے ہیں۔ ان کے زمانہ میں بیچاری مستورات کی بڑی شامت آ رہی ہے اور وہ امر جسے خدا ناپسند کرتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابغض الحلال فرمایا ہے۔ یہ ذرا ذرا سی بات پر جائز قرار دے کر شریعت کی تحقیر کرتے ہیں۔

تجدید بیعت - اس سے پیشتر میں نے ۱۹۲۱ء میں میاں صاحب کی بیعت کی تھی۔ اور میرا عقیدہ دربارۂ نبوت وہی تھا جو کہ میاں صاحب نے القول الفصل اور حقیقت النبوت میں لکھا ہے۔ مگر انہی دنوں میں ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ پیغام صلح) سے خیالات کا تبادلہ ہوا۔ اور انہوں نے مجھے "النبوت فی الاسلام" مطالعہ کے لئے دی۔ جس سے میں نے حق کو پا لیا۔ اس خط کے ذریعہ سے اعلان کرکے تجدید بیعت کرتا ہوں۔

خاکسار محمد اسحاق خاں اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کھاریاں۔

(۲) جناب شہباز خاں صاحب احمدی خواصپور ضلع امرتسر تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے ۱۰۔ اور ۱۴۔ مارچ کا اخبار پیغام صلح پڑھا جس سے ان کو شرح صدر ہو گیا اب وہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت فسخ کرکے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتے ہیں۔ احباب استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

ووکنگ مشن - سب احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ووکنگ مشن یا اسلامک ریویو کا روپیہ آئندہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نہ بھیجا کریں۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور کے نام ہونی چاہئے۔ کسی خاص شخص کے نام پر کوئی منی آرڈر وغیرہ نہ آنا چاہئے۔

خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور

پنجاب ہائی کورٹ میں احمدی وکیل - حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے برادر زادہ ملک محمد امین صاحب ایم اے ایل ایل بی تین سال تک سیالکوٹ میں وکالت کرتے رہے ہیں اب آپ پنجاب ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کرنے کی غرض سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ ملک صاحب موصوف جہاں اپنے فن میں صاحب کمال ہیں وہاں قرآن و حدیث کے بھی جید عالم ہیں۔ امید ہے کہ لاہور میں آپ کی تشریف آوری قوم کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ تمام احباب کو چاہئے کہ جب کبھی انہیں یا ان سے تعلق رکھنے والوں کو ہائی کورٹ میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل کی ضرورت ہو تو وہ ملک صاحب کی خدمات حاصل کیا کریں۔ کیونکہ اس میں انہیں ہر طرح سے فائدہ رہے گا۔ اور جماعت کو بھی تقویت پہنچے گی۔ آپ کا موجودہ پتہ یہ ہے: ملک محمد امین صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل قلعہ گوجر سنگھ میکلوڈ روڈ لاہور۔

پیغام صلح کا غریب فنڈ - بعض احباب کی طرف سے جو چندہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اس مضمون کی درخواستیں دفتر میں آتی رہتی ہیں کہ اخبار پیغام صلح مفت جاری کیا جائے۔ ایسے لوگوں میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں تحقیق احمدیت کا شوق ہوتا ہے۔ اگر کسی طرح ایسے لوگوں کے نام اخبار جاری ہو سکے تو بہت کچھ احمدیت کی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ چونکہ خدا کی مہربانی سے اخبار کی مالی حالت تو ایسی اچھی نہیں کہ اخبار مفت بھیجا جا سکے لہٰذا اس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ جن احباب کو خدائے تعالیٰ کوئی خوشی کا موقعہ عطا فرمائے اور وہ اخبار میں شایع ہونے کے لئے اس کی اطلاع بھیجیں تو اس کے ساتھ ہی وہ کم از کم ایک روپیہ پیغام صلح کے غریب فنڈ میں بھیج دیا کریں۔ نکاح یا ولادت وغیرہ خوشی کی تقریبوں پر غریبوں کی مدد کرنا نہایت اچھا کام ہے۔ اس لئے امید ہے کہ تمام بھائی آئندہ اس مفید تجویز پر عمل کرکے غریب مسلمانوں کے نام اخبار مفت جاری کرنے میں ہماری امداد فرمائیں گے۔

(مینیجر پیغام صلح)

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۴ - ۸ شوال المکرم ۱۳۴۴ھ نمبر ۲۳

اچھوت اور اسلام

(۱)

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند ٭
کہ در آفرینش زیک جوہر اند ٭

اگر ہندوستان قدرت کی فیاضیوں سے مالامال ہونے کی وجہ سے جنت نظیر کہلانے کا مستحق ہے تو حضرت انسان کی بعض پیدا کردہ خرابیوں کے باعث اس کے جہنم ہونے میں بھی کچھ شک نہیں۔ انہی خرابیوں میں سے ایک وہ خرابی ہے جس کو چھوت چھات کہا جاتا ہے۔ جب تک یہ بدنامی کا کلنک ہندوستان سے نہ اٹھے یہ اس وقت تک اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ مہذب ہونے کا دعویٰ کرے۔ یہ وہ لعنت ہے جو خدا جانے کیوں سے اہل ہند کے گلے پڑی ہوئی ہے۔ ہندو تہذیب و تمدن پر یہ ایک بدنما دھبہ ہے جس کی موجودگی میں ہندو اپنی تہذیب کی برتری کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اس بدترین معصیت کو ایک مذہبی عقیدہ تصور کیا جاتا ہے۔ جس کے تحت ہندوستان کے سات کروڑ فرزندوں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جا رہا ہے۔ جس ملک و قوم میں سات کروڑ افراد کو ایسی ذلت اور پستی کی حالت میں رکھا گیا ہو۔ کہ ان سے چھونا تک گوارا نہ کیا جاتا ہو۔ اور اس طرح ان کی ترقی و بہبودی کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے ہوں۔ اس ملک و قوم میں کیا خاک ترقی ہو سکتی ہے۔ جب ہمارا اپنے ملکی بھائیوں کے ساتھ یہ وحشیانہ و ظالمانہ سلوک ہو تو ہم دوسری قوموں کو کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مساویانہ سلوک کرو۔ اگر ہم دوسری مہذب قوموں سے مساویانہ حقوق و سلوک کے خواہشمند ہیں تو سب سے پہلے ہمیں خود اپنے بھائیوں سے وہی برتاؤ کرنا چاہیئے۔

اس وقت ہندوستان کے طول و عرض میں ان اقوام کی تعداد جن کو اچھوت کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ کم و بیش سات کروڑ ہو گی ان بدبخت اقوام سے ہندو قوم کیوں اور کب سے چھوت چھات کرتی ہے۔ یہ ایک تاریخی سوال ہے جس کا جواب کتب تواریخ میں اس طرح پر دیا گیا ہے۔ کہ یہ اچھوت اقوام جن کو شودر کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ دراصل ہندوستان کے ان قدیم باشندوں کی اولاد ہیں جو آرین قوم کے ہندوستان میں وارد ہونے سے پیشتر اس سرزمین میں آباد تھے۔ جب آرین لوگ ہندوستان میں آئے تو انہوں نے قدیم باشندوں کو شکست دے کر ملک کے زرخیز علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ان قدیم باشندوں میں سے کچھ لوگ تو آرین حملہ آوروں کی دستبرد سے محفوظ رہنے کے لئے دور دراز پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ گزین ہوئے جن کی کچھ اولاد آج تک ... میں نظر آتی ہے۔ اور باقی لوگوں نے غلامی ... اختیار کرنا شروع کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو صدیوں تک ظلم کے شکنجے میں کسے گئے۔ جن پر طرح طرح کے مظالم توڑے گئے۔ اور اب تک توڑے جا رہے ہیں۔ اور جو آج اچھوت اقوام کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔

اس زمانہ میں جبکہ دنیا ایک سخت انقلاب کے اندر سے گزر رہی ہے۔ اور دنیا کی ہر قوم خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی زندگی کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ یہ ناممکن تھا کہ ہندوستان کی اچھوت اقوام جو کئی صدیوں سے اپنی ہمسایہ قوم کے مظالم کا تختہ مشق بنی ہوئی تھیں اس عالمگیر بیداری سے متاثر نہ ہوتیں اور اپنی آزادی و حقوق کے لئے مصروف جدوجہد نہ ہوتیں۔ چنانچہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں ان اقوام کی طرف سے اپنی غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے کے لئے جو سرگرم کوششیں ہو رہی ہیں وہ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اب یہ قومیں جاگ اٹھی ہیں اور ان کے اندر اپنی پستی و نکبت اور ہمسایہ قوم کی زبردستیوں اور چیرہ دستیوں کا مقابلہ کرنے کا زبردست احساس پیدا ہو چکا ہے جس سے یہ امید پڑتی ہے۔ کہ جب تک وہ اپنی ان تمام کمزوریوں کا علاج نہ کر لیں گی وہ دم نہ لیں گی۔ اس میں ان میں جنوبی ہند اور احاطہ بمبئی کی اچھوت اقوام سب سے آگے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ جنوبی ہند کی تھییہ قوم نے علی الاعلان اس بات کا اظہار کیا تھا۔ کہ اگر ہندو قوم ان کے ساتھ مساویانہ سلوک کرے تو بہتر ورنہ انہیں اس موجودہ پستی و ذلت سے نکلنے کے لئے مجبوراً اسلام یا عیسائیت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے گا۔ اسی طرح احاطہ بمبئی کی اچھوت اقوام نے اعلان کیا تھا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی ہندو ممبر نہیں بلکہ اچھوت ممبر کونسل میں بھیجنا چاہتی ہیں۔ ان تمام امور سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اچھوت اقوام ہندوؤں کے مظالم و بدسلوکی سے تنگ ہو کر ہندو قوم اور ہندو مذہب کے خلاف بغاوت کرنے پر تل گئی ہیں۔

ان اقوام کے اندر اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جو زبردست احساس پیدا ہو چکا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہندو مہاسبھا اور شدھی سبھا نے اپنے دہلی کے گزشتہ اجلاسوں میں اچھوت ادھار کے مسئلہ پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ ہندو مہاسبھا کے اجلاس میں اچھوتوں کے متعلق جو رزولیوشن پاس ہوا ہے وہ یہ ہے:-

(الف) ہندو مہاسبھا کا یہ جلسہ ہندو قوم سے درخواست کرتا ہے کہ اچھوتوں کے پبلک اسکولوں میں پڑھنے، پبلک کنوؤں سے پانی بھرنے، پبلک سبھاؤں میں بیٹھنے، پبلک راستوں میں چلنے میں جہاں جو رکاوٹیں ہوں۔ انہیں دور کیا جاوے۔

(ب) یہ مہاسبھا مندروں کے پجاریوں سے درخواست کرتی ہے۔ کہ اچھوتوں کو دیو درشن کرنے کی سہولت دیں

ہندو مہاسبھا نے یہ تجویز تو منظور کر لی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا چند ہزار آریوں کو چھوڑ کر عام ہندو جن کو سناتن دھرمی کہتے ہیں اس تجویز پر عملدرآمد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سناتنیوں کے اندر اس تجویز کو جو مقبولیت حاصل ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب یہ تجویز مہاسبھا میں پیش ہوئی تو سناتن دھرمیوں نے نہایت زور کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور جب ان کی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے صدر نے اس تجویز کو منظور ہو جانے کا اعلان کرنا چاہا تو پنڈال میں سخت شور و شر برپا ہوا۔ یہاں تک کہ مہابیر دل کے والنٹیر نہایت دھمکی آمیز رویہ اختیار کئے ہوئے سٹیج پر حملہ آور ہوئے۔ جب ان کی کچھ شنوائی نہ ہوئی اور تجویز کی منظوری کا اعلان کر دیا گیا تو سناتنیوں نے علیحدہ جلسہ کر کے مہاسبھا کی اس کارروائی پر اظہار نفرت کیا۔ عام ہندو اخبارات اب تک اس تجویز کے خلاف زہر اگل رہے ہیں۔ وہ صریح طور پر اس کو اپنے مذہب میں دست اندازی کے مترادف قرار دے رہے ہیں۔

سناتن دھرم میں اچھوتوں کے متعلق جو احکام پائے جاتے ہیں وہ ذاتی نہایت سخت ہیں۔ اور جب تک سناتن دھرمی اپنے مذہبی احکام (خواہ وہ کیسے ہی نامعقول کیوں نہ ہوں) کو بالائے طاق نہ رکھ دیں تب تک ان سے یہ امید رکھنا کہ وہ اچھوتوں کے ساتھ انسانی برتاؤ کریں گے ایک امید موہوم سے بڑھ کر نہیں۔ یہ احکام کیا ہیں؟ ان پر کچھ روشنی اس خطبہ صدارت سے پڑتی ہے۔ جو جگت گورو شری شنکر اچاریہ گوردھن پیٹھ نے دوآبہ بہار سیانت سناتن دھرم کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ہوشیارپور میں ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ میں ایک جگہ آپ نے فرمایا:-

ہم ان (پنچ اقوام) کو اچھوت مانتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ دوسرے متوں میں نہ چلے جائیں اس آفت سے بچنے کے لئے ہم ان کو چھوا کریں؟ اگر ہم شاستر کی دشٹی (نظر) سے کہیں کہ ان کو چھونا ہمارا کرتویہ (اصول) ہے تو یہی معلوم کہ دنیا ہو گا کہ نہیں چھونا چاہیئے۔ خواہ اس سے کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔ ...... شاستروں میں چنڈالوں کے ساتھ ایک کنوئیں پر پانی بھرنا منع ہے جن کنوؤں پر ایک چنڈال شخص پانی بھر سکتا ہے ان پر شدھ برہمن پانی نہیں بھر سکتا ... ساتھ ایک کنوئیں پر پانی بھرنا نشید (ممنوع) ہے ... کا پرائشچت ہے۔ عام پبلک کنوؤں پر انہیں ادھیکار (حق) دو۔ اپنے دروں کے لئے علیحدہ کنوئیں بنا کر ان کی تکلیفات دور کرو۔ پریم کا بیوہار کرو۔ واہ! یہ خوب پریم ہے۔ (پیغام صلح) جو بچے ہندو دھرم سے پیدا ہیں۔ وہ دوسرے مت میں نہیں جا سکتے۔ ہم رشوت یا ڈر سے ایسا نہیں کرتے۔ اور اس رشوت کا کبھی خاتمہ نہیں ہو گا۔ اچھوتوں کو اسلام میں جانے سے بچانے کے لئے یہ یاد رکھو کہ ہم خود دن بدن مسلمانوں کے نزدیک جا رہے ہیں

(اخبار جاگرت - ۲۶ مارچ ۱۹۲۶ء)

اس تمام تقریر کا لب لباب یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کے لئے نیچ قوموں کے ساتھ چھونا جائز نہیں۔ ان کو ہندوؤں کے کنوؤں پر پانی بھرنے کی بھی اجازت نہیں۔ ہاں ایسے کنوؤں پر انہیں پانی بھرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ جہاں مسلمان اور عیسائی وغیرہ دوسری قومیں پانی بھرتی ہیں۔ اس تمام تقریر سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہندو قوم اپنی طرف سے اچھوت اقوام کو کچھ بھی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ بلاشبہ سچ ہے کہ ہندو اقوام میں ایک فرقہ جس کو آریہ سماج کہتے ہیں۔ اس بات کے درپے ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان اچھوت اقوام کو اسلام اور عیسائیت میں چلے جانے سے بچایا جائے اور اس روک تھام کے لئے اچھوت اقوام میں شدھی جاری کی گئی ہے۔ شدھی کے وقت آریہ سماج کی طرف سے اچھوتوں کو بہت کچھ وعدے دیئے جاتے ہیں۔ مگر وہ سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ انہیں یقین دلایا جاتا ہے کہ اگر تم شدھ ہو کر آریہ بن جاؤ گے اور ہندو مذہب پر پختگی سے قائم رہو گے۔ تو تمہیں ہندو مساویانہ حقوق دے دیں گے۔ مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی حالت شدھ ہونے کے بعد بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔ اس تنزل کی وجہ یہ ہے کہ شدھ ہونے سے پیشتر تو اچھوت بالکل خاموش ہوتے ہیں۔ اور دوسرے ہندوؤں سے کسی قسم کی چپقلش نہیں کرتے۔ مگر جب شدھ ہو جاتے ہیں تو آریوں کے اکسانے پر دوسرے ہندوؤں سے مساویانہ حقوق حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ دوسرے ہندو چونکہ ان کے اس مطالبہ کو اپنے مذہبی اصول کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لئے نہایت سختی کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آریہ سماجی اچھوتوں کو اکسا تو ضرور دیتے ہیں مگر ان کی مدد شاذ و نادر ہی کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیچارے اچھوت دوسرے ہندوؤں کے ہاتھوں بہتیری جگہ پٹتے ہیں۔ اس بدبخت گروہ کے لئے دونوں طرح مصیبت ہے شدھ نہ ہوں تب بھی اور شدھ ہوں تب بھی۔ ع

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

یہ ہیں وہ دردناک حالات جن کے اندر اچھوت قومیں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں جبکہ ہندو ذہنیت میں تغیر پیدا ہو۔ ہندو قوم اچھوتوں کے ساتھ انسانی سلوک کرنے کے قابل ہو سکے۔ مگر بحالت موجودہ اس سے اس قسم کی کوئی توقع نہیں۔ اچھوت اگر دراصل اپنی نجات چاہتے ہیں تو وہ انہیں ہندو دھرم میں نہیں بلکہ اسلام اور صرف اسلام میں دستیاب ہو گی۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ہم دکھائیں گے کہ اسلام اچھوتوں کے لئے ایک پیغام رحمت ہے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

کچھ عرصہ ہوا جب افغانستان میں مولوی نعمت اللہ شہید کئے گئے۔ تو ہندوستان کے اکثر مولویوں اور پیروں نے نہایت شد و مد سے سلطنت افغانستان کے اس وحشیانہ فعل کی تائید کی تھی اس وقت بعض مسلمان اخباروں نے بھی اس بارے میں جو روش اختیار کی تھی وہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے والی تھی۔ اسلام کے ان نادان دوستوں نے اس موقع پر جو کچھ کیا وہ سب پر روشن ہے یہ بحث ایک عرصہ سے ختم ہو چکی تھی مگر اب پھر پیر جماعت علی شاہ نے اس فتنہ خوابیدہ کو جگا دیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ مراد آباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس تھا۔ اس کے صدر پیر جماعت علی شاہ ... ہوئے۔ خطبہ صدارت میں آپ نے فرمایا کہ:-

... [illegible]

اور کسی مسلمان بادشاہ کو خلیفہ نہ مانا۔ اب ایسے اعتقادات والوں کو اہل سنت والجماعت کیوں اپنے میں ملائیں۔ اور ان کے لئے واقعی وہ سزا صحیح ہے جو کابل میں مرزائیوں کو ملی۔ اور جس کی تصدیق جمعیۃ العلماء ہند نے کی اور جو بالکل شریعت حقہ کے مطابق ہے۔

اول تو پیرجی کی یہی غلط بیانی ہے کہ جنگ یورپ میں احمدیوں نے خلافت کے خلاف لکھا۔ حضرت! احمدیوں نے خلافت کی تائید میں اتنا کچھ لکھا کہ شاید آپ اور آپ کے ہم مشرب پیروں نے بھی نہیں لکھا ہوگا۔ مگر خیر اس بات کو جانے دیجئے۔ اصل سوال یہ ہے کہ اگر احمدی خلافت کے خلاف لکھنے کے باعث سنگساری کے لائق ہیں تو آپ بھی اس سزا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سزا کے مستوجب ہیں۔ احمدی تو خیر خلافت کے خلاف صرف کچھ لکھتے ہی تھے۔ مگر حضرت اپنے مرید سپاہیوں کو تعویذ دے کر میدان جنگ میں بھیجتے تھے کہ جاؤ خلیفہ کی فوج پر گولیاں چلاؤ۔ تمہاری گولیاں تو کارگر ہوں گی۔ مگر ان تعویذوں کی برکت سے خلیفہ کے سپاہیوں کی گولیاں تم پر کچھ اثر نہ کریں گی۔ اب اگر احمدی محض خلافت کے خلاف لکھنے کی وجہ سے قابل سنگساری ہیں تو آپ خلافت کے خلاف ایسے خطرناک تعویذ دینے والے کیوں سنگساری کے لائق نہیں؟

ویدکا پول کھل گیا

کسی گزشتہ اشاعت میں "اسلام اور آریہ سماج" کے عنوان سے ایک افتتاحیہ میں ہم نے بدلائل ثابت کیا تھا کہ آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اس کی تردید میں مہاشہ پرلاد رائے بی ۔اے نے معاصر "آریہ گزٹ" میں ایک مضمون "ویدک دھرم اور اسلام" کے عنوان سے شایع کروایا۔ جس میں انہوں نے لکھا۔ کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آریہ سماج نے اسلام سے کچھ سیکھا ہے "آریہ سماج کے سب اصول مسلمہ طور پر وید مقدس سے لئے گئے ہیں" اس کے جواب میں پھر ہم نے ایک نوٹ "جعفر زٹلی کی امت میں ہل چل" کے عنوان سے ۲۴ مارچ میں شایع کیا تھا۔ جس میں مہاشہ جی سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ کا یہ قول سچ ہے کہ "آریہ سماج کے سب اصول مسلمہ طور پر وید مقدس سے لئے گئے ہیں" تو بتلایئے کہ آریہ سماج نے بیوہ عورتوں کے نکاح کا جو مسئلہ رائج کیا ہے۔ یہ کونسے وید کی تعلیم ہے اور اس کے ساتھ ہم نے یہ بھی لکھدیا تھا کہ "جواب دیتے وقت اپنے مرشد سوامی دیانند کا وہ قول یاد رکھنا کہ اکھشت یونی استری اور اکھشت ویرج مرد ویدوں کے رو سے دوسری شادی نہیں کر سکتے ہاں نیوگ کر سکتے ہیں" مہاشے جی خدا جانے آج کل کہاں ہیں انہوں نے تو ہمارے اس مطالبہ کا کچھ جواب نہ دیا۔ ان کے بڑے بھائی ایڈیٹر آریہ گزٹ نے جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

> بیوہ کی شادی بقول ان (ایڈیٹر پیغام صلح) کے اسلام سے سیکھی ہے۔ مگر غور کرنے سے ایسے سینکڑوں واقعات مل جائیں گے جبکہ بیواؤں کی شادیاں اسوقت ہوئیں جبکہ محمدی اسلام کے وجود کا کسی کو خواب وخیال بھی نہ تھا بالی کو مار کر سگریو نے اس کی استری سے شادی کی تھی مگر بہرحال موجودہ زمانہ کی صورت ایک قومی ہلولے ہوئے ہے۔ بیوائیں پہلے بہت ہوتی ہی نہ تھیں۔ کیونکہ بچپن کے وواہ نہ تھے۔ اور لوگ پوری عمر بھوگتے تھے۔ مگر جبکہ ودھواؤں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ یہ ضروری تھا کہ ودھوا وواہ جاری کیا جاوے۔ تاکہ قوم کی تباہی کو روکا جاوے۔ اپنی قوم کو بچانے کے لئے کون عقلمند انسان کوشش نہیں کرتا۔ اگر لوگ اب ودھوا وواہ کرنے میں ویدک مریادا کو توڑتے ہیں تو بلاشبہ ودھواؤں کی تعداد بڑھانے میں بھی تو انہوں نے ویدک مریادا کو توڑا ہی تھا۔ جب یہاں ودھواؤں کی تعداد کم ہو جائے گی اور برہمچریہ بچوں کے وواہ کم ہو جائیں گے تو یقیناً ودھوا وواہ کی ضرورت نہ رہے گی۔
>
> (آریہ گزٹ یکم اپریل ۱۹۲۸ء)

یہ جواب ... ہے کہ کسی مزید جواب کی ضرورت نہیں ... تو اس مثال ہی کو ملاحظہ فرمایئے کہ بالی کو مار کر سگریو نے اس کی استری سے شادی کی تھی اگر ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کو قتل کر کے زبردستی اس کی عورت پر قبضہ جما بیٹھے تو کیا اس کو شادی کہیں گے یا ڈاکہ زنی۔ پھر اگر بفرض محال اس ڈاکہ زنی کو شادی ہی مان لیں تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوگیا کہ ویدوں نے ودھوا وواہ کی اجازت دی ہے اور یہ وواہ ویدک ہدایات کے ماتحت کیا گیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مہاشہ جی نے یہ بات بلاسوچے سمجھے یونہی لکھدی ہے۔ ورنہ حقیقت ان کا بھی یہی ہے کہ ویدوں نے ودھوا وواہ کی اجازت نہیں دی۔ اسی لئے وہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اگر لوگ ودھوا وواہ کرنے میں ویدک مریادا کو توڑتے ہیں تو بلاشبہ ودھواؤں کی تعداد بڑھانے میں بھی تو انہوں نے ویدک مریادا کو توڑا ہی تھا" مہاشے جی! یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے ودھوا وواہ جاری کیا گیا ہے اس پر ہمیں اعتراض نہیں۔ آپ ایک دفعہ چھوڑ ہزار دفعہ بیواؤں کی شادی کیجئے۔ اس سے آپ کو کوئی مسلمان روکے تو ہمارا ذمہ رہا۔ یہ تو عین اسلام کا اصول ہے۔ جس کو آپ ہندو قوم کے اندر رائج کر رہے ہیں۔ جس کے لئے تمام مسلمان آریہ سماج کے ممنون ہیں۔ ہمارا سوال تو صرف اس قدر تھا کہ آپ کو یہ دعوے ہے کہ یہ اصول آریہ سماج نے اسلام سے نہیں لیا بلکہ ویدوں سے لیا ہے اس کو ویدوں سے ثابت کر کے دکھایئے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وید کا ایک پرمان بھی آپ نے اس کی تائید میں پیش نہیں کیا۔ جس سے ان تمام بلند بانگ دعوؤں کی جو آریہ سماج ویدوں کے متعلق کرتی رہتی ہے۔ حقیقت کھل گئی ہے ؎

> بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
> جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

ملاجی صرف روٹی کھاتے ہیں

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے روزنامچہ میں ۴ مارچ ۱۹۲۶ء کا ایک واقعہ اس طرح پر لکھتے ہیں کہ:۔

> کھانا کھا کر بھتیا اور واحدی صاحب کے ہمراہ بھتیا کے مکان پر آیا۔ واحدی صاحب نے بیان کیا کہ ایک مسجد میں کئی سال سے جماعت نہیں ہوئی۔ ملاجی رہتے ہیں مگر صرف روٹی کھاتے ہیں۔ نماز نہیں پڑھتے۔ واحدی صاحب نے جماعت کرائی مگر ملاجی جب بھی شریک نماز نہ ہوئے۔ لیٹے رہے۔

یہ واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے واقعی اعجوبہ روزگار ہے۔ ہم بھی آج تک ملاؤں کے متعلق بہت کچھ شکایات سنتے چلے آئے ہیں۔ مگر آج تک یہ سننے میں نہ آیا تھا کہ ملاجی مسجد میں صرف روٹی کھاتے ہیں نماز نہیں پڑھتے۔ جب مسجد کے ملا کی یہ حالت ہو کہ جماعت ہونے پر بھی علیحدہ لیٹا رہے تو عوام سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے گم شدہ رہبر قوم کی کیا رہنمائی کر سکتے ہیں۔ ان کے زہریلے اثر سے عوام کو محفوظ رکھنے کا بہترین طریق یہی ہے کہ ان کے وجود سے خانہ خدا کو پاک کر دیا جاوے۔

ختم نبوت اور جماعت احمدیہ

سلسلہ احمدیہ کے مخالفین ناواقف لوگوں میں اکثر یہ غلط فہمی پھیلاتے رہتے ہیں کہ تمام کی تمام جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی۔ یہ ان کا سفید جھوٹ ہے۔ بے شک احمدی جماعت کا ایک حصہ جو قادیانی جماعت کے نام سے مشہور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یا آخری نبی نہیں مانتا۔ مگر جماعت احمدیہ لاہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں میں خاتم النبیین مانتی ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو تمام مسلمان جماعتوں میں یہی ایک جماعت ہے جو ہر لحاظ سے ختم نبوت کی قائل ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ خود وہ لوگ بھی جو احمدیوں پر اعتراض کرتے ہیں حقیقی معنوں میں ختم نبوت کے قائل نہیں۔ کیونکہ وہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام آئیں گے جو ... اور یہ ... ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے خلاف ہے ... اگر ... جماعت احمدیہ نئے نبی کا آنا مانتی ہے تو معترض ایک پرانے نبی کا آنا مانتے ہیں۔ بات ایک ہی ہے۔ کیونکہ دونوں باتیں آنحضرت صلعم کے آخری نبی ہونے کے منافی ہیں۔ حیرت یہ ہے کہ باوجود ایسا فاسد عقیدہ رکھنے کے یہ لوگ یہی کہے چلے جاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ختم نبوت کی قائل نہیں۔ چنانچہ پیر جماعت علی شاہ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے گزشتہ اجلاس منعقدہ مرادآباد میں فرمایا کہ:۔

> مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ حضور صلعم کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں۔

علی پوری پیر کے مرید تو ان میں بہت سی کرامات مانتے ہیں مگر ہم ان کا سب سے بڑا کمال یہ جانتے ہیں کہ وہ علی الاعلان دروغ بیانی کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ جھجکیں کیونکر یہ تو صرف دروغ بیانی ہے۔ وہ تو احمدیوں کو گالیاں دینا بھی کار ثواب سمجھتے ہیں۔ بایں ادعائے زہد و اتقا اس قسم کی دروغ بافی کرنا صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔

پیرجی! جماعت احمدیہ لاہور کا ختم نبوت کے متعلق جو کچھ عقیدہ ہے وہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ آپ اپنا عقیدہ بیان کیجئے۔ کیا آپ حضرت عیسٰیؑ کا دوبارہ آنا مانتے ہیں۔ اگر مانتے ہیں اور ضرور مانتے ہیں تو پھر بتایئے کہ حضرت عیسٰیؑ خاتم النبیین ہوسے۔ یا آنحضرت صلعم اور حضور کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے آپ ہوئے یا ہم۔ باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ "حضور صلعم کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں" اس کا جواب حضرت مرزا صاحب کے اس شعر میں موجود ہے ؎

> ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
> یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

عیسائی مشنریوں کے آریہ شاگرد

مہاتما گاندھی نے ۱۹۲۴ء میں جو لکھا تھا کہ آریوں نے مذہبی پرچار میں عیسائیوں کی نقل کی ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ عیسائی مشنری استاد ہیں اور آریہ ان کے شاگرد ہیں۔ ہر بات میں آریہ عیسائی مشنریوں کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ عیسائی مشنریوں نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اسلام کے خلاف لکھا تھا اسی کا مظاہرہ آریہ سماج کی کتب میں کیا گیا ہے گزشتہ چند سالوں سے عیسائی مشنریوں نے مسلمانوں کو تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام سے غافل کرنے کی غرض سے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ آئے دن دوسرے ممالک کے متعلق اس قسم کی بے بنیاد خبریں شایع کرتے رہتے ہیں کہ افریقہ میں اتنے کروڑ حبشی مسلمان ہو گئے ہیں۔ چین میں اتنے لاکھ چینی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس قسم کی تمام دل خوش کن خبریں محض اس غرض کے لئے وضع کی جاتی ہیں۔ کہ مسلمان اس بات سے خوش ہو کر کہ ان کا مذہب خود بخود دنیا میں ترقی کر رہا ہے فریضۂ تبلیغ و اشاعت اسلام سے لاپرواہ ہو جائیں۔ اور عیسائی مشنری اندر ہی اندر اپنے مذہب کی اشاعت پر زور طریق پر بلا مزاحمت اعادے کرتے رہیں۔ عیسائی مشنریوں کے آریہ شاگردوں نے بھی اب یہی طریق اختیار کیا ہے۔ آریہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کی خبریں شایع ہوتی رہتی ہیں۔ کہ ہندوستان کے فلاں مقام اور علاقے میں مسلمان مولوی پہنچے ہوئے ہیں۔ اور وہاں انہوں نے اتنے ہزار اچھوتوں کو مسلمان بنا لیا ہے۔ مگر جب تحقیقات کی جاتی ہے تو اس قسم کی خبریں محض دروغ بے فروغ ثابت ہوتی ہیں۔

ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو متنبہ کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ آریوں کے ان جھانسوں میں نہ آئیں اور وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام کو بیش از پیش سرگرمی سے جاری رکھیں۔ اس وقت کام کرنے کا موقع ہے۔ اگر اس کو ضائع کر دیا گیا تو پھر ہمیشہ کے لئے ان اچھوت اقوام سے جن کے اندر آریہ سماج نہایت سرعت سے اسلام کے خلاف زہر پھیلا رہی ہے۔ ہاتھ دھونا پڑے گا۔

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۵ شوال ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۴

حدیث نیاز

(از مولانا حسرت موہانی)

ہم کہیں تا کجا حدیث نیاز | جب تک بھی کہیں، وہ دلبر ناز
عشق طاعت گزار ہو کہ نہ ہو | حسن ہر حال میں ہے بندہ نواز
رہ گئے ذات حق میں ہم کے فنا | اب ہم ہیں نہ دل، نہ سوز، نہ ساز
دولت آرزو سے مالا مال | دل عاشق ہے اک دفینۂ راز
خون دل سے وضو کریں تو کہیں | بن پڑے عاشقوں کی جا کے نماز
ہند و ایراں ہیں خاص مسکن عشق | ماورائے عراق و شام و حجاز

دیکھئے دل پہ کیا بنے حسرت
عشوہ گر حسن، عشق ہے جانباز

اخبار احمدیہ

مدرسوں کی ضرورت - اپنی جماعت کے بی۔ اے۔ ایس۔ اے۔ وی۔ یا ایس۔ اے۔ وی۔ یا ایس۔ وی۔ ٹیچروں کی ضرورت ہے۔ جو اصحاب ملازمت کے خواہشمند ہوں وہ اپنی درخواستیں فوراً ذیل کے پتہ پر بھیجدیں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور۔

پنجاب ہائی کورٹ میں احمدی وکیل گزشتہ اشاعت میں اس عنوان کے ماتحت ملک محمد دین صاحب ایم۔ اے کے یہاں تشریف لانے اور پنجاب ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کرنے کے متعلق جو نوٹ ہم نے لکھا تھا اس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ پنجاب ہائی کورٹ میں اس سے پیشتر کوئی احمدی وکیل نہ تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ ملک صاحب موصوف کی آمد سے پہلے ہمارے مکرم دوست شیخ محمد دین جان بی اے ایل ایل بی وکیل پنجاب ہائی کورٹ میں کام کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ گویا اب پنجاب ہائی کورٹ میں ہماری جماعت کے دو وکیل ہو گئے ہیں۔

میاں محمود احمد صاحب کا نیا فتویٰ

کیا حضرت نور الدین صاحب احمدی یا مسلمان تھے؟

جناب میاں محمود احمد صاحب کا حسب ذیل فتویٰ الفضل ۱۳ اپریل ۲۶ء صفحہ ۱۲ پر شائع ہوا ہے۔

"میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں"

اس کے متعلق ہم جناب میاں صاحب سے مودبانہ دریافت کرتے ہیں کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے والا اور نماز پڑھنے کے جواز کا فتوے دینے والا یکساں ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی فرق ہے تو یہی ہے کہ فتویٰ دینے والا پڑھنے والے سے بدتر ہے۔ کیونکہ وہ بہت سی مخلوق کو گمراہ کرتا ہے۔ دیگر وہ عقیدۃً ایک بات کا قائل ہے پڑھنے والا اگر غلطی پر ہو تو اس کی غلطی عملی کمزوری کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ اب حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کے فتوے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے جواز کے جناب میاں صاحب کو معلوم ہیں۔ میں یہاں صرف وہ دو فتوے پیش کرتا ہوں جن کا تعلق خود میاں صاحب یا ان کے مریدین سے ہے۔

ا۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے حج میں جانے والوں کو بار بار یہ فتویٰ دیا کہ وہ وہاں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ اس فتوے کا ذاتی علم جناب میاں صاحب کو ہے۔ کیونکہ اسی کے ماتحت انہوں نے خود بھی کئی نمازیں خانہ خدا میں غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھیں۔ مگر بعد میں انہوں نے ان نمازوں کو دوہرا بھی لیا۔ جیسا کہ وہ خود تسلیم کر چکے ہیں۔ لیکن ان کے علم میں ہے کہ حضرت مولوی صاحب کا یہ فتویٰ عتا۔ میاں صاحب کے مریدین میں سے اور بھی کئی لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی فتوے کے ماتحت وہاں نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔ مگر ان کا حوالہ میں نہیں دیتا۔ صرف میاں صاحب کے ذاتی علم کو پیش کرتا ہوں۔

ب۔ مولوی فضل الدین ساکن کھاریاں جناب میاں صاحب کے پکے مرید ہیں۔ ان کے قبضہ میں مولوی صاحب مرحوم کا وہ خط ہے جس کا فوٹو بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس میں حسب ذیل الفاظ ہیں۔

"جو لوگ منافق طبع نہیں اور جو لوگ واقعی حسن ظن رکھتے ہیں۔ وہ کسی قدر معذور ہو سکتے ہیں۔ آپ بعد الاستخارہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔"

یہ خط بھی میاں صاحب جب چاہیں مولوی صاحب سے منگا کر دیکھ لیں۔ یہ ہندوستان میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کے جواز کا فتویٰ ہے۔ پس حضرت مولوی نور الدین صاحب غیر احمدی کے پیچھے نماز کے مجوز تھے۔ اور ان کے فتووں کی وجہ سے لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ پس جناب میاں صاحب کے فتوے کی رو سے حضرت مولوی صاحب مرحوم احمدی نہ تھے اور نہ ان کا جنازہ جائز تھا۔ جو میاں صاحب نے اس علم کے باوجود کہ حضرت مولوی صاحب غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کے مجوز ہیں خود پڑھایا۔ حالانکہ فتویٰ ان کا یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں۔ اور چونکہ میاں صاحب کے نزدیک جو احمدی نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور اسی بنا پر ان کا جنازہ جائز نہیں پس حضرت مولوی صاحب مرحوم مسیح موعود کے خلیفہ اس فتوے کی بنا پر مسلمان بھی نہ تھے۔

ان دو مشکلات کو توجہ فرما کر حل فرما دیا جائے اول یہ کہ اگر فتویٰ درست ہے تو حضرت مولوی صاحب مرحوم مسلمان نہ تھے۔ دوم یہ کہ ان کا جنازہ میاں صاحب نے خود کیوں پڑھایا۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں اس بات کا ثبوت دینے کے لئے بھی تیار ہوں کہ حضرت مولوی صاحب نے خود بھی ایسے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھی جن کا ذکر ان کے فتوے میں ہے۔

کیا مسیح موعود پر ایمان لا کر بھی ایک شخص احمدی یا مسلمان نہیں بنتا

جناب میاں صاحب نے جب اسلام میں داخل ہونے کے لئے آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کو کافی نہ سمجھ کر حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان ضروری قرار دیا تھا۔ تو یہ سمجھا گیا تھا کہ مسلمانوں کی کافی تعداد کو خارج از اسلام کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ سوائے چند میاں صاحب کے مریدین کے باقی روئے زمین پر کوئی مسلمان ہی نہیں رہا تھا۔ لیکن میاں صاحب کا یہ فتوے کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود کو مان کر بھی کافر ہو سکتا ہے۔ اگر وہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لے بتاتا ہے کہ ان چند نفوس کی چھانٹ بھی اب باقی ہے۔ یہ فتوے بظاہر میاں صاحب کی اپنی جماعت کے بعض افراد کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ جیسے راجہ پائندہ خاں صاحب تھے جو گو میاں صاحب کی طرف سے مشہور وفد دہلی میں جماعت کے نمائندوں میں سے ایک تھے۔ مگر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایسے ہی کئی ایک اور آدمی بھی تھے۔ بہر حال اس فتوے سے معلوم ہوا کہ جناب میاں صاحب کا میلان طبع اسی کفر سازی کی طرف ہے۔ جس میں آج اکثر علماء گرے ہوئے ہیں۔ کہ دین کے بڑے بڑے احکام سے لے کر ادنیٰ باتوں تک کو ضروریات دینی قرار دے کر لوگوں کو دائرۂ اسلام سے فاسق قرار دیتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لینے سے ایک احمدی احمدی نہیں رہتا یعنی کافر ہو کر دائرۂ اسلام سے خارج

ہو جانا ہو تو ایسی ہزاروں باتیں ہو سکتی ہیں مثلاً جھوٹ بولے۔ یا رشوت لے یا ماں باپ کی نافرمانی کرے۔ یا پیر پرستی کرے۔ یا نماز نہ پڑھے۔ یا روزہ نہ رکھے یا زکوٰۃ نہ دے۔ یا بدنظری سے کسی عورت کو دیکھے۔ وغیرہ وغیرہ تو یہ سب باتیں اسی ذیل میں آئیں گی۔ اور ان میں سے ہر ایک گناہ کی وجہ سے میاں صاحب کے مریدین بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہوتے رہیں گے۔

اگر یہ نتیجہ صحیح نہیں تو امید ہے کہ جناب میاں صاحب اپنے منشاء کی وضاحت کر دیں گے۔ جناب میاں صاحب نے خود دوسری ضرورت دین غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا قرار دی ہے۔ جس کے مرتکب ان کے بہت سے مرید ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو یہ فہرست از سر نو پیش کی جا سکتی ہے۔ گو اس سے قبل بھی میاں صاحب کے علم میں ایسے نام متعدد مرتبہ لائے جا چکے ہیں۔

گویا اس نئی شریعت میں جس کی بنیاد جناب میاں صاحب رکھ رہے ہیں سب سے بڑے یہی دو ارکان دین ہیں۔ یعنی اول غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ دوم غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا۔ نماز نہ پڑھے تو کافر نہیں۔ لیکن اگر نماز پڑھے اور با جماعت پڑھے لیکن غیر احمدی کے پیچھے پڑھے تو کافر ہو جاتا ہے اور خدا اور رسولؐ کے سارے احکام کی پابندی کرے لیکن غیر احمدی سے لڑکی کا نکاح کر کے میاں صاحب کو ناراض کر دے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور دینوں کے بڑے ارکان تو کسی چیز کا کرنا ہوتا ہے یہاں نہ کرنا ہی سب سے بڑا رکن دین ہے۔ جو شخص ان دو بنیادوں پر قایم نہ رہے مسیح موعود کا نبی ماننا ہی کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

جماعت احمدیہ لاہور اور نبوت مسیح موعود!!

جناب میاں صاحب نے جماعت احمدیہ لاہور کو ناحق کئی قسموں میں تقسیم کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت لاہور سب کی سب ایک ہی عقیدہ پر قایم ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو کوئی ایسی نبوت نہیں ملی جو پہلے مجددین اور محدثین کو نہ ملی ہو اور یہ وہی نبوت ہے جس کا ذکر آیت قرآنی "البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا" میں اور حدیث صحیح "لم یبق من النبوۃ الا المبشرات" میں ہے خود حضرت مسیح موعود نے جب کسی آیت قرآنی کو پیش کیا تو اسی آیت کو کیا اور اسی حدیث کو اپنے دعوے کی بنیاد ٹھہرایا۔ اس لئے جو تقسیم احمدیہ جماعت لاہور کی میاں صاحب نے کی ہے۔ کہ ان میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی" اور بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو ایک قسم کی نبوت ملی تھی لیکن اس قسم کی نبوت نہ تھی جیسی پہلے نبیوں کی" یہ محض ان کا اپنا خیال ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور میں کوئی دو ایسے فریق نہیں۔ البتہ یہ تشتت جماعت قادیان کے حصہ میں آیا۔ جہاں گھر گھر علیحدہ عقیدہ ہے۔ پس اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے میاں صاحب اپنے فتوے پر از سر نو غور کر کے اپنی جماعت کو صاف الفاظ میں جو ہدایت پسند کرتے ہوں دیں۔ کہ وہ ان افراد کے جنازوں میں جو جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں شامل ہوں یا نہ ہوں۔

کفر اور اسلام

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "کچھ لوگ غیر مبائعین میں سے ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ غیر احمدی مسلمان ہیں۔ اور مبائع ان کو کافر کہتے ہیں اس لئے وہ خود کافر ہیں" اور اس گروہ کو جناب میاں صاحب بڑی مہربانی سے کافر قرار دے کر ان کے جنازہ کو ناجائز کہتے ہیں۔ میاں صاحب کو غلطی لگی ہے۔ احمدیہ جماعت لاہور سب کلمہ گو مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھتی ہے۔ جماعت قادیان میں البتہ دونوں قسم کے لوگ ہیں یعنی وہ بھی جو حضرت صاحب کے اس ارشاد پر کہ "میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا" عامل ہیں اور اس لئے کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔ گو ان کی تعداد شاید کم ہو۔ اور وہ بھی جو میاں صاحب کی بات کو کالوحی سمجھ کر حضرت مسیح موعود کے ارشاد کی طرف توجہ نہیں کرتے اور روئے زمین کے سب مسلمانوں کو جنھوں نے کبھی مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سنا دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ کفر الٹ کر اس پر پڑتا ہے سو یہ جماعت احمدیہ لاہور کے بعض افراد کا ہی عقیدہ نہیں بلکہ جناب میاں صاحب اور ان کے مریدین کا بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے صاف طور پر لکھا ہے اور آج تک جناب میاں صاحب نے اس کو منسوخ قرار نہیں دیا۔ حدیث نبوی اس کی بنیاد ہے۔ البتہ جماعت احمدیہ اسے بر رنگ قصاص ایک سزا قرار دیتی ہے۔ مسلمان کافر کہنے والوں کو وہ حقیقتاً دائرۂ اسلام سے خارج نہیں سمجھتی گو بر رنگ سزا ان سے روحانی مقاطعت کو ضروری سمجھتی ہے۔

میری غرض ان چند امور کو پیش کرنے سے یہ ہے کہ جناب میاں صاحب اس فتویٰ پر دوبارہ توجہ فرمائیں اور غور کریں کہ ان کے فتوے کی زد کہاں پہنچتی ہے۔ اور ان کے خیالات کہاں سے کہاں پہنچے ہیں۔

میاں صاحب اور ان کی جماعت کا حقیقی خیرخواہ

بزم احباب

خلیج فارس

ایک دوست بندر عباس سے لکھتے ہیں کہ میرے نام رسالہ جاری کر دیجئے۔ یہاں چند گوشہ مغز عیسائی موجود ہیں۔ جو پرانی روایات پر عمل کرتے اور اس کا نام مذہب سائنس رکھتے ہیں۔ کاش انہیں بتایا جا سکے کہ مذہب سائنس کسے کہتے ہیں۔ بحث بھی کرتے ہیں لیکن فضول۔ ابھی تک تو ہمیں میرا مقابلہ کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔ کبھی کبھی کوئی اعتراض کر دیتے ہیں جس کا دنداں شکن جواب لے کر خاموش ہو جاتے ہیں۔

یہاں کے ایرانی اپنے مذہب سے دور ہوتے جا رہے ہیں صرف جہلا میں مذہب کی کچھ وقعت ہے جو مذہب کی غرض و غایت سے بالکل بے بہرہ اور بطور رسم و رواج اس کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

ترکی

برادر خلیل خان بے صاحب قسطنطنیہ سے لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ۲۵۔ فروری ملا۔ اخبار لائٹ روانہ کرنے کے لئے بیحد مشکور ہوں۔ جسے میں خاص دلچسپی سے مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ آپ نے سیرۃ خیر البشر کے ترکی ترجمے کے متعلق دریافت کیا ہے۔ کہ آیا میں نے اسے دیکھا ہے یا نہیں سو عرض ہے کہ میں نے اسے ایک دوست کے پاس دیکھا تھا۔ لیکن وہ ابھی مکمل نہیں ہوا۔ اس کا مترجم عمر رضا بے اب اس بارہ میں آپ کو لکھنے کے لئے آزاد ہے۔

میں آپ کی جماعت کی ان خدمات اسلام کا جو وہ یورپ میں کر رہی ہے نہایت خوشی اور دلی ہمدردی سے مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ غالباً آپ کو بھی میری گزشتہ سی سالہ جدوجہد کا جو میں مغربی ممالک کے مختلف مرکزوں میں اسلام کے لئے کرتا رہا ہوں علم ہوگا۔ تین سال سے میں یہاں ہوں اور میں نے امریکہ جا کر بذریعہ تحریر و تقریر اسلام کے سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی مضامین پر روشنی ڈالتے رہنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن مجھے یہاں کسی سے مدد نہ مل سکی۔ کیونکہ با اقتدار لوگوں میں سے بہت کم لوگ مذہبی امور کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

اٹلی

چودھری محمد اقبال صاحب جناب بشارت احمد صاحب کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ والا نامہ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ میں تو اسے انتہائی فخر سمجھتا ہوں کہ میرے بزرگ مجھ آوارہ گرد و آوارہ مزاج کو فراموش نہ فرمائیں بلکہ ہمیشہ اپنی مہربانیوں اور شفقتوں کا مورد رکھیں۔ ورنہ میں کیا اور آپ جیسے اعلیٰ اخلاق اور نیک انسانوں سے خط و کتابت کہاں۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کے افضال کا نتیجہ ہے۔

یہ درست ہے کہ میں نے کچھ سرد و گرم زمانہ کا دیکھا اور خدا جانے کب تک یہ نظارہ اور دیکھتا چلا جاؤنگا۔ جلا وطنی تو ضرور اختیار کی اور اپنی حماقت سے۔ لیکن پنجابی مثل ہے" کبجے نوں لت راس آگئی" یعنی کبڑے کو لات راس آگئی، ہندوستان میں رہتا تو اپنے دوستوں۔ اقربا اور بزرگوں کے لئے سوہان روح بنا رہتا۔ جیل میں پڑا سڑتا مگر درستی کی نوبت شاید آخری وقت تک نہ آتی۔ کیونکہ ہندوستان دنیا کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ وہاں ہوش و عقل سے کام لینا ایسا ہی ہے جیسے سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزر جانا۔ پھر آپ خیال فرمائیے کہ جو شخص بچپن سے ایسی ہوا میں نشوونما پا چکا ہو۔ یعنی علی برادران و ہیچ قسم دیگر لیڈر کے زیر سایہ تو پھر بھلا اس کو کوئی عقل کی بات سوجھے تو یہ ایک معجزہ ہوگا۔ ان لوگوں کے سادہ دہ کرانا ذی تذلیب پر مہر لگ جاتی ہے کہ عقل کا فرشتہ ہزاروں ٹکریں مارے سر پھوڑے مگر وہاں اثر ممکن ہی نہیں۔ میں ان لوگوں کی نیت پر کوئی حملہ نہیں کرتا۔ وہ نہایت مخلص ہیں اور اچھے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتا کہ پرلے درجے کے جاہل ہیں۔ اگرچہ ڈگریاں بھی رکھتے ہیں۔ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ بھی کر چکے ہیں

بڑے انسان ہیں۔ مقرر ہیں۔ محرر ہیں۔ غرضیکہ یہ ہیں وہ ہیں مگر

مکے گئے مدینے گئے کربلا گئے
جیسے گئے تھے ویسے ہی پھر پھر کے آگئے

آپ نے نہایت مہربانی فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ مجھے ہندوستان میں ہونا چاہیئے تھا کہ "پیغام صلح" کی ادارت کرتا۔ میں اور مسئلہ ادارت "پیغام صلح" عجیب ہی بات ہے۔ مجھ میں اس قدر علم کہاں کہ ایک ایسے علمی و مذہبی جریدہ کا ادارہ کر سکوں۔ اس کے لئے تو حضرت امیر قوم کا علم۔ آپ جیسی زبان ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کا جوش۔ جناب مرزا صاحب قبلہ کی طرح صلح جو یانہ طبیعت۔ اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب جیسا دل ہونا چاہیئے۔ میں ان سب فضائل سے کورا۔ البتہ دوڑ دھوپ، پروف درست کرنا کرانا اور اسی قسم کی دوسری خدمات بجا لانا ہو سکے تو این ہم غنیمت است۔ میں تو اب ہندوستانی زبان بھی بھولے جا رہا ہوں۔ اخبار "پیغام صلح" آٹھ روز کے بعد آجاتا ہے۔ پڑھ لیتا ہوں۔ اور ایک ہی دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار۔ بولنے کی تو مہینوں کے بعد نوبت آتی ہے اخبار میں لکھنے کے لئے جب تک دہلوی و لکھنوی محاورات نہ ہوں پڑھنے والے کو کیا خاک لطف آئے گا۔ اور جب تک لطف نہ آئے دل پہ کیسے اثر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دہلی اور لکھنؤ والے لیڈر عوام پر زیادہ اثر ڈال دیتے ہیں۔ اور پھر علاوہ ازیں غالب۔ مومن۔ ذوق۔ داغ کے دیوانوں کا مطالعہ بھی خوب ہونا چاہیئے۔ قرآن کا نہ بھی ہو تو ہرج نہیں ان کا کام مثنوی مولانا روم اور حافظ دے جاتے ہیں۔ اور ایک مدیر جریدہ کے لئے یہ بہت ہی ضروری چیزیں ہیں۔ رہا "پیغام صلح" کا مدیر ہونا۔ تو اس کے لئے قرآن و حدیث کا علم ضروری ہے۔ اگر حافظ قرآن نہ ہو۔ تو کم از کم آیات قرآنی تو بر وقت و بر محل لکھنے کا ملکہ۔ اور قدرت تو ہو۔ میں آٹھ دس ماہ لاہور رہا۔ قرآن کے درس میں چند ماہ شامل رہا اور استاذی مولانا احمد صاحب کے درس حدیث میں بھی حاضر ہوتا رہا۔ مگر آپ خود غور فرمائیے۔ کہ جب قلب پر مہر لگی ہو تو پھر عقل کی بات کا اثر دخل کیسے ممکن ہے۔ طبیعت ہر وقت، دوسرے اشغال میں مشغول۔ دماغ صرف ایک ہی بات کے لئے وقف یعنی میں فلاں ملک کا حاکم کیسے بن سکتا ہوں۔ اس جنون نے عقل کو کوسوں پاس سے نہ پھٹکنے دیا۔ آخر وطن کو بھی خیر باد کہنا پڑا۔

ہندوستان میں ہمیشہ یہ خیال رہا کہ اسلامی ممالک میں رہنا ایک سعادت اور خوش قسمتی ہے۔ اور ان ممالک کے رہنے والوں پر رشک کی نظر سے نگاہ کیا کرتا تھا۔ مگر جب ان ملکوں میں پہنچا۔ ان کا مطالعہ کیا۔ مشاہدہ اور تجربہ ہو گیا تو ایک ٹھنڈی سانس بھری اور اب ان لوگوں کو حسرت و رشک کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا جو کفرستان میں رہتے ہیں۔ طبیعت چند روز میں اکتا گئی مگر واپسی کو طبیعت نے گوارا نہ کیا۔ اور میں نے اپنے آپ کو زندگی کے طوفان خیز سمندر میں چھوڑ دیا۔ کہ جدھر بہا لے جائے جانا چاہیئے۔ اور اب تک اسی خیال میں ہوں۔ تین سال سے اس کفرستان میں ہوں مگر خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ کسی اسلامی ملک میں نہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی ملک میں جو کسی مسلمان حاکم یا بادشاہ کے ماتحت ہو انسان دو ہفتے یا دو ماہ سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ وہاں کا باشندہ ہونا تو دوسری بات ہے۔ کیونکہ اسے تو چار باید زیستن ناچار باید زیستن۔

جب سے میں نے اسلامی ممالک کو دیکھا ہے۔ اسلامی تاریخ پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ کیونکہ اس کے مطالعہ سے انسان دو نتائج پر پہنچتا ہے۔ اول یا تو تاریخ لکھنے والے خواہ وہ کوئی ہو سخت جھوٹے اور افترا پرداز تھے اور دوم یا موجودہ مسلمان قطعاً مسلمان نہیں۔ اور نہ ان کی اولاد ہیں۔ اگر مجھ سے مشورہ لیا جائے تو میں کہونگا کہ سوائے قرآن و حدیث کے تمام دوسری تاریخی کتابوں کو جو مسلمان مورخین نے لکھی ہیں۔ جلا دیا جائے اور اسلام کی نئے سرے سے قرآن کے مطابق تعلیم رائج کی جائے جب تک اسلامی تاریخ کی کتابیں موجود ہیں اور اس کے ساتھ موجودہ مسلمان حکمران ہیں۔ دونوں میں تضاد نظر آئے گا۔ جو دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بہت کام آئے گا۔ یہ نظریہ میرا ہی نہیں بلکہ ہر اس شخص کا ہے جو کسی نہ کسی اسلامی ملک میں رہ چکا ہے۔ دیوبند کے چند ایک معزز رکن بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

ٹرینیڈاڈ

برادر صادق حسین صاحب لکھتے ہیں کہ اخبار پیغام صلح ملا۔ نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ یہاں ایک شخص آریہ بنام رام جی ۱۸ فروری کو مسلمان ہو گیا اور سید عباس علی صاحب کے ہاتھ پر دو عیسائی مسلمان ہوئے۔ برادر تجمل حسین صاحب کا ایک قریبی عزیز چند یوم سے علیل ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد شفا بخشے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ - ۱۵ ر شوال المکرم ۱۳۴۴ھ نمبر ۲۴

اچھوت اور اسلام

(۲)

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند ؛
کہ در آفرینش زیک جوہر اند ؛

گزشتہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ اچھوت اقوام کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور جب تک وہ ہندو مذہب و قوم میں ہیں۔ اس وقت تک وہ اس تحت ذلت سے باہر نہیں نکل سکتیں - آج ہم دکھاتے ہیں کہ اچھوتوں کی حقیقی نجات اسلام اور صرف اسلام میں ہے - وما توفیقی الا باللہ۔

سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ جن مشکلات میں یہ بدنصیب طبقہ مبتلا ہے - وہ مذہبی سے زیادہ تمدنی اور معاشرتی ہیں - اس کا یہ مطلب نہیں کہ مذہب کو ان سے کچھ سروکار نہیں - یا وہ مذہب کی پیداکردہ نہیں - اصل مقصود تو مذہب ہی کا ہے - جس کے تشدد آمیز اور غیر منصفانہ احکام کی بدولت یہ قومیں اس حالت کو پہنچی ہیں - اس لئے ان کے واسطے وہی مذہب آبِ رحمت ثابت ہوگا - جو سب سے پہلے ان کی ان مشکلات کو دور کرے - روحانیت کے بلند مقام پر پہنچانا تو بہت بعد کی چیز ہے ابھی تو انہیں ایک ایسی تعلیم کی ضرورت ہے - جو موجودہ پستی و ذلت سے نکال کر انسانیت کے درجہ پر لائے - اگر یہ پوچھا جائے کہ ایسا مذہب کونسا ہے - تو ہم یہی کہیں گے کہ وہ اسلام اور صرف اسلام ہے - اسی مذہب کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جو بوجھوں کے نیچے دبے ہوئے اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوں رہائی دلاتا ہے -

اچھوتوں کی موجودہ ذلت و پستی کا سب سے بڑا سبب ہندو مذہب کا وہ اصول ہے - جس کے ذریعہ انسانوں کو چار ذاتوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور شرافت و ذلت کا انحصار اسی تقسیم پر رکھا گیا ہے - اگر کوئی اعلیٰ ذات سے ہے تو اعلیٰ ہے - اور اگر ادنیٰ ذات سے تعلق رکھتا ہے - تو ادنیٰ - جب تک اس خطرناک تقسیم کو جو ہندو مذہب کا اب جزو لاینفک بن چکی ہے - ہندو مذہب سے خارج نہ کیا جائے تب تک اچھوتوں کی اصلاح ناممکن ہے - اور بہ حالت موجودہ ہندو قوم سے جو قدامت پرستی میں دنیا کی تمام قوموں سے گوئے سبقت لے گئی ہے - یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے اس بوسیدہ اصول کو خیرباد کہے - پھر ہندو مذہب میں رہ کر اچھوتوں کی اصلاح ہو تو کیونکر - جس مذہب میں صدیوں سے یہ عقیدہ رائج ہو کہ شودر محض اعلیٰ ذاتوں کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں - وہ اب یک لخت اس سے کیونکر دست بردار ہو سکتا ہے شودر جب تک ہندو مذہب کی چار دیواری کے اندر ہیں انہیں یہ توقع نہ رکھنی چاہیئے - کہ ہندو قوم انہیں مساویانہ حقوق دے گی - یہ حقوق انہیں صرف اسی مذہب میں جا کر مل سکتے ہیں - جس نے تمام ملکی و قومی امتیازات کو مٹا کر تمام انسانوں کو برابر قرار دیا ہو - اور ظاہر ہے کہ یہ امتیاز تو دنیا میں صرف دین اسلام ہی کو حاصل ہے -

اسلام میں کوئی برہمن، کھشتری - ویش اور شودر نہیں - اس کے نزدیک ملک قوم، نسل اور رنگ کوئی قابل فخر چیزیں نہیں - قابل فخر اگر کوئی چیز ہے تو وہ اتقا یعنی پرہیزگاری ہے - آج مہذب کہلانے والی قومیں بھی اسی رنگ و نسل کی تفریقات کی بناء پر دوسری قوموں سے جو سلوک کر رہی ہیں وہ انسانیت کے لئے باعث ننگ ہے وحدت نسل انسانی کا جو پیغام اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا کو دیا تھا اس کی آج ان نام نہاد مہذب اقوام کو بھی اسی قدر ضرورت ہے کہ جس قدر اس زمانہ میں اہل عرب کو تھی - اسلام کا وہ پرامن پیغام یہ ہے :-

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (ترجمہ)

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا - اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے - تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو - تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے - (الحجرات ۱۳)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے بنی نوع انسان کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ تم سب کے سب ایک ہی اصل سے پیدا کئے گئے ہو - جیسا کہ دوسری جگہ بھی ارشاد ہے :-

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ (ترجمہ)

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا - (سورہ النساء)

یہ جو تم میں مختلف قومیں اور قبیلے پائے جاتے ہیں تو یہ تمہاری عزت یا ذلت کا معیار نہیں - ان کی اصل غرض تو صرف اس قدر ہے کہ ان کے ذریعے تم ایک دوسرے کو پہچان لو - گویا یہ تقسیم محض انسانوں کی شناخت کے لئے ہے کسی کی چھوٹائی بڑائی کا اس پر کوئی انحصار نہیں - اس بارہ میں اصل الاصول تو یہ ہے کہ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے - مختلف انسانی جماعتوں میں جو تفریقات پائی جاتی ہیں اور جن کے سبب سے دنیا کا امن و امان خطرے میں پڑ رہا ہے - اسلام کے اس اصول نے ان کو یکسر مٹا دیا ہے عرب کے اُمی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا - کہ جب تک یہ تفریقات بنی نوع انسان کے اندر موجود ہیں تب تک دنیا میں حقیقی امن قایم نہیں ہو سکتا - یہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی روشنی میں نہایت شد و مد سے اس اصول کو دنیا میں قایم کیا آپ کو وحدت نسل انسانی قایم کرنے کا اسقدر خیال تھا کہ اس دار فانی سے روانہ ہوتے وقت حجۃ الوداع کے خطبہ میں بھی اس اصول پر خاص زور دیا - کیا پیارے الفاظ ہیں -

یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقویٰ - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - (ترجمہ)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہی ہے - پس عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں - اور نہ کالے کو گورے پر نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے - سوائے تقوےٰ کے - تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے بڑھ کر عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑھ کر متقی ہے -

وحدت نسل انسانی قایم کرنے کے بعد اسلام نے ایک اور حلقہ اخوت بھی قایم کیا ہے - جو "کل مومن اخوۃ" کی تعمیل ہے - یہ تعلیم محض ایک نظریہ ہی تک محدود نہیں بلکہ اسلام نے اس کو عملی جامہ بھی پہنایا ہے - اسلام کی عبادات نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ وغیرہ کیا ہیں - اس تعلیم کی عملی صورتیں ہی تو ہیں - مسجد میں دیکھو کہ کس طرح امیر و غریب - ادنےٰ و اعلےٰ - حاکم و محکوم ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں - اگر ایک جگہ ایک سلطان کھڑا ہے - تو اس کے کندھے کے ساتھ کندھا لگائے ایک مزدور بھی موجود ہے - کیا یہ فرحت بخش نظارہ اس بے نظیر اخوت و مساوات کا کافی ثبوت نہیں - جو دین اسلام نے اپنے پیرؤوں کے اندر قایم کی ہے - پھر حج پر غور کیجئے کہ سب زنگی و فرنگی - عربی و عجمی ایک ہی لباس میں ملبوس اور ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے کس طرح اسلام کی مساوات کا اعلان کر رہے ہیں - کیا دنیا میں کوئی مذہب ہے - جو اپنے ماننے والوں کے اندر اس قسم کی وحدت و یگانگت کا عملی ثبوت پیش کرے - یہ بات تو فقط دین اسلام ہی میں پائی جاتی ہے کہ اس میں اسود و احمر کی کوئی تمیز نہیں -

آج آریہ اچھوتوں کو بہکاتے پھرتے ہیں کہ تم مسلمان کس لئے ہوتے ہو - شدھ ہو کر آریہ سماج میں داخل ہو جاؤ تو تمہیں مساویانہ حقوق ہندو سوسائٹی میں مل جائیں گے - مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی حالت اور بھی بدتر ہو جاتی ہے - آریہ ہو جانے پر ہندو ان کی اور بھی مخالفت کرتے ہیں - بہتیرے مقامات پر پٹتے بھی ہیں - شدھی محض برائے نام ہوتی ہے - ان کی اصلی حیثیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا - جس طرح ان کو پہلے اچھوت سمجھا جاتا ہے - ویسا ہی بعد میں بھی - لیکن اگر وہی اچھوت مسلمان ہو جائیں تو کسی ہندو کی کیا طاقت ہے کہ ان کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر دیکھ سکے - دور کیوں جائیں - ابھی چند روز ہوئے کہ ضلع ہوشیارپور کے ایک مذہبی ہندو سکھ نے اعلان کیا کہ :-

"ہندو جب تک کہ میں ہندو ہوں مجھے کنوئیں پر چڑھنے نہیں دیتے - لیکن مسلمان ہو کر میں دیکھونگا کہ مجھے کون روکتا ہے"

چنانچہ ایسا ہی ہوا - بڑی شان و شوکت سے مسلمانوں نے اندر سنگھ کو مسلمان بنایا - اور اس کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے - اور جلوس آراستہ کرکے بازاروں میں گزارا - اور تمام ہندوؤں کے کنوؤں پر چڑھایا - کسی ہندو کو طاقت نہ ہوئی کہ اس نومسلم کو کنوئیں پر سے ہٹا سکے اور پانی نکالنے سے روک سکے - (آریہ گزٹ ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء)

خیر ہندو کنوؤں پر چڑھنا تو معمولی بات ہے - ہم تو کہتے ہیں کہ اگر اچھوت مسلمان ہو جائیں تو نہ صرف ہندو قوم کے موجودہ مظالم سے چھوٹ جائیں گے بلکہ اسلام میں آکر وہ ہر قسم کی ترقی کر سکتے ہیں - اسلام میں ان کا داخلہ آریہ سماج کی شدھی کی طرح نہ ہوگا - کہ عملی حیثیت سے ان کی حالت میں کچھ بھی فرق نہ پڑے - اب وہ شدھ ہونے کے بعد بھی اچھوت ہی تصور کئے جاتے ہیں - اور عام ہندو قوم کی نگاہ میں ان کی قدر و منزلت وہی ہوتی ہے جو شدھ ہونے سے پہلے تھی - مگر اسلام میں داخل ہوتے ہی ہر مسلمان انہیں اپنا بھائی سمجھے گا - اور ان سے ویسا ہی برادرانہ سلوک کرے گا جیسا کہ کسی بڑے سے بڑے مسلمان کے ساتھ کرتا ہے سب سے بڑا فائدہ جو انہیں پہنچے گا وہ یہ ہے کہ اسلام انہیں شرک کی اس آلودگی سے پاک کر دے گا - جس میں وہ اور دوسرے ہندو مبتلا ہیں - انہیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی مشکلات کا علاج آریہ سماج میں نہیں بلکہ اسلام میں ہے - اگر وہ واقعی اس بات کے خواہشمند ہیں کہ وہ شرف انسانیت حاصل کریں - اور دین و دنیا میں عروج حاصل کریں تو انہیں جلد سے جلد ہندو مذہب اور آریہ سماج کو خیرباد کہکر رحمۃ للعالمین کے جھنڈے تلے آجانا چاہیئے - اسی میں ان کی نجات ہے ٭

اسلامی مساوات

یقیناً اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس نے ملک قوم اور رنگ کی تمام تمیزوں کو مٹایا ہے - اسی مذہب کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں ادنےٰ و اعلےٰ کی کوئی تمیز نہیں - اس کے سب پیرو آپس میں بھائی بھائی ہیں - یہی وجہ ہے - کہ مسلمان چاہے کیسے ہی اعلےٰ خاندان سے ہوں ہر نومسلم بھائی سے بیٹے بیٹی کا رشتہ کرنے میں عار نہیں سمجھتے - چنانچہ حال ہی میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک اشتہار کے ذریعے ذیل کی دو مثالیں پیش کی ہیں :-

شہر سورت کے رئیس اعظم اور اصل نسل فاطمی سید جناب سردار میر مظفر حسین صاحب نے اپنی نواسی کی نسبت ریاست کیرواڑہ کے نومسلم راجپوت والی ریاست کے ولیعہد مان سنگھ جی سے کی ہے - کیرواڑہ ریاست ملک گجرات کے ضلع بھرونچ میں ہے -

مانگرول کاٹھیاواڑ کے والی ریاست جناب نواب شیخ جہانگیر میاں صاحب نے جو صدیقی شیخ ہیں اپنی صاحبزادی کی نسبت جناب مہارانا ناہر سنگھ جی والی ریاست آمود کے ولی عہد سے کی ہے - یہ ولی عہد بھی نومسلم راجپوت ہیں -

کیا کوئی آریہ سماجی یا ہندو راجہ اس قسم کی مثال پیش کر سکتا ہے - کہ اس نے کسی ہندو بننے والے ملکانے کے ساتھ رشتہ کیا ہو - اگر آریہ سماجی ملکانوں اور دیگر نومسلم راجپوتوں کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو بیکار شدھی کا ڈھول کاہے کو پیٹ رہے ہیں - ہندو مذہب سے اس قسم کے انسانی سلوک کی امید رکھنا بالکل بے فائدہ ہے - یہ فخر تو صرف اسلام کو حاصل ہے - کہ اس میں داخل ہوتے ہی اسود و احمر اور کالے اور گورے کی تمیز اڑ جاتی ہے - اور سب آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں -

جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

طہران کے روزانہ اخبار شفق سرخ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی کوششوں کے متعلق ایک ایڈیٹوریل نوٹ لکھا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"انجمن تبلیغات اسلامیہ" کا مرکز لاہور (ہندوستان) میں ہے - اور اس کی شاخیں ترویج و اشاعت اسلام کے لئے ہندو برما اور دیگر ممالک مشرق میں قایم ہیں - اس انجمن کا کام روز افزوں ترقی پر ہے - چنانچہ اس نے علاوہ مذہبی اخبارات و رسالہ جات کے متعدد مساجد، مدارس، کتب خانے، مہمان خانے، دار الایتام، اور ریڈنگ روم قایم کر رکھے ہیں - یہ تمام کام اس چندہ سے چلتے ہیں - جو ہند - سندھ اور برما کے امرا اور عامۃ المسلمین کی طرف سے وصول ہوتا ہے - اس انجمن کی طرف سے بہت سے مبلغین بلاد یورپ و امریکہ وغیرہ میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مقرر ہیں - انجمن سے تعلق رکھنے والے اور اس کے مدد معاون زیادہ تر مذہب کے وہ گرویدہ لوگ ہیں جو احمدیہ طریقہ کے ہیں - ان کی عالی ہمتی اور سرگرمی سے لندن کے علاقہ ووکنگ میں ایک مسجد قایم ہو گئی ہے - جس کی تصویر اور تفصیلی حالات جرائد انگلستان میں شایع ہو چکے ہیں -

اب انجمن مذکورہ بالا کی سرپرستی میں اس کے مبلغین نے شہر برلن میں ایک اور مسجد تعمیر کی ہے جو عظمت و وسعت کے لحاظ سے برلن کے بہترین معابد میں سے شمار ہوتی ہے اور اب تک اس پر "پنج ملیون لیرہ" خرچ ہو چکا ہے -

اس انجمن کا اصلی اور بنیادی کام یہ ہے کہ ممالک یورپ و امریکہ کے دار السلطنتوں اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں ترویج و اشاعت اسلام کی غرض سے معابد و مساجد قایم کی جائیں اور اس کے لئے انجمن کے متعلقین و کارکن ہر قسم کی کوشش و اعانت کر رہے ہیں -

چین و جاپان میں تبلیغ اسلام کی ضرورت

جناب راجہ غلام احمد صاحب مزل کا ایک مضمون اخبارات میں شایع ہوا ہے - جس میں مسلمانان ہند کو توجہ دلائی گئی ہے کہ چین اور جاپان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی اس وقت سخت ضرورت ہے - اس تمام مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے نہایت وسیع میدان ہے - اس میدان کو ترک کر دینا مسلمانان عالم کے لئے ایک خطرناک غلطی اور قابل ملامت فعل ہوگا - اسلام کی تحریک اس ملک میں بہت جلد سرسبز و شاداب ہو سکتی ہے - جاپان میں متعدد نفوس اس سوچ و فکر میں غلطاں و پیچاں ہیں کہ کونسا مذہب ان کو انسانی فضائل کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا سکتا ہے - اگر مسلمان اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اسلام کو اس قوم تک پہنچائیں تو نہایت امید افزا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں - گزشتہ سال ایک جاپانی تاجر مسٹر سکو ماجو علاوہ اپنی مادری زبان کے چینی اور انگریزی زبان بولنے اور لکھنے میں اعلےٰ درجہ کا ملکہ رکھتے ہیں اسلام میں داخل ہوئے - اب وہ شنگھائی میں مع اپنی نو مسلمہ اہلیہ کے مقیم ہیں - اور مذہب اسلام کی صداقت پر نہایت مستحکم یقین رکھتے ہیں - تجارت کے علاوہ انٹرنیشنل مسلم ایسوسی ایشن شنگھائی کے جدید میگزین لائٹ آف اسلام (نور اسلام) کے جائنٹ ایڈیٹر بھی ہیں - یہ رسالہ انگریزی - چینی - اور جاپانی تین زبانوں میں شایع ہوتا ہے - مسٹر سکوما اسلام کے نہایت پرجوش مبلغ ہیں - وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانان ہند چینی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کریں - کیونکہ اس کی وہاں اشد ضرورت ہے - آپ نے شنگھائی میں ایک وسیع دلچسپ اسلامی دار المطالعہ بھی کھول رکھا ہے -

ان تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی اور جاپانی زبان میں اگر اسلامی لٹریچر کثرت سے شایع کیا جائے تو تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقصد میں بہت کامیابی ہو سکتی ہے - کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ جمعیت العلمائے ہند جو قرآن کریم کے ترجمے و تفسیر کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کر رہی - اردو میں ترجمہ و تفسیر شایع کرانے کے بجائے پہلے چینی و جاپانی زبان میں اس کام کو شروع کرے گی - اردو زبان میں تو پہلے بھی بہتیرے تراجم و تفاسیر موجود ہیں - اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ جمعیت العلما پہلے اس پیغام حق کو چینی یا جاپانی میں ترجمہ کروائے -

ہند میں اسلام کا مستقبل

حال ہی میں لکھنؤ میں اودھ ہندو کانفرنس کا اجلاس ہوا - صدر مشہور آریہ سماجی بھائی پرمانند تھے - آپ نے وہی پرانا راگ الاپا - یعنی ہندوؤں کو سنگٹھن کی تلقین کی اور اسلام و عیسائیت کے خلاف ہندوؤں کو ابھارتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ :-

> اسلام اور عیسائیت اس وقت تک ہندو ازم پر حملے کرتے رہے ہیں - اب وقت ہے کہ ہندو ان پر حملہ آور ہوں - اور بنا سنگھٹت ہوئے حملہ نہیں کیا جا سکتا - حملہ کرنے کی کیوں ضرورت ہے - اس لئے کہ پراچین ہندو سبھتا کو اسلام یا عیسائیت میں جذب ہونے سے بچایا جائے -

خدا جانے بھائی جی اب کونسی پراچین ہندو سبھتا کو اسلام یا عیسائیت سے بچانا چاہتے ہیں - وہ تو کب کی رخصت ہو چکی ہے - اب تو جو کچھ ہے وہ ایک معجون مرکب ہے - باقی رہا آپ کا اسلام پر حملہ کرنا سو شوق سے کیجئے - اس کا اسلام کو کچھ ڈر نہیں - آپ جیسے بہتیروں نے اس سے پیشتر بھی اس پر حملہ کیا - اور منہ کی کھائی - آپ بھی تجربہ کر لیں اسلام دنیا میں مغلوب ہونے کے لئے نہیں بلکہ تمام مذاہب باطلہ پر غالب ہونے کے لئے آیا ہے -

بھرتپور کی شہید مسجدیں

لارڈ ریڈنگ کے عہد کا سب سے منحوس واقعہ وہ ہے - جو بھرتپور میں وقوع پذیر ہوا - اور جس نے کروڑہا ہندوستانی مسلمانوں کے دل زخمی کئے - مہاراجہ بھرتپور نے شارع عام میں اپنی مسلمان رعایا کی آنکھوں کے سامنے تین مسجد شہید کروا ڈالیں اور آج تک حکومت نے ان سے کچھ بھی بازپرس نہ کی - لارڈ ریڈنگ کے عہد میں مسلمانوں نے بھرتپور کی اس ظالمانہ کارروائی کے خلاف بہت کچھ صدائے احتجاج بلند کی - مگر شنوائی نہ ہوئی - وہ ہندوستان سے چلے گئے - مگر بھرتپور کی شہید مسجدیں ان کے انصاف کی راہ دیکھتی رہ گئیں - اب نئے وائسرائے ہندوستان میں تشریف لے آئے ہیں - مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر جگہ جلسے کر کے ان کو تار دیں کہ مہاراجہ بھرتپور نے تین مسجدیں منہدم کر کے اسلام کی بے حرمتی کیوں کی ؟ مسجدیں دوبارہ بنوائی جائیں - اور مہاراجہ بھرتپور اس گستاخی کا معاوضہ ادا کریں - امید ہے کہ جناب وائسرائے اس طرف توجہ فرما کر مسلمانوں کی دلجوئی فرمائیں گے -

سناتن دھرمیوں کی حق پسندی

آریہ سماجی اچھوتوں کو "شدھ" کر کے آریہ سماج میں داخل کرتے ہیں مگر سناتن دھرمی ان کو پھر بھی اشدھ ہی سمجھتے ہیں - اور ان سے بدستور چھوت چھات جاری رکھتے ہیں - ہاں اگر وہی اچھوت مسلمان یا عیسائی ہو جاتے ہیں تو سناتنی ان سے ملنے لگتے ہیں - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سناتن دھرمی اچھوتوں کی حقیقی شدھی آریہ سماج میں نہیں بلکہ اسلام اور عیسائیت میں مانتے ہیں - چنانچہ سناتنیوں کے اس رویہ کا ذکر کرتے ہوئے آریہ گزٹ نے لکھا ہے کہ :-

> سناتنی ایک خاص قسم کی شدھی کو پسند کرتے ہیں - وہ ایسے کہ اگر چمار یا اچھوت ہندو ان کے پاس آئے تو اسے وہ شدھ کرنے پر تیار نہ ہوں گے - لیکن اگر وہ مسجد یا گرجا میں جا کر مسلمان یا عیسائی بن جائے تو سناتنی اس سے ملنے لگیں گے - اس کو اپنے گھر میں بٹھلائیں گے - کیونکہ ان کے خیال میں اب وہ شدھ ہو گیا -

واقعی اچھوتوں کی اصل شدھی اسلام ہی سے ہو سکتی ہے - آریوں کو چاہئے کہ اپنے سناتنی بھائیوں کی بات مانیں اور جلد سے جلد اچھوتوں کو مسلمان ہونے کے لئے مسجدوں میں پہنچا دیں - ان کا بڑا کلیان ہوگا -

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

مسیحیت کے اس عقیدے کو سب جانتے ہیں کہ نجات اعمال سے نہیں بلکہ ایمان سے ہے اور ایمان بھی وہ جو حضرت یسوع مسیح کی صلیبی موت پر لایا جائے - اس مذہب میں یہ عقیدہ بہت عرصہ سے رائج ہے - کہ انسان شریعت پر نہیں چل سکتا اس لئے گناہ گار رہے اور اس کے گناہ کے بدلے میں خدا کا بیٹا مصلوب ہوا - اب جو شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے وہ نجات پائے گا - یہ عقیدہ جس قدر بودا ہے وہ محتاج بیان نہیں - اسلام نے آ کر اس عقیدے کو بیخ و بن سے اکھیڑا - اس نے تعلیم دی کہ نجات کسی شخص کی صلیبی موت پر ایمان لانے سے نہیں - بلکہ اعمال سے حاصل ہوتی ہے - اسلام نے بتایا کہ انبیا جو خدائے تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں تو وہ لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہونے کے لئے نہیں آتے - بلکہ دنیا کے سامنے شریعت پر چلنے کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں - تاکہ اہل دنیا کو بھی شریعت پر چلنے کی ترغیب ہو - اور ان کا نمونہ دنیا والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** میں اسی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے ایک عرصہ تک عیسائیوں نے اس محکم اصول کی طرف توجہ نہ کی اور اپنے کفارہ کے عقیدے پر قایم رہے - مگر اب آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کے بعض حلقوں میں اسلام کی اس صداقت کو تسلیم کر لیا گیا ہے - اب حضرت یسوع مسیح کو دنیا کے سامنے اس حیثیت سے پیش نہیں کیا جاتا کہ اُن کی صلیبی موت پر ایمان لاؤ تو نجات مل جائیگی بلکہ عملی نمونہ پیش کرنے والے کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے - یعنی جو شخص آپ کے نقش قدم پر چل کر اعمال بجا لائے گا وہ نجات پائے گا چنانچہ حال ہی میں اس قسم کی ایک تحریر مقامی ہمعصر نورافشاں میں شایع ہوئی - جو ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

> لوگ اس بات سے متعجب ہیں - کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی شرط کیوں یسوع مسیح کی تابعداری مقرر کی گئی ہے - جس سے بنی آدم کو محبت نہیں ہے - پر وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اگر نجات بالاعمال کی تعلیم ہی ان کے نزدیک خدا کی بادشاہت میں داخلہ کی شرط ہو - تو یسوع مسیح نے اکمل طور سے اس شرط کو اپنی زندگی سے اور اپنے اعمال و اقوال سے پورا کیا ہے اس سے بڑھ کر نیک عمل کرنے والا کوئی انسان ثابت نہیں ہوا - اسی وجہ سے وہ خود اور اس کی زندگی کا طرز عمل اور اس کی خصلت خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی شرط قرار پائی ہے - وہ جو نجات بالاعمال کی تعلیم کا مقصد ہے - یسوع مسیح کو ترک کر کے کیسے نجات پانے کی تمنا کر سکتا ہے - یسوع مسیح نے کب کسی نجات بالاعمال کی تعلیم کو ماننے والے کی حقارت کی - اس نے ہمیشہ ایسے اصحاب کو محبت بھری نگاہ سے دیکھا - نوجوان فریسی کو یاد کرو - جس نے ہمیشہ کی زندگی کی بابت آپ سے سوال کیا تھا یس یسوع مسیح ان کی نظر میں ہرگز حقیر نہیں ٹھہر سکتا - جو نجات بالاعمال کے اعتقاد کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں -

دعائے مغفرت میرے والد مولوی نور احمد صاحب پنشنر ۱۹ اپریل کی رات کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے - احباب سے جنازہ غائب کی درخواست کرتا ہوں -

(عطا الٰہی اول مدرس برنالہ تحصیل بھمبر ریاست جموں)

وفات حکیم محمد صاحب فوق - مبلغ سلسلہ کی ایک دو سالہ لڑکی بعارضہ چیچک فوت ہو گئی ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ تعالےٰ حکیم صاحب کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے - آمین -

جواہر ریزے

چند روز ہوئے کہ جالندھر میں آریہ پرتی نیدھی سبھا کا سالانہ اجلاس تھا اس میں تقریر کرتے ہوئے مہاتما ہنس راج نے فرمایا کہ سوامی دیانند نے شدھی کی جو تحریک جاری کی تھی وہ اب آہستہ آہستہ ہندوؤں میں پھیل رہی ہے اور ان کے خیالات میں تبدیلی ہو رہی ہے۔ ثبوت میں آپ نے یہ واقعہ پیش کیا:-

"میرے ساتھ ایک پٹھان بیٹھا تھا۔ ایک آدمی جس نے شراب پی تھی آیا اور پٹھان کو اس نے کہا کہ اگر میرا کام کر دو تو میں سو روپیہ تمہیں دونگا۔ پٹھان کے بار بار پوچھنے پر اس نے کہا کہ تم میری چھاتی کے ساتھ لگ جاؤ اور ہندو ہو جاؤ۔ میرے دل میں وچار ہوا کہ شدھی کے بھاؤ (خیالات) کتنے اثر کر گئے ہیں کہ ایک مدہوش شرابی کے منہ سے بھی یہی خواہش نکل رہی ہے"۔

(آریہ گزٹ ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء)

ہم یہ تو نہیں کہتے کہ مہاتما جی نے محض گپ ہانکی ہے مگر ہاں اس میں کچھ مبالغہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات ذرا بھی قرین قیاس نہیں کہ ایک ہندو ایک پٹھان کو یہ کہنے کی جرأت کرے کہ تم ہندو ہو جاؤ۔ اگر یہ کہا جائے کہ شراب سے جرأت پیدا ہو گئی ہوگی تو یہ بھی غلط ہے۔ ایک ہندو کو نشہ کی حالت میں بھی یقیناً اسقدر جرأت پیدا نہیں ہو سکتی کہ وہ ایک مسلمان اور خصوصاً پٹھان کو ساتھ اس قسم کی دلیرانہ گفتگو کر سکے۔ اگر بفرض محال ہندو شرابی کو اسقدر جرأت ہو بھی گئی تھی تو پٹھان صاحب اول تو اسے سیدھے سورگ یا نرگ میں ورنہ ہسپتال میں تو ضرور پہنچا دیتے۔ مہاتما جی کے اس بیان سے ایک اور بات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ کہتے ہیں کہ نشہ کی حالت میں انسان جھوٹ بہت کم بولتا ہے اور وہی کہتا ہے جو اس کے نزدیک سچ ہوتا ہے۔ اگر یہ نظریہ صحیح ہے تو شرابی ہندو کا آریہ دھرم قبول کرنے کیلئے پٹھان کو سو روپیہ کا لالچ دینا طریق شدھی کی اصل حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ شرابی نے ہندو مذہب کی دعوت جس طریق سے دی وہ وہی ہے جو آریہ سماج نے ملکانہ راجپوتوں میں برتا۔

پھر اس تقریر میں مہاتما جی فرماتے ہیں کہ مہاپرشوں (بڑے آدمیوں) میں دو باتیں خاص طور پر پائی جاتی ہیں۔ ایک سچائی کی تلاش اور اس پر محکم یقین۔ دوسری۔ اس سچائی کی اشاعت۔ بعد میں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ دونوں باتیں مہاتما بدھ۔ حضرت عیسیٰ اور سوامی دیانند میں پائی جاتی تھیں۔ اگر صرف مہاتما بدھ اور حضرت عیسیٰ ہی کا ذکر کیا جاتا تو خیر تھی مگر سوامی دیانند جی کا نام خواہ مخواہ ساتھ ٹانک دیا گیا ہے۔ بھلا سوامی جی کو ان عظیم الشان ہستیوں سے کیا نسبت۔ کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگو تیلی۔ سوامی جی بیچارے کا حال تو یہ تھا کہ بقول لالہ لاجپت رائے وہ زندگی بھر عقائد بدلنے ہی میں مصروف رہے اور آخر اسی کشمکش ہی میں جہان سے گذر گئے۔ کیا اسی کو یقین محکم کہتے ہیں؟ سوامی جی کا مذہب جو آجکل آریہ سماج کے ہاتھوں بیخ و بن سے اکھاڑا جا رہا ہے ایک معجون مرکب تھا کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا آریہ سماجیوں کو یہ سب کچھ معلوم ہے مگر پھر بھی اپنے گرو کا مقابلہ دنیا کے ناموروں سے کرتے ہیں۔ شاید ان کا یہ خیال ہو کہ اس طرح وہ رشیوں منیوں کی فہرست میں داخل ہو جائیں گے۔ سچ ہے۔ ؎ بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا۔

ایک صاحب نے ہمارے پاس بہت سے سوالات جواب دینے کے لئے بھیجے ہیں۔ پہلا سوال ہے "ہندوستان میں مولوی اور مولانا بنانے کی ٹکسال کس شہر میں ہے"۔ بدقسمتی سے نہ ہم مولوی ہیں نہ مولانا۔ ٹکسال کا پتہ دیں تو کیونکر۔ ہمیں تو آج تک اس کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ اگر کسی مولوی یا مولانا کو اس ٹکسال کا علم ہو تو اطلاع دیں۔ دوسرا سوال یہ ہے۔ "کہ بعض مولویوں کا نام بہت لمبا چوڑا ہوتا ہے جیسے مولانا مولوی صوفی سید شاہ حنفی قادری وغیرہ۔ یہ سب ڈگریاں ان کو کہیں سے ملتی ہیں یا اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں"۔ افسوس ہے کہ ان ڈگریوں سے بھی ہم محروم ہیں۔ جواب دیں تو کیا دیں۔ بہتر ہو اگر کوئی "مولانا مولوی صوفی سید شاہ حنفی قادری وغیرہ" صاحب بتائیں کہ آیا یہ ڈگریاں کہیں سے ملتی ہیں یا ۰۰ اپنے منہ میاں مٹھو بنے بیٹھے ہیں۔ ہمارے خیال میں تو یہ ایک دینی مسئلہ ہے کیونکہ علمائے کرام کی ناہا برکات سے تعلق رکھتا ہے۔ کسی صاحب حال کو ضرور اس کا جواب دے کر ثواب دارین حاصل کرنا چاہیئے۔

والئے خیرپور نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے پہلے جسقدر مجدد وغیرہ ہوئے ہیں انہوں نے اسلام میں ایک ایک نئے فرقے کا اضافہ کر کے فتنے کا دروازہ کھولا ہے مگر میں تمام امت مسلمہ کو ایک کرنے کیلئے آیا ہوں۔ [illegible]

مذاکرۂ علمیہ

جنت و دوزخ کی حقیقت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

جناب کنڈل خانصاحب سفید ڈھیری۔

سوال نمبر ۱:- جنت دوزخ تو برے عمل اور عمل صالح کا نتیجہ ہے جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے تو نابالغ بچے جنہوں نے کوئی عمل نیک و بد نہیں کیا وہ کہاں ہونگے۔ اگر بہشت میں ہونگے۔ تو کیوں اور کس دلیل کے رو سے اور حدیث ان المسلمین واولادھم فی الجنۃ وان المشرکین واولادھم فی النار کا کیا مطلب ہے؟

جواب۔ نابالغ بچے جنت میں جاتے ہیں دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جنت کے لئے ہی پیدا کیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ اے آدم (انسان) تو اور تیری بی بی جنت میں رہو۔ یہ وہ جنت ہے جو انسان کو اس کی فطرت میں عطا کی گئی ہے یعنی اس کی فطرت معصوم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر اس کے قویٰ اور استعدادیں اپنے فطری تقاضوں کے ماتحت ٹھیک ٹھیک چلتے رہیں تو اس کا اس جنت میں ابدالآباد کے لئے رہنا مقدر ہے۔ لیکن چونکہ ہبوط بھی انسان کے لاحق حال ہے۔ یعنی اس کو یہ کمزوری بھی ساتھ لگی ہوئی ہے کہ وہ بہکانے سے صراط مستقیم سے پھسل جاتا ہے۔ اور شیطان اس کا دشمن ہے جو اسے پھسلا کر فطرت کی اس جنت سے اسے نکال دیتا ہے اس لئے وحی الٰہی سے اس کی مدد کی گئی ہے کہ اس کی مدد سے اپنے فطرت کے تقاضوں کو صحیح راستہ پر چلا سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس وحی حق کو جو انسان کی مدد کے لئے نازل ہوئی دین فطرت کا نام دیا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ ذالک الدین القیم گویا صراط مستقیم کیا ہے خود انسان کی فطرت جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اس فطرت کو ہبوط سے بچانے کیلئے وحی الٰہی آتی ہے اس وحی الٰہی کا کام یہ ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت کو صحیح راستہ پر چلاتی ہے اور انسان کی کمزوری کو شیطان کے مقابلہ میں غفر کر لیتی ہے یعنی ڈھانپ لیتی ہے اور اس طرح اس کے اندر جو مخفی قویٰ اور استعدادیں رکھی گئی ہیں وہ ترقی پاتی ہیں اور انسان اپنے کمالات کو حاصل کرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون یعنی یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی ہدایت پر چلکر فلاح دنیوی و آخری کے وارث ہو جاتے ہیں فلاح کہتے ہیں مخفی استعدادوں اور قوتوں کے ظہور کو پس انسان ہدایات الٰہیہ پر عمل کرنے سے اور شیطان کے مقابل میں زور لگانے سے اپنی مخفی استعدادوں اور قویٰ کو نشوونما دیتا ہے اور وہ پردۂ خفا سے ظہور میں آجاتی ہیں اور اس طرح وہ جنت جس کو انسان اپنی فطرت میں لیکر دنیا میں آیا تھا ترقی کرتی ہے اور وہ اس روز افزوں ترقی کرتی ہوئی جنت میں ہمیشہ رہتا ہے لیکن اگر وہ باوجود خدا تعالیٰ کے اس کو خبردار کر دینے کے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے یٰبنی اٰدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ یعنی اے بنی آدم تمہیں بھی شیطان اسی طرح فتنہ میں نہ ڈالے جسطرح تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا ہوشیاری سے کام نہیں لیتا اور ہدایات الٰہیہ کی پیروی نہیں کرتا اور شیطان کے بہکانے میں آجاتا ہے تو وہ اس مقام معصومیت سے گر جاتا ہے جس میں فطرتاً وہ پیدا ہوا تھا اور اس فطرتی جنت سے نکل جاتا ہے۔ لیکن چونکہ انسان کو توبہ کا موقعہ دیا گیا ہے یعنی اگر وہ خدا کی طرف پھر رجوع کرے اور اس کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کرے تو اس کھوئی ہوئی جنت کو دوبارہ حاصل کر سکتا ہے اس لئے ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان اپنی غلطی کو محسوس کرتا ہے اور خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور خدا کی دی ہوئی ہدایات کے ماتحت اپنی اصلاح کرتا ہے تو اس جنت میں جسے وہ اپنی غلطی سے کھو چکا تھا پھر اسے داخل کیا جاتا ہے لیکن اگر وہ دنیا میں اپنی اصلاح نہیں کرتا اور اسی حالت میں مر جاتا ہے تو لازمی نتیجہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہو اور اس کی اصلاح کے لئے اسے کسی شفاخانہ میں داخل کیا جائے جہاں اس کی ان امراض روحانیہ کا علاج کیا جائے جن کو وہ لیکر دنیا سے آیا ہے۔ اور وہ تدابیر اختیار کی جائیں جن سے ان موانع کو جلا دیا جائے جو اس کی ترقیات روحانی میں روک تھیں پس اس مقام اصلاح کا نام جہنم ہے۔ یہ بھی ایک منزل ان لوگوں کی راہ میں پڑتی ہے جنہوں نے اپنے فطری قویٰ اور استعدادوں کو دنیا میں مسخ کر دیا اور انہیں غلط طور پر استعمال کر کے خراب کر دیا۔ اس بھٹی میں ڈالکر وہ تمام خرابیاں اور کج ادائیاں دور کی جاتی ہیں جو فطرت انسانی میں پڑ گئی تھیں تاکہ انسان ترقیات کی دوڑ میں رک نہ جائے پس آخر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ جہنم میں سے درست ہو کر نکلتا ہے اور پھر اپنی کھوئی ہوئی جنت کو واپس لیتا ہے۔

اب ایک نابالغ بچہ کے معاملہ کو لے لو جو فوت ہو گیا۔ وہ اپنی فطرت کی جنت کو جسطرح لیکر آیا تھا اسی طرح لئے ہوئے واپس چلا گیا۔ اس کی عمر کا وہ زمانہ نہیں آیا جس میں بوجہ نیکی و بدی کی تمیز کے وہ اپنے عمل کا ذمہ دار ہوتا۔ اس لئے وہ اس جنت سے باہر نہیں نکلا۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ وہ خواہ مخواہ جہنم میں ڈالا جائے۔ صرف اتنا نقص ضرور ہے کہ وہ اپنی جنت کو اس دنیا میں اسقدر نشوونما نہیں دے سکا جسقدر ایک بالغ اور متقی انسان اپنے عمل سے دے لیتا ہے۔ لیکن چونکہ ترقیات انسانی کا سلسلہ لامتناہی ہے اور مرنے کے بعد بھی یہ ترقی جاری رہتی ہے اس لئے اگر ایک جہنمی ترقی کر کے جہنم سے نکل سکتا ہے تو ایک بچہ کی جنت ترقی کیوں نہیں کر سکتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جس تیزی اور سرعت کے ساتھ جذبات سفلی کی موٹر کو قابو کر کے اس دنیا میں انسان ترقیات کی منازل کو طے کر لیتا ہے وہ مرنے کے بعد نہیں کر سکتا۔ مگر ترقی کا سلسلہ وہاں بھی ہے۔

باقی رہا یہ سوال آپ کا کہ "حدیث" ان المسلمین واولادھم فی الجنۃ وان المشرکین واولادھم فی النار کا کیا مطلب ہے۔ (مسلمان اور ان کی اولادیں جنت میں ہونگی اور مشرکین اور ان کی اولادیں آگ میں ہونگی) سو بے ادبی معاف آپ اس عربی فقرہ کو حدیث سمجھیں تو سمجھیں میں تو ابھی اسے حدیث ماننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ نے بھی کوئی حوالہ نہ دیا کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے اور اس کے راوی کون کون ہیں؟ تاکہ تحقیق کی جاتی کہ دراصل یہ کوئی حدیث ہے بھی یا نہیں؟ درایت کے لحاظ سے تو مجھے یہ حدیث نظر نہیں آتی۔ مجھے تو اس میں صاف شیعوں اور عیسائیوں کی بو آتی ہے اولاد پرستی شیعوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور والدین کے گناہ سے اولاد کا عذاب پانا عیسائیوں کا عقیدہ ہے بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ مسلمانوں کی اولاد تو جنت میں ہوگی خواہ وہ عیسائی ہو جائیں۔ آریہ ہو جائیں۔ مشرک بن جائیں۔ تمام جہان کے پاپ کریں۔ اور مشرکوں کی اولاد جہنم میں ہوگی خواہ وہ مومن بن جائیں متقی بن جائیں۔ اولیا بن جائیں یہ فقرہ شیعوں کی ایجاد معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ سیدوں کو خواہ وہ کچھ بھی کریں جنتی سمجھا جائے اور صحابہ کرام کو نعوذ باللہ جہنمی سمجھا جائے کیونکہ وہ مشرکین عرب کی اولاد تھے۔ اگر کہو کہ یہاں نابالغ اولاد مراد ہے تو گذارش ہے کہ نابالغ کی تخصیص یہاں قطعاً موجود نہیں یہاں تو صرف اولاد ہے جس میں بالغ نابالغ دونو شامل ہیں۔ ہمارے سنی مسلمان بھی بڑے بھولے ہیں کسی شیعہ نے چالاکی سے یہ روایت گھڑ کر انہیں یاد کروا دی۔ یہ سن کر ایمان لے آئے اور اگر یہ مان بھی لیں کہ یہاں نابالغ اولاد مراد ہے تو پھر یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ والدین کی وجہ سے بچے عذاب میں پڑیں۔ بھلا ماں باپ تو شرک کرنے کی وجہ سے مستوجب عذاب ہوئے۔ معصوم بچے نے کیا کیا تھا جو جہنم میں جھونکا جانے لگا۔ قرآن کا صاف ارشاد ہے کہ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور حدیث صحیح میں موجود ہے کہ ہر ایک بچہ فطرتاً مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ وہ مسلمان ہے جبتک بالغ ہو کر وہ اپنے غیر مسلم والدین کا مذہب نہ اختیار کر لے۔ اس سے قبل اس کا اپنے والدین کے مذہب میں خدا کے نزدیک شمار نہیں ہوتا۔ اس پاک تعلیم کے ہوتے ہوئے ایسا بے معنی فقرہ کیا وقعت رکھتا ہے جو جناب نے خدا جانے کہاں سے سنکر پیش فرما دیا ہے۔

متفرقات

(اڈیٹر)

منشی گوہر علی صاحب ٹرینڈاد۔

سوال نمبر ۱:- کیا بخاری اور مسلم میں کتا رکھنے یا پالنے کی ممانعت ہے

جواب:- مطلق ممانعت نہیں۔ بعض حالتوں میں کتا رکھنا یا پالنا جائز بھی ہے مثلاً شکار کے لئے۔

سوال نمبر ۲:- جو آدمی کتا شوقیہ پالے یا رکھے تو کیا اس کے اعمال صالحہ ہر روز پانچ جو کے برابر گھٹتے جاوینگے۔

جواب: حدیث میں آیا ہے مگر یہ حکم صرف انہی صورتوں سے متعلق ہے جو ناجائز ہیں۔ اگر کوئی شخص شکار یا کھیت اور مویشی کی حفاظت کے لئے کتا رکھتا ہے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

سوال نمبر ۳:- کیا واقعی کتا ناپاک ہے؟

جواب:- ہاں

سوال نمبر ۴:- کھیت یا مواشی کی حفاظت یا شکار کے لئے کتا رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جائز ہے۔

سوال نمبر ۵:- حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی مذاہب بنانیکی کیا وجہ ہے

جواب:- یہ کوئی علیحدہ علیحدہ مذاہب نہیں ہیں بلکہ اسلام ہی کی جماعتیں ہیں جو مختلف اماموں کے نام پر مشہور ہو گئی ہیں۔

مراسلات

بدو ملہی میں تصادم حق و باطل

ہمارے اکثر احباب اس امر سے آگاہ ہونگے کہ بدوملہی میں عرصہ سے عیسائی مشن قائم ہے۔ قرب و جوار کے دیہات عیسائی مبلغین کی تبلیغی جدوجہد کا جولانگاہ بنے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ طبقہ میں سے تو شاذ و نادر ہی لیکن ادنیٰ طبقہ میں سے بعض افراد جن میں غالب عنصر خاکروبوں کا ہے ان مسیحی مبلغین کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ عیسائیت یا اسلام کی صداقت کا فیصلہ تو اسی ایک امر سے ہو جاتا ہے کہ ممالک غربیہ میں نہ صرف اعلیٰ طبقہ کے لوگ بلکہ بڑے بڑے علما اور فضلا شیدائے صداقت ہو کر حلقہ بگوش اسلام بن رہے ہیں اور یہاں محض ادنیٰ طبقہ کے بے علم لوگ جنہیں حق و باطل میں تمیز کرنے کی عقل بھی نہیں داخل مسیحیت ہوتے ہیں۔ مسٹر کلیمنٹ یہاں کے مشن کا ہیڈ ہے جو امریکن چرچ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مشن کے ماتحت ایک پرائمری مدرسہ بھی جاری ہے۔ غرضکہ اشاعت عیسائیت کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی جاتی ہے۔ چوٹی کے عیسائی مبلغین بھی وقتاً فوقتاً یہاں بلائے جاتے ہیں جو حق تبلیغ ادا کرتے ہیں۔ گذشتہ ماہ مارچ کے نصف میں مشن کی طرف سے بہت طول طویل اشتہارات شائع کئے گئے کہ پادری ایس۔ ایم پال خاں افغان تشریف لا رہے ہیں۔ ان اشتہارات میں آریوں اور احمدیوں کو چیلنج دیا گیا تھا۔ اس چیلنج کے اصل مخاطب تو ہمارے قادیانی بھائی تھے کیونکہ موضوع مناظرہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت یا جناب مسیح علیہ السلام پر آپ کی فضیلت قرار دیا گیا تھا۔ لیکن ہمارے قادیانی احباب میں سے کوئی مقابل پر نہ آیا۔ اغلباً یہاں کی جماعت قادیانی نے کسی مبلغ کو اس امر کے لئے دعوت نہیں دی ہوگی۔ پال کا اپنا بیان ہے کہ قادیانی احباب نے جواب دیا ہے کہ وہ ان مسائل پر گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ اگر مسٹر موصوف کا بیان درست ہے تو مقام تعجب ہے کہ ایسے ضروری مسائل پر گفتگو کیوں پسند نہ کی گئی۔ کیا نبوت مسیح موعودؑ کے سے مسائل ایسے ہی غیر ضروری تھے ہاں اگر پال کا بیان درست نہیں تو یہ امر دیگر ہے۔ پال ایک افغان ہے جو مسلمان ہونے کی حالت میں مدرسہ الٰہیات کانپور کا مدرس تھا۔ خدا جانے کیا واقعات پیش آئے کہ دین حنفیت کو خیرباد کہہ کے مسیحی بھیڑوں میں شامل ہو گیا۔ وہ علم عربی اور کسی قدر فلسفہ سے واقف معلوم ہوتا ہے۔ عیسائیوں کو پال کی ذات پر بڑا فخر ہے۔ وہ اسے ایک عالم متبحر اور زبردست مناظر سمجھتے ہیں۔ بنابریں ہماری جماعت نے ضروری سمجھا کہ لاہور سے کسی عالم کو یہاں آنے کی تکلیف دی جائے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو تجویز فرمایا۔ پہلے دو دن تک تو مسٹر پال آریوں سے اُلجھے رہے۔ کوئی صاحب گنگا رام آریوں کے نمائندہ تھے۔ سارا وقت منطقی پیچیدگیوں میں صرف ہو گیا جس سے حاضرین بغیر کسی استفادہ کے گھروں کو لوٹ گئے۔ تیسرے دن حضرت مولوی صاحب موصوف تشریف فرمائے بدوملہی ہوئے گرد و جوار کے سب عیسائی مشنری جن میں یورپین بھی تھے موجود تھے۔ بدوملہی کے علاوہ دیہات سے مسلمان اور ہندو اصحاب بھی جمع تھے۔ پال نے مسئلہ نجات پر مناظرہ پسند کیا۔ درحقیقت یہ ایک عظیم الشان مناظرہ تھا۔ ایک طرف عیسائیوں کا مایہ ناز مناظر پال اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے فاضل سنسکرت مولانا عبدالحق صاحب تھے۔ لوگوں کا اشتیاق حد سے بڑھا ہوا تھا۔ پال حضرت مولانا موصوف کی قابلیت سے خوب آگاہ تھا۔ اور وہ خوب جانتا تھا کہ احمدی مناظر سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں۔ آریوں سے تو جس طرح ہو سکا نپٹا لیکن مولانا عبدالحق کی گرفت سے بچنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ قصہ کوتاہ مسٹر پال نے تقریر شروع کی اور بزعم خود مدار نجات محض مسیحیت کو قرار دیا۔ اس کی تقریر کا ملخص حسب ذیل ہے:۔

تقریر پادری صاحب

(۱) پادری صاحب نے سب سے پہلے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انسان گناہ سے نجات نہیں پا سکتا جب تک کوئی شخص دنیا کو چھوڑ کر علیحدہ نہ ہو جائے وہ گناہ سے نہیں بچ سکتا مگر دنیا سے علیحدہ ہونا ناممکن ہے پس گناہ سے بچنا ناممکن ہوا اور جب گنہگار رہا تو نجات ناممکن ہو گئی۔

(۲) بڑے بڑے لوگوں نے اقرار کیا ہے کہ ہم گناہ گار ہیں مثلاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکرؓ شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے گناہوں کے اقراری تھے اور اس کے متعلق کچھ ان کے ملفوظات بھی پادری صاحب نے ثبوت کیلئے پڑھکر سنائے اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ حوالہ کرامات الصادقین سے پیش کیا کہ وہ خود فرماتے ہیں" لیکن افسوس بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی [illegible]

پس گناہ سے بالکل معصوم ہونا ناممکن اور محال ہے اس لئے اعمال سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ دنیا میں ایک ایسا فرد کامل ہونا چاہیئے جو نجات دلا سکے اور وہ گناہ سے بالکل پاک انسان ہونا چاہیئے وہ فرد کامل مسیح ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہود جو اس کے جانی دشمن تھے انہوں نے بھی مسیح کے پاک ہونے کی شہادت دی ہے کہ جب مسیح نے ان کو کہا کہ تم میں کون ہے جو مجھ پر گناہ ثابت کر سکے تو وہ سب چپکے چپکے وہاں سے کھسک گئے اور کوئی گناہ نہ بتلا سکے پس معلوم ہوا کہ وہ دعویٰ میں سچا تھا۔

مولانا عبدالحق صاحب کا فاضلانہ جواب

(۱) قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم مني هدًى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون پڑھکر آپ نے بیان کیا کہ پادری صاحب نے نجات کی تعریف نہیں بتلائی اصل بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب میں نجات کا مفہوم صرف گناہ سے بچ جانا ہے مگر اسلام اس سے بڑھکر نجات کا مفہوم پیش کرتا ہے محض گناہ سے بچ جانا ہی فی الحقیقت نجات نہیں۔ بلکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اے نسل آدم جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے پھر جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے پس اُس کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ حُزن خوف دشمن سے ہوتا ہے اور حزن کہتے ہیں اس مایوسی کو اور غم کو جو مرادات اور لذات کے نہ ملنے سے پیدا ہو پس جس طرح ہر ایک چیز کے نشو و نما کے لئے دفع مضرت اور جلب منفعت کی قوت اس کے اندر ہونا ضروری ہے اسی طرح نجات صرف گناہ یا دفع مضرت کا نام نہیں بلکہ اس کے علاوہ روح کی ترقی کے لئے جن روحانی غذاؤں کی ضرورت ہے ان کا ملنا پہلی قوت سے زیادہ ضروری ہے پہلی قوت (دفع مضرت) کی اگر کسیقدر کمزوری بھی ہو تو نشو و نما یا تعمیری قوت کے زبردست ہونے کی وجہ سے درخت ترقی کر سکتا اور پھل لگ سکتا ہے۔

(۲) دوسری بات جو اس آیت میں بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نجات کا ذریعہ ہدایت اور قانون کی پیروی ہے محض کسی شخص کا مان لینا یا اس کی زندگی کے کسی واقعہ پر ایمان لے آنا یا اپنے گناہوں کے بدلہ میں کسی دوسرے شخص کے سزا اُٹھا لینے پر یقین کر لینا کسی شخص کو نجات نہیں دلا سکتا جس طرح سے ہر درخت بلکہ دنیا کی ہر ایک چیز قانون فطرت پر چل کر ہی اپنے کمال کو حاصل کرتی ہے اسی طرح نیچر کی سب سے اعلیٰ کاریگری (روح) بھی قانون پر چلکر ہی اپنے کمال کو حاصل کر سکتی ہے کسی دوسرے شخص کے ہماری سزا اُٹھا لینے پر عقیدہ رکھنے سے تو الٹا انسان کی اپنی ذمہ داری کا احساس کمزور ہو جاتا ہے۔

(۳) یہ کہنا کہ انسان گناہ سے نہیں بچ سکتا مشاہدہ کے خلاف ہے کیا ہم ہر روز بیسیوں گناہوں سے نہیں بچتے کیا جب کبھی ہمارے سامنے گناہ آتا ہے ہم اس میں پڑ جاتے ہیں یا اکثر بچتے ہیں اور کبھی کبھی گر بھی جاتے ہیں کیا ہم سب شرابی ہیں کیا ہم سب چور ہیں کیا ہم سب زانی ہیں۔ گناہ ایک منطقی کلی ہے کہ جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں یہ جب پایا جائے گا اپنے افراد میں پایا جائے گا اس کے افراد یہی زنا چوری اور شراب وغیرہ ہیں پس ان گناہوں میں سے کون سا گناہ ہے کہ جس سے انسان نہیں بچ سکتا۔

(۴) باقی رہا اولیاء اللہ کا اقرار گناہ کرنا ہمارے خیال میں یہ ان کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ان کے اندر گناہ سے حد درجہ کی نفرت کی دلیل ہے کہ وہ جن معمولی فروگذاشتوں کو اپنے گناہ عظیم سمجھکر معافی مانگتے ہیں وہ حقیقتاً کوئی گناہ نہیں ہوتے یہ صرف ان کے نفس میں حد درجہ کے احساس گناہ کا ثبوت ہے۔

(۵) یہ کہنا کہ مسیح کے سوا کوئی بے گناہ نہیں قطعاً غلط ہے اور گناہ کو استقرار تام سے انسان کے اندر ثابت کرنا اس سے غلط تر ہے استقرار تام میں استثناء نہیں ہوتی اگر ہم اس کا استثناء ثابت کر دیں تو آپ کا اصول ٹوٹ جائیگا اور یہ بھی غلط ثابت ہو جائیگا کہ مسیح کے سوا کوئی بے گناہ نہیں لوقا کی انجیل کے شروع میں لکھا ہے کہ زکریا اور اس کی بیوی دونوں بے عیب خدا کے قانونوں پر چلنے والے تھے۔ پس جب دو بے عیب خدا کے حکموں پر چلنے والے ہو سکتے ہیں تو اور بھی ہو سکتے ہیں لہٰذا یہ غلط ہے کہ گناہ استقرار تام سے انسان میں ثابت ہے اور صرف مسیح ہی بے گناہ نہیں بلکہ اور بھی بہت سے لوگ ہیں اور وہ انبیاء کرام ہیں۔

(۶) آپ کا یہ کہنا کہ مسیح اسلئے بے گناہ ہے کہ دشمن اس کا گناہ نہیں بتلا سکے یہ بھی غلط ہے اگر وہ مسیح کو بے گناہ سمجھتے تو جناب مسیح کو صلیب کا منہ کیوں دیکھنا پڑتا۔ یہود نے جب آپ کو صلیب دیا تو ان کے جرم جلی قلم میں لکھکر ان کے سر پہ ٹانک دیئے انہوں نے تین جرم مسیح پر ثابت کئے اول یہ کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہودی شریعت کی رُو سے یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ کوئی شخص انسان ہو کر خدا ہونے کا دعوےٰ کرے [illegible]

کی سزا صلیب ہے۔ دوسرا جرم یہ تھا کہ یہ ہیکل کی کہ جو ان کے نزدیک بیت اللہ تھا بے عزتی کرتا ہے چنانچہ مسیح نے کئی دفعہ ہیکل کا ذکر نہایت حقارت کے ساتھ کرکے اپنے آپ کو اس سے بڑا ٹھہرایا۔ تیسرا جرم یہ تھا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ بغاوت ہے اور باغی کی سزا قتل ہے۔ پس یہ کہنا کہ وہ اس کو بے گناہ سمجھتے تھے بالکل غلط ہے اور انجیل کی بنا پر مسیح بے گناہ ثابت نہیں ہوتا۔

پادری صاحب کی تقریر

میرے عقلی معیاروں پر آپ نے کچھ نہیں کہا۔ نجات کی تعریف انجیل میں ہے کہ وہ زندگی پائیں اور بکثرت پائیں۔ آپ خوف اور حزن کا نہ ہونا نجات بتلاتے ہیں حالانکہ آپ کا ایمان ہی بین الخوف والرجا ہے۔ بے گناہ کون ہے اس کو پیش کرو۔ چونکہ اولیاء آپ کے قول کے موجب عجز اور انکساری کرتے تھے اس لئے گنہگار تھے خواہ چھوٹا گناہ کرتے تھے یا بڑا گناہ کو اپنے کلی ٹھہرایا ہے مگر یہ بتلاؤ کلی کتنی قسم کی ہوتی ہے گناہ کس قسم کی کلی ہے یہ اس کلی کی عین ماہیت ہے یا جزء ماہیت خدا کلی ہے یا جزئی۔ ہر ایک جزئی گناہ ہے۔

فرد اکمل صرف مسیح ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ انسان وہ کامل ہی

حضرت مولانا کا جواب

عقلی معیار قائم کرکے جو نتیجہ آپ نے نکالا تھا کہ انسان گناہ سے نہیں بچ سکتا اس کی تردید میں یہ کر دی کہ انسان گناہ سے بچ سکتا ہے۔ بلکہ بچا کر بچے ہوؤں کو دکھا کر اس کی قطعی تردید کر دی۔ بے گناہوں کو انجیل میں سے دکھا دیا۔ اولیاء اللہ کے متعلق میں نے جواب دیدیا تھا کہ وہ اقرار ان کا ان پر گناہ کو ثابت نہیں کرتا بلکہ ان کی گناہ سے حد درجہ کی بڑھی ہوئی نفرت کو ثابت کرتا ہے اس کے علاوہ اپنے آپ کو پاک ٹھہرانا یہ بجائے خود گناہ ہے[1] اسی لئے قرآن شریف میں فلا تزکوا انفسکم آیا ہے کلی کتنی قسم کی ہے خدا کلی ہے یا جزئی ہے یہ سب خلاف مضمون باتیں ہیں مضمون خدا کی ہستی پر بحث نہیں بلکہ نجات پر ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ وہ بحیثیت انسان کامل ہے اس لئے غلط ہے کہ ایوب کی کتاب میں ہے جو عورت سے پیدا ہوا ہو وہ کب پاک ٹھہرے پس مسیح عورت سے پیدا ہوا وہ بے گناہ نہیں لہٰذا فرد اکمل بھی نہیں۔

پادری صاحب کا جواب

انسان گنہگار ہے یہ تو قرآن سے ثابت ہے ان الانسان لفی خسر انسان خسارے میں پڑا ہوا ہے۔ اعمال سے نجات نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآن شریف میں ہے وان منکم الا واردها ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین جثیا سب جہنم میں داخل ہونگے پھر جنتیوں کو نکال دیا جائیگا فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ۔ ومن یعمل مثقال ذرة خیرا یره جو شخص ذرہ بھر بدی کرے گا اس کی سزا پائے گا اور جو شخص ذرہ بھر نیکی کریگا اس کی جزا دیکھ لیگا۔ رہا یہود کا مسیح کو گنہگار ٹھہرانا اس سے مسیح گنہگار نہیں ثابت ہو سکتا کیا مرزا صاحب پر مولویوں نے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا کیا انہوں نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا انت منی بمنزلة ولدی انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی اس کے بعد پادری صاحب نے دو تین احادیث پیش کیں لا یدخل احدا منکم عمله الجنة ولا یجیره من النار ولا انا الا برحمة الله او لم ینجی احدا منکم عمله قالوا ولا انت یا رسول الله قال ولا انا الا ان یتغمدنی الله منه برحمة وغیرہ۔

حضرت مولانا صاحب کا جواب

ان الانسان لفی خسر سے انسان کا گنہگار ہونا ثابت نہیں ہوتا اس سے زمانہ عمر اور وقت کے لحاظ سے انسان کو خسارہ میں بتلایا گیا ہے کہ اس کا وقت گذرتا جا رہا ہے مگر اس وقت کی دولت میں وہ لوگ خسارہ میں نہیں کہ جو نیک اعمال کرکے وقت کی قیمت وصول کر لیتے ہیں فمن یعمل مثقال ذرة الخ سے بھی اعمال کے نتائج بھگتنے کے لئے جہنم میں جانا ضروری نہیں بدی اور نیکی کا نتیجہ جنت میں بھی دیکھ سکتا ہے جنت میں بھی لوگوں کے درجات ہونگے جنکی نیکیاں زیادہ ہیں وہ بلند درجات پر اور جنکی کچھ بدیاں بھی ہونگی وہ نچلے درجوں میں ہونگے۔ وان منکم الا واردها الخ سے کل لوگوں کا جہنم میں جانا ثابت نہیں ہوتا۔ جو لوگ گنہگار ہیں وہ اس پر وارد ہونگے وارد کے معنی گھاٹ یا کنارہ پر آنے کے ہیں داخل ہونا ضروری نہیں پھر جو لوگ خدا کی

[1] چنانچہ مسیح بھی کہتا ہے کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو ایک ہی ہے یعنی خدا۔

رحمت سے بچنے کے قابل ہونگے ان کو نجات اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ملجائیگی باقی ظالم اسی میں گھٹنوں کے بل گریں گے۔ اس آیت میں اوپر سے ظریروں کا ذکر چلا آتا ہے انہی سے خطاب ہے۔

مرزا صاحب کو مولوں کا کافر ٹھہرانا یہ آپ نے کس بات کے جواب میں کہا وہاں تو آپ نے معیار یہ مقرر کیا تھا کہ چونکہ مسیح کے دشمن شہادت دیتے ہیں کہ وہ بےگناہ تھے اس لئے وہ بےگناہ ہیں اس لئے میں نے اسی معیار سے یہودیوں کی شہادت سے ان کے جرائم ثابت کر دیئے۔

مرزا صاحب کے الہام انت منی بمنزلۃ ولدی میں ہرگز خدا کے بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ اس کا مطلب صاف ہے کہ جس طرح بیٹا اپنے باپ کے ساتھ کسی دوسرے شخص کا اپنی پیدائش میں شریک ہونا ہرگز پسند نہیں کرتا اسی طرح اولیاء اللہ بھی خدا کی توحید کے لئے غیرت رکھا کرتے ہیں کہ وہ اپنے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

احادیث جن سے آپ نے اعمال سے نجات نہ ملنے کا استدلال کیا ہے ان کا مطلب آپ نے نہیں سمجھا احادیث کا منشاء صرف یہ ہے کہ ہمارے اعمال ہمارے خدا نہیں کہ وہ ہمیں کھینچ کر جنت یا دوزخ میں لیجائیں بلکہ ہمارا اللہ ہمارا معبود ہے کہ جسکی رحمت سے ہم جنت میں جائینگے اسی لئے ان احادیث میں آخر پر الا برحمتہ اللہ اور برحمتہ وغیرہ الفاظ نظر آتے ہیں۔

حضرت مولانا کے دندان شکن جوابات سنکر سامعین دم بخود تھے نہ جانے مانند شرار و رقیق دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ کیوں اس ناگوار بحث کو چھیڑ دیا۔ لاجواب ہوکر پھر انہی باتوں کا اعادہ شروع کر دیا جن کے جوابات وہ سن چکے تھے۔ کبھی کہتے کہ حضرت مسیح پر یہودیوں کے الزامات سے حضرت مسیح کی شان پر کچھ اثر نہیں پڑسکتا۔ کیا مرزا صاحب پر جو فتویٰ کفر مولویوں نے لگایا ہے اس سے مرزا صاحب کافر ٹھہر سکتے ہیں حالانکہ اس کا جواب مل چکا تھا اور اصلی بحث سے اس کا کچھ تعلق نہیں تھا کیونکہ حضرت مولانا کا یہودیوں کے الزامات کو بیان کرنا جو انہوں نے حضرت مسیح پر لگائے پادری صاحب کے اس معیار کو توڑنا تھا کہ جو انہوں نے کہا تھا کہ یہودی بھی حضرت مسیح کے بےعیب ہونے کے شاہد ہیں پھر کبھی پادری صاحب یہ بیان فرماتے کہ جب حضرت رسول کریم صلعم کی وفات پر تمام صحابہ باستثناء چند ایک کے مرتد ہوگئے۔ اس سے بھی بزعم خود پادری صاحب یہ استدلال کر رہے تھے کہ انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا حالانکہ یہ امر ہے کہ چند ایک صحابہ مرتد نہیں ہوئے تھے خود ان کے دعویٰ کی تغلیط و تردید کر رہا تھا۔ لیکن وارفتگی کا بھی کچھ عالم تھا۔ پادری صاحب کو اتنا بھی خیال نہ رہا کہ وہ آپ ہی اپنی زبان سے اپنے دعوے کی تردید کر رہے ہیں۔ کبھی فرماتے کہ ہم گناہ کو فطرتاً نہیں مانتے بلکہ موروثی مانتے ہیں۔ اور اہل اسلام کا بھی یہی مذہب ہے۔

بار بار کے مطالبات کے باوجود پادری صاحب سے اسکا جواب نہ ہی آیا کہ زکریا اور اس کی بی بی دونوں بےعیب تھے۔ اور خدا کے قانون پر چلنے والے تھے۔ باربار کے مطالبات پر پادری صاحب نے اس امر کا کچھ جواب نہ دیا کہ جو عورت سے پیدا ہؤا ہو وہ کب پاک ٹھہرے یعنی خود ہم بھی گنہگار ٹھہرتے ہیں سمجھدار طبقہ خوب پہچان چکا تھا کہ پادری صاحب لاجواب ہوگئے۔ حضرت مولانا صاحب نے بالآخر فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب کا دل صداقت اسلام کا معترف ہے لیکن دنیوی پیچیدگیوں میں گرفتار ہیں کہ زبان سے اقرار نہیں کر سکتے۔ اس پر پادری صاحب کو بہت طیش آیا اور ذاتیات پر اتر آئے کہ تم انجمن کے وظیفہ خوار ہو وہاں سے ٹکے لیتے ہو۔ میں تو ایثار کر کے جہاں دو روپیہ کا خرچ کرتا ہوں ایک روپیہ مشن سے لیتا ہوں۔ یہ ہے وہ ہے اس پر حضرت مولانا نے کچھ کہنا چاہا اور اپنے چند الفاظ ہی فرمائے تھے جس سے جناب پال کی ساری قلعی کھلتی تھی کہ عیسائیوں نے جلسہ برخاست کر دیا اور آگے سے اپنے فعل سے اپنی ہار مان لی۔

(محمد مرتضیٰ خاں از بدوملہی)

مسلم ہائی سکول بدوملہی

(مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب بدوملہی کے قلم سے)

ہمارے اکثر احباب مسلم ہائی سکول بدوملہی کے نام سے واقف ہونگے۔ یہ درسگاہ ہماری قوم کی بیش بہا جائداد ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے پیغام صلح کے کالموں میں اس درسگاہ کا کبھی مفصل ذکر نہیں آیا۔ ہاں اخبار احمدیہ کی ذیل میں کبھی کبھی مختصر سی خبر شائع ہو جاتی ہے۔ ضرورت ہے اس امر کی کہ قوم اس درسگاہ کے کوائف و حالات سے آگاہ ہوتی رہے۔ ہم انشاء اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً اس کے متعلق کچھ نہ کچھ ہدیہ ناظرین کرام کرتے رہیں گے اور ہمارا آج کا مقالہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

یہ درسگاہ جس کے سنگ بنیاد کا سہرا چوہدری غلام حیدر صاحب مرحوم بدوملہی کے سہرہ ہے بہت سی ابتلاؤں میں گذر کر بالآخر پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

سکول کا حصہ ہائی سال رواں کے ماہ جنوری میں باقاعدہ منظور ہوگیا ہے جس کے لئے ہم جناب شیخ نور الٰہی صاحب ایم۔ اے انسپکٹر مدارس ڈویژن لاہور کے مرہون منت ہیں۔ اس سال ۱۷ طلباء امتحان انٹرنس میں سکول کی جانب سے شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے بہتر نتائج کی امید ہے۔

تعداد طلباء اس میں شک نہیں کہ تعداد طلباء ایک ہائی سکول کے لحاظ سے کم ہے یعنی ۱۵۰ لیکن اسکی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ سکول کا حصہ ہائی منظور نہیں ہؤا تھا کچھ مسلمانوں کی غفلت شعاری۔ اب جبکہ حصہ ہائی منظور ہو چکا ہے اور فراہمی طلباء کی کسیقدر کوشش بھی کی گئی ہے امید ہے کہ تعداد طلباء میں بیشی ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

احمدی قوم کی خدمت میں اپیل ہم اپنی تمام قوم سے اور بالخصوص قوم کے اس حصہ سے جو ضلع سیالکوٹ یا شیخوپورہ یا امرتسر میں یا اس کے نواح میں آباد ہے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے عزیزوں کو اس مدرسہ میں داخل کرانے کی کوشش کریں۔ اور اپنے لواحقین اور واقف کاروں کو بھی اس امر کی ترغیب دیں۔ اسی طرح سے ایک قومی مدرسہ کی امداد بھی ہوئے گی دوسرے قوم کے بچے اُن بداثرات سے جو عام مدارس میں بکثرت پائے جاتے ہیں محفوظ رہینگے اور اخراجات میں بھی جہانتک میں سمجھتا ہوں بہت کچھ کمی واقع ہوگی۔ کیا ہمارے بھائی اس ضروری امر کی طرف توجہ دینگے؟

عملہ مدرسین اس وقت مدرسہ میں طبقہ پرائمری کے اساتذہ کو شامل کر کے کل تعداد مدرسین ۱۱ ہے۔ مرزا حبیب الرحمٰن صاحب بی۔ اے جو ایک پرجوش نوجوان اور مرزا خدابخش صاحب کے فرزند اکبر ہیں بطور ہیڈ ماسٹر بڑی دلچسپی اور سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ حصہ ہائی کو انگریزی آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ شیخ محمد زکریا صاحب بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر ہیں جو حصہ ہائی کو ریاضی اور حصہ ہپر مڈل میں انگریزی پڑھاتے ہیں۔ حصہ ہائی کی جنرل نالج اسی راقم کے پاس ہے۔ اور اپر مڈل کی انگریزی بھی منشی محمد علی صاحب حصہ ہائی کو مشرقی زبانوں کی تعلیم دیتے ہیں آپ ٹرینڈ منشی فاضل ہیں۔ حصہ مڈل میں کام کرنے والے اصحاب منشی دین محمد ایس وی اور چوہدری امیر حسین صاحب ایف۔ اے جے اے وی منشی فاضل ہیں۔ مدرسہ کے جملہ اساتذہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے ساتھ ہمدردی اور دلسوزی سے کام کرتے ہیں۔ جو مدرسہ کی کامیابی کیلئے ایک مبارک فال ہے۔

اہتمام نماز ایک مسلم سکول پھر ایک احمدی مسلم سکول کا امتیاز خصوصی اس کا اہتمام نماز ہے بحمد اللہ کہ مدرسہ میں نماز اہتمام سے ادا کیجاتی ہے۔ ظہر اور عصر دونو ہمارے حافظ فضل احمد صاحب کی اقتدا میں پڑھی جاتی ہیں۔ دونوں وقت حاضری پکاری جاتی ہے۔ نماز سے غیر حاضری پر سخت سرزنش کی جاتی ہے۔ نماز کی حاضری۔ دیگر اہتمام اس خاکسار راقم کے سپرد ہے۔

ضرورت مسجد یہ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ ابتک مدرسہ کے ساتھ کوئی مسجد نہیں بنائی گئی۔ حالانکہ اس ضرورت کا سب سے پہلے خیال رکھنا چاہیئے تھا۔ لیکن امید ہے کہ یہ ضرورت بہت جلد پوری ہو جائیگی مسجد کے لئے جگہ مشخص ہو چکی ہے بلکہ بنیادیں بھی کھدوی پڑی ہیں ضرورت ہے تو اس امر کی کہ سہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

پوئر فنڈ مرزا حبیب الرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ کی ہدایات کے ماتحت حال ہی میں ایک پوئر فنڈ کھولا گیا ہے جس میں طلباء اور مدرسین ماہوار کی ایک معین رقم ادا کرتے ہیں ایک چھوٹا سا صندوقچہ بھی دفتر کی دیوار کے ساتھ آویزاں ہے جس میں طلباء اور مدرسین بھی کبھی کبھی کچھ ڈالدیتے ہیں اس فنڈ کا مقصد صرف یہ ہے کہ غریب طلباء جو ادائے فیس اور اخراجات تعلیم کے متحمل نہیں ہو سکتے ان کی امداد کی جائے۔ نیز مدرسہ کے اندر ایک چھوٹی سی ڈسپنسری فوری علاج معالجہ کے لئے کھولی جائے تاکہ طلباء و مدرسہ بورڈران اور مدرسین اس سے وقتاً فوقتاً فائدہ اُٹھا سکیں۔

لٹریری سوسائٹی یا مجالس ادبیہ ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کی ہدایات کے ماتحت مدرسہ میں ایک لٹریری سوسائٹی کا افتتاح بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ تاکہ طلباء اظہار خیالات پر قدرت پاسکیں اور تقریریں جو فی زمانہ نہایت ضروری ہے ان کو مہارت حاصل ہو امید ہے کہ یہ مجلس ادبیہ قوم کے بچوں کے قوائے ذہنی کو صیقل کر کے مثمر بہ ثمرات حسنہ ہوگی۔

کنسرٹ یا مجلس تمثیل مجالس علمیہ ادبیہ کے پہلو بہ پہلو مدرسہ میں ایک دوسری مجلس کا افتتاح بھی عمل میں لایا گیا ہے اور وہ ہے مجلس تمثیل ہمارے بعض بزرگ تو غالباً اس کو لہو و لعب سے تعبیر فرمائینگے لیکن حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ یہ لہو و لعب کوئی ایسی چیز نہیں کہ محل اعتراض ہو۔ تفریح کی تفریح میں ہی بہت سے مفید نتائج اس پر مرتب ہوتے ہیں فن تمثیل قوائے ذہنیہ کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے زبان میں صفائی۔ تلفظ میں درستی۔ لب و لہجہ کی صحت۔ اظہار خیالات و جذبات پر قدرت۔ علم تقریر۔ مکالمہ۔ مباحثہ و مناظرہ پر قوت حافظہ میں تیزی۔ اس فن تمثیل کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔ باقی رہا اخلاق پر اس کا اثر وہ ان کی نوعیت پر منحصر ہے جو اس میں ادا کئے جاتے ہیں ہمارے مدرسہ میں جو مجلس تمثیل منعقد کی گئی ہے اس میں تقریباً سب کے سب مناظر ایسے ہیں جن کا ایک نہ ایک رنگ میں اخلاق پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ بعض مناظر میں شراب خوری اور قمار بازی کے بد نتائج کا نقشہ کھینچا گیا ہے بعض میں خلاف شریعت تعلقات سے جو قباحتیں پیدا ہوتی ہیں اُن سے ڈرایا گیا ہے بعض میں بددیانتی کے بُرے نتائج سے متنبہ کیا گیا ہے۔ بعض میں دنیا کی بےثباتی کا نقشہ اُتارا گیا ہے۔ علیٰ ہذا ہر ایک منظر میں ایک نہ ایک درس عبرت موجود ہے ایسی حالت میں یہ اعتراض کہ کنسرٹ محض سامان تفریح و تعیش ہے کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ ہمارے مدرسہ میں یہ مجالس دو دفعہ منعقد ہو چکی ہیں ایک موقعہ پر سردار محمد سرور خانصاحب ای۔ اے۔ سی اور خواجہ محمد عبد المجید صاحب ای۔ اے۔ سی افسر مال موجود تھے۔ خواجہ صاحب نے سکول کے متعلق بہت اچھی رائے کا اظہار فرمایا۔ اور ممکن سے ممکن جو الفاظ اعلیٰ ہو سکتے تھے استعمال کئے۔

جسمانی ورزش یہ مدرسہ کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو ایسا ہیڈ ماسٹر ملا ہے جو جسمانی ورزش میں خوب دلچسپی لیتا ہے۔ آپ خود بہت اچھے کھلاڑی ہیں۔ اور ایام طالب علمی میں یونیورسٹی کے میچوں میں آپ حصے لے چکے ہیں۔ آپ نے تین ٹیمیں قائم کی ہیں۔ ہاکی۔ فٹ بال۔ والی بال۔ تینوں تقریباً باقاعدہ کھیلی جاتی ہیں شیخ محمد زکریا صاحب انچارج ہیں جو خود بہت اچھے کھلاڑی ہیں اور تنومند نوجوان ہیں۔

ہمارا قومی ہفتہ یا فراہمی چندہ مدرسہ کی تاریخ میں یہ واقع آب زر سے لکھے جانیکے قابل ہے کہ گذشتہ فروری کے آخری ہفتہ میں جبکہ چار پانچ دنوں کی رخصتوں کے لئے تمام پنجاب یا کم از کم پنجاب کے مدارس بند ہوگئے دیگر مدارس کے مدرسین خدا جانے کن کن مشاغل میں مصروف ہونگے لیکن بدوملہی کا تقریباً سارا اسٹاف اس قومی درسگاہ کی مالی اعانت کیلئے کاسہ گدائی لیکر قرب و جوار کے دیہات میں وعدہ کرنے کیلئے نکل پڑا۔ تین تین اساتذہ کے چار گروہ بنائے گئے ہر ایک گروہ کا ایک امیر مقرر کیا گیا۔ اس وفد کی روانگی کا منظر بھی عجب دلکش تھا۔ بڈھا حافظ فضل احمد کمر ہمت باندھکر پا پیادہ ہنستے ہوئے جاتا تھا۔ جو دورہ کے اندر مختلف تجربات کا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس کی داستان طویل ہے۔ بہرحال فضل ایزدی شامل حال ہؤا۔ اور وفد کو ایک حد تک کامیابی نصیب ہوئی۔ دو صد سے زیادہ رقم ان تھوڑے دنوں میں وصول ہوگئی جس سے سامان کتب خانہ و سائنس میں بہت امداد ملی چندہ دینے والے اصحاب میں سے مراد پور۔ ادھیاں کے چوہدری صاحب اور رتہ کے پیر صاحب خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

لائبریری و ریڈنگ روم قبل ازیں ریڈنگ روم کا باقاعدہ نظام مفقود تھا۔ رسائل اور اخبارات مدرسہ میں آتے تھے لیکن بچے ان سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن اب باقاعدہ ریڈنگ روم کھولدیا گیا ہے۔ سکول کے طلباء اپنے اپنے خالی اوقات میں بڑی دلچسپی سے اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرتے ہیں چنانچہ معائنہ کے موقعہ پر جب انسپکٹر صاحب نے لڑکوں سے دریافت فرمایا کہ جو تم ریڈنگ روم میں سے اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرتے ہو اس میں سے کچھ سناؤ۔ لڑکوں نے خوب جواب دیئے جس سے افسران بہت خوش ہوئے۔

اُردو و انگریزی لائبریری میں نہایت قیمتی اضافہ کیا گیا ہے ہیڈ ماسٹر صاحب کی نظر انتخاب کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو کتابیں انگریزی اور اُردو کی حال ہی میں آپ نے خرید فرما کر داخل لائبریری کی ہیں وہ لاریب بے نظیر اور تعلیمی نکتہ نگاہ سے بہت ہی اعلیٰ اور مفید ہیں جناب ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے معائنہ کے موقعہ پر ان کتب کو خوب غور سے دیکھا اور انتخاب کتب کی بہت تعریف فرمائی۔ ریڈنگ روم اور لائبریری کے اہتمام و انتظام کا کام اسی خاکسار کے سپرد ہے۔

سامان سائنس سامان سائنس کی ایک ناگفتہ بہ کمی [illegible] تھی۔ بحمد اللہ کہ اب [illegible] سائنس مدرسہ ہو گیا ہے۔

معائنہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب

۲۲ر تاریخ کو جناب شیخ محمد نواز خاں صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس ضلع سیالکوٹ سالانہ معائنہ کے لئے تشریف فرمائے سکول ہوئے۔ آپ کی آمد اور استقبال پر تمام سکول کی سجاوٹ کی گئی تھی۔ سکول کا بیرونی حصہ جھنڈیوں سے مزین تھا۔ ایک چوبی دروازہ بھی لگایا گیا تھا۔ لڑکوں کی دو رویہ قطاروں نے آپ کو نہایت سلیقہ و ادب سے سلام کیا۔ جناب انسپکٹر صاحب بہادر نے بکمال شفقت لڑکوں کے سلام کا جواب دیا۔ آپ کے چہرہ سے مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ ازاں بعد آپ نے اور آپ کے معاونین نے مدرسہ کی تعلیمی حالت دیکھی۔ بحمد اللہ کہ تعلیمی کام تسلی بخش ثابت ہوا۔ تمام اساتذہ کے متعلق بہت اچھے ریمارکس ہوئے۔ ورزش جسمانی اور ڈرل کو بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا اور اظہار خوشنودی فرمایا۔ ریڈنگ روم اور لائبریری کو دیکھکر آپ بہت محظوظ ہوئے غرضکہ معائنہ ہر طرح سے کامیاب ہوا۔ ہم جناب شیخ محمد نواز خانصاحب کے اخلاق حمیدہ کے بہت شکرگذار ہیں اور آپ کی حسن نیت اور ہمدردی کی تہ دل سے قدر کرتے ہیں۔

مالوی جی کی خدمت میں مسلمان قوم کی اطلاع

بحضور پنڈت مدن موہن مالوی جی سے مسلمان قوم ایک ضروری سوال کرتی ہے کہ پنجاب کے بازاروں میں حقیقت رائے کا جو قصہ بکتا ہے اور بعض مقامات پر اس قصہ کو بطور ڈرامہ کے بھی دکھایا جاتا ہے اور جس میں مسلمان حکومت اور شرع اسلام پر نہایت بھدے اور از حد اشتعال انگیز اعتراضات لگائے گئے ہیں۔ اور لاہور کے مسلمان حکمران کی پردہ نشین لڑکی کا توہین آمیز طریقہ سے ذکر کیا گیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس قصہ کے ذریعہ نوجوان ہندوؤں کو شرارت آمیز طریقہ سے حضرت بی بی فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے خلاف بھڑکایا گیا ہے تاکہ وہ بھی حقیقت رائے کی طرح بنت رسول اللہؐ کو گالیاں دیں۔

اس قصہ کی اصلیت اور سچائی کا ثبوت ہے اگر یہ سچ ہے تو کس زمانہ کا قصہ ہے اور کس بادشاہ کے وقت میں ہوا ہے اسکو تاریخی ثبوت سے بتایا جائے ورنہ مسلمان قوم یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہوگی کہ ان کے مذہب اور انکی حکومت اور انکے بزرگوں کو اور انکی شریعت کو بدنام کرنیکے لئے اور ملک معظم کی رعایا میں باہم نفرت پھیلانیکے لئے یہ بیہودہ اور بناوٹی قصہ لکھا اور شائع کیا گیا ہے اور مسلمان قوم کو اس قصہ کے مصنف اور پبلشر سے قانونی بازپرس کا پورا حق حاصل ہے۔

مسلمان بھی اس قسم کے بناوٹی قصے تصنیف کر سکتے ہیں مگر انکا مذہب ایسے جھوٹ سے روکتا ہے لہذا آپ سے عرض ہے کہ اس قصہ کے بنانے اور لکھنے والے اور چھاپنے والے سے دریافت کرکے مجھے جواب دیجئے تاکہ میں مسلمانوں کو آپکا جواب پہنچا سکوں۔ (حسن نظامی)

تقد و تبصرہ

پیام تعلیم جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا پندرہ روزہ رسالہ ہے جو ۳۲ صفحوں پر شائع ہوتا ہے۔ پہلا نمبر ہمارے سامنے ہے جس میں اسکے اغراض و مقاصد کے علاوہ جامعہ کے متعلق کچھ خبریں درج کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ اس میں دلچسپ تعلیمی مضامین شائع ہوا کرینگے۔ سالانہ قیمت عہ پتہ جامعہ ملیہ قرول باغ دہلی۔

کشمیری کانفرنس نمبر اخبار کشمیری نے ۱۴ر اپریل کو ایک کانفرنس نمبر شائع کیا ہے جس میں کشمیری قوم کے بہت سے نامور اشخاص کے حالات زندگی درج کئے ہیں۔ قیمت فی پرچہ ۲ر دفتر اخبار کشمیری شیرانوالہ دروازہ لاہور سے طلب فرمایئے۔

خدائے ذوالجلال کا پاک کلام
اور خوشخبری برائے اہل اسلام

جملہ برادران اہل اسلام کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہم نے بیان القرآن کی مع رنگین نہایت خوشنما خاص جلدیں تیار کروائی ہیں جس میں متن کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کا نہایت آسان سلیس عام فہم اردو ترجمہ درج ہے اور ذیل میں نہایت مفصل طور پر تفسیر کی گئی ہے جس کی تعریف احاطۂ تحریر سے بعید ہے۔ اس بیش بہا اور نادر تحفہ کا اول ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔

دوم اس تحفہ بے بہا کا شادی و بیاہ کے موقعہ پر لڑکیوں کو جہیز دیا جانا باعث تازگی ایمان و خوشنودی خدا و رسول ہے۔ اور اسلام کا پہلا اصول ہے۔

نوٹ:۔ عید کے موقعہ پر تحفہ تحائف کے طور پر بھی اگر یہ جلدیں دی جاویں تو نہایت ہی مناسب ہے مکمل سٹ کا ہدیہ مبلغ ۳۵ روپیہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینجر دارالکتب اسلامیہ برانڈرتھ روڈ لاہور

تازہ خبریں
ہندوستان

—— پنڈت شام لال نہرو کہتے ہیں کہ ۲۵ لاکھ مویشیوں کا گوشت ہر سال ہندوستان سے بیرونی ممالک کو جاتا ہے۔

—— گوجرانوالہ میں طاعون کی دو تین وارداتیں ہونے کی وجہ سے لوگ سراسیمہ و پریشان ہو رہے ہیں۔

—— کہا جاتا ہے کہ صرف جوٹ کے یوروپین تاجروں نے گذشتہ دس سال میں تیس کروڑ روپیہ نقد ہندوستان سے کمایا۔

—— ضلع بکسر (آرہ) میں چند روز سے ہر روز بکثرت حملے ہو رہے ہیں۔

—— ہمدم ہندوستان ٹائمز میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ امیر افغانستان عنقریب یورپ جانے والے ہیں مگر غرض نہیں بتائی گئی۔

—— قصبہ اوجھیانی ضلع بدایوں میں ایک لڑکا پیدا ہوا جسکے دو سر تو آنکھیں ۴ ہاتھ ۴ پیر اور پیٹ لمبا چوڑا تھا۔ پیدا ہونے سے ایک گھنٹہ بعد فوت ہوگیا۔

—— آریہ سماج سوری کا جلسہ ۱۸ سے ۲۰ اپریل تک ہونیوالا تھا کہ ۱۷ اپریل کو کلکٹر کا حکم موصول ہوگیا کہ نگر کیرتن کرنے کی اجازت نہیں۔

—— اودھ ہندو کانفرنس کے ساتھ شدھی سبھا کا اجلاس لکھنؤ میں سوامی شردھانند کی صدارت میں منعقد ہوا۔ سوامی ستیادیو کی اپیل پر بہت سا چندہ جمع ہوا آخر میں دو مسلمانوں کو ہندو بھی بنایا گیا۔

جدید نرخنامہ اشتہارات پیغام صلح

	ایک بار	دو بار	چار بار	تین ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	۱۰/-	۱۸/-	۳۲/-	۸۰/-	۲۶۰/-
نصف صفحہ	۶/-	۱۰/-	۱۸/-	۴۵/-	۱۴۰/-
ایک کالم	۴/-	۷/-	۱۲/-	۳۰/-	۱۰۰/-
نصف کالم	۲/-	۵/-	۹/-	۱۶/-	۶۰/-
چوتھائی حصہ کالم	۲/-	۳/-	۵/-	۹/-	۴۰/-

پہلے تمام شائع شدہ نرخنامے اشتہارات پیغام صلح اسکے شائع ہونے پر منسوخ سمجھے جائیں۔ مینیجر

—— مقدمہ ڈاکہ کاکوری کا حکم ۱۶ر اپریل کو سپیشل مجسٹریٹ لکھنؤ نے سنا دیا۔ تمام ملزم سیشن سپرد کر دیئے گئے۔

—— ۱۵ و ۱۶ر اپریل کی درمیانی رات کو لاہور میں سر میاں محمد شفیع کی کوٹھی پر چوری ہوگئی۔ تقریباً ساٹھ ستر ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔

—— الہ آباد میں اچھوت سبھا کے اجلاس میں ہندو مسلمانوں اور سکھوں سے علیحدہ حقوق نمائندگی کا مطالبہ کیا گیا۔

—— کلکتہ میں اب بالکل امن و امان ہے۔ کاروبار پر امن طریق سے ہو رہا ہے۔

—— اودھ ہندو کانفرنس کے اجلاس کے ایک اجلاس میں جو زیر صدارت بھائی پرمانند لکھنؤ میں ہوا یہ تجویز منظور کی گئی ہے کہ آئندہ انتخابات میں ہندو مہاسبھا اپنے امیدوار کھڑے کرے۔ مالوی جی نے تجویز کی تائید کی۔

—— سورت کے ایک مجسٹریٹ کو رشوت ستانی کے جرم میں سزائے قید ہوئی ہے۔

—— مسٹر سی۔ ایف۔ اینڈریوز جنوبی افریقہ سے یکم مئی کو واپس بمبئی پہنچ جائینگے۔

—— مہاراجہ کپورتھلہ یورپ روانہ ہوگئے ہیں۔

—— اخبار ہمدم نے یکم اپریل کے پرچہ میں "دربار صاحب کا پل ٹوٹ گیا" کے عنوان سے جو اپریل فول لکھا تھا۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اس کے متعلق اخبار مذکور کے خلاف مقدمہ چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— سیٹھ جمنالال بجاج نے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا معائنہ کیا اور دس دس روپے ماہوار کے دس وظائف عنایت فرمائے جس کے لئے سات سے اٹھارہ ہزار روپیہ کی رقم جامعہ کے نام سے بینک میں جمع کرادی جو بطور ٹرسٹ اور وقف کے تصور ہوگی۔

—— نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے جامعہ ملیہ کے وفد کو شرف باریابی بخشا اور ایک گرانقدر رقم کا وعدہ فرمایا جو مستقل امداد کے طور پر ہوگی۔

—— مولانا ابوالکلام کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ کلکتہ کے فساد میں دو مندروں۔ پانچ مسجدوں اور ایک گوردوارہ کو صدمہ پہنچا ہے۔

—— مسٹر ایبٹ چیف کمشنر دہلی کی پارٹی پر دہلی میونسپلٹی کے ممبروں نے بارہ سو روپیہ کی جو رقم خرچ کی ہے۔ اس کے متعلق عنقریب ٹیکس دہندگان کی جانب سے دعویٰ ہونیوالا ہے۔

—— انجمن اسلام اندور نے مسلمانوں میں اصلاح تمدن کا کام شروع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

—— ملتان۔ امرتسر۔ کرنال اور حصار کے اضلاع میں مرض طاعون زور پر پھیل رہا ہے۔

—— ۳ مئی کو صبح کے وقت پٹھانکوٹ میں ایک جدید ریلوے لائن کی رسم افتتاح ادا کی جائیگی۔ ۲ر مئی کی شام کو لاہور سے سپیشل گاڑیاں روانہ ہونگی جن میں گورنر پنجاب اور دوسرے معزز مہمان مقام مذکور کو تشریف لیجائینگے۔ اس لائن کا نام کانگڑا ویلی ریلوے ہوگا۔

—— پنجاب کونسل اور اسمبلی کے لئے آئندہ انتخابات جو ہونگے ان کے لئے رائے دہندگان کے ناموں کا اندراج ۳۰ر اپریل کو ہونا قرار پایا ہے۔

—— فسادات کلکتہ کے ملزمین کی دو قسمیں کی گئی ہیں ایک وہ جنہوں نے چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے حکم کی نافرمانی کی تھی اور اس بنا پر گرفتار کئے گئے۔ دوسرے وہ جن پر حملہ اور بلوہ کرنے کا الزام ہے۔ ان مقدمات کیلئے ایک اسپیشل مجسٹریٹ مقرر کیا جائیگا۔

—— آنریبل مسٹر اے۔ ایم۔ اسٹو نے چیف کمشنر دہلی کے عہدہ کا ۱۵ر اپریل کو چارج لیا۔

—— ۱۵ و ۱۶ مئی کو شہر فیروزپور میں دلت ادھار کانفرنس کا اجلاس ہوگا۔ مہاتما کرشن صدر ہونگے۔

—— دیانند دت اونا رسنڈل ضلع گورداسپور میں چماروں کو شدھ کرکے آریہ سماجیوں کی تعداد میں اضافہ کر رہا ہے۔

ممالک غیر

—— آج کل ملک فرانس میں ۱۰۹۱۲ ڈاکٹر موجود ہیں جن میں سے دو ہزار سے زائد ہومیوپیتھک طریقہ علاج پر کاربند ہیں۔ آسٹریا میں ڈاکٹروں کی تعداد ۸ ہزار ہے جس میں سے ۱۵ فی صدی ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہیں تمام ممالک سے زیادہ ڈاکٹر امریکہ میں موجود ہیں۔

—— طبی حلقہ میں مدت سے اس امر پر غور کیا جا رہا تھا کہ انسان کے جسم میں تلی سے کیا فائدہ ہے کیونکہ اگر اس کو جسم سے نکال دیا جائے تو صحت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی مگر اب ایک نئے تجربہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی خوراک پہلے کی نسبت بہت بڑھ گئی تھی۔

—— انگریزی حکومت حکومت عدن کے محکموں نیز وہاں کی آئندہ حکومت کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔

—— ۱۸ر مئی کو جینوا میں تخفیف اسلحہ کی کانفرنس ہونیوالی ہے برطانیہ کی طرف سے لارڈ سیسل شریک ہونگے۔ روس کی طرف سے اس جلسہ میں کوئی شریک نہ ہوگا۔

—— پیرس کی نئی مسجد مکمل ہوگئی ہے۔

—— لنڈن میں ایک شخص چارلس نائجل فلنٹ کو اپنی چہاردہ سالہ لڑکی کی حیاسوز تصاویر لینے کے جرم میں نو مہینہ کی سزا ہوئی ہے۔

—— حکومت جرمنی نے ترکی اور جرمنی کے مابین تجارتی تعلقات قائم کرنیکی غرض سے تین نمائندے قسطنطنیہ بھیجے ہیں جو ترکی وزارت خارجہ سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

—— خاکنائے پناما میں جو جنوبی و شمالی امریکہ کے درمیان ایک تنگ و طویل خطہ زمین ہے سونے کی ایک بہت بڑی کان دریافت ہوئی ہے جس میں اٹھارہ مربع میل کے رقبہ میں تو سونے کی موجودگی کا قطعی طور پر مشاہدہ کیا جا چکا ہے اور تین سو مربع میل کے رقبہ میں بھی اس کے ہونیکا گمان ہے جس خطہ میں سونے کی کان دریافت ہوئی ہے اس کا اجارہ ایک انگریزی کمپنی کے پاس ہے۔

—— دمشق کے باشندے برابر ہجرت کر رہے ہیں۔ شروع سال سے ابتک چار ہزار آدمی ہجرت کر چکے ہیں۔

—— حکومت فرانس نے مظلومین دمشق کی اعانت کیلئے کمیٹیاں بنانے اور زر اعانت جمع کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

—— اناطولیہ کے ایک جدید آتش خیز پہاڑ سے دھواں نمودار ہو رہا ہے خیال ہے کہ عنقریب اس پہاڑ سے مادہ پھوٹ پڑیگا۔

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۲ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۵ مئی سنہ ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۵

متاعِ محبّت

(از حضرت مسیح موعودؑ)

قربان تست جانِ من اے یارِ محسنم
با من کدام فرق توکردی کہ من کنم؟
ہیچ آگہی نہ بود ز عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم
ایں صیقلِ دلم نہ بہ زہد و تعبد است
خود کردۂ بہ لطف و عنایات روشنم
فصلِ بہار موسمِ گل نایدم بکار،
کاندر خیال روے تو ہردم بگلشنم
چوں حاجتے بود بہ ادیب دگر مرا
من تربیت پذیر ز ربِّ مہیمنم،
در کوے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسیکہ لافِ تعشق زند منم

حکمت و موعظت

جب تم تین آدمی بیٹھے ہوئے ہو تو تیسرے سے علیحدہ کوئی بات نہ کرو۔ کیونکہ یہ بات اس کو حزن و غم میں ڈالے گی اور دل میں خیال کرے گا کہ شاید میرے برخلاف کوئی مشورہ کر رہے ہیں۔
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

اِسلام غیروں کی نظر میں

مہاتما گاندھی اور اسلام

مہاتما گاندھی نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا" حال ہی میں کسی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ جنوبی افریقہ کے یورپینوں کو اس بات کا خطرہ ہے کہ وہاں کہیں اسلام کا دور دورہ نہ ہوجائے یعنی وہ اسلام جس نے ہسپانیہ کو تہذیب و تمدن سے آشنا کیا۔ وہ اسلام جس نے اپنی نور پاش شعاعوں سے مراقش کا گوشہ گوشہ منور کردیا۔ اور تمام دنیا کو اخوت و مساوات کا پیغام پہنچایا۔ جنوبی افریقہ کے یورپین اسلام کے نام سے لرزتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اندیشہ ہے کہ اگر وہاں کے اصلی باشندے اسلام کی آغوش میں چلے گئے۔ تو وہ اس امر کا مطالبہ کریں گے کہ انہیں بھی گوری رنگت کے باشندوں کی طرح مساوی حقوق دیئے جائیں۔ ان کا یہ خوف حق بجانب ہے۔ اگر اخوت گناہ ہے اور اگر وہ اس بات سے خوف کھاتے ہیں کہ وہاں کے اصلی باشندے ان کے برابر ہوجائیں گے تو ان کا یہ خوف بجا اور درست ہے۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جنوبی افریقہ کا جو باشندہ عیسائی ہوجاتا ہے اسے صحیح معنی میں وہ حقوق نہیں ملتے جو باقی تمام عیسائیوں کو حاصل ہیں۔ لیکن جب وہ اسلام قبول کرلیتا ہے تو مسلمانوں کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھاتا پیتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس سے جنوبی افریقہ کے یورپین خوف کھاتے ہیں۔
"لائٹ"

رسول کریمؐ کے متعلق جے۔ کے۔ کور کے خیالات

"کیا آپ نے کبھی اس بات کا خیال کیا ہے کہ (حضرت) محمد (صلعم) کا دل کیسا تھا۔ ہم اندھے ہیں۔ اور ہمارا یہ تصور سراسر غلط ہے کہ (حضرت) محمد (صلعم) ایک ایسے انسان تھے جو صرف جہاد، کافر، انتقام اور موت کے موضوع پر تقریریں فرمایا کرتے تھے۔ (حضرت) محمد (صلعم) کا دل جو ایک بچے کی طرح نازک اور کھلنڈرا اور ماں کی طرح خطا معاف کردینے والا تھا۔ فی الحقیقت ایک خداداد عطیہ تھا۔ ذرا خیال کیجئے کہ قرآن شریف کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۱۱۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ شروع ہوتی ہیں۔ (حضرت) محمد (صلعم) کی ان حیثیتوں سے کہ آپ خدا کے نور تھے۔ اللہ کے رسول تھے۔ اور خدا نے آپ کو بت شکنی کا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے قطع نظر کرکے آپ کی اس حیثیت پر غور کیجئے۔ کہ آپ انسان تھے۔

اس کے بعد حضورؐ کی پرائیویٹ زندگی پر نظر ڈالئے۔ حضورؐ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے۔ احباب کے ساتھ گفتگو کرتے۔ یا کسی خطاکار اور شکستہ دل کو تسلی دیتے ہوئے دیکھئے۔ تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ ایک اہل دل لوگوں کے دلوں کا مالک ہے۔ "لائٹ"

یورپ کی بیداری اسلام کی ممنون احسان ہے

یورپ میں حیات تازہ کا دور پندرھویں صدی میں نہیں بلکہ عربوں اور موروں کی جدید تہذیب کے زیر اثر شروع ہوا تھا۔ یورپ کی نئی تہذیب کا گہوارہ اطالیہ نہیں بلکہ ہسپانیہ ہے۔ یورپ آہستہ آہستہ بربریت کے گڑھے میں گرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ جہالت اور پستی کی نہایت تاریک گہرائیوں میں پہنچ گیا۔ اس وقت بغداد، قاہرہ اور قرطبہ تہذیب و تمدن اور ذہنی بیداری کے مشہور مرکز تھے یہی وہ مقامات تھے جہاں نئی زندگی نے جنم لیا اور بعد میں وہ ارتقاء ترقی کی جدید فضا میں سرایت کرگئی۔ جب عربوں اور موروں کی تہذیب کا اثر جابجا پھیلنے لگا۔ تو یورپ کی سرزمین میں بھی نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ "لائٹ"

اسلام کی علمی خدمات

ڈاکٹر بی۔ سی۔ رائے بنگالی فرماتے ہیں:-

میں پوچھتا ہوں کہ قدیم زمانہ میں جب یورپ بربریوں کے حملے سے جہالت اور تاریکی کے گڑھے میں گر گیا تھا۔ اور اسے اس پستی سے نجات دلانے والا کوئی نہیں تھا۔ اگر اسلام ہمت کرکے اس کے قدیم علمی آثار کی حفاظت اور نشوونما میں کوشش نہ کرتا۔ اور اسے سچائی اور آزادی کی زندگی بخش فضا میں اوج ترقی پر نہ پہنچاتا۔ تو یہ جدید تہذیب کہاں ہوتی؟ (لائٹ)

بھائی پرمانند کا پہلا سچ

"اسلام میں بے شمار خوبیاں ہیں۔ میں بھی ایک خوبی آج آپکے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور وہ اسلام کے بانی کا ایک واقعہ ہے آپکے ناظرین اسے پہلے بھی جانتے ہوں گے مگر اس سے بڑھکر اور کوئی خوبصورت بات نہیں معلوم ہوتی رہیاں آپ نے اس بدو مہمان کا واقعہ بیان کیا ہے جو غلاظت آلود بستر اچھوڑ کر چلا گیا اور آنحضرت صلعم نے اسے اپنے دست مبارک سے صاف کیا تھا۔ پیغام صلح) جہاں پر حضرت نے خدا کی عبادت پر زور دیا وہاں پر خلق خدا کی خدمت بھی ان کی زندگی میں کم نہ تھی۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس خدمت میں ہی اصلی عبادت ہے۔" (کشمیری میگزین)

بزم احباب

انگلستان

لندن سے ایک نو مسلم دوست لکھتے ہیں کہ آپ کے ۱۱ رفروری کے خط کے جواب میں مزید اطلاع دیتا ہوں کہ میں اب لندن میں واپس آگیا ہوں۔ اور لائٹ کے مزید پرچوں کے لئے آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے اس کے مضامین بہت پسند ہیں۔ اور اپنے مطالعہ میں اسے اپنے دوسرے انگریز نو مسلموں کو دے دیا کرتا ہوں۔ چند انگریز نو مسلموں کو اور فرانس کے چند اشخاص کو لائٹ بھیجا کریں۔

یہ امر آپ کے لئے بیحد دلچسپی کا موجب ہوگا کہ میری ہز ایکسلنسی فتحی بے ترکی سفیر پیرس سے بڑی لمبی گفتگو ہوئی۔ باوجود ان خبروں کے کہ ترک لا مذہب ہیں۔ یہ مسرت کا موجب تھا کہ میں نے ان کو قرآن مجید پڑھتے پایا۔ جس کی کئی سورتیں فرانسیسی میں ترجمہ شدہ انکی میز پر تھا۔ اور انہوں نے وہ مجھے دکھایا۔ مجھے اس امر سے خوشی ہے کہ میں نے فتحی بے کو ویسے کا ویسا ہی پایا جیسا کہ میں نے انہیں سابق میں پایا تھا۔ کہ وہ ایک نہایت مخلص مسلمان ہے۔ نہ صرف وہ خود بلکہ ترکی سفارت کا سارا عملہ ہی اسلام کے رنگ میں رنگین ہے۔ میرا خیال ہے کہ ترکوں کے بارہ میں جو فضول بکواس اخبارات میں چھپتی رہی ہے وہ فوراً بند ہو جانی چاہیئے۔ مجھے بہت سے ترکوں سے ذاتی جان پہچان ہے۔ اور میں نے ابھی تک ان میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا جو اسلام کا فدائی نہ ہو۔ سفارت افغانیہ میں بھی یہی رنگ پایا۔ چونکہ میرا ان سے شناسائی تھا۔ اس لئے ہماری گفتگو اسلامی مسائل پر ہوتی رہی۔ مصری سفارت میں بھی یہی حال دیکھا۔ اور دیر تک اسلام پر بات چیت ہوتی رہی۔ ہاں ایک امر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر گفتگو خالص مذہبی معاملات پر ہو تو اس پر آزادانہ بحث ہو سکتی ہے لیکن جب اس میں سیاسی رنگ پیدا ہو جائے تو سفراء سٹیٹسمین اور ڈپلومیٹ لوگوں کو احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہ امر نہایت خطرناک ہوگا کہ ہم لوگ ترکی کے موجودہ اندرونی معاملات میں دخل اندازی کریں جن کو نہایت دانشمندانہ طریق پر چلایا جا رہا ہے اور یقیناً ترکی قوم اپنے افعال کی پڑتال کرنے کی بہترین منصف ہیں۔ امید ہے۔ آپ نے میری تحریر کا منشا سمجھ لیا ہوگا۔ میری اسلامی خبروں کی ایجنسی میں مختلف قسم کی افواہیں پہنچتی رہتی ہیں۔ جن کی فوراً تردید کردی جاتی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے حال ہی میں کئی ترکی گھرانوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور جو کچھ میں نے وہاں دیکھا وہ اپنے عینی مشاہدات کی بنا پر بیان کرتا ہوں میں نے ہر طبقہ کے ترکوں سے انگریزی و فرنچ میں گفتگو کی ہے۔ اور نہایت افسوس سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ بعض لوگ ترکوں کی مشکلات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور جلد بازی سے ان کے خلاف رائے قائم کر لیتے ہیں۔ پس ایک طرف تو یورپ ترکوں سے متنفر ہے دوسری طرف جن لوگوں سے ہمدردی کی امید تھی یعنی مسلمان۔ وہ پشت پر ٹھوکر لگا رہے ہیں۔ مجھے اس بات سے مسرت ہوئی کہ میرا دوست محمد یعقوب خان پھر کام میں مصروف ہے۔ ہم نے باہم یہاں بہت اچھا وقت گزارا ہے مجھے ان کی طرف سے خط آنے پر نہایت مسرت ہوئی۔ اگر لائٹ کے لئے میری خدمات کی ضرورت ہو تو اطلاع دیجئے۔

چونکہ رمضان کا مہینہ ہے اس لئے میں اور میرے عیال و احباب سب روزے سے ہیں۔ اس لئے کمزوری کے باعث میں زیادہ لمبا خط نہیں لکھ سکتا۔ امید ہے میرا کارڈ پہنچ چکا ہوگا تمام احباب کو عید مبارک ہو۔

سوڈان

احمدیہ لٹریچر سے مسلمان بیدار ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مسٹر عبدالرحمٰن صاحب جو ہماری جماعت کے شمالی نائجیریا میں نمائندے تھے اور اب معہ عیال صحرائے سوڈان کے راستے حج کو جا رہے ہیں۔ اپنے تازہ خط میں عدریان (سوڈان) سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں معہ اپنی بیوی کے ۷ ر فروری کو یہاں بخیریت پہنچ گیا ہوں کانو سے حج کے ارادہ سے یہاں تک پیدل سفر کیا ہے امید ہے اب حجاز میں لڑائی کا خاتمہ ہو چکا ہوگا۔ اور مکہ معظمہ کا راستہ پرامن ہوگا اس لئے امید ہے۔ اخراجات سفر میں بھی بہت کفایت ہوگی۔ اور غریب آدمیوں کو مشکلات کا سامنا نہ ہوگی۔

میں آپ کے خط مورخہ ۹ رجولائی ۱۹۲۵ء کے لئے مشکور ہوں۔ جو کانو سے یہاں بھیجا گیا تھا۔ ہم نے ۱۲ رجولائی ۱۹۲۵ء کو کانو شمالی نائجیریا چھوڑا۔ چونکہ میری بیوی علیل تھی۔ اس لئے یہ لمبا سفر نہایت آہستہ آہستہ طے کیا۔ دارفور صوبہ کے شہر الفشر میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بچہ عطا کیا۔ جس کا نام میں نے احمد محمد رکھا۔ چار یوم سے ماہ رمضان شروع ہے۔ انشاء اللہ رمضان ختم ہو جانے پر ہم سواکن جائیں گے جہاں قرنطینہ کے لئے ہمیں ٹھہرنا پڑے گا۔ پھر ہم جدہ و مکہ جائیں گے پھر غالباً مدینہ منورہ بھی جائیں لیکن یہ یقینی نہیں۔ حج سے واپسی پر ہمارا ارادہ دو ایک سال یہاں ٹھہر کر عربی زبان کی مہارت پیدا کرنے کا ہے جسے میں نے دو سال ہوئے شروع کیا تھا۔ اور اس میں خاصی ترقی کر لی تھی۔

مجھے یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی کہ لائٹ خوب ترقی کر رہا ہے انشاء اللہ اس کے ذریعہ سے نائجیریا اور دیگر ممالک میں ہماری جماعت کے ہمدردوں کا دائرہ خاصا وسیع ہو جائے گا۔ جنوبی نائجیریا کے لوگ تعلیم یافتہ اور انگریزی جانتے ہیں۔ لیکن شمالی حصے کے لوگ صرف ہوسہ زبان جانتے ہیں۔ اور قریباً سارے کے سارے مسلمان ہیں ہزاروں کی تعداد میں ہر سال حج کو جاتے ہیں۔ اور صحرائے سوڈان کی سختیوں کو نہایت کشادہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ اور مذہب کے پابند ہیں۔ سوڈان میں اعلیٰ طبقہ کے لوگ ہیں اور عربی خوب جانتے ہیں۔ نوجوان سوڈانی انگریزی سے واقف ہوتے جا رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ سوڈان میرے لئے تبلیغ کا مفید میدان ثابت ہوگا۔ جہاں میں اسلام کے لئے مفید کام کر سکونگا۔ گو لوگوں کے اسلامی خیالات ملانوں کے طرز کے ہیں۔ لیکن انگریزی تعلیم نے ان میں غور و خوض کا مادہ پیدا کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں سے میری کئی امور پر گفتگو ہوئی۔ جو میری گفتگو سے نہایت متاثر ہوئے۔ مثلاً مسیح کی معجزانہ پیدائش۔ اس کے آسمان پر زندہ جانے وغیرہ پر بات چیت ہوئی اس پر وہ ایسے متاثر ہوئے کہ سب نے بلا تامل کہہ دیا کہ ان امور پر ان کے سابقہ خیالات غلط تھے۔ اور وہ اصرار کر رہے ہیں۔ کہ میں واپسی پر ان کے درمیان سوڈان میں ہی مستقل قیام کروں تاکہ انہیں اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کر سکوں۔

اس لئے میرا خیال ہے کہ حج سے واپسی پر انشاء اللہ میں یہاں مفید کام کر سکونگا۔ یہاں کا ایک مسلمان دوست جرمنی سے چھاپہ خانہ منگوانا چاہتا ہے اگر وہ کامیاب ہو گیا۔ تو میرا یقین ہے کہ میرے لئے احمدیت کو پھیلانے کے لئے بڑی آسانیاں مہیا ہو جائیں گی اور ملکی اخبار یہاں سے نکال لوں گا۔ اغلب ہے کہ میں واپسی پر یہیں قیام پذیر ہو جاؤں اس لئے آپ انجمن میں معاملہ پیش کر کے میری سابقہ تعیناتی نائجیریا کو منسوخ کر کے سوڈان کے لئے تقرری کی سند بھیجیں امید ہے مہدی سوڈانی کا حال آپ کو بخوبی معلوم ہوگا۔ اس کا لڑکا اب موجود ہے اور ہزارہا لوگوں کا پیشوا بنا ہوا ہے۔

براہ مہربانی بیعت کی بہت سی فارمیں۔ دعوت عمل انگریزی اور دوسرا مفید لٹریچر فوراً بھیج دیجئے۔ تاکہ حج کو جانے سے پہلے میں یہاں کام کی بنیاد رکھ جاؤں۔ اخبار لائٹ بھی یہاں بھیجا کیجئے۔ حج سے واپسی پر چندہ بھیج دونگا۔

ڈاکٹر زویمر مشہور دشمن اسلام گزشتہ ماہ سوڈان میں آیا تھا۔ اور چرچ مشن سوسائٹی کے پادری ڈاکٹر لانڈے نے مجھے بھی دعوت پر مدعو کیا۔ اور ڈاکٹر زویمر سے ملاقات کرائی۔ ہم دونوں کی اسلام پر خوب بحث ہوئی۔ اور میں نے بڑے زور سے اسلام کی حمایت کی۔ اور خدا کے فضل سے اس گفتگو میں مجھے خاصی کامیابی ہوئی۔ اور آخر میں ڈاکٹر زویمر نے میری مدلل گفتگو کی داد ان الفاظ میں دی۔ کہ میرے جیسا مدلل اور سمجھدار آدمی کیسے مسلمان رہ سکتا ہے۔ اور کہیں ولسلین چرچ کا عمدہ واعظ ہو سکتا ہوں۔ میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب کی بیش قیمت تعلیمات کا بے حد شکر گزار ہوں کہ میں نے ان کے ذریعہ سے اسلام کو نہایت خوبی سے ڈیفینڈ کیا۔ اور ڈاکٹر زویمر جیسے دشمن اسلام سے تحسین حاصل کی۔

امید ہے کہ حج کی روانگی سے پہلے آپ کا جواب ہمیں مل جائیگا کیونکہ اب ہم آپ سے نسبتاً قریب ہیں۔

شرح چندہ پیغام صلح سالانہ ششماہی سہ ماہی — مینجر

اخبار احمدیہ

یکم مئی ۱۹۲۶ء کو جنرل کونسل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا اجلاس تھا۔ جس میں جنرل کونسل کے ممبران کا آئندہ تین سال کے لئے اور مجلس منتظمہ کے عہدیداروں اور ممبروں کا آئندہ سال کے لئے انتخاب ہوا ہے۔ اس اجلاس میں بیرونجات سے مندرجہ ذیل اصحاب شریک ہوئے۔ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب لدھیانہ۔ قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ۔ شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد۔ چودھری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر آڈیٹر انجمن سوہریوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ قاضی نثار محمد صاحب اور قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی

۲ رمئی ۱۹۲۶ء کو حضرت امیر انجمن اسلامیہ جالندھر شہر کے جلسہ میں لکچر دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ۳ رمئی کو واپس آگئے۔

۹ رمئی ۱۹۲۶ء کو حضرت امیر انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے جلسے میں لکچر کے لئے تشریف لے جائیں گے۔

حضرت امیر جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا ۲۲ راپریل کو سیالکوٹ بہ تقریب شادی پسران سید حیدر علی شاہ صاحب تشریف لے گئے نماز جمعہ وہیں پڑھی جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور خان بہادر میاں غلام رسول صاحب بھی تشریف لے گئے تھے۔ سید صاحب نے اس تقریب پر پچاس روپے انجمن کو عطا فرمائے۔ جزاہ اللہ خیراً۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔

اس کے بعد حضرت امیر ۲۴ راپریل کو راولپنڈی کے جلسے میں تشریف لے گئے۔ اس موقع پر جناب مولوی صدر الدین صاحب مولوی عبدالحق صاحب اور مولوی عصمت اللہ صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت امیر اور دیگر بزرگان کے لکچر نہایت کامیابی سے ہوئے اور تبلیغ سلسلہ نہایت عمدگی اور وضاحت سے ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود کے دعوے اور آپ کے کام کو نہایت صفائی سے بتایا گیا۔ جس سے سامعین بہت خوش اور متاثر ہوئے۔ اس کے بعد پشاور جلسہ تھا۔ جہاں حضرت امیر مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب شریک جلسہ ہوئے۔ وہاں بھی پشاور جیسے شہر میں احمدیت کی تبلیغ بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ کی گئی اور اسلام کا صحیح نقشہ پیش کیا گیا۔ ۲۹ راپریل کو حضرت امیر واپس تشریف لے آئے۔ غرض یہ سفر خدا کے فضل سے بہت کامیاب ثابت ہوا۔

کسی گزشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا کہ بعض غیر ذمہ دار اور اجنبی مرید جناب میاں صاحب کے یہاں مہمان خانہ میں مہمان ہوتے۔ اور ساتھ ہی طلبہ کو ورغلا کر قادیان لے جانے کی کمینہ حرکات کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ اور بعض طلبہ کو وہ اس طرح قادیان لے بھی گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہمارے قادیانی بھائی اس زبون حرکت سے باز آتے۔ اس میں زیادہ ترقی کر گئے ہیں۔ اور اب ان کے ذمہ دار اور مشہور لوگوں نے یعنی لاہور کی جماعت کے سکرٹری نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ چنانچہ کچھ دن ہوئے ہیں۔ ایک شخص کے یہاں سے بیکار اور پراگندہ روزی ہو جانے پر اطلاع پا کر احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لائے۔ اور اسے ملازمت کا لالچ دیا۔ ہمیں ایسے نازیبا اخلاق پر افسوس ہے۔ اور یہ بھی اطلاع کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ بعض مصیبت زدہ لوگوں کے خطوط قادیان سے آئے۔ جن میں قادیان والوں کے مظالم کا ذکر بھی تھا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ صحیح لکھتے ہیں یا غلط اور بعض نے زبانی ملازمت یا وظائف کے لئے کہا اور شکایات بھی کیں مگر ہم نے باوجود ان کی درخواست کے پیسے کا لالچ دے کر بلانا اور ساتھ شامل کرنا مناسب نہیں جانا۔ اور انہیں وہیں بیٹھے رہنے دیا۔ مگر ہمارے قادیانی بھائی بالمقابل اس کے خفیہ رنگ میں عجیب در عجیب بھیس میں شکار کرتے رہتے ہیں۔ جو اچھا نہیں۔ امید ہے کہ آئندہ احتیاط کے لئے حضرت میاں صاحب یا ذمہ دار افسران ہدایت کرینگے کہ ایسی بداخلاقی کی باتیں نہ کی جائیں۔

مسیح موعود نمبر اخبار "پیغام صلح" کا مسیح موعود نمبر ۲۶ رمئی کو شایع ہوگا۔ تمام نامہ نگاروں کی خدمت میں التماس ہے کہ اس نمبر کے لئے حضرت مسیح موعود کے متعلق مفید و دلچسپ مگر مختصر و جامع مضامین ۲۰ رمئی سے پیشتر ارسال فرمائیں۔

"مدیر"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴۔ ۲۲ رشوال المکرم ۱۳۴۴ ہجری المقدس نمبر ۲۵

جمعیۃ خلافت کا طریق عمل
مسلمانان ہند کی قسمت کا فیصلہ

جس وقت سے شدھی اور ہندو سنگٹھن کی تحریکیں شروع ہوئی ہیں۔ مسلمانان ہند جمعیت خلافت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں یہ خیال تھا کہ جو جمعیتہ بیرونی ممالک کے مسلمانوں پر کوئی مصیبت آنے سے فوراً بیقرار ہو جاتی ہے۔ اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی مدد کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے۔ وہ خود مسلمانوں کے مصائب و آلام پر جو مذکورہ بالا تحریکات کے باعث ان پر نازل ہو رہے تھے۔ کیا خاموش رہ سکتی ہے۔ جب ۱۹۲۳ء میں آگرہ کے گرد و نواح میں شدھی کا آغاز ہوا اور شروع ہوتے ہی اس نے خوفناک صورت اختیار کی تو بعض دور اندیش مسلمانوں نے جمعیتہ خلافت کو توجہ دلائی کہ وہ اس فتنہ کی روک تھام کا کام اپنے ہاتھ میں لے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اس سب سے بڑی جمعیت نے اس طرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور نہایت سرد مہری کا ثبوت دیا۔ اس نے اس کام کو جو مسلمانان ہند کی آئندہ موت و حیات سے تعلق رکھتا تھا ایک فرقہ وارانہ کشمکش سے زیادہ حیثیت نہ دی۔ شاید اس کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کبیرہ اور کوئی نہ تھا کہ وہ میدان سیاست کو چھوڑ کر مذہبی میدان میں نکلے۔ چنانچہ مجلس خلافت نے یہ اعلان بھی کیا کہ شدھی کے معاملہ میں من حیث الجماعت غیر جانبدار رہے۔ یہ فیصلہ محض کانگرس کے دباؤ سے کیا گیا تھا۔ افسوس ہے مجلس خلافت نے اس اہم فتنہ پر سیاسی نکتہ نگاہ سے کبھی غور نہیں کیا۔ حالانکہ برادران وطن کی طرف سے یہ تحریک محض سیاسی تفوق حاصل کرنے کے لئے ہی جاری کی گئی تھی۔ جمعیت خلافت کی یہ مجرمانہ غفلت اور بے اعتنائی اس وقت کے حالات کی اہمیت کے لحاظ سے اسلام سے غداری کے مترادف تھی۔ یہ اسی بے اعتنائی کا نتیجہ تھا کہ ہزارہا فرزندان اسلام ہندو مذہب کی آغوش میں چلے گئے۔ اگر جمعیت خلافت جیسی ذی اثر جماعت اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیتی تو نہ علاقہ ارتداد میں اسلامی تبلیغی جماعتوں کے اندر باہمی تکفیر کا سلسلہ شروع ہوتا نہ مخالفین کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوتی۔

شدھی کے بعد ہندو قوم میں ایک اور تحریک ہندو سنگٹھن کے نام سے شروع ہوئی۔ اس تحریک کا ابتدا ہی سے یہی مقصد رہا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ہندوؤں کو مضبوط کیا جائے۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ گزشتہ دو سال کے اندر ہندوستان کے مختلف مقامات پر جو ہندو مسلم فسادات رونما ہوئے ہیں وہ اس شر انگیز تحریک کا ثمرہ ہیں۔ سنگٹھنی لیڈروں نے تحریر و تقریر کے ذریعہ ہندو ذہنیت کو مسلمانوں کے خلاف نہایت خوفناک طریق سے مشتعل کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ ہندو مسلم فسادات میں زیادہ نقصان مسلمانوں کا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کا کوئی نظام نہیں اس کے برخلاف ہندو ہر جگہ منظم اور متحد ہو کر ان شورشوں کو اٹھاتے ہیں پہلے مسلمانوں کو فساد میں تباہ و برباد کیا جاتا ہے۔ پھر منظم سازشوں کے ماتحت بے گناہ مسلمانوں کے خلاف مقدمات دائر کر کے انہیں جیل میں پہنچایا جاتا ہے۔ ایک عرصہ تک مسلمانوں کی یہ تباہی و بربادی جمعیت خلافت کی آنکھوں کے سامنے ہوتی رہی۔ مگر وہ ہندو مسلم اتحاد کے ذرہ بھر کے پاش پاش ہو جانے کے خیال سے خاموش ہو کر یہ تماشا دیکھتی رہی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اب جمعیت خلافت کی آنکھیں کھل گئی ہیں اسے اب معلوم ہو گیا ہے کہ معدودے چند ہندو لیڈروں کے سوا باقی تمام اسی رنگ میں رنگین ہیں اور اگر ان تحریکات کے بد اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو مستقبل قریب میں نہایت خطرناک مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

چنانچہ انہی حالات سے متاثر ہو کر مرکزی جمعیت خلافت نے حال ہی میں بمقام دہلی ایک جلسہ منعقد کیا ہے اور برادران وطن کی روش سے مجبور ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ برادران ہنود کے ان لیڈروں سے جو ہندو مسلمانوں کے اشتراک عمل کے سب سے زیادہ حامی ہیں۔ صاف صاف گفتگو کر لی جائے۔ کہ ہندوؤں کے موجودہ افسوسناک طرز عمل کے خلاف اور ان کی ضرر رساں تحریکات کے انسداد کے لئے وہ کچھ کارروائی کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر کچھ کرنا چاہتے ہیں تو وہ کیا کارروائی ہوگی۔ اگر وہ کوئی موثر اور نتیجہ خیز کارروائی نہ کرنا چاہیں یا جو کارروائی کرنا چاہیں وہ اطمینان بخش نہ ہو۔ تو مسلمانان ہند کو اپنے آئندہ طرز عمل کے متعلق فیصلہ کر لینا چاہئے اس گفتگو کے نتیجہ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے اور ان کے طرز عمل کا آخری فیصلہ کرنے کے لئے خلافت کانفرنس کا ایک خاص اجلاس بروز جمعہ و شنبہ تاریخ ۷۔ ۸ مئی ۱۹۲۶ء دہلی میں منعقد ہوگا۔

مرکزی خلافت کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے۔ کہ حالات و واقعات کی بنا پر مرکزی جمعیت خلافت کے اساسی دستور العمل میں ضروری تبدیلی کی جائے۔ اور دنیائے اسلام میں مرکزی جمعیت خلافت عظمےٰ کی تاسیس جزیرۃ العرب کی آزادی۔ حجاز و حرمین الشریفین کی بہبودی اور وہاں حسب حال امور خیر و اصلاحات کے اجرا و انتظام کے لئے جد و جہد کرنے۔ اور ہندوستان میں حصول آزادی کے لئے کوشش کرنے کے علاوہ جمعیت خلافت اس ضروری غرض کو بھی اپنے اغراض و مقاصد میں شامل کرے کہ وہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی مذہبی و تعلیمی، معاشرتی و سیاسی مساعی و سرگرمیوں کو منظم کر سکے۔ اور ان کی ہر قسم کی بہبود کے لئے کوشش کرے۔ تاکہ آئندہ نظام جمعیت خلافت کی طرف سے باضابطہ اعلان کیا جا سکے۔ کہ یہ نظام مسلمانوں کی تمام ضروریات دینی و دنیوی کے کفیل ہونے کو آمادہ و تیار رہے۔ اور آئندہ کوئی عذر نہ کیا جا سکے۔ کہ مسلمانوں کی سود و بہبود کا فلاں کام جمعیت خلافت کے اساسی دستور العمل میں داخل نہیں ہے۔

واقعی اس وقت ملک کی سیاسی فضا بہت کچھ بدل چکی ہے۔ اور مسلمانان ہند کے لئے یہ ایک نازک موقعہ ہے۔ اور ان کے آئندہ طرز عمل کا فیصلہ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے خیال میں جمعیت خلافت کو اس سے بہت پہلے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے تھا۔ خیر صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہ سمجھنا چاہئے۔ اگر اب بھی جمعیت خلافت نے پوری مستعدی اور سرگرمی سے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو گزشتہ غفلت کا کفارہ ہو سکتا ہے۔ خلافت کمیٹی کے اس فیصلے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ جس کا تعلق بیرونی اسلامی دنیا سے ہے۔ اور دوسرا وہ جو مسلمانان ہند کی داخلی اصلاح و بہبود سے متعلق ہے۔ آج تک جمعیت مذکورہ کی تمام سرگرمیاں پہلے حصہ ہی تک محدود رہی ہیں۔ دوسرے حصہ پر جو پہلے حصے سے کہیں زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ آج تک بالکل توجہ نہیں کی گئی۔ اب آئندہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔

ہمارے خیال میں جمعیتہ خلافت کو چاہئے کہ وہ اپنا اصل کام مسلمانان ہند کی اندرونی اصلاح و بہبودی قرار دے۔ بیرونی اسلامی ممالک کے جھگڑوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اس راہ میں اب تک جو ناکامی جمعیت کو ہوئی ہے۔ اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ جب تمام دوسرے اسلامی ممالک اپنی اپنی اندرونی اصلاح میں مصروف کار ہیں تو کیا مسلمانان ہند ہی ایسے نکمے ہیں کہ وہ آئے دن دفتر بازی کرتے رہیں اگر خلافت کمیٹی کو کچھ کام کرنا ہے تو اس کے لئے یہی طریق ہے کہ تمام بیرونی ممالک اسلامیہ کے جھگڑے چھوڑ کر پہلے اپنے ملک کے مسلمانوں کی اصلاح و تنظیم میں ساعی ہو۔ جب اپنے گھر ہی کی خیر نہ ہو تو پھر اس کو چھوڑ کر دوسرے کے گھر کی فکر کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ مسلمانوں کی اصلاح و تنظیم کا جمعیت کے لئے سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے اس تشتت و افتراق کو دور کرے جو علمائے کرام کی تکفیر بازی سے پیدا ہو گیا ہے۔ جب تک اس تکفیر بازی کا انسداد نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک مسلمانان ہند کی نہ اصلاح ہو سکتی ہے۔ نہ تنظیم۔ پس جمعیت کو سب سے پہلے اس خرابی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جس نے مسلمان قوم کو "قلوبہم شتیٰ" کا مصداق بنا رکھا ہے۔

اطلاع

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ "مینیجر"

مغرب میں مسیحیت کی ناکامی

اسلام نے دنیا میں جو کچھ اصلاح کی ہے تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جہاں جہاں اسلام پہنچا ہے۔ وہاں اس نے حیرت انگیز تغیر پیدا کیا ہے۔ یہ فخر صرف اسی کو حاصل ہے کہ چند برسوں کے اندر ملک عرب کی صدیوں کی برائیوں کو جڑ بنیاد سے کھود ڈالا۔ اصلاح کے لحاظ سے دنیا کا کوئی مذہب اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بعض پرجوش مسیحی اس مقابلہ میں مسیحیت کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن مسیحیت کو مغربی دنیا کی اصلاح میں جو ناکامی ہوئی ہے اس کا خود بعض انصاف پسند عیسائیوں کو اعتراف ہے حالانکہ مغرب شروع ہی سے مسیحیت کے زیر تربیت رہا ہے۔ چنانچہ پرنسپل مشن ہائی سکول جالندھر فرماتے ہیں:۔

> جو مسیحیت صدیوں کے بعد ہمارے مغربی بزرگوں کے وسیلے سے پھر ہمارے پاس آئی وہ قومی جدائیوں، اعتقادی اختلافوں گورے کالے کے امتیازوں اور بڑے چھوٹوں کے جھگڑوں کے ساتھ واپس آئی ہے۔ ان مغربی اضافوں نے مسیحیت کو نفرت انگیز بنا دیا ہے . . . .
>
> اہل مغرب جو اسلے درجہ کے منتظم چلے آئے ہیں اپنے ملاقہ مسیحی ہونے سے پیشتر کی غیر مسیحی برائیوں کو جزو مسیحیت بنا بیٹھے ان میں سے ایک برائی قومی امتیاز کی ہے۔ مغرب کی اقوام میں زمانہ قدیم سے یہ قومی امتیاز چلا آیا۔ ان میں قدیم دشمنی جو مسیحی ہونے سے پیشتر تھی۔ عیسائی ہونے سے نہ مٹی۔ عیسائی ہونے کے بعد بھی جنگ و جدل کا سلسلہ قائم رہا۔ اس وجہ سے ہر ایک مغربی قوم کو اپنی اپنی قوم میں مسیحی جماعتوں اور عقائد کا انتظام ہر ایک قوم کے ملکی و سیاسی نظام کے موافق ہی کرنا پڑا۔ سیاست پسندوں نے ہر ایک مسیحی قوم کے مسیحیوں کو ریلوے گاڑی کے ڈبوں میں مقید کر دیا۔ گو اس میں ایک معنی کا اتحاد تو تھا پر یہ اتحاد ایسا ہی تھا جیسا کہ چڑیا گھر میں مختلف اقسام کے جانوروں میں جو الگ الگ پنجروں میں بند ہوتے ہیں۔ پایا جاتا ہے۔
>
> (نور افشاں۔ ۱۴ اپریل ۱۹۲۶ء)

یہ الفاظ کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں۔ عیسائیت کو مغربی اقوام کے اندر سلسلہ وحدت و اخوت قائم کرنے میں جو ناکامی نصیب ہوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے صاف عیاں ہے۔ مغرب میں حقیقی امن اسی روز قائم ہوگا۔ جب . . . شہنشاہ امن یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو کر اہل مغرب خدا کی بادشاہت میں داخل ہو جائیں گے۔

صنف نازک اور عیسائیت

گناہ عورت سے پیدا ہوا ہے یہ عیسائیت کی تعلیم ہے۔ اسی بنا پر ایوب کی کتاب [illegible] میں کہا گیا ہے کہ وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکر پاک ٹھہرے۔ صنف لطیف کے متعلق اس قسم کے ذلت آمیز احکام صرف توریت ہی میں نہیں بلکہ انجیل میں بھی پائے جاتے ہیں گو آج مغربی عیسائی دنیا نے عملی طور پر ان احکام کو پس پشت پھینک رکھا ہے۔ لیکن پرانی وضع کے عیسائی ان کی صداقت پر محکم یقین رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک راسخ العقیدہ مسیحی نے ایک مسیحی کانفرنس میں انجیل کے ایسے احکام کی خلاف ورزی ہوتے دیکھ کر اخبار رکوکب ہند لکھنؤ میں حیرت کا اظہار کیا ہے وہ لکھتا ہے:۔

> میں نے دیکھا کہ لیڈیز لوگ عبادت اور کانفرنس کے جلسوں میں ننگے سر بیٹھتی ہیں۔ جیسے مرد لوگ۔ میں نے چھ دن تک برابر یہ بات دیکھی۔ اور بڑا تعجب کیا۔ کیونکہ پاک کلام کے بالکل خلاف ہے۔ غور کیجئے۔ ۱۔ کرنتھیوں گیارہ باب ۳ سے ۱۶۔ آیت تک۔
>
> دوسری بات یہ ہے کہ پاک کلام میں لکھا ہے کہ عورت کلیسا کے مجمع میں خاموش رہے۔ کیونکہ اسے بولنے کا حکم نہیں ۱۔ کرنتھیوں چودہ باب ۳۴ و ۳۵ آیت مگر میں نے برعکس اس کے یہ دیکھا اور آپ صاحبان بھی جانتے ہیں کہ بہت سی ہندوستانی اور ولایتی لیڈیز جلسوں میں منادی کرتیں۔ لیکچر دیتیں۔ گرجا میں نصیحت کرتی

ختم نبوت اور قادیانی جماعت

ختم نبوت کے متعلق قادیانی جماعت کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کے جو عقائد ہیں وہ صریح طور پر حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے خلاف ہیں اس کے بثوت میں ہماری انجمن کی طرف سے بہت سے ٹریکٹ شایع ہوچکے ہیں - اسی سلسلہ میں اب ایک نیا ٹریکٹ "مثالہ قادیاں سے چند ضروری مطالبات" شایع ہوا ہے - جو مولوی محمد یمین صاحب داتوی نے لکھا ہے - اس میں حضرت مسیح موعود اور جناب میاں صاحب کی تحریرات کو ایک دوسری کے بالمقابل پیش کرکے اس تضاد کو ظاہر کیا گیا ہے جو باپ اور بیٹے کے عقائد میں پایا جاتا ہے - ان متضاد تحریرات میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں

حضرت مسیح موعود	میاں محمود احمد صاحب
(۳) اب جبرائیلؑ بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے - یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا - (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)	(۳) اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھدی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہونگا کہ تو جھوٹا ہے - کذاب ہے - آپ کے بعد نبی ضرور آسکتے ہیں - (انوار الخلافت صفحہ ۶۵)
(۴) حالانکہ اللہ تعالیٰ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے رسول نہیں بھیجا جائیگا (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۶)	(۴) نبوت کا دروازہ مسدود نہیں اور جب کہ باب نبوت کھلا ہے تو مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی نبی تھے - (دیکھو حقیقت النبوۃ صفحہ ۲۲۴)
(۵) ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلعم تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول ہے ختم کرنیوالا نبیوں کا - (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)	(۵) اور یہی محبت تو ہے جو مجھے مجبور کراتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہوسکے باطل کروں -

وہابی اور دیوبندی

ایک شخص نے مدرسہ دارالعلوم دیوبند سے ذیل کا استفتا کیا:-

ایک شخص اپنے تئیں اہل حدیث کہتا ہے اور آمین بالجہر اور رفع یدین کرتا ہے اور ائمہ اربعہ اور مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کو برا نہیں کہتا - بلکہ ان کی عزت کرتا ہے - ایسے شخص سے شادی بیاہ وغیرہ احناف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

اس استفتا کے جواب میں دیوبند کے مفتی اعظم جناب مولانا عزیز الرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ اس زمانہ میں وہابیوں کے اندر ایسے لوگ کمیاب اور نایاب نہیں - اس لئے

"باعتبار اکثر افراد غیر مقلدین کے کہا جاسکتا ہے کہ ان سے حنفیوں کو علیحدہ رہنا چاہیے" - اور مناکحت وغیرہ ان سے نہ کی جائے" - یعنی شادی بیاہ اور اسلامی برتاؤ غیر مقلدین سے نہ کیا جائے" - کہ اس میں فتنہ ہے - جیسا کہ مشاہدہ سے ظاہر ہے - (الفقیہ ۱۴ اپریل)

لطف یہ ہے کہ مفتی صاحب نے ایک طرف تو باہمی مناکحت کو "خلاف مصلحت شریعت" بتایا ہے اور دوسری طرف یہ فرمایا ہے - کہ "غیر مقلدین بھی اہل اسلام میں سے ہیں" خدا جانے اس دورنگی چال سے ان کا کیا مقصد ہے - جب وہ مسلمان ہیں تو پھر ان سے "مجالست ومواکلت اور مناکحت وغیرہ" کو ممنوع قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے اس قسم کے گمراہ کن فتووں کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوسکتا کہ مسلمان قوم کو ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء کا مصداق بنایا جائے -

شیعہ اور اہلحدیث

"اہلحدیث" امرتسر میں کبھی کبھی شیعوں کے متعلق مضامین شایع ہوتے ہیں - آریہ اخبارات انہی باتوں کو لے کر اسلام اور مسلمانوں کے متعلق نہایت دریدہ دہنی سے کام لیتے اور تمسخر اڑاتے ہیں - حال ہی میں اسی قسم کی ایک تحریر "چند تمثیلات شیعہ" کے عنوان سے مولوی محمد (؟) جہلم" کی طرف سے اس اخبار میں شایع ہوئی ہے جس میں

بعض باتیں ایسی پایۂ تہذیب سے گری ہوئی ہیں کہ کوئی شریف انسان ان کا پڑھنا بھی گوارا نہیں کرسکتا - ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس قسم کی غیر مہذبانہ اور نامعقول باتیں شایع کرنے سے "اہلحدیث" کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ایسی شرانگیز باتوں سے تحقیق حق تو کیا ہوسکتی ہے - البتہ بغض و عناد کی خلیج اور زیادہ وسیع ہوجاتی ہے - گو اس قسم کے اکثر مضامین نامہ نگاروں کی طرف سے شایع ہوتے ہیں مگر تاہم اس سے مدیر اخبار کی ذمہ داری بالکل زائل نہیں ہوتی - ہمیں امید ہے کہ معاصر موصوف آئندہ اس قسم کی غیر مہذبانہ تحریریں شایع نہ کرے گا - جو مخالفین اسلام کو مسلمانوں پر تمسخر اڑانے کا سامان بہم پہنچائیں -

اہل قادیان کا اسلام

قادیانی جماعت کے ناظر تعلیم و تربیت مرزا شریف احمد صاحب کی طرف سے اخبار الفضل مورخہ ۲۰ اپریل میں حسب ذیل اعلان شایع ہوا ہے:-

چونکہ میاں اللہ بخش اور میاں عمرالدین ساکنان منگہ نے اپنی لڑکیوں کی شادی باوجود سمجھانے اور منع کرنے کے غیر احمدیوں کے ہاں کردی ہے - اس لئے مطابق حکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ان دونوں کو جماعت احمدیہ سے خارج کیا جاتا ہے -

ان دونوں شخصوں کا جماعت احمدیہ سے خارج کیا جانا اس بات کا مترادف ہے کہ وہ مسلمان بھی نہیں رہے - کیونکہ میاں صاحب کے نزدیک جو شخص احمدی نہیں وہ مسلمان بھی نہیں - گویا یہ دونوں آدمی اب کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں - جرم یہ ہے کہ غیر احمدیوں کے ہاں لڑکیوں کی شادی کردی ہے - پہلے تو یہ کہا جاتا تھا کہ جو مسلمان مرزا صاحب کو نہ مانے وہ کافر ہے - مگر اب اس کفرسازی میں مزید ترقی یہ ہوئی ہے کہ مرزا صاحب کو ماننے والا بھی کافر ہے - اگر وہ غیر احمدیوں کے ساتھ سلسلہ مناکحت قایم کرے - اگر تکفیر بازی کی یہی رفتار رہی تو کیا تعجب ہے کہ کسی وقت دربار خلافت سے یہ حکم بھی صادر ہوجائے کہ جو احمدی غیر احمدیوں کی صحبت میں بیٹھے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا - حیرت ہے کہ یہ لوگ ایک طرف تو اسلام کے خادم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف اسلام اور مسلمانوں سے روز بروز بعد اختیار کرتے چلے جارہے ہیں -

فسادات اور ہندو سنگھٹن

جب سے ہندوستان میں سنگھٹن کی تحریک جاری ہوئی ہے فرقہ وارانہ فسادات میں بہت ترقی ہوئی ہے - گزشتہ دو تین سال کے اندر جس قدر ہندو مسلم فسادات ملک کے مختلف مقامات پر رونما ہوئے ہیں ان کے تفصیلی حالات و نتائج پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ سب کچھ برادران وطن کی کسی خفیہ اور منظم سازش کے ماتحت ہو رہا ہے - اس عرصہ کے اندر جس قدر ہنگامے ہوئے ہیں ان میں ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی ہے اور مسلمانوں کے نقصانات زیادہ ہوئے ہیں - جب کہیں کوئی ہنگامہ رونما ہوتا ہے تو ہندو اخبارات بلا کسی تحقیق و تفتیش کے تمام الزامات مسلمانوں ہی پر عائد کرنا شروع کردیتے ہیں - ہر قسم کی زیادتی انہی کی طرف منسوب کی جاتی ہے - اور ہر جائز و ناجائز طریق سے انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے - حال ہی میں کلکتہ میں جو فساد ہوا ہے - اس کے متعلق تقریباً تمام مقامی اخبارات کا یہی بیان ہے کہ آریوں کا جلوس لاٹھیوں سے مسلح تھا - اور فساد کی ابتدا بھی آریوں کی طرف سے ہوئی - مگر بیرونی مقامات کے تمام ہندو اخبارات سنگھٹنی اصول کے مطابق تمام الزامات مسلمانوں ہی کے سر تھوپ رہے ہیں - اور مسلمانوں کو ظالم اور ہندوؤں کو مظلوم ظاہر کررہے ہیں - یہ گمراہ کن پروپیگنڈا اخبارات ہی تک محدود نہیں بلکہ بنگال پراونشل ہندو سبھا بھی اسی ہتیار سے کام لے رہی ہے چنانچہ اس سبھا نے ایک طویل تار ہزاکسلنسی گورنر کے پاس بھیجا ہے - جس میں ہندوؤں کو بے گناہ اور مسلمانوں کو مجرم ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے - ہندوؤں کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں - ہر جگہ جہاں فساد ہوتا ہے ان کا یہی رویہ ہے - پہلے فساد میں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرتے ہیں - پھر عیارانہ پروپیگنڈے سے انہیں بدنام کرکے ان پر مقدمات دائر کراتے اور ان مظلوموں کو سزائیں دلواتے ہیں

غرض ہندو سنگھٹن نے ہندو ذہنیت کو ایک نہایت خطرناک حالت تک پہنچا دیا ہے - ہندو ذہنیت کی جب آج یہ حالت ہے تو خدا جانے کل سوراج ملنے پر کہاں تک پہنچے گی - اگر مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنا ہے تو انہیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ وہ اپنی ہستی کو کس طرح محفوظ رکھ سکتے ہیں - اس آئے دن کی تباہی و بربادی سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے - وہ یہ کہ قوم کو اس قدر مضبوط اور منظم کردیا جائے کہ وہ سنگھٹنی سورماؤں کا شکار نہ ہوسکے - کیا ہی اچھا ہو اگر خلافت کمیٹی باہر کے جھگڑوں کو چھوڑ کر پہلے اپنے گھر کی فکر کرے - اور مسلمانان ہند کو سنگھٹن کے بد اثرات سے محفوظ رکھنے کا کام اپنے ہاتھ میں لے

باجہ اور ذبیحہ گاؤ

سنگھٹنی معاصرین مساجد کے سامنے باجا بجانے کو تو ہندوؤں کا حق سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کا گائے ذبح کرنا ان کے نزدیک ہندو مذہب میں مداخلت بیجا کے مترادف ہے - جس کا مسلمانوں کو حق حاصل نہیں - فسادات کلکتہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے پنڈت موتی لال نہرو نے کہا کہ:-

میری رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ مسجد کے سامنے باجا بجانے سے ہندوؤں کو روکیں اسی طرح ہندوؤں کو بھی حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کو گئوکشی سے زبردستی روکیں -

پنڈت جی کی اس رائے پر ایک سنگھٹنی اخبار بگڑ کر لکھتا ہے کہ "برخلاف اس کے ہندو لیڈروں کی ذہنیت کی کیا حالت ہے نہ صرف یہ کہ وہ اپنے ضمیر کو عوام ہندوؤں کے ماتحت نہیں سمجھتے بلکہ دھرم کا بھی کوئی مستحکم اصول نہیں - جن کے لئے ان کے دل میں عزت ہو - پنڈت موتی لال نہرو کی ذات پر ہندوؤں کو ان کے ہندو ہونے کی وجہ سے فخر ہو - لیکن ہندو دھرم کی ان کے دل میں کتنی عزت ہے - وہ ان الفاظ سے ظاہر ہے جو آپ نے حال ہی میں کلکتہ کے ہندوؤں کے سامنے کہے ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنگھٹنیوں کے نزدیک گئوکشی سے مسلمانوں کو زبردستی روکنا ہندو مذہب کا اصول ہے -

رسول اللہ صلعم پر سفیہانہ حملے

کچھ عرصہ سے آریوں نے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام کرنے کے لئے ایک نہایت ہی ناپاک طریق اختیار کر رکھا ہے - آئے دن اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہایت ہی اشتعال انگیز اور گمراہ کن تحریرات شایع کرتے رہتے ہیں کتاب "رنگیلا رسول" سے مسلمانوں کے دلوں کو جو زخم پہنچے تھے وہ ابھی مندمل نہیں ہونے پائے تھے - کہ آریہ مسافر آگرہ کے ایڈیٹر پنڈت کالی چرن نے "وچتر جیون" کے نام سے ایک اور اسی قسم کی کتاب شایع کردی ہے جس میں حضور سرور عالم کی ذات بابرکات پر نہایت کمینہ ناپاک اور دل آزار حملے کئے گئے ہیں - ہماری دینی غیرت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس کتاب کے کچھ اقتباسات بطور نمونہ پیش کریں - ہم حیران ہیں کہ حکومت صوبہ متحدہ نے ابھی تک اس کتاب پر کیوں کوئی نوٹس نہیں لیا - اگر حکومت غفلت یا اغماض سے کام لے رہی ہے تو مسلمان ممبران کونسل کا فرض ہے کہ حکومت کی توجہ کو اس طرف مبذول کرائیں -

گوشت خوری اور مہاتما گاندھی

مہاتما گاندھی موجودہ ہندو دھرم پر اظہار خیال فرماتے ہوئے کہتے ہیں:-

بہت سے آدمی جو گوشت کھاتے ہیں - لیکن رحم سچائی اور خوف خدا جیسی افضل نیکیوں سے مزین ہیں وہ اس ہندو سے افضل ہیں جو گوشت نہیں کھاتا لیکن دھوکہ کرتا ہے"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ مہاتما گاندھی سوامی دیانند جی کے چیلوں کی طرح گوشت خور کو راکشش نہیں سمجھتے - بلکہ ان کے نزدیک ایک ریاکار سبزی خور آریہ سے رحمدل اور خوف خدا رکھنے والا گوشت خور مسلمان کہیں بہتر ہے -

جواہر ریزے

آریہ سماجیوں کو ویدک دہرم کی اشاعت کا بہت شوق ہے۔ چونکہ مہذب طبقہ میں تو یہ شوق پورا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جاہلوں ہی کو پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آریہ سماج میں داخل ہونیوالے لوگ کس قدر علم و فہم کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

ضلع مظفر گڈھ میں اوڈ نامی ایک راجپوت قوم رہتی ہے۔ انکا خیال ہے کہ مہاراجہ سگر سورج بنسی کے ساٹھ ہزار پتر ہمارے بزرگ تھے۔ زمین میں دفن ہو کر مر گئے تھے۔ اور ان کی نجات نہیں ہوئی تھی۔ ان کی خوش قسمتی سے ایک آریہ مہاشہ وہاں پہنچ گئے انہوں نے ان کو یقین دلایا۔ کہ ان بزرگوں کی نجات ہو چکی ہے اب اس خوشخبری کے صلہ میں تمہیں شدھ ہو جانا چاہیئے۔ تم کو یگیوپویت (جنیو) پہنا دیا جائیگا۔ اوڈ بیوقوف تو تھے ہی۔ جھٹ اس فرضی نجات پر رضامند ہو گئے۔ کاش یہ عقلمند ہوتے۔ تو مہاشہ جی سے پوچھتے۔ کہ پہلے وہ تصدیق نامہ تو دکھائیے۔ جو آپ ہمارے بزرگوں کی نجات کے متعلق ایشور جی مہاراج سے لائے ہیں۔ خیر انہوں نے حلوا کھایا۔ اور شدھ ہو گئے۔ اندر آریوں نے سوچا۔ کہ اگر یہ شدھ ہونے کے بعد بھی اوڈ کہلاتے رہے۔ تو یہ بھی کیا یاد کریں گے۔ کہ شدھ ہوئے تھے۔ کچھ نہ کچھ انہیں دان کرنا چاہیئے آخر سب آریہ مہاشوں کے مشورے سے "ان کو سمجھایا گیا۔ کہ ان کی جاتی کا نام راجپوت ہے آئندہ بجائے اوڈ کے اپنے آپ کو راجپوت لکھوایا کریں"۔ آریہ تو ان کو راجپوت بنا کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے ہیں۔ اب خدا جانے وہاں کے اصلی راجپوتوں نے اپنے ان نئے راجپوت بھائیوں سے کیا سلوک کیا ہے؟ کیا کوئی آریہ سماجی اخبار اس سوال کا جواب دینے کی جرأت کرے گا؟

ایک عیسائی نے مسیحی منادوں کو تبلیغ کا طریق یہ بتلایا ہے۔ کہ پہلے وہ اس بات کو ثابت کیا کریں۔ کہ سب لوگ گنہگار ہیں۔ اور آدمی سے بھلائی کے کام ہو ہی نہیں سکتے"۔ جب لوگوں کو اس بات کا یقین ہو جائے۔ تو پھر مسئلہ کفارہ کو پیش کیا جائے۔ اس طرح یسوع مسیح کی بھیڑوں میں بہت اضافہ ہوگا۔ لطف یہ ہے۔ کہ شروع مضمون میں تو اس گنہگاری کی تلقین کرتے ہیں۔ لیکن آخر میں یہ لکھتے ہیں۔ کہ "منادوں میں سب سے بڑی خوبی یہ ہو۔ کہ وہ پاک ہو"۔ سبحان اللہ! ایک طرف یہ ہدایت۔ کہ ابن آدم کی گنہگاری کی تشہیر کی جائے۔ اور دوسری طرف یہ مطالبہ کہ مناد پاک ہو۔ یہ گورکھ دھندا بھی تثلیث کے عقیدہ لاینحل سے کسی طرح کم نہیں۔

مسیحی معاصر "نور افشاں" لکھتا ہے۔ کہ مسیحیت میں قومیت کوئی چیز نہیں ہے۔ ہر قوم کا آدمی خدا کی صورت پر ہے۔ لیکن ایک صاحب پوچھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح نے کنعانی عورت کو کیوں یہ کہا تھا؟ کہ "لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں"۔ اگر موجودہ مسیحیت میں قومیت کوئی چیز نہیں۔ تو یہ نئی روشنی کا اثر ہے۔ ورنہ "خداوند یسوع مسیح" کی اولڈ فیشن مسیحیت میں تو یہ بات موجود تھی۔

ڈاکٹر زویمر اور دوسرے اس قبیل کے مسیحی نکتہ چینی کرتے ہوئے ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں۔ کہ اب اسلام نئے سانچے میں ڈھالا جا رہا ہے لیکن افسوس ہے۔ انہیں اپنے گھر کی خبر نہیں۔ کہ کس طرح مسیحی حضرات حضرت مسیح کی تعلیم کو پس پشت پھینک کر اپنے دماغ سے نئے خیالات جو موجودہ رفتار زمانہ کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں مسیحیت کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں۔ سچ ہے۔ کہ انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ لیکن دوسرے کی آنکھ کا تنکا دور سے دکھائی دیتا ہے۔

مخبر۔ پیر جماعت علیشاہ وہابیوں سے بہت خفا ہیں اور انہیں رسول صلعم کے مدارج نبوت و مقامات رسالت محمدی صلعم کے منکر" بتاتے ہیں۔ قصور ان کا یہ ہے۔ کہ وہ رسول مقبول صلعم کو بشر خیال کرتے ہیں۔ اگر وہابی پیر صاحب کے نزدیک آنحضرت صلعم کو بشر ماننے کی وجہ سے مدارج نبوت کے منکر ہیں۔ تو پھر وہ خدا کے متعلق کیا فتوٰی دیتے ہیں جو صاف طور پر فرماتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم۔

مذاکرہ علمیہ

روح اور ایصال ثواب

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

سوال نمبر ۲۔ میت کے پیچھے صدقہ دینا یا بدنی عبادت کا ثواب اسکی روح کیلئے بخش دینا ثابت ہے یا نہیں؟ کیونکہ آیت وان لیس للانسان الا ما سعی سے تو اسقدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ اپنا کوشش کام آتا ہے۔ نہ کہ دوسرے کا۔ البتہ ایک صحابی کا اپنی والدہ کیلئے کنواں نکالنا۔ یا ایک صحابی کا اپنی ہمشیرہ کیلئے حج کا نذر پورا کرنا وغیرہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ اول تو یہ آیت کے برخلاف نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو کوشش کا ارادہ کیا تھا۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ دوم اگر مخالفت بھی ہے۔ تو یہ قرآنی آیت کے مخالف ہونے کی صورت میں بوجہ احاد ہونے کے قابل قبول نہ ہونگے؟

جواب:۔ صدقہ و خیرات کا ثواب میت کی روح کو پہنچتا ہے یہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ باقی رہی قرآن کریم کی آیت ان لیس للانسان الا ما سعی و ان سعیہ سوف یریٰ۔ کہ انسان کیلئے نہیں ہے مگر جو وہ سعی کرتا ہے۔ اور بیشک اسکی سعی کو اسے آگے چل کر دکھایا جائے گا۔ مجھے تو اس آیت میں کوئی بات خلاف نظر نہیں پڑتی جو کچھ اس آیت میں ارشاد ہے۔ وہ عین حقیقت ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ انسان کیلئے کچھ نہیں ہے۔ مگر وہی جو وہ سعی و کوشش کرتا ہے۔ اور اپنی سعی کے نتیجہ کو وہ مستقبل میں دیکھ لیگا۔ بغیر سعی و کوشش کے کسی نتیجہ کی امید رکھنا ایک خیال باطل ہے رہ یہ بھی تو سچ ہے۔ کہ انسان کی سعی بعض دفعہ اپنے لئے ہوتی ہے اور بعض دفعہ دوسروں کے لئے۔ اور انسان کی سعی اور کوشش میں اگر کوئی رکاوٹ یا غلطی نہ پڑ جائے۔ تو دونوں صورتوں میں نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک ڈاکٹر بڑی کوشش کر کے ایک اندھے کی موتیا بند والی آنکھ بناتا ہے۔ ڈاکٹر کی اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اندھا دیکھنے لگتا ہے۔ ڈاکٹر نے یقیناً اپنی اس سعی کا پھل پا لیا۔ کہ اپنے اپریشن میں کامیاب ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی اندھے نے بھی تو فائدہ اٹھا لیا۔ اس سعی میں اندھے کا حصہ تو کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن سعی کرنیوالے ڈاکٹر کا مقصد چونکہ اپنی سعی سے یہی تھا۔ کہ اس اندھے کو نفع پہنچے اس لئے وہ اپنی سعی سے اندھے کو نفع پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس آیت ان لیس للانسان الا ما سعی و ان سعیہ سوف یریٰ کے ماتحت خدا نے اسکی سعی پر جب نتیجہ مرتب فرمایا۔ تو وہ نتیجہ یہی تھا۔ کہ اندھے کو نفع پہنچ جائے۔ سو پہنچ گیا۔ اسی طرح ایک باپ اپنے بیٹے کو اعلیٰ مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اسے تعلیم دلواتا ہے سینکڑوں ہزاروں روپے کی فیسوں۔ کتابوں اور دیگر اخراجات پر صرف کرتا ہے پھر اسکی اعلیٰ ملازمت کیلئے حد سے زیادہ سعی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن اسے اپنا بیٹا ایک اعلیٰ مقام پر نظر آتا ہے۔ اور وہ خوش ہوتا ہے۔ اور خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے جہاں اس آیت لیس للانسان الا ما سعی و ان سعیہ سوف یریٰ کے ماتحت باپ کو اپنی سعی میں کامیاب فرمایا۔ وہاں اس سعی کا فائدہ بیٹے کو بھی پہنچ گیا۔ وجہ یہ کہ باپ کی سعی ہی یہ تھی۔ کہ بیٹے کو نفع پہنچے جبکہ باپ کی سعی خدا کے فضل سے رنگ لائی۔ اور اس کا نتیجہ نکلا۔ اسلئے یہ لازمی امر تھا۔ کہ بیٹا کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا۔ کیونکہ باپ کی سعی ہی اس امر کیلئے تھی۔ کہ اس کا بیٹا کسی اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ باپ کی سعی کا نتیجہ بیٹے کا علو مرتبت پر پہنچنا تھا۔ سو پہنچ گیا۔

اب فرض کرو۔ کہ کسی باپ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ اور باپ کے کل ارمان دل کے دل ہی میں رہ گئے۔ اب وہ اپنی محبت کے تقاضا سے چاہتا ہے۔ کہ اس کا بیٹا اگر اس جہان میں ترقی نہ کر سکا۔ تو اگلے ہی جہان میں ترقی کرے۔ وہ اس کیلئے ان تمام جائز طریقوں سے سعی کرتا ہے جو خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اس آیت ان لیس للانسان الا ما سعی و ان سعیہ سوف یریٰ کے ماتحت اپنی سعی کا نتیجہ نہ دیکھے۔ اپنے بیٹے کی اس دنیا کی ترقیات کے واسطے وہ سعی کرتا تھا۔ اور اس آیت کے ماتحت نتیجہ دیکھ لیتا تھا۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ اسے اپنے بیٹے کی آخرت کی ترقیات کیواسطے سعی کرے۔ اور اسی آیت کے ماتحت نتیجہ نہ دیکھے۔ خواہ بہت دیکھے یا تھوڑا۔ مگر دیکھنا ضرور چاہیئے۔ اس آیت میں تو عمومیت ہے۔ دنیا کے لئے ہو یا آخرت کے لئے۔ سعی کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ہو کھا دیتا ہے شاید کوئی کہے۔ کہ اگلی دنیا میں تو کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ وہاں تو نفسی نفسی ہوگی۔ سو یہ بالکل سچ ہے۔ مگر یہاں ذکر تو اس سعی کرنے والے کا ہے۔ جو ابھی اسی دنیا میں ہے۔ اس پر تو ابھی نفسی نفسی کی حالت نہیں آئی۔ وہ ابھی دوسروں کے لئے درد رکھتا ہے۔ تڑپتا ہے۔ ایک بات چاہتا ہے۔ اور سچ مچ سعی کرتا ہے۔ اور سر توڑ سعی کرتا ہے۔ کہ میرے مرحوم بیٹے کو کچھ نفع پہنچے۔ اگر یہ آیت سچی ہے۔ اور یقیناً سچی ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ باپ اپنی سعی کا نتیجہ نہ دیکھے۔ اور اسکی سعی کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ اس کے بیٹے کو نفع پہنچے۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ وہ سعی ان جائز اور صحیح طریقوں سے ہو۔ جو خدا اور خدا کے رسول ؐ نے ہمیں بتلائے ہیں۔ ورنہ بہت سی سعی ہوتی ہیں۔ جو غلط راستہ پر ہونے سے کوئی نتیجہ مرتب نہیں کرتیں۔ وہ صحیح طریقے جو خدا اور خدا کے رسول ؐ صلعم نے ہمیں بتلائے ہیں۔ وہ ہیں دعائے مغفرت اور صدقہ و خیرات۔ میت کیلئے دعا اور استغفار کا فائدہ قرآن اور سنت دونوں سے ثابت ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں منافقین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم ذٰلک بانھم کفروا باللہ و رسولہ یعنی اگر تو ان کیلئے مغفرت چاہے۔ یا نہ چاہے۔ برابر ہے۔ اگر تو ان کے لئے ستر بار بھی مغفرت چاہے۔ تو بھی اللہ انہیں مغفرت نہیں فرمائے گا۔ اسلئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا (انتہی) تو معلوم ہوا۔ کہ اگر وہ اللہ اور رسول ؐ کا انکار نہ کرتے تو دعائے مغفرت ان کو نفع دے جاتی۔ پھر انہی منافقین کیلئے ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ یعنی ان میں سے کوئی مر جائے۔ تو تو ہرگز اس کے جنازہ پر نماز نہ پڑھ اور نہ اسکی قبر پر کھڑا ہو۔ اگر نماز جنازہ اور میت کیلئے استغفار کوئی نفع نہیں دے سکتی تھیں۔ تو اس قدر اہتمام کی کیا ضرورت تھی کہ فلاں پر نماز جنازہ پڑھو۔ اور فلاں پر نہ پڑھو پھر خود رسول اکرم صلعم نے نماز جنازہ کو ہر ایک مسلمان کی میت کے لئے ضروری ٹھیرایا۔ یہ نماز جنازہ اور دعائے مغفرت کیا ہے۔ صرف ایک سعی ہے۔ جو میت کے عزیزوں اور دوستوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ تا میت کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ مغفرت فرماوے۔ اگر یہ سعی اخلاص اور تڑپ اور سچے خشوع و خضوع کے ساتھ ہو گئی۔ تو یہ پھل لے آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میت کے گناہوں کو مغفرت فرما دیتا ہے۔ اسلئے حکم ہے۔ کہ میت کا سب سے قریبی عزیز نماز جنازہ پڑھاوے جس کے دل میں درد ہو۔ تا وہ درد دعا کی قبولیت میں ممد ہو جاوے اسی طرح خدا کے رسول اکرم صلعم کے ارشاد سے ثابت ہے۔ کہ جب ایک باپ یا شوہر یا بیٹا یا کوئی شخص اخلاص کے ساتھ بغیر کسی ریا کے صدقہ و خیرات کے ساتھ سعی کرتا ہے۔ کہ میت کو نفع پہنچے۔ تو یہ سعی بھی آیت ان لیس للانسان الا ما سعی و ان سعیہ سوف یریٰ کے ماتحت پھل لاتی ہے۔ اور اس سعی کا پھل یہی ہے۔ کہ میت کو نفع پہنچے۔ کیونکہ سعی کرنے والے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے پس یہ سچ ہے۔ کہ سعی اپنا پھل لاتی ہے۔ اور اگر وہ سعی اپنے لوازمات کے صحیح راستہ پر ہو تو ضرور انسان اسکا نتیجہ پاتا ہے۔ خواہ وہ سعی اپنے نفس کیلئے ہو۔ خواہ دوسروں کے لئے ہو۔ البتہ اس کے ساتھ دو باتیں اور بھی سمجھ لینی ضروری ہیں۔ تاکہ کسی قسم کا ابہام نہ رہ جاوے۔ ایک تو یہ کہ جو دعا اور عمل صالح انسان خود کرتا ہے۔ آخرت میں وہ جس قدر انسان کی مغفرت اور ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں اس قدر دوسرے لوگوں کی دعائے مغفرت اور صدقہ و خیرات اسکے لئے نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ انسان جو خود خدا کے راستے میں صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ وہ اپنے عمل سے اپنے ایمان اور اخلاص پر صداقت کی مُہر لگاتا ہے۔ جو تمام ترقیات کیلئے بطور بنیاد کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کوئی دوسرا کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔ ان لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ اگر گناہ ایک کرے۔ اور سزا پا جائے دوسرا تو یہ صریح ظلم اور بے انصافی ہے۔ کسی گنہگار کو اس کے گناہوں کی سزا دینا انصاف اور عدل ہے اسکے گناہوں کو بخش دینا رحم ہے۔ یہ دونو صفتیں محمود ہیں۔ اور خدا کی ہیں۔ مگر کسی گنہگار کے گناہوں کے بدلہ میں کسی بے گناہ کو سزا دینا سخت ظلم اور بے انصافی ہے۔ جو خدا کی شان کے منافی ہے

اس کا نام کفارہ ہے۔ جو عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ اسلام اس عقیدہ کا سخت دشمن ہے۔

ایک دفعہ ٹرین میں ایک امریکن پادری سے ادریجہ سے کفارہ پر بہت مزیدار گفتگو ہوئی۔ کہنے لگا۔ خدا باپ میں چونکہ انصاف اور عدل ہے۔ وہ بغیر سزا دیئے معاف نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس نے اپنے بیٹے کو ہمارے گناہوں کے بدلے میں سزا دے دی۔ میں ہنس پڑا۔ میں نے کہا۔ اگر معاف کر دیتا۔ تو اس کا وہ فعل رحم کہلاتا۔ مگر اب تو خدا باپ صریح بے انصافی کا مرتکب ہو گیا۔ چلا تھا انصاف کرنے کر بیٹھا بے انصافی اور ظلم۔ کہ گنہگار کے عوض میں بے گناہ کو سزا دیدی۔ دنیا کا کوئی عدل و انصاف کا قانون بھی اسے جائز نہیں رکھتا۔

پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کفارہ سخت لغو اور بے بنیاد چیز ہے۔ اور اسلام اس کا سخت دشمن ہے۔ ہاں سعی سے کسی دوسرے کو کسی حد تک نفع پہنچانا یہ ایک حقیقت ہے۔ جس کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر ۳۔ اگر چھوٹے بچے بہشت میں ہوں۔ تو کیا ان کے لئے صدقہ وغیرہ دینا ترقی درجات ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔؟

جواب۔ اس سوال کا جواب تو مذکورہ بالا پہلے دونوں سوالوں میں آچکا۔ انکی روح کے ثواب کے لئے صدقات وغیرہ دینے سے انکی ترقی درجات ہو سکتی ہے۔

راولپنڈی میں احمدیوں کا عظیم الشان اجتماع

۲۴-۲۵-اپریل کو جماعت احمدیہ راولپنڈی کا سالانہ جلسہ تھا لاہور سے حضرت امیر ایدہ اللہ۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت اور مولانا عصمت اللہ صاحب تشریف لیگئے۔ اور پشاور سے سلسلہ کے مشہور مبلغ پیر بدر شاہ صاحب پہنچ گئے۔ راولپنڈی کے گرد و نواح کے احمدی وغیر از جماعت احباب جلسہ میں شریک ہوئے۔ میاں محمد زمان صاحب بہت سے رفقا کے ساتھ چارسدہ سے اور شیخ ہدایت اللہ صاحب پشاور سے تشریف لائے۔ شہر کے اکثر مسلمان رؤسا اور مقامی افسر بھی جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ جمعہ کے روز خطبہ میں اکثر مولویوں نے مسلمانوں کو بھڑکایا۔ کہ مسلمانوں کے لئے احمدیوں کے اس جلسہ میں شامل ہونا جائز نہیں۔ مگر مسلمانوں نے اسلام کے ان نادان دوستوں کے مشورہ کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور کثرت سے جلسہ میں شریک ہوتے رہے۔ غرضکہ جلسہ نہایت کامیاب اور پر رونق رہا۔ جلسہ کی مختصر روئداد حسب ذیل ہے۔

پہلا دن

اجلاس اوّل جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کے زیر صدارت گیارہ بجے سے لیکر ڈیڑھ بجے دوپہر تک جاری رہا سب سے پہلے تلاوت قرآن مجید و نعت خوانی ہوئی۔ اس کے بعد ۱۱½ بجے سے ۱۲½ بجے تک مولانا عصمت اللہ صاحب نے "اسوہ نبی کریمؐ" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم کا اسوہ حسنہ ہی دنیا کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں۔ جس کا عملی نمونہ آنحضرت صلعم کی عملی زندگی میں نہ پایا جاتا ہو۔ ایک مزدور سے لیکر بادشاہ تک۔ ایک سپاہی سے لیکر جرنیل تک۔ ایک غریب سے لیکر امیر تک۔ ایک عامی سے لیکر فلسفی تک آپؐ کی زندگی سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ رہبران دین میں سے کوئی ایسا شخص پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جس نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں اپنے پیرووں کے لئے کوئی عملی نمونہ قائم کیا ہو۔ یہ فخر صرف سرور عالمؐ ہی کو حاصل ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اخلاق فاضلہ میں بھی تمام ہادیان دین پر فضیلت رکھتے ہیں۔

پھر ۱۲½ بجے سے لیکر ۱½ بجے تک مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے "صداقت نبی کریم صلعم" پر تقریر فرمائی۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ ہر مدعی نبوت تین حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ مخبوط الحواس ہوتا ہے کہ ایسا بلند دعویٰ اپنی زبان سے نکالتا ہے۔ یا وہ دنیا دار ہوتا ہے کہ دنیا کی ہوس اور نشان خواہشات اسے ایسے کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں تو لامحالہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا۔ اس کے بعد مقرر نے نبی کریم صلعم کے پر حکمت کلام اور بے لوث حالات زندگی کو پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ نہ تو آپ مخبوط الحواس تھے۔ اور نہ مطلب پرست دنیا دار۔ بلکہ برخلاف اس کے ان واقعات سے آپ نہایت بلند پایہ کے حکیم اور خدا رسیدہ انسان ثابت ہوتے ہیں۔ پس جب ثابت ہو گیا۔ کہ نہ آپ مجنون تھے۔ اور نہ ہوس پرست دنیا دار۔ تو تیسری صورت یہی ہے کہ آپ خدا تعالےٰ کے مقدس نبی اور رسولؐ تھے۔ اس کے بعد مقرر نے آپؐ کی صداقت پر نہ صرف بہت سے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے۔ بلکہ کتب سابقہ کی وہ پیشگوئیاں بھی بیان کیں۔ جن کے آپؐ مصداق ہیں۔ آخر میں اس عظیم الشان اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ جو آنحضرت صلعم نے ملک عرب میں کی۔

اس کے بعد نماز ظہر کیلئے اجلاس برخاست کیا گیا

دوسرا اجلاس۔ ۳ بجے سے ۶ بجے شام تک حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے "حفاظت و اشاعت اسلام" پر ایک نہایت مبسوط تقریر فرمائی۔ اس تقریر کے سننے کیلئے ہر طبقہ کے مسلمان معمول سے زیادہ شریک جلسہ ہوئے۔ آپ نے انجمن احمدیہ کے طریق کار پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کوئی نیا دین لیکر نہ آئے تھے۔ ان کا واحد مقصد دین اسلام کی خدمت و اشاعت کرنا تھا۔ اور اس غرض کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپکو بحیثیت مجدد مبعوث کیا۔ تجدید دین کا جو کام آپ کے سپرد ہوا تھا۔ اس کو آپ نے احسن طریق سے انجام دیا۔ آج ہماری انجمن بھی اس کار خیر کی توسیع اشاعت میں مشغول ہے۔ کاش مسلمانوں کو علم ہوتا۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ بعض لوگ ہمارے متعلق مسلمانوں میں بدظنی پھیلاتے ہیں۔ کہ ہمارے عقاید اسلام کے خلاف ہیں۔ اور ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجدد ہونے کا تھا۔ آپ نبی ہونے کا دعویٰ کیونکر کر سکتے تھے۔ جبکہ آپ خود تمام عمر یہ لکھتے رہے ہیں۔ کہ جو شخص آنحضرت صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرے۔ وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر و دجال ہے۔ وہ لوگ بھی یقیناً غلطی پر ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی۔ آپ کا دعویٰ شروع سے لیکر اخیر تک یہی رہا ہے۔ کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں۔ جسکو دوسرے لفظوں میں جزوی نبی۔ ظلی نبی۔ اور بروزی نبی کہہ سکتے ہیں۔ وہ شخص جو بیس سال تک مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا ہو۔ کس طرح نبوت کا دعویٰ کر سکتا تھا۔ غرض ہمارے متعلق جو تہمیں تراشی جاتی ہیں۔ وہ بالکل بے بنیاد ہیں ہم تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاں آئیں۔ اور اگر ہمارے کام کو دیکھیں۔ اگر ہم خدمت اسلام کے علاوہ اور کچھ کرتے ہوں۔ تو وہ بیشک پبلک میں آکر جس طرح چاہیں۔ ہمیں بدنام کریں۔ اور اگر انہیں یہ معلوم ہو۔ کہ ہم لوگ اسلام کی خدمت و اشاعت میں مصروف ہیں۔ تو پھر ان کا فرض ہے۔ کہ وہ کونوا مع الصّٰدقین پر عمل کرتے ہوئے مجدد وقت کے اس جاری کردہ کام میں حصہ لیں

اس کے بعد نماز مغرب کے لئے اجلاس برخاست ہو گیا

رات کو آٹھ سے دس بجے تک پروگرام کے مطابق مذہبی کانفرنس کا وقت تھا۔ مضمون "عالمگیر مذہب" تھا۔ عیسائیت۔ آریہ سماج۔ سکھ مذہب۔ جین مت۔ برہمو سماج۔ سناتن دھرم سبھا۔ وغیرہ تمام مقامی جماعتوں کو کانفرنس میں اس مضمون پر اپنا اپنا پرچہ پڑھنے کی دعوت دی گئی تھی انہیں سے صرف آریہ سماج نے اس دعوت کو قبول کیا مگر افسوس کہ وقت مقررہ پر اس کا بھی کوئی آدمی حاضر نہ ہوا۔ مجبوراً کانفرنس دوسرے روز کیلئے ملتوی کیگئی۔ اور اس وقت مولانا عصمت اللہ صاحب نے اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر ایک زبردست تقریر فرمائی۔ مولانا نے عیسائیت۔ آریہ سماج اور اسلام کے اصولوں کا مقابلہ کر کے ثابت کیا۔ کہ دنیا میں عالمگیر مذہب صرف اسلام ہی ہے۔ اس لیکچر کو حاضرین نے نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنا۔

دوسرا دن

پہلا اجلاس ۱۰ سے ۱ بجے دوپہر تک جاری رہا۔

تلاوت قرآن مجید اور نعت خوانی کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ اس روز آپ کے دو مضمون تھے۔ ایک "جرمنی میں تبلیغ اسلام" جو پہلے اجلاس میں ہونیوالا تھا۔ اور دوسرا "امام وقت مجدد صدی چہاردہم" جو دوسرے اجلاس میں ہونے والا تھا۔ چونکہ دوسرے اجلاس کا وقت مذہبی کانفرنس کیلئے وقف کر دیا گیا تھا۔ اس لئے حضرت مولانا موصوف کو اپنے دونو مضمونوں کو ایک کر کے بیان کرنا پڑا آپ نے اپنے سفر یورپ کے مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ازمنہ سابقہ کے مسلمانوں کی عظمت و شان کے آثار آج بھی یورپ میں جگہ بجگہ موجود ہیں۔ اور اہل یورپ کو مسلمانوں کے علم دوست اور زندہ قوم ہونے کا یقین دلا رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی تبلیغی مساعی کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے جرمن میں نہایت وسیع میدان ہے۔ اور وہاں کے لوگ علم دوست ہیں۔ اور نہایت فراخدلی سے اسلام کی تعلیمات پر غور کرتے ہیں۔ وہاں اسلام کا پھیلانا ایسا مشکل نہیں۔ جیسا ہندوستان میں۔ کیونکہ وہ لوگ اہل علم ہیں۔ اور بات کی کنہ تک فوراً پہنچ جاتے ہیں۔ آخر میں آپ نے حضرت مرزا صاحب کے تجدید دین کے کام کو نہایت تفصیل اور موثر طریق سے بیان کیا۔ اور جرمن مسلم مسلیشن ریویو کے لئے چندہ کا اپیل کیا۔

دوسرے اجلاس میں صرف مذہبی کانفرنس تھی۔ جسمیں آریوں کی طرف سے پنڈت لبھو رام صاحب اور اسلام کی طرف سے مولانا عبدالحق صاحب پیش ہوئے۔ کانفرنس کے صدر مولانا عصمت اللہ صاحب منتخب ہوئے۔ پروگرام کے مطابق مضمون پڑھنے کیلئے ہر ایک کے لئے نصف نصف گھنٹہ تھا۔ پہلے پنڈت صاحب نے مضمون پڑھا۔ پھر مولانا نے۔ بعد میں مناظرہ بھی ہوا۔ جس میں مولانا نے ویدک دھرم کی خوب قلعی کھولی۔

پشاور

راولپنڈی کے جلسے سے فارغ ہو کر تبلیغی وفد برادران پشاور کی دعوت پر پشاور پہنچا۔ وہاں ۲۵-اپریل کو حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر "اتحاد اسلام" پر ہوئی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب نے ۲۶-اپریل کو "عالمگیر مذہب" پر اور ۲۷-اپریل کو "کثرت ازدواج" پر تقریر فرمائی۔ نیز ۲۷-اپریل کو مولانا عبدالحق صاحب نے "بہترین مذہب" پر لیکچر دیا۔

پنڈت دھرم بھکشو کا ناطقہ بند ہو گیا

آریہ سماج گوالمنڈی لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۳-۲۵-۲۶-۲۷-مارچ ۱۹۲۶ء کو قرار پایا۔ ۲۵-مارچ شام کے ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک مناظرہ کا وقت رکھا گیا۔ اور ہماری انجمن کو مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ مضمون مناظرہ "قرآن شریف میں تحریف ہے۔ یا ویدیں"۔ مقرر ہوا۔ الغرض تاریخ مقررہ پر مجلس مناظرہ گرم ہوئی ہماری طرف سے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو صاحب آریہ اپدیشک میدان مناظرہ میں اترے پہلی تقریر پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے پندرہ منٹ میں کی۔ جس کا جواب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے پندرہ منٹ میں دیا۔ اسکے بعد ہر دو مناظرین طبیعت کی جولانیاں دکھانے لگے۔ مرزا صاحب نے کسی قدر برمحل اور برجستہ اشعار چسپاں کر کے پبلک کے تفنن طبع کا سامان بھی بہم پہنچایا۔ پنڈت صاحب جھنجھلائے اور فرمانے لگے۔ کہ آپ نے تو مناظرہ ہی میں مشاعرہ بھی شروع کر دیا۔ مگر یاد رکھئے۔ میں لکھنؤ کا رہنے والا ہوں۔ جہاں کا بچہ بچہ شاعر ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ تو صرف شاعروں کے شہر کے رہنے والے ہیں۔ اور شاعر نہیں مگر میں شاعر ہوں۔ اور آج آپ کا سارا لکھنوئی گھمنڈ نکال کے چھوڑوں گا۔ پنڈت جی نے چند نام نہاد تفاسیر کے حوالے پیش کئے۔ اور چند شیعوں کے اقوال پڑھکر سنائے۔ کہ دیکھو ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ مگر مرزا صاحب نے پنڈت صاحب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ یہ تمام روائتیں ضعیف ہیں۔ اور خبر احاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کی ہمارے ہاں کوئی وقعت نہیں۔ نیز چونکہ یہ تمام روائتیں انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحٰفظون کے صریح خلاف ہیں۔ اس لئے میں ان پر قرآن کو مقدم کرتے ہوئے سب روائیتوں کو غلط قرار دیتا ہوں۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ شیعوں کے اقوال سے استمداد کرتے ہیں۔ ہم ان اقوال کو تسلیم نہیں کرتے۔ اگر یہی معاملہ ہے

تو لیجئے۔ ہمارے پاس بھی اس طرح ویدوں کے خلاف بہت مسالہ موجود ہے۔ اس پر مرزا صاحب نے وام مارگیوں جینیوں وغیرہ کے اقوال پڑھنے شروع کر دیئے۔ جن میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہم پہلے ویدوں کو مانتے تھے۔ مگر جب ان میں تحریف ہوئی۔ ہم نے ویدوں کو چھوڑ دیا۔ پھر ستیارتھ پرکاش میں سے چند منتر پڑھ کر سنائے۔ کہ ان کے متعلق سوامی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ ویدوں کے منتر ہیں۔ مگر کیا آج کوئی ہے جو یہ منتر ویدوں سے نکال کر دکھلا سکتا ہے۔ اس کے بعد چند اور منتر ایسے پیش کئے۔ جو کہ آریہ سماج کے شائع کردہ ویدوں میں تو ملتے ہیں۔ مگر سناتنیوں کے عام ویدوں میں ان کا وجود مفقود ہے۔

یہ تمام حوالے اور منتر سنکر پنڈت صاحب سخت بوکھلا گئے۔ اور لگے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے۔ اور کہا کہ وام مارگی آج دنیا میں ہی نہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش کے جو حوالے پیش کئے گئے ہیں۔ بالکل غلط ہیں۔ اگر مرزا صاحب ثابت کر دیویں۔ تو میں اپنی چوٹی منڈوا دوں گا۔ یا مرزا صاحب کو ڈاڑھی منڈوانی پڑے گی۔ مرزا صاحب نے جواباً فرمایا۔ کہ یہ دیکھو آریہ گزٹ اس میں پنڈت بھگوت دت جی۔ بی۔ اے ادھشٹاتا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ دیانند کالج لاہور لکھتے ہیں۔ "کہ سناتنیوں کے اندر بھی اور تو کیا پنجاب میں بیسیوں ایسے پنڈت ہیں۔ جو اندرونی طور پر وام مارگی ہیں" اور پنڈت بھگوت دت جی اس وقت مجلس مناظرہ میں موجود ہیں۔ ان سے دریافت کر لیجئے۔ کہ آیا یہ ان کے الفاظ ہیں کہ نہیں؟ پس آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ وام مارگی دنیا سے مٹ گئے۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے مطلوبہ حوالجات ستیارتھ پرکاش سے نکال کر پیش کئے۔ اور پنڈت صاحب کو للکارا۔ کہ آؤ ستیارتھ پرکاش کو آنکھیں کھول کر پڑھ لو۔ اور چوٹی منڈوا دو۔ پنڈت صاحب دم بخود ہو گئے اور سناٹے میں آ گئے۔ اور لگے جواں چہرہ اٹھانے۔ مرزا صاحب نے شانِ اسلامی کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہم اس برگزیدہ نبی کی امت سے ہیں۔ جو اپنے خون کے پیاسوں کو بھی لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہہ کے بخش دیا کرتا تھا۔ جاؤ میں بھی تمہیں بخشتا ہوں۔ ورنہ حق تو یہ تھا۔ کہ تمام پبلک میں آپ کی چوٹی پر قینچی رکھدی جاتی۔ پنڈت صاحب کو بہت درجہ ندامت ہوئی۔ اور پبلک میں بے حد ذلیل ہوئے۔

مرزا صاحب کے جواب میں پنڈت صاحب کچھ لچر پوچ باتیں کرنے لگے۔ مگر مرزا صاحب ان کی ہر بات کو کاٹ دیتے۔ اور فرماتے کہ آپ کی یہ بات آپ کے فلاں اصول کے خلاف ہے۔ اور آپ کا یہ قول آپ کے سماج کے فلاں سدھانت کے مخالف ہے۔ پنڈت صاحب آپ کو تو اپنے گھر کا پتہ بھی نہیں۔ اور اپنے مذہبی مسلمات سے اس قدر ناآشنائی ہے۔ کہ جو بات کرتے ہیں اپنے اصول کے خلاف کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس عجیب تنقید کا پبلک پر بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے چار مختلف مقامات کے شائع شدہ ویدوں کو سامنے رکھکر ان کے اختلافات بیان کئے۔ کہ ایک دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے نہیں ملتا۔ اس کا نام ہے تحریف۔ کہ ایک سام وید تو اس قدر ضخیم ہے۔ اور ایک سام وید صرف اڑھائی ورق ہو۔ الغرض اس معرکہ میں مرزا صاحب نے پنڈت دھرم بھکشو کو نہایت زبردست شکست دی۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ ویدوں میں بیحد تحریف کی گئی ہے۔ اور اگر دنیا میں غیر محرف ہونے کا کسی کتاب کو شرف حاصل ہو سکتا ہے تو وہ قرآن شریف اور صرف قرآن شریف ہے۔ مناظرہ سدانند اوروڈیس حال لاہور میں ہوا۔ لوگوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی تھی۔ ہال کے اوپر کی تمام گیلریاں سب کی سب لوگوں سے اٹی پڑی تھیں۔

(لال حسین اختر متعلم اشاعت اسلام کالج لاہور)

ضروری گذارش

قابل توجہ احباب

مختلف تحریکات پر جو وقتاً فوقتاً قوم میں ہوتی رہتی ہیں۔ جماعت کے ہر فرد کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ضرور حصہ لینا چاہیئے ہماری تعداد کوئی بہت بڑی نہیں ہے۔ کہ جس میں اگر ایک حصہ شامل نہ بھی ہوگا۔ تو قوم کے کام چل نکلیں گے۔ اور نہ ہی کوئی ریاست یا حکومت ہے۔ محض ایک قلیل جماعت خدمتگاران اسلام کی ہے۔ جو اگر پوری ہمت اور کوشش۔ ایثار اور قربانی دکھائے۔ تو کم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کا نظارہ ہر وقت دیکھ سکتی ہے۔ اور اگر سستی کرے۔ اور جو دینی کام سامنے آتے ہیں۔ ان کیلئے پوری سعی اور ایثار نہ کرے۔ تو پھر مہینوں کا کام سالوں پر جا پڑنا اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ خدا کے پاک کلام میں اسکی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ اور وہ اس لئے ہیں۔ کہ ہم ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ آج اسی طرح اسلام پر غربت اور مصائب کا زمانہ ہے۔ جس طرح اسکی ابتدا میں تھا۔ اور آج اسی طرح دین کی راہ میں جہاد۔ ایثار اور مشقت برداشت کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح اس وقت تھی۔ اور اگر ہم اسی طرح عمل کریں گے۔ تو یقیناً اس کے نتائج بھی اسی طرح دیکھیں گے۔ دنیا کی راہ میں اس قسم کی قربانیوں کی ضرورت بھی ایک خاص وقت تک ہوتی ہے۔ بعد میں جب اللہ تعالیٰ اپنے امر کو غالب کر دیتا ہے۔ اور وہ پوری قوت سے پھیل جاتا ہے تو پھر ایسے موقعے نصیب نہیں ہوتے۔ ہمیں ان سے خوش ہونا چاہیئے۔ اور شرح صدر سے ہر ایک تحریک میں فوراً حصہ لینا چاہیئے۔ ماہ رمضان میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے تبلیغ اچھوت اقوام کے متعلق ایک اپیل قوم سے کی گئی تھی۔ کہ قوم کا ہر فرد پانچواں حصہ اپنی آمد کا دے۔ اور کم از کم نصف رقم عید سے پہلے بھجوا دے۔ اس کے متعلق چاہیئے تھا کہ سب احباب فوراً لبیک کہتے۔ اور تمام جماعتیں مستعدی سے اس میں لگ جاتیں۔ اور اپنے اپنے علاقوں کے متعلق اطلاع دیتیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ابھی تک سب جماعتوں اور احباب نے اس میں حصہ نہیں لیا۔ اور نہ ہی اس قسم کی کوئی اطلاع بھیجی ہے۔ خیال تھا۔ کہ قوم کے حصہ لینے کے بعد اور کافی رقم فراہم ہو چکنے پر تمام مسلمانوں میں اس کے لئے اپیل کی جائے۔ سب احباب اور انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ اس پر فوری کارروائی کریں۔ اور جماعت کے ہر فرد سے اس کیلئے رقم لکھوائیں جس میں کم از کم نصف اس وقت وصول کریں۔ اور باقی ایک دو ماہ کے اندر اور وعدوں کی اطلاع دیں۔ تاکہ قوم کے اندر یہ کام مکمل نظر آئے اور پھر عام اپیل کی طرف توجہ کی جائے۔ اس وقت ۳۰۔ اپریل ۱۹۳۲ء تک جن جن جماعتوں یا احباب نے کچھ حصہ لیا ہے۔ اسکی فہرست شکریہ کے ساتھ درج اخبار کی جاتی ہے۔

۱ جماعت لاہور۔ نقد ۱۳۸۳ روپیہ ۱۲ آنہ ۳ پائی۔ وعدہ ۔۔۔۔ ۱۳۰۰ روپیہ
۲ جماعت سیالکوٹ نقد ۔۔۔۔ ۲۶۷
۳ جماعت لدھیانہ " ۔۔۔ ۹۳
۴ جماعت سرگودہا " ۔۔۔۔ ۹۱
۵ جماعت جہلم " ۔۔ ۸ ۔۔ ۳۷
۶ جماعت لیہ " ۔۔۔ ۱۲
۷ جماعت شملہ " ۔۔۔ ۱۲ وعدہ ۔۔۔ ۱۲۸ روپیہ
۸ جماعت شیر آباد " ۔۔۔ ۱۵
۹ جماعت خیرپور میں شیخ احمد علی صاحب خود نقد ۔۔۔۔ ۱۰ روپیہ
۱۰ " بابو محمد حسین خاں صاحب " ۔۔۔۔ ۱۰
۱۱ منجانب بابو غلام محمد خانصاحب چیف سیکرٹری نقد ۔۔۔ ۲۰ روپیہ
۱۲ مولوی عزیز بخش صاحب جھنگ نقد ۔۔۔ ۸ ۔۔ ۲۷ روپیہ
۱۳ چوہدری مبارک احمد صاحب و مرزا حاکم بیگ صاحب کوہاٹ نقد ۔۔۔ ۱۲ روپیہ وعدہ ۔۔۔ ۸ روپے
۱۴ نواب سعادت علی خاں صاحب رام پور نقد ۔۔۔۔ ۱۰ روپے
۱۵ سردار نیاز علی خانصاحب کڑیانوالہ نقد ۔۔۔۔ ۸ روپے
۱۶ پروفیسر عنایت علی خانصاحب گوجرانوالہ نقد ۔۔ ۱۲ ۔۔ ۷ "
۱۷ سید الف شاہ صاحب کاہی نقد ۔۔۔ ۲۰ روپے
۱۸ ڈاکٹر مہدی حسن صاحب جیسی سنگھ والا " ۔۔۔ ۸ "
۱۹ منشی فتح الدین صاحب انچارج تھانہ بادانہ نقد ۔۔۔ ۷ "
۲۰ مستری نور محمد صاحب برکھنڈا نقد ۔۔۔ ۵ "
۲۱ خلیفہ خدا کرم صاحب سامانہ " ۔۔۔ ۳ "
۲۲ ماسٹر عبد اللطیف صاحب معرفت احمد گل صاحب لبنداو نقد ۔۔۔ ۱۰ روپے
۲۳ منشی نذیر احمد صاحب عارف والا نقد ۔۔۔ ۵ روپے
۲۴ پیرزادہ مصباح الدین صاحب جھجر ضلع رہتک نقد ۔۔۔ ۱ "
۲۵ منشی بشیر الدین صاحب معرفت پیرزادہ مصباح الدین صاحب نقد ۔۔ ۸ ۔۔ ۱ روپیہ
۲۶ میر محمد خاں صاحب معرفت پیرزادہ مصباح الدین صاحب نقد ۔۔۔ ۱۰ روپے

ہندو کانفرنس انبالہ

پنجاب ہندو کانفرنس ۲۳-۲۴-اور ۲۵-اپریل کو انبالہ میں منعقد ہوئی۔ مشہور ڈنڈے باز ڈاکٹر مونجے صدر تھے۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر نے اپنے ایڈریس میں ہندوؤں کو یہ ہدایت دی۔ کہ وہ سرکار سے تعاون کریں۔ پہلے ہندو نہیں۔ بعد میں ہندوستانی۔ سر فضل حسین کے رویہ کی مذمت کی۔ اور ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ ہندو مفاد کے محافظوں کو کونسلوں میں بھیجیں۔ ڈاکٹر مونجے نے مہاتما گاندھی کے اتحاد کو ایک افسانہ قرار دیا۔ مالابار۔ ملتان سہارنپور اور کوہاٹ کی کہانیاں بیان کر کے ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔ اور بتایا۔ کہ ان فسادات سے مقصود یہ تھا۔ کہ ہندو اسلام کو قبول کر لیں۔ اپنی لڑکیوں کی مسلمانوں سے شادی کر دیں۔ آخر میں اچھوت ادھار سنگھٹن والنٹروں کی ترتیب کے لئے اکھاڑے اور ورزش گاہوں کی قیام پر زور دیا۔ مخصوص نیابت کے مطالبہ کی تجویز پاس کی گئی۔ ساہوکارہ بل کی مخالفت کی گئی ہندو یتیموں اور بیواؤں کی باقاعدہ امداد کی تجویز منظور ہوئی۔ ایک تجویز میں پنجاب پراونشل ہندو سبھا کی مجلس عاملہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ آئندہ عام انتخابات کے اندر ہندو مفاد کی حفاظت کے لئے جملہ ضروری کارروائیاں کرے۔

احباب کی توجہ کے قابل

گذشتہ جلسہ سالانہ پر احباب نے سیرت انگریزی کی مفت اشاعت کے لئے چندہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ان میں سے بعض رقوم تو وصول ہو چکی ہیں۔ اور تقریباً دو ہزار روپے کے وعدے ابھی تک قابل وصول ہیں۔ وصول شدہ رقم کی کتابیں ساتھ کے ساتھ امریکہ اور یورپ کی لائبریریوں میں بھیجدی جاتی ہیں۔ اس وقت تک ۴۰۰ کے قریب کتابیں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اور آئندہ کیلئے ۲۰۰ جلدیں ہر ماہ تقسیم کر دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اگر بقایا جلدی وصول ہو جائے۔ تو اس سے زیادہ بھی تقسیم ہو سکتی ہیں جن احباب کی طرف اب بقایا ہے۔ مہربانی کر کے توجہ فرما کر بقایا صاف کریں۔ اور ہمیں اس قابل بنائیں۔ کہ تمام جلدیں فوراً روانہ کر دی جائیں۔ تمام روپیہ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور آنا چاہیئے۔ اور کوپن میں تشریح ہو۔ کہ مہتمم تصنیفات کی غرض کیلئے روپیہ ہے۔

مہتمم تصنیفات
(احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

نقد و تبصرہ

بہائیت کا فوٹو۔ یہ چالیس صفحے کا رسالہ ہے۔ جو مولانا محمد اسمٰعیل بیگ الہی مبلغ اسلام مقیم رنگون کی تصنیف ہے۔ اس میں بابیت اور بہائیت کی مختلف شاخوں کی پیدائش کے اسباب اور ان کے بعض عقائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بعض جگہ ان کی کتب کے حوالے پیش کر کے استخراج نتائج میں بے جا کھینچ تان سے بھی کام لیا گیا ہے۔ لیکن اس میں بہت سی قیمتی معلومات بھی موجود ہیں۔ قیمت صرف ۵ر ملنے کا پتہ یہ ہے۔ حافظ محمد اسحاق تاجر کتب گلی نمبر ۲۹ مکان نمبر ۹۹۔ رنگون

خدائے ذوالجلال کا پاک کلام

اور

خوشخبری برائے اہل اسلام

جملہ برادران اہل اسلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہم نے بیان القرآن کی مرصع رنگین نہایت خوشنما خاص جلدیں تیار کروائی ہیں۔ جس میں متن کے ساتھ قرآن کریم کا نہایت آسان سلیس عام فہم اردو ترجمہ ہے اور [illegible] [illegible] تحفہ کا اولاً ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ دوم اس تحفہ بے بہا کا شادی بیاہ کے موقعہ پر لڑکیوں کو جہیز دیا جانا باعث تازگی ایمان و خوشنودی خدا اور رسولؐ ہے اور اسلام کا پہلا اصول ہے۔ **نوٹ:** عید کے موقع پر تحفہ تحائف کے طور پر بھی اگر یہ جلدیں دی جائیں تو نہایت ہی مناسب ہے مکمل سٹ کا ہدیہ مبلغ ۲۵ ہوگا۔ پتہ [illegible]

تازہ خبریں

ہندوستان

—— لکھنؤ ہندو کانفرنس میں راجہ رمپال سنگھ نے بیان کیا ہے کہ ہندوستان میں ایک کروڑ چونتیس لاکھ عیسائی اور مسلمان ایسے ہیں۔ جو بہت جلد شدھ ہو سکتے ہیں۔

—— کلکتہ میں ایک ہندو ریلیف کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو کلکتہ کے ہندو زخمیوں گرفتار شدہ اور فسادات میں نقصان رسیدہ لوگوں کو ہر قسم کی امداد پہنچائیگی۔

—— ریاست بڑودہ کے محکمہ ابکاری نے یہ حکم جاری کیا ہے۔ کہ شراب کے ٹھیکیدار کوئی ایسی کتاب یا اشتہار شائع نہ کریں۔ جو شراب کی فروخت بڑھانے والا یا پڑھنے والوں کو شراب پینے کی ترغیب دینے والا ہو۔

—— پانی پت کے مقدمہ قربانی کا اپیل منظور ہو گیا ہے۔ دونو ملزم بری کر دیئے گئے ہیں۔ اور جرمانہ بھی معاف ہو گیا ہے۔

—— جنوبی افریقہ سے ہندوستانی وفد واپس آ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وفد کو اپنے مقاصد میں کوئی اہم کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

—— رائے بہادر چوہدری لال چند ریاست بھرت پور کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ ریاست فرید کوٹ نے فساد کے خوف سے آریہ سماج کا جلسہ بند کر دیا ہے۔ ایک افواہ یہ ہے کہ مہاراجہ جموں و کشمیر کی دوسری شادی ہونے والی ہے جس کیلئے دس لاکھ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے۔

—— گذشتہ فسادات میں تجارتی طور پر دو کروڑ روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ لوٹ مار کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے۔ ان میں مسلمانوں کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ مسلمان سوداگروں کے نقصان کا تخمینہ پچاس لاکھ ہے۔ اور ہندو سوداگروں کے نقصان کا اندازہ ۵ لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔ . . . . چار ہزار دو ۲ مندروں - ۵ مسجدوں اور ایک گوردوارے کو نقصان پہنچا۔ یہ تمام واقعات مسلمانوں کی بے بسی اور مظلومی کا ایک عبرتناک مرقع ہیں۔ بعد کی خبر ہے۔ کہ ۲۲ - اپریل سے پھر فساد شروع ہے۔

—— گورنر بمبئی کی درخواست پر مہاتما گاندھی نے مئی کے آغاز میں زراعت کے متعلق شاہی کمیشن کے سلسلہ میں ان کے ساتھ ملاقات کرنا منظور کر لیا ہے۔

—— انولہ ضلع بریلی میں کھشتری سبھا کا جلسہ زیر صدارت راجکمار انیٹھی ہوا۔ اس موقع پر دو گاؤں کی شدھی بھی کیگئی۔

—— خلافت کانفرنس کا غیر معمولی اجلاس ۸ - ۹ مئی کو دہلی میں منعقد ہوگا۔ جس میں خلافت کمیٹی کا آئندہ طرز عمل طے کیا جائیگا۔

—— مجلس خلافت نے مؤتمر حجاز کی نمائندگی کے لئے جو وفد منتخب کیا ہے۔ اس کے چار ارکان ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا محمد علی۔ اور مسٹر شعیب قریشی۔ مسٹر شعیب قریشی کا انتخاب بطور سیکرٹری ہوا ہے۔ یہ وفد بمبئی سے ۱۲ مئی کو روانہ ہو جائے گا۔

—— کلکتہ سے سر عبدالرحیم کی ادارت میں ایک انگریزی روزانہ اخبار جاری ہونے والا ہے۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے دہلی میں امن قائم رکھنے کیلئے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ جو کوئی ایسی خبر شائع کرے گا۔ یا مشتہر کرے گا۔ جس سے کہ پبلک خطرے میں پڑ جائے۔ یا حفظ امن میں خلل واقع ہو یا اسکی وجہ سے کوئی شخص حفظ امن کو توڑنے کی طرف مائل ہو۔ یا ترغیب دے یا کسی فرقہ یا گروہ کے آدمیوں کو کسی دوسرے فرقہ یا گروہ کے خلاف ایسے جرم کرنے کی طرف مائل کرے یا ترغیب دے تو اس کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند قانونی کارروائی کیجائیگی۔

—— تمام دنیا کے طلبا کی کانفرنس آئندہ اگست میں بمقام فنلینڈ منعقد ہونے والی ہے۔ مہاتما گاندھی کو بحیثیت ایک معزز مہمان کے مدعو کیا گیا ہے۔ مہاتما جی نے دعوت تو قبول کر لی ہے۔ مگر وقت روانگی کے متعلق ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا۔

—— جمعیت العلمائے ہند نے مؤتمر حجاز کیلئے مولانا محمد انور شاہ صدر مدرس دیوبند۔ مولانا بشیر احمد۔ مولانا محمد کفایت اللہ صدر جمعیت

ممالک غیر

—— شرق اردن کی حکومت بدوی قبائل کے شیوخ کو زرا عنت دینے کی ایک سکیم تیار کر رہی ہے۔ یہ قبائل عمان سے مدورا تک کی ریلوے لائن کے ارد گرد آباد ہیں۔

—— مجلس وطنی انقرہ نے چودہ ملین لیرہ قیصیر و اور الجلہ کے درمیان ریل کی پٹڑی بچھانے کے لئے منظور کئے ہیں۔

—— نمائندگان ریف، اور دول فرانس و ہسپانیہ کے افسروں میں مذاکرات مصالحت شروع ہو گئے ہیں۔ لیکن مراکش کی خبروں سے بہت کم امید پڑتی ہے۔ کہ صلح کی کوششوں کا کامیاب نتیجہ نکلے۔

—— جنوبی افریقہ کی یونین گورنمنٹ نے ہندوستانی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ایک کانفرنس کا انعقاد منظور کر لیا ہے۔

—— دمشق شہر کے خاص خاص محلوں میں فرانسیسیوں نے جو حفاظتی حصار بنا دیئے ہیں۔ وہاں روزانہ لڑائی ہوتی ہے کیونکہ ان حصاروں کی بدولت فرانس کی ارمنی اور اراکیش فوجوں کو بلا امتیاز خیر کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ رات دن گولیاں چلتی رہتی ہیں۔ اور بہت سے بے قصور شہری مارے جا چکے ہیں۔ ارمنی طرح طرح کے مظالم کر رہے ہیں۔

—— فرانسیسی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ریفی فوجیں پیش قدمی کر رہی ہیں۔ اور محاذ کے بہت سے موقعوں پر خندقیں بنا رہی ہیں۔

—— ترکی حکومت نے درہ دانیال سے ۱۹۰ ڈوبے ہوئے جنگی اور تجارتی جہازوں کو نکالنے کیلئے ایک کمپنی کو ٹھیکہ دیا ہے۔ سمجھوتہ یہ ہوا ہے۔ کہ جہازوں کو پانی سے نکالنے کے بعد ان کی قیمت ۹۰ فی صدی اور مرے ہوئے مسافروں کے مال کا تین فیصدی حکومت ترکیہ کو ملیگا۔

—— فرانسیسی ہائی کمشنر شام اور برطانوی ہائی کمشنر فلسطین کے درمیان اطمینان بخش مفاہمت ہو گئی ہے۔ اول الذکر کا بیان ہے۔ کہ اس مفاہمت کی بدولت شام اور فلسطین میں دو سلطنتوں کی پالیسی میں اتحاد عمل زیادہ ہو گیا ہے۔ انتظامات زیادہ کئے گئے ہیں۔ کہ دونوں ملکوں کے چیف سیکرٹری اور خاص خاص محکموں کے افسر باقاعدہ ملاقاتیں کیا کریں۔

—— بعض اخبارات کا بیان ہے۔ کہ شامی شام کو خالی کر رہے ہیں عیسائی - اور یہودی امریکہ اور دوسرے ممالک کو روانہ ہو رہے ہیں اور مسلمان ترکی قنصل سے اناطولیہ میں داخل ہونے کے متعلق گفت و شنید کر رہے ہیں۔

—— علاقہ یمن سے بہت سے ترکی حکومت کے ارکان اور فوجی افسر برسوں یمنی علاقوں میں خدمات سرانجام دینے کے بعد واپس قسطنطنیہ پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک افسر کا بیان ہے۔ کہ باشندگان یمن اب تک ترکی اور ترکوں کی محبت میں سرشار ہیں۔ چنانچہ تمام لوگ غازی مصطفٰے کمال پاشا کا نام احترام و ادب کے ساتھ لیتے ہیں۔ اور ان کی تمام اصلاحی کوششوں کو مسرت سے سنتے ہیں۔ امام یمن نے اپنے لشکر کو ترکی نظامی عسکری کے مطابق مرتب و منظم کیا ہے۔

—— انگورہ کی خبر ہے۔ کہ وزارت دفاع ترکیہ نے بڑے بڑے افسروں کی ایک کمیٹی تجویز کی ہے۔ جو افغانستان کے مدارس حربیہ کی اصلاح کریگی۔ یہ کمیٹی عنقریب کابل روانہ ہو جائیگی۔ انگورہ اور کابل کے مابین اس کے قیام افغانستان کے متعلق گفت و شنید جاری ہے۔

—— ایک جرمن اخبار کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمن و افغانستان کے درمیان معاہدہ دوستی طے ہو گیا ہے۔ انگریزی اخبارات کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ اس معاہدہ کا اعلان سرکاری طور پر نہیں ہوا۔ تاہم امر راجح یہی ہے۔ کہ یہ درست ہے۔

—— قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ اگرچہ ابھی تک یونانی و اطالوی تبادلہ خیالات کا حال پوری طرح معلوم نہیں ہوا۔ لیکن ترکوں کا یہ خیال ہے۔ کہ جدید یونانی و اطالوی خفیہ معاہدہ اس غرض سے ہوا ہے۔ کہ اطالیہ اور یونان دونوں ملکر ترکی پر حملہ کریں۔ تو یونان مشرقی تھریس اور قسطنطنیہ پر اور اطالیہ اگر سمرنا پر نہیں۔ تو کم از کم صوبہ ادالیہ پر قبضہ کرے۔ ترک سواحل درہ دانیال۔ بحیرہ مارمورا کے جزائر اور علاقہ قسطنطنیہ کے اطراف میں جدید قلعہ بندیاں اور استحکامات

—— برطانوی سفیر سر رانالڈ لنڈسے نے ترکی وزیر خارجہ سے ایک اور ملاقات کی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ برطانیہ نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ برطانیہ ایک طویل مدت کیلئے ترکی کیساتھ حفاظتی معاہدہ کرے۔ جس کے ساتھ بعض اقتصادی فوائد بھی ترکی کو حاصل ہوں۔ بشرطیکہ ترکی عراق کی اس سرحد کو قبول کرے۔ جو لیگ اقوام کے فیصلہ میں مقرر کیگئی ہے۔ یعنی موصل سے دست بردار ہو جائے۔

—— سلطان ابن سعود بغداد میں اپنا نمائندہ مقرر کرنے کے لئے حکومت عراق سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

—— ترکی میں ممالک غیر کے کچھ جاسوس گرفتار کئے گئے ہیں چند جاسوسوں کے خلاف مقدمہ دائر ہوا۔ ان میں سے ایک کو سزائے قتل اور دوسروں کو پندرہ پندرہ سال قید کی سزا دی گئی۔

—— دولت روس نے اپنا سفیر حجاز میں مسٹر کریم حکیم کو مقرر کیا ہے۔ سفیر موصوف نے جدہ سے سلطان کی خدمت میں حکومت روس کا فرستادہ شناخت نامہ بھیج دیا ہے۔

—— حکومت ایران نے سیکرٹری جمعیت الاقوام کے نام ایک مراسلہ بھیجا ہے جسمیں لکھا ہے۔ کہ حکومت ایران جمعیت اقوام کی کونسل میں جرمنی کو مستقل جگہ دیئے جانے کی مخالفت نہیں کیگی۔ لیکن اگر جرمنی کے علاوہ کسی کو مستقل جگہ دی گئی۔ تو حکومت ایران بھی ایک مستقل جگہ کا مطالبہ کرے گی۔ جو دنیائے اسلام کی واحد حکومت ہے۔ جو جمعیت میں شامل ہے۔

—— زیپلن ہوائی جہاز کا ایک جرمنی کارخانہ یہ تجویز کر رہا ہے۔ کہ عالمان طبعیات کے ایک گروہ کو ہوائی جہاز میں بٹھا کر قطب شمالی کی طرف روانہ کرے۔ جہاں پہنچکر وہ برقی اور مقناطیسی اثرات کا مطالعہ کرے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۹ شوال ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۶

ایوانِ محمدؐ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

عجب نوریست در جانِ محمدؐ عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

بکارِ دیں نترسم از جہانے کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

دگر استاد را نامے ندانم

کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

حضرت لسان العصر مرحوم

کس نماند است کہ در بیشہ شکارے بکند

تیغ گیرد بکف و فتح دیارے بکند

ایں زماں ہمت مرداں بہ ہمیں محدود داشت

زنے از پردہ بروں آید و کارے بکند

حکمت و موعظت

(۱) اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر مت کھاؤ اور نہ ان کے ذریعہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ ناجائز طور پر کھانے کے لئے حکام تک پہنچو۔

(۲) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے

آنحضرت صلعم اور مسیحؑ

(از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ)

بدی کا مقابلہ نہ کرو۔ بلکہ جو شخص تمہارے دائیں گال پر طمانچہ مارے بایاں بھی اس کی طرف پھیر دو

قول المسیحؑ

بدی کا بدلہ بھلائی دو۔ اور بھلائی سے بدی پر فتح پاؤ۔ اگر بدکار لوگ اپنی بدی سے باز نہیں آتے تو تم اپنی بھلائی سے کیوں باز رہو؟

قول آنحضرت صلعم

دنیا کے دو عظیم الشان مصلحین کی اخلاقی تعلیمات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ یہ بزرگ اور مقدس ہستیاں خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مبعوث ہوئی تھیں۔ دونوں تعلیمات الہام پر مبنی ہیں۔ کیونکہ ان کے دینے والے خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتے تھے۔ لیکن دوسری تعلیم پہلی پر حاوی ہے۔ اور اس کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ بلکہ ایک قابل تعریف حد تک اس کی اصلاح کن بھی ہے۔ پہلی تعلیم کی رو سے مقاومت مجہول کا درس ملتا ہے۔ لیکن دوسری تعلیم کا منشاء یہ ہے کہ ہم بدی پر غالب آئیں۔ ممکن ہے جیسا کہ ہمارے فاضل مضمون نگار حضرت مولوی صدر الدین صاحب بی اے۔ بی ٹی نے بوضاحت دکھایا ہے کہ یہ امتیاز اس ماحول اور حالات گردو پیش کی وجہ سے ہو گا جو ان دونوں مصلحین کے لاحق رہا ہو گا۔

(ایڈیٹر)

جس جور و جفا کا تختہ مشق آنحضرت صلعم کو بنایا گیا اس کا سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا۔ اور آپؐ اور آپؐ کے متبعین دونوں کے لئے سخت آزمائش و امتحان کا موقع تھا۔ آنحضرت صلعم نے ان تمام تکالیف کو بطیب خاطر برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی سے سر مو تفاوت نہ کیا۔ اور اسی ضبط و تحمل کا درس آپؐ نے اپنے متبعین کو دیا۔ یہ تعلیم اگرچہ بہت ارفع و اعلیٰ تھی۔ مگر دراصل عربوں کے مزاج اور قومی روایات اور خیالات کے قطعاً خلاف تھی۔ کیونکہ ان کی گھٹی میں یہ بات پڑی ہوئی تھی کہ توہین کسی حال میں قابل برداشت یا در گزر نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ کا کام ایسی قوم کو اس کی عادات کے خلاف ایک امر پر راضی کرنا کس قدر مشکل اور نازک رہا ہو گا۔ اور اس سے اس عزم و استقلال کا پتہ بھی پورے طور پر لگ جاتا ہے جس سے آپؐ نے اس کام کو سرانجام پہنچانے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ یقیناً بادنیٰ تامل ہمیں مثل روز روشن آشکارا ہو جاتا ہے کہ غیر قابل اصلاح قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا کس قدر عظیم الشان دل و دماغ کے انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ جو عرب جیسی آہن دل قوم کی اصلاح و تربیت کرنے چلے۔ اس قوم کی اصلاح گو ہاتھ پر سرسوں جمانے کے مترادف تھی ... [illegible] ... کہ ایسی بات کی تلقین کرنا جو کسی قوم کی روایات اور اس کی عادات کے خلاف ہو انجام کار بے سود ثابت ہوتا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلعم کے لئے یہ غیر معمولی اور عظیم الشان کامیابی قضا و قدر کی طرف سے مقدر ہو چکی تھی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے متبعین نے ضبط و تحمل کا سبق از بر یاد کر لیا اور اس پر جان و دل سے عمل پیرا ہو گئے۔ اور سر تسلیم خم کر کے عملی ثبوت دے دیا۔ کہ ہم اپنے ہادی کے قول کو حق سمجھتے ہیں۔ ہموطنوں کے جور و تعدی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لیکن بطور مشتے نمونہ از خروارے ایک واقعہ بیان کرنا ضروری ہے تاکہ ناظرین نبی کریمؐ کے دل و دماغ کی وسعت کا صحیح اندازہ کر سکیں۔

آپؐ کا ایک غلام یعنی متبع شہر کے ایسے حصے میں رہتا تھا جہاں کے لوگ دوسرے لوگوں سے مسلمانوں کے ستانے میں کئی قدم آگے بڑھے تھے جب کئی بار اس مرد مومن کو سر بازار گالیاں دی گئیں۔ برا بھلا کہا گیا۔ اور لات جوتوں سے تواضع ہوئی۔ تو اس نے مجبور ہو کر اپنے آقا یعنی آنحضرت صلعم سے آ کر شکایت کی اور اپنا حال زار بیان کیا۔ آپؐ نے اس کو صبر و تحمل کی تلقین کی۔ اور فرمایا کہ بدی کا بدلہ بھلائی سے دو۔ وہ بیچارہ واپس چلا گیا۔ اور اس نے آپ کے فرمانے پر عمل کیا۔ لیکن معاندین نے اپنے طرز عمل میں سر مو فرق نہ کیا۔ بلکہ اور زیادہ ستانا شروع کیا۔ آخر دق ہو کر پھر خدمت آنحضرتؐ میں حاضر ہوا۔ درد دل سنایا تمام تکالیف بیان کیں اور طالب امداد ہوا۔ لیکن آپؐ جو حلم اور تحمل کا مجسمہ تھے اور امت کو ایک اعلیٰ مقام پر پہنچانا چاہتے تھے۔ آپؐ نے پھر وہی فرمایا۔ کہ بدی کا بدلہ بھلائی کرو۔ پھر اس شخص نے صبر کیا اور ضبط سے کام لیا۔ لیکن دشمنان دین نے اس کو اور زیادہ ستایا۔ اور تنگ کیا۔ آخر جان سے تنگ آ کر پھر تیسری بار حاضر ہوا اور بمنت عرض کیا۔ کہ اب پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ اجازت دیجئے کہ ان ظالموں سے بدلہ لوں اور اس نالائقی کا مزہ چکھاؤں اور جیسا انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے میں بھی ویسا ہی ان کے ساتھ کروں نبی کریمؐ نے اسے تسلی دی اور اس طرح فرمایا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہیں تکالیف پہنچائی گئیں؟ اس نے عرض کی۔ بے شک رسول اللہ مجھے بے اندازہ تکالیف دی گئی ہیں جو برداشت سے باہر ہیں حضورؐ نے فرمایا کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اب تک ان کی برائیوں کے عوض بھلائی کرتے رہے ہو؟ اس نے عرض کی یقیناً میں ظلم و ستم سہنے کے باوجود ان کے ساتھ بھلائی کرتا رہا ہوں۔ تب آں حضرتؐ نے فرمایا اگر وہ لوگ بدی سے باز نہیں آتے تو تم کیوں نیکی سے باز آتے ہو؟ جب وہ بری عادت نہیں چھوڑتے تو تم اپنی اچھی عادت کیوں چھوڑتے ہو؟ اس کلام معجز نظام کو سن کر اس شخص کے زخم مندمل ہو گئے۔ اور اس سے معلوم ہو گیا کہ نبی کریمؐ کیسا نصب العین اپنے متبعین کے سامنے رکھنا چاہتے

ہیں ۔ یہ تعلیم اپنی پاکیزگی اور علو مرتبہ اور وسعت قلبی کے لحاظ سے آپ اپنی تفسیر ہے ۔ مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ۔ اور دشمنوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے کی جو تلقین اس قول میں مضمر ہے وہ درحقیقت بے نظیر اور قابل تتبع ہے ۔ جس کی توصیف میں جلدیں لکھی جا سکتی ہیں ۔ اب آئیے اس امر پر غور کریں کہ مذہب میں ارتقا کے کیا حقیقی معنے ہوتے ہیں ۔ آنحضرت صلعم سے چھ سو سال پیشتر حضرت مسیح علیہ السلام اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ۔ اور آپ کو اور آپ کے شاگردوں کو بھی مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا ۔ لیکن اس ناگوار اور افسوسناک واقعہ نے جو آپ کو پیش آیا ۔ چند ہی سالوں میں آپ کے مشن کو ختم کر دیا ۔ آپ کو اپنے شاگردوں کے درمیان لمبا عرصہ گزارنے کا موقعہ نہیں ملا ۔ اور اسی وجہ سے آپ کی تعلیم ایک محدود دائرے میں محدود رہی ۔ انبیا کا کام لوگوں کے اخلاق کا تزکیہ اور ان کے اطوار کی اصلاح ہوتی ہے ۔ لیکن اصلاح کے لئے زمانہ درکار ہے ۔ یہ کام ایک دو دن میں نہیں ہو سکتا ۔ قوم کے بننے کے واسطے لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے ۔ قومیں بنتے بنتے بنتی ہیں ۔ اور چونکہ حضرت مسیحؑ کو کام کرنے کے واسطے صرف چند سال ملے ۔ اس لئے وہ کوئی بڑی یا دیرپا اصلاح نہ کر سکے بیشک شاگرد اپنی تکالیف ان کے سامنے بیان کرتے ہوں گے ۔ اور آپ نے انکے مزاج اور قابلیت کا اندازہ کر کے ان کے واسطے علاج بھی تجویز کیا ۔ اور ان کو مقاومت مجہول کا درس دیا ۔ کہ جو تمھیں کچھ کہے تم سن کر چپ ہو جاؤ ۔ نہ برا کہو نہ اچھا ۔ یعنی برداشت کا مادہ پیدا کرو ۔ اور ہم ایسی تعلیم پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے ۔ کیونکہ تعلیم شاگردوں کے لئے ہوتی ہے ۔ اور ان کی دماغی قابلیت سے بلند نہیں ہو سکتی ۔ ان میں صرف اتنا ہی مادہ تھا کہ سن کر چپ ہو جائیں ۔ محصول گیر اور ماہی گیر لوگ اس سے زیادہ نہیں کر سکتے ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے اپنی تعلیم کو یہیں تک محدود رکھا ۔ اور یہ ان لوگوں کے مناسب حال تھا ۔ لیکن آنحضرت صلعم نے اس پر اکتفا نہ فرمایا ۔ اور اس کے علاوہ یہ تعلیم دی کہ نہ صرف بدی کا مقابلہ نہ کرو بلکہ جو تمہارے ساتھ بدی کرے ۔ تم اس کے ساتھ بھلائی کرو ۔ اور بدی پر بھلائی کی مدد سے غلبہ حاصل کرو ۔ ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا

چنانچہ اس ارتقا کا ذکر خود حضرت مسیحؑ نے اس موقعہ پر کیا ہے ۔ جہاں آپ نے آنحضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ یوحنا کے تیسرے باب کا بارہواں درس یہ ہے کہ "اگر تم ان زمینی باتوں کو سن کر ایمان نہیں لاتے ۔ تو پھر آسمانی باتوں کو سن کر کیا ایمان لاؤ گے ؟" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ کے سامعین کی دماغی کیفیت کس قدر پست تھی ۔ اور وہ اس لائق نہ تھے کہ مقاومت مجہول کے علاوہ خیر معروف کے اہل ہوتے ۔ ان کا ظرف اس قابل نہ تھا کہ اس اعلیٰ تعلیم پر عمل پیرا ہو سکتے ۔ پھر حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ "میں نے یہ باتیں تم سے کہی ہیں جس حال میں کہ میں تمہارے درمیان میں موجود ہوں لیکن تسلی دہندہ جو میرے بعد آئے گا ۔ جسے میرا باپ تمہارے درمیان بھیجے گا ۔ وہ تم کو سب باتیں سکھائے گا ۔ اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بھی یاد دلائے گا ۔ کیونکہ وہ روح قدس ہے ۔ بے شک آنحضرتؐ نے سب کچھ سکھا دیا ۔ ساری باتیں بتا دیں ۔ کیونکہ آپؐ کو خدا تعالےٰ نے ایک بہت لمبا عرصہ تبلیغ کے لئے عنایت کیا ۔ اور پھر آپؐ کی زندگی مختلف حالتوں میں جلوہ گر ہوتی رہی ۔ دنیا کے اور زندگی کے مختلف مراحل اور حوادث آپ نے مشاہدہ کئے ۔ یعنی آپؐ یتیم سے بادشاہ بن گئے آپؐ نے ہمیں صرف کلام اللہ شریف ہی نہیں دیا ۔ بلکہ قوانین ، تمدن اور معاشرت کا ایسا اچھا مجموعہ ، دستور العمل ، اور ہدایت نامہ ہمارے ہاتھ میں دیا ۔ کہ ہمیں اب خدا تک پہنچنے میں کسی سے امداد لینے کی ضرورت نہیں ۔ سیدھا راستہ ہمارے سامنے موجود ہے ۔ بے شک ہم پڑھتے ہیں کہ مسیح اپنی قوم کی اصلاح میں ناکامی پر تاسف کرتے ہیں ۔ لیکن اس کے مقابل ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنی قوم کی حالت میں حیرت انگیز انقلاب اور قابل تعریف تبدیلی پیدا کر دی ۔ مٹی کو سونا بنا دیا ۔ اور اپنے پیروؤں میں صلح اور رواداری ، اخوت اور مساوات ، ہمدردی اور تحمل کی وہ عجیب و غریب روح پھونک دی جس نے ساری قوم کی کایا پلٹ دی ۔ واقعی بات تو یہ ہے کہ سنگدل ، جفاجو ، کینہ پرور اور عیاش طبع عربوں میں جو پاکیزہ تبدیلی آپؐ نے کر دکھائی وہ معجزہ ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مسیحؑ نے صرف زبانی تعلیم پر اکتفا کیا ۔ عملی نمونہ پیش نہیں کیا ۔ مثلاً یہود کو آپؑ نے کہا "اے سانپوں کی اولاد" وغیرہ وغیرہ ۔ اس نبی کریم کی زندگی کو دیکھو نہ صرف آپ نے زبان سے عفو و مروت

صلح و صبر کی تعلیم دی ۔ بلکہ عملی طور پر یہ سب باتیں آپؐ کی زندگی میں نمایاں طور پر موجود ہیں ۔ مثلاً جب آپؐ مکہ معظمہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے اور دس ہزار قدسی آپؐ کے ہمراہ تھے تو آپ کے سامنے مفتوحین کی حیثیت سے وہ لوگ آئے جنھوں نے برسوں آپؐ کو اور آپ کے دوستوں کو سخت سے سخت تکالیف پہنچائی تھیں ۔ مگر آپؐ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ۔ سب کے لئے عام معافی کا اعلان کیا گیا ۔ اور جان و مال کی حفاظت کا حتمی وعدہ دیا گیا ۔ یقیناً یہ ایک زبردست ارتقا ہے ۔ (منقول از اشاعت اسلام)

بزم احباب

ترکی

"سیرت خیر البشر" عنقریب ترکی زبان میں شایع ہونے والی ہے چنانچہ قسطنطنیہ سے برادر عمر رضا صاحب لکھتے ہیں ۔ کہ گزشتہ ہفتہ آپ کا دوسرا خط ملا ۔ میں اپنا حال پہلے ہی لکھ چکا ہوں ۔ میں نے ترکی سیرت خیر البشر کی چھپوائی کے لئے ایک مطبع سے انتظام کر لیا ہے ۔ اور جونہی آپ کی طرف سے امداد وصول ہوئی کام شروع ہو جائے گا اور ہم جلد اسے پبلک کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہو سکیں گے ۔ میری طبیعت قدرے علیل ہے ۔ اس لئے مفصل پھر لکھونگا ۔ جملہ احباب کی خدمت میں السلام علیکم ۔

دوسرا خط

برادر عمر رضا صاحب نے ترکی اخبار ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء بھیجکر لکھا ہے کہ یہ لائٹ اخبار کے ایک مضمون کا ترجمہ ہے جو اس میں ترجمہ قرآن و نماز کے بارے میں شایع ہوا تھا ۔ کہ عربی چھوڑ کر صرف ترکی میں نماز کی ادائیگی قابل اعتراض ہے ۔ اس مدلل مضمون کا یہاں بہت اچھا اثر پڑا اور اس نے بہت سی غلط فہمیوں کو دور کر دیا ہے ۔

ملک شام

برادر محمد ادیب عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے چند رسائل عربی بھیجے تھے ۔ امید ہے پہنچ گئے ہوں گے ۔ سید محمد جمیل آفندی کو آپ کا حفظ معہ کتب پہنچ گیا ۔ وہ بہت محظوظ ہوئے اور مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ خود شکریہ کا خط لکھیں گے ۔ امید ہے فارس آغا کا خط بیعت بھی آپ کو مل گیا ہوگا ۔ یہ ایک صالح اور وجیہ انسان ہے ۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا تو اس کی شمولیت ہمارے لئے باعث ترقی ہوگی قریباً ایک ماہ سے میں سید محمود لقعات سے ملتا رہا وہ ایک عقیل و فہیم شخص ہے خاص شہر کا باشندہ نہیں ۔ بلکہ مضافات کا باشندہ ہے اور اپنی قوم کا سردار ہے ۔ چونکہ مضافات میں بدامنی ہے اس لئے عارضی طور پر شہر میں مقیم ہے ۔ میں نے چند کتابیں اسے مطالعہ کے لئے دیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیعت میں داخل ہو گیا ہے ۔

میں ہمیشہ جماعت کی ترقی میں کوشاں رہتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے کامیاب کرے گا ۔ جب ہمارے احباب کی تعداد بیس نفر تک پہنچ جائے گی ۔ تو انشاء اللہ آپ کو چندہ روانہ کرنے کا انتظام بھی کیا جائے گا ۔ آپ ہمارے ملک میں ضرور ایک مشن قایم کریں ۔ اور رسایل اخبارات کے ذریعے سے سلسلہ تبلیغ جاری کریں ۔ یہ امر ہمارے لئے ترقی کا موجب ہو گا ۔ جواب واپسی دیں ۔

دوسرا خط

برادر محمود لقعات صاحب لکھتے ہیں کہ میں محمد ادیب عبد العزیز صاحب سے کئی بار ملا ۔ اور جماعت احمدیہ کے عقائد و خیالات سے پوری واقفیت حاصل کی ۔ حضرت مسیح موعود کی عربی کتب کے مطالعہ نے میرا شرح صدر کر دیا ۔ اس لئے میں آج سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوتا ہوں ۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے استقامت نصیب کرے اور خادم دین بنائے ۔

اٹلی

چودھری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مضمون اخبار ٹائمز سے نقل کر کے بھیجتا ہوں ۔ اس کا ترجمہ شایع کر دیجئے ۔ ممکن ہے مسلمانوں کے لئے تازیانۂ عبرت کا کام دے ۔ اگرچہ امید کم ہے تاہم جماعت کی آگاہی کے لئے ضرور کام دے گا ۔ مجھے یہ مضمون مولانا محمد برکت اللہ نے دیا تھا میری طبیعت چند روز سے موسم کی یکلخت تبدیلی کے باعث خراب ہے ۔ تعجب ہے امسال انگریزی اخبارات "ٹائمز" "ڈیلی ٹیلیگراف" وغیرہ نے خاص طور پر اطلاع شایع کی کہ رمضان سوموار یعنی ۱۵ ۔ مارچ کو شروع ہوگا ۔ مولانا محمد برکت اللہ صاحب کو قرآن شریف اور سیرۃ نبی کریم بھیج گئے ہیں ۔ غالباً وہ خود خط لکھیں گے ۔

ٹرینیڈاڈ

اس ملک میں احمدیت جس سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے وہ مسٹر اے اے امام الدین صاحب کے مندرجہ ذیل خط سے ظاہر ہے ۔

میرے والد صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں نیز "لائٹ" کے خریدار بننا چاہتے ہیں ۔ لیکن چونکہ انہیں شرائط کا علم نہیں ہے ۔ اس لئے میں ان کی ہدایت کے مطابق یہ خط لکھ رہا ہوں ۔ کہ آپ انہیں سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی جملہ ہدایات سے مطلع فرما دیں ۔ ہم آپ کی مساعی جمیلہ کے لئے جو آپ عیسائی مشنریوں کی غلط تعلیم کو روکنے کے لئے غیر ممالک میں کر رہے ہیں بے حد مشکور ہیں ۔ براہ مہربانی جملہ حالات اور اطلاعات سے جلد مطلع فرمائیں ۔ آپ کا سلسلہ باوجود مخالفت اندرونی کے ہر جگہ ترقی کر رہا ہے ۔ اور سمجھدار مسلمان حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اسے شرح صدر سے قبول کر رہے ہیں ۔

اخبار احمدیہ

ضروری اطلاع ۔ جلسۂ سالانہ پر احباب نے سیرت انگریزی کی مفت تقسیم کے متعلق وعدے کئے تھے ۔ جن میں سے ایک حصہ وصول ہو چکا ہے اور ایک حصہ ابھی باقی ہے ۔ جن احباب کی طرف سے اس وعدے کی رقم اب تک وصول نہیں ہوئی ۔ وہ مہربانی کر کے بہت جلد اپنی اپنی رقم بھیجدیں ۔ انجمن نے اس وقت تمام لائبریریوں وغیرہ کی فہرستیں طیار کر کے کتاب بھجوانی شروع کر دی ہے ۔ اس دوران میں اگر سب رقوم وصول ہو جائیں گی تو بڑی سہولت کا موجب ہو گا ۔ اور یہ کام یکبارگی مکمل ہو جائے گا ۔ چار ماہ اس وعدہ کو پہلے ہی گزر چکے ہیں ۔ اب مزید دیر نہ فرمائیں ۔

(۲) جن جن احباب کے پاس برلن مسجد کی کاپیاں ہیں ۔ یا جنھوں نے ویسے ہی جلسہ سالانہ پر ایک ایک رقم بھجوانی اپنے ذمہ لی تھی ان سب کو توجہ فرما کر جلد روپیہ فراہم کر کے بھجوا دینا چاہیئے ۔ اسی طرح جرمن مشن کے مستقل سالانہ چندوں کے جن جن کی طرف بقایا ہیں وہ بھی انہیں بھیج کر ممنون فرمائیں ۔ (سید غلام مصطفیٰ سکرٹری)

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ کی معیت میں کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) بخیریت پہنچ گئے ۔ مسلمانان جنوبی افریقہ کے جم غفیر نے آپ کا پرجوش و شاندار خیر مقدم کیا ۔ جنوبی افریقہ کے مختلف اطراف و اکناف سے تہنیت بھرے برقی پیغامات ان کو پہنچے مسلمانان جنوبی افریقہ میں اشاعت اسلام کا ایک ہیجان پیدا ہو چکا ہے جو شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ہے ۔ مختلف مقامات پر ان ہر دو حضرات اور دیگر اسلامی علما و رؤسا کی تقریریں ہوئیں ۔

مولانا عبد الحق صاحب بغرض تبلیغ ریاست جموں میں تشریف لے گئے ہیں ۔ پہلے کوٹلی جائیں گے اس کے بعد پونچھ ۔

ہمارے کرم بھائی مسٹر ایم اے ۔ صمد منصف بیلی سرائے ۔ بہار شریف لکھتے ہیں کہ ایک جگہ ان کی منگنی ہو گئی تھی ۔ مگر اب لڑکی کے رشتہ داروں نے جو غیر از جماعت ہیں ۔ محض احمدیت کے باعث رشتہ دینے سے انکار کر دیا ہے ۔ منصف صاحب پٹنہ یونیورسٹی کے ایم اے ۔ بی ایل ہیں ۔ اور ابھی تک کنوارے ہیں ۔ عمر تقریباً ستائیس سال ہے جو احمدی یا دوسرے احباب رشتہ کے خواہشمند ہوں وہ ان سے مندرجہ بالا پتہ پر خط و کتابت کریں ۔

اہل قادیان سے چند ضروری مطالبات" اس ٹریکٹ میں مولوی محمد یمین صاحب دہلوی نے حضرت مسیح موعودؑ اور میاں محمود احمد صاحب کی تحریرات کو بالمقابل پیش کر کے دکھایا ہے کہ ختم نبوت کے متعلق میاں صاحب کے عقائد حضرت صاحب کے عقائد کے بالکل برعکس ہیں یہ ٹریکٹ حال ہی میں شایع ہوا ہے ۔ دفتر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مفت طلب فرمایئے ۔

سب صاحبان میری صحت کے لئے دعا کریں ۔ (منصب علیخان نہ ہالیر کوٹلہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۴۴ ہجری المقدس نمبر ۲۶

سرچشمۂ فسادات

کچھ عرصہ سے ہندوستان کے طول و عرض میں جو ہندو مسلم فسادات ہو رہے ہیں ان کے حقیقی اسباب وہ نہیں جو اکثر پیش کئے جاتے ہیں جب کہیں کوئی فساد ہوتا ہے۔ تو یہ بحث چھڑ جاتی ہے کہ فساد کی ابتدا کس فریق نے کی اور اس کی اصل وجہ کیا ہے۔ ہر دو فریق اپنے مقابل ہی کو ابتدا کرنے کا مجرم گردانتے ہیں۔ اور ابتدا کرنے والے فریق کے ہنگامی اشتعال اور ہیجان ہی کو فساد کی اصل وجہ قرار دیتے ہیں۔ مثلاً بعض وقت یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ پر ہندوؤں نے مسجد کے سامنے باجا بجانے پر اصرار کیا۔ اور جب مسلمانوں نے منع کیا تو انہوں نے جواب میں اشتعال انگیز الفاظ استعمال کئے۔ جس سے فساد ہو گیا۔ مگر ہمارے خیال میں اس قسم کے فسادات کے حقیقی وجوہ و اسباب کچھ اور ہی ہیں۔ اس قسم کے افسوسناک اور خونریز فسادات کو محض دو جماعتوں کی مناقشانہ گفتگو ہی کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ ان کے حقیقی اسباب ان تحریکات میں مضمر ہیں جن کی وجہ سے طبائع میں بغض و عناد کے جذبات اس قدر ترقی کر جاتے ہیں۔ کہ ذرا سے اشتعال سے انسان کو درندگی کی حد تک پہنچا دیتے ہیں۔

اس وقت برادران وطن کے اندر شدھی اور سنگٹھن کی جو تحریکیں جاری ہیں وہ ان فسادات کا اصل سرچشمہ ہیں۔ ان جدید تحریکات کو ہندو قوم میں مقبول اور کامیاب بنانے کے لئے جو روش ہندو رہنماؤں نے اختیار کر رکھی ہے۔ وہ نہایت نفاق انگیز اور شر آمیز ہے ان تحریکات کی ضرورت و اہمیت اس طرح ذہن نشین کی جاتی ہے۔ کہ اے ہندوؤ! مسلمان تمہارے جانی دشمن ہیں۔ اور وہ شب و روز تمہیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی فکر میں ہیں۔ پھر ان بے بنیاد الزامات کو ثابت کرنے کے لئے مسلمانوں کے فرضی مظالم کی طول طویل داستانیں ایسے درد انگیز لب و لہجہ میں بیان کی جاتی ہیں کہ طبائع میں انتقامی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور نفرت و حقارت کے احساسات اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ مسلمانوں میں برادران وطن کو کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں کی اس "فرضی" وحشت و بربریت" سے ہندو اس قدر خائف ہو جاتے ہیں کہ ان کے تباہ و برباد کرنے ہی میں وہ اپنا بھلا سمجھنے لگتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے انتقامی جذبات کو ابھارنے کا یہ عمل ایسے موثر طریق پر جاری ہے۔ کہ ہندو قوم مجسمۂ انتقام بن چکی ہے۔ اور جہاں مسلمان اس کی من مانی کارروائیوں میں ذرا بھی مخل ہوتے ہیں۔ وہ درندوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑتی ہے۔

ان دونوں تحریکوں میں سے ایک تحریک یعنی "شدھی" تو صریح طور پر اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے ایجاد کی گئی ہے۔ اس بات کا اعتراف خود ان لوگوں کو بھی ہے۔ جو تحریک شدھی کی محرک ہیں۔ البتہ تحریک سنگٹھن کے متعلق یہ بتایا گیا تھا کہ اس کا مقصد مسلمانوں کی مخالفت نہیں بلکہ ہندوؤں کی داخلی اصلاح ہے۔ مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ یہ محض دھوکا تھا بلاشبہ اس تحریک کے جو اغراض و مقاصد کاغذ پر دکھائے گئے ہیں ان میں کوئی ایسی بات نہیں جس کو مسلمانوں کی دشمنی اور عداوت پر محمول کیا جائے مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اغراض و مقاصد محض کاغذ ہی تک محدود رہے۔ اس تحریک کے کارکنوں کی سرگرمیوں کی نوعیت نے اس بات کو ظاہر کر دیا کہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے نیک نیتی سے کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے اندر انتقامی جذبات پیدا کرنا ہی

تحریک سنگٹھن کے ذریعے ہندوؤں میں پیدا کی جا رہی تھی ملک و ملت کے لئے ہرگز مفید نہ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ آج جو خون خرابے ملک کے مختلف حصوں میں رونما ہو رہے ہیں۔ وہ اسی ذہنیت کا نتیجہ ہیں جو بدقسمتی سے بعض ناعاقبت اندیش ہندو "لیڈروں" کے طرز عمل سے ہندو قوم میں پیدا ہو گئی ہے۔

حال ہی میں لکھنؤ اور انبالہ میں ہندو کانفرنسوں کے جو اجلاس ہوئے ہیں۔ ان میں لالہ کیدارناتھ۔ پنڈت مدن موہن مالوی۔ بھائی پرمانند۔ سوامی ستیہ دیو۔ اور ڈاکٹر مونجے نے سخت اشتعال انگیز تقریریں کی ہیں۔ اور ان میں مسلمانوں کے فرضی مظالم کی داستانیں جس شر انگیز طریق سے بیان کی ہیں۔ ان سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس تحریک کی باگ کن لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اس کے ذریعہ سے ہندو قوم میں کس قسم کے منتقمانہ جذبات و احساسات پیدا کرنا چاہتے ہیں جب ایسے ذمہ دار "لیڈروں" کا یہ حال ہے تو اس تحریک کے ادنےٰ کارکن خدا جانے کیا غضب ڈھاتے ہوں گے۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

بہار ہندو سبھا میں پنڈت مالوی جی نے جو تقریر کی ہے اس میں فسادات کلکتہ پر اپنی خوشنودی اور اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اور ہندوؤں نے جو زیادتیاں اور چیرہ دستیاں کی ہیں۔ انہیں جائز قرار دیا ہے۔ آپ پہلے تو یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ہر جگہ مسلمان ہی حملہ آور تھے۔ پھر اس پر فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں ہندوؤں کا یہی فرض تھا کہ وہ حفاظت خود اختیاری کے اصول پر عمل کرتے اور اس کے لئے قتل و غارت سب کچھ جائز ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر مونجے نے بمبئی میں جو ارشادات فرمائے ان میں فساد کلکتہ کے نتائج پر اظہار مسرت و اطمینان کرتے ہوئے سنگٹھن کے اصل مقصد کو صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

> اس دفعہ (یعنی فساد کلکتہ میں) ایک خصوصیت کو دیکھ کر آنند (اطمینان) ہوتا ہے۔ کہ ہندو بزدلی سے گھر میں چھپ نہیں گئے۔ بلکہ انہوں نے باہر نکل کر اپنی بہادری کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ آج تک ناگپور کے سوا کہیں بھی ہندوؤں نے ایسی بہادری نہیں دکھلائی۔ لیکن اس کے بعد یہ دوسرا موقعہ ہے کہ کلکتہ میں ہندوؤں نے اپنی شکتی (طاقت) دکھلائی ہے۔ یہ ہندو سنگٹھن ہی کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔

اللہ اکبر! کلکتہ میں ہندوؤں نے جو قیامت برپا کی۔ جو خون خرابا کیا جو اودھم مچایا۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کو "آنند" آ رہا ہے۔ کیونکہ یہ باتیں ہندوؤں میں شجاعت و مردانگی کے آثار ظاہر کرتی ہیں۔ پھر اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ آج تک ہندو مسلمانوں کے ساتھ صرف عقل ہی کی لڑائی لڑتے رہے ہیں۔ اب انہیں ہاتھ پاؤں کی لڑائی بھی لڑنا ہوگی۔ پنجاب ہندو کانفرنس کے اجلاس انبالہ میں بھی ہندوؤں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے بھارت ماتا کے اس سپوت نے مسلمانوں کے فرضی مظالم کی داستانیں نہایت بلند آہنگی سے پیش کیں۔ آپ کی اس قسم کی ہرزہ سرائیوں میں سے ایک یہ ہے:-

> کوہاٹ کے پٹھانوں نے ہندوؤں کے ساتھ صلح و دوستی کے جو شرائط پیش کئے تھے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ:-
>
> (۱) ہندوؤں کو اسلام قبول کر لینا چاہیئے۔
>
> (۲) انہیں اپنی لڑکیوں کی شادیاں مسلمانوں کے ساتھ کرنی ہوں گی۔
>
> (۳) اگر وہ ان میں سے کسی کو منظور نہ کریں گے تو انہیں کوہاٹ سے نکل جانا چاہیئے۔

بھائی پرمانند نے لکھنؤ کانفرنس کے اجلاس میں فرمایا کہ اب ہندوؤں کو اسلام اور عیسائیت پر حملہ کرنے کے لئے طیار ہو جانا چاہیئے۔ سوامی ستیہ دیو سب سے بڑھ گئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنے کا حق صرف اس صورت میں دیتے ہیں کہ سب مسلمان اسلامی تہذیب کو خیرباد کہہ کر ہندو تہذیب بلکہ ہندو مذہب اختیار کر لیں اجلاس انبالہ میں لالہ کیدارناتھ چیرمین کانفرنس نے مسلمانوں کے فرضی

لفظوں میں ہدایت کی ہے:-

> اس بات کا علاج یہی ہے کہ جن صوبجات میں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ وہاں پر انتقامی ذرائع اختیار کئے جائیں غیر کا بار صرف ہندوؤں کی گردن کے لئے مخصوص نہیں اگر دوسرے صوبجات کے ہندو ہمت سے کام لیں تو وہ اپنے پنجابی بھائیوں کے مصائب کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اپنی حفاظت کے لئے انتقامی ذرائع اختیار کرنا ہندو مذہب میں جائز ہے۔

غرض سنگٹھن کے تمام لیڈروں کا طرز عمل اور اسلوب تقریر یہی ہے کہ پہلے وہ مسلمانوں کے فرضی مظالم بیان کرتے ہیں۔ اور پھر ہندوؤں کو ان سے انتقام اور بدلہ لینے پر آمادہ کرتے ہیں۔ اس لئے فسادات کا اصل سرچشمہ یہی سنگٹھنی تقریریں ہیں۔ کیونکہ ان سے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ بغض و عداوت ترقی کرتی ہے۔ اور فساد کی تحریکات نشو و نما پاتی ہیں۔ جب تک ایسی شر انگیز تقریروں کا سلسلہ جاری ہے اس وقت تک فرقہ وارانہ فسادات اور ہنگامے ہوتے رہیں گے اور ملک میں حقیقی امن قائم نہ ہو سکے گا۔ اگر کانگرس کے ہندو لیڈر یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں ہندو مسلم اتحاد پیدا ہو۔ ان آئے دن کے مناقشات کا خاتمہ ہو۔ اور ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو۔ تو سب سے پہلے ان کا فرض یہ ہے کہ ان تباہ کن تحریکات کا جنہوں نے ملک کے طول و عرض میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دی ہے انسداد کریں۔ ؎

مراد ما نصیحت بود کردیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

حجاج کی مشکلات اور حکومت کا فرض

معاصر "ہمدرد" دہلی میں مولوی حبیب احمد پھلواری ندوی نے اپنے سفر حج کے جو واقعات شایع کرائے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے بعض ناعاقبت اندیش افسر حجاج کے ساتھ نہایت غیر شریفانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ نہ صرف جزیرہ کامران میں حاجیوں کو افسران قرنطینہ کی فرعون دماغی سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ خود بمبئی میں ان پولیس افسروں کا سلوک جو جہاز پر متعین ہوتے ہیں حد درجہ کا غیرت سوز ہوتا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

> "اس سے زیادہ بیہودگی اور کمینہ پن پولیس کے آفیسر یہ کرتے ہیں کہ عورتوں سے اشارہ سے کہتے ہیں کہ ہاتھ دکھاؤ۔ اگر کوئی عورت ان کے اس اشارہ یا لیٹر ہی اردو کو نہ سمجھ سکے تو خود عورت کا ہاتھ پکڑ کر کھولتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ سوار ہونے کی ہر شخص کو جلدی ہوتی ہے۔ عورت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ مگر اس صورت پر بے حیا اور بے شرم پولیس آفیسر بازو پکڑ کر دھکا دیتے اور بسا اوقات سینہ پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کو دھکیلتے ہیں"

پولیس افسروں کا مسافر عورتوں کے ساتھ یہ سلوک جس قدر شرمناک ہے اس کو کوئی مسلمان گوارا نہیں کر سکتا۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد اس قسم کی ناروا کارروائیوں کا انسداد کرے۔ اور حجاج کی تمام شکایات کو رفع کر دے۔

کلکتہ میں سنگٹھن کے کرشمے

کلکتہ میں جو فسادات ہوئے ہیں ان کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ایک منظم سازش کر رکھی ہے صرف پہلے فساد میں مسلمانوں کے حسب ذیل نقصانات ہوئے ہیں۔ مقتول ۴۰ گمشدہ ۲۰۰۔ مجروحین آٹھ سو سے زائد۔ تباہ شدہ جائداد چار لاکھ پانچ مسجدیں اور چار مزار شہید کئے گئے۔

دوسرے فساد میں ہندو بدمعاشوں نے مسلمانوں پر اور بھی چیرہ دستیاں کی ہیں۔ ان فسادات کا تاریک ترین پہلو یہ ہے کہ کلکتہ کی پانچ ہزار پولیس میں ۹۰ فیصدی غیر مسلم عنصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولیس کی حفاظتی کارروائیاں زیادہ تر مسلمانوں ہی کے خلاف ہو رہی ہیں۔ فیر ہوتا ہے تو غریب مسلمانوں پر۔ لوٹے جاتے ہیں تو بدنصیب مسلمان۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ حکومت بنگال کیوں اس قدر معطل ہو گئی ہے۔ اگر حکومت سنگٹھنیوں سے مسلمانان کلکتہ کی حفاظت نہیں کر سکتی تو وہ صاف

مسلمانو ہوشیار ہوجاؤ!

تحریک سنگٹھن نے ہندوؤں کے اندر اس قدر ہیجان اور بغض و عناد پیدا کر دیا ہے کہ وہ ہر جائز و ناجائز طریق پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اپنا دھرم سمجھنے لگے ہیں۔ دہلی میں اب ایک نئی چال چلی گئی ہے۔ ۳۰ اپریل کو محلہ نمبر خاں واقعہ کوچہ چیلاں میں ایک شخص اسلامی وضع بنائے ہوئے کھیر بیچنے کے لئے آیا۔ اس کے آواز لگانے پر ایک مکان کے لڑکے نکل آئے اور کھیر خریدی۔ چونکہ وہ کھیر کے پیالے سستے فروخت کر رہا تھا اس لئے گھر والوں نے بھی خرید لئے۔ چنانچہ اس گھر کے چھ سات مرد عورت اور بچوں نے کھیر کے پیالے خرید لئے اور کھائے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان سب کو چکر آنے لگے۔ اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے۔ ان سب کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ اور ان میں سے ایک بچہ کا انتقال ہو گیا باقیوں کو کئی گھنٹوں کے بعد ہوش آیا۔ بچہ کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ بعد امتحان معلوم ہوا کہ کھیر میں کوئی زہر از قسم دھتورا ملا ہوا تھا۔ یہ تمام اشخاص مسلمان تھے۔ اس واقعہ سے عام طور پر دہلی کے مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ یقیناً کھیر بیچنے والا ہندو تھا۔ اس لئے کہ ایک مسلمان بلاوجہ اپنے دوسرے ہم مذہبوں کی جان لینے کا ارادہ کسی طرح نہیں کر سکتا۔ سنتے ہیں کہ پھاٹک حبش خاں میں ایک دہی بڑے بیچنے والا ہندو بھی ایسی ہی حرکت کر چکا ہے۔ سونیو الاں میں ایک ملائی کی برف بیچنے والے نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ چونکہ سنگٹھنی لیڈروں کی شر پاش تقریروں سے عوام ہندوؤں کے جذبات میں صد درجہ کا اشتعال اور ہیجان پیدا ہو چکا ہے اس لئے یہ امر کچھ بعید نہیں کہ وہ ان اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہوں تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان سنگٹھنی وسائس سے ہوشیار رہیں اور اپنے بچوں کو ہدایت کر دیں کہ وہ آئندہ کوئی خوردنی و نوشیدنی چیز کسی ہندو دکاندار سے نہ خریدیں۔

ہندو اور مسلم ذہنیت میں فرق

داخلہ کونسل کے متعلق جمعیۃ خلافت مرکزیہ نے گزشتہ اجلاس دہلی میں حسب ذیل تجویز منظور کی ہے:۔

> مرکزی خلافت کمیٹی کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ کوئی امیدوار خلافت کمیٹی کا ٹکٹ لے کر مجالس مقننہ میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن ساتھ ہی یہ اجلاس صوبہ کی مجالس خلافت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو ایسے امیدواروں کی مدد کر سکتی ہیں۔ جو اگرچہ خلافت کمیٹی کی طرف سے نامزد تو نہ ہوں گے مگر ہندوستان کی آزادی اور مسلمانوں کے سود و بہبود کے خیال کو ذاتی اغراض اور حکومت کی خوشنودی پر ہمیشہ ترجیح دیتے ہوں۔

اس قرارداد میں ایسا کوئی ہیر پھیر نہیں ہے جیسا کہ ہندو مہا سبھا کی قرارداد میں رکھا گیا ہے۔ اور جس سے فائدہ اٹھانے کی مالوی جی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ لکھنؤ کی ہندو سبھا کے اجلاس میں اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ کہ وہ دیکھے کہ سوراج پارٹی کوئی ایسا امیدوار تو کھڑا نہیں کرتی جو سنگٹھنی مقاصد کے خلاف ہو۔ اور اگر ایسا ہو تو اس کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے اپنے حسب منشا امیدوار کھڑا کرے۔ خلافت کمیٹی کی قرارداد کسی طرح بھی کانگرس کے اغراض و مقاصد کے خلاف نہیں مگر ہندو مہاسبھا کی قرارداد کا اس کے اغراض و مقاصد سے تصادم ہو سکتا ہے اس ایک ہی بات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی ذہنیت میں کتنا بڑا فرق ہے۔

اسلام کے نادان دوست

امرتسری معاصر "الفقیہ" کی ۲۸ اپریل کی اشاعت میں احمدیوں کے متعلق عجیب و غریب فتوے شائع ہوئے ہیں۔ ریاست بہاولپور کے ایک شخص محبوب عالم نے استفتا کیا کہ:۔

(۱) مرزائیوں سے دوستی رکھنا۔ ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مرزائیوں سے سلام کلام جائز ہے یا نہیں جبکہ ایک محکمہ میں ملازم ہوں اور بغیر بول چال سرکاری کام میں حرج ہوتا ہو۔

اس کا جواب ایک گمنام مفتی صاحب نے (اغلباً مدیر الفقیہ خود ہی مفتی ہیں۔ کیونکہ کسی دوسرے مفتی کا ذکر نہیں کیا گیا) حسب ذیل دیا ہے:۔

> (۱) مرزائیوں کے ساتھ کھانا پینا۔ ان سے میل جول، محبت و دوستی رکھنا ناجائز ہے۔
>
> (۲) ایسوں سے کلام و سلام جائز نہیں ہے۔ مگر بضرورت اور بہتر یہ ہے کہ انہیں سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ جو ہر مسلمان کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ اور جواب سلام میں صرف وعلیکم کہے۔

حیرت ہے کہ مفتی صاحب نے احمدیوں کی مخالفت میں قرآن کریم کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ قرآن مجید تو **وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم** فرما کر یہود اور نصاریٰ تک کے ساتھ بھی میل جول رکھنے اور کھانے پینے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر مفتی صاحب ایک مسلمان جماعت کے ساتھ بھی کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا ناجائز قرار دیتے ہیں۔ پھر سلام کرنے کا جو مکارانہ طریق بتایا ہے۔ وہ بھی قابل داد ہے۔ یہ ہمارے علما اور کشتی قوم کے کھیویوں کا ایک نمونہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

> ستوں، چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
> نمونہ ہیں خلق رسول امیں کے،

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ہمارے معزز معاصر "ہمدرد" نے ۵ رمئی کی اشاعت میں "حکومت بنگال اور فسادات" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم کیا ہے جس میں حکومت بنگال پر نکتہ چینی کرتے ہوئے معاصر موصوف لکھتا ہے:۔

> کلکتہ کے فساد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یا تو حکومت اس قابل نہیں کہ فسادات کو روک سکے اس لحاظ سے وہ ایک منٹ کے لئے ہندوستان میں رہنے کی مستحق نہیں ہے۔ اس لئے کہ کسی حکومت کا اولین فرض قیام امن ہے۔ مگر کلکتہ میں تین ہفتے تک صرف فسادیوں اور بلوائیوں کی حکومت رہی۔ اور لارڈ لٹن اور ان کی طاقتور گورنمنٹ امن قائم کرنے سے بالکل قاصر رہی۔ لیکن اگر یہ نہیں ہے۔ اور بنگال کی گورنمنٹ ہر طرح سے مضبوط اور فساد کو روکنے کی طاقت رکھتی ہے تو پھر کہنا پڑے گا کہ دانستہ اس کی طرف سے ڈھیل دی گئی۔ اور فساد کو روکنے کی پوری کوشش نہ کی گئی۔

ہمیں اپنے محترم معاصر کے ایک ایک حرف سے اتفاق ہے۔ جو حکومت امن قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ وہ حکومت کی اہل ہی نہیں۔ لیکن جہاں ہمیں حکومت بنگال کی شان بے نیازی کا شکوہ ہے۔ وہاں ہمیں خود اپنے ان دوستوں سے بھی گلہ ہے۔ جو آج سے کچھ دن پہلے سوراج کا شور و غوغا مچا رہے تھے۔ اور آج بھی وہی راگ الاپ رہے ہیں۔ مہاتما گاندھی، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور دوسرے رہنمایان قوم و ملت مدت سے حکومت کو معطل کرنے کی فکر میں تھے اور اپنے آپ کو جہانبانی اور حکمرانی کا اہل سمجھتے تھے۔ اب فسادات کلکتہ کے وقت بدقسمتی سے لارڈ لٹن کی حکومت امن قائم کرنے میں اگر ناکام رہی تھی تو ہمارے سوراجی دوستوں کے لئے اپنی قابلیت کے جوہر دکھانے کا ایک زریں موقعہ تھا۔ انہیں چاہیے تھا کہ فوراً کلکتہ پہنچتے۔ اپنی جادو بھری تقریروں سے لوگوں کو مسحور کرتے۔ اور آن واحد میں امن و امان قائم کر دیتے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو پھر ان کا یہ دعویٰ درست ہوتا کہ دیکھو ہم وہ کچھ کر سکتے ہیں جو لارڈ لٹن توپ و تفنگ اور فوجی قوت سے نہ کر سکے۔ اس لئے ہندوستان کی حکومت اب ہمیں ملنی چاہیے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ یہ بزرگان قوم و ملت بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے سیر دیکھا کئے۔ اور کسی نے فسادات دور کرنے کی کچھ کوشش نہ کی۔ کاش ہمارے رہنمایان قوم اس وقت کی قدر کرتے۔ اور ایک زریں موقع یوں ہاتھ سے نہ جانے دیتے

"نورافشاں" کا حیرت انگیز اعتراف

ہمارا مسیحی معاصر "نورافشاں" آئے دن مسیح کی خدائی کی داستان سناتا رہتا ہے لیکن صداقت صداقت ہے۔ وہ بھی کبھی کبھی بے ساختہ منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔ چنانچہ ۷ رمئی کی اشاعت میں معاصر موصوف نہایت صاف لفظوں میں حضرت مسیح کو "نبی" تسلیم کرتا ہے:۔

> انجیل پڑھنے والے اصحاب سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ سلسلہ نبوت یسوع مسیح پر ان معانی میں ختم ہو چکا ہے کہ یسوع مسیح اور اس کی انجیل کی اطاعت سے باہر کسی سچے نبی رسول کا آنا ممکن نہیں مانا گیا۔ ہر سچے اور صادق نبی رسول کا آنا یسوع مسیح اور اس کی انجیل کی فرمانبرداری میں تسلیم کیا گیا۔ جن کی نبوتیں اور رسالتیں یسوع مسیح کے تابع قرار پائی ہیں۔ یسوع مسیح کے بعد اس کے تمام شاگرد یہی نبوت و رسالت کے فیض سے آج تک فیض یاب ہوتے آئے ہیں۔ جن کی نبوت و رسالت ہمیشہ یسوع مسیح کے تابع رہی ہے۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح "سلسلہ نبوت" میں منسلک تھے اور مسیحی نبوت و رسالت کا فیض ہی ان کے شاگردوں کو پہنچا۔ اگر یہ صحیح ہو تو پھر مسیحی حضرات بتائیں کہ مسیح کی وہ خدائی کیا ہوئی جو تمام انبیا کی تعلیم اور خود حضرت مسیح کی انجیل کے خلاف کلیسیا نے مسیحی تمام جہان سے منوا رکھی ہے اگر "سلسلہ نبوت" یسوع مسیح پر ختم ہوا تو اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہو گیا کہ خود حضرت یسوع مسیح بھی نبی ہی تھے۔ خدا نہ تھے اور نبوت و رسالت ہی کا فیض ان سے لوگوں کو پہنچا۔ اب اس اعتراف سے نہ تو مسیح خدا رہتے ہیں نہ کفارہ کا مسئلہ باقی رہتا ہے۔ اگر ہمارا معاصر اسی طرح صاف گوئی سے کام لے گا تو عنقریب ہم اس کو حلقہ بگوش اسلام دیکھیں گے۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ہمارے احباب میاں غلام عباس صاحب بی اے۔ خلف الرشید خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نام نامی سے پہلے کے خوب واقف ہیں۔ آپ ہماری قوم کے ایک درخشندہ گوہر ہیں اور ہر رنگ میں اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ تین سال ہوئے کہ آپ نے اپنی خدمات ووکنگ مشن کو سپرد کیں۔ اس لئے آپ ولایت تشریف لے گئے تھے۔ لیکن پھر طبی مشورہ کے ماتحت آپ کو ہندوستان واپس آنا پڑا۔ اور یہاں گورنمنٹ کے محکمہ حسابات میں ایک اعلیٰ عہدہ کے لئے امتحان میں شریک ہوئے۔ جس میں آپ خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے۔ اب اس عہدہ پر آپ کے تقرر کی منظوری بھی آ گئی ہے چنانچہ آپ نے اس کامیابی پر اپنے دلی جذبات کو حضرت امیر کے ایک خط میں یوں ظاہر کیا ہے:۔

> اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یکم مئی کا گورنمنٹ گزٹ میری کامیابی اور تقرر کا مژدہ لایا۔ سنتے ہی پہلا خیال میرا خدا تعالیٰ کی عظمت و رحمت اور محبت کے اعتراف کی نذر ہوا۔ اس کے اس قدر احسانات ہیں کہ میں انہیں دیکھ کر دنگ ہو رہا ہوں۔ یہ معجزہ میری کامیابی کے معجزہ سے بڑھ کر یا اس جتنا تو ضرور ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ہم اپنے محترم دوست میاں غلام رسول صاحب اور نیز خود میاں غلام عباس صاحب کو اس کامیابی پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا میں ترقیاں نصیب کرے۔

ڈاکٹر مونجے

صوبجات متوسط کے ڈنڈے باز لیڈر ڈاکٹر مونجے عجیب تماش کے واقع ہوئے ہیں۔ نام کو تو آپ سناتنی ہیں لیکن روح آپ میں سوامی دیانند کی کام کر رہی ہے چونکہ آریہ سماج نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کا اجارہ لے رکھا ہے اس لئے آپ اس کے جلسوں کے صدر بننا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ بمبئی کے مارواڑی ودیالہ میں آریہ سماج کا جلسہ ہوا۔ قرعۂ صدارت آپ کے نام پڑا۔ آپ نے اٹھتے ہی فرمایا کہ فسادات کلکتہ میں ایک بات کو دیکھ کر بڑا آنند ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے گھروں سے باہر نکل کر بہادری کا ثبوت دیا۔ اور یہ ہندو سنگٹھن ہی کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے اس مسرت افزا تذکرہ سے آپ پر ایسی حالت بے خودی طاری ہوئی کہ آپ نے مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے ایک چیلنج بھی دے دیا۔ فرمایا کہ "اگر تم باہو! قوت بازو، سے غم کرو گے تو تم سے وہی کچھ کیا جائے گا جو شہاب الدین کے ساتھ پرتھی راج نے اور اورنگ زیب کے ساتھ شیوا جی نے کیا تھا"۔ سبحان اللہ! ذالک مبلغھم من العلم۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مونجے تاریخ ہند سے کیسر نابلد ہیں۔ ورنہ وہ مسلمانوں کو مضحکہ انگیز تنبیہ نہ کرتے۔ دھمکی بھی دی تو ان سورماؤں کی جن کی روحیں اسلامی ہیبت و شوکت سے آج عالم برزخ میں کانپ رہی ہوں گی۔ پرتھی راج وہ بہادر ہیں جن کو شہاب الدین نے ایسی شکست فاش دی کہ وہ اس کے ساتھ ہی پرلوک کو سدھار گئے۔ اور ان کے تخت حکومت پر شہاب الدین کا ایک غلام متمکن ہوا۔ اور سیوا جی کی ناکامی کا تو کہنا ہی کیا سب جانتے ہیں کہ وہ غازی اورنگ زیب کی افواج قاہرہ کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست کھا کر پہاڑوں اور

جواہر ریزے

مرکزی جمعیت خلافت دہلی کے اجلاس میں جب موتمر حجاز کے لئے ممبران وفد کا انتخاب ہونے لگا۔ تو کسی نے دل لگی کے لئے مسٹر ظفر علی خاں کا بھی نام پیش کر دیا۔ مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ مسٹر ممدوح کے گزشتہ حجازی کارنامے سب کو معلوم تھے ان کے حق میں لوگ رائے دیتے تو کیونکر۔ صرف چند حاشیہ نشینوں نے حق دوستی ادا کیا اور آپ کے حق میں رائے دی۔ شمار آراء پر معلوم ہوا کہ بیچارے ظفر الملت کو صرف ۹ رائیں ملیں۔ خیر این ہم غنیمت است۔ مگر افسوس ہے کہ سرحد اور پنجاب کے بعض ممبروں نے بھی اپنے اس پنجابی بھائی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور اس کے خلاف رائیں دیں۔

اس واقعہ فاجعہ سے "ظفر الملت" کو صدمہ تو ضرور پہنچا ہوگا۔ مگر کیا کیا جائے۔ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ خلافت کمیٹی نے بیچارے ظفر الملت سے اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ کیا اچھا ہوتا اگر ان کو بھی وفد کے ساتھ بھیج دیتی۔ جس کی ان کو بہت خواہش ہے۔ وہ تو ابن سعود کو دیکھنے کے لئے بے قرار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اب اس ناکامی کا کفارہ اس طرح کیا ہے۔ کہ بحیثیت صدر مجلس خلافت پنجاب ابن سعود کو پیغام محبت کا تار بھیجا ہے۔

مہاشہ کرشن اپنے اخبار پرکاش میں لکھتے ہیں کہ:-

ایک مومن نے مسلمانوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ اپنی اسلامی کتاب سے گوشت خوری کو ثابت کریں۔ اس کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں نہ صرف یہ کہ گوشت خوری کی اجازت نہیں بلکہ اس کی ممانعت ہے۔"

مہاشہ جی نے اس پر بہت مسرت کا اظہار کیا ہے۔ ہمارے خیال میں اس قسم کا جاہلانہ چیلنج کسی مسلمان کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کی جہالت تو آریہ سماج ہی کے حصہ میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہاشہ جی اس بیہودہ اور بے بنیاد چیلنج پر خوش ہو رہے ہیں۔ قرآن میں گوشت خوری کی ممانعت ہے یہ بات کسی آریہ دماغ ہی کا اختراع ہو سکتی ہے۔

بعض لوگ بڑے بے وقوف واقع ہوئے ہیں۔ اگر ان کا کوئی لڑکا گم ہو جائے۔ تو جھٹ اخبار میں اشتہار دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اجرت اشتہار الگ دیتے ہیں اور مخبر کے لئے انعام الگ مقرر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ آئندہ ایسی فضول خرچی کا ہرگز ارتکاب نہ کریں۔ اگر خدانخواستہ ایسا موقعہ پڑے تو فوراً "محدث علی پوری" کی طرف رجوع کریں۔ کیونکہ آپ نے اعلان کیا ہے کہ:-

کسی شخص کا لڑکا گم ہو جائے۔ فقیر مٹی کے تین ڈھیلوں پر قرآن شریف کی ایک سورت پڑھ کر دم کر دے گا اور وہ مفقود بچہ گم شدہ خدا کو اگر منظور ہوا تو آٹھ دن کے اندر ہی گھر واپس آ جائے گا۔ اس کا صدہا مرتبہ تجربہ ہو چکا ہے۔

بات تو ممکن ہے ٹھیک ہو۔ کیونکہ پیر جی نے صدہا مرتبہ اس کا تجربہ کیا ہے۔ مگر یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ "گم شدہ خدا تعالیٰ" کون ہے۔ کیا اس کا پتہ بھی پیر صاحب اپنے "تین ڈھیلوں" سے بتا سکتے ہیں؟

قرآن شریف کی آیات مٹی کے ڈھیلوں پر پڑھنا اور اس قسم کا دم درود کرنا ہمارے نزدیک تو شریعت غرائے مصطفوی کی صریح ہتک اور قرآن مجید کا استخفاف ہے۔ مگر پیر صاحب خدا جانے کیا سمجھتے ہیں۔

فسادات کلکتہ کے اب ہولناک ہونے میں کچھ شک نہیں رہا۔ کیونکہ اس سفاکی خونریزی پر سنگٹھن کے موجد پنڈت مالویہ کا دل بھی رو دیا ہے۔ آپ نے حال ہی میں کلکتہ کے ایک جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ ان فسادات میں میرا دل خون کے آنسو بہا رہا ہے۔ ابھی چند روز ہوئے آپ نے لکھنؤ میں ان فسادات پر "اطمینان" کا اظہار فرمایا تھا۔ اور آپ کو یہ دیکھ کر مسرت ہوئی تھی کہ ہندوؤں نے خوب مقابلہ کیا۔ اور مسلمانوں کا "کایہ تنگ" کر دیا۔ خیر خیالات بدلتے کیا دیر لگتی ہے۔ اگر واقعی موجد سنگٹھن کا دل اس وحشت و بربریت پر پسیجا ہے تو انہیں چاہئے کہ آئندہ ... [illegible]

مذاکرۂ علمیہ

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

ایک صاحب "مسلم" کے نام سے چند سوالات کرتے ہیں۔ مگر جواب میں یہ شرط لگاتے ہیں کہ "جن سے غیر مسلموں کی تسلی ہو سکے" سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ تسلی دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ اپنے فضل سے ہی تسلی دے سکتا ہے اور نہ ماننے کا تو کوئی علاج ہی نہیں۔ البتہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے علم کے مطابق جواب معقول ہو۔ وباللہ التوفیق۔

سوال نمبر ۱ - قرآن کریم میں بعض جگہ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو سات روز میں بنایا۔ اور بعض جگہ آتا ہے کہ اس نے "کن" کہا تو دنیا پیدا ہو گئی ان دونوں میں کونسی بات درست ہے۔ اگر پہلی بات درست ہے۔ تو اس سے خدا تعالیٰ کی کمزوری پائی جاتی ہے۔ اگر دوسری ٹھیک ہے تو خدا تعالیٰ نے حکم کس چیز کو دیا۔ حکم اس چیز کو دیا جاتا ہے جس کا وجود ہو

جواب نمبر ۱ - جس غیر مسلم نے یہ سوال کیا ہے اس نے درحقیقت اعتراض اس مفہوم پر کیا ہے۔ جو اس کے دماغ میں ہے۔ اور یہ مفہوم صرف سنی سنائی باتوں سے پیدا ہوا ہے۔ قرآن کریم پر غور نہیں کیا۔ قرآن کریم میں ایک تو آتا ہے **انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون**۔ کہ بے شک اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے "ہو جا" پس وہ ہو جاتی ہے۔

دوسرے زمین و آسمان کی پیدائش کے متعلق یہ مذکور ہے کہ **خلق السموات والارض فی ستۃ ایام**۔ خدا نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھ زمانوں میں یا چھ مراتب میں۔ "یوم" کا لفظ عربی زبان میں بہت وسیع المعانی ہے۔ ایک لمحہ کو بھی یوم کہتے ہیں۔ ایک دن اور ایک رات کو بھی۔ ایک برس کو بھی۔ سو برس کو بھی۔ پچاس ہزار برس کو بھی۔ لاکھوں کروڑوں برس کے زمانہ کو بھی۔ اس آیت میں ظاہر ہے کہ ایک دن اور ایک رات والا یوم تو مراد یقیناً نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارا دن رات تو محض زمین اور آفتاب کے آپس کے تعلقات گردش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جب نہ زمین موجود تھی نہ آفتاب تو ہمارے موجودہ دن رات کا تو وجود ہی نہ تھا۔ اس لئے ایسے معنی کرنا جو واقعات کے خلاف ہوں کسی عقلمند کا کام نہیں۔ پس یوم سے مراد یہاں زمانہ یا دور ہے جسے انگریزی میں ایج (   ) کہتے ہیں اور چونکہ یہ بات اب مسلم ہو چکی ہے۔ کہ زمانہ محض ایک پیمانہ ہے۔ جس سے محدود چیزوں کی آپس کی نسبت ناپی جاتی ہے۔ اس لئے اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آسمانوں اور زمین کو ان کی پیدائش کے دوران میں چھ مراتب میں سے گزارا گیا۔

بہت اچھا۔ اب ایک طرف میں قرآن کریم میں پڑھتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے متعلق ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف میں پڑھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تو انہیں چھ دور یا چھ مراتب میں پیدا فرمایا۔ دونوں باتیں بالکل سچی ہیں۔ مجھے تو ان میں مطلق کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ کسی چیز کو یہ فرمانا کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ اس کے یہ معنے تو نہیں کہ وہ چشم زدن میں ہو جاتی ہے۔ یہاں قطعاً قطعاً نہیں لکھا ہے کہ وہ چشم زدن میں ہو جاتی ہے۔ یہ ضرور لکھا ہے کہ وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ ناممکن ہے کہ وہ نہ ہو۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک لاکھوں کروڑوں چیزیں پیدا ہوتی اور ظہور میں آتی ہیں یہ سب جب تک قضا و قدر کا حکم نہ ہو۔ یعنی ان کے پیدا کرنے اور وقوع میں لانے کے لئے ارادہ الٰہی نہ ہو۔ نہ پیدا ہو سکتی ہیں اور نہ وقوع میں آ سکتی ہیں۔ کوئی منٹ۔ کوئی لمحہ کوئی گھڑی حکم کن سے خالی نہیں زمین آسمان میں حکم کن گونج رہا ہے۔ ہر آن بے شمار چیزیں وقوع میں آ رہی ہیں اور سب حکم کن سے۔ انسان پیدا ہو رہا ہے تو حکم کن سے۔ اس پر موت واقع ہو رہی ہے تو حکم کن سے۔ کہیں یہ حکم آناً فاناً میں تماشا دکھا دیتا ہے۔ کہیں اس کا نتیجہ بتدریج پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً کہیں تو ایک سکنڈ میں دم نکل گیا۔ اور کہیں برسوں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر گھل گھل کر مرا۔ یہ حکم کن کے جاری کرنے والے کے منشا پر منحصر ہے۔ مگر حکم کن کے جاری کرنے والے کی چونکہ ایک صفت رب بھی ہے۔ یعنی پیدا کر کے بتدریج کمال پر پہنچانے والا۔ اس لئے پیدائش کے معاملہ میں بالعموم سنت اللہ یہی ہے کہ حکم کن کے ماتحت جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ بتدریج اپنے کمال کو حاصل کرتی ہے۔ پس جب ارادہ الٰہی ہے ہوا کہ زمین و آسمان پیدا ہو۔ اور اس کے لئے حکم کن جاری ہوا۔ تو وہ چیزیں بتدریج پیدا ہوتی چلی گئیں۔ یہاں تک کہ اپنے کمال کو پہنچ گئیں۔ یہ کہنا سخت غلطی ہے کہ بتدریج نشوونما دینے سے نشوونما دینے والے کی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ کمزوری کا نہیں حکمت کا اظہار ہوتا ہے۔ ادنے سے اعلے حالت کی طرف ترقی کرنے والی مخلوق کی اپنی کمزوری اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ بتدریج اپنے کمال کو حاصل کرے ایک بچہ اگر بتدریج علم میں ترقی کرتا ہے تو یہ اس لئے ہے کہ بچہ یکدم علم نہیں لے سکتا۔ یہ بچہ کی کمزوری ہے۔ معلم کی کمزوری علم نہیں۔ بلکہ معلم کی تو یہ حکمت پر دلیل ہے کہ وہ بچہ کو بتدریج علم میں پختہ کر رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی الحکیم اور ربوبیت کی صفات اپنی حکمت کے ماتحت مخلوق کی پیدائش بتدریج کرتی ہیں۔ تا وہ اپنے کمال کو بتدریج صحیح طور پر حاصل کر سکیں۔

باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ کن میں حکم کس چیز کو دیا۔ جس چیز کا وجود ہوتا ہے اسے حکم دیا جاتا ہے۔ جس چیز کا وجود ہی نہیں اسے حکم کس طرح دیا گیا۔ یہ اعتراض بجائے خود جواب ہے۔ ظاہر ہے کہ جو چیز موجود ہے۔ اسے یہ کہنا "تو ہو جا" بے معنی ہے۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی موجود ہے۔ اس لئے بہرحال یہ حکم اسے ہوا۔ جو موجود نہیں۔ مگر جو چیز موجود نہیں اسے جب کہا جائیگا کہ "ہو جا"، تو اسکے یہی معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ اس کا تصور جو ذہن میں ہے اسے مخاطب کر کے کہا گیا۔ اور یہ کہنا منہ سے کہنا نہیں ہوتا بلکہ ارادہ کو فعل میں لانے کے مترادف ہے مثلاً طوفان نوح کے موقع پر جب آسمان موسلا دھار پانی برسا رہا تھا۔ اور زمین پانی اگل رہی تھی۔ اس وقت جب اس طوفان کو روکنے کے لئے ارادہ الٰہی کو فعل کی شکل میں لایا گیا۔ تو کیسے فصیح و بلیغ الفاظ میں فرمایا گیا کہ **یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی** یعنی اے زمین تو اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تو تھم جا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ خدا نے آسمان اور زمین کو سامنے کھڑا کر کے کوئی حکم دیا تھا۔ بلکہ یہ حکم قضا و قدر تھا۔ اور حکم قضا و قدر کہتے ہیں ارادہ الٰہی کے فعل میں لانے کو۔ چنانچہ خود قرآن کریم نے **فعال لما یرید** فرما کر آپ ہی تفسیر فرما دی ہے۔ کہ جو ارادہ کرتا ہے اسے فعل میں لا کر چھوڑتا ہے۔ پس حکم کن قضا و قدر کا حکم ہے۔ اور اس کے معنے ہوتے ہیں کہ ارادہ الٰہی کو فعل میں لانا۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ جب ہم ایک مکان بنانا چاہتے ہیں۔ تو پہلے اپنے ذہن میں اس کا ایک نقشہ تیار کرتے ہیں۔ پھر اس ذہنی نقشہ کو حکم دیتے ہیں کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے یعنی ہم پھر اپنے ارادہ کو فعل میں لاتے ہیں اور وہ مکان ذہنی نقشہ سے نکل کر معرض وجود میں آ جاتا ہے۔ یہ صرف مثال کے طور پر میں نے عرض کیا ہے۔ ورنہ ہمارے حکم اور خدا کے حکم میں بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ ہمارا حکم بعض دفعہ خالی چلا جاتا ہے۔ یعنی جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک چیز ہو جائے۔ تو بعض دفعہ تو وہ چیز ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ نہیں۔ یعنی جب کبھی اسباب صحیح جمع ہو جاتے ہیں تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ اور جب کبھی وہ اسباب جمع نہیں ہوتے تو ہم ہزار سر پٹکتے ہیں۔ وہ چیز نہیں ہوتی۔ اس لئے ہماری شان تو یہ ہرگز نہیں کہ ہم اپنے لئے یہ کہہ سکیں کہ **اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون** یہ شان صرف خدا تعالیٰ ہی کی ہے کہ جب وہ ایک چیز کا ارادہ کرتا ہے تو "فعال لما یرید" کے ماتحت وہ چیز ہو کر رہتی ہے۔ چونکہ حکم دینے والا نیست سے ہست کرنے والا اور تمام اسباب کا خالق خود ہے اس لئے اس کے لئے کوئی چیز ان ہونی نہیں۔ اسی لئے اپنی اس شان کو ظاہر کرنے کے لئے کلام کی یہ طرز اختیار کی جس سے بڑھ کر افصح و ابلغ طریق اس شان کو ظاہر کرنے کا ہو نہیں سکتا۔ کہ **انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون**۔ کہ جب کسی چیز کو خدا چاہتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا۔ وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو فعل میں لانا چاہتا ہے۔ تو جس چیز کے متعلق ارادہ کیا جاتا ہے وہ ضرور بالضرور معرض وجود میں آ جاتی ہے۔ گویا وہ چیز معرض وجود میں آنے کے لئے صرف حکم کی منتظر تھی۔ حکم ہو جانے کے بعد ہر کوئی چیز معرض وجود میں آنے سے رک نہیں سکتی۔ وہ ضرور عدم سے وجود میں آ جاتی ہے۔

متفرقات

(از ایڈیٹر)

منشی گوہر علی صاحب ٹرینیڈاڈ۔

سوال - یہاں چند لوگ ایسے ہیں جو تنہائی میں جماعت احمدیہ کے کاموں کی تعریف کرتے ہیں مگر دس پانچ آدمیوں کے سامنے وہی لوگ آپ کے خلاف ایسی باتیں کہتے ہیں کہ شیطان کے بھی کان کترتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

[illegible]

حدیث لا نبی بعدی

اور

علامہ حافظ روشن علی صاحب کی نکتہ آفرینیاں

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

محمودی کیمپ بھی "ہمہ خانہ آفتاب است" کی زندہ مثال ہے۔ ایک سے ایک نرالا۔ جو اٹھتا ہے نرالی ہی منطق چھانٹتا ہے۔ "لا نبی بعدی" ایک کانٹا ہے جو محمودیت کے سینے میں کھٹکتا ہے۔ اس حدیث کی طرح طرح کی تاویلات رکیکہ کی جاتی ہیں۔ مگر نبوت کے اجراء کے لئے اس حدیث کی جو دیوار آہنی کھڑی ہے۔ وہ کسی طرح ٹوٹنے میں نہیں آتی۔ بہتیرا سر ٹپکتے ہیں مگر کچھ نہیں بنتا۔ عجب عجب مضحکہ خیز تاویلیں کی جاتی ہیں۔ کہ کسی طرح یہ خلش دور ہو۔ مگر وہ کانٹا نکلنے میں نہیں آتا۔ آج بارہ برس ہوتے ہیں ابھی تک اس حدیث کی تاویلیں نئی سے نئی ہو رہی ہیں مگر میزان ٹھیک بیٹھنے میں آتی ہی نہیں۔ اگر میزان ٹھیک بیٹھ گئی ہوتی۔ اور یہ کانٹا نکل گیا ہوتا۔ تو یہ روز روز کی نت نئی تاویلوں اور توجیہوں کی ضرورت کیا تھی۔ یہاں تک کہ ایک سالانہ جلسہ میں اپنے لیکچر میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے بڑے اہتمام سے اس کی تاویلیں اور توجیہیں کیں جنھیں ناکافی سمجھ کر خود علامہ حافظ روشن علی صاحب نے اپنی سالانہ جلسہ کی تقریر میں یوں ارشاد فرمایا:- "اس لا نبی بعدی کے متعلق کل کے لیکچر میں (یعنی جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری) آپ نے بہت سی توجیہات سن لی ہیں لیکن ایک مختصر سی توجیہہ یہ بھی ہے" غور کا مقام ہے کہ دو لفظوں کی تو حدیث ہے۔ مگر توجیہوں کا (جنھیں علامہ موصوف خود توجیہہ فرماتے ہیں) وہ تانتا بندھا ہوا ہے کہ ایک دن شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری توجیہیں اور طبع آزمائیاں کر کر کے تھک جاتے ہیں تو دوسرے دن علامہ حافظ روشن علی صاحب اس کی توجیہہ کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ علامہ موصوف کے نزدیک شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی توجیہات کچھ تسلی بخش نہ تھیں۔ جس کے لئے دوسرے دن خود انہیں تکلیف کرنی پڑی۔ اور اپنے علم و فضل کے سمندر میں سے مخفی جواہر نکالنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چونکہ ان موتیوں کی زیارت کے لئے ہمارے بہت سے احباب بے تاب ہوں گے۔ اس لئے "الفضل" مجریہ ۵ - مارچ ۱۹۳۳ء کی زنبیل میں سے یہ جواہر ریزے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ دو لفظوں کا یہ ایک فقرہ ہے۔ لا نبی اور بعدی۔ معنے تو صاف ظاہر ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ایسی محکم اور صاف بات کی کوئی تاویل اور توجیہہ کرے تو کیونکر۔ مگر دھڑے بازی اور حمایت عقیدۂ باطل کے صدقہ میں اس قدر تاویلیں ہو چکی ہیں کہ ع

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا

حافظ صاحب کی توجیہہ

علامہ حافظ روشن علی صاحب کے علم و فضل کا سکہ تمام محمودی کیمپ میں مسلم ہے۔ اس لئے اس چوٹی کے عالم کی توجیہہ قابل ملاحظہ ہے :-

(۱) لفظ بعدی کی توجیہہ میں فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث بالکل صحیح ہے نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ نہ آپ کی زندگی میں نہ آپ کی وفات کے بعد اور یہ بالکل ٹھیک ہے کہ یہ آپ کا زمانہ ہے۔ اور آپ کا زمانہ قیامت تک رہنے والا ہے۔ لیکن پھر آگے چل کر اس کے بالکل الٹ فرماتے ہیں" لیکن وہ جو آپ ہی کے زمانہ کے اندر آئے اور آپ ہی کی شریعت کو چلائے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا" یا حضرت آپ ہی تو فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کی زندگی میں ہو یا آپ کی وفات کے بعد ہو۔ کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ تو اب کیسے فرمانے لگے کہ" وہ جو آپ ہی کے زمانہ کے اندر آئے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا" آپ کا زمانہ خواہ آپ کی زندگی کا ہو یا وفات کے بعد کا ہو۔ اس کے متعلق تو آپ خود فرما چکے کہ اس میں نبی نہیں ہو سکتا تو یہ "زمانہ کے اندر" کیا معنے رکھتا ہے؟ اور اگر مطلب شاعر دل یہ ہو کہ "بعدی سے مراد یہ ہے کہ آپ کے زمانہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد اور اس سے مراد ہے قیامت کے بعد جیسا کہ آپ کے اس فقرے سے معلوم ہوتا ہے" اور یہ بالکل ٹھیک ہے کہ اب آپ کا زمانہ ہے۔ اور آپ کا زمانہ قیامت تک رہنے والا ہے" یعنی چونکہ قیامت تک آنحضرت صلعم ہی کی نبوت کا زمانہ ہے پس لا نبی بعدی کے یہ معنے ہوئے "کہ آپ کی نبوت کے زمانہ کے ختم ہونے کے بعد یعنی قیامت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا" مقامت سے قبل

چونکہ آنحضرت صلعم ہی کی نبوت کا زمانہ ہے۔ اس لئے قیامت سے پہلے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ گویا آنحضرت صلعم کے زمانہ کے اندر ہی نبی ہونے کا مدعی ہے۔ اس لئے لا نبی بعدی کی تہدید سے باہر ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مہمل اور بے معنی فقرے کو فرمانے کی آنحضرت صلعم کو کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ کیا آپ کو یہ فکر پڑ گئی تھی کہ لوگ کہیں قیامت کے بعد بھی نبیوں کے آنے کو نہ ماننے لگیں۔ اس لئے اس کی تردید ضروری تھی۔ جب سب لوگ مر گئے۔ سارا جہان فنا ہو چکا۔ دنیا کی صف لپٹی گئی۔ تو اب اے لوگو سنو! کہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ کس قدر لغو ہے یہ حافظ صاحب نے لوگوں کی عقل و فہم سے مذاق تو نہیں کیا؟ آج کا زمانہ ہوتا تو کہتے کہ چونکہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے نبوت کا دروازہ ایسا چوپٹ کھول دیا ہے کہ شبہ پڑتا ہے شاید نبیوں کے آنے کا سلسلہ قیامت کے بعد بھی جاری رہے۔ اس لئے حافظ صاحب کو تسلی دینی پڑی ہے کہ اے لوگو! قیامت کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ قیامت سے پہلے بے شک آتے رہیں گے لیکن جب اس وقت یہ احتمال نہ تھا اور ابتدائے عالم سے نبی ہمیشہ آتے رہے اور آنحضرت صلعم کے بعد بھی بقول حافظ قیامت تک آتے رہیں گے۔ تو لا نبی بعدی کے فرمانے کا مطلب کیا ہوا؟

ایک عجیب نکتہ

(۲) پھر اتنا ہی نہیں۔ اس کے ساتھ ایک عجیب نکتہ اور ہے۔ وہ بھی سن لو فرماتے ہیں:-

> لیکن اگر بعدی سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعد کا زمانہ ہے کہ اس میں کوئی نبی نہ ہوگا جیسے کہ ہمارے مخالفین اس سے مراد لیتے ہیں۔ تو پھر مسیلمہ جھوٹا نہ ہوا۔ کیونکہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اپنی شریعت بھی چلائی تھی اور زندہ بھی رہا۔

حافظ صاحب کے اس ارشاد میں جو نکات علمیہ ہیں ان تک رسائی ہمارے جیسے اُمّی لوگوں کا کام نہیں۔ پہلے تو یہی ہماری سمجھ میں نہیں آتا آتا۔ کہ اگر لا نبی بعدی کے بالفرض یہ معنے ہوں کہ میری زندگی کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو اس سے یہ استدلال کس طرح کیا جا سکتا ہے کہ پھر مسیلمہ جھوٹا نہ ہوا؟ کیا "میری زندگی کے بعد" نبی نہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ میری زندگی میں جھوٹا سچا جو بھی ہو اسے ضرور نبی مان لو؟ اس کی نبوت کے دعوے کی تحقیقات نہ کرو اور بلا تامل بغیر سوچے سمجھے مان لو۔ کیا آپ سے پہلے سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے مدعی نبوت نہیں ہوئے؟ پھر اگر آپ کی زندگی میں کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے دعوے کے صدق و کذب کی تحقیقات نہ کی جائے اور بلا تامل اسے سچا مان لیا جائے؟ آنحضرت صلعم نے یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ میری زندگی میں جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ سچا ہے۔ ہاں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میرے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ ان دونوں فقروں میں زمین آسمان کا فرق ہے بعدی سے آپ کی زندگی کے بعد کا زمانہ مراد لینے سے صرف یہ نتیجہ نکلیگا کہ آپ کی زندگی میں مدعی نبوت کے کذب اور صدق دونوں کا امکان ہے۔ اور آپ کی زندگی کے بعد صدق کا امکان مطلق نہیں۔ وہ یقیناً کاذب ہے۔ مگر یا حضرت آپ شیشے کے محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر مارنے کی جرات کس طرح کرتے ہیں۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آ گیا اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہ آیا۔ سنئے جناب اگر آپ کا یہ طریق استدلال صحیح ہے کہ بعدی کے معنے یہ لینے سے کہ "آپ کی زندگی کے بعد" کوئی نبی نہیں نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کی زندگی میں جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ سچا ہے۔ تو پھر اگر بعدی کے معنی یہ لئے جائیں کہ "آپ کے زمانہ نبوت کے ختم ہونے یعنی قیامت کے بعد" کوئی نبی نہیں۔ تو پھر نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کے زمانہ نبوت کے اندر یعنی قیامت سے پہلے جو بھی دعویٰ نبوت کرے سچا ہے اور اس طرح نہ صرف مسیلمہ کذاب ہی سچا نبی قرار پاتا ہے بلکہ سجاح اور اسود عنسی وغیرہ جنھوں نے آپ کی زندگی کے بعد دعویٰ نبوت کیا سب کے سب سچے ٹھہر گئے۔ اور قیامت تک جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ سچا ہے۔ اور یہ کس قدر لغو ہے!

حافظ صاحب کی زبردستی

(۳) میں نے اوپر کی بحث اس امر کو فرضی طور پر تسلیم کر کے کی ہے۔ کہ بعدی سے مراد آنحضرت صلعم کی زندگی کے بعد کا زمانہ مراد ہے لیکن یاد رہے کہ یہ حافظ صاحب کی صریح زبردستی ہے جو انہوں نے اس معنے کو اپنے مخالفین کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے حافظ صاحب ... [illegible]

کے معنے کئے جاتے ہیں "میرے نبی ہونے کے بعد" لا نبی بعدی کے معنے ہیں میرے نبی ہونے کے بعد کوئی نبی نہیں" یعنی آپ سے پہلے نبی آتے رہے۔ مگر جس دن سے آپ نبوت کے منصب پر کھڑے ہوئے۔ اس دن کے بعد سے نبوت کا دروازہ بند ہے یہ معنی میں نہیں کرتا۔ خود جناب رسالت مآب حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہی معنی کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ایک غزوہ پر آپ باہر تشریف لے جانے لگے تو اپنے بعد اپنا جانشین حضرت علی کو بنا کر فرمایا

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی

کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے ہارون موسیٰ سے سوائے اس بات کے کہ میرے بعد نبی نہیں" ہارون چونکہ نبی تھے ہارون سے مماثلت دینے سے مخاطب کو اشتباہ ہوتا تھا۔ کہ شاید حضرت علی بھی ہارون کی طرح نبی ہوں۔ سو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے آپ نے بات کو صاف کر دیا کہ لا نبی بعدی۔ یعنی میرے نبی ہونے کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب یہاں حضرت علی پر لا نبی بعدی کی تسپیاں ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کے یہ معنی نہ لئے جائیں کہ "میرے نبی ہونے کے بعد" کیونکہ حضرت علی کو جس وقت یہ ارشاد فرمایا ہے اس وقت خود آنحضرت صلعم زندہ موجود تھے۔ اور آپ کی نبوت کا زمانہ بھی موجود تھا۔ اس لئے بعدی کے نہ یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ میری زندگی کے بعد اور نہ یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ میرے زمانہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد صرف ایک ہی معنی ہو سکتے ہیں کہ میرے نبی ہونے کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی نبوت محمدیہ کے شروع ہونے کے بعد جو بھی مدعی نبوت ہے وہ جھوٹا ہے۔ خواہ آپ کی زندگی میں ہو۔ یا زمانہ نبوت کے اندر ہو۔ پس نبیوں کے متعلق حافظ صاحب کا یہ فرمانا کس قدر غلط ہے کہ" وہ جو آپ ہی کے زمانہ کے اندر آئے اور آپ ہی کی شریعت کو چلائے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا" حضرت علی آنحضرت کے زمانہ کے اندر تھے اور آپ ہی کی شریعت کو چلاتے تھے۔ مگر پھر بھی آنحضرت صلعم نے تہدید کی کہ ان کو نبی نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ میرے نبی ہونے کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب ہم آنحضرت صلعم کے ارشاد کو مانیں یا اس کے خلاف حافظ روشن علی صاحب علامہ کی اس توجیہہ کو قبول کریں جو آنحضرت صلعم کے ارشاد کی صریح ضد واقع ہوئی ہے۔

شریعت اور نبوت

اب لا نبی کی تشریح سنو! حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ "پس لا نبی بعدی کا یہ مطلب ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری لائی ہوئی شریعت کے بعد اب کوئی شریعت نہیں جو لائی جائے گی اور کوئی نبی نہیں جو کوئی شریعت لائے" گویا حافظ صاحب کے نزدیک نبی کے معنے ہیں شریعت لانے والا۔ اللہ اللہ!

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ایک طرف میاں محمود احمد صاحب نبوت نام رکھتے ہیں صرف مبشرات و انذار کا اور شریعت کو نبوت سے الگ ایک چیز قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے مرید خاص حافظ روشن علی صاحب علامہ نبی کے معنی ہی شریعت لانے والا کرتے ہیں۔ گویا جو شریعت نہ لائے وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ نبی کہلا سکتا ہے تو پھر لا نبی بعدی اسے روکتی ہے پس حافظ صاحب کے معنوں کی رو سے نبی وہی ہے جو شریعت لائے ورنہ لا نبی بعدی کی عمومیت سے وہ بچ نہیں سکتا۔ گویا حافظ صاحب کے نزدیک مسیح موعود نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ شریعت نہیں لائے اور اگر باوجود شریعت نہ لانے کے نبی ہیں تو پھر لا نبی بعدی میں نبی کو شریعت لانے والے کے معنوں میں مختص کرنے کا حافظ صاحب کو کیا حق ہے شاید حافظ صاحب اس کی "توجیہہ" یوں کریں کہ چونکہ ان کے نزدیک بعدی سے مراد نبی کریم صلعم کے زمانہ نبوت کے ختم ہونے یعنی قیامت کے بعد کا زمانہ ہے۔ اس لئے لا نبی بعدی کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میرے نبوت کے زمانہ کے ختم ہو جانے یعنی قیامت کے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا۔ تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ نبوت کے اندر یعنی قیامت سے پہلے شریعت لانے والے نبی ہوتے رہیں گے لیجئے اب مسیلمہ، بہاء اللہ وغیرہ سب سچے ہو گئے۔ یہ ہیں وہ نکتہ نبیاں جو حافظ روشن علی صاحب علامہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کرتے رہے۔ اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی کوتاہیوں کو پورا کرتے رہے۔ حالانکہ لا نبی بعدی حدیث صاف تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ نبوت محمدیہ کے بعد اب کوئی نبوت نہیں آپ کے نبوت کے منصب پر کھڑے ہونے کے بعد اب کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔ جس طرح خدا ایک ہے، قرآن کتاب ایک ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم نبی ایک تھا۔ تاکہ تمام دنیا کی قومیں

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۶ ر ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹ رمئی ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۷

تجلیاتِ عشق

حضرت مسیح موعودؑ

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہر تار و پودِ من بسراید بعشقِ او
از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پُرم

من در حریمِ قدس چراغِ صداقتم
دستش محافظ است ز ہر بادِ صرصرم

ہر دم فلک شہادتِ صدقم ہمی دہد
زینم کدام غم کہ زمیں گشت منکرم

واللہ کہ ہمچو کشتیِ نوحم ز کردگار
بیدولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

ایں آتشے کہ دامنِ آخر زماں بسوخت
از بہرِ چارہ اش بخدا نہرِ کوثرم

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ

لارڈ ہیڈلے اور اسلام

لارڈ ہیڈلے کی بلند مرتبت شخصیت سے دنیائے اسلام ناآشنا نہیں ہے۔ آپ مادی جاہ وحشم کے علاوہ علمی فضیلت کے اعتبار سے بھی ایک گرانمایہ ہستی سمجھے جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں مسلمانان جنوبی افریقہ کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے جہاں آپ بمعیت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ووکنگ (انگلستان)، تشریف لے گئے تھے آپ نے مندرجۂ ذیل تقریر کی۔

جنوبی افریقہ کے بھائیوں کی دعوت قبول کرنے میں مجھے فخریہ طور پر یہ خیال ہوا کہ اگرچہ ووکنگ (انگلستان)، اور کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) میں ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔ تاہم ہمارے دل رشتہ اخوت میں منسلک ہیں۔ اخوت اور محبت کے رشتے میں تمام دنیا کے مسلمان یکساں طور پر بندھے ہوئے ہیں۔ دنیا میں کوئی اور ایسا مذہبی نظام نہیں۔ جس میں اخوت کا خیال اس قدر تکمیل کے ساتھ موجود ہو۔ مثلاً دنیا کے دوسرے مذاہب کو لو۔ مسیحیت اور ہندو دھرم میں اس قدر داخلی اختلافات ہیں جن کی کوئی حد حساب نہیں۔ مسیحیوں میں چار سو سے زیادہ فرقے موجود ہیں اور اگر آپ ان سب سے دریافت کریں تو بجز الوہیت مسیح کوئی امر باعث اتحاد نہ پائیں گے۔ اور نہ ان کے درمیان آپ رواداری محسوس کریں گے۔ ان لوگوں پر اگر آپ دباؤ ڈالیں گے تو یہ کہہ دیں گے کہ کفارہ اور الوہیت مسیح پر ایمان لانا کافی ہے اس کے بغیر نجات ممکن ہی نہیں۔ صرف مسیحیوں کو نجات ملے گی اور مسلمانوں کو مایوس ہو جانا چاہیے۔

اب سے چودہ سال قبل جب میں نے اسلام قبول کیا۔ تو میرے بعض رشتہ داروں نے مجھ پر نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ تیری نجات ناممکن ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میرے گناہوں کے سبب سے مجھ کو چاہیے جو سزا ملے۔ لیکن وہ خود جس کی عظمت و برتری کا احساس ایک لمحے کے لئے بھی میرے دل سے دور نہیں۔ جو عالم الغیب اور عالم القلوب ہے۔ مجھے کبھی گمراہ نہیں ہونے دے گا۔ ایسے خدا کی ہم کیا عزت کر سکتے ہیں۔ جس نے ہمیں پیدا کیا۔ اور دنیا میں تھوڑے دن تک رکھا۔ لیکن پھر ایسے راہبوں کی تعلیم سمجھنے سے قاصر رہنے پر جنہوں نے مسیحؑ کے تین سو سال بعد چند اصول وضع کر کے پیش کئے جہنم میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا اور ہمارے اعمال پر کوئی نظر نہ ڈالی۔

کیا خدا ایسے ظلم کا ارتکاب کرے گا؟

مسیحیت سے اگر توہم پرستی دور کر دی جائے تو انسان کا اسلام قبول کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اسلام اور مسیحیت میں یگانگت ہے البتہ فرق اس قدر ہے کہ مسیحیت میں انسانوں نے بہت سی ترمیمیں کر دی ہیں۔ اور اسلام انسان کی جدت طرازیوں سے مبرا اور خالص ہے۔ مجھ سے کلیسائے انگلستان کے لوگ کہتے ہیں کہ تم نے اگر کلیسا میں شمولیت اختیار نہ کی تو نجات نہیں پا سکتے۔ اور روم کے کلیسا والے کہتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت میں شرکت نجات کے لئے لازمی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو اس قسم کی پابندیاں عائد نہیں کرتا۔ اور جس میں انسان ایک خدا اور ایک رسول پر ایمان لا کر نجات کا حقدار بن جاتا ہے۔

یہ اسلام کی حیرت انگیز کشش اور معجزانہ قوت جذب کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے جس کا اظہار مختلف صورتوں میں اسی وقت سے ہو رہا ہے۔ جب سے یہ عالم وجود میں آیا ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ دنیا کے تمام بالغ نظر ارباب فکر تو نہایت شوق سے اسلام کے نجات پرور آغوش میں آ رہے ہیں۔ لیکن خود مسلمانوں پر جمود و بے حسی طاری ہے۔ برادران ملت کی اس افسوسناک حالت پر ماتم کرتے ہوئے ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے آئینہ دل سے غفلت و ضلالت کا زنگ دور کر دے تاکہ اسلام کی اصلی صورت ان کو نظر آ جائے۔ اور وہ اس آفتاب ہدایت کی روشنی میں منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔

معذرت

چونکہ مجلس خلافت کے خاص اجلاس دہلی کی کارروائی موجودہ ملکی معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت اہم تھی۔ اس لئے اس کو شایع کرنا ہم ضروری سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی اشاعت سے مذاکرہ علمیہ اور جواہر ریزے غائب ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام معاف فرمائیں گے۔ (ملایر)

داخلہ وٹرنری کالج لاہور

لاہور کے وٹرنری کالج میں داخلہ کے لئے پرنسپل کے دفتر سے فارم داخلہ حاصل کر کے ۲۴ رمئی سے پہلے پرنسپل کے پاس پہنچ جانا چاہیے۔

بزمِ احباب

ایران

برادر محمد عبداللہ صاحب بوشہر سے لکھتے ہیں کہ مہربانی فرما کر اردو انگریزی کتب کی فہرست معہ جبارات کی فہرست کے جلد بھجیدیجیے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سیرۃ خیر البشر کا فارسی ترجمہ کر رہے ہیں۔ اسی لئے میرا خیال ہے کہ اس کا ترجمہ نہایت بامحاورہ اور زمانہ حال کے عین مطابق ہونا چاہیئے۔ ایک کتاب "تحفہ کابل" میں نے دیکھی ہے۔ اگرچہ اس کا حجم بڑا ہے۔ کاغذ و جلد عمدہ اور کتابت اچھی ہے۔ لیکن اس کی فارسی کو یہاں پسند نہیں کیا جاتا۔ ایران میں کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ خصوصاً ایسی کتب کی جن پر مصنف کا نام نہ ہو۔ بابی مذہب کے لوگ زمانۂ حال کی روش کے مطابق چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ عرب قوم کے سخت دشمن ہیں اور ہر عربی چیز سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی خاص جد و جہد ملاؤں کے خلاف ہے۔ اور میرے خیال میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو ان ملاؤں کے خلاف بڑے زور سے کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ لوگ تو پہلے ہی اس امر پر تلے ہوئے ہیں۔ بہرحال میں آپ کو رائے دیتا ہوں کہ آپ فارسی تالیفات مروجہ محاورات کے مطابق شایع کریں۔ جو اغلاط سے پاک ہوں۔ یہ لوگ اعلیٰ زباندانی اور اعلیٰ اخلاق کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کی قدیم تہذیب پر نازاں ہیں۔ میرے لایق جو کار خدمت ہو۔ میں ہروقت بجا لانے کو حاضر ہوں۔

جزیرہ مارشیش

اس جزیرہ کے مسلمان احمدیت کے دلدادہ ہو رہے ہیں۔ چنانچہ عزیز محمود صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا اخبار "لائٹ" فی الحقیقت نور اسلام ہے۔ آپ تمام دنیا میں اسلام کی حمایت میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکات نصیب کرے۔ میں نے جب پہلی ہی بار "لائٹ" کو دیکھا تو اس نے میرے دل کو چھیڑ لیا۔ میں نے اس کی سالانہ قیمت اپنے دوست احمد کو دے دی ہے تاکہ وہ آپ کو بھیجدے۔ میرا دوست آپ کی کتابیں اور رسالے تمام لوگوں کو تقسیم کر رہا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بہت سے خریدار "لائٹ" کے پیدا کریں۔ براہ مہربانی مجھے چند اسلامی کتب اور فہرست کتب روانہ کر دیجئے آپ اپنا یہاں ایک مبلغ بھیجدیں۔ کیونکہ یہاں کے لوگ برائے نام مسلمان ہیں اور آپ کی تعلیم کے دلدادہ۔ ہم آپ کے مبلغ کو رہنے کے لئے مکان اور اس کی خوراک اور دیگر اخراجات دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر مبلغ فی الحال نہ بھیجا جا سکے تو اپنا لٹریچر برابر بھیجتے رہیئے۔ خصوصاً غالی فرقے کی تردید میں۔ انہوں نے یہاں فتنہ بپا کر رکھا ہے۔ اور سب مسلمان ان کے مخالف ہیں۔ اور آپ کو پسند کرتے ہیں۔ میں آپ کو چند معززین کی فہرست بھیجتا ہوں۔ انہیں آپ خطوط لکھیں اور اپنا لٹریچر بھیجیں۔ یہاں ہر فرقے اور ہر مذہب کے لوگ آباد ہیں۔

دمشق

برادر محمد ادیب عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کا خط ملا۔ جملہ حالات معلوم کر کے بے حد خوشی حاصل ہوئی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قسم کے مکروہات سے محفوظ رکھے جملہ احمدی برادران خیریت سے ہیں اور آپ کو سلام علیک کہتے ہیں۔ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی دعاؤں اور رضا کے طالب ہیں۔ برادر سید فارس صاحب کو بھی آپ کا خط پہنچ گیا ہے۔ وہ خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے آپ سب حضرات کی خدمت میں سلام پہنچا دینے کے لئے کہا۔ میں نے آپ کا مرسلہ نمونہ ترجمۃ القرآن انگریزی یہاں کے اخبارات و رسالہ جات کے ایڈیٹروں اور دیگر معززین میں تقسیم کیا۔ جو اس کی صحت و خوبصورتی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور سارا قرآن دیکھنے کی تمنا ظاہر کی۔ اس لئے اگر آپ ایک جلد بھیجدیں تو سب اخبارات میں اس پر ریویو کرا دیا جائے گا۔ میں نے اخبار "الف باء" میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا پرچہ ارسال خدمت ہے۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ امر ہماری جماعت کے لئے نہایت مفید ہوگا کہ یہاں کے اخبارات میں اپنے صحیح اصولوں کی اشاعت کی جائے۔ کیونکہ ہمارے اصولوں کی مخالفت کوئی شخص نہیں کر سکتا۔

جرمنی

مولوی فضل کریم خاں صاحب لکھتے ہیں کہ عید الفطر یہاں ۱۴ اپریل کو منائی گئی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ برلن مسجد میں تمام مسلمانان عالم نے جمع ہو کر نماز عید ادا کی۔ مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ جو لوگ دیر سے آئے انہیں جگہ نہ مل سکی ہز اکسلنسی کمال الدین سامی پاشا سفیر ترکی معہ عملہ، ہز اکسلنسی سردار غلام صدیق خاں صاحب سفیر افغانستان معہ عملہ و طلباء، افغانستان۔ ممالک رئیس بخارا اور ایران کے مسلمان اور جملہ طلباء ہندوستان نماز میں شریک ہوئے۔ چونکہ مجمع مختلف اقوام پر مشتمل تھا اس لئے خطبۂ عید کے بعد ہز اکسلنسی کمال الدین سامی پاشا نے ترکی زبان میں۔ میں نے جرمن میں اور مولانا برکت اللہ صاحب نے فارسی میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے تقاریر کیں۔ آخر میں مصافحہ و معانقہ ہوا۔ اور جماعت مہیت الشعار الاسلامیہ کی طرف سے حاضرین میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ غیر مسلمین کے لئے گیارہ سو کرسیاں بچھا دی گئی تھیں۔ لیکن پھر بھی بہت سے آدمیوں کو کھڑا رہنا پڑا۔ مسجد ابھی نامکمل حالت میں تھی۔ مسجد کے سامنے گڑھے تھے اور فرش درست نہ تھا۔ تاہم خدا کا فضل شامل حال ہوا۔ اور کافی مجمع ہو گیا۔ احباب کی ذرا سی ہمت سے مسجد مکمل ہو جائے تو پھر کثرت سے لوگ اس میں آ سکیں گے۔ بیس پچیس ہزار کے خرچ سے مسجد۔ بنگلہ اور باغ سب مکمل ہو سکتے ہیں۔ گزشتہ ہفتہ ایک خاتون نے اسلام قبول کیا اس کا نام نجیبہ رکھا گیا۔

عراق عرب

برادرم احمد گل صاحب بغداد سے لکھتے ہیں کہ اخبار "لائٹ" بڑا مفید کام کر رہا ہے۔ جو اسے ایک دفعہ پڑھ لیتا ہے۔ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اور جو باقاعدہ پڑھتے ہیں ان کے دلوں میں انقلاب عظیم پیدا کر رہا ہے۔ اس اخبار کے اجرا پر جس قدر جماعت احمدیہ لاہور کو مبارکباد دی جائے کم ہے۔

جزیرہ نما ملایا

برادر محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ میں یہاں کے لوگوں میں تبلیغ احمدیت بڑے زور سے کر رہا ہوں تعلیم یافتہ طبقہ ہمارے اصولوں کو مانتا جا رہا ہے ملاؤں کا طبقہ ذرا مخالفت کرتا ہے۔ لیکن حق کے رعب سے ظاہرا مخالفت کی جرأت نہیں کر سکتا۔ سنگاپور کے مقدمہ نے مخالفت کی کمر توڑ دی ہے اس لئے اب میدان صاف ہے۔ کسی شخص کو جرأت نہیں کہ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگا سکے۔

جزیرہ مارشیش سے دوسرا خط

برادر احمد محمد خاں صاحب لکھتے ہیں کہ اگر آپ یہاں کوئی معقول آدمی بھیجدیں تو بہت سے مسلمان آپ کے ساتھ خدمت اسلام کے لئے شریک ہو جائیں گے۔ یہاں اسلام برائے نام ہے۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے اور نا اتفاقی ترقی پر ہے۔ یہاں تین قسم کے لوگ یعنی سورتی میمن اور کلکتوی ہیں۔ اول الذکر موخر الذکر سے مہذب سمجھے جاتے ہیں دس فیصدی سورتی اور میمن اور نوے فیصدی کلکتوی ہیں۔ لیکن موخر الذکر غریب اور غلامی کی حالت میں تھے۔ لیکن اب وہ دوسری جماعتوں کے ساوی ہو گئے ہیں۔ یہاں رمضان کے شروع میں سخت جھگڑا ہو گیا ہے۔ کلکتویوں نے ایک حافظ بھوپال سے بلایا جس کے پیچھے سورتیوں نے نماز ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا مقدمہ عدالت عالیہ تک جا پہنچا ہے۔ دونوں طرف سے بڑی بڑی فیسوں والے بیرسٹر پیروکار ہیں۔ دیکھئے کیا گل کھلے۔ مسلمانوں کی حالت ان علاقہ جات میں سخت نازک ہے۔ آپس میں فتنہ و فساد مچا ہوا ہے۔ اور روپیہ پیسہ ضایع ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ کوئی ایسی جماعت ان میں کام کرے جو مسلمانوں میں باہم اتحاد کرا دے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے۔

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں۔ میں تقریباً دو ماہ بخار و لپرسی میں علیل رہا اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔ علالت کے دوران میں بھی میں تبلیغی سفر کرتا رہا۔ سوراباپا۔ بنڈونگ اور بٹاویہ میں میرے مختلف مضامین پر لیکچر ہوئے ہر جگہ کثرت سے حاضرین شامل ہوئے۔ لیکچروں کا بہت اچھا اثر ہوا سوائے ملاؤں کے اور کوئی بھی ہماری مخالفت نہیں کرتا۔ نوجوانوں کے دلوں پر سے ملاؤں کا اثر بالکل زائل ہو چکا ہے۔ اور انہیں ہر جگہ نفرت سے دیکھا جاتا ہے نئی نسل میں زندگی کی ایک روح پیدا ہو گئی ہے۔ جملہ رسائل و اخبارات ہمارے خیالات کے حامی پائے جاتے ہیں۔ اور ان خیالات کو شایع کرتے رہتے ہیں۔ اگر انجمن اجازت دے تو میں چند ماہ کے لئے سماٹرا کا چکر لگا آؤں۔ تاکہ جن لوگوں کو حضرت مسیح موعود کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ دور کر دی جائے۔ قرآن شریف کا ملائی ترجمہ ۳۰۰ صفحات تک پہنچ چکا ہے۔ حسب ہدایت حضرت امیر اس میں بیان القرآن سے مدد لی جا رہی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے جملہ احمدی برادران کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔ محمد اینڈ کرائسٹ کا ترجمہ نصف کے قریب چھپ چکا ہے۔ اور ایک ماہ کے اندر مکمل کتاب شایع ہو جائے گی۔ رسالہ اسلام کا ڈچ ترجمہ ہو چکا ہے جسے میرے ایک شاگرد نے کیا ہے۔ چار ہزار کاپی چھپوا کر ہالینڈ میں اچھی طرح تقسیم ہونی چاہیئے۔ مرزا غلام احمد دی مین کا بھی ڈچ ترجمہ ہو چکا ہے یہ بھی ڈچ زبان بولنے والوں کے لئے بیحد مفید ہوگا۔

برٹش گائنا

برادر عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہم آپ سے بہت دور ہیں لیکن ہمارے دل آپ سے قریب ہیں۔ آپ کے لٹریچر کی بہت مانگ ہے کوئی ایسا انتظام کیجئے کہ آپ کا لٹریچر یہاں اور ملحقہ علاقوں میں آسانی سے میسر آ سکے۔ آپ کی خدمات اسلامی کا ہر مسلمان ثنا خواں ہے۔

اخبار احمدیہ

اب شعبہ تبلیغ ہند کا کام جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے سپرد ہوا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ تمام خط و کتابت متعلقہ تبلیغ ہند اچھوت اقوام آفیسر انچارج صیغہ تبلیغ ہند کے نام ہونی چاہیئے۔

گزشتہ ہفتہ میں جن اصحاب نے لاہور آ کر حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ان کے نام یہ ہیں:-

(۱) راجہ فیروز خاں صاحب محلہ مسلم آباد گجرات

(۲) ملا نامحمد صادق علی خاں صاحب ساکن موضع دھلوتر۔ ضلع گرداسپور

۱۵ مئی کو حضرت امیر ایدہ اللہ بوقت ۸ بجے صبح انجمن کے کام پر بمقام شیخوپورہ تشریف لے گئے اور شام کو واپس آ گئے۔

خواجہ صدر الدین صاحب کشمیر سے لکھتے ہیں کہ ۵ رمضان کو درگاہ حضرت سید علی ہمدانی پر آٹھ کس غیر مسلم اسلام میں داخل ہوئے آریوں نے انہیں روپیہ کا بہت لالچ دیا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

پادری احمد شاہ آج کل کشمیر میں ہے۔ اور مسیحیت کی تبلیغ میں زور لگا رہا ہے۔ کشمیر کے مسلمان علما کو آپس کے جھگڑوں ہی سے فرصت نہیں۔ انہیں مخالفین اسلام کے مقابلہ کا کب موقعہ مل سکتا ہے ان کا سارا زور آپس کی تکفیر بازی ہی میں ختم ہو جاتا ہے۔

خواجہ صدر الدین صاحب عارضۂ خارش میں مبتلا ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

چونکہ انجمن اسلامیہ کوٹلی ریاست جموں و کشمیر نے بذریعہ خط و کتابت اور بذریعہ پیغام برقی ہماری انجمن سے درخواست کی ہے کہ انجمن اسلامیہ کا سالانہ جلسہ شروع ہونے والا ہے اس لئے مولوی عصمت اللہ صاحب کو ضرور بالضرور اس موقعہ پر بھیج دیجئے۔ گزشتہ سال بھی دعوت دی تھی مگر کوئی مبلغ نہ پہنچا نتیجہ یہ ہوا کہ جلسہ ناکام رہا۔ اس دفعہ ضرور روانہ کر دیجئے۔ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کو ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء کو بھیجا گیا۔ جو ۱۴ مئی کو اس لمبے سفر سے بخیریت واپس آئے۔ فرماتے ہیں کہ جلسہ کامیاب رہا مفصل رپورٹ سکرٹری انجمن اسلامیہ کوٹلی کی طرف سے آنے پر شایع ہوگی۔

تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام ایک بڑے وسیع پیمانہ پر یکم جون سے شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے تمام احباب سے استدعا ہے کہ اس میں معمول سے زیادہ زر کی قربانی میں حصہ لیں۔ چونکہ یہ خدا و رسول کا کام ہے۔ اس لئے اس میں کسی کو پیچھے نہ رہنا چاہیئے۔

حال ہی میں علی پور ضلع مظفر گڑھ سے خاص درخواست آنے پر مولوی عصمت اللہ صاحب تشریف لے جانے والے ہیں دعوت دینے والے احباب سے درخواست ہے کہ کم از کم مشن کے اخراجات کا ضرور خیال رکھا کریں۔ اگر انجمن اپنی گرہ سے مبلغین کے اخراجات کی کفیل ہو تو یہ مشکل ہے۔ امید ہے کہ آئندہ مدعو کرنے والے صاحبان توجہ فرمائیں گے۔ (آفیسر انچارج تبلیغ ہند)

برادرم عزیز الغام الحق ولد میاں غلام محمد صاحب ایس ڈی او۔ تقریباً ایک ماہ سے عارضۂ بخار میں مبتلا ہیں۔ تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

(محمد صادق شہر سیالکوٹ)

خلافت کانفرنس کا خاص اجلاس

جمعیۃ خلافت کے اغراض و مقاصد

پہلے دن کی کارروائی

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب نے مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے فرمایا کہ یہ کہنا خلاف واقعہ اور خلاف انصاف ہے کہ خلافت کانفرنس ہندو مہاسبھا جیسی جماعت ہے۔ ہر انصاف پسند انسان کا فرض ہے کہ وہ کبھی حقیقت پر پردہ نہ ڈالے۔ اور واقعات کو غلط طور پر بیان نہ کرے۔ اس سے زیادہ گناہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

ہندوؤں سے ایک سوال میں ہندو احباب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آرہ اور کٹارپور کے واقعات کے بعد مسلمانوں نے اپنی قلت تعداد، مالی کمزوری۔ اور علمی کمی کے باوجود یہ محسوس کیا کہ نظام دفاع مرتب کرنا چاہیے۔ کیا یہ چیزیں ایسی نہ تھیں کہ ان کو اپنی ہستی کے مٹنے کا خطرہ پیدا ہوجاتا؟ جب ان مشکلات کے باوجود مسلمانوں نے کوئی نظام مرتب نہ کیا تو میں اسے کیونکر مبنی بر انصاف سمجھوں کہ انہوں نے مالابار اور ملتان کے واقعات کے بعد ہی ہندو مہاسبھا کے نظام کو قائم کیا۔ میں یہ سوال اس کانفرنس کے ذریعہ سے تمام ہندو قائدین سے کرنا چاہتا ہوں۔ ان واقعات کے بعد بھی جو پیش آئے۔ ہندو مہاسبھا کی کارروائیاں اس وقت حق بجانب تھیں جب ان پر حملہ کرنے کے لئے ایک آل انڈیا نظام موجود ہوتا۔ اس وقت البتہ دفاع کے لئے ایک آل انڈیا آرگنیزیشن کے قیام کا ان کو حق تھا۔ لیکن اس وقت تو ان فسادات کی بنا پر جو افسوسناک تھے۔ اور جن کی بنا پر ہم مسلمانوں کو تنبیہ کرچکے تھے۔ ہندو قوم کا یہ طریقہ اختیار کرنا کہاں تک درست تھا۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔

مسلمانوں کے سامنے دو سوال اس وقت مسلمانوں کے سامنے دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ اس عام ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہندو بھائیوں میں پیدا ہوگئی ہے خاموش رہیں۔ اور دوسری یہ کہ اس کی مدافعت کریں۔ اسی غرض کے لئے یہ اجلاس طلب کیا گیا ہے۔

قوم پرستی اور دفاع ہر نیشنلسٹ کا فرض ہے کہ جب وہ ایک قوم کو دوسری قوم پر حملہ کرتے دیکھے۔ تو کمزور اور مظلوم قوم کا ساتھ دے اور اس کی حمایت کرے۔ ایسا کرنے سے کوئی مسلمان نیشنلسٹ ہونے سے نہیں نکل سکتا۔ اگر وہ اس بات کے لئے تیار رہے کہ دوسری اقوام کی زیادتی کے ساتھ ہی اپنی قوم کی زیادتی کو بھی تسلیم کرے اور اسے ملامت کرے تو اس کو کوئی قابل ملامت قرار نہیں دے سکتا۔ میں اس منطق کو سمجھنے سے عاری ہوں کہ جب میں اپنی قوم پر ملامت کروں تو قوم پرست سمجھا جاؤں لیکن جب میں دوسری قوم کی زیادتی پر احتجاج کروں تو قوم پرستی سے خارج سمجھا جاؤں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ سچ بولا جائے۔ اور انصاف کے ساتھ جس قوم کا قصور ہو۔ اسے بُرا کہا جائے۔

مسلمان کیا کریں؟ میں یہ پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں میں کوئی نظام قائم نہیں ہے اور ان پر ایک نظام حملہ کرتا ہے اور ان کی ہستی کو خطرہ میں ڈالتا ہے تو وہ مسلمانوں کو کیا مشورہ دیتے ہیں؟ وہ یہ کہیں گے کہ اس حالت کو جاری رکھو یا یہ کہیں گے کہ مدافعت کرو؟ یہ ظاہر ہے کہ پھر مسلمانوں کی مدافعت بھی مدافعت کی حد تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اس صورت میں مجھے وہ اعلیٰ مقصد حاصل ہوتا ہوا برسوں تک نظر نہیں آتا جو ہمیں بہت ہی عزیز تھا۔

ہندوؤں سے سبت درخواست ہندوؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے رویہ میں تبدیلی کریں۔ اور مسلمانوں کو گڑھے میں نہ دھکیلیں۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ ہماری کسی سے لڑائی نہیں ہے لیکن اس کی ضرورت ہے کہ تعمیری کام کو جاری رکھیں۔ اور اس طرح اپنی حالت کو درست کریں۔

تحریک صدارت مولانا ابوالکلام آزاد نے مختصر الفاظ میں سید سلیمان صاحب ندوی کی صدارت کی تحریک کی اور آپ کی علمی خدمات وغیرہ کا تذکرہ کیا۔

مولانا شوکت علی نے تحریک کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم مسلمانوں کو بلا دست و پا چھوڑ دیں اور ان کو ہر جگہ قتل ہونے دیں۔ ہم اگر مریں گے تو سب ساتھ مریں گے اور [illegible]

ہماری اب بھی یہ خواہش ہے کہ صلح و آشتی کے ساتھ رہیں اور ہمسائیگی کے تعلقات کو قائم رکھیں۔ لیکن ہمارے اتحاد کو اگر ٹھکرایا جائے گا۔ تو ہم بھی مدافعت پر مجبور ہوں گے۔

خطبۂ صدارت

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے بغیر طیاری کے ایک فاضلانہ خطبہ سنایا۔ جو مختصراً درج کیا جاتا ہے۔

مجلس خلافت کے اغراض و مقاصد آج سے تقریباً چھ سات سال پہلے بنائے گئے تھے۔ اس وقت حالات بالکل علیحدہ تھے۔ اور مجلس خلافت کے خاص مقاصد تین تھے۔ ایک ترکی کے لئے مناسب صلح کی جدوجہد دوسرے جزیرۃ العرب کو شریف کی حکومت سے جو غیر مسلم اقتدار کے تحت تھی نجات دلانا۔ اور تیسرے حصول سوراج۔ اب حالات بالکل تبدیل ہوگئے۔ آج خود ہندوستان کے اندر جہاد کی ضرورت ہے لیکن جہاد صلح و امن کی۔

اس اجلاس کی ضرورت مجھے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اس خاص اجلاس کی اس قدر عجلت میں تیاری کیوں ہوئی اب تک خلافت کمیٹی کی جو صورت تھی اسے آپ کے سامنے پیش کردیا لیکن اب چونکہ حالات بدل گئے ہیں لہٰذا ضرورت تھی کہ اس دستور اساسی میں تبدیلی کی جائے۔ اور تبدیلی بغیر عام کانفرنس کے ممکن نہ تھی۔ اس لئے قرار پایا کہ جلد سے جلد ایک اجلاس منعقد کیا جائے تاکہ اس کے بعد ہی کام شروع کردیا جائے۔

بگڑنے کا حق کسے تھا؟ جب ہندو مسلم اتحاد شروع ہی ہوا تھا۔ تو سب سے پہلے جو بات پیش آئی وہ شاہ آباد اور آرہ کے واقعات تھے۔ پورے ضلع میں ایک خاص قسم کی بغاوت ہوگئی مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ کتب خانے جلا دیئے گئے۔ مساجد کو تباہ کیا گیا اور معصوم بچوں تک کو قتل کیا گیا۔ اس میں شرکت کے لئے آس پاس کے رہنے والے بھی شریک ہوئے۔ بلیا کے راجپوت سورما گئے اور انہوں نے جاکر قتل و غارت میں حصہ لیا۔ لیکن اس واقعہ کے بعد بھی ہم نے چالیس سال کے بعد اتحاد کا جو رشتہ قائم کیا تھا اسے منقطع نہ کیا۔ کٹارپور میں کیا ہوا؟ وہاں کے مسلمانوں کو ان کے گھروں میں پھونک دیا گیا اور ان کے گھروں کو جلایا گیا۔ لیکن ہر وہ مسلمان جو اتحاد کا خواہاں تھا اپنی جگہ پر کانپ رہا تھا۔ کہ دیکھئے اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ لیکن شاباش مرحبا کہ انہوں نے اس سررشتہ کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

عزت کی زندگی کی خواہش آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں نے نہ تو خواتین کو پردہ سے باہر نکالا۔ نہ ان یتیم بچوں کا ذکر کیا۔ جن کو کوششوں سے اچک لیا جاتا ہے۔ نہ ان نو لاکھ راجپوتوں کا ذکر کیا۔ جن کے خرمن ایمان پر ارتداد کی بجلی گرائی گئی ہیں ان باتوں کا ذکر اس لئے نہیں کرتا کہ آپ کے جذبات کو بھڑکاؤں۔ میں تو صرف یہ پیش کرتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کو چکی کے دو پاٹوں سے جدا رکھنا جن کے درمیان مسلمانوں کو پیسنے کی سعی کی جارہی ہے۔ منظور ہے تو مسلمانوں کو دفاع کرنا پڑے گا ہمارا ہاتھ اب بھی بڑھا ہوا ہے یہ ہندوؤں کو اختیار ہے کہ وہ اسے اس پہلوان کا ہاتھ سمجھیں جو ابھی اکھاڑے میں اترا ہے۔ یا صلح کا ہاتھ سمجھیں لیکن مسلمانوں کو یقین واثق ہونا چاہیے کہ ان کو عزت کی زندگی بسر کرنا ہے ایسی زندگی جو تیرہ سو سال کی سربلندی اور ہندوستان میں چھ سو سال کی فرمانروائی۔ اور دنیا کی تنہا توحید پرست قوم کے شایان شان ہو۔

مذہب پر حملہ گوارا نہیں ہوسکتا ہم نے دلی کے تخت کو تباہ و برباد کردیا۔ ہم مرہٹوں، سکھوں، انگریزوں اور فرانسیسیوں سے لٹ لئے لیکن ہم محمد کا نام اسلام کی محبت، توحید کی امانت کا برباد کیا جانا برداشت نہیں کرسکتے۔ اس سرخ قلعہ کا ڈھا جانا گوارا ہے۔ لیکن اس جامع مسجد کی ایک اینٹ کا اپنی جگہ سے ہٹنا گوارا نہیں تم ہزار بار سنگٹھن کرو ہم اس کی پشہ کے برابر بھی فکر نہیں کرتے لیکن اگر مذہب کے راستے میں تم ایک تنکے سے بھی حملہ کرتے ہو تو ہم اسے پہاڑ سمجھتے ہیں۔ ہم شدھی کی تحریک کو گوارا نہیں کرسکتے۔

بزرگان دین کی توہین اگر تمہاری شدھی کا یہ طریقہ ہوتا کہ تم اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے میں مبالغہ کرتے اور ہمالیہ کی چوٹی سے ستلج کی نہر تک ایک شور برپا کردیتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ لیکن تم اس کے بجائے یہ کرتے ہو کہ اپنی مجلسوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) سلطان محمود اور عالمگیر کو برا کہتے ہو۔ اور تمہاری تبلیغ تمام تر مسلمان پیشواؤں کو برا کہنے تک محدود ہے پھر تم [illegible]

ہندوؤں کی شرائط صلح ہندو نامہ نگاروں کے مضامین سے جو ہندوؤں کے اخبارات میں اس شوق کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ اور ہمارے ہم وطن اس شوق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں سے کس طرح اتحاد ممکن ہے۔ وہ شرائط حسب ذیل ہیں:-

(۱) مسلمان اپنے عربی نام بدل دیں۔ اور ہندو نام رکھیں۔

(۲) مسلمان اسلامی عیدین چھوڑ کر ہندو تیوہار منائیں۔

(۳) مسلمان اپنے مذہب کو اسلام کہنا چھوڑ دیں۔ اور ہندوؤں کی ایک شق بن جائیں۔

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان اتحاد کی ان دفعات کو پڑھ کر رنجیدہ نہ ہوں۔

مسلمان ہندوستان میں کیسے رہیں؟ مسلم قومدار کا میاب انجمنوں کے کتنے اجلاس ہوئے اور ہندوؤں کے کتنے ہوئے اور پھر ان میں کس قسم کی تقریریں ہوئیں؟ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اقوام کی ذہنیت میں کتنا فرق ہے۔ ڈاکٹر مونجے ایک کانگرس مین ہیں۔ لیکن ایک شخص کے اس سے بڑھکر کیا مسموم الفاظ ہوسکتے ہیں۔ کہ "مسلمان ہمارے محکوم ہوکر رہ سکتے ہیں۔ حاکمانہ یا برابری کا دعویٰ کرکے نہیں رہ سکتے"۔ ہم تو سب ایک جماعت کے ماتحت ہیں۔ حکومت کا دعویٰ تو دونوں میں سے کوئی نہیں کرسکتا۔ البتہ ہم ہندوستان کی فلاح و بہبود میں برابری کا حصہ ضرور لینا چاہتے ہیں۔

ہندوؤں کی قوم پرستی سے بیزاری کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس قسم کی تقریروں کو روک سکے ہم نے تین سال تک انتظار کیا کہ کوئی خدا کا بندہ اٹھے اور اس قسم کی باتوں کو بند کردے لیکن وہاں سے کوئی ایسا شخص نہیں اٹھا۔ اس کے خلاف ہماری جماعت میں ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں۔ جن کے دل اگرچہ افسردہ ہیں باینہمہ وہ ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے۔

آئندہ لائحہ عمل یہ تجربہ سے ثابت ہوگیا کہ چالیس سال کی مساعی غلط تھیں اور ہم انگریزوں کے زیر سایہ اور ان کی خوشامد کرکے زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوگیا کہ محض ہندوؤں کے رحم و کرم پر بھی زندگی ناممکن ہے۔ ہم کو دونوں طاقتوں کے درمیان اپنی قوت پر وجود قائم رکھنا ہے۔ لیکن اقتصادی حیثیت سے ہم مہاجنوں کے ہاتھ بکے ہوئے ہیں مذہب کے لحاظ سے منقسم ہیں۔ تعلیم کے لحاظ سے مسلم یونیورسٹی اور جامعہ کے فریق ہیں۔ اور سیاسی اختلافات بھی موجود ہیں۔ ایسی حالت میں آپ میں اتفاق و اتحاد کیسے ہو؟ اتحاد کا طریقہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد الرسول اللہ آپ کا مرکز اتحاد ہے۔ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دامن مضبوط تھام لیجئے۔ پھر آپ میں اتحاد خود ہوجائے گا۔

خلافت کانفرنس کا دوسرا اجلاس

اغراض و مقاصد میں اہم تبدیلیاں

جلسہ کی کارروائی شروع ہونے پر سب سے پہلا ریزولیوشن جمعیۃ خلافت کے اغراض و مقاصد کی تفصیل کے متعلق مولانا محمد علی نے پیش کیا۔ جو حسب ذیل تھا:-

(۱) جمعیت خلافت ہند کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے

(ا) دنیائے اسلام میں ایک مرکزی خلافت عظمےٰ کی تاسیس۔

(ب) جزیرۃ العرب کی آزادی اور حجاز و حرمین کی بہبودی اور وہاں حسب حال امور خیر و اصلاحات کے اجرا کے لئے سعی۔

(ج) ہندوستان میں حصول سوراج کے لئے جدوجہد۔

(د) ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی اصلاح و تنظیم اور ان کے حقوق کا تحفظ۔

مقاصد متذکرہ بالا کے حصول کے لئے

(ا) ہندوستان اور دیگر ممالک میں تحریک خلافت کو کامیاب بنانا

(ب) ممالک غیر کے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ اخوت قائم رکھنا۔

(ج) ہندوستان میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ اتفاق و اتحاد کو ترقی دینا۔

(د) ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی اصلاح و تنظیم اور ان کے حقوق کا تحفظ۔

اس ریزولیوشن کی تحریک کرتے وقت مولانا محمد علی نے ایک بہت ہی پرجوش اور پرزور تقریر فرمائی۔ ریزولیوشن کی تمام مختلف دفعات کے متعلق مولانا نے نہایت مبسوط اور مدلل طریقہ پر ان کی ضرورت و اہمیت کا اعلان کیا جسے حاضرین نے نہایت توجہ اور خاموشی کے ساتھ سنا۔

اس ریزولیوشن کی تائید مولانا حسین احمد صاحب نے کی اور ریزولیوشن پاس ہوگیا۔

امت کا اختلاف رحمت کا باعث ہے بشرطیکہ ہم اتحاد کے مواقع پر متحد ہوجانا جانتے ہوں آپ نے اپنی جماعت کی طرف سے نظام خلافت میں منسلک ہونے پر آمادگی ظاہر کی اور فرمایا کہ میں صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ چھوٹی جماعتوں کو بھی یہ حق ہو کہ وہ اپنی انفرادی حیثیت قایم رکھ سکیں۔ اور عام نظام میں شامل ہو کر بھی خدمت کریں۔

مولانا ظفر الملک کی تجویز

اس کے بعد مولانا ظفر الملک نے ہندو مسلم تعلقات کے متعلق اپنی تجویز پیش کی۔ اور سب سے پہلے آپ نے حاضرین کو اپنی تجویز پڑھ کر سنائی جو حسب ذیل ہے:۔

(۲) خلافت کانفرنس کا یہ اجلاس اس تمام صورت حالات پر غور کرنے کے بعد جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی روز افزوں ابتری اور آئے دن کے جھگڑوں اور ہنگاموں نے ملک میں پیدا کر دی ہے اور جس کے سدباب کے لئے اب تک کوئی ایسی کارروائی عمل میں نہیں آسکی ہے۔ جو کافی طور پر موثر اور حالات کو پوری طرح قابو میں لانے والی ہو۔ ضروری سمجھتا ہے کہ ہر مقام پر مسلمانوں کے تحفظ حقوق و حفاظت جان و مال کے لئے وہ تمام ضروری تدابیر اختیار کرے۔ جو مقامی حالات کے لحاظ سے مناسب تصور کی جائیں۔ اور تمام خلافت کمیٹیوں کو ہدایت کرتا ہے کہ

(۱) جہاں کہیں ہندو مسلمانوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا کسی متنازعہ فیہ مسئلہ کے باعث کوئی اختلاف و فساد ہو جائے تو حتی الامکان مقامی ہندو و مسلمان سربرآوردہ لوگوں یا صوبہ کے بااثر رہنماؤں کے ذریعہ سے اس اختلاف و جھگڑے کا تصفیہ کرانے اور اختلاف و کشیدگی کو دور کرنے اور فریقین میں مصالحت کرانے کی انتہائی کوشش کرنا چاہیے۔

(۲) اگر مصالحت کی کوششوں میں کامیابی نہ ہو تو مقامی خلافت کمیٹیوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کے سیاسی، تمدنی۔ معاشرتی۔ مذہبی حقوق کی پوری حفاظت کرے۔ اور جن لوگوں کے حقوق جان و مال فرقہ وارانہ تنازعات یا فسادات کی وجہ سے معرض خطر میں ہوں یا تلف ہوئے ہوں ان کو ہر قسم کی اخلاقی و مالی امداد پہنچائیں۔

(۳) ہر مقام پر جھگڑے سے پیشتر حفظ ماتقدم کے طور پر اور جھگڑے کے بعد مسلمانوں کے تحفظ اور قیام امن کی غرض سے خلافت کے رضاکاروں کو ذمہ دار کارکنوں کی ماتحتی میں اور خلافت کمیٹی کے اساسی اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جھگڑوں کے مقامات پر موجود رہ کر ہر قسم کی خدمت انجام دینا چاہیے۔

(۴) جہاں کہیں فرقہ وارانہ تنازعات یا فسادات کی وجہ سے بے گناہ مسلمانوں کا عدالتی شکنجوں اور پولیس کے مظالم سے تحفظ کرنے کی ضرورت ہو وہاں مقامی خلافت کمیٹی اپنے مسلک کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب و ضروری قانونی کارروائی کرے۔

(۵) ہر مقام کی خلافت کمیٹی کو فرقہ وارانہ تنازعات کے دفعیہ اور تنازعات کی بدولت حفاظت مسلمین کے کاموں کے لئے اختیار ہوگا کہ خاص چندے کریں یا خلافت کمیٹی کے عام فنڈ سے حسب ضرورت نیز صوبہ و مرکزی خلافت کمیٹی سے ضرورت کے وقت مزید امداد طلب کر سکتی ہیں۔

(۶) جملہ صوبہ کمیٹیوں کو اس امر کی کامل نگہداشت کرنی چاہیے کہ ان کی ماتحت کمیٹیاں کانفرنس کی ان ہدایات پر پوری مستعدی سے عمل کریں اور جہاں کہیں آدمیوں یا روپیہ یا مشورہ کی ضرورت ظاہر کی جائے صوبہ کو ہر قسم کی امداد دینا چاہیے۔

آپ نے اصل ریزولیوشن پر تقریر کرنے سے قبل دو باتیں بطور اصول موضوعہ کے بیان کیں۔ ایک یہ کہ خلافت کمیٹی کا ابتدا سے یہ مقصد رہا ہے کہ ہندوستان میں تمام جماعتوں اور فرقوں کے اندر اتحاد و اتفاق رہے۔ دوسرا اصول ترک موالات کا ہے۔ ان ہر دو اصول کو پیش نظر رکھ کر یہ ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ خلافت کانفرنس کی کوئی تجویز ان کے منافی اور مخالف نہ ہو۔

اصل ریزولیوشن پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ فسادات کلکتہ کی وجہ سے ملک میں جو فضا پیدا ہو گئی ہے۔ اس کی بنا پر حاضرین یہ توقع کرتے ہوں گے کہ اس ریزولیوشن میں ہندوؤں کے ساتھ کوئی اعلان جنگ ہوگا لیکن ایسا نہیں ہے۔ مسلمانوں نے گزشتہ تین سال کے عرصہ میں ہندوؤں کے ساتھ ہر صورت اور ہر حالت میں اتحاد و اتفاق قایم رکھا ہے لہذا آج بھی یہ اعلان نہیں کیا جا سکتا کہ ہم اپنے ہندو بھائیوں سے جنگ کرنی چاہتے ہیں۔ (اس پر حاضرین کی طرف سے احتجاج کی آوازیں بلند ہونے لگیں)

مولانا ظفر الملک نے اپنے الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا مقصد یہ ضرور ہے کہ ہم ہندوؤں کو اس بات سے آگاہ کر دیں۔ کہ اب ہم اپنی قوم کی حفاظت و تقویت میں کوشش کریں گے۔ اور انہیں ان کے ... اور ... سے متنبہ کر دیں۔ اسی کی مزید توضیح کرتے ہوئے

آپ نے فرمایا کہ ہماری تجویز میں سب سے پہلی چیز مصالحت کی کوشش ہے لیکن جہاں مسلمانوں پر مصیبت ہو وہاں ان کی ہر طرح سے امداد و اعانت کریں۔ رضاکاروں کی ایسی جماعت بنائیں جو ہر وقت جان قربان کرنے اور مرنے کے لئے تیار ہو (اس پر حاضرین نے خوشی کا اظہار کیا)

اس ریزولیوشن کے آئندہ نتائج کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ یکبارگی قدم اٹھاتے اور بہت دور جا کر رکھتے۔ لیکن ایسا کرنا ہرگز قرین مصلحت نہیں۔ ہم کو تدریجی رفتار سے چلنا چاہیے۔ اس ریزولیوشن کے شایع ہونے کے بعد ہندوؤں کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں کا رویہ کس قدر معقول اور درست ہے۔ اور ان کی طرف سے جو لوگ میدان جنگ میں آئیں گے اور اپنی ہم توطنوں کی مدافعت کریں گے وہ کس قسم کے لوگ ہوں گے۔ یہ ریزولیوشن بتا رہا ہے کہ ہم نے کتنا بڑا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور اسے پورا کر لینے کے بعد بھی اگر دوسرے فریق نے صلح نہ کی تو پھر ہمارا قدم اور آگے اٹھے گا۔

مولوی مظہر الدین صاحب کی تقریر

مولوی مظہر الدین صاحب شیرکوٹی نے اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تجویز اس خلافت کانفرنس کی کامیابی کا سب سے پہلا اصول ہے اہل دہلی نے جو دس ہزار روپے کانفرنس کے انتظامات میں صرف کئے ہیں وہ حقیقت میں اس کی قدر و قیمت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کے خون کی حرمت بتاتے ہوئے حجتہ الوداع کے ایک واقعہ کا ذکر کیا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے خون کو حج کے دن، حج کے مہینے، اور خانہ کعبہ سے بھی زیادہ محترم قرار دیا تھا۔

مسلمانوں کے صبر و تحمل کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ گزشتہ تین سال کے عرصہ میں ہم نے کافی صبر کر لیا ہے۔ ہم میں آج بھی مولینا ابوالکلام آزاد جیسی بزرگ ہستیاں ہیں۔ جو فسادات کلکتہ کے بعد بھی ہندوؤں کی تعریف کرنے کو آمادہ ہیں۔

اصل تجویز کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ ہماری جارحانہ کارروائی نہیں ہے۔ اور نہ اس سے کوئی اشتعال انگیزی مقصود ہے۔ ہماری روز داری کی حالت تو یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم صلح کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ہم اپنی مدافعت کی تیاری کرتے ہیں۔ ایک عرصہ سے خلافت کمیٹی جو ہم اپنے زخموں کا مرہم تلاش کرتے تھے وہ آج ہمیں مل گیا۔ اور اس تجویز سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب خلافت کمیٹی ہماری ہر حالت میں مدد کرنے کو تیار رہے۔

آپ کے بعد فقیر محمد صاحب نے تجویز میں یہ ترمیم پیش کی کہ دفعہ ۴ میں سے "خلافت کمیٹی اپنے مسلک کا لحاظ رکھتے ہوئے" کے الفاظ نکال دیے جائیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کی تقریر

اس کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب اس تجویز کی تائید کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے آپ نے جناب محرک کی اہل دہلی کے سامنے تعریف کی اور بتایا کہ آپ کن خوبیوں کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد اصل موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے آپ نے "تیج" کی ایک خبر کا حوالہ دیا جس نے اپنی کسی قریبی اشاعت میں یہ لکھا ہے کہ علی برادران خواجہ حسن نظامی سے مل گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا یہ اتحاد کوئی نیا نہیں بلکہ تیرہ سو برس کا پرانا اتحاد ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ہندو مسلمان کے درمیان باہمی اتحاد و اتفاق کا ہونا کوئی نئی شے نہیں ہے۔ اس پر "تیج" کو حیرت کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔

آپ نے تجویز کے متعلق یہ ایک شبہ کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ مسلک خلافت کے ماتحت عدالت میں چارہ جوئی کیونکر ہو سکتی ہے۔ جس کے جواب میں جناب صدر نے گیا کانفرنس کے فیصلوں کا حوالہ دیا۔ اور بتایا کہ دفاعی حیثیت سے عدالتی چارہ جوئی ہو سکتی ہے۔

مولوی عبدالحلیم صاحب کی تقریر

آپ نے اپنی تقریر میں یہ دکھایا۔ کہ مسلمانوں کا ہندوستان کے ساتھ کیا تعلق ہے آپ نے فرمایا کہ مسلمان جب یہاں آئے تو یہ ان کا وطن ہو گیا اور وہ کسی طرح سے اپنے اس تعلق کو چھوڑ نہیں سکتے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی ذہنیت میں جو فرق ہے وہ ان کتبات سے بخوبی روشن ہے جو ایک تو اس پنڈال کے دروازوں پر نظر آ رہے ہیں اور دوسرے ہندوؤں کے پنڈال میں جو لگے ہوتے ہیں۔

تجویز کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ بالکل قرآن کریم کی روشنی میں بنائی گئی ہے۔ ہمارا دینی حکم ہے کہ جو تمہارے ساتھ جھکے اس کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ اور جو جنگ پر آمادہ ہو اس کے ساتھ تم بھی جنگ کرو۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ اب تک جو اتحاد قایم رکھا تھا۔ وہ اس بنا پر کہ وہ مسلمانوں کو اپنے نشت قوی سمجھتے تھے۔ لیکن اب انہیں یہ خیال نہیں رہا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ قوت و طاقت کا اظہار کر دیں۔

اس کے بعد غلام السبطین صاحب نے تجویز کے اس حصہ سے اختلاف کیا جو مقدمات کی پیروی کرنے میں مسلک خلافت کو ملحوظ رکھنے کے متعلق تھا جناب صدر نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ کارکنان خلافت نے ہندوستان کے اندر اور باہر اب تک بہت سی خدمات انجام دی ہیں گو اب بعض حالات سے متاثر ہو کر انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ کچھ ہندوستان کی اندرونی خدمت کریں۔ تو اس صورت میں ان کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ اپنے ان پرانے اصولوں کو چھوڑ دیں۔ ایک دن آئے گا جبکہ ہمارے ہندو بھائی اپنی ان کرتوتوں پر پچھتائیں گے۔

مسٹر سراج الدین پراچہ کی تقریر

اس کے بعد سراج الدین پراچہ صاحب نے جو پنجاب کانگرس کمیٹی کے سکرٹری ہیں۔ اس تجویز کی مخالفت کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ یہ تجویز خلافت کے پرانے مسلک کے بالکل خلاف ہے۔ اس وقت خلافت کا ایک بہت بڑا مقصد حصول سوراج تھا۔ جس کا لازمی جزو ہندو مسلم اتحاد تھا۔ لیکن اس تجویز سے وہ مقصد جاتا رہا۔ سب سے پہلے ہندوؤں نے اپنی سنگٹھن اور شدھی کی تحریکوں سے اس اتحاد کو صدمہ پہنچایا اور اس کے لئے یہ عذر رکھا کہ مسلمان زیادتیاں کرتے ہیں۔ اب اس عذر کی آڑ لے کر مسلمان ہندوؤں کی زیادتیوں سے نالاں ہیں۔ اس کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوؤں کا جو طبقہ سنگٹھن اور شدھی میں شریک نہیں ہے اب وہ بھی ان میں مل جائے گا۔ اور اس طرح حصول سوراج کا مقصد بالکل فوت ہو جائے گا۔

مولانا محمد علی صاحب کی مختصر تقریر

سب سے آخر میں مولانا محمد علی صاحب نے ایک مختصر سی تقریر ارشاد فرمائی جس میں آپ نے مخالفین کی تقریروں کا جواب بیان فرمایا۔ کہ وہ لوگ اپنے اپنے مسلک پر اڑے ہوئے ہیں۔ ہم کو بھی اپنے مسلک پر قایم رہنا چاہیے اور ہمارا مسلک وہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلک تھا۔

مولانا کی تقریر کے بعد فقیر محمد صاحب نے اپنی ترمیم واپس لے لی۔

اس کے بعد تجویز پر رائیں لی گئیں جو غالب رائے سے پاس ہو گئی۔ صرف پانچ رائیں مخالفت میں تھیں۔ جلسہ ۱/۲ ۱۱ بجے شب کو ختم ہوا۔

خلافت کانفرنس کا تیسرا اجلاس

مسلمانوں کی ترقی و فلاح کی تدبیریں

جلسہ کا آغاز کرتے ہوئے جناب صدر (سید سلیمان صاحب ندوی) نے ایک تمہیدی تقریر میں پیش ہونے والے ریزولیوشن کا خلاصہ بیان کیا۔ اور جناب محرک مولوی محمد شفیع صاحب داؤدی کا تعارف کرایا۔

مولوی شفیع صاحب کی تجویز

اس کے بعد مولوی محمد شفیع صاحب نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے نہایت پر مغز تقریر کی جس کے دوران میں آپ نے فرمایا کہ ملک کے اندر ہندو مہاسبھا کی کارروائیوں سے مجھ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ ۱۹۲۰ء کی تحریک ترک موالات آج بھی جاری رہتی۔ لیکن بالآخر ماحول سے متاثر ہونا ہی پڑا۔

آپ نے ہندو مہاسبھا کے قیام اور اس کی تمام کارروائیوں پر اپنے رنج و افسوس کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ ہندو کس طرح اپنی ان حرکتوں سے انگریزوں کی غلامی کو اور مضبوط کر رہے ہیں۔ مسلمانوں سے آپ نے یہ امید ظاہر کی۔ کہ وہ ان کی کورانہ تقلید نہ کریں گے۔

آپس میں لڑنے جھگڑنے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ حکومت ہندوؤں کا صرف اسی حد تک ساتھ دے گی جہاں تک مسلمانوں سے دشمنی قایم رہے۔ اور مسلمانوں کی بھی وہ اسی قدر امداد کرے گی کہ وہ ہندوؤں سے نہ مل سکیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ اس جھگڑے فساد سے کسی ایک قوم کا تو اس قدر زیادہ فائدہ ہوتا نہیں۔ ملک کی البتہ رسوائی اور ذلت ہوتی ہے۔ اس موقع پر آپ نے اپنے سفر حجاز کا ایک واقعہ بیان کیا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ کس طرح سلطان ابن سعود کے وزراء اور مشیر ہندوستان کے اس ہندو مسلم فساد پر متعجب اور متاسف تھے اس کے بعد آپ نے بتایا کہ گتکا۔ ڈنڈا لاٹھی، تیغ و تفنگ کی لڑائی اصل میں لڑائی نہیں ہے بلکہ اصل جنگ نظام اور آرگنائزیشن کی ہے۔ دیکھنا اصل میں یہ ہے کہ کوئی قوم اپنے نظام ملت اور قومی آرگنائزیشن کے لحاظ سے کس قدر قوی اور پایدار ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی جماعت کے ان امور پر توجہ کریں جن سے ان میں یہ نظم ملت اور قومی تنظیم پیدا ہو۔ اس ریزولیوشن کا اصل منشا اور مقصد بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
ہفتہ وار
لاہور

جلد ۱۴ ۶ ذیقعد سنہ ۱۳۴۴ھ نمبر ۲۷

مجلس خلافت اور ہندو مہاسبھا

ہندو اور مسلم ذہنیت میں فرق

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

مجلس خلافت کا جو خاص اجلاس دہلی میں منعقد ہونے والا تھا۔ وہ ختم ہو چکا اس کی مختصر روئداد آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مجلس خلافت گزشتہ سالوں میں ایک ایسے طرز عمل کی پابند رہی ہے۔ جو مسلمانان ہند کے لئے کچھ زیادہ مفید نہ تھا۔ ترک موالات اور سوراج کا دل خوش کن منظر اس کے پیش نظر تھا۔ اور اس مقصد کے حصول میں اس کی محویت کا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے برادران وطن کی طرف سے شدھی اور سنگٹھن کی جو خطرناک تحریکات جاری کی گئی تھیں اور جنہوں نے ایسے نئے حالات اور مشکلات پیدا کر دیئے تھے جن پر اس کو فوراً توجہ دینی چاہئے تھی۔ ان کی طرف اس نے کچھ بھی التفات نہ کی۔ وہ جس راستہ پر پہلے دن گامزن ہوئی تھی آخر تک اسی راستے کی منازل طے کرتی رہی۔ مگر ہندوؤں کی ایک جماعت نے اس متحدہ راستہ کو چھوڑ کر جو حصول سوراج کے لئے ترک موالات کے نام سے ہندو مسلمانوں نے مشترک طور پر اختیار کیا تھا۔ اپنی ایک جداگانہ تحریک تنظیم کا آغاز کیا۔ جو وسیع ہوتے ہوتے آج تمام ہندوستان پر چھا گئی ہے۔ اس تحریک کے اغراض و مقاصد چاہے کاغذ پر کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عملی طور پر اس تحریک کے جو اغراض و مقاصد ثابت ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف جارحانہ جنگ کرنے کے لئے ہندوؤں کو تیار کیا جائے اور ہر جائز و ناجائز طریق پر مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ آج تک جو واقعات اس تحریک کی بدولت ظہور پذیر ہو چکے ہیں وہ اس بات پر شاہد ہیں کہ اس کی غرض و غایت ہی مسلمانوں کی مخالفت ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ اس نظام سے جو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی غرض سے تیار ہو رہا تھا۔ مسلمانوں کو بچانے کے لئے آج سے بہت پہلے تدابیر اختیار کی جاتیں لیکن افسوس کہ مجلس خلافت نے جو نظام کے لحاظ سے ہندوستان کی تمام جماعتوں پر فوقیت رکھتی تھی۔ ہندو مسلم اتحاد کی قربانگاہ پر مسلمانوں کے مفاد کو بھینٹ چڑھا دیا۔ کارکنان خلافت نہایت ثابت قدمی سے اسی مسلک پر قائم رہے۔ جو کانگرس نے معین کیا تھا۔ اس جوش جنون میں انہوں نے بعض اوقات ایسے ضبط و تحمل سے کام لیا۔ جو خودکشی کا مترادف تھا۔ ملتان میں فساد ہوا۔ انہوں نے بلا تکلف اپنے ہم مذہبوں کو برا بھلا کہا۔ حالانکہ فساد برپا کرنے میں قصور دونوں جماعتوں کا تھا۔ پھر پانی پت اور کٹار پور میں مسلمانوں کا جو خون خرابہ ہوا۔ اس پر بھی انہوں نے برادران وطن سے کچھ باز پرس نہ کی۔ اور عفو و درگزر سے کام لیا۔ کٹار پور اور پانی پت کے واقعات ایسے تھے کہ اگر مسلمان سچے دل سے ہندو مسلم اتحاد کے حامی نہ ہوتے تو اسی وقت یہ رشتہ اتحاد ٹوٹ چکا ہوتا۔ لیکن کارکنان خلافت نے نہایت ہی ضبط و رواداری سے کام لیا۔ جب اس پر بھی برادران ہنود اپنی حرکات شنیعہ سے باز نہ آئے۔ تو پھر مجلس خلافت سوائے اس کے جو اس نے کیا ہے اور کیا کر سکتی تھی۔ اس کے لئے اب دو ہی راستے تھے۔ یا تو وہ مسلمانوں کو سنگٹھن [illegible]

[illegible] ہند کی عبرت انگیز تباہی و بربادی پر آٹھ آٹھ آنسو روتا۔ یا مسلمانوں کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لیتی۔ ظاہر ہے کہ خلافت کمیٹی اگر مسلمانوں کی حقیقی نمائندہ اور خیرخواہ ہے تو اس کا فرض تھا کہ وہ دوسری صورت اختیار کرتی۔ اور یہی اس نے کیا۔

اس خاص اجلاس میں جو تقریریں ہوئی ہیں۔ ان سے مترشح ہوتا ہے کہ تحریک سنگٹھن کے پیدا کردہ حالات سے مجبور ہو کر مجلس خلافت نے جو جدید فیصلہ کیا ہے اس پر عمل درآمد ابھی سے شروع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس نئے طرز عمل کا اعلان فی الحال اس غرض سے کیا گیا ہے کہ اگر برادران وطن درحقیقت ہندو مسلم اتحاد اور سوراج کے خواہشمند ہیں تو اپنی موجودہ نفاق انگیز روش میں تبدیلی پیدا کر دیں۔ ہاں اگر انہوں نے اس وقت تنبیہ کی کچھ پروا نہ کی اور اپنے موجودہ طرز عمل کو جاری رکھا تو پھر مجبوراً مجلس خلافت اپنے اس جدید فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے میدان عمل میں اترے گی۔

جناب سید سلیمان ندوی صدر اجلاس کا یہ فقرہ کہ:۔

"ہم نے ہندوؤں کے آگے ہاتھ بڑھا دیا ہے ہندو بھائی چاہیں تو ہمارے ہاتھ کو دوستانہ مصافحہ کے لئے سمجھیں اور خواہ اس مصافحہ کی طرح سمجھیں جو اکھاڑے میں دو پہلوان ایک دوسرے سے کیا کرتے ہیں"

مجلس خلافت کے اسی عندیہ کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر سنگٹھنیوں نے اپنی بے ڈھنگی روش کو نہ چھوڑا اور مجلس خلافت کو اس جدید لائحہ عمل پر عملدرآمد کرنا پڑا۔ تو اس سے ہندو مسلم اتحاد اور حصول آزادی میں جو رکاوٹیں پیدا ہوں گی اور اس کے علاوہ اور جو کچھ بھی بد نتائج پیدا ہوں گے ان کی تمام تر ذمہ داری ہندو مہاسبھا پر عائد ہوگی۔ جس نے ایسی خطرناک تحریک جاری کر کے مجلس خلافت کو اس فیصلہ پر مجبور کر دیا۔

ہندو مہاسبھا کے موجودہ طرز عمل سے یہ امید نہیں پڑتی کہ وہ مجلس خلافت کی اس دوستانہ اور دوراندیشانہ تنبیہ پر غور کرے گی چنانچہ مجلس خلافت کے اس خاص اجلاس کے فوراً ہی بعد ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ کا جو جلسہ دہلی میں منعقد ہوا ہے۔ اس میں جو تجاویز منظور کی گئی ہیں۔ وہ اس بات کا یقین دلانے کے لئے کافی ہیں۔ کہ ہندو مہاسبھا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کر چکی ہے اور وہ اپنی موجودہ پالیسی میں تغیر و تبدل کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ یہ تجاویز مختصر طور پر آج ہی کی اشاعت میں ہم نے کہیں دوسری جگہ درج کی ہیں۔ ان تجاویز میں نہ صرف فسادات کلکتہ کی تمام ذمہ داری مسلمانوں پر عائد کر کے انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلکہ مسلمان لیڈروں کے خلاف بھی نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہندو قوم کے تمام فرقوں سے اپیل کی گئی ہے کہ "وہ باہم متفق و متحد ہو جائیں اور ہندو قوم کے مفاد کی حفاظت کریں" ہندو قوم کے مفاد کی حفاظت کیا ہے وہ سنگٹھنیوں کے گزشتہ طرز عمل سے ظاہر ہے۔ پھر ہندوؤں سے یہ بھی استدعا کی گئی ہے کہ وہ بیش از بیش تحریکات شدھی و سنگٹھن میں حصہ لیں۔ اور ہندو مہاسبھا کی ہر جگہ شاخیں قائم کی جائیں۔ غرض ہندو مہاسبھا کی ان تمام سرگرمیوں سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اس کو مسلمانوں کے ساتھ مصالحت قائم رکھنے کی ذرا بھی پروا نہیں۔ اور وہ مجلس خلافت کو وہ پیالہ پینے پر ضرور مجبور کرے گی جو اس نے تیار کیا ہے۔

آخر میں مجلس خلافت سے ہمیں بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اب تک مجلس خلافت کی بے اعتنائی اور افسوسناک غفلت کے باعث مسلمانان ہند کو برادران وطن سے جو برادران یوسفؑ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ جو نقصانات پہنچ چکے ہیں وہ کافی سے زیادہ ہیں۔ آزمودہ را بازآزمودن طریق فرزانگی نیست۔ اب تک جو کچھ تجربہ ہو چکا ہے۔ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ہندو قوم کی ذہنیت اس قدر مسموم ہو چکی ہے کہ اب اس قوم سے کسی بہتر سلوک کی توقع رکھنا خیال خام ہے۔ مزید انتظار بالکل بے سود ہے۔ مجلس خلافت کو چاہیے کہ وہ خدا کا نام لے کر مسلمانوں کی تنظیم و اصلاح میں مصروف ہو جائے۔

مجلس خلافت نے جو جدید تجاویز منظور کی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مفید تجویز وہ ہے جس میں مسلمانوں سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ فروعی [illegible]

کریں۔ ہمارے خیال میں مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے لئے جس اتحاد و یگانگت کی ضرورت ہے۔ وہ اسی وقت پیدا ہو سکتے ہیں جب اس مرض تکفیر بازی کو دور کیا جائے جس نے امت مسلمہ کی وحدت کو پاش پاش کر دیا ہے۔ جس تنظیم و اصلاح کا بیڑا خلافت کمیٹی نے اٹھایا ہے اس میں کامیابی اسی صورت میں ہو سکے گی کہ پہلے اس کفر سازی کے سلسلہ کو بند کیا جائے۔ جس کی بدولت بھائی بھائی سے جدا ہے۔ مجلس خلافت نے اس تجویز کے منظور کرنے سے اپنی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر اس نے اس کو عملی صورت میں لانے کے لئے جد و جہد کی اور اس بیماری کو مسلمان قوم سے دور کر دیا تو یقیناً یہ اسلام کی ایک عظیم الشان خدمت ہوگی۔

اس جدید لائحہ عمل میں ایک بات جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ ہے کہ مولانا ظفر الملک کی پیش کردہ تجویز کو پاس کر کے خلافت کمیٹی نے مسلمانوں کے ہر قسم کے حقوق کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا ہے کہ وہ بدستور سابق ترک موالات کے مسلک پر قائم رہے گی۔ ہم حیران ہیں کہ حکومت کے ساتھ جنگ جاری رکھ کر اور اس کے ساتھ ہی ایک نیا محاذ قائم کر کے مجلس خلافت اپنی اس جدید ذمہ داری کو کیونکر نباہ سکے گی۔ بظاہر یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

ایک خاص بات جس کا اظہار ہم ضروری سمجھتے ہیں یہ ہے کہ مجلس خلافت کے اس اجلاس میں مختلف تجاویز کے سلسلہ میں مسلمان رہنماؤں نے جو تقریریں کی ہیں۔ وہ ان شر انگیز تقریروں سے بالکل مختلف ہیں جو ہندو مہاسبھا کے پلیٹ فارم پر ہندو لیڈر کرتے ہیں۔ جہاں تک ہم نے ان تقاریر کا مطالعہ کیا ہے وہ اپنے الفاظ اور معانی کے لحاظ سے کمال رواداری کے اصول پر مبنی تھیں۔ اور ان میں نہایت متانت و سنجیدگی سے کام لیا گیا ہے۔ اکثر سنگٹھنی لیڈروں کی تقریریں اشتعال انگیز اور شر آمیز ہوتی ہیں۔ لیکن اس اجلاس میں کسی مقرر نے بھی مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش نہیں کی۔ ہر مقرر نے مسلمانوں کو یہی نصیحت کی کہ وہ تحمل و بردباری سے کام لیں۔ اور برادران ہنود کے اشتعال دلانے پر بھی صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ چنانچہ مجلس خلافت نے بھی اس مضمون کی ایک تجویز بھی منظور کی ہے۔ باوجود ان تمام باتوں کے بھی اگر بعض ہندو اخبار نویس مجلس خلافت کے اس اجلاس کے خلاف چیخ پکار کر رہے ہیں تو وہ عادت سے مجبور ہیں۔ انہوں نے اپنی تجارت کی کامیابی کا راز اسی بیجا شور و شغب میں سمجھ رکھا ہے۔

مسلمانان کشمیر اور شدھی سبھا

گزشتہ ماہ گوجرانوالہ میں آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا سالانہ اجلاس تھا۔ جس کے صدر جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو تھے۔ آپ نے اپنے خطبۂ صدارت میں بہت سے امور پر روشنی ڈالی۔ ایک بات جس کی طرف آپ نے خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ وہ مسلمانان کشمیر کی مذہبی حالت ہے۔ جس کو دیکھ کر ہندو مہاسبھا اور شدھی سبھا کو یہ توقع ہوئی ہے کہ کشمیری مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے۔ آپ نے فرمایا:۔

> کشمیر کی موجودہ ۲۴ لاکھ آبادی کبھی خطرے سے باہر نہیں ہر ایک جاہل شخص اور ایک جاہل قوم ہر وقت خطرے میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے دماغ میں ابھی تک اس دردناک مراسلہ کے الفاظ کی گونج موجود ہوگی جس طرف ہمارے فاضل بھائی شیخ عطا محمد صاحب نے سال گزشتہ ہمیں توجہ دلائی تھی اس مراسلہ میں ہندو مہاسبھا نے پنجاب کے ہندوؤں سے اپیل کیا تھا۔ کہ وہ کشمیر کے ان بے شمار ہندوؤں کو جنہوں نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب تبدیل کیا تھا ممکن ذرائع سے از سر نو ہندو مذہب میں لانے کی کوشش کریں۔ اس مراسلے کے الفاظ سے یہ خطرناک حقیقت ظاہر ہو رہی ہے۔ کہ ہندوؤں کی سب سے بڑی جماعت ہندو مہاسبھا کشمیری آبادی کو قبول اسلام کے بعد بھی ابھی تک ہندو سمجھ رہی ہے۔ اور انہیں حق کے طور پر "بے شمار ہندوؤں" کے لفظ سے تعبیر کر رہی ہے۔ ہندو مہاسبھا۔ یا آریہ سماج یا شدھی سبھا کے دل میں کشمیری مسلمانوں کے متعلق اس قسم کی توقعات کا پیدا ہو جانا خالی از علت نہیں۔

مسلم کشمیری کانفرنس کا فرض ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی اس بروقت تنبیہ [illegible]

مفسدانہ غلط بیانی

بعض متعصب ہندو اخبارات میں حضور نظام حیدرآباد دکن کو بدنام کرنے کی غرض سے یہ خبر بڑے جوش و خروش سے شائع کی گئی ہے کہ حضور نظام نے گائے کی عکسی تصویر پاس رکھنا حدود ریاست کے اندر جرم قرار دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ریاست میں گائے کی ایک ایسی عکسی تصویر تقسیم کی جارہی تھی جس کے پاؤں میں قرآن کریم کی چند آیات اور احادیث نبوی چھاپی گئی ہیں۔ اس سے مسلم رعایا میں سخت اضطراب پھیل رہا تھا اور نقض امن کا اندیشہ تھا۔ اس لیے اعلیحضرت نے اس شر انگیز فوٹو کی اشاعت کے خلاف امتناعی احکام صادر فرمائے۔ ویسے گائے کی تصویر رکھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔

یقیناً یہ حرکت کسی ہندو مفسد کی ہے۔ یہ لوگ خدا جانے کس قسم کی گری ہوئی ذہنیت کے مالک ہیں۔ کہ مسلمانوں کی مخالفت میں ایسے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتے ہیں۔ اس قسم کی بیہودہ باتوں سے سوائے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا۔ اگر برادران وطن کو اپنے مذہب (گاؤ پرستی) کی تبلیغ و اشاعت کا شوق ہے تو وہ اس کو صلح و آشتی سے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس قسم کی خفیف حرکتوں سے مذہب کی اشاعت نہیں ہوسکتی۔

فرانس اور ریف

فرانس اور ریف کے درمیان جو صلح کی گفت و شنید جاری تھی وہ ناکامی کے ساتھ ختم ہوگئی۔ بلکہ تازہ اطلاعات کے موجب جنگ بھی شروع ہوگئی ہے۔ صلح تو ہو جاتی لیکن فرانس اور سپین نے ذلت آمیز شرائط پیش کیں۔ جن کو ریفیوں جیسی غیور اور جانباز قوم کبھی قبول نہ کرسکتی تھی۔ سب سے بڑھ کر جو نامعقول شرط فرانس کی طرف سے پیش کی گئی وہ غازی عبدالکریم کی جلاوطنی کا مطالبہ تھا۔ بہادران ریف جو اپنے ملک و قوم کی آزادی کے لیے عظیم الشان قربانیاں کرچکے ہیں کیونکر گوارا کرسکتے تھے کہ اپنی آزادی کے علمبردار قائد کو جانی دشمنوں کے حوالے کردیتے۔ نمائندگان ریف نے نہایت جرأت سے کام لے کر ان بیہودہ شرائط کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اب فیصلہ تلوار کے ذریعہ ہوگا اور فرانس و سپین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ جو حریت کے لیے مرنے مارنے کو طیار ہوں ان کی آزادی سلب کیے رکھنا کچھ آسان کام نہیں ہے۔

دوزخ ارضی میں اصلاحات

دنیا کا دوزخ جیلخانہ ہے۔ اس جہنم میں ان سیہ بختوں کو ڈالا جاتا ہے جو بدقسمتی سے حکومت وقت کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں مہذب ممالک میں اسیری کا مقصد صرف سزا نہیں بلکہ اصلاح بھی ہوتا ہے لیکن ہندوستان کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ یہاں اصلاح تو رہی ایک طرف۔ جیل خانوں میں انسانوں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ تحریک ترک موالات سے پیشتر اس دوزخ ارضی کے دردانگیز مصائب و شدائد سے عوام کو اتنی واقفیت نہ تھی۔ مگر جب سے اس تحریک کی بدولت سیاسی رہنماؤں کو وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس کے اندرونی حالات لوگوں کو معلوم ہوگئے ہیں۔ اسی قسم کے صاحب حال لوگوں کی چیخ پکار کا نتیجہ ہے۔ کہ اب حکومت کو قیدیوں کی حالت زار پر توجہ ہوئی ہے۔ چنانچہ جیل خانہ جات پنجاب میں حسب ذیل اصلاحات منظور ہوئی ہیں:-

(۱) آئندہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا باورچی خانہ الگ الگ ہوگا۔

(۲) جیل خانہ کے اندر قیدیوں کے لیے تفریح کا سامان مہیا کیا جائے گا۔ اور قیدیوں کو اجازت ہوگی کہ مشقت کے بعد یا خالی وقت میں اس سے بہرہ اندوز ہوسکیں۔

(۳) اب تک پھانسی کی سزا لاہور کے سنٹرل جیل میں دی جاتی تھی۔ آئندہ اس ضلع کے جیل میں دی جائے گی جہاں کا مجرم رہنے والا ہو۔

قیدیوں کی خوراک میں ترمیم کے مسئلہ پر بھی حکومت غور کررہی ہے اس قسم کے احکام عنقریب صادر ہونے والے ہیں کہ قیدیوں کی خوراک میں گڑ شکر بھی شامل کیا جائے۔

ضلع منٹگمری میں ہندو راج

حال ہی میں معزز معاصر "مسلم آؤٹ لک" میں ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ پنجاب کے تمام محکموں میں ہندو عہدہ داروں کی اس قدر کثرت ہے کہ مسلمانوں کے لیے اپنے واجبی حقوق حاصل کرنا بالکل ناممکن ہو رہا ہے۔ ضلع منٹگمری کے محکمہ عدالت میں ہندو ہی ہندو نظر آتے ہیں۔ نئی اسامیاں پُر کرنے کے تمام اختیارات ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں۔ لائق و تجربہ کار مسلمانوں کے لیے بھی ملازمتوں کے دروازے بند ہیں۔ اور مقامی حکومت کے احکام کی کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ ضلع منٹگمری کے ہندو حکام عدالت نے تمام اسامیوں کو اپنی ہی قوم کے لیے وقف کردیا ہے۔ باوجود اس کے کہ مقامی حکومت نے صریحاً یہ احکام نافذ کر رکھے ہیں کہ پچیس روپیہ ماہوار کی تمام اسامیاں سابق فوجی سپاہیوں کو دی جائیں۔ اڑتیس جدید اسامیاں ہندوؤں کو دے دی گئی ہیں اور صرف سات آٹھ آدمی رنگروٹ بھرتی کرنے والے افسر کی وساطت سے لیے گئے ہیں۔ سابق فوجی سپاہیوں کو جنھوں نے براہ راست درخواستیں دی تھیں جواب دے دیا گیا۔ کہ کوئی جگہ خالی نہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو جنھوں نے کسی قسم کی فوجی خدمات انجام نہیں دی تھیں ملازمتیں دے دی گئیں۔ صرف اس لیے کہ یہ لوگ ہندو تھے اور سابق فوجی سپاہی بدقسمتی سے مسلمان واقع ہوئے تھے۔

ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جب مسلمان فوجی سپاہیوں کی اس طرح حق تلفی کی جارہی ہے۔ تو "پنجاب سولجرز بورڈ" کس مرض کی دوا ہے۔ حکومت نے یہ بورڈ تو اسی لیے قائم کیا تھا کہ وہ فوجی خدمات انجام دینے والوں کو حکومت کے مختلف محکموں میں اسامیاں دلوانے میں آسانیاں بہم پہنچائے۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ بے انصافی ہو رہی ہے اور بورڈ اس پر کوئی بازپرس نہیں کرتا۔ بورڈ کا فرض ہے کہ وہ حکام متعلقہ سے استفسار کرے کہ جب یہ اڑتیس اسامیاں خالی ہوئی تھیں تو کیوں سابق فوجی سپاہیوں کو جگہ نہ دی گئی۔ اور کیوں ان کی جگہ ہندوؤں کو رکھا گیا؟

ایک خطرناک سازش

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے امرتسر میں ایک تقریر کے دوران میں اس دردناک حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ پنجاب میں ایک زبردست خفیہ سازش کے ذریعہ سے اب تک دس ہزار مسلمان عورتیں اکالنیں بنائی جاچکی ہیں۔ بخاری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ انہیں نہایت موثق اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سکھوں کی ایک مشہور اور مستعد جماعت نے اپنا واحد مقصد یہ قرار دے رکھا ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے مسلمان عورتوں کو سکھ مذہب میں شامل کیا جائے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سکھوں میں عورتوں کی تعداد کم ہے۔ اور وہ ہندو عورتوں کے بجائے مسلمان عورتوں سے اس کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ پس اگر مسلمانوں میں کچھ بھی غیرت اور حمیت باقی ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی بہو بیٹیوں کی پوری حفاظت کریں۔ اور اس خطرناک سازش سے بچنے کے لیے ضروری تدابیر اختیار کریں۔ بخاری صاحب کے اسلوب تقریر کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں وہ بعض وقت حاضرین مجلس کو گرمانے کے لیے بھی ایسی حیرت انگیز باتیں خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا کرتے ہیں۔ اگر یہ بات بھی انہی میں سے ایک ہے تو خیر ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سازش سے بچنے کے لیے مناسب تدابیر اختیار کریں۔

جنگجو آریہ سماج

آریہ سماج ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسانا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ گزشتہ دو سال میں ہندوستان میں جس قدر فسادات ہوئے ہیں ان میں سے اکثر فسادات آریہ سماج ہی کی مہربانی سے ہوئے۔ یہ ہمارا اپنا ہی خیال نہیں بلکہ اکثر آریہ اخبارات ایک نہ ایک رنگ میں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ فسادات کلکتہ میں ہندوؤں کی بہادری اور جرأت پر آریہ اخبارات نے مسرت و اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ اسی جماعت کی سلگائی ہوئی ہے۔ مقام معصر "آریہ گزٹ" فسادات کلکتہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے "آریہ سماجیو شاباش" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

> سوامی دیانند کے ذریعے پرماتما نے ہندوؤں میں ایک ایسی جنگجو جماعت پیدا کردی ہے۔ جو قومی آن کے لیے ہر وقت مرمٹنے کو تیار رہتی ہے۔ اور اس جماعت کا نام "آریہ سماج" ہے . . . . . آریہ سماجی ایسے موم کے نہیں جیسا مسلمان انہیں سمجھتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت ہندو سماج کا ملٹری (فوجی) حصہ ہیں۔ . . . . . پرماتما کی مرضی یہ ہے کہ جس طرح دھارمک (مذہبی) میدان میں آریہ سماجیوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے دانت کھٹے کیے ہیں۔ اور ہندوؤں کو پراچین ویدک دھرم کی توجہ دلا کر ان کا سر بلند کیا ہے۔ ٹھیک ویسے ہی ہندوؤں میں فوجی سپرٹ پیدا کرنے کا سہرا بھی ان کے سر پر ہوگا۔

اس اقتباس میں "آریہ گزٹ" نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ آریہ سماج ایک جنگجو جماعت ہے۔ اور آج کل اس کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں میں فوجی سپرٹ پیدا کرے۔ یہی نہیں بلکہ یہ جماعت قانون کو بھی اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی ہے۔ جیسا کہ اسی اخبار کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ "آتتائی (ظالم) کو بغیر سوچے مار دینا چاہیے۔"

ڈاکٹر مونجے پر مقدمہ چلایا جائے

صوبہ متوسط کے مشہور سنگٹھنی لیڈر ڈاکٹر مونجے سے ہمارے ناظرین خوب واقف ہیں کچھ عرصہ سے اس سنگٹھنی سورما نے مسلمانوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز اور معاندانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ اپنی تقریروں میں ہندوؤں کے جذبات کو نہایت خطرناک طریق پر بھڑکاتے ہیں۔ اور اگر سچ پوچھو تو اسی قسم کی شرآمیز تقریریں ہندو مسلم فسادات کا اصل باعث ہیں۔ ہندو کانفرنس کے اجلاس انبالہ میں انہوں نے فرقہ وارانہ جذبات مشتعل کرنے کے لیے جو ہرزہ سرائی کی تھی اس کے خلاف میاں عبدالحی وکیل ممبر لیجسلیٹو اسمبلی نے صدائے احتجاج بلند کی ہے اور حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ ڈاکٹر مونجے کے خلاف مقدمہ چلائے۔ چنانچہ میاں صاحب موصوف نے پنجاب گورنمنٹ کے چیف سکرٹری کو مندرجہ ذیل مکتوب روانہ کیا ہے:-

جناب عالی! آپ کے توسط سے میں ہز اکسلنسی گورنر پنجاب با اجلاس کونسل کی توجہ اس قابل اعتراض تقریر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں جو ایک شخص مسمی ڈاکٹر بی ایس مونجے نے صدر پنجاب ہندو کانفرنس کی حیثیت سے انبالہ میں کی ہے۔ اگرچہ ان کی تمام تقریر کا لہجہ دشمنی کے جذبات کو تقویت دینے اور ہندو مسلمانوں میں منافرت پیدا کرنے کا محرک ہے۔ مگر مندرجہ ذیل حصہ خصوصیت کے ساتھ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ (الف) کے ماتحت قانونی کارروائی کے قابل ہے:-

"دو ایسے آدمیوں کو جن میں سے ایک مسلمان کہلاتا ہو اور دوسرا ہندو دیکھیے اور ان کے آباؤ اجداد کا پتہ چلایئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ آج سے دو تین سو برس قبل ایسے ہندو ماں باپ کی اولاد تھے۔ جن کی شادی جائز طور پر ہوئی تھی۔ ان ماں باپ کی اولاد میں سے کسی لڑکی یا لڑکے کو زبردستی اغوا کر کے مسلمان کرلیا گیا اور آج عامی مسلمان سینکڑوں برس پہلے کے ارتداد کی شرمناک و رذیل نسل کا نمونہ ہے اگر کسی طرح جادو کی طاقت سے آج کل کے مسلمانوں کے دماغ میں اس درد و کرب کی تصویر کو پیدا کیا جاسکے جو آج سے سالہا سال قبل ان کو مرتد کرنے اور مسلمانوں میں شامل کرنے سے انہوں نے محسوس کیا ہوگا۔ تو وہ باہر سے آنے والے مسلمانوں کو جنھوں نے انہیں بجبر مسلمان کیا تھا اسی حقارت کی نظر سے دیکھیں گے جس سے گرو گوبند سنگھ اور شیوا جی دیکھتے تھے جس دن یہ احساس پیدا ہو جائیگا اس دن مسلمانوں کو تمام نہاد مسلمانوں اور ہندوؤں کے خون کی یگانگت کا اندازہ ہوگا۔ اس دن وہ ہندو مرد اور عورتوں کے جبریہ اغوا اور ارتداد کے متعلق غیر ملکی باشندوں کی ریس کرنا اور ہندوؤں کے مندر منہدم کرنا چھوڑ دیں گے۔ اس دن ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کے دلوں پر اتحاد کی مہر لگ جائے گی جب تک یہ نہ ہو جائے اس وقت تک ہندوؤں کو اپنی مدافعت کے لیے تیاری کرنا چاہیے۔ اور مسلمان غنڈے کو یہ محسوس کرا دینا چاہیے کہ حملہ آور اور فسادی ہمسایہ بن کر رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

تمام ملک کے اندر نہایت نازک اور قابل افسوس فرقہ وارانہ منافرت اور آئے دن کے ہندو مسلم فسادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس وبا کو روکنے کے لیے سخت کارروائی کی جائے۔ اس لیے میں نہایت عاجزی کے ساتھ تجویز کرتا ہوں کہ ڈاکٹر مونجے پر امن عامہ کے مفاد کی خاطر دفعہ ۱۵۳ (الف)

سرکار . . . [illegible]

اس کے بعد آپ نے ریزولیوشن کی ہر مد کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے یہ امر حاضرین کے ذہن نشین کیا کہ کیوں ان تمام امور کی اس وقت ضرورت ہے۔ اور وہ کیسے پورے ہو سکتے ہیں۔ آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ مسلمانوں میں تعلیم کی اشاعت کرنے، قومی انتشار کو دور کرنے، بے روزگاری کو رفع کرنے اور دوسرے اسی قسم کے اصلاحی اور تعمیری کاموں کی اہمیت اور ضرورت کو بتایا۔ اور آخر میں فرمایا کہ کم سے کم وہ خود اپنے علاقہ میں جا کر اس پر کاربند ہونے کی کوشش شروع کر دیں گے اور دوسرے مسلمانوں سے بھی یہ اپیل کی کہ وہ بھی اپنے اپنے علاقوں میں اس پر عمل درآمد کرنا شروع کر دیں۔

مولانا شوکت علی صاحب کی تقریر

اس کے بعد مولانا شوکت علی صاحب اس تجویز کی تائید کرنے کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اس بڑے کام کا بار اپنے کندھوں پر لیا ہے وہ نہ کبھی توپ و بندوق سے ڈرے۔ نہ کبھی جیل خانہ سے ہچکے پھر بھلا وہ ہندوؤں سے کیا مرعوب ہو سکتے ہیں۔ ہم نے اس کام کو نہایت سوچ سمجھ کر اور صفائی قلب کے ساتھ شروع کیا ہے۔ گزشتہ تین سال کے عرصہ میں ہم نے اپنے صبر و رواداری کا کافی ثبوت دیا ہے۔ اور اپنے ہندو بھائیوں کو اس کے تدارک کا کافی موقع دیا ہے۔ اب بھی ہم نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے سامنے اپنی پوزیشن کو صاف صاف واضح کر دیا تھا۔ ہم چونکہ حق پر تھے اس لئے اس نے ہماری باتوں پر بہت کافی غور و فکر کیا۔ اب اس کانفرنس کے ذریعہ ہم پھر متنبہ کر دینا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے لوگوں کو اطمینان دلایا کہ یہ حالت ہمیشہ نہیں رہے گی اور ان سے اپیل کی کہ وہ اپنے عیش و آرام کی زندگی کو کسی نہ کسی قدر چھوڑ کر مسلمانوں کے تعمیری کاموں میں لگ جائیں اور ان میں تنظیم قائم کریں۔ خالی خولی باتوں سے کچھ نہیں ہونے کا۔ یہی وقت ہے کہ خوب مستعدی اور آمادگی سے مسلمانوں کے فلاح و ترقی کے لئے کوششیں شروع کر دی جائیں۔

سراج الدین پراچہ کی مخالفت

سراج الدین پراچہ صاحب نے اس تجویز کی بھی مخالفت کی اور آپ نے فرمایا۔ کہ اسی قسم کی باتیں کانپور خلافت کانفرنس میں پاس ہو چکی ہیں۔ پھر اس وقت ہندو سنگٹھن کو مد مقابل ٹھہرا کر اس کوشش کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ اسے انتقامی رنگ دینا دوسروں کے جذبۂ انتقام کو زیادہ ترقی دیتا ہے۔

آپ کی اس مخالفت کے بعد جب رائیں لی گئیں تو تجویز کثرت رائے اور اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ پاس ہو گئی۔

مولوی محمد عرفان صاحب کی تجویز

اس کے بعد مولوی محمد عرفان صاحب نے مسلمانوں کے افلاس و غربت دور کرنے کی ایک تجویز پیش کی جس کے دوران میں آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں پر اس وقت دو قسم کی مصیبتیں ہیں۔ ایک بیرونی یعنی اماکن مقدسہ کی حفاظت اور دوسری اندرونی یعنی مسلمانوں کو ارتداد سے بچانا۔ ان دونوں مصیبتوں میں جو چیز مشترک ہے۔ وہ مسلمانوں کا افلاس ہے۔ اگر مسلمان غریب اور مفلوک الحال نہ ہوتے تو وہ کیوں فوج میں بھرتی ہو کر ترکوں کا گلا کاٹنے جاتے؟ اسی طرح یہاں کے ملکانے یا اور دوسری قوموں کے لوگ اگر روپے پیسے کے حاجتمند نہ ہوتے تو وہ ہرگز تبدیل مذہب کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔

آپ نے اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر یہ بھی فرمایا کہ عرب کے بدو بھی آج اسی افلاس و غربت کی بدولت تبدیل مذہب کے لئے مائل ہو سکتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ وہ روز بد آئے اور انہیں امریکی یا یورپی مشنریوں کی اس آزمائش میں مبتلا ہونا پڑے۔

آپ نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کے ہاتھ میں یہی مسلمانوں کی دکھتی ہوئی رگ ہے۔ لہٰذا ان اسباب و وجوہ کی بنا پر ہمیں سب سے پہلے اس مرض کے علاج کی فکر کرنی چاہیئے۔

حافظ عبدالرحیم صاحب کی تقریر

آپ کی اس تجویز کی تائید حافظ عبدالرحیم صاحب سفیر آل انڈیا مسلم راجپوت کانفرنس نے کی۔ اور اپنے تجربات کی بنا پر بتایا کہ کس طرح دیہاتی مسلمان اسراف اور فضول خرچی کی بدولت غربت و افلاس کا شکار رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بچوں کو ابتدائی تعلیم بھی نہیں دے سکتے۔

اس کے بعد جناب صدر نے اس کی مزید توضیح فرماتے ہوئے بیان کیا کہ مسلمانوں کو بیکاری کو چھوڑ کر کسی نہ کسی کاروبار میں لگ جانا چاہیئے۔ اس کے بعد اس تجویز پر رائیں لی گئیں۔ تو وہ باتفاق رائے پاس ہو گئی۔

مولانا ابوبکر صاحب کی تجویز

مولانا ابوبکر صاحب نے نماز باجماعت کی اہمیت کی ایک تجویز کی صورت میں حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کے ساتھ ایک نہایت مدلل اور عالمانہ تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں آپ نے اقامت صلوٰۃ اور حفاظت مساجد پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی۔ آپ نے میثاق بنی اسرائیل کا ذکر کیا جس میں اقامت صلوٰۃ پر سب سے زیادہ تاکید کی گئی تھی اور ان کی بربادی کا سبب بتایا کہ انہوں نے اس میثاق کو توڑ دیا۔ اور اقامت صلوٰۃ کی پابندی کرنی چھوڑ دی۔

آپ نے اصلاحی اور معاشرتی حیثیتوں سے بھی نماز باجماعت کے مختلف فوائد بتائے۔ اور لوگوں کو اس کی تعمیل و پابندی کی ہر طرح سے ترغیب دلائی۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کی تقریر

اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے خواجہ صاحب نے نماز باجماعت کی سوشل اور سیاسی حیثیت پر بہت زور دیا۔ اور بہت سے ایسے واقعات بتائے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ تھوڑی سی تحریک سے ویران مسجدیں آباد و گلزار ہو گئیں۔ اللہ اکبر کے پرزور نعروں کے ساتھ حاضرین نے اس ہدایت و نصیحت پر لبیک کہا۔

معین الدین اجمیری صاحب کی تقریر

آپ نے تمام مسلمان فرقوں میں اتفاق و اتحاد کرنے کے متعلق ایک تجویز پیش کی جس کے دوران میں آپ نے بتایا کہ کم از کم انہیں چیزوں پر تمام فرقے متفق ہو جائیں تو غنیمت ہے جو ان میں آپس میں مشترک ہیں۔ آپ نے ہندوؤں کی مثال دی کہ ان کے فرقوں میں اگر کسی چیز میں اشتراک اور وحدت نہ تھی تو مالوی جی نے ایک گائے کو پیش کر دیا جس سے کسی فرقے کو اختلاف نہیں۔

مولوی احمد سعید صاحب کی تقریر

آپ نے علماء میں تکفیر و تفسیق کی رسم کو برا قرار دیتے ہوئے یہ بھی ظاہر فرمایا کہ پھر عوام کو بھی اظہار رائے میں زیادہ آزادی سے کام نہ لینا چاہیئے اس رسم بد کا انسداد اسی طریق سے ہو سکتا ہے کہ ہر دو جماعتیں اپنے اپنے حدود کا لحاظ رکھیں۔

آپ کے بعد اہل تشیع میں سے ایک صاحب سید رضا مرزا صاحب نے اس کی پرزور تائید کی۔ اور دوسرے فرقوں سے اپیل کی کہ وہ بھی مشترک امور میں متفق و متحد ہو جائیں۔

اس کے بعد یہ تجویز بالاتفاق پاس ہو گئی۔ اور کانفرنس کا تیسرا اجلاس پانچ بجے شام کے لئے ملتوی ہو گیا۔

خلافت کانفرنس کا آخری اجلاس

جناب صدر کی اختتامی تقریر

مولانا سید سلیمان صدر کانفرنس نے اپنی اختتامی تقریر شروع کی ابتدا ہی میں آپ نے فرمایا۔ کہ چونکہ روانگی کا وقت بالکل قریب ہے اس لئے مختصر سے مختصر طور پر بھی گزشتہ روئداد پر کوئی سرسری نظر ڈالنا دشوار ہو تاہم اجلاس کی بعض اہم تجویزوں سے اس قدر ضرور واضح ہے کہ ہمارا عام رویہ کیا ہے۔ ہم نے نہ کوئی الٹی میٹم دیا ہے اور نہ کوئی اعلان جنگ کیا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف ہم نے خود اپنی قوم کی تقویت و استحکام کی تدبیریں کی ہیں۔ دوسروں کو برا بھلا کہنے اور انہیں لعن طعن کرنے سے اپنا فائدہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ ایک نہ ایک دن ملک کی یہ فضا ضرور بدلے گی۔ اور ہندو برادران اپنے کئے پر پچھتائیں گے اس لئے ہم کو ان عارضی حالات سے متاثر ہو کر کوئی غیر معقول اور غیر دانشمندانہ رویہ ہرگز نہ اختیار کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد آپ نے اہل دہلی کی فیاضی اور کارکنان مجلس خلافت کی مستعدی اور رضاکاروں کی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ نیز جناب صدر نے ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کیا جنھوں نے انعقاد اجلاس میں دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح بطور خاص امداد فرمائی تھی۔

آخر میں مولوی مظہر الدین صاحب نے بحیثیت سکرٹری مجلس استقبالیہ کے صدر کانفرنس اور تمام ڈیلیگیشوں کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔

کیا اسلام خطرہ میں ہے؟

اخبار "پرتاپ" لاہور میں ایک صاحب امر چند نامی کھتری حافظ آبادی بعنوان "اسلام خطرے میں ہے" اکتیس نمبر شائع کر چکے ہیں۔ ان تمام نمبروں میں مضمون نگار صاحب اپنے خیال میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ بوجوہ مختلف کل اسلامی دنیا اس وقت مذہبی رنگ میں تنزل پذیر ہے اور اسلام خطرے میں ہے۔

بنا ان مضامین کی غالباً یہ ہے کہ مسلمانان ہند پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ وہ جو کبھی کبھی پین اسلام ازم کے شوق میں دیوانہ وار غلغلاں و ہیجان بپا کرتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ ترکوں نے اسلام کو چھوڑ دیا۔ مصر والے چھوڑنے کو تیار ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے حالات میں پین اسلام ازم کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ نمبر ۱۲ میں مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں کہ زاغلول پاشا عیسائی ہے اور جامعہ ازہر کے مولویوں اور پروفیسروں نے قرآن شریف پڑھانا چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ وہ فطرت اور عقل کے خلاف ہے۔ اسی قسم کے استدلال بھی ان اکتیس نمبروں میں درج کئے گئے ہیں۔

معلوم نہیں مسلمانان ہند ابن سعود اور شریف کے جھگڑوں سے فارغ ہو کر کبھی اس قسم کے مضامین کا مطالعہ بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ گو ہم جانتے ہیں کہ برادران وطن کی اس قسم کی تحریرات اور مضامین کہاں تک نفس اسلام کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ایسے مضامین و تحریرات کو دیکھ تو لینا چاہیئے۔

ہم حیران ہیں کہ سعد زاغلول پاشا کب عیسائی ہوا۔ اور جامعہ ازہر کے مولوی صاحبان نے کب سے یہ فیصلہ کیا کہ قرآن مجید چونکہ فطرت اور عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کی پڑھائی ترک کی جائے اب تک جامعہ ازہر کے تیرہ ہزار طلبہ صبح کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ خود میرے ہم وطن پانچ چھ طالب علم بھی جامعہ ازہر کے متعلم ہیں۔ ان کے خطوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اسی شان کے ساتھ پڑھایا جاتا اور تسلیم کیا جاتا ہے۔ جو شان اسے پہلے حاصل تھی۔ اور اب تک ہے۔ حافظ آبادی مضمون نگار صاحب کو چاہیئے کہ ذرا سوچ سمجھ کر لکھنے کی عادت ڈالیں۔ ان اٹکل پچو باتوں سے اسلام کسی خطرے میں نہیں آ سکتا۔

(ایک مسلمان)

کوائف دہلی

پادری عبدالحق سے مباحثہ

گزشتہ ہفتہ پادریوں کے مایہ ناز مناظر پادری عبدالحق صاحب سے شیخ عبدالحق مناظر اسلام آنریری واعظ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کا "نجات" پر مناظرہ ہوا۔ پادری صاحب سے جب شیخ عبدالحق نے یہ پوچھا کہ تبلایئے جب ایک شخص خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاتا ہے اور ساتھ ہی کفارہ پر بھی تو اس کا عملی نتیجہ اس کی زندگی میں کس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ کیا عیسائی ہونے کے بعد اس عیسائی سے گناہ یا بدی کا مادہ بھی سلب ہو جاتا ہے۔ یا گناہ و بدی کا مادہ تو سلب نہیں ہوتا مگر جوں جوں عیسائی دنیا گناہ کرتی چلی جاتی ہے۔ توں توں وہ گناہ معاف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اگر صورت اول لے لی جائے تو یہ بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ یورپ کو دیکھ لو وہاں پر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اور اگر دوسری صورت فرض کی جائے تو پھر عیسائیت نے دنیا کے اندر ہر قسم کی بدی کا دروازہ کھول دیا۔ چوری کرو۔ زنا کرو۔ بدمعاشی کرو۔ ڈاکہ ڈالو۔ جو چاہو کرو۔ عیسائیوں کے خداوند یسوع مسیح اور کفارہ پر ایمان سے نجات ہو جائے گی۔ اس سوال کو سن کر پادری موصوف اتنا مبہوت ہوا کہ حاضرین میں سے سب کے سب ہندوؤں، مسلمانوں اور آریہ سماجیوں نے اس امر کو معلوم کر لیا کہ پادری صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

مفتی محمد صادق اور حافظ روشن علی صاحبان

خدا کی شان ہے کہ قادیانی حضرات ہماری جماعت پر یہ آوازے کستیں کہ غیر احمدیوں سے ملنے کے لئے ہم نے علیحدہ لاہور میں اپنی جماعت کی بنیاد ڈالی حالانکہ خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم نے جناب میاں محمود احمد صاحب والی احمدیت کو ایک منٹ کے لئے بھی نہ پہلے کبھی قبول کیا۔ اور نہ وہ آئندہ کبھی قابل قبول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ قادیانی تحریک کا منشا مسلمانوں کے اندر افتراق پیدا کرنا ہے۔ غیر احمدیوں کو کافر جاننے اور کہنے کے باوجود مان نہ مان میں تیرا مہمان کے مصداق آپ پندرہ پندرہ روپے خرچ کر کے سپشل خلافت کانفرنس میں شمولیت کے لئے جا پہنچے۔ کہ مسلمان کسی نہ کسی طرح ان کو بھی خلافت کمیٹی کا ممبر بننے کی اجازت دے دیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک طرف تو قادیان والے غیر احمدیوں کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے والے کو جماعت سے خارج کر دیتے ہیں اور دوسری طرف غیر احمدیوں سے ملنے کے لئے وہ بیقراری کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ سرکاری عقیدہ تو یہ ہے کہ روئے زمین کے کل مسلمان دائرہ اسلام سے خارج لیکن پھر دہلی میں خلافت کمیٹی کے اجلاس پر تکفیر کو دور کرنے کی کوشش۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

ہندوستان

—— راجہ صاحب پنگل وزیر حکومت مدراس کے خلاف مسٹر سی۔ کے جیٹی نے جو مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی چلا رکھا تھا۔ اس میں عدالت نے مدعی کے حق میں ایک پائی کی ڈگری دی ہے۔ جو ہندوستان میں شاید اپنی قسم کی پہلی ڈگری ہوگی۔ راجہ صاحب پنگل اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے والے ہیں۔

—— سر گنگا رام نے دریائے راوی پر ہندو گھاٹ کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے سے زیادہ رقم کی منظوری دی ہے۔

—— سید حبیب کی سرکردگی میں خدام الحرمین کا جو وفد حجاز گیا تھا۔ وہ واپس آ گیا ہے۔ اور آج کل سلطان ابن سعود کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں معروف ہے۔

—— پبلک سروسز کمیشن اگست سے اپنا کام شروع کرے گا۔ صدر مسٹر بارکر انگلستان سے آ رہے ہیں۔ ممبران میں سید رضا علی اور مسٹر سری کشن کول کا نام لیا جا رہا ہے۔

—— مولانا ابوالکلام آزاد نے مہاتما گاندھی سے بذریعہ تار درخواست کی ہے کہ ہندو مسلم اتحاد پر غور کرنے کے لئے کانگرس کا خاص اجلاس منعقد کیا جائے۔

—— جدید وائسرائے لارڈ اروِن نے شملہ پہنچکر اپنے تمام اسٹاف کو بشمول ہندوستانی کلرکوں کے بلایا۔ اور سب سے مصافحہ کیا اور مزاج پرسی کے بعد شفقت آمیز الفاظ کہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ مہاتما گاندھی کی ملاقات کے بے حد مشتاق ہیں۔ اور عنقریب مہاتما جی اور دیگر سربرآوردہ لیڈروں کو ملاقات کے لئے بلائیں گے۔

—— ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۹-۱۰ مئی کو زیر صدارت راجہ نریندر ناتھ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

(۱) پہلی تین تجاویز فسادات کلکتہ کے متعلق ہیں۔ جن میں مسلمانوں پر غلط الزامات تھوپ کر مذمت کی گئی ہے۔

(۴) ورکنگ کمیٹی ان بے بنیاد الزامات کی بزور تردید کرتی ہے۔ جو ہندو سنگٹھن کی تحریک میں حصہ لینے والے اصحاب کے خلاف کچھ لیڈروں کی طرف سے لگائے گئے ہیں اور اس امر واقعہ کی طرف جملہ متعلقین کی توجہ مبذول کراتی ہے۔ کہ سنگٹھن کی تحریک کا مقصد ہندوؤں کے حقوق و مفاد کی غیر منصفانہ حملوں سے حفاظت کرنا۔ ہندوؤں کی سماجک برائیوں کو دور کرنا۔ اور آخری لیکن کم ضروری نہیں ہندوستان میں رہنے والے مختلف فرقوں میں بہتر تعلقات پیدا کرنا ہے۔

(۵) ورکنگ کمیٹی ہندو جنتا کو ان ناپاک کوششوں سے جو بعض مسلمان لیڈر اور اخبارات ایک طرف آریہ سماجیوں اور دوسری طرف سکھوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ آگاہ کرتی ہے اور ہندو جاتی کے تمام انگوں سے اپیل کرتی ہے کہ اپنی جاتی کے متحدہ مفاد کی حفاظت اور بہتری کے لئے متفقہ طور پر کھڑے ہو جائیں۔

چھٹی تجویز میں گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ ضروری تحقیقات کے بعد وہ فیصلہ صادر کر دے کہ معمولی حالت میں مسجدوں کے سامنے باجا گزرنے پر اعتراض کرنا جائز نہیں۔ اور کسی سرکاری افسر کو اسے ٹھیک تصور نہ کرنا چاہئے۔

ایک تجویز شدھی کے متعلق منظور ہوئی ہے۔ اس میں مسلمان لیڈروں پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ غلط بیانی اور بے بنیاد الزامات کے ذریعہ تحریک شدھی کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرتے ہیں۔ سنگٹھن کو مضبوط کرنے کے متعلق حسب ذیل تجویز منظور ہوئی :-

مجلس عاملہ ہر ہندو کی توجہ کو ہندو سبھائیں قائم کرنے کی اشد ضرورت کی طرف مبذول کراتی ہے۔ جہاں کہیں ہندو سبھائیں اس وقت موجود نہیں ہیں۔ وہاں ان کی تنظیم کی جائے۔ اور جہاں موجود ہیں۔ ان کو زیادہ مضبوط کیا جائے۔ نیز وہ ہر ہندو سے جس کو اپنے ملک اور قوم کی تہذیب سے محبت ہے۔ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از کم ایک فیصدی حصہ مقامی اور مرکزی ہندو سبھا کو دونوں کے سرمایہ میں چندے کے طور پر دے۔ اور مہاسبھا کی تجاویز کی عملی تکمیل میں ہر ممکن کوشش کرے۔

—— افسوس ہے کہ دہلی کے ایک شخص عبداللہ نے خواجہ حسن نظامی صاحب اور دیگر بارہ سربرآوردہ مسلمانوں پر استغاثہ دائر کیا ہے کہ مندرجہ بالا حضرات نے کھیڑی زہر خورانی کے واقعہ کے بعد مستغیث سے یہ کہا کہ وہ کسی ہندو سودے والے کا نام پولیس میں بتا دے چونکہ مستغیث نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس لئے ملزم اس کی جان کے دشمن ہو گئے۔ لہٰذا مستغیث درخواست کرتا ہے کہ زیر دفعہ ۱۰۷ کارروائی کی جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس دعوے میں کوئی خفیہ ہاتھ کام کر رہا ہے۔

—— موضع پل خورد ضلع امرتسر کی ایک مسجد کے منہدم کرنے کے جرم میں الد[illegible]

ممالک غیر

—— تسخیر طائف کے وقت رعایا کو مال و جان کے جو نقصانات پہنچے تھے سلطان ابن سعود نے ان کی تلافی کرنے کا اعلان کیا ہے۔

—— پیرس کا اخبار کرید یان مرقطراز ہے کہ روسی ترکستان کے مسلمان ایک فقیہ مسمی شاگرد خاں کی قیادت میں روسیوں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔ علامہ شاگرد خاں ایک زبردست فقیہ اور شہر فرغانہ کے سردلعزیز امیر کبیر ہیں۔ جب ۱۹۱۸ء میں روسیوں نے فرغانہ پر جبراً قبضہ کر لیا تو آپ درس فقہ چھوڑ کر میدان جدال و قتال میں نکلے۔

۱۹۲۲ء میں آپ وادی آمو سے روس کو خارج کر کے ایک آزاد وطنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد آپ کو شکست اٹھانی پڑی۔ اور آپ افغانستان میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اب آپ نے پھر چار لشکر تیار کر لئے اور ترکستان پر دھاوا بول دیا ہے۔ روسیوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے

—— حکومت انگورہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ترکی میں لوہے کی صنعت کو ترقی دینے کا کام فوراً شروع کیا جائے اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ ترکی میں اس قدر لوہا ہے کہ اس کی صنعت کی بدولت نہ صرف ترکی کی اپنی ضروریات پوری ہونگی بلکہ ترکی ہمسایہ ممالک کو بھی لوہے کی مصنوعات روانہ کر سکے گا۔

—— ایران و ترکی کے درمیان پانچ سال کے لئے ایک عہدنامہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ اور جس کی باقاعدہ تصدیق دونوں ملکوں کی پارلیمنٹیں ہی کریں گی۔ اس میں گیارہ دفعات ہیں اور معاہدہ کا مقصد یہ ہے کہ باہم دوستی قائم رکھی جائے۔ اور کسی تیسری حکومت سے جنگ پیش آنے کی صورت میں انتہائی غیر جانبداری پر عملدرآمد کیا جائے۔ تجارت ڈاک اور تار کے متعلق چھ مہینے کے اندر عہدنامے تیار ہو جائیں گے۔

—— ۷ مئی سے ریف میں پھر جنگ شروع ہو گئی ہے۔ قرط کے اطراف میں فرانسیسی ہسپانی حملے شروع ہو گئے ہیں۔ فرانسیسی پورے زور سے ہوائی حملوں میں مصروف ہیں۔ ہسپانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کوہ اصغر پر جو اجدیر کے سامنے ہے قبضہ کر لیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ریفیوں نے بھی بعض مقامات پر جوابی حملے کئے جو مسترد کر دیئے گئے اب ریفی ایک زوردار جوابی حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

—— مصری جریدہ "الشوریٰ" ناقل ہے کہ فلسطین کی جمعیۃ عالیہ اسلامیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مصر کی موتمر خلافت میں شرکت نہ کرے۔

—— مصری جریدہ "السیاسۃ" ناقل ہے کہ اسکندرونہ میں جو اب تک شام میں داخل تھا۔ ایک مستقل حکومت قائم کر دی گئی۔ اور نائب مندوب سامی اس کا صدر ہو چکا ہے۔ ممکن ہے یہ کارروائی اس فرانسیسی اور ترکی معاہدہ کی وجہ سے ہوئی ہو۔ جو ابھی چند روز ہوئے موسیو دی جووینال نے انگورہ میں طے کیا تھا۔ (پیغام صلح)

—— حکومت ترکیہ نے قانون پاس کیا ہے کہ آئندہ ترکی کشتیاں ہی ترکی ساحل پر نقل و حرکت کر سکیں گی۔ کسی غیر ترکی رعایا کو ترکی سمندروں میں ماہی گیری کی اجازت نہ ہوگی۔

—— شاہ حجاز نے حجاز کی وزارت تعلیم کا منصب شیخ صالح شطا کے سپرد کیا ہے۔ جنہوں نے نشر علوم و معارف کے لئے ضروری لائحہ عمل تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔

—— بلدا۔ بابیلا اور قبر الست نامی قریوں کے درمیان فرانسیسیوں اور شامیوں کی ایک زبردست جنگ ہوئی۔ جس کا مدعا یہ تھا کہ فرانسیسی فوجیں مخفر شبعا کو مجاہدین کے قبضہ سے نکالنا چاہتی تھیں۔ طرفین نے ایک دوسرے کا جان توڑ مقابلہ کیا۔ مگر جب تلوار کی دست بدست جنگ کا موقع آیا تو فرانسیسی فوجیں بہادران عرب کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکیں اور میدان جنگ میں ۵۵۰ مقتول اور ۶۱۲ مجروح چھوڑ کر بھاگ نکلیں اور اس معرکہ میں کرنل قرینہ مارا گیا۔ دو دبابے (ٹینک) خراب کر دیئے گئے تین بڑی توپیں اور ۱۷ مٹرالیوز توپیں چھین لی گئیں اور ۷۰۰ گھوڑے ۳۵ خچر ۱۴۰۰ بندوقیں اور تین صندوق کارتوسوں کے مجاہدین کے ہاتھ لگے۔

—— حکومت حجاز نے اپنے دو نمائندے پورٹ سوڈان ایک کانفرنس میں بھیجے تھے تاکہ برطانوی حکومت اور ایسٹرن کمپنی کے ساتھ جدہ اور پورٹ سوڈان کے درمیان بحری تار کے مسئلہ کو طے کریں معلوم ہوا ہے کہ اس کانفرنس میں ایک سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ جسے تصفیہ و نظر کے لئے حکومت کے پاس بھیجا گیا ہے۔

—— عدن کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ سرگلبرٹ کلیٹن جو امام یحییٰ حمید الدین امام یمن سے گفت و شنید کرنے کے لئے صنعا گئے تھے۔ وہ مطلوبہ معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ انگریزی اخبارات نے ابھی تک اس معاہدہ کی تفصیلات شایع نہیں کیں۔ البتہ سرگلبرٹ کلیٹن کی اس اہم کامیابی پر بہت مسرت کا اظہار کیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سر موصوف امام یحییٰ اور امام ابن کے درمیان بھی ایک دوستانہ معاہدہ کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— جاوا کے ایک وفد نے جو جزائر شرق الہند کی ۲۷ جمعیات اسلامیہ کا نمائندہ ہے سلطان ابن سعود سے ملاقات کی اور اپنے ان مقاصد کو جنہیں وہ بلاد مقدسہ میں حاصل کرنا چاہتا ہے بتفصیل بیان کیا۔

—— انگلستان کے تمام مزدوروں نے جن کی تعداد ۲۵ لاکھ ہے متفقہ طور پر ہڑتال کر دی ہے۔ ٹریڈ یونین کانگرس کے رہنماؤں اور وزرائے حکومت کے درمیان سمجھوتہ کے لئے گفت و شنید ہوئی۔ جس کا ابھی تک کوئی تسلی بخش نتیجہ نہ نکلا۔ مختلف ممالک کی طرف سے ہڑتالیوں کی امداد کے لئے زر اعانت بھیجا گیا۔ بعد کی خبر ہے کہ ہڑتال ختم ہو گئی ہے۔

—— توفیق عوام مصری نے ایک ایسے ہوائی جہاز کا خاکہ تیار کیا ہے جس میں دو بازوؤں کے بجائے صرف ایک بازو سے کام لیا جائے گا۔ وہ اس اختراع کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مصری وزارت سے گفتگو کر رہے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ مصری وزارت اس پر عنقریب کوئی عملی اقدام کرے گی۔

—— مکہ معظمہ کی موتمر اسلامی میں ترکی بھی شرکت کرے گا۔

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۸

مژدہ غیب

(حضرت مسیح موعود)

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد

نوائے ما بنہد سر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند
کہ ہر کجا کہ غنی می بود گدا باشد

گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمتِ رسا باشد

منم مسیح بیانگِ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

مقدر است کہ روزے بریں ادیم زمیں
ہزار ہا دل و جاں بر رہم فدا باشد

منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

زہے خجستہ زمانے کہ سوئے ما آئی
زہے نصیبِ تو گر شوق و التجا باشد

صداقت مسیح موعود کا ایک پہلو

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

اگر یہ سچ ہے کہ ہر ایک چیز اپنی فطرت اور خاصیت کے مطابق اپنے گرد و پیش پر اثر ڈالتی ہے۔ اور دنیا میں جو شخصیت جس قدر بھی عظیم الشان ہو گی وہ اتنا اثر گرد و پیش اور اپنی صحبت میں بیٹھنے والوں پر اتنا ہی زیادہ ڈالے گی۔ اور اسی قسم کا اثر ڈالے گی جس میں خود اس کی فطرت رنگین ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک اور منقطع الی اللہ شخصیت کا کوئی دانا اور سلیم الفطرت انسان انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر سوائے خدا کے اور کچھ یاد نہ آتا تھا۔ دنیا سے دل سرد ہو جاتا تھا۔ آپ کی توجہ الی اللہ کا یہ اثر پڑتا تھا کہ نماز میں وہ لذت اور خشوع و خضوع میسر آتا تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ انسان قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کا مصداق بن جاتا تھا۔ یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک صرف نماز میں رہ جاتی تھی۔ نماز کے وقت کا اس طرح انتظار رہتا تھا جس طرح روزہ دار کو افطار کا۔ آپ کے غض بصر کا یہ اثر پڑتا تھا کہ کسی غیر محرم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا سخت تکلیف دہ تھا۔ اگر سامنے سے مستورات آتی نظر پڑتی تھیں تو مردوں کو کھینچنے اور منہ پھیرنے میں اسی قدر عجلت ہوتی تھی جس قدر پردہ دار عورتوں کے درمیان میں کسی مرد کے آ جانے سے عورتوں کو ہو۔

آپ کی شفقت علی اللہ کا رنگ بھی الگ اثر رکھتا تھا۔ ایک احمدی کو دوسرے احمدی سے بھائیوں سے بڑھ کر پیار ہوتا تھا۔ کسی دنیوی رشتے سے اتنی محبت نہ تھی جس قدر احمدیت کے رشتے سے اور یہ سب آپ کی پاک فطرت اور سچی ہمدردی انسانی اور یک رنگ دوستی کا اثر تھا۔ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے جس طرح سچے اور مخلص اور بے تکلف دوست آپس میں پیش آیا کرتے ہیں۔ اپنے مریدوں کو اپنا غلام نہیں سمجھتے تھے بلکہ اپنا دوست سمجھتے تھے اور اسی رنگ میں برتاؤ کرتے تھے۔ پیٹھ پیچھے ان کا نام عزت سے لیتے تھے۔ ان کے مشوروں پر عمل کرتے تھے۔ ان کی درخواستوں پر جہاں کہیں وہ لیجائیں چلے جاتے تھے۔ اس وقت ان کی سادگی اور بھولا پن ایسا ہوتا تھا کہ بے اختیار قربان ہونے کو دل چاہتا تھا۔ اپنے دوستوں یعنی مریدوں کی ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں پر ان کی نہایت حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ بڑی خندہ پیشانی سے ملا کرتے تھے۔ اس وقت یہ وہم بھی نہ ہو سکتا تھا کہ یہی وہ شخص ہے جسے خدا نے مسیح موعود کے جلیل القدر منصب پر کھڑا کیا ہے۔ ان کے دل میں اس منصب کی وجہ سے مطلق اپنی بڑائی یا فوقیت کا احساس نہ تھا۔ ان کے عمل اور معاملات میں

ہی مطلق کبر کا نشان نظر نہ آتا تھا۔ دوستوں سے نہایت بے تکلفی اور خندہ پیشانی سے ملنا۔ انہیں بہتر سے بہتر جگہ بٹھانا۔ انہیں خود کھانا لا کر دینا۔ ان کے اوڑھنے اور آرام کا خیال رکھنا اور ٹھیک اسی طرح مدارات کرنا جس طرح ایک یک رنگ دوست اپنے دوست کی مدارات کرتا ہے۔ آج پیروں اور خلیفوں کو دیکھو کہ ان کی پیری اور خلافت اندر اور باہر، سوتے اور جاگتے۔ دن کو اور رات کو کسی وقت ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ باہر ہیں تو ادب سے سر جھکاؤ۔ اندر ہیں تو ان کے آگے تھرتھراؤ۔ سوتے ہیں تو وہ خلیفہ ہیں۔ جاگتے ہیں تو وہ پیر ہیں۔ وہ ہر وقت باعث دہشت ہیں۔ مگر یہ حالت مسیح موعود میں نام کو نہ تھی آپ سے مل کر دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ ہر ایک شخص کا یہی خیال ہوتا تھا کہ حضرت صاحب مجھ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں۔ دوستوں میں بے تکلف باتیں کرنا، ہنستے رہنا، ان کی صحبت کو جنت بنائے رکھتا تھا۔ دوستوں کی تکلیفوں کا علم ہو جانے پر ہر طرح مدد کو آمادہ ہو جاتے تھے۔ کسی کو مالی مشکلات ہوتیں تو کسی مخفی طریقہ سے روپے بھیج دینا اور کسی پر اس امر کو ظاہر نہ کرنا۔ پھر دوستوں کو روپے دے کر واپس نہ لیتے تھے۔ ایک دفعہ حکیم فضل دین مرحوم کو روپوں کی ضرورت ہوئی۔ دو سو یا ڈیڑھ سو روپے (مجھے تعداد ٹھیک یاد نہیں) حضرت صاحب سے انہوں نے منگوا بھیجے۔ آپ نے بھیج دیئے۔ جب حکیم صاحب کے ہاتھ میں روپے آ گئے تو انہوں نے حضرت کی خدمت میں روپے واپس بھیج دیئے۔ آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ فرمایا کہ میں نے قرض نہیں دیئے تھے۔ جو واپس لوں۔ میں تو اپنے مال کو اپنا اور دوستوں کا مشترکہ مال سمجھتا ہوں جب کسی کو ضرورت ہوئی اس نے لے لیا۔ چنانچہ آپ کو ضرورت ہوئی آپ نے لے لیا۔ اچھا کیا۔ مجھے ضرورت ہو گی اور میرے پاس نہ ہو گا تو آپ سے منگا لوں گا۔ آپ کی فیاضی دوست دشمن سب پر حاوی تھی۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم کا بھتیجا عبد الرحمٰن جو ایک مشہور بھنگڑ ہی جرسی آدمی تھا۔ لوگ اس کو برا سمجھتے اور اس سے نفرت کرتے تھے۔ اس نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے کچھ روپے مانگے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ ایسے آدمی کو حضرت صاحب کبھی کچھ نہ دیں گے۔ مگر سب کی توقع کے خلاف آپ نے اسے مطلوبہ رقم بھیج دی۔ عبد الرحمٰن لوگوں پر ہنسا اور کہنے لگا نادانو! خدا کے مامور کو اپنے نفسوں پر قیاس نہ کرو یہ لوگ آسمانی بارش ہوتے ہیں۔ اگر باغ پر برستے ہیں تو گندگی پر بھی برس جاتے ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی جیسا دشمن آپ کو قید کرانے ذلیل کرانے عدالت میں کھڑا ہوتا ہے آپ کے وکیل نے جرح میں کچھ ایسے سوالات کرنے چاہے جس کی زد مولوی بٹالوی صاحب کے حسب نسب پر پڑتی تھی آپ نے فوراً وکیل کو ان سوالات سے روک دیا آپ کی فیاضی اور سیر چشمی نے نہ چاہا کہ آپ کے دشمن کی اس طرح برسر عدالت ذلت ہو۔

غرضکہ آپ کی صحبت کیمیا تھی جو خام کو کندن بنا دیتی تھی۔ جو یاد الٰہی اور تقویٰ اللہ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر قلب پر طاری ہوتا تھا وہ صاف طور پر بتاتا تھا کہ اس شخص کے سالک کے قلب میں کس قدر تقویٰ اور محبت الٰہی موجزن ہے آپ ہی کی صحبت کا یہ کرشمہ ہے کہ آپ کے خدام کے قلب میں اسلام کی محبت، حفاظت و اشاعت کا درد اور ولولہ خدا کے فضل سے

بیسویں صدی کی حیرت انگیز مولویانہ ایجاد

ظل عین ہوجاتا ہے

مولوی فاضل کے انعکاس سے "آئینہ" مولوی فاضل بن جاتا ہے

بیسویں صدی بھی ایجادات کے لحاظ سے عجیب وغریب صدی ہے یورپ نے سینکڑوں ایجادیں کرکے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ تو ہمارے نئے مولوی کیوں پیچھے رہتے۔ پھر بالخصوص جب (M. F.) مولوی فاضل کی ڈگری بھی ان کے پاس ہو۔ چنانچہ ملت محمودیہ کے ایک چشم وچراغ مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری صاحب کے سر پر ایجاد بندہ کا سہرا ابھی حال ہی میں نہایت شور وشغب کے ساتھ باندھا گیا۔ انہوں نے اپنی ایجاد سے علمی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ وہ یہ کہ بہت دھوم دھام سے مولوی فاضل صاحب نے یہ اعلان کیا کہ "ظلی مومن مومن ہوتا ہے" اسے سن کر عقل انسانی نے شرم سے منہ چھپا لیا اور فضیلت علمی نے سر پیٹ لیا۔ کیونکہ اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوا کہ ظل عین ہوتا ہے۔ اس ایجاد کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح ظلی نبی کو نبی بنایا جائے۔ مگر یہ کاغذ کی ناؤ کب تک چلتی۔ میں نے اخبار "پیغام صلح" میں "ظلی نبی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ اور اس میں بفضلہ تعالے مولوی فاضل صاحب کی اس ایجاد بندہ کو نہایت گندہ اور غلط ثابت کیا۔ مولوی صاحب موصوف ایک لمبا عرصہ تو خاموش رہے۔ میں نے سمجھا کہ آخر مولوی فاضل ہیں۔ علم رکھتے ہیں اپنی غلطی کو سمجھ گئے۔ شرمندہ ہو کر خاموش ہو رہے۔ مگر نہیں میرا خیال غلط نکلا۔ ملا آں باشد کہ چپ نہ گردد کی مثل سچ نکلی۔ اندر ہی اندر مواد پک کر ایک پھوڑا اخبار "الفضل" مؤرخہ ۹ مجریہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء میں پھوٹا۔ مولانا بیلنے تو مجھ غریب پر برس پڑے۔ خوب جلے پھپھولے پھوڑے۔ سب کچھ کہہ گئے اور پھر مظلوم کے مظلوم اور معصوم کے معصوم۔

تمسخر کی حقیقت

سب سے بڑا رونا یہ لے بیٹھے کہ میں نے مولانا کی ایجاد سے تمسخر کیا۔ یہ انہی بزرگ کی گریہ وزاری نہیں بلکہ اخبار "الفضل" میں بھی یہی غوغا ہے کہ ہمیں شکایت ہے کہ میری جرح وتنقید میں تمسخر ہوتا ہے۔ مگر یہ سب بزرگ یاد رکھیں۔ کہ میں تو حضرت مسیح موعود کا کفش بردار ہوں۔ ان کی تقلید کو اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ انہوں نے جس طریق پر مذہب عیسائیت اور آریہ سماج پر جرح کی وہ میرے لئے مشعل راہ ہے۔ انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم شحنہ حق اور آریہ دھرم وغیرہ کو کہاں لیجاؤ گے۔ کیا اس سلطان القلم اور سرتاج متکلمین کو بھی نعوذ باللہ یہی الزام دو گے۔ جو مجھ کو دیا۔ اگر ایسا الزام دو گے تو سخت غلطی کرو گے۔ اصل بات یہ ہے کہ کسی عقیدہ پر جب اس قسم کی جرح کی جائے جس سے اس کی لغویت اور بیہودگی بالکل برہنہ ہو کر سامنے آجائے۔ تو ہر ایک عقلمند بے اختیار اس پر ہنستا ہے اس پر ان لغو عقائد والوں کا تلملانا بے معنی ہوتا ہے۔ نہ وہ ایسا لغو اور بیہودہ عقیدہ رکھیں۔ نہ اس کی اصلیت ظاہر ہونے پر انہیں شرمندہ ہونا پڑے ہاں یہ دیکھنا ضرور ہوتا ہے کہ جرح معقول ہے یا غیر معقول اور اس کی زد ٹھیک اسی اصول پر پڑتی ہے یا نہیں جس پر جرح ہو رہی ہے؟ اگر غیر معقول ہے اور اصل بحث سے الگ تو وہ جرح نامعقول اور خود قابل مضحکہ ہے۔ اور اگر معقول اور اصولی ہے تو پھر شکایت عبث ہے۔ دراصل تمام عقلمند انسانوں کو شکایت تو ان لغویت کے پرستاروں سے ہونی چاہیے جنہوں نے انسان ہو کر اپنے لغو اصولوں اور غیر معقول مسلمات سے عقل انسانی کے ساتھ تمسخر کیا۔ اور اس کا خاکہ اڑایا۔ جب باتیں ہی ایسی ہوں کہ مسخرہ پن معلوم ہوں تو جرح کرکے ان کی حقیقت کو دکھلا دینے والے کا کیا قصور؟ اب فرمائیے کہ جب مولوی فاضل محمد نذیر لائلپوری صاحب یہ اصول باندھیں کہ ظل عین ہوتا ہے اور ظلی مومن مومن ہوتا ہے۔ اس پر جرح کرتے ہوئے اگر میں یوں کہوں کہ پھر ظلی گدھا گدھا ہوگا۔ اور ظلی انسان انسان۔ تو فرمائیے میں نے اس میں کیا بس گھول دیا۔ کیا میرا نتیجہ نکالنا غلط ہے۔ پھر اس کو تمسخر کیوں سمجھا گیا۔ صرف اس لیے کہ ان کا اصول ہی ایسا لغو تھا کہ جب اس سے نتائج نکالے جائیں گے تو وہ کھیل اور تمسخر نظر آئیں گے

آئینہ کو مولوی فاضل کی ڈگری

دور کیوں جاؤ اب حال میں جو مضمون تحریر فرمایا ہے اس میں مولوی فاضل صاحب صاف تسلیم کرتے ہیں کہ ظل میں انتقال نہیں ہوتا صرف انعکاس ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ہم بھی تو یہی مانتے ہیں کہ ظل میں انعکاس ہوتا ہے۔ جیسا مسیح موعود علیہ السلام خود لکھتے ہیں "کمالات محمدیہ معہ نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہے" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ) تو ہم انعکاس کے بجائے انتقال کس طرح قرار دے سکتے ہیں" اب باوجود اس بات کے کہ تسلیم کر لیا ہے کہ ظل میں صرف انعکاس ہوتا ہے۔ انتقال نہیں ہوتا اور حضرت مسیح موعود کے "اشتہار ایک غلطی کے ازالہ" سے حوالہ دیکر یہ بھی مان لیا کہ حضرت صاحب کی ظلی نبوت سے مراد آپ کے آئینہ ظلیت میں صرف نبوت محمدیہ کا انعکاس ہے۔ انتقال نہیں۔ مگر باایں ہمہ مولوی فاضل صاحب کو اس بات پر اصرار ہے کہ کسی کے آئینہ ظلیت میں اگر نبوت کا انعکاس ہوجائے تو وہ اسے نبی بنا دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "اور نبوت کے تمام خط وخال نقش ونگار اس آئینہ ظلیت میں منعکس ہوجائے تو وہ درحقیقت نبی ہوتا ہے" اس اصول کو مان لینے سے نتیجہ یہ نکلا کہ کسی آئینہ میں اگر کوئی چیز منعکس ہوجائے تو وہ آئینہ وہی چیز بن جاتا ہے۔ مثلاً ایک آئینہ میں اگر مولوی فاضل صاحب منعکس ہوجائیں تو وہ آئینہ مولوی فاضل بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کسی کے وجود کے آئینہ میں نبوت منعکس ہوجانے سے وہ شخص نبی بن جاتا ہے اب مولوی فاضل صاحب چلائیں گے کہ میرے ساتھ تمسخر کیا۔ مگر اہل انصاف کہیں کہ یہ میں نے تمسخر کیا یا خود مولوی فاضل صاحب نے علم وعقل انسانی کے ساتھ تمسخر کیا۔ اگر ان کے اصول سے میرا نکالا ہوا نتیجہ غلط ہو تو میں قصوروار۔ لیکن اگر نتیجہ صحیح ہو تو فرمائیے کیوں نہ مولوی فاضل صاحب پر عقل انسانی کی طرف سے ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا جائے۔ آئینہ محض مولوی فاضل صاحب کے انعکاس سے مولوی فاضل بن جاتا ہے اس حیرت انگیز کرشمہ پر دنیا کے فہمیدہ لوگ جس قدر بھی سر دھنیں کم ہے۔ اور اگر مولوی فاضل صاحب کا انعکاس کسی آئینہ میں آئینہ کو مولوی فاضل نہیں بنا دیتا تو نبی کا انعکاس کسی کے ظلیت کے آئینہ میں اسے نبی کس طرح بنا دیتا ہے؟

ظل اور عین

مگر نہیں مولوی فاضل صاحب کو اصرار ہے کہ ظل عین ہوا کرتا ہے۔ وہ اس پر اڑے ہوئے ہیں کہ ظلی مومن مومن ہوتا ہے اور اس غضب کی ضد ہے کہ نہایت دیدہ دلیری سے فرماتے ہیں "اگر اس کو غیر نبی کہا جائے تو ظلی مومن کو بھی غیر مومن قرار دینا پڑے گا حالانکہ یہ بداہتاً باطل ہے" اللہ اکبر! گویا ظل کا عین ہونا ایسا مسلم الثبوت اور بدیہی امر ہے کہ اگر ظلی مومن مومن کا غیر ہوجائے تو وہ بقول مولوی فاضل صاحب "بداہتاً باطل ہے" سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر کوئی شخص مومن ہے تو اسے ظلی مومن کہا کیوں جائے۔ ایک مومن کو ظلی مومن کہنا حماقت ہے یا نہیں؟ کیا یہ درست ہوگا کہ مولوی فاضل محمد نذیر صاحب لائلپوری کو میں یوں کہوں کہ ظلی مولوی فاضل ظلی محمد نذیر صاحب ظلی لائلپوری اور اگر وہ مومن ہیں تو کیا مجھے یہ کہنا چاہیے کہ وہ ظلی مومن ہیں اور جب کوئی پوچھے کہ ان کا مذہب کیا ہے تو میں کہوں کہ ظلی مسلمان ہیں اور کوئی پوچھے کہ کس جماعت سے ہیں تو میں کہوں کہ ظلی احمدی ہیں؟ اس قسم کے عین کو ظل بنانے اور کہنے والے کو لوگ انسان تو نہیں سمجھیں گے البتہ ظلی انسان سمجھ لیں تو تعجب نہیں پھر طرفہ یہ ہے کہ اپنی اس لغو اور مضحکہ خیز ایجاد کو نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کی طرف زبردستی منسوب کرکے تحدی کرتے ہیں۔ اور ایک حوالہ حضور علیہ السلام کا نہایت غلط طور پر ازالہ اوہام سے بار بار پیش کرتے ہیں جس کا میں اپنے مضمون میں جواب دے چکا ہوں۔ مگر اب جواب کو نظر انداز کرکے پھر وہی حوالہ پیش کر دیا۔ سنیئے وہ بارہ تحریر کئے دیتا ہوں "کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت وقرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے" (ازالہ اوہام) کوئی بزرگ خدا کو حاضر وناظر جان کر مجھے انصاف سے بتائیں کہ اس عبارت سے اشارتاً یا کنایتاً کہیں سے بھی یہ بات مترشح ہوتی ہے۔ کہ ظلی مومن مومن ہوتا ہے۔ یہ مولوی فاضل صاحب کی سینہ زوری ہے۔ دھڑے بازی ہے اور اپنے منہ سے نکلی ہوئی بات کی پچ ہے۔ اللہ جانتا ہے یہ اس مقدس بزرگ پر جو علم وحکمت کا سمندر تھا صریح افترا ہے۔ حضرت صاحب کی اس تحریر سے تو صرف اس قدر نکلتا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالے کے حضور مقام عزت وقرب کا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کسی کمال کا وارث نہیں ہو سکتا جب تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل نہ ہو یعنی مقرب الٰہی اور صاحب کمالات وہی شخص ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر محمد ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ صاف آیت قرآنی کی تفسیر ہے جو اس طرح ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ گویا جب کوئی آپ کا کامل متبع یا دوسرے لفظوں میں آپ کا ظل بنتا ہے تب وہ اللہ کا محبوب بنتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود اپنی تحریر میں مقام عزت وقرب اور مرتبہ شرف وکمال کے حاصل کرنے کے لئے ظل محمد بننا شرط قرار دے رہے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے یا یہ کہاں سے مترشح ہوتا ہے کہ ظلی مومن مومن ہوتا ہے کیا یہاں یہ لکھا ہے کہ ہر ایک مرتبہ شرف وکمال اور مقام عزت وقرب کے پانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک شخص اپنا ظل آپ ہو یا یہ لکھا ہے کہ ضروری ہے کہ وہ ظل محمد ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہاں مقام عزت وشرف اور قرب الٰہی کے حصول کے لئے ظل محمد بننا ضروری قرار دے رہے ہیں پس اس حوالہ کو اس امر کی تائید میں پیش کرنا کہ ظلی مومن مومن ہوتا ہے۔ کس قدر جہالت ہے اور اس جہالت کے مرتکب کو کس چیز کا ظل سمجھا جائے یہ اہل انصاف پر چھوڑتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ظلی نبوت کا تھا نبوت کا نہ تھا

حضرت مسیح موعود پر مولوی فاضل صاحب کی پہلی افترا بازی تو ملاحظہ ہو چکی اب دوسری افترا پردازی ملاحظہ ہو۔ مولوی فاضل صاحب نے حضرت اقدس کی کتب سے دو حوالے ایک حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ سے اور دوسرا تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ سے پیش کرکے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت صاحب نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور جب ان کا دعویٰ ظلی نبی ہونے کا بھی ہے تو معلوم ہوا کہ ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ اگر مولوی فاضل صاحب کے دل میں حضرت اقدس کی کچھ بھی عزت ہوتی تو ایسی خلاف اصول اور خلاف علم وعقل بات حضرت صاحب کی طرف ہرگز منسوب نہ کرتے۔ تمام علمی دنیا جانتی ہے کہ ظل عین نہیں ہوا کرتا تو علمی دنیا کے سامنے یہ پیش کرنا کہ حضرت مسیح موعود نعوذ باللہ ظل کو عین سمجھا کرتے تھے۔ کس قدر آپ کی نعوذ باللہ ہتک ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ صاف طور پر فرمایا ہے کہ میری نبوت ظلی نبوت ہے۔ اور اصلی نبوت نہیں جیسا کہ وہ خود حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۱۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت" جس میں آپ نے ظل کو اصل کے مقابل میں رکھ کر دکھا دیا کہ آپ ظل کو عین نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کا غیر سمجھتے ہیں۔ تو پھر کسی کو بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اگر آپ نے اپنے لئے یہ فقرہ استعمال کیا ہو کہ مجھے نبی کے نام سے پکارا گیا۔ یا مجھے نبی کا نام دیا گیا تو اس سے یہ مراد لے کہ وہ اس جگہ نبوت سے مراد اصلی نبوت لے رہے ہیں۔ اور پھر جب خود انہوں نے یہ فرما دیا ہو کہ سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی) کہ میرا نام نبی اللہ کی طرف سے رکھا گیا مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ تو پھر کس قدر ظلم اور افترا ہے۔ کہ آپ کی طرف یہ منسوب کیا جائے کہ آپ نبی کا نام پانے سے نعوذ باللہ یہ مراد لے رہے ہیں کہ آپ واقعی نبی ہیں۔ وہ خود فرما رہے ہیں کہ خدا کی طرف سے مجھے نبی کا نام دیا گیا مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقت کے طور پر تو پھر یہ اس مقدس انسان پر سخت ظلم اور افترا ہے کہ نبوت کا دعویٰ ان کی طرف منسوب کیا جائے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ پر وہ خود بھی یہی فرماتے ہیں" اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کے بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا" اللہ اللہ کس قدر زور سے فرماتے ہیں کہ یہ کہنا سراسر افترا ہے کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر آپ نبی تھے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں کسی نبی کے متعلق یہ کہنا سراسر افترا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ قرآن شریف نے تو جس نبوت کا ذکر کیا ہے اس کے پانے والے کو نبی کہنا از حد ضروری ہے۔ ورنہ بغیر اس کے مومن نہیں ہو سکتا تو یہ کیسی نبوت ہے جس کے پانے والے کو نبی کہنا سراسر افترا کا حکم رکھتا ہے۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں ورنہ آپ کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا سراسر افترا نہیں ہو سکتا تھا۔ پس جس چیز کا دعویٰ ہے وہ وہی ظلی نبوت ہے جس کے مدعی کو نبوت کا مدعی کہنا بقول حضرت مسیح موعود سراسر افترا ہے چنانچہ اس کے آگے خود تحریر فرماتے ہیں کہ "صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالے سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں" جب یہ فرمایا کہ مجھے نبوت کا مدعی کہنا سراسر افترا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے

بقیہ بر صفحہ ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۳ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ نمبر ۲۰

سوامی شردھانند کا نیا اعلان جنگ

اسلام اور آریہ سماج کی دوسری لڑائی

شدھی کا حملہ پھر شروع ہونیوالا ہے

ہندوستان کے طول و عرض میں بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں پر صدیوں پیشتر بعض قوموں نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ لیکن مبلغین علما کی ماتم خیز غفلت کے باعث آج تک وہ محض نام کی مسلمان ہیں صحیح اسلامی زندگی سے وہ ایسی ہی دور ہیں جیسی دوسری غیر مسلم قومیں وہ آج تک اپنے آبائی رسم و رواج کی پابند ہیں۔ جو اسلام کے بالکل منافی ہیں۔ تعلیمات اسلامی سے انہیں واقفیت تو کیا ہو گی۔ ان کی حالت تو یہ ہے کہ ابھی تک نام بھی ان کے ہندوانہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ حالت خطرہ سے خالی نہیں۔ دوسرے مذاہب جب چاہیں ان کے متاع ایمان پر چھاپہ مار سکتے ہیں۔ اور انہیں ارتداد کے گڑھے میں اتار سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی اسی بے اعتنائی اور سرد مہری کا نتیجہ تھا کہ ہندو قوم کے ایک طبقہ کو شدھی کی دھن سمائی۔

سنہ ۱۹۲۳ء کے شروع میں برادران وطن نے تحریک شدھی جاری کی۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ ایسی تمام نومسلم قوموں کو جو اسلام سے ابھی تک ناواقف ہیں۔ اور ہندو رسم و رواج کا اثر ان پر غالب ہے۔ ان کو اسلام سے منحرف کر کے ہندو مذہب میں داخل کیا جائے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو ہندوستان میں تعداد کے لحاظ سے کمزور کر دیا جائے۔ سب سے پہلے یہ کام آگرہ اور اس کے گرد و نواح کے اضلاع میں شروع کیا گیا اور آخر آہستہ آہستہ ہندوستان کے تمام حصص میں پھیل گیا۔ اس تحریک کا جس جوش اور سرعت کے ساتھ ہندو قوم کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا۔ وہ سوامی شردھانند کے ایک تازہ بیان سے ظاہر ہے۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ انہوں نے فروری سنہ ۱۹۲۳ء میں بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کی حیثیت سے ڈیڑھ لاکھ روپے کے لئے اپیل کی۔ اور یہ روپیہ تھوڑے ہی عرصہ میں جمع ہو گیا اور اس زور سے کام شروع ہوا کہ صرف پہلے دس مہینے میں ضلع آگرہ اور اس کے گرد و نواح اور پنجاب کے بعض متصلہ اضلاع کے قریباً پچاس ہزار نومسلموں کو شدھ کر کے ہندو مذہب میں داخل کیا گیا۔ اس کے بعد چونکہ صدر بدل گیا تھا اس لئے تحریک میں وہ شدت اور تندی نہ رہی۔

اب پھر بھارتیہ ہندو شدھی سبھا نے پورے زور سے کام کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کے اجلاس دہلی میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ سبھا کا دفتر لکھنؤ سے دہلی میں منتقل کیا جائے۔ اور اس تحریک کو از سر نو زندہ کرنے کی غرض سے سوامی شردھانند پھر اس کی صدارت و رہنمائی اپنے ہاتھ میں لیں۔ سوامی جی نے اس بار گراں کو اٹھا لیا ہے اور بیش از بیش قوت سے اس تحریک کو چلانے کا اعلان کیا ہے۔ تمام ہندو قوم سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ سر دست اس مقصد کے لئے کم از کم دس ہزار روپیہ ایک ماہ کے اندر اندر جمع کر دے۔ اگر اس اپیل کا جواب حوصلہ افزا ہوا۔ تو سوامی جی ماہ جون کے آخری ہفتہ میں صوبہ متحدہ اور پنجاب کا دورہ کرنے کے لئے اپنا پروگرام تیار کریں گے

سوامی جی کو چندہ جمع کرنے میں جو کمال حاصل ہے وہ شاید ہی کسی ہندوستانی لیڈر کو حاصل ہو۔ آپ نے ہندوؤں کو اشتعال دلا کر اور شدھی کا جال پھیلانے کے لئے نہایت موثر پیرایہ اختیار کیا ہے۔ اس نئے اعلان جنگ میں آپ یوں گہر افشانی فرماتے ہیں:-

اب وقت ملیر کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر آرام سے بیٹھا جائے اب تو مسلمانوں کے قومی لیڈروں نے بھی دہلی میں خلافت کانفرنس کا خاص اجلاس بلا کر پچھلے دنوں میں جنگ کا محاذ بدل لیا ہے۔ اور ہر ایک مسلمان پیشوا اس کے مرید کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ بالعموم تمام دنیا کو لیکن خاص طور پر ہر ایک ہندو (آریہ) کو یعنی ایک بازاری لڑکے سے لے کر مہاتما گاندھی تک کو دھرم سے پتت کر کے تنگدلی اور بغض و تعصب اور جہاد کے مذہب میں داخل کر لیا جائے۔

مسلم لیگ۔ تنظیم۔ خلافت و دیگر مسلمانی انجمنوں سے فتوے صادر ہو چکے ہیں کہ کافروں کو قبول اسلام کرنے کے لئے ہر ایک طریقہ استعمال کیا جائے۔ ہندو جاتی اور اس کے نیتاؤں کو للکارا گیا ہے۔ کہ اپنی حفاظت کرو۔ ایسے نازک موقع پر طاقت یا ذرائع کی کمی کا عذر نہیں سنا جا سکتا اس لئے ایسے سمے میں ہندو جاتی کا کام تو یہ ہے کہ شدھی کے کام کو دگنی طاقت سے جاری رکھا جائے۔ ہر ایک جماعت کے ہندوؤں کو نئے تبلیغی پروپیگنڈا کے فریب سے بچایا جائے۔ اور دیش کے کونہ کونہ میں ہندو سنگھٹن کو مضبوط بنایا جائے میں خود بھی اس تحریک میں اپنا حصہ بھاگ لونگا بشرطیکہ ہندو سماج کے ہر ایک چھوٹے بڑے سے اس تحریک کے لئے امداد آئے۔

سوامی جی کو اسلام سے جو بغض و عناد ہے وہ اس اعلان سے بخوبی مترشح ہو رہا ہے۔ آپ اسلام کو تنگ دلی اور بغض و تعصب کا مذہب سمجھتے ہیں ایسی حالت میں مسلمانوں کو یہ امید ہرگز نہ رکھنی چاہیے کہ سوامی جی اسلام اور مسلمانوں کے متعلق کسی انصاف سے کام لیں گے۔ ان کے گزشتہ طرز عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی دشمنی ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔ اب مسلمانوں کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ تحریک شدھی کی باگ ڈور ایک ایسے دشمن اسلام کے ہاتھ میں آئی ہے۔ جو اسلام کو ہندوستان سے بالکل نیست و نابود کرنا چاہتا ہے۔ یہ آثار اچھے نظر نہیں آتے۔ اگر مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنا ہے۔ اور عزت سے زندگی بسر کرنا ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اور اس حریف کے مقابلہ کے لئے جس نے علی الاعلان حملے کا الٹی میٹم دے دیا ہے۔ اسلام کو بچانے کے لئے میدان میں اتریں۔

اس وقت تک تحریک شدھی کی روک تھام کے لئے مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کی طرف سے جو کچھ کیا گیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی اور غیر مستقل ہے۔ بھارتیہ ہندو شدھی سبھا ایک آل انڈیا نظام ہے۔ جو نہایت باقاعدگی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس کی پشت پر ۲۲ کروڑ ہندوؤں کی ہر قسم کی امداد ہے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے جو آل انڈیا تبلیغی نظام "جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام" کے نام سے قائم کیا تھا وہ ایک نہایت محدود حلقہ میں ختم ہو کر رہ گیا۔ ہندوستان کے مختلف حصوں میں اس کا سلسلہ ایسا وسیع نہیں جیسا کہ شدھی سبھا کا ہے مالی حالت کا تو پوچھنا ہی کیا۔ شدھی سبھا تو ایک اپیل پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع کر لیتی ہے۔ لیکن جمعیۃ تبلیغ الاسلام کے درد دل رکھنے والے کارکن مالی مشکلات کی وجہ سے مارے مارے پھرتے ہیں تب کہیں جا کر اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ پھر ہندوؤں کی تمام جماعتیں شدھی کے معاملہ میں متحد و متفق ہیں۔ لیکن خیر الامم کی مختلف جماعتیں میدان تبلیغ میں بھی باہمی تکفیر بازی کے مہلک ہتھیار استعمال کر رہی ہیں۔ وہ طاقت جو دشمن کے مقابلہ میں مشترکہ طور پر صرف ہونی چاہیے آپس ہی کی خانہ جنگی میں تباہ ہو رہی ہے۔ اگر یہی لیل و نہار ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام کی ہندوستان میں کل کو کیا حالت ہو گی

مشغلۂ تکفیر اور مجلس خلافت

اسلام کو جو نقصان نادان مفتیوں کے ہاتھ سے پہنچا ہے وہ شاید ہی اس نقصان سے کچھ کم ہو جو اسلام کو اپنے معاندین کے ہاتھوں اٹھانا پڑا۔ اسلام کے ان نادان دوستوں کی بدولت مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے اندر تشتت و افتراق کی جو خلیج روز بروز بڑھ رہی ہے [illegible]

کسی واقف حال سے پوشیدہ نہیں اسی افسوسناک فتوے بازی کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو کسی زمانہ میں کل مومن اخوۃ کے مصداق تھے آج تحسبہم جمیعاً و قلوبہم شتیٰ کے کامل مظہر بن چکے ہیں۔ مذہب اسلام جو دنیا میں اخوت و محبت کا پر امن پیغام لے کر آیا تھا۔ ان نادان مفتیوں کی دسیسہ کاریوں سے تفرقہ بازی کا ایک آلہ بن کر رہ گیا ہے۔ ایک مسلمان کنجاہ سے اطلاع دیتا ہے:-

"یہاں قصبہ کنجاہ ضلع گجرات میں ایک مولوی محمد عبد اللہ صاحب حنفی نے یہ فتوے دیا ہے کہ ہندو یا عیسائی کو قبل از قبول اسلام اور احمدی کو قبل از توبہ کردن از خیالات و عقائد مرزا صاحب قرآن مجید کی تعلیم دینا شرعاً ناروا و نادرست ہے۔"

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قرآن شریف تو یہ فرمائے کہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ یعنی اے پیغمبر! مشرکین میں سے اگر کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اطمینان سے کلام خدا کو سن کر سمجھ لے۔ پھر اس کو اس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ اور حنفی مفتی صاحب یہ فتوے دیں۔ اللہ تعالیٰ تو مشرکین تک کو قرآن کی تعلیم دینے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن چودھویں صدی کے مفتی اپنے مسلمانوں کو جو ان کے عقائد سے قدرے اختلاف رکھتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم دینا ناروا و نادرست بتاتے ہیں۔ ع

بریں علم و دانش بباید گریست

ان مفتی صاحب کی بے پناہ فتوے بازی سے عوام مسلمین اس قدر خوفزدہ ہیں کہ جن صاحب نے ہمیں یہ اطلاع بھیجی ہے وہ لکھتے ہیں کہ "میرا نام شایع نہ کریں تو نوازش ہو گی" ہمارے نزدیک یہ ایک قسم کی بزدلی ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے اور ایسے لوگوں کے خلاف جو اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں علانیہ جہاد کرے۔

مجلس خلافت نے تکفیر بازی کے خلاف تجویز تو منظور کر دی ہے لیکن ہمارے خیال میں جب تک جاہل مفتیوں کی بیخ کنی نہ کی جائے گی تب تک اس تجویز سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ ایسے گمراہ کن مفتیوں کے شر سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھنے کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ فتاویٰ کے لئے مجلس خلافت چند روشن خیال علما کی ایک کمیٹی مقرر کرے اس کمیٹی کے فتوے کے علاوہ کسی واحد شخص کے فتوے کو قابل عمل تصور نہ کیا جائے۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے بہت حد تک تکفیر بازی اور تفرقہ اندازی مسدود ہو جائے گی۔

دنیائے مسیحیت کا انصاف

اسلام کے آنے سے پیشتر حضرت مسیح اور ان کی والدہ ماجدہ پر اہل یہود کی طرف سے طرح طرح کے الزام لگائے گئے تھے۔ اسلام نے آتے ہی ان تمام الزامات سے ان کی بریت ظاہر کی۔ حضرت مریم صدیقہ کی بزرگی و پاکدامنی کی شہادت دی۔ اور حضرت مسیح کو خدا کا سچا رسول بتایا۔ قرآن کریم نے توریت و انجیل کو من جانب اللہ تسلیم کیا۔ اور کئی جگہ پر مسیحیوں کی نرم دلی۔ خاکساری اور نیکی کی تعریف کی۔ یہی نہیں بلکہ تمام اہل کتاب میں سے مسیحیوں کو ایک لحاظ سے مسلمانوں کے قریب تر بتلایا۔ اور اس طرح سے اسلام اور مسیحیت کے قریبی رشتہ اور تعلق پر خاص طور سے زور دیا۔ یہ اسلام کا پیام محبت تھا۔ اس پیام محبت کا جو جواب بیسویں صدی کی روشن خیال انصاف پسند اور دوست پرور دنیائے مسیحیت دے رہی ہے وہ خود اسی کی زبان سے سننے کے قابل ہے۔

گزشتہ اپریل میں لندن میں نائل مشن پریس (وہ مسیحی مشن جو مصر میں قایم ہے) کا انیسواں سالانہ جلسہ ہوا۔ جلسہ کے خاتمہ پر ریورنڈ فرانسس بریڈنگ نے جو آج سے تیس سال قبل الجیریا میں مشنری رہ چکے ہیں اور حال ہی میں پھر شمالی افریقہ کی سیاحت کر چکے ہیں۔ تقریر کی۔ آپ یوں در افشانی فرماتے ہیں:-

میری رائے میں اسلام اور مسیحیت کے درمیان کوئی شے بھی مشترک نہیں ہے۔ مسلمانوں کا خدا وہ خدا نہیں ہے جس کو ہم جانتے اور جس سے ہم محبت کرتے ہیں۔ مسلمان جس جنت کی آرزو کرتے ہیں۔ اسے اس جنت سے کوئی نسبت نہیں جس کے ہم منتظر ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اسلام [illegible]

مذہب ہے۔ خصوصاً حقوق نسواں سے متعلق "

افسوس ہے کہ عیسائی دنیا نے اسلام کے متعلق انصاف نہیں کیا حضرت مسیح نے تو یہ فرمایا تھا کہ جو تمہارے ساتھ دشمنی کرتا ہے اس سے بھی دوستی کا برتاؤ کرو۔ لیکن آج دنیائے مسیحیت کے مذہبی راہنما اسلام کی دوستی کے بدلے میں اسے یہ خطاب دے رہے ہیں کہ "اسلام ایک بدترین مذہب ہے" جو وہ لوگ جن کا دوستوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہو تو وہ دشمنوں کے ساتھ جو کچھ بھی کریں کم ہے۔

انگلستان میں عید کا تذکرہ

انگلستان میں تبلیغی مشن کے قائم ہونے سے اہل فرنگ کو اسلام سے اور مسلمانوں سے کس قدر دلچسپی پیدا ہو گئی ہے وہ "معصوم" کے مندرجہ ذیل نوٹ سے ظاہر ہے:-

خواجہ کمال الدین صاحب نے جب سے اپنی تبلیغی کوششوں کا مرکز انگلستان کی سرزمین کو بنایا ہے قدرتاً اسلام اور مسلمانوں پر اہل فرنگ کی نظریں زیادہ پڑنے لگی ہیں چنانچہ اس مرتبہ بھی رمضان اور عید کے سلسلہ میں برطانیہ پریس نے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق اپنی دلچسپی اور واقفیت کے خاصے دلچسپ نمونے پیش فرمائے ہیں پچھلی ولایتی ڈاک سے ڈیلی ٹیلیگراف۔ ڈیلی میل، مارننگ پوسٹ۔ ڈیلی ہیرالڈ۔ برمنگھم ڈیلی میل۔ یارکشائر پوسٹ وغیرہ بہت سے ولایتی پرچے موصول ہوئے ہیں جن میں رمضان اور عید کے تذکرے موجود ہیں۔ اور بعض میں عید کے نمازیوں کی تصویریں بھی درج ہیں۔

آنحضرت کے متعلق ایک آریہ کی ہرزہ سرائی

یوں تو شروع ہی سے آریوں کو اسلام اور بانیٔ اسلام سے دشمنی و عداوت ہے اور وہ اپنے گرو پنڈت دیانند کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے اس بارہ میں انہوں نے نہایت تیزی اور سرکشی اختیار کی ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کی چشم پوشی کے باعث اس قسم کے دریدہ دہن لوگ اور بھی بے باک ہو گئے ہیں۔ اگر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ایسی ہی اشتعال انگیز تحریریں فرقہ وارانہ فسادات کا اصل سبب ہیں۔

حال ہی میں پشاور کے ایک "آریہ سیوک" پنڈی داس نے یکم اور ۸ مئی ۱۹۲۶ء کے "آریہ مسافر آگرہ" میں "محمدی جھوٹ کا خاتمہ تو نہیں ہے" کے عنوان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ لکھا اس کی ہے وہ یہ ہے۔

> کیا علمائے اسلام اس طرف غور کریں گے اور اسلام کو تیاگنے کے لئے مجبور ہوں گے جس کے بانی ہی مجسم کفر اور دروغ ہوں اور اپنی دروغ بیانی ہی سکھلاتے ہوں" صفحہ

بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ لکھنا کہ وہ معاذ اللہ "مجسم کفر و دروغ تھے" اپنی سیاہ باطنی اور کور چشمی کا ثبوت دینا ہے۔ وہ رسول جس کو بچپن ہی سے امین کہا جاتا تھا اور جس کی راست گوئی کے متعلق ابوسفیان جیسے اشد مخالف نے ہرقل قیصر روم کے دربار میں شہادت دی۔ اس پر اگر آج کوئی مباطن آریہ دروغ گوئی کا الزام لگاتا ہے تو وہ صرف اپنی بدطینتی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر و شرک کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر توحید الٰہی کو قائم کیا۔ پھر آپ کے متعلق کفر و دروغ کے الفاظ استعمال کرنا ہرزہ سرائی نہیں تو اور کیا ہے آریہ مسافر آگرہ میں اس قسم کی بے بنیاد۔ گستاخانہ اور دل آزار تحریریں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں آنحضرت صلعم کی ذات اقدس کی نسبت نہایت دریدہ دہنی سے کام لیا جاتا ہے حکومت صوبہ متحدہ کا فرض ہے کہ وہ ایسی فتنہ خیز تحریروں کا سدباب کرنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرے تاکہ ایسے بدلگام مفسدہ پردازوں کو بانیان دین کی توہین کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کا اشتیاق

ہندو مہا سبھا نے گزشتہ اجلاس دہلی میں فیصلہ کیا ہے اور پنڈت مدن موہن مالوی نے اس کی تائید کی ہے۔ کہ تمام شاہی سڑکوں پر ہندوؤں کو باجا بجانے کا ہر وقت حق حاصل ہے۔ چنانچہ اس حق کو حاصل کرنے کے لئے ہندو مہا سبھا ہر جگہ کوشش کر رہی ہے آغاز مئی میں کلکتہ میں سکھوں کے جلوس کے ہمراہ ہزاروں شکھٹنی ہندو شامل ہوئے اور مساجد کے سامنے خوب ڈٹ کر باجا اور سنکھ بجایا۔ اور اپنی فتحمندی کے نعرے لگائے۔ خبر ہے کہ اب مسلمانان کلکتہ مسجدوں کے سامنے باجا بجنے کا کفارہ اس طرح ادا کریں گے کہ ہر مسجد کے سامنے سات سات گائیں ذبح کی جائیں گی۔ اگر ہندوؤں نے مسجدوں کے آگے باجا نوازی پر ایسا ہی زور دیا تو عجب نہیں کہ مسلمانوں کو ہر جگہ اسی تدبیر پر عمل کرنا پڑے۔ جس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات پہلے سے بھی زیادہ کشیدہ ہو جائیں گے۔ ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہندو مہا سبھا کو اسلامی معابد کے سامنے باجا بجانے کے لئے اس قدر اصرار کیوں ہے۔ کیا اسلامی معابد کے سامنے باجا بجانا بھی ہندو مذہب کا جزو ہے؟ اگر ایسا نہیں تو پھر فرقہ وارانہ جذبات کو خواہ مخواہ مشتعل کرکے ملک میں فتنہ و فساد پیدا کرنے سے کیا حاصل؟

آریوں سے ایک تلخ سوال

گو اکثر آریہ سماجی اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنا ہی اپنا پرم دھرم سمجھتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ سب آریہ اسی قبیل کے ہوتے ہیں۔ ان میں ایسے نیک لوگ بھی موجود ہیں جو حق کے اظہار میں کسی طعن و تشنیع کی پروا نہیں کرتے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے پنڈت گنگا رام صاحب ایڈیٹر "ادھار" لاہور بھی ہیں۔ ۱۸ مئی کے رسالہ میں مسلمانوں کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتے اور اس کے ثبوت میں چند مثالیں پیش کرنے کے بعد پنڈت صاحب موصوف نے آریہ بزرگوں سے سوال کیا ہے کہ آریہ سماج کے نزدیک انسانیت کا درجہ اعمال کے لحاظ سے ہے۔ پھر آریہ سماجی ایسے نیک مسلمانوں کو کیا درجہ دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

> مسلمان بھائیوں کے اوصاف حمیدہ میں سے دوسری قابل تقلید صفت یہ ہے کہ جہاں وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے پوری ہمدردی کرتے ہیں۔ کوئی ہندو بھی ان کی شرن (پناہ) میں آئے تو اس کا بھی نقصان ہونے نہیں دیتے.....
>
> ہندو عہدہ دار بہت سے ایسے ہیں کہ کسی غرض مند سے اپنے مکان پر ملتے ہی نہیں۔ حکم دیتے ہیں کہ جاؤ کچہری میں اگر بڑا کرم کیا اور درشن دے دیئے تو کورا جواب سائل کے حصے میں آیا۔ مگر اس کے خلاف مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں پر تو مہربانی کرتے ہی ہیں۔ کوئی ہندو بھی ان کی خدمت میں نے کر حاضر ہو۔ اول تو ان کے ملنے کا طریق ہی ایسا ہے کہ غرض مند کا کام خواہ بنے یا نہ بنے ان کے سلوک سے ایک طرح کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد جہاں تک ان کے اختیار میں ہے وہ ایسے سائل کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہوئے کسی سے ڈرتے نہیں۔ یہ ہمت، دلیری اور محتاج کی حاجت روائی اور سب کے ساتھ پریم کا سلوک اور اچھے ہونا کیسے اچھے اوصاف ہیں۔ جن کی تاکید آریہ سماج اور ہندوؤں کے شاستروں میں جگہ جگہ پر پائی جاتی ہے۔ ایسے اوصاف حمیدہ اگر مسلمانوں میں پائے جائیں۔ ہندوؤں اور آریوں میں میں یہ تو نہیں کہتا کہ بالکل معدوم ہیں۔ بہت تھوڑے ہوں یا نہ ہوں تو آریہ لوگ جو انسانیت کا درجہ گن، کرم اور سبھاؤ کے ذریعے مانتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو کیا درجہ دیں گے اور اپنے آریوں اور ہندوؤں کو کس نام سے پکاریں گے اس پر آریہ سماج کے نیتا وچار کریں۔

دیکھئے ویدک دھرم کی فراخ دلی کی جیخ پکار مچانے والے آریہ اس تلخ سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔

میثاق بنگال کا حشر

بنگال کے ہر دلعزیز لیڈر سی آر داس آنجہانی نے ہندو مسلم تعلقات پر ایک میثاق ترتیب دیا تھا۔ اور نہایت بہادری اور جرأت کے ساتھ قلیل التعداد اقوام کے حقوق کو سراہا تھا۔ اور ان کے ساتھ انتہائی رواداری اور کریم النفسی کا برتاؤ کیا تھا۔ اس میثاق میں جو میثاق بنگال کے نام سے مشہور ہے ہندو مسلم تعلقات اور فرقہ وارانہ نیابت کا بہترین حل کر دیا گیا تھا۔ لیکن شکھٹنی ہندوؤں کو جن کی زندگی ہی ہندو مسلم نفاق پر منحصر ہے۔ یہ میثاق ایک آنکھ نہ بھایا۔ اور وہ لگاتار اس کے خلاف جد و جہد کرتے رہے۔ اسی جد و جہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلکتہ میں فسادات رونما ہوئے اور وہ میثاق خاک نفاق میں ملا دیا گیا۔ اب تو بنگال میں کھلم کھلا اس کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہندو مہا سبھا ہندو راج قائم کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے۔ اور اس غرض کے لئے ہندوؤں کے اندر جو ذہنیت پیدا کی جا رہی ہے اس کا نتیجہ آئے دن کے فسادات کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

ترکی اور ایران کا اتحاد

وہ صلح نامہ جو ایک مدت سے سلطنت ایران اور مجلس ملیہ انگورہ کے مابین مرتب ہو رہا تھا۔ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ دونوں حکومتیں پانچ سال کے لئے دوستانہ تعلقات قائم رکھیں گی اور اگر کسی دوسری سلطنت کے ساتھ جنگ چھڑ جائے تو معاہد سلطنت غیر جانبداری کے اصول پر قائم رہے گی۔ اس عہد نامہ پر دستخط ہو جانے سے چھ ماہ بعد ہر دو ممالک کے مابین تجارت۔ ڈاک جنگی اور تلغراف کے متعلق عہد نامے کئے جائیں گے۔ موجودہ سیاسیات عالم پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ حیات حاضرہ میں بغیر جتھے کے کوئی قوم یا سلطنت زندہ نہیں رہ سکتی۔ یورپ کی بڑھتی ہوئی جوع الارض سے اسلامی سلطنتیں اسی حالت میں محفوظ رہ سکتی ہیں۔ کہ وہ باہم متحد و متفق ہو جائیں ہم ترکی اور ایران کے اس مبارک اتحاد کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ دیگر اسلامی ممالک بھی جلد از جلد اس اتحاد میں شامل ہو جائیں گے۔

یونین گورنمنٹ کی فرعونیت

"مسودہ قانون امتیاز رنگ" جنوبی افریقہ کے التوا کے لئے وہاں کے ہندوستانی آبادکاروں نے زبردست احتجاج کیا۔ اس قانون کے خلاف ہمدردی حاصل کرنے کی غرض سے ان کا ایک وفد ہندوستان آیا جسکے رئیس سر عبدالرحمن تھے۔ ملک کی سیاسی جماعتوں نے بھی یونین گورنمنٹ کی اس فرعونیت کے خلاف آواز بلند کی۔ حکومت ہند نے بھی حالات اور حکومت جنوبی افریقہ سے مفاہمت کے لئے ایک وفد روانہ کیا۔ مسٹر اینڈریوز نے بھی اس کے خلاف جد و جہد کی۔ اس سب جد و جہد کے بعد تصفیہ یہ ہوا کہ ایک گول میز کانفرنس کی جائے۔

ابھی تصفیہ کے لئے کوئی عملی کارروائی نہیں ہوئی تھی کہ تازہ اطلاعات کے بموجب وہ مسودہ یونین پارلیمنٹ کے ہر دو ایوانوں نے پاس کر دیا ہے۔ اس کی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ گول میز کانفرنس کا انعقاد بے سود اور بے نتیجہ رہے۔ حکومت ہند کا فرض ہے کہ اس کے مقابلہ میں جوابی تدابیر اختیار کرے اور غریب الوطن فرزندان ہند کے حقوق کی حفاظت کرے۔

نامہ نگار حضرات

ہمیں اکثر مضامین ایسے موصول ہوتے ہیں جو نہایت بدخط ہوتے ہیں اور پڑھے نہیں جاتے۔ اور ایسی زبان میں لکھے جاتے ہیں جو سمجھ سے کہیں بالا ہوتی ہے۔ جملے بے ربط۔ الفاظ بے محل اور تذکیر و تانیث کے امتیاز سے بے نیاز۔

ایسے نامہ نگاروں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مضمون لکھتے وقت ذرا توجہ سے کام لیا کریں۔ ورنہ نظر انداز کر دینے کی صورت میں مضمون کے شائع نہ ہونے کی شکایت سے معاف فرمائیں۔ نیز براہ مہربانی کاغذ کے ایک ہی طرف مضمون تحریر فرمایا کریں۔

جواہر ریزے

ہندو مذہب میں حشرات الارض کی طرح بہت سے فرقے ہیں جن کے مابین سوائے گئو ماتا کی پرستش کے اور کوئی بھی مشترک اصول نہیں۔ پرماتما کو ماننے والا بھی ہندو اور اس کو جواب دے کر خود "بھگوان" بن جانے والا بھی ہندو ویدوں کو الہامی کتاب تسلیم کرنے والا بھی ہندو اور ان کو زمانہ وحشت کے گیت قرار دینے والا بھی ہندو۔ غرض لے دے کے اصول مذہب میں سے ہندوؤں کے پاس صرف ایک گئو ماتا ہے جس کے سامنے سب بلا چون و چرا سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا سر او ڈوائر نے لندن میں مذاہب ہند پر لیکچر دیتے ہوئے آریہ سماج کے متعلق کہا تھا کہ گو یہ تحریک ہندوؤں میں اصلاح کرنے کی غرض سے شروع ہوئی تھی مگر اب یہ خود گاؤ پرستی میں پھنس کر دم توڑ چکی ہے۔ بات تو موصوف نے پتے کی کہی مگر بیچارے آریہ سماجی بھی مجبور ہیں وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلاف ہندوؤں کو متحد کریں اتحاد کے لئے کسی مشترکہ اصول کی ضرورت ہے۔ سو وہ سوائے گئو ماتا کی پرستش کے مفقود ہے۔ اس لئے وہ اسی ہتھیار سے کام لیتے ہیں۔ جہاں دیکھو آریہ گئو ماتا کی دم پکڑے ہوئے شور مچا رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ گروکل کا سالانہ جلسہ تھا۔ سوامی شردھانند صدر تھے۔ آپ نے اچھوتوں کے اسلام اور عیسائیت میں جانے کے خلاف زہر افشانی کرتے ہوئے اسی گئو ماتا کی پناہ لی اور ہندوؤں کو تنبیہ کی :-

یاد رکھو موجودہ حالت میں وہ (اچھوت) گئو رکھشک (گائے کے محافظ) ہیں مسلمان یا عیسائی ہونے پر گئو بھکشک (گائے کھانے والے) بن جائیں گے۔ دس لاکھ گائیں چھاؤنیوں میں گوروں کے لئے کاٹی جاتی ہیں لیکن پندرہ لاکھ مسلمانوں اور عیسائیوں کی سول آبادی کھاتی ہے۔ ان لوگوں کی تعداد میں جتنی بیشی ہوگی ضروری ہے کہ اسی نسبت سے گئو ہتیا بڑھ جائیگی"

گویا آریہ سماج کا مذہبی نصب العین محض حفاظت گائے ہے۔ اور اس لئے سماجی مذہب کا پرچار ہو رہا ہے کہ گائے کے محافظوں کی تعداد بڑھ جائے مذہب کا یہ زاویۂ نگاہ سب سے نرالا اور کچھ بہت زیادہ "بلند" معلوم ہوتا ہے۔

"الفضل" غیر مبایعین کو کہتا ہے کہ یہ لوگ یونہی کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں آزادی رائے کی قوت ہی نہیں۔ اور "اس طاقت کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بالکل مٹا دیا ہے" حالانکہ جس قدر آزادی رائے حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جماعت میں پیدا کر رہے ہیں "اس کی نظیر کسی اور جگہ ملنا قطعاً ناممکن ہے" ثبوت یہ ہے کہ حال ہی میں انجمن میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح بذات خود بھی از غرض تبلیغ مختلف شہروں میں تشریف لے جایا کریں۔ جب اس پر رائیں لی گئیں ۱۰۵ تائید میں اور ۷۵ مخالف نکلیں۔ اس کے بعد حضور نے اس تمام گفتگو پر ریویو فرمایا ...... اور منصب خلافت کی شان اور اہمیت ذہن نشین کرتے ہوئے ان نقائص اور خرابیوں کو واضح کیا جو خلیفہ کی ذات کے متعلق اس قسم کی تجاویز پیش کرنے سے لازمی طور پر پیدا ہو سکتی ہیں" اس پر سب مخالف و موافق دم بخود ہو گئے۔ اور "اگر اس وقت ان سے رائے دریافت کی جاتی تو سب کے سب انشراح صدر سے اپنی پہلی رائے کے خلاف رائے دیتے" مگر خیر گزری کہ اس کی نوبت ہی نہ آئی۔ حضرت خلیفہ صاحب نے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ "اب ہم اس معاملہ کو چھوڑتے ہیں"۔ اس آزادی رائے کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ قادیانی جماعت میں آزادی رائے کا فقدان ہے۔ "غیر مبایعین" کو چاہیئے کہ وہ آئندہ مبایعین کو اس قسم کا الزام نہ دیں۔

ایک مسیحی حضرت فرماتے ہیں کہ "خداوند یسوع مسیح نے مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد اور آسمان پر جاتے وقت اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا۔

"پس تم جا کر ساری قوموں کو شاگرد بناؤ۔ اور انہیں باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو" (متی ۲۸ : ۱۹)

لیکن ہمارا خیال ہے کہ "خداوند یسوع مسیح" ایسے سخی نہ تھے کہ وہ "لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال" دیتے ان کا عقیدہ تو اپنے مشن کے متعلق بقول متی صاحب یہ تھا کہ :-

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری قوموں کو شاگرد بنانے کی تجویز بعد کی اختراع ہے۔ حضرت مسیح کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔

مذاکرہ علمیہ

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے

سوال - خدا ہر جگہ ہے اور ہمیشہ سے ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جگہ اور زمانہ خدا کے ہمعصر ہیں - اگر ہمعصر نہیں تو پھر خدا ہر جگہ اور ہر زمانہ میں نہیں پایا جاتا۔

جواب - یہ تو آپ بہت پیچھے چلے گئے۔ یہ فلسفہ جو آپ پیش کر رہے ہیں - پرانا ہو چکا - رد ہو چکا - سائنس بہت آگے بڑھ گئی فلسفہ بالکل بدل گیا ہے - جگہ (space) اور زمانہ (time) کا جھگڑا ختم ہو چکا آج نیا فلسفہ کہتا ہے - جگہ اور زمانہ کوئی چیز نہیں - وہ نہ مادہ ہے نہ حرارت، نہ روشنی - نہ کوئی قوت - نہ بجلی - نہ ایتھر - نہ روح غرضیکہ کچھ بھی نہیں - وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں تمام مخلوق چونکہ محدود ہے اس لئے اس کی حد بندیوں کو معلوم کرنے کے یہ دو پیمانے ہیں جنہیں جگہ اور زمانہ کہتے ہیں - ان دو پیمانوں سے ہم آسانی سے محدود چیزوں کی آپس کی نسبت معلوم کر سکتے ہیں - مثلاً جب ہم ایک چیز کے حجم کو معلوم کرتے ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ چیز اتنے فٹ لمبی، اتنے فٹ چوڑی اور اتنے فٹ اونچی ہے - اب ہم اس کا رقبہ معلوم کر کے دوسری چیزوں کے مقابلہ میں اس کا صحیح اندازہ کر لیتے ہیں کہ اس چیز کو دوسری چیزوں سے کیا نسبت ہے - سمجھنے یا سمجھانے کو یوں کہتے ہیں کہ یہ چیز اتنی جگہ گھیرتی ہے - ذہن میں اس پیمانہ سے فوراً اس کی حد بندی قائم ہو جاتی ہے - اسی طرح جب یوں کہتے ہیں کہ یہ درخت اس درخت سے اتنے فاصلہ پر ہے - تو فوراً دونوں کی حد بندیوں کی نسبت معلوم ہو جاتی ہے چیزوں کی حد بندیوں اور آپس کی نسبت کے اس پیمانہ کو جگہ یا اسپیس (space) کہتے ہیں۔

اسی طرح چیزوں کی حد بندیوں اور آپس کی نسبت دریافت کرنے کا ایک اور طریق ہے - وہ یہ کہ جب ہم یوں کہتے ہیں کہ فلاں بادشاہ فلاں بادشاہ سے پہلے گزرا ہے - تو دونوں کی حد بندیاں اور نسبت معلوم ہو گئی - اسی طرح جب کہتے ہیں کہ ولیعہد سلطنت موجودہ بادشاہ کے بعد بادشاہ ہوگا تو اس سے بھی ان دونوں کی نسبت اور حد بندی کا پتہ لگ جاتا ہے - حد بندیوں اور آپس کی نسبت معلوم کرنے کے اس طریق کو زمانہ کہتے ہیں زمانہ کی نسبت میں جو پہلے ہو چکا اسے ماضی کہتے ہیں - جو اب موجود ہے اسے حال کہتے ہیں جو آگے آئیگا اسے مستقبل کہتے ہیں - غرضیکہ موجودہ فلسفہ کے رو سے محدود چیزوں کی آپس کی نسبت اور حد بندیوں کے اندازہ کے لئے جو دو پیمانے ہیں ان کا نام جگہ اور زمانہ ہے - پس زمانہ اور جگہ جس چیز پر صادق آئیں گے - وہ لازماً محدود ہوگی۔

آپ نے تو ستم ڈھا دیا جو یہ فرما دیا کہ خدا ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ہے یہ فقرہ بالکل مہمل ہے - خدا کوئی محدود چیز نہیں کہ اس کی حد بندی اور اس کی نسبت کو معلوم کرنے کے لئے زمانہ اور جگہ کا اطلاق کر سکیں غیر محدود چیز پر زمانہ اور جگہ کا اطلاق کرنا بے معنی بات ہے - قرآن کریم کے اعجاز اور علم کو کہاں تک کوئی بیان کرے - بندہ حیران رہ جاتا ہے - اول سے آخر تک قرآن نے ان الفاظ سے پرہیز کیا ہے کہ خدا ازلی و ابدی ہے یا وہ ہر جگہ ہے اس زمانہ اور جگہ کو خدا پر چسپاں ہی نہیں کیا - مگر چونکہ ہم لوگ مخلوق ہیں - محدود ہیں - ہمیں کسی چیز کا صحیح اندازہ بغیر جگہ اور زمانہ کی نسبت کے نہیں ہو سکتا - اور خدا بوجہ غیر محدود ہونے کے زمانہ اور جگہ کے پیمانہ سے ناپا نہیں جا سکتا - اس لئے اس کی بعض ایسی صفات کا ذکر قرآن نے فرما دیا جس سے خدا کی معرفت صحیحہ بھی حاصل ہو گئی اور زمانہ اور جگہ کا پیمانہ بھی استعمال نہ ہوا - چنانچہ فرماتا ہے - ھو الاول والاخر والظاھر والباطن - خدا کی چار صفات کا یہاں ذکر فرمایا گیا ہے - پہلی دو صفات زمانہ کے بالمقابل ہیں اور پچھلی دو صفات جگہ کے - فرماتا ہے - وہ سب سے اول ہے - اول ہونا ایک صفت کے رنگ میں فرمایا - یعنی مخلوق اپنے زمانہ کے پیمانہ کو جس قدر بھی ماضی کی طرف بڑھائے وہ اپنے خالق کو اپنے پیمانہ کے اندر نہیں لے سکے گا - وہ اول ہی پائے گی - کیونکہ اول اس کی صفت ہے - جو اس سے الگ نہیں ہو سکتی - اسی طرح فرمایا وہ سب سے آخر ہے یعنی مخلوق اپنے پیمانہ زمانہ کو جس قدر بھی مستقبل کی طرف بڑھائے خدا تعالیٰ اس کے پیمانہ کے اندر نہیں آئے گا - آخر ہی رہے گا - کیونکہ آخر اس کی صفت ہے - وہ اس سے الگ نہیں ہو سکتی - پھر فرمایا وہ ظاہر ہے - یعنی مخلوق اپنی جگہ کے پیمانہ کو جس قدر بھی چاہے ظاہر کی طرف لائے وہ اس پیمانہ کے اندر نہیں آئے گا - ظاہر ہی رہے گا - کیونکہ الظاہر اس کی صفت ہے - یہ اس سے الگ نہیں ہو سکتی - پھر فرمایا وہ الباطن ہے یعنی مخلوق اپنی جگہ کے پیمانہ کو جس قدر بھی باطن کی طرف لیجائے وہ باطن ہی رہے گا - اس کے اس پیمانہ کے اندر نہ آئے گا - کیونکہ الباطن اس کی صفت ہے - جو اس سے الگ نہیں ہو سکتی - میرے خیال میں ان چار صفات سے بڑھ کر خدا کی معرفت صحیحہ کا علم حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا ازلی ابدی اور ہر جگہ ہونے کے الفاظ نہایت دھوکا دینے والے ہیں۔ جو زمانہ اور جگہ کو ان کی اصلی حیثیت سے جو ایک پیمانہ کی ہے نکال کر ایک وجود کی حیثیت دیدیتے ہیں - ان کی جگہ خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات کس قدر جامع اور مانع ہیں - بات اس سے بڑھ کر عمدہ طور پر واضح ہو گئی - اور جگہ اور زمانہ کا پیمانہ استعمال بھی نہ ہوا - دراصل یہ غلط فلسفہ یونان سے آیا تھا - یا ان کی کاسہ لیسی کر کے یورپ نے لیا تھا - مگر اب ترقی علم نے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا لیکن کس قدر قابل رحم حالت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اس غلط فلسفہ پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھ کر اور خدا کے ساتھ مادہ اور روح اور زمانہ اور جگہ کو ازلی ابدی قرار دے کر پھر اسے اپنی الہامی کتاب ویدوں کی طرف منسوب کیا - اس وقت تو وہ بہت خوش ہوئے تھے کہ ہماری یہ چالاکی چل گئی - اور ویدوں کی دھاک بندھ گئی - مگر اے وائے! آج کس قدر ذلت کا سامنا ہے - جب یہ فلسفہ غلط ثابت ہوا - اب یہ مکڑی کوئی اور جالا تنے گی - مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت مکڑی کا گھر سب سے کمزور گھر ہے - ولکم الویل مما تصفون

سوال - پیغمبر اس شخص کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے احکام لوگوں کو سنائے کوئی حکم کسی خاص جگہ سے لایا جاتا ہے - اور خاص جگہ پہنچایا جاتا ہے - مگر خدا کی تو کوئی خاص جگہ مقرر نہیں - جب جگہ مقرر نہیں تو پیغام کہاں سے آتے ہیں - اگر کہیں کہ جگہ مقرر ہے تو وہ خدا نہیں ہو سکتا -

جواب - اگر آپ سوال کرنے میں زیادہ احتیاط سے کام فرماتے تو اچھا ہوتا اول تو پتہ نہیں کہ پیغمبر سے آپ کی مراد کیا ہے - غالباً نبی مراد ہوگا - پھر آپ اس کی ایک تعریف کرتے ہیں جو ایک مولوی پر بھی صادق آتی ہے یعنی جو خدا تعالیٰ کے احکام لوگوں کو سنائے - سارے واعظین سناتے ہیں - پھر یہ تعریف نبی کی کس طرح ہوئی - ایک اور قاعدہ کلیہ قائم کرتے ہیں کہ حکم کے لئے ضروری ہے کہ کسی خاص جگہ سے لایا جائے اور کسی خاص جگہ پہنچایا جائے - حکم کی یہ تعریف بھی بالکل نرالی ہے - میں اپنے نوکر کو حکم دیتا ہوں نہ کسی خاص جگہ سے لاتا ہوں نہ کہیں لے جاتا ہوں - مجھے صرف یہ دکھانا تھا کہ سوال کرنے میں کس قدر بے پروائی سے کام لیا گیا ہے - جہاں تک میں سمجھتا ہوں مطلب آپ کا یہ تھا کہ جو حکم بطور پیغام کے کسی حاکم کی طرف سے آتا ہے وہ کسی دوسری جگہ سے آتا ہے - خدا کی تو کوئی جگہ مقرر نہیں پھر نبی کا خدا کی طرف سے رسالت لانا بے معنی ہے - آپ کا یہ قاعدہ کلیہ غلط ہے - کہ حکم جو کسی کی وساطت سے سنایا جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ سے آئے - میں مانتا ہوں کہ کبھی فاصلہ کی وجہ سے پیغام کسی دوسرے کی معرفت بھیج دیتے ہیں مگر بالعموم پادشاہوں کے فرمان جو رعایا کو کسی شخص کے واسطے سے پہنچائے جاتے ہیں - ان میں درمیانی واسطہ صرف فرق مراتب کی وجہ سے رکھا جاتا ہے - مقربین بارگاہ پادشاہی فرمان براہ راست لیتے ہیں اور رعایا کو اسی دربار میں وہیں کھڑے کھڑے سنا دیتے ہیں - اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے - کہ اس کے متعلق جگہ اور زمانہ کا سوال اٹھایا جائے پس اس کی طرف سے رسالت فرق مراتب کی وجہ سے ہوتی ہے یعنی لوگ بوجہ اپنی شامت اعمال و سیاہ باطنی و کثافت قلبی کے ہر ایک آدمی اس کا اہل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اسے براہ راست احکام دے - اور پھر اس طرح جماعت اور وحدت انسانی بھی مفقود ہو جاتی ہے - اس لئے خدا تعالیٰ کی ذات جو نہایت منزہ اور مقدس اور ہر ایک کثافت سے پاک ہے - ایک ایسے قلب صافی اور طبع سلیم کو چن لیتی ہے جو بوجہ اپنی صفائی اور پاکیزگی اور طہارت قلبی کے اس قابل ہوتا ہے کہ جناب الٰہی کی تجلی وحی اس پر براہ راست ہو - اس تجلی وحی کے ساتھ وہ منصب رسالت پر مامور ہو جاتا ہے - اور اس کے ذمہ یہ بار ڈالا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کردہ ہدایات کو لوگوں تک پہنچائے - پس یہاں جگہ یا فاصلہ کا سوال نہیں بلکہ فرق مراتب کا سوال ہے - رسالت الٰہی اس وجہ سے نہیں کہ خدا بہت دور ہے - لوگوں تک پہنچ نہیں سکتا - بلکہ اس واسطے ہے کہ لوگ اپنے مراتب میں خدا سے بہت دور پڑے ہوئے ہیں - اس لئے وہ شخص جو بلحاظ مرتبہ و درجہ قرب الٰہی سے بہرہ اندوز ہو رسالت الٰہی کا حامل ہو جاتا ہے - اور وہ اس پیغام کو لوگوں تک پہنچاتا ہے -

بقیہ صفحہ ۲

کہ پھر آپ کا دعویٰ کس بات کا ہے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ میرا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں" تو پھر یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب ایک پہلو سے نبی ہیں تو پھر دعویٰ نبوت کا منسوب کرنا کسی قدر درست تو ہو گیا۔ تو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے فوراً فرماتے ہیں کہ "نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں" یہاں "صرف اس قدر" کے الفاظ قابل غور ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبوت سے جو مفہوم پیدا ہوتا ہے "وہ صرف اس قدر ہی نہیں کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا" بلکہ اس سے بڑھ کر کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ جس کی نفی کرنے کے لئے فرمایا کہ "نبی سے مراد اس جگہ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں" پھر آپ کو اس معاملہ میں اس قدر بے چینی اور بے قراری معلوم ہوتی ہے کہ اسی حقیقۃ الوحی کے ضمیمہ میں اپنی نبوت کا مفہوم کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے بڑھ کر کچھ مراد لینے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ "ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک" اللہ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور اللہ کی لعنت اس پر جو اس سے بڑھ کر کچھ اور مراد لے۔ اللہ اللہ کس قدر بے قراری ہے۔ آپ بحیثیت مامور من اللہ ہونے کے مجبور تھے۔ کہ جو لفظ الہام میں آ گیا تھا اسے ظاہر کرتے۔ اور جو حدیث میں پیشگوئی کے طور پر لفظ آ گیا تھا اس کو اپنے اوپر چسپاں کرتے مگر ختم نبوت کے لئے کس قدر غیرت ہے اور اس بات نے کس قدر بے چین اور بے قرار کیا ہے کہ نبوت کے لفظ سے کوئی غلط مفہوم نہ پیدا ہو جائے۔ آپ اس کے معنی سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے کرکے پھر اس پر لعنت بھیجتے ہیں جو اس سے زیادہ مراد رکھے۔ مقام غور ہے کہ کسی کا کیا غرض تھی کہ خواہ مخواہ نبوت سے مراد کچھ اور بڑھ کر لے لیتا۔ مگر بات یہ تھی کہ نبوت کا مفہوم اسلامی اصطلاح کے رو سے صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہی محدود نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر کچھ اور بھی مراد ہوتا ہے۔ اس لئے ضرورت تھا کہ آپ اس غلطی سے لوگوں کو روکتے جس میں آج محمودی پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ بار بار لعنت بھیجتے ہیں۔ اس پر جو نبوت کے لفظ سے سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے کچھ اور مراد رکھے۔ صرف اس قدر دعوے کو دعوئے نبوت کہنا آپ کے نزدیک آپ پر سراسر افترا ہے۔ اب خود مسیح موعود کی کھلی کھلی تحریر سے یہ فیصلہ ہو گیا کہ آپ کے دعوے کو دعوئے نبوت کہنا سراسر افترا ہے۔ جس کے مرتکب مولوی فاضل صاحب ہو رہے ہیں اور جس چیز کا آپ کو دعویٰ ہے وہ صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا ہے۔ اسی کا نام حضرت صاحب نے ظلی نبوت رکھا ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ پر حضور اقدس خود ظلی نبوت کی تعریف کرتے ہیں "مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے یہی چاہا ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں" اب صاف ظاہر ہے کہ حضرت صاحب کا دعویٰ صرف ظلی نبوت کا ہے۔ اور اس کو دعویٰ نبوت کہنا سراسر افترا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں تو اس سے کیا نتیجہ نکلا؟ یہی کہ ظل عین نہیں ہوتا۔ کیوں جناب مولوی فاضل صاحب یہ آپ کا مسیح موعود پر اس قدر افترا کرنا محض نفسانیت اور دھڑے بازی کی وجہ سے اگر نہیں تو پھر یہ فضیلت کا کرشمہ بھی نہیں۔ اسے جہالت کا کرشمہ کہنا چاہئے۔

نبی کا نام پانے کی حقیقت

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ نبی کا نام پانے کی حقیقت پر کچھ تھوڑا سا لکھ دوں کیونکہ یہی وہ کلمہ ہے جس کو مولوی فاضل صاحب نے اپنے دونوں حوالوں میں پیش کرکے حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ نبوت کا مدعی قرار دیا ہے۔ جو آپ پر "سراسر افترا" ہے۔ نبی کا نام پانے کی حقیقت پر میں ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء کے اخبار "پیغام صلح" میں مفصل لکھ چکا ہوں مگر ہمارے مولوی فاضل صاحب کو اس سے کیا سروکار۔ انہیں تو میاں مٹھو کی طرح "نبی جی بھیجو" کی رٹ ہے جو حوالے انہوں نے یاد کر رکھے ہیں وہی طوطے کی طرح پڑھ دیتے ہیں۔ ان کی لاکھ معقول تشریح کرو۔ انہیں ان سے کوئی غرض نہیں۔ جب وقت آئے گا وہ اپنا یاد کیا وظیفہ رٹ دیں گے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی خدمت میں ایک آریہ اپدیشک آیا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے۔ اسلام پر تم لوگوں کی طرف سے جہاد، کثیر الازدواجی، طلاق وغیرہ پر آئے دن وہی اعتراض مڑ مڑ کر ہوتے رہتے ہیں جن کا نہایت معقول جواب ہم بارہا دے چکے ہیں۔ آدمی

تھا صاف گو۔ کہنے لگا کہ مولوی صاحب ہماری غرض ان اعتراضات سے کوئی تحقیق حق تو نہیں۔ کہ معقول جواب سنکر خاموش ہو جائیں۔ ہماری غرض تو اعتراض کرنا ہے۔ جب وقت آتا ہے ہم یاد کئے ہوئے اعتراضات رٹ دیتے ہیں۔ پس سوائے ان کے جو اہل حق ہیں یا تحقیق حق کرنا جن کا مقصد ہو باقی لوگ عموماً اسی روش پر کاربند ہوتے ہیں۔ تو مولوی فاضل صاحب کیوں اس سے مستثنیٰ رہتے۔ انہوں نے بھی اپنے یاد کئے ہوئے حوالے رٹ دیئے لاکھ جواب دیئے جا چکے ہوں ان کے دربار میں کوئی شنوائی نہیں۔ وہ جب موقعہ آئے گا وہی حوالے پھر رٹ دیں گے۔ اب "نام پانے" کی حقیقت سنیئے۔

(۱) قاعدہ ہے کہ جب ایک چیز کی جنس کا نام دوسری چیز کو دیا جائے گا تو ضروری ہو گا کہ وہ دوسری چیز اس چیز کی جنس نہ ہو۔ ورنہ نام دینا بے معنی ہو گا۔ مثلاً شیر کا نام ہم انسان کو تو دے سکتے ہیں مگر خود شیر کو یہ نام دینا بے معنی ہو گا۔ ہمارا یوں کہنا ایک بے معنی اور لغو فقرہ ہو گا کہ فلاں شیر کو شیر کا نام دیا گیا ہے۔ مگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں انسان کو شیر کا نام دیا گیا ہے۔

(۲) دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کو اس کی اپنی جنس کے نام سے پکاریں گے تو اس نام کے استعمال کی وجہ ہم ہرگز بیان نہ کریں گے اور اگر ہم بیان کریں گے تو یہ فعل ہماری حماقت اور لغویت پر دلالت کریگا۔ البتہ ہم کسی چیز کو کسی نام سے پکارنے کی وجہ تبھی دینگے جب ایک چیز کی جنس کا نام کسی دوسری ایسی چیز کو دیں گے جو اس کی جنس میں سے نہیں مثلاً اگر کہیں شیر آ جائے اور ہم لوگوں کو خبردار کریں کہ شیر آ گیا تو ساتھ ہی ساتھ ہم اس کی وجہ بیان نہیں کرنے جائیں گے کہ ہم نے اس شیر کو فلاں فلاں وجہ سے شیر کہا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری حماقت ہو گی۔ البتہ کوئی بہادر انسان اگر آ جائے اور ہم کہیں کہ شیر آ گیا۔ تو پھر ہماری وجہ بیان کرنی معقول بات ہو گی۔ کیونکہ جن لوگوں کو علم نہیں ان کی طرف سے یہ مطالبہ نہایت مناسب ہو گا کہ ایک انسان کو شیر کیوں کہا گیا۔

(۳) تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کی جنس کا نام دوسری چیز کو دیا جائیگا تو وہ ہمیشہ مجاز کے طور پر دیا جائے گا۔ نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ خواہ مجاز کا لفظ ہم استعمال کریں یا نہ کریں۔ مثلاً جب ہم کسی انسان کو شیر کہیں گے تو ظاہر ہے مجاز کے طور پر کہیں گے۔ ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم ایسا مجازاً کہہ رہے ہیں۔

اب ان تینوں متذکرہ صدر قاعدوں کو اگر مدنظر رکھا جائے۔ تو غیر نبی اور نبی کا مسئلہ انشاء اللہ تعالیٰ نہایت آسانی سے حل ہو جاتا ہے

(۱) اگر کوئی بزرگ اپنی یہ خصوصیت جتلائیں کہ مجھ پر یہ خاص فضل ہوا ہے جو میرے جیسے دوسرے امتی لوگوں پر نہیں ہوا کہ مجھے نبی کا نام دیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسا کہنے والا غیر نبی ہے۔ کیونکہ ایک غیر نبی تو اس خصوصیت پر فخر کر سکتا ہے کہ اسے نبی کا نام دیا گیا۔ جو اس جیسے دوسرے لوگوں کو نہیں دیا گیا۔ مگر کسی نبی کا اپنی یہ خصوصیت جتلانا بے معنی ہے کہ مجھے نبی کا نام دیا گیا ہے۔ جیسے ایک انسان تو اپنی اس خصوصیت پر فخر کر سکتا ہے کہ اسے شیر کا نام دیا گیا۔ جو اس جیسے دوسرے انسانوں کو نہیں دیا گیا مگر ایک شیر کا یہ فخر کرنا کہ مجھے شیر کا نام دیا گیا بالکل بے معنی ہے۔

(۲) پھر اگر وہ بزرگ نبی کا نام پانے کی توجیہ بھی کریں اور بتائیں کہ یہ نام مجھے صرف اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ اور امتی لوگوں سے بڑھ کر ہوا۔ یعنی اگر مکالمہ و مخاطبہ دوسرے لوگوں سے بڑھ کر نہ ہوتا۔ تو میں بھی یہ نام نہ پاتا میرے معاملہ بالکل صاف ہو گیا کہ وہ بزرگ یقیناً غیر نبی ہے کیونکہ اگر وہ نبی ہے تو اسے نبی کا نام پانے کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ ایک غیر نبی کو وجہ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ اس نے نبی کا لفظ اپنے متعلق کیوں استعمال کیا۔ لیکن اگر ایک نبی اپنے متعلق نبی کا لفظ استعمال کرے تو اس کی وجہ بیان کرنا ایک بالکل بے معنی بات ہے۔

(۳) پس یہ بزرگ جو غیر نبی ہے جب یہ بتلائے گا کہ مجھے نبی کا نام دیا گیا تو صاف ظاہر ہے کہ بغیر اس کے "مجاز" کا لفظ استعمال کئے بھی ہم مجبور ہیں یہ ماننے پر کہ یہ نبی کا نام مجاز کے طور پر اسے دیا گیا ہے اور جب وہ بزرگ خود بھی کہہ دیں کہ یہ نبی کا نام مجھے مجاز کے طور پر دیا گیا تو پھر اس کے بعد یہ کہنا کہ اس بزرگ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے سخت ظلم، افترا، بہتان اور شرارت ہے۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کا حوالہ

اب ذرا حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کھول کر پڑھو جو مولوی فاضل لائل پوری صاحب نے حوالہ میں پیش کیا ہے۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ اس عبارت کا لکھنے والا غیر نبی ہے۔ جو نبی کا نام پانے کی خصوصیت پر جا بجا فخر کر رہا ہے اور نبی کا نام پائے جانے کی وجوہ بیان کر رہا ہے۔ تا یہ اعتراض بھی درمیان سے اٹھ جائے کہ کیوں ایک غیر نبی کو خاص طور پر نبی کا نام دیا گیا۔ حوالہ پڑھ لو۔

"اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا

پس اسی وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا"

کس قدر صاف ہے کہ دوسرے اولیا اور اقطاب اور ابدال بھی اگر اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے حصہ لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے مگر چونکہ ان کے ساتھ اس قدر مکالمہ نہ ہوا۔ اس لئے نبی کا نام نہ دیا گیا اس قدر مکالمہ اس لئے نہ ہوا کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو جاتا۔ ورنہ یہ بات نہیں کہ وہ غیر نبی تھے اس لئے نبی نہ کہلا سکتے تھے اور حضرت مرزا صاحب نبی تھے اس لئے نبی کہلائے۔ نہیں نہیں یہ بات نہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور ان بزرگوں میں کوئی فرق نہیں سوائے مکالمہ و مخاطبہ کی قلت و کثرت کے اگر مکالمہ کی کثرت ان کی بھی بڑھ جاتی تو ان کو بھی اسی طرح نبی کا نام دیا جاتا جس طرح حضرت مرزا صاحب کو دیا گیا۔ صرف پیشگوئی میں رخنہ نہ پڑنے کے لئے ایسا نہ کیا گیا۔ یہ تمام وجوہ بیان ہو رہی ہیں نبی کا نام پانے کی۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ایک غیر نبی کو کیوں نبی کا نام دیا گیا۔ ورنہ نبی کو نبی کا نام پانے کی توجیہوں کی کیا ضرورت! اس کے بعد ہر ایک ذی فہم مجبور ہے کہ جو نام اس طرح محض عزت افزائی کے لئے دیا جائیگا۔ اسے مجازی نام سمجھے نہ کہ حقیقی اور وہ کیا سمجھے حضرت مسیح موعود نے گول مول بات تو کبھی کی ہی نہیں۔ خود اسی حقیقۃ الوحی میں کھول کر فرما دیا "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" کہ مجھے نبی کا نام اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر دیا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ "چشمہ معرفت" میں اسے "ایک اعزازی نام" بتلاتے ہیں۔ خود خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو "لک خطاب العزۃ" کی وحی نازل کرکے فرماتا ہے کہ نبی کا نام محض ایک خطاب عزت ہے پھر کس قدر ظلم ہے ان لوگوں کا جو بار بار حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کو بلا سوچے سمجھے کھول بیٹھتے ہیں۔ اور نبی کا نام پانے کو پیش کر دیتے ہیں۔ اے نادانو! وہ تو اس جگہ ان لوگوں کو سراسر افترا کرنے والا بتلا رہا ہے جو اس کی طرف نبوت کے دعوے کو منسوب کرتے ہیں۔ وہ تو یہاں صرف اپنے نبی کا نام پانے کی توجیہ کر رہا ہے کہ کیوں باوجود غیر نبی ہونے کے اس کو آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں نبی کا نام دیا گیا۔

تذکرۃ الشہادتین کا حوالہ

اسی قسم کی ایک توجیہ آپ نے اپنے نبی کے نام سے پکارے جانے کی تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ میں بھی فرمائی ہے۔ جس میں سے دو فقرے کاٹ کر جو ملت محمودیہ کے خلاف پڑتے تھے مولوی فاضل صاحب نے باقی کے فقرے بطور حوالہ پیش کر دیئے ہیں۔ میں ساری عبارت نقل کئے دیتا ہوں۔ اہل انصاف خود پڑھ لیں اور دیکھ لیں کہ جس طرح حقیقۃ الوحی میں نبی کا نام دیئے جانے کی ایک رنگ میں توجیہ کی تھی اسی طرح یہاں بھی نبی کے نام سے پکارے جانے کی ایک اور رنگ میں توجیہ کر رہے ہیں سنئے فرماتے ہیں کہ:-

> میں نے ایک موقع پر ایک اعتراض کا جواب بھی ان کو یعنی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو سمجھایا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور آپ کے خلفا مثیل انبیائے بنی اسرائیل ہیں تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کرکے پکارا گیا ہے۔ مگر دوسرے تمام خلفا کو یہ نام نہیں دیا گیا۔ سو میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا۔ اس لئے اگر تمام خلفا کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسیٰ کے خلفا نبی ہیں۔ اس لئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفا کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے

تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔"

اس عبارت سے جو نتائج نکلتے ہیں۔ وہ صاف ہیں:۔

(۱) سب سے پہلے یہ کہ یہ عبارت اس اعتراض کے جواب میں ہے کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کر کے کیوں پکارا گیا۔

(۲) اس کی وجہ یہ نہیں دیتے کہ وہ چونکہ نبی ہے اس لئے نبی کر کے پکارا گیا۔ نہیں۔ بلکہ پہلے بطور اصل کے یہ بات قایم کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ گویا خاتم الانبیا کے خود یہ معنے کر دیئے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ قابل غور ہے۔ اسی لئے اسے فاضل لائلپوری دانستہ چھوڑ گئے ہیں۔

(۳) جب یہ اصل قایم ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو پھر اس سے جو خلفاء موسوی اور خلفاء محمدی میں عدم مشابہت کا اعتراض پیدا ہوتا تھا۔ اس کا ذکر کیا اور وہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلفا تو نبی تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے خلفا بر عایت ختم نبوت نبی نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے خلفاء کے دونوں سلسلوں میں تکمیل مشابہت تو نہ ہوئی۔ کیونکہ ایک کے خلفا تو نبی ہوئے اور دوسرے کے خلفا غیر نبی

(۴) اس عدم مشابہت کے اعتراض کو رفع کرنے کے لئے ایک صورت ہو سکتی تھی وہ یہ کہ آنحضرت صلعم کے خلفا کو جو اگرچہ بوجہ ختم نبوت کے غیر نبی ہیں۔ اعزازی طور پر نبی کا نام دے دیا جائے جو ظاہر ہے کہ مجازی طور پر ہی دیا جا سکتا ہے۔ مگر فرماتے ہیں کہ اگر اس طرح ہوتا تو گو یہ جائز تھا۔ کیونکہ نبی کا نام محض مجازی طور پر دیئے جانے سے ختم نبوت تو نہیں ٹوٹتی۔ مگر پھر بھی اس طرح مشتبہ ضرور ہو جاتی۔ ممکن تھا بعض نادان ان کے نبی کا نام پانے سے یہ سمجھنے لگتے کہ وہ سچ مچ نبوت کے مدعی ہیں اس لئے محمدی خلفا کو نبی کے نام پانے کا مرتبہ نہیں دیا گیا۔

(۵) پس جب خلفائے محمدی کو نبی کا نام پانے کا بھی مرتبہ نہیں دیا گیا۔ تو یہ امر اب واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ خدشہ مٹ گیا کہ نبی کا نام دیئے جانے سے ختم نبوت مشتبہ ہو جائیگی تو آخر میں آکر ایک خلیفہ محمدی یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکار دیا گیا جو یقیناً خلفائے محمدی کی طرح غیر نبی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے بعد تو کوئی نبی نہیں۔ مگر خلفائے موسوی سے مشابہت کے لئے ضروری تھا کہ کسی ایک کو نبی کے نام سے پکار دیا جائے۔ تا ظاہر ہو جائے۔ کہ درحقیقت تمام خلفائے محمدی نبی کے نام سے پکارے جا سکتے تھے مگر ختم نبوت کی رعایت سے ایسا نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ایک کو نبی کے نام سے پکار دیا گیا۔ اور ایسے وقت میں پکارا گیا جب ختم نبوت کے مشتبہ ہونے کا کوئی خدشہ باقی نہ رہا اور امر ختم نبوت ایسا بدیہی اور واضح ہو چکا تھا کہ اب کسی خلیفہ محمدی کو نبی کے نام سے پکارنے سے یہ شبہ نہیں پڑ سکتا تھا کہ وہ نبوت کا مدعی ہے۔ مگر آہ! باوجود اس قدر احتیاط کے آسمان کے نیچے یہ ظلم کیا گیا کہ مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارے جانے کی وجہ سے انہیں سچ مچ نبوت کا مدعی قرار دیا گیا جو "سراسر افترا" ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو بھی اس کا ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر چہ گیرد علتی علت شود، کے مصداق میرے نبی کا نام پانے کے فقرے سے ختم نبوت کو مشتبہ کر دیں۔ اس لئے معاً اس نبی کا نام پانے کی تشریح کرتے ہیں۔

> اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفید ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا۔ جیسا کہ ایک وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا احمد جعلت مرسلاً۔ اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔ یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا۔ حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا۔ سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔ کیونکہ احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔"

کیسی صفائی سے فرما دیا کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی ہے۔ اصلی نہیں۔ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں کہ آپ ظل کو عین نہیں سمجھتے تھے اسی لئے ظلی نبوت کے مدعی کو مدعی نبوت کہنا "سراسر افترا" سمجھتے تھے پس نبی کا نام پانے کے فقرے سے جو کم فہم لوگوں کو اشتباہ پڑ سکتا تھا اسے فوراً رفع کر دیا۔ یہ تو صرف موسوی خلفا سے تکمیل مشابہت کے لئے ایسا کیا گیا۔ چونکہ آپ کی ظلیت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احمدیت منعکس ہوئی۔ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ نبوت آپ سے منفک نہیں ہو سکتی۔ جس طرح ایک مکمل شیشے میں انسان کے سارے خط و خال نظر آنے لگتے ہیں۔ اسی طرح مسیح موعود کی ظلیت کے آئینہ میں احمد کے کل خط و خال جن میں نبوت بھی شامل تھی نظر آنے لگے۔ آئینہ میں انسان کا عکس پڑنے سے جس طرح آئینہ انسان نہیں بن جاتا اسی طرح مسیح موعود کے آئینہ ظلیت میں احمد صلعم کی نبوت کا عکس پڑنے سے حضرت مسیح موعود نبی نہیں بن گئے۔ جس طرح آپ حقیقت میں غلام احمد تھے۔ احمد صرف آپ کو ظل اور بروز کے رنگ میں نام دیا گیا۔ اسی طرح آپ حقیقت میں امتی تھے۔ اور نبی کا نام صرف ظل اور بروز کے رنگ میں آپ کو دیا گیا۔

احمد آپ کا بروزی نام تھا یہاں اہل انصاف کو میاں محمود احمد صاحب کی وہ کوشش بھی یاد کر لینی چاہیئے جب آپ غلام احمد میں سے غلام کا لفظ اپنا خاندانی نام قرار دے کر حضرت مسیح موعود کا اصلی نام صرف احمد قرار دیتے تھے۔ وہ یہاں حضرت مسیح موعود کی اپنی اس تحریر کو پڑھیں اور میاں صاحب موصوف کی اپنے مطلب کی تاویلوں پر حیرت سے سر دھنیں۔ حضرت اقدس تو فرمائیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا۔ حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا" اور میاں صاحب فرمائیں کہ آپ کا نام احمد تھا۔ غلام کا لفظ فالتو ہے یہ خاندانی نام ہونے کی وجہ سے ساتھ لگ گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود تو فرمائیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ میرا دعویٰ ظلی نبوت کا ہے اور ظلی نبی غیر نبی ہوتا ہے۔ مگر مولوی فاضل صاحب لائلپوری فرمائیں کہ ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بشارت احمد

احمدیہ انجمن خواتین لاہور کے اجلاس کی مختصر روئداد

بعض معزز بہنیں احمدیہ انجمن خواتین کی بابت دریافت کرتی رہتی ہیں اس لئے میں ۱۱ مئی کے جلسہ کا کچھ حال اپنی بہنوں کی دلچسپی کے لئے لکھتی ہوں۔ منگل کا دن ابر اور غیر مسلسل تقاطر سے نہایت خوشگوار ہو رہا تھا احمدیہ مسجد میں قناتوں کے ذریعہ پردے کا کافی انتظام تھا صبح نو بجے سے بہنیں آنی شروع ہو گئیں اور تھوڑی دیر میں ایک خاصا مجمع ہو گیا دس بجے کے قریب محترمہ بہن سلیمہ بیگم نے تلاوت قرآن سے جلسہ کا افتتاح کیا۔ اور ہماری ننھی بہن رضیہ بیگم نے مسدس حالی کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ پھر بہن سکینہ بیگم نے مذہبی تعصب کا بیجا استعمال اور مسلمانوں کی باہمی کفر بازی پر مضمون پڑھا۔ اس کے بعد عاجزہ نے ایک مسلمان بہادر خاتون کے حالات سنائے۔ اور کہا کہ قرون اولیٰ کی مسلمان بیبیاں نہ صرف خود ہی مذہب پر شیدا تھیں بلکہ وہ اپنے شوہر۔ بیٹوں اور بھائیوں کو بھی نہایت خوشی سے اسلام پر فدا ہونے کی ترغیب دیتی تھیں۔ اس کے بعد اہلیہ صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے تبلیغ اسلام پر ایک مفصل اور پرجوش تقریر کی۔ اور بتایا کہ ہم کس طرح تبلیغ اور دعوت الی الاسلام میں حصہ لے سکتی ہیں۔ اس تقریر کا خلاصہ بہنوں کے فائدہ کے لئے درج اخبار کیا جائے گا۔ بعد ازاں بہن ام منصور صاحبہ نے بہن تاج بیگم کا مضمون بہ عنوان "تبلیغ اسلام" پڑھ کر سنایا۔ بہن موصوفہ خاص شکریہ کی مستحق ہیں۔ کہ وہ لاہور سے باہر جا کر بھی اپنی کو نہیں بھولیں اور اپنے قیمتی خیالات لکھ کر جلسہ میں سنانے کے لئے بھیج دیئے۔ اس کے بعد محترمہ اہلیہ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب نے اخبار بینی پر ایک واضح اور دلچسپ مضمون سنایا اور پھر محترمہ اہلیہ صاحبہ سید الطاف حسین صاحب نے بھی تبلیغ اسلام پر مضمون پڑھا۔ اور اس مقدس کام کی محبت اور اہمیت کو جتایا۔ چونکہ اس جلسہ پر تبلیغ اسلام کا موضوع خاص طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ اس لئے اکثر بہنوں نے اسی پر مضمون لکھے اور مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اللہ تعالیٰ ان سب بہنوں کو جزائے خیر دے اور بیش از پیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسہ کے اختتام پر ہماری معزز بہن فرحت سیالکوٹی نے ایک نہایت موثر اور برجستہ تقریر کی۔ اور سب بہنوں کو تاکید کی کہ وہ مل کر ہمت اور اخلاص سے کام کریں۔ اور اہلیہ صاحبہ حضرت امیر کی معاون و مددگار بنیں۔ دینی خدمت کے لئے ہر وقت تیار و مستعد رہیں اور طعن و تشنیع کی پروا نہ کریں۔ موصوفہ ایک پرجوش اور مخلص احمدی خاتون ہیں اور ہمارے شکریہ کی مستحق ہیں کہ وہ صرف جلسہ کی خاطر لاہور ٹھہریں اور ہم سب کو اپنے قیمتی خیالات سے مستفید کیا۔ سب سے آخر میں محترمہ سکرٹری صاحبہ نے ایک مختصر تقریر میں سب بہنوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ دعا کے بعد بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ اس جلسہ میں جو مضمون اور تقریریں ہوئیں سب کی سب ضروری اور مفید تھیں۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ بعض وہ بہنیں جو ابھی تک مجلس میں بولنے سے جھجکتی تھیں اب بے تکلف کھڑے ہو کر اپنے خیالات ظاہر کرتی ہیں۔ لاہوری بہنیں جو اس وقت تک اس مفید کام میں شریک نہیں ان کو بھی جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ اور بیرونی بہنوں کو بھی چاہیئے کہ وہ مقامی بہنوں کی امداد و حوصلہ افزائی کریں۔ سکرٹری صاحبہ کچھ عرصہ کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے جا رہی ہیں۔ اور میں بھی عنقریب جانے والی ہوں۔ اس لئے جو بہن انجمن کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ سکرٹری صاحبہ کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے پتہ سے لکھ سکتی ہیں۔ موسم گرما میں بجائے ماہوار جلسوں کے دو دو ماہ بعد جلسے ہوں گے اور اس کے متعلق مقامی بہنوں کو اطلاع دے دی جایا کرے گی۔

(راقمہ بنت ڈاکٹر سید محمد حسین۔ اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور)

مسیح موعود نمبر

پیغام صلح کا مسیح موعود نمبر ۲۶ مئی کے بجائے ۳۰ جون ۱۹۳۰ء کو نہایت آب و تاب سے شایع ہو گا۔ اس نمبر کے لئے ذیل کے حضرات سے مضامین حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(۱) حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور
(۲) جناب سید محمد حسین شاہ صاحب
(۳) جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب
(۴) خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لدھیانہ
(۵) جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم
(۶) خانصاحب مولوی غلام حسن خانصاحب پشاور
(۷) جناب مولانا صدر الدین صاحب
(۸) جناب ملک محمد امین صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل
(۹) جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور
(۱۰) جناب مولوی مصطفےٰ خاں صاحب ایڈیٹر دنیائے اسلام
(۱۱) مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت
(۱۲) مولوی عصمت اللہ صاحب۔
(۱۳) حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ
(۱۴) میر مدثر شاہ صاحب

اس کے علاوہ اور بہت سے احمدی اور دیگر مسلمانوں سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

یہ نمبر جو ۱۶ صفحات پر خاص اہتمام سے شایع کیا جائے گا تمام احمدی احباب کو چاہیئے کہ اس کی بہت سی کاپیاں منگا کر بغرض تبلیغ سلسلہ اپنے احباب میں تقسیم کریں۔ قیمت فی پرچہ ۲ ہو گی جس قدر کاپیاں مطلوب ہوں ان کی تعداد سے مینیجر پیغام صلح کو ۲۰ جون ۱۹۳۰ء سے پہلے مطلع فرمائیں۔ (مدیر)

اخبار احمدیہ

—— مسجد برلن کا کام بطریق احسن ترقی کر رہا ہے۔ اور جرمن مشن بفضل خدا کامیاب ہوتا چلا جا رہا ہے۔

—— اچھوت اقوام میں تبلیغ کے لئے مستقل طور پر علیحدہ فنڈز کا انتظام ہو چکا ہے اور یہ کام وسیع پیمانہ پر ہندوستان میں جاری کیا جا رہا ہے۔ اور اراکین صیغہ تبلیغ ہند خصوصیت سے اس جد و جہد میں مصروف ہیں۔ خدا ان کی ہمت اور کوشش میں برکت دے۔

—— عنقریب کچھ طلبائے تبلیغ بغرض تبلیغ اسلام باہر جانے والے ہیں۔ ۲۴ مئی کو حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے احمدیہ بلڈنگس اور اس کے گرد و نواح کے احمدی احباب اور تبلیغی کلاس کے [illegible]

ہندوستان

—— ایک ہندو بابو رشیورناتھ نے ۱۰ لاڈ لش اسلامیہ کالج کے سرمایہ وظائف کے لئے پندرہ ہزار روپیہ عطا کیا ہے - حکومت بنگال نے بابو صاحب کے اس فیاضانہ عطیہ کا شکریہ ادا کیا ہے -

—— کلکتہ میں متاخمہ کا مرض پھیل رہا ہے - ہندو مالکان مکان نے مسلمان کرایہ داروں کو مکان خالی کر دینے کا نوٹس دے دیا ہے -

—— گورنر بمبئی نے یہ ہدایت شایع کی ہے کہ سرکاری ملازمین کو ایسی مجالس یا انجمنوں کی صدارت یا کوئی اس قسم کا عہدہ قبول نہ کرنا چاہیئے جو کسی ایک مخصوص فرقہ یا جماعت سے تعلق رکھتی ہیں -

—— حکومت بنگال نے مسٹر عزیز الحق چودھری کو جو ڈھاکہ میں ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے کلکتہ کا ڈپٹی کمشنر پولیس مقرر کیا ہے - یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک مسلمان کو یہ جگہ دی گئی ہے -

—— گورنمنٹ مدراس نے ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی ہے - جو ایک تامل یونیورسٹی کے قیام کی ضرورت پر غور و فکر کرے گی اور نیز یہ بتائے گی کہ یونیورسٹی کس قسم کی ہو -

—— کلکتہ میں ہز اکسلنسی لارڈ لٹن نے مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کے مسئلہ پر مختلف فرقوں کے رہنماؤں کے ساتھ تبادلۂ خیال فرمایا - ان کے خیالات معلوم کرنے کے بعد ہز اکسلنسی نے فرمایا کہ دو طریقے قابل عمل ہیں ایک یہ کہ ہر دو فریق آپس میں مشورہ کریں - اور ایک متفقہ شرط کی سفارش کریں - یا پھر یہ کہ دونوں اس سوال کو حکومت پر آخری فیصلہ کے لیے چھوڑ دیں - اگر فریقین ایک متفقہ طریق کار نہ بتا سکے تو حکومت کے فیصلہ کا اظہار بہت جلد کر دیا جائے گا -

—— لاہور کے بیرسٹر ڈاکٹر محمد عالم صاحب نے اخبار "ریاست" کے ایڈیٹر کو ایک توہین آمیز بیان شایع کرنے کی وجہ سے نوٹس دیدیا ہے نوٹس میں دس روز کے اندر صاف الفاظ میں معافی نامہ شایع کرنے اور بارہ ہزار روپیہ بطور ہرجانہ ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے -

—— صوبہ بہار و اڑیسہ کی جو سالانہ سرکاری رپورٹ بابت ۱۹۲۵ء شایع ہوئی ہے - اس میں ہندو مسلمانوں کے درمیان کشیدگی کے اسباب کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا ہے :-

"مسلمان حلقوں میں اکثر اس کوشش پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا گیا ہے جو بعض لوگ کانگرس کو ایک خالص ہندو نظام بنانے کے متعلق کر رہے تھے کانگرس فنڈ میں بعض بے عنوانیاں ہونے کی وجہ سے ہندو مسلمان ایک دوسرے کو الزام دینے لگے جس سے یہ ناراضگی اور بڑھتی گئی - ڈسٹرکٹ بورڈوں کے انتخاب میں مسلمانوں کو سخت مایوسی سے سابقہ پڑا جن میں ان کا کوئی امیدوار مشکل سے کھڑا ہو سکا"

—— دارسی کو وفد خدام الحرمین کے صدر سید حبیب نے مسجد وزیر خاں میں تقریر کی - جس میں حجاز کے حالات بیان کئے - ان کا بیان ہے کہ نجدی فوج نے طائف، مدینہ اور مکہ میں جو مظالم کئے ہیں ان کو ابن سعود مانتا ہے - لیکن اپنے آپ کو اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیتا طائف میں بے دریغ لوگوں کو قتل کیا گیا - طائف اور مدینہ میں بہت سے مقابر و مساجد منہدم کئے گئے - بعض مقابر کو منہدم کر کے نجدیوں نے ان پر پیشاب بھی کیا -

—— بیگم بھوپال نواب زادہ حمید اللہ خاں کے حق میں گدی سے دستبردار ہو گئی ہیں - انہوں نے حکومت کا چارج دے لیا ہے - اور ملک معظم نے ہز ہائنس حمید اللہ خاں کو بھوپال کا حکمران تسلیم کر لیا ہے -

—— مولوی دیدار علی شاہ امام مسجد وزیر خاں لاہور کے لڑکے پر قاتلانہ حملے کے مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا ہے - چار ملزموں میں سے تین بری کر دیے گئے ہیں - اور ایک ملزم عبد اللہ کو سات سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے - (یہ انہیں کی بحث کا نتیجہ ہے - مدیر)

—— جناب ڈاکٹر کچلو آج کل کلکتہ میں مسلمانوں کی تنظیم کر رہے ہیں

—— پراونشل ہندو مہا سبھا کی طرف سے انتخابات میں جو امیدوار کھڑے ہونے والے ہیں ان کے متعلق غور کرنے کے لئے ۲۰ جون کو دہلی میں آل انڈیا ہندو مہا سبھا کی مجلس عاملہ کا ایک خاص اجلاس ہو گا -

—— نواب صاحب خیرپور سندھ نے حکومت بمبئی سے وعدہ کیا ہے کہ وہ سکھر بند کے مصارف کے لئے اپنے حصہ کے طور پر چار لاکھ روپیہ سالانہ دیا کریں گے - نیز معلوم ہوا ہے کہ میر صاحب نے مالیات ریاست کی اصلاح کے لئے حکومت بمبئی سے ایک سندھی مالی افسر کی خدمات طلب کی ہیں -

ممالک خارجہ

—— ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ مسئلہ سرحد موصل کے متعلق برطانیہ اور ترکی میں ایک اصولی فیصلہ ہو گیا ہے - اب بحث صرف یہ رہ گئی ہے کہ عراق کے چشمہ ہائے تیل سے کس قدر تیل ترکی کو ملنا چاہیئے -

—— عربی اخبار "ام القریٰ" رقمطراز ہے کہ عراق کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال وہاں کی حکومت بغرض حج ادا کرنے کے خیال سے آنے والوں کو پاسپورٹ نہ دے گی - اور اب تک اس نے وہ اسباب بھی نہیں بتائے - جن کی بنا پر وہ مسلمانوں کو شرکت حج سے روک رہی ہے -

—— اٹلی میں سیلاب کے باعث بہت سے اضلاع تباہ و برباد ہو گئے ہیں -

—— قاہرہ کی موتمر خلافت کے روبرو مولوی عنایت اللہ خاں نے جو ہندوستان کی طرف سے موتمر میں شریک ہوئے ہیں ایک طویل رپورٹ پیش کی - جس میں مندرجہ ذیل پانچ باتیں پیش کیں -

(۱) ایک مستقل کمیٹی بنا دی جائے جس میں تمام اسلامی ممالک کے نمائندے شامل ہوں -

(۲) مقامی کمیٹیاں بنائی جائیں جو اس قسم کے اصول طے کر لیں کہ آئندہ موتمر کے انعقاد کے وقت وہ بنیاد کا کام دیں -

(۳) جب تک تمام مسلمان متفق نہ ہو جائیں خلافت کا مسئلہ زیر بحث نہ لایا جائے -

(۴) ایک فنڈ اس غرض کے لئے قائم کیا جائے جس سے مستقل کمیٹی کے ارکان کے اخراجات پورے ہو سکیں -

(۵) بدعات کا انسداد کیا جائے -

خلافت کی ضرورت اور اس کی شرائط پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس نے طویل مباحثہ کے بعد خلافت کے لئے شرائط طے کر دی ہیں ایک کمیٹی اس غرض سے بھی بنائی گئی تھی کہ وہ اس مسئلہ پر غور کرے کہ آیا اس وقت ایسی خلافت کا امکان ہے یا نہیں جسے مذہبی اور سیاسی دونوں اختیارات حاصل ہوں - نیز موتمر اسلامی کے انعقاد کے متعلق بھی یہی کمیٹی غور کرے گی -

—— حکومت سویٹ نے طے کیا ہے کہ اس قسم کی ایک مہم تیار کی جائے جو منظم طریقہ سے سکندر اعظم اور تیمور لنگ کے خزانوں کی تلاش کرے یہ جماعت سب سے پہلے ترکستان میں تو تلی میں اپنا کام شروع کرے گی کیونکہ اس مقام کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں نہ صرف سکندر اعظم کے تمام خزانے دفن ہیں - بلکہ تیمور لنگ کی بھی تمام دولت اور زر و جواہر جو اسے مختلف جنگوں میں ہاتھ لگے تھے یہیں مدفون ہیں -

—— لندن میں شیکسپیر کی یادگار کے لئے ایک نئے تھیٹر کے قائم کرنے کی غرض سے جو فنڈ کھولا گیا ہے اس میں شاہ منیر لنگ نے ساڑھے پانسو پونڈ کا عطیہ دیا ہے -

—— پچھلے دنوں یہ خبر اڑی تھی کہ امیر علی سابق شاہ حجاز کو اس لئے عراق میں مدعو کیا گیا ہے - کہ اس کو کردستان کا بادشاہ بنا دیا جائے - لیکن اب اس خبر کی سرکاری ذرائع سے تردید کی گئی ہے -

—— قسطنطنیہ سے قاہرہ میں خبر پہنچی ہے کہ کمیشن آثار قدیمہ کو ایک کعبہ سے قرآن کریم کی دو سورتیں ملی ہیں - جو جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہیں - یہ مقدس متبرک تحریر عنقریب دار الاسلامیہ آستانہ میں بھیجی جائیں گی -

—— ۱۳ اگست کو ترکی سلطنت فتح کی یادگار میں عید منایا کرے گی جو ترکی کی جدید حیات کا پہلا روز ہے - احکامات نافذ ہو گئے ہیں کہ تمام لوگ اس عید کو خوشی کے ساتھ منائیں -

—— شہر دمشق کے فرانسیسی کمانڈر نے بغاوت کی سازش کا بہانہ کر کے متعدد عمارتوں پر پھر شدید حملہ کیا ہے اور بہت سے وطن پرستوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے -

—— یکم اگست کو ناگو ساگی (جاپان) میں انجمن اتحاد ایشیا منعقد ہونے والی ہے جس میں ایشیا کی تمام اقوام شریک ہوں گی -

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اخبار پیغامِ صلح

ایڈیٹر سردار خان

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۲ جون ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۹

نغمہ توحید

(از جناب روحی کانپوری)

لاکھ پردے میں چھپایا تجھے یکتائی نے
ہاں مگر دیکھ لیا چشم تماشائی نے

جوشِ توحید سے ہے دل میں تلاطم برپا
بھر دیا بادۂ ملت کسی بطحائی نے

آ ہر اک ذرّے میں چھپ چھپ کے سنورنے والے
خاک میں مجھ کو ملایا تری رعنائی نے

دکھ دیا ہے تو علاجِ دلِ بیمار بھی کر
مار ڈالا ترے اندازِ مسیحائی نے

آ کہ پھر دل میں تمنا کی چمک ہو پیدا
کر دیا پھر اسے تیرہ شبِ تنہائی نے

خاک صحرا کی اڑا کر جو ہوا سر بسجود
دل کے ہر ذرہ میں دیکھا تجھے سودائی نے

کون ہوتا ہے شریکِ غم و حرماں روحی
ساتھ جب چھوڑ دیا صبر و شکیبائی نے

"تنظیم"

سری کرشن جی مہاراج اور اصول اسلام

سری کرشن جی اپنی پیاری بیوی سے اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

"میں گایوں کا چرواہا۔ جراسندھ کے سامنے بھگوڑا۔ سمندر کے ٹاپوؤں میں روپوش۔ نہ بیگہ بھر زمین پاس۔ نہ دولت۔ نہ جاہ و حشم۔ اور پھر لطف یہ کہ جو میرا بھگت بھی ہے وہ بھی مفلس قلاش۔ بھکتی ہی بھگتی ہے۔ گھر میں بھونجی بھانگ نہیں۔ تم راجہ بھیشمک کی بیٹی۔ نازوں کی پلی۔ نور کے سانچے میں ڈھلی۔ تم ناحق میرے دام محبت میں گرفتار رہو رہی ہو۔ میں تمہیں آزادی دیتا ہوں جس راجے مہاراجے سے چاہو رشتہ جوڑ لو۔ شسپال کیسا زبردست تاجدار تھا۔ جراسندھ ایسا راجہ اس کی برات میں شامل تھا۔ مگر تم نے حماقت کی۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اچھے اچھے راجے مہاراجے قبول کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ عورتیں ناقص العقل مشہور رہیں۔ تم نے نافہمی سے چٹھی میرے پاس بھیجدی۔ میں بھی کہنے میں آ گیا۔ اب تم کو اجازت ہے کہ جس سے دل لے اس کا دامن پکڑ لو" (ملاحظہ ہو سری مد بھاگوت کلاں صفحہ ۵۳۵ و ۵۳۶۔ اسکندھ ۱۰ ادھیائے ۶۰)

سری کرشن جی کے اس اپدیش کو بعض لوگ مذاقیہ کلام بتاتے ہیں۔ کاش یہ لوگ سری کرشن جی مہاراج کی شخصیت اور راست گوئی ملاحظہ فرماتے۔ تو ہرگز ایسے برگزیدہ بزرگ کے متعلق اس قدر غلط فہمی سے کام نہ لیتے۔ سری کرشن جی مہاراج نے اپنی پیاری بیوی کو طلاق دینے کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے قاعدے کے مطابق طلاق کے بعد دوسری شادی کرنے کی بھی اجازت دے دی چونکہ اس پہلی طلاق کی دھمکی کے بعد ان کی بیوی نے اپنے فعل پر افسوس کا اظہار کیا۔ اس لئے یہ طلاق قطعی نہ پڑ سکی۔ بلکہ معاملہ آپس میں رفع دفع ہو کر آئندہ کے لئے مزید محبت اور اطمینان قلب کا ذریعہ بن گیا۔

اول سری کرشن جی کے اپدیش سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمانہ قدیم سے ہر آدمی کو جائز وجوہ کے ہونے پر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے

دوسرے طلاق کے بعد ایسی عورت دوسری شادی کر سکتی ہے۔

تیسرے راجے مہاراجے تک بھی اس رسم کو پسند کرتے تھے۔

چوتھے عورت ایک دفعہ کہنے کے بعد اگر آئندہ کے لئے اس فعل سے توبہ کر لیتی تھی تو اس کو معاف بھی کیا جا سکتا تھا۔

کاش ہمارے ہندو اور مسلمان سب راجپوت بھائی اس کل جگ کے زمانہ میں اپنی مذکورہ بالا ست جگی تعلیم پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جائیں

حلال چیزوں کا استعمال

سری کرشن جی مہاراج ارجن کے ساتھ شکارگاہ میں تشریف لے گئے۔ شیر چیتے۔ سور۔ ہرن۔ خرگوش۔ نشانۂ تیر ہوئے۔ ہرن اور خرگوش کا گوشت رنواس میں بھیج کر دونوں جمنا کے کنارے ہاتھ منہ دھو کر سو رہے۔ (ملاحظہ ہو اسکندھ ۱۰۔ ادھیائے ۵۸۔ صفحہ ۵۲۹)

مذکورہ بالا تحریر سے ثابت ہے کہ سری کرشن جی مہاراج نے صرف ہرن اور خرگوش کا گوشت رنواس میں بھیجا۔ کیونکہ ہرن اور خرگوش ہر دو کا گوشت حلال ہے۔ شیر۔ چیتے اور سور کا گوشت اپنے رنواس میں نہیں بھیجا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سری کرشن جی مہاراج خدا کے خاص برگزیدہ بندے تھے۔ جنھوں نے اس چیز کا استعمال کرنا جائز نہیں سمجھا۔ اور جسے تیرہ سو سال سے اسلام نے حرام قرار دے کر دنیا میں اعلان کر دیا ہے کہ ہرن اور خرگوش کا گوشت ہر شخص حلال سمجھے مگر سور شیر اور چیتے کا گوشت ہر شخص کو حرام ہے۔

ماموں کی لڑکی سے شادی کرنا جائز ہے

ایک روز سری کرشن جی مہاراج کتھا سننے کے بہانے سے گئے تو ارجن نے آہستہ سے کہا کہ سبھدرا میرے لایق ہے آپ نظر عنایت کریں۔ جواب ملا۔ کہ شورا تری کو تمام باشندگان دوارکا ریوت پہاڑ پر جائیں گے۔ سبھدرا بھی جم غفیر میں ہو گی تم لے کر چل دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ارجن نے سہیلیوں کے جھگھٹے سے سبھدرا کو اٹھایا۔ اور رتھ کے گھوڑوں کو سرپٹ چھوڑ دیا۔ بلرام جی نے سنا تو آگ بگولا ہو گئے اور یادوبنسیوں کو ساتھ لے کر عزم کیا کہ ارجن کا فیصلہ کر دوں اتنے میں سری کرشن جی آ پہنچے۔ فرمایا کہ میری رائے میں غصہ فضول ہے ارجن غیر نہیں۔ پھوپھی کا بیٹا اور پانچوں پانڈوں میں سب سے زیادہ بہادر ہے اگر بہن ایسے خاندان میں گئی تو میری دانست میں مضائقہ نہیں۔ چنانچہ ارجن کو ہستناپور بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ سبھدرا کو لے کر گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو اسکندھ ۱۰۔ ادھیائے ۸۶۔ صفحہ ۵۹۸)

مذکورہ بالا واقعات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ جو سری کرشن جی مہاراج کے افعال کے خلاف چلتا ہے۔ وہ راجپوت نہیں کہلا سکتا اس لئے ماموں کی بیٹی سے شادی کرنا حلال سمجھو۔ ہمیشہ حلال چیزیں استعمال کرو۔ حرام چیزوں سے بچتے رہو۔ طلاق اور نکاح کو برحق جانو۔

حمایت اسلام

بزم احباب

چین

مسٹر سکوما صاحب چین سے لکھتے ہیں کہ آپ کے خط کا شکریہ ادا کرتا ہوں گو ہمارے چینی مسلمان بھائی آہستہ آہستہ بیدار ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی منزل مقصود بہت دور ہے۔ مسلمانان چین میں سے بمشکل ایک فیصدی خواندہ ہیں۔ چونکہ میں مسلمان ہوں اس لئے میری خواہش ہے کہ جاپان میں ضرور ہی اشاعت اسلام کا کام کیا جانا چاہئے۔ اور اس بارہ میں اسلام کی بڑی بڑی اقوام کو ہماری رہنمائی کرنی چاہئے۔ امید ہے آپ ہم سے آئندہ بھی باقاعدہ خط و کتابت جاری رکھیں گے اپنے احباب کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دیجئے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارا رسالہ کثرت کار خانگی کے باعث باقاعدہ نہیں نکل سکتا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ نمبر سے اس کا انگریزی حصہ زیادہ کر دیا جائے۔ تاکہ آپ کے مضامین بھی ہم شایع کرنے کے قابل ہو سکیں۔

عراق عرب

عراق عرب میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے راستہ کھل گیا ہے۔ برادر احمد گل صاحب لکھتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے اب عراق کی سلطنت میں کوئی قیود نہیں اخبار "پیغام صلح" میں اگر حضرت امیر کے خطبات جمعہ باقاعدہ شایع کرنے کا انتظام ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں میں یہ ہر دلعزیز ہو سکتا ہے۔ اخبار "لائٹ" اکثر دلوں کو مسخر کر رہا ہے۔ میں اس کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش میں ہوں۔ اگر عربی اخبار کے اجرا کا بندوبست ہو جائے تو امید واثق ہے کہ عربی ممالک میں یہ نہایت مفید کام کر سکے گا۔ جملہ اسلامی ممالک کے نوجوان مسلمان طالب علموں کے اسلام سے متنفر ہو چکے ہیں۔ اگر ان کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کر دی جائے تو وہ اس کے گرویدہ ہو جائیں گے۔

بغداد پر خدائی غضب طغیانی کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ لیکن افسوس کہ باوجود لاکھوں روپے کا نقصان ہو جانے کے ان لوگوں کو کوئی عبرت نصیب نہیں ہوئی دختر رز تو ان کے گلے کا ہار بن چکی ہے اور ذیل کا شعر ان کی حالت کا صحیح نقشہ ہے

نماز کس کی کہاں کا روزہ ابھی تو شغل شراب ہی ہو
خدا کی یاد آئے کس طرح بتوں کے قہر و عذاب ہی ہوں

اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے۔ یہاں تبلیغ احمدیت کی سخت ضرورت ہے ہماری جماعت کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

بلگیریا

اس ملک پر ترکوں نے پانچ صدیوں تک حکومت کی ہے اس لئے اس ملک کے باشندوں کی رسومات و عادات میں اسلامی رنگ بہت حد تک پایا جاتا ہے اس وقت یہاں آٹھ لاکھ مسلمانوں کی آبادی ہے جو عموماً زراعت پیشہ ہیں۔ حکومت کی طرف سے انہیں حصول تعلیم کے لئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اور نوجوان قریباً سب کے سب خواندہ ہیں۔ مسلمان زیادہ تر اس ملک کے شمالی اور مشرقی حصہ میں بستے ہیں شہر شمن میں ان کا ایک ہائی سکول اور کتب خانہ ہے۔ علاوہ ازیں نوزی بازار، مسکی، جاعیہ، عثمان۔ بزار کے شہروں میں مسلمان کثرت سے آباد ہیں۔ عیسائی مشنری نوجوانوں میں تبلیغ عیسویت کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ دینوی لالچ کے ذریعہ سے انہوں نے صرف چند آدمی پھانس رکھے ہیں۔

ممالک اسلامیہ میں تبلیغ مسیحیت

کویت (عرب) ایک پادری جو یہاں تبلیغ مسیحیت کا کام کرتا ہے لکھتا ہے کہ یہاں کے لوگوں میں بے حیائی اور شراب خوری کی عادات بحد ترقی کر گئی ہیں ترکوں کے عہد میں ایسی بری حالت نہ تھی۔ مذہبی اور ہر قسم کی آزادی نے برائیوں کا دروازہ کھول دیا ہے۔

جیتھل (جرمنی) میں جرمن پادریوں نے مسلمانوں میں تبلیغ عیسویت کی تدابیر سوچنے کے لئے ایک بڑی عظیم الشان مجلس منعقد کی جس میں بہت سے پادریوں نے اپنے تجربات پیش کئے۔

ایک انگریز سر ولیم ولکاک نے جو مصر و عراق عرب میں انجینئر رہ چکے ہیں۔ چاروں اناجیل کا موجودہ مصری زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اپنا وقت مختلف عیسوی کتب کے عربی تراجم میں صرف کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے سبق لینا چاہئے۔

ایک پادری عیسائی مشنریوں کو توجہ دلاتا ہے کہ بلوچستان میں بھی تبلیغی کام بہت زور سے شروع کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہاں پر کامیابی کی توقع ہے۔

اٹلی

اٹلی میں اسلام کے لئے میدان نہایت وسیع ہے۔ حالات نہایت امید افزا ہیں۔ چنانچہ ایک معزز خاتون ورجینیا دوفتر روما از النخلا فہ اٹلی سے اطلاع دیتی ہیں۔ مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۰ مارچ موصول ہوا۔ اور میں اپنے طویل سکوت کی معافی چاہتی ہوں۔ میں، میری لڑکی اور میرا شوہر سب بیمار رہے۔ اس لئے قرآن کے متعلق مطلوبہ مضمون ختم نہ ہو سکا تھا اب تیار ہے اور میں بذریعہ رجسٹری آپ کو بھیج رہی ہوں۔ امید ہے کہ تسلی بخش ہوگا۔ انگریزی کچھ ایسی اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ میری مادری زبان نہیں لیکن آپ اس کو آسانی سے درست کر سکیں گے۔

کتاب "لائف آف دی پرافٹ" کے لئے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں نے اسکو نہایت دلچسپی اور مسرت سے پڑھا ہے۔ آپ کی چھوٹی سی کتاب اسلامی نماز کو جامع اور واضح طور پر پیش کرتی ہے۔ کسی دوسری کتاب میں ایسی تفصیل مشکل سے مل سکے گی۔ درحقیقت اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

میں نے "محمد دی پرافٹ" پر "اورینٹ ماڈرنو" میں شایع ہونے کے لئے ایک ریویو لکھا تھا۔ لیکن اس کے ڈائرکٹر پروفیسر نیلینو نے افسوس ظاہر کیا کہ وہ شایع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دو سال پیشتر کی شایع کی ہوئی ہے اور اس کے پاس ریویو کے لئے بہت سی نئی تصانیف موجود ہیں۔ اس کا قاعدہ ہے کہ وہ صرف نئی کتابوں پر تنقید کرتا ہے۔ اگر آپ دوسری تصانیف شایع ہوتے ہی اسے براہ راست بھیج دیا کریں تو ان پر بے شک توجہ دی جائے گی آپ نے دیکھ لیا ہوگا۔ آپ کی تحریک کے متعلق مولانا محمد علی صاحب کا مضمون ماہ فروری کے "اورینٹ ماڈرنو" میں چھپ چکا ہے۔ جس کی ایک زائد کاپی میں آپ کو بھیج رہی ہوں۔ ترجمہ اور نوٹ تمام کے تمام پروفیسر نیلینو کی طرف سے ہیں۔

کسی سابقہ خط میں آپ نے دریافت فرمایا تھا کہ آیا آپکی کچھ کتابوں کا اطالوی زبان میں ترجمہ ہو سکتا ہے۔ میری حقیر رائے میں ایسا کرنا نہایت ہی مفید ہوگا۔ غالباً یورپ کے دوسرے حصص کے تجربہ نے آپ کو دکھا دیا ہوگا کہ لوگوں سے تعصب دور کرنے اور اسلام کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے یہ نہایت ہی عمدہ تدبیر ہے۔ کہ اہل یورپ اور اسلام کے درمیان تبادلہ خیالات اور دوستانہ تعلقات کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اب یہ ایک حقیقت ہے کہ اٹلی میں تعلیم یافتہ مسلمان شاذ و نادر ہیں۔ یہاں کچھ تعداد عربوں کی ہے۔ جو یا اپنے کاروبار میں ہیں یا خانقاہوں میں اور کچھ طالب علم ہیں لیکن وہ سب کے سب سوائے طرابلس کے چند نفوس کے عیسائی ہیں۔ دوسری طرف اٹلی میں اسلام کے متعلق کچھ دلچسپی پائی جاتی ہے۔ جو شاید زیادہ تر مذہبی احساس کے بجائے تاریخی نکتہ نگاہ اور استعماری اور سیاسی تعلقات کے باعث ہے۔ روما میں ایک بہت اچھا ریویو پر انسٹیٹیوٹ کی طرف سے چھپا ہے۔ لیکن اس میں تمام مذاہب کے علاوہ شامل ہیں۔ رسالہ "بائیلکنر" تازہ اسلامی تصنیفات پر تنقیدات شایع کر رہا ہے۔ جو ایک ماہر پروفیسر لیوی ڈیلا ویڈا کی طرف سے ہوتی ہیں۔ ایک ادبی اور سیاسی رسالے "راسیگنا اٹالینا" میں ہر ماہ ایک حصہ اسلام اور مشرق کے متعلق ہوتا ہے اور روزانہ اخبارات میں بھی اسلامی مسائل پر اکثر مضامین پائے جاتے ہیں۔ ہمارا ایک روزنامہ "دی آئیڈیا کالونیل" ایک ہفتہ وار ضمیمہ شایع کرتا ہے جو تمام تر اسلامی ممالک کے متعلق ہوتا ہے۔

ایک تعلیم یافتہ مسلمان جو تعلیم یا کسی کاروبار کی غرض سے اٹلی میں آ سکے تو وہ آسانی سے بہت سے لوگوں کو اسلام کی طرف متوجہ کر سکتا ہے۔ اس کے لئے تبدیل مذہب کرانا تو شاید نہایت مشکل ہوگا مگر اپنے مذہب کی تعلیمات صحیحہ کی اشاعت کے لئے وہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ چونکہ اٹلی میں نسلی تعصب اور ایکسچینج کی مشکلات مفقود ہیں۔ اور آب و ہوا خوشگوار ہے اس لئے میرے خیال میں ایک ہندوستانی اٹلی میں اپنی زندگی نہایت آرام دہ پائے گا۔ یہ آپ غالباً جانتے ہوں گے کہ ہماری اعلیٰ درسگاہوں میں غیر ملکی طلباء سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

میری ایک دوست مسز وکیا دگلیری کو جو مشرقی السنہ کے ایک مدرسہ کی رئیسہ ہیں اور اس میں عربی کی تعلیم دیتی ہیں۔ آپ کی مہربانی سے لائٹ مل رہا ہے۔ اس نے حال ہی میں اسلام کی توصیف میں ایک کتاب شایع کی ہے۔ اس کتاب میں دنیا کے تقریباً تمام مذاہب پر بحث کی گئی ہے۔ اور یہ کتاب وہ آپ کو بھیج رہی ہیں۔ اور وہ ایک نہایت ہوشیار و سرگرم عورت ہے اور میرے لئے میں اسکے ساتھ خط و کتابت کرنا آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ کیونکہ وہ نہایت بلند خیال واقع ہوئی ہے۔ اور روما کے ہر اس شخص سے واقف ہے جو اسلام سے دلچسپی رکھتا ہے۔

اخبار احمدیہ

— ۲۹ رمئی کو شام کی گاڑی سے حضرت امیر ایدہ اللہ ولھوزی تشریف لے گئے۔ اسی روز بعد از نماز مغرب آپ نے مسجد احمدیہ میں ایک مختصر مگر جامع تقریر فرمائی۔ جس میں ان طلبائے تبلیغ کو جو عنقریب تبلیغ کے لئے باہر جانے والے ہیں۔ نہایت ہی قابل قدر نصیحتیں کیں۔ لاہور کے اکثر احمدی احباب آپ کو رخصت کرنے کے لئے سٹیشن پر پہنچے۔ روانگی سے پیشتر آپ نے ہر ایک شخص کے ساتھ نہایت پرتپاک مصافحہ کیا۔

— حافظ محمد بخش صاحب حاجی کیمپ کراچی شہر سے لکھتے ہیں۔ کہ ایک سو روپیہ گو آمد و رفت کا ٹکٹ خرید لیا ہے۔ ۲۹ رمئی کو جہاز روانہ ہوگا۔ والدہ کا بہت ہی خیال اور فکر ہے۔ چاہتا ہوں کہ بہت جلد مکہ شریف پہنچ جاؤں۔ خانہ خدا کی زیارت کروں اور والدہ مکرمہ کی تلاش۔ دونوں خوشیاں یکجا میرے دل میں موجزن ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا مجھے دونوں کاموں میں فائز المرام کرے۔

— جناب چودھری غلام قادر خاں صاحب رئیس گھڑیال کلاں ضلع سیالکوٹ نے مبلغ ایک سو روپیہ کا عطیہ تبلیغ ہند کے واسطے بھیجا ہے۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔ امید ہے کہ دیگر احباب بھی اسی طرح پورے جوش کے ساتھ تبلیغ و اشاعت اسلام کی امداد میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔　(آفیسر انچارج تبلیغ ہند)

— (۱) ایک نوجوان دوست قوم بھٹی زمیندار کو جو زرعی حیثیت بھی خاصی رکھتے ہیں۔ اور معقول ملازمت پر ہیں۔ محض اولاد کی خاطر نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۲) ایک نوجوان کو جو قوم کے سید ہیں۔ مدرسی کے عہدہ پر ہیں۔ اور ضلع سیالکوٹ کے باشندہ ہیں۔ نکاح کی ضرورت ہے۔

درخواستیں بنام اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں۔

— مسیح موعود نمبر ۲۰ رجون کو نہایت شان و شوکت سے شایع ہوگا حضرت مسیح موعود کے فوٹو شایع کرنے کی تجویز بھی ہو رہی ہے۔ احمدیوں کے علاوہ اور بہت سے اہل قلم مسلمانوں کے مضامین ہوں گے۔ تمام بیرونی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اس نمبر کی بہت سی کاپیاں خرید کر دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ قیمت فی پرچہ ۲ر ہوگی۔ تمام فرمائشیں ۲۰ رجون سے پیشتر دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔　(مینیجر پیغام صلح)

— ۲۹ رمئی بروز ہفتہ مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولوی عبدالحق ودیارتھی ہر دو مبلغین برائے شمولیت کانفرنس مذاہب موگہ ضلع فیروزپور تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی واپسی پر مفصل رپورٹ شایع کی جائے گی۔

— ہندوستان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام زوروں پر ہے تمام مسلمان بھائیوں کو انجمن کے سرمایۂ تبلیغ ہند کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

— سید امام بخش صاحب متعلم جے۔ اے۔ وی ہائی سکول موضع احسان پور ضلع مظفر گڑھ سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔

— انجمن کی طرف سے یہ اطلاع شایع کی جاتی ہے کہ ووکنگ مشن کا جو روپیہ خزانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں جمع تھا۔ وہ یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریر کے مطابق خواجہ نذیر احمد صاحب کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ آئندہ ووکنگ مشن کا روپیہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام نہ بھیجا جائے۔

(سید محمد حسین جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

— کمترین کا ہمشیر زادہ منشی عبدالمجید محرر دارالکتب اسلامیہ چند روز سے بیمار ہے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— اگر کوئی صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ساتھ آئندہ خط و کتابت کرنا چاہیں تو ذیل کے پتہ سے کر سکتے ہیں۔

Peterborough　پیٹر برو ڈلہوزی
Dalhousie

میڈیکل سکول امرتسر کے داخلہ کے لئے امیدواروں کا انتخاب امرتسر میں ۱۸ رجون ۱۹۲۶ء کو ہوگا۔ داخلہ کی درخواستیں معہ ضروری سندات ۵ رجون ۱۹۲۶ء سے پہلے پرنسپل میڈیکل سکول امرتسر کے پاس پہنچ جانی ضروری ہیں امیدواروں کو ۲۷-۱۹۲۶ء کے پراسپکٹس دو آنے کی قیمت پر سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پنجاب لاہور سے منگوا کر مطالعہ کر لینے چاہئیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ مورخہ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ نمبر ۲۹

مالوی لیڈر کو کا نیا دیوتا
مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کا جنون

تہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

ہندو قوم کے دیوتا سروپ لیڈر پنڈت مالوی جی کی طبیعت ایسی جدت پسند واقع ہوئی ہے۔ کہ وہ آئے دن کوئی نہ کوئی نیا سوانگ بھرتے رہتے ہیں۔ میدان سیاست میں آپ نے جو جو رنگ بدلے ہیں وہ اسی جدت طرازی کا نتیجہ تھے۔ جب اس پر خار میدان میں اپنے لئے کوئی نمایاں جگہ خالی نہ دیکھی تو مذہبی چولہ پہن کر ہندو قوم کے سامنے نمودار ہوئے اور اسے سنگٹھن کی تلقین شروع کی۔ یہ نئی تدبیر ایسی کارگر ہوئی کہ مالوی جی کے سامنے سب کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ یہاں تک کہ مہاتما گاندھی جیسے ہر دلعزیز لیڈر کو بھی گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑی۔ اس نئے فتنے کی بدولت مالوی جی نے مہاتما گاندھی کے تمام کئے کرائے کو خاک میں ملا دیا۔ اور ملک میں ایسی فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کی کہ اب ہندو مسلم اتحاد ایک افسانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس آگ کے شعلے اب اس قدر بلند ہو چکے ہیں کہ اگر خود اس کا مشتعل کرنے والا بھی اس کو بجھانا چاہے۔ اور اس پر قابو پانا چاہے، تو اسکو بھی کامیابی نصیب ہونا مشکل ہے۔ واقعی کسی جماعت کے جذبات کو بھڑکانا آسان ہے۔ لیکن جب وہ بھڑک اٹھتے ہیں تو پھر بھڑکانے والوں کے قابو سے بھی نکل جاتے ہیں۔

گئو ماتا کی پرستش تو خیر ہندوؤں کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی اس لئے وہ اپنی اس مادر محترم کے ناموس کو فرزندان توحید کی دستبرد سے بچانا اپنا حق سمجھتے تھے اور اس کے لئے وہ مسلمانوں کا خون تک بہانا بھی جائز سمجھتے لیکن کچھ عرصہ سے سنگٹھن کی برکت سے ہندوؤں کو مسجدوں کے سامنے باجا بجانے اور مسلمانوں کو ستانے کا ایک نیا جنون پیدا ہوا ہے۔ اب وہ نہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں مسلمانوں کو قربانی سے روکنے کا حق حاصل ہے بلکہ وہ مساجد کے سامنے باجا بجانے کو بھی اپنا ایسا حق تصور کرتے ہیں جس میں کسی کی مداخلت ہرگز جائز نہیں۔ گویا اب گئو ماتا کی طرح باجا بھی ہندو دیوتاؤں کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے۔ اس سے پیشتر گئو ماتا کی حفاظت، ہندوؤں کا سب سے مقدس فریضہ تھی۔ اور ہر سال سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کا خون اس چار ٹانگوں والے دیوتا کی بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔ لیکن اب اس نئے دیوتا کی خون آشامی نے اس خونریزی میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔

ہندوستان میں صدیوں سے مسجدیں موجود ہیں۔ اور صدیوں ہی سے ہندوؤں کے جلوس ہر شہر اور ہر گاؤں میں باجے گاجے کے ساتھ نکلتے رہے ہیں۔ لیکن آج تک انہوں نے کبھی اس بات پر اصرار نہیں کیا۔ کہ مسجد کے سامنے باجا بجانا ان کا شہری اور مذہبی حق ہے۔ وہ مسلمانوں کو اپنا بھائی خیال کرتے تھے۔ اور ان کے جذبات کا لحاظ رکھتے ہوئے مسجدوں کے سامنے باجا بجانے پر اصرار نہ کرتے۔ لیکن جب سے مالوی جی اور ان کے ہم خیال سنگٹھنی لیڈروں نے سنگٹھن کے بل بوتے پر ہندو راج کے خواب دیکھنے شروع کئے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنے کی نئی نئی ترکیبیں سوچنی شروع کر دیں۔ انہی میں سے ایک یہ ہے کہ مسجدوں کے سامنے ہر وقت باجا بجانے کا ہندوؤں کو حق حاصل ہے اور اگر مسلمان اس حق میں مداخلت کرنا چاہیں تو ہم اپنی جان تک لڑا دیں گے۔ یہ خیال جس قدر فتنہ زا ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن مالوی جی اور اسی قبیل کے دوسرے سنگٹھنی مہاتماؤں کے سر پر یہ جنون ایسا سوار ہے کہ وہ ہر جگہ اس کی تبلیغ و اشاعت کرتے پھرتے ہیں۔ اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ بنرد آزمائی کے لئے ابھارتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ حال میں پنڈت مالوی جی نے پٹنہ میں ان حالات کو بالتفصیل بیان کیا جن میں شدھی اور سنگٹھن کی تحریکات شروع کی گئی تھیں۔ انہوں نے کہا:۔

> ان تحریکات کے مقاصد کے متعلق مسلمانوں کو غلط فہمی ہو گئی ہے سنگٹھن کی تحریک مالابار۔ ملتان۔ سہارنپور کے فسادات کا نتیجہ ہے جن میں ہندوؤں کی دکانیں لوٹی گئیں۔ لہذا ہندوؤں کی حفاظت کے لئے تدابیر اختیار کرنی پڑیں۔ اگر اس قسم کے فسادات کے انسداد کی غرض سے عام شہری پہرہ دار مقرر کئے جائیں جن میں ہندو اور مسلمان شامل ہوں تو میں سنگٹھن کی تحریک کو بخوشی و رغبت ترک کر دونگا۔ سنگٹھن اس مقصد سے جاری کی گئی تھی کہ ہندوؤں میں سے بعض تمدنی نقائص دور کر دیئے جائیں اور وہ جسمانی لحاظ سے اس قابل بنا دیئے جائیں کہ وہ جارحانہ حملوں کے خلاف اپنی حفاظت کر سکیں

مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کے متعلق آپ نے فرمایا:۔

> "اب سے تین سال پہلے اس معاملہ کے متعلق کوئی جھگڑا نہ تھا جلوس باجا بجاتے ہوئے مسجدوں کے پاس سے گزر جاتے تھے۔ اور مسلمان کوئی اعتراض نہ کرتے تھے۔ یہ تنازعہ حال ہی میں شروع ہوا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ مسجد کے باہر باجا وغیرہ کی پروا نہ کریں۔ اور اپنے ہندو بھائیوں کو باجا بجانے دیں۔ کیونکہ یہ بھی ہندوؤں کے پوجا کا ایک جزو ہے۔ اگر مسلمان اور ہندو ایک دوسرے کے جذبات کا اس طرح احترام کریں تو ان کے درمیان پھر اتحاد قایم ہو سکتا ہے"

مالوی جی کے دوسرے بنگالی بھائی بپن چندر پال کو مسجدوں کے سامنے باجا بجانے پر اس قدر اصرار ہے کہ وہ جوش میں آکر فرماتے ہیں کہ ہندوؤں کا پوجا پاٹ باجہ کے ساتھ ہی ہونا ضروری ہے۔ پس ان کو باجے سے روکنا ان کے مذہبی مراسم کا خون کرنا ہوگا۔ اگر مسلمان ہندوؤں کے "مقدس باجے" کو اپنی مسجدوں میں نہیں سننا چاہتے تو ان کو چاہیئے کہ اپنی تمام تر مسجدوں کو شہر سے بہت دور دراز جنگلوں میں لے جائیں۔ پھر گورنمنٹ کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے عجیب بنگالی چال چلتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

> اگر احکام شریعت کو مان کر کہ مسجدوں کے سامنے باجا بجانا ممنوع ہے۔ گورنمنٹ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ کر دے گی۔ تو پھر جب کسی وقت خود حکومت کے خلاف مسلمانوں نے جہاد کا اعلان کر دیا۔ تو حکومت اس کو کس طرح رد کرے گی غالباً حکومت اس قدر بھول نہ گئی ہوگی کہ مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی لیڈروں نے ان تمام مسلمانوں کو جو فوج اور پولیس میں ملازم تھے اپنے افسروں کی عدول حکمی پر کیسا آمادہ کر دیا تھا۔ . . . . مسلمانوں کے اس حق کو کہ "مسجدوں کے سامنے باجا نہ بجے" مان لینا اس بات کی قطعی دلیل ہوگا کہ احکام شریعت کے آگے انگریزی حکومت کوئی چیز نہیں۔ اور دوسرے فرقہ داران کا مذہبی پاس و احساس حکومت کو ذرا بھی نہیں ہے"

بابو بپن چندر پال کی اس تقریر سے جو تعصب ظاہر ہو رہا ہے وہ اس بات کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ اس وقت ہندو لیڈروں کے سر پر سنگٹھن کا بھوت کس زور سے سوار ہے۔ اور ان کو کس طرف لے جا رہا ہے۔

یہاں ان خیالات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے جو مسٹر اے۔ کے غزنوی نے مسلمانوں کی ترجمانی کرتے ہوئے ظاہر کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجدوں کے آگے باجا بجانے کے متعلق مسلمانوں کا مطالبہ محض اس قدر ہے کہ تمام جلوس جن کے ساتھ باجا ہو چاہے وہ کسی قوم کے ہوں ان کو اس وقت بند کر دینا چاہیئے جب وہ کسی قوم کی عبادت گاہ کے پاس سے گزر رہے ہوں۔ یعنی مسجد، مندر، پگوڈا۔ حتیٰ کہ ہسپتالوں کے آگے سے بھی باجا بجاتے ہوئے نہیں گزرنا چاہیئے۔ تاکہ ان مقامات کا احترام اور رہے اور ان میں عبادت کرنے والوں یا ان میں رہنے والوں کے امن میں خلل واقع نہ ہو۔ ہم کو ایک دوسرے کے مذہبی جذبات و احساسات کا احترام سیکھنا چاہیئے۔ باہمی رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے رسم و رواج جو دوسروں کے لئے تکلیف کا موجب ہوں۔ اس طریقہ سے عمل میں لائے جائیں کہ دوسروں کے لئے تکلیف دہ نہ رہیں۔ مثلاً اگر سرکاری سڑکوں پر ہندوؤں کو باجا بجانے کا حق حاصل ہے تو اسی طرح مسلمانوں کو بھی سرکاری سڑکوں پر گائے ذبح کرنے کا یکساں حق ہے۔ لیکن باہمی رواداری مقتضی ہے کہ مسلمان ہندوؤں کے پاس خاطر سے اس حق سے دست بردار ہوں اور گائے کو ایسی جگہ ذبح کریں جہاں ہندوؤں کی نظر نہ پڑتی ہو۔

ہمارے خیال میں یہ تجویز نہایت قابل قدر ہے۔ اور ہر ایک خواہ ملک کو اس پر توجہ دینی چاہیئے۔ شہری زندگی اسی طرح سے خوشگوار طریق پر بسر ہو سکتی ہے کہ ہر شخص دوسروں کے جذبات و احساسات کا خیال رکھ کر اپنے حقوق کا استعمال کرے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر آئے دن ان فرقہ وار فسادات کا رونما ہوتے رہنا ایک لازمی امر ہے۔ اگر ہمارے ہندو بھائی واقعی جنگ و جدل کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ اور امن و امان سے زندگی بسر کرنے کے متمنی ہیں۔ اور سنگٹھن کی زور آزمائی کا خیال ان کے دامنگیر نہیں تو انہیں اس باجہ نوازی کے حق کو استعمال کرتے ہوئے اپنی ہمسایہ قوم کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

گلشن ریف کی بربادی

چند دنوں سے ریوٹر کی زبان "حقیقت ترجمان" سے ریف کے متعلق نہایت متوحش خبریں آرہی ہیں۔ فرانسیسیوں کی طرف سے کبھی یہ خبر موصول ہوتی ہے کہ ہم نے غازی عبدالکریم کے مرکز کو فتح کر لیا ہے اور ان کو مع ان کے قبیلے کے گھیر لیا ہے۔ کبھی تار آتا ہے کہ غازی موصوف نے فلاں قبیلے کے پاس پناہ لی ہے کبھی یہ بتایا جاتا ہے کہ غازی عبدالکریم نے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے آپ کو فرانسیسی جرنیل کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ پہلے خبر آئی کہ غازی موصوف کے مرکز پر قبضہ ہو گیا ہے اور تمام قبائل نے اطاعت قبول کر لی ہے۔ بعد میں ایک اور تار آتا ہے کہ فلاں فلاں قبائل نے نہایت سختی کے ساتھ جوابی حملے شروع کر دیئے ہیں۔ اس دھاچوکڑی میں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کس خبر کو صحیح سمجھا جائے اور کس کو غلط یہ خبریں ہم تک دشمن کے ذریعہ سے پہنچی ہیں اور چونکہ متضاد ہیں اس لئے وثوق کے ساتھ ان پر رائے زنی نہیں کی جا سکتی۔ اگر خدانخواستہ یہ خبریں صحیح ہیں تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ ریف کا وہ گلشن جسکے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کی اسلامی دنیا کو بہت کچھ امیدیں تھیں۔ مغربی لٹیروں کے ہاتھوں لٹ گیا۔ اور وہ تمام دل خوش کن توقعات خاک میں مل گئیں۔ جو اب تک مسلمانوں کے دلوں میں پرورش پا رہی تھیں۔ اور اگر یہ خبریں کذب و دروغ پر مبنی ہیں (خدا کرے کہ ہوں) تو پھر مسلمانوں کو چاہیئے کہ نہایت درد دل سے اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کے لئے جو آزادی وطن کی خاطر میدان جہاد میں سر بکف ہیں دعا کریں کہ خداوند قدیر انہیں کفار پر غلبہ عطا فرمائے اور مجاہدین اسلام اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں آمین

اودھ ہندو مہاسبھا کی مفسدانہ روش

کچھ عرصہ ہوا امین آباد پارک لکھنؤ میں نماز و آرتی کے متعلق ہندو مسلمانوں کا جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ عدالت پہنچا اور ڈپٹی کمشنر نے نماز و آرتی کے اوقات کے متعلق ایک منصفانہ فیصلہ کر دیا۔ لیکن اب بعض سنگٹھنی میونسپل کمشنر اس جھگڑے کو پھر اٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ میونسپل بورڈ کے آئندہ اجلاس میں یہ تجویز پیش ہونے والی ہے کہ مسلمانوں کو پارک میں نماز ادا کرنے سے روک دیا جائے۔ دوسری اودھ ہندو مہاسبھا نے لکھنؤ میں مشہور سنگٹھنی لیڈر راجہ رامپال سنگھ کی صدارت میں یہ تجویز پاس کی ہے کہ گورنمنٹ تحقیقات کر کے یہ قرار دے دے کہ کوئی مسلمان یا بہت سے مسلمان اگر دن رات میں کسی وقت بھی سرکاری سڑکوں پر سے گزرنے پر خواہ ان کے ساتھ باجا ہو یا نہ ہو۔ اعتراض کرے گا یا مداخلت کرے گا تو بروئے قانون اسکے یا ان کے ساتھ سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی" آخر میں تمام ہندوؤں سے ہندو سنگٹھن کو مضبوط بنانے اور اس کے ذریعہ اپنے جملہ حقوق کی محافظت کرنے کی تحریک کی گئی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ذمہ دار حکام اودھ ہندو مہاسبھا کے اس گمراہ کن پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر کوئی ایسی کارروائی نہ کریں گے جو مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے والی اور امن عامہ میں خلل انداز ہو۔

الفضل کے پراگندہ خواب

پکھ دنوں سے اخبار الفضل نے اپنے بھائیوں کے راہ راست پر ہونے کے ثبوت میں انہی کے خواب درج کرنے شروع کر دیئے ہیں اس قسم کے دو خواب حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔ اور ان سے نتیجہ نکالا گیا کہ "مبائعین حق پر ہیں" پہلا خواب جناب چودھری نعمت خاں صاحب جج کانگڑہ کا ہے۔ "حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ" کو جو خط جناب چودھری صاحب نے لکھا ہے اس میں فرماتے ہیں

> "میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھا حضور ... حضرت صاحب کی خدمت میں موجود ہیں۔ اور حضرت صاحب ... دونوں کو ایک ہی کتاب پڑھا رہے ہیں اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ میرا اور حضور کا ایک ہی مسلک ہوگا۔"

اس غلط نتیجہ پر مزید نتیجہ یہ مرتب ہوا کہ خواب دیکھنے والے صاحب نے خواب کے اس غلط نتیجہ سے متاثر ہو کر حضرت مسیح موعود کی کتاب حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کیا اور کفر و اسلام کے مسئلہ میں ٹھوکر کھا کر جناب میاں صاحب کی بیعت کا اعلان کر دیا۔ خواب تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ ایک خواب کی ایک تعبیر نکال لینے اور اس پر یقین واثق سے ایمان لے آنے کے بعد اس کی روشنی میں کسی کتاب کا مطالعہ کرنے سے اکثر ایسا ہی نتیجہ برآمد ہوا کرتا ہے۔ عقائد یا مذہب کی تبدیلی کی بنیاد خوابوں پر نہیں رکھی جا سکتی۔ حقیقۃ الوحی کی جس تحریر سے جناب چودھری صاحب کو ٹھوکر لگی ہے اس پر ہماری طرف سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ جس کا تسلی بخش جواب قادیانی جماعت سے آج تک نہ بن پڑا۔ کاش چودھری صاحب نے ان تحریروں کو غور سے پڑھا ہوتا۔

ہمارے خیال میں جو نتیجہ اس خواب سے نکالا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے حضرت مسیح موعود کے دونوں کو ایک ہی کتاب پڑھانے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات مسیح موعودؑ کی کتب کے سمجھنے میں ابھی طفل مکتب ہیں۔ انہوں نے ابھی تک حضرت صاحب کی کتابوں کو کما حقہ نہیں سمجھا۔ ضرورت ہے کہ وہ ان کتابوں کو پڑھیں اور حضرت صاحب کے صحیح عقائد کو ان میں سے تلاش کریں۔

دوسرا خواب حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کے ایک صاحبزادے سید محمد طیب کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم تینوں بھائیوں نے حضرت مسیح موعود سے بیعت کی درخواست کی۔ لیکن انہوں نے بیعت نہ لی۔ اور فرمایا کہ میں نے ایک اور شخص کو تمہاری بیعت لینے کے لئے اجازت دی ہے۔ میری زبان سے نکلا کہ اس دوسرے شخص سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کو سید محمد طیب صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

> "اسی اثنا میں نظارہ بدل گیا۔ حضور (مسیح موعود) گھر کی طرف سے تشریف لائے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ گو تنہا تھے۔ کسی کو آپ کے ساتھ نماز پڑھتے نہ دیکھا۔"

اس خواب سے خواب بین صاحب اور الفضل نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "مبائعین حق پر ہیں" اور حضرت مولانا محمد علی صاحب غلطی پر ہمارے خیال میں یہ نتیجہ بھی صحیح نہیں۔ چونکہ سید محمد طیب صاحب اور ان کے بھائی جناب میاں صاحب کے مرید ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کا باوجود اصرار کے ان کی بیعت لینے سے انکار کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ان سے ناراض ہیں۔ اہل قادیان سے حضور کی بیزاری کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ آپ نے اکیلے ہی نماز پڑھی اور کسی قادیانی کو حتی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی نماز میں اپنے ساتھ شامل نہ کیا۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں یہ اشارہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود قبلہ اور اہل قبلہ کی توقیر و عزت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "میں اہل قبلہ کو اب بھی کافر نہیں کہتا"۔ لیکن آج قادیانی جماعت ان کے مسلک کے خلاف اہل قبلہ کی تکفیر میں سرگرم ہے۔ قادیانی اگر چشم بصیرت سے دیکھیں تو ان کے لئے اس میں ایک سبق ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود کا بیعت لینے سے انکار کرنا اور یہ فرمانا کہ میں نے ایک اور شخص کو بیعت لینے کی اجازت دی ہے۔ قادیانی دوستوں کے حق میں نہیں۔ کیونکہ میاں صاحب کی بیعت میں وہ تینوں شخص پہلے ہی سے موجود ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود ان پر اس وجہ سے خوش ہوتے تو ضرور ان کی التجا پر توجہ فرماتے۔ لیکن آپ کا انکار کرنا اور ایک اور شخص کی طرف توجہ دلانا اور پھر قادیان میں اکیلے ہی نماز پڑھنا اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ وہ شخص قادیان میں نہیں۔ بلکہ کہیں باہر رہتا ہے۔ جس کو حضرت مسیح موعود نے اپنی بیعت لینے کی اجازت دی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی نمایاں شخصیت حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہی کی ہے۔ امید ہے کہ اب ان خوابوں سے خواب بین حضرات اور نیز "الفضل" ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

خود بھلے بنتے صحابہ کو برا کہتے ہیں

قادیانی جماعت سے اب سب سے بڑا دعویٰ اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکہ دار سمجھتے ہیں۔ بعض وقت کچھ ایسی بے سر و پا باتیں بیان کر گئے ہیں کہ بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ آج کل ان کو سب سے بڑی دھن یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح صحابہ کرام پر اپنی تفضیلت ثابت کریں۔ اس کے لئے چھوٹے میاں مرزا بشیر الدین صاحب ایم اے نے اپنی کتاب "سیرۃ المہدی" میں جو ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ ان کی حقیقت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خوب واضح کر چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب اس اہم کام کا بیڑا بڑے میاں صاحب نے اٹھایا ہے۔

اپریل کے آخر میں جناب میاں صاحب مع اپنے رفقائے کار کے لاہور تشریف لائے اور ۳۰ اپریل کو لاہور میں نماز جمعہ پڑھائی خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ تیرہ سو سال تک مسلمانوں کا بھی یہ مقصد نہیں رہا کہ وہ اسلام کو تمام دنیا میں پھیلائیں۔ زمانہ اولی کے مسلمانوں نے زبان سے تو اس بات کو تسلیم کر لیا کہ آنحضرت صلعم تمام زمانے اور سب لوگوں کے لئے ہیں۔ لیکن انہوں نے ساری دنیا کو اسلام پر جمع کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے اور اس کام کو میاں صاحب اور ان کے مریدوں کے لئے اٹھا رکھا۔ چنانچہ آپ کے اصل الفاظ جو اخبار "الفضل" مورخہ ۱۰ مئی میں شائع ہوئے ہیں یہ ہیں :-

> "خدا تعالیٰ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سارے زمانہ اور سب لوگوں کے لئے ہیں۔ انسانوں نے بھی کہا (آپ سب زمانہ اور سب لوگوں کے لئے ہیں) مگر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ ساری دنیا کے اسلام پر جمع ہونے کے متعلق اور رسول کریم صلی اللہ و آلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو قبول کرنے کی پیشگوئی مسیح موعود کے زمانہ میں پوری ہوگی۔ اور سب مسلمانوں نے اس پر اتفاق کیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہ آئیں یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ تیرہ سو سال میں مسلمانوں کا بھی یہ مقصد نہیں رہا کہ ساری دنیا کو مسلمان بنا لیں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ آیا۔"

قادیانی جماعت کے عام افراد تو اب تک یہی ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور ان کے دوبارہ آنے پر مسلمانوں کا کبھی اجماع نہیں ہوا۔ لیکن آج ان کے پیر و مرشد کی زبان مبارک سے یہ عجیب نکتہ سننے میں آیا ہے کہ سب مسلمانوں نے اس پر اتفاق کیا کہ اسلام کی ترقی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد پر ہوگی۔

پھر یہ دعویٰ کس قدر بے سر و پا ہے کہ "تیرہ سو سال میں مسلمانوں کا بھی یہ مقصد نہیں رہا کہ ساری دنیا کو مسلمان بنا لیں۔ اگر صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے پیش نظر یہ مقصد نہ ہوتا تو ایک تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اسپین سے لے کر ہمالیہ کے دامن تک اسلام کیونکر پھیل جاتا۔ صحابہ کرام نے ساری دنیا کو مسلمان بنانے کے لئے جس قربانی اور جانفشانی سے کام لیا وہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہے۔ آج جناب میاں صاحب اپنے مریدوں کے حلقہ میں بیٹھ کر جو چاہیں فرمائیں لیکن یہ ایک تاریخی صداقت ہے جس کو جھٹلانا تاریخ اسلامی سے اپنے کورے ہونے کا ثبوت دینا ہے۔

جناب میاں صاحب کو اس خیال کے اظہار کی ضرورت کیوں ہوئی؟ اس کا جواب ان کے ذیل کے الفاظ دے رہے ہیں :-

> "اب ہم (قادیانی جماعت) وہ لوگ ہیں۔ جو اس مسیح موعود کے ماننے والے ہیں جس کے آنے کے بعد اسلام نے ساری دنیا میں پھیلنا ہے۔ اور اس مسیح نے اعلان کر دیا کہ اب ساری دنیا کو ایک مذہب پر جمع کرنے کا وقت آ گیا ہے اس وجہ سے ہمارا مقصد اور منتہا تمام پہلی قوموں سے بلند اور بالا ہے۔"

پھر اس سے ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ہم کو اس مقصد عظیم کو پورا کرنا ہے جو نہ تیرہ سو سال تک مسلمانوں کا رہا اور نہ عیسائیوں کا۔

کاش جناب "فضل عمر" صاحب اور صحابہ کا نہیں تو کم از کم حضرت عمرؓ ہی کا لحاظ رکھتے۔ اور ان کی اسلامی خدمات کو پیش نظر رکھ کر اپنی اور اپنی ... کی اس خود ساختہ فضیلت کا اعلان نہ فرماتے۔

حضرت عمرؓ اور وفات مسیحؑ

پادری اکبر مسیح نے اپنی کسی تحریر میں لکھا ہے کہ ایک قول حضرت عمرؓ کا بھی ایسا ہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح کی موت کے اس طرح قائل تھے جس طرح عیسائی ... اس کی تردید میں مسٹر حبیب اللہ کلرک نہر امرتسر لکھتے ہیں :-

> قال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا مات قتلته بسیفه هذا وانما رفع الی السماء کما رفع عیسی ابن مریم علیه السلام (ترجمہ) حضرت عمرؓ نے بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا کہ اگر کوئی کہے گا کہ محمدؐ فوت ہو گیا تو میں اس کو اپنی تلوار سے قتل کر ڈالوں گا۔ وہ تو آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے جس طرح حضرت عیسیٰؑ ابن مریم اٹھا لئے گئے۔

> حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ (وانما رفع الی السماء کما رفع عیسی ابن مریم علیہ السلام) کا یہ مطلب نکال لینا کہ حضرت عمر حضرت مسیح کی موت کے اس طرح قائل تھے جس طرح عیسائی سراسر غلط ہے۔ وہ تو حضرت مسیح کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے قائل تھے۔ (اخبار اہل سنت والجماعت ۱۴ مئی)

ہمارے خیال میں حضرت عمرؓ کے اس قول سے دونوں صاحبوں نے غلط نتیجہ نکالا ہے۔ حضرت عمرؓ نہ تو وفات مسیح کے اس طرح قائل تھے جس طرح عیسائی کیونکہ عیسائیوں کے عقیدہ کے بموجب حضرت مسیح صلیب پر فوت ہوئے تھے جس کی قرآن شریف نے وما قتلوہ وما صلبوہ فرما کر نفی کر دی ہے۔ اور نہ وہ حضرت مسیح کے ایسے رفع الی السما کو مانتے تھے جیسا مسٹر حبیب اللہ صاحب نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

> "حضرت مسیح علیہ السلام دشمنوں کے ہاتھوں نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب بلکہ آپ زندہ ہی آسمان پر اسی جسد عنصری کے ساتھ اٹھائے گئے۔ اور قیامت سے پہلے آپ آسمان سے نازل ہو کر ملک شام کے ایک موضع لُد پر احد العین دجال کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور پھر کچھ مدت رہ کر فوت ہو جائیں گے۔"

بلکہ حضرت عمرؓ کے اس قول سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت مسیح کے رفع روحانی کے قائل تھے۔ کیونکہ آپ نے آنحضرت صلعم کے رفع کو حضرت مسیحؑ کے رفع سے مشابہت دی ہے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کا جسم عنصری تو دنیا میں موجود تھا۔ اس لئے یہ تو کہا ہی نہیں جا سکتا۔ کہ حضرت عمرؓ آنحضرت کے رفع جسمانی کی تلقین کر رہے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر رفع روحانی کا تھا۔ جو مرنے کے بعد خدا کے کامل بندوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پس حضرت مسیحؑ کا رفع الی السما بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ آنحضرت صلعم کا یعنی طبعی موت کے بعد ان کو روحانی رفع نصیب ہوا۔

باقی رہا حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ آنحضرت صلعم کے متعلق یہ نہ کہا جائے کہ آپ مر گئے تو اس کے معنے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون کی روشنی میں سمجھنے چاہئیں۔

"سعید" مولانا اور "بدبخت" احمدی

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ جب ڈاکٹر کچلو نے امرتسر میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد کی تھی تو جمعیت العلماء ہند کے ناظم مولانا احمد سعید صاحب نے محض اس لئے اس میں شریک ہونے سے انکار کیا تھا کہ اس میں احمدی بھی شریک ہو رہے تھے اب دہلی میں مجلس خلافت کا خاص اجلاس منعقد ہوا تو اس میں قادیانی اور احمدی نمائندے بھی شریک ہوئے اور مولانا احمد صاحب بھی۔ یہ راز کیا ہے۔ کیا مولانا ممدوح اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟ آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس میں تو احمدیوں کی شرکت کے سبب سے جناب مولانا کی شرکت ناجائز ٹھہری۔ لیکن اب مجلس خلافت کے اجلاس میں جائز ہو گئی۔ اگر واقعی مولانا کے خیال میں اب تبدیلی ہو گئی ہے اور وہ احمدیوں کو مسلمان سمجھنے لگے ہیں تو زہے نصیب۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہ کہیے۔ اور اگر خدانخواستہ ہمارا یہ خیال صحیح نہیں تو پھر بھی کہا جا سکتا ہے کہ جواز و عدم جواز (مداری کے نہیں) مولانا کی ہتھیلی کے دو بیٹے بنے ہیں جس کو

[illegible]

عالم نباتات۔ اس سے عالم حیوانات۔ اس سے عالم انسانی بنا دیا۔ اس سے آگے ترقی دے گا تو عالم برزخ اور عالم معاد اور خدا جانے کون کون سے عالم ظہور میں آجائیں گے۔ وما یعلم جنود ربک الا ھو

ڈارون بیچارہ تو ابھی کل پیدا ہوا تھا۔ اور یہ باتیں قرآن نہایت مکمل طریق پر آج سے سینکڑوں برس پہلے بتا چکا تھا۔ ہاں خدا کے علوم کے ان خزانوں کو پانے کے لئے ضرور تھا کہ دنیا ترقی کر کے اس مقام تک پہنچ جاتی کہ دماغ انسانی میں ان باتوں کے قبول کرنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی۔ اس سے پہلے نہ ان کی ضرورت تھی اور نہ وہ ان کو قبول کرنے کے لئے تیار تھا۔ مگر اب کوئی وجہ نہیں کہ ملا اپنے تخیل کو پیش کرے۔ ہمارے سامنے خدا کی کتاب ہے۔ وہ صاف بتا رہی ہے کہ تمام کائنات کی پیدائش بتدریج ہے۔ قرآن نے اگر یہ فرمایا کہ خلقناہ من تراب کہ ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ تو ڈارون اور اس کے سارے ہمنوا بھی یہی کہتے ہیں کہ انسان مٹی سے پیدا ہوا۔ مگر کسی کا منشا اس کہنے سے یہ نہیں کہ انسان کا مٹی سے ایک بت بنایا گیا اور اس میں روح پھونک دی۔ یہ ملا کہتا ہے خدا نہیں کہتا۔ خدا تو فرماتا ہے **ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین**۔ کہ بے شک ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ در خلاصہ سے بنایا۔ کیا حکمت الٰہی کے الفاظ ہیں۔ طین کے معنی ہیں گیلی مٹی۔ جب تک مٹی کو پانی سے گیلا نہ کیا جائے اس کے اجزا اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ بے جان سے جاندار چیز کی ہیئت میں تبدیل ہوں۔ سب سے پہلی جاندار چیز جو بیجان چیزوں سے پیدا ہوتی ہے وہ نباتات ہے۔ نباتات کے ذریعے سینکڑوں من بے جان مٹی جاندار شکل میں تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے۔ نباتات ایک خلاصہ ہے جو مٹی سے نکلا۔ اس نباتات کا خلاصہ اس کا دانہ ہے۔ جو گیہوں کی شکل میں پیدا ہوا۔ اس کا بھوسہ اڑا کر اصل دانہ خلاصہ کے طور پر لے لیا۔ اصل دانہ کو پیس کر اسے چھان کر اس کا خلاصہ آٹا لے لیا۔ اسے کھایا۔ معدہ نے خلاصہ لے لیا۔ باقی پاخانہ کی شکل میں پھینک دیا۔ وہاں سے وہ خون کے ذریعہ جسم انسانی کی پرورش کرتا ہے۔ خصیتین انسانی (یعنی مردانی و نسوانی) نے اس سے اس کا خلاصہ لے لیا۔ اور نطفہ کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ رحم نے نطفہ میں سے اووم اور اسپرم کو لے لیا باقی کو رد کر دیا۔ آخر اس سے بڑھ کر پر حکمت پیدائش انسانی کا بیان کس طرح ممکن ہے طین میں سے سلالہ نکال کر فرماتے ہیں ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین۔ یعنی پھر ہم اسے ایک نہایت لطیف چیز کی شکل میں جو نظر بھی نہیں آتی۔ یعنی اسپرم اور اووم کا نطفہ امشاج رحم میں ٹھہرا دیتے ہیں۔ سلالہ کا لفظ لا کر کس طرح پیدائش انسانی کے بتدریج ہونے کو واضح کیا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا ہے وبدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین۔ کہ ہم نے پیدائش انسانی کو مٹی سے شروع کیا۔ پھر اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی کے خلاصہ در خلاصہ سے جاری رکھا۔ یہاں صاف لفظوں میں فرمایا کہ پیدائش انسانی کی ابتدا مٹی سے ہوئی۔ یہ ابتدا کا لفظ ہی بتلاتا ہے کہ درمیان میں مختلف منازل ترقی کے آئے ورنہ بدأ یعنی ابتدا کرنے کا لفظ ہی بے معنی ٹھہرتا ہے۔ ہر ایک انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے ہوتی ہے۔ مٹی سے نباتات ہوتی ہے۔ نباتات سے حیوان ان دونوں کے خلاصہ سے غذا۔ غذا سے خون۔ اور خون سے نطفہ۔ اسی طرح اگر مٹی سے ترقی کر کے نباتات بنی۔ اور نباتات سے حیوان اور حیوان سے ترقی کر کے انسان تو اس میں کونسی آیت کی تردید لازم آتی ہے۔ بلکہ بدأ خلق الانسان من طین اس تدریج پیدائش کو ظاہر کر رہی ہے اور رب العالمین کی صفت کا تقاضا یہی ہے کہ تمام چیزیں اپنی پیدائش سے بتدریج ہی کمال کو حاصل کریں۔ شاید آپ کو کوئی مولوی ثم سوّٰہ ونفخ فیہ من روحہ پیش کر دے تو یہ تو بدأ خلق الانسان من طین ہ ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین کے بعد آتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ نے انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے کی پھر اس کی نسل ایک ذلیل پانی کے خلاصہ در خلاصہ سے چلائی۔ یہ تو اس کی ادنیٰ حالت کا ذکر ہے اب اس کے اعلیٰ کمال کا ذکر فرماتے ہیں کہ ثم سوّٰہ کے نیچے جب اس کی تمام قوتیں ٹھیک ٹھیک کام کرتی ہیں تو وہ استعداد اس کے اندر رکھی ہے کہ اس میں خدا اپنی روح پھونکتا ہے۔ یعنی خدائی اخلاق سے رنگین ہو کر ایک نئی زندگی پاتا ہے۔ اور خدا کا کلام اس پر نازل ہوتا اور وہ خدا میں ہو کر جیسا کہ بتایا ہے کہ وہ جو مٹی سے ابتداً بنا تھا اور ذلیل پانی سے خلاصہ کے طور پر نکلا تھا۔ وہ جب ٹھیک ٹھاک ہو جاتا ہے اور اپنے قویٰ کی صلاحیت پر آ جاتا ہے۔ تو خدائی اخلاق سے متصف ہو کر وہ ایک نئی زندگی پاتا ہے۔ اور ترقی کی معراج کو پہنچ جاتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ ترقی کا قدم یہاں بھی نہیں رکتا۔ جس طرح ربوبیت کی صفت لامتناہی ہے۔ اسی طرح اس کا فیض بھی لامتناہی ہو رہتا۔ کوئی نہیں رحم میں روح پھونکنا غلط ہے۔ انسانیت کاملہ [illegible] میں روح الٰہی پھونکی جاتی ہے۔ جس سے وہ ایک نئی زندگی پا کر خدا کے اخلاق میں رنگین ہو جاتا ہے۔ اور لقاء باللہ کے مقام کو حاصل کر کے غیر متناہی ترقیات کا وارث ہوتا ہے۔

اظہار حق

مارچ کے شروع میں قادیانی جماعت کا جہلم میں جلسہ ہوا تھا۔ اس جلسہ کی جو روئداد اخبار الفضل میں شائع ہوئی اس میں جہلم کی لاہوری جماعت کے متعلق یہ غلط بیانی کی گئی تھی کہ:-

"غیر مبائع بھی غیر احمدیوں سے کم نہ رہے۔ انہوں نے عین اس وقت جبکہ صداقت مسیح موعود پر تقریر ختم ہوئی حضرت مسیح موعود کی صداقت کو مشتبہ کرنے کے لئے یہ جانتے ہوئے کہ سب انسپکٹر پولیس نے مناظرہ بند کر دیا ہے ایک غیر احمدی کی وکالت سے اعتراضات شروع کر دیئے۔"

اس غلط بیانی کی تردید پہلے بھی پیغام صلح کے صفحات میں جناب سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ جہلم کی طرف سے ہو چکی ہے۔ اب اصل واقعہ کا بابو عبدالمنان صاحب نے جنہوں نے حضرت صاحب کے دعویٰ نبوت کے متعلق سوال کئے تھے۔ مفصل حال لکھ کر برائے اشاعت ہمارے پاس بھیجا ہے۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس مراسلہ سے اصل حقیقت خوب منکشف ہو جائیگی۔ (مدیر)

۲-۳-۴ مارچ [illegible] کو انجمن احمدیہ قادیانیہ جہلم کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں مختلف وقتوں میں مختلف مضامین پر لیکچر ہوئے۔ اور اشتہار جلسہ میں نوٹ دیا گیا کہ حسب اجازت صاحب صدر جلسہ میں لیکچر کے خاتمہ پر سوال و جواب کا موقع دیا جائے گا۔ چنانچہ پہلی رات کو مولوی اللہ دتا صاحب نے مسئلہ ختم نبوت پر لیکچر دیا۔ اور قرآن شریف، حدیث اور کتب لغت سے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس امت محمدیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ نبوت جاری ہے۔ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں۔ طریقہ حصول نبوت میں فرق ہے۔ اور لفظ خاتم النبیین پر بہت زور دیا۔ کہ لفظ خاتم کے معنی مہر اور اسی مہر سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ مولوی صاحب نے جب قرآن۔ حدیث اور لغت سے سلسلہ نبوت کے اجرا کو نکالنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ اسلامی اصطلاح میں نبوت ابھی جاری ہے۔ اور اسلام میں ابھی ایسی کمی باقی رہ گئی تھی کہ جس کو مکمل کرنے کے لئے ابھی نبی کی ضرورت ہے اور ابھی تک اس قرآنی آیت الیوم اکملت لکم کے صریح خلاف دین اسلام مکمل نہیں ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص کو مقام نبوت پر کھڑا کیا جائے گا آیا اس کی وحی پہلے نبیوں ہی کی طرح ہوگی۔ یعنی وحی نبوت ہوگی۔ اور اس وحی پر بھی انبیاء سابقین کی وحیوں کی طرح ایمان لانا ضروری ہوگا؟ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس مسئلہ کو صاف کرایا جائے کہ آیا جناب مرزا صاحب کا کلام جو ان پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا تھا۔ وہ **وحی نبوت** تھا یا **وحی ولایت** چونکہ سلسلہ احمدیہ کی چند ایسی کتابیں میری نظر سے گزری ہوئی تھیں جن میں جناب مرزا صاحب نے اس عقیدہ کی (جو اب قادیانی جماعت کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔) بڑے زور سے تردید کی ہے۔ اس لئے میں نے محض تحقیقات کی غرض سے سوال کرنا چاہا۔ کہ قادیانی جماعت جو اپنے پیر و مرشد کو اس زمانہ کا نبی مانتی ہے کیا اس کے دل میں انکی تحریرات کی کوئی قدر و منزلت بھی ہے یا نہیں۔ یا پہلے مسیحیوں کی طرح صرف غلو ہی کی صورت پیدا کی جا رہی ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب کے لیکچر کے خاتمہ پر صدر جلسہ نے اٹھ کر فرمایا کہ اگر کسی صاحب کو کوئی سوال کرنا ہو تو کر سکتے ہیں۔ اس پر میں نے سوال کرنے سے پیشتر عرض کیا کہ میں اس نیت سے سوال نہیں کرنا چاہتا کہ آپ کے جلسہ میں کسی قسم کی گڑبڑ ہو۔ یا اس سے کسی کی فتح یا شکست مطلوب ہو۔ محض تحقیق کی غرض سے سوال کرتا ہوں۔ اس پر صاحب صدر نے بڑی خوشی سے سوال کی اجازت دی۔

میرا سوال یہ تھا کہ "مولوی صاحب کے لیکچر سے یہ مترشح ہوتا ہے۔ کہ سلسلہ نبوت منقطع نہیں ہوا۔ اور رسولؐ کے بعد بھی برابر نبی آئیں گے۔ تو جس حالت میں آپ جناب مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اس حالت میں جناب مرزا صاحب کی وحی **وحی نبوت** ہوگی جو بذریعہ جبرائیل انبیاء سابقین پر نازل ہوتی تھی۔ یا **وحی ولایت** جو اولیاء اللہ پر نازل ہوتی ہے۔ اگر وحی نبوت ہے تو مرزا صاحب کی اپنی تحریر سے حوالہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ جناب مرزا صاحب نے اپنی وحی کو وحی نبوت نہیں کہا بلکہ وحی ولایت کہا ہے اور نہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔"

اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ جناب مرزا صاحب کی وحی وحی نبوت تھی اور بذریعہ جبرائیل انبیاء سابقین کی طرح آیا کرتی تھی اور ثبوت میں اربعین نمبر ۴ کا حوالہ دیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ کتاب اس وقت موجود نہیں کل بتایا جائے گا۔ دوسری رات صداقت مسیح موعود پر مولوی غلام احمد صاحب فاضل نے لیکچر دیا۔ انہوں نے بھی مرزا صاحب کو انبیاء سابقین کی طرح مقام نبوت پر کھڑا کیا۔ اور ساتھ ہی قرآن مجید اور حدیث سے اجرائے نبوت پر استدلال کر کے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق امت محمدیہ کو آل فرعون سے تشبیہ دی۔ فرمایا کہ وہ بھی اسی طرح باب نبوت کو مسدود دیکھتے تھے۔ لیکچر کے خاتمہ پر صاحب صدر نے بدستور سابق فرمایا کہ اگر کسی صاحب کو کوئی سوال کرنا ہے تو اجازت ہے۔ اس پر پہلے شیخ امجد علی صاحب نے سوال کیا جس کا جواب دیا گیا پھر میری طرف سے وہی گذشتہ رات کا سوال دہرا کر جواب مانگا گیا۔ مولوی صاحب نے اربعین کے نمبر ۴ سے صرف اتنی ہی عبارت پڑھی کہ "کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے" پوری عبارت نہ پڑھی کہ آیا یہ کس شخص کے متعلق ہے۔ دو بار عرض کی گئی کہ پوری عبارت پڑھی جاوے۔ مگر صاف طور پر پڑھ کر نہ سنایا گیا کہ درحقیقت معاملہ کیا ہے۔ صرف لفظ وحی نبوت دکھانا مقصود تھا۔ جو بالکل واقعات کے خلاف بیان کیا گیا۔ دکھانا تو یہ تھا کہ جناب مرزا صاحب مدعی نبوت تھے اور ان کی اپنی وحی وحی نبوت تھی۔ حوالہ مذکور کا نفس مضمون سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ اس میں تو جناب مرزا صاحب نے اکبر بادشاہ اور روشن دین جالندھری صاحب کی طرف جو دعویٰ نبوت منسوب کیا جاتا ہے اس کا رد کیا ہے۔ کہ جب تک ان کا دعویٰ وحی نبوت ثابت نہ کیا جاوے اس وقت تک ہم ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب نہیں کر سکتے۔ دوسرا حصہ سوال نزول جبرائیل کے متعلق حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱۰۳ پڑھ کر سنایا "جاءنی آئل" یعنی جبرائیل آیا۔ بھلا اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ جناب مرزا صاحب پر نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی نبوت ہوتا تھا۔ محض جبرائیل کا آنا تو عام مومنوں کے واسطے بھی ممکن ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے حسان بن ثابت کو فرمایا کہ "جبرائیل تیرے ساتھ ہے" ہر دو حوالے بالکل بے محل اور غیر متعلقہ دکھائے۔ جب وہ کوئی مناسب حوالہ پیش نہ کر سکے۔ تو میں نے مندرجہ ذیل حوالے پڑھ کر سنائے جن میں جناب مرزا صاحب نے وحی نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور اپنی وحی کو وحی ولایت تسلیم کیا ہے:-

(۱) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

(۲) ان کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ "میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ فوری خود سا نازل کر دوں" ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاتا ہے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ .... غرضیکہ جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم)

اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ حوالے منسوخ ہو چکے ہیں۔ جب تاریخ منسوخی اور اعلان منسوخی کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے خاموشی ہی میں مصلحت سمجھی غالباً ان کو یہ شبہ پڑ گیا کہ اگر تاریخ منسوخی سن ۱۹۰۱ء متعین کر دی تو پھر تحفہ گولڑویہ اور ۱۹۰۲ء کے مندرجہ ذیل حوالے دیئے جائیں گے۔

(۱) قرآن شریف جیسا کہ آیت .... الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ فرمایا ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر پینتالیس برس تک ان پر جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔ اب بتاؤ کہ ان کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا۔ بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیاء حضرت عیسیٰ ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۲)

(۲) اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتریں گے اور پینتالیس برس تک جبرائیل وحی نبوت لے کر ان پر نازل ہوتا رہے گا۔ تو ایسے عقیدہ سے اسلام باقی رہ جائے گا اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت اور ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگے گا؟" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۴)

(۳) بیعت کرنے والے کے لئے ان عقائد کا پابند ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق اور قرآن شریف من جانب اللہ کتاب اور خاتم [illegible]

نہیں اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آئیں گے ان کا شمار خدا اللہ جلشانہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہیں ہو گی۔ یہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔

(اخبار بدر نمبر ۲۲۔ جلد ۲۔ مورخہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

جب پھر اٹھ کر میں ایک اور حوالہ پڑھنے لگا تو اس پر شیخ محمد شفیع صاحب بی اے۔ ایل ایل بی وکیل میری طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ تبادلہ خیالات بند کر دو۔ میں نے اپنے مکرم دوست کے فرمانے پر تبادلہ خیالات بند کر دیا۔ لیکن اس وقت مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کارکنان جلسہ اور شیخ صاحب کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ چونکہ دوران تبادلہ خیالات میں وہ مجھ سے زیادہ وقت لیتے تھے۔ اس لئے شیخ صاحب وقت کی پابندی کے واسطے ان کی طرف گئے۔ انہوں نے درخواست کی کہ سرے سے تبادلہ خیالات ہی بند کرا دیجئے۔ وجہ یہ معلوم ہوئی کہ درحقیقت میرے پیش کردہ حوالہ جات کو رد کر کے میرے مطالبات کو پورا نہ کر سکتے تھے۔ لہذا تبادلہ خیالات بند کرا دیا۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا۔ اب بھی میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ہر دو حوالے ہرگز منسوخ قرار نہیں دیئے گئے حضرت مرزا صاحب نے جس وحی نبوت کو ابتدا میں بند سمجھا۔ اس کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔

ایسا ہی مسئلہ مسئلہ نبوت ہے جس کے متعلق اب قادیان سے آواز آرہی ہے کہ جناب مرزا صاحب پہلے اپنی نبوت سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے اس کا انکار کرتے رہے۔ مگر بعد ازاں ۱۹۰۱ء میں اپنا پہلا عقیدہ تبدیل کر کے حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ بھی جناب مرزا صاحب کی تحریرات کے بالکل برخلاف ہے۔ آپ تمام عمر اپنے آپ کو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بتاتے رہے۔ اور ساتھ ہی فرما دیا کہ امتی کامل رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے۔ خود قادیانی جماعت کا مارچ ۱۹۱۱ء تک یہ عقیدہ نہ تھا۔ کہ خاتم النبیین کی مہر سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ بلکہ ہر قسم کی نبوتوں کو ختم سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء میں عنوان "خاتم النبیین" سے یہ لکھا گیا کہ "اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مقام پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا" اور پھر رسالہ تشحیذ الاذہان ۱۰ اپریل ۱۹۱۰ء میں عنوان "نجات" سے یہ لکھا کہ:۔

آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا کہ جسکو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔ اور آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کر دے بلکہ جس قدر اولیا اللہ ہوں گے اور اور متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے سب کو آپ کی غلامی ہی میں ملے گا اس طرح خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لیے ہے بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئے گا۔ بلکہ اب ہمیشہ کے لیے آپ کی ہی تعلیم جاری رہے گی۔ اور یہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو گی۔ جو اس سے باہر نکلے گا وہ درگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکے گا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت تک تو قادیانی جماعت کا یہی عقیدہ تھا کہ بجائے انبیا کے اس امت محمدیہ میں اولیا آئیں گے۔ جن کی وحی وحی ولایت ہو گی۔ اور یہی عقیدہ جناب مرزا صاحب کا تھا۔ علاوہ ازیں بعض مصنفین سلسلہ احمدیہ جماعت قادیانی کی (۱۹۱۰ء کے بعد کی) تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خاتم النبیین کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل نہ تھے۔ صرف محدثیت کا دعویٰ منسوب کرتے رہے۔ نہ حقیقی نبی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کی موجودگی کو تسلیم کرتے رہے جو محدثیت یعنی بروزی نبوت کے مظہر تھے۔ اور جناب مرزا صاحب کی پہلی تحریریں نقل کر کے دعوے نبوت کی تردید کرتے رہے۔ (جو اب منسوخ کی جاتی ہیں)، اور عربی لغت کے لحاظ سے نبی مانتے رہے۔

اگر خاتم کے معنے مہر کے مان بھی لئے جائیں تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کہاں سے نکالا گیا ہے۔ کہ اس مہر سے آئندہ نبی بنا کریں گے اور پھر نبی بھی غیر تشریعی۔ قرآن مجید اس عقیدہ کا بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں لفظ خاتم جہاں کہیں بھی استعمال ہوا ہے۔ بندش کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ نہ کہ اجرا کے معنوں میں۔ (ملاحظہ ہو سورۃ یٰسین آیت ۶۵۔ (۲) سورہ لقرآیت ۷، (۳) سورہ التطفیف آیت ۲۵)

قرآن مجید نے کہیں بھی دو قسم کے نبیوں کا ذکر نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو صرف ایک ہی قسم کا ذکر کیا ہے۔ کہ ہر ایک نبی کے ساتھ کتاب یعنی ہدایت نامہ نازل کیا۔ خواہ اس پر ایک ہی دو احکام نازل ہوئے ہوں وہی ایک دو احکام اس کی کتاب ہوں گے۔ جس پر لوگوں کو عمل کرنے کی ہدایت وہ کرے گا۔ یہ ذکر کہیں نہیں کہ بعض نبیوں کو کتاب دی اور بعض کو نہیں دی اور نہ یہ ہے کہ صرف سابقہ نبی کی ہدایت پر عمل کرو۔ نبی کے اور بہت سے لوازمات ہیں۔ جن میں سے میں صرف ایک ہی کو لیتا ہوں۔ وہ ہے کتاب جو ہر ایک نبی کو دی گئی تھی۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر شاہد ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ یعنی تمام لوگ ایک ہی گروہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا کو بھیجا۔ جو بشارتیں دیتے ہیں۔ اور ڈراتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ نازل کی کتاب ساتھ حق کے تاکہ اس کتاب کے ذریعہ سے لوگوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کریں۔ اسلامی اصطلاح میں نبی ہونا ناممکن ہے جب تک مدعی نبوت کے پاس کوئی الہامی کتاب یعنی ہدایت نامہ نہ ہو جس پر وہ عمل کرنے کی لوگوں کو دعوت دے۔ یہ نہیں کہ بقول قادیانی جماعت نبی تو بنایا جائے اور ہدایت نامہ سابقہ نبی کا پیش کرے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک نبی براہ راست نبی ہوتا ہے۔ اور ہر ایک نبی اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک نبی خود مطاع اور حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی ہم نے ہر رسول اس غرض سے بھیجا ہے کہ خدا کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اسی آیت کو جناب مرزا صاحب نے بڑے زور سے پیش کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع و محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو اس پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۳)

پھر عجیب بات یہ ہے کہ اجرائے نبوت کے ثبوت میں اب بعض ایسی آیات قرآنی پیش کر کے جناب مرزا صاحب کو نبی ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جن کو خود انہوں نے کبھی پیش نہیں کیا۔ کیا ان کو وہ آیات قرآنی یاد نہ تھیں یا ان کی ماہیت سے واقف نہ تھے۔ نہیں یاد بھی تھیں اور ان کی ماہیت سے بھی خوب واقف تھے اور ان پر اسی طرح ایمان رکھتے تھے کہ وہ آسمانی کتابوں والی وحی نبوت بذریعہ جبرائیل علیہ السلام جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی تھی وہ آنحضرت صلعم پر آکر ختم ہو گئی اور اسی وحی نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لیے ایک انجام بھی ہے جب لوگوں نے آپ کی طرف دعوی نبوت منسوب کیا۔ تو آپ اس دعوے سے انکار کرتے رہے۔ اگر آپ اپنے آپ کو آیت " یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم " کے مصداق سمجھتے تھے تو آپ نے اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کر کے کیوں لوگوں پر حجت قائم نہ کی۔ ایسی صاف آیت کی موجودگی میں کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اس آیت کو اس لئے پیش نہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو اس قرآنی آیت کے ماتحت اسلامی اصطلاح میں نبی یا رسول نہ خیال کرتے تھے۔ قرآن مجید نے وحی نبوت کے متعلق جو اصول باندھا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وحی نبوت اور آپ سے پہلے تمام انبیا کی وحیوں پر ایمان لانا ہی جزو ایمان قرار دیا ہے۔ آپ کے بعد کسی تیسری وحی نبوت پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ سارا قرآن پڑھ جاؤ کہیں بھی تیسری وحی پر ایمان لانا نہ پاؤ گے۔ جب کسی تیسرے زمانہ کی وحی نبوت کا نزول قرآن مجید سے ثابت ہی نہیں۔ تو کوئی رسول یا نبی اسلامی اصطلاح میں کیسے آسکتا ہے۔ جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہو۔ اب جو جماعت دنیا میں جناب مرزا صاحب کو نبی منوانے کی اشاعت کر رہی ہے۔ کیوں وہ آنکھیں کھول کر اپنی پہلی تحریرات پر نظر نہیں ڈالتی۔ کیا ان کی وہ پہلی تحریریں جو میں اوپر درج کر چکا ہوں ان کو ساکت کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اگر نہیں تو میں ضرور کہوں گا کہ دین میں غلو ہو رہا ہے۔ جناب مرزا صاحب نے جس قسم کی نبوت کا دعویٰ ابتدا میں کیا اسی پر ہمیشہ قائم رہے۔ کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷ پر وفات سے قریباً ایک ہفتہ پہلے دعوی رسالت سے انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو صرف ملہم اور منذر کہا ہے۔ چنانچہ عنوان دعوے رسالت کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

ہم نے ان معنوں میں کوئی دعوی رسالت نہیں کیا جیسا کہ ملاں لوگ لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ جو کچھ دعوے ملہم اور منذر ہونے کا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا ہے۔ وہی ہمیشہ سے ہے آج کوئی نئی بات نہیں ۲۴ سال سے یہ الہام ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء"

کیسی صاف بات ہے۔ یہ اخبار ۱۹۰۸ء میں شایع ہوا۔ اور الہام ۲۴ سال کا بیان کیا جاتا ہے۔ جسکے حساب سے ۱۸۸۴ء نکلتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ۱۸۸۴ء سے لے کر مرتے دم تک (۱۹۰۸ء تک) کوئی نئی بات متعلق دعوی نبوت نہیں کی۔ یعنی جو عقیدہ متعلق دعوی نبوت ابتدا میں تھا۔ ہمیشہ مرتے دم تک اسی پر قایم رہے۔ کوئی تبدیلی عقیدہ متعلق نبوت نہیں کی۔ کیا ان لوگوں کے لئے یہ قطعی فیصلہ کن تحریر نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب کو پہلے پہل اپنی نبوت کی سمجھ نہ آئی۔ بعد ازاں ۱۹۰۱ء میں حقیقی نبوت کا اعلان کیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء کی تحریر سے اس امت میں شریعت کے ماتحت کون شخص آسکتا ہے۔ اس کا فیصلہ خود ہی جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

اس امت میں بجائے نبی کے محدث آئیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے میں بھی ایک ہوں اور جہاں جہاں میرے الہام میں لفظ نبی اور رسول آیا ہے وہ مجاز اور استعارہ کے طور پر آیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض اولیا پر استعمال ہو جاتے ہیں مگر وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جہاں جہاں جناب مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی یا رسول کہا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حقیقی معنوں میں نبی یا رسول تھے۔ بلکہ صرف مجاز یا استعارہ کے طور پر جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں "میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ کہ حقیقی طور پر" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی) اصلی اسلامی معنوں میں اولیا۔ مجدد اور محدث ہو سکتے ہیں۔

آج قادیان سے جناب مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والوں کے خلاف کفر کے فتوے قرآنی آیت اولئک هم الکافرون حقا۔ کے ماتحت شایع کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ خود جناب مرزا صاحب اس موجودہ عقیدہ کے برخلاف تھے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم خاتم الانبیا ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نیا اور نہ پرانا نبی آسکتا ہے اور دعوی نبوت کرنے والے کو خارج از اسلام اور کافر کہا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ نزول جبرائیل ع بپیرایہ وحی رسالت ماننا گویا اسلام کا تختہ الٹ دینا ہے۔ بعد پھر اسلامی اصطلاح میں اپنے آپ کو ہرگز نبی نہیں کہا اور تشریح کی کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت کے منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع و محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اس وحی کا مطیع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔ رسول کی ماہیت اور حقیقت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔ اور نزول جبرائیل بپیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ تمام انبیا کو الگ الگ کتابیں دی گئیں اور ان کو ہدایت تھی کہ وہ ان پر عمل کریں اور کرائیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔ (باقی آئندہ)

ہندوستان

—— مجلس خلافت پنجاب نے اجلاس لاہور منعقدہ ۲۴ مئی ۱۹۲۶ء میں داخلہ کونسل کے متعلق حسب ذیل قرار دادیں منظور کی ہیں۔

(۱) مجلس مرکزیہ خلافت کی قرار داد در بارہ داخلہ کونسل کی پیروی کے ماتحت مجلس خلافت صوبہ پنجاب آئندہ انتخابات کونسل میں امیدواروں کی درخواستوں پر غور کر کے قابل ترین اصحاب کی اعانت کرے۔

(۲) مجلس خلافت صوبہ پنجاب صرف ان امیدواروں کی جو شرائط ذیل کے پابند ہوں تائید کرے گی۔

(ا) اصولاً ہمیشہ قومی مقاصد کو ذاتی اغراض اور حکومت کی خوشنودی پر ترجیح دیں گے۔

(ب) ملکی آزادی کی جدوجہد کو جاری رکھتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق کی پوری حفاظت کریں گے۔

(ج) کونسل کے اندر اور باہر خلافت کمیٹی کے کسی عملی کام کی مخالفت نہ کریں گے۔

(د) کونسل کے اندر ہمیشہ اس جماعت کے ساتھ ہمنوا اور ہم رائے ہوں گے جس نے اپنے انتخابات میں خلافت کمیٹی سے اعانت لی ہو۔ اور بصورت مخالفت اپنی نشستیں چھوڑنے پر مجبور ہوں گے۔

اس کے بعد یہ مسئلہ پیش ہوا کہ بہترین امیدواروں کے انتخاب کا مسئلہ مجلس عاملہ پر چھوڑ دیا جائے۔ یا اس کے لئے علیحدہ مجلس انتخابات بنائی جائے چونکہ مجلس عاملہ کے بعض ارکان کونسلوں کے امیدوار ہیں۔ اس لئے مجلس انتخاب کا قیام انسب نظر آیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب اس بورڈ کے ارکان منتخب ہوئے۔

(۱) مولانا ظفر علی خاں صدر مجلس خلافت (صدر)
(۲) مولانا عبدالقادر صاحب قصوری
(۳) خواجہ عبدالرحمٰن غازی معتمد مجلس خلافت
(۴) شیخ عمر بخش صاحب۔
(۵) میاں سراج الدین صاحب پراچہ۔
(۶) مولانا غلام رسول صاحب مہر
(۷) سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری
(۸) مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہروی۔
(۹) شیخ حسام الدین صاحب بی۔ اے۔ (امرتسر)

بعد ڈاکٹر [illegible] پانچ کا مقرر ہوا۔

—— مجلس خلافت صوبہ بہار نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مجالس قانونی کے آئندہ انتخابات میں اپنے امیدواروں کو سوراجیوں کے ٹکٹ پر روانہ کر دے۔

—— گورنمنٹ بنگال نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے محکمہ رجسٹری میں مسلمانوں کے لئے ۵۰ فیصدی ملازمتیں محفوظ کی جائیں۔

—— مسلمانان جالندھر و الٰہ آباد نے ایک تجویز منظور کی ہے جس میں گورنر صوبۂ متحدہ سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ "وچتر جیون" مصنفہ پنڈت کالی چرن ایڈیٹر آریہ سما ج آگرہ کی ضبطی کا حکم دیں کیونکہ اس کتاب میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی گئی ہے

—— ابو المحاسن محمد سجاد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے مسلمانوں کو جمعیۃ العلمائے ہند کی زبردست ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کی فیاضی سے ساتھ مالی اعانت کریں۔ وفد حجاز کے لئے جو روپیہ قرض لیا گیا ہے وہ ادا کرنا ہے۔

ممالک غیر

—— حکومت انگورہ اور حکومت برطانیہ کے درمیان مسئلہ سرحد عراق کے متعلق جو گفت و شنید جاری ہے اس کا ایک عہد نامہ کی صورت میں خاتمہ ہونے والا ہے۔ عہد نامہ کی بنیادی شرائط حسب ذیل ہونگی۔

(۱) سرحد عراق و ترکی کی ایسی حد بندی تسلیم کی جائے گی جس کے رو سے اگرچہ موصل کا شہر ترکوں کو نہیں ملے گا لیکن فوجی اعتبار سے چند اہم اور مفید مقامات ضرور مل جائیں گے۔

(۲) برطانیہ ترکی اور عراق کے درمیان یہ میثاق طے پا جائیگا کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف جارحانہ یورش نہیں کریں گے۔ ایران بھی اس میثاق میں شامل ہو جائے گا۔

(۳) ترکی اور برطانیہ کے درمیان ایک اقتصادی عہد نامہ ہو جائے گا جس کے رو سے ترکی اضلاع موصل کی قدرتی دولت سے نفع گیری کا مجاز ہو جائے گا۔

—— (۴) ترکی جمعیت الاقوام میں شامل ہو جائیگا۔

—— (بیروت) ہائی کمشنر نے شامی لبنانی محمل کے مکہ مکرمہ جانے کی تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ ایک فوجی گارد اس محمل کے ساتھ جائے گا۔

—— (روما) اطالوی حکومت نے ترکی حکومت کی اس درخواست کو منظور کر لیا ہے کہ ترکی مجسٹریٹوں کو اطالوی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی جائے۔

—— بیروت، ایک سرکاری پیغام مظہر ہے کہ قصبہ سویدا بارود سے اڑا دیا گیا۔ اور ہوائی جہازوں نے دروزیوں کو اپنے زخمی جبل دروز کی طرف لے جاتے دیکھے۔ ایک دوسرے سرکاری پیغام سے ظاہر ہوتا ہے کہ غوطہ کے باشندوں پر جرمانے کئے گئے۔ اور اگر انہوں نے جرمانہ ادا کرنے سے انکار کیا۔ تو سخت سزائیں دی جائینگی

—— فرانس کے فوجی گورنر دمشق نے فرمان صادر کیا ہے کہ تمام عورتیں بچے اور بوڑھے مرد بستیوں سے نکل جائیو کیونکہ میں محاذ جنگ میں تمہاری مدد کرنے سے قاصر ہوں اس نے محلہ میدان دمشق کے لوگوں کو بھی مطلع کیا ہے کہ اگر تم اپنے جرمانے ادا نہیں کروگے تو میں تمہارا سلسلہ آب رسانی منقطع کر دونگا۔

—— قاہرہ سے اطلاع آئی ہے کہ ایک روسی سائنسدانوں کے وفد کی آمد آمد سنی جاتی ہے۔ جس کا رئیس تلی کو ہوگا۔ یہ پہلے فلسطین جائیگا اس کے بعد سوڈان، حبشہ، شام، مراقش اور ٹیونس کا بھی دورہ کرے گا۔

—— ابن سعود کے ہاں فرنچ ہائی کمشنر کا نمائندہ شریف ابراہیم عنقریب حجاز جانے والا ہے۔ تاکہ فرنچ علاقوں اور عرب کے مابین معاہدہ کرنے کی گفت و شنید کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے۔

—— امیر عبداللہ آئندہ سال سے بارہ ہزار پونڈ کی بجائے ۴۰ ہزار پونڈ بطور وظیفہ حاصل کیا کرے گا۔ شرق اردن کی حکومت کا میزانیہ امسال ۴ لاکھ پاونڈ ہے۔ میزانیہ افسر نو آبادیات کے پاس منظوری کے لئے بھیجا جائے گا۔

—— فرانسیسی افواج نے ۷ مئی کو جو گولہ باری دمشق پر کی وہ اس سے بہت زیادہ ہے جتنا کہ اس کو پہلی اطلاع میں ظاہر کیا گیا ہے۔ فرانسیسیوں کا بیان ہے کہ ۱۰ باغی ہلاک کئے گئے۔ مگر دوسرے ذرائع سے اطلاع پہنچی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھ سو کے قریب اشخاص اس گولہ باری سے شہید ہوئے۔

—— دروزیوں نے بعلبک پر حملہ کیا اور بڑے بڑے ہوٹلوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیا۔ فرانسیسی فوج کی آمد پر دروزی بھاگ گئے۔

—— بیروت کا ایک نیم سرکاری پیغام مظہر ہے کہ جبل دروز کے شمال مغربی علاقہ میں کامل امن و سکون ہے۔ امید ہے کہ جنوبی اور مشرقی محاذ میں بھی عنقریب امن قائم ہو جائے گا۔ لبنان کی حالت بالکل درست ہو گئی ہے۔

—— فرانسیسیوں کا دعوےٰ ہے کہ انہوں نے طرغوست کے مقام پر غازی عبدالکریم کو معہ انکے متعلقین کے زیر حراست کر لیا ہے۔ پیرس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ہسپانیہ اور فرانس کا محاذ عجدیر سے اوزرغہ تک پھیلا ہوا ہے۔ ایک بعد کا مظہر ہے کہ غازی عبدالکریم کے گرفتار ہونے کی تصدیق نہیں ہوتی۔ ہاں غازی موصوف نے تمام سرداران قبائل کے نام یہ اعلان شائع کیا ہے کہ وہ اپنے مقصد پر ثابت قدمی سے جمے رہیں۔ اور آخر وقت تک جہاد میں مصروف رہیں اور دشمنوں کے سامنے ہتھیار نہ ڈالیں۔

—— بیروت کا پیغام مظہر ہے کہ موسیو ژو دینال فرانسیسی ہائی کمشنر شام نے جدید جمہوریت لبنان کے قیام کا اعلان کر دیا ہے۔

—— پیرس کے دفتر خارجہ سے اطلاع ملی ہے کہ غازی محمد بن عبدالکریم نے موسیو اسٹیگ فرانسیسی ریزیڈنٹ جنرل کو ایک خط لکھا ہے جس میں اپنے آپ کو حکومت فرانس کے رحم پر چھوڑ دیا ہے۔

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۹ جون ۱۹۲۶ء | نمبر ۳

چیست وصل از نفسِ خود گشتن جدا

(از حضرت مسیح موعود)

کارِ عقبیٰ با عملہا بستہ اند
رستہ آں دلہا کہ بہرش خستہ اند

از سخنہا کے شود ایں کار و بار
صدق می باید کہ تا آید نگار

علم را عالم بتے دارد براہ
بت پرستیہا کند شام و پگاہ

گر بہ علمِ خشک کارِ دیں بدے
ہر لئیمے رازدارِ دیں بدے

یارِ ما دارد بہ باطنہا نظر
ہاں مشو نازاں تو با فخرِ دگر

زندگی در مردن و عجز و بکاست
ہر کہ افتاد است او آخر بخاست

تا نہ کارد در کس تا جاں رسد
کے فغانش تا درِ جاناں رسد

ہر کہ ترکِ خود کند یابد خدا
چیست وصل از نفسِ خود گشتن جدا

بیعت خلافت اور اس کا فسخ

(حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے قلم سے)

مذہبی دنیا میں جناب میاں محمود احمد صاحب قادیانی کا یہ اصول نہایت عجیب و غریب ہے کہ وہ شخص بھی جو ان سے عقائد میں متفق نہ ہو۔ باوجود اختلاف عقائد ان سے بیعت کر سکتا ہے۔ اختلاف بھی معمولی عقائد میں نہیں بلکہ ان عقائد میں جن پر کفر و اسلام کا دار و مدار ہے۔ اگر گورکھ دھندے کو ہم آج تک نہ سمجھے کہ جب پیر کچھ عقائد رکھتا ہے اور مرید کچھ۔ تو وہ بیعت کیا ہوئی۔ مذہبی حلقہ میں یہ اصول چاہے کیسا ہی مضحکہ خیز اور حیرت انگیز ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ اس اصول کو قایم کرکے جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں کی تعداد میں بہت کچھ اضافہ کر لیا ہے۔ ان کی جماعت میں بہتیرے لوگ ایسے ہیں کہ نبوت اور کفر و اسلام کے مسئلہ میں ان سے متفق نہیں۔ لیکن محض اس اصول کی بدولت ان کے سلسلہ بیعت میں منسلک ہیں۔ چونکہ مرید اپنے پیر کے عقائد کی علانیہ مخالفت نہیں کر سکتا اس لئے اس کے سامنے دو ہی راستے ہوتے ہیں۔ یا تو وہ ضمیر فروشی کرے۔ کہ جب کوئی شخص اس کے عقائد کے متعلق اس سے سوال کرے تو وہ اپنے عقائد کو چھپا کر اپنے پیر کے عقائد کی تلقین کرے۔ یا پھر بالکل خاموش رہ کر اپنے پیر کے اثر کو آہستہ آہستہ قبول کرے۔ ظاہر ہے کہ ایک اخلاقی جرأت رکھنے والے شخص کے لئے دونوں طریق قابل نفرت ہیں۔

اس اصول کی بے پناہ گرفت سے ہمارے مکرم دوست حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بھی محفوظ نہ رہ سکے چند ماہ ہوئے کہ انہوں نے بھی اختلاف عقائد رکھتے ہوئے محض اتحاد کے خیال سے جناب میاں صاحب سے بیعت کر لی۔ لیکن تجربہ سے انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ نہایت تلخ زندگی ہے۔ کہ پیر کے عقائد کچھ اور ہوں اور مرید کے کچھ اور۔ خدا کا شکر ہے کہ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور انہوں نے اس بے معنی سلسلہ بیعت کو فسخ کر دیا ہے فسخ بیعت کا جو اعلان انہوں نے ہمارے پاس بھیجا ہے وہ بلفظہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

میں نے محض اتحاد کے خیال سے جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کر لی تھی۔ مگر میرے دل میں یہ بات ہر وقت کھٹکتی رہتی تھی کہ کیا یہ جمعیت میری قایم رہ سکتی ہے؟ ضمیر فروشی کا سوال بار بار میرے دل میں اٹھتا تھا۔ پھر ایسا سخت عقائد کا اختلاف کہ کفر و اسلام تک کا سوال پیش آ جائے۔ مجھے بے چین کئے رکھتا تھا۔ میری زندگی چونکہ ایک تبلیغی زندگی ہے۔ میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ خواہ ساری دنیا کے ایک ایک فرد کا مجھ سے تعلق ٹوٹ جائے۔ مگر حق بات علیٰ رؤس الاشہاد کہنے سے میری زبان نہ رکے اور تعلق نہ ٹوٹے اس لئے میں اس بات کو حق جانتے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی بھی کوئی نبوت نہیں۔ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری کوئی بیعت خلافت نہ سمجھی جائے۔ میں انہی عقائد پر قایم ہوں جن پر پہلے تھا۔ اور میں علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت نبی کریم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور علیٰ رؤس الاشہاد اس بات کی تبلیغ انشاء اللہ اس وقت تک کرتا رہونگا جب تک کہ میں زندہ ہوں۔ اور اسلام صرف میرے نزدیک قرآن ہے اس سے باہر کوئی اسلام اور کوئی ایمان نہیں۔ لہذا میں اس بیعت کو فسخ کرتا ہوں اور حضرت سیدنا الامیر مولانا و سیدنا محمد علی صاحب کی جماعت میں داخل ہو کر تبلیغ کے کام پر لگتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

خاکسار

(حکیم) محمد حسین مرہم عیسیٰ بقلم خود۔

بزم احباب

سیرالیون (مغربی افریقہ)

شیخ بنگورہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شہر میں مسلمانوں کی نسبت عیسائی آبادی زیادہ ہے۔ اور ان کی نسبت ایک اور چار کی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اپنے مذہبی علوم سے واقفیت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ بجز اس کے کہ مصر، عرب و ہندوستان کے مسلمانوں سے خط و کتابت کرکے کچھ مسائل معلوم کریں۔ آپ کی انجمن جو کچھ ہم مسلمانوں کی دینی بہبودی کے لئے جد و جہد کر رہی ہے۔ ہم اس کے لئے مشکور ہیں۔ معروض ہوں کہ مجھے کچھ اسلامی لٹریچر جلد مہیا کیا جائے۔ تاکہ میں اپنے مذہب سے واقف ہوسکوں۔

اٹلی

ڈاکٹر وینگلیری صاحبہ روما سے لکھتی ہیں کہ آپ کی اس گہری ہمدردی کو معلوم کرکے جو آپ یورپین علما کو اسلام کی روحانی اور پُر معارف تعلیم سے آگاہ کرنے کے لئے ظاہر کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اپنی ایک چھوٹی سی کتاب بنام اپالوجی آف اسلام پیش کرتی ہوں جس میں میں نے اپنے اہل ملک کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے تعلیم اسلام کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے لٹریچر کی طالب ہوں۔ آپ کا پتہ مجھے اپنی ایک دوست سے معلوم ہوا ہے۔ امید ہے آپ تکلیف کو معاف فرماویں گے۔

جزیرہ مارشیش

برادر احمد محمد خان صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کی نہایت قیمتی کتب وصول ہوگئی ہیں۔ میں نے ایسی نایاب کتابیں کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھیں چند آدمی شامل سلسلہ ہوئے جن کی بیعت کی فارمیں ارسال ہیں اور فارم بیعت بعد میں۔ میں انشاء اللہ جماعت کی ترقی کے لئے کوشاں رہونگا۔ چھ روپیہ ارسال خدمت ہیں پانچ روپے قیمت کتب اور ملر لائٹ کے چندہ کا ہے۔ مسٹر ابراہیم صاحب آپ کی کتاب تحریک احمدیہ حصہ چہارم کا اردو ترجمہ کر رہے ہیں جسے ایک رئیس نے اپنے خرچ پر چھپوانے کا ذمہ لیا ہے تاکہ اردو دان پبلک کو اصل حقیقت معلوم ہوجائے۔ آپ ان ہر دو بزرگوں کو اپنا لٹریچر بھیجدیں۔ ایک نوجوان طالب علم جو دینی تعلیم کے لئے آپ کے ہاں آنا چاہتا ہے اس کی تعلیم کا اپنے مشنری اسکول میں انتظام کردیں۔ وہ کئی زبانوں کا ماہر ہے وہ آپ کے لئے مفید مبلغ ثابت ہوگا۔ اور وہ اپنے اخراجات سفر خود ادا کرے گا۔ اس کا بندوبست کرکے جلد اطلاع دیں۔

چین

برادر محی الدین صاحب نے حضرت امیر کے انگریزی ترجمہ قرآن کے دیباچہ کا چینی زبان میں ترجمہ کرکے چھپوا لیا ہے۔ جس کی انہوں نے چند کاپیاں ہمیں بھیجدی ہیں۔ چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ ہے۔ جو دوست چینی زبان سے واقف ہوں وہ ہم سے کاپی طلب کرسکتے ہیں بشرطیکہ وہ ترجمہ کی درستی و نادرستی پر کچھ رائے دے سکیں۔ باقی قرآن کا ترجمہ چینی زبان میں جاری ہے۔ انشاءاللہ وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد چھپ کر شائع ہوجائے گا۔

حضرت امیر کے ترجمہ قرآن کی مقبولیت عامہ اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت مختلف ممالک کے مسلمان چھ مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ اور کئی دوسری زبانوں میں اس کے ترجمہ کے لئے خط و کتابت جاری ہے۔ اگر چند تنگ دل لوگوں کو اس سے نفرت ہو تو وہ ان کے تعصب کی وجہ سے ہے ورنہ اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں اس ترجمہ کو خدا نے وہ قبولیت عطا کی ہے جو اس کے بعد کسی دوسرے ترجمہ کو حاصل نہیں ہوسکے گی۔ یورپ ایشیا۔ افریقہ اور امریکہ کی قریباً ہر بڑی لائبریری میں یہ موجود ہے۔ ہر ایک یورپین مستشرق اس کے مطالعہ میں مصروف ہے۔

سٹریا

ہماری تبلیغی سرگرمیوں کو سٹریا میں جس قدر وقعت کی نگاہ سے دیکھا

جاتا ہے۔ وہ مسٹر ایم۔ ملک سارجیوا (سرویا) کے ذیل کے خط سے ظاہر ہے:-

مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۰ مارچ ملا۔ اخبار لائٹ کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس بات کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ میرے ہندوستانی بھائی نہایت احسن طریق سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔ اور کہ وہ بوسینا اور ہرزیگوینا کے برادران اسلام سے جو ابھی تک پڑے سو رہے ہیں۔ تنظیم کا مادہ زیادہ رکھتے ہیں۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آیا مہاراجہ پٹیالہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔

انگلستان

ترکوں کی لامذہبی کے متعلق جو بہت سی حکایتیں بعض دشمنوں کی طرف سے مشہور کی جا رہی ہیں۔ اور جن کی بنا پر ان کے بعض دوست بھی ان سے بدظن ہو رہے ہیں۔ ان کی حقیقت انگریز نو مسلم مسٹر خالد شیلڈرک کے ایک تازہ خط سے خوب واضح ہوجاتی ہے۔ نومسلم مذکور لکھتے ہیں کہ:-

میری ہز ایکسلنسی فتحی بے ترکی سفیر متعینہ پیرس سے بڑی لمبی گفتگو ہوئی۔ باوجود ان خبروں کے کہ ترک لامذہب ہیں یہ مسرت کا موجب تھا۔ کہ میں نے ان کو قرآن مجید پڑھتے پایا۔ . . . . . وہ ایک نہایت مخلص مسلمان ہے۔ نہ صرف وہ خود بلکہ ترکی سفارت کا سارا عملہ ہی اسلام کے رنگ میں رنگین ہے۔

سیرالیون سے دوسرا خط

سیرالیون میں اسلام سرعت سے پھیل رہا ہے۔ چنانچہ برادر ہارون صاحب لکھتے ہیں کہ میری درخواست شمولیت جماعت احمدیہ قبول فرماکر مشکور فرمائیں۔ میری والدہ کے نام آپ کا اخبار آیا کرتا ہے۔ جسنے میری رہبری کی اور میرے خیالات و اخلاق پر بڑا نیک اثر ڈالا۔ اور میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ گو میں پیدائشی مسلمان ہوں۔ لیکن مجھے یہ بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں اور میرے جیسے سینکڑوں نوجوان مسلمان اپنے مذہب سے بالکل بے بہرہ اور غفلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور جن لوگوں کو دین سے کچھ واقفیت ہے وہ تنت بد اعمال ہیں اور تعلیم اسلامی پر عمل نہیں کرتے۔ اکثر لوگ یہاں مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی تعلیم اسلامی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ تعلیم اسلامی سے مجھے آگاہ کرتے رہیں گے۔ کیونکہ عیسائیوں کے ساتھ ہمیں اکثر تبادلہ خیالات کا موقع رہتا ہے۔ اور کئی علم کے خدا کے فضل سے ہم کامیاب ہوتے ہیں۔ حال ہی میں ایک عیسائی دوست کے ساتھ میں کچھ عرصہ تک گفتگو کرتا رہا جو آخر صداقت اسلام کا قائل ہوکر مسلمان ہوگیا۔ یقین ہے کہ آپ کی انجمن کے ذریعے اس تاریک ملک میں بہت سی روشنی پھیل جائے گی۔ اور ہزارہا غیر مسلم لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوجائینگے چار شلنگ چندہ ارسال خدمت ہے۔ گو یہ حقیر رقم ہے لیکن میرے جیسے غریب آدمی کے لئے فی الحال اتنی ہی وسعت تھی۔ جہاں ہوسکے گا میں آئندہ بھی امداد انجمن میں کچھ نہ کچھ بھیجتا رہوں گا سب برادران کو سلام علیک۔

سیرالیون سے تیسرا خط

ہمشیرہ فاطمہ صاحبہ والدہ ہارون لکھتی ہیں . . . . . آپ کا ۱۳ رجنوری کا خط ملا تھا۔ میں مشکور ہوں۔ اپنا چندہ پانچ شلنگ ارسال خدمت کرتی ہوں۔ امید ہے آپ میرے بچے کو بھی اپنی جماعت میں شامل کرلیں گے۔ میرے لڑکے نے جو ۴ مارچ ۱۹۰۹ء پیدا ہوا تھا۔ ہائی سکول کا امتحان پاس کرلیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ اسے ولایت میں قانونی تعلیم دلائی جائے۔ میرا کاروبار عمدہ طور پر چل رہا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ میری دکان میں چوری ہوگئی اور بعد ازاں چند روز ہوئے میرے گھر کو آگ لگادی جس سے سارا کا سارا اثاثہ ضایع ہوگیا۔ لیکن یہ خدا کی طرف سے امتحان تھا جسے میں نے نہایت صبر سے برداشت کیا۔ میرا خاوند المامی عیز دانی ۲۹ رجولائی ۱۹۱۶ء کو وفات پاگیا۔ وہ مئی ۱۹۱۰ء میں انگلینڈ گیا تھا۔ جہاں وہ امام نماز بنایا گیا تھا۔

مراسلہ نگار حضرات مضمون کو صاف اور خوشخط تحریر فرمایا کریں۔

اخبار احمدیہ

حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب ۱۴ رجون کو شب کی گاڑی سے کوہ مری تشریف لے گئے۔ جہاں آپ تمام موسم گرما بسر کریں گے

تبلیغ - اس ہفتہ میں چار طلبہ جو قریباً فارغ التحصیل ہوچکے تھے تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے باہر کے علاقوں میں بھیجے گئے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ہمارے احمدی بھائی مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل سری نگر کشمیر تبلیغ و اشاعت اسلام کے معاملہ میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے متعلق کشمیر کے ایک نامہ نگار نے اخبار کشمیری لاہور کو لکھا ہے کہ سری نگر مشن ہائی سکول کے دس مسلمان طالب علم عیسائی ہونے کو بالکل تیار تھے۔ اگر مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل ان کے شکوک رفع نہ کرتے۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بغرض تبلیغ سناتن دھرم سبھا (ضلع کانگڑہ) تشریف لے گئے ہیں۔

نتائج امتحان - پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس کا نتیجہ شائع ہوگیا ہے۔ اس سال کے نتیجہ انٹرنس کو ملحوظ رکھکر ہمارے دو نوں مدرسوں کے نتائج تسلی بخش ہیں۔ مسلم ہائی سکول لاہور سے ۴۴ لڑکے امتحان میں شامل ہوئے تھے۔ جس میں سے ۲۷ کامیاب ہوئے ہیں۔ مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے ۱۵ طلبہ میں سے ۱۱ کامیاب ہوئے ہیں۔

لاہور سکول - مسلم ہائی سکول لاہور نے یکم اپریل سے ایک سال کے لئے دو روپے ماہوار کا ایک وظیفہ اس لڑکے کے لئے مقرر کیا ہے جو

Best friend to animals

(سب سے بڑھ کر شفیق حیوانات) ثابت ہو یہ وظیفہ قاضی محمد اکرم صاحب ڈرل انسٹرکٹر ٹریننگ کالج لاہور نے دینا منظور کیا چنانچہ اس کے لئے سٹاف سے رپورٹ طلب کی گئی۔ اور تمام رپورٹیں فیصلہ کے لئے ایک بورڈ کے سپرد کی گئیں۔ بورڈ نے بعد تحقیقات یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ وظیفہ مرزا اظہر بیگ طالب علم کو دیا جائے۔

اس سکول میں جنرل نالج (تاریخ و جغرافیہ) ٹیچر کی اسامی پر منشی احمد الدین صاحب سہگل ایم۔اے۔ بی ٹی کو تعینات کیا گیا۔

گارڈن پارٹی - خانصاحب بابو منظور الٰہی صاحب انسپکٹر آف ٹیلیگراف لاہور کے صاحبزادے بابو فضل الٰہی صاحب امسال انٹرنس کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں خانصاحب نے احمدیہ بلڈنگس کے تمام احباب طلبائے تبلیغ۔ اور مسلم سکول کے اساتذہ اور بعض طلبہ کو پر تکلف دعوت افطار دی۔

مسیح موعود نمبر - اخبار پیغام صلح کا مسیح موعود نمبر ۳۰ رجون ۱۹۳۲ء کو نہایت آب و تاب سے شائع ہوگا۔ احمدی حضرات کے علاوہ اور بہت سے اہل قلم مسلم و غیر مسلم اصحاب کے مضامین ہونگے حضرت مسیح موعود کا فوٹو بھی ہوگا۔ اس پرچہ کو ایک تبلیغی رسالہ سمجھئے اور اس کی بہت سی کاپیاں خرید کر دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کیجئے۔ قیمت فی پرچہ ۲ر ہوگی۔ تمام فرمائشیں ۲۰ رجون سے پیشتر دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ (منیجر پیغام صلح)

تبلیغی ٹریکٹ - حضرت امیر ایدہ اللہ کا تصنیف کردہ ٹریکٹ "مسیح موعود اور ختم نبوت" دوبارہ چھپ گیا ہے۔ اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے تھے۔ اور انہوں نے خود اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے سربرآوردہ مریدوں کے پہلے عقائد پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن جن علاقوں میں اس کی ضرورت ہو وہاں کے احباب دفتر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مفت طلب کرسکتے ہیں

ولادت - شیخ عبدالحق صاحب (دہلی) کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے۔ اور اس کو اپنے والد کی طرح خادم دین بنائے۔

رشتہ - ہمارے ایک دوست کو جو زمیندار اور سب انسپکٹر پولیس ہیں۔ نوجوان اور خوش شکل ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ خاندان زمیندار ہونا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ نمبر ۳

ریاست ریوان میں سنگھٹنی راج

نمازیوں کو گالیاں اور مسجد کی بے حرمتی

مسلمانوں کی فریاد اور پولیس کی بیداد

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

آریوں کو اسلام اور مسلمانوں سے جو عداوت ہے وہ کسی واقف حال سے پوشیدہ نہیں۔ ہندوستان میں اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جس قدر تحریکات جاری ہیں ان کی باگ انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور ان میں نمایاں حصہ یہی لوگ لیتے ہیں۔ وہ صرف یہ نہیں چاہتے کہ ہندوستان میں ان کا راج ہو بلکہ سنگھٹن کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں ایک ایسا دور دورہ ہو۔ اس تمام جد وجہد سے ان کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو بھی دوسرا اندلس بنا دیا جائے اور مسلمانوں کو یہاں سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ یوں تو یہ جد وجہد ملک کے ہر حصہ میں جاری ہے لیکن بعض ہندو ریاستوں میں جہاں آریوں کا زور ہے اس خیال کو عملی صورت میں لانے کے لئے خاص طور پر کوشش کی جا رہی ہے۔ شدھی کے معاملہ میں ریاست بھرتپور وغیرہ نے جو روش اختیار کی تھی اس سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ آریوں کی علانیہ پیٹھ ٹھونکی گئی اور انہیں ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچائی گئیں۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے مشکلات پیدا کی گئیں۔ شدھی کے بعد بھرتپور کی تین مسجدوں کو شہید کیا جانا اور مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو سخت صدمہ پہنچانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ ہندو ریاستیں جن کی حکومت میں آریوں کو دخل ہے سنگھٹن کے دائرہ عمل کو ہر جائز و ناجائز طریق سے وسیع کرنے میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اور کتنی ایسی ہندو ریاستیں ہیں جن کے اندر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے اس قسم کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں کہ اس قسم کی ہندو ریاستوں میں ان کے بھائیوں پر کیا کچھ ستم ڈھایا جا رہا ہے۔ لیکن اگر تفتیش کی جائے تو بہت سی ریاستوں میں یہی نقشہ نظر آئے گا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ سب کی سب ریاستیں اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ لیکن ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ایسی ریاستیں بہت کم ہیں جن میں یہ وبا نہیں پہنچی۔ بھرتپور کا قصہ تو پرانا پڑ چکا ہے۔ اب ایک اور ریاست میں آریوں نے ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کئے ہیں۔ یہ ریاست ریوان ہے۔

ریاست ریوان صوبہ متوسط میں ایک بہت بڑی ہندو ریاست ہے۔ جو مختلف قومیں اس ریاست میں آباد ہیں ان کی تعداد ۱۹۲۱ء کی رپورٹ مردم شماری کے مطابق حسب ذیل ہے۔

ہندو ۱۰ ۱۲۰۸۰۳ [illegible] - سکھ ۹ - جین ۲۰۳ - جنگلی ۱۰
مسلمان ۲۴۳۳ - عیسائی ۱۳۵ - پارسی ۸ کل آبادی ۱۴۳۱۳۱۵ ہے۔ [illegible] وقت مسلمان ریاست کے اندر مذہبی تعصب کا [illegible]

اب سے قریباً تین سال پیشتر ایک مسلمان مولوی رحمن علی خاں کونسل کے ممبر بھی تھے۔ اور وکلا۔ محکمہ انجینرنگ۔ محکمہ فوج اور پولیس اور سول میں چند مسلمانوں کے نام بھی نظر آ جاتے تھے۔ لیکن ان میں جو آج باقی ہیں وہ بعض متعصب حکام کی نگاہ میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں اور کوئی دن کے مہمان ہیں۔ انہیں ہر وقت یہ اندیشہ دامنگیر رہتا ہے کہ کسی نہ کسی دن تفرید کا شکار ہو جائیں گے۔

مہاراجہ آنجہانی فوج کے مسلمان افسروں اور سپاہیوں کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ان کو اپنی مسلمان رعایا کے مذہبی جذبات کا اس قدر پاس تھا کہ ہمیشہ عیدین کی نمازوں میں فوج کے ساتھ عیدگاہ تک جاتے تھے۔ نماز کے قبل اور بعد سلامی میں توپیں سر کی جاتی تھیں انہوں نے اپنے عین حیات میں کبھی مسلمانوں کی دلشکنی گوارا نہ کی ہمیشہ انہیں ممنون احسان رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن افسوس کہ ان کی وفات کے بعد ریاست کے مسلمانوں پر آفات و مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے آریہ سماجی خیال کے لوگ ریاست میں دخیل ہوتے گئے اور مسلمان مذہبی ظلم و ستم کا شکار ہونے لگے۔

اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تمام ریاست میں بالخصوص ستنا میں جو جی۔ آئی۔ پی۔ آر پر اس ریاست کا ایک خوشنما شہر ہے۔ آریہ کا بہت زور ہو گیا ہے۔ اور وہ اپنی من مانی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ چونکہ ریاست ہندو ہے۔ اور ریاست کے چاروں کمشنر بھی ہندو ہیں۔ اور ریاست میں آبادی بھی ہندوؤں کی زیادہ ہے۔ اس لئے آریہ صاحب مذہبی دیوانگی کے جوش میں جو جی میں آتا ہے۔ کہہ اور کر گزرتے ہیں۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ امن و سلامتی کے ان دشمنوں نے جبکہ ستنا کی مسجد میں نمازی بھی موجود تھے۔ اس مسجد کی ایک سادھو کے ذریعہ بے حرمتی کرائی۔ اور نمازیوں کو ناگفتہ بہ کلمات کہلوائے۔ بے دست و پا مسلمان جو ہر طرح سے بے کس اور بے بس تھے۔ سوا اس کے دم بخود ہو رہنے کے اور کیا کر سکتے تھے۔ اگر وہ ان نہایت ہی مکروہ حرکت کرتے تو آریہ آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ اور خدا جانے غریب مسلمانوں کو کن کن مصائب اور مشکلات کے شکنجے میں کھینچا جاتا۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ اور اس معاملہ کی پولیس میں رپورٹ درج کرائی مگر آج تک کچھ بھی شنوائی نہ ہوئی۔ ہندو ریاست ہو آریہ زور ہو۔ پھر وہاں ایک ہندو سادھو کے خلاف مسلمانوں کی شکایت کون سن سکتا تھا۔

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

مسلمانوں کو کچلنے کے لئے ایک اور تدبیر بھی عمل میں لائی گئی ہے۔ حال ہی میں ریاست کے سکرٹری ریفنیو کمشنر نے حدود ریاست میں ایک سرکلر گشتی حکم، اس قسم کا شایع کیا ہے۔ کہ مسلمان جولاہوں اور دھنیوں کو چماروں اور کولیوں کے برابر سمجھا جائے۔ پنڈت مالوی جی نے تو محض زبانی فرمایا تھا کہ میں ایک مسلمان کو چمار سے بھی بدتر سمجھتا ہوں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مالوی جی کے شاگرد اس ریاست میں ان کے اس قول کو عملی صورت میں بھی لانا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے یہ پہلا قدم اٹھایا گیا ہے۔ اس حکم میں ایک گہری چال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ریاست میں چمار اور کولی عام طور پر کار بیگار کے لئے وقف سمجھے جاتے ہیں اب اس حکم کے ذریعہ مسلمان جولاہوں اور دھنیوں کو بھی اسی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ یعنی اب چماروں اور کولیوں کے ساتھ مسلمان بھی بیگار میں لئے جا سکتے ہیں۔

مناسب تو یہ تھا کہ چماروں اور کولیوں پر سے بھی بیگار کی رسم اٹھا کر تہذیب و شائستگی کا ثبوت دیا جاتا۔ جیسا کہ ملک کے اکثر مقامات پر ہو رہا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ غریب مسلمان بھی جو ریاست میں پہلے ہی سے کچلے جا رہے ہیں۔ پیس ڈالے گئے ہیں مسلمانوں کے لئے یہ سرکلر جس قدر خطرناک ہے وہ ظاہر ہے۔ ہم ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر والی ریوان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ اس قسم کے سنگھٹنی پروپیگنڈا سے اپنی ریاست کو محفوظ رکھیں۔ اور ایسی تمام سازشوں سے جو فرقہ وارانہ جذبات کو اشتعال دلانے والی ہوں۔ ریاست کو پاک کریں۔ کیونکہ ریاست کی حقیقی فلاح و بہبودی اسی میں ہے کہ ہر قوم کے جذبات و حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔ اگر سنگھٹنی افسروں کی باگ ڈور ڈھیلی چھوڑ دی گئی اور انہوں نے مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا تو یہ امر ریاست کے حق میں بہت مضر ثابت ہو گا۔

ہونا پڑے گا۔ مانا کہ مسلمان ریاست کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ لیکن آہ کھینچنے سے انہیں کون روک سکتا ہے۔ اور مظلوم کی آہ! خدا کی پناہ!! ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

بہادر راجپوت اور بزدل بنیئے

کسی مسلمان نے کہا تھا کہ ہندو ایک طویل عرصہ تک غلام رہے ہیں اس لئے ان کی ذہنیت غلامانہ ہے۔ اس پر بھائی پرمانند بہت بگڑے سنتے ہیں کہ اس سنگھٹنی مورخ نے مظفر نگر کے قریب ایک ہندو جلسہ میں اپنی صدارتی تقریر کرتے ہوئے اپنی تاریخ دانی کا کافی ثبوت دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"موجودہ ہندو ان بزرگوں کی اولاد ہیں جنھوں نے لاکھوں کی تعداد میں اپنے گلے مسلمانوں کے سامنے رکھدیئے لیکن اپنے دھرم کو نہ چھوڑا۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کی کثیر تعداد ان بزرگوں کی اولاد ہے۔ جنھوں نے خوف یا طمع کے لالچ سے اسلام قبول کر لیا۔ اس لئے موجودہ اسلامیان ہند کا ہندوؤں پر اس قسم کا آوازہ کسنا ایک طرح سے اپنے سر پر خاک ڈالنا ہے"۔

واہ! اس تاریخ دانی کے کیا کہنے۔ امید ہے کہ سوامی دیانند کی روح پرفتوح عالم ارواح میں اپنے اس قابل شاگرد کے اس عجیب تاریخی نکتہ پر پھڑک اٹھی ہوگی۔ اس وقت ہندوستان میں زیادہ تر راجپوت یا دوسری جنگجو قومیں ہی مسلمان نظر آتی ہیں۔ اور یہ امر تاریخ ہند سے ظاہر ہے کہ مسلمان حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے والے کاٹری اور بنیئے نہ تھے بلکہ انہی راجپوتوں کے بہادر بزرگ تھے۔ جب تک وہ اسلام سے ناواقف تھے انہوں نے مسلمانوں کا ہر طرح سے مقابلہ کیا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ہندو مذہب نہایت بودا مذہب ہے۔ جس میں وام مارگی بیچ مارگی اور چولی مارگی جیسے ننگ انسانیت فرقے پائے جاتے ہیں اور اس میں بعض ایسے فرقے بھی ہیں جیسے کاپڑی کہ ان میں ننگ جلیسی کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ تو ان شریف بہادروں نے اس ہندو مذہب کو جس کی غلامی اس کے تمام تر ہی سے ظاہر ہے چھوڑ کر اسلام قبول کیا جو بہادروں اور شجاعوں کا مذہب ہے۔ اس طرح یہ نومسلم قومیں جو پہلے شاہی قومیں تھیں اسلام لانے کے بعد بھی شاہی قوم ہی رہیں۔ لیکن بھائی پرمانند کے بزرگوں اور تمام کاڑیوں اور بنیوں نے مسلمانوں کی شمشیر خارا شگاف سے ڈر کر ان کی غلامی قبول کی۔ اور کئی صدیوں تک اس غلامی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے رہے۔

موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کے بزرگوں کے متعلق یہ ہرزہ سرائی کرنا کہ انہوں نے خوف یا طمع کے سبب سے اسلام قبول کر لیا تھا ایسا شرمناک جھوٹ ہے جس کی تردید تاریخ ہند کا ایک ایک صفحہ کر رہا ہے وہ بہادر اور برسر حکومت قومیں جو مسلمان حملہ آوروں کے مقابلہ میں سب سے پہلے صف آرا ہوئیں۔ خوف یا طمع سے اسلام کو کیونکر قبول کر سکتی تھیں۔ تبدیل مذہب کے لئے جرأت اور مردانگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے بزرگوں میں یہ اوصاف موجود تھے۔ انہوں نے اخلاقی جرأت سے کام لے کر اسلام کو جسے انہوں نے اپنے مذہب کے مقابلہ میں نہایت اعلیٰ و ارفع اور سچا دین پایا۔ قبول کیا۔ لیکن کاڑی بنیئے اور برہمن اکثر اس نعمت سے محروم رہے۔ کیونکہ وہ بوجہ اپنی بزدلی کے اس حق کا اعلان نہ کر سکے۔ چنانچہ ان لوگوں کا بزدل اور لالچی ہونا آج تک ضرب المثل ہے۔ اگر مسلمان ہندوستان میں بزور شمشیر اسلام پھیلانا چاہتے تو یہ بیچارے اسلامی تلوار کی جھلک دیکھتے ہی رام رام کو چھوڑ کر اللہ اللہ پکارنا شروع کر دیتے۔ آج تک جو بھائی پرمانند اور ان کے کاڑی بھائی ہندو بنے بیٹھے ہیں۔ تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے بزرگوں نے اسلامی تلوار کے آگے گردنیں رکھدی تھیں۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں نے اپنے مذہب کو بزور شمشیر پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ اگر مسلمان ان کے بزرگوں کو ذرا بھی دھمکی دیتے تو آج بھائی پرمانند دھوتی پوش پرمانند نہ ہوتے بلکہ اس کے بجائے خوش وضع حلقہ بگوش اسلام بنے ہوئے نظر آتے۔

ایرانی اور جماعت احمدیہ لاہور

ہندوستان کے اسلامی علما تو احمدیوں پر کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں اور انہیں اس جماعت کے اندر کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ لیکن بیرونی اسلامی دنیا کے مسلمان جماعت احمدیہ کے متعلق جو رائے رکھتے ہیں وہ خود انہی کی زبان سے سننے کے قابل ہے۔ چنانچہ طہران کے روزنامہ "اقدام" نے اسلامی دنیا کی تبلیغی انجمنوں کے ذکر میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

گزشتہ چند سال میں تمام دنیا میں عموماً اور ممالک یورپ و امریکہ میں خصوصاً تبلیغ اسلام کا کام نہایت زور سے کیا گیا ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے ہندوستان میں بہت سی اسلامی انجمنیں قائم ہوئی ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے جس کا مرکز شہر لاہور (ہندوستان) میں ہے۔ تقریباً دس سال سے یہ انجمن قائم ہے۔ اور اس کے رئیس مولوی محمد علی صاحب ہیں جو بہت سی انگریزی اور اردو کتابوں کے مصنف ہیں۔ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ و تفسیر بھی آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اس انجمن کی ایک شاخ لندن میں ہے۔ اور لندن سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ایک مسجد بھی ہے۔ اس شاخ کے ذریعہ تین ہزار سے زائد انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ جن میں حاجی لارڈ ہیڈلے اور سر آرچی بالڈ ہیملٹن جو انگلستان کے رؤسا میں سے ہیں۔ شامل ہیں۔ لندن شاخ کے رئیس حاجی خواجہ کمال الدین صاحب ہیں جو آج کل حاجی لارڈ ہیڈلے کی معیت میں تبلیغ اسلام کی غرض سے جنوبی افریقہ میں تشریف لے گئے ہیں۔ لندن سے ایک انگریزی ماہوار رسالہ "اسلامک ریویو" بھی شائع ہوتا ہے۔ مبلغین انگریز نو مسلموں کی سہولت کے لئے احادیث نبوی کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ خود ہندوستان میں اس انجمن کے متعدد اخبارات و رسائل مختلف زبانوں میں شائع ہوتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک عظیم الشان کتب خانہ کے علاوہ ایک عالی شان مدرسہ (مراد دار التبلیغ اسلام) بھی قائم کر رکھا ہے جس میں دنیا کے مختلف ممالک سے طلبہ آ کر علوم دین متعلقہ تبلیغ اسلام سیکھتے ہیں۔ اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد تبلیغ دین حنیف کے لئے اطراف و اکناف عالم کا سفر اختیار کرتے ہیں۔

اخباری مفت خورے

یوں تو دنیا میں مفت خوروں کی کبھی بھی کمی نہیں ہوئی لیکن اس مہذب زمانہ میں تہذیب جدید کی بدولت اس برادری میں ایک خاص اضافہ ہوا ہے۔ آج کل مفت خوروں کا ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے جس کا نام ہے اخباری مفت خورے۔ ان کا دستور یہ ہے کہ سال سال بھر اخبارات وصول کرتے رہتے ہیں۔ اور جب ان کی خدمت میں وی پی بھیجا جاتا ہے تو ان میں سے بعض تو وی پی وصول کرنے سے صاف انکار کر دیتے ہیں اور بعض مختلف حیلے اور بہانے تراشتے ہیں۔ کوئی لکھ دیتا ہے کہ مکتوب الیہ باہر ہے لہذا واپس ہے۔ کوئی لکھ دیتا ہے کہ مکتوب الیہ گھر پر نہیں کہیں چلا گیا ہے۔ انہیں سے بعض جو اس مفت خوری میں کمال رکھتے ہیں۔ اور پیسہ ادا کرنے کے بجائے عدم آباد پہنچ جانا زیادہ سہل سمجھتے ہیں یہاں تک لکھ دیتے ہیں کہ "مکتوب الیہ کا انتقال ہو گیا ہے لہذا واپس ہے۔"

ہمیں شکایت تھی کہ شاید ہمیں ہی ایسے مہذب لوگوں سے پڑا ہے۔ لیکن اب تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بعض اور معاصرین بھی اس مہذب مفت خوری کے ہاتھوں نالاں ہیں۔ چنانچہ امرتسری معاصر "مسلم راجپوت" نے ایک بزرگ کو وی پی بھیجا۔ جو واپس آ گیا ان الفاظ کے ساتھ۔

"مکتوب الیہ کا انتقال ہو گیا ہے لہذا وہ اخبار لینے سے انکاری ہیں۔"

اس پر معاصر موصوف لکھتا ہے:-

"یہ مکتوب الیہ صاحب جب تک زندہ رہے انہوں نے اخبار لینے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ مگر جب اخبار کا وی پی پہنچا تو وہ مر گئے۔ اور مرنے کے بعد وی پی کی وصولی سے انکار کر دیا۔"

اگر معاصر موصوف ان کو زندہ کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کی ترکیب آسان ہی ہے۔ اخبار ان کے نام مفت جاری کر دے۔ وہ زندہ ہو جائیں گے اگر زندہ نہ بھی ہوئے تو کم از کم اخبار لینے سے تو انکار نہیں کریں گے۔ کیونکہ قبر میں بیٹھ کر اخبار پڑھنا تو آسان ہے۔ البتہ وی پی وصول کرنا مشکل ہے۔

بے فکروں کی فکر رسا

مسلمانوں کے موجودہ انحطاط قومی اور تنزل مذہبی کے اسباب کی اگر ایک فہرست تیار کی جائے۔ تو اس میں سب سے بڑا سبب اس مفت خور گروہ کا وجود نظر آئے گا جس نے عامۃ المسلمین کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر ان کی مذہبی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے اور اپنی من مانی کارروائیاں کرنے کے لئے ان کو تاریکی و ضلالت کے عمیق گڑھے میں گرا رکھا ہے۔ ہندوستان میں اس بے فکر گروہ کے ہر فرد کو "مولوی صاحب" کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ کہنے کو تو یہ لوگ اپنے آپ کو وارث انبیا کہتے ہیں لیکن اصلیت یہ ہے کہ انبیا اور ان کی تعلیم کو بدنام کرنے والا اس سے بدتر اور کوئی گروہ نہ ہو گا۔ یہ وہ طبقہ ہے جو دوستی کے پردے میں اسلام کے ساتھ دشمنی کرتا ہے مذہب کی آڑ میں اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ عام مسلمانوں میں جو دماغی غلامی، تنگ خیالی، تعصب، جہالت اور باہمی بغض، عداوت وغیرہ مذموم باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ اسی مقدس گروہ کی رہین منت ہیں۔ جب تک مسلمان ان زاہدان سالوس کی قیادت و ارادت میں ہیں تب تک ان کا اس موجودہ پستی و نکبت سے نکل کر بام رفعت پر پہنچنا ناممکن ہے۔

نئی روشنی کے مسلمان جنہوں نے مغربی تعلیم پائی ہے اس راز کو ایک عرصہ سے سمجھ چکے ہیں۔ کہ جب تک اس استبداد پرست اور تاریک خیال جماعت کی غلامی سے مسلمانوں کو آزاد نہ کرایا جائیگا تب تک مسلمان دنیا میں کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب پرانی وضع کے بعض بزرگوں کو بھی اس طرف توجہ ہوئی اور وہ اس گر کو سمجھ گئے ہیں۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب بھی ایسے ہی بزرگوں میں سے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے اصل مرض کی تشخیص کر لی ہے۔ اور اس کا علاج شروع کر دیا ہے۔ اس علاج کا ابتدائی نسخہ انہوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ان گمراہ کن رہبروں کے پوست کندہ حالات شائع کئے جائیں۔ تاکہ ان کے پیروؤں کو ان مدعیان زہد و تقوی کی اندرونی حالت کا علم ہو جائے اور اس طرح وہ ان کی غلامی سے آزاد ہوں۔ چنانچہ حال ہی میں جناب خواجہ صاحب نے مولویوں کے پس پردہ حالات کا ایک سین اس طرح پر دکھایا ہے

"مولوی صاحب چاہے خود بوڑھے ہوں لیکن شادی ہمیشہ جوان اور کنواری لڑکی سے کرتے ہیں۔ ان کا قول تو یہ ہے کہ ہم شادی کرنے میں رسول اللہ کی پیروی کرتے ہیں۔ مگر رسول اللہ کی اکثر بیویاں بڑی عمر کی تھیں۔ اور رسول اللہ نے سیاسی اغراض کے لئے بوڑھی عورتوں سے شادیاں کی تھیں۔ صرف دو تین بیویاں آپ کی جوان تھیں۔ باقی سب بڑھیا تھیں۔ اگر مولوی صاحب واقعی سنت کی پیروی کرتے تو تلاش کر کے بڑھیا عورتوں سے نکاح کرتے۔ ہر جگہ جوان اور کنواری لڑکیوں کو تلاش کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ ایسے مولوی محض نفس کے غلام ہیں۔ شریعت اور سنت کی پیروی سے ان کو کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

دعوتوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملتے ہیں۔ مسجدوں میں آرام سے بیٹھے روٹی کھاتے ہیں۔ اس واسطے ان کی نفسانی خواہشات بہت غالب ہیں۔

اگر ان کو کئی شادیاں کرنی ضروری معلوم ہوتی ہیں تو بیوہ اور بڑی عمر کی محتاج اور لاوارث عورتوں سے نکاح کریں ہماری جوان اور کنواری لڑکیوں کی زندگی کو تو تباہ و برباد نہ کریں"

ایک بات جو ہم خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے وہ یہ ہے کہ اس مرض میں صرف مولوی ہی گرفتار نہیں بلکہ یہ وبا اب بعض نئی روشنی کے پیروؤں تک بھی پہنچ گئی ہے۔ بہتر ہو اگر مولویوں کے ساتھ ان پیروؤں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

ممالک غیر میں اسلام کا علمبردار

گزشتہ سال سے ترکی میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ آیا نماز ترکی میں ہو یا عربی میں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ جریدہ "مسلمان" کلکتہ کے ایک نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ نے ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ وہاں نماز کو ترکی زبان میں ادا کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ جو روز بروز ترقی پذیر ہے۔ اور اس نے علمائے ہند سے استصواب کیا تھا۔ کہ اس معاملہ میں اپنی رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔ لیکن علمائے ہند کو ایسے کاموں کے لئے فرصت کہاں۔ انگریزی معاصر "لائٹ" لاہور نے اس پر ایک مبسوط و مشرح مضمون لکھا۔ جس میں نماز عربی زبان ہی میں قائم رکھنے کی پرزور تائید کی۔ اس قابل قدر مضمون کا سلطنت ترکی کے طرز عمل پر جو اثر پڑا۔ اس کو وہی نامہ نگار اس طرح پر بیان کرتا ہے۔

"میری نظر سے بجز "لائٹ" لاہور کے اور کوئی اخبار نہیں گزرا جس نے اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہو۔ "لائٹ" کے مضمون کو ترکی اخبارات نے شائع کیا۔ اور تغیر پسندوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے بہت معاون ثابت ہوا۔ "لائٹ" نے یہ تو ضرور کہا کہ محض رسمی نماز فضول شے ہے۔ لیکن اس نے بزور مشورہ دیا کہ نماز میں ہمیں قرآن کے اصل الفاظ نہیں بدلنے چاہئیں۔ اور اپنا مفہوم ان کی بجائے نہیں ٹھونسنا چاہئے۔ بلکہ ہمیں چاہئے کہ ہم نے جس طرح اپنے آباؤ اجداد سے لیا ہے۔ بعینہ اسی طرح اپنی آئندہ نسلوں تک پہنچا دیں۔ ممکن ہے آئندہ نسلیں اس میں زیادہ گہری اور بڑی سچائی معلوم کریں۔ جسے ہم معلوم کرنے کے قابل نہیں۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر بحث کا خاتمہ ہو گیا ہے۔"

اسی قسم کی دوسری اطلاعات سے جو دوسرے ممالک سے اخبار "لائٹ" کے متعلق آتی رہتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ معزز معاصر دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی نہایت بیش بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے کاش مسلمانان ہند اس کی اہمیت کو سمجھتے۔ اور اس کی اشاعت و ترقی کے لئے سرگرم کوشش کرتے۔

پنجاب کے دیہات میں ایک نیا فتنہ

گزشتہ چند روز سے مختلف حصوں سے مسجدوں کے شہید ہونے کی خبریں آ رہی ہیں۔ پہلے یہ خبر موصول ہوئی تھی کہ موضع [illegible] ضلع امرتسر میں سکھوں کی ایک مسلح جماعت نے ایک مسجد شہید کر دی ہے۔ جس پر پولیس نے ۱۹ سکھوں کا چالان کیا ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ موضع بدھو کے ضلع شیخوپورہ میں سکھوں نے اذان بند کر دی ہے اور مسجد کی بے حرمتی کی ہے۔ حال ہی میں اسی قسم کی ایک اور متوحش خبر معاصر "زمیندار" میں شائع ہوئی ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کے علاقے میں ہندوؤں نے تین مسجدیں شہید کر دی ہیں۔ اور شیخ نیاز علی صاحب وکیل ملتان مقدمہ کی پیروی ضلع مظفر گڑھ میں کرنے والے ہیں۔ معابد اسلامی کی یہ توہین اور بے حرمتی مسلمانوں کے انتشار ہی کی وجہ سے ہے۔ اس قسم کے تمام افسوسناک واقعات کا انسداد اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مسلمان متحد و منظم ہوں جب تک وہ اپنے قوائے منتشرہ کو جمع نہ کریں گے۔ وہ اس موجودہ ذلت و نکبت سے باہر نہیں نکل سکتے

حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس قسم کی اشتعال انگیز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ عبرتناک سزائیں دے۔ تاکہ آئندہ کے لئے ایسے مفسدہ پردازوں کو تنبیہ ہو اور فرقہ وارانہ فسادات کا خاتمہ ہو جائے۔

[illegible]

میں راجپال ملزم کو بائیس تئیس سال سے جانتا ہوں۔ میں ان سے کتابیں بھی خریدتا ہوں۔ کتابیں مذہبی ہوتی ہیں۔ میرے علم میں مہاشہ راجپال نے تقریر و تحریر کے ذریعہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کبھی نفرت نہیں پھیلائی۔ میں نے کوئی ایسا نوٹس اخبارات میں نہیں پڑھا جس میں اس کتاب کے خلاف مسلمانوں کے جلسہ کا ذکر ہو۔ میں آریہ سماجیوں کی طرف سے مناظر ہوں۔ میرے بے شمار مباحثے مسلمانوں کے ساتھ ہوئے ہیں میں نے مسلمانوں کی مذہبی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔

اس کے بعد وکیل صفائی نے حسب ذیل دو سوال کئے جن پر سرکاری وکیل نے اعتراض کیا۔ اور عدالت نے ان کی اجازت نہ دی

(۱) مصنف نے اس کتاب میں کچھ اپنی طرف سے لکھا ہے؟

(۲) جو کچھ اس کتاب میں درج ہے وہ آپ بتا سکتے ہیں کہ کونسی کتاب سے لیا گیا ہے؟

وکیل صفائی۔ جن کتابوں سے یہ عبارتیں لی گئی ہیں ان کے مصنف کون ہیں؟

گواہ۔ اس کتاب میں جو عبارتیں ہیں وہ ان کتابوں سے لی گئی ہیں جن میں سے بعض کے مصنف مسلمان بھی ہیں۔

وکیل صفائی۔ یہ کتابیں حضرت محمدؐ کی زندگی میں لکھی گئی تھیں؟

گواہ۔ ان میں سے کوئی کتاب بھی حضرتؐ کی زندگی میں نہیں لکھی گئی تھی اس کے بعد مقدمہ اگلے روز کے لئے ملتوی ہو گیا۔

۴ر جون کی کارروائی

لالہ چرنجی لال جوائنٹ ایڈیٹر بندے ماترم نے وکیل صفائی کے سوالات کے جواب میں مزید بیان یہ دیا کہ میرے علم میں کوئی اسلامی کتاب ایسی نہیں جو حضرت محمدؐ کی زندگی میں لکھی گئی ہو۔ اس کے بعد وکیل صفائی نے چند ایک سوالات کئے جن پر سرکاری وکیل نے اعتراض کیا اور عدالت نے ان کی اجازت نہ دی

سرکاری وکیل کی جرح

سرکاری وکیل کی جرح پر گواہ نے حسب ذیل بیان دیا۔

میں نہ عربی سے اردو میں ترجمہ کرسکتا ہوں نہ اردو سے عربی میں۔ میں عربی رسم الخط بھی نہیں کہہ سکتا۔ میں مسلمانوں کے خلاف بحث نہیں کرتا۔ میں آریہ سماج کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ بحث کرتا ہوں۔

اس کے بعد سرکاری وکیل نے سوال کیا کہ کیا آپ صرف آریہ سماج ہی کو سچا مذہب سمجھتے ہیں۔ وکیل صفائی نے اس پر اعتراض کیا۔ اور اس سوال کو غیر متعلق قرار دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ یہ گواہ بطور اکسپرٹ (ماہر) پیش نہیں کیا گیا۔ سرکاری وکیل نے کہا۔ کہ اگر یہ اکسپرٹ نہیں تو میں اس سوال کو چھوڑ دیتا ہوں۔

گواہ کا مزید بیان یہ تھا کہ میں مسلمانوں کے مذہب کا وہاں تک حامی ہوں جہاں تک اس میں سچائی ہے۔ میں آریہ سماجی ہوں۔ "رنگیلا رسول" کے متعلق اخبار بندے ماترم میں ایک مضمون نکلا تھا اور وہ میرا لکھا ہوا تھا۔ وہ مضمون مسلمانوں کے برخلاف نہیں میں اس کو پیش کرسکتا ہوں۔ جب یہ کتاب شایع ہوئی تھی۔ ان دنوں میں "بندے ماترم" میں ملازم نہ تھا۔ اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ اس کتاب کے متعلق ان دنوں بندے ماترم میں کوئی مضمون شایع ہوا ہے۔ راجپال میرا آریہ سماجی بھائی ہے۔

لالہ شام لال کی شہادت

اس کے بعد لالہ شام لال ایڈیٹر گرو گھنٹال نے وکیل صفائی کے استفسارات کے جواب میں بیان کیا کہ میں دس سال سے راجپال کو جانتا ہوں۔ میرا دفتر راجپال کی دکان کے بالائی حصہ میں ہے میرے خیال میں اس نے ہندو مسلمانوں کے درمیان تقریر یا تحریر کے ذریعے کبھی نفرت نہیں پھیلائی۔ راجپال بالکل پڑھا نہیں ہے میں نے اسلامی کتب تواریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کتابوں کے مصنف بعض مسلمان تھے۔ اور بعض یورپین۔ میں نے کتاب رنگیلا رسول بھی پڑھی ہے۔

سرکاری وکیل کی جرح

سرکاری وکیل کی جرح پر گواہ نے بیان کیا کہ میں اور راجپال ہر وقت اکٹھے نہیں رہتے۔ میں اخبار "کیسری" کا ایڈیٹر رہا ہوں جب اس میں اس مقدمہ کے خلاف مضمون نکلتے تھے۔ تو میں اس وقت بھی اس کا ایڈیٹر تھا۔ اگر وہ مضمون سامنے ہوں تو میں کہہ سکتا کہ وہ مضمون میرے لکھے ہوئے ہیں یا نہیں۔ دفعہ ۱۵۳ کے ماتحت حضرت محمدؐ کے خلاف مضمون لکھنے کی بنا پر مجھ پر مقدمہ چلا تھا۔ میں نو مہینے سے گرو گھنٹال کا مالک اور ایڈیٹر ہوں۔ اس سے پہلے مجھے اس اخبار سے کچھ تعلق نہ تھا۔ جب گرو گھنٹال پر مقدمہ چلا تھا تو اس مقدمہ میں مجھے بھی ملزم گردانا گیا تھا۔ اس مقدمہ میں میرا بیان یہ تھا کہ میرا اخبار مذکور سے کوئی تعلق نہیں۔ گزشتہ تین ماہ کے اندر میں نے اپنے اخبار میں راجپال ملزم کے لئے یہ اپیل کی تھی کہ ہندوؤں کو اس کی مدد کرنی چاہئے۔ ملزم کے سوال پر گواہ نے بیان کیا۔ کہ گرو گھنٹال کے تعلق میں جو مقدمہ اس پر چلا تھا اس میں وہ بری کیا گیا تھا۔

ملزم کا اور کوئی گواہ حاضر نہ تھا۔ اس لئے مقدمہ ملتوی کیا گیا۔ آئندہ پیشی ۱۸ر جون کو ہوگی۔

ہندوستان

—— ۳۱ مئی تک جو اعداد معلوم ہو سکے ہیں ان کے مطابق ۹ ہزار حاجی کراچی سے ۱۵ ہزار بمبئی سے اور تین ہزار کلکتہ سے سوار ہوئے ہیں جن کی مجموعی تعداد ۲۷ ہزار ہوتی ہے۔

—— مجسٹریٹ ضلع لاہور نے بعض اردو و ہندی مقامی اخبارات کے ایڈیٹروں کو بلا کر یہ تنبیہ کی ہے کہ وہ اپنے اپنے اخبارات میں ایسی باتیں شایع نہ کریں جن سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات اور کشیدہ ہوں اور ان میں فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

—— اخبار انگلشمین کو معلوم ہوا ہے۔ کہ جدید اسلامیہ کالج کلکتہ کی مجلس عاملہ کی ممبری سے سر عبد الرحیم نے استعفا دے دیا ہے

—— ماہرین روحانیات اس خبر کو نہایت دلچسپی سے پڑھیں گے کہ ڈاکٹر گھوش جو ماڈرن ہائی سکول الہ آباد میں ہیں۔ روحوں کا فوٹو لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

—— ہلی شہر میں جو کلکتہ سے ۲۵ میل پر واقع ہے۔ ایک سن کے کارخانہ میں ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے۔ تقریباً بیس آدمیوں کے شدید چوٹیں آئی ہیں۔ اور ایک خطرناک حالت میں ہسپتال میں پڑا ہے۔ مسلح پولیس پہنچ چکی ہے۔ اور بیس آدمیوں کو گرفتار کر چکی ہے

—— کلکتہ میں کمشنر پولیس نے نقض امن کے اندیشہ سے ایک ہندو جلوس کا راستہ راستہ بدل دیا تھا۔ ہندو اس کے خلاف ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ۲ و ۳ جون کو بعض ہندو دکانداروں نے ہڑتال بھی کی

—— بیان کیا جاتا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر میں مہاراجہ کی اپنی عمارتوں پر یونین جیک کے بجائے ریاستی جھنڈے نصب کئے گئے ہیں۔

—— کلکتہ کے مارواڑیوں نے اپنے ایک جلسہ میں گورنمنٹ سے درخواست کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ بڑا بازار کے ہندوؤں کو اسلحہ کے لائسنس دیئے جائیں۔

—— نظام حیدر آباد دکن نے اس بات کا عزم لیا ہے کہ وہابیوں نے مکہ میں جن قبوں کو گرا دیا ہے ان کی مرمت اپنے خرچ سے کرائیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقصد کے لئے ایک انجینیر مکہ معظمہ بھیجا جا چکا ہے۔ غالباً اس کام پر کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

—— کلکتہ کی مشہور ذکریا مسجد جس کا ذکر فسادات کے سلسلہ میں ہوتا رہا۔ از سر نو تعمیر کی جائیگی۔ جس پر سات لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔

—— لاہور میں ایک انجمن شرقیہ (اورنٹیل سوسائٹی) قایم کی گئی ہے۔ جس کے صدر ترنیدر ناتھ اور نائب صدر شیخ عبد القادر صاحب ہیں۔ اس انجمن کا مقصد نایاب نسخوں کی اشاعت اور عام جلسے منعقد کرنے کے علاوہ سنسکرت۔ عربی اور فارسی زبان کی ترقی و اشاعت اور مشرقی علوم کے اساتذہ و معلمین کی حالت کو درست اور بہتر بنانا ہے۔ ہندوستان کے ہر دو فرقوں میں ایک علمی اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی غرض سے انجمن مذکور ہندو و مسلم ہر دو قوموں کے طلبہ کو وظائف دے گی جو ان سے سنسکرت اور عربی علوم و السنہ کی تعلیم حاصل کریں گے۔

—— کلکتہ میں جدید قانون تحفظ کی رو سے تین سو ہندوؤں اور مسلمانوں کی فہرست تیار کی گئی ہے۔ جن کو کلکتہ سے شہر بدر کرنا ضروری ہے۔

ممالک غیر

—— جنگ شام میں سات مقامات پر فرانسیسیوں کے حسب ذیل نقصانات ہوئے ہیں۔

—— ۱۲۵۸ سپاہی مارے گئے۔ جن میں کچھ افسر بھی شامل ہیں چار دبابات (ٹینکس) توڑ ڈالے گئے۔ ۱۵۱ گھوڑے۔ ۶ مشین گنیں ۲۷۵ سامان جنگ کے صندوق۔ ۸۷۵ بندوقیں دشمنوں کے ہاتھ لگیں۔ اس کے مقابل میں دروزیوں کے چھتیس آدمی شہید ہوئے اور ۵۰ آدمی معمولی طور سے زخمی ہوئے۔

—— جمعیتہ ترک احاقاری نے انقرہ میں ایک موتمر منعقد کی جس میں ایک تجویز کے ذریعہ وزارت داخلہ سے درخواست کی کہ وزارت ایک ایسا قانون نافذ کرے جس میں ان لوگوں کو جو ترکی میں مقیم ہیں ترکی کے علاوہ کسی دوسری زبان کے بولنے کی ممانعت کر دی جائے۔ اس تجویز کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ارمن۔ رومی۔ کرد اور ان طلبا کے لئے جو ترکی مدارس میں موجود ہیں۔ یا اس سے فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ ترکی کے علاوہ غیر زبان میں گفتگو کرنا جائز نہ ہوگا۔ گو دوسری زبان ان کی مادری زبان ہی کیوں نہ ہو۔

—— قسطنطنیہ میں ایک گفتگو کے دوران میں سفیر افغانستان نے کہا کہ ایشیائی (مشرق قریب) کے اعتبار سے ترکی ایرانی معاہدہ بہت اہم شے ہے۔ اس سے پہلے ایران افغانستان اور ترکی کے درمیان ایک حد فاصل تھا۔ لیکن آج ایران کی وہ حالت نہیں ہے۔ اس پر سفیر صاحب سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی مشترکہ معاہدہ ایران۔ افغانستان، ترکی اور روس کے درمیان مرتب ہو۔ تو اس پر سفیر صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں کسی امر کے متعلق جس کا تعلق ہر سہ حکومتوں سے ہو۔ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

—— فرانسیسی اور جرمنی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جس میں دونوں ممالک کے ذی اثر اور سربرآوردہ تجارت پیشہ حضرات شریک ہیں۔ کمیٹی کا دفتر پیرس اور برلن میں دونوں جگہ رہے گا۔ تاکہ خبروں اور اطلاعات کا تبادلہ ہو سکے۔

—— جمعیت اقوام نے اینڈن کے متعلق جو مشن متعین کیا تھا۔ وہ ۳۱ر مئی کو شاہ ایران کی خدمت میں باریاب ہونے کے بعد طہران سے یورپ کو روانہ ہو گیا۔

—— پروفیسر موسزکی جو ایک انجینیر ہیں۔ اور پلسڈکی کے نامزد کردہ امیدوار ہیں۔ جمہوریہ پولینڈ کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔

—— قضیہ موصل کے متعلق برطانوی اور ترکی گفت و شنید کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ہنوز سمجھوتہ کی شرائط پورے طور پر طے نہیں ہوئیں۔ امید کی جاتی ہے کہ گفتگو قابل اطمینان نتیجہ تک پہنچ جائے گی۔

—— حکومت اٹلی حکومت رومانیہ کو پندرہ لاکھ پونڈ کا قرضہ دے رہی ہے۔ اس قرضہ کے بڑے حصے کو حکومت رومانیہ اٹلی سے آب دوز کشتیوں کے خریدنے میں خرچ کرے گی۔

—— لندن کا اخبار "ڈیلی نیوز" لکھتا ہے کہ یونان کے سامان جنگ بھیجنے کی وجہ سے بعض سیاسی حلقوں میں بے چینی کا اظہار ہو رہا ہے حال میں یونان کے برطانوی اور فرانسیسی بری و بحری جنگی مشن کو برخاست کر دینے پر اٹلی نے جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے حکومت ترکیہ کو تشویش ہے۔ اور اسے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں اس پر حملہ نہ کیا جائے۔

—— فرانسیسیوں اور ہسپانیوں نے ریف کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا ہے۔ اب صرف دو قبیلے لڑ رہے ہیں۔ باقی تمام نے اطاعت قبول کر لی ہے۔ غازی عبد الکریم نے اپنے آپ کو فرانسیسیوں کے حوالے کر دیا ہے۔ اور تازہ پہنچ گئے ہیں ہسپانوی مطالبہ کر رہے ہیں کہ غازی عبد الکریم کو ان کے حوالے کر دیا جائے

—— قسطنطنیہ کی اطلاع مظہر ہے کہ وزیر صیغہ امور مذہبی نے ایک سرکاری اعلان اس مضمون کا شایع کیا ہے کہ ترکی زبان مساجد میں ممنوع قرار دی جاتی ہے۔ عربی زبان ہی تمام نمازوں اور دعاؤں وغیرہ میں استعمال کی جائے گی۔

—— سلطان ابن سعود نے حدود حجاز میں شراب نوشی اور علانیہ تماکو نوشی کی ممانعت کر دی ہے۔ جو شخص نماز باجماعت قصداً ترک

کریگا۔ اس کو قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

— قسطنطنیہ ۲ رجون۔ موسیو سراٹ اور توفیق پاشا وزیر خارجہ ترکی نے ترکی اور شام کے "معاہدہ رفاقت" پر دستخط کردیئے ہیں۔ یہی وہ معاہدہ ہے۔ جس کے لئے چند مہینے ہوئے موسیو ژودنیال اور فرانسیسی ہائی کمشنر متعینہ شام نے گفت و شنید شروع کی تھی۔

— عربی اخبارات کے بیان کے بموجب دروزیوں نے سویدا کا محاصرہ کرلیا ہے۔ اور فرانسیسی لشکر کی حالت نہایت ہی ابتر ہے۔ اخبار "الجدید" کا بیان ہے کہ فرانسیسی جنرل اندریا سویدا میں زخمی ہوگیا ہے۔ طبی امداد بیروت سے ہوائی جہاز کے ذریعے بھیجی گئی ہے۔

— فلسطین کی عربی جماعتوں میں طے پایا کہ ایک عام موتمر عربیہ منعقد کی جائے جس میں تمام عربی قوموں کے نمائندے شریک ہوں۔ موتمر عنقریب بیت المقدس میں منعقد ہوگی۔ اور مہتم بالشان امور پر غور کیا جائے گا۔

سفید بالوں کا دشمن

محققین یورپ بھی ایجادیں کرتے ہیں نت نئی کرتے ہیں۔ حال ہی میں دنیا کی بہترین معالج یعنی جرمن ڈاکٹروں نے ایک ایسی زبردست ایجاد کی ہے جو یقیناً دنیا میں سب سے پہلی ہے ذیل کا اشتہار کوئی معمولی ہندوستانی ایجاد نہیں ہے جس میں کچھ غرض ہو بلکہ یہ دنیا کے بہترین معالجوں کی سرگرم کوششوں اور سالہا سال کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔

دی رائل جرمن اسپیشل ہیئر ڈائی

یہ عجیب و غریب خضاب جرمن ڈاکٹروں نے بجلی کے ذریعہ کشید کرکے تمام دنیا پر زبردست احسان کیا ہے۔ یعنی اب بغیر خضاب لگائے بال سیاہ ہوجاتے ہیں اور پھر تمام عمر سفید نہیں ہوتے۔ آپ بھی تمام دنیا میں ہل چل پیدا کرنے والا یہ جرمنی خضاب (جسٹرڈ) آج ہی منگا کر تمام عمر کے لئے حجام خضابوں سے نجات حاصل کرلیجئے۔ یہ خضاب تمام عیبوں سے پاک ہے۔ نزلہ کا دشمن ہے۔ ان لوگوں کے لئے بھی بیش بہا تحفہ ہے جن کے جوانی ہی میں نزلہ کے باعث بال سفید ہوگئے ہوں۔ بلاشبہ صبح ان کے استعمال سے سفید بال جڑ سے سیاہ نکلتا ہے۔ جو عمر بھر سفید نہیں ہوتے۔ ساری عمر کا اقرار نامہ ہر پارسل کے ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی شیشی بس یوم چھ روپے۔ علاوہ محصولڈاک

المشتہر منیجر فردوس میڈیکل ہال برانچ ڈی گوجرانوالہ

باجلاس خانصاحب سردار محمد کریم داد خان صاحب آنریری سب جج درجہ چہارم تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخاں

سیٹھ دخاندان مشترکہ بھوجرام دکانسہ لام سیوا رام خوشی رام پسران جیرام جسینہ سکنائے دیوا بذریعہ کاسہ رام منیجر مدعیان ضلع ڈیرہ غازی خاں

بنام

عیبو ولد غلام محمد جٹ سکنہ موضع دیوا حال کورٹ شڈمین ملک بلوچستان مدعا علیہ

دعوے ۱۰۰ روپے۔ بقایا اصل معہ سود

بقایا اصل معہ برداشت نرخ۔ سود بموجب ہنڈی راتی ۱۱

۶۳ روپے   ۳۷ روپے

نمبر ۲۲۳ سال ۱۹۲۵ء۔ کلیانہ آٹھ آنے

اشتہار

بنام عیبو ولد غلام محمد جٹ سکنہ موضع دیوا حال کورٹ شڈمین ملک بلوچستان اندریں مقدمہ بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۳/۷/۱۹۲۶ حاضر عدالت ہذا ہوکر جواب دہی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ سلوک قانونی ہوگا۔ اور تمہاری عدم حاضری میں کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی

آج بتاریخ ۲۹ رمئی ۱۹۲۶ء کو بدست دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

خان صاحب سردار محمد کریم داد خاں صاحب آنریری سب جج درجہ چہارم ڈیوا

(مہر عدالت)

رشتہ کی ضرورت ہے

(۱) ایک دوست ملازم سرکار کو جو معزز عہدہ دار ہیں۔ اپنی تعلیم یافتہ لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ قوم کشمیری ہے۔ جلد درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری انجمن ہذا کو بھیجئے۔

اعلان

احمدیہ مسلم ہوسٹل

احمدیہ مسلم ہوسٹل یکم ستمبر ۱۹۲۶ء سے گزشتہ سال والی کوٹھی (مملوکہ ملک غلام محمد صاحب واقعہ ۳ بیڈن روڈ) میں موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پھر جاری ہوگا۔ اس کوٹھی میں تقریباً پچیس تیس طلبہ کے واسطے گنجائش ہوگی۔ احمدی طلبہ اور ان کے والدین کو بالخصوص اور دیگر مسلمانان پنجاب کو جن کے بچے لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ بالعموم اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ خبر نہایت ہی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس ہوسٹل کو یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے منظور کرلیا ہے۔ اور ماہوار امداد بھی مل رہی ہے۔ اس ہوسٹل کی واحد غرض نونہالان قوم کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا درست رکھنا ہے اور ان پر مذہب کی حقیقت کو بکلی واضح کرکے ان کے اندر مذہبی احساس پیدا کرنا ہے۔ نماز باجماعت۔ درس قرآن مجید اور ہفتہ وار لیکچروں کا انشاءاللہ باقاعدہ انتظام ہوگا۔ ہوسٹل انشاءاللہ العزیز یکم ستمبر ۱۹۲۶ء سے نئی کوٹھی میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر شروع ہوگا۔ انجمن نے اپنی گرہ سے کم و بیش سو ڈیڑھ سو روپے کا ماہوار خرچ برداشت کرنا منظور کیا ہے۔ ان طلبہ کے والدین کو جو امسال لاہور کے کالجوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ فیس داخلہ دو روپے فیس ماہوار پانچ روپے۔ خرچ خوراک جو طلبہ کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ تقریباً بارہ یا تیرہ روپے ماہوار ہے۔ درخواستیں برائے داخلہ یا مزید حالات دریافت کرنے کے واسطے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

شیخ محمد عبداللہ سپرنٹنڈنٹ احمدیہ مسلم ہوسٹل لاہور

نوٹ

بجلی گھر جو کہ اس کوٹھی کے قریب واقع ہے اور جس کی وجہ سے اس کوٹھی کو امسال چھوڑنا پڑا۔ اب عنقریب باہر شاہدرہ جا رہا ہے۔

پیغام صلح کے جن خریداروں کے ذمہ چندہ باقی ہے ان کو عرصہ سے چٹھیاں لکھی جا رہی ہیں اور وی پی بھیجے جا رہے ہیں۔ وی پی وصول کرنا اور چندہ بھیجنا ان کا فرض ہے۔ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ بعض احباب پورے ۳۶۵ دن گزر جانے کے بعد بھی ادائیگی چندہ کی طرف توجہ نہیں کرتے (منیجر)

سیرۃ خیر البشر انگریزی کی مفت تقسیم

ذیل کی لائبریریوں نے انجمن کی معرفت معطی صاحبان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ جن کے خرچ پر مندرجہ بالا کتاب انہیں بھیجی گئی تھی۔

وکٹوریہ انسٹی ٹیوٹ ہسٹینگز (انگلینڈ) — اہلیہ صاحبہ محمد منظور الٰہی
مسلم لائبریری عدن — چودہری ظہور احمد صاحب
پبلک لائبریری لیڈن (ہالینڈ) — ممتاز حسین شاہ صاحب
〃 ایتھنز (یونان) — ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
〃 سکوٹ لینڈ (انگلینڈ) — 〃
〃 برسلز (بلجیم) — 〃
〃 ساؤتھ پورٹ (انگلینڈ) — 〃
〃 ناٹنگھم (〃) — 〃
〃 ہٹرٹیفورڈ (〃) — 〃
〃 ولونسبری (〃) — 〃
〃 اڈنبرا (اسکاٹ لینڈ) — 〃
〃 برمنڈسی (انگلینڈ) — 〃
〃 سٹرٹفورڈ (〃) — 〃
〃 سینٹ ہیلنز (〃) — 〃
〃 کولمبو (سیلون) — 〃
〃 برلن (جرمنی) — 〃
〃 گراتز (آسٹریا) — اہلیہ صاحبہ چودہری ظہور احمد صاحب
〃 ڈلوچ (انگلینڈ)
〃 کارڈف (انگلینڈ) — اہلیہ صاحبہ سید محمد علی شاہ صاحب
〃 کانڈی (سیلون)
〃 برائٹن (انگلینڈ) — اہلیہ صاحبہ سید الطاف حسین شاہ صاحب
〃 کوپن ہیگن (ڈنمارک) — ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
〃 آکسفورڈ (انگلینڈ) — ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب
برٹش میوزیم لنڈن — 〃
پبلک لائبریری سینٹ البنز (انگلینڈ)
〃 مانچسٹر (〃) — ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
〃 پوپلر (〃)
〃 لیوشم (〃) — اہلیہ صاحبہ عبدالعزیز صاحب
〃 رچمنڈ (〃)
〃 آکسفورڈ شہر (〃)
〃 گلڈ ہال (〃)

اسسٹنٹ سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

مکرم بندہ زاد عنایتہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

اسلامیہ کالج لاہور کو ترقی دینے کی حال میں جو کوشش کی گئی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہوسکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت یہ قومی کالج ہر لحاظ سے پنجاب کی بہترین تعلیم گاہوں میں سے ہے۔ اور اسے اور بھی بہتر بنانے کی کوشش برابر جاری ہے۔

قومی اغراض کو مدنظر رکھ کر اس امر کی ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلمان اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ اور انٹرنس میں کامیاب ہونے والے جتنے زیادہ ہوسکیں ایف اے۔ یا ایف ایس سی کی جماعت میں داخل ہوں امید ہے کہ آپ اپنے ذاتی اثر سے کام لے کر اپنے شہر اور علاقہ کے تمام انٹرنس میں کامیاب شدہ طلبہ کو اسلامیہ کالج میں داخلہ کے لئے بھیج دیں گے۔ خصوصاً اول و دوم ڈویژن میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو انشاءاللہ کسی مسلمان طالب علم کو جو اسلامیہ کالج میں داخل ہونا چاہے گا۔ انکار نہ کیا جائے گا۔ ان دنوں جبکہ کالجوں میں داخلہ دن بدن مشکل ہو رہا ہے۔ اسلامیہ کالج کو غنیمت سمجھ کر قوم کو اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جہاں ہونہار مگر غریب مسلمان طلبہ کو معافی فیس و عطائے وظائف کے ذریعہ خاص امداد بھی دی جاتی ہے۔ چونکہ داخلہ شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے جتنی جلد آپ میرے اس عریضہ کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اتنا ہی زیادہ مفید ہوگا۔

روز افزوں قومی مشکلات کے دور کرنے کے لئے تعلیمی ترقی لابدی ہے۔ اور آپ کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ آپ اپنے علاقہ میں سعی بلیغ فرمائیں کہ مسلمان طلبہ اپنی تعلیمی ترقی جاری رکھیں۔ ورنہ مسلمانان پنجاب کی قومی خوشحالی بلکہ قومی زندگی معرض خطر میں ہے۔

نیازمند

عبدالعزیز آنریری سکرٹری

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

جلد ۱۴ || لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۴؍ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۶؍ مئی سنہ ۱۹۲۶ء || نمبر ۳۱

بارگاہ رسالت

(پنڈت ہری چند صاحب اختر۔ بی اے)

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا؟
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسرے کر دیا؟
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِ یتیم؟
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا؟

کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنا کر دیا!
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

ایک انگریز نومسلم اور تعلیم نسواں

انگریز نومسلم مولانا محمد مارماڈیوک پکتھال کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اخباری اور علمی دنیا میں ان کی شہرت مسلمہ ہے۔ پہلے آپ بمبئی کے انگریزی اخبار "بمبے کرانیکل" کے مدیر اعلیٰ تھے۔ اور آج کل گورنمنٹ ہائی سکول چادر گھاٹ حیدر آباد دکن کے پرنسپل ہیں۔ مسلم ایجوکیشنل کیرالہ نے آپ کو اپنے چوتھے سالانہ اجلاس کا جو ۵؍ مئی کو کوٹی چری (ملیبار) کے مقام پر منعقد ہوا۔ صدر تجویز کیا۔ آپ نے خطبۂ صدارت میں تعلیم نسواں کے متعلق جو کچھ فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(مدیر)

میں مردوں کی طرح عورتوں کی تعلیم کا بھی زبردست حامی ہوں اور تعلیم نسواں پر کسی قسم کی پابندی کو جائز نہیں سمجھتا۔ اسلام نے مرد اور عورت سب کے لئے علم کے دروازے یکساں طور پر کھول رکھے ہیں۔ اور ہمارے اسلاف کی مثالیں اس معاملہ میں ہماری دلیل راہ بن سکتی ہیں۔ لیکن چونکہ زندگی میں مرد اور عورت کے کام جدا ہیں۔ اس لئے دونوں کی تعلیم کا بھی علیحدہ علیحدہ ہونا ضروری ہے وقتاً فوقتاً طبقۂ نسواں سے کسی عورت کا ماہر دینیات، ماہر ادب اور ماہر قانون بن جانا مستثنیات سے ہے لیکن عورتوں کی عام تعلیم اسی واقعہ کے لئے ہونی چاہئے جس کو وہ زندگی میں پورا کرنے والی ہیں۔ ہماری عورتوں کا ملک ان کا گھر ہے ان کی تعلیم ایسی ہونی چاہئے جو ہر اسلامی گھر میں روشنی صحت ضبط سلیقہ اور عمدہ تربیت پیدا کر دے۔

مشرقی آنکھوں پر مغربی عینک کے اثر نے اہل مشرق کے دلوں میں ایک اضطراب پیدا کر رکھا ہے۔ جو یہ سمجھنے لگے ہیں کہ تعلیم نسواں ہی بعض ایسے معاشرتی نتائج کی ذمہ دار ہے جنہیں مشرق پسند نہیں کرتا۔ مغرب میں عورت کو قانونی حق حاصل نہیں۔ اس لئے وہاں عورتوں کی تعلیم نے اس جد و جہد کو پیدا کر رکھا ہے جو وہاں کی عورتوں نے مرد کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لیے جاری کر رکھی ہے۔ اسلام میں عورت کو ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں۔ اور اسلام نے عورتوں کو اپنی جائداد رکھنے اور بنانے کا پورا حق دے رکھا ہے اسلام کے رو سے نکاح ایک قسم کا معاہدہ ہے اور عورت کو حق حاصل ہے کہ شوہر سے تکالیف اٹھانے کی بنا پر علیحدگی اختیار کرے۔ اس لئے اصول تعلیم کے لئے روا نہ ہونے کے وقت مسلمان خواتین یورپین خواتین سے بالکل جداگانہ مقام پر چلیں گی۔ اور نتائج بھی جداگانہ ہی پیدا ہوں گے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ترکوں میں عورتوں کی تعلیم کے نتائج دیکھنے کے باوجود میں کس طرح زور دے سکتا ہوں۔ میرا جواب یہ ہے کہ ترکی میں مجھے کوئی ایسی

شک نہیں کہ ترکی میں ایک خاص قسم کی تعلیم ہے جو نہ اسلامی تھی نہ ترکی اور نہ مغربی تھی۔ ناکامی کی بعض ناخوشگوار مثالیں پائی جاتی ہیں۔ جو خواتین ترکی میں مذہبی قیود سے آزاد نظر آتی ہیں وہ فرانسیسی معلمات کی تربیت کا افسوسناک نتیجہ ہیں۔ جو انہیں گھر پر دی جاتی تھی۔ ان خواتین کے مطالعہ میں بعض ایسے ناول آئے جن سے وہ اعلیٰ تعلیم اور روشنی کا غلط مفہوم اپنے دماغ میں لے بیٹھیں۔ یہ خواتین ترکی کے وسیع طریق تعلیم نسواں کا نتیجہ نہیں۔ کیونکہ ابھی تو اس طریق کی ابتدا ہوئی ہے۔ یہ خواتین یورپ کی تعلیم نسواں کے بدترین نمونے ہیں۔

ترکی خواتین

ترکی خواتین ہندوستان کی مسلمان خواتین کی بہ نسبت ہمیشہ آزاد رہی ہیں۔ ترکی خواتین نہایت مضبوط سیرت رکھتی ہیں۔ اور ان کے قوائے دماغی اور روحانی مردوں سے زیادہ مستحکم ہوتے ہیں۔ وہ اپنے متعلقین سے پردہ نہیں کرتیں اور نہ دیہات میں جہاں وہ ہر شخص کو جانتی ہیں۔ وہ شہروں میں برقعے اوڑھے سہیلیوں کے میل ملاقات کے لئے آزادانہ پھرتی ہیں خواتین جلسوں میں شامل ہوتی ہیں۔ قومی کاموں میں دلچسپی لیتی ہیں ترکی کی گزشتہ جنگ موت و حیات میں ترکی خواتین نے نہایت شجاعانہ حصہ لیا تھا۔ خواتین نے کاروبار سلطنت کو سنبھالنے میں بہت مدد دی بلکہ وہ فوج میں بھرتی ہو کر میدان جنگ میں بھی پہنچیں۔ ان کی حب وطن اور ان کا جوش اسلامی بے نظیر تھا۔ ترکی خواتین چھچھوری نہیں۔ ان کا چال چلن خراب نہیں۔ ان کا اخلاق پست نہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ موجودہ حالت ترکی درس گاہوں سے تعلیم حاصل کرنے والی خواتین اسلام کے ایسے نمونے لیکر نکلیں گی جن پر ترکی کو بجا طور پر فخر ہوگا۔

اگر عورتوں کو صحیح اسلامی تعلیم دی جائے۔ تو کسی قسم کے خطرہ کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا۔ خطرہ صرف انہی خواتین کے لئے ہے جو اسلام کی تلقین سے بے بہرہ ہیں۔ جنہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام نے انہیں کیا حقوق دے رکھے ہیں۔ جن کی زندگیاں مذہبی اثر سے خالی ہیں اور جو کھلی ہوا سے مستفید ہونے سے محروم ہیں۔ ایسی عورتیں صرف ایسی غلط تعلیم حاصل کر کے بے معنی آزادی کی علمبردار بن سکتی ہیں۔ ہمیں تعلیمی پروگرام میں عورتوں کی صحیح اسلامی تربیت کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ عورتوں کو تعلیم دینے کے لئے مذہبی معلمات ہوا کریں۔ عورتیں ہی نمازوں میں ان کی امامت کریں ان کی مساجد علیحدہ ہوں۔ ان کے مکتب جداگانہ ہوں۔ اور ان کے دلوں میں بھی یہ احساس پیدا ہونا چاہیے کہ وہ بھی جسم اسلام کا نہایت اہم جزو ہیں اس کے ساتھ انہیں علوم حاضرہ اور عربی اور فارسی کے علم ادب سے بھی بہرہ ور ہونا چاہیے حفظان صحت [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۔ ۴ ذوالحجہ ۱۳۴۴ ہجری نمبر ۳۱

شدھی کا ترلقمہ

جو بت شکن رہی کل تک وہ بت پرست ہیں آج

آج اسلامی ہندوستان میں چاروں طرف شور برپا ہے کہ آریہ سماجیوں نے مسلمانوں پر شدھی کا حملہ شروع کر دیا ہے۔ اور ان کی متاع ایمان کو لوٹنے کی فکر میں ہیں۔ لیکن اس کی خبر بہت کم لوگوں کو ہوگی کہ آریہ سماجیوں کو یہ حوصلہ وجرأت کیونکر پیدا ہوئی۔ اصل بات یہ ہے کہ علمائے کرام کی غفلت سے ہندوستان کے بعض حصوں میں مسلمان اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ محض نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ ورنہ عملی حیثیت سے وہ اسلام سے ایسے ہی دور ہیں جیسے دوسرے غیر مسلم لوگ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس قسم کے مسلمان صرف ہندو ریاستوں ہی میں ہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ملک کے ان حصوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہے۔ اسلامی تعلیم وعقائد کا کچھ بھی ورثہ ان کے پاس نہیں ہے۔ بعض قوموں کی حالت تو ایسی خطرناک ہو چکی ہے کہ شاید اب وہ زیادہ دیر تک شدھی کی زد سے محفوظ نہ رہ سکیں گی یہی وہ بدبخت فرزندان اسلام ہیں۔ جن کے متعلق سوامی شردھانند اکثر فرمایا کرتے ہیں۔

"سات کروڑ مسلمانوں میں سے ایک کروڑ تو اب بھی ایسے موجود ہیں جو رسم ورواج کے اعتبار سے ہندو کہلانے کے مستحق ہیں۔ ملکانوں کا شمار بھی انہی میں ہے۔"

سوامی شردھانند تو صرف ایک کروڑ ہی کی تعداد بتاتے ہیں جن کو وہ شدھ کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان مسلمانوں کو بھی جو اقتصادی مشکلات تعلیم پستی۔ ہندو ساہوکارہ اور اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کے باعث ارتداد کے گڑھے پر کھڑے ہیں۔ شامل کر لیا جائے تو اس تعداد میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ ان تمام اقسام کے مسلمانوں کے حالات مولانا محی الدین احمد بی اے نے بڑی تلاش وجستجو سے بہم پہنچائے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) پنجاب کے بعض اضلاع میں ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جو اپنے آپ کو شافعی کہلاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ ان سے پوچھیں کہ مسلمان ہو تو صاف انکار کر دیتے ہیں۔ کلمہ طیب اور کلمہ شہادت تک سے ناآشنا ہیں ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کون تھے۔ ہمیں بھی ضلع کانگڑہ میں بعض ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جو اپنے آپ کو شافعی کہتے تھے۔ لیکن مسلمان ہونے سے انکار کرتے تھے۔

(۲) گجرات کاٹھیاواڑ میں ایک قوم آباد ہے جو حنبلی کہلاتی ہے۔ تمام رسوم وعوائد اور جملہ افعال واعمال میں ہندو۔ نام تک ہندو۔ حضرت امام حنبل رضی اللہ عنہ کی ذات تک سے بے خبر محض۔ اور جب ایک موقعہ پر ان میں سے ایک شخص کا نام بدل کر عبداللہ نام رکھا گیا تو تمام قوم نے اس سے مقاطعہ کر لیا۔ اور برادری سے اس کو خارج کر دیا گیا

(۳) سی پی اور مہاراشٹر میں اسلام صرف ختم چہلم کی رسوم تک باقی رہ گیا ہے۔ ختم بڑے اہتمام کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ تمام وہ چیزیں جن کے کھانے اور پینے کا متوفی شائق تھا (ختم سوئم) کے سامنے ایک خوان میں رکھی جاتی ہیں

یہاں تک کہ شراب کی بوتل۔ افیون کا گولہ۔ اور تازہ کیا ہوا حقہ بھی سامنے رکھا جاتا ہے۔ اور ایک موقعہ پر تو میرے ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ متوفی کی جوان بیوہ بھی برہنہ ہو کر آ گئیں۔ جہاں وہ ختم پڑھ رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس موقع پر چونکہ متوفی کی روح حاضر ہوتی ہے اور مقصود اس تمام سے اس روح کی خوشی ہوتی ہے اس لئے ایسا کیا گیا۔

آخری بات گو بعض ناواقف لوگوں کے لئے تعجب انگیز ہو۔ لیکن بالکل صحیح ہے۔ ہم نے خود ۱۹۲۳ء میں انجمن کی طرف سے صوبہ متوسط کی بعض ہندو ریاستوں کا دورہ کیا تھا جس میں ہمیں اس بات کا علم حاصل ہوا تھا

(۵) خاص پونا کے صدر بازار میں ایک گائے کھڑی پیشاب کر رہی تھی۔ ایک لالہ صاحب تشریف لائے اور گئو ماتا کے مقدس پیشاب سے چلو بھر کر نوش جان فرما گئے۔ ایک مسلمان صاحب بھی آگے بڑھے اور انہوں نے لالہ جی کی تقلید شروع کی۔ ہماری مسجد کے امام پاس کھڑے تھے انہوں نے جلدی سے بڑھ کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کیا کرتے ہو؟ جواب ملا کہ میں نے تو لالہ جی کو دیکھ کر ایسا کیا تھا

(۶) پونا اور مہاراشٹر کے دیہات میں اکثر مسلمانوں کے پاس پتھر کی مورتیاں ہوتی ہیں۔ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔ شوق غالب ہوا۔ تو سامنے رکھ کر سجدہ کر لیا۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ جب کسی ہندو نما مسلمان سے اسلام کی علامت پوچھی گئی تو اس نے روئی دھننے کا آلہ یا کوئی اور ایسی ہی عجیب وغریب چیزیں پیش کر دیں۔

مسلمانوں کا مورتیاں اپنے پاس رکھنا اور ان کی پرستش کرنا ہم نے خود ملاحظہ کیا ہے۔ صوبہ متوسط اور ضلع کانگڑہ میں بھی اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

(۷) مہاراشٹر میں اکثر مقامات پر قصاب ہندو ہیں اور بعض دیہات میں تو ذبح بھی یہی لوگ کرتے ہیں۔ ان کے پاس مسلمان ملاؤں کی دم کردہ چھریاں موجود رہتی ہیں۔ جو چھ ماہ یا ایک سال تک رقم ادا کردہ کے موافق کام دے سکتی ہیں۔ مدت موعودہ کے انقضا پر چھری کو رقم مقررہ ادا کر کے پھر دم کرا لیا جاتا ہے۔ گزشتہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر خود مجھے بھی اپنی قربانیوں کے بنانے کے لئے ہندو قصاب ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا تھا۔

(۸) پونا اور تمام مہاراشٹر میں محرم کے موقعہ پر سوانگ بھرے جاتے ہیں۔ جلوس نکلتا ہے۔ اور یہ سوانگ جن میں بعض شیروں اور دوسرے ایسے جانوروں کے بھی ہوتے ہیں۔ مٹی اور پانی سے کھیلتے ہوئے اور صندل کی دہکتی انگیٹھیوں کے پیچھے پیچھے ناچتے اور کلیلیں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اچھوت اور مسلمان عورتیں بچے لینے کی تمنا میں ان پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ پھر جس خوش نصیب کے سر پر ان میں سے کوئی شخص طمانچہ مار دے وہ زبان حال سے "فزت برب الکعبہ" کہتی ہوئی گھر چلی جاتی ہے اور جس کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی۔ وہ مغموم ومحزون دوسرے سال کا انتظار کرتی ہے۔

(۹) مہاراشٹر میں اکثر ایسی مساجد ہیں جو سال میں محرم کے دس دنوں ہی میں کھلتی ہیں۔ علم وغیرہ نکالے جاتے ہیں ماتمی محفلیں قائم کی جاتی ہیں۔ جن میں مرثیہ خوان شراب پی کر شریک ہوتے ہیں۔ اور جب محرم کا عاشورہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ مسجدیں بھی سال کے ۳۵۴ دن کے لئے بند ہو جاتی ہیں۔

صوبہ متوسط کی ہندو ریاستوں میں دیہاتی مسلمانوں کے اندر مساجد کے بنانے کا دستور نہیں بلکہ امام باڑے بنائے جاتے ہیں جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے اندر رہتے ہیں۔ بعض دیہات میں اسی وجہ سے ان کے اندر کسی شخص کو رات کے وقت سونے بھی نہیں دیتے۔

ان حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ہستی معرض خطر میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کی یہی وہ انسوسناک [illegible]

انہیں ایسا ترلقمہ نظر آئیں تو وہ کیوں نہ انہیں نگل جانے کی کوشش کریں اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ اپنے ناواقف بھائیوں کو تحریک شدھی کے حملے سے بچائیں تو اس کے لئے ایک طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے تمام مسلمانوں کو جو محض نام کے مسلمان ہیں۔ اور جن پر شدھی سبھا دانت لگائے بیٹھی ہے حقیقی معنوں میں مسلمان بنایا جائے۔ جب تک یہ نہ ہوگا اس وقت تک خطرۂ ارتداد دور نہیں ہو سکتا۔ ارتداد کی روک تھام کے لئے اس وقت تک مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے وہ تحریک شدھی کے مقابلہ میں بالکل غیر معقول وبے نتیجہ ہے۔ اخبارات میں ایک اطلاع شائع ہوتی ہے کہ فلاں علاقہ میں ارتداد شروع ہو گیا ہے۔ ساری تبلیغی انجمنیں بغیر سوچے سمجھے اسی طرف دوڑ پڑتی ہیں۔ کام کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ پہلے ایک متحدہ تبلیغی تحقیقاتی مشن کے ذریعے تمام ہندوستان کی نومسلم اقوام اور دشمن کی خفیہ ریشہ دوانیوں کے متعلق پوری پوری معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ بعد میں ان کی اصلاح وحفاظت کے لئے طریق کار سوچا جائے۔ پھر تبلیغی انجمنوں میں علاقے تقسیم کر دیئے جائیں۔ تاکہ حفاظت واشاعت اسلام کا کام بغیر کسی باہمی تصادم کے سرانجام پائے جب تک اس تدبیر پر عمل نہ کیا جائے گا اس وقت تک شدھی کے فتنے کو فرو کرنا بالکل ناممکن ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام تبلیغی انجمنیں اور رہنمایان قوم اس اہم مسئلہ کی طرف متوجہ ہوں۔

شہنشاہ بابر کی وصیت

آج کل بعض چالاک آریہ اور دوسرے ہندو شاہان اسلام کے خلاف نہایت ہی بیہودہ قصے بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ ظالم تھے۔ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے تھے۔ ان کے معبدوں کی بے حرمتی کرتے تھے وغیرہ اس قسم کی بے بنیاد باتوں سے ان کی غرض محض یہ ہوتی ہے کہ عوام ہندو کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا جائے۔ یوں تو ان بے سروپا اتہامات کی تردید تاریخ کا ایک ایک صفحہ کر رہا ہے لیکن گزشتہ سال ایک اور تحریر دستیاب ہوئی ہے۔ جس سے شہنشاہ بابر اور اس کے جانشینوں کے طرز عمل پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ یہ تحریر وہ مخفی وصیت نامہ ہے جو شہنشاہ بابر فاتح ہندوستان نے اپنے بیٹے ہمایوں کے نام لکھا تھا۔ اس وصیت کی ایک نقل ڈاکٹر بال کرشن پرنسپل راجارام کالج کولہاپور کے پاس ہے۔ اصل وصیت فارسی زبان میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"ظہیر الدین محمد بادشاہ غازی کا مخفی وصیت نامہ شہزادے نصیر الدین محمد ہمایوں طال اللہ عمرہ کے نام جو استحکام سلطنت کے لئے لکھا گیا۔

اے فرزند، مملکت ہند، مختلف مذاہب سے بھری پڑی ہے۔ الحمد للہ کہ اس نے اس کی بادشاہت تجھے مرحمت فرمائی۔ تیرا فرض ہے کہ تمام مذہبی تعصب لوح خاطر سے دھو ڈال۔ اور ہر مذہب کے مطابق عدل انصاف کر۔ گائے کی قربانی سے خصوصیت کے ساتھ باز رہ جس کی وجہ سے تو ہندوستان کے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر سکے گا اور اس ملک کی رعایا شاہی احسانات میں بندھ جائے گی کسی ایسے فرقہ کے مندر یا زیارت گاہوں کو نہ توڑ۔ جو حکومت کا فرمانبردار ہو۔ انصاف اس طرح کر کہ بادشاہ رعایا سے خوشنود رہے۔ اور رعایا بادشاہ سے راضی۔ مفاد اسلامی کی ترقی احسانات کی تلوار سے ظلم کی تلوار کی بہ نسبت بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ شیعہ اور سنی کے اختلاف کو نظر انداز کر دے۔ ورنہ ضعف اسلام نمودار ہو جائے گا مختلف مذاہب کی رعایا کو جسم انسانی کے چار عناصر کی طرح باہم مخلوط ہونے دے۔ تاکہ سلطنت کا جسم مختلف امراض سے محفوظ رہے۔ صاحب اقبال بادشاہ تیمور کی سوانح عمری ہمیشہ تیری نگاہ کے سامنے رہے۔ تاکہ تو بھی ملک کے انتظام میں تجربہ کار ہو جائے۔

یکم جمادی الاول ۹۳۵ھ

ریاست امب کی اصلاح

ریاست امب کے مخالف اشخاص اور سابق وزرا کی تحریک پر بعض اخبارات میں بے بنیاد پروپیگنڈا۔ شروع ہوا ہے۔ اصل واقعات اور

چٹھی نقل کی ہے - جو معاصر تنظیم امرتسر میں شائع ہوئی ہے - مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

در اصل ریاست میں سابق وزرا نے رعایا کے حقوق اور والی ریاست کے خلاف خطرناک سازش کرکے اپنے آپ کو جلا وطن کرا لیا - وہ دوبارہ کامیابی اور اقتدار کے حصول کی خاطر حجازی دنیا کو سعود رضا کر حکمران جماعت ریاست امب کو مذہب کرنے کی بے فائدہ کوشش کرتے ہیں - ولیعہد ریاست محمد فرید خاں روشن ضمیر و روشن خیال نوجوان ہے میر عبد الجبار شاہ وسابق بادشاہ سوات مسلمہ قابلیت اور بلند پایہ دماغ کا فرد ہے - ریاست کی سابقہ خرابی اور بدنظمی کو نہایت اعلیٰ قابلیت اور مدبرانہ طرز عمل پر سنبھال لیا ہے - ریاست سابقہ وزرا کے زمانہ میں تباہی کو پہنچ گئی تھی اب موجودہ انتظام پر نہایت ترقی حاصل ہو رہی ہے - ولی عہد اپنے باپ کا فرمانبردار بیٹا ہے - اور نواب صاحب کو ہر طرح سے اپنے فرزند پر اعتماد حاصل ہے - مخالفان اخبار اصلاحی رنگ میں ایک اسلامی ریاست کو بدنام نہ کریں -

اس چٹھی سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست امب کے متعلق بعض اخبارات میں جو تشویشناک خبریں شائع ہو رہی تھیں - وہ دشمنوں نے اڑائی تھیں ریاست اب خدا کے فضل سے موجودہ وزرا کے زیر سایہ ہر لحاظ سے ترقی کر رہی ہے -

ادارہ مذہبی ترکی کا دانشمندانہ فیصلہ

سلطنت ترکی میں کچھ عرصہ سے یہ بحث جاری تھی کہ آیا نماز ترکی زبان میں پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں - اس مسئلہ پر ترکی اخبارات و رسائل نے خوب طبع آزمائیاں کیں - اور موافق و مخالف ہر دو قسم کے خیالات کا اظہار کیا - اسی بحث سے متاثر ہو کر معزز معاصر "لائٹ" نے اس مسئلہ کے متعلق ایک مفصل مضمون لکھا تھا جس میں نماز کو عربی ہی میں رکھنے اور پڑھنے کی تائید کی گئی تھی - اس مضمون کا ترجمہ اکثر ترکی اخبارات میں شائع ہوا - جو اکثر حلقوں میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اب جمہوریہ ترکیہ کے محکمہ امور دینیہ نے اس مسئلہ کے متعلق اپنا آخری فیصلہ شائع کیا ہے - جو بالکل معاصر "لائٹ" کے منشا کے مطابق ہے - یعنی یہ کہ نماز عربی زبان ہی میں ادا کی جائے گی - چنانچہ وہ فیصلہ جو اخبارات میں شائع ہوا ہے حسب ذیل ہے -

"ترکی زبان میں نماز ادا کرنی مشکل ہے - عربی الفاظ کے صحیح مرادف ترکی زبان میں نہیں ملتے - جب مستند ترجمہ ترکی میں ہو جائے گا اس وقت بھی نماز عربی ہی میں ادا کرنی ہوگی - قرآن کا ترکی زبان میں ترجمہ اور نماز کی ترکی زبان میں قرأت یہ دو بالکل مختلف مسائل ہیں - جن میں کوئی باہمی مناسبت نہیں - خطبہ جمعہ میں قرآن کا ترجمہ پڑھانے میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو سکتا - اور اس کی صورت بالکل جداگانہ ہے - نمازوں میں تو یہ ممکن نہیں مذہب میں جو خرابیاں داخل ہو گئی تھیں ہم نے انہیں جڑ سے اکھاڑ دیا - اور تمام بدعقیدگی قانونی ذرائع سے دور کر دی اور اب ہم اصول اور منشائے اسلام کے پیرو ہیں - ہم نے مصنوعی صوفیوں کو ختم کر دیا - لیکن ان اصلی عاملوں کو برقرار رکھے ہوئے ہیں جو اسلام کے اصل اصول سمجھتے ہیں"

اسلام اور ہندو مذہب

اسلام نے ہندوستان میں آکر ہندو مذہب میں بہت کچھ اصلاحات کی ہیں - ان میں سے ایک بیواؤں کا نکاح ہے - جس وقت اسلام ہندوستان میں آیا - اس وقت ہندو مذہب میں بیواؤں کے نکاح ثانی کا بالکل رواج نہ تھا - صدیوں کے اثر کے بعد ہندو مذہب میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے اس مسئلہ کو ہندو قوم میں رائج کرنا چاہا - انہی میں سے ایک سوامی دیانند جی تھے - گو انہوں نے صرف ایک خاص قسم کی بیواؤں کو نکاح ثانی کی اجازت دی - لیکن

اسلام کی کامل طور پر پیروی کی - یہ امر موجب مسرت ہے کہ اب زمانہ کی رفتار سے مجبور ہو کر سناتن دھرمی بھائیوں نے بھی اس اصول کو تسلیم کر لیا ہے - چنانچہ سناتنی اخبار "جاگرت" لکھتا ہے:-

"جو بیوائیں اپنی پتی برت محفوظ رکھ سکتی ہیں - انہیں ایسا کرنے دیا جائے - ودھوا بواہ سبھا میں داخل ہو کر شادی بیوگان کی امداد کریں - اور بقول پنڈت دینکی رام جی جو ایسا نہ کر سکیں تو ان کو ان کی حسب خواہش کاروائی کرنے کی اجازت دی جائے - گو یہ بھی برا فعل ہے - اس کی کوئی تعریف نہیں کر سکتا - لیکن زمانہ کی رفتار کے مطابق چلنا پڑتا ہے - ہمیں ہر صورت میں دیویوں کو مسلمانوں سے بچانا پڑے گا"

ہمیں اس پر تو کوئی اعتراض نہیں کہ سناتنی اور دیگر ہندو اپنی بیواؤں کی دوسری شادی کریں - کیونکہ یہ از عین اسلام کی تعلیم ہے - اور ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ وہ نہ صرف اس اصول کو بلکہ دیگر اصولوں کو بھی اپنے ہاں ترویج دیں - لیکن یہ ہمیں کسی طرح گوارا نہیں کہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدنام کیا جائے - عبارت مندرجہ بالا کے آخری فقرے میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - کہ مسلمان ہندو بیواؤں کو اغوا کر لیتے ہیں - اور اس کو روکنے کے لئے سناتن دھرمیوں کو بھی ہندو بیواؤں کی شادی کرنی چاہیے - ہمارے خیال میں یہ بات محض مضحکہ خیز ہے - اصل بات یہ ہے کہ ہندو قوم میں بیواؤں کی موجودگی سے بہت سی مجلسی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں - جو اس اسلامی اصول کے اختیار کرنے کے بغیر دور نہیں ہو سکتیں -

برہما میں شدھی کا پرچار

اچھوت اقوام اور ملکانوں کے اندر آریہ سماجیوں کو جو کامیابی ہوئی ہے اس نے ان کے حوصلے بہت بلند کر دیئے ہیں - اب وہ اس فکر میں ہیں کہ ہندوستان کے تمام ایسے مسلمانوں کو جو محض نام کے مسلمان ہیں اور علمائے اسلام کی غفلت و بے توجہی کے باعث تعلیم و عقائد اسلام سے بہت بڑی حد تک بیگانہ اور جہالت میں پھنسے ہیں - اور معاشرتی طور پر بھی مسلمانوں سے زیادہ ہندو معلوم ہوتے ہیں - ہندو مذہب کی آغوش میں لے لیا جائے - اس مقصد کے لئے آریہ سماجی پرچارک ہندوستان کے دور دراز حصوں میں پہنچ چکے ہیں - اور نہایت اخفا اور ہوشیاری سے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں - یہ خطرناک تحریک اب صوبہ متحدہ کے اضلاع ہی تک محدود نہیں بلکہ برہما اور آسام میں بھی پہنچ چکی ہے - برہما میں آریہ بلاشبہ جس دسیسہ کاری اور عیاری سے کام لے رہے ہیں - وہ معاصر "تنظیم" کے ایک مراسلہ نگار کے مندرجہ ذیل خط سے ظاہر ہے:-

"عرصہ پندرہ یوم کا گزرا کہ ہمارے گاؤں کے پاس ضلع ملکینا ایک جگہ ہے - صرف ۱۲ میل کا فاصلہ ہے وہاں پر پھونگی یعنی برہما لوگوں کے پیشوا امام قریباً چار ہزار کی تعداد میں اکٹھے ہوئے - اس کانفرنس میں دو آریہ برہمی پھونگیوں کے لباس میں ملبوس ہو کر یعنی پھونگی بنے ہوئے پہنچ گئے - یہ لوگ اپنا پروپیگنڈا پھیلا رہے تھے -

مجھے پوری تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ برہما ملک میں چالیس آریہ پھونگی لباس میں مسلمانوں کے برخلاف پروپیگنڈا پھیلا رہے ہیں - اہل برہما سے کہا جاتا ہے کہ بدھ مت اور ہندو دھرم میں یگانگت ہے اور مسلمان باہر سے آئے ہوئے اور گائے ذبح کرتے اور جاندار کو مار کر کھاتے ہیں - ان سے میل ملاپ اور کاروبار جہاں تک ہو سکے ترک کیا جائے - اس تحریک کے خلاف اگر مسلمانوں نے کوئی نوٹس نہ لیا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ ملک برہما بھی مسلمانوں کے لیے تنگ ہو جائے گا -

مسیح موعود نمبر کے لئے نہایت اعلیٰ مضامین ہو کر موصول ہو رہے ہیں احباب کو جتنے پرچے مطلوب ہوں اطلاع ... تعداد ... کرنا ... موقعہ ...

بنگال میں فتنہ ارتداد

وہ وبا جو آج سے تقریباً تین چار سال پیشتر آگرہ اور اس کے گرد و نواح میں پھیلی تھی - اب برہما اور بنگال تک جا پہنچی ہے - برہما کا حال تو ناظرین دیکھ چکے ہیں - بنگال کی کیفیت معاصر "پرتاپ" کی ایک تازہ خبر سے اچھی طرح واضح ہوتی ہے - جو حسب ذیل ہے:-

"بنگالی کا نامہ نگار میمن گو بند گی ضلع گوہاٹی سے مطلع کرتا ہے کہ موضع مذکور کے کاشتکار مسلمانوں کی ایک تعداد رضامندی سے ہندو دھرم میں داخل ہو گئی ہے - گیتا کے اچارن سے شدھی کی رسم ادا کی گئی - شدھ شدہ ہندوؤں کو عبادت کرنے کے لئے مندر میں لے جایا گیا - ان میں تین اصحاب تعلیم یافتہ ہیں - اور سرکاری ملازم ہیں"

اس خبر سے ہمارے اس خیال کی مزید تصدیق ہوتی ہے کہ شدھی سبھا کے کارکن نہایت خفیہ طریق پر ہندوستان کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے زبردست کوشش کر رہے ہیں - افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے تحریک شدھی کے انسداد کی طرف پوری توجہ نہیں کی - بدقسمتی سے ان میں سے اکثر یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ یہ تحریک صرف آگرہ اور اس کے گرد و نواح تک محدود تھی جہاں وہ دب چکی ہے لیکن اصلیت یہ ہے کہ اس خوفناک تحریک کا جال تمام ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے - حال ہی میں سوامی شردھانند جی نے اس تحریک کے لئے چندہ کی جو اپیل کی ہے اس سے بھی یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سوامی جی اور ان کے ہمنواؤں کے ارادے بہت بلند ہیں - اور ان کو عملی صورت میں لانے کے لئے انتہائی جد و جہد ہو رہی ہے - ضرورت ہے کہ مسلم رہنما اور اسلامی انجمنیں ابھی سے اس کی روک تھام کی طرف پوری پوری توجہ کریں - ورنہ بعد میں پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا -

دمشق کی آخری بربادی

آہ! وہ دمشق جہاں صدیوں تک پرچم اسلام لہراتا رہا جس کے زیر سایہ پیروان مسیح سالہا سال نہایت امن و امان سے زندگی بسر کرتے رہے - آج فرزندان اسلام کے لئے صلیبی جنگ کا میدان بن گیا ہے جس میں فرانسیسی درندوں کی دہشت و بربریت سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں - تاہم کو تو فرانسیسی دنیا کی مہذب ترین قوم کہلاتے ہیں - لیکن مسلمانان دمشق کو تباہ و برباد کرنے میں انہوں نے جس بہیمیت اور سبعیت کا ثبوت دیا ہے اس کی نظیر صرف دور وحشت اور ازمنہ مظلمہ ہی میں مل سکتی ہے - عربی اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ۸ مئی کی رات کو فرانسیسیوں نے اپنی فوجی قوت و شوکت کا مظاہرہ کرنے کے لئے دو ہزار فوج سے دمشق کے محلہ میدان کا محاصرہ کر لیا - اور طلوع صبح سے پیشتر توپ و تفنگ سے نہتی رعایا پر حملہ شروع کر دیا - ایک طرف توپیں گولہ باری کر رہی تھیں - اور دوسری طرف ہوائی جہاز اپنی پوری قوت سے بم باری میں مصروف تھے ہزاروں فرزندان اسلام جاں بحق تسلیم ہوئے - چار سو سے زائد صرف بچے ہی شہید ہوئے - تقریباً نو سو بچے آج یتیمی کی حالت میں دمشق کی گلیوں میں آوارہ و سرگرداں پھر رہے ہیں - کیونکہ ان کے خویش و اقارب میں سے کوئی شخص نہیں بچا - جوان کا پرسان حال ہو سینکڑوں پردہ نشین عورتیں جن کے ساتھ فرانسیسی فوج نے نہایت شرمناک سلوک کیا تھا آج بے کسی کی حالت میں آہ و بکا کر رہی ہیں - آگ سے اس محلہ کو جتنا نقصان پہنچا ہے - اس کا اندازہ ۳۰ لاکھ گنی کیا گیا ہے - اس کے علاوہ جو مال لوٹا گیا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا - فرانسیسی سپاہی اپنی پیٹھوں پر اور اپنے گھوڑوں پر لوٹ کا مال لئے ہوئے جاتے تھے - اور لوگوں میں اپنی اس کامیابی پر تفاخر کرتے تھے - ان ڈاکوؤں نے چلتے چلتے ایک اور محلہ کی مسجد میں گھس کر ۵۰ سے زائد نمازیوں کو بھی شہید کر دیا - جب اس غارت گری کی اطلاع دروزیوں کو پہنچی جو اس وقت غوطہ میں موجود تھے - تو وہ اپنے بھائیوں کو بچانے کے لئے دوڑے - مگر ان کے لئے پہلے سے دبابے اور آہنی پوش موٹریں موجود تھیں جنہیں آگ کے شعلوں کی حفاظت کے لئے کھڑا کر دیا گیا تھا - انہوں نے کسی دروزی کو آبادی کے قریب تک نہ پھٹکنے دیا - اور ان کو ایسا بے بس اور مجبور کر دیا - کہ وہ اپنے بھائیوں کی کچھ بھی امداد نہ کر سکے -

ناظرین کرام - خط و کتابت کے وقت نام اور پتہ صاف تحریر فرمایا کریں -

جواہر ریزے

عیسائی دنیا نے علوم و فنون میں تو بہت ترقی کی ہے لیکن اس کی مذہبی کتب میں بے شمار بے سروپا باتیں پائی جاتی ہیں۔ انہی میں سے ایک طوفان نوح کا واقعہ ہے۔ ایک تثلیث پرست اس طوفان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ایک بھاری طوفان زمین پر آیا اور سوائے کشتی کے سب کچھ جو زمین پر تھا برباد ہوگیا۔ لیکن اس بربادی سے خدا کو افسوس ہوا۔ اور اس نے نوح سے وعدہ کیا کہ اب میں دنیا کو کبھی طوفان سے ہلاک نہ کرونگا اس وعدہ کا نشان خدا نے دھنک ٹھہرایا۔ جو اکثر آسمان پر نظر آتا ہے۔“

تمام زمین پر طوفان کا آنا اور پھر خدا کا پچھتانا۔ یہ باتیں کسی تثلیث پرست دماغ ہی میں سما سکتی ہیں۔

اس زمانہ کے عیسائی نہایت بیدردی سے حضرت یسوع مسیح کی تعلیم میں تحریف کر رہے ہیں۔ بیچارے یسوع مسیح تمام عمر یہی کہتے رہے۔ کہ میں سوائے بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ اور مرتے دم تک اپنے قول پر عامل رہے۔ انہیں ہرگز گوارا نہ تھا کہ بچوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالیں۔ لیکن آجکل کے عیسائی بزرگ ایسے رحول واقع ہوئے ہیں۔ کہ کتوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک پادری صاحب فرماتے ہیں۔

”خداوند یسوع مسیح نے مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد اور آسمان پر جاتے وقت اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا کہ ”پس تم جاکر ساری قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو“ (متی ۲۸ : ۱۹-) پس مسیحی واعظوں کا کام اور فرض ہے کہ وہ ہر قوم اور ہر زبان کے لوگوں میں مسیح مصلوب کی منادی کریں۔ اور اس کی تعلیم پھیلا دیں“

ہمارے خیال میں تو یہ حکم کسی پادری صاحب ہی کی دماغ سوزی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ حضرت یسوع مسیح مرتے وقت یا بالقول پادری صاحب آسمان پر چڑھتے وقت ایسا حکم کیونکر دے سکتے تھے۔ جو ان کی تمام زندگی کے اقوال و افعال کے خلاف ہو۔

مذاکرہ علمیہ
امتی نبی نہیں ہوسکتا

آج کا مذاکرہ علمیہ مسئلہ نبوت کے متعلق ہے بات یہ ہے کہ ایک محمودی بزرگ چودہری حاکم علی صاحب نے چودہری منظور حسن صاحب لٹھک نمبر ۳ جنوبی ضلع سرگودھا کو نبوت کے متعلق کچھ سوالات لکھ کر قادیان سے بھیجے۔ چودہری منظور حسن صاحب نے وہ سوالات جواب کے لئے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان سوالوں کا جواب لکھ کر ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ جس کا کچھ حصہ آج کی اشاعت میں درج کیا جاتا ہے اور باقی بعد میں شایع ہوگا۔ (ایڈیٹر)

سوال - قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم کے متبعین کے لئے اجرائے نبوت ہے یا انقطاع نبوت؟

جواب - سوال ہی مہمل ہے۔ نبی متبوع ہوتا ہے۔ امتی متبع ہوتا ہے امت محمدیہ کے لئے ایک ہی نبی متبوع ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ صلعم۔ جس نے قرآن کریم جیسا مکمل ہدایت نامہ بنی نوع انسان کو دے کر نبوت کے کام کو ختم کر دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ رسول کریم کے متبعین کے لئے اجرائے نبوت کے کیا معنے؟ کیا رسول کریم نے اپنے متبعین کے لئے ہدایت کا کوئی پہلو باقی چھوڑ دیا ہے۔ جس کے لئے نبیوں کی بعثت کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر متبعین کے لئے اجرائے نبوت کیا معنے رکھتا ہے؟ اجرائے نبوت تو اس بات کی دلیل ہوگی۔ کہ آنحضرت صلعم کی رسالت اور نبوت نے وہ تمام ہدایتیں ابھی تک انسان کو نہ پہنچائیں جن کا پہنچنا انسان کے لئے ضروری تھا۔ پس اس سے بڑھکر نبوت محمدیہ کی اور کیا ہتک متصور ہو سکتی ہے؟

آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں

ظاہر ہے کہ جو نبی ہدایتیں لاتا ہے۔ وہ اس پر عمل کرکے دکھاتا ہے اور وہ نمونہ ہوتا ہے جس کی اتباع تمام بنی نوع انسان کے لئے ضروری ہوتی ہے لہذا وہ نمونہ متبوع ٹھہرتا ہے اور تمام نوع انسان جو اس نمونہ کی اتباع کرتی ہے متبع ٹھہرتی ہے۔ اس متبوع کو نبی کہتے ہیں۔ اور متبع کو امتی۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہدے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ پس محمد رسول اللہ صلعم اکیلا متبوع ہے جس نے تمام ہدایات دنیا کو پہنچا دیں۔ اور کل نمونے اپنے وجود میں دکھلا دیئے۔ آپ کے بعد کل دنیا آپ کے نمونہ کی اتباع کے لئے متکلف ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ آپ کل دنیا کے لئے اکیلے نبی ہیں اور ساری کی ساری دنیا اس نبی کی امتی بننے کی متکلف۔ خود حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں:۔

واوحی الی ان الدین ہو الاسلام وان الرسول ہو المصطفیٰ السید الامام رسول امی امین فکما ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین (منن الرحمن صفحہ ۲۰)

کیا صفائی سے فرماتے ہیں کہ:۔

میری طرف وحی کی گئی ہے۔ کہ بے شک دین اگر ہے تو اسلام ہے۔ اور بے شک رسول صرف محمد مصطفیٰ صلعم تمام لوگوں کا سردار رسول امی امین ہے۔ پس جس طرح ہمارا رب ایک ہے کہ وہ اکیلا عبادت کا مستحق ہے اسی طرح ہمارا رسول بھی جو اطاعت کا مستحق ہے اکیلا ہی ہے۔ اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اور بے شک وہ نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔

نبی کے آنے کا مطلب

کسی اور نبی کے آنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اس امت میں اور لوگ بھی مطاع اور متبوع ہوتے رہیں گے۔ اور یہ مقام خاص آنحضرت صلعم کے لئے نہیں۔ فرمایئے اس سے بڑھکر آنحضرت صلعم کی ہتک اور کیا ہو سکتی ہے۔ پس جب یہ ایک حقیقت ہے کہ اب تمام بنی نوع انسان کے لئے محمد رسول اللہ ہی واحد نبی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی نبوت میں کوئی شریک نہیں۔ تو پھر اب قیامت تک جس رسول کی رسالت کے ماننے کے لئے بنی آدم متکلف ہیں۔ وہ صرف محمد صلعم ہیں نہ کہ کوئی اور۔ کیونکہ وہی قیامت تک کے لئے رسول زمانہ ہیں۔ اور انہی کی رسالت کا دامن دنیا کے آخر تک دراز ہے۔ اس لئے یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم الخ کے ماتحت جس رسول کے ماننے کے لئے قیامت تک بنی آدم متکلف ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ کوئی اور۔ جس طرح اما یاتینکم منی ھدی کے ماتحت قیامت تک کے لئے جس کتاب کو ماننے کے لئے بنی آدم متکلف ہیں وہ قرآن ہے۔ ٹھیک اسی طرح اما یاتینکم رسل منکم کے ماتحت قیامت تک کے لئے جس رسول کے ماننے کے لئے بنی آدم متکلف ہو سکتے ہیں۔ وہ وہی ہو سکتا ہے جو قرآن لایا۔ اور وہ محمد رسول اللہ ہیں۔ پس ہر زمانے کے لئے جس طرح قرآن ہی ہدایت نامہ ہے اسی طرح ہر زمانہ کے لئے محمد صلعم ہی رسول ہیں نہ کہ کوئی اور۔

شریعت اور نبوت کا خاتمہ

خوب غور کرو۔ اما یاتینکم رسل منکم میں اگر رسول زمانہ کو ماننے کی تاکید کی ہے تو اما یاتینکم منی ہدی میں کتاب زمانہ کو ماننا ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے یہ معنی تو نہیں ہو سکتے کہ ہر شخص صرف اس رسول کو مانے جو اس کی زندگی میں مبعوث ہو۔ یا اس کتاب کو مانے جو اس کی زندگی میں نازل ہو۔ اور اس کی زندگی میں اگر کوئی کتاب یا رسول نہ آئے تو وہ پھر کسی کتاب یا رسول کو ماننے کے لئے متکلف نہیں اگر ایسا ہو تو لاکھوں کروڑوں انسان ایمان لانے کے متکلف نہیں رہتے۔ اور بنی آدم کی عمومیت اڑ جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک آدمی کی زندگی میں کتاب اور رسول نہیں آتے۔ بلکہ دو کتابوں یا دو رسولوں کے درمیان بعض اوقات سینکڑوں سال کا زمانہ گزر جاتا ہے۔ تو پھر اس درمیانی زمانہ میں بنی آدم کس کتاب اور کس رسول کو ماننے کے متکلف ہونگے؟ ظاہر ہے کہ اسی کتاب اور اسی رسول کے جن کی تعلیم کا اس کے زمانہ میں ماننا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو اس کی زندگی میں کتاب زمانہ اور رسول زمانہ ہوں گے۔ تو پھر ان آیات کا یہی مطلب ہوا کہ ہر ایک بنی آدم اپنے زمانہ کی کتاب اور رسول کے ماننے کے لئے متکلف ہے۔

اجرائے نبوت بہائیت کا عقیدہ ہے

پس معاملہ بالکل صاف ہے۔ جبکہ قرآن ہی قیامت تک کے لئے کتاب زمانہ ہے۔ اور محمد رسول اللہ ہی قیامت تک کے لئے رسول زمانہ ہیں۔ تو اما یاتینکم منی ہدی کے ماتحت بنی آدم جس ہدایت کے ماننے کے لئے متکلف ہیں وہ قرآن ہوا۔ اور اما یاتینکم رسل منکم کے ماتحت بنی آدم جس رسول کو ماننے کے لئے متکلف ہیں وہ محمد صلعم ہیں۔ اب یہ عزت کی کرسی صرف قرآن اور رسول اللہ صلعم کے لئے ہی ہے۔ کسی دوسرے کو نہیں دی جا سکتی۔ جو کسی دوسرے کو یہ مقام عزت دیتا ہے وہ محمد رسول اللہ صلعم کو نعوذ باللہ اس کرسی سے ہٹا کر ان کے غلاموں کو بٹھاتا ہے جس سے بڑھکر گستاخی اور بے ادبی ممکن نہیں۔ چاہیئے کہ وہ خدا سے ڈرے اور توبہ کرے۔ دنیا کے کسی کونے میں چلے جاؤ وہاں جو بھی بنی آدم ملے اسے جس رسول کی رسالت کی تبلیغ تم کو پہنچانی ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلعم ہے۔ کیونکہ وہی رسول زمانہ ہے اسی کی رسالت کا جوا کل بنی آدم کی گردن پر ہے۔ کیا اب بنی آدم کسی اور رسول کی رسالت کا جوا اپنی گردن پر رکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں یہ غلط ہے اور بہائیت کا عقیدہ ہے!

معیت انبیاء کی تشریح

آیت من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا کو پیش کرنا لاحاصل ہے۔ اس میں تو صرف اس قدر مذکور ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا۔ نبیوں اور صدیقوں اور شہدا اور صالحین سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس میں یہ تاویل کرنا کہ مع سے مراد یہاں ساتھ نہیں ہے بلکہ مراد ہے وہی بن جانا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ حسن اولئک رفیقا نے مع کو ساتھ کے معنے کے لئے حصر کر دیا ہے۔ مع کے معنی مراد تو خود اللہ تعالیٰ نے کر دیئے۔ تو اب بلا وجہ تاویل کرنا عبث ہے۔ بیشک وہ انہیں ساتھی قرار دیتا ہے۔ تو مع کے معنے سوائے ساتھ کے اب دوسرے نہیں ہو سکتے۔ سائل نے اسی لئے اس آیت کو نقل کرتے وقت نہایت

چالاکی سے حسن اولئک رفیقا کو نقل نہیں کیا۔ خدا جانے ان کے ضمیر کو اس چالاکی سے کس طرح سکینت نصیب ہوتی ہے۔

محدثیت جاری ہے

یہ کہنا کہ پھر صدیق اور شہدا بننے کی بھی نفی ہو گئی یہ بہت ہی لچر باتیں ہیں۔ قرآن میں دو سری جگہ نبی بننے اور صدیق و شہدا کے مقام کو حاصل کرنے کا صاف ذکر ہے۔ جس طرح سورہ الحدید میں فرمایا والذین امنوا باللہ و رسلہ اولئک ھم الصدیقون والشہداء عند ربھم جو لوگ اللہ اور رسولوں پر ایمان میں کمال حاصل کر لیتے ہیں یہی لوگ صدیق و شہدا ہوتے ہیں۔ پس صدیق و شہدا وغیرہ بننے کا صاف ذکر موجود ہے۔ مگر قرآن میں کہیں اولئک ھم النبیون نہیں آیا۔ جس سے معلوم ہو کہ نبی بھی بن جاتے ہیں۔ البتہ قرآن میں انعامات الٰہیہ کے رنگ میں تتنزل علیھم الملئکۃ اور لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا والاخرۃ آیا ہے کہ اولیاء اللہ پر ملائکہ کا نزول مبشرات کے رنگ میں ہوتا ہے اسی کو حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں جزو نبوت قرار دیا ہے۔ اور یہی وہ انعام نبوت ہے۔ جو مکالمہ و مخاطبہ کے رنگ میں اولیاء اللہ سے ہوتا ہے۔ اور جس کے پانے والے کو محدث کہتے ہیں۔ اور جس پر لغوی معنوں میں مجاز کے طور پر نبی کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ مگر یہ منصب نبوت نہیں جس کا پانے والا صرف نبی کہلاتا ہے۔ کیونکہ نبوت تو ایک منصب ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے مطابق جب ضرورت ہوتی ہے تو جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ جو چیز بطور کمالات اور انعامات کے امتی کو ملتی ہے وہ نبوت نہیں ہوتی۔ وہ محض مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے جو انعامات نبوت میں سے ایک ہے۔ اگر خود نبوت کسی کمال کا نام ہے۔ اور کسی انعام کو کہتے ہیں۔ تو پھر صرف ضرورت کے موقعہ پر کسی خاص آدمی کو نبی بنانا اور باقی اوقات میں تمام امت محمدیہ کو اس انعام کے پانے سے روکے رکھنا سخت ظلم اور بے انصافی ہے آج ایک شخص کمال حاصل کر کے نبوت کا مستحق بن جاتا ہے مگر اسے نبوت نہیں ملتی اس لئے کہ ضرورت نہیں۔ اور ایک عورت کمال حاصل کر کے نبوت کی مستحق بن جاتی ہے۔ مگر اسے نبوت نہیں ملتی اس لئے کہ وہ عورت ہے۔ یہ کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے۔ پھر چاہئے کہ عورتیں تو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پڑھنا چھوڑ دیں کیونکہ ان کو تو اس دعا کے ماتحت وہ کمال روحانی نہیں مل سکتا۔ جسے نبوت کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے یہ دعا پڑھنی عبث ہے اور انہیں اس دعا کے پڑھنے کا حکم ہی کیوں دیا گیا جب ان پر انعام اور کمال کا دروازہ ہی بند ہے۔ اور جو مرد یہ دعا کرتے ہیں وہ درحقیقت نفس پرستی کا مجسمہ ہیں کیونکہ جب وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں نبیوں کی راہ پر چلا کر نبی بنا۔ اور کوئی شخص نبی بن نہیں سکتا جب تک ضرورت نہ ہو۔ اور ضرورت تب ہی ہوتی ہے کہ دنیا میں گمراہی اور ضلالت کا زور ہو۔ تو دراصل اس دعا کا مانگنے والا جہاں یہ دعا کرتا ہے کہ مجھے نبی بنا۔ وہاں ضمناً یہ دعا بھی کر رہا ہے کہ یا اللہ ساری دنیا گمراہ ہو جائے تا میں نبی بنوں۔ اس نے جو یہ دعا کرتا ہے کہ میں نبی بنوں وہ کس قدر نفس پرست ہے۔ کہ محض اپنے کمال روحانی کی خاطر تمام دنیا کی گمراہی چاہتا ہے

حصول نبوت کے متعلق

پس دنیا کی بہتری اسی میں ہوئی کہ ایسے لوگ جو نبی بننے کے متمنی ہیں اس دعا کو نہ پڑھا کریں۔ کیونکہ جو لوگ یہ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں نبی بنا وہ درحقیقت تمام دنیا کی گمراہی چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ خود نبی بنیں۔ وہ بظاہر دنیا میں ہدایت پھیلانا چاہتے ہیں۔ مگر باطن میں اس امر کے خواہاں ہیں کہ ساری دنیا گمراہ ہو۔ تاکہ وہ خود نبی بن جائیں۔ ایسے لوگوں سے خدا پناہ میں رکھے۔ بنی نوع انسان کا بدخواہ ان سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ جو اپنے نبی بننے کے اشتیاق میں ساری دنیا کی گمراہی کے خواہاں ہوں۔ شفقت علی خلق اللہ کا یہ نادر نمونہ ہے۔ جو ان نبوت کے متمنیوں کے حصہ میں آیا ہے۔

نبوت موہبت ہے

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ جب حضرت موسیٰ کو یہ کمال روحانی یعنی نبوت مل رہی تھی تو وہ گھبرا گھبرا کر بار بار اپنے بھائی ہارون کو اس مرتبہ کے لئے کیوں پیش کر دیتے تھے۔ اور آپ جان چھپاتے تھے۔ اور جب کسی طرح جان نہیں چھٹی تو پھر آخر بار بوجھ بٹانے والا مانگتے ہیں۔ کہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی۔ کہ میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا بوجھ بٹانے والا بنا دیجئے۔ جب نبوت انعام تھا تو بوجھ بٹانے والے کی کیا ضرورت تھی۔ خود حضرت نبی کریم صلعم منصب نبوت ملنے پر کس قدر گھبرائے ہوئے۔ اور خشیت علی نفسی ...

بتلایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری جان اس بوجھ کی متحمل نہ ہو۔ چنانچہ قرآن میں خود اللہ تعالیٰ نے اس بوجھ کا ذکر فرمایا ہے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک۔ کہ ہم نے تیرے بوجھ کو اٹھا دیا۔ جو تیری پشت کو توڑے ڈال رہا تھا۔ وہاں اگرچہ چودھری حاکم علی صاحب اور ان کے ہم مشرب ہوتے تو سمجھاتے کہ حضرت یہ تو ترقی روحانی کا ایک درجہ ہے آپ اس قدر گھبراتے کیوں ہیں۔ اور اس کو بوجھ کیوں سمجھتے ہیں۔ بلکہ خوش ہو جئے کہ روحانی درجہ مل رہا ہے۔ خیر وہ وقت تو نکل گیا۔ مگر اس بات کا تو وقت ابھی ہے کہ کسی مقام خلوت یا اعتکاف میں اللہ میاں سے اتنا تو عرض کریں کہ آپ نے قرآن میں نبوت کو وزر کیوں فرمایا تھا۔ اور یہ کیا فرما دیا تھا کہ انقض ظھرک وہ تیری پیٹھ توڑے ڈالتا تھا۔ یہ منت کرم داشتن کا مضمون تو نہیں۔ یعنی محمد صلعم پر منت کا احسان رکھ دیا۔ وہ ترقی۔ وہ سمجھ بیٹھے بوجھ۔ آپ نے بھی اس ناواقفی کا فائدہ اٹھا کر ان پر احسان رکھ دیا کہ ہاں وہ بوجھ تو تھا۔ پر خیر ہم نے اٹھا لیا۔

قرآنی قصص پیشگوئیاں ہیں

رہ گیا یہ کہ قرآن میں نبیوں کے قصے ہیں۔ ان کے مصداق اس امت میں ہونے چاہئیں۔ تا وہ محض قصے ہی کے رنگ میں نہ رہیں سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ تمام انبیا کے قصے جو قرآن میں مذکور ہیں سب کے مصداق حامل قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کے مصداق ہیں۔ فبھداھم اقتدہ کے ماتحت تمام نبیوں کے کمالات آپ میں جمع ہوئے۔ اور آپ کی رسالت کے متعلق جو واقعات قیامت تک پیش آنے والے تھے۔ ان کے لئے قرآن کریم کے قصص بطور پیشگوئیوں کے ہیں۔ جن کا ظہور کچھ آپ کی زندگی میں ہوا۔ اور کچھ آپ کے بعد خلفا کے ہاتھوں پر ہوا۔ اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا جیسا کہ قرآن میں ہے۔ فامانرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک یعنی بعض وعدے آپ کی زندگی میں ہم پورے کر کے دکھائیں اور بعض آپ کی وفات کے بعد۔ حضرت مسیح موعود کا ارشاد بھی اس بارہ میں سن لو۔ فرماتے ہیں:۔

> اور جس قدر قرآن شریف میں قصے ہیں وہ بھی درحقیقت قصے نہیں بلکہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو قصوں کے رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ ہاں وہ توریت میں تو صرف قصے پائے جاتے ہیں۔ مگر قرآن شریف نے ہر ایک قصہ کو رسول کریم کے لئے اور اسلام کے لئے ایک پیشگوئی قرار دے دیا ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۹)

سوال ۔ حضرت رسول اکرمؐ نے مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ فرمایا اور علمائے امت کو کانبیاء بنی اسرائیل فرمایا؟

جواب ۔ کیا بھولے بھالے ہیں! حضرت رسول اکرمؐ کی ایک پیشگوئی میں جو مجاز اور استعارہ سے پر ہے نبی اللہ کا لفظ اگر آ گیا تو وہ تو ازبر یاد ہے مگر وہ تمام احادیث صحیحہ یاد نہیں رہتیں جن میں انہی رسول اکرم نے صریح طور پر لا نبی بعدی اور خاتم النبیین فرمایا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا۔ یہ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ کی صحیح تصویر ہے۔ ایسی حدیث جو استعاروں سے پر ہے۔ جس کو خود مرزا صاحب کی صداقت ہمیں حقیقت پر محمول کرنے نہیں دیتی۔ اسے صریح اور محکم آیات اور صحیح احادیث کے مقابلہ میں جو ختم نبوت پر صریح طور پر دلالت کرتی ہیں پیش کرنا کیا زیغ قلب کا بدیہی نمونہ نہیں؟ انصاف چاہتا ہے عقل چاہتی ہے کہ ختم نبوت کے بعد اگر کسی پر نبی کا لفظ اطلاق پائے گا تو وہ مجاز اور استعارہ کے طور پر پائے گا نہ کہ حقیقی طور پر۔ یہی حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ چودھری حاکم علی صاحب کو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں انہیں سمجھانا چاہئے تھا کہ آپ یہ کیا غلطی کر رہے ہیں۔ کہ حدیث میں نبی اللہ کے لفظ کو استعارہ بتا رہے ہیں۔ اور اسے محدث کے معنوں میں لے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۶ میں فرماتے ہیں:۔

> وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف عیسیٰ یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کو یقین کر لیا ہے کہ سچ مچ وہی ابن مریم آسمان سے نازل ہو جائے گا جو رسول اللہ تھا۔ اور اس طرف خیال نہیں کیا کہ اس کا آنا گویا دین اسلام کا دنیا سے رخصت ہونا ہے یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا۔ مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے گا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ...

کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں ایک الہام اس عاجز کا درج ہو۔"

اب فرمائیے جب حضرت صاحب خود حدیث میں نبی کے لفظ کو استعارہ اور مجاز بتلائیں اور اسے محدث کے معنوں میں لیں تو پھر خواہ مخواہ نبی اللہ کے لفظ کو پیش کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔

خاتم الانبیا کے بعد نبی کیسا؟

پھر اور سنیئے حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸ پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

> "لیکن یاد رہے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے۔ جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیا کے بعد نبی کیسا؟"

تو حضرت مسیح موعود کے ان کلمات سے منکر ہوتے ہوئے نہایت جرأت سے صحیح مسلم کے لفظ نبی اللہ کو پیش کرنا کس قدر بے باکی ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کے کلمات طیبہ لا نبی بعدی اور ختم بالنبیون کی عزت اگر دل میں نہیں تو مسیح موعود کے کلمات کی عزت بھی دل میں نہیں۔ البتہ جو کچھ میاں محمود احمد صاحب نے فرما دیا اور نفس نے جسے اپنا آلہ بنا لیا۔ اسی کو رٹتے چلے گئے۔ اوپر کے حوالے سے کس قدر صفائی سے نکلتا ہے کہ نہ صرف صحیح مسلم میں بلکہ آپ کے الہامات الٰہیہ میں نبی اور رسول کے الفاظ مجازاً اور استعارہ کے طور پر ہیں اور جو اس کے خلاف سمجھتے ہیں وہ "نادان متعصب" ہیں۔ اور یہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو تو مسلم کے لفظ نبی اللہ کا مصداق قرار دیا۔ اور دوسرے علمائے امت کو کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق قرار دیا۔ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود صحیح مسلم کے لفظ نبی اللہ کو مجازاً اور استعارہ کے طور پر سمجھتے تھے۔ اور استعارہ تشبیہ ہی کی ایک قسم ہے۔ تشبیہ میں جب شدت اور کمال کا اظہار مقصود ہوتا ہے تو مشبہ کو مشبہ بہ کا نام دے دیتے ہیں۔ اسی کو استعارہ کہتے ہیں۔ مثلاً جب ہم یوں کہیں گے کہ فلاں شخص کا چہرہ چاند کی طرح ہے۔ تو یہ تشبیہ ہو گی۔ لیکن جب ہم اسی تشبیہ میں شدت اور کمال کو ظاہر کرنا چاہیں گے۔ تو یوں کہہ دیں گے کہ فلاں شخص کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے۔ یہ استعارہ ہے پھر چہرہ کو چاند کہہ دینے سے وہ سچ مچ چاند نہیں بن گیا۔ بلکہ ہر ایک ذی فہم سمجھتا ہے کہ صرف شدت تشبیہ کا اظہار ہے۔ اسی طرح نبی اللہ کا لفظ مسیح موعود کے لئے جو استعارہ کے طور پر استعمال ہوا تو اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ سچ مچ نبی ہو گا۔ بلکہ شدت تشبیہ کی وجہ سے استعارہ اور مجاز کے طور پر اسے نبی کہا گیا۔ اور جب تک تشبیہ قائم ہے۔ خواہ استعارہ ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو۔ مسیح موعود علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی ذیل سے باہر نہیں نکل سکتے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے خود بھی تحریر فرمایا ہے مگر چودھری حاکم علی صاحب نے صریح کتمان حق کر کے لکھ دیا کہ حضرت صاحب نے علمائے امت کو کانبیاء بنی اسرائیل میں رکھا۔ اپنے آپ کو نہیں رکھا۔ میں متعدد حوالوں میں سے صرف دو تین مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں۔ حضرت صاحب ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲ میں فرماتے ہیں:۔

> "اور مسیح گزشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے کہ وہ نبی تھا۔ لیکن آنے والے مسیح کو امتی کر کے پکارا ہے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارتاً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے"

یہاں صاف لفظوں میں اپنے آپ کو حدیث علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور مسیح موعود کے متعلق لفظ نبی جو بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اس کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ کہ وہ کیوں استعمال ہوا۔ بتا دیا کہ بوجہ تشبیہ مجازاً استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ایام الصلح صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں:۔

> "تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں۔ علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۰ پر فرماتے ہیں:۔

اچھوت اقوام فنڈ
اور
احمدی خواتین کا فرض

گزشتہ رمضان مبارک میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے اچھوت اقوام فنڈ کی تحریک کی تھی اور فرمایا تھا۔ کہ مستورات کو بھی اس تحریک میں حصہ لینا چاہئے چنانچہ جمعیۃ الوداع کے دن بعد نماز جمعہ خاکسار او بیگم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی تحریک پر قریباً ان تمام خواتین نے جو نماز میں شامل تھیں چندہ لکھوایا۔ فہرست چندہ آخر میں درج ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس تحریک کو وسیع کیا جائے اور سب احمدی بہنیں جو مختلف شہروں میں رہتی ہیں۔ اپنی اپنی جگہ پر مستورات سے چندہ جمع کریں۔ اچھوت اقوام میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہمیت اس قدر واضح ہو چکی ہے کہ مزید خامہ فرسائی کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ہندوستان میں ان کی تعداد سات کروڑ ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو یہ سب لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو سکتے ہیں۔ ایک شخص کے مسلمان ہونے پر قریباً دس روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ایک ایک شخص کا خرچ اپنے ذمہ لیں اور جن کو خدا نے توفیق دی ہے۔ وہ زیادہ تعداد میں لے سکتی ہیں۔ اور جن کو اس قدر استطاعت نہیں وہ دو دو چار مل کر ایک کا خرچ پورا کر دیں۔ چونکہ یہ چندہ بار بار نہیں مانگا جائے گا۔ صرف ایک دفعہ ہی دینا ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ سب بہنیں حصہ لیں گی اور نہ صرف خود حصہ لیں گی بلکہ دیگر بہنوں کو بھی شامل ہونے کی ترغیب دیں گی۔ بزرگ بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں تحریک کریں۔ اور اس مضمون کو پڑھ کر سنا دیں فہرست چندہ اخبار میں چھپتی رہے گی۔ میں منتظر ہوں کہ کون کون بہن میری آواز پر لبیک کہتی ہیں۔

خاکسار

محمودہ بیگم سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

زنانہ فہرست اچھوت اقوام فنڈ

نمبر شمار	نام معطی	وصول شدہ چندہ	
(۱)	اہلیہ صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ	۱۰-۰-۰	روپے
(۲)	اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	۱۰-۰-۰	مزید دینے کا وعدہ
(۳)	اہلیہ صاحبہ بابو محمد منظور الٰہی صاحب	۱۰-۰-۰	
(۴)	اہلیہ صاحبہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب	۵-۰-۰	
(۵)	اہلیہ صاحبہ مولوی مصطفٰے خاں صاحب	۵-۰-۰	
(۶)	رضیہ بیگم بنت مصطفٰے خاں صاحب	۲-۰-۰	
(۷)	اہلیہ صاحبہ مستری فضل دین صاحب	۱-۰-۰	واجب الادا
(۸)	بنت عبد الغنی صاحب انسپکٹر	۲-۰-۰	واجب الوصول
(۹)	اہلیہ صاحبہ مستری دین محمد صاحب	۱-۰-۰	
(۱۰)	بنت شیخ عطا محمد صاحب انسپکٹر	۲-۰-۰	
(۱۱)	اہلیہ شیخ محمد دین جان صاحب	۲-۰-۰	
(۱۲)	اہلیہ بابو محمد رمضان صاحب	۴-۰-۰	
(۱۳)	" ماسٹر اللہ دین صاحب	۰-۴-۰	
(۱۴)	" ملک معراج دین صاحب	۲-۰-۰	
(۱۵)	" محمد اکبر صاحب	۰-۱-۰	واجب الوصول آنے ۱
(۱۶)	" بشیر احمد صاحب	۰-۸-۰	
(۱۷)	" سید الطاف حسین صاحب	۵-۰-۰	
(۱۸)	" ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب	۲-۰-۰	
(۱۹)	" شیخ غلام محمد صاحب	۰-۴-۰	
(۲۰)	" عبد الشکور صاحب	۰-۴-۰	
(۲۱)	" عبد الغنی صاحب	۰-۸-۰	
(۲۲)	" عبد الرحمان صاحب	۰-۴-۰	
(۲۳)	والدہ عبد الشکور صاحب	۰-۴-۰	
(۲۴)	اہلیہ صاحبہ عبد الرحمٰن صاحب	۰-۴-۰	
(۲۵)	" محمد رمضان صاحب	۰-۸-۰	
(۲۶)	" غلام نبی صاحب	۰-۸-۰	
(۲۷)	" ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	۲۰-۰-۰	
(۲۸)	" سید ممتاز حسین شاہ صاحب	۵-۰-۰	
(۲۹)	" سید ممتاز علی شاہ صاحب	۵-۰-۰	

مسلم ہائی سکول لاہور کی رپورٹ

ہمارا یونیورسٹی کا نتیجہ امسال بھی جبکہ پنجاب کے نصف سے زیادہ امیدوار فیل ہوئے ہیں حسب معمول نہایت اعلیٰ رہا ہے۔ جو العین طلبا امتحان کے لئے بھیجے گئے تھے۔ (اور ان میں دس ایسے تھے کہ کسی اور سکول میں ہوتے تو یقیناً امتحان میں بھیجے ہی نہ جاتے) جن میں سے ستائیس کامیاب ہوئے۔ چار لڑکے فرسٹ ڈویژن میں ہوئے۔ ایک لڑکا صرف چار نمبروں کی کمی سے سکنڈ ڈویژن میں رہ گیا۔ سکول میں اعلیٰ رہنے والے لڑکے کے نمبر ۶۰۵ ہیں۔ انٹرنس کے نتیجے کے لحاظ سے ہمارا سکول مقامی سکولوں میں جن کی تعداد ۲۳ ہے تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ سب کچھ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی اور ان کے معاونین بالخصوص مولوی عزیز الدین صاحب بی اے۔ بی ٹی اور دیگر اساتذہ کی رات دن کی محنت کا پھل ہے۔ آج کل دفتر میں داخل ہونے والے طلبا اور ان کے سرپرستوں کی بھرمار رہتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۲) اساتذہ کی گزشتہ میٹنگ میں ہیڈ ماسٹر صاحب کی تجویز بالاتفاق پاس ہوئی کہ سکول میں رات کو مزدور پیشہ مردوں کو پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ مولوی عزیز الدین صاحب نے سب سے پہلے اپنی خدمات ایک گھنٹہ حساب پڑھانے کے لئے پیش کیں۔ سکاوٹ اس کے متعلق پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ مکتب شبینہ سکول میں جاری ہو جائے گا۔ تعلیم یافتہ اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے زیر اثر ان پڑھ بھائیوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دیں اور عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

(۳) سکاؤٹنگ کی طرف جناب ہیڈ ماسٹر صاحب خاص توجہ فرما رہے ہیں۔ پچھلے دنوں اسکاوٹ ماسٹر صاحب نے سکاؤٹنگ پر ایک لیکچر دیا۔ اور کئی ایک عام غلط فہمیوں کو دور کرتے ہوئے سکاؤٹنگ کی اصل غرض وغایت کو واضح کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کم بیش سکول کے نصف طلبا اسی وقت اس تحریک میں شامل ہو گئے۔ بعض نے وردیاں بھی سلوا لی ہیں۔ اور باقی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اساتذہ میں سے سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب نے سب سے پہلے اپنے آپ کو ٹریننگ کے لئے پیش کیا۔ پھر مولوی عزیز الدین صاحب نے پھر شیخ احمد دین صاحب سیکنڈ بی اے۔ بی ٹی نے۔ ان کے علاوہ ماسٹر غلام محمد خاں صاحب آگے ہی بطور اسسٹنٹ سکاوٹ ماسٹر شریک کار ہیں۔ سکاؤٹنگ تعلیمی اور اخلاقی نقطہ نگاہ سے نہایت اعلیٰ تحریک ہے۔ میں انشاء اللہ اگلے نمبر میں اس کے متعلق کچھ تفصیلات بیان کرونگا۔

حکیم شاہ محمد بی اے۔ سکاوٹ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور

ہندوستان

— ۲۰ جون ۱۹۲۶ء کو بروز اتوار بوقت ۸ بجے شب برکت علی محمڈن ہال میں لاہور کی تمام اسلامی جماعتوں کے نمائندوں کا اجلاس منعقد ہوگا تاکہ پنجاب کے مسلمانوں کو رواج کی قید سے چھڑانے اور پابند شریعت بنانے کے لئے تجاویز سوچی جائیں۔ اور پھر انہیں عملی جامہ پہنایا جائے ہماری جماعت کی طرف سے جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور شیخ محمد دین صاحب جان جلسہ میں شامل ہوں گے۔

— قصور کے چھ وہابیوں کی ایک سال کے لئے حفظ امن کی ضمانت اس لئے لی گئی ہے کہ انہوں نے ایک خبر لکھ کر حنفیوں کی دل آزاری کی تھی۔

— خواجہ حسن نظامی ۲۰ جون کو افغانستان جائیں گے جہاں وہ مختلف مقامات کی سیر کریں گے۔

— مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور کی سب سے چھوٹی صاحبزادی زینب خاتون امسال پنجاب یونیورسٹی کے امتحان ایم۔اے (فارسی) میں کامیاب ہوئی ہیں۔

— محکمہ صنعت و حرفت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ میو سکول آف آرٹس لاہور میں جلد سازی۔ نجاری۔ تصویر نگاری۔ زیبائشی کام اور سائن بورڈ لکھنے کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ ایک جماعت اس وقت کھل چکی ہے۔ ۲ سال کا نصاب ختم کرنے پر جو طلبہ امتحان میں کامیاب ہوں گے، ان کو سند دی جائے گی۔

— مولانا عبد الماجد بدایونی نے مولوی ثناء اللہ کو مذہبی مناظرے کا چیلنج دیا ہے

— مقدمہ فساد ریواڑی میں مسلمانوں کو بہت سخت سزائیں ہوئی ہیں۔ خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ عدالت عالیہ میں ان ملزموں کی طرف سے ان کی اپیل میں مفت پیروی کریں گے۔

— ۵ رجون کو افغانی وفد موتمر مکہ میں شریک ہونے کے لئے بمبئی سے روانہ ہو گیا۔ سلطنت افغانستان کے سفیر متعینہ انگورہ اس وفد کے رئیس ہیں۔

— حکومت بنگال نے مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کے متعلق ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جلوس کے اجازت ناموں کی موجودہ شکل میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی جس میں ممانعت کی جاتی ہے کہ اوقات نماز کے دوران میں مساجد کے سامنے باجا نہ بجایا جائے۔ ان اوقات کے علاوہ کسی وقت باجا بند نہ ہوگا۔ البتہ اگر پولیس کمشنر چاہے تو بند کرا سکتا ہے۔ لیکن مسجد ناخدا کے روبرو کسی وقت بھی باجا نہ بجایا جائے۔

ہندو اس فیصلے کو رد کر رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

— حکومت برطانیہ اور حکومت انگورہ کے درمیان مسئلہ موصل کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ ختم ہو گئی اور فریقین کے نمائندگان نے ایک معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ مجلس ملیہ ترکیہ نے بھی اس معاہدہ کی تصدیق کر دی ہے۔ اس معاہدہ کی رو سے حکومت عراق ان قیدیوں کو رہا کر دے گی جنہیں ترکی سرحد پر ترکی کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے کے جرم میں ماخوذ کر کے سزائیں دی گئی تھیں۔ نیز موصل کے تیل کے منافع میں ترکی حکومت صرف ۲۵ سال تک شریک رہے گی۔ ۷۵ کیلومیٹر علاقہ کو غیر جانبدار قرار دیا گیا ہے۔ مسلح دستوں کو غیر جانبدار علاقہ کو عبور کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ تنازعات پیش آمدہ کے تصفیہ کے لئے ترکوں اور عراقیوں کا ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ جب کوئی جھگڑا مقامی نمائندوں سے طے نہیں ہو سکے گا تو اس کو مذکورہ کمیشن میں پیش کیا جائیگا ہر چھ ماہ کے بعد اس کمیشن کا کم از کم ایک جلسہ باری باری سے کبھی عراق میں کبھی ترکی میں منعقد ہوا کرے گا۔

— موتمر اسلامیہ میں شامل ہونے والا ہندوستانی وفد مکہ پہنچ کر سلطان ابن سعود کے ساتھ تین مرتبہ ملاقات کر چکا ہے۔ علما کے ایک جلسہ میں سید سلیمان ندوی نے فرمایا کہ مزارات مدینہ کا گرا دینا وعدہ شکنی ہے ان کی از سر نو تعمیر ہونی چاہئے۔ اور مستند اسلامی مشاہد کی حفاظت کی جائے آپ نے حجاز میں شرعی حکومت قائم کرنے کے لئے فقہی دلائل بھی پیش کئے۔ مولانا محمد علی نے سلطان ابن سعود سے کہا کہ آپ ہی نے ملوکیت کی بدعت کو چھوڑیں اور قیصر و کسریٰ کی سنت کے بجائے سنت خلفائے راشدین پر عمل کریں۔ جمہوریت کے متعلق ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ مولانا عبد الحلیم نے بعض نجدیوں کے رویہ تکفیر اہل قبلہ کو قابل ملامت قرار دیا۔ وفد یہ تحریک کر رہا ہے کہ مزارات و مشاہد کی تجدید کی جائے مذہبی آزادی دی جائے۔ جزیرۃ العرب آزاد ہو۔ غیر ملکی قونصل جو جدہ میں مقیم ہیں۔ وہ مسلم ہونے چاہئیں۔ عامۃ الناس کے لئے کارخانے قائم کئے جائیں۔ غلامی کی رسم مٹا دی جائے۔ ۱۱ جون کو موتمر کا افتتاح ہو گیا ہے۔ ہندوستان۔ روس۔ جاوا۔ فلسطین۔ حجاز۔ مصر اور سوڈان کے نمائندے موجود تھے۔ موتمر کے صدر جناب شرف عدنان اور نائب صدر سید سلیمان ندوی مقرر کئے گئے۔

— حکومت انگورہ نے ان حقوق کو تسلیم کر لیا ہے جو ٹرکش پیٹرولیم کمپنی کو سابقہ ترکی حکومتوں کی بارگاہ سے حاصل ہو چکے ہیں۔ اس کمپنی کے حقوق صرف موصل ہی کے تیل پر نہیں بلکہ تمام قلمرو عراق کے تیل پر ہیں۔

— مشہور قوم پرست مصری لیڈر زغلول پاشا ایوان وزارت مصری کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔

— ترکی وفد موتمر اسلامیہ کی شرکت کے لئے مکہ پہنچ گیا ہے۔

— غازی عبد الکریم کو تازہ سے فاس پہنچا دیا گیا ہے۔

— حکومت سوویٹ نے جرمنی کی ایک فرم سے ٹھیکہ کیا ہے کہ وہ ۳۰ روبل فی بندوق کے حساب سے روس کے لئے غیر محدود مقدار میں چھوٹی چھوٹی بندوقیں تیار کرے۔ یہ بندوقیں تمام روس میں بچوں کے لئے استعمال کی جائیں گی خیال کیا جاتا ہے کہ سوویٹ روس کی تمام آبادی کو مسلح کرنا چاہتی ہے۔

— فرانسیسی افواج نے دمشق کے محلہ [illegible] کو ایسا برباد کیا کہ [illegible] بچے جن کے وارث جنگ اور ہلاک [illegible]

باجلاس چودھری محمد اسمٰعیل صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر

درجہ اوّل منٹگمری

الہ دین ولد فضل دین قوم ارائیں ساکن باغبانپورہ تحصیل وضلع لاہور۔ بذریعہ گوسائیں لبھایا رام ولد گوسائیں پریتم داس منیجر ومختار عام میاں الہ دین مدعی۔

بنام سید وخاں پسران دلا قوم سہو ساکنان چک اعظم سہو تحصیل وضلع منٹگمری مدعا علیہم

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۱۹۸ روپے بابت پیداوار خریف ۱۹۲۵ء واقعہ چک اعظم سہو

بعد مہ صدر خاں ولد دلا مدعا علیہ عمداً حاضری عدالت ہذا سے پہلو تہی کرتا ہے اور اپنے اوپر تعمیل سمن نہیں ہونے دیتا۔ لہٰذا اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ خان مذکور بتاریخ ۲۵ جون ۱۹۲۶ء عدالت ہذا میں حاضر ہو کر پیروی مقدمہ کرے۔ بصورت دیگر کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

(دستخط) (مہر عدالت)

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۲

بزمِ خیال

(از جناب روحی کانپوری)

بزمِ خیال میں ادا آج مری نماز ہو
یار کا پائے ناز ہو میرا سرِ نیاز ہو
لوٹ رہی ہوں بجلیاں ان کی حریمِ ناز ہو
میری نگاہِ شوق ہو جلوۂ دل نواز ہو،
خاک کے ذرے ذرے میں جلوہ نما ہے حسنِ دوست
لیکن اگر نظارہ کوش دیدۂ امتیاز ہو
دیکھ نہ دل فریبیاں جلوہ گہِ مجاز کی!
ذوقِ نظر سے کام لے پردہ کشائے راز ہو
تیرے رخِ سیاہ میں جلوۂ زلفِ دوست ہے
اے شبِ غم خدا کرے عمر تری دراز ہو
جائیں گی کس کی بزم میں طور کی لن ترانیاں
طالبِ دید بھی اگر تجھسا ہی بے نیاز ہو
روحیِ غم نصیب سن اپنا علاج آپ کر
آپ ہی دردِ شوق بن آپ ہی چارہ ساز ہو

اسلام غیروں کی نظر میں

شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد شرما جی الہ آباد کے ایک متمول رئیس اور راسخ العقیدہ ہندو ہیں۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں۔ لیکن میں نے ہندو عیسائی اور اسلامی مذاہب کی کتابوں کا نہایت غور سے گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اور تمام مذاہب کے بانیوں کے حالات زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے۔ میری رائے میں اگر کسی مذہب کو اخوت باہمی اخلاق و تہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی اور کثرت کے ساتھ عطا کی گئی ہے تو وہ مذاہب کا سردار اسلام ہے۔ اسلام کی کشادہ دلی اور فیاضی اس کا امتیازی نشان ہے۔ وہ بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ امیر ہے یا غریب سب کو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے۔ اس کے دروازے سب کے لئے کھلے ہیں۔ ہر خیال اور رنگ کے انسان اس کے زیر سایہ آرام و راحت کی زندگی بسر کر سکتے ہیں"

پنڈت صاحب کو یہ بھی یقین ہے کہ:۔

اچھوت پن کی لعنت کو دور کرنے کی طاقت اسلام اور صرف اسلام میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مذہب اس کو دور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام اوصاف حسنہ کے مجسمہ تھے اور پیروان رسول صلعم آپ کی تعلیمات پر چل کر تمام دنیا کو پیغام حق سناتے رہے۔ انہوں نے اس بارہ میں کبھی بخل اور تنگدلی سے کام نہیں لیا۔ وہ تہہ دل سے چاہتے ہیں کہ ساری دنیا نجات اخروی کی حقدار بن جائے۔ جاہلوں کو علم کی نعمت سے مالا مال کیا۔ اور دنیا میں جہاں کہیں وہ گئے علم کی مشعل اپنے ساتھ لیتے گئے۔ پیروان رسول (صلعم) کا ایک بڑا وصف یہ ہے کہ وہ نہ تو کسی کو بڑھتے دیکھ کر حسد کرتے ہیں اور نہ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر خاموش بیٹھ سکتے ہیں۔ برعکس اسکے ہندوؤں میں سے کوئی اعلےٰ رتبہ حاصل کرے تو دوسرے ہندو اسے نیچے گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پنڈت جی نے نہایت صفائی کے ساتھ اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ:۔ مسلمان زیادہ تر روحانیت پسند واقع ہوئے ہیں۔ انہیں تہذیب کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔ وہ کبھی مصیبت کے وقت کسی کی مدد نہیں کرتے۔ ان کی تمام خصلتیں نمائشی ہیں۔ اور میری یہ پیشین گوئی ہے کہ اگر ہندو سوسائٹی کا یہی طرز عمل رہا تو وہ دو صدیوں کے اندر صفحۂ ہستی سے محو ہو جائے گی اور بنی نوع انسان کا بیشتر حصہ اسلام کا پیرو ہو جائے گا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں اسلام کی کتاب اور اس کے قانون کی نسبت لکھا ہے:۔

قرآن کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔

ایک اور مشہور عیسائی فلاسفر گبن لکھتا ہے:۔

قرآن کی نسبت بحر اطلانتک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے۔ قانون اساسی ہے۔ نہ صرف اصول مذہب ہی کے لئے۔ بلکہ ان قوانین کے لئے بھی جن پر نظام حکمرانی کا دارومدار ہے۔ جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے جن کو ہیئت اجتماعی کی ترتیب و تنسیق سے تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلعم) کی شریعت سب پر حاوی ہے۔ وہ اپنے تمام کام میں بڑے سے بڑے شہنشاہ سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے فقیر تک کے لئے مسائل و احکام رکھتی ہے یہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

مسز اینی بیسنٹ صاحبہ لیکچر آف اسلام مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۶ء میں اسلام کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتی ہیں:۔

قرآن نے مساوات اور اخلاق کی جیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ اس کی مثال اور نظیر کہیں نہیں ملتی۔ ایک شخص مسلمان ہو جانے پر تمام دنیا کے مسلمانوں میں بھائی کے طور پر شریک ہو جاتا ہے۔ میں ہندوؤں سے پر زور الفاظ میں درخواست کرتی ہوں کہ وہ اسلام کی مساوات اور اخوت سے سبق حاصل کریں۔ جس کو سکھانے کے لئے وہ ہندوستان بھیجا گیا ہے۔

مسیح موعود نمبر بہت کافی تعداد میں شایع ہوگا مشتہرین کے لئے نادر موقعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ - ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ نمبر ۳۲

عید اضحی کا پیغام
خلیل اللہ کی سچی یاد

عید آئی اور ضرور آئی۔ پورے ایک سال کے انتظار کے بعد آئی لیکن جانتے ہو کہ مسلمانوں کے لئے کیا پیغام لائی؟ کیا اس لئے آئی ہے کہ مسلمان قیمتی لباس پہنیں۔ اچھے کھانے کھائیں۔ نماز پڑھیں اور جانوروں کی قربانی کریں۔ بس یہی عید ہے؟ نہیں یقیناً نہیں۔ اس میں یہ سب باتیں ہونگی لیکن وہ اس سے بڑھ کر کچھ اور بھی سکھاتی ہے۔ لیکن بہت تھوڑے ہیں جو اس کے اشاروں کو سمجھتے ہیں۔ وہ خلیل اللہ کی قربانی کی یاد دلاتی ہے اور اس کے نام لیواؤں کو سمجھاتی ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبت کرے اور ایسی محبت جو ایک دوست سے کی جاتی ہے۔ تو اس خلیل اللہ کے نقش قدم پر چلو جو تمام آزمائشوں میں پورا اترا۔ اور جس نے خدا کے لئے سب کچھ قربان کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ یہاں تک کہ حصول رضائے الٰہی کے لئے اپنے پیارے بیٹے کی جان تک کی بھی پروا نہ کی۔ اسلام نے قربانی کی رسم اسی لئے تو قائم کی تھی کہ مسلمان اس راز کو سمجھ لیں کہ متقین کے گروہ میں شامل ہونے کے لئے جانی اور مالی قربانی ہی سب سے پہلی شرط ہے۔ یہی معنے ہیں اس ارشاد خداوندی کے کہ **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** یعنی اے مسلمانو! جب تک تم اپنی ہر محبوب چیز خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار نہ ہوگے تب تک تم پرہیزگاری کو نہیں پہنچ سکتے۔ پس سب سے بڑا سبق جو یہ عید ہمیں سکھاتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہم **وجاهدوا فی الله حق جهاده۔** پر عمل کریں۔ اور بوقت ضرورت اس راہ میں اپنی جان کی بھی بازی لگا دیں۔ پانے کے لئے پہلے کھونے کی ضرورت ہے۔ جو خرچ کرنا نہیں جانتا وہ کمائیگا کیا؟ جو بوتا ہی نہیں وہ کاٹے گا کیا؟ یہی وہ راز ہے جس کو زمانہ اولیٰ کے مسلمانوں نے خوب سمجھا۔ جب وہ اس پر عمل پیرا ہوئے تو نہ صرف انہوں نے خدا کو پا لیا بلکہ دنیا بھی ان کی لونڈی بن گئی۔ آج مسلمانوں کے ادبار و انحطاط کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اس اصول سے غافل ہیں اور اس کی قوت سے ناآشنا۔ اگر آج مسلمان بحیثیت قوم اس اصول پر عمل پیرا ہو جائیں تو نہ صرف وہ اس موجودہ پستی و نکبت ہی سے نکل جائیں۔ بلکہ دنیا میں ایک نہایت ہی معزز قوم بن جائیں۔

عید، حج اور قربانی سب کے سب ساڑھے تیرہ سو سال سے جس اصول کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس پر عمل کرنے کی آج اشد ضرورت پیش آگئی ہے۔ اسلام چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں ہے۔ اور تمام شیطانی قوتوں نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ وہ اپنے وفادار سپاہیوں کو پکار رہا ہے کہ وہ اب آئیں۔ میدان میں اتریں اور دشمن سے نبرد آزما ہوں۔ آج اسلام انتہائی بے کسی و بے بسی کی حالت میں ہے۔ جہاں دیکھو اور جس لحاظ سے دیکھو مسلمانوں پر مصائب کا ایک پہاڑ ٹوٹا ہوا ہے۔ سیاسی پہلو سے دیکھو یا مذہبی پہلو سے۔ ہر جگہ ایک ہی نقشہ نظر آ رہا ہے۔ مغرب کے صلیبی سورماؤں نے اسلامی ممالک کے خلاف جو صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے اور اس میں فتح حاصل کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ وہ کسی واقف حال سے پوشیدہ نہیں اگر ایک طرف جوع الارض انہیں ممالک اسلامیہ میں اپنی فریب کاریوں کا جال بچھانے اور خفیہ ریشہ دوانیوں سے [illegible] کر چلنے پر آمادہ کر رہی ہے تو دوسری طرف کوئی چیز انہیں فرزندان اسلام کی متاع ایمان پر ڈاکہ مارنے کے لئے اکسا رہی ہے اگر ایک طرف شام و نجف میں توپ و تفنگ کا حملہ در پیش ہے تو دوسری طرف ہزاروں صلیبی سورما مشنری بنکر اسلامی ممالک میں اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ مسلمانوں کی عزیز ترین چیز امانت توحید بھی ان سے چھین لیں۔ یہ دوسرا حملہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اس کے بعد [illegible] باقی نہیں رہتی۔ ہندوستان [illegible] آج ہی حملہ شروع کیا ہے اور شدھی کے ذریعہ مسلمانوں کو کمزور کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ [illegible] مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ [illegible]

عید اضحی کے متعلق چند ضروری مسائل

عید اضحی کی نماز واجب ہے۔ اور عیدگاہ میں جانے کے لئے نبی کریم نے مردوں اور عورتوں سب کو حکم دیا ہے۔ اس نماز میں بارہ تکبیریں ہوتی ہیں۔ سات تکبیر پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ قراءت ہر رکعت میں تکبیروں کے پیچھے ہوگی۔ امام بخاری اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اور امام احمد بھی اسی طرف گئے ہیں۔ خطبہ نماز کے بعد پڑھا جائے۔

قربانی واجب ہے

جمہور تو کہتے ہیں کہ قربانی سنت ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ اس کے وجوب کے قائل ہیں۔

قربانی نماز عید کے بعد کی جائے۔ گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن بکری، دنبہ، مینڈھے کی قربانی میں کوئی آدمی شریک نہیں ہو سکتا۔ ان کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے ہو۔ اگر کسی وجہ سے عید کے دن قربانی کا جانور ذبح نہ ہو سکے تو پھر بارہویں تاریخ تک ذبح ہو سکتا ہے۔ اور اس وقت تک یہ جانور قربانی مسنونہ ہی میں شمار ہوگا۔ قربانی کا جانور اچھا موٹا تازہ ہو۔ دبلا۔ مریض اور لنگڑا وغیرہ نہ ہو۔ دنبہ ایک سال کا ہونا چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے یکسالہ نہ مل سکے۔ تو کم عمر کا بھی جائز ہے۔

کھالیں

قربانی کے جانوروں کی کھالوں کی قیمت انجمن کے خزانہ میں آنی چاہیئے۔ کہ اس سے بھی انجمن کو کافی مالی امداد مل سکتی ہے۔ قطرہ قطرہ بہم شود دریا۔ اس موقع پر وہ تمام احباب جو قربانی کریں کھالوں کی قیمت مقامی جماعت کے محاسب صاحبان کو عطا فرمائیں بیرونی جماعتوں کا ہر ایک سکرٹری اپنی اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلائے۔

عید فنڈ

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ عید کے موقعہ پر ہر ایک احمدی اشاعت اسلام کے لئے کم از کم ۱۰؍ چندہ دے۔ سب بھائیوں کو حضرت صاحب کے اس ارشاد کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو صاحب فراخی اور وسعت رکھتے ہیں انہیں اس سے زیادہ رقم دینی چاہیئے۔ بیرونی جماعتوں کے کارکنوں کو اس امر پر خاص توجہ دینی چاہیئے۔ یہ کل رقوم جمع کر کے ۱۰ر جولائی سے پیشتر دفتر انجمن میں بھیج دی جائیں۔ جہاں جماعت کا انتظام نہ ہو وہاں سے براہ راست یہ رقم پہنچ جانی چاہیئے۔ ل

"دار العلوم دیوبند اور اصلاحات"

اس عنوان سے مولانا ابوسعید صاحب کی ایک تحریر معاصر مدینہ میں شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل دار العلوم دیوبند اونچی دکان اور پھیکا پکوان کا مصداق ہو رہا ہے۔ انتظام چند ملایانہ ذہنیت رکھنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔ جو انتظامی امور سے محض نابلد ہیں۔ اور من مانی کارروائیاں کرنے میں طاق۔ ہمارا پہلے ہی یہ خیال تھا کہ وہ دار العلوم دیوبند جس کی تعریف و توصیف میں ملاں رطب اللسان ہیں۔ اس کا نظم و نسق ضرور ان کے ہم رنگوں ہی کے سپرد ہوگا۔ چنانچہ اس تحریر سے ہمارے خیال کی صحت ثابت ہو گئی ہے۔ خانہ جنگی جو ملاؤں کا شعار ہے وہاں بھی موجود ہے۔ ذاتی اغراض کی کشمکش جاری ہے کہ اس مذہبی درسگاہ کو نقصان پہنچنے کا سخت اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو کچھ تھوڑے بہت قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ وہ بھی ردی کی ٹوکری میں پڑے ہیں۔ کیونکہ علمائے کرام کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ انسانوں کے بنائے ہوئے قواعد و ضوابط پر عمل پیرا ہوں چنانچہ یہی مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ "بندہ کو ذاتی طور پر وہاں (دار العلوم دیوبند) کے اندرونی حالات کا بخوبی علم ہے۔ اس لئے میرا ذاتی خیال ہے کہ چند اصولی غلطیاں تمام فروعی نقائص کی ذمہ دار ہیں۔ دار العلوم کے موجودہ قواعد و ضوابط ناکافی و غیر مکمل ہیں۔ اور جو ہیں وہ بھی متروک العمل ہیں۔ کمیٹی منتظمہ غور و فکر کے بعد جملہ ضروری قوانین وضع کر کے بصورت عدم پابندی خلاف ورزی کرنے والوں سے جواب طلب کرے۔"

ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدرسہ کی انتظامی حالت اصلاح کی سخت محتاج ہے۔ اگر مسلمان اس درسگاہ کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں اس کا انتظام خود اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ علمائے کرام کو قدرت نے ان کاموں کے لئے پیدا نہیں کیا۔ ان سے یہ امید رکھنا کہ وہ نظم و نسق میں کچھ اصلاح کریں گے ایک سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ انہیں صرف ایک ہی فن میں کمال حاصل ہے۔ اور وہ ہے فن خانہ جنگی۔ ے

گر ہمیں کمتب و ہمیں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

جنت البقیع کا انہدام

نجدیوں کے جنت البقیع کو منہدم کر دینے کے متعلق چند دن سے جو خبریں اخبارات میں شائع ہو رہی تھیں اس کی تصدیق مولانا شوکت علی کے اس تار سے ہو گئی ہے جو حال ہی میں انہوں نے مکہ معظمہ سے ارسال فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

"ہمیں جدہ میں یہ دردناک خبر سن کر بے حد صدمہ ہوا۔ کہ جنت البقیع اور سیدنا حمزہؓ کے مزارات زمین کے برابر کر دیئے گئے مکہ میں آکر اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے"

پہلے واقعات انہدام کے متعلق تو ابن سعود نے اپنی صفائی پیش کی تھی کہ جاہل بدویوں نے دوران جنگ میں اس قسم کے افعال کا ارتکاب کیا ہے۔ لیکن اب جبکہ امن و امان قائم ہو چکا ہے اور نجدی حکومت حجاز میں قائم ہے تو اس قسم کی وحشیانہ حرکات کے لئے تمام تر نجدی حکومت ذمہ دار ہے۔ اگر نجدی آثار و مشاہد کے قیام کے قائل نہیں تو نہ سہی۔ دنیا میں کروڑوں مسلمان ایسے ہیں جو ان مقابر و مشاہد کو نہایت عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مناسب یہی ہے کہ سلطان ابن سعود اس قسم کے تمام غیر ذمہ دارانہ افعال کا انسداد کر دیں۔ تاکہ مسلمانوں میں باہمی کشمکش پیدا نہ ہو۔

مسیح موعود نمبر

"پیغام صلح" کا مسیح موعود نمبر ۳۰ جون کو نہایت آب و تاب سے شائع ہوگا۔ مضامین نہایت اعلےٰ پایہ کے ہوں گے۔ پرچہ کیا ہوگا ایک تبلیغی رسالہ ہوگا۔ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ حسب استطاعت اس کی کاپیاں خرید کر ایسے لوگوں میں تقسیم کرے جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس نمبر میں حضرت مسیح موعود کا فوٹو بھی ہوگا۔ قیمت فی پرچہ ۲؍ بعد میں پرچے نہیں ملیں گے جس قدر مطلوب ہوں ۳۰ جون سے پیشتر اطلاع دیجئے۔ تاجروں کے لئے اشتہار دینے کا نادر موقعہ ہے۔ کیونکہ یہ پرچہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے طول و عرض میں تقسیم ہوگا اور بیرونی ممالک میں بھی کثرت سے بھیجا جائے گا نرخ نامہ اشتہار صفحہ ۸ پر ملاحظہ ہو۔ (مینیجر)

اعلان جنگ

بعض حضرات خود فرمائش بھیجکر "پیغام صلح" بذریعہ وی پی طلب کرتے ہیں۔ اور پھر اسے نہایت بد اخلاقی سے واپس کر دیتے ہیں۔ جس سے دفتر کو بلا وجہ محصول ڈاک کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی طرح بعض خریداروں کو ان کا چندہ ختم ہونے کی اطلاع بذریعہ جوابی کارڈ دس پندرہ دن پہلے دیدی جاتی ہے۔ مگر وہ دفتر کو جواب دینے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ اور جب ان کے نام وی پی بھیجا جاتا ہے تو اسے واپس کر دیتے ہیں۔ گویا اپنے دو پیسے بچانے کی خاطر دفتر کو گیارہ پیسے کا نقصان پہنچانا عین خدمت اسلام سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی مسلسل بیہودگیاں دیکھ کر ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اس لئے اب ہم اعلان کرتے ہیں کہ آئندہ جو حضرات اس طریقہ سے وی پی واپس کریں گے ان کے اسمائے گرامی بحروف جلی اخبار میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ مینیجر

عید مبارک ہو

ہم تمام مسلمانوں کو عموماً اور ان حضرات کو خصوصاً جو جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہیں عید کی مبارکباد کا خلوص دل سے ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ "پیغام صلح"

معذرت

عید کے باعث صرف چار صفحے کا پرچہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس کی کسر مسیح موعود نمبر میں نکل جائے گی۔ (مدیر)

نقد و تبصرہ

تحقیق آریا مصنفہ پادری سلطان محمد خاں صاحب۔ اس کتاب میں آریوں کے ویدوں، ان کی تعلیمات اور مصنفین کی قلعی کھولی گئی ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ ویدک دھرم دراصل زرتشتی مذہب سے اخذ کیا گیا ہے۔ اسلامی مبلغین و مناظرین کے لئے یہ کتاب مفید ہے۔ قیمت صرف ۸؍ علاوہ محصول ڈاک۔ حسب ذیل پتہ سے طلب فرمایئے۔

ایم کے خاں مہان سنگھ باغ لاہور

مذاکرہ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

(۲)

لفظ نبی کا استعمال

سوال - اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو الہامات میں نبی اور رسول کے لفظ سے یاد فرمایا؟

جواب - بہر دہی بات! مسیح موعود کی ان لوگوں کے دلوں میں کوئی عزت نہیں - آپ تمام عمر اپنے الہامات کے لفظ نبی اور رسول کی تاویل کرتے رہے - مگر اس کی انہیں کوئی پروا نہیں - خود صاحب وحی تو یہ دنیا کو اعلان کرے کہ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (حقیقۃ الوحی) کہ میرا نام اللہ تعالیٰ نے نبی مجاز کے طور پر رکھا نہ کہ حقیقت کے طور پر - مگر یہ اس پر اڑے ہوئے ہیں کہ ہم تو نبی بنا کر چھوڑیں گے - کبھی کہہ دیا کہ سمجھتے نہ تھے - کبھی کہہ دیا لوگوں کے سامنے نعوذ باللہ گول مول باتیں کرتے تھے - ظاہر کچھ کرتے تھے دل میں کچھ اور تھا - مسیح موعود کی حیثیت پڑی گرے - ان کے منہ کی نکلی ہوئی بات قائم رہے - اربعین میں حضرت صاحب خود فرماتے ہیں " اور اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے - کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے " ایک عقلمند کو اربعین اور حقیقۃ الوحی کے مذکورہ بالا دو حوالے کافی ہیں - ورنہ بارہا آپ نے فرمایا ہے کہ یہ الفاظ بطور استعارہ اور مجاز کے ہیں - پس جب خود صاحب وحی اپنی وحی کے الفاظ کی یوں تشریح کرے تو ہر کس و ناکس کا ان الفاظ کو حجت کے طور پر پیش کرنا مسیح موعود کی شان میں صریح گستاخی ہے - اس کے یہ معنی ہیں کہ یا تو وہ سمجھتے نہ تھے یا غلط بیانی کرتے تھے - نعوذ باللہ -

پھر خود اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے اپنے الہامات ہی میں نبی کے لفظ کی تشریح کر دی اور بتا دیا کہ نبی کا خطاب محض عزت کا خطاب ہے جو دیا گیا ہے - جیسا کہ فرمایا لک خطاب العزۃ اور یہ بھی فرمایا کہ انت محدث فیک مادہ فاروقیہ یعنی تو محدث ہے تجھ میں مادہ فاروقی ہے - پس صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف حضرت مسیح موعود نے اپنے الہامات کے الفاظ نبی و رسول کی خود تشریح کر دی بلکہ خود خدا نے بھی بتا دیا کہ نبی بمعنے محدث استعمال کیا گیا ہے - اور یہ محض ایک اعزازی نام ہے - جو دیا گیا ہے - والا بعد خاتم النبیین نبوت کیسی؟

ایام الصلح کی یہ عبارت بھی قابل توجہ ہے:-

" قرآن شریف میں . . . . ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے - اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے - اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے - پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے - اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے - اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے "

حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں

سوال حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا اور مستقل اور مجازی نبی کی تفصیل بھی فرمائی -

جواب یہ افترا ہے - حوالے جس قدر دیئے ہیں صرف صفحوں کے نمبر دیئے ہیں عبارت نقل نہیں کی ورنہ حقیقت کھل جاتی - حضرت صاحب نے ہرگز ہرگز کہیں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا - بلکہ جو لوگ آپ کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرتے تھے - آپ انہیں جھوٹا اور مفتری قرار دیتے تھے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ میں فرماتے ہیں:-

" اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے "

سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اگر اپنے آپ کو نبی قرار دیتے تھے تو نبوت کا دعویٰ آپ کی طرف منسوب کرنا سراسر افترا آمیز کیوں تھا - بلکہ نہایت درست تھا آج تو چودھری حاکم علی صاحب یہ ثابت کر رہے ہیں کہ آپ کا دعویٰ واقعی نبوت کا تھا - حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا - بلکہ مجددیت کا تھا - ہاں آپ کو نبی اور رسول کا نام استعارہ کے طور پر ... حدیثوں میں اور الہام الٰہی میں دیا گیا تھا - آپ بوجہ مامور الٰہی ہونے کے ان الفاظ کو چھپا نہیں سکتے تھے - مگر جب کبھی اس لفظ کو استعمال کرتے تھے

تو بار بار تاکید کرتے تھے کہ یہ الفاظ اسلامی اصطلاح میں استعمال نہیں ہوئے ہیں بلکہ لغوی معنوں میں مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوئے ہیں - اس سے بڑھ کر صفائی کیا ہوگی کہ مسلمانوں کے نام اشتہار دیتے ہیں - اس میں لکھتے ہیں -

" تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں - کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے - یا یہ کہ محدثیت جزو نبوت ہے - یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے - یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں - میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں "

اسی طرح اپنے خط مندرجہ الحکم ۱۸۹۹ء میں نبی کے استعمال کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

" سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں - اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے - جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے -

حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں " ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمہ والمخاطبہ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک " کہ اللہ نے میری نبوت سے مراد نہیں لیا لیکن کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور اللہ کی لعنت اس شخص پر جو اس سے بڑھ کر مراد رکھے - ان تشریحات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت صاحب نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے کس قدر ظلم ہے -

ایک غلطی کا ازالہ

" ایک غلطی کے ازالہ " میں سے ایک حوالہ پیش کر دیا اور سمجھ لیا کہ تیر مار لیا - مگر وہ حوالہ چودھری حاکم علی صاحب کے کچھ بھی مفید مطلب نہیں - فرماتے ہیں کہ:-

" اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں - اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے - رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا "

اس حوالہ میں دو باتیں قابل غور ہیں -

(۱) ایک تو یہ کہ آپ نے دو قسم کی نبوتوں سے یہاں انکار کیا ہے ایک تو یہ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں - یعنی ایسا نبی نہیں جو شریعت لاتا ہے - دوسرے یہ کہ میں مستقل طور پر نبی ہوں - یعنی ایسا نبی بھی نہیں ہوں جو شریعت تو نہیں لاتا مگر اپنی ذات میں مستقل طور پر نبی ہوتا ہے - اور اس کی نبوت ظل اور بروز کے رنگ میں محض انعکاسی نہیں ہوتی - پس جب مذکورہ بالا دونوں قسم کی نبوتوں سے آپ کو انکار ہے - تو آپ کی نبوت محض بروزی رنگ کی ہوئی - جو صدیقین اور محدثین کو ان کی ظلیت کے آئینہ میں نبی متبوع کے انعکاس سے ملتی ہے - چنانچہ اسی غلطی کے ازالہ کے آخر میں فرماتے ہیں:-

" پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوےٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں - وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں - میرا نفس درمیان نہیں ہے "

قصہ ختم ہوا -

(۲) دوسری بات قابل توجہ یہ ہے - فرماتے ہیں کہ جس نبوت کا ذکر میں اس غلطی کے ازالہ میں کر رہا ہوں یعنی:-

" ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے - رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا "

تو معلوم ہوا کہ جس نبوت کا اقرار غلطی کے ازالہ میں کر رہے ہیں اس کا انکار آپ نے کبھی نہیں کیا - اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سے قبل کس قسم کی نبوت کا اقرار کیا اور کس قسم کی نبوت کا انکار کیا - ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں " نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے - جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا ہے " جب حضرت صاحب خود یہ فرما چکے ہیں کہ جس قسم کی نبوت کا اقرار آپ غلطی کے ازالہ میں کر رہے ہیں - اس کا انکار کبھی نہیں کیا - تو اب ہم یہ ماننے کے لئے مجبور ہیں کہ ایک غلطی کے ازالہ والی نبوت وہی ہے جسے آپ نے ازالہ اوہام میں محدثیت فرمایا - اور وہ اصلی نبوت نہیں - کیونکہ وہاں صاف طور پر آپ نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے - اور بالمقابل جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ محدثیت ہے تو اب یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ایک غلطی کے ازالہ میں نبوت کے متعلق عقیدہ بدل دیا - اور دعویٰ نبوت کے متعلق جو انکار تھا اس کو بدل کر اب اقرار کرنے لگے بلکہ صاف طور پر نظر آ رہا ہے - کہ جس چیز کا انکار پہلے کیا ہے - اسی کا انکار غلطی کے ازالہ میں کیا ہے - اور وہ نبوت ہے - کیونکہ ازالہ اوہام میں صاف فرماتے ہیں کہ میں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا - غلطی کے ازالہ میں بھی دعویٰ نبوت سے انکار ہے - جیسا کہ فرماتے ہیں " اور جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے - مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں ہے " اور جو دعویٰ محدثیت کا پہلے تھا - وہی غلطی کے ازالہ میں ہے - صرف اس کا نام بروزی نبوت رکھ دیا ہے جو صوفیوں کی ایک اصطلاح ہے - چونکہ لغوی طور پر نبوت کے لفظ میں بہ نسبت تحدیث کے اظہار غیب کا مفہوم زیادہ پایا جاتا ہے اس لئے محدثیت کی اصطلاح کے بجائے بروزی نبوت کی اصطلاح اختیار کی ہے - اور اس میں کچھ حرج نہ تھا - کیونکہ مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے - نہ محدثیت اصلی نبوت ہے - نہ بروزی نبوت اصلی نبوت ہے - دونوں سے مراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے - پس یہ محض اختلاف لفظی ہے - معناً دونوں ایک ہی ہیں - خود حضرت صاحب فرماتے ہیں:-

" ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیاً فلا تستعجلوا یا اھل العقل والفطنۃ ولعنۃ اللہ علی من ادعی خلاف ذالک مثقال ذرۃ ومعھا لعنۃ الناس والملٰئکۃ (حقیقۃ الوحی)

(ترجمہ) بے شک اللہ نے مراد نہیں رکھا میری نبوت سے - مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور وہ اکابر اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے پس نزاع صرف نزاع لفظی ہے - پس اے عقل و دانش والو جلد بازی نہ کرو - اور اللہ کی لعنت اس پر جو اس کے خلاف ایک ذرہ کے برابر دعویٰ کرے - اور اس کے ساتھ تمام لوگوں اور فرشتوں کی لعنت اس پر " (باقی آئندہ)

رپورٹ دورہ شیخ محمد نصیب صاحب

یہ دورہ ۱۵ مئی ۱۹۲۶ء سے لے کر ۳۰ مئی ۱۹۲۶ء تک رہا - جو بددملی - چندر کے گھوٹے - نارووال - پسرور - سیالکوٹ اور جموں کے مقامات پر ہوا - غلام حیدر مسلم ہائی سکول بددملی کے دو سال گزشتہ کے حسابات کی پڑتال کی - حساب تسلی بخش ہے اور کام اطمینان سے ہو رہا ہے دینیات کی تعلیم بھی عمدہ ہے - بورڈنگ میں درس ہوتا ہے اور نماز با جماعت ہوتی ہے - میری موجودگی میں وہاں طلبہ کی ایک میٹنگ ہوئی - اساتذہ اور طلبہ کی تقریریں اور مضامین سن کر دل خوش ہوا - ایک طالب علم نے نبی کریم صلعم کے سوانح کے متعلق بہت اچھی باتیں بیان کیں تعداد طلبہ پانچویں جماعت سے لے کر دسویں تک تقریباً سوا دو سو ہے اس سکول سے پہلی مرتبہ امتحان یونیورسٹی میں ۱۵ طلبہ گئے جن میں سے گیارہ پاس ہوئے - یہ نتیجہ چودھری غلام حیدر صاحب، ہیڈ ماسٹر صاحب اور ان کے سٹاف کے لئے قابل مبارکباد ہے - سکول خدا کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہا ہے -

مذکورہ بالا جماعتوں و انجمنوں میں حسابات عمدہ حساب کتاب احمدیہ انجمن بددملی کا ہے - حساب منشی فضل احمد صاحب رکھتے ہیں ... قابلیت سے رسید بک، روزنامچہ اور خزانہ صدر کی رسیدات کا فائل رکھا ہوا ہے - جناب منشی صاحب کی خدمات قابل شکریہ ہیں - امید ہے کہ باقی انجمنیں بھی ایسا ہی باقاعدہ حساب و کتاب رکھ کر شکریہ کا موقع دیں گی تا پڑتال حساب میں سہولت ہو - یہ ایک دینی خدمت ہے جس کے ساتھ ہمارے سلسلہ کی ترقی وابستہ ہے اس لئے ہمارے ان احباب کو جن کے سپرد سلسلہ کی یہ خدمت ہے اپنے دنیوی کاموں کے ساتھ اس کام کو بھی رضائے الٰہی کے حصول کے لئے سرانجام دینا چاہئے

ہندوستان

—— عیدالضحیٰ کے موقعہ پر دہلی کی حدود کے اندر بھیڑ بکری کے سوا بڑے سینگوں والے جانوروں کی فروخت وغیرہ کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت انتظامی احکام جاری کئے ہیں۔ جو شخص ان احکام کی خلاف ورزی کرے گا اسے چھ مہینے قید سخت یا ایک ہزار روپے جرمانہ یا قید اور جرمانہ دونوں کی سزا دی جائے گی۔

—— ۱۵ر جون کو دہلی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کمیشنر کے قریب بااثر اشخاص کو عیدالضحیٰ کے ایام میں ادائیگی فرائض کے لئے سپیشل پولیس افسر مقرر کیا ہے ان حضرات کی رہنمائی کے لئے ہدایات بھی جاری کردی گئی ہیں۔ جن میں ان اختیارات کی وضاحت ہے جو انہیں تفویض کئے گئے ہیں۔ اور ان سزاؤں کی تشریح ہے۔ جو مختلف جرائم کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ عامۃ الناس کو مطلع کردیا گیا ہے کہ ان افسروں کے احکام کی تعمیل کریں۔

—— ۱۴ اور ۱۵ - جون کی درمیانی شب میں راولپنڈی میں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک ہولناک فساد ہوگیا وجہ فساد وہی مسجد کے سامنے باجا بجانا تھی۔ مقتولین کی تعداد ۱۴ اور مجروحین کی تعداد ۵۰ ہے مالی نقصان کا اندازہ کروڑوں روپے کیا جاتا ہے۔ اس فساد میں مسلمانوں کو بہت کافی نقصان پہنچا ہے۔ مقتولین میں بھی مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔

—— ۱۷ر جون کو مولانا ظفر علی خاں راولپنڈی کو روانہ ہوگئے۔ چند روز وہاں رہ کر حالات کی تحقیق کریں گے مجلس خلافت لاہور کے معتمد خواجہ غلام محمد بھی مولانا کے ہمراہ گئے ہیں۔

—— مولانا ابوالکلام آزاد نے سکرٹری مجلس خلافت پنجاب کو بذریعہ پیغام برقی اطلاع دی ہے کہ پانی پت میں عیدالبقر کے موقعہ پر گائے کی قربانی کے سلسلے نے خطرناک صورت اختیار کرلی ہے۔ ازراہ عنایت مسلمانان پانی پت کی رہنمائی کیجئے۔

—— مسلمانان پانی پت کو بذریعہ برقی پیغام مناسب ہدایات بھیجدی گئی ہیں اور امید ظاہر کی گئی ہے کہ مسلمانان پانی پت جماعت کے فیصلہ پر کاربند رہنے کے لئے صبر و انضباط سے کام لیں گے۔

—— خان بہادر سید حسن بخش صاحب (ملتان) نے شیعہ مدرسہ باب العلوم ملتان کے لئے اپنی پانچ مربعہ اراضی مالیتی زائد از یک لک روپیہ وقف فرمادی ہے۔

ممالک خارجہ

—— موتمر اسلامیہ میں جس کا اجلاس مکہ معظمہ میں ہورہا ہے اور جس میں ہندوستانی مندوبین بھی شریک ہیں۔ سلطان ابن سعود نے اپنی افتتاحی تقریر میں شرکاء کانفرنس سے درخواست کی کہ وہ بین الاقوامی سیاسیات پر بحث کرنے سے احتراز کریں۔ نیز ایسے مسائل بھی پیش نہ کریں جن سے اسلامی ممالک میں اختلاف پیدا ہو۔

—— مجلس ایران نے عہدنامہ موصل کی تصدیق و توثیق کردی ہے۔

—— شام میں فرانس کا جو غیرملکی دستہ فوج مقیم ہے۔ ان میں جھگڑا پیدا ہوگیا ہے۔ کئی ایک سپاہی بھاگ گئے۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ ان غیرملکیوں نے بغاوت کرنے کی کوشش کی۔ ایک امریکن کو فرار ہوجانے کے جرم میں موت کی سزا دی گئی۔ امریکن سفیر نے اس سزا کے خلاف ایک شکایتی مکتوب ارسال کیا ہے۔

—— ترکی وزارت تعلیم نے اپنے دو نمائندگان کو روس جانے کے لئے نامزد کیا ہے۔ کہ وہ وہاں جاکر دیکھیں کہ بالشویک لوگ طالب علموں کی تہذیب و تربیت کن اصولوں پر اور کیا غرض و غایت سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔ دونوں نمائندے اوڈیسا کو روانہ ہوگئے ہیں۔ جہاں سے ماسکو اور لینن گراڈ جائیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ہر دو نمائندے واپس انقرہ پہنچ جائیں گے۔

—— "ٹرکش پٹرولیم کمپنی" کے ٹھیکہ میں جو شاہی حقوق حکومت عراق کو حاصل ہیں۔ ان میں سے دسواں حصہ عہدنامہ موصل کی رو سے ترکی کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ حکومت عراق کی استدعا پر حکومت انگورہ نے اپنے ان حقوق کے عوض میں ۵ لاکھ پونڈ کا پیشکش قبول کرلیا ہے۔

—— وزیر دفاع (فوجی) نے انگورہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جمہوریہ ترکیہ کی فوج ظفر موج ہر حالت میں اور ہر وقت انتہائی ضابطہ داری کی شان دکھلانے کے لئے ہر طرح تیار ہے [illegible]

اخبار احمدیہ

شادی - ۱۰ ر جون کی شام کو ماسٹر فقیر اللہ صاحب محاسب انجمن کے صاحبزادے بابو ہدایت اللہ صاحب کا نکاح شیخ کریم اللہ صاحب کی صاحبزادی ممتاز بیگم کے ساتھ ۵۰۰ روپے مہر پر ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے پڑھا۔

ولادت - حکیم محمد یار صاحب فوق مبلغ انجمن کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے مہمان کی عمر میں برکت دے۔ اور اسے خادم دین بنائے۔

درخواست دعا - میری اہلیہ جو عرصہ ۲۰ سال تک میری رفیق و ہمراز رہی اور حضرت اقدس کی دیرینہ مریدوں میں سے تھی۔ بتقضائے الٰہی مورخہ ۱۲ ر جون ۱۹۲۶ء کو بوقت صبح آٹھ بجے اس دار فانی سے راہی ملک بقا ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے چند بچے بھی اپنی یادگار میں چھوڑے ہیں۔ احباب سلسلہ سے استدعا ہے کہ نماز جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت کریں۔

علی بخش قریشی ہیڈ کلرک شیخوپورہ محکمہ نہر۔

تبلیغ ہند - انجمن کی طرف سے ہندوستان میں اشاعت اسلام کا کام نہایت زور سے ہورہا ہے۔ احباب صیغہ تبلیغ ہند کی مالی امداد کی طرف توجہ فرمائیں۔

نماز عید - مسجد احمدیہ لاہور میں عید کی نماز مولانا صدرالدین صاحب آٹھ بجے پڑھائیں گے

رعایتی نرخ نامہ اشتہارات پیغام صلح

	ایک بار	دوبار	چار بار	تین ماہ	ایک سال
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایک سو
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اخبار پیغامِ صلح

ایڈیٹر سردار خان

جلد ۱۴ | لاہور مدینۃ المسیح یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۳

طلسمِ کائنات

(از خامہ حضرت جگر مراد آبادی)

عشق کا پیغامِ مستی، شوق کی رُوداد ہوں
زندگی جس سے برستی ہے میں وہ فریاد ہوں

عشقِ بے پروا مرا کافی حقیقت ہے مری
کچھ سمجھ کر میں ہلاکِ حسنِ بے بنیاد ہوں

اور بھی مشقِ فنا سے بڑھ گئی ایذائے فکر!
جس طرف اب دیکھتا ہوں میں ہی میں آباد ہوں

ہر نفس سرمایہ دارِ عشقِ کامل ہے مرا
اے خوشا درد ے کہ حسنِ دوست کی فریاد ہوں

مائلِ فرزانگی ہے اب مرا ذوقِ جنوں،
آجکل میں محوِ تعمیرِ خراب آباد ہوں

میری ہستی جستجو میری حقیقت احتیاج
میں سراپا درد ہوں میں مستقل فریاد ہوں

کچھ نہیں کھلتا جگر رازِ طلسمِ کائنات
مجھ میں یہ آباد ہے یا اس میں میں آباد ہوں

(ماخوذ از نیرنگِ خیال)

حضرت امیر کا پیغام
تبلیغ سلسلہ کیلئے ایک تجویز

برادر مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے مسیح موعود نمبر کے متعلق تجویز پڑھی ہوگی یہ موقع ہے کہ سلسلہ کی تبلیغ نہایت کم خرچ پر وسیع پیمانہ پر کی جائے اس وقت آپ لوگ تھوڑی تھوڑی ہمت کریں تو ہزارہا لوگوں تک بڑی سہولت کے ساتھ ہم یہ پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ کوئی دوست ایسا نہ ہونا چاہیے جو کم سے کم ایک پرچہ اس نمبر کا خرید کر علاوہ اس کے جو وہ اپنے لئے لیتا ہے اپنے احباب میں سے کسی کو نہ پہنچائے۔ اور آسودہ حال احباب اپنی اپنی حسب حیثیت بیس بیس پچاس پچاس کاپیاں لے کر پہنچانے کا انتظام کریں۔ جس قدر پرچے آپ اپنے ذریعے تقسیم کر سکتے ہوں وہ خود منگوالیں اور جو اپنے ذریعہ تقسیم نہ کر سکتے ہوں ان کے متعلق یہاں دفتر "پیغام صلح" کو ہدایت کردیں۔ دفتر ایسے لوگوں تک انہیں پہنچا سکے گا جہاں بھیجا جانا مفید ہو سکے گا۔ جہاں جماعتیں ہیں وہ اس تحریک کو فوراً اپنی اپنی جماعت میں پیش کر کے چندہ جمع کرلیں۔ جہاں ایک دو احباب ہیں وہ اپنے طور پر براہ راست دفتر میں اطلاع دیں کہ وہ کس قدر کاپیاں اپنے خرچ پر منگوائیں گے یا تقسیم کرائیں گے۔

والسلام

خاکسار

محمد علی

مسیح موعودؑ نمبر

گزشتہ اشاعتوں میں اعلان کیا جاتا رہا ہے کہ مسیح موعود نمبر ۳۰ جون کو شائع ہوگا امید ہے کہ آج قارئین کرام بھی اس کے انتظار میں ہوں گے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر مناسب سمجھا کہ مسیح موعود نمبر آج شائع نہ کیا جائے۔ آج معمولی پرچہ شائع کیا جاتا ہے اور مسیح موعود نمبر ۲۲ جولائی تک ملتوی کیا گیا ہے۔ پہلے تجویز یہ تھی کہ مسیح موعود نمبر ۱۶ صفحے کا ہو اور اس کی قیمت ۲ رتی پرچہ ہو۔ لیکن مضامین ہمیں اس قدر موصول ہوئے ہیں کہ وہ ۱۶ صفحات میں ہرگز نہیں سما سکتے۔ چونکہ مضامین نہایت دلچسپ ہیں اور ان کا شائع کرنا ضروری ہے اس لئے اب یہ تجویز ہوئی ہے کہ یہ نمبر ۱۶ صفحات کے بجائے ۲۴ صفحات پر مشتمل ہو۔ اور قیمت ۲ر کے بجائے ۳ر کردی گئی نیز پہلے صرف حضرت مسیح موعود کا فوٹو شائع ہونے کی تجویز ہوئی تھی اب یہ قرار پایا ہے کہ اس کے علاوہ برلن مسجد کا فوٹو بھی اس نمبر میں شائع کیا جائے۔ غرضیکہ یہ پرچہ قابل دید ہوگا۔ قارئین کرام کو ایک ماہ تک انتظار کی زحمت تو اور اٹھانی پڑے گی۔ لیکن دیر آید درست آید کے مطابق پرچہ بھی ایسا ہوگا کہ آپ دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔

یاد رکھیئے

کہ مسیح موعود نمبر کا ایک پرچہ بھی بعد میں نہیں ملے گا جس قدر پرچے درکار ہوں ان کی تعداد سے آج ہی مطلع فرمائیے۔

اشتہار دینے کیلئے نادر موقع

تجارت پیشہ حضرات کے لئے اشتہار دینے کا نادر موقع ہے کیونکہ یہ نمبر بڑی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے طول و عرض میں تقسیم کیا جائے گا تمام درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

مینیجر پیغام صلح لاہور

رعایتی نرخ نامہ اشتہارات

	ایک بار	دو بار	چار بار	تین ماہ	ایک سال
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بزم احباب

سوڈان

برادر عبدالرحمن صاحب ام درمان دارالخلافہ سوڈان سے لکھتے ہیں کہ آپ کا خط مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۶ء ملا ۔ چار پارسل کتابوں کے پہنچے ۔ میں اور میری بیوی آپ کا اور جملہ برادران احمدی کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہماری خیروعافیت پر مسرت کا اظہار کیا ہے ۔ ہم انشاء اللہ اپنی جماعت کو اور اس عظیم الشان خدمت اسلام کو جو آپ لوگ ساری دنیا میں کر رہے ہیں ہرگز فراموش نہ کریں گے ۔ اور بیت اللہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کریں گے کہ وہ اس کام میں روز افزوں ترقی کرے ۔

ہمارا سفر صحرائے سوڈان میں سے سخت مشکلات سے پُر تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم بخیریت یہاں پہنچ گئے ۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ حج کے لئے جون کے پہلے ہفتہ میں یہاں سے براہ سوڈان روانہ ہوں گے اور ۱۵ جون کے جہاز سے جدہ کے لئے سوار ہوں گے ۔ حج سے واپسی پر دوسرا خط آپ کو روانہ کریں گے ۔

اس وقت میں ام درمان میں رہتا ہوں ۔ اور گارڈن کالج خرطوم میں ہے ۔ ابھی تک میں کالج نہیں جا سکا ۔ لیکن کسی روز وہاں ہو آؤں گا طلبائے کالج کو بہت کم فرصت مطالعہ کتب کے لئے مل سکتی ہے ۔ کوئی پبلک لائبریری بھی یہاں نہیں جہاں عوام ہماری کتب کو باسانی مطالعہ کر سکیں البتہ یہاں ایک کلب ہے جو لائبریری کی شکل میں ہے ۔ اس لئے میں انہیں کتابیں دے رہا ہوں ۔ خرطوم میں کثیر آبادی یورپین لوگوں کی ہے ۔ اور بہت ہی کم دیسی لوگ وہاں بستے ہیں ۔ جو لوگ وہاں کام کاج کرتے ہیں وہ سب ام درمان میں رہتے ہیں ۔ اس لئے میرا ارادہ حج سے واپسی یہیں مرکز بنا کر کام کرنے کا ہے ۔

میں اپنے گرد سمجھدار نوجوانوں کی ایک جماعت جمع کر رہا ہوں جو میرے معاون ہوں گے ۔ آپ کا بھیجا ہوا عربی لٹریچر تقسیم کر رہا ہوں ۔ جیسا کہ آپ کو ہندوستانی ملاؤں کے غلط خیالات کا قلع قمع کرنا پڑتا ہے یہی صورت یہاں پیش آئے گی ۔ گو یہاں کے ملانے مجھے کافر خیال کرتے ہیں ۔ لیکن میں ان کی چنداں پروا نہیں کرتا ۔ میں نے مہدی سوڈانی کے لڑکے سے وفات مسیح وغیرہ مسائل سلسلہ پر گفتگو کر کے اسے قائل کر لیا ہے اور اسے یقین ہو گیا ہے کہ ملاؤں کے دقیانوسی خیالات عیسائی مشنریوں کو اسلام پر حملہ کرنے کا موقعہ دیتے ہیں ۔ عربی زبان کی تعلیم میں نے جاری کر رکھی ہے اور خدا کے فضل سے اس میں خاصی ترقی کر لی ہے ۔ یہاں کی عربی حجازی عربی سے ملتی جلتی ہے ۔

دو فہرستیں ان اصحاب کی بھیجتا ہوں جو عربی اور انگریزی جانتے ہیں اور جنہیں لٹریچر بھیجنا مفید ثابت ہو گا ۔ میں جس دوست کے بارے میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ وہ اپنا مطبع جاری کرنا چاہتا ہے ۔ اس کا پتہ بھیجتا ہوں وہ اس وقت مطبع کی خرید کے لئے مصر گیا ہوا ہے "لائٹ" یہاں کے پتہ پر بھیجتے رہیے ۔ انشاء اللہ حج سے واپسی پر لائٹ اور انجمن کا چندہ بھیج دوں گا ۔ میں یہاں "لائٹ" کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ۔

انجمن کی مطبوعہ سند تقرری مبلغ برائے سوڈان پہنچ گئی ہے جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ آپ کو اور جملہ برادران کو سلام علیک ۔

امریکہ

ریاست ہائے امریکہ میں تقریباً تیرہ سو نومسلم ہیں ۔ ان کے علاوہ ترک ، عرب اور ہندوستانی مسلمان بھی موجود ہیں ۔ جن میں تبلیغ اسلام کی اشد ضرورت ہے ۔ چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ریاست ہائے متحدہ میں نومسلم کالے اور گوروں کی تعداد تقریباً تیرہ سو ہے جو دینی معاملات میں مالی حصہ لیتے رہتے ہیں ۔ ان کی دینی تعلیم کے لئے ہر اتوار کو مرکز میں جلسہ کیا جاتا ہے ۔ جہاں لیکچروں کے شروع ہونے سے پیشتر ان نومسلمین کو عربی نماز و دیگر مسائل اسلامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ اور وقتاً فوقتاً ان سے سوالات دریافت کئے جاتے ہیں تاکہ ان کی دینی ترقی کا حال معلوم ہوتا رہے ۔ نیز انہیں اسلامی لیکچر دینے کی مشق بھی کرائی جاتی ہے ہفتہ میں بعض دفعہ ایک رات اور بعض دفعہ دو راتیں عربی کلاسوں کے لئے مقرر ہیں ۔ چونکہ شہر بہت بڑا ہے ۔ اور نومسلمین ایک دوسرے سے فاصلہ پر رہتے ہیں اس لئے ان کے بچوں کا باقاعدہ ایک جگہ جمع ہونا دشوار ہے اس بارہ میں کچھ تجویز ہو جائے گی :

اس ملک میں کالے اور گوروں کے درمیان سخت نفرت ہے ۔ اور جب تک یہاں عیسویت ہے یہ تمیز ضرور رہے گی ۔ اس نفرت کو دور کرنے کی دوا صرف اسلام ہے ۔ جو فرماتا ہے وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور حضرت نبی کریم کی تعلیم پھیلنے سے ہی یہ خرابیاں دور ہوں گی ۔ لیکن یہ عظیم الشان کام اللہ تعالیٰ نے صرف جماعت احمدیہ کے لئے ہی مقرر کر رکھا تھا ۔ اور وہی اسے پورا کر کے دکھائے گی ۔ لیکن اسے پورا کرنے کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے کالے لوگوں پر یہاں سخت سخت ظلم ہوئے ہیں ۔ اور جنوبی ریاستوں میں تو اب تک بھی ہوتے ہیں ۔ شہر نیویارک ۔ فلاڈلفیا ۔ شکاگو میں کالے لوگوں کا زور ہے ۔ اور گورے حتیٰ الوسع ان سے ڈرتے ہیں ۔ کالی قوم روز افزوں ترقی پر ہے ۔ ان کی اپنی دو علیحدہ یونیورسٹیاں ہیں ۔ تجارت و صنعت میں یہ لوگ خوب ترقی کر رہے ہیں ۔ گورنمنٹ کے دفاتر میں ان سے برابر کا سلوک ہوتا ہے ۔ تعداد میں دن بدن بڑھ رہے ہیں ۔ جب یہ لوگ پہلے پہل غلام بنا کر لائے گئے تھے تو ان کی تعداد ایک ملین سے کم تھی جب ساٹھ سال ہوئے یہ آزاد ہو گئے تو ان کی تعداد چار ملین تھی ۔ اس وقت ان کی تعداد پندرہ ملین ہے ۔ گوروں کی آبادی بوجہ عیاشی اور پیدائشی پابندی کے کم ہو رہی ہے ۔ اگر یورپین لوگوں کی درآمد بند ہو جائے تو یورپین تہذیب خطرہ میں پڑ جائے گی ۔ یورپ کے لوگوں کی درآمد روز بروز کم ہو رہی ہے ۔ اور غالباً تین چار سال تک ان کے لئے بالکل بندش ہو جائے گی ان حالات کو دیکھتے ہوئے میرا ذاتی خیال ہے کہ ایک دو صدیوں تک سارے امریکہ پر کالوں کا قبضہ ہو جائے گا ۔ ایک نو وارد شخص کالے اور گورے کے مسئلہ پر ہرگز صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا ۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ وہ میری رائے سے متفق نہ ہو ۔ لیکن کچھ عرصہ قیام کر لینے کے بعد ضرور اس کی رائے بدل جائے گی ۔ واضح ہو کہ قومی ترقی و تنزل کے لئے صدیاں درکار ہوتی ہیں نہ کہ چند سال ۔

غیر ملکی مسلمانوں کی تعداد اس ملک میں تقریباً ایک لاکھ ہے جن کا زیادہ حصہ نیویارک اور ڈیٹرائیٹ میں ہے ۔ ان کی اصلاح کی کوئی امید نہیں ۔ زیادہ تعداد عربوں کی ہے ۔ ترک بھی ہیں ۔ لیکن دونوں قومیں سخت جاہل بدتہذیب اور بداخلاق ہیں ۔ ان میں کام جاری کرنے سے مشن بھی بدنام ہو جاتا ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اپنے وطن کو عموماً وہی شخص ترک کرتا ہے جو وطن میں رہنے کے قابل نہ ہو ۔ اور ہر پہلو سے نکما ہو ۔ اس لئے اس ملک کے عربوں اور ترکوں میں سے ننانوے فیصدی ایسے ہی لوگ ہیں ۔ نہ ان کا کوئی کالج ہے ۔ نہ لائبریری یہاں کی آزادی اور دنیوی ترقی کو دیکھ کر ان لوگوں کے اخلاق اور بھی خراب ہو جاتے ہیں اس لئے تعلیم اسلام سے بہت دور ہو جاتے ہیں اور مذہب کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتے ۔ عرب سے ان کے علما یہاں کئی بار آئے لیکن ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر واپس چلے گئے ۔ انہوں نے ایک مسجد بنوائی تھی اسے بھی ایک خبیث نے کمیٹی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور روپیہ لے کر بھاگ گیا جس کا مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے نہ صرف عربوں اور ترکوں بلکہ تمام ایشیا کے لوگوں کا یہی حال ہے ۔ اسی لئے یہاں ایشیائی لوگوں کے خلاف تعصب بڑھ رہا ہے ۔ ڈیٹرائٹ میں آٹھ سو کے قریب ہندوستانی ہیں ۔ جو جہازوں سے بھاگ کر مزدوری کے لئے آجاتے ہیں ۔ ان لوگوں نے اسلام اور ہندوستان کا نام بدنام کر دیا ہے ڈیٹرائٹ میں چند نومسلم بھی ہیں ۔ لیکن میں ان خبیث ہندوستانی لوگوں کی شرارتوں کے باعث وہاں جانا پسند نہیں کرتا ۔ وہاں کے اخبارات ہمیشہ اسلام اور ہندوستان کے خلاف لکھتے رہتے ہیں ۔ عربوں کے درمیان میں عرصہ تک رہا ۔ لیکن اب ان سے ملاقات کرنا بھی پسند نہیں کرتا یہاں کے عربوں اور ترکوں میں باہمی سخت عداوت ہے ۔ آپس میں مقدمہ بازی کرتے رہتے ہیں ۔

یہاں کے ہندوستانی طلبہ کی حالت البتہ بہت عمدہ ہے امریکہ کی زندگی انہیں کامل انسان بنا دیتی ہے اور علم و تجربہ کے لحاظ سے وہ انگلش گریجویٹوں سے بہتر ہوتے ہیں ۔ اگر آپ ہمت کر سکیں تو یہاں باقاعدہ مشن قائم کریں ۔ اور اسے چلانے کے لئے ایک مشنری بھیجیں نہ کہ مولوی یا صوفی اخراجات یہاں کے انگلینڈ سے ڈیوڑھے ہیں ۔ بلکہ بعض حالات میں دوگنے مبلغ ایسا ہونا چاہیئے جو علم ، تجربہ اور تقوے اور حوصلے میں اعلےٰ درجہ کا ہو ۔ میں لکھتا ہوں کہ اگر غیر احمدی لوگ بھی ہمت کریں تو اپنا مشن بھیج دیں ۔ لیکن سب مشنوں کی غایت غائی عیسویت کا مقابلہ کرنا ہو ۔ نہ آپس میں کفر بازی اور دنگا فساد ۔ عیسائی مشن غیر ممالک میں جاتے ہیں کر لیتے ہیں ۔ اور امن سے اپنا کام کئے جاتے ہیں ۔ اگر مسلمانوں کو عیسائی مشنریوں کے ارادہ کا جو وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں رکھتے ہیں ۔ پتہ ہو تو وہ باہمی اختلافات کو بھلا کر عیسائیت کی سرکوبی میں لگ جائیں ۔ لیکن افسوس کہ مسلمان اس سے غافل ہیں ۔ نہ معلوم کب مسلمانوں کو یہ سمجھ آئے گی ۔

جزیرہ ٹرینیڈاڈ

برادر گوہر علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ مناسب ہے کہ آپ لوگ یہاں کوئی لائق انگریزی دان واعظ بھیجیں ۔ اگر ڈاکٹر یا بیرسٹر ہو تو بڑا مفید کام کر سکتا ہے ۔ اور اپنی روزی بھی بخوبی کما سکتا ہے ۔ نوجوانوں کا تمام طبقہ آپ کا ہمخیال ہے ۔ عیسائی نوجوانوں کا طبقہ بھی اسلام سے بہت رغبت رکھتا ہے ۔ اور یہ سب آپ کے مفید لٹریچر اور "لائٹ" کے مطالعہ کا نتیجہ ہے ۔

"پیغام صلح" اس جزیرہ کے لئے انجمن دو مبلغ تیار کر رہی ہے جو اسی جزیرہ کے رہنے والے ہیں ۔ ان میں سے ایک جو انگریزی دان ہے تقریباً فارغ التحصیل ہو چکا ہے ۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد بغرض تبلیغ اپنے وطن کو بھیجا جائے گا ۔

اخبار احمدیہ

خدمات دینیہ ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

ریڈنگ روم ۔ انجمن احمدیہ لائلپور نے لائلپور میں ایک ریڈنگ روم کھولنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب قریشی منیجر چک ۲۲۴ ۔ (لائلپور) نے اپنی تمام کتابیں ریڈنگ روم کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے

غائبانہ جنازہ ۔ گزشتہ جمعہ کو بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے بابو علی بخش صاحب قریشی ہیڈ کلرک محکمہ انہار شیخوپورہ کی اہلیہ مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھایا اس موقع پر حاجی فضل الرحمٰن صاحب چارسدہ کا بھی جنازہ پڑھا گیا ۔ بیرونی احباب بھی دعائے مغفرت فرمائیں ۔

تبلیغ ہند ۔ انجمن کی طرف سے ہندوستان میں اشاعت اسلام کا کام نہایت زور سے ہو رہا ہے ۔ روپیہ کی اشد ضرورت ہے ۔ احباب توجہ فرمائیں ۔

طلبائے تبلیغ ۔ ممالک غیر کے طلبائے تبلیغ کو انجمن نے ایک ماہ کے لئے ڈلہوزی بھیجا ہے ۔ تاکہ تبدیل آب و ہوا سے ان کی صحت پر اچھا اثر پڑے ۔

ضرورت نکاح ۔ ہماری جماعت کے چند احباب کو اپنی صاحبزادیوں کے نکاح کے لئے صالح برسر روزگار لڑکوں کی ضرورت ہے ۔ اقوام ۔ ارائیں ۔ کشمیری پٹھان راجپوت ۔ لوہار ۔ ترکھان ۔ میں سے ہوں ۔ خدا کے فضل سے لڑکیاں صالح تعلیم یافتہ اور گھر کے کاروبار سے خوب واقف ہیں ۔ جن دوستوں کو اپنے لڑکوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہو ۔ وہ فوراً اطلاع دیں ۔

جو صاحب خاص قومیت یا خاص پیشہ کو مدنظر رکھنے والے نہ ہوں اور رواج اسلامی میں بغیر ذات پات اور قومیت کی شرط لگانے کے خواہشمند ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی درخواست میں اس بارہ میں خصوصیت سے تذکرہ کر دیں ۔

اسسٹنٹ سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سیرت خیر البشر کا ترکی ترجمہ چھپ گیا ہے ۔ برادر عمر رضا صاحب نے تین نسخے یہاں بھی بھیجے ہیں ۔ طباعت اور کاغذ دیدہ زیب ہے اللہ تعالیٰ اس ترکی بھائی کو اور ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے جزائے خیر دے ۔

حکیم مرہم عیسیٰ صاحب دھرم سالہ سے واپس آگئے ہیں ۔

درخواست کتب ۔ ایک بھائی درخواست کرتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب انہیں مندرجہ ذیل کتب مفت یا بطور سکنڈ ہینڈ قیمت پر عطا فرمائیں تو کمال مہربانی ہو گی ۔

(۱) انگریزی ترجمۃ القرآن
(۲) محمد دی پرافٹ ۔ (انگریزی)
(۳) محمد اینڈ کرائسٹ (" ")

خط و کتابت کا پتہ ۔ مسٹر غلام رسول مسعود ایف ۔ اے ۔ سکنہ کوٹلہ مغلاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۴ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ نمبر ۲۳

مسئلہ کفر و اسلام

جناب میاں صاحب کا تازہ ارشاد

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

مرداد سے ایک صاحب نے جن کا نام احمد گل ہے جناب میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق اپنے شکوک کا ازالہ چاہا۔ لیکن باوجود شکوک کے جناب میاں صاحب کی بیعت میں شامل ہونے کے لئے اس قدر مضطرب تھے کہ اسی خط میں شرائط بیعت کا بھی مطالبہ کر دیا۔ پھر اس اشتیاق کا بھی یہ عالم تھا۔ کہ ان کے جواب کا بھی انتظار نہ کیا بلکہ جواب پانے سے پیشتر ہی بیعت خلافت کا خط بھیج دیا۔ ازالہ شکوک کے متعلق جو خط احمد گل صاحب نے جناب میاں صاحب کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:۔

یہ مسئلہ کہ مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا۔ میرے نزدیک وہ لوگ جو حضرت صاحب کو نبی یا مجدد نہیں مانتے از روئے شریعت اسلام قابل مواخذہ ہیں۔ اور آپ کے مومنین کی صف میں داخل نہیں ہیں۔ مگر اسلام سے خارج نہیں ہیں اگر جناب مندرجہ بالا مسائل کے اوپر روشنی ڈالیں تو از حد مشکور ہونگا نیز بیعت کی شرائط اگر ارسال فرمائیں تو باعث ممنونیت ہوگا۔"

جناب احمد گل صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے جو لوگ باوجود اتمام حجت ہو چکنے کے حضرت صاحب کے دعاوی کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ بے شک خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ہیں۔ لیکن اس انکار سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ایسی نبوت نہیں جس کے انکار سے کفر لازم آئے۔ آپ کی نبوت محض ظلی یا مجازی نبوت ہے جس کو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہتے ہیں۔ اس ظلی نبوت کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ کفر اسی نبوت کے انکار سے لازم آتا ہے جو پہلے زمانہ میں براہ راست انبیا کو ملتی تھی چنانچہ خود حضرت مسیح موعود کتاب "تریاق القلوب" میں فرماتے ہیں کہ:۔

ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

اس عبارت کے نیچے مزید تشریح کے لئے یہ حاشیہ لکھا ہے:۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

اس حوالہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا انکار مستلزم کفر نہیں۔ اور کہ آپ محض ایک ملہم اور محدث تھے۔ نبی نہ تھے کیونکہ اگر نبی ہوتے تو آپ کے انکار سے کفر لازم آتا۔ اس قسم کی اور بہت سی تصریحات آپ کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی اس بات کا اعلان نہیں کیا کہ جو شخص میرا انکار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ بلکہ اس کے خلاف آپ آخری زمانہ تک یہی فرماتے رہے کہ میں اب بھی اہل [illegible]

تھا۔ یہ فخر جناب میاں محمود احمد صاحب ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد یہ اعلان کر دیا کہ ہر وہ شخص جو بیعت میں داخل نہیں کافر ہے یہاں تک کہ اگر ایک شخص تبرا بھی نہ کہتا ہو اور دل سے بھی حضرت صاحب کو سچا مانتا اور جانتا ہو۔ لیکن بیعت میں داخل نہ ہو تو وہ بھی جناب میاں صاحب کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب جناب میاں صاحب نے جو خط جناب احمد گل صاحب نو مرید کے نام لکھوایا ہے۔ اس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

پس کفر کسی انسان کے انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے کلام کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر یہ بات صحیح ہے کہ کفر کی وجہ کسی انسان کا انکار نہیں بلکہ خدا کے کلام کا انکار ہے اور میرے نزدیک ہر عقلمند انسان اس بات سے متفق ہوگا کہ کفر کلام الٰہی کے ہی انکار کے سبب سے لازم آتا ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ ہر شخص جو خدا تعالیٰ کا یقینی کلام دنیا میں لاتا ہے اس کا انکار انسان کو کافر بنا دیتا ہے کیونکہ اس کے انکار کے یہ معنی تو ہیں نہیں کہ انسان اس کی شرافت اور عقلمندی کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے اسے نہیں سمجھتا۔ اس لئے کفر کا نام پاتا ہے۔ . . . . اب اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے انبیا مختلف درجوں اور مختلف حیثیتوں کے ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام علم و معرفت کے لحاظ سے کئی قسموں کا ہے۔ لیکن ایک منٹ کے لئے بھی ہم یہ خیال نہیں کر سکتے کہ ماننے یا نہ ماننے کے لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ کے کلام کی کئی قسمیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی آئے گا اسے ہمیں ماننا ہوگا خواہ وہ بڑے سے بڑے مامور کے ذریعے آئے۔ یا چھوٹے سے چھوٹے مامور کے ذریعے سے خواہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے۔ نازل ہو۔ یا حضرت لوط پر جو صرف دو تین بستیوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اگر وحی بنی بنائے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ ایک بڑے آدمی کی بات کا رتبہ اور ہوتا ہے اور چھوٹے آدمی کی بات کا اور۔ لیکن اگر وحی خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے تو ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم خدا کی صرف ان باتوں کو مانیں گے جو فلاں فلاں شخصوں کی معرفت ہم کو پہنچیں؟) اور ان باتوں کو نہیں مانیں گے جو دوسروں کی معرفت کیسے (پہنچیں؟) اس صورت میں ہم خدا سے خدائی چھین کر اپنے قبضہ میں کرنا چاہیں گے اور اس سے زیادہ نادانی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس سے پیشتر دوسرے مسلمانوں کو کافر ٹھہرانے کے لئے جناب میاں صاحب کا استدلال یہ تھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ لیکن اس خط میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ "ہر شخص جو خدا تعالیٰ کا یقینی کلام دنیا میں لاتا ہے اس کا انکار انسان کو کافر بنا دیتا ہے کیونکہ اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے اسے نہیں سمجھتا اس لئے کفر کا نام پاتا ہے" خدا تعالیٰ کا کلام کئی قسم کا ہے لیکن ماننے کے لحاظ سے وہ ایک ہی قسم کا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی آئے گا ہمیں اس کو ماننا ہوگا خواہ وہ بڑے سے بڑے مامور کے ذریعے آئے یا چھوٹے سے چھوٹے مامور کے ذریعے۔ یہ ہیں وہ خیالات جو جناب میاں صاحب نے اس خط میں ظاہر فرمائے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ پہلے مجددین کے منکروں کو کس مد میں رکھا جائے۔ کیا ان کو بھی کافر سمجھا جائے؟ یا مسلمان؟ جس طرح حضرت مرزا صاحب مامور تھے۔ اسی طرح پہلے مجددین بھی مامور تھے جس طرح مرزا صاحب پر یقینی وحی نازل ہوتی تھی اسی طرح ان پر بھی نازل ہوتی تھی پھر اگر جناب میاں صاحب کے نزدیک حضرت صاحب کے منکر کافر ہیں تو دوسرے مجددین کے منکروں کے متعلق وہ کیا فتویٰ دیتے ہیں کیا وہ بھی ایسے ہی کافر ہیں؟ اس کے جواب میں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ دوسرے مجددین سے حضرت صاحب کا درجہ بڑھ کر ہے اس لئے آپ کا منکر تو کافر ہے۔ لیکن پہلے مجددین کا منکر کافر نہیں کیونکہ بحیثیت مامور الٰہی ہونے کے دونوں برابر ہیں۔ اور وحی بھی دونوں کی یقینی [illegible] سکتا ہے۔ یہ جواب بھی درست نہ ہوگا۔ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب نبی تھے۔ اور دوسرے مجددین نبی نہیں تھے۔ اس لئے آپ کا منکر تو کافر ہے۔ لیکن دوسرے مجددین کا منکر کافر نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں جناب میاں صاحب کا یہ کلام بالکل بے معنی ہوگا کہ "میرے نزدیک ہر عقلمند انسان اس بات سے متفق ہوگا کہ کفر کلام الٰہی کے ہی انکار کے سبب سے لازم آتا ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ ہر شخص جو خدا تعالیٰ کا یقینی کلام دنیا میں لاتا ہے اس کا انکار انسان کو کافر بنا دیتا ہے" جب کفر یقینی کلام کے انکار سے لازم آتا ہے تو وہ کلام چاہے مجدد لائے یا نبی۔ جو بھی اس سے انکار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ اولیا اور مجددین پر یقینی کلام کا نازل ہونا خود حضرت مسیح موعود نے کتاب حقیقۃ الوحی اور دیگر کتب میں تسلیم کیا ہے۔ اب جناب میاں صاحب بتائیں کہ وہ اس نئے اصول کے ماتحت پہلے مجددین کے منکروں کو کس صف میں شمار کرتے ہیں۔ کافروں میں یا مسلمانوں میں؟

آریہ سماج کی ایک نئی چال

پنجاب میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق دس لاکھ چوہڑے تھے جن میں سے بیس برس کے عرصہ میں تین لاکھ کے قریب عیسائی ہو گئے ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں صرف ۷ لاکھ بھنگی رہ گئے۔ باقی سب عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ چند سال سے اس قوم کے اندر مسیحیت نہایت سرعت سے ترقی کر رہی ہے۔ دو تین سال سے مسلمانوں نے بھی تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام اس قوم کے اندر شروع کیا ہے۔ اور بعض جگہ پر انہیں قدرے کامیابی بھی ہوئی ہے۔ آریہ سماجی جنہیں اسلام اور عیسائیت سے خواہ مخواہ کی عداوت ہے اس بات کو کب گوارا کر سکتے تھے۔ انہوں نے اس کی روک تھام کے لئے ایک دیانند دلت ادھار منڈل قائم کیا جس کا مقصد یہ قرار دیا گیا کہ وہ ان لوگوں کو اسلام اور عیسائیت میں جانے سے بچائے کچھ عرصہ ہوا کہ اس منڈل کی طرف سے تبلیغی کام کے لئے ۱۰ لاکھ روپیہ کی اپیل کی گئی تھی۔ بیس ہزار سے زیادہ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ ۱۶ اپدیشک اس منڈل کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ یہ منڈل چوہڑوں کے علاوہ دیگر اچھوتوں میں بھی اپنا پراپیگنڈا کر رہا ہے۔ چنانچہ ریاست جموں اور کئی اور اضلاع میں کام جاری ہے۔ ہزاروں اچھوتوں کو اشدھ کر لیا گیا ہے انڈسٹریل تعلیم کے لئے وظائف مہیا کئے جا رہے ہیں۔ کئی مقامات پر ان کے لئے کنوئیں لگوا دیئے گئے ہیں۔ اور مدرسے جاری کئے گئے ہیں اس منڈل کا مرکز ہوشیارپور میں ہے۔ چوہڑوں میں کام کرنے کے لئے خاص اپدیشک مقرر کئے گئے ہیں۔

چونکہ چوہڑوں کے اکثر رسم و رواج اسلامی ہیں اور وہ ہندو سے زیادہ مسلمان ہیں۔ اس لئے آریوں نے ان کو اپنے دام میں لانے کے لئے ایک نئی چال اختیار کی ہے وہ یہ کہ آریہ منڈل کے اپدیشک اپنے آپ کو بالمیکی ظاہر کر کے ان سادہ لوح لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ (چوہڑے) دراصل بالمیکی ہیں انہیں عیسائی یا مسلمان نہیں بننا چاہیئے۔ اس تمام دجل سے آریہ سماجیوں کا مقصد یہ ہے۔ کہ چوہڑوں کو اسلام اور عیسائیت میں جانے سے بچایا جائے اور ہندو مذہب میں ملایا جائے۔

حکومت ہند توجہ کرے

کسی گزشتہ اشاعت میں ہم مولوی حبیب احمد صاحب پھلواری کے اس خط کا ایک اقتباس شائع کر چکے ہیں جس میں انہوں نے شکایت کی تھی کہ بمبئی میں دو پولیس افسر جو بندرگاہ پر متعین ہیں۔ حاجیوں کے ساتھ نہایت غیر شریفانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ اب اس قسم کا ایک اور خط مولوی ثناء اللہ صاحب نے مکہ معظمہ سے لکھا ہے۔ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ کامران میں حجاج کے لئے جو قرنطینہ قائم ہے اس میں حاجیوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پہلی مصیبت یہ ہے کہ جہاز ساحل سے بہت دور کھڑا کیا جاتا ہے اور مسافروں کو چھوٹی کشتیوں کے ذریعے ساحل تک پہنچایا جاتا ہے جہاں نہ کوئی قلی ہوتا ہے نہ مزدور۔ چونکہ قرنطینہ ساحل سے دور ہے۔ اس لئے بڈھے مردوں اور کمزور عورتوں کو اپنا سامان قیام و طعام وہاں تک لے جانے میں سخت دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ قرنطینہ میں پہنچتے ہی غسل خانہ کی ہوا کھانا پڑتی ہے۔ جو پورا پورا سزا خانہ ہے۔ سب لوگ جن میں شریف

بیک وقت ننگے کر دیے جاتے ہیں۔ اور ایک معمولی سا تہبند اپنی طرف سے دے کر حکم دیا جاتا ہے۔ کہ غسل خانہ میں چلو۔ اس غسل خانہ میں پانی سمندر کا ہوتا ہے۔ جب یہ لوگ نہا کر باہر نکلتے ہیں تو پہننے کو پاس کپڑا بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے تمام کپڑے بھبارے میں دے دئے جاتے ہیں۔ قرنطینہ میں غسل کرتے وقت ان بیچاروں کے لئے سب سے بڑی تکلیف ایک یہ ہے کہ حکم ہوتا ہے کہ نقدی اپنے ہاتھ میں رکھو۔ غور کرو کہ جس کے ہاتھ میں نقدی ہو گی وہ نہا نہیں سکتا ۔ نوٹ تو دہ نہائے گا یا نقدی کو بچائے گا۔

پھر ایک اور شامت اعمال یہ ہے کہ وہاں کے چائے فروشوں کے پاس کرایہ پر دینے کے لئے سینکڑوں چارپائیاں موجود ہیں۔ لیکن قرنطینہ کے ڈاکٹر صاحب نے ان کو یہ عجیب و غریب حکم دے رکھا ہے کہ کسی حاجی کو خواہ کسی درجہ کا اور کسی حیثیت کا ہو چارپائی کرایہ پر نہ دی جائے اور باتوں کے متعلق تو حفظان صحت کا بہانہ ہو سکتا ہے لیکن کیا یہ چارپائی کرایہ پر دینے کی مخالفت بھی حفظان صحت کا کوئی قانون ہے یا مریض بنانے کا طریقہ۔ قرنطینہ کے افسر شاید حاجیوں کو بھی انگریزی فوج کے سپاہی ہی سمجھتے ہیں۔ کہ ان سے اس قسم کی پریڈیں کرواتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ اصول حفاظت صحت پر عمل کرنا ضروری ہے اور حاجی بھی کسی حالت میں اس سے مستثنےٰ نہیں کئے جا سکتے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ حاجیوں کو فوجی سپاہی سمجھ لیا جائے اور ان پر ہر طرح کی سختی روا رکھا جائے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت ہند حجاج کی تمام مشکلات کا جلد انسداد کر کے اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے گی۔

مولویت کی عالمگیر یکرنگی

مولوی چاہے ہندوستان کے ہوں یا ایران کے۔ روم کے ہوں یا شام کے۔ مصر کے ہوں یا ترکی کے۔ اپنی جنس و نوعیت کے اعتبار سے کچھ ایک ہی قماش کے ہوتے ہیں۔ ہم ہندوستانی مسلمان آج تک ہندوستان ہی کے مولویوں کی جان کو روتے تھے۔ کہ یہ بیکاروں اور بے روزگاروں کا طائفہ مفت کی روٹیاں کھاتا ہے۔ اور کام کچھ بھی نہیں کرتا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ کہ جہاں اسلامی حکومتیں ہیں وہاں بھی ان نام نہاد علمبرداران شریعت کا یہی پیشہ ہے۔ جدید حکومت ترکی نے اس مفت خور گروہ کا جو قلع قمع کیا ہے تو ٹھیک ہی کیا ہے موجودہ حکومت ترکیہ سے پیشتر ترکی مولوی جس بیکاری اور غفلت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس پر ذیل کے واقعہ سے خوب روشنی پڑتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ چند ہفتہ پیشتر قسطنطنیہ کی جامع مسجد کے ایک امام حاجی جمال الدین آفندی نے جمعہ کی نماز بجائے عربی کے ترکی زبان میں پڑھائی تھی۔ جس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا۔ معاملہ محکمہ شرعیہ انگورہ تک پہنچا محکمۂ شرعیہ نے اس پر حسب ذیل فیصلہ صادر کیا:۔

"جب تک قرآن مجید کا مستند ترجمہ ترکی میں شائع نہ ہو جائے
جو تیار ہو رہا ہے۔ نماز حسب سابق عربی میں ادا کی جائے
اور امام مذکور کو برخاست کر دیا جائے۔ کیونکہ اس نے
بغیر احتیاطات ضروریہ کے اس تغیر کا نفاذ کیا"

اس فیصلے سے ضمناً یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ اب تک ترکی میں قرآن کریم کا کوئی مستند ترجمہ موجود نہیں۔ موجود کیونکر ہوتا۔ ترکی مفتیوں کے نزدیک قرآن کا ترجمہ دوسری زبان میں گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا اس کوتاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے نظام حکومت میں مولویوں کو کس قدر دسترس حاصل تھی۔ ترکی مولویوں کی اس افسوسناک غفلت پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے حقیقت یہ ہے کہ موجودہ ترکوں کو علما و مشایخ سے جس قدر نفرت پیدا ہوئی ہے وہ ان کی اپنی ہی بیہودگیوں کا نتیجہ ہے۔ غور کا مقام ہے کہ ایک قوم کئی صدیوں سے ایک ملک پر حکمران ہے لیکن اس کے علما کی یہ حالت ہے کہ وہ آج تک اپنی زبان میں قرآن کریم کا ایک مستند ترجمہ بھی شایع نہیں کر سکے۔ ترکی سلطنت نے اگر ایسے نااہل گروہ کی بیخ کنی کر دی تو کچھ بے جا نہیں کی۔ ہمارے ہندوستان کی جمعیت علمائے ہند بھی کئی سال سے اعلان کر رہی ہے کہ وہ اردو اور دیگر زبانوں میں قرآن کا ترجمہ و تفسیر شایع کرے گی لیکن آج تک جو کچھ ہوا ہے وہ

انجیل کی حیرت انگیز اشاعت

"برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی" نے اپنے ایک سو بائیسویں سالانہ جلسہ کی روئداد میں بیان کیا ہے۔ کہ گزشتہ سال ۱۰۴۵۲۷۳۴ نسخے عہد نامہ جدید (انجیل) کے شایع کئے گئے ہیں۔ گزشتہ سال پیوستہ سال کی نسبت ۱۲۱۵۸ ۴ نسخے زیادہ اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔ یہ تعداد ۳۵ سال قبل کی نسبت دگنی ہے۔ سوسائٹی کی تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ جس قدر انجیل پچھلے سال فروخت ہوئی ہے اتنی کبھی بھی نہیں ہوئی۔ ہندوستان میں جو مشکلات درپیش تھیں ان کا کسی قدر تدارک کر لیا گیا ہے۔ جنوبی ہندوستان کے لئے تامل زبان میں ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ ہندی میں انجیل کے ترجمہ پر نظر ثانی کر دی گئی ہے لنکا میں ۹۰۸۵۰ کاپیاں فروخت کی گئیں۔ اس ملک میں انجیل کبھی بھی اتنی فروخت نہیں ہوئی۔

کیا مسلمانوں کے لئے اس میں کچھ درس عبرت ہے؟ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہ قوم جس کی مذہبی کتب زمانہ کی دستبرد سے اپنی اصل حالت میں محفوظ نہیں رہ سکیں وہ ان کی اشاعت میں اس قدر سرگرمی کا اظہار کر رہی ہے۔ لیکن امت وسطےٰ جس کی کتاب کے متعلق خدا کا وعدہ ہے نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اپنی آسمانی کتاب کی اشاعت سے اس قدر بے پروا ہے۔ کہ خدا کی پناہ۔

سُودخواری کی دُھن

آریہ سماج کے ایک اپدیشک مہتہ جیمنی بی۔ اے ہیں بہت سے ممالک کی سیاحت کرنے کے بعد آج کل سیام میں آریہ مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ وہاں سے ایک آریہ اخبار کو لکھتے ہیں کہ اس ملک میں

"سود پر روپیہ دینے کا کام بھی بہت منافع کا ہے۔
پانچ روپے فی صدی ماہوار سے پندرہ فی صدی
ماہوار تک ملتا ہے اس لئے پنجابیوں نے سود پر روپیہ
دیکر بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

مہتہ جی نے اس مضمون میں ہندوستانیوں کو تحریص دلاتے ہیں کہ وہ سیام میں آکر سودی کاروبار شروع کر دیں۔ ہمدردی بنی نوع انسان اسی کا نام ہے۔ سود کیا ہے؟ غریبوں کا خون چوسنے کا نام سود ہے۔ ایک آریہ اپدیشک کا ایسی گراں شرح سود پر سودی کاروبار شروع کرنے کی لوگوں کو ترغیب دینا اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ آریہ مذہب میں خلق اللہ کی بہتری اور خیرخواہی کا سخت قحط ہے۔

آریہ سماج کا مشورہ

سوامی دیانند صاحب اور ان کے آریہ شاگردوں نے ہندو مذہب کو زمانہ حال کے مطابق معقول بنانے کے لئے اس میں ایسی تحریف کی ہے کہ ہیو دیوں کے بھی کان کتر دیئے ہیں۔ اب انہوں نے اپنے مذہب سے فارغ ہو کر مسلمانوں کو بھی یہی مشورہ دینا شروع کر دیا ہے۔ کہ وہ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔ چنانچہ معاصر آریہ گزٹ جس کو سارے جہان کا درد ہے اپنی ایک تازہ اشاعت میں مسلمانوں کو حسب ذیل مشورہ دیتا ہے:۔

"ہر ایک مسلمان کے اور بالخصوص ہندی مسلمان
کے لئے یہ لازمی ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کو موجودہ
حالات کے مطابق بنائے۔ اس قسم کی تبدیلیاں
پیدا کرنے سے مذہب نابود نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تیزی
سے چمکتا ہے"

ہم معاصر مذکور کے ممنون ہیں کہ اس نے مسلمانوں کو آریہ سماج کے اس تجربہ سے کہ مذہب میں تبدیلیاں کرنے سے مذہب نابود نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تیزی سے چمکتا ہے آگاہ کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسلام کامل اور مکمل مذہب ہے۔ اور ہر زمانہ کے مطابق ہے۔ اس میں کسی تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں۔ البتہ ابھی ہندو مذہب میں

بہادری اور تاریخ دانی کے جوہر

تمام دنیا جانتی ہے کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے۔ موت سے ڈرنا کفار کا شیوہ ہے۔ مجلس خلافت کے گزشتہ اجلاس دہلی میں مولانا شوکت علی صاحب نے سنگٹھنی شرارتوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کا اعلان کیا کہ سنگٹھن سورما یہ نہ سمجھیں کہ مسلمان مرنے مارنے سے ڈرتے ہیں وہ تو شرافت سے چپ ہیں ورنہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے بلکہ کافر موت سے ڈرتے ہیں۔ اس کا جواب لالہ رام پرشاد بی۔ اے نے ضلع مظفر نگر کے ایک ہندو جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے یہ دیا ہے کہ:۔

"ہندوؤں کو جو موت کو کپڑے بدلنا سمجھتے ہیں۔ موت
نہیں ڈرا سکتی ہے۔ موت ان کے لئے خوفناک ہے
جن کو اپنے اعمال کے لئے ابدی دوزخ کی آنچ میں جلنا
پڑے گا"

بے شک ہندو موت کو کپڑے بدلنا سمجھتے ہیں لیکن وہ کپڑے ایسے خوفناک ہیں کہ کوئی ہندو ان کو برضا و رغبت پہننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ان بیچاروں کو تو یہ فکر رہتا ہے کہ ایشور جی مہاراج بھی بنیوں اور بقالوں کے پرم پتا ہیں کوئی ہزار چیخے چلائے وہ اپنے قرض اور سود میں سے ایک حبہ بھی نہیں چھوڑیں گے۔ کوئی جتنی چاہے آہ و بکا کرے اور اس کو دیالو اور کرپالو کہہ کر خوش کرنے کی کوشش کرے۔ وہ گناہ بخشنے کا نہیں۔ ضرور کسی نہ کسی کیڑے مکوڑے کی جون میں بھیج کے رہے گا۔ پھر ایسے ایشور کے ہوتے ہوئے جس کا اصول یہ ہو کہ ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی ٭
تلافی کی بھی تو ظالم نے کیا کی ٭

ہندوؤں میں کیا جرأت اور دلیری پیدا ہو سکتی ہے جب انہیں ہر وقت یہ خدشہ لگا ہوا ہو کہ مرنے کے بعد پرماتما جانے کونسے کیڑے مکوڑے کی جون میں جانا اور کس گندی نالی کی ہوا کھانا پڑے تو وہ موت سے کیونکر بے خوف ہو سکتے ہیں۔ ہاں مسلمانوں کو موت کا ڈر نہیں ہو سکتا جو یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں مارا جانا سیدھا بہشت میں داخل ہونا ہے جہاں راحت ہی راحت ہے۔ لالہ جی اول تو ابدی دوزخ کا اسلام قائل ہی نہیں پھر جو لوگ ابدی دوزخ کو مانتے ہیں وہ کفار ہی کے لئے مانتے ہیں۔ نہ کہ مسلمانوں کے لئے۔ پس ابدی دوزخ سے آپ کو خائف ہونا چاہیئے مسلمانوں کو اس کا کچھ ڈر نہیں۔

لالہ جی اپنی تاریخی بے بضاعتی کا بھانڈا بھی بہت بری طرح پھوڑتے ہیں۔ اس بات کے جواب میں کہ "ہندوؤں کے خون میں غلامی رچی ہوئی ہے"۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"گو ہندو کچھ وقت کے لئے مسلمانوں کے سامنے دب گئے
تھے لیکن آخر کار انہوں نے اس سلطنت کا ذکر چکنا چور کر دیا،
اور اپنے ملک پر تسلط حاصل کر لیا۔ اس لئے مسلمانوں کا اس
راگ کو بار بار الاپنا کہ وہ ہندوستان کے حکمران تھے۔ واقعات
کے خلاف ہے۔ جب انگریز آئے ہندوستان کی عنان حکومت
مرہٹوں کے ہاتھ میں تھی۔ مغلیہ بادشاہ مرہٹوں کا قیدی تھا"

لالہ جی کی اس تاریخ دانی کے سامنے شیخ چلی کی داستانیں بھی یقیناً بے مزہ ہو جائینگی مسلمانوں نے سات سو برس تک نہایت عظمت و جبروت سے ہندوستان پر حکومت کی اور تمام سرکش ہندو راجوں کی سرکوبی کی۔ لیکن آج سنگٹھنی لالہ جی فرماتے ہیں کہ ہندو کچھ عرصہ کے لئے مسلمانوں کے سامنے دب گئے تھے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ مغلیہ بادشاہ مرہٹوں کا قیدی تھا۔ حالانکہ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مغلیہ خاندان کے زوال تک مرہٹے ڈاکوؤں سے زیادہ حیثیت نہ رکھتے تھے جو سرحدی ممالک میں لوٹ مار کر کے بھاگ جاتے تھے۔ انہوں نے باقاعدہ جنگ تو مسلمانوں کے ساتھ ایک ہی دفعہ کی ہے جو احمد شاہ ابدالی سے ہوئی اس میں مرہٹوں کی جو کچھ گت بنی وہ سب کو معلوم ہے۔

نقد و تبصرہ

بچوں کا قاعدہ۔ اردو کا قاعدہ ہے۔ مضمون نام سے ظاہر ہے جناب سجاد مرزا ایم۔ اے (کنٹب)، صدر مہتمم تعلیمات صوبہ گلبرگہ نے نہایت قابلیت سے مرتب کیا ہے۔ بچوں کو تعلیم دینے کے لئے نہایت آسان طریق اختیار کیا گیا ہے۔ اور ان کی نظروں میں دلچسپ بنانے کے لئے نہایت خوبصورت تصویریں درج کی گئی ہیں۔ کتابت طباعت اور کاغذ نہایت دیدہ زیب ہے۔ قیمت

جواہر ریزے

یاران کفر باز کو مژدہ ہو کہ اب مکہ مکرمہ میں بھی کفر سازی کا ایک کارخانہ کھل گیا ہے اس جدید کارخانہ کی صنعت کا پہلا نمونہ سید حبیب اپنے ساتھ لائے ہیں نجدی صنعت کے اس نمونہ کو دیکھ کر قبلہ دیدار علی شاہ آف سعید دہرہ خاں اس قدر شاداں ہیں کہ بعض لوگوں کو ان کے شادی مرگ ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ رحم ہی کرے۔ اگر ایسے پارینہ سال بزرگ کا سایہ مسلمانوں کے سر سے اٹھ گیا۔ تو قیامت ہی برپا ہو جائے گی۔ اس قحط الرجال میں پھر کون ان کا بدل ہوگا۔

گزشتہ سال انجمن احناف کا لاہور میں جلسہ ہوا۔ ہندوستان میں جس قدر کفر بازی کے اڈے ہیں وہاں سے حنفی علمائے کرام جلسہ میں شامل ہوئے جب قبلہ دیدار علی شاہ اینڈ کو کے اس دار الافتاء میں راجہ ظفر علی خاں کے چند اشعار پیش ہوئے تو تمام کفر سازوں کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور سب نے ہم آواز ہو کر کفر کا فتویٰ صادر کر دیا۔

دنیا کی تین ہٹیں ضرب المثل ہیں جن میں سے ایک راجا ہٹ ہے۔ چنانچہ راجہ ظفر علی خاں کو بھلا اتنی برداشت کہاں کہ کفر کا فتویٰ سن کر خاموش ہو جائیں۔ انہوں نے فوراً اپنی عسکری طاقت کو حرکت دی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سپہ سالاری میں دیداری فوج پر ایسے جان توڑ حملے کئے کہ دیدار شاہی کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ دہلی دروازے کے بیرونی باغ میں راجہ صاحب کا یہ وفادار سپہ سالار جب اپنے سید بھائی کے خلاف معرکہ آرا ہوا کرتا تھا تو راجہ صاحب بھی چھپ چھپا کر شام کے دھندلکے میں اپنے سپہ سالار کے جوہر تقریر دیکھنے آیا کرتے تھے۔ یہ کفر سازی کی جنگ چند روز خوب زور و شور سے جاری رہی آخر پولیس کی مداخلت نے شکست و فتح کا فیصلہ ہوئے بغیر اسے ختم کر دیا۔ اور راجہ صاحب اپنے سپہ سالار کی اس طرح حوصلہ افزائی کرتے ہوئے میدان سے واپس آئے ؎

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا!

اب انجمن خدام الحرمین کا جو وفد منہدم مقبروں کی تحقیقات کے لئے حجاز گیا تو اس کے بعض کفر ساز ارکان کو خیال پیدا ہوا کہ تحقیقات تو جو کچھ کی ہو وہ معلوم کوئی نہ کوئی ایسا کارنامہ تو کر چلیں جس پر ہم فخر کر سکیں۔ صلاح و مشورہ کے بعد مولانا احمد مختار راجہ ظفر علی خاں کے وہی اشعار لکھ کر نجدی قاضی القضاۃ مقیم مکہ کے پاس لے گئے اس نے بعد غور و فکر فتویٰ دیا کہ "یہ شعر کہنے والا کافر ہے اور کوئی گروہ مسلمین اس فتوے کے خلاف حکم نہیں دے سکتا" ان لوگوں نے ستم ظریفی یہ کی کہ قاضی القضاۃ کو یہ نہیں بتایا کہ یہ شعر راجہ ظفر علی خاں کے ہیں۔ ورنہ ایسا فتویٰ وہ کیوں دیتا۔

راجہ ظفر علی خاں کا عقیدہ ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اور علما اس کے کفر کا فتویٰ دے دیں تو اس کو فوراً سنگسار کرنا چاہیئے۔ اب جبکہ نہ صرف ہندوستان کے تمام حنفی علمائے کرام نے بلکہ ان کے نجدی محبوب سلطان ابن سعود کے قاضی القضاۃ نے بھی ان کے کفر و ارتداد پر مہر ثبت کر دی ہے۔ تو انہیں چاہیئے تھا کہ جلد سے جلد سنگسار ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیتے لیکن اب ان کا وہی اخبار زمیندار جس میں سنگساری کی حمایت میں شیطان کی آنت سے بھی لمبے لمبے مضمون شائع ہوا کرتے تھے۔ اس فتویٰ پر چیخ پکار رہا ہے۔ ہم راجہ صاحب کی خدمت میں یہ مشورہ پیش کرتے ہیں کہ اگر آپ سنگساری کے لئے پیش ہونے کی جرأت مردانہ نہیں فرما سکتے تو دوسری صورت یہ ہے کہ آپ قبلہ دیدار علی شاہ کے دست اقدس پر دوبارہ اسلام قبول کر لیں۔ تاکہ سنگساری و تکفیر سے نجات ملے۔

ایک آریہ مہاشے لالہ دیوی چند جی ایم۔ اے موجودہ ہندو دھرم کی بے انصافیوں، ستم رانیوں اور بے جا پابندیوں اور تنقیدوں سے تنگ آکر ایشور جی مہاراج سے دعا کرتے ہیں:-

"میرا نسیبے ہندو دھرم کو دور سے سلام۔ میں پرماتما سے دعا کرونگا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ نسیبے ہندو دھرم پر اپنا قہر نازل کر کے اس کا خاتمہ کر دے تاکہ حسن کم جہان پاک۔ اور لوگوں کو دماغی مالک ترقی کی تحصیل میں آزادی حاصل ہو سکے"

مسلمانو! زور سے کہو آمین ثم آمین۔

مذاکرہ علمیہ

(مابین ڈاکٹر بشارت احمد صاحب و قاضی صاحب)

(گزشتہ سے پیوستہ)

آنحضرت صلعم کا فیض روحانی

اب اس سے بڑھ کر اور صفائی کیا ہوگی کہاں تک تنکے کا سہارا تلاش کرو گے۔ چودھری حاکم علی صاحب نے ایک اور تنکے کا سہارا یہ لیا ہے کہ اپنی تائید میں یہ لکھ دیا کہ حضرت مسیح موعود نے چشمہ معرفت میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ چودھری صاحب یاد رکھیں، اس حوالہ سے مرزا صاحب کی نبوت نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کی عظمت و شوکت اور صداقت ظاہر ہوتی ہے جن کے حضرت مرزا صاحب امتی، غلام اور ظل تھے۔ یہ محمد رسول اللہ صلعم کا فیض ہے جو ان کے غلاموں کے ہاتھ پر اس قدر نشان ظاہر ہوتے ہیں جو اگلے نبیوں کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوئے۔ امتی کے خوارق درحقیقت نبی متبوع کے خوارق ہوتے ہیں جس کے فیض سے امتی کو طفیلی طور پر وہ خوارق ملتے ہیں۔ مصیبت تو یہی ہے کہ آپ لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ شخصیت اور نبوت قرار دے کر محمد رسول اللہ صلعم کا مدمقابل بنا دیا اور آنحضرت صلعم کی رسالت کے اقرار کرنے والوں کو کافر بنا دیا۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب کے خوارق کو بھی آنحضرت صلعم کے خوارق سے الگ سمجھتے ہو۔ اور بجائے اس کے کہ ان خوارق سے آنحضرت صلعم کی نبوت اور صداقت پر استدلال کرو خود حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر استدلال کرنے لگے۔ یہ غلط ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کی سخت توہین ہے۔ اور آپ کے بعد دوسری نبوت مستقلہ کی بنیاد ہے۔ گویا بقول تمہارے نبوت محمدیہ کے لئے نہیں۔ بلکہ اس نئی نبوت کی تائید کے لئے خوارق ظاہر ہوئے اور یہ ظلم ہے، حالانکہ بات صاف تھی۔ کہ امتی کے ہاتھ پر جس قدر بھی خوارق ہوں گے وہ اس نبی کی صداقت پر دلالت کریں گے جس کے فیض سے وہ امتی بہرہ یاب ہے چنانچہ خود حضرت مسیح موعود اسی کتاب چشمہ معرفت میں صاف طور پر بتلاتے ہیں کہ جو کچھ بھی آپ کو نصرتیں ہوئی ہیں وہ سب کی سب دراصل نصرتیں درحقیقت آنحضرت صلعم اور اسلام کی نصرتیں ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"چنانچہ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے ایسا ہی کیا گو یہ اندھی دنیا اس کو شناخت نہ کرے گی وہ ایک نور تھا جو دنیا میں آیا۔ اور تمام نوروں پر غالب ہو گیا۔ اس کے نور نے ہزارہا دلوں کو منور کیا۔ اور اسی کی برکت کا یہ راز ہے کہ روحانی مدد اسلام سے منقطع نہیں ہوئی۔ بلکہ قدم بقدم اسلام کے ساتھ چلی آتی ہے۔ ہم ایسی تازہ بتازہ برکتیں اس نبی کے دائمی فیض سے پاتے ہیں کہ گویا اس زمانہ میں بھی وہ نبی ہم میں موجود ہے اور اس وقت بھی اس کے فیوض ہماری ایسی ہی رہنمائی کرتے ہیں کہ جیسا اس پہلے زمانہ میں کرتے تھے"

پھر آگے چل کر صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴ پر اپنے نشانات اور خوارق کی کثرت کا ذکر کر کے تحریر فرماتے ہیں:-

"لیکن یہ سب کچھ جو ظہور میں آیا یہ اس لئے ظہور میں نہیں آیا کہ اصل مقصود میری عظمت ظاہر کرنا تھا۔ بلکہ اس لئے ظہور میں آیا کہ تا خدا تعالیٰ دین اسلام کی حجت دنیا پر قائم کرے"

پھر صفحہ ۳۲۲ پر فرماتے ہیں:-

"میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ یہ خدا کے نشان ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ اور ایسا کوئی مہینہ کم گزرتا ہے جس میں کوئی آسمانی نشان ظاہر نہ ہو۔ لیکن یہ اس لئے نہیں کہ میری روح میں تمام روحوں سے زیادہ نیکی اور پاکیزگی ہے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ خدا نے اس زمانہ میں ارادہ کیا ہے کہ اسلام جس نے دشمنوں کے ہاتھوں سے بہت صدمات اٹھائے ہیں وہ اب از سر نو تازہ کیا جائے۔ اور خدا کے نزدیک جو اس کی عزت ہے وہ آسمانی نشانوں کے ذریعے سے ظاہر کی جائے"

غیرت خداوندی

یہ تو چشمہ معرفت سے چند حوالے ہوئے۔ اب ایک حوالہ حقیقۃ الوحی دکھایا اور خود آنحضرت صلعم کے امتی ہونے کی حیثیت سے اپنے نشانوں کو پیش کر کے محمدیوں کی فتح کا اعلان کیا ہے اور اپنے آقا کی عزت کا اظہار کیا ہے۔ دیکھنا کیا غیرت ہے۔ اور کیا کٹر ی اور زور ہے۔ فرماتے ہیں:-

"یہ تو اندرونی طور پر نصرت الٰہی ہے۔ بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل نہیں آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وہ لوگ بازاروں میں چلا چلا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا ان پر رعب ڈالا کہ اس طرف منہ نہیں کرتے گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف منہ کرے تو خدا اس کو سخت ذلیل کرے گا۔ اور اس عذاب میں مبتلا کرے گا جس کی نظیر نہیں ہوگی اور اس کو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ میں دکھلاتا ہوں وہ اپنے فرضی خدا کی طاقت اور قوت سے دکھلا سکے۔ اور میرے خدا نے آسمان سے بھی نشان برسائے گا اور زمین سے بھی میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ برکت غیر قوموں کو نہیں دی گئی پس کیا روئے زمین میں مشرق سے لیکر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے جو خدائی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے۔ ہم نے میدان فتح کر لیا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے مقابل پر آئے پس یہ وہی بات ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی فرمائی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد بخدا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں۔ اور ہر ایک شخص ہمارے پیروں کے نیچے ہے"

یہ نصرتیں محمدی ہونے کی وجہ سے ہیں نہ کہ نبی ہونے کی وجہ سے

سوال (ا) مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور خواجہ کمال الدین نے نبوت کو کبھی سال مانا اور اس پر رسالے کے رسالے تحریر فرمائے یا نہیں؟

سوال (ب) اخبار پیغام صلح میں خلافت ثانیہ سے پہلے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو تسلیم کیا گیا یا نہیں؟

جواب۔ دونوں سوال دراصل ایک ہی ہیں۔ اس لئے جواب ایک ساتھ ہی عرض کرتا ہوں۔ کیا طرز تحریر ہے کہ "رسالے کے رسالے تحریر فرمائے" گویا دن رات نبوت کے ثبوت میں لکھا کرتے تھے۔ مبالغہ کی بھی کوئی حد ہے! خیر آمدم برسر مطلب۔

(۱) اول تو مولوی محمد علی صاحب یا خواجہ صاحب یا ایڈیٹر "پیغام صلح" بالفرض محال اگر کسی غلط عقیدہ پر کبھی تھے تو یہ دوسروں پر کوئی حجت نہیں ان کا غلط عقیدہ بطور حجت یا دلیل پیش کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ان کے کسی عقیدہ کو وحی الٰہی کا مرتبہ کس بنا پر دیا جاتا ہے۔ اور اگر میاں محمود احمد صاحب کی بیعت نے تقلید شخصی کا ایسا زبردست سبق پڑھا دیا ہے کہ وہ دل و دماغ میں رچ گیا ہے تو پھر مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب اب جس عقیدہ کو غلط کہتے ہیں اسے غلط مانو اور جسے صحیح سمجھتے ہیں اسے صحیح سمجھو۔ اور اگر یہ کہو کہ پھر عقیدہ تبدیل کرنے کا ان پر الزام آتا ہے تو جم جم آئے۔ یہی الزام تو آپ لوگ مسیح موعود پر لگا چکے ہیں۔ کہ انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ جب استاد عقیدے تبدیل کرنے کا عادی تھا۔ تو شاگرد بھی اسی راہ پر چلے تو کیا برا کیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ قوم منہ پر کیا ناک لگا کر دوسروں کو تبدیلی عقیدہ کا الزام دیتی ہے۔ جو یہ مانتی ہے کہ بقول ان کے زمانہ کے نبی حضرت مسیح موعود بھی تبدیلی عقیدہ کے الزام کے نیچے ہیں اور پھر اپنے اس غلط عقیدہ کی تائید میں ناحق حضرت نبی کریم صلعم کو بھی تبدیلی عقیدہ کا مرتکب سمجھتی ہے۔

میاں صاحب کا عقیدہ تبدیل کرنا

(۲) ہاں یہ سچ ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا چنانچہ تشحیذ الاذہان بابت اپریل سنہ ۱۹۱۰ء میں اپنے مضمون "نجات" میں میاں صاحب نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں صاف طور پر فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کرے۔ بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے سب کو آپ کی غلامی میں ہی ملے گا جو کچھ ملے گا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ

میاں صاحب یہاں صاف طور پر نبوت کو ختم سمجھتے ہیں اور اولیا اللہ پر صرف الفاظ آلہیہ کے قائل ہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

مگر آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گزر گئے ہیں کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور ان میں سے بہت سے کامیاب ہوئے (جن کو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں)۔ مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا۔ اب کیوں کامیاب نہیں ہوتا۔

مگر تشحیذ الاذہان ۱۹۱۰ء میں کا یا پلٹ ہو جاتی ہے اور وہ مشہور معروف مضمون اہل قبلہ کی تکفیر کے متعلق میاں محمود احمد صاحب کے قلم سے نکلتا ہے جس نے درحقیقت احمدی جماعت کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ وہ دن تفرقہ کا دن تھا جو کاش نہ آیا ہوتا۔ مگر وہ کیوں آیا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ جھنگ میں خواجہ صاحب نے جب اعلان کیا کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے اس وقت میاں محمود احمد صاحب کو جو جماعت میں خواجہ صاحب کی ہر دلعزیزی توڑنے کے ہر وقت خواہاں تھے۔ یہ موقع مخالفت کا مل گیا۔ اور مسلمانان عالم کی تکفیر پر ایک طول طویل مضمون لکھ کر تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء میں داغ دیا۔ باتیں پتہ کی کہتا ہوں اسی لئے بدنام ہوں۔ برا بھلا بھی سنتا ہوں مگر حق کو ظاہر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ میاں صاحب کی تبدیلی عقیدہ کا پہلا اعلان اپریل ۱۹۱۱ء میں ہوا۔ مگر کیا خواجہ صاحب نے یا مولوی محمد علی صاحب نے اہل قبلہ کو کبھی کافر کہا تھا جو تبدیلی عقیدہ کا الزام ان کے سر پر دیا جاتا ہے؟

خطبہ عیدالضحیٰ

فرمودہ

حضرت مولانا صدرالدین صاحب

وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین ۔ رب ھب لی من الصالحین .... الی ....

انا کذالک نجزی المحسنین (سورہ الصفٰت ۹۹:۵۰)

آپ لوگ جانتے ہیں کہ آج چاروں طرف سے دنیا کے لوگ مکہ میں جمع ہیں ایشیا یورپ اور افریقہ کے ممالک میں سے کونسا ایسا ملک ہے جہاں سے آج مکہ میں لوگ جمع نہیں ہوئے آج وہ مرکز اسلام آبادی کے لحاظ سے بے نظیر ہے کسی مذہب کا مرکز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ میں اٹلی میں گیا ہوں اور میں نے اس پطرس کے گرجا کو دیکھا ہے جس کو حضرت مسیح نے کہا تھا کہ تو وہ چٹان ہے جس پر میرا گرجا بنے گا۔ وہ گرجا جس پر تمام مغربی دنیا کا زر و مال خرچ ہوا تھا۔ آج ویران پڑا ہے۔ میں نے پوپ کے محل کو بھی دیکھا ہے۔ ان کے محل کے اندر ہی ایک چھوٹی سی گرجا ہے۔ جس میں وہ نماز پڑھتے ہیں غرض تمام دنیا کے لئے اگر کوئی کشش کی جگہ ہے تو وہ مکہ ہے۔ جہاں دنیا کے مختلف گوشوں سے لوگ ہر سال جمع ہوتے ہیں۔ یہ دلکشش ہی تو ہے جو ہزارہا مخلوق کو اس ریگستانی مقام میں کھینچ لاتی ہے۔ بدوؤں سے لوٹے جاتے ہیں۔ طرح طرح کی مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہاں جاتے ہیں۔ اس سالانہ اجتماع میں مسلمانان عالم کے اندر اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی جو قوت مضمر ہے اس سے یورپ خوب واقف ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ یورپ نے عرب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اس میں وہ طاقت ہے کہ دشمن اس سے کانپتا ہے۔

اتحاد بین المسلمین

میلے دنیا میں ہوتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ تم سے چاہتے ہیں۔ کہ ان میلوں میں بھی تم خدا کو نہ بھولو۔ شادی ہو۔ تیوہار ہو۔ وہاں خدا کی یاد ہو وہ صرف نمازیں ہی نہیں پڑھاتے تھے۔ بلکہ قوم کو منظم کرنا چاہتے تھے۔ لکھا ہے کہ نماز کے وقت آپ صفیں ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آیا سیدھی ہیں یا نہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ نماز کے وقت صفیں سیدھی رکھو اگر ایسا نہیں کروگے تو ڈر ہے کہ کہیں تمہارے دل نہ ٹیڑھے ہو جائیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ قومی اتحاد و تنظیم کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ ولا تکفروا اھل قبلتکم یعنی ان لوگوں کی تکفیر نہ کرو جو تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ اتحاد ایک زبردست طاقت ہے اس پر چل کر حضرت محمد رسول اللہ کامیاب ہوئے۔ پس اگر ہم اس دن سے اور اس دن کی غرض سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ پہلے اپنی جماعت کے اندر اتحاد پیدا کریں۔ پھر دوسرے مسلمانوں میں اتحاد پیدا کریں۔ اگر ہمارے وجہ سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے تو سمجھ لو کہ ہم نے محمد رسول اللہ کی غرض کو برباد کر دیا۔

مکہ میں مساوات اسلامی کا منظر

دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج مکہ میں ایک عجیب دلکش نظارہ ہے۔ اس قسم کا چھوٹا سا نظارہ میں نے ووکنگ اور برلن میں دیکھا ہے۔ جہاں عید کے موقع پر حبشی۔ ترک۔ عرب۔ افغان۔ ایرانی اور ہندوستانی جمع ہو کر اپنی حیرت انگیز وحدت قومی کا ثبوت دیتے ہیں یقین جانو کہ یہ نظارہ یورپ کو کھائے جاتا ہے اور اسے مارے ڈالتا ہے۔ عیسائیت مختلف قوموں کو اس طرح ہرگز جمع نہیں کرسکتی۔ ایک عیسائی قوم دوسری عیسائی قوم کی دشمن ہے۔ اس قومیت کے بت کو اسلام نے ہی گرایا ہے۔ اگر آپ آج مکہ معظمہ چلے جائیں تو آپ کو وہاں ایک وسیع سمندر نظر آئے گا دور تک ایک ہی نظارہ چلا جاتا ہے۔ زنگی ہو۔ فرنگی ہو۔ افغان ہو۔ ترک ہو۔ ایرانی ہو۔ ہندوستانی ہو سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آئیں گے نہ وہاں کوئی انگریزی ٹوپ نظر آئے گا۔ نہ ترکی ٹوپی۔ نکٹائی وغیرہ سب مفقود ہوں گے۔ تمام کے تمام دو چادروں میں ملبس ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ اس اصول کو قائم کرنا چاہتے تھے کہ مسلمان سب برابر ہے۔

اخوت و مساوات کی عملی تعلیم

حضرت محمد رسول اللہ نے صرف تعلیم ہی نہیں دی بلکہ کر کے دکھا دیا کہ اسلام میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو چھوٹے درجے کی قوموں کو بلند کرسکتا ہے۔ آج ہندوستان میں اچھوتوں کو بلند کرنے کے لئے واویلا ہو رہا ہے۔ لیکن سوائے اسلام کے وہ کونسا مذہب ہے جو ان کے مرض کا علاج کرسکتا ہے عیسائیت، یہودیت اور ہندو مذہب میں سے کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جو ان گری ہوئی قوموں کو مساوات کا درجہ دینے کے لئے تیار ہو۔ یہ فخر تو صرف دین اسلام ہی کو حاصل ہے کہ وہ چھوٹوں کو بڑا اور رذیلوں کو معزز بنا دیتا ہے۔ غور کرو کہ کس طرح آنحضرت نے اپنے ایک غلام زید کو جرنیل بنا دیا جن کے ماتحت قریش کے بڑے بڑے سردار تھے۔ پھر صرف جرنیل ہی نہیں بنایا بلکہ رائل فیملی (شاہی خاندان) کی لڑکی زینب کو بھی اس کے نکاح میں دے دیا یہ کوئی آسان بات نہ تھی۔ عرب کے لوگ بڑے اکھڑ تھے۔ اور اپنی قومی آن پر جان دے دینا ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔ یہ محمد رسول اللہ ہی کا کام تھا کہ ان کے اندر اس قدر مساوات و اخوت قائم کر دی۔ آپ کو مساوات کا اس قدر خیال تھا کہ جب کبھی کسی مجلس میں مسلمان آپ کی تعظیم کے آپ کی تشریف آوری پر کھڑے ہوتے تو آپ فرماتے کہ یہ عجمیوں کی رسم ہے تم میرے لئے کیوں کھڑے ہوتے ہو۔ مقابلہ کرو آنحضرت صلعم کی سادگی کا اس زمانہ کے پیروں کے تکلفات سے۔

انما المومنون اخوۃ اسلام کا وہ زبردست اعلان ہے جو ترقی کا بڑا ذریعہ ہے۔ اس میں نہ صرف مساوات کا سبق دیا ہے بلکہ اس نے مسلمانوں کے اندر یہ احساس بھی پیدا کیا ہے۔ کہ ایک کمزور سے کمزور مسلمان بلند ترمراتب پر پہنچ سکتا ہے ہر ایک مسلمان امام بن سکتا ہے۔ بادشاہ ہو سکتا ہے۔ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو ایک شخص نے ان کے باپ سے جا کر کہا اے ابو قحافہ! تیرا بیٹا ابوبکر بادشاہ ہو گیا ہے۔ اس نے حیران ہو کر کہا کہ تم کیا کہتے ہو کیا قریشی مر گئے ہیں جو ابوبکر بادشاہ بن گیا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ قریشی مر نہیں گئے بلکہ انہوں نے تیرے بیٹے سے بیعت کر لی ہے۔ اس وقت تک ابو قحافہ مسلمان نہ تھے۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو کہا "الاسلام حق" میرا بیٹا کس طرح بادشاہ ہو سکتا تھا۔ اور قریشی اس کے سامنے گردنیں جھکا سکتے تھے۔ یہ اسلام ہی کی برکت ہے یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔

ایک لطیفہ

ایک اور چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے وعظ و نصیحت کی تو لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔ بڑھاپا تھا اور قوم ان کی دشمن تھی۔ لیکن آپ نے کچھ پروا نہیں کی۔ وہ فرماتے ہیں انی ذاھب الی ربی سیھدین۔ یعنی میں اللہ کی طرف جاتا ہوں وہ مجھے کامیابی کا راستہ دکھا دے گا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا فبشرنٰہ بغلام حلیم خدا تعالیٰ نے بڑھاپے میں آپ کو ایک بچہ عطا کیا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ ضرور ان کی نصرت کے سامان پیدا کر دیتا ہے ضرورت صرف ایمان کی ہے۔

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے پاس جاتا ہوں لیکن کوئی مسلمان اس کے معنے یہ نہیں سمجھتا کہ حضرت ابراہیم آسمان پر چلے گئے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رفع کا لفظ آ جاتا ہے تو جھٹ یہ سمجھ لیتے ہو کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ ... [illegible] نہیں ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ انقطاع تام ہو اور اللہ کی طرف پوری توجہ ہو۔

اولاد سے حسن سلوک

جب وہ لڑکا بڑھا۔ جوان ہوا اور حضرت ابراہیم کا بازو بنا تو آپ نے دیکھا کہ اس کو خواب میں ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کو بلایا اور اس سے کہا۔ اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ تو بتا تیری کیا رائے ہے۔ اس آیت میں ماں باپ کو بچوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریق سکھایا ہے۔ آج کل کے مسلمان کہتے ہیں کہ ماں باپ کے بڑے حقوق ہیں بیٹا ذرا کوئی بات کرے چاہے وہ بالکل بجا اور مناسب ہو تو جھٹ کہہ دیتے ہیں چپ رہو۔ جو والدین اپنے بچوں کے ساتھ اس طرح کا حقارت آمیز سلوک کرتے ہیں۔ وہ گویا خود ان کو تباہ کرتے ہیں۔ یہاں دیکھئے ایک پیغمبر کہتا ہے اے میرے پیارے بیٹے میں نے یوں دیکھا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ جب بیٹے سے اس طرح کی نرم گفتگو کی گئی تو اس کا جواب سوائے اس کے اور ہو ہی کیا سکتا تھا کہ حضور جو کچھ آپ کا ارشاد ہے میں بجا لانے کو تیار ہوں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے اکرموا اولادکم یعنی اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اگر کوئی باپ چاہتا ہے کہ بچے کے دل میں اس کی تعظیم و تکریم ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ بچے کی عزت کرے۔

اسلام کیا ہے؟

دیکھئے جب حضرت ابراہیم اور ان کے بیٹے نے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کی تو خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا مسلمان ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اپنی تمام خواہشات اور جان و مال کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا جائے۔ قرآن کریم فرماتا ہے بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یعنی مسلمان وہی ہے جس نے خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور نیکی کی کسی شخص نے رسول اللہ سے پوچھا کہ احسان کے کیا معنے ہیں آپ نے فرمایا کہ احسان اس بات کو کہتے ہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کی عبادت اس طرح پر کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ اگر یہ مقام حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ جب کوئی شخص اس طریق پر عبادت کرے تو گویا احسان کا درجہ اسے حاصل ہو گیا۔ جب انسان اپنی تمام قوتوں کو خدا کی راہ میں لگا دیتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے جب تک کوئی شخص اس مقام پر نہیں پہنچتا تب تک اس نے کوئی قابل فخر درجہ حاصل نہیں کیا۔ دنیا میں کوئی چیز آسانی سے حاصل نہیں ہوتی دیکھو مال اور علم حاصل کرنے کے لئے کس قدر محنت اٹھانی پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ جب تک تم خود کچھ قربانی نہیں کرتے اس وقت تک تم دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے یہ خیال قومیت کو تباہ کرنے والا ہے کہ مجھے دوسروں سے کیا مطلب

دنیا کیا ہے؟

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو یہ وعظ کرتے ہیں کہ دنیا میں ترقی مت کرو۔ میں تو خود اس بات کا حامی ہوں کہ مسلمان دولتمند ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ مسلمان یورپ کی تقلید کریں۔ یورپ کا مطمح نظر صرف دنیا ہے۔ ہمارا مطمح نظر یہ ہونا چاہیے کہ ہم دنیا کے ذریعہ دین کمائیں۔ روپیہ کمانا معیوب نہیں۔ اسے معبود بنانا معیوب ہے حضرت مولانا روم نے کیا خوب کہا ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن

یعنی خدا سے غافل ہونا دنیا ہے۔ پھر دنیا بھی صرف اپنے ہی لئے نہیں کمانا چاہیے بلکہ اس سے دوسروں کی بھی مدد کرنی چاہیے۔

آخری نصیحت

اس عید کی قربانی میں بھی یہی سبق دیا گیا ہے اس موقع پر آنحضرت صلعم دو جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک امت کے لئے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو اپنی امت کا کس قدر فکر تھا۔ اور مسلمانوں میں کیا روح پھونکنا چاہتے تھے۔

پس تم بھی کوشش کرو کہ مسلمانوں میں قوت پیدا ہو۔ چھوٹوں کو گرانا اور ٹھیس لگانا مسلمانوں کا کام نہیں۔ ہر ایک مسلمان کی کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ میرا بھائی معزز ہو۔ جب تک یہ سپرٹ پیدا نہ ہو اس وقت تک قوم نہیں بن سکتی۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے سے زیادہ اپنے بھائی کا خیال رکھیں اور خدا کے راستے میں اپنی بیہودہ خواہشوں کو ترک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

مذہب ہے یا بچوں کا کھیل

۱۵ ر جون کے "الفضل" میں میرے ایک خط پر قاضی اکمل صاحب نے خامہ فرسائی کرنے کی تکلیف کی ہے اور اسے ایک منصوبہ بنا کر فتنہ انگیزی قرار دیا ہے میرا خط اور قاضی صاحب کا جواب اب عوام کے سامنے ہے مجھے اس پر کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن قاضی صاحب کی دو ایک باتوں کا جواب دینا ضروری ہے۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی کا غیر احمدی کے ساتھ نکاح اس بنا پر تادیانی جائز رکھتے ہیں کہ لڑکی غیر احمدی تھی لیکن کیا قاضی صاحب اس امر کا کوئی جواب رکھتے ہیں کہ میاں عمر الدین صاحب اور میاں الہ بخش صاحب کی لڑکیوں نے جن کا نکاح غیر احمدیوں سے ہوا میاں محمود احمد صاحب سے بیعت کر رکھی تھی۔ محمودی صاحبان کے لئے اب اس دلیل نے ایک راستہ غیر احمدیوں کے ساتھ نکاح کر دینے کے لئے کھول دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لڑکیوں کی بیعت نہ کرائیں پھر جو چاہیں کریں۔ کیونکہ میاں صاحب کے خسر کی مثال موجود ہے۔ لیکن قاضی صاحب کا ضمیر خوب جانتا ہے کہ ان کے پیر کا صاف فتویٰ موجود ہے کہ والدین میں سے اگر ایک احمدی ہو تو اولاد بغیر بیعت کرنے کے بھی احمدی ہی کہلائے گی۔ اس فتوے کے ماتحت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی غیر احمدی نہیں کہلا سکتی۔ پھر نکاح کی ولی خود لڑکی نہ تھی بلکہ اس کا والد تھا۔ محمودی صاحبان کا یہ عذر لنگ کوئی منصف مزاج قبول نہیں کر سکتا دوسرا معاملہ میاں شمس الدین صاحب کی لڑکیوں کا غیر احمدیوں سے نکاح کا ہے اس پر قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ نوٹس لیا گیا ہے اور قصور کے مطابق مناسب کارروائی ہوئی تھی۔ افسوس قاضی صاحب نے کتنی ضمیر کشی کی ہے۔ میاں عمر الدین و الہ بخش ایک ایک لڑکی کا نکاح غیر احمدی سے کریں تو وہ جماعت سے خارج۔ لیکن ایک دولتمند شخص دو لڑکیاں غیر احمدیوں کو دے تو اسے جماعت سے خارج کرنے کا نام تک نہ لیا جائے۔ کیا یہی مناسب کارروائی ہے؟ تیسرا معاملہ مولوی محمد حسین صاحب کی صاحبزادی کا ہے اس میں قاضی صاحب نے حالات و اصلیت کے مطابق کارروائی کا عذر کیا ہے۔ کیوں نہ قاضی صاحب نے یہ انصاف میاں عمر الدین و الہ بخش صاحبان کے ساتھ روا رکھا۔ قاضی کہلا کر اس قسم کے حیلے بہانوں سے مذہب کو کھیل بنانا آپ ہی کے شایان شان ہے۔

باقی ہم نے کن دل آویز اور دلفریب آرزوؤں کو سینے میں رکھ کر یہ خط لکھا وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ خط سے ظاہر ہے کہ انہیں جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت کی ترغیب نہیں دی گئی۔ بلکہ احمدیت پر مستقل رہنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ تاکہ وہ غیر احمدی نہ ہو جائیں اور اگر ہم انہیں جماعت میں شمولیت کی ترغیب بھی دیتے تو یہ کوئی گناہ کی بات نہ تھی۔

رہا ان لوگوں کو فیرتہ قرار دینا۔ اگر وہ حضور خلیفۃ المسیح کے ایسے ہی دلدادہ اور محمودی دین کے لئے غیرت رکھنے والے ہوتے تو وہ میاں محمود احمد صاحب کے صاف فتوے کے خلاف اپنی لڑکیاں کافروں کے نکاح میں نہ دیتے۔ کیا ان کے معافی مانگ لینے سے ان کے داماد مسلمان بن گئے؟ ہرگز نہیں۔ یہ امر تو ان کی اور جماعت محمودیہ کی بے غیرتی کا موجب ہے کہ کافروں کو لڑکیاں دیکر پیر صاحب کے پاؤں پڑ گئے۔ اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

دوسری دلیل ان پیر پرستوں کی غیرتمندی کی یہ ہے کہ آج تک مجھے تو خط کا جواب بذریعہ ڈاک نہیں ملا۔ لیکن اس کی نقل محمودی گزٹ میں شایع ہو گئی کیا یہی غیرت ایمانی ہے جس پر اتنا طوفان بے تمیزی مچ رہا ہے۔ کیا یہی مومنانہ حرکت ہے جس پر اتنا ناز ہے۔ اور یہی صحابہ کا نمونہ ہے۔ کیا صحابہ اپنی لڑکیاں کافروں کو دے کر ایسی نامعقول حرکات کیا کرتے تھے۔ ایسے نادان اور پیر پرست لوگوں کو صحابہؓ کے ساتھ ملانا اسلام کی سخت بے عزتی ہے اور یہ قادیانی گروہ کے قاضیوں کی نامعقول حرکات ہیں کہ وہ اپنے نافرمان ساتھیوں کو صحابہؓ کے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔

قاضی صاحب اپنے ساتھیوں نے ہاتھ میں میاں صاحب کے فتوؤں کی تحقیر کرنے اور انہیں نظر استخفاف سے دیکھنے کے اور دلائل بھی دے رہے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جب محمودی کو میاں صاحب جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ احمدی نہیں رہا کیونکہ احمدی ہونا تو ایمانی امر ہے۔ دوم یہ کہ اگر کسی احمدی کی لڑکی غیر احمدی ہو اور وہ بالغہ ہو تو اسے احمدی سے نکاح کرنے کے لئے جبر و اکراہ نہیں ہو سکتا۔ قاضی صاحب نے دبی زبان سے آخر میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ "البتہ ماں باپ کا اتنا فرض ہے کہ وہ زور دیں۔ کہ وہ احمدی مرد سے شادی کرے اس پر بھی وہ بالغہ نہ مانے تو بحوالہ خدا"۔ لیکن کیا قاضی صاحب نے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سے دریافت کر لیا ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی صاحبہ پر زور دیا تھا کہ وہ احمدی مرد سے شادی کرے۔ اور اس بالغہ نے نہ مانا تھا۔ ایسی خلاف واقعہ باتوں سے اصلیت کب تک چھپ سکتی ہے۔ قاضی صاحب یہ بالغہ والا معاملہ آپ نے ہی پہلے میاں صاحب کے کان میں ڈالا تھا ورنہ اس معاملہ میں آپ کے پیر صاحب نے جو

[illegible]

قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کو چاہیئے کہ وہ اپنے مضمون کو ادھورا اور نامکمل نہ چھوڑیں۔ اور میاں عمر الدین اور میاں الہ بخش صاحبان کو قادیانی شریعت کے مسائل جدیدہ سے پورا پورا آگاہ کر کے وضاحت سے بتلا دیں کہ ان صاحبان کے داماد بوجہ اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہیں۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا یہ نکاح ناجائز ہیں۔ میاں عمر الدین اور میاں الہ بخش کے اس اقرار سے کہ باقی ماندہ لڑکیوں کے نکاح احمدیوں سے کریں گے یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ جن لڑکیوں کا نکاح غیر احمدیوں سے ہو چکا ہے وہ قادیانی شریعت کے رو سے جائز نکاح ہے۔ اگر آپ کے نزدیک فی الواقعہ ایک غیر احمدی سے ایک احمدی عورت کا نکاح ناجائز ہے۔ تو پھر آپ اس طرح ناجائز نکاحوں کو جائز قرار دے کر فعل حرام کا ارتکاب کیوں کرتے کراتے ہیں۔ (منظور آہی)

ایک اشتہار کی تصحیح

اخبار "پیغام صلح" نمبر ۱۴۱ مورخہ ۴ ر ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۴ ر جون ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۸ پر "سرکار ہند کا ہدیہ قرضہ" کے عنوان سے ایک اشتہار شایع ہوا تھا۔ ہمیں ازحد افسوس ہے کہ دو تین مقامات پر ہندسوں میں غلطیاں ہو گئیں۔ جن کی اصلاح اب کی جاتی ہے۔

(۱) اشتہار کی دوسری سطر میں "۶ فیصدی" کے بجائے "۴ فیصدی" سمجھا جائے۔ (۲) شرائط تبادلہ کے ماتحت پہلی سطر میں "۱۹۲۶ء" کی جگہ "۱۹۲۳ء" تصور کیا جائے۔ اور "۶ - ۲۔ النقدہ" کی بجائے "۴۔ ۲۔ النقدہ" خیال کیا جائے۔ ناظرین اپنے پرچوں میں اصلاح فرما لیں۔

ہندوستان

—— گورنمنٹ ہند نے گورنمنٹ بہار و اڑیسہ کو پاٹلی پتر کی کھدائی کے لئے دس ہزار روپیہ عطا کیا ہے۔

—— ہندوستان کے بہت سے مقامات سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ عید کا دن امن و سکون کے ساتھ گزر گیا۔

—— جناب ڈاکٹر کچلو آج کل بنگال میں تحریک تنظیم کو کامیاب بنانے کے لئے دورہ کر رہے ہیں۔

—— "رنگیلا رسول" کے مقدمہ کی سماعت لاہور سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر ...... جون کو جہاں مسٹر شیلڈس دورہ پر گئے ہوئے تھے ہوئی لالہ مدن موہن لال صاحب رئیس ملتان نے حسب ذیل شہادت دی۔

میں مہاشہ راجپال کو عرصہ پانچ سال سے جانتا ہوں میرے علم میں اس نے کبھی بذریعہ تحریر و تقریر ہندو و مسلمانوں میں نفرت پھیلانے کی کوشش نہیں کی۔ کتاب رنگیلا رسول کو میں نے پڑھا ہے۔ اس کے پڑھنے سے میرے دل میں مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کا جذبہ نفرت پیدا نہیں ہوا۔ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے اس کے واقعات کا مجھے ذاتی علم ہے کہ وہ صحیح ہیں۔ میرا ذاتی علم ان کتابوں پر مبنی ہے جو مسلمانوں اور انگریز مصنفوں نے لکھی ہیں۔ میرے بہت سے مسلمان دوست بھی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے مسلمان دوستوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ اس کتاب کی اشاعت سے کوئی دنگہ فساد نہیں ہوا۔ اور نہ اس کے خلاف ملتان میں کوئی جلسہ ہوا۔ آئندہ پیشی ۹ ر جولائی کو ہو گی۔

—— عید کے روز الہ آباد کے قریب موضع جہ..... میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا جس میں ایک مسلمان شہید ہوا۔ اور دس زخمی ہوئے۔

—— عید کے روز کلکتہ میں بھی بعض مقامات پر اکے دکے مسلمانوں پر سکھوں نے کرپانوں سے حملہ کیا۔ چند مسلمان زخمی ہوئے ہیں۔

—— ہندوؤں کی خواہ مخواہ کی چیخ پکار سے متاثر ہو کر ڈپٹی کمشنر ضلع ہزارہ نے ہری پور (ہزارہ) میں گورکھوں کا پہرہ لگا دیا ہے۔

—— مجلس وضع قوانین ہند کا آئندہ اجلاس تقریباً ۱۶ راگست کو شروع ہو گا اور تین ہفتہ تک جاری رہے گا۔ راجہ رگھونند پرشاد سنگھ نے جو چند قراردادیں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہندو مسلم کشیدگی کی تحقیقات اور اس کے دور کرنے کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری آدمیوں کی ایک گول میز کانفرنس منعقد کی جائے۔ دوسری یہ ہے کہ دودھ والی گایوں اور بچھڑوں کو ذبح کرنے کی ممانعت کر دی جائے۔ البتہ مذہبی مقاصد کے لئے اجازت ہو۔ مسٹر ہرچند روشن داس یہ سوال کریں گے کہ گزشتہ تین سال کے فرقہ وارانہ فسادات میں کتنے آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے

[illegible]

کرے گی کہ مسجدوں کے آگے باجا بجانے پر صرف حال ہی میں اعتراض ہونے لگا ہے۔ پہلے کبھی اعتراض نہ ہوتا تھا۔ قاضی وجیہ الدین سفارش کریں گے کہ عقد۔ طلاق اور خلع کے مسائل طے کرنے کے لئے قاضی مقرر کئے جائیں۔

ممالک خارجہ

—— سلطان ابن سعود نے امیر حبیب لطف اللہ کو اس امر کی اجازت دے دی ہے کہ وہ ایک عربی بنک جدہ میں قایم کریں۔ عملاً اس کی بنیاد جدہ میں پڑ چکی ہے۔ اس کی شاخیں پورٹ سعید اور سوئیز میں ہوں گی اور قاہرہ میں بھی ایک شاخ قایم کی جائے گی۔ اس بنک کا نام "حجازی عربی بنک" ہو گا۔ بنک نے اعلان کیا ہے کہ وہ خاص طور پر حجاج کی سہولت کے لیے قایم کیا گیا ہے۔

—— گمان غالب ہے کہ حکومت چین بھی حکومت برازیل کی طرح جمعیت اقوام کی رکنیت سے مستعفی ہو جائے گی۔

—— دولت ایران نے جمعیت اقوام کو لکھا ہے کہ اسے بحیثیت نمائندہ دنیائے اسلام جمعیت اقوام میں شامل کر لیا جائے۔

—— پرتگال میں مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— حکومت برطانیہ نے حکومت سویٹ کے پاس جو نوٹ برطانوی کارکنوں کی روسی امداد کے متعلق بھیجا تھا اس کے خلاف سویٹ کی ٹریڈ یونین نے سخت مظاہرے کئے ہیں۔

—— حکومت ترکیہ کی مجلس وطنی کبیر میں یہ تجویز پیش ہوئی ہے کہ ایسا قانون بنا دیا جائے جس کی رو سے کوئی وطنی بچہ کسی غیر ترکی ابتدائی سکول میں داخل نہ ہو سکے۔

—— ترکی میں سیواس اور انقرہ کے درمیان ریلوے لائن تیار ہو رہی ہے۔ اس ریلوے سے مشرقی اناطولیہ میں اقتصادی روح پھونک دی جائے گی۔

—— مصطفےٰ کمال پاشا کے خلاف سمرنا میں ایک سازش کا پتہ لگا ہے اب تک دو سو آدمی سے زیادہ گرفتار ہو چکے ہیں۔ جن میں جمعیت نوجوانان ترکی کے ارکان بھی شامل ہیں۔ جو مخالف جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ سازش کرنے والے مصطفےٰ کمال پاشا کے سمرنا پہنچنے کے منتظر تھے تاکہ اپنی تجویز پر عملدرآمد کر سکیں۔ لیکن سازش کا حال پہلے معلوم ہو گیا۔ پولیس نے انسپکٹر ادرنہ کو بھی گرفتار کیا ہے۔

—— ترکی میں برقی قوت کے لئے چھوٹے چھوٹے سٹیشنوں کے قایم کرنے کا انتظام روز بروز ترقی پر ہے۔ یہ کام جرمنی کے مختلف کارخانوں کے سپرد ہے۔ حال ہی میں اسکی شہر میں جو ریلوے کا ایک بڑا جنکشن ہے ایک کارخانہ قایم کیا گیا ہے جو برقی سامان تیار کرے گا تاکہ غیر ممالک کی محتاجی رفع ہو اور حسب ضرورت تمام سامان مقامی طور پر مہیا ہو سکے۔

—— سلطان ابن سعود نے ہندوستان کے وفد خلافت کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "دو مسائل اور ہیں جن کے لئے میں اپنی تمام قوت و طاقت، مال و منال، اولاد و رعیت سب کو فدا کرنے کے لئے تیار ہوں ایک یہ کہ عبادت صرف خدا کی ہو دوسرے یہ کہ جزیرۃ العرب اور خصوصاً حجاز بالکل آزاد ہو"۔

—— حکومت یونان نے اپنے دار السلطنت ایتھنز میں مسلمانوں کے لئے ایک مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— حکومت ایران کے زیر نگرانی لڑکیوں کو نرسنگ کا کام سکھلایا جا رہا ہے طہران کے سرکاری شفاخانہ میں جن مسلمان لڑکیوں کو یہ کام سکھلایا گیا ہے انہوں نے اس میں کافی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن پرانی عورتیں اب بھی اس کام کو برا سمجھتی ہیں۔

—— حال ہی میں قسطنطنیہ کی عورتوں کی ایک نمائندہ جماعت میونسپل حکام کے پاس گئی تھی۔ کہ انہیں کرایہ کی موٹریں چلانے کی اجازت دے کر بسر اوقات کا موقع دیا جائے۔ عورتوں کی ایک جماعت آج کل موٹر چلانا سکھانے کے لئے ایک سکول میں یہ کام سیکھ رہی ہے۔ جس وقت وہ اچھی طرح سیکھ لے گی میونسپلٹی انہیں اجازت دے دے گی۔

—— فرانسیسی حکام نے شام کی قومی حکومت کو حکم دیا ہے کہ ۱۸ اکتوبر کی گولہ باری کے دوران میں دمشق کو جس قدر نقصان پہنچا اس کی تلافی کے لئے نقصان رسیدہ شخصوں کو معاوضہ دے۔

—— رلیف میں فرانس اپنا تسلط جما رہا ہے قبائل کو غیر مسلح کیا جا رہا ہے اور

[illegible]

انا طولیہ کے شہر اطنہ میں ارمنی کلیسا سے کئی سو ہڈیاں اور ڈھانچے برآمد ہوئے ہیں۔ جو ان ترک شہیدوں کے ہیں جنہوں نے ترکی دارمنی جنگوں میں جانیں قربان کیں

سلیمان شوکت بے حکومت جمہوریہ ترکیہ کی طرف سے حجاز میں سیاسی سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ حجازی حکومت کا ایک نمائندہ بھی انگورہ میں رہے گا۔

مصطفےٰ کمال پاشا نے استنبول کے مدرسۃ الفنون میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا ہمارا مذہب انسان کی تصویر بنانے سے منع کرتا ہے؟ یہ سوال ہے جو مجھ سے کئی بار کیا گیا ہے جس پر میرا جواب یہ رہا ہے کہ ہاں اسلام نے گزشتہ زمانہ میں ضرور اس فعل کی ممانعت کی تھی۔ کیونکہ لوگ بت پرستی کرتے تھے۔ لیکن اب جبکہ زمانہ بدل گیا ہے کوئی وجہ نہیں کہ فنون لطیفہ کو نظرانداز کر دیا جائے۔

حال ہی میں دروزیوں نے مقامات بعلبک، ریاق اور طرابلس الشام پر شدید حملے کئے ہیں۔ جن میں فرانسیسیوں کا سخت نقصان ہوا ہے۔

امیر فیصل شاہ عراق عنقریب بغرض علاج انگلستان جانیوالے ہیں۔ قائم مقامی کا فرض غالباً سابق امیر مکہ علی بجا لائیں گے۔

عراق عرب کا ایک وفد جو ایک وزیر اور چند ارکان مجلس عراق پر مشتمل ہے۔ ایران بھیجا جا رہا ہے۔ مدعا دونوں سلطنتوں کے درمیان دوستانہ تعلقات کا قیام ہے۔ شہریار ایران نے سرکاری طور پر اس وفد کو تسلیم کر لینے کے لئے رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔

ریف کی آئندہ فوجی، سیاسی اور اقتصادی حیثیت پر غور کرنے کے لئے فرانس و ہسپانیہ کی کانفرنس ہو رہی ہے اس کانفرنس میں غازی عبدالکریم کی قسمت کا بھی فیصلہ کیا جائے گا۔ خیال ہے کہ وہ مدغاسکر بھیجے جائیں گے۔

افغانی سفیر متعینہ لندن نے شیکسپیئر میموریل تھیٹر کی تعمیر کے لئے ۵۰ پونڈ بطور عطیہ مرحمت فرمائے ہیں۔ اس عطیہ کے ساتھ سفیر موصوف نے امیر افغانستان کا یہ پیغام بھی پہنچا دیا ہے کہ وہ اس جدید تھیٹر کی تعمیر کے لئے مخلصانہ تمنا کا اظہار کرتے ہیں۔ جو اس شاعر کی یاد قائم کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے جو برطانیہ کا فخر سخن ہے اور جس کا محاسن ادبیہ سے لبریز کلام دنیا بھر میں بصد محبت و مسرت پڑھا جاتا ہے۔

نایاب تحفہ

جناب مرزا انور بیگ صاحب بی اے ایم ایس سی پروفیسر کیمسٹری اسلامیہ کالج پشاور تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے بذریعہ کیمسٹری اکسیر شباب گولیاں کا جو کہ شاہ اینڈ کو لاہور نے تیار کی ہیں معائنہ کیا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ گولیاں سونا فولاد۔ ڈامیانا اور بہت سی ایسی قیمتی ادویات کا مرکب ہیں۔

ریویو۔ اخبار "گورو گھنٹال" لاہور مورخہ ۴ مئی ۱۹۲۶ء جن لوگوں کو کسی قسم کی بھی جسمانی کمزوری ہو ان کے لئے یہ دوا اکسیر بلکہ بے نظیر ہے۔

ریویو اخبار "نیر اعظم" مراد آباد دلیل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء پنجاب کا مشہور کارخانہ شاہ اینڈ کو رجسٹرڈ نے اکسیر شباب گولیاں اور روغن طلائے شباب یہ دو چیزیں ایسی طیار کی ہیں۔ جن سے تمام اعضائے رئیسہ کو بے حد قوت پہنچتی ہے۔ جن میں کسی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی ہو اس کے واسطے یہ چیزیں اکسیر ہیں۔ نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہیں۔ دونوں چیزوں کا ساتھ ساتھ استعمال کرنا بے حد فائدہ مند ہے۔ کسی قسم کی سوزش یا آبلہ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ جو صاحب اپنی جوانی کی امنگوں میں اپنی قوت کو زائل کر چکے ہوں ان کے لئے یہ ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ قیمت اکسیر شباب ۴۰ گولیاں جیس یوم کے لئے پانچ روپے مع طلائے شباب ہے نمونہ مکمل کیس، یوم کے لئے ... پتہ

شاہ اینڈ کو بھاٹی گیٹ لاہور

لاولد عورتوں اور مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر تازہ ایجاد یعنی "دوائے خوش کیف"

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپکی بیوی مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں ہے یا صرف ایک دو بچے ہو کر یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولد ختم ہو گیا ہے تو آج ہی اس دوا کو طلب کر کے فائدہ اٹھایئے جس کو ۴ یوم دو مرتبہ کے استعمال سے اگر چھ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت مع دس روپے خرچ کے واپس کر لو۔ حالت حمل میں دردزہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نیز کثرت ایام ماہواری میں بیحد مفید ہے (نوٹ) ۴۰ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے یہ دوا طلب نہ کی جائے۔ قیمت ...

اکسیر ذیابیطس جلد جلد پیشاب کا آنا پیاس کا زیادہ معلوم ہونا پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا بدن کا تحلیل ہونا خشکی کا زیادہ رہنا وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گردوں کی اصلاح ہو جاتی ہے اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کو استعمال کیجئے۔ قیمت ... محصول ہر دوا بذمہ خریدار

ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا (یو پی)

پانچسو روپے نقد انعام

جرمنی خضاب ایک شیشی والا خضاب سفید بالوں کو منٹوں میں سیاہ کرنیوالا اور روزانہ ہزاروں روپے کا فروخت ہونے والا فوراً تیار کر لو نسخہ سہل آسان ہے ایک معمولی لکھا پڑھا شخص بھی منٹوں میں تیار کر کے سینکڑوں روپے ماہوار کی مستقل آمدنی کر سکتا ہے اور زندگی فارغ البالی سے بسر کر سکتا ہے قیمت نسخہ پچاس روپے مقرر ہے مگر پہلے ایک سو خریداروں سے دس روپے قیمت لی جائے گی (انعام) اگر مرسلہ نسخہ سے فوراً خضاب تیار نہ ہو تو پانچسو روپیہ نقد انعام لیجئے۔ اقرار نامہ انعام ہر پارسل کے ہمراہ روانہ ہوتا ہے پس آپ بھی بیکاری کا خاتمہ کرنے کے لئے میدان ترقی کے زینہ پر چڑھنے کے لئے باعزت روزگار خضاب کی فروخت کا کریں۔

بال عمر بھر نہ اُگنے کا جوہر یہ سفوف ہے جس کو تین چار بار لیپ کرنے سے بال تمام عمر کے لئے اُگنے بند ہو جاتے ہیں کسی قسم کی جلن نہیں ہوتی قیمت ... محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ المشتہر

منیجر فردوس میڈیکل ہال امرتسر

معجون ظہیری مفرح

فائدہ عام کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے کہ یہ معجون ایجاد کردہ فرزندم حکیم محمد ظہیر الدین صد درجہ کی ملذذ۔ مفرح۔ ہاضم اور مقوی ہے۔ اس معجون کے استعمال سے معدہ کے اندر ایک خاص قوت پیدا ہو جاتی ہے جگر کا فعل درست ہو جاتا ہے اور تمام اعضائے رئیسہ کو نفع عظیم حاصل ہوتا ہے۔ خاص فائدہ اس معجون کا یہ ہے کہ مزمن کھانسی اور ضیق النفس دور کر دیتی ہے اور قوت مردمی کو کمال درجہ کا فائدہ بخشتی ہے۔ خوراک ۴ ماشہ سے ۹ ماشہ تک روزانہ۔ قیمت فی بکس جس میں ایک پاؤ معجون ہوگی صرف پانچ روپے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

محمد الدین گرداور پنشنر۔ اروپ ضلع گوجرانوالہ

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو سٹیشن ماسٹری ٹیلیگراف کا کام ریلوے گورنمنٹ کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ بہترین دکانیں باتعلیم بورڈنگ کا معقول انتظام۔ کرایہ ریل معاف قواعد دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

سول ٹیلیگراف کالج رجسٹرڈ دہلی

کیمیکل گولڈ سونے کی خوبصورت انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں۔ تجربہ کار سنار بھی ان کو پچاس روپیہ سے کم نہیں بتا سکتا۔ ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بیتاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے نایاب تحفہ ہے ناپسند ہو تو قیمت واپس فی انگوٹھی ... چھ کے خریدار کو ایک مفت ناپ ضرور بھیجئے۔

جرمنی تحفہ
کیمیکل گولڈ گوشوارے

یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بندے ہیں۔ ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے ہیرے لگا دیئے۔ رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چوطرف ستارے قربان ہو رہے ہیں قیمت ... علاوہ محصول ڈاک

کیمیکل گولڈ قمیص کے خوبصورت بٹن

یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں جو بہت خوبصورت ہیں ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں۔ نایاب تحفہ ہے قیمت فی سٹ ... علاوہ محصول ڈاک چار سٹ کے خریدار کو ایک بطور کمیشن مفت

ایس - اے - اصغر اینڈ کو مٹیا محل دہلی

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

اہل ولایت نے جہاں اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کی ہیں۔ وہاں یہ کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں بھی اس قدر نفیس بنائی گئی ہیں کہ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے یہ چوڑیاں خاص قسم کی بنائی گئی ہیں۔ اس پر نہایت عمدہ بیل بوٹوں کا کام کیا ہوا ہے گوری گوری نازک کلائیوں میں اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے چین ہو جاتے ہیں ان پر ملمع نہیں ہے۔ کاٹ لو کسوٹی پر لگا لو۔ رنگ تبدیل نہ ہوگا۔ کالی نہیں ہوتیں۔ زنگ نہیں لگتا۔ پانچسو روپے کی چوڑیاں خوبصورتی میں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بنگال اور دکن کے رئیس طبقہ کی عورتوں نے ان کو بہت پسند کیا ہے قیمت فی سٹ بارہ چوڑیاں ... معہ محصول چھ سٹ کے خریدار کو ایک مفت

یونانی دوا خانہ ڈوری بازار متھرا

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۵ - ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۴

میں کیا ہوں؟

مثلِ شبنم رائیگانِ عالمِ برباد ہوں،
میں چمن کے پتے پتے کو ابھی تک یاد ہوں
ہے مری تخلیق تعمیلِ تمنا ہائے کن،
میری فطرت ہی تمنا میں تمنا زاد ہوں
ابتدا ہے میری عریاں خاک ہے میری سرشت
خلقۃً میں بے نوا ہوں فطرۃً برباد ہوں
سانس لے کر بڑھاتا ہوں قیودِ درج کو
میں اسیرِ جسم کی بھولی ہوئی میعاد ہوں

جوشِ ساغر

نسلِ ہستی سے حبابِ عالمِ ایجاد ہوں
جانے کب سے اس جہانِ خواب میں آباد ہوں
دیکھیے کیا آفتیں لائے فریبِ انبساط
آج میں پھر کچھ ضرورت سے زیادہ شاد ہوں
ہے مجھے کیفیتِ انجامِ ہستی کی خبر
کیفِ غفلت سے اسیرِ ہرچہ بادا باد ہوں،
ہر نفس کے ساتھ ہیں ہستی کو میری سوگدا
گھلنے والی ایک شمعِ عالمِ ایجاد ہوں،

(دستاغر نظامی [illegible] - ایڈیٹر سہارن)

حکیم مرہم عیسیٰ صاحب اور "الفضل"

ہم نے ۹ رجون کی اشاعت میں حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کی ایک تحریر شایع کی تھی جس میں انہوں نے جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کے فسخ کا اعلان کیا تھا۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ الفضل اس پر خاموش رہتا۔ جواب تو اس کا کیا دے سکتا تھا۔ ہاں ایک نوٹ شایع کرکے اپنی بے اطمینانی اور بدظنی کا مزید ثبوت دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"پیغام صلح نے حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے نام سے ایک تحریر شایع کی ہے ہمیں چونکہ اس بارے میں اطمینان نہیں ہے۔ اس لئے اگر پیغام صلح اصل تحریر بذریعہ رجسٹری ہمارے پاس بھیجدے تو ہم دیکھنے کے بعد اصل اسے واپس پہنچا دینے کا ذمہ لیتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے حکیم صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ اور حضور علیہ السلام کے خاندان سے دلی محبت اور اخلاص ہے اور وہ اس اخلاص اور محبت کو کسی طرح بھی قطع نہیں کرسکتے۔ باقی جس مسئلہ کی ان کو سمجھ نہیں آئی اس میں وہ معذور ہیں۔ ان کا ہمیشہ جھگڑا حضرت مسیح اسرائیلی کی ولادت کے متعلق بھی جماعت میں رہا........ پھر اب وہ تعلق پیدا کرکے کیسے اسے قطع کرسکتے ہیں۔ ان کو دس برس کے لمبے عرصہ کی مفارقت ہی حضرت مسیح موعود کے خاندان سے بے چین کئے رکھتی تھی۔ اب وہ کیسے حضرت مسیح موعود کے خاندان اور قادیان سے قطع تعلق کرسکتے ہیں۔" (الفضل ۱۹ رجون ۱۹۲۶ء)

اگر "الفضل" کے مومن ایڈیٹر کو اس بات پر اعتبار نہیں ہے کہ فسخ بیعت خلافت کا اعلان ہم نے شایع کیا ہے وہ فی الواقع حکیم مرہم عیسیٰ صاحب کا ہے اور وہ اس کو دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی موجودہ بے اطمینانی کو ہر طرح سے رفع کرنے کے لئے بالکل طیار ہیں۔ ہم حکیم صاحب کی اصل تحریر کو ایڈیٹر صاحب الفضل کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہاں وہ خود یہاں تشریف لے آئیں۔ اور اپنے ساتھ اگر پسند فرمائیں تو اپنی لاہور کی جماعت کے سیکرٹری چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر اور حکیم صاحب کے رشتہ داروں کو جو قادیانی جماعت میں شامل ہیں اپنے ہمراہ لے آئیں ہم انہیں اصل تحریر دکھا دیں گے۔ جس کو وہ خود دیکھ کر اور حکیم صاحب کے خویش و اقارب کو دکھا کر اس بات کی تسلی کرسکیں گے کہ وہ تحریر جعلی نہیں بلکہ خود حکیم صاحب ہی کی ہے حکیم صاحب تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر ایڈیٹر صاحب اس بات کے اطمینان کے لئے قادیان سے لاہور تشریف لائیں تو وہ ان کا کرایہ ریل بھی ادا کردیں گے۔ امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب اس زریں موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ اور ضرور یہاں آکر اپنی تشفی کرلیں گے۔

پیر پرستوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو قائل کرنے اور قابو میں لانے کے لئے اور کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہوتا تو وہ اسے پیر کی محبت کا واسطہ دیا کرتے ہیں۔ یہی چال "الفضل" چلا ہے۔ کوئی دلیل نہیں برہان نہیں۔ بس بار بار یہی رٹ لگائے چلا جاتا ہے کہ حکیم صاحب کو حضرت مسیح موعود کے خاندان سے محبت ہے پھر وہ کس طرح اس خاندان اور قادیان سے قطع تعلق کرسکتے ہیں۔ اجی حضرت! اس قسم کی چکنی چپڑی باتوں سے حکیم صاحب دام میں آنے والے نہیں ؎

برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

اس قسم کی باتیں آپ جیسے پیر پرستوں ہی پر اثر ڈال سکتی ہیں۔ ایک حق پسند آدمی ان سے دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اگر حکیم صاحب کو حضرت مسیح موعود کے خاندان سے محبت و اخلاص ہے بھی تو اس کے یہ معنے تو نہیں کہ وہ جناب میاں صاحب اور ان کے مریدوں کے غلط عقائد کے بھی قائل ہیں انہوں نے ان غلط عقائد کو کبھی قبول نہیں کیا۔ چنانچہ اعلان فسخ بیعت میں انہوں نے صاف طور پر یہ بات بیان کردی ہے کہ یہ بیعت انہوں نے اختلاف عقائد رکھتے ہوئے محض اتحاد کے خیال سے کی تھی۔ لیکن جب انہیں تجربہ سے معلوم ہوگیا کہ اس قسم کی بے معنی بیعت سے کچھ دینی فائدہ نہیں بلکہ الٹا ضمیر فروشی کرنا پڑتی ہے۔ تو انہوں نے علی الاعلان اس بیعت کو خیرباد کہہ دیا۔ حاصل کلام یہ کہ حکیم صاحب نے قادیانی جماعت کے عقائد باطلہ کو کبھی بھی قبول نہیں کیا۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ حکیم صاحب نے چند اشخاص کی موجودگی میں فرمایا تھا کہ:-

قادیانی کہتے ہیں کہ جو شخص کسی قسم کی بھی نبوت رسول کریمؐ کے بعد نہیں مانتا اس کا جنازہ جائز نہیں ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود نے غیر از جماعت لوگوں کا جو تکفیر نہ کرتے ہوں اور تبرا نہ بولتے ہوں جنازہ جائز قرار دیا ہے۔ چونکہ میں آنحضرت صلعم کے بعد کسی قسم کی بھی نبوت کا قائل نہیں ہوں اور نہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں اس لئے باوجود بیعت کے جب میرے عقائد کے لحاظ سے (جو قادیانی جماعت کے خلاف ہیں) میرا جنازہ ان کے نزدیک جائز نہیں ہوسکتا تو پھر ایک کافر کی مومن کے ہاتھ پر بیعت کیا؟"

اصل میں الفضل بھی خوب جانتا ہے کہ جناب حکیم صاحب نے محمودی عقائد کو کبھی قبول نہیں کیا اسی لئے تو گول بول

بزم احباب

انگلستان

مسٹر خالد شیلڈرک لنڈن سے لکھتے ہیں کہ آپ کے دلچسپ خط اور موزوں لٹریچر کے لئے مشکور ہوں۔ بے شک اس امر میں میرا آپ سے اتفاق ہے کہ انفرادی تبلیغ ایک غیر معقول طریق ہے۔ میں نے پین اسلامک سوسائٹی کی زندگی دیکھی ہے جس کے رہنما ہمارے کلکتہ کے دوست ڈاکٹر عبد اللہ المامون سہروردی تھے۔ یہاں سے ان کی روانگی کے بعد وہ بےحس و حرکت ہو گئی جسے دوبارہ میرے پیارے دوست حافظ محمود خاں صاحب شیرانی نے زندہ کیا۔ ان کے بعد عبد الغنی صاحب نے اسے سنبھالا۔ اور اس کا کام چلتا رہا یہاں تک کہ دوران سفر میں سنا کہ اس کے دو حصے ہو گئے۔ ایک کے لیڈر شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی قرار پائے اور دوسرا ڈاکٹر عبد المجید صاحب نے سنبھالا۔ پھر سنٹرل اسلامک سوسائٹی نے قدوائی صاحب کے ماتحت اسلام اور ترکی کی نازک مواقع پر بڑی خدمت کی لیکن آج وہ ناپید ہے اور دوسرا حصہ بھی زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے معاونین کے موجودہ نظام کے ہم مشکور رہیں۔ برٹش مسلم سوسائٹی جو انہی کی تحریک کا نتیجہ ہے۔ فی الحقیقت انہیں کوئی مدد نہیں دے رہی لیکن ان کی اور عبد المجید صاحب کی ہدایت کے ماتحت زندہ ہے اور اصل حقیقت یہی ہے کہ ووکنگ کو ہی سارا بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور وہی نظام اسے چلاتا اور مسلمانوں کے اجتماع کا مرکز بنا ہوا ہے۔ میں نے اپنی کوششوں کا حال اپنے پیارے دوست محمد یعقوب خاں صاحب کو لکھ دیا ہے۔ آپ کی انجمن اور اس کے نظام کے بارے میں میرے پاس سوائے دلی تحسین اور تعریف کے اور کچھ نہیں۔ آپ نے مسلمانوں میں ان کی ذمہ داری کا احساس پیدا کر دیا ہے۔ اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ قرآن نے اسلام کی بڑی بھاری خدمت سرانجام دی ہے گو اس کی قیمت بمقابلہ دیگر تراجم کے ایک انگریز نومسلم کی پہنچ سے باہر ہے دوسرا امر یہ ہے کہ اناجیل بہت ارزاں ملتی ہیں۔ لیکن قرآن عوام کی پہنچ سے باہر ہے۔ اس لئے انگریز نومسلموں کا معیار اسلام اعلیٰ ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ اسلامی تعلیم سے کماحقہ آگاہ نہیں ہو سکتے۔ اور زیادتی قیمت کے باعث قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ میری طرف سے شکایت سمجھی جائے گی۔ لیکن چونکہ یہ امر اسلام کی ترقی میں ایک رکاوٹ ہے اس لئے اس کا بیان کر دینا ضروری تھا۔ اور بعض اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عربی کی کیا ضرورت ہے کیا انگریزی ترجمہ کو علیحدہ چھاپ کر قیمت میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ اس بارہ میں ایک اور مشکل کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے اور وہ یہ کہ عام طور پر انگریز غیر زبانوں کو سیکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے اور ہر ایک چیز اپنی مادری زبان میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ عام طور پر مسلمانوں کے لیکچروں میں یہاں بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام کو سمجھنے کے لئے عربی کی تعلیم لازمی ہے۔ یہ قابل توجہ بات ہے کہ ایک طرف تو دعوے کیا جاتا ہے کہ اسلام فطری اور نہایت سادہ مذہب ہے۔ لیکن دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ مغربی مبلغ اور طالب حق جب تک کہ پہلے عربی کی تحصیل نہ کر لیں وہ اسلام کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لوگ اس بات کو سمجھ لیتے ہیں کہ نماز عربی میں جو دنیائے اسلام کی زبان ہے کیوں ادا کی جاتی ہے لیکن اسلام کا مزید مطالعہ وہ ترک کر دیتے ہیں۔ جبکہ مسلمان مبلغین سے وہ ایسے خیالات کا اظہار سنتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر یہ امر یعنی عربی کی تحصیل کا مسلمان ہونے کے لئے لازمی ہونا از حد ضروری ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ پھر کوئی انگریز مسلمان نہیں ہے۔ ایک انگریز انجیل کو اپنی مادری زبان میں مطالعہ کرتا ہے۔ گرجا جاتا ہے۔ وعظ سنتا ہے اپنی تمام کتابیں اسی زبان میں پڑھتا ہے۔ اس لئے اسلام کا خیال کرنے کے بجائے وہ عربی کے حصول کو سخت مشکل سمجھ کر اسلام کا مطالعہ ترک کر دیتا ہے۔ اسی لئے میں آپ کی انجمن کی مساعی کو قابل تشکر سمجھتا ہوں جس نے انگریزی میں اسلامی لٹریچر پیدا کر کے اسلام کی بے حد خدمت کی ہے۔ آئندہ ڈاک سے میں کچھ کتابوں کی خرید کے لئے روپیہ روانہ کروں گا۔ فرانس کے ملک میں بھی یہی حال ہے۔ کہ وہ لوگ بھی اپنی مادری زبان میں ہر قسم کی تعلیم پسند کرتے ہیں۔ میرا آپ کے مفید کام میں آپ سے پورا اور دلی اتفاق ہے۔ اور جہاں تک میرے امکان میں ہے میں اس کی مدد کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

آپ کے خیالات مذہبی کے بارہ میں عرض ہے کہ میں نے اندرونی افریقہ میں ایسے لوگ پائے جو آپ کے عقائد سے متفق تھے۔ حالانکہ انہوں نے کبھی حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا تھا۔ میں نے بہت سے ترکوں، مصریوں اور ایرانیوں سے تبادلہ خیالات کیا ہے۔ اور ان کے علما اور رہنماؤں کی باتوں کو سنا ہے۔ ان کے اعلیٰ خیالات کو مدنظر رکھ کر میں آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں۔ کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو ہادیٔ زمانہ سمجھیں اور ان کے خیالات کا تتبع کریں۔ ایک دن صحرائے افریقہ میں دوران سفر میں میری ایک سنوسی سے حضرت مسیحؑ کے بے باپ پیدا ہونے اور ان کے نزول ثانی پر گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ بہت سے جاہل علما قرآن مجید کو سمجھ نہیں سکتے۔ وہ احادیث جو قرآن کی صریح تعلیم کے خلاف ہوں ان کا رد کر دینا ہر ایک سچے مسلمان پر ضروری ہے۔ اس لئے اس نے مسیح کی معجزانہ پیدائش اور نزول ثانی کے عقیدہ کو رد کر کے کہا کہ یہ باتیں تعلیم اسلامی کے خلاف ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کے لئے ابتلا کا موجب ہیں۔ اس پر میں نے حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا ذکر کیا۔ جن کا نام اس نے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ اس نے کہا کہ شمالی افریقہ میں اس خیال کے بہت سے لوگ ہیں۔ اور یہ اسلام کے لئے برکات کا موجب ہے کہ ایسے خیالات کے لوگ دنیا میں ترقی کریں۔ اس سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ آپ کے خیالات کی کوئی سمجھدار مسلمان مخالفت نہیں کر سکتا۔ صرف ان کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ آپ سب کو معلوم ہوگا۔ کہ میں ہمیشہ سے آپ کے کام کا مداح رہا ہوں اور اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق اس میں مدد دیتا رہوں گا۔ میں گزشتہ ۲۴ سال سے مسلمان ہوں اور بڑی بڑی مشکلات اور ابتلاؤں سے گزر چکا ہوں جنہیں میں نے نہایت خوشی سے برداشت کیا۔ آپ مجھے "لائٹ" باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ یہ بے حد مفید پرچہ ہے۔ اور انشاء اللہ ہر ایک طرح پر کامیاب ثابت ہوگا۔ منارۃ انشاء اللہ جون میں شایع ہوگا تب میں اس کی کاپیاں آپ کو بھیج سکوں گا۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں میرا بہت بہت سلام عرض کر دیں۔

(نوٹ) انگریزی ترجمہ قرآن کو عوام تک پہنچانے کے لئے انجمن نے گزشتہ سال تجویز پاس کی تھی کہ عربی متن کو آیات کے نمبر دیکر علیحدہ چھپوا لیا جائے۔ اور اسی کے مطابق آیتوں کے نمبر دے کر مختلف تراجم یعنی انگریزی - ملائی - چینی - فرنچ وغیرہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں چھپوائی جائیں۔ جو چاہے متن اور ترجمہ کی ہر دو جلدیں خرید کرے۔ اور جو چاہے صرف ترجمہ خریدے۔ اس طرح تراجم کی جلدیں بہت ارزاں قیمت پر فروخت ہو سکیں گی۔ اور حجم بھی کم ہوگا۔

شمالی امریکہ

مسٹر شرف الدین کوین صاحب کلیولینڈ سے لکھتے ہیں کہ میں چھ ڈالر ۹۴ سنٹ قیمت قرآن شریف انگریزی اور چندہ سالانہ اخبار لائٹ روانہ کر رہا ہوں جو لٹریچر آپ نے میری بیوی کو بھیجا ہے اس کے لئے مشکور ہوں۔ اس نے پہلا خط آپ کو میری جانب ہی سے لکھا تھا۔ افسوس ہے کہ اس شہر میں اور کوئی مسلمان خاندان نہیں جنہیں میں آپ کا مفید لٹریچر تقسیم کر سکوں تاہم میں نے خود آپ کا مفید لٹریچر گہری دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ میں اخبار نویس ہوں اور آئندہ انشاء اللہ مختلف اخبارات کے ذریعہ سے اسلام کے بارے میں اطلاعات شایع کرتا رہوں گا۔ اس لئے ملتجی ہوں کہ آپ اپنا ہر قسم کا لٹریچر جو وقتاً فوقتاً شایع کیا کریں۔ مجھے بھیجا کریں۔ جو کچھ یہاں کے اخبارات اسلام کے بارے میں لکھا کریں گے وہ میں آپ کو بھیجا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مبارک کام میں بیش از بیش برکات نصیب کرے۔

شکاگو (شمالی امریکہ)

برادر رڈوچیل صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا ۱۲ اپریل کا خط ملا۔ گزشتہ خط میں جو حالات میں نے دریافت کئے تھے۔ اب ان کی اصل حقیقت مجھ پر ظاہر ہو گئی ہے۔ اور اس دھوکہ باز شخص کا ایک فوٹو میں آپ کو روانہ کرتا ہوں۔ اس نے یہاں بڑا پاکھنڈ پھیلا رکھا تھا۔ اور اب اس کی جلاوطنی کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی عمر ۲۹ سال کی ہے۔ وہ ٹرینیڈاڈ میں پیدا ہوا تھا۔ موجودہ مذہبی تحریک جاری کرنے سے پہلے ایک ہوٹل میں مزدوری کرتا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس ملک کے بہت سے لوگ اسلام کی حقیقی تعلیم کے پیاسے ہیں جو یہاں ملنی دشوار ہے۔ تاہم میرا دل ہمیشہ حق کی تلاش رہا ہے۔ جو مجھے حاصل ہو گیا ہے۔ میں خوش ہوں کہ میرا مذہب اسلام ہے۔ قرآن کی تعلیم نہایت بے نظیر ہے اور اب جبکہ اس کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے اس کی تعلیم بہت سے دلوں میں گھر کر جائے گی اخبار لائٹ ملا۔ اس کے مطالعہ نے مجھ پر بڑا اثر کیا۔ جن جن لوگوں نے اسے مطالعہ کیا ان کے دلوں پر اس کی تحریر نے نہایت مفید نتیجہ پیدا کیا اور امید ہے بہت سے لوگ اس کے خریدار بن جائیں گے۔ میں پانچ ڈالر اپنا پانچ سال کا چندہ ارسال خدمت کر رہا ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ مشرقی خوشبو سے کچھ ہمیں بھی حصہ دیں۔ کیونکہ ایسی خوشبوئیں یہاں ناپید ہیں میں یہاں کی ہر قسم کی اطلاعات آپ کو بھیجتا رہوں گا۔ اگر آپ اپنا کوئی آدمی یہاں بھیجدیں۔ جو ہماری روحانی تربیت کرے تو ہم مشکور ہوں گے میں آپ کو چند اخبارات روانہ کرتا ہوں جن کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ہم بھی باطل کی تردید میں حسب حیثیت جدوجہد کر رہے ہیں۔

اخبار احمدیہ

دفتر انجمن یکم جولائی سے جناب چوہدری ظہور احمد صاحب نے رخصت سے واپس آ کر سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب سے سکرٹری شپ کا چارج لے لیا ہے۔

تبلیغ ہند انجمن کو ہندوستان میں اشاعت اسلام کے کام میں بہت کامیابی ہو رہی ہے۔ جس سے متاثر ہو کر انجمن اس کام کو اور بھی وسعت دینا چاہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بغیر سرمایہ کے نہیں ہو سکتا۔ امید ہے کہ احباب اس پر توجہ فرمائیں گے۔

اعلان بیعت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے جب ۱۹۱۱ء میں جناب حضرت صاحب کی بیعت جناب حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے ہاتھ پر کی تھی تو مجھے بتلایا گیا تھا کہ جناب حضرت صاحب کا دعوائے مجددیت امام وقت اور نبوت مجازی و بروزی ہے۔ لیکن آج محمودی حضرات نبوت مستقل ظاہر کر رہے ہیں۔ جس کو میرا دل قبول کرنے سے عاری ہے اس لئے میں آج محمودی عقائد سے توبہ کرتے ہوئے جناب حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر مسیح موعود کے سچے عقیدوں کی بیعت کرتا ہوں۔ قادیانی حضرات یہ نہ سمجھیں کہ میں نے یہ بیعت جناب ڈاکٹر صاحب کے رعب کے نیچے کی ہے۔ جناب حضرت ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم) میرے پیشے کے افسر ہیں۔ انہوں نے مجھے آج تک مذہبی عقائد کی نسبت کبھی مجبور نہیں کیا۔ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ کسی صاحب کو کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ تمام احمدی احباب میری استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

ستار محمد احمدی، ڈسپنسر سول ہاسپٹل جہلم

جلسہ ۲۷ جون کو مسجد احمدیہ لاہور میں احمدیہ انجمن خواتین کا پانچواں اجلاس جناب اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ بہت سی بہنوں نے اہم مضامین پر تقریریں کیں۔ جلسہ کی مفصل کارروائی آئندہ اشاعت میں شائع ہوگی۔

درخواست دعا خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لدھیانہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ گو اب قدرے افاقہ ہے۔ لیکن پورے طور پر صحت نہیں ہوئی۔ تمام بھائی سلسلہ احمدیہ کے اس مخلص بزرگ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواست دعا عزیز فضل حق بفضلہ تعالیٰ ایم ایس سی کے امتحان میں کامیاب ہو کر کالج جموں میں کام پر حاضر ہو گیا ہے۔ احباب اس کی عمر، صحت اور سعادت و فلاح دارین کے لئے دعا فرمائیں۔

غلام احمد جموں

مسیح موعود نمبر یاد رکھئے کہ اب مسیح موعود نمبر ۲ جولائی کو شایع ہوگا۔ قیمت ۲ آنہ فی پرچہ نہیں بلکہ ۲ آنہ فی پرچہ ہے۔ جس قدر پرچے مطلوب ہوں۔ ابھی سے اطلاع دیجئے۔ بعد میں ایک پرچہ بھی زائد ملنا دشوار ہوگا۔

خطاب یہ خبر احمدی حلقوں میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی۔ کہ گورنمنٹ نے سلسلہ احمدیہ کے مشہور بزرگ جناب مولوی غلام حسن خاں صاحب میونسپل کمشنر پشاور کو ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب پر خان بہادر کا خطاب عطا کیا ہے۔ ہم اپنے محترم بزرگ کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

وفات حافظ عبد اللہ خاں صاحب سوداگر لدھیانہ فوت ہو گئے ہیں احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ نمبر ۳۴

راولپنڈی کے مظلوم مسلمان

مجلس خلافت پنجاب کی مجرمانہ غفلت

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

جب سے سنگٹھن کی تحریک جاری ہوئی ہے ملک میں فتنہ و فساد کا دور دورہ ہو گیا ہے۔ بے شک اس تحریک سے پیشتر بھی گاہے گاہے کہیں کہیں فرقہ وارانہ ہنگامے برپا ہو جاتے تھے لیکن اس تحریک کی پیدائش کے بعد ملک کی سیاسی فضا میں اس قدر تغیر ہو چکا ہے اور ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں دشمنی و عداوت کے جذبات اس حد تک ترقی کر چکے ہیں کہ ذرا سے اشتعال سے نہایت خوفناک فسادات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک کافی عرصہ تک مسلمان اس تحریک کی بدولت لٹتے اور پٹتے رہے۔ مسلمانوں کے سیاسی رہنما کانگرس اور سوراج پر کچھ اس طرح ریجھ چکے تھے۔ کہ باوجود قوم کی چیخ پکار کے وہ اس خطرناک تحریک کی روک تھام کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ جس نے مسلمانوں کے خلاف جارحانہ طرز عمل اختیار کر رکھا تھا۔ ایک مدت تک مسلمان شدھی اور سنگٹھن کے حملوں کا شکار ہوتے رہے۔ اور ان کے محافظ چپ ہو کر یہ دیکھا کئے۔ ان کی اس سرد مہری کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم کو ان رہنماؤں پر کوئی اعتماد نہ رہا اور اس کی تمام توقعات منقطع ہو گئیں۔ اس عالم یاس میں مسلمانوں نے عملاً اپنے رہنماؤں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور ان تمام سیاسی تحریکات میں سرگرمیاں دکھانا بند کر دیں۔ جن میں ان کے رہنما دلچسپی لیتے تھے۔ اور جن کی قربان گاہ پر مسلمانوں کے مفاد بھینٹ چڑھائے جا رہے تھے۔ اس نزاکت حالات سے مجبور ہو کر مسلمان رہنماؤں نے کانگرس کے ہندو لیڈروں پر دباؤ ڈالا کہ وہ ہندو قوم کی جدید تحریکات کا کوئی سدباب کریں جب وہاں کوئی شنوائی نہ ہوئی تو مجبوراً مسلمانوں کو ایک علیحدہ راستہ اختیار کرنا پڑا۔ چنانچہ مجلس خلافت کا خاص اجلاس جو دہلی میں ماہ مئی میں منعقد ہوا تھا ہندو قوم کی انہی ضرر رساں تحریکات کا نتیجہ تھا۔

اس خاص اجلاس کی غرض و غایت یہ بیان کی گئی تھی کہ ہندوستان میں حصول آزادی کے لئے کوشش کرنے کے علاوہ جمعیت خلافت اس ضروری غرض کو بھی اپنے اغراض و مقاصد میں شامل کرے۔ کہ وہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی مذہبی تعلیمی۔ معاشرتی و سیاسی مساعی و سرگرمیوں کو منظم کر سکے۔ اور ان کی ہر قسم کی بہبود کے لئے کوشش کرے اور سنگٹھن اور شدھی کی تحریکوں سے مسلمانوں کو جو نقصانات پہنچ رہے ہیں۔ ان سے ان کی حفاظت کی جائے۔ چنانچہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے جو تجاویز منظور کی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی۔

خلافت کانفرنس کا یہ اجلاس اس تمام صورت حالات پر غور کرنے کے بعد جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی روز افزوں ابتری اور آئے دن کے جھگڑوں اور ہنگاموں نے ملک میں پیدا کر دی ہے۔ اور جس کے سدباب کے لئے کوئی ایسی کارروائی عمل میں نہیں آ سکی ہے جو کافی طور پر موثر اور حالات کو پوری طرح قابو میں لانے والی ہو۔ ضروری سمجھتا ہے کہ ہر مقام پر مسلمانوں کے تحفظ حقوق و حفاظت جان و مال کے لئے وہ تمام ضروری تدابیر اختیار کرے جو مقامی حالات کے لحاظ سے ضروری تصور کی جائیں۔ اور تمام خلافت کمیٹیوں کو ہدایت کرتا ہے کہ:۔

(۱) جہاں کہیں ہندو مسلمانوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا کسی متنازعہ فیہ مسئلہ کے باعث کوئی اختلاف و فساد ہو جائے تو حتی الامکان مقامی ہندو مسلمان سربرآوردہ لوگوں یا صوبہ کے با اثر رہنماؤں کے ذریعے سے اس اختلاف و جھگڑے کا تصفیہ کرانے اور اختلاف و کشیدگی کو دور کرنے اور فریقین میں مصالحت کرانے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔

(۲) اگر مصالحت کی کوشش میں کامیابی نہ ہو تو مقامی خلافت کمیٹیوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کے سیاسی تمدنی معاشرتی اور مذہبی حقوق کی فوری حفاظت کریں۔ اور جن لوگوں کے حقوق جان و مال فرقہ وارانہ نزاعات اور فسادات کی وجہ سے معرض خطر میں ہوں یا تلف ہوئے ہوں ان کو ہر قسم کی اخلاقی و مالی امداد پہنچائیں۔

(۳) ہر مقام پر جھگڑے سے پیشتر حفظ ماتقدم کے طور پر اور جھگڑے کے بعد مسلمانوں کے تحفظ اور قیام امن کے لئے خلافت کے رضاکاروں کو ذمہ دار کارکنوں کی ماتحتی میں اور خلافت کمیٹی کے اساسی اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جھگڑوں کے مقامات پر موجود رہ کر ہر قسم کی خدمت انجام دینی چاہئے۔

(۴) جہاں کہیں فرقہ وارانہ نزاعات یا فسادات کی وجہ سے بے گناہ مسلمانوں کا عدالتی شکنجوں اور پولیس کے مظالم سے تحفظ کرنے کی ضرورت ہو۔ وہاں مقامی خلافت کمیٹی اپنے مسلک کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب و ضروری دفاعی کارروائی کرے۔

(۵) ہر مقام کی خلافت کمیٹی کو فرقہ وارانہ نزاعات کے دفعیہ اور تنازعات کی بدولت حفاظت مسلمانوں کے کاموں کے لئے اختیار ہوگا کہ خاص چندے کریں یا خلافت کمیٹی کے عام فنڈ سے حسب ضرورت نیز صوبہ و مرکزی خلافت کمیٹی سے ضرورت کے وقت مزید امداد طلب کر سکتی ہیں۔

(۶) جملہ صوبہ کمیٹیوں کو اس امر کی کامل نگہداشت کرنی چاہئے کہ ان کی ماتحت کمیٹیاں کانفرنس کی ان ہدایات پر پوری مستعدی سے عمل کریں۔ اور جہاں کہیں آدمیوں یا روپے یا مشورہ کی ضرورت ظاہر کی جائے صوبہ کو ہر قسم کی امداد دینا چاہئے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ جمعیت خلافت نے اس تجویز کو عملی صورت میں لانے کے لئے کہاں تک کوشش کی ہے۔ مرکزی مجلس خلافت کو چھوڑ کر خود مجلس خلافت پنجاب سے ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ اس نے اس تجویز پر کہاں تک عمل کیا ہے؟ کیا یہ تجویز محض مسلمانوں کو خوش کرنے ہی کے لئے منظور کی گئی تھی۔ یا اس سے مقصود یہ تھا کہ فی الحقیقت مسلمانوں کی تنظیم کی جائے۔ اور ہندوؤں کی جارحانہ کارروائیوں سے مسلمانوں کا بچاؤ کیا جائے۔ اگر آخری غرض مدنظر تھی تو پھر اس کے حصول کے لئے اب تک عملی طور پر کیا کچھ کیا گیا ہے؟ ہمیں خوب یاد ہے کہ جمعیت خلافت دہلی کے اس خاص اجلاس کے تھوڑے ہی دن بعد مجلس خلافت پنجاب کی طرف سے لاہور میں ایک جلسہ کے انعقاد کا اعلان ہوا تھا جس کی غرض و غایت یہ بتائی گئی تھی کہ جمعیت خلافت کے مسلک جدید کی تشریح و توضیح کی جائے گی اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے جدوجہد کی جائے گی لیکن آج تک سوائے ایک معمولی جلسے کے جس میں محض جمعیت خلافت کے گزشتہ کارناموں ہی کا راگ الاپا گیا تھا۔ عملی کام کچھ بھی نہیں کیا گیا بعض مقامات پر راجا ظفر علی خاں صاحب اور ان کے ہمرنگ دوست پہنچے بھی لیکن وہاں بھی انہوں نے جمعیت خلافت کی اس تجویز کے متعلق کچھ نہیں کیا۔ بلکہ محض اپنے ان دوستوں کے لئے جو کونسل کے آئندہ انتخابات میں بطور امیدوار کھڑے ہونے والے ہیں۔ پروپیگنڈا کرتے رہے۔ جو کچھ مجلس خلافت پنجاب نے آج تک کیا ہے وہ یہی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک ہمیں علم ہے خلافت کمیٹی نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔

گزشتہ ماہ راولپنڈی میں جو ہولناک فساد ہوا ہے اور اس میں مسلمانوں کا خون جس بے دردی سے بہایا گیا ہے۔ اور غیر منظم ہونے کے باعث ان کو جس قدر مالی و جانی نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ ان سے مجلس خلافت پنجاب کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ اپنی موجودہ بے اعتنائی و غفلت کو خیرباد کہہ کر تو اپنے مسلمہ کی تنظیم میں مصروف ہو جائے گی۔ اور راولپنڈی کے مظلوم مسلمانوں کی دستگیری کے لئے ہر امکانی کوشش عمل میں لائے گی۔ لیکن افسوس کہ یہ امید امید موہوم ثابت ہوئی۔ اس نام نہاد جمعیت پر اب بھی جمود کا عالم طاری ہے۔ فسادات راولپنڈی کی خبر سنتے ہی کئی ایک ہندو جماعتیں ہندوؤں کی امداد کے لئے راولپنڈی پہنچ گئیں۔ جو اس وقت ہر طرح سے اپنی قوم کی امداد کر رہی ہیں لیکن اس موقعہ پر مجلس خلافت نے جس بے حسی اور سرد مہری کا ثبوت دیا ہے وہ مسلمانوں کو ہمیشہ یاد رہے گی اخبار "زمیندار" میں اعلان ہوا تھا کہ خلافت کا وفد بھی تحقیقات کے لئے راولپنڈی روانہ ہو گیا ہے لیکن یہ وفد کیا تھا۔ محض راجہ ظفر علی خاں صاحب کی ذات بابرکات۔ وہ وہاں سب تحقیقات کرنے والی جماعتوں کے بعد تشریف لے گئے اور سب سے پہلے واپس آ گئے۔ ایک دو روز راولپنڈی میں رہ کر آپ نے اپنے اخبار کے لئے مسالہ جمع کیا اور سیدھے گھر پہنچ گئے۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ یہ ہے وفد خلافت کی حقیقت اور اس کی عملی سرگرمیوں کا مرقع۔

یہ تو ہے مجلس خلافت پنجاب کا طرز عمل۔ اب دوسری طرف مسلمانان راولپنڈی کا حال سنئے۔ اور اندازہ لگائیے۔ کہ اس نازک وقت میں وہ بیرونی امداد کے کس قدر محتاج ہیں۔ بہت سے مسلمان کرپانوں سے شہید کئے گئے ہیں۔ بہتیرے زخمی ہو کر ہسپتال میں کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں۔ اور ہسپتال کے متعصب ہندو عملے کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ اگر ہسپتال ہی تک ہندو عملہ محدود ہوتا تو خیر تھی لیکن ستم یہ ہے کہ تحقیقاتی عملہ بھی زیادہ تر ہندو ہے۔ جس نے خوب دل کھول کر مسلمانوں کو گرفتار کیا ہے۔ فسادات میں تو مسلمانوں کا جو کچھ جانی و مالی نقصان ہوا ہے سو ہوا ہی ہے۔ لیکن اب قانونی شکنجہ میں بھی وہ بے دریغ کسے جا رہے ہیں ان حالات کی موجودگی میں کون مسلمان ہے جو ان مظلوموں کی بے کسی پر تڑپ نہ اٹھتا ہو۔ اس وقت راولپنڈی کے بے یار و مددگار مظلوم مسلمانوں کو محض زبانی ہمدردی کی ضرورت نہیں بلکہ عملی ہمدردی درکار ہے۔ مزید نقصانات سے وہ اسی حالت میں محفوظ رہ سکتے ہیں کہ انہیں فوراً طبی اور قانونی امداد پہنچائی جائے۔ کیا مجلس خلافت پنجاب اس کام کو ہاتھ میں لے کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے گی۔

آریہ سماج کی پیدائش

آریہ سماجی دیو سماجیوں سے بہت جلتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہ بات پتہ کی کہتے ہیں۔ گھر کے بھیدی جو ٹھہرے۔ آریہ ان سے ڈریں تو بالکل بجا ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ وہ ویدوں سے واقف۔ سوامی دیانند جی کی پراسرار حالات زندگی سے آگاہ۔ غرض یہ کہ آریہ سماج کی جڑ بنیاد کو جاننے اور پہچاننے والے۔ ان کے آگے آریوں کی دال گلے تو کیونکر۔ جب کبھی آریہ اپنی جنگجو جبلت سے مجبور ہو کر ان سے چھیڑ چھاڑ شروع کرتے ہیں۔ تو وہ "ہندو سماج کے ان سپاہیوں" کی ایسی خبر لیتے ہیں کہ ساری دیانندی بہادری رفوچکر ہو جاتی ہے۔ اور ان کے سامنے سے ایسے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتے ہیں کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان باہمی چپقلش کا سلسلہ لگاتار چلا جاتا ہے۔ حال ہی میں آریوں نے کچھ چھیڑ خانی شروع کی تھی۔ اس کے جواب میں ایک دیوسماجی اخبار لکھتا ہے:۔

"کیا سچ نہیں ہے کہ آریہ مذہب نے قریباً اسلام کی ہی نقل کی ہے۔۔۔۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ آریہ مذہب نے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی ایسی ہی سپرٹ قبول کی ہے جیسی کہ اسلام میں پائی جاتی ہے اور حتیٰ کہ اس نے اسلام کے زیادہ تر طریقوں کو بھی جذب کر لیا ہے۔"

"الفضل ما شہدت بہ الاعداء" گو آریہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ انہوں نے اسلام کی نقل کی ہے۔ لیکن خود ان کے ہندو بھائی وقتاً فوقتاً اس بات کی شہادت دیتے رہتے ہیں۔ کہ آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا مہاتما گاندھی نے بھی یہی لکھا تھا کہ آریہ سماج نے تبلیغ مذہب کا مسئلہ اسلام سے لیا ہے اب دیوسماجی معاصر نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے۔ مگر آریہ سماجی اس حقیقت کا اعتراف نہ کریں تو وہ مجبور ہیں کیونکہ پھر ان کے مہارشی کی عظمت قائم نہیں رہ سکتی۔

ساہوکارہ بل اور سوراجیہ جماعت

ہندو رہنماؤں کی طرف سے اکثر یہ الزام مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا ہے کہ وہ قومی تحریکوں میں دلچسپی نہیں لیتے اور کانگرس کی رکنیت اختیار نہیں کرتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خود ہندو جماعتیں ایسے فرقہ وارانہ اصول پر کام کر رہی ہیں۔ جو قومی تحریکات کی ترقی میں سدراہ ہیں۔ ہندو وطن پرستوں میں سب سے آگے بڑھی ہوئی سوراجیہ جماعت سمجھی جاتی تھی۔ جب اس نے بھی اپنے طرز عمل سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ موقعہ آنے پر وہ کٹر سنگھٹنی جماعت بن سکتی ہے تو پھر دوسری ہندو جماعتوں سے کیا امید ہو سکتی ہے جب کبھی مسلمانوں کے تحفظ حقوق کا سوال آتا ہے تو یہ نام نہاد وطن پرست جماعت سنگھٹنی چولہ پہن لیتی ہے۔ وہ ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچے۔ کچھ عرصہ ہوا جب مجلس وضع قوانین ہند کے اجلاس میں صوبہ سرحد کے اندر تدریج اصلاحات کا مسئلہ پیش ہوا تھا تو اس جماعت کی ہندو اکثریت اس مسئلہ کی تائید میں رائے دینے سے محترز رہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ اس سے ایک ایسے صوبہ کو آئینی ترقی کی طرف پہلا قدم اٹھانے کا موقعہ ملنے کا احتمال تھا جس کی آبادی پچانوے فیصدی مسلمانوں پر مشتمل تھی اس موقعہ پر اس جماعت نے رائے دینے سے باز رہنے کا یہ بہانہ تراشا تھا کہ تدریج اصلاحات کی تائید کرنا جماعت کے اصول کے خلاف ہے۔ یہ واقعہ ایسا نہ تھا کہ وطن اور قومیت کے دلدادہ مسلمانوں کی اس سے آنکھیں نہ کھلتیں۔ دوربین نگاہوں نے اسی وقت یہ تاڑ لیا تھا کہ سوراجیہ جماعت کے ارکان کے اندر بھی وہ وسعت خیال پیدا نہیں ہوئی جو ہندوستان کی متحدہ قومیت کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بعد اس نام نہاد وطن پرست جماعت نے کونسلوں سے باہر نکل آنے کا زبردست مظاہرہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ آئندہ انتخابات سے پیشتر کونسلوں کا منہ نہ دیکھے گی۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ مجلس مقننہ پنجاب کے آئندہ اجلاس میں "ساہوکارہ بل" پیش ہونے والا ہے۔ تو ان کی رگ وطن پرستی پھڑک اٹھی۔ پنجاب کے ان نام نہاد سوراجی ارکان نے سوراجیہ جماعت کی آل انڈیا کونسل کے سامنے درخواست پیش کر دی کہ انہیں مجلس مقننہ پنجاب میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ پنجابی ہندوؤں کے مہاجنی مفاد کی حفاظت کر سکیں۔ چنانچہ ان کے حسب منشا ان کو شریک اجلاس ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان لوگوں نے اس اجلاس میں جس شد و مد سے اس مسودہ قانون کی مخالفت کی ہے اس سے ان کی وطن پرستی کی ساری حقیقت کھل گئی ہے اس مفید مسودہ قانون کو جو محض ملک کی اقتصادی مشکلات کے حل کے لئے پیش کیا گیا ہے "مسلم مسودہ قانون" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ سوراجیہ جماعت جس کے اصول صوبہ سرحد میں تدریج اصلاحات کی تحریک کی تائید کرنے کی راہ میں حائل ہو گئے تھے۔ آج "ساہوکارہ بل" کی بحث میں حصہ لینے کے لئے کیونکر تیار ہو گئی ہے۔ اور اس میں کونسا وطنی اور قومی مقصد اس کے پیش نظر ہے۔ بات صرف اس قدر ہے کہ جسطرح صوبہ سرحد میں تدریج اصلاحات سے زیادہ تر فائدہ مسلمانوں کو پہنچتا تھا۔ اسی طرح ساہوکارہ بل کے منظور ہو جانے سے زیادہ تر فائدہ مسلمانوں کو پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور یہ سوراجیہ جماعت کو منظور نہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اس مسودہ قانون کی جو پنجاب کی مفلس آبادی کو ساہوکاروں اور مہاجنوں کی فریب کاریوں سے بچانے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے ہندو ممبروں میں سے صرف ایک لالہ دنی چند صاحب نے تائید کی ہے۔ باقی تمام ممبر اس کے مخالف تھے۔ کیا ایسی متعصبانہ ذہنیت کی موجودگی میں حصول سوراج کا خیال ایک سراب سے بڑھکر کچھ حیثیت رکھتا ہے؟

بقرعید کے فسادات

اس دفعہ بقرعید کے موقعہ پر بڑے بڑے شہروں میں حکومت نے فسادات کو روکنے کے لئے اپنی فوجی طاقت کا خوب مظاہرہ کیا۔ اور دیگر حفاظتی تدابیر اختیار کیں۔ لیکن پھر بھی بارہ بنکی مظفر پور۔ دموہ۔ دہلی الہ آباد۔ کلکتہ وغیرہ مقامات پر فسادات ہو گئے۔ اور باوجود انتہائی انتظام اور حفظ ما تقدم کے حکومت کو اپنے مقصد میں کماحقہ کامیابی نہ ہوئی ان فسادات کی جو تفصیلات اخبارات میں شایع ہوئی ہیں ان سے حکومت کے نظام عسکریت اور قوائے حفاظت کی بے بسی اور ہندو ذہنیت کی جارحانہ جد وجہد پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ تقریباً ہر مقام پر ہندوؤں نے سبقت کی۔ اور ناگہانی طور پر مسلمانوں پر حملہ کیا جس کے باعث مسلمانوں کو جانی و مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ مظفر پور۔ ... کلکتہ اور دہلی میں مسلمان زخمیوں اور مقتولوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہندو مسلح اور تیار تھے۔ اور مسلمان حکومت کے انتظام کے بھروسے پر بے غل و غش اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں منہمک تھے۔ مسلمانوں کا جو نقصان ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت اس کی کیا تلافی کرتی ہے۔ افسوس تو یہی ہے کہ مسلمانوں کی آواز کمزور ہے۔ اور عدالت میں ان کا کوئی حمایتی نہیں ہوتا۔ مسلمان جس طرح فساد سے پہلے غیر منظم ہوتے ہیں۔ ویسے ہی بعد میں رہتے ہیں برخلاف اس کے برادران وطن جو کچھ کرتے ہیں تنظیم کے ساتھ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان عدالت کے باہر اور عدالت کے اندر دونوں جگہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور ان کا امن پسند رہنما ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا تا باوجود مظلوم ہونے کے ظلم و بے انصافی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کیا ان تازہ فسادات کے بعد بھی حکومت ہندوؤں کو دلوتا ہی سمجھتی رہے گی۔ اور یہ تسلیم نہ کرے گی کہ ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور مسلمان بے چارے آخر وقت تک ان کی خفیہ سازشوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ کاش حکومت ہندوؤں کے بیجا شور و غل سے غیر متاثر رہ کر مسلمانوں کی دادرسی کرے۔

کرپان کا ناجائز استعمال

کچھ عرصہ سے دیکھا جا رہا ہے کہ ہندو مسلم فسادات میں سکھوں نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا ہے اور ان میں وہ کرپانوں کا بھی استعمال کرتے ہیں خصوصاً راولپنڈی کے فساد میں نہایت آزادی اور بے باکی سے اس مذہبی ہتھیار کا استعمال کیا گیا ہے بہت سے مسلمان اس مقدس نشان کا شکار ہوئے ہیں۔ کچھ مقتول ہوئے اور باقی زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑے کراہ رہے ہیں۔ جس زمانہ میں سکھوں نے کرپان رکھنے کی اجازت کے لئے جد و جہد شروع کر رکھی تھی تو ان کی طرف سے اکثر یہی اعلان کیا جاتا تھا کہ کرپان ہمارا ایک مذہبی نشان ہے۔ تمام ہندو مسلمانوں نے اس کی تائید کی اور حکومت نے بھی یہی سمجھ کر اس کی اجازت دے دی مگر کسی کو کیا معلوم تھا کہ آگے چل کر یہ ایک خطرناک ہتھیار ثابت ہوگا۔ فسادات راولپنڈی میں جس بے دردی سے کرپانوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کا خون بہایا گیا ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ اسی بے دریغ قتل و غارتگری سے متاثر ہو کر مسلمانان کوہ مری نے مندرجہ ذیل قرارداد کامل اتفاق و اتحاد سے منظور کی ہے:

"حکومت نے سکھوں کو کرپانیں اس لئے دی تھیں کہ وہ اسے بطور مذہبی نشان استعمال میں لائیں۔ انہوں نے اس مقصد کے بجائے کرپانوں کو قاتلانہ حملوں میں مستعمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے حکومت ہند سے بذریعہ ایک محضر نامہ کے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ سکھوں کو اس رعایت خصوصی سے محروم کر دے۔ یعنی ان سے کرپانیں چھین لے"

افسوس ہے کہ سکھوں نے اپنے ناواجب طرز عمل سے مسلمانوں کو اس قسم کی تجویز منظور کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ واقعی اب یہ سوال حل طلب ہے کہ جب سکھوں نے کرپان کو فساد و خونریزی کا ہتھیار بنا لیا ہے۔ تو پھر مسلمانوں کی حفاظت کس طرح ہو سکتی ہے۔ کیا سکھوں کو یہ آزادی برابر حاصل رہے گی کہ وہ اپنے غیر مسلح ہمسایوں پر دست تعدی دراز کرتے رہیں اور کیا دوسری قوموں کے ہاتھ بدستور ان کے مقابلہ میں قانون اسلحہ سے بندھے رہیں گے ہم یہ نہیں کہتے کہ اس سوال کا حل صرف کرپان کی ضبطی ہی ہے۔ اگر فی الواقع کرپان سکھوں کا مذہبی نشان ہے اور اس کے بغیر وہ سکھ نہیں رہ سکتے اور حکومت بھی انہیں اس مذہبی حق سے محروم کرنا نہیں چاہتی۔ تو ہم بھی کبھی یہ مطالبہ نہ کرینگے کہ ان کا یہ حق چھین لیا جائے۔ مگر یہ ضرور کہیں گے۔ کہ اس جنگجو قوم کے فسادی عنصر سے محفوظ رہنے کے لئے دوسری قوموں کے پاس بھی کچھ سامان ہونا چاہیئے اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ پنجاب میں تلوار کو قانون اسلحہ سے مستثنٰے کر دیا جائے اور ہر شخص کو اس کے رکھنے کی اجازت ہو۔ جب تک یہ صورت اختیار نہ کی جائے گی تب تک دوسری قوموں کا جان و مال محفوظ رہنا مشکل ہے۔ ایک جماعت کو ہتھیار رکھنے کی اجازت دینا اور دوسری قوموں کو اس سے محروم رکھنا قرین انصاف نہیں۔ یہ تو ان کو مسلح جماعت کے رحم پر چھوڑنا ہے۔ امید ہے کہ حکومت اس اہم سوال کو حل کرنے کی کوشش کرے گی۔

ناظرین کرام - خط و کتابت کے وقت نام اور پتہ صاف لکھیے۔ "مینجر"

امت کو چھانٹ چھانٹ کر کافر بنا کر

آج کل کے اکثر مذہب سے دلچسپی رکھنے والے مسلمانوں کی ذہنیت کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ سوائے کفر بازی کے اور کسی بات میں انہیں مزا ہی نہیں آتا۔ جہاں دیکھو یہی شغل جاری ہے۔ طرح طرح کی ایچاپیچیوں سے دوسرے مسلمانوں کو کافر اور واجب القتل گردانے کی کوشش کی جاتی ہے اس بدبخت گروہ میں مذہبی رواداری نام کو بھی نہیں۔ باہمی حسن ظن جو مومنین کے شایان شان ہے ان کے اندر بالکل مفقود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ دوسروں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنگ چڑھا کر کچھ کا کچھ بنا لیتے ہیں اور پھر اس کی بنا پر کفر کا فتوے شایع کر دیتے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب ان قابل قدر ہستیوں میں سے ہیں جو دوسرے مذاہب اور فرقوں کے بزرگوں کے متعلق نہایت رواداری سے کام لیتے ہیں۔ غیر مذاہب کے کئی ایک بزرگوں کے متعلق انہوں نے کچھ تصنیفات بھی شایع کی ہیں جن میں ان کی مناسب تعریف و توصیف بھی کی ہے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی خوبیوں کا اعتراف کرنا اسلام کی تعلیمات کے منافی نہیں غیر مذاہب کے بزرگوں کو چھوڑ ان کے عوام میں سے جو لوگ نیک خصلت ہیں ان کی خود قرآن کریم میں تعریف کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلامی نکتہ نگاہ سے خواجہ صاحب کا یہ فعل کسی طرح بھی قابل گرفت نہیں بلکہ ہمارے خیال میں یہ بات قابل تحسین ہے لیکن ان لوگوں کو جنھوں نے صلح کا نہیں بلکہ جنگ ہی کا سبق پڑھا ہے خواجہ صاحب کا یہ طرز عمل کیونکر پسند آ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک بزرگ عبید اللہ صاحب نے اس رواداری کو تقیہ بازی پر محمول کر کے "علمائے دین متین" سے حسب ذیل استفتا کیا ہے:-

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین خواجہ حسن نظامی کی نسبت کہ ایسے مذاہب کی کتابیں شایع کرنا اور غیر مذاہب کے پیشواؤں کی جھوٹی تعریفیں کر کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے اچھے خیالات پیدا کرنا خواجہ صاحب کو مسلمان بھی رہنے دیتا ہے یا نہیں؟ اور خواجہ صاحب کی کتابوں کو پڑھنا اور خواجہ صاحب کی باتیں یا لکچر سننا۔ ان سے ملنا۔ ان سے تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ پس علمائے دین متین و مفتیان شرع مبین اس کا جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔"

اس استفتا کو ایک دہلوی معاصر نے جو بزعم خود روشن خیال ہے لیکن فی الحقیقت کفر باز ہے۔ شایع کیا ہے۔ جو پرچہ ہمیں بھیجا گیا ہے اس میں ہم سے فرمائش کی گئی ہے کہ "اس کو پڑھ کر علما سے فتادی حاصل کر کے مجھے روانہ کیجئے"۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہاں ایسے کوئی علما نہیں جو مستفتی صاحب کے حسب منشا فتوے دے سکیں۔ ورنہ ہم ان کی فرمائش کی تعمیل ضرور کرتے۔

نقد و تبصرہ

معجون ظہیری اس معجون کے متعلق گزشتہ اشاعت سے اخبار پیغام صلح میں اشتہار شایع ہو رہا ہے۔ ہمارے مشہور احمدی بھائی حکیم محمد ظہیر الدین صاحب کی ایجاد ہے۔ ہم نے خود اس کا استعمال کیا ہے واقعی مفید اور لذیذ چیز ہے۔ اشتہار میں جو فوائد اس کے بتائے گئے ہیں ان میں کسی قسم کا مبالغہ معلوم نہیں ہوتا۔ اس کی خوبیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں۔ اس قسم کی مفرحات اکثر تجارت پیشہ لوگ نہایت گراں قیمتوں پر فروخت کرتے ہیں۔ جن کے مقابلہ میں یہ بہت سستی ہے۔ زیادہ تعریف کرنا فضول ہے۔ ہر شخص خود تجربہ کر کے دیکھ لے۔ تفصیلات کے لئے صفحہ ۸ کا اشتہار ملاحظہ ہو۔ قیمت فی بکس ایک پاؤ دو روپے۔ پتہ محمد الدین گرداور پنشنر۔ اردوب ضلع گوجرانوالہ۔

رپورٹ وخلاصہ حسابات جناب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ معتمد عمومی نے جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ کے حسابات اور تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق ایک مفصل رپورٹ شایع کی ہے۔ یہ رپورٹ یکم مارچ ۳۵ء سے ۱۳ دسمبر ۳۵ء تک کے کام کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجمن بہت کچھ مفید کام کر رہی ہے۔ اغلباً مفت تقسیم کی جا رہی ہے۔ دفتر جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر سے طلب فرمائیے۔

ہمارا رعایتی نرخنامہ اشتہارات صفحہ آٹھ پر دیکھیے اور جلد اشتہار بھیجیے۔ (مینجر)

جواہر ریزے

عیسائیوں کو اپنی لارڈ پریئر (خداوند کی دعا) پر بڑا ناز ہے۔ ہم بھی آج تک یہی سمجھتے تھے کہ شاید ان کا یہ فخر و مباہات بجا ہو کیونکہ اس دعا میں عیسائیوں کو سکھایا گیا ہے کہ اے خدا ہمیں آج کی روٹی دے لیکن اب معلوم ہوا کہ ویدک دعائیں اس سے بھی بڑھ کر بلند پایہ واقع ہوئی ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کو تو عیسائیوں کی آج ہی کی روٹی کی فکر تھی لیکن ویدک ایشور کو آریوں کے لئے جن اشیائے خوردنی و پوشیدنی کی فکر تھی ان کی تفصیل ایک آریہ اخبار نے اس طرح پیش کی ہے:۔

"عیدوں میں جا بجا ریشمی کپڑے۔ زیورات۔ ہاتھی گھوڑے گئوئیں۔ اور دیگر ایشوریہ کے لئے پرآرتھنا میں آئی ہیں"

(آریہ گزٹ ۱۷ر جون)

خدا بھلا کرے گؤ ماتا کا جس نے ہندو فرقوں میں ایک گونہ یگانگت پیدا کر رکھی ہے اگر اس کا وجود نہ ہوتا تو خدا معلوم اس کے فرزندوں کا کیا حشر ہوتا۔ سچ پوچھئے تو ہندوستان تو زندہ ہی اس کے دم سے ہے آپ ہی تبلایئے اگر یہ دیوتا نہ ہوتا تو اس کے پجاریوں کو دودھ دہی اور گھی کون دیتا۔ اگر دودھ دہی اور گھی کہیں سے میسر بھی آجاتا تو پوتر تا کے لئے موت اور رچوکا کے لئے گوبر تو کہیں سے مل ہی نہ سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اس ماتا ہی کی برکت ہے۔ پھر آج کل ہندو بھائیوں کو سنگٹھن کی ضرورت ہے اور اس کے لئے کوئی ایسا اصول مشترک درکار ہے جس پر مختلف جماعتیں جمع ہو سکیں۔ آپ ہی انصاف سے کہیئے کہ سوائے گؤ ماتا کی ذات بابرکات کے اور کونسا ایسا نکتہ ہے جس پر سب ہندو جمع ہو سکیں۔ اگر کہو ایشور تو اس کے سب ہندو قائل نہیں اور اگر کہو وید تو اس کو سب مانتے نہیں۔ لے دے کے ایک گؤ ماتا ہی تو ہیں۔ جن کی آغوش شفقت میں سب کے سب فرزند سر جوڑ کر بیٹھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک آریہ مہاشہ سناتنیوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ ہم اور تم دونوں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم گائے کو اشرف جانور جس طرح ہم مانتے ہیں ویسے آپ"

لاہوری منکران حدیث کے پیر و مرشد مولوی حشمت علی صاحب شکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کئی مرتبہ احمدی رہنماؤں کو بحث و مباحثہ کے لئے مخاطب کیا ہے لیکن آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ احمدیوں کی اس خاموشی پر بگڑ کر فرماتے ہیں:۔

"العجب ثم العجب! کہ احمدی اور اس قدر خاموشی؟ یورپ اور افریقہ تک احمدی مذہب کی تبلیغ ہو مگر فقیر کو محروم رکھا جائے یہ کیا انصاف ہے؟ ایسا بخل آپ (احمدیوں) کی ذات سے بعید ہے"

یہ تو ظاہر ہے کہ احمدی مولوی حشمت علی اینڈ کو سے ڈر تو نہیں سکتے کیونکہ وہ لوگ جو لندن اور برلن جیسے شہروں میں کھڑے ہو کر مہذب دنیا کے پیروں اور مرشدوں کو مقابلہ کے لئے للکارتے ہیں۔ وہ ایک مسجد نشین ملا سے کیا خوف کر سکتے ہیں۔ اس معنی خیز سکوت کی وجہ کچھ اور ہی نظر آتی ہے جس کا ظاہر نہ کرنا ہی مولوی صاحب کے حق میں بہتر معلوم ہوتا ہے۔

زمانہ کی نیرنگی دیکھئے کہ آج کل ہندوؤں میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو ہندوؤں کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی جسمانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے گوشت خوری اختیار کریں کچھ عرصہ ہوا اس کی تائید میں لالہ ہردیال نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں بتایا تھا کہ ہندوؤں کی کمزوری کا واحد سبب ہی گوشت خوری کا فقدان ہے اس پر آج تک آریہ اخبارات میں خوب لے دے ہو رہی ہے۔ آریہ سماج کی گھاس پارٹی اور ماس پارٹی کے درمیان ایک مسلسل جنگ جاری ہے۔ حال ہی میں گھاس پارٹی کے ایک نباتات خور مہاشہ نے گوشت خوری کی تردید کرتے ہوئے ہندوؤں کی کمزوری کی دو اور وجوہ بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"یہ بات کہ فی زمانہ ہندو ہر جگہ کیوں مار کھاتے ہیں اس کی دو وجوہات ہیں۔ اول تو یہ کہ وہ روپے پیسے والے ہیں۔ اس لئے ان کو لڑائی جھگڑوں میں زیادہ خطرہ ہوتا ہے ایک غنڈہ جس کے پاس کھانے کو بھی نہیں اس کو لڑائی جھگڑے میں اگر بات کا ناکہ پکڑا گیا تو بھی روٹی مل جائیگی جیسی کہ باہر ملتی ہے وہ ہندو جس کے پاس کھانے پینے کو ہے اس کو جیل کی تکلیف بھی ڈراتی ہے دوسرے یہ کہ لڑائی جھگڑے کی عادت بچپن سے ڈالی جاتی ہے"

مذاکرہ علمیہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

عقیدہ کس نے تبدیل کیا

(۵) سنئے صاحب! اگر دل میں کوئی انصاف ہے۔ نبی کا لفظ اگر مولوی محمد علی صاحب نے یا خواجہ صاحب نے استعمال کر لیا۔ یا پیغام صلح میں کبھی نکلا تو انہی معنوں میں نکلا جن میں خود حضرت مسیح موعود نے استعمال کیا۔ نہ حضرت مسیح موعود کا نبوت کا دعویٰ تھا اور نہ ان کے مرید نبوت کا دعویٰ سمجھتے تھے احمدی لٹریچر میں نبی کا لفظ لغوی معنوں کی رو سے بمعنی پیشگوئی کرنے والا مجازی رنگ میں استعمال ہوا کرتا تھا۔ جب خود مدعی یہ کہے کہ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ۔ (حقیقۃ الوحی) ہم نبوت سے وہ مراد نہیں لیتے جو پہلے صحیفوں میں لی گئی۔ اور پھر فرمائے کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (حقیقۃ الوحی) کہ اللہ کی طرف سے میرا نام نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ تو کیا حق تھا مریدوں کا کہ وہ اس کے خلاف سمجھتے۔

جب خواجہ صاحب نے میاں محمود احمد صاحب کی جماعت کو مخاطب کر کے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر جرأت ایمانی ہے تو خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت ادا کرو کہ کیا ہم حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں واقعی انہیں مدعی نبوت سمجھتے تھے۔ اور ۱۹۱۴ء میں ہمیں پتہ لگ گیا تھا کہ آپ نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔ تو کوئی شخص مقابلہ کے میدان میں نہ آیا۔ اور حق کی شہادت کو برملا ادا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوتی۔ جبکہ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں کسی کے خواب و خیال میں بھی یہ باتیں آئی تھیں۔ اور مثنوی مولانا روم کا یہ شعر ہر احمدی کے ورد زبان تھا۔ کہ؎

لو نبی وقت باشد اے مرید
زانکہ زد نور نبی آید پدید

یہی مثنوی مولانا روم والی نبوت جو اولیاء اللہ کو ملتی ہے سب پیش کیا کرتے تھے تو پھر یہ کہنا کس قدر ظلم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب نے عقیدہ تبدیل کر لیا۔ عقیدہ تو انہوں نے تبدیل کیا جنہوں نے خواجہ صاحب کے بالمقابل اگر حلفیہ شہادت دینے کی جرأت نہ کی۔ اگر خواجہ صاحب نے عقیدہ تبدیل کیا تھا اور میاں صاحب کے مریدوں نے نہیں کیا تھا۔ تو کیوں نہ حلفیہ شہادت دی کہ ہمارا یہی عقیدہ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی تھا۔ مگر وہ یہ شہادت دے نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ ان کا اپنا عقیدہ بدل چکا تھا۔

بحث نبی کے مفہوم کی ہے

یاد رکھو نبی کے لفظ کی بحث نہ تھی اور نہ ہے۔ بحث نبی کے مفہوم کی تھی اور ہے۔ حضرت صاحب کی زندگی میں ان کی نبوت کے معنے محدثیت کے سمجھے جاتے تھے۔ اور یہ نبوت تمام اولیاء امت کے لئے بطور انعام الٰہی کے سمجھی جاتی تھی اور اسی لئے اس کا انکار دائرہ اسلام سے خارج نہ کرتا تھا۔ لیکن اب میاں صاحب کے طفیل میں حضرت صاحب کی نبوت ویسی ہی نبوت سمجھی جاتی ہے جیسی انبیائے سابقین کی تھی۔ اسی لئے آپ کے منکر کو کافر دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے پس نبی کا لفظ نہیں بدلا بلکہ اس کا مفہوم بدل گیا۔ اس لئے چودھری حاکم علی صاحب کا فرض ہے کہ یہ تبلائیں کہ پہلے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب اسی مفہوم میں نبی کا لفظ استعمال کرتے تھے جس میں میاں صاحب اب کرتے ہیں۔ اور اس کا ایک ہی ثبوت ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا وہ کبھی اہل قبلہ کو کافر خارج از اسلام سمجھتے تھے اگر نہیں تو نبی کے لفظ کا استعمال عقیدہ کی تبدیلی کو ظاہر نہیں کرتا۔ جن معنوں میں خود اللہ تعالیٰ نے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود نے نبی کا لفظ مسیح موعود کے لئے استعمال کیا۔ انہی معنوں میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب نے بھی کیا اور جن معنوں میں انہوں نے نہیں کیا۔ انہوں نے بھی نہیں کیا۔ اور اس کا ثبوت یہی ہے کہ ان بزرگوں نے کبھی اس نبوت کے منکر کو کافر خارج از اسلام نہیں سمجھا۔ دوم جب جماعت کے خلیفہ کو شہادت کے لئے میدان میں بلایا کہ کیا واقعی اسی مفہوم کے ساتھ جو میاں محمود احمد صاحب نے تبلایا ہے تم حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں مرزا صاحب کو نبی سمجھتے تو کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ پر آ کر حلف اٹھائے لہذا ثابت تمام ہے عقیدہ تبدیل کریں تو خود۔ الزام دیں دوسروں پر۔

اصل یہی ہے کہ نبی کے مفہوم کو مطلق بدل دیا گیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کل مسلمانان عالم کو کافر خارج از اسلام گردانا گیا اور پھر دنیا کو یوں دھوکہ بنایا کس قدر ظلم ہے کہ نبی کا لفظ خدا نے استعمال کیا۔ نبی کریم صلعم نے استعمال کیا۔ مسیح موعود نے استعمال کیا۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے استعمال کیا اور یہ نہ تبلایا کہ ان سب نے نبوت کو صرف لغوی معنوں میں مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال کیا جو محدثیت کے مترادف ہے نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ اس مفہوم کے ساتھ تو تمام اکابر اہل سنت کے نزدیک نبی کے لفظ کا استعمال جائز ہے۔ مگر جو مفہوم میاں محمود احمد صاحب لے رہے ہیں۔ یعنی اصلی نبوت۔ جس کا انکار کافر خارج از اسلام کر دیتا ہے اس مفہوم کے ساتھ نبوت کا لفظ حضرت مرزا صاحب کے بارے میں نہ خدا نے استعمال کیا۔ نہ نبی کریم صلعم نے۔ نہ خود مسیح موعود نے نہ مولوی محمد علی صاحب نے نہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اور نہ پیغام صلح نے۔

شیعہ مت بنو

نبوت کے اس مفہوم کے بدل جانے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کے متعلق عام محاورہ میں اس لفظ کے استعمال کو ہمیں چھوڑنا پڑا۔ پہلے اس کا مفہوم محدثیت کا مترادف تھا۔ اس لئے اس کا استعمال مضر نہ تھا لیکن جب علی الاعلان میاں محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو انبیائے سابقین کی سی نبوت قرار دیا اور اس کے منکر کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا تو اب اس لفظ کے استعمال سے دھوکا لگتا تھا اس لئے ضروری ہوا کہ حق و باطل کے ملتبس ہو جانے سے روکنے کے لئے ایسے لفظ سے پرہیز کیا جائے جس کا مفہوم تبدیل ہو چکا ہے۔ کاش کہ یہ احتیاط پہلے ہی کر لی جاتی۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا۔ تو یہ نتیجہ بد نہ نکلتا حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گزرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزر جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنائیں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے۔ اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بھلانا نہیں چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے۔

کاش اس نصیحت پر عمل ہوتا تو نتیجہ سخت بد نہ نکلتا جیسا کہ نکلا۔ اور جماعت کا ایک بڑا حصہ شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزر کر خطرناک حالت میں پڑ کر صراط مستقیم سے نہ الگ ہو جاتا۔ اور آنحضرت صلعم کی عظمت کو دل سے نہ بھلا دیتا کس قدر بد نتیجہ نکلا کہ تمام مسلمانان عالم کو کافر بنا کر ایک نئی امت مسلمہ کی بنیاد رکھی۔ اور دین میں ایک نئے نبی اور رسول کا اضافہ کر کے اس دین کو ناقص قرار دیا گیا جو محمد رسول اللہ لائے تھے۔ اور اس وحی کو ناکمل قرار دیا گیا جو آپ پر قرآن کی شکل میں نازل ہوئی تھی۔ اور جس کے بعد وحی نبوت کی دنیا کو ضرورت پڑی اللہ رحم کرے۔ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ خیر اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ اور اپنے رویہ کو درست کر لو۔ تا اللہ تم پر رحم کرے۔

سوال۔ آیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے آنحضرت کی امت میں کوئی نبوت حاصل کرے تو رسول کریم کی رفعت شان ثابت ہو گی یا کسر شان، شاگرد کی لیاقت سے استاد کی لیاقت دکھائی دے گی یا کم لیاقتی؟

جواب۔ اگر نبوت کے یہ معنی ہوں کہ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا مذہب ہے تب تو واقعی رسول کریم صلعم کی عظمت و شان ظاہر ہو گی کہ آپ کے فیض سے یہ مقام عالی مل گیا۔ اور اگر نبوت سے مراد وہ منصب نبوت ہے جس کے انکار سے انسان کافر خارج از اسلام بن جاتا ہے تو پھر اس سے بڑھ کر ہتک رسول اللہ صلعم کی ممکن نہیں۔ یہ خوب استاد کی عزت ہے کہ جو شاگرد اٹھا اس نے آپ کی رسالت ہی کو کالعدم قرار دیا۔ اب جب تک پہلے شاگرد کی رسالت پر ایمان نہ لائے استاد کی رسالت پر ایمان لانا نہ لانا برابر ہے۔ اگر ایسے شاگرد کا بننا ہی استاد کی لیاقت کا ثبوت ہے تو یہ تو بڑی مصیبت ہے۔ استاد کی لیاقت نے زور کیا۔ اور روز ایسے قابل شاگرد پیدا ہوتے رہے تو مسلمان تو مر مٹے۔ روز

کافر بنتے چلے گئے۔ آج ایک نبی آیا۔ اسے مانا۔ تو واحد آگے مسلمان سے ہے۔ کل دوسرا آگیا۔ پھر کافر کے کافر۔ اسے کسی طرح مانا اور اسلام کے احاطہ میں داخل ہوئے تھے۔ جو استاد کی لیاقت نے تیسرا شاگرد بھیج دیا۔ امت پھر کافر کی کافر۔ ادھر استاد لیاقت دکھا رہے ہیں ادھر شاگرد لیاقت دکھا رہے ہیں۔ اور امت معنت میں کافر بنی چلی جا رہی ہے۔ تو گویا ساری لیاقت استاد شاگرد کی اسی میں صرف ہو گئی۔ کہ امت کو کفر کے گڑھے میں سے نکلنے نہ دیں۔ جہاں سر ابھارا فوراً ایک شاگرد بھیجا اور کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا اور سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک شاگرد لائق ہوا تو دوسرے کیوں کافر بن گئے آج رات کو ایک شاگرد ترقی کر کے نبی بنا۔ صبح کو ساری امت مسلمہ کفر کے دائرہ میں داخل ہو گئی۔ ایک نے ترقی کی اس کی ترقی کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب تنزل کے گڑھے میں گر پڑے۔ سوتے سوتے ہی مسلمان سے کافر بن گئے۔ ایک شاگرد کو نبی بنایا تو اپنے سارے شاگردوں کو کافر بنا دیا۔

اگر استاد کی کارگزاری یہی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ استاد کا منشا نبی بنانا ہے یا کافر بنانا۔ اگر ایک کے نبی بننے سے باقی سب کافر بن جائیں تو کیا بہتر نہیں کہ وہ ایک نبی نہ بنے۔ تا دوسرے مسلمان تو رہیں۔ اور پھر عورتوں نے کیا قصور کیا ہے جو انہیں نبیہ نہیں بنایا جاتا۔ وہ بے چاریاں کیا شاگرد نہیں ہیں۔ قرآن نے تو کمالات روحانی میں مرد و عورت میں کوئی تفریق نہیں کی پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اس لیاقت سے محروم رہ جائیں اور نبیہ نہ بنیں مگر اس میں ایک مشکل ضرور ہے کہ اگر پردہ نشینوں میں نبوت چل پڑی اور ان کی فطری حیا جلد سے جلد نبوت کا اعلان نہ کر سکی تو بدقسمت امت مسلمہ گھر بیٹھی ہی کافر بن کر رہ گئی۔ اللہ رحم کرے امت مسلمہ پر۔ یہ نبوت کا دروازہ کیا کھلا کہ کفر کا دروازہ کھل گیا۔ نبی ایک بنتا ہے کافر سارے بن جاتے ہیں۔ واہ خوب استاد کی کارگزاری اور لیاقت کا اظہار ہوا۔ کہ شاگردوں کو لائق بنا بنا کر ایک طرف اپنی استادی یعنی رسالت کو معطل اور منسوخ کروا لیا۔ اور دوسری طرف اپنے تمام دوسرے شاگردوں یعنی اپنی ساری امت کو کافر بنا کے رکھ دیا۔ چودھری حاکم علی صاحب نے بھی کیا معیار لیاقت قائم کیا ہے۔ سبحان اللہ!

(ختم شد)

مراسلات

شغل تکفیر

مفتی عبدالعزیز صاحب کوٹلہ سلطان خاں علاقہ گنج شہر پشاور نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں خط لکھ کر دریافت کیا کہ آیا آپ قادیانی جماعت کو کافر کہتے ہیں یا نہیں۔ چونکہ مفتی صاحب نے جواب کا مطالبہ اخبار "پیغام صلح" کے ذریعہ کیا تھا اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے اصل خط معہ جواب بغرض اشاعت ہمارے پاس ارسال فرمایا ہے۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے (مدیر)

جناب مولانا صاحب سلمک اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کی "دعوت عمل" ملی۔ یاد آوری کا مشکور ہوں۔ میں نے تمام کا مطالعہ کیا اور اس میں کئی اچھی باتیں پائیں آخر میں آپ کے یہ فقرے پڑھ کر کہ "میں آپ کو بھی اپنی جماعت میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر کوئی امر مزید دریافت طلب ہو تو میں بڑی خوشی سے اس کا جواب دونگا" جناب سے ایک امر پوچھنے کی جرأت پیدا ہوئی ہے امید ہے جناب تکلیف گوارا فرما کر بذریعہ اخبار مذا جواب باصواب سے ممنون فرمائیں گے۔ وہو ہذا۔

جناب کا عقیدہ ہے کہ جناب مرزا صاحب "خود دعوی نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب جاننے کا اعلان کرتے ہیں" دعوۃ عمل صفحہ آگے چل کر آپ اسی صفحہ میں فرماتے ہیں "جس شخص نے بیسیوں مرتبہ کھلے الفاظ میں انکار نبوت کیا اس کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا اس سے بڑھ کر غلطی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنانے والوں نے کی" تو کیا جناب یہ عقیدہ رکھتے ہوئے قادیانی گروہ کو (جو جناب مرزا صاحب کی نبوت کے قائل ہیں اور مسلمانان عالم کو محض رسالت پناہ کو خاتم الرسل ماننے کی وجہ سے کافر ٹھہراتے ہیں) مسلمان قرار دیتے ہیں؟ اب صاف ظاہر ہے کہ یا تو جناب قادیانی جماعت کو کافر کہنے پر مجبور ہوں گے۔ یا باوجود اس غلو کے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنانے والوں نے کیا۔ آپ عیسائیوں کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ دونوں صورتیں قریباً ملتی جلتی ہیں۔ اور جناب خود فرماتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب کی طرف نبوت منسوب کرنی اس سے بڑھ کر غلطی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا قرار دیا جائے۔ لیکن بندہ اکثر پیغام صلح اور "لائٹ" کا مطالعہ کرتا رہتا ہے جن میں آپ غالباً اس قسم کے سوالوں کے جواب میں کچھ گول مول سی بات کہہ جاتے ہیں۔ براہ نوازش عنایت اس دورخی کا خاتمہ کر دیجئے گا اور حق کو چھپانا آپ جیسے عالم باعمل کا کام نہیں امید ہے کہ جناب نہایت واضح طور پر اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے۔ تاکہ آپ کی جماعت کی طرف جو ایک قسم کی بدظنی منسوب کی جاتی ہے۔ اس کا خاتمہ ہو جائے۔ اور مسلمانان عالم آپ کی دعوت کا جواب لبیک سے دیں۔

نیز تذکرہ "مصنفہ علامہ عنایت اللہ خاں صاحب کی بابت جناب کی کیا رائے ہے۔ کیا جناب اس پر ایک تبصرہ تحریر فرمائیں گے۔ والسلام

جواب حضرت امیر

جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسلمانوں کو کافر قرار دینا ایک بیماری ہے جو ہماری قوم کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہے۔ آپ کے علاقہ میں تو میں نے سنا ہے ایسے لوگ بھی ہیں جو حقہ پینے والے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور آج یہی حالت سب مسلمانوں کی ہے۔ وہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی مسلمان جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اسے کافر بنانے کا رستہ نکل آئے۔ اور یہ فکر نہیں کہ کسی کافر کو مسلمان بنانے کے لئے رستہ کھل جائے۔ آپ کو بھی دعوت عمل میں اگر کوئی امر مزید دریافت طلب نظر آیا تو یہی کہ آیا میں میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کے پیروؤں کو جو حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں۔ کافر قرار دیتا ہوں یا نہیں۔ اور پھر آپ نے مجھ پر یہ الزام دیا ہے کہ میں "اس قسم کے سوالوں کے جواب میں کچھ گول مول سی بات" کہہ جاتا ہوں آپ تو مفتی کہلاتے ہیں۔ آپ کو چاہئے تھا۔ میری وہ تحریر پیش کرتے۔

میں تو اس معاملہ میں بہت واضح مذہب رکھتا ہوں۔ جسکو نہ کہیں گول مول کرنے کی ضرورت ہے نہ چھپانے کی۔ میں ہر ایک کلمہ گو کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے مسلمان سمجھتا ہوں۔ ہاں جو لوگ کسی مسلمان کو کافر قرار دیں۔ ان پر بروئے حدیث یہ سزا وارد ہوتی ہے کہ وہ کفر الٹ کر ان پر پڑتا ہے لہذا میں ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ لیکن ان کو دائرہ اسلام سے خارج بھی قرار نہیں دیتا۔ خواہ وہ مولوی اور مفتی ہوں جنھوں نے حضرت مرزا صاحب کو کافر کہا اور خواہ وہ میاں محمود احمد صاحب کے ایسے پیرو ہوں جو کلمہ گو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اس پر آپ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اول میں نے لکھا ہے کہ جناب مرزا صاحب دعوی نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب جاننے کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ مگر میاں محمود احمد صاحب نے دعوے نبوت نہیں کیا۔ نہ ان کے پیروؤں نے جن کی نسبت آپ کو کفر کا فتوی بکار ہے۔ رہا یہ کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد ایک شخص کو نبی مانتے ہیں۔ سو غالباً آپ خود بھی مانتے ہیں۔

دوم یہ کہ میں نے لکھا ہے۔ کہ جس شخص نے بیسیوں مرتبہ کھلے الفاظ میں انکار نبوت کیا۔ اس کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا اس سے بڑھ کر غلطی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنانے والوں نے کی۔ یہ بھی درست ہے۔ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا انکار نہایت کھلے الفاظ میں کیا ہے تو ایسے شخص کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا بلاشبہ بڑی بھاری غلطی ہے اور غلطی کا بڑا ہونا اس لحاظ سے ہے کہ اس کے خلاف اس قدر واضح دلائل موجود ہیں۔ مگر میں نے اسے غلطی کہا ہے کفر نہیں کہا۔ ایک انسان کو خدا بنانا کفر ہے۔ مگر آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کا ماننا غلطی ہے۔ اور اس غلطی میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ کے خود آنے کے قائل ہیں جو یقیناً ایک نبی ہیں۔ مگر باایں ہمہ جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول کے قائل ہیں اور اپنے تئیں مسلمان کہلاتے ہیں۔ میں بھی انہیں مسلمان ہی کہونگا۔ بابی اپنے تئیں مسلمان نہیں کہتے۔ میں بھی انہیں مسلمان نہیں کہتا۔ لیکن جو شخص اپنے تئیں مسلمان کہتا ہے۔ میرا حق نہیں کہ میں اسے کافر بناؤں خواہ وہ غلطی بھی کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان سب غلطیوں پر غالب ہے وہ اس ایک کلمہ کی وجہ سے مسلمان کہلاتے ہیں۔ خواہ کتنی غلطیاں بھی کریں۔ ان غلطیوں کی اصلاح کی ضرورت ہے اور وہ اصلاح بھی اس صورت میں جلدی ہو سکتی ہے کہ ہم انہیں مسلمان قرار دیں۔ نہ کافر۔

(خاکسار محمد علی)

ایک اور دوست کے نام خط

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک دوست نے جو پہلے ہماری جماعت میں تھے۔ ایک خواب کی بنا پر جناب میاں محمود احمد صاحب سے بیعت کر لی تھی۔ اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے جو خط ان کو لکھا وہ حسب ذیل ہے

(مدیر)

ڈلہوزی۔ مکرم معظم اخویم چودھری صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے تھے تو ایک طویل خط و کتابت کے بعد جو مسئلہ نبوت پر تھی۔ آپ اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ جماعت احمدیہ لاہور حق پر ہے۔ مجھے کم از کم یہ توقع تھی کہ اگر دوبارہ اس مسئلہ کے متعلق آپ کی طبیعت میں کوئی سوال پیدا ہو تو آپ ایک تعلق پیدا ہو جانے کے بعد مجھ سے ضرور دریافت کریں گے۔ ڈیڑھ دو سال ہوئے فیروزپور میں آپ تھے اس وقت بھی سننے میں آیا تھا کہ آپ کے خیالات میں کچھ تغیر واقع ہوا ہے جس پر میں نے برادر عزیز محمد عبداللہ صاحب کو آپ کے پاس بھیجا۔ تو اس وقت جو گفتگو آپ کی ہوئی اس میں یہی ظاہر ہوا کہ وہ امر جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا تھا غلط ہے۔ اور آپ مضبوطی سے انہی عقائد پر قائم ہیں جو جماعت احمدیہ لاہور رکھتی ہے۔ اب یکایک اس خبر کے سننے سے کہ ایک خواب کی بنا پر آپ نے جماعت احمدیہ لاہور سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ تعجب ہوا۔

میں اس وقت اس مسئلہ پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ صرف آپ سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ آپ ایک دفعہ اول سے آخر تک اس رسالہ کو جو بھیج رہا ہوں پڑھ لیں۔ اور اگر اس سے زیادہ وقت دے سکیں تو ایک دفعہ کتاب "النبوۃ فی الاسلام" کو پڑھ لیں جو میں آپ کو بھیج دونگا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ محض اس تعلق محبت کی وجہ سے ہے جو آپ سے تھا اور ہے۔ ایک نئی نبوت کا قائم کرنا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ چالیس کروڑ مسلمان دائرہ اسلام سے خارج قرار دئیے گئے۔ سلسلہ احمدیہ کو بابی مذہب سے ممیز نہیں کر سکتا شریعت ہو یا نہ ہو جب ایسی نبوت قائم ہو گئی کہ اب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہو گیا۔ تو فرمائیے کہ بابی مذہب میں اور اس مذہب میں فرق کیا رہا۔ عملی نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ اور یہ جو دل کو تسلی دی جاتی ہے کہ ہم کلمہ کو منسوخ نہیں کہتے۔ اور نہ کوئی نیا کلمہ تجویز کرتے ہیں۔ یہ محض غلط تسلی ہے جب اس کلمہ کو پڑھنے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ جس کو پڑھ کر تیرہ سو سال تک لوگ مسلمان ہوتے رہے۔ تو کلمہ کے منسوخ ہونے میں شبہ کیا رہا جب اصل ایمان اب حضرت مرزا صاحب پر ہے نہ محمد رسول اللہ پر۔ اور یہ صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ جب تک مرزا صاحب پر ایمان نہ ہو محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے کوئی شخص اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا تو نیا کلمہ بننے میں کسر کیا رہ گئی۔ کلمہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ ایک نبی کی نبوت کا اقرار ہو۔ پہلے وہ نبی محمد رسول اللہ تھے۔ اب میاں صاحب کی تعلیم کے مطابق مرزا صاحب ہیں۔ پس عملاً بجائے محمد رسول اللہ کے کلمہ مرزا صاحب کا ہوا۔ یہ بڑا بھاری انقلاب ہے جو واقع ہوا ہے اور کم از کم بہت سوچ سمجھ کر ایسا قدم اٹھانا چاہئے۔

آپ نے ایک خواب کی بنا پر ان تمام مراحل کو طے کر لیا میرے نزدیک بڑی غلطی کی۔ خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ عقائد کا فیصلہ خوابوں کی بنا پر نہیں ہوتا۔ قرآن و حدیث کی بنا پر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک آپ کے خواب کی تعبیر کچھ اور تھی۔ آپ اور میاں صاحب حقیقۃ الوحی حضرت مسیح موعود سے پڑھ رہے ہیں۔ اس میں تو درحقیقت آپ کو توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ حقیقۃ الوحی میاں صاحب سے نہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود سے پڑھیں حضرت مسیح موعود زندہ نہیں پھر ان سے پڑھنا کیا ہے؟ بامر یہ کہ آپ کے عمل پر ان عبارات کو پیش کریں جو مشتبہ معلوم ہوتی ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعود سے پڑھنا ہے۔ میاں صاحب نے یہی غلطی کی ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کے عمل کی پروا نہیں کرتے۔ آپ کو یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ اصل حل حقیقت کا یہ ہے کہ میاں صاحب اور آپ دونوں ان عبارات کو آپ کے عمل پر پیش کریں۔ میاں صاحب سے ایک دفعہ غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق فتوے دریافت کیا گیا تو انہوں نے نہایت جلد بازی سے کام لیکر یہ کہہ دیا کہ گو حضرت مسیح موعود کے فتوے غیر احمدی کا جنازہ پڑھ لینے کے متعلق ہیں۔ اور ایک خط بھی آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے مگر ان پر بعد میں غور کیا جائے گا۔ فتوی یہ ہے کہ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ حضرت صاحب کا عمل ان فتووں کے خلاف تھا۔ اب غور فرمائیے کہ کیا اس سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود کی کوئی کسر شان ہو سکتی ہے۔ کہ یہ کہا جائے کہ آپ کا عمل آپ کے فتووں کے خلاف تھا۔ کیا حضرت مسیح موعود نعوذ باللہ کسی مسجد کے ملا تھے۔ کہ آپ کا فتوے کچھ ہو اور عمل کچھ ہو۔

غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق آپ کے چار فتوے کیے بعد دیگرے موجود ہیں کہ جو لوگ ہمیں کافر مفتری نہیں کہتے ان کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ اور آخری فتوے انہیں کے قلم سے لکھا ہوا ہے اور وہ ایک معاہدہ پر آپ کے قلم کی تصدیق ہے معاہدہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں تھا کہ ہم (احمدی) بے شر غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ لیں گے اور اس پر حضرت مسیح موعود کی اپنی تصدیق ہے۔ کہ یہ درست ہے اب حضرت مرزا صاحب کا یہ عمل صاف بتاتا ہے کہ آپ غیر احمدی کو کافر نہ سمجھتے تھے۔ اور

برخلاف اس کے اب میاں صاحب کا فتویٰ ہے کہ کسی غیر احمدی کا جنازہ کسی صورت میں نہ پڑھا جائے۔ تو جب حضرت صاحب کا عمل حقیقت الوحی کی اس توجیہ کے خلاف ہو جو میاں صاحب کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ توجیہ غلط ہے حضرت صاحب کا فتویٰ در بارہ جنازہ غیر احمدی کے بالکل برخلاف میاں صاحب کا فتویٰ ہے۔ اگر ہم نے ماننا حضرت مسیح موعود کو ہو تو آپ کا عمل قابل اتباع ہوگا اور آپ کی عبارت کی وہی توجیہ ہوگی جسے آپ کا عمل صحیح قرار دے۔ یہی خواب میں آپ کو سمجھایا گیا ہے۔

مجھے امید ہو کہ آپ ایک مرتبہ ان امور پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ بات بہت صاف ہو حضرت صاحب کی تحریر بھی صاف ہو اس سے بڑھ کر کوئی محکم الفاظ نہیں ہو سکتے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ والسلام

خاکسار محمد علی

جرمن مشن کے لئے وقف

اخبار پیغام صلح نمبر ۱۳ - مورخہ ۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ جون ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۲ پر یہ خبر شائع ہوئی ہو کہ حکیم غلام محی الدین صاحب ساکن بھوپڑ تحصیل چکوال کی اہلیہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ اور انہوں نے مرنے سے پیشتر چار بیگہ اراضی مزروعہ اشاعت اسلام جرمنی و برلن مسجد کے لئے وصیت فرمائی ہے اب اس وصیت کی نقل جو ذیل میں درج کی جاتی ہے دفتر انجمن میں موصول ہو گئی ہو اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جزائے خیر دے۔ (مدا یہ)

نقل وصیت

منکہ مسمات مہتاب بی بی زوجہ حکیم غلام محی الدین دختر قاضی خدا بخش مرحوم بقائمی ہوش و حواس وصیت کرتی ہوں کہ میں اس وقت مرض پلیگ میں مبتلا ہوں زندہ رہی تو میں خود مالک رہوں گی۔ اگر قضا اور اجل آگئی تو میری جائداد موضع بھوبھڑ میں مکان پختہ و اراضی زیر آبادہ مکانات و حویلی بحصہ نصف نصف باشتراک محمد نواز ولد محمد دین موجود ہے۔ یہ حصہ نصف جو میری ملکیت ہے۔ حصہ معہ سامان بعد میری وفات کے محمد نواز کی ملکیت قرار پائے گی۔

اور موضع دھرگی میں جو اراضی میری اور محمد نواز کی بحصہ نصف نصف ہے اس نصف حصہ مقبوضہ خود کی وصیت بحصص ذیل کرتی ہوں۔ میری وفات کے بعد اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

تفصیل حصص کل سات حصہ

مسجد جو حکیم غلام محی الدین نے تعمیر کی ہے۔ اور وہ غیر مکمل ہو اس کے نام ایک حصہ۔ اور انجمن اشاعت اسلام لاہور واسطے مسجد جرمن واشاعت اسلام جرمن دو حصہ۔ قاضی محمد امیر و قاضی محمد نظیر پسران قاضی غلام محی الدین ساکنہ پادشان چار حصہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری موت کے بعد اس پر عمل درآمد کیا جاوے۔

انجمن اشاعت اسلام لاہور و اہل محلہ مسجد موضع بھوبھڑ و قاضی محمد امیر و محمد نظیر اپنے اپنے حصہ کی پیداوار لینے کے صرف محمد نواز حقدار رہوں گے اور انتظام جائداد اراضی میں اس کا رہے گا۔ اور جو حصہ دار میری وصیت کا قرار پایا ہے۔ اس کو فروخت کا حق حاصل ہے۔ مگر اس شرط پر کہ اگر محمد نواز اتنی قیمت مجوزہ ادا نہ کرے تو دوسری جگہ فروخت کا اختیار رہوگا۔ مگر چونکہ وہ اس وقت نابالغ ہے تو اہل محلہ کو واسطے تعمیر مسجد بھوبھڑ روپیہ کی ضرورت ہو تو بہ سربراہی محمد الدین والد محمد نواز حصہ مسجد فروخت ہو سکتا ہے۔

مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۲۲ء

نوٹ۔ اور جو میرا مال مویشی ہے وہ محمد نواز کے نام وصیت کیا ہے۔

میاں علی ولد میاں محمد ساکنہ بھوبھڑ نے تحریر کیا۔ بقلم خود۔

گواہ شد	العبد	گواہ سکھو نمبردار
قادر بخش ولد جیون ساکنہ بھوبھڑ انگوٹھا	مہتاب بی بی	مہرو انگوٹھا

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
غلام علی ولد ملک نور ساکنہ کال بقلم خود	نواب خاں نمبردار ساکنہ کال بقلم خود	قادر بخش ولد شاہ ہول اوان ساکنہ بھوبھڑ۔ انگوٹھا

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
خدا بخش ولد چراغ ساکنہ بھوبھڑ۔ انگوٹھا	غلام حسن ولد اللہ داد ساکنہ کال انگوٹھا	قاضی غلام محی الدین بقلم خود

نقل مطابق اصل ہے۔

قاضی غلام محی الدین ساکنہ پادشان بقلم خود

فہرست چندہ دہندگان برلن مسجد از سنگاپور بذریعہ سید شمس الدین صاحب

نمبر	نام چندہ دہندگان	ڈالر
(۱)	حافظ غلام سرور صاحب ڈسٹرکٹ جج	۱۰۰
(۲)	ایم اے نوازی صاحب جے۔ پی۔	۱۰۰
(۳)	سید عبدالرحمن الکاف صاحب	۱۰۰
(۴)	سید قمر السگاف صاحب جے پی	۱۰۰
(۵)	اے کے۔ سورتی صاحب	۵۰
(۶)	آر جمعہ بھائی صاحب	۵۰
(۷)	کے نگو بھا صاحب	۵۰
(۸)	بشیر احمد طلال صاحب	۳۰
(۹)	سید قدرت شاہ صاحب	۳۰
(۱۰)	ایم اسمعیل صاحب	۲۵
(۱۱)	ایم مالم صاحب	۲۰
(۱۲)	اے زید السگاف صاحب	۱۰
(۱۳)	آئی۔ اے۔ رحمن صاحب	۵
(۱۴)	ایک یورپین خاتون	۲
(۱۵)	ایس۔ ایچ۔ المناوار صاحب	۲
(۱۶)	عبدالرحمن صاحب	۱
(۱۷)	جونس بن علی صاحب	۱-۵۵
(۱۸)	الونی موسی	۱
(۱۹)	فضل الدین صاحب	۱
(۲۰)	دی ایشیاٹک اسٹیمپ کمپنی	۱
(۲۱)	عبدالمجید صاحب	۱
(۲۲)	بی بی سرکار صاحب	۱-۵۰
(۲۳)	سید ادریس صاحب	۱
	ڈالر	۶۸۳-۰۵

اس سلسلہ میں ایک ہزار روپیہ نقد انجمن کو پہنچ گیا ہے۔

(سید غلام مصطفیٰ۔ سکرٹری)

ہندوستان

—— گورنمنٹ مدراس نے پبلک کتب خانوں کی امداد کے لئے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ منظور کیا ہو۔

—— ایک پارسی نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے جوبلی فنڈ میں ایک لاکھ روپیہ چندہ دیا ہے۔

—— ڈاکٹر محمد عالم صاحب بیرسٹرایٹ لا نے ایڈیٹر اخبار "ریاست" پر ازالہ توہین کے الزام میں بارہ ہزار روپیہ کا دعویٰ کیا ہے۔

—— حکومت پنجاب اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرنال کے حکم کے خلاف احتجاج کے طور پر امسال عید اضحیٰ پر مسلمانان پانی پت نے پانی پت میں بالکل قربانی نہیں کی سب نے ماتمی لباس پہنا اور عید کی نماز کے بعد آپس میں بھی عید نہیں ملے۔ مندرجہ ذیل تار بنام ملک معظم قیصر ہند لندن روانہ کیا گیا ہے۔ جس کی بیس ہزار سے زائد مسلمانوں نے تائید کی۔

"حکومت پنجاب نے زیر دفعہ ۱۴۴ پنجاب لاز ایکٹ قربانی جیسے مذہبی فریضہ میں مداخلت روا رکھی۔ مسلمانان پانی پت نو سو سال سے اس مسئلہ میں آزاد تھے۔ عید ضحیٰ جیسا مقدس تہوار ماتمی طریقہ سے منایا گیا۔ اور فریضہ قربانی کو ہر مسلمان نے دیگر شہروں میں جا کر ادا کیا۔ اس لئے کہ حکومت نے اس اعلان شاہی کے خلاف کیا جو ملکہ معظمہ آنجہانی نے ۱۸۵۸ء میں شایع کیا تھا۔"

—— حکومت صوبہ متحدہ کے ماتحت ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس امر کا فیصلہ کرے گی کہ مسلمانوں کا اپنی شادیوں کو رجسٹر کرانا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں۔

—— دفعہ ۱۴۴ مجموعہ فوجداری کے ماتحت مجسٹریٹ ضلع دہلی نے حضرت خواجہ حسن نظامی کے ہفتہ وار اخبار "منادی" کی اشاعت ۱۲ جون سے ممنوع قرار دی ہے۔

—— کلکتہ میں تمام تھانوں کے حکام کو مطلع کیا گیا ہے کہ وہ شہر کے اندر کی تمام مسجدوں کے نام اور جگہ اور ہر مسجد میں نماز باجماعت کے اوقات کی فہرست تیار کر کے کمشنر صاحب کے پاس بھیج دیں ... فہرست کے مطابق

آئندہ باجے کے ساتھ جلوس والے لائسنسوں پر اوقات کی تشریح کی جایا کرے گی۔

—— مہاراجہ صاحب الور نے لندن سے عید اضحیٰ کے موقعہ پر اپنی مسلم رعایا کے نام حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرمایا ہو:-

میں اپنی مسلم رعایا کے لئے اس عید کے موقعہ پر بھی محبت آمیز دعائیں دیتے ہوئے مبارکباد بھیجتا ہوں۔ جہاں محبت کی وجہ سے دل سے دل بندھے ہوئے ہیں وہاں پانچ ہزار میل کا فاصلہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

—— اخبار "زمیندار" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت صوبہ متحدہ نے گالی جو مصنف "وچتر جیون" کو جس نے آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخانہ کتاب شایع کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی تھی گرفتار کر لیا ہے۔ اور اس کے خلاف مقدمہ چلانا چاہتی ہے۔

—— لاہور کے نو بیرسٹروں اور وکیلوں نے راولپنڈی کے مظلوم مسلمانوں کی قانونی امداد کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

—— امسال کل دو طلبہ پنجاب یونیورسٹی میں پنجابی کے امتحان (آنرز) میں بیٹھے دونوں ہی فیل ہو گئے۔

—— جمعیۃ الاقوام کی اسمبلی کے اجلاس میں ہندوستان کی طرف سے بہ حیثیت مندوب حسب ذیل اشخاص جائیں گے۔ سر ولیم ونسنٹ۔ مہاراجہ کپورتھلہ اور شیخ عبدالقادر بیرسٹر۔

—— طویل بحث و تمحیص کے بعد پنجاب کونسل نے کورٹ فیس کے مسودہ قانون کو منظور کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے محصول میں ۹ لاکھ کی کمی ہو گئی ہے

—— راولپنڈی میں امن و امان قائم ہو گیا ہے۔ شہر سے فوجی پہرہ بھی ہٹا لیا گیا ہے۔ میونسپل کمیٹی نے اعلان کیا ہو کہ جو لوگ شہر سے باہر چلے گئے تھے وہ واپس آ جائیں۔

—— مہاراجہ صاحب کولہاپور نے حکم دیا ہے کہ دس سال سے کم عمر کی لڑکی اور چودہ سال سے کم عمر کے لڑکے کی شادی کرنے والے مجرم سمجھے جائیں گے اور انہیں دو ہزار روپیہ جرمانہ تک کی سزا دی جائے اور جو لوگ صغر سنی کی شادی کے جرم کی اعانت کریں گے انہیں دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی جائیگی۔

—— مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے پروفیسر فیروز دین صاحب مراد نے لاسلکی خبر رسانی کے سلسلہ میں ایک نیا آلہ ایجاد کیا ہے۔ جس سے لاسلکی برقی رو کی صلاحیت اور قوت اور نقائص کی جانچ کی جا سکے گی۔

—— اگست کی پہلی تاریخ کو جنوبی جاپان میں ناگاساکی کے مقام پر اولین مؤتمر اتحاد اقوام ایشیا میں شامل ہونے کے لئے ایشیا کی ساری قوموں کے نمائندے جمع ہوں گے۔

ممالک خارجہ

—— منگولیا کے صحرائے گوبی میں روسی پروفیسر کاسلب کو ایک زمین دوز دارالخلافہ کا پتہ لگا ہے۔ جس میں سات زبانوں میں لکھی ہوئی کئی ہزار کتابوں کا ایک ذخیرہ بھی پایا گیا ہے۔ بعض کتابیں ایک ایسی زبان میں لکھی ہوئی ہیں جس کا کچھ حال اب تک کسی کو معلوم نہ تھا۔ پروفیسر صاحب موصوف اس زمین دوز دارالخلافہ سے نکلی ہوئی طرح طرح کی اشیا کو پچاس صندوقوں میں بھر کر لینن گراڈ لے گئے ہیں۔ ان میں بعض تیمور کے مقبرے بھی شامل ہیں جن میں ہزارہا سال پیشتر چین کے بادشاہوں کی لاشیں دفنائی گئی تھیں۔

—— جمعیۃ الاقوام کے آئندہ اجلاس ستمبر میں مہاراجہ کپورتھلہ شہزادگان ہند کی نیابت کریں گے۔

—— حکومت ترکیہ نے جنگی جہاز "گوبن" کو جدید آلات سے مسلح کرنے کے لئے ۳۰ لاکھ پونڈ کی منظوری دے دی ہے۔ اس خبر نے یونان کے بحری حلقوں میں اضطراب پیدا کر دیا ہے۔

—— غازی عبدالکریم آج کل فاس میں ہیں۔ اور زندگی کے دن بہ سکون خاطر کاٹ رہے ہیں۔ آپ جس محل میں مقیم ہیں۔ اس کی سخت نگرانی کی جاتی ہے۔

—— انجمن ہلال احمر ترکیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ بیس ہزار ترکی پونڈ قسطنطنیہ کے مدرسہ تیمارداری میں بطور امداد دے۔ اور چالیس ہزار ترکی پونڈ کی رقم سے اسی قسم کا ایک مدرسہ اناطولیہ میں قائم کرے۔

—— ترکی کی حکومت کی کمپنی نے انگلینڈ کے ساختہ دو جہاز "انا فارطہ" و "باندرمہ" باربرداری کے لئے خرید لئے ہیں۔ ایک جہاز ساحل آستانہ پر پہنچ گیا ہے۔ اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ ترکی کے پاس ۲۴ بڑے اور ۲۹ چھوٹے جہازات ہو گئے ہیں۔

—— وزارت ترکیہ نے ۱۹۲۶ء کے بجٹ کی خواندگی ختم کر دی ہو اس ... [illegible]

کمی کی زیادتی ہو جائے گی۔ اس حساب سے خرچ وضع کرنے کے بعد دس ملین کی بچت رہے گی۔

——— امسال تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار مسلمان شریک حج ہوئے جن میں سے ساٹھ ہزار صرف نجدی تھے۔ حج بخیر و خوبی ختم ہو گیا ہے۔ اور حجاج کی صحت قابل اطمینان ہے۔

——— ہمعصر خلافت مظہر ہے کہ موتمر کے متعلق مکہ معظمہ سے جب کوئی تار نہیں آیا تو اس نے وفد خلافت کو مکہ معظمہ تار دیا تھا کہ موتمر کے متعلق کوئی تار کیوں نہیں آیا۔ جس کا حسب ذیل جواب ۲۸ جون کو مکہ معظمہ سے چلا ہوا آیا ہے کہ:

"پہلے تین تار بھیجے جا چکے ہیں۔ حج کے باعث موتمر کا اجلاس ملتوی ہو گیا ہے۔ افغانی اور مصری نمائندے پہنچ گئے ہیں ترکی نمائندے ابھی راہ میں ہیں۔ وفد خلافت حصول مدعا کے لئے پوری جد و جہد کر رہا ہے۔"

——— غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے رضا خاں پہلوی جدید شاہ ایران کو ایک شمشیر جوہر دار بذریعہ ہوائی جہاز بطور ہدیہ ارسال کی ہے۔

——— کابل میں ایک عربی کالج کھلنے والا ہے۔

ضرورت ہے

ایسے ایجنٹوں کی جو مختلف مقامات کے تاجروں سے اخبار پیغام صلح کیلئے اشتہارات حاصل کریں معقول کمیشن دیا جائیگا

منیجر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

رعایتی نرخنامہ اشتہارات

	ایک بار	دو بار	چار بار	تین ماہ	ایک سال
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

"کوکب ہند" دہلی

دنیائے ہند کے لئے عظیم بشارت ہے۔ اس کے مضامین اصول وحدت و یگانگت کے ان بلند پایہ مراتب کی طرف رہنما ہوتے ہیں جو دنیا کے لئے امن و امان روح و ریحان کے باعث اور عالم انسانی کو انسانیت کے غایت مقصود کی طرف لے جانے اور فردوس رضوان میں داخل کرنے والے ہیں۔ یہ وہ اہم اور اعلیٰ مقاصد ہیں جن کے لئے انسان عالم وجود میں آیا ہے ان بلند مقاصد کی طرف اس وقت تک کوئی روح پرواز نہیں کر سکتی جب تک وحدت کی لازوال روح سے زندہ و پائندہ نہ ہولے۔

کوکب ہند کیا ہے؟ دور وحدت کا روحانی نغمہ۔ صبح وحدت کا نورانی ستارہ، آسمان وحدت کا رحمانی فرشتہ ہے۔ جو اہل دنیا کو وحدت کے اعلیٰ افق کی جانب رہبری کرتا ہے۔ طلب کیجئے۔

سالانہ قیمت [illegible]۔ ششماہی [illegible]۔ نمونہ مفت۔

کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخنامہ

	یکبار	دوبار	چار بار	تین ماہ	چھ ماہ	یکسال
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مشنری و زراعتی سامان و آلات

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین آہنی رہٹ (ہلٹ) زراعتی فارم کے نمونہ کے آہنی ہل۔ خراس۔ بیلنے جات۔ چاول۔ سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں وغیرہ منگانے کے لئے جارہی باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم عبد الرشید سٹنڈسٹر جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ پنجاب

لاولد عورتوں اور مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر و ناز ایجاد یعنی "دوائے خوش کیف"

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپ کی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں۔ یا صرف ایک دو بچے یا لڑکیاں ہوکر سلسلہ تولد ختم ہو گیا ہو تو آج ہی اس دوا کو طلب کر کے فائدہ اٹھائیے جس کو ۲ یوم دو مرتبہ کے استعمال سے اگر چھ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت معہ دس روپے حرجہ کے واپس کر لو۔ بحالت حمل میں درد زہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نیز کثرت ایام ماہواری میں بجید مفید ہے (نوٹ) ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے طلب نہ کی جائے۔ قیمت [illegible]

اکسیر ذیابیطس جلد جلد پیشاب کا آنا۔ پیاس کا زیادہ معلوم ہونا پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا۔ بدن کا تحلیل ہونا خشکی کا زیادہ ہونا۔ وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گردوں کی اصلاح ہو جاتی ہے اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کو استعمال کیجئے۔ قیمت [illegible] محصول ہر دوا بذمہ خریدار۔

ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا یوپی

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں۔ تجربہ کار سنار بھی ان کو پچیس روپے سے کم نہیں بتا سکتا ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے تاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے نایاب تحفہ ہے ناپسند ہو تو قیمت واپس۔ فی انگوٹھی [illegible] چار کے خریدار کو ایک مفت ناپ ضرور بھیجئے۔

جرمنی تحفہ
کیمیکل گولڈ سونے کے گوشوارے

یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بندے ہیں۔ ان میں ہیرا کٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرے لگا دیئے۔ رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چوطرف ستارے قربان ہو رہے ہیں۔ قیمت [illegible] علاوہ محصول

کیمیکل گولڈ قمیص کے خوبصورت بٹن

یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں جو بہت خوبصورت ہیں ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں۔ نایاب تحفہ ہے۔ قیمت فی سٹ [illegible] علاوہ محصول ڈاک۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک مفت

ایس اے اضغر اینڈ کو مٹیا محل دہلی

نایاب تحفہ

جناب مرزا انور بیگ صاحب بی اے ایم ایس سی پروفیسر کیمسٹری اسلامیہ کالج پشاور تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے بذریعہ کیمسٹری اکسیر شباب گولیوں کا جو کہ شاہ اینڈ کو لاہور نے تیار کی ہیں۔ معائنہ کیا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ گولیاں سونا۔ فولاد۔ ڈامیانا اور بہت سی ایسی قیمتی ادویات کا مرکب ہیں۔

ماہوار اخبار گھنٹال لاہور مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۶ء اس میں لوگوں کو کسی قسم کی جسمانی کمزوری ہو ان کے لئے یہ دوا اکسیر بلکہ بے نظیر ہے

ماہوار اخبار نیر اعظم مراد آباد یوپی مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۶ء پنجاب کا مشہور کارخانہ شاہ اینڈ کو (رجسٹرڈ) نے اکسیر شباب گولیاں اور روغن طلائے شباب یہ دو چیزیں ایسی طیار کی ہیں جن سے تمام اعضائے رئیسہ کو بحد قوت پہنچتی ہے باہ میں کسی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ اس کے واسطے یہ چیزیں اکسیر ہیں نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہیں۔ دونوں چیزوں کا ساتھ ساتھ استعمال کرنا بیحد مفید ہے کسی قسم کی سوزش یا آبلہ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ جو صاحب اپنی جوانی کی امنگوں میں اپنی قوت کو زائل کر چکے ہوں ان کے لئے اکسیر بہا تحفہ ہے قیمت اکسیر شباب ۴۰ گولیاں بیس یوم کے لئے پانچ روپے معہ طلائے شباب قیمت [illegible] نمونہ مکمل بکس ۷ یوم کے لئے [illegible]

شاہ اینڈ کو بھاٹی گیٹ لاہور

معجون ظہیری

فائدہ عام کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے کہ یہ معجون ایجاد کردہ فرزندم حکیم محمد ظہیر الدین صدر درجہ کی ملذذ۔ مفرح، ہاضم اور مقوی ہے اس معجون کے استعمال سے معدہ کے اندر ایک خاص قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جگر کا فعل درست ہو جاتا ہے۔ اور تمام اعضائے رئیسہ کو نفع عظیم حاصل ہوتا ہے۔ خاص فائدہ اس معجون کا یہ ہے کہ مزمن کھانسی اور ضیق النفس دور کر دیتی ہے۔ اور قوت مردمی کو کمال درجہ کا فائدہ بخشتی ہے۔ خوراک چھ ماشہ سے نو ماشہ تک روزانہ۔ قیمت فی بکس جس میں ایک پاؤ معجون ہو گی صرف پانچ روپے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

محمد الدین گرداور نشتر اروپ ضلع گوجرانوالہ

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

اہل ولایت نے جہاں اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کی ہیں وہاں یہ کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں بھی اس قدر نفیس بنائی ہیں کہ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے یہ چوڑیاں خاص قسم کی بنائی گئی ہیں۔ اس پر نہایت عمدہ بیل بوٹوں کا کام کیا ہوا ہے گوری گوری نازک کلائیوں میں اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے چین ہو جاتے ہیں ان پر ملمع نہیں ہے کاٹ لو کسوٹی پر لگا لو۔ رنگ تبدیل نہ ہوگا۔ کالی نہیں ہوتیں۔ زنگ نہیں لگتا۔ پانچ سو روپے کی چوڑیاں خوبصورتی میں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بنگال اور دکن کے رئیس طبقہ کی عورتوں نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ قیمت فی سٹ بارہ چوڑیاں [illegible] معہ محصول چھ سٹ کے خریدار کو ایک مفت

یونانی دواخانہ ڈوری بازار متھرا (یوپی)

ہفتہ وار تنظیم

جھگڑوں سے پاک۔ ہر ایک مسلمان کی عزت کا محافظ، اسلامی شرافت اور اسلامی اخلاق سے قوم اور ملک کی خدمت کرنے والا ہفتہ وار تنظیم

ڈاکٹر کچلو ——— اور ——— جناب قریشی ایڈیٹر ہیں

اگر آپ بحث و مباحثہ سے اکتا کر اپنی روحانی خوشی اور خبروں کے معلوم کرنے کے لئے کسی سچے اور صاف دل اخبار کی تلاش میں ہیں تو تنظیم کی خریداری منظور فرمائیے۔ اخبار کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں ضروری واقعات اور خبریں مکمل درج ہوتی ہیں۔ دوسرے حصہ میں اسلامی اور تاریخی مضامین جن سے دل روشن ہو۔ قابلیت بڑھے۔ واقفیت میں اضافہ ہو۔ خوبصورت ٹائیٹل پیج۔ عمدہ لکھائی اور مضبوط سلائی۔ قیمت سالانہ [illegible] ششماہی [illegible] آج ہی کارڈ لکھئے۔ نمونہ مفت ارسال خدمت کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ کی منشا ہے۔

منیجر اخبار "تنظیم" امرتسر

تحقیق آریا

آریوں کی اصلیت۔ تواریخ اور اصلی وطن۔ ویاہی سے قدامت وید کا ابطال۔ پارسی اور ویدک مذاہب کے معبود۔ اشیائے پرستش۔ طرز عبادت وغیرہ میں مشابہت۔ ویدوں کی حقیقت۔ وید کے دو ٹکڑے۔ وید تین ہیں یا چار۔ بڑا اوپدیش۔ ملہمان وید کی حقیقت اور ان پر اعتراض۔ جامع وید بیاس جی کا زردشتی ہو جانا۔ مضامین وید کی بے ترتیبی۔ الہام وید پر اعتراضات۔ خدا کا عجز۔ ویدک تہذیب و اخلاق کے نمونے مصنفین وید کی فہرستیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ کتاب ۱۶ سال سے لاجواب ہے۔ قیمت [illegible]

ازالۂ مادہ

آریہ سماج کے مایۂ ناز عقیدہ قدامت مادہ کی قوانین سائنس و فلسفہ و براہین منطق و شہادات پنڈت دیانند و لیکھرام کی بنا پر دنداں شکن تردید۔ سنسکرتان بھر میں اپنی طرز کا واحد رسالہ۔ [illegible]

ایم۔ کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ۔ لاہور

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۳ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۵

ایک مسیحی محقق کے جذبات

دیکھ کر کل ایک مسلم کو کھڑا — بر سرِ رہ جو تھا مشغول نماز
سرِ ہستی پا گیا فی الفور میں — منکشف مجھ پہ ہوا کیا خوب راز
عجز سے ہونا کھڑا مانند الف — دال کی طرح سے جھکنا با نیاز
میم کی صورت جھکا کرنا صیہ — خاک پر گرنا بصد سوز و گداز

ہے دلیل اس بات کی اے بیخبر
آدمی آدم ہے از روے نماز

میں کیا ہوں

(حضرت علامہ تاجور نجیب آبادی)

عشق کی محویتوں نے سب سے یکسو کر دیا،
اب میں اپنی آپ اک دنیا ہوں اور آباد ہوں
بربطِ ہستی کے تاروں میں ہوں میں اک غم کا گیت
سازِ موجودات میں اک نغمۂ فریاد ہوں،
سبحہ و زنارِ شیخ و برہمن میں ہے جنگ
اور میں اس طوق اس زنجیر سے آزاد ہوں
عشق نے مجھ سے بھلایا مجھکو جب اے ہمنشیں!
اُن سے پھر امید کیوں رکھوں کہ انکو یاد ہوں
میرا ہونا تہمتِ ہستی بنا میرے لیے
اپنی فطرت پر میں اک الزام بے بنیاد ہوں

مسلمانانِ پولینڈ کے دلچسپ حالات

فتی العرب رقمطراز ہے کہ:-

موتمر قاہرہ میں پولینڈ کے مفتی اعظم نے مسلمانانِ پولینڈ کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک تقریر میں فرمایا کہ مسلمان پولینڈ میں پولینڈ کے اندر سلطان بایزید خان کے خلاف امیر تیمور لنگ کی مدد کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اور اس کو وطن بنا لیا۔ یہ مسلمان جو وہاں پہنچے تھے۔ تقریباً سب کے سب تاتاری نسل کے تھے۔ مگر تھوڑے ہی زمانہ میں ان کی تعداد پولینڈ میں گھٹنی شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ صرف پندرہ ہزار رہ گئے اور بہت سے مسلمان یہاں سے ہجرت بھی کر گئے۔ اس کا بڑا سبب قرونِ وسطیٰ کا حد سے بڑھا ہوا جوش مذہبی اور عالمگیر مسیحی حکومت کے قیام کا تخیل تھا۔ اس سلسلہ میں یہاں کے مسلمانوں کو حد سے زیادہ اذیتیں اور تکلیفیں دی گئیں۔

ان دنوں منطقہ تغلیند میں مسلمانوں کی زیادہ تعداد ہے اور یہیں ان کا مفتی بھی رہتا ہے۔ اس وقت پولینڈ میں مسلمانوں کی بیس مسجدیں ہیں یہاں کے دیہاتی مسلمان شہری مسلمانوں سے زیادہ دیندار ہیں یہاں پابندی سے نمازیں ہوتی ہیں۔ اور مساجد میں خطبے عربی زبان میں پڑھے جاتے ہیں۔ یہاں کے مسلمان ابھی تک قدیم وضع کے ہیں اور ان کو اپنے قدیم دستوروں اور طریقوں کی حفاظت میں بڑا غلو ہے۔ یہ لوگ پولینڈ ہی کی زبان بولتے ہیں۔ اور ترکی زبان کو تقریباً سب بھول گئے ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی بھی ترکی میں نوشت و خواند نہیں کر سکتا۔

یہاں کے مسلمانوں کی بڑی تعداد کا مشغلۂ زندگی زراعت اور دباغت ہے۔ اور یہی کام کرتے ہوئے وہ یہاں بلغاریہ سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ پولینڈ کی فوج میں بہت سے مسلمان افسر ہیں اور پولینڈ کے سرکاری مدارس میں بھی مسلمان بڑی تعداد میں ملازم ہیں حکومت پولینڈ نے مسلمانوں کے ساتھ خاص رعایات ملحوظ رکھی ہیں اور ان کو یہاں کامل آزادی ہے۔ اور کوئی فرقہ ان کی قومی روایات اور مذہبی شعار میں حایج نہیں ہو سکتا۔

نیز یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی، اجتماعی، ادبی۔ علمی حالت یہاں امید سے زیادہ بہتر اور قابلِ رشک ہے گزشتہ ہولناک و عالمگیر جنگ نے ان کو بہت کچھ تہ و بالا کر دیا تھا۔ کیونکہ ان کے شہر مضافاتِ جنگ نہ تھے لیکن جنگ کے بعد انہوں نے اپنی حالت بہت جلد درست کر لی۔

آخر میں مفتی صاحب نے درخواست کی کہ اسلامی حکومتوں کو اپنے قناصل اور سفرا پولینڈ میں بھی متعین کر لے چاہئیں۔ اس طرح مسلمانانِ پولینڈ کو ایک سیاسی تقویت حاصل ہو گی اور آج جس طرح وہ عالمِ اسلام سے بالکل علیحدہ اور بے تعلق ہیں۔ سفرا کے تقرر کے بعد یہ حالت نہ رہے گی۔

مسیح موعود نمبر میں اشتہار دو

پیغامِ صلح کا خاص نمبر "مسیح موعود نمبر" ۲۸ جولائی کو شایع ہو گا۔ ہزاروں کی تعداد میں چھپے گا۔ اور ہندوستان کے مختلف حصص میں تقسیم ہونے کے علاوہ بیرونِ ہند کے بہت سے ملکوں مثلاً ترکی فرانس۔ اٹلی۔ انگلستان۔ جرمنی۔ مصر۔ بغداد جاوا۔ پولینڈ۔ ایران۔ ٹرنیڈاڈ۔ جنوبی امریکہ جاپان۔ چین۔ افریقہ۔ افغانستان وغیرہ میں کثرت سے بھیجا جائے گا۔ تاجروں کے لئے اشتہار دینے کا نادر موقعہ ہے اشتہار دو اور فائدہ اٹھاؤ۔ اجرت اشتہار پیشگی آنی چاہیئے۔ رعایتی نرخنامہ ذیل میں درج ہے مزید رعایت ہرگز نہیں دیجائیگی لہذا اس کے لئے خط و کتابت کرنا وقت ضایع کرنے کے سوا کوئی نتیجہ نہیں رکھتا۔ (مینجر)

نرخنامہ اشتہارات

	ایک بار	دو بار	چار بار	تین ماہ	ایک سال
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بزم احباب

جاوا

برادر مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ انجمن جاوا سے لکھتے ہیں کہ انشاء اللہ اکتوبر کے آخر تک قرآن شریف کے ملائی ترجمہ کا چوتھائی حصہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے تعلق میں مجھے چند ایک کتابوں کی ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے جلد بھیجیئے۔ ڈچ لوگ جاوا اور اس کے نواحی جزائر میں گزشتہ تین سو سال سے حکومت کر رہے ہیں اور ان میں سے بہت سے لوگ عربی جانتے ہیں خصوصاً ایک شخص ڈاکٹر ہرگرونج جو لیڈن کی یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر ہے۔ عربی کا عالم گنا جاتا ہے اس نے اسلام پر بہت سی کتابیں ڈچ۔ جرمن اور فرنچ زبان میں لکھی ہیں۔ اور ڈچ گورنمنٹ اسے اسلام پر سند مانتی ہے۔ اسی طرح جاوی لوگ بھی اس کے علم کے قائل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے مصنوعی مسلمان بن کر کچھ عرصہ تک مکہ معظمہ میں رہ کر عربی علوم حاصل کئے۔ ہر ایک حاکم جو جاوا یا اس کے نواحی جزائر میں بھیجا جاتا ہے وہ کم و بیش اس کی کتابوں سے واقف ہوتا ہے۔ یہاں ایک خاص دفتر ہے جس میں دیسی لوگوں کے معاملات کا تصفیہ ہوتا ہے اس کے تمام اعلیٰ افسر اس ڈاکٹر کے شاگرد ہیں۔ اگرچہ ڈچ گورنمنٹ اور دیسی لوگوں میں اس شخص کی خاص وقعت ہے لیکن اسلام کی نکتہ چینی کرنے میں یہ مارگولیتھ اور میور سے کم نہیں ہے۔ یہاں کے مسلمانوں میں سے کسی نے آج تک یہ کوشش نہیں کی کہ اسلام کی صحیح تصویر ڈچ لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ یا جو غلط بیانیاں اسلام کے بارے میں اس ڈاکٹر اور اس کے شاگردوں نے پھیلا رکھی ہیں ان کی تردید کرے۔ میں نے حضرت امیر کی تصانیف سے اخذ کر کے جو رسالہ ڈچ زبان میں اسلام پر لکھا ہے۔ اس نے ڈچ لوگوں میں بڑی بیداری پیدا کر دی ہے۔ اور انہیں اسلام کی صحیح تصویر دیکھنے کا یہ پہلا وقعہ ملا ہے۔ جسے ڈاکٹر ہرگرونج اور اس کے شاگردوں نے عوام سے پوشیدہ کر رکھا تھا۔ اگرچہ تمام لوگوں کے دلوں سے اسلام کی نسبت غلط فہمیوں کے دور کرنے میں خاصہ وقت درکار ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کام کو عمدگی سے شروع کر دیا گیا ہے جس سے کامیابی کی بہت کچھ امید ہو گئی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ اسلام ہالینڈ میں زور شور سے پھیل جائے۔ ابھی تک ہم نے اس ملک کو اپنے پروگرام سے علیحدہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو تمام دنیا میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے مامور فرمایا تھا۔ اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس منشا کو پورا کرنے کا انتظام نہ کریں گے تو ہم احمدی کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھ کر میں نے حضرت امیر کے رسالہ اسلام کا ڈچ زبان میں ترجمہ کر لیا ہے اور ارادہ ہے کہ اس کی پانچ ہزار کاپیاں چھپوا کر تمام ہالینڈ میں مفت تقسیم کر دی جائیں۔ اس ملک سے اسلام کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کا یہ پہلا قدم ہوگا۔ اس بارہ میں مجھے انجمن کی اجازت کی ضرورت ہے مرزا غلام احمد دی مین کا ڈچ ترجمہ بھی جناب کی توجہ چاہتا ہے اس کے پہلے باب کا ترجمہ میں پہلے بھیج چکا ہوں۔ مجھے تمام نئے پمفلٹ جو آپ نے شایع کئے ہوں ارسال کر دیجئے۔ حضرت امیر اور جملہ احباب کی خدمت میں سلام علیک۔ درخواست دعا۔

استنبول (ترکی)

برادر عمر رضا صاحب نے سیرۃ خیر البشر کا ترجمہ مکمل چھپوا کر اس کی تین کاپیاں ہمیں روانہ کی ہیں۔ ایک مجلد اور دو غیر مجلد۔ کاغذ اور چھپائی نہایت اعلیٰ ہے۔ ۲۰۷ صفحہ پر سیرۃ نبوی ختم ہوئی ہے۔ اور اس سے آگے ۲۸ صفحوں پر حضرت امیر کے رسالہ اسلام کا ترکی ترجمہ دیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو حضرت نبی کریم کی پاک سیرت کے ساتھ ہی آپ کی پاک تعلیم کا بھی علم ہو جائے۔ دیباچہ میں مترجم نے حضرت خواجہ کی خدمات اسلام کا خوب وضاحت سے ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس کار خیر کی تکمیل میں حصہ لیا ہے۔ ترکی قوم علم دوست واقع ہوئی ہے۔ اگر ہمارے احباب تھوڑی تھوڑی امداد بصیغہ مفت اشاعت لٹریچر میں دے دیا کریں تو ہم دوسری کتابوں کے تراجم بھی آسانی سے شایع کرا سکتے ہیں۔

چین

قرآن کریم کا چینی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ برادر محمد الدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے چینی مسلمانوں کی ایک سوسائٹی کو لکھا ہے۔ کہ وہ ان کے مشکور ہیں کہ وہ چینی ترجمہ قرآن کی لفظی و دیگر فروگذاشتوں کی اصلاح میں ان کی مدد کرنے کو تیار رہیں۔ اس زمانہ میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان فضول نکتہ چینیوں کو چھوڑ کر اپنے بھائیوں کی علمی اور عملی خدمات اسلام کو اصلاحی نکتہ نگاہ سے دیکھیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ نکتہ چینی کرنا نہایت سہل امر ہے۔ لیکن کسی کام کا عملاً کر کے دکھانا نہایت مشکل ہے۔ میں نے قرآن کا چوتھائی حصہ چینی زبان میں ترجمہ کر لیا ہے۔ اور انشاء اللہ تین سال کے اندر اندر سارا کلام مجید مکمل شایع کر دینے کا ارادہ ہے۔ دیباچہ قرآن کریم کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا چھپ رہا ہے۔ جو ایک مہینے کے اندر شایع ہو جائے گا۔ کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ قرآن مجید کا چینی ترجمہ کثرت سے غیر مسلم چینی علما میں تقسیم کر کے انہیں دعوت اسلام دی جائے۔

ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ)

ٹرینیڈاڈ میں بھی احمدیہ انجمن قایم ہو گئی ہے۔ چنانچہ برادر تجمل حسین صاحب لکھتے ہیں کہ جملہ احمدی احباب نے ہمت کر کے انجمن کی ایک شاخ یہاں قایم کی ہے۔ فی الحال ہمارا کام یہی ہوگا کہ مرکزی انجمن کا لٹریچر مفت یا قیمتاً منگوا کر یہاں تقسیم کیا جائے۔ تاکہ یہاں کے تمام لوگوں کو ہماری جماعت کے کاموں سے دلچسپی پیدا ہو اور اسلام کی ترقی کے لئے مسلمانوں میں جوش پیدا ہو۔ ہماری انجمن نے ۴۲ شلنگ آج کتابوں کی قیمت کے روانہ کئے ہیں۔ اس قیمت کی کتابیں فہرست کے مطابق روانہ کر دیجئے۔

اس خط کے ساتھ ہی ایک انگریزی خط برادر محمد خاں صاحب پریذیڈنٹ شاخ انجمن اور ۱۷ ممبران انجمن کے دستخطوں کے ساتھ آیا ہے۔ جس میں انجمن کے قیام کے حالات اور مقاصد بیان کئے ہیں۔ اور مرکزیہ انجمن کو مناسب ہدایات و امداد دینے کے بارہ میں لکھا ہے

نوٹ۔ جملہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے برادران دور افتادہ کی ہمت میں برکت دے۔ اور وہ خدمت اسلام میں بیش از بیش حصہ لے سکیں۔ سید تجمل حسین صاحب نے محض خدمت اسلام اور ترقی سلسلہ کے لئے اپنی معقول ملازمت ترک کر دی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جناب سے رزق فراواں عطا فرمائے۔ اور دینی و دنیاوی برکات سے حصہ دے۔ بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جو محض خدا کی رضا اور اس کے دین کی خدمت کے لئے دنیا کو لات مار دیتے ہیں۔ سید صاحب نے بڑی قربانی کی ہے۔ لہذا ان کے لئے خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

ٹرینیڈاڈ کا دوسرا خط

سید رحمت علی شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط اور کتابیں پہنچ گئیں۔ یہاں کے مسلمان عام طور پر دنیا پر گرے ہوئے ہیں۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ خدا کے فضل سے غیر مذاہب کے لوگ احمدیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یقین ہے کہ احمدیوں کی ہمت اور برکت سے اس طرف بڑے زور سے اسلام کا ڈنکا بجے گا۔ اور چند سالوں کے اندر اندر سارا اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔

ٹرینیڈاڈ کا تیسرا خط

برادر امام الدین صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط اور رسالہ جات پہنچے۔ میں اور میرے والد صاحب انہیں نہایت دلچسپی سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہم آپ کی اس عظیم الشان تحریک سے کما حقہ آگاہ ہو جائیں گے جو ساری دنیا میں اسلام کی ترقی کا کام کر رہی ہے اور اسلام کو نہایت خوبصورت طریق پر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے اس کے خلاف ملاؤں کا جو طرز عمل ہے وہ نہایت افسوسناک ہے میں نے نہ صرف اپنے والد صاحب کو بلکہ اپنے بھائی صاحب کو بھی آپ کی تعلیم سے آگاہ کر دیا ہے۔ وہ دونوں جماعت کی شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ اور ہر دو اخبارات یعنی "لائٹ" اور "پیغام صلح" کی خریداری منظور کرتے ہیں۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے۔

قسطنطنیہ کا دوسرا خط

برادر عمر رضا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مجھے ۲۵ پونڈ مرسلہ انجمن پہنچ گئے جس کے لئے میں ان ممبران انجمن کا جنہوں نے اس کار خیر میں مدد دی ہے مشکور رہوں۔

مرے خو سیرۃ خیر البشر کا ترکی ترجمہ چھپوایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کو ترکی قوم میں خاص قبولیت ہوگی۔ کیونکہ موجودہ حاکمان ترکی بھی ملک میں آزاد خیالی اور مذہبی رواداری کے حق میں ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تعلیم اسلام میں ایک نیا جذبہ اور روح پیدا ہو۔ جس سے قوم کی مغلوبیت دور ہو جائے۔ اگرچہ ہماری سلطنت نے تکیے اور پرانے طریقے کے مدرسے بند کر دیئے ہیں۔ لیکن دوسری طرف قوم کو صحیح اسلامی تعلیم دینے کے لئے مذہبی محکمہ اور مذہبی کالج نئے اصول پر قایم کر دیئے ہیں۔ مذہبی محکمہ کے زیر نگرانی قرآن شریف و صحیح بخاری و صحیح مسلم کا ترکی ترجمہ ہو رہا ہے۔ نیز یہ محکمہ مسلمانوں کے جملہ امور مذہبی کا تصفیہ کرتا رہتا ہے۔ اور ملک کے ہر حصہ میں اس کی شاخیں ہیں۔ ہماری شایع کردہ سیرت نبویہ حضرت نبی کریم کے اخلاق کا نہایت صحیح عکس ہے۔ اس لئے وہ ہماری قوم کے لئے بے حد مفید ہے۔

اخبار احمدیہ

تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی کے دو بھائی منشی محمد صدیق صاحب اور منشی عبد الرحمن صاحب تبلیغ سلسلہ اور اخبار "لائٹ" کی توسیع اشاعت میں بہت سرگرمی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت دے۔

فراہمی چندہ تبلیغ ہند کا کام نہایت سرعت سے جاری ہے۔ اس کے سرمایہ کو مضبوط کرنے کے لئے انجمن نے دو قسم کی رسیدات چندہ تیار کرائی ہیں۔ ایک ایک آنہ کی رسیدات اور چار چار آنے کی رسیدات یہ دونوں قسم کی کاپیاں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس قدر قلیل رقم کی رسیدیں اس لئے تیار کی گئی ہیں کہ ہر ایک شخص بآسانی چندہ فراہم کر سکے۔ امید ہے کہ تمام احباب دفتر انجمن سے کاپیاں منگوا کر فراہمی چندہ کے لئے خاص طور پر کوشش فرمائیں گے۔ اس وقت ہندوستان میں اسلام سخت خطرہ میں ہے اس خطرہ سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے۔ وہ یہ کہ اس سرزمین میں جیسے اندلس بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام میں نہایت سرگرمی و مستعدی سے کام لیا جائے۔ چنانچہ ہماری انجمن نے اس اہم فریضہ کے سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس جہاد کبیر میں جس پر ہندوستانی مسلمانوں کی موت و حیات کا انحصار ہے۔ مالی حصہ لے۔

احمدیت کی فتح رسالہ "مسیح موعود اور ختم نبوت" مصنفہ حضرت امیر نے ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا کیا ہے کہ محمودی کیمپ میں ایک تہلکہ مچ گیا ہے۔ بعض محمودی احباب نے ہمیں خصوصیت سے یہ کہا ہے کہ وہ مرزا محمود احمد صاحب کو مجبور کریں گے کہ اگر وہ اپنے آپ کو غلطی خوردہ نہیں سمجھتے تو اس رسالہ کا جواب دیں۔

نقل و حرکت (۱) شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ضلع لدھیانہ سے لاہور میں واپس بلا لئے گئے ہیں۔ آئندہ وہ لاہور ہی میں کام کیا کریں گے۔

(۲) شیخ محمد نصیب صاحب محصل ضلع فیروزپور کی طرف دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔

زنانہ مدرسہ لاہور کی احمدی خواتین سرگرمی سے اپنی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ اب مدرسہ خواتین میں موسم گرما کے باعث ایک ماہ کی تعطیلات ہو گئی ہیں۔ اس تقریب پر ۱۱ جولائی کو عصر کے وقت مستورات کی ٹی پارٹی ہوئی۔

اعزازی مبلغین جلسہ سالانہ پر تقریباً چالیس اصحاب بڑے جوش اور اخلاص سے اپنے نام آنریری مبلغین کے زمرہ میں لکھوا گئے تھے۔ اور وعدہ کر گئے تھے کہ وہ تبلیغ احمدیت کے کام کو سرانجام دینے کے لئے خصوصیت سے کوشش کریں گے لیکن سوائے معدودے چند احباب کے جو النادر کالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں۔ اور کسی صاحب نے اس بارہ میں توجہ نہیں کی۔ سال میں سے سات ماہ گزر چکے ہیں۔ اس لئے ان تمام اصحاب کو جو اپنے نام بطور آنریری مبلغ کے لکھوا گئے تھے۔ یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ دفتر سے ان کے نام جو چٹھیاں جاتی ہیں ان کو چاہیئے کہ ان کا مفصل جواب دیں۔ اور تبلیغ احمدیت کے لئے جو جو تجاویز ان کی سمجھ میں آئیں ان سے ہمیں آگاہ کریں۔ ہم ان تجاویز کو دوسرے احباب تک بھی پہنچا دیں گے۔ اور اس کام کو ہر پہلو سے تکمیل تک پہنچانے کے لئے عملی کارروائی کرنے میں احباب کا ہاتھ بٹائیں گے۔

قبول اسلام انجمن کے اعزازی مبلغ سید حسین شاہ صاحب ساکن و حرم سالہ کے ہاتھ پر سات اشخاص نے اسلام قبول کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ - ۳ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ نمبر ۳۵

کشمیر میں مسیحیت کا جال

مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

کچھ ایسی سوئی ہے قوم مسلم کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین اور آسمان دونوں نے مل کر ایکا کر لیا ہے کہ مسلمانوں کو اس سرزمین سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ ہر روز جو نیا آفتاب طلوع ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ فرزندان اسلام کے لئے کسی نہ کسی نئی مصیبت ہی کا پیام لاتا ہے جس جماعت اور قوم کو دیکھو وہ مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے کیا اس لئے کہ خداوند عالم اس قوم کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ قوم جس کے سینے میں توحید کی امانت ہو اس کو خدا تعالیٰ کیونکر تباہ و برباد کر سکتا ہے یہ تمام مصائب جو اس وقت مسلمانوں پر نازل ہو رہی ہیں۔ ان کی غرض و غایت یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اپنے قوائے عمل کو حرکت میں لائیں۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کا نام پھیلائیں۔ ہاں اگر انہوں نے زمانہ کی ان تنبیہوں سے کوئی سبق حاصل نہ کیا اور موجودہ تغافل شعاری کو خیرباد نہ کہا تو پھر ان کا حشر وہی ہوگا جو ایسی ناعاقبت اندیش اقوام و ملل کا ہوا کرتا ہے۔ زمانہ کے زبردست ہاتھ انہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہے ہیں۔ اور انہیں آنے والے خطرات کا پتہ بتا رہے ہیں لیکن وہ کچھ ایسی لمبی تان کر سوئے ہیں کہ جاگنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

آج سے چند سال پیشتر ہندوستان کی اچھوت اقوام میں اسلام اور عیسائیت نہایت سرعت سے ترقی کر رہے تھے۔ اس ترقی کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ اگر اس میں رکاوٹ پیدا نہ ہوتی اور اسی زور سے متواتر جاری رہتی تو تھوڑے سے ہی عرصہ میں یہ تمام بدنصیب اقوام ہندو مذہب سے نکل کر اسلام اور عیسائیت کی آغوش میں آ جاتیں۔ ہندو مذہب میں نہ ایسی کوئی جماعت تھی اور نہ اب ہے۔ جو مذہبی نکتہ خیال سے اچھوت اقوام کی علیحدگی کو کچھ زیادہ اہمیت دیتی ہو۔ لیکن ہندوؤں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی جو سیاسی زاویہ نگاہ سے ہندو قوم سے اچھوت اقوام کے اخراج کو ہندوؤں کے لئے خطرہ کا موجب سمجھنے لگی۔ اس نے اس بات کا بیڑا اٹھایا کہ ان اقوام کو اسلام اور عیسائیت کی دست برد سے بچایا جائے۔ اور اس کام کے لئے اس نے دوسرے ہندوؤں میں بھی تبلیغ و اشاعت شروع کی نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے ہندوؤں نے بھی اپنی قدیم مذہبی روایات کو الوداع کہہ کر اس جماعت کا ساتھ دیا۔ اور ان اقوام کو اسلام اور عیسائیت سے محفوظ رکھنے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ کوششیں نہ صرف بچاؤ ہی تک محدود رہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اسلام اور عیسائیت کے خلاف تحریک شدھی جاری کر کے ایک جارحانہ قدم اٹھایا گیا اس نئی تحریک سے عیسائیوں کو اگر کچھ نقصان ہوا ہے تو یہی کہ اچھوت اقوام میں ان کے مذہب کی اشاعت رک گئی مسیحیوں کو مرتد کرنے میں ہندوؤں کو بہت کم کامیابی ہوئی ہو لیکن اسلام کو اس جدید تحریک سے سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اس کے لئے نہ صرف تبلیغی مشکلات پیدا ہو گئیں بلکہ اس کے ہزارہا فرزند شدھی کی رو میں بہہ کر اس سے جدا ہو گئے ہیں۔ اس تحریک سے مسلمانوں کو جو نقصان شدید برداشت کرنا پڑا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ مسیحی پادریوں نے بھی یہ دیکھ کر کہ ہندوؤں کی سرگرمیوں کے باعث اچھوت اقوام میں کام کرنا مشکل ہو رہا ہے اپنا رخ مسلمانوں ہی کی طرف پھیر لیا ہے۔

اس نئی تاخت و تاراج کے لئے مسیحیت نے بھی وہی میدان منتخب کیا ہے جس پر ہندو مہاسبھا اور شدھی سبھا نے آنکھ لگا رکھی ہے شدھی سبھا نے بھی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے کشمیر کا سرسبز خطہ تجویز کیا تھا۔ اور آج عیسائی پادریوں نے بھی عملی کام وہیں سے شروع کیا ہے چنانچہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اسلام کا مشہور دشمن "امہات المومنین" کا مصنف پادری احمد شاہ جو سری نگر کشمیر کا رہنے والا ہے عمر کی اسی منزلیں طے کر کے اب پھر اپنے قدیم وطن مع اپنی ذریات کے پہنچ گیا ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کشمیر ہی میں مقیم ہو گیا ہے۔ یہ وہی احمد شاہ ہے اور وہی اس کی کتاب امہات المومنین ہے۔ جس کا جواب سر سید احمد خاں صاحب مرحوم اور کئی دیگر علماء نے لکھا تھا۔ اسلام کا یہ دیرینہ دشمن بوجہ کشمیری النسل ہونے کے مسلمانان کشمیر کی حقیقی کمزوریوں سے خوب واقف ہے۔ اس لئے اس کو یقین ہے۔ کہ ایک ایسا خطہ جو بے علمی کی وجہ سے جہل مرکب میں مبتلا ہے۔ جو افلاس کی وجہ سے ننگا بھوکا ہے۔ اور جو خانہ جنگیوں، فرقہ بندیوں اور خود غرضیوں کی وجہ سے سارے ہندوستان میں بدنام ہے۔ اس کی مذہبی جولانیوں کے لئے وسیع میدان بن سکتا ہے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ مشن سکول کی بعض مسلمان لڑکیوں کو یہ کہہ کر کہ سید احمد شاہ گیلانی ایک مشہور سید اور بزرگ اور پیر ہیں۔ ان کے وعظ سنائے جاتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس مصنوعی پیر کے خطرناک وعظوں کا کل کیا نتیجہ نکلے گا۔

اس سے زیادہ المناک بات یہ ہے کہ پادری احمد شاہ کا ایک لڑکا جو مشن ہائی سکول سری نگر میں مدرس ہے۔ اس سکول کے مسلمان طلبہ پر خوب ڈورے ڈال رہا ہے۔ اور انہیں اپنے دام میں پھانسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سری نگر میں عام طور پر مشہور ہے کہ اس سکول کے بارہ مسلمان طلبہ اس ماسٹر کے مکان پر جاتے ہیں اور وہاں جا کر چاء نوشی کرتے ہیں۔ ان لڑکوں میں اکثر لڑکے مشہور پیروں اور مولویوں کی اولاد ہیں۔ اور عنقریب عیسائی ہونے والے ہیں۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے اسلامیہ زنانہ مڈل سکول کی ہیڈ معلمہ ایک عیسائی مشنری عورت ہے جس کو مسلمانوں سے فطرتاً کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اس کے متعلق یہ شکایت ہے کہ وہ نہایت خوش سلیقگی کے ساتھ مسلمان معصوم بچیوں کو پردہ کے معرضہ نقصانات۔ برقعہ کی خرابیاں اور اسلام کے منگھڑت نقائص بتا کر ان کے دلوں میں زہر بھر رہی ہے۔

یہ سب کچھ کہاں ہو رہا ہے؟ خاص سری نگر میں۔ جہاں بہت سی اسلامی انجمنیں موجود ہیں۔ کیا ان کے ارباب حل و عقد سے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ یہ انجمنیں محض نام کے لئے ہیں یا کام کے لئے؟ اگر کام کے لئے ہیں۔ تو پھر ایسے دردناک واقعات کی موجودگی میں خاموشی کے کیا معنی؟ اسلام کا ایک نہایت خطرناک دشمن اسلام پر حملہ آور ہے اور ناواقف مسلمانوں کو اپنے دام میں پھانسنے کے لئے کوشاں ہے۔ لیکن مسلمان علماء ہیں کہ اپنے فروعی جھگڑوں اور تکفیر بازیوں میں مبتلا ہیں۔ انہیں یہ احساس ہی نہیں کہ ان کی یہ غفلت شعاری مستقبل قریب ہی میں کیا رنگ لانے والی ہے کاش یہ بدبخت قوم اپنے اندرونی جھگڑوں کو چھوڑ کر دشمن کے مقابل میں صف آرا ہوتی۔

ہندو دھرم کا نقشہ

آریہ سماجی مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ شدھ ہو کر ہندو دھرم میں داخل ہو جائیں لیکن ہندو دھرم کیا ہے اس کا بیان ایک آریہ اخبار ہی کی زبانی سنئے۔ لکھتا ہے۔

> ایک پادری صاحب جو بیس سال سے زیادہ دیر تک ہندوستان میں رہ چکے ہیں۔ موجودہ ہندوازم پر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:۔
>
> "ایسا مذہب جس کی رو سے عین مندروں میں رنڈیاں رکھی جاتی ہیں۔ جس میں لنگ اور یونی دیوتاؤں کے نہایت دیوتے قبیح افعال کے مرتکب ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور جس میں سخت سے سخت مکروہ رسوم بطور مذہبی عبادت کے روا تصور کیا جاتا ہے۔ وہ مذہب کبھی بھی جیون اور چال چلن کو پاکیزہ نہیں بنا سکتا۔"
>
> ہو سکتا ہے کہ پادری صاحب نے مبالغہ آمیز پیرایہ میں ہندوازم کی مذمت کی ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ پرچلت ہندوازم میں یہ تمام برائیاں موجود ہیں اور جنوبی ہند میں دیوداسیوں کا مندر میں رہنا اس کا ثبوت ہے۔

ہم اپنے آریہ دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی وہ پاکیزہ دھرم ہے جس کے قبول کرنے کی مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ مسلمان تو ایسے مذہب کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں۔ آریہ اور ہندوؤں کی دیدہ دلیری ضرور قابل داد ہے۔ کہ وہ ایسے دھرم میں داخل ہونے کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔

جمعیۃ علماء اور جماعت احمدیہ

جب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے امرتسر میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد کی تھی تو جمعیت العلمائے ہند کے ناظم مولانا احمد سعید صاحب اور ان کے ہم رنگ علماء نے محض اس لئے اس کانفرنس میں شریک ہونے سے انکار کیا تھا کہ اس میں احمدی بھی شریک ہوئے تھے۔ جنہیں مولانا اینڈ کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنا ناجائز۔ اس وقت بھی "پیغام صلح" نے ان مدعیان اسلام کے قول و فعل میں جو تضاد و تخالف دکھایا تھا اس کو قارئین کرام بھولے نہ ہوں گے۔ اب رہا سہا پردہ جناب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ معتمد عمومی جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ نے اٹھا دیا ہے۔ سید صاحب موصوف نے حال ہی میں انجمن مذکورہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق ایک ہشت ماہہ رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

> مقام ... از یکم تا ۴ جون ۱۹۲۶ء ایک نہایت شاندار تبلیغی کانفرنس زیر صدارت خواجہ حسن نظامی صاحب و نوابزادہ محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب شروانی ایم ایل سی رئیس حبیب گنج ضلع علی گڑھ و کنور محمد مشکور علی خاں صاحب رئیس منڈھو۔ و نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب ایم ایل اے بیرسٹرایٹ لا۔ رئیس جہانگیر آباد ضلع میرٹھ منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں آریہ سماج کے ساتھ ایک کامیاب مناظرہ بھی ہوا۔ جس میں مولوی محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ لاہور نے خاص کامیابی کے ساتھ حصہ لیا۔ اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلمائے ہند و مولانا محمد مظہر الدین صاحب مدیر جریدہ "الامان" دہلی۔ و مولانا اعجاز حسین صاحب مدرس مدرسۃ الواعظین لکھنؤ نے مولوی عصمت اللہ صاحب کی امداد فرمائی۔

اس اقتباس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا احمد سعید صاحب اور ان کے ہم مشرب مولانا جماعت احمدیہ کے مبلغین کے ساتھ عملی طور پر مل کر کام کرتے رہے ہیں۔ اور کہ ان کی وہ تمام اشتہار بازی جو انہوں نے آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے موقع پر کی تھی محض بے بنیاد تھی۔ اور ان کے اپنے فعل کے خلاف تھی۔ پھر مجلس خلافت کے اجلاس دہلی میں شامل ہو کر جس میں احمدی بھی شریک تھے انہوں نے اپنے ان تمام فتاویٰ پر پانی پھیر دیا ہے۔ کاش یہ حضرات اس قسم کی دو رنگی چالوں سے باز آئیں اور قرون اولیٰ کے علمائے اسلام کا نمونہ پیش کریں۔

مسیح موعود نمبر

قارئین کرام نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا وہ ارشاد جو اس خاص نمبر کے ذریعہ تبلیغ سلسلہ کے متعلق گزشتہ سے پیوستہ پیغام صلح میں درج کیا گیا تھا ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ آج ہم پھر اس ارشاد فیض بنیاد کی طرف تمام احمدی احباب کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔ اور اس نکتہ کا اعادہ کرتے ہیں کہ سلسلہ کی تبلیغ کے لئے یہ ایک زریں موقع ہے۔ جس سے ہر فدائی دین احمد کو پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جس قدر کاپیاں درکار ہوں اس سے دفتر

سود خواری کا آخری نتیجہ

راج پنڈت پنڈت گرادھر شرما جوالہ آباد کے رئیس اور راسخ العقیدہ ہندو ہیں۔ اپنے ایک مضمون کے دوران میں ہندو قوم کی نسبت یوں طراز ہیں:-

ہندو مادی ترقی کو اپنا مقصد سمجھتے ہیں وہ کبھی مصیبت کے وقت کسی کی مدد نہیں کرتے ان کی تمام خصلتیں نمائشی ہیں

یہ ایک ایسی سچائی ہے کہ آریہ گزٹ جیسے متعصب اخبار کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ وہ پنڈت صاحب کی اس تحریر کے متعلق لکھتا ہے

ممکن ہے اس میں کسی قدر مبالغہ ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس الزام میں صداقت ضرور بھری ہوئی ہے۔ اور جو ہندو اپنے عقائد اور اصولوں کی خاطر یا ویسے ہی مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے اسے پتہ لگتا ہے کہ واقعی ہندوؤں میں عملی ہمدردی برائے نام ہی ہے۔ ہمیں ذاتی طور پر تجربہ ہوا ہے کہ ہندوؤں میں عملی ہمدردی کا تو کیا کہنا زبانی ہمدردی کا بھی ابھاؤ (قحط) ہے۔

معاصر مذکور نے یہ تو لکھ دیا کہ ہندو قوم میں عملی ہمدردی بالکل مفقود ہے لیکن افسوس کہ اس نے اس بات پر روشنی نہیں ڈالی کہ ہندو قوم میں جس کی عظمت و شوکت کا آریہ بزرگ گیت گایا کرتے ہیں یہ قباحت پیدا کیونکر ہوئی۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہندو قوم میں ہمدردی بنی نوع انسان کے متعلق احکام موجود نہیں۔ کیونکہ اس بارہ میں تو اکثر یہ مقولہ پیش کیا جاتا ہے کہ دیا دھرم کا مول ہے۔ ہاں ہمارے خیال میں ہندو قوم میں ہمدردی کا یہ فقدان سود خواری کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ سود خوری کی وبا ہندو قوم میں اس قدر سرایت کر گئی ہے کہ اس کے نزدیک زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہو گیا ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے غریبوں کا خون چوس کے روپیہ جمع کیا جائے۔ یہ قوم نہایت بری طرح اس سود خوری کی لعنت میں گرفتار ہے۔ حال ہی میں مجلس مقننہ پنجاب میں ساہوکارہ بل کے خلاف جو محض غریب زمینداروں کو ظالم سود خوار ساہوکاروں کے پنجوں سے نجات دینے کے لئے پیش ہوا تھا۔ ہندو ممبروں نے جو کوششیں کی ہیں وہ بھی اس بات کا پختہ ثبوت ہیں کہ سود خوری نے اس قوم کے جذبات رحم و ہمدردی کو بالکل مردہ کر دیا ہے۔ عام ہندوؤں کو چھوڑ دیجئے۔ خود آریہ سماج بھی جس کو اصلاحی اور ہمدردانہ انسانیت جماعت ہونے کا دعویٰ ہے اس سود خوری کی حامی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اپدیشک مہتہ جیمنی جی کو بھی اپنے تبلیغی دورہ میں اگر کوئی بات سوجھی ہے تو وہ یہی کہ ہندو آسام میں آ کر سودی کاروبار کریں۔ کیونکہ وہاں شرح سود بہت بڑھی ہوئی ہے۔ آریہ گزٹ یہ تو چاہتا ہے کہ ہندوؤں میں ہمدردی پیدا ہو۔ لیکن اس کے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اسلام نے سود خوری کی اسی لئے تو ممانعت کی ہے کہ اس سے رحم و ہمدردی کے جذبات بالکل پامال ہو جاتے ہیں۔ اور خود غرضی و شقاوت قلبی ترقی کرتی ہے۔ اگر آریہ گزٹ کو فی الحقیقت یہ خواہش ہے کہ ہندو قوم میں ہمدردی و رحم کے جذبات پیدا ہوں تو اسے چاہئیے کہ وہ ہندوؤں سے سود خوری کا پیشہ چھڑائے۔ جب تک یہ مکروہ پیشہ ان کے اندر رائج ہے اس وقت تک یہ امر محال ہے کہ وہ دوسروں سے ہمدردی کر سکیں۔ آریہ سماج اگر ممانعت سود کا مسئلہ اپنے اندر مروج کرے تو اس سے اس کی شان میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ جہاں اس نے اور بہت سی باتوں میں اسلام کی پیروی کی ہے وہاں ایک اور سہی۔

شاہ ایران اور تبلیغ اسلام

اخبار اقدام کے نامہ نگار نے طہران سے اطلاع دی ہے کہ جناب رضا خاں پہلوی شاہ ایران مولانا باقر علی خاں کو اپنی جانب سے اس غرض کے لئے لندن بھیج رہے ہیں کہ وہ وہاں "اسلام اور اس کے منافع" پر مسلسل لیکچر دیں۔ اور یہ کہ شاہ ایران نے ہندوستان کے علمائے شیعہ مقیم لندن کی انجمن کو معقول مالی امداد اس غرض سے عطا فرمائی ہے کہ وہ انگریزی زبان میں لندن سے ایک موقت رسالہ جاری کرے جس میں اسلام پر اعتراضات کے جوابات شایع کئے جائیں اور اسلام کے اصول اور خوبیوں کی اشاعت کی جائے۔ اور لندن میں ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا جائے جس میں ہر قسم کی مذہبی اسلامی کتب جمع کی جائیں۔ تاکہ [illegible] نامہ نگار رنگ کو رسنے بہت معزز اور ذی مرتبہ ہیں۔ اسلام قبول کیا ہے۔ اور ان کے اصل ناموں کو اسلامی ناموں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ روح افزا خبر اسلامی دنیا میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ ایک مسلمان بادشاہ نے تبلیغ اسلام کے معاملہ میں اس قدر دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اگر شاہ ایران کا یہ قائم کردہ مشن تدبر و عقلمندی سے چلایا گیا اور فرقہ وارانہ کشمکش سے پاک رکھا گیا تو اسلام کے حق میں نہایت مفید ثابت ہو گا۔ اس سے نہ صرف سرزمین تثلیث میں توحید کا بول بالا ہونے میں مدد ملے گی بلکہ ان بہت سی غلط فہمیوں اور دروغ بافیوں کا بھی تار و پود بکھیرا جا سکے گا۔ جو مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق پائی جاتی ہیں۔ ووکنگ مشن کے گزشتہ چند سال کے شاندار نتائج سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ اگر انگلستان میں اسلامی مشن پورے زور سے کام شروع کر دیں۔ تو ایک صدی کے اندر ہی اندر وہاں توحید کا ڈنکا بج سکتا ہے۔ سعید روحیں اسلام کے روحانی پیغام کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ اور جونہی کہ وہ ان تک پہنچتا ہے۔ وہ نہایت تپاک سے اسے قبول کر لیتی ہیں۔ اس دور انحطاط میں جبکہ مادی لحاظ سے مغرب کے مقابلہ میں مسلمان عاجز و بے چارہ ہو گئے ہیں تبلیغ و اشاعت اسلام کا مسئلہ نہایت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کی آئندہ ترقی و تنزل کا دارومدار اسی مسئلہ کے حل پر موقوف ہے اب صرف یہی ایک راہ ہے جس پر گامزن ہو کر مسلمان اپنی گم شدہ شوکت و عظمت کو پا سکتے ہیں۔ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے مسلمان دنیا میں پھر ابھر سکتے ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ نے اس صدی کے مجدد کے ذریعہ مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ اگر وہ نیک نیتی اور پورے جوش سے کام شروع کر دیں تو انہیں وہ سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے جس کے لئے وہ سرگرداں ہیں۔ شاہ ایران قابل صد مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے اس مفید کام کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔ کاش دوسری اسلامی سلطنتیں بھی اس اہم خدمت اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔

نیوگ اور تعدد ازدواج

یا دش بخیر! سوامی دیانند جی اپنے مریدوں کو نیوگ کے نام سے ایک ایسی گھناؤنی تعلیم دے گئے ہیں کہ ان کے مرید اس پر عمل کرتے ہوئے تو شرماتے ہیں۔ اور نیوگ کی بجائے رنڈوے مرد اور بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی کراتے ہیں۔ لیکن زبانی طور پر اس کی وکالت کرنا اپنا پرم دھرم سمجھتے ہیں۔ جب عمل کا سوال آتا ہے تو اسلامی تعلیم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ لیکن جب تعلیم و عقائد کی بحث ہوتی ہے۔ تو نیوگ کا راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ چنانچہ معاصر آریہ گزٹ اپنی ایک تازہ اشاعت میں نیوگ اور تعدد ازدواج کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

نیوگ محض اولاد کی خاطر ہوتا ہے۔ اور کثرت ازدواج عیش کی خاطر۔ ایک مسلمان اپنے درجن بچوں کی موجودگی میں تین چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے مگر بال بچوں والا ویدک دھرمی نیوگ کی شرن نہیں لے سکتا۔ اور نہ ہی نیوگ نفسانی خواہش کے واسطے ہوتا ہے۔

سچ ہے کہ جب ایک شخص تعصب کی پٹی آنکھ پر باندھ لیتا ہے تو وہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ یہی حالت آریہ گزٹ کی ہے اسے نیوگ تو محض اولاد کی خاطر معلوم ہوتا ہے۔ اور کثرت ازدواج عیش کی خاطر۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام نے کثرت ازدواج کی اجازت عیش کی خاطر نہیں دی بلکہ ناگزیر حالات میں بعض اہم ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اسے جائز قرار دیا ہے۔ پھر یہ صرف اجازت ہی ہے۔ حکم نہیں۔ لیکن نیوگ کے متعلق سوامی دیانند جی لکھتے ہیں کہ ضرور ہونا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے یا تو آج تک اپنے گرو کی فتنہ زا کتاب ستیارتھ پرکاش ہی نہیں پڑھی یا عمداً یہ غلط بیانی کی ہے کہ صاحب اولاد آریہ نیوگ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی نیوگ نفسانی خواہش کے واسطے ہوتا ہے۔ سوامی صاحب نے بہت سی حالتوں میں صاحب اولاد آریوں کو نیوگ کی اجازت دی ہے۔ اور ایک جگہ تو بالکل سارا بھانڈا پھوڑ دیا ہے سے نہ رہا جائے۔ تو کسی دوسری عورت سے نیوگ کر لے۔ کیوں مہاتما جی! دھرم سے بتایئے کہ یہ صورت نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ یا اولاد پیدا کرنے کے لئے۔ حیرت ہے کہ اس قسم کے احکام کی موجودگی میں آپ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ نیوگ نفسانی خواہش کے واسطے نہیں ہوتا

ایک فرنگی کی شرارت

گزشتہ دو تین سال کے عرصہ میں بعض بد زبان آریوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو دل آزار اور گستاخانہ تحریرات شایع کی ہیں مسلمانوں کے لئے وہ کچھ کم جگر خراش نہ تھیں کہ اب دہلی کے ایک انگریزی اخبار "انڈین پکٹوریل میگزین" نے مسلمانوں کے دل پر ایک اور چرکہ لگایا ہے "انڈین پکٹوریل میگزین" انگریزی کا ایک ماہوار رسالہ ہے جو دہلی سے ایک انگریز کی ادارت میں نکلتا ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت مورخہ ۲۰ جون میں ایک نہایت ہی ناپاک تصویر شایع ہوئی ہے۔ جسے کوئی مسلمان دیکھ کر سخت مشتعل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس تصویر میں حضور صلعم کا ایسے غیر مہذب طریق پر مضحکہ اڑایا گیا ہے کہ بے اختیار آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ حضور صلعم کو ایک بھاری بھرکم شخص کی صورت میں مسند پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے۔ سامنے ایک پیچوان رکھا ہے۔ جس کی نہال حضور کے منہ میں ہے۔ مسند پر مسند نشین کے پہلو میں ایک نیم برہنہ عورت لیٹی ہوئی ہے۔ جس کی چھاتیاں کھلی ہیں۔ ایک طرف ایک شخص ننگی تلوار ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہا ہے۔ سب کے پیچھے ایک متحرک پہاڑ کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ جسے دو انگریز دھکیل رہے ہیں۔ چاروں طرف تماشائی کھڑے ہیں۔ جو اس منظر کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں تصویر کے نیچے حسب ذیل عبارت درج ہے:

محال کو ممکن بنانے کی کوشش

ناظم تماشا۔ ارے لمڈ و بہوت! ذری اس پہاڑ کو دس منٹ سرکا کر محمد کے نزدیک تو لے آؤ!

یہ تصویر مسلمانوں کے لئے بیحد دل آزار اور اشتعال انگیز ہے کوئی مسلمان اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنی کروڑہا رعایا کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے وہ پرچہ جس میں یہ شبیہ درج ہے بحق ملک معظم ضبط کرے اور اس کے شایع کرنے والے کو قرار واقعی سزا دے۔ تاکہ آئندہ ایسے مفسدوں کو اس قسم کی مفسدانہ حرکت کی جرأت نہ ہو کیا حکومت اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے گی؟

شدھی کا بگل

ہم نے کسی گزشتہ اشاعت میں لکھا تھا کہ بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کی کمان پھر سوامی شردھانند صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے اور دس ہزار روپیہ چندہ کی فوری فراہمی کے لئے اپیل کی ہے۔ اب ان کے ایک تازہ اعلان سے معلوم ہوا ہے کہ اس مد میں تقریباً تین ہزار روپیہ ان کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اور باقی روپیہ جمع کرنے کے لئے وہ خود باہر نکلے ہیں۔ ماہ جولائی میں صوبہ متحدہ کا دورہ کریں گے اس کے بعد اور بہت سے مقامات میں دورہ کر کے پنجاب کا رخ کریں گے۔ بنگال اور آسام میں موسم سرما میں جائیں گے۔ ان کے اس تازہ اعلان سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ صرف دس ہزار روپیہ ہی فراہم کرنا نہیں چاہتے بلکہ اس سے زیادہ رقم کے طالب ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک اعلان جنگ ہے۔ جو سوامی صاحب نے مسلمان تبلیغی انجمنوں کو دیا ہے۔ کیا تبلیغی انجمنیں اس نازک موقعہ پر جبکہ حریف ساز و سامان سے لیس ہو کر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اپنی زندگی اور فرض شناسی کا کچھ ثبوت دیں گی؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ سوامی صاحب کے پہلے اعلان ہی پر تبلیغی انجمنیں اس چیلنج کو قبول کر کے میدان میں اتر آتیں لیکن افسوس ہے کہ اس پر کوئی دھیان نہ دیا گیا۔ اب بھی اگر ہوشیاری و مستعدی سے کام لیا جائے تو حریف کی تمام کوششوں کو بیکار کیا جا سکتا ہے۔ رونا تو اسی بات کا ہے کہ مسلمان اس وقت تک سوتے رہتے ہیں اور اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ڈھونڈتے جب تک کہ حریف سر ہی پر نہ آ موجود ہو کاش یہ ناعاقبت اندیش قوم دور اندیشی سے کام لیتی اور آنیوالے خطرات سے آگاہ ہوتی۔

جواہر ریزے

آج تک تو آریہ سماجیوں نے اپنے گرو سوامی دیانند کو مہارشیوں کی فہرست میں داخل کرنے کے لئے یہ روش اختیار کر رکھی تھی کہ سوامی جی کو کبھی حضرت عیسیٰؑ کے مقابلہ میں لاتے تھے۔ اور کبھی آنحضرت صلعم کے۔ مگر اس مقصد میں کامیابی نہ ہوئی اب اس میدان مقابلہ کو اور بھی وسعت دی ہے۔ حال ہی میں مہاشہ کرشن نے اخبار پرکاش میں ایک نوٹ لکھا ہے جس میں شب معراج پر اعتراض کیا ہے۔ نوٹ کا عنوان "شوراتری اور شب معراج" رکھا ہے۔ حالانکہ شوراتری کو اس مضمون سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مہاشہ جی کو یہ شوق تو پیدا ہوا کہ وہ شوراتری کا مقابلہ شب معراج سے کریں۔ مگر پھر کچھ سوچ کر دم بخود ہونا ہی مناسب سمجھا۔ کیونکہ جانتے تھے کہ "نتیجہ یہی ہوگا "کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا"۔ پھر مہاشہ جی سناتنی اخبار "سدرشن" پر بھی بہت خفا ہیں۔ کیونکہ اس نے لکھا ہے:۔

"ہم تب جو اس مسئلہ معراج کی ہر ایک بات کو یوگ فلاسفی کے عالمگیر اصولوں کی کسوٹی سے پرکھ سکتے ہیں اور اس کی صداقت کو ثابت کر سکتے ہیں۔"

اسلام سے عداوت کرنا تو آریہ سماج کو ورثہ میں ملا ہے مہاشہ جی بھلا اس کو کب برداشت کر سکتے تھے۔ کہ کوئی ہندو معراج کی صداقت کا ذکر ہو۔ اس تحریر پر بگڑ کر دیانند کی سیرت میں فرماتے ہیں:۔

"پورانکوں میں یوگیوں کی بیلے سے ہی کمی نہ تھی ان کو نیا محمدؐ یوگیراج مبارک ہو"

مہاشہ جی تو تب خوش ہوتے اگر سدرشن شاگرد موش کی شوراتری پر دیا نند لاتا اور چوہے سے توحید کی تعلیم سیکھنے کو یوگ فلاسفی سے ثابت کرتا۔

مہاتما گاندھی آج کل اپنے اخبار میں اپنی زندگی کے حالات شائع کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ معرفت روحانی حاصل کرنے کے لئے میں ایک عرصہ سے کامل گرو کی تلاش میں ہوں مگر افسوس کہ ابھی تک مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جسے میں اپنا گرو بنا کر اپنے خانہ دل میں جگہ دیتا" یہ گھر ہمیشہ خالی رہا اور میری تلاش اب بھی جاری ہے"

مہاتما جی گرو کی تلاش میں بہت سرگرداں معلوم ہوتے ہیں۔ کیا اچھا ہو اگر پیر جماعت علی شاہ یا ان کے یاران طریقت میں سے کوئی اور بزرگ اس طرف اپنی روحانی توجہ مبذول فرمائیں۔ دیگر علمبرداران تصوف کے متعلق تو ہمیں علم نہیں کہ آیا ان میں کچھ کمال ہے یا نہیں۔ لیکن پیر جماعت علی شاہ تو اپنی یہ کرامت خود مشتہر کر چکے ہیں کہ بنگلور میں انہوں نے کچھ پڑھ کر ایک انگریز کو بے ہوش کر دیا تھا۔ اور وہ طائر بسمل کی طرح زمین پر تڑپتا رہا۔ یہاں تک کہ پیر جی نے دوبارہ توجہ کی۔ ڈاکٹر ولسن نے بہتیرا اندر لگایا مگر انہیں خاک بھی سمجھ نہ آئی اور انگریز مذکور برابر تڑپتا رہا۔ آخر پیر جی ہی کی توت قدسی کام میں آئی جس سے وہ ہوش میں آیا اور اس کرامت سے متاثر ہو کر ایمان لایا۔

ہمارے خیال میں پیر صاحب کے لئے قسمت آزمائی کا نادر موقعہ ہے اگر انہوں نے اپنی صوفیانہ توجہ سے مہاتما جی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تو ان کو نہ صرف گاندھی جیسے مہاتما کے گرو ہونے کا فخر حاصل ہو جائے گا بلکہ صوفیائے کرام میں بھی ممتاز درجہ مل جائے گا۔ اگر زیادہ نہیں تو جناب خواجہ حسن نظامی صاحب پر تو ضرور فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ کچھ عرصہ ہوا کہ خواجہ صاحب نے مہاتما جی کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ لیکن مہاتما جی نے اسے قبول نہ کیا۔ اگر پیر صاحب نے ان کو مرید بنا لیا تو ان کے کمال میں پھر کس کو شک ہو سکتا ہے۔

تاریخی بے بضاعتی کا برا ہو۔ اسی کی برکت ہے کہ ایک آریہ مہاشہ نے سناتنیوں کو چیلنج دیا ہے کہ بعد شیو پوران و شیو پوران یوگیراج مہرشی وید ویاس کے تو کیا کسی آریہ کے بھی تصنیف نہیں۔ یہ گرنتھ ملیچھوں (مسلمانوں وغیرہ) کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس بیہودہ سوال کا ہم کیا جواب دیں۔ قلم در کف دشمن۔ مہاشہ جی جو چاہیں لکھ دیں۔ ان سے باز پرس کون کر سکتا ہے۔ اگر وہ یہ لکھ دیتے کہ وید بھی ملیچھوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ تو ہم ان کا کیا بگاڑ لیتے۔

مذاکرہ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فاضل قلم سے)

سوال۔ مسلمانوں کو چار سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت نہیں مگر حضرت صاحب کی تو اس سے کئی گنے زیادہ تھیں انہوں نے قرآن کریم کے خلاف کیوں کیا۔ اور اگر کہیں کہ یہ حکم ربی تھا تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ رب کے احکام لوگوں کے واسطے اور ہوں اور نبیوں کے واسطے اور۔ اگر کہیں کہ یہ کوئی خاص مصلحت تھی یا اشاعت کی غرض تھی تو کیا کسی اور مسلم کو بھی اس مقصد کے لئے اجازت ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

جواب۔ میں برابر عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنے سوالات میں بہت غیر محتاط واقع ہوئے ہیں۔ شاید آپ یہ سمجھتے ہوں کہ سوال کرنے والے کو حق حاصل ہے کہ جس طرح چاہے سوال کرتا چلا جائے مگر یہ ٹھیک نہیں۔ ایک تو آپ نے فرما دیا کہ "حضرت صاحب کی تو اس سے کئی گنے زیادہ تھیں" یہ کئی گنے" آپ کی زبردستی ہے۔ چار کے کئی گنے زیادہ کریں گے تو خدا جانے تعداد کہاں تک جا پہنچے گی۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں ایک وقت میں نو دس سے زیادہ نہیں ہوئیں۔ اور یہ بھی پچاس سال سے زیادہ عمر ہو جانے کے بعد۔ ورنہ اس سے قبل تمام جوانی میں ایک ہی بی بی رہی۔ اور ساری جوانی ایک ہی بی بی کے ساتھ جو آپ سے پندرہ برس عمر میں بڑی تھیں بسر کر دی اور یہ کیا آپ نے فرما دیا کہ "یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ رب کے احکام لوگوں کے واسطے اور ہوں اور نبیوں کے واسطے اور" یہ آپ بلا سوچے سمجھے قاعدے بھی بنا لیا کرتے ہیں۔ کیا جو شخص کسی ذمہ دار عہدہ پر کھڑا ہوتا ہے اس کی ذمہ داری اور عہدہ کے لحاظ سے اس کے لئے خصوصیات نہ ہوں گی ہم تو دنیا میں بھی یہی نقشہ دیکھتے ہیں۔ ایک پولیس کا سپاہی کان پکڑ کر ایک سفید پوش کو لے آتا ہے اور جو اس کی حکومت میں خلل ڈالے وہ خود سلطنت کا مورد عتاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک تھانیدار پکڑ کر حوالات میں دے دیتا ہے۔ ایک مجسٹریٹ جیل نہ بھیج دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جس ذمہ داری اور عہدہ پر وہ مقرر ہیں۔ اس کے لحاظ سے انہیں کچھ خصوصیات حاصل ہیں۔ پس جو ایک حاکم یا گورنر یا بادشاہ کی خصوصیات ہیں اس کا انکار کرنا واقعات کا انکار کرنا ہے۔ اسکول کے ایک معلم میں اور عام طالب علموں میں کوئی امتیاز ضرور ہونا چاہیے۔ بعض باتیں ایک معلم یا حاکم کے ذمہ اس کے معلم یا حاکم ہونے کی حیثیت سے ہیں ڈالنی پڑتی ہیں۔ اور اس ذمہ داری کے لحاظ سے کچھ خصوصیات اسے دینی پڑتی ہیں۔ جو عام طلبا یا رعایا کے لئے جائز نہیں ہوتیں۔ رسول اور نبی بھی ایک منصب پر مامور ہوتا ہے۔ وہ ایک مطاع ہے جس کی اطاعت سب کو ضروری ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" کہ جو رسول بھی بھیجا جاتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے مطاع بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ وہ معلم ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا "و یعلمھم الکتاب والحکمۃ" وہ مزکی ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے "ویزکیھم"۔ پس اس طرح رسول و نبی کی کچھ ذمہ داریاں الگ ہوتی ہیں۔ جن میں امت کے لوگ شامل نہیں ہوتے اور جن کے لحاظ سے ان کو کچھ خصوصیات دینی پڑتی ہیں ورنہ پھر وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ فائدہ امت کو پہنچ سکتا ہے جو ان کی بعثت سے مقصود تھا۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلعم کو بھی اپنے منصب کے لحاظ سے کچھ خصوصیات دی گئیں۔ مثلاً قرآن میں آتا ہے "فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم" کہ تیرے رب کی قسم لوگ مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک تجھے آپس کے جھگڑے میں حکم نہ بنائیں۔ یہ مقام امت میں اور کسی کو حاصل نہیں اسی طرح نماز تہجد کے بارے میں "ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک" فرما کر اسے آپ کے لئے فرض قرار دیا۔ جماعت کے لئے فرض نہیں۔ کیونکہ آپ کا مقام عالی چاہتا تھا کہ آپ کا تعلق خدا سے شدید ہو۔ اسی طرح بہت سی خصوصیات ہیں جو بوجہ آپ کے منصب رسالت کے آپ کو دی جانا ضروری تھیں۔ اسی میں آپ کے ازواج مطہرات کا معاملہ بھی ہے۔ یہ خصوصیات خود قرآن میں مذکور ہیں۔ پس آپ کا یہ فقرہ کس قدر تکلیف دہ ہے کہ "انہوں نے قرآن کے خلاف کیوں کیا؟" معلوم ہوتا ہے آپ کو قرآن کا علم بہت کم ہے۔ آپ کے سوالات سے ہی مترشح ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ جو کچھ بھی آنحضرت صلعم نے کیا وہ عین مطابق قرآن کیا۔ ازواج کے متعلق اگر کوئی خصوصیت آپ کو دی تو خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے جس قدر شادیاں کیں وہ حکم الٰہی کے مطابق بڑی بڑی مصلحتوں کے ماتحت کیں۔ اگر نعوذ باللہ شہوانیہ طور پر کرتے تو اس کے

اور اعلیٰ حسب و نسب کے بہتر سے بہتر رشتے مل سکتا تھا۔ اور ایک سے زیادہ بی بیوں کا عرب میں عام رواج تھا۔ اپنی تمام جوانی عمر کی ایک پچیس سال بی بی کے ساتھ گزار دی۔ اور جب ان کا انتقال ہوتا ہے تو ایک اور مسن بی بی سے نکاح کر لیا۔ جو عمر کے اعتبار سے تو بالکل ہی گزر رہی تھیں آخر عمر میں جب منصب رسالت کا بار آپ کے ذمہ اپنے انتہائی کمال پر آ کر پڑا۔ یعنی وہ وقت آ گیا جب مدینہ منورہ میں شریعت کے احکام تفصیل کے ساتھ آپ پر نازل ہوئے اور آپ کو معاشرت کے کل نمونے عمل میں لا کر دکھانے پڑے تو آپ نے متعدد بیواؤں اور مطلقہ بی بیوں سے نکاح کیا اور اپنے یار غار و دوست حضرت ابوبکر صدیق کی ایک چھوٹی سی لڑکی حضرت عائشہ کو بھی اپنے نکاح میں لا کر اسے اپنی نگرانی میں تعلیم و تربیت دی اور ان کا نشو و نما فیضان رسالت کی گود میں ہونے کی وجہ سے ان کے دل و دماغ میں وہ نور پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے شریعت کی تعلیم کا ایک بڑا بوجھ اٹھانے کی ان میں قابلیت پیدا ہو گئی۔ ان متعدد نکاحوں کی وجہ یہ تھی کہ تا معاشرت کے پہلو کے کل اخلاق نمایاں ہو جائیں۔ جس طرح آنحضرت صلعم تمام انبیاء کے اخلاق کے جامع تھے۔ یعنی آپ سے پہلے جس قدر نبی گزرے تھے۔ ان میں اخلاق انسانی کا کوئی ایک پہلو بہت نمایاں ہوتا رہا۔ اگر ایک نبی میں ایک خلق بہت نمایاں ہوتا تھا۔ تو دوسرے میں دوسرا خلق۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام نبیوں کا ذکر کر کے آخر میں آنحضرت کو فرمایا کہ "فبھداھم اقتدہ"۔ یعنی ان تمام نبیوں کے ہدایات کی اقتدا کر کے ہر ایک کی اعلیٰ خصوصیات اور اخلاق کو اپنے اندر جمع کر لو۔ اسی طرح معاشرت کے معاملہ میں جو نمونہ عورتوں کو دکھانا چاہیے۔ وہ سوائے اس کے ممکن نہ تھا کہ رسول کریم صلعم کی بی بی دکھائے۔ مگر چونکہ ایک عورت معاشرت کے ان تمام اخلاق نمونوں کو دکھا نہیں سکتی تھی۔ جو محمد رسول اللہ صلعم کی ہدایات کا تقاضا چاہتا تھا۔ اس لئے کئی ایک بیویوں نے مجتمع طور پر ان تمام اخلاق کا نمونہ امت کی عورتوں کے سامنے پیش کیا۔ جو شریعت خود ہی عورتوں میں پیدا کرنا چاہتی تھی اور اسی وجہ سے "ازواجہ امہاتھم" کا معزز خطاب پایا۔ یعنی ان کو امہات المؤمنین کے معزز مقام پر بوجہ اس فیض روحانی کے کھڑا کیا گیا جو ان سے امت کو حاصل ہوا۔ جس طرح ماں سے ایک بچہ فیضیاب ہوتا ہے۔ اسی طرح امت ان سے فیضیاب ہوئی۔ آنحضرت صلعم کے ان متعدد نکاحوں کی ایک بڑی بھاری غرض تعلیم شریعت تھی اور حظ نفس نہ تھی ان آیات سے صاف ظاہر ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے "یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا۔ وان کنتن تردن اللہ و رسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکن اجرا عظیما ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من ایت اللہ والحکمۃ" (احزاب) اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے ساز و سامان چاہتی ہو تو آؤ۔ میں تمہیں مال و متاع دے کر تمہیں اچھی طرح رخصت کر دوں اور اگر تمہاری غرض اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہو تو بے شک تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے اللہ نے اجر عظیم رکھا ہے۔ اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمتیں بیان ہوتی ہیں انہیں یاد رکھو۔ ایک بوڑھا آدمی ہو اور تمام ملک کی سلطنت اس کے ہاتھ میں آ جائے اس کی بی بیاں فقر و فاقہ سے نکل کر کچھ آرام کا سامان چاہتی ہوں اس کی طرف سے بجائے اس کے کہ ان کی ناز برداریاں ہوتیں اور انہیں زیب و زینت کے سامانوں سے لاد دیا جاتا۔ کیا کورا جواب ملتا ہے۔ صاف بتایا جاتا ہے کہ تمہاری غرض دنیا کی زینت نہیں۔ اگر تم نے یہ سمجھا تھا۔ تو آؤ دنیا کا سامان جتنا چاہتی ہو لے لو مگر رخصت! کیونکہ پھر تم اس مقصد کو پورا کرنے والی نہ ہو گی۔ جو اللہ تعالیٰ کا منشا تھا۔ اور اگر تمہارا مقصد اللہ اور رسول اور آخرت کا گھر تھا اور ہے تو دنیا سے منقطع ہو جاؤ۔ اس کے زیب و زینت سے نگاہ ہٹا لو۔ اور اس غرض کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جو تمہارے رسول کی بی بیاں بننے میں مدنظر تھی۔ اور وہ تھی اُن آیات الٰہی اور ان کی حکمتوں کو یاد رکھنا جو گھر کی چار دیواری کے اندر پڑھی اور عمل میں لائی جاتی تھیں۔ تاکہ شریعت کی تعلیم کا وہ حصہ محفوظ ہو جائے جو معاشرت خانہ داری سے تعلق رکھتا تھا۔ ان آیات کے ہوتے ہوئے کیا کسی کو شک باقی رہ جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے نکاحوں کے کیا مقاصد تھے۔ اور آپ کی بی بیوں سے مطالبہ کس قدر سخت تھا۔ مگر اس خطرناک امتحان میں وہ پاک بیبیاں کس خوبصورتی سے کامیاب ہو جاتی ہیں۔ وہ تمام دنیا کی زیب و زینت کو ٹھوکر مار کر الگ کر دیتی ہیں۔ اور اللہ اور رسول کی خاطر وہ تمام ماسوی اللہ سے منقطع ہو جاتی ہیں۔ یہ ہے اصلی انقطاع الی اللہ

وقف کر دیتی ہیں۔ اس لئے حکم ہوا کہ یہ بی بیاں ہمیشہ کے لئے اس معزز مقام پر کھڑی کر دی گئی ہیں۔ جو مومنوں کی ماں ہونے کا ہے۔ چونکہ انہوں نے اپنے آپ کو تمام دنیوی تعلقات سے منقطع ہو کر اللہ اور اس کے رسول کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اس لئے حکم ہوا کہ ولا تنکحوا ازواجه من بعده ابدا یعنی رسول کی بیبیوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح نہ کرنا۔ اگر نکاح ہو جاتا تو ایک طرف تو ان کا انقطاع الی اللہ بے معنی ہو جاتا۔ دوسرے شریعت کی تعلیم جو مقصد اصلی تھا وہ ہاتھ سے جاتا رہتا۔ جب عورت نکاح کر کے نئی خانداری کے جھگڑوں میں پھنس گئی تو شریعت کی تعلیم دینے کا موقع جاتا رہا۔ تیسرے نئے خاوند کا اثر ممکن ہے اچھا نہ پڑے۔ تو عورت کی جلد اثر قبول کرنے والی فطرت پچھلے تزکیہ اور تعلیم کے اثر کو کھو بیٹھے اور اس طرح ان نکاحوں کے مقاصد ہی فوت ہو جائیں۔ اس واسطے ضروری تھا کہ وہ بی بیاں جو تمام دنیا کی لذات پر لات مار کر اپنے آپ کو اللہ اور رسول کے لئے وقف کر چکی ہیں ہمیشہ کے لئے اس مقام عالی پر کھڑی کر دی جائیں جس کا فیضان بطور ایک ماں کے امت کے لئے جاری رہے۔ اس لئے جب قرآن میں کثیر الازدواجی کو خاص ضرورتوں کے ماتحت صرف چار تک محدود کر دیا گیا اور صحابہ نے چار سے زیادہ بی بیوں کو طلاق دے دی تو آنحضرت صلعم کی بی بیوں کے لئے یہ استثنا قائم کیا گیا۔ کہ ان کو رسول اللہ صلعم کی زوجیت ہی میں رہنے دیا گیا۔ کیونکہ اول تو مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر خدا کے حکم کے ماتحت ان کا دوسری جگہ نکاح نہ ہو سکتا تھا اگر انہیں طلاق دے دی جاتی تو ان کا محافظ نگہبان اور معاش کا کفیل کوئی نہ ہوتا۔ جو دوسری عورتوں کو نکاح ثانی سے میسر ہو سکتا تھا۔ دوم ان کی اللہ اور رسول کے لئے اس قربانی کے باوجود ان کو امہات المومنین کے اعلیٰ مقام سے رد کر دینا اور ان کو اس قدر اعلیٰ درجہ کے انقطاع الی اللہ کے نمونہ کے ہوتے ہوئے پھر اس مقام عزت سے انہیں گرا دینا سخت ظلم اور بے انصافی تھا۔ اس لئے انا احللنا لك ازواجك فرما کر وہ بی بیاں آپ کے لئے جائز قرار دے دیں۔ مگر یہ بھی بتلا دیا کہ خالصة لك من دون المومنين۔ یعنی یہ تیرے لئے خاص ہے تو دوسرے مومنوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ ہاں آپ کو آئندہ کے لئے روک دیا گیا کہ اس کے بعد اب نکاح کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ فرمایا لا یحل لك النساء من بعد۔ پس جو کچھ ہوا عین حکم الٰہی اور مصلحت الٰہی کے ماتحت ہوا۔ اور وہ آنحضرت صلعم کے لئے بحیثیت خدا کا رسول ہونے کے خاص تھا۔ تاکہ امت کو معاشرت کی تعلیم کا حصہ دی جا سکے۔

مراسلات

کفر و نبوت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون "امتی نبی نہیں ہو سکتا" مذاکرہ علمیہ کے ماتحت ۱۰ جون سے اخبار پیغام صلح میں شایع ہو رہا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے چند سوالات ہمیں لکھ کر بھیجے تھے۔ اور یہ فرمائش کی تھی کہ ڈاکٹر صاحب ان سوالوں کا جواب دیں۔ ہم نے وہ تحریر جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں بھیج دی تھی۔ اب انہوں نے ان سوالات کے جوابات لکھ کر بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجے ہیں۔ سوالات مع جوابات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ (ملاید)

لفظ نبی کا استعمال

سوال ۱ کیا قرآن شریف اور حدیث صحیح میں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ایک شخص منصب نبوت پر تو متعہد نہیں لیکن خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے اسے نبی کر کے پکارا ہو؟

جواب - اول تو سوال ہی مبہم ہے۔ خدا نے کہاں اسے نبی کر کے پکارا ہو۔ کیا قرآن شریف میں؟ قرآن شریف تو اس شخص کو نبی ہی نہیں کہتا جو منصب نبوت پر متعہد نہ ہو۔ البتہ حدیث میں آنحضرت صلعم نے آنے والے مسیح کو "نبی" کر کے پکارا ہے۔ سو یہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب قرآن نبیوں کو ختم کرتا ہے۔ اور رسول اللہ اپنے آپ کو آخری نبی قرار دیتے ہیں اور لا نبی بعدی فرما کر ہر ایک نبی کا آنا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا ممتنع تبلاتے ہیں۔ تو پھر اگر کسی شخص کی نسبت زبان نبوی پر "نبی" کا لفظ استعمال ہوگا تو ظاہر ہے کہ مجازی رنگ میں ہوگا۔ نہ کہ حقیقت کے رنگ میں چونکہ حدیث کے رو سے مبشرات جو ایک جزو نبوت کا ہے امت میں جاری ہے۔ تو نبی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آنے والے مسیح کا واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگرچہ رسول کریم صلعم نے اپنے بعد ہر ایک نبی نئے یا پرانے کے آنے کی نفی کر دی اور آنے والے مسیح کی نسبت "اما مکم منکم" فرما کر یہ بھی تبلا دیا کہ اے امتی لوگو! وہ تم میں سے ہی ایک ہوگا۔ مگر پھر بھی اس امتی کو مبشرات سے بدرجہ کمال حصہ لینے کی وجہ سے نبی کر کے پکارا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں نبی کے نام سے پکارنا مجازی رنگ میں ہو سکتا ہے۔ جب مذکورہ بالا باتیں واقعات کے رنگ میں ہیں۔ اور سچ ہیں تو پھر ثبوت کسے کہتے ہیں؟

(۱) کیا یہ سچ نہیں کہ حدیث صحیح میں صاف "لا نبی بعدی" آ گیا ہے جس کے رو سے کوئی نبی نیا ہو یا پرانا۔ نہیں آ سکتا۔

(۲) کیا یہ سچ نہیں کہ حدیث میں آنے والے مسیح کو "امامکم منکم" فرمایا ہے یعنی وہ امتیوں ہی میں سے ایک شخص ہوگا اور ان کا امام ہوگا۔

(۳) کیا یہ سچ نہیں کہ حدیث لم یبق من النبوة الا المبشرات کے ماتحت امت محمدیہ میں مبشرات جو ایک صفت نبوت کی ہے۔ جاری ہے۔

(۴) کیا یہ سچ نہیں کہ ایک چیز کی اگر ایک صفت دوسری چیز میں بدرجہ کمال پائی جائے تو اسے پہلی چیز کا نام دیدیا جاتا ہے اور اسے استعارہ اور مجاز کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر ایک امتی میں مبشرات جو نبوت کی ایک صفت ہے۔ بدرجہ کمال پائی جائے تو اس کو مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کا نام دیا جا سکتا ہے۔

(۵) تو پھر جب یہ سب سچ ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آ سکتا۔ تو پھر اس امتی کو اگر نبی کے نام سے پکارا جائے گا تو مجاز اور استعارہ کے رنگ میں پکارا جائے گا نہ کہ حقیقت کے رنگ میں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دلیل اور ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب؛

سوال ۲ جس قسم کی نبوت آپ مرزا صاحب کے لئے تجویز کرتے ہیں اس کی اطاعت اور اتباع کا حکم کیا ہے؟ آیا اس کی اتباع واجب ہے یا نہیں؟

جواب - قرآن شریف میں حکم ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور جو تم میں سے اولی الامر یعنی مامور ہو۔ اس کی اطاعت کرو۔ پس ایسا شخص چونکہ اولی الامر اور آنحضرت صلعم کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

سوال ۳ ایسے نبی کے انکار سے کوئی شخص کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب - "ایسے نبی" کا فقرہ کیا معنے رکھتا ہے۔ گول مول لفظوں کو چھوڑ کر صفائی کی طرف آنا چاہیئے۔ جب صرف مجازی طور پر اسے نبی کہا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شریعت کی اصطلاح میں نبی نہیں۔ اور اس کے منکر پر وہ فتویٰ نہیں لگ سکتا۔ جو ایک نبی کے منکر پر لگ سکتا ہے لہذا اس کا منکر کافر خارج از اسلام نہیں۔ البتہ جو شخص اسے نہیں مانتا وہ فرض کا تارک ہے۔ اور جو فتوے تارک فرض پر لگتا ہے اس کا وہ مصداق ہے۔

سوال ۴ اگر اس کی اطاعت واجب ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ تو جن لوگوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا وہ کافر ہیں یا نہیں؟

جواب - اس کا جواب اوپر آ چکا۔

سوال ۵ اگر اس کی اطاعت و اتباع واجب نہیں۔ اور نہ اس کا انکار کفر ہے تو جو لوگ مرزا صاحب کو واجب الاطاعت اور ان کے انکار کو کفر جانتے ہیں وہ کون ہوئے؟

جواب - اس کی اطاعت فرض ہے۔ مگر اس کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر خارج از اسلام نہیں ہو سکتا۔ جو شخص مرزا صاحب کو واجب الاطاعت اور مفترض الطاعة سمجھتا ہے وہ حق پر اور جو شخص ان کے منکر کو کافر خارج از اسلام جانتا ہے۔ وہ باطل پر ہے۔

دار العلوم دیو بند اور اصلاحات

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" تسلیم۔ مزاج شریف۔

آپ نے عنوان بالا سے جو نوٹ اپنے اخبار مورخہ ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۴ھ میں میری مراسلت مندرجہ اخبار "مدینہ" کو ملاحظہ فرما کر تحریر کیا ہے۔ وہ میری نظر سے گزرا۔ اگرچہ اس میں ذرا شک نہیں کہ دار العلوم دیو بند کا موجودہ نظم و نسق سخت اصلاح کا محتاج ہے۔ کیونکہ وہاں اس وقت چند خود غرض اشخاص کی مطلق العنان و خود مختار حکومت نے دار العلوم کی قدیم روایات اور اس کے قوانین و ضوابط کو پس پشت ڈال کر زر اندوزی و جاہ طلبی کو اپنا مقصد اصلی قرار دے رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ من مانی کارروائیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ جمہور علمائے کرام انتظامی امور سے نابلد یا ذاتی اغراض کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ (باستثنائے معدودے چند) دار العلوم دیو بند کے احاطہ میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ایسے موجود ہیں جو ایک عرصہ دراز سے خلوص و للہیت کے ساتھ اسلامی خدمات کو انجام دے رہے ہیں۔ اور درحقیقت علمائے کرام کو جن کی شان میں "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" وارد ہے۔ قدرت نے مخلوق کی اصلاح ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ کوئی اپنی شامت اعمال سے خانہ جنگی یا عیش و عشرت میں مشغول ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔

آپ کا یہ لکھنا بالکل صحیح ہے کہ دار العلوم دیو بند کا انتظام چند ہم رنگ احباب کی ایک پارٹی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ لوگ اصلاحات کے بجائے ہمیشہ ایک دوسرے کی ناجائز کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کی سعی کرتے ہیں۔ اور من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض جاہل خوشامدی روبا صفت دار العلوم کے خزانے سے محض اسی کام کی معقول تنخواہ پاتے ہیں کہ وہ بڑے عہدہ داروں کی تعریف و توصیف میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ جناب کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ اگر مسلمان اس درسگاہ کو قایم رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں اس کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے۔ میری تحریر کا منشا بھی صرف یہی ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی جائے کہ وہ دار العلوم دیو بند کے نظم و نسق کے لئے معزز و ذی اثر حضرات کی ایک ایسی زبردست و با اختیار کمیٹی مرتب کریں جو دار العلوم کو شخصی قبضہ و دخل سے نجات دلا کر تمام موجودہ بدعنوانیوں کی کماحقہ اصلاح کر سکے۔

(ابو سعید عفی عنہ۔ انہ بجنور)

احمدیہ انجمن خواتین لاہور کے پانچویں جلسہ کی کارروائی

۲۷ جون بروز اتوار مسجد احمدیہ میں احمدیہ انجمن خواتین کا پانچواں اجلاس بصدارت اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب منعقد ہوا جس میں کافی تعداد میں خواتین شامل ہوئیں۔ سب سے پہلے ہمشیرہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے نہایت خوش الحانی سے قران شریف کی ایک آیت تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد بنت مصطفےٰ خاں صاحب نے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں اہلیہ صاحبہ چودھری ظہور احمد صاحب نے اسلامی تہوار پر تقریر فرمائی۔ پھر محمودہ بیگم بنت خواجہ صاحب نے تنگ دلی اور کنجوسی پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار نے ایک نظم پڑھی جس میں قدیم وجدید زمانے کے اسلام کی حالت کا ذکر تھا۔ پھر بنت مرزا یعقوب بیگ صاحب نے علم پر تقریر فرمائی جس کا ماحصل یہ تھا کہ علم کبھی ضایع نہیں ہوتا پھر رشیدہ بیگم بنت شیر محمد صاحب نے "مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کیسی ہونی چاہئے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ پھر سکینہ بیگم نے "عورت کا درجہ اسلام میں کیا ہے" کے عنوان پر تقریر کی۔ پھر اہلیہ صاحبہ جناب مصطفےٰ شاہ صاحب نے "عورت کے حقوق" پر تقریر کی۔ اس کے بعد حمیدہ بیگم بنت دین محمد صاحب نے "اسلام اور مساوات" کے مسئلہ پر تقریر فرمائی۔ پھر تاج بیگم نے ذکر امام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر فرمائی۔ اور مرزا صاحب کی ایک فارسی نظم با ترجمہ بہت اچھی طرح پڑھی بعدہٗ محمودہ بیگم بنت شیخ نور احمد صاحب مرحوم نے "چغلی" کی مذمت بیان کی اس کے بعد ہمشیرہ خداداد خاں نے "عورت کی حیثیت" پر تقریر فرمائی۔ آخر میں صدر صاحبہ نے نہایت عمدہ الفاظ میں سب حاضرات کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ لاہور کی احمدی خواتین اس کام میں بہت دلچسپی لے رہی ہیں۔ امید ہے کہ جو بہنیں اب تک شامل نہیں ہوئیں وہ بھی شریک ہو جائیں گی۔ اور اس مفید کام میں پورے شوق سے حصہ لیں گی۔ آئندہ جلسہ اگست میں ہوگا جن بہنوں کو رقعہ نہ جائے وہ براہ مہربانی وقت پر ضرور آ جایا کریں۔ اور اگر ان کی رشتہ دار خواتین میں سے کوئی بہن آنا چاہیں تو بڑی خوشی سے آئیں۔

اہلیہ خواجہ جلال الدین صاحب۔ سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

ضرورت نکاح بعض شریف خاندان برسر روزگار نوجوانوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے جن احباب کی صاحبزادیاں قابل نکاح ہوں وہ براہ مہربانی جلد اطلاع دیں۔ (۲) مسلمانوں میں عام طور پر نکاح بیوگان مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خصوصیت سے توجہ کریں اور جہاں کہیں ان کے حلقہ اثر میں کوئی بیوہ قابل نکاح موجود ہو تو اس کے لئے مناسب انتظام کرنے میں ہمہ طرح سے [illegible] رکھیں گے۔

تمام احمدی احباب غور سے پڑھیں

مکرم بندہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کے فضل سے ہمارے سلسلہ کا ایک ایک فرد اپنے اپنے مقام پر اسلام کا ایک سرگرم مبلغ ہے اور اپنے ذاتی کاروبار کے علاوہ خدا کے دین کی خدمت کو بھی اچھا خاصہ وقت دیتا ہے - اس کی شہادت خود غیر از جماعت لوگ دیتے ہیں جن کے قلوب پر ہماری جماعت کے جذبہ اسلامی کا خاص اثر ہے - اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم رضائے الٰہی کے اس کام میں بیش از بیش حصہ لیں - اور جماعت کے نام کو روشن کرنے والے بنیں -

اس سلسلہ میں میں ایک تجویز آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اس تجویز پر بعض جماعتوں میں عمل ہو بھی رہا ہے - اور خدا کے فضل وکرم سے نتائج بھی بہت عمدہ پیدا ہو رہے ہیں - تبلیغ کی مقدم ترین ضرورت بلاشبہ یہی ہے کہ آپ بالمشافہ لوگوں پر اسلام کی خوبیاں ظاہر کریں - لیکن جو اثر اس طرح قلوب پر ہوتا ہے - اس کو استقلال اور استحکام کی صورت دینے کے لئے یہ نہایت ضروری بات ہے کہ ہم ان کے ہاتھوں تک اپنا لٹریچر پہنچا دیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان کے دلوں پر اپنے خیالات کا مستقل قبضہ حاصل کریں تو ہمیں چاہیئے کہ اپنا لٹریچر ان تک پہنچا دیں - اس طریق سے ہم ہمیشہ کے لئے ان کے دل ودماغ پر تصرف حاصل کر سکتے ہیں - اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کئی ایک مقامات پر تبلیغ کے ساتھ ساتھ فروخت لٹریچر کا کام بھی جاری ہے - اور اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے - بعض جماعتوں کے سکرٹریوں نے تصانیف منگوا کر اپنے پاس رکھ لی ہیں - اور اپنے حلقہ تبلیغ میں فروخت کرتے ہیں - ماہ بماہ دفتر سے حساب کتاب کر کے وہ مقامی چندہ کے ساتھ یہ رقم فروخت کتب بھی خزانہ انجمن میں بھیجدیتے ہیں اس طرح ایک تو اثر مستقل ہوا - دوسرے انجمن کی مالی تقویت کا بھی موجب ہوا - اور تیسرے اگر مقامی جماعت پسند کرے تو رقم فروخت پر کمیشن لے کر مقامی ضروریات کو پورا کرنے میں سہولت ہو سکتی ہے - یا جو صاحب جو کمیشن لینا چاہیں تو ہم خرما وہم ثواب - امید ہے کہ آپ اس تجویز پر غور فرما کر جواب سے ممنون فرمائیں گے - کہ آپ کی جماعت اس تجویز کو کس تاریخ سے عمل میں لانے کے لئے تیار ہے - تاکہ کتب کا ضروری سٹاک ارسال خدمت کر دیا جائے - نیاز مند

مینجر دار الکتب اسلامیہ - احمدیہ بلڈنگز لاہور

معاونین پیغام صلح

کی خدمت میں گزارش ہے کہ جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے وہ براہ مہربانی اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال فرما کر ممنون فرمائیں تمام بقایا چندے بھی جلد پہنچنے چاہئیں - جن احباب کے نام بقایا چندہ ہے ان کی خدمت میں دفتر سے مطالبہ کے خطوط بھیجے جا چکے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ جلد اپنا بقایا چندہ ارسال فرمائیں جن احباب کے ذمہ بقایا چندہ ہے ان کے صرف خریداری نمبر ۲۱ جولائی کے پرچے میں شایع ہوں گے اگر اس پر بھی انہوں نے توجہ نہ فرمائی اور ۱۳ اگست سے پیشتر بقایا چندہ دفتر اخبار میں نہ ارسال فرمایا تو ان کے اسمائے گرامی معہ رقوم چندہ بہ حروف جلی ۱۴ اگست کے پرچہ میں شایع کر دیئے جائینگے جو صاحب اس سنہری فہرست میں اپنا نام دیکھنا نہیں چاہتے وہ براہ نوازش اپنا بقایا چندہ تاریخ مذکورہ سے پہلے بھیجدیں - ورنہ بعد میں شکایت کرنا بیجا ہوگا -

(مینجر پیغام صلح)

ناظرین پیغام صلح کیلئے مفت

تمام ناظرین کرام کو جن میں خواتین بھی شامل ہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ ایس براورس کا تیار کیا ہوا **مفید بصر سرمہ** جو نہایت ہی عمدہ اور بینائی کے لئے بیحد مفید ہے اور جس کے لگانے سے سوزش یا کھٹک بالکل نہیں ہوتی حتیٰ کہ بچے بھی ہنسی خوشی لگوا سکتے ہیں - ایسے نفیس اور آنکھ میں حسن وآبداری پیدا کرنے والے سرمہ کا نمونہ بالکل مفت - صرف ار محصول ڈاک بھیجکر طلب کیجئے - اگر واقعی آپ تعریف کے مطابق پائیں تو قیمتاً طلب فرمائیں - ایک روپیہ فی تولہ قیمت ہے جو لوگ پیشگی قیمت بھیجیں گے ان کو محصول معاف - یہ سرمہ اچھی آنکھوں کے لئے ہے - بیمار آنکھوں کے لئے سرمہ سکھ مین منگائیے جو آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے اکسیر ہے - قیمت عہ فی تولہ

ایس براورس کارخانہ مفید بصر سرمہ تمر لیبر ... ڈاکخانہ ...

ایک غلطی کا ازالہ

تازہ اخبار پیغام صلح نمبر ۳۱ مجریہ ۷ جولائی ۱۹۲۶ء میں تذکرہ علیہ کے نیچے صفحہ ۹ پر جو میرا مضمون شایع ہوا ہے اس میں کالم نمبر ۲ میں سہو کاتب سے الفاظ کی ترتیب میں کچھ ایسا ردوبدل ہو گیا ہے جس سے وہ معنے ادا نہیں ہوتے جو ہونا چاہیئے تھے - اخبار میں یوں چھپ گیا ہے - " دوم جب جماعت کے خلیفہ کو شہادت کے لئے میدان میں بلایا کہ واقعی اسی مفہوم کے ساتھ جو میاں محمود احمد صاحب نے بتلایا ہے تم حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں مرزا صاحب کو نبی سمجھتے تھے تو کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ پر آ کر حلف اٹھائے " اس فقرے میں غلطی یہ ہوئی کہ " خلیفہ کی جماعت " کی جگہ " جماعت کے خلیفہ " چھپ گیا ہے - جس سے فقرہ بے معنی سا ہو گیا - جماعت کے خلیفہ کی شہادت کہ وہ میاں محمود احمد صاحب کے بتائے ہوئے مفہوم کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں آپ کو نبی سمجھتے تھے بالکل بے معنی معلوم ہوتا ہے - مطلب تو میرا یہ تھا کہ قادیان کے خلیفہ کی جماعت میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ مقابل میں آ کر حلفیہ شہادت دیتا کہ وہ سچ مچ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں مرزا صاحب کو انہی معنوں میں نبی سمجھتا تھا جن معنوں میں وہ آج میاں محمود احمد صاحب کے بتائے ہوئے مفہوم کے ساتھ سمجھتا ہے - پس قارئین کرام اس غلطی کی اصلاح کر لیں اور اس میں جو تکلیف ہوئی اسے معاف فرمائیں - والسلام

خاکسار

بشارت احمد از جہلم - ۹ جولائی ۱۹۲۶ عیسوی

ہندوستان

—— کانگرس کمیٹی کی مجلس عاملہ نے اپنے تازہ اجلاس کلکتہ میں بہت سی قراردادیں منظور کی ہیں - جن میں سے دو حسب ذیل ہیں :-

(۱) یہ مجلس فیصلہ کرتی ہے کہ ایک مستقل شعبہ نشر واشاعت قایم کیا جائے تاکہ عوام کو فرقہ وارانہ نزاعات سے بالاتر رہنے اور مستحکم قومی زندگی پیدا کرنے کے لئے تعلیم وتربیت دی جائے -

(۲) اس مجلس کی رائے میں اعلےٰ مفاد ملک کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی فرقہ دار معاملہ کے متعلق مجالس وضع قوانین میں کوئی مسودہ قانون یا ترمیم نہ پیش کی جائے - بشرطیکہ کسی فرقے کے ارکان کا ¾ حصہ اس قسم کے مسودہ قانون یا ترمیم کی پیشی یا بحث وتمحیص کا مخالف ہو - مجالس وضع قوانین کی کانگرسی جماعت کو چاہیئے کہ ہر صورت میں اس قرارداد کے مطابق عمل درآمد کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرے -

—— جناب وزیر ہند کی منظوری سے گورنمنٹ ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انڈین فارسٹ سروس کے امیدواروں کا معمولاً ڈیرہ دون میں امتحان لیا جائے - تعلیم کا آغاز یکم نومبر ۱۹۲۶ء سے ہوگا -

—— رائے صاحب لالہ گنگا رام صاحب رئیس انبالہ آئندہ اجلاس کونسل میں یہ تحریک پیش کرینگے کہ زنانہ مدارس میں چرخہ کاتنا لازمی قرار دے دیا جائے -

—— محکمہ تعلیم ریاست جموں وکشمیر کی طرف سے ایک گشتی چٹھی اس مفہوم کی شایع کی گئی ہے کہ اچھوتوں کو دوسری قوموں کے لڑکوں کے ساتھ تعلیم دی جایا کرے

—— ایک مسلمان عبدالحلیم خاں نے سوامی شردھانند - ڈاکٹر سکھ دیو پروفیسر اندر ودیش بندھو گپتا ایڈیٹر " تیج " ، ماسٹر گنپت رام سکرٹری آریہ سماج کراچی کے خلاف استغاثہ دائر کیا ہے - کہ ان لوگوں نے اس کی زوجہ اصغری اور تین بچوں کو اغوا کیا - اور تبدیل مذہب کے چھپا رکھا ہے - عدالت نے ۷ جولائی کو ملزموں کے نام سمن اور عورت اور بچوں کے وارنٹ جاری کئے آئندہ پیشی ۲۳ جولائی کو مقرر ہوئی ہے -

—— مہارانی صاحبہ گوالیار نے سرونٹس آف انڈیا (انجمن خدام الہند) کو آتشزدگی کے نقصانات کی امداد کے فنڈ میں آٹھ ہزار روپے عطا فرمائے ہیں اور سر آغا خاں نے پانچ ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا ہے -

—— مجلس مقننہ صوبہ متحدہ کے اجلاس یکم جولائی میں خان بہادر شیخ مسعود الزماں صاحب کے سوال پر آنریبل ہوم ممبر نے فرمایا کہ ان کو اس کا علم ہوا ہے کہ مسٹر کالیچرن شرما ایڈیٹر آریہ مسافر آگرہ نے ایک ہندی کتاب " ... " کے نام سے شایع کی ہے - مسٹر اسلم ... مزید سوال پر آنریبل ہوم ممبر نے قبول کیا کہ گورنمنٹ کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی ہے کہ اس کتاب میں آنحضرت صلعم کی نسبت بعض دل آزار حصے موجود ہیں - اور حکومت نے اس کتاب کی بابت مقدمہ چلائے جانے کا حکم دیدیا ہے - صرف مصنف وشایع کنندہ پر مقدمہ چلانا منظور کیا ہے اور کوئی قانون ایسا نہیں ہے جس کے ماتحت کتاب مذکور کو ضبط کیا جا سکے

—— بھارتیہ شدھی سبھا کے لئے روپیہ جمع کرنے کے لئے سوامی شردھانند نے دورہ شروع کر دیا گیا ہے -

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ایڈیٹر سیاست کو دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند کے ماتحت یہ حکم دیا ہے کہ وہ دو ماہ تک راولپنڈی کے فسادات اور دوسرے فرقہ وارانہ ہنگاموں پر کوئی تنقید وتبصرہ نہ کرے -

—— لاہور میں مسلمانوں کے ایک جلسہ میں فسادات راولپنڈی کے ستم رسیدہ مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کی ایک تجویز منظور ہوئی جلسہ نے ایک اور تجویز منظور کی جس میں حکومت سے درخواست کی گئی کہ وہ سب لوگوں کو تلوار رکھنے کی اجازت دے جس طرح کہ سکھوں کو کرپانیں رکھنے کی اجازت ہے - کئی ایک مسلمان وکلاء نے مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے اپنی قانونی امداد پیش کی ہے

—— امرتسر کا ایک تار مظہر ہے کہ سب ڈویژنل افسر مسٹر کمیو فسادات راولپنڈی کے مقدمات کی سماعت کے لئے سپیشل مجسٹریٹ مقرر ہوئے ہیں -

—— میر مقبول محمود کے پیش کردہ ساہوکارہ بل پر سات دن تک مجلس مقننہ پنجاب میں مباحثہ ہوتا رہا - سوائے چوہدری دنی چند صاحب کے باقی تمام ہندو ممبروں نے اس مسودہ قانون کی پرزور مخالفت کی - بہت سی ترمیمیں بھی پیش ہوئیں - جن میں سے کچھ منظور ہوئیں اور کچھ مسترد - بالآخر ۷ جولائی کو ووٹ لینے پر ترمیم مسودہ قانون نعرہ ہائے مسرت کے درمیان منظور ہو گیا -

ممالک خارجہ

—— مولانا محمد علی صاحب کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ ہدم مقابر ومآثر کے متعلق سلطان ابن سعود نے ایک مذہبی مناظرہ منعقد کیا تھا جس میں سب لوگ شریک تھے - نجدی عالم عبداللہ بن بلیہد بھی شریک جلسہ تھے - سلطان نے ہدم قبور کا یہ عذر لنگ پیش کیا کہ میں نے اس مسئلہ کو موتمر کے فیصلہ کے لئے چھوڑ دیا تھا - مگر علمائے نجد نے یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو ہم خود آ کر اس کام کو سرانجام دینگے اس لئے مجبوراً ایسا کرنا پڑا -

—— جدہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حکام نے پچاس سے زیادہ حجازیوں کو گرفتار کیا ہے - جو شریف کے حامی تھے - اور ان میں سے اکثر جلاوطن کر دیئے گئے ہیں - حکام نے ان کے گھروں کی تلاشی لی - سنا گیا ہے کہ ابن سعود نے ایک سازش کا پتہ چلایا ہے جو اس کے زوال کی خاطر کی جا رہی تھی - شریف حسین اور شریف علی کے زمانے کے بہت سے افسر اس سازش میں شامل تھے -

—— تازہ ترین عربی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دروزی واقعی پھر لبنان زیریں کی جانب بڑھ رہے ہیں - اور سرحدوں کے قریب کافی سرگرمی شروع ہو گئی ہے - بہت سے دروزی جو پچھلے واقعات کے سلسلہ میں فلسطین میں پناہ گزیں تھے - واپس آ رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی زبردست مہم کی تیاریاں ہو رہی ہیں -

—— یافا مسلم مسیحی ایسوسی ایشن کے ایک اجلاس میں سلطان پاشا اطرش کا ایک مکتوب پڑھ کر سنایا گیا - جو حلمی ابو حذرا ایک معزز رئیس کے نام آیا تھا - اس مکتوب میں دروزی قائد نے ان حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے جنھوں نے اس کے بھائی کی موت پر اظہار تعزیت کیا تھا - حاضرین نے ۲۰۰ لیرا زخمیوں کے لئے جمع کئے -

—— امیر مائیکل لطف اللہ صدر مجلس منتظمہ شامی فلسطینی کانگرس (مصر) نے ایم ڈی ژوونیال کے اس بیان کا جواب شایع کیا ہے جو اس نے اہرام میں دیا تھا - امیر موصوف ہائی کمشنر شام (ژووینال) کے اس بیان کی تردید کرتے ہیں کہ شورش شام ختم ہو گئی ہے اور ثابت کرتے ہیں کہ اس میں ترقی ہوئی ہے اگر ہائی کمشنر کی دلی آرزو ہے کہ یہ عقدہ حل ہو جائے اور خونریزی بند ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ شامیوں کے مطالبات قبول کر لے اور ان کی تمام ...

— لندن میں یوانان اور برطانیہ کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ مرتب ہوگیا ہے۔ اور عنقریب اس پر دستخط ہو جائیں گے۔

— ایرانی جریدہ "گلشن" رقمطراز ہے۔ کہ ایران میں ان لڑکوں کو جو بے سرپرست گلی کوچوں میں فقیروں کی زندگی بسر کرتے پھرتے تھے۔ پولیس کے ذریعہ جمع کرکے دارالیتمیٰ میں داخل کیا گیا ہے۔

— جمعیت "اتحاد نسواں" مصر میں ایک خاص حیثیت اور اہمیت رکھتی ہے۔ اس جمعیت نے اپنا ایک وفد بسر کردگی "ہدا شعراوی خانم" وزیر اعظم اور وزیر عدلیہ مصر سے ملاقات کے لئے ترتیب دیا ہے۔ یہ وفد عورتوں کی طرف سے مندرجہ ذیل حقوق کا حکومت سے مطالبہ کریگا:-

(۱) تعدد زوجات کے لئے قیود۔ اور شرائط کی پابندی اور ان کی عدم پابندی پر اس کی معقول سزا۔ (۲) بغیر کسی سبب کے طلاق دینے پر بازپرس و سزا۔ (۳) عورتوں پر مردوں کی سختی اور تعدی سے حفاظت (۴) مطلقہ عورتوں کے پاس جس مدت تک ان کے بچے رکھے جاتے ہیں وہ کافی مدت نہیں ہے۔ اس لئے اس کو کسی قدر طویل کیا جائے۔ (۵) ایک سرکاری سرکلر کی منسوخی جس میں ۱۹۲۴ء میں ایک قانون متعلقہ مرد و زن کی تشریح قانون کی روح کو مدنظر رکھ کر نہیں کی گئی ہے۔

— حکومت افغانستان نے موتمر مکہ کے لئے جرنیل غلام جیلانی خاں سفیر انگورہ کو نمائندہ مقرر کیا ہے۔ جرنیل موصوف دوران سفر میں اسکندریہ میں ٹھیرے۔ مقامی اخبار "وادی النیل" کے مدیر نے آپ سے ملاقات کی دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا کہ حکومت افغانستان کو مسئلہ خلافت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس مسئلہ نے دول اسلام میں اختلاف پیدا کر دیا۔ حکومت افغانستان اس میں بحث کرنے کو قطعاً تیار نہیں۔ اور افغان رعایا کی بھی یہی رائے ہے۔ سلطان ابن سعود کی دعوت پر میری حکومت نے مجھے اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ موتمر میں حجاج کی راحت و حفاظت کے وسائل اور بیت اللہ کے راستوں کی مامونیت پر غور ہوگا۔ افغانی قوم و حکومت ترکی انقلابات جدید کو بنظر استحسان دیکھتی ہیں۔ ترک قوم سچی مسلم قوم ہے۔ ذی عزم و شجاع اور عزت و آبرو پر مرمٹنے والی ترکی حکومت اثر و اقتدار کے لحاظ سے سب سے بڑی اسلامی حکومت ہے۔ لشکر افغانستان کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ ہر طرح سے منظم و طاقتور ہے۔ ساری افغانی فوجیں اپنے ملک میں بنے ہوئے اسلحہ سے مسلح ہیں۔ ہمارے پاس ایک بڑا کارخانہ توپیں بنانے کے لئے دوسرا بندوقیں اور جدید آلات بنانے کے لئے۔ تیسرا اسلحہ کے لئے چوتھا بارود کے لئے موجود ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے کارخانے ہیں۔ اب حکومت اپنے ہوائی بیڑے میں اضافہ کر رہی ہے۔ وزارت جنگ کے پاس تیس جنگی جہاز ہیں جو جدید طرز کے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد اس سے بھی زیادہ ہو جائیں گے۔ حقوق نسواں کے ذکر میں آپ نے فرمایا کہ حکومت عورتوں کی اصلاح اور ان کے حقوق عطا کرنے میں کوئی کوشش فروگذاشت نہیں کرتی۔ کابل میں ایک عظیم الشان مدرسہ میں ان کی تعلیم جاری ہے۔ جس میں فارسی۔ ترکی۔ عربی اور فرانسیسی زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حکومت نے ایک ایسا قانون بھی بنا دیا ہے جس سے تعدد ازدواج تقریباً ختم ہو جائے گا۔

— فرانسیسی اخبار لاطان رقمطراز ہے کہ امیر محمد بن عبدالکریم اور ان کے قریبی رشتہ دار جزیرہ مداغاسکر کو جلاوطن کر دیئے جائیں گے۔ جہاں امیر موصوف کے ساتھ عزت کا سلوک کیا جائے گا جس میں نہ سختی ہوگی نہ مروت۔

— ترکی ایرانی سرحد پر ایرانی فوج کا ایک دستہ باغی ہو گیا ہے۔ ان کی سرکوبی کے لئے تبریز سے فوجیں روانہ ہو گئی ہیں خراسان کے علاقہ میں بھی کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ جس کو فرو کرنے کے لئے طہران سے بارہ سو جوانوں کی ایک پلٹن بھیجی گئی ہے۔

— حکومت ترکیہ کو اطلاع ملی ہے کہ حکومت برطانیہ نے عہد نامہ موصل کی تصدیق کر دی ہے۔ فنی تک اور کرنل دیاکین عراقی نمائندگان بغداد سے انگورہ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ تاکہ انگورہ پہنچکر حکومت عراق کی طرف سے بھی تصدیق کر دیں۔

— حکومت ترکیہ کے ایک رکن محمود بک آفندی نے ایک نمائندہ اخبار کو حسب ذیل بیان دیا ہے:-

"ہم عالم اسلامی سے ہرگز جدا نہیں ہوئے۔ یہ صرف جاہلوں کے خیالات ہیں جو ہمارے سیاسی و دینی انقلاب کی وجہ سے ہوئے۔ انقلاب سے جو تھوڑی سی شورش پیدا ہو گئی ہے جلد بالکل ختم ہو جائیگی اور اس انقلاب کے فوائد ظاہر ہوں گے تو سارا عالم اسلامی ہماری اتباع کرے گا اور ہماری پوری پوری نقل اتارنے لگے گا۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴　۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۵ ہجری　نمبر ۳

سوامی شردھانند کے اعلان جنگ کا جواب

پنجاب میں تبلیغ زمیندارہ

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(ایک مسلمان زمیندار کے قلم سے)

سرزمین ہندوستان میں سوامی شردھانند اینڈ کو نے تین چار سال سے جو طوفان بے تمیزی مچا رکھا ہے اس سے اخبار بین طبقہ خوب واقف ہے۔ سوامی دیانند صاحب کے یہ سرگرم چیلے نہ صرف ہندوستان سے اسلام کو رخصت کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں بلکہ مکہ اور مدینہ پر بھی "اوم" کا جھنڈا بلند کرنے کی دل خوش کن امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔ پہلے مقصد کے لئے انہوں نے ۱۹۲۳ء میں تحریک شدھی جاری کی۔ یہ تحریک ابتدا میں سوامی شردھانند کے زیر کمان نہایت زور شور سے شروع ہوئی۔ اور اس میں کامیابی بھی امید سے بڑھ کر ہوئی۔ لیکن بعد میں جب انتظام دوسرے ہاتھوں میں چلا گیا تو وہ قدرے مدھم ہو گئی۔ اب ہندو قوم کی دور اندیشی نے یہ تقاضا کیا کہ اس تحریک کو کسی مستعد و قابل ہاتھوں میں دیا جائے۔ چنانچہ اب یہ کام پھر سوامی شردھانند کے سپرد کیا گیا ہے۔ سوامی صاحب نے جس سرگرمی و دلچسپی سے یہ بیڑا اٹھایا۔ اس کا حال گزشتہ اشاعتوں میں درج کیا جا چکا ہے ضرورت تھی کہ مسلمانوں میں سے بھی کوئی خدا کا بندہ اس کے انسداد اور روک تھام کے لیے اٹھتا۔ سو خدا کا شکر ہے کہ پنجاب کے ایک معزز زمیندار نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ پنجاب کے زمینداروں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ دیہات میں رہنے والی اچھوت اقوام میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام نہایت مستعدی سے شروع کر دیں زمینداروں کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے آپ نے ایک مطبوعہ مضمون بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام کا فرض ہے کہ وہ اس صدا کو کم از کم دس تعلیم یافتہ زمیندار بھائیوں تک پہنچانے کی کوشش کریں اگر ان مفید تجاویز پر جن کا ذکر اس مضمون میں ہے عمل کیا گیا تو کم سے کم پنجاب میں تحریک شدھی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آج کل آریہ سماجی زیادہ تر انہی اچھوت اقوام کو شدھ کر کے اپنی تو تعدادی کو بڑھا رہے ہیں اور اسلام کی اشاعت میں روڑے اٹکا رہے ہیں اگر یہی قومیں اسلام کے جھنڈے تلے آ گئیں تو پھر پنجاب میں آریوں کے لئے کوئی میدان نہ رہے گا۔ ضرورت ہے اس بات کی ہے کہ مسلمان زمینداروں کو اس مسئلہ کی اہمیت پورے طور پر جتا دی جائے۔ پھر وہ دن دور نہ ہوگا جب پنجاب کے دیہات میں اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔

(مدیر)

شدھی اور سنگھٹن کی بابت آریوں اور دیگر ہندوؤں بالخصوص سوامی شردھانند صاحب نے پچھلے دو ہفتوں میں جو مضامین اور اعلانات شایع کئے ہیں۔ ان سے ثابت ہے کہ کس وسعت اور کس حوصلے سے ہمت یہ کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور پایا جاتا ہے کہ یہ کام زیادہ تر دیہات میں کیا جائے گا۔ ایک طرف اگر اچھوت اقوام زیر عمل رکھی گئی تو دوسری طرف دیہات کے ناتعلیم یافتہ زمیندار اور خصوصاً وہ مسلم غریب اور مفلس ہیں اور جن کو عموماً کمین کہا جاتا ہے۔ زیر مشق ہوں گے یہ اقوام اگر کہ ... آریہ ہندو ... شردھانند ... [illegible]

کا عزم کرتے ہیں۔ یا ان کو کیا حق ہے؟ میری رائے میں ایک فضول اعتراض اور زبردستی ہو۔ جب خود مسلمان یا عیسائیوں کو یہ حق حاصل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آریوں اور ہندوؤں کو یہ حق نہ ہو جب ایک لا مذہب اور ناستک بھی اپنے عقیدے کا یہ اعلان کر سکتا ہے کہ لوگ اس کے اس عقیدے کی پیروی کریں۔ تو کیوں ہندو اور آریا ایسا نہ کریں۔ ہر مذہب والے کو یہ حق حاصل ہے کوئی روک نہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم دوسرے مذہب والے کو اس سے روکیں۔ اور برا مانیں۔ مناسب وقت یہ ہے کہ خود ہم بھی تبلیغ کے لئے تیار ہو جائیں۔

موجودہ طریق تبلیغ

جب سے ہندوؤں اور آریوں کی طرف سے زیر سرپرستی سوامی شردھانند صاحب و دیگر چند معتقدین آریا و ہندو صاحبان یہ کام شروع ہوا ہے تب سے بہت سے مسلمان اسلام چھوڑ کر شدھ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سوامی شردھانند صاحب اپنے نئے اعلان میں فرماتے ہیں کہ پہلے وقت کی کارگزاری میں ایک لاکھ روپیہ جمع ہوا۔ اور پچاس ہزار مسلمان شدھ کئے گئے۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ بار ثانی کی یورش میں جو اب ہونے والی ہے کس قدر کامیابی ہو سکتی ہے۔ جب ملکانوں میں پہلی دفعہ شدھی کا شور اٹھا تو اگرچہ ہر ایک مسلمان فرقہ کی طرف سے اس کے روکنے کی فکر کی گئی۔ اور بہت سے مولوی صاحبان اور ان کی طرف سے اور لوگ بھی ملکانوں میں گئے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ جیسی کامیابی چاہیے تھی نہ ہوئی۔ وجہ اس کی یہ نہیں کہ اسلام کمزور تھا بلکہ خود مولوی صاحبان اور ان کے مقتدیوں میں فرقہ وارانہ جنگ چھڑ گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں کو شدھی سے بچانے کے لئے گئے تھے وہی لوگ ایک بڑی حد تک بدظن ہو گئے۔

مولوی صاحبان اور شدھی

ہمارے مولوی صاحبان کی باہمی پرخاش اور عین جوابدہی کے وقت باہمی کشمکش و جنگ و جدل نے یہ ثابت کر دیا کہ دراصل ادائے فریضہ تبلیغ کے لئے بایں حالات مولوی صاحبان موزوں نہیں۔ بعض مولوی صاحبان بے شک موزوں ہیں۔ جو اندرونی جھگڑوں میں نہیں پڑتے۔ اور جو کفر و ارتداد کی بحث نہیں اٹھاتے۔ لیکن عام تبلیغ کے لئے میری رائے میں عام لوگ ہی زیادہ تر قابل ثابت ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ اس وقت ہمارے سامنے اضلاع ملتان۔ منٹگمری۔ مظفر گڑھ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ سرگودھا و شاہ پور۔ میانوالی۔ جھنگ۔ کی نظیریں موجود ہیں۔ ان علاقوں کے زمینداروں و دیگر عام مسلمانوں نے نہ صرف مذہبی خیال بلکہ تمدنی اغراض کے تحت بھی اپنے حسن اخلاق کے ذریعے سے اچھوت اقوام کے ہزاروں افراد کو رفتہ رفتہ مسلمان کر دیا جس کا عملی نتیجہ اس وقت یہ ہے کہ ان علاقوں میں کوئی بھی چوہڑہ اور خاکروب نظر نہیں آتا۔ ان نومسلموں میں سے شاید چار پانچ فیصدی مسلمان بھی ایسے نہیں ہوں گے جو کسی مولوی صاحب کی محنت کا نتیجہ ہوں۔

دیہات کے زمیندار

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر دیہات کے زمیندار بطور خود یہ کام کرنے لگیں تو بمقابلہ دیگر لوگوں کے یہ خوبصورتی کے ساتھ کامیاب ہو سکتے ہیں پنجاب میں اس وقت ۳۴ ہزار گاؤں ہے۔ اور ان میں سے قریباً بیس ہزار مسلمانوں کے گاؤں ہیں۔ جن میں تمام اچھوت قومیں مثلاً چوہڑے۔ سانسی گند ھیلے۔ بھیڈ کٹ۔ بٹوال۔ چمار۔ میگھ وغیرہ وغیرہ بود و باش رکھتی ہیں اور زمینداروں کو زمیندارے کے کام میں ان لوگوں کی سخت ضرورت پڑتی ہے عیسائی تبلیغ کی وجہ سے بہت سے چوہڑے ضلع گورداسپور۔ سیالکوٹ۔ لاہور وغیرہ میں عیسائی بھی ہو چکے ہیں۔ اور اس وجہ سے زمینداروں کو کام کاج میں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ عیسائی بمقابلہ ہندوؤں کے مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ اور ان کا سلسلہ مذہب ایک ہی جد سے شروع ہوتا ہے۔ اس واسطے ان سے مسلمان زمیندار پھر بھی کام لے سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ اچھوت قومیں شدھ ہو کر مہاشہ بن جاتی ہیں تو پھر ان میں بھی وہی نسبت ہو جاتی ہے۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہے۔

ایک مشکل

ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ جب یہ قومیں دیہات میں مہاشہ بن گئیں تو اس کا پہلا اثر یہ ہوگا کہ ان جدید مہاشوں سے غریب دیہاتی زمیندار تمدنی رنگ میں بھی کام نہیں لے سکیں گے۔ یہ وہ اٹل مشکل ہوگی جس کا حل بعد از وقت مشکل تر ہو جائے گا۔ اس لئے لازم ہو گیا ہے کہ اس وقت ہم نہ صرف مذہبی خیال سے بلکہ معاشرتی اور تمدنی اور زمیندارہ اغراض کے ماتحت بھی مثل اضلاع ملتان وغیرہ زمینداروں کی طرف سے تبلیغ کا

سادہ طریق سے یہ کام شروع کیا جائے۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے قریباً کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ ایک زمینداروں کی پرانی تجویز کی تجدید ہے اس لئے ہم جرأت کر کے زمینداروں اور قوم کے دیگر لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس پرانی تجویز کی بابت سوچیں۔

قواعد

کچھ ضرورت نہیں کہ اس پرانی تجویز کی تجدید کے متعلق مختلف قواعد وضع کر کے خواہ مخواہ معاملہ پیچیدگی میں ڈالا جائے۔ جیسے دیہاتی زمینداروں کی زندگی سادہ ہے اسی طرح اس تجویز کے متعلق بھی سادہ سادہ قواعد کی ضرورت ہے۔

(۱) یہ کام خلوص اور محبت سے شروع ہونا چاہیے۔

(۲) چونکہ دیہات میں عموماً سوائے چند دیہات کے مشترکہ نسل اور مشترکہ مورث اعلیٰ کی اولاد میں سے زمیندار ہوتے ہیں۔ کچھ مسلمان، کچھ سکھ اور کچھ ہندو۔ اس واسطے ضروری ہے کہ یہ کام مسلمان زمیندار نہایت بردباری اور سلوک سے شروع کریں۔

تبلیغ اسلامی میں قرآن مجید کا یہ حکم ہے کہ نہایت خلوص اور نرمی سے یہ کام کرنا چاہیئے اس طرح پر کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ یہ کام محض للہ فی اللہ ہوتا ہے۔ نہ کسی کی ضد سے عیسائیوں کا موجودہ طریق عمل سوائے غیر مطبوع واقعات کے قابل غور ہے۔ عیسائی مذہب کے مناد اور واعظ حتی الامکان نہایت بردباری اور متانت سے کام کرنے کے عادی ہیں۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) ہم دیکھتے ہیں کہ مذہبی رنگ میں خصوصاً شدھی اور تبلیغ اسلامی کے متعلق بعض بعض جگہ پر نامناسب واقعات ظہور میں آتے ہیں اس قسم کے واقعات زمیندارہ تبلیغ میں نہیں ہونے چاہئیں۔

(۴) مثلاً خواہ مخواہ اذان یا مسجد کے سامنے باجا بجنے وغیرہ امور کے متعلق بعض دفعہ وہ مشکلات پیدا کی جاتی ہیں کہ دیر تک دونوں قوموں کے لئے پرخاش اور تکلیف زائد کی محرک ہوتی ہیں۔ اگر خلوص و بردباری سے کام کیا جائے۔ تو اس قسم کے واقعات کبھی بھی رونما نہیں ہو سکتے۔ ہم اس ضمن میں گاؤکشی کے واقعات بھی رکھتے ہیں۔ کچھ ضرورت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ دیہات میں گاؤکشی کا جھگڑا کیا جائے۔

(۵) پنجاب کے بیس ہزار مواضعات یا دیہات میں سے ۹۰ فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہے قریباً بیس ہزار مواضعات خالص مسلمانوں کے ہوں گے۔ بایں حالات اگر یہ کام شروع ہو تو رفتہ رفتہ بیس ہزار مواضعات میں کام کرنا پڑے گا۔ اس طرح گویا ہمارے ہاتھ میں بیس ہزار مشنری جماعتیں آ جائیں گی۔

(۶) جس طرح اضلاع ملتان وغیرہ کے مسلمانوں نے نہایت بردباری اور استقلال سے اس بارہ میں کام کیا ہے اور کامیابی کا سہرا ان کے سر بندھا ہے اور ہزاروں جانیں بارگاہ اسلام میں موحد اور کلمہ گو نظر آتی ہیں۔ اسی طرح اگر پنجاب کے دیگر حصوں کے مسلمانوں نے یہ کام نرمی و بردباری اور استقلال سے شروع کیا تو بفضلہ تعالیٰ پوری کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے۔

ہماری غلطی

(۷) اس زمیندارہ تبلیغ میں خواہ مخواہ فرقہ وارانہ کفر و ارتداد کے جھگڑے نہ شروع کئے جائیں۔ شروع میں ہر نو مرید کو صرف مسلمان بنایا جائے بعد میں وہ خود اس کا فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کو کس جماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔ پہلے شکار کیا جائے پھر تقسیم ہو سکتی ہے۔

پنجاب کے بعض شہروں اور دیہات میں صدہا گھرانے اور ہزاروں جانیں چوہڑوں کی قوم سے اس قسم کی ہیں کہ جو نماز پڑھتی روزہ رکھتی اور مسلمان مولویوں سے نکاح پڑھواتی ہیں۔ لیکن اس پر بھی انہیں مردم شماری میں چوہڑہ لکھا جاتا ہے۔ اور مسلمان بھی انہیں چوہڑہ سمجھتے ہیں۔ کتنی غلطی اور کتنی فروگذاشت ہے گویا ہماری نظروں میں مسلمان وہ ہے جو ہاتھوں میں تسبیح رکھے اور اللہ ہو اللہ ہو با آواز بلند کرتا پھرے۔ ایسی قوموں کے متعلق یہ عذر بھی کیا جاتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ لوگوں کا پاخانہ اٹھاتے ہیں اس لئے یہ مسلمان نہیں۔ باوجودیکہ نماز گذار بھی ہیں۔ ملتان میں مجھے ایک نومسلم نے کہا کہ اگر یہ کام کرنا ہم کو دائرہ اسلام سے نکالتا ہے۔ تو

یا فلانہ نہ اٹھایا کریں۔ میری رائے میں یہ جواب معقول ہے ہم تو باوجود ایسا کام کرنے کے مسلمان رہیں۔ اور یہ لوگ کلمہ گو ہونے پر بھی اسلام میں داخل نہ ہو سکیں۔ اگر ایسے لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں تو ان کو داخل اسلام سمجھا جائے بشرطیکہ وہ مردہ جانور نہ کھائیں اور شرک نہ کریں۔

(۸) جب یہ لوگ داخل اسلام ہو جائیں تو ان کو وہی حقوق مساوات ملنے چاہئیں جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ ان سے کراہت و نفرت نہ کی جائے۔ ان کو قومی تقریبوں میں اسی طرح شامل کیا جائے جس طرح دوسرے مسلمانوں کو عموماً کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ کا کھانا لیا جائے۔ ان کی بکائی ہوئی روٹی استعمال کی جائے ان کو مسلمان سمجھ کر کبھی چوہڑہ نہ کہا جائے۔ مجلسوں میں ان کی ہتک نہ کی جائے۔ غرض ان کو وہی حقوق دیئے جائیں جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

اعلان تبلیغ

(۹) اس زمیندارہ تبلیغ کے اعلان کے واسطے نہ تو بڑے بڑے آریٹروں کی ضرورت ہے نہ بڑے بڑے مولویوں کی۔ میری رائے میں صرف ضلع وار تین تین یا چار چار ایسے زمیندار چاہئیں جو دیہات میں پھر کر نرمی اور سلامت روی سے مختلف دیہات کے زمینداروں کو اس بات پر لگائیں کہ وہ ملتان اور نگر ہی کے مسلمانوں کی طرح تبلیغ اسلام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اور بہتر ہوگا کہ ایسے چند اعلان کرنے والوں کے ساتھ ان چند اچھوت نومسلموں سے بھی کوئی آدمی ساتھ لیا جائے۔ مثلاً علاقے میں چند چوہڑے مسلمان ہو جائیں۔ ان میں سے ایک نومسلم چوہڑہ جس کی پیشانی سے بوجہ مسلمان ہو جانے کے چوہڑے پن کا داغ مٹ چکا ہے ساتھ لیا جائے۔ اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو پرانے مسلمان راجپوت۔ مغل۔ پٹھان۔ سید کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس طریق عمل سے لوگوں کو دکھایا جائے کہ ان قوموں کو جنہیں نیچ کہا جاتا ہے۔ وہ بدقسمت انسانی ممبر جو انسان نہیں سمجھے جاتے وہ لوگ جو دوسری قوموں کے فرش پر بھی نہیں آ سکتے۔ وہ بدقسمت انسان جو باوجود انسان کہلانے کے بعض اقوام کی ذات پات کی قیود کی وجہ سے شریف آدمی سے بات بھی نہیں کر سکتے ایسے تمام لوگوں کو [illegible] اسلام کی [illegible] آغوش شفقت میں لے سکتا ہے۔ برادر اسلام کے نقطہ خیال سے ہر ایک قوم کو یوں مساوات کی ڈگریاں دی جا سکتی ہیں۔

(۱۰) یہ ایک بڑا نقص ہے جو کبھی کبھی بعض دیہات اور بعض شہروں میں موجب مزید تفریق ہو رہا ہے۔ بعض اچھوت قومیں مثلاً چوہڑے بھنگی وغیرہ جب تک مسلمان نہیں ہوتے جب مسلمانوں کے کسی چاہ آبنوشی پر پانی لینے جاتے ہیں تو ان کو روک دیا جاتا ہے۔ یا ان کے ساتھ ویسی ہی نفرت کی جاتی ہے جیسی ہندو کرتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ اگر مسلمانوں اور ہندوؤں کو ان کنوؤں پر چڑھنے اور پانی بھرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو نہ دی جائے۔ یہ لوگ بھی انسان ہیں۔ ہاں ان کے دل صاف ہونے چاہئیں۔ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہونا چاہیے جو دیگر انسان سے ہوتا ہے خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں

(۱۱) یہ تجدید تجویز سابقہ اور چند قواعد جو حوالہ قلم ہوئے ہیں اس واسطے شایع نہیں کئے جاتے کہ سامعین اور قارئین ان میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے یا ان میں دخل دینے کی اجازت نہیں۔ خوشی سے ترمیم و اضافہ کر سکتے ہیں۔ جب کبھی کل رائیں اکٹھی ہو جائیں گی تو کسی جگہ زمینداروں کے مجمع میں ان پر غور ثانی ہو کر آخر تجویز پاس ہو سکتی ہے۔

سوامی دیانند کی روشن ضمیری کی داد

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے متعلق جو بدزبانی کی ہے اس کو کوئی مہذب انسان پسند نہیں کر سکتا۔ خود ہندوؤں میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو سوامی دیانند جی کی اس یاوہ گوئی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر چکے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا مہاتما گاندھی نے بھی اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ اب ایک اور ہندو لیڈر پنڈت رلیارام شرما ایڈیٹر "سناتن دھرم پرچارک" امرتسر نے اس کے خلاف نفرت کا اظہار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:-

"سوامی دیانند جی کی تمام پستکوں میں ہندو قوم کے دوسرے سمپردائیوں (فرقوں) کے بزرگوں کو بُری طرح یاد کیا گیا ہے اور ہندو مذہب کے مقدس اصولوں پر بُری طرح سے نکتہ چینی کی گئی ہے جس کا لب و لہجہ بھی اس قسم کا ہے کہ جو مہذب سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے بھی نہیں دیکھا جاتا .... سوامی دیانند کے گورو نے رگھو سدھانت کو مدہی پر جوتے لگوائے اور سوامی جی نے تمام مذاہب کے بزرگوں کو لال بجھکڑ جسبوا اور بھڑوا کی طرح سمجھ کے الفاظ لکھے ہیں۔ کون شخص ہے کہ جو اس قسم کے لٹریچر کی تعریف کرے۔ اور اس قسم کی روشن ضمیری کی داد دے"

(سناتن دھرم پرچارک مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۲۶ء)

اسی قسم کے خیالات کا اظہار سناتن دھرمی اخبار "جاگرت" نے کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ:-

"یہ امر واقعی ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں ہندو بزرگوں دیوی دیوتاؤں اور اوتاروں کو وہ بے نقط سنائی گئی ہیں۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ سناتن دھرمیوں کے دل ان فقرات اور گالیوں سے چھریاں چلتی ہیں۔ (جاگرت ۱۴ جون)

جب سوامی دیانند جی کا اپنوں کے ساتھ یہ سلوک ہے۔ تو پھر غیروں کے متعلق کیا کچھ درافشانی نہ کی ہوگی۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

مراسلات

صلح کس طرح ہو سکتی ہے

(حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کی قلم سے)

وسط اپریل گزشتہ میں ایک عرب صاحب جن کا اسم گرامی بشیر کمال ہے حیدرآباد دکن سے تشریف لائے اور اثنائے گفتگو میں یہ کہا کہ چونکہ جماعت احمدیہ ایک مفید کام کر رہی ہے۔ اس لئے اگر دونوں فریق میں مصالحت ہو جائے تو خدمت اسلام کے اس کام کو بہت تقویت پہنچے گی میں نے ان سے کہا کہ ہماری طرف سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس خواہش کا اظہار ہو چکا ہے بلکہ ایک مرتبہ کوئی تیس کے قریب آدمیوں کا ایک وفد بھی ہماری طرف سے قادیان گیا تھا۔ کہ کوئی تجویز ایسی اختیار کی جائے جس سے دونوں فریق کے باہمی تنازعات کم ہو جائیں۔ اور زیادہ وقت بجائے آپس کے جھگڑے کے اشاعت اسلام پر صرف ہو۔ لیکن اس کا جواب اس وقت بہت ہی مایوس کن ملا تھا۔ یہاں تک کہ اس معزز وفد کو فرشتہ کے لباس میں شیطان قرار دیا گیا۔ لیکن عرب صاحب کے اصرار پر میں نے کہا کہ آپ اگر کوئی کوشش کرنا چاہتے ہیں تو کریں ہم ہر ایک معقول تجویز کو اب بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔ اور انہیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ اصل معاملہ جس پر سلسلہ کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ ہے یعنی فریق قادیان تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے۔ اور ہم ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ قادیان گئے اور حافظ روشن علی صاحب کو ساتھ لائے اور ان کی موجودگی میں مجھے یہ کہا کہ میاں صاحب یہ اعلان کرنے کو تیار ہیں کہ وہ ان لوگوں کو جو سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں کافر نہیں کہیں گے بشرطیکہ میں اس مضمون کی چھٹی ان کو لکھ دوں چنانچہ میں نے ایسی چھٹی لکھی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے اور اس چھٹی کو لے کر مولانا صدر الدین صاحب اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب بمعیت بشیر کمال صاحب قادیان گئے۔ وہاں بشیر کمال صاحب نے کیا کیا۔ اس کا مجھے علم نہیں۔ میاں صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اور تجاویز پیش کیں جس کا ذکر انہوں نے مجھ سے کبھی نہیں کیا۔ اگر یہ ان کی اپنی تجاویز ہوتیں تو ضرور میرے ساتھ وہ ان کے متعلق کچھ ذکر کرتے۔ بہرحال میاں صاحب نے بجائے اس کے کہ میرے خط کا جواب لکھتے ایک جواب لکھا اور میرے خط کے جواب میں اس خط کا حوالہ دیا گیا۔ اور مزید خط و کتابت کے لئے دعوت دی گئی۔ مگر جو جواب ان تجاویز کا میں نے لکھا اس پر آج دو ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ اور بعض احباب چونکہ اس کے متعلق دریافت کرتے رہے ہیں اس لئے اب میں بجنسہ اس خط و کتابت کو شایع کر دیتا ہوں۔ اگر کوئی جواب اس کا بعد میں ملا تو پھر احباب کو اطلاع دے دی جائے گی۔

۱۶ جولائی ۱۹۲۶ء (محمد علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲۶-۴-۲۰

مکرم و معظم جناب میاں صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جماعت احمدیہ لاہور، دونوں جماعتوں میں اتحاد و اتفاق کی خواہشمند ہے بشرطیکہ جماعت احمدیہ قادیان ان مسلمانوں کی تکفیر نہ کرے جنہوں نے اب تک سلسلہ احمدیہ قادیان میں بیعت نہیں کی ہے۔ اور اس کے مطابق آپ کی طرف سے اعلان ہو جائے کہ ہم غیر احمدیوں کی تکفیر نہیں کریں گے اس کے بعد صلح کے قایم ہونے میں ہماری طرف سے کوئی مشکل نہیں ہے۔

(محمد علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم و معظم مولوی محمد علی صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا مکتوب ملا۔ میں نے اس کے متعلق جناب بشیر کمال صاحب سے مفصل گفتگو کی ہے۔ اور چونکہ جو امور انہوں نے پیش کئے تھے میں انہیں معقول سمجھتا ہوں۔ میں نے انہیں تحریر لکھ کر دیدی ہے۔ کہ یہ مجھے منظور ہیں۔ امید ہے کہ وہ آپ سے ذکر فرمائیں گے جو کچھ آپ تحریر فرمانا چاہیں میرے خط کو پڑھ کر تحریر فرما سکتے ہیں۔ میں اس پر غور کروں گا

خاکسار مرزا محمود احمد ۲۱-۴-۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و معظمی بشیر کمال صاحب

السلام علیکم۔ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی جو محبت ڈال دی ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس کی قدر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی آپ کو جزائے خیر دے۔ اس اخلاص کی وجہ سے باوجود اس کے کہ یہ امر عام قاعدہ کے خلاف ہے کہ ایک شخص باہر سے آ کر ایسے امور میں دخل دے۔ میں نے خوشی سے اس امر کو پسند کیا ہے کہ آپ نے جو امور اتحاد کے لئے پیش کئے ہیں ان پر کھلے دل سے اور بغیر تعصب کے غور کروں۔ سو جو امور آپ نے پیش کئے ہیں۔ ان کے متعلق میری یہ رائے ہے:۔

پہلا امر آپ نے یہ پیش کیا ہے کہ دونوں فریق اپنے اپنے عقیدہ پر قایم رہیں اور تبلیغ اور تعلیم اور مال اور انتظام میں متحد ہو جائیں یعنی ایک ہی بیت المال ہو اور سب کام ایک ہی مرکز اور ایک ہی انجمن کے تحت ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کے عقائد کے خلاف کچھ نہ لکھا جائے اور نہ کہا جائے۔ اس کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ یہ بالکل ممکن ہے اگر وہ لوگ ہم سے مل جائیں تو بے شک انہیں اجازت ہوگی کہ وہ اپنے عقائد پر قایم رہیں۔ اور ہم اپنے عقیدہ پر۔ ایک دوسرے کے خلاف کہنے سے چونکہ فساد ہوتا ہے اس لئے اس وقت اسلام کی حالت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس امر پر راضی ہو سکتا ہوں کہ ایک دوسرے کے عقائد کی تردید نہ کی جائے۔ بلکہ اپنے عقائد اپنے ساتھ رکھے جائیں اور محبت سے ہر ایک شخص اپنے مافی الضمیر کو بتائے اور دوسرے کی تردید کو بالکل اختیار نہ کرے۔ ایسے خطرناک وقت میں اگر اعتراض کے طریق کو چھوڑ دیا جائے تو یہ نہایت مناسب موقع بات ہوگی اور اعتراض درحقیقت اعتراض سے پیدا ہوتا ہے اگر ایک فریق اعتراض چھوڑ دے تو دوسرے کو بھی اعتراض کی وجہ نہیں رہتی۔ اور نہ اس کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ حقیقت اعتراض سے نہیں بلکہ دلائل سے اور ذاتی خوبی سے ظاہر ہوتی ہے۔

ہاں چونکہ جو وقت آپ اپنے تجویز کردہ اصول کو پیش کر رہے تھے فریق ثانی کی طرف سے یہ اعتراض ہوا تھا کہ مالیہ ایک جگہ نہ ہو۔ میں اس امر کی بھی اجازت دے سکتا ہوں کہ اگر وہ لوگ چاہیں تو ان کا مال الگ ہی رہے۔ ہاں جو تیسرے بارہ میں آپ نے بیان کیا ہے وہ خلیفہ کی ہدایت سے ہو۔ پس اگر وہ اس کے لئے تیار ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر شاخ انجمن کے طور پر وہ اپنے بیت المال کو الگ رکھیں تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔

دوسرا امر آپ نے یہ لکھا ہے کہ مناسب نہیں کہ کفر کے مسئلہ کے متعلق کچھ لکھا جائے تا لوگوں کے دلوں میں دوبارہ جوش پیدا نہ ہو یعنی یہ اعلان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں یا نہیں پس یا ہے کہ اس پر مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ انہیں اعتراض ہو سکتا ہے پس اگر وہ اس امر پر [illegible]

پاخانہ نہ اٹھایا کریں۔ میری رائے میں یہ جواب معقول ہے ہم تو باوجود ایسا کام کرنے کے مسلمان رہیں۔ اور یہ لوگ کلمہ پڑھنے پر بھی اسلام میں داخل نہ ہوسکیں۔ اگر ایسے لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں تو ان کو داخل اسلام کہا جائے بشرطیکہ وہ مردہ جانور نہ کھائیں اور شرک نہ کریں۔

(۸) جب یہ لوگ داخل اسلام ہو جائیں تو ان کو دینی حقوق مساوی ملنے چاہئیں جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ ان سے کراہت و نفرت نہ کی جائے۔ ان کو قومی تقریبوں میں اسی طرح شامل کیا جائے جس طرح دوسرے مسلمانوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ کا کھا لیا جائے۔ ان کی پکائی ہوئی اور ان کی استعمال کی جائے ان کو مسلمان سمجھ کر کبھی چوہڑہ نہ کہا جائے۔ مجلسوں میں ان کی ہتک نہ کی جائے۔ غرض ان کو وہی حقوق دیئے جائیں جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

اعلان تبلیغ

(۹) اس زمیندارہ تبلیغ کے اعلان کے واسطے نہ تو بڑے بڑے آریوں کی ضرورت ہے نہ بڑے بڑے مولویوں کی۔ میری رائے میں صرف ضلع وار تین تین یا چار چار ایسے زمیندار چاہئیں جو دیہات میں پھر کر نرمی اور سلامت روی سے مختلف دیہات کے زمینداروں کو اس بات پر لگائیں کہ وہ اسلام اختیار کرنے کے مسلمانوں کی طرح تبلیغ اسلام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اور بہتر ہوگا کہ ایسے چند اعلان کرنے والوں کے ساتھ ان میں سے نومسلموں سے بھی کوئی آدمی ساتھ لیا جائے۔ مثلاً علاقے میں چند چوہڑے مسلمان ہو جائیں۔ ان میں سے ایک نومسلم چوہڑہ جس کی پیشانی سے بوجہ مسلمان ہو جانے کے چوہڑے پن کا داغ مٹ چکا ہے ساتھ لیا جائے۔ اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو پرانے مسلمان راجپوت، مغل، پٹھان، سید کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس طریق عمل سے لوگوں کو دکھایا جائے کہ ان قوموں کو جنہیں نیچ کہا جاتا ہے۔ وہ بدقسمت انسانی ممبر جو انسان نہیں سمجھے جاتے وہ لوگ جو دوسری قوموں کے فرش پر بھی نہیں آسکتے۔ وہ بدقسمت انسان جو باوجود انسان کہلانے کے بعض اقوام کی ذات پات کی قیود کی وجہ سے شریف آدمی سے بات بھی نہیں کر سکتے ایسے تمام لوگوں کو اسلام [illegible] برادر اسلام کے نقطہ خیال سے ہر ایک قوم کو اول مساوات کی ڈگریاں دی جا سکتی ہیں۔

(۱۰) یہ ایک بڑا نقص ہے جو کبھی کبھی بعض دیہات اور بعض شہروں میں موجب مزید تفریق ہو رہا ہے۔ بعض اچھوت قومیں مثلاً چوہڑے بھنگی وغیرہ جب تک مسلمان نہیں ہوتے جب مسلمانوں کے کسی چاہ آبنوشی پر پانی لینے جاتے ہیں تو ان کو روک دیا جاتا ہے۔ یا ان کے ساتھ ویسی ہی نفرت کی جاتی ہے جیسی ہندو کرتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ اگر مسلمانوں اور ہندوؤں کو ان کنوؤں پر چڑھنے اور پانی بھرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو نہ دی جائے۔ یہ لوگ بھی انسان ہیں۔ ہاں ان کے دل صاف ہونے چاہئیں۔ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہونا چاہیے جو دیگر انسان سے ہوتا ہے خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں۔

(۱۱) یہ تجدید تجویز سابقہ اور چند قواعد جو حوالہ قلم ہوئے ہیں اس واسطے شائع نہیں کئے جاتے کہ سامعین اور قارئین ان میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے یا ان میں دخل دینے کی اجازت نہیں۔ خوشی سے ترمیم و اضافہ کر سکتے ہیں۔ جب کبھی کل رائیں اکٹھی ہو جائیں گی تو کسی جگہ زمینداروں کے مجمع میں ان پر غور ثانی ہو کر آخر تجویز پاس ہو سکتی ہے۔

سوامی دیانند کی روشن ضمیری کی داد

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے متعلق جو بد زبانی کی ہے اس کو کوئی مہذب انسان پسند نہیں کر سکتا۔ خود ہندوؤں میں ایسے بہت لوگ ہیں جو سوامی دیانند جی کی اس یاوہ گوئی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر چکے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا مہاتما گاندھی نے بھی اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ اب ایک اور ہندو لیڈر پنڈت رلیا رام شرما ایڈیٹر "سناتن دھرم پرچارک" امرتسر نے اس کے خلاف نفرت کا اظہار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:-

"سوامی دیانند جی کی بنائی پستکوں میں ہندو قوم کے دوسرے سپردائیوں (فرقوں) کے بزرگوں کو بری طرح یاد کیا گیا ہے اور ہندو مذہب کے مقدس اصولوں پر بری طرح سے نکتہ چینی کی گئی ہے جس کا لب و لہجہ بھی اس قسم کا ہے کہ جو مہذب سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے بھی نہیں دیکھا جاتا . . . . سوامی دیانند کے گورو دتے رگھو سدھانت کومدی پر جوتے لگوائے اور سوامی جی نے تمام مذاہب کے بزرگوں کو لال بجھکڑ بھسوا اور بھڑوا کی طرح تجھ کے الفاظ لکھے ہیں۔ کون شخص ہے کہ جو اس قسم کے لٹریچر کی تعریف کرے۔ اور اس قسم کی روشن ضمیری کی داد دے"

(سناتن دھرم پرچارک مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۲۶ء)

اسی قسم کے خیالات کا اظہار سناتن دھرمی اخبار "جاگرت" نے کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ:-

"یہ امر واقعی ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں ہندو بزرگوں دیوی دیوتاؤں اور اوتاروں کو وہ بے نقط سنائی گئی ہیں۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ سناتن دھرمیوں کے دل ان فقرات اور گالیوں سے چھریاں چلتی ہیں۔" (جاگرت ۱۷ جون)

جب سوامی دیانند جی کا اپنوں کے ساتھ یہ سلوک ہے۔ تو پھر غیروں کے متعلق کیا کچھ درافشانی نہ کی ہوگی۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

مراسلات

صلح کس طرح ہو سکتی ہے

(حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کے قلم سے)

وسط اپریل گزشتہ میں ایک عرب صاحب جن کا اسم گرامی بشیر کمال ہے حیدر آباد دکن سے تشریف لائے اور اثنائے گفتگو میں یہ کہا کہ چونکہ جماعت احمدیہ ایک مفید کام کر رہی ہے۔ اس لئے اگر دونوں فریق میں مصالحت ہو جائے تو خدمت اسلام کے اس کام کو بہت تقویت پہنچے گی میں نے ان سے کہا کہ ہماری طرف سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس خواہش کا اظہار ہو چکا ہے بلکہ ایک مرتبہ کوئی تیس کے قریب آدمیوں کا ایک وفد بھی ہماری طرف سے قادیان گیا تھا۔ کہ کوئی تجویز ایسی اختیار کی جائے جس سے دونوں فریق کے باہمی تنازعات کم ہو جائیں۔ اور زیادہ وقت بجائے آپس کے جھگڑے کے اشاعت اسلام پر صرف ہو۔ لیکن اس کا جواب اس وقت بہت ہی مایوس کن ملا تھا۔ یہاں تک کہ اس معزز وفد کو فرشتہ کے لباس میں شیطان قرار دیا گیا۔ لیکن عرب صاحب کے اصرار پر میں نے کہا کہ آپ اگر کوئی کوشش کرنا چاہتے ہیں تو کریں ہم ہر ایک معقول تجویز کو اب بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔ اور انہیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ اصل معاملہ جس پر سلسلہ کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ ہے یعنی فریق قادیان تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے۔ اور ہم ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ قادیان گئے اور حافظ روشن علی صاحب کو ساتھ لائے اور ان کی موجودگی میں مجھے یہ کہا کہ میاں صاحب یہ اعلان کرنے کو تیار ہیں کہ وہ ان لوگوں کو جو سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں کافر نہیں کہیں گے بشرطیکہ میں اس مضمون کی چٹھی ان کو لکھ دوں چنانچہ میں نے ایسی چٹھی لکھی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے اور اس چٹھی کو لے کر مولانا صدر الدین صاحب اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب بمعیت بشیر کمال صاحب قادیان گئے۔ وہاں بشیر کمال صاحب نے کیا کیا۔ اس کا مجھے علم نہیں۔ میاں صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اور تجاویز پیش کیں جس کا ذکر انہوں نے مجھ سے کبھی نہیں کیا۔ اگر یہ ان کی اپنی تجاویز ہوتیں تو ضرور میرے ساتھ وہ ان کے متعلق کچھ ذکر کرتے۔ بہرحال میاں صاحب نے بجائے اس کے کہ میرے خط کا جواب لکھتے ایک جواب لکھا اور میرے خط کے جواب میں اس خط کا حوالہ دیا گیا۔ اور مزید خط و کتابت کے لئے دعوت دی گئی۔ مگر جو جواب ان تجاویز کا میں نے لکھا اس پر آج دو ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ اور بعض احباب چونکہ اس کے متعلق دریافت کرتے رہے ہیں اس لئے اب میں بجنسہ اس خط و کتابت کو شائع کر دیتا ہوں۔ اگر کوئی جواب اس کا بعد میں ملا تو پھر احباب کو اطلاع دے دی جائے گی۔

۱۶ جولائی ۲۶ء　　(محمد علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　۲۶-۴-۲

مکرم و معظم جناب میاں صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ لاہور دونوں جماعتوں میں اتحاد و اتفاق کی خواہشمند ہے بشرطیکہ جماعت احمدیہ قادیان ان مسلمانوں کی تکفیر نہ کرے جنہوں نے اب تک سلسلہ احمدیہ قادیان میں بیعت نہیں کی ہے۔ اور اس کے مطابق آپ کی طرف سے اعلان ہو جائے کہ ہم غیر احمدیوں کی تکفیر نہیں کریں گے اس کے بعد صلح کے قائم ہونے میں ہماری طرف سے کوئی مشکل نہیں ہے۔

(محمد علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم و معظم مولوی محمد علی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مکتوب ملا۔ میں نے اس کے متعلق جناب بشیر کمال صاحب سے مفصل گفتگو کی ہے۔ اور چونکہ جو امور انہوں نے پیش کئے تھے میں انہیں معقول سمجھتا ہوں۔ میں نے انہیں تحریر لکھ دی ہے۔ کہ یہ مجھے منظور ہیں۔ امید ہے کہ وہ آپ سے ذکر فرمائیں گے جو کچھ آپ تحریر فرمانا چاہیں میرے خط کو پڑھ کر تحریر فرما سکتے ہیں۔ میں اس پر غور کروں گا

خاکسار مرزا محمود احمد ۲۱-۴-۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و معظمی بشیر کمال صاحب

السلام علیکم۔ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی جو محبت ڈال دی ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس کی قدر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی آپ کو جزائے خیر دے۔ اس اخلاص کی وجہ سے باوجود اس کے کہ یہ امر عام قاعدہ کے خلاف ہے کہ ایک شخص باہر سے آکر ایسے امور میں دخل دے۔ میں نے خوشی سے اس امر کو پسند کیا ہے کہ آپ نے جو امور اتحاد کے لئے پیش کئے ہیں ان پر کھلے دل سے اور بغیر تعصب کے غور کروں۔ سو جو امور آپ نے پیش کئے ہیں۔ ان کے متعلق میری یہ رائے ہے۔

پہلا امر آپ نے یہ پیش کیا ہے کہ دونوں فریق اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہیں اور تبلیغ اور تعلیم اور مال اور انتظام میں متحد ہو جائیں یعنی ایک ہی بیت المال ہو اور سب کام ایک ہی مرکز اور ایک ہی انجمن کے تحت ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کے عقائد کے خلاف کچھ نہ لکھا جائے اور نہ کہا جائے۔ اس کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ یہ بالکل ممکن ہے اگر وہ لوگ ہم سے مل جائیں تو بے شک انہیں اجازت ہوگی کہ وہ اپنے عقائد پر قائم رہیں۔ اور ہم اپنے عقیدہ پر۔ ایک دوسرے کے خلاف کہنے سے چونکہ فساد ہوتا ہے اس لئے اس وقت اسلام کی حالت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس امر پر راضی ہو سکتا ہوں کہ ایک دوسرے کے عقائد کی تردید نہ کی جائے۔ بلکہ اپنے عقائد اپنے ساتھ رکھے جائیں اور محبت سے ہر ایک شخص اپنے مافی الضمیر کو بتائے اور دوسرے کی تردید کو بالکل اختیار نہ کرے۔ ایسے خطرناک وقت میں اگر اعتراض کے طریق کو چھوڑ دیا جائے تو یہ نہایت مناسب موقع بات ہوگی اور اعتراض درحقیقت اعتراض سے پیدا ہوتا ہے اگر ایک فریق اعتراض چھوڑ دے تو دوسرے کو بھی اعتراض کی وجہ نہیں رہتی۔ اور نہ اس کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ حقیقت اعتراض سے نہیں بلکہ دلائل سے اور زوائد خود سے ظاہر ہوتی ہے۔

ہاں چونکہ اس وقت آپ اپنے تجویز کردہ اصول کو پیش کر رہے تھے فریق ثانی کی طرف سے یہ اعتراض ہوا تھا کہ مالیہ ایک جگہ نہ ہو۔ میں اس امر کی بھی اجازت دے سکتا ہوں کہ اگر وہ لوگ چاہیں تو ان کا مال الگ ہی رہے۔ ہاں جلسہ کے بارہ میں آپ نے بیان کیا ہے وہ خلیفہ کی ہدایت سے کریں۔ پس اگر وہ اس کے لئے تیار ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر الگ انجمن کے طور پر وہ اپنے بیت المال کو الگ رکھیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

دوسرا امر آپ نے یہ لکھا ہے کہ مناسب نہیں کہ کفر کے مسئلہ کے متعلق کچھ لکھا جائے تا لوگوں کے دلوں میں دوبارہ جوش پیدا نہ ہو یعنی یہ اعلان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں یا نہیں بہ یا ہے کہ اس پر مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ انہیں اعتراض ہو سکتا ہے پس اگر وہ اس امر پر [illegible]

کریں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں - اور اگر وہ اس مسئلہ کی وضاحت کو پسند کریں تو جس حد تک - شریعت اجازت دیتی ہے اعلان کرنے کے لئے تیار ہوں یعنی اس قسم کا اعلان بھی کر سکتا ہوں کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۵ پر حضرت مسیح موعود نے جو شرائط لکھی ہیں اس قسم کا کوئی آدمی غیر احمدیوں میں سے پیدا ہو تو میں اسے حسب تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہرگز کافر نہیں کہونگا نہ ایسے شخص کو جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ شرط پائی جاتی ہیں میں اب بھی کافر کہتا ہوں - میں اب بھی اگر کوئی ایسا شخص ہو تو اسے مسلمان ہی کہتا ہوں - خواہ وہ میری بیعت میں نہ ہو -

تیسرا امر آپ نے یہ پیش کیا ہے کہ خلافت کا اقرار کیا جائے - اور حسب منشائے شریعت ایک شخص کے ہاتھ پر سب لوگ بیعت کریں - اور وہ ایسا شخص ہمیشہ انتخاب امت کے ساتھ مقرر ہو - اور اس کی اطاعت جماعت کے لئے ضروری ہو اور انجمن سے وہ مشورہ لے - اگر کسی امر میں اس کے نزدیک انجمن کی رائے قابل قبول نہ ہو تو نفاذ اسی کی رائے پر ہوگا - یہ امر بھی عین شریعت کے مطابق ہے - اور میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور اس عقیدہ پر پہلے سے قایم ہوں کیونکہ اسلام کبھی بغیر اتحاد کے ترقی نہیں کر سکتا - اور اس وقت اصل مصیبت اسلام پر یہی ہے کہ لوگ بغضی بکھر رہے ہیں کسی ایک ہاتھ پر جمع نہیں ہیں جس کی رائے واجب النفوذ ہو - میں سمجھتا ہوں کہ اگر لوگ اس طریق کو قبول کریں تو اسلام کی ترقی میں کوئی بھی شبہ نہیں رہ جاتا -

خلاصہ کلام یہ کہ میں ان تینوں امور سے متفق ہوں اور بعض باتیں جن میں ان لوگوں نے اختلاف کیا - ان میں اس حد تک جو میں اوپر لکھ چکا ہوں ان کی رائے کے مطابق آپ کی پیش کردہ باتوں کو بدلنے کے لئے بھی تیار ہوں - میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی کوشش ہے جو شریعت اور سلسلہ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کر سکتا ہوں - خاکسار - مرزا محمود احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم و معظم میاں صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپ کا مکتوب مع اس خط کے جو آپ نے بشیر کمال صاحب کے نام لکھا ہے - ملا - مجھے افسوس ہے کہ بشیر کمال صاحب جو امر میرے ساتھ طے کر گئے تھے اسے چھوڑ کر انہوں نے آپ کے حسب منشا آپ کے سامنے اور امور پیش کر دیئے - جن کے متعلق انہوں نے مجھ سے دریافت نہ کیا تھا - جب وہ قادیان سے حافظ روشن علی صاحب کے ساتھ میرے پاس آئے تو مجھے انہوں نے یقین دلایا کہ آپ اس شرط پر زالیقین ہیں آپ اس سے انکار نہ کریں گے کہ آپ کی جماعت کی طرف سے آئندہ ان لوگوں کی تکفیر نہ کی جائے گی جو سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں ہیں - اور جو خط میں نے آپ کے نام لکھا اس کے تمام الفاظ جنھیں میں دوبارہ یہاں درج کرتا ہوں بشیر کمال صاحب کے لکھوائے ہوئے تھے - جس کے گواہ حافظ روشن علی صاحب ہیں جن کے سامنے یہ خط لکھا گیا - اور وہ الفاظ حسب ذیل ہیں -

"جماعت احمدیہ لاہور دونوں جماعتوں میں اتحاد و اتفاق کی خواہشمند ہے بشرطیکہ جماعت احمدیہ قادیان ان لوگوں کی تکفیر نہ کرے جنھوں نے آپ کے سلسلہ احمدیہ قادیان میں بیعت نہیں کی ہے - اور اس کے مطابق آپ کی طرف سے اعلان ہو جائے - کہ ہم غیر احمدیوں کی تکفیر نہیں کریں گے اس کے بعد صلح کے قایم ہونے میں ہماری طرف سے کوئی مشکل نہیں ہے -"

بشیر کمال صاحب نے مجھے یہ یقین دلایا کہ جو الفاظ وہ تجویز کرتے ہیں وہی لکھے جائیں - تو آپ کا اتفاق رائے یقینی ہے - اور آپ غیر از جماعت لوگوں کی تکفیر نہیں کریں گے - بلکہ حافظ صاحب کے یہ کہنے پر کہ یہ نہیں ہو سکتا بشیر کمال صاحب انہیں تنگدل اور متعصب کہتے رہے اور کئی دفعہ کہا کہ میں نے خود میاں صاحب سے اس امر کو دریافت کر لیا ہے - وہ غیر احمدیوں کی تکفیر نہیں کرتے - اور خود اپنے متعلق بیان کیا کہ جب انہوں نے آپ سے یہ کہا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے تو کیا آپ انہیں کافر سمجھتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں - اگر آپ ہماری تکفیر کریں تو ہم آپ کو کافر کہیں گے ورنہ نہیں - باوجود حافظ صاحب کے انکار کے بشیر کمال صاحب نے اس بات پر اصرار کیا کہ ایسی گفتگو ہوئی ہے - اور آپ ایسے اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں - اگر بشیر کمال صاحب میری موجودگی میں یہاں آتے تو میں ان سے اس امر کو دریافت کرتا - لیکن وہ اب تک مجھے نہیں ملے اور آپ کا خط مجھے بھجوا دیا - یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب واپس آئیں گے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو جو اتفاق سے شروع ہو گئی ہے اگر کوئی صورت دے دی جائے تو نہ صرف دونوں جماعتوں کے لئے بلکہ تبلیغ اسلام کے عظیم الشان کام کے لئے جو حضرت مسیح موعود کے آنے کا اصل مقصد ہے یہ بہت مفید ہے - جس بات پر میں نے اظہار رضامندی کیا تھا اس کے لئے میں اب بھی تیار ہوں - یعنی اگر آپ اعلان کر دیں کہ حضرت مسیح موعود کو کافر یا مفتری یا دجال کہنے والوں کو الگ رکھ کر آپ غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے - اور ان کی تکفیر نہیں کریں گے - تو سوائے ان امور کے جن میں حضرت مسیح موعود کی کھلی تحریر موجود ہے مثلاً یہ کہ "میرے بعد ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" یا یہ کہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ دونوں فریق کے ایک ہونے میں نہ ہوگی اور اس صورت میں ایک ہی امیر کے ماتحت دونوں جماعتیں رہ سکتی ہیں اور بیت المال کی صورت بھی وہی ہو سکتی ہے جو آپ نے لکھی ہے - لیکن اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں تو پھر بھی باہم میل ملاپ اور محبت کے بڑھانے کے کئی ایک راستے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر آپ کے خط میں بھی ہے -

اور جہاں تک عقائد کا سوال ہے بوجہ اختلاف ان پر بحث کی ضرورت تو ہمیشہ پیش آتی رہے گی - بالخصوص اس لئے بھی کہ وہ بات جس سے سلسلہ بدنام کیا جاتا ہے - اور حضرت مسیح موعود کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے - یہی ہے کہ آپ نے ابتدا میں سارے مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا اور سب سے بڑھ کر اسی بنا پر آج حضرت مسیح موعود کی تکفیر کی جاتی ہے - اور سلسلہ کے متعلق تنفر پھیلایا جاتا ہے - لیکن اگر ایسی تحریریں حسب ذیل قیود کے ماتحت ہوں تو باوجود اختلاف کے دونوں جماعتوں میں تنفر کم ہوتا جائے گا -

(الف) ان مسائل پر لکھنے والے تین آدمی آپ کی طرف سے نامزد ہو جائیں جن میں سے ایک آپ بھی ہوں - اور ہماری طرف سے بھی تین آدمی نامزد ہو جائیں جن میں ایک میں ہوں - اور دونوں طرف سے لکھنے والے اس بات کے پابند ہوں کہ ایک دوسرے کی تحقیر نہ کریں - بلکہ صرف دلائل کے ساتھ متانت سے اپنے اپنے عقائد پیش کریں -

(ب) جو مضمون ان مسائل پر آپ کے اخبار میں چھپے اس کا جواب اور جواب الجواب آپ کی طرف سے ہمارے اخبار میں چھپ جائے - جواب الجواب کا جواب اپنے اپنے اخبار میں ہر دو فریق لکھ سکیں گے -

(ج) کسی ایسے مضمون میں فریقین کی تحقیر یا تجہیل نہ کی جائے اور نہ کسی کو برے الفاظ سے یاد کیا جائے -

دوم - بشیر کمال صاحب کی کسی تجویز کی بنا پر جس کا مجھے علم نہیں آپ نے لکھا ہے کہ "مناسب نہیں کہ کفر کے مسئلہ کے متعلق کچھ بھی لکھا جائے تا لوگوں کے دلوں میں دوبارہ جوش نہ پیدا ہو یعنی یہ اعلان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں یا نہیں" اس پر آپ نے لکھا ہے کہ اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا - انہیں اعتراض ہو سکتا ہے" اس معاملہ میں آپ کی رائے درست ہے - اس لئے کہ مسلمان کو مسلمان کہنے سے سکوت اختیار کرنا مصالحت کی اصل غرض کو نقصان پہنچاتا ہے - کافر کہنے سے سکوت اختیار کرنا تو اس مصلحت پر مبنی ہے کہ آپس میں مسلمانوں میں کافر کا لفظ ایک گالی کی طرح ہو گیا - اور ایک دوسرے کو کافر کہنے سے لوگوں میں جوش پیدا ہوتا ہے - اور اس کو ترک کرنے سے تعلقات اخوت و محبت میں ازدیاد ہوتا ہے - لیکن جن لوگوں کو ہم مسلمان سمجھتے ہیں اگر انہیں مسلمان کہنے سے سکوت اختیار کریں تو بالکل اس کے برعکس نتیجہ پیدا ہوگا - جو آپ کے سکوت سے پیدا ہوتا ہے - ہم اگر اتحاد و اتفاق بین المسلمین کو ترقی دینا چاہیں تو ہمیں تمام گروہوں کے مسلمان ہونے کے عقیدہ کا خوب زور سے اعلان کرنا چاہیئے - پس جو نتیجہ آپ کے سکوت سے پیدا ہوگا وہی ہمارے اعلان سے پیدا ہوگا اس لئے میں صرف اس قدر کہونگا کہ اگر ہماری طرف سے سکوت کی شرط کے بغیر آپ مسئلہ تکفیر میں سکوت اختیار کریں تو اچھے نتائج پیدا ہونے کی توقع ہو سکتی ہے - اور اگر آپ ہماری طرف سے سکوت کے بغیر سکوت اختیار نہیں کر سکتے تو پھر اس مسئلہ پر شرط اول کے مطابق بحث ہو سکتی ہے -

سوم - بشیر کمال صاحب کے نام خط میں آپ نے دوسری بات حسب ذیل لکھی ہے - "اس قسم کا اعلان بھی کر سکتا ہوں کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۱ پر حضرت مسیح موعود نے جو شرائط لکھی ہیں اس قسم کا کوئی آدمی غیر احمدیوں میں سے پیدا ہو تو میں اسے حسب تحریر مسیح موعود علیہ السلام ہرگز کافر نہیں کہونگا"

چونکہ آپ نے اسی کے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ اب بھی آپ ایسے شخص کو کافر نہیں کہتے - لیکن لوگوں کا عموماً یہ خیال ہے کہ ایسا شخص بھی آپ کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے - اس لئے اعلان سے آپ کی پوزیشن بہت صاف ہو جائے گی - بلکہ اگر شرائط مصالحت کے طے ہونے میں دیر بھی لگے تو ایسا اعلان آپ کی طرف سے فوراً ہو جانا چاہیئے - تا کہ ایک بڑی بھاری غلطی دور ہو جائے -

چہارم - اگر ایک مشترکہ اعلان ہو جائے کہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے جلسوں میں دعوتوں میں اور غمی شادی کے موقعہ پر شرکت اختیار کریں گی اور کسی قسم کی رکاوٹ ایک دوسرے کی اشاعت و تبلیغ کے کام میں پیدا نہ کریں گی تو مجھے امید ہے کہ اس سے دونوں جماعتوں کی اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام کو بڑی بھاری قوت پہنچے گی -

پنجم - ہر دو فریق اپنی اپنی جماعت میں یہ اعلان کر دیں کہ آئندہ تقریر و تحریر میں کوئی فریق دوسرے پر ذاتی حملہ نہ کرے گا - والسلام

خاکسار (محمد علی)

(بقیہ صفحہ ۳)

آخر وقت تک نماز قضا ہونے نہیں پائی - مٹی کا ڈلا پاس رکھا رہتا تھا - تیمم کر کے اشاروں سے نماز پڑھ لیتے تھے - کیا اچھا خاتمہ بالخیر ہے - کہ حضرت مسیح موعود کی صحبت قدسی کی برکت سے جس زہد و اتقا میں زندگی شروع کی تھی - آخر دم تک اسی پر قایم رہے غرض یہ کہ آپ کی تمام زندگی مسلسل مجاہدہ میں بسر ہوئی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دے - آمین ثم آمین

انشاء اللہ آپ کے مفصل حالات زندگی مہیا کر کے اخبار میں شایع کئے جائیں گے - امید ہے کہ وہ اصحاب جنھیں حضرت سید صاحب مرحوم سے خاص تعلق تھا - اور جنھیں آپ کی زندگی کے حالات و واقعات دیکھنے کا موقع ملا - اس بارہ میں اپنی معلومات قلمبند کر کے بغرض اشاعت ارسال فرمائیں گے - آئندہ جمعہ کو مسجد احمدیہ لاہور میں آپ کا غائبانہ جنازہ پڑھا جائے گا - تمام بیرونی جماعتیں بھی مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھیں - اور دعائے مغفرت کریں

ہم اس صدمہ میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے سید صاحب مرحوم کے خاندان سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں - اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کی صفات حسنہ کا وارث بنائے - اور ان کے نقش قدم پر چلنے اور خدمات دین میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے - آمین

اشتہار دینے کا نادر موقع

پیغام صلح کا خاص نمبر ۲۸ جولائی کو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان میں تقسیم ہوگا۔ تاجروں کے لئے اشتہار دینے کا زریں موقعہ ہے۔ نرخنامہ اجرت صفحہ ۸ پر ملاحظہ ہو۔ (منیجر)

جہلم کی احمدی خواتین کا جلسہ

۵ جولائی ۱۹۳۶ء کا دن ہم لوگوں کے لئے بڑی خوشی کا دن تھا کیونکہ اس دن شہر جہلم کی تاریخ میں پہلی دفعہ احمدی خواتین کا جلسہ ہونا قرار پایا ہماری جماعت میں لاہور کی بہنوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے احمدی خواتین کی ایک انجمن بنائی اور باقاعدہ جلسے شروع کئے ان کی ہمت قابل تحسین ہے۔ وہ ہماری جماعت کا مرکز ہے۔ وہاں حضرت امیر اور دیگر بزرگان سلسلہ کے وعظ و نصیحت سے وہ فائدہ اٹھاتی رہتی ہیں دوسرے وہاں کی احمدی خواتین کی تعداد بھی ماشاء اللہ زیادہ ہے۔ مگر اس شہر میں اول تو احمدی خواتین ہیں ہی تھوڑی۔ دوسرے ان کو اپنی جماعت اور اس کے مقصد اور کام سے بالکل ناواقفیت تھی چنانچہ جب میرے والد ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے درس میں عورتوں کے جلسہ کے لئے تحریک کی تو اکثر مردوں نے خاموشی سے کام لیا اور آپس میں تعجب کا اظہار کیا گویا عورتوں کا جلسہ ایک ایسی غیر معمولی اور عجیب شے تھی اور بعض کے نزدیک ایسی بے فائدہ کہ اس سے اتفاق کرنا مشکل نظر آیا۔ عورتوں کو اتنی وقعت دی جائے کہ وہ ہانڈی چولھے اور بچوں سے ذرا دیر کے لئے علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاک کلام میں سے کچھ سن سکیں اور نیک کاموں میں حصہ لے سکیں یہ ایک ٹیڑھی کھیر تھی۔ خیر اگلے دن میرے والد صاحب نے پھر جمعہ میں اسی مضمون پر خطبہ پڑھا۔ اور اعلان کیا کہ احمدی خواتین کا پہلا جلسہ میرے مکان پر سوموار مورخہ ۵ جولائی کو ہوگا۔

الحمد للہ کہ ہماری بہترین امیدیں بر آئیں اور وقت مقررہ پر بہت سی احمدی بہنیں تشریف لے آئیں اور پورے آٹھ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ چونکہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے سوائے ہمارے گھر کے اور کوئی تقریر کرنے یا مضمون پڑھنے والی بہن نہ تھیں۔ سب سے پہلے میری دادی صاحبہ نے قرآن شریف نہایت خوش الحانی سے پڑھا اس کے بعد میری چھوٹی بہنوں نے نعت اور حضرت صاحب کی نظم پڑھی۔ پھر میری اماں جان نے ایک گھنٹہ "چودھویں صدی کے مجدد" پر تقریر کی اور نہایت سادہ اور آسان الفاظ میں بتایا کہ حضرت مرزا صاحب سے پہلے مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ کس طرح غیر مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ وغیرہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کے باعث تنگ مولوی اور ملانے بجائے ان کا جواب دینے کے آپس میں لڑا لڑا کر اور لڑا لڑا کر تباہ کر رہے تھے۔ پھر حضرت مرزا صاحب نے آ کر کس طرح مسلمانوں کی اندرونی حالت کو درست کیا اور اسلام کو غیر مذاہب کے حملوں سے بچایا اور مسلمانوں کو ان کی ترقی کا راز اشاعت اسلام بتایا۔ یہ تقریر بڑے شوق سے سنی گئی۔ اس کے بعد خاکسار نے "خدا کی راہ میں قربانی" پر ایک مضمون پڑھا جس میں صحابیات کی قربانیوں کے حالات سنا کر بہنوں سے التجا کی کہ وہ بھی اپنے فرض کو پہچانیں اور خدا کی راہ میں اپنے وقت اور اپنے مال میں سے کچھ قربان کریں۔ اس کے بعد میری آپا جان صاحبہ اہلیہ محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ نے ایک نہایت کارآمد مضمون بعنوان "احمدیہ انجمن کے کام اور ہمارا فرض" پڑھا اور بتایا کہ ہماری انجمن کیا کیا کام کر رہی ہے۔ اور ہمیں بھی باقاعدہ انجمنیں بنا کر ان کے ساتھ ہر ایک کام میں حصہ لینا چاہئے۔ اس کے بعد تبلیغ ہند کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی۔ اور رسید بک جو انجمن احمدیہ لاہور کی طرف سے موصول ہوئی تھی خواتین کے سامنے پیش کی گئی۔ ہمیں یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی کہ باوجود سلسلہ سے اتنی ناواقفیت رکھنے کے احمدی خواتین اسلام کے لئے اپنے دل میں بہت جوش رکھتی ہیں۔ خصوصاً والدہ صاحبہ شیخ عبدالرحمن صاحب سب جج اور ان کی نواسی آفتاب جبیں جو چار سال کی بچی ہے [illegible] اپنی والدہ کی ہدایت کے تحت خود [illegible] بہت سی تعداد میں بچیں۔ چندہ حسب ذیل ہوا۔

بیگم صوفی حسین صاحب اسسٹنٹ کمشنر ... ۳ روپے

" نواب طالب مہدی صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ... ۱

" احسان الحق صاحب سشن جج ... ۲

بیگم میر مختیار علی صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ... ۴

" حمید صاحب ... ۲

والدہ صاحبہ شیخ عبدالرحمن صاحب سب جج ... ۱۲- ایک انگوٹھی طلائی

ہمشیرہ صاحبہ " " ... ۱

ملازمان " " ... ۱

اہلیہ صاحبہ سید حبیب اللہ شاہ وکیل سرگودھا ... ۱

آفتاب جبیں " " ... ۴

اہلیہ صاحبہ محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ ... ۲

اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ... ۲

والدہ صاحبہ " " ... ۴

اہلیہ صاحبہ مستری امام الدین صاحب ... ۴

اہلیہ صاحبہ محمد رمضان صاحب ... ۴

از زنانہ سیٹھ احمد دین صاحب ... ۲

گمنام ... ۴

صاحبزادہ و صاحبزادی محمد یعقوب خاں صاحب ... ۴

ملازمان " ... ۱

خاکسار معہ ہمشیرگان ... ۲-۸

کل میزان ... ۲۵- ایک انگوٹھی

خاکسار بنت ڈاکٹر بشارت احمد۔ سکرٹری انجمن خواتین احمدیہ جہلم

رسیدات زر ماہ مئی

ماہ مئی ۱۹۳۶ء میں جو رقوم برلن مسجد و جرمن مشن۔ اشاعت اسلام زکوٰۃ اور تبلیغ ہند کی مدات میں موصول ہوئی ہیں انہیں نہایت شکریہ کے ساتھ درج اخبار کیا جاتا ہے۔ ہمارے احباب کو اپنی سعی جمیلہ اس سلسلہ میں اور زیادہ وسیع کرنی چاہئیں اس قسم کی مالی امداد میں دلچسپی لینا اور اس کا خلوص قلب سے خزانہ انجمن میں پہنچانا ایک ایسا ذریعہ ان کے پاس ہے جس سے وہ اہم سے اہم خدمت اسلام اور سلسلہ کی کر سکتے ہیں۔

آج مسلمانوں پر سب سے بڑی مصیبت صرف یہی ہے کہ ان کے فنڈ مضبوط اور مستحکم نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو خدا کی راہ میں اس مالی ایثار اور قربانیوں کی معتد بہ توفیق عطا فرمائے۔ اور بیش از بیش حسنات میں حصہ لینے کے لئے ان کے مطہر سینوں کو کھول دے آمین۔

مد	اسمائے گرامی معطی صاحبان	رقم
برلن مسجد	ہز ہائنس حضور نواب صاحب بہادر دام اللہ ملکہ والی ریاست بہاولپور	۴۰۰ روپیہ
"	چودھری حسین بخش صاحب دولت پور ضلع شیخوپورہ	۲۰۰
"	عبدالعزیز خاں ٹائپسٹ ملتان	۳
"	چودھری برکت علی صاحب لاہور	۱۰
"	محمد اسحاق صاحب ہوتی	۱۰ موعود
"	صاحبزادہ عبدالقدوس خاں صاحب	۵
"	والدہ صاحبہ " "	۲۰
"	خواہر ش " "	۲
"	کریم داد صاحب	۱۰
"	محمد حیات خاں صاحب	۱۰
"	سعید احمد صاحب	۱
"	اسد ملوک صاحب (بنوں)	۱-۴-۰
"	مولانا مولوی عبدالہادی صاحب (بنوں)	۲۰
"	انعام اللہ صاحب و امام بخش صاحب (علیگڑھ)	۳
"	آر۔ اے عبدالغنی صاحب مدراس	۴
جرمن مشن	مولوی عزیز بخش صاحب بی اے (جھنگ)	۲-۸ موعود
برلن مسجد	میاں غلام عباس خاں صاحب (جھنگ)	۲۵
"	بیوہ سید چراغ شاہ صاحب (جھنگ)	۲۵
"	دوست محمد صاحب (")	۳
"	منشی اللہ بخش صاحب (شورکوٹ)	۱
برلن مسجد موعود	بابو اشفاق حسین صاحب (لاہور)	۲
"	چودھری محمد اسحاق صاحب (لاہور)	۱۰
جرمن مشن	میاں نبی بخش صاحب (لاہور چھاؤنی)	۴-۲
برلن مسجد	پروفیسر محمد عبداللہ صاحب (لاہور)	۱۲- بحساب کتب
"	ڈاکٹر نظام الدین صاحب	۲
جرمن مشن	ڈاکٹر محمد شریف صاحب (جھنگ)	۲ موعود
بحساب کتب	منشی عطا الٰہی صاحب (جموں)	۴ برلن مسجد
برلن مسجد	جناب سردار محمد شفیع صاحب	۸۰
بحساب کتب موعود	ڈاکٹر حسن علی صاحب اسسٹنٹ سرجن راولپنڈی	۲ روپے
برلن مسجد موعود	شیخ عبدالعزیز صاحب شیخوپورہ	۲
بحساب کتب برلن مسجد	چودھری الٰہی بخش صاحب جموں	۵
" "	امام بخش صاحب ڈسٹرکٹ آفیسر بنوں	۳۰
" "	منجانب جماعت راولپنڈی	۱۰
"	سید محمود صاحب زیدی ضلع پشاور	۳-۱۴-۰
برلن مسجد	بابو طلال احمد صاحب لاہور چھاؤنی	۲-۰-۰
"	صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب (پشاور)	۱-۰-۰
رسالہ یہودی	" " "	۹-۰-۰
جرمن مشن	شیخ محمد اسمٰعیل۔ احمد الدین صاحبان راولپنڈی	۱-۰-۰
برلن مسجد	حکیم سیف الدین خاں صاحب	۲۰
"	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	۱۰
"	کپتان حنیف صاحب بہادر	۴۰
"	میاں فضل قادر صاحب	۸-۰
"	قیمت زیور وصول شدہ از عبدالحمید خاں صاحب	۱۰-۰
اشاعت اسلام	محمد اسمٰعیل و محمد اسحاق صاحبان	۱۰-۰-۰
"	مولوی عمر دین صاحب	۱-۰-۰
"	سید امید علی شاہ صاحب (بنگال)	۸-۸-۰
"	جناب سر میاں فضل حسین صاحب لاہور	۱۵-۰-۰
"	خواجہ فقیر محمد صاحب دھرم سالہ	۱۲-۰-۰
"	عبدالغفور صاحب	۱-۰-۰
"	ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب امرتسر	۵-۰-۰
"	ڈاکٹر سراج الحق صاحب گورداسپور	۵-۰-۰
زکوٰۃ	جماعت جموں	۱۸-۰-۰
جرمن مشن	"	۲-۰-۰
برلن مسجد	"	۱-۴-۰
زکوٰۃ	اہلیہ صاحبہ حضرۃ امیر سلمہ اللہ	۹۰-۰-۰
"	منشی فضل احمد صاحب انڈین اوورسیر جہلم	۱۵-۰-۰
"	بابو عبدالرزاق صاحب (جالندھر)	۱۲-۰-۰
"	منشی عطا الٰہی صاحب مدرس برنالہ (جموں)	۴-۰-۰
"	بابو غلام حسین صاحب امیر برنیا	۳۰-۰-۰
"	مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ	۲۵-۰-۰
"	شیخ اسلام الدین صاحب شملہ	۵-۰-۰
"	شیخ عبدالعزیز صاحب "	۶-۰-۰
"	مولوی عبدالرحمن صاحب "	۲-۰-۰
تبلیغ ہند	منشی عنایت اللہ صاحب گجرات	۵-۰-۰
"	بابو عبدالعزیز صاحب لاہور	۲-۰-۰
"	شیخ محمد نصیب صاحب بیرسٹرایٹ لا	۵-۴-۰
"	ملک محمد طفیل صاحب وکیل	۱-۰-۰
"	مستری دین محمد صاحب	۱-۰-۰
"	میاں محمد رمضان صاحب ٹھیکدار	۱-۰-۰
"	چودھری علی گوہر صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر	۱-۰-۰
"	مولوی عبدالہادی خاں صاحب (بنوں)	۵۰-۰-۰
"	میر عالم صاحب کوٹلی	۱۰-۰-۰
"	سید نذیر حسین صاحب لاہور	۱-۰-۰
"	مولوی احمد "	۳-۰-۰
"	شیخ علیم اللہ صاحب وکیل	۵-۰-۰
"	مستری عصمت اللہ صاحب و عبدالحمید صاحب	۱-۰-۰
"	مولوی عزیز بخش صاحب (جھنگ)	۱۷-۸-۰
"	...ی اینڈ برادر لاہور	۱۰-۰-۰
"	...ں علی محمد صاحب "	۵-۰-۰
"	مسٹر انعام اللہ خاں صاحب فورٹ منڈیمن	۵-۰-۰
"	...اعت پشاور	۶-۰-۰
"	عبدالحنان صاحب لاہور	۱-۰-۰
"	جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم	۱۰۰-۰-۰
"	منجانب جماعت جہلم	۴۴-۰-۰
"	سکرٹری انجمن اسلامیہ کوٹلی (جموں)	۴۰-۰-۰
"	" " " (پونچھ)	۲۵-۰-۰
"	متفرق احباب از پونچھ	۱۲-۰-۰
"	شیخ ... احمد ...	

تبلیغ ہند والدہ مرزا داؤد بیگ صاحب لاہور ۱۰-۰-۰
" سید بشیر حسین صاحب ۱-۰-۰
" مولوی رحیم بخش صاحب کھیوڑہ ۴-۰-۰
" غلام نبی صاحب لاہور ۱۰-۰-۰
" چودھری غلام قادر صاحب سیالکوٹ ۱۰۰-۰-۰
" ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب ۱۰-۰-۰
" جماعت شملہ ۱۸-۰-۰
" جماعت گوجرانوالہ ۱۱-۰-۰
" شیخ نظام الدین صاحب گوجرانوالہ ۱۰-۰-۰
" معلوم الاسم ۵-۰-۰
" مستری نور الدین صاحب ۵-۶-۰
" میاں عبد اللطیف صاحب ۵-۰-۰
" شیخ محمد الدین صاحب ۱۰-۰-۰
" بابو عبد المنان ۱-۰-۰
" غلام محمد خاں صاحب ۱۰-۰-۰
" محمد الدین صاحب ۳-۰-۰
" بابو عبد الرحمن صاحب ۵-۰-۰
" میاں عبد الغنی صاحب ۱-۰-۰
" میاں مولا بخش صاحب ۱-۰-۰
" شیخ محمد رمضان صاحب ۲-۰-۰
" عبد اللہ ولد حاجی غلام حسین صاحب ۱-۰-۰
" میاں سعادت دین صاحب ۱-۰-۰
" سیٹھ عبد المالک صاحب ۱-۰-۰
" مولوی عبد الرحمن صاحب ۱۰-۰-۰
" مخدوم محمد اشرف صاحب ۴-۰-۰
" شیخ اسلام الدین صاحب ۱-۴-۰
" شیخ عبد العزیز صاحب ۳-۰-۰

سید غلام مصطفٰے سکرٹری

رسیدات زر ماہ جون

ماہ جون ۳۰ء میں جو رقم برلن مسجد و جرمن مشن - زکوٰۃ و تبلیغ ہند کے لئے وصول ہوئی ہیں۔ انہیں شکریہ کے ساتھ درج اخبار کرتے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمت اسلام و سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے - آمین -

مد	اسمائے گرامی	رقم روپے
برلن مسجد و جرمن مشن	احباب سنگاپور معرفت شیخ شمس الدین صاحب	۱۰۰
"	محمد ظفر صاحب داروغہ اراضی کنگ سنام	۳۰-۱-۰
"	سید نور حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس	۱۵-۰-۰
"	چودھری محمد اسحاق صاحب (لاہور)	۱۰-۰-۰
"	ایم ایم خاں اگزیکٹو انجینئر (منٹگمری)	۳۰-۰-۰
"	مولوی غلام ربانی صاحب بی اے وکیل	۴۰-۰-۰
"	متفرق احباب جھنگ	۳۱-۰-۰
"	سید محمود صاحب زردلی	۵-۰-۰
"	بابو غلام محی الدین منٹگمری	۲-۰-۰
"	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور	۱۰-۰-۰
"	متفرق احباب از پشاور	۱-۸-۰
"	منشی اللہ دتہ صاحب	۴-۴-۰
"	ڈاکٹر جلال الدین صاحب	۲۴-۰-۰
"	" رسالہ جرمن	۰-۰-۰
جرمن مشن	ڈاکٹر محمد شریف صاحب (جھنگ)	۲-۰-۰
زکوٰۃ	منشی فضل داد صاحب ملک شاہ جہلی	۰-۰-۰
"	اہلیہ صاحبہ بابو عبد القادر گوجرخاں	۱۰-۰-۰
تبلیغ ہند	مولوی عبد اللہ خاں صاحب	۱-۸-۰
"	ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۶۰-۰-۰
"	جماعت سیالکوٹ	۲۱-۰-۰
"	مولوی مرتضیٰ خاں صاحب	۱۰-۰-۰
"	مولوی آفتاب الدین صاحب	۱۰-۰-۰
"	شیخ محمد یوسف صاحب فیروزپور	۵-۰-۰
"	ملک میرا صاحب لاہور	۲۰-۰-۰
"	اہلیہ صاحبہ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	۱۰-۰-۰
"	خاں صاحب آغا محمد ناصر خاں صاحب کاشغر	۱۰۰
"	جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور	۲۵
"	ماسٹر فقیر اللہ صاحب لاہور	۵
"	منشی عبد الستار صاحب قصور	۵
"	اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبد المجید صاحب جلال آباد کابل	۱۰۰
"	محمد مقرب خاں صاحب لنگر دار لاہور	۱-۰-۰
"	اہلیہ صاحبہ مولوی مصطفٰے خاں صاحب	۱-۰-۰
"	خواجہ فیروز الدین صاحب	۱۰-۰-۰

(سکرٹری)

ہندوستان

خواجہ حسن نظامی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-
خدا کے فضل سے اپنی ذمہ داری پر میں یہ خبر شایع کرتا ہوں کہ ملک گجرات کی ریاست بھاگ مراجو ریاست پیپلا کے قریب ہے اور جس کے راجہ اصل نسل سے ہندو راجپوت ہیں اور جن کی ریاست ساٹھ ہزار روپے سالانہ کی ہے۔ اسلام کی آغوش وحدت میں آگئی ہے اور ریاست مذکور کے ولی عہد راجہ کرن سنگھ جی فتح سنگھ جی اپنے اہل و عیال اور نوکر چاکر سمیت جن کی تعداد ۳۰ کے قریب ہے۔ پیر سید غضنفر علی صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے ہیں۔ اور ان کا نام عبد الرحمن رکھا گیا ہے ۹ رجولائی کو راجہ کرن انکلیشور گجرات کی جامع مسجد میں نماز کے لئے آئے تو مسلمانوں نے نہایت دھوم اور جوش و خروش سے ان کا استقبال کیا

جمشید پور کی لیبر ایسوسی ایشن نے آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگرس کے سکرٹری کے پاس دس پونڈ کی ایک رقم بھیجی تاکہ وہ اسے انگلستان کے کان کنوں کی امداد کے لئے بھیج دیں - یاد ہوگا کہ بمبئی کی گزشتہ ہڑتال میں انگلستان کے مزدوروں نے ہندوستان کے مزدوروں کی امداد کی تھی-

مولوی محمد یعقوب صاحب نے جمعیۃ مقننہ کے آئندہ اجلاس میں پیش ہونے کے لئے ایک ریزولیوشن کا نوٹس دیا ہے جس میں گورنر جنرل باجلاس کونسل سے سفارش کی گئی ہے کہ اس قسم کا ایک قانون فوراً بنایا جائے جس کی رو سے ہندوستان کے مختلف فرقے پوری آزادی کے ساتھ اپنے اپنے مذہبی مراسم اور فرائض ادا کر سکیں-

اسی اجلاس میں مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر اور مسٹر کبیر الدین احمد اور مولوی عبد الحی صاحب نے موپلا قیدیوں کی رہائی کے لئے ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

چمن لال پریس رپورٹر دہلی نے دنیا کے گرد پیدل چکر لگانے کا ارادہ کیا ہے۔ اس وقت تک آپ کئی ہزار میل پیدل سفر کر چکے ہیں۔ اور ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے سینکڑوں دیہات اور شہروں کی اسی طرح سیاحت کر چکے ہیں۔ اب آپ کا ارادہ دنیا کی پیدل سیاحت کا ہے-

ان کی یہ سیاحت یورپین سیاحوں کے مانند "رواروی" کی نہ ہوگی بلکہ وہ اس میں کئی سال کا وقت صرف کریں گے اور مختلف ممالک کی جغرافی، اقتصادی، اخلاقی، اجتماعی اور سیاسی حالات کا بغور مطالعہ کریں گے - اور انہیں ایک مفصل و مکمل داستان کی صورت میں جو دلچسپ و مفید اطلاعات و معلومات سے پر ہوگی شایع کریں گے-

انہیں اپنے اس سفر کے لئے ایک سرگرم، پرجوش، باہمت تندرست اور ہر قسم کی دقتوں اور مشکلوں کا مقابلہ کرنے والے مسلمان ساتھی کی ضرورت ہے - جو وقت پڑنے پر مزدوری بھی کر سکے-
ایک قوم پرور مسلمان جو فارسی عربی وغیرہ میں ماہر ہو- اور اخبار نویسی یا فوٹوگرافی میں دلچسپی رکھتا ہو بہت مفید ساتھی ثابت ہو سکے گا- کوئی صاحب اگر اس سفر کے متعلق مشورہ دینا چاہیں - ان کے علم میں اس قسم کے سفر کے متعلق کتابیں ہوں یا اور کسی قسم کی امداد دے سکیں نیز ہر قسم کی خط و کتابت اخبار "ہندوستان ٹائمز" دہلی کی معرفت کی جاسکتی ہے-

سوامی شردھانند جی نے معزز معاصر "ہندوستان ٹائمز" کو تار دیا ہے کہ میں اپنا دورہ غیر محدود مدت کے لئے ملتوی کرنے پر خرابی صحت کی وجہ سے مجبور ہوا ہوں-

سوامی شردھانند جی نے ۱۳ر جولائی کو لکھنؤ یا آریہ سماج اور ہندوؤں کے ایک جلسہ میں تقریر کے دوران میں گا - کی قربانی کے متعلق فرمایا کہ:-
مسلمان بقرعید پر ۳۰ - ۴۰ ہزار گائیں قربان کرتے ہیں- مگر فوج کے لئے دس لاکھ - شہری آبادی کے لئے ۱۵ لاکھ اور چمڑے کے لئے ۴۰ لاکھ گائیں ہر سال ذبح کی جاتی ہیں تم مغربی گنوں کے ڈر کے مارے فوج سے تو گائیں چھین نہیں سکتے - مسلمانوں سے بقرعید کے موقعہ پر کیوں بے فائدہ جھگڑتے ہو-

کلکتہ شہر کے شمالی حصہ میں ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہوگیا- کئی آدمی جان سے مرے اور بہت سے زخمی ہوئے ہیں
پولیس کو گولی چلانی پڑی

سر جیفری ڈی- اینتھونی سر جان مینارڈ کی جگہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے-

ممالک خارجہ

پیرس کی اطلاع ہے کہ شام اور مراکش کی جنگی کارروائیوں کے اختتام پر یہاں اظہار شکر و مسرت کے لئے جو جشن منایا گیا وہ غیر معمولی طور پر شاندار تھا- سپاہیوں کے جلوس کے بعد جنگی سردار- وزراء اور سفراء کا جلوس نکالا گیا- مراکش سے جو فوجیں حال میں واپس آئی تھیں انہوں نے بھی جلوس میں حصہ لیا- سلطان مراکش کے باڈی گارڈ بھی جلوس کے ساتھ تھے-

دار العوام (لندن) میں سر ولیم ڈیوڈسن نے ہندوستان کے مشیر امور حربیہ کے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے ملک معظم کی حکومت کی توجہ افغانستان میں بالشویک کی سرگرمیوں کی طرف مبذول کرائی - اور دریافت کیا کہ حکومت اس کے متعلق کیا کارروائیاں کر رہی ہے اس بیان میں مشیر موصوف نے ظاہر کیا تھا کہ افغانستان کے ہوائی لشکر کی ترتیب کا کام روسی ہوا باز اور انجنیئر انجام دے رہے ہیں- افغانستان میں نئے ہوائی جہاز اور نئے فوجی راستے تیار کئے جا رہے ہیں - اور ریلوں کی پٹریاں بچھائی جا رہی ہیں-

پیرس - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ غازی عبد الکریم کو فرانسیسی جزیرہ [illegible] میں جلا وطن کر دیا جائے گا - ہا فاس ایجنسی کا ایک پیام نظر ہے کہ مراکش میں قیام امن کے لئے فرانس اور ہسپانیہ کے مابین ایک معاہدہ کیا گیا ہے ہسپانیہ کی طرف سے اس معاہدہ پر جنرل پریموڈی ریویرا نے دستخط کئے-

عربی ذرایع سے یہ اطلاع ملی ہے کہ دمشق اور [illegible] کے درمیان قلوج کے مقام پر فرانس کی ایک بہت بڑی فوج کو مجاہدین شام نے فنا کر دیا- فرانسیسیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا- اگر فرانس کے لشکر کی اعانت کے لئے کمکی فوج نہ پہنچ جاتی تو سب کا صفایا ہو جاتا فرانسیسی فوج کا کمانڈر اور تین اعلیٰ افسر بھی قتل کر دیئے گئے مزید برآں مجاہدین کو ایسے کاغذات بھی دستیاب ہوئے ہیں جن میں "آغاز بغاوت" سے لے کر اس وقت تک شام میں جو فوجی کارروائیاں فرانس نے کی ہیں ان کو شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے-

حال ہی میں غازی مصطفٰے کمال پاشا کے قتل کی سازش منکشف ہوئی ہے - اس کے سلسلہ میں جن ممتاز ترکوں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں ان میں جرنیل رافت پاشا سابق وزیر اعظم، جماعت مصارفہ کے رہنما جرنیل کاظم قرہ بکر پاشا- جنرل علی فوز پاشا، جعفر طیار بے سابق والی ادرنہ اور رفید دل فکری بے مندوب درسم بھی شامل ہیں ان کے علاوہ متعدد دیگر مندوبین علاقہ جات بھی گرفتار ہو چکے ہیں سابق مجلس ملیہ انگورہ کے بعض ارکان بھی گرفتار ہو گئے ہیں- اس سلسلہ میں محکمہ استقلال نے ۱۵ اشخاص کو پھانسی کی سزا دی-

سازش کے باقی ماندہ ملزموں میں سے تین پر آج عدالت انگورہ میں مقدمہ چلایا جائے گا - باقی رہا کر دیئے گئے- جن کے حق میں موت کی سزا کا حکم صادر ہوا تھا وہ تختہ دار پر لٹکائے جا چکے ہیں . . . . . . حکام انگورہ کی تجویز کے مطابق ان میں سے ہر ایک کے لئے پھانسیاں الگ الگ تیار کی گئی تھیں- اس تجویز کا مقصد یہ تھا کہ پھانسی پانے والے ایک دوسرے کو تختہ دار پر لٹکا ہوا نہ دیکھ سکیں-

پیکن کی متحدہ افواج نے قومی لشکر پر عام حملہ شروع کر دیا- پیکن میں زبردست جنگ برابر ہوتی رہی اور توپوں کی مہیب خراش آواز برابر کانوں میں آتی رہی۔

—— عربی ڈاک سے اطلاع ملی ہے کہ دروزی باغیوں نے مسجد انس پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے فرانسیسی جنوبی جبل دروز سے بصرہ کی طرف پسپا ہو گئے ہیں۔ کولبنان میں فرانسیسیوں پر چھاپہ مارنے کا سلسلہ برابر جاری ہے جس سے دروزیوں کا مقصد یہ ہے کہ اس حملہ کا علم فرانسیسیوں کو نہ ہونے پائے جو عنقریب حسیبہ اور مرجیان پر ہونے والا ہے۔ دروزی باغیوں نے دمشق۔ نیبک۔ بعلبک اور عکہ کے محاذ پر ہیم حملے کرنے کے لئے عزداہ کے مقام پر بہت بڑے پیمانہ پر فوجیں جمع کر لی ہیں۔

—— "پیرس" نامی جہاز سے سلطان مراکش پیرس پہنچ گئے ہیں تاکہ پیرس میں نئی مسجد کا افتتاح کریں۔ اور غازی بن عبدالکریم پر فتح حاصل کرنے کے سلسلہ میں مختلف مراسم میں شریک ہوں جس وقت آپ پہنچے ہیں ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ اور موسیو دومیرگ اور موسیو بریاں نے حکومت کی طرف سے استقبال کیا۔

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو سٹیشن وٹیلیگراف کا کام ریلوے گورنمنٹ کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں بہترین و کامیاب تعلیم۔ بورڈنگ کا معقول انتظام۔ کرایہ ریل معاف۔ قواعد ردآنے کے ٹکٹ بھیجکر معلوم کیجئے

سول ٹیلیگراف کالج رجسٹرڈ دھلی

اکسیر ظہیر

اکسیر ظہیر ۱ اس کے چند روز کے استعمال سے خونی امراض کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دوائی خصوصیت سے انتہائی درجہ کی مصفی خون ہے حد درجہ کی ہاضم ہے۔ بھوک بہت لگاتی ہے۔ نزلہ اور زکام کا بالکل استیصال کر دیتی ہے۔ قبض کی شکایت بالکل دور کر دیتی ہے۔ ہر قسم کی بواسیر کو نفع عظیم بخشتی ہے۔ مثانہ اور گردہ کی شکایات نیست و نابود ہو جاتی ہیں آنکھوں کے گکرے دور ہو جاتے ہیں۔ بینائی تیز ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص جسے سفید بال آنے شروع ہو گئے ہوں متواتر تین ماہ اس کا استعمال کرے تو انشاءاللہ سفید بال ہونے رک جائیں گے۔ جس کے بال کمزور اور زرد رنگ یا بھورے ہو گئے ہوں یا رلشیہ کی وجہ سے گر رہے ہوں ان کو یہ دوائی یقینی فائدہ کر دیتی ہے۔ قیمت ایک اونس سفوف ۱ا ر خوراک ایک ماشہ روزانہ

اکسیر ظہیر ۲ یہ ایک عرق ہے جو بہت کڑوا ہے لیکن بوڑھوں اور عصبی امراض والے کمزوروں کے لئے آب حیات ہے جن لوگوں کی قوت مردمی ناکارہ ہو چکی ہو ان کے لئے اس سے بہتر اور مفید دوائی شاید ہی کہیں اور ہو۔ فوق کل ذی علم علیم۔ قیمت فی اونس ۱۲ر۔ خوراک پندرہ قطرہ روزانہ پانی میں یا ملائی میں ملا کر۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار المشتہر

محمد الدین گرداور منشیزار روپے ضلع گوجرانوالہ

لاولد عورتوں اور مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر و تازہ ایجاد یعنی "دوائے خوش کیف"

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپ کی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں اور آئندہ کوئی امید قیام نسل نہیں۔ یا صرف ایک دو بچہ یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولد ختم ہو گیا ہے تو آج ہی اس دوا کو طلب کر کے فائدہ اٹھایئے جس کو ۱۲ یوم دو مرتبہ کے استعمال سے اگر چھ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت معہ دس روپے ہرجہ کے واپس کرو۔ حالت حمل میں درد زہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نیز کثرت ایام ماہواری میں بحد مفید ہے (نوٹ)، ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے طلب نہ کی جائے۔ قیمت ہے ر

اکسیر ذیابیطس جلد جلد پیشاب کا آنا۔ پیاس کا زیادہ معلوم ہونا۔ پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا۔ گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا بدن کا تکسیل ہونا خشکی کا زیادہ ہونا وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں [illegible] دور ہو جاتی ہیں گردوں کی اصلاح ہو جاتی ہے اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہو [illegible] قیمت [illegible] محصول ہر دو بذمہ خریدار۔

ناظم [illegible] ڈوری بازار متھرا (یو پی)

نرلیش لاہور۔

(ایڈیٹر سردار لچھمن سنگھ آزاد)

میدان لاہور میں اتر چکا ہے۔ اور نہایت آب و تاب کے ساتھ ہر ہفتہ سوموار کو دربار عام منعقد کرتا ہے۔ اگر اب تک آپ نے اس کے لاثانی راج دربار میں حاضر ہو کر اپنے دکھ درد کا حال نہیں سنایا اور دوسروں کا نہیں سنا تو اب بلا توقف و بلا تخصیص مذہب و ملت آئیں اور مستفید ہوں۔ کیونکہ ہمارے نرلیش کے راج دربار میں ہندو مسلمان اور چھوٹے بڑے کی مطلق تمیز نہیں ہے۔ بلکہ بلا کسی امتیاز کے بڑے بڑے زمینداروں سے لے کر ادنے کاشتکاروں تک کی تمام شکایات کی تلافی کی انتہائی کوشش۔ رشوت ستانی کے انسداد۔ اہل کاروں وغیرہ کی بدعنوانیوں کو نوٹس میں لانے والیان ریاست کو بیرونی حملوں اور خود غرض لوگوں کی عیاریوں ہی سے نہیں بلکہ اپنے ہی غیر وفادار و مکار اہل کاروں وغیرہ کی ریشہ دوانیوں و چال بازیوں سے بھی آگاہ کرتے رہ کر بچانے فوجی سپاہیوں اور افسروں کی خدمات حسنہ و قابل تعریف کارناموں کو نوٹس میں لا کر ان کا فی صلہ دلانے کے ساتھ ہی ساتھ تعمیری پروگرام کو پورا کرتے ہوئے ہر حصہ ملک و طبقہ رعایا کی اقتصادی۔ تمدنی معاشرتی۔ مجلسی و سیاسی ترقی میں حتی الامکان پوری کوشش کرنے کے جس مشن کو لے کر "نرلیش" کا جنم ہوا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر زمیندار، کاشتکار، رئیس، والی ریاست فوجی افسر، سپاہی اور مظلوم رعایا کے ہر فرد کا اخلاقی حق و فرض ہے کہ وہ نرلیش کی صلائے عام سے فائدہ اٹھا کر اس دعوت حق و انصاف کو قبول کرے۔ اور صرف للعہ ندرانہ دیکر ہر ایک دربار میں شمولیت کا بندوبست کرے اور اپنی اپنی ضروریات و مشکلات کا اظہار "نرلیش" کے کالموں میں کیا کرے تاکہ ہر قسم کی مشکلات کا قطعی خاتمہ ہو جائے۔

نرلیش کاشتکاروں۔ زمینداروں۔ رؤسا حکام والیان ریاست اور فوجی افسروں۔ سپاہیوں اور جاگیرداروں وغیرہ کے ایک نہایت ہی وسیع حلقہ میں دورہ لگاتا رہتا ہے اور اس کے ناظرین کرام ہر وقت اسے آنکھوں سے لگائے رکھتے ہیں۔ اس لئے **تجارت اور صنعت و حرفت** کو فروغ دینے کے خواہشمند حضرات بھی اس میں اشتہار دے کر اپنے مدعا کو بطریق احسن پورا کر سکتے ہیں۔ **شرح اجرت** نہایت واجبی ہے تاکہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

المشتہر

لچھمن سنگھ سندھو مالک اخبار نرلیش لاہور

نایاب تحفہ

جناب مرزا انور بیگ صاحب بی اے۔ ایم۔ ایس سی پروفیسر کیمسٹری اسلامیہ کالج پشاور تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے بذریعہ کیمسٹری اکسیر شباب گولیوں کا جو شاہ اینڈ کو لاہور نے تیار کی ہیں۔ معائنہ کیا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ گولیاں سونا فولاد۔ ڈامیانہ اور بہت سی ایسی قیمتی ادویات کا مرکب ہیں۔ سرایویو۔ اخبار گورو گھنٹال لاہور مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۶ء جن لوگوں کو کسی قسم کی بھی جسمانی کمزوری ہو ان کے لئے یہ دوا اکسیر بلکہ بے نظیر ہے۔ سرایویو۔ اخبار نیر اعظم مراد آباد (یو پی) مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۶ء پنجاب کے مشہور کارخانہ شاہ اینڈ کو رجسٹرڈ نے اکسیر شباب گولیاں اور روغن طلائے شباب یہ دو چیزیں ایسی ایجاد کی ہیں جن سے تمام اعضائے رئیسہ کو بیحد قوت پہنچتی ہے۔ باہ میں کسی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی ہو اس کے واسطے یہ چیزیں اکسیر ہیں۔ نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہیں۔ دونوں چیزوں کا ساتھ ساتھ استعمال کرنا بہت مفید ہے۔ کسی قسم کی سوزش یا آبلہ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ جو صاحب اپنی جوانی کی امنگوں میں اپنی قوت کو زائل کر چکے ہوں ان کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ قیمت اکسیر شباب ۴۰ گولیاں بیس یوم کے لئے پانچ روپے معہ طلائے شباب قیمت ہے۔ نمونہ مکمل بکس سات یوم کے لئے [illegible] پتہ

شاہ اینڈ کو بھاٹی گیٹ لاہور

ضرورت ہے

ایسے ایجنٹوں کی جو مختلف مقامات کے تاجروں سے اخبار "پیغام صلح" کے لئے اشتہارات حاصل کریں معقول کمیشن دیا جائے گا۔

مینیجر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

رعایتی نرخنامہ اشتہارات

	ایک بار	دو بار	چار بار	تین ماہ	ایک سال
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

اہل ولایت نے جہاں اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کی ہیں وہاں کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں بھی اس قدر نفیس بنائی ہیں کہ بے حد تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ چوڑیاں خاص قسم کی بنائی گئی ہیں۔ اس پر نہایت عمدہ بیل بوٹوں کا کام کیا ہوا ہے۔ گوری گوری نازک کلائیوں میں اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے چین ہو جاتے ہیں ان پر ملمع نہیں ہے۔ کاٹ لو کسوٹی پر لگا لو۔ رنگ تبدیل نہ ہو گا۔ کالی نہیں ہوتیں نہ زنگ نہیں لگتا۔ پانچ سو روپیہ کی چوڑیاں خوبصورتی میں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بنگال اور دکن کے رئیس طبقہ [illegible] اس کو بہت پسند کیا ہے قیمت فی سٹ [illegible] چوڑیاں [illegible] معہ [illegible] چھ سٹ کے خریدار کو ایک مفت

یونانی دواخانہ ڈوری بازار متھرا (یو پی)

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں۔ تجربہ کار سنار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ ان کے اندر ایسے نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بیتاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے نایاب تحفہ ہے۔ ناپسند ہو تو قیمت واپس۔ فی انگوٹھی ۱۲ر چار کے خریدار کو ایک مفت۔ ناپ ضرور بھیجئے۔

جرمنی تحفہ

کیمیکل گولڈ سونے کے گوشوارے

یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بنے ہیں ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرے لگا دیئے ہیں رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چوطرف ستارے قربان ہو رہے ہیں قیمت عیر

کیمیکل گولڈ قمیص کے بٹن

یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں جو بہت خوبصورت ہیں ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں نایاب تحفہ ہے قیمت فی سٹ عہ، علاوہ محصول ڈاک۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک مفت

ایل اے اصغر اینڈ کو بیٹا محل دھلی

مشینری و زراعتی سامان و آلات

بالہ کی مشہور و معروف چارہ کاٹنے کی مشین آہنی رہٹ (ہلٹ) زراعتی فارم کے نمونے کے آہنی ہل۔ خراس۔ بیلنے جات۔ چاول۔ سیویاں اور بادام روغن کی مشین وغیرہ منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔

جلد ۱۴ | لاہور مدینۃ المسیح یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۷

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود مجدد صدی چہاردہم

دعوت حق

(حضرت مسیح موعود)

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجددِ ایں دین و رہنما باشد

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواھد بود
ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند
کہ ہر کجا کہ غنی می بود گدا باشد

گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمتت رسا باشد

منم مسیح ببانگ بلند میگویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

مقدر است کہ روزے بریں ادیم زمیں
ہزار ہا دل و جاں بر رہم فدا باشد

زمین مردہ ہمیں خواست عیسوی انفاس
ز وعظ بے عملاں خود اثر کجا باشد

زہے خجستہ زمانے کہ سوئے ما آئی
زہے نصیب تو گر شوق و التجا باشد
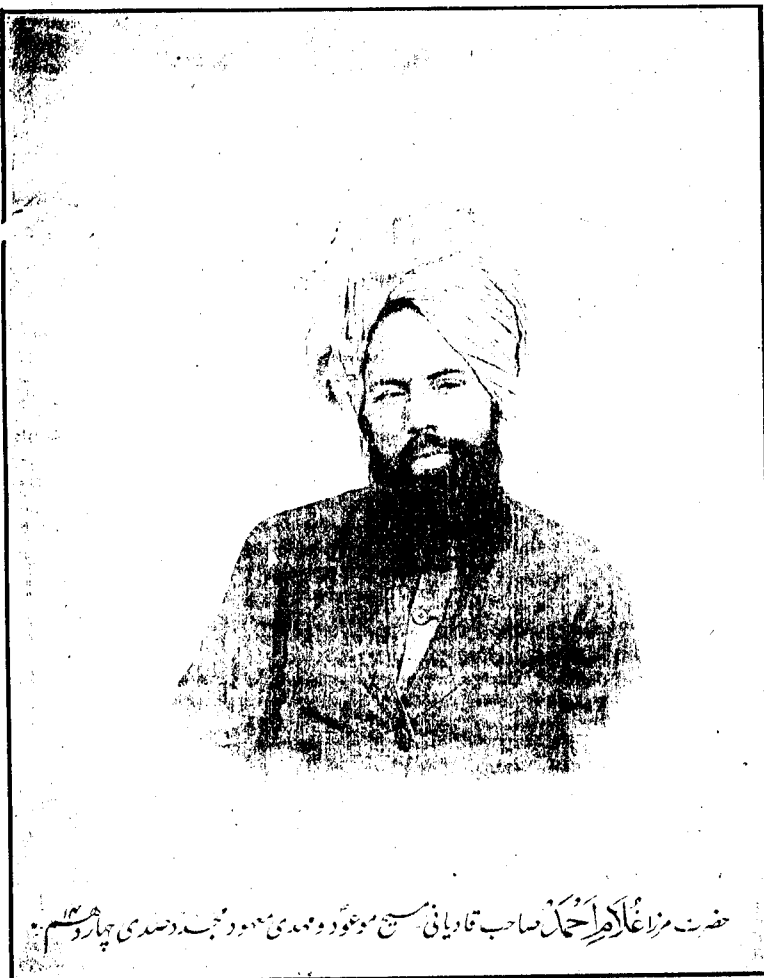
The Victoria Press, Ry. Road, Lahore.

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

برلن کی مسجد

(حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے قلم سے)

یہ اس مسجد کا فوٹو ہے۔ جو جماعت احمدیہ لاہور نے جرمنی کے دارالخلافہ برلن میں تعمیر کی ہے۔ اس کے دونوں مینارے ۹۵ فٹ ہیں۔ کلس کی بلندی بہتر فٹ ہے اندر سے چھت ۵۲ فٹ ہے۔ مسجد اندر سے چھیالیس فٹ چوڑی اور چھیالیس فٹ لمبی ہے۔ دروازہ تیس فٹ اونچا ہے۔ سامنا ایک مینار سے دوسرے مینار تک پچانوے فٹ ہے۔

یہ حضرت مرزا صاحب کی اس تمنا کا فوٹو ہے جو ان کے دل میں تبلیغ واشاعت اسلام کے متعلق تھی۔ جس طرح سے انہوں نے ستر اسی کتابیں لکھ کر ہندوستان کے عیسائیوں، آریوں، برہموں، سکھوں وغیرہ پر حجت اسلام قایم کی اسی طرح آپ یہ بھی تڑپ رکھتے تھے کہ مغرب میں بھی لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی پوری ہو۔ اور وہاں پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نور پھیلے۔ یہ تڑپ ان کی تحریر اور ان کے کشف دونوں میں موجود ہے انہوں نے کشف میں خود انگلستان میں سفید پرندے پکڑے اور اس کی تعبیر کہ میری جماعت کے کوئی صاحب وہاں سفید لوگوں کو مسلمان کر لینے میں کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ یہ کشف مسجد ووکنگ میں ان کی جماعت کے لوگوں کے ہاتھ پر پورا ہوا۔ اور ایسا پورا ہوا کہ تمام اطراف واکناف عالم میں شہرت رکھتا ہے۔ پھر ان کی تڑپ نے ان کی جماعت کے لوگوں کو جرمنی میں پہنچایا۔ وہاں پر بھی سفید پرندوں کا ایک جھنڈ گرفتار ہوا۔ وہاں پر جرمن زبان میں اسلامی لٹریچر لکھا گیا۔ اور اس قوم کے لئے جرمن زبان میں ایک رسالہ جاری کیا گیا۔ جس کا نام ***Moslemesche Revue*** ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہاں پر ایک ایسا زبردست اسلامی نشان گاڑا گیا جس کی عظمت و شان بہت بلند ہے اور جو مطبوعہ نقشہ سے نظر آتی ہے۔ اس مسجد کو دیکھ کر ترک، افغان، مصری، روسی، بخاری، ہندی، ایرانی مسلمان جو برلن میں مقیم ہیں یا وہاں جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں بے اندازہ مسرت پاتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اس مادہ پرست دور میں جس کا اثر اہل مشرق اور اہل اسلام پر بڑا زبردست پڑا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کو علی العموم اپنے مذہب سے غافل کر رکھا ہے۔ ایسے عشق و محبت سے تعمیر کردہ مسجد دلیل بین ہے اس امر کی کہ حضرت مرزا غلام احمد فی الحقیقت مجدد زماں تھے جن کے قلب میں اعلائے کلمۃ اللہ کی سچی تڑپ تھی اور جنہوں نے ایسی جماعت پیدا کی جو تمام دنیائے اسلام میں تبلیغ واشاعت اسلام کے کام میں آگے ہے اور جن کا مال اس مقدس کام کیلئے وقف ہے۔
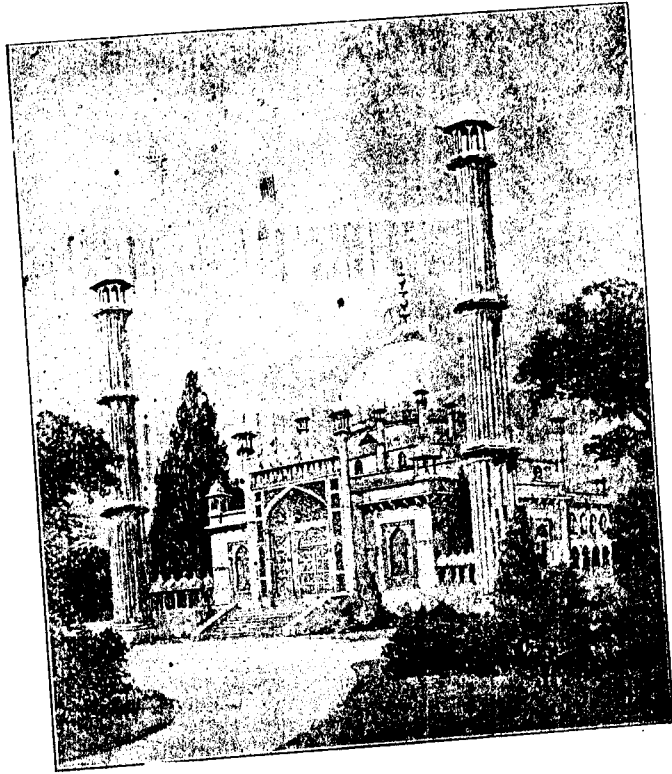
Original design of the proposed Mosque in Berlin.

مجوزہ برلن مسجد
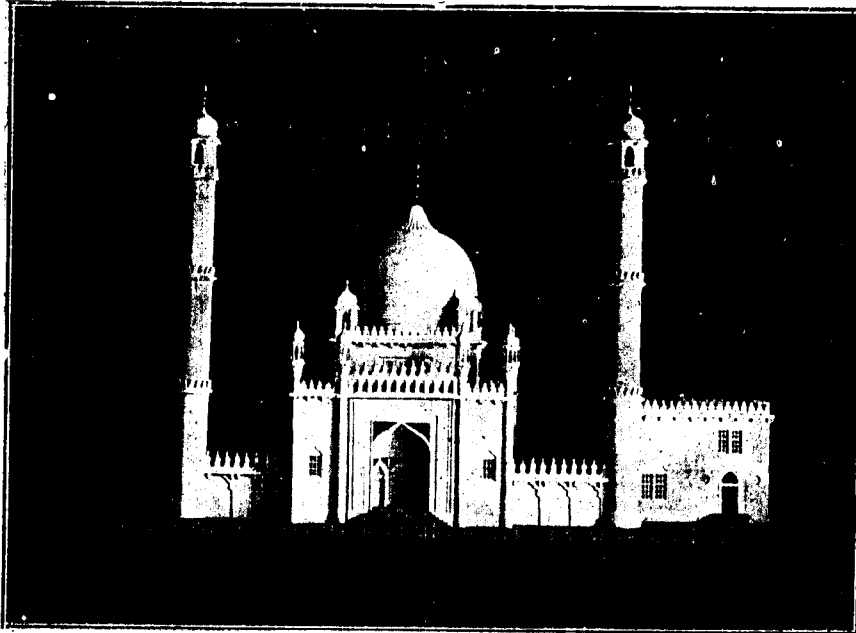
THE MOSQUE ERECTED IN BERLIN

— BY —

THE AHMADIYA ANJUMAN-I-ISHAAT-I-ISLAM, LAHORE

اصلی برلن مسجد

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

مصور فطرت کی حق شناسی

مرزا صاحب کی دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں

(جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے قلم سے)

مرزا صاحب کی میرے دل میں عزت ہے۔

اگرچہ میں ان کے کسی دعوے کو تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن انہوں نے مسلمانوں میں ایک دینی احساس رکھنے والی اور مخالفین اسلام کے سامنے سینہ سپر ہو کر کامیابی کے ساتھ کام کرنے والی جماعت تیار کر دی۔

میں مرزا صاحب کی زندگی میں ان سے ملنے قادیان جا چکا ہوں اور وہ بھی جب دہلی تشریف لاتے تھے۔ تو مجھ سے ملنے کیلئے میرے مکان پر تشریف لانے کی تکلیف اٹھاتے تھے۔

میں نے مرزا صاحب میں قدیمی مسلمانوں کی ایک وضعداری ایسی دیکھی جو آج کل کے مسلمانوں میں نہیں ہے۔ اور اس کا تجربہ مجھے یوں ہوا کہ باوجودیکہ میرا ان کا ملنا محض معمولی اور رسمی تھا۔ اور اس زمانہ میں میری کچھ شہرت بھی نہ تھی۔ تاہم انہوں نے جب اخباروں میں پڑھا کہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی ہے۔ تو مولانا حکیم نورالدین صاحب سے مجھے بغیر میری خواہش کے دوا بھجوائی۔ اور تشفی آمیز خط لکھا۔ اس خط میں یہ الفاظ بھی تھے۔ آپ اچھے ہو جائیں گے اور خدا آپ سے اسلام کے بڑے بڑے کام لے گا۔

یہ اخلاق اور یہ ہمدردی گزشتہ زمانہ کے مسلمانوں کا عام شعار تھا۔ جو آج کل نابود ہوتا جاتا ہے۔

احمدیت اور اشاعت اسلام

(جناب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ)

میں جناب مرزا صاحب قادیانی کے بارے میں بڑی خوشی سے اپنے خیالات لکھ کر پیش کرتا اگرچہ چند موانع درپیش ہیں۔

(۱) میں بعض خانگی حوادث کی وجہ سے اس وقت پریشان ہوں

(۲) مجھ کو مرزا صاحب کی تصنیفات اور ان کی تحریک کے متعلق لٹریچر کے بالاستیعاب دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ چند ماہ ہوئے مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلمائے ہند نے ایک کھلی چٹھی میں مجھ سے چند سوالات کئے تھے انہیں میں یہ سوال بھی تھا کہ میں احمدیوں کو کیا سمجھتا ہوں۔ میں نے جواب میں جو کچھ عرض کیا اس کا مفاد یہی تھا کہ میں نے اس تحریک کے لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس لئے تفصیل کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ جو احمدی مرزا صاحب کو نبی سمجھتے ہیں ان کا اسلام اور جو احمدی ان کو نبی نہیں سمجھتے ان کا کفر میری سمجھ سے بالا ہے۔ میں اب آپ سے بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ کسی چیز کے متعلق ذمہ دارانہ رائے دینا اس کے تفصیلی علم کے بغیر ممکن نہیں۔ مرزا صاحب کے دعاوی۔ ان کے اقوال اور ان کی جماعت کے خیالات ما فیہ الاختلاف چلے آتے ہیں۔ اس لئے اگر میں کوئی قابل التفات رائے لکھنا چاہوں تو لازم ہے کہ ان کا مطالعہ کر کے بحث اور غور کے بعد کوئی رائے قائم کروں۔ بحالت موجودہ بولنا اچھا نہیں۔ ؎

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابد الدہر بماند

البتہ تحریک احمدیت کا ایک پہلو میری آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ لاہوری احمدی جماعت کا کام ہے۔ اس جماعت کے کام سے مجھ کو پوری پوری ہمدردی ہے۔ حمایت و اشاعت اسلام کے واسطے یہ جماعت ہمہ تن وقف ہے۔ خدا کرے مسلمانوں میں ایسی جماعتیں اور بہت سی پیدا ہوں۔ بلکہ بہتر لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ خدا کرے تمام مسلمان اسی طرح حمایت و اشاعت اسلام کا کام کیا کریں۔ جس طرح لاہوری احمدی جماعت۔ یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کر رہی ہے۔ کاش کہ میں اس سے زائد بھی کچھ عرض کر سکتا۔ [illegible]

اظہار حق

(چودھری شاہ محمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا شیخوپورہ کے قلم سے)

حضرت مرزا صاحب کے کل دعاوی سے گو مجھے کلی اتفاق نہیں۔ ممکن ہے میرا ادراک اور فہم سمجھنے سے قاصر ہو۔ لیکن یہ امر مسلّم ہے کہ حضرت مرحوم و مغفور باخدا اور برگزیدہ تھے۔ آپ اسلام کے لئے زندہ رہے۔ ساری مساعی جمیلہ اسلام کی فلاح اور بہبود میں صرف کر دیں۔ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ آنجناب نے ایک لمحہ زندگی بھی اپنے لئے صرف نہ کی۔ تمام عمر خدمت دین میں مصروف رہے۔ اجڈ، ضدی اور کٹر مغز علمائے وقت کا مقابلہ جو کم بھا [illegible] عیسائی اور آریہ حضرات کے لٹریچر کو گریہ کر کے اس گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگا دی۔ مقابلہ ادیان غیر کے تحت اسلام قائم کر دی۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ تبلیغ کا سلسلہ بلاد غرب و شرق میں جس انہماک کے ساتھ غلامان احمد کر رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ تیرہ سال سے آج تک جرمن اور برطانیہ میں اسلامی جھنڈا نہ گاڑا گیا تھا۔ کام مشکل اور محال تھا۔ مگر آسان کر دیا۔ جس قدر خلوص اور محبت سے احمدی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں اس کی نظیر عالم اسلام میں ہو مگر میں نے نہیں سنی۔ ۵۰ ۔۳۰ روپے والا کلرک بھی تبلیغ و اشاعت میں اگر حکم ہو نصف تنخواہ دے گزرتا ہے۔ وہ کس قدر خوش و خرم نظر آتا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ میں احکام الٰہی کی رو سے سرخرو ہوں۔ ہر ایک عالم اجل ہو۔ خواہ معمولی شُد بُد واقفیت رکھنے والا تبلیغ سے غافل نہیں زبان سے عمل سے۔ دل سے۔ مال سے ہر ایک احمدی جہاں تک مجھے علم ہے اسلام اور پیغمبر اسلام کا شیدائی اور گرویدہ ہے۔ تصنیف و تالیف کے ذریعے جو خدمت سلسلہ سر انجام دے رہا ہے۔ قابل تحسین ہے۔ ان لوگوں کی جس قدر حوصلہ افزائی کی جائے۔ کم ہے۔ ترجمہ قرآن حکیم ہی ایک ایسی خدمت ہے۔ جس کا معاوضہ سوائے ذات باری کے کوئی دنیوی حکومت حضرت امیر کو ادا نہیں کر سکتی۔ روزانہ درس قرآن نعت، غیر مترقبہ ہے۔ حقائق اور معارف جس عالمانہ اور فلسفیانہ طریق پر بیان ہوتے ہیں ان کے متعلق کیا کہا اور لکھا جائے۔ عام مسلمان بھائیوں سے استدعا ہے کہ جہاں تک ان سے ہو سکے وہ اشاعت و تبلیغ اسلام میں اس جماعت کی اعانت کریں۔ اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو عالمان ظاہر بیں کے ساتھ مل کر نکتہ چینی اور فضول تنقید تو نہ کریں۔ میں تو اس سلسلہ کی ترقی کے لئے دن رات دعا کرتا ہوں

اسلام اور تحریک احمدیت

(جناب منشی مدیر "تنظیم" کے قلم سے)

میں نے اس وقت تک مرزا غلام احمد صاحب کی کوئی کتاب نہیں پڑھی آپ کی سوانح حیات کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس لئے بلاشک میں یہ حق بھی نہیں رکھتا کہ احمدیہ تحریک کے متعلق اظہار خیالات کروں۔ لیکن سرسری طور پر میں قدر جانتا ہوں کہ تحریک احمدیہ حسب ذیل مقاصد کے لئے تھی۔

(۱) اسلام، بین الاقوامی اتحاد کی ایک عالمگیر تحریک ہے اور اسی رنگ میں اس کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

(۲) تردید اسلام کو علمائے جامد کی قید سے چھڑانا چاہیے۔

(۳) مسلمانوں کی کمزوری کا علاج جماعت بندی اور تنظیم ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ آج مرزا صاحب کی جماعت کا ایک بڑا حصہ خود ان امراض میں گرفتار ہے جن سے مرزا صاحب عام مسلمانوں کو بچانا چاہتے تھے اور خود احمدیہ جماعت میں بہت سے ایسے [illegible] پائے جاتے ہیں جنہیں کسی طرح بھی اس توہمات پرستی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی جس میں مسلمانوں کا جاہل ترطبقہ گرفتار ہے۔ لیکن غلط عقائد اور توہم پرستی سے بھی بڑی مصیبت وہ دردناک تنگ خیالی، فتوے بازی اور تشدد و تکفیر و تخریب ہے جس میں اس روشن خیال جماعت کے بہشتی طبقہ کا بال بال گرفتار ہے۔ اگر ایک احمدی مسلمان [illegible]

(۲) غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرے۔

(۳) غیر احمدی مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کرے

تو وہ خلیفہ جماعت احمدیہ کا باغی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ سے خارج ہے اس لئے وہ کافر ہے اور اس لئے وہ "دوزخی" ہے۔ اب غور کرو کہ جس قوم میں مسئلہ نجات کا انحصار، معمولی قرابت داری کی باتوں پر ہو جائے وہاں اصلاح و ترقی، اشاعت اسلام، بین الاقوامی اتحاد، وحدت نسل انسانی کی تبلیغ و ترویج اور اسی قسم کے دوسرے عظیم القدر اصولوں اور صداقتوں کو کیا دخل ہو سکتا ہے۔

ذرا ذرا سی نحوی باتوں پر جماعت سے خارج کر دینا۔ کفر کے فتوے لگانا اپنے خاص معتقدین کے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرانا۔ اصول اور اعمال کو چھوڑ کر کسی بڑی یا چھوٹی شخصیت کے اعتراف و اقرار کو مدار نجات مقرر کر لینا ایسی چیزیں ہیں کہ اسلامی تاریخ کا تاریک ترین دور بھی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اسی طرح مرزا صاحب مرحوم کی نبوت کے مسئلہ پر ضرورت سے زیادہ زور دینے کا معاملہ ہے۔ ایک اصلاحی تحریک کو ما فوق الادراک، اور نبوی تحریک بنا لینا اور اس کو ایک مستقل مذہب بنانے کی کوشش کرنا بھی شناخت اور عقل عامہ کے خلاف ہے۔

اسی طرح "بہشتی مقبرہ" اور اسی قسم کی دوسری رسمیات پر انحصار کر لینا اور جتھہ بندی کے لئے انہیں آسمانی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا کچھ معقول بات نہیں ہے۔ اور کم سے کم کلمہ داران اصلاح کو ان میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے

جماعت احمدیہ لاہور

آخر میں مجھے اس حقیقت واقعی کا اعتراف کرنا چاہئے کہ جہاں تک اصول کی سادگی، تعلیم و عمل کی بے ریائی اور مقاصد و ضوابط کی بے تکلفی کا تعلق ہے لاہوری جماعت کا قدم اعتدال اور دیانت کی صحیح شاہ راہ پر ہے۔ نہ امام میں زیادہ تقدس ہے۔ نہ اس کے خطابات میں "ہز ہولینس" وغیرہ پر تکلف جملے ہیں۔ نہ کوئی "خاندان نبوت" ہے۔ نہ کوئی ایسا مقبرہ ہے۔ جہاں دفن ہونا بہشت کی سند سمجھا جاتا ہو۔ نہ کفر بازی کی مشق ہے۔ الغرض وہ تینوں چیزیں جو مجھے سرسری نظر میں "احمدیہ تحریک" کا سنگ بنیاد نظر آئی ہیں۔ اپنے قدرتی خط و خال اور سادگی و بے تکلفی کے ساتھ اس سلسلہ میں جمع ہیں۔ واللہ عاقبۃ الامور

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی شہادت

جب ۱۸۹۱ء میں اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تو اکثر علماء نے آپ کی سخت مخالفت کی۔ لیکن خطرناک طوفان مخالفت میں بھی بعض بزرگ جن کے دلوں میں نور ایمان کا زبردست شعلہ تھا۔ حق کی گواہی دینے سے نہ رکے انہی بزرگوں میں سے ایک باخدا اور صدق و صفا میں فرید حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں تھے۔ آپ نے وقتاً فوقتاً باوجود سخت ترین مخالفت کے اپنی گفتگو میں حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے کی شہادت ادا کی۔ چنانچہ ذیل کے دو اقتباس آپ کے ملفوظات مسمّٰی بہ اشارات فریدی (یہ کتاب حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے جانشین خواجہ محمد بخش صاحب کے فرمان سے آپ کے ایک مرید مولوی رکن الدین صاحب نے لکھی ہے) سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

فرمودند کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عزوجل میگذرند یا نماز میخوانند یا تلاوت قرآن شریف میکنند یا دیگر شغل اشغال اند و بر حمایت اسلام و دین چناں کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زماں لندن را نیز دعوت دین محمدی کردہ است و بادشاہ روس و فرانس وغیرہ را ہم دعوت اسلام نمودہ است و ہمہ ای کوشش [illegible]	فرمایا کہ مرزا صاحب کے تمام اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتے ہیں یا وہ نماز پڑھتے ہیں یا تلاوت قرآن شریف کرتے ہیں۔ یا دوسرے اشغال میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اسلام اور دین کی حمایت میں کمر ہمت ایسی چست کی ہے کہ ملکہ زماں کو بھی دین محمد صلعم کی دعوت دی ہوا [illegible]

راگر سراسر کفر است باز آرند بہ توحید خداوند تعالیٰ اگر نہ علمائے وقت را ببینید کہ ہمہ گروہ مذاہب باطلہ را گزاشتہ معرض در پے این چنین نیک مرد کہ از اہل سنت و جماعت است و بر صراط المستقیم است و راہ ہدایت نماید افتادہ اند بر وے حکم تکفیر می سازند کلام عربی او ببینید کہ از طاقت بشریہ خارج است و تمام کلام مملو از معارف و حقائق و ہدایت است و از عقائد اہل سنت و جماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست

(اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ ۷۹)

اس بارہ میں ہے کہ وہ تثلیث اور صلیب کے عقیدہ کو جو سراسر کفر ہے چھوڑ دیں اور اللہ کی توحید کی طرف منہ پھیر لیں۔ اور علماء وقت کو دیکھو کہ دوسرے گروہوں کو جو مذاہب باطلہ سے تعلق رکھتے ہیں چھوڑ کر صرف اس نیک مرد کے جو اہلسنت و جماعت میں سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے اور راہ ہدایت دکھاتا ہے پیچھے پڑ گئے ہیں اور اس کی تکفیر کر رہے ہیں اس کے عربی کلام کو دیکھو کہ انسانی طاقت سے خارج ہے اور تمام کلام معارف و حقائق اور ہدایت سے پُر ہے اور وہ اہل سنت و جماعت کے عقائد اور ضروریات دین سے ہرگز منکر نہیں ہے۔

یہاں حضرت خواجہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی عبادت آپ کی خدمت اسلام۔ آپ کے صراط مستقیم پر ہونے اور دوسروں کو ہدایت کا رستہ دکھانے کی شہادت دی ہے۔ اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو عقائد اہل سنت والجماعت سے کوئی اختلاف نہیں۔ اور یوں سمجھا دیا کہ جو لوگ ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرتے ہیں۔ وہ سب جھوٹ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہمہ برحق است و در معاملہ خود راست و صادق است و شب باش در عبادت حق سبحانہ غرق است و جہت ترقی اسلام و اعلائے امر دین مساعی بجا آرد ہیچ امر در وے مذموم و قبیح نمی بینم اگر دعوی مہدویت و عیسویت کردہ است آنہم از ان امر است کہ جائز است۔

(اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ ۱۷۹)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی حق پر ہیں اور اپنے معاملہ میں سچے اور صادق ہیں۔ اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور امر دین کو بلند کرنے میں جان سے کوشش کرتے ہیں۔ کوئی بات میں ان میں بُری اور قبیح نہیں دیکھتا اگر مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ بھی ان باتوں میں سے ہے جو جائز ہیں۔

یہاں بھی آپ کی راست بازی کی شہادت دی ہے۔ اور دعویٰ کی بھی تصدیق کی ہے ایک ایسے مسلم بزرگ اور راست باز کی یہ شہادت ان تمام شکوک کو دور کرنے کے لئے کافی ہے جو علمائے ظاہر نے کج بحثیاں کر کے لوگوں کے دلوں میں ڈال رکھی ہیں۔ علمائے ظاہر کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ وہ اہل اللہ کو برا بھلا کہتے رہے ہیں اس امت کا کونسا بزرگ ہے جو ان کی زبان سے بچا ہے ہاں اولیاء اللہ کی صداقت کا اظہار اللہ کے دلوں پر خود بخود ہو جاتا ہے۔ جو لوگ ایسی صاف و صریح شہادت کے بعد بھی امام زمان کی بیعت قبول نہیں کرتے وہ اس حدیث پر غور کریں من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ

مسیح موعود کا مسیحی دیوانہ

(ایک مسیحی محقق کے قلم گوہر رقم سے)

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

چند سال ہوئے، مجھے ایک عزیز کے ہاں دعوت میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا، وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ گوشۂ تنہائی میں چپ چاپ بیٹھا ہے۔ نہ کوئی اس سے بولتا ہے نہ کوئی اس پاس پھٹکتا ہے۔ اور دوسرے دوست ہیں، آشنا ہیں، مگر اس کا کوئی نہیں۔ لوگ اس کو دیکھ دیکھ کر آپس میں کچھ کہتے ہیں، مسکراتے ہیں۔ اور پھر ہنس دیتے ہیں۔ مگر یہ بندۂ خدا ہے کہ نہ ہنستا ہے نہ مسکراتا ہے۔ خاموش ہے، سر جھکائے بیٹھا ہے۔

یہ سماں دیکھ کر میں نے ایک دوست سے پوچھا:-

"یہ دعوت ہے یا عداوت"؟

"دعوت ہے بھئی، دعوت! عداوت کیسی"؟

"شاید آپ دیکھتے نہیں یا سنتے نہیں، اس غریب کو تمسخر میں اُڑایا جا رہا ہے۔ طرح طرح کے سخت الفاظ کہے جا رہے ہیں مگر کسی کو اس بات کا خیال ہی نہیں۔ کیا یہ عداوت نہیں؟ دعوت کیسی؟ میری دانست میں تو یہ اچھی خاصی عداوت ہے"

یہ سنکر میرے دوست نے قہقہہ لگایا اور کہا:-

"یہ دیوانہ ہے، دیوانہ!"

"دیوانہ؟"

"اور بھائی؟..... مذہب کے سبب..... دیوانہ؟ خدا کی شان ہے۔ کیا یہ سچ مچ دیوانہ ہی ہے"؟

میرا دوست پھر زور سے ہنسا۔ اس کی جانب دیکھ کر مسکرایا اور بولا:-

"یہ ویسا دیوانہ نہیں جیسا تم سمجھ رہے ہو، یہ مذہبی دیوانہ ہے۔ اسے مذہبی جنون ہے"۔

"مذہبی جنون؟ وہ کیسا"؟

"کیا بتاؤں، خاک سمجھو گے۔ تم ابھی طفل مکتب ہو اور پھر ہو عیسائی اوہو! خوب..... خوب یاد آیا۔ یہ تو تمہارا ہی بھائی ہے۔ یہ بھی عیسائی ہے۔ مگر گہرے رنگ کا اور نرالے ڈھنگ کا۔ اس کا عیسیٰ مسیح ابھی ابھی مرا ہے"۔

"اس کا عیسیٰ مسیح؟ تو کیا اس کا عیسیٰ مسیح کوئی اور ہے"؟

"عیسیٰ مسیح کیا، اس کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ یہ شخص یعنی یہ دیوانہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود کہتا ہے۔ فقط کہتا ہی نہیں بلکہ مانتا بھی ہے۔ یہ اسی کا پیرو ہے۔ جگہ بجگہ، ہر ایک سے بڑ بڑ کرتا رہتا ہے۔ یوں تو مسلمان بنتا ہے مگر قرآن کے عجیب عجیب معنے کرتا ہے۔ نئی نئی تاویلیں، نئی نئی تفسیریں گھڑتا ہے۔ اسے جب پاؤ گے دیوانہ پاؤ گے، یہ سچ مچ دیوانہ ہے"۔

میں ان دنوں لڑکا تھا اسکول میں پڑھتا تھا۔ ان الفاظ کو ٹھیک سمجھ نہ سکا۔

اس "دعوت" یا "عداوت" کے بعد ہر ایک ——— وہ "دیوانہ" بھی اپنے ٹھکانہ روانہ ہوا۔ یہ بات آئی گئی ہوئی۔ میں اسے بھول بھال بیٹھا اور پھر کبھی اس کا خیال نہ کیا۔

مگر کل جونہی میری نظر مرزا غلام احمد کے اس شعر پر پڑی ؎

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

تو چونک گیا سنبھل کر بیٹھا۔ شعر کو پھر پڑھا۔ غور سے پڑھا۔ اور کئی بار پڑھا لفظ "دیوانہ" نے اس دعوت کے "دیوانہ" کی یاد دلا دی۔ اس واقعہ گزشتہ کی یاد رفتہ، رفتہ رفتہ، عود کر آئی۔ اُس جنون کا، اُس دیوانگی کا مطلب پا گیا، جس کا ذکر پہلے سن چکا تھا۔ مگر جس کو اس وقت سمجھ نہ سکا تھا۔

مرزا غلام احمد نے تمام دنیا کو، کیا مسلمان، کیا ہندو، کیا عیسائی ہر ایک فرد بشر کو صداقت کی "دعوت" دی اور "عداوت" کی۔ اس کی دعوت اگرچہ دعوت صداقت تھی۔ مگر لوگوں نے مخاصمت کا رنگ دے کر اسے عداوت میں بدل لیا۔ اس دعوت میں مدعو مہمان آپس میں، ایک دوسرے پر نہ ہنسے بلکہ خود میزبان پر ہنسے انہوں نے اس پر قہقہے لگائے۔ آوازے کسے۔ اور اس کے مقابل ہوئے۔ برسر پرخاش ہوئے۔ اس کی توہین کی۔ اس کی ہتک کی۔ طبیعت بھر گئی اور جی کھول کر کی۔ اسے عدالتوں میں بلوایا، اس پر الزام لگائے۔ تہمتیں باندھیں، بہتان رکھے۔ مگر وہ "مسیح موعود" وہ مسیح موعود "خداوند" مسیح کی مانند خاموش رہا، اور خاموشی سے دل میں، ان سب کے لئے دعائے خیر مانگتا رہا۔ اور خوشی سے، تحمل سے مگر دلیری سے اپنا کام کئے گیا۔ یعنی اپنے سچے خدا کا، اور اس کے رسول کا نام لئے گیا، اور انہی کا پیغام دیئے گیا۔ جس کے باعث، جس کی خاطر اس نے تمام تکالیف کا سامنا کیا۔ اور مردانہ وار کیا۔

جنگ مقدس میں وہ تنہا تھا۔ مگر تنہا نہ تھا۔ رب الافواج، اس کی پشت پر، اس کی زبان پر۔ اس کی گفتار میں، اس کی رفتار میں اور اس کے اطوار میں، اس کے شامل حال تھا اور ممد تھا۔ وہ دلیر تھا، وہ نڈر تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اور محسوس کرتا تھا، اس ربی قوت کو، اس الٰہی طاقت کو، جو نمرودی شان کو، پے در پے شکست دے چکی ہے۔ دے سکتی ہے، دیتی ہے، اور دیتی رہے گی۔ صاحب آلام و مصائب ہو کر بھی وہ مرد صابر رہا۔ اس نے دنیا کی باتوں کی، لعن طعن کی، لغو و بے بنیاد الزامات کی مطلقاً پروا نہ کی۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا کہ ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست وہ اپنے حبیب کی محبت میں ثابت قدم رہا۔ اس کے پاؤں نے کبھی لغزش نہیں کھائی۔ باوجود اتنی مخالفتوں کے، باوجود اتنی سختیوں کے وہ اسی راہ راست پر گامزن جس پر اس نے اپنے بھائیوں کو بلانے، لگانے اور چلانے کی کوشش کی اور دعوت دی۔

اس نے "دعوت" دی۔ لوگوں نے "عداوت" کی۔ لوگوں نے اسے دیوانہ سمجھا، اسے پاگل کہا، اور اسے مجنون قرار دیا۔ انہوں نے اس منصور صداقت کو اپنی عداوت سے، اپنی جہالت سے، اپنی حماقت سے کھینچ تان کر دار تشنیع پر چڑھا تو دیا مگر اسی "اناالحق" "اناالحق" کی صدا کو اور زور سے زیادہ شور سے گونجتے ہوئے سنا، اور سُن ہو گئے۔ جب تک انہوں نے اس [illegible] دیوانگی کو دیکھ نہ لیا۔ جب تک انہوں نے اس کو منصور [illegible]

مفقود نہ ہوئی۔

وہ دیوانہ تھا، مگر اپنی دیوانگی سے باخبر تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے "اگر دیوانہ یہ سمجھ لے کہ میں دیوانہ ہوں تو وہ دیوانہ نہیں" وہ "دیوانہ" تھا مگر باہوش تھا۔ وہ صاحب ہوش تھا، اور اسی لئے دیوانہ تھا۔ وہ خود کہہ چکا ہے:-

"تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی"

جنون نے اس مجنون پر احسان کیا، اور اس کے جنون نے دنیا کو مرہون احسان بنایا۔

اب، آج کل، ان دنوں اسی اللہ کے دیوانے کی "دیوانگی" دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اس کی دیوانگی کی "بڑبڑ" نے اب بڑھ بڑھ کر بڑے بڑے ممالک و جزائر میں اک عالم صداقت بپا کر رکھا ہے۔ کہ تمام زمانہ جانتا ہے۔ یہاں تک کہ جو مخالف ہے وہ بھی مانتا ہے۔ اسلامی شان کا جھنڈا جس پر کلمہ توحید لکھا ہوا ہے۔ سرزمین تثلیث میں نصب ہے۔ ہوائے تبلیغ میں لہرا رہا ہے۔ اور اب وہی مسیحی جو مسیح سے ناآشنا ہیں، جو اس کی حقیقی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ اور جنھوں نے مسیح کے نام کو بدنام کر رکھا ہے اپنی اپنی خیالات کو چھوڑ کر، اپنی اپنی غلطیوں سے منہ موڑ کر مسیح موعود کے غلاموں کے ہاتھوں، اپنے اصلی مالک، اپنے حقیقی آقا کی غلامی میں آ رہی ہیں۔

اس دیوانے کی دیوانگی وہ رنگ لا رہی ہے کہ دنیا دنگ ہے۔ اس قسم کے جنون کی، اس قسم کی دیوانگی کی، مجھے، آپ کو، سب کو، اک اک کو، تمام دنیا کو اشد ضرورت ہے۔ خدا کرے یہ دیوانگی بڑھے، خوب بڑھے، ایسی بڑھے کہ ساری دنیا پر چھا جائے!

سبحان اللہ یہ دیوانگی بھی عجیب واقع ہوئی ہے۔ یہ عقل سلیم کی دلدادہ ہے اور عقل سلیم اس کی گرویدہ۔ یہ صداقت کی دیوانگی ہے۔ یہ دیوانگی ہوش ربا نہیں، ہوش افزا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں اور اسی لئے بار بار

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

پڑھتا ہوں اور وہ حظ اٹھاتا ہوں جو بیان سے باہر ہے۔

ہاں مرزا غلام احمد کو دیوانہ کہتے تھے۔ پر کیوں؟ دیوانے تو پیتے ہیں کیا وہ بھی پیتا تھا؟ ہاں، وہ پیتا تھا، اور پلاتا تھا۔ لیکن مئے توحید اسے خمار رہتا تھا، مگر عشق رسول کا۔ وہ اس خمار کا، اس بیخودی کا خود معترف ہے۔ اور کہتا ہے:-

"بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

اگر مجھے وہی دیوانہ، وہی "دعوت" والا، وہی "عداوت" والا دیوانہ ملے تو اس سے کہوں۔ تو دیوانہ ہے۔ میں بھی دیوانہ ہوں۔ ہم دونوں دیوانے ہیں۔ چل، میرے ساتھ آ۔ ع

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

مگر افسوس اب اس کا پتہ کہاں؟

خیر، وہ نہ سہی، اس کے بھائی سہی۔ کیونکہ، اس کے اور بھی دیوانے بھائی ہیں" میں ان سے روز، ہر روز ملتا ہوں، اس کی صورت کو ان کی سیرت میں دیکھ کر جی خوش کرتا ہوں۔ اُن میں بیٹھ کر، اُن سے بول کر، میں خود بھی دیوانہ ہو چلا ہوں، میں "بہک" گیا ہوں، بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گیا ہوں۔ میں اُس "بڑے دیوانے" اس "بڑے مجنون" کی شمع صداقت کا پروانہ بن چلا ہوں، میں دیوانہ پروانہ ہوا چاہتا ہوں۔ اور اسی لئے در اجابت پر بغیر اجازت کھٹکھٹاتا ہوا یہ صدا کر رہا ہوں:-

اے دیوانو! مجھے بھی دیوانہ بنا لو!!
اے شراب صداقت کے متوالو! مجھے بھی شریک پیمانہ بنا لو!!
خودی سے بیگانہ اور بیخودی میں یگانہ بنا لو!!!

اعتذار

مسیح موعود نمبر میں جائے تنگ است و مرداں بسیار والا معاملہ درپیش تھا۔ مضامین بہت تھے اور جگہ تھوڑی۔ اسی مجبوری سے بعض اصحاب کے مضامین اس نمبر میں شائع نہیں ہو سکے جس کا ہمیں بہت افسوس ہے ایسے تمام اصحاب سے ہم معافی کے خواستگار ہیں۔ امید ہے کہ بقیہ مضامین آئندہ اشاعت میں شائع کئے جا سکیں گے۔

(مدیر)

حضرت مسیح موعودؑ کا خلق وحسن معاشرت

(جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام جہتوں با اخلاق انسان تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آپ اخلاق مجسم تھے۔ نہ صرف یہ کہ آپ کے اخلاق اور حسن معاشرت سے آپ کا گھر نمونہ جنت تھا بلکہ آپ کا مسکن یعنی قادیان بھی آپ کے وجود باجود کے طفیل اس جہان میں ایک جنت کا نمونہ تھا۔ جہاں مہمانوں کا بیحد احترام ہوتا تھا۔ ہمسایوں سے محبت و آشتی کا سلوک تھا اور ہر وقت با اخلاص لوگوں کا آپ کے پس و پیش ایک جم گھٹا رہتا تھا۔ آپ کا پر لطف کلام اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنا۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ۔ اور آٹھوں پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ سے کمال محبت و عشق کا اظہار اور اسلام و مسلمانوں کی حالت زار کا غم و فکر۔ قرآن مجید کے حقائق و معارف کا دریا آپ کی زبان و قلم سے جاری رہنا۔ اور خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کی لذت و سرور اور خوارق العادت پیشگوئیوں کا اظہار ایسے امور تھے کہ وہ اس زمانہ میں آپ ہی کی ذات سے مخصوص تھے۔ اور آپ کی سی زندگی کا نقشہ دنیا کے سیاحوں کو سوائے قادیان کے اور کسی جگہ نہ ملتا تھا غرضکہ آپ میں بہت سی کشش و دلربائی تھی۔ اور جو کوئی قلب سلیم رکھتا ہوا آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ آپ کے خلوص و محبت، ایثار و للہیت کا اثر لئے بغیر نہ رہتا تھا۔

اہل بیت سے سلوک

آپ کو اپنی بیوی بچوں سے کمال درجہ کی محبت تھی اور ان کے آرام و آسائش کا خیال ہمیشہ رکھتے تھے۔ اور اگر کوئی ذرا سی بھی تکلیف ہوتی تو برداشت نہ کر سکتے جب کبھی جناب والدہ صاحبہ محترمہ یا ہر دو میں یا بچوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو بہت کوشش سے علاج کرتے۔ اکثر اس خاکسار کو طلب کرتے۔ آپ کی عادت نہ تھی کہ بچوں کو جھڑکیں۔ یا ماریں۔ اکثر آپ کے گھر میں اس قدر شور ہوتا تھا کہ جیسے ریلوے سٹیشن پر۔ مگر آپ کسی کو منع نہ فرماتے۔ فی الحقیقت تو آپ پر اپنے کام میں محویت کا عالم اس قدر طاری ہوتا تھا کہ آپ کو بچوں اور نوکروں کی چیخ پکار کی طرف کوئی التفات نہ ہوتا۔ اور آپ کی قریباً کل تصانیف اسی حالت میں لکھی گئیں۔

صاحبزادہ مبارک احمد کے مرض الموت میں آپ کئی رات تک نہ سوئے اور خود تیمارداری کرتے رہے۔ آخر جب اس نے انتقال کیا تو آپ نے رضا بالقضا کا عجیب نمونہ دکھلایا۔ اور باوجود اس شدت محبت کے اس کے انقطاع پر آپ کے چہرہ سے صدمہ کے آثار عیاں نہ تھے۔ بلکہ آپ حسب معمول خوش و خرم نظر آتے تھے۔ باغ میں بچہ کو دفن کیا جا رہا تھا۔ تو آپ آیت ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال۔۔۔۔ کی تفسیر فرما رہے تھے۔ رضا بالقضا کی مریدوں کو تلقین کر رہے تھے۔ چنانچہ جو اشعار آپ نے مرحوم کی قبر پر کندہ کرائے ان سے بھی آپ کے دل کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔

برس میں نہ بلایا وہ اس سے پیارا ۔ اے دل تو اسے ہی جان فدا کر

صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے ایام طفولیت کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے کھیلتے کھیلتے پتھر یا اینٹ کے ٹکڑے آپ کے کیسے میں ڈال دیئے کئی روز گزر گئے اور آپ کو خیال نہ رہا۔ ایک دن فرمایا معلوم ہوتا ہے میرے پہلو میں پھوڑا ہو گیا ہے۔ جب کرتا اٹھا کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ مگر کیسے میں بوجھ معلوم ہوا۔ اس میں سے پتھر نکلے۔ آپ ہنس پڑے۔ فرمایا کہ محمود احمد کھیلتا کھیلتا ڈال گیا تھا۔ پھر دوبارہ رکھ دو شاید وہ پوچھے کہ ابا جی میرے بٹے کیا ہوئے۔

احباب سے سلوک

دوستوں اور مخلص احباب سے آپ کا جو سلوک تھا وہ بالکل عدیم النظیر تھا۔ آپ ان کے رنج کو اپنا رنج اور انکی راحت کو اپنی راحت سمجھتے تھے اور ماں باپ سے بھی زیادہ شفقت و محبت کرتے تھے آپ کے پاس اگر کسی دوست کی بیماری یا مصیبت کی خبر آتی تو آپ سنتے تو اس کے لئے بالالتزام درد دل سے دعا کرتے۔ اور صحت کی خبر یا مصیبت سے نجات کی خوشخبری کے لئے ہمیشہ منتظر رہتے۔ اور اپنے دوست کے متعلق کبھی کسی بدخبر کو باور نہ کرتے۔ اگر کوئی دوست آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تو اس کی مہمانی اپنا فرض خیال کرتے۔ چنانچہ خود بعض اوقات اس کے لئے لسی یا چائے لاتے۔ اور کھانا کھاتے ہوئے خود اٹھکر چٹنی یا مربہ یا اور اسی قسم کی اشیاء مہمان کی خاطر گھر میں سے لے آتے۔ اکثر ایک وقت کا اور بعض اوقات دونوں وقت کا کھانا احباب کے ساتھ ملکر کھاتے اور جو دوست آپ سے زیادہ قریب ہوتے ان کے آگے اپنے پیالہ میں سے گوشت نکالکر رکھتے۔ اور جو اچھی چیزیں کھانے کی ہوتیں خود اٹھا کر ان کے آگے رکھتے۔

مخلص احباب کو اکثر یکہ پر خود سوار کرانے جاتے۔ بلکہ دور تک پیدل رخصت کرنے کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے کہ ہم کو رخصت کرنے کے لئے آپ نہر تک تشریف لے گئے۔ نہر قادیان سے قریباً ۲ - ۲½ میل کے فاصلہ پر ہے اور بٹالہ کی سڑک نہر تک جانا جو کہ قریب قریب دو میل قادیان سے ہے۔ آپ کا معمول تھا۔

آپ کے اخلاق اور آپ کا لطف و کرم احباب سے اس قدر تھا کہ شاید ہی کسی بڑے بزرگ یا باپ کو اس زمانہ میں نصیب ہو۔ اگرچہ جماعت احمدیہ کے کل افراد آپ سے بیعت شدہ تھے۔ اور آپ کو اپنا بزرگ اور امام جانتے تھے۔ مگر آپ کے ہر ایک چھوٹے بڑے سے تعلقات دوستانہ اور برادرانہ تھے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں خاکسار اور میرے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم نے بیعت کی۔ اس زمانہ میں جماعت کا آغاز تھا اور ہم دونوں بھائی اصحاب جماعت میں سب سے چھوٹے تھے۔ پھر بھی جب کبھی آپ ہم کو خط لکھتے تو محبی، عزیزی، اخویم، کرکے خطاب کرتے ایسے ہی دوسرے اصحاب سے

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کا عظیم

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی سے مجھے خاص انس و محبت تھی۔ اور میری ایک رؤیا کی بنا پر حضرت مسیح موعود نے ہم دونوں کو بھائی بنا دیا تھا۔ اور ہمارے آپس کے تعلقات بھی ہمیشہ ایسے ہی رہے حضرت مسیح موعود کو بھی مرحوم کے ساتھ خاص طور پر دلی محبت تھی۔ اور ان کے علم و تقویٰ اور عشق قرآن مجید کی وجہ سے ان کے دل میں مرحوم کی بیحد عزت تھی۔ جیسا کہ فارسی اشعار سے ظاہر ہے۔ جو آپ کی وفات پر حضرت صاحب نے آپ کے مزار پر بطور کتبہ کے نصب کئے۔ مرحوم کو ذیابیطس کا مرض عرصہ سے تھا۔ پشت پر چھوٹی سی پھنسی نکلی جس نے کاربنکل کی شکل اختیار کر لی۔ باوجود اپریشن کے صحت یاب نہ ہو سکے۔ اور بالآخر وہی آپ کی وفات کا موجب ہوا۔ آپ کے لئے حضرت مسیح موعود نے ہر قسم کا سامان دواؤں اور غذاؤں کی قسم سے مہیا فرمایا۔ یہاں تک کہ جب آپ فوت ہوئے تو ایک ڈھیر برف کا آپ کی خاطر وہاں موجود تھا۔ اور قادیان جیسی جگہ میں اس قدر برف کا مہیا کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ حضرت کے دلی تعلق کا یہ حال تھا کہ دن میں کئی بار آپ کے متعلق دریافت فرماتے اور دن میں اور رات کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے۔ مگر جب آپ کا انتقال ہوا۔ ہماری سب کی ان کی جدائی کے صدمہ سے چیخیں نکل گئیں جب آپ نے رونے چلانے کی آواز سنی۔ گھر سے باہر نکل آئے۔ اور کسی کرب یا گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ نہایت ہی مطمئن دل کے ساتھ ہم سب کو تسلی دی۔ اور رضا بالقضا کی نہایت موثر پیرایہ میں تلقین فرمائی

آپ اپنے کسی دوست کے متعلق کسی قسم کی بدظنی گوارا نہ فرماتے تھے ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب نے منشی احمد دین صاحب ساکن گوجرانوالہ کے متعلق کوئی بدخبر سنی اور ان تک پہنچائی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یقین نہیں آپ اس کے متعلق تحقیقات کریں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے تحقیقات کی تو خبر غلط نکلی

حضرت مولانا محمد علی صاحب کو طاعون کے ایام میں شدید بخار ہو گیا۔ آپ نے مفتی محمد صادق صاحب کو بلوا کر وصیت بھی لکھوا دی حضرت کو جب علم ہوا تشریف لائے۔ اور آپ کی نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی وقت بخار اتر گیا۔

میرے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کے ساتھ آپ کو بیحد محبت تھی۔ آپ نے ان کے لئے دعا کی۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک چاندی کے ٹکڑوں کی زمین سے آسمان کو جاتی ہے۔ اس پر مرحوم کا ہاتھ پکڑ کر فرشتہ ان کو لے جا رہا ہے۔ آپ نے اس کی وفات پر فرمایا کہ اس سے اس کے حسن خاتمہ کی طرف اشارہ تھا۔ مرحوم فاضلکا ضلع فیروزپور میں میرے پاس تھا۔ حضرت کا قریباً ہر دوسرے روز خط اس کے دریافت حال کے لئے آتا۔ مرحوم نے حضرت کو لکھا کہ مجھ کو آن کر مل جاؤ آپ نے مجھے خط تحریر کیا۔ کہ میں ضرور آتا۔ مگر میرا دل اس قدر نرم ہے کہ کسی عزیز کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ (چنانچہ مولوی عبد الکریم صاحب کی علالت کے دوران میں بھی آپ بہت کم ان کو ان کے کرب کے ایام میں دیکھ سکے) آپ نے حکیم فضل دین صاحب بھیروی اور مفتی محمد صادق صاحب کو ان کی عیادت کے لئے اپنی جگہ بھیجا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب ہر دو اصحاب فاضلکا پہنچے تو مرحوم فوت ہو چکا تھا۔ جب مرحوم کی وفات کا تار حضرت کو پہنچا تو مجھے جو خط تعزیت کا لکھا اس میں تحریر کیا کہ میں درد سر کی وجہ سے بستر پر پڑا ہوا تھا۔ مگر جب آپ کا تار پہنچا تو اس کے صدمہ سے میں اٹھکر بیٹھ گیا

آپ احباب کے اخلاص کے اس قدر قدر دان تھے کہ آپ نے مجھے لکھا کہ مرحوم اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور وہ ایک شیشہ تھا۔ جو منہ تک عطر سے لبریز تھا۔

میں اپنی کم فصاحتی سے خوب واقف ہوں مگر آپ کے خاص اخلاص و محبت اور شفقت کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو ان کو خاکسار سے تھی اور ایسے ہی ہر ایک فرد جماعت ان کے دلی تعلق کو محسوس کرتا تھا جب میں نے ڈاکٹری کا امتحان دیا۔ تو آپ نے دعا کی۔ الہام ہوا کہ "تم پاس ہو گئے" فرمایا کہ میں نے دعا مرزا یعقوب بیگ کے لئے کی تھی۔ مگر چونکہ اس میں اور تجھ میں یگانگت ہے۔ اس لئے مخاطب تجھ کو کیا گیا ہے مگر مراد وہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت بیوی صاحبہ کے لئے مجھے بلایا۔ جب میں نسخہ تجویز کر چکا تو فرمایا کہ "ان کے حق میں دعا کرو" ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ "بھائی کی بھائی کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے"۔ پھر جب آپ خود لاہور میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو مجھے رات کے دو بجے گھر سے بلایا۔ اور جب میں آیا تو اسہال آ رہے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ میرے لئے دوا تجویز کرو اور "دعا بھی کرو" فرمایا کہ "حقیقت میں دوا آسمان پر ہے"

اس زمانہ کے پیر اور لیڈر۔ اور گدی نشین آپ کے اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کریں اور آپ کے انکسار اور للہیت کو ملاحظہ فرمائیں۔

دشمنوں سے سلوک

قادیان میں بھی آریوں سے آپ کی بحث ہوتی رہتی تھی۔ بلکہ کتابوں میں بھی وہاں کے آریوں کا ذکر کیا۔ مگر جب کبھی ان میں سے کوئی بیمار ہوتا تو ان کو ہر قسم کی دوا اور امداد پہنچاتے۔ اگر رات کو بھی کوئی آکر جگاتا تو اس کی حاجت پوری کرتے۔ بعض اوقات بہت بہت قیمتی ادویہ مفت عطا فرماتے۔ ایک آریہ کشن سنگھ نام کا تھا۔ آپ نے اپنی کتابوں میں اس کو کیسوں والا آریہ کرکے بیان کیا ہے۔ وہ دفعہ آپ نے اس کی سفارش میرے پاس کی کہ اس کی آنکھیں بنا دو۔ چنانچہ میں نے بنا دیں۔ آپ کی وفات پر باوجود اختلاف عقیدہ کے وہ روتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسے مخلص شفیق انسان ہم کو کہاں سے ملیں گے۔ جن کی وجہ سے ہر قسم کی برکات کا نزول ہم پر ہوتا تھا۔ اور ہمیں ہر قسم کے فوائد حاصل ہوتے تھے۔ پنڈت لیکھرام جب آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا۔ تو بعض ہندو اخبارات نے لکھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی سازش سے قتل ہوا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگرچہ میری پیشگوئی لیکھرام کے متعلق تھی۔ مگر زخم کھا کر اگر وہ میرے پاس آتا تو میں کوئی علاج نہ چھوڑتا۔ جو اس کے لئے ضروری ہوتا۔ اور اس کی جان بچانے کی پوری کوشش کرتا

مولوی محمد حسین بٹالوی

اگرچہ مولوی صاحب آپ کے سخت مخالف بلکہ جانی دشمن تھے۔ لیکن ان کے لئے بھی آپ کبھی کوئی برا لفظ سننا پسند نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ جب وہ ایک سنگین فوجداری مقدمہ میں حضرت مرزا صاحب کے برخلاف گواہی دینے کے لئے عدالت میں پیش ہوئے تو مولوی فضل دین صاحب وکیل نے ان سے حسب نسب کے متعلق سوال کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس قسم کا ذاتی سوال ان پر کیا جائے جس سے ان کی ذلت ہو۔ اور وکیل کو ناگوار سوال کرنے سے روک دیا۔

احباب کو تلقین

آخر میں آپ کے اسوۂ حسنہ کی ایک عجیب مثال عرض کرکے ختم کرتا ہوں۔ میں قادیان میں تھا۔ جب مجھے ملازمت کا حکم سرکاری پہنچا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں ایک نئی زندگی میں داخل ہونے والا ہوں۔ آپ مجھ کو نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا لوگوں کے جسموں سے تعلق ہے۔ نہ روحوں سے۔ اس لئے تمہاری نظر میں جو شخص دن رات خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اور جو دن رات خدا کو گالیاں نکالتا ہے۔ ایک ہونا چاہیئے۔ میں نے ہمیشہ آپ کی وصیت پر گزشتہ ۲۹ سال میں عمل کیا ہے۔ اور اپنے اندر ایک۔۔ دشمن کو بھی دیکھ کر اور علاج کرکے ایک جنت پائی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوسرے احباب اور جمیع مسلمین بھی آپ کے اسوۂ حسنہ اور وصایا سے فائدہ حاصل کریں گے۔ اور اس مجدد وقت اور مسیح موعود کے نقش قدم پر چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع اور مسلم بنیں گے۔ اور دنیا کے لئے سکھ کا موجب ہوں گے۔

مرزا غلام احمدؐ اور حکومت برطانیہ

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ (لاہور) کے قلم سے

ایک دن کا ذکر ہے۔ حضرت مرزا صاحب حسب معمول اس مسجد میں تشریف فرما تھے۔ جسے "چھوٹی مسجد" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اردگرد عاشقان حق کا ایک گروہ تھا۔ آپ کا دمکتا ہوا چہرہ آپکے نور باطن کا اعلان کر رہا تھا۔ حقائق و معارف کے تازہ بتازہ چشمے بہہ رہے تھے۔ اور ان تشنگان حقیقت کو جو دور دراز سے کشاں کشاں مسیح زماں کے دروازے پر آتے تھے۔ سیراب کر رہے تھے۔ یہی عالم طاری تھا۔ کہ یکایک ایک شخص جس کے سر پر چوڑیوں والا ٹوپ تھا اور جسم پر افسرانہ لباس۔ مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ جہاں مرزا صاحب اور آپ کے جان نثار آسمانی ذکر اذکار میں مصروف تھے۔ یہ انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا۔ جو ایک مسلح دستہ لیکر آیا تھا۔ اس مسلح دستہ کو مرزا صاحب کے مکان کے محاصرہ پر متعین کرنے کے بعد خود مرزا صاحب کی تلاش میں سیدھا اوپر آیا۔ اور مسجد میں نمودار ہوتے ہی مرزا صاحب سے کہا۔ کہ ہم آپ کی خانہ تلاشی لینے آئے ہیں۔ اس وقت مرزا صاحب کا اطمینان قلب قابل ملاحظہ تھا۔ سکون طبیعت پر تشویش کی خفیف سے خفیف لہر بھی اٹھتی نظر نہ آتی تھی۔ ثریا سے ایمان لانیوالا زمینی طاقت کی نمود و نمائش سے کب مرعوب ہو سکتا تھا۔ ابتلاء کا وقت تھا۔ ایمان اور بھی جوش میں آیا۔ اور آپ کے چہرہ کو معمول سے زیادہ بشاش اور درخشندہ بنایا۔ پولیس افسر سے مخاطب ہو کر آپ نے حسب معمول نرم اور تلطف آمیز لہجہ میں فرمایا۔ "بہت اچھا۔ بڑی خوشی سے آپ تلاشی لیجئے۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔ تو پھر آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔"

آپ پر بغاوت کا الزام

پولیس افسر صاحب وہیں بیٹھ گئے مولوی عبدالکریم صاحب نے جو حضرت مرزا صاحب کے جان نثاروں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ اور اپنی خوش الحانی کے لئے مشہور تھے نہایت دلکش اذان دی۔ اور اس رقت آمیز پیرایہ میں دی کہ اس انگریز کا دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ گو وہ عربی نہ جانتا تھا۔ نماز ہو چکی۔ مگر ادھر وہ جو مرزا صاحب کو شکار کرنے آیا تھا۔ خود شکار ہو چکا تھا۔ مرزا صاحب نے فرمایا چلئے تلاشی لیجئے۔ انگریز دل ہی دل میں شرمسار ہوا کہ ایسے لوگوں پر جو اس صدق و صفا سے خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہیں۔ کسی قسم کا اشتباہ کیا جائے۔ اسکی ضمیر نے اسے مجبور کیا۔ کہ جو بدگمانی اسے لائی تھی اس پر اظہار افسوس کرے۔ اس نے کہا کہ آپ ایسے باخدا انسان ہیں کہ آپ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ مجھے آپ میں کسی قسم کے فریب اور چالاکی کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ تعجب ہے۔ کہ بعض بدباطن لوگوں نے آپ جیسے فرشتہ سیرت کے متعلق گورنمنٹ کو سخت بدظن کر رکھا ہے۔ گورنمنٹ کو متواتر یہ یقین دلایا گیا ہے کہ گو بظاہر آپ نے امن اور آشتی کا جھنڈا بلند کیا ہے۔ مگر درپردہ آپ امیر افغانستان سے ساز باز رکھتے ہیں۔ اور جب آپ کی جماعت اچھی خاصی مضبوط ہو جائے۔ تو آپ کا منصوبہ یہ ہے۔ کہ امیر افغانستان کو باہر سے حملہ آور ہونے کیلئے دعوت دیں اور خود ملک کے اندر سے علم بغاوت بلند کریں اس لئے گورنمنٹ نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ میں آپ کی خانہ تلاشی لوں۔ اور اگر امیر صاحب سے آپ کی کوئی خط و کتابت ہو۔ اسے برآمد کروں۔

مولویوں اور پادریوں کا پروپاگنڈا

یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ جس دن سے مرزا صاحب کسر صلیب اور قتل خنزیر کے لئے کمربستہ ہوئے۔ اسی دن سے آپ کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھا۔ دو طبقہ کے لوگوں نے بالخصوص اس میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ایک مسلمان مولویوں نے۔ اور دوسرے عیسائی پادریوں نے۔ مولویوں کی تو یہ قدیم الایام سے سنت چلی آتی ہے۔ کہ جب کبھی قوم میں کوئی مصلح آتا ہے۔ تو سب سے پہلے مولوی صاحب اس کے خلاف عوام الناس کو بھڑکاتے ہیں۔ اور وہ بلاوجہ ایسا نہیں کرتے۔ مصلح قوم کو اٹھانا چاہتا ہے۔ اور مولوی صاحب کی مولویت کا تقاضا یہ ہوتا ہے۔ کہ قوم جہالت اور اخلاقی پستی میں مبتلا رہے۔ ورنہ آپ کی دستار مولویت قائم نہیں رہ سکتی۔ مولوی کا مبلغ علم مولوی کا تقدس مولوی کا علو مانندہ سب کچھ مصلح کی آمد سے خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اور اس لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔

[illegible]

جو بنی اسرائیل مولویوں نے حضرت مسیح کے ساتھ کیا۔ اور اسی طرح سے وار پر کھچنے۔ دوسرا گروہ پادریوں کا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کا خصوصی مشن مذہب کلیسا کا قلع قمع تھا۔ اور آپ نے جس شدت اور جس کامیابی سے کلیسا پر حملہ کیا۔ اس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ کلیسا کی طول طویل تاریخ میں کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اس لئے یہ ایک طبعی بات تھی۔ کہ کلیسا کے نمک خوار آپ کے مقابلہ میں نکلتے۔ چنانچہ ہر دو گروہوں نے آپ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جب میدان مباحثہ و مناظرہ میں آپ کے بالمقابل عہدہ برآنہ ہو سکے۔ تو اپنی نوع کی قدیم سنت کے مطابق چھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ اور عوام الناس میں آپ کے خلاف غلط خیالات پھیلا کر آپ کو بدنام کیا۔ اور جب یہ طریق بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ اور حق باوجود انکی دروغ بافیوں کے فروغ پاتا گیا۔ تو انہوں نے آپ کا خاتمہ کرنیکے لئے باہم ہاتھ ملائے۔ آپ پر قتل کا مقدمہ دائر کرایا۔ اور بڑے بڑے ذی وجاہت پادری اور مولوی عدالت میں آپ کے خلاف جھوٹی شہادت دینے آئے۔ مگر دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست۔ جب یہ حربہ بھی کارگر نہ ہوا۔ تو متفقہ طور پر ہر دو نے گورنمنٹ کے کان بھرنے شروع کئے۔ اور گورنمنٹ کو یقین دلایا۔ کہ درپردہ یہ شخص گورنمنٹ کے خلاف جہاد کی تیاری کر رہا ہے۔ جس دن اس کا جتھا مضبوط ہو گا اسی دن اعلان جہاد کر دیگا۔ یہ پروپاگنڈا اس زور سے جاری رہا۔ کہ اگر مرزا صاحب نہایت بلند آہنگی سے اسکی تردید نہ کرتے رہتے۔ تو یقیناً گورنمنٹ مزاحم ہوتی۔ اور آپ اس مقدس مشن کو جو آپ لیکر آئے تھے۔ (یعنی غلبۂ اسلام بزور حق نہ بزور شمشیر) پورا نہ کر سکتے۔ مجبوراً مرزا صاحب کو کراۃً و مرۃً گورنمنٹ کو یقین دلانا پڑا۔ کہ منصوبہ بازی۔ غداری اور بغاوت ایسے طریق ہیں۔ جنہیں اسلام بہت برا سمجھتا ہے۔

سول ملٹری گزٹ کا پروپاگنڈا

سول ملٹری گزٹ میں آپ کے خلاف پروپاگنڈا شروع ہوا۔ جس کے زائل کرنے کے لئے آپ کو بزبان انگریزی ایک رسالہ "My Attitude Towards The British Government" شائع کرنا پڑا۔ جو یوں شروع ہوتا ہے:۔

"The incorrect statement made in The Civil and Military Gazette, Lahore, of The 24th of October, 1894, in which I have been represented to entertain an evil intention against The British Government has induced me to refute it Through This manifesto."

سول ملٹری گزٹ کوئی معمولی بازاری اخبار نہیں۔ گو وہ نیم سرکاری اخبار ہے۔ مگر درحقیقت وہ حکومت کی زبان ہے۔ اس میں مرزا صاحب کے خلاف مضامین شائع ہونا بتاتا ہے۔ کہ آپ کے مشن کو تباہ کرنے کا پروپاگنڈا کن زوروں پر تھا۔ چنانچہ آپ کا بہت سا بیش قیمت وقت اس پروپاگنڈا کے سدباب میں صرف ہوا۔ آج کل جب کوئی شخص آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے۔ تو حیران ہوتا ہے۔ کہ اس قدر شد و مد سے کیوں گورنمنٹ کی وفاداری کا اعلان کیا گیا۔ اور بعض وقت طبیعت بدگمانی کی طرف مائل ہوتی ہے کہ شاید آپ کو گورنمنٹ کی خوشامد منظور تھی۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ آج وہ حالات ہمارے سامنے نہیں جن کے ماتحت آپ کو اس کثرت کے ساتھ اس موضوع پر لکھنا پڑا۔

آپ کی بغاوت پر ایک رسالہ

یہ پروپاگنڈا صرف عیسائیوں کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ مولوی بھی آپ کو باغی ثابت کرنے میں رات دن مصروف تھے۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب نے ایک رسالہ بھی شائع کر کے انگریزی ترجمہ کروا کر گورنمنٹ کے پاس بھیجا جس کے متعلق مرزا صاحب کو ایک لمبا اشتہار "قابل توجہ گورنمنٹ" شائع کرنا پڑا جس کی ابتداء میں آپ فرماتے ہیں:۔

"اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے میری نسبت اور نیز اپنے اعتقاد مہدی کے آنے کی نسبت نہایت قابل شرم جھوٹ بولا ہے۔ اور سراسر افتراء سے کوشش کی ہے۔ کہ مجھے گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں باغی ٹھیراوے .... اول امر جو محمد حسین نے خلاف واقعہ اپنے اس رسالہ میں میری نسبت گورنمنٹ میں پیش کیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کو اطلاع دیتا ہے۔ کہ یہ شخص گورنمنٹ عالیہ کے لئے خطرناک ہے یعنی بغاوت کے خیالات دل میں رکھتا ہے۔"

خونی مہدی کا اشتباہ

اس کے علاوہ ایک اور بات تھی۔ جو مخالفین کے اس پروپاگنڈا کو مضبوط کر کے والی تھی۔ اور مرزا صاحب کو گورنمنٹ کی نظروں میں مشتبہ ٹھیرانے کے لئے کافی سے زیادہ تھی۔ آپ کا دعوےٰ یہ تھا۔ کہ آپ مہدی موعود ہیں اور مہدی کے متعلق عام خیال جو مسلمانوں میں مروج ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ وہ تلوار ہاتھ میں لیکر غیر مسلم دنیا کے خلاف اعلان جہاد کریگا۔ اور سب کو مسلمان بنائیگا۔ یہ محض خیال نہ تھا۔ بلکہ متعدد ایسے لوگ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے مہدی کا دعوےٰ کرتے ہی علم جہاد بلند کیا۔ جن میں سے شاید سب سے خطرناک مہدی جس سے حکومت برطانیہ کو واسطہ پڑا۔ سوڈانی مہدی تھا۔ مولویوں نے گورنمنٹ کو سوڈانی مہدی کا نام لیکر مرزا صاحب سے ڈرانے کی کوشش کی چنانچہ آپ "حقیقۃ المہدی" صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں۔ "بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم استفتاء لیکر میرے کفر کی نسبت مہریں لگواتا پھرا۔ اور پھر جب فقط ایسی کارروائی پر اسکی طبیعت خوش نہ ہوئی۔ تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہنچاتا رہا۔ کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے۔ اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"

جہاد کا غلط مفہوم

جہاد کا یہ غلط مفہوم نہ صرف مرزا صاحب کے مشن کو مشتبہ بنانے کے لئے خطرناک تھا۔ بلکہ خود اسلام کے خوبصورت چہرے پر ایک بدنما داغ تھا۔ یہ غلط خیال اس حد تک دماغوں میں سما گیا تھا۔ کہ غازی بننے کا شوق اکثر سرحدی پٹھانوں کو سرکاری علاقہ میں کھینچ لاتا تھا۔ تاکہ کوئی اکیلا انگریز چلتا پھرتا مل جائے۔ تو اس کا بیگناہ خون گرا کر خدا کے نزدیک وہ مجاہد اور غازی کا مقام قرب حاصل کریں۔ اسی طرح غیر مسلم کے مال و متاع کو لوٹ لینا حلال بلکہ ثواب سمجھا جاتا تھا۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اگر کسی جہاد کے خلاف قلم اٹھایا۔ تو وہ یہی جہاد ہے۔ جس کا جنون عوام الناس کے سروں پر سوار تھا۔ وہ جہاد جسے قرآن کریم نے ہر مسلمان پر فرض کر رکھا ہے اسے نہ وہ منسوخ کر سکتے تھے۔ اور نہ کیا۔ چنانچہ رسالہ "My Attitude" میں ایسی خونریزیوں کا ذکر کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"Seeing all These slanders against Islam The God of righteousness .... has blessed me with His holy inspiration to wipe This dark blot from The face of Islam and divest The noble principle of Jihad from The received sense of The word."

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جہاد کو اسلام کا ایک مہتم بالشان اصول سمجھتے تھے۔ اور جو خیالات جہاد کے نام سے مروج تھے انہیں آپ اس اعلیٰ تعلیم جہاد کے لئے جو قرآن پاک میں ہے۔ موجب ننگ و عار سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ کو اس غلط مفہوم کے خلاف بہت کچھ لکھنا پڑا۔ جس سے مولوی اور مولوی منش لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا۔ کہ مرزا صاحب جہاد کے منکر ہیں۔ مولویوں کا مقصد ایک ہی تھا۔ مرزا صاحب کی مخالفت۔ ان کو اس سے سروکار نہیں تھا۔ کہ وہ مقصد کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ جائز وسائل سے یا ناجائز سے۔ ایک طرف گورنمنٹ کو یہ بتایا کہ یہ شخص تمہارے خلاف جہاد کا منصوبہ دل میں رکھتا ہے۔ دوسری طرف عوام الناس کو یوں بھڑکایا۔ کہ یہ شخص جہاد کا منکر ہے۔

دینی جنگوں کی عدم ضرورت

ایک اور غلطی جس کا ازالہ کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ دینی جنگوں کے متعلق کہا ہے۔ ملکی جنگوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا استدلال یہ تھا کہ چونکہ حکومت برطانیہ کے ماتحت پوری مذہبی آزادی حاصل ہے۔ یہاں تک کہ خود بادشاہ وقت کو بھی بلاخوف و خطر اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں چنانچہ آپ نے کئی مرتبہ بذریعہ رسائل ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی۔ اس لئے مذہب کی وجہ سے کسی قسم کے جنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ مذہبی جنگ کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب دشمن مذہب کو تلوار سے مٹانا چاہے۔ اس وقت ہر مسلمان کا فرض ہو جاتا ہے۔ کہ مذہب کی مدافعت کے لئے سینہ سپر ہو۔ لیکن چونکہ اب مذہب میں کوئی جبر باقی نہیں۔ اس لئے جہاد کی شرط مفقود ہے۔ چنانچہ آپ تحفہ گولڑویہ کے ضمیمہ میں فرماتے ہیں:۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ۔ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال

دجال اور اس کا فتنہ

مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ کے قلم سے

احادیث میں مذکور ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے ظہور سے پہلے دجال ممالک مشرقی میں موجود ہوگا۔ اور طرح طرح کے فتنے مذاہب عالم میں برپا کئے ہوئے ہوگا۔ جس پر اللہ تعالیٰ دین اسلام کی حفاظت اور نگرانی کے لئے مسیح موعود کو اسلحہ آسمانی سے مسلح کرکے اس کے لئے نازل فرمائیگا۔ اس لئے ضروری ہوا۔ کہ ہم اس بارہ میں تفتیش کریں۔ کہ دجال کیا ہے۔ اور اس کے فتنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ لیکن اس موضوع پر کچھ لکھنے سے پیشتر یہ بات ہم لوگوں پر واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ پیش گوئیوں میں عموماً استعارات اور مجازات ہوتے ہیں۔ اور وہ استعارات اور مجازات تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ جب دنیا سے علم حقیقی اٹھ جاتا ہے۔ تو لوگ کم عقلی سے لفظ پرست ہو جاتے ہیں۔ اور ظاہر الفاظ پر مرتے ہیں۔ خواہ اس سے دین کی بیخ کنی ہو جائے۔ اور بے حد نقصان دین کو پہنچے۔ وہ تو جب تک ظاہر الفاظ میں وقوعہ پورا ہوتے نہ دیکھ لیں۔ کبھی نہیں مان سکتے۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ کہ ظاہر الفاظ کچھ ہیں۔ اور ان کے باطنی معنی کچھ اور ہیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنی نبوت سے پہلے بچپن میں دیکھنا کہ اس کو سورج۔ چاند اور گیارہ ستارے سجدہ کرتے ہیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ لغت ادب یا زبان عرب میں شمس کے لفظی معنی آفتاب ہی ہیں۔ اور قمر سے وہی چاند مراد ہے۔ جو رات کو اپنی پیاری پیاری روشنی سے شب تار کو روشن کرتا ہے۔ اور کوکب سے مراد بھی یہی ستارے ہیں۔ جو آسمان پر بطور دھیمی دھیمی روشنی کے نظر آتے ہیں لیکن علم رویا کی رو سے شمس باپ اور قمر ماں اور کواکب سے بھائی مراد ہیں۔ اور یہی تاویل حضرت یوسفؑ نے خود کی۔ اور حضرت یعقوبؑ نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ پس یاد رکھنا چاہئے۔ کہ پیشینگوئیوں میں عموماً استعارات ہوتے ہیں۔ جن کی لغت ہی الگ ہوتی ہے۔ چونکہ دجال کی بھی ایک پیشینگوئی ہے۔ اس میں جسقدر الفاظ آتے ہیں۔ وہ سب تعبیر طلب ہیں۔ اس لئے حقیقت پر پہنچنے کے لئے لغت تاویل الاحادیث کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد ہم اصل موضوع کی طرف عود کرتے ہیں۔

دجال کے معنی

سو واضح ہو کہ لفظ دجال لفظ دجالہ سے نکلا ہے۔ جس کے معنے گروہ عظیمہ کے ہیں۔ چنانچہ تاج العروس میں جو لغت عرب کی ایک معتبر کتاب ہے۔ لکھا ہے۔ کہ الدجال من الدجالة طائفة عظيمة تحمل المتاع للتجارة یعنی دجال لفظ دجالہ سے نکلا ہے۔ جس کے معنے گروہ عظیم کے ہیں۔ اقرب الموارد جو لغت کی ایک معتبر کتاب ہے۔ اور جو بیروت کے ایک عیسائی عالم کی تصنیف ہے۔ اس میں یوں لکھا ہے۔ الدجال الرفقة العظيمة یعنی دجال ایک بھاری کمپنی ہے۔ الرفقة العظيمة تقطع الارض یہ بھاری کمپنی زمین کی سیاحت کریگی۔ ہم ان دو ہی کتب لغت پر اکتفا کرتے ہیں۔ ورنہ لسان العرب صحاح جوہری۔ صراح اور قاموس میں بھی قریباً یہی معنے ہیں۔ بوجہ طوالت ہم ان کو چھوڑتے ہیں۔ علاوہ لغت کے حدیثوں میں بھی اس کے معنے ایک بڑی جماعت لکھے ہیں۔ مفصل بحث کے لئے کتاب عسل مصفیٰ ملاحظہ ہو۔ جب دجال کے معنے لغت عرب اور احادیث سے گروہ عظیمہ ثابت ہو گئے تو اب ہم اس کے فتنہ پر متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ کیا فتنہ ہے۔ جس سے نبیوں نے ڈرایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ روی عن هشام بن عامر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما بين خلق آدم الى قيام الساعة خلق اكبر فتنة من الدجال رواه احمد ومسلم۔ یعنی امام احمد بن حنبلؒ اور امام مسلم نے ہشام بن عامر سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ آدمؑ کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک کوئی مخلوق دجال کے فتنہ سے زیادہ خطرناک نہیں۔ اس حدیث سے واضح ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبر دی ہے۔ کہ تم میں دجال آنیوالا ہے۔ وہ بڑا فتان بڑا مکار بڑا صناع بڑا اچالباز ہوگا۔ تم اس کے فتنہ کنڈوں سے بچتے رہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں ڈرایا۔ اور کیوں ان کو اس قدر فکر ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اس دجال سے تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کو ڈراتے آئے ہیں۔ جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے۔ عن ابن عمر قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم في الناس فاثنى على الله بما هو اهله ثم ذكر الدجال فقال انى لانذركموه وما من نبى الا انذر قومه لقد انذر نوح قومه ولكنى سأقول لكم فيه قولا لم يقله نبى لقومه۔ تعلمون انه اعور وان الله ليس باعور رواه البيهقى وابو داؤد والترمذى یعنی۔ امام بیہقی اور امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے۔ اول آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جو اس کی شان کے مناسب حال تھی کی۔ پھر دجال کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں۔ اور کوئی نبی نہیں گذرا۔ جس نے اس سے اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو۔ حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا۔ لیکن میں تمہیں وہ بات بتلاتا ہوں۔ جو کسی نبی نے نہیں بتلائی۔ جان لو کہ وہ یک چشم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یک چشم یعنی اعور نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دجال کوئی معمولی سا شخص نہیں۔ بلکہ کوئی ایسا فتان ہوگا کہ گویا خدائی کا ادعا کریگا۔ جس سے مخلوقات کے بہک جانے کا خوف اندیشہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام انبیاء ڈراتے آئے۔ ورنہ اگر کوئی معمولی سا معاملہ ہوتا۔ تو سارے نبیوں کو اپنی اپنی امتوں کو ڈرانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور خاص کر ہمارے سید و مولا مخبر صادق حضرت خاتم النبیین و فخر المرسلین و سرتاج اولین والآخرین (فداہ امی وابی) صلوٰۃ اللہ علیہ السلام کو انذار کرنے کی کیا حاجت تھی۔ جبکہ اس کی شریعت ایسی محکم و مضبوط جس میں قیامت تک کوئی خدشہ نہیں۔ اور جس کی حفاظت کا خود اللہ کریم نے عہد کر لیا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دجال کوئی ایسا سخت خطرناک وجود ہے۔ کہ جس سے انبیاء کو اسقدر تردد اور فکر دامنگیر ہوا۔ کہ رسولوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی امت کو ڈرانے پر مجبور ہوا۔ لہٰذا ضروری ہوا۔ کہ تلاش کریں۔ کہ دجال کون ہے۔ اور اس کے کیا کارنامے ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ اس کے پنجہ میں گرفتار ہو جائینگے۔

دجال کا طریق کار

لغت عرب اور احادیث سے لفظ دجال کے معنے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ کہ دجال ایک گروہ عظیم ہے۔ جو تمام روئے زمین پر پھریگا۔ اور ایسا مکار اور فریبی ہوگا۔ کہ سچ کو جھوٹ سے ایسا ملائیگا۔ کہ دیکھنے اور سننے والوں کو سچ ہی نظر آئیگا۔ پس ہم پر لازم ہوا۔ کہ بیان کریں۔ کہ وہ کونسا ہے۔ اور اسکی پہچان کے لئے کوئی نشانات بھی ہمیں بتلائے گئے ہیں کہ نہیں۔ سو واضح ہو کہ جس خیر الرسلؐ نے اس دجال سے ڈرایا ہے۔ اس نے اس کے حلیہ اور اس کے صنائع اور بدائع اور سحر کاریوں سے مطلع فرمادیا ہے۔ جن کو ہم نمبروار درج ذیل کرتے ہیں:۔

۱۔ دجال تمام روئے زمین پر پھیل جائیگا۔ سو کون نہیں جانتا۔ کہ کوئی ایسا براعظم نہیں۔ کوئی ایسا ملک نہیں۔ کوئی ایسا قریہ نہیں۔ جہاں پادریان فرنگ کا وجود نہ ہو۔ ان لوگوں نے ہر زبان میں انجیل کا ترجمہ کرکے کروڑوں کی تعداد میں شائع کیا ہے۔ اور ہر سال لاکھوں نسخے چھاپ کر مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ سنا گیا ہے۔ کہ دنیا کی بہت سی زبانوں میں اس انجیل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور پادری اور منادہر ملک میں ہزاروں کی تعداد میں مسخ شدہ دین عیسوی کی ترویج کے لئے پھرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے ان کی قوم لاکھوں روپیہ ہر سال مہیا کرتی ہے۔ جو ہر مشن کی سالانہ رپورٹوں کے دیکھنے والوں سے مخفی نہیں۔

۲۔ دجال کے ساتھ حسین اور جساسہ بھی ہونگی۔ سو کون نہیں جانتا۔ کہ حسین مشنری عورتیں لوگوں کے گھروں خاص کر شرفا کے گھروں میں پڑھانے یا دستکاری کے بہانہ سے دخل پاکر اور اپنی سحر بیانی اور میٹھی اور چکنی چپڑی باتوں سے اپنے دین سے بے خبر مستورات کو مسحور کرکے ان کے دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا کر دیتی ہیں۔ اور بسا اوقات شریف زادیوں کو سبز باغ دکھا کر گھروں سے نکال لے جاتی اور دین و ایمان سے محروم کرکے عیسائیت کا جامہ پہنا دیتی ہیں۔ ان کارستانیوں کے علاوہ وہ جساسہ کا کام بھی کرتی ہیں۔ یعنی گھروں کے حالات اور لوگوں کے طرز و طریق اور ان کے رہنے سہنے اور کھانے پینے اور رسم و رواج سے آگاہ ہو کر دجال کے آگے سب حال جاکر بیان کر دیتی ہیں۔ اور دجال ان حالات کے مناسب حال تدابیر وضع کرکے ان خاندانوں پر پھندا لگانے کی جدوجہد کرتا ہے۔ جس میں اس کو بہت حد تک کامیابی بھی ہو جاتی ہے۔

۳۔ اس دجال نے لوگوں کی ذریت کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ کے خرچ سے مدارس جا بجا کھول رکھے ہیں۔ بظاہر تو خیر خواہی کی صورت دکھلائی دیتی ہے۔ لیکن اصل غرض اپنی دجالی تعلیم کا اثر ان کے بے لوث دلوں پر جمانے کی غرض ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بہت سے نوجوان جو اپنے مذہب سے قطعی بے خبر ہوتے ہیں۔ ان کی جادو بھری تعلیم سے مسحور ہو کر اپنے دین سے بیزار ہو جاتے اور علانیہ عیسائیت قبول کر لیتے ہیں اور بعض برملا تو عیسائی نہیں ہوتے مگر وہ اپنے مذہب پر بھی قائم نہیں رہتے بلکہ دہریہ ہو جاتے ہیں۔ بہرحال دجال کی دونوں صورتوں میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔

۴۔ مزید برآں فیلا ہو بیماروں کی ہمدردی کے لئے شفاخانے بھی قائم کر رکھے ہیں جن میں سے بعض زنانہ ہسپتال ہیں اور بعض مردانہ جن میں خوبصورت اور ملائم زبان حسین عورتیں بیماروں کی تیمارداری کے لئے مقرر کر رکھی ہیں۔ وہ وقت پر اپنے مصنوعی پیار اور محبت سے بیماروں کو دوائی پلاتیں اور وقت پر کھانا کھلاتی ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کی خبر گیری کرتی ہیں جس سے بیمار ایسے مسحور ہو جاتے ہیں کہ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ایسی خدمت نہ ماں باپ کر سکتے ہیں اور نہ بہن بھائی۔ غرض اس چرب زبانی اور محبت آمیز کلمات سے بیماروں کے دلوں کو ایسا مسخر کر لیتی ہیں کہ وہ ان کا دل و جان سے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ دیکھ لیتی ہیں کہ ہمارا جادو بیمار پر خوب اثر کر چکا ہے تو اس کو عیسائی مذہب کی خوبیاں اور دیگر مذاہب کی برائیاں بیان کرکے عیسائی مذہب کا جان نثار غلام بنا لیتی ہیں۔

۵۔ قحط سالی میں جب کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہوتے ہیں یا وبا کے دنوں میں جب یتیم بچے رہ جاتے ہیں تو یہ اس موقعہ پر ان کے ہمدرد بن کر اور کچھ مالی امداد دے دلا کر ان کو اپنے قبضہ میں لاتے ہیں اور عیسیٰ عیسیٰ بول تیرا کیا لگے گا مول کا گیت ان کی زبانوں سے کہلواتے ہیں۔

۶۔ کہیں حکومت کا اثر دکھا کر اور ملازمت کا لالچ دیکر بیکار نوجوانوں کو اپنے پھندے میں پھنساتے ہیں۔

۷۔ کہیں شادی وغیرہ کر دینے کا طمع دیکر نوجوانوں کو آبائی مذہب اور آبائی گھروں سے محروم کرتے ہیں۔

۸۔ کہیں یہ کہہ کر کہ آدم اور حوا جن سے کل اولاد آدم ہوئی ہے۔ دانہ کھانے سے گنہگار ہیں۔ اس لئے کل بنی آدم فطرتاً گنہگار ہوئے۔ جب یہ فطرتاً گنہگار ہیں تو خدا تعالیٰ جو عادل ہے اس کے عدل کا تقاضا ہے کہ گنہگاروں کو سزا دے لیکن اس کا ایک اکلوتا بیٹا یعنی مسیح تھا اس میں رحم کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اس نے دیکھا کہ باپ تو عدالت کے تقاضا سے اپنی مخلوق کو بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑتا تو بیٹے نے ان پر رحم کھا کر آدمی کی صورت میں ظہور فرما کر تمام دنیا کے لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیا اور خدا کے تقاضائے عدل کو پورا کرنے کے لئے اس ساری مخلوق کے گناہوں کی سزا کے بدلے کل کی سزا اپنی ذات پر قبول کرکے صلیب پر چڑھ کر جان دیدی اور اس طرح ساری دنیا کے لئے کفارہ ہو گئے۔ اب جو اس کفارہ پر ایمان لائے گا وہی نجات پا جائے گا۔

۹۔ کہیں دجال اپنی گورنمنٹ کا رعب دکھلا کر بہکاتا ہے کہ دیکھو لوگو اگر ہمارا مذہب جھوٹا ہوتا تو خدا ہم کو اتنی بڑی سلطنت نہ دیتا۔ خدا ہم پر اور ہمارے مذہب پر خوش ہے جبھی تو اس نے اتنی بڑی وسیع سلطنت دے رکھی ہے۔ اور سب سلطنتیں اس کے مقابلہ میں زیر ہو گئی ہیں۔

۱۰۔ کہیں صناعات اور مصنوعات کے کرشمے دکھا کر لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتے ہیں کہ دیکھو کہ ہم لوگوں نے ریلیں ایجاد کیں۔ تار برقی اور لاسلکی دریافت کی دیاسلائی بنائی۔ ہوائی جہاز ٹیلیفون۔ اور گراموفون اور موٹر کاریں اور کیا کیا عجیب و غریب صنعتیں ایجاد کیں کیا یہ باتیں اس بات کا ثبوت نہیں کہ ہماری عقل بہت رسا ہے۔ جب ایسی عقل ہے تو پھر ہمارا مذہب کیا ہی سچا ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے ایسے چکموں سے سطحی خیال کے لوگ مرعوب ہو سکتے ہیں۔ اور بعض وقت عقلمند بھی جو اپنے مذہب سے بے خبر ہوں ان کی ان حیرت میں ڈالنے والی ایجادوں سے متاثر ہو کر بہک جاتا ہے لیکن جو ذرہ بھی مذہب سے واقف ہو وہ ان عجیب صنائع و بدائع کو ایک ذرہ بھی وقعت نہیں دے سکتا۔ کیا اس کی عقل اس بات کی اجازت دے سکتی ہے کہ وہ ایک ایسے عاجز انسان کو خدا مان لے جو یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹھاتا رہا۔

حلیہ دجال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا حلیہ بھی بتایا ہے تاکہ پہچاننے میں دقت نہ ہو۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں دجال ایک موٹا تازہ جسیم اور گورے رنگ کا ہوگا اس کے سر کے بال گھونگرالے جیسے درخت سے شاخیں کاٹی جائیں۔ وہ یک چشم ہوگا اور اس کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر لکھا ہوگا جس کو لکھا پڑھا اور ان پڑھ دونوں پڑھ لیں گے اور اس کی دوسری آنکھ انگور کے دانہ کی طرح ہوگی۔ یہ سب الفاظ اپنے ظاہر معنوں پر محمول نہیں۔ یہ نظارہ چونکہ کشفی نظر سے دکھلایا گیا ہے اس لئے اس کی تعبیر تاویل الاحادیث کی لغت سے ہوتی ہے۔ موٹا تازہ ہونے سے مراد یہ ہے۔ اس کی دنیاوی طاقت بڑی ہوگی۔ گھونگرالے بالوں سے مراد چھوٹے چھوٹے جس طرح مالی لوگ شاخ تراشی کرتے ہیں۔ ایسے ان کے بال ہونگے۔ یک چشم سے مراد یہ کہ اس کی دین کی آنکھ بالکل اندھی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مریم جیسی ایک عاجزہ

عموماً تلم تد نکلے ہوئے بچے کو بلاوجہ خدا یا خدا کا بیٹا بنا کر عجیب عجیب کہانیاں بنائی ہیں یہ دین کی آنکھ سے بے بہرہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اور دوسری آنکھ انگور دانہ کے مشابہ اس واسطے بتلائی کہ جس طرح انگور کا دانہ چمکدار معلوم ہوتا ہے اسی طرح اس کی دوسری آنکھ جو دنیا کی آنکھ ہے بڑی تیز ہوگی سو تم جانتے ہو کہ ان کے سائنسدانوں نے ایسی ایسی عجیب و غریب صنعتیں دنیا کے سامنے پیش کی ہیں کہ لوگ سخت حیران ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے کمانے کا کوئی طریق باقی نہیں جو ان کے ہاتھ میں نہ ہو۔ تمام جہان کی دولت ان لوگوں نے جمع کر لی ہے جو ان ذرائع سے پیدا کی گئی ہے۔ جو انہوں نے اختیار کر رکھے ہیں۔ ان کی تفصیل سے مضمون طویل ہو جائیگا ورنہ پوری تفصیل دی جاتی۔ الغرض دین کی آنکھ تو ان کی اندھی ہے اور دنیا کی آنکھ ایسی تیز ہے کہ دنیا کی اقوام میں کوئی شخص ان کے مقابلہ میں دم نہیں مار سکتا۔

علامات دجال

مخبر صادق نے دجال کے وجود کی بہت سی علامات بھی بتلائی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

١۔ ایک یہ کہ اس کا گدھا ہوگا جس کے ایک کان سے دوسرے کان تک ۴۰ یا ۷۰ باع کا فاصلہ ہوگا۔ سو یہ بات بھی اب کسی پر مخفی نہیں۔ بلکہ ریلوں میں سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ ٹرین میں جو گاڑیاں لگائی جاتی ہیں وہ اس قدر ہوتی ہیں کہ جن کی لمبائی ۴۰ باع سے کم نہیں ہوتی اور اکثر ٹرینوں میں جو گاڑیاں ہوتی ہیں وہ ۷۰ باع سے کم نہیں ہوتیں۔ باع دو ہاتھوں کی وسعت کو عربی زبان میں کہتے ہیں۔ اور زبان انبیاء میں ۴۰ اس وقت بولتے ہیں کہ جب چیز اپنے کمال کو پہنچ جائے اور ۷۰ کا اس وقت استعمال ہوتا ہے جو اپنی انتہا یعنی کثرت کو پہنچ جائے۔ یہاں بھی یہی مراد ہے۔

٢۔ دوم یہ کہ یہ گدھا آگ اور پانی سے چلے گا۔ صاحب علم جانتے ہیں کہ انجن جو تمام گاڑیوں کے آگے آتا ہے وہ ایسی وضع سے بنایا گیا ہے کہ اس کے اوپر موٹے موٹے نل ہوتے ہیں جن میں پانی بھرا جاتا ہے اور ان کے ساتھ چھوٹی چھوٹی نالیاں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ بھاپ جمع ہوتی ہے۔ اور انجن کے نچلے حصہ میں ایک قسم کا تنور ہوتا ہے جس میں لکڑیاں یا کوئلے ڈال کر آگ لگائی جاتی ہے جس سے پانی ابل کر بھاپ بنتا جاتا ہے اور وہ بھاپ نالیوں میں آکر باہر نکلنے کے لئے زور کرتی ہے تو اس بھاپ کی طاقت سے ٹرین دوڑتی ہے۔ جس سے صاف عیاں ہو گیا کہ دجال کا گدھا یہی ریل گاڑی ہے جو آگ اور پانی سے چلتی ہے۔

٣۔ سوم یہ کہ دجال کا گدھا تمام دنیا میں پھر جائیگا۔ سو دنیا میں سفر کرنے والے اور اخباروں کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ سوا ریلوں کے اور کون سواری ایسی ہے جو ساری دنیا پر پھر گئی ہے۔ اس گدھے سے نہ امریکہ کا براعظم خالی ہے نہ یورپ کا براعظم۔ نہ براعظم ایشیا نہ براعظم افریقہ نہ آسٹریلیا اور نہ پولینیشیا۔ ہر جگہ اس کا جال پھیلا ہوا ہے حتیٰ کہ اب تو دنیا کا کوئی ملک بھی اس سے خالی نہیں رہا۔

ریل گاڑی کو گدھے سے مشابہت دینے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنی سب آوازوں سے مکروہ آواز گدھے کی ہے چونکہ ریل کی آواز سخت مکروہ ہوتی ہے اس لئے آواز کی وجہ سے گدھا کہا۔ بعض احادیث میں اونٹ سے بھی مشابہت دی گئی ہے اور وہ اس لئے کہ چونکہ اونٹ سواری اور بھاری بوجھ لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اور دوسرے رفتار کے لحاظ سے بھی اونٹ سے ریل گاڑی کو مشابہت دی گئی ہے۔

٤۔ ایک علامت دجال کی یہ لکھی ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے۔ سو کون نہیں جانتا کہ گڈز ٹرینیں ہی روٹیوں کے پہاڑ ہیں جن میں ہر قسم کے غلہ جات اور میوہ جات ایک ملک سے دوسرے ملک تک لیجائے جاتے ہیں اور جہاں غلہ کی کمی یا قحط ہے وہاں کے لوگوں کو بھوکوں مرنے سے بچایا جاتا ہے۔ پس یہی پہاڑ ہیں جو روٹیوں کا کام دیتے ہیں۔ ہر لائن میں ایک گڈز ٹرین ایک جانب سے اور دوسری مخالف جانب سے آتی ہے انہی کے ذریعہ تمام شہروں میں غلے پہنچ جاتے ہیں جن کی روٹیاں بنائی جاتی ہیں۔ دوسرے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ دجال لوگوں کو روٹی کا لالچ دیکر اپنے ساتھ ملا لیتا ہے گویا اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہیں۔

٥۔ ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ دجال کے ساتھ دوزخ اور بہشت ہوگا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ واقعی اصلی دوزخ اور بہشت خدا نے اسی دجال کے حوالہ کر دیئے ہیں جن کو وہ ساتھ لئے پھرے گا۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ جہاں وہ جا جا کر بسیرا کرے گا وہاں باغات لگا دے گا۔ چنانچہ کوئی اہل فرنگ ایسا نہیں کہ جن کی کوٹھیوں کے اردگرد باغ نہ ہو اور وہ کوٹھی گملوں اور پھولوں سے آراستہ پیراستہ نہ ہو جس کے دیکھنے سے ناظرین کو ایک بہار سی معلوم ہوتی ہے۔ ہر روش پر عجیب و غریب درخت اور پھولدار پودے لگائے جاتے ہیں۔ جنگل یا آبادی میں جہاں ان کا ڈیرہ ہو جائے ہر جگہ یہی منظر نظر آئے گا۔ جنت اور کیا ہے یہی درختوں کا منظر ہی تو ہے۔ یہ تو کوٹھی کے بیرونی سین کا نقشہ ہے مگر کوٹھیوں کے اندر کی جو کیفیت ہے وہ اس سے بھی بالا تر ہے ہر قسم کے معیشت کے سامان جا بجا قرینہ سے رکھے رہتے ہیں در و دیواروں پر رنگ برنگ کے پردے نصب کئے جاتے ہیں اور جگہ جگہ تصاویر لگائی جاتی ہیں الغرض اپنے بود و باش کی جگہ کو ایک بہشت کا نمونہ بنا لیتے ہیں اور دوزخ اس کا جیلخانہ ہے جہاں مجرم رکھے جاتے اور ان سے سخت مشقت کے کام لئے جاتے ہیں اور رنگ برنگ کی اذیتیں دی جاتی ہیں۔ یا اس کے روحانی معنے یہ ہیں کہ وہ کفارہ پر ایمان لانے کو بہشت دلانے کا وعدہ کرے گا اور جو کفارہ پر ایمان نہ لائے گا وہ دوزخ کا سزاوار قرار دیا جائیگا۔ سو پادریان فرنگ جا بجا یہی کہتے پھرتے ہیں لیکن مخبر صادق علیہ السلام نے سچ فرمایا کہ جس کو وہ بہشت کہے گا وہ فی الحقیقت دوزخ ہوگا اور جس کو وہ دوزخ کہے گا وہ اصل میں بہشت ہوگا۔ کیونکہ کفارہ مسیح پر ایمان لانے سے انسان درحقیقت دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے اور کفارہ پر ایمان نہ لانا گویا اس کا ایمان پر ثابت قدم رہنا ہی جو اس کو بہشت کا وارث بنا دیتا ہے۔

٦۔ ایک یہ علامت بھی دجال کی مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ اس کے ساتھ یہودی لوگ اور ولدالزنا ہوں گے۔ یہ علامت بھی پادریان فرنگ میں پائی جاتی ہے۔ یہاں یہودی سے مراد یہودی خصلت انسان ہیں۔ کیونکہ یہودی عموماً نفس پرست اور بندۂ شکم ہوتے ہیں۔ اس لئے یہودی ان کو کہا گیا جو دجال کے ساتھ ہوں گے سو ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے ہی نفس پرست اور شکم کے بندے ہی دجال کے ساتھی ہیں نہ ان کو مذہب سے کچھ بھی لگاؤ نہیں ہوتا صرف پیٹ کی خاطر وہ وہ کرتے ہیں جو دجال ان کو کہتا ہے۔ اور ولدالزنا کے متعلق یورپ کے جانے والوں پر مخفی نہیں۔ کہ وہاں بے حد زناکاری کا ارتکاب ہوتا ہے ہزارہا دوشیزہ لڑکیاں اس خیال سے کہ جس سے راہ و رسم ملاقات پیدا کی ہے وہ بالآخر اپنے نکاح میں لائے گا۔ عیار لوگوں کے جھوٹے وعدوں پر اعتبار کر کے اپنے نفسانی جذبات کا شکار ہو جاتی ہیں اور جب ان کو حمل ٹھہر جاتا ہے تو وہ کنارہ کش ہو جاتے ہیں وہ بیچاری لڑکیاں مارے شرم کے وضع حمل کے بعد بچوں کو سڑکوں یا پارکوں میں جا کر ڈال آتی ہیں۔ ان کو مشن میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں وہ پرورش پاتے ہیں۔

٧۔ ایک علامت دجال بھی حدیثوں میں آئی ہے کہ دجال بازاروں میں پھرے گا۔ اس زمانہ میں کون شخص ناواقف ہے کہ دجال یعنی پادری بازاروں میں کبھی کہیں اور کبھی کہیں کھڑے ہو کر لوگوں کو اپنے وعظ اور جھوٹی چرب زبانی سے اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے چیلے چانٹے بکثرت ایسے ہی کام کرتے ہیں اور اس ذریعہ سے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔

٨۔ دجال کا عقیدہ بھی بتایا گیا کہ وہ اس بات کا قائل ہوگا کہ خدا کا ایک بیٹا بھی ہے۔ اور یہ ایسا خطرناک عقیدہ ہے کہ جس کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تنشق الارض وتخر الجبال ان دعوا للرحمٰن ولداً۔ یعنی زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اس بات سے کہ یہ کہا جائے کہ رحمٰن کا کوئی بیٹا ہے۔ اس آیت سے خدا تعالیٰ کی اس امر میں کہ اس کا بیٹا مانا جائے کیسی غیرت معلوم ہوتی ہے اور وہ کس قدر غضبناک معلوم ہوتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورہ کہف کی دس آیات پڑھ لیا کرو اور ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ سورہ کہف کی آخری آیات پڑھ لیا کرو۔ جب ان ہر دو ابتدائی اور آخری آیات پر غور کرتے ہیں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کوئی ایسی مخلوق ہے جس کا عقیدہ یہ ہوگا کہ خدا کا بیٹا بھی ہے عقیدہ ولد اللہ کے متعلق پہلی آیات میں ذکر ہے اور آخری آیات میں ان کی صنعت کا ذکر ہے کہ جس صنعت کے گھمنڈ پر وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ سو یہ دونوں باتیں پادریان فرنگ و صناعان یورپ و امریکہ میں روز روشن کی طرح پائی جاتی ہیں۔ پھر ان کے دجال ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے۔

٩۔ ایک علامت دجال کی یہ بھی مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ دجال خانہ کعبہ طواف کرتے ہوئے دیکھا گیا ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ دجال کا خانہ کعبہ کا طواف کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ وہ مسلمان تو ہے نہیں کہ فریضہ حج کے ادا کرنے کے لئے خانہ کعبہ میں جائے اس کا اس مقدس کے گرد طواف کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دین اسلام کی بیخ و بنیاد اکھاڑنے کے درپے ہوگا۔ چونکہ خانہ کعبہ مرکز اسلام ہے۔ اس کے گرد طواف کرنے سے مراد یہی ہے کہ جب اسلام مٹ جائیگا تو پھر طواف کعبہ کس کو کرنا ہے۔ یا یہ کہ جب مرکز اسلام ہی مٹ جائے گا تو پھر مسلمان تتر بتر ہو جائیں گے اور ہر ایک کو الگ الگ مٹا دیا جائے گا۔ جس کا عملی ثبوت گذشتہ جنگ سے مل گیا ہے۔ مملکت ترکیہ کے حصے بخرے کر کے اتحادی یورپ نے آپس میں بانٹ لئے۔ اور ترکوں کو جو خانہ کعبہ کے محافظ تھے کمزور کر کے اور حجاز سے خارج کرنے کی نہایت جابرانہ کوششیں کی گئیں۔ اور مرکز اسلام اپنے ایک پٹھو کے ہاتھ میں دیا گیا۔

اخیر میں اس اعتراض کو اٹھا دینا ضروری سمجھا گیا ہے کہ صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ ابن صیاد جو ایک لڑکا فتان تھا اور عجیب عجیب کرتب دکھلاتا تھا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں موجود تھا۔ اس کے کرتبوں کا حال سن کر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے ملاقات کی اور دل میں لفظ دخان رکھ کر کہا کہ بتاؤ میرے دل میں کیا ہے بولا دخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اکتفا کی اور خیال غالب ہو گیا کہ یہی دجال موعود ہے۔ حضرت عمرؓ نے قسم کھا کر بیان کیا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی دجال ہے تو اس کا قاتل مسیح موعودؑ ہے یہ اس کے ہاتھ مٹ جائیگا اور اگر وہ دجال نہیں تو ایک بے قصور کو آپ کیوں قتل کرتے ہیں۔ ان حالات سے معلوم ہوا کہ بعض ایسے کرتب ابن صیاد دکھاتا تھا کہ جو دجال کی نسبت خیال کئے جاتے تھے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ نہ بظاہر آنکھ سے کانا تھا اور نہ اس کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر لکھا تھا اگر واقعی جیسے کہ اس زمانہ کے علماء کا خیال ہے کہ دجال میں یہ باتیں اپنے ظاہر معنوں میں پائی جانی ضروری ہیں ورنہ ہم کسی کو دجال نہیں مان سکتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ نے کیوں قسم کھا کر کہا کہ یہی دجال موعود ہے۔ جس سے صاف ہویدا ہو گیا کہ اس کو دجال اس کے کرتبوں اور مکاریوں کی وجہ سے بقصیص کہا گیا تھا اور یہ تمام باتیں اس زمانہ میں پادریاں و فلاسفران فرنگ میں اپنی پوری طاقت کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ گویا ان کی پیشانی پر کفر کے لکھے ہونے سے مراد یہ ہے کہ قدرت نے ان کو کافر بنا رکھا ہے ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوگی۔

دوسری یہ بات کہ ابن صیاد ایک فرد واحد تھا۔ اگر گروہ سے مراد ہوتی تو اس اکیلے کو کیوں دجال تصور کر لیا۔ اس کا جواب یہ ہو کہ جنس میں سے ایک میں اسی قسم کے کرتب کا پایا جانا اور اس کو دجال تصور کر لینا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ جب جنس میں سے ایک کا ذکر کر دیا گیا تو باقی سب اسی میں آگئے۔ اس لئے یہ کوئی بڑی وزنی بات نہیں جس پر تامل کیا جائے۔ کیا قرآن شریف میں سات گائیوں کا ذکر کر کے اس ملک کے سات سالوں کے غلہ سے مراد نہیں لی گئی۔ جب خدا تعالیٰ نے سات بیلوں کا نظارہ دکھا کر سات سال کے کروڑ ہا بیل مراد لئے ہیں تو ایک فرد ابن صیاد کا ذکر کر کے کل دجالوں سے کیوں مراد نہیں لے سکتے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

١٠۔ دسویں علامت دجال کی یہ ہے کہ مسیح کے دم سے پگھلتا جائیگا سو یہ بات روز روشن کی طرح ہویدا ہے کہ پادریان فرنگ مسیح موعودؑ سے ایسے ڈرتے رہے کہ ان کے سامنے آنا موت سمجھتے تھے۔ اور اب یہ حال ہے کہ اس کے مریدان باصفا کے سامنے کسی پادری کی جرأت نہیں کہ مناظرہ یا بحث کر سکے۔ بلکہ ان کو دجال اکبر کی طرف سے ہدایت ہے کہ کوئی شخص احمدیوں سے مباحثہ یا مناظرہ نہ کریں حتیٰ کہ اب دجال کا گروہ نمک کی طرح اندر اندر اسلام کی دعوات و حقانی تعلیم کے سامنے پگھلتا جاتا ہے اور خود بشپ اور اکثر پادری بول اٹھے ہیں کہ اب عیسائیت کام کی چیز نہیں رہی وہی اسلام کے جھنڈے کے نیچے خود بخود آ رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اگر کسی کو شک ہو تو خود انگلستان اور امریکہ اور جرمنی میں جا کر دیکھ لے۔

بیعت کی کیوں ضرورت ہے؟

بیعت رضوان

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

مکہ کا قرب، حدیبیہ کا مقام، مدینہ سے جو اُس وقت مرکز و مامن اسلام تھا کوسوں دور، مسلمانوں کا امن پسند گروہ اس امر کا منتظر تھا کہ عمرہ کی اجازت ملے تو عمرہ ادا کر کے گھروں کو واپس ہوں۔ یکایک یہ خبر اڑی کہ جو وفد حضرت عثمان کی سرکردگی میں عمرہ کی اجازت حاصل کرنے گیا تھا وہ گرفتار ہو گیا اور کفار مکہ جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔ اس خبر نے حالت کو یک لخت نازک بنا دیا مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت کفار کے نرغہ میں تھی۔ ایسی بے پناہ جگہ میں کفار کے مرکز و مامن کے عین متصل مسلمانوں کی جماعت کی حالت نہایت نازک اور مخدوش ہو گئی۔ وقت آ گیا کہ مسلمانوں کی جانبازی اور سرفروشی کا امتحان لیا جائے۔ اور ان کے خدا و رسولؐ کی محبت کے دعووں کو اس نازک امتحان کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صحابہ سے اس مقام پر بیعت لی۔ اگرچہ وہ اس سے قبل اسلام میں داخل ہوتے وقت بیعت کر چکے تھے۔ مگر اس نازک وقت میں ضرورت تھی کہ تجدید معاہدہ کیا جائے تا کہ اپنی سرفروشی اور جان نثاری کی ذمہ داری کو دوبارہ از سر نو یاد کر کے قربانیوں کے ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ اس پاک گروہ نے نہایت اخلاص اور جوش و خروش سے آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی اور بڑے جوش سے اپنے عہد جانبازی کو تازہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر نہایت درجہ اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریبا۔ بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان مومنوں سے جب وہ تیری بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔ پس اُس نے جو کچھ ان کے دلوں میں اخلاص و عقیدت تھی اسے جان لیا۔ اور ان پر سکینت نازل فرمائی اور قریب ہی کی فتح عطا فرمائی (انتہیٰ) پھر اتنا ہی نہیں۔ اس بیعت کی اہمیت اس قدر بتلائی گئی کہ صاف طور پر آیت نازل ہوئی کہ یہ بیعت در حقیقت خدا سے بیعت تھی۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ۔ ومن اوفیٰ بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجراً عظیماً۔ بے شک جو لوگ تیری بیعت کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کی بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی توڑتا ہے تو توڑنے کا وبال اس کے نفس پر پڑے گا۔ اور جو اس عہد کو پورا کرتا ہے جو اس نے خدا کے ساتھ کیا ہے تو عنقریب خدا اس کو بڑا اجر دے گا (انتہیٰ) یہاں سے دو باتیں نکلیں ایک تو یہ کہ بیعت کے وقت ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا تھا دوسرے یہ کہ بیعت کا منشا صرف عہد لینا تھا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اس کا نشان تھا۔ بتایا کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر نہ سمجھو بلکہ خدا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر سمجھو کیونکہ یہ معاہدہ خدا کے ہاتھ پر ہو رہا ہے۔ محمد رسول اللہ کے ہاتھ پر نہیں ہو رہا۔ خدا چونکہ جسمانی ہاتھ سے منزہ ہے اس لئے رسولؐ کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ اس معاہدہ کی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلعم نے حضرت عثمانؓ کی عدم موجودگی کی وجہ سے اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ قرار دے کر اور اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ان کی طرف سے خود معاہدہ کیا۔ تا کہ وہ اس شرف سے محروم نہ رہ جائیں۔

اس واقعہ نے ہم کو یہ سبق دیا کہ اگر اسلام پر کبھی نازک وقت آ جائے اور کوئی خدا کی طرف سے رسول اللہ صلعم کا جانشین ہم سے جان نثاری اور سرفروشی کی بیعت لینی چاہے تو ہر ایک مسلمان کا جو دعویٰ حب اللہ والرسولؐ میں صادق ہے فرض ہے کہ وہ اس آواز پر لبیک کہے اور اپنی سرفروشی اور جانبازی کے زبانی دعوے کو معاہدہ کے ذریعہ پختہ کر کے اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی پر تیار ہو جائے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ میں جب اسلام پر ادیان باطلہ کی چاروں طرف سے یورش ہوئی اور دجال اکبر اپنی پوری فوج کے ساتھ باہر نکلا۔ اور خود مسلمانوں کی حالت بوجہ کمزوری ایمان اور عدم تقویٰ اور نقص علم نہایت درجہ مخدوش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک مجدد اور امام کو کھڑا کیا۔ اور اسے حکم دیا کہ مسلمانوں سے پھر وہی سرفروشی کی بیعت لو جو حدیبیہ کے مقام پر لی گئی تھی۔ چنانچہ مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کو یہی آیت الہام ہوئی۔ کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم بے شک جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ یعنی جو لوگ تجھ سے معاہدہ کر رہے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اسی آیت سے یہ ثبوت دیا کہ ان سے بیعت لینی منشور الٰہی کی بنا پر خدا تعالیٰ نے چونکہ یہ آیت دراصل آنحضرت صلعم پر اتاری تھی۔ اور خدا کا رسول ہونے کے لحاظ سے صرف آپ ہی کا یہ منصب ہو سکتا تھا کہ خدا کی طرف سے آپ اس کی مخلوق سے عہد لیں۔ مگر دنیا سے رخصت ہو جانے کی وجہ سے اب آپ خود تو عہد نہ لے سکتے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ کے نام پر آپ کا کوئی جانشین عہد لے۔ اور ضرور تھا کہ ایسا شخص آپ کا بروز کامل ہو۔ تا وہ آپ کے نام کو بروزی طور پر پا کر آپ ہی کے نام سے بیعت لے۔ کیونکہ آپ کے سوا اور کسی کا حق نہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اس کی مخلوق سے عہد لے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت مسیح موعود نے چونکہ فنا فی الرسول کا مقام حاصل کر کے بروزی و ظلی طور پر احمد کا نام پایا۔ اس لئے آپ نے مخلوق سے جو بیعت لی وہ احمد کے نام سے لی جو آپ کا بروزی نام تھا نہ کہ اصلی۔ تا اس بات پر نشان ہو کہ جو بیعت آپ کے ہاتھ پر ہو رہی ہے۔ وہ دراصل آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر ہو رہی ہے۔ اور درحقیقت آنحضرت صلعم کے واسطہ سے یہ معاہدہ خدا سے ہو رہا ہے۔ پس آپ نے اپنی شخصیت کے لحاظ سے بیعت نہیں لی بلکہ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی حیثیت سے بیعت لی۔ اور اپنی بروزی نام پر بیعت لی۔ اور اسی بروزی نام پر اپنے بعد بیعت لینے کے لئے وصیت کی۔ تا یہ بات واضح رہے کہ کوئی بیعت سوائے بیعت آنحضرت صلعم کے نہیں۔ اور وہ ایک معاہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان وقوع پذیر ہوتا ہے۔ پس وہ لوگ غلطی کرتے ہیں۔ جو اسے معمولی پیری مریدی کی بیعت سمجھتے ہیں۔ اور کہہ دیا کرتے ہیں کہ بیعت کی ضرورت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بیعت ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اگر اس کے دل میں خدا اور رسول کی کوئی محبت ہے اور قرآن کو وہ مانتا ہے تو ضرور ہے کہ اسلام پر ایسا نازک وقت آ جانے پر وہ اپنی جان نثاری اور محبت اسلام کے دعوے کو پختہ کر دکھائے۔ اور جان نثاری کا خدا سے عہد کرے۔ یہ عہد آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر آپ کے ایک بروز کے واسطہ سے وقوع میں آتا ہے۔ اور درحقیقت یہ معاہدہ خدا سے ہوتا ہے جو اسلام کی نازک اور مخدوش حالت میں ضروری ہے۔ اس کے بغیر اسلام کی محبت کے دعوے غلط ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ اگر ہم بیعت نہ کریں گے تو کیا حرج ہے۔ اس میں بڑا حرج ہے۔ ان مشہور و معروف تین صحابی کے حالات پر نظر کرو جو جنگ تبوک کے موقع پر شامل جہاد ہونے سے رہ گئے تھے۔ آنحضرت صلعم کے حکم سے تمام مسلمانوں نے ان سے مقاطعہ کر لیا اور زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی۔ اور جب تک سخت توبہ و استغفار سے ان کی خطا کی معافی جناب الٰہی سے نہ ہو گئی مسلمانوں نے ان سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ قرآن میں یہ تمام واقعات مذکور ہیں اور یہ اسی لئے ہیں کہ ہمارے لئے موجب عبرت ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام کے لئے جب جہاد کبیر یعنی قرآن کے ذریعہ جہاد کا وقت آتا ہے تو اس وقت مسلمان گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہیں۔ اور ان سے باز پرس کوئی نہ ہو۔ پس اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کرنی ہو گی۔ اور اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور مجدد وقت کے ذریعہ سے حضرت نبی کریمؐ کی بیعت سے مستفیض ہو کر خدا کے ساتھ اپنے عہد کو تازہ کرو۔ تا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا موجب ہو اور تم فتح قریب کے مالک ہو۔ اسلام کے اس نازک وقت میں اس کی حفاظت اور اشاعت کے لئے مجاہدین کی فوج میں داخل ہونے کا یہ ایک معاہدہ ہے۔ جو ایک ایسے ہی نازک موقع پر آنحضرت صلعم کے زمانہ میں لیا گیا تھا۔ اور جو آج پھر دوبارہ لیا جا رہا ہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھو۔ وقت کو ہاتھ سے نہ دو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھو مجاہدین میں اپنا نام لکھواؤ۔ کہ اسی میں کامیابی ہے۔ قاعدین میں سے نہ ہو۔ کہ اس میں ناکامی و نامرادی ہے۔ یہ جہاد قرآن کی اشاعت، اعلائے کلمۃ اللہ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو پا لیتے ہیں۔

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو سٹیشن ماسٹر و ٹیلیگراف کا کام ریلوے کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ بہترین و کامیاب تعلیم۔ بورڈنگ کا معقول انتظام۔ کرایہ ریل معاف۔ قواعد ۲/ کے ٹکٹ بھیج کر معلوم کیجئے۔

سول ٹیلیگراف کالج رجسٹرڈ۔ دہلی

جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ

(از ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود کا ایک شعر ہے ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اس شعر کی بنا پر بعض مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس جہاد بالسیف کو حرام قرار دیا ہے جس کی اجازت خود قرآن مجید نے دی ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ مجددیت کا تھا اور کسی مجدد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن مجید کے کسی حکم کو منسوخ قرار دے۔ حضرت مسیح موعود خود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کا ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ اپنے ہی قول کے خلاف قرآن مجید کے جہاد کو کیونکر منسوخ اور حرام قرار دے سکتے تھے۔ اس شعر میں قرآنی جہاد کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس خونی جہاد کی ممانعت ہے۔ جو خونی مہدی کے شیدائی مولویوں کے ذہن میں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت جہاد کے معنے عام طور پر یہ سمجھے جاتے تھے کہ غیر مسلموں کو کلمہ پڑھانے اور بزور اسلام میں لانے کے لئے تلوار چلانے کا نام جہاد ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا جہاد صریح طور پر آیہ کریمہ لا اکراہ فی الدین کے خلاف ہے۔ اور سارے قرآن شریف میں کسی جگہ بھی ایسے وحشیانہ جہاد کی تعلیم نہیں دی گئی۔ حضرت مرزا صاحب نے جس جہاد کو حرام قرار دیا ہے وہ یہی جہاد ہے۔ قرآنی جہاد کو آپ نے حرام قرار نہیں دیا۔ وہ شخص جو اپنے مریدوں سے اپنی شرائط بیعت میں جہاد کی اہمیت اور اس پر عملدرآمد کرنے کا اقرار لیتا ہے۔ اس کی نسبت ایسی بدظنی اور غلط فہمی پھیلانا کہ اس نے اسلامی جہاد کو حرام قرار دیا ہے سخت اندھا پن اور تعصب ہے۔ آپ کی شرائط بیعت میں سے آٹھویں شرط یہ ہے:-

"دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔"

غور کرو کہ اس شرط بیعت میں کس عمدگی اور جامعیت سے جہاد اسلامی کے تمام پہلوؤں کا اقرار لیا گیا ہے۔ ہر زمانہ میں جہاد کی نوعیت الگ ہوتی ہے اگر دشمن تلوار سے حملہ آور ہوتا ہے تو اس کا جواب تلوار سے دیا جائے گا اور اگر وہ اسلام کے خلاف قلمی اور لسانی جدوجہد میں مصروف ہے تو اس کے مقابلہ میں قلمی و لسانی جہاد ہی کیا جائے گا۔ آج دشمنان دین یہاں قلم اور لسان ہی سے اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جہاد کے لئے قلم اور لسان ہی کو جنبش دی جائے۔ اس جہاد میں مجدد وقت کی جماعت کہاں تک حصہ لے رہی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے میدان میں یہی جماعت سب سے پیش پیش ہے۔ احمدی علماء ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ اس قلمی اور لسانی جہاد میں سر توڑ کوشش کر رہے ہیں اور اپنے اعزاء و اقارب سے دور ممالک غیر میں اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ احمدی جہاد کے منکر نہیں بلکہ عامل ہیں۔ اسلام کی حفاظت کے لئے جس جہاد کی آج ضرورت ہے اس میں سب سے آگے وہی ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت کوئی دشمن اسلام اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے تلوار لے کر اٹھا تو حسب شرائط بیعت سب سے پہلے احمدی ہی علم جہاد بلند کریں گے۔ انشاء اللہ

قوم کا نیر اقبال درخشاں کر دے

(دعا بہ آمنہ تمیم از لدھیانہ)

دست قدرت مرے مولا تو نمایاں کر دے	خاکِ ذلت میں شیاطین کو پنہاں کر دے
امن و مہر و محبت سے تو بھر دے دنیا	خاکداں تیرہ کو جنت کا خیاباں کر دے
ڈھونڈھتی تجھکو ہے پردے میں مری چشم نیاز	اے مرے پیارے ذرا چہرہ کو عریاں کر دے
مسلم خستہ ہے پابند سلاسل کب سے!	ہاں مدد کے لئے اب! در زنداں کر دے
راستہ اپنی رضا کا مجھے دکھلا یا دی	شمع توفیق مری رہ میں فروزاں کر دے
دھیان ہے مجھ کو بس اک تیری رضامندی کا	مشکلیں جتنی ہیں اس راہ میں آساں کر دے
تجھ سے کچھ دور نہیں رحم کر اے رب رحیم	قوم کا نیر اقبال درخشاں کر دے
ہر گھڑی بول ہو اسلام کا ہر سو بالا	اور جمعیتِ اعدا کو پریشاں کر دے
مرد میداں ہیں، غازی ہیں، نمازی ہیں ترے	احمدی قوم پہ تو بارش احساں کر دے
باہم اخلاص و محبت بھی ہو ہمدردی بھی	اختلاف ان کے مٹا کر انہیں یکجاں کر دے
نام کو کافر و حاسد نہ رہیں دنیا میں	اور مسلماں کو بھی تو پھر سے مسلماں کر دے
جاہلیت کی گھٹا ٹوپ جو اڑیں بن کے دھواں	مہر اسلام پھر عالم کو درخشاں کر دے

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض واقعاتِ زندگی

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے قلم سے

اس سے قبل ایک مختصر سا مضمون حضرت مسیح موعود کے اخلاق و سیرت کے متعلق تحریر کر چکا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب کی فرمائش پر اب حضرت صاحب کے بعض چشم دید واقعات زندگی کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرحوم بھائی مرزا ایوب بیگ (خاکسار) نے ۱۸۹۱ء میں جب کہ آپ دہلی کے مولوی نذیر حسین وغیرہ سے مباحثہ کے بعد لاہور تشریف لائے تھے بیعت کی تھی۔ آپ ہیرا منڈی میں محبوب رایوں کے مکان میں فروکش ہوئے تھے۔ آپ کے مکان پر لوگوں کا ایک ہجوم رہتا تھا۔ مختلف قسم کے سوالات لوگ کرتے تھے۔ ایک شخص نے بہت دریدہ دہنی سے سوالات کئے آپ جواب دیتے رہے۔ جب اس سے کچھ نہ بن پڑا تو وہ گالیوں پر اتر آیا۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے۔ اور فرمایا بھائی کچھ اور کہہ لے۔ تب وہ شرمندہ ہو گیا۔ اور آپ کا تحمل و انکسار دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔ اور کہا کہ مجھے آپ کے مرتبہ کی خبر نہ تھی۔ اسی مجلس میں ایک شریف ہندو بھی موجود تھا اس نے کہا کہ یہ شخص کامیاب ہو جائے گا۔ اور کہا کہ حضرت مسیح کی بردباری کا ذکر ہم نے کتابوں میں پڑھا تھا۔ مگر ایسا نمونہ دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ آپ کا خلق ہم نے ویسا ہی پایا۔

(۲) انہی ایام میں کہ آپ لاہور میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص مجنون لاہور کی گلیوں میں پھرتا تھا۔ جو اپنے آپ کو مہدی کہتا تھا۔ لوگوں نے اس کو بھڑکا کر حضرت صاحب کے خلاف کھڑا کر دیا۔ وہ آپ کے دروازہ کے باہر اکثر کھڑا ہو کر آوازے کسا کرتا تھا۔ ایک روز حضرت صاحب نزدیک کی مسجد سے نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے کہ اس نے حضرت صاحب پر حملہ کر دیا۔ اس کے دھکے سے آپ کے سر سے پگڑی اچھل پڑی۔ آپ کے ساتھ بہت سے اصحاب تھے۔ جن میں سے سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس اور ان کے بھائی سید فضیلت علی شاہ صاحب انسپکٹر پولیس مرحوم بھی تھے۔ یہ دونوں بڑے گرانڈیل جوان تھے۔ انہوں نے اس مجنون کو گردن سے پکڑ لیا۔ اور مارنا چاہا۔ آپ نے فرمایا مسکین ہے اس کو کچھ نہ کہو چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

(۳) اسی مکان میں مولوی عبدالحکیم صاحب سے مسائل اختلافیہ میں تحریری بحث ہوتی رہی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم بھی ان دنوں میں وہیں تشریف رکھتے تھے۔ مولوی صاحب قریباً تمام امور میں متفق ہو گئے۔ مگر مسئلہ نبوت کے متعلق انہوں نے حضرت سے مزید تشریح چاہی۔ چنانچہ آپ نے ایک اشتہار لکھ دیا جس کا یہ مضمون تھا کہ جہاں کہیں لفظ نبی کا میری کتابوں میں آیا ہے اس کو کٹا ہوا سمجھا جائے۔ اس سے میری مراد سوائے محدث (مکلم من اللہ) کے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ اس تحریر پر مباحثہ ختم ہو گیا آپ نے جو حاضرین کے اس اشتہار پر دستخط کروائے۔ ان میں میرے دستخط بھی ہیں۔

(۴) پادری عبداللہ آتھم سے جو مشہور مباحثہ امرتسر میں ۱۸۹۳ء میں ہوا۔ وہ اس زمانہ کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ مباحثہ پادری ہنری مارٹن کلارک کی کوٹھی میں ہوا۔ پچاس آدمی مسلمانوں کی طرف سے اور پچاس عیسائیوں کی طرف سے اس میں شامل ہوئے داخلہ کے لئے ٹکٹ چھپوائے گئے۔ جو کہ ان لوگوں کو جو دونوں طرف سے شامل ہوتے تھے۔ دیئے جاتے تھے۔ مباحثہ قریباً دو ہفتہ تک جاری رہا۔ مگر جس امن کے ساتھ مباحثہ ہوا اور جس مہتم بالشان طریق پر دونوں طرف سے مضمون لکھائے گئے۔ وہ اپنی آپ ہی نظیر ہیں مگر ان سب میں شاندار بات حضرت مسیح موعود کا اپنا رویہ تھا۔ جو کہ انہوں نے دوران مباحثہ میں دکھلایا۔ تین تین گھنٹے ہر ایک فریق کو اپنا اپنا مضمون لکھانے کے لئے دیئے جاتے تھے۔ مضمون اور اس کا جواب دونوں فریق کی طرف سے سنایا جاتا تھا۔ ہر ایک مباحث کے چھ چھ مددگار تھے۔ اور دونوں فریق کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ تھا۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی الہ دین صاحب وغیرہ حضرت صاحب کے مددگار تجویز ہوئے تھے۔ پادری ٹامس ہاول اور پادری ٹھاکرداس وغیرہ پادری عبداللہ آتھم کے مددگار رہتے۔ پادری عبداللہ آتھم کے مددگار ان کے پیچھے کتابیں کھول کر بیٹھے رہتے۔ اور ان کو حوالجات وغیرہ نکال کر دیتے تھے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کسی سے مدد نہ لیتے تھے۔ سب سے آگے بڑھ کر تشریف رکھتے تھے۔ اور قرآن شریف ہاتھ میں تھا۔ اس سے ہر ایک قسم کا استدلال کرتے تھے۔ اور کسی دوسری کتاب یا مددگار کی آپ کو ضرورت نہ تھی۔ حضرت کا مضمون مولوی عبدالکریم صاحب پڑھ کر مجمع کو سناتے تھے۔ آپ کے لکھانے کے وقت بھی مجلس پر اثر ہوتا مگر مولوی صاحب مرحوم کے پڑھ کر باآواز بلند سنانے سے اس کی شان دوبالا ہو جاتی تھی۔ اور سامعین پر اس کا اثر بہت ہوتا تھا۔

لطیفہ

ایک شخص نے حضرت صاحب سے سوال کیا کہ مضمون لکھاتے وقت آپ قرآن مجید کی صرف ورق گردانی کرتے ہیں۔ اور کوئی آیت پکڑ کر اس سے استدلال کر لیتے ہیں۔ آپ اس قدر جلدی کس طرح سے موزوں آیت نکال لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں قرآن مجید کی ورق گردانی کرتا ہوں تو میرے مطلب کی جو آیت ہوتی ہے وہی مجھ کو نمایاں معلوم ہوتی ہے باقی حصہ صفحہ خالی معلوم ہوتا ہے۔

عبداللہ آتھم کے مباحثہ میں بھی میں شریک تھا۔ اور آخری دن جب پیشگوئی کی میعاد ختم ہوئی میں قادیان میں حضرت صاحب کی خدمت میں موجود تھا۔ پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے سب احباب کئی روز سے درد دل سے دعا کرتے تھے۔ حضرت صاحب خود بھی دعا میں مشغول تھے۔ عصر کے بعد کا وقت تھا کہ حضرت صاحب نے ان احباب خاص کو جو اس وقت قادیان میں تھے چھوٹی مسجد کی چھت پر بلایا۔ آپ اس کے ملحقہ کمرے میں سے تشریف لائے۔ (جس میں بعد میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رہتے تھے) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ پادری عبداللہ آتھم کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں تاخیر کر دی ہے۔ چنانچہ آپ نے الہام سنایا۔ جس کے مفصلہ ذیل جملے اس وقت تک مجھے یاد ہیں۔

اطلع الله على همه وغمه ولن تجد لسنت الله تبديلا

یعنی اللہ تعالےٰ نے اس کے ہم اور غم (دکھ درد) کو سن لیا۔ اور خدا کی سنت کو تم کبھی بدلا ہوا نہ پاؤ گے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ عذاب الٰہی سرکشوں پر آتا ہے۔ جب انسان سرکشی سے باز آ کر اس کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ عذاب نازل نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے ایک اشتہار اس مضمون کا پڑھ کر سنایا۔ جو اسی روز آپ نے لکھا تھا۔ حضرت کے چہرہ پر کوئی گھبراہٹ کے آثار نہ تھے۔ آپ کا چہرہ بشاش تھا۔ اور آواز بہت مضبوط تھی۔ آپ نے اشتہار پڑھنے کے بعد سب کو تسلی دی۔ اور الٰہی منشا سے آگاہ کیا۔ سب حاضرین مطمئن ہو گئے۔ مگر مولوی عبدالکریم صاحب کو شرح صدر نہ ہوا۔ اور قریباً دو دن تک آپ اسی حالت میں مغموم سے پڑے رہے۔ بعد میں آپ کو سمجھ آئی اور آپ کو انشراح ہوا۔ تب آپ نے فرمایا کہ اس سے اگلی رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کو سب احباب نے نذرانے دیئے۔ سوائے مولوی عبدالکریم صاحب کے کہ بجائے نذرانہ دینے کے آپ کے انیونیغ کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی یہی تعبیر تھی۔ کہ مولوی صاحب کو ابتلا آئے۔ چنانچہ ایسا واقعہ پیش آیا۔

بعد میں حضرت صاحب نے عبداللہ آتھم کو متعدد اشتہارات میں اپنے رجوع کرنے کے اعلان کے لئے دعوت دی۔ ورنہ وہ پیشگوئی دوسرے رنگ میں پوری ہوگی۔ چنانچہ اس نے سکوت اختیار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو زیادہ مہلت نہ دی اور وہ بموجب دوسری پیشگوئی کے وفات پا گئے۔

ایک عجیب واقعہ

جس روز امرتسر کا مباحثہ ختم ہوا۔ حضرت صاحب ڈیرہ پر تشریف لائے۔ تو پادری ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مولانا نورالدین صاحب سے عرض کیا۔ کہ وہ ان کی دعوت قبول کریں۔ آپ نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر کھلے دشمن کی دعوت قبول کروانا چاہتے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اگرچہ پندرہ روز تک عبداللہ آتھم کے ساتھ بالمشافہ مباحثہ کرتا رہا۔ مگر چونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت دریدہ دہنی اور گستاخی کی ہے۔ میں یہ گوارہ نہیں کر سکا کہ اس کے چہرہ کو آنکھ اٹھا کر دیکھوں۔ اس امر کا میں بھی شاہد ہوں۔ اور سب لوگ جو اس مباحثہ میں شامل ہوئے۔ گواہی دیں گے کہ آپ جب مباحثہ میں تشریف لاتے تو سر نیچا کر کے بیٹھ جاتے۔ اور ادھر ادھر نہ دیکھتے اور سر نیچا کئے ہوئے مضمون لکھواتے۔ آپ کے اس ارشاد سے آپ کے دل کی اصل کیفیت معلوم ہوئی۔ آپ مباحثہ میں اکثر گاڑی پر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک روز وقت پر گاڑی نہ مل سکی۔ تو آپ پیدل ہی تشریف لے گئے۔ کئی روز بیٹھے ہوئے کوٹ ہی سے مباحثہ میں تشریف لے جاتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر محویت کا عالم آپ پر طاری تھا اور آپ ہمہ تن خدمت اسلام کی دھن میں لگے رہتے تھے۔

مباہلہ

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے صدق و کذب کی پہچان کے لئے مخالف مولویوں کو مباہلہ کے لئے دعوت دی تھی۔ چنانچہ انہی ایام میں کہ امرتسر میں عبداللہ آتھم سے مباحثہ ہو رہا تھا۔ عیدگاہ کے میدان میں مباہلہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو لے کر وقت پر مباہلہ کے میدان میں پہنچے مگر سوائے مولوی عبدالحق غزنوی اور اس کے چند ساتھیوں کے مباہلے کے لئے بالمقابل اور کوئی مولوی نہ آیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جو اول المکفرین میں تھے۔ وہ عیدگاہ کے میدان میں تو موجود تھے۔ مگر مباہلہ کے لئے جرأت نہ کی۔ حضرت مسیح موعود نے مخالف فریق کے لئے کوئی بددعا نہ کی بلکہ نہایت درد انگیز الفاظ میں اس قسم کی اپنے لئے دعا کی کہ اگر میں تیری طرف سے نہیں ہوں تو مجھے اور میرے کاروبار کو تباہ کر۔ اور اگر تیری طرف سے ہوں تو میری صداقت کو آشکارا کر۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے مخالف فریق نے آپ پر بددعا کی۔ مباہلہ کا اثر نتیجہ سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت صرف ۳۱۳ آدمی آپ کی جماعت میں تھے۔ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے لاکھوں کی تعداد تک آپ کی جماعت کو پہنچایا۔ اور تمام اکناف عالم میں آپ کی خدمات اسلام کا شہرہ ہوا۔ مگر آپ کے مخالف مولوی بالمقابل کوئی جماعت بنانے پر قادر نہ ہوئے۔ اور ان کی مخالفت کا اثر آہستہ آہستہ بہت کم ہو گیا۔ اور بہت سے مکفر علما نے فتوے تکفیر سے توبہ کی۔ چنانچہ مولوی برہان الدین صاحب مرحوم ساکن جہلم بھی انہی علماء سے تھے۔ جن کے دستخط فتوے تکفیر پر تھے۔ مگر انہوں نے توبہ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی تھی۔

مہوتسو

مہوتسو یعنی جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں ۱۸۹۶ء میں اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ میں ہوا۔ اس کا اصل بانی سوامی شوگن چندر تھا۔ جو کہ شمالی ہندوستان سے آیا تھا اور رادھا سوامی صاحب سے اس کے خیالات ملتے تھے۔ ہم شرائط طے کرانے کے لئے اس کو قادیان میں حضرت صاحب کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے شرائط لکھ دیں۔ جو اس نے منظور کر لیں۔ اور انہی کے مطابق اشتہار دیا۔ پانچ سوال تجویز ہوئے تھے جن کا جواب ہر ایک مقرر کو اپنی الہامی کتاب میں سے پیش کرنا تھا۔ اور اگر الہامی کتاب کا قائل نہ ہو تو اپنے قیاس سے جواب دے سکتا تھا۔ تقریریں تین دن ہوتی رہیں۔ حضرت مسیح موعود کو پیش از وقت الہام ہوا کہ آپ کا مضمون سب پر غالب رہے گا۔ چنانچہ اشتہارات لکچر سے پہلے تمام شہر کے گلی کوچوں میں چسپاں کئے گئے۔ بفضلہ تعالیٰ سب سے بہتر بالشان مضمون آپ ہی کا تھا۔ یہاں تک کہ اخبار سول نے بھی یہی لکھا کہ آپ کا مضمون سب پر غالب رہا۔

سفر دہلی

۱۹۰۵ء میں آپ نے پھر دہلی کا سفر کیا۔ میں آپ کے ساتھ تھا راستہ میں آپ نے رؤیا دیکھی کہ دہلی کے تمام دروازوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ جس کا مطلب آپ نے یہ سمجھا کہ وہاں کے لوگ آپ کی دعوت سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ چنانچہ آپ نے پندرہ روز تک وہاں قیام کیا ہر روز وعظ ہوتا تھا۔ مگر سلسلہ میں کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔ اسی رؤیا کی بنا پر آپ نے تمام اولیا مدفون دہلی کے مقابر کی زیارت کی۔ چنانچہ ہر روز تین چار جگہ تشریف لے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ سب جگہ تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے مزار پر جب آپ تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں توجہ کر کے ان سے ملاقات کر سکتا ہوں اور جس حالت میں آپ فوت ہوئے اسی حالت میں ان کو دیکھ سکتا ہوں خواجہ حسن نظامی صاحب کا سن اس وقت بیس پچیس سال کا تھا انہوں نے بھی حضرت صاحب کی زیارت کی اور آپ کو حضرت نظام الدین صاحب کے حجرہ میں جانے کی دعوت دی۔

ہجرت و وفات

حضرت صاحب کا الہام تھا "داغ ہجرت" آخری دفعہ ۱۹۰۸ء میں جب آپ نے قادیان کو چھوڑا۔ تو آپ کے دل پر اس الہام کا خاص اثر تھا۔ اور آپ کے دل کی خاص کیفیت تھی۔ آپ کو یہ خیال تھا کہ شاید پھر قادیان میں واپس نہ آئیں گے۔ جب آپ پہلے لاہور میں تشریف لائے تو آپ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں فروکش ہوئے

وہاں پر آپ کو الہام ہوا۔ "انی احافظ کل من فی الدار" یعنی میں ہر ایک کی جو اس مکان میں ہے حفاظت کرونگا۔ مگر اس کے بعد چونکہ وہاں پر نچلی منزل میں رہائش تھی اس مکان کو چھوڑ کر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں تشریف لے آئے جہاں منزل بالا میں رہائش تھی۔ چنانچہ اسی مکان میں آپ مرض اسہال سے فوت ہوئے۔ آپ کا الہام تھا کہ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" اس لحاظ سے اگر قادیان کو آپ کا مولد ہونے کی وجہ سے مکہ سے مشابہت ہے۔ تو ہجرت کی وجہ سے اور وہاں پر وفات کی وجہ سے لاہور کو مدینہ سے مشابہت ہے۔ اس رنگ میں آپ کا یہ الہام پورا ہوا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ قادیان لاہور کا ایک محلہ ہے۔

پیغام صلح

آپ کا آخری کام پیغام صلح کا لکھنا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک میں امن کا دور پیدا ہو۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد ہو۔ چنانچہ وہ لیکچر آپ کی وفات کے بعد تمام اقوام کے عظیم الشان مجمع پر یونیورسٹی ہال میں پڑھا گیا۔ اس میں ہندو مسلمانوں کو ایک دوسرے کے احساسات کی تعظیم کرنے کا ارشاد تھا۔ جیسے مسلمانوں کو ارشاد کیا کہ وید مقدس کو بحیثیت مجموعی خدا کا کلام تصور کریں۔ (کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہر ملک میں ہادی بھیجے) ویسے ہی ہندوؤں کو تلقین کی کہ وہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھ کر اس کی عزت کریں۔ مسلمانوں کو فرمایا کہ ان کے بزرگوں مثلاً حضرت کرشن جی مہاراج اور راجہ رام چندر جی مہاراج کی پیشوائے دین ہونے کی حیثیت میں تعظیم کریں۔ ہندوؤں کو فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول سمجھ کر ان کی عزت کریں اور اگر وہ سچے دل سے آنحضرت کی عزت کریں۔ اور قرآن مجید کو من جانب اللہ سمجھیں تو مسلمانوں کو فرمایا کہ اگرچہ گائے ان کے لئے حلال ہے۔ مگر ہندوؤں کی خاطر اس کے گوشت کا استعمال چھوڑ دیں۔ کیونکہ اس سے ہندوؤں کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ایسے ہی ہندوؤں کو فرمایا کہ جو چیز کہ مسلمانوں کے دل کو دکھ دے تم بھی اس کو ان کی خاطر چھوڑ دو اور اس طرح سے دونوں فریق اس ملک میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ عین اس لیکچر کے بعد اس پر عمل درآمد ہونے کی تجویز ہوئی تھی چنانچہ پنڈت رام بھجدت صاحب نے فرمایا تھا کہ ابھی اس پر عمل کیا جائے۔ مگر ایک مسلمان صاحب نے کہا کہ نہیں بعد میں دیکھا جائے گا۔ اس طرح اس وقت یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی۔ مگر اب اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں وقت ہے۔ اور خدا کے مامور کی یہ آخری کوشش رائیگاں نہیں جا سکتی۔ امید ہے کہ آپ ہی کے نصائح پر عمل کرنے سے ملک میں پھر امن کا دور دورہ ہوگا اور ایک دفعہ پھر اصل رنگ میں ہندو مسلم اتحاد کی رو چلے گی۔ والا پولیٹیکل مصالح پر صلح ہرگز قائم نہیں رہ سکتی اور جب تک دونوں جماعتوں کے دل صاف نہ ہوں صلح نہیں کہلا سکتی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بدامنی کو دور کرے۔ اور ملک میں صلح و آشتی کا پھر دور دورہ ہو۔ آمین

مسیح موعود کی صداقت پر زمانے کی شہادت

غور کرنے کے لئے دو باتیں

نہ معنی گر سنے ہوں لاتسبوا الدہر کے تم نے
تو اب سن لو کہ میں ہوں شان ربانی مجھے مانو

لوگ علی العموم مسائل مذہبی میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے کہ شریعت کا دارومدار انہی دو چیزوں پر ہے لیکن میں اس مضمون میں ان دونوں سے قطع نظر کرونگا۔ کیونکہ یہ میدان مدت سے سر ہو چکا ہے۔ خود حضرت اقدس نے اپنی زندگی میں ان مسائل پر سیر کن بحث کی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت میں حضرت مولوی نور الدین۔ حضرت مولوی محمد احسن۔ حضرت مولوی عبد الکریم۔ حضرت مولوی برہان الدین جیسے علامہ شامل ہوئے۔ جن کے علم وفضل کے سامنے مخالفوں کی گردنیں بھی جھک جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کی [illegible]

"مسیح موعود نمبر قرار دیا گیا ہے۔ اس قسم کے مضامین کی کمی نہ ہوگی۔

اس لئے میں صداقت مسیح موعود کے موضوع پر قرآن وحدیث کی بحث کو تو اپنے سے قابل تر اصحاب کے لئے اٹھا رکھتا ہوں اور خود اس مضمون میں صرف دو باتیں ایسی عرض کرونگا جن کا تعلق زمانہ کی تیار یا صحیفہ قدرت کے عجائبات سے ہے۔ اسی سے میں حضرت مسیح موعود کے دعوے کی صداقت کا استدلال کرونگا۔ کہ میری رائے میں یہ طریق استدلال کتابی استدلال سے کہیں زیادہ موثر، زیادہ اطمینان بخش اور زیادہ محکم ومضبوط ہے۔ کیونکہ یہ خدائے بزرگ وبرتر کی فعلی شہادت اور اس کے قول کی عملی تفسیر ہے۔ خود قرآن مجید نے بھی اس علم کلام کو جابجا استعمال کیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ الم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے سمیٹتے ہوئے آ رہے ہیں یہاں زمین کے حالات کو اپنی طرف منسوب کرتے اسلام کی صداقت کا استدلال کیا ہے۔ اسی طرح میں بھی اس مضمون میں نہایت اختصار سے حضرت مسیح موعود کے دعوے کے متعلق چند موٹی موٹی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جن کا تعلق قرآن وحدیث سے نہیں بلکہ محض زمانہ کے حالات وواقعات سے ہے اور اسی لئے میں اس کو زمانہ کی شہادت سے تعبیر کرتا ہوں۔

پہلی بات جو قابل غور ہے یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے پہلے مسیح ومہدی کی آمد آمد تھی۔ ہر ایک ملاں کی زبان پر تھا کہ مسیح ومہدی اب آنے والے ہیں۔ تیرہویں صدی کے اولیاء واقطاب نے چودھویں صدی کو مسیح کی آمد کا آخری زمانہ قرار دیا تھا چنانچہ بہت سے نیک دل لوگ دعائیں کرتے تھے کہ ہمیں چودھویں صدی کا زمانہ ملے اور ہم مسیح ومہدی کی صحبت سے بہرہ اندوز سعادت ہوں۔ یہ خواہش دلوں سے نکل کر زبانوں اور زبانوں سے نکل کر تحریروں میں بھی آ گئی۔ اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو نواب صدیق حسن خاں صاحب والی بھوپال نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف حجج الکرامہ میں بھی مسیح موعود کی آمد کی تاریخ چودھویں صدی ہی قرار دی ہے۔ اور خود نواب صاحب ممدوح بھی اس انتظار میں تھے کہ مسیح موعود کی زیارت سے مشرف اندوز ہوں۔ سید احمد صاحب بریلوی کی جماعت کے لوگ اپنے پیشوا کے الفاظ پر اعتماد کرتے ہوئے یہی یقین کرتے تھے کہ مسیح ومہدی کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا چنانچہ اس جماعت کے ایک نہایت مشہور بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مہدی پیدا ہو گئے ہیں لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔ مسجدوں کے ملاں آٹھویں دن جمعہ کے خطبہ میں اپنے سامعین کو یہی خوشخبری سنایا کرتے تھے کہ بس اب امام مہدی ظاہر ہونے والے ہیں اور اسلام کے دن پھرنے والے ہیں۔ مسیحی دنیا بھی مسیح کی آمد ثانی کے انتظار میں دن گن رہی تھی۔ غرض کوئی زبان نہ تھی جس پر مسیح کی آمد کا ذکر نہ تھا۔ کوئی سر نہ تھا جس میں یہ خیال سمایا ہوا نہ تھا۔ کوئی دل نہ تھا جس میں امام مہدی کی زیارت کی امنگ [illegible] نہ تھی۔

لیکن آج کیا حالت ہے؟ نہ حضرت مہدی کی آمد کا انتظار ہے نہ ان کی ملاقات کا کوئی جذبۂ شوق۔ ہمارے دوست خواجہ حسن نظامی اپنے چٹکلوں سے لوگوں کو بہلایا کرتے ہیں۔ انہوں نے چند سال ہوئے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ حضرت مہدی پیدا ہو گئے ہیں۔ [illegible] میں ظاہر ہوں گے۔ ۲۶ گزرا تو انہوں نے کہہ دیا کہ ۲۷ میں ظاہر ہونگے اس کے بعد غالباً آخری تاریخ چالیس تھی۔ جو مدت ہوئی گزر گئی۔ اب خواجہ صاحب بھی خاموش ہیں۔ اور بظاہر اپنے کئے پر پشیمان اور آئندہ کے لئے مایوس

خیر یہ تو محض ایک جملہ معترضہ تھا جو بیچ میں آ گیا۔ اصل سوال یہ ہے کہ وہ مسلمان جو حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے پہلے مسیح ومہدی کی آمد کے لئے چشم براہ تھے۔ اب کیوں منتظر نہیں؟ حالانکہ اگر کسی مسیح کو آسمان سے آنا ہے۔ تو اس کے انتظار کا اور میں کہونگا کہ اس کے آنے کا موزوں ترین وقت یہی ہے۔ ایک شخص نعوذ باللہ محض افترا کر کے مسیح موعود کی مسند پر متمکن ہو گیا۔ لاکھوں انسانوں نے اسے تسلیم بھی کر لیا وہ اپنا کام کر کے خدا سے بھی جا ملا۔ اس کی جماعت بھی اطراف واکناف عالم میں پھیل گئی۔ اور روز بروز پھیلتی جاتی ہے۔ مگر مسیح ہے کہ آسمان کی بلندیوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اور ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ نہ خدا سے دعا کرتا ہے۔ کہ الٰہی مجھے دنیا میں جلد بھیج [illegible]

پر اٹھا رکھا ہے۔ اور نعوذ باللہ "مسیح و ذریت" نے دنیا میں تہلکہ مچا رکھا ہے۔ پھر اس سب پر یہ غضب ہوا کہ امت مرحومہ کے جبہ پوش اور عمامہ پوش اجارہ دار آمد مسیح کے منتظر نہیں ہیں نہ اس کے متعلق خود دعا کرتے ہیں۔ نہ لوگوں سے دعا کراتے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے ان ہی لوگوں نے مسیح کی آمد کے غلغلہ سے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا لیکن اب وہی مولوی صاحبان ہیں کہ مسیح کی آمد کا انتظار رہے نہ ذکر آہ! کوئی سوچے۔ الاسف ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے پہلے تو مسیح کی آمد کے لئے وہ گرما گرمی اور اب یہ زمہریری سرد مہری کہ ذکر تک بھی نہیں۔

وہ شوق انتظار کی باتیں کدھر گئیں
اب ہم کو انتظار ہے اس انتظار کا

کیا اس سے یہ صاف نتیجہ نہیں نکلتا کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے پہلے خدائے بزرگ وبرتر کی حکمت بالغہ نے مسیح ومہدی کے متعلق ایک عام جذبہ شوق وانتظار پیدا کر دیا تھا۔ تاکہ طبیعتیں آپ کی قبولیت کے لئے مستعد ہو جائیں۔ لیکن جب آنے والا آ چکا اور رخصت بھی ہو گیا۔ تو مشیت ایزدی نے چاہا کہ مسیح ومہدی کا انتظار لوگوں کے دلوں سے محو کر دیا جائے۔ کہ اب وہ تحصیل حاصل ہے اور جو لوگ آپ کے حلقہ ارادت وعقیدت میں داخل نہیں ہوئے ان کا صحیح علاج یہی ہے کہ انہیں عالم یاس میں چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ مایوس ہو کر پھر اسی چشمہ ہدایت کی طرف رجوع کریں جس کو انہوں نے اپنی بے علمی یا کج روی سے ٹھکرا دیا تھا۔ جو لوگ سوچنے کی عادت رکھتے ہیں۔ وہ خدا کے لئے اس نکتہ پر غور کریں کہ زمانہ کی رفتار کیسی حکیمانہ واقع ہوئی ہے۔ جب مسیح کی آمد کے انتظار کی ضرورت تھی تو دلوں میں اس انتظار وشوق کا طوفان پیدا کر دیا۔ اور جب مایوسی اور عدم انتظار کی ضرورت پیدا ہوئی تو پھر یہی کیفیت پیدا کر دی۔ کیا حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ میں یہ بات تھی کہ وہ زمانہ میں اس قسم کا عالمگیر انقلاب اپنی مرضی کے مطابق اور اپنے دعاوی کی تائید میں پیدا کر دیں۔ یا یہ سب کچھ خدائے بزرگ وبرتر کے قبضہ قدرت میں ہے؟

فتدبروا واشهد الله لالی ٥

دوسری بات جو قابل غور ہے یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ آپ مسیحی اقوام میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نور پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اب اس دعوے کو واقعات کی محک پر پرکھئے۔ تو معلوم ہوگا کہ جس وقت یہ بات کہی گئی اس کے لئے کوئی سامان نہ تھا ایک گوشہ نشین بزرگ چھوٹے سے گاؤں کا رہنے والا کہتا ہے۔ کہ میرے ذریعہ سے اقوام مغرب میں اسلام پھیلے گا۔ مگر نہ وہ خود مغرب کی کوئی زبان جانتا ہے۔ نہ اس کے پاس کوئی ایسے ذرائع ووسائل ہیں۔ جن سے وہ اقوام یورپ کو مسلمان کرنا تو درکنار۔ ان میں اسلام کی آواز ہی پہنچا سکے مٹھی بھر لوگ جو اس وقت اس کے ساتھ ہیں سب کے سب پرانے زمانہ کے بزرگ ہیں جن سے یہ توقع ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ یورپ میں جا کر اس خواہش کو پورا کر سکیں گے دوسری طرف یورپ کی قومیں نشہ حکومت میں سرشار ہیں۔ ان کے لئے کلمۂ حق سننا اتنا ہی مشکل ہے جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے گزرنا۔ ایسے حالات میں کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یورپ میں اسلام پھیلے گا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب ایک طرف مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف اس انوکھی، نرالی اور ان ہونی بات کو اپنی بعثت کی غرض اولیٰ قرار دیتے ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ اس پر ایک عرصہ دراز گزر جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ نئی روشنی کے لوگ آپ کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ مغربی علوم میں اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگریاں حاصل کر کے آپ کے آستانہ کی عقیدت وارادت پر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ آپ سے علوم الہیہ کا اکتساب کرتے ہیں۔ اور خود سیراب ہو کر مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے نکل پڑتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر خدا کے فضل سے وہ اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب ہوتے ہیں۔ سینکڑوں گورے چٹے نفوس جو حکومت کے تبختر میں ساری دنیا کو اپنا غلام سمجھتے ہیں خود اسلام کے غلام بن جاتے ہیں۔

تصنیفات مسیح زماں مہدی دوراں امام الوقت مجدد صدی چہاردہم حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ تصنیفات جلد اول

یہ جلد براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔ قیمت بجلد ۱۲ مجلد ہے۔

سلسلہ تصنیفات جلد دوم

سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق ایک عیسائی کے تین سوال کا جواب

قیمت مکمل بجلد ۶، مجلد ۷

سلسلہ تصنیفات جلد سوم

یہ کتاب بھی ذیل کی تین کتابوں پر مشتمل ہے۔ فتح اسلام توضیح المرام۔ ازالہ اوہام۔ قیمت مکمل بجلد مجلد ہے

سلسلہ تصنیفات جلد چہارم

یہ جلد ذیل کی چار کتابوں پر مشتمل ہے۔ الحق مباحثہ لدھیانہ الحق مباحثہ دہلی۔ آسمانی فیصلہ۔ نشان آسمانی۔

قیمت مکمل بے جلد ۷ مجلد ہے

سلسلہ تصنیفات جلد پنجم

یہ جلد ذیل کی پانچ کتابوں پر مشتمل ہے۔ آئینہ کمالات اسلام برکات الدعا۔ جنگ مقدس تحفہ الاسلام سچائی کا اظہار۔ قیمت مکمل بجلد۔ مجلد علیعہ ہے

سلسلہ تصنیفات جلد ششم

یہ جلد حضرت مسیح موعود کی عربی اصانیف پر مشتمل ہے جس میں ذیل کی کتابیں ہیں۔ تحفہ بغداد ۴ر کرامات الصادقین حمامۃ البشریٰ نور الحق حصہ اول حصہ دوم

قیمت مکمل بجلد ہے مجلد للعہ

ملفوظات احمدیہ حصہ اول

اس میں مسائل دینیہ پر نہایت عمدگی سے روشنی ڈالی گئی ہے اور بڑے بڑے مسائل کو سلیس زبان میں سمجھایا گیا ہے قیمت بے جلد صرف ۱۲ مجلد ہے

ملفوظات احمدیہ حصہ دوم

حضرت صاحب کی تقاریر کا مجموعہ قیمت صرف ۱۲

اسلامی اصول کی فلاسفی

اس میں مذہبی مسائل پر مختلف نقطۂ خیال سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا مطالعہ ہر ایک مسلمان کو کرنا ضروری ہے قیمت صرف ۱۲ر

عصمت انبیا

قرآن کریم سے انبیا علیہم السلام کی عصمت کو ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۵ر

غلامی

غلاموں اور لونڈیوں کے بارہ میں وہ اصول جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ان سے ثابت کیا ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات صداقت سے خالی ہیں قیمت صرف ۴ر

کلیات نور الدین

جس میں ذیل کی کتب ہیں ردتناسخ۔ الخطاب دو حصہ ۳ر ابطال الوہیت مسیح ۳ر نور الدین ۱۲ر

مکمل کی قیمت ہے بجلد ۱۲ر

الوصیت

اس میں حضرت امام علیہ السلام نے اپنی وصیت درج فرمائی ہے جو آپ نے حسب منشائے الٰہی اپنی وفات سے پہلے لکھ کر شائع کی

درثمین

اس میں حضرت مسیح کی تمام اردو۔ فارسی نظموں کو جو الگ الگ شائع ہوئی ہیں یک جا جمع کیا گیا ہے۔ اردو بجلد ۱۲ر مجلد ۹ر۔ فارسی ۶ر بجلد ۹ر مکمل مجلد عہ

تصنیفات حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

بیان القرآن

مصنفہ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ اس بے نظیر تفسیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے ممیز کرتی ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا۔
(۲) لغات قرآن کریم کی پوری تشریح کی گئی ہے جس کے لئے امام راغب۔ تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی ہے۔
(۳) ہر ایک سورۃ کے شروع میں اس کے تمام رکوع کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ اور اس صورت کے نام میں جو حکمت ہے اسے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو۔ اور جو لوگ زبان اردو لکھ پڑھ سکیں وہ اس کی مدد سے درس دے سکیں اس لئے ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط بین السطور ترجمہ اور نیچے تفسیر۔ کاغذ اعلیٰ قسم جلد نہایت خوبصورت اور مضبوط پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغرے تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد کی قیمت للعہ اور محصولڈاک عہ۔ دوسری جلد قیمت للعہ محصولڈاک عہ تیسری جلد قیمت للعہ محصولڈاک عہ مکمل رعایتی قیمت صہ علاوہ محصول ڈاک۔

سیرت خیر البشر

اس بے نظیر تصنیف میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ زمانہ بچپن سے لے کر آخر عمر تک کے حالات درج ہیں۔ تاکہ بنی نوع انسان کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص روزانہ عملی زندگی کے مختلف شعبوں میں مشعل راہ ہو۔

قیمت بے جلد صرف عہ مجلد ۱۲ر

تاریخ خلافت راشدہ

اس کتاب میں واقعات کے رنگ میں حضرت ممدوح نے ثابت کیا ہے کہ خلفائے راشدین کا زمانہ بھی دراصل زمانہ نبوی کا نتیجہ ہے۔ بہت سے اعتراضات جو غیر مسلم ناواقفیت یا تعصب کی وجہ سے اسلامی فتوحات پر کرتے ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت بجلد عہ مجلد عہ

نکات القرآن

جس میں زمانہ حال کی ضروریات اور غیر مذاہب والوں کے اعتراضات پر جو وہ قرآن کریم پر کیا کرتے ہیں نوٹ لکھے ہیں۔ قیمت حصہ سوئم ۱۰ر چہارم ۹ر

حدوث مادہ

ایک آریہ صاحب سے مباحثہ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ حادث ہے۔ قیمت ۵ر

مسیح موعود

مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن شریف

آیت اللہ

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے حضرت مسیح موعود سے مقابلہ کرنے سے فرار کا مفصل ذکر کیا گیا ہے قیمت ۴ر

شناخت مامورین

جس میں مامورین الٰہی کی شناخت اور انہیں پرکھنے کے نشانات بالوضاحت درج کئے گئے ہیں قیمت ۳ر

احمد مجتبےٰ

میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی کہ احمد رسول اللہ کا نام نہ تھا۔ تردید کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر

حقیقت المسیح

ایک عیسائی کے چند سوالوں کے جواب از روئے قرآن کریم و انجیل مفصل طور پر دیئے گئے ہیں قیمت ۳ر

مرآۃ الحقیقت

جس میں محمودی مغالطہ اندازیوں اور اصل عقائد کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے۔ قیمت ۵ر

مقام حدیث

یہ تازہ تصنیف نہایت ہی قابل دید کتاب ہے۔ اس میں علاوہ حفاظت حدیث کے جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بحث ہے۔ کتاب ۱۳۰ صفحات کی ہے اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

انگریزی کتب

تصنیفات حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

ترجمۃ القرآن انگریزی

انگریزی زبان میں ترجمہ تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ لکھائی۔ چھپائی نہایت عمدہ انگلستان و ہندوستان کے مشہور اہل قلم نے اس ترجمہ کے متعلق عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے۔ یہ ترجمہ ولایت میں تین ایڈیشنوں میں چھپایا گیا ہے۔

قسم اول انڈیا پیپر نہایت خوبصورت لچکدار جلد چمڑا قیمت صرف صہ۔ قسم دوم۔ انڈیا پیپر نہایت خوبصورت لچکدار جلد قیمت صہ۔ قسم سوم موٹا مضبوط جلد ولایتی کاغذ قیمت صہ۔ خرچ محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ عہ

محمد دی پرافٹ

سیرت خیر البشر کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ہے

- محمد اینڈ کرائسٹ۔ مجلد عہ بجلد عہ
- ٹیچنگ آف اسلام۔ مجلد عہ بجلد ۲ر
- اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی ۲ر
- احمدیہ موومنٹ پہلا حصہ قیمت ۵ر
- دوسرا حصہ 〃 ۵ر
- تیسرا حصہ 〃 ۵ر
- چوتھا حصہ 〃 ۱۵ر

مکمل چاروں حصے قیمت عہ

ارلی کاسل آف اسلام مصنفہ مولانا مولوی صدر الدین صاحب۔ قیمت صرف ۸ر

النبوۃ فی الاسلام انگریزی قیمت صرف ۶ر

اس کے علاوہ ہر قسم کی مذہبی کتابیں ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں

پتہ [illegible]

مفت

مندرجہ ذیل ٹریکٹ مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو وہ ذیل کے پتے سے طلب فرما سکتے ہیں۔

(۱) دعوت عمل۔
(۲) مسیح موعود و ختم نبوت۔
(۳) عیسویت کا آخری سہارا
(۴) کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں؟
(۵) شرک کا بھنڈار
(۶) آریہ سماج اور مہاتما گاندھی۔
(۷) مرزا غلام احمد دی مین (انگریزی)
(۸) احمدیہ موومنٹ (انگریزی)
(۹) استفتاء لاثانی۔
(۱۰) اہل قادیان سے چند ضروری مطالبات۔

پتہ یہ ہے
اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضرورت نکاح

بعض شریف خاندان برسر روزگار نوجوانوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے۔ جن احباب کی صاحبزادیاں قابل نکاح ہوں وہ براہ مہربانی جلد سے جلد اطلاع دیں۔

(۲) مسلمانوں میں عام طور پر نکاح بیوگان مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خصوصیت سے توجہ کریں اور جہاں کہیں ان کے حلقہ میں کوئی بیوہ قابل نکاح موجود ہو تو اس کے لئے مناسب انتظام کرنے میں ہم ہر طرح سے مدد دے سکیں گے

فارم درخواست نکاح اطلاع آنے پر بھیج دی جائیں گی۔

خاکسار اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خریداران پیغام صلح

ہم نے اعلان کیا تھا کہ ہم اگست کے پرچہ میں ان احباب کے نام شایع کئے جائیں گے جن کے ذمہ اخبار کا چندہ باقی ہے۔ لیکن اب بعض احباب کی درخواست پر ۱۰ اگست تک اس تاریخ کو بڑھا دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ احباب اس مدت

لاولد عورتوں اور مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر تازہ ایجاد یعنی "دوائی خوش کیف"

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود نا ولد ہیں یا آپ کی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں۔ اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں یا صرف ایک دو بچہ یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولد ختم ہو گیا ہے تو آج ہی اس دوا کو طلب کر کے فائدہ اٹھایئے جسکو ۱۲ یوم دو مرتبہ کے استعمال سے اگر چھ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت معہ ڈاک روپے خرچ کے واپس کر لو۔ حالت حمل میں درد زہ کی تکلیف نہیں ہوتی نیز کثرت ایام ماہواری میں بے حد مفید ہے۔ (نوٹ) ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے طلب نہ کی جائے۔ قیمت ہے (ساڑھے تین روپے)

اکسیر ذیابطیس جلد جلد پیشاب کا آنا۔ پیاس کا زیادہ معلوم ہونا۔ شکر یا چربی کا خارج ہونا۔ گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا۔ بدن کا تحلیل ہونا۔ خشکی کا زیادہ ہونا وغیرہ اس دوا سے بالکل تکالیف دور ہو جاتی ہیں۔ گردوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کو استعمال کیجئے۔ قیمت ۱۲ محصول ہر دوا بذمہ خریدار۔

ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا (یوپی)

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

اہل ولایت نے جہاں اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کی ہیں وہاں کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں بھی اس قدر نفیس بنائی ہیں کہ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ چوڑیاں خاص قسم کی بنائی گئی ہیں۔ اس پر نہایت عمدہ بیل بوٹوں کا کام کیا ہوا ہے۔ گوری گوری نازک کلائیوں میں اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کے دل بیچین ہو جاتے ہیں۔ ان پر ملمع نہیں ہے کاٹ لو۔ کسوٹی پر لگا لو۔ رنگ تبدیل نہ ہوگا۔ کالی نہیں ہوتیں۔ زنگ نہیں لگتا۔ پانچ سو روپے کی چوڑیاں خوبصورتی میں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بنگال اور دکن کے رئیس طبقہ کی عورتوں نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ قیمت فی سٹ بارہ روپے معہ محصول چھ سٹ کے خریدار کو ایک مفت

یونانی دوائی خانہ ڈوری بازار متھرا (یوپی)

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں تجربہ کار سنار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتا ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے تاب ہو جاتے ہیں ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے نایاب تحفہ ہے ناپسند ہو تو قیمت واپس فی انگوٹھی عہ چار کے خریدار کو ایک مفت ناپ ضرور بھیجے۔

جرمنی تحفہ

کیمیکل گولڈ سونے کے گوشوارے

یہ کانوں کے پہننے کے نہایت خوبصورت بندے ہیں ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے ہیرے لگا دیئے رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چوطرف ستارے قربان ہو رہے ہیں۔ قیمت عہ

کیمیکل گولڈ قمیص کے خوبصورت بٹن

یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں۔ جو بہت خوبصورت ہیں۔ ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں نایاب تحفہ ہے۔ قیمت فی سٹ عہ علاوہ محصول ڈاک چار کے خریدار کو ایک مفت۔

ایس اے اصغر اینڈ کو مٹیا محل دہلی

مشنری و زراعتی سامان و آلات

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین آہنی رہٹ (ہرنٹ) زراعتی فارم کے نمونہ کے آہنی ہل۔ خراس۔ بیلنہ جات۔ چاول۔ سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں وغیرہ منگوانے کے لئے ہماری بالتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ پنجاب

نایاب تحفہ

جناب مرزا انور بیگ صاحب بی۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ سی پروفیسر کیمسٹری اسلامیہ کالج پشاور تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے بذریعہ کیمسٹری اکسیر شباب گولیوں کا جو شاہ اینڈ کو لاہور نے تیار کی ہیں۔ معائنہ کیا ہے۔ اور میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ گولیاں سونا۔ فولاد۔ ڈامیانہ اور بہت سی ایسی قیمتی ادویات کا مرکب ہیں۔ ریویو۔ اخبار گورو گھنٹال لاہور مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۶ء جن لوگوں کو کسی قسم کی جسمانی کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ دوا اکسیر بلکہ بے نظیر ہے۔ ریویو۔ اخبار "نیر اعظم" مراد آباد یوپی۔ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۲۶ء پنجاب کے مشہور کارخانہ شاہ اینڈ کو رجسٹرڈ نے اکسیر شباب گولیاں اور روغن طلائے شباب۔ یہ دو چیزیں ایسی ایجاد کی ہیں۔ جن سے تمام اعضائے رئیسہ کو بے حد قوت پہنچتی ہے۔ باہ میں کسی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ اس کے واسطے یہ چیزیں اکسیر ہیں۔ نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہیں۔ دونوں چیزوں کا ساتھ ساتھ استعمال کرنا بہت مفید ہے کسی قسم کی سوزش یا آبلہ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ جو صاحب اپنی جوانی کی امنگوں میں اپنی قوت کو زائل کر چکے ہوں۔ ان کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ قیمت اکسیر شباب ۴۰ گولیاں بیس یوم کے لئے پانچ روپے۔ معہ طلائے شباب ہے۔ نمونہ مکمل بکس سات یوم کے لئے ۲ء/۸ ہے۔ پتہ

شاہ اینڈ کو بھاٹی گیٹ لاہور

اکسیر ظہیر

اکسیر ظہیر ۱ اس کے چند روزہ کے استعمال سے خونی امراض کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دوائی خصوصیت سے انتہائی درجہ کی مصفا خون ہے۔ حد درجہ کی ہاضم ہے۔ بھوک بہت لگاتی ہے۔ نزلہ اور زکام کا بالکل استیصال کر دیتی ہے۔ قبض کی شکایت بالکل دور کر دیتی ہے۔ ہر قسم کی بواسیر کو نفع عظیم بخشتی ہے۔ مثانہ اور گردہ کی شکایات نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ آنکھوں کے ککرے دور ہو جاتے ہیں۔ بینائی تیز ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص جسے سفید بال آنے شروع ہو گئے ہوں متواتر تین ماہ اس کا استعمال کرے۔ تو انشاء اللہ بال سفید ہونے رک جائیں گے۔ جس کے بال کمزور اور زرد رنگ یا بھورے ہو گئے ہوں۔ یا ریشہ کی وجہ سے گر رہے ہوں۔ ان کو یہ دوائی یقینی فائدہ کرتی ہے۔ آلات تنفس کی بیماریاں خصوصیت سے دور کرتی اور اوجاع مفاصل اور ریاحی درد کو بھی فائدہ بخشتی ہے۔ قیمت ایک اونس سفوف ۱۱ر خوراک ایک ماشہ روزانہ

اکسیر ظہیر ۲ یہ ایک عرق ہے۔ جو بہت کڑوا ہے۔ لیکن بوڑھوں اور عصبی امراض والے کمزوروں کے لئے آب حیات ہے۔ جن لوگوں کی قوت مردی ناکارہ ہو چکی ہو ان کے لئے اس سے بہتر دوائی شاید ہی کہیں اور ہو۔ فوق کل ذی علم علیم۔ قیمت فی اونس ۱۱ر۔ خوراک پندرہ قطرہ روزانہ پانی میں یا ملائی میں ملا کر۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔

المشتہر

محمد الدین گرداور نمبر ۳ اروپ ضلع گوجرانوالہ

لودیانہ کے مشہور تحفے

ہمارے کارخانے میں اول درجہ کا کپڑا تیار ہوتا ہے۔ جلد منگوایئے۔ ریشمی رومال فی درجن تین روپے۔ ریشمی آزار بند زرد فی درجن تین روپے۔ ریشمی مشہدی لونگی رنگ سیاہ کنارے نہ ہی خوبصورت اور عمدہ چھ گز لمبی فی لونگی چار روپے دو آنے۔ تولیہ پورے پلنگ کا امیرانہ وضع کا نہایت ہی خوشنما اور مضبوط فی تولیہ ۲ روپے۔ جائے نماز پھولدار فی جائے نماز ڈیڑھ روپیہ۔ ریشمی صافہ سفید قیمت میں کم ہیں۔ پہننے میں نہایت ہی مضبوط ہیں۔ خوبصورت اعلے درجے کے ہیں۔ ہمارے گاہکوں نے یہ صافے حد سے زیادہ پسند کئے ہیں۔ ریشمی صافہ سفید جھالردار سات گز لمبائی صافہ چھ روپے آٹھ گز لمبائی صافہ چھ روپے بارہ آنے۔ نو گز لمبائی صافہ سات روپے آٹھ آنے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی لودیانہ (پنجاب)

کشمیر کی تازہ خوشخبری

اس سال دفاتر دربار کشمیر نہ آنے کے سبب وہ دوہری لوئیاں جو دس سال پہنکر پھر اصلی قیمت کا پٹو بن جاتی ہیں۔ درجہ اول بجائے بیس روپیہ کے پندرہ روپیہ میں اور درجہ دوم بجائے پندرہ روپیہ کے دس روپیہ میں اور ۸ گز تھان پٹو چارخانہ جس میں سوٹ تیار ہوتا ہے۔ درجہ اول بجائے بارہ روپیہ کے نو روپیہ میں اور درجہ دوم بجائے دس روپیہ کے سات روپیہ میں فروخت ہو رہے ہیں۔ تین ماہ بعد پوری قیمت ہو جائیگی۔ آج ڈیوڑھا فائدہ ہے۔ زعفران گل بنفشہ۔ زیرہ خالص خضاب کشمیری دیگر ہر قسم کا مال رعایت سے روانہ ہوتا ہے۔ ملنے کا پتہ

اپنے احمدیوں کا صادق خادم غلام محمد مینیجر خادم ایجنسی سوپور کشمیر

کشتہ آتشک اور دمہ کا واحد دشمن کشتہ

اس نادر الوجود دوا سے ہر دو امراض میں مثل تریاق پہلی ہی خوراک سے بسا اوقات اتنا فائدہ شروع ہو جاتا ہے جو دیگر ادویہ سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں۔ دقت تنفس اور بلغم نکلنے میں آسانی تو انائی اس قدر کہ ورزش کیجئے۔ وزن اٹھایئے۔ دوڑیئے مگر سانس نہ پھولے گی۔ آتشک کو دو ہفتوں میں بالکل صاف کر دیتی ہے۔ ۲ر کے ٹکٹ میں نمونہ منگا کر آزما لیجئے مفید ثابت ہو تو خریدیئے تاکہ آپ بے جا صرفہ سے بچیں۔ اور میں دھوکے بازی کے الزام سے۔ قیمت۔ چالیس خوراک کے تین روپے معہ محصول حدود ہندمیں۔ فرمائش کے ساتھ ۶ر کے ٹکٹ۔ حیدر آباد دکن سے پوری قیمت اور ممالک غیر سے قیمت معہ محصول ڈاک عہ پیشگی آنا چاہئے۔ جواب طلب امور کیلئے ۲ر کا ٹکٹ بھیجئے۔ اخبار کا حوالہ بھی دیجئے۔

المشتہر

ڈاکٹر خورشید علی خاں بنیا پارک بنارس

نادلسٹوں کے بادشاہ رینالڈس کا لاجواب دبے نظیر ناول

مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ

وہی سنسنی پیدا کرنیوالا ناول جس کی دھوم آپ بچپن سے سنتے آئے ہیں

یہ وہی عجیب اور پراسرار کتاب ہے جس میں ولایت کے امیر طبقہ کے پوست کندہ حالات درج ہیں جن کو مصنف نے بڑی بے خوفی سے ہر بات کو اصلی رنگ میں دکھایا ہے جس کو پڑھ کر بدن پھڑک اٹھتا۔ خون جوش مارتا اور حیرت سے منہ کھلا رہ جاتا ہے اور جس کو انسان بار بار پڑھ کر بھی سیر نہیں ہوتا۔ اردو ترجمہ مکمل ۱۰ جلد۔ قیمت ۵ (ساڑھے تیرہ روپیہ) محصولڈاک معاف۔ جداجدا حصہ اول ۱ر۸ باقی ہر ایک ۱۲ر محصولڈاک علاوہ

لال برادرس تاجران کتب ہارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

IN URDU

بیان القرآن یعنی اردو ترجمہ و تفسیر القرآن
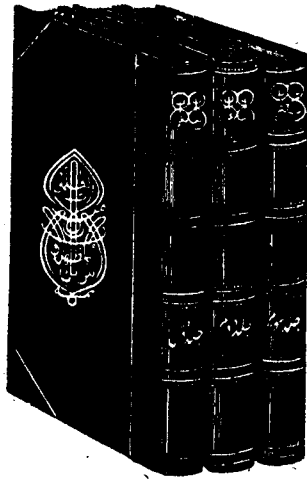
IN ENGLISH

انگریزی ترجمۃ القرآن

SECOND EDITION OF THE HOLY QUR-AN

مصنفہ مولانا محمد علی صاحب ایم اے

امیر جماعت احمدیہ لاہور
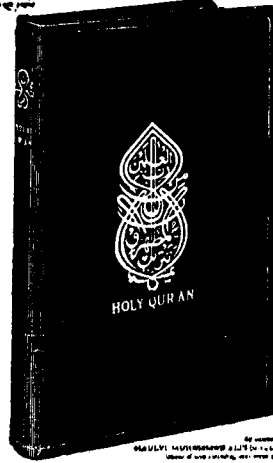
English and Urdu Translations of the Holy Quran

— WITH —

Exhaustive footnotes and commentary

—BY—

MAULANA MUHAMMAD ALI, M.A.,

President, Ahmadiya Anjuman-i-Ishaat-i-Islam, Lahore.

جماعت احمدیہ لاہور کے رسائل و اخبارات
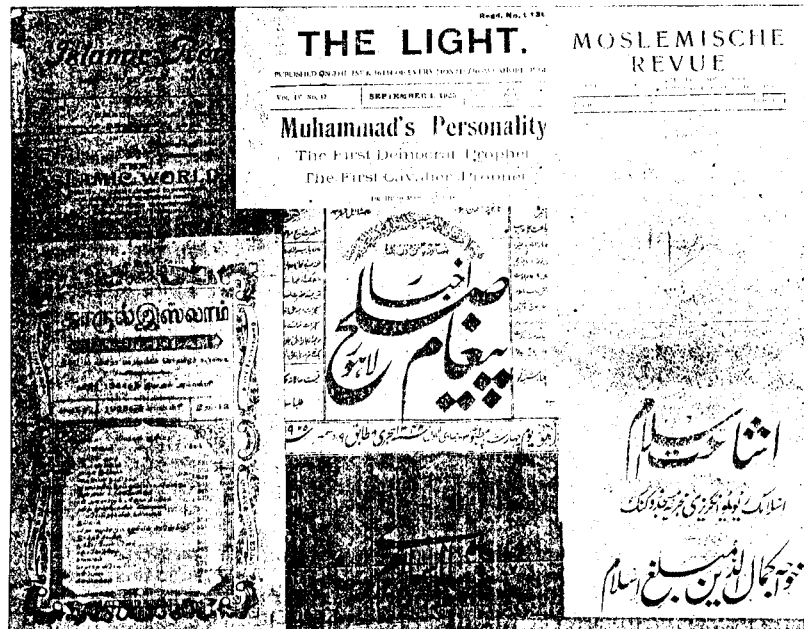
Magazines published by the Lahore section of the Ahmadiya Community
to disseminate the Light of Islam.

عاشقانِ حدیث کو مژدہ

صحیح بخاری کا ترجمہ اور نوٹ

حدیث میں علم دین کا سیرت نبوی کا اور تاریخ اسلام کا بڑا بھاری حصہ ہے اور حدیث کی کتابوں میں صحیح بخاری کا مرتبہ سب پر فائق ہے۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ کا ایک عرصہ سے خیال تھا کہ صحیح بخاری کا ترجمہ اور تشریحی نوٹ لکھے جائیں مگر قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر اور پھر بیان القرآن یعنی اردو ترجمۃ القرآن اور تفسیر کی مصروفیت کی وجہ سے اب تک اس طرف توجہ نہ کرسکے۔ اس کے علاوہ صحیح بخاری کے ترجمہ اور حواشی میں سب سے بڑی روک اس کا حجم ہے جو اکثر احادیث کے بار بار لانے کی وجہ سے بہت بڑھ گیا ہے۔ اور نہ صرف یہ ترجمہ کے لئے بلکہ صحیح بخاری کے پڑھنے میں بھی یہ روک ہے اسی روک کو دور کرنے کے لئے علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے صحیح بخاری کی ایک تجرید لکھی جس کا آج کل اُردو میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے اس میں مکرر احادیث کو حذف کر دیا گیا ہے اس لئے مع ترجمہ و فہرست مضامین وغیرہ یہ کوئی ساڑھے نو سو صفحات کی کتاب ہے لیکن مکرر احادیث کے اس طرح حذف کرنے میں جو بڑا بھاری نقص پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو تجرید کا پڑھنے والا امام بخاری کی فقاہت سے محروم ہو جاتا ہے اور دوسرے مکرر احادیث میں جو اختلاف لفظی ہے جس سے بعض وقت بڑے مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ پڑھنے والے کے سامنے نہیں آتا۔ امام بخاری عموماً حدیث کو مکرر کسی علیحدہ مسئلہ کے اخذ کرنے کے لئے لاتے ہیں۔ اس لئے ایک ایک حدیث بعض وقت سات سات آٹھ آٹھ علیحدہ بابوں میں آتی ہے۔ اور ہر الگ باب میں اس حدیث سے کسی علیحدہ مسئلہ کا استنباط کیا گیا ہے۔ امام بخاری کے یہ استنباطات فقہ میں بڑا بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور مکرر احادیث کو قطعی طور پر حذف کر دینے سے صحیح بخاری کے پڑھنے والا آپ کی اس اعلیٰ درجہ کی فقاہت سے محروم رہ جاتا ہے۔ پس اگر تجرید کی جائے تو امام بخاری کی فقاہت سے اور پھر تکرار میں اختلاف لفظی کے فوائد سے کتاب خالی ہو جائے گی اور اگر تجرید نہ کی جائے تو کتاب کی طوالت اس کی وسیع اشاعت میں اور اس سے فائدہ اٹھانے میں روک رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہ مشکل حل ہو گئی اور حضرت مولانا موصوف نے ایک ایسی درمیانی راہ نکالی جس سے تکرار حدیث بھی نہ رہا اور امام بخاری کی فقاہت سے بھی محرومی نہ رہی۔ اور اختلاف لفظی بھی ... سے مفید نتائج حاصل ہو سکتے ہیں زیادہ واضح ہو کر سامنے آ گیا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جملہ ابواب کو اور ترتیب بخاری کو اپنی اصلی صورت پر قائم رکھا گیا ہے۔ اور ہر حدیث کو ایک نمبر دیا گیا اور جب اسی باب یا کسی دوسرے باب میں وہ حدیث مکرر آتی ہے تو بجائے اس حدیث کو وہاں پر دینے کے اس نمبر کا حوالہ دیدیا گیا ہے جس پر وہ حدیث پہلے گذر چکی ہے پھر اگر مکرر روایت میں کوئی کلمہ کم و بیش ہو یا اختلاف لفظی زیادہ ہو تو نوٹ دے کر حاشیہ میں اس کمی بیشی یا اختلاف لفظی کو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ یوں مکررات کے متن کتاب میں نہ آنے کے باوجود نہ صرف ترتیب بخاری قائم رہی بلکہ جملہ ابواب بھی اس طرح قائم رہے اور امام بخاری کی فقاہت سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اس ترتیب سے کتاب کا حجم قریباً نصف یا اس سے بھی کم رہ جائے گا اور پڑھنے والے کے لئے بہت زیادہ سہولت ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں بخاری کی اصلیت کو قائم رکھنے کے لئے مولانا نے مقطوع یا معلق حدیثوں کو بھی لے لیا ہے اور اخبار صحابہ یا ان کے اقوال یا تابعین کے اقوال و اخبار کو بھی لے لیا ہے تاکہ جو کچھ امام بخاری نے اپنی صحیح میں پیش کیا ہو اس سے پڑھنے والا محروم نہ ہو۔ نوٹوں کے متعلق زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں جن اصحاب نے بیان القرآن کا مطالعہ کیا ہو وہ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مختصراً اس قدر کافی ہے کہ اگر کسی حدیث کو خلاف قرآن شریف پایا ہے تو اولاً اس کی ایسی تاویل کرنے کی کوشش کی ہے جو اسے قرآن کریم کے ماتحت یا اس کے مطابق کر دے اور ایسی تاویل نہ ملنے کی صورت میں حدیث کو یا اس کے خاص حصہ کو رد کرنے کے قابل سمجھا ہے۔ ایسا ہی اگر حدیث کی کوئی ایسی تاویل ہو سکتی ہے جو اسے عام تجربہ انسانی یا تاریخ صحابہ کے مطابق کر دے تو اسی تاویل کو ترجیح دی ہے حدیث کے حدیث کے ساتھ اختلاف میں کثرت یا مضبوطی شہادت کو زیادہ وقعت دی ہے۔ حواشی میں ... یا ایسے اعتراضات کو جو اعدائے اسلام کرتے ہیں یا ان اعتراضات کو جو ... کی وجہ سے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں مدنظر رکھا ہے۔ یہ ترجمہ اور حواشی ... پندرہ سو صفحات کے اندر اندر ختم ہو جائیں گے کتاب کے آخر احادیث کے خلاصہ مضامین کے علاوہ جو فہرست مضامین کے رنگ میں ہوگا ایک انڈکس بھی ہوگا جس سے کسی مضمون کی حدیث کا پتہ فوراً لگ سکے کہ کس کس مقام پر آئی ہے کتاب ایک ایک سو صفحات کے حصص میں شائع ہوگی۔ اور ہر ایک حصہ ایک ... کے اندر ان شاء اللہ شائع ہوتا رہے گا۔ پہلا حصہ عنقریب تیار ہو گیا ہے جس کی قیمت ایک روپیہ (عہ) ہے محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے جو احباب کتاب خریدنا چاہیں وہ اس کی اطلاع منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کو دیدیں تا پہلا حصہ ان کو بھیجدیا جاوے اور آئندہ ہر ایک حصہ شائع ہونے پر ان کے نام وی۔ پی کر دیا جایا کرے اور اگر کوئی صاحب صرف پہلا حصہ لینا چاہیں تو وہ بھی اس کی تصریح فرما دیں تا ان کے نام صرف پہلا حصہ بھیجا جاوے۔

خاکسار فقیر اللہ مہتمم تصنیف و اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

علمی جواہرات غیر معمولی رعایت پر

بیان الامراء۔ ترجمہ "تاریخ الخلفاء" ڈینگ مارنی مجھے نہیں آتی۔ سچی بات کہتا ہوں کہ اکثر تاریخی کتابیں جن میں امرائے اسلام کا بیان کیا گیا ہے اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔ یہ خلفاء اربعہ اور بنی عباس۔ اور بنی امیہ اور بنی فاطمہ کی بڑی مبسوط تاریخ ہے۔ اور ہر خلیفہ اور سلطان کے عہد کی علمی و عملی تصویر ہے۔ ضخامت صفحات ۵۱۰ طباعت و کتابت قابل دید۔ قیمت صرف دو روپیہ (عہ)۔

گفتگوئے عربی۔ قرآن اور حدیث اور عربی زبان سکھانے والی کتاب۔

قیمت چھ آنہ (۶ر)۔

الصالحات۔ یعنی نیک بیبیاں۔ حضرت فاطمہؓ۔ عائشہؓ۔ خدیجہؓ۔ حلیمہؓ کی مفصل اور صحیح سوانحعمریاں جن کا ماخذ کتب حدیث ہو۔ قیمت ۸ر

اصلاح الرسوم۔ پیدائش سے لے کر موت تک جس قدر رسومات اور بدعات ہندوستان کے مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں ان کی معقول اور مدلل تردید۔ قیمت ۸ر

لغات القرآن۔ قرآن کریم کا مکمل لغت ایک ایک لفظ کی عام فہم تشریح قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

تاریخ تبلیغ اسلام۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور محمد رسول اللہ تک کی پوری تاریخ اور تبلیغ و اشاعت کے طریقے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)۔

نور الدین عہ۔ قبلۃ الامین ۱۲ر۔ الفاروق عار۔ سفرنامہ روم و شام عہ

بیان القرآن۔ مصنفہ مولانا مولوی محمد علی۔ مکمل مجلد قیمت عنہ

منیجر کتب خانہ نیکا۔ ڈاکخانہ ہوڈل ضلع گوڑگانوہ۔

شفاء الامراض

مسیح موعود نمبر ایک خاص نمبر ہے۔ اس لئے ایک خاص مفید ترین دوائی کا خصوصیت سے اس میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ یہ دوائی فرزند حکیم محمد ظہیر الدین کی ایک خاص ایجاد ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے دائمی قبض بھی دور ہو جاتی ہے اور معدہ کو نفع عظیم حاصل ہو جاتا ہے۔ گردے اور مثانہ طاقتور ہو جاتے ہیں عصبی نقائص کو دور کرنے میں یہ دوائی خصوصیت رکھتی ہے۔ ضعف جگر دور کرتی اور خون پیدا کرتی ہے۔ ایام ملیریا میں اس سے زیادہ مفید دوائی ہمارے تجربہ میں نہیں آئی جن لوگوں کی قوت مردمی ناکارہ ہو چکی ہو یا اعضا میں یا مفاصل میں یا پشت اور کمر میں درد رہتا ہو ان کے لئے یہ دوائی خصوصیت سے آب حیات ہے۔ ایک اونس دوائی۔ قیمت دو روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔

بچوں کے لئے دو بوند۔ عورتوں کے لئے پانچ بوند مردوں کے لئے دس سے پندرہ بوند تک مکھن یا ملائی میں ڈال کر استعمال کریں۔

المشتہر

محمد الدین گرداور نشیر اروپ ضلع گوجرانوالہ

کیمیکل گولڈ سونے کی خوبصورت انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں۔ کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں تجربہ کار ساہوکار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کے دل بے تاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے۔ نایاب تحفہ ہے۔ نا پسند ہو تو قیمت واپس فی انگوٹھی عہ چار کے خریدار کو ایک مفت۔ ناپ ضرور بھیجئے۔

گوشوارے یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بندے ہیں۔ ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرے لگا دیئے ہیں۔ رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چوطرف ستارے قربان ہو رہے ہیں۔ قیمت عہ

بٹن یہ بٹن بھی کیمیکل گولڈ سونے کے ہیں۔ جو بہت خوبصورت ہیں ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ نایاب تحفہ ہے۔ قیمت عہ فی سٹ علاوہ محصول

ایس اے اصغر اینڈ کو مٹیا محل دہلی

مُلّا کی تعریف بزبانِ ریاضی

اسلام میں کوئی تاریکی نہیں، کوئی توہم نہیں، کوئی خوش اعتقادی نہیں، کوئی جنتر منتر نہیں ... اسلام سراسر روشنی ہے، سراسر عقل ہے، سراسر فطرت ہے، سراسر سائنس ہے، یہ وہ عظیم الشان مشن ہے۔

جس کا ہندوستان میں واحد علم بردار انگریزی اخبار

لائٹ

ان تنگ چشم قل اعوذی ملاّنوں کی جنہوں نے اسلام کو وثوانی کے ڈھیلوں، نیلے تہبند، گنڈا تعویذ تک محدود کر کے بدنام کر رکھا ہے۔ یوں تعریف کرتا ہے:۔

(صورت پرستی + لفظ پرستی حقیقت) + (فرقہ سازی + کافر سازی - وحدت اخوت) + (کورانہ تقلید - عقل سلیم) + (اسفار الکتب - قرآن) + (اکراہ فی الدین - آزادیٔ ضمیر) + (کج فہمی ہٹ دھرمی) + (ریش + محراب + جبہ + دستار + تسبیح - پاک باطنی - تقویٰ - خداشناسی) + (مسواک - صفائی) + (زکوٰۃ + صدقہ + خیرات) + (ملّاجی + آل ملاجی)}

کرنل رشاد غالب بے لکھتے ہیں:۔

"لائٹ کے اقتباسات میں اکثر ترکی اخبارات میں پڑھتا ہوں"

ترکی نامہ نگار مسلم ایڈووکیٹ قسطنطنیہ سے لکھتے ہیں:۔

"زبان ترکی میں نماز کی تحریک جو یہاں جاری ہے۔ اس پر لائٹ کے مضامین کا ترجمہ یہاں کے اخبار وقت میں شائع ہوا۔ اور حامیان تحریک کو قائل کیا۔ کہ یہ معقول تحریک نہیں"

خالد شیلڈرک (انگریز نومسلم) از لندن:۔

"لائٹ سے میری میز پر ایک قیمتی اضافہ ہوا۔ تمام نومسلم اور دوست جو یہاں آتے ہیں۔ اسے پڑھ کر محظوظ ہوتے ہیں۔ لائٹ کا بچوں کا صفحہ ہم اپنے چھوٹے رشید کو بلا ناغہ سنایا کرتے ہیں"

مولانا عبد المجید سیرالیون سے لکھتے ہیں کہ:۔

"جو چیز مجھے زیادہ خوش اور گرویدہ کر رہی ہے۔ وہ آپ کا اخبار لائٹ ہے"

منشی محمد خاں جزیرہ ماریشس سے رقمطراز ہیں:۔

"اخبار لائٹ آج دنیا میں ایک ایسا لائٹ ہاؤس ہے۔ جس کے ذریعے غیر اقوام میں ایک نئی روشنی پیدا ہو گئی ہے۔ اور سوالوں کے جواب ایسی خوبی سے دیئے جاتے ہیں۔ کہ سب شکوک رفع ہو جاتے ہیں"

محمد ابراہیم انسپکٹر بغداد:۔

"میں کئی انگریزی اخبار پڑھتا ہوں۔ مگر لائٹ اپنی شان کا ایک ہی اخبار ہے"

مولانا محمد اقبال میلان (اٹلی) سے لکھتے ہیں:۔

"لائٹ معنوی لحاظ سے بھی نور ہے"

ایک طالب علم از طہران:۔

"لائٹ نے ہمارے عیسائی کالج میں تہلکہ مچا دیا"

نمونہ مفت۔

خریداری کے لئے ذیل کا کوپن پھاڑ کر روانہ کر دیجئے۔

جناب منیجر صاحب "لائٹ"

احمدیہ بلڈنگس

لاہور۔

مہربانی فرما کر میرے نام اپنا پندرہ روزہ انگریزی اخبار "لائٹ" جاری فرما دیں۔ سالانہ چندہ مبلغ دو روپے (طلباء سے ایک روپیہ)

بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہے
بذریعہ وی۔ پی وصول کر لیجئے۔ } ان میں سے ایک قلمزن کر دیجئے۔

نام ____________

پتہ ____________

(خوشخط)

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۴ ۲ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۸

نزول مسیحؑ

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است
زانساں کہ آمدست در اخبار سرورم

ایں مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار
چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

آنرا کہ حق بجنت خلدش مقام داد
چوں برخلاف وعدہ بروں آرد از ارم

چوں کافرا ستم بہ پرستد مسیح را
غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم

ماموروم و مرا چہ دریں کار اختیار
رو ایں سخن بگو بخداوند آمرم

نوجوان اور مسیح موعود

(حافظ محمد حسن صاحب گجرات کے قلم سے)

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ قدامت پسند بوڑھے مسیح موعود کے حلقہ تبلیغ سے باہر تھے۔ بہت سے بوڑھے آپ سے فیض حاصل کر کے نوجوانی کے جوش اور ولولہ سے خدمت اسلام میں مصروف ہوئے۔ مگر یہ بالکل صحیح ہے کہ آپ کے اصل مخاطب درحقیقت نوجوان تھے۔ جن کے بلند حوصلوں اور زندہ امیدوں کو مسیح موعود کے پیغام نے بلند تر اور زندہ تر کر دیا۔ خود غرضیوں کی آہنی زنجیروں کو توڑ کر ان کے سامنے ترقی کا ایسا وسیع میدان رکھ دیا کہ اس میں تگ و دو کرنے کے لئے نوجوانی کا جوش اور قوت شباب ہی جولانیاں دکھائے۔ تو کامیابی کی منزل تک رسائی ہو سکتی ہے۔ آپ کے پیغام نے نوجوانی کے خون کو گرما دیا۔ بنی نوع انسان کے عالمگیر روحانی تنزل کی طرف ان کو توجہ دلا کر ان کے دلوں کو مغموم کر دیا۔ وہ اپنی ذات کو بھول گئے۔ وہ اپنے عیال کو بھول گئے۔ وہ اپنے وطن اور قوم کو بھول گئے۔ ان کو انسانیت کی پستی نے مجبور کر دیا کہ وہ گھر بار چھوڑ کر شیطانی قوتوں سے نبرد آزما ہوں۔ مسیح موعود کا پہلا سبق خود فراموشی ہے۔ حجروں میں بیٹھے ہوئے مولویوں سے مقابلہ کرنا اور ان کے عصائے تکفیر سے اپنے روشن دماغ کو مضروب کرا لینا ایک نفرت انگیز امر تھا۔ نوجوان شروع ہی سے مولویت سے بیزار تھا۔ سبز عمامہ لمبی تسبیح۔ دراز جبہ اور مکارانہ طویل ریش نوجوان کو کبھی پسند نہ تھے۔ فرضی قصوں سے محفل کو مشغول رکھنا یا کسی خوش گلو سے نغمہ سنجی کرانے رہنا نوجوان کی نگاہ میں کوئی مذہبی مشاغل نہ تھے۔ نوجوان پیروں کی محفلوں سے بھی متنفر ہو چکا تھا۔ پیر ایک شاطر اور عیار معشوقہ کی طرح اپنے حلقہ میں عاشقوں کا ایک جمگھٹا پیدا کر کے خودستائی کی تمام منازل طے کر کے اپنی پرستش کرانے تک اتر آیا تھا۔ روشن دماغ نوجوان اس کریہ المنظر معشوق کے شتر غمزوں سے تنگ آ چکا تھا۔ نوجوان کو اکثر دیگر مذاہب کے لوگوں سے سابقہ پڑتا تھا۔ وہ اسلام پر نہایت خطرناک حملے کرتے تھے۔ ان کے اعتراضات بیچارے نوجوان کو افسردہ خاطر کر دیتے تھے۔ تو وہ مولوی کے پاس بھاگا جاتا تھا۔ وہاں سوائے تکفیر بازی کے اور کیا رکھا تھا۔ ایسے اعتراضوں کا پیش کرنا اور ان پر بحث کرنی مولوی کے نزدیک بعث تشرع کی تذلیل تھی۔ وہ پیر کے آستانے پر جبیں سائی کرتا تھا۔ وہاں ھا۔ ھو کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ نوجوان کی حالت نہایت الم انگیز تھی۔ سائنس اور فلسفہ کے مطالعہ سے تحقیقات کا شوق پیدا ہو چکا تھا۔ مگر اس شوق کو پورا کرنے کے لئے نوجوان کے پاس کوئی سامان نہ تھا۔ اس کا ضمیر اس کو ضرور کہتا تھا کہ اسلام سچا ہے اس کا بانی برحق اس کی تعلیم برحق۔ مگر دلائل کچھ نہ تھے۔ دل پیاسا ہی آ چکی تھی اور ہزاروں شکوک اور فتنے پیدا ہو چکے تھے۔

مسیح موعود جب تشریف لائے تو ان کے پاس نوجوانوں کے پوشیدہ زخموں کے لئے ہر قسم کے تریاق تھے۔ ان کے پیغام کو بوڑھوں نے دیکھا وہ چھینپ سے گئے، گھبرائے اور تلملائے۔ مگر نوجوان کا دل موم ہو گیا۔ اس کی مردہ روح جی اٹھی۔ اس کے اندر نئی رو چلنے لگی۔ اس کی قوتیں بیدار ہوئیں۔ جو مسائل اس کے دل میں آٹھوں پہر کھٹکتے تھے وہ اشاروں میں حل ہو گئے۔ وہ فلسفہ سے سہما جاتا تھا۔ اب اس پر حکمرانی کرنے لگا۔ نوجوان عیسویت کی بڑھتی رو سے سخت مرعوب تھا۔ سلطنت کے تمام سامان جاہ و حشمت کی ساری دل فریبیاں عیسویت کی ہمرکاب تھیں۔ خستہ حالی اور ادبار اسلام کے رفیق تھے۔ مسیح موعود نے آ کر نہایت جرأت اور دلیری سے شیر غراں کی طرح عیسویت کو للکارا اور کھلے میدان میں للکارا۔ اس پر ایسے ایسے کاری حربے چلائے کہ پادری منہ کے بل گرے۔ ان کے خدا کو علی رؤس الاشہاد مردہ ثابت کر دیا۔ جس سے عیسویت پر ہمیشہ کی موت طاری ہو گئی۔ عیسویت کی حرکات مذبوحی کو دیکھ کر نوجوان ہنسا۔ اس کا حوصلہ بلند ہوا۔ اور اس کے اندر قوت اور جوش پیدا ہو گیا۔ ظاہری ساز و سامان۔ سلطنت کا رعب۔ دولت اور حشمت کی فراوانی سب اس کو ہیچ نظر آنے لگے۔ صداقت کی بجلی چمکی جس نے سب کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ نوجوان نے نہ صرف مدافعت شروع کی۔ بلکہ عیسویت کے مرکز پر جا حملہ کیا۔ اور ایسے ایسے حملے کئے کہ عیسویت کی تمام طاقتیں جو درحقیقت گھن کھائی لکڑی کی طرح اندر سے کھائی جا چکی تھیں منہدم ہو گئیں۔ گرجوں میں ماتم برپا ہوئے اور کلیسا ششدر رہ گیا۔ مسیح موعود عمل کو مشتعل کرنے آیا تھا اس کا پیغام قوائے عملیہ کو بیدار کرنے کے لئے تھا۔ اس نے فلسفہ صرف وہاں تک بیان کیا۔ جہاں تک اس سے عمل میں تحریک پیدا ہوتی ہو۔ وہ ادریس اور خضر کی زندگی کے جھوٹے افسانوں کی تردید کرنے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ وہ انسانیت کو مسیح پرستی سے نجات دینے آیا تھا۔ جس نے دنیا کا ایمان سلب کر رکھا تھا جس نے بندوں کو خدائے قدوس سے دور کر دیا تھا۔

عیسائیوں کی عیسیٰ پرستی سے خود مسلمانوں کی عیسیٰ پرستی کچھ کم نہ تھی مسیح موعود کی پر درد آواز نے سب کو چوکنا کر دیا۔ عیسائیوں کا مسیح بھی زیر زمین مدفون ہے اور مسلمانوں کا عیسیٰ بھی مرحوم و مغفور ہے۔ بوڑھے اگر جماعت احمدیہ میں داخل نہ ہوں تو نہ ہوں لیکن نوجوان اگر ایسا کرنے سے گریز کرتا ہے۔ تو وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ اگر کچھ مذہب کی غیرت و حمیت اس کے اندر موجود ہے اور وہ اپنے مذہب کی کچھ خدمت کرنی چاہتا ہے تو وہ اٹھے اور ساری دنیا چھان مارے اس کو کہیں خدمت کا موقع نہ ملے گا مگر مسیح موعود اس کو ہر وقت پیغام وصال دے رہا ہے۔ وہ آئے اور دیکھے کہ کس طرح حق کی خدمت کے موقعے موجود ہیں۔ اور دنیا صداقت اور حق کی کیسی پیاسی ہے۔ دنیا کی تشنگی بجھانے کے لئے زندگی کا پانی اگر کہیں موجود ہے۔ تو وہ اس جماعت کی معرفت ہر دل میں ہے جس کی خاطر تمام دنیا کو سیراب کرنے کے لئے نہریں دی گئی ہیں۔ یہاں سے وہ نوجوان جو پانی کھر بھر کر تشنگان جہان کی پیاس بجھائے۔ عیسویت مر چکی ہندو مذہب مر چکا۔ صرف ایک مذہب زندہ ہے اور وہ اسلام ہے اور وہ بھی صرف مسیح موعود کے پیروؤں کے پاس اپنی اصلی اور خالص شکل میں مل سکتا ہے۔

مسیح موعودؑ اور تجدید دین

(از جناب مولوی احمد صاحب فاضل حدیث کے قلم سے)

اسلام ہمیشہ سے زیادہ معقول اور معقول مذہب تھا اور ہے۔ اس کے تیس دجال نے ہر ترقی پسند اور ہر ملک کے لوگوں کو مسخر اور محکوم بنایا اور دنیا کی صداقت کی روشنی نے ساری دنیا کو روشن کر دیا اور متلاشیان حق کو وہ سیرابی اور روحانی تشنگی جس کی نظیر اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن بد قسمتی ہر ایک امر کی ترقی میں روکاوٹیں اور آفتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اسلام کی ترقی اور دنیا میں اس کی روشنی کے پھیلنے میں بھی اندرونی اور بیرونی روکاوٹیں حائل ہو گئیں جس کی وجہ سے اسلام کی ترقی دنیا میں رک گئی اور اس کے خوبصورت چہرے پر ایسے داغ لگ گئے کہ وہ اس قابل ہی نہ رہا کہ کوئی معقول پسند انسان اسے خدا کا مذہب سمجھ کر اس کا غلام ہو جائے۔ بیرونی روکاوٹیں مسیحی مخالفوں کے وہ افترا اور بہتانات ہیں جو اسلام کو بدنام کرنے کے واسطے وہ اسلام پر لگاتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر انہیں کوئی کامیابی نظر نہیں آتی۔ اور اندرونی روکاوٹیں دوست نما دشمن مولویوں کے وہ توہمات ہیں جنہیں وہ تقاضا کے مان کر قرآن اور حدیث کو ان کے ماتحت چلاتے ہیں اور اسی کو حقیقی اسلام سمجھتے ہیں۔ بظاہر وہ اشاعت اور غیرت اسلام کے دعوے دار ہیں۔ لیکن دراصل وہ اسلام کے دشمن ہیں۔ انہیں کے ان توہمات سے دشمن ہتھیار کا کام لیتے ہیں اور اسلام کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ ایسے وقت میں اگر خدا کا مامور مصلح وقت مجدد مائتہ حاضرہ مسیح زمان مہدی دوران۔ خدا کا پہلوان مبعوث نہ ہوتا تو اسلام کا وہ خوبصورت چہرہ اور اس کی معقولیت کا رنگ ہمیشہ کے واسطے دنیا سے غائب ہو جاتا اور اس کے وحشیانہ مذہب ہونے پر ہمیشہ کے لئے مہر لگ جاتی۔ مجدد وقت نے اسلام کو ایسے معقول رنگ میں پیش کیا کہ اس وقت ان کے غلاموں کے ہاتھ پر مغربی دنیا کے نامور اور ممتاز افراد اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے جاتے ہیں۔ اب میں مختصر اً علمائے وقت کے اصول یا توہمات کو جنہیں وہ اسلام سمجھتے ہیں اور جن کے منکر کو کافر کہہ کر اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے اصول جن کی بدولت آج ہم اسلام کو فاتح مذہب سمجھتے ہیں بیان کرتا ہوں تاکہ اہل انصاف بنظر بصیرت دیکھ کر غور کریں کہ آیا اسلام وہ ہے جس کو مولوی صاحبان پیش کرتے ہیں۔ یا وہ جو مجدد وقت نے پیش کیا ٭

عظمت قرآن

علماء وقت عملاً تو سارے کے سارے روایات کو ترجیح دیتے اور قرآن کریم کو پیچھے رکھتے ہیں ان کا اصل اصول وہ اجتہادات ہیں جو ائمہ متقدمین کی طرف منسوب ہیں۔ اگر کسی صحابی یا نبی کریم کا قول و فعل یا قرآن کریم کی کوئی آیت ان اجتہادات کے معارض ہو تو یا تو اجتہاد کو بنیاد دین سمجھ کر حدیث اور قرآن کی تاویل کر کے اجتہاد کے مطابق کر دیں گے اور اگر تاویل نہ ہو سکی تو حدیث یا قرآن پر نسخ کا خط کھینچ دیں گے۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کی کسی آیت کے خلاف نظر آجائے تو حدیث کو حاکم اور قاضی سمجھ کر قرآن کریم کی تاویل کریں گے تاکہ وہ حدیث کے مطابق ہو جائے۔ گویا کہ الفاظ حدیث ان کے نزدیک قرآن کے الفاظ سے زیادہ محفوظ ہیں اور قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ الٰہی منسوخ ہو کر حدیث کی طرف منتقل ہو چکا ہے۔ گویا عملاً مقام استدلال میں پہلا مرتبہ تقلید کا ہے۔ دوسرا اجماع کا تیسرا حدیث کا چوتھا قرآن کا۔ اہل حدیث نے تو ایک مرحلہ طے کر کے حدیث کے مقابلہ میں روایات کو چھوڑ دیا۔ لیکن حدیث کو قرآن پر حاکم بنا کر ایک خطرناک راہ پر پڑ گئے۔ حنفیہ کے اصول فقہ کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ سب سے پہلا مقام مقام استدلال میں کتاب اللہ کا ہے دوسرا حدیث کا تیسرا اجماع کا چوتھا قیاس کا۔ لیکن اس ترتیب پر عمل کرنے کا استحقاق صرف مجتہدین متقدمین کو دیتے ہیں اور اپنے آپ کو کورانہ تقلید کا غلام سمجھ کر اس کے الٹ پر عمل کرتے ہیں۔ مسیح موعودؑ نے مقام استدلال میں اپنی حنفیہ کے اصول فقہ کی ترتیب کو زندہ کیا اور بتایا کہ سب سے پہلا مرتبہ اور مقام قرآن کریم کا ہے۔ کیونکہ صرف وہی بمطابق وعدہ خداوندی ہر طرح کے تغیر و تبدل تحریف و تنسیخ سے محفوظ ہے۔ لوگوں کے اجتہادی اصول صحت کی بنا پر حدیث کی طرح اس کی حفاظت نہیں بلکہ اس کی حفاظت خدا کے مقدس ہاتھ سے ہے اور وہی قول فیصل ہے وہی حبل اللہ المتین ہے وہی تمام فرق اسلامیہ پر حجت ہے اس کے بعد اس حدیث کا رتبہ ہے جو قرآن کی نص کے مخالف نہ ہو۔ اس کے بعد اجماع اور قیاس کا رتبہ ہے۔ یہی مذہب صحیح ہے اور یہی صحابہ کا مذہب تھا۔ اور یہی مذہب دنیا میں صحیح سمجھا جا سکتا ہے حضرت مسیح موعود نے اپنے دعاوی اور اسلام کے باقی اصولوں کو اسی اصول کے ماتحت ثابت کر کے پیش کیا ہے ٭

ختم نبوت

علماء کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ہیں اور خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی سے کر کے ہمیشہ کے واسطے نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ ان دونوں عقیدوں کا تضاد اور تصادم ظاہر ہے اس مصیبت سے بچنے کے واسطے کبھی ایک نبی کو بغیر کسی جرم کے مقام نبوت سے گرا کر امتی بنا دیتے ہیں اور کبھی نبوت کے کام سے الگ کر دیتے ہیں۔ پس علماء کا عقیدہ کہ مسیح دوبارہ آئیں گے ختم نبوت کو توڑتا ہے اور ایک نئی نبوت، نئی شریعت نئی امت کو قائم کرتا ہے۔ اور قرآن کو منسوخ نبی کریم کی نبوت کو منقطع اور آپ کی امت کو اس کے نزول تک ختم کرتا ہے۔ اس پر لطف یہ ہے کہ جو لوگ ایسی متضاد باتوں کو نہیں مانتے ان کے نزدیک کافر ہیں۔ کیا دنیا میں ایسے اسلام کو کوئی قبول کر سکتا ہے یا ایسا اسلام دنیا میں پیش کرنے کے قابل ہے۔

مسیح موعودؑ نے اگر اس تاریکی کو دور کر دیا اور امت پر احسان کر کے انہیں ان متضاد عقاید کے بد نتائج سے آگاہ کر کے نجات دی۔ اور ختم نبوت کو مضبوط اور مستحکم کر دیا اور علی رؤس الاشہاد اعلان کر دیا کہ نبی کریم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ آپ کی نبوت قیامت تک لوگوں کی اصلاح اور رشد و ہدایت کے واسطے کافی ہے قرآن کریم جو خدا کی آخری کتاب ہے نفس انسانی کی تکمیل کے لئے کافی اور کامل کتاب ہے اور تمام صداقتیں اس کے اندر جمع ہیں وہ کسی دوسری وحی سے منسوخ نہیں ہو سکتا اس واسطے نہ نئی نبوت کی ضرورت ہے اور نہ اور کسی نبی کی ؎

ہست اوخیر الرسل خیر الانام ٭ ہر نبوت را بروشد اختتام
ختم شد برذات پاکش ہر کمال ٭ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

ختم نبوت ہی ایک ایسا مسئلہ ہے جو دنیا میں اسلام اور نبی کریم کی عظمت قائم کرتا اور بڑھاتا ہے۔ اس کا توڑنا آپ کی نبوت کو منسوخ قرار دینا ہے اور آپ پر مستقل طور سے ایمان لانے کو غیر ضروری ٹھیرانا جیسا کہ انبیاء سابقین میں ہر اگلے نبی کی پچھلے نبی کے وقت یہی حالت تھی۔ پس آنحضرت صلعم کے بعد کسی اور نبی کو لانا آپ کے نام کو دنیا سے مٹانا ہے۔ اور پھر آپ کا نام دنیا میں پہنچانا ایک امر عبث رہ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں اسلام کی طرف جو آنحضرت کا لایا ہوا مذہب ہے دعوت دینا ایک سعی بیکار رہ جاتا ہے کیونکہ ہر ایک نبی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ شریعت میں کمی بیشی کرتا ہے۔ جس سے نہ تو سابق نبی کا پیغام کلی قائم رہتا ہے اور نہ اس کی نبوت جاری رہتی ہے ٭

حیات و وفات مسیح

علماء وقت جو اپنے آپ کو اسلام کے واحد ٹھیکہ دار سمجھتے ہیں مسیح کی حیات کو بھی ارکان اسلام کے برابر سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودیوں نے گرفتار کرنا چاہا تو ایک اور شخص آپ کا ہم شکل بن گیا جسے قتل کیا گیا اور آپ چپکے سے آسمان پر چڑھ گئے۔ اور اب تک جو تھے آسمان پر بغیر خورد و نوش بغیر تغیر حسابی الآن کما کان کے مصداق بنے بیٹھے ہیں اور جب نزول فرمائیں گے تو آپ کی عمر تینتیس برس کی ہو گی۔ اب تک جو زمانہ گذرا وہ حساب میں نہیں۔ یہ عقیدہ جس طرح بجائے خود لچر اور نامعقول ہے اور کوئی عقلمند اسے قبول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اسلام پر ایک بدنما داغ لگانے والا بھی ہے حالانکہ اسلام ایسے بیہودہ تخیلات سے پاک ہے۔ یہ عقیدہ کورانہ تقلید کا نتیجہ ہے جو عیسائیوں سے مسلمانوں میں پھیل گیا ہے۔ ورنہ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صراحت سے دونوں اس کی تردید کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم کی تیس آیتوں سے مسیح کی وفات ثابت ہے۔ جن میں سے تین میں تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے اور باقی میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامل ہیں۔ اگر کسی آیت میں بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہ ہوتا تو بھی خدا کی سنت اور قانون ان کی وفات کے ثبوت کے واسطے کافی تھے۔ کیونکہ ہر انسان اپنے زمانہ کی طبعی عمر گزارنے کے بعد راہی ملک عدم ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ خدا کو علم تھا کہ یہ عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں کی تقلید سے پھیلے گا اور وہ اسلام کے خلاف انہیں بنیاد کا کام دے گا۔ اس واسطے قرآن نے اس پر خاص طور سے زور دیا کہ حضرت عیسیٰ وفات شدہ ہیں کیا علماء وقت آج عیسائیوں میں اس بات کو صحیح مانتے ہوئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اسلام کی اشاعت کر سکتے ہیں یا کسی اور معقول پسند جماعت میں اس اصول کی موجودگی میں اسلام کو پیش کر سکتے ہیں۔ آج یہ تجربہ سے ثابت شدہ بات ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ اسلام کی اشاعت میں بڑی بھاری روک ہے۔ اور وفات مسیح سے عیسائیوں کے مذہب پر زبردست گولہ باری ہو رہی ہے جس کی عمارت گر رہی ہے اس حقیقت کو مصلح وقت نے خدا سے علم پا کر دنیا پر ظاہر کیا اور تجربہ سے اس کی صداقت کی مہر اور بھی مضبوط ہوئی۔ کاش علماء وقت اپنے اس عقیدہ کو قرآن کریم اور سنت اللہ کے آئینہ میں دیکھیں اور مسیح وقت کے پیرو بن کر اسلام کی مدد کریں۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ان کا شیوہ یہی ہے کہ تقلیدی خیالات کے واسطے قرآن کریم کی یا تاویل کرتے ہیں یا تنسیخ ٭

جلالی یا جمالی مہدی

علماء وقت کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی آئے گا اور وہ کافروں سے لڑے گا اور لوگوں کو تلوار سے مسلمان کرے گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام دنیا میں تلوار ہی کے ذریعہ پھیل سکتا ہے اور اس میں کوئی خوبی نہیں اور اگر پہلے خوبیاں تھیں بھی تو آئندہ کے لئے وہ اس کی اشاعت کے واسطے کافی نہیں اس واسطے تلوار کا محتاج ہوا۔ مسیح موعود نے آکر یہ بتایا کہ قرآن کریم ایسے مہدی کے آنے سے مانع ہے۔ قرآن کریم کا صریح اعلان ہے لا اکراہ فی الدین اس واسطے کوئی ایسا مہدی جو بجبر لوگوں کو مسلمان کرے گا بموجب قرآن نہیں آسکتا۔ خونی مہدی کے آنے کا جو ایک غلط عقیدہ اسلام کے خلاف کام کر رہا تھا۔ اسے بھی مسیح وقت نے آکر صاف کر دیا۔ اور جمالی رنگ میں مہدی کے آنے کو تسلیم کیا جو اسلام کو اس کے جمال اور خوبصورتی کی وجہ سے خدا سے علم پا کر دنیا میں شائع کرے گا۔ اور دعویٰ کیا کہ میں وہی ہوں اور اس دعویٰ کو عمل کی دلیل سے ثابت کر دیا ٭

جہاد

جہاد کے معنے ہیں خدا کی راہ میں کوشش کرنا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جاھد الکفار والمنافقین۔ وجاھدھم بہ جہادا کبیرا ان تینوں آیتوں میں جہاد کے معنے تلوار سے لڑنا نہیں بلکہ خدا کی راہ میں کوشش اور اشاعت اسلام ہیں جو ہر وقت مسلمان کا فرض ہے اس جہاد سے مسلمان کیا خواص اور کیا عوام سب غافل رہے اور جہاد کے معنے صرف تلوار سے لڑنا ہی سمجھتے تھے لیکن نہ ان کے پاس تلوار تھی نہ جہاد بالقرآن سے واقف۔ اس واسطے مہدی کی تلوار کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے۔ اور اشاعت اسلام کے بجائے کلمہ گوؤں کی تکفیر کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اگر وہ اشاعت اسلام کا کام نہیں جانتے تھے تو مسلمانوں کی تکفیر تو ان کا بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ مسیح موعود نے آکر جہاد بالقرآن کی طرف لوگوں کو بلایا کہ اصلی اور دائمی جہاد یہی ہے۔ اور اس وقت اسلام کی اشاعت میں کوئی روک نہیں۔ نہ ہی مذہب کی وجہ سے کوئی ستایا جاتا ہے۔ اسلام پر تلوار سے نہیں بلکہ قلم سے حملے کئے جاتے ہیں۔ اس واسطے اس وقت سیفی جہاد کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں پر قلم اور زبان کا جہاد فرض ہے جس سے اسلام کی خوبیاں ظاہر کریں اور مخالفین کے اعتراضوں کا جواب دیں۔ لیکن جن کی سیرت ہی ایسی ہو کہ نہ خود کام کرنا چاہتے ہوں نہ اوروں کو کرنے دیتے ہوں وہ کب آپ کو اس کام کی فرصت دے سکتے تھے۔ جھٹ فتوے لگا دیا کہ یہ شخص جہاد کا منکر ہے اس واسطے کافر ہے۔ انہوں نے یہی جہاد لسانی شروع کیا جس جہاد کے واسطے آپ مامور ہو کر آئے تھے اور جس کی طرف اپنی جماعت کو لگایا۔ تب اور آپ کے پیرو تو شروع سے اس پر قائم ہیں اور انشاء اللہ قائم رہیں گے۔ لیکن علماء نے جو بات مامور کی زبان سے نہیں مانی اللہ تعالیٰ نے ایک ہندو کے ذریعہ سے انہیں منوا کر اپنی حجت پوری کر دی۔ اور ترک موالات کے دنوں میں تمام نے عدم تشدد کا فتویٰ دیا۔ اور اس طرح جہاد سیفی کی فرضیت سے منکر ہو گئے۔ اور فتنہ ارتداد کے موقعہ پر انہیں بھی اوغا و کرہاً اشاعت اسلام کی فرضیت کا فتویٰ دینا پڑا (وکفیٰ باللہ شہیدا) اس طرح مسیح وقت کے پیغام کی تصدیق کی۔ علماء نے اسلام کو سیفی رنگ میں پیش کیا۔ اور مسیح موعود نے جہاد بالقرآن اور اسلام کے حقائق کی خوبیوں کے بیان کے رنگ میں۔ علماء ناکامی کے ساتھ ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے چلے جاتے ہیں۔ اور مسیح اور ان کی جماعت کو اللہ تعالیٰ کامیاب کرتا جاتا ہے۔ جس جہاد کے علماء قائل ہیں اس کی طاقت نہیں اور جو فرض ہے اسے نہ کرتے ہیں نہ کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں ٭

اکراہ فی الدین

علماء کا عقیدہ ہے کہ دین میں اکراہ جائز ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کے ذہن میں اسلام لانے کے بعد اس کی صداقت کے متعلق شبہات پیدا ہو گئے ہوں اور وہ اسلام سے واپس ہونا چاہتا ہے اور اس نے زبان سے اسلام سے بیزاری اور اس کی صداقت سے انکار کا اظہار کیا تو وہ واجب القتل ہے۔ اور اسے اسلام پر قائم رکھنے کیلئے مجبور کیا جائے گا۔ اور اس کی وجہ وہی روایات اور اجتہادات کو قرآن کریم پر مقدم کرنا اور قرآن کریم کی تاویل یا تنسیخ کرنا ہے۔ مسیح موعود نے آکر مذہبی آزادی کو جو اسلامی اصول ہے زندہ کیا اور آپ کی جماعت نے اس کی پرزور حمایت کی اور اس طرح اس بدنما داغ کو جو مولوی صاحبان کے ہاتھوں سے اسلام پر لگا تھا اور جو اسلام کی اشاعت میں ایک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

ہفتہ وار

جلد ۱۴ | ۲۴ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ | نمبر ۳۸

سنگٹھن کا بھوت

کیا ہو رہا ہے، اور کیا ہوگا؟

راج انگلش کا ملک ہندو کا
اللہ حافظ ہے بھائی مسلم کا

اس وقت ملک کے طول و عرض میں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان جو انتہائی کشیدگی پیدا ہو چکی ہے اور جس کا نتیجہ آج خوفناک اور خونریز فسادات کی صورت میں نظر آ رہا ہے۔ اور ان ہنگامہ آرائیوں سے دونوں قوموں کو جو مالی اور جانی نقصانات اٹھانا پڑے ہیں ان کا تقاضا یہ تھا کہ ہندو قوم کے وہ ناعاقبت اندیش لیڈر جنہوں نے اپنی عزت کا انحصار اسی بات پر سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسائیں۔ اپنی ان حرکات شنیعہ سے باز آجاتے اور کچھ عرصہ کے لئے اپنے قابل نفرت مشغلہ کو خیر باد کہہ دیتے اور ملک کی اس حالت زار پر رحم کرکے اپنی مزید سرگرمیوں سے دستکش ہو جاتے۔ لیکن ان کے سروں پر سنگٹھن کا بھوت کچھ اس طرح سوار ہو چکا ہے کہ وہ اس وقت تک دم لیتے نظر نہیں آتے جب تک کہ سرزمین ہند میں ایک بھی فرزند توحید نظر آتا ہے۔ بڑے بڑے پوجیہ پاد اور دیوتا سروپ شب و روز اسی کوشش میں ہیں کہ ہندوؤں کے اندر ایسی جارحانہ ذہنیت پیدا کی جائے۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو جائے۔ اگر وہ اس ملک میں رہنا چاہیں تو ہمسایہ اور برابر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ہندوؤں کے زیر سایہ ایک محکوم قوم کی حیثیت میں۔ ہر مقام پر، ہر جلسہ میں اور ہر سبھا پر چاہے وہ مذہبی ہو یا سیاسی ہندوؤں کو یہی تلقین کی جاتی ہے کہ لاٹھی چلانا سیکھو۔ اور مسلمانوں کی ایسی خبر لو کہ

چھٹی کا دودھ یاد آجائے ان اورنگ زیبوں کو

کلکتہ ہی کو دیکھ لو۔ جہاں دو تین ماہ سے فسادات کا سلسلہ متواتر جاری ہے۔ اور آئے دن وحشت و بربریت کے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔ اور جہاں انسانی جان کی قدر و قیمت کچھ بھی نہیں رہی مگر اسی قسم کے فتنہ نما اور اشتعال انگیز اپدیش دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ موجودہ حالات کا اقتضا یہ تھا کہ امن و سلامتی کے یہ دشمن عداوت و منافرت کے جذبات کو بھڑکانے کے بجائے بجھانے کی اور جنگجوئی و فرقہ آرائی کو چھوڑ کر صلح و آشتی پر چلانے کی کوشش کرتے۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا جبکہ مسلم آزاری کی رو میں بہ کر ان کے جذبات محبت و رحم مردہ اور فطرتیں مسخ ہو چکی ہوں صوبہ متوسط کے مشہور ڈنڈے باز لیڈر ڈاکٹر مونجے حال ہی میں کلکتہ پہنچے ہیں اور بڑے بازاروں میں ان مارواڑیوں اور ہندوؤں کے درمیان کھڑے ہو کر جنہوں نے گزشتہ فسادات میں شکاری بندوقوں سے فرزندان اسلام کا جنگلی جانوروں کی طرح شکار کیا ہے۔ یہ اپدیش دیتے ہیں کہ اے ہندوؤ! اس ملک کا نام ہندوستان ہے پس اس ملک کو صحیح معنوں میں ہندو استھان بنانے کی کوشش کرو۔ اور اس کا ایک ہی طریق ہے وہ یہ ہے کہ شدھی کا چکر ایسا چلاؤ کہ سات کروڑ مسلمانوں میں سے ایک بھی نہ بچنے پائے۔ یہ سات کروڑ مسلمان اسلام نے ہمیں سے چھینے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے ان کو ہندو بنایا جائے جب تک ایک بھی مسلمان ہندوستان میں موجود رہے ہمیں دم نہیں لینا چاہیئے۔ اس کے بعد یہ شدھی کا چکر افغانستان میں چلانا ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی کسی زمانہ میں ہندوستان کا حصہ تھا۔ اس کے بعد اس

سنگٹھنی سورماؤں نے ہندوؤں کو اکسایا کہ تم انگریزوں کے محکوم تو ہو ہی لیکن مسلمان بھی اپنی جارحانہ ذہنیت کی وجہ سے تمہیں اپنا محکوم ہی سمجھتے ہیں۔ کیا تم ان دو غلامیوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ اگر نہیں تو مسلمانوں کی اس جارحانہ ذہنیت کو درست کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو مضبوط بناؤ۔ اپنی جسمانی طاقت کو بڑھاؤ اور لاٹھی چلانا سیکھو۔ غرض یہ کہ سوامی جی کے اس ڈنڈا باز سپوت نے وہ سب کچھ کہا جو اس کی عادت ہے۔ ڈنڈے بازی کا یہ وعظ کیا کیا رنگ لائے گا وہ مستقبل بتائے گا۔

اب دوسرے سنگٹھنی سورماؤں کا حال سنیئے۔ آریہ سماج میں ۵ جولائی کا دن اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ کہ مختلف مقامات پر جلسے کرکے گورنمنٹ کے اس طرز عمل کے خلاف احتجاج کیا جائے جو اس نے آریہ سماجی نگر کیرتنوں اور ان کے ساتھ مساجد کے سامنے باجا بجنے پر پابندیاں عائد کرنے کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ ہندوستان کے ہر بڑے مقام پر اس قسم کے جلسے ہوئے ہیں۔ اور وہاں نہ صرف گورنمنٹ کو طرح طرح کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ بلکہ اسلام کے خلاف بھی بہت کچھ زہر اگلا گیا ہے۔ اس وقت دو بڑے مرکزوں دہلی اور لاہور کے جلسوں کی رپورٹیں ہمارے پیش نظر ہیں۔ جن سے ہندوؤں کے خفیہ ارادوں پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ دہلی کے جلسہ میں سوامی رامانند نے کہا کہ:-

> دیو دو سجنو! اصل میں بات یہ ہے کہ آج جو کچھ نگر کیرتنوں اور جلوسوں کو روکنے کی ایک مذہب (اسلام) کی طرف سے کوشش کی جا رہی ہے۔ اور جس قدر کیش ان کا گورنمنٹ کر رہی ہے یہ روگ کی نشانی ہے۔ کیونکہ جس دن سے یہ مذہب یہاں (ہندوستان) آیا ہے۔ برابر جنگ چلی آ رہی ہے۔

پنڈت دیورتن سکرٹری آل انڈیا ہندو سبھا نے کہا کہ آج میں اعلان کرتا ہوں کہ مسجدوں کے سامنے باجا بند نہیں کیا جا سکتا۔ ہم مسلمانوں کے اس معاملہ میں کوئی سمجھوتا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور آریہ سماج کے ساتھ ہیں:-

پنڈت بھیم سین نے تقریر کرتے ہوئے گورنمنٹ کو ان الفاظ میں دھمکی دی:-

> "ہمارا یہ دھرم ہے (یعنی مساجد کے سامنے باجا بجانا) اور ہم ہمیشہ اس کو کریں گے۔ اگر گورنمنٹ انصاف نہ کرے گی اور اعلان کرے گی تو اس وقت ہم اپنی آتما رکھشا کے لئے تدبیر کریں گے .... اس وقت ہماری یہ آخری پرارتھنا ہے۔ بھگوان کرے کہ یہ پرارتھنا قبول ہو جائے۔ لیکن اگر منظور نہ ہوئی تو کیا آپ مندروں میں سندھیا اور آرتی چھوڑ دیں گے۔ اور کیا آپ اپنے دھرم کو تلانجلی دے دیں گے؟ ایسی زندگی سے تو مرجانا بہتر ہوگا یاد رہے کہ ہمارے بزرگوں کے اندر اب بھی بزرگوں کا خون جوش مار رہا ہے۔ اور اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ آپ ایک جج کی حیثیت سے بے انصافی نہ کریں۔ ورنہ بہت تکلیف اٹھانی پڑیں گی۔"

پنڈت رامچند دہلوی نے ہندوؤں کو مرنے مارنے کی یوں تلقین کی ہے کہ:-

> "اگر گورنمنٹ پھر بھی نہ سنے تو جو حکم سبھا دسار دیشک سبھا کا اس پر آپ کو عمل کرنا چاہئے۔ قرآن میں اور ہمارے یہاں بھی لکھا ہے۔ کہ مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ پہلے مرجانے سے بدنامی نہیں بلکہ نیک نامی ہے۔ اس لئے مرنے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہماری آزمائش کا وقت ہے"

شدھی کے علمبردار سوامی شردھانند صدر نے اختتامی تقریر میں کہا:-

> "ہمارے مذہبی کاموں کا باجا ایک ضروری حصہ ہے ہم اس کو کیونکر روک سکتے ہیں۔ یہ تو ہمارا مذہبی فرض ہے آپ کی طرف سے برٹش گورنمنٹ کو میں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہندو سنگھٹ ہو گئے۔ اور جو جا رہے ہیں ان کو روک لیا۔ نیز سات کروڑ اچھوتوں کو ملا لیا تو ہم ۳۲ کروڑ ہندو کبھی اپنے مذہبی حقوق کو نہیں چھوڑ سکتے ....
> .... اپنی حفاظت کرنا دھرم ہے۔ ہمارے ہاں کہا ہے کہ بل ہین (کمزور) کے لئے مکتی بھی نہیں ہے۔ ہندوؤں نے کمزور ہو کر خوب پاپ کیا۔ اور مسلمان غنڈوں کو حوصلہ دیا۔ کہ وہ بھی پاپ کریں۔ آپ کو ابھی سے تیاری کر لینی چاہئے کہ جب دھرم یدھ کا بگل بجے تو آپ کو گھر کی فکر نہ رہے۔"

ڈاکٹر ستیہ پال نے لاہور کے جلسہ میں حکومت کو ان الفاظ میں تنبیہ کی ہے

> "اپنے ادھیکاروں کی رکھشا (اصولوں کی حفاظت) بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اپنا کفن اپنے سر پر باندھ کر نکلتے ہیں۔ اپنے اصول کی حفاظت کرنے والوں کو بڑی مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آریہ سماجی اس بات کو سمجھتے ہیں .... آریہ سماج بھگوان دیانند کے قدموں پر چلنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ اس شیر مرد کی سپرٹ کو گرمن کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ آرام سے نہیں بیٹھ سکے گا۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ اس سوئے شیر کو نہ جگائے۔ آریہ سماج کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ نے کسی جھگڑا کرنے کی ضرورت پڑی تو سیٹی بجنے پر ایک منٹ کے اندر آپ کے تمام سپاہی آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔"

ان تمام اقتباسات سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ سلطانوں نے ایک طرف ہندو اس وقت حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی تلے بیٹھے ہیں جہاں تک حکومت کے مقابلہ کا تعلق ہے اس سے ہمیں کچھ واسطہ نہیں۔ حکومت خود نپٹ لے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب سوامی شردھانند جی دھرم یدھ (مذہبی جنگ) کے لئے بگل بجائیں گے اس وقت مسلمان کیا کریں گے۔ یہ دھرم یدھ کیا ہوگا اسے معلوم کرنے کے لئے آئے دن کے فسادات، سوامی شردھانند کے گزشتہ کارناموں، اور ڈاکٹر مونجے کے ڈنڈا بازی کے اپدیشوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ ہے جو تحریک سنگٹھن کی بدولت ہو رہا ہے۔ آئندہ کیا ہوگا؟ مسلمان خود اس کا اندازہ کر لیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

امتحان نہایت خوشی کا مقام ہے کہ ہماری جماعت کے مندرجہ ذیل طلبہ نے امسال پنجاب یونیورسٹی کے امتحان بی اے میں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادہ نصیر احمد صاحب شیخ خدا بخش صاحب پشاور کے صاحبزادگان امیر بخش و الٰہ بخش صاحبان جہاں تک تحقیق ہو سکی ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادہ صاحب پنجاب کے مسلمانوں میں اول رہے ہیں۔ ہم اس نمایاں کامیابی پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کے صاحبزادہ صاحب کو ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

غائبانہ جنازہ اخویم علی محمد خاں صاحب سری نگر کشمیر کے والد بزرگوار ۶ جولائی ۱۹۲۶ء بروز سنیچر بوقت صبح وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم نیک اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ ہمیں اپنے بھائی سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

ولادت نواب زادہ محمد امین خان صاحب سلمہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں آپ نے ایک سال کے لئے اخبار پیغام صلح اپنی گرہ سے چندہ جمع کرکے ایک غریب احمدی کے نام جاری کرنے کے لئے اطلاع دی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اسے خادم دین بنائے۔

ضرورت نکاح بعض شریف خاندان برسر روزگار نوجوانوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے۔ جن احباب کی صاحبزادیاں قابل نکاح ہوں وہ مہربانی کرکے جلد اطلاع دیں۔

مسلمانوں میں عام طور پر نکاح بیوگان مفقود ہوتا جاتا ہے ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ اور جہاں کہیں ان کے حلقہ میں کوئی بیوہ قابل نکاح ہو تو اس کے لئے مناسب انتظام کرنے میں ہم ہر طرح سے مدد دے سکیں گے۔

فارم درخواست نکاح اطلاع آنے پر بھیجدی جائیں گی۔

(خاکسار اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

(بقیہ صفحہ ۲)

بیماری روک تھا صاف کر دیا۔ اسلام جبری مذہب نہیں بلکہ فطری مذہب ہے۔ اور لا اکراہ فی الدین اس کا ایک محکم اصول ہے۔ جو کبھی منسوخ ہوا اور نہ ہوگا۔ اسلام میں ہر طرح سے مذہبی آزادی ہے۔ یہی اصول دنیا میں کامیاب ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے۔

تکفیر اہل قبلہ

انسان کو امن کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے۔ لیکن جب اس کے قوٰی صحیح مصرف پر خرچ نہ ہوتے ہوں۔ تو لازماً ایک غلط راہ میں خرچ ہونے لگتے ہیں۔ علماء نے جب اشاعت اسلام کا کام چھوڑا تو مسلمانوں کی طاقت کو پاش پاش کرنے اور ان کے درمیان تفریق ڈالنے اور ان کی ہستی کو دنیا سے مٹانے کے واسطے تکفیر بازی میں لگ گئے اور اسلام میں لوگوں کو داخل کرنے کے بجائے انہیں اس سے خارج کرنے میں دین کی خدمت سمجھ بیٹھے۔ اور اسلام میں داخل ہونے کے صحیح معیار لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کو چھوڑ کر ہر ایک فرقہ نے اپنی طرف سے کچھ اجتہادات صحیحہ یا فاسدہ کو اس کے ساتھ ملا کر ان کا نام اسلام رکھا اور اس طرح خدا کے وسیع مذہب اسلام کو ایک تنگ دائرہ میں محدود کر کے اس میں داخل ہونے یا اس سے خارج ہونے کی ٹھیکہ داری اپنے ذمے لی۔ اور اجتہادات کو ایمانیات قرار دیا۔ اور اس طرح اسلام میں تکفیر بازی اور فرقہ بندی کی بیماری پھیلا دی۔ حضرت مسیح موعود نے آکر اس فرقہ بندی کو توڑ دیا اور تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھا اور اجتہادات کو ایمانیات سے الگ کر دیا۔ فرمایا کسی کے اجتہاد کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور اس طرح وحدت اسلامی کی بنیاد کو از سر نو تازہ کر دیا جس کے بغیر مسلمانوں کی ہستی دنیا میں قائم نہیں رہ سکتی۔ حضرت مسیح موعود کے نزدیک سب کلمہ گو مسلمان ہیں۔ علماء کے نزدیک صرف وہ کلمہ گو مسلمان ہے جو ان کے اجتہادات یا تقلید پر بھی ایمان رکھے۔ مسیح موعود کلمہ پڑھوا کر مسلمان کرتے ہیں۔ مولوی صاحبان اپنے خیالات منوا کر مسلمان رہنے دیتے ہیں۔ مسیح موعود اتحاد کی طرف بلاتے ہیں اور علماء وقت تفریق کی طرف۔

نسخ قرآن

علماء وقت قرآن کریم میں تین قسم کا نسخ مانتے ہیں۔ ایک وہ جو منسوخ الحکم اور منسوخ التلاوۃ دونوں ہو۔ یعنی قرآن کریم میں ایسی آیات کا نازل ہونا جن کا حکم بھی منسوخ ہوا اور تلاوت بھی اور اب وہ موجودہ نسخہ قرآن میں بھی نہیں ملتیں۔ دو وہ جن کا حکم منسوخ ہوا اور آیت قرآن کریم میں باقی ہو۔ تیسرے وہ جن کی تلاوت منسوخ ہوا اور حکم باقی ہو۔ بالفاظ دیگر ان کے نزدیک قرآن کریم کی وہی شان ہے جو انجیل کی ہے۔ اور خدا کا حفاظت قرآن کا وعدہ سچا نہیں اور قرآن محفوظ نہیں۔ مسیح موعود نے آکر اسے بھی صاف کر دیا۔ اگر قرآن میں نسخ ہے تو اختلاف بھی ضرور ہونا چاہئے کیونکہ نسخ اختلاف کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تو پھر قرآن خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ خدا نے قرآن کریم کی صداقت کے لئے اس میں اختلاف کا نہ ہونا شہادت کے طور پر پیش کیا۔ اور جب مولویوں نے نسخ پیدا کیا تو اختلاف پہلے ہونا چاہئے اور جب اختلاف آگیا تو قرآن کی صداقت جاتی رہی۔ تو علماء نے قرآن سے وہی سلوک کیا جو عیسائیوں نے انجیل سے کیا۔ مسیح موعود نے قرآن کی حفاظت کو اس طرح ثابت کیا جس طرح خدا نے وعدہ کیا تھا۔ فرمایا کہ قرآن میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا جس قدر نازل ہوا سارے کا سارا بغیر کمی بیشی کے اور بغیر نسخ و تحریف کے ہو بہو محفوظ ہوا اور اسی طرح ہمارے ہاتھوں پہنچا۔ علماء دنیا کو وہی قرآن پیش کرتے ہیں جس میں تینوں قسم کا نسخ ہے۔ مسیح موعود اور آپ کی جماعت اس قرآن کو پیش کرتے ہیں جو حسب وعدہ خداوندی حرف بحرف محفوظ اور مامون ہے۔ اب اہل نظر خود سمجھ سکتے ہیں کہ کس قرآن کی اشاعت دنیا میں ہو سکتی اور کس کی نہیں۔ اور آیا تین قسم کے نسخ والے قرآن کی عزت دنیا میں قائم رہ سکتی ہے اور لوگ ایسے غیر محفوظ قرآن کی دعوت کو قبول کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ صرف اسی صورت میں قرآن کریم کی عزت اور عظمت قائم رہ سکتی ہے۔ جب اسے حسب وعدہ الٰہی محفوظ اور غیر محرف مانا جائے۔

مکالمۂ الٰہی

علماء وقت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم کے بعد خدا اب تک نہ کسی سے بولا اور نہ بولیگا۔ اور جس طرح نبوت کا دروازہ بند ہے اسی طرح مکالمۂ الٰہی کا دروازہ بھی بند ہے اگرچہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے پہلی امتوں میں سے ایسے لوگ گزرے ہیں جو اگرچہ انبیاء کے گروہ میں سے نہ تھے لیکن خدا ان سے ہمکلام ہوتا تھا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ لیکن امت محمدیہ باوجود خیر الامم ہونے کے (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس) خدا تعالیٰ کی اس نعمت سے محروم ہے جس طرح ہندوؤں کے نزدیک وید کے بعد مکالمۂ الٰہیہ کا دروازہ بند ہے اسی طرح مولوی صاحبان کے نزدیک قرآن کریم کے بعد مکالمۂ الٰہیہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ لیکن چونکہ خود اہل باطن اس کے اہل نہیں کہ اس نعمت سے متمتع ہوں اور اس کی وجہ سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہیں۔ اس لئے خود یہ قیاس کر کے کسی کو بھی مکالمہ الٰہیہ شرف ہونا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ بہت بڑے بڑے اولیاء اللّٰہ اس کے مدعی ہیں جیسے سید عبد القادر جیلانی۔ شیخ احمد سرہندی۔ اور شاہ ولی اللّٰہ دہلوی۔ اور قرآن کریم اور حدیث صحیح میں اس کی شہادت موجود ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوتا ہے۔ مولوی صاحبان نے خدا کی صفت کلام کو معطل کر دیا اور ان کے نزدیک وہ امت محمدیہ سے ایسا ناراض ہے کہ ان میں سے کسی سے بھی ہمکلام نہیں ہوا اور نہ انہیں اس کا اہل سمجھا۔ یہ بھی اسلام پر ایک بدنما داغ تھا۔ جسے خدا کے مامور نے آکر صاف کر دیا۔ اس نے بتایا کہ خدا کی صفت کلام ہرگز معطل نہیں ہوئی اور خدا جس طرح پہلے کلام کرتا تھا۔ اب بھی اپنے خاص بندوں سے کلام کرتا ہے اور امت محمدیہ میں مکالمۂ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اور یہ اسلام کی صداقت کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونا صرف نبی کریم کے اتباع ہی سے مختص ہے۔ اور مذاہب والے اس نعمت سے محروم ہیں۔ اور مسیح موعود نے اپنے آپ کو اس کے واسطے بطور دلیل اور برہان کے پیش کیا۔ کہ میں اسلام کا پیرو ہوں خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور یہ نبی کریم کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے کہ صرف آپ ہی کی امت میں ایسے لوگ ہوا کرتے ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوتا ہے۔ مولوی صاحبان کا یہ عقیدہ بھی دنیا میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ اس میں کوئی خوبی کی بات ہے کہ خدا اب اپنے بندوں سے ہمکلام نہیں ہوتا بلکہ یہ نقص اور عیب ہے جو اسلام کی اشاعت میں ایک روک تھی۔ جسے حضرت مسیح موعود نے آکر صاف کر دیا فرمایا کہ یہ خوبی اور کمال اب صرف اسلام میں باقی رہ گیا ہے۔ کہ اس کے کامل متبعین سے خدا اب بھی ہمکلام ہوتا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ۔ لہم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا۔ مسیح موعود نے اسلام کو ایک زندہ مذہب ثابت کیا کہ وہ زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔ عیسائیوں کی طرح مردہ پرست نہیں ؎

عشق میخواہد کلام یار را ✤ رو بپرس از عاشق ایں اسرار را

نزول مسیح

مولوی صاحبان کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم نبی بنی اسرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اب تک بجسد عنصری یعنی اس خاکی جسم کے ساتھ بغیر خورد و نوش اور بغیر تغیر جسمانی اور گردش زمانہ سے غیر متغائر رہ کر چوتھے آسمان پر موجود ہے وہی آسمان سے نازل ہوگا اور لوگوں کی اصلاح اور دجال کو قتل کریگا۔ یعنی جس نبی نے یہ بشارت دی تھی جس کا ذکر سورہ صف میں ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہے وہ برخلاف اپنی بشارت کے خود اس احمد کے بعد آکر عیسائیوں کی صلیب کو توڑے گا۔ اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور اس طرح ختم نبوت کو جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے باطل کر دیگا۔ اس عقیدہ کی بنا پر گویا مسلمانوں میں جنہیں خیر امت کہا گیا ہے کوئی بھی دین اسلام کی خدمت کا اہل نہیں۔ اور اسلام ایسے افراد کے پیدا کرنے سے عاجز ہے جو خلق اللّٰہ کی اصلاح کر سکیں اور خدا کو چونکہ اس کا علم تھا اس واسطے دور اندیشی سے کام لے کر پہلے سے ایک نبی کو ایک محفوظ مقام میں رکھا تا کہ وقت پر اسے بھیجا جائے ورنہ معلوم وہ کونسی مصیبت کا وقت ہوگا؟ یہ بھی اسلام پر ایک بدنما داغ تھا جو اسے مردہ مذہب بنانے کے واسطے کافی تھا اور جو عیسائیوں کے ہاتھ مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے واسطے ایک زبردست آلہ تھا۔ حضرت مسیح موعود نے آکر اس ہتھیار کو عیسائیوں کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک زبردست حربہ دیدیا کہ مسیح اسرائیلی فوت ہوا اور وہ جنت میں داخل ہوا جس سے پھر نکالا نہیں جا سکتا وما ہم منہا بمخرجین ؎

آنرا کہ حق بجنت خلدش مقام داد ✤ چوں برخلاف وعدہ بروں آرد از ارم

عیسائیوں کو مردہ پرست بنا دیا کہ ان کا خدا مر گیا ہے اور ایک مرے ہوئے انسان کو انہوں نے معبود بنایا۔ لیکن علمائے اسلام چشم بد دور عیسائیوں کو امداد دے رہے ہیں اور اسے زندہ مان کر ان کی خدائی کی تائید کر رہے ہیں۔ مسیح موعود نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ اسلام کسی بیرونی امداد کا محتاج نہیں اور اس امت میں ایک کی بجائے کئی مسیح پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ کے بروز اور مظہر ہوں اور اپنے آپ کا قولاً اور عملاً اس امت کے واسطے مسیح ہونا ثابت کیا۔ اور بنی اسرائیل کے مسیح سے بڑھ کر کام کیا۔ اہل بصیرت مقابلہ کر سکتے ہیں۔ کہ کون عقیدہ اسلام کی تباہی کا موجب ہے اور کون اس کی اشاعت اور ترقی کا موجب۔ لگر مسیح وقت ہی اصول اسلام کی ترقی اور اشاعت کے موجب اور ممد و معاون ہیں اور انہیں سے اسلام کا خوبصورت چہرہ جس نے ساری دنیا کو مسخر کر لیا تھا ان نقصوں اور عیبوں سے پاک ہو سکتا ہے جسے دشمنوں یا مولوی صاحبان نے اسلام کی طرف منسوب کر کے اسے بدصورت بنا دیا تھا۔

پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ کونوا مع الصادقین پر عمل پیرا ہوں اور آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اسلام کی مدد اپنی ہر ممکن کوشش سے کریں۔ یہ وقت ایک غنیمت ہے۔ پس سعید وہی ہے جو اس میں سے حصہ لے اور خدا کے کام رکتے نہیں ہو کر رہتے ہیں۔ لیکن اہل شقاوت اس کی برکت سے محروم رہ جاتے ہیں ؎

بخت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

شناخت مامورین

یا حسرۃً علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون

(خان بہادر خان صاحب مولوی غلام حسن صاحب کے قلم سے)

زمین و آسمان کے خالق کے فرستادوں کو اسی کے معیار سے پرکھنا چاہئے۔ مادی نظام میں ہم ان ہی کرہ ارضی کے تغیرات سے موسموں کی شناخت کرتے ہیں۔ اور یہ معرفت انسان کے تجربات اور استقرارات پر مبنی ہے اور جو علم ان تجارب سے حاصل ہو جاتا ہے اس کی صداقت میں ہمیں کوئی شک نہیں ہوتا۔ کیونکہ سنن الٰہی کبھی تبدیل نہیں ہوتے۔

رسولوں کے مبعوث ہونے کا سلسلہ انسانی پیدائش کی ابتدا سے جاری ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انسان نے اب تک اس کے موسم کی شناخت نہیں کی۔ حالانکہ روحانی سلسلہ مادی سلسلہ کے متوازی چلتا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ اپنی سنت یوں بیان کرتا ہے "اعلموا ان اللّٰہ یحی الارض بعد موتہا۔ جان لو کہ اللّٰہ اس زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا کرتا ہے۔ اسی طرح جب قلوب کی زمین مردہ ہو جاتی ہے اور ایک صدی کے اندر مرور زمانہ سے لوگوں کے عقائد اور اعمال میں خرابیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور زمین پر بسنے والے عموماً روحانی قحط میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو اللّٰہ تعالیٰ کی رحمانیت جوش میں آتی ہے۔ اور قلوب کی زمین کو سرسبز کرنے کے واسطے الہام کی تازہ بارش آسمان سے اُترتی ہے۔ قرآن کریم میں اللّٰہ تعالیٰ اپنی اسی سنت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جہاں فرماتا ہے بالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ یہ قرآن ضرورت حقہ کے وقت ہم نے اتارا ہے۔ اور حق کے ساتھ اترا ہے۔ اب ایک دانا کے لئے غور کرنے کا مقام ہے کہ آیا یہ زمانہ جس میں سے ہم گذر رہے ہیں۔ جس کے فتن اور زلازل اور مسلمانوں کے تنزل اور اسفل سافلین تک پہنچنے کی نظیر کسی زمانہ سابق میں نہیں پائی جاتی۔ آیا اس امر کا متقاضی ہے یا نہیں کہ اس میں حسب وعدہ کوئی مامور مبعوث ہو جو اہل اسلام کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کرے اور اس زمانہ کے مطابق ان کو ترقی کے رستہ پر چلائے۔ جب زمانہ ایک مصلح کے مبعوث ہونے کا تقاضا کرتا ہو اور ایسے وقت میں ایک مدعی کھڑا ہو جیسا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کھڑے ہوئے تو بادی النظر میں اس کے دعویٰ کو رد نہیں کرنا چاہئے۔ ولا تکونوا اول کافر بہ۔

پہلا معیار صداقت

اس مرحلہ پر پہنچکر مدعی کی شخصیت کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے کسی مدعی کی صداقت کو پرکھنے کے لئے جو معیار مقرر کیا ہے وہ اس آیت میں بیان فرمایا ہے "ولو شاء اللّٰہ ما تلوتہ علیکم ولا ادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ اللّٰہ چاہتا تو میں تمہارے آگے یہ قرآن نہ پڑھتا اور نہ تمہیں اللّٰہ یہ بتاتا۔ میں اس سے پہلے تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں آیا تم عقل نہیں دوڑاتے۔ اس میں صداقت کا معیار اللّٰہ تعالیٰ نے مدعی کی عمر کا وہ حصہ رکھا ہے جو دعویٰ سے ماقبل گذر چکا ہے۔ آیا مدعی کے اس حصہ عمر میں اس کے اندر کوئی ایسا عملی یا اخلاقی عیب پایا جاتا ہے جو اس کے دعویٰ کے منافی ہو۔ اگر اس کی وہ زندگانی بے عیب ہے تو ایسا پاک سیرت انسان اللّٰہ تعالیٰ پر افترا کرنے کے جرم عظیم کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اس صداقت کو اللّٰہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں اس عبارت سے تعبیر کیا ہے "انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللّٰہ۔ اللّٰہ پر ایسا جھوٹ وہ لوگ بناتے ہیں جن کو اللّٰہ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔ جو لوگ اللّٰہ تعالیٰ کی آیات پر عمل کرنے والے ہیں وہ افترا نہیں کیا کرتے۔ حضرت مرزا صاحب جو اس زمانہ کے مصلح ہونے کے مدعی ہیں۔ ان کی دعویٰ سے ماقبل کی زندگی پر منکرین بھی کوئی حرف نہیں رکھ سکتے۔ وہ دیانت اور راستی اور خدا پرستی کی زندگانی ہے۔ جس میں دنیا کی حرص کی کوئی ملونی نہیں۔ پس اے خوف کے مقامات سے حذر کرنے والو یہاں پہنچکر ٹھہر جاؤ اور تکذیب کی جرأت نہ کرو ؎

اے قوم من بگفتہ من تنگدل مباش ✤ زاول چنیں مجوش ببیں تا بآخرم
خاکساران جہاں را بحقارت منگر ✤ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ایک غلطی کا ازالہ

یہاں ایک غلطی کا ازالہ کیا جاتا ہے جو ہر زمانہ کے علمائے سرزد ہوتی ہے۔ یہ کسی مدعی کی صداقت کو اپنے عقاید و خیالات سے جانچتے ہیں۔ یہ ایک غلط طریق ہے۔ بعض مسائل میں مامور جمہور کے مخالف ہوتا ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ اگر علماء کے اندر کوئی ایسی غلطیاں راہ نہ پا جائیں جن کا ازالہ علماء کا معمولی علم نہیں کر سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مصلح مبعوث ہونے کا اس کی بعثت کا وقت وہی ہوتا ہے جب ایسی غلطیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا ابطال معمولی علماء نہیں کر سکتے اور ان غلطیوں کا ضرر دنیا میں متعدی ہو جاتا ہے۔ اس حکمت کی بات کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے۔ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ رسول من اللہ۔ اہل کتاب اور مشرکین کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ وہ اپنی غلطیوں سے باز نہ آنے والے تھے جب تک ان کے پاس واضح دلیل نہ آوے یعنی رسول اللہ کی طرف سے۔ علماء نے صداقت کا جو معیار مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل میں اس سے انکار کیا ہے فلما جاءتھم رسلھم بالبینات فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون۔ اور جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو یہ لوگ اپنے اس تھوڑے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے اور جس کی ہنسی اڑاتے تھے وہی ان پر الٹا پڑا۔ علماء یا عوام مرور زمانہ اور نیز ہمسایہ اقوام کے اثر سے جن غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں انہی غلطیوں کو مصلح کی تکذیب کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب کوئی مامور کسی پیشین گوئی کے ماتحت آتا ہے تو وہ اس نقشہ کے مطابق کبھی نہیں آتا جو لوگوں نے اپنے ذہن میں کھینچا ہوا ہوتا ہے۔ یہ ایسی صداقت ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

دوسرا معیار صداقت

اس کے بعد مدعی کی صداقت کو جانچنے کے لئے جو سوال پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا مدعی نے اپنے دعویٰ میں کونسا مقصد پیش نظر رکھا ہوا ہے۔ مدعی کی روش سے اس کے مقصد کا کھوج لگانے میں کوئی دشوار گذار رستہ طے نہیں کرنا پڑتا۔ اگر اس کے رویہ سے کسی دنیوی غرض کی بو آتی ہو تو اس کی صداقت معرض شک میں پڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ۔ اسی معیار کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا اجر اللہ پر ہے۔ آؤ اس معیار پر بھی حضرت مرزا صاحب کا امتحان کریں۔ حضرت کی زندگی میں لاکھوں روپے آئے اور خرچ ہوئے نہ کبھی گن کر لئے اور نہ شمار کر کے دیئے۔ اور نہ اپنے عیش پر ان میں سے کچھ خرچ کیا۔ آپ کی سادہ پوشاک اور سادہ خوراک اور زاہدانہ طریق پر اس دولت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ چندہ آمدنی اشاعت اسلام پر صرف ہوتی رہی۔ اپنی شخصی جائداد نہیں بنائی بلکہ اس میں کچھ اپنی جائداد گنوائی۔ پیری اور گدی نشین کا سا کوئی ٹھاٹھ نہیں بنایا۔ اپنے مریدوں کے ساتھ برادرانہ سلوک رکھا۔ تو انگر اور غرباء کی مواسات کی۔ اپنی وجاہت کا کوئی فائدہ اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے محفوظ نہیں کیا۔ اپنی وفات سے دو سال پیشتر چندہ آمدنی اور انتظام ۱۴ آدمیوں کی ایک انجمن کے سپرد کیا۔ اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے کوئی گدی کا سامان نہیں بنایا۔ ہاں میں یہ ادعا نہیں کرتا کہ حضرت مرزا صاحب کی عیب شماری لوگوں نے نہیں کی۔ یہ ایک ایسی سنت ہے کہ ہر ایک اعلیٰ شخصیت کو اس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس خارزار وادی میں تمام مصلحین اور ممتاز شخصیتوں کے قدموں کے آثار پائے جاتے ہیں۔

اس کے بعد فکر کی جولانی کو ایک اور میدان میں گامزن ہونا پڑتا ہے۔ وہ یہ کہ آیا مدعی کی اصلاحی جد و جہد نے اس کے دعویٰ کو بے نقاب کر دیا ہے یا نہیں۔ اور اس کا عمل اس کے دعویٰ کا موید ہے یا نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو اس طریق پر جانچنے کے لئے اسلام اور مسلمانوں کی روح فرسا اور یاس انگیز حالت کا وہ نقشہ سامنے رکھنا چاہئے جو مرزا صاحب کے وقت میں موجود تھا۔ اسلام کے بعض مسائل جو لوگوں کے خیالات کی رنگ آمیزیوں سے مکروہ شکل اختیار کر چکے تھے قوموں کے اعتراضات کا نشانہ بن چکے تھے۔ اسلامی شعائر کی جگہ رسوم قبیحہ اور رواج ہائے جاہلیت نے لے لی تھی۔ عقائد اور اعمال میں ضعف آ گیا تھا۔ اسلامی ممالک مغربی اقوام کی جولانگاہ تھے۔ اسلامی حکومتیں یکے بعد دیگرے چھینتی جا رہی تھیں۔ اسلام کا روحانی اثر بالکل زائل ہو چکا تھا۔ عیسائیوں اور آریوں کے حملوں نے مسلمانوں کے کیمپ میں کھلبلی ڈال رکھی تھی یورپ کے فلسفہ نے بھی مذہب کی بنیادیں سست کر دی تھیں۔ اگرچہ مذہب کی مدافعت کے لئے بعض اسلام کے فرزندوں نے تصنیفات کیں مگر اسلام پر ... [illegible]

کہ ان مسائل کا وجود تقریباً معدوم ہو گیا۔ مرزا صاحب نے ان معرکۃ الآراء مسائل پر جو قوموں کے اعتراضات کا نشانہ بن رہے تھے ایسی روشنی ڈالی کہ سب اعتراضات کافور ہو گئے اور لوگوں کے خیالات نے جو مکروہ لباس ان مسائل کو پہنایا ہوا تھا وہ اتار کر ان کا اصلی خوبصورت چہرہ دکھایا۔ اس مقام پر کسبی اور وہبی علم میں فرق نمایاں ہوتا ہے۔ کسبی علم نے تو وجود کو معدوم کر دیا اور وہبی نے اس کا وجود خوبصورت شکل میں دکھا دیا۔ آپ نے ایک جدید علم کلام ایجاد کیا اور ایسے گر بتائے کہ ان کو ہاتھ میں لے کر اسلام کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتا۔ لیظھرہ علی الدین کلہ کا نقشہ دکھا دیا۔ الغرض اسلام کی تائید کے لئے بڑا مفید لٹریچر دے گیا۔ اردو۔ فارسی۔ عربی تینوں زبانوں میں تصنیفات چھوڑیں۔ ایک ایسی جماعت بنائی جو دنیا میں اشاعت اسلام کرے۔ اس جماعت نے تمام ممالک میں پھیل کر اسلام کو سب گوشوں میں پھیلایا اور شاہی قوموں کو اسلام میں داخل کیا اور ایسے نمایاں کام کئے کہ آج تک اسلامی بادشاہوں کے ہاتھ سے نہیں ہوئے تھے۔ اب غور کرنا چاہئے کہ ایک مصلح یا مجدد اس سے زیادہ اور کیا اسلام کی خدمت کر سکتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو حضرت رسول کریم صلعم کی رسالت پر گواہ ٹھہرایا ہے چنانچہ فرمایا ہے والقرآن الحکیم۔ انک لمن المرسلین۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے جو لٹریچر چھپایا ہے وہ آپ کے مجدد ہونے پر شاہد ہے۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایک مصلح کو جہاں علوم ضروریہ کا حصہ کثیر دیا جاتا ہے وہاں اس کے قلب مبارک میں قوم کی حب اور ہمدردی بھی بھر دی جاتی ہے۔ یہ بھی اس کی صداقت کا ایک نشان ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم تمہارے پاس تمہاری شرفاء سے ایک رسول آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اس پر شاق گذرتی ہے۔ اس کو تمہاری بہبود کی حرص ہے۔ مومنوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔ مرزا صاحب کو بھی ان صفات کا کثیر حصہ دیا گیا تھا اور اپنوں بیگانوں کا کیا ذکر کیا جاوے۔ وہ مولوی محمد حسین جو آپ کی تکفیر کا بانی تھا۔ آخر تک آپ کی ہمدردی اور خیر خواہی کا مورد رہا۔

قوت قدسی

ان امور کے بعد مرسل کی صداقت کا معیار اس کی قوت قدسی ہے۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ اس کی صحبت اور تعلیم اور تربیت کا اثر اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں پر کیا ہوتا ہے۔ حضرت مجدد کی صداقت کا یہ پہلو بھی نہایت روشن ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھولوں سے پہچانا جاتا ہے تو اس پھل پر حضرت مرزا صاحب کے پرکھنے میں ہمیں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ آپ کی جماعت اعمال اور اخلاق اور اشاعت اسلام پر سرگرم ہونے میں جملہ فرق اسلام میں سے ایک ممتاز جماعت ہے۔ اگر وہ محبت اور ہمدردی جو اس جماعت میں پائی جاتی ہے جملہ مسلمین میں سرایت کر جاوے تو صلاح اور فلاح بہت جلد ان کی قدمبوس ہو جاوے۔ ان کی حالت کا نقشہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے کھینچا ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ اللہ نے ان کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں باوجودیکہ اس جماعت کو بنے ہوئے بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ اسلام اور کفر کی ہر سرزمین ان کے جد و جہد کی جو وہ اشاعت اسلام کے لئے کر رہی ہے شاہد ہے صحابہ کی طرح ہر سرزمین پر ان کے قدموں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ کاش اہل الجنۃ قوم ان کا مقابلہ اور موازنہ ان جماعتوں کے جد و جہد کے ساتھ کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچیں جن کی تصویر اس آیت میں کھینچی گئی ہے۔ الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ اگر کافر اور دجال یہ فیض اور برکات اور آثار لے کر آتا ہے تو میں با آواز بلند کہتا ہوں کہ ہم کو اس عصر کے ملاؤں کے مقابل ایسے ہی کافروں اور دجالوں کی ضرورت ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ ان کان الرفض حب ال محمد۔ فلیشھد الثقلان انی رافض۔ اگر آل محمد کی محبت کا نام رفض ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔ بہرحال جو لوگ آپ کی صحبت میں کچھ عرصہ رہے ہیں وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ آپ کی صحبت میں خدا یاد آتا تھا دنیا کی محبت سرد ہو جاتی تھی۔ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنا آسان ہو جاتا تھا۔ اس امر کا ایک ولولہ دل میں پیدا ہو جاتا تھا۔ کہ دین کی کوئی خدمت بجا لاؤں۔ آپ جن برکات کو لے کر آئے ان اشعار میں ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

زہے خجستہ زمانے کہ سوئے ما آئی ❊ زہے نصیب تو گر شوق والتجا باشد
گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید ❊ بباغ ما است اگر قسمت رسا باشد

اللہ تعالیٰ نے رسول صلعم کی برکات اور انفاس قدسی کی تصریح آیات ذیل میں کی ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا۔ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابل تو بڑے سخت ہیں پر آپس میں رحم دل ہیں تو ان کو رکوع کرتے سجدہ کرتے دیکھے گا۔ خدا کے فضل اور خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے سجدے کے نشان ان کی پیشانیوں پر ہیں۔ پھر فرمایا ہے۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالی۔ پس تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر اس نے تم کو بچا لیا۔

ان آیات میں کسی جماعت کی خوبیوں اور الٰہی ارتضا کا میزان بتایا گیا ہے مگر آہ افسوس ہے تو یہ ہے کہ زمانہ کے علماء کے نزدیک کسی کو جنت کا استحقاق صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ حنفی ہو اور چند فقہی مسائل کا رواج اس کا شعار ہو۔ حنفیت ایسا جہنم پروف ہے کہ اس کے ہوتے کوئی گناہ گو کیسا ہی کبیرہ ہو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ سلطان ابن سعود بھی اگر کافر ہے اور حجاز کی سلطنت کا اہل نہیں ہے تو صرف اس سبب سے کہ وہ حنفی نہیں ہے۔ ورنہ وہ قرآن کریم اور حدیث رسول کا عامل ہے۔

کاذب کامیاب نہیں ہوتا

میں اب ایک آخری معیار صداقت کا ذکر کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ حسب فرمودہ قرآن کریم مدعیان کاذب کامیاب نہیں ہوتے۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون۔ اب خالی الذہن ہو کر غور کرنا چاہئے کہ مرزا صاحب اپنے نصب العین میں کامیاب ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے یا ناکام رہے۔ سنت اللہ کے ماتحت ہر مبعوث کو سخت مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے اس کی راہ میں پہاڑ کھڑے ہوتے ہیں وہ مصائب کی چکی میں پیسا جاتا ہے اس کے مخالف ہمیشہ اس کے موافقین سے تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں اور کامیابی کے سامانوں سے آراستہ ہوتے ہیں۔ اس کو ایسی خطرناک وادیوں سے گذرنا پڑتا ہے کہ اس کے جانبر ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اس کی اور اس کے غریب رفقاء کی وہی حالت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین من قبلکم مستھم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ۔ کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ بہشت میں جا داخل ہو گے اور ابھی تک تم کو ان لوگوں کی سی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے گذرے ہیں۔ ان کو سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور جھڑجھڑائے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور جو مومن اس کے ساتھ تھے بول اٹھے کہ اللہ کی نصرت کب ہو گی۔ الغرض باوجود ان مشکلات کے ان کی زندگی کے واقعات میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ ان کی دستگیری کرتا ہے اور آخرکار سب مشکلات پر اللہ ہی کی مدد سے وہ غالب آ جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب بھی ان سب فتن اور خلاف کا تختہ مشق بنے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں کہ ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے والے اب تک زندہ موجود ہیں۔ باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک پیس ڈالنے والی مصیبت جو ان پر آئی اور ناکام کرنے والی پہاڑوں کی سی روکیں جو رستہ میں حائل ہوئیں ان پر آپ غالب آئے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے سامان ان کا ساتھ دیتے رہے۔ اور کسی واقعہ میں ان کو ناکام نہیں ہونے دیا ان واقعات کی تفاصیل ان کی اپنی کتابوں میں درج ہیں۔ بہرحال آپ اپنی پر از مشکلات و ہزار خطرات زندگی میں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مورد رہے ہیں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد۔ ہم اپنے رسولوں اور مومنین کی نصرت کیا کرتے ہیں حیوۃ دنیا میں اور جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

یہ تمام واقعات جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ایک دانشمند اور غیر متعصب انسان کو اپیل کرتے ہیں کہ وہ خالی الذہن ہو کر ان پر غور کرے کہ وہ کونسی چیز ہے جو اس کو اس جماعت اور اس کی دینی خدمات میں شامل ہونے سے روکتی ہے اور آیا امور دین میں سے کوئی ایسا امر بھی ہے کہ اس جماعت میں شامل ہونے سے اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور اس طرح اس کے ایمان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ احمدیہ تحریک میں تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ خالص اسلام پر خدمت زوائد پیش کرتی ہے اور جو امور علماء نے اپنے عندیات اور اپنے خیالات سے اسلام میں شامل کر رکھے ہیں۔ اور انہیں کی بنا پر وہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں ان کو اسلام کا جز قرار نہیں دیتی۔ اگر کوئی دل اس کی معقولیت کے سمجھنے اور اس کے قبول کرنے سے قاصر ہی رہے تو کم سے کم اس کو تکذیب کے مقام پر تو کھڑا نہیں ہونا چاہئے اور خاموشی اختیار کرنی چاہئے کہ اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں۔ ایک مومن من آل فرعون کا مقولہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں نقل کرتا ہے جو اس نے فرعونیوں کو حضرت موسیٰ کے متعلق کہا تھا۔ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اگر یہ جھوٹا ہو گا تو اس کا جھوٹ اس پر (وبال) ہو گا۔ اور اگر سچا ہو گا تو اس کی بعض وعیدیں تم پر پڑیں گی اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں اس کا مقابلہ مفید نہیں۔ پہلی صورت

دجال و یکھ لیں گے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ماموریں الٰہی کا ایک تاریک پہلو بھی ہوا کرتا ہے اس کو مشعل راہ نہیں بنانا چاہئے اور کسی کی صداقت کو اس تاریک پہلو سے نہیں پرکھنا چاہئے۔ اس کی تفصیل سے درگذر کرتے ہوئے اس کو قرآن کریم کی ایک آیت پر ختم کرتا ہوں اور اس پر غور و فکر کرنا غور کرنے والوں پر چھوڑتا ہوں

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته والله عليم حكيم ليجعل ما يلقي الشيطان فتنة للذين في قلوبهم مرض والقاسية قلوبهم وان الظالمين لفي شقاق بعيد وليعلم الذين اوتوا العلم انه الحق من ربك فيؤمنوا به فتخبت له قلوبهم وان الله لهاد الذين آمنوا الى صراط مستقيم۔ (سورہ حج ۔ ع ۷) اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ڈال دیا۔ پھر اللہ شیطان کی ملاوٹ کو مٹا دیتا ہے اور اپنی باتوں کو محکم کر دیتا ہے۔ اور اللہ دانا حکیم ہے۔ (یہ اس لئے ہوتا ہے) تاکہ اللہ شیطان کی ملاوٹ کو فتنہ بناوے۔ ان کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔ ضرور ظالم بڑی مخالفت میں پڑے ہیں اور تاکہ وہ جن کو علم دیا گیا ہے جان لیں کہ وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ پس اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس سے نرم ہوں۔ ضرور اللہ ان کو جو ایمان لاتے ہیں سیدھی راہ پر چلانے والا ہے۔

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله۔

بہترین سرمہ طلب کرنے کا پتہ ہمیشہ یاد رکھیے۔

آنے والا کون ہے؟

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی قلم سے)

یہ ایک سوال ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے ضمیر سے کرے اور اپنے علما سے کرے۔ اگر قرآن کا یہ فرمان درست ہے کہ لن تجد لسنة الله تبديلا یعنی خدا اپنی سنت نہیں بدلا کرتا۔ تو کیا وجہ ہے کہ اگلے زمانہ میں فسق و فجور اور خدا سے غفلت کی حالت میں خدا کی طرف سے مامور آیا کرتے تھے اور اب نہیں آتے۔ یہ سچ ہے کہ جب قرآن نے ان تمام ہدایتوں کو مکمل کر دیا جو نوع انسان کے لئے ضروری تھیں۔ تو ایسے ماموروں کی ضرورت نہ رہی جو خدا کی طرف سے ہدایتیں لایا کرتے اور نبی کہلاتے تھے۔ مگر ایسے ماموروں کی ضرورت تو اب بھی باقی ہے جو خدا کی نازل کردہ کتاب کی طرف لوگوں کو توجہ دلائیں اور اس کی تعلیم کو ہر ایک قسم کی بدعات سے پاک کرکے دنیا کو سنائیں اور لوگوں کا تزکیہ کریں۔ اور ان کے فیض صحبت سے تقویٰ و طہارت لوگوں میں پھیلے یہی وہ لوگ ہیں جو حدیث میں مجدد کے نام سے یاد کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها یعنی بے شک اللہ ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایک شخص مبعوث کرتا رہے گا۔ جو دین کی تجدید کرتا رہے۔

ضرورت مجدد

اب ایک طرف تو ہمارے ہاتھ میں خدا کی سنت ہے جو ہمیشہ ضرورت کے وقت ماموریں کو مبعوث کرتا رہتا ہے۔ دوسری طرف قرآن میں آیت استخلاف اور حدیث شریف میں حدیث مجدد پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ امت محمدیہ میں دین کے ضعف اور خوف کے وقت تمکین دین کے واسطے اور خوف کو امن سے بدل کرنے کے لئے خلفاء و مجددین ہمیشہ مبعوث ہوتے رہیں گے تو کیا وجہ ہے کہ چودھویں صدی میں سے ایک ثلث گزر چکا مگر خدا نے اپنی سنت کو بھلا دیا۔ اور قرآن و حدیث میں مجددین و خلفا کے وعدے ہوتے ہوئے خدائی وعدے نعوذ باللہ غلط ہو گئے۔ حالانکہ اسلام کی تاریخ میں اگر کسی مصلح و مامور خلیفہ یا مجدد کی ضرورت کبھی ہو سکتی تھی تو وہ ہمارا موجودہ زمانہ ہے جبکہ اسلام کے لئے ہر طرف مصائب و فتن کا سامنا ہے مذہبی اخلاقی۔ علمی عملی۔ سیاسی۔ اقتصادی غرضیکہ ہر پہلو سے اسلام میں تنزل و انحطاط نمودار ہو گیا ہے۔ اور ہر طرف اس کے دشمن کھڑے ہو گئے ہیں۔ اگر ایک طرف اور ہنود۔ بدھ اور یہود مسلمانوں کو دنیوی پہلو سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ تو عیسائیت اور آریہ سماج اسلام کو دینی پہلو سے برباد کر دینا چاہتے ہیں وقت آگیا تھا کہ مسلمانوں کو اس مذہبی اور عملی نیند اور غفلت سے بیدار کیا جائے اور ان میں پہلے مسلمانوں کی سی روح پھونکی جائے تا اللہ تعالیٰ کی نصرت پھر ان کے شامل حال ہو۔ اور علمی، عملی، اخلاقی اور روحانی ترقیات سے ان کے مصائب کا خاتمہ ہو۔ اور وہ پھر ایک زندہ قوم بنیں۔ پس اگر مجدد و مامور کی ضرورت کبھی ہو سکتی تھی تو وہ موقعہ اب ہے جبکہ مسلمانوں میں نہ صرف مذہبی انحطاط اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ بلکہ قومی زندگی کے لئے بھی وہ کسی ایسے لیڈر کے محتاج ہیں جو ان کو صحیح راہ پر ڈال دے۔ جس سے وہ اپنی کھوئی ہوئی عزت کو پھر پالیں۔

امام وقت

غور کرنے کی جگہ ہے کہ اس تھوڑے سے زمانہ میں کئے بعد دیگرے کتنے لیڈر اٹھے۔ مگر جس نے بھی قوم کی رہنمائی کی غلط راہ پر کی۔ ہر دفعہ جب آگے گڑھا نظر آیا تو پتہ لگا کہ رستہ غلط تھا۔ آخری فیصلہ یہ ہوا کہ مسلمان مسلمان بنیں۔ ایک نظام کے اندر آئیں۔ اور اشاعت اسلام کریں۔ کیا یہ باتیں بغیر ایک مامور و مجدد کے کبھی ظہور پذیر ہو سکتی ہیں۔ کیا بغیر ایک امام روحانی کے مسلمانوں کی مذہبی حالت درست ہو سکتی ہے۔ یہ سوال مولوی ابوالکلام صاحب آزاد اور مولوی سلیمان صاحب ندوی سے کرو۔ کیا تماشا ہے کہ چوٹی کے علما اپنی تحریروں اور تقریروں میں یہ اعلان کریں کہ مذہبی اصلاح اور ساری تنظیم کسی امام روحانی کی بیعت چاہتی ہے۔ مگر اس شخص کی طرف توجہ کرنے سے گھبرائیں۔ جو صدی کے سر پر دعویٰ مجددیت کرتا ہے۔ اور امام روحانی ہونے کا مدعی ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کے لئے وہی طرز عمل ابتدا سے تجویز کیا تھا جس کی طرف اب دھکے کھا کر آ رہے ہیں۔ کہ مسلمان مسلمان بنیں اور ایک نظام میں منسلک ہو کر اشاعت اسلام کریں۔ اس وقت اس طرز عمل کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔ مگر آج اسی فیصلہ پر پہنچتے ہیں اور اس امام روحانی کو ڈھونڈتے ہیں۔ جس کی بیعت کے بغیر یہ باتیں ناممکن ہیں۔ وہ امام سامنے ہے۔ وہ وہی ہے۔ جس نے اس طرز عمل کی طرف پہلے ہی مسلمانوں کو بلایا تھا جس کا نام مرزا غلام احمد ہے۔ مگر افسوس کہ نظر نہیں آتا۔ جعلنا بينك وبين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجابا مستورا۔ درمیان میں حجاب پڑا ہوا ہے۔

ختم نبوت اور نزول مسیح

اب دوسری طرف نظر کرو۔ اسلام میں ان مجددین کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ اور متواتر ہے۔ تواتر کا انکار کرنے سے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا سوال یہ ہے کہ:

(۱) جب آنحضرت صلعم خاتم الانبیا ہیں تو کیا آپ کے بعد ابن مریم جو نبی ہے۔ آسکتا ہے۔ اور اس کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟

(۲) کیا اب تک ابن مریم زندہ ہے جو وہ پھر آئے گا؟

اگر یہ سچ ہو کہ آنحضرت صلعم پر نبوت ختم نہیں ہوئی اور آپ کے بعد نبوت کا کام ابھی باقی ہے۔ اور ابن مریم زندہ موجود ہے اور وہ آخری زمانہ میں آکر دین میں جو نقص رہ گیا ہے اسے پورا کرے گا۔ کیونکہ نبی کے آنے کا منشا یہی ہوتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی اسی ابن مریم کے لئے ہے جو پہلے بنی اسرائیل کی طرف نبی ہو کر آیا تھا اور اب کسی نامعلوم وجہ سے وہ امت محمدیہ کا نبی بننے لگا ہے۔ اور اگر آنحضرت صلعم نے نبوت کے تمام کاموں کو ختم کر دیا اور آپ پر نبوت ختم کر دیا۔ اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور عیسیٰ ابن مریم دوسرے تمام نبیوں کی طرح فوت ہو چکا اور جنت میں داخل ہو چکا۔ جہاں سے وہ کبھی باہر نہیں نکلے گا۔ تو پھر ظاہر ہے کہ آنے والے موعود کو ابن مریم جو کہا گیا تو بوجہ مماثلت کے مجازی طور پر کہا گیا۔ اور وہ مجددین ہی میں سے ایک ہو سکتا ہے۔ گو وہ اپنے کارناموں سے وہ سب مجددین پر فضیلت رکھتا ہو۔ کیونکہ اب صرف تجدید کی ضرورت باقی ہے۔

مسیح نہیں مثیل مسیح

مسیح موعود کے آنے کو مرزا غلام احمد صاحب سے ایک منٹ کے لئے الگ کرکے اصولی طور پر اس پر غور کرو۔ مرزا غلام احمد صاحب سے تعصب ہے ضد ہے۔ ان کی طرف جھکنا بدنامی کا موجب ہے۔ اس لئے حق کی طرف توجہ کرنے سے لوگ گھبراتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم مسیح موعود کی پیشگوئی کو برائے مرزا غلام احمد صاحب سے الگ کرکے اصولی طور پر غور کرو۔ سوچو کہ آنے والا کون ہو سکتا ہے۔ کیا ہمیں آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہے یا مجدد کی۔ کیا ابن مریم زندہ ہے یا مر گیا۔ اگر یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نبوت ہر پہلو سے ختم ہو چکی اور اس کے سب کام اپنی تکمیل کو پہنچ چکے اور ہمیں صرف مجدد کی ضرورت ہے ابن مریم کو قرآن کریم صریح طور پر مار چکا۔ تو پھر سوائے اس کے چارہ نہیں کہ آنے والے کو نبی نہیں صرف مجدد مانا جائے۔ اور ابن مریم اسے حقیقی طور پر نہیں بلکہ مجازی طور پر بوجہ شدید مماثلت کے کہا گیا۔ اس سے بڑھ کر اس پیشگوئی کی حقیقت کچھ نہیں ہو سکتی۔

اب سوچو۔ ایک طرف سنت اللہ کا تقاضا ہے کہ اس پرفتن زمانہ میں کوئی مامور من اللہ آئے۔ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مجدد اور قرآن کریم کی آیت استخلاف کسی مجدد اور خلیفہ روحانی کا صدی کے سر پر آنا ضروری قرار دے رہی ہے۔ تیسری طرف صدی کے سر پر ایک شخص مجددیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور جو تجدید کرتا ہے زمانہ اس کی تائید کرتا ہے۔ اور واقعات بتلاتے ہیں کہ بغیر اس کے تجدید شدہ علم کلام اور تجویز کردہ طرز عمل کے مسلمانوں کے لئے کامیابی کی کوئی راہ نہیں۔ اور اس کے علاوہ تمام عالم اسلامی مجدد کے وجود سے خالی نظر آتا ہے۔ تو پھر کیا ایک عقلمند مسلمان کے لئے کوئی چارہ اس کے سوا رہ جاتا ہے کہ اس شخص کو مجدد تسلیم کرلے۔

آنے والا آچکا!

پھر ایک طرف ختم نبوت ہمارے سامنے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ صرف مجددین آسکتے ہیں۔ دوسری طرف قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت ہے۔ تو اب کیا صاف نظر نہیں آتا کہ آنیوالا ابن مریم نبی نہیں بلکہ صرف ایک مجدد ہے۔ اور ابن مریم اس کا نام مجازی طور پر ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔ پس اگر کوئی مجدد ابن مریم ہونے کا دعویٰ کرے تو اس سے ہمارا بھڑکنا کیا معنی رکھتا ہے؟

اب ایک طرف عیسائیوں کا زور ہے۔ عیسائی دنیا اپنی کل طاقتوں اور ساز و سامانوں کے ساتھ اٹھی ہے اور طرح طرح کے دجل سے کام لے رہی ہے۔ اور اسلام کی عیسائیت یا دوسرے لفظوں میں دجال کے ساتھ جنگ عظیم ہے۔ اب اگر ابن مریم مجازی طور پر کسی مجدد کو خطاب دیا گیا ہے تو وہ وہی مجدد ہو سکتا ہے جو ایسے نازک وقت میں عیسائیت کے دجل کو توڑنے اور کسر صلیب کرنے اور عیسائیت کے اندر اسلام کا جھنڈا گاڑنے پر مامور ہو۔ کیونکہ عیسائیت اور اسلام کی جنگ میں محمد رسول اللہ کو عزت کے تخت پر بٹھانے اور ابن مریم کو خدائی تخت سے اتارنے کے لئے امت محمدیہ میں سے جو مجدد یا مامور ہو گا وہ ضرور ہے کہ ابن مریم کی شان سے ایسی شدید مماثلت رکھتا ہو کہ گویا وہ وہی ابن مریم ہے جسے خدا بنایا گیا۔ تا اس کی عبودیت

ایک غلطی کا ازالہ

"پیغام صلح" کی کسی گزشتہ اشاعت میں ایک کشمیری نامہ نگار کی تحریر کی بنا پر لکھا گیا تھا۔ کہ پادری احمد شاہ صاحب گیلانی جو ان دنوں سرینگر کشمیر میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ کتاب امہات المومنین کے مصنف ہیں۔ اب لاہور کے ایک مسیحی دوست نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ پادری احمد شاہ صاحب گیلانی مقیم سرینگر امہات المومنین کے مصنف نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے مصنف ایک اور احمد شاہ صاحب متخلص بہ شائق ہیں جو غالباً کہیں یو۔پی میں مقیم ہیں۔ اول الذکر پادری صاحب نے اس بات کو بہت ناپسند کیا ہے۔ کہ ان کو ایک ایسی بدنام کتاب کا مصنف ظاہر کیا گیا ہے۔ ہمیں از حد افسوس ہے کہ ایک نامہ نگار کی غلط فہمی کے باعث جو غالباً تشابہ اسمی کے باعث پیدا ہوئی ہے یہ خلاف واقعہ بیان ہمارے پرچہ میں شائع ہوا۔ جس سے پادری صاحب کی خواہ مخواہ دل شکنی ہوئی۔

ہندوستان

— کلکتہ سربی۔ این متر کی صدارت ختم ہو جانے پر بے ضابطہ بحث کے اختتام کے بعد اس بات کا اعلان کیا گیا۔ کہ مسلمان لیڈروں نے ہندو لیڈروں کی تجویز منظور کر لی۔ کہ مصالحتی بورڈ پھر سے قائم کیا جائے جس کے صدر نواب صاحب مرشد آباد ہوں اور جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد بطور ارکان برابر ہو۔

— احمد آباد۔ مس ہول گنج ایک سوشلسٹ خیالات کی عورت یہاں آئی ہوئی ہیں۔ اور سابرمتی آشرم میں مہاتما جی کے پاس گزشتہ ایک ماہ سے قیام پذیر ہیں۔ انہوں نے گجرات مہاودیالہ کے طالب علموں اور پروفیسروں سے گفتگو کی۔ انہوں نے جرمنی کی موجودہ حالت سے طلبہ کو آگاہ کیا۔ مس موصوف نے کہا کہ میں اس دور دراز ملک میں حق و صداقت کی غرض سے آئی ہوں۔

— پاکیزہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ریاست پٹیالہ میں سونے کی کان کا پتہ لگا ہے۔ تخمینہ کیا جاتا ہے کہ تقریباً بارہ یا سولہ میل مربع رقبہ میں سونا ہے۔ ریاست عنقریب ٹھیکہ کے لئے ٹنڈر طلب کرنے والی ہے۔

— ضلع پشاور کے بعض سربرآوردہ مسلمانوں نے چیف کمشنر صوبہ سرحدی کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا ہے۔ جس میں انہوں نے یہ درخواست کی ہے کہ ترکہ کے متعلق جو قانون ابھی حال میں کونسل نے پاس کیا ہے۔ وہ اور قانون اوقاف سنہ ۱۹۲۳ء دونوں کو صوبہ سرحدی میں نافذ کیا جائے۔

— ساردا کا رول ریاست کشمیر میں بھی پاس ہو گیا ہے۔ ہندو سبھا لاہور نے اس بل کے خلاف ریزولیوشن پاس کیا ہے۔

— دہلی میونسپلٹی میں ایک جماعت فرقہ وارانہ تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے بن رہی ہے۔ تئیس غیر سرکاری ممبروں میں سے تیرہ ممبر دونوں فریقوں کے اس وقت تک اس جماعت میں شریک ہو چکے ہیں۔

— انجمن نومسلمین سندھ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۸ و ۱۹ ستمبر کو بمقام کراچی نومسلموں کی کانفرنس منعقد کی جائے۔ اور ہندوستان کے جملہ تبلیغی رہنماؤں کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنے ارشادات گرامی سے نومسلموں کو مستفید فرمائیں۔

— فسادات راولپنڈی کی رپورٹ پنجاب کانگرس کمیٹی نے شائع کر دی ہے۔ جس میں فسادات کی بہت کچھ ذمہ داری ہندوؤں اور سکھوں پر عائد کی گئی ہے۔

— مسلم ایسوسی ایشن مدراس کی درخواست پر ڈاکٹر سر اقبال نے فلسفہ اسلام پر لیکچروں کا ایک سلسلہ دینے کے لئے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے لیکچروں کے عنوانات حسب ذیل طے کئے ہیں۔

(۱) ختم نبوت نفسیات جدیدہ کی روشنی میں۔
(۲) روح قرآن (دی سپرٹ آف قرآن)
(۳) ذات باری تعالیٰ کا اسلامی تخیل۔
(۴) علوم جدیدہ اور مسئلہ تکوین۔
(۵) حقیقت خودی اور حیات بعد الممات۔
(۶) اسلامی تصوف۔

ان لیکچروں کا سلسلہ نومبر سنہ ۱۹۲۷ء سے شروع ہوگا۔ اور اندازہ ہے کہ ہر لیکچر فلسکیپ سائز کے تقریباً تیس ٹائپ شدہ صفحوں پر مشتمل ہوگا۔

ممالک خارجہ

— موسیو ڈی ژو دینال نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ شام کی ہائی کمشنری سے مستعفی ہو جائیں۔ غالباً ان کی جگہ کوئی فرانسیسی جنرل متعین کیا جائے گا

عربی ذرائع سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ غوطہ کے قریب حال ہی میں جو جنگ ہوئی تھی اس میں فرانسیسی نقصانات کی کثرت کے باعث دمشق کا سلسلہ مواصلات منقطع ہو گیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسیوں پر اچانک چھاپہ مارا گیا جس میں ان کے اٹھارہ آدمی کام آئے۔ فرانسیسی یہی کہے جاتے ہیں کہ عربی اطلاعات بے بنیاد ہوتی ہیں۔

— عربی ذرائع کی اطلاعات مظہر ہیں کہ گزشتہ جمعرات کو دمشق سے جانے والی پہلی ٹرین پر مجاہدین قبیلہ حامہ کے ایک جتھے نے اس غلط فہمی کی بنا پر حملہ کیا کہ وہ اسے فوجی ٹرین سمجھتے تھے۔ اس خیال سے کہ مسافر فرانسیسی فوجی سپاہی ہیں۔ مجاہدین نے ان سب کو یا جان سے مار ڈالا یا زخمی کر دیا۔

موسیو بریان کی سابق حکومت نے دروزیوں سے درخواست کی تھی کہ وہ مصائب شام کو ختم کرنے کی غرض سے صلح کے لئے اپنے نمائندے پیرس روانہ کریں۔ اس درخواست پر دروزی لیڈروں نے شکیب ارسلان اور احسان جابری سے کہ جو جنیوا میں ان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ ہدایت کر دی ہے کہ وہ پیرس روانہ ہو جائیں۔

دمشق کے شفاخانے زخمیوں سے بھر گئے ہیں۔ اور برابر سلسلہ جاری ہے۔ مزید زخمیوں کو بیروت بھیجا جا رہا ہے۔

— بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حال میں دمشق کے چاروں طرف کے اضلاع سے مجاہدین شام کو نکال دینے کی کوشش میں فرانسیسی فوج کے پچاس آدمی مارے گئے اور سو زخمی ہوئے۔

دو فرانسیسی طیارچیوں کو مشین کی خرابی کی وجہ سے صحرا میں اترنا پڑا اور انہیں دوسو مجاہدین نے گھیر لیا۔ طیارچیوں نے آخری وقت تک اپنی مدافعت کی۔ تاآنکہ وہ زخموں کی وجہ سے گر گئے۔ مجاہدین نے ہوا بازوں کو ان کے طیاروں سے باندھ کر جلا دیا۔

(یہ محض شامیوں کو بدنام کرنے کی کوشش معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے مشین میں آگ لگ جانے کی وجہ سے طیارچی جل گئے ہوں۔ پیغام صلح)

— حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ عنقریب اس سال کے دوران میں اپنی آزادی کی عید کے موقع پر ایک عدیم النظیر جشن کرے گی۔ امریکن نمائندہ مقیم قسطنطنیہ نے حکومت ترکیہ سے درخواست کی ہے کہ ایک ترکی جنگی جہاز اس جشن میں شمولیت کی غرض سے دیا جائے۔ چنانچہ محکمہ بحری جہاز "حمیدیہ" کو جشن میں بھیجنے کی تجویز کر رہا ہے۔

— مصری اخبار "وادی النیل" کا ایک نمائندہ ترکی قونصل خانہ مصر میں محمود ندیم بک سابق والی یمن اور موتمر مکہ کے لئے ترکی سفیر سے ملاقی ہوا اور دونوں کے درمیان نہایت اہم گفتگو ہوئی۔ محمود ندیم بک نے بیان کیا۔ کہ جمہوریہ ترکیہ اور امام یمن اور سلطان ابن سعود کے تعلقات آپس میں بہت اچھے اور گہرے ہیں۔ اور یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے کہ امام یمن اور انگریزوں کے مابین کوئی معاہدہ ہوا ہے۔ بلاد یمن اپنے مالی۔ انتظامی اور فوجی معاملات میں کامل طور پر آزاد ہیں اور کسی اجنبی حکومت کو اثر و نفوذ حاصل نہیں ہے یمن کی تعلیمی حالت کا یہ عالم ہے کہ اسی فیصدی آبادی پڑھنا لکھنا جانتی ہے

— ترکی لشکر کے ایک دستہ نے خالد بک رئیس قبائل کردی کو اس کے ۱۶ متبعین سمیت کر لیا ہے۔ یہ شخص حکومت ترکیہ سے روپوش ہو کر بھاگ گیا تھا۔ اس کی گرفتاری اس کردی بغاوت کے سلسلہ میں ہوئی ہے جو شیخ سعید کردی کے ماتحت گزشتہ سال رونما ہوئی تھی۔ یہ سب قیدی دیاربکر پہنچائے گئے ہیں تاکہ محکمہ استقلال ان پر مقدمہ چلائے۔

— حکومت انگورہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جن ترکوں نے اجنبی ممالک کی عورتوں سے شادی کر رکھی ہے وہ محکمہ خارجہ میں سفیر اور قونصل وغیرہ مقرر نہ کئے جائیں۔

— قسطنطنیہ ۲۸ جولائی۔ ترا کمال نے جو پہلے انجمن اتحاد و ترقی کے رکن تھے اور سازش سمرنا میں شامل ہونے کی وجہ سے سزائے موت پا چکے تھے۔ خودکشی کر لی تاکہ گرفتار نہ ہو سکیں۔

— حکومت برطانیہ کے وزیر نوآبادیات نے بیان کیا ہے کہ سال مختتمہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۲۶ء کے دوران میں برطانیہ سے تقریباً ۵۰ ہزار آدمیوں نے نوآبادیات کی طرف ہجرت کی ہے۔

— وزارت جمہوریہ ترکی نے اپنے ملک کی پیداوار کی عمدگی و تنوع کے لئے جو جہاز یورپ روانہ کیا تھا وہ جنوبی افریقہ، ہسپانیہ، فرانس کا دورہ کرنے کے بعد لندن پہنچ گیا ہے۔ جہاں سے رخصت ہو کر ایمسٹرڈم جائے گا۔ حکومت برطانیہ کے محکمہ تجارت ماوراء البحر کے پارلیمنٹری سیکرٹری نے اس جہاز کے پانچ ترک افسروں کو ضیافت دی جس میں ترکی قونصل اور ترکی سفارت کے نمائندوں نے بھی شرکت کی

— مکہ معظمہ میں ہر سال حج کے موقع پر ایک اسلامی موتمر ہوا کرے گی جس میں مختلف مسائل پر غور و خوض ہوا کرے گا۔ اور ترقی اسلام کے وسائل سوچے جایا کریں گے۔

— ایرانی فوج کے تعاقب سے بھاگ کر سات سو ایرانی باغی خاودن کے مقام پر سرحد عبور کر کے سوویٹ روس کی حدود میں داخل ہو گئے جہاں ان کے اسلحہ چھین لئے گئے اور وہ نظر بند کر لئے گئے۔

— حکومت مصر نے چند ماہرین زراعت و اقتصادیات کی خدمات اس غرض سے حاصل کی ہیں کہ وہ ایک زبردست زراعتی بنک کے قیام کی تجاویز سوچیں اور اس کا دستور العمل وضع کریں۔ اس بنک کا سرمایہ دس لاکھ پونڈ ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ کاشتکاروں کی تقاوی وغیرہ کی شکل میں مدد دی جائے گی۔

— جمعیۃ الاقوام کے آئندہ اجلاس میں ایران کی طرف سے شہزادہ عرفہ شریک ہوں گے۔

— لشپ آف لندن ۲۹ جولائی کو دنیا کی سیاحت کے لئے لندن سے روانہ ہو گئے۔ آپ کینیڈا، ریاستہائے متحدہ امریکہ، آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ جائیں گے۔ آپ نے جاتے وقت اعلان کیا ہے کہ وہ مذہبی تبلیغ کی غرض سے جا رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ "میں عیسائیت کو ترقی دینے اور اسے پھیلانے کے کام پر جا رہا ہوں"

— موتمر مکہ کا اجلاس ختم ہو گیا۔ مختلف وفود کا حسب ذیل امور پر اتفاق آراء ہو گیا۔

(۱) منہدم آثار کی از سر نو تعمیر۔
(۲) غیر منہدم قبور کی حفاظت کے لئے شیعہ سنی علما کو سپردگی۔
(۳) حرم کعبہ کے اندر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فرقوں کے اماموں کے پیچھے باری باری سے نماز کا پڑھایا جانا۔
(۴) کامل مذہبی آزادی۔

یہ ریزولیوشن سلطان کے پاس بھیجے گئے اور ان کے جواب کا انتظار ہے۔ خلافت اور جمعیۃ العلما کے وفود مدینہ سے ۲۰ جولائی کو روانہ ہو رہے ہیں۔

زنانہ کلاس احمدیہ کی طرف سے پارٹی

مورخہ ۱۱ جولائی بروز اتوار بوقت ۵½ بجے شام کو زنانہ کلاس احمدیہ کی طرف سے اپنی پہلی رخصت کے احترام میں مسلم ہائی سکول واقع احمدیہ بلڈنگس میں پارٹی دی گئی۔ جس میں تقریباً بیس ممبر انجمن خواتین احمدیہ کو مدعو کیا گیا اور بیترہ لڑکیاں کلاس کی متعلمات شامل ہوئیں۔ علاوہ ازیں بچے بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ انتظام نہایت عمدہ تھا۔ مہمان بہنوں کی تواضع پھل، مٹھائی، اور سوڈا واٹر وغیرہ سے کی گئی۔ ہار بھی تقسیم کئے گئے۔ فارغ ہونے کے بعد خاکسار نے اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں مہمان بہنوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پارٹی کے متعلق مختصر سی کیفیت بیان کی۔ ازاں بعد استاذی المکرم مولانا مولوی عبداللہ خان صاحب نے سورۃ العصر تلاوت فرما کر اپنی شاگرد بیٹیوں کو مخاطب کرتے ہوئے الوداعی تقریر شروع کی۔ جو تقریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔ تقریر اس قدر موثر اور دلپذیر تھی کہ بعض نرم دل بہنیں اپنے مکرم استاد کی بزرگانہ شفقت پر آنسوؤں کی لڑیاں نچھاور کر رہی تھیں۔ تقریباً نصف گھنٹہ کی ناصحانہ و مشفقانہ تقریر کو مکرم مولوی صاحب نے نماز و دعا کی تاکید پر ختم کیا۔ تقریر ختم ہونے پر مہمان بہنیں اپنے گھروں کو تشریف لے گئیں۔ کلاس کی لڑکیاں بھی بقیہ انتظام کے لئے تھوڑی دیر ٹھیر کر رخصت ہوئیں۔

راقمہ

تاج بیگم متعلمہ احمدیہ زنانہ کلاس۔ لاہور

انتقاد

ستعدار نشرح جناب حفیظ الرحمن خاں صاحب کے زیر ادارت فرخ آباد سے نکلنا شروع ہوا ہے افسوس ہے کہ جو پرچہ ریویو کے لئے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اس کے مضامین کچھ زیادہ اہم اور دلکش نہیں۔ سالانہ قیمت ستیجر شنا ہی قار

الاصلاح یہ ماہوار رسالہ جو مولوی برکت اللہ صاحب ایم اے نے پہلے فرانس سے نکالا تھا مگر جنگ کا بند کر دیا گیا تھا اب جرمنی کے دار الخلافہ برلن سے از سر نو عربی زبان میں نکالنا شروع کیا ہے۔ پہلا نمبر بابت ماہ جون ۱۹۲۲ء ہمارے پیش نظر ہے۔ شروع میں ایک چھوٹا مقدمہ فارسی زبان میں ہے۔ باقی مضامین عربی میں ہیں مضامین کیا ہیں عالم اسلام کی موجودہ پستی دولت پر پر درد نوحہ ہیں۔ سالانہ چندہ پانچ شلنگ۔ ذیل کے پتے سے طلب فرمایئے۔

M. Barkatullah Maulvi
10, Algenstrasse,
St. Gallen, Suisse.

بیکاروں کے لئے شریفانہ روزگار

یہ ہے کہ وہ اپنے مقامات کے تاجروں سے پیغام صلح کے لئے اشتہارات حاصل کریں معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ تمام خط و کتابت بنام منیجر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

رباعیات عمر خیام فارسی ۲۶۴ باہمانہ ترجمہ نظم اردو تاج الکلام ۲۶۴ رباعیاں ۱۹۲ صفحوں پر سوانح عمری عمر خیام ۸۰ صفحوں پر جس میں عمر خیام کا عکسی فوٹو بھی شامل ہے۔ پونے تین سو صفحات کا بے مثل ذخیرہ معہ محصول ڈاک ڈھائی روپے میں۔

رباعیات سرمد شہید معہ ترجمہ معہ ترجمہ نظم اردو جواہر منظوم فارسی (ترجمہ کی مجموعی ۳۴۲ رباعیاں ابتدا میں واقعہ قتل سرمد شہید مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے قیمت معہ محصول عمر

کبیر جنم ساکھی یعنی کبیر داس کے حالات زندگی معہ ان کے کلام کے بشرح اردو درج ہیں۔ آخر میں گسائیں تلسی داس مولف رامائن کے حالات زندگی بھی بالاختصار درج ہیں۔ قیمت معہ محصول ڈاک ۱۱ر ملنے کا پتہ

منشی قربان علی شاہجہانی پریس دہلی

مسلم راجپوت

مولوی محمد اللہ صاحب امیہاس کے زیر ادارت تمام ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ امرتسر سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ اخبار مسلم راجپوت نے نہایت قلیل مدت میں جو شاندار درجہ ہندوستانی اردو و اسلامی اخبارات میں حاصل کر لیا ہے۔ وہ اس کی روز افزوں تعداد اشاعت سے ظاہر ہے۔ ارباب نظر نے اسے نہ صرف مسلم راجپوتوں کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے مضامین اور نیز کاغذ لکھائی۔ چھپائی وغیرہ کے لحاظ سے عہد جدید کا بہترین ہفتہ وار اخبار تسلیم کر لیا ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمایئے۔ پانچ ماہی کے لئے اڑھائی روپے یا سال بھر کے لئے چار روپے بھیجکر اس کے دلچسپ و دل آویز مضامین سے مسلسل فائدہ اٹھایئے اشتہار دہندگان کے لئے اخبار مذکور کامیابی کے نادر مواقع بہم پہنچاتا ہے

سکرٹری انجمن مسلم راجپوتان پنجاب امرتسر

پانچ سو روپے کا نقد انعام
(طلای نو ایجاد رجسٹرڈ)

ڈاکٹر فرانس کا ایجاد علاج کمزوری نامردی

جو شخص اس طلاکو بیکار ثابت کرے اس کو پانچ سو روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ یہ روغن ڈاکٹر فرانس نے بڑی جانفشانی اور جدید تجربے سے ایجاد کیا ہے۔ جو مثل بجلی کے اپنا اثر رکھتا ہے۔ اس کا اثر ایک ہی روز میں معلوم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ بچپن کی غلط کاریوں یا اور کسی وجہ سے کمزور ہو گئے ہیں۔ تو فوراً اس طلا سے فائدہ حاصل کریں اس طلا نے بہت سے مریضوں کو فائدہ بخشا ہے۔ جن کی نوبت ناامیدی تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے استعمال میں کسی موسم کی خصوصیت نہیں۔ ایک دم ناقص رطوبت خارج کر دیتا ہے۔ پھر کسی طلاء کی ضرورت نہیں رہتی۔ طلا کے ہمراہ ڈاکٹر موصوف کی ایجاد حب مقوی باہ بھی روانہ ہوتی ہیں۔ یہ مکمل علاج ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی طلا، اس مرض کے واسطے مفید ثابت نہیں ہوا۔ قیمت معہ محصول ہے۔ پتہ

ایس ایم عثمان اینڈ کو آگرہ شہر (یوپی)

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

اہل ولایت نے جہاں اور بہت سی عجیب و غریب ایجادیں کی ہیں وہاں یہ کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں بھی اس قدر نفیس بنائی ہیں کہ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ چوڑیاں خاص قسم کی بنائی گئی ہیں۔ اس پر نہایت عمدہ بیل بوٹوں کا کام کیا ہوا ہے۔ گوری گوری نازک کلائیوں میں اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے چین ہو جاتے ہیں ان پر ملمع نہیں ہے۔ کاٹ لو۔ کسوٹی پر لگا لو۔ رنگ تبدیل نہ ہوگا۔ کالی نہیں ہوتیں۔ زنگ نہیں لگتا۔ پانچ سو روپے کی چوڑیاں خوبصورتی میں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بنگال اور دکن کے رئیس طبقہ کی عورتوں نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ قیمت فی سٹ بارہ چوڑیاں للعہ معہ محصول چھ سٹ کے خریدار کو ایک مفت

یونانی دواخانہ ڈوری بازار متھرا یوپی

نایاب تحفہ

جناب مرزا انور بیگ صاحب بی اے۔ ایم۔ ایس سی پروفیسر کیمسٹری اسلامیہ کالج پشاور تحریر فرماتے ہیں میں نے بذریعہ کیمسٹری اکسیر شباب گولیاں کا جو شاہ اینڈ کو لاہور نے تیار کی ہیں۔ معائنہ کیا ہے۔ اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ گولیاں۔ سونا، فولاد، ڈامیانہ اور بہت سی ایسی قیمتی ادویات کا مرکب ہیں۔ ریویو۔ اخبار گرو گھنٹال لاہور مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۲ء جن لوگوں کو کسی قسم کی بھی جسمانی کمزوری ہو ان کے لئے یہ دوا اکسیر بلکہ بے نظیر ہے۔ ریویو۔ اخبار نیر اعظم مراد آباد (یوپی) مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۲۲ء پنجاب کے مشہور کارخانہ شاہ اینڈ کو رجسٹرڈ نے اکسیر شباب گولیاں اور روغن طلائے شباب یہ دو چیزیں ایسی ایجاد کی ہیں جن سے تمام اعضائے رئیسہ کو بے حد قوت پہنچتی ہے۔ باہ میں کسی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ اس کے واسطے یہ چیزیں اکسیر ہیں۔ نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہیں۔ دونوں چیزوں کا ساتھ ساتھ استعمال کرنا بہت مفید ہے کسی قسم کی سوزش یا آبلہ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ جو صاحب اپنی جوانی کی امنگوں میں اپنی قوت کو زائل کر چکے ہیں۔ ان کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ قیمت اکسیر شباب ۴۰ گولیاں بیس یوم کے لئے صہ معہ طلائے شباب قیمت ہے۔ نمونہ مکمل بکس سات یوم کیلئے ہے۔

شاہ اینڈ کو بھاٹی گیٹ لاہور

مشینری و زراعتی سامان و آلات

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کاٹنے کی مشین آہنی رہٹ (ولیٹ)، زراعتی فارم کے نمونہ کے آہنی ہل۔ خراس۔ بیلنہ جات، اجابل سیویاں اور بادام روغن کی مشین وغیرہ منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت منگائیے

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ

لاولد عورتوں اور مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر و تازہ ایجاد یعنی دوائے "خوش کیف"

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں۔ یا آپ کی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں۔ اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں ہے۔ یا صرف ایک دو بچے یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولد ختم ہو گیا ہے۔ تو آج ہی اس دوا کو ختم کر کے فائدہ اٹھایئے جس کو ۲۰ یوم دو دو رتبہ کے استعمال سے اگر چھ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت معہ دس روپے مرجبہ کے واپس کرو حالت حمل میں درد زہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نیز کثرت ایام ماہواری میں بے حد مفید ہے۔ (نوٹ) ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے طلب نہ کی جائے قیمت ساڑھے تین روپے (۳ ۸)

اکسیر ذیابیطس جلد جلد پیشاب کا آنا، پیاس کا زیادہ معلوم ہونا پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا۔ گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا۔ بدن کا تحلیل ہونا۔ خشکی کا زیادہ ہونا وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گردوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کو استعمال کیجئے۔ قیمت ۱۲ر محصول ہر دو بذمہ خریدار

ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا (یوپی)

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں۔ تجربہ کار سا ہوکار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے تاب ہو جاتے ہیں ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے۔ نایاب تحفہ ہے۔ ناپسند ہو تو قیمت واپس۔ فی انگوٹھی عہ چار کے خریدار کو ایک مفت ناپ ضرور بھیجئے

کیمیکل گولڈ سونے کے گوشوارے

یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بندے ہیں ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں۔ کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرے لگا دیئے ہیں۔ رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چو طرف ستارے قربان ہو رہے ہیں۔ قیمت عہ

قمیص کے بٹن یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں جو بہت خوبصورت ہیں۔ ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک مفت۔ قیمت فی سٹ ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ایس اے اصغر اینڈ کو بلیماران دہلی

تاجروں کے لئے مژدہ

اخبار پیغام صلح کا حلقہ اشاعت بہت وسیع ہے ہندوستان کے مختلف حصص کے علاوہ بیرون ہند کے بہت سے ملکوں مثلاً افغانستان ایران، عراق عرب، شام، فلسطین، ترکی، مصر، فرانس، جرمن، اٹلی، انگلستان، امریکہ وغیرہ میں جاتا ہے۔ جو تاجر صاحبان اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں انہیں ضرور اس اخبار میں اشتہار دینا چاہیے۔ اجرت اشتہار پیشگی وصول کی جاتی ہے۔ جدید نرخنامہ ذیل میں درج ہے۔ اشتہاروں کے متعلق تمام خط و کتابت منیجر پیغام صلح کے نام ہونی چاہیے۔

جدید شرح اجرت اشتہارات پیغام صلح

	ایک بار	چار بار	سہ ماہی	سالانہ
پورا صفحہ	عہ	سعہ	۱عہ	صما
نصف "	للعہ	للعہ	۱۸	سار
پورا کالم	عہ	للعہ	سعہ	۱۸
نصف "	عہ	للعہ	للعہ	للعہ
ربع "	عہ	سعہ	سعہ	للعہ

ایک چوتھائی کالم سے کم کے لئے بشرح ۱۲ر فی انچہ کالم۔ ایک کالم = ۱۸ انچہ۔

اجرت میں کمی بیشی ہرگز نہ ہوگی خط و کتابت بیکار ہے۔ (منیجر)

جلد ۱۴ | لاہور مدینۃ المسیح یوم چہارشنبہ مطبوعہ یکم صفر ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۱۔اگست ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۹

آخری جام

(حضرت مسیح موعود)

راہِ خود برمن کشود آں دلستاں
دانمش زانساں کہ گل را باغباں
ہرکہ در عہدم زمن ماند جدا
میکند برنفس خود جور و جفا
پر زنور دلستاں شد سینہ ام
شد زدستے صیقلِ آئینہ ام
پیکرم شد پیکرِ یارِ ازل،
کارِ من شد کارِ دلدارِ ازل
بسکہ جانم شد نہاں دریارِ من
بوئے یار آمد ازیں گلزارِ من
نورِ حق داریم زیرے چادرے
از گریبانم برآمد دلبرے
احمدِ آخر زماں نامِ من است
آخریں جامے ہمیں جامِ من است
طالبِ راہِ خدا را مژدہ باد
کش خدا بنمود ایں وقتِ مراد

علمبردار اسلام اور علمائے زمانہ

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

قرآن کریم دیگر کتب مقدسہ اور تاریخ عالم کے اوراق اس امر پر گواہ ہیں۔کہ جس طرح بعض امراض کی حالت میں افزاد تقویت بخش اور جزو بدن ہونے والی غذاؤں سے متنفر ہو کر محض چاشنی دار غذاؤں پر جھک پڑتے ہیں جو ان کے لئے ممد حیات ہونے کی بجائے مضر صحت ہوتی ہیں۔اسی طرح ذوق سلیم کا فقدان اللہ تعالےٰ کے مرسلین اور ماموروں کے متعلق انسان کیلئے خوفناک ٹھوکر کا موجب ہوجاتا ہے۔وہ ان مقدس ہستیوں کی جنبش لب اور اشارہ ابرو سے پیدا ہوجانے والے خرق عادت بڑے بڑے تماشات اور سریع الاثر مظاہروں کا منتظر رہتا ہے۔وہ چاہتا ہے۔کہ رسول کے پاس سونے اور چاندی کے پہاڑ ہوں۔خشک اور چٹیل میدانوں میں اس کے حکم سے نقشے اور شیریں چشمے پیدا ہوں۔زمین اس کی خاطر لپیٹ دی جائے۔اور آسمان اس کے لئے کھول دیا جائے۔اس کے سر پر فرشتوں کے جھنڈے پر پھیلائے ہوئے ہوں۔اس کے دم سے قبر کی ہڈیوں میں حرکت پیدا ہو۔اور سینکڑوں برس کے مردے زندہ ہوجائیں۔اندھے بینا۔بہرے شنوا اور گونگے تکلم آشنا ہوں۔اس کے سامنے ہوا میں ایک جنت ہو۔پہاڑ اس کے اشارہ انگشت سے اپنے جمود کو چھوڑ کر پرواز کریں۔وہ تمام دنیا جہان کی آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھ جائے۔اور فرشتوں کے پروں پر ہاتھ پھیلائے ہوئے نیچے اتر آئے۔غرض اس کی زندگی کا ہر ایک فعل اس عالم انسانی کے عادات و اطوار سے مغائرت کلی رکھتا ہو۔یہ وہ محیر العقول مطالبات اور شناخت مامورین کے اعلےٰ معیار تھے۔کہ جو انسانی ذہنیت کے ابتدائی نشوونما کے دنوں میں عقل انسانی نے تجویز کئے۔

بعثت ماموریں کی غرض۔ اس وقت زمانے نے ترقی کی کئی منزلیں طے کرلی ہیں۔تاہم فرزندان آدم کی دلوں کی بستی حقیقی روشنی سے اب تک محروم ہے۔سورج کو بلند ہوچکا ہے۔تاہم خفتگان غفلت کی آنکھوں میں خمار اب تک باقی ہے۔نور و ظلمت اور حق و باطل میں امتیاز کی بصیرت الہٰی تک محدود ہوتی ہے۔ایک مامور من اللہ سے اس کے صدق دعوے کی دلیل میں اب بھی وہی کچھ طلب کیا جاتا ہے جو مسیحی کے فرزند گزشتہ انبیاء سے چاہتے تھے۔تا وہ عجیب در عجیب اور خرق عادت نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔تو سمجھیں کہ فی الحقیقت یہ شخص خدا کا مرسل اور مامور ہے حالانکہ اگر ان کی دیدۂ بصیرت پر پردے نہ ہوتے اور ان کے دل محجوب نہ ہوتے تو وہ دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے اپنے رسول کی خاطر بڑے بڑے خوفناک اور قہری نشانات دکھلانا کچھ ضروری امر نہیں۔اگر وہ سمجھنا چاہیں۔تو جو کچھ ایک رسول کے واقعات حیات میں معمولاً ظہور پاتا ہے۔اس کے اندر بہتر سے بہتر نشان اور اعلےٰ سے اعلےٰ صداقت کی پکار رکھ دی گئی تھی۔پس اس لئے خدا کی آیات اور وہ نشانیاں ہمیشہ عام اور دنیوی مظاہر سے تعلق رکھتی ہیں۔تاکہ ان کی ہر ایک مخلوق ہر زمانے میں ان کو دیکھے اور ان کی تصدیق کرسکے۔ایک مامور اور مرسل من اللہ کی غایت بعثت دنیا کے ہوسِ فریب نمائش اور حیرت انگیز کمالات کا اظہار نہیں۔بلکہ ان کی آمد کا مقصد وحید لوگوں کو رشد و ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔اس لئے ان کی صداقت اور معرفت کا معیار ایک ہی ہوسکتا ہے وہ یہ کہ وہ اس وقت افق عالم پر نمودار ہوں۔کہ جب دلوں کی بستی سچی خداپرستی کی روشنی سے محروم ہوچکی ہو۔روحانیات اور اخلاقیات کی سرزمین بے آب و گیاہ ویران پڑی ہو۔اور عالم انسانیت سعادت بشری کی تمام تر راہوں کو فراموش کرچکا ہو۔ایسے تاریک اور طغیان ضلالت و گمراہی کے دنوں میں مامور من اللہ آئے۔اور اپنی آمد کی غرض کو پورا کر دکھائے۔خدا سے بھاگے ہوئے بندوں کا رشتہ ان کے آقا سے جوڑ دے۔انکی روح و قلب کو روحانیات اور اخلاق حسنہ سے سرسبز و شاداب کردے۔ظلمت کفر کے لئے اس کا ہاتھ ید بیضا کا کام دے۔

ظہور مامور کے نشانات

جناب مسیح کے حضور یہودی علماء آئے۔اور کہا کہ ہمیں کوئی آسمانی نشان دکھا۔انہوں نے جواب میں ان سے کیا اچھا کہا کہ شام کو تم کہتے ہو کہ کھلا رہیگا۔کیونکہ آسمان لال ہے اور صبح کو یہ کہ آج آندھی چلے گی۔کیونکہ آسمان لال اور دھندلا ہے۔تم آسمان کی صورت میں تو تمیز کرنی جانتے ہو۔مگر زمانوں کی علامتوں میں تمیز نہیں کرسکتے متی ۱۶ اور جب بدلی پچھم سے اٹھتی دیکھتے ہو۔تو جھٹ کہتے ہو کہ مینہ آتا ہے۔اور ایسا ہی ہوتا ہے۔اور جب تم دیکھتے ہو کہ دکھنا چلتی ہے۔تو کہتے ہو کہ گرمی ہوگی۔تو ایسا ہی ہوتا ہے۔اے ریاکارو تم زمین اور آسمان کو پرکھنا جانتے ہو۔تو اس زمانہ کو کیوں نہیں پرکھتے۔اور تم آپ ہی کیوں نہیں ٹھہراتے کہ واجب کیا ہے۔لوقا ۱۲

دوسری انجیل کے واقعہ نگار نے اس کو یوں درج کیا ہے۔

اُس نے اپنی روح میں آہ کھینچکر کہا۔اس زمانے کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں۔میں تم سے سچ کہتا ہوں۔کہ اس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا۔مرقس ۸

یہ اس مقدس ہستی کا نشان طلب کرنے والوں کا جواب تھا جس کی زندگی کو واقعہ نگاروں نے سرتاپا محیر العقول معجزات کی زندگی بنانے کی کوشش کی ہے۔لیکن حقیقت ان الفاظ کے اندر ہے۔کہ زمانہ کی شہادت سے بڑھ کر کسی مامور کی صداقت کا اور کوئی معیار نہیں ہوسکتا۔زمانہ کو دیکھو اور لوگوں کی حالت کا اندازہ کرکے بتلاؤ۔کہ کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہیں۔اگر نیکی کی کھیتیاں واقعی سوکھ گئی ہیں۔تو آسمان سے بارش کا آنا بھی ضروری ٹھہرا۔پس اس بنا پر ماموریں الہٰی اور اولیاء اللہ کی صداقت پر نصرت ان کے اپنے اعمال کریمانہ ہی شاہد عادل ہوتے ہیں۔بلکہ ان کے اپنے خطر مخالف اور معاند زبان حال سے صدق دعاوی پر گواہی دیا کرتے ہیں۔

گر نبودے بمقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام ما
روشنی ما قدازتاریکی است وتیرگی
وز جہالت است عز وقدر عقل تام ما

اسی لئے مقدس نوشتوں میں جہاں کسی مرسل من اللہ کی آمد کی پیشگوئیاں درج ہوتی ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی اس کے زمانہ کے مخالف اور معاند لوگوں کی اخلاقی پستی اور روحانی موت کا تذکرہ بھی یقیناً ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مامورین الٰہی کی یہ عادت رہی ہے۔ کہ وہ اپنے متعلق تحقیقات کرنے والوں کو ہمیشہ اپنی پاکیزہ زندگی کی طرف توجہ دلایا کرتے ہیں۔ **فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون** (یونس) میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ تمہارے اندر بسر کیا ہے۔ پھر کیا تم اس سے سمجھ نہیں سکتے۔ کہ میں کس قماش کا آدمی ہوں۔ اسی بنا پر وہ ایک جویائے حق و حقیقت کو اپنی معیت اور مصاحبت میں رہنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے ہیں۔

الغرض خدا کے ماموروں کی شناخت کے یہ دو زبردست ثبوت ہیں۔ کہ ان کی اپنی زندگی احکام الٰہی کی جیتی جاگتی تصویر ہوتی ہے۔ جو ایک طالب حقیقت کے لئے اطمینان کا موجب ہوتی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ان کے مخالف اور معاند صفحہ ہستی پر بدترین خلائق ہوتے ہیں۔ نہ صرف ان کی مذہبی حالت ہی فاسقانہ اور فاجرانہ ہوتی ہے۔ بلکہ ان کی اخلاقی حالت بھی اسفل السافلین تک گری ہوئی ہوتی ہے۔ گویا ان کی عملی زندگی انبیاء اور اولیاء کی حیات طیبہ کی ہر حالت میں سے ضد واقع ہوتی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دنیا کے ان بے نظیر با کمال انسانوں میں سے تھے۔ جن کے دعاوی کی صداقت اسی محک پر پرکھی جا سکتی ہے۔

گو آج ہم میں وہ مقدس وجود جو دنیا کو اپنے دعوے کی صداقت کے آزمانے کے لئے اپنی مصاحبت کی دعوت دیا کرتا تھا۔ موجود نہیں تاہم اس کا دعوے آج بھی ایک بین اور زندہ ثبوت رکھتا ہے۔ جاؤ اس برگزیدہ خدا کے اشد ترین دشمنوں کی شہادت **فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون** کی مشعل ہدایت کی روشنی میں دیکھ لو۔ اور دوسری طرف اس کے مخالف و معاند لوگوں کے شبانہ روز اعمال کا مطالعہ کرو۔ تو تمہارے لئے حق و باطل کا فیصلہ کوئی مشکل امر نہ رہیگا۔ **ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید**

ایک مخالف کی شہادت

شمس العلما مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضرت مرزا صاحب کے سب سے اشد مخالف تھے۔ اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ و ۷ بابت ماہ جون جولائی و اگست ۱۸۸۴ء میں حضرت مرزا صاحب اور ان کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے۔ کہ جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا**۔

اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی۔ جانی۔ قلمی۔ لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے۔ تو ہم کو کم سے کم ایسی ایک کتاب بتا دے۔ جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت میں مالی جانی قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو۔ کہ جس کو وجود الہام میں شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آ کر تجربہ و مشاہدہ کرے۔ اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔" ریویو مذکور صفحہ ۱۶۹

"مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں۔ بلکہ اوایل عمر کے جب ہم قطبی اور شرح ملا پڑھتے تھے۔ ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت کم واقف ہیں۔ مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے۔"

ایک اور جگہ مولوی صاحب موصوف مخالفین حضرت

مرزا صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ ان کو شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے شریعت محمدیہ پر قائم اور پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔ اور نیز شیطانی القاء اکثر جھوٹے نکلتے ہیں۔ اور الہامات مؤلف براہین سے (انگریزی ہی ہوں۔ خواہ ہندی وعربی وغیرہ) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ ان کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے۔ گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی قوت قدسی ہے۔ کہ وہ انبیاء و ملائکہ خدا کی طرح مغیبات پر اطلاع پائے۔ اور اس کی کوئی بات غیب صدق سے خالی نہ جائے۔"

مولوی محمد حسین صاحب کے مندرجہ بالا بیان میں ایک جویا رحق کے لئے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایک بین بصیرت موجود ہے۔ میں اس جگہ حضرت مسیح موعود کے متعلق کوئی لمبے چوڑے تحسین و تعریف کے کلمات ان کے مخالفین و معاصرین کی زبان سے نقل کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ ایک بہت ہی طولانی داستان ہے۔ دنیا جانتی ہے۔ کہ جلسہ اعظم مذاہب لاہور اور دیگر عظیم الشان مذہبی کانفرنسوں کے اندر فتح کا سہرا کسی کے سر پر باندھا گیا۔ سول ملٹری گزٹ اور دوسرے معتبر اخبارات کس کے روح افزا اور جان پرور مضامین کے ثناخواں تھے۔ آریہ سماج کی زہریلی کچلیوں اور عیسائیت کے ہوشربا طلسم کو کس نے پاش پاش کیا۔ اور کس نے سب سے پہلے اس راز کو افشا کیا کہ اب اسلام کی ترقی تلوار کی نوک کے ساتھ نہیں۔ بلکہ قلم کی جنبش کے ساتھ مقدر ہے۔ اس وقت لوگوں میں سے اکثروں نے اعتراض کیا۔ بعضوں نے استہزاء کیا۔ کتنوں ہی نے کہدیا کہ یہ ایک چال ہے۔ کہ جو انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن بالآخر رفتہ رفتہ سب نے اس صداقت کو قبول کیا۔ اور کیونکر قبول نہ کرتے۔ وہ کسی انسانی قیاس کا نتیجہ نہ تھی۔ اس کا سرچشمہ فرزندان دنیا کا علم تیرہ نہ تھا۔ بلکہ وہ وحی تنزیل الٰہی کی مشعل ہدایت سے ماخوذ تھی۔

میں نہیں سمجھتا کہ مجدد وقت کی معرفت اور شناخت کے لئے ان حقایق اور بینات سے بڑھ کر تم اور کون سے دلایل کی تلاش میں ہو۔ اگر حدیث

حدیث مجدد

درست ہے۔ اور اسلامی تاریخ نے ہر صدی کے سر پر اس کی تصدیق کی ہے۔ تو خدارا اس صدی کے مجدد کی تلاش کرو۔

علمائے ہند کی مجددیت

اس جگہ مجھے اس مغالطہ کا بھی ازالہ کر دینا چاہیئے۔ جو بعض کوتہ نظر علماء ظواہر کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ کہ علمائے زمانہ ہی اس صدی کے مجدد ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک کے طول و عرض میں سفر کرنے کا اکثر موقعہ ملا ہے۔ اس لئے میں ان علماء کی اسلامی خدمات سے کسی قدر زیادہ واقف ہوں ان کے کارہائے نمایاں کی چند ایک مثالیں ناظرین کے تفنن طبع کیلئے حوالہ قلم کرتا ہوں شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو لاہور کے اہل حدیث حضرات نے ایک مرتبہ بہت سا چندہ فراہم کر کے تبلیغ حق کیلئے باہر بھیجا۔ آپ جب بیاس کے سٹیشن پر اتفاقیہ کوئی چیز خریدنے کیلئے اترے۔ تو آپ کی نظر ایک خوبصورت عورت سے لڑ گئی آپ نے فوراً گاڑی پر سے اپنا سامان اتروا لیا اور واپسی ٹکٹ خرید کر گھر آ پہنچے۔ لوگوں کو آپکی اسقدر جلد مراجعت پر سخت تعجب ہوا۔ تو آپنے نہایت سادگی سے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ کہ جب کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑ جائے۔ تو فوراً اپنے اہل کیطرف لوٹ آؤ۔ غریب مسلمانوں کا روپیہ یوں مولوی صاحب کے حد سے بڑھے ہوئے جنون زوجیت پر عمل بالحدیث کے مہذبانہ پیرایہ میں برباد ہو گیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے بعد دوسرے درجہ پر انکے روحانی فرزند مولوی ثناء اللہ امرتسری کا ذکر آنا چاہیئے۔ آپ مسلمانوں میں بہت بڑے مناظر بلکہ شیر پنجاب کے خطاب سے مخاطب ہیں۔ آپ انجمن حمایت اسلام کے ایک سالانہ جلسکی تقریب پر تقریر فرما رہے تھے۔ اتفاق سے وہاں ارشد گورگانی مشہور شاعر بھی موجود تھے۔ مولانا کی تقریر کی خوبی پر انہوں نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا

زبان تیز اُن کی استرے سے بھی زیادہ ہے
مجھے ڈر ہے کہیں کاٹیں نہ بنیاد مسلمانی

جبل پور میں آپنے ایک بہت بڑا مناظرہ کیا۔ کہ جسکے کوائف و حالات تبلی شدومد سے اخبارات میں شائع کئے گئے۔ مگر جبل پور کے ایک ان کے ہم مشرب مولوی نے اس مباحثہ پر ایک نظم پڑھی جسکے ایک شعر میں شیر پنجاب کے لقب کا ذکر کرتے ہوئے یہ مصرعہ بھی پڑھا گیا تھا۔

آئی حیوانوں کے ہاتھوں میں عنان اسلام

اسی طرح کا ایک مباحثہ راولپنڈی میں بھی ہوا۔ وہ دن مناظرہ راقم سطور ہذا کے ساتھ تھا۔ اور ایک دن مولوی صاحب کے ساتھ اس پر ان کے ایک اہل حدیث مولوی عبدالاحد خانپوری نے اہل حدیث کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ دیکھ لیا شیر پنجاب شیر پنجاب اس کو تو گیدڑ پنجاب کہنا چاہیئے۔ اس سے تو مرزائیوں کا لڑکا ہی اچھا نکلا۔

مولوی ثناءاللہ کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اشد مخالفین میں سے تیسرے نمبر غالباً مولانا مرتضیٰ حسن دیوبندی کا نام آنا چاہیئے۔ آپ دیوبند یونیورسٹی کے رئیس المناظرین بلکہ امام فن مناظرہ ہیں۔ ان کی جو گت میری موجودگی میں ... کے جلسہ اسلامیہ کے سٹیج پر مسئلہ تقدیر پر بحث کرتے ہوئے بنی تھی۔ اس کی اور مولانا کے اس وقت کے عرق انفعال سے تمتماتے ہوئے چہرہ کی یاد اب تک میرے دل میں باقی ہے۔ ایک اور موقعہ پر شاہدرہ (دہلی) میں انجمن ہدایت الاسلام کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر سب سے بڑی دلیل جو پیش کی وہ یہ تھی۔ کہ حضور نے ایک شخص کو اپنا پیشاب پلوا دیا۔ اور نہایت سادہ پن سے مولویانہ انداز میں سوامی شردھانند کو چیلنج بھی دیدیا۔ کہ وہ بھی کسی اپنے متبع چیلے کو اپنا پیشاب پلا کر دکھائے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جمعیۃ العلماء ہند جو ہندوستان کی ایک ہی مقتدر جماعت سمجھی جاتی ہے اس کی علمی بے بضاعتی اور اشاعت اسلام کے ضروری ہتھیاروں سے تہی دستی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مسیح موعودؑ کے ایک ادنیٰ ترین غلام کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرنے کیلئے مجبور ہوتی ہے

یہ ہیں اسلامی کشتی کے ناخدا۔ کہ جن کا مقابلہ جماعت احمدیہ کے کارہائے عظمیٰ کے ساتھ کرتے ہوئے شبلی مرحوم نے فرمایا تھا۔

اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

اب ان علماء کو مسیح موعودؑ کے ساتھ حد سے بڑھی ہوئی مخالفت کی وجہ سے کوئی مجدد تسلیم کرنے کیلئے تیار ہے تو اس پر سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ

گاؤ را دانند خدا از جہالت غلامیاں
نوح را باور ندارند از پئے پیغمبری

دعوئے مسیحیت

دعوئے مجددیت کے بعد حضرت صاحب کی مسیحیت بھی بزرگان سلف کی تصریحات کی روشنی میں کوئی ناقابل قبول امر نہیں۔

علامہ زمخشری کا شرح مشکوۃ میں یہ قول موجود ہے وان المراد من عیسٰی و امہ کل رجل تقی کان علی صفتہما وکان من المتورعین المتقین یعنی عیسٰی اور ان کی ماں سے مراد ہر ایک متقی مرد ہے۔ کہ جو ان دونوں کی صفات پر ہو۔

اسی طرح کتاب التیسیر لشرح جامع الصغیر میں لکھا ہے "من ذکر عیسٰی و امہ فالمراد ہما ومن فی معناہما۔ عیسٰی اور اس کی ماں سے مراد وہ دونوں اور ویسی ہی صفات والے لوگ ہیں۔

اسی بنا پر عرائس البیان میں یا عیسٰی انی متوفیک کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ وجب نزولہ فی آخر الزمان بتعلقہ ببدن آخر۔ آخری زمانہ میں اس کا نزول دوسرے وجود میں ہو گا (جلد اصفحہ ۶۲)

فتوئے کفر

حضرت مسیح موعود پر علماء زمانہ کے فتاوٰے کفر بھی کسی حقیقت شناس کو دھوکہ میں نہیں ڈال سکتے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے۔ کہ علماء حق کو علماء ظواہر کیطرف سے ہمیشہ مخالفت ہی آئی ہے اور مسیح موعود کے حق میں تو حضرت مجدد الف ثانی نے پیشتر سے لکھ دیا ہے

نزدیک است کہ علمائے ظواہر در عیسٰی از کمال دقت..... و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند..... نا قصے چند احادیث را یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر در آن ساختہ ما ورائے علوم اور انفی نمایند (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب ۵۵)

حجج الکرامہ میں لکھا ہے۔ کہ چون مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاء سنت و اماتت بدعت فرماید علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتداء مشائخ و آباء خود باشند گویند کہ این مرد خانہ بر انداز دین و ملت است و بمخالفت بر خیزند و بحسب عادت خود بتکفیر و تضلیل وے کنند۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳

مسیح موعود پر اگر فتوئے کفر علمائے ظواہر کی طرف سے پیش نہ کئے جاتے تو ہمیں ان کے تسلیم کرنے میں شاید زیادہ تعجب اور تردد ہوتا۔ خیر یہ بات کتنی ہی عجیب ہوتی۔ لیکن ہم اس پر بھی غور کرنے کو تیار ہو جاتے اگر ان علماء میں سے یا کوئی اور شخص مخالفین اسلام کے سامنے سینہ سپر ہو کر حفاظت و اشاعت کا کام کر دکھاتا (باقی برصفحہ ۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح ہفتہ وار لاہور

جلد ۱۴ یکم صفر ۱۳۴۵ھ نمبر ۳۹

بازگو از نجد و از یاران نجد

امسال حج اور مؤتمر مکہ

حجاز کا مستقبل

زمانہ جنگ میں اور اس کے بعد شریف حسین اور اس کے بیٹوں کے عہد حکومت میں سرزمین حجاز کے اندر جس کے ساتھ تمام اسلامی دنیا کا نہایت مستحکم روحانی تعلق ہے۔ غیر اسلامی حکومتوں کی ریشہ دوانیوں کے باعث جو ابتری و بدنظمی پیدا ہو گئی تھی اس کو مسلمانان عالم نہایت بے چینی اور تشویش کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور بارگاہ رب العالمین میں دست بدعا تھے کہ وہ اس پاک خطہ کو کفار کی دست برد سے محفوظ رکھے اور اس کی بہتری و اصلاح کے سامان پیدا کرے۔ دردمند دلوں کی دعائیں درِ اجابت پر پہنچیں اور امت مسلمہ کے زخمی دلوں کے لئے مرہم پیدا ہوا۔ غدار شریف اور اس کا کنبہ مع اپنی تمام سیہ کاریوں کے ہمیشہ کے لئے اس مقدس سرزمین سے نکال دیا گیا ہے۔ اور اسکی جگہ ایک دوسرا شخص متمکن ہوا جس کو سلطان ابن سعود کہتے ہیں۔ جب خاندان شریف اور اس نجدی کے درمیان جنگ جاری تھا تو سلطان مذکور کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ یہ جنگ ملک گیری اور جوع الارض کے لئے نہیں بلکہ حق و صداقت کے لئے ہے شریفی خاندان کو اس کے کیفر کردار تک پہنچانا۔ سرزمین حجاز کو غیر مسلم اثر و نفوذ سے آزاد کرانا ظلم و ستم کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کا دور چلانا۔ اور جبر و استبداد کی حکومت کے بجائے نظام جمہوریت کا قیام و انصرام اس کے اصل اغراض و مقاصد ہیں۔ سلطان کی طرف سے تمام اسلامی دنیا کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی تھی کہ وہ حجاز پر خود حکومت کرنے کے خواہشمند نہیں بلکہ جو حکومت وہاں قائم ہو گی وہ جمہوری طرز پر تمام اسلامی دنیا کے صلاح و مشورہ سے تجویز ہو گی۔ اس قسم کے دل خوش کن اعلانات کا اثر یہ ہوا کہ سلطان ابن سعود کو تمام عالم اسلام کی ہمدردی حاصل ہو گئی اور ملکوں کے تفصیلی حالات کا تو ہمیں علم نہیں۔ لیکن اس ہندوستان میں تمام اسلامی جماعتوں نے متفقہ طور سے ان اعلانات پر نہایت مسرت و اطمینان کا اظہار کیا۔ ہمیں کوئی ایسی جماعت یاد نہیں جس نے اس کے خلاف آواز اٹھائی ہو۔ ان سلطانی مواعید پر مسلمانان ہند نے یقیناً نہایت وثوق سے اعتبار کیا کیونکہ وہ کسی غیر مسلم سلطنت کے وزیر اعظم کی طرف سے نہیں بلکہ ایک مسلمان بادشاہ کی طرف سے تھے۔ لیکن افسوس کہ ان کا حشر وہی ہوا جو کسی مغربی سلطنت کے مواعید کا اکثر ہوا کرتا ہے۔ جب حجاز فتح ہو گیا تو ان مواعید کی اصل حقیقت منکشف ہو گئی اور جس غرض کے لئے وہ کئے گئے تھے وہ واضح و آشکارا ہو گئی۔ مسلمانان ہند کی حیرت و استعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب انہوں نے فتح مکہ کے بعد جلد ہی یہ خبر سنی کہ سلطان ابن سعود نے ملک الحجاز ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس اعلان ملوکیت کے جواز کے لئے جو وجہ سلطان ابن سعود نے بیان کی تھی وہ یہ تھی کہ امرائے حجاز نے انہیں ملک الحجاز منتخب کر لیا ہے اور انہی کے اصرار سے یہ سب کچھ ہوا ہے لیکن اب بعض معتبر حجاج کے بیانات سے اس بیان کی تردید ہو رہی ہے۔ جب اس اعلان ملوکیت سے عالم اسلامی میں تشویش و اضطراب کے آثار پیدا ہوئے تو سلطان ابن سعود کی طرف سے مؤتمر مکہ کا اعلان ہوا۔ اس اعلان میں حجاج کے آرام و آسایش اور اسی قسم کے دیگر امور کے متعلق تو تصریحات موجود تھیں لیکن اگر نہیں تھیں تو حجاز کے آئندہ طرز حکومت کے متعلق۔ ہر چند اس مسئلہ کی بابت تصریح کا مطالبہ کیا گیا لیکن بے سود ثابت ہوا۔ آخر وقت تک اس امر کی کوئی وضاحت نہ کی گئی کہ حجاز کا نظام حکومت کس طرز پر ہو گا اور آیا سلطان اپنے اعلان ملوکیت کو واپس لے کر اپنے سابقہ اعلانات کے مطابق جمہور کی رائے سے تشکیل حکومت کے لئے تیار ہیں یا نہیں۔

اسلامی دنیا شاید اس اعلان ملوکیت کو بھی جو صاف و صریح وعدوں کے خلاف عمل میں آیا تھا صبر و شکر سے برداشت کر لیتی لیکن قیامت یہ ہوئی کہ جونہی نجدیوں کو حجاز میں سیاسی تفوق حاصل ہوا۔ انہوں نے بے دریغ آثر و مقابر کا بلہ بول دیا اور بہت سے مقامات پر ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ طائف میں جس وحشت و بربریت کا ثبوت نجدی افواج نے پیش کیا اس نے نجدیوں کے تمام وقار کو خاک میں ملا دیا۔ انہدام مقابر و مآثر کے علاوہ جو محض مذہبی جنون و تعصب پر مبنی تھا۔ طائف کی سول آبادی پر جو ظلم و ستم ڈھائے گئے وہ سلطان ابن سعود اور اس کی فوج کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ ہم جو دور افتادہ لوگ ہیں ایک عرصہ تک اس قسم کی وحشتناک خبریں سن سن کر یہی خیال کرتے رہے کہ شاید کسی دشمن کا پروپیگنڈا ہو جس کی غرض سلطان ابن سعود اور اس کی حکومت کو بدنام کرنا ہو۔ لیکن ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب وفد خلافت کی طرف سے جدہ سے یہ برقی پیغام موصول ہوا کہ اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ جنت البقیع منہدم کیا گیا ہے۔ مقابر و مآثر کے انہدام کے متعلق جو خبریں وقتاً فوقتاً موصول ہوتی رہی ہیں وہ بالکل درست بجا تھیں۔ سلطان ابن سعود خود اسے تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ مولانا مولوی محمد علی صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

دوسری ہی ملاقات میں خود سلطان نے ہم سے کہا تھا کہ میں تو یہی چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ کے مقابر و مآثر کا ہدم مؤتمر سے پوچھ کر کیا جائے مگر چار ہزار نجدی فوج والوں نے مجھے نجد سے لکھ بھیجا کہ تم تطہیر حرمین کے لئے گئے تھے اور اب تک تم نے اس گندگی کو برقرار رکھا ہے۔ اگر تم اس کو دور نہیں کر سکتے تو ہم خود آکر اسے دور کر دیں گے۔ اس لئے میں نے خود ہی دور کر دیا۔ تاکہ ان کے دور کرنے سے جو فتنہ برپا ہوتا وہ برپا نہ ہو اور آسانی سے اور بلا کسی فتنہ کے ہدم ہو گیا۔

(ایک خبر ملی ہے کہ حبیب الرحمٰن خاں شیروانی صدر یار جنگ (حیدر آباد) کو اطلاع ہوئی ہے کہ سلطان عبد العزیز کے بھائی میں اور ان میں جھڑپ ہوئی ہے اور عبد اللہ نے یعنی سلطان کے بھائی نے نجدیوں کو ابھارا کہ دیکھو یہ شخص اب بدعتی ہو گیا ہے۔ مدینہ منورہ کے مقابر و مآثر کو نہیں توڑتا۔ اس لئے سلطان نے جلدی کی) میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ حقیقت کیا ہے۔ کیا حقیقتاً جن نجدی وحوش کو انہوں نے صرف یہی تعلیم دی ہے کہ باقی اور تمام مسلمان کافر اور مشرک ہیں۔ اور قبر پرست اور ان کا مارنا جہاد ہے وہ اب خود ان کے قابو کے نہیں ہیں یا یہ صرف ایک ڈھکونسلہ اور بہانہ ہے۔ اور نجدیوں کے تعصب و جہالت اور اشتداد کی آڑ میں سلطان اور مشائخ اپنی دلی خواہشات پورے کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مولانا نے اس مکتوب میں نجدیوں کی اور بھی بہت سی بیہودگیوں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً منا مزدلفہ اور عرفات میں ان کا بدتمیزی سے اونٹوں کو چلانا اور حجاج کو پریشان کرنا قربانی کے جانوروں کو کسی انتظام کے ماتحت ذبح نہ کرنا ان کی لاشوں کا سڑنا اور ان سے تعفن پیدا ہونا اور حکومت کی طرف سے ان خرابیوں کو روکنے کے لئے کوئی کارروائی نہ ہونا اور سلطان ابن سعود کے طواف کرنے کے وقت سپاہیوں کا لوگوں کو بیدردی کرنا ایسے امور ہیں جن سے نجدی حکومت کا سارا حسن انتظام بے نقاب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا شوکت علی صاحب نے بھی اپنے ایک مکتوب میں یہی لکھا ہے کہ منا قربانیوں کی بدانتظامی۔ تعفن۔ نجدیوں کی بدتمیزی سربازار ہزاروں حاجیوں پر دوڑا کر اونٹوں کا لانا۔ ان سب حرکات نے موجودہ حکومت سے سب کو بدگمان کر دیا ہے۔

مظلومین طائف کے بارے میں سلطان کی طرف سے اعلان ہوا تھا کہ ان کی ہر طرح مدد کی جائے گی اور ان کے نقصانات کا معاوضہ دیا جائیگا لیکن کئی معزز حاجیوں کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض اعلان ہی اعلان تھا۔ ابھی تک عملی کارروائی کچھ بھی نہیں کی گئی۔ طائف کے مظلومین نہایت غربت و بیکسی کی حالت میں زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔ بیسیوں یتیم بچے اور عورتیں آوارہ پھر رہی ہیں جن کا گزارہ محض گداگری پر ہے۔ کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔

نجدیوں کے اس تمام افسوسناک طرز عمل کا وفود پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ چنانچہ مولانا شوکت علی صاحب حجاز کی آئندہ اصلاحات اور نجدیوں کی مندرجہ بالا بدتمیزیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر جمہوریہ حکومت ہو اور بیچ میں کوئی امیر یا سلطان کھانے اڑانے والا نہ ہو اور تمام دنیا کے مسلمان ذرا سی توجہ کریں تو انشاء اللہ پھر اصلاح نہایت آسان ہے۔ یہاں مجمع پُر لطف ہے۔ ترک۔ افغان۔ یمن۔ روس۔ مصر۔ جاوہ۔ شام فلسطین ہندوستان۔ نجد و حجاز ہر جگہ کے لوگ مؤتمر میں موجود ہیں آپس میں بہت سی دوستیاں اور تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔ جو انشاء اللہ آئندہ بہتر نتائج دکھائیں گے مگر نا امید نہیں ہوں مگر نجدیوں کے قیام اور سلطنت کی مخالفت لوگوں میں اول سے زیادہ ہو گئی ہے اس لئے ان کی موجودگی میں اصلاح مشکل بلکہ ناممکن معلوم ہوتی ہے"

اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ نجدی حکومت ایسی اعلیٰ و ارفع نہیں جیسا کہ اس کے بعض ہندوستانی مداح سمجھتے ہیں۔ اس میں بہت کچھ اصلاحات کی ضرورت ہے۔ باوجود ان تمام امور کے یہ امر موجب مسرت ہے کہ مؤتمر میں مختلف ممالک اسلامیہ کے جو نمایندے شامل ہوئے ہیں انہوں نے نہایت تحمل و دانشمندی سے ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک عمل کیا ہے۔ بہت سی مفید تجاویز منظور ہوئی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

(۱) مکہ معظمہ میں مؤتمر دنیائے اسلام کے لئے ایک مستقل محکمہ کا قیام

(۲) قربانیوں کے ذبیحوں سے نفع اٹھانا اور ان کے مضر اثرات سے بچنے کے وسائل بہم پہنچانا۔

(۳) حاجیوں کے لئے سہولتیں پیدا کرنے کے لئے وسائل آمد و رفت کی اصلاح و ترقی۔

مؤتمر کے لئے مرکز اسلام میں جو مستقل محکمہ قائم ہو گیا ہے۔ اس سے یہ امید پڑتی ہے کہ یہ تجاویز انشاء اللہ ایک دن ضرور عملی صورت میں نمودار ہو کر رہیں گی اور عالم اسلام کا مرکز رشک گلزار بن جائیگا۔ خدا کرے کہ اتحاد بین المسلمین قایم ہو اور یہ مبارک کام دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔

اخبار احمدیہ

وفات۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ ہمارے مکرم مولوی محمد حسن صاحب سکنہ قلعہ دار سابق مدرس مسلم ہائی سکول لاہور کی اہلیہ صاحبہ کا ایک لمبی بیماری کے بعد گذشتہ ہفتہ لائل پور میں انتقال ہو گیا ہے۔ ہمیں مولوی صاحب سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے متعلقین کو صبر عطا فرماوے۔ اور مرحومہ کی مغفرت کرے۔ جملہ احباب مرحومہ کا جنازہ غیب پڑھ دیں۔

تبدیلی۔ یہ امر نہایت مسرت کا موجب ہے کہ ہمارے بھائی شیخ محمد صادق صاحب انسپکٹر پولیس جالندھر کا تبادلہ تھانہ نولکھا لاہور میں ہو گیا ہے۔

درخواست دعا۔ اخویم حافظ محمد عیسیٰ صاحب پونا سے اپنے روزگار کے لئے۔ علی محمد خاں صاحب کشمیر سے اپنی دینی و دنیاوی مشکلات سے بچنے کے لئے۔ اور شیخ عبد الرحیم صاحب پشاور سے اپنے مقدمہ میں کامیابی کے لئے۔ جملہ احباب کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

فضل الباری۔

حضرت امیر کا اردو ترجمہ صحیح بخاری حصہ اول جو یک صد صفحہ جات پر مشتمل ہے۔ فروخت کے لئے دار الکتب اسلامیہ میں آ گیا ہے۔ جن دوستوں کو ساری کتاب کی مستقل خریداری منظور ہو وہ فوراً اپنے نام رجسٹر کرا دیں ورنہ پھر مایوسی ہو گی۔ کیونکہ پہلا حصہ پندرہ سو چھپا ہے جو امید ہے انشاء اللہ بہت جلد ختم ہو جائے گا۔ قیمت فی حصہ جو یکصد صفحہ کا ہو گا ایک روپیہ (عہ)

محمد دی پرافٹ۔

اس نام سے حضرت امیر ایدہ اللہ نے آنحضرت کی جو سوانحعمری لکھی ہے وہ علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی ہے اس کے متعلق ہندوستان اور ممالک غیر سے اکثر مسلم و غیر مسلم اصحاب کے تعریفی خطوط آتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں مدراس کا ایک عالم مسٹ گریجویٹ مسٹر اے۔ رودنی مینس اس کے مطالعہ سے اس قدر متاثر ہوا ہے کہ اس نے اپنے خرچ پر اس کا ملیالم ترجمہ شایع کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی ہے اس نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا ہے کہ اگر اس کا ملیالم میں ترجمہ کر دیا جائے تو یہ مسلمانان مالا بار کے لئے جو عام طور پر انگریزی زبان سے نا واقف ہیں ازحد مفید ثابت ہو گا۔ اور میں ازحد ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے اس کی اجازت مرحمت فرمائیں حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس امر کی اجازت دیدی ہے۔ امید ہے کہ جنوبی ہند کی اس مشہور زبان میں جلد ہی یہ کتاب شائع ہو جائے گی۔

ولادت۔ ہمارے مکرم بھائی نظام الدین صاحب سگنیلر سری نگر سے اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ ماہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند عطا فرمایا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچہ کو خادم دین بنائے۔

سکھ اور مسلمان

تحریک سنگٹھن ایک جارحانہ تحریک ہے جو بعض چالاک اور ہندو راج کے خواب دیکھنے والے ہندو رہنماؤں نے اسلامیان ہند کے خلاف جاری کی ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد کا ملک کے امن و امان کے لئے تباہ کن ہونا اب کسی سے مخفی نہیں لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس امر کے واضح ہو جانے کے بعض سکھ رہنما بھی سنگٹھنی لیڈروں کے بہکاؤ میں آکر اس خطرناک تحریک کی رو میں بہہ گئے ہیں۔ اور اپنی قوم کو اندھا دھند اس گڑھے میں گرانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں میں بابا گورددت سنگھ صاحب ہیں۔ جو "کاماگاٹا مارو" جہاز کے واقعہ میں خوب شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور اب اس میدان میں ناموری حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ آپ نے پہلے بھی ایک دفعہ سنگٹھنیوں کے ہمنوا ہو کر کلکتہ میں مسلمانوں کو اعلان جنگ دیا تھا اب ہندو سبھا کانفرنس کلکتہ میں جس کے صدر ڈاکٹر مونجے تھے۔ پھر آپ نے کچھ گوہر افشانی کی ہے۔ آپ نے کہا کہ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ہندو سبھا دسویں گورو گورو گوبند سنگھ جی کے نقش قدم پر چل رہی ہے اور ان کے طرز عمل اور طریق کار کو اپنا رہنما بنا رہی ہے۔ میں نے مسلمانوں اور دوسرے مفسدہ پردازوں کو جو کہ ہندوؤں اور سکھوں میں اختلاف ڈلوانا چاہتے ہیں۔ خبردار کر دیا ہے کہ سکھ ہندو ہیں۔ ہمارا فرقہ ہندوؤں کی حفاظت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہندوؤں کی حفاظت کریں۔ بابا جی نے جوش عقیدت میں یہاں تک کہہ دیا کہ ایک سکھ جو ہندوؤں اور ہندو مذہب کی حفاظت کے لئے بوقت ضرورت جان دینے پر آمادہ نہیں سکھ نہیں کہلا سکتا۔

اس تمام تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بابا جی پر پنڈت مالوی جی کا منتر اثر کر چکا ہے۔ اور سنگٹھن کا رنگ چڑھ چکا ہے۔ سکھوں کو ہندو بتانا اور موحدوں کے مقابلہ میں بت پرستوں کا دوست و مددگار رہنا مالوی سحر کا اثر ہے۔ بابا جی جو کچھ چاہیں فرمائیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سکھ مذہب کے لحاظ سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کے نزدیک ہیں۔ اکثر سکھ دوانوں کا یہی خیال ہے چنانچہ جناب سردار ڈی ایس گیانی نے حال ہی میں یورپ سے جو چٹھی اشاعت کے لئے ہندوستانی اخبارات کو بھیجی ہے۔ اس میں سکھوں کو یہی بتایا ہے کہ کہ اسلام اور سکھ مذہب بہت سی باتوں میں ملتا جلتا ہے۔ اور سکھ بہ نسبت ہندوؤں کے مسلمانوں سے زیادہ نزدیک ہیں۔ اور یہ جو بعض سکھ کہہ رہے ہیں کہ وہ ہندو ہیں۔ یا "گورو صاحب ہندوؤں کے رکھوالے تھے" یہ محض تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ ہندوؤں کے ایک ہوشیار طبقہ نے محض اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے سکھوں کو اپنی طرف کھینچنے اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانے کی کوشش کی ہے سردار صاحب موصوف نے اس مکتوب میں جو مفید خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام سکھ ٹھنڈے دل سے ان پر غور کریں۔ اور ان کو مشعل راہ بنائیں۔ اس چٹھی کے بعض اہم حصص ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ سردار صاحب فرماتے ہیں:۔

سکھوں اور پنجابی مسلمانوں کی حالت بالکل یکساں ہے۔ وہ سارے کے سارے زراعت پیشہ اور کاریگر ہیں اور مسلمان بھی یہی پیشے رکھتے ہیں۔ دونوں قوموں میں آپس میں رشتہ داری بھی ہے۔ سکھ مذہب بھی وحدانیت سکھاتا ہے۔ اور اسلام بھی۔ ہمارے رسم و رواج بھی ملتے جلتے ہیں غرضیکہ گورو صاحب ہمیں ظلمت سے نکال کر روشنی میں لے آئے ہیں۔ مثلاً ہم میں چھوت چھات نہیں۔ گو یہ جن نہیں مگر ہمارے لکیر کے فقیر جھٹ انہی دو باتوں میں آجاتے ہیں۔ بعض حضرات نے گورو صاحب کا یہ قول ورد زبان کر لیا ہے کہ "گورو صاحب ہندوؤں کے رکھوالے تھے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ کیا گورو جی اتنے ہی تھے۔ کہ وہ ایک اکال کو مانکر دال اور پتھر کی حفاظت کرتے۔ یا ایک بچھڑے کی حفاظت کے لئے آدمیوں کا خون کروا دیتے۔ آہ۔ خدا کے نیک بندو! ذرا حقیقت پر نظر ڈالیں۔ وہ صرف ظلم کے دشمن اور انصاف اور سچ کے رکھوالے تھے۔ اگر مسلمان ہندوؤں پر تعرض کرتے تو وہ ہندوؤں کے رکھوالے اور مسلمانوں کے دشمن ہو جاتے تھے۔ اور اگر ہندو مسلمانوں پر زیادتی کرتے تھے تو وہ مسلمانوں کی حمایت کر اور ہندوؤں کے دشمن تھے۔ ان کے ہاں ہندو مسلم سوال نہ تھا۔ بلکہ عدل اور ظلم کا سوال تھا۔ ان کو مسلمانوں کے بجائے ہندوؤں نے زیادہ تکلیفیں دی ہیں۔ گورو ارجن کے دیگ میں ابالے جانے۔ چھوٹے صاحبزادوں کے دیواروں میں چنے جانے وغیرہ کا سبب کیا ہندو اور برہمن نہ تھے پھر یہ کیا ہو رہا ہے؟

مفسد کون ہیں؟

جب تک ہم مسلمان اور سکھ پنجاب میں مل کر چل رہے تھے ہمارا قدم دن بدن آگے بڑھ رہا تھا۔ اور آزادی کی عمارت کی بنیادوں پر تیار ہو رہی تھی۔ مہاتما گاندھی نے کہا کہ جتھے بھیجنا بند کر دو۔ مگر چونکہ ہم اپنے کام اور راستے کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے۔ ہم نے بند نہ کئے پھر کیا تھا ہندوؤں کے دھنی اور مستبد فرقے میں سکھ مسلمانوں کے اتفاق کو اپنے حق میں نہایت ننگ سمجھا اور اسے ہندو دھرم کے لئے سب سے بڑا خطرہ بتایا گیا۔ فوراً مسلمانوں سے اعلان جنگ اور سکھوں کو اپنی طرف کھینچنے کی کوششیں جاری ہوگئیں سوامی جی مسلمانوں سے بھڑ گئے۔ مالوی جی سکھوں کے مقدمہ میں وکیل بن گئے۔ گویا بہت ہی بڑے ہمدرد آگئے خلاصہ یہ کہ گوردوارہ بل گھڑ مارا۔ لاحول ولا قوۃ۔ کہاں مالوی جی اور کہاں گوردوارہ بل۔ خیر کئی اکالیوں کو تیار کر لیا کہ وہ معافی مانگ لیں۔ بعض جیل میں قید رہے اور اس طرح منظم طور پر چلتی ہوئی تحریک میں گڑبڑی پڑگئی۔

آخری درخواست

آخر میں اپنے محترم رہنماؤں اور سکھ قوم کے خیرخواہوں کو نہ صرف قلم سے بلکہ زور سے ان کے فرائض یاد دلاتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ چند خود غرض لوگوں کے باعث تحریک آزادی کو آپس میں لڑ کر ستیاناس نہ کریں۔ اور اپنی غلامی کی زنجیروں کو اپنے پاؤں میں اور مضبوط نہ کریں۔ اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں اپنے سمجھدار اور بہادر مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ میرے بعض فریب خوردہ بھائیوں کی غلطی سے درگزر کرکے اس بھڑکی آگ کو مل کر بجھانے کی کوشش کریں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

غلام احمدؑ اور عاشق محمدؐ

ہندوستان کی سرزمین میں نہیں بلکہ کل دنیا کے مسلمانوں کے اندر بڑے بڑے بادشاہ ہیں۔ فلاسفر و علما ہیں۔ بیشمار داعی اور قومی پیشوا ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس زمانہ میں اسقدر اور مسلمانوں کیلئے سب سے بڑا کام کس نے کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ بادشاہوں نے اپنے ممالک کو پنجۂ اغیار سے بچانے کیلئے سرفروشانہ جہاد کئے۔ فلاسفر و علماء نے علوم و معارف کے دریا بہا دیئے۔ داعیوں اور قومی پیشواؤں نے جان فشانیاں دکھائیں لیکن اصل اسلام کو دشمنان اسلام کے حملوں سے محفوظ رکھنے اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کیلئے کس نے اعلان جہاد کیا۔ ہر عاشق عاشق ہوتا ہے وہ جانفروشی بھی دکھاتا ہے۔ وہ سرگشتہ جادۂ جانان بھی ہوتا ہے۔ لیکن تمیز عشق کے لئے عشق کرنے والوں کو دیکھنا بے سود ہوگا۔ چاہیے کہ تمیز عشق کیلئے اس کے معشوق کو دیکھا جائے۔ کہ وہ کون ہے۔ کوئی وطن کا پرستار ہے۔ کوئی زر و مال کیلئے کوہ کن ہے۔ اور کسی کے دل میں عزت و جاہ کی شوریدگی ہے۔ کوئی اپنے گم گشتہ عزیزوں کے لئے روتا ہے۔ اور کوئی حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ کے لئے ماتم کناں ہے۔ لیکن ان سب کے علاوہ ایک وہ بھی ہے جس نے اپنے عشق کے لئے عشق الہی کو انتخاب کیا ہے۔ جو محمدؐ کی شمع حسن کا والہ و شیدا ہے۔ اور حفاظت اسلام کا شیفتہ۔ جس کے سر میں صرف اشاعت اسلام کی شوریدگی ہے۔ وہ جو دشمنان اسلام کے لئے برلحظہ کڑک اور بجلی ہو کر جیا اور عمر بھر اسلام کی گم گشتہ عزت و شوکت کا مرثیہ خوان رہا۔ اور اٹھا تو دشمن کی تمام صفوں کو پامال کر کے اٹھا۔ دنیا میں اب مسلمانوں کیلئے فلاح نہیں۔ مگر اسکے جھنڈے کے نیچے اور کوئی کامیابی کی راہ نہیں۔ مگر اسی کے نقش قدم پر پس مبارک ہے وہ جو خدمت اسلام کیلئے اس کے انصار میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس نازک وقت تذبذب و اضطراب میں ضائع نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی کسی اور اسرائیلی مسیح کی آمد کا منتظر ہے۔ تو وہ انتظار کر دیکھے۔

ڈاکٹر کچلو کی ایک تجویز

مسئلہ حجاز کے متعلق مسلمانان ہند کے درمیان جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ ان کی سیاسی جدوجہد میں بہت روک ثابت ہو رہے ہیں ضرورت تھی۔ کہ اس افتراق و انشقاق سے جو اس مسئلہ کی بدولت اسلامیان ہند کے اندر رونما ہو رہا تھا۔ انہیں بچانے کی کوئی تجویز کی جاتی۔ مقام شکر ہے۔ کہ ڈاکٹر کچلو صاحب نے جو اس وقت تک اس معاملہ میں بالکل غیر جانبدارانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اس صورت حالات کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مختلف اسلامی جماعتوں کے نام حسب ذیل مکتوب روانہ فرمایا ہے

"واقعات حجاز کے متعلق ہندوستان میں جو صورت حالات پیدا ہو رہی ہے۔ اس سے حجاز کی اصلاح تو نہیں۔ مگر ہندوستان میں امت مسلمہ اور تمام اچھی تحریکات کی تخریب میں اگر کچھ کسر باقی ہے۔ تو وہ پوری ہو جائے گی۔ حاجی آرہے ہیں مختلف بیانات نے اخبارات کو پہلے سے بھی زیادہ مشتعل کر دیا ہے وفود حجاز بھی آنے والے ہیں میرا ناچیز خیال ہے۔ کہ حالات کو اپنی حالت پر چھوڑنا مناسب نہیں ہوگا۔ وفود خلافت اور جمعیۃ العلما کی تشریف آوری سے پہلے ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ دونوں جماعتوں کے سرکردہ اصحاب بغیر جانبدار لوگوں کی موجودگی اور اراکین وفود کی معیت میں تمام موجودہ حالات و اعمال اور ان کے نتائج پر غور کریں۔ ممکن ہے۔ کہ خداوند تعالے ہمارے تفریق و انتشار کو اتحاد و یگانگت سے مبدل فرما دے۔

میرا خیال ہے کہ وفد کی تشریف آوری کا لحاظ کر کے کسی ایسی جگہ جہاں کی فضا اصلاح کے لئے موزوں ہو۔ دونوں جماعتوں کے چیدہ چیدہ اور سرکردہ بزرگوں کو ایک مختصر صحبت میں سادہ اور پرایک دو دن کے لئے جمع کر لینا چاہیئے۔ اگر حکیم اجمل خان صاحب اور ڈاکٹر انصاری صاحب دہلی میں صورت اجتماع پیدا کر لیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ دوسرے نمبر پر مناسب مقام انبالہ ہے یہ اجتماع صرف ایک محدود مجلس مشورت ہو۔ کانفرنس یا جلسہ عام نہ ہو۔

آپ براہ کرم اپنی رائے عالی سے مطلع فرما دیں میرا مقصود فقط صرف یہ ہے۔ کہ ہم موجودہ رسوا کن اور دردناک حالات سے نکل سکیں۔ طریق کار اور وسایل خواہ کچھ ہی ہوں۔"

ہماری رائے میں یہ ایک نہایت مفید اور ضروری تجویز ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ تمام اسلامی جماعتیں اس میں شریک ہوں۔ اور اس مسئلہ کا کچھ حل سوچیں۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان وفود کا جو موتمر مکہ میں شامل ہونے کے لئے حجاز گئے ہیں۔ انتظار کر لیا جائے۔ کیونکہ ان کی معلومات سے ایک صحیح فیصلہ پر پہنچنے میں بہت کچھ مدد ملیگی۔

جواہر ریزے

سنا ہے کہ پنڈت مدن موہن مالوی موجد سنگٹھن اور ان کے ڈنڈے باز جرنیل ڈاکٹر مونجے پر دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے اور دونوں سنگٹھنی رفیقوں کو جو ہندو جاتی کی سیوا میں شب و روز مصروف ہیں حکم مل گیا ہے کہ دو مہینے تک کلکتہ میں قدم رنجہ نہ فرمائیں۔ ان دونوں صاحبان نے حال ہی میں ہندو سبھا کے جلسے میں جو گرما گرم تقریریں کی تھیں۔ یہ ساری عزت افزائی انہیں کی وجہ سے ہوئی ہے سنگٹھنیوں کو مبارک ہو۔ کہ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کا جو حکم نامہ ان کے اہنسا کے دیوتا کو ملا ہے اس میں ان کو سنگٹھنی قابلیت و بہادری کا یہ سرٹیفکیٹ بھی عطا ہوا ہے:

"جب کلکتہ میں ۲ راپریل کا فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ تم نے کلکتہ میں ایسی تقریریں کی ہیں۔ جن سے مذکورہ (ہندو اور مسلمان) فرقوں کے جذبات مشتعل ہونے کا احتمال تھا۔ نیز موجودہ حالت میں کلکتہ کے اندر تمہاری موجودگی اور تقریروں سے سکون عامہ میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔"

فارسی زبان میں مثل مشہور ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ ڈاکٹر مونجے ہر جگہ ڈنڈا بازی ہی کا اپدیش کرتے تھے لیکن کیا معلوم تھا۔ کہ خود حکومت کا ڈنڈا ان کی تلاش میں ہے۔ ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں کلکتہ کی سنگٹھنی جاتی سے دلی ہمدردی ہے۔ کہ اس کے سر سے اس کے ڈنڈے باز سرپرست کا سایہ دو ماہ کے لئے اٹھ گیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے سر پر ڈنڈے بازی کا جو جنون سوار ہے وہ انہیں آرام سے نہیں بیٹھنے دیگا۔ کلکتہ نہ سہی وہ کوئی اور میدان منتخب کرلیں گے۔ انہیں تو آج کل رات دن یہی دھن ہے کہ ہندو جاتی کسی طرح سے لاٹھی چلانا سیکھے۔ چنانچہ دربھنگہ ہندو سبھا کے جلسہ میں آپ نے اپنے ڈنڈے بازی کے اپدیش اور اس کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"عید کے موقعہ پر جن جن مقامات پر ہنگامہ و فساد ہوا ہے وہاں کا میں نے معائنہ کیا ہے۔ درحقیقت وہاں کے لوگوں میں زور و طاقت یا مقابلہ کرنے کی کمزوری نہیں۔ بلکہ ان کی صحیح راہنمائی اور انہیں صحیح راستہ بتانے والے لیڈر ان میں نہیں ہیں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ سنگھاسی میں ایک ہندو گوالہ ایسی عمدہ لاٹھی چلا سکتا ہے۔ کہ وہ ایک وقت میں پچاس مسلمانوں کا بخوبی مقابلہ کر کے انہیں شکست دے سکتا ہے۔"

سنگٹھنیو! بولو ڈاکٹر مونجے کی جے۔

دنیا میں ہندوستان بھی کچھ عجیب ملک ہے بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک سونے کی چڑیا ہے جو انگریزوں کے ہاتھ لگی ہے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ سونے کی کان ہے بہر حال کچھ بھی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان اور اس کے باشندے انگریزوں اور ان کے ہم رنگ بھائیوں کے خوب کام آ رہے ہیں۔ خام اشیاء کی ضرورت ہو۔ تو ہندوستان سے جائیں۔ کبھی مرض جوع الارض کی شکایت لاحق ہو۔ تو ہندوستانی سپاہی کام آئیں۔ انگریزوں کا تو خیر حق بھی ہے۔ کہ ہندوستانیوں سے کام لیں۔ کیونکہ وہ یہاں کے حاکم ہیں۔ لیکن یہ کیا اندھیر ہے۔ کہ دوسری فرنگی قومیں بھی ہندوستانیوں ہی کی مٹی پلید کریں۔

جرمنی کے ایک بزرگ ہیرن ہیگن بیک زندہ جانوروں کی تجارت کیا کرتے ہیں اور مختلف ممالک سے پکڑ پکڑ کر درندے بھر بھر کر یورپ کو بغرض فروخت لے جایا کرتے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ آپ کو یہ جرأت سوجھی کہ بندروں، کتوں، بن مانسوں وغیرہ کی بجائے تقریباً دو سو ہندوستانیوں کو بھر کر لے گئے۔ اور پہلے مارسیلز اور پیرس میں اور پھر برلن میں نمائش گاہیں قائم کر کے جہاں اور بہت سے جانوروں کا تماشہ دکھایا وہاں ان ہندوستانیوں کو بھی بن مانس یا ابتدائی زمانہ کے انسانوں کی یادگار کے طور پر دکھایا گیا۔ اور خوب روپیہ کمایا گیا۔ یہ تماشہ بہت ہی کامیاب رہا اور ان "آدم نما جانوروں" کی بدولت اس جرمن تاجر کو بہت کافی آمدنی ہوئی۔ ان ہندوستانی جانوروں کی تنخواہیں زیادہ سے زیادہ بیس روپیہ ماہانہ کی شرح سے ہیں۔ انہیں اور جانوروں کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ ان کے کھانا کھانے کا تماشہ لوگوں کو دکھایا جاتا ہے اس کامیابی کو دیکھ کر ہیرن ہیگن بیک کی ہمتیں اور بلند ہوئی ہیں۔ اور اب وہ ارادہ کر رہے ہیں۔ کہ پھر ہندوستان تشریف لاکر ان "نئی قسم کے جانوروں" سے پورا جہاز بھر کر لے جائیں۔

یہ ہندوستان کی ذلت و رسوائی کی انتہا ہے یہ سب کچھ افلاس اور جہالت کا نتیجہ ہے [illegible]

مذاکرۂ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ لاہور)

مسئلۂ ارتقا

سوال۔ مادہ ترقی کرتے کرتے بتدریج انسان بن گیا۔ یعنی جمادات نباتات سے حیوانات پھر انسان بن گیا۔ یا بالفاظ دیگر ڈارون کی تھیوری صحیح ہے؟ مولانائے ممدوح (یعنی صدیق حسین صاحب) اس کی تائید فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انسان ...... اور تمام کائنات کے اجزا موجود تھے سائنس نے اس کو تحقیق کر لیا ہے۔ وغیرہ۔ مجھے اس کی حقیقت مولانائے روم کی سوانح عمری مؤلفہ شبلی نعمانی سے بھی معلوم ہوئی تھی۔ آج کل ایک عجیب کتاب "الانسان" مصنفہ مرزا سجاد بیگ زیر مطالعہ ہے اس میں ڈارون کی تھیوری بالتفصیل دی گئی ہے جو قابل قبول ہے۔ اس کے مقابلہ میں بہت سے حکما جو اس تھیوری کے مخالف ہیں۔ ان کی رائے بھی تحریر کر کے نوع انسانی کو جدا کر دیا گیا ہے۔ حضور اس کی صحیح حقیقت عقلی و نقلی دلیلوں سے مرحمت فرمانے کے سوا یہ معلوم کرا دیں گے کہ انسان اس ترقی سے ارتقا کرتے کرتے فرشتہ بن کر پھر خدا کیوں نہ بن جائے گا۔ تشریح فرمائیے گا۔

جواب۔ مذہب کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ مذہب تو اس بات کا نام ہے کہ انسان کو دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے۔ جس سے وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرے۔ اور فلاح دینوی و اخروی کا وارث ہو۔ مسئلہ ارتقا کو مذہب کا ایک جزو بنا کر خواہ مخواہ اس پر دماغ ضائع کرنے سے کیا حاصل؟ اگر انسان مٹی سے یکایک بن گیا یا بتدریج ترقی کرتا کرتا مقام انسانیت تک پہنچ گیا۔ ان دونوں باتوں کا اعمال انسانی سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر ڈارون کی تھیوری کو مان کر ایک انسان اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتا۔ اس کی ساری تحقیقات بے معنی ہے۔ اور اگر ایک بھولا بھالا انسان یہی مانتا رہے کہ مٹی سے یکایک انسان بن گیا۔ اور وہ اپنے فرائض کو ادا کرتا رہے تو وہ حقیقت میں انسان ہے۔ اور جو اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتا وہ بندر ہے انسان نہیں۔ اسی لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل قوم کو جب وہ اپنے فرائض کو ادا کرنے سے رہ گئی بندر کے لقب سے یاد کیا ہے حقیقت یہی ہے کہ اپنے فرائض کو ادا کرنے والا ہی انسان کہلانے کا مستحق ہے۔

یہ بات کہ مسئلہ ارتقا کی نسبت کیا مانا جائے؟ جب تحقیقات یہ کہتی ہے کہ انسان بتدریج ترقی کرتے کرتے موجودہ حالت کو پہنچا ہے۔ تو کیا ہرج ہے اگر اسے مان لیا جائے۔ مذہب اس کے خلاف نہیں۔ بلکہ قرآن نے تو شروع ہی میں رب العالمین خدا کی ایک ایسی صفت بیان فرمادی ہے جس کے معنوں کے اندر عالموں کو بتدریج ترقی دینے کا نہایت صاف اور نمایاں مفہوم موجود ہے۔ پس جب رب العالمین کی صفت کا تقاضا ہے کہ عالموں کو بتدریج ترقی دی جائے۔ تو پھر صاف ظاہر ہے کہ انسان کی موجودہ ہستی بھی بتدریج ترقی کا نتیجہ ہے۔ رہی یہ بات کہ انسان ترقی کرتا کرتا فرشتہ اور پھر خدا کیوں نہ بن جائے گا۔ جناب حضرت فرشتہ کیا انسان تو ترقی کرتا کرتا مسجود ملائکہ ہو جاتا ہے۔ فرشتوں پر بھی حکومت کرتا ہے رہ گیا خدا بن جانا؟ یہ اعتراض دراصل معترض کی عدم معرفت الٰہی کا نتیجہ ہے۔ اعتراض کرنے والا خدا کو سمجھا ہی نہیں۔ ورنہ ایسا سوال نہ کرتا۔ جناب من ارتقا مخلوق میں ہے۔ نہ کہ خالق میں۔ خدا خالق ہے مخلوق نہیں۔ جو مخلوق ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کے لئے غیر مخلوق ہونا ضروری ہے۔ انسان کتنی بھی ترقی کر جائے وہ مخلوق ہے اس کا ترقی کرنا ہی بتلاتا ہے کہ وہ کسی رب کا محتاج ہے۔ جس کی ربوبیت کے نیچے وہ ترقی کر رہا ہے۔ خدا غیر مخلوق ہے اس میں ارتقا نہیں۔ وہ ہستی جو مخلوق ہے اور ہر وقت ارتقا کے نیچے ہے کبھی بھی خدا نہیں ہو سکتی مخلوق سے غیر مخلوق بننا ممکن نہیں۔ ہاں خدا کے اخلاق سے رنگین ہو سکتی ہے۔

حق الیقین کس طرح پیدا ہوتا ہے

سوال۔ میرے ناقص خیال میں خدائے پاک کا ہر ایک کو یقین تھے علم الیقین حق الیقین ہونے کے بغیر انسان کا ایمان یا عقیدہ پختہ نہیں ہو سکتا جس طرح شکر کا نام لینے سے اس کی مٹھاس معلوم نہیں ہوتی جب تک چکھا نہ جائے۔ اسی طرح خدا کی ہستی کا یقین ہو سکتا ہے یا نہیں؟ باوجود دنیاوی تعلقات کم کرنے کے حضور قلب حضوری و خشوع سے خدا کی عبادت کی جاتی ہے۔ پھر دل کبھی ادھر کبھی ادھر دوڑ جاتا ہے۔ خدا کی خشیت ایسی پیدا ہو جائے کہ حواس خمسہ ہرگز دوسری طرف متوجہ نہ ہوں اس کی صورت کیا ہے ان کے دفعات کے وجوہات کو لیجئے؟

جواب۔ جو دلائل علمی سے یقین پیدا ہوتا ہے اسے علم الیقین کہتے ہیں۔ مثلاً دھویں کو دیکھ کر آگ کے وجود پر یقین پیدا ہونا۔ اور جو یقین انسان کو اپنے حواس سے بلا واسطہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو عین الیقین کہتے ہیں۔ مثلاً آگ کو آنکھ سے مشاہدہ کر لینا۔ اور جب وہ چیز علمی یا عالی طور پر وارد ہو جاتی ہے یعنی اس کے خواص مختصہ سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے اور وہ چیز اس پر اپنا اثر دکھاتی ہے تو اس طرح جو یقین پیدا ہوتا ہے۔ اسے حق الیقین کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص آگ کے اندر جا کر جل کر دیکھ لے۔ قرآن کریم نے بذریعہ وحی ہمیں علم الیقین عطا فرمایا ہے یعنی ایسے علمی دلائل عطا فرمائے ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور صفات پر یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر یہیں تک نہیں۔ اس نے وہ راہیں بھی بتائی ہیں جن پر چل کر ہر ایک شخص عین الیقین اور حق الیقین کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین کا ذکر کر کے اس کی ہستی پر ایمان کو علم الیقین کے درجہ پر پہنچا کر پھر حکم دیا کہ اس کے آگے جھکو اور اس سے استعانت چاہو اور ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتے ہوئے خدا سے ہدایت و کامیابی کے طلبگار ہو اور اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کرتے ہوئے ان لوگوں کی راہ پر چلنے کی کوشش کرو جنہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت میں عین الیقین اور حق الیقین کا مرتبہ عطا ہوا۔ یعنی انبیا۔ اولیا۔ صدیق۔ شہدا۔ اور صالحین پھر اس کے بعد قرآن کو اس طرح شروع کیا۔ الم۔ ذالک الکتٰب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ کہ میں نے اپنے علم سے یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ بلکہ تمام باتیں یقینی ہیں۔ یہ ہدایت نامہ ہے متقیوں کے لئے۔ یعنی ایک متقی ان ہدایات پر چل کر تمام مراتب یقین کے طے کر لیتا ہے۔

پس انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی بتلائی ہوئی ہدایات کے مطابق کوشش اور مجاہدہ کرے تو ایسا ہوگا کہ وہ خدا کو اپنے حواس باطنی سے محسوس کرے گا اور اپنے قلب کی آنکھوں سے اس کے دیدار سے لذت حاصل کرے گا۔ اپنے قلب کے کانوں سے اس کی آواز کو سنے گا۔ اس کی خوشبو کو سونگھے گا۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ وہ تمام باتیں بطور حال کے اس پر وارد ہو جائیں گی جو منعم علیہ گروہ پر بطور انعام کے وارد ہوا کرتی ہیں۔ اور اس طرح وہ عین الیقین اور حق الیقین کے مقامات عالیہ کو پالے گا۔ لیکن پہلے ہی دن بلا محنت کے انسان کسی چیز کو بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تو ایک مخفی خزانہ ہے۔ جس کے پانے کے لئے کوشش کرنا ہے۔ کسی پہاڑ میں اگر سونے کی کان مخفی ہو اور علمی دلائل سے پتہ لگ جائے کہ اس کے اندر سونے کی کان پوشیدہ ہے تو انسان کس قدر جد و جہد اس کے لئے نہ کرے گا۔ بلکہ سونے کی کانوں کے لئے تو قومیں آپس میں لڑ پڑی ہیں۔ اور ایک دوسرے کا گلا کاٹ دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتی تھیں کہ جسے سونے کی کان مل گئی وہ منافع کثیر کی وارث ہوگی۔ پس خدا تو ایسا خزانہ ہے جس کے سامنے دنیا کی کانیں ایک پرکاہ سے بھی زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ جو نفع خدا کو پانے سے حاصل ہو سکتا ہے اس کے سامنے کون سا مکان ہیچ ہیں۔ تو پھر ایسے خزانہ کو پانے کے لئے جو محنت بھی کی جائے کم ہے۔ اور اس محنت ہی سے وہ مخفی قوتیں اور استعدادیں انسان کی نشو و نما پاتی ہیں جن کے ذریعہ خدا کی ہستی کا احساس ہوتا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے جد و جہد کی راہیں ہمیں خود بتلا دی ہیں۔ اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کا وعدہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ اس کی راہ میں اخلاص سے کوشش کرنے والے گوہر مقصود کو حاصل کر لیتے ہیں پس کوشش اور سعی شرط ہے۔ یہ کیسی گھٹیا بات کہ پہلے ہی دن خدا کو شکر کی ڈلی کی طرح منہ میں اٹھا کر رکھ لیں اور چکھ لیں حضرت! شکر کے حاصل کرنے میں بھی کچھ تھوڑی محنت نہیں کی گئی۔ پہاڑوں کو کھودا ہے لوہا نکالا ہے۔ درختوں کو کاٹا ہے۔ چیرا ہے۔ لوہے کو جانتوڑ کوششوں کے ساتھ بھٹی میں گلایا ہے۔ ان سے گنے کا رس نکالنے کو کولہو بنایا ہے۔ کھیت کو ہل سے جوتا ہے۔ مہینوں کھیت کی رکھوالی کی ہے۔ تب گنا ہاتھ آیا ہے۔ راتوں کو جاگ جاگ کر گنے کا رس نکالا ہے۔ اسے آگ پر رکھ رکھ کر پکایا ہے۔ ہزارہا قسم کے پاپڑ بیلے ہیں تب انسان نے شکر کی ڈلی منہ میں رکھی ہے۔ شکر کی ڈلی منہ میں رکھنی کونسی آسان ہو۔ سر کا پسینہ پیروں پر آیا ہے۔ تو شکر کا چکھنا نصیب ہوا ہے پس خدا کو چکھنے سے قبل کیوں سعی اور مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ اگر نماز میں دل اِدھر اُدھر ہوتا ہے تو یہ دنیا میں انہماک کا نتیجہ ہے۔ سعی کرو۔ مجاہدہ کرو۔ نماز کو سمجھ کر اور سنوار سنوار کر پڑھو۔ راتوں کو اٹھو اور کوشش کرو۔ اس زمانہ میں امام وقت حضرت مسیح موعود کے ساتھ تعلق جوڑو۔ بیمار کا کام ہے۔ طبیب کے پاس آئے۔

کیا میاں صاحب نے عقیدہ تبدیل کر لیا؟

(ایک غیر از جماعت مسلمان کے قلم سے)

ایک قادیانی بزرگ بہاولپور تشریف لے گئے۔ وہاں مسئلہ کفر و اسلام پر ایک معزز مسلمان سے ان کی گفتگو ہوئی یہ تمام گفتگو اس مسلمان نے قلمبند کر کے قادیانی بزرگ کی اجازت سے بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجی ہے اس تمام تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مسلمان حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے قائل نہیں۔ ان کا ایمان کامل نہیں۔ اس لئے انہیں کافر کہنا تو جائز ہے لیکن وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ قادیانی بزرگ نے نہ صرف یہ اپنا عقیدہ بتایا ہے بلکہ اس عقیدہ کو جناب میاں محمود احمد صاحب کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ جہاں تک ہم نے جناب میاں صاحب کی تحریرات کا مطالعہ کیا ہے ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے اشخاص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ہاں اب اگر ان کے عقیدہ میں تبدیلی ہو گئی ہو تو یہ علیحدہ امر ہے۔ تحریک صلح کے متعلق جو خط وکتابت ۲۱ جولائی ۱۹۲۶ء کے پرچہ "پیغام صلح" میں شائع ہو چکی ہے۔ اس سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ جناب میاں صاحب کے عقیدہ میں کچھ تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ عام طور پر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ جناب میاں صاحب کے نزدیک ایسے مسلمان جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اگر میاں صاحب اس عقیدہ سے رجوع کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ان کے مرید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے تو انہیں صاف اعلان کر دینا چاہئے تاکہ عوام الناس میں جو غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اس کی اصلاح ہو جائے۔ امید ہے کہ جناب میاں صاحب اپنے عقیدہ کی جلد وضاحت فرمائیں گے۔ مکتوب بہاولپور حسب ذیل ہے۔ (مدیر)

مولوی محمد حسین صاحب سکنہ قادیان جو چندہ وغیرہ جمع کرنے کے لیے بہاولپور تشریف لائے تھے۔ مجھ سے انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ کو حضرت مولانا میاں محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی سے نیاز حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان کا نیاز تو حاصل نہیں مگر ان کی اکثر تصانیف دیکھی ہیں جس پر قدرتاً انہوں نے میرا خیال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ جب میاں صاحب کی بعض کتابیں میں نے یہ عقیدہ پڑھا کہ تمام مسلمان جو حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے قائل نہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں نے مطالعہ بند کر دیا کہ اس قسم کے عقائد کو میں پسند نہیں کرتا۔ مولوی صاحب نے پہلے تو چند اشعار حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے متعلق خود مرزا صاحب کے پڑھے۔ مثلاً یہ کہ ؎

انبیا گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

جس کے متعلق عرض کیا گیا کہ یہاں بحث عرفان کے متعلق ہے نہ کہ نبوت کے متعلق۔ میں نے پھر دعویٰ نبوت پر بحث کرنا زیادہ ضروری نہ سمجھا۔ کیونکہ یہ عقیدہ شخصی ہے اگر کوئی حضرت صاحب کو نبی مانتا ہے اور یہ غلط ہے تو اس کا ذمہ وار وہ خود ہے۔ اگر وہ نبی ہیں اور دوسرا نبی نہیں مانتا تو اس کا ذمہ وار وہ ہے۔ غرضیکہ یہ انفرادی بات ہے۔ برخلاف اس کے کفر و اسلام کے عقیدہ کا سب مسلمانوں پر اثر پڑتا ہے اس لئے اس کے متعلق مندرجہ ذیل امور مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں عرض کئے گئے۔

(۱) میں غیر احمدی ہوں۔ ہم حضرت مرزا صاحب کا احترام کریں یہ امر دیگر ہے۔ مگر ان کا دعویٰ نبوت ہم پر بروئے اصول مناظرہ حجت نہیں آپ لوگوں پر حجت ہے۔ چنانچہ ہمارا غیر احمدیوں کا اور جہاں تک مجھے علم ہے راسخ الاعتقاد احمدیوں کا بھی اصول یہ ہے کہ مناظرہ کے وقت پہلے قرآن مجید سے حجت لینی ہو گی پھر احادیث صحیحہ سے۔ اور بالخصوص احادیث متواتر مثل لا نبی بعدی کے کامل حجت ہیں۔ پھر دوسروں کے قول سے۔ ممکن ہے کہ قادیانی اصحاب قرآن کریم کے بعد احادیث سے حجت پکڑنے سے پہلے تصانیف و اقوال حضرت مرزا صاحب سے حجت لیتے ہوں۔ مگر یہ اصول غیر احمدیوں کے لئے نہیں ہے۔ اس اصول کو مولوی صاحب نے درست فرمایا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ بروئے نص قطعی و احادیث متواتر مثل لا نبی بعدی حضرت ہارون علیہ السلام و حضرت علیؓ والی حدیث سے ثابت ہے کہ ہارون علیہ السلام جیسے نبی بھی جو انبیاء غیر تشریعی تھے امت محمدیہ میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ اب اگر حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا بھی ہے اور اس پر اصرار بھی کیا ہے۔ تو ہم اس دعوے کو ضرور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ متواتر کے تحت میں لائیں گے۔ اور خود حضرت مرزا صاحب کی دوسری تحریرات کے ساتھ اس کی تاویل کر کے اس نبوت کے معنی محدث و مجدد کے کریں گے۔ اگر یہ نہیں تو دعویٰ نبوت قابل قبول نہیں ہو کہ قرآن شریف اور اکثر احادیث متواتر کے خلاف ہے۔

یہ بحث چونکہ نبوت کے متعلق ہو گئی تھی اور چونکہ اس کو میں شخصی بحث سمجھتا ہوں اس لئے نہ میں نے اس پر زور دیا اور نہ مولوی محمد حسین صاحب نے۔

(۲) پھر کفر و اسلام کے متعلق میں نے عرض کی کہ اصول کے طور پر حضرت مرزا صاحب کا مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے مکفر کو یہ کہنا کہ اگر وہ تکفیر سے باز آجائے تو ہم اسے کافر نہیں کہیں گے صاف بتاتا ہے کہ ان کا کافر کہنا بروئے احادیث کفر الٹانے کے باعث تھا۔ نبوت کا نہ ماننا کفر نہ تھا۔ اگر مرزا صاحب نبی ہوتے تو وہ کبھی بھی یہ شرط پیش نہ کرتے۔

(۳) بقول قادیانی صاحبان اگر تھوڑی دیر کے لئے حضرت مرزا صاحب کو نبی غیر تشریعی بھی مان لیں تب بھی بحوالہ تریاق القلوب کہ صاحب الشریعت کے ماسوا کسی کا منکر کافر نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس کو کتنا ہی مخاطبہ و مکالمہ الٰہی ہو۔ خط کشیدہ الفاظ میں حضرت مرزا صاحب نے اپنی نبوت کی تعریف کی ہے۔ اس کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب نے فرمایا کہ آپ مثل ہارون علیہ السلام کے منکر کو کافر نہیں کہیں گے میں نے کہا کہ میرا عقیدہ خواہ کچھ ہو۔ مگر حضرت مرزا صاحب کا قول آپ لوگوں کے لئے حجت ہے۔

(۴) میں نے عرض کیا کہ مہدی کے ماننے کے لئے قرآن کریم ہم کو کچھ نہیں کہتا صحیحین میں بھی مہدی کا ذکر نہیں دیگر احادیث بھی اس بارہ میں جرح قدح سے خالی نہیں۔ ہم نے اگر مہدی کو مانا ہے تو اس لئے کہ وہ مذاہب باطلہ پر اسلام کو غالب کر کے دنیا میں پھیلائے۔ اگر کوئی نبی آئے اور چالیس کروڑ میں سے تین لاکھ مسلمان رہ جائیں اور پھر دوسرا نبی آئے اور تین لاکھ میں سے ایک لاکھ رہ جائیں۔ کیونکہ بتقاضائے بشریت ہر شخص اس کو قبول نہ کرے گا۔ تو پھر ایسے نبیوں کی کیا ضرورت ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ رسول اللہ نے کروڑوں عیسائیوں میں سے صرف چند مسلمان بنا کر بقیہ سب کو کافر قرار دیا اس وقت کیا تھا۔ اس وقت بھی یہ اعتراض ہو سکتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ عیسائی مذہب مکمل نہ تھا۔ تکمیل کنندہ کا ماننا عیسائیوں کو ضروری تھا اب جبکہ دین مکمل ہو چکا ہے اور نہ اس میں کچھ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے۔ تو پھر صرف تجدید کرنے والے کا نہ ماننا اصولاً کس طرح مکمل انسان کے ماننے والے کو اسلام سے خارج کر سکتا ہے اور پھر متبع نبی کس اپنے آقا کے مذہب سے ان لوگوں کو نکال کر باہر کر سکتا ہے جبکہ وہ اس کے مکمل دین کو ماننے والے ہوں۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم غیر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے۔ میں نے عرض کیا کہ میاں محمود احمد صاحب نے متعدد جگہ فرمایا ہے۔ آپ فرمائیں کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کو کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ ایمان میں مکمل نہیں سمجھتا اور اس طرح سے کافر سمجھتا ہوں وا لا اسلام سے خارج نہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ اعلاناً ان کو دائرہ اسلام سے خارج کافر نہیں کہتے یا یہ فتویٰ دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ میرا فتویٰ ہے۔ میں نے اجازت طلب کی کہ اس امر کو اخبار میں دیدوں۔ انہوں نے اجازت دی۔ اور میرے مذکورہ دلائل کو معقول فرمایا۔ میں نے عرض کیا ایسا نہ ہو کہ اخبار میں نکالنے سے میاں محمود احمد صاحب آپ سے ناراض ہوں۔ فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ میں بہتر سمجھتا ہوں۔ تمام گفتگو کو مولوی محمد حسین صاحب نے نہایت خلق سے نبھایا۔ ہاں انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے بھی اپنے منکروں کو کافر کہا تھا جس پر حوالہ انہیں یاد نہ تھا۔ اور اس کفر کو دائرہ اسلام سے باہر نہ فرماتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کفر و اسلام میں میاں صاحب کا عقیدہ یہی ہے جو میرا ہے۔

جو اصحاب

پیغام صلح کیلئے اشتہار فراہم کریں گے ان کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔

(مینیجر)

قرآن میں تکرار کلام اور بائبل کی ایک پیشگوئی

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ایبٹ آبادی)

آریہ صاحبان بالعموم اور مسیحی حضرات بالخصوص اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ قرآن نے اکثر ایک ہی بات کو بار بار دہرایا ہے۔ اگر قرآن ایسا نہ کرتا تو اس کا حجم بہت چھوٹا ہوتا۔ ایک بات کو کئی کئی بار دہرانے سے قرآن نے اپنا حجم بڑا بنا لیا۔ چنانچہ اس کے متعلق معترضین حضرات چند اعداد و شمار بھی پیش کر کے بتلاتے ہیں کہ دیکھو فلاں بات قرآن نے اتنی دفعہ بیان کی اور فلاں اتنی دفعہ۔ وقس علیٰ ہذا۔

ادبیات کے اعلیٰ جوہر فصاحت و بلاغت سے کچھ بھی مس رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں کہ اعلیٰ اور بلند فصاحت نام ہی اس کا ہے کہ ایک ہی بات کو مختلف طریقوں سے ادا کیا جائے اور ہر بار ایک نیا لطف پیدا ہو۔ قرآن شریف میں بے شک تکرار کلام پایا جاتا ہے مگر اس تکرار میں ادبیات سے ایک واقف انسان کے لئے ضیافت طبع کا سامان اس قدر اعلیٰ پیمانہ پر رکھا گیا ہے۔ کہ بے اختیار چٹخارے لینے لگ جاتا ہے۔ قرآن ایک بات کو ایک مقام پر نہایت سادہ طریق سے پیش کرتا ہے اور پھر اسی بات کو دوسرے مقام پر دنیا کے واقعات کی روشنی میں لا کر کچھ ایسے پُر از حکمت رنگ میں بیان کر جاتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر اس کے آگے سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ غرض ایک ہی بات سے قرآن مجید اپنے مختلف مقامات پر مختلف طبائع کو مختلف قسم کے لطف حاصل کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اور یہ بات کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ لاریب قرآن شریف میں ایک ہی بات کو مختلف مقامات پر مختلف طریق سے بیان کیا گیا ہے۔ مگر

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کا معاملہ ہے۔ اگرچہ بات وہی ہوتی ہے۔ مگر دماغ کے غور کرنے کا طریقہ وہ نہیں ہوتا۔ جس طریق سے دماغ نے اسی بات پر پہلے غور کیا تھا۔ بلکہ ہر دفعہ دماغ کو کسی اور رنگ میں اس بات پر سوچنے اور غور کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ طریق ہے جس سے جی بھی نہیں اکتاتا اور دماغ کو بات کے مختلف پہلوؤں پر مختلف طریق سے غور کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔

آریہ اور مسیحی صاحبان اکثر اسلام پر بغیر سوچے سمجھے اعتراض کیا کرتے ہیں اور فکر نہیں کرتے کہ شاید یہی خاک جو وہ چاند پر ڈالنا چاہتے ہیں خود الٹ کر کہیں ان کی آنکھوں میں نہ پڑے۔ چنانچہ یہاں بھی ان دونوں معترضین کی یہی حالت ہے۔ یعنی جو اعتراض انہوں نے قرآن پر بڑی بہادری سے کھوج لگا کر کیا ہے۔ وہی اعتراض خود الٹ کر آریوں اور عیسائیوں کی مذہبی کتب پر پڑتا ہے۔ اور "وید" اور "اناجیل" خود اس کی زد میں آ جاتی ہیں پہلے آریہ حضرات غور سے سنیں:-

ویدوں میں تکرار کلام

ویدوں میں بے شمار تکرار کلام پایا جاتا ہے۔ اور ایک نہیں دو نہیں چار نہیں دس نہیں بیس نہیں بلکہ سینکڑوں کے سینکڑوں منتر ویدوں میں حرف بحرف دہرائے گئے ہیں۔ ویدوں کے اس عظیم الشان تکرار کلام کو علمائے وید تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس حقیقت کے اعلان میں وہ کبھی بھی نہیں ہچکچاتے "مشتے نمونہ از خروارے" میرے سامنے اس وقت ایک معزز ذی علم ہندو پنڈت ہری پرشاد جی کی تصنیف "وید سروسوہ" نامی مشہور کتاب ہے۔ پنڈت جی اس کتاب کے صفحہ ۸۷ پر لکھتے ہیں کہ اتھر وید کے دس کانڈوں میں کچھ منتر رگوید کے دہرائے گئے ہیں۔ پھر پنڈت جی اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۷ پر لکھتے ہیں کہ سام وید میں ۱۷۷۱ منتر رگوید کے دہرائے گئے اور اصل سام وید صرف ۷۸ منتروں کا ہے۔ پھر پنڈت جی موصوف اسی کتاب کے صفحہ ۸۶ پر رقمطراز ہیں کہ رگوید میں چار سو سے زیادہ منتر ایسے ہیں جو بار بار دہرائے گئے ہیں۔ وغیرہ،

پس جن ویدوں میں اس قدر کثرت سے تکرار کلام موجود ہو ان کے ماننے والے آریہ قرآن پر تکرار کلام کا اعتراض کریں تو یہ کمال درجہ کی دیدہ دلیری نہیں تو اور کیا ہے۔

اناجیل میں تکرار کلام

اب عیسائی حضرات کی کتب مقدسہ کا حال سنیئے۔ اناجیل اربعہ کو اٹھا کر اگر دیکھا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ ان اناجیل اربعہ کی موجودگی میں کوئی عیسائی کس طرح مسلمانوں پر یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ قرآن میں تکرار کلام موجود ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو واقعات اور باتیں متی کی انجیل میں بیان کی گئی ہیں وہی باتیں مرقس اور لوقا کی انجیل میں اور پھر وہی باتیں یوحنا کی انجیل میں دہرائی گئی ہیں۔ پھر ایسے زبردست تکرار کلام کے ہوتے ہوئے کوئی عیسائی اگر قرآن پر اعتراض کرتا ہے تو یہ اس کی کمال درجہ کی کور باطنی ہے۔ عیسائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اناجیل اربعہ کا تو وجود ہی اس تکرار کلام

کا مرہون منت ہے۔ ورنہ اگر انہی واقعات کو چار مختلف نام کی اناجیل میں بار بار نہ دہرایا جاتا تو آج صرف ایک انجیل ہوتی چار نہ ہوتیں۔ تکرار کلام سے گھبرانے والے عیسائیو! ہوش میں آؤ۔ ورنہ تین اناجیل کا وجود ہی غائب ہوا جاتا ہے۔ اور تمہارے پاس صرف ایک ہی انجیل رہ جاتی ہے۔ پھر یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں کہ ایک انجیل کی باتوں کو دوسری، تیسری، اور چوتھی انجیل میں دہرایا گیا۔ بلکہ نمونہ کے طور پر ایک انجیل متی کو اٹھا کر دیکھ لو۔ خود اسی ایک انجیل میں تکرار کلام موجود ہے۔ مثلاً دیکھو متی ۱۲: ۴۰ میں یوناہ نبی کے نشان کا ذکر کیا گیا اور متی ۱۶: ۴ میں پھر اسی بات کو دہرایا گیا۔ پھر متی ۱۸: ۱ میں چھوٹے بچوں کا ذکر ہے۔ اور متی ۱۹: ۱۴ میں پھر اسی بات کو دہرایا گیا۔ پھر متی ۱۷: ۲۲ میں مسیح کے قتل کی پیشگوئی کا ذکر ہے مگر متی ۲۰: ۱۷ اور متی ۲۶: ۱ اور متی ۲۶: ۴۵ میں پھر اسی پیشگوئی کی تکرار ہے پھر متی ۲۴: ۲۷ میں مسیح کی آمد ثانی کا تذکرہ ہے مگر متی ۲۴: ۳۰۔ متی ۲۴: ۳۷، متی ۲۴: ۳۹، متی ۲۴: ۴۴ اور متی ۲۵: ۳۱ میں بھی اسی قصہ کو دہرایا گیا ہے وغیرہ وغیرہ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ اناجیل میں بے شمار تکرار کلام پایا جاتا ہے۔ بلکہ تین اناجیل کا وجود ہی اس تکرار کلام کے طفیل ہے تو اب میں تکرار کلام سے گھبرانے والے مسیحی حضرات کو فلپیوں ۳ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جہاں لکھا ہے کہ "تمہیں ایک ہی بات بار بار لکھنے میں مجھے تو کچھ دقت نہیں اور تمہاری اس میں حفاظت ہے" انجیل کے اس مقام سے معلوم ہوا کہ تکرار کلام باعث حفاظت ہے۔ پس تکرار کلام کو قابل اعتراض ٹھہرانے والے مسیحی صاحبان فلپیون کے اس مقام پر غور کریں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور انجیل کیا کہتی ہے۔

آخر میں بائیبل کی اس پیشگوئی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے مطابق قرآن شریف میں تکرار کلام پایا جاتا ہے۔ جہاں یسعیاہ نبی کی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور بہت سی پیشگوئیاں ہیں وہاں قرآن کے متعلق بھی ایک پیشگوئی ہے چنانچہ دیکھو یسعیاہ ۲۸: ۹، ۱۵ میں لکھا ہے

"وہ کس کو دانش سکھائے گا؟ کس کو وعظ کر کے سمجھائیگا
ان کو جن کا دودھ چھڑایا گیا۔ جو چھاتیوں سے جدا کئے
گئے۔ کیونکہ حکم پر حکم، حکم پر حکم، قانون پر قانون، قانون
پر قانون ہوتا جاتا۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔ ہاں
وہ وحشی کے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے
ساتھ باتیں کرے گا کہ اس نے ان سے کہا کہ یہ وہ آرام گاہ
ہے۔ کہ تم ان کو جو تھکے ہوئے ہیں آرام دیجو اور یہ
چین کی حالت ہے۔ پر وے شنوا نہ ہوئے۔ سو خداوند
کا کلام ان سے یہ ہو گا حکم پر حکم، حکم پر حکم، قانون پر قانون
قانون پر قانون، تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں تاکہ وے
چلے جاویں اور پچھاڑی گریں اور شکست کھاویں اور
دام میں پھنسیں اور گرفتار ہوں"

پس قرآن شریف کے واضح احکام اور شریعت کے کھلے کھلے قوانین اور ان کا کسی جگہ اجمال، کسی جگہ تفصیل کے ساتھ بیان ہونا دیکھنے کے بعد اگر کوئی شخص بائیبل کے الفاظ "سو خداوند کا کلام ان سے یہ ہو گا حکم پر حکم حکم پر حکم، قانون پر قانون قانون پر قانون، تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں" پڑھے گا تو وہ قرآن کی تکرار کلام ایک پیشگوئی کے ماتحت پائے گا۔

"بعدی" کے معنے
"میری زندگی کے اندر"

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

ایجادات کے لحاظ سے بیسویں صدی مظہر العجائب والغرائب ہے۔ مولوی لوگ بھی کسی سے کم نہیں رہے۔ بالخصوص ملت محمودیہ کی ندرت نوازیاں قابل داد ہیں۔ پچھلے دنوں ایک محمودی مولوی فاضل صاحب نے ایک ایجاد کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا کہ ظل عین ہوتا ہے اب کی دفعہ علامہ حافظ روشن علی صاحب کے شاگرد رشید مولوی فاضل علی محمد صاحب اجمیری نے اپنی ایجاد سے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے گزشتہ جلسہ سالانہ پر علامہ حافظ روشن علی صاحب نے لانبی بعدی کی جو دو راز کار تاویلیں کی تھیں ان پر میں نے جرح و تنقید کی تھی۔ اس تنقید پر یہ بزرگ اجمیری صاحب مضامین کا ایک سلسلہ "الفضل" میں معرض تحریر میں لا کر حق شاگردی ادا کر رہے ہیں۔ وہ کیا لکھ رہے ہیں؟ یہ تو وہ جانیں یا خدا جانے۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ دریا کی رو میں ایک تنکا ہے جو پانی کی سطح پر ہوا کے رخ پر ہر طرف بہا پھرتا ہے۔ ان کے اس بحر علم کی شناوری کا نمونہ اگر ملاحظہ کرنا ہو تو لانبی بعدی کی تشریح سن لیجئے۔ فرماتے ہیں۔

"اس حدیث کے رو سے نبوت کا دروازہ صرف اسی وقت تک بند ثابت ہو گا جس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے"

گویا لانبی بعدی کے یہ معنے ہوئے کہ میری زندگی کے اندر کوئی نبی نہ ہو گا۔ فرمایئے کیا عجیب و غریب ایجاد ہے بعدی کے معنی "میری زندگی کے اندر" تعجب ہے کہ علمی دنیا کی طرف سے اجمیری دنیا کی طرف سے اجمیری صاحب کی یہ ایجاد کیوں نہ ویمبلے کی نمائش میں پیش کی گئی۔ یا خود اجمیری صاحب کو کیوں نہ وہاں پیش کر دیا گیا۔ تا دانایان فرنگ اس ذہنیت کی کماحقہ تحقیقات کر کے کوئی نتیجہ تو نکالتے۔ ہم تو ان کی اس دماغی قابلیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

لانبی بعدی کی توجیہیں نت نئی ہو رہی ہیں۔ مگر ایک سے ایک نرالی اور ایک سے ایک انوکھی۔ اللہ رحم کرے۔ یہ پھانس نہ نکلی یہ کانٹا لوٹ کر پیوست ہو چکا۔ اب تک دو و بیکار رہے۔ تقدیر یونہی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

تازہ خبریں

ہندوستان

— خواجہ حسن نظامی صاحب دہلی سے ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار نکالنے والے ہیں جس کا نام "مسلم کال" ہو گا۔

— خواجہ حسن نظامی کو افغانستان کے لئے پاسپورٹ مل گیا ہے اور آپ بہت جلد افغانستان جانے والے ہیں۔

— کلکتہ۔ ۴ راگست۔ پنڈت مدن موہن مالوی اور ڈاکٹر مونجے پر دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند کے ماتحت یہ احکام نافذ کئے ہیں۔ کہ وہ دو ماہ تک کلکتہ کے اندر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ ان کی موجودگی اور تقریروں سے سکون عامہ میں خلل واقع ہونیکا اندیشہ ہے۔

— الہ آباد۔ ۵ راگست۔ پنڈت مالویہ نے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کو جو جواب روانہ کیا ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے کلکتہ میں میرا داخلہ بند کرنے کے لئے جو حکم جاری کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ میری کلکتہ والی تقریریں آپ کے روبرو غلط رنگ میں پیش کی گئی ہیں۔ بحر قدوار جذبات کو مشتعل کرنے کے بجائے ان کا مقصد یہ تھا۔ کہ ان جذبات کو ٹھنڈا کریں۔ پنڈت جی نے لکھا ہے۔ . . . . کہ میں چالیس سال سے ملک کی خدمت کر رہا ہوں۔ اس بنا پر میرا دعویٰ ہے کہ میں اس قسم کی تقریروں سے احتراز کرتا ہوں۔ لیکن اگر یہ تقریریں فرقہ دار ہنگامہ آرائی کی معاون ہیں۔ تو حکومت کو چاہئے۔ کہ وہ میرے خلاف مقدمہ دائر کرے۔ پنڈت جی نے لکھا ہے۔ کہ مجلس وضع قوانین کا یہ منشا نہیں۔ کہ مجسٹریٹ اپنے اختیارات کو اس طرح استعمال کرے۔

مجسٹریٹ کے حکم کو خلاف قانون غیر منصفانہ اور آزادی تحریر و تقریر کے منافی قرار دیکر پنڈت جی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ اس حکم کی خلاف ورزی کریں چنانچہ انہوں نے مجسٹریٹ کو اطلاع دیدی ہے۔ کہ میں ۷ راگست کو پنجاب میل سے کلکتہ پہنچوں گا۔ اور ربلا پارک بالی گنج میں قیام کروں گا۔ بعد کی خبر ہے۔ کہ مالوی جی کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔

— ہرمن سنگھ صاحب مجسٹریٹ مظفر گڑھ کی عدالت میں لالہ چونی لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پر انہدام مساجد کے سلسلہ میں مقدمہ چل رہا تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے ۲۵ جون کو لالہ چونی لال صاحب کو زمرہ ملزمان میں سے نکال دیا تھا۔ اس حکم کے خلاف شیخ دین محمد صاحب سشن جج ملتان کی عدالت میں جناب ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب پی ایچ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لا کی وساطت سے نگرانی داخل کی گئی ہے۔ جس کی قانونی حیثیت پر جناب ڈاکٹر صاحب نے قابل تحسین قابلیت کے ساتھ بحث کی۔ فاضل سشن جج نے نگرانی داخل کر لی۔ اور پیشی کے لئے ۹ راکتوبر کی تاریخ دیدی ہے۔ سردار ہرمن سنگھ صاحب مجسٹریٹ کے نام حکم جاری کر دیا گیا ہے۔ [illegible] کی کارروائی [illegible] کا فیصلہ سنائے جانے تک ملتوی کر دی جائے۔ اور تمام مسلیں صاحب سشن جج کے حضور میں بھیج دی جائیں ٭

— مسلمانان لکھنو ایک روزانہ انگریزی اخبار نکالنے والے ہیں۔ ایک کمپنی جس کا سرمایہ ڈھائی لاکھ روپیہ ہو گا۔ قائم کی جا رہی ہے۔ مہاراجہ صاحب محمود آباد نے بیس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

— بمبئی۔ ۳ راگست۔ انڈین ڈیلی میل کے نامہ نگار خصوصی مقیم حیدر آباد کا پیغام مورخہ یکم اگست مظہر ہے۔ زور و شور کے ساتھ یہ افواہ گرم ہے۔ کہ شملہ سے حضور نظام کے دفتر میں ایک فیصلہ کن تحریر موصول ہوئی ہے جس میں وہ الزامات گنوائے گئے ہیں۔ جو حضور نظام اور ان کے خاص افسروں پر عائد کئے جاتے ہیں۔ ان الزامات میں یہ الزامات بھی شامل ہیں۔ عہدوں کی فروخت۔ عدالتوں میں رشوت ستانی۔ خود اپنے بھائیوں، بہنوں اور فرزندوں اور جاگیردار شہزادوں سے بدسلوکی۔ عمدگی انتظام میں غیر مناسب تنزل جو اس صریح حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔ جو کہ یورپین افسر اپنے عہدوں سے ہٹا دیئے جائیں۔

کہا جاتا ہے کہ ۱۲ راگست کو یا اس سے پہلے جواب طلب کیا گیا ہے اگر حکومت کی پیش کردہ شرائط پر حضور نظام نے تسلی بخش طریق سے عمل درآمد نہیں کیا تو معلوم ہوا ہے۔ کہ اس صورت میں ایک خاص کمیشن مقرر کیا جائیگا تاکہ وہ ریاست کے اندرونی معاملات کے متعلق تحقیقات کرے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ریزیڈنٹ (جو شملہ میں طویل قیام کے بعد حال ہی میں واپس آیا ہے) جو طویل مراسلت کر رہا تھا۔ یہ تحریر اس کا آخری نتیجہ ہے اور حکومت اعلیٰ کے فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ دیوان بہادر راؤ سود آئنگر جو حال میں حیدر آباد واپس آ گئے ہیں۔ راجہ گوڈوال سے گوڈوال میں ملاقات کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس قدیم ریاست کی حمایت میں صوبہ مدراس کے ریڈی قوم کے لوگوں میں زبردست شورش پیدا ہو گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ صرف خاص (سرکاری اراضی) کی عمدگی انتظام میں کسی قدر نقصان واقع ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑی شکایت یہ ہے۔ کہ ملازمین کو مہینوں تنخواہیں نہیں ملتیں۔ اس طرح رشوت ستانی کے طریقہ کو تقویت پہنچتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ پوسٹ ماسٹر جنرل حیدر آباد اپنے دستخط سے مسلمانوں کی حمایت کے لئے "لنڈن ٹائمز" کے کالموں میں مضامین لکھ کر پروپیگنڈا کرتا رہا ہے۔ حکومت ہند نے استفسار کیا ہے کہ یہ بات کیوں برداشت کی گئی۔ حالانکہ حضور نظام نے رگھا وندر راؤ شرما کی طرح چند دیگر اشخاص کو صرف انہیں معمولی وجوہ کی بنا پر ریاست بدر ہونے کے لئے مجبور کر دیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند کے مراسلہ میں حکومت ہند نے قطعی طور پر جو تجاویز پیش کی ہیں۔ ان میں حسب ذیل تجاویز بھی شامل ہیں:-

(۱) حضور نظام نذریں اور ہدایا قبول کرنا چھوڑ دیں۔
(۲) کئی تعلقدار نظام کے نام پر اپنی رعایا کے متعلق بد انتظامی سے کام لیتے رہے۔
(۳) حسب ذیل عہدوں پر برطانی افسروں کا تقرر جلد عمل میں لایا جائے صدر کونسل۔ وزیر مالیات۔ وزیر مالگزاری۔ اور ڈائرکٹر جنرل پولیس۔

(۴) چھوٹے جاگیرداروں اور اُن کی جاگیروں کے متعلق انصاف۔

(۵) ریاست کے عام نظام کے لئے مناسب نظام کا قیام۔

بمبئی - ۸ر اگست - انڈین ڈیلی میل کے نامہ نگار مقیم حیدرآباد کا بیان ہے کہ حضور نظام نے اپنے سیاسی مشیروں کی یہ تجویز مسترد کر دی ہے کہ وہ حکومت ہند کے مراسلہ کے متعلق مصالحانہ حکمت عملی اختیار کریں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضور نظام کے نزدیک حکومت ہند پر ریاست کے اندرونی معاملات کے متعلق کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ حضور نظام کے وزیر مالیات نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ حکومت نے جو اصلاحات تجویز کی ہیں۔ اُن کے جواب میں حضور نظام اپنی اصلاحات پیش کریں۔ تاکہ حکومت عالیہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا غیر مناسب طرز عمل نہ اختیار کرنا پڑے لیکن کہا جاتا ہے کہ ریذیڈنٹ نے اطلاع دیدی ہے کہ حکام شملہ جوابی تجاویز کو منظور نہ کرینگے۔ انسپکٹر جنرل خیالات کے خلاف مقدمہ کی سماعت کرنے کے لئے جو کمشن مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جدید اصلاحات کا نفاذ شروع ہو گیا ہے۔

ممالک خارجہ

— ترکی حکومت نے موصل کی صلح کے بعد سرحد موصل پر ترکی فوج میں تخفیف کر دی ہے۔

— جدید قانون شادی کی رو سے ترکی میں تمام شادی کرنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کو معائنہ ڈاکٹری کے بعد ایک طبی سارٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔ ڈاکٹر امیدواران شادی کے بائیں بازو کے اگلی طرف ایک مہر لگا دیگا۔ تاکہ امیدواروں کو شادی کا لائسنس حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

— قسطنطنیہ میں شادی کے موقعہ پر بہت فضول خرچی کی جاتی تھی۔ اس کو روکنے کے لئے قسطنطنیہ میونسپلٹی نے اپنے دفتر میں ایک کمرہ نکاح کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ جہاں آئندہ کل نکاح نہایت سادہ طریق سے ہوا کرینگے۔

— حکومت ترکی نے غیر ملکی سکولوں کے لئے ایسے قوانین نافذ کئے ہیں جن کی رو سے ان سکولوں کی تمام درسی کتابوں کی نگرانی ہوتی رہیگی۔ اور ان سکولوں کے منیجروں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ لڑکوں کو اسلام کے سوا دیگر مذاہب کے اصولوں کی تعلیم نہ دی جائے۔ اس حکم سے فرنگی مشنریوں کے پروپاگنڈا کا سدباب ہو جائیگا۔ اور ترکی مملکت میں عیسائیت کی اشاعت پر ایک کاری ضرب لگ جائے گی۔

— مصری ڈاکٹروں کی انجمن نے ترکی ٹوپی سے اپنی بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ اس سے دھوپ کی شعاعیں رک نہیں سکتیں۔ اور یہ اعلان کیا ہے۔ کہ جو شخص کوئی ایسی صحیح دار ٹوپی ایجاد کرے گا۔ جو بآسانی دھوئی بھی جا سکے اسے معقول انعام دیا جائے گا۔

— اس وقت عدن کو چھوڑ کر ۴ ہزار ہندوستانی سپاہی جنوبی یمن میلائے ریاست اور عراق میں مقیم ہیں۔ جنکا خرچ حکومت برطانیہ برداشت کر رہی ہے۔

— حکومت برطانیہ نے فلسطین میں ایک نئی سرحدی فوج قائم کرنے کے لئے ایک لاکھ ۸ ہزار پونڈ کی رقم منظور کی ہے۔

— جنگ شام نے نہایت خوفناک صورت اختیار کر لی ہے۔ دروزی دمشق اور اس کے گرد و نواح میں پے در پے حملے کر رہے ہیں حکومت فرانس اسمراکش سے فوج واپس بلا کر شام بھیج رہی ہے۔

— ریف کے ایک پہاڑی علاقہ میں سیدی راحو کی سرکردگی میں قبائل ریف مدافعت کے لئے پوری تیاری کر رہے ہیں۔ فرانس نے بھی حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ پہلا حملہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔

— قسطنطنیہ ۱۳ر اگست۔ عدالت خاص کے اجلاس میں جو سمرنا کی سازش کے باغیوں میں سے سولہ کو سزائے موت دی گئی ہے۔ اب انگورہ میں ۶۰ آدمیوں کا مقدمہ پیش ہے یہ سب کے سب انجمن اتحاد و ترقی کے اراکان ہیں جن میں زاہد پاشا سابق وزیر خارجہ اور عزمی پاشا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ سرکاری وکیل نے ۱۶ کیلئے جلا وطنی اور ۱۰ کیلئے سزائے موت کا مطالبہ کیا ہے۔

— روضہ نبوی کے انہدام کی جو افواہیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کے متعلق سلطان ابن سعود کے ایجنٹ متعینہ بمبئی کو ایک پیام موصول ہوا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:-

"روضہ نبوی کے قبہ گرا دینے کا جو فتنہ انگیز پروپیگنڈا پھیلایا جا رہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہم روضہ نبوی کو جان کے برابر عزیز سمجھتے ہیں۔ مہربانی کر کے اس غلط افواہ کی تردید کر دیجئے۔"

حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب ایم۔ اے کی تازہ تصنیف

۲۸۔ جولائی کے پیغام صلح میں مفصل اطلاع دیدی گئی ہے کہ حضرت امیر نے صحیح بخاری کا ترجمہ اور نوٹ لکھنے شروع کر دیئے ہیں چنانچہ ایک سو صفحہ کا پہلا حصہ چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ یہ ترجمہ اور نوٹ ایک ایک سو صفحہ کے حصص میں شائع کرنیکا انجمن نے فیصلہ کیا ہے۔ جو احباب اس کے باقاعدہ خریدار بننا چاہیں۔ وہ مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اس کی اطلاع کر دیں۔ تاکہ اُن کے نام درج رجسٹر ہو کر ہر ایک حصہ شائع ہونے پر اُن کو بھیجا جایا کرے۔ ہر ایک حصہ کی قیمت تقریباً ایک روپیہ ہوگی محصول ڈاک اس کے علاوہ۔ جو صاحب صرف پہلا حصہ لینا چاہیں وہ فرمائش بھیجتے وقت اس کی تصریح فرما دیں۔ ورنہ عام طور پر یہی سمجھا جائیگا۔ کہ باقاعدہ خریداری کی درخواست ہے اور نام درج رجسٹر کر لیا جائیگا۔

راقم۔ خاکسار فقیر اللہ عفی عنہ۔ مہتمم تصنیفات۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بیکاروں کے لئے شریفانہ روزگار

یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے مقامات کے تاجروں سے اشتہارات حاصل کریں معقول معاوضہ دیا جائیگا۔ تمام خط و کتابت بنام منیجر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

مسلم راجپوت

مولوی محمد عبداللہ صاحب منہاس کے زیر ادارت تمام ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ امرتسر سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ اخبار مسلم راجپوت نے نہایت قلیل مدت میں جو شاندار درجہ امتیاز (اسلامی) اخبارات میں حاصل کر لیا ہے وہ اس کی روز افزوں تعداد اشاعت سے ظاہر ہے ارباب نظر نے اسے نہ صرف مسلم راجپوتوں کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے مضامین اور نیز کاغذ لکھائی۔ چھپائی وغیرہ کے لحاظ سے عہد جدید کا بہترین ہفتہ وار اخبار تسلیم کر لیا ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔ یا ششماہی کے لئے اڑھائی روپے یا سال بھر کے لئے چار روپے بھیجکر اس کے دلچسپ و دلآویز مضامین سے مستفیض فائدہ اٹھایئے۔ اشتہار دہندگان کے لئے اخبار مذکور کامیابی کے نادر مواقع بہم پہنچاتا ہے۔

سکرٹری انجمن مسلم راجپوتان پنجاب امرتسر

پانچسو روپے کا نقد انعام

(طلائے نو ایجاد رجسٹرڈ)

ڈاکٹر فرانس کا ایجاد علاج کمزوری و نامردی

جو شخص اس طلا کو بیکار ثابت کرے اسکو پانچ سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔ یہ مدعی ڈاکٹر فرانس نے بڑی جانفشانی اور جدید تجربہ سے ایجاد کیا ہے جو عجیب ہی کے اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ایک ہی روز میں معلوم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ بچپن کی غلط کاریوں یا کسی اور وجہ سے کمزور ہو گئے ہوں تو فوراً اس طلا سے فائدہ حاصل کریں۔ اس طلا نے بہت سے مریضوں کو فائدہ بخشا ہے جنکی نوبت ناامیدی تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے استعمال میں کسی موسم کی خصوصیت نہیں یکدم ناقص رطوبت خارج کر دیتا ہے پھر کسی طلا کی ضرورت نہیں رہتی۔ طلا کے ہمراہ ڈاکٹر موصوف کی ایجاد حب مقوی باہ بھی روانہ ہوتی ہیں یہ مکمل علاج ہے اس سے بڑھ کر کوئی طلا اس مرض کے واسطے مفید ثابت نہیں ہوا قیمت معہ محصول ۴ؔ

پتہ:- ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کو آگرہ شہر (یوپی)

زراعتی آلات اور دیگر مشینری

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کاٹنے کی مشین آہنی رہٹ (ملٹ) زراعتی فارم کے نمونہ کے آہنی ہل۔ خراس (دیل چکی) بیلنہ جات۔ چاول سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں وغیرہ منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت منگائیے۔

المشتہر

ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمد منڈی بٹالہ (گورداسپور)

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

اہل ولایت نے جہاں اور بہت سی عجیب و غریب ایجادکی ہیں وہاں یہ کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں بھی اس قدر نفیس بنائی ہیں۔ کہ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ چوڑیاں خاص قسم کی بنائی گئی ہیں۔ ان پر نہایت عمدہ بیل بوٹوں کا کام کیا ہوا ہے گوری گوری نازک کلائیوں میں اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کے دل بے چین ہو جاتے ہیں۔ ان پر ملمع نہیں ہے کاٹ لو۔ کسوٹی پر لگا لو۔ رنگ تبدیل نہ ہوگا کالی نہیں ہوتیں زنگ نہیں لگتا۔ پانچ سو روپے کی چوڑیاں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں بنگال اور دکن کے رئیس طبقہ کی عورتوں نے اس کو بہت پسند کیا ہے قیمت فی سٹ بارہ چوڑیاں عہ معہ محصول۔ چھ سٹ کے خریدار کو ایک مفت۔

یونانی دوائی خانہ۔ ڈوری بازار متھرا یوپی

نایاب تحفہ

جناب مرزا انور بیگ صاحب بی۔ ایم۔ ایس۔ سی پروفیسر کیمسٹری اسلامیہ کالج لاہور تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے بذریعہ کیمسٹری اکسیر شباب گولیوں کا جو شاہ اینڈ کو لاہور نے تیار کی ہیں معائنہ کیا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ گولیاں سونا۔ فولاد۔ ڈامیانا اور بہت سی ایسی قیمتی ادویات کا مرکب ہیں۔ بی یو ڈو۔ اخبار گورو گھنٹال لاہور مورخہ ۱۳۔ مئی ۱۹۲۶ء۔ جن لوگوں کو کسی قسم کی بھی جسمانی کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ دوا اکسیر بلکہ بینظیر ہے۔ بی یو ڈو۔ اخبار نیر اعظم مرادآباد یوپی مورخہ ۳۔ مئی ۱۹۲۶ء۔ پنجاب کے مشہور کارخانہ شاہ اینڈ کو رجسٹرڈ نے اکسیر شباب گولیاں اور روغن طلائے شباب یہ دو چیزیں ایسی ایجاد کی ہیں جن سے تمام اعضائے رئیسہ کو بیحد قوت پہنچتی ہے۔ باہ میں کسی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی ہو اسکے واسطے یہ چیزیں اکسیر ہیں۔ نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہیں۔ دونوں چیزوں کا ساتھ ساتھ استعمال کرنا بہت مفید ہے کسی قسم کی سوزش یا آبلہ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ جو صاحب اپنی جوانی کی امنگوں میں اپنی قوت کو ضائع کر چکے ہوں۔ ان کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ قیمت اکسیر شباب ۴۰ گولیاں بیس یوم کے لئے صر معہ طلائے شباب قیمت ۲ؔ نمونہ مکمل بکس سات یوم کے لئے ۱ؔ

شاہ اینڈ کو بھاٹی گیٹ لاہور

لاولد عورتوں اور مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر تازہ ایجاد یعنی دوائے "خوش کیف"

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپ کی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں۔ اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں ہے یا صرف ایک دو بچہ یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولد ختم ہو گیا ہے تو آج ہی اس دوا کو ختم کر کے فائدہ اٹھایئے جس کو ۱۱ یوم دو مرتبہ کے استعمال سے اگر چھ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں ہوں تو کل قیمت معہ دس روپے حرجے کے واپس کر لو۔ حالت حمل میں درد زہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نیز کثرت ایام ماہواری میں بیحد مفید ہے (نوٹ) ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے طلب کی جائے۔ قیمت ساڑھے تین روپے (للعہ)

اکسیر ذیابیطس } جلد جلد پیشاب کا آنا۔ پیاس کا زیادہ معلوم ہونا پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا۔ گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا بدن کا تحلیل ہونا خشکی کا زیادہ ہونا وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گردوں کی اصلاح ہو جاتی ہے اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کو استعمال کیجئے۔ قیمت عہ محصول ہر دو بذمہ خریدار

ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا (یوپی)

کھشمال | آتشک اور دمہ کا دشمن | کھشمال

اس نادر الوجود دوا سے ہر دو امراض میں مثل تریاق پہلی ہی خوراک سے بسا اوقات اتنا فائدہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو دیگر دوا سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں۔ وقت تنفس اور بلغم نکلنے میں آسانی توانائی اس قدر کہ ورزش کیجئے۔ وزن اٹھایئے۔ دوڑیئے۔ مگر سانس نہ پھولے گی۔ آتشک کو دو ہفتوں میں بالکل صاف کر دیتی ہے ۲ آنے کے ٹکٹ میں نمونہ منگا کر آزمایئے۔ مفید ثابت ہو۔ تو خریدیئے تاکہ آپ جا مرنے سے بچیں اور میں دھوکے بازی کے الزام سے۔ قیمت چالیس خوراک تین روپے معہ محصول حدود ہندمیں فرمائش کے ساتھ ۲ آنے کے ٹکٹ۔ حیدرآباد دکن سے پوری قیمت اور ممالک غیر سو قیمت معہ محصول ڈاک عہ پیشگی آنا چاہیئے۔ جواب طلب امور کیلئے ٹکٹ بھیجئے۔ اخبار کا حوالہ بھی دیجئے۔ المشتہر

جلد ۱۴ | لاہور مدینۃ المسیح یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۸ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۲۶ء | نمبر ۱۴

مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

(حضرت مسیح موعود)

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریمؑ نامِ من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چو قرصِ آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند
بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند
صادقم و از طرفِ مولیٰ با نشانہا آمدم
صد درِ علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند
آسمان بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیقِ من استادہ اند

حکمت و موعظت

(۱) انسانوں میں سب سے افضل وہ شخص ہے جو تھوڑا کھائے۔ تھوڑا پینے اور تھوڑے کپڑے جو تن کے ڈھانکنے کے لئے کافی ہو۔ راضی ہو جائے
(۲) جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے وہ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوتا۔
(۳) جو شخص بھوکا رہتا ہے اس کی عقل تیز اور فکر بڑا ہوتا ہے۔
(۴) بھوک نورِ حکمت ہے اور پیٹ بھرنا اللہ سے دور کرنے والی چیزوں میں سے ہے۔ درمسکینوں کی محبت اللہ کی نزدیکی ہے۔ پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔ کہ نورِ حکمت تمہارے دلوں سے بجھ جائیگا۔

نومسلم چوہڑے
مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

(جناب مرزا سلطان احمد صاحب قادیانی کے قلم سے)

مردم شماری ۱۹۱۱ء پنجاب کے صوبے میں چوہڑوں کی تعداد دس لاکھ تھی، اور مردم شماری ۱۹۲۱ء میں سات لاکھ رہ گئی کہا جاتا ہے کہ تین لاکھ چوہڑے دس برس کے عرصہ میں عیسائی ہو گئے۔ اضلاع ملتان۔ مظفر گڑھ۔ منٹگمری۔ ڈیرہ جات سیالکوٹ۔ شاہپور۔ سرگودہ۔ گجرات وغیرہ میں عیسائیوں کی تبلیغ سے ان اضلاع کے زمینداروں نے بطور خود ان چوہڑوں کو تبلیغ کی جس کا اثر یہ ہوا کہ صدہا نہیں بلکہ ہزاروں آدمی مسلمان ہو گئے۔ جن کو مسلی۔ خوجہ۔ کلانہ کہتے ہیں۔ اگر یہ تعداد چوہڑوں میں محسوب کی جائے اور کی جانی چاہیئے تو کہا جا سکتا ہے کہ بہ نسبت عیسائیت کے اسلام میں زیادہ تر چوہڑے داخل ہوئے اور اس سہولت اور عمدگی سے کہ کسی کو پتہ بھی نہ لگا۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ ان نومسلم چوہڑوں میں سے شاید فیصدی پانچ چھ چوہڑے نومسلم ایسے نہیں نکلینگے۔ جو کسی مولوی صاحب کے وعظ یا تلقین کا اثر ہوں۔ یہ کام زمینداروں نے بطور خود کیا۔ اور خود ہی سنبھالا۔ سب سے پہلے مسلمانوں نے چوہڑوں کو مسلمان کیا۔ اور از اں بعد گورو گوبند سنگھ جی کے علم کے نیچے اُن کو سکھ بنا کر اور پوہل دے کر مذہبی کے نام سے داخل سکھ مذہب کیا گیا۔ اس کے بعد عیسائیوں کی کوشش شروع ہوئی۔ اور ان کی خاموش کوشش کے ذریعہ ایک معقول تعداد داخل عیسائیت ہو گئی۔

ان دونوں کوششوں کا اثر یہ ہوا۔ کہ مذہبی تو سکھ بن کر فوج میں ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ ان کی حیثیت اچھی بنتی گئی۔ چنانچہ اس وقت مستقل طور پر بھی مذہبی پلٹنیں ہیں اور بشمول دیگر پلٹنوں کے بھی رکھ لئے جاتے ہیں

دوسرے طرف نو مرید عیسائی چوہڑے بھی تربیت و تعلیم کے لحاظ سے مذہبیوں سے کم نہیں خیال کئے جا سکتے۔ ان دونوں شقوں کے مقابلہ میں تیسری شق نومسلم چوہڑوں کی جماعت اگرچہ اسی قوم سے تھی اور اس ملک کی آب و ہوا کے پرورش یافتہ تھے۔ جس قوم اور جس ملک کے رہنے والے مذہبی اور عیسائی چوہڑے تھے۔ لیکن مسلمانوں کی غلطی اور علماء کرام کے مشاغل کفر و ارتداد نے ان بیچاروں کی حالت میں کچھ بھی ترقی نہ ہونے

فوجی امتیازات سے ممتاز ہیں۔ بڑے بڑے سردار ہیں۔ اور بڑے بڑے جاگیردار۔ عموماً تعلیم بھی پاتے ہیں۔ اور کم سے کم مذہبی فی صدی پچہتر گورمکھی خواں ہیں۔

اُدھر عیسائی چوہڑے عیسائی ہو کر مسٹر بن گئے۔ ہمارے نومسلم چوہڑے بدقسمتی سے چوہڑے کے چوہڑے ہی رہے۔ فوج اور پولیس میں تو جگہ ملنا دوسری بات ہے خود ہم مسلمانوں نے ہی ان کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ نہ مجلسی ضروریات میں اُن کو دخل دیا گیا۔ اور نہ قومی تقریبات میں ان کا نام لیا گیا۔ ہماں کا سرہماں آتش۔ اب تک یہ کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ دیگر مسلمانوں یا نومسلم چوہڑوں نے کبھی اپنی بابت یہ کوشش کی ہو۔ کہ ان کی مجلسی اور تمدنی یا تربیتی اور تعلیمی حالت کا کیا کچھ اندازہ ہے۔ اور کیا کچھ ہونا چاہیئے۔ جس طرح عیسائیوں اور سکھوں نے اپنے نو مریدوں کی تربیت اور تعلیم اور ترقی میں کوشش کی ہے مجھے تو یاد نہیں۔ کہ کبھی ہم نے ایسا خواب بھی دیکھا ہو۔ وہ نومسلم جو کسی طرح سے بھی دوسرے مذاہب کے نومسلموں سے کم نہیں۔ بلحاظ ذہنی کیفیات اور جسمانی قد و قامت کے یہ مسلی یا نومسلم چوہڑے ویسے ہی ہیں جیسے کہ عیسائی یا مذہبی ہیں۔ صرف فرق یہ ہے۔ کہ وہ جن مذاہب میں داخل ہوئے یا داخل کئے گئے۔ ان کے سرپرستوں نے رفتہ رفتہ ان کو یہاں تک پہنچا دیا۔ اور ہم مسلمان اپنے ہی کھیل اور افتائے کفر و ارتداد میں رہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج اس قوم کے نو مریدان مسیحی اور نو مریدان سکھ میں تو ایک نہیں بلکہ بیسیوں اور پچاسوں با اقبال۔ با ثروت۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے نومسلموں میں فی صدی ایک کیا بلکہ ایک بھی ایسے نظر نہیں آتے۔ ہاں چور۔ غلام۔ ذلیل وغیرہ وغیرہ فی صدی ایک سو پانچ سے بھی زیادہ ہیں۔

کیا اسلام کی یہ پہلی نشانی ہے۔ کہ جو اس میں آئے وہ اپنی پہلی حالت سے بھی گر جائے۔ یا یہ کہ ہم مسلمانوں کی کمزوری اور غفلت ہے کہ یہ کثیر التعداد اب تک زاویہ ذلت میں پڑی ہے اور ہم توجہ بھی نہ کریں۔ ہر قوم اس وقت کوشش کر رہی ہے۔ کہ وہ اپنے نام لیواؤں کو حتی الامکان ابھارے۔ اور ترقی کے درجوں پر پہنچائے۔ کوئی قوم اور نومسلم تعداد اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ خود قوم کے دوسرے لوگ ان کو ان منازل تک نہ پہنچا لیں۔ بار بار یہ کہنا اور یہ شور کرنا کہ مسلمانوں میں مساوات کی یہ ڈگریاں ہیں۔ اور جب عملی وقت آئے تو اچھوت یا نومسلموں سے وہ سلوک کرنا جو اس وقت ہم ان نومسلم چوہڑوں یا سکھوں وغیرہ سے کر رہے ہیں۔ کس قدر حیرت افزا ہے۔

کیا ہمارے لیڈران علمائے کرام۔ شرفائے ذی احترام انہی لوگوں

بزمِ احباب

(مرتبہ خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی)

جاوا

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔
میں انجمن کا مشکور ہوں۔ کہ اُس نے ہر دو کتابیں چھپوا لینے کی اور ملحقہ جزائر میں تبلیغی دورہ کرنے کی اجازت دیدی ہے۔
سب سے پہلے میں نے رسالہ اسلام کے ڈچ ترجمہ کے چھپوانے کا انتظام کرلیا ہے جو انشاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر چھپکر شایع ہوجائیگا ایک ہزار کاپی پر ۱۸۰ گلڈر خرچ آئیگا۔ رسالہ مرزا غلام احمد کا ترجمہ موجودہ رسالہ کے طبع ہوجانے پر شروع کیا جائیگا۔ دو ماہ تک میں ملحقہ جزائر میں نہیں جاسکونگا۔ تاکہ اس عرصہ میں کتابوں کی چھپوائی وغیرہ کا انتظام مکمل ہوجائے۔ ترجمہ محمدؐ اینڈ کرائسٹ قریباً چھپ چکا ہے۔ جس کی ایک ہزار کاپی پر چار صد گلڈر خرچ آیا ہے۔

جرمنی

اخویم مولوی فضل کریم خان صاحب برلن سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔
اس ہفتہ ایک خاتون کے اسلام قبول کرنے کا اعلان پہنچا ہے۔ ہمارے نومسلم دوست نوبادر کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اشاعت اسلام کے راستہ میں یہاں بیحد مشکلات ہیں۔ پہلے درجے کی مادہ پرستی یورپ میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایسے لوگ بہت ملینگے۔ جو روپیہ لے کر اسلام کے اندر داخل ہوجانے کو تیار ہوجاتے ہیں۔ آج تک متعدد خطوط اس قسم کے لوگوں کے آچکے ہیں۔ جو مادی امداد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ چونکہ عیسائی مشنری اپنا مذہب پھیلانے کے لئے روپیہ بہت خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ ان کا تمام کھیل روپیہ ہی کا ہے۔ اس لئے ان کو خیال ہے۔ کہ ہم بھی یہی کام کرتے ہونگے اس قسم کے نومسلموں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ورنہ روپیہ خرچ کرکے نومسلم بنانے ہوں۔ تو آج تک کئی سو نومسلم بن جاتے۔ جرمنی میں حالت بے حد خراب ہے۔ اور آئندہ حالات کے سُدھرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ بیکاری بہت بڑھی ہوئی ہے۔ لوگوں کو کام بالکل نہیں ملتا۔ اخبارات میں اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ محض گذران کرنے کے لئے لوگ جیل خانہ میں چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کھانے کو مل جاتا ہے۔ اور سونے کے لئے جگہ بھی میسر آجاتی ہے۔ گداگری اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ خدا کی پناہ۔ کئی لاکھ آدمی بیکار پھر رہے ہیں بہت سے عالم فاضل لکھے پڑھے بھوکے مر رہے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہونے والا ہے۔
عید کے دن ہم نے اپنے دوستوں کو دعوت دی۔ لیکن ایک بجے بارش شروع ہوگئی۔ اور بہت سے لوگ نہ آسکے۔

ایران

برادر محمد ابراہیم اصفہانی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔
اسلام کا مشہور دشمن ڈاکٹر زویمر یہاں آیا ہوا ہے۔ ایک دن وہ یہاں کے کتب خانہ کے پاس سے گذرا۔ جہاں اُس نے انگریزی ترجمہ قرآن و دیگر اسلامی کتب دیکھیں۔ اور مہتمم کتب خانہ سے دریافت کیا۔ کہ یہ کتابیں اس نے کہاں سے منگوائی ہیں۔ اور آیا یہاں کوئی اسلامی تبلیغی انجمن ہے۔ کتب وغیرہ کے بارے میں مہتمم نے اُسے بتایا۔ کہ وہ سیدھا آپ سے منگوایا کرتا ہے اور دوسرے امر کے بارہ میں کہا۔ کہ یہاں کوئی اسلامی مشن نہیں ہے۔ تاہم ڈاکٹر موصوف نے "اسلام اور زرتشت" نامی کتاب خرید کرلی۔ اور قرآن شریف انگریزی کا نمونہ جو آپ نے کچھ عرصہ ہوا مجھے بھیجا تھا ہمراہ لے گیا۔ میں نے اُسے ڈاک کے ذریعہ سے ۱۶ رمارچ کا لائٹ اور ۲۵۔ اپریل کا آبزرور جس میں لارڈ ہیڈلے کا مضمون "کیوں میں نے اسلام قبول کیا" درج تھا بھیج دیا ہے۔ اور جب تک ڈاکٹر موصوف یہاں رہے۔ میں اُسے اسلامی لٹریچر بھیج بھیج کر مصروف رکھونگا تاکہ اُسے معلوم ہوجائے۔ کہ ایران جیسے دور و دراز ملک میں بھی اسلام زندہ ہے۔ اور عیسائی مشن یہاں کامیاب نہیں ہوسکتے۔

ہالینڈ

ہیگ سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ:۔
مجھے حضرت مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ قرآن انگریزی دیکھکر بڑی خوشی ہوئی۔ اور اس ترجمے نے ہمیں جرأت دلائی ہے۔ کہ ہم اس پاک کتاب کا صحیح ترجمہ دوبارہ ڈچ زبان میں شائع کریں۔
عرصہ سے یہاں صرف ڈاکٹر ڈی کیسر کا ڈچ ترجمہ قرآن رائج ہے جو نہ صرف غلط ہی ہے بلکہ بہت گران بھی ہے۔ اس ڈاکٹر نے پادری سیل کے انگریزی ترجمہ کو ڈچ زبان میں چھپوایا تھا۔ چونکہ اول الذکر خود اغلاط سے پُر ہے اس لئے جو اس کا ترجمہ ہوگا۔ وہ کبھی صحیح نہیں ہوسکتا۔ پھر ایسی صورت میں کہ مترجم متعصب عیسائی ہو۔ ان حالات نے ہمیں مجبور کردیا ہے۔ کہ ہم قرآن کریم کا صحیح ترجمہ ڈچ زبان میں شائع کریں۔ جو نہ صرف ڈچ لوگوں کے لئے مفید ہوگا بلکہ جزائر ایسٹ انڈیز کے مسلمانوں کے لئے بھی کارآمد ہوگا۔ ہم انشاء اللہ اس ترجمہ کو بہت ارزاں قیمت پر شائع کرسکیں گے یعنی دس شلنگ فی کاپی کے حساب سے۔ اس کی چھپوائی کے لئے سرمایہ جمع کرلیا گیا ہے جس میں صرف ایکسو پچاس پونڈ کی کمی ہے۔ جسے ہم جلد پورا کر لینے کی فکر میں ہیں۔
اس لئے ہم آپ سے ملتجی ہیں۔ کہ آپ ہمیں اپنے انگریزی قرآن کا ڈچ زبان میں ترجمہ کرنے کی اجازت دیں۔ جس کا ہم دیباچہ میں ذکر بھی کردینگے۔ اور باقاعدہ طور پر اجازت نامہ معہ دو کاپی قرآن بھیجدیں۔ تاکہ حسب قواعد سلطنت ہم ترجمہ کا کام شروع کردیں۔ امید ہے کہ اس مبارک کام میں آپ ہمارا ہاتھ بٹائینگے جس میں آپ کی انجمن کو خصوصیت سے دلچسپی ہے۔ یعنی تعلیم اسلام کو ڈچ لوگوں میں پھیلانا۔ خط کا جواب جلد مرحمت فرماویں۔
(نوٹ) حضرت امیر نے انہیں اجازت دیدی ہے۔ کہ وہ ہمارے انگریزی ترجمہ قرآن کا ڈچ زبان میں ترجمہ کرلیں۔ اور کہ ہم ہر ممکن مدد اُنہیں دینے کو تیار ہیں۔

چین

برادر محی الدین صاحب نے ہمارے انگریزی ترجمہ قرآن کا جو دیباچہ چینی زبان میں شائع کیا ہے۔ اس پر ایک چینی اخبار نے ذیل کا ریویو کیا ہے جسے برادر موصوف نے حضرت امیر کی خدمت میں روانہ کیا ہے:۔

مذہب اسلام

ہمارے ناظرین کے لئے یہ امر بیحد دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ سارے قرآن مجید کو چینی زبان میں شائع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ چند سال ہوئے ہیں۔ کہ کئی سال کی محنت اور مطالعہ کے بعد ایک بہت بڑے عالم حضرت مولوی محمد علی صاحب نے عربی قرآن کا انگریزی ترجمہ شائع کیا تھا۔ جنہوں نے اس کا ایک دیباچہ بھی لکھا تھا جس میں مذہب اسلام کی خوبیوں کو واضح طور پر بیان کیا گیا تھا۔ اور یہ بجائے خود نہایت دلچسپ اور عمدگی سے لکھا گیا تھا۔ اسی دیباچہ کا چینی ترجمہ چھپ کر شائع ہوچکا ہے اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ چند ہی ماہ کے اندر اندر اس کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن ختم ہوکر تیسرا ایڈیشن شائع ہوگیا ہے۔
ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ ان تمام لوگوں کو جو اس روحانی چشمہ سے سیراب ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن قیمت ادا نہیں کرسکتے۔ دو ہفتہ کے لئے یہ مطالعہ کے لئے مفت دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی چینی بھی اس کی روحانی تعلیم سے بے بہرہ نہ رہ سکے۔ امید ہے کہ بہت سے لوگ اس رعایت سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔ تاکہ انہیں تعلیم اسلام کی خوبیوں کا اندازہ معلوم ہوسکے۔ جو نہایت سادہ عام فہم اور صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے الہام پر مبنی ہر جسے اُس نے اپنے بندوں کی رہبری کے لئے تیرہ سو سال ہوئے بھیجا تھا۔
سارے قرآن شریف کا چینی ترجمہ ہورہا ہے۔ جو اس وقت تک دو تہائی کے قریب مکمل ہوگیا ہے۔ اور اندازاً مکمل چینی قرآن تین سال کے اندر اندر چھپ کر شائع ہوجائیگا۔ تب تک دیباچہ مطالعہ کے لئے تیار ہے۔ جو مترجم موصوف سے مل سکتا ہے۔

اخبار احمدیہ

ضرورت کتب۔ ایک غریب دوست کو منشی فاضل کے امتحان کے لئے کتب کی ضرورت ہے۔ جس دوست کے پاس ایسی کتب فارغ ہوں۔ وہ براہ مہربانی اسسٹنٹ سکرٹری کو اطلاع دیں۔ تاکہ انہیں بھجوائی جاسکیں۔

قرآن انگریزی۔ انگریزی دان طبقہ خصوصاً انگلستان کے نومسلم انگریزوں کی متواتر خواہشات پر حضرت امیر نے ترجمہ قرآن انگریزی کو علیحدہ چھپوا دینے کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ تاکہ غریب سے غریب شخص کے ہاتھ میں قرآن پہنچ جائے۔ انشاء اللہ ایک دو ماہ کے اندر اندر مسودات ٹائپ ہوکر چھپوائی کا کام شروع ہوجائیگا جو دوست اس کی اشاعت میں مدد دیکر ثواب حاصل کرنا چاہیں۔ ان کے لئے عمدہ موقع ہے۔

تبلیغ سلسلہ۔ سلسلہ کی انگریزی دان اور یورپ وغیرہ کے مسلمانوں میں تبلیغ کے لئے حضرت امیر نے دو نئے ٹریکٹ تحریر فرمائے ہیں۔ جو انشاء اللہ عنقریب چھپ کر شائع ہونے والے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ جماعت کی ترقی کے لئے پورے زور سے کوشش کرتے رہیں۔ ہر قسم کا لٹریچر صدر دفتر سے اس کام کے لئے مناسب تعداد میں مل سکتا ہے۔

درخواست دعا۔ خواجہ علی محمد خان صاحب کشمیر امتحان محکمہ جنگلات میں شریک ہونے والے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

مُفت اشاعت۔ ممالک غیر کے بعض غیر مستطیع مسلم اور غیر مسلم دوست انگریزی قرآن کریم مفت طلب کرتے رہتے ہیں۔ اگر احباب میں سے کسی کے پاس زائد کاپیاں ہوں۔ تو وہ اس کام کے لئے اسسٹنٹ سکرٹری کو بھیجدیں۔ گذشتہ ولایتی ڈاک سے سردیہ کے ملک سے پانچ قرآن کریموں کی مانگ آئی جو غریب نوجوان مسلمانوں کے لئے درکار ہیں۔ اگر کوئی دوست اپنے خرچ پر ہماری معرفت غریب اور شوقین لوگوں میں قرآن کریم تقسیم کروانا چاہیں۔ تو انجمن عـــلہ فی کاپی کے حساب سے دے سکے گی۔

دعائے مغفرت۔ قاضی محبوب عالم صاحب گجرانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ شیخ محمد حسین صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے صاحب زادہ جو ایف۔ اے۔ کلاس میں تعلیم پاتے تھے طلبا کے ایک گروہ کے ساتھ تفریحاً نہر پر گئے تھے۔ جہاں وہ تقریباً ۱۲ بجے دن کے ڈوب گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پولیس تفتیش کررہی ہے۔ کیونکہ غرقابی مشکوک ہے۔ ہمیں اس صدمہ روح فرسا میں شیخ صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اس کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

شکریہ۔ میں اپنے اُن تمام اعزا اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے لڑکے نصیر احمد فاروقی کے امتحان بی۔ اے میں کامیابی پر مبارکباد کے خطوط بھیجے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ ان کو دین و دنیا میں کامیابی عطا فرماوے۔ والسلام۔
خاکسار
بشارت احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۸ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ نمبر ۴۰

اشاعت اسلام کا وسیع میدان

اچھوت اقوام اور مسلمان زمیندار

نومسلموں کی تعلیم و تربیت

اس وقت اچھوت اقوام میں شدھی کے نام سے آریہ سماج نے جو تحریک شروع کر رکھی ہے اس سے عام مسلمانوں کے لئے عموماً اور مسلمان زمینداروں کے لئے خصوصاً بہت سی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ اگر آریہ سماج امن وامان سے ان لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرتی۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے اندر کوئی پروپیگنڈا نہ کیا جاتا تو خیر تھی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آریہ سماجی ان قوموں کے اندر ایک ایسی خطرناک ذہنیت پیدا کر رہے ہیں جس سے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو رہی ہے۔ اور آئندہ اور ہوگی۔ حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آریہ سماجی اپدیشک اپنی جنگجویانہ جبلت سے مجبور ہو کر نہ صرف اسلام کے متعلق طرح طرح کی غلط بیانیاں کرتے ہیں۔ بلکہ ان کو یہ تعلیم دے کر کہ وہ مسلمانوں سے افضل ہیں۔ اور مسلمان اچھوت ہیں۔ اس بات پر بھی آمادہ کر رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں سے تمدنی و معاشرتی مقاطعہ کریں اس تحریک سے پیشتر یہ تمام قومیں اسلامی دیہاتوں میں مسلمان زمینداروں کے دوش بدوش بستی تھیں لیکن کبھی کوئی شور و شر سننے میں نہیں آتا تھا۔ ان کے اور مسلمان زمینداروں کے تعلقات نہایت اچھے تھے۔ لیکن جب سے ان میں سے بعض لوگ شدھ ہو کر مہاشہ بن گئی ہیں۔ وہ وہاں ہیں پہلے دن کوئی نہ کوئی نیا شاخسانہ کھڑا کئے رکھتے ہیں۔ یہ تمام بے اطمینانی اور بدامنی اسی تبلیغ و اشاعت کا نتیجہ ہے جو آریہ سماج کی طرف سے کی جا رہی ہے۔

ان تکالیف اور مشکلات کا جو آریہ سماج کی اس جدید تحریک کی بدولت رونما ہو رہی ہیں۔ گو بعض زمیندار حلقوں میں احساس پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچا جس کا یہ مستحق ہے یہ مسئلہ نہایت اہم ہے۔ اور اس پر صرف تمدنی لحاظ ہی سے غور نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ سیاسی و مذہبی نقطہ ہائے نگاہ سے بھی غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ ابھی تک اجتماعی رنگ میں نہ زمینداروں نے نہ عام مسلمانوں نے اس پر توجہ کی ہے سنگھٹنی اپنی تمام سیاسی کامیابی کا راز اسی میں سمجھے بیٹھے ہیں کہ ان اچھوت اقوام کو جو سات کروڑ کی تعداد میں ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں ہندو قوم میں جذب کر لیا جائے اور اس کے لئے انہوں نے عملی کام بھی شروع کر دیا ہے۔ مگر مسلمانوں نے ابھی تک اس پر کسی پہلو سے بھی غور نہیں کیا۔ اور اس کی اہمیت سے یکسر غافل ہیں۔ اس ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ ظاہر ہے۔ یہ تمام کی تمام قومیں جو آج تھوڑی سی توجہ اور کوشش سے اسلام کے جھنڈے تلے آ سکتی ہیں۔ ہندو قوم میں جذب ہو کر ہمیشہ کے لئے اسلام سے محروم ہو جائیں گی اور سنگھٹن کی تحریک سے اسلامیان ہند کے لئے جو خطرات نظر آ رہے ہیں ان میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے ان آنے والے قومی خطرات و مصائب سے بچنے کا یہی ایک طریق ہے کہ مسلمان اس بات کا تہیہ کر لیں کہ وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے ذریعے ان اقوام کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور جب تک ایک بھی اچھوت سرزمین ہند پر باقی ہے دم نہیں لیں گے۔ اس معاملہ میں سب سے زیادہ توجہ مسلمان زمینداروں کو کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سب سے زیادہ ان اقوام کے ساتھ انہی کو سابقہ پڑتا ہے۔

ہندوستان کے اور حصص کو چھوڑ کر ہم سب سے پہلے پنجاب کے زمینداروں کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کیونکہ ان قوموں کے اندر سب سے زیادہ تبلیغ کا موقعہ پنجاب ہی کے زمینداروں کو حاصل ہے اگر وہ خدا کے دین کی اشاعت کا تہیہ کریں تو ان قوموں کا اسلام قبول کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ بیرونی مبلغوں اور مولویوں کے لمبے چوڑے وعظوں کا اس قدر اثر نہیں ہو سکتا جس قدر زمینداروں کے چند سیدھے سادے الفاظ کا ہو سکتا ہے۔ تبلیغ کے لئے کسی فضیلت علمی کی ضرورت نہیں بلکہ درد دل کی ضرورت ہے۔ جب یہ ہو تو کامیابی یقینی ہے۔ کسی گزشتہ اشاعت میں ہم ایک اہل دل زمیندار کی وہ تحریر شایع کر چکے ہیں جس میں اس نے اپنے ہم پیشہ و ہم مذہب بھائیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مولویوں کی امید چھوڑ کر بذات خود اس اہم فریضہ مذہبی کو بجا لائیں۔ اس تحریر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں یہ کام شروع کیا گیا ہے وہاں نہایت آسانی سے کامیابی ہوئی ہے۔

ان اقوام میں تبلیغ اسلام کا کام اسی صورت میں کوئی مفید نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔ اگر ان لوگوں کے ساتھ جو ان میں سے پہلے مسلمان ہو چکے ہیں مساوات و اخوت کا سلوک کیا جائے۔ پنجاب کے بعض اضلاع میں ایسے نومسلم چوہڑے بھی موجود ہیں جو ایک عرصہ سے اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور نماز روزہ کے پابند ہیں لیکن ابھی تک عام مسلمانوں سے الگ تھلگ پڑے ہیں۔ یہاں تک کہ مردم شماری میں بھی انہیں مسلمان نہیں بلکہ چوہڑا لکھوایا جاتا ہے۔ جو نہایت افسوسناک بات ہے۔ ایسے تمام اشخاص کو جو پہلے مسلمان ہو چکے ہیں۔ اپنی قومی و مذہبی تقریبوں میں شامل کرنا اور ہر لحاظ سے انہیں مساویانہ حقوق دینے چاہئیں۔ محض اس بنا پر کہ وہ اچھوت قوم سے اسلام میں آئے ہیں۔ ان سے نفرت کرنا اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے قرآن مجید نے تمام نسلی، قومی اور ملکی تفریقات کو مٹا دیا ہے کسی کو کوئی حق نہیں کہ اپنی خاندانی بڑھائی پر فخر کر کے کسی دوسرے مسلمان کی تحقیر و تذلیل کرے۔ کلام الہی نے صرف ایک ہی چیز کو عزت دی ہے اور وہ قومی و نسلی بزرگی نہیں۔ بلکہ پرہیزگاری ہے۔ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" پس کسی مسلمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے نومسلم سے جو کسی اچھوت قوم سے اسلام میں آئے نفرت کرے یا اس کو اپنے سے حقیر سمجھے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسلامی تعلیمات کی اصل روح سے بے بہرہ ہے۔ یقین جانئے کہ قولی تبلیغ اس قدر موثر نہیں ہوتی جس قدر عملی تبلیغ ہوتی ہے۔ اگر مسلمان زمیندار عمل سے اچھوت اقوام کو یہ یقین دلا دیں گے کہ ان میں ہندوؤں کی طرح چھوت چھات اور ذات پات کی تمیز نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر اس شخص کو جو اسلام میں داخل ہو اپنا بھائی بنا لیتے ہیں تو یہ قومیں جوق درجوق اسلام میں داخل ہو جائیں گی۔

اس کے علاوہ ایک اور امر قابل توجہ یہ ہے کہ یہ جو نومسلموں کو محض اسلام میں داخل کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے اس کا اثر بھی برا پڑتا ہے۔ جب دوسرے لوگ ان نومسلموں کی وہی حالت دیکھتے ہیں جو اسلام سے پہلے تھی تو ان کے اندر ہرگز یہ رغبت پیدا نہیں ہو سکتی کہ وہ اسلام میں داخل ہوں آج ہندوستان میں عیسائیت کی کامیابی کی یہی وجہ ہے کہ عیسائی مبلغین جن قوموں کو اپنے مذہب میں داخل کرتے ہیں ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و ترقی کے لئے پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قومیں زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر دوسری گری ہوئی قوموں کے لئے اس امر کی تحریک کا موجب ہوتی ہیں کہ وہ بھی عیسائیت میں داخل ہو کر دنیوی ترقی کریں۔ مسلمان بھی اگر اپنے مذہب کی اشاعت چاہتے ہیں تو انہیں یہی طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ جن لوگوں کو اسلام میں داخل کریں انہیں یونہی نہ چھوڑ دیں۔ بلکہ ہر طرح سے ان کی تعلیم و تربیت اور ترقی کے لئے سعی کریں۔ محض کلمہ پڑھا کر چھوڑ دینا بجائے فائدہ کے نقصان کا موجب ہو رہا ہے۔ آج کی اشاعت میں جناب مرزا سلطان احمد صاحب کی جو چٹھی ہم نے شایع کی ہے اس سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ نومسلموں کی تعلیم و تربیت میں مسلمانوں نے نہایت افسوسناک غفلت شعاری کا طریق اختیار کر رکھا ہے۔ ہمیں جناب مرزا صاحب کے ایک ایک حرف سے اتفاق ہے۔ اور ہم پنجاب کے تمام مسلمانوں سے عموماً اور زمینداروں سے خصوصاً ملتجی ہیں کہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر نومسلموں کی خبر لیں اور ان کی حالت کو سدھارنے کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھیں۔ اس معاملہ میں احمدی زمینداروں کو جنہوں نے مجدد وقت کے ہاتھ پر تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے عہد کیا ہے خاص طور پر مثال قایم کرنی چاہیئے۔ اگر انہوں نے ہمت و جرأت سے کام لیا تو امید ہے کہ دوسرے مسلمان زمیندار بھی ان کی تقلید کریں گے۔

پرانے عہدنامے کے خلاف نئے عیسائیوں کا جہاد

پرانے عیسائی عہد عتیق اور عہد جدید دونوں کو مانتے تھے۔ مگر آجکل کے بعض نومسیحیوں نے عہد عتیق کے خلاف پورے زور کے ساتھ جہاد شروع کر دیا ہے۔ پنجابی نومسیحیوں کی ہندو پارٹی کی طرف سے ایک ماہوار رسالہ "مسیحی" شایع ہوتا ہے۔ اس کے تازہ پرچہ میں ایک مضمون "عہدنامہ جدید کے ساتھ عہدنامہ عتیق کیوں مجلد ہے؟" کے عنوان سے شایع ہوا ہے جس کے مطالعہ سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ مضمون نویس اور اس کے ہمخیال اس بات پر کمر ہمت باندھے ہیں کہ وہ عہد عتیق کو عہدنامہ جدید سے الگ کر کے چھوڑیں گے۔ مضمون کے شروع ہی میں یہ لکھا ہے کہ:

> "کتاب مقدس کے عالموں میں یہ خیال زور پکڑتا جاتا ہے کہ گو عہد عتیق مسیحی مذہب کی بنیاد ہے۔ اس کو انجیل کے ساتھ ایک ہی جلد میں رکھنا نہیں چاہیئے"

اس کی وجہ آگے چل کر یہ بیان کی ہے کہ:

> "نئے اور پرانے عہدنامے کو ایک ہی جلد میں مجلد کرنے سے مسیحی مذہب کی اشاعت لہذا اس کے پورے طور پر سمجھنے کے رستے میں ایک بڑی بھاری رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دو نقیض مذاہب یعنی یہودیت اور مسیحیت کو غلطی سے ایک شیرازے میں پیوستہ کیا گیا ہے۔"

پھر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص شروع سے عہد عتیق کو پڑھنا شروع کرے تو چند ابواب پڑھنے کے بعد اس کے دل میں قسم قسم کے شکوک پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اس کے بعد مطالبہ کیا گیا ہے کہ "مسیحی مذہب کو عہد عتیق کے بند سے آزاد کیا جائے۔" کیونکہ:

> "جس خدا کا حال عہد عتیق میں پایا جاتا ہے وہ اس خدا سے قطعی مختلف ہے جس کو یسوع مسیح نے خدا اور باپ کے طور پر ظاہر کیا۔"

اس جہاد کی جو پنجابی مسیحیوں کی ہندو پارٹی نے پرانے عہدنامے کے خلاف شروع کیا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ دونوں عہدناموں کا مذہب انہیں ایسا مختلف اور متضاد نظر آتا ہے جس کی تطبیق ممکن نہیں۔ تبھی تو یہ لکھا ہے کہ مسیحی مذہب عہد عتیق کا نہیں بلکہ عہد جدید کا مذہب ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اب پرانے عہدنامہ کی خیر نہیں۔ کیونکہ جن لوگوں نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ:

> "اگر ہمارا اختیار ہوتا تو ہم کسی غیر مسیحی کو عہد عتیق کی جلد نہ لینے دیتے"

بھلا آرام سے کب بیٹھ سکتے ہیں۔ وہ تو یقیناً ایک نہ ایک دن مسیحیت سے عہد عتیق کو جدا کر کے چھوڑیں گے۔

ترکی اور ہندوستان کے تجارتی تعلقات

اسلامیان ہند کے لئے یہ امر موجب مسرت ہوگا کہ ترکوں کے اندر اب احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو مستحکم و مضبوط کریں سب سے پہلے تجارتی تعلقات قایم کرنے کے لئے قدم اٹھایا گیا ہے۔ ہندوستان اور ترکی کے درمیان براہ راست تجارتی تعلقات پیدا کرنے اور غیر ایشیائی دلالوں کو بیچ میں سے نکالنے کے لئے جو مفت میں ہاتھ رنگتے ہیں۔ اور مال کو خواہ مخواہ گراں بنا دیتے ہیں استنبول میں ایک کمپنی قایم کی گئی ہے جس کا نام "ترکیہ ہندوستان تجارتی کمپنی" ہے اس کے مہتمم سید محمود توفیق بک ہیں جو وفد ہلال احمر کے ہمراہ ہندوستان کی سیاحت کر چکے ہیں اور ترکیہ و ہندوستان کے باہمی تجارتی معاملات کا بڑے غور سے مطالعہ کر چکے ہیں اس کمپنی نے حال ہی میں ہندوستانی تاجروں، کارخانہ داروں اور تجارتی کمپنیوں کے نام ایک گشتی مراسلہ شایع کر کے انہیں براہ راست تجارتی تعلقات قایم کرنے کی ترغیب دی ہے۔ امید ہے کہ ہندوستانی تاجر اور کارخانہ دار شرقی تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے ترکی کی اس آواز پر جس پر عمل کرنے سے مشرق کی بہت سی اقتصادی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ لبیک کہیں گے۔

ذبیحہ گاؤ اور قانون

امسال بقرعید کے موقعہ پر مسلمانان پانی پت نے اپنے شہر میں قربانی نہیں کی جس کی وجہ یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پانی پت کی طرف سے ذبیحہ گاؤ پر بعض ایسی پابندیاں عائد کی گئی تھیں جو مسلمانان پانی پت کے قدیم دستور کے خلاف تھیں اس شہر میں نوسو سال سے گائے کی قربانی بے تکلف ہوتی چلی آئی ہے مگر اب سنگھٹنی ہندوؤں کی جدوجہد کی بدولت اس پر دفعہ ۴۴ پنجاب لاز ایکٹ کے ماتحت ایسی پابندی عائد کی گئی ہیں جنھیں مسلمان بالکل بےجا اور مذہبی آزادی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس دفعہ ۴۴ کا منشا یہ ہے:

"کوئی گائے ذبح نہ کی جائے گی اور گوشت فروخت نہ کیا جائے گا والا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت سے یا مقام مقررہ پر۔"

یہ عجیب بات ہے کہ اس دفعہ کے ماتحت پانی پت کے مسلمانوں کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ گائے کی قربانی کرنے کے لئے یا تو وہ لائسنس حاصل کریں یا میونسپل کمیٹی کے مذبح ہی میں جانور ذبح کریں۔ حالانکہ ایک مقدمہ میں جو بعض ہندوؤں نے بعض مسلمانان پانی پت کے خلاف دائر کر رکھا تھا انبالہ کے سیشن جج نے یہ قرار دیا تھا کہ گائے کی قربانی اس دفعہ کے ماتحت نہیں آتی۔ اور حقیقت میں اسے نہیں آنا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ دفعہ صرف اس گائے کے لئے ہے جو فروخت کے لئے ذبح کی جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ گائے کی قربانی گوشت فروخت کرنے کے لئے نہیں بلکہ مفت تقسیم کرنے کی غرض سے کی جاتی ہے اس لئے اس دفعہ کا اطلاق قربانی کی گائے پر نہیں ہو سکتا۔

بظاہر تو یہ دفعہ صرف اس گائے کے متعلق معلوم ہوتی ہے جس کا گوشت فروخت کیا جانے والا ہو۔ عید کے موقعہ پر جو گائیں ذبح کی جاتی ہیں وہ اس سے مستثنیٰ معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر اس کا مطلب یہی ہے جو آج بعض لوگوں کی طرف سے بیان کیا جا رہا ہے تو پھر جلد سے جلد اس قانون کی اصلاح و ترمیم ہونی چاہئے۔ مسلمان اپنے ایک مذہبی فریضہ پر اس قسم کی پابندیوں کو ہرگز بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتے۔ حال ہی میں پنجاب مسلم لیگ نے بھی اپنے تازہ اجلاس منعقدہ لاہور میں یہ تجویز پاس کی ہے۔

"مسلم لیگ پنجاب کی کونسل کا یہ اجلاس حکومت سے یہ درخواست کرتا ہے کہ دفعہ ۴۴ پنجاب لاز ایکٹ ۱۸۷۲ء کے ضمنی قواعد میں ایسی ترمیم کرے کہ ان کا اطلاق صرف ایسے ذبیحہ گاؤ پر ہو جو گوشت فروخت کرنے کے لئے عمل میں لایا جائے اور اس ذبیحہ گاؤ پر اس کا اطلاق نہ ہو جو مذہبی مقاصد کے لئے عمل میں لایا جائے۔"

ہمارے خیال میں یہ تجویز مسلمانان پنجاب کے جذبات و خیالات کا صحیح آئینہ ہے۔ امید ہے کہ حکومت ٹھنڈے دل سے اس معاملہ پر غور و خوض کرے گی اور محض سنگھٹنی کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو سلب نہ کرے گی۔

ریف اور شام کے میدان کارزار

سردار ریف غازی عبدالکریم کی حوالگی پر فرانس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جنگ ریف کا اب خاتمہ ہو چکا اور بقیہ قبائل کو منتشر کرکے تمام ریف پر بلاخوف امن حکومت قائم کرنا آسان ہو گیا۔ اور ریف کے اس سقوط کا اثر جنگ شام پر بھی ضرور پڑے گا۔ چنانچہ اسی زمانہ میں فرانسیسی فوج متعینہ شام نے طیاروں کے ذریعے مجاہدین شام میں اس قسم کے اشتہارات و اعلانات پھینکے کہ غازی عبدالکریم جیسا سپہ سالار اور ریفیوں جیسے بہادر ہمارے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ تو شامی کس شمار و قطار میں ہیں۔ انہیں چاہئے کہ جلد سے جلد ہماری اطاعت قبول کر لیں۔ اس قسم کی گیدڑ بھبکیوں کی بھلا وہ لوگ جو یہ فیصلہ کر چکے ہوں کہ یا تخت حاصل کریں گے یا تختہ کیا پروا کر سکتے تھے۔ انہوں نے اس کا جواب گو زبان سے بھی دیا لیکن عمل سے اور بھی زیادہ ثابت قدمی اور جوش کا ثبوت دیا۔ فرانس اس وقت سخت مشکلات میں ہے۔ ایک طرف ابھی جنگ ریف پورے طور پر ختم نہیں ہوئی۔ دوسری جانب سرفروشان شام نے پے در پے حملے شروع کر دیئے ہیں۔ ریف میں اب تک بعض قبائل نہایت جاں بازی سے اپنے وطن کی حفاظت میں سربکف ہیں۔ بہت سے مقامات پر فرانسیسی فوج کو سخت نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں۔ باوجود اس امر کے کہ فرانس نے ریف سے کچھ تازہ فوجیں شام میں بلائی ہیں۔ فرانسیسی سپاہ شامی مجاہدوں کے مقابلہ میں عہدہ برآ ہونے سے عاجز ہے۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ لوگ جوق درجوق جہاد آزادی میں شامل ہو رہے ہیں اور فرانسیسی فوج میں بھاگڑ پڑ رہی ہے۔ حال میں تقریباً دو ہزار فرانسیسی سپاہ [illegible] ہو گیا۔ اور پانچ ہزار فرانسیسی فوج مجاہدین کے نرغے میں ہے مجاہدین کی روز افزوں فتوحات سے فرانسیسی کیمپ میں سخت گھبراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔ موسیو ترو ونیال ہائی کمشنر شام نے مجاہدین کو زیر کرنے کے لئے جو فوجی سکیم طیار کی تھی اس میں اسے سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اب وہ مایوس و نامراد ہو کر مستعفی ہو گیا۔ اور عنقریب مزید ناکامیوں اور بدنامیوں کے ساتھ اپنے وطن واپس چلا جائے گا۔ اس کے بالمقابل مجاہدین شام نے حال ہی میں ایک عظیم الشان اجتماع قائم کرکے فیصلہ کیا ہے کہ سلطان اطرش پاشا کی سرکردگی میں آخری وقت تک جنگ جاری رکھی جائے گی۔ فرانسیسیوں کی کمزوری اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ انہوں نے کھسیانے ہو کر بے قصور دیہاتیوں پر گولہ باری کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ جب دروزیوں پر بس چلتا نہیں دیکھا تو سول آبادی ہی پر ہاتھ صاف کرکے اپنے جوش انتقام کو ٹھنڈا کر رہے ہیں۔ اس مغربی وحشت و بربریت کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ حکومت فرانس کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات اور بھی زیادہ مشتعل ہو رہے ہیں اور لوگ دھڑا دھڑ مجاہدین کی صف میں شامل ہو رہے ہیں۔ یہ ہیں وہ حالات جن کے نازک دور سے آج شام گزر رہا ہے۔ اور یہ ہیں اس حکمداری کی برکات جو جمعیۃ الاقوام کی طرف سے فرانس کو تفویض ہوئی ہے۔ کیا ان حالات کی موجودگی میں یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ یہ حکمداری کی گٹھڑی زبردستی اہل شام کے سر پر رکھی جا رہی ہے۔ کاش جمعیۃ الاقوام حقیقی معنوں میں جمعیت الاقوام ہوتی۔ اور ان حقائق پر غور کرکے اپنے فیصلہ پر نظرثانی کرتی اور اہل شام کو ان کی مرضی کے خلاف فرانس کے زیرسایہ رہنے کے لئے مجبور نہ کرتی۔

حضور نظام اور حکومت ہند

بمبئی کے اخبار "ڈیلی میل" نے اپنے نامہ نگار مقیم حیدرآباد دکن کی اطلاعات و معلومات کی بنا پر جو قلق انگیز بیان حضور نظام اور حکومت ہند کے متعلق شایع کیا تھا۔ اور جس سے اسلامی ہند میں ایک قیامت برپا ہو گئی تھی مقام شکر ہے کہ وہ غلط ثابت ہوا۔ اس بیان میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ حضور نظام اور حکومت ہند کے تعلقات نہایت کشیدہ ہیں۔ اور حکومت ہند نے الٹی میٹم دے دیا ہے لیکن اب جو حضور نظام نے سرکاری اعلان شایع فرمایا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان بہت کچھ مبالغہ آمیز اور گمراہ کن تھا۔ اصل حقیقت صرف اس قدر ہے کہ مہاراجہ اندور کے عزل کے بعد سے حکومت ہند اپنے رزیڈنٹوں کے ذریعے دیسی ریاستوں کے انتظامی معاملات کو برطانوی ہند کے نظام کی سطح پر لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ حضور نظام کو بھی بعض محکمہ جات کی اصلاح و ترمیم کے متعلق دوستانہ مشورہ دیا گیا۔ اس کے سوا اخبار مذکور کے نامہ نگار نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ حضور نظام نے ان متوحش خبروں کی جن سے مسلمانان ہند کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ اور ان کے اندر بےچینی و اضطراب کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ جلد ہی تردید کر دی۔ امید ہے کہ حکومت ہند ایسے لوگوں کا کچھ تدارک کرے گی جو والیان ریاست کے متعلق ایسی بےبنیاد خبریں اڑا کر خواہ مخواہ ان کو اور حکومت کو بدنام کرتے ہیں۔

ضلع منٹگمری میں ہندو راج

اس عنوان سے معاصر "مسلم آؤٹ لک" کے ایک مراسلہ نگار کے بیان کی بنا پر ہم نے ۲۹ مئی کی اشاعت میں لکھا تھا کہ ضلع منٹگمری کے محکمہ عدالت میں ہندو ہی ہندو نظر آتے ہیں۔ نئی اسامیاں پر کرنے کے تمام اختیارات ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں جس سے لایق و تجربہ کار مسلمانوں کے لئے بھی ملازمتوں کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حکومت کے ایسے صریح احکام کی موجودگی میں کہ خالی اسامیاں پر کرتے وقت سابق فوجی سپاہیوں کو ترجیح دی جائے۔ مسلمان فوجی سپاہیوں کو چھوڑ کر ایسے ہندوؤں کو ملازمتیں دیدی جاتی ہیں جن کی فوجی خدمات کچھ بھی نہیں ہوتیں اس پر ہم نے "پنجاب سولجرز بورڈ" کو توجہ دلائی تھی کہ حکام متعلقہ سے جواب طلب کرے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک ہماری اس آواز سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ محکمہ عدالت منٹگمری میں ابھی تک وہی روش جاری ہے۔ ہمارے نامہ نگار نے حال ہی میں جو مراسلہ بھیجا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جو پہلے ہو رہا تھا۔ ہندو پرستی کے جوش میں حسب سابق فوجی سپاہیوں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ چنانچہ مراسلہ نگار لکھتا ہے:

"اب بھی نئے امیدوار فوجیوں کی حق تلفی کے لئے بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ ہمارے پرانے صاحب سینیر سب جج صاحب بہادر نے از راہ کرم بحالی رام اور نرسنگداس کا نام حال ہی میں درج فرمایا ہے اور باوجود اب بھی دو اسامیوں کے خالی ہونے کے ہمارا تین فوجی مسلمانوں کو جو ملازمت کے لئے پیش ہوئے جواب دے دیا۔ ان ہر سہ فوجیوں کی اصل درخواستیں طلب فرما کر ملاحظہ کی جائیں۔

بحالی رام و نرسنگداس امیدواران کے علاوہ دس بارہ اور امیدواران بھی برائے حق تلفی نوجوان مسلمانان میں رکھے گئے ہیں۔ جن میں چند ایک مسلمان اور چند ہندو ہیں۔ ان امیدواروں کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی عارضی اسامی خالی ہوتی ہے تو مسلمان امیدوار خواہ سینیر ہو وہ تو چھوٹے چھوٹے سلسلوں میں دس بارہ یوم کے لئے لگا دیا جاتا ہے۔ ہندو خواہ جونیر ہو اسے لمبے سلسلوں میں لگا دیا جاتا ہے۔

کیا موجودہ سینیر سب جج صاحب بہادر بتلا سکتے ہیں کہ آیا محمد طفیل اور غلام حیدر سینیر ہیں یا نندلال امیدوار اور اس کی کیا وجہ ہے کہ نندلال تو آئندہ ماہ کے سلسلہ میں لگایا جائے اور مسلمان صرف پندرہ روز کے سلسلہ میں نندلال منٹگمری ہی میں رہے۔ اور غلام حیدر پندرہ روز کے سلسلہ میں تین روپے خرچ کرکے پاکپتن بھیجا جائے علاوہ ازیں ان سب سلسلوں کی باگ سول ناظر کے ہاتھ میں ہے اور سول ناظر چونکہ ہندو ہے جب کبھی کوئی سلسلہ نکلے یا مسلمان کے فائدہ کی صورت ہو تو ناظر صاحب فی الفور مسلمان کے برخلاف رپورٹ فرما دیتے ہیں کہ اس کا کام تسلی بخش نہیں ہے۔"

کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ حکام بالا ان امور کی تحقیقات فرما کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

ریاست کشمیر کا ساہوکارہ بل

جس طرح حکومت پنجاب نے حال ہی میں "قانون انضباط حسابات" کے نام سے ایک قانون پاس کیا ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ ساہوکاروں کی بےپناہ دست برد سے زمینداروں اور کاشتکاروں کی حفاظت کی جائے۔ اسی طرح مہاراجہ صاحب کشمیر نے اپنی ریاست کے کاشتکاروں اور زمینداروں کی حفاظت کے لئے ایک قانون مرتب اور منظور کیا ہے۔ اس قانون کا نام "قانون اعانت کاشتکاران" ہے۔ یہ قانون کاشتکاروں کے حق میں حکومت پنجاب کے قانون سے کہیں زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس میں بہت سی دفعات ایسی ہیں جو حکومت پنجاب کے قانون میں موجود نہیں ہیں۔ مثلاً اس میں سود کی حدبندی مقرر کر دی گئی ہے جس سے زیادہ کوئی ساہوکار سود لینے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کے رو سے عدالتیں سود در سود کو کسی حالت میں منظور نہیں کریں گی۔ اور اگر عدالت کو معلوم ہوگا کہ مقروض نے قرض خواہ کو نقد و جنس کی صورت میں اس قدر رقم ادا کر دی ہے۔ کہ جو اصل و دو چند سود سے زیادہ ہے۔ اور اس کے باوجود وہ سود در سود کی وجہ سے مقروض ہے۔ تو عدالت قرض خواہ کے خلاف زائد رقم کی ڈگری بحق مقروض دینے کی مجاز ہوگی۔

کشمیر میں زمینداروں کی آبادی تقریباً ۹۰ فیصدی ہے اور وہ ساہوکار کی سودی گرفت میں گرفتار ہو کر دن بدن تباہ و برباد ہو رہے تھے۔ دربار کشمیر مستحق صد مبارکباد ہے کہ اس نے ان غریبوں کی بےبسی اور مفلوک الحالی پر رحم کھا کر اس قسم کا مفید قانون منظور کیا ہے۔

تجارت میں کامیابی

وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو کثیر الاشاعت اور مقبول عام اخبار میں اشتہار دے۔ اور اس کے لئے آپ "پیغام صلح" کو بہترین مفید پائیں گے۔ اشتہار دے کر تجربہ کیجئے۔ "منیجر"

جواہر ریزے

کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ جب ڈاکٹر مونجے پر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہوا۔ اور انہیں دو مہینے تک کلکتہ جانے کی ممانعت کی گئی تو آپ کو ساری "ڈنڈے بازی" فراموش ہو گئی اور ایسے مبہوت ہوئے کہ اس حکم کے متعلق بیان دینے سے بھی انکار کر دیا۔ اور صاف جواب دے دیا کہ چونکہ یہ معاملہ صرف ان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہ اپنا کوئی بیان نہ دیں گے۔ لیکن جونہی پنڈت مالوی جی کی طرف سے اعلان ہوا کہ وہ اس حکم کی خلاف ورزی کریں گے تو آپ کو بھی جوش آ گیا اور بہادری کے جوہر دکھانے کے لئے جھٹ میدان میں کود پڑے۔ آپ کا اعلان جنگ یہ ہے:-

"میں اسے ہندوؤں کے خلاف ایک چیلنج سمجھتا ہوں اور ہندو قوم کے ایک ادنٰے خادم کی حیثیت سے میں چاہتا ہوں کہ یہ ثابت کر دوں کہ ہندوؤں میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے اور انہوں نے اپنے حلم و بردباری کو یک لخت ترک کر دیا ہے۔ اور وہ اب کسی طرح حکومت کے غیر منصفانہ تشدد کو یا مسلمانوں کے حاکمانہ غلبہ کو ایک منٹ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتے"

ہندو قوم کے اس ڈنڈے باز جرنیل کے اس پرجوش چیلنج کو گورنمنٹ نے بھی قبول کر لیا ہے۔ اور بذریعہ سمن اطلاع دی ہے کہ وہ عدالت کے کٹہرہ میں آ کر مقابلہ کریں۔ اور مدد کے لئے پنڈت مالوی جی کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ دیکھئے رسکشنی جانی کے ان دونوں بہادروں میں سے کونسا بہادری کے زیادہ جوہر دکھاتا ہے۔

لکھنؤ کے مشہور ناولسٹ مولانا عبد الحلیم شرر نے حال ہی میں اپنے رسالہ "دلگداز" میں "غیبت و رجعت" کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جس میں آپ نے اس مسئلہ کے متعلق یہودیوں، عیسائیوں اور شیعوں کے عقائد پیش کرکے، ان پر تعجب و حیرت کا اظہار کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ یہودیوں میں پہلے حضرت ادریس کے متعلق۔ پھر حضرت خضر اور اس کے بعد الیاس کے بارہ میں یہ عقیدہ قائم ہوا کہ وہ زندہ ہی غائب ہو گئے ہیں۔ اور پھر ظہور فرمائیں گے۔ لیکن باوجود انتظار کے آج تک وہ بزرگ واپس نہیں آئے۔ اسی طرح امام مہدی اور حضرت علی رضؓ وغیرہ کے بارہ میں شیعوں کی روایات بیان کی ہیں "غیبت و رجعت" کے ان تمام قصوں کو مولانا نے بے بنیاد قرار دیتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی عجوبہ پسندی کا شکوہ کرتے ہیں جو ان کو مانتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مولانا خود بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ آپ اسی مضمون میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب نزول فرما کر کفر و شرک کو مٹانا تسلیم کرتے ہیں۔ یہ عجیب دو رنگی ہے جو اس مضمون میں ہم نے دیکھی ہے۔ ایک طرف اس قسم کے قصوں کو عجوبہ پسندی قرار دینا اور دوسری طرف خود اسی قسم کے قصے پر ایمان لانا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر مورخانہ قابلیت مذہبی تعصب سے شکست کھا کر رہ گئی ہے۔

مولانا محمد علی صاحب کی شامت اعمال سمجھئے جو انہوں نے نجدی بدانتظامی کے متعلق مکہ سے خط لکھ دیا۔ خط کا اخبارات میں شائع ہونا تھا کہ ہندوستانی وہابیوں نے جو آج کل سب کے سب مجاہد بنے بیٹھے ہیں۔ مولانا کے خلاف قلمی جہاد شروع کر دیا۔ مولانا نے اپنے مکتوب میں لکھا تھا کہ نجدی اپنے اونٹوں کو ایسا اندھا دھند ہانکتے تھے کہ بہت سے حاجی ان کے پاؤں تلے کچلے گئے۔ اس پر ایک اہل حدیث صاحب مولانا کو "نرم و نازک" اور عورتوں سے بھی زیادہ کمزور ٹھہرا دیتے ہوئے ملامت کرتے ہیں کہ وہ ہرگز لیڈر بننے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ وہ ایسی مصیبتوں کو سہار نہ سکے اور ان کی شکایت کی اگر ان کے اندر کسی غازی کی روح ہوتی تو وہ اہل نجد کی تیزی اور پھرتی دیکھ کر خوش ہوتے۔ تمام تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لکھنے والے کوئی ملا صاحب ہیں کیونکہ ایسی منطق عموماً مولویوں ہی سے مخصوص ہے۔ یہ تو وہی بات ہے "مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ"۔ اگر بدانتظامی کا نام تیزی اور پھرتی ہے تو پھر ایسی تیزی و پھرتی کی تعریف سوائے اہل حدیث کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

مذاکرۂ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

قرآن کی ترتیب

سوال۔ قرآن مجید میں نظم و ترتیب نہیں۔ ایک منتشر سا ہدایت نامہ کیوں ہے؟ اس کا جواب اور قضا و قدر، نبوت وحی، معجزہ، دنیا پر جو بدنظمی سے ظلم و ستم ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ ان سب پر کتب بھی چاہئیں اور تحریری جواب بھی۔

جواب۔ یہ تو کئی سوالوں کا مجموعہ ہے اور ان باتوں پر کتب بھی بھیجی گئی ہیں۔ یہاں صرف مختصراً عرض کروں گا۔ تفصیل کا موقعہ اخبار میں یا خط میں ہو بھی نہیں سکتا۔ میں ان سوالوں کو الگ الگ تقسیم کرکے مختصر جواب عرض کر دیتا ہوں۔

سوال۔ قرآن مجید میں نظم و ترتیب نہیں۔ ایک منتشر سا ہدایت نامہ کیوں ہے؟

جواب۔ قرآن مجید کی نظم و ترتیب ایسی اعلٰے اور اکمل و ابلغ ہے کہ عقل انسانی اس کے آگے ششدر ہے۔ یہ اپنے علم کی کمی ہوتی ہے کہ جو خدا کے کلام میں ترتیب نظر نہیں آتی۔ جنہیں قرآن کریم کے علم سے کچھ بھی حصہ ملتا ہے وہ اس کتاب میں جہاں اس کی فصاحت و بلاغت معنی و مطالب۔ اس کے علم و حکمت اور اس کا اثر اخلاق انسانی پر بے نظیر پاتے ہیں۔ وہاں اس کی ترتیب کو بھی بے نظیر پاتے ہیں۔ یہاں قرآن کی ترتیب کے دکھانے کا نہ موقع ہے نہ اخبار میں اس کی گنجائش۔ آپ کا دل چاہتا ہے تو لاہور میں آ کر قرآن سنو۔ انسان کا علم چونکہ خدا کے علم کے سامنے لاشے ہے۔ وہ اپنی بے علمی سے اعتراض کر دیتا ہے۔ خدا کے فعل کو دیکھو تو وہاں بھی ناواقف کو بظاہر بے ترتیبی ہی نظر آتی ہے مثلاً زمین کے کسی ٹکڑے کو دیکھ کر کوئی اعتراض کر دے کہ خدا نے دنیا بھی کیا بے ترتیب بنائی ہے۔ کہیں درخت ہے تو ساتھ ہی پتھر ہے۔ وہیں ریت ہے۔ مٹی ہے۔ وہیں دریا بھی بہ رہا ہے۔ میدان بھی ہے پہاڑ بھی ہے۔ یہ کیوں نہیں کیا کہ ایک جگہ درخت ہی درخت ہوتے۔ دوسری جگہ دریا ہی دریا ہوتے۔ تیسری جگہ پتھر ہی پتھر ہوتے اور کچھ نہ ہوتا۔ یہ سب گڑبڑ کیوں بنایا۔ لیکن ایک سائنسدان جانتا ہے کہ جو چیز جہاں کھڑی ہے وہیں اس کی ضرورت تھی۔ علیم و حکیم کی ترتیب و نظم اسی کو کہتے ہیں۔ کہ ہر چیز اپنی ضرورت کے موقعہ پر موجود ہو۔ جو چیز بے ضرورت ہے وہ نظم یا ترتیب کے ماتحت نہیں۔

اسی طرح انسان کے وجود کو دیکھو تو ناواقف کو کس قدر بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ دو کانوں کے بیچ میں سر اور چہرہ ہے۔ دونوں آنکھوں کے بیچ میں ناک ہے۔ ناک کا تنفس سے تعلق ہے، اس کے عین نیچے منہ ہے جس کا کھانے اور ہاضمے سے تعلق ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سارے وجود کا یہ حال ہے۔ میں زیادہ باریک باتیں نہیں بتاتا کیونکہ آپ سمجھ نہیں سکیں گے پھر کیوں یہ نہ کہا جائے کہ یہ بہت بے ترتیب ہیں تنفس کے اعضا ایک طرف ہونے چاہیئے تھے۔ اور کھانے اور ہاضمے کے اعضا دوسری طرف اور سننے کے اعضا تیسری طرف۔ یہ سب گڑبڑ کر کے بنانے سے کیا فائدہ تھا۔ لیکن یاد رہے کہ ایسا کہنے والا بے وقوف کہلائے گا۔ ایک ڈاکٹر جانتا ہے کہ جو عضو جسم انسانی میں جس جگہ بنا ہوا ہے اس سے بہتر اس کے لئے موقع و محل ہو نہیں سکتا تھا۔ پس ترتیب و تنظیم جو علم و حکمت کے ماتحت ہوتی ہے اس کی تعریف یہی ہوتی ہے کہ اس کی ہر چیز صحیح موقع پر حسب ضرورت رکھی ہوئی ہو۔

کسی کمرہ میں اگر ہر ایک چیز میز کرسی، تصاویر وغیرہ حسب ضرورت و موقعہ پڑی ہوں تو ہم کہیں گے کہ اس کا سجانے والا بڑا سمجھ دار تھا۔ لیکن اگر کوئی ایک طرف میزیں ہی میزیں رکھدے اور دوسری طرف کرسیاں ہی کرسیاں رکھدے اور تیسری طرف تصویروں کا ڈھیر کر دے تو اسے پھوہڑ اور بدسلیقہ اور احمق سمجھا جائے گا۔

پس اللہ تعالٰی کی صفت چونکہ علیم اور حکیم ہے یعنی وہ کامل علم اور کامل حکمت والا ہے اس لئے اس کے کلام میں ہر ایک آیت جہاں پڑی ہوئی ہے اپنے صحیح موقعہ و محل پر پڑی ہوئی ہے۔ جب قرآن کا علم بڑھتا ہے۔ انسان ان کے موقعہ و محل دیکھ کر حیرت سے سر دھنتا ہے ترتیب و نظم اسی کو کہتے ہیں۔ اگر سمجھ میں نہیں آئے تو کسی سمجھنے والے سے پوچھو جس طرح کسی مشین کے پرزے اگر سمجھ میں نہیں آسکتے تو ان پرزوں کو سمجھنے والوں سے پوچھتے ہو یا نہیں؟ اس وقت کیوں [illegible] آ جاتا کہ یہ کیا واہیات گڑبڑ ایک مجموعہ سا بنا ہوا ہے۔ بلکہ اس کے نظم و ترتیب کا علم حاصل کرنے کے لئے علم رکھنے والے کو تلاش کرتے ہو۔ اور اس سے علم حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح قرآن کی بے نظیر نظم و ترتیب کا حسن دیکھنا چاہتے ہو تو جنہیں اللہ تعالٰی نے محض اپنے فضل سے اس حسن پر اطلاع بخشی ہے ان سے پڑھو یا ان کی تحریریں دیکھو، خود غور کرو۔ اللہ تعالٰی سے دعا کرو۔ اس سے علم مانگو۔ اس کا حکم بھی ہے۔ کہ قل رب زدنی علماً۔ یعنی دعا کیا کرو کہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔

قضا و قدر کیا چیز ہے؟

سوال۔ قضا و قدر پر اعتراض۔

جواب۔ اس پر آپ میرا رسالہ تقدیر پڑھ لیں۔ اس میں مفصل بحث ہے۔ مختصراً یوں سمجھ لیں کہ جس طرح انسان جب کسی خاص منشا و مقصد کو سامنے رکھ کر ایک چیز بناتا ہے۔ تو اس کے ہر ایک حصہ کو کسی خاص اندازہ پر رکھتا ہے۔ تاکہ اس سے اس چیز کے بنانے کا مقصد حاصل ہو۔ اسی طرح اللہ تعالٰے نے جب یہ کل کائنات کسی منشا و مقصد کے ماتحت بنائی تو اس کی ہر ایک چیز کو ایک اندازہ سے بنایا تاکہ اس کائنات کے بنانے کا مقصد حاصل ہو۔ اسی اندازہ کا نام تقدیر ہے۔ جس طرح خود اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ "الذی خلق فسوّی والذی قدر فھدیٰ" کہ خدا وہ ہے جس نے پیدا کیا۔ پھر ٹھیک ٹھاک بنایا۔ پھر ہر چیز کا اندازہ کیا اور اس کو اپنے مقصد پیدائش کے حاصل کرنے کے لئے اس اندازہ کے ماتحت چلایا۔

انسان چونکہ تمام کائنات کا لب لباب تھا۔ اور اس کی ترقی علم و عمل پر مقصد رکھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس کے لئے تقدیر الٰہی یوں ہوتی کہ اسے علم سیکھنے اور اس کے ماتحت عمل کرنے کے لئے ارادہ و اختیار کا میدان کھلا دیا جاتا۔ پس انسان کے متعلق قرآن کے رو سے تقدیر الٰہی یہ ہے کہ جن حالات میں اس کو رکھا گیا ہے ان کے ماتحت اور جو قوٰی اس کو عطا کئے گئے ہیں ان کے ساتھ وہ صحیح علم کو حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کرکے ترقی کرتا ہوا اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرے اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ بلکہ اگر یہ اندازہ پہلے سے نہ ہوتا۔ تو نہ انسان کوئی ترقی کر سکتا۔ نہ کوئی قاعدہ نہ قانون ہوتا۔ سب گڑبڑ ہوتا اور اس کے یہ معنے ہوتے کہ نعوذ باللہ خدا ہی کوئی نہیں۔ خدا کی ہستی اور تقدیر لازم اور ملزوم امر ہے۔

وحی کی ضرورت

سوال۔ وحی پر اعتراض

جواب۔ صحیفہ قدرت میں جب ہم یہ نظارہ ہر جگہ دیکھتے ہیں کہ جو چیز بھی پیدا ہوئی ہے وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قدرت کی ہدایت پر بے اختیار چل رہی ہے۔ جیسا کہ قرآن کی آیت بھی صاف طور پر بتاتی ہے "الذی قدر فھدیٰ" تو پھر ضرور تھا کہ انسان بھی اپنے مقصد پیدائش کے حصول کے لئے قدرت سے ہدایت پاتا۔ اس لئے انسان کو بھی قدرت نے ہدایت دی۔ مگر چونکہ انسان کے وجود میں دو حصے ہیں ایک تو وہ حصہ ہے جو بے اختیار قدرت کی ہدایت کے ماتحت چل رہا ہے مثلاً دل کی حرکت۔ دوران خون، ہاضمہ کا نظام وغیرہ۔ اس لئے اس حصہ میں تو ہدایت کا رنگ وہی ہے جو کائنات کی دوسری اشیا میں نظر آتا ہے مگر انسان میں ایک دوسرا حصہ بھی ہے جسے قلب انسانی کہتے جو دنیا کی تمام چیزوں میں اسے امتیاز بخشتا ہے۔ اور جس کے ماتحت انسان علم حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور یہی وہ حصہ ہے جس کے ذریعہ انسان ترقی کرتا ہوا اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر لیتا ہے۔ یعنی خلیفۃ اللہ بن جاتا ہے۔ اس حصہ میں جب انسان کو ارادہ اور اختیار دیا گیا ہے کہ وہ علم صحیح حاصل کرکے اس کے مطابق عمل کرے۔ اور عمل اپنے ارادہ سے کرے۔ تو پھر ظاہر ہے کہ اس حصہ میں قدرت کی ہدایت اس رنگ میں تو نہیں ہو سکتی۔ کہ اس کے ارادہ کو معطل کرکے بے اختیاری کے رنگ میں دوسری چیزوں کی طرح اس سے عمل کرایا جائے کیونکہ پھر اس طرح امتیاز انسانی ہی اٹھ جاتا ہے اور عمل کرنا اور اس پر انعام کا مستحق ہونا بے معنے ہو جاتا ہے۔ پس اس حصہ انسانی میں قدرت کی ہدایت اسی رنگ میں ہو سکتی ہے۔ کہ اسے بذریعہ علم ان صحیح راہوں کو دکھایا جائے جن پر وہ اپنے ارادے سے چل کر ترقی کرتا ہوا اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرے۔ لہٰذا انسان کے پیدا کرنے والے کی طرف سے جو انسان کو ہدایت ملتی ہے اور جو اسے ان راہوں کا علم دیا جاتا ہے جن پر چل کر وہ ترقی کرکے اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اسے وحی الٰہی کہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پر اعتراض کیسے کیا جاتا ہے۔ کیا ہر ایک چیز اپنے پیدا کرنے والے کی ہدایت کے ماتحت بے اختیار [illegible]

مسئلہ نبوت

(حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب کے قلم سے)

مولانا محمد عمر صاحب نے جو ریاست مانگرول کی طرف سے مولوی اور پبلک پراسیکیوٹر کے عہدہ پر ممتاز ہیں مولنا صدرالدین صاحب سے استدعا کی تھی کہ مسئلہ نبوت کے متعلق وہ اپنا عقیدہ بذریعہ تحریر ظاہر فرمائیں۔ اس کے جواب میں حضرت مولنا نے مندرجہ ذیل خط انہیں لکھا ہے۔

(مدیر)

نقل خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت شریف مکرم و معظم مولانا محمد عمر صاحب۔

السلام علیکم آپ نے فرمایا تھا کہ مسئلہ نبوت کے متعلق تحریراً اپنے عقیدے کا اظہار کر دیجئے سیجئے و ہو ہذا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس کو میں نص صریح یقین کرتا ہوں۔ جس کے رو سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیا گیا ہے۔

اور اسی طرح حسب ذیل آیہ کریمہ کے رو سے شریعت اسلامی کے کامل ہونے کا یقین رکھتا ہوں۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اب شریعت اسلامی کے کامل ہو جانے کے بعد قطعاً کسی شریعت کی حاجت نہیں۔

الغرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور ان کی شریعت کاملہ کے بعد کوئی شریعت نہیں آسکتی یہ تو قرآن کریم کی آیات ہیں۔ اب ایسے احادیث ذیل کی احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ جو نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لا نبی بعدی۔ میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا۔ اور فرمایا۔ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی۔ یعنی رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہیں۔ رسالت سے مراد وہ پیغام الہی ہیں۔ جو شریعت کہلاتے ہیں۔ یہ ہے میرا عقیدہ جس پر قرآن اور حدیث شاہد ہیں۔ اور ان کے رو سے میں ایمان لاتا ہوں۔ کہ حضرت نبی کریمؐ خاتم النبیین کے سوا کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ اور ان کی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ ہاں میں فیض نبوت کو اس امت میں جاری و ساری مانتا ہوں۔ اور امت کے تمام ائمہ اور علما اس کو مانتے ہیں۔ اولیاء میں حضرت نبی کریمؐ کی نبوت کا فیض ہوتا ہے۔ وہ اپنی ذات میں کمال نہیں رکھتے۔ بلکہ متابعت نبی کریمؐ کی وجہ سے حضرتؐ کے نور سے نور حاصل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان میں کرامات اور رویا اور کشف اور الہام دیکھا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کو حضرت نبی کریمؐ سے ملتا ہے حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ یہ فیض جاری ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور وہ مبشرات کیا ہیں کشف و رویا و الہام و کرامات۔ یہ سب کچھ اولیاء میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ اُن کے ذاتی کمالات کی وجہ سے نہیں بلکہ نبوت محمدیہ کا انعکاس ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ سراجاً و قمراً منیرا ہیں۔ اور امت کے اولیاء مثل آئینہ کے۔ ان کے آئینے میں شمس محمدی کا انعکاس ہوتا ہے ان کے آئینے پر حضرت نبی کریمؐ کا ظل پڑتا ہے۔ جس پر یہ ظل پڑے اُس کو صوفی ظلی نبوت کہہ دیتے ہیں۔ لیکن وہ شخص حقیقت میں نبی نہیں ہوتا۔ اس میں فیض نبوت کا انعکاس ہوتا ہے۔ لیکن وہ خود نبی نہیں ہو جاتا۔ جیسا کہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ یہ اللہ تعالے کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے۔ لیکن وہ نبی نہیں ہوتے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ نبوت منقطع ہو گئی۔ اور رسول اللہ خاتم النبیین ٹھہرے۔ لیکن حضرتؐ کا فیض جاری ہے۔ اور حضرتؐ کے فیوض کا انعکاس یا ظل امت کے اولیاء اور مجددین میں نظر آتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

خاکسار

صدرالدین

۱۸ اگست ۱۹۳۶ء

اسم تکفیر

(جناب قاری نورالدین صاحب کاشمیری کے قلم سے)

اس اعتراض کا جواب "کہ مرزا صاحب پر علمائے ہند و سندھ نے حکم کفر دیا ہے۔ لہٰذا وہ سچے نہیں ہیں"

اس کا مختصر جواب کسی ولی اللہ نے یوں دیا ہے:۔

قیل ان الرسول قد کہنا	قیل ان الالٰہ ذو ولد
من لسان الوریٰ فکیف انا	ما نجی اللہ والرسول معًا

یعنی خداوند تعالیٰ کے متعلق کہا گیا کہ وہ صاحب اولاد ہے۔ اور صاحب اولاد قابل پرستش نہیں۔ رسول رحمت کے متعلق اعتراض کیا گیا کہ وہ کاہن و ساحر ہیں۔ لہٰذا قابل اطاعت نہیں۔ ایسے ایسے اعتراضات خدا اور اس کے رسول کے متعلق کئے گئے۔ پس میرے جیسا کوئی اور کس طرح بچ سکتا ہے۔

اب اس کا مفصل جواب قرآن شریف سے لیجئے۔

(۱) خداوند تعالیٰ جل شانہ و عز اسمہ کی ہستی کا انکار کیا گیا۔ ما یہلکنا الا الدھر۔ اس کو چھوڑ کر ایک غیر کو اپنا معبود بنایا گیا۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً (البقر)۔ اس کے لئے بیٹے ٹھہرائے گئے۔ قالت الیہود عزیر ابن اللہ۔ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ (توبہ)

(۲)۔ آدم علیہ السلام کی مخالفت کی گئی۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء (البقر)۔

(۳) نوح علیہ السلام کو گمراہ اور مجنون وغیرہ کہا گیا۔ قال الملاء من قومہ انا لنراک فی ضلال مبین (اعراف) مجنون وازدجر (قمر) انؤمن لک واتبعک الارذلون (شعراء)۔

(۴)۔ ہود علیہ السلام کو احمق اور کاذب کہا گیا۔ قال الملاء الذین کفروا من قومہ انا لنراک فی سفاھۃ وانا لنظنک من الکاذبین (اعراف)

(۵) صالح علیہ السلام کی تکفیر کی گئی۔ قال الملاء الذین استکبروا من قومہ للذین استضعفوا لمن امن منھم۔ اتعلمون ان صالحاً مرسل من ربہ۔ قالوا انا بما ارسل بہ مومنون۔ قال الذین استکبروا انا بالذی امنتم بہ کافرون۔ (اعراف)

(۶)۔ لوط علیہ السلام کو جلا وطن کرنے کی تدبیر کی گئی۔ ماکان جواب قومہ الا ان قالوا اخرجوھم من قریتکم انھم اناس یتطھرون (اعراف)

(۷) شعیب علیہ السلام کو جلا وطن کرنے کی دھمکی دی گئی۔ قال الملاء الذین کفروا من قومہ لنخرجنک یاشعیب والذین امنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا (اعراف)

(۸)۔ ثمود علیہ السلام کی تکذیب کی گئی۔ فکذبوہ فعقروھا (شمس)۔

(۹) ابینا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قتل کرنے اور آگ میں جلانے کی سازشیں کی گئیں۔ فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ (عنکبوت)

(۱۰) موسیٰ علیہ السلام کو ساحر کہا گیا۔ اور اس کے قتل کے در پے رہے۔ قال الملاء من قوم فرعون ان ھذا لساحر علیم (اعراف) قال مومن من آل فرعون اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ (مومن)

(۱۱) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ۔ وما قتلوہ۔ (نساء)

(۱۲) ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام پر بدچلنی کی تہمت لگائی گئی۔ یا مریم لقد جئت شیئاً فریا۔ یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوءٍ وما کانت امک بغیا (مریم)۔

(۱۳) سید المرسلین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا گیا۔ کہ یہ شخص مفتری اور جھوٹا ہے (نعوذ باللہ) ان ھو الا رجل افتریٰ علی اللہ کذبا شاعر و مجنون کہا گیا۔ ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون۔ (صافات) بزرگان دین کی توہین کرنے والا کہا گیا۔ اھذا الذی یذکر الھتکم (انبیاء) مسحور کہا گیا۔ ان تتبعون الا رجلا مسحوراً۔ بنظر حقارت دیکھا گیا: اھذا الذی بعث اللہ رسولا (فرقان) آپ کی تکذیب کی گئی۔ ویقولون لست مرسلا۔

(۱۴) کتاب اللہ فرقان حمید کی تکذیب کی گئی۔ قالوا ان ھذا الا اساطیر الاولین (انعام)

(۱۵)۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق کہا گیا کہ احمق اور بیوقوف ہیں۔ انؤمن کما امن السفھاء (بقرۃ) کبھی ان کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ لوگ گمراہ ہیں واذا راوھم قالوا ان ھؤلاء لضالون (تطفیف) ان سے گذرتے وقت آپس میں آنکھیں مارا کرتے۔ واذا مروا بھم یتغامزون (تطفیف) کافروں کو دیکھ کر کہتے کہ یہ لوگ اچھے ہدایت یافتہ ہیں۔ ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدیٰ من الذین امنوا سبیلا (النساء)

الغرض جمیع انبیاء اور تمام بزرگان ادیان سابقہ کی تکفیر و تکذیب اور تحقیر کی گئی ہے۔ امت محمدیہ میں بھی اولیاء اللہ علمائے ربانی کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کیا گیا۔ چنانچہ حضرت عثمان ذی النورینؓ شہید کئے گئے۔ حضرت امام حسینؓ کو جام شہادت پلایا گیا۔ حضرت سعید بن المسیب کو سو دُرّے لگائے گئے۔ حضرت امام جعفر صادق کے قتل کی سازش کی گئی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ جیلخانہ بھیجے گئے۔ زہر دی گئی مابعد وفات آپ کی قبر شریف کی کمال بے ادبی کی گئی۔ حضرت امام مالک کو ستر دُرّے لگائے گئے۔ حضرت امام احمد بن حنبل قید کئے گئے۔ بالآخر دُرّوں سے آپ کو مارا گیا۔ حضرت امام شافعی پر رافضی ہونے کا فتویٰ لگایا گیا۔ حضرت جنید بغدادی پر کفر و زندیق کا فتویٰ لگایا گیا حضرت شیخ شبلی پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کے قتل کی سازش کی گئی۔ حضرت ابوحمزہ و تمام پر حکم کفر دیا گیا۔ حضرت بایزید بسطامی جلا وطن کئے گئے حضرت نوری اور حضرت ابو سعید خراز پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا حضرت ذوالنون مصری پر زندیق کا فتویٰ دیا گیا۔ حضرت منصور قتل کئے گئے۔ حضرت مولانا مولوی روم پر قسم قسم کے اتہامات لگائے گئے۔ حضرت امام محمد محی الدین ابن العربی شیخ اکبر پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ حضرت سہل بن عبداللہ التستری شہر بصرہ سے نکال دیئے گئے۔ حضرت محمد بن الفضل بلخی کو بدعتی کہا گیا حضرت ابوعثمان مغربی مکہ سے نکال دیئے گئے۔ حضرت ابوبکر شبلی کو کافر کہا گیا۔ حضرت ابوالحسن شاذلی کو زندیق کا فتویٰ دے کر ملک مغرب سے نکال دیا گیا۔ حضرت امام بخاری زندیق ٹھیرا کر جلاوطن کئے گئے۔ حضرت امام محمد غزالی کو زندیق و ملحد کہا گیا۔ آپ کی کتابیں جلا دی گئیں۔ حضرت سرمد شہید کئے گئے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی پر قسم قسم کے اتہامات لگائے گئے۔ افتریٰ من ابلیس کہا گیا۔ کتاب تلبیس ابلیس آپکے برخلاف لکھی گئی۔ حضرت شیخ علائی دُرّے لگا کر شہید کئے گئے۔ اسی طرح شیخ عبداللہ نیازی کو بھی دُرّے لگا کر جام شہادت پلایا گیا۔ حضرت شیخ جمال الدین کو علمائے دہلی نے شہر بدر کر دیا۔ حضرت شیخ محمد داؤد کو بہت سی اذیتیں پہنچائی گئیں حضرت شیخ عبداللہ انصاری پر بت پرستی کا الزام لگایا گیا۔ حضرت ابن تیمیہ قید کئے گئے۔ امام داؤد ظاہری۔ امام ابن حزم۔ امام ابن القیم ان سب پر الزامات و اتہامات لگائے گئے۔ حضرت سید محمد جونپوری قتل کئے گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی پر قسم قسم کے اتہامات لگائے گئے۔ الغرض تاریخ اسلامی کے مطالعہ سے ثابت ہے۔ کہ مولویانہ فتووں سے کوئی باخدا انسان نہیں بچا۔ پس اگر حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام پر بھی موجودہ زمانہ کے مولویوں نے کفر کا فتویٰ دیا۔ تو کیا ہوا۔ اس سے تو وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے قال اللہ تعالیٰ۔ فلما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

شرمت آید از خدائے عادلِ ذی اجتبا	اے کہ تکفیر مسلماناں کنی از بخل و کیں
مشکل افتد آں زماں چوں پرسد از تو کردگار	سہل باشد از زبانِ خویش تکفیرِ کسے
گر تو داری خوفِ حق رو بیم کفرِ خود برآ	کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی
رو اگر مردی جہود را بالسلام اندر آر	گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردہ
کیست کافر کیست مومن خود بگیرد آشکار	چون نسیم صبح محشر پردہ بردارد ز کار

چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی

رو بیابان خود و ما را بکفر ما گذار

(بقیہ مضمون صفحہ اول)

جن کے مکانات بڑے بڑے۔ جن کے دسترخوانوں پر مختلف اطعمہ لذیذ چنے ہوں۔ جو بگھیوں۔ اور فٹنوں اور موٹر کاروں پر سوار ہوکر نکلتے ہوں۔ سیا دہاں تک بھی ان کی برکات عظیمہ کا اثر ہونا چاہیئے۔ جو اس وقت سیاہ رنگت رکھ کر دونوں وقت خشک روٹی کے عادی ہوں۔ جن سے اب تک زمیندار دو دو چار چار روپے ماہوار دے کر کام لیتے ہیں۔ جیسے کہ ان مسلیوں سے کام لیا جاتا ہے۔

کاش ہماری زبانوں پر مساوات کا جوش نہ ہوتا۔ اور ہم بڑے بڑے لیکچروں میں علماء کرام اور لیکچران عظام کو یہ کہتے ہوئے نہ سنتے۔ کہ اسلام میں یہ مساوات ایسی ہے۔ کہ جس کی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ بلکہ اپنے عمل سے دکھاتے۔ کہ اسلام مساوات اور وحدت نسل انسانی میں بےنظیر ہے۔ جاؤ ان مسلیوں اور نو مسلم چوہڑوں کے گھروں میں اور جاؤ ان سانسیوں کی جھونپڑیوں میں جن کے مقابلے میں اسلامی مساوات برقعہ پوش ہو کر دلی قلق و اندوہ کے ساتھ زبان حال سے یہ پکار رہی ہے:-

"چونکہ تم سیاہ رنگت کی امت ہو۔ اور تمہارے گھرانوں کے دروازوں پر شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ راجپوت وغیرہ کا نام نہیں لکھا۔ تم اس قوم میں سے ہو۔ کہ جس کا ہندو اپنے فرش پر بھی آنا گوارا نہیں کرتا۔ تم اس بدبخت نسل میں سے ہو۔ جو کہ چوہڑا اور پنوان وغیرہ ہو کر اس بری حالت میں دھکیل دیئے گئے ہو۔ تم وہ بدنصیب ذریات ہو۔ کہ جو مجھ اسلام میں آکر بھی اپنی قسمت کا فیصلہ نہ کر سکی۔ میں تمہارے واسطے نہیں ہوں۔ بلکہ میرا فرض تو یہ ہے۔ کہ بڑے بڑے مولویوں، بڑے بڑے لیڈروں۔ بڑے بڑے شریفوں کی زبان سے مشغلے اور خود نمائی کے طور پر دوسری قوموں سے ہم آواز ہوں۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔ خدا حافظ۔"

وقت آگیا ہے۔ کہ قوم کے لوگ ہاں زمیندار جو اس قوم سے شب و روز کام لیتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں جو زمیندار کے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔ اٹھیں۔ اور توجہ کریں۔ اور سوچیں اور غور کریں۔ کہ ان کے واسطے کیا کچھ ہو سکتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ مذہبیوں اور عیسائی نو مریدوں کی طرح ان کی تعلیم و تربیت کی فکر ہو۔ (۲) عملی رنگ میں ان کو مسلمان سمجھا جائے اور جس طرح دوسری قوموں کے نومسلموں کے ساتھ سلوک ہوتا ہے وہی ان کے ساتھ بھی کیا جائے۔ (۳) جس طرح مذہبی سرکاری فوج اور پولیس وغیرہ میں داخل ہو گئے ہیں اسی طرح ان کی بابت بھی گورنمنٹ کو توجہ دلائی جائے کہ کیوں ان کو فوج میں نہیں لیا جاتا؟ کیوں ان کو پولیس میں نوکری نہیں دی جاتی۔ وہ بلحاظ قد و قامت اور جسمانی طاقت کے مذہبیوں سے کم نہیں ہیں۔ (۴) زمینداروں کو خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو رفتہ رفتہ فوج اور پولیس کی ملازمت کے واسطے تیار کریں۔ مجھ کو امید ہے۔ کہ اگر ہم نے کوشش کی۔ اور اسلامی مساوات کو خود اپنے ہی واسطے وقف نہ رکھا۔ تو گورنمنٹ کسی وقت ضرور اس سوال پر غور کر کے مناسب فیصلہ کرے گی۔

تازہ خبریں
ہندوستان

— بعض ہندو اور مسلمان سربرآوردہ لیڈروں نے فرقہ وارانہ فسادات کی بیخ کنی کے لئے ایک نئی تحریک کا آغاز کیا ہے جن صاحبان نے اس میں شرکت کے لئے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے ان کا ایک جلسہ آئندہ ہفتوں الہ آباد میں ۱۹۔ اگست کو ہوگا۔ اس نئی انجمن کا نام انڈین نیشنل یونین ہوگا۔

— خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے مسجد وں کے سامنے باجا روک دیئے جانے کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ تحریک بالکل بیکار اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے۔ حج سے رہنمایان قوم کی واپسی پر وہ تمام ذرائع سے اس کے خلاف جدوجہد کریں گے۔ اور مسلمانوں کو اس مسئلہ کے متعلق صحیح نقطہ خیال سمجھائیں گے۔

— بعض اخبارات میں جو یہ بیان شائع ہوا ہے کہ حکومت ہند نے اپنے مکتوب میں حضور نظام حیدرآباد دکن کے تبلیغی خرچ اور اسلامی پروپیگنڈہ پر اعتراض کیا ہے اس کی خواجہ حسن نظامی صاحب نے پرزور تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مراسلہ مذکور میں تبلیغ اسلام کے خرچ اور اسلامی پروپیگنڈہ کا مطلق ذکر نہیں محض ریاست کے معاملات کا ذکر ہے۔

— مجلس عاملہ جمعیتہ مرکزیہ خدام الحرمین نے ایک بااثر وفد مملکت ایران کو اعلیٰ حضرت شاہ رضا خان پہلوی کی خدمت میں بھیجنے کی تجویز منظور کی ہے۔ یہ وفد اپنا دورہ پنجاب سے شروع کریگا اکتوبر کی آخری تاریخوں میں بمقام لاہور آل انڈیا خدام الحرمین کانفرنس کے انعقاد کی تجویز بھی منظور ہوئی ہے۔

— جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ کے ایک سفیر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گجرات کاٹھیاواڑ میں بہت سی ہندو ریاستیں تحریک شدھی کو علانیہ اور خفیہ امداد دے رہی ہیں۔ نو مسلموں کے مرتد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ کیونکہ آریوں نے پورے زور سے حملہ شروع کیا ہوا ہے۔

— انڈین ڈیلی میل کا نامہ نگار مقیم حیدرآباد دکن اطلاع دیتا ہے کہ جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے سر علی امام کو بذریعہ تار مطلع کیا گیا تھا اور انہیں عہدہ قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں معذور ہوں۔ نواب سالار جنگ اور مہاراجہ کشن پرشاد کو بھی اہم عہدے پیش کئے گئے۔ لیکن انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ سابق عہدیداران ریاست کو جو ہندوستان کے دیگر مقامات میں ملازم ہیں۔ تار دیئے گئے ہیں۔ صورت حال میں ابھی کوئی تغیر نہیں ہوا ہے۔

— پنجاب مسلم لیگ نے بمقام لاہور اپنے ایک اجلاس میں بہت سی تجاویز منظور کی ہیں۔ جن میں سے ایک میں حکومت سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ دفعہ ۳۴ پنجاب لاز ایکٹ اور اس کے ضمنی قواعد میں ایسی ترمیم کرے۔ کہ ان کا اطلاق صرف ایسے ذبیحہ گاؤ پر ہو جو گوشت فروخت کرنے کے لئے عمل میں لایا جائے اور اس ذبیحہ گاؤ پر ان کا اطلاق نہ ہو۔ جو مذہبی مقاصد کے لئے عمل میں لایا جائے ایک تجویز کے ذریعہ پنجاب کونسل کو مبارکباد دی گئی ہے۔ کہ قانون اصلاح حسابات پنجاب (ساہوکارہ بل) جیسا مفید قانون منظور کیا گیا ہے۔

— مولوی ظفر علی خان مالک اخبار زمیندار نے سلطان ابن سعود سے بذریعہ برقی پیغام استدعا کی تھی۔ کہ منہدم شدہ مآثر کو جو مقابر سے الگ ہیں اور تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ از سر نو تعمیر کر دیا جائے اور ہر فرقہ کے نمازیوں کو اپنی جماعت کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے جواب میں سلطان ابن سعود کا حسب ذیل برقی پیغام موصول ہوا ہے:

"جن مآثر کی حیثیت تاریخی ہے۔ وہ (مقابر سے) الگ کر دیئے گئے ہیں بلکہ ... تمام ان امور کے انصرام میں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ ہم اپنے امکان بھر کوشش ... کر رہے ہیں نماز کا مسئلہ۔ سو ہمارے نزدیک جملہ جماعتوں میں فرق نہیں۔"

— خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب ہندوستانی وفد کے ساتھ جمعیتہ الاقوام کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے جنیوا چلے گئے ہیں۔

— مسئلہ حجاز کے متعلق ڈاکٹر کچلو نے مجلس مصالحت کی تجویز پیش کی تھی اس سے بہت سے سربرآوردہ اصحاب نے اتفاق کیا ہے۔

— جمعیتہ العلماء اور خلافت کمیٹی کے وفود ۸۔ اگست کو جدہ سے جہاز پر سوار ہو چکے ہیں۔ اور ۱۸۔ اگست کو کراچی پہنچنے کی امید ہے۔

ممالک خارجہ

— آسٹریلیا کے ایوان مندوبین میں اس قسم کا ایک قانون پاس ہو گیا ہے۔ جس کی رو سے برطانوی رعایا ہندوستان کو معذور اور ضعیف العمر ہونے کی صورت میں پنشن مل سکیگی۔

— سازش سمرنا کے متعلق ترکی عدالت میں جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کے دوران میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں نے ۱۹۲۰ء میں سازش کی تھی۔ کہ روسی جنرل رینگل کے ساتھ مل کر کمالی لشکر پر عقب سے حملہ کیا جائے۔

— دولت ترکیہ جس کی تائید جرمنی بھی کر رہا ہے جمعیتہ الاقوام میں شریک ہونے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ لیکن دولت روسیہ اس خیال کی مخالف ہے۔ اور اس بات پر زور دیتی ہے۔ کہ اس وقت جمعیت مذکور کی حالت ڈانواڈول ہے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ دولت ترکیہ فی الحال دول مغرب سے اپنا دامن وابستہ نہ کرے۔

— حسن بک سابق وزیر مالیات حکومت ترکیہ عنقریب بدیں غرض لنڈن جانے والے ہیں۔ کہ وہاں جا کر وہ موصل کے تیل میں ترکوں کا جو حصہ ہے اسے فروخت کر کے برطانیہ میں حکومت ترکیہ کے لئے قرضہ کا انتظام کریں۔

— سوویٹ روس کے دفتر خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ جنوبی روس میں بغاوت کی جس قدر خبریں پھیلی ہیں۔ سب غلط ہیں اور سوویٹ کے دشمنوں نے اڑائی ہیں۔

— سازش سمرنا کے تعلق میں ترکی محکمہ استقلال نے چار سابق وزراء پانچ ارکان پارلیمنٹ اور ایک سابق گورنر کو سزائے موت دی ہے۔

— جبالہ کے دروزی قبائل نے تمام شامی قبیلوں کے نمائندوں کا ایک جلسہ کر کے سلطان پاشا اطرش کو شام میں جہاد آزادی کے لئے پھر اپنا سردار بنا لیا ہے۔ اور انہیں حکم دیا ہے۔ کہ وہ فرانسیسیوں سے اس وقت تک برسر پیکار رہیں۔ جب تک کہ وطن کو مکمل آزادی نہ مل جائے قبائل نے اس قسم کی شرائط پر صلح قبول کرنے پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔ جس سے شام میں آئینی حکومت قائم ہو سکے۔ اور شام میں فرانسیسی حقوق کا پوری تعین ہو سکے۔ اور دروزیوں کو کامل آزادی مل جائے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قبیلہ حوران و رعا نے ایک فرانسیسی چوکی پر نہایت کامیاب حملہ کیا۔

— فرانس کی اٹھارہ ہزار سپاہ نے دمشق کے گرد و نواح میں مجاہدین سے دس روز تک متواتر جنگ کی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی فیصلہ کن نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ مجاہدین مقابلہ پر برابر ڈٹے ہوئے ہیں۔

— لاسلکی کے اسٹیشن انگورہ اور استنبول میں تیار ہو گئے ہیں بلکہ لاسلکی پیغام رسانی کا سلسلہ جمہوریہ ترکیہ کے ان دو ضروری مرکزوں میں شروع بھی ہو گیا ہے۔

— ولایتی اخبار ٹائمز کا بیان ہے کہ دروزی فوج کا ایک دستہ تباہ کر دیا گیا ہے۔ ایک سو مجاہدین شہید ہوئے۔ فرانسیسی فوج غوطہ میں داخل ہو گئی۔ اور مجاہدین فلسطین و مصر میں پناہ لے رہے ہیں۔

— فتی العرب مورخہ ۱۶ محرم نے فلسطین کے ذریعہ سے خبر شائع کی ہے کہ شریف حسین سابق شاہ حجاز کا قبرص میں انتقال ہو گیا۔ مگر اخبار مذکور اس کے ساتھ یہ بھی لکھتا ہے کہ دوسرے ذرائع سے اب تک اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔

— مجاہدین شام نے حمیدیہ اور ندی پر نہایت کامیابی کے ساتھ جوابی حملے کئے۔ جن میں سات سو فرانسیسی جان سے مارے گئے۔

— بلغاریہ اور یگوسلاویہ میں جو لڑائی ہو گئی ہے۔ حکومت برطانیہ اسے بغور مطالعہ کر رہی ہے۔ برطانیہ کے نائب وزیر خارجہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حکومت یگوسلاویہ اس معاملہ کو جمعیت اقوام کے سامنے پیش کرنے والی ہے۔

— ... زیر تجویز ... پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ...

جلد ۱۴ | لاہور مدینۃ المسیح یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۱

بیگانہ خرد ہے جو دانائے عشق ہے

(از حسرت موہانی)

روشن جمالِ یار سے دنیائے عشق ہے
گویا شرابِ حسن بہ مینائے عشق ہے

اہلِ ہوس کو بھی سر و سودائے عشق ہے
یہ کفر ہے یہ دعوئے بیجائے عشق ہے

محمل نشین دردِ جو لیلائے عشق ہے
سوز و گداز مذہبِ دنیائے عشق ہے

کہتی ہے عقل دین بھی دنیا بھی کر طلب
ان سب سے منہ کو موڑ یہ ایمائے عشق ہے

پہنچا ہے جذبِ دل کا کہاں سے کہاں اثر
اربابِ حسن کو بھی تمنائے عشق ہے

مستی ہے اصطلاحِ محبت میں آگہی
بیگانہ خرد ہے جو دانائے عشق ہے

مدت کے بعد پھر وہ ہوئے مائل کرم
یہ بھی تو اک طریقہ احیائے عشق ہے

حسرت کو پائے بندی ایماں سے کیا غرض
وہ کافرِ جمال ہے ترسائے عشق ہے

ناکامی کا سبب؟

کیا مسلمان تعلیم یافتہ یا عدم نصفا تعلیم نہ ہونے سے زندگی میں ناکام ہیں؟

(سید طفیل احمد صاحب ولایت منزل علی گڑھ)

جب ہندوستان میں انگریزی مدارس قائم ہوئے۔ تو مسلمان ان سے اس لئے کنارہ کش رہے کہ ان میں مذہبی تعلیم کا انتظام نہ تھا۔ سر سید نے مدرسۃ العلوم علیگڑھ قائم کر کے اس میں دینی و دنیوی تعلیم کا یکجا انتظام کیا مگر مسلمانوں نے یہاں کے نصاب کو غیر مکمل سمجھ کر لکھنؤ میں دار العلوم ندوۃ العلما قائم کیا تاکہ اس سے روشن خیال علما پیدا ہو کر مسلمانوں کی دینی و دنیوی رہنمائی کریں۔ مگر ترقی کا جو نصب العین مسلمانوں کے سامنے تھا۔ وہ پرانے عربی مدارس ۔ علی گڑھ کالج ۔ اور دار العلوم لکھنؤ کسی سے پورا نہ ہوا۔ اور ہر طرف یہی شکایت رہی کہ انگریزی مدارس قوم کو غلامی سکھاتے ہیں اور عربی مدارس دنیوی تعلیم سے معرا ہیں۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں جب ترک موالات کی ہوا چلی تو مسلمانوں نے جامعہ ملیہ اور چند نیشنل سکول قائم کر کے ان میں یورپ کے گریجویٹ اور مشرقی علوم کے ماہر یکجا جمع کئے۔ جو سب کے سب مذہبی اور قومی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اور پوری امید تھی کہ ان مدارس سے جو طلبا فارغ ہو کر نکلیں گے وہ قوم کی توقعات پوری کریں گے۔ مگر طلبا تیار ہونے سے قبل ہی یہ درسگاہیں مضمحل ہو گئیں۔ اور مسلمانوں کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ان پچاس سال میں مسلمانوں نے تعلیم کے متعلق صدہا منصوبے قائم کئے اور پچاسوں قسم کے نصاب مرتب کر لئے۔ مگر ہنوز روز اول ہے اور وہ اپنی درسگاہوں کی تعلیم سے اس سے بھی زیادہ غیر مطمئن ہیں جیسے کہ سنہ ۱۸۷۵ء میں مدرسۃ العلوم علیگڑھ قائم ہونے سے قبل تھے۔

برخلاف اس کے برادران وطن نے آنکھ دیکھا نہ تاؤ جب سرکاری مدارس قائم ہوئے تو جیسی کچھ بھی بُری بھلی تعلیم ان میں ہوتی تھی اس سے مستفیض ہونے لگے۔ اور اسی سے مثل پروفیسر بوس اور پروفیسر رے اور ڈاکٹر ٹیگور کے ماہران علوم اور مثل پروفیسر گوکھلے اور تلک کے ماہران سیاست پیدا ہوئے انہی سرکاری مدارس سے تعلیم پاکر ہندو اور مسلمان دونوں بڑے بڑے جلیل القدر مناصب پر پہنچے۔ مگر ہندوؤں میں بکثرت ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنی ذات پر تکلیف اٹھا کر گرانقدر عطیات اپنی قوم کے لئے دیتے ہیں سر ایس۔ پی۔ رے کی نسبت سنا ہے کہ وہ ہزاروں روپے ماہوار غریب بچوں پر صرف کرتے ہیں۔ بنگال کے ایک سولمین مسٹر دت نے ہزاروں روپے ماہوار کے خرچ سے عورتوں کی صنعتی تعلیم کے لئے مدرسہ جاری رکھا ہے سر گنگا رام انجینئر نے لاکھوں کروڑوں روپے کے کار خیر پنجاب میں جاری کئے ہیں۔ خود ہمارے علیگڑھ کالج کے ایک غیر معروف ہندو طالب علم ڈاکٹر کاستا پرشاد نے جو جوج میں ڈاکٹر تھے۔ پچاس ہزار روپیہ الہ آباد یونیورسٹی میں کمسٹری کی نباتاتی تحقیقات کے لئے دے دیا۔ مگر مسلمانوں کے جدید تعلیم یافتگان میں بجز مولوی کرامت حسین مرحوم اور چند دیگر اصحاب کے کسی کی نسبت نہیں سنا گیا کہ انہوں نے تعلیم کے لئے کوئی گرانقدر رقم دی ہو یوں کمانے میں مسلمان کسی سے پیچھے نہیں۔ مگر چونکہ وہ روپیہ بچا کر اسے بڑھانا نہیں جانتے۔ اس لئے وہ اپنے روپے کے صحیح مصرف سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ جب روپیہ ان کے ہاتھ میں آتا ہے تو اسے محض صرف کر ڈالنا جانتے ہیں۔ جس سے اپنے لئے اعلےٰ درجہ کے سوٹ اور گھر والوں کے لئے قیمتی ساڑھیاں بنوانا ان کا انتہائے نصب العین ہو جاتا ہے دوسروں کو نیک کاموں میں صرف کرتے ہوئے دیکھ کر وہ دل میں ضرور کڑھتے ہیں۔ اپنے غریب بھائیوں کی امداد کی امنگ ان کے دل میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی ایثار کرنا اور دل سے قوم کی مفت خدمات کرنا جانتے ہیں۔ مگر مسرفانہ عادات کی وجہ سے اپنے جذبات پر قدرت نہیں رکھتے۔ اور جو کچھ جس ذریعہ سے انہیں ملتا ہے۔ اسے بلا ارادہ صرف کر ڈالتے ہیں نمود و نمائش کی چیزوں میں صرف کر کے نام پیدا کرنے کی عادت انہیں علوم کے مطالعہ اور فنون کی تحقیقات سے بھی محروم رکھتی ہے۔ جن کے لئے محض ضبط نفس کی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ کہ یونیورسٹیوں کی ڈگریوں یا اعلےٰ درجہ کے نصاب کی۔ چنانچہ یورپ میں ہزاروں ایسے موجد گزرے ہیں جنہیں یونیورسٹی کی تعلیم کی ہوا بھی نہ لگی تھی۔ اور محض ضبط نفس اور کفایت شعاری سے وہ ادنےٰ درجے سے اعلےٰ مدارج پر پہنچے

بزم احباب

(مرتبہ جناب چوہدری منظور الٰہی صاحب لاہور)

اٹلی

چوہدری محمد اقبال صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔ حضور کا والانامہ ملا۔ انتہا خوشی ہوئی۔ اور دل تشکر و امتنان سے بارگاہ ایزدی میں جھک گیا۔ کہ آں مخترم نے مجھ احقر کو ایسے محبت بھرے الفاظ میں یاد فرمایا۔ میں تو ہر لحظہ و ہر آن حضور کی دعاؤں کا خواستگار اور محتاج ہوں۔ مدت کے بعد خط خدمت عالی میں لکھا وجہ یہ ہے کہ براہ راست مخاطب ہونے سے ہمیشہ پاس ادب مانع رہا اور کچھ ندامت بشرم حائل رہی۔ موقع نکل آیا۔ عریضہ لکھ دیا۔ اور آج پھر لکھ رہا ہوں۔

گزشتہ ہفتہ میں دو تین روز کے لئے روما گیا تھا۔ مسز ولیری سے خاص طور پر ملنے کے لئے ان کے دفتر گیا۔ اور اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اسلام پر ایک کتاب لکھ کر بہت بڑا احسان کیا۔ وہ میری باتوں سے بیحد متاثر ہوئی۔ اور کوئی ایک گھنٹہ تک باتیں ہوتی رہیں۔ انجمن کے خط کا جو وہاں سے مع کتب بھیجا گیا تھا۔ اس نے ذکر کیا۔ اور ایک کتاب بھی دکھائی۔ میں نے اسے چائے کی دعوت دی جو اس نے قبول کی چنانچہ بروز ہفتہ (گزشتہ) بوقت ۵ بجے شام ایک بہت عالیشان کافی ہاؤس میں وہ اور کوئی پندرہ بیس میرے مستشرق دوست تشریف لائے اور کوئی دو گھنٹہ بہت پر لطف صحبت رہی۔ پنڈت جواہر لال نہرو صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ مسز وادکا۔ پروفیسر نلینی، پروفیسر لیوی ویلا ویدا روما یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر بھی آئے۔ پروفیسر گبتانی نے جس نے اسلام پر ایک بڑی ضخیم کتاب لکھی ہے۔ آنے کا وعدہ کیا لیکن بوجہ کسی ضروری کام کے نہ آسکے۔ انہوں نے خود آنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اسی طرح اطالین فارن آفس کے چیف سکرٹری صاحب نے بھی خواہش ظاہر کی مگر ترکی اطالین عہد نامہ پر دستخط کرنے کا موقعہ آجانے کے باعث نہ آسکے۔ غرض مجمع نہایت عمدہ اور پرلطف رہا۔ اس پر مزید یہ ہوا کہ مولانا عبید اللہ صاحب سندھی دیوبندی عالم بھی تشریف لے آئے اور عام اسلامی معاملات پر اطالین پروفیسران سے عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ جس سے ان پر بہت عمدہ اثر ہوا۔ مولانا موصوف نے جماعت احمدیہ لاہور کی بہت تعریف کی۔ ایک پروفیسر نے مولوی نعمت اللہ شہید کی سنگساری کے متعلق مولانا سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ افغانستان میں قیام کے زمانہ میں اگر ان سے بھی مذہبی بحث ہوتی تو یقیناً ان کو بھی شہادت کا درجہ جو مولوی نعمت اللہ صاحب کو ملا۔ مل جاتا۔

مسز ولیری انگریزی جانتی ہیں۔ مگر مسز وادکا جیسی نہیں ہاں سمجھ سکتی ہیں۔ البتہ بولنے کی زیادہ مشق نہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں سوانح عمری رسول صلعم کے ترجمہ کی اجازت حضور سے لے دوں میں نے ان سے کہا کہ وہ بصد شوق کریں۔ اور فوراً شروع کر دیں۔ اس کا میں ذمہ دار ہوں اور میں حضور کی طرف سے ان کو اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً شروع کر دینے کا وعدہ کیا۔ یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ میں نے ان سے ان کی کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی ہے۔ انہوں نے اپنے تمام حقوق پبلشر کو دیدیئے ہیں مگر میرے لئے اجازت لے لی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ہفتہ اس کا کچھ ترجمہ ارسال خدمت کروں گا۔ مسز ولیری عربی خوب جانتی ہیں اور بول بھی سکتی ہیں۔ چنانچہ مولوی عبید اللہ صاحب سے نہایت سلیس اور صحیح عربی میں بے تکلف گفتگو کرتی رہیں۔ پروفیسر نلینی تو نہایت فصیح عربی جانتے ہیں۔ کاش میں روما میں مستقل قیام رکھ سکتا تو ایک عجیب سوسائٹی پیدا ہو جاتی۔ اور تراجم کتب کا کام بھی ہو جاتا۔ کوشش جاری ہے۔ دیکھیں اللہ کو کیا منظور ہے۔

حضرت امیر کا جواب

حضرت امیر نے چوہدری صاحب کو ذیل کا جواب دیا:۔

اخویم مکرم و معظم چوہدری صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط پہنچا۔ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے مسز ولیری کو سیرت نبوی کی اطالین میں ترجمہ کی میری طرف سے اجازت دیدی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے کہ وہ کام جو ہمیں کرنا چاہیئے اس کے لئے وہ دوسرے اسباب پیدا کر رہا ہے۔ ٹرکش میں یہ کتاب ترجمہ ہو چکی ہے۔ فارسی میں بھی ہو رہی ہے۔ اب اطالین میں اس کا ترجمہ ہو جانے کی امید ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اپنے ایک نہایت ہی حاجز بندے کی اس حقیر کوشش کو اس قدر قبولیت بخشی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور آپ اس کا ذریعہ بن گئے والدال علے الخیر کفاعلہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بہت بہت جزائے خیر دے اور آپ سے اپنے دین کی خدمت کے عظیم الشان کام لے۔ اٹلی میں مشن قائم کرنے کی تڑپ دل میں دے رہے ہیں۔ دیکھیئے اللہ تعالیٰ کب اس کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ کسی صاحب مال کے دل میں وہ تڑپ پیدا ہو جائے تو کچھ مشکل بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کا انتظار ہے۔

جرمنی

برادر فضل کریم خاں صاحب برلن سے لکھتے ہیں۔ کہ اس ہفتہ ایک جرمن نے جس کا نام آٹگن ملر ہے اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام احمد ملر رکھا گیا۔

اٹلی سے دوسرا خط

اخویم چوہدری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ مسز ولیری نے اپنی کتاب کے ترجمہ کی اجازت دے دی ہے۔ اس کی کتاب کو یہاں مفت تقسیم کرنے کے لئے قیمت کا فیصلہ کر کے اگلی ڈاک سے اطلاع دونگا روما کی یونیورسٹی میں میرے دوستوں کی تحریک سے فارسی اور اردو کی جماعتیں آئندہ اکتوبر سے جاری ہونگی۔ اور وہ پروفیسری کے لئے میرا نام پیش کر رہے ہیں۔ مشرقی کالج کی پرنسپل صاحبہ بھی مجھ پر اس بارہ میں زور دے رہی ہیں۔ کہ میں روما میں رہ کر علمی کام کروں۔ میں شش و پنج میں ہوں۔ کیونکہ تنخواہ نہایت قلیل اور گزارہ کے لائق ہی نہیں یعنی کوئی ستر پونڈ سالانہ۔ اگر میں نے پروفیسری قبول کر لی تو پھر ارادہ ہے کہ مفت کام کروں۔ صرف یونیورسٹی رہائش کے لئے مکان دیدے اگر روما میں چلا جاؤں تو گو میرا موجودہ کاروبار خراب ہو جائے گا لیکن علمی کاموں کے لئے آسانیاں ہو جائیں گی۔ آپ بزرگان سلسلہ کی رائے سے مجھے مطلع کریں۔ تاکہ اسی کے مطابق فیصلہ کروں۔ روما میں ہندوستانی طلبہ کے لئے ایک کمیٹی بنی ہے۔ جو ہند سے آنے والے طلباء کو آسانیاں مہیا کرے گی۔ ڈاکٹر رابندرا ناتھ ٹیگور نے رجسٹرار یونیورسٹی کو لکھا کہ کوئی ہندی طالب علم بغیر اس کی سفارش کے نہ لیا جائے۔ لیکن میں نے رجسٹرار سے کہا کہ ٹیگور ہندوستان بھر کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ وہ صرف صوبہ بنگال کا شاعر ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ البتہ اگر کانگرس کا سکرٹری یا پریذیڈنٹ ایسا لکھے تو وہ قابل غور ہوگا۔ پنڈت جواہر لال نہرو صاحب نے جو یہاں تھے۔ ٹیگور صاحب کے اس خط پر اظہار ناراضگی کیا۔ اگر کوئی ہندی طالب علم اٹلی میں تعلیم کے حصول کے لئے آنا چاہے تو میں ہر قسم کی تفصیلات اسے دے سکونگا۔ یہاں اس سے کوئی فیس تعلیم نہ لی جائے گی اور ہندوستان سے اطالیہ کے بندرگاہ تک کرایہ جہاز میں طلبہ کے لئے ۷۵ فیصدی کی رعایت ہے۔ یعنی دس پونڈ میں ایک طالب علم یہاں پہنچ سکتا ہے۔ اسی قدر واپسی کا کرایہ ہوگا۔ ماہوار اخراجات بھی اسی قدر یعنی دس پونڈ تک ہوں گے۔ اگر طالب علم سادہ زندگی بسر کرنے والا ہو تو سات آٹھ پونڈ کافی ہونگے۔

بلجیم کانگو (وسطی افریقہ)

عبداللہ ڈومنگو صاحب لکھتے ہیں کہ مہربانی فرما کر اپنی فہرست کتب اور ضروری لٹریچر بھجوا دیجئے۔ مجھے آپ کے اشاعت اسلام کے کام سے بیحد دلچسپی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکی انجمن کو خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق دے۔ میں حسب توفیق آپ کے کام میں امداد دیتا رہوں گا۔

آسٹریا

ڈاکٹر کارل بیتھیہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے یہاں مذہبی مطالعہ کے لئے ایک سوسائٹی بنائی ہے۔ جس میں مذہبی مسائل کا ہر پہلو سائنس کی روشنی میں پرکھا جائے گا۔ ہمارے ۷ شعبوں میں سے ایک شعبہ مذاہب شرقیہ کے مطالعہ کا ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر اپنی تمام کتابیں ہمیں بھیجیئے۔ تاکہ ہمارے ممبر آپ کے مذہب کا گہری نظر سے مطالعہ کر سکیں۔ ہم اپنی تالیفات آپ کو بھیجتے رہیں گے۔

بلگیریا

مسٹر بی انگولاف صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہم آپ کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں انگریزی سیرۃ خیر البشر بھیجی۔ اس قسم کے تحائف ہمارے لئے بیحد مشکوری کا باعث ہوں گے مہربانی کر کے اپنی اور کتابیں بھی ہمیں بھیجا کریں

اخبار احمدیہ

(۱) اخویم میر احمد صاحب ضلع ہزارہ جملہ احباب سے خاص دعاؤں کے خواستگار ہیں۔ احمدیت کے طفیل انہیں بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وطن اور عزیز و اقارب چھوڑنے پڑے۔ تاہم ان کے دل میں تڑپ ہے۔ کہ ایک دفعہ اپنے اہل وطن کو پیغام حق پہنچا دیں۔ خواہ سنگساری ہی برداشت کرنی پڑے۔ ہم لوگ ان مشکلات کا صحیح اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ جن میں ہمارے سرحدی بھائی مبتلا ہیں۔ باوجود کمزور اور قلیل التعداد ہونے کے وہ نہایت مردانگی اور حوصلہ سے سب مصائب کو برداشت کر رہے ہیں۔ ہم اگر اور کچھ نہ کر سکیں تو دردِ دل سے دعائیں تو کرتے رہیں۔ اس لئے جملہ احباب کی خدمت میں ان بھائیوں کے لئے خاص دعاؤں کی التجا ہے۔

(۲) اخویم منشی مظفر علی خاں صاحب سری نگر کشمیر عرصہ سے علیل ہیں۔ جملہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳) اخویم سلطان محمد صاحب کوئٹہ ایک ابتلا میں مبتلا ہیں۔ احباب سے دعا کی التجا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے جلد مخلصی عطا فرمائے۔

(۴) جناب میاں محمد خاں صاحب خواجہ پور سے اطلاع دیتے ہیں کہ اہلیہ بابو محمد حسن خاں صاحب ایک سال کی طویل بیماری کے بعد ۱۲ اگست کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب سے استدعا ہے کہ جنازہ غائب پڑھیں۔

ضرورت نکاح (۱) ذیل کی اقوام کے دوستوں کو نکاح ثانی کی ضرورت ہے، یعنی (۱) شیخ رہڑا (۲) شیخ کھتری (۳) اور بلوچ (۴) نمبر دوم سوا ہزار صاحب اولاد رنڈوے ہیں۔ نمبر (۱) و (۳) نکاح ثانی کے خواہاں ہیں۔

(۲) چند ایک راجپوت تعلیم یافتہ لڑکیوں کے لئے رشتوں کی ضرورت ہے

(۳) ایک قریشی نوجوان کے لئے جو ۵۰ روپیہ ماہوار کا میکینک میں ملازم ہے۔ لڑکی کی ضرورت ہے۔

(اسسٹنٹ سکرٹری)

ضروری اطلاع ۔ انجمن اپنے جملہ ممبران کی فہرست مرتب کر رہی ہے۔ جن احباب نے حضرت مسیح موعود اور حضرت مولینا نورالدین صاحب مرحوم کے ذریعے سے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ وہ اپنے نام۔ پتے اور تاریخ بیعت اگر یاد ہو۔ ورنہ سن بیعت سے بہت جلد اطلاع دیں۔ تاکہ اسی ترتیب سے ان کے نام درج کئے جائیں۔ (اسسٹنٹ سکرٹری)

ضروری اعلان انجمن کا مالی سال ۳۰ ستمبر کو ختم ہوتا ہے چندہ ماہوار یا جرمن مشن و برلن مسجد، یا کسی دوسری مد کے متعلق بقایا رقوم جن احباب کی طرف ہیں وہ سب مہربانی فرما کر ان رقوم کو ماہ ستمبر میں ضرور بالضرور بھجوا دیں تاکہ ان کی انجمنوں کی سالانہ رپورٹ سال گزشتہ کی نسبت اچھے رنگ میں پیش کی جا سکے۔ نیز گزشتہ بقایا کا کل حساب صاف ہو کر آئندہ سال کوئی عمدہ بنیاد کام کی ڈالی جا سکے۔ ہمارے بہتیرے کام صرف بقایا رقوم کے موصول نہ ہونے کی وجہ سے ادھورے رہ جاتے ہیں کام متعلقہ تو وعدوں کی بنا پر شروع ہو جاتا ہے اور رقوم کا اکثر حصہ وصول نہیں ہوتا۔ امید ہے کہ سب احباب خاص طور پر اس بارہ میں توجہ فرمائیں گے۔ اور ستمبر کے آخر تک کل رقوم بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔ اس بارے میں فرداً فرداً اور سکرٹریان انجمن کے نام الگ بھی چٹھیاں روانہ کی گئی ہیں۔

محمد منظور الٰہی اسسٹنٹ سکرٹری۔

مبارکباد ۔ اخویم بابو رحیم بخش صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین کراچی کے گھر اللہ نے فرزند عطا فرمایا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔

مبارکباد ۔ چوہدری محمود خاں صاحب گلگت کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۹ راگست کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور والدین کے لئے راحت دل ہو۔

دعا ۔ اخویم ڈاکٹر محمد یوسف صاحب اسسٹنٹ سرجن تلات خلف حافظ غلام رسول صاحب مرحوم [illegible] کی صحت کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح ہفتہ وار

جلد ۱۴ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ نمبر ۱۴

حجاز اور مسلمانان ہند

اتحاد بین المسلمین کی ضرورت

ڈاکٹر کچلو کی تجویز

گزشتہ چند سال سے مسئلہ حجاز کو مسلمانان ہند کی سیاسیات میں ایک نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ اور حاصل ہونی چاہئے تھی۔ کیونکہ شریف حسین کی بغاوت کے بعد مسلمانان عالم کے اس مرکز میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں وہ ایسے ہی تھے کہ مسلمانان ہند کا مذہبی احساس ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ ایک عرصہ تک تو یہی فکر دامنگیر رہی کہ اس مقدس خطہ کو شریف حسین اور اس کے خاندان سے جو اپنے مغربی دوستوں کی خوشنودی پر حجاز کی آزادی قربان کر چکا تھا۔ یا کم از کم اسے معرض خطر میں ڈال چکا تھا۔ کیونکر پاک کیا جائے جب یہ مخمصہ دور ہوا۔ تو ایک اور مصیبت پیش آئی۔ حجاز سے شریفی خاندان کے اخراج سے یہ امید بندھی تھی کہ اب مسئلہ حجاز حسب منشا طے ہو جائیگا مسلمانان ہند کو بہت سے تفکرات و ترددات سے مخلصی نصیب ہو جائیگی لیکن وائے بدقسمتی کہ حالت بد سے بدتر ہو گئی پہلے گو مسلمانان ہند شریفی خاندان کے خلاف تھے۔ اور دل سے یہ چاہتے تھے کہ حجاز ان کے قبضہ میں نہ رہے۔ لیکن یہ تو تھا کہ اس امر پر سب متفق تھے اور آپس میں کوئی اختلاف رائے نہ تھا۔ مگر اب نجدیوں کی بعض حرکات سے جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے وہ مسلمانان ہند کی قومی زندگی کے لئے از حد خطرناک ہے ایک طرف خدام الحرمین ہے اور دوسری طرف اہل حدیث اور سلطان ابن سعود کے دیگر مداح۔ اس جماعتی کشمکش کی بدولت افتراق و انتشار دن بدن بڑھ رہا ہے اور مسلمانوں میں خانہ جنگی کی گرم بازاری ہو گئی ہے۔ اس پرخطر دور میں جبکہ ہماری حریف طاقتیں پورے زور سے ہمارے خلاف مصروف عمل ہیں اور ہمارے مٹانے پر تلی ہوئی ہیں۔ ضرورت تو اس امر کی تھی کہ ہندوستان کے فرزندان اسلام تمام نزاعات باہمی کو خیرباد کہہ کر متحد و منظم ہو جاتے۔ اور اس طرح اپنی قوم کی کشتی کو بھنور سے بچاتے۔ مگر افسوس کہ راستہ اس کے خلاف اختیار کیا گیا ہے۔ خدام الحرمین اور سعودی جماعت دونوں نے ایسی روش اختیار کر رکھی ہے جو اختلافات کو مٹانے والی نہیں بلکہ بڑھانے والی ہے۔ اگر ان دونوں جماعتوں کو اسی طرح پر آزاد چھوڑ دیا گیا جیسا کہ وہ آج ہیں تو اصلاح کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتیں اس معاملہ میں دست اندازی کریں۔ اور اس خانہ جنگی کو ختم کرنے کے لئے کوئی تدبیر سوچیں۔ اس تمام جنگ و جدل کا باعث تو انہدام مقابر و مآثر ہے۔ اگر اس کی کوئی تلافی ہو جائے اور آئندہ کے لئے اس قسم کی کارروائیوں کا کوئی خدشہ نہ رہے تو یہ جنگ آسانی سے ختم ہو سکتی ہے۔ موتمر مکہ کی جو روئداد اس وقت تک ہمارے پاس پہنچی ہے اس سے بلاشبہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق موتمر میں ایک دو تجاویز منظور ہوئی ہیں لیکن جب تک ان کو عملی جامہ نہ پہنایا جائے اس وقت تک ان لوگوں کو اطمینان نہیں ہو سکتا جنہوں نے انہدام مقابر و مآثر پر ہندوستان میں ایک منظم شورش برپا کی ہے۔ اور ایران میں اس غرض کے لئے وفد بھیجنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

اس نازک صورت حالات کو مدنظر رکھ کر ڈاکٹر کچلو صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ موتمر مکہ کے وفود ہندیہ کی واپسی پر موتمر کی تمام کارروائیوں پر نظر ڈال کر آئندہ کے لئے کوئی متفقہ لائحہ عمل تیار کیا جائے اور موجودہ خانہ جنگی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ یہ تجویز نہایت اہم ہے۔ دفتر تنظیم امرتسر کی ایک تازہ اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز پر ملک کے بہت سے رہنماؤں نے لبیک کہا ہے۔ ان بیانات سے جو اس بارے میں مختلف لیڈروں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ بہت سے اہل الرائے حضرات اس امر کے لئے بیتاب ہیں۔ کہ موجودہ جماعتی خلفشار کا خاتمہ ہو جائے۔ اور کوئی ایسی راہ تجویز کی جائے جس پر سب متفق و متحد ہو جائیں۔ ڈاکٹر کچلو صاحب اس غرض کے لئے دہلی پہنچ چکے ہیں۔ کہ اس قسم کی باہمی مشاورت کا انتظام کیا جائے۔ وہ وفود بھی جن کی آمد کا انتظار تھا اب ہندوستان واپس پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے کہ اب جلد اس قسم کی کانفرنس منعقد ہو جائیگی اور آئندہ کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل تجویز ہوگا جس سے موجودہ فرقہ وارانہ سرگرمیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔

آریہ سماج کو سرٹیفکیٹ

آریہ سماج کو آئے دن ہندو رہنماؤں کی طرف سے کوئی نہ کوئی سرٹیفکیٹ ملتا ہی رہتا ہے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ مہاتما گاندھی نے اس کو جھگڑالو ہونے کی ڈگری عنایت کی تھی۔ اب رائٹ آنریبل مسٹر شاستری نے اس سے بھی اعلیٰ سند عطا فرمائی ہے۔ پریذیڈنٹ کالج ہوسٹل سوسائٹی مدراس کے زیر اہتمام پروفیسر ایس۔ کے تگیہ نارائن آئر کا ہندوازم کے مستقبل پر ایک لکچر ہوا جس کی صدارت مسٹر شاستری نے کی۔ آپ نے خاتمہ پر اپنی صدارتی تقریر میں آریہ سماج کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا:۔

”جنوبی ہندوستان میں آریہ سماج کی کیا فتوحات ہیں؟ بیس تیس سال میں انہوں نے یوپی اور پنجاب کے خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے۔ اپنی مذہبی زندگی میں انہوں نے غیر ضروری بحث داخل کر دی ہے۔ کئی شہری مشکلات بھی انہوں نے پیدا کر دی ہیں۔ استری سکشا کا پرچار بھی انہوں نے کیا ہے مگر یہ بات فراموش نہ کرنی چاہئے کہ اس سے مذہبی مشکلات میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ شمالی ہند میں ان کی مذہبی زندگی کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلافات پیدا کر کے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر دیا ہے۔“

مسٹر شاستری کی یہ تقریر گو حقیقت پر مبنی ہے۔ لیکن آریہ سماجیوں کو یہ سخت ناگوار گزرے گی۔ کیونکہ سچ ہمیشہ کڑوا لگتا ہے۔ ممکن ہے وہ مسٹر شاستری کے خلاف بھی وہ شور و شر کا طریق اختیار کریں جو انہوں نے مہاتما گاندھی کے بارہ میں برتا تھا۔ لیکن ہمارے خیال میں اس سے فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ اگر وہ اپنے متعلق اس قسم کے خیالات سننا نہیں چاہتے۔ بلکہ ان کی یہ خواہش ہے کہ لوگ ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوں تو انہیں اپنی موجودہ روش کی اصلاح کرنی چاہئے۔ جب تک وہ اپنے امن سوز اور اشتعال انگیز طریق تبلیغ و اشاعت سے باز نہیں آتے اس وقت تک وہ ملک کے کسی سنجیدہ اور منصف مزاج لیڈر سے یہ امید نہ رکھیں کہ وہ ان کی تعریف کرے گا

ریاست ریوان میں سنگٹھن کے کرشمے

صوبہ متوسط کی ہندو ریاست ریوان میں سنگٹھنی پروپیگنڈا زوروں پر ہے مالوی جی کے شاگردوں کی بدولت ریاست کے مسلمانوں پر جو چیرہ دستیاں ہو رہی ہیں ان کا کچھ ذکر پہلے بھی اخبار پیغام صلح میں کیا جا چکا ہے۔ اب جو تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ پہلے سے بھی زیادہ تشویش انگیز ہیں اس میں شک نہیں کہ مہاراجہ صاحب بذات خود نہایت نیک دل اور غیر متعصب حاکم ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ارکان دربار میں ڈاکٹر مونجے کی روح حلول کر چکی ہے۔ ظلم حد سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ حال ہی میں مقام امریا میں ایک کمشنر صاحب ریاست نے اس مضمون کا ایک گشتی حکمنامہ جاری کیا ہے۔ کہ کمہار اور دھیمر سب ہندو رہیں، کوئی مسلمان ان سے برتن صاف نہ کروائے۔ خاص ریوان میں اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز واقعہ یہ ہوا ہے کہ انہی کمشنر صاحب کے مکان سے تھوڑے سے فاصلہ پر ایک مسجد ہے۔ ایک دفعہ جب نماز عشاء کے لئے اذان دی گئی تو آپ نے فوراً موذن کو طلب کیا اور یہ ڈائرشاہی حکم دیا کہ آٹھ بجے سے قبل اذان ہو جایا کرے تاکہ ہمارے آرام میں خلل نہ ہو اور سمع خراشی سے نجات ملے۔ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ محض آریوں کے قدوم میمنت لزوم کا اثر ہے۔ مہاراجہ صاحب آنجہانی کے زمانہ میں حدود ریاست میں آریہ قوم کے داخلہ کی ممانعت تھی۔ اور اسی لئے ریاست میں امن و امان بھی تھا۔ مگر اب ان کے ورود کی برکت سے فرقہ وارانہ کشمکش کا بازار خوب گرم ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مہاراجہ صاحب تمام سنگٹھنی سرگرمیوں کا قلع قمع کر کے اپنی ریاست میں امن و امان کے دور کا از سر نو آغاز کریں گے۔

محمودی پروپیگنڈا اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے متعلق عام طور پر محمودی قوم کا یہ شعار ہو گیا ہے کہ وہ اپنے اخبار الفضل میں یہ شور و غوغا مچائے رکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ان سے استہزا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس شور و غوغا کے نیچے حقیقت کوئی نہیں۔ آپ اپنے مرشد و امام حضرت مسیح موعود کے علم کلام کی اتباع کرتے ہوئے صرف باطل کی حقیقت کو اللہ کے فضل سے ایسا کھول کر دکھا دیتے ہیں کہ وہ ایک بچوں کا کھیل نظر آنے لگتا ہے۔ مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام کے متعلق نئے سے نئے دلائل اللہ کے فضل سے ہماری تائید میں نکلتے آتے ہیں۔ اس سے محمودی کیمپ میں بہت گھبراہٹ پھیل گئی ہے۔ اور اب یہ پروپیگنڈا شروع کیا گیا ہے کہ یہ شور مچا دو کہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین میں صرف استہزا ہوتا ہے۔ تاکہ ان کی جماعت کے لوگ ڈاکٹر صاحب کے مضامین نہ پڑھیں۔ یا پڑھیں تو تعصب کی عینک سے پڑھیں۔ آخر لوگوں کو کسی طرح اپنے حلقہ غلامی میں رکھنا بھی تو ہے۔ اور یہ سب کچھ وہ خطرہ ہی ان سے کروا رہا ہے جو دلائل و براہین کی قوت نے ان کے دلوں میں ماشاء اللہ پیدا کر دیا ہے۔ ان کی اس حرکت مذبوحی کو سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب ”الفضل“ کے کالموں میں اس بے معنی شور و غوغا کے اندر ایک خاتون کی نسوانی آواز بھی سنائی دی ہے۔ کسی خاتون حمیدہ بانو دختر مرزا نے ”ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو نیک صلاح“ کے عنوان سے ایک مضمون ”الفضل“ میں لکھا ہے۔ جس میں وہ ڈاکٹر صاحب کو بزعم خود نصیحت کرتی ہیں۔ نصیحت کیا ہے ایک مذاق بازی ہے اور جہاں تک ہو سکا ہے ان کی شخصیت پر حملے کئے ہیں۔ محمودیوں کا خواہ بڑا ہو یا چھوٹا عام طور پر اب یہ وطیرہ ہو گیا ہے۔ کہ خود برابر شخصی حملے کرتے جاتے ہیں اور نہایت تہذیب سوز اور اخلاق سے گرا ہوا کلام کرتے جاتے ہیں اور شور مچاتے جاتے ہیں کہ ہائے ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور ہم پر ذاتی حملے کئے جاتے ہیں ہمیں جس امر کا افسوس ہے وہ یہ ہے کہ ایک شریف اور پردہ نشین خاتون کا اس طرح اخبار میں ایک ہلکا مذاق کرنا ان کی شان کے منافی ہے۔ ڈاکٹر صاحب پر آوازے کسنے کہ ان کے مضامین میں مذاق ہوتا ہے اور خود شروع سے لے کر آخر تک مذاق کرتے چلے جانا یہ خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت کا مضمون نہیں، تو اور کیا ہے۔ ہم ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ہرگز یہ طریق نہ اختیار کریں جو ان کی شان پردہ نشینی سے بعید ہے۔ وہ پہلی دفعہ پبلک میں اخبار کے ذریعے آئی ہیں اور کسی علمی مضمون کے لئے نہیں بلکہ مذاق کرنے کے لئے۔ تعجب ہے کہ ان کے اعزا و اقارب نے بھی شروع کیا اور اگر ان کے اعزا و اقارب کا اخلاقی معیار اسی قسم کا ہے تو کم سے کم ان خاتون کو خود اپنی جگہ سوچ کر ایسی مذاق بازی اور شخصی حملوں سے پرہیز کرنا چاہئے تھا۔ اور وہ ”ہیچ“ کے ذکر سے تو عنوان پر حرف آتا ہے کہ شاید وہ اسے باقاعدہ زیر نظر رکھتی ہیں۔ اور پھر ڈاکٹر صاحب پر ”اودھ پنچ“ کا فقرہ چسپ کرنا اور خود اپنی تحریر کو ”اودھ پنچ“ کے رنگ میں رنگین ہونا کس قدر حیرت انگیز ہے۔ پھر اس مذاق سے کیا حاصل ہوا سوائے اس کے کہ سمجھنے والے سمجھ گئے کہ یا تو اس معزز خاتون نے ڈاکٹر صاحب کے مضامین پڑھے نہیں صرف محمودیوں کی بے سُرالاپ میں محض جدت پیدا کرنے کے لئے اپنی آواز بھی ملا دی اور یا پڑھے ہیں تو افسوس ہے کہ سمجھ نہ سکیں

حجاز میں غیر اسلامی مداخلت کا سدباب

مغربی سلطنتوں کے ہتھکنڈوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ کسی ملک پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں اور اس کے لئے کوئی بہانہ بھی نہیں ہوتا تو سب سے پہلے اس ملک میں اپنی سرمایہ داری کا جال بچھایا جاتا ہے اور اس ملک کے قدرتی خزانوں کی اجارہ داری حاصل کی جاتی ہے اس کام کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ سیاسی ریشہ دوانیاں شروع ہو جاتی ہیں بہت سے جوڑ توڑ کے بعد اپنا سیاسی اثر و رسوخ قایم کیا جاتا ہے بالآخر فوج اور توپوں کے پہنچنے کی باری آتی ہے۔ اور اس طرح وہ ملک جس نے پہلے چند کانیں کھودنے کا اجارہ دیا تھا۔ اپنے قبضہ میں کر لیا جاتا ہے جب کبھی کسی شرقی ملک میں کسی مغربی قوم کو کوئی امتیاز ملا اس سمجھ لو کہ اسے سیاسی تسلط کا پروانہ مل گیا۔ بہتیرے مشرقی ممالک اسی حکمت عملی سے مغربی اقوام کے ہاتھ لگے ہیں۔ جزیرۃ العرب کے ترکوں کے ہاتھ سے نکل جانے میں بھی اسی قسم کی مغربی چالوں کو بہت کچھ دخل ہے۔ گزشتہ جنگ کے بعد جزیرۃ العرب کے مختلف حصص میں مغربی سلطنتوں کو جو مداخلت و رسوخ حاصل ہوا ہے اسے کوئی مسلمان بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتا لیکن وہ بیچارے سینہ پر صبر کا بھاری پتھر رکھنے کے سوا اور کر ہی کیا سکتے ہیں۔ ان حصوں میں خصوصیت سے ایک ایسا حصہ ہے جس میں مسلمان غیر اسلامی مداخلت ہرگز گوارا نہیں کر سکتے۔ یہ حجاز کا علاقہ ہے۔

اس مقدس علاقہ کو یورپ کی حریصانہ نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لئے موتمر اسلامیہ میں مولانا محمد علی صاحب اور جناب شعیب قریشی نے حسب ذیل تجویز پیش کی :-

ان بلاد مقدسہ میں غیر اسلامی مداخلت کا سدباب کرنے کے لئے یہ موتمر ضروری سمجھتی ہے کہ حجاز میں غیر مسلموں کو کسی قسم کے اقتصادی امتیازات عطا نہ کئے جائیں۔"

مسٹر شعیب قریشی نے پر زور تائید کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ کئی صدیوں کی تاریخ نے ہمیں اچھی طرح بتا دیا کہ اجنبی امتیاز کے اندر کس قسم کے خطرات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ پس ہمیں موجودہ حالات سے خبردار ہو جانا چاہئے یہاں تک کہ اگر کوئی مسلمان بھی آئے اور وہ اجنبیوں کا محکوم ہو تو پہلے ہمیں اس کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے۔ اگر وہ شبہات سے پاک ہو تو اس سے معاملہ کر لینا چاہئے ورنہ اس سے دور ہی رہنا چاہئے۔

اس تجویز کی مولانا محمد علی اور دیگر ممالک کے وفود نے بھی پرزور تائید کی ترکی نمائندے ادیب ثروت بک نے اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے اس پر اسقدر اضافہ کیا کہ ہر کسی مسلمان یا اسلامی کمپنی کو امتیاز عطا کیا جائے۔ اس سے یہ شرط کر لی جائے کہ متعاقدین کے درمیان جو کوئی اختلاف ہوگا اس میں عدالت حجازیہ کی طرف رجوع کیا جائیگا اور دونوں فریق مجبور رہوں گے کہ اس کے احکام کو بلا چون و چرا تسلیم کریں۔ اس کے علاوہ ایک اور نمائندے کی تجویز سے اس شرط کا بھی اضافہ کیا گیا کہ" شرکا کو اپنے حصے اجنبی کمپنی کے ہاتھ بیچنے کا حق نہ ہوگا"۔ یہ تجویز باتفاق رائے منظور ہوئی۔

ہمارے خیال میں حجاز کو مغربی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ ایک عمدہ تجویز ہے بشرطیکہ حکومت حجاز اس کا پاس و لحاظ رکھے۔ اسلامی سلطنتوں نے اپنے گزشتہ دور انحطاط میں اس بارہ میں بے احتیاطی برت کر بہت کچھ نقصانات برداشت کئے ہیں جن کی تلافی اب ممکن نہیں ہے۔ امید ہے کہ سلطان نجد پہلوں کے تجربہ سے فائدہ اٹھا کر اس راستہ پر قدم نہیں رکھے گا۔ اور حجاز کو غیر اسلامی مداخلت اور اثر و رسوخ سے پاک رکھنے کے لئے سعی کریگا۔ اللہ تعالے اس کو توفیق دے۔

ریاست میسور اور ذبیحہ گاؤ

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنگھٹنیوں نے اس بات پر اکہ کر لیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق پر پابندیاں عائد کر کے ان پر ہندوستان میں عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے۔ ہر مقام پر کوئی نہ کوئی نیا شاخسانہ کھڑا کیا جا رہا ہے۔ ریاست میسور میں جو جنوبی ہند میں ایک ہندو ریاست ہے۔ آج تک مسلمان اور ہندو نہایت صلح و آشتی سے زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ اور حدود ریاست میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو کامل مذہبی آزادی حاصل رہی ہے۔ لیکن اب شمالی ہندوستان سے جو سنگھٹنی ہندو وہاں تجارت وغیرہ کے سلسلہ میں پہنچے ہیں انہوں نے فرقہ آرائی کا بازار گرم کر دیا ہے۔ گزشتہ دنوں ہیں مہراجہ شردھانند نے جنوبی ہند کے دورہ میں جو اشتعال انگیز تقریریں کی تھیں اس سے بھی فرقہ وارانہ جذبات کو ترقی ہوئی جس کا نتیجہ آج ہمیں اس صورت میں نظر آ رہا ہے کہ سنگھٹنی ہندو ریاست پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ حدود ریاست میں ذبیحہ گاؤ کو ممنوع قرار دیا جائے اس پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر مہاراجا میسور نے ایک مجلس کے تقرر کا اعلان کیا ہے جو دو مسلمانوں، دو عیسائیوں اور پانچ ہندوؤں پر مشتمل ہوگی اور اس کے صدر مسٹر پٹا نا چیٹی ہوں گے۔ یہ مجلس ذبیحہ گاؤ کے مذہبی، تمدنی اور اقتصادی مسائل کے متعلق شہادتیں قلمبند کرے گی۔ اور بعد تحقیقات اس امر کے متعلق حکومت کی خدمت میں سفارش کرے گی کہ آیا ریاست میسور میں ذبیحہ گاؤ کو ممنوع قرار دینے کے لئے قانون بنایا جائے یا نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مہاراجا صاحب نے امتناعی حکم جاری کرنے سے پیشتر اس قسم کی تحقیقاتی مجلس قایم کر کے اپنی روشن ضمیری کا ثبوت دیا ہے لیکن مجلس میں جو ہندو اکثریت رکھی گئی ہے اس سے ایسے زمانہ میں جبکہ سنگھٹن کی ہوا زور سے چل رہی ہے کسی بہتر فیصلہ کی امید مشکل نظر آتی ہے۔ اگر ذبیحہ گاؤ پر کوئی پابندی عائد کی گئی یا اسے ممنوع قرار دیا گیا تو یہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں صریح دست اندازی ہوگی۔ بہرحال مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی سے ہمیں توقع ہے کہ وہ بوقت فیصلہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کا پورا پورا خیال رکھیں گے۔

پیر اور مرید میں اختلاف

جناب میاں محمود احمد صاحب کا حسب ذیل فتویٰ الفضل مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۲ پر شایع ہوا تھا۔

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دیدیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ میاں صاحب اپنے ان مریدوں کو جو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ احمدی نہیں سمجھتے۔ گویا ایسے لوگ مسلمان بھی نہیں۔ کیونکہ جو لوگ احمدی نہیں وہ میاں صاحب کے نزدیک مسلمان بھی نہیں۔ اسی ذیل میں میاں صاحب نے غیر احمدیوں کو لڑکی دینے والے مریدوں کو بھی رکھا ہے۔ جس طرح غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا جنازہ جائز نہیں۔ اسی طرح غیر احمدیوں کو لڑکی دینے والوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ گویا دونوں قسم کے لوگ احمدیت اور اسلام سے خارج ہیں۔ یہ تحریر بالکل واضح ہے۔ میاں صاحب صاف فرماتے ہیں۔ کہ ایسے لوگ احمدی نہیں۔ اس لئے ان کا جنازہ جائز نہیں۔ اسی عقیدہ کے بموجب جناب میاں صاحب نے اپنے دو مریدوں میاں اللہ بخش اور میاں عمر الدین ساکنان بنگہ کو جماعت احمدیہ سے خارج کیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی لڑکیوں کی شادی باوجود سمجھانے اور منع کرنے کے غیر احمدیوں کے ہاں کر دی۔ جب "الفضل" میں یہ خبر شایع ہوئی تو ہمارے مکرم بھائی خالصاحب چودھری ظہور الٰہی صاحب نے میاں عمر الدین صاحب کو ایک تشفی آمیز خط لکھا۔ جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

"اخبار "الفضل" سے معلوم ہوا کہ قادیانی جماعت نے محض تنگدلی اور تعصب کی بنا پر آپ کو احمدیت سے خارج کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ ہمیں یہ معلوم کر کے ان کی تنگدلی پر سخت تعجب ہوا۔ کہ اگر ان کی جماعت کے دولتمند لوگ اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو دیں تو ان کو جماعت سے خارج نہیں کیا جاتا۔ لیکن ایک غریب احمدی بھائی ایسا کرے تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ آپ یقین سمجھیں کہ آپ کو احمدیت سے کوئی شخص نہیں نکال سکتا۔ جس طرح قادیانیوں کے فتووں سے کوئی مسلمان کلمہ گو کافر نہیں بن سکتا۔ اسی طرح ان کے اعلانوں سے کوئی شخص احمدیت سے نہیں نکل سکتا .... آپ یہ خط میاں اللہ بخش صاحب کو بھی سنا دیں۔ اور دونوں آپ کو جماعت سے خارج نہ سمجھیں۔ بلکہ آپ اگر اسلام کے پابند اور حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود کو سچا سمجھتے ہیں تو آپ پکے احمدی ہیں۔"

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ جناب میاں صاحب غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے والے اور غیر احمدیوں کو لڑکی دینے والے مریدوں کو ایک ہی مد میں رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایسے لوگ احمدیت اور اسلام سے خارج ہیں۔ اور ان کا جنازہ ناجائز۔ میاں صاحب کے اسی عقیدہ اور تحریر کو ملحوظ رکھ کر خانصاحب موصوف نے اپنے خط میں یہ الفاظ لکھے تھے۔ کہ" قادیانی جماعت نے ...... آپ کو احمدیت سے خارج کرنے کا اعلان کر دیا ہے" لیکن "الفضل" اسے "فریب انداز گمراہ کن تشریح" قرار دیتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :-

" ہم آخر میں اس فریب انداز گمراہ کن تشریح کا بھی ازالہ کرنا چاہتے ہیں جو پچھلا فقرہ اس خط میں پیغام بلڈنگس کی طرف سے کی گئی ہے۔ کہ جس کو خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کرتے ہیں اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ احمدی نہیں رہا۔ احمدی ہونا تو ایمانی امر ہے۔ تصدیق بالقلب و اقرار باللسان اس کے شاہد و نشانات ہیں۔ یہ کہنا کہ حضور نے فلاں کو احمدیت سے خارج کر دیا ہے۔ نادانی کی بات ہے۔ البتہ جماعت سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اس نظام میں شامل نہیں سمجھا جائے گا۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ قایم کیا۔ پس جماعت کے دوسرے افراد اس سے وہ خاص برادرانہ تعلق نہیں رکھینگے اس سے چندہ نہیں لیا جائے گا نہ یہ کہ وہ احمدی ہی نہیں جب تک وہ خود احمدی ہونے کا مقر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی پر سچے دل سے ایمان لاتا ہے۔ اور آپ کے تمام احکام کو واجب التعمیل اور خیر و برکت کا موجب یقین کرتا ہے۔"

الفضل کی اس دور از قیاس اور خلاف واقعہ تاویل پر جو اس نے اپنے پیر کے کلام و عقیدہ کی کی ہے۔ میاں صاحب کے مرید تو ضرور سر دھنتے ہوں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے اس بے جا تاویل سے صرف اپنی پیر پرستی، ہٹ دھرمی اور تعصب کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ اپنے پیر کے بعض عقائد پر بھی پانی پھیر دیا ہے۔ جب پیر صاحب کا صاف فتویٰ موجود ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں یا غیر احمدیوں کو لڑکی دیتے ہیں ان کا جنازہ ناجائز ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں تو پھر مرید باصفا کی یہ تاویل کہ ایسے اشخاص کے جماعت سے خارج کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ جماعت کے دیگر افراد ان سے برادرانہ تعلق نہ رکھیں گے "نہ یہ کہ وہ احمدی ہی نہیں" ناقابل التفات ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر ہٹ دھرمی اور تعصب کی کوئی اور مثال ہو سکتی ہے کہ پیر تو صاف طور پر یہ اعلان کرے کہ" میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں"۔ لیکن مرید اپنے پیر کی بیجا حمایت میں اندھا دھند یہ لکھ مارے کہ وہ احمدی ہیں۔

ویدک دھرم کی اشاعت کا نرالا ڈھنگ

آریہ اخبارات آئے دن یہ شور و شر مچاتے رہتے ہیں کہ مسلمان ہندو عورتوں اور بچوں کو اغوا کرتے ہیں۔ لیکن اب بریلی کے تازہ واقعہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ سب چیخ پکار بعض آریوں کی خفیہ کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر ہے۔ میرٹھ کے ایک مسلمان کے دو لڑکے تقریباً پندرہ ماہ سے گم تھے۔ اور ایک عرصہ تک تلاش و جستجو کرنے کے بعد ان کا باپ نا امید ہو کر بیٹھ رہا تھا۔ کہ ایک دن اسے اس کے بڑے لڑکے کا خط ملا جس میں اس نے لکھا تھا کہ کس طرح ایک آریہ نے انہیں ورغلا کر ہندو بنا لیا۔ اور بریلی کے آریہ سماجی یتیم خانہ میں پہنچا دیا۔ جہاں انہیں حبس بیجا میں رکھا گیا۔ اس خط کے پاتے ہی وہ مسلمان بریلی پہنچا۔ اور وہاں کے بعض سرکردہ مسلمانوں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی مدد سے بریلی کے آریہ اناتھ آلیہ سے اپنے بچوں کو برآمد کرایا۔ اپنے اغوا اور حبس بیجا کی جو داستان ان بچوں نے بیان کی ہے۔ وہ نہایت دردناک اور ویدک دھرم کے شیدائیوں کی خفیہ ریشہ دوانیوں کا آئینہ ہے اس واقعہ نے مسلمانان ہند کے اندر ایک سنسنی پیدا کر دی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ایسے اناتھ آلیوں میں اور کتنے اغوا شدہ مسلمان بچے مصیبت کے دن کاٹ رہے ہوں گے۔ بریلی کے مسلمانوں نے انجمن تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد کر کے آریہ سماجیوں کے اس نرالے طریق تبلیغ و اشاعت مذہب کے خلاف پرزور صدائے احتجاج بلند کی تھی جس سے متاثر ہو کر حکام نے اس مقدمہ کی تفتیش شروع کر دی ہے ابتدائی تفتیش کے لئے کاغذات میرٹھ بھیجے گئے ہیں۔ اور

جواہر ریزے

کہتے ہیں کہ ساون کے اندھے کو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے یہی مثل پرکاش کے ایڈیٹر مہاشہ کرشن پر صادق آتی ہے۔ وہ شاید خود مذہب کو دکانداری سمجھتے ہیں اور لوگوں کو لوٹنے کا ایک ذریعہ اس لئے انہیں تمام دیگر اہل مذاہب بھی اس قماش کے نظر آتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"احمدی دکاندار ہیں۔ دکانداری کے راز ہوتے ہیں جنھیں اپنی دکان چلانی منظور ہوتی ہے وہ اپنے راز ظاہر نہیں کیا کرتے۔ احمدی بھی اسی اصول پر کام کرتے ہیں"

مہاشہ جی! اپنی بلا ہمارے سر نہ تھوپیے۔ یہ وصف جناب اور جناب کی جماعت کے ہوں گے۔ احمدی نہ دکاندار ہیں نہ ان کے کوئی راز ہیں۔ وہ اپنی تعلیمات علی الاعلان دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ان کا مذہب اسلام جس کو وہ مختلف زبانوں میں دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں "جنھیں اپنی دکان چلانی منظور ہوتی ہے" اور اپنے راز ظاہر نہیں کرتے۔ یہ وہ اشخاص ہیں جو اپنے عقائد اور راز پوشیدہ رکھنے کی غرض سے اپنی پارسی کتابوں کا ترجمہ نہیں کرتے۔ دکاندار وہ ہیں جو باوجود اس امر کے کہ ویدوں کو الہامی نہیں مانتے پھر بھی آریہ سماج میں گھسے ہوئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو آریہ سماجی بیان کرتے ہیں۔ دکاندار وہ ہیں جو گوشت خوری کو ہتیا اور ظلم کہہ کر شب و روز چیخ پکار مچاتے رہتے ہیں لیکن اپنی دکانیں گوشت فروشوں اور گوشت خوروں کو کرایہ پر دیتے ہیں۔

بھارت ورش کی خوش قسمتی سمجھئے کہ اس میں سوامی دیانند جی جیسا محقق شخص پیدا ہوا۔ زمین و آسمان بدل جائیں اب ایسا شخص ہاتھ نہ آئے گا۔ اس مہارشی نے بڑی بڑی تحقیقات کی تھیں۔ اور باتوں کو چھوڑ دیجئے۔ یہی بات کیا کم ہے کہ انہوں نے آریہ جاتی کی عظمت قائم کرنے کے لئے یہ دعویٰ کیا کہ ایک زمانہ میں آریوں کا چکرورتی راج تھا۔ اور یورپ اور امریکہ تک کے راجا مہاراجا ہندوستان کے چکرورتی مہاراجہ کو یہاں ڈنڈوت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ سوامی جی تو خیر بیچارے چل بسے لیکن آج ان کے مشنوں میں بہت سے محقق ہیں۔ ایک محقق پنڈت چمپوپتی ایم۔ اے نے پچھلے دنوں افریقہ سے واپس آکر یہ خوشخبری سنائی تھی کہ حبشی بھی آریہ نسل سے ہیں۔ اب مہاشہ کرشن نے آریہ جاتی کو یہ جانفزا مژدہ سنایا ہے کہ:—

"احمدی اسلام کی نسبت آریہ سماج سے زیادہ نزدیک ہیں وہ پنرجنم کو مانتے ہیں۔ مولویوں کے کفر کے فتوے سے ڈر کر پرماتما کے ساتھ جیو آتما اور پرکرتی کے انادی ہونے کا زبان سے اقرار نہ کریں۔ ان کے دلوں کا مطالعہ کرو۔ وہ جیو آتما اور پرکرتی کے انادی ہونے کا عقیدہ رکھنے کا زبان حال سے اقرار کر رہے ہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ سلسلہ عالم پرواہ سے انادی ہے۔"

اول تو یہی سفید جھوٹ ہے کہ احمدی پنرجنم کو مانتے ہیں لیکن اگر بفرض محال اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس دعوے کو دلیل سے کیا تعلق ہے۔ دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ احمدی پنرجنم کو مانتے ہیں اور ثبوت یہ پیش کیا جاتا ہے کہ احمدی سلسلہ عالم کو قدیم مانتے ہیں۔ اس تحریر کا ایک ایک لفظ دیانندی علم و دانش کا ماتم کر رہا ہے۔ اور کہنا ہی پڑتا ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر احمدی آریہ سماج سے ایسے ہی نزدیک ہیں تو مہاشہ کرشن اینڈ کو کیوں نہ اور زیادہ قریب ہونے کی کوشش کریں۔ اگر وہ ایک قدم بھی اس نیک کوشش میں اٹھائیں تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم بخوشی ان کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن حالت تو یہ ہے کہ وہ اور ان کے ہم مشرب شب و روز پالی پی کے اور گو دھیلا پھیلا کے کوستے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض احمدیوں کو مسلمانوں میں بدنام کرنے کی چال ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ سب سے بڑھ کر وہ احمدیوں ہی کو اپنا حریف خیال کرتے ہیں۔

مذاکرہ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

معجزات کی حقیقت

سوال۔ معجزہ پر اعتراض۔

جواب۔ لذات دنیا میں انہماک کی وجہ سے ہر ایک انسان تو اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ خالق فطرت کی اس آواز کو سن سکے۔ جو انسان کی ہدایت کے لئے ملاء اعلیٰ سے نازل ہوتی ہے۔ اس لئے انسان کی ہدایت کے لئے مشیت الٰہی ایسے لوگ منتخب کرتی ہے جو بوجہ اپنی استعداد فطرت اور تقویٰ و طہارت اور توجہ الی اللہ کے اس قابل ہوتے ہیں کہ اس آواز کو سن سکیں۔ جب یہ لوگ دنیا کو سناتے ہیں کہ ان کے خالق نے ان کی ہدایت کے لئے ہمیں وہ علم بھیج دیا ہے جس پر عمل کرنے سے اہل دنیا اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر سکتے ہیں۔ تو ضرور تھا کہ اس ہدایت کے منجانب اللہ ہونے پر اس یقین کو پیدا کرنے کے لئے جس کے ماتحت انسان کو عمل کی تحریک ہوتی ہے۔ اس وحی الٰہی میں کچھ ایسا علم بھی ہوتا جو انسان کی طاقت سے بڑھ کر ہو اور وہ مستقبل کا ہی علم ہو سکتا ہے۔ مگر ایسا علم جو اسباب حاضرہ سے بطور نتیجہ نہ نکل سکے بلکہ اسباب حاضرہ اس کے خلاف ہوں۔ اور اس علم کے وقوع میں آنے کے لئے ایسی قدرت نمائی کی ضرورت ہو جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ اور اس کو محض اتفاق کے دائرہ سے باہر نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ قبل از وقوع نہایت زور اور تحدی سے اعلان کیا گیا ہو۔ پس یہ واقعات جب اس علم کے مطابق ظہور میں آجائیں جو قبل از وقت خدا کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اور ان واقعات کے ظہور میں آنے کے لئے قدرت کا زبردست ہاتھ کام کرتا نظر آئے تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ مثلاً بنی اسرائیل کی قوم فرعون کی سلطنت کے اندر نہایت ذلیل تھی۔ ذلت اور غلامی انتہائی حالت کو جا پہنچی تھی۔ وہ بیگار میں لگائے جاتے۔ کوڑوں کی ماریں کھاتے۔ ماریں کھا کھا کر مر جاتے۔ ان کے پیارے بچے ان کی آنکھوں کے سامنے ذبح کئے جاتے۔ اور وہ دم نہ مار سکتے۔ بالمقابل فرعون کی طاقت و شوکت کا یہ حال تھا کہ دعویٰ خدائی تک نوبت پہنچ چکی تھی۔ اس ذلیل قوم بنی اسرائیل میں سے ایک فرد اٹھتا ہے۔ اس کا نام موسیٰ ہے۔ وہ فرعون کے سامنے برسر دربار یہ اعلان کرتا ہے کہ خدا نے میری قوم کی ہدایت کے لئے مجھے چن لیا ہے۔ اور بے دھڑک فرعون کو یہ حکم الٰہی سناتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل قوم کو چھوڑ دے تا وہ موسیٰ کے ساتھ کنعان کی زمین کو چلے جائیں۔ اور اگر احکم الحاکمین کے حکم کو نہ مانے گا تو اس نافرمانی کی سزا میں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور اس کی سلطنت اور حکومت کچھ کام نہ آئیگی اس ذلت و نکبت کو پہنچی ہوئی قوم کی نسبت جس میں بزدلی اور بے غیرتی کا مادہ از حد پیدا ہو چکا تھا۔ اور جو موسیٰ کے ساتھ جب نکلتی ہے تو اپنی بزدلی اور نالائقی سے حضرت موسیٰ کو بھی مشکلات میں ڈالتی رہتی ہے ایسی قوم کی نسبت کون یہ فتویٰ لگائے گا کہ یہ قوم فرعون کے پنجے سے نکل جائیگی اور فرعون اگر اس میں روک ہوگا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ جس تحدی اور شوکت کے ساتھ حضرت موسیٰ نے فرعون کو یہ پیغام پہنچایا۔ اہل دنیا کے عقلمندوں کی نگاہ میں یہ ایک جنون سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خودکشی ہے۔ یہ جرأت کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔ جب تک کہنے والا اپنے پورے یقین سے اپنے آپ کو خدا کا رسول نہ سمجھتا۔ پھر کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو موسیٰ نے کہا تھا۔ وہ قوم نجات پا جاتی ہے اور فرعون ہلاک ہو جاتا ہے۔ چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ کیا۔ دونوں کا آمنا سامنا ہوتا ہے۔ آگے بحر ذخار ہے۔ اب فرعون کے لئے اس بےکس قوم کو پاؤں کے نیچے مسل ڈالنا کیا مشکل تھا۔ لیکن اب وقت آگیا کہ الٰہی قدرت نمائی کا ظہور ہو۔ تا خدا کی باتیں پوری ہوں۔ بحر ذخار پایاب ہو جاتا ہے اور اس بےکس بےبس قوم کو رستہ دے دیتا ہے۔ جس میں بوڑھے۔ بچے۔ ضعیف عورتیں، اسباب سبھی کچھ تو شامل تھا۔ اور اس قہار فوج اور اس کے متکبر مغرور سردار کو بادجود اپنی تمام شوکت و شان کے غرق کر دیتا ہے۔ یہ ایک معجزہ ہے۔ مگر سمندر کا پھٹنا نہیں۔ وہ پھٹا تو اسباب کے ماتحت ہی ہوگا۔ معجزہ ہے بالمقابل اس بےکس قوم کا نجات پا جانا اور ظالم اور طاقتور قوم کا ہلاک ہو جانا۔

یہی معجزہ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی چھوٹی سی کمزور جماعت کی تائید میں ظاہر ہوا کہ کفار کی قوی اور جری فوج اس کمزور اور قلیل جماعت سے ٹکرا کر پانی کے ایک بلبلے کی طرح بیٹھ گئی اور فنا ہو گئی۔ یہ اتفاق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ سب باتیں پہلے سے بتا دی گئی تھیں۔ اور بڑے زور اور تحدی سے ان کے وقوع میں آنے کا اعلان کیا تھا۔ اور کفار کو سر تسلیم کا موقع دیا گیا کہ وہ اپنی طاقت کو خدا کی اس چھوٹی سی جماعت کے مقابلہ میں پوری طرح لگا لیں اور انہوں نے لگایا۔ لیکن وہی ہوا جو خدا نے کہا تھا۔ اور اس قدرت نمائی کے ساتھ ہوا جس کے سامنے انسانی عقل و علم اور طاقت عاجز رہ جاتے ہیں۔ پس معجزہ ایک قانون الٰہی ہے جو خدا تعالیٰ اپنی وحی کی تائید میں ظاہر کیا کرتا ہے۔ تا انسان کو اس کے من جانب اللہ ہونے پر یقین کامل پیدا ہو۔ اس پر اعتراض کرنا نادانوں کا کام ہے۔ شاید وہ بھان متی کے تماشوں کو معجزہ سمجھتے ہوں گے۔ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ تو بھی بڑھ کر حماقت ہے۔

اہل دنیا کا ظلم و ستم

سوال۔ دنیا میں جو بدنظمی ہے ظلم و ستم ہو رہا ہے جس طرح آج دمشق میں ہولناک قتل و خونریزی ہو رہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس پر اعتراض ہے کہ خدا کو دنیا کی ابتری و خونریزی کی پروا نہیں۔

جواب۔ کیا خوب! گویا اس کا منشا یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں اپنے اختیار اور ارادہ کے ماتحت عمل کرنے کے لئے موقع کیوں دیا گیا۔ یعنی جب وہ جھوٹ بولنے لگتا تو اس کی زبان پر فالج گر جاتا۔ جب چوری کرنے لگتا تو اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا۔ جب قتل کرنے لگتا تو قاتل کا اپنا دم نکل جاتا۔ گویا انسان کو زبردستی نیک بنایا جاتا۔ لیکن پھر ایسا نیک کسی ترقی اور انعام کا مستحق کیسے ہو سکتا۔ ایسے زبردستی کے ڈنڈے کے زور سے بنائے ہوئے نیکوں سے جیل خانے بھرے پڑے ہیں۔ جب تک قید میں آرام سے ہیں جس دن چھٹے پھر وہی فساد اور شرارتیں۔ پس اگر مطلب عمل کا یہ ہے۔ کہ انسان میں وہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ پیدا ہو جائیں جو اخلاق الٰہیہ کے پرتو ہیں اور جن کی وجہ سے انسان خلیفۃ اللہ کا مقام حاصل کر لیتا ہے اور ابدی ترقیات کا وارث ہوتا ہے۔ تو پھر ضرور تھا کہ انسان کو ارادہ اور اختیار دیا جاتا۔ تا وہ اپنی مرضی سے اپنے نفسانی جذبات کو اعتدال پر رکھ کر مستحق ترقی و انعام ہوتا۔ اور یہ بھی ضرور تھا کہ اسے مقام ابتلا میں رکھ کر ایک وقت مقررہ تک موقع دیا جاتا جس میں وہ اس مقصد کے حصول کے لئے سعی کرتا اور اپنی فطرت میں رکھی ہوئی استعدادوں کو نشوونما دیتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف طور پر فرمایا ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور ساز و سامان ایک وقت مقررہ تک۔ اور فرمایا خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ کہ موت اور حیات کو پیدا کیا تا تمہیں آزمائے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔ پس یہ تو ثابت ہو گیا کہ انسان اس دنیا میں اس لئے پیدا کیا گیا ہے تا وہ اچھے عمل کر کے اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرے۔ اور اس کو ایک وقت خاص تک مہلت دی گئی ہے۔ یہ دنیا تو ارتقا کے سلسلہ کی ایک منزل ہے۔ یہ وہ منزل ہے جہاں ارادہ اور اختیار انسان کی شکل میں معرض ہستی میں آجاتا ہے۔ اور جہاں سے اعمال اور ان کی جزا پر آئندہ ارتقا کا انحصار شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اب وہ منزل آگئی جہاں سے مادی حد بندیوں کی قید ختم ہوتی ہے۔ اور روحانیات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو پھر اس منزل کے اندر اگر انسان کچھ بداعمالیاں کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنی آئندہ ترقیات پر کلہاڑا چلا رہا ہے۔ ایک وقت مقرر جو سعی کے لئے اسے دیا گیا تھا۔ اس سے آپ کیوں اسے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ ان اعمال کی جواب دہی کے لئے ایک اور عالم آتا ہے جہاں فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ کا نظارہ نظر آجائے گا۔ اگر کسی نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہے وہ بھی دیکھ لے گا۔ اور اگر ایک ذرہ کے برابر بدی کی ہے۔ تو اسے بھی دیکھ لے گا۔ آپ تو فلسفہ کے بہت شائق معلوم ہوتے ہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ اس عالم اسباب و نتائج میں اگر عمل سبب ہے تو جزا اس کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ کل عالم دار العمل ہے تو دار الآخرۃ دار النتائج ہے۔ ہر سبب نتیجہ ضرور لائے گا۔ ہمیں ابھی نظر آئے یا نہ آئے یا دیر سے آئے سبب بغیر نتیجہ پیدا کئے خالی نہیں جا سکتا۔ یہ تو ایک مسلمہ مسئلہ ہے پھر اتنی جلد بازی کیوں ہے؟

جس طرح نوع انسان کے ہر ایک فرد کو عمل کے لئے موقع دیا گیا ہے۔ اسی طرح ہر ایک قوم کو بھی عمل کے لئے موقع اور وقت دیا گیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے ولکل امۃ اجل فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون اور ہر ایک قوم کے لئے ایک وقت مقررہ ہے۔ پھر جب ان کا وقت آپہنچتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ لیکن ان باتوں کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بھی سنت اللہ یعنی قانون الٰہی ہے۔ کہ جب ایک فرد یا قوم اپنے مقررہ وقت کے اندر ظلم و عدوان میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ اسی دنیا میں غضب الٰہی کے نیچے آکر ہلاک [illegible]

کے لیے علم آلہی میں ایک اندازہ اور پیمانہ ہے ۔ جب تک وہ پیمانہ نہ بھر جائے ۔ فرد ہو یا قوم ۔ تنزل کے گڑھے میں غرق نہیں ہوتے جس طرح کہ جب تک پانی سے ایک خاص حد تک پیالہ نہ بھر جائے وہ پانی میں نہیں ڈوبتا ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے **فان الذین ظلموا ذنوبًا مثل ذنوب اصحٰبھم فلا یستعجلون** ۔ بے شک ظالموں کے لیے پیمانے مقرر ہیں جس طرح ان لوگوں کے ہم مشربوں یعنی پہلی قوموں کے لیے مقرر تھے ۔ پس عذاب کے لیے جلدی نہ کریں ۔ لیکن اس پیمانہ کے بھرنے میں ایک اور قانون الٰہی کا بھی خیال رکھ لینا چاہیے ۔ کہ ان الحسنات یذھبن السیات " بے شک نیکیاں بدیوں کو لیجاتی ہیں ۔ یعنی اگر کسی فرد یا قوم میں کچھ خوبیاں اور نیکیاں بھی ہیں تو بدیوں کے مقابلہ میں دوسرے پلڑے کی یہ نیکیاں بدی کے پلڑے کو اتنا بھاری نہیں ہونے دیتیں کہ وہ جھک کر اس پیمانہ کو بھر دے ۔ جس کے بھرنے پر قوم کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے ۔

پس جناب والا جو کچھ ہو رہا ہے سب سنت اللہ یعنی قوانین الہیہ کے ماتحت ہو رہا ہے ۔ انسان بحیثیت فرد یا بحیثیت قوم اس عالم میں اس کے لیے ایک وقت مقرر تک مہلت دی گئی ہے اس کے عملوں کی جزا کا حقیقی مقام تو دار الآخرت ہے ۔ لیکن جو لوگ اپنے ظلم و عدوان سے اسی دنیا میں اپنے پیمانہ کو اتنا بھر دیتے ہیں کہ وہ غرق ہو جائے وہ اسی دنیا میں مغضوب علیہ ہو جاتے ہیں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی انصاف پسندی اور نکتہ نوازی اس بات کی بھی مقتضی ہے کہ اگر انسان میں بحیثیت فرد یا بحیثیت قوم کچھ خوبیاں بھی ہوں تو وہ خوبیاں بدیوں کے پیمانہ کو جلد نہیں بھرنے دیتیں ۔ اور انسان کو فرد ہو یا قوم اس کا فائدہ ضرور مل جاتا ہے ۔

درویش کی صدا

(جناب تاج حسین بخاری بی اے ہیڈ ماسٹر جہلم کے قلم سے)

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

تقلید ، اور پھر ایسی تقلید ، جس میں نہ عقل کو دخل نہ فہم کو رسا نہ راستبازی کو تعلق نہ دلائل کو واسطہ ، یہ ہے ذہنیت مقلدین و ساجدین گدی قادیان کے آئے دن کی ناتراشیدہ اور بے ہنگام منطق کی ضیا پاشیاں جو پس پردہ دنیا کی چشم بصیرت کو خیرہ کر رہی ہیں ۔ دور حاضرہ میں مجدد وقت نے تجدید مذہب کے لئے جہاں پر اپنی سر توڑ کوششوں کو جامۂ عمل پہنا کر چار دانگ عالم میں اصلاح قوم و فلاح و بہبود بنی نوع انسان کی بنیاد ڈالی ۔ وہاں پیر پرستی ، آدم پرستی و قبر پرستی کو جو انسانی فطرت کا بالعموم اور ہندوستانی فطرت کا بالخصوص خاصہ ہیں ۔ بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ۔ مگر مثل مشہور ہے کہ اگرچہ پدر نتواند پسر تمام کند ۔ بخلاف مشیت والد بزرگوار پسر نوح نے اپنی ہلاکت کا سامان خود تیار کر لیا ۔ اور پدری شفقت کو آخری دم تک بالائے طاق رکھا ۔ قصۂ دیرینہ کا اعادہ عبث ہے ۔ فی زمانہ پسر اولوالعزم نے ایک ایسے راستے کی متروب لکیر پہ قدم زنی فرمائی ہے ۔ کہ سینکڑوں سادات عظام کی گدیاں بڑے بڑے حرمین نواز خرقہ پوشوں کے تکیہ گاہوں اور بلند آہنگیوں ، صدہا سجادہ نشینوں کی لن ترانیوں اور بلند پروازیوں کو ایسا مات کیا ہے کہ ان کی ٹمٹماہٹ وقت سحر کا پیغام دے رہی ہے ۔ کیوں نہ ہو ۔ پسر نوح کو باپ کے قول سے انکار اور پسر مجدد قادیان کو باپ کی نبوت کا اصرار ۔ تفریط و افراط کے مسئلہ کا نہایت ہی دل کش و دل فریب موازنہ ہے ۔ مدت سے میرے دل میں یہ خیال موجزن رہا ہے کہ دنیا میں تین مذاہب ایسے ہیں ۔ جو بالکل بے بنیاد اصولوں پر قائم ہیں ۔ اور تینوں کی ترقی کا راز زیادہ حد تک گویا کفارہ کا مسئلہ ہے ۔ سید العالمین نے ڈھکوسلوں ، بے بنیاد قصوں اور خلاف قیاس تصریحوں پر قائم شدہ مذاہب کو نیست و نابود کرتے ہوئے ایک ایسے فطرت کو اپیل کرنے والے مذہب کی بنیاد ڈالی جو قبل و مابعد ختم المرسلین مذاہب عالم کے لئے تا ابدالآباد و نمونہ بقا رہا ہے اور رہے گا ۔ مگر وائے بر حال امت مرحومہ کہ بضاعت اور ناقص دماغ برائے نام امتی نے اختراعات کو اپنا حرز جان بنا لیا اور پیارے نبی کی ساڑھے تیرہ سو برس کی کوششوں پر پانی پھیرنے کی ٹھان لی مگر یاد رہے کہ ع

نہیں خاک ڈالے سے چھپتا ہے چاند

تمام کوششیں بے سود و بے کار ثابت ہونگی اور الٹی منہ کی کھانی پڑیگی

ہاں مگر یہ کوئی عجیب بات نہیں ، ہندوستان بلکہ ایشیا کی سرزمین ہی کو یہ شرف حاصل ہے جس میں مدعی نبوت تو درکنار ، مدعی کمالات خدائی بنکر بھی اگر صمیم قلب سے کوئی شخص مرد میدان ہو جائے تو نہایت ہی تھوڑی سی کوشش سے بہتیرے ہمخیال و مقلد پیدا کر سکتا ہے ۔ چہ جائیکہ دعویٰ نبوت خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ۔ اس سے بڑھ کر روپیہ ایسا کام کرنے والی مشین ہے جو تمام دینی و دنیوی کاروبار کا اجارہ دار ہو کر لاکھوں و چراصدہا مدعیان صمیم الدماغی کو اپنا غلام بنا سکتا ہے ۔ بلکہ بیجا نہ ہوگا اگر کہا جائے کہ سوائے عبا و آہی کے ہر چیز اس کے سامنے سر بسجود ہونے اور جبیں سائی کرنے کو تیار ہو سکتی ہے ۔ اندریں حالات سست بچنی پیدا کر لینا کونسی مشکل بات ہے ۔ چنانچہ بارگاہ خلافت قادیان نے بھی اس قسم کے بہت سے سست بچے پیدا کر لیئے ہیں ۔ کئی سر برآوردہ اصحاب ہجرت کر کے آستانہ خلافت پر جبہ سا ہیں ۔ کئی حلہ سادات کو زیب تن کئے ہوئے ہیں ۔ کئی خفیہ سوسائٹیوں کی ریشہ دوانیوں سے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ کئی ایسے ہیں جو تخت خلافت پر . . . . . تک نثار کرنے کو تیار رہتے ہیں ۔ لیکن وہ عمارت جس کی بنیاد ریگ پر قائم ہو ہر وقت معرض خطر میں ہے ۔ خدا تعالیٰ نے جذب و تاثر کی مسحور کرنے والی طاقت بالکل سلب بلکہ مسخ کر دی ہے ۔ وہ دن دور نہیں جب حاملان حق و صداقت کے علم درخشاں کی منور شعاعیں تمام اطراف عالم میں پھیل جائیں گی ۔ اور منصوبہ ساز جماعتوں کے ایمان کا دیوالہ نکل کر ان کی رہی سہی امیدوں پر خاک ڈال دے گا ۔ شریعت نبی صلعم کی تنسیخ ۔ کفر و تکفیر کی گرم بازاری ۔ مستقل نبوت کی بنا کے خواب پریشاں ایسی باتیں ہیں جو خلافت یا ماموریت من اللہ کو قائم نہیں رکھ سکتیں ۔ تو " کسی نبوت " کو کیسے فروغ دے سکتی ہیں ؟ مقام استعجاب ہے کہ دعویٰ و دلیل کو تطابق نہیں ۔ اور پھر اندھا دھند آدم پرستی کی جا رہی ہے ۔ حال ہی میں ایک نہایت ہی فہیم شخص نے حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۷۸ کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے خیالات دیرینہ کو خیرباد کہہ کر دار الامان قادیان میں پناہ لی ہے ۔ اور دار السلام لاہور سے تنفر کا اظہار فرمایا ہے ۔ میں حیران ہوں کہ منصف مزاج قابل دوست نے آدم پرستی کا طوق اپنے گلے میں کیونکر پہن لیا ۔ اور آزادی کی زنجیروں کو توڑ کر دائمی غلامی کا جوا اپنے کندھوں پر رکھنا کیونکر اختیار کیا اور اس بات کو ذریعہ نجات کیونکر خیال کیا کہ تمام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کو کافر کہا جائے ۔ تا نبی صلعم کی روح بھی چین سے نہ رہے ، فلسفہ عاجز ہے کہ تین کو کس طرح ایک مان لیا جائے ۔ اور " غلام احمد " کو " احمد " کس طرح کہا جائے ۔ جبکہ بانیٔ فرقہ احمدیت نہایت بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ ؎

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

ضد اور تعصب کی پٹی نے رہی سہی بصیرت کو بھی چھین لیا ۔ اور اب ہمارے دوست تاریکی میں اندھا دھند ادھر ادھر ٹامک ٹوئیے مارتے پھرتے ہیں ۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

متاع ملت کو کھونے والو ۔ احساس زیاں کو تو ہاتھ سے نہ کھوؤ ۔ ذرا غور سے دیکھو کہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۸ کی پیش کردہ عبارت کا مفہوم کیا ہے ۔ عبارت یوں ہے :-

" عبد الحکیم کا یہ کہنا کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا ۔ اور گو وہ ایسے ملک میں رہے گا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی ۔ تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑے گا "

محض افترا ہے ۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے علمبرداروں کی چودہ سو سال کی ان تھک کوششوں کے اثمار کا تحفظ ہی کیا ہوا ۔ بجائے تحفظ و صیانت کے اس کی تخریب پر کمربستہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ راہ راست پر لائے اور ہدایت دے ۔ اور درویش کی صدا کیا ہے ۔

احمدیہ انجمن خواتین لاہور کے چھٹے جلسہ کی کارروائی

۵ اگست ۱۹۳۶ء کو بروز اتوار بوقت ۵ بجے شام مسلم ہائی سکول میں احمدیہ انجمن خواتین کا چھٹا اجلاس بصدارت اہلیہ جناب شیخ نور احمد صاحب وکیل مرحوم منعقد ہوا ۔ جس میں کافی تعداد میں خواتین شامل ہوئیں ۔ سب سے پہلے ہمشیرہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف کا ایک رکوع تلاوت فرمایا ۔ اس کے بعد زبیدہ بیگم بنت جناب سید حسن شاہ صاحب نے ایک نظم پڑھ کر سنائی ۔ بعد میں خاکسار نے میاں بیوی کے حقوق پر تقریر کی ۔ پھر جناب والدہ صاحبہ ملک نذیر احمد صاحب نے تعلیم نسواں پر تقریر فرمائی جس کا لب لباب یہ تھا کہ تعلیم ہو تو مصیبت کے وقت بھی کام آتی ہے ۔ پھر بنت مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حسن اخلاق پر تقریر فرمائی ۔ پھر رشیدہ بیگم بنت شیر محمد صاحب نے موت پر تقریر فرمائی ۔ پھر عمدہ بیگم بنت جناب شیخ نور احمد صاحب مرحوم نے آنحضرت صلعم کے عفو و درگزر پر روشنی ڈالی ۔ اس کے بعد محمودہ بیگم بنت جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے آنحضرت صلعم کے عادات و خصائل پر تقریر کی ۔ پھر تاج بیگم نے حضرت مرزا صاحب کی ایک فارسی نظم با ترجمہ بہت اچھی طرح پڑھی ۔ پھر خاکسار نے ایک نظم صلوا علیہ وآلہ پڑھ کر سنائی ۔ پھر ہمشیرہ جناب خداداد خاں نے چندہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی اور ممبرات انجمن کو بقایا چندہ کی ادائیگی کے لئے تحریک کی ۔ پھر خاکسار نے اپنی سب بہنوں کا شکریہ ادا کیا ۔ اور بزرگوں کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بھی مہربانی سے اس نیک کام میں حصہ لیا کریں ۔ پھر حاضرین جلسہ کو مژدہ سنایا کہ خواتین جہلم نے بھی ہماری پیروی کی ہے ۔ اور باقاعدہ اجلاس شروع کر دیئے ہیں ۔ اس مسرت انگیز خبر کو سن کر سب بہنیں مسرور ہوئیں اور ناظرین اخبار بھی یہ خبر سن کر امید ہے کہ خوش ہوں گے ۔ کہ روز بروز مستورات میں بھی لیکچر دینے کا شوق پیدا ہو رہا ہے ۔ میں خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہم کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم ایسے نیک کام میں حصہ لے رہی ہیں ۔

ہمارے اجلاس روز بروز پر رونق ہونے چاہئیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ہماری بزرگ بہنیں تھوڑی دیر کے لئے دنیوی کاموں کو چھوڑ کر جلسہ میں شریک ہوا کریں ۔ اور اپنے محلہ کی اور آس پاس کی مستورات کو بھی ان جلسوں میں شامل ہونے کی تحریک کریں ۔ تاکہ جلسہ پر رونق ہو جائے ۔ اگر ہم نے اسی طرح جلسوں کے سلسلے کو جاری رکھا تو ہماری علمی اور مذہبی ترقی یقینی ہے ۔ آخر میں جناب صدر صاحبہ نے نہایت عمدہ الفاظ میں سب سامعین کا شکریہ ادا کیا ۔ اور اس ناچیز کی حقیر خدمات کا اعتراف کیا ۔ اس کے بعد خاکسار نے حاضرین کا دلی شکریہ ادا کیا ۔

اجلاس بخیر و خوبی برخاست ہوا ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ لاہور کی خواتین اس کام میں بہت دلچسپی لے رہی ہیں ۔ ان میں فرائض مذہبی کا احساس پیدا ہو گیا ہے ۔ جو ایک زندگی کا نشان ہے ۔ اگر یہی سلسلہ کچھ مدت تک جاری رہا تو امید کامل ہے کہ ہماری انجمن خواتین بہت سے مفید کام سر انجام دے سکے گی ۔

آئندہ جلسہ ماہ اکتوبر میں مکرمی و محترمی اہلیہ صاحبہ جناب حضرت امیر کی تشریف آوری لاہور کے بعد ہوگا ۔

اہلیہ خواجہ جلال الدین صاحب
سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

برکات مسیح موعودؑ

(جناب شیخ محمد نصیب صاحب کے قلم سے)

میں ماہ جون ۱۹۲۶ء میں شکرگڑھ گیا تو وہاں چودھری محمد اسمٰعیل صاحب افسر مال کے مکان پر ٹھیرا۔ چند احباب ایک روز شام کے وقت جمع تھے یوں تو اکثر اوقات حضرت مسیح موعود کا ذکر اذکار احباب میں برنگ تبلیغ ہوتا رہتا ہے۔ مگر اس روز کسی صاحب نے چودھری صاحب سے حضرت صاحب کے متعلق یہ سوال کیا کہ آیا دیگر بزرگان دین اسلام کے مانند حضرت مرزا صاحب کی بھی کوئی کرامات ہیں۔ چودھری صاحب نے جواب دیا کہ اصولی رنگ میں اگر دیکھا جائے تو کرامات دیکھ کر ماننے والوں کا ایمان قابل قدر نہیں ہوتا۔ ادنے درجے کے لوگ عموماً کرامات ومعجزات دیکھ کر مانا کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے کو کسے معجزات دیکھ کر مانا تھا تاہم حضرت صاحب کے خوارق بے شمار ہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک کسی کسی خارق عادت کا گواہ ہے۔ چنانچہ آپ نے چند ایک باتیں فرمائیں۔ جو غالباً اب تک سپرد قلم نہیں ہوئیں۔ اور اب احباب کے مطالعہ کے لئے سپرد قلم کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ ازدیاد ایمان کا باعث ہونگی۔

(۱) چودھری صاحب نے فرمایا کہ اوائل زمانہ میں حضرت صاحب اپنے احباب کے ساتھ صبح وشام کھانا تناول فرماتے تھے۔ ایک روز شام کا ذکر ہے۔ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت بیوی صاحبہ نے کوئی عمدہ چیز پکی ہوئی حضرت صاحب کے پاس بھیجی۔ حضرت صاحب نے اس میں سے کچھ خود تناول فرمائی اور تھوڑی تھوڑی اس میں سے جہاں تک ہاتھ پہنچتا تھا حضرت مولوی نورالدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ اصحاب کے آگے رکھی۔ میرے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا کہ حضرت صاحب نے بڑے بڑے لوگوں کے سامنے تو رکھی ہے مگر کسی غریب کے سامنے نہیں رکھی۔ یہ خیال میرے دل میں آتا تھا کہ حضرت صاحب نے اپنے دست مبارک میں وہ چیز لی اور اٹھ کر آئے اور میرے آگے روٹی پر رکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ اور سوائے میرے کسی کے آگے نہ رکھی۔ تب میں نہایت شرمندہ ہوا اور ساتھ ہی ایمان بڑھا۔

(۲) ان ہی دنوں میں جبکہ میرا زمانہ طالب علمی تھا۔ چودھری صاحب نے بیان کیا۔ کہ ایک طالب علم عبدالرحیم نام قادیان گیا ہوا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ اذان ہو رہی تھی اور حضرت صاحب کسی ضرورت کی وجہ سے کسی سے کوئی بات کر رہے تھے۔ کہ عبدالرحیم کو غلط العام عقیدہ کی بنا پر کہ اذان ہوتے میں بات بالکل نہ کرنی چاہئیے۔ یہ اعتراض سوجھا کہ حضرت صاحب اذان میں باتیں کر رہے ہیں۔ ہم دونوں جب سیر کو گئے تو اس نے اس بات کا اظہار مجھ سے کیا۔ لیکن وہ بات آئی گئی ہوئی۔ ہم دونوں نے کسی تیسرے شخص سے اس بات کا اظہار نہیں کیا۔ شام کو جب نماز مغرب پڑھی تو شہ نشین پر جو چھوٹی مسجد میں اوائل زمانہ میں تھا اور جس پر حضرت مسیح موعود اور آپ کے اصحاب بعد نماز مغرب رونق افروز ہوا کرتے تھے۔ حسب دستور تشریف فرما ہوئے۔ حضرت صاحب نے بلا کسی تحریک کے سلسلہ کلام یوں شروع کیا۔ کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو معمولی سی باتوں پر مثلاً اذان ہوتے میں اگر بات کی جائے تو اعتراض پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ شریعت میں اذان ہوتے وقت ضرورتاً بات کرنا جائز ہے۔ تب ہم ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ اور حیران ہوئے کہ حضرت صاحب کو کیسے اس کا علم ہو گیا۔ جبکہ ہم نے کسی سے ذکر تک نہیں کیا۔

(۳) چودھری صاحب نے فرمایا کہ میں نے بی۔اے کا امتحان دیا۔ پرچہ لکھتے وقت مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ قریباً سارا وقت ایک سوال کے جواب میں صرف کر دیا۔ اور وہ بھی ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ گرال ایگزامنر نے آواز دی کہ آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا ہے۔ تب مجھے ہوش آیا۔ اور سخت فکر لاحق ہوا۔ اسے ادھورا چھوڑ کر باقی سوالوں کا جواب دینا شروع کیا مگر آدھ گھنٹہ میں آٹھ نو سوالوں کا جواب کیا ہو سکتا تھا۔ بالآخر ادھورا پرچہ دینا پڑا۔ جو کچھ میں نے پرچہ لکھا مجھے اس کے مطابق علم تھا کہ میں ہرگز پاس نہ ہونگا۔ حضرت صاحب کو یہ سارا حال لکھا اور دعا کی درخواست کی تب آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب سے جواب لکھوایا کہ میں نے دعا کی ہے آپ پاس ہو جائیں گے۔ فکر نہ کریں۔ ابھی نتیجہ نکلنے میں چند روز باقی تھے۔ کہ کالج کے ایک طالب علم نے ایک روز حضرت صاحب کی پیشگوئیوں پر اعتراض کیا کہ کوئی بھی نہیں نکلتی۔ تب میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے بڑی تحدی سے جواب دیا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں تو ایک طرف رہیں۔ ان کے اس خادم کی پیشگوئی بھی غلط نہیں نکل سکتی اس نے کہا اچھا ہم مرزا صاحب کو سچا مانیں اگر تم یہ پیشگوئی کرو کہ تمہاری جماعت کا کون طالب علم پاس ہوگا۔ کون فیل ہوگا؟ میں نے کہا کل صبح بتاؤنگا

میں خود اس دلیری اور جرأت پر حیران ہوا۔ اور رات کو بہت تضرع اور خشوع سے خدا کی حضور میں یوں دعا کی کہ الٰہی میں تو جو کچھ ہوں مجھے بھی اور تجھے بھی علم ہے۔ میرا ذاتی معاملہ تو نہیں۔ تیرے مامور کے صدق وکذب کا سوال ہے۔ پس اس کی صداقت کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ میری دستگیری فرما۔ اور اس کی صداقت نا فہموں پر ظاہر فرما۔ اس کے بعد میں سو گیا۔ رؤیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا محمد اسمٰعیل تم اور فلاں فلاں طالب علم پاس ہو جائے گا۔ اور فلاں فلاں طالب علم فیل ہو جائے گا۔ جب میں بیدار ہوا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اور کامل یقین ہو گیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ صبح ہوئی تو وہ طالب علم وقت مقررہ پر میرے کمرہ میں آیا اور پیشگوئی کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا قلم دوات لو اور فہرست لکھ لو۔ میں نے اسے پاس اور فیل ہونے والوں کی فہرست لکھا دی۔ اور یہ ایک عجیب معرکۃ الآرا معاملہ ہو گیا۔ اور نتیجہ کے انتظار میں ایک ایک منٹ پہاڑ کے برابر گذرنے لگا۔ آخر وہ وقت آگیا۔ جس کا انتظار تھا۔ خدا کی شان عین اسی فہرست کے مطابق جو حضرت مسیح موعود کے فرمان کے مطابق میں نے قلمبند کرائی تھی طلبا پاس اور فیل ہوئے۔ اور وہ شخص بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔

(۴) حضرت صاحب کی عادات وبرکات کے متعلق چودھری صاحب نے فرمایا کہ میں زمانہ طالب علمی میں اکثر جایا کرتا اور نائیوں والی حویلی کے نام سے حضرت صاحب کے مکانات کے پاس ہی میراں بخش حجام کی حویلی تھی۔ کھلی جگہ تھی میں وہاں ٹھہرا کرتا۔ میرے ہمراہ اکثر چودھری غلام احمد صاحب مرحوم انسپکٹر ڈاک خانہ جات ہوا کرتے تھے۔ میراں بخش حجام کی عمر حضرت صاحب کی عمر سے زیادہ تھی۔ اور وہ مرتے دم تک مرزا صاحب کا مخالف رہا ہے۔ اس لئے میں حضرت کے بچپن کے حالات کرید کرید کر معلوم کیا کرتا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ بچپن ہی سے مرزا صاحب کی طبیعت دنیا کی طرف سے سرد تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف راغب اور بچوں کا سا کھیلنا اور اچھلنا کودنا نہ تھا۔ نہ ان جیسی زندگی بسر کرتے تھے۔ بلکہ آپ کی بچپن کی زندگی پاکیزہ تھی۔ آپ کے والد ماجد جو ایک رئیس وجاگیردار تھے۔ اور ان کے آئے دن مقدمات رہتے تھے۔ وہ انہیں اس کام میں لگانا چاہتے۔ مگر یہ مطلق پروا نہ کرتے بلکہ کسی گوشہ مسجد میں چھپ کر یاد الٰہی میں مصروف رہتے تو وہ غم کرتے کہ یہ ملاں کہاں سے ہو گیا۔ کام کوئی کرتا نہیں کہاں سے کھائے گا۔ وہ مرزا صاحب کو زبردستی مقدمات کی پیروی کے لئے بھیج دیتے۔ اور مرزا صاحب اپنے والد کے حکم کی تعمیل میں چلے جاتے۔ مگر کرتے وہی جو مالک حقیقی کا حکم ہوتا۔ اس لئے اکثر مقدمات میں بوجہ حق گوئی شکست کھا کر خوش وخرم واپس آتے۔ باپ کو بہت دکھ ہوتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ بٹالہ کی عدالت میں مقدمہ تھا۔ حضرت صاحب کو تاریخ پر بٹالہ بھیجا۔ اور میراں بخش کو ہمراہ بھیجا۔ اور کہہ دیا کہ راستہ میں انہیں سمجھاتا جائے۔ کہ اس طرح بیان دینا ہے۔ میراں بخش کا بیان ہے کہ میں سارے رستے مرزا صاحب کو سکھاتا پڑھاتا گیا مگر وہ خاموشی سے سنتے رہے۔ اور جواب کچھ نہ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دل کسی اور طرف لگا ہوا ہے۔ خیر بٹالہ پہنچے۔ مجھ سے کہا کہ تم کچہری جاؤ۔ آواز پڑے تو مجھے اطلاع کرنا۔ اور آپ باغ میں نماز پڑھنے لگے جب آواز پڑی تو میں آیا۔ دیکھا تو سجدہ میں پڑے ہیں۔ ہر چند چیخا چلایا مرزا جی جلدی کرو۔ حاکم نے بلایا ہے۔ مگر مرزا صاحب ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔ اور سر سجدہ سے اٹھاتے ہی نہیں۔ جوں جوں سجدہ لمبا ہوتا گیا میرا غصہ وغضب بڑھتا گیا۔ کہ عجیب الشان ہے۔ والد نے کس غرض کے لئے بھیجا ہے اور کر کیا رہے ہیں۔ واپس جائیں گے تو کیا کہیں گے (میراں بخش کو کیا علم کہ دراصل مرزا صاحب حاکم حقیقی کی عدالت میں پیشی بھگت رہے ہیں۔ اور حاکم مجازی کی عدالت کی پرواہ نہیں) آخر تنگ آکر میں دوبارہ کمرہ عدالت میں گیا۔ معلوم ہوا کہ مقدمہ داخل دفتر ہو گیا ہے۔ تب تو میرے غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں واپس آیا۔ تو مرزا صاحب نے بسہولت سلام پھیر کر دریافت کیا کہ حاکم نے آواز دی ہے یا نہیں۔ میں نے کہا آپ کہاں گئے تھے۔ میں تو چیختا چلاتا رہا اور اب آواز تو درکنار مقدمہ داخل دفتر ہو گیا ہے۔ چلو مصلیٰ اٹھاؤ اور گھر چلیں۔ بڑے لائق باپ کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ وغیرہ۔ یہ بوریاں یاد رکھے مرزا صاحب خاموش ہو رہے اور شام کو گھر واپس آگئے۔

(۵) آپ کی عادت تھی کہ یکہ کی سواری ساتھ لے لینا اور سفر پر چل دینا۔ مگر سوار کم ہی ہوتے تھے۔ زیادہ پیدل چلا کرتے۔ اور سواری خالی ہمراہ ہوتی۔ یا اگر کوئی ہمراہ ہوتا تو اسے سوار کرا دیتے اور آپ پیدل چلتے

(۶) اس زمانہ میں طبائع میں بہ سبب حضرت صاحب کی پاک صحبت اور پاکیزہ کلمات سنتے رہنے کے اور سماوی برکات کے نزول کے خاص طور پر تقویٰ وطہارت تھا۔ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کا خیال رہتا تھا۔ باہم محبت بہت زیادہ تھی۔ اور ہمدردی بنی نوع انسان کا سب کا خاصا تھا اور اسلام اور سلسلہ کے لئے طبائع میں بڑا جوش تھا۔ بورڈران اور دیگر طلبا رات تہجد گزارتے تھے۔ اور رات کو مسجد مبارک میں اور بورڈنگ واسکول وغیرہ میں تہجد خوانوں سے بڑی رونق اور چہل پہل رہا کرتی تھی۔ اور طبائع بلا تکلف تقویٰ طہارت کی طرف بہت مائل تھیں۔ اور فیضان الٰہی کی بارش کا نزول رہتا تھا۔ غرضیکہ وہ ایام عجیب وغریب تھے۔ اور اب وہ دن نہیں آسکتے۔ ان ایام کی یاد ستاتی رہتی ہے اور یہ پختہ بات ہے کہ کسی قوم میں جب خدا کا برگزیدہ بندہ موجود ہو تو اور ہی حالت ہوتی ہے۔ اور خدا کا سلوک بھی اور ہی ہوتا ہے۔ اور جب وہ پاک وجود اٹھ جائے تو پھر حالات بدل جاتے ہیں۔

ہندوستان

ڈاکٹر کچلو صاحب کی تجویز مصالحت کو بلا استثنا تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کے متقدر حضرات نے پسند فرمایا ہے۔ اس وقت تک حکیم اجمل خاں صاحب، ڈاکٹر انصاری صاحب، سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صاحب۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ سید حبیب صاحب، مولانا مظہرالدین صاحب، مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب۔ علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ۔ مولانا محمد احمد صاحب ناظم دیوبند مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب، سید شاہ سلیمان صاحب پھلواری شریف۔ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی۔ سر رحیم بخش صاحب، کنور عبدالوہاب صاحب کی طرف سے تائیدی اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔

ڈاکٹر کچلو صاحب نے ان تمام مکتوبات کو ڈاکٹر انصاری صاحب کی خدمت میں بھیجکر استدعا کی ہے کہ آپ دہلی میں مجوزہ کانفرنس کے انعقاد کا کام اپنے ہاتھ میں لیں۔ اسی سلسلہ میں ڈاکٹر کچلو صاحب ۱۹ اگست کو خود دہلی گئے ہیں تاکہ ان سے مل کر زیر بحث تجاویز کو آخری منزل تک پہنچائیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر انصاری صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ توقع ہے کہ جناب حکیم اجمل صاحب اور مولانا آزاد صاحب بھی وفود سے ملنے کے لئے انہی ایام میں دہلی تشریف لائیں گے۔

"رنگیلا رسول" کا مقدمہ ۲۵ اگست کو برائے سماعت مسٹر نیلیوس مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں پیش ہوا چونکہ پنڈت دھرم بھکشو گواہ صفائی حاضر نہ ہوئے۔ اس لئے آئندہ تاریخ سماعت ۲۵ اگست مقرر کی گئی۔ انتقال مقدمہ کے لئے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں مہاشہ راجپال نے جو درخواست دائر کر رکھی تھی وہ خارج ہو گئی۔ اس پر ہائی کورٹ میں ۹ اگست کو رائے بہادر بدری داس ایڈوکیٹ ہائی کورٹ نے جسٹس فورڈ کے سامنے نگرانی پیش کی جسٹس موصوف نے عدالت ماتحت کے فیصلے کے خلاف نگرانی قابل سماعت قرار دے کر پیشی مقرر کر دی۔

پنڈت مدن موہن مالوی اور ڈاکٹر مونجے کے خلاف زیر دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند جو مقدمہ ایڈیشنل پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کی عدالت میں چل رہا تھا۔ گورنمنٹ کی زیر ہدایت سرکاری وکیل نے ۱۹ اگست کو حاضر عدالت ہو کر واپس لینے کی درخواست کی جو مجسٹریٹ نے منظور کر لی کونسل نے مقدمہ واپس لینے کی درخواست کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پنڈت مدن موہن مالوی نے ۷ اگست کو جو تقریر کی تھی۔ گورنمنٹ نے اس پوری تقریر کو اب دیکھا ہے اور اسے معلوم ہوا ہے کہ یہ مصالحانہ تھی اور اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی اور پنڈت جی کی اس تقریر کو ۱۵ دن کے قریب ہو گئے ہیں اور اس کے بعد کوئی فساد رونما نہیں ہوا۔

بنگال لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس مورخہ ۱۹ اگست میں مفت اور لازمی پرائمری تعلیم کا طریق نافذ کرنے کا ریزولیوشن پاس کیا گیا جس کے لئے تعلیمی ٹیکس لگایا جائے گا۔

ممالک خارجہ

میدرڈ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اسپینیوں نے شیشوان پر قبضہ کر لیا ہے۔ مراکش میں یہ سب سے مضبوط اور اہم مقام تھا۔ اس سے قبل سپینیوں نے اسے فتح کرنے میں کثیر نقصانات برداشت کئے تھے۔ صرف اس ایک مقام کی جنگ میں اسپین کو جتنی قربانی کرنی پڑی ہے۔ سارے مراکش میں نہ کرنی پڑی ہوگی۔

شملہ سے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ ہز میجسٹی امیر افغانستان نے "بادشاہ افغانستان" کا لقب اختیار کر لیا ہے۔ حکومت ہند کے سیاسی محکموں کو ملک معظم کی منظوری سے یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ آئندہ امیر کابل کو ہز میجسٹی بادشاہ افغانستان لکھا جائے۔

حکومت ترکیہ نے غیر ملکی ایوانہائے تجارت کو حکم دیا ہے کہ وہ فوراً اپنے کام بند کر دیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ خدمات کے عوض میں جو فیسیں غیر ملکی ایوان وصول کر رہے ہیں۔ وہ ترکی ایوان تجارت وصول کرے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ترک مراعات کا آخری نشان بھی مٹانا چاہتے ہیں۔ اور تیسری وجہ یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ حکومت انگورہ ایک قومی تجارتی صیغہ بحر یہ جاری کرنا چاہتی ہے۔ برطانی، فرانسیسی، اور اطالوی ایوان اس معاملہ کو زیادہ خطرناک خیال کر رہے ہیں۔

سلطان ابن سعود کے بڑے صاحبزادے امیر سعود عنقریب مصر جانے والے ہیں۔ مصری قونصل متعینہ جدہ بھی ہمراہ ہوں گے۔ غرض یہ ہے کہ حکومت مصر اور حکومت حجاز کے تعلقات خوشگوار بنائیں جو حال میں مصری محمل پر بعض کٹر وہابیوں کے حملہ کی وجہ سے کسی قدر ناگوار ہو گئے ہیں۔

حکومت مصر نے اخراجات میں تخفیف کرنے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دیگر ممالک میں جو مصری سفارتخانے قائم ہیں۔ وہ توڑ دیئے جائیں۔

دمشق میں فرانسیسی فوج اب تک مسلمانوں پر مظالم توڑ رہی ہے کردی محلہ میں متعدد مکانات جلا کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ اور ان کا مال اسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتوں کی آبروریزی سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا ارمنی اور چرکسی خاص طور پر درندگی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ تمام شہر میں خوف و ہیبت کی حکومت ہے۔ ہر شے گراں ہو رہی ہے۔

ولایت میں ایک ایسا ہوائی جہاز تیار کیا گیا ہے جو چار میل فی منٹ کی رفتار سے پرواز کرے گا۔ اس کی مشین سات سو گھوڑوں کی طاقت رکھتی ہے۔ لندن کے قریب اس مشین کا امتحان ہو رہا ہے۔

حجاز کے مدیر حفظان صحت صاحب السعادہ ڈاکٹر محمود حمدی بے پیرس میں دو مہینے قیام کرنے کے بعد حجاز واپس تشریف لائے ہیں۔ آپ بین الاقوامی موتمر صحت میں حکومت کی جانب سے شریک ہوئے تھے۔ اس موتمر میں حجاز کے متعلق جو تجاویز منظور ہوئی ہیں۔ ان سے آپ مطمئن ہیں۔ (ام القریٰ)

۱۳۴۴ھ کے حج میں جس قدر حجاج سمندر کے راستہ مکہ معظمہ آئے تھے ان کی تعداد ۷۰ ہزار کے قریب ہے۔ اور اسی طرح خشکی کے راستے جزیرۃ العرب کے مختلف اقطاع سے آنے والوں کی تعداد بھی ۷۰ ہزار ہے اس طرح حجاج کی مجموعی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچی ہے۔ جس کی مثال دور حاضر میں مشکل سے مل سکتی ہے۔ (ام القریٰ)

امریکہ کے ایک رسالے نے یورپ کے مسلمانوں کی جو مردم شماری شائع کی ہے۔ اس کے مطابق مختلف ممالک میں مسلمانوں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

ملک	تعداد
البانیہ	۸۲۰۰۰۰
بلغاریہ	۶۷۳۰۰۱
یونان	۴۷۵۰۰۰
یوگوسلاویہ	۱۰۵۰۰۰
رومانیہ	۴۴۰۸۶
روس	۱۵۲۰۰۰۰۰
دیگر ممالک یورپ	۴۶۲۲۷۰
کل میزان	۱۷۷۶۲۵۷

عربی جریدہ الشوریٰ رقمطراز ہے کہ سردار رِیف غازی عبدالکریم کے چھوٹے بھائی امیر محمد الصغیر کی جانب سے ایک بلیغ اعلان تمام جبل دروز اور شام میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں مغرب اقصیٰ کی جنگ کے حقیقی حالات بیان کر کے یقین دلایا گیا ہے کہ آگ ابھی بجھی نہیں ہے۔ اور نہ بجھ سکتی ہے۔ انہوں نے شامیوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنا بہادرانہ جہاد برابر جاری رکھیں کامیابی کا وقت بہت قریب آن لگا ہے۔

مبلغین اسلام کی ضرورت

جمعیت تنظیم امرتسر کو خوش بیان، دینی کام سے واقف، تجربہ کار، غیر متعصب اور روادار ی سے کام کرنے والے مبلغین کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ماہوار ۲۵ سے ۴۰ تک سفر خرچ علاوہ ازیں۔ ایسے اصحاب جنہیں تنظیم امت کے کام سے دلچسپی ہو حسب ذیل پتہ پر عرضیاں بھیجیں۔

سکرٹری آل انڈیا تنظیم کمیٹی امرتسر

ریلوے ملازموں کی ضرورت

(۱) لاہور ڈویژن کو چند تار کو چنگ اور گڈس رپ ونٹیروں کی ضرورت ہے۔ عمر ۱۸ سال سے ۲۵ سال تک ہو۔ امتحان انٹرنس اول و دوم ڈویژن پاس ہو۔ امیدوار اپنی درخواستیں اپنی دستخطی لکھ کر معہ اصل سندات انٹرنس وچال چلن وتاریخ پیدائش دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر لاہور ۱۳ ستمبر ۱۹۲۶ء کو صبح ۱۱ بجے سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش ہوں۔

(۲) لاہور ڈویژن کو تجربہ کار سٹیشن ماسٹروں و اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹروں کی ضرورت ہے جن کو مشاہرہ 45-5-65/3-3-55 پر بطور ریلیونگ لگا دیا جائے گا۔ جن لوگوں نے اس لائن پر یا کسی اور لائن پر کام کیا ہو اور کسی قصور پر ملازمت سے علیحدہ نہ ہوئے ہوں وہ اپنی عرضیاں بنام ڈویژنل پرسنل آفیسر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن ۲۷ اگست تک بھیج دیں۔

شرطیہ ملازمت

کام سیکھنے والوں کے لئے امیدواروں کی ضرورت ہے۔ شرطیہ ملازمت یا فیس واپسی گارنٹی۔ پراسپکٹس و آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

سٹی کالج آف کامرس دہلی

تارکا پتہ مسلمان لاہور

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۲

آسمانی فیصلہ

(حضرت مسیح موعودؑ)

بگوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آرید
باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

ہمی بینم کہ دادار قدیر و پاک میخواہد
کہ باز آں قوت اسلام و آں شوکت شود پیدا

مراد جال و کذاب و تبرا از اقراں بخنند
نمی دانم چرا از نور حق نفرت شود پیدا

عجب دارید اے نا آشنایان غافلاں از دیں
کہ از حق چشمۂ حیواں دریں ظلمت شود پیدا

فراموشت شد اے قوم احادیث نبی اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

گورو گرنتھ صاحب میں سرور عالم کا ذکر خیر

(شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں کہیں کوئی خوبی نظر آئے اس کی تعریف کی جائے۔ عیسائی ہمارے ہم مذہب نہیں تاہم جس حد تک وہ قوانین حقہ کی پیروی کرکے فائدہ اٹھاتے ہیں اس حد تک وہ قابل تعریف ہیں آریہ گو کتنے ہی اسلام کے دشمن ہیں مگر پھر بھی بعض امور مثلاً نکاح بیوگان، اصلاح رسومات و ترک توہمات میں وہ قابل تعریف ہیں۔ بدن کو کھلا رکھنا از روئے شریعت نازیبا ہے۔ مگر ایک پہلوان کی طاقت کے کرتبوں کی جو وہ لنگوٹ باندھ کر کرے تعریف ہی کی جاتی ہے۔ گانا بجانا حرام تک کہا جاتا ہے مگر جہاں تک خوش گلوئی کا تعلق ہے ہم ایک مغنی کی خوش الحانی کو بھی ضرور سراہتے ہیں۔ علیٰ ہذا کسی شخص میں باوجود صدہا عیوب کے اگر ایک بھی خوبی ہو تو لامحالہ اس کی تعریف زبان سے نکلتی ہے۔ جب یہ امر واقع ہے کہ ہر ایک خوبی کی تعریف کرنی پڑتی ہے تو پھر اگر خوبیوں کے مخزن، مجمع جمیع صفات حسنہ۔ انک لعلیٰ خلق عظیم کی الٰہی سند رکھنے والے فداہ ابی و امی کو کسی شیدائے حقیقت نے اپنا دل دے دیا ہو تو جائے تعجب نہیں۔ بلکہ عین انصاف اور دیانتداری اور نیکی ہے۔ ؎

دوستاں منع کنندم کہ چرا دل بتو دادم
باید اول بتو گفتن کہ چنیں خوب چرائی

اب ہمارا فرض ہے کہ ایسے خیر البشر کی تعریف کرنے والوں کی بھی تعریف کریں گرو گرنتھ صاحب کے مصنفین میں سے بعض ایسی قابل ہستیاں بھی ہیں جنہوں نے بلاخوف لومۃ لائم اپنی بیاض میں آقائے نامدار کی تعریف کرکے صاف الفاظ میں اپنے مذہب کا اظہار کر دیا ہے۔ اور جب تک ان کی تصانیف دنیا میں باقی رہیں گی وہ سرور عالم کی صداقت کا ایک بین ثبوت رہیں گی۔ ان مبارک ہستیوں میں السابقون السابقون اولٰئک ھم المقربون کا درجہ پانے والی شری گورو نانک صاحب کی ہستی ہے آپ فرماتے ہیں:۔

بابا اللہ اگم اپار۔ پاکی نائی پاک تھائے سچا پروردگار۔
امر ڈو تیرا حکم نہ جاپی کیتڑا لکھ نہ جانے کوئے۔
جے سو شاعر میلیئے تل نہ پہجا دیہہ روے۔
قیمت کنے نہ پائیا سبھ سن سن آکھنہ سوئے۔
پیر پیغامبر سالک صادق شہدے اور شہید۔
شیخ مشائخ قاضی ملاں درد درویش رشید۔
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود

سری راگ محلہ ۱۔

(ترجمہ) اے لوگو! اللہ تعالیٰ ورا الورا اور لامحدود ہے۔ اس کے نام سب پاک ہیں۔ اور وہ پاک جگہوں (دلوں) میں رہتا ہے۔ وہ رب العالمین سچا ہے۔ (اے خدا) تیرا کلمہ (مراد کلمات اللہ) نہ معلوم کتنا ہے۔ کوئی اس کو دائرہ احکام میں نہیں لا سکتا۔ اگر صدہا شاعر جمع کئے جائیں۔ کہ تیرے کلام یا مخلوق کی تعریف کریں۔ تو وہ اپنا تمام زور صرف کر دینے کے باوجود ایک ذرہ کی ماہیت بیان نہیں کر سکتے۔ پوری واقفیت تیری قدرت کی کسی کو حاصل نہیں۔ سب لوگ جتنا کسی سے سنتے ہیں اتنا ہی بیان کرتے ہیں۔ پیر، پیغمبر، سالک، پیشوا، شہید، شیخ، صوفی، قاضی، مولوی، درویش اور رشید ان سب کو بڑی بڑی برکتیں حاصل ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ درود شریف کا ورد کرتے رہتے ہیں۔

اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم۔ علیٰ ہذا اور بھی کئی مقامات پر آپ نے سرور عالم کی بڑی تعریف کی ہے۔ جو شخص دوسرے بزرگان دین کو بوجہ درود شریف کے بڑی برکتوں کا وارث قرار دیتا ہو کیا وہ خود حصول برکت سے محروم رہا ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ "بن کلمے نال" "باجھ محمد بھگت اجائیں" وغیرہ کلمات سے ظاہر ہے کہ آپ جس طرح دوسروں کو درود کی تلقین فرماتے تھے اسی طرح خود بھی اس کے عاشق و شیدائی تھے۔

دوسری قابل قدر اور واجب التعظیم ہستی گورو ارجن صاحب کی ہے آپ فرماتے ہیں۔

اٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سندڑے سول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوے رسول
گوڑی کی وار محلہ ۵

(ترجمہ) انسان شب و روز حیران و سرگردان (فی طغیانھم یعمھون) کا مصداق کیوں رہتا ہے۔ اور کیوں دکھ بھگتتا رہتا ہے۔ دوزخ میں کیوں پڑتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے دل میں حب رسول نہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ماسٹر ثناء اللہ خان صاحب کا کفر دون کفر کا نیا سبق
صحابہ کی تکفیر

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے

گزشتہ مارچ میں میں نے اخبار پیغام صلح کے ذریعہ ماسٹر ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں ایک کھلی چٹھی لکھی تھی جس میں اس خط کا حل چاہا تھا۔ جو انہوں نے حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کے نام سے شایع کیا تھا۔ اور جس پر انہوں نے اپنی تبدیلی عقیدہ کی بنیاد رکھی تھی۔ کیونکہ میری نظر میں اس میں بعض باتیں متشابہ اور حل طلب تھیں۔ مگر میری چٹھی ابھی دفتر اخبار ہی میں تھی جو ماسٹر صاحب کا ایک مضمون " میں نے بیعت خلافت ثانیہ کیوں کی " کے عنوان سے اخبار الفضل میں شایع ہوا۔ اسے پڑھتے ہی مجھے محسوس ہوا کہ من اول مسئلہ غلط کردم " یعنے ماسٹر صاحب کو مخاطب کر کے چٹھی لکھنے میں میں نے غلطی کی کیونکہ ماسٹر صاحب کا طرز استدلال اس قدر بودا اور خیالات اس قدر الجھے ہوئے تھے کہ جس سے ماسٹر صاحب کی ذہنیت کے متعلق اچھی رائے قائم نہیں ہوتی تھی۔ یا پھر ماننا پڑتا تھا کہ باطل کی حمایت میں ماسٹر صاحب نے زور تو لگایا مگر کچھ بن نہ پڑا۔ ایسی ان حالات کے ماتحت ان سے کسی صحیح فیصلہ کی امید عبث تھی اور انہیں مخاطب کرنا بے فائدہ تھا۔ میں نے صرف اس لئے انہیں اخبار کے ذریعہ مخاطب کیا تھا کہ خود انہوں نے اخبار کے ذریعہ حضرت مولانا مرحوم کی چٹھی کو چھاپ کر لاہوری احمدیوں کو للکارا تھا۔ مگر اب وہ خفا ہیں کہ ہمیں اخبار کے ذریعے کیوں مخاطب کیا۔ بہرحال ان کا جواب پانچ ماہ کے لمبے عرصہ کے غور و فکر کے بعد جواب چھپا اور میری توقع کے عین مطابق خیالات پریشان کا ایک مرقع اور بیجا استدلالات کا ایک دفتر نکلا۔ وہ خوش ہو رہے ہیں کہ انہوں نے جواب دے کر اپنا " اخلاقی فرض " ادا کر دیا۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی امر کا بھی جواب نہ آیا۔ اصولوں کو تو انہوں نے چھوا تک نہیں۔ ہاں محمودیوں کے طریق کے مطابق طعن دینے۔ ادہر ادھر کی ہانک لگانے، اپنے پرانے وظیفے رٹ دینے اور اپنی نرالی منطق سے مخاطب کے دماغ میں بجائے روشنی کے ابہام کی ظلمت پیدا کر دینے میں بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ کبھی کہہ دیا تم نے حضرت مسیح موعود اور مولانا نور الدین مرحوم کی ہتک کی ہے۔ کبھی کہہ دیا کہ تم نے مولوی نور الدین صاحب کی بیعت کیوں کی تھی۔ وغیرہ وغیرہ وہی پرانے محمودی وظیفے جن کا بارہا جواب دیا جا چکا۔ مگر وہ تو " نبی جی بیجو " کی ایک رٹ ہے جو میاں مٹھو کی طرح مریدوں کے ورد زبان ہے۔

حل متشابہات کے لئے تین بنیادی اصول

حضرت مولانا نور الدین مرحوم کا جو خط متنازعہ فیہ ہے۔ نہایت درجہ کا متشابہ خط ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت مولانا نے فریق ثانی کے مسلمات کو سامنے رکھ کر اسے اس کے اپنے مسلمات سے ملزم کیا ہے اس خط کے تمام متشابہات بن سے بظاہر ماسٹر ثناء اللہ خان صاحب کو کسی قسم کی مدد بھی ملتی تھی میں نے عرض بحث میں لا کر ماسٹر صاحب سے ان کا حل چاہا تھا۔ میں نے چند اصول قایم کئے تھے جن کے ماتحت ایک مسلمان بشرطیکہ عقل سلیم رکھتا ہو کوئی متشابہ عبارت کسی قسم کی باسانی حل کر سکتا ہے۔ ماسٹر صاحب نے اپنا جواب نہ ان اصول کے ماتحت دیا نہ ان اصولوں کو غلط ثابت کر کے کوئی اپنے اصول قایم کئے۔ سارا جواب پریشان خیالی کا ایک عجیب مرقع ہے۔ ان اصولوں کو مجمل طور پر پھر عرض کئے دیتا ہوں جو میں نے قایم کئے تھے۔

(۱) ہر ایک مسلمان کے تمام متنازعہ فیہ امور میں آخری فیصلہ قرآن و حدیث صحیح کے مطابق ہونا چاہیے۔ جیسا کہ قرآن کا حکم ہے۔ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ کسی مسئلہ میں خدا و رسول کے سوا کسی کو آخری فیصلہ کا مقام دے دینا بہ آیت واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے ماتحت شرک ہے۔

(۲) کسی بزرگ کی متشابہ عبارتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسی بزرگ کے محکمات پر اس کو عرض کیا جائے۔ اگر کوئی عالم اس بزرگ کی متشابہ عبارت کی ایسی تشریح کرے جو اس بزرگ کے محکمات کے خلاف ہو تو اس عالم کی تشریح قابل قبول نہ ہوگی مثلاً حضرت مسیح موعود کی متشابہ عبارتوں کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان عبارتوں کو حضرت صاحب ہی کے محکمات پر عرض کریں اور اس کے وہ معنے کریں جن کی تائید محکمات کرتے ہیں۔ اگر کوئی عالم حضرت صاحب کی متشابہ عبارتوں کی ایسی تشریح کرے جو حضرت صاحب کے محکمات کے خلاف ہو۔ تو وہ تشریح ہرگز قابل قبول نہ ہوگی۔ خواہ تشریح کرنے والے میاں محمود احمد صاحب ہوں یا مولوی محمد علی صاحب ہوں یا حضرت مولانا نور الدین مرحوم ہوں۔ پس حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے لئے سوائے ان کے اپنے محکمات کے اور کسی شخص کی تحریر قاضی اور حکم نہیں ہو سکتی۔ اور آخری فیصلہ کے لئے رجوع قرآن و حدیث کی طرف کرنا پڑے گا

(۳) جب خدا کے کلام میں متشابہات ہو سکتے ہیں۔ مسیح موعود کے کلام میں متشابہات ہو سکتے ہیں۔ تو حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے کلام میں بھی متشابہات ہونے لازمی ہیں مذکورہ بالا اصول کے ماتحت ضرور ہے کہ آپ کے کلام کے متشابہات کو آپ ہی کے محکمات پر عرض کیا جائے۔ اور آخری فیصلے کے لئے رجوع قرآن و حدیث کی طرف کیا جائے۔

حضرت مولانا نور الدین رح کا طرز عمل

حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے متنازعہ فیہ خط کے بعد کے خطوط جن میں سے ایک میں تو صاف صاف واللہ العظیم کے ساتھ قسم کھا کر آپ نے اعلان کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس صدی کے مجدد ہیں...... آپ نے اس متشابہ خط کو صاف صاف حل کر دیتے ہیں۔ پھر اتنا ہی نہیں حضرت مولانا مرحوم کا اپنا طرز عمل، آپ کے فتاوے سب کے سب اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ اہل قبلہ کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ احمدیوں کو حج کے موقعہ پر غیر احمدیوں کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا حکم دینا۔ انگلستان میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کا تار بھیجنا اور وجہ یہ قایم کرنی کہ وہاں ہم پر کفر کا فتوےٰ نہیں۔ گویا غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ قرار دی کہ ان لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا۔ نہ یہ کہ وہ ایک نبی کے منکر ہو کر کافر خارج از اسلام ہو گئے۔ پھر خود قادیان میں غیر احمدی مریضوں کا جنازہ اپنے شاگردوں سے پڑھوانا۔ میاں محمود احمد صاحب کی سالی کا ایک غیر احمدی کے ساتھ خود نکاح پڑھنا۔ نواب خان تحصیلدار مرحوم پر زور دیکر ان کی صاحبزادی کا نکاح ان کے ایک غیر احمدی عزیز سے کروانا۔ اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جن سے آپ کے طرز عمل اور آپ کے عقیدہ کا صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ اہل قبلہ کو کافر خارج از اسلام نہ سمجھتے تھے۔ پھر یہاں تک کہ مولوی فضل دین صاحب ساکن کھاریاں کو فتویٰ دے دیا کہ غیر احمدی امام کے پیچھے بعد استخارہ نماز پڑھ لیں۔

ماسٹر ثناء اللہ صاحب کا عجیب و غریب استخارہ

اس کا جواب ماسٹر ثناء اللہ خان صاحب یہ دیتے ہیں کہ " استخارہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص کس قسم کا ہے " گویا بقول ماسٹر ثناء اللہ صاحب یہ استخارہ خدا سے پوچھنے کے لئے ہے۔ کہ پڑھوں یا نہ پڑھوں خدا خواب میں خود بتلا دے گا کہ یہ شخص کیسا ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔ فرمایئے یہ مذاق ہے یا نہیں؟ محمودیوں نے ایک پروپیگنڈا پھیلا رکھا ہے۔ اور ناحق کا شور مچا کر مجھے بدنام کر رکھا ہے کہ میں مذاق کرتا ہوں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ صرف میں ان کے عقائد باطلہ پر جسچ کر کے ان کی صحیح تصویر پیش کر دیتا ہوں جو ہر ایک سمجھدار کو قابل مضحکہ نظر آتی ہے۔ اب اسی کو دیکھ لیجئے جس میں ماسٹر ثناء اللہ صاحب استخارہ کو کسی مومن یا کافر کے معلوم کر لینے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ یعنی خدا بذریعہ الہام یا خواب بتا دے گا کہ یہ شخص مومن ہے یا کافر۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ جب ایک مسجد میں جماعت شروع ہو اور غیر احمدی امام ہو اور اتفاق سے وہاں اگر کوئی غیر احمدی موجود ہو تو بجائے اس کے کہ وہ امام سے اس کا عقیدہ دریافت کرے، اس کو چاہیئے کہ وہ فوراً دریں چٹائی بچھا کر سو جائے، تا خدا اسے خواب میں خبر دے کہ یہ امام کس قسم کا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔ اور جب جاگے تو اٹھ کر گھر چلا جائے۔ کیونکہ جماعت تو اس وقت تک ہو چکی ہوگی۔ اور اگر یوں کہو کہ نہیں قبل اس کے کہ کہیں کسی جماعت کے موقعہ پر وہ احمدی قایم آجائے وہ پہلے سے بطور احتیاط و پیش بندی شہر کے ہر ایک غیر احمدی امام کے متعلق خواب دیکھنے کی کوشش کرے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں۔ تو جناب والا یہ ایک نیا ازکھا طریقہ کفر و اسلام کے معلوم کرنے کا ہے جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ یعنی بجائے اس کے کہ کسی شخص سے پوچھیں کہ تو احمدی ہے یا غیر احمدی، مسلمان ہے یا کافر۔ اور اس طرح اس کا عقیدہ معلوم کریں۔ رات کو سو کر خواب دیکھنے کی کوشش کیا کریں اور خواب کے ذریعے معلوم کیا کریں کہ وہ کافر ہے یا مومن۔ اور جو کوئی ایسی خواب نہ آئے تو کیا کریں؟ اب فرمایئے یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے یعنے حضرت مولانا نور الدین مرحوم کی طرف منسوب کرنے والا حضرت مولانا مرحوم کی ہتک کر رہا ہے یا نہیں۔ بات یہ ہے کہ ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب جانتے ہی نہیں کہ استخارہ کسے کہتے ہیں۔ انہوں نے استخارہ سے سمجھ لیا کہ اس سے مراد خواب دیکھنا ہے۔ حالانکہ وہ استخبارہ ہوتا ہے جو منع ہے۔ مگر خواب بینی کے شوقین کب باز آنے والے ہیں۔ دعائے استخارہ کو استخبارہ بنا کر خواب دیکھنے۔ استخارہ تو طلب خیر کے لئے دعا ہوتی ہے۔

آنحضرت کے منافق کا جنازہ پڑھانا نہ کہ کافر کا

اگر غیر احمدی امام حضرت مسیح موعود کو کافر نہیں کہتا تو فرمایا کہ دعا کر کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ دعا کا فائدہ یہ تھا کہ اگر وہ منافقت سے اپنا اصل عقیدہ چھپاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دے کہ پھر اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا موقع ہی نہ آئے۔ بہرحال کفر نہ دینے والے امام کے پیچھے نماز پڑھ لینے کی اجازت دے دی۔ اگر اسے کافر سمجھتے تو استخارہ کی دعا کی شرط کے ساتھ بھی نماز کی اقتدا کرنے کا فتویٰ کس طرح جائز ہو سکتا تھا۔ کیا کسی یہودی یا عیسائی کے ساتھ استخارہ کر کے کوئی مسلمان نماز پڑھ سکتا ہے۔ پھر عرب اور انگلستان میں آپ نے غیر احمدی ہندوستانیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت کیوں دی؟ باقی رہا ماسٹر صاحب کا فرمانا کہ رسول اللہ صلعم نے منافق کا جنازہ پڑھا سو جناب والا! سوال منافق کے جنازہ کا نہیں کافر کے جنازہ کا ہے منافق بظاہر مسلمان ہوتا ہے۔ اس لئے شریعت کا حکم ظاہر پر چلتا ہے اگر مولوی صاحب مرحوم کسی منافق احمدی کا جنازہ پڑھتے۔ تو آپ اسے بطور سند پیش کرتے۔ غیر احمدی کا جنازہ یعنی کافر کا جنازہ کیوں پڑھا؟ سوال تو یہ ہے! کیا کسی یہودی یا عیسائی کا جنازہ رسول اللہ صلعم یا مولانا نور الدین مرحوم نے پڑھا؟

الغرض مولانا نور الدین مرحوم کے یہ تمام فتاوی اور طرز عمل اور کھلی کھلی تحریریں صاف طور پر بتلا رہی ہیں کہ آپ کا عقیدہ کیا تھا۔ ہر ایک عقلمند کا فرض ہے کہ ان محکمات کے خلاف اگر کسی تحریر میں کچھ نظر آئے تو لازمی طور پر اسے ان محکمات کے تابع کرے۔ کیونکہ حضرت مولانا مرحوم کا طرز عمل اپنے عقائد کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ کیا ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب قرآن کے حکم کے مطابق ان اصولوں کی طرف آئیں؟ ہرگز نہیں۔ وہ آ ہی نہیں سکتے۔ وہ اگر اس قرآنی اصول فیصلہ کی طرف آتے تو ان کی وہ اپنی تحریر باطل ہو جاتی۔ جس میں اعلان کیا تھا کہ قادیانی حق پر ہیں۔ ان کے خلیفہ جناب میاں محمود احمد صاحب تک تو اس اصولی فیصلہ کی طرف آنے کی جرات نہیں کر سکتے۔ اور جس دن آ گئے اسی دن عقائد محمودیہ کا تار و پود بکھر جائے گا۔ ان کو بھی مفر کی راہ یہی نظر آئی کہ ناسخ منسوخ کا ڈھکوسلا نکال کھڑا کریں۔ مگر حضرت صاحب پر یہ داغ لگا کر بھی کامیابی تو نہ ہوئی۔ اسی طرح ہمارے ماسٹر ثناء اللہ خان صاحب بھی ممکن ہے یہی راہ اختیار کرتے مگر مصیبت یہ ہے کہ ہماری پیش کردہ تحریریں بعد کی ہیں۔ اور پھر طرز عمل کو کہاں لیجائیں گے۔

کفر دون کفر کی بحث

بہرحال ماسٹر ثناء اللہ خان صاحب کو مفر کی یہی راہ سوجھی کہ ان اصولوں کو تو ہاتھ نہ لگائیں اور اسی متشابہ خط کے اندر پڑے ٹاکک ٹوئیے مارا کریں۔ اگر اسی کی مشکلات کو حل کر دیتے تب بھی کچھ بات تھی مگر وہ نہ کیا۔ اس خط کی کنجی حضرت مولانا مرحوم کا وہی ایک فقرہ تھا کہ " میں اور ہر عقلمند مرزائی.... کفر دون کفر کے قائل ہیں " جو درگت اس کی بنائی وہ قابل افسوس ہے۔ تمام دنیائے اسلام کے علما جانتے ہیں کہ کفر دون کفر کے معنے ہیں کفر کے نیچے کفر۔ یعنی ایک کفر تو وہ ہوتا ہے جو اصل یعنی ایمانیات کا کفر ہوتا ہے جس سے انسان خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ رسولوں کا کفر اسی میں آتا ہے۔ اور ایک کفر اس کفر کے نیچے ہوتا ہے جس سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اور وہ ہوتا ہے فروع یعنی کسی حکم کی نافرمانی۔ پس جب انکار پر کفر دون کفر کا فتوے لگتا ہے وہ شخص اسلامی اصطلاح میں نہ کافر کہلاتا ہے نہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ جنھوں نے حضرت مولانا نور الدین کی صحبت اٹھائی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہی آپ کا مذہب تھا۔ مگر ماسٹر ثناء اللہ صاحب عجیب و غریب معنے کفر دون کفر کے کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

" اللہ تعالیٰ کا کفر کرنا اہم حیثیت رکھتا ہے اور پھر رسولوں میں سے ہر رسول کا کفر علیحدہ رنگ رکھتا ہے۔ اور ہر ایک کفر کا مرتکب علیحدہ سزا کا مستحق ہے۔ ہاں بے شک احادیث میں خاوند کی نافرمانی کو بھی کفر قرار دیا گیا ہے وہ بھی کفر دون کفر

(باقی صفحہ ۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
ہفتہ وار

جلد ۱۴ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ نمبر ۴۲

"نوازشہائے بیجا"
ووکنگ مشن کو بدنام کرنے کی کوشش

اس جفا پر تمہیں تمنا ہے
کہ مری آرزو کرے کوئی

حال ہی میں اخبار اہل حدیث میں ایک شخص نے "ایک احمدی کی دکھ بھری داستان" کے عنوان سے اپنا ایک مکالمہ شائع کروایا ہے جو قادیانی جماعت کے کسی پوسٹماسٹر صاحب سے ہوا۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب قادیانی جماعت کی حرکات سے سخت بیزار ہیں اور انہوں نے جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے متعلق ایسے نازیبا الفاظ کا استعمال کیا ہے کہ ہم انہیں یہاں نقل کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ گو اس بیان کے آخر میں راوی مذکور نے اپنی صداقت کا یہ لکھ کر بھی یقین دلایا ہے کہ :۔

"میں قسم خدا کی کھا کر کہتا ہوں کہ یہ لفظ بابو صاحب (قادیانی پوسٹماسٹر) کے بالکل درست ہیں۔ اس میں میں نے ہرگز ایک لفظ بھی اپنی طرف سے شامل نہیں کیا"

مگر معاصر "الفضل" کو اس پر اس لئے یقین نہیں کہ وہ ایک غیر احمدی کا بیان ہے۔ جس نے ممکن ہے کہ تعصب سے یہ افترا کیا ہو۔ وہ اظہار افسوس کرتا ہوا اسے محض "افترا پردازی" قرار دیتا ہے۔ یہ تحریر چونکہ اس کی اپنی جماعت کے متعلق ہے اس لئے وہ ہرگز کسی غیر احمدی پر اعتبار نہیں کر سکتا لیکن اگر اسی قسم کی تحریر کسی غیر احمدی سے اسے اپنے کسی مخالف کے متعلق مل جائے تو وہ اسے کالوحی سمجھتا ہے۔ جس پرچہ میں مندرجہ بالا بیان کی تردید کی گئی ہے۔ اور اسے محض جعلسازی بتایا گیا ہے اسی پرچہ میں ووکنگ مشن کے متعلق کسی گمنام غیر احمدی ڈاکٹر کے ایک خط کا اقتباس جو اس نے اپنے کسی دوست کو لکھا ہے نہایت طمطراق سے شائع کیا گیا ہے۔ اور اس کے معتبر ہونے میں اسے ذرا بھی شک نہیں ہوا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس بیان کو زور دار اور موثر بنانے کے لئے معاصر مذکور نے اس "غیر احمدی ڈاکٹر صاحب" کی تعریف اس طرح پر کی ہے۔ کہ انہوں نے "کچھ عرصہ سے ولایت میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے اور وہاں ان کی اچھی پریکٹس اور شہرت ہے"۔ مگر افسوس ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب کی تحریر اس کی تصدیق نہیں کرتی۔ وہ تحریر صاف اعلان کر رہی ہے کہ وہ کسی ایسے ڈاکٹر کی نہیں ہو سکتی جو ولایت میں شہرت حاصل کرنے کے قابل ہو۔ تحریر کیا ہے بے سر و پا اور تعصب آمیز باتوں کا مجموعہ ہے۔ ولایت میں شہرت حاصل کرنے والے "ڈاکٹر صاحب" کی گوہر افشانیاں ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں :۔

"پچھلے اتوار میں ووکنگ میں گیا۔ وہاں انہوں نے اب بالکل انگریزی دستور خطبہ وغیرہ کا اختیار کر لیا ہے مسجد اور گرجے میں فرق مشکل معلوم ہوتا ہے اور سب عادتیں بھی کرائیوں کی سی ہیں۔ یہ لوگ مصطفےٰ کمال پاشا کے معتقد ہیں۔ اور مسٹر خالد شیلڈرک نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر رسول خدا اس زمانہ میں زندہ ہوتے تو وہ عورتوں کی کمر میں ہاتھ ڈال کر ناچنے کی فی الفور اجازت دیدیتے۔"

اس تحریر کے ایک ایک نقطے سے بغض و تعصب کی بو آ رہی ہے اگر یہ تحریر واقعی کسی غیر احمدی ڈاکٹر کی ہے۔ تو اس کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہ کس غرض سے لکھی گئی ہے۔ خدا جانے اس سے ان کا کیا مطلب ہے کہ خطبہ وغیرہ کا انگریزی دستور اختیار کر لیا گیا ہے اگر اس سے مراد یہ ہے کہ ملایانہ طرز کا عربی خطبہ نہیں ہوتا بلکہ انگریزی زبان میں ہوتا ہے تو یہ اعتراض بالکل بے معنی ہے۔ خطبہ کا جو مقصد ہے وہ وہاں اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ انگریزی زبان میں دیا جائے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ مسجد اور گرجے میں فرق مشکل معلوم ہوتا ہے اور سب عادتیں بھی کرائیوں کی سی ہیں۔ یہ اعتراض بھی کچھ ایسا ہی مبہم ہے۔ جیسا کہ پہلا۔ اس تحریر سے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ جناب معترض کو مسجد اور گرجے میں مشابہت کس لحاظ سے نظر آتی ہے۔ ساخت کے لحاظ سے تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کی شکل و وضع مسجد کی سی ہے۔ پھر خدا جانے اس سے ان کا کیا مطلب ہے۔ اگر معترض صاحب اپنے اس اعتراض کی کچھ وضاحت فرماتے تو اس پر غور کیا جا سکتا۔ موجودہ صورت میں ہمارے لئے یہ پتہ لگانا ہی مشکل ہے کہ ان کا اصل منشا کیا ہے معترض صاحب نے کرائیوں کی سی عادتوں کی شاید اس لئے شکایت کی ہے کہ ووکنگ مشن کے کسی مبلغ کو انگریزی طرز کا لباس پہنتے دیکھا ہوگا۔ مگر یہ تو کوئی ایسی بات نہیں جس پر "الفضل" خوش ہو سکے۔ اگر انگریزی وضع کا لباس پہننا قابل اعتراض امر یا گناہ ہے۔ تو ع

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

کیا قادیانی جماعت کے وہ مبلغین جو ممالک مغربیہ میں کام کرتے ہیں مغربی لباس نہیں پہنتے؟ لباس کو مذہب سے کیا واسطہ۔ یہ تو ملک اور آب و ہوا کے اختلاف کی بنا پر مختلف ہی ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ "یہ لوگ مصطفےٰ کمال پاشا کے معتقد ہیں" اس اعتراض کا ایک ایک لفظ اپنی لغویت کا اظہار کر رہا ہے۔ اس کے معنے ہی کیا ہیں کہ یہ لوگ مصطفےٰ کمال پاشا کے معتقد ہیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا کوئی پیر یا گدی نشین تو ہے نہیں کہ اہل ووکنگ بیعت کر کے اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے ہیں۔ پھر اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا لے سکتے ہیں کہ وہ مصطفےٰ کمال پاشا کے مداح ان کی خدمات قومی و ملکی کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ ہم ان غیر احمدی ڈاکٹر صاحب اور معاصر محترم سے جس نے ان کی تحریر کو غنیمت غیر مترقبہ سمجھ کر شائع کیا ہے۔ پوچھتے ہیں کہ کیا مصطفےٰ کمال پاشا کی تعریف کرنا گناہ ہے۔ اگر نہیں تو پھر ایسے بیہودہ اعتراضات سے کیا فائدہ۔ ہاں اگر غیر احمدی ڈاکٹر صاحب کو یہ دکھ ہے کہ لوگ کسی بھلے آدمی کی کیوں تعریف کرتے ہیں۔ اور سب کے سب ان کے اور ان کے پیر کے مداح کیوں نہیں بن جاتے تو اس ارمان کو پورا کرنے کا یہ طریق نہیں جو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ کچھ کر کے دکھائیں تو لوگوں کی زبانیں ان کی تعریف کے لئے بھی وقف ہو سکتی ہیں۔

آخر میں خالد شیلڈرک نومسلم کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے۔ وہ بھی محض خود ساختہ معلوم ہوتی ہے۔ اسلام اور آنحضرت صلعم کے متعلق اس نومسلم انگریز کی جو تحریریں اب تک ہماری نظر سے گذری ہیں ان کی بنا پر ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کی لغویات ان کی طرف منسوب کرنا صریح ظلم و ناانصافی ہوگا۔ اگر وہ غیر احمدی ڈاکٹر صاحب اپنا نام ظاہر فرمائیں اور بتائیں کہ یہ بات مسٹر خالد شیلڈرک نے کہاں کب اور کس کے سامنے کہی تھی تو اس کی تحقیقات کی جا سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ موجودہ صورت میں ہم اس خبر کو صحیح تصور کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ اس تمام تحریر کا انداز کسی اور چیز کی خبر دے رہا ہے بہرحال اس امر کی تحقیقات کے لئے ہم نے ایک چٹھی مسٹر خالد شیلڈرک کو لکھدی ہے۔ جس میں ان سے یہ استدعا کی گئی ہے۔ کہ وہ اس امر پر روشنی ڈالیں۔ اور بتائیں کہ آیا واقعی انہوں نے کسی شخص سے ایسا کہا ہے۔ یا محض غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

آخر میں ہم اپنے معزز معاصر سے یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ایک ایسے مشن کے متعلق جو نہایت کامیابی سے مغرب کی سرزمین میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا فریضہ بجا لا رہا ہے اس قسم کی غیر مصدقہ اور غیر ذمہ دارانہ تحریرات شائع کرنا جس سے اس کی شہرت و عزت کو جو اسے اسلامی دنیا میں حاصل ہے۔ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو کوئی مستحسن امر نہیں ہے۔ ایسی کوشش دراصل فریضۂ حفاظت و اشاعت اسلام کی سرانجام دہی میں روڑے اٹکانے کے مترادف ہے جس کا مرتکب کم از کم جماعت احمدیہ کے کسی فریق کو نہ ہونا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ تو منصۂ شہود پر آئی ہی اس لئے ہے۔ کہ وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے فریضہ کو پورا کرے۔ پھر اگر وہی اس میں رکاوٹ کا باعث ہو تو کس قدر قابل افسوس امر ہو۔ اول تو ذاتیات کے جھگڑے ہی فضول ہیں۔ لیکن اگر ان کا جاری رکھنا ایسا لازم ہو لابدی امر ہو کہ ان کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اس میں اس افراط سے کام نہ لینا چاہیئے۔ کہ اصل غرض ہی مفقود ہو جائے۔ اور قوم میں اعلےٰ مقاصد کے بجائے ایسی دور از کار باتوں کا مذاق پیدا ہو جائے۔ اگر ہم میں عقائد کا اختلاف ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم ذاتیات پر اتر آئیں۔ اگر ہمیں کچھ لکھنا ہو تو عقائد و اصول ہی پر لکھنا چاہیئے۔ ادھر ادھر کے ذاتی جھگڑوں کو بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ امید ہے کہ معزز معاصر ہماری اس دوستانہ گزارش کو قبول فرمائے گا۔ اور آئندہ کے لئے اس طرز جنگ کا جو اب جاری ہے خاتمہ کر دے گا۔

"سچ" کا سچ

احمدیہ جماعت باوجود ایک مختصر سی جماعت ہونے کے فریضۂ تبلیغ و اشاعت اسلام کے سرانجام دینے میں جس سرگرمی و انہماک سے کام لے رہی ہے وہ اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہا۔ ممالک مغربیہ میں تو خصوصاً یہی ایک جماعت ہے۔ جو باقاعدہ نظام کے ماتحت اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں مصروف ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس جماعت نے یورپ میں جو کام کیا ہے اس سے مسیحی کلیسا سخت مرعوب و خائف ہو گیا ہے۔ سچ پوچھئے تو مسلمانوں میں یہی ایک جماعت ہے جو حقیقی رنگ میں اسلام کو یورپ کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اس کے عقائد واقعی اسلام کے صحیح عقائد ہیں۔ اس کے زور نشر و اشاعت کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ آج یورپ میں عقائد احمدیہ کو تمام امت مسلمہ کے عقائد سمجھا جانے لگا ہے۔ چنانچہ معزز لکھنوی معاصر "سچ" جماعت احمدیہ کے اس جوش عمل کا بزور اعتراف کرتے ہوئے "احمدیت کی کامیابی" کے عنوان سے ۲۳ اگست کی اشاعت میں اپنے اسم با مسمٰی ہونے کا یوں ثبوت دیتا ہے :۔

"سینٹ پال کے گرجا (لندن) کے مشہور و معروف ڈین انج نے جو کلیسا کے دائرہ سے باہر علمی و فلسفی حلقوں میں بھی شہرت رکھتے ہیں چند ہفتے ہوئے سینٹ این کے گرجا میں "مسیحیت اور ارض مشرق" پر ایک دلچسپ لکچر دیا تھا۔ جس میں اپنے مذہب کی خامیوں اور ناکامیوں کو پوری طرح تسلیم کیا تھا اس لیکچر میں ایک جگہ مسلمانوں کے عقائد بیان کرتے کرتے فرمایا کہ "وہ مسیح کے مصلوب ہونے کے قائل نہیں۔ بلکہ ان کے ہاں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ مسیح نے فلسطین ترک کر کے کشمیر تک کا سفر اختیار کیا اور وہیں انتقال فرمایا۔ اور کشمیر کے شمال میں حضرت عیسیٰ نبی کا مزار ہے"۔ ظاہر ہے کہ یہ جو عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے ہیں۔ عام مسلمانوں کے نہیں۔ امیر جماعت احمدیہ کا انگریزی ترجمہ کلام مجید اور دوسری انگریزی تصانیف، خواجہ کمال الدین صاحب کا اسلامک ریویو اور مسجد ووکنگ، اور جناب مرزا صاحب کے دوسرے پیرؤوں کی سرگرم کوششوں کا یہ نتیجہ بالکل واضح ہوتا جاتا ہے کہ یورپ اس مخصوص جماعت کے عقائد کو عام امت اسلامیہ کے عقائد سمجھنے لگا ہے اس نتیجہ پر یہ جماعت ہرگز قابل الزام نہیں۔ بلکہ اپنے شغف و انہماک خلوص و ایثار کے لحاظ سے قابل مبارکباد ہے۔ اگر ہمارے گروہ اہلسنت کے پیشوا، اور ہمارے "سواد اعظم" کے علما اب بھی بیدار نہ ہوئے۔ اور اسی طرح جزئیات کی بنا پر ایک دوسرے کو "کافر" و "ملعون" بنانے میں لگے رہے تو "احمدیت" انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ میں یقیناً پھیل کر رہے گی۔ کاش ہماری بڑی بڑی انجمنوں، مجلسوں اور جمعیتوں کے پیشوا، اور علم و مشیخت کی پرانی گدیوں کے نئے وارث اب بھی اس مختصر و محدود گروہ کے جوش عمل و ذوق سعی سے سبق حاصل کریں"

معاصر مذکور نے جماعت احمدیہ کے شغف و انہماک، خلوص و ایثار اور جوش عمل کے متعلق جن ہمدردانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے لئے ہم اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اسے مستحق صد مبارکباد سمجھتے ہیں کہ اس نے سچائی کے اظہار میں نہایت جرأت سے کام لیا ہے اور مکفر علما کے شدید شر اور مخالفت کی کچھ پروا نہیں کی۔ بلکہ انہیں بیدار کرنے اور احمدیوں کے "جوش عمل اور ذوق سعی" سے سبق سکھانے کی کوشش کی ہے کاش یہ "کافر" و "ملعون" بنانے والے راہ راست پر آجاتے۔ اور اس اسلام کش مشغلہ سے دست بردار ہو جاتے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور ملوکیت

سازش سمرنا کے سلسلہ میں جو مصطفےٰ کمال پاشا کے قتل کرنے کے لئے کی گئی تھی ملزمین کی جو فہرست تیار کی گئی تھی اس سے ایک دنیا حیران ششدر رہ رہی تھی۔ اس میں اکثر ایسے اصحاب کے نام نظر آتے ہیں جنھوں نے ملک وقوم کی خدمت میں اپنی جانوں تک کی بھی پروا نہ کی۔ ان کے متعلق یہ باور کرنا مشکل ہے کہ وہ کسی ایسی تحریک میں حصہ لیں جو ملک وقوم کے لئے تباہ کن ہو یا اس جمہوری طرز حکومت کا خاتمہ کرنے والی ہو جو انہوں نے بہت سی جانی ومالی قربانی کے بعد قایم کی۔ ملزمین کو جو سخت سزائیں دی گئی ہیں۔ اور ان پر کسی قسم کا رحم نہیں کیا گیا۔ اس سے بعض باخبر حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ موجودہ حکومت ترکیہ کی برسر اقتدار پارٹی اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنی تمام مخالف جماعتوں کو نیست ونابود کرنے کے درپے ہے۔ جس کی تصدیق انگورہ کے ایک تازہ پیغام سے بھی ہوتی ہے۔ جو یہ ہے کہ انجمن اتحاد وترقی کے ان سابق اراکان کے مقدمہ کے دوران میں جن پر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے خلاف سازش کا الزام تھا۔ سرکاری وکیل نے ۲۴۰ صفحات کی ایک دستاویز پڑھتے ہوئے انجمن کی تاریخ بیان کی اور کہا۔ یہ اسی انجمن کے اخلاقی اثر کا نتیجہ ہے کہ ترکی جرمنی کے ساتھ مل کر جنگ عظیم کے ہلاکت آفریں گڑھے میں کود پڑا۔ آخر میں اس نے مطالبہ کیا کہ ۴ ملزمین کو سزائے موت دی جائے۔ ۷ جلاوطن اور باقی رہا کر دیئے جائیں۔ چنانچہ بعد کی اطلاع ہے کہ ۲۶ اگست کو ان چاروں اشخاص کو پھانسی دے دی گئی۔

اس سے بڑھ کر تشویش انگیز وہ برقی پیغام ہے جو پیرس سے موصول ہوا ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے حکومت فرانس سے استمزاج کیا ہے کہ اگر وہ ترکی میں اپنی ملوکیت کا اعلان کر دیں تو آیا حکومت فرانس انہیں سلطان تسلیم کرے گی۔ گو یہ پیغام ہمارے پاس ایک معتبر ایجنسی کی معرفت پہنچا ہے اور اس پر یقین کرنے کے لئے احتیاط برتنی چاہئے تاہم سازش سمرنا کے ضمن میں ترکی کے مایۂ ناز رہنماؤں کو جس بیدردی سے موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ یا جلاوطن کیا جا رہا ہے اس سے اس پیغام کو بظاہر کچھ تقویت پہنچتی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ اطلاع درست ہے تو پھر ترکی قوم کی بدقسمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ترکی کی تمام وہ ترقیات واصلاحات جو اس تھوڑے سے عرصہ میں اسے حاصل ہوئی ہیں۔ جمہوری طرز حکومت ہی کا ثمرہ ہے۔ اگر وہ پھر اسی عمیق گڑھے میں گر گئی جس سے بہت ہی جد وجہد کے بعد باہر نکلی تھی۔ تو اسے اپنے مستقبل کے متعلق کوئی اچھی امید نہ رکھنی چاہئے۔ خدا کرے کہ اس قسم کی تمام خبریں بے بنیاد ثابت ہوں۔ اور اسلام کی یہ دیرینہ یادگار آب وتاب کے ساتھ دنیا میں قایم رہے۔

مؤتمر اصلاح المسلمین دہلی

ڈاکٹر کچلو صاحب کے سفر دہلی کے نتائج کے متعلق جناب قریشی امرتسر سے اطلاع دیتے ہیں کہ جناب ڈاکٹر کچلو صاحب ۱۸ اگست کو دہلی تشریف لے گئے تھے۔ تاکہ اراکین وفود اور دیگر سربرآوردہ اصحاب سے مل کر انعقاد کانفرنس کا معاملہ یکسو کر دیں۔ آپ ۲۴ اگست کو دہلی سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

آپ نے معاملہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر لکھنؤ سے مولانا قطب الدین صاحب کو اور منصوری سے حکیم اجمل خاں صاحب کو بلایا تھا۔ مولانا قطب الدین صاحب بروقت دہلی تشریف لے آئے۔ اور شامل مشورت ہو گئے۔ لیکن حکیم صاحب تشریف نہ لا سکے۔ مسئلہ اتحاد واصلاح کے متعلق آپ کو جس قدر دلچسپی ہے اس کا اندازہ آپ کے ایک تازہ ترین مکتوب کے حسب ذیل الفاظ سے ہو سکتا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں:۔

"آپ اندازہ کر سکتے ہوں گے کہ اس مسئلہ اتحاد کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے میرا دل کس قدر دہلی میں موجود رہنے کی خواہش رکھتا ہوگا۔ لیکن میں اہل وعیال کی تنہائی کی وجہ سے سردست دہلی نہیں آ سکتا۔ اگر کہیں باہر جانا ہوتا ہے تو میں اس وقت باہر جاتا ہوں جب یہاں خاندان میں سے کسی کو بلا لیتا ہوں۔ میں نے ایک عزیز کو یہاں قیام کے لئے بلایا ہے۔ جس وقت وہ آ جائیں میں دہلی آ سکوں گا۔ آپ براہ کرم تار کے ذریعے اپنے قیام اور نتیجہ گفتگو سے مطلع کیجئے۔"

انفرادی مشوروں کے بعد ۲۳ اگست کو ڈاکٹر انصاری صاحب کے مکان پر جو مقامی اور غیر مقامی حضرات کا اجتماع ہوا اس میں ان تمام مکتوبات پر جو مؤتمر اصلاح واتحاد کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق اس وقت تک رہنمایان ملک وملت کی طرف سے موصول ہو چکے ہیں۔ غور کرنے کے بعد بالاتفاق یہ طے کیا گیا ہے کہ دو ہفتے کے اندر مختلف جماعتوں کے سربرآوردہ اصحاب کا ایک مختصر سا جلسہ مشورت طلب کیا جائے۔ اور اس میں مسئلہ حجاز کے متعلق تمام معاملات کو طے کرنے کی کوشش کی جائے۔

مولانا مظہر الدین صاحب کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر انصاری صاحب حکیم اجمل خاں صاحب اور مولانا کفایت اللہ صاحب کے دستخطوں سے عنقریب دعوت نامے جاری ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر کچلو صاحب کا خیال ہے کہ اگر عوامیہ دعوت میں غیر مقامی حضرات کو بھی شامل کر لینا مناسب ہوگا۔ مولانا قطب الدین صاحب تو بہت پہلے سے اتحاد واصلاح کی فکر میں ہیں۔ لیکن امرتسر پہنچ کر ڈاکٹر صاحب نے مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا ثناء اللہ صاحب سے جو ملاقات کی ہے اس سے آپ اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ اس وقت بلا استثنا تمام جماعتوں میں اتحاد ومحبت کی ایک زبردست آرزو موجود ہے بلکہ کہنا چاہئے کہ اس وقت تمام جماعتیں مسلسل اختلاف وتصادم سے تھک چکی ہیں۔ اور نہایت دردمندی سے اپنی موجودہ حالت کی بد انجامی کا احساس کر رہی ہیں۔

اس وقت کانفرنس کی کامیابی کے لئے سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم نتیجہ کانفرنس تک تحریروں اور تقریروں میں احتیاط واعتدال کو مدنظر رکھیں اور قوم میں اخوت واتحاد کے جذبات پیدا کریں ممکن ہے کہ اتحاد وموالات کی ایک متحدہ آرزو ہماری موجودہ مصیبت اور رسوائی کو ختم کر دے۔

انتقاد

امین بک مصر کے شہرہ آفاق ناولسٹ علامہ جرجی زیدان ایڈیٹر "الہلال" مصر کے ایک تاریخی ناول "المملوک الشارد" کا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے جس میں خدیو مصر محمد علی پاشا کے عہد حکومت کے پراسرار واقعات اور مشہور خاندان ممالیک کی عبرت انگیز تباہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کمال یہ ہے کہ مترجم نے ترجمہ میں کسی جگہ بے ربطی وغیر موزونیت پیدا نہیں ہونے دی بلکہ اصل کے پورے زور کو قایم رکھا ہے۔ دو چار مقامات تو ایسے رقت انگیز ہیں کہ وہاں پہنچ کر بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ بعض دوسرے سین بھی ایسے دردناک پیرایہ میں کھینچے ہیں کہ مصور غم کی تحریر کا شبہ ہوتا ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

نور الایمان۔ مولانا حکیم سید عبد الحی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلما کی تالیف ہے۔ جس میں سوال وجواب کے پیرایہ میں عقائد اسلام اور نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ مسائل کی تعلیم دی گئی ہے۔ آخر میں آنحضرت صلعم کے کچھ اخلاق وحالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۲ر

تاریخ گجرات۔ یہ بھی مولانا سید عبد الحی صاحب کی تصنیف ہے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ شروع میں مولانا کا ایک نفیس فوٹو ہے۔ اس کے ۲۳ صفحے میں مولانا مرحوم کے واقعات زندگی اور ان کی علمی تصانیف پر محققانہ ریویو ہے جو ان کے فرزند رشید ڈاکٹر عبد العلی بی۔ ایس۔ سی ایم۔ بی بی۔ نے قلم بند کیا ہے۔ ملک گجرات کا ایک نقشہ بھی دیا گیا ہے جس میں عہد مغلیہ کی صوبجاتی تقسیم دکھائی گئی ہے۔ باقی حصہ کتاب میں گجرات کی سیاسی، تمدنی، علمی تاریخ اور وہاں کے وزرا، علماء اور مشائخ کے حالات۔ سلاطین اسلام کے کارنامے۔ ان کی علم دوستی و رعایا پروری اور ان کے ذریعے سے ملک میں جو تمدنی وصنعتی ترقیاں ہوئی ہیں۔ وہ بیان کی گئی ہیں۔ قیمت فی نسخہ عہ پانچ نسخہ پانچ روپے۔ طلبہ کے لئے محصول ڈاک معاف کمیشن تاجرانہ ۵۰ فیصدی تک۔ مندرجہ بالا تینوں کتابیں ذیل کے پتہ سے طلب فرمایئے۔

منیجر شبلی بک ڈپو لکھنؤ (یو۔ پی)

سلسلہ احمدیہ کا ایک اور بزرگ چل بسا

یہ خبر احمدی حلقوں میں نہایت رنج وافسوس سے سنی جائیگی کہ سلسلہ احمدیہ کے نامور بزرگ حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی ۲۰ اگست کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود کے مخلص اور پرانے اصحاب میں سے تھے آپ کا زہد واتقا محتاج بیان نہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

اخبار احمدیہ

وفات۔ چودہری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر وریلیالہ ضلع گوجرانوالہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بڑے صاحبزادے صاحب عبد الغنی جو حضرت مسیح موعود کے پرانے اصحاب میں سے تھے۔ اور جناب میاں محمود احمد صاحب کے ہم مکتب تھے ۱۷ اگست ۱۹۲۶ء کو بمقام ریوان میں درد سینہ سے اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمۂ جانکاہ میں مرحوم کے والد اور ان کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

غائبانہ جنازہ۔ مسجد احمدیہ لاہور میں گزشتہ سے پیوستہ جمعہ کو بعد از نماز جمعہ شیخ محمد حسین کلرک گوجرانوالہ کے مرحوم صاحبزادے کا اور گزشتہ جمعہ کو حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی اور جناب عبد الغنی صاحب مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ دوسری جماعتیں بھی ان تینوں بھائیوں کا غائبانہ جنازہ پڑھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

درخواستہائے دعا۔ (۱) چودہری منظور حسن صاحب احمدی ساکن بدوکے کان کی تکلیف سے عرصہ سے بیمار ہیں۔ جس سے ان کو سخت تکلیف ہے۔ آپ سلسلہ کے ایک مخلص اور پرجوش نوجوان ہیں احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ دردِ دل سے اپنے اس مخلص بھائی کی شفایابی کے لئے دعا کریں۔

(۲) برادران! السلام علیکم۔ نہایت لجاجت سے عرض کرتا ہوں کہ میرے حق میں دعائے خیر فرمایئے۔ (میر فیاض علی حیدرآبادی احمدی انبیٹہ)

(۳) حضرت مسیح موعود کے پرانے اور نئے دوستوں کی خدمت میں بعد سلام مسنون عرض ہے کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ بہت دعائیں کیا کرو۔ چنانچہ حضرت صاحب کی زندگی میں سب دوست ایک دوسرے کے درد دکھ، خوشی اور راحت میں شریک ہوکر باہم مل کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ اور وہ دعائیں قبولیت کا شرف رکھتی تھیں میں اپنے احباب کو مطلع کرتا ہوں کہ میں اپنے پرانے دوستوں کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں شامل کرتا ہوں اور نئے دوستوں کو بھی بھول نہیں جاتا۔ کیا احباب سلسلہ عالیہ اس پرانے خدمت گذار کو اپنی نیم شبی دعاؤں میں شامل کر کے ممنون فرمائیں گے۔

حضرت کا پرانا خادم
ڈاکٹر حسن علی سینئر سب اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ
(راولپنڈی)

افریقہ میں آفتاب اسلام کی ضیا پاشیاں

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے تار پیغام کے جناب خواجہ عبد الغنی صاحب سکرٹری مسلم مشن ووکنگ اطلاع دیتے ہیں:۔

جناب خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان) جو گزشتہ چھ ماہ سے جنوبی افریقہ کا تبلیغی دورہ فرما رہے تھے۔ اب وہ ہندوستان تشریف لا رہے ہیں ان کا ۲۴ اگست ۱۹۲۶ء کا دار السلام سے ایک تار مظہر ہے کہ اطالوی خاندان کے گیارہ ممبر اور چند یورپین احباب نے اسلام قبول کیا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

جواہر ریزے

کانگرس میں یہ معاملہ ایک عرصہ سے زیر بحث تھا کہ آیا موجودہ حالت پر سول نافرمانی کرنی چاہئے یا نہیں۔ ہندو جاتی کے کئی عاقبت اندیش لیڈر ایک مدت سے اس بات کے خواہاں تھے کہ سول نافرمانی شروع کر دی جائے اور اگر ان کے اختیار کی بات ہوتی تو وہ خدا جانے کیا کچھ کر گزرتے۔ لیکن بنارس کے دیوتا سروپ پنڈت مالوی ہمیشہ ایڈلش دیتے رہے کہ سول نافرمانی کا طریق نہایت خطرناک ہے۔ اور ہندوستان کی بہتری عدم تعاون میں نہیں بلکہ حکومت کے ساتھ تعاون کرنے میں ہے لیکن اب مالوی جی نے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے میں جس جرأت و دلیری سے کام لیا ہے۔ اس پر سب حیران و ششدر رہیں۔ مالوی جی اور قانون کی خلاف ورزی یہ بات لوگوں کو بالکل اچنبہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں مالوی جی کی اس حرکت پر کوئی تعجب نہیں۔ ہمارے خیال میں مالوی جی دوسرے ہندو لیڈروں سے زیادہ ہوشیار اور موقع شناس واقع ہوئے ہیں۔ ابھی تک جو سول نافرمانی سے مالوی جی کو روک رہے تھے تو وہ اس لئے کہ جاتی سنگٹھت نہ تھی۔ اب جبکہ وہ سنگٹھت ہو گئی ہے، اس نے ڈنڈا بازی خشت اندازی وغیرہ فنون حرب میں کامل مہارت پیدا کر لی ہے۔ تو مالوی جی کو اب خوف کس کا ہے۔ وہ کیوں حکومت کے ایسے احکام کی جن سے کلکتہ کی سنگٹھنی جاتی اپنے جرنیل کی خدمات سے محروم ہو جاتی۔ تعمیل کرتے۔ مالوی جی نے جو کچھ کیا ہے وہ اپنی سنگٹھنی قوت کا جائزہ لگا کر کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ حکومت کو ابھی تک کچھ اور ہی وہم ہے۔ اس نے ابھی سنگٹھن کی قوت کا اندازہ نہیں کیا۔ اسی لئے تو وہ اپنے رعب و اقتدار کو بحال رکھنے کے لئے مالوی جی پر مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔

پنڈت مالوی جی اس مقابلہ کے لئے بالکل تیار تھے۔ اور سنگٹھنی جاتی بھی اپنے جرنیل کی امداد کے لئے تیار تھی۔ اس تیاری سے اسمبلی کے بعض ارکان پر ایسا خوف و ہراس طاری ہوا کہ انہوں نے جناب وائسرائے کو یہ مشورہ دیا کہ حکومت کو مالوی جی کے مقابلہ سے باز رکھیں۔ اور ان پر سے مقدمہ اٹھا لینے کا حکم صادر فرمائیں۔ بعض لوگ تو اس کو ایک معافی کی درخواست سمجھتے تھے۔ لیکن ہمارے خیال میں حکومت کے ان مخلص مشیروں نے اسے بروقت تنبیہ کی کہ وہ سنگٹھنی جاتی کے اس جرنیل کے سامنے میدان میں اتر کر اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈالے اب دیکھنا یہ تھا کہ حکومت اپنے رعب و وقار کو قائم رکھتی ہے یا خود سنگٹھن سے مرعوب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ موخر الذکر صورت پر اس جنگ کا (شروع ہونے سے پہلے) خاتمہ ہو گیا۔ اور سنگٹھن جاتی کے تمام سورماؤں نے پوری ہم آہنگی کے ساتھ بڑے زور سے نعرہ لگایا کہ بولیے یا دپنڈت مالوی جی مہاراج کی جے!!

ایک زمانہ تھا کہ شریفی خاندان کی مغرب نوازی نے اُسے آسمان شہرت پر پہنچا رکھا تھا۔ اگر اس کا کوئی فرد کبھی اٹھل و حرکت کرتا تھا تو اس کے مغربی دوست وہ سب کچھ کرتے تھے۔ جو ان کے اغراض و مقاصد کے لئے مفید اور نیز ان کی مہمان نوازی کا ثبوت ہوتا تھا۔ اور رائٹر کی زبان "حقیقت ترجمان" شریفی خاندان کی شان و شوکت اور آؤ بھگت کے گیت سنانے کے لئے وقف ہو جاتی تھی۔ اس قسم کا فرنگی دوستانہ اس وقت تک قائم رہا جب تک مفید مطلب تھا۔ اب حالت یہ ہے کہ بیچارے ملک فیصل لندن جاتے ہیں۔ معمولی طور پر ان کا خیر مقدم ہوتا ہے۔ اور جناب رائٹر یہ مژدہ سناتے ہیں کہ ملک فیصل لندن پہنچ گئے ہیں لیکن ملک معظم سے شرف باریابی حاصل ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ اب تازہ پیغام یہ ہے کہ شریفی خاندان کا چشم و چراغ کئی روز لندن میں قیام کرنے کے بعد کف افسوس ملتا ہوا اور بزبان حال یہ شعر پڑھتا ہوا عازم عراق ہو گیا ہے ؎

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

مولانا ظفر علی خاں بمبئی کو کیا گئے کہ لوگوں نے سرگوشیاں اور بدگمانیاں شروع کر دیں۔ حالانکہ وہ بار بار "زمیندار" میں اعلان کر رہے ہیں کہ میں پرائیویٹ کام کے لئے گیا تھا۔ مگر ان نادانوں کی سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ عبداللہ الفضل سے بھی مولانا کو کوئی پرائیویٹ کام ہو سکتا ہے۔

مذاکرہ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

جناب محمود احمد صاحب پٹواری چارسدہ

سوال (۱) - ایک مسلمان حضرت کو بھی مسلمان جانتا ہے اور احمدیوں کو بھی لیکن حضرت صاحب کو مجدد نہ مانے تو آیا ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ جو آدمی اپنے زمانہ کا مجدد نہ پہچانے تو وہ جاہل ہوتا ہے۔ اور آیا جاہل کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب - معلوم نہیں آپ نے جاہل سے کیا سمجھا - حدیث شریف میں ہے کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ **جاہل** کا لفظ نسبتی اور اضافی ہے۔ ایک وہ **جاہلیت** ہوتی ہے جو کسی نبی کی بعثت سے قبل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلعم کی بعثت سے قبل دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق تھی۔ اور توحید کاملہ اور معرفت صحیحہ اور علم و ہدایت سے بے بہرہ تھی۔ آپ کے تشریف لانے سے معرفت و حکمت، علم و ہدایت کی روشنی سے جاہلیت کی تاریکی کافور ہو گئی۔ اور ظلمت کفر نور ایمان و معرفت سے مبدل ہو گئی۔ پس جو اس نبی کو نہیں مانتا وہ جاہل ہے ایسے جاہل کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ کافر ہے۔ دوسری وہ جاہلیت ہوتی ہے جو کسی مجدد یا امام کے آنے سے قبل ہوتی ہے جب دین اسلام کی صحیح شکل بوجہ طرح طرح کی بدعات و توہمات و رسومات کے نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اور ضروری ہوتا ہے کہ کوئی مرد خدا کی طرف سے کھڑا ہو جو اسلام کو ہر ایک قسم کی بدعات و توہمات سے پاک کر کے اس کا اصلی چہرہ دکھا دے۔ اور زمانے کی ضرورتوں کے مطابق علم و معرفت کی روشنی کو کھول کھول کر بیان کرے۔ تا حق کے طالبوں کو منزل مقصود تک پہنچنے میں آسانی ہو اور بھولے بھٹکوں کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی ہو۔ پس جو اس امام یا مجدد کو نہیں مانتا وہ اس علم اور معرفت کی روشنی کو نہیں پاتا جو اللہ تعالیٰ امام وقت کے ذریعہ دنیا میں پھیلاتا ہے۔ اور اس طرح علم و معرفت کے اس کمال سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور اس مقام علمی کو نہیں پا سکتا۔ جو امام وقت کے اتباع پر منحصر ہے۔ اور جاہل رہ جاتا ہے۔ لیکن با ایں ہمہ محرومی ایسا جاہل اسلام کے دائرہ سے خارج اور کافر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ایک نبی کا نہ ماننے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ مجدد کوئی نئی ہدایت نہیں لاتا۔ بلکہ اسی پہلی ہدایات کی ضروریات زمانہ کے مطابق تشریح کرتا ہے۔ پس ایسے جاہل کے پیچھے اگر وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتا۔ اور ایسا کہنے میں وہ منافق نہیں نماز پڑھ لینا جائز ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہر ایک مسلمان کے پیچھے خواہ وہ فاسق و فاجر ہو نماز پڑھ لینی جائز ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ امامت کے لئے اسے منتخب کر لیا جائے۔ امامت کے لئے منتخب کرنے میں ضروری ہے کہ وہ شخص علم قرآن و سنت میں سب سے افضل ہو۔ اور سب سے بڑھ کر متقی ہو۔ اور شرط تقویٰ میں امام وقت کی شناخت بھی ہے۔ پس یہاں فتویٰ صرف جواز کا ہے۔ جو شخص مسلمان ہے اور کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ اگرچہ وہ فاسق و فاجر ہو یا نادانستہ کی وجہ سے امام وقت کی شناخت سے محروم ہو تو بعض حالتوں میں اس کے پیچھے اگر نماز پڑھنی پڑ جائے تو ہرج نہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ متقی اور مجدد وقت کے متبع امام کی اقتدا کو ترک کر کے ایسے لوگوں کی امامت کی اقتدا پر مداومت اختیار کی جائے۔ بلکہ ضروری ہے کہ احمدی اپنے احمدی امام کی اقتدا میں جمعہ اور جماعت کو قائم رکھیں۔ کیونکہ مستقل امامت کے لئے ضروری ہے کہ جسے امام منتخب کیا جائے وہ سب سے بڑھ کر اعلم اور اتقیٰ ہو اور مجدد وقت کی شناخت شرط تقویٰ میں شامل اور ضروری ہے۔

شہادت اور محاسبہ

سوال (۲) حدیث (مشکوٰۃ شریف) میں رسول کریم فرما چکے ہیں کہ طاعون اور ہیضہ اور ناگہانی موت وغیرہ اس قسم کی اموات شہادت کی اموات ہوتی ہیں۔ تو پھر حضرت تو فرماتا ہے کہ منکرین طاعون سے مریں گے۔ مفصل بحث کر کے فرمائیں اور شہادت کی اصل حقیقت درج فرمائیں۔ کہ آیا شہید کے ساتھ حساب کتاب ہوگا۔ یا نہ ہوگا۔

جواب (۱) حساب کتاب سب کے ساتھ ہوگا۔ کوئی اس سے نہیں بچیگا یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ حساب کتاب سے کر کسی کو معاف کر دے یا انعام و اکرام عطا فرمائے۔

(۲) کامل علم والے کو شہید کہتے ہیں۔ جو خدا کے راستے میں مارا جاتا ہے وہ اس لئے شہید کہلاتا ہے کہ وہ اپنے عمل سے اپنے کامل علم کا ثبوت دیتا ہے۔ جو اسے خدا کی ذات اور صفات کے متعلق ہوتا ہے۔ ایسے لوگ خاص طور پر الطاف الٰہیہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ جنہوں نے اپنی زندگی جو اخروی ترقی کے لئے اسے عطا ہوئی تھی۔ خدا کی راہ میں قربان کر دی تو پھر خدا جیسا رحیم و کریم شہنشاہ اس قربانی کے بدلہ میں اس کی ترقیات روحانی کو محض اپنے فضل و کرم سے نہ صرف پورا کر دیتا ہے بلکہ اس کی کرسی درجہ اس کی ترقیات کو بڑھا کر اس کمال کو پہنچا دیتا ہے۔ جہاں از خود اس کے لئے پہنچنا مشکل تھا۔ اور یہ ضروری تھا۔ کیونکہ کسی شخص کی وفاداری اور اخلاص ہمیشہ مستحق بخشش و انعام ہوتی ہے جب دنیا کی سلطنتیں ایسے جان نثاروں اور وفاداروں کو انعام دیتی ہیں تو خدائی گورنمنٹ جو سب سے بڑھ کر انعام و اکرام کرنے والی ہے کیوں نہ اس پر انعام و بخشش کرے۔

(۳) دنیا میں وباؤں کے آنے کی حکمت اور مشیت کا کامل علم تو اللہ کو ہے۔ انسان ان باریکیوں کو سمجھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن دنیا کے ظاہر اسباب میں سے جہاں ایک سبب ظاہری گندگی ہے۔ وہاں اس کے باطنی اسباب میں سے ایک سبب باطنی گندگی ہے۔ جس طرح ظاہری گندگی کا ہوا یا پانی یا زمین میں جمع ہو جانا وباؤں کے پھوٹنے کا سبب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کسی قوم یا ملک میں باطنی گندگی یعنی فسق و فجور، شراب و بے ایمانی۔ خدا سے غفلت اور تقویٰ سے دوری کا جمع ہو جانا وباؤں کے اسباب باطنی میں سے ایک سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ خود قرآن نے فرمایا فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون کہ پس ہم نے نازل کیا ظالموں پر عذاب آسمان سے اس کے بدلہ میں جو وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔

(۴) حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ طاعون یا ہیضہ سے مر جانے والا شہید ہوتا ہے سو یہ مومن اور متقی کے لئے ہے جو مستحق عذاب نہیں ورنہ جو شخص بوجہ اپنی باطنی گندگیوں کے، شوخی و شرارت اور فسق و فجور کے مستحق عذاب ہو چکا ہے۔ اس کی شہادت بے معنی ہے۔ اس کے لئے تو وہ عذاب ہے۔ ہاں ایک مومن و متقی ظاہری اسباب میں سے جب کسی سبب کی زد میں آ جاتا ہے تو سنت اللہ اپنا اٹل قانون اس پر بھی اسی طرح وارد کرتی ہے جس طرح ایک کافر یا فاسق و فاجر پر۔ مثلاً کوئی مومن یا متقی باوجود طہارت ظاہری و باطنی کے ایسے کنوئیں سے پانی پی لیتا ہے جس میں ہیضہ کے جراثیم موجود ہیں۔ یا ایسے گھر میں جا رہتا ہے جو طاعون کے جراثیم سے زہر آلود ہے۔ تو خدا کا قانون اپنا اثر ضرور دکھاتا ہے اور وہ مومن و متقی شخص بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ بعض حالتوں میں مقربین الٰہیہ کی اللہ تعالیٰ خاص طور پر حفاظت کرتا ہے۔ اور وہ اسباب ظاہری جمع نہیں ہونے دیتا۔ جس کے ماتحت انسان بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن جہاں یہ خاص حفاظت الٰہی موجود نہیں ہوتی تو قانون عام مومن و متقی اور کافر و فاسق پر اپنا اثر یکساں دکھاتا ہے اسی لئے وبا سے بچنے کے لئے جہاں اس کے باطنی اسباب سے بچنے کی ضرورت ہے۔ وہاں اس کے ظاہری اسباب سے بھی بچنے کی ضرورت ہے چنانچہ تمام مامورین و مقربین الٰہی نزول عذاب کے وقت اسباب ظاہری کا بھی اسی طرح لحاظ کرتے تھے جس طرح ایک کافر کو کرنا چاہیے۔ مثلاً طوفان کے وقت حضرت نوح کا کشتی میں سوار ہو جانا۔ زلازل اور وباؤں کے وقت میں نبیوں کا اپنی جماعت کے ساتھ اس ملک سے نکل جانا۔ جنگوں کے وقت میں حضرت نبی کریم صلعم کا زرہ بکتر اور کل ہتھیار اور حفاظت کے سامان کا استعمال کرنا جو ایک عام آدمی بھی کرتا ہے۔ باوجود اس کے کہ حفاظت الٰہی کا وعدہ آپ کے ساتھ تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ باوجود وعدۂ حفاظت الٰہی کے طاعون سے بچنے کے لئے ظاہری احتیاط بھی کیا کرتے تھے۔ پس جب ایک ملک یا قوم پر عذاب آتا ہے اور مومنین و متقین کی رہائش بھی وہیں ہوتی ہے یا ان کی موجودگی وہاں لازمی ہوتی ہے تو مستحق عذاب لوگوں کی لپیٹ میں مومن متقی بھی آ جاتے ہیں۔ کیونکہ اسباب ظاہری کی زد میں اگر وہ قانون الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔ مثلاً جب جنگ کی شکل میں عذاب کفار پر نازل ہوتا ہے تو لازمی بات ہے کہ مومن و کافر کی جنگ میں جہاں کافر مارے جائیں وہاں مومن بھی مارے جائیں۔ اسی طرح جب وبا کی شکل میں عذاب آتا ہے تو اس مقام پر فاسقوں کے ساتھ مومنوں متقیوں پر بھی ظاہری اسباب یکساں اثر کرتے ہیں اور فاسقوں اور مستحق عذاب لوگوں کے ساتھ بعض مومن متقی بھی وبا سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت نے مومنوں اور متقیوں کے ساتھ یہ عنایت و بخشش روا رکھی ہے کہ ان کی موت شہادت گنی جاتی ہے یعنی اس تکلیف کے عوض میں جو ان پر بطور عذاب کے نہیں آئی بلکہ ظاہری اسباب کی رعایت سے آگئی ہے انہیں اجر [illegible]

گویا ماسٹر صاحب کے نزدیک ایک طرف مختلف مراتب کے رسولوں کا کفر، کفر دون کفر میں شامل ہے جس سے انسان خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف شوہر کی نافرمانی بھی کفر دون کفر میں شامل ہے جس سے انسان خارج از اسلام نہیں ہوتا۔ گویا کفر دون کفر اصل کے کفر پر بھی بولا جائیگا اور فرع کے کفر یعنی حکم کے انکار پر بھی بولا جائے گا۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس اصطلاح کے استعمال کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جس کی تعریف ہی کوئی نہیں۔ اصل کا کفر بھی کفر دون کفر۔ فرع کا کفر بھی کفر دون کفر۔ پھر کفر دون کفر کا کیا مقصد ہوا۔ اس کی کیا تعریف ہوگی۔ آج تک تو قرآن و حدیث کی بنا پر جمہور علمائے اسلام کا مذہب یہ رہا کہ فرع کے کفر پر کفر دون کفر استعمال کیا جاتا ہے تا اصل کے کفر سے اسے امتیاز رہے۔ اور کفر دون کفر کے مرتکب پر کافر کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بمصداق قول **یقول المسلم کفراً** کبھی مسلمان بھی کفر کی بات کہہ دیتا ہے اس کو مسلمان ہی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ صرف بوجہ کسی حکم کی نافرمانی کے اس سے کفر کی بات سرزد ہو جاتی ہے۔ مگر وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ لیکن آج ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب نے اس تعریف کو توڑ کر اصل یعنی ایمانیات کا کفر بھی اس کے اندر داخل کر دیا۔ اور اصل کے کفر اور فرع کے کفر کو ایک کر دیا اور سب کا نام اپنی طرف سے کفر دون کفر رکھ دیا۔ گویا جو اسلام سے خارج ہے وہ بھی کفر دون کفر کا مرتکب اور جو اسلام کے اندر ہے وہ بھی کفر دون کفر کا مرتکب۔ واہ۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

پھر اس سب کا نام کفر ہی رہنے دیا ہوتا۔ کیا اصل کا کفر خالی کفر نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے۔ اور پھر جب فرع اور اصل کا کفر ایک ہی ہے تو کفر دون کفر کے بجائے کیوں نہ سب کو کفر کہیں۔ کفر دون کفر کی اصطلاح کو یوں توڑ پھوڑ کر آپ فرماتے ہیں:۔

اس جگہ کفر دون کفر سے وہ کفر مراد ہے جو صاحب شریعت اور غیر صاحب شریعت انبیا کے منکرین کو حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ رسولوں میں تفاضل ہے اس لئے ان کے منکر اور کافر بھی ایک ہی درجہ میں نہ ہوں گے۔ کیا خاتم الانبیا کا کافر اور حضرت یوشع علیہ السلام کا کافر ایک ہی مرتبہ میں ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

اگر ماسٹر صاحب کفر دون کفر کو رسولوں کے کفر ہی میں محدود رکھتے تب بھی سمجھ لیتے کہ چلو اصل یعنی ایمانیات کے کفر میں بھی ماسٹر صاحب مراتب قائم کر رہے ہیں۔ مگر نہیں جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا۔ وہ فرع کے کفر کو بھی کفر دون کفر میں شامل کرتے ہیں۔ تاکہ نہ اصل اصل رہے اور نہ فرع فرع رہے۔ اور اس گڑبڑ کے اندر ماسٹر صاحب جواب دے کر "اخلاقی فرض" ادا کر کے سرخرو ہو جائیں۔

قرآن اور تشریعی و غیر تشریعی نبوت

اب سنئے جناب ماسٹر صاحب! اصل کے کفر پر کفر دون کفر کا لفظ نہیں استعمال ہو سکتا۔ کیونکہ اصل یعنی ایمانیات کے کفر میں فرق کرنا قرآن کریم کے خلاف ہے۔ صاحب شریعت اور غیر صاحب شریعت انبیا کا فرق قرآن میں نہیں۔ تفاضل ضرور ہے مگر وہ درجات و مقامات قرب کے لحاظ سے ہے۔ رسالت کے اعتبار سے کسی میں فرق کرنے کا حکم نہیں جیسا کہ نص صریح ہے **لانفرق بین احد من رسله**۔ ہم رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ خدا کی طرف سے جب تک وہ رسالت کے منصب پر ممتاز ہیں۔ ان کا نہ ماننا یکساں طور پر اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ خدا کے ساتھ مقام قرب میں رسولوں کے درجات مختلف بے شک ہوں گے مگر بحیثیت خدا کا رسول ہونے کے ان کی رسالت پر ایمان لانے کے لئے نوع انسان یکساں طور پر مکلف ہے۔ جیسا کہ قرآن کی نص صریح **لانفرق بین احد من رسله** سے ظاہر ہے۔ پس رسولوں پر ایمان لانے میں کفر کے مراتب قائم کرنے میں ماسٹر صاحب نے قرآن کی صریح مخالفت کی ہے۔ ماسٹر صاحب! کیا بقول آپ کے چھوٹے رسول کے نہ ماننے سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا؟ اور اگر یہ سچ ہے کہ چھوٹے مرتبہ کے رسول کے نہ ماننے سے بھی اسی طرح اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جس طرح ایک بڑے مرتبہ کے رسول کے نہ ماننے سے تو کفر دون کفر کا فرق پھر کہاں سے آئے گا۔ یہاں سزا کا سوال نہیں۔ رسولوں کے انکار کا سوال ہے۔ کیا بعض رسول ایسے ہیں جن کے انکار سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کے انکار سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہے تو پھر بے شک کفر دون کفر یہاں چسپاں ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ اور چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک رسول کی رسالت کا انکار انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے تو پھر کفر دون کفر یہاں کس فرق کے لئے استعمال ہوگا۔ یہی نص لانفرق بین احد من رسله کہ ہر

جب قرآن اللہ کے ایمان اور کفر کے متعلق کسی فرق کو جائز نہیں رکھتا تو پھر ماسٹر صاحب کا یہ فرق کرنا صریح نص قرآنی کے مخالف ہے۔

ماسٹر جی! کیا آپ قرآن سے ثبوت دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے رسول اور چھوٹے رسول کے کفر میں فرق کیا ہے۔ یا رسول اللہ کی حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ نے کبھی ایسا فرمایا ہے۔ اور اگر نہیں ثابت کر سکتے، بلکہ قرآن آپ کی تشریح کے صریح مخالف پڑا ہوا ہے اور رسول اللہ صلعم کی تشریحات آپ کی تشریح کے صریح مخالف ہیں تو پھر آپ خدا سے ڈریں اور خدا کے لئے حضرت مولانا نور الدین کی ہتک نہ کریں۔ کیا وہ اتنے بڑے علامۂ دہر ہو کر قرآن و حدیث کے منشا کے خلاف کفر دون کفر کی اصطلاح کو استعمال کر سکتے تھے۔ وہ تو اسی خط میں پکار پکار کر لانفرق بین احد من رسله کو پیش کر رہے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کی طرف ایسے فاش غلط مفہوم کو منسوب کرنے سے ان کو سخت رنج ہوتا۔ اور وہ ماسٹر صاحب کو سخت زجر کرتے۔ ممکن نہیں کہ مولانا نور الدین صاحب مرحوم قرآن و حدیث کے منشا کے خلاف کفر دون کفر کے معنے کریں۔ پس جب تک کفر دون کفر ان کا مذہب ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا انکار وہ کفر دون کفر کے ذیل میں لاتے ہیں۔ آپ کا دعویٰ باطل اور میرا مطالبہ قائم ہے۔

آیت استخلاف اور مسئلہ کفر

اس اتمام حجت کے بعد ماسٹر صاحب کی پراگندہ حال تحریر کا جواب دینا ہے تو بیکار مگر صرف ان کی دماغی الجھنوں کا نمونہ مجھے دکھانا منظور ہے۔

(۱) پہلی الجھن تو یہ ہے کہ مسیح موعود کے انکار پر جب کفر دون کفر کا فتویٰ لگایا جائے تو ماسٹر صاحب اس کے معنے کرتے ہیں مختلف مراتب کے رسولوں کا انکار۔ اور جب دوسرے خلفائے محمدی پر وہی فتویٰ چسپاں کیا جائے، تو فرماتے ہیں کہ یہاں "کفر عام" ہے (خدا جانے یہ "کفر عام" کیا اصطلاح ہے) مطلب شاید یہ ہے کہ یہاں کفر دون کفر کے معنے ہیں فرع کا انکار یعنی حکم کی نافرمانی تلك اذاً قسمة ضیزیٰ۔ خود حضرت مسیح موعود نے ہمیشہ اپنے دعویٰ کو آیت استخلاف کے ماتحت پیش کیا۔ اسی متنازعہ خط میں حضرت مولانا نور الدین مرحوم اسی آیت استخلاف کے ماتحت حضرت مسیح موعود کو پیش کر رہے ہیں۔ مگر واہ رے انصاف و تقویٰ کہ ایک ہی آیت کے نیچے جب خلیفہ محمدی حضرت مسیح موعود کا انکار معرض بحث میں آئے تو وہاں مطلب ہوگا اصل کا انکار۔ اور جب دوسرے خلفائے محمدی کے انکار کا ذکر آئے گا تو وہاں معنے ہوں گے فرع کا انکار۔ اور دونوں قسم کے انکار پر ایک ہی کلمہ "کفر دون کفر" کا استعمال کرتے چلے جائیں گے۔ تاکہ مخاطب کچھ نہ سمجھے اور اپنا سر پھوڑا کرے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ جب توفی کا لفظ حضرت مسیح کے لئے آتا ہے تو ایک ملا اس کے معنے کرتا ہے مع جسم اٹھانا اور جب دوسرے لوگوں کے لئے آتا ہے تو وہ اسی کے معنے کرتا ہے قبض روح کرنا۔ کیا مشابہت قلوب ہے! خلفائے محمدی میں سے ایک خلیفہ کے لئے فوراً کفر دون کفر کے معنے بدل جاتے ہیں۔ تاکہ ماسٹر صاحب جواب دے کر اپنا "اخلاقی فرض ادا کر دیں"

بزرگ صحابہ پر ماسٹر ثناء اللہ صاحب کا فتویٰ

سنئے جناب ماسٹر صاحب! اگر مولانا نور الدین صاحب مرحوم کا یہ فقرہ فریق مخالف کو اس کے مسلمات سے ملزم بنانے کے لئے نہیں بلکہ آپ اسے ان کا ایک عقیدہ سمجھتے ہیں تو اب صحابہ اور اہل بیت کا کفر اور حضرت مولانا مرحوم پر یہ بہتان آپ کی گردن پر ہے۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ "تو آپ ایسا خیال فرمالیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کا منکر جس فتویٰ کا مستحق ہے اس سے بڑھ کر خاتم الانبیا کے مسیح کا منکر ہے" خاتم الانبیا کا مسیح اور موسیٰ علیہ السلام کا مسیح کیا معنے رکھتا ہے یہ اضافت کس بات کی ہے۔ یہی کہ موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ مسیح اور خاتم الانبیا کا خلیفہ مسیح۔ اوپر کے فقرے کی منطقی شکل اب یوں ہوگی۔ چونکہ حضرت خاتم الانبیا کو فضیلت حضرت موسیٰ پر ہے اس لئے ان کے خلیفہ کو فضیلت ہے حضرت موسیٰ کے خلیفہ پر۔ پس مسیح محمدی افضل ہوا مسیح موسوی پر۔ اس لئے مسیح محمدی کا منکر مسیح موسوی کے منکر سے بڑھ کر فتوے کا مستحق ہوا۔ اگر یہ استدلال صحیح ہے یعنی فضیلت مراتب کسی خلیفہ کی اس کے انکار پر کفر کے فتوے کی شدت کو بڑھا دیتی ہے۔ اور خلفائے محمدی کی فضیلت خلفائے موسوی پر ایک مسلم امر ہے۔ تو پھر خلفائے محمدی کے منکرین خلفائے موسوی کے منکروں سے بڑھ کر کافر ہوئے۔ اب یہ امر تو ظاہر ہے کہ خلفائے موسوی کے منکرین سب کے سب کافر خارج از اسلام

ہیں تو پھر یہ امر بھی ماننا پڑے گا کہ خلفائے محمدی کے منکرین سب کے سب کافر خارج از اسلام ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ لہٰذا حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ کافر، حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت امیر معاویہؓ سب کافر۔ تمام شیعہ کافر، خوارج کافر، تمام حنفی کافر، غرضیکہ جنہوں نے بھی اپنے وقت میں خلیفہ محمدی کا انکار کیا وہ نہ صرف کافر بلکہ کافر خارج از اسلام کیونکہ خلفائے موسوی کے انکار سے بڑھ کر انکار کفر ہے۔ افسوس خارج از اسلام سے بڑھ کر کوئی لفظ مجھے نہیں ملتا ورنہ بقول ماسٹر صاحب کفر دون کفر کے ماتحت یہاں وہ لفظ استعمال کرتا۔ (العیاذ باللہ من ہذہ الہفوات)

(۲) (دوسری الجھن) ماسٹر صاحب نے جب کفر کا دروازہ یوں چوپٹ کھولا۔ اور کفر کا سیلاب زور و شور سے آیا تو خدا جانے کیا لحاظ آگیا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کفر سے یوں نکالنے کی کوشش کی ہے کہ آپ حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ مانتی تھیں۔ چنانچہ اسی لئے اپنا مقدمہ بھی ان کی عدالت میں لے گئی تھیں۔ سبحان اللہ کیا طرز استدلال ہے۔ کسی کی عدالت میں مقدمہ لے جانا اس کو خلیفہ محمدی مان لینا ہے۔ سینکڑوں مسلمان مختلف مذہبوں کے ماننے والے مجسٹریٹوں کی عدالت میں مقدمے لیجاتے ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وہ ان کو خلیفہ محمدی مانتے ہیں۔ یہ منطق جیسی نرالی ہے ظاہر ہے۔ مگر عجیب بات تو یہ ہے کہ ماسٹر صاحب نے واقعہ غلط بیان کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی مقدمہ حضرت ابوبکرؓ کی عدالت میں نہیں لے گئیں۔ بلکہ حضرت ابوبکرؓ سے باغ فدک کا مطالبہ کرنے تشریف لے گئیں۔ گویا وہ مدعیہ تھیں اور حضرت ابوبکرؓ مدعا علیہ۔ اگر یہ روایت جو ماسٹر صاحب پیش کر رہے ہیں صحیح ہو تو جناب ماسٹر صاحب کو معلوم ہو کہ یہی مطالبہ وجہ ناراضگی بیان کیا جاتا ہے۔

(۳) ماسٹر صاحب نے صحابہ پر تو صاف کفر کا فتویٰ لے چلا دیا۔ فرماتے ہیں، "جن جن لوگوں نے خواہ کوئی بھی ہوں آپ (حضرت ابوبکرؓ) کا انکار کیا فی الواقع ان پر حضرت خلیفہ اول کے الفاظ مبارکہ اور نص قرآنی کے ماتحت لفظ کافر عام معنوں میں بولا جا سکتا ہے۔ صحابہ کرام پر ماسٹر صاحب کے نزدیک "کافر" کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ باقی رہا "عام معنوں" یہ اصطلاح ماسٹر صاحب کی اپنی ہے۔ میں ابھی ثابت کر آیا ہوں کہ ماسٹر صاحب کے مسلمات کے رو سے خلیفہ محمدی کا منکر خلیفہ موسوی کے منکر سے بڑھ کر کافر خارج از اسلام ہے۔ اس لئے صحابہ کرام کا کفر ماسٹر صاحب کے مسلمات کے رو سے نعوذ باللہ یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر بنتا ہے۔ باقی رہے "حضرت خلیفہ اول کے الفاظ مبارکہ اور نص قرآنی" یہ ماسٹر صاحب کا افترا ہے۔ قرآن نے انہیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سارٹیفکیٹ دیا ہے جو کوئی حاسد چھین نہیں سکتا۔ اور مولوی نور الدین صاحب کا قطعاً یہ مذہب نہ تھا جو ماسٹر صاحب اُن کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

منکرین مسیح موعود مخطی ہیں کافر نہیں

(۴) اس کے بعد خدا جانے کیا جاتی دنیا دیکھی جو اکابر صحابہ کو کفر کی زد سے یوں نکالنے کی کوشش کی۔ فرماتے ہیں:۔

"ہاں جن اکابر صحابہ کے نام آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ وہ خلافت کے یا خلیفہ کے منکر نہ تھے۔ بلکہ ان کو مصداق میں غلطی لگی تھی۔ .... ہاں ان کو مخطی کہا جا سکتا ہے"

کیا خوب جن لوگوں نے خلیفہ کا انکار کیا ان میں سے عام صحابہ کا فر اور اکابر صحابہ صرف "مخطی" کیا انصاف ہے۔ خلافت محمدی کا تو کوئی بھی منکر نہ تھا سب کو مصداق ہی میں غلطی لگی تھی۔ مگر بڑوں کو ان کی بڑائی کی وجہ سے کافر نہ کہیں گے صرف مخطی کہہ دیں گے۔ کیا اصول کی پابندی ہے! ان بڑوں نے تو خلیفہ کے خلاف تلوار تک چلائی مگر وہ پھر بھی مخطی! پھر تمام یہودی بھی کافر نہ رہے۔ کیونکہ کوئی یہودی نبوت کا منکر نہ تھا۔ حضرت مسیح اور آنحضرت کے متعلق جو پیشگوئیاں ان کی کتابوں میں تھیں ان کے وہ ہرگز منکر نہ تھے۔ البتہ حضرت مسیح کو اور آنحضرت صلعم کو ان کا مصداق نہ مانتے تھے۔ یعنی ان کو پیشگوئیوں کے مصداق میں غلطی لگی تھی۔ پس کل یہودی اور مسیحی جنہوں نے آنحضرت صلعم کا انکار کیا انہیں کافر نہ کہنا چاہئے۔ بلکہ وہ بیچارے صرف "مخطی" ہیں۔ لیکن غیر احمدیوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ جو انہیں اس رعایت کا کوئی فائدہ نہیں دیا جاتا۔ وہ بھی ابن مریم کے آنے کے منکر تو نہیں۔ صرف حضرت مرزا صاحب کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے۔ پھر کیوں انہیں بھی صرف مخطی نہ کہا جائے۔ مگر نہیں مخطی اور کافر کی مہر تو جناب ماسٹر صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ جس پر چاہیں کافر کی مہر لگا دیا جس پر چاہیں مخطی کی۔

(۵) آگے چل کر ماسٹر صاحب نے نہایت اخلاقی جرأت سے کام لیا ہے اور مجھے مخاطب کر کے بے دھڑک صاف کہہ دیا کہ جو فتویٰ حضرت عمرؓ پر ان کے اسلام لانے سے پہلے آپ لگائیں گے وہی ہم ان تمام صحابہ پر لگائیں گے جنہوں نے خلیفہ کا انکار کیا۔ اور پھر بعد میں رجوع کر لیا۔ سنئے فرماتے ہیں:

"آپ ہی بتائیں کہ آپ حضرت عمرؓ کے متعلق کیا فتویٰ دے

گنا بیٹھے - جو ایک وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید مخالف رہے؟

سنئے میرا فتویٰ یہ ہے کہ حضرت عمر اسلام لانے سے قبل کافر تھے اور سخت دشمن اسلام تھے - اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہو گئے - اگر آپ اس واقعہ کو بطور مثال لیں گے تو پھر کیا حضرت علی، حضرت عائشہ صدیقہ، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور متعدد اکابر صحابہ ایک لمبی مدت تک بقول آپ کے اسلام سے مرتد رہے - اور کافر اور دشمن اسلام ہو گئے - اور ان کی وہ تمام جاں نثاریاں اور خدمت گزاریاں جو اسلام کے لئے انہوں نے کی تھیں - وہ سب خاک میں مل گئیں اور قرآن میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سارٹیفکیٹ جو خدا نے انہیں دیا تھا وہ خدا نے صرف اس وجہ سے ان سے چھین لیا کہ انہوں نے خلیفہ وقت کی بیعت نہ کی تھی - اور ایک وقت خاص کے لئے یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی اور خلافت پر ہی اسلام کی اگر حد بندی منحصر ہے - تو ان میں سے اکثر نے خلیفہ وقت کے خلاف تلوار بھی اٹھائی تھی اور یہی وہ مسیح کو صرف تین دن کے لئے لعنتی بنایا تھا ہمارے ماسٹر ثناء اللہ خان صاحب، نے تو اکابر صحابہ کو ایک لمبے عرصہ کے لئے مرتد اور دشمن اسلام قرار دے دیا - یہ ہے باطل پرستی کا نتیجہ اور مسیحیوں سے مماثلت !!

کفر کا اشتیاق

(۵) آگے چل کر ماسٹر صاحب اپنا جلا پھپھولا یوں پھوڑتے ہیں :-

"اسی طرح سے آج کے منکرین خلافت بھی اولئک ہم الفسقون کے نیچے ضرور آئیں گے - اور کفر دون کفر کے آپ کے خود بیان کردہ معنوں کے لحاظ سے ان پر بھی لفظ "کافر" بولا جا سکتا ہے"

اب ماسٹر صاحب کا دل ٹھنڈا ہوا - اسی طرح دل کی بھڑاس نکل جائے تب بھی اچھا ہے - قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر - میرے کرم ماسٹر صاحب ہمارے بیان کردہ معنوں کے رو سے کفر دون کفر کا مصداق کافر نہیں کہلاتا وہ مسلمان ہی کہلاتا ہے - اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ کفر دون کفر کے اپنے من گھڑت معنوں کی رو سے ہمیں کافر کہیں تا کچھ مزہ بھی آئے - آخر میاں محمود احمد صاحب خود فرما چکے ہیں کہ جو میرا انکار کرتا ہے وہ تمام رسولوں کا انکار کرتا ہے - تو کیوں نہ ہمیں تمام رسولوں کا کافر قرار دے لیں - مگر یہ رکھئے ؎

گر بش دلم بجانب تکفیر کس کجاست
من مست جام ہائے عنایات دلبرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

استاد اور شاگرد

(۶) آخر میں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی کھلی چٹھی میں ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب کو نہایت عزت سے مخاطب کیا تھا - اور اس خیال سے کہ مناظرہ کا رنگ اختیار کرنے سے ماسٹر صاحب کو ضد نہ پڑ جائے بطور شاگرد کے ان سے متنازعہ فیہ خط کا حل چاہا تھا - اس پر ماسٹر صاحب نے اپنے جن اخلاق فاضلہ کا اظہار فرمایا وہ قابل افسوس ہے - فرماتے ہیں -

"اب استاد کی حیثیت سے سنئے کہ شاگردوں کی برخورداری یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ استاد کے علم و تجربہ میں شک نہیں کیا کرتے"

بے شک وہ میری کھلی چٹھی کو دوبارہ پڑھ کر دیکھ لیں - میں نے مذاق سے ان کو ہرگز نہیں کہا تھا - کہ میں آپ سے بطور شاگرد کے یہ خط حل کرانا چاہتا ہوں - محض مناظرہ کی شکل سے پہلو بچایا تھا مگر بالمقابل جو کچھ ماسٹر صاحب نے استہزا کیا ہے - وہ "برخورداری" کے موقع پر لفظ ہی سے ظاہر ہے "الفضل" میں مجھے سینکڑوں گالیاں دی جاتی ہیں اور دل بھر کے مجھے بدنام کیا جاتا ہے صرف حق گوئی کی خاطر - ان کی میں نے کبھی پروا نہ کی تو ماسٹر صاحب کے اس تمسخر کی مجھے کیا پروا ہو سکتی ہے - ہاں ان لڑکوں کے ساتھ مجھے ہمدردی ضرور ہے جن کے ماسٹر اس خان کے ہوں ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

ہندوستان

—— مہاراجہ صاحب کوٹہ نے اپنی ریاست میں ایک نیا قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے کوئی بیس سال سے کم عمر کی عورت اپنا پیدائشی مذہب تبدیل نہ کر سکے گی اور ہر شخص کو تبدیل مذہب کے متعلق مجسٹریٹ سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنا پڑے گا -

—— بنگال پراونشل خلافت کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ مسلمان کانگرس کے ٹکٹ پر آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لیں بلکہ بطور خود مجلس خلافت امیدوار کھڑے کرے -

—— مولانا ظفر علی خاں صاحب گزشتہ ہفتہ نہایت خفیہ طور پر ۲۴ گھنٹے کے لئے بمبئی گئے - اور ابن سعود کے ایجنٹ افضل سے ملکر چلے آئے - اس پر اسرار سفر کی اطلاع دفتر اخبار خلافت بمبئی خدا جانے کس طرح ہو گئی تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ابن سعود کو علی برادران کے متعلق کوئی تار دلوایا ہے اخبار زمیندار کے سعود نواز رویہ سے مسلمان پہلے ہی شاکی تھے - اب اس خفیہ نقل و حرکت سے اور بھی شکوک پیدا ہو رہے ہیں -

—— مشہور امریکن پہلوان زبسکو ۲۵ نومبر کو کولمبو پہنچے گا - اور آخر ماہ نومبر یا شروع ماہ دسمبر میں رستم زماں گاماں پہلوان کے ساتھ کشتی لڑنے کے لئے ہندوستان آئے گا -

—— ضلع کانگڑہ نے گزشتہ چند سالوں سے تعلیمی میدان میں غیر معمولی ترقی کی ہے - بالغ اشخاص کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے - دیہاتی علاقوں میں عام لوگوں کے لئے کتب خانے کھولے گئے ہیں - جا بجا متحرک تصاویر کے ذریعہ حفظان صحت اور دیگر مضامین پر لکچر دیئے جاتے ہیں -

—— بلدیہ دہلی نے فیصلہ کیا ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کو دو سو روپے ماہوار گرانٹ دی جائے -

مہاراجہ صاحب محمود آباد، راجہ صاحب جہانگیر آباد اور مولانا حسرت موہانی بھی مسلمانان لکھنؤ کے اس جلسہ میں شریک تھے - جس میں یہ تجویز منظور کی گئی کہ حجاز کے عام اضطراب انگیز حالات کا لحاظ کرتے ہوئے حجاز کے متعلق مسلمانان ہندوستان کی تمام جماعتوں کی ایک مجلس مدعو کی جائے تا کہ موثر کارروائی کی جا سکے - اس قسم کی موتمر کے انعقاد کے لئے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں - دونوں اول الذکر اصحاب نے ایک ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے - صدارت کے لئے سر آغا خاں - سر ابراہیم رحمت اور مسٹر حسن امام کے اسمائے پیش کئے گئے ہیں -

—— رسالہ انڈین کیتھولک میگزین دہلی نے جس نے آں حضرت کی توہین آمیز تصویر شائع کی تھی مسلمانوں سے معافی طلب کی ہے -

—— مسٹر ایچ ایس فیلپس مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں مقدمہ رنگیلا رسول ۲۵ اگست کو پیش ہوا - مہاشہ راجپال معہ اپنے وکیل کے پیش ہوئے - چونکہ کارروائی مقدمہ ملتوی رکھنے کا ہائیکورٹ سے حکم آ چکا ہے اس لئے کوئی شہادت اس دن نہ ہوئی - آئندہ تاریخ پیشی ۱۰ اکتوبر مقرر ہوئی ہے -

—— مجلس وضع قوانین ہند نے ایک ایسا قانون پاس کیا ہے جس کے ماتحت فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والی تحریرات ضبط کی جا سکتی ہیں -

—— بنگال کونسل کے اجلاس میں ایک ممبر کے سوال کے جواب میں گورنمنٹ نے بتایا کہ فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کے لئے گورنمنٹ پولیس کی طاقت کا پورا استعمال کرے گی - اور مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کے مسئلہ پر کا گورنمنٹ جو فیصلہ کر چکی ہے - اس پر نظر ثانی کرنا نہیں چاہتی -

—— گزشتہ تین سال کے اندر ہندوستان میں ۷۱ مقامات پر فرقہ وارانہ فسادات ہوئے جن میں تقریباً تین ہزار آدمی زخمی ہوئے اور تقریباً دو سو آدمی مارے گئے -

ممالک خارجہ

—— حکومت افغانستان نے جلال آباد میں ایک بجلی گھر کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ شہر میں اچھی طرح روشنی کا انتظام ہو سکے - اور وہاں جو کارخانے کھولے جائیں وہ بجلی کی مدد سے چل سکیں - بجلی گھر کا انتظام ایک کمپنی کرے گی -

—— پیرس ۱۰ اگست - بیان کیا جاتا ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے فرانسیسی گورنمنٹ سے استمزاج کیا ہے کہ اگر وہ ترکی میں اپنی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو آیا حکومت فرانس انہیں سلطان تسلیم کرے گی - کہا جاتا ہے کہ کمال پاشا جمہوریت کو تہس نہس کر کے اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں -

(ٹائمز کا پیغام خصوصی)

—— مصری معاصر "البلاغ" "ترکی جریدہ" وقت" کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ترکی کے محکمہ فوجی کی طرف سے جنوبی شامی سرحد کے فوجی حکام کے نام احکام صادر ہوئے تھے - کہ مرعش، عرفہ اور بیرجک کے قصبات پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ ان احکام کی تعمیل میں سرحد کے فوجی حکام نے ان مقامات پر قبضہ کرنے کے لئے فوجی دستے روانہ کئے - تو وہاں کے لوگوں نے بڑے تپاک کے ساتھ ترکی فوجوں کا خیر مقدم کیا -

—— آسٹریلیا کے پادری کروم نے بائبل کی کتاب مکاشفہ سے پیشگوئی کی ہے کہ اکتوبر ۱۹۲۷ء سے لیکر نومبر ۱۹۳۲ء تک دنیا پر ایک سب جنگ کی صورت میں نہایت خطرناک مصیبت نازل ہو گی - اس جنگ میں جرمنی، ترکی اور روس کا اتحاد ہو گا -

—— اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ریگا لکھتا ہے کہ باوجودیکہ سویٹ حکام کے اس اعلان کے کہ وسط ایشیا کے فسادات کو فرو کر دیا گیا ہے - آپس کی لڑائیوں کا سلسلہ اب تک جاری ہے - ترکستان میں ۴۲ دستے جمع ہیں - مقدمہ سمرقند فرغنہ اور میرو میں سویٹ فوجیں بغاوت کو فرو کرنے میں مشغول ہیں اس وقت تک صرف ایک لیڈر گولی سے مارا گیا ہے - اس کے بعد دوسرے نے خود ہی اپنے کو حوالے کر دیا - تیسرے نے زخمی ہو کر راہبت اختیار کی -

—— معزول شاہ ایران کے چچا سالار الدولہ نے اب پھر قبائل کی تھوڑی سی بھیڑ و ہنگامہ لے کر مقام زردشت میں علم بغاوت بلند کر دیا ہے - ایران کی موجودہ حکومت ان کے مقابلہ کے لئے ساز و سامان سے آراستہ فوج بھیج رہی ہے -

—— قسطنطنیہ کے اخبارات میں برابر اس خبر کا چرچا ہو رہا ہے کہ انگورہ، کابل اور طہران کے سیاسی حلقوں میں یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ ایک اسلامی لیگ آف نیشن قائم کی جائے - جس میں ترکی، افغانستان اور ایران شریک ہوں - اگر اس خیال نے عملی جامہ پہن لیا - تو مشرق اسلامی کی زندگی اور اس کے مستقبل پر یہ چیز غیر معمولی طریقہ سے بہتر اثر ڈالے گی -

—— یونان میں پھر انقلاب سیاسی رونما ہوا ہے - اس وقت سیاہ و سفید کا مالک جنرل کونڈلیس ہے - جنرل مذکور نے وزیر جنگ کو گرفتار کر لیا ہے - اور جنرل پانگلوس کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا ہے - باغیوں نے تمام فوجی محکموں اور تار گھر پر قبضہ کر لیا اور اعلان کر دیا کہ ملک میں قومی طریق پر حکومت قائم ہو گی -

—— قسطنطنیہ ۲۴ اگست - انگورہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ان سابق ارکان کے مقدمہ کے دوران میں جن پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے خلاف سازش کا الزام تھا سرکاری وکیل نے ۴۴ صفحات کی ایک دستاویز پڑھتے ہوئے انجمن کی تاریخ بیان کی اور کہا کہ یہ اسی انجمن کے اخلاقی اثر کا نتیجہ ہے کہ ترکی جرمنی کے ساتھ مل کر جنگ عظیم کے ہلاکت آفریں گڑھے میں کود پڑا - سرکاری وکیل نے مطالبہ کیا کہ ۴ ملزمین کو سزائے موت دی جائے - ۷ جلا وطن اور باقی رہا کر دیئے جائیں - (رویٹر)

—— مصری پارلیمینٹ کے مالی کمیشن نے سفارش کی ہے کہ ۵۰۰ ہزار مصری پونڈ کی رقم سوڈان کو دی جائے تا کہ وہ مدافعتی فوج پر صرف کرے جس سے توقع ہے کہ مصر اور سوڈان میں مستقل تعلقات استوار ہو جائیں گے -

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۳

جلد ۱۴ | لاہور مدینۃ المسیح یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۲

غزل

(مولینا شوکت علی خان صاحب فانی)

دل مایوس کو اے عہد کرم شاد نہ کر
ناز پروردۂ غم ہے اسے برباد نہ کر

اے تقاضائے خرد مجھ پہ یہ بیداد نہ کر
میں ہوں دنیائے محبت مجھے برباد نہ کر

روح ارباب محبت کی لرز جاتی ہے
تو پشیمان نہ ہو اپنی جفا یاد نہ کر

غم ہستی ہی سہی تیرے سوا کوئی ہو
دل کی بستی ہے تری غیر سے آباد نہ کر

خامشی عین فغاں ہو نہ پائے دل
اور جو فریاد ہی کرنا ہے تو فریاد نہ کر

صبر شایان محبت تو نہیں ہے لیکن
شکر اگر بن نہ پڑے شکوۂ بیداد نہ کر

دل کی حد سے اثر زیست نہ گزرے فانی
ہوش لازم ہے مگر ہوش کو آزاد نہ کر

ناظرین خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینجر)

انجمن خواتین احمدیہ جہلم کے دوسرے ماہانہ اجلاس کی روئداد

۱۴ راگست بروز ہفتہ انجمن خواتین احمدیہ کا دوسرا ماہانہ جلسہ ہمارے مکان پر منعقد ہونا قرار پایا۔ وقت مقررہ پر باوجود بارش کے بہت سی باہمت احمدی خواتین تشریف لے آئیں۔ اور ساڑھے چار بجے جلسہ شروع ہو گیا۔ تلاوت قرآن شریف اور حضرت صاحب کی نظم کے بعد والدہ صاحبہ نے ایک مضمون ضرورت بیعت پر پڑھا۔ جس میں بیعت کی ضرورت کو نہایت خوبی سے ثابت کر کے دکھایا۔ اور جن احمدی خواتین نے اب تک بیعت نہیں کی ان کو اس طرف توجہ دلائی۔ کہ وہ وقت کی قدر کریں۔ اور جس قدر جلد ہو سکے بیعت کر کے امام وقت کے سلسلہ میں داخل ہوں۔ اس کے بعد آپا جان اہلیہ صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب نے ایک مضمون بعنوان "اخلاق اسلامی" پڑھا۔ اس کے بعد خاکسار نے ایک مضمون پابندی نماز پر پڑھا۔ (یہ مضمون بغرض اشاعت ہمارے پاس پہنچ چکا ہے کسی آئندہ نمبر میں شایع ہو گا۔ مدیر) اس کے بعد ایک نظم مولانا حالی کی میری چھوٹی بہن نے پڑھی۔ اور پھر ہمشیرہ صاحبہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے ایک مضمون "دین کو دنیا پر مقدم کرنا" پڑھا۔ بعدہ خاکسار نے مسیح موعود نمبر میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی وغیرہ خواتین کو سنائے جو بہت شوق سے سنے گئے۔ اس کے بعد حسب ذیل خواتین نے بیعت کے کارڈ لکھوائے۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

(۱) رالہ بنت سیٹھ احمد دین صاحب۔
(۲) فاطمہ بیگم بنت فضل الدین صاحب مرحوم
(۳) زینب بیگم بنت رکن الدین صاحب۔
(۴) بیگم بی بی۔ بنت علم الدین صاحب مرحوم۔
(۵) راج بیگم بنت میران بخش صاحب۔
(۶) رحیم بیگم بنت رحیم بخش صاحب۔
(۷) نواب بیگم بنت اللہ دتا صاحب۔

خاکسار

بنت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
سکرٹری انجمن خواتین احمدیہ جہلم۔

اخبار احمدیہ

آمدنت مبارکباد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ۷ ستمبر کی صبح کو افریقہ سے واپس لاہور بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ آپکے استقبال کے لئے بہت سے احباب سٹیشن پر جمع تھے۔

جنازہ غائب حاجی فضل الدین صاحب زرگر سیالکوٹ جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے تھے۔ اور جنھوں نے سلسلہ کے لئے بہت بہت تکالیف برداشت کیں۔ لیکن ثابت قدم رہے۔ اور آخر وقت تک خدمت اسلام میں باقاعدہ سرگرمی سے حصہ لیتے رہے بروز سوار مورخہ ۳۰ راگست ۱۹۲۶ء اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جملہ جماعتیں ان کا جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحوم نے ۵۰ روپیہ کی وصیت انجمن کے حق میں کی ہے۔

انتقال جناب عزیز الدین صاحب دہلی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد بزرگوار فوت ہو گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہبوطِ نسلِ انسانی

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

پادری سلطان محمد پال جنہیں اپنے آپ کو ایک معزز خاندان افغانستان سے قریبی کی نسبت ظاہر کرنے کے فخر کے علاوہ فاضل عربی کہلانے کا ادعا بھی ہے۔ ان کے کسی قدر پرائیویٹ حالات اور تبدیل مذہب کے اصل باعث سے ہمیں اطلاع ہے۔ تاہم مذہبی تحقیقات میں چونکہ ان دعاوی کا وزن صفر ہوتا ہے۔ اس لئے ہم اس ناگوار بحث میں پڑنا تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔ پادری صاحب موصوف نے بڑے دعوے اور تحدی کے ساتھ اسلام کے متعلق اپنی تحقیقات کو چند ایک مختصر رسائل میں پیش کیا ہے۔ سردست ان میں سے دو ہمارے پیش نظر ہیں۔ ایک "ہبوط نسل انسانی" اور دوسرا "میں مسیحی کیوں ہوا" پہلے رسالہ کی بنیاد انہوں نے اپنے ایک مکالمہ پر رکھی ہے۔ جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مشہور مسلم مشنری کے ساتھ ہوا تھا۔ اس گفتگو کی حیثیت ایک پرائیویٹ گفتگو کی حیثیت تھی۔ جس کے دوران میں راقم الحروف بھی موجود تھا۔ مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ مسیحی حضرات نے اس مکالمہ کے نوٹ کرنے اور پھر شایع کرنے میں کوئی اعلیٰ اخلاق نمونہ نہیں دکھلایا۔ ان کے لئے یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ وہ مسیحی دین کے بجائے انگریزی تہذیب کے شکار رہتے۔ یہ مجلس کوئی مناظرہ کی مجلس نہ تھی۔ مسیحی حضرات خواجہ صاحب کے مہمان تھے۔ اور غرض مصاحبت طرح مصالحت تھی۔ اول تو یہ مکالمہ ہی موقع و محل کے لحاظ سے ایک بے سُرا راگ تھا۔ خواجہ صاحب کو ہر طرح اپنے مہمانوں کی عزت منظور تھی۔ انہوں نے نہایت خوبی اور شائستگی کے ساتھ اس گفتگو کو سرانجام دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ اخلاق کو بالائے صلیب رکھ کر گھر ہی سے بگڑی نیت ساتھ لے کر آئے ہیں اور مکالمہ کو اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق نوٹ بھی کرتے جاتے ہیں تو انہوں نے یہ فرمایا کہ یہ بغیر مجھے دکھلانے کے شایع نہ کیا جائے۔ مسیحی حضرات نے بخوشی اسے منظور کر لیا۔ اور یقین دلایا کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ مگر ایفاء عہد کے متعلق ان کے سامنے صدر عیسائیت کے جلیل القدر حواریوں کا نمونہ تھا۔ جنہوں نے آسمان کی سب سے بڑی امانت کو دنیا کی سب سے چھوٹی چیز کے بدلے میں ٹھکرا دیا اور اپنے خداوند یسوع کو چند پیسوں کے عوض فروخت کر دیا[۱]۔ اور مرغ کے بانگ دینے سے پیشتر تین دفعہ انکار کر کے اس پر لعنت کی[۲]۔ یہ لوگ اگر اسی پرانے عہد کی تجدید کر کے ہمیشہ ہمیشہ اپنے محسن و مربی لوگوں کے ساتھ دغا کریں۔ تو ان کو معذور سمجھنا چاہیے ؎

اذا عذرت حسنا اودت عهدها

فان العهد ها ليس لها عاهد

لاہور کے ان سرکردہ مسیحیوں، پادری پال اور پادری جنید ہندی پادر کے گل سرسبد پادری عبدالحق سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے وہ مکالمہ شایع کرنے سے قبل خواجہ صاحب کو دکھایا۔ اگر نہیں دکھایا اور یقیناً نہیں دکھایا۔ تو اس کا سبب کیا ہے۔ اور دکھانے کا عہد کر کے اس کو توڑا کیوں گیا؟

مسیحی دوستوں کی یہ ناروا روش ہمیں یقین دلاتی ہے کہ انہوں نے نہ مکالمہ کو سمجھا نہ ایمانداری سے نوٹ کیا۔ اور نہ صداقت شعاری سے اسکو شایع کیا۔ بلکہ پال اول کی طرح جھوٹ بولنے میں خدا کے جلال کا اظہار رکھا۔ مسیحی دوستو کیا یہ صد درجہ کا شرمناک رویہ نہیں جو تم نے اختیار کیا۔

اصل موضوع بحث

پس ایسی صورت میں ہمارے لئے نہ یہ ضروری ہے نہ مناسب کہ ہم اس فرضی مکالمہ پر بحث کریں۔ ہم اصل موضوع پر بحث کو شروع کرتے ہیں

(۱) کیا آدمؑ نے گناہ کیا؟

(۲) کیا آدمؑ کو گناہ کی سزا ملی؟

(۳) کیا آدمؑ کے گناہ کی سزا میں تمام نسل انسانی شامل ہے؟

یہ تین سوال ہیں جو سارے مکالمہ کی جان ہیں۔ لیکن یہ تینوں سوال کسی ایسے بھدی دماغ کا نتیجہ ہیں جس کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ آدم اور نسل انسانی دو علیحدہ علیحدہ انواع مخلوق نہیں۔ آدم نوع انسانی میں شامل ہے ان دونوں کے لئے دو قانون نہیں بلکہ ایک ہی قانون ہے۔ جو دونوں پر حاوی ہے۔ اگر انسان موروثی طور پر گنہگار ہے۔ جیسا کہ پادری صاحب اس کو مسیحی علم الٰہیات کا اصول بتلاتے ہیں۔ تو آدم بھی موروثی گنہگار ہونا چاہیے۔ اور اگر آدم اپنی فطرت کے لحاظ سے گنہگار تھا تو لامحالہ نسل انسانی بھی فطرتاً گنہگار ہوگی۔ اب اگر گناہ موروثی ہے تو پادری صاحب بتلائیں کہ آدم نے گناہ کا ورثہ کہاں سے پایا۔ اس صورت میں سوائے اس کے چارہ نہیں کہ گناہ کی وراثت خدا کے گھر سے آئے۔ کیونکہ آدم خدا کا بیٹا تھا۔ (لوقا 3/38) اور خدا کی صورت پر تھا (پیدائش 1/26 اور 5/1) جیسا باپ ویسا بیٹا! فطرت انسانی کو بد بنانے کی وجہ سے خواہ یہ براہ راست خدا کا فعل ہو یا بالواسطہ آدم، خداوند یہودہ نے جو ظلم و ستم دنیا پر کیا ہے وہ ایک ایسا ہلاکت آفریں گناہ ہے کہ نسل انسانی کے تمام گناہ اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ کیونکہ ان تمام گناہوں کی اصل خداوند کا وہی فعل ہے۔ اور خداوند یہودہ کو نہ صرف اقرار بلکہ افسوس بھی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا۔ روئے زمین پر سے مٹا دونگا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندے تک۔ کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتاتا ہوں" (پیدائش 6/5-7)

یہ ہوتا ہے بے سوچے سمجھے ایک کام کر لینے کا نتیجہ۔ جب انسان کی فطرت کو بد بنایا۔ تو سوائے بدی کے اس سے نیکی کی امید رکھنا فضول تھا۔

اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

خداوند کو اس غلطی پر اظہار ندامت تو ہوا مگر اس پر غضب یہ کہ اب اس غلطی پر ایک اور مہلک غلطی کرنے کی ٹھان لی۔ کہ میں انسانوں اور کیڑوں مکوڑوں بلکہ آسمان کے پرندوں تک کو مٹا ڈالونگا۔ چنانچہ غصہ میں آکر نہ رہ سکا اور مٹا ہی ڈالا۔ سب کو مٹا ڈالا تو بھی کوئی بات تھی کہ پہلا تجربہ تھا۔ ڈھانچ ٹیڑھا بن گیا۔ اب سیدھا کر کے بنا لو۔ مگر نوحؑ پر خداوند نے مہربانی سے نظر کی۔ یہ مہربانی کی نظر بھی غضب کا کام کر گئی۔ گناہ کا ورثہ باقی رہ گیا۔ کیونکہ آخر نوحؑ بھی تو آدمؑ کا چراغ دودمان تھا۔ وہاں سے پھر بدی کے فوارے پھوٹ نکلے۔ آخر کار جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو دبی شرائط پر نسل انسانی سے صلح کر لی۔ اور آئندہ کے لئے اپنے فعل سے توبہ کی۔

"اور خداوند نے اپنے دل میں کہا کہ انسان کے لئے میں زمین کو پھر کبھی لعنت نہ بناؤنگا۔ اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال بچپن سے بُرا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ پھر سارے جانداروں کو نہ مارونگا" (پیدائش 8/21)

چنانچہ یہ قوس قزح جو بادلوں میں نظر آیا کرتی ہے اسی عہد کا نشان ہے۔ جو خداوند نے انسان کے ساتھ باندھا تھا (پیدائش 9/13-15)

اس عہد کا بھی عملی رنگ میں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بدی کا سیلاب جس کا بند خداوند نے اپنے ہاتھ سے کھولا تھا نہ رکنا تھا نہ رکا۔ اور زمین پر لعنت بھی ہوتی رہی یہاں تک کہ اسرائیلی گھرانے کے ایک عظیم الشان نبی کو خداوند یہودہ سے یہ صاف صاف کہنا پڑا:-

"اے خداوند کیوں تو نے ہمیں اپنی راہوں سے گمراہ کیا کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت بنایا۔" (یسعیا 63/17)

گناہ موروثی ہے یا فطری

(۱) کیا خدا گنہگار ہے؟

(۲) کیا اس کو گناہ کی سزا میں اپنا بیٹا قربان کرنا پڑا؟

(۳) کیا اس گناہ کا ورثہ پانے میں نسل انسانی سزا کی مستحق ہے؟

اور اگر آدمؑ نے یہ ورثہ کہیں سے نہیں پایا۔ بلکہ وہ خود فطرتاً گنہگار تھا تو نسل انسانی بھی فطرتاً گنہگار ہوگی۔ پس آدم نے جس وجہ سے گناہ کیا اسی وجہ سے نسل انسانی آج تک گناہ کرتی آئی ہے۔ اور کرتی جائے گی۔ اور جس وجہ سے نسل انسانی آج گناہ کرتی ہے اسی وجہ سے آدم نے گناہ کیا۔ ان دونوں کلیوں میں سرمو فرق نہیں۔ مگر موروثی گناہ کی اصطلاح فطری گناہ سے زیادہ خطرناک ہے جس کی لپیٹ سے خدا بھی باہر نہیں۔ اور ویسے بھی یہ اصطلاح ایک نامعقول اصطلاح ہے۔ گناہ انسان سے باہر خارج میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں جسے آدمؑ کا ہر پیدا ہونے والا بچہ پیدا ہوتے ہی ورثہ میں پا لیتا ہے۔ بلکہ گناہ ایک اختیاری فعل ہے۔ جس کو کسی ذی اختیار شخصیت کی طرف تب منسوب کیا جاتا ہے۔ کہ جب وہ اس کا اکتساب کرے پس گناہ کو ورثہ کہنا ہی ایک بے معنی اصطلاح ہے۔

عیسائیت کا عقیدہ اور اسلام کی فتح

پادری صاحب کو اس امر کے قبول کرنے میں ضد ہے کہ عیسائیت انسان کو فطرتاً گنہگار قرار دیتی ہے۔ حالانکہ ان کے عقائد کی تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ اور ہم تو اس کے اندر بھی اسلام ہی کی ایک عظیم الشان فتح دیکھتے ہیں۔ کہ مسیحی دوستوں کا رجحان طبع اسلامی عقیدہ کے بالکل قریب آ رہا ہے۔ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ اس کو نہ صرف عیسائیت کا اصول بلکہ اصل الاصول اور نقطہ مرکزی سمجھنا چاہیے۔ جس پر کفارہ اور نجات جیسے اہم مسائل کا مدار ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی کوششوں کو کامیاب کرے۔ جو عیسائیت میں رہ کر اسلامی عقائد کا بیج بو رہے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو اسلام سے بدظن ہو کر عیسائیت میں نہیں گئے بلکہ مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے ایک مدت تک دکھ اور مصائب اٹھاتے رہے۔ اور بالآخر مجبور ہو کر یسوعیت کی پناہ میں گئے۔ مگر یہ کس قدر جرات اور دلیری کی بات ہے کہ وہ یسوعیت کے اندر رہ کر اس کی جڑ پر کلہاڑا رکھے ہوئے ہیں۔

عیسائیت کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ اس لئے آدم سے گناہ سرزد ہوا۔ اور اس کی اولاد گناہ کی مرتکب ہوتی ہے۔ موت اور خدا کا غضب اس گناہ کی مزدوری ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:-

"And were by nature the children of wrath, even as others"

(۱) "ہم بھی فطرتاً دوسرے لوگوں کی طرح غضب کے فرزند تھے" (افسیون 2/3)

عہد نامہ عتیق میں سے فطرتاً گنہگار ہونے کے متعلق مفصلہ ذیل آیات پیش کی جا سکتی ہیں:-

(۲) "دیکھ میں نے بُرائی میں صورت پکڑی اور گناہ کے ساتھ میری ماں نے مجھے پیٹ میں لیا" (زبور 51/5)

(۳) "انسان جو عورت سے پیدا ہوتا ہے۔ تھوڑے دن تک جیتا اور سراسر دکھ میں ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے۔ کوئی نہیں" (ایوب 14/1-4)

(۴) "کیا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھہرے گا۔ کیا بشر اپنے خالق کی نسبت پاک ہوگا۔ دیکھ اس نے اپنے کارگزاروں کو امانت دار نہ جانا۔ اور اپنے فرشتوں کو بے وقوف گنا۔ تو مٹی کے مکانوں کے باشندوں کا کیا ذکر" (ایوب 4/17)

(۵) "وے پیٹ ہی سے بھٹک جاتے اور جھوٹ بولتے ہیں" (زبور 58/3)

(۶) "انسان کون ہے کہ پاک ہو سکے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے۔ دیکھ کہ وہ اپنے قدوسیوں کا اعتبار نہ کرتا۔ اس کی آنکھوں میں آسمان بھی پاک نہیں" (ایوب 15/14)

(۷) "دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ ساز ہے۔ ہاں وہ نہایت ہی فاسد ہے" (یرمیا 17/9)

(۸) "پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق گنا جائے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکر پاک ٹھہرے" (ایوب 25/4)

(۹) "خداوند نے خوشنودی کی بو سونگھی اور خداوند نے اپنے دل میں کہا کہ انسان کے لئے میں زمین کو پھر کبھی لعنت نہ کرونگا اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال بچپن سے بُرا ہے" (پیدائش 8/21)

(۱۰) "خدا کے کام کو دیکھ۔ کیونکہ کون اس چیز کو سیدھا کر سکتا ہے جسے اس نے ٹیڑھا کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک راستکار ہے جو اپنی راستکاری میں مرتا ہے۔ اور ایک بدکار ہے جو اپنی بدکاری میں عمر دراز ہوتا ہے۔ حد سے زیادہ نیکوکار نہ ہو اور حکمت میں اعتدال سے باہر مت جا تجھے اپنا برباد کرنا کیا ضرور ہے" (واعظ 7/13-16)

(۱۱) "خدا نے سب کو بے ایمانی کی قید میں چھوڑا۔ تاکہ سب پر رحم فرمائے" (رومیوں 11/32 - عہد نامہ جدید)

پولوس رسول کہتا ہے:-

(۱۲) "میں گناہ کے ہاتھ بک گیا ہوں کہ جو کرتا ہوں سو میں نہیں جانتا۔ بلکہ جس سے مجھے نفرت ہے وہی کرتا ہوں۔ لیکن جب میں وہی کرتا ہوں جو نہیں چاہتا۔ تو میں قبول کرتا ہوں کہ شریعت خوب ہے۔ سو اب میں اس کا کرنے والا نہیں۔ بلکہ گناہ جو مجھ میں بستا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں کوئی اچھی چیز نہیں بستی۔ خواہش تو مجھ میں موجود ہے۔ پر جو کچھ اچھا ہے کرنے نہیں پاتا۔ کہ جو نیکی میں چاہتا ہوں نہیں کرتا۔ بلکہ وہ بدی جسے میں نہیں چاہتا سو وہی کرتا ہوں۔ پس جبکہ میں جسے نہیں چاہتا وہی کرتا ہوں تو پھر میں اس کا کرنے والا نہیں۔ بلکہ گناہ جو مجھ میں بستا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غرض میں تو اپنی عقل سے خدا کی شریعت کی بندگی کرتا ہوں پر جسم سے گناہ کی شریعت کی۔" (رومیوں 7/14-25)

(باقی صفحہ ۷ پر)

۱؎ متی 26/15 اور 14/10۔ ۲؎ متی 26/69-75

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ نمبر ۴۳

مرکز اسلام میں مجدد وقت کا پیام

موتمر مکہ اور فریضہ اشاعت اسلام

تبلیغ و حفاظت دین کا عالمگیر نظام

کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر
سینے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے

آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر جبکہ عالم اسلام ایک زبردست آزمائش میں سے گزر رہا تھا اور چاروں طرف سے آلام و مصائب کی گھٹا ٹوپ ظلمت اس پر چھائی ہوئی تھی - اور اس کے مغربی بد خواہ و حریف اس کے سرسبز خطوں پر قبضہ کر کے اسے مغربی تہذیب و تمدن سے روشناس اور بہرہ ور کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے - بلکہ اہل اسلام کے دلوں پر بھی قبضہ جمانے میں مصروف تھے - یعنی ان کی متاع ایمان لوٹ کر انہیں حلقہ بگوش عیسائیت بنانا چاہتے تھے - اس زمانہ میں غیرت خداوندی جوش میں آئی اور اس نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ اس موخر الذکر جنگ کے لئے - جو اس کے دین کو برباد کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی ایک ایسا زبردست جرنیل بھیجے جو نہ صرف دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے بلکہ اس قابل ہو کہ ان کو مطیع و فرمانبردار بنا لے - اور ان کی ایسی سرکوبی کرے کہ وہ کبھی سر نہ اٹھا سکیں - وہ خدائی جرنیل سرزمین ہند میں جہاں دشمن نے پورے ساز و سامان کے ساتھ یورش کر رکھی تھی - اور جہاں ہزاروں فرزندان اسلام اس حملے کا شکار ہو چکے تھے - نمودار ہوا - اور میدان میں آتے ہی للکارا کہ میں پہنچ گیا ہوں ؎

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم ٭
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد ٭

اس بروقت آواز نے دوستوں کو ڈھارس بندھائی اور دشمنوں کو موت کا پیغام سنایا - اس سے حزب اللہ کو تقویت ہوئی اور حزب الشیطان پر خوف و ہراس طاری ہوا - وہ سپہ سالار اس وقت پہنچا جبکہ خدائی فوج دشمن کے مسلسل حملوں اور چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر نہایت بے کسی کی حالت میں آسمان کی طرف آنکھیں لگائے اپنی بے بسی و بیچارگی کا اظہار کر رہی تھی - اس نے پہنچتے ہی یہ حوصلہ افزا مژدہ سنایا ؎

دہر دوست باغ گھبرانا
اب آیا چشمۂ تقا تو سنے

اگر اس کے اپنے الفاظ میں سننا چاہتے ہو تو سنئے ؎

ہمی بینم کہ داد ار قدیر و پاک می خواہد ٭
کہ باز آں قوت اسلام و آں شوکت شود پیدا ٭

اس آواز نے بہت کام کیا - سپاہ کے دل بڑھ گئے - اور سپہ سالار نے ایسے بڑھ بڑھ کر حملے کئے کہ دشمن تاب مقاومت نہ لا سکا - اور بھاگ نکلا - دشمن کی اس شکست فاش کے بعد اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ اب تمہارا شاندار مستقبل اس بات منحصر ہے کہ تم نہ صرف اپنی سرحدوں کو مضبوط کرو بلکہ دشمنوں کے اندرون ملک میں گھس کر انہیں اس لائق ہی نہ چھوڑو کہ وہ پھر کبھی تمہاری طرف رخ کر سکیں - وہ تمہارے ملکوں پر قبضہ کرنے کے تمنائی ہیں اور دلوں پر قبضہ کرنا چاہتے تھے تم ان کے دلوں پر قبضہ کرو [illegible] تو یہ تھا کہ ہر وہ شخص جو مسلمان تھا اس علم پر لبیک کہتا مگر افسوس کہ اس طبقہ نے جو ہمیشہ ایسی آوازوں سے سرد مہری اور بے رخی کا برتاؤ کرتا رہا ہے اس آواز پر بھی جو حکم الٰہی کے ماتحت تھی کان نہ دھرا - اور اسے سراسر استحقارت سے ٹھکرا دیا - اس پر تنبیہ کے طور پر یہ آواز آئی -

"دنیا میں ایک نذیر آیا - پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا - اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

اس آواز کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا - جو پہلی آواز کے ساتھ ہوا تھا سلسلے بے حقیقت بتایا گیا اور تمسخر اڑایا گیا - یہ سب کچھ ہو چکا تو خدا کے زبردست ہاتھ نے بتایا کہ یہ آواز اس جرنیل کی نہیں تھی بلکہ اس کے بھیجنے والے احکم الحاکمین کی تھی - یہ ندائے مجیب اسی لئے تھی کہ اپنے وقت پر پوری ہو کر رہے - اس آواز کے بلند ہونے سے کئی سال بعد شدھی کا فتنہ نمودار ہوا - ہر طرف سے حفاظت و اشاعت اسلام کی آواز بلند ہوئی - اسلام کو بچاؤ - اسلام کی تبلیغ کرو - یہی صدائیں تھیں جو اس وقت بلند ہوئیں اور اب بھی ہو رہی ہیں - ان صداؤں کی گونج موتمر مکہ میں بھی پہنچی اور اس زور سے پہنچی کہ سب کو بے اختیار اس پر لبیک کہنا ہی پڑا - اور امام الزمان کی وہ بات پوری ہوئی ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

موتمر مکہ میں جس میں تقریباً تمام ممالک اسلامیہ کے نمائندے شریک تھے - جہاں اور بہت سی مفید تجاویز منظور ہوئی ہیں وہاں ایک مفید تجویز فریضہ حفاظت و اشاعت اسلام کے متعلق بھی ہے - یہ بالکل بجا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک عرصہ سے اس مقدس فریضہ سے جس پر اسلام کی ترقی کا بہت کچھ انحصار ہے - عملی طور پر روگردانی کر رکھی ہے - اسلام اور مسلمانوں کی آئندہ زندگی کے لئے یہ مرض کس قدر خطرناک ہے - وہ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اس کے علاج کے لئے خاص طور پر متوجہ کیا - یہ امر موجب مسرت ہے کہ ایسی مفید تجویز کے پیش کرنے والے بھی اس ملک سے تعلق رکھتے ہیں جہاں مجدد وقت نے آج سے کچھ عرصہ پہلے یہ آواز بلند کی تھی کہ اسلام نے پہلے بھی تبلیغ و اشاعت کے زور سے دنیا میں عروج حاصل کیا تھا اور اب بھی اسی طریقہ سے کرے گا - پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حفاظت و اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھائیں - اور ترقی کے اس پرانے مگر مجرب نسخہ کو آزمائیں - وفد خلافت ہند یہ کے رکن مسٹر شعیب قریشی نے اس تجویز کی تحریک کی اور مولانا محمد علی صاحب نے اس کی پر زور تائید کی - اصل تجویز یہ ہے :-

اس موتمر کی رائے میں کافہ اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ ہر حالت میں دین کی نشر و اشاعت کرتے رہا کریں - اور علی الخصوص جب کسی ملک میں فتنہ ارتداد کا خطرہ پیدا ہو جائے تو تمام مسلمانوں کو اس فتنہ کے فرو کرنے کے لئے ایک جسم کی طرح کھڑے ہو جانا چاہئے - اور اس کے لئے کام کو سہل بنانے کے لئے موتمر فیصلہ کرتی ہے کہ آئندہ موتمر میں جب مسلمان تشریف لائیں تو وہ ایک طویل روئداد ساتھ لائیں جو ان ممالک کے حالات دعوت و تبلیغ اور تحفظ عن الارتداد وغیرہ پر مشتمل ہو - تاکہ ان روئدادوں پر غور و خوض کرنے سے اس کام کے وسائل کامیابی معلوم ہو جائیں -

جب یہ تجویز موتمر میں پیش ہوئی تو تمام نمائندگان نے اس کی تائید کی - صرف روسی وفد کے ایک ممبر موسیٰ جار اللہ نے یہ کہہ کر اس کی مخالفت کی - کہ وہ اس تجویز کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے ملک میں نہ کبھی ارتداد ہوا نہ آئندہ اس کا اندیشہ ہے - لیکن ظاہر ہے کہ موسیٰ جار اللہ کا یہ استدلال صحیح نہیں - کیونکہ اصل تجویز صرف فتنہ ارتداد کے انسداد تک محدود نہیں بلکہ اس میں اشاعت اسلام کے لئے بھی تحریک کی گئی ہے - اور اشاعت اسلام کی جیسی اور ممالک میں ضرورت ہے ویسی ہی روس میں بھی ہے - باقی تمام نمائندگان نے اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور کی -

یہ تجویز دراصل مجدد وقت کی آواز ہے - اور ہمیں فخر ہے کہ ایسی اہم تجویز جس پر اسلام کے شاندار مستقبل کا بہت کچھ انحصار ہے ہمارے ایک ہم وطن نے عالم اسلام کے ایسے عظیم الشان اجتماع میں پیش کی - ہم بصد [illegible] اس تجویز کے محرک مسٹر شعیب قریشی اور اس کے موئید اول مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں - اور امید رکھتے ہیں کہ جس قابل تعریف جوش کے ساتھ انہوں نے یہ تجویز دنیائے اسلام کی موتمر کے سامنے پیش کی ہے اسی جوش و سرگرمی سے اس کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہو جائیں گے - اس وقت ہندوستان میں اس امر کی جس قدر ضرورت ہے وہ محتاج بیان نہیں - اگر یہاں اس کو عملی صورت میں نہ لایا گیا تو اس سے نہ صرف بہت سے خطرات و نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ لما تقولون ما لا تفعلون کا بھی مصداق بننا پڑے گا - اور اس سے موتمر کی تجاویز کی قدر و منزلت بھی ایسی کم ہو جائے گی کہ پھر کوئی پروپیگنڈا اس کی تلافی نہ کر سکے گا - خدا کرے کہ ایسی جگ ہنسائی کا موقع نہ آئے اور موتمر میں شامل ہونے والے اراکین اس سے پیشتر اپنی ذمہ داری کو جو ان پر اس بارے میں عائد ہوتی ہے محسوس کریں -

جزیرۂ ورقد کا قضیہ

یہ خبر اسلامی حلقوں میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ سلطنت افغانستان اور حکومت روسیہ کے درمیان جزیرہ ورقد کے متعلق جو تنازعہ ہو رہا تھا اب اس کا تصفیہ کامل طور پر بحق افغانستان ہو گیا ہے - یہ جزیرہ دریائے جیحون کی دو شاخوں کے درمیان واقع ہے - جو ان دونوں ملکوں کے مابین حد فاصل کا کام دیتا ہے - کئی سال سے یہ جزیرہ مملکت افغانیہ کے ماتحت چلا آتا تھا - مگر گزشتہ سال روسی فوج کے ایک دستہ نے افغانی حکام کو وہاں سے نکال کر خود قبضہ کر لیا تھا - جس سے دونوں حکومتوں کے تعلقات کشیدہ ہو جانے کا سخت خطرہ پیدا ہو گیا - لیکن روسی سفیر متعینہ کابل نے نہایت دانشمندی سے کام لیا - اور اپنی حکومت کو اس غلطی پر تنبیہ کی - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جزیرہ خالی کر دیا گیا - اور قطعی فیصلہ کے لئے ایک مشترکہ کمیشن قائم کیا گیا - اس کمیشن نے اب بعد تحقیقات افغانستان کے حق میں فیصلہ دیا ہے - جسے حکومت روس نے تسلیم کر لیا ہے -

ترک اور موتمر مکہ

معزز معاصر "ہمدرد" کے نامہ نگار خصوصی استنبول سے تحریر فرماتے ہیں کہ موتمر مکہ میں دولت ترکیہ کی نمائندگی کے لئے ادیب ثروت بے گئے تھے جو اب واپس آ گئے ہیں - جرائد کے نمائندوں نے آپ سے ملاقات کر کے حالات دریافت کئے - تو آپ نے موتمر کی کامیابی پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے بیان کیا کہ اس موتمر نے اخوت اسلامی کے دوبارہ قائم کرنے میں بہت بڑا کام کیا ہے - ترکی کو بھی شرکت موتمر سے ایک بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا ہے - وہ یہ کہ ان کے دشمنوں نے جو ترکوں پر لامذہبیت کا الزام لگا رکھا تھا - اس کا اچھی طرح سے ازالہ ہو گیا ہے نیز فرمایا کہ ابن سعود ایک زیرک حکمران ہیں - جنہوں نے حجاز میں امن و امان قائم کر کے مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ہے - وہ غازی پاشا کے بڑے مداح اور عقیدت مند ہیں - آخر میں آپ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ موتمر کا اجلاس ہر سال مکہ میں ضرور ہونا چاہئے - سلطان ابن سعود نے ادیب ثروت بک کو ایک مرصع تلوار بطور ہدیہ پیش کی -

ترکی میں غیر ملکیوں کی تجارت

ترکی میں مغربی ممالک کے بہت سے ایوانہائے تجارت قائم ہیں جو مفت فائدہ اٹھاتے ہیں - ان میں سے بعض ایوان تو بہت مدت سے کام کر رہے ہیں مثلاً برطانوی ایوان تجارت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے تقریباً چالیس سے کام شروع کر رکھا ہے - چونکہ موجودہ ترکی حکومت تمام غیر ملکی رعایتوں کا خاتمہ کر دینا چاہتی ہے اس لئے اس نے تمام غیر ملکی ایوانوں کو حکم دے دیا تھا - کہ وہ کام بند کر دیں - جس سے انہیں بہت تشویش و اضطراب پیدا ہوا - اور انہوں نے اپنی اپنی حکومتوں سے استمداد کی درخواست کی - اس کے متعلق مختلف حکومتوں نے ترکی کو مراسلات بھیجے ہیں - جن سے متاثر ہو کر حکومت ترکی دوسری سلطنتوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی ہے - اس اثنا میں اس نے غیر ملکی ایوانوں کو اجازت دے دی ہے کہ جب تک یہ گفت و شنید ہو رہی ہے - ایوان اپنا کام جاری رکھیں - دیکھئے اب اس مفاہمت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے - ترکوں نے غیر ملکی رعایات کے خلاف جو جہاد شروع کر رکھا ہے اس سے تو یہ امید نہیں بندھتی کہ وہ اپنے اس فیصلے کو واپس لیں گے -

نامہ نگار حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مضمون کاغذ کے ایک طرف لکھا کریں - اور عبارت خوشخط لکھا کریں -

واہ واہ جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

آج ہم نہایت افسوس کے ساتھ ذیل میں ان دو خطوط کی نقول درج کرتے ہیں۔ جو قادیانی جماعت کے دو کرم فرماؤں نے حضرت امیر ایدہ اللہ و ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے نام بھیجے ہیں۔ ان خطوط میں جس تہذیب و شائستگی کا ثبوت دیا گیا ہے ہمیں امید ہے کہ اس پر قادیانی جماعت کے ارباب حل و عقد بھی اظہار نفرین کئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ ہم اپنی طرف سے کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ ان خطوط کا درج کر دینا کافی ہے۔ اس سے ناظرین خود اندازہ لگا سکیں گے کہ ان ناصحوں کی ذہنیت کہاں تک ترقی (معکوس) کر چکی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو خط لکھنے والے بزرگ کے مکتوب کی نقل حسب ذیل ہے۔

" ڈاکٹر بشارت احمد خدا کی لعنت تیرے پر
افسوس تیری عقل پر بغض اور کینے سے بھر کر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور حرم مبارک حضرت جری اللہ مسیح موعود علیہ السلام پر بے جا حملوں پر اتر آیا ہے۔ شرم کر دنیا میں بھی عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور عاقبت میں نار جہنم یعنی دائمی آگ میں ضرور ڈالا جائے گا۔ قسم ہے خدا کی اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا اور شریعت کے مخالف فعل نہ ہوتا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تعلیم کا نہ ہوتا تو میں ضرور تیرے جیسے بے باک اور بد خلق کو تلوار کے گھاٹ اتار دیتا۔ مگر کیا کروں انسانیت مجبور کرتی ہے۔ کہ اس فعل قبیح سے نفس شیطانی کو روکوں۔ مگر بے شرم تجھے شرم نہ آئی۔ علمی مباحثہ تجھ سے بذریعہ "الفضل" ہو رہا ہے اور تو تہذیب سے باہر ہوتا جاتا ہے۔ آج میں نے پیغام صلح اخبار ۲۷ اگست ۱۹۲۷ء کا دیکھا ہے۔ سیرت المہدی اور غیر مبائعین میں ص۱۲ جس کا آخری فقرہ۔ ورنہ مصنف میں خفت اٹھانی پڑتی۔ یہ فقرہ میرے جگر میں نشتر کی طرح کھب گیا۔ باز آجا۔ تہذیب سے گفتگو کیا کر۔ ورنہ دنیا میں منافقوں والے عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ مومنوں کی تلوار کے عذاب سے معذب ہو جائے گا۔ بڑی برداشت کی ہے خدا تجھے دوزخ میں ڈالے۔ بغض اور کینے کے باپ توبہ کر کمبخت (۲)
(ایک احمدی غیرت والا قادیانی)

جن بزرگ نے حضرت امیر ایدہ اللہ کو مخاطب کیا ہے ان کی دراز نفسی حسب ذیل ہے۔

" حق یا حق اس وقت ظاہر ہوگا جبکہ لعنت کی زنجیریں گردن میں ڈالے فرشتے تیرے گھر کو لے جائیں گے۔ مٹی کی آڑ میں شکار کھیل لیں آخر حساب ہوگا۔

جس آدمی کا یہ قول ہو کہ میری سابقہ کوئی بات اب مجھ پر حجت نہیں ہو سکتی۔ اس کا اب کیا اعتبار ہے۔ کہ اب ہم کو جج کے لئے لیجانا چاہتا ہے۔ یا ہمارے (ہمیں) تیرے گھر کی آگ میں کباب کروانا چاہتا ہے۔ شرم والے بھی آپ کی طرح ہوتے جاتے ہیں۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بغض و کینہ سے جس کا اظہار مندرجہ بالا خطوط سے ہو رہا ہے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

ٹرکی کا قانون ازدواج

معزز معاصر ہمدرد رقمطراز ہے کہ ترکوں نے قانون مدنی کے نام سے جو نیا قانون جاری کیا ہے اس میں ازدواج کے متعلق جو دفعات ہیں وہ حال ہی میں شائع ہوئی ہیں ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) اٹھارہ برس کے سن کو جو لڑکی پہنچ گئی ہو وہ اپنے والدین کی رضامندی نہ ہونے پر بھی شادی کر سکتی ہے۔ لیکن جس کا سترہ سال کا سن ہو وہ والدین یا ولی کی رضامندی کے بغیر شادی نہیں کر سکتی۔

(۲) شادی میونسپلٹی کے چیرمین یا اس کے قائم مقام کی طرف سے کیجائیگی کم سے کم دو شاہدوں کا ہونا ضروری ہے۔ گواہ خواہ مرد ہوں خواہ عورت۔

(۳) جس مرد کی شادی جس عورت کے ساتھ کی جانے والی ہو ان کا بالذات حاضر ہونا ضروری ہے اور ایجاب و قبول انہیں کی زبان سے ہونا چاہئیے۔ وکیل کے ذریعے نہیں ہو سکتا۔

(۴) شادی سے پندرہ دن قبل میونسپلٹی ایک نوٹس جاری کرے گی جس میں جانبین کے نام، عمر اور حالات وغیرہ درج ہونگے۔ اس پندرہ دن کے عرصہ میں شادی کے متعلق اگر کسی کو کچھ اعتراض کرنا ہو۔ تو وہ کر سکتا ہے۔

(۵) کابین نامہ پر زوج اور زوجہ کے دستخط اور گواہوں کے دستخط اور اگر ضروری ہو تو والدین کے دستخط بھی ہوں گے۔

(۶) شادی میونسپلٹی کے دفتر میں ہوگی۔ محل شادی اچھی طرح آراستہ کیا جائے گا۔ اور شادی کے وقت میونسپلٹی کے چیرمین یا اس کے قائم مقام پر لازم ہوگا کہ عمدہ درباری کپڑے پہن کر حاضر ہو۔

(۷) طلاق صرف حاکم کے حکم سے ہو سکے گی۔ اور کسی صورت سے دی ہوئی طلاق طلاق نہ سمجھی جائے گی۔ کوئی شخص "میں نے تجھے طلاق دی" یا "تو مطلقہ ہے" کہہ کر طلاق نہ دے سکے گا۔ طلاق دینے کے متعلق مقدمہ مرد اور عورت دونوں کی طرف سے دائر ہو سکے گا۔

ہمارے خیال میں یہ قانون بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور اس سے بہت سی تمدنی و معاشرتی خرابیوں کا انسداد ہو جائے گا۔ طلاق کے متعلق جو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بغیر عدالت کے حکم کے نہیں دی جا سکتی۔ اس سے ان شوریدہ پشتوں کی ظالمانہ کارروائیوں کا انسداد ہو جائیگا جو فرقہ اناث کے ساتھ ظلم و ناانصافی کرنے کے عادی ہیں اور جو اپنی آزادی کا ایسا غلط اور جابرانہ استعمال کرتے ہیں۔ کہ اس سے دوسرے فریق کی آزادی بالکل سلب ہو کر رہ جاتی ہے۔

آریہ یتیم خانہ ہے یا اغوا کا اڈا

کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ بریلی کے آریہ اناتھ آلہ (یتیم خانہ) سے چودہ پندرہ کی جس بیجا کے بعد دو مسلمان بچے برآمد ہوئے تھے جنہیں بعض آریوں نے دھوکہ دے کر اغوا کیا تھا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کے اندر اضطراب و ہیجان کی ایک لہر پیدا ہو گئی تھی۔ اور یہ خیال ظاہر کیا جانے لگا تھا کہ خدا جانے کتنے مسلمان بچے آریوں کے اس دام تزویر کا شکار ہو کر حبس بیجا کی مصیبتیں جھیل رہے ہوں گے۔ ابھی یہ مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ اور کچھ ملزم گرفتار ہو چکے ہیں اور باقیوں کی تلاش ہو رہی ہے کہ اب بریلی سے تازہ اطلاع یہ موصول ہوئی ہے کہ اسی یتیم خانہ سے حال میں تین عیسائی بچے اور برآمد ہوئے ہیں۔ جنہیں میلہ دکھانے کے بہانے سے اغوا کیا گیا تھا ان میں سے ایک لڑکا کسی طرح آریہ سماج کے اس قید خانہ سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس نے والدین کے پاس پہنچکر ساری کیفیت بیان کی۔ اس پر باپ فقیرا نہ بھیس میں بریلی پہنچا۔ اور اپنے دوسرے بچوں کو حبس بیجا سے نجات دلائی اور پولیس میں اطلاع کر دی۔

آریہ پرچارکوں پر تو آج کل شدھی اور سنگٹھن کا بھوت سوار ہے۔ اور تبلیغ مذہب کے معاملہ میں جائز و ناجائز ذرائع کا سوال ان کے نزدیک بالکل بے معنی ہو چکا ہے۔ اس لئے اس جنون میں وہ جو کچھ بھی کر گزریں وہ کم ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آج تک کسی ہندو لیڈر یا اخبار نے تبلیغ کے اس مکروہ طریقے پر اظہار نفرت نہیں کیا۔ کیا ہم اس خاموشی سے یہ سمجھنے میں حق بجانب نہ ہوں گے کہ تمام ہندو لیڈر اور اخبارات آریوں کی اس قسم کی بیجا حرکات کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر وہ کیوں دم بخود ہیں۔ ان کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ ایسی مجنونانہ اور مجرمانہ سرگرمیوں کے خلاف اظہار نفرین کریں۔

اچھوتوں کی بدقسمتی

لائل پور میں احمدیوں اور سناتنیوں کے درمیان مذہبی مناظرہ ہوا اس پر ایک آریہ سماجی اخبار نے سناتن دھرمیوں سے دریافت کیا کہ یہ مباحثہ سناتنیوں نے کس لئے کیا۔ وہ تو اپنے اندر کسی کو شامل کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ اب اگر کوئی احمدی اس مباحثہ میں سناتنیوں کے دلائل سنکر سناتنی بننے کے لئے تیار ہو جاتا تو کیا وہ اس کو اپنے میں شامل کر لیتے۔ اس کا جواب ایک سناتنی پنڈت رسیا رام شرما نے یہ دیا کہ:-

" اس سماجی ایڈیٹر کو اتنا علم نہیں کہ دھرم کا تعلق دل سے ہے نہ کہ کسی جماعت میں شامل ہونے یا دوسرے کے ساتھ کھانے پینے یا شادی وغیرہ کرنے میں۔ ہندو دھرم سب کے لئے ہے۔ ہندو سوسائٹی محض ہندوؤں کے لئے ہے سوسائٹی اور دھرم میں بہت بھید ہے۔ اچھوت اپنے درجہ میں رہ کر ایسے ہی عزت کے قابل ہیں جیسے دوسرے ورن"

یہ جواب اپنی کمزوری کا خود اعلان کر رہا ہے۔ اس پر مزید حاشیہ آرائی بیکار ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر سناتن دھرم کی یہی تعلیم ہے تو اچھوت کیونکر ترقی کر سکتے ہیں۔ اس کے تو یہ معنے ہیں کہ اچھوت جہاں ہیں وہیں کے وہیں رہیں۔ اگر دوسرے ورن ان کو اپنے برابر مجلسی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں تو پھر یہ اچھوت ادھار کی چیخ پکار محض بیکار ہے۔ جب تک ہندوؤں میں اس قسم کی ذہنیت موجود ہے اس وقت تک اچھوتوں کو توقع نہ رکھنی چاہئے کہ وہ انہیں مساویانہ حقوق دینگے۔ ہمارے خیال میں موجودہ پستی و ذلت سے رہائی حاصل کرنے کے لئے اچھوتوں کے لئے ایک ہی راستہ کھلا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اس مذہب کو جس نے انہیں اس قعر ذلت میں گرا رکھا ہے۔ خیرباد کہکر اسلام کے جھنڈے تلے آجائیں۔ جہاں اونچ نیچ کی کوئی تمیز نہیں۔

موتمر مکہ کے اصحاب میمنہ

یوں تو یہ کہا جاتا ہے کہ موتمر مکہ تمام عالم اسلام کی موتمر تھی لیکن اگر نمائندگی کے تناسب کو ملحوظ رکھ کر فیصلہ کیا جائے تو اسے نجدی یا وہابی موتمر کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ سلطان ابن سعود نے ایسے ارکان کی ایک بہت بڑی تعداد کو نامزد کیا جو بالکل جی حضوری تھے۔ مولانا محمد علی صاحب کا بیان ہے کہ:-

" موتمر میں تیس نمائندے تو ایسے تھے جو حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے۔ اور حکومت کے نامزد کردہ تھے۔ یہ سب الگ سیدھے ہاتھ پر بٹھائے گئے تھے۔ انہی اصحاب میمنہ میں ہمارے ہندوستان کے چار اہل حدیث حضرات بھی شامل کر لئے گئے تھے۔ باقی ہم اور دیگر ممالک اسلامیہ کے وفود کے ارکان کی تعداد ۲۹ تھی۔ اور ہم دوسری طرف بٹھائے گئے تھے۔"

مولانا کے نزدیک اس چال سے سلطان ابن سعود کا مقصد یہ تھا کہ وہ موتمر میں شریک ہونے والے عالم اسلام کے نمائندوں سے اپنی اور نجدی ملاؤں کی خواہش تسلیم کرانا چاہتا تھا۔ یہ کارروائی خواہ کسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر عمل میں لائی گئی ہو۔ لیکن موتمر کی روئداد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ابن سعود کا وہ مقصد پورا نہیں ہوا۔

ابن سعود کے اعلان ملوکیت کی حقیقت

جب سلطان ابن سعود نے اپنے مواعید کے خلاف ملک الحجاز ہونے کا اعلان کیا تھا تو جمعیت خلافت اور جمعیۃ علمائے ہند کی طرف سے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی۔ جس کا جواب سلطان ابن سعود نے یہ دیا تھا کہ وہ بھی اعلان ملوکیت کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔ اور موتمر اسلامیہ کے فیصلہ کے منتظر تھے۔ مگر اہل حجاز کے اصرار سے مجبوراً انہیں ایسا اعلان کرنا پڑا۔ یہ جواب اس وقت بھی مسلمانان ہند کے لئے کوئی تسلی بخش ثابت نہیں ہوا تھا۔ لیکن اب تو مولانا محمد علی صاحب نے حجاز سے واپس آکر اس اعلان کی ساری قلعی کھول دی ہے۔ دہلی کی تقریر میں مولانا نے ممدوح نے فرمایا کہ:-

" جب ان جدہ والوں سے دریافت کیا جاتا ہے جن کو راتوں رات موٹر پر بیعت لینے کے لئے مکہ معظمہ طلب کیا گیا تھا۔ تو جواب ملتا ہے کہ یہ ایک طے شدہ امر تھا۔ ہم بیعت پر مجبور تھے۔ ہم نے کبھی اس کی خواہش نہ کی تھی کہ سلطان ابن سعود ملک الحجاز بنائے جائیں گے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلان ملوکیت کے لئے اہل حجاز نے سلطان ابن سعود کو مجبور نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود مجبور کئے گئے تھے۔ کہ سلطان کو ملک الحجاز تسلیم کریں۔

روس میں بدچلنی کا دور دورہ

روس میں انقلاب کے بعد مردوں اور عورتوں کے تعلقات میں بھی بڑی تبدیلی ہو گئی اور اس کے باعث بدچلنی بہت بڑھ گئی ہے۔ روس کے قانون میں بھی تعلقات شادی کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ وہاں شادی سے مراد صرف عورت اور مرد کا ملاپ ہے شادی کی رجسٹری کرانے کے لئے قانوناً کوئی دباؤ نہیں۔ جو مرد اور عورت شادی کے بغیر شادی شدہ لوگوں کی طرح رہ رہے ہیں ان کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا گیا۔ شادی اور طلاق محض معمولی بات ہے۔ عدالت میں مرد و عورت ایک فارم پر دستخط کر دیں تو شادی ہو گئی۔ اس میں شادی شدہ لڑکی کی اولاد کی حفاظت و پرورش پر جس قدر توجہ دی جاتی ہے۔ اتنی ہی توجہ غیر شادی شدہ کی اولاد پر دی جاتی ہے۔ اور روس میں حمل گرانے کے خلاف کوئی تدبیر نہیں ہے۔ اس لئے اسقاط حمل کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ ۱۹۲۶ء میں وہاں ایک لاکھ پچاس ہزار حمل

جواہر ریزے

سوامی دیانند جی نے اپنے پانچویں ویدستیارتھ پرکاش میں اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ بیوہ عورت اور رنڈوا مرد دوسری شادی نہ کریں بلکہ بوقت ضرورت نیوگ کرلیا کریں۔ خدا جانے آریوں کو اس میں کیا قباحت نظر آئی کہ انہوں نے اس ویدک حکم کے ماننے سے عملاً انکار کردیا ہے اور شب و روز اس کی خلاف ورزی میں مصروف ہیں۔ نیوگ کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ اور بیوہ عورتوں کی دھڑا دھڑ شادیاں کروا رہے ہیں۔ آریہ اخبارات کا رونا یہ ہے کہ بیوہ عورتوں کے اغوا کی جس قدر وارداتیں ہو رہی ہیں یہ سب مسلمان غنڈوں کی کارستانیاں ہیں اس لئے ہندو جاتی کو چاہیئے کہ بیوہ عورتوں کی شادیاں کرکے اس فتنہ کا انسداد کرے۔ اس تحریک کی وجہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس تحریک کو جاری کرکے آریوں نے ویدک احکام کی کھلی تذلیل کی ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ اس گناہ سے بھی اس مصیبت سے رہائی نہیں ہوسکتی۔ چونکہ آریوں نے دیانند جی کی نہیں مانی اس لئے اب ان کے ایک اور مہاتما نے ظہور کیا ہے۔ بیچارے سوامی جی بیچارے کچھ سنسکرت جانتے تھے۔ گریجویٹ نہ تھے۔ شاید اسی لئے ان کے موجودہ گریجویٹ شاگردوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کردیا ہے۔ اب جو نئے سوامی دیانند جی مہاراج سرسوتی ظاہر ہوئے ہیں وہ بی اے بھی ہیں۔ امید ہے کہ آریہ ان کی عزت کریں گے وہ فرماتے ہیں:۔

> جب استری بدھوا ہوجاتی ہے تو یہ اس کے ایک گناہ کا پھل ہے
> اب اس گناہ کو دور کرنے کے لئے اس استری کو تیاگ کرنا چاہیئے۔
> اور اس حقیقی تیاگ کے دھیان میں مست ہوجانا چاہیئے۔ لیکن اس کے
> بعد ایک دفعہ پھر دواہ کرنا گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس سے وہ
> استری بھی پھر بدھوا نہ ہوگی بلکہ وہ پرش بھی اگلے جنم میں بدھوا
> استری پیدا ہوگا۔" (سناتن دھرم پرچارک ۱۷ اگست)

اس کے ثبوت میں سوامی جی نے بعض مذہبی کتب کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ ہندو بیواؤں سے شادی کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ شادی کرنے سے پہلے اس بات کو سوچ لیں کہ آئندہ جنم میں انہیں خود بیوہ عورت بننا پڑے گا۔ ان آریوں کی حالت تو واقعی قابل رحم ہے جو بیوہ عورتوں سے شادی کرچکے ہیں۔ یہ ایک ویدک حکم کی نافرمانی کا نتیجہ ہے۔ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

آریہ سماجیوں نے اچھوت ادھار اور شدھی کا جو واویلا مچا رکھا ہے اس سے ان کی اصل غرض تو یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اچھوتوں کو آریہ سماج میں داخل کرلیا جائے۔ ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب آریوں کے قول کے مطابق اچھوت بھی ہندو ہیں تو پھر انہیں شدھ کرنے کے معنی؟ سناتن دھرم پرچارک امرتسر نے آریوں کی بیہودہ کارروائی کی خوب قلعی کھولی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:۔

> کوئی سناتن دھرمی اچھوتوں کو بہتر حالت میں دیکھنے کے خلاف
> نہیں بلکہ جو لوگ اچھوتوں کی شدھی کا راگ گاتے ہیں حقیقت
> میں وہی اچھوتوں کو دھرم سے گرا کر پاپ کے مرتکب ہوتے
> ہیں کیونکہ اچھوت ہندو قوم کا ایک انگ ہے۔ اور عیسائی یا مسلمان
> یا کسی دوسری قوم سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔ پس جب اچھوت
> ہندو ہیں اور قابل عزت ہیں۔ تو ان کی شدھی کے کیا معنی؟"

مجلس وضع قوانین ہند نے حال ہی میں ایک نیا قانون منظور کیا ہے جس کے ماتحت اشتعال انگیز تحریرات قابل ضبطی قرار دی گئی ہیں۔ جب اس مسودہ قانون پر بحث ہو رہی تھی تو پنڈت مدن موہن مالوی جی نے بھی اس میں حصہ لیا اور فرمایا کہ موجودہ ہندو مسلم فسادات کا باعث یہ ہے کہ فریقین کے لیڈر اپنے اپنے فرقہ کی ناواجب اور بیجا حرکات کو برا کہنے کی جرات نہیں کرتے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ خود مالوی جی سب سے بڑھ کر اس قصور کے مجرم ہیں کیونکہ فریقین کے بہت سے چیدہ لیڈروں نے اپنے اپنے فرقہ کی ناجائز کارروائیوں کی مذمت کی ہے۔ اگر نہیں کی تو مالوی جی نے۔ کیا مالوی جی اپنے آپ کو ہندو جاتی کا لیڈر نہیں خیال کرتے۔ اگر ایسا ہے تو پھر اس کسر نفسی کی کون تعریف نہ کرے گا؟

گر ہم تو مالوی جی کی اس جرات اور صفائی کے قائل ہیں کہ ہندو جاتی کا سربرآوردہ لیڈر ہونے کی حیثیت سے جو نقص اپنے اندر آپ نے نمایاں دیکھا وہی دوسرے تمام لیڈروں پر بھری کونسل میں بیان کر دیا۔ اور ایسی صفائی سے بیان کیا کہ اپنے اوپر حرف بھی نہ آنے پائے۔ اسے چاہے آپ اعجاز ساحری کہیں یا سیاسی عیاری کا شعبدہ۔ بہرحال ہے قابل داد۔

مذاکرۂ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

سوال۔ نماز اپنی مادری زبان میں جائز ہے یا نہیں۔ ایک شخص نماز کا مفہوم بزبان انگریزی یا اردو یا معمولی بزبانہائے دیگر ادا کرتا ہے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اسی نسبت میں جاننا چاہیے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اس طرح سے نماز پڑھنا حالت مجبوری وغیر مجبوری دونوں میں جائز ہے (دیگر) نماز کا مطلب (Object) کیا ہے؟

جواب۔ نماز صرف عربی زبان میں پڑھنی چاہیئے۔ اسلام کسی خاص قوم کا مذہب نہیں بلکہ تمام دنیا کا مذہب ہے۔ اور وہ تمام دنیا کی قوموں میں وحدت و اخوت قائم کرنے آیا ہے۔ نماز اور حج ایک مشترک عبادت ہے جو ہر ایک قوم کا مسلمان آپس میں مل کر با جماعت ادا کرتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کوئی زبان مشترک ہو جس میں نماز ادا کی جائے تا ہر ایک قوم اور ہر ایک زبان کا آدمی نماز میں شامل ہوکر اسے سمجھ سکے۔ اور فائدہ اٹھا سکے اگر کوئی زبان مشترک نہ ہوگی تو پھر ایک قوم کا آدمی دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا وہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ یہ کیا پڑھ رہا ہے۔ نماز پڑھ رہا ہے یا کچھ اور کہہ رہا ہے۔ لیکن جب سب مسلمانوں کی نماز پڑھنے کے لئے ایک مشترک زبان ہوگی اور اسی زبان میں نماز کو یاد کرنا اور سمجھنا ضروری ہوگا تو پھر ظاہر ہے کہ ایسی نماز کو ہر ایک مسلمان سمجھ سکے گا۔ اور وہ ہر ایک قوم کے مسلمان کے ساتھ ہر ایک ملک میں نماز ادا کرسکے گا۔

مشترک زبان عربی ہی ہوسکتی ہے جس میں تمام دنیا کے لئے ہدایت نامہ یعنی قرآن نازل ہوا۔ پس قرآن کے لفظوں میں دعا جو جامعیت اور اثر رکھتی ہے۔ وہ بھلا ہمارے تمہارے ترجموں سے کہاں پیدا ہوسکتی ہے۔ ہاں نماز کے ان الفاظ کے علاوہ جو نبی کریم صلعم نے پڑھے اور جو ضروری ہیں عربی الفاظ ہی پڑھنے چاہئیں۔ جن میں خدا کے رسول صلعم نے پڑھے۔ الگ الگ نمازوں میں انفرادی طور پر ہم اپنی زبان میں بھی دعا مانگ سکتے ہیں۔ گو یاد رہے کہ یہ ان الفاظ کے علاوہ ہوگا جو نبی کریم صلعم سے مروی ہیں کیونکہ وہ الفاظ تو اسی طرح عربی میں پڑھے جائیں گے تا نماز کی اصلی شکل اور زبان کا اشتراک قائم رہے۔ باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ امام اعظم صاحب نے اپنی زبان میں نماز جائز رکھی ہے۔ سو اول تو یہ کوئی حجت نہیں۔ ایک مجتہد اپنے اجتہاد میں غلطی بھی کرسکتا ہے۔ اور صواب بھی۔ ان کا اجتہاد حجت نہیں بالخصوص جب اس کی غلطی اور نقصان بین ہو۔ لیکن میں اتنا کہے دیتا ہوں کہ حضرت امام اعظم کا اپنے اس فتوے سے رجوع بھی ثابت ہے۔ اگر آپ نے ان کے اجتہاد کو بہت زیادہ اہمیت دی تو وہ حوالے بھی نقل کرکے بھیجے جاسکتے ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے اس فتوے سے رجوع کرلیا تھا۔ اور اس کی غلطی کو خود بھی تسلیم کرلیا تھا۔

نماز کا مقصد ہے تقوی اور تہذیب نفس۔ تمام عبادتوں کا یہی منشا ہے خود قرآن میں ہے کہ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ کہ اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔ تاکہ تم متقی بنو۔ لیکن ضروری ہے کہ نماز کو انسان سمجھ سمجھ کر توجہ اور خشوع و خضوع سے پڑھے رہا یہ کہ عربی زبان سمجھ میں نہیں آتی۔ تو یہ لوگوں کی اپنی سستی ہے۔ ورنہ نماز کے عربی فقرے اتنے مختصر ہیں کہ ایک ان پڑھ بھی ایک یا دو دن میں اس کے ترجمہ کو یاد کرسکتا ہے۔ اور دراصل توجہ الی اللہ اور خشوع و خضوع چیز ہی دوسری ہے۔ جو عربی زبان کے عالم اور عرب اہل زبان ہوتے ہیں ان کے دل بھی اسی طرح نماز میں ڈانواں ڈول ہوتے رہتے ہیں۔ جس طرح ایک جاہل کا جب تک توجہ الی اللہ نہ ہو اور مجاہدہ نہ ہو۔ اور دل میں خدا کا خوف نہ ہو محض لفظوں سے کچھ نہیں بنتا۔ الفاظ منہ سے نکلتے ہیں اور توجہ کہیں اور ہوتی ہے۔ پس ساری خرابی اپنے نفس کے تمرد اور خدا سے غفلت اور بے پروائی کی ہے۔ زبان کا تو محض ایک بہانہ ہے۔

عورت کی امامت

سوال۔ عورت اگر نماز کے سامنے سے گزر جائے تو نماز پڑھنے والے یا پڑھنے والی کی درست رہے گی۔ یا باطل ہوجائے گی؟ اگر نماز ٹوٹ جائیگی تو کیوں؟ (دیگر) عورتیں امام ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر ہاں تو صرف فرقہ اناث کی یا مردوں کی بھی؟

جواب۔ نماز کے سامنے سے عورت کے گزر جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ جو نمازی کے سامنے سے گزرتا ہے اسے گناہ البتہ ہوتا ہے کیونکہ وہ نمازی کی توجہ الی اللہ اور خشوع و خضوع میں خلل انداز ہوتا ہے۔ پھر بالخصوص اگر عورت سامنے سے گزرے تو اندیشہ ہے کہ نمازی کی توجہ خدا کی طرف سے ہٹ کر عورت کی طرف نہ لگ جائے۔ کیونکہ عورت ویسے بھی مردوں کی توجہ کی جاذب ہوتی ہے۔ اس لئے نمازی کے سامنے سے کسی شخص کو بھی گزرنا نہ چاہیئے۔ علی ہذا القیاس عورت کو بھی نہ گزرنا چاہیئے۔ بلکہ اسے خاص احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ وہ بہ نسبت دوسروں کے مردوں کی نماز میں زیادہ خلل انداز ہوسکتی ہے (دیگر) عورت پبلک میں امام نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ عورت کے ستر و حجاب کے برخلاف ہے۔ مردوں میں ہر ایک مرد تو متقی نہیں ہوتا۔ پھر ایک عورت کا مردوں کے عین سامنے رکوع و سجود کرنا مناسب نہیں۔ البتہ عورت اپنے گھر میں اپنے خاندان کے لوگوں کے لئے امام ہوسکتی ہے۔ خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ کیونکہ گھر کے اندر اپنے خاندان کے لوگوں کے سامنے بے ستری یا بے حجابی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ مگر یاد رہے کہ امامت کے انتخاب کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ امام قرآن سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اگر اس میں سب برابر ہوں تو پھر جو سنت رسول اللہ کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو ہجرت یا اسلام لانے میں جو سب سے اول ہو یا عمر میں سب سے بڑا ہو۔ خواہ مخواہ شوقیہ عورت کو یا کسی کو بھی امام بنانا دین کو بچوں کا کھیل بنانا ہے۔

سوال۔ عزل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو ایسی دوا کا خود کھانا یا بیوی کو کھلانا یا لگانا یا مطابق ایجاد جدید کے ایسی شے کا استعمال کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے۔ جائز ہوگا یا نہیں۔ (دیگر) مسئلہ لف حریر کیا ہے کیا یہ اسلام میں جائز ہے۔ اسلام کا کونسا فرقہ اس کو صحیح جانتا ہے۔

جواب۔ عزل یعنی عورت سے ہم صحبت ہونے کے وقت انزال کا باہر کرنا تاکہ عورت کو حمل نہ ہو۔ ایام جاہلیت کا ایک فعل ہے۔ جو عرب لوگ کیا کرتے تھے۔ زیادہ تر لونڈیوں کے ساتھ ایسا کرتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہوکر ام ولد نہ بن جائیں۔ یہ اسی طرح عربوں میں رائج تھا جس طرح متعہ رائج تھا۔ ایسی بہت سی لغو باتیں تھیں جنہیں اسلام نے آکر دور کردیا۔ البتہ بعض احکام شریعت اسلام میں بتدریج نازل ہوئے۔ اور ان کے نزول سے قبل بعض لوگ اسلام لائے۔ پیچھے بھی متعہ یا عزل کیا کرتے تھے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ان باتوں کو جب تک خدا کا حکم نازل نہیں ہوا۔ نہیں روکا۔ کیونکہ نبی جو خدا کے حکم سے سارے کام کیا کرتا ہے اپنی مرضی سے کسی چیز کو نہیں روکتا وہ حکم الٰہی کا منتظر رہتا ہے۔ یوں تو ان کی بگڑی ہوئی قوم کو جس میں کوئی فعل بھی انسانیت کا نہ ہو مہذب اور باخدا قوم بنا دینا بڑی سہولت اور تدریجی تعلیم و تربیت کو چاہتا تھا۔ تربیت الٰہی نے بتدریج تمام لغو باتیں اور جاہلیت کی رسوم اس قوم سے اڑا دیں۔ چنانچہ متعہ حرام ہوا۔ لونڈیاں بلا نکاح رکھنا موقوف ہوا۔ شراب کی حرمت آئی۔ اسی طرح عزل کو روک دیا گیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں صاف لفظوں میں رسول اللہ صلعم نے عزل کو واد الخفی فرمایا۔ یعنی ایک باریک قسم کا قتل اولاد ہے پس جب جڑ نہیں تو شاخیں کس طرح ہونگی۔ پس ایسی دوا لگانا یا کھانا یا مطابق ایجاد جدید کے کسی ایسی چیز کا استعمال کرنا جس سے حمل نہ ہوسکے۔ ہرگز جائز نہیں۔ آجکل کی بعض مستورات بچہ جننا یا پالنا تکلیف دہ سمجھتی ہیں۔ یا بعض مرد اپنی عیش پرستی کے لئے یا بعض اوقات حمل سے بدنامی کے اندیشہ سے بچنے کے لئے اس قسم کی دوائیں یا ایجادیں استعمال کرتے ہیں جو قطعاً ناجائز ہیں رہا یہ سوال کہ بعض اوقات عورت کو حمل سے اپنی جان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اسے شادی ہی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور اگر شادی کرنی ضروری ہی ہو یا ہوچکی ہو تو پھر ایسی صورت میں حمل سے بچنے کے لئے کوئی دوا یا ایجاد جدید کو استعمال کرنا جائز ہوگا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ اسی طرح جائز ہوگا جس طرح اضطرار کی حالت میں خنزیر کھا لینا جائز ہے۔ کیونکہ عورت کو اپنی جان کا بچانا فرض اولین ہے۔

(دیگر) مسئلہ لف حریر یہ ہے کہ غلبۂ شہوت کے وقت محرم عورت سے یعنی جس سے نکاح کرنا حرام ہے۔ ریشم کا کپڑا لپیٹ کر مجامعت کرنا تا اسے حمل نہ ہوجائے۔ یہ اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے بلکہ اسلام کی طرف اسے منسوب کرنا ظلم عظیم ہے۔ اہل سنت و الجماعت کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ شیعوں میں ہے۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ بعض فقہائے حنفیہ کی ایجاد ہے آپ کو شوق ہو تو خود دریافت کریں کہ کس کی ایجاد ہے۔ مجھ سے پوچھئے تو میں کہتا ہوں کہ شیطان کی ایجاد ہے۔

حوادث ایڈیٹر کا مبلغ علم

خدا کی شان زمین اور کے بہرہ آفکار و حوادث کے حوادث ایڈیٹر کی کرسی کچھ ایسی نامبارک واقع ہوئی ہے ۔ کہ جو شخص بھی اس پر بیٹھتا ہے اس کے خیالات ناہموار اور دماغ دور از کار ہو جاتا ہے ۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ایک ایڈیٹر کے ناہموار خیالات پر ہمیں تبصرہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی ۔ لیکن اب نئے حوادث ایڈیٹر صاحب میں بھی اپنے پیش رو کی روح حلول کر گئی اور وہ بھی اسی طرح کی بے تکی ہانکنے لگے ہیں ۔ چنانچہ مورخہ ۲۴ اگست کے زمیندار میں انہوں نے اپنی حواس باختگی کا ثبوت ان الفاظ میں پیش کیا ہے :

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عربی زبان میں ایک قصیدہ تصنیف فرمایا جو حمامۃ البشریٰ کے نام سے موسوم ہے قادیان شریف کے قدوسی اسی تحدی کے لہجہ میں جو فاتوا بسورۃ من مثلہ کے حرف حرف سے ٹپک رہی ہے ۔ یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ سارا عرب و عجم مل کر بھی اس قصیدہ کے لفظی و معنوی کمالات کی نظیر پیش نہیں کر سکتا ۔"

حمامۃ البشریٰ ہمارے پاس موجود ہے ۔ ہم نے ہر چند دیکھا کہ اس میں قصیدہ چھوڑ ایک دو شعر ہی کہیں مل جائیں لیکن اس ساری کتاب میں ایک بھی شعر کہیں نہیں آیا ۔ شروع سے آخر تک نثر ہی نثر ہے کوئی تحدی بھی اس میں پائی نہیں جاتی ۔ حوادث ایڈیٹر کچھ ایسا غصہ کی حالت میں بے خود ہو گیا ہے کہ اعجاز احمدی کو حمامۃ البشریٰ لکھ رہا ہے ۔ یعنی نثر کو نظم اور نظم کو نثر بنا رہا ہے ۔ رہی وہ تحدی جو اس کتاب میں کی گئی اس کی صحت تک پرکھنے کے لئے یہ ایک ہی بات کافی ہے کہ آج تک اس کا کوئی جواب کسی سے بن نہیں آیا ۔ جن لوگوں نے اس کی عربیت پر نکتہ چینی کی ہے ۔ وہ خود اپنی غلطی پر نادم و شرمسار ہو کر کنج گمنامی کے اندر جا چھپے ہیں ۔ اگر حوادث ایڈیٹر کو ان پر ناز ہے تو ان کی نکتہ چینی کو پیش کر کے دیکھ لے کہ کس قدر ناکامی اور رسوائی کا سامنا ہوتا ہے ۔ آگے چل کر قادیانی مرزائی مفتی محمد صادق کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے "الفضل" میں کسی عورت کے لئے "جزاہ اللہ" کے لفظ استعمال کئے ہیں ۔ حالانکہ جزاہا اللہ ہونا چاہیئے تھا ۔

زمیندار جیسے اخبار میں جہاں فاش ترین غلطیوں کو سہو کتابت کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے ۔ وہاں ایسی ہلکی غلطی پر اس قدر واویلا اور چیخ پکار باعث تعجب ہے ۔ یہ ہمیں آج معلوم ہوا کہ "زمیندار" کو منجملہ اور بہت سی خصوصیات کے امام الصرف والنحو ہونے کا دعویٰ بھی ہے ۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ آئے دن قرآن مجید کی آیتوں میں بھی تحریف کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا ۔ ابھی ستارہ صبح کی یاد دلوں سے محو نہیں ہوئی ۔ جس میں ایک غلط آیت لکھ کر پھر دوسرے پرچہ میں اس کی تصحیح کی گئی ۔ جو وہ بھی غلط تھی ۔ معرکہ مذہب و سائنس جیسی "ممتاز" کتاب کے اندر لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ کو قرآن مجید کی آیت قرار دیا گیا ہے جو اگرچہ قرآن مجید میں موجود نہیں لیکن غالباً مولوی میرک شاہ دیوبندی کی "مایہ ناز" آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما کی طرح منسوخ تلاوت ضرور ہے ۔

دور کیوں جائیں خود اسی بہرۂ آفکار و حوادث میں حوادث ایڈیٹر نے قرآن مجید پر ہاتھ صاف کرنے سے دریغ نہیں کیا ۔ لکھا ہے :-

"جس امت کے نبی کو اپنے قول کے مطابق حمل ٹھہر سکتا ہو یعنی جو اچھا خاصا مرد ہو کر یک بیک عورت بن سکتا ہو اس کی عورتیں اگر ایک کشش قلم سے مرد بن جائیں تو اس میں تعجب ہی کیا ہے ۔"

اس فقرے کو قرآن کریم کی اس آیت کے سامنے رکھئے جو سورۂ تحریم میں مومنوں کی مثال کرتی ہے ۔ فرمایا ضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا امرأت فرعون ٥ اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین ٥ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمت ربھا وکتبہ وکانت من القنتین ٥ اس آیہ کریمہ میں مومنوں کی مثال امرات فرعون اور مریم سے دی گئی ہے ۔ اور تعجب یہ ہے کہ مریم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فنفخنا فیہ من روحنا ہم نے اس مرد میں اپنی روح پھونکی فیہ میں ہ کی ضمیر مذکر ہے ۔ حالانکہ خود "زمیندار" کے قول کے مطابق مریم عورت ہے ۔ مرد نہیں ۔ کیا "زمیندار" بتا سکتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام اچھی خاصی عورت ہو کر یک بیک مرد کیونکر بن گئیں ذالک مبلغھم من العلم ۔ اور سلطان القلم کی تصانیف پر خوردہ گیری !! ۔

عادث ۔ از لاہور

نوجوان طالب علم اور ان کے والدین

دنیا کے اندر کوئی چیز کسی ایک حالت پر قائم نہیں ۔ ہر ایک زندہ چیز حرکت کرتی ہے ۔ درحقیقت زندگی حرکت کا دوسرا نام ہے ۔ جس چیز کے اندر حرکت نہیں ۔ وہ زندہ بھی نہیں ۔ یہی حال ہر انسان ، ہر قوم اور ہر ملک کا ہے ۔ ہر چیز جو متحرک ہے ۔ اس کی حرکت دو طرح پر ہو سکتی ہے ۔ یا تو اس کا قدم ترقی و عروج کی طرف جائے گا یا تنزل و ہبوط کی طرف ۔ کوئی زندہ چیز ایک حالت پر نہیں رہ سکتی ۔ اس زندگی یا حرکت کو قائم رکھنے کے لئے لازماً ایک قوت و طاقت کی ضرورت ہے ۔ اور یہ قوت و طاقت انسانی جد و جہد ہے ۔ انسانی کوشش ہے ۔ یہ سائنس کا اصول ہے کہ کسی کام یا فعل کو جاری رکھنے کے لئے ایک Constant force یا Energy یعنی لگاتار قوت کی ضرورت ہے ۔ گاڑیوں کی ایک ٹرین کو منزل مقصود تک پہنچنے کے واسطے ایک انجن کی ضرورت ہے ۔ تار برقی کی رو کو جاری رکھنے کے واسطے ایک بیٹری (Dynamo یا Battery) کی ضرورت ہے ۔ جس وقت یہ انجن یا بیٹری یا روح ان چیزوں سے الگ کر دی جاتی ہے اسی وقت ان کی زندگی یا حرکت کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ یہ اصول حیوانات نباتات سب میں یکساں کام کرتا نظر آتا ہے ۔ انسانی ترقی کا دارومدار انسانی کوشش اور جد و جہد پر منحصر ہے ۔ فی الحقیقت اسی جد و جہد و کوشش یا قوت عملی ہی انسانی زندگی کا راز ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام جیسے پاک ، زندہ اور فطرتی مذہب نے جہاد کو ہر فرد بشر کے واسطے ایک جزو لاینفک قرار دیا ہے ۔ مگر نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ یہی چیز جس میں انسانی زندگی بلکہ قومی زندگی کا راز مضمر تھا ۔ قوم مسلم نے پس پشت ڈال دی ہے ۔ یہی جہاد جس کی وجہ سے مسلمان دنیا بھر میں ممتاز تھے آج اس کو بالکل بے حقیقت اور حقیر سمجھا جاتا ہے ۔ ایک وقت تھا کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ ۔ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ ۔ لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت ۔ ھل تجزون الا ما کنتم تعملون قوم مسلم کے مایۂ ناز اصول اور بہترین مقولے تھے ۔ وہ ان آیات بینات کی اصل حقیقت کو خوب سمجھی تھی ۔ اور ان کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنایا تھا ۔ جس کا نتیجہ واقعات کے رنگ میں حروف جلی میں لکھا ہوا عیاں ہے ۔

میں اس وقت جماعت احمدیہ سے اور بالخصوص احمدی والدین سے جن کے عزیز بچے لاہور کے مختلف کالجوں میں تعلیم دنیوی حاصل کرنے کی غرض سے دور دراز سے سفر کر کے ۔ روپیہ خرچ کر کے ۔ تکالیف و مصائب برداشت کر کے آتے ہیں ۔ ایک دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ موجودہ زمانہ کچھ ایسا مادہ پرست زمانہ ہے کہ اس سے بدتر زمانہ شاید ہی اسلامی تاریخ میں آیا ہو ۔ میں اس بات کا اعتراف کرنے سے انکار نہیں کرتا کہ مسلمان قوم کے اندر تعلیم کی بڑی بھاری کمی ہے اور اس کے واسطے ہمیں انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی کوشش کی اشد ضرورت ہے ۔ خوب یاد رکھو کہ آج کل کا زمانہ علم و روشنی کا زمانہ ہے ۔ مولانا حالی مرحوم کیا ہی اچھا فرما گئے ہیں کہ :-

جنہیں رہنا ہے دنیا میں رہے معلوم یہ ان کو
کہ ہیں اب جہل و نادانی کے معنی ذلت و خواری

بے شک ہمارے ذرائع اس قدر محدود ہیں کہ ہم اپنے نونہالان قوم کی تعلیم کا کماحقہ انتظام نہیں کر سکتے ۔ اور اس کے بالمقابل ہمسایہ قوم کے وسائل اور ذرائع بڑے وسیع ہیں ۔ لیکن با ایں ہمہ میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان اس طرف بہت ہی کم توجہ کرتے ہیں ۔ اسلام نے علم کی بڑی بھاری قدر کی ہے ۔ اور اس کو بڑا بلند مرتبہ دیا ہے ۔ قرآن الحکیم نے خود دعا سکھائی ہے رب زدنی علما ۔ پھر فرمایا کیا وہ جو عالم ہے اس کے برابر ہے جو جاہل ہے ۔ پھر احادیث نبوی میں تو علم کی فضیلت کا ایک بڑا بھاری ذخیرہ رکھا ہے ۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ ۔ عالم کی دوات کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ قیمتی ہے ۔ پھر فرمایا علم کو بچپن سے لیکر بڑھاپے تک حاصل کریں ۔ پھر فرمایا علم و حکمت کی بات مسلمان کی گم شدہ چیز ہے ۔ الغرض ایسے بیسیوں ارشادات موجود ہیں ۔ جن سے صاف عیاں ہے کہ آپ کو علم سے کس قدر محبت تھی ۔ آپ کے پاس بیٹھنے والے علم کے شیدائی بن گئے ۔ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت ابن عباس قرآن شریف کے بڑے بھاری مفسر گذرے ہیں ۔ اور آپ کی تفسیر بڑی زبردست پایہ کی تفسیر ہے ۔ اسی طرح عورتوں میں حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے ۔ کہ کانت عالمۃ عابدۃ زاھدۃ ۔

خیر یہ بات ضمنی طور پر آگئی تھی ۔ اصل غرض یہ ہے کہ ہماری قوم مفلس نادار اور غریب ہے ۔ لیکن تاہم مسلمان قوم کی توجہ اس طرف نہیں ہے ۔

البتہ یہ مقام شکر ہے کہ ہم نے اس زبردست نقصان کو محسوس کرنا شروع کر دیا ہے ۔ اور قدم آہستہ آہستہ اس طرف بڑھ رہا ہے ۔ لیکن جس بات کا شکوہ میں اس وقت اپنی جماعت کے قابل فخر و قابل احترام بزرگوں اور ان کے عزیز پیارے بچوں سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے حقیقی منصب اور نصب العین کو نہیں پہچانا ۔ اگر ہم کو دنیا میں زندہ رہنا ہے ۔ اور اپنے مقصد کے اندر کامیاب ہونا ہے ۔ تو لازماً ہمیں اس کی فکر ہونی چاہیئے ۔ اگر ہم اس مبارک کام کو جسکو حضرت مسیح موعود نے اپنے خون سے سینچا ۔ اور پالا پوسا ۔ زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو لازماً ہمیں مولانا محمد علی خواجہ کمال الدین اور مولانا صدرالدین جیسے عالمان باعمل پیدا کرنے ہوں گے ۔ بے شک ان حضرات اور دیگر بزرگان قوم نے بڑی بڑی قربانیاں کیں ۔ اور وہ ایسی ہیں جن کی مثال آج دنیا کے اندر ڈھونڈھے سے بھی نہ ملے گی ۔ لیکن کیا ہم نے کبھی اتنا بھی تدبر کیا کہ آخر کار یہ کام ہماری نسلوں کو سنبھالنا ہے ۔ کیا ہم نے ان کو اس کا اہل بنایا ہے کیا وہ فی الواقع اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں ۔ کیا وہ اس قابل ہیں کہ ہمارے بعد اس کام کو جاری رکھ سکیں ۔ کیا ان کے اندر خدمت دین کا وہ ولولہ اور جوش ہے جو ہمارے اندر موجزن ہے ۔ خوب یاد رکھو سہ

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے اندر خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

اگر ہم نے اپنی اولاد اور عزیز بچوں کو اس سعادت دارین سے محروم رکھا تو خدا کے کام نہ رکیں گے ۔ اور وہ اس کام کے واسطے کوئی اور سعید روحیں پیدا کر دے گا ۔ جو کہ اس کے افضال کی وارث ہوں گی ۔ اور ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں گے ۔

میں دنیوی تعلیم کو ہرگز برا نہیں سمجھتا ۔ اس کی طرف بڑی توجہ کی ضرورت ہے ۔ لیکن احمدی جماعت سے اس قدر ضرور عرض کروں گا کہ ہمیں اپنا نصب العین نہ بھولنا چاہیئے کسی کی ذات پر حملہ نہیں ۔ لیکن واقعات ہیں ۔ اگر آج کسی دوست کو کہا جائے کہ اپنے بچے کو تعلیم دینے کی غرض سے لاہور بھیجو جس کے اخراجات انجمن خود برداشت کرے گی ۔ یا کوئی تعلیم یافتہ نوجوان ہو اس کو کہا جائے کہ انجمن کے ماتحت انجمن کا کام کرو ۔ اپنی زندگی اس کام کے واسطے وقف کر دو ۔ تو وہ الا ماشاء اللہ سب کے سب کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیں گے ۔ اور کچھ نہیں تو یہ عذر تو معمولی اور رٹا رٹایا ہے کہ دنیوی تعلیم حاصل کر کے پھر روزگار ہو کر انجمن کی خدمت کریں گے تا انجمن پر بار بھی نہ ہو ۔ لیکن یہ سب غلط عذر ہیں ۔ جس کام سے کوئی واقفیت ہی نہیں ۔ جس سے کوئی مناسبت ہی نہیں وہ کس طرح ہو سکتا ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کام کو حقیر سمجھا جاتا ہے ۔ اس کو توجہ کے قابل ہی نہیں سمجھا جاتا ۔ اس سے کوئی انس و محبت ہی نہیں ہے ۔ اس کے برخلاف اگر کسی دوست کو اپنے کسی بچے کو ولایت بھیجنا ہو تو سب کی سب مشکلات جو بصورت کمی روپیہ یا کمزوری صحت یا محبت والدین ، یا دیگر خانگی امور وغیرہ راستہ میں حائل تھیں ، دور ہو جاتی ہیں ۔ روپیہ کا انتظام قرضہ لے کر ہو جاتا ہے ۔ صحت کے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ وہاں جا کر درست ہو جائے گی ۔ والدین کی محبت بیچ میں سے یونہی اڑ جاتی ہے ۔ الغرض سب قسم کی رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں ۔ راستہ بالکل صاف ہو جاتا ہے ۔ لیکن مصیبت آتی ہے اور دل میں طرح طرح کے خیال آتے ہیں تو خدا کی راہ میں قدم اٹھانے سے ۔ خدارا ان باتوں پر غور کرو ۔

میری غرض یہ نہیں کہ ہماری قوم کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کریں ۔ حاشا وکلا ہرگز ہرگز نہیں ہے ۔ کریں اور ضرور کریں ۔ لیکن اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہمارا نصب العین ہر وقت اور ہر آن سامنے رکھنا چاہیئے ہر شخص جو اس جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ خواہ غریب ہو یا امیر ، عالم ہو یا جاہل ، مرد ہو یا عورت ، ملازمت پیشہ ہو یا تجارت پیشہ ، بچہ ہو یا جوان ، اس امر کا ہر لحظہ اور ہر آن خیال رکھے کہ وہ اپنی قوم ، اپنی جماعت بلکہ یوں کہو کہ وہ اپنے پیارے اسلام کی خاطر کیا کچھ کر رہا ہے ۔ کتنی تکلیف کتنا وقت اور کتنا روپیہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے صرف کر رہا ہے

اس وقت احمدیوں اور ان عزیز بچوں سے جو طالب علم ہیں میرا ایک معمولی سا مطالبہ ہے ۔ جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہوگا ۔ ہماری انجمن نے محض اپنے نوجوان طالب علموں کی خاطر ایک ہوسٹل بنام مسلم ہوسٹل لاہور میں کھول رکھا ہے ۔ جس پر انجمن کو اپنی گرہ سے کم و بیش ایک ہزار روپیہ سالانہ خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ اس کے قیام کی واحد غرض مسلمان بچوں کے اندر اسلام سے یگانگت اور اس کی سچی محبت کا پیدا کرنا ہے ۔ آج کل کا زمانہ اس قدر پرفتن اور مادہ پرست زمانہ ہے ۔ کہ اس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے ۔ اس ہوسٹل میں نمازیں باجماعت اور باقاعدہ ہوتی ہیں ۔ قرآن کریم کے درس و تدریس کا سلسلہ باقاعدہ جاری رہتا ہے ۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً اسلامی مضامین پر نہایت دلچسپ اور عام فہم طریقہ پر موثر اور مفید لیکچروں کا انتظام کیا جاتا ہے [illegible]

اور دہریت کے زہریلے اثرات سے ہی محفوظ نہیں رہتے - بلکہ ان کے اندر اسلام کا سچا درد اور حقیقی عشق پیدا ہو جاتا ہے - آخر میں میری درخواست صرف اس قدر ہے کہ آپ کے بچوں کو آخر کار لاہور میں کسی نہ کسی جگہ رہنا ہی ہے - اگر وہ بجائے کسی اور جگہ رہائش اختیار کرنے کے اس ہوسٹل میں رہیں گے تو یقیناً ان کا فائدہ ہے - وما علینا الا البلاغ -

نوٹ - یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ یہ ہوسٹل ۱۹۲۱ء سے پنجاب یونیورسٹی کا منظور شدہ (**Recognized**) ہے - مزید حالات دریافت کرنے ہوں تو راقم الحروف ہذا سے خط و کتابت کریں -

خاکسار محمد عبد اللہ پروفیسر اسلامیہ کالج
سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل لاہور

(بقیہ صفحہ ۲)

کیا ان تمام حوالجات کے اندر یہ مذکور نہیں کہ انسان فطرتاً پیدائش سے بلکہ ماں کے پیٹ سے گنہگار پیدا ہوتا ہے - یہی عقیدہ عیسائیوں کی عقائد کی کتابوں دعا تمیم وغیرہ میں موجود ہے - بلکہ ان کے ہاں گناہ کی تعریف ہی یہ کی گئی ہے - "It is taken for original corruption or the depravity or naughtiness of our corrupt nature, which is prone to all evil."

(۲) فطرت کی یہ کجی خدا کے ہاتھ سے ہے جسکو کوئی سیدھا نہیں کر سکتا

(۳) فطرت کی اسی کجی کی وجہ سے انسان کی زندگی دکھ اور مصیبت کی زندگی ہے -

(۴) خداوند خدا انسان کو سزا دے کر کھیتاتا ہے کیونکہ بدی انسان کی فطرت ہے - گناہ کرنے میں اس کا کوئی قصور نہیں -

(۵) انسان نیکی کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا - کیونکہ اندر کی بدی اس کو روکتی ہے - اور بدی کرواتی ہے -

(۶) خدا نے یسوع مسیح کے وسیلے رحم کرنے کی وجہ سے سب کو بے ایمانی کے حوالے کر رکھا ہے -

(۷) انسان تو کیا اس کی نگاہ میں قدوسی اور آسمان بھی پاک نہیں - اور فرشتے بے وقوف ہیں -

اس کے خلاف اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان اپنی فطرت سے پاک ہے - گناہ انسان کا اپنا اکتساب ہے - جس کے لئے وہ جوابدہ ہے -

ہمارے دوست مسٹر پال عیسائیوں کے اصل اصول کی تردید اور اسلامی عقیدہ کی تائید کرتے ہیں - مگر کس ہوشیاری کے ساتھ کہ روئے سخن تو ہماری طرف ہے - اور تلوار کا ہاتھ مسیحیت کے گلے پر - البتہ آپ نے عام عیسائیوں کی آنکھ میں خاک جھونکنے کے لئے دو حوالے بائبل کے اور ایک فقرہ پادری جیمس کا نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بائبل کی رو سے انسان فطرتاً پاک ہے - حالانکہ ان دونوں حوالوں میں نہ انسان کی فطرت کا ذکر ہے - اور نہ اس کے پاک ہونے کا - دونوں حوالے درج ذیل ہیں -

(۱) "خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا"

(۲) "خدا نے انسان کو راست بنایا پر انہوں نے بہت سی بندشیں تجویز کر کے باندھیں" واعظ $\frac{۷}{۲۹}$

اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی آیت کا ترجمہ قابل غور ہے - اور اس کے حل پر دوسری آیت کی تفسیر کا مدار ہے - پہلی آیت کے سیاق و سباق کلام سے معلوم ہوتا ہے - کہ یہاں آدم کو باقی مخلوقات پر غلبہ اور حکومت دینے کا ذکر ہے ان آیات کے عبرانی الفاظ کا صحیح لفظی ترجمہ اس طرح پر ہے -

"اور کہا خدا نے بنا دیں ہم آدم کو اپنی پرچھائیں سے مانند اپنے شبیہ کے کہ غالب ہو مچھلیوں دریا پر اور پرندوں آسمان پر اور چوپایوں پر - اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والوں پر جو رینگتے ہیں زمین پر اور پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی پرچھائیں سے - خدا کے سائے سے - پیدا کیا اس کو نر اور مادہ - پیدا کیا ان کو اور برکت دی ان کو خدا نے اور کہا ان کو خدا نے - پھلو اور بڑھو اور معمور کرو زمین کو اور دباؤ اس کو - اور غالب ہو مچھلیوں دریا پر اور پرندوں آسمان پر اور سب جانوروں پر جو چلنے والے ہیں زمین پر -" پیدائش $\frac{۱}{۲۶-۲۸}$

پس اس آیت میں انسان کو خدا کی صورت پر پیدا کرنے کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اس کو باقی مخلوقات پر غلبہ اور حکومت عطا کی - چنانچہ پیدائش $\frac{۹}{۲}$ اور زبور $\frac{۸}{۶}$ میں اسی مضمون کا اعادہ کیا گیا ہے اور قرنتیون $\frac{۱۱}{۷}$ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے - دوسری آیت جو واعظ کی کتاب میں سے پیش کی گئی ہے - اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان کو خدا نے حکمران بنایا - مگر اس نے مخلوق پرستی کی زنجیریں اپنے پیروں میں ڈال لیں -

پادری صاحب نے یقیناً اس آیت کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے اگر ظلی طور پر تمام صفات انسان کو ملی ہیں تو قدوسیت بھی ملی ہے مگر مسیحی عقائد کی بنا پر ہرگز نہیں ملی -

باقی رہا جیمس صاحب کا حوالہ جس کی حیثیت کلام الٰہی کے سامنے بالکل ہیچ ہے - تاہم اس کا مطلب آپ کے حق میں کچھ زیادہ مفید نہیں - بلکہ صریحاً آپ کے خلاف ہے - چنانچہ پادری صاحب کے الفاظ یہ ہیں :-

"انسان کی فطرت ابتداً آفرینش میں بدی سے پاک اور بے لوث تھی"

گویا صرف آدم اپنی پیدائش کے وقت پاک اور بے لوث تھا - اس کے بعد تمام انسان فطرتاً گنہگار پیدا ہوئے -

آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ انسان فطرتاً نیک ہے نہ یہ کہ ابتداء آفرینش میں آدم کی فطرت نیک تھی - پادری صاحب کا فیصلہ آپ کے خلاف ہے انسان کی اپنی فطرت سے بدی ہے یہ ان تمام حوالجات بائبل اور مسیحی عقائد کی مسلمہ کتب سے ثابت ہے - (باقی آئندہ)

ہندوستان

—— اخبار "پانیر" کا نامہ نگار راوی ہے - کہ نیپال کے مہاراجہ مہاراج چندر شمشیر جنگ بہادر رانا کی مساعی سے وہاں کے ۵۷۸۹ غلام آزاد کر دیئے گئے - اور اب وہاں غلامی کا کلی طور پر استیصال ہو گیا اس تعداد میں سے کچھ تو معاوضہ کے بغیر آزاد کرا لئے گئے اور پچاس ہزار سے زیادہ غلاموں کے آقاؤں کو حکومت کی طرف سے معاوضہ دیا گیا - حکومت نیپال کا اس کارِ خیر پر ۳۶۷۳۲۴۸ روپیہ صرف ہوا - آزاد شدہ غلاموں کے لئے حکومت نے زمینیں مقرر کر دی ہیں - اور زر تقاوی دیئے جانے کا انتظام بھی ہو رہا ہے -

—— میونسپل بورڈ احمد آباد نے احمد آباد میں صنائع و مصوری کا ایک عجائب خانہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے - اور اس مقصد کے لئے ۳۰ ہزار روپیہ منظور کیا ہے

—— ایک سرکاری بیان کے مطابق امسال ۱۹۵۰۰ حاجی صرف ہندوستان سے حج کے لئے گئے تھے -

—— آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا آئندہ سالانہ اجلاس بڑے دن کی چھٹیوں میں بمقام دہلی منعقد ہوگا -

—— مولانا مظہر الدین ایڈیٹر الامان دہلی پر دفعہ ۱۵۳ الف، تعزیرات ہند کا نفاذ ہوا ہے مولانا پانچسو روپیہ کی ضمانت پر رہا ہیں -

—— ہندوستانی اخبار نویسوں کی انجمن نے کلکتہ میں جلسہ منعقد کر کے قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی منظوری کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے - یہ وہی قانون ہے جو حال میں منظور ہوا اور جس کے ماتحت پولیس اشتعال انگیز تحریرات ضبط کر سکتی ہے -

—— راولپنڈی کے ہندوؤں کی امداد کے لئے بمبئی میں رہنے والے ضلع راولپنڈی کے ہندوؤں اور سکھوں نے ایک امدادی فنڈ کھولا ہے - جس کے لئے ۵۰ ہزار روپے جمع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے -

—— علی گڑھ یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ وہاں انگلش ہوس کے لئے ایک یوروپین لیڈی ملازم رکھی جائے گی -

—— ریاست پٹیالہ میں نارنول کے پاس جو سونے کی کان دریافت ہوئی ہے اس سے سونا آمیز دھات کو ریاست کے انجینئر معدنیات مسٹر ایم ایم گوسوامی نے بمبئی کے میسرز ہیوز اور ڈیوی کے پاس کیمیائی ترکیب کے لئے بھیجا تھا وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ فی ٹن دھات میں سے ۹ ۱ پینی سونا برآمد ہونے کی توقع ہے - اس کان کا پہلے کسی کو علم نہ تھا - اب یہ معاملہ دربار پٹیالہ کے زیر غور ہے - ابھی تک ٹینڈر طلب نہیں کئے گئے -

—— مسٹر یعقوب حسن نے اخبارات کو ایک بیان روانہ کیا ہے کہ بعض اشخاص کی رائے ہے کہ صوبہ مدراس کی مسلم لیگ کے لئے وقت آ گیا ہے کہ وہ پھر کام شروع کر دے اور ان کثیر مسائل کو حل کرنے میں مناسب حصہ لے جو اس نازک موقع پر مسلمانوں کے روبرو پیش ہیں مسٹر یعقوب حسن نے لیگ کے صدر ہونے کی حیثیت سے مسلمانان شہر و صوبہ کو دعوت دی ہے کہ وہ ۱۱ ستمبر کو "مہاجن سبھا ہال" میں جمع ہو کر ایک جلسہ عام میں شرکت کریں - جس میں وہ موجودہ صورت حالات اور مسلمانوں سے متعلق اظہار خیالات کریں گے -

—— نواب سر ذوالفقار علی خان مالیر کوٹلہ نے اپنے دوستوں کے مشورہ کی بنا پر فیصلہ کیا ہے کہ مشرقی و وسطی پنجاب سے اسلامی حلقہ کی طرف سے جس میں لاہور - امرتسر - گورداسپور - اور فیروز پور شامل ہیں اسمبلی کی رکنیت کے لئے امیدوار رہوں - اب وہ انبالہ کی طرف سے کھڑے ہونگے

ممالک خارجہ

—— انگورہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سازش سمرنا کے تعلق میں انجمن اتحاد و ترقی کے پانچ ارکان جاوید بک - عظیم بک - نائل بک اور حلمی بک کو انگورہ کے جیل خانہ میں پھانسی دے دی گئی ہے - پانچ ارکان کو جن میں رؤف بک اور رحمی بک بھی شامل ہیں - عمر بھر کے لئے جلاوطن کیا گیا ہے - بقیہ ماخوذین رہا ہو گئے ہیں -

—— ۲۷۴ آدمیوں کی ایک جماعت جو سابق برطانوی سپاہیوں اور ان سپاہیوں کے اعزہ و اقارب پر مشتمل ہے جو گیلی پولی میں جنگ کرتے ہوئے مارے گئے تھے گیلی پولی کے جنگی میدانوں کو دیکھنے کے لئے لندن سے روانہ ہوئی ہے -

—— ترکی کے محکمۂ دینیات نے استنبول کی تمام بڑی بڑی مساجد کی مرمت کے لئے ایک رقم خطیر منظور کی ہے - پچاس ہزار ترکی پونڈ صرف مسجد ایا صوفیہ کی مرمت کے لئے منظور کئے گئے ہیں -

—— ابن سعود نے شام کے ایک شخص کو اپنا نوکر رکھ کر اٹلی بھیجا ہے کہ وہاں سے نئی منضبط شدہ نجدی سپاہ کے لئے جنگی اور فوجی ضروریات کا سامان خرید لائے - شامی افسر روما پہنچ گیا ہے اور اپنے کام میں مصروف ہے -

—— روس کی بولشویک حکومت روئی کی خریداری کے لئے براہ راست مصر سے معاملہ کرنا چاہتی ہے - اگر یہ معاملہ ہو گیا تو روس کا انگلستان کی روئی کی منڈی لیور پول سے کوئی تعلق نہ رہے گا - اور مصر کا اعتماد برطانیہ سے قطعی اٹھ جائے گا - (ٹائمز)

—— مصر نے اس وقت تک مجلس اقوام میں داخل ہونے کا کوئی مطالبہ نہیں کیا ہے اور عام طور پر مصر میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جب تک ان مسائل کا تصفیہ نہ ہو جائے جو برطانیہ اور مصر کے درمیان مابہ النزاع ہیں اس وقت تک مصر کا مجلس اقوام میں داخل ہونا مناسب نہیں ہے - (ٹائمز)

—— برلن کے اخبارات کا بیان ہے کہ سلطان ابن سعود جرمنی حکومت سے سیاسی تعلقات قائم کرنے کی فکر میں ہے - اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جرمنی سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنا نمائندہ روانہ کرے -

—— خالد بیگ جو ابن سعود کے مشیر ہیں اور سلطان کی طرف سے نمائندہ ہو کر جرمنی تشریف لے گئے تھے ان کا ایک خط مظہر ہے کہ چند ہفتے گزارنے کے بعد وہ حجاز واپس آ جائیں گے - اس سے کہا انہوں نے اس مہم کو سر کر لیا جس کے لئے سلطان نجد نے ان کو وہاں بھیجا تھا -

—— حاجی عبد الصمد علی رضا تاجر بمبئی کو حاجی زین علی رضا تاجر جدہ مکہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ہر قسم کے غلہ پر جو ڈیوٹی لی جاتی تھی اس میں دس فیصدی کی کمی منظور کی گئی ہے - اور شکر، چائے، قہوہ اور تیل پر ۱۲ فیصدی اور روئی کے سامان پر ۱۵ فیصدی کی تخفیف کر دی گئی ہے

—— برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ ایشیائی اقوام کی پہلی کانفرنس جاپان کے شہر ناگاساکی میں منعقد ہوئی - جس میں ایشیائی اقوام کے بہت سے نمائندے شریک تھے - منجملہ دیگر مباحث کے اس کانفرنس میں ریلوے لائن بنانے کے مسئلہ پر خاص طور سے بحث ہوئی پھر ایشیائی ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات اور اموال کے تبادلہ کا مسئلہ زیر بحث آیا اور قرار پایا کہ ایشیائی ممالک کے درمیان ریلوے لائنیں اس طریق پر بنائی جائیں کہ یہ ممالک ایک دوسرے سے پیوستہ ہو جائیں اور ایشیائی ممالک کے اندر تجارتی انجمنیں بنائی جائیں تاکہ ایشیائی اقوام کے درمیان تعاون و تعارف کے تعلقات قائم ہو جائیں -

—— سلطنت ایران طہران میں ٹرامیوے لائن تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

—— حکومت اٹلی نے ان تمام بدگمانیوں کا جو اس کے متعلق پھیل رہی ہیں حکومت انگورہ کے سامنے قطعی انکار کیا ہے - تاکہ دونوں سلطنتوں کے تعلقات خوشگوار رہیں

—— جرمنی کے حامیان شہنشاہیت اور دولتمند مالکان کارخانہ جات کی کوشش کر رہے ہیں کہ سابق قیصر جرمنی کو جلد سے جلد جرمنی واپس بلا لیا جائے -

—— موسیو ڈی ژووینال کی جگہ شام میں موسیو پونسو جو فرانسیسی وزارت خارجہ میں افریقی معاملات کے لئے نائب ڈائرکٹر تھے - فرانسیسی ہائی کمشنر مقرر کر کے بھیجے گئے ہیں - ان کے تقرر کا فرانسیسی اخبارات میں خاصہ خیر مقدم کیا گیا ہے اور معاملات مشرقی پر ان کی معلومات کا خاص ذکر کیا جا رہا ہے -

—— یروشلم کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ حال میں دمشق کے اطراف میں جو جنگ ہوئی تھی اس میں فرانسیسی فوج نے ۲۵ گاؤں بالکل تباہ و برباد کر دیئے ہیں سینکڑوں کھلیان آگ کی نذر ہو گئے - مجاہدین کے ایک شفاخانہ میں بھی آگ لگا دی جس میں ستر مجروحین موجود تھے -

—— ایران کی مشرقی فوج کے جنرل آفیسر کمانڈنگ جنہیں بدانتظامی اور رشوت ستانی کے الزام میں اس وقت گرفتار کیا گیا تھا - جبکہ شاہ رضا خاں خراسان تشریف لے گئے تھے اب رہا کر دیئے گئے ہیں -

مسلم ہائی سکول لاہور

۱۱ ستمبر کے بجائے ۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کو کھلے گا طلبہ کو تاریخ مقررہ پر حاضر ہوجانا چاہیئے تاکہ تعلیم میں حرج نہ ہو۔

(ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور)

موٹر چلانا سیکھو

موٹر کا کام سیکھ کر اچھی تنخواہ مل سکتی ہے اور اپنی موٹر پر بچاس روپیہ یومیہ کمایا جاسکتا ہے ہمارے ہاں کم کم بہت جلد سکھا کر سرکاری لائسنس دلایا جائیگا۔ بورڈنگ کا انتظام ہے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر قواعد موٹر ڈرائیوری جلد طلب کریں۔ پتہ سٹی کالج نئی سڑک دہلی۔

دس پیسہ ماہوار

میں آپ گھر بیٹھے بہترین ماہوار رسالہ ل سکتا ہے جس میں مفید مضامین، دلچسپ چھوٹے قصے مسلسل ناول ہونگے لطائف اور مفید وکار آمد باتیں ہوں گی۔ اس رسالہ کا نام تفریح ہو جو ۲۰×۳۰ کی تقطیع پر ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء سے ماہوار شایع ہوگا۔ ضخامت تقریباً ۴۰ صفحہ ہوگی مضامین کی خوبی اور ترتیب کی دشواری کے باوجود جس علمی ذوق کو پیدا کرنیکی ہمیں آرزو ہے اس کے اعتبار سے قیمت صرف ۲ را بہت کم ہوگا تفریح آپکی خدمت میں سال بھر دو روپیہ میں۔ چھ مہینہ ایک روپیہ چار آنہ میں آسکتا ہے۔

منیجر رسالہ تفریح، قاضی اسٹریٹ نجیب آباد (یو۔ پی)

بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانے

اور ان کی بخار کھانسی۔ بدہضمی۔ دودھ ڈالنا۔ دست ہونا پسلی چلنا پیٹ پھولنا۔ کھل کر پاخانہ نہ ہونا وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ رجسٹری کی ہوئی

بال جیون گھٹی (رجسٹرڈ)

ایک مشہور پیٹی سودیشی امرت صفت دوا ہے اسکو میٹھا اور ذائقہ دار ہونیکی وجہ سے بچے خوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ اگر یہ گھٹی اچھے بھلے بچے کو پلائی جایا کرے تو بچہ ہمیشہ تندرست رہیگا اور کبھی کوئی بیماری ان تک نہ آوے گی قیمت فی شیشی ۸ر درجن ۵ لٹ شیشی تک دوکان داروں اور ایجنٹوں سے بارہ شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ۵ر محصول ڈاک معاف اشتہارات وسائن بورڈ ہمراہ پارسل مفت۔ فروخت نہ ہونے پر واپسی کی شرط

بازاروں میں دیسی انگریزی دوا فروشوں سے خرید کر گھٹی نہ ملے تو

بال جیون گھٹی کارخانہ علی گڑھ شہر سے منگاؤ

مفت لو۔ دس بارہ دہرم سوز لوگوں کے نام مع پتہ بھیجنے پر رسالہ خواص صحت مفت بھیجا جائیگا

احمدیہ مسلم ہوسٹل

احمدیہ مسلم ہوسٹل ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء سے گزشتہ سال والی کوٹھی (ملک غلام محمد صاحب واقعہ ۳ بیڈن روڈ) میں موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پھر جاری ہوگا۔ اس کوٹھی میں تقریباً ۲۵۔۳۰ طلبہ کے واسطے گنجائش ہے۔ احمدی طلبہ اور ان کے والدین کو بالخصوص اور دیگر مسلمانان پنجاب کو جن کے بچے لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں بالعموم اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ خبر نہایت ہی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس ہوسٹل کو یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے منظور کر لیا اور ماہوار امداد بھی مل رہی ہے۔ اس ہوسٹل کی واحد غرض نونہالان قوم کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا درست رکھنا ہے۔ اور ان پر مذہب کی حقیقت کو پکی واضح کرکے ان کے اندر مذہبی احساس پیدا کرنا ہے۔ نماز باجماعت، درس قرآن مجید، اور ہفتہ وار لکچروں کا انشاءاللہ باقاعدہ انتظام ہوگا۔ ہوسٹل انشاءاللہ العزیز ۱۵ ستمبر ۱۹۲۷ء سے نئی کوٹھی میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر شروع ہوگا۔ انجمن نے اپنی گرہ سے کم وبیش سو ڈیڑھ سو روپے کا ماہوار خرچ برداشت کرنا منظور کیا ہے۔ ان طلبہ کے والدین کو جو امسال لاہور کے کالجوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ فیس داخلہ دو روپے۔ فیس ماہوار پانچ روپے۔ خرچ خوراک جو طلبہ کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ تقریباً بارہ یا تیرہ روپے ماہوار ہے۔ درخواستیں برائے داخلہ یا مزید حالات دریافت کرنے کے واسطے مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہیئیں۔

شیخ محمد عبداللہ سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل لاہور

ضرورت مدرسین

ہندوستان سے باہر ایک مسلم سکول کے لئے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو اعلیٰ تعلیمی قابلیت اور تجربہ رکھتا ہو۔ اور علوم دینی سے بھی واقف ہو۔ تاکہ اس سکول کو ایک تبلیغی مرکز بنا سکے۔ تنخواہ حسب قابلیت ۲۰ پونڈ سے ۳۰ پونڈ تک ماہوار ہوگی۔

اور مدرس بھی وہاں کے لئے چاہئیں انگریزی زباندانی کی خاص ضرورت ہے

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

انعام! انعام!! انعام!

جو اصحاب اخبار پیغام صلح کے لئے ۲۰ دسمبر ۱۹۲۶ء تک خریدار بہم پہنچانے کی کوشش فرمائیں گے۔ ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل انعام پیش کئے جائیں گے۔

(۱) ایک ایک سال کے لئے ۲۰ خریدار دینے والے کو ترجمۃ القرآن انگریزی یا بیان القرآن۔

(۲) " " " ۱۵ " " اوپر کی ہر دو کتب نصف قیمت میں

(۳) " " " " " محمد دی پرافٹ یا سیرۃ خیر البشر

(۴) " " " ۳ " " خلافت راشدہ مجلد

جو کتابیں ایک دوسری کے عوض میں رکھی گئی ہیں ان میں سے انعام میں وہ بھیجی جائیں گی جنھیں خریدار بہم پہنچانے والا لینا چاہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔

منیجر اخبار پیغام صلح - لاہور

صحیح بخاری کا اردو ترجمہ مع متن

الموسوم

فضل الباری،

مترجمہ

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی واردو۔ سیرت خیر البشر، خلافت راشدہ، مقام حدیث، النبوت فی الاسلام وغیرہ وغیرہ پہلا حصہ جو ایک سو صفحات پر مشتمل ہے۔ چھپکر تیار ہوگیا ہے۔ ترجمہ کے علاوہ تشریحی نوٹ بھی حاشیہ پر موجود ہیں۔ علم وسنت کے خزانہ نبی کریم کے پیارے کلمات وپیارے الفاظ اور پیارے حالات عاشقان رسول کے لئے نایاب تحفہ، ہدیہ صرف عہ، محصول ڈاک ۶ر یہ پہلی ہی طبع ہے۔ اور تعداد زیادہ نہیں اگر آپ مایوس ہونا نہیں چاہتے، تو ذیل کے پتہ پر آرڈر جلد بھیجیے۔

منیجر دار الکتب الاسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

غازہ یوسفی رجسٹرڈ

شہزادہ پرنس آف ویلز کی سفارش سے ڈاکٹر لامنڈیل صاحب نے مہاراجہ جودھپور کے لئے بنایا تھا جس کو متواتر بدن پر ساتھ یوم ملنے یا چہرہ پر لگانے سے مثل مخمل نرم اور رنگ مانند گلاب کے ہوجاتا ہے گالوں پر سیاہ داغ۔ جھائیاں۔ جھریاں۔ دور ہوجاتی ہیں۔ یہ خوشبودار پھولوں سے بنایا گیا ہے۔ خوشبو اس قدر ہے کہ جب تک دوبارہ غسل نہ کیا جائے دماغ معطر رہے اور کل جلدی امراض مثلاً تعفن گند پسینہ کی بدبو، خارش، داد، پھوڑا، پھنسی وغیرہ وغیرہ کے لئے بھی بیحد مفید ہے۔

قیمت فی شیشی عہ (ایک روپیہ چار آنے)

رعایت۔ تین شیشی کے خریدار کو ایک مفت۔

المشتہر

محمد شفیق اینڈ کو آگرہ

لاولد عورتوں اور مردوں کو خوشخبری

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپکی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہو اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں ہے یا صرف ایک دو بچے یا لڑکیاں ہوکر سلسلہ تولد بند ہوگیا ہے تو آج ہی دوائے خوش کیف طلب کرکے فائدہ اٹھائیے جس کو ۴۰ یوم دور حیض کے بعد استعمال کرنے سے اگر چھ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت مع دس روپے حرجہ واپس کرلو۔ حالت حمل میں دردِ زہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نیز کثرت ایام ماہواری میں بیحد مفید ہے۔ (نوٹ) ۴۰ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے طلب نہ کی جائے قیمت ہے

اکسیر ذیابیطس جلد جلد پیشاب کا آنا۔ پیاس کا زیادہ معلوم ہونا پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا۔ بدن کا تحلیل ہونا خشکی کا زیادہ معلوم ہونا وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں دور ہوجاتی ہیں۔ گردوں کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کو استعمال کیجئے۔ قیمت عہ محصول ہر دوا بذمہ خریدار پتہ

ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا (یوپی)

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں نئی بہار

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں تجربہ کار سنار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتے۔ ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بیتاب ہوجاتے ہیں۔ ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے نایاب تحفہ ہے۔ ناپ بھیجیں تو قیمت فی انگوٹھی عہ چار کے خریدار کو ایک مفت

گوشوارے یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بندے ہیں۔ ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے ہیرے لگا دیے ہیں۔ رات میں لیمپ کی روشنی میں ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چاروں طرف ستارے قربان ہو رہے ہیں۔ قیمت عہ

قمیص کے بٹن یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں جو بہت خوبصورت ہیں ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں چار سٹ کے خریدار کو ایک مفت فی سٹ عہ، علاوہ محصول ڈاک۔

ایس لے اصغر اینڈ کو ٹیا محل دہلی

کشتال آتشک اور دمہ کا واحد دشمن کشتال

اس نادر الوجود دوا سے ہر دو امراض میں مثل تریاق ہے ہی ہی خوراک میں بسا اوقات اتنا افاقہ ہوجاتا ہے جو دوسری دوا سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں۔ دقت تنفس اور بلغم نکلنے میں آسانی۔ توانائی اسقدر کہ ورزش کیجئے۔ وزن اٹھائیے۔ دوڑیئے مگر سانس نہ پھولے گی۔ آتشک کو دو ہفتے میں بالکل صاف کر دیتی ہے۔ دو کے ٹکٹ میں نمونہ منگا کر آزما لیجئے مفید ثابت ہو تو خریدیئے تاکہ آپ بیجا صرفہ سے بچیں اور ہمیں دھوکہ بازی کے الزام سے۔ قیمت ۴۰ خوراک کے تین روپے مع محصول حدود ہند میں فرمائش کے ساتھ ہر کے ٹکٹ۔ حیدرآباد دکن سے پوری قیمت۔ اور ممالک غیر سے سات روپے علاوہ محصول ڈاک پیشگی آجانا چاہیئے۔ جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ بھیجئے۔ اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

ڈاکٹر خورشید علی خاں مینا پارک بنارس (یوپی)

زراعتی آلات دیگر سامان مشینری عمدہ

بٹالہ کی مشہور ومعروف چارہ کاٹنے کی مشینیں آہنی رہٹ (ولیٹی) زراعت فارم کے نمونے کے آہنی ہل، خراس، (ہل چکی) بیلنہ جات، چاول، رسیوں اور بادام روغن کی مشینیں وغیرہ منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت منگائیے

ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ پنجاب

ریلوے میں ملازموں کی ضرورت ہے

(۱) لاہور ڈویژن کو چند تارکرجنگ اور گڈس بروکرسروں کی ضرورت ہے۔ عمر ۱۸ برس سے ۲۱ برس تک ہو۔ امتحان انٹرنس اول دوم ڈویژن پاس ہوں۔ امیدوار اپنی درخواستیں اپنی دستخطی لکھ کر معہ اصل سندات انٹرنس وچال چلن وتاریخ پیدائش دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر لاہور ستمبر ۱۹۲۶ء کو صبح ۱۰ بجے سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش ہوں۔

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۷ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۴

ہبوط النسل الانسانی

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۲)

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت)

تذکرہ آدم

پادری صاحب لکھتے ہیں اور بزعم خود بعض آیات کی بنا پر لکھتے ہیں کہ آدم نے گناہ کیا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیالات کا استقصا یہاں درج کر دیا جائے۔ اور وہ یہ ہے:۔

(۱) آدم کو خدا نے بہشت میں رکھ کر یہ کہا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا۔
(۲) شیطان نے آ کر اس کو ورغلا دیا اور اسی درخت کا پھل کھلا دیا۔
(۳) حالانکہ آدم کو پیشتر سے یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ یہ شیطان تیرا دشمن ہے۔
(۴) اور شیطان نے ورغلاتے وقت اسی درخت کا ذکر بھی کیا۔
(۵) پس آدم ہرگز نہ بھولا۔ بلکہ وہ خود ہی مستقل الارادہ نہ رہا اور خدا کی نافرمانی کر کے گمراہ ہو گیا۔
(۶) اگر آدم نے گناہ نہیں کیا تو آدم بہشت بدر کیوں کیا گیا۔
(۷) نسل انسانی اگر موروثی طور پر گنہگار نہیں ہوئی تو آدم کے ساتھ بہشت سے نکلنے میں وہ کیوں شامل ہوئی۔

اس کے متعلق انہوں نے جو حوالے دئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین۔ فازلهما الشیطن عنها۔ ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما فقلنا یآدم ان هذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی فوسوس الیه الشیطان قال یآدم هل ادلک علی شجرة الخلد وملک لا یبلی فاکلا منها فبدت لهما سوآتهما وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة۔ فاخرجهما مما کانا فیه۔ قلنا اهبطوا منها جمیعا۔ وعصی آدم ربه فغوی۔

اس سے پیشتر کہ ہم ان اعتراضات کا جواب دیں۔ اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر حضرت امیر کا ایک نہایت قیمتی مضمون اخبار پیغام صلح مجریہ ۳۰ ... اور ۳ ... میں شائع ہوا ہے۔ جس کو پڑھ کر پال صاحب ایسے گھبرائے ہیں کہ سوائے بعض احادیث کے انگریزی ترجمے۔ بعض ضعیف احادیث کے پیش کرنے اور الزامی جواب دینے کے اور کچھ بن نہیں پڑا۔ پادری صاحب اس نوٹ سے پھولے نہیں سمائے کہ خواجہ صاحب کے ساتھ ان کا مکالمہ ... تھا کہ حضرت امیر کو اس کا جواب لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ ان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کا یہ فخر غلط بیجا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی قرائن اور شواہد موجود ہوں تو ان کو پیش کریں ورنہ ان بعض الظن اثم سے ڈریں۔ اور اگر آپ کو یہ دعویٰ ہے کہ آپ احمدیوں کے مقابلہ میں آ سکتے ہیں۔ تو آئیے۔ مرد میدان بنئے۔ ہم ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ مگر پادری عبدالحق کی طرح بہانہ بنا کر بحث نہ ٹال دینا کہ ہم تمہارے ساتھ بحث نہیں کرتے۔ تمہیں تو دوسرے مسلمان کافر کہتے ہیں۔ کیا دوسرے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتے۔ پھر ان کے ساتھ بحث کے لئے آپ کیوں تیار ہو جاتے ہیں۔

بیخودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اب اپنے اعتراضات کا فرداً فرداً جواب سننے سے پیشتر تذکرہ آدم کو مجموعی نظر سے دیکھ لیجئے۔ قرآن کریم بائیبل کی طرح کوئی قصوں اور کہانیوں کی کتاب نہیں بلکہ وہ سرتاپا بصیرت و ہدایت اور حق و حکمت اور نور مبین ہے قرآن کریم نے اس مضمون کو کیف تکفرون باللہ الخ سے شروع کیا ہے۔ فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی ہستی کا کیسے انکار کر سکتے ہو ہم نے تم کو وجود ہستی عطا کیا۔ حیات دی پھر زمین اور آسمان کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں۔ لیکن ان تمام اشیا کے خواص و حقائق کے علم کے بغیر ان سے نفع حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انسان کو تیسری نعمت علم عطا کی جاتی ہے۔ علم سے وہ تمام قوائے عالم کی ارواح کو فرمانبردار بنا کر ان پر حکومت کرنے لگا۔ لیکن اس کے علاوہ انسانی زندگی کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ انسان کے لئے یہ شایاں نہیں کہ وہ صرف مخلوقات پر حکمرانی کا علم سیکھ کر خدا سے تعلق منقطع کر لے۔ اس لئے اس کو احکام الٰہی کی فرمانبرداری بھی کرنی چاہئے۔ اور ایک متکبر اور مردود ہستی کی طرح نہیں ہو جانا چاہئے۔ احکام ربانی انسان کو دو طرح پر عطا کئے جاتے ہیں۔ ایک اس کی فطرت سلیمہ، کانشنس اور ضمیر کی آواز ہے۔ اور دوسری وحی الٰہی کی بصیرت اور ہدایت۔ ہم نے انسان کی فطرت سلیمہ کے اندر یہ امر ودیعت کیا ہے کہ تم بدی کے درخت کے قریب مت جاؤ۔ مگر اکثر شیطان انسان کو دھوکا دے کر اس کی اندرونی بصیرت پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اگر وہ ضمیر کی آواز پر جو فی الحقیقت فاطر فطرت کی آواز ہے چلتا رہے۔ تو وہ اس جنت سے بھی جس میں اس کے لئے آرام و راحت حقیقی اور اطمینان قلبی کے سامان پیدا کر کے اس میں اس کو حاکم بنا دیا گیا ہے۔ نہیں نکلے گا۔ اور آئندہ ہدایت وحی الٰہی کی پیروی سے ہمیشگی کی جنت کو بھی حاصل کر لے گا۔ لیکن اگر کسی شیطان کے ورغلانے سے وہ فطرت کی آواز دبا سکے تو یہ بھی ایک گونہ خدا کی نافرمانی ہے۔ گو شریعت کی اصطلاح میں وہ گناہ نہیں۔ جس کا نتیجہ اس دنیا میں دکھ ہے۔ تاہم اگر وہ توبہ کرے۔ تو اس کی یہ لغزش معاف ہو جاتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کی پابندی یا ارتقاء نسل انسانی کی سیڑھی پر چڑھ کر ہمیشگی کے جنت کو حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص نہ فطرت کی آواز کی پروا کرتا ہے۔ اور نہ وحی الٰہی کے اشارے پر چلتا ہے۔ وہ جہنم کا وارث ہو جاتا ہے۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کی مثال ایک آدم اور اس کی بیوی ہے اور دوسرا شیطان ہے۔ آدم نبی اللہ ہے اور اس کی بیوی کو تم اس کی امت کے قائم مقام بھی سمجھ سکتے ہو جو اس کے ساتھ ہے۔ اور شیطان رجیم وحی الٰہی کا منکر اور متکبر ہے۔

یہ ہے وہ تذکرہ جس کے اندر ارتقاء نسل انسانی کی مختلف منازل کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کے اندر قرآن کریم پر غور کرنے والوں کو ایک بات نئی معلوم ہوگی کہ انسان کو پہلا حکم اس کی فطرت اور ضمیر کی معرفت دیا گیا ہے۔ لیکن قرآن کریم کی ان آیات پر جن میں یہ تذکرہ موجود ہے۔ غور کرو کہ آدم کے عہد کو بھلا دینے اور پھر توبہ کرنے اور توبہ کے قبول ہو جانے کے بعد فرمایا جاتا ہے۔ قلنا اهبطوا منها جمیعا فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔

دوسری جگہ فرمایا۔ ثم اجتبه ربه فتاب علیه وهدی۔

تیسری جگہ اس کو اس طرح بیان فرمایا۔ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔ تمام صحف سماوی اس پر متفق ہیں کہ قبولیت توبہ کے بعد پھر سزا نہیں دی جاتی۔ جب آدم نے توبہ کی اور اس کو قبول توبہ کی خوشخبری بھی مل گئی تو اس کے بعد ہبوط سزا نہیں ہو سکتا۔ اناجیل میں توبہ کے لئے یونانی لفظ ... ہے۔ جو ارامی اور عربی لفظ ... کا مترادف ہے۔ جس کے معنے اپنی پہلی جگہ پر لوٹ آنے کے ہیں۔ جب آدم اپنی پہلی جگہ پر لوٹ آیا تو اللہ تعالیٰ بھی تاب علیہ اس پر اسی طرح رجوع برحمت ہو گیا۔ قرآن کریم کے محاورہ میں ایک عجیب نکتہ ہے۔ جو شخص لغزش کرتا ہے یا پھسلتا ہے۔ وہ گویا خدا سے بھاگتا ہے۔ پس جبکہ وہ توبہ کرتا ہے تو گویا اسی جگہ پر واپس لوٹ آتا ہے۔ پس اس کے لئے تاب الی ربہ آتا ہے۔ کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس آ گیا۔ لیکن رب تو کسی سے بھاگتا نہیں۔ وہ کسی سے منہ نہیں موڑتا اس لئے اس کے لئے تاب علی عبدہ آتا ہے۔ گویا وہ اپنے فضل اور رحمت کو اپنے بندے کے اوپر لوٹا دیتا ہے۔ جس طرح کوئی نوکر اپنے آقا سے بھاگ جاتا ہے اور پھر خود ہی واپس آ جاتا ہے تو آقا اس پر اسی طرح احسان شروع کر دیتا ہے۔ بلکہ انجیلی تمثیل کی رو سے پہلے سے بڑھ کر اس سے خوش ہوتا اور رحمت کرتا ہے۔ (دیکھو نافرمان لڑکے اور گم شدہ بھیڑ و درم کی مثال مندرجہ لوقا باب ۱۵)

پس اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم پر وہ پہلے سے بڑھ کر رجوع برحمت ہوا۔ اور بجائے سزا کے نصرت آلہیہ کے بلند سے بلند درجہ نبوت و رسالت سے اس کو سرفراز فرمایا۔

پس درجہ ہبوط کسی نقل مکانی کا نام نہیں بلکہ شیطان کے ساتھ جنگ کا وہ زمانہ ہے کہ جہاں پہنچکر انسان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ محض اپنی فطرت کی سلامتی اور علم و عقل کی فراوانی کے بعد بھی نجات کے لئے الہام الہٰی کا محتاج ہے۔ اور اسی کا اظہار حضرت آدم کی دعا ربنا انا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرتا اور ہم پر رجوع برحمت نہ ہوتا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔ اس میں ایک تو اپنی جان پر ظلم کرنے کا ذکر ہے۔ یعنی ایسا ظلم جس کا اثر ان کی اپنی ذات تک ہے۔ کسی دوسرے پر انہوں نے ظلم نہیں کیا اور دوسرے گناہ کی معافی کا تذکرہ ہے۔ اور تیسرے درجہ پر اللہ تعالیٰ کے دوبارہ رجوع برحمت ہونے دیا الہام اور ہدایت الہٰی ملنے کا کہ جسکے ذریعے سے وہ خسارے سے بچ گئے۔

اور اسی کا ذکر خلق الانسان ضعیفا میں ہے کہ انسان اپنی بناوٹ کے لحاظ سے الہام الٰہی کی طاقت کا محتاج ہے۔

مندرجہ بالا جواب تو ہمارے مسلک پر ہے اب میں مختصراً مسلمانوں کے عام خیال کو لیتا ہوں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں۔ قرآن کریم کی آیات ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین
(۲) ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین
(۳) وما کان لنبی ان یغل
(۴) یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم۔
(۵) واللہ یعصمک من الناس۔
(۶) یقوم لیس بی ضلالۃ ولکنی رسول من رب العالمین۔
(۷) ابلغکم رسالات ربی وانا لکم ناصح امین۔
(۸) وحنانا من لدنا وزکوٰۃ وکان تقیا۔
(۹) لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون
(۱۰) وھم من خشیتہ مشفقون۔
(۱۱) ولم یکن جبارا عصیا۔
(۱۲) مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین

شیطان کہتا ہے کہ خالص بندوں کے سوا سب کو گمراہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا۔ مومنوں کے ایک فریق کے سوا لوگوں نے اس کی پیروی کی۔ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ احکام الٰہی میں خیانت کرے۔ نبی ان پر اللہ تعالیٰ کے احکامات سناتا اور ان کو گناہوں سے پاک کرتا ہے (جو خود گناہگار ہو وہ دوسروں کو کیسے پاک کر سکتا ہے۔ پس وہ صرف گناہ سے خود ہی پاک نہیں ہوتا بلکہ اوروں کو بھی گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے معصوم بنائے گا۔

اے قوم میں گمراہ نہیں ہوں۔ بلکہ رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچاتا ہوں اور میں تمہارے لئے ناصح امین ہوں۔

اور اپنی طرف سے مہربانی کی اور پاکیزگی دی۔ اور وہ گناہوں سے بچنے والا تھا۔ اور وہ بات میں سبقت نہیں کرتے۔ اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

اور وہ جبر کرنے والا اور نافرمان نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام کو سچ کر دکھانے والا تھا۔ سردار تھا۔ اور گناہوں سے بچنے والا اور نیک لوگوں میں سے نبی تھا۔

ان آیات کے علاوہ بیسیوں ایسی آیات اور دلائل ہیں کہ جن سے انبیاء کا معصوم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (باقی دارد)

بزم احباب

(مرتبہ خان صاحب چودھری منظور الٰہی صاحب)

ہنگری

ڈاکٹر جولیس صاحب بوڈاپسٹ دار الخلافہ ہنگری سے لکھتے ہیں کہ آپ کا محبت آمیز خط مع انگریزی سیرۃ خیر البشر۔ ٹیچنگ آف اسلام اور رسالہ اسلام کے پہنچا۔ جس کے لئے میں آپ کا بیحد مشکور ہوں۔ ان کے ساتھ ہی مجھے جرمن میگزین اور نمونہ قرآن کریم بھی پہنچا۔ اپنے خط میں آپ نے میری سابقہ کوششوں کا جو میں نے اسلام کے لئے کیں ذکر کر کے رسالہ اسلام کا ہنگری زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے التجا کی ہے۔ جو یا مفت تقسیم کیا جائیگا یا معمولی قیمت پر فروخت کیا جائیگا۔ سو عرض ہے کہ میں نہایت خوشی سے اس کتاب کا ہنگری ترجمہ بلا کسی معاوضہ کے کر دونگا۔ اور حتی الامکان اس کی اشاعت کی بھی کوشش کرونگا۔ یہاں یہ کتاب عمدگی سے چھپ سکیگی اور یہاں چھپوانے میں پروف وغیرہ کی درستی آسانی سے ہو سکتی ہے۔ بہ نسبت کسی دوسرے ملک میں چھپوانے کے۔ میرا خیال ہے کہ عمدہ کاغذ پر ایک ہزار جلد کی چھپوائی اور تقسیم پر بارہ انگریزی پونڈ خرچ ہوں گے۔ اور چونکہ کچھ کاپیاں فروخت ہوں گی اس لئے امید ہے کہ کچھ رقم وصول بھی ہو جائے گی۔ اگر آپ کسی اور جگہ بھی چھپوانا چاہیں گے تب بھی میں ترجمہ آپ کو کر دونگا۔ آپ کے خط کی حوصلہ افزا طرز نے مجھے تحریک کی کہ میں آپ کی قابل تعریف کوششوں کا اپنے دوستوں سے بھی ذکر کروں۔ اور تعلیم اسلام کی خوبیوں سے انہیں آگاہ کروں۔ تاکہ یہاں ایک سوسائٹی بنام احباب شرق والاسلام بنائی جائے جو اس تحریک اسلامی کو دوبارہ جاری کرے جو ہماری سیاسی اور اقتصادی مشکلات اور جنگ عظیم کے باعث ترک کی گئی تھی۔ تاکہ ہنگری کے مسلمانوں کی مذہبی حس اور تمدن کے ساتھ اتحاد عمل ہو۔ اور غیر مسلم ہنگیرین لوگوں میں اسلام کی صحیح تعلیم پھیل سکے۔ میں بطور آپ کے مشنری کے تو کام نہیں کر سکتا۔ تاہم میری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ حق ترقی کرے اور میرے ہموطن خدائے واحد کی عبادت کریں۔ میرے اسی خیال نے یہاں مجھے ایک مسجد کی بنا قائم کرنے کی تحریک کی تھی۔ اور سچائی کی وہی کشش ہے جو مجھے اب دوبارہ اپنی کوششوں کو جاری کرنے کی تحریک کر رہی ہے۔ آپ کے خط سے میری کچھ ہمت افزائی ہوئی ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ یہاں ایک مسجد اور لیکچر ہال بنانا پسند کریں تو میں اور میرے دوست آپ کی اس کوشش میں مدد ہوں گے یہاں کے حاکم نے ہمیں ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے مفت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جو شہر کے ایک نہایت پر فضا حصہ میں واقع ہے۔ بارہ سال ہوئے میں لطف و رحمن و رزرار کے ساتھ کشمکش کرتے گورنمنٹ ہنگری سے یہاں کے مسلمانوں کے لئے ایک امام مقرر کروا دینے میں کامیاب ہوا تھا جسے سرکار سے تنخواہ ملتی ہے وہ ترک اور شریعت اسلام کا عالم ہے۔ اگر مسجد بن جائے تو وہ امامت کا کام بھی بڑی خوشی سے کرے گا۔ میرا خیال ہے کہ ہنگیرین دولتمند عیسائی بھی مسجد کے بنانے میں مالی امداد دینے سے پہلو تہی نہ کریں گے۔ جن سے ہم پتھر اور دیگر مصالحہ مفت لے سکیں گے۔ لیکن قدرتاً مالی امداد کا اکثر حصہ مشرق سے آنا چاہئے۔ یعنی ہند، مصر اور ترکی سے۔ میں مصری گورنمنٹ میں بھی اس کی تحریک کرونگا۔ جہاں میرے تعلقات ہیں۔ نیز ترکی میں بھی ایک مسجد اور لیکچر ہال جس میں ہنگری زبان میں اسلام اور تمدن اسلام پر لیکچر ہوں ہنگری اور مسلمانوں کے درمیان رشتہ اخوت پیدا کرنے میں نہایت مفید ہوگا۔ اور سوسائٹی کی طرف سے اسلامی علوم پر کتابیں شائع ہوتی رہیں گی۔ میرا ارادہ ایک عربی گرامر اور ریڈر چھپوانے کا ہے۔ جس میں قرآن اور حدیث کے دلچسپ حصے درج ہوں گے۔ تاکہ یہاں کے لوگوں کی عربی تعلیم میں کام دے سکے۔ کیونکہ ہمارے پاس اس وقت کوئی ایسی مفید کتاب نہیں جس کے ذریعے سے یہاں کے لوگ عربی کی تحصیل کر سکیں۔ اس لئے میں اپنے لیکچر بلیک بورڈ پر لکھ کر دیا کرتا ہوں جسے طالب علم نقل کر لیتے ہیں۔ کیا آپ لوگ ایسی کتاب کی اشاعت کے لئے کچھ مدد دے سکتے ہیں۔ یہاں سے ہم کچھ امداد مل گئی ہے۔ لیکن تاہم چار سو صفحہ کی کتاب شائع کرنے پر مزید چار سو روپیہ کی ضرورت ہوگی۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہم یہاں ایک مسجد، لیکچر ہال اور امام کے رہنے کا مکان بنا سکتے ہیں۔ جس کے لئے زمین مفت مل جائے گی۔ کچھ امداد یہاں سے ملے گی کچھ مصر اور ترکی سے۔ لیکن کام کا آغاز آپ کی طرف سے ہونا چاہئے۔ میں رسالہ اسلام کا ترجمہ مفت کر دونگا۔ اور مسودہ آپ کو بھیج دوں گا۔ اگر آپ یہاں چھپوانا پسند کریں گے تو میں اسے اپنے ایک دوست کو دے جاؤں گا۔ جس کے ساتھ آپ خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں موسمی تعطیلات کے باعث وسط جولائی کو یہاں سے ایک آرامگاہ کو چلا جاؤنگا۔ وسط اگست تک وہاں رہ کر استنبول جا کر ریسرچ کا کام کرونگا۔ اس دوران میں آپ اپنا اخبار اور کتب وغیرہ میرے گھر کے پتہ پر بھیجتے رہیں۔ لیکن ضروری خطوط دوسرے پتہ پر جو آپ کے پاس ہے بھیجا کریں۔ وہاں سے جہاں میں ہوں گا بھیج دیئے جایا کریں گے۔ اکتوبر تک میں ہنگری واپس آ جاؤنگا۔ میری غیر حاضری میں میرا دوست جس کا پتہ بھیجتا ہوں ہر قسم کی اطلاع آپ کو دیتا رہے گا میں دوبارہ آپ کا کتابوں کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہمارے تعلقات بنی نوع انسان میں محبت اور اخوت کے تعلقات پیدا کرنے میں مدد دیں گے۔ جو غلط فہمیوں کی بنا پر ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ "من اللہ التوفیق"

سرویہ

برادر مصطفیٰ فونڈ صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ دن ہوئے آپ کا خط ہمیں ملا تھا۔ جس سے ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ میں نے اس خط کا ترجمہ اپنے اخبار میں شائع کر دیا تھا جس نے ہمارے نوجوانوں میں زندگی کی روح پیدا کر دی۔ انشاء اللہ کامیابی قریب ہے۔ ہم سیاسی اور اقتصادی طور پر سخت نازک حالت میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے ترقی کی دوڑ میں بہت دیر کے بعد قدم اٹھایا۔ تاہم میں اپنے اخبار کے ذریعے سے یہاں کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہوں۔ امید ہے کہ اس کا نتیجہ بہتر ہوگا۔ میں اپنا اخبار آپ کو باقاعدہ بھیجتا رہتا ہوں آپ مہربانی فرما کر پانچ کاپیاں قرآن کریم کی بھیج دیں۔ کیونکہ چند لائق آدمی اسکا ہماری زبان میں ترجمہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ گہرے تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنا ایک آدمی ہمارے پاس روانہ کریں۔ براہ مہربانی خط کا جواب جلد دیجئے۔

مصر

مسٹر جمال الدین ہیورتھ ڈین صاحب نو مسلم لکھتے ہیں کہ میں ایک نو مسلم انگریز ہوں اور ہر ممکن ذرائع سے تعلیم اسلامی کے حصول کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ آپ کا انگریزی قرآن مجید میں نے لے لیا ہے۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے پاس اور بھی دلچسپ اسلامی کتب ہیں۔ جن کا مطالعہ میرے لئے مفید ہوگا۔ خصوصاً سیرۃ خیر البشر۔ مہربانی فرما کر اپنی کتب کی فہرست اور دیگر حالات سے اطلاع دیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

شادی۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے صاحبزادے خواجہ نذیر احمد صاحب کی شادی ہو گئی ہے۔ اس مبارک تقریب پر خواجہ صاحب نے ۱۷ ستمبر کو اپنے تمام احباب کو ایک پرتکلف دعوت دی۔

تبلیغ۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور مولانا عصمت اللہ صاحب تبلیغی دورہ پر ہیں۔ اول الذکر صاحب کی طبیعت قدرے علیل ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت بغرض تبلیغ ڈیرہ غازیخاں اور سندھ کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔

لٹریچر۔ جاوا کے مبلغ مرزا ولی احمد بیگ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر کی کتاب اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا ترجمہ ڈچ زبان میں پانچ ہزار کی تعداد میں مفت اشاعت کے لئے چھپ گیا ہے۔ حضرت امیر کی دوسری تصنیف "محمد اینڈ کرائسٹ" کا ڈچ ترجمہ بھی ختم ہو گیا ہے۔

وفات۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا کے والد بزرگوار چودھری نصر اللہ خاں صاحب ۲ ستمبر کی شام کو لاہور میں انتقال فرما گئے۔ آپ کا جنازہ بذریعہ موٹر قادیان بھیجا گیا۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جنازہ غائب۔ اخویم آغا فارس ہندی حال دمشقی کا صاحبزادہ محمد ۸ جولائی کو دمشق میں وفات پا گیا۔ جملہ احباب اس کا جنازہ غائب پڑھیں۔

کشمیر۔ محمد عبد اللہ صاحب سب انسپکٹر انجمن ہائے امداد باہمی کلاچی ہیں کہ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے

مولود مسعود۔ میرے بھائی جناب چودھری محمد اسحاق خاں صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ہریہ کے ہاں بفضلہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوا ہے احباب سے دعائے درازی عمر کی درخواست ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ، ۷ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ نمبر ۴۴

بے نقاب سنگٹھن

آزاد ہندو ریاست قایم کرنیکے جواب گئو رکھشا قانون کے ذریعہ ہوگی

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

جناب مالوی جی تو تحریک سنگٹھن کے حقیقی اغراض و مقاصد پر اکثر پردہ ڈالتے اور اسے محض ایک اندرونی اصلاحی تحریک بتاتے رہتے ہیں لیکن ان کے "بہادر" جرنیل ڈاکٹر مونجے اور اسی قبیل کے دیگر سنگٹھنی رہنما بعض وقت سنگٹھنی جوش میں ایسی باتیں کہہ اٹھتے ہیں کہ ان سے اس نام نہاد اصلاحی تحریک کے پوشیدہ مقاصد کا پتہ لگانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ دہلوی معاصر "تیج" نے حال میں ۱۲ ہزار کی تعداد میں کرشن نمبر شایع کیا ہے جس میں ہندو سنگٹھن کے متعلق لالہ ہردیال ایم۔اے کا ایک طویل مضمون شایع ہوا ہے اس کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ سنگٹھن کی حقیقی غرض یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندو راج قایم کیا جائے لالہ جی فرماتے ہیں کہ:۔

> ہندو سنگٹھن کا مقصد یہ ہے کہ بھارت ورش میں ایک ایسی مضبوط زبردست متحد اور بیدار سیاسی جماعت قایم کی جائے جو ایک آزاد ہندو ریاست کے آدرش تک پہنچنے کی کوشش کرتی رہے . . . .
> ہندو سنگٹھن کا اصلی مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا ہندو قومی دل قایم کیا جائے جو ایک آزاد قومی ریاست کی بنیاد ڈالے۔ جب انگلستان کچھ عرصہ بعد ہوم رول یعنی ۵۰ فیصدی سوراجیہ ہمیں پیش کرے تو وہ ہندو قومی دل کے ساتھ عہد و پیمان کرے . . . . میری رائے میں ایک کروڑ ہندوؤں کے سیاسی سنگٹھن سے سوراجیہ ملے گا۔ باقی سب زبانی جمع خرچ ہے۔ ایک کروڑ ہندوؤں کی سیاسی جماعت قایم کردو۔ اور میں دو برس دو زہی سوراجیہ کا پارسل لنڈن اور جنیوا سے آپ کے نام روانہ کردونگا۔ ہندو سنگٹھن کا آدرش یہ ہے کہ ہندو قومی سنستھاؤں کی بنیادوں پر ہندو قومی ریاست قایم کی جائے ہندو قومی سنستھائیں یہ ہیں مثلاً سنسکرت بھاشا، ہندی بھاشا (یا پنجابی و بنگالی وغیرہ) ہندو قوم کا اتہاس، ہندو تہوار، ہندو مہاپرشوں کا سُمرن، ہندوؤں کے دیش بھارت یا ہندوؤں کے ستھان کا پریم۔ ہندو قوم کے ساہتیہ کا پریم وغیرہ وغیرہ جو لوگ آج کل کے نیم عربی، نیم ایرانی مسلمانوں کو قومی تحریک میں خواہ مخواہ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس صداقت کو نہیں سمجھتے کہ ہر ایک قومی ریاست پرانی قومی سنستھاؤں پر قایم کی جاتی ہے۔ جن سے لوگوں میں یگانگت کا بھاؤ پیدا ہوتا ہے۔

جن ہندو لیڈروں کا یہ خیال ہے کہ سوراجیہ مسلمانوں کے تعاون کے بغیر نہیں مل سکتا۔ انہیں لالہ جی خطا پر سمجھتے ہیں اور یہ ایڈوائس دیتے ہیں کہ ہندی مسلمانوں کو زیادہ اہمیت نہ دو ان کی مدد کے بغیر سوراجیہ قایم کرو اور پھر آہستہ آہستہ ان سب کو ہندو کرلو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

> میں مسلمانوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتا ہوں جتنی بہت سے ہندو لیڈر ہمیشہ دیتے رہتے ہیں۔ خواہ کانگرسی ہوں یا سنگٹھنی دونوں کے سر پر مسلمانوں کا بھوت سوار رہتا ہے۔ کانگرسی صاحب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی مدد کے بغیر سوراجیہ لینا ممکن نہیں ہے۔ بعض سنگٹھنی اصحاب صرف مسلمانوں کی جانب سے ہی خطرہ دیکھتے رہتے ہیں . . . .
> . . . . آج کل کے ہندی مسلمان تو محض چلہ معترضہ ہیں ان کا یہی مستقبل ہے کہ آہستہ آہستہ شدھی کے ذریعے سے دوبارہ ہندو قوم کے اندر شامل ہو جائیں۔ راج نیتی شاستر کے مطابق مجھے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ پس اگر ہندو سنگٹھن کے رہبر ہندو قومی سنستھاؤں کی حفاظت اور ہندو سوراجیہ کے آدرش کے لئے سبھائیں قایم کریں۔ اور تمام ہندو ریاستوں کو ایک لڑی میں پرو کر ایک ریاست قایم کرنے کے خیال کا پرچار کریں۔ تو وہ ہندوستان کے بھوشیہ کی سیوا کر سکتے ہیں۔

جب ہندوستان میں سوراجیہ یا ہندو راج قایم ہو جائے گا تو پھر لالہ ہردیال صاحب گئو ماتا کی رکھشا جس طریق پر کریں گے وہ یہ ہے:۔

> جب سوراجیہ ہوگا تو گئو رکھشا بھی خود بخود ہو جائے گی۔ اس سے پہلے گئو رکھشا بھی ناممکن ہے۔ میسور ریاست میں ایک قانون کے ذریعے سے ہمیشہ کے لئے گئو رکھشا ہو گئی۔ پس فساد کرنے کے بجائے سوراجیہ کے آدرش کا پرچار کرو۔ اور ایک زبردست متحدہ دل بناؤ۔ ادھر اُدھر بھٹکنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

لالہ جی نے اس مضمون میں جس کے چند اقتباس ہم نے اوپر نقل کئے ہیں سنگٹھن کا سارا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ دیکھئے مالوی جی اس بے نقاب سنگٹھن کی پردہ پوشی کس طرح کرتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اس دنیائے دوں کے جاہ و مال کا کیا اعتبار۔ تخت و تاج کے مالک آن واحد میں ایسے بے کس و عاجز ہو جاتے ہیں کہ سر چھپانے کو جگہ بھی نہیں ملتی۔ دنیا نہ صرف زمانہ گزشتہ میں اس قسم کے عبرت آموز سین دکھا چکی ہے بلکہ اس دور میں بھی اس قسم کے واقعات کی کمی نہیں۔ ضرورت صرف چشم بینا کی ہے۔ زار روس کی شان و شوکت کی تباہی اور مفلوک الحالی کی سرگزشت سب پارینہ ہو چکی ہے۔ حال ہی میں زمانہ کے بے رحم ہاتھوں نے جو دو عبرتناک منظر ہمارے سامنے پیش کئے ہیں وہ کچھ کم سبق آموز نہیں۔ چند ماہ قبل سابق سلطان ترکی محمد وحید الدین نے جس غربت و فلاکت کی حالت میں وفات پائی۔ کیا وہ ایسی نہ تھی۔ کہ دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے لا سکے۔ اس سے بڑھ کر اب یہ افسوسناک خبر ملی ہے کہ سلطان مرحوم کی ایک بیوی جو ۱۹۲۲ء میں سلطان کے عزل اور ترک وطن کے بعد مصر میں چلی گئی تھیں اپنی مصیبتوں کا خاتمہ کرنے کے لئے دریائے نیل میں کود پڑیں لیکن خدا جانے ابھی ان کی قسمت میں اور کیا کچھ لکھا ہے جس کے دیکھنے یا بھگتنے کے لئے انہیں ڈوبنے سے بچا لیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ انگورہ سے جو وظیفہ انہیں ملتا تھا گزشتہ تین ماہ سے وہ بھی انہیں موصول نہیں ہوا۔ اب ایک خیراتی انجمن نے سابق سلطان ترکی کی اس بدنصیب حرم کو اپنے ہاں پناہ دی ہے کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ وہ ترکی سلطان جن کے نام سے کبھی مشرق و مغرب کانپتے تھے۔ آج انہی کے خاندان کی ایک ملکہ مصر کی ایک خیراتی انجمن کی پناہ لینے پر مجبور ہوئی ہے۔

پھر اس بدبخت جاوید بے کے حسرتناک انجام پر غور کرو جو علم الاقتصاد کا کامل الفن ماہر اور کل تک ترکی کا وزیر مال تھا۔ اب سازش انگورہ میں اسے ملزم گردانکر مجرم قرار دیا اور موت کا حکم سنایا۔ اور اس کے دو گھنٹہ بعد انگورہ جیل کے احاطہ کے اندر نصف شب کی تاریکی میں اسے پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ آہ! بیان کیا جاتا ہے کہ پھانسی دینے سے صرف دو گھنٹے پہلے انہیں ہتھکڑیاں لگا کر کہا گیا کہ وہ اگر کوئی وصیت کرنا چاہیں تو کریں۔ بدقسمت قیدی نے جس کی مدت حیات میں صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے تھے۔ اور موت اس کے سامنے کھڑی تھی یہ خواہش ظاہر کی کہ اسے اپنی رفیق زندگی بیوی زوجہ کے نام خط لکھنے کی اجازت دی جائے مگر پولیس نے اپنی عالمگیر برادری کی روایات پر کاربند ہوتے ہوئے ہتھکڑیاں اتارنے سے انکار کر دیا۔ پولیس ترکی ہو یا ہندوستانی، ایرانی ہو یا افغانی، مشرقی ہو یا مغربی ہمارا خیال ہے کہ وہ ایک ہی رنگ کی ہوتی ہے۔ جذبات رحم و ہمدردی اس سے ایسے ہی دور ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے سایہ یا عقل و دانش سے چوپایہ۔ اس بے رحمانہ جواب پر حرماں نصیب قیدی نے خط لکھنے کا خیال ترک کر دیا۔ اور زبانی وصیت کی کہ ان کی بیوی اور ننھی بچی کی نگرانی حسین جاہد کریں۔ یہ کہنے کے بعد اپنی بے گناہی کا اعلان کیا اور پھانسی کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا۔

صدر جمہوریہ ترکیہ کے قتل کیلئے فرانسیسی سازش

صدر جمہوریہ ترکیہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے تدبر نے سلطنت ترکی کے استحکامات و ترقی میں اس قدر حیرت انگیز کام کیا ہے کہ یورپ کا یہ "مرد بیمار" اب اپنے حریفوں کو بھی زبردست پہلوان نظر آ رہا ہے اور اس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے وہ لرزاں و ترساں ہیں اور اسے اپنے لئے خطرہ کا موجب تصور کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی کے اس نامور فرزند کی جان لینے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ترکی میں ایک انگریزی جاسوس مصطفےٰ صغیر گرفتار کیا گیا تھا۔ جو غازی موصوف کے قتل کی سازش کر رہا تھا۔ اس کے بعد اور بھی کئی سازشیں ہوئیں جن میں بعض ارمنی وغیرہ بھی شریک تھے۔ اب اس قسم کی ساز باز کرتے ہوئے شہر بالیکر میں دو فرانسیسی جاسوس احمد اور خاوری گرفتار ہوئے ہیں معزز معاصر "ہمدرد" کا نامہ نگار مقیم استنبول رقمطراز ہے کہ یہ دونوں ٹیونس کے رہنے والے ہیں۔ اور غازی پاشا کو قتل کرنے کے لئے آئے تھے۔ ان کے کاغذات میں سے جو خطوط ملے ہیں۔ ان میں ایک ان کے مرکز سے آیا ہوا خط ہے جس میں لکھا ہے کہ "انگریزوں نے مصطفےٰ صغیر کو بھیجا مگر کچھ نہ کر سکے۔ ہم تم سے امید رکھتے ہیں کہ مصطفےٰ کبیر بن کر دکھاؤ گے جاسوسی کا کام اب چھوڑ دو اور اصلی مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جس کے لئے تمہیں بھیجا گیا ہے (یعنی رئیس جمہور کے قتل کے لئے)" ایک خط اور ہاتھ لگا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جاسوسوں کو سمرنا کی سازش کا علم تھا۔ اور سازشیوں سے ان کا رابطہ و تعلق تھا۔ اس خط میں لکھا ہے کہ "جونہی قتل کامیاب ہوتا میں فوراً سلطانی جنگی راگ گانا شروع کر دیتا۔ مگر سازش ناکام رہی" اپنے بیانات میں ان جاسوسوں نے کہا کہ "اول ہم نے کوشش کی کہ ارباب حکومت کے ساتھ دوستی پیدا کریں۔ اور اس طرح حکومت کے محکموں میں گھس جائیں مگر ہمیں اس کا موقع نہ ملا۔ اب زیادہ ہم سے کچھ نہ پوچھو ہم پھانسی کو افشائے راز کرنے پر ترجیح دیتے ہیں"

شام میں فرانس کا شرمناک طرز عمل

بدقسمتی سے جنگ عمومی کے بعد شام کا انتداب فرانس کے حصہ میں آیا۔ تہذیب و شائستگی کا یہ پتلا اسوقت سے اس بدنصیب ملک میں جس تہذیب و شائستگی کا اظہار کر رہا ہے اس سے وحشت و بربریت بھی نادم ہو کر منہ چھپائے پھرتی ہے۔ ملک میں ہر طرف بدامنی و فساد کا دور دورہ ہے۔ آج شامی قبائل نے جو جنگ شروع کر رکھی ہے۔ وہ بھی اسی ظلم و ستم کا نتیجہ ہے۔ جو روا رکھا یا بڑھایا جا رہا تھا۔ پھر اس شورش و بے اطمینانی کے فرو کرنے کے لئے بھی کسی دانشمندی کا ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ محارب قبائل سے تو عہدہ برآ ہو نہیں سکے۔ البتہ نہتی رعایا کو ضرور تہ تیغ کیا ہے۔ اور اسطرح سے اپنے جذبہ انتقام کی سیری کی ہے۔ موجودہ شامی جنگ میں فرانسیسی فوج نے قواعد جنگ کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ حال میں فرانسیسی فوج نے ایک دروزی شفاخانہ پر جس میں ستر سے زائد زخمی اور بیمار پڑے تھے۔ گولہ باری کی ہے۔ اسپر غالباً تمام مہذب دنیا اسے قابل مذمت تصور کرے گی۔

فرانس کے یہ مظالم اب اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ مغربی لوگ بھی اس سے متنفر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ انگریزی اخبار "ڈیلی نیوز" اپنے مقالہ افتتاحیہ میں شام کے متعلق فرانس کی حکمت عملی پر اعتراض کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

> "اب وقت ہے کہ مجلس انتدابات مجرم اعظم فرانس کے ساتھ جس نے اپنے اختیارات کا نہایت شرمناک استعمال کیا ہو قرار واقعی سلوک کرنے میں جرأت کا ثبوت دے۔
> مجلس تحقیقات شام کو اس امر کے متعلق مکمل و منظم تحقیقات کرنی چاہیئے۔ کہ مانڈیٹ زیرانتداب کس طریق سے حکومت کی گئی ہے"

حجاز میں قانون اسلحہ کا نفاذ

سلطان ابن سعود کے نائب اور بیٹے امیر فیصل نے تمام حجاز میں ایک اعلان شائع کیا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

حکومت تمام لوگوں کے لئے یہ اعلان کرتی ہے:-

(۱) کوئی شخص بندوق، ریوالور، کارتوس یا وہ تمام چیزیں جو ان سے متعلق ہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ جب تک وہ کوتوالی میں ان کا اندراج نہ کرادے اور وہاں سے لیسنس نہ حاصل کرلے۔

(۲) آلات حرب کی تجارت کلیتہ ممنوع ہے۔ ہر وہ شخص جس کے پاس تجارت کی غرض سے بندوق، کارتوس اور وہ سامان جنگ کی اشیا میں سے کوئی چیز ہوگی۔ اس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ان چیزوں کو حکومت کے حوالے کردے۔ اور حکومت اس کو بازار کے نرخ کے مطابق قیمت ادا کرے گی۔

(۳) تمام لوگوں کا فرض ہے کہ اس قسم کی رعایت کریں۔ اس قسم کے اعلان کے وقت سے پندرہ یوم تک، ان تمام آلات کا اندراج وغیرہ کرالیں۔ اگر اس مدت کے بعد کسی شخص کے پاس بغیر لائسنس کے یا تجارت کی غرض سے یہ چیزیں مل گئیں اور اس نے ان کو حکومت کے سامنے پیش نہیں کیا تو تمام آلات وسامان ضبط کر لیا جائیگا اور مجرم کو وہ سزا دی جائے گی جس کا وہ مستحق ہے۔ ۲۹ محرم ۱۳۴۷ھ

نائب جلالت الملک "فیصل"

اس اعلان کے متعلق مولانا محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ سلطان ابن سعود نے اس قسم کی ایک تجویز موتمر مکہ میں پیش کروائی تھی۔ جسے موتمر نے اس بنا پر نامنظور کر دیا تھا کہ اس سے لوگ ایسے بزدل و ناکارہ ہو جائیں گے کہ وہ اپنی حفاظت تک بھی نہیں کر سکیں گے۔ اور موتمر کو یہ منظور نہیں۔ اس بارے میں مولانا کا نقطہ خیال یہ ہے کہ سلطان ابن سعود دراصل اس قانون اسلحہ کے ذریعے اہل حجاز کو غیر مسلح کر کے حجاز پر اپنے قبضہ کو مستحکم بنانا چاہتا ہے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ سلطان کی اصل غرض کیا ہے۔ البتہ اتنا جانتے ہیں کہ اس قانون کے ماتحت حجازیوں سے ہتیار چھین کر اگر انہیں اسی پیمانہ پر لایا گیا جس پیمانہ پر انگریز ہندوستانیوں کو لے آئے ہیں۔ تو حجازیوں کی شجاعت و مردانگی جبن و بزدلی سے ضرور تبدیل ہو جائیگی اور عرب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

حجاج کی مشکلات کا سدباب

ہم بعض معتبر حجاج کے بیانات کی بنا پر کئی دفعہ ان مشکلات کا ذکر کرچکے ہیں جن کا سامنا جزیرہ کامران کے قرنطینہ میں ہر حاجی کو کرنا پڑتا ہے۔ اور ان کے دور کرنے کی طرف حکومت کو توجہ دلا چکے ہیں خدا کا شکر ہے کہ اب ممبران اسمبلی اور حکومت ہند کی توجہ بھی اس طرف منعطف ہوئی ہے۔ حال ہی میں مجلس وضع قوانین ہند کے اجلاس میں خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب ایم ایل۔ اے نے سوال کیا کہ "کیا حکومت کو علم ہے کہ کامران کے قرنطینہ میں ہندوستانی عازمین حج کو بے انتہا تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اور کیا ان تکالیف کے ازالہ کے لئے حکومت اس بات پر آمادہ ہے کہ سرے سے قرنطینہ ہی اڑا دیا جائے۔ البتہ اس وقت قرنطینہ کرانے کا کوئی مضائقہ نہیں جب خدا نخواستہ کوئی متعدی بیماری پھیل جائے۔"

مسٹر جے ڈبلیو بھور نے جواب دیا کہ حکومت کے پاس شکایات موصول ہوئی ہیں جن کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ پیرس انٹرنیشنل کونسل کی ترمیم کے مسئلہ پر غور کیا جا رہا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ کامران کے ڈاکٹر کو اختیار دے دیا جائے گا۔ کہ وہ جن جہازوں پر حفظان صحت کا عمدہ انتظام دیکھیں ان جہازوں کے حاجیوں کو قرنطینہ سے مستثنیٰ کر دیں۔

حضور نظام کے ساتھ ترکوں کی ہمدردی

پچھلے دنوں حضور نظام اور حکومت ہند کے تعلقات کشیدہ ہونے کے متعلق جو افواہ اڑی تھی اس سے نہ صرف مسلمانان ہند کے درمیان تشویش و اضطراب کی لہر دوڑ گئی بلکہ دوسرے اسلامی ممالک بھی اس متوحش خبر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ معاصر ہمدرد کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ انگریزی اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ انگریزوں نے حضور نظام کو حیدرآباد میں بعض اصلاحات جاری کرنے اور انگریزی افسر مقرر کرنے کے لئے ایک الٹی میٹم بھیجا ہے ترکی جرائد (روزانہ عام ہیں) بڑا ہیجان اور تشویش پیدا ہوگئی۔ تمام اہم اخبارات نے اس خبر کو اپنے کالموں میں جگہ دے کر اظہار خیالات کیا ہے۔ اور انگریزوں کو مطعون قرار دے کر حضور نظام کے ساتھ ان کی مشکلات کے زمانہ میں اظہار ہمدردی کیا ہے۔

"جمہوریت"، "ملیت"، "وقت" اور "صوک ساعت" نے بڑے بڑے مقالے لکھ کر اس مسئلہ کی توضیح کی۔ "صوک ساعت" اور "جمہوریت" میں حضور نظام کے فوٹو بھی چھپے۔ ان دونوں اخباروں میں سے مقدم الذکر نے ایک لمبا مقالہ حوالہ قلم کر کے انگریزوں کی اس پالیسی کی اچھی طرح بخیہ دری کی اور لکھا کہ انہوں نے چونکہ اردو یونیورسٹی بنائی ہے۔ اور ہمیشہ اسلامی تعلیم گاہوں، ہلال احمر، مساجد وغیرہ کو مدد دیا کرتے ہیں۔ نیز اپنے ملک کی ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور پھر آخر میں برار کی واپسی کے لئے (انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرکے) مطالبہ کیا تھا۔ انگریز اس سے چونک اٹھے تھے۔ اس لئے بہانہ کی تلاش میں رہتے یہ بہانہ آسانی سے ہاتھ آگیا کیونکہ بعض لوگوں کے اکسانے سے حضور کی اکثر رعایا نے ٹیکسوں کی زیادتی کی شکایت کی۔ جس کے بعد انگریزوں نے فوراً یہ مطالبہ کیا کہ اصلاح کے لئے انگریز افسر مقرر کئے جائیں۔

ریاست میسور میں موپلا قوم کی نئی آبادی

گذشتہ فسادات مالابار کے زمانہ سے موپلا قوم مصائب و آلام کا شکار ہو رہی ہے۔ فساد کیا ہوئے گویا اس خطہ زمین سے جہاں یہ قوم صدیوں سے آباد تھی اس کی بیخ و بن اکھاڑ دی گئی۔ آج حالت یہ ہے کہ یہ بدنصیب قوم کس مپرسی کی حالت میں سرزمین ہند کے کالے پانی تک در بدر خاک بسر پھر رہی ہے۔ ہزاروں بچے یتیم اور ہزاروں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ جن کا آج کوئی پرسان حال نہیں۔ غربت وافلاس نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ خدا بھلا کرے ریاست میسور کا جس نے اپنے ہاں اس مفلوک الحال قوم کی نوآبادی قائم کرنے کے لئے مراعات وسہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ریاست مذکورہ نے بھدرا کی وادی میں سینکڑوں ایکڑ زمین جو غیر مزروعہ پڑی ہوئی ہے موپلا لوگوں کو بلاقیمت دینے کے احکام جاری کئے ہیں۔ ان احکام کی رو سے ۴ نفوس کے ایک خاندان کو تین ایکڑ زمین دی جائے گی۔ جس پر تین سال تک رقم مال گزاری معاف ہوگی۔ پانچ سال کے بعد یہ زمین اسی خاندان کو مستقل طور پر عطا کر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ مال مویشی اور تخم کی خرید کے لئے رقوم دی جائیں گی۔ مکانات تعمیر کرنے کے لئے بھی مدد دی جائے گی۔

ریاست میسور کی یہ ہمدردی اور فیاضی جو اس نے موپلا قوم سے برتی ہے قابل تعریف ہے۔ امید ہے کہ اس تجویز پر عملدرآمد ہونے پر غریب موپلوں کی حالت بہت کچھ سدھر جائے گی۔ اور انہیں راحت و آرام کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔ کیا ہی اچھا ہو اگر حضور نظام بھی کوئی اس قسم کی اسکیم تیار کرائیں۔ اور اپنے ملک میں نوآبادی قائم کر کے اس بہادر قوم کو تباہی و بربادی سے بچائیں۔

آریہ اخبارات کا نیا پروپیگنڈا

آج کل آریہ اخبارات ورسائل میں یہ شور برپا ہے کہ حال ہی میں ایک کتاب انوار محمدی پریس دہلی میں شیخ عبدالرحیم پبلشر نے چھاپی ہے کتاب کا نام ہے "تیغ فقیر بر گردن شریر"۔ مصنف کا نام محمد حسین ہے اس کتاب میں سری کرشن مہاراج پر نہایت رکیک اور خباثت آمیز حملے کئے گئے ہیں۔ "تیج"

اس کتاب کے حوالجات نقل کر کے آریہ اخبار نویسوں نے اپنی تیج پکار سے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے اور کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ اسے "رنگیلا رسول" اور "وچتر جیون" جیسی ناپاک کتابوں کے مقابلہ میں لاکر مسلمانوں کو بدنام کیا جائے۔ ہر آریہ اخبار یہی لکھ رہا ہے کہ یہ کتاب "حال ہی میں" شائع ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ یہ کتاب حال میں شائع نہیں ہوئی۔ بلکہ بہت پہلے کی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے پبلشر پرنٹر اور مصنف کو مرے ہوئے دس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ ایسی حالت میں آریوں کا حکومت ہند کو ان پر مقدمہ چلانے کی دعوت دینا ایک مضحکہ انگیز بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آریوں کو رنگیلا رسول اور وچتر جیون جیسی اشتعال انگیز کتابوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی تو انہوں نے ایک ایسی پرانی کتاب کو "حال ہی میں شائع شدہ" بتا کر اپنا یہ مقصد پورا کرنا چاہا ہے۔ افسوس ہے کہ ان کے اس گمراہ کن پروپیگنڈا سے بعض اسلامی جرائد بھی متاثر ہوگئے ہیں۔ اور انہوں نے گورنمنٹ کو مرتبین کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کی صلاح دی ہے۔ بے شک بیہودہ گوئی قابل مذمت ہے اور ہمارے اسلامی معاصرین کو یہ حق تھا کہ اس کے خلاف اظہار نفرت کرتے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دینی چاہیئے تھی کہ ایک قدیم کتاب کو محض پروپیگنڈا کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ آریہ سماج کے ایسے پروپیگنڈا کو قبول کرنے میں احتیاط سے کام لیا جائے گا۔ اور محض سادہ لوحی کو دخل نہ دیا جائے گا۔

مراسلات

جمعیۃ العلمائے ہند کا وفد حجاز

حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب سے ایک ضروری التماس

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ مئی میں جب جمعیۃ العلماء ہند کا وفد حجاز جانے والا تھا مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت مذکور و رئیس وفد کی طرف سے ایک اپیل اخبارات میں شائع ہوئی تھی جس میں مولانا نے اس بات کی شکایت کی تھی کہ

افسوس کہ باوجود مسلسل اپیلوں کے مخیر مسلمانوں نے کوئی توجہ نہ کی اور وفد کے لئے ضروری سرمایہ جمع نہ ہوسکا۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ۔

"وفد مذکور سلطان ابن سعود کی دعوت پر حجاز جا رہا ہے اور اس کی نمائندگی ضروری ہے۔ ہماری فوری روانگی ناگزیر ہے۔ لہذا روپیہ بطور قرض لے لیا گیا ہے مسلمانان ہند سے پُر زور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ہماری غیر حاضری میں جمعیۃ العلماء کو فراموش نہ کریں۔ اور روپیہ بھیجتے رہیں تاکہ حجاز سے واپس آنے تک ہم اپنے بار سے سبکدوش ہو جائیں۔"

ہمیں خوشی ہے کہ مولانا کفایت اللہ صاحب اور ان کے تمام رفیقان سفر حجاز سے بخیر و عافیت اب واپس آگئے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان کی مذکورہ بالا اپیل نے ان کی غیر حاضری میں خوب اثر دکھایا ہوگا۔ اور حجاز سے واپس آنے تک وہ نہ صرف "اپنے بار سے سبکدوش" ہو چکے ہوں گے بلکہ مخیر مسلمانوں نے جن کے وہ نمائندہ ہو کر گئے تھے اپنے جود وسخا سے انہیں بہت کچھ متمتع کر دیا ہوگا کیونکہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ جمعیۃ العلمائے ہند کا صدر اس قدر زور کے ساتھ اپیل کرے اور وہ کامیاب ثابت نہ ہو۔ مولانا کفایت اللہ صاحب کی حیثیت کا انسان استدر عدم توجہی کی نظروں سے دیکھے جانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ کہ اس کی آواز صدا بصحرا ثابت ہو۔ اس لئے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ انہیں ضرورت سے بہت کچھ زیادہ وصول ہوچکا ہوگا۔

اگر یہ صحیح ہے تو ہم مولانا کفایت اللہ صاحب اور ان کے ہم مشرب علماء کی خدمت میں مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ جس قدر رقم قرض سے زائد انہیں وصول ہوئی ہو اسے اس مکمل قرآن کی اشاعت پر صرف کریں جس کا اعلان گذشتہ سے پیوستہ سال جناب زین العابدین صاحب لاہوری نے کیا تھا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ جمعیۃ العلماء کی مقدس جماعت کے لئے اس سے مقدس فرض اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ اس قرآن کریم کو جو بقول مولانا میرک شاہ صاحب و مولانا شبیر احمد صاحب وغیرہم علمائے دیوبند بہت سی مرفوع التلاوت آیات کے خارج ہو جانے کی وجہ سے نامکمل حالت میں پڑا ہے۔ مکمل کر دیا جائے۔ تاکہ اس طرح سے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کا وعدہ الٰہی سچا ثابت ہو اور یہ سہرا علمائے دیوبند اور جمعیۃ العلمائے ہند کے سر پر بندھے۔ والسلام

خاکسار زیرک شاہ از لاہور

جواہر ریزے

راجہ ظفر علی خاں کی ذات بابرکات کے متعلق کوئی نہ کوئی نیا انکشاف ہوتا ہی رہتا ہے۔ چند روز ہوئے کہ بمبئی کے اخبار خلافت نے یہ راز طشت از بام کیا تھا کہ آپ خفیہ طور سے بمبئی تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں سے سلطان ابن سعود کے ایجنٹ کی معرفت سلطان کو ایک تار بھجوا کر چپ چاپ واپس تشریف لے آئے۔ ابھی اس عجیب وغریب خبر پر چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں اور آپ اسی مخمصہ ہی میں پڑے تھے کہ اس کا کیا جواب دوں۔ کہ ادھر سے خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے ۲۲ راگست کے شب نامچہ میں یہ لکھ مارا کہ:-

"آج بعض لیڈروں سے یہ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں جو مزارات اور قبے مسمار کئے گئے ان میں ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کی خواہش کو بہت بڑا دخل تھا۔ انہوں نے ابن سعود سے یہ کہا کہ تمام مسلمانان ہندقبوں اور مزارات کو مسمار کر دینا چاہتے ہیں۔ گویا ظفر علی خاں نے حجاز میں جاکر مسلمانوں کی خواہش کے خلاف ابن سعود کو دھوکا دیا تاکہ وہ خوش ہو کر ان کی مالی خواہشات کو پورا کر دے۔"

یک نہ شد دو شد۔ اگر خواجہ صاحب اسی پر بس کرتے تو خیر تھی۔ لیکن انہوں نے نجدی درگاہ کی اس برگزیدہ ہستی کی ایک اور کرامت کا بھی ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"آج دہلی میں مشہور رہا ہے کہ ظفر علی خاں صاحب دہلی میں آئے تھے۔ اور وہابی مسلمانوں سے روپیہ کی خواہش کی تھی۔ اور دہلی کے وہابیوں نے دس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس شرط پر کہ زمیندار مولانا محمد علی کی مخالفت زور شور سے کرتا رہے اور صوفیوں کی مخالفت بھی جاری رہے۔"

زمیندار میں آج کل یہ دونوں باتیں جاری ہیں۔ مولانا محمد علی کی مخالفت بھی اور صوفیوں کی مذمت بھی۔ خدا جانے بیچارے کو موعودہ رقم بھی وصول ہوئی یا نہیں۔ اگر دہلی کے وہابیوں نے وعدہ پورا کرنے میں غیر مقلد ہونے کے باوجود ابن سعودی سنت کا اتباع کیا ہوگا تو راجہ صاحب بالقابہ یقیناً ابھی تک محروم ہوں گے۔ ہم راجہ صاحب کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ انہیں شیخ نجد اور انکی ذریات سے بجز خسارہ دارین اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اگر وہ زیادہ تلخ تجربہ کرنا نہیں چاہتے تو اپنے موجودہ رویہ پر مزید غور کریں۔

فرانس کے مشہور ڈاکٹر لیبان کو علم تاریخ سے ازحد عداوت تھی وہ اس علم کی تحصیل کو تضیع اوقات کے مترادف قرار دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ تاریخ ایک بالکل غیر معتبر چیز ہے جو واقعات کو ایسی مسخ، محرف اور مبدل صورت میں ہم تک پہنچاتی ہے کہ اس پر کوئی وثوق و اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ لوگوں کے عقائد و خیالات کو اس میں اس قدر دخل ہوتا ہے کہ اصل حقیقت کا پتہ لگانا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ مرور زمانہ واقعات کو ملتبس و مشکوک بنا دیتا ہے تاریخ ہمارے سامنے ایسی ایسی عجیب وغریب اور دور از قیاس باتیں پیش کر دیتی ہے جس سے ہمارے علم و عقل کو سخت وحشت ہوتی ہے۔ اس لئے علم تاریخ سے ان لوگوں کو جو اپنے وقت کو کسی مصرف میں لگا سکتے ہیں گریز کرنا چاہیے۔

اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بالا نظریہ کسی حد تک ضرور صحیح ہے بہتیرے تاریخی واقعات ایسے ہیں جن پر بعد کی نسلوں کے خیالات و عقائد نے ایسا گہرا اثر کیا ہے کہ ان کی اصلیت دریافت کرنے میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ ایسے واقعات میں سے ایک حضرت یسوع مسیح کا واقعہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے تھے۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں وہ انسان تھے۔ کوئی یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ دوسرے کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کا باپ تھا۔ ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں وہ آسمان پر چلے گئے۔ تیسرے کا بیان ہے کہ نہ وہ صلیب پر مرے نہ آسمان پر گئے۔ بلکہ اپنے ملک سے ہجرت کر کے کسی اور مشرقی ملک کو چلے گئے۔ ایک کہتا ہے وہ پھر دنیا میں آئیں گے۔ دوسرا کہتا ہے نہیں وہ مر چکے ہیں آئیں گے کہاں سے؟ غرضیکہ یہ ایک ایسا گورکھ دھندا ہے جس کا کوئی حل نہ پا کر بعض لوگوں کو یہ بھی کہنا پڑا ہے کہ یسوع مسیح محض ایک فرضی نام ہے جو شرمندۂ وجود نہیں۔

ابھی شاید ان گوناگوں بیانات میں کچھ کمی تھی کہ اب ایک مدراسی مورخ مسٹر رنگا آئر سوامی بی اے۔ ایم آر اے۔ نے یہ عجیب و غریب دعویٰ کیا ہے کہ حضرت یسوع مسیح مدراسی تامل تھے۔ یہ دعویٰ اپنی ندرت میں سب سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔ اگر یہی ندرت آفرینیاں ہیں تو آئندہ اس سے بھی نادر دعوے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

مذاکرہ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

سوال۔ منی پاک ہے یا نہیں۔ اگر پاک ہے جیسا کہ حضرت امام شافعی امام احمد اور اصحاب اہل حدیث کا خیال ہے۔ تو ایسی حالت میں محتلم پر غسل واجب ہوگا نہیں۔

جواب۔ منی جس سے انسان پیدا ہوتا ہے یقیناً پاک ہے۔ اگر منی ناپاک ہے تو پھر انسان بھی ناپاک ہے۔ جو اس سے پیدا ہوا۔ اور پھر کوئی غسل اسے پاک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ فطرتاً ناپاک ہوا۔ لہذا یہ غلط ہے۔ غسل کا وجوب منی کی ناپاکی کی وجہ سے ہرگز نہیں۔ کیونکہ پھر پاخانہ یا پیشاب کی طرح منی کو دھو دیا جا سکتا تھا غسل کی کیا ضرورت تھی۔ کیا پاخانہ اور پیشاب کے بعد غسل واجب ہو جاتا ہے۔ صرف پیشاب اور پاخانہ کو دھو دیا اور فارغ ہو گئے۔

پھر انسان کی اپنی خارج شدہ منی اگر غسل کے بعد جسم سے لگ جائے یا کسی دوسرے آدمی کو خارج شدہ منی لگ جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا اگر منی کی ناپاکی غسل کا موجب تھی تو اب بھی تو وہی ناپاکی ہے۔ مگر اب کیوں غسل واجب نہیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ منی خود ناپاک نہیں۔ البتہ اخراج منی غسل کو واجب کر دیتا ہے۔ اور وہ نہ صرف طہارت و لطافت کے لئے ہے بلکہ دماغ انسانی کا اضمحلال دور کرنے کا بہترین نسخہ ہے۔ اس لئے محتلم کو غسل واجب ہے۔

یہ بات میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجامعت میں اگر انزال نہ بھی ہو تب بھی غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اور وہ طہارت و پاکیزگی کے لئے ہے۔

مفقود الخبر شوہر کی بیوی کا نکاح ثانی کب ہو

سوال۔ کنیزہ کا شوہر مفقود الخبر ہے۔ عرصہ دس سال کا ہوا کہ جنگ عظیم کے زمانہ میں باہر گیا۔ اب اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملتی۔ قیاس اغلب ہے کہ مارا گیا۔ ایسی حالت میں اس کی زوجہ کنیزہ دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں۔ بعض علما کا خیال ہے کہ اس کو نوے (۹۰) برس تک شوہر کا انتظار کرنا چاہیے۔ لیکن ایسی حالت میں جاننا چاہیے کہ کنیزہ جس کا اس وقت عالم شباب ہے۔ اس کا شباب برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ نیز بعد نوے سال کے عورت کی عمر شادی کے قابل نہیں رہتی اور آج کل امید نوے برس سے زیادہ زندہ رہنے کی بھی نہیں ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ کوئی نوے برس سے تجاوز کر بھی جائے تو جس نے کہ بستے عرصہ تک اپنے نفس کو قبضہ میں رکھا۔ وہ بقیہ حصۂ عمر کو بھی بآسانی گزار سکتی ہے۔ سوال یہاں تو اس کا ہے جس کی اس وقت اٹھتی جوانی ہے۔

جواب۔ جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہوا سے چاہیے کہ چار سال تک انتظار کرے اگر چار سال تک شوہر نہ آئے یا کچھ پتہ نہ لگے تو وہ موت کے حکم میں داخل ہے۔ وہ عورت چار ماہ اور دس دن کی عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کرے۔ نوے برس کی عدت ایک مذاق ہے۔ فرض کرو بیس برس کی عمر میں عورت تھی جب اس کا شوہر گم ہوا۔ تو اب نوے برس جو اس عورت نے انتظار کیا تو اس کی عمر ایک سو دس برس کی ہو گئی۔ اول تو اتنی لمبی عمر محالات میں سے ہے۔ پھر ایسی بڑھیا سے نکاح کرے گا جو منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کی مصداق ہے۔ اور اس وقت نکاح کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جائے گی۔ ایک دفعہ ایک فقیہ صاحب نے فرمایا کہ ۹۰ برس اس لئے عدت رکھی ہے تاکہ شوہر کی زندگی کا امکان باقی نہ رہے۔ یعنی یقین پیدا ہو جائے کہ شوہر مر گیا ہے کیونکہ اتنی لمبی عمر نہیں ہو سکتی۔ میں نے عرض کیا کہ جس میعاد کی طوالت اتنی ہو کہ شوہر کی زندگی کا امکان باقی نہیں رہتا تو بی بی کی زندگی کا امکان کہاں باقی رہ جاتا ہے۔ جب اتنا عرصہ شوہر زندہ نہیں رہ سکتا تو بی بی کس طرح زندہ رہ سکتی ہے۔

الغرض یہ فقہا نے حنفیہ کی ایجاد ہے اور مجھے ایک مذاق سے بے مزہ چار برس تک انتظار کرنے کا حکم ہے۔ اگر شوہر نہ آئے تو چار ماہ دس دن کی عدت گزار کر جہاں مرضی ہو نکاح کر لے۔ بالفرض اگر پانچ چھ سال کے بعد اس عورت کا پہلا شوہر آ نکلے تو اب اس کا اس عورت پر کوئی حق نہیں۔ اس کی چار سال کی گمشدگی اس سے نکاح کو فسخ کر چکی۔

سوال۔ زید کی ایک داشتہ سے لڑکا اور دوسری سے لڑکی ہے۔ تو ان دونوں میں جو کہ ایک باپ کی نسل سے ہیں نکاح جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ نکاح ناجائز ہے۔ وہ دونوں بھائی بہن ہیں گو مائیں الگ الگ ہیں۔ مگر باپ ایک ہے۔ آپ نے ان دونوں کی نسبت تو مسئلہ پوچھا۔ مگر یہ نہ پوچھا کہ داشتہ رکھنے والے کو جو علی الاعلان زنا کرتا ہے۔ اسلام میں کیا سزا ہے؟

نابالغ اور مخنث کی امامت

سوال۔ زیر امامت مخنث۔ خنثے۔ ہیجڑا۔ نماز فرائض جائز ہے یا نہیں۔ نوافل کے بارہ میں بھی کیا حکم ہے۔ مخنث اور خنثے میں کیا فرق ہے؟

(دیگر) نابالغ کے پیچھے نماز فرائض ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ مخنث اور خنثے ایک ہی چیز ہے۔ مخنث کی امامت درست نہیں فرض کی ہو یا نفل کی۔

نابالغ کی امامت فرض میں ہو یا نفل میں اسی وقت جائز ہو سکتی ہے جب بالغ مقتدیوں میں شرائط امامت مفقود ہوں۔ حکم یہ ہے کہ جو قرآن سب سے اچھا جانتا ہو۔ یا پڑھتا ہو وہ امامت کرے۔ اگر اس امر میں سب برابر ہوں تو پھر جو سنت کا عالم اور عامل ہو۔ اگر یہ امتیاز بھی ممکن نہ ہو تو پھر نیک کو سب پر فضیلت ہے۔ اگر یہ بھی امتیاز نہ ہو سکے تو پھر جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔ پس اگر ایک نابالغ قرآن اچھا پڑھتا ہو۔ اور جانتا ہو اور بالغ مردوں میں کوئی اس پایہ کا نہ ہو تو نابالغ امامت کرا سکتا ہے۔

سوال۔ کیا وجہ کہ محمدؐ کے جسم کا سایہ نہ تھا؟

جواب۔ جسم کا سایہ کیوں نہ تھا۔ قرآن کریم میں ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم۔ کہدے میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ جب ہمارے جیسے انسان تھے تو جسم کا سایہ کیوں نہ ہوتا۔ البتہ آپ کی فضیلت یہ تھی کہ یوحیٰ الیّ۔ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور محبوب تھے۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی تھی۔ جو ایک نور تھی۔ اور اس کے نزول کے لئے ضرور تھا کہ آپ کا قلب صافی بھی سرتاپا نور ہوتا۔ تا نور علی نور کا کلمہ پورا ہوتا۔ پس اگر یوں کہا جائے تو درست ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کا قلب صافی نور ہی نور تھا جس میں کوئی ظلمت یا سایہ نہ تھا۔

سوال۔ ابوجہل رسول اللہ صلعم کے رشتے میں کون تھے؟

جواب۔ رشتے میں چچا لگتے تھے۔

سوال۔ کیا ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا شرط ہے۔ ہاتھ چھوڑ کر نماز درست نہ ہوگی۔

جواب۔ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا سنت رسول اللہ صلعم ہے جس کی پابندی مسلمان کو کرنی چاہیے۔ ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز ہو جاتی ہے۔

سوال۔ کیا کبھی اپنی بہن سے نکاح کرنا درست تھا اگر درست تھا تو کس پیغمبر کے وقت میں؟

جواب۔ بہن سے نکاح کرنا کبھی بھی درست نہ تھا۔

سوال۔ قرآن کی آیتوں پر اعتراض کرنا گناہ ہے؟

جواب۔ اگر کسی آیت کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا تو نیک نیتی سے سمجھنے کے لئے اعتراض کرنا گناہ نہیں۔ ہاں اعتراض میں ادب کو نگاہ رکھنا ایک مومن کا فرض ہے۔ شرارت اور بدنیتی سے اعتراض کرنا اور اس میں غیر مودبانہ طریق اختیار کرنا ضرور گناہ ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی مولوی کسی آیت کے غلط اور غیر معقول معنے کرتا ہے تو اس معنے پر اعتراض کرنا قرآن پر اعتراض کرنے کے مترادف نہیں۔ کیونکہ درحقیقت وہ اعتراض قرآن پر نہیں بلکہ مولوی کے معنوں پر ہے۔

سوال۔ اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک وقت میں تین طلاق دیدیں تو وہ اس عورت کو عدت کے اندر پھر رجوع کر سکتا ہے؟ یا نکاح پڑھا جا سکتا ہے۔ اور ایسا رجوع یا نکاح جائز ہوگا؟

جواب۔ جائز ہوگا۔ ایک وقت میں تین طلاقیں دینی اصول اسلامی کے خلاف ہیں ایک دفعہ رسول کریم صلعم کے زمانہ میں کسی نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دے دی تھیں۔ آنحضرت صلعم کو خبر پہنچی تو آپ غصہ سے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمانے لگے کہ میں تم میں موجود ہوں اور تم یہ جاہلیت کا فعل کرگزرو۔ آپ کے اس غصہ کو دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اس کو قتل کر دوں۔ اگرچہ قتل تو نہیں کیا گیا۔ مگر اس سے اس ناشدنی فعل کے خلاف رضی خدا و رسول کا اندازہ ہو سکتا ہے پس ایسا آدمی جو تین طلاقیں ایک وقت میں دیتا ہے مستحق سزا ہے۔ الغرض ایک وقت میں تین طلاق کوئی چیز نہیں۔ ایک طلاق کی عدت تین قروء ہیں یعنی جب عورت حیض سے نہا کر پاک ہو تو اس طہر کے ابتدا میں طلاق دے بشرطیکہ اس طہر میں شوہر بیوی سے ہم صحبت نہ ہوا ہو۔ پھر تین طہر اور تین حیض کے گزرنے کی میعاد کے اندر جو ایک طلاق کی عدت ہے شوہر حق رکھتا ہے کہ بیوی سے رجوع کر لے۔ عدت گزر جانے کے بعد اگر بیوی کی بھی مرضی ہو تو نکاح ہو سکتا ہے۔

دعوت عمل

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب مہتم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لدھیانہ ان قابل قدر بزرگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ معمولی محبت نہیں بلکہ عشق ہے۔ یہ عشق آئے دن کوئی نہ کوئی کرشمہ دکھاتا ہی رہتا ہے۔ امسال مسیح موعود نمبر کے شایع ہونے پر بھی اس نے اپنی ہستی کا ثبوت دیا۔ مسیح موعود نمبر چھپا۔ شایع ہوا اور سب احمدیوں نے پڑھا۔ اور رہا مگر عشق کی راہ سب سے نرالی ہے۔ وہ ایسے موقعہ پر اپنا تقاضا کئے بغیر کب رہ سکتا تھا۔ اس نے عاشق کے دل میں ایک تلاطم برپا کیا۔ جس نے الفاظ کی صورت اختیار کی۔ اور بالآخر ایک مطبوعہ چٹھی کی شکل میں جلوہ گر ہو کر اس نمبر کے ساتھ جو محبوب کی یاد میں تھا پیوست ہوا اور دوسروں تک پہنچا تاکہ انہیں بھی اسی رنگ میں رنگین کرے اس تلاطم کا اندازہ کرنا ہو تو ذیل کی تحریر ملاحظہ فرمایئے۔ (مدیر)

میرے مکرم - سلمک اللہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے ارشاد پاک "تواصوا بالحق" کے ماتحت اور اپنے تعلق نیازمندی کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سے حاصل ہے۔ نہایت درد دل اور عاجزی سے اخبار پیغام صلح کا مسیح موعود نمبر پیش خدمت کرتا ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ براہ کرم واحسان اسے اول سے آخر تک پڑھیئے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا انشراح صدر فرمائے۔ اور آپ کو اپنی راہ میں اور اسلام پاک کی اشاعت میں جہاد کرنے اور بیش از بیش قربانیاں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ساتھ ہی میں اپنی نہایت درجہ کی دلی تڑپ کے ساتھ چند موٹی موٹی باتیں جو میری عمر بھر کی تحقیقات کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے عرض کرنے کی جرات کرتا ہوں۔ واللہ علیٰ مانقول وکیل

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ جناب خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیشگوئی علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے جناب موسیٰؑ اور عیسیٰؑ نے بھی کی تھی۔ مگر ایک ہی وجود باجود کے متعلق دو مختلف شانوں کی پیشگوئی تھی۔ جناب موسیٰؑ نے جو شان جلال کے مظہر تھے۔ اپنی مانند جلالی صفت کے موعود کی پیشگوئی فرمائی۔ کہ تیرے مانند تیرے بھائیوں میں سے نبی کھڑا کیا جائے گا۔ اور قرآن کریم نے بھی "کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً" فرما کر اس پیشگوئی اور مطابقت کی تصدیق فرمائی۔ اور جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جو صفت جمال کے مظہر تھے۔ اپنے مانند جمالی صفات کے موعود کی پیشگوئی فرمائی۔ انا مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ گویا دونوں انبیاء کو ایک ہی وجود دو مختلف شانوں میں نظر آیا اور اس طور پر ہمارا آقا صلعم دونوں شانوں جمال اور جلال کا مظہر ہوا صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی تطبیق اور تصدیق میں آنحضور صلعم نے دو نام پائے۔ احمد جو شان جمال کا مظہر ہوا۔ اور محمد جو شان جلال کا۔ اور اسی طرح جناب کی زندگی بھی سوانح اور واقعات کے لحاظ سے ان دو شانوں کی اکمل اور اتم مظہر ثابت ہوئی۔

مکہ کی تیرہ سالہ زندگی کامل درجہ کی مظلومی اور حلم وانکسار کا نمونہ یعنی کرشان جمال یعنی احمدیت کی مکمل مظہر رہی۔ اور مدینہ کی دس سالہ زندگی کامیابی اور شان وشوکت کا نمونہ یعنی کرشان جلال یعنی محمدیت کا کامل مظہر ٹھہری۔

چنانچہ جناب کا وصال شان جلالی یا محمدیت میں ہوا۔ اور اسی شان کے وارث اور حامل صحابہ کبار اور خلفائے عالی وقار رہے۔ اور انہوں نے اس شان جلالی کی مظہریت میں وہ کمال کیا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اور آج بھی روئے زمین کا چپہ چپہ اس پر زندہ گواہ موجود ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

جناب سرور عالم کے فرمودہ کے عین مطابق جناب کے بعد کے تین سو سال کا زمانہ واقعی بہترین زمانہ ثابت ہوا۔ جس میں "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا ایک طرف اور "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" کا دوسری طرف سماں قائم اور نقشہ بندھا رہا۔

آخر "فطال علیہم الامد فقست قلوبہم" کے قانون کے ماتحت مرور زمانہ سے اشاعت اسلام کا وہ شوق جو دراصل اسلام کی روح اور مسلمانوں کے دنیا میں آنے کا غایت مقصد تھا۔ کم ہو گیا۔ اور ساتھ ہی وہ تائید اور نصرت الٰہی بھی جو اسی فرض کے ساتھ لازم وملزوم تھی۔ کم ہو گئی۔ ابتدا میں بادشاہ اور امرا جو دراصل اس پاک امانت کے حامل تھے۔ دنیا اور دنیا کی آسائشوں میں پڑ کر اس فرض اولین سے غافل ہوئے۔ اور ان کے بعد عوام بھی اسی رنگ میں رنگین ہوتے گئے۔ تاہم چیدے علما واولیا کا طبقہ اس فرض کو ادا کرتا آیا۔ اور ان میں سے اکثر گو دنیا کے بادشاہ نہ تھے۔ مگر اشاعت اسلام کے کام میں وہ دین کے بادشاہ رہے۔ چنانچہ ہمارے اس ملک میں اسلام کی اس قدر اشاعت اور ترقی انہی بزرگوں مثلاً حضرت معین الدین چشتی، شیخ احمد صاحب سرہندی، باوا فرید صاحب شکر گنج رحمۃ اللہ علیہم کی محنت اور قربانیوں کا پھل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

آخر وہ زمانہ آ گیا کہ امرا اور عوام تو پہلے ہی اس فرض سے غافل تھے۔ علما بھی حقیقت دین سے بے خبر ہو کر باہم فضول جھگڑوں اور تکفیر بازی میں منہمک ہو گئے۔ اور اولیا کے جانشین بھی اپنی اپنی گدیاں بنا کر دنیا سازی اور نفس پرستی میں غرق ہو گئے۔ اور اس طور سے اس پاک دین کا میدان خالی ہو گیا اور ہر کہ ومہ کو اس پاک مگر بے کس دین احمد پر سنگباری کا یارا ہوا۔ اور حملے پر حملے کرنے کا حوصلہ بڑھا۔ خدا کی شان کوئی رکیک سے رکیک عیب نہیں جو اس اللہ تعالیٰ کی فطرۃ کے دین پر نہیں لگایا گیا۔ اور کوئی گندہ سے گندہ حملہ نہیں جو اس افضل الرسل، خیر البشر رحمۃ للعالمین کی پاک ذات پر نہیں کیا گیا۔ بایں ہمہ مسلمان جو اور تو اور اپنے دنیاوی حال میں ایسے مست تھے اور غفلت میں پڑے تھے کہ کسی کی رگ حمیت میں اس پاک امانت کے بچانے کے واسطے جو مولا کریم اور اس کے پاک رسولؐ نے ان کے سپرد کی تھی ذرا بھی جنبش نہ ہوئی۔ اور اس طور پر ایک طرف سے تو اسلام کی دنیاوی شوکت پر زوال آنے میں وہ کمال ہوا کہ اسلامی سلطنتیں یکے بعد دیگرے گرتی گئیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلتی گئیں۔ اور جو معدودے چند رہ بھی گئیں وہ بھی برائے نام اور دراصل عیسائی طاقتوں کے زیر اثر وزیر نگیں ہو گئیں۔ اور دنیا میں قرآنی پیشگوئی "من کل حدب ینسلون" کا نظارہ مکمل ہو گیا۔ جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور دوسری طرف دینی لحاظ سے روح اسلامی نکل گئی اور مسلمان محض ایک ڈھیر بے جان رہ گئے۔ کہ اس طور پر دینی ودنیوی دونوں حیثیتوں میں انحطاط کا کمال ہو کر مسلمانوں پر بہ حیثیت قوم ایک موت وارد ہو گئی۔ اور یوں ہماری بدبختی سے اس شان جلالی یا محمدیت کا دور جو ہم نے اپنے آقا ختمی مآب صلعم اور صحابہ کرام سے ورثہ میں پایا تھا۔ تقریباً ختم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کوئی اور ہوتا تو عالم اسباب کی سنت قدیمہ کے مطابق پیدائش، طفلی، شباب، اور پیری کے مراحل طے کر کے موت کا شکار ہو کر ختم ہو گیا ہوتا مگر چونکہ یہ دین اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے۔ جو ضائع نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح اس کا رسول محمد صلعم خاتم الرسل اور اس کی کتاب قرآن خاتم الکتب ہے اسی طرح یہ دین بھی خاتم الادیان ہے۔ اور جس کے بعد کوئی رسول (نیا ہو یا پرانا) نہ کوئی کتاب، نہ کوئی دین آ سکتا ہے۔ اور یہی وہ ذکر ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" اور یہی وہ دین ہے۔ جس کو تمام ادیان پر غالب آنا ہے "لیظہرہ علی الدین کلہ" اس لئے اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے اپنی سنت قدیمہ "یحی الارض بعد موتہا" کے مطابق اپنا وہ پاک وعدہ جو سورۃ جمعہ میں امت مرحومہ کے حصہ "آخرین منہم" کے واسطے فرمایا تھا۔ جملہ آثار وبشارات مشہودہ کے عین مطابق چودھویں صدی کے سر پر جناب رسالت مآب صلعم کی بعثت ثانی اس طور پر فرمائی کہ اس کے ایک غلام اسم بامسمیٰ غلام احمد نامی کو خدمت اسلام کے کام پر کھڑا کیا۔ اور یہ وہی موعود ہے جس کے کچھ حالات اور خدمات کا حال ان اوراق میں درج ہے جو ارسال خدمت ہیں۔

معروضہ بالا حالات سے واضح ہے کہ اسلام کی ابتدا اور ترقی جناب ختمی مآب صلعم کے شان جمال یعنی احمدیت سے جو دوسرے معنوں میں تکمیل اخلاق فاضلہ سے ہوئی تھی۔ اور اس کا لازمی اور قدرتی نتیجہ شان جلال یعنی محمدیت یا شوکت بھی ہوا۔ تو جس طرح کہ کہا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اب بھی دہرا رہی ہے۔ اور جس طرح بعثت اول میں ہوا۔ اسی طرح بعثت ثانی کی ابتدا بھی ظہور احمدیت سے ہوئی۔ جو اسی سنت اللہ کے ماتحت اور تمام وعدوں اور بشارات کے مطابق ہوئی اور مرزا غلام احمد پہلا احمدی بنا۔ اب اسی احمدیت سے تکمیل اخلاق فاضلہ اور اشاعت اسلام مقصود ہے۔ جس کا لازمی اور قدرتی نتیجہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا جاذب ہو کر شان جلالی اور شوکت اسلام لے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسول صلعم کے سارے وعدے پورے ہوں گے۔ اور جس طرح پہلا مسیح حلم اور انکسار کا شاہزادہ اور احمدیت کا مظہر بنا۔ اسی طرح دوسرے مسیح کے متعلق بھی جناب ختمی مآب نے مسیح ہی کے نام کی بشارت فرمائی۔ چنانچہ عین اسی کے مطابق اور ضروریات زمانہ کے موافق یہ موعود جناب مسیح کے حلم وانکسار اور جناب احمد صلعم کے شان جمال اور احمدیت کے لباس میں قلم اور دلائل کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آیا اور آتے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات زمانہ کی کایا پلٹ دی۔ اور نہ صرف اسلام کی حفاظت میں سینہ سپر ہو کر ہر ایک حملہ اور اعتراض کو جو اسلام پاک۔ قرآن پاک اور جناب رسول کریم کی ذات پاک پر کیا جا رہا تھا۔ ایک ایک کر کے دور کیا۔ بلکہ اسلام کو اپنی بے مثل خوبیوں میں کیا بذریعہ دلائل نیرہ اور کیا بذریعہ نشانات معجزانہ تمام مذاہب پر غالب اور دنیا کا ایک ہی زندہ مذہب ثابت کر کے دکھلا دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اسلام اور قرآن میں آج بھی زندگی کی وہی روح اور برکت کا وہی جادو ہے۔ جس کے سامنے سرکش سے سرکش گردن کو بھی اطاعت میں جھکنے کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ "واذا انزلنا ہذا القرآن علیٰ جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ"۔ چنانچہ عربوں اور ترکوں کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ کہ یکے بعد دیگرے اسلام کے استیصال کے واسطے پورے زور سے اٹھے۔ مگر بجائے اس کے ضایع کرنے کے خود اس کے غلام اور خادم بن گئے۔ اور اسلام کی وہ خدمات کیں کہ جن کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ وہ دن دور نہیں کہ زمانہ اسی عرب اور بغداد کی تاریخ کو دہرائے۔ اور یہ جلیل القدر طاقتور قومیں اپنی طاقت کے زعم میں آج ہر طرح پر اس کے دنیاوی اور روحانی استیصال کے درپے ہیں۔ خود اس کی حلقہ بگوش بنیں۔ اور بقول جناب مولانا محمد علی صاحب "کہ جس قرآن نے کل جنگل کی بکریوں اور اونٹوں کے چرانے والوں کو کسریٰ اور قیصر کے تختوں اور محلوں کا وارث بنایا تھا۔ آج دنیا کے تاج اور تخت کے وارثوں کو محمد صلعم کا حلقہ بگوش بنائے"۔ مگر ہماری طرف سے بھی کچھ کوشش بکار ہے۔ اور وہ صرف یہی ہے کہ ہم اس کیمیا کے نسخے کو ان تک پہنچائیں۔ زمانہ کی ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل سے موافق ہے۔ حالات امید افزا ہیں۔ مسرت انگیز اور حوصلہ افزا ابتدا ہو چکی ہے۔ صرف تھوڑی سی محنت اور قربانی درکار ہے۔ اور کامیابی یقینی ہے ؎

> بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ
>
> قضائے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا

اشاعت اسلام مسلمانوں کی روح ہے۔ اور اسی میں مسلمانوں کی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر"۔ جس میں انہیں بہترین گروہ قرار دیا۔ جو دوسرے لوگوں کی خدمت کے لئے یا ان کے لئے بطور نمونہ کھڑے کئے گئے۔ اور فرض ان کا اشاعت اسلام قرار دیا۔ پھر جناب رسالت مآب صلعم اور صحابہ کرام کی زندگیاں اسی میں وقف ہوئیں۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان اشاعت اسلام کرتے رہے۔ نصرت الٰہی ان کے شامل حال رہی۔ اور جوں جوں وہ اس فرض سے غافل ہوتے گئے نکبت اور ادبار کا شکار ہوتے گئے۔ ہر مرض کا ازالہ ہمیشہ اس کے اسباب کے ازالہ پر موقوف ہے۔ اگر ہماری بدبختی کے اسباب یہی ہیں اور خدا کی قسم یہی ہیں تو یہ مرض صرف اشاعت اسلام کا فرض ادا کرنے سے دور ہو گا۔ اور مسلمانوں کی زندگی اشاعت اسلام اور محض اشاعت اسلام پر موقوف ہے۔ یہ ایک یقینی صداقت ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے صاف اور تاکیدی فرمان رسول اللہ اور صحابہ کرام کی زندگیاں اور تاریخ عالم گواہ ہے اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے کوئی کانگرس، کانفرنس، موتمر خلافت، یونیورسٹی، موتمر یا تنظیم جس کے مقصد میں اشاعت اسلام نہیں انہیں نہیں بچا سکتی۔

پہلی بعثت میں احمدیت کا نتیجہ محمدیت ہوا تھا۔ اور "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا نقشہ بندھا تھا۔ اب بھی اسی طرح مقدر ہے۔ اور ہو کر رہے گا

> جو بات وہ کہے کہ کر دکھا میں یہ ضرور
>
> ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے۔

قوموں کی ترقی اخلاق فاضلہ پر منحصر ہے۔ اخلاق فاضلہ ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے جاذب ہوا کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے اور کبھی نہیں ہوا کہ بغیر اخلاق کی درستی کے کوئی قوم معراج ترقی پر پہنچ سکے۔ اسی لئے ہندو کا سوراج باوجود ہر چند کوششوں اور امیدوں اور وعدوں کے سراب سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہمارے لیڈروں نے جس قدر وقت دوسروں کی عیب چینی، عداوت اور نفرت بڑھانے میں لگایا۔ اگر اس سے آدھا بھی اپنے اخلاق کی درستی پر لگاتے تو ممکن تھا کہ یہ ملک شاہراہ کامیابی پر گامزن ہو گیا ہوتا۔ کیونکہ سنت اللہ یہی ہے۔ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسیح موعود کا مسئلہ قدیمی مسئلہ اور متفقہ ہے۔ پہلے مسیح کی آمد کی زبردست پیشگوئی تورات میں موجود تھی۔ مگر جب وہ آیا تو اسی بدقسمت قوم نے جو تورات کی حامل تھی اس کا نہ صرف انکار کیا بلکہ اسے سولی پر چڑھانے کی نوبت تک گئے۔ ان کا ایک بڑا عذر یہ تھا کہ ملاکی نبی کی پیشگوئی کے مطابق مسیح کے آنے سے پہلے الیاسؑ کو آسمان سے آنا ہے جب تک الیاسؑ آسمان سے نہ آئے مسیح کا دعویٰ قابل قبول نہیں۔ چنانچہ جناب مسیح نے اس پیشگوئی کو تو تسلیم کیا مگر اس پیشگوئی کی تاویل یہ کی کہ وہ یوحنا نبی کی آمد سے پوری ہو گئی۔ جو الیاسؑ کی خو اور بو میں بھیجا گیا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ یوحنا نے ان کے دریافت کرنے پر الیاس ہونے سے انکار کیا۔ اور وہ الیاسؑ تھا بھی نہیں۔ اور نہ آسمان سے آیا تھا تاہم قرآن کریم اور رسول مقبول صلعم نے مسیح کی تصدیق کی۔

اس سے بھی بڑھ کر جناب ختمی مآب و عائے خلیل مثیل موسیٰ، نوید عیسیٰ اور چند انبیا کی موعود صلعم کی بشمار پیشگوئیاں کتب سماوی میں موجود اور دنیا میں مشہور ہیں۔ مگر ساڑھے تیرہ سو برس ہو چکے وہ پاک موعود آیا اور گزر بھی گیا۔ مگر دنیا کا ایک کثیر حصہ باوجود ان بشارات کا حامل ہونے کے اب تک اس سے منکر ہے۔ ان نظائر کے ہوتے ہوئے مسیح موعود کا انکار مسلمانوں کے لئے واقعی تعجب کی بات ہے۔

مجھے آپ کی فراست پر یہ تو یقین ہے کہ آپ جناب مسیح علیہ السلام کی حیات اور دو ہزار برس سے "الآن کما کان" آسمان پر موجود ہونے کے پرانے اور عیسائیوں سے لئے ہوئے اعتقاد کے قائل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ یقیناً وفات پا چکے ہیں۔ اور ایک طرف قرآن کریم کا حتمی قانون انھم لا یرجعون ○ اور دوسری طرف جناب رسالت مآب صلعم کی ختم نبوت اور بدیہی قانون قدرت اور سنت اللہ انہیں ہرگز اس دنیا میں نہیں آنے دیتی۔ تو جس طرح جناب مسیح علیہ السلام کی تاویل کے مطابق یوحنا نبی الیاسؑ مانا گیا۔ اور قرآن کریم اور رسول اللہ نے اس کی تصدیق کی۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم کا ایک غلام غلام احمد مسیح بنا۔ اور جس طرح یہ ناممکن ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کی ختم نبوت کے بعد کوئی پرانا نبی دنیا میں آئے اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی نیا نبی دنیا میں آپ کے بعد آسکے۔ کیونکہ ختم نبوت کی آہنی دیوار دونوں کے لئے یکساں روک ہے۔ اور جس طرح وہ لوگ ایک بڑی غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں جو مسیح ناصری کو محمد الرسول اللہ کے بعد دنیا میں واپس لانے کے منتظر ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی غلطی کر رہے ہیں جو جناب مرزا صاحب کی طرف منصب نبوت منسوب کر رہے ہیں۔ مگر یہ بھی ہونا تھا۔ اور مشابہت کے لئے غلو ضروری تھا۔ گر غنیمت ہے کہ پہلے مسیح کے مریدوں نے تو مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا۔ دوسرے کے مریدوں نے نبوت ہی پر اکتفا کیا۔ غرض غلو دونوں کی شان میں ہوا۔ گر جس طرح پہلا مسیح اس غلو کے نقص کا ذمہ دار نہیں اسی طرح دوسرے کا دامن بھی اس کی ذمہ داری سے پاک ہے۔

مولا کریم نے جب انبیا کی بعثت کا سلسلہ جناب ختمی مآب صلعم کے بعد ختم کیا اور دنیا آئندہ کسی نبی یا کتاب یا شریعت کی ضرورت سے مستغنی فرمایا تو آئندہ اصلاح خلق کا کام جو دراصل انبیا کا کام تھا۔ اس امت مرحومہ کو جو خیر الامم ہے، سپرد فرمایا۔ جیسا کہ قرآن کریم کے متعدد احکام مثلاً

لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔

(ترجمہ) تا کہ تم لوگوں کے معلم بنو اور رسول تمہارا معلم ہو۔

وکنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔

(ترجمہ) تم بہترین گروہ ہو جو لوگوں کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔

نیکی کا حکم کرو اور بدی سے روکو۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر

تم میں ہمیشہ ایک گروہ ہو جو لوگوں کو قرآن کی طرف بلائے نیکی کا حکم کرے اور بدی سے روکے۔

اس پر شاہد ہیں۔ اور متعدد احادیث مثلاً علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وغیرہ کے بھی یہی معنے ہیں۔ چنانچہ بجائے انبیا کے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کئے جانے کا وعدہ ہوا۔ اور اس کے مطابق اسلام میں متواتر مجدد اور محدث آتے رہے۔ اور اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ اور اسی زمرہ میں یہ محدث اور چودھویں صدی کا مجدد ہے جو خدمت اسلام اور محض خدمت اسلام کے واسطے مامور ہوا ہے۔ اور جو زمانہ کے حالات کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے حکم جاھدھم بہ جھادا کبیرا بجائے تلوار کے قرآن کریم کے ساتھ جہاد کبیر کر رہا ہے۔ اور اسی جہاد کبیر میں شامل ہونے کے لئے نہایت درد دل کے ساتھ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ فی الحال اس جہاد میں ہم سے ہماری جانوں کا مطالبہ نہیں بلکہ صرف مال کا ہے۔ جو دراصل اللہ تعالیٰ کا ہی ہے کیونکہ اول تو اسی کا دیا ہوا ہے اور دوم مومن کا مال اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدل میں خرید لیا ہوا ہے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ میرے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میری اس دلی تڑپ کی ترجمانی کر سکے ہوں جو آپ کی اس جہاد میں شمولیت کے لئے میرے دل میں ہے اور خدا کرے میری یہ تڑپ آپ کی خاطر عاطر پر مؤثر ہو۔ آمین۔

اس سلسلہ احمدیہ سے متعلق کچھ اور معلومات مطلوب ہوں تو خیاز مند کو ارشاد فرمائیں انشاء اللہ العزیز اپنے علم کے مطابق عرض خدمت کرونگا اور میں انشاء اللہ وسط ستمبر میں بفضلہ تعالیٰ ملازمت سے فارغ ہو کر اپنے گھر جھنگ جا رہا ہوں۔ اگر میری حاضری مطلوب ہو تو ارشاد فرمائیں۔ اس تاریخ کے بعد در دولت پر حاضر ہونے کی کوشش کرونگا۔

والسلام معہ الاکرام

خاکسار

(خان بہادر میاں) غلام رسول بیتم۔ ساکن گھمیانہ۔ حال ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (پولیس لدھیانہ)

ہندوستان

—— مرکزی جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ کی تحریک پر شیخ محمد امین نو مسلم بیرسٹر لاہور نے نو مسلم کانفرنس کراچی کی صدارت قبول کر لی ہے۔ جس کا اجلاس ۱۸ و ۱۹ ستمبر کو منعقد ہوگا۔

—— شیخ صادق حسن بیرسٹر امرتسر رکن اسمبلی نے اسمبلی کے اجلاس میں چند سوالات پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جن میں بعض یہ ہیں۔

(۱) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ امپیریل بنک میں کوئی مسلمان ڈائرکٹر نہیں

(۲) کیا حکومت کو علم ہے کہ انجمن اسلامیہ پشاور کی معروضات پر سر کلاجنکب جی او سی نارمن کمانڈر نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا کہ مختلف فرقوں کے لئے آسامیوں کی تعداد مقرر کی جائے۔

(۳) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ۳۰ فیصدی اور غیر مسلموں کے لئے ۷۰ فیصدی کی نسبت سے اسامیاں مقرر کی گئی تھیں۔ کیا حکومت اس بات کے وجوہ بتا سکتی ہے کہ مسلمانوں کو ۳۰ فیصدی اسامیاں کیوں دی گئیں جبکہ صوبہ سرحد میں ان کی آبادی ۹۵ فیصدی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت بتائے گی کہ ایک مسلمان اور دو ہندوؤں کا تناسب کس بنا پر قائم کیا گیا ہے؟

(۴) کیا حکومت کو علم ہے کہ فوجی دفاتر میں مسلمانوں کی قلت کے متعلق سر سی جیکب نے حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے:۔

"اس امر واقعہ میں بہت کچھ صداقت ہے کہ ایک مسلمان کے لئے خواہ وہ کتنا ہی لائق ہو کثیر التعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں جنہوں نے ہمارے دفاتر پر تقریباً قبضہ کر رکھا ہے۔ ترقی کرنا غیر ممکن ہے۔ لیکن ہم اس نقص کو کس طرح دور کر سکتے ہیں۔"

یہ امر تعجب خیز ہے کہ سرحد جیسے صوبہ میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ہندو تمام کلرکوں کی اسامیوں پر قبضہ جمالیں۔

(۵) کیا حکومت ہند بیان کرے گی کہ شمالی ہند کا کمانڈر اس معاملہ کی اصلاح کے لئے کیا کارروائی کر رہا ہے۔

—— بمبئی میونسپل کارپوریشن کی اسکول کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ابتدائی مدارس کی ایک اردو درسی کتاب میں سے یہ جملہ نکال دیا جائے کہ:۔
"سر مائیکل اوڈوائر ایک ہر دلعزیز گورنر تھا"

—— لاہور ۱۳ ستمبر۔ گورنر باجلاس کونسل کے اعلان کے مطابق پنجاب کے جیل خانوں کا ترمیمی قانون مجریہ ۱۹۳۲ء ۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء سے پنجاب میں نافذ ہوگا۔

—— ۱۱ و ۱۲ ستمبر کو ڈھاکہ کی ہندو کانفرنس کا اجلاس منعقد ہونے والا تھا جس کی صدارت ڈاکٹر مونجے کو پیش کی گئی تھی۔

—— ملک کے بعض سیاسی لیڈروں نے مہاتما گاندھی کو از سر نو سیاسی سرگرمیاں شروع کر دینے کی دعوت دی تھی۔ اس کا جواب مہاتما گاندھی نے یہ دیا ہے کہ وہ اس درخواست کو دعوت دینے والوں کے مجوزہ طریق سے منظور نہیں کر سکتے۔

—— بلدیہ مدراس نے اس مسئلہ پر غور و خوض کیا کہ آیا بلدیہ حکومت کے خلاف مقدمہ دائر کر سکتی ہے اور عدالت کا حکم حاصل کر کے اسے اس بات سے روک سکتی ہے کہ وہ شہر کے اندر تپ دق جیسے خطرناک مرض کا ہسپتال قائم نہ کرے۔ آخر میں فیصلہ کیا گیا کہ وکیل بلدیہ کے مشورہ کے مطابق حکومت کے خلاف مقدمہ دائر کیا جائے۔

—— مجلس مرکزیہ خلافت کا اجلاس ۲۳ اور ۲۴ ستمبر کو دہلی میں منعقد ہوگا تاکہ خلافت کے وفد حجاز کی روداد پر غور و خوض کیا جائے۔ دیگر مسائل کے علاوہ اس مسئلہ پر بھی بحث و تمحیص ہوگی کہ موتمر مسلمانان عالم کی ایک شاخ ہندوستان میں بھی قائم کی جائے۔ مجلس عاملہ خلافت کا جلسہ ۲۰ ستمبر کو ہوگا۔

—— معزز معاصر "پیپ کرانیکل" کا وقائع نگار اطلاع دیتا ہے کہ ریاست جیپور کے سٹی مجسٹریٹ دس بجے صبح سے رات تک اور بعض اوقات رات کے دس بجے تک اپنی عدالت میں اجلاس کرتے ہیں۔ اس وقت سے پبلک کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

—— یہ سٹی مجسٹریٹ پہلے جب ناظم یا مجسٹریٹ ضلع تھے تو شب کے ۸ بجے سے صبح ۳ یا ۴ بجے تک ان کی عدالت کا اجلاس ہوتا تھا۔

—— الہ آباد ۸ ستمبر۔ غازی پور کے چند ہندوؤں نے ماتحت جج کی عدالت میں مسلمانوں کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہے کہ مساجد کے سامنے باجا بجانے اور دوسری رعایتیں حاصل کرنے کے متعلق ہمارا حق تسلیم کیا جائے۔ مسلمان مقدمہ کی پیروی کر رہے ہیں۔

—— جنوبی افریقہ کا وفد ۱۰ ستمبر کو بمبئی پہنچے گا۔

—— کلکتہ کے ایک ہندو سوداگر لالہ رگھومل کا بدلیوری نے ۱۲ لاکھ روپیہ کی غیر منقولہ جائداد خیراتی مقاصد کے لئے وقف کرنے کی وصیت کی ہے۔

—— نیٹال (جنوبی افریقہ) کے ہندوستانیوں کے تار کے جواب میں کہ آیا وہ لوگ بھی جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ کے وفد کے ساتھ اپنا کوئی وفد بھیجیں یا نہیں۔ مہاتما گاندھی نے مسز نیڈو کے مشورہ سے جواب دیا ہے کہ اس قسم کے وفد کی چنداں ضرورت نہیں۔

ممالک خارجہ

—— نائلہ خانم ترکی کی پہلی خاتون ہیں جو ہوائی جہاز چلانا سیکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ انہوں نے تحسین بے کے ساتھ ہوائی جہاز میں ۴۰ میل کا سفر کیا۔ نائلہ خانم ایک دولتمند خاتون ہیں اور محض شوق کے لئے یہ کام سیکھنا چاہتی ہیں۔

—— گزشتہ اشاعت میں بتایا جا چکا ہے کہ ابن سعود جرمنی سے سیاسی تعلقات پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کی خواہش ہے کہ جرمنی اپنا ایک وزیر بطور نمائندہ یہاں بھیجدے۔ انگورہ کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ترک بھی سلطان ابن سعود اور جرمنی میں تعلقات پیدا کرانے میں بدل و جان کوشاں ہیں۔ اور انہی ان تھک کوشش اس معاملہ میں صرف کر رہے ہیں اور انہی کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ موسیو والمقر نے اپنے کو حکومت نجد کے پاس جانے کے لئے پیش کیا ہے۔ ابھی تک یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ برلن سے روانہ ہوئے یا ابھی وہیں ہیں۔

—— استنبول میں دو گھروں کے پانچ آدمی اس جرم میں پکڑے گئے ہیں کہ وہ ان لوگوں کے قتل پر سوگ کر رہے تھے جو سازش کے سلسلہ میں مارے گئے۔ حلب کا اخبار "وقت" اطلاع دیتا ہے کہ گو یہ خبریں ترکی اخبارات میں شایع نہیں ہو رہی ہیں مگر معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی میں مقتولین کے لئے گھر گھر سوگ کیا جا رہا ہے۔ اور تمام حلقوں میں رنج و الم کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس تشدد سے سازش کی قوتیں دبی نہیں بلکہ اور زیادہ ابھر آئی ہیں۔ اور اب کمال پاشا کی جان کی بہت حفاظت کی جا رہی ہے۔

—— امریکہ سے دو تبلیغی وفد ممالک عرب میں تبلیغ کا کام کرنے کے لئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک عراق اور دوسرا ساحل خلیج فارس کے علاقوں میں کام کرے گا۔

—— تازہ ترکی ڈاک سے موصول شدہ اخباروں میں اس خبر کی نہایت زور سے تردید کی گئی ہے کہ کمال پاشا اپنے خاندان کے لئے بادشاہی محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ ملت لکھتا ہے کہ یہ خبر مضحکہ خیز ہے۔

—— دمشق کی تازہ خبریں مظہر ہیں کہ فرانس کی دو بٹالینوں میں بغاوت ہو گئی۔ فوج کے اکثر حصے نے کمانڈر کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان فوجوں میں زیادہ تر حلب و بیروت کے لوگ بھرتی تھے۔

—— افغانستان کی ہوائی طاقت کے متعلق بعض انگلستانی جرائد نے پچھلے دنوں جو غیر متعلق بحثیں چھیڑ دی تھیں اور ہندوستان پر روسی افغانی حملہ کا اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ افغانی سفیر متعینہ لندن نے اس کی پرزور تردید کی ہے اور اعلان کیا ہے کہ افغانستان کی مساعی محض دفاعی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور حکومت افغانستان کسی ہمسایہ ملک پر حملہ آور ہونے کی خواہش نہیں رکھتی۔ اور یہ حقیقت بھی واضح رہنا چاہیئے کہ افغانوں کو ان کی کسی ہمسایہ طاقت کے خلاف بطور آلہ کار استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

—— حکومت ناروے نے نئا کر قسم کے جنگی جہازوں کی تیاری کی فرمائش کی ہے جن کی رفتار ڈیڑھ سو میل گھنٹہ ہوگی۔ ہر جہاز مشین گنوں اور بم پھینکنے والے آلات سے مسلح ہوگا۔

—— افغانستان کے اخبار "حکومت" نے بیان کیا ہے کہ جشن استقلال کے موقعہ پر کیل مختار دولت روس اور وزیر خارجہ افغانستان نے ایک غیر جانبداری اور موافقت کے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ دونوں سلطنتوں میں سے کسی ایک پر کوئی تیسری طاقت حملہ کرے تو دوسرا فریق مکمل غیر جانبداری برتے۔ اور نہ آپس میں فریقین ایک دوسرے پر حملہ کریں۔ اور ایک دوسرے کے دشمنوں سے نیا نا معاہدہ کرنے سے محترز رہیں۔ اور نہ ایک دوسرے کے داخلی معاملات میں دخل دیں۔

—— اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ عنقریب ترکوں، روسیوں اور ایرانیوں کے مابین ایک عہد نامہ پر دستخط ہو جائیں گے۔ جس کی رو سے ہر دستخط کنندہ پر یہ لازم ہوگا کہ اگر ان میں سے کوئی جنگ میں شریک ہو تو دیگر دستخط کنندگان غیر جانبدار رہیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے مابین آپس میں پہلے بھی معاہدے ہو چکے ہیں۔ (پاینیر)

—— اسپین میں بدینوجہ مارشل لا کا اعلان کیا گیا ہے کہ فوج میں نظم قائم رہ سکے۔ حکومت کی طرف سے جو اعلان کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ۶ر جون کے اعلان کے بعد سے بعض غیر موزوں اور ناروا کارروائیوں کی وجہ سے صورت حال خطرناک تھی۔

—— ہسپانوی توپخانہ نے جو غدر کیا تھا۔ وہ اب ختم ہو گیا ہے۔ سرغنوں پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

—— ۶ر ستمبر سے بمقام جنیوا جمعیۃ الاقوام کی اسمبلی کا ساتواں اجلاس شروع ہے۔ کونسل کی عارضی نشستوں کے لئے جو انتخاب ہونے والے ہیں ان کے متعلق خاص دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— ویسٹ منسٹر گزٹ کو معلوم ہوا ہے کہ ہوائی جہازوں کا ایک جدید بیڑہ جو فوجوں کو منتقل کرنے کے لئے ہوگا لندن سے عراق بھیجا جائے گا۔ ایک ہوائی جہاز میں ۲۴ مسلح سپاہی بیٹھ سکیں گے۔ جب وہ پورے لدے ہوں گے تو ان کا وزن ۹ ٹن ہوگا۔ اور ان کی رفتار ۱۰۴ میل فی گھنٹہ ہوگی۔ ان میں توپوں کے لئے بھی جگہ ہوگی۔ اور ان میں بیٹھنے والوں کی نشستیں تہہ کی جا سکیں گی۔

—— ہسپانوی اخبارات اس افواہ پر کہ ہسپانیہ مراقش سے فوجیں واپس بلا لینے اور ۱۹۱۲ء کے معاہدہ ہسپانیہ و فرانس کو منسوخ کر دینے پر غور کر رہا ہے۔ تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔

—— سوویٹ روس [illegible] ۳۰ لاکھ روبل کی رقم مجتیہ کا ملنان برطانیہ کو بھیج رہی ہے۔

—— جمعیۃ الاقوام کی کونسل نے یہ تحریک منظور کر لی ہے کہ جس وقت جرمنی جمعیۃ الاقوام میں داخل ہو اسی وقت اس کو کونسل کی مستقل رکنیت دے دی جائے گی۔

—— بعد کی خبر ہے کہ جمعیۃ الاقوام کی اسمبلی نے متفقہ طور پر جرمنی کو جمعیۃ کا رکن بنا لیا ہے۔

—— سوویٹ حکومت نے فرانس کو ماسکو میں تجارتی نمائش منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی۔ حالانکہ اس کے متعلق معاہدہ پر دستخط ہو چکے تھے۔ اور نقد رقوم ارسال کی جا چکی تھیں۔ فرانس میں سوویٹ حکومت کے اس رویہ کو فرانس کی توہین خیال کیا جا رہا ہے۔ اور اسے چوری کا مرادف قرار دیا گیا ہے۔

—— ہسپانیہ کے وزیر امور خارجہ نے سرکاری طور پر اس خبر کی تردید کی ہے کہ ہسپانیہ مراقش کو خالی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

—— سلطان ابن سعود اور فرانس کے مابین معاہدہ ہو گیا ہے اور فرانس کا سرکاری نمائندہ حجاز میں پہنچ گیا ہے۔

—— فرانس اور ملک نیصل کے مابین جو نزاع قائم تھا وہ اگرچہ بظاہر مٹ گیا ہے۔ لیکن حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس نزاع کا خاتمہ نہیں ہوا ہے۔

—— عربی اخبار "فتح العرب" برلن کے ایک اخبار کا حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہے کہ جرمنی کا تعلق ترکوں سے خوشگوار ہو جانے کے بعد اس کا ارادہ یہ ہے کہ تمام دول اسلامیہ خصوصاً ایران اور ابن سعود سے تعلقات پیدا کرے۔

[illegible] سب احباب بہت عرصہ سے [illegible] اشاعت [illegible]

ضرورت مدرسین

ہندوستان سے باہر ایک مسلم ہائی سکول کے لئے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو اعلے تعلیم کی قابلیت اور تجربہ رکھتا ہو۔ اور علوم دینی سے بھی واقف ہو تا کہ سکول کو ایک تبلیغی مرکز بنا سکے تنخواہ حسب قابلیت ۲۰ پونڈ سے ۳۰ پونڈ تک ماہوار ہوگی۔

اور مدرس بھی وہاں کے لئے چاہئیں۔ انگریزی زبان دانی کی خاص ضرورت ہے۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

انعام ! انعام !! انعام

جو اصحاب اخبار پیغام صلح کے لئے ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۶ء تک خریدار بہم پہنچانے کی کوشش فرمائیں گے ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل انعام پیش کئے جائیں گے۔

(۱) ایک ایک سال کے لئے بیس خریدار دینے والے کو		ترجمۃ القرآن انگریزی یا بیان القرآن۔
(۲) " "	دس "	اوپر کی ہر دو کتب نصف قیمت پر
(۳) " "	پانچ "	محمد دی پرافٹ یا سیرۃ خیر البشر
(۴) " "	تین "	خلافت راشدہ مجلد

جو کتابیں ایک دوسری کے عوض میں رکھی گئی ہیں ان میں سے انعام میں وہ بھیجی جائیں گی جنھیں خریدار بہم پہنچانے والا لینا چاہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔

منیجر اخبار پیغام صلح لاہور

احمدیہ مسلم ہوسٹل

احمدیہ مسلم ہوسٹل ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء سے گزشتہ سال والی کوٹھی (ملوکہ ملک غلام محمد صاحب واقعہ ۳ میڈن روڈ) میں موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پھر جاری ہوگا۔ اس کوٹھی میں تقریباً ۲۵-۳۰ طلبہ کے واسطے گنجائش ہے۔ احمدی طلبہ اور ان کے والدین کو بالخصوص اور دیگر مسلمانان پنجاب کو جن کے بچے لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں بالعموم اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ خبر نہایت ہی مسرت کے ساتھ کی جائے گی کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس ہوسٹل کو یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے منظور کر لیا ہے۔ اور ماہوار امداد بھی مل رہی ہے۔ اس ہوسٹل کی واحد غرض نونہالان قوم کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا درست رکھنا ہے۔ اور ان پر مذہب کی حقیقت کو بکلی واضح کر کے ان کے اندر مذہبی احساس پیدا کرنا ہے۔ نماز با جماعت۔ درس قرآن مجید اور مذہبی لکچروں کا انشاءاللہ باقاعدہ انتظام ہوگا۔ ہوسٹل انشاء اللہ العزیز ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء سے نئی کوٹھی میں نہایت اعلے پیمانہ پر شروع ہوگا۔ انجمن نے اپنی گرہ سے کم و بیش سو ڈیڑھ سو روپے کا ماہوار خرچ برداشت کرنا منظور کر لیا ہے۔ ان طلبہ کے والدین کو جو امسال لاہور کے کالجوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ فیس داخلہ دو روپے۔ فیس ماہوار پانچ روپے خرچ خوراک جو طلبہ کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ تقریباً بارہ یا تیرہ روپے ماہوار ہے۔ درخواستیں برائے داخلہ یا مزید حالات دریافت کرنے کے واسطے حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

شیخ محمد عبداللہ سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل لاہور

زراعتی آلات و دیگر سامان مشینری عمدہ

ٹبالہ کی مشہور و معروف چارہ کاٹنے کی مشینیں آہنی رہٹ (ملٹ) زراعت فارم کے نمونے کے آہنی ہل خراس (بیلن چکی) ہینڈ چاول بسویاں اور یادام رنجن کی مشینیں وغیرہ منگانے کے لئے باتصویر فہرست مفت منگائیے۔

غازہ یوسفی رجسٹرڈ

شہزادہ پرنس آف ویلز کی سفارش سے ڈاکٹر لامنڈیل صاحب نے مہاراجہ میسور کے لئے بنایا تھا۔ جس کو متواتر مدت پر سات یوم ملنے سے یا چہرہ پر لگانے سے مثل مخمل نرم اور رنگ مانند گلاب کے ہو جاتا ہے۔ گالوں پر سیاہ داغ چھائیاں، جھریاں دور ہو جاتی ہیں۔ یہ خوشبودار پھولوں سے بنایا گیا ہے خوشبو اس قدر اعلیٰ ہے کہ جب تک دوبارہ غسل نہ کیا جائے دماغ معطر رہے۔ اور کل جلدی امراض مثلاً لال گند۔ پسینہ کی بو۔ خارش۔ داد۔ پھوڑا پھنسی وغیرہ کے لئے بھی بیحد مفید ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

رعایت۔ تین شیشی کے خریدار کو ایک معاف۔

المشتہر

محمد شفیق اینڈ کو آگرہ

اصلی مشہدی لنگیاں

حبیب سیٹھ کی دکان شہر لدھیانہ میں مدت سے قائم ہے۔ اس کارخانہ کا مال تمام دکانداروں اور فوج کے افسروں نے پسند کیا ہے خصوصاً اخبارات کے خریدار لے آزمائش ہے۔ ریشمی مشہدی لنگی رنگ سیاہ یا سلیٹی طول ۷ گز چار روپیہ آٹھ آنے طول سات گز قیمت سوا پانچ روپیہ۔ ریشمی صافے رنگ موتیا۔ نساری۔ گلابی ہر رنگ ۷ گز (عہ) پانچ روپے سات گز چھ روپے چار آنے۔ آٹھ گز ساڑھے چھ روپیہ چینی مانی سوتی باریک لنگیاں چھ گز دو روپیہ چار آنہ سات گز دو روپیہ کلاہ بچا زری دار چار روپے۔ جھوٹا زری دار ایک روپیہ چار آنہ دری بستر بڑے نیک کی رنگ نیلا ۲½ گز ۱½ گز قیمت فی جوڑہ چار روپے چار آنہ۔ پھولدار جوڑہ چار روپیہ بارہ آنہ۔ فہرست کارخانہ مفت۔

حبیب سیٹھ اینڈ کمپنی سوداگر شہر لدھیانہ

برادران اسلام کو خوشخبری

جمع قرآن

مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب مترجم قرآن کریم اردو و انگریزی چھپ کر تیار ہو گیا ہے

کئی احباب دیر سے منتظر تھے۔ کہ جمع قرآن شایع ہو۔ لہٰذا ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ جمع قرآن مصنفہ حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ جس میں قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ اور جو اعتراضات حفاظت قرآن مجید پر غیر مذاہب کے لوگ کیا کرتے ہیں ان کی تردید کی گئی ہے۔ ڈاکٹر منگانا کی "صفحات" کی حقیقت بھی الم نشرح کی گئی ہے۔ قیمت بھی پہلے کی نسبت کم ہے لکھائی چھپائی قابل دید ہے۔ ضرور مطالعہ فرمائیے۔ پتہ

مینجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنائیے

ان کی بخار کھانسی۔ بدہضمی۔ دودھ ڈالنا۔ دست ہونا پسلی چلنا پیٹ پھولنا۔ کمزور ہو کر سوکھ جانا۔ موٹا نہ ہونا وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے

—— حکیم ملسی پرشاد گوالی کی گورنمنٹ سے رجسٹری کرائی ہوئی ——

بال جیون گھٹی رجسٹرڈ

ایک مشہور بچی شرودیشی بارہ صفت دوا ہے۔ اسکو بچے اور دائیاں شوق سے خوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ اگر یہ گھٹی اچھے بیٹے بچے کو پلا دی جایا کریگی تو وہ ہمیشہ تندرست رہیگا۔ اور کبھی کوئی بیماری اسکے پاس تک نہ آئیگی قیمت فی شیشی ۱۲ محصول [illegible] دوکانداروں اور ایجنٹوں کو زیادہ [illegible] ایک درجن کی قیمت [illegible] محصول [illegible] اشتہارات و سائن بورڈ ہمراہ پارسل مفت۔ فروخت نہ ہونے پر واپسی کی شرط

—— بازاروں میں دیسی انگریزی دوا فروشوں سے خریدو اگر کہیں نہ ملے تو ——

بال جیون گھٹی کاریالیہ علی گڑھ سے منگاؤ

مفت لو۔ [illegible] کا نام [illegible] رسالہ [illegible] مفت

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۵

ایک نہایت ضروری اعلان

حضرت امیر کا پیام

تمام جماعت کے نام

برادران کرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ایک مدت سے اس کوشش میں ہوں کہ جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں میں جو اس وقت اپنی اپنی جگہ پر علیحدہ علیحدہ کام کر رہی ہیں باہم تنفر کے بجائے تعلقات اخوت اسلامی پیدا ہوں۔ اسی لئے اس سے پہلے بھی ایک دفعہ یہ اعلان کیا تھا کہ فریق قادیان کے متعلق کوئی دل آزار یا سخت کلمات ہماری تحریروں میں نہیں ہونے چاہئیں۔ مگر باایں ہمہ اخبار پیغام صلح کے صفحات اس نقص سے پاک نہیں ہوئے۔ اور اس کی وجہ عموماً مضمون نگاروں یا ایڈیٹر اخبار کی طرف سے یہ دی جاتی ہے کہ چونکہ فریق ثانی کی طرف سے ایسے لفظ استعمال ہوتے ہیں اس لئے مجبوری جواباً ان کو بھی یہ سختی کا طریق اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ جب دو فریق میں سے ایک کی طرف سے زیادتی ہو۔ تو دوسرا دفاع پر مجبور ہوتا ہے۔ لیکن تحریرات کے معاملہ میں میں سمجھتا ہوں کہ باوجود ایک فریق کی زیادتی کے دوسرا فریق نرمی کا طریق اختیار کر سکتا ہے اور سختی کا جواب ہر وقت سختی سے دینا ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک اصلاح کے لئے بسا اوقات صبر اور برداشت سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہی تعلیم قرآن شریف کی سطر سطر میں نظر آتی ہے۔ کہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں ان کے مقابلہ میں صبر اختیار کرنا چاہئے۔ پس جب مخالفین اسلام کے مقابل پر ہمیں یہ حکم ہے کہ نرمی اور صبر اختیار کریں۔ تو اگر دو مسلمان فریق میں باہم بعض مسائل میں اختلاف ہو تو یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابل میں نرمی اختیار کریں اور اگر کوئی سختی دوسری طرف سے ہو بھی تو اس کو صبر سے برداشت کریں اور اپنے نیک نمونے سے اپنے بھائیوں کے دلوں کو مسخر کر لیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ابتدائے اختلاف کا زمانہ ایک جوش کا زمانہ تھا۔ جس میں زیادتی کے مقابل پر زیادتی کا بھی عذر ہو سکتا تھا۔ لیکن اب وہ زمانہ باقی نہیں رہا اور اب اگر اختلاف باقی بھی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ کب تک باقی رہے گا تو مسائل پر بحث اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جس طرح ہم دوسرے غلط عقائد پر بحث کرتے ہیں۔ کسی عقیدہ یا کسی غلطی کے اظہار کے لئے نہ کسی خاص شخص کو برا کہنے کی ضرورت ہوتی ہے نہ اس پر کوئی ذاتی حملہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ سے میں اپنے تمام احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے ہماری تحریرات کی روش خواہ وہ اخبار میں ہوں یا رسالوں میں اس کے مطابق ہونی چاہئیں۔ اور اس امر پر کہ کسی دوسرے پر کوئی حملہ نہ ہو۔ یا اس کی دل آزاری نہ ہو ایک نیکی کا کام سمجھ کر اس خلق کو جو فی الحقیقت انبیاء کا خلق ہے۔ اپنے اندر لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسائل اور عقائد پر بحث ضرور رہے گی لیکن اس میں کسی شخص کی ذات پر بھی کوئی حملہ نہ ہو نہ کسی کے متعلق کسی قسم کے دل آزار کلمات ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ طرز تحریر جس میں نرمی کا پہلو غالب ہو بالآخر زیادہ مفید نتائج پیدا کرنے والی ہوگی۔

نوٹ۔ میں اس جگہ یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسی مضمون کی ہدایت میں اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹر کے نام کوئی پندرہ روز ہوئے بھیج چکا ہوں اور انہیں ہدایت کر چکا ہوں۔ کہ اگر کوئی ذاتی حملہ دوسرے فریق کے متعلق اخبار میں نکلے گا۔ تو وہ اس کے جوابدہ ہوں گے۔ والسلام

خاکسار محمد علی۔ پیٹر برو۔ ڈلہوزی ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء

حضرت میاں صاحب کا اعلان

برادران السلام علیکم،

میں اس اعلان کے لئے ایڈیٹران، نامہ نگاران و مصنفین سلسلہ احمدیہ کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جو اختلافات سلسلہ میں کسی نہ کسی سبب سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ سے بعض دفعہ مبائعین بھی گو جواباً ہی کیوں نہ ہو ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے مسئلہ کی تحقیق پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ صرف دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہے۔ گو جواباً بعض دفعہ سختی کرنا ایک قسم کا علاج ہی ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جبکہ دنیا کی نگاہیں خاص طور پر ہماری طرف لگی ہوئی ہیں۔ لوگوں میں یہ امر ہماری جماعت کی سبکی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور یہ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ دنیا اخلاق سے فتح ہو سکتی ہے۔ نہ کہ ہمارے زوردار الفاظ سے۔ اس لئے آئندہ کے لئے میں اپنے تمام احباب کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ جواباً بھی کوئی ایسا کلمہ اپنی تحریرات میں درج نہ کریں جس سے کسی پر ادنیٰ سے ادنیٰ ذاتی حملہ بھی ہوتا ہو۔ بلکہ صرف مسائل کی تحقیق سے کام لیں۔ چونکہ کسی فریق کے حد سے بڑھ جانے پر بعض دفعہ الزامی جواب کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اس لئے میں سردست اس اعلان کو تین ماہ کی مدت سے مشروط کرتا ہوں۔ اس تین ماہ کے عرصہ میں تو خواہ کوئی حالات بھی پیش آئیں اور الزامی جواب نہ دینے سے نقصان بھی ہو تب بھی اس اعلان کو قائم رکھا جائے گا۔ لیکن تین ماہ کے بعد یہ دیکھا جائیگا کہ آیا دوسرے فریق نے کوئی اصلاح کی ہے یا نہیں۔ اگر اس کا رویہ ایسا درست ہوا یا ایسا اشتعال انگیز نہ ہوا کہ جس کی وجہ سے الزامی جواب دینے کی ضرورت پیش آئے تو پھر اس اعلان کی مدت کو لمبا کر دیا جائیگا ورنہ دوبارہ اعلان کرکے مجبوری کی وجہ سے اس اعلان کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ میں دوستوں کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر کسی مصنف یا مؤلف یا مضمون نویس یا ایڈیٹر نے اس کے خلاف عمل کیا اور اس کے اس فعل کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تو میں تحقیقات کے بعد ایسے شخص کے خلاف اظہار نفرت کرنے پر مجبور ہوں گا۔ پس میری محبت اور میری باتوں کی قدر کرنے والے دوستوں کو اپنی تحریرات میں خود ہی ہوشیار رہنا چاہئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ایسے سامان پیدا کر دے کہ ہمیں آئندہ کبھی اس اعلان کو منسوخ کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ والسلام

خاکسار
مرزا محمود احمد

اخبار احمدیہ

ضروری التماس پہلے بھی عرض کیا گیا تھا کہ ہمارے جن احباب نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کے دست مبارک پر سلسلہ احمدیہ میں بیعت کی ہے وہ تاریخ بیعت سے جلد اطلاع دیں۔ لیکن بہت کم احباب نے اس طرف توجہ کی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ لکھنے اور انجمن کا ریکارڈ مکمل کرنے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔ ارادہ ہے کہ تاریخ بیعت کی ترتیب کے لحاظ سے ایسے جملہ احباب کے نام اخبار میں بھی شائع کر دیئے جائیں۔ اگر وہ اپنی مختصر سوانح عمری و اصل وطن وغیرہ بھی لکھ دیں تو نہایت مفید ہوگا۔

دعائے مغفرت ٹرینیڈاڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے دوست عبد الغنی صاحب کی صاحبزادی ۲۲ جون ۱۹۲۶ء کو اور شیخ حسین صاحب کا صاحبزادہ شیخ ولایت حسین صاحب ۱۰ جون ۱۹۲۶ء کو وفات پا گئے ہیں۔ جملہ احباب مرحومین کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔ ہمیں مرحومین کے والدین اور اقرباء سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر عطا فرمائے۔ اور مرحومین کی مغفرت کرے۔

بزم احباب

اٹلی

پروفیسر روبنلی صاحب لکھتے ہیں کہ میں آپ کے تحفہ کا جو آپ نے انگریزی قرآن شریف کی صورت میں بھیجا ہے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ذریعہ سے مجھے اطالین ترجمہ قرآن کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ اگر کسی جگہ ترجمہ میں کوئی مشکل پیش آگئی تو میں آپ سے حل کرانے کی کوشش کرونگا۔ چند وجوہ کی بنا پر ترجمہ قرآن کا کام تعویق میں پڑگیا ہے لیکن امید ہے کہ یہ کام جلد ہی باقاعدہ شروع کر دیا جائے گا۔ میں دوبارہ آپ کے اس تحفہ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

امریکہ

ایک نو مسلم دوست لکھتے ہیں کہ کسی دوست کی مہربانی سے اخبار لائٹ کی ایک کاپی ملی جسکے لئے میں مشکور ہوں۔ اس کے مطالعہ نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔ اور میرے علم میں اضافہ کیا۔ تقدیر والا مضمون نہایت عمدہ تھا۔ اور میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ اس پر گواہ ہے اور مجھے اب محسوس ہوگیا ہے کہ ۳۰ سال قبل جو میں نے صراط مستقیم کی طرف قدم اٹھایا تھا وہ بالکل درست تھا۔ اور اس صحیح طریق پر چل کر میرا ایمان روز بروز پختہ ہوتا گیا۔ جرمنی کے ڈاکٹر مارقوس کی طرح مجھ پر بھی مطالعہ کے بعد اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوتی گئیں اور میں ایک ایسی شخصیت سے ملا۔ جو اس زمانہ میں روحانی تعلیم کا سرچشمہ تھا۔

چین

برادر اسمٰعیل صاحب چینی لکھتے ہیں کہ اتنا عرصہ دراز آپ کو خط نہ لکھنے کی معافی چاہتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ خوش وخرم ہوں گے۔ میں اب چند ماہ ہوئے ہوکیوے واپس اپنے وطن کو آگیا ہوں اور آئندہ وہاں جانے کا ارادہ نہیں۔ کیونکہ چین میں تبلیغ اسلام کا خیال میرے دل کو چین نہیں لینے دیتا۔ ہم چینی مسلمانوں کی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ چند نوجوانوں نے تبلیغ اسلام کی کوشش کی لیکن کمی استقلال وہمت کے باعث ناکام رہے۔ نیز اس سبب سے بھی کہ مشکلات کے مواقع پر انہیں ڈھارس دینے والا کوئی نہ تھا۔ جتنے اخبارات بیان اسلام کے لئے جاری ہوئے تھے وہ سب اب بند ہیں بجز ایک کے جو ہم ... اپنے ذاتی خرچ پر شائع کرتے ہیں۔ یہاں کے بھائیوں کی تجویز ہے کہ یہاں سے تبلیغ اسلام کے لئے ایک پندرہ روزہ اخبار نکالا جائے۔ لیکن خطرہ ہے کہ بطور سابق سرمایہ کی کمی کے باعث ہماری ہمتیں ہار جائیں اور یہ بند ہو جائے۔ اس لئے اس بارہ میں ہم آپ کی امداد کے خواہاں ہیں۔ کیونکہ ہمارا تجربہ بتا رہا ہے کہ سوائے آپکی انجمن کی امداد کے اور کوئی ذریعہ اس کام کو آخر تک نباہنے کا نہیں ہے۔ اور اگر آپ نے ہماری امداد نہ کی تو اس کام کی کوئی پختہ بنیاد نہیں ہوسکتی

میں فرصت کے وقت آپ کے اسلامی لٹریچر کا چینی میں ترجمہ کرتا رہتا ہوں۔ جس کا معاوضہ مجھے برادر محی الدین صاحب دیتے رہتے ہیں۔ آپ سے ملتجی ہوں کہ اپنی ہر ایک کتاب کی ایک ایک کاپی مجھے بھیجدیں تاکہ میں آہستہ آہستہ ہر ایک کا چینی ترجمہ کر لوں۔ گو میں غریب ہوں۔ مگر مجھے خدمت اسلام کا جوش ہے۔ اور اگر آپ کو اس کام کا کرنا منظور ہے تو میں حاضر ہوں۔ میں نے سورہ یٰسین کا ترجمہ کر لیا ہے۔ اور حضرت امیر کی کتاب محمد اینڈ کرائسٹ کا ترجمہ عنقریب ختم ہو جائے گا۔ آپ ایک کاپی سیرۃ خیر البشر انگریزی مجھے بھیجدیں۔ حضرت امیر وجملہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

چین کا دوسرا خط

پیکن دارالخلافہ چین سے برادر ... صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ افسوس ہے کہ میں جلدی جواب نہ دے سکا۔ میں آپ کا اخبار نہایت دلچسپی سے پڑھتا ہوں اور پھر اپنے بڑے بیٹے کو جو استنبول میں تعلیم پا رہا ہے بھیجدیا کرتا ہوں۔ اس لئے ملتجی ہوں کہ اخبار باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ آپ نے گزشتہ خط میں ان چینیوں کے پتے طلب کئے تھے جنھیں اپنی قوم اور مذہب کی ترقی کا خیال ہو سو اس لئے میں آپ کو ایک ایسے شخص کا پتہ لکھتا ہوں جو اعلے درجہ کا تعلیم یافتہ اور اسلام کا دلدادہ ہے۔ اور وہ دن رات دین اسلام اور مسلمانوں کی بہتری میں کوشاں رہتا ہے۔ اور مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے مختلف اخبارات میں مضامین لکھتا رہتا ہے۔ آپ صاحبان کی کوششوں کا مداح ہے۔ اور ہر وقت آپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہے۔ اگر سب مسلمانوں کے دلوں میں ایسی تڑپ ہو تو اسلام ہر جگہ ترقی پا جائے۔ آپ اس سے خط وکتابت کریں۔ اور اسے اپنی کتابیں بھیجیں۔ انشاء اللہ آپ پر بہت جلد واضح ہو جائے گا کہ وہ شخص آپ کے لئے کس قدر مفید ہے یہاں کے مسلمانوں میں تعلیم عربی کی تحریک جاری ہے۔ اور اکثر مسلمان عربی سیکھ رہے ہیں۔ بعض لوگ انگریزی بھی جانتے ہیں۔ اگر آپ کی طرف سے کوئی نئی کتاب شائع ہوئی ہو تو مجھے بھیجدیجئے۔

امریکہ سے دوسرا خط

احمد عبداللہ صاحب نیویارک سے لکھتے ہیں کہ آپ کا خط پہنچا بیحد خوشی ہوئی۔ میں آئندہ ہفتہ یہاں سے باہر جا رہا ہوں اور اپنی ایک نئی کتاب ختم کرنے کے لئے دو ماہ باہر رہونگا۔ اور یکم اکتوبر کے بعد واپس آؤنگا۔ میں ہمیشہ سے پکا مسلمان اور ایشیائی رہا ہوں اور اپنے ذاتی ہنر یعنی مصوری کے ذریعہ سے اسلام اور ایشیا کی صحیح تصویر یہاں پیش کرتا رہا ہوں اور خدا کا فضل ہے کہ مجھے اس میں بہت حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ میں اب تک عامل قرآن ہوں۔ سور کھانے سے بچتا رہتا ہوں نماز کا پابند رہا اور انشاء اللہ رہوں گا۔ یورپین لباس صرف باہر جاتے وقت پہنتا ہوں۔ گھر پر اپنا دیسی لباس رکھتا ہوں۔

(نوٹ) یہ خط ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادے فاروقی صاحب کے نام اس شخص کا ہے جس کا ایک نہایت عمدہ مضمون لائٹ کے گزشتہ پرچوں میں بعنوان "میں کیوں مسلمان ہوں" چھپ چکا ہے)

ترکی

استنبول سے برادر عمر رضا صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ۲۴ جون آج ۱۳ جولائی کو ملا جس کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی۔ میں آپ کے حوصلہ افزا الفاظ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں میرا اسلام پہنچے۔ ترجمہ قرآن کے لئے گورنمنٹ نے عاکف بے کو مقرر کیا ہے اور تفسیر کے کام پر حمدی آفندی مقرر ہے۔ ہر دو اصحاب لایق آدمی ہیں انشاء اللہ عاکف بے ترجمہ قرآن کا کام عمدہ طور پر کرے گا۔ کیونکہ اس سے بہتر ترجمہ ترکی زبان میں کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ یہ اسلام کی بڑی بھاری خدمت ہے۔ سیرۃ خیر البشر کا ترکی ترجمہ مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ جن لوگوں نے اس کا مطالعہ کیا ہے وہ اسے شہرت دے رہے ہیں۔ آج کل میں مولانا شبلی کی کتاب الفاروق کا ترکی ترجمہ کر رہا ہوں جس کے ۱۰۰ صفحے چھپ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی تکمیل کی توفیق عطا کرے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوششوں کو بار آور کرے۔

ہبوط النسل انسانی

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۳)

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت)

اب رہا یہ امر کہ آدم کے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا کیا جواب ہے جبکہ:۔

(الف) خدا نے اس کو وہ درخت بتلا دیا تھا

(ب) اس کو یہ بھی اطلاع دے دی گئی تھی کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پھر اس کے دام میں کیونکر آگیا۔ خصوصاً اس صورت میں کہ بہکاتے وقت شیطان نے اسی درخت کا ذکر بھی کیا۔

(ج) آدم کو جنت بدر ہونے کی سزا بھی ملی۔ اگر اس کا گناہ قصداً نہیں تھا بلکہ بھول تھی تو سزا کیوں ملی۔

ہمارے مفسرین نے اس کے کئی ایک جواب دیئے ہیں۔

(۱) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس درخت سے آدم کو منع کیا تھا اس درخت سے آدم نے کچھ نہیں کھایا۔ بلکہ شیطان کے ورغلانے سے اسی جنس کے کسی اور درخت کا پھل کھالیا۔ اور یہ شیطان کا دھوکا اور آدم کی اجتہادی غلطی تھی۔ کہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ مجھے صرف اسی ایک درخت سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) آدم کو اس درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا تھا۔ پھل کھانے سے نہیں۔ مگر اس کا پھل شیطان نے لاکر دے دیا۔ اور غلطی سے آدم نے کھا لیا۔

(۳) آدم کی یہ غلطی قبل از نبوت تھی۔ جیسا کہ میں نے اوپر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جو زلت اور لغزش قبل نبوت ہو وہ شریعت کی اصطلاح میں گناہ نہیں کہلاتی۔ کیونکہ گناہ کی تعریف یہ ہے:۔

Any thought, word, action, omission or desire, contrary to the law of God.

Sin is any want of conformity to, or transgression of the law

یعنی گناہ وہ خیال، کلام، فعل، فرو گذاشت اور خواہش ہے جو خدا کی شریعت کے خلاف ہو۔

مسیح خود فرماتے ہیں

"اگر میں نہ آیا ہوتا اور انہیں نہیں کہتا تو ان کا گناہ نہ ہوتا لیکن اب ان کے پاس ان کے گناہ کا عذر نہیں ...... اگر میں ان کے بیچ میں یہ کام جو کسی دوسرے نے نہیں کئے نہ کئے ہوتے تو ان کا گناہ نہ ہوتا"

"ہر ایک جو گناہ کرتا ہے۔ سو خلاف شرع کرتا ہے کیونکہ گناہ خلاف شرع ہے۔" یوحنا $\frac{3}{4}$

"شریعت کے وسیلے سے ہی گناہ کی پہچان ہے" رومیوں $\frac{3}{20}$

"بغیر شریعت کے میں گناہ کو نہیں پہچانتا۔" رومیوں $\frac{7}{7}$

"شریعت کے ظاہر ہونے تک گناہ دنیا میں تھا۔ پر جہاں شریعت نہیں گناہ گنا نہیں جاتا۔" $\frac{5}{13}$

"شریعت کے بغیر گناہ مردہ ہے" رومیوں $\frac{7}{8}$

"اس لئے کہ جہاں شریعت نہیں وہاں نافرمانی بھی نہیں" رومیوں $\frac{4}{15}$

"موت کا ڈنک گناہ اور گناہ کا زور شریعت" اکرنتھیوں $\frac{15}{56}$

اور عیسائی دوستوں کے نزدیک آدم سے لیکر موسیٰ تک شریعت نہ تھی پس آدم کی لغزش گناہ نہیں گنی جاسکتی

آپ کو وعصیٰ آدم ربہ فغوی کی آیت پر سارے قرآن کریم کی نسبت بہت زیادہ ایمان ہے۔ اور اسی آیت کے مجرد الفاظ پر باقی آیات بینات کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کو موڑ توڑ کر اسی آیت کے دیدہ فریب الفاظ کے ماتحت لانا چاہتے ہیں۔ مگر کتب آئمہ کی تفسیر کا یہ کوئی قاعدہ نہیں۔ اگر آپ کو تحقیق مطلوب ہے۔ تو غور کیجیئے کہ ایک جگہ قرآن کریم نے آدم کے متعلق عصیٰ کا لفظ استعمال کیا۔ دوسری جگہ نسی کا اور تیسری مرتبہ لم نجدلہ عزما کی تاکید فرمائی۔ اور چوتھی جگہ زلت سے اس کو تعبیر کیا۔ اب اس شکل کو آپ یوں سمجھئے۔

"وعصیٰ آدم ربہ فغوی۔ فازلہما الشیطن عنہا۔ فنسی۔ لم نجدلہ عزما۔ فاخرجہما مما کانا فیہ۔ اور۔ فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقی۔"

زلت۔ زل یا ازل سے ہے۔ جس کے معنے ہیں استرسال الرجل من غیر قصد (راغب) یعنی بلا ارادہ پاؤں کا ڈگمگا جانا۔ اس لئے زلت اس قصور کو کہا جاتا ہے جو بلا ارادہ سرزد ہو (راغب) ٹھیک یہی معنی فنسی کے ہیں۔ اور لم نجدلہ عزما اس پر بطور تاکید معنوی وارد ہوا ہے۔ پس زلت، نسی اور لم نجدلہ عزما برابر ہے وعصیٰ آدم کے پس اس لئے اس کے معنے یہ ہوئے کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی مگر وہ زلت، نسی اور بلا عزم وقصد تھی۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ لفظ عصیان بلا قصد اور بلا عزم گناہ پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ باقی رہی آپ کی لغت دانی اور صرف ونحو کے بحر ذخار میں غوطہ زنی کی ڈینگ تو میں کہتا ہوں کہ آپ اس بحر ذخار میں تو غوطہ کیا لگائیں گے ان دو لفظوں ہی میں آپ ڈبکیاں کھا رہے ہیں۔ آپ نے حضرت امیر پر الزام دیا ہے کہ حوالہ پورا نہیں نقل کیا۔ حالانکہ دھوکہ خود دیتے ہو۔ اور جس کتاب میں سے حوالہ دو مثال نقل کرتے ہو اس کا نام تک نہیں بتلاتے۔ تاکہ لوگوں پر آپ کی عربی دانی ظاہر ہو۔ عیسائی آپ کو فاضل عربی لکھیں یا اور جو کچھ چاہیں لکھیں۔ ہم نے تو آپ کی عربی دانی اسی روز دیکھ لی تھی جب آپ مولوی عصمت اللہ صاحب سے فورمن کرسچین کالج کے ہال میں ایک معمولی لفظ پر بازی ہار بیٹھے تھے۔ ہاں! وہ بھی کیسا نازک وقت تھا کہ آپ کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ اور سر کا مغلر پاؤں کے نیچے بہ رہا تھا۔ سنو! اور کان کھول کر سنو!! یہ جو تم نے عیسائی لغت نویس کی لغت اقرب الموارد سے نقل کیا ہے مگر اس کا یہ فقرہ کہ ازلہ، ازلقہ، وحملہ علی الزلۃ کو شیر مادر سمجھ کر پی لیا ہے پس لغت عرب میں زلت، اور ازل دونوں ایک ہی معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اور ہم اس کی متعدد مثالیں لغت عرب سے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور کیا عجیب بات ہے کہ آپ نے اپنی پیش کردہ مثال ازلہ فی منطق کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ فلاں شخص نے اس کو پھسلایا۔ پس فازلہما الشیطن کے یہ معنے ہوئے کہ ان کا قصد گناہ کا نہ تھا۔ مگر شیطان نے ان کو دھوکہ دیکر اجتہادی غلطی کروا کے پھسلا دیا۔

دکھ اور مشقت کی زندگی کو ایک جگہ فاخرجہما مما کانا فیہ فرمایا۔ دوسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۔ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ ۔ نمبر ۷۵

مسئلہ حجاز اور مسلمانان ہند

قیام جمہوریت اور انہدام مقابر و مآثر

مصالحانہ روش کی ضرورت

مسئلہ حجاز مسلمانان ہند کے درمیان جو صورت اختیار کر رہا ہے۔ اگر اس کی طرف جلد توجہ نہ کی گئی۔ اور اس دور انشقاق و افتراق کا جو اس کی بدولت رونما ہو رہا ہے اور آئندہ اور بھی ہولناک شکل میں رونما ہونے کا اندیشہ ہے انسداد نہ کیا گیا تو مسلمانان ہند کو سخت خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ موجودہ صورت حالات جو کچھ ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ متعدد جماعتیں ہیں جو باہمی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ خدام الحرمین اہل حدیث۔ مجلس خلافت اور مولانا ظفر علی اور ان کا اخبار ان میں سے ہر ایک نے الگ الگ راہ اختیار کر رکھی ہے۔ اس تشتت و انتشار کی وجہ سے قوم کو جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ یہ ہے کہ تشکیل حکومت حجاز اور انہدام مقابر و مآثر وغیرہ بحثوں میں بہت سے مفید کام پس پشت ڈالے جا رہے ہیں۔ پہلے تو صرف انہدام مآثر و مقابر ہی کا مسئلہ درپیش تھا۔ لیکن جب سے وفد خلافت اور وفد جمعیۃ العلما موتمر مکہ سے واپس آئے ہیں تشکیل حکومت حجاز کا مسئلہ بھی معرض بحث میں آگیا ہے۔ اس بارے میں مولوی ظفر علی خاں اور اہل حدیث حضرات ایک طرف ہیں اور علی برادران اور ان کے ہمخیال دوسری طرف یہی دو مسائل ہیں جن میں اختلاف رائے ہونے کی وجہ سے باہمی خانہ جنگی شروع ہے۔

جمعیت خدام الحرمین سلطان ابن سعود اور نجدیوں کی مخالفت زیادہ تر اس بنا پر کر رہی ہے کہ انہوں نے بعض مقابر و مآثر گرا دیئے۔ یہ امر بلاشبہ صحیح ہے کہ مقابر و مآثر گرا دیئے گئے۔ سلطان ابن سعود۔ نجدی اور ان کے مداح سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس حقیقت میں تو اب کسی شک کی گنجائش ہی نہیں۔ سوال صرف اس قدر ہے کہ آیا جمعیۃ مذکور نے نجدیوں کے خلاف جو روش اختیار کر رکھی ہے اس سے کسی بہتری و کامیابی کی امید ہے یا نہیں۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس سے چنداں فائدہ نہیں بلکہ الٹا نقصان ہوگا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگر خدام الحرمین والے یا دوسرے ہندوستانی مسلمان ابن سعود اور اس کی قوم کے خلاف جلسے کر کے انہیں برا بھلا کہیں اور ان کے خلاف تجاویز منظور کر دیں تو اس سے نجدیوں کی حکومت کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور نہ وہ اس قسم کی آوازوں کی چنداں پروا کریں گے۔ رہی یہ صورت کہ جمعیت دوسرے آزاد ممالک میں پروپیگنڈا کرے اور ان کی ہمدردی حاصل کرے۔ تو بظاہر اس میں بھی کامیابی کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ کیونکہ وہ اس قسم کی تحریک کو قبول کرنے کے لئے تیار معلوم نہیں ہوتے ابھی تک وہ بالکل جمود اور بے اعتنائی کی حالت میں ہیں۔ جس سے یہ اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ وہ کہاں تک خدام الحرمین کا ساتھ دیں گے۔ پھر اگر بفرض محال کوئی آزاد اسلامی ملک اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار بھی ہو جیسا کہ امید کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ سوائے باہمی خانہ جنگی کے اور کیا ہوگا۔ ہماری رائے میں مخالفانہ روش کے بجائے مصالحانہ طریق زیادہ موثر و مفید ثابت ہوگا۔ اگر تمام نجدی نہیں تو کم از کم سلطان ابن سعود اپنے ان افعال پر ضرور پشیمان معلوم ہوتا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ اگر اسے صلح و آشتی سے سمجھایا جائے تو آئندہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہوگا۔

موتمر مکہ سے واپس آکر علی برادران نے یہ اعلان کیا ہے کہ نجدی ہرگز اس قابل نہیں کہ حجاز کی حکومت انہیں سپرد کر دی جائے۔ وہاں ملوکیت کے بجائے جمہوریت قائم ہونی چاہئے۔ اور اس کے لئے وہ آخری دم تک کوشش کریں گے۔ حجاز ہی میں نہیں بلکہ ہر اسلامی ملک میں قیام جمہوریت ہم بھی دل سے چاہتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمارے پاس ذرائع کیا ہیں۔ علی برادران کی تقریروں سے جو کچھ ہم اخذ کر سکے ہیں وہ یہ ہے کہ اس غرض کے حصول کے لئے وہ جنگ کرنا نہیں چاہتے (اور اگر چاہیں بھی تو کر نہیں سکتے) بلکہ رائے عامہ کو سلطان ابن سعود کے خلاف کر کے اسے اس بات پر مجبور کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ وہ ملوکیت حجاز سے دست بردار ہو جائے۔ یہ رائے عامہ سلطان مذکور کو کیونکر مجبور کرے گی اس کی ایک صورت یہ تجویز کی گئی ہے کہ حج کا مقاطعہ کیا جائے۔ گو یہ تجویز بعض لوگوں کے نزدیک دل خوش کن ضرور ہے۔ لیکن ہمیں اس میں کامیابی کی ذرہ بھر بھی امید نظر نہیں آتی۔ شریف حسین کے وقت میں ایک دفعہ اس کا تجربہ کیا گیا تھا۔ لیکن کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ مسلمانوں کو حج سے روکنا محض خواب پریشان ہے۔ اس میں نہ کبھی کامیابی ہوئی ہے نہ ہوگی۔ ہاں اس تحریک کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ مسلمانان ہند میں تشتت اور انتشار اور بھی ترقی کر جائے گا۔

غرض اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹھنڈے دل سے حالات پر غور کیا جائے۔ اور کوئی ایسی صورت تجویز کی جائے جس پر آسانی سے عمل ہو سکے۔ فی الحال تو یہ صورت قابل عمل معلوم ہوتی ہے کہ مصالحانہ طریق سے سلطان ابن سعود اور نجدیوں پر اخلاقی دباؤ ڈالا جائے۔ اور اس طرح سے انہیں ایسی کارروائیوں سے روکا جائے جو مسلمانان عالم کے لئے تشویش انگیز ہوں۔ قیام جمہوریت کے لئے مستقبل کا انتظار کیا جائے۔ جس وقت مناسب اسباب و حالات پیدا ہو جائیں۔ ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

آریہ سماج کو ایک اور سرٹیفکیٹ

سیاسی لیڈروں میں سے سب سے پہلے مہاتما گاندھی نے آریہ سماج کو یہ تمغہ عطا کیا تھا۔ کہ آریہ سماجی اپدیشک لڑاکے ہوتے ہیں اور انہیں سب سے زیادہ مزا اس وقت آتا ہے جب وہ دوسرے مذاہب کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ مہاتما جی کے بعد سری نواس شاستری نے یہ سند عطا کی کہ:۔

"انہوں (آریہ سماجیوں) نے یو۔پی اور پنجاب کے امن کو تباہ کر رکھا ہے"

اب بنگال کے مشہور لیڈر مسٹر بپن چندر پال نے ویدک دھرم کے اس شیدائی گروہ کو یہ سرٹیفکیٹ دیا ہے:۔

"ہندو مسلم فسادات کی جو فضا ملک میں پیدا ہو رہی ہے آریہ سماج کی سرگرمیاں ہی اس کے لئے ذمہ دار ہیں"

(پرکاش ۱۲ ستمبر ۱۹۲۶ء)

اس حق گوئی پر آریہ اخبارات بپن چندر پال پر بہت کچھ لے دے کر رہے ہیں۔ بہتر تو یہ تھا کہ اس بیجا چیخ پکار کے بجائے وہ اپنی اصلاح کرتے اور اس دھبہ کو جو آئے دن ہندو رہنماؤں کی طرف سے ان پر لگایا جا رہا ہے اپنے عمل سے دور کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن اپنی عادت سے مجبور ہو کر انہوں نے وہی طریق اختیار کیا۔ جس سے ان کا جھگڑالو ہونا ثابت ہو۔

معاہدہ ابن سعود و فرانس

عربی اخبار فتی العرب رقمطراز ہے۔ کہ فرانس اور ابن سعود کے درمیان ایک معاہدہ ہو گیا ہے۔ تعلقات مستحکم کرنے کے لئے فرانسیسی نمائندہ حجاز پہنچ گیا ہے۔ ان واقعات سے متاثر ہو کر لندن کے اخبار فرانس اور برطانیہ کے درمیان نزاع قائم ہونے کا بہت اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں کیونکہ ہر ایک اپنا اقتدار جزیرۃ العرب میں قائم کرنے اور دوسرے کو دبانے کی کوشش کرے گا۔ سلطان ابن سعود فریقین میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے پر آمادہ ہوں گے۔ اور اس کی حمایت کریں گے۔ اس طرح خطرناک جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

لندن کی دوسری خبریں مظہر ہیں کہ حکومت برطانیہ امام یحییٰ والی یمن کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی ان دونوں میں معاہدہ نہیں ہوا ہے۔ سر جلبرٹ کلایٹن جو امام یحییٰ کے ساتھ معاہدہ کے لئے سلسلہ جنبانی کر آئے تھے۔ لندن جا رہے ہیں تاکہ امام یحییٰ کے مطالبات [illegible]

مراسلات

مکتوب مفتوح

بخدمت مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلمائے ہند

جناب مولانا السلام علیکم،

آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء کو جمعیۃ العلمائے ہند کے اجلاس میں یہ قرار پایا تھا کہ قرآن مجید کی انگریزی اور دوسری زبانوں میں ترجمہ اور تفسیری فوائد کی اشاعت کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا جائے چنانچہ جمعیۃ کے اس ریزولیوشن کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کلکتہ ہی میں ایک مجلس بھی قائم ہو گئی تھی۔ چونکہ اس قرارداد اور مجلس مذکور کے قیام کو اب تقریباً چھ مہینے ہو گئے ہیں۔ اس لئے توقع ہے کہ اس کار خیر کے لئے کافی سرمایہ جمع ہو چکا ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ جمعیۃ کی طرف سے وصولیابی زر کے متعلق کوئی اعلان شائع نہیں ہوا۔ میرے خیال میں جمعیۃ کی طرف سے جلد از جلد اس چندہ کی وصولی کے متعلق ایک مفصل بیان شائع ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ لوگ جو اب تک اس کار خیر میں حصہ نہیں لے سکے۔ چندہ دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ میں بھی انشاء اللہ اپنے احباب سے اس مبارک کام کے لئے دس ہزار روپے کے فراہم کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ میری اور میرے احباب کی یہ خواہش ہے۔ کہ جمعیۃ العلما کا قرآن مجید ہر لحاظ سے مکمل و اکمل ہو۔ اور جو آیات بقول سید انور شاہ و دیگر علمائے دیوبند مرفوع التلاوت مگر واجب العمل ہیں وہ اس نسخہ میں شامل کر دی جائیں۔ اور جو آیات منسوخ ہیں اور محض ثواب کے لئے پڑھی جاتی ہیں ان کے متعلق حاشیہ پر لفظ منسوخ لکھ دیا جائے۔ تاکہ لوگ ان سے استدلال نہ کیا کریں۔ اگر جمعیۃ العلمائے ہند اس تجویز پر کاربند ہو گئی تو نہ صرف میں اور میرے احباب نہایت گرمجوشی سے اس تحریک کی مالی اعانت کریں گے بلکہ جمعیت کے ہاتھوں ایک ایسا عظیم الشان کام سرانجام پائے گا کہ جو تیرہ سو سال سے ادھورا چلا آتا ہے۔ اور اس جدید قرآن مجید کی اشاعت بھی عدیم النظیر سرعت کے ساتھ ترقی کرے گی۔

والسلام۔ خاکسار

زین العابدین ۔ از لاہور۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۶ء

انتقاد

مسیح موعود

یہ ۴۰ صفحے کا ایک رسالہ ہے۔ جو مولوی عبدالوہاب صاحب خلف حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم نے تالیف فرمایا ہے۔ پہلے ۱۹ صفحات میں اس زمانہ کے لئے ایک مصلح کی ضرورت ثابت کی ہے اور باقی حصہ میں حضرت مسیح موعود کی صداقت اور چند پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ افسوس ہے کہ مؤلف صاحب نے حضرت مسیح موعود کو گول مول طور پر بحیثیت نبی پیش کیا ہے۔ اور اس طرح سے آپ کی صداقت کو مشتبہ کر دیا ہے۔ سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ:۔

"اگر کوئی نبی دعوے کے بعد تئیس سال زندہ رہے تو وہ سچا ہے" (صفحہ ۲۹)

لیکن اگر قادیانی جماعت کے اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے کہ حضرت صاحب نے عقیدہ تبدیل کر کے دعوے نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا ہے۔ تو آپ کی صداقت سخت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ بہتر ہوتا اگر مؤلف صاحب بحیثیت نبی پیش کرنے کے بجائے بحیثیت مجدد پیش کرتے تاکہ یہ دقت پیش نہ آتی۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ قیمت ۴ ؎ مولوی فخرالدین صاحب مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان سے طلب فرمایئے۔

قومی کتب خانہ

ریلوے روڈ لاہور نے بغرض ریویو ہمیں ایک مختصر فہرست کتب بھیجی ہے۔ اس میں جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل مطالعہ ہیں۔ (۱) ارشادات القرآن۔ (۲) انتخاب صحاح ستہ۔ (۳) اسلامی خلافت کا کارنامہ۔ (۴) مجاہدین مراکش۔ (۵) تاریخ الامت۔

قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور سے طلب فرمایئے۔

کفر دون کفر اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

چودھری نعمت اللہ خاں صاحب سینیر سب جج کے نام نامی سے اکثر لوگ واقف ہو چکے ہیں کیونکہ انہوں نے جب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کی تھی تو "الفضل" میں خاص سُرخی کے ساتھ ان کا نام نامی شائع ہوا تھا۔ اور قادیانی جماعت میں بڑی خوشی منائی گئی تھی

چودھری نعمت اللہ خاں صاحب سے کرنال میں مجھے پہلی مرتبہ نیاز حاصل ہوا۔ وہاں ملازمت کی وجہ سے ہم دونوں کو ایک ہی شہر میں کچھ عرصہ قیام کرنا پڑا۔ اور آپس کے ملنے جلنے اور تبادلہ خیالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخرکار چودھری نعمت اللہ خاں صاحب انبالہ جا کر احمدی جماعت میں داخل ہو گئے۔

ان کے احمدی جماعت میں داخل ہونے سے قبل قادیانی صاحبان کو پتہ لگ گیا کہ یہ احمدی جماعت کے قریب ہیں۔ اس لئے انبالہ میں ان کی طرف سے چودھری صاحب پر یورش ہوئی۔ میں ان دنوں گجرات میں تھا۔ خدا جانے ان کے اس زور و شور کی وجہ سے یا کسی اور نامعلوم وجہ . . . . . سے چودھری صاحب پر یہ اثر پڑا کہ باوجود اس کے کہ چودھری صاحب نبوت کے مسئلہ میں ان سے اختلاف رکھتے تھے مگر تاہم میاں محمود احمد صاحب کی طرف ان کی طبیعت کا میلان بڑھ گیا

چنانچہ اس بارے میں مجھ سے ان سے خط و کتابت کے ذریعہ بحث ہوتی رہی۔ ایک لمبی خط و کتابت کے بعد آخر چودھری صاحب نے مجھے لکھا کہ میں نے لاہوری فریق میں بیعت سلسلہ کر لی ہے۔ بحث تو بند ہو گئی مگر مجھے خدشہ رہا کہ اگرچہ آگ زیر خاکستر تھی مگر یہ خاکستر کے نیچے دبی ہوئی چنگاری پھر نہ دہک اٹھے۔ طبیعت کے رجحان کا پتہ مجھے لگ چکا تھا۔ میں نے بتیری کوشش کی کہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر چودھری صاحب شامل جلسہ ہوں اور اس طرح چودھری صاحب سے بالمشافہ ملاقات بھی ہو اور اگر کوئی شک و شبہ باقی ہو تو اسے صاف کرنے کی کوشش کی جائے مگر خدا کی شان، ہونے والی بات۔ چودھری صاحب کبھی بھی شامل جلسہ نہ ہو سکے اور کرنال کے بعد آج تک میری اور چودھری صاحب کی ملاقات نہ ہوئی۔ بغرض چہ میں جہاں رہے تھے اور پھر بھی نہ وہ جلسہ میں کبھی تشریف لائے اور نہ میں اور وہ کبھی مل سکے۔

فیروزپور کے قیام کے زمانہ میں ایک دفعہ پھر چودھری صاحب کے رجحان طبع نے اپنا زور کیا اور میاں صاحب کی جماعت اور لاہوری جماعت کے متعلق مجھ سے خط و کتابت کے ذریعہ بحث ہو کر پھر وہ آگ دب گئی۔ سنا ہے پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب بھی اسی خاطر فیروزپور تشریف لے گئے تھے۔ بہرحال بعد ازاں چودھری صاحب موصوف کانگڑے تشریف لے گئے۔ لیکن میں نے افسوس سے سنا کہ فیروزپور اور کانگڑہ میں جماعت میں ان کی شمولیت بہت کم رہی۔ جب ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب نے ملتان سے میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کی اور بڑے فخر سے مولوی نورالدین صاحب کا ایک خطبہ شائع کیا۔ تو اس میں کفر دون کفر کو حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے اپنا اور تمام "عقلمند مرزائیوں" کا مذہب بتلایا تھا۔ جسے ماسٹر ثناء اللہ خاں صاحب نہ سمجھ سکے۔ اور ٹھوکر کھا گئے۔ اس پر جناب چودھری صاحب کا گرامی نامہ مجھے جہلم میں وصول ہوا جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ کفر دون کفر کے مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے۔ مگر میں اس سے قبل جواب لکھ کر "پیغام صلح" میں بھیج چکا تھا۔ میں نے چودھری صاحب کی خدمت میں لکھ دیا کہ میں نے کفر دون کفر پر اپنے جواب میں روشنی ڈالی ہے۔ اخبار میں ملاحظہ فرمائیں اگر کافی نہ ہو تو مزید روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ پھر ان کا کوئی خط نہ آیا۔ آخرکار ان کی طبیعت کا میلان اپنا رنگ لایا اور اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ان کی اس کمزوری سے بذریعہ رویا کے مطلع بھی کیا گیا۔ کہ وہ سنبھل جائیں ورنہ وہ میاں صاحب کے ہمنشین ہونے والے ہیں۔ اور حضرت صاحب کے متعلق ان کے علم کو اور میاں صاحب کے علم کو بھی ناقص بتلایا گیا۔ کہ ابھی وہ دونوں مزید تعلیم کے محتاج ہیں۔ اور ضرورت ہے کہ حقیقۃ الوحی کی بعض تحریروں کو خود حضرت مسیح موعود سے پڑھیں۔ یعنی ان کی اپنی محکمات تحریروں کے تحت ان کے مفہوم کو حل کریں۔ اور صاحب علم و معرفت جانتے ہیں۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی غریب نوازی ہوتی ہے۔ کہ کسی کمزوری میں گرنے سے قبل وہ انسان کو بیدار اور ہوشیار کر دیتا ہے۔ اور اندر کی کمزوریوں کو آنکھوں کے سامنے لا کر بچنے اور سنبھلنے کے لئے موقعہ دیتا ہے مگر افسوس ہے کہ چودھری صاحب نے اصل منشا کو نہ دیکھا اور بیعت کر لی۔

ان کے اعلان سے قبل اتفاقاً میں نے سنا کہ چودھری صاحب نے میاں صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ میں نے خط کے ذریعہ ان سے دریافت کیا۔ جواب میں چودھری صاحب نے اقرار کیا۔ کہ انہوں نے بیعت کر لی ہے مگر یہ بھی لکھا کہ وہ اب تک لاہور والوں کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن بعض باتیں انہوں نے اس خط میں ایسی لکھیں کہ جن سے مجھے تعجب ہوا۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کی نبوت اصلی نبوت اور محدثیت کے درمیان کوئی نبوت ہے جو اظہار علی الغیب کی خصوصیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور یہ کہ میاں محمود احمد صاحب نے چودھری صاحب کو اپنے خط میں لکھا کہ میاں محمود احمد صاحب بھی اسی رنگ میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں جس میں چودھری صاحب موصوف سمجھتے ہیں۔ اور حقیقۃ الوحی کے اسی صفحے پر ان کے کفر کا فتویٰ بھی مبنی ہے جس پر چودھری صاحب نے اپنے ایمان کی بنیاد رکھی ہے۔ یعنی حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱۸۰

میں نے اس خط کے جواب میں ایک مفصل خط ان کو لکھا جس میں ان کے وجوہ تکفیر مسلمانان پر بحث کی تھی اور بتایا تھا کہ میاں صاحب کے عقائد تکفیر کی بنا وہ نہیں جو آپ نے سمجھی ہے یا جیسا کہ میاں صاحب نے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس خط کا جواب مجھے آج تک وصول نہیں ہوا۔ غالباً چودھری صاحب نے مزید بحث کا دروازہ بند کر دیا۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو۔ چودھری نعمت اللہ خاں صاحب نے بذریعہ اخبار "الفضل" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۰ کو اپنے تبدیلی عقائد کی بنیاد بتلایا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی اس صفحہ کی حقیقت پر انشاء اللہ الرحمٰن روشنی ڈالنے کی کوشش کروں۔ اس صفحہ کو حل کرنے کے لئے اسی مسئلہ کفر دون کفر کو سمجھ لینے کی ضرورت ہے۔ جس کی عدم واقفیت کی وجہ سے چودھری صاحب ٹھوکر کھا گئے۔ شاید چودھری صاحب پھر اس پر غور کریں یا کم سے کم دوسرے دوستوں کو کچھ فائدہ ہو اس لئے کچھ عرض کرتا ہوں و باللہ التوفیق۔

کفر دون کفر کی حقیقت

کفر دون کفر کا مسئلہ اسلام میں ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ اور اکابر ائمہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ یہ کفر دون کفر ہے کے معنی ہیں کفر کے نیچے کفر، جیسا کہ اس کلمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کفر دو قسم ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو اصل یعنی ایمانیات کا کفر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ کا انکار جو انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اور دوسرا اس کے نیچے وہ کفر ہے جو اصل یعنی ایمانیات کا کفر نہیں بلکہ کسی فرع کا کفر ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ کسی ایسے حکم کی جو فرض ہے نافرمانی کا سرزد ہو جانا۔ مثلاً ترک صلوٰۃ۔ مگر یہ کفر اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ اس کو کفر اس لئے کہا گیا کہ چونکہ کسی حکم کی نافرمانی یہ ظاہر کرتی ہے کہ نافرمانی کرنے والے نے حکم دینے والے کے حکم کی عزت نہیں کی اور اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہوئے کہ اس نے عملی طور پر حکم دینے والے کا انکار کیا۔ پس مجازی طور پر کفر کا لفظ اس پر اطلاق پا سکتا ہے۔ اور یہ کفر دون کفر کہلاتا ہے۔ لیکن یہ کفر اسلام سے خارج نہیں کرتا کیونکہ یہ اصل یعنی ایمانیات کا کفر نہیں بلکہ فرع یعنی صرف حکم کی نافرمانی ہے۔ متعدد نافرمانیاں صبح سے شام تک ایک مسلمان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ کبھی نماز ترک کر دیتا ہے کبھی جھوٹ بول دیتا ہے۔ کبھی کوئی اور نافرمانی کر دیتا ہے۔ اور اکثر دفعہ یہ سستی یا کمزوری یا غفلت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر ایسی باتوں کی بنا پر اسلام سے خارج کہنے لگیں تو پھر شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان باقی رہ جائے گا۔

پس اکابر ائمہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ کسی فرض حکم کی نافرمانی پر اگرچہ کفر کا لفظ زبان نبوی پر استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ترک صلوٰۃ پر یا شوہر کی نافرمانی پر وغیرہ وغیرہ مگر وہ مجازی طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ایسا شخص اسلام سے خارج ہو گیا۔ کیونکہ یہ صریح واقعات کے خلاف ہے۔ ایک شخص سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے مگر بالکل ممکن ہے کہ اس سے کوئی نافرمانی سرزد ہو جائے پس ایسی صورت میں یہ خلاف واقعہ ہے کہ اسے اسلام سے خارج کہہ دیا جائے۔ چنانچہ شیخ اثیر نے اپنی کتاب نہایہ میں صاف طور پر یہی مذہب بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ الکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان وھو ضدہ والآخر کفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج بہ من اصل الایمان یعنی کفر دو قسم پر ہے۔ ایک اصل ایمان کا کفر اور وہ ایمان کی ضد ہے۔ اور دوسرا اسلام کے فروع میں سے کسی فرع کا کفر تو اس سے انسان ایمان سے یعنی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اب یہ مسلم ہے کہ خدا اور رسول پر ایمان لانا اصل ہے۔ اور ان کے ہزارہا احکام میں سے ہر ایک فرض حکم کی اطاعت فرع ہے۔ اور کسی ایک فرع کے انکار کو اصل کا انکار نہیں کہہ سکتے۔ پھر جبکہ یہ بھی ممکن ہو کہ فرع کا انکار محض نادانستہ ہو، ناواقفیت سے ہو، ناسمجھی سے ہو غفلت سے ہو، سستی سے ہو۔ پس کسی ایک حکم کی نافرمانی کو خدا اور رسول کا مطلق انکار نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ یہ خلاف واقعہ ہے۔ اسی طرح مسیح موعود پر ایمان لانا اگر فرع میں داخل ہے یعنی آپ کو ماننا خدا اور رسول کے ایک فرض حکم کی فرمانبرداری ہے تو پھر ظاہر ہے کہ آپ کے منکر پر فتویٰ کفر دون کفر کا لگے گا۔ یعنی اس نے خدا اور رسول کے ایک فرض حکم کی نافرمانی کی۔ اس پر فتویٰ کفر مطلق کا نہیں لگ سکتا۔ یعنی وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ اصل یعنی خدا و رسول کا منکر نہیں۔

اب آؤ حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱۸۰ پڑھیں۔ مگر اس سے قبل دو باتیں سمجھ لینی چاہئیں۔

نفی کمال

ان میں سے ایک تو نفی کمال ہے۔ یعنی بعض دفعہ تو ہم نفی کا استعمال مطلق انکار کے لئے کرتے ہیں اور بعض دفعہ ہم نفی مطلق انکار کے لئے نہیں کرتے بلکہ نفی سے ہماری مراد صرف کمال کا انکار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ہم یہ کہیں کہ زید گائے نہیں ہے تو یہ نفی مطلق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید انسان ہے گائے نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں کہ زید انسان نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کوئی جانور ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ کامل انسان نہیں ہے۔ یہ نفی کمال ہے اسی طرح جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب کہ کوئی نماز نہیں مگر حضور قلب کے ساتھ۔ یہاں بھی نفی کمال ہے۔ یعنی کامل نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہوتی۔ اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔ تو یہاں بھی نفی کمال ہے یعنی کوئی مومن کامل نہیں ہوتا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود نے جو کشتی نوح میں فرمایا۔
"جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے . . .
. . . جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنے ادنے خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

الغرض اسی طرح بہت سی باتیں آپ نے تحریر فرمائی ہیں جن کے کرنے والے کو آپ نے فرمایا کہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نفی جو آپ نے استعمال فرمائی ہے نفی کمال ہے۔ یعنی ایسا شخص کامل طور پر جماعت میں شامل نہیں اور کامل احمدی نہیں۔ ورنہ پھر یہ خلاف واقعہ ہوگا کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی ہے اور وہ احمدی نہ ہو۔ وہ احمدی تو ہے مگر جب آپ کے احکام میں سے ایک حکم کا نافرمان ہے تو ظاہر ہے کہ وہ کامل طور پر احمدی نہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے یا نماز نہیں پڑھتا۔ تو ہم اسے کہہ دیتے ہیں۔ کہ ایسا شخص مسلمان نہیں۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ سچ مچ خدا و رسول پر ایمان نہیں رکھتا اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بلکہ مراد نفی کمال ہوتی ہے۔ یعنی وہ کامل مسلمان نہیں۔ اسی طرح اگر مسیح موعود کا ماننا بھی خدا و رسول کے ایک حکم کی فرمانبرداری ہے تو پھر ظاہر ہے کہ جس طرح جھوٹ بولنے والے کو ہم بوجہ خدا و رسول کی نافرمانی کے کہہ دیتے ہیں کہ ایسا شخص خدا و رسول کو نہیں مانتا۔ یا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اس سے مراد صرف نفی کمال ہوتی ہے۔ یعنی وہ کامل طور پر خدا و رسول کو نہیں مانتا اور کامل مسلمان نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو جو مسیح موعود کو نہیں مانتا ہم یہ کہہ دیں کہ ایسا شخص خدا و رسول کو نہیں مانتا یا مسلمان نہیں ہے تو اس سے بھی مراد نفی کمال ہوگی۔ یعنی وہ خدا و رسول کو کامل طور پر نہیں مانتا یا کامل طور پر مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خدا و رسول کے حکم کا نافرمان ہے۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا و رسول کا مطلق انکار کرتا ہے۔ کیونکہ یہ خلاف واقعہ ہے ایک شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اس پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے۔ اسے کسی ایک حکم کی نافرمانی پر کس طرح کہہ دیں کہ وہ نہ خدا کو مانتا ہے نہ رسول کو مانتا ہے۔ ہاں نفی کمال کے طور پر ایسا کہہ سکتے ہیں اور اس سے مقصد صرف اس قدر ہوگا کہ جو حق خدا و رسول کو ماننے کا ہے وہ اس نے ادا نہیں کیا۔ خدا و رسول پر اس کا ایمان جیسا کامل ہونا چاہئے تھا ویسا نہیں ہے۔

حقیقۃ الوحی لکھنے کا اصل مقصد

دوسری بات یہ ہے کہ حقیقۃ الوحی کی تصنیف کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی نے ایک طرف تو ملہم ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اور دوسری طرف اپنا یہ عقیدہ ظاہر کر رکھا تھا کہ جو شخص توحید پر ایمان رکھتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے وہ نجات یافتہ ہے۔ اسے آنحضرت صلعم کو خدا کا رسول اور قرآن کو خدا کی کتاب ماننے کی ضرورت نہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے یہ کتاب لکھی جسے حقیقۃ الوحی کا نام دیا گیا ہے۔ آپ نے اس میں اول تو یہ تبلایا کہ ترقی روحانی کے کس مقام پر پہنچ کر الہام اور رویا قابل وثوق ہوتے ہیں۔ اور ہر کس و ناکس کا اپنا الہام اپنی صداقت کی تائید میں پیش کرنا خطرناک غلطی ہے۔ اور دوسرے یہ ثابت کیا کہ نجات

کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ آنحضرت صلعم کی رسالت اور قرآن کے من جانب اللہ ہونے پر بھی ایمان لایا جائے۔ اور اس حصہ پر آپ نے نہایت زور دیا۔ اور ہر طرح سے اسے ثابت کیا۔ چنانچہ صفحات ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱ پر بھی یہی مضمون ہے۔ اور رسالت محمدیہ کے متعلق ہی اتمام حجت کا ذکر کیا ہے جس سے چودھری نعمت اللہ خاں صاحب ٹھوکر کھا گئے۔ اور اسے حضرت مرزا صاحب کے متعلق سمجھ کر تمام مسلمانوں کو کافر خیال کر بیٹھے جس کا انشاء اللہ تعالیٰ اپنے موقعہ پر ذکر کروں گا۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹

اب آؤ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ پڑھیں۔ یہ تو میں بتلا چکا ہوں کہ خدا و رسول کا ماننا اصل ہے۔ اور خدا و رسول کے احکام میں سے ہر ایک فرض حکم کی متابعت فرع ہے۔ پس اگر مسیح موعود کا ماننا خدا و رسول کے حکم کی متابعت کے مترادف ہے۔ تو پھر بات صاف ہے کہ مسیح موعود کا کفر یعنی انکار، فرع کا کفر ہے نہ کہ اصل کا۔ اور یہ کفر دون کفر ہوگا۔ نہ کہ مطلق کفر جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر ہم یوں کہیں گے کہ جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا تو اس نفی سے مراد صرف نفی کمال ہوگی نہ کہ نفی مطلق۔ مطلب یہ ہوگا کہ خدا و رسول کو ماننے کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتا۔ اب حضرت مسیح موعود کی اصل عبارت پڑھو۔ فرماتے ہیں:-

> "(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔
> (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔"

اب بات صاف ہے حضرت مسیح موعود نے ٹھیک اسی طرح کفر کی تقسیم کی جو اہل سنت کا مذہب ہے۔ یعنی

(۱) ایک تو اصل کا کفر جس میں صرف آنحضرت صلعم کی رسالت کے انکار کو رکھا اور اسے "اسلام ہی سے انکار" قرار دیا۔

(۲) دوم فرع کا کفر جسے آپ نے یوں شروع کیا کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ یہاں مثلاً کا لفظ تبلاتا ہے کہ اس قسم کفر میں اور بھی باتیں ہیں جن کی نافرمانی پر اسی قسم کا کفر عائد ہوتا ہے اور اسے اسلام کا انکار نہیں قرار دیتے۔ اور پھر صاف فرمایا کہ اس لئے کہ وہ خدا و رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ یعنی اس کا کفر کفر مطلق نہیں۔ بلکہ کفر دون کفر ہے۔ یعنی خدا و رسول کے حکم سے نافرمانی کی وجہ سے مجازاً اس پر کفر کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا و رسول کے ہر ایک حکم کی نافرمانی پر جس کا ماننا انسان پر فرض ہو۔ اسی طرح بولا جا سکتا ہے جس طرح مسیح موعود کے ماننے کے متعلق۔ اور اس قسم کا کفر کفر دون کفر کے ذیل میں آتا ہے جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک فرض حکم کا نافرمان ٹھیرتا ہے۔

کفر کی دونوں قسمیں ایک ہی قسم میں داخل ہیں کا مفہوم

حضرت مسیح موعود نے کفر کی مذکورہ بالا دو قسمیں کرتے وقت چونکہ "اصل" اور "فرع" کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا اور صرف یوں فرمایا تھا کہ:-

> (۱) "ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا اور دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔"

لہذا آپ نے یہ شبہ دور کرنے کے لئے کہ شاید مسیح موعود کا انکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی الگ شخصیت کا انکار ہو فوراً ہی اس کی تشریح کر دی۔ فرمایا کہ:-

> "اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کفر کی ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے خدا و رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔"

اللہ اللہ کیا احتیاط ہے۔ صاف فرمایا کہ مسیح موعود کا انکار کوئی الگ قسم کا انکار نہیں بلکہ درحقیقت وہ پہلی ہی قسم کے اندر داخل ہے۔ جس طرح فرع اصل میں داخل ہوتی ہے۔ جس طرح فرع اپنے اصل سے الگ نہیں ہوتی بلکہ اس میں داخل ہوتی ہے۔ اسی طرح مسیح موعود کا انکار آنحضرت صلعم کے انکار کے اندر داخل ہے۔ کیونکہ اپنے اصل میں داخل ہوتا ہے۔ پس آنحضرت صلعم کا انکار اگر اصل کا انکار ہے۔ تو مسیح موعود کا انکار اسی اصل کی فرع کا انکار ہے یعنی ایک آنحضرت صلعم کی رسالت کا انکار ہے تو دوسرا آپ ہی کے حکم کی نافرمانی ہے۔ بہرحال انکار جس قسم کا بھی ہو اس کا تعلق آنحضرت صلعم سے ہے نہ کہ مسیح موعود سے۔ مسیح موعود کا انکار اس لئے قابل مواخذہ نہیں کہ مسیح موعود کی شخصیت کا انکار کیا گیا۔ بلکہ اس لئے قابل مواخذہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے حکم کی نافرمانی کی گئی۔ چنانچہ صاف طور پر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۷۰ پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:-

> "اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔"

غرضیکہ حضرت مسیح موعود نے بعد آنحضرت صلعم کے کسی شخصیت کو یہ مقام نہیں دیا کہ جس کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا کیونکہ یہ ختم نبوت اور ختم شریعت کے خلاف تھا۔ اگر ایمانیات میں کوئی چیز بعد آنحضرت کے ایزاد ہو سکتی ہے جس کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کر سکتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں الیوم اکملت لکم دینکم کے ماتحت دین کامل نہیں ہوا۔ بلکہ ابھی اس میں بعض باتیں ایمانیات میں بڑھانی باقی تھیں پس آپ نے مسیح موعود کے انکار کو صرف آنحضرت صلعم کے حکم کی نافرمانی قرار دیا اور بتا دیا کہ مسیح موعود کا انکار کسی الگ شخصیت کا انکار نہیں اور یہ کفر کوئی علیحدہ کفر نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کے کفر ہی میں داخل ہے۔ ایک آپ کی رسالت کا انکار ہے جو کفر مطلق ہے۔ اور جو سرے سے اسلام ہی کا انکار ہے اور ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا آپ ہی کے حکم کی نافرمانی ہے۔ اور جو کفر دون کفر کا مصداق ہے۔ ایسا شخص کامل طور پر خدا و رسول پر ایمان نہیں رکھتا۔ خدا و رسول پر اس کے ایمان کی جو نفی کی تو ظاہر ہے کہ نفی کمال کے طور پر کی نہ کہ نفی مطلق کے طور پر جو خلاف واقعہ ہے۔

چودھری صاحب کی ٹھوکر

مجھے افسوس ہے کہ چودھری نعمت خاں صاحب کو جو ٹھوکر لگی وہ یہ لگی کہ وہ سمجھ بیٹھے دونوں قسم کے کفر جنہیں حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا ایک دوسرے کے برابر ہیں جیسا کہ وہ الفضل میں تحریر فرماتے ہیں۔ "اگر اتمام حجت ہو گیا ہے تو دونوں صورتوں کا کفر برابر ہے" حالانکہ حضرت صاحب نے قطعاً کہیں تحریر نہیں فرمایا کہ دونوں قسم کے کفر برابر ہیں۔ اور وہ کس طرح تحریر فرما سکتے تھے کہ دونوں قسم کے کفر برابر ہیں۔ کیونکہ اس کے تو یہ معنی ہوتے کہ امت محمدیہ میں جو مقام اور اپنی امت سے جو نسبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ وہی مسیح موعود کو حاصل ہے۔ اور یہ بالبداہت غلط ہے ایک امتی خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسا ہی اعلیٰ مرتبہ اور شان رکھتا ہو مگر وہ امتی کے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ جب تک محمد رسول اللہ کی اطاعت کا جوا اس کی گردن پر ہے وہ امتی ہے اور وہ امت محمدیہ کا نبی نہیں بن سکتا۔ پس ایک امتی کا انکار کس طرح محمد رسول اللہ کے انکار کے برابر ہو سکتا ہے۔ ہاں حضرت صاحب نے اتنا فرمایا تھا کہ مسیح موعود کا کفر اسی کفر کے اندر داخل ہے۔ جو آنحضرت صلعم کا ہے۔ اور اس کا مطلب تو صرف اس قدر تھا کہ مسیح موعود کا کفر کسی الگ شخصیت کا کفر نہیں بلکہ دراصل ایک رنگ میں آنحضرت صلعم ہی کا کفر ہے۔ کیونکہ آپ کے حکم کی نافرمانی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کفر کفر مطلق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کفر دون کفر ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک کفر کی وجہ حکم کی نافرمانی قرار دی جائے گی وہ کفر دون کفر ہے۔ حکم کی نافرمانی ایمانیات سے یعنی اسلام سے خارج نہیں کر دیتی۔ اگر کفر مطلق یہاں مراد ہوتا تو عبارت یوں ہوتی۔ کہ جس طرح ایک شخص محمد رسول اللہ صلعم کے دعویٰ رسالت کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی میرے دعویٰ رسالت کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے کیونکہ میں رسول ہوں اور رسول کا منکر کافر ہوتا ہے مگر ایسا حضرت مسیح موعود نے نہ صرف اسی جگہ نہیں فرمایا۔ بلکہ تمام عمر اپنی کسی تحریر میں بھی ایسا نہیں فرمایا کہ میرے دعوے رسالت کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی تحریر ہے تو پیش کرو۔

اپنے دعویٰ رسالت کے انکار کو وجہ کفر نہیں ٹھیرایا

جاؤ حضرت مسیح موعود کی ساری تحریروں کو چھان مارو ہرگز ہرگز کہیں یہ نہ پاؤ گے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ میرے دعویٰ رسالت کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر ہو جاتا ہے۔ بلکہ صاف طور پر جابجا یہی فرماتے رہے کہ وہ لوگ جو ایک کلمہ گو مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ حدیث شریف کے رو سے کفر ان پر الٹ کر پڑتا ہے۔ اور میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا چنانچہ تریاق القلوب میں فرماتے ہیں:-

> "یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

پھر اسی تریاق القلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان کے طور پر مندرجہ ذیل واقعہ ارشاد فرماتے ہیں:-

> "ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ مجھے دجال اور کافر اور کاذب نہیں کہے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا۔ جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے تیار کیا تھا۔ اگر وہ اس فتوے کے دینے میں راستی پر ہوتا تو اس کو حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ میرے نزدیک بیشک یہ کافر ہے اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بالخصوص جس حالت میں خدائے تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میں اب تک اور آخیر زندگی تک انہی عقائد پر قایم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
> اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں۔ مگر اس دستخط سے منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھیرتے ہیں۔ کیونکہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

اس سے بڑھ کر اور صفائی کیا ہوگی۔ پھر اسی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۰ پر فرماتے ہیں کہ:-

> "پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھیرایا ہے۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھیرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا رسالہ یا اشتہار ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتواے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہو تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیرائیں آپ اور ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعے کافر ٹھیرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو چکے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب انہی کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے۔"

یہ تحریر کس قدر صاف ہے۔ کس زور اور تحدی کے ساتھ تمام علماء اور سجادہ نشینوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ ہماری طرف سے اگر تکفیر میں سبقت ہوئی ہے تو ایسی کوئی تحریر پیش کرو۔ کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ حضرت صاحب اس چیلنج دینے کے وقت نعوذ باللہ خود جھوٹ بول رہے تھے؟ کیونکہ اگر وہ اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے لوگوں کو کافر قرار دیتے تھے تو پھر تکفیر میں سبقت تو حضرت صاحب کی طرف سے ہوئی۔ حالانکہ وہ یہ الزام مخالف علماء پر دیتے ہیں۔ اور صاف فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کسی کو کافر قرار دیا ہے۔ تو صرف اس وجہ سے کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتا ہے۔ کیا اصولی طور پر یہی فتوے ہر ایک مسلمان کو کافر کہنے والے پر عائد نہیں ہوتا۔ اور کیا جناب چودھری نعمت خاں صاحب کا یہ فرض نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی تمام تحریروں کو آپس میں تطبیق دیں۔ کیا اس میں مسیح موعود کی اعلیٰ شان نظر آتی ہے کہ یوں مانا جائے کہ آپ نے ایسا علم دنیا کو سکھایا کہ جو مضبوط اور مستحکم اصولوں پر قایم تھا یا ان کے نزدیک اس بات سے شان بڑھتی ہے کہ نعوذ باللہ آپ کسی اصول پر قایم نہ تھے۔ بلکہ کبھی کچھ کہدیتے تھے کبھی کچھ کہدیتے تھے۔

آپ کی آخری تقریر کو پڑھو جو میاں فضل حسین صاحب کے ساتھ گفتگو کے رنگ میں لاہور میں ہوئی۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ:-

> "ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب جو انہیں کافر کہا جاتا ہے تو انہی کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ ایک شخص نے

ہم سے مباہلہ کی درخواست کی۔ ہم نے کہا کہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔ اس نے جواب میں کہا کہ ہم تو تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں۔"

اس پر سوال ہوا کہ "غیر احمدی آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں لیکن آپ نہ کہیں تو کیا حرج ہے؟" تو جواب میں فرمایا کہ "جو ہم کو کافر نہیں کہتا ہم اس کو ہرگز ہرگز کافر نہیں سمجھتے۔"

اصل وجہ کفر

(۱) پس اصل وجہ کفر حضرت صاحب نے اپنے دعوے کے انکار کو قرار نہیں دیا۔ بلکہ آپ کی طرف سے کفر کا فتوےٰ سزا کے طور پر حدیث شریف کے ماتحت صرف ان لوگوں پر لگا جو مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور یہ اصولی رنگ میں تھا۔ اس میں مسیح موعود کی خصوصیت کوئی نہ تھی۔ جو بھی کوئی مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ کفر الٹ کر خود اس پر پڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایک مکفر کو سزا کے طور پر پلٹ کر کافر کہنا تکفیر نہیں کہلاتا۔ جس طرح ایک قاتل کو سزا میں قتل کرنا قتل عمد نہیں کہلاتا۔ ایک مسلمان کو کافر کہنا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ دراصل یہ امت محمدیہ سے اس کی ہستی کو مٹانا ہے۔ تو ایسے مکفروں قاتلوں کو سزا کے طور پر جن سے قصاص لینا یعنی انہیں کافر قرار دینا مسلمانوں کی تکفیر نہیں کہلا سکتا۔ یہ ایک عام اصول تھا۔ جس کے ماتحت مجدد وقت نے ہر ایک مکفر پر حدیث شریف کے حکم کے ماتحت سزا دار کی کا فتویٰ آج اس پر عمل ہو۔ تو تکفیر مولویوں کا وجود دنیا سے مٹ جائے۔ اور مسلمانوں کو اس کفر بازی قاتلوں سے نجات مل جائے۔ بہر حال یہ فتوے انہی لوگوں کے لئے تھا جو آپ کو کافر اور مفتری کہتے تھے۔

(۲) دوسری وجہ آپ نے یہ قائم کی کہ عام مسلمانوں میں سے مسیح موعود کو ایک خصوصیت بھی حاصل تھی وہ یہ کہ اس کو ماننے کا جناب رسول اللہ صلعم نے حکم دیا تھا۔ آپ نے یہ تبلایا کہ جو رسول اللہ صلعم کے اس حکم کو نہیں مانتا وہ کفر دون کفر کا مصداق ہو جاتا ہے جو ہر ایک فرض حکم کے نافرمان پر عائد ہوتا ہے۔ یعنی ایسا شخص اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا۔ مگر رسول اللہ صلعم کے حکم کی نافرمانی کے مواخذہ کے نیچے آ جاتا ہے اور یہ ہر ایک حکم کی جو فرضیت کا درجہ رکھتا ہے۔ نافرمانی پر فتویٰ صادر ہوتا ہے مسیح موعود کے ماننے کا حکم چونکہ ہر ایک مسلمان پر فرض تھا۔ اس لئے جو آپ کو نہیں مانتا وہ فرض کو ترک کرتا ہے۔ اور اس لئے فرض کے تارک پر جو فتوےٰ کفر دون کفر کا لگتا ہے اس کا یہ بھی مصداق ہو جاتا ہے اور اگر اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے تو مواخذہ کے نیچے ہے۔ مگر اس سے وہ اصل ایمانیات یعنی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

اتمام حجت کا کلمہ رسالت محمدیہ سے متعلق ہے

الغرض مسیح موعود کا کفر درحقیقت آنحضرت صلعم کے حکم کی نافرمانی ہے اور اس پر جو مواخذہ ہوتا ہے۔ وہ صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ایسے شخص نے آنحضرت صلعم کے حکم کی نافرمانی کی۔ پس یہ قسم کفر بھی جو کفر دون کفر کے رنگ میں ہے۔ آنحضرت صلعم کے کفر ہی میں داخل ہے جس طرح فرع اپنے اصل میں داخل ہے۔ اور جس اتمام حجت کا تمام دنیا پر ہونا ضروری ہے وہ آنحضرت صلعم کی رسالت ہی کا اتمام حجت ہے جس پر ایمان لانا اور جس کا حکم ماننا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ نہ کہ علیحدہ مسیح موعود کی رسالت کا جیسا کہ چوہدری نعمت خاں صاحب کو دھوکہ لگا ہے چنانچہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۸۰ پر عبارت کو آگے پڑھتے چلو۔ فرماتے ہیں:-

> اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدائے تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔"

یہ قسم اول یا قسم دوم کا کفر کس رسالت کا کفر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رسالت محمدیہ کا کفر ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب صاف طور پر تبلا چکے ہیں کہ قسم دوم کفر بھی قسم اول کفر ہی میں داخل ہے۔ جس طرح فرع اپنے اصل میں داخل ہوتی ہے۔ اگر ایک کفر رسالت محمدیہ کی تکذیب و انکار ہے تو دوسرا کفر آپ ہی کے حکم کی نافرمانی ہے۔ پس جو کفر بھی ہوگا رسالت محمدیہ کا ہی ہوگا نہ کہ کسی اور کا۔

رسالت محمدیہ کے مکذب و منکر پر کفر کا فتوے

اب آگے چلو فرماتے ہیں:-

> اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں کہ اس کی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں۔"

جو قسم دوم کفر کو قسم اول کفر میں داخل نہیں سمجھتے ان کو یہاں دھوکہ لگتا ہے کہ شاید مسیح موعود کی رسالت کے منکر کو بھی حضرت صاحب کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب ابھی صاف طور پر فرما چکے ہیں کہ قسم دوم کفر قسم اول کفر ہی میں داخل ہے۔ جیسے فرع اپنے اصل میں داخل ہوتی ہے۔ تو یہاں جس شخص کو حضرت صاحب باتباع شریعت کافر فرماتے ہیں وہ وہی ہے جو رسالت محمدیہ کا منکر ہے۔ شاید کوئی کہے کہ بہر حال اگر وہ شخص کافر ٹھیرا جو رسالت محمدیہ کا منکر ہے۔ تو وہ بھی تو کافر ٹھیرا جو آپ کے حکم کا نافرمان ہے۔ مگر ایسا کہنا غلطی ہے کیونکہ حکم کی نافرمانی پر اگرچہ مجازاً کفر کا لفظ آ گیا ہے۔ جو کفر دون کفر کہلاتا ہے۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں وہ کافر نہیں کہلاتا۔ اسی لئے حضرت صاحب نے پہلے فقرے میں جب قسم اول کفر کے ساتھ قسم دوم کفر کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا تو وہاں کافر کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ اگر اتمام حجت ہو چکا ہے تو "وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا" آپ نے کافر کا لفظ عمداً یہاں ترک کر دیا۔ کیونکہ قسم دوم کفر کے مرتکب کو اصطلاح شریعت میں کافر نہیں کہتے۔ لیکن جہاں اصطلاح شریعت میں کافر کا لفظ استعمال فرمایا وہاں یہ فقرہ بڑھانا ضروری سمجھا کہ "اور وہ مکذب اور منکر ہے"۔ کیونکہ اصطلاح شریعت میں کافر وہی کہلا سکتا ہے جو اصل کا یعنی رسالت محمدیہ کا "مکذب و منکر" ہو۔ پس حضرت صاحب نے کافر کا لفظ شریعت کے روسے استعمال کرنے سے قبل نہایت بجا طور پر یہ فقرہ بڑھایا کہ "اور وہ مکذب و منکر ہے"۔ کس چیز کا مکذب و منکر؟ اسی رسالت محمدیہ کا مکذب و منکر جس کا کفر قابل مواخذہ ہے۔ نہ کہ کسی اور کا۔ خوب غور کرو ساری غلطی یہاں سے لگتی ہے۔ کہ رسالت محمدیہ سے مسیح موعود کی رسالت کو الگ رکھ لیا جاتا ہے۔ اور پھر جو کچھ رسالت محمدیہ کے کفر کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں وہ مسیح موعود کی رسالت کے کفر کے متعلق بھی درست مانتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ بالبداہت غلط ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب صاف فرما چکے ہیں کہ مسیح موعود کا انکار کوئی الگ انکار نہیں بلکہ وہ محض آنحضرت صلعم کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے قابل مواخذہ ہے۔ پس جو انکار بھی قابل مواخذہ ہوگا وہ رسالت محمدیہ کا انکار ہی ہوگا۔ خواہ ایمانیات کے رنگ میں ہو۔ خواہ حکم کی نافرمانی کے رنگ میں ہو۔ لیکن جو حکم کی نافرمانی کے رنگ میں ہوگا۔ وہ قابل مواخذہ تو ضرور ہوگا۔ مگر اس کا مرتکب شریعت کی اصطلاح میں کافر نہیں کہلائے گا۔ اس لئے ضروری تھا کہ حضرت صاحب کسی شخص پر اتباع شریعت میں کافر کا لفظ استعمال کرنے سے قبل یہ شرط ساتھ بڑھاتے کہ وہ رسالت محمدیہ کا "مکذب و منکر" ہے تاکہ ایمانیات یعنی اصل کا کافر ہونا صاف طور پر ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ ان الفاظ کو ضروری طور پر آپ نے بڑھایا۔ اور بجا بڑھایا۔ اور "مکذب و منکر" کے الفاظ کو لاکر تبلا دیا کہ منکر ایسا شخص ہے جو آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتا ہے اور اس لئے آپ کا انکار کرتا ہے۔ چونکہ یہ اصل کا انکار ہے۔ اس لئے یقیناً کافر ہے۔ اور شریعت کی اصطلاح میں کافر ہے پس جو بھی کفر ہو سکتا ہے وہ رسالت محمدیہ کا ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے جس قسم کی بھی اتمام حجت ہوگی وہ رسالت محمدیہ کی ہی ہوگی۔ خواہ اتمام حجت ایمانیات کے متعلق ہو خواہ احکام کے متعلق بیان جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں۔ حضرت صاحب نے رسالت محمدیہ کے مکذب و منکر کو اصطلاح شریعت کے روسے کافر کہا ہے۔ اور مکذب و منکر کے الفاظ کو استعمال کر کے تبلا دیا کہ آپ کی مراد یہاں فرع یعنی احکام فرضیہ کے کفر سے نہیں بلکہ اصل یعنی ایمانیات کے کفر سے ہے۔ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس لئے جس اتمام حجت کا آگے ذکر فرمایا ہے۔ اس سے مراد رسالت محمدیہ کی ایمانیات کے رنگ میں اتمام حجت ہی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ احکام کے رنگ میں چنانچہ اسی صفحہ ۱۸۰ پر اتمام حجت کا ذکر کر کے خود فرماتے ہیں:-

> یہ بحث محض فضول اور فرضی کہ اس سے کہ جس پر حجت پوری نہیں ہوئی۔ وہ باوجود اس کے کہ اس نے اسلام پر اطلاع پائی انکار کی حالت میں نجات پا جائے گا۔ بلکہ ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہتک ہے۔ کیونکہ جس قادر توانا نے اپنا رسول کو بھیجا۔ اس کی اس میں کسر شان ہے کہ اور نیز تخلف وعدہ لازم آتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ اس نے یہ وعدہ بھی کیا کہ میں اپنی حجت پوری کر دوں گا۔ پھر بھی وہ کیا بیں ہر اپنا حجت پوری نہ کر سکا۔ اور انہوں نے اس کے رسول کی تکذیب بھی کی۔ اور پھر نجات بھی پا گئے۔ اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں تو اس سے دنیا [illegible] ظاہر ہو گئے۔ اور پھر ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ کو دیکھتے ہیں اور ہزارہا خوبیاں اسلام میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ محض اسلام میں ہی کھلا دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وہ یا تو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں۔ اور یا خدا تعالیٰ کو خالق الکل اور مبدء الکل اور سرچشمہ کل فیوض کا نہیں مانتے۔ تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو ان بیہودہ باتوں کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ کہ جو شخص اسلام پر تو اطلاع رکھتا ہو مگر اس پر اتمام حجت نہ ہو وہ نجات پا جائے گا۔

پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:-

> اس مقام میں یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ جس دین کو ایسا شخص اختیار کر رہا ہے وہ دین بمقابل اسلام کس قسم کی توحید اور عظمت حضرت باری پیش کرتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ایسے لوگ جن کے دین میں نہ خدا کی عظمت نہ خدا کی توحید ہے نہ خدا کی شناخت کی کوئی راہ وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر دین اسلام کی حجت پوری نہیں ہوئی۔ ایک عیسائی جو صرف ایک عاجز انسان کو خدا مانتا ہے۔ ایک آریہ جس کے نزدیک نہ خدا خالق ہے نہ تازہ نشانوں سے اپنا ثبوت دے سکتا ہے۔ وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ بہ نسبت اسلام میرا دین اچھا ہے۔ کیا وہ اپنے مذہب کی خوبی دکھانے کو نیوگ پیش کرے گا۔ جس میں باوجود زندہ ہونے ایک عورت کے خاوند کے دوسرا شخص اس سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔

ان حوالجات کو پڑھ کر چوہدری نعمت خاں صاحب جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جج کی کرسی پر بٹھایا ہے انصاف سے مجھے تبلائیں کہ یہ کس رسالت کا اتمام حجت ہے۔ کیا یہ رسالت محمدیہ کا ایمانیات کے رنگ میں اتمام حجت غیر مذاہب کے لوگوں پر ہے یا مسیح موعود کا اتمام حجت مسلمانوں پر ہے۔ آیئے میں آپ کو تبلاؤں یہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کو جواب دیا جا رہا ہے جس کے رد میں یہ کتاب حقیقۃ الوحی لکھی گئی اور جو قائل تھا کہ بغیر آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کے بھی نجات ہو سکتی ہے۔ اور کہتا تھا کہ جس پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ باوجود اس کے کہ اس نے اسلام پر اطلاع پائی۔ انکار کی حالت میں نجات پا جائے گا۔ آپ غور کریں اور اب بھی اپنی حالت کو درست کر لیں۔ یہاں صرف رسالت محمدیہ کے مکذبین اور منکرین پر اتمام حجت کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود رسالت محمدیہ کو منوانے آئے تھے مسلمانوں کو نعوذ باللہ اسلام سے خارج کرنے نہیں آئے تھے۔ حضرت صاحب تو یہاں یہ بتا رہے ہیں کہ جس پر رسالت محمدیہ کا اتمام حجت ہو چکا وہ قابل مواخذہ ہے۔ اور جس پر نہیں ہوا وہ خواہ قابل مواخذہ ہو یا نہ ہو مگر اصطلاح شریعت میں ہم اسے کافر ضرور کہیں گے۔ اور ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نجات پا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اظہار علی الغیب نبوت ہے یا محدثیت

بے شک آپ حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو جتنا بلند چاہیں سمجھیں کیونکہ واقعی اللہ تعالیٰ نے ان کے مقام کو بہت بلند بنایا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ مگر خدا کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کی کرسی پر جو خاص اسی ذات والاصفات سے مختص ہے۔ ان کے غلاموں کو نہ بٹھائیں۔ مانا کہ حضرت مسیح موعود پر جس قدر اظہار علی الغیب ہوا وہ اور کسی محدث پر نہیں ہوا۔ مگر اس سے تو یہ نتیجہ نکلا کہ ان محدثین میں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ و مخاطبہ ہوتا ہے آپ کا مقام سب سے عالی ہے۔ اور اسی اظہار علی الغیب کی وجہ سے آپ کو مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا۔ کیونکہ نبی کے لغوی معنے میں اظہار علی الغیب کا مفہوم ہے۔ مگر جو نام دیا گیا وہ مجازی طور پر دیا گیا۔ نہ کہ حقیقی طور پر۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔ کہ "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" اور آپ کا یہ فرمانا کہ وہ محدث اور نبی کے درمیان کوئی مقام رکھتے تھے۔ عجیب و غریب ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ بتلائیں آپ کے ایسا برتر مقام رکھنے والا اصطلاح شریعت اسلام میں نبی کہلائے گا یا غیر نبی۔ حضرت صاحب خود تو ہمیشہ اصطلاح شریعت کے روسے اپنے آپ کو غیر نبی بتاتے رہے۔ اور نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے رہے۔ بلکہ آپ کی طرف نبوت کے دعوے کو منسوب کرنا بھی افترا فرماتے رہے۔ غلام دستگیر قصوری کے جواب میں اپنا عقیدہ بیان فرماتے ہیں:-

> "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیا اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے .... غرضیکہ جبکہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں۔ صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے"

مولوی غلام دستگیر قصوری کی نسبت حضرت صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہ آپ کے مقابل میں بد دعا کرکے ہلاک ہوا۔ جو ایک رنگ مباہلہ کا ہے اگر مباہلہ میں ضروری ہے کہ ہر ایک مدعی اپنے صحیح عقائد کا فریق مخالف کے سامنے اظہار کرے تا اس پر اتمام حجت ہو ورنہ اللہ تعالیٰ فریق ثانی کو اس کی ناواقفیت کا فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑیگا کہ یہ عقائد حضرت صاحب کے صحیح عقائد تھے۔ اور اگر بقول میاں محمود احمد صاحب اس وقت تک حضرت صاحب اپنے دعوے کو خود بھی سمجھے نہ تھے تو گویا خدا بھی سمجھتا نہ تھا۔ جو بغیر اتمام حجت کئے غلام دستگیر قصوری کو نعوذ باللہ نہایت بے انصافی کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ اور پھر حضرت صاحب کی اس تحدی کو جو انہوں نے کتاب انجام آتھم میں بڑی زور سے فرمائی ہے۔ کیا کہئے "ولن تجد وا تغیرا فی دعوای و رسائلی" کہ تم میرے دعوے اور رسائل میں کبھی کجی نہ پاؤ گے۔ بقول میاں صاحب آپ کا دعوےٰ اس وقت نعوذ باللہ سر تا سر غلط تھا۔ اور تحدی یہ بھی کہ کبھی اس میں کجی نہ پاؤ گے۔ دعوے میں تبدیلی کے شوقین اس تحدی پر غور کریں۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

ہندوستان

—— بروداہ ۲۰ ستمبر کشن چندجی نے ۵۰ ہزار روپیہ اس مقصد کے لئے دیا ہے کہ گیتا مختلف مقامی زبانوں میں چھاپ کر غریب ہندوؤں میں مفت تقسیم کی جائے۔ جیسی بعض ہندو انجمنوں نے سفارش کی تھی۔ اس رقم کے ساتھ ایک فنڈ کھول دیا جائے گا۔ جس کا انتظام سوامی رام ناتھ کے ہاتھ میں ہوگا۔

—— ندوۃ العلما لکھنؤ کا اکیسواں سالانہ اجلاس ۵۔ ۶۔ ۷۔ نومبر ۱۹۳۱ء کو کانپور میں منعقد ہوگا۔

—— لارڈ اروِن اور لیڈی اروِن نے وفد جنوبی افریقہ کے ارکان کو دعوت دی ہے کہ وہ یکم سے ۲ر اکتوبر تک اپنے قیام شملہ کے دوران میں "وائسریگل لاج" میں ٹھہریں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ پنڈت مالوی نے مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ کثیدگی ہندو مسلم کے مسئلہ کے متعلق دیر تک گفتگو کی۔ اور چند ایسی موثر تدابیر سوچیں جن کے ذریعہ سے فرقہ وار اتحاد حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ تجاویز ہر دو فرقوں کے ذمہ دار رہنماؤں کے روبرو پیش کی جائیں گی اور اگر انہوں نے ان تجاویز کو پسند کیا تو فی الفور کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

—— پٹنہ یونیورسٹی کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد ۲۰ ر نومبر کو جدید "سینٹ ہال" میں منعقد ہوگا۔ جس پر دو لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے اور جسے راجہ دیو کی مندن پرشاد سنگھ۔ مونگیر نے تیار کرایا ہے۔

—— ۷ ر ستمبر کو بنگال پراونشل خلافت کمیٹی کے جلسہ میں یہ قرار پایا کہ آزاد مسلم پارٹی نے جن امیدواروں کو نامزد کیا ہے ان کی حمایت کی جائے بشرطیکہ وہ یہ وعدہ کریں کہ ہم وزارت کے قیام کی طرف کوئی پیش قدمی نہیں کریں گے اس صورت میں کمیٹی اپنے سابقہ فیصلے کے مطابق کارروائی کرے گی۔

—— جناب گورنر پنجاب ۱۲ ر ستمبر کو "فورٹ منرو" پہنچے۔ (جو ضلع ڈیرہ غازی خاں کی سرحد کے آگے قبائل کے علاقہ میں واقع ہے)، تاکہ سرحد بلوچستان و پنجاب کے بلوچی قبائل کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوں جس میں نظام جرگہ کے ماتحت قبائل کے تنازعات اور دیگر معاملات کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔ جو ان قبائل سے متعلق ہیں۔ غازی گھاٹ میں ایجنٹ بلوچستان بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ اس دورہ کا مقصد یہ تھا کہ ہر دو سرحدوں کے قبائل کے درمیان خوشگوار تعلقات پیدا کئے جائیں۔

—— انڈین نیشنل یونین نے جس کے اغراض و مقاصد یہ ہیں کہ فرقہ پرستی کی بیخکنی کرے اور سچی قوم پرستی کے نشو و نما میں مدد دے۔ اپنے پہلے جلسے میں اس بات پر اتفاق رائے کیا ہے کہ جو شخص کسی فرقہ وارانہ جماعت کا ممبر ہوگا وہ یونین کا ممبر نہیں ہو سکتا۔ جن جماعتوں کو فرقہ وارانہ قرار دیا گیا ہے وہ ہندو مہاسبھا، مسلم لیگ، خلافت کمیٹی، تبلیغ اور شدھی تنظیم اور سنگٹھن سبھا۔ سکھ لیگ اور جمعیۃ العلما ہیں۔ یونین کا دوسرا جلسہ تین ہفتوں کے اندر ہوگا۔

—— جمعیۃ العلمائے ہند کی مجلس منتظمہ کا اجلاس ۱۲ ر ستمبر کو دہلی میں منعقد ہونے والا تھا۔ جس میں وفد حجاز کی رپورٹ کے علاوہ اور دوسرے اہم معاملات بھی پیش ہونے والے تھے۔

—— نومسلم کانفرنس کراچی کا اجلاس ۱۸ و ۱۹ ر ستمبر کی بجائے ۱۶ و ۱۷ ر اکتوبر کو منعقد ہوگا۔ کانفرنس کی صدارت شیخ محمد امین بیرسٹر لاہور فرمائیں گے

—— "زمیندار" کا ایک نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ ریاست پٹیالہ میں قرآن شریف اور حدیث پڑھنے کی بندش ہو گئی ہے۔

—— کراچی ۱۴ ر ستمبر سندھ کے کمشنر نے ۱۶ تاریخ کو ایک مخصوص جلسہ طلب کیا ہے۔ جو اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ ان ہزاروں آدمیوں کی امداد کے لئے جو حال کے طوفان، بارش اور سیلاب میں خانہ برباد ہو گئے ہیں کیا تدابیر اختیار کرنی پڑیں گی۔ میونسپلٹی کے صدر نے چندہ کے لئے درخواست کر دی ہے۔ خیال ہے کہ کم از کم پچاس ہزار روپے کی ضرورت ہوگی۔ شہر میں جائداد کو نقصانات عظیم پہنچے ہیں۔

—— عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر "پیشوا" مطلع فرماتے ہیں:۔

دہلی ۱۳ ر ستمبر۔ میں نے مولانا ظفر علی ایڈیٹر "زمیندار" کو حسب ذیل تار دیا ہے:۔

"چونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ آپ نے وہابیوں سے روپیہ لیا ہے۔ میں خواجہ حسن نظامی صاحب کے ایک ناچیز معتقد کی حیثیت سے آپ کے مباہلہ کی دعوت کو منظور کرتا ہوں۔ جس کا اعلان "زمیندار" میں کیا گیا تھا۔ اور مولانا حسرت موہانی کو مقرر کرتا ہوں کہ وہ کتاب اور سنت کے مطابق شرائط طے کر دیں۔"

—— ڈھاکہ میں ہندو مسلم فساد ہو گیا تھا۔ اب حالات پر امن ہیں بہت سی دکانیں کھل گئی ہیں۔ آج تک ایک سو بہتر گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ جن میں سے ۲۵ ہندو ہیں۔ ۴۶ ہندو اور ۶۰ مسلمان زخمی ہسپتال میں ہیں۔ پولیس نے ۱۰ بندوقیں گرفتار کی ہیں۔

ممالک خارجہ

—— سلطان ابن سعود حجاز و نجد کی جانب سے اپنا ایک نمائندہ فلسطین بھیجیں گے۔ تاکہ حجاز و نجد اور فلسطین میں ربط و تعلق پیدا ہو۔ اصل مقصد تجارتی مصالح کا استحفاظ ہے۔ گمان غالب ہے کہ نمائندہ کوئی ہوشیار نوجوان ہوگا۔

—— آستانہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حکومت ترکیہ کی جانب سے بہت جلد سلیمان شوکت بے بطور سفیر حجاز جانے والے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ حکومت حجاز ان کا پرتپاک خیر مقدم کرے گی۔

—— فرانسیسی سفیر متعینہ قاہرہ نے ابن سعود سلطان نجد سے خواہش کی ہے کہ وہ شام کی سیاحت فرمائیں۔ امید ہے کہ فلسطین کے بعد امیر ابن سعود شام کا قصد فرمائیں گے۔

—— ایک بڑا وفد جزیرۃ العرب کے دورے میں مصروف ہے۔ تاکہ امرا و والیان عرب خصوصاً امام یحییٰ اور سلطان ابن سعود کے تعلقات خوشگوار رہیں۔ قاہرہ کی خبریں مظہر ہیں۔ کہ یہ وفد صنعا دار الحکومت یمن پہنچ گیا ہے۔ امام یحییٰ سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔ قاہرہ کے اخبارات کی رائے ہے کہ وفد کی کامیابی میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔

—— پیرس سے ایک صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ شام کے جو باشندے فرانسیسی سلطنت میں سکونت پذیر ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ شام اور لبنان کی عنان حکومت عنقریب شریف حسین کے بیٹوں میں سے کسی کے ہاتھ میں آ جائے گی۔ مگر فرانس کی وزارت خارجہ ابن سعود کی وجہ سے شریف حسین کا دشمن ہے۔ اس خبر کو پردۂ اخفا میں رکھنا چاہتی ہے۔ (خلافت)

—— جاپان کے کابینہ نے چین کی صورت حالات پر بحث کی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ حالات کے تغیر کا نہایت ہوشیاری اور بیداری کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہیے۔ ابھی جاپان کو کوئی قطعی تدابیر اختیار نہیں کرنی چاہئیں۔ تاہم وزیر امور خارجہ کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ ہنگامی ضرورت کے وقت جو تدبیر چاہے اختیار کر لے۔

—— چین کی اندرونی خلفشار کے باعث برطانیہ نے چند جنگی جہاز اور آبدوز کشتیاں چین روانہ کی ہیں۔

—— ناروے سے انگلستان تک پرواز کی مشق کی جا رہی ہے باقاعدہ طور پر ہوائی آمد و رفت اکتوبر سے شروع ہوگی۔

—— عرب جرائد سے معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین شام کے سردار سلطان اطرش پاشا نے ایک مجلس شوریٰ اس غرض سے طلب کی کہ فرانسیسیوں کے ساتھ مصالحت کی بنیادیں تجویز کی جائیں۔ سنتے ہیں کہ مجاہدین میں ایک فرقہ ایسا ہے جس نے امیر فیصل کے چھوٹے بھائی امیر زید کو ملک شام کا بادشاہ بنانے کی تجویز پیش کی ہے۔ اس بارہ میں ایک وفد آکسفورڈ روانہ کیا گیا ہے جو تخت نشینی کے متعلق امیر زید سے بات چیت کرے گا۔

—— انگلستان میں بدھ مذہب والوں کا پہلا مشن بمقام لندن قائم ہو گیا ہے جس کے منتظم انارگاریکا دھرمپال ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں انگلستان میں اس غرض سے آیا ہوں کہ انگریزوں پر بودھیت کی صداقتیں اور حقائق منکشف کروں۔

—— لندن ۱۳ ر ستمبر۔ مہاراجہ الور نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہندوستان میں سینما بنانے کے لئے قطعات زمین مفت عطا کریں گے۔ مہاراجہ پٹیالہ نے ۴۰ ہزار پونڈ آغا خاں ۲۵ ہزار پونڈ اور مہاراجہ جے پور نے قریباً چالیس ہزار پونڈ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

—— چھ والیان ریاست ڈھائی لاکھ پونڈ کی رقم پوری کریں گے۔ امید ہے کہ ۱۹۳۱ء کے وسط میں ہندوستان کے طول و عرض میں تین سو سینماؤں کا جال بچھ جائے گا۔ نرنجن پال کا بیان ہے کہ والیان ریاست اس فیاضی کے عوض نفع کی توقع نہیں رکھتے۔ جو منافع آئے گا وہ ہندوستان کی فلموں کی ترقی دینے پر صرف ہوگا۔

—— پیرس ۱۲ ر ستمبر موسیو پانکارے نے ترکی سفیر کو مطلع کیا ہے کہ "لوٹس" جہاز کے افسر ڈیمانس کو جسے اس جہاز اور ترکی جہاز کے باہمی تصادم کے بعد گرفتار کر لیا گیا تھا رہا کر دیا جائے۔ حکومت فرانس مزید تاخیر گوارا نہیں کرے گی۔

—— چین میں کیانگسی ہیونن کی سرحد کے پاس چوان فینگ اور سرخ افواج کے درمیان جنگ شروع ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سرخ افواج کی تعداد دو لاکھ ہے۔ اور وہ سن چوان فینگ کی افواج پر تعداد، سامان اور انتظام کے لحاظ سے فائق ہے۔ ماہرین کا بیان ہے کہ کنٹن کی سرخ افواج کے سامان جنگ میں سویٹ کے جدید ترین فولادی ہوائی جہاز بھی شامل ہیں۔ فوجوں میں تنظیم اور انضباط بھی قابل رشک ہے۔ برطانیہ مصالحت کے لئے گفت و شنید کر رہا ہے۔ اگر مصالحت کی کوئی سبیل باقی نہ رہی تو طاقت کا استعمال کرے گا۔

—— سالومن بیجین نے جو کسی زمانہ میں سوویٹ حکومت میں وزیر تھے اور آج کل برلن میں سوویٹ حکومت کے خلاف تقریریں کر رہے ہیں۔ بیان کیا ہے کہ حکومت سوویٹ نے ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۵ء کے درمیان میں آٹھ سو آدمی اس غرض سے انگلستان بھیجے کہ وہ وہاں شورش برپا کریں۔ اس مقصد کے لئے تقریباً پندرہ لاکھ پونڈ روس کو انگلستان میں صرف کرنے پڑے۔

—— برطانیہ کے محکمہ ہوائی نے ایک اس قسم کے ہوائی جہاز بنانے کا آرڈر دیا ہے جس سے مسلح پچاس سپاہی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیئے جائیں۔ اس قسم کے ہوائی جہازوں کے بکثرت بن جانے پر افواج کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچانا آسان ہو جائے گا۔ ان ہوائی جہازوں کے ذریعہ علاوہ پچاس سپاہیوں کے سامان جنگ وغیرہ بھی پہنچا دیا جایا کریگا۔

—— امریکہ کے مشہور کرکٹ کے کھلاڑی ہائی لینڈ پارک نے اس قسم کا چمڑہ تیار کیا ہے کہ جسے بوٹ پر چڑھانے کے بعد کھلاڑیوں کے پاؤں نہیں پھسلتے۔

—— وزارت ترکیہ ہوائی جہازوں کی ترقی کی ضرورت محسوس کر رہی ہے اس پر غور و خوض جاری ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ ایک جدید مدرسہ آستانہ میں قائم کیا جائے۔ جس میں ماہرین ہوائی جہاز آ کر تعلیم دیں۔ چنانچہ اس لئے سفیر ترکی متعینہ جرمنی کو لکھا ہے کہ وہ جرمن کے مشاہیر و ماہرین ہوائی جہاز کو یہاں آنے کے لئے تیار کریں۔

—— جریدہ "جمہوریت" کا نامہ نگار مطلع کرتا ہے کہ روسی ماہرین ہوائی جہاز یہاں آنے کے لئے تیار ہیں۔ اور عنقریب وہ آئیں گے ان لوگوں کے آنے کے بعد ایک مجلس منعقد ہوگی۔ جس میں شہر و اطراف کے بڑے بڑے معززین و عمائدین مدعو کئے جائیں گے۔ اور عصمت پاشا رئیس وزارت ترکیہ ہوائی جہاز کی اہمیت پر لکچر دیں گے۔ اور جنگی جہازی بیڑوں کی ضرورت ثابت کریں گے

—— پیرس ۱۵ ر ستمبر۔ فیض کے بیانات مظہر ہیں۔ کہ مراقش کے ہسپانوی خطے کی صورت حالات پھر نازک ہو رہی ہے۔ فیض کے شمال کی طرف اور شیشوان کے جنوب و مشرق میں جو ضلع ہے۔ اس میں ہسپانوی دستے محصور ہو گئے ہیں۔ ہسپانوی افواج ان دستوں کی رہائی کے لئے [illegible] فرانسیسی خط کی طرف جانے والی ہیں۔ لیکن ان کے پاس [illegible]

جمعیۃ علمائے ہند و فد حجاز کی رپورٹ

اگر آپ حجاز مقدس کے صحیح حالات، حج کے معتبر واقعات، حجاز کی دینی و سیاسی پوزیشن اور عالم اسلامی کے متحد و متفق ہونے کی عملی تدابیر سے واقفیت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو جمعیۃ علمائے ہند کے وفد حجاز کی مکمل رپورٹ ملاحظہ فرمائیے جو جمعیۃ کے واحد ترجمان اخبار "الجمعیۃ" میں عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ چونکہ یہ رپورٹ صرف الجمعیۃ میں شائع ہوگی لہذا آج ہی سے اس اخبار کے مستقل خریدار بن جائیے تاکہ آپ کا کوئی نمبر ضائع نہ ہو جائے اور آپ اس نادر موقع کو نہ کھو بیٹھیں۔

اسلامی مسائل اور ملکی مباحث کے لئے الجمعیۃ کی امتیازی شان آپ کو اسی وقت معلوم ہوگی جبکہ آپ اس کے مستقل خریدار بن جائینگے۔

چندہ:- سالانہ ۶ روپے، ششماہی ۴ روپے

منیجر الجمعیۃ بلیماران دہلی

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں۔ کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں۔ تجربہ کار سنار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتے۔ ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے تاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قایم رہتا ہے۔ نایاب تحفہ ہے۔ ناپسند ہوں تو قیمت واپس فی انگوٹھی ایک روپیہ۔ چار کے خریدار کو ایک مفت۔ ناپ ضرور بھیجیں۔

کیمیکل گولڈ سونے کے گوشوارے

یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بُندے ہیں ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرے لگا دیئے ہیں۔ رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ صرف ان بُندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چو طرف تارے قربان ہو رہے ہیں۔ قیمت عہ (ایک روپیہ آٹھ آنے)

کیمیکل گولڈ قمیص کے خوبصورت بٹن

یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں جو بہت خوبصورت ہیں۔ ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قایم رہتا ہے۔ کوئی یہ تمیز نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں۔ فی سٹ عہ علاوہ محصول ڈاک چار سٹ کے خریدار کو ایک مفت۔

المشتہر

ایس اے اصغر اینڈ کو ٹیا محل دہلی

انعام! انعام!! انعام!

جو اصحاب اخبار پیغام صلح کے لئے ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء تک خریدار بہم پہنچائیں گے ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل انعام پیش کئے جائیں گے۔

(۱) ایک ایک سال کے لئے بیس خریدار دینے والے کو ترجمۃ القرآن انگریزی یا بیان القرآن

(۲) " " دس " اور بڑی ہر دو کتب نصف قیمت پر

(۳) " " پانچ " محمد دی پرافٹ یا سیرۃ خیر البشر

(۴) " " تین " خلافت راشدہ جلد

جو کتابیں ایک دوسری کے عوض میں رکھی گئی ہیں ان میں سے انعام میں وہ بھیجی جائے گی جو خریدار بہم پہنچانے والا لینا چاہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔

منیجر اخبار پیغام صلح لاہور

احمدیہ مسلم ہوسٹل

احمدیہ مسلم ہوسٹل ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء سے گزشتہ سال والی کوٹھی (ملکہ ملک غلام محمد صاحب واقعہ ۳ جیمبرلین روڈ) میں موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پھر جاری ہو گیا ہے۔ اس کوٹھی میں تقریباً ۲۵-۳۰ طلبہ کے واسطے گنجائش ہے۔ احمدی طلبہ اور ان کے والدین کو بالخصوص اور دیگر مسلمانان پنجاب کو جن کے بچے لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں بالعموم اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہ خبر نہایت ہی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس ہوسٹل کو یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے منظور کر لیا ہے۔ اور ماہوار امداد بھی مل رہی ہے۔ اس ہوسٹل کی واحد غرض نونہالان قوم کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا درست رکھنا ہے۔ اور ان پر مذہب کی حقیقت کو بکلی واضح کر کے ان کے اندر مذہبی احساس پیدا کرنا ہے۔ نماز باجماعت، درس قرآن مجید اور ہفتہ وار لیکچر کا انشاء اللہ باقاعدہ انتظام ہوگا۔ انجمن نے اپنی گرہ سے کم و بیش سو ڈیڑھ سو روپے کا ماہوار خرچ برداشت کرنا منظور کر لیا ہے۔ ان طلبہ کے والدین کو جو اس سال لاہور کے کالجوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ فیس داخلہ دو روپے۔ فیس ماہوار پانچ روپے۔ خرچ خوراک جو طلبہ کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے تقریباً بارہ یا تیرہ روپے ماہوار ہے۔ درخواستیں برائے داخلہ یا مزید حالات دریافت کرنے کے واسطے حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

شیخ محمد عبد اللہ سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل لاہور

زراعتی آلات و دیگر سامان مشینری عمدہ

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کاٹنے کی مشینیں آہنی رہٹ (لٹ)، زراعت فارم کے نمونے کے آہنی ہل خراس (بیل چکی)، بیلنہ جات جامل سویاں اور بادام روغن کی مشینیں وغیرہ منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت منگائیے۔

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ پنجاب

بہشتی موعود

ایں۔ جو احباب منگوانا چاہیں وہ ...

سے کہ بہت سے پرچے ابھی دفتر میں موجود

قیمت ۳ روپے فی پرچہ ... منیجر

غازہ یوسفی رجسٹرڈ

شہزادہ پرنس آف ویلز کی سفارش سے ڈاکٹر لامنڈیل صاحب نے مہاراجہ میسور کے لئے بنایا تھا۔ جس کو متواتر بدن پر مالش کرنے سے رونق ملنے یا چہرہ پر لگانے سے مثل مخمل نرم اور رنگ مانند گلاب کے ہو جاتا ہے گالوں پر سیاہ داغ، جھانیاں، جھریاں، دور ہو جاتی ہیں۔ یہ خوشبودار پھولوں سے بنایا گیا ہے۔ خوشبو اس قدر اعلیٰ کہ جب تک دوبارہ غسل نہ کیا جائے دماغ معطر رہے اور کل جلدی امراض مثلاً بغل گندہ پسینہ کی بدبو، خارش، داد، پھوڑا، پھنسی وغیرہ کے لئے بھی بے حد مفید ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنے (عہ)

رعایت۔ تین شیشی کے خریدار کو ایک مفت۔ محصول ڈاک ۱۰

المشتہر

محمد شفیق اینڈ کو آگرہ (یوپی)

اصلی مشہدی لنگیاں

حبیب سیٹھ کی دکان شہر لدھیانہ میں مدت سے قایم ہے اس کارخانہ کا مال تمام دکانداروں اور فوج کے افسروں نے پسند کیا ہے خصوصاً اخبارات کے خریداروں نے آزمائش کی ہے۔ ریشمی مشہدی لنگیاں رنگ سیاہ یا سلیٹی طول ۷ گز چار روپے آٹھ آنے۔ طول سات گز قیمت سوا پانچ روپے۔ ریشمی صافہ نگ تیا، سناری، گلابی ہر رنگ ۷ گز پانچ روپے۔ سات گز چھ روپے چار آنے۔ آٹھ گز سات روپے۔ چینی ماشی سوتی باریک لنگیاں چھ گز دو روپے چار آنے سات گز دو روپے دس آنے۔ کلاہ سچا زری دار چار روپے۔ کھوٹا زری دار ایک روپیہ چار آنے۔ دری بستر پورے پلنگ کی رنگ نیلا ½۲ گز ½۱ گز قیمت فی جوڑہ چار روپے چار آنے۔ پھولدار جوڑہ چار روپے بارہ آنے۔ فہرست کارخانہ مفت

حبیب سیٹھ اینڈ کمپنی سوداگر شہر لدھیانہ

کشتال — گرمی اور درد کا واحد دشمن — کشتال

اس نادر الوجود دوا سے ہر دمہ امراض میں مثل تریاق پہلی ہی خوراک میں بسا اوقات اتنا افاقہ ہو جاتا ہے کہ دوسری دوا سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں۔ دقت تنفس اور بلغم نکلنے میں آسانی تو انائی اس قدر کہ ورزش کیجئے۔ وزن اٹھائیے، دوڑیئے مگر سانس نہ پھولنے گی۔ تھمی کو دو ہفتے میں بالکل صاف کر دیتی ہے۔ دو کے ٹکٹ میں نمونہ منگا کر آزمائیے مفید ثابت ہو تو خرید یئے۔ تاکہ آپ بیجا صرفہ سے بچیں اور دھوکہ بازی کے الزام قیمت ۴۰ خوراک کے تین روپے معہ محصول حدود ہند میں فرمائش کے ساتھ دو کے ٹکٹ حیدرآباد دکن ۳ پوری قیمت۔ ممالک غیر سات روپے علاوہ محصول ڈاک پیشگی آنا چاہئے۔ جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ بھیجئے۔ اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

ڈاکٹر خورشید علی خاں مینا پارک بنارس (یوپی)

بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانے

اور ان کی بخار کھانسی۔ ہچکی۔ دودھ ڈالنا۔ دست ہونا۔ پسلی چلنا۔ پیٹ پھولنا۔ کھل کر پیخانہ نہ ہونا وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے

— حکیم تلسی پرشاد ... —

بال جیون گھٹی

رجسٹرڈ

ایک مشہور سچی سودیشی اور بے حد مفید دوا ہے۔ اسکو بچے اور دودھ پیتے دار ہونے کی دیر ہو ... بچے نوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ اگر یہ گھٹی اچھے بھلے بچے کو پلا دی جایا کریگی تو ہمیشہ تندرست رہیگا اور کبھی کوئی بیماری اسکے پاس تک نہ آئیگی قیمت فی شیشی ۵ محصول ... دوکان داروں اور ... بارہ شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ... اشتہارات و سائن بورڈ ہمراہ پارسل مفت۔ فروخت نہ ہونے پر واپس ...

— بازاروں میں دیسی انگریزی دوا فروشوں سے خرید و اگر کہیں نہ ملے تو —

بال جیون گھٹی کارخانہ علی گڑھ شہر سے منگاؤ

مفت لو — ... رسالہ ...

جلد ۱۴ | لاہور مدینۃ المسیح یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۶

تصویر افکار

عشق است و ہزار بدگمانی

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب)

الا! زخم تغافلہا علاج از غیر کے یابد   مگر آتش انداز دہوں آبے بر اندازد
مرا زخمے حکایت میدہد از او، منہ مرہم   جراحت داستاں گوید دلم زو لذتے یابد
زخود بینی تو آئینہ دل پارہ پارہ شد   نیساں آئینہ ساز، ایں گوہرے بشکستہ پیوندد
کنوں رسوا ایم از دست او شد باعث شہرت   چرا کس عزت بہر او شوخ ابستاند
زدست دیگراں آبادیٔ ویرانم مشکل   مگر تعمیر از دم کن کہ از بیخم بر اندازد
شدم بیروں ز زنجیر خرد، پایم چرا بندی   جنوں ہر دم خیال دشت صحرا پیش آرد
خوشا سودا، چہ احسانش، کہ صحرایم وطن کرد   تکلف بر طرف، خانہ مرا خوشتر ز گل آمد
بگوئی نیکنامی را، ادن، ایں چہ بوالعجبی!   کسے را، کو ز وحشت شوق سنگ کودکاں دارد
چرا زنجیر ہا سازی، مگر دانی کہ مجنونے   بجز زنجیر بشکستن دگر چیزے نمی داند
ز کوکان خرد، سودائے سربازی نمی یابی   ببازار جنوں آید، کسے کیں جنس میخواہد
فنیاں جمع کردن از پئے توبیخ مجنونے   غلط کردی! مگر وحشت فزوں راہت پسندآید
بیا تنہا بکاشانم، جنونے را علاج اینک   ازیں ہوہائے مردم وحشت دل تیز تر گردد
جنونے کو کہ از قید خرد بیروں کند ما را   کنوں تقلید کوری کم بمیدان خرد آمد
سر تسلیم خم کردن رواج عاشقان بیتک   مگر شوریدہ سر بیروں ز آئین جہاں تا ہم
بگویم ہر چہ گوئی، گر خوشت آید، مگر دانی!   صدائے بازگشتہ، بر پشیزے ہم نمی ارزد
چرا ایں غازہ جوئی: از دکان دیگراں جاناں   چہ حسن سادہ ات داری کہ سحر بیکراں دارد
برائے قتل یک نفسے چرا ایں مجلس آرائی   اگر خواہی سرا دتیغ، نظرک شما باشد
پئے تیغ آزمودن فتوی گیری کارلاحاصل   تو مشق ناز کن جاناں ودیت برگردنم آید
نیم تنہا، خیال بیکسی ام، انجمن سازد   مرا اخراج از کوئیت، بزم دیگرے آرد
زبے یاری شدم بایار، چو رفتند یاراں   نہے بے یاری ام کو جاذب فضل الٰہ آمد
خدایت نیستی آخر چرا ایں کار چوں دانی   اگر انساں درے بند دوا در رحمان بکشاید
اگر تر دامنم از ابر رحمت دامنم تر شد   بگو آں پاکدامن را مرا معذور ہم دارد
مراد از منزل جاناں چہ امن، عیش چوں ہر دم   کسے الزام می آرد، کسے بند دکسے کوبد
(حافظ)   خدا را دامن بستاں از اے شحنۂ مجلس
کہ یارا در خانہ ہستند دا زمن سر گراں دارد

مضمون نگار پہلے بھی کئی مرتبہ مضمون نگار حضرات کو توجہ دلائی گئی ہے کہ کاغذ کے ایک طرف مضمون تحریر فرمایا کریں اور پورے سلپ پر لکھیں چھوٹے چھوٹے پرزے منسلک کرنے اور پھر اس پر دونوں طرف لکھنے سے غلطی اور فروگذاشت کا قوی امکان ہے مگر افسوس کہ بعض حضرات نے اب تک اس پر

ہبوط النسل انسانی

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۴)

(مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت)

آپ کو اس امر پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو درخت سے منع کیا اور شیطان کو اس کا دشمن بتایا۔ شیطان نے ورغلاتے وقت اسی درخت کا ذکر کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ تم کو اس درخت سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ تم ہمیشہ کی زندگی نہ پا جاؤ۔ ایسی صورت میں آدمؑ ہرگز نہ بھول سکتا۔ اس کا جواب میں اپنے مسلک پر دے چکا ہوں کہ آدم کے اندر جو نیک و بد کی تمیز کا درخت تھا شیطان نے دھوکا دیکر اس کو پامال کر دیا۔ ضمیر کی آواز اس قدر زوردار نہ تھی کہ جس قدر وحی متلو ہوتی ہے۔ اس لئے آدم کے بھول جانے میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ یہ تو ہماری روزانہ حالت کا نقشہ ہے آدم کے عہد فطرت کو بھول جانے پر تو آپ کو تعجب ہے مگر اس پر تعجب ہرگز نہ ہوگا کہ مسیحؑ نے حواریوں کو کہا کہ تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے پطرس نے کہا کہ اگرچہ سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں پر میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو اسی رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا۔ پطرس نے اس سے کہا کہ اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی ضرور ہو تو بھی تیرا انکار نہ کرونگا۔ اب اس قدر سخت ویزاد رتاکید اکید کے بعد انجیل نویس کیا کہتے ہیں اس کو بھی سن لیجئے

"اور پطرس باہر صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک لونڈی اس کے پاس آکر بولی کہ تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا۔ اس نے سب کے سامنے یہ کہکر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے۔ اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا۔ تو دوسری نے اسے دیکھا۔ اور جو وہاں تھے۔ ان سے کہا کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر کے بعد جو وہاں کھڑے تھے انہوں نے پطرس کے پاس آکر کہا کہ بے شک تو بھی ان میں سے ہے۔ کیونکہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔ اور فی الفور مرغ نے بانگ دی۔ پطرس کو یسوع کی وہ بات یاد آئی جو اس نے کہی تھی۔ کہ مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ اور وہ باہر جاکر زار زار رویا۔" (متی ۲۶ - ۶۹ تا ۷۵)

آپ کے اتمام حجت کے لئے میں عہد جدید کا بھی ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ لکھا ہے اور کیا فیصلہ کن فقرہ لکھا ہے کہ "آدم نے فریب نہیں کھایا۔ پر عورت فریب کھا کے گناہ میں پھنسی"۔ (۱ تمطاؤس ۲ - ۱۴)

پس آدم نے قطعاً جان بوجھ کر شیطان کا فریب نہیں کھایا۔ اس لئے گناہ میں بھی نہیں پھنسا۔ اب رہا یہ امر کہ عورت نے فریب کھایا اور گناہ میں پھنسی یہ جدا بحث ہے۔ جسکو ہم سردست نظر انداز کرتے ہیں۔

عصمت انبیاء از روئے بائیبل و انجیل

باوجود یاد دہانی کے آدم کا بھول جانا کوئی تعجب انگیز امر نہیں تعجب صرف اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب ہم بائیبل کے مقدس آدم کو سامنے رکھ لیتے ہیں ورنہ یہ ہمارا آئے دن کا تجربہ ہے کہ انسان کیونکر جذبات کے نیچے آکر غلط اجتہاد کرتا ہے اور فطرت کی آواز اور ضمیر کے الہام کو یکسر فراموش کر دیتا ہے اس کا علاج وحی الٰہی کی آمد اور اس پر پابندی میں مضمر ہے۔ چنانچہ یہ کمزوری انبیاء میں قطعاً نہیں ہوتی۔ اور خدا کے احکام اور قوانین پر وہ پورے طور پر عامل ہوتے ہیں۔ لایسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون وہ خدا کے حکم سے آگے نہیں نکلتے اور وہ اس کے حکم پر ہی عمل کرتے ہیں۔ وما کان لنبی ان یغل احکام الٰہی میں خیانت کرنا یہ نبی کی شان سے بعید ہے۔ نہ صرف قرآن مجید بلکہ تورات و انجیل میں بھی باوجود اس کے کہ اکثر انبیاء کے ذمہ گناہ تھوپا گیا ہے تاہم دوسری آیات اور صحیح تاریخی روایات سے ان کا معصوم ہونا ثابت ہے۔ اور خود انجیل سے انجیل کی اور عہد نامۂ عتیق سے عہد نامۂ عتیق کی تردید ہو سکتی ہے۔ جہاں ایک طرف اس قسم کی آیات موجود ہیں کہ کوئی شخص انسان ہو کر معصوم نہیں ہو سکتا۔ وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ "زکریا اور اس کی بیوی دونوں بے عیب خدا کے حکموں پر چلنے والے تھے" (لوقا)۔

حضرت داؤدؑ کے متعلق لکھا ہے کہ۔

"داؤد پر بہت سا کرم کیا۔ اس لئے کہ وہ تیرے آگے صداقت اور نیکوکاری سے اور تجھ پر سچا دل رکھ کے چلتا پھرتا رہا" (سلاطین ۳/۶)

"اگر تو میری راہوں پر چلے گا۔ اور میرے قانونوں اور شریعتوں کو یاد رکھے گا۔ جس طرح کہ تیرا باپ داؤد چلا کیا۔" (سلاطین ۳/۱۴)

"تو بھی تو میرے بندے داؤد کی طرح نہ ہوا۔ جس نے میرے حکموں کو حفظ کیا۔ اور اپنے سارے دل سے میری پیروی کی۔ تاکہ فقط وہی کرے جو میری نگاہ میں اچھا تھا۔" (سلاطین ۱۴/۸)

نیز دیکھو اسلاطین $\frac{11}{33,34}$ اور $\frac{15}{5}$ ۔

نوحؑ کے متعلق لکھا ہے "نوح اپنے قرنوں میں صادق اور کامل تھا۔"

(پیدائش $\frac{6}{9}$، $\frac{7}{1}$)

آپ کو اور پادری عبدالحق کو اس پر ناز ہے کہ صرف مسیحؑ نے بے گناہ ہونے کا دعوٰی کیا۔ مگر سنو یسعیاہ نبی کہتا ہے "کون ہے جو مجھے مجرم ٹھہراوے" (یسعیاہ $\frac{50}{9}$)

اسی طرح حزقیاہ نبی نے کہا کہ "اے خداوند میں تجھ سے منت کرتا

کہ اب یاد فرمایئے کہ میں کیونکر راستی اور دل کے کامل شوق سے تیرے آگے چلتا پھرتا رہا۔ اور جو تیری نگاہ میں اچھا تھا۔ وہی میں نے کیا۔

(۲۔ سلاطین ۲۰)

پس اس صورت میں نسل آدم موروثی طور پر گنہگار کیونکر کہلا سکتی ہے جبکہ اسی آدم کے بہت سے بیٹے ہوئے جنھوں نے مسیح سے زیادہ زور کے ساتھ بے گناہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ پس قرآن کریم کے یہ الفاظ بائبل کی تصدیق سے بھی سچ ثابت ہوتے ہیں۔ کہ ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقاً من المؤمنین ؎ مومنوں کے گروہ نے شیطان کی پیروی ہرگز نہیں کی۔

رہا یہ امر کہ ایک جگہ بائبل میں حضرت داؤدؑ کے صرف ایک گناہ کا بھی ذکر ہے۔ جو مندرجہ بالا حوالجات کی موجودگی میں الحاقی معلوم ہوتا ہے، نیز حضرت داؤدؑ کے متعلق زنا کا قصہ بطور ایک خبر کے بیان ہوا ہے۔ اور اس کے برعکس آپ کا برگزیدہ الٰہی اور متقی اور پرہیزگار ہونا امر مسلمہ کے طور پر بیان ہوا ہے۔ پس خبر اور امر مسلمہ میں جو فرق بین ہے وہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ کیونکہ خبر میں کذب کا احتمال ہوتا ہے۔

اصل یہ ہے کہ کتاب سموئیل کے مضامین اس قدر متضاد واقع ہوئے ہیں کہ زمانہ حال کے علماء یورپ کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ سموئیل کی دونوں کتابوں کے اکثر ابواب الحاقی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر اسمتھ اور ریورنڈ چارکرک پیٹرک کے نزدیک کتاب اول سموئیل باب ۱۱ اور کچھ حصہ باب ۱۸ کا الحاقی ہے۔ ان علماء کے نزدیک نسخہ سبعینہ (سپٹواجنٹ بائبل کا یونانی نسخہ) جس میں سے یہ یہ مقامات حذف ہیں۔ زیادہ قابل وثوق ہے۔

(دی یورم بائبل صفحہ ۳۱۴) (باقی)

بزم احباب

(مرتبہ جناب خانصاحب چوہدری منظور الٰہی صاحب)

جرمنی

اخویم مولوی فضل کریم خانصاحب برلن سے لکھتے ہیں۔ آج میرے پاس ایک ملاقاتی آیا جس سے مجھے کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ جو آپ کے لئے مفید ہوں گی۔ میرا ملاقاتی ایک ترک سکنہ جزیرہ سائپرس تھا جو برلن میں انجنیری کی تعلیم ختم کر کے اپنے وطن کو واپس جا رہا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جزیرہ سائپرس کی کل آبادی تقریباً تین لاکھ نفوس کی ہے جس میں سے تقریباً ساٹھ ہزار ترکی نسل کے مسلمان یا وہ لوگ ہیں جنھوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ باقی تمام یونانی ہیں۔ ترکوں کی زبان ترکی ہے یونانیوں کی یونانی اور سرکاری زبان انگریزی ہے۔ عملاً کاروباری لوگوں اور عمال سلطنت کو تینوں زبانیں سیکھنی پڑتی ہیں عموماً تعلیم یافتہ طبقہ انگریزی زبان جانتا ہے اس لئے ہم ان لوگوں سے بآسانی خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ میں بھی انہیں خط لکھ رہا ہوں اور رسالہ اسلام کی کچھ کاپیاں بھیج رہا ہوں۔ لیکن بدقسمتی سے اس کتاب پر پتہ ندارد ہے۔ جس سے کہ شوقین لوگ مزید معلومات حاصل کر سکیں یا دوسری مذہبی کتابیں منگوا سکیں۔ ان میں سے چند مشہور اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کے پتے بھیجتا ہوں انہیں اپنا لٹریچر بھیجئے اور ان سے خط و کتابت کیجئے۔ چند کلبوں کے پتے بھی بھیجتا ہوں ان کو بھی لٹریچر بھیجئے۔

مشرقی افریقہ

مسٹر قادری صاحب کینیا کالونی سے لکھتے ہیں کہ چند وجوہ اور عدیم الفرصتی کے باعث خط نہ لکھ سکا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے دو شلنگ ماہوار چندہ اشاعت اسلام کے لئے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور پیغام صلح کا سالانہ چندہ بھی ختم ہو چکا ہے حساب سے مطلع فرمائیں۔ یہاں ابھی تک آپ کی جماعت لاہور کا کوئی آدمی مجھے نہیں ملا۔ ٹانگانیکا کی طرف سنا ہے آپ کے دو تین آدمی ہیں۔ یہاں سے ہوتا ہوا وہاں جا کر ان سے ملونگا۔

نیروبی میں پتھر کی ایک عظیم الشان مسجد مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام تعمیر ہو رہی ہے۔ جس کا سنگ بنیاد ۲۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کو حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب نے رکھا اور مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء کو وسطی ڈاٹ کا پتھر ہز ہائینس سر آغا خاں صاحب نے رکھا۔ پندرہ ہزار شلنگ کا وعدہ اور پندرہ ہزار شلنگ نقد عطا فرمایا۔ مسجد کا طول ۸۰ فٹ اور عرض ۲۵ فٹ ہے عمارت خوشنما اور دلکش ہے میناروں کی بلندی ۵۷ فٹ ہوگی۔ ۲۰ ہزار پونڈ سے زائد خرچ کا اندازہ ہے۔ مسجد کے علاوہ لائبریری اور سکول بھی بنایا جائیگا یہ تعمیر کا کام ایک انگریز انجنیر کے زیر نگرانی ہو رہا ہے۔ سید عبداللہ شاہ صاحب اور آنریبل شمس الدین صاحب میاں کرم الٰہی صاحب مسٹر الٰہ بخش صاحب بابو عزیز بخش صاحب مسٹر عزیز احمد صاحب اور دیگر اراکین مسلم ایسوسی ایشن نہایت تندہی سے مسجد کے کام میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے۔

جنوبی امریکہ

مسٹر عبدل صاحب برٹش گائنا سے لکھتے ہیں۔ مجھے آپ کے اخبار لائٹ سے بیحد دلچسپی ہے۔ اس لئے میں اس کی خریداری سے دلی مسرت پاتا ہوں۔ ایک شلنگ بیس پنس بذریعہ ڈاکخانہ چندہ سالانہ روانہ کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اس کی قیمت معلوم نہیں۔ اخبار جاری کر دیجئے۔ اور بقایا سے اطلاع دیجئے۔ نیز اپنی کتابوں کی فہرست بھی بھیج دیجئے۔ خصوصاً قرآن کریم مترجمہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا نمونہ۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں میرا بہت بہت سلام عرض کر دیجئے۔ جنھوں نے یہ ترجمہ کر کے اسلام میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی ہے۔ ہمارے دلوں میں بہت سے شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ جو اس عظیم الشان ترجمے کے ذریعے سے بالکل دور ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحب کو اس نیک کام کی بہت بہت جزائے خیر دے۔ میرا یہ خط ان کی خدمت میں پیش کر دیجئے کہ میں اس دور دراز ملک میں ان کی خدمات اسلامی کا نہایت ہی مشکور رہوں۔ اور ان کے دست مبارک سے چند حروف لکھے ہوئے میری دلی تسکین کا موجب ہونگے۔

نوٹ۔ حضرت امیر نے انہیں اپنے دست مبارک سے یہ جواب دیا ہے:۔

برادر مکرم۔ السلام علیکم۔

مجھے آپ کا خط پہنچنے سے دلی مسرت ہوئی اور جو کچھ آپ نے میرے کام کی قدر دانی کی ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گو میں فی الحقیقت اس کا حقدار نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی رحم و فضل تھا۔ جس نے مجھے اپنے سچے دین کی خدمت کی تھوڑی سی توفیق عطا فرمائی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی اپنے ملک میں خدمت اسلام کی کوشش کریں گے۔ مجھے آپ کے حالات وقتاً فوقتاً معلوم کر کے دلی مسرت ہوگی۔ والسلام۔

جزائر غرب الہند

اخویم صادق حسین صاحب ٹرینیڈاڈ سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں ہماری جماعت ترقی پر ہے۔ اور برادر سید تجمل حسین صاحب معہ دیگر احباب کے بڑی کوشش کر رہے ہیں یہاں ایک شخص کچھ مخالفت کرتا ہے لیکن علانیہ کچھ نہیں کر سکتا۔ جہاں وعظ یا لکچر دیتا ہے سوائے اپنی سوسائٹی کے لوگوں کے کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے کہ اس کی قلعی نہ کھل جائے۔ اپنے پیروؤں کو احمدی کتابیں پڑھنے سے منع کرتا رہتا ہے۔ تاکہ اس کی بھیڑیں تتر بتر نہ ہو جائیں۔ اور اس کا روزگار ماند پڑ جائے۔ حضرت امیر و دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

ٹرینیڈاڈ

اخویم سید تجمل حسین صاحب ٹرینیڈاڈ سے حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ گو بے روزگاری کے باعث بہت تکلیف ہے ملازمت چھوڑے ایک سال ہو گیا ہے۔ لیکن اپنی تھوڑی سی زمین ہے جس میں کچھ دستکاری کر کے اپنا گزارہ کر رہا ہوں۔ لیکن اس کا مجھے چنداں افسوس نہیں۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے وہی اپنے عاجز بندے کی رزق رسانی کرے گا۔ ملازمت کے ترک کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں آپ کی محبت اور خدمات اسلامی کا عاشق ہو گیا تھا۔ اور جب سے آپ کے دامن سے وابستہ ہوا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کی راہیں مجھ پر کھول دیں اور دنیا ہیچ نظر آنے لگی۔ گو میں اس سے پہلے اسلام کو جانتا تھا۔ لیکن چند مولویوں کا پیرو تھا۔ وہ مسیحؑ کو آسمان پر چڑھا کر حضرت نبی کریم سے برگشتہ کر کے مجھے عیسویت کے قریب لے جا رہے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں ایک دن عیسائی ہو جاتا۔ آپ کا دامن پکڑ لینے سے مجھے حضرت نبی کریم کا نورانی چہرہ چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ جس کے سامنے دوسرے انبیاء کی روشنی پھیکی دکھائی دیتی ہے۔ گو ملازمت ترک کر دینے سے مجھے تکلیف تو ہے۔ لیکن دوسری طرف روحانی لذت اور آزادی میسر آگئی ہے اور حسب مرضی وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہوں اور لوگوں کو گمراہ کن عقائد سے نکال کر نور محمدی کا جلوہ دکھاتا ہوں اور اس طرح انہیں آپ کے قدموں میں لا ڈالتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس تکلیف کا بدلہ نہایت احسن طریق پر اس طرح دیا ہے کہ میں جدھر جاتا ہوں مجھے احمدی ہی احمدی نظر آتے ہیں۔ اور لوگوں کے خیالات میں ایک تغیر عظیم پیدا ہو گیا ہے۔ یہاں سے جو خط و کتابت مختلف لوگ آپ سے کرتے رہتے ہیں اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری جماعت کا کس قدر اثر ہو گیا ہے کسی قسم کی مخالفانہ کوشش یہاں کارگر نہیں ہو سکتی۔ ہم نے خدا پر بھروسہ کر کے ایک انجمن قائم کر لی ہے۔ جس کا ہر ایک ممبر دو شلنگ ماہوار چندہ دیتا ہے۔ اس روپے سے صدر دفتر سے کتابیں منگوا منگوا کر یہاں کے لوگوں میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ تاکہ جماعت کا اثر ترقی پذیر رہے۔ اس طرح ہر سہ ماہی پر چالیس پچاس روپے کی کتابیں آپ کے ہاں سے آ جایا کریں گی۔ اور لٹریچر خوب پھیلتا رہے گا۔

ہمارے ذیل کے احباب کے لواحقین فوت ہو گئے ہیں۔ جملہ احباب سے درخواست ہے کہ ان کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔

(۱) برادر عبدالغنی صاحب کی صاحبزادی کا ۲۲ جون ۱۹۲۶ء کو انتقال ہو گیا ہے۔

(۲) برادر شیخ حسین صاحب کے صاحبزادے شیخ ولایت حسین صاحب کا ۱۰ جون ۱۹۲۶ء کو انتقال ہو گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادران موصوف اور جملہ لواحقین کو صبر عطا فرمائے اور مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں داخل فرمائے۔ آمین۔

اخبار احمدیہ

اطلاع حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ابھی تک ڈلہوزی ہی میں ہیں انشاء اللہ اکتوبر کے شروع میں لاہور تشریف لے آئیں گے

خوشخبری یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائے گی کہ ہز اکسلنسی گورنر پنجاب کونسل نے شہر کے مشہور معروف ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس کو پنجاب سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی کی مجلس عاملہ کا ممبر مقرر کر لیا ہے۔

احمدی شاعر حکیم مرزا اللہ یار خاں جوگی ۹ ستمبر کو پسرور ضلع سیالکوٹ میں بعارضہ بخار فوت ہو گئے۔ ۲۴ ستمبر کو بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ آپکی بیگم صاحبہ آپ کا کلام شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

عید میلاد النبی کنال کالونی فیروزپور چھاؤنی میں مجلس عید میلاد النبی منعقد ہوئی جس میں انجمن کے مبلغین حکیم محمد یار خاں فوق اور حکیم اللہ دتا صاحب نے آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر تقریریں کیں۔

ضرورت مولوی تاج دین صاحب ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحبؓ کی تمام تصنیفات درکار ہیں۔ اگر کوئی بھائی فروخت کرنا چاہیں۔ تو مولوی صاحب موصوف سے براہ راست خط و کتابت کریں۔

درخواست دعا مدیر پیغام صلح چند مشکلات میں مبتلا ہے۔ کوئی بزرگ درد دل سے دعا فرمائیں۔

دعائے مغفرت میاں فخر الدین صاحب ملتانی منیجر کتاب گھر قادیان کا ایک شش سالہ لڑکا بیمار تھا۔ علاج کے لئے لاہور تشریف لائے اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب سے علاج کرواتے رہے۔ ۱۸-۱۹ ستمبر درمیانی شب کو لڑکا فوت ہو گیا۔ ہمیں اس صدمہ میں میاں صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

درخواست دعا چوہدری کرم الدین صاحب لدھیانہ ایک مقدمہ کی ابتلاء میں مبتلا ہیں۔ جملہ احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں نیز ان کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔

جنازہ غائب اخویم ملنگ احمد بادشاہ صاحب مدراس کا صاحبزادہ جس کی عمر دو سال کی تھی ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء کو بقضائے الٰہی سے وفات پا گیا۔ جملہ احباب بچہ کا جنازہ پڑھ دیں۔ اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو صبر عطا فرمائے اور اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ ہمیں مرحوم بچے کے والدین اور ان کے متعلقین سے اس رنج و غم میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر عطا فرمائے۔

درخواست دعا اخویم محمد عزیز اللہ صاحب مدراس کا بچہ بعارضہ چیچک علیل ہے جملہ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۴۲ — ۲۲ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ — نمبر ۴۹

بابی مذہب کا مایہ ناز استدلال

شریعت قرآنی منسوخ نہیں ہو سکتی

عروج اسلام کے متعلق ایک زبردست پیشگوئی

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

بابیوں کا مایہ ناز استدلال اس امر پر کہ شریعت قرآنی منسوخ ہے قرآن کریم کی آیت ذیل ہے۔ جو سورہ سجدہ میں آتی ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون۔ وہ اس امر کی تدبیر آسمان سے زمین کی طرف فرماتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف چڑھ جائے گا۔ ایک دن میں جس کا اندازہ ایک ہزار سال ہے۔ اس سے جو تم گنتے ہو۔ ایک دوست نے لکھا ہے کہ بہائی اس سے "یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ ہزار سال کے بعد ہر امر (کلام الٰہی) آسمان پر واپس چلا جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ اپنا تازہ کلام نازل فرماتا ہے جیسا کہ چند ایک پہلے نبیوں کی مثالیں وہ پیش کرتے ہیں۔ اور اس سے نعوذ باللہ قرآن شریف کو منسوخ کرتے ہیں۔"

اس استدلال کی صحت کے لئے اول ہمیں الفاظ قرآنی پر غور کرنا چاہئے اور دوسرے واقعات تاریخی پر۔ یعنی پہلا سوال یہ ہے کہ:-

(۱) کیا آیت قرآنی کے وہ معنی صحیح ہیں جو بابی کرتے ہیں۔

یدبر الامر میں ایک تو ذکر الامر کا ہے اور الامر میں صاف اشارہ ہے کہ یہ ہر ایک وحی یا ہر ایک نبوت کا ذکر نہیں بلکہ خاص امر یعنی نبوت محمد رسول اللہ صلعم کا ذکر ہے۔ دوسرے یہاں الامر کی تدبیر کا ذکر ہے۔ اور تدبیر کے معنی عواقب امور میں فکر کرنا ہیں۔ اور اسی لئے کسی امر کے استحکام کو بھی تدبیر کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں دوسری جگہ آتا ہے فالمدبرات امرا جس کے معنی استحکام امر کے ہیں۔ پس یدبر الامر کے معنے یہ نہیں کہ وہ شریعت یا وحی نازل فرماتا ہے۔ بلکہ اس کے معنے وہ الامر ہیں جو امر اسلام کے خلاف ہوں گے یعنی اس میں کمزوری کا واقع ہونا۔ پس آیت قرآنی کا مفہوم یہ ہوا کہ اول امر اسلام کا استحکام اور اس کی مضبوطی ہوگی۔ پھر اس کے بعد ایک ہزار سال کا زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں کمزوری اور اختلال واقع ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایک ہزار سال کی میعاد معین کرنے میں صاف اشارہ ہے کہ اس کے بعد پھر اس امر کی مضبوطی ہوگی۔ نہ یدبر الامر میں نزول شریعت کا ذکر ہے۔ نہ یعرج الیہ میں اس کی تنسیخ کا۔ اس کے بعد دوسرا سوال ہے۔

(۲) واقعات تاریخی کن معنی کو صحیح ٹھہراتے ہیں۔

اول ہم بابی معنے کو لیتے ہیں۔ ایک ہزار سال کے بعد تازہ کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اب ذرا تاریخ انبیا کو لو تو یہ ہزار سال کی میعاد محض ایک قصہ نظر آتی ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ سے شروع کریں۔ حضرت موسیٰ خود کسی نبی سے ہزار سال بعد نہیں آئے۔ حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں پے در پے نبی آئے۔ اور ہزار سال کا فاصلہ نظر نہیں آتا۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ میں ہزار سال کا فاصلہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم میں ہزار سال کا فاصلہ نہیں۔ پارسیوں میں، ہندوؤں میں، چینیوں میں کہیں بھی ہزار سال کے بعد پرانی شریعت منسوخ ہوتی اور نئی اترتی نظر نہیں آتی۔ اور جس امر کے لئے یہ دلیل پیش کی گئی تھی یعنی باب کے آنے سے شریعت قرآنی کا نسخ وہاں بھی ہزار سال کا فرق نہیں بلکہ ۱۲۶۰ سال کا فرق ہے۔ باب نے اپنے بعد من یظہرہ اللہ کے آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ اس نے بھی اس کی میعاد ایک ہزار سال نہیں بتائی۔ بلکہ اس کا خیال تھا کہ غالباً پندرہ سو سال تک وہ آئے گا۔ اور فی الحقیقت باب کی وفات کے صرف پندرہ سال بعد بہاء اللہ نے من یظہرہ اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک ہزار سال کے بجائے پندرہ سال! پھر یہ ہزار سال کا فاصلہ کہاں تلاش کریں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا محمد علی باب کے درمیان جو ۱۲۶۰ سال کا عرصہ ہے اس کو ایک ہزار سال میں تبدیل کرنے کے لئے بہائیوں کا استدلال بہت عجیب ہے۔ کہتے ہیں کہ چونکہ امام محمد بن حسن عسکری ۲۶۰ھ میں غائب ہوئے تھے اور مرزا محمد علی باب نے ۱۲۶۰ھ میں دعویٰ کیا۔ اس لئے یہ ایک ہزار سال پورا ہو گیا۔ مگر کیا بانی اسلام اور شریعت محمدیہ کے لانے والے امام محمد بن حسن عسکری ہے؟ اس طرح اگر ہزار سال پورا کرنا ہے تو کسی ایک واقعہ سے دوسرے واقعہ کے درمیان بنا لینا آسان امر ہے لیکن اگر غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ شریعت محمدیہ کے نزول اور اس کی تنسیخ میں ہزار سال کا فاصلہ ہے اور اس کی طرف ثم یعرج الیہ میں اشارہ ہے تو یہ ایک عبث کوشش ہے۔

سب سے عجیب بات مرزا محمد علی باب اور بہاء اللہ کا درمیانی فاصلہ ہے۔ بابی یا بہائی لوگ شریعت محمدیہ کو منسوخ باب کے دعوے سے قرار دیتے ہیں اور باب نے اپنے پیروؤں کو اس کی جگہ ایک نئی شریعت دی۔ باب کا یہ دعویٰ تھا کہ اس کی شریعت تمام دنیا میں پھیلے گی۔ اور جب تک وہ شریعت دنیا میں پھیل کر غالب نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی جگہ دوسری شریعت نہیں لے سکتی۔ مگر باب کی شریعت کو بہاء اللہ صرف پندرہ سال بعد آ کر منسوخ کر دیتا ہے۔ اور اس کی جگہ ایک اور شریعت دیتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب باب کی شریعت کو سوائے اس کے چند خاص الخاص پیروؤں کے کوئی جانتا بھی نہیں۔ بہائیوں نے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے یہ عقیدہ بنایا ہے کہ محمد علی باب بہاء اللہ کے لئے صرف بطور ارہاص تھا۔ اور اصل ظہور بہاء اللہ کا ہی ہے مگر یہ صرف اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے ایک غلط عقیدہ بنایا گیا ہے پروفیسر براؤن نے جو بابیوں کے بڑے مداح تھے۔ متعدد مقامات پر اس غلط خیال کی تردید کی ہے۔ اور بالخصوص کتاب نقطۃ الکاف کے دیباچہ میں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"یہ خیال جو اب بہائی پیش کرتے ہیں کہ باب اپنے آپ کو بہاء اللہ کے ظہور کے لئے محض بطور ارہاص یا ایک پیش خیمہ سمجھتا تھا اور اس کو اس سے وہی نسبت تھی جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کو یسوع مسیح سے تھی۔ تاریخی رنگ میں اس کی بنیاد کوئی نہیں۔ اپنے دعوے میں اور یہی خیال اس کے پیروؤں کا تھا مرزا محمد علی ایک نئے دور رسالت کا لانے والا تھا جو ایک نئی شریعت "بیان" لایا۔ جس نے قرآن کو منسوخ کر دیا۔ جس طرح قرآن نے انجیل کو اور انجیل نے توریت کو منسوخ کر دیا۔"

پس قبل اس کے کہ بہائی صاحبان ہر ہزار سال کے بعد ایک شریعت کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کریں ان کو اپنے گھر کی مشکلات کو حل کرنا چاہئے کہ یہ کس طرح ہوا کہ وہ شریعت جو باب لایا تھا پندرہ سال کے عرصہ میں منسوخ ہو گئی۔ اور اس کی جگہ بہاء اللہ کی نئی شریعت نے لے لی۔ اور بجائے "بیان" کے "کتاب الاقدس" بابیوں کی شریعت بن گئی۔ اور وہ کتاب جو قرآن کو منسوخ کرنے کے لئے دنیا میں آئی تھی۔ دنیا میں اس کا کوئی نسخہ اگر کہیں ملتا ہے تو اتفاق سے کسی میوزیم میں ملتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ ایران کے چند شیعوں کے سوا کسی کو اس کا علم ہو منسوخ ہو کر ہمیشہ کے لئے بھلا دی گئی۔

جو معنی آیت کریمہ کے میں نے کئے ہیں۔ وہ تاریخی طور پر یوں ہیں اسلام ایک وقت تک استحکام پکڑتا گیا اور یہ زمانہ تین صدی کا ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم، اور اس کے بعد کذب وغیرہ کے ظاہر ہونے کا ذکر ہے ادھر مسلمان کچھ حق سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور ادھر عیسائیت اسلام کی ترقی کے رستے میں روک ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام نے مسلمانوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ یہ اسلام کی ترقی کی رکاوٹ کا زمانہ ایک ہزار سال کا ہوگا۔ چنانچہ اس دوسرے وعدے کے آثار بھی ظاہر ہیں کہ علم کی ترقی سے دنیا میں اصول اسلام جو علم پر مبنی ہیں خود بخود ترقی پکڑتے جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جو اسلام کے نام سے بے خبر ہیں اصول اسلامی کو خود بخود قبول کرتے جا رہے ہیں اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کرنے کو فرمایا۔ ذالک عالم الغیب والشہادۃ۔

(نوٹ) جس دوست نے یہ سوال کیا ہے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بابی مذہب کے اصول پر مفصل بحث کیجائے۔ میں نے اس مضمون پر ایک کتاب لکھی ہے جو عنقریب شایع ہو جائے گی۔ اخبار کے کالم ایسی لمبی بحث کے لئے موزوں نہیں۔

ریاست پٹیالہ کی اسلام کشی

معاصر "زمیندار" کی کسی گزشتہ اشاعت میں ایک مراسلہ نگار کی ایک چٹھی شایع ہوئی تھی جس میں یہ شکایت کی گئی تھی کہ جھجر سنگھ ناظم پٹیالہ اور پنڈت [illegible] سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مسلمانوں کو مسجدوں کے اندر قرآن خوانی اور وعظ و نصیحت کرنے سے منع کر رکھا ہے۔ مسلمانان پٹیالہ کے چند نمائندے ان دونوں افسروں کے پاس پہنچے اور نماز جمعہ کے خطبہ و وعظ کی اجازت چاہی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

اس مراسلت کو شایع ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن ریاست پٹیالہ کی طرف سے جس نے جھوٹی خبروں کی تردید کے لئے ایک محکمہ بھی قایم کر رکھا ہے۔ ابھی تک اس کی کوئی تردید نہیں ہوئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اطلاع بالکل سچ ہے۔ یہی خبر مقامی معاصر "ملاپ" کی ۲۲ ستمبر کی اشاعت میں "ریاست پٹیالہ میں ناجائز پابندیاں" کے عنوان سے اس طرح پر شایع ہوئی ہے۔

"ریاست پٹیالہ کے چند ذمہ دار حکام نے غیر مذاہب کے لوگوں پر چند ناجائز پابندیاں عائد کی ہیں۔ اور ان کو اپنے مذہبی احکام کے مطابق انکی عبادت گاہوں میں عبادت کی اجازت نہیں دیتے۔ سنا گیا ہے کہ مہاراجا صاحب کو بھی اس کا علم ہے۔"

گو اس تحریر میں کسی خاص مذہب کا ذکر نہیں لیکن پہلی اطلاع کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ پابندیاں مسلمانوں ہی پر عائد کی گئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت حالات کو مسلمان زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن ایسے گئے گزرے دور میں بھی وہ اس بات کو گوارا نہیں کر سکتے کہ کوئی ریاست یا حکومت ان کے مذہب میں مداخلت کرے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت ہند اس بارے میں خاموش نہ رہے گی بلکہ اپنے اختیارات کو کام میں لا کر ریاست کو اس قسم کے ناجائز احکام کی تنسیخ پر مجبور کرے گی۔

پہاڑی علاقہ میں آریہ سماج کی اپدیشک منڈلی

آج کل آریہ سماج کا ایک تبلیغی وفد کلو کے پہاڑی علاقے کا دورہ کر رہا ہے۔ اس علاقہ میں زیادہ تر ہندو آباد ہیں اور ہندو بھی وہ ہیں جو زمانہ قدیم کی [illegible] ہیں۔ اس وفد کے ایک ممبر پنڈت رام سروپ پاراشری اپدیشک کی ایک چٹھی اخبار "پرکاش" کی یکم ستمبر کی اشاعت میں شایع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقہ میں ہر طرف جہالت کا دور دورہ ہے۔ چنانچہ پنڈت جی لکھتے ہیں۔

"یوں تو تمام پہاڑوں پر وام مارگ کا پرچار ہے لیکن لاہی بخار کی اگلی جوت تک نوبت پہنچی ہوئی تھا ہے پشوؤں اور یہاں کے لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ مانس، شراب اور وبھچار یہاں کی خاص بات ہے۔ شرمناک بیماریاں یہاں پر خوب دور دورہ ہے۔ مانس کے زیادہ کھانے اور تردیکی رشتوں میں بیاہ کرنے سے دانتوں کا روگ عام ہے اور پاگل پن کی روز افزونی کی وجہ سے پاگلوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ دانت میں درد ہے۔ کاڑ کرا، آنکھ دکھتی ہے وہ بکرے کی بلی۔ بات بات پر بکروں کا خون بہایا جاتا ہے۔ یہ لوگ علاج کوئی نہیں کرتے۔ اپنے دیوتا ہی پر وشواس رکھتے ہیں۔ پرشورام، پھر گوشرنگی۔ آدمی ان کے دیوتا ہیں۔ جن پر انہیں اتنا گہرا وشواس ہے کہ جتنا کسی کو رات کے بعد دن نکلنے پر ہوتا ہے۔ ان کے عجیب و غریب رسم و رواجوں کے متعلق زیادہ نہ لکھ کر صرف اتنا بتا دینا کہ ادھر ایک علاقہ میں ایک رواج یہ ہے کہ ایک استری کے کئی کئی پتی ہوتے ہیں۔ ایک ہی گھر میں کتنے ہی بھائی کیوں نہ ہوں لیکن ان سب کی کیول ایک ہی استری ہوتی ہے۔ مسلمان اس پرانت میں ابھی تک آٹے میں نمک کے برابر ہیں لیکن اب ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس بڑھتی کا کارن وہاں کے لوگوں کا اسلام سے پریم نہیں ان کا پرچار کھلے طور پر نہیں ہوتا۔ ادھر سے مسلمان ادھر کو جاتے ہیں۔ چند روز وہاں رہے ماستریوں کی وہاں کمی نہیں۔ سو ڈیڑھ سو میں ایک شادی شدہ عورت کو دوسرا آدمی لے جا سکتا ہے۔ اس طرح وہاں کی استریوں ہی سے وواہ کر کے وہاں کے باشندہ ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی تعداد کا سب جگہ یہی ڈھنگ ہے۔ اسی طرح ادھر کے پہاڑوں پر بھی جو ابھی تک کیول ہندوؤں سے بسے ہوئے ہیں۔ اسلامی جھنڈا گڑا جا رہا ہے۔ اس علاقہ میں پرچار کی بڑی اڑچن ہے۔ عیسائی پرچارک اس علاقہ پر چڑھائی کر کے ہماری قوم کے بچوں کو نرنتر بڑی تیزی سے نگل رہے ہیں۔ جب عیسائی اور مسلمان بڑی تیزی سے اس معمولی بھالی پہاڑی قوم کو نگل رہے ہیں تو یہ قوم کب تک سکھ اور سوتر سے بسیت رہ سکتی ہے۔"

آریہ سماجی اپدیشکوں کو اسلام اور مسلمانوں سے جو بغض و عناد ہے وہ اس خط سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ اسی لئے تو لکھا ہے کہ مسلمانوں کی ترقی تعداد کا سب

جگہ ہی ڈھنگ ہے" اس بات سے قطع نظر کرکے جس امر کی طرف ہم مسلمانوں کو توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ آریوں کے اس تبلیغی جوش سے کچھ سبق سیکھیں اس علاقہ میں صرف تبلیغ و اشاعت اسلام ہی کے لئے متوجہ ہونا ضروری نہیں بلکہ حفاظت اسلام کے کام کی بھی وہاں بہت کچھ ضرورت ہے۔ وہاں بہت سی مسلمان قومیں ایسی ہیں جو محض نام کی مسلمان ہیں۔ اگر ان کی جلد خبر نہ لی گئی تو آریہ اپدیشکوں کی یہ سرگرمیاں خدا جانے کیا رنگ لائیں گی۔ افسوس ہے کہ ابھی تک کسی تبلیغی انجمن نے اس علاقے کی طرف رخ نہیں کیا۔

اچھوتوں کی بدنصیبی

ہندو قوم میں اچھوت بھی سخت بدقسمت فرقہ ہے۔ سناتن دھرمی جو تعداد میں زیادہ ہیں۔ وہ تو خیر اچھوتوں سے مساویانہ سلوک کرنا ہی اپنے دھرم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی بھی جو شب و روز اچھوت ادھار کے گیت گاتے رہتے ہیں۔ اس قابل نہیں ہیں کہ اچھوت اقوام کو اپنے اندر جذب کر سکیں۔ وہ خود ذات پات کے جھنجٹ میں گرفتار ہیں۔ اس بارے میں ان کی حالت اس قدر قابل افسوس ہے کہ ایک آریہ اپدیشک پنڈت لوکناتھ کو یہ رونا پڑا ہے:۔

"آج آریہ سماجی انہی کمزوریوں کا شکار ہو رہے ہیں جن سے رشی دیانند ان کو نجات دلانا چاہتا تھا۔ آریہ لوگوں کو اپنی برادری کے بندھنوں نے اور کھنہ، چوپڑہ، ملہوترہ، سہگل، ڈھائی، گھرے، چار گھرے، بارہ گھرے وغیرہ ذات پات کی زنجیروں نے آریوں کو اپاہج بنا دیا ہے"

جب خود آریوں کی اپنی حالت یہ ہے۔ جو اصلاح کرنے کے مدعی ہیں تو بچارے اچھوتوں کی فریاد کون سن سکتا ہے۔ اچھوتوں کو ہندوؤں سے کوئی امید نہ رکھنی چاہئے۔ ان کے لئے صرف ایک راستہ کھلا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہو کر مساویانہ حقوق حاصل کریں۔

اچھوت ادھار کا اصل مقصد

آریہ سماج کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اچھوت ادھار کی تحریک میں کسی سیاسی غرض کو دخل نہیں بلکہ یہ تمام تر مذہبی تحریک ہے۔ لیکن حال ہی میں ایک آریہ اخبار نے پروفیسر لادھ چند رنگا تھا پال کا جو مضمون دلت ادھار کے متعلق شایع کیا ہے۔ اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک سیاسی تحریک ہے جو مسلمانوں کے مقابلہ میں جاری کی گئی ہے۔ پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں:۔

اسلام اور عیسائیت کے تبلیغی مذہب نے ان پاؤں تلے روندے ہوئے لوگوں کو اپنا سر اٹھانے پایا جو کہ ان کا دھرم تبدیل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ نہ اسلام اور نہ ہی عیسائیت ذات پات کی قیود کو تسلیم کرتا ہے۔ ایک اچھوت ہندو اپنا مذہب تبدیل کر لیتا ہے۔ تو پھر اس سے چھوت چھات کا بھوت نکل جاتا ہے۔ متواتر مردم شماری کی رپورٹوں سے ظاہر ہے کہ ہندوؤں کی تعداد آئے دن کتنی کم ہو رہی ہے۔ اور مسلمانوں و عیسائیوں کی تعداد کتنی بڑھ رہی ہے۔ ہندو آبادی کے تنزل نے ہندوؤں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور ان کے بعض لیڈر اس کمی کو پورا کرنے کی سعی میں ہیں۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس عبارت کے آخری فقرات کو ذرا غور سے پڑھیں اور پھر سوچیں کہ انہوں نے اس خطرہ سے بچنے کے لئے کیا انتظام کیا ہے؟

علم الالسنہ کے متعلق ایک ہندو پروفیسر کی تحقیقات

معاصر "پرکاش" کی ۲۲ ستمبر کی اشاعت میں جناب جتن دت بی اے۔ پروفیسر انجمن کالج لاہور کی ایک چٹھی شایع ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک عرصہ تک اس بات کی تحقیقات کرتے رہے ہیں کہ دنیا کی ابتدائی زبان کونسی ہے۔ اس تحقیقات کے لئے آپ نے دنیا کی تقریباً تمام بڑی زبانوں کا ایک حد تک مطالعہ کیا۔ ہندی اور اردو کے علاوہ فارسی، پشتو، انگریزی اور عربی آپ پہلے ہی جانتے تھے کشمیری کتابوں کا ایک خاص حد تک مطالعہ کیا۔ عبرانی، سیریانی، مصری، ترکی لاطینی، یونانی، فرانسیسی، لاطینی، تبتی، چینی، جاپانی وغیرہ کا بھی کچھ مطالعہ کیا ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ:۔

"میں نے اس تحقیقات کے سلسلہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم بانی فرقہ احمدیہ کی کتاب "منن الرحمٰن" کو کو دیکھا اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مشنری فرقہ احمدیہ کی مشہور کتاب "ام الالسنہ" کو بھی پڑھا۔ اور ان دونوں کتابوں کو پڑھ کر خوش ہوا کہ جہاں یورپ کے علما و فضلا مدت سے فائنے لالوجیکل تحقیقات میں لگے ہوئے ہیں کم از کم اس ملک ہندوستان کے دو عالم شخصوں نے بھی اس میدان میں قدم رکھا ہے"

اس تمام تحقیقات اور محنت کے بعد آپ نے اس مسئلہ پر دو کتابیں لکھی ہیں "پیغام اتحاد" اور "پیغام صلح" جو عنقریب شایع ہوں گی۔ اور جس نتیجہ پر آپ پہنچے ہیں وہ مختصراً یہ ہے کہ دنیا کی تمام مہذب اور بڑی بڑی زبانیں آپس میں مطابقت رکھتی ہیں۔ اور آپس میں بہن بھائی ہونے کا رشتہ رکھتی ہیں۔ سنسکرت زبان تقریباً ساری دنیا کی مہذب زبانوں کی سب سے بڑی بہن ہے۔ عربی و عبرانی سامی زبانوں میں سے اور ژند و فارسی ایرانی زبانوں میں سے، لیٹن و گریک یورپ کی زبانوں میں سے، چینی و جاپانی طورانی زبانوں میں سے نہایت وسیع زبانیں ہیں۔ اور بعض ان میں سے نہایت عظیم ذخیرہ علم ادب کا اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور یہ سب کی سب زبانیں آپس میں اور سنسکرت کے ساتھ بہن کا رشتہ رکھتی ہیں۔ گر سنسکرت زبان ان سب زبانوں کی سب سے بڑی بہن ہے۔

پروفیسر صاحب موصوف کس نتیجہ پر پہنچے اس سے ہمیں بحث نہیں قابل تعریف بات یہ ہے کہ ایک علمی مسئلہ کی تحقیق کے لئے اس قدر محنت انہوں نے اٹھائی۔

سنگٹھن کی تباہی اور حکومت کی بے اعتنائی

تحریک سنگٹھن کی بدولت ملک کے طول و عرض میں جو فرقہ وارانہ فساد رونما ہوئے ہیں ان سے برادران وطن کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں اور اب سنگٹھنی مجنون علانیہ پل من مبارز کی صدائیں لگا رہے ہیں حکومت نے پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر مونجے پر سے مقدمہ اٹھا لینے میں جس کمزوری کا اظہار کیا ہے اس سے سنگٹھنیوں کو اور بھی جرات ہو گئی ہے۔ حکومت دہلی کے مسلمان اخبار "الامان" پر اسی عذر رکھ کر مقدمہ چلا دیتی ہے کہ اس نے ایک مذہبی فتوے شایع کرکے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت و عداوت کے جذبات پیدا کئے ہیں۔ لیکن دہلی کے ہندو اخبار کیا کچھ لکھ رہے ہیں اس پر ذرا دھیان نہیں دیا جاتا۔ حال ہی میں اخبار تیج نے کا جو کرشن نمبر ۱۲ ہزار کی تعداد میں شایع ہوا ہے اس میں بعض مضامین سخت اشتعال انگیز ہیں۔ ان کے کچھ نمونے ہم کسی گزشتہ اشاعت میں پیش کر چکے ہیں۔ ایک تازہ نمونہ یہ ہے کہ جناب چاند کرن شاردا سنگٹھنی شجاعت کی داد دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ایک وقت تھا جب ہم اخبارات میں پڑھتے تھے کہ ہندو پیٹے گئے۔ لیکن اب تو ہندو دلیر و شجاع بن کر یولو سے یدھ کرکے جے پراپت کرتے ہیں اور دن دہاڑے لوٹ مار کرنا، استریوں کا بھگانا، بچوں کا چھپانا بہت کم ہو گیا ہے۔ ماں بہنوں کی عصمت کو خطرے میں ڈالنے والے اپنے کیفر کردار کو پہنچ رہے ہیں۔ اب تو ہندو شان شوکت سے باجا بجاتے ہوئے اپنے جلوسوں میں اکھاڑوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے شیر کی مانند چلتے ہیں ترکوں کی شیخی اب ختم ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کی ہمت متزلزل ہو گئی ہے۔ اب تو جہاں جہاں بلوے ہوتے ہیں وہاں یہ دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ ہندو شریر انگیزوں اور فساد کرنے والوں کے بجا جوش و خروش کا دلیری کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ اب تو آریوں کے نام سے بھی یہ خائف ہو جاتے ہیں۔ کلکتہ کے واقعات سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ اب ہندو کس قدر بیدار ہو گئے ہیں اب ستہ اور ستہ کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ ہندوؤں کو مہا بھارت کا سمرن ہے ان میں اب بھی شجاعت و دلیری آتی جاتی ہے۔ جو مہا بھارت کے میدان میں بدھری و ریودھن کے مقابل دھرم رکھشک اور شوروبیر پانڈوں میں موجود تھی۔ ہمارے لئے یہ نئی علامت دل خوش کن ہے"

ہم حکومت سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ تحریر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے ماتحت تو نہیں آتی؟

حضرت مسیح کا سفر ہندوستان

حضرت یسوع مسیح کے سفر ہندوستان کے متعلق حال ہی میں ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ ایک انگریزی اخبار "نیو یارک سن" راوی ہے۔ کہ ایک امریکن سیاح پروفیسر رو ریچ کو بدھ مذہب کی خانقاہ ہیمس سے جو زیریں تبت میں واقع ہے، ایک ڈیڑھ ہزار سال قبل کی کتاب ملی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ:۔

"عیسے (یسوع مسیح) اپنے والدین کو چھوڑ کر خفیہ طور پر یوروشلم سے بعض تاجروں کے ساتھ ہندوستان آیا تھا۔ تاکہ الہیات میں کمال حاصل کرے اور جناب بدھ کی شریعت کا مطالعہ کرے"

اس تحریر سے نہ صرف حضرت مسیح کے سفر ہندوستان پر روشنی پڑتی ہے بلکہ "والدین" سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ آپ بغیر باپ پیدا نہیں ہوئے تھے اس سے مسئلہ کفارہ کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد تو اس بات پر ہے کہ یسوع مسیح بغیر باپ پیدا ہوئے تھے اور خدا کے بیٹے تھے۔

سردار ریف کی حوالگی کا راز

غازی عبد الکریم امیر ریف کی ناگہانی حوالگی سے ایک دنیا حیران تھی اخبارات مختلف توجیہات کر رہے تھے لیکن وہ کچھ تسلی بخش نہ تھیں اصل وجہ کو فلسطینی جریدہ "صوت الشعب" نے بعض خفیہ مکاتیب کی بنا پر طشت از بام کیا ہے۔ معاصر مذکور لکھتا ہے کہ جس وقت فرانس و ہسپانیہ اور ریف کے درمیان گفتگوئے صلح شروع ہوئی تھی۔ تو دونوں حکومتوں نے ایک شرط یہ پیش کی تھی کہ ریفی امیر غازی عبدالکریم کو جلا وطن کر دیں اور فرانس و ہسپانیہ ریف کی آزادی کو تسلیم کر لیں گی۔ ریفیوں نے جب اس شرط کو نامنظور کیا تو گفتگوئے صلح ختم ہو گئی۔ لیکن جب فرانس نے یہ دیکھا کہ گفتگو ناکام رہی تو فرانس نے یہ بدترین حرکت شروع کی کہ زعمائے قبائل اور مقربین امیر عبدالکریم میں یہ خیال پھیلانا شروع کیا کہ فرانس استقلال ریف کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن امیر عبدالکریم کی موجودگی میں تسلیم کرنے کو آمادہ نہیں اور اس طرح فرانس نے زعمائے ریف کو آمادہ کیا کہ یا تو امیر عبدالکریم کو قتل کر دیں اور یا ان کو حوالگی پر آمادہ کر دیں۔ تاکہ ریف کی دلی تمنا حاصل ہو جائے اس پر تمام زعمائے ریف جن میں خود امیر کے بھائی بھی تھے جمع ہوئے اور امیر سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ امیر نے ہر چند ان کو سمجھایا کہ یہ فرانس کی ایک چال ہے تاکہ ریف کی موجودہ حرکت وطنیت کو فنا کر دے آپ لوگوں کو ہرگز اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ لیکن کسی نے اس کو تسلیم نہ کیا۔ امیر عبدالکریم نے زعما کے اصرار کو دیکھ کر ان لوگوں سے کہا کہ تم بہت جلد معلوم کر لو گے کہ فرانس اپنے مواعید کو پورا نہ کرے گا لیکن میں تمہارے حسب المطلب اپنے ارادہ کے خلاف اپنے آپکو فرانس کے حوالے کئے دیتا ہوں۔ میری آخری وصیت تم کو صرف اس قدر ہے کہ تم برابر جدال و قتال میں مصروف رہنا۔ جس وقت تم کو معلوم ہو جائے کہ فرانس کے ان وعدوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ میری ذات اور بلاد ریف کے حق میں جس کے لئے ہم نے تلوار کو نیام سے باہر نکالا ہے نقصان پہنچائے۔ زعمانے وعدہ کیا۔ اور امیر نے اپنے آپکو فرانس کے حوالے کر دیا۔

ضروری تصحیح

"تہہ طالنسل الانسانی" کا وہ مضمون اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۸ ستمبر ۲۶ء میں شایع ہوا ہے اس میں مضمون کا ربط خبط ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سلپ بیچ میں سے ضایع ہو گئی۔ اب اس کی تصحیح یوں کر لی جائے کہ صفحہ ۲ کے دوسرے کالم کی دوسری سطر کے بعد اسی کالم کا وہ حصہ مضمون جس کا عنوان "گناہ موروثی ہے یا فطری" سے شروع ہے میں مندرجہ ذیل الفاظ کی زیادتی کے ساتھ پڑھا جائے۔

پس اس صورت میں

(۱) کیا آدم نے گناہ کیا؟

(۲) کیا آدم کو گناہ کی سزا ملی؟

(۳) کیا آدم کے گناہ کی سزا میں تمام نسل انسانی شامل ہے؟

کی بجائے سوالات کی نوعیت یہ ہونی چاہئے" (عبدالحق)

جواہر ریزے

آج اسلام کو ہندوستان میں آئے ہوئے ایک ہزار سال سے زیادہ زمانہ گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی مذہب پرستی اور علم دوستی نے بہتر سے اپنے افراد پیدا کئے جنہوں نے ہندو مذہب کی تحقیق و تدقیق میں اپنی عمروں کا ایک معتد بہ حصہ صرف کیا۔ انہی میں سے ایک بیرونی تھے جن کی تصنیفات آج بھی ان کی سنسکرت دانی، ہندو مذہب سے واقفیت اور علم دوستی کا بانگ دہل اعلان کر رہی ہیں۔ اس کے بالمقابل ہندو جاتی کی علمی دریا دلی اور مذہبی بیگانگی ملاحظہ ہو کہ اس مدت مدید کے بعد بھی اسلام سے ان کی ناواقفیت کا یہ عالم ہے کہ اس پر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ اس قابل رحم جاتی کا ایک اخبار لکھتا ہے۔

" مسلمانوں کے قرآن شریف میں بھگوان (سری کرشن جی)

کو کاہن کے نام سے یاد کیا گیا ہے "

مسلمانوں اس قرآن دانی کی داد دو کہ جس بات کا تمہیں آج تک پتہ نہ چلا اس کے دریافت کرنے کا فخر ایک ہندو کے حصہ میں آیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ حضرت اس عجیب و غریب دریافت کا حوالہ بھی دیدیتے۔

ایک اور ہندو بزرگ کی تحقیقات یہ ہے کہ حضرت کرشن کا نام قرآن شریف میں کانیا لکھا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اس بزرگ کو "کانیا" کہاں سے مل گیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی مسلمان کو قرآن پڑھتے سنا ہوگا۔ اور کہیں "کان" کا لفظ سن پائے ہوں گے۔ بس آپ نے نتیجہ نکال لیا ہوگا کہ ہو نہ ہو یہ تو وہی "کانیا" یا "کاہن" ہے۔ لیکن یہ طرز تحقیقات تو بڑا خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ اس سے تو انہیں پینے کے دینے پڑ جائیں گے اگر ہر جگہ انہوں نے "کان" کو "کانیا" یا "کاہن" لکھنا شروع کیا۔ تو بڑی مشکل پڑے گی۔ کیونکہ بعض جگہ یہ بھی آتا ہے "وکان من الکافرین" پھر اس زد سے وہ سری کرشن جی مہاراج کو کیونکر بچا سکیں گے۔

آریہ سماج کے بانی دیانند ستیارتھ پرکاش کے بموجب مخالف پر فتح پانے کے لئے اسے دھوکا دینا اور اپنے عقائد مذہبی کو غلط طور پر پیش کرنا یعنی جھوٹ بولنا جائز ہی نہیں مستحسن ہے۔ یہ صرف حکم ہی نہیں۔ بلکہ آریہ سماج کے مہارشی نے جو ایک عملی آدمی تھے۔ اپنی زندگی میں اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ اسی رشی سنت پر اکثر آریہ اخبارات بھی عمل پیرا ہیں۔ حال ہی میں "آریہ گزٹ" نے یہ دروغ بے فروغ وضع کیا ہے کہ :-

" ترکی نے اسلام کو خیرباد کہہ دیا ہے "

یہ خبر سنکر بلاشبہ آریہ جنتا جو ہر ایسی بات پر ایمان لانا ضروری سمجھتی ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہو۔ بہت خوش ہو گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ ترکی نے اسلام کو چھوڑ کر کونسا نیا مذہب اختیار کیا ہے۔ کیا ویدک دھرم قبول کر لیا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر آریہ گزٹ اور آریہ جاتی اس سفید جھوٹ پر کس لئے خوش ہو رہے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب مسلمانان ہند میں اپنی وضع کے ایک ہی بزرگ ہیں آج کل کے اکثر صوفی خشک زاہد اور ملا یا نہ طبیعت کے ہیں مگر آپ میں یہ ایک خاص کمال ہے کہ باوجود گروہ صوفیا میں شہرت رکھنے کے ظرافت و خوش طبعی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اخبار زمیندار نے ان کے خلاف افکار و حوادث میں بہت غصہ اور جھنجلاہٹ کا اظہار کیا۔ اس پر آپ اپنے شب نامچہ میں لکھتے ہیں۔

ظفر علی خاں صاحب کا چہرہ اچھا ہوتا تو کہدیتا ع

جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

گر خدا نے انہیں بڑی بھدی صورت دی ہے اس لئے

یہ مصرع نہیں پڑھ سکتا اور مناسب علاج کرنا چاہتا ہوں

ہمارے خیال میں تو خواجہ صاحب کو یہ مصرعہ پڑھ دینا چاہئے تھا۔ اگر ظفر علی خاں صاحب نے دعوئے خاص حسن صورت کی آیت پیش کر دی تو پھر وہ کیا عذر پیش کریں گے۔

ایک آریہ اخبار گئو رکھشا کے متعلق لکھتا ہے کہ گئو شالوں میں بیکار گئو ہوں کی رکھشا نہیں ہو سکتی یہ گئو شالائیں تو ڈھونگ ہیں۔ اکثر لوگوں کے آسانی سے روپیہ ہتھیانے کے سامان بنا رکھے ہیں اس سے کام نہیں چلیگا۔ لوگوں کے دلوں میں دھرم کے ذریعہ گئو رکھشا کا بھاؤ پیدا کرکے گئو شالائیں بنا دو پھر دیکھو کس طرح گئو رکھشا ہوتی ہے۔ یہ گئو شالائیں ڈھونگ "آسانی سے روپیہ حاصل کرنے کے سادھن" ہیں تو پھر آپ غیر ہندو دوں کو شکایت کرتے کہ گئو رکھشا کا بھاؤ پیدا کریں۔

مذاکرہ علمیہ

سوال - جس آگ میں ایک پیغمبر پھینکے گئے تھے۔ وہ کونسی آگ تھی؟

جواب - یہ تو اللہ ہی کو علم ہے کہ کونسی آگ تھی۔ ظاہری آگ بھی ہو سکتی ہے اور تعصب کی آگ بھی ہو سکتی ہے۔ جس میں ہر ایک پیغمبر پھینکا جاتا ہے اور جو خدا کے حکم سے ٹھنڈی ہو جایا کرتی ہے۔

سوال - پیری مریدی کی اصل کچھ ہے۔ کیا بے پیر شیطان کا مرید ہوتا ہے؟

جواب - اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب نبی یا مامور اور مجدد مبعوث ہوتے تھے۔ تو وہ لوگوں سے حسب ضرورت زمانہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور تقویٰ اور ایثار کا عہد لیتے تھے جس کا طریق یہ تھا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرنا پڑتا تھا۔ اس کا نام بیعت ہوتا ہے۔ اس معاہدہ کے ساتھ بیعت کنندہ کا ایک تعلق روحانی اس نبی یا مامور سے قائم ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک معاہدہ امر بالمعروف میں اطاعت کا ہوتا ہے تا وہ خدمات دینیہ جس کی ضرورت اس زمانہ میں ایک نظام اور ترتیب کے ساتھ ہو اور چونکہ یہ بیعت خدا کے حکم سے ہوتی ہے۔ اس لئے درحقیقت یہ معاہدہ خدا سے ہوتا ہے۔ ایسی بیعت یا معاہدہ موجب رضوان الٰہی ہے کیونکہ یہ ایک فرمانبرداری اور جان نثاری کا عہد خدا سے ہوتا ہے۔ لیکن ایک غیر مامور کے ہاتھ پر بیعت کرکے اس کی ہر ادا کی پیروی کرنا پیر پرستی ہے جس کی اصل اسلام میں نہیں۔ جب تک خدا کسی کو بیعت لینے کی اجازت نہ دے اسے اپنے نام سے بیعت لینا پرلے درجہ کی بیباکی ہے۔ جس کا دل ابھی تک خود گناہوں سے ملوث ہے۔ وہ دوسروں سے گناہ نہ کرنے کا عہد کس منہ سے لینے کی جرأت کرتا ہے۔ یہ تو ہے پیری مریدی کی اصل باقی رہا یہ کہنا کہ بے پیر شیطان کا مرید ہوتا ہے۔ یہ کہنے والے کی جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

سوال - کیا دنیا کے مزدور پیشہ مسلمان جو ان تھر دھوپ میں کام کرتے ہیں ان پر بھی روزہ فرض ہے۔

جواب - بیشک ان پر بھی روزہ فرض ہے۔ اگر کوئی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مثلاً بیمار۔ یا بوڑھا، یا حاملہ عورت، یا دودھ پلانے والی عورت یا سخت کمزور آدمی تو اس صورت میں دوسرے دنوں میں روزہ رکھنے یا فدیہ دینے کی ہو اجازت ہے لیکن جب کوئی تندرست ہے خواہ وہ مزدور پیشہ ہوں یا غیر مزدور پیشہ۔ سایہ میں کام کرتے ہوں یا دھوپ میں۔ سوال تو روزہ رکھ سکنے یا نہ رکھ سکنے کا ہے۔ اگر رکھ سکتا ہے تو اسے رکھنا چاہئے۔ اور اپنے حساب اور معاملہ کو خدا سے صاف رکھنا چاہئے۔ بہانہ بازیاں کرکے لوگوں کے سامنے سرخرو ہو جانا آسان ہے۔ مگر خدا اس سے راضی نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں۔ تو وہ جدا بات ہے۔

سوال - نتھو۔ خیراتی۔ کریدا۔ کلو میاں۔ خیراتی ایسے نام مسلمانوں کا رکھنا کیا عیب ہے۔

جواب - عیب کوئی نہیں صرف جہالت پر دلالت کرتے ہیں ایک مسلمان کی شان ہے کہ وہ اپنے بچوں کے عمدہ نام رکھے۔ اچھے نام بھی عزت کا موجب ہوتے ہیں۔

سوال - مولود کرانا کیسا ہے اور مولود کے سننے والوں پر ٹکٹ لگا کر پیسے وصول کرنا اور اس پیسہ کو اشاعت اسلام کے کاموں پر خرچ کرنا کیسا ہے؟

جواب - حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور اسوۂ حسنہ کے ذکر کی مجلس نور علے نور ہے اس میں شمولیت موجب ثواب اور مغفرت ذنوب ہے۔ مگر یہ جو لوگوں نے ایک رسم بنا رکھی ہے کہ ایک مجلس کی شکل بنا کر اس میں خاص اہتمام سے رسول کریم صلعم کی ولادت کا حال پڑھتے ہیں۔ اور خاص خاص موقعوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسے مجلس میلاد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہیں۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ صرف آپ کی ولادت کا ذکر پڑھنا اور سننا کیا مقصد رکھتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آپ کے اخلاق فاضلہ اور اسوۂ حسنہ کے حالات پڑھے جاتے۔ تاکہ لوگوں کو اس سے عملی سبق ملتا۔ مگر اس طرف تو توجہ نہیں صرف رسمی طور پر ولادت کا ذکر کر چھوڑتے ہیں جس سے بظاہر کوئی فائدہ نہیں۔ صرف اللہ اور رسول پر احسان کر دیا اور سمجھ لیا کہ مستحق ثواب ہوگئے۔ یہ بدعت ہے۔

کسی مجلس دینی پر ٹکٹ لگانا اور اس سے پیسے وصول کرنا جائز نہیں۔ یہ تو ولا تشتروا بآیتی ثمنا قلیلا کا صریح خلاف ورزی ہے۔ خدا تو فرماتا ہے کہ میری آیتوں کے بدلے دنیا کی تھوڑی قیمت نہ خریدو اور ملا جی آیات الٰہیہ کے سنانے کے بدلے ٹکٹ لگا کر پیسے وصول کریں۔ شاید تھیٹر والوں کو دیکھ کر انہیں یہ رس پیدا ہوئی۔ کیونکہ آج کل کے ملا بھی کچھ ایکٹروں سے کم نہیں۔

سوال - ختنہ نہ کرنا گناہ ہے؟ بغیر ختنہ کے آدمی مسلمان نہیں ہوتا؟ ختنہ شعار اسلام ہے، یا فرض ہے، یا سنت؟ کیا ختنہ کرنا ضروری ہے؟ ختنہ سے روحانی فائدہ کیا ہے؟

جواب - توبہ آپ نے تو تار باندھ دیا۔ یہ تو درست نہیں کہ بغیر ختنہ کے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ طیبہ پڑھنے اور اللہ اور یوم آخر۔ ملائکہ اور کتب اور رسل پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے ختنہ کرانا ضروری ہے اور نہ صرف ہر ایک مسلمان بلکہ اگر تعصب نہ ہو اور عقل و دانش سے کام لیا جائے تو ہر ایک انسان کے لئے جسے خدا نے مرد پیدا کیا ہے۔ ختنہ کرانا ضروری ہے۔ آج طبی دنیا اس کے فوائد میں رطب اللسان ہے۔ تمام گندگیوں اور غلاظتوں سے جو اگلے چمڑے کے نیچے جمع ہوتی رہتی ہیں۔ نجات مل جاتی ہے۔ متعدد خطرناک بیماریوں سے جو مہلک اور سخت تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ انسان بچ جاتا ہے ایک کیڑا یا مچھر کاٹ گیا۔ یا ذرا رگڑ لگ گئی۔ چمڑا سوج گیا۔ پیشاب بند ہو گیا۔ جان نکلنے لگی۔ چمڑا کھینچ کر ہٹ کر پھنس گیا۔ جوانوں کو مصیبت آگئی۔ پڑے بیل کی طرح اٹھے اٹھے رہتے ہیں۔ اور کئی مہلک امراض ہیں جو بجائے خود جہنم سے کم نہیں۔ وہ صرف اس چمڑے سے پیدا ہوتے ہیں۔ جسے ختنہ میں کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کے کٹ جانے سے طہارت اور صفائی میں جو مدد ملتی ہے۔ وہ صاف طور پر عیاں ہے۔ پھر اگر ظاہری صفائی کا کوئی پاکیزہ اثر قلب انسانی اور کیفیت روحانی پر پڑتا ہے۔ تو ضرور ہے کہ اس صفائی کا بھی پڑے۔

سوال - قرآن، ویدوں اور انجیل کے کلام الٰہی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

جواب - یہ سوال تو مختصر ہے مگر جواب کے لئے ایک کتاب تصنیف ہونی چاہئے۔ یہ بھی کوئی فقہی مسئلہ ہے جسے جائز یا ناجائز کہہ کر ختم کر دیا جائے۔ مختصر جواب سننا چاہتے ہو تو یوں سمجھ لو۔

(۱) انجیل کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت تو یہ ہے کہ اس میں کچھ کلام الٰہی کے موجود ہونے کا ذکر قرآن میں ہے۔

(۲) ویدوں کے متعلق کچھ علم نہیں۔ کہ وہ کس کا کلام ہے۔ چونکہ قرآن شریف میں ہے کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر یعنی ہر ایک قوم میں نبی آئے ہیں۔ اور چونکہ ہندوستان والے ویدوں کے سوا اور کوئی کتاب بطور کلام الٰہی کے پیش نہیں کرتے۔ اس لئے فرض کر لیا جاتا ہے کہ شاید یہی کلام الٰہی ہو۔ جو اس قوم کی طرف نازل کیا گیا ہو۔ اور جو انسان کی دستبرد سے محرف و مبدل ہو کر کچھ کا کچھ بن گیا۔ کیونکہ یہ بھی تو ہے ویدوں میں کچھ اس قسم کی غیر معقول باتیں پائی جاتی ہیں جو اس کے کلام الٰہی ہونے کے سخت منافی ہیں۔ صرف حسن ظن سے کام لے کر انہیں تحریف انسانی فرض کر لیا جاتا ہے۔ پس انجیل اور وید اپنے اندر کوئی ثبوت کلام الٰہی ہونے کا نہیں رکھتے۔ انجیل میں باوجود تحریف ہو جانے کے کچھ حصہ کلام الٰہی کے موجود ہونے کا پتہ صرف قرآن سے لگتا ہے۔ اور ویدوں میں کچھ حصہ کلام الٰہی کا اس لئے فرض کر لیا جاتا ہے کہ قرآن کہتا ہے ہر ایک قوم میں کتاب آسمانی آئی۔ اور چونکہ اور کسی آسمانی کتاب کا ہندوؤں میں پتہ نہیں لگتا۔ اس لئے حسن ظن کے طور پر فرض کر لیا جاتا ہے کہ ویدوں میں کچھ حصہ کلام الٰہی کا ہوگا۔ ورنہ ویدوں کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت کوئی نہیں بلکہ بہت سی باتیں ان میں ایسی ہیں جو اس کے کلام الٰہی ہونے کے منافی ہیں۔

(۳) قرآن کریم البتہ کلام الٰہی ہونے کا دائمی نشان اپنے اندر رکھتا ہے جو آج بھی ویسا ہی تازہ ہے جیسا آج سے تیرہ سو برس پہلے تھا۔ قرآن کریم فرماتا ہے :-

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ○ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ○

کہ اے اگر تم اس وحی کے بارے میں کچھ شک کرتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمائی تو پھر اس کے مانند ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم اپنے مددگار سمجھتے ہو ان سب کو مدد کے لئے بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم نہ بنا سکے اور ہرگز نہ بنا سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

یہ وہ ثبوت ہے اور وہ تحدی ہے۔ جو تیرہ سو برس سے قائم ہے جس کا جواب آج تک سخت سے سخت معاند اور دشمن سے نہ دیا جا سکا۔

قاعدہ ہے کہ کسی مفید اور ہدایت دینے والے کلام کے تین پہلو ہوتے ہیں:۔

(۱) الفاظ کی فصاحت و بلاغت
(۲) معانی و مطالب میں علم و حکمت
(۳) وہ اثر جو پڑھنے والے کے قلب پر اس کتاب کے پڑھنے سے ہوتا ہے

(۱) الفاظ کی فصاحت و بلاغت کی بے نظیری کا یہ عالم ہے کہ آج سینکڑوں سال گزر گئے ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مقابل میں کوئی ایک سورت بنا کر نہ لا سکا۔ خود زمانہ نبوی میں بڑے سے بڑے فصیح و بلیغ انسانوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ ماھذا قول البشر۔ کہ یہ انسان کا کلام نہیں۔ عرب جیسی غیور قوم اور یہ عجز کا اعتراف۔ جب تک لاچار ہی نہیں ہو گئے یہ کلمہ زبان سے نہیں نکلا۔ خود حضرت نبی کریم صلعم کی جن کے قلب پر قرآن نازل ہوا۔ اپنی زبان نہایت افصح و ابلغ تھی۔ مگر احادیث میں آپ کے کلام کو دیکھو اور پھر قرآن کے اسلوب بیان کو دیکھو۔ زمین آسمان کا فرق ہے۔ حضرات یہود اور اسلام کے خلاف ناخنوں تک کا زور لگا چکے۔ عربی میں رسالے نکالے۔ نکتہ چینیاں کیں۔ غرضکہ سب ہی کچھ کیا۔ مگر جو نہ کر سکے وہ یہی تھا۔ کہ تین آیتوں کی ایک سورت کے مقابلہ میں کوئی سورت بنا کر نہ لا سکے۔

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
واں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(۲) معانی و مطالب کے لحاظ سے بھی وہی بے نظیری ہے جو الفاظ کی فصاحت و بلاغت میں ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی سورت میں مضمون ایسا جامع و مانع اور ہر پہلو سے مکمل ہوتا ہے کہ اس کی نظیر ممکن نہیں۔ وہ ایک ستارا ہے۔ جو دور سے چھوٹا سا نظر آتا ہے مگر جوں جوں قریب ہوتا جاتا ہے اس کے اندر ایک عالم نظر آنے لگتا ہے۔ ایسے ایسے علم و حکمت کے اعلیٰ و اکمل اصول جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں موتیوں کی طرح جا بجا قرآن میں بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں جن پر اہل دنیا آج بڑی تگ و دو سے پہنچے ہیں۔ مگر وہ نہایت اکمل طور پر، نہایت صفائی اور سہولت سے آج سے تیرہ سو برس پہلے ایک ایسی کتاب میں لکھے ہوئے درج ہیں جس کا لانے والا امی ہے جو نہ صرف خود ان پڑھ ہے۔ بلکہ اس کی تمام عمر ان پڑھوں کی سوسائٹی ہی میں گزری۔ جس کے دل پر دوسرے عقلمندوں کے خیالات نہ بذریعہ صحبت اور نہ بذریعہ تحریر کبھی بھی نقش ہوئے۔ پھر جس مقام پر آج دنیا کے فلسفی پہنچے ہیں۔ وہ اس مقام کی صفائی اور کمال کے سامنے آج بھی ناتمام نظر آتا ہے۔ جس کمال پر قرآن نے سینکڑوں سال پہلے پہنچا دیا تھا۔ جو اصول تمدن و معاشرت اور اخلاق وغیرہ کے قرآن نے باندھے ہیں۔ ان کے تسلیم کئے بغیر انسان کے لئے دکھ سے نجات ناممکن ہے۔ یورپ باوجود اپنے تمام علم و کمال کے دکھ سے نجات نہ پا سکا۔ جب تک وہی اصول اختیار نہ کئے جن کو قرآن نے آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور اس کے باقی ماندہ مصائب سے بھی اسے نجات نہیں ہو سکتی۔ جب تک اسی راہ پر گامزن نہ ہو۔ جس کی طرف قرآن نے رہنمائی کی ہے۔ تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ اسی طرح جو علوم غیبیہ قرآن نے بیان کئے اور پھر ان کی تائید جس طرح خارق عادت طور پر الٰہی نصرتوں کے ساتھ ہوئی وہ انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ ایک بے کس و بے بس یتیم اور عاجز انسان کا دنیا کے سامنے بڑی تحدی سے ایک کلام کا پیش کرنا اور اس کلام کے ذریعے اپنے اور اپنے متبعین کے غلبہ کی پیشگوئی کرنا اور بالمقابل طاقتور اور قوی دشمنوں کا ایک جم غفیر جو اس کو اور اس کے مشن کو مٹا دینے کے لئے اکیس سال تک ناخنوں تک کا زور لگا دیتا ہے۔ اور اس کے ہلاک کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ باوجود اپنے تمام ساز و سامان اور دنیوی طاقتوں کے اس کا ناکام و نامراد اور خائب و خاسر رہ جانا اس خدا کے علم و قدرت پر نشان ہے جس نے قرآن کو نازل فرمایا تھا۔ اسی طرح کے عجیب و غریب علوم غیبیہ قرآن میں بھرے پڑے ہیں۔ جن کو معلوم کر کے عقل انسانی متحیر رہ جاتی ہے۔ اور علم انسانی کو اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ یہ تمام علوم او حکمت و معارف و حقائق قرآن میں اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ مندرج ہیں۔ جن کی نظیر ممکن نہیں۔

(۳) قرآن کی تعلیم کا اثر جو اس قوم پر پڑا جس نے اسے مان کر اس پر عمل کیا۔ وہ بھی دنیا کی تاریخ میں بے نظیر ہے۔ ایک پرلے درجے کی وحشی جاہل غیر متمدن و غیر مہذب، مشرک و بے دین عرب کی قوم تھوڑے سے عرصہ میں محض قرآن کی تعلیم سے متمدن و مہذب ہو کر علم و حکمت کی علمبردار ہو گئی۔ دنیا کی سلطنتیں اس کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔ اتنا ہی نہیں وہ باوجود تمام دنیوی ترقیوں کے اخلاق فاضلہ، خدا پرستی اور تقویٰ و دیانت اور راستبازی اور عدل سے مزین ہو کر انسان کامل کا بے نظیر نمونہ دنیا کو دکھا گئی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی۔ پس قرآن شریف منجانب اللہ ہونے پر قرآن کی بے نظیری کا دعویٰ ایسا زبردست ہے۔ اور جس کی صداقت اس قدر بین ہے کہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت کے، کیا بلحاظ معانی و حکمت کے، کیا بلحاظ علوم غیبیہ معارف و حقائق کے اور کیا بلحاظ اس اثر کے جو اس نے اپنے عمل کرنے والوں پر ڈالا۔ وہ ایسی بے نظیر کتاب ہے جس کی مثل لانے سے انسان عاجز ہے۔ اور یہ اس کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل روشن ہے۔

حضرت امیر کی تازہ تصنیف

فضل الباری ایک فاضل کی نظر میں

جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی اے کو علمی دنیا میں جو عزت و شہرت حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جب حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تصنیف "خلافت راشدہ" شائع ہوئی تھی۔ تو آپ نے اس پر منصفانہ تنقید فرمائی تھی۔ اب آپ نے حضرت امیر کے تازہ اردو ترجمہ صحیح بخاری الموسومہ "فضل الباری" کے پہلے پارہ پر ایک مبسوط ریویو کیا ہے جو معاصر "سچ" کی ۱۳ ستمبر کی اشاعت میں "صحیح بخاری اردو میں" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ یہ ریویو بعینہٖ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔ (مدیر)

صحیح بخاری اردو میں

امت اسلامیہ میں کلام مجید کے بعد صحیح بخاری کو جو مرتبہ حاصل ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ ہادی امت کے احکام، ہدایات، سنن و اعمال کا یہ ضخیم و مستند ذخیرہ اگر امام بخاری نے اپنی خداداد ذہانت، کاوش و تحقیق، نقد اور دقت نظر سے نہ جمع کر دیا ہوتا تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آج امت اسلامیہ کو احکام دین کے جاننے میں اور مسائل شریعت کے پہچاننے میں کس قدر دشواریاں حائل ہوتیں۔ اردو میں کلام مجید کے ترجمے اب بکثرت ہو چکے ہیں۔ احادیث کے ترجمے اتنی تعداد میں تو نہیں، تاہم متعدد موجود ہیں۔ خود صحیح بخاری کے بھی ایک سے زائد ترجمے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً فیض الباری، تیسیر الباری، تسہیل القاری۔ لیکن ایک اچھے ترجمے کی ضرورت اور سخت ضرورت اب بھی باقی تھی۔

خداوند کریم کے فضل و کرم سے شاید اس اہم ضرورت کے پورے ہونے کا اب وقت آ گیا اور کارساز حقیقی نے اس خدمت کے لئے ایک ایسے شخص کو چن لیا۔ جو علماء رسوم کے نزدیک نہیں بلکہ بہت سے نیک نیت اور برگزیدہ علماء کے نزدیک بھی شاید سرے سے مسلمان ہی نہیں۔ لاہور کی جماعت احمدیہ کے امیر مولانا محمد علی ایم۔ اے اسلام کے ان چند مخلص ترین فرزندوں میں سے ہیں جو سالہا سال سے خاموشی کے ساتھ اسلام کی نہایت گرانقدر خدمات میں مصروف ہیں۔ چنانچہ ان کا انگریزی ترجمہ قرآن خدا معلوم کتنے بھٹکے ہوؤں کو اب تک راہ ہدایت دکھانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ انہی خدمات جلیلہ کی ایک تازہ قسط ان کا اردو ترجمہ صحیح بخاری ہے۔ جو فضل الباری کے نام سے انہوں نے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اور جس کا پہلا حصہ ابھی مطبع سے باہر آیا ہے۔

یہ حصہ بخاری کی کتب ذیل پر شامل ہے۔ کیف کان بدء الوحی، کتاب الایمان۔ کتاب العلم۔ کتاب الغسل۔ کتاب الوضوء۔ کتاب الحیض، کتاب التیمم۔ صحیح بخاری کو جو تیس پاروں پر تقسیم کیا گیا ہے اس کے لحاظ سے پہلا پارہ کتاب الوضوء پر ختم ہو جاتا ہے۔ فضل الباری کے اس پہلے حصہ کی ضخامت ۳۰۰ صفحات کی ہے۔ اس میں کتاب الوضوء صفحہ ۱۵۰ پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کی تین "کتابیں" پارہ دوم سے ہیں گویا اسی حصہ میں ایمان و علم کے علاوہ طہارت سے متعلق بھی سارے ابواب آ گئے ہیں۔ اور دوسرا حصہ کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوگا۔

قدرت کاملہ کو امام بخاری سے چونکہ ایک غیر معمولی کام لینا تھا اس لئے انہیں دماغ بھی غیر معمولی عطا کیا گیا، ابواب کتاب کی ترتیب و تہذیب۔ عنوانات کا انتخاب۔ نقل الفاظ۔ نقد روایات۔ ہر شے میں انہوں نے جس حکیمانہ نکتہ سنجی، جس دقیقہ رسی، جس نزاکت فہم کا ثبوت دیا ہے اسے دیکھ کر آج عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

احادیث نبوی کے جمع کرتے وقت قدرۃً سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کی ضرورت کیا ہے؟ ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے ایک شخص نے کچھ باتیں کہیں۔ اور کیں۔ آج اس اہتمام سے ان کے محفوظ رکھنے کی آخر کیا حاجت ہے؟ جواب یہ ہے کہ وہ شخص محض شخص نہ تھا نہ وہ بشر محض بشر نہ تھا۔ اس کی شخصیت کا دامن وما ینطق عن الھویٰ کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس کی بشریت کے سر پر وحی الٰہی کا تاج تھا جس شے نے اس کو سارے عالم سے ممتاز کر دیا ہے۔ وحی الٰہی کے ساتھ اس کا رشتہ تھا۔ اس لئے اس کے ملفوظات بیان کرنے میں پیشتر قدرۃً اس کی اسی خصوصیت امتیازی کو بیان کرنا چاہئے۔ بخاری کی تمہید بدء الوحی کے زیر عنوان اسی ضرورت کے احساس کا عملی ثبوت ہے۔ ضرورت حدیث کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد معاً یہ سوال ذہن کے سامنے آتا ہے کہ جو پیام وہ پیامبر لایا تھا۔ اس کے مہات اصول، اس کے اہم دفعات اس کے عنوانات جلی کیا تھے۔ اور وہ پیام کیا تھا؟ اس کے جواب کے لئے کتاب الایمان ہے جس میں اسلام و ایمان کے بنیادی و اساسی اصول بتائے ہیں۔ اس کے بعد ہی یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اس پیام کے جاننے اور پھر اس کے پھیلانے کی کتنی اہمیت ہے۔ اس ضرورت کا عملی حل کتاب العلم سے ہوتا جاتا ہے۔ اس کے بعد ضروریات امت کے مطابق تفصیل سے ہدایات نبوی کے بیان کرنے کی باری آتی ہے۔ رسول کا اصلی کام روح کا تزکیہ، اخلاق کی صفائی، نفس کی پاکیزگی ہوتا ہے۔ لیکن جسم کی پاکیزگی و صفائی بھی ایک بڑی حد تک روح کی صفائی میں مدد دیتی ہے۔ اس لئے غایت نکتہ سنجی کے ساتھ امام بخاری نے سب سے پہلے طہارت ہی کے ابواب جمع کر دیئے۔ اور پھر انہیں وضو، غسل، تیمم وغیرہ کے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا۔ فضل الباری کا پیش نظر حصہ ان تمام پر شامل ہے۔ اور ان مباحث کی اہمیت شریعت اسلام کے ہر سنجیدہ طالب پر واضح و ظاہر ہے۔

بخاری کے اکثر ترجموں کے برخلاف یہ ترجمہ بین السطور ہے۔ اور ساتھ ہی سلیس و بامحاورہ، اس لئے قدرۃً اصل سے زیادہ قریب ہے۔ اور خشک و بے مزہ بھی نہیں ہونے پایا ہے۔ نمونہ کے لئے دو ایک مثالیں کافی ہوں گی۔۔۔

(۱) ایک مقام پر متن بخاری یہ ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اذا احسن احدکم اسلامہ فکل حسنۃ یعملھا تکتب بعشر امثالھا الی سبع مائۃ ضعف وکل سیئۃ یعملھا تکتب لہ بمثلھا۔ (کتاب الایمان، باب حسن اسلام المرء) اس کا ترجمہ فیض الباری (ترجمہ مولوی ابوالحسن مرحوم) میں یوں درج ہے:۔

"ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی نے اپنا اسلام سنوارا اور اپنا دین سنوار بنایا۔ پھر جو نیک بات کریگا تو اس کی نیکی دس گنی لکھی جائے گی۔ سات سو کے برابر تک۔ اور جو بدی کرے گا وہ اتنی ہی لکھی جائے گی جتنی کی ہے۔" (جلد اول۔ صفحہ ۔)

اس عبارت میں پہلا خط کشیدہ فقرہ سرے سے اضافۂ مترجم ہے اور دوسرا خط کشیدہ فقرہ مفہوم کو غیر واضح بلکہ غلط کر دیتا ہے۔ تسہیل القاری (ترجمہ مولوی وحید الزماں خان مرحوم) میں اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"ابوہریرہ سے، کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے جب کوئی تم میں سے اپنا اسلام اچھا کرے (اعتقاد صحیح و اخلاص کے ساتھ) تو جو نیکی وہ کرے گا اس کی دس نیکیاں لکھی جائیں گی سات سو نیکیوں تک۔ اور جو برائی کرے گا تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔" (جلد اول صفحہ ۱۱)

اس میں بھی جو فقرہ قوسین کے اندر ہے وہ تمام تر اضافہ ہے۔ ان دونوں کے مقابلہ میں اب فضل الباری کی عبارت ملاحظہ طلب ہے۔

"ابوہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب ایک شخص تم میں سے اپنے اسلام کو خوبصورت بناتا ہے تو ہر ایک نیکی جو وہ کرتا ہے اس کے لئے دس گنے سے لیکر سات سو گنے تک لکھی جاتی ہے اور ہر ایک بدی جو وہ کرے ویسی ہی ایک لکھی جاتی ہے۔" صفحہ ۲۱

یہ ترجمہ صرف یہی نہیں کہ پوری احتیاط کے ساتھ لفظی کیا گیا ہے اور ہر قسم کے حشو و زوائد سے محفوظ ہے۔ بلکہ ان دونوں سے سلیس و قریب الفہم بھی زائد ہے۔

(۲) ایک دوسرا موقع متن بخاری، الفاظ ذیل میں ہے۔ عن ابن عباس قال مر النبی صلعم بحائط من حیطان المدینۃ او مکۃ فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورھما فقال النبی صلعم یعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدھما لا یستتر من بولہ وکان الآخر یمشی بالنمیمۃ ثم دعا بجریدۃ فکسرھا کسرتین فوضع علی کل قبر منھا کسرۃ فقیل لہ یا رسول اللہ فعلت ھذا قال لعلہ ان یخفف عنھما ما لم تیبسا (کتاب الوضو)

فیض الباری کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم مکہ یا مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ پر گزرے۔ سو آپ نے دو آدمیوں کی آواز سنا جو اپنی قبروں میں عذاب کئے جاتے تھے۔ کسی مشکل کام میں۔ پھر حضرت نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ ان دونوں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ یعنی پیشاب کے وقت اس کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔ یعنی ایک دوسرے کی چغلی کرکے آپس میں فساد ڈلواتا تھا۔ پھر حضرت صلعم نے منگوائی ایک چھڑی کھجور کی۔ پس اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا۔ پھر دونوں قبروں میں سے ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ سو کسی نے آپ سے عرض کیا کہ یہ کام آپ نے کس واسطے کیا ہے۔ سو آپ نے فرمایا۔ شاید کہ ان سے عذاب کی تخفیف ہو جائے۔ جب تک کہ وہ خشک نہ ہوں یعنی جب تک وہ تر رہیں گی تو خدا کی تسبیح کریں گی اس کی برکت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی؟

تسہیل القاری کی عبارت بھی اسی طرح کے حشو و زوائد سے لبریز ہے ان کے مقابلہ میں فضل الباری کا سلیس، عام فہم و دلنشین ترجمہ ملاحظہ ہو

"ابن عباس سے روایت ہے کہا کہ نبی صلعم مدینہ یا مکہ کے کسی باغ کے پاس سے گزرے۔ تو آپ نے دو آدمیوں کی جن کو قبر میں عذاب دیا جاتا تھا۔ آواز سنی۔ آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (بڑا بھی ہے) ایک ان میں سے اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔ پھر کھجور کی ٹہنی منگوائی، پھر اس کو دو ٹکڑے کرکے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھدیا تو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے یہ کام کیوں کیا۔ کہ شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے۔" صفحہ ۶۹

ترجمہ کی شستگی اور زبان کی صحت کے بعد ایک اہم شے شرح و تحشیہ ہے۔ اگلے مترجمین نے (خدا ان کی لغزشوں کو معاف کرے) احادیث کے ترجموں کو گویا کتب مناظرہ بنا دیا ہے۔ قدم قدم پر حنفیوں پر حملے، صوفیہ پر طنز و تعریض اور کہیں کہیں تقلید شخصی کو بحیثیت معصیت کبیرہ کے پیش کرنا، پیش نظر ترجمہ اس عیب اور فرقہ وارانہ مناظرہ و مجادلہ کے داغ سے کلیۃً پاک ہے۔ حواشی اس میں بھی بکثرت ہیں۔ لیکن ان سے غرض صرف یہ رکھی گئی ہے کہ حدیث کی توضیح و تشریح ہو جائے۔ اور ایک حدیث کا دوسری کے ساتھ ربط و تعلق سمجھ میں آجائے۔ نہ یہ کہ کسی اسلامی فرقہ کی تردید ہوتی رہے۔ حدیث کا پورا مفہوم ذہن نشین ہو جانے سے وہ اعتراضات جو نافہمی و کم بینی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں از خود رفع ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح اس ترجمہ کے مطالعہ سے مطالب حدیث کے علاوہ حدیث نبوی کی عظمت بھی ذہن نشین ہوتی جاتی ہے۔

کتاب الغسل کے ابتدائی ابواب میں ابوسلمہ سے یہ روایت آئی ہے کہ انہوں نے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھائی نے صدیقہؓ سے رسول اللہ صلعم کے غسل کی بابت سوال کیا۔ تو ام المومنین نے ایک برتن میں جو صاع کے برابر تھا، پانی منگایا۔ اس سے غسل کیا۔ اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ اور ان دونوں صاحبوں اور حضرت صدیقہ کے درمیان پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس پر بعض نافہموں نے اعتراض کیا ہے کہ غیر مردوں کے سامنے حضرت صدیقہ کا غسل کرنا کیا معنی؟ اور ستم یہ ہے کہ شارحین نے عموماً اس حدیث کی جو توضیح کی ہے اس میں یہ بڑھا دیا ہے کہ "ظاہرا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت حضرت عائشہ کا سر اور اوپر کا جسم برہنہ تھا!" حالانکہ اگر ذرا غور سے کام لیا جاتا تو اعتراض کے یہ پہلو پیدا ہی نہیں ہوتے بلکہ دل میں محبت و عقیدت کے جذبات کو ترقی ہوتی ہے۔

امام بخاری جس طرح اپنی "جامع صحیح" میں ہر "کتاب" کو دوسری "کتاب" سے مربوط رکھتے ہیں اسی طرح ہر کتاب کے تحتانی ابواب کو بھی ایک دوسرے سے مربوط و مسلسل رکھتے ہیں۔ کتاب الغسل کی ترتیب میں قدرۃً سب سے پہلے ان کا ذہن ضرورت غسل کی جانب جاتا ہے اور وہ پہلے ہی باب میں "موجب" غسل کو بیان کرکے وضو و غسل کی ایک اجمالی کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ یہ "موجب" غسل مرد و عورت دونوں کے لئے غسل لازمی کر دیتا ہے۔ اس لئے معاً سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر دونوں ساتھ ہی غسل کریں تو کیا مضائقہ ہے؟ باب دوم اسی سوال کا جواب ہے۔ اب ایک شخص جب غسل کی ضرورت محسوس کرکے غسل پر آمادہ ہوتا ہے تو پہلا ہی سوال پانی کی مقدار کی بابت پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر حضور صحابہ کرام کے دلوں میں جو زندگی کے ہر ہر جزئیہ میں سید البشر کی پیروی اور ان کے ساتھ تشبہ پیدا کرنے پر شیفتہ تھے۔ تیسرا باب قدرۃً اسی سے متعلق ہے۔ رسول خدا صلعم کی عادات مبارک کو ان امور میں صدیقہ سے بڑھ کر کون جان سکتا تھا۔ اس لئے لامحالہ انہی کی طرف رجوع کیا گیا۔

لیکن اس کے لئے کون لوگ آئے تھے؟ اغیار؟ اجانب نہیں۔ غیر محرم نہیں۔ بلکہ بھائی اور بھانجے۔ یہ دونوں آکر پانی کی مقدار کی بابت سوال کرتے ہیں۔ جیسا کہ خود امام بخاری کا باندھا ہوا عنوان باب واضح کر رہا ہے۔ یعنی باب الغسل بالصاع ونحوہ۔ اور اس سے بھی زیادہ وضاحت امام مسلم کا باندھا ہوا عنوان کر رہا ہے۔ یعنی باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ حضرت عائشہؓ جواب میں اسی وقت پانی کی ایک خاص مقدار منگاتی ہیں اور پردہ کی پوری احتیاط کے ساتھ اتنے پانی میں غسل سے فراغت کرکے ان کے سوال کا پورا اور عملی جواب دیتی ہیں۔ اب اعتراض کا کونسا بھی پہلو باقی رہا؟

مؤلف فضل الباری اس حدیث پر جو حاشیہ لکھتے ہیں وہ درحقیقت تمام شارحین سابق کے حواشی سے بڑھ کر دلنشین ہے فرماتے ہیں (صفحہ)

"ابوسلمہ بھی حضرت عائشہ کے محرم تھے۔ یعنی ان کے رضاعی بھانجے۔ ...... اس حدیث سے امام بخاری نے یہ استدلال کیا کہ کس قدر پانی سے غسل ہو سکتا ہے۔ اور خود حدیث کے الفاظ بھی بتاتے ہیں کہ سوال غسل یعنی نہانے کا پانی کی مقدار سے تھا۔ نہ کیفیت غسل سے۔ چنانچہ اس سے اگلی حدیث میں بھی سائلوں عن الغسل کا جواب یکفیک صاع دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ غسل سے مراد مقدار ہے۔ اس لئے یہاں حضرت عائشہؓ نے بھی جو کچھ کیا وہ صرف یہ تھا کہ ایک صاع کے قدر پانی منگایا اور یہ دکھانے کو کہ اس سے آدمی غسل کر سکتا ہے پردہ میں بیٹھ کر اسی وقت غسل بھی کیا اور اس میں سے اپنے سر پر بھی پانی ڈالا۔ اور اس طرح بتا دیا کہ اگر عورت اتنے بالوں کے ہوتے ہوئے اتنے پانی سے غسل کر سکتی ہے تو مرد کیوں نہیں کر سکتا۔ کیفیت غسل آپ نے قطعاً نہیں بتائی۔ اور نہ ان الفاظ کے ہوتے ہوئے کہ "ہمارے اور صدیقہؓ کے درمیان حجاب تھا۔ کوئی شخص یہ وہم کر سکتا ہے کہ سر اور جسم کا اوپر کا حصہ دکھایا تھا"

عموماً حواشی اسی انداز پر لکھے گئے ہیں۔ آئندہ پاروں میں اگر حواشی زیادہ تفصیل کے ساتھ ہوں تو بہتر ہوگا۔ تعلیم یافتہ غیر عربی دانوں کو ان حواشی سے فہم حدیث میں بہت زیادہ مدد ملے گی۔

فاضل مؤلف نے حواشی لکھتے وقت زیادہ تر انگریزی تعلیم یافتہ جماعت کو پیش نظر رکھا ہے۔ اور حتی الامکان اس کا پورا لحاظ رکھا ہے کہ ایک طرف حدیث کا مفہوم صحت و دیانت کے ساتھ ادا ہو جائے اور دوسری طرف اس تعلیم یافتہ جماعت کی ذہنیت کو کہیں سے ٹھیس نہ لگنے پائے۔ اس کوشش کے ممدوح ہونے میں شبہ نہیں۔ اور عموماً یہ کوشش کامیاب بھی ہی ہے۔ البتہ چند مقامات پر بعض بہت ہی ضعیف بنیادوں پر فاضل شارح نے روایت کو مشتبہ قرار دے دیا ہے۔ اس کی توقع مصنف "مقام حدیث" سے نہ تھی۔ بخاری نے جو معیار تنقید روایت کا رکھا ہے۔ اس کے قریب تک بھی دنیا کی کوئی کتاب، کوئی تاریخ، (بجز قرآن پاک کے) نہیں پہنچ سکی ہے۔ اس کی کسی روایت سے بغیر زبردست شواہد و دلائل کے انکار کرنا سارے ذخیرہ احادیث سے اعتبار اٹھا دینا ہے۔

ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے بھی کتاب گری ہوئی نہیں۔ مکررات و اسناد کے حذف کر دینے سے ضخامت لازماً بہت گھٹ گئی ہے اور کل ۹۶ صفحات کی ضخامت میں علاوہ ایمان و علم کے کل ابواب طہارت آگئے ہیں۔ ترجمہ کی کتابت متن کے بین السطور ہے۔ شکایت کی بات اتنی ہے کہ حاشیہ کا خط بہت باریک و گنجان ہو گیا ہے۔ اور اس کے باعث اندیشہ ہے کہ پڑھنے والوں کی ایک تعداد حواشی سے پورا فائدہ نہ اٹھا سکیگی۔

ہندوستان

۲۲، ۲۳ ستمبر کو مجلس مرکزیہ خلافت کا اہم اجلاس دہلی میں منعقد ہونے والا تھا اور خلافت کے وفد حجاز کی روداد پر غور و خوض کیا جانے والا تھا۔

جمعیۃ علما کے دو جلسے منعقد ہو چکے ہیں جن میں وفد حجاز کی روداد اور عدم تعاون کے فتوے پر غور و خوض کیا گیا۔ طویل بحث و تمحیص کے بعد جمعیۃ علما نے فیصلہ کیا کہ جس صورت میں مسلمانوں کے مفاد کے لئے خطرہ ہو اس صورت میں عدم تعاون کا فتوے منسوخ۔ اور عدم تعاون ملتوی سمجھا جائے۔ مثلاً مخالف مسلم جماعت کے آدمی کونسلوں میں چلے جائیں تو اس صورت میں مسلمانوں کے لئے کونسلوں میں جانا "حرام" نہ ہوگا۔ اور اس صورت میں نہ صرف مسلمانوں کو اپنے حامیوں کو کونسلوں میں بھیجنے کا اختیار ہوگا بلکہ ایسا کرنا ان پر فرض ہو جائیگا۔

دہلی ۲۳ ستمبر۔ آج شام کو مجلس مرکزیہ خلافت کا ایک طویل جلسہ ہوا جس میں خلافت کے وفد حجاز کی روداد کے اقتباسات پڑھے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ روداد فلسکیپ سائز کے ..۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں حجاز کے متعلق چند سال کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ اس روداد میں بتایا گیا ہے کہ (سلطان) ابن سعود کس طریق سے برسر اقتدار آیا۔ کس طرح اس نے اسلام کے مقدس شہروں کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ وہاں کیا کیا مظالم کئے اور مدینہ منورہ کے مقابر کو کیا نقصان پہنچایا۔ اس رپورٹ میں خلافت کے تینوں وفود حجاز کی سرگرمیاں بالتفصیل بیان کی گئی ہیں۔ اور وہ برقی پیغام درج ہیں۔ جو سلطان حجاز اور مجلس خلافت نے ایک دوسرے کو روانہ کئے تھے۔ رپورٹ کے آخر میں حجاز کے متعلق آئندہ حکمت عملی اختیار کرنے کے سلسلہ میں بعض تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ مجلس مرکزیہ خلافت اپنے کاروبار کو کل تک ختم کر دے گی۔ اور خلافت کانفرنس کے لئے جائے انعقاد تجویز کرے گی۔

نامہ نگار مدراس میل متعینہ سکندر آباد اطلاع دیتا ہے کہ افواہ ہے کہ حیدر آباد کی وزارت عظمیٰ کے لئے حکومت ہند نے سر علی امام کے تقرر کے لئے سفارش کی ہے۔

کابل میں جمعہ کے دن ہندی تارکان وطن اور آزاد قبائل کے نمائندوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں نظام حیدر آباد کی حکومت کے اندرونی امور میں حکومت ہند کی نامناسب مداخلت پر زور دار اظہار ناراضگی کیا گیا۔

مسلمانوں کے مقاصد کی حمایت کے لئے علیگڑھ سے ایک انگریزی روزنامہ "علیگڈھ میل" شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔

الہ آباد کے فساد کے سلسلہ میں پولیس نے بیس مسلمان لیڈروں کو گرفتار کر لیا ہے۔ مولانا وجاہت حسین اور مولانا فاخر بھی ان میں شامل ہیں۔ وہ اب ضمانت پر رہا ہیں۔

مسلم آوٹ لک کے ایڈیٹر مسٹر داؤد ایسن اور پرنٹر نور الحق کے خلاف ممتاز بیگم کے باپ نے بمبئی میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے دائر کر دیا ہے۔ بنائے دعوے یہ کہ اسے دلال لکھا ہے۔

سیدہ زکیہ سلیمان جو مصر کی ایک ماہر تعلیم خاتون ہیں۔ مہاتما گاندھی کی ملاقات کے لئے مصر واپس چلی گئی ہیں۔

ممالک خارجہ

شامی مجاہدین اور فرانس کے مابین صلح کی گفت و شنید اس سوال پر منقطع ہو گئی ہے۔ کہ شام کا تخت کس کو دیا جائے۔ شامی نمائندے اپنے وطن کے لئے جمہوری حکومت کا مطالبہ کرتے ہیں اور امیر فیصل کا مطالبہ یہ ہے کہ وہاں بادشاہ ہو۔ اور بادشاہت کے منصب پر ان کے بھائی امیر علی کو فائز کیا جائے۔ عنقریب موتمر شامی کا اجلاس منعقد ہونے والا ہے۔ جس میں یہ مسئلہ طے ہوگا کہ شام میں جمہوری حکومت قائم ہو یا شخصی۔ اس کانفرنس میں امیر شکیب ارسلان بھی شریک ہوں گے۔ جو شام میں خاندان ہاشمی کی حکومت قائم ہونے کے سخت مخالف ہیں۔ شام کے اکثر وطن پرور حضرات ان کے مؤید ہیں۔

تمام بلغاریہ میں ایک بالشویکی سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں چار سو آدمی گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

جنیوا ۱۷ ستمبر۔ شیخ عبد القادر صاحب نے مجوزہ اقتصادی موتمر کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کو اپنی خام اشیاء کی اس قدر قلیل قیمت ملتی ہے کہ اسے حسب ضرورت غیر ملکی مصنوعات کے خریدنے میں نقصان رہتا ہے۔

حکومت انگورہ نے حکم دیا ہے کہ آئندہ مسجد ایا صوفیہ کو "مسجد جمہوری" کہا اور لکھا جائے۔ اس مسجد کی مرمت شروع ہو گئی ہے۔ اس مشہور عمارت کی مرمت پر ۴۰ ہزار سے پچاس ہزار تک ترکی پونڈ صرف کئے جائیں گے۔

ماہرین سماویات کا خیال ہے کہ چاند میں اتنی گرمی محسوس ہوتی ہے جتنی اس شمع سے محسوس ہوتی ہے جو ۲۵۰ گز کے فاصلہ پر جل رہی ہو۔

برٹش میوزیم (عجائب خانہ) میں چار ہزار سے زیادہ انجیل کے مختلف ایڈیشن موجود ہیں۔

افغانستان میں جمعہ کے بجائے جمعرات کو تعطیل ہوا کریگی۔ کیونکہ لوگ جمعہ کی چھٹی میں گھر کے کام کاج کے سبب نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ اب جمعہ کو صرف دو گھنٹہ کی چھٹی بغرض نماز جمعہ ہوا کرے گی۔

جرمنی کے ایک جوتشی نے ایک طویل پیشگوئی کی ہے جس میں لکھا ہے کہ ۱۹۲۷ء لغایت ۱۹۳۵ء کے عرصہ میں ہندوستان ضرور آزاد ہوگا۔ اور اسی دوران میں تمام ایشیائی ممالک میں غدر ہوگا۔

انعام ! انعام ! انعام

جو اصحاب اخبار پیغام صلح کے لئے ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء تک خریدار بہم پہنچائیں گے ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل انعام پیش کئے جائیں گے۔

(۱) ایک ایک سال کے لئے بیس خریدار دینے والے کو ترجمۃ القرآن انگریزی یا بیان القرآن
(۲) ” ” دس ” اوپر کی ہر دو کتب نصف قیمت پر
(۳) ” ” پانچ ” محمد دی پرافٹ یا سیرۃ خیر البشر
(۴) ” ” تین ” خلافت راشدہ مجلد

جو کتابیں ایک دوسری کے عوض میں رکھی گئی ہیں ان میں سے انعام میں وہ بھیجی جائے گی جو خریدار بہم پہنچانے والا لینا چاہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔

مینیجر اخبار پیغام صلح لاہور

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں

یہ انگوٹھیاں ایسی خوبصورت اور چمکدار ہیں کہ ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں۔ تجربہ کار سنار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ ان کے اندر وہ نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بے تاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ روپ ہمیشہ مثل سونے کے قائم رہتا ہے۔ نایاب تحفہ ہے۔ ناپسند ہوں تو قیمت واپس فی انگوٹھی ایک روپیہ چار کے خریدار کو ایک مفت ناپ ضرور بھیجیں۔

کیمیکل گولڈ سونے کے گوشوارے

یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بندے ہیں ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرے لگا دیئے ہیں رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی صرف ان بندوں کے پہننے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چوطرف ستارے قربان ہو رہے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۸)

کیمیکل گولڈ قمیص کے خوبصورت بٹن

یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں۔ جو بہت خوبصورت ہیں ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں۔ فی سٹ ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک مفت۔

المشتہر

ایس اے اصغر اینڈ کو مٹیا محل دہلی

زراعتی آلات و دیگر سامان مشینری عمدہ

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کاٹنے کی مشینیں آہنی رہٹ (ہلٹ) زراعت فارم کے نمونے کے آہنی خراس (بیل چکی) بیلنے جات، چاول بیویاں اور بادام روغن کی مشینیں وغیرہ منگوانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت منگائیے۔

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمد بلڈنگ بٹالہ پنجاب

مسیح موعود نمبر بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے جلد طلب کیجئے قیمت فی پرچہ ۳ر (مینیجر)

احمدیہ مسلم ہوسٹل

احمدیہ مسلم ہوسٹل ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء سے گزشتہ سال والی کوٹھی (مملوکہ ملک غلام محمد صاحب واقعہ بیڈن روڈ) میں موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پھر جاری ہو گیا ہے۔ اس کوٹھی میں تقریباً ۲۵-۳۰ طلبہ کے واسطے گنجائش ہے۔ احمدی طلبہ اور ان کے والدین کو بالخصوص اور دیگر مسلمانان پنجاب کو جن کے بچے لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں بالعموم اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہ خبر نہایت ہی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس ہوسٹل کو یکم اپریل ۲۶ء سے منظور کر لیا ہے اور ماہوار امداد بھی مل رہی ہے۔ اس ہوسٹل کی واحد غرض نونہالان قوم کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا درست رکھنا ہے اور ان پر مذہب کی حقیقت کو بکلی واضح کر کے ان کے اندر مذہبی احساس پیدا کرنا ہے نماز با جماعت درس قرآن مجید اور ہفتہ وار لکچروں کا انشاء اللہ باقاعدہ انتظام ہوگا۔ انجمن نے اپنی گرہ سے کم و بیش سوڈیڑھ سو روپے کا ماہوار خرچ برداشت کرنا منظور کر لیا ہے۔ ان طلبہ کے والدین کو جو اسال لاہور کے کالجوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ فیس داخلہ دو روپے فیس ماہوار پانچ روپے خرچ خوراک جو طلبہ کے اپنے ہاتھ میں ہے تقریباً بارہ یا تیرہ روپے ماہوار ہے۔ درخواستیں برائے داخلہ یا مزید حالات دریافت کرنے کے واسطے حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

شیخ محمد عبد اللہ سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل لاہور

غازہ یوسفی رجسٹرڈ

شہزادہ پرنس آف ویلز کی سفارش سے ڈاکٹر ملا منڈل صاحب نے مہاراجہ میسور کیلئے جس کو متواتر بدن پر ستارہ روز تک ملنے یا چہرہ پر لگانے سے مثل مخمل نرم اور رنگ مانند گلاب کے ہو جاتا ہے گالوں پر سیاہ داغ چھائیاں جھریاں دور ہو جاتی ہیں یہ شیخ و دا پھولوں سے بنایا گیا ہے خوشبو اسقدر اعلیٰ کہ جب تک دوبارہ غسل نہ کیا جائے دماغ معطر رہے اور کل جلدی امراض مثلاً بغل گندہ پسینہ کی بدبو، خارش داد، پھوڑا، پھنسی وغیرہ کے لئے بیحد مفید ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنے (عہ)

رعایت۔ تین شیشی کے خریدار کو ایک مفت محصول ڈاک

المشتہر
محمد شفیق اینڈ کو۔ آگرہ (یو پی)

اصلی مشہدی لنگیاں

حبیب سیٹھ کی دکان لدھیانہ شہر میں مدت سے قائم ہے اس کارخانہ کا مال تمام دکانداروں اور فوج کے آفیسروں نے پسند کیا ہے۔ خصوصاً اخبارات کے خریداروں نے آزمائش کی ہے۔ ریشمی مشہدی لنگیاں، رنگ سیاہ یا سلیٹی طول چھ گز چار روپے آٹھ آنے۔ طول سات گز قیمت سوا پانچ روپے۔ ریشمی صافے رنگ موتیا، سناری، گلابی ہر رنگ ۶ گز پانچ روپے سات گز سوا چھ روپے۔ آٹھ گز سات روپے۔ چینی ماشی سوتی باریک لنگیاں چھ گز سوا دو روپے سات گز دو روپے دس آنے۔ کلاہ بیجا زری دار چار روپے۔ چھوٹا زری دار سوا روپیہ۔ دری بستر پورے پلنگ کی رنگ نیلا ۲ گز ۱ گز قیمت فی جوڑہ سوا چار روپے۔ پھولدار جوڑہ چار روپے بارہ آنے۔ فہرست کارخانہ مفت طلب کیجئے۔

المشتہر

حبیب سیٹھ اینڈ کمپنی سوداگر شہر لدھیانہ

کشمال گرمی اور دمہ کا واحد دشمن کشمال

اس نادر الوجود دوا سے ہر دو امراض میں مثل تریاق پہلی ہی خوراک میں اسقدر فائدہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دوسری دوا سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں وقت تنفس اور بلغم نکلنے میں آسانی توانائی اس قدر کہ ورزش کیجئے۔ وزن اٹھائیے۔ دوڑیئے۔ مگر سانس نہ پھولے گی۔ گرمی کو دو ہفتے میں بالکل صاف کر دیتی ہے ہمارے ٹکٹ میں نمونہ منگا کر آزمائیے۔ مفید ثابت ہو تو خریدیئے۔ تاکہ آپ بیجا صرفہ سے بچیں اور ہمیں دھوکہ بازی کے الزام سے۔ قیمت ۴۰ خوراک کے تین روپے معہ محصول۔ حدود ہند میں فرمائش کے ساتھ ۳ پیسے ٹکٹ۔ حیدرآباد دکن سے پوری قیمت۔ ممالک غیر سے سات روپے علاوہ محصولڈاک پیشگی آنا چاہیئے۔ جواب طلب امور کیلئے۔ ٹکٹ بھیجئے۔

ڈاکٹر خورشید علی خاں مینا پارک نبارس (یو پی)

بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانے

اور ان کی بخار کھانسی۔ بدہضمی۔ دودھ ڈالنا۔ دست ہونا پسلی چلنا پیٹ پھولنا۔ کھل کر بخانہ نہ ہونا وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے رجسٹری کی ہوئی

بال جیون گھٹی رجسٹرڈ

ایک مشہور بچی سودیشی امرت صفت دوا ہے۔ اسکو میٹھا اور ذائقہ دار ہونیکی وجہ سے بچے خوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ اگر یہ گھٹی اچھے بھلے بچے کو پلادی جایا کرے تو ہمیشہ تندرست رہیگا اور کبھی کوئی بیماری اسکے پاس تک نہ آویگی قیمت فی شیشی ۸ر محصول ایک شیشی ۵ر دوکانداروں اور ایجنٹوں سے بارہ شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ۱۲ محصول ڈاک نام اشتہارات و سائن بورڈ ہمراہ پارسل مفت۔ فروخت نہ ہونے پر واپسی کی شرط

بازاروں میں دیسی انگریزی دوا فروشوں سے خرید و اگر کہیں نہ ملے تو

بال جیون گھٹی کارخانہ علی گڑھ شہر سے منگاؤ

مفت لو۔ دس ہزار بڑے بڑے معزز لوگوں کے نام مع پتے تحریر بھیجنے پر رسالہ ٹرانی مفت بھیجا جائیگا

جمعیۃ علمائے ہند وفد حجاز کی رپورٹ

اگر آپ حجاز مقدس کے صحیح حالات، حج کے معتبر واقعات، حجاز کی دینی و سیاسی پوزیشن اور عالم اسلامی کے متحد و متفق ہونے کی عملی تدابیر سے واقفیت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو جمعیۃ علمائے ہند کے وفد حجاز کی مکمل رپورٹ ملاحظہ فرمایئے جو جمعیۃ کے واحد ترجمان اخبار "الجمعیۃ" میں عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ چونکہ یہ رپورٹ صرف الجمعیۃ میں شائع ہوگی لہٰذا آج ہی سے اس اخبار کے مستقل خریدار بن جایئے تاکہ آپ کا کوئی نمبر ضائع نہ ہو جائے اور آپ اس نادر موقع کو نہ کھو بیٹھیں۔

اسلامی مسائل اور ملکی مباحث کے لئے الجمعیۃ کی امتیازی شان آپ کو اسی وقت معلوم ہوگی جبکہ آپ اس کے مستقل خریدار بن جائینگے۔

چندہ: سالانہ ۷ر ششماہی ۴ر

مینیجر الجمعیۃ بلیماران دہلی

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۷۴

علمبرداران اسلام

غلام مصطفوی میرزا غلام احمد

(جناب مولانا عصمت اللہ صاحب اسلم قنبری)

امام مہدی وقت و عیسیٔ موعود — غلام مصطفوی میرزا غلام احمد

نیابتش بسزد غیر انجمن بکسے — کہ انجمن بجہاں در دمِ حق او آمد

فرید دہر حکیم علی علامہ — کہ علم و فضل بذات گرامیش نازد

سزد حکیم بکش امیر دانمش — نشاندہ انجمنش بر وسادۂ مسند

نصیرِ احمدیاں محتشم ہا ہیں سوز — جلال و رعبِ محمد حسین شہ سیّد

نکو خیال و نکو خلق و نیک خو دبیر — نکو ضمیر چو یعقوب بیگ کس نامد

امام فن خطابت جناب صدر الدین — زبیر و بیابان رہنمائے دیں آمد

میان غلام رسول آنکہ از دلِ پُرجوش — بہ رو بہ ہر ہمہ تبلیغِ سلسلہ بکند

نہ رشتہ خصلت نیکو شیم ملکی سیرت — نکو خصال و دلیر چودھری ظہور احمد

بدل چو فرخ شیر راستا احمدیّا — کسے کہ خلق غلام محمدش نامد

بلاغ چو شہ نطق آلہی است فقط — نشستہ در وطن و بانگ بالمغرب زند

نصیرِ ملت و دیں مولوی غلام حسن — معینِ سلسلۂ عالیہ بدل آمد

محبِ صادقِ من مولوی عبدالحق — کہ خنجر سخنش آریہ شگاف آمد

اگرچہ جائے تو عالی بذیل اینان نیست — عجب مدار کہ حق جا اندکت بدہد

ترکی سفیر متعینہ جاپان کے خیالات

ترکی سفیر متعینہ جاپان غوص فواد بے نے ترکی قوم اور جمہوریہ ملیہ کے متعلق حسب ذیل دلچسپ خیالات کا اظہار کیا ہے۔

چار سال کی مسلسل جنگ آزادی نے ترکوں میں ایک نئی روح پیدا کر دی ہے اور ہر شخص اسے محسوس کر رہا ہے کہ ترکی کی ترقی کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ اس کی اقتصادی پالیسی کی طرف توجہ کی جائے آج کل ترکی کا طغرائے امتیاز یہ دلچسپ مقولہ بن رہا ہے۔ کہ "زراعت درست کرو اور مصنوعات کی طرف توجہ کرو"

زراعتی کیفیت

جغرافیائی حالت، موسم اور ساخت زمین کی بدولت ترکی صدیوں سے ایک زراعتی ملک رہا ہے۔ موجودہ ارباب حکومت اس امر کو اب بھی پیش نظر رکھ کر کام کر رہے ہیں۔ جس کا اثر یہ ہے کہ آج اناطولیہ کے کسان آلات زراعت، بیج اور جملہ سامان کاشتکاری میں پہلے سے پانچ گنا ترقی کر گئے ہیں۔

اب گیہوں کی پیداوار جو خاص غذا ہے۔ دوگنی ہو گئی ہے جس کے باعث یہ امید ہے کہ ترکی جہاں تین کروڑ سے پانچ کروڑ ترکی پونڈ کا گیہوں باہر سے منگایا کرتا تھا وہاں اب سالانہ اسی لاکھ پونڈ سے ایک کروڑ پونڈ تک منگائیگا۔ نیز ماہرین فن زراعت کی رائے ہے کہ دو تین سال میں باہر سے گیہوں منگانے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔

آج زراعت کی ہر شاخ میں ترقی ہو رہی ہے۔ البتہ موسمی خرابی کے باعث تماکو کی فصل ذرا خراب ہوئی ہے لیکن یہ چنداں اہم نہیں۔ بلکہ تماکو کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ جس سے کسان اور تاجر دونوں فائدے میں رہے۔

عام طور سے دو کروڑ ستر لاکھ سے تین کروڑ ساٹھ لاکھ کیلوگرام تک تماکو کی پیداوار ہے۔ اور معاہدہ لوزان کے مطابق ہمسایہ ممالک سے جو ترک تبادلہ میں آئے ہیں۔ وہ سب کے سب تماکو کی کاشت میں ماہر ہیں اور یونانیوں سے اس کام کو اچھا کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونان وغیرہ میں تماکو کی کاشت گھٹے گی۔ اور ترکی میں اضافہ ہوگا

ترکی میں ساڑھے چار کروڑ سے پانچ کروڑ کیلوگرام تک روئی ہے اور کچا ریشم پانچ لاکھ کیلوگرام پیدا ہوتا ہے۔ ہر قسم کی افیون ڈھائی ہزار سے تین ہزار کیس تک سالانہ پیدا ہوتی ہے اور ہر کیس میں ۷۰ کیلوگرام ہوتی ہے ولایت انگورہ میں کشمش اور انجیر کی پیداوار بکثرت ہے ۱۹۲۴ء میں ۵ کروڑ ۱۰ لاکھ کیلوگرام کشمش [illegible]

مخالفانہ پروپیگنڈا

ترکی کے خلاف بہت سی غلط باتیں بڑے زور شور سے مشتہر کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک بات یہ مشہور کی گئی کہ چونکہ معاہدہ لوزان کے بعد اب ترکی میں یونانی اہل حرفہ باقی نہیں رہے اس لئے ایشیائے کوچک کے زرخیز مقامات بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ مگر اس بیان کی اصلاح پر فوراً تردید ہو جاتی ہے کہ بجائے تباہی کے ہماری مصنوعات میں ترقی ہے۔ اور ہم پہلے سے زائد باہر بھیج رہے ہیں۔

حکومت اس وقت مویشیوں کی پرورش و پرداخت و ترقی پر زیادہ توجہ کر رہی ہے۔ اور گزشتہ تباہیوں کے باوجود حکومت کے پاس اس وقت چالیس کروڑ ترکی پونڈ کی مالیت کے مویشی ہیں۔ اور سالانہ ڈیڑھ کروڑ کیلوگرام اون باہر بھیجا جاتا ہے۔ جس میں تیس لاکھ کیلوگرام محض انقرہ کی بکریوں کا ہوتا ہے۔

معدنیات و اقتصادیات

اس قدر بتا دینے کے بعد اب غالباً اقتصادی حالت کے متعلق مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ تجارتی کمپنیاں بھی قایم ہو رہی ہیں ۱۹۰۸ء سے قبل جبکہ ترکی انقلاب ہوا ترکی قوم تین کام کرتی تھی۔ یا تو سپاہی تھے یا عمال یا کسان، تاجر تو نام کو بھی نہ تھے۔ کل ترکی تجارتی کمپنیاں ۲۰ تھیں۔ دس سال بعد ۱۹۱۸ء میں باوجود متعدد جنگوں اور لڑائیوں کے ان کمپنیوں کی تعداد بڑھ کر ۱۲۰ ہو گئی۔ اب ۲۰۰ سے زائد ہیں اور روز افزوں ترقی ہے۔

ترکی معدنیات میں مشہور زمانہ ہے تانبا، سیسا (مختلف قسم کا)، راشگا، سنکھیا، منیٰ پارہ، کوئلہ وغیرہ یہاں بکثرت ہوتے ہیں۔ اور چونکہ کوئلہ وغیرہ کی کانیں بحر اسود کے قریب ہیں اس لئے انہیں روانہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ پہلے سے پچاس لاکھ ٹن سونا زیادہ نکلتا ہے۔ چنانچہ اب ہم ممالک بلقان کو کوئلہ بھیجنے لگے ہیں۔

ریلوے و مالیہ

معاہدہ لوزان کی بدولت ہمارے ساحلوں پر غیر ممالک کے سٹیمروں کو ساحلی تجارت کے لانے اور لیجانے کی اجازت باقی نہیں رہی اس وجہ سے اب ساحلی سروس میں بھی بحد ترقی ہو اور اس کی امید ہے کہ سال آئندہ تک ترکی جہازی سروس مصر، یونان، شام اور ترکی کے درمیان قایم ہو جائے گی۔ البتہ جاپان تک ہمارے جہازوں کی آمد و رفت میں ابھی دو تین سال کی دیر ہے۔

ترکی کی ریلوے ترقی بھی قابل لحاظ ہے جو لائنیں قبل جنگ بنی تھیں وہ حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ ہماری ٹرینیں بلقانی ریلوں سے زیادہ صاف ستھری اور عمدہ ہیں اس وقت حکومت دو لائنیں تیار کر رہی ہے۔ ایک انقرہ سے سیواس تک اور دوسری سمسون سے سیواس تک۔ بجٹ میں ڈھائی کروڑ پونڈ کی رقم اس کام کے لئے منظور کی گئی ہے۔

ترکی پونڈ باوجود اس کے کہ کاغذی سکہ کی ضمانت کے لئے سونا موجود نہیں ہے پھر بھی شرح تبادلہ میں خراب حالت میں نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلے گا کہ ترکی کی اقتصادی حالت کیسی ہے۔

(ماخوذ)

بزم احباب

(مرتبہ خان احمد چوہدری منظور الٰہی صاحب)

جزیرہ ماریشیش

برادر ابراہیم تیغ علی صاحب لکھتے ہیں کہ میں علیحدہ پیکٹ کے ذریعہ ایک کتاب بنام اسلام اور ماریشیش مؤلفہ مولانا عبد اللہ رشید نواب صاحب بھیجتا ہوں جس سے آپ کو ہماری دینی و دنیادی تعلیم کا حال معلوم ہو جائیگا اس تعلیمی نقص کو دور کرنے کے لئے ہم کئی سال سے کوشاں ہیں اور یہاں کے لوگوں سے اور یا ہر سے چندہ جمع کرکے ایک کالج بنانے کی فکر میں ہیں جس میں عربی و انگریزی کے ماہر پروفیسر ہندوستان سے منگوائے جائیں گے امید ہے کہ انشاء اللہ ہمیں اس میں کامیابی ہوگی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے قواعد بن چکے ہیں۔ صرف گورنمنٹ کی منظوری کا انتظار ہے۔ جونہی کہ ہمیں گورنمنٹ سے اجازت مل گئی انشاء اللہ کام شروع ہو جائے گا۔

کتابوں کا شکریہ۔ مجھے آپ کی تحریر سے دلی ہمدردی ہے۔ جو ہندوستان اسلام کی راہ میں ایک بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ قادیانی فریق کے مبلغ مولوی غلام محمد صاحب نے اپنی تعلیم اور مشن کے کاموں کے ذریعے حضرت مرزا صاحب، اور ان کی تعلیم کے خلاف سخت بدگمانی پھیلا دی ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مقدمات سپریم کورٹ تک پہنچ گئے۔

میں خوش ہونگا اگر آپ مجھے حضرت مرزا صاحب کی صحیح تعلیم سے آگاہ کریں گے۔ خصوصاً آپ کی تعلیم متعلقہ نماز و جنازہ غیر احمدیان۔ اس بارہ میں آپ اپنی انگریزی و اردو کتب بھیجدیں۔ مجھے کسی قسم کا تعصب نہیں۔ لیکن محض تحقیق حق منظور ہے۔ اور میری ہمدردی اس سوسائٹی کے ساتھ ہے۔ جو اسلام کی بہتری و ترقی کی خواہاں ہو۔

(۱) ۱۰ رجون ۱۹۲۶ء کو مسلمانان ماریشیش نے اپنے کالونیل سکرٹری کے ذریعے سے سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا ہوم ڈیپارٹمنٹ دہلی کو ذیل کا ریزولیوشن بذریعہ تار بھیجا۔

" مولانا حکیم عبد اللہ رشید نواب نے پیش کیا۔ اور غلام محمد آحاق صاحب نے تائید کی کہ جلسہ مسلمانان ماریشیش ہز ہائنس حمید اللہ خان صاحب کی خدمت میں بذریعہ ہز ایکسلنسی گورنر صاحب اور گورنمنٹ آف انڈیا مسند بھوپال پر متمکن ہونے پر دلی شکریہ کا اظہار کرتے ہیں۔"

(۲) دوسرا ریزولیوشن سکرٹری آف سٹیٹ لنڈن کی خدمت میں عبدالحق نور محمد صاحب کی تجویز اور محمود ابراہیم اچھیا کی تائید سے بذریعہ تار بھیجا گیا۔ کہ تمام مسلمانان ماریشیش طاہر باغ میں جمع ہوکر ہز ایکسلنسی گورنر صاحب کی خدمت میں دلی شکریہ کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ نے مسٹر غلام محمد داؤجی اچھیا کو لیجسلیٹو کونسل کا ممبر نامزد فرمایا۔ اور گورنر صاحب کی وساطت سے رائٹ آنریبل سکرٹری آف سٹیٹ کالونیز کی خدمت میں اپنی وفادارانہ عقیدت اور شہنشاہ معظم سے اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔

(۳) ۹ رجون کو مسلمانان ماریشیش نے بوساطت مولانا حکیم عبد اللہ رشید نواب صاحب آنریری پریذیڈنٹ اے آر عثمان صاحب سکرٹری، ایم حافظ امیر ٹریژرر اور بائیس دیگر معززین کے دستخطوں سے ذیل کا مطبوعہ تہنیت نامہ آنریبل غلام محمد داؤجی اچھیا کی خدمت میں پیش کیا۔ ہم اس جزیرہ کے مسلمانوں کے نمائندے آج جمع ہوکر آپ کی خدمت میں لیجسلیٹو کونسل کا ممبر نامزد ہونے کی مبارکباد عرض کرتے ہیں ہم ہز ایکسلنسی گورنر صاحب کے اس موزوں انتخاب کو نہایت استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ہم رائٹ آنریبل سکرٹری آف سٹیٹ کالونیز کے بہت مشکور ہیں کہ انہوں نے گورنر صاحب کی سفارش کو منظور فرمایا۔

ہم اس موقعہ پر حضور ملک معظم اور آپ کے تخت و تاج سے دلی عقیدت و وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔

آپ عرصہ دراز سے اپنے ہموطنوں کی بہبودی کے لئے بلا غرض اور انتھک کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور جو عزت آپ کو دی گئی ہے وہ آپ کی قیمتی خدمات کا منصفانہ معاوضہ ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ آپ آئندہ بھی اپنے ہموطنوں خصوصاً ہندیوں کی بہتری کا خیال رکھیں گے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے نازک فرائض کی ادائیگی میں اپنی جانب سے امداد و اعطا فرمائے۔ آمین۔

انگلینڈ

مسٹر خالد شیلڈرک صاحب لنڈن سے لکھتے ہیں کہ آپ کے خط کا شکریہ مجھے آپکی جماعت کی مشکلات کا بخوبی علم ہے۔ اسی لئے میں نے اخبار میں ایسا لکھا تھا۔ میں نے اس بارہ میں یہاں چند ہندی مسلمانوں سے گفتگو کی تھی جنھوں نے مجھے رائے دی کہ میں اخبار میں مضمون لکھوں تاکہ آپ کو جواب دینے کا پورا موقع مل جائے اور اس طرح لوگ آپ کی امداد پر آمادہ ہو جائیں۔ مجھے خوشی ہے کہ اس امر کا عام اعلان کر دیا گیا ہے اور امید ہے کہ اس کا کچھ بہتر نتیجہ نکلے گا۔ میں آپ کی جماعت کے کام کو حیرت انگیز خیال کرتا ہوں۔ اور جہاں تک ہو سکتا ہے۔ اس میں مدد دیتا رہتا ہوں لیکن بعض وقت ان لوگوں کو ملانے کی ضرورت پڑجاتی ہے۔ جو آپ کی امداد سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے آپ کے اس نئے کام یعنی صرف انگریزی ترجمہ قرآن کی اشاعت کا کچھ علم نہ تھا اور یہ معلوم کرکے میں آپ کی جماعت کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ اس ذریعہ سے وہ قرآن کریم کی تعلیم کو بہت لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں کامیاب ہو جائے گی۔ اور اگر ممکن ہو تو مجھے اس کے کچھ تفصیلی حالات لکھ بھیجئے۔ تاکہ میں اپنے پرچے ' اسلامک ریویو ' میں اس کا اشتہار دے سکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے اس کام میں برکت دے۔

آپ کی انجمن کے بارہ میں مجھے بخوبی علم ہے کہ یہ کوئی تجارتی کاروبار نہیں کرتی اور میں آپ کی مالی مشکلات کو محسوس کرتا ہوں۔

مجھے کہا گیا ہے کہ اگر میں ہندوستان و جزیرہ نمائے ملایا جا کر اس مقصد کے لئے اپیل کروں تو مسجد بنانے کے لئے کافی امداد مل جائے گی۔ لیکن چونکہ میں غریب ہوں اس لئے اخراجات سفر کا مہیا ہونا میرے لئے دشوار ہے۔ اور اس کے لئے میں اپنے احباب کی مرضی پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا انتظام ہو۔ لیکن اگر میں سفر پر نکل پڑا تو ہر جگہ آپ کی انجمن کی اشاعت کرکے امداد کے لئے لوگوں کو ابھاروں گا۔

میں ۲۱ رجولائی کو فرانس جا رہا ہوں جہاں سے مجھے گورنمنٹ فرانس کی طرف سے مسجد پیرس کے افتتاحی جلسہ پر مدعو کیا گیا ہے۔ جس کا افتتاح سلطان مراکو کریں گے۔ اور پریذیڈنٹ فرانس بھی موجود ہوگا۔ میں ہی اکیلا انگریز مدعو کیا گیا ہوں۔ میں نے کوشش کی کہ مولوی عبدالمجید صاحب کے لئے دعوتی خط حاصل کروں لیکن کامیابی نہ ہو سکی اس لئے اب مجھے انگلستان اور مسلمانان سلطنت برطانیہ کی طرف سے بولنا پڑے گا۔ ایسے موقعہ پر خواجہ کمال الدین صاحب کی غیر حاضری بڑی طرح محسوس ہو رہی ہے۔ جو مجھ سے بہتر طور پر نمائندگی کا فرض بجا لا سکنے کے قابل ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب اور دیگر احباب کو السلام علیکم۔

اٹلی

ایک لیڈی صاحبہ روما دارالخلافہ اٹلی سے لکھتی ہیں کہ کتابیں پہنچ گئی ہیں۔ جن کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ خصوصاً کثرت ازدواج پردے وغیرہ پر جو کتاب ہے وہ بڑی مفید مطلب ثابت ہوئی۔ اور میں نے فوراً اسلامی کثرت ازدواج پر مضمون لکھکر اسلامی نکتہ خیال کو پیش کیا جب یہ رسالہ میں نکلے گا تو میں اس کی ایک کاپی آپ کو بھیجدوں گی۔ میری اتنی خواہش ہے کہ اگر آپ اس نئے کچھ حصے شائع کریں تو انگریزی میں اس کے ذرائع بتا دیں۔ میں سیرۃ خیر البشر انگریزی کے لئے بھی آپ کی مشکور رہوں جسے میں آئندہ تصانیف میں استعمال کروں گی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری کتاب کا اردو ترجمہ چھپوانا چاہتے ہیں۔ یہ امر میرے لئے مسرت کا موجب ہے۔ کہ میری تصنیف میری زندگی میں خلاف اردو زبان میں چھپوائی جائے گی۔ اور میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔

مجھے ابھی آپ کا دوسرا خط ملا ہے۔ جس میں آپ نے انگریزی قرآن شریف کی روانگی کی اطلاع دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اپنے خاوند کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ میرے نام کا ایک پیکٹ ڈاکخانہ میں پڑا ہے۔ یقیناً یہ آپ کا ہی پیکٹ ہوگا۔ جس کا شکریہ قبول کیجئے۔ زرد ما بہیج کر باضابطہ اس کی رسید بھیجدوں گی۔

میرا ارادہ ہے کہ میں اردو زبان سیکھ لوں تاکہ اس زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کرسکوں۔

سوڈان

برادر محمد عثمان صاحب وسط سوڈان سے لکھتے ہیں کہ میں مشکور ہوں کہ آپ مجھے اپنا اخبار بھیجتے رہتے ہیں۔ اور میں آپ کی اس ہمدردی اسلام کا بیحد ممنون ہوں۔ اور آپ کی انجمن کو مبارکباد دیتا ہوں جسنے ایسا مفید اور روحانیت سے پُر اخبار جاری کیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ آپ اس کے مضامین کا عربی ترجمہ کم از کم ایک صفحہ ضرور اس میں شامل کریں۔ تاکہ مجھ سے کم لیاقت آدمی جو انگریزی سے اتنا فائدہ حاصل نہیں کرسکتے۔ اپنی مادری زبان کے ذریعے سے آپ کے پر معارف مضامین سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ اخبار کے مضامین کا انگریزی میں سمجھنا ہم میں سے اکثر کی لیاقت سے باہر ہے۔ انجمن کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

ہالینڈ

ہیگ سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ شکریہ۔ آپ نے میری حوصلہ افزائی کی۔ اور ہر طرح امداد کا وعدہ کیا۔ جن لوگوں کے نام آپ نے لکھے ہیں میں نے ان سب کو چٹھیاں لکھدی ہیں امید ہے کہ اس میں کامیابی ہوگی۔ میں بہت ممنون ہوں کہ آپ مجھے اس کام میں مدد دینے کے لئے تیار رہیں۔ جو جوابات مجھے موصول ہوئے ان سے آپ کو اطلاع دونگا۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ قرآن شریف کی دو کاپیاں بھیجدیں گے۔ یہ معلوم کرکے مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کا مشنری جو جاوا میں ہے قرآن کا ملائی زبان میں ترجمہ کر رہا ہے۔ براہ مہربانی آپ مجھے اس کا نام و پتہ لکھیں۔ تاکہ میں اس بارہ میں اس سے خط و کتابت کرسکوں۔ میں آپ کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے بھی قرآن کے ملائی ترجمے کا خیال کیا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم اسے کچھ مدد دے سکیں گے۔

مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ رسالہ اسلام کا ڈچ ترجمہ کی پانچ ہزار کاپیاں ہالینڈ میں مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ میرے پاس اس سے بھی زیادہ معلمین متعلمین اور آزاد خیال لوگوں اور غیر مسیحی سوسائٹیوں کے پتے موجود ہیں۔ اگر آپ محصول ڈاک وغیرہ کا خرچ اپنے ذمہ لیں تو یہ کام میں آپ کے لئے مفت کرنے کو تیار ہوں۔ کتاب کے وزن پر محصول ڈاک کی لاگت کا انحصار ہے۔ اگر آپ یہیں سے کتاب ہر ایک کو بھیجنا چاہیں تو میں سارے پتے آپ کو بھیجدوں گا۔ ہم ان کتب کے تراجم کرنے میں آپ کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہیں۔ والسلام

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ ۳ ر اکتوبر کی شام کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لائے سٹیشن پر بہت سے مقامی احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔

ترجمہ یجروید مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت نے نصف یجروید کا اردو میں ترجمہ کرلیا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ تفسیری حواشی بھی ہیں۔ یہ ترجمہ بغرض اشاعت جناب مہتمم صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پاس پہنچ گیا ہے عنقریب اشاعت کا انتظام کیا جائیگا باقی نصف یجروید کا ترجمہ بھی ہو رہا ہے۔

دعائے مغفرت جناب میاں عبدالعزیز صاحب جہلم سے اطلاع دیتے ہیں کہ میاں عبدالرحیم صاحب فوت ہو گئے جملہ بھائی مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔

اعلان بیعت کچھ عرصہ ہوا میں نے جناب میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اب تحقیق سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے صحیح عقائد پر جماعت احمدیہ لاہور ہی قائم ہے۔ لہذا میں آج سے جناب میاں صاحب کی بیعت فسخ کرکے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں۔

(سید پیر افضل شاہ عفی عنہ)

دعائے صحت حکیم محمد یار خاں فوق مبلغ انجمن کا ایک لڑکا نمونیہ سے بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

دعائے صحت شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی اپنے وطن بدلاڈہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے گھر لڑکی تولد ہوئی ہے۔ اور ان کی اہلیہ سخت بیمار ہے جملہ احباب مریضہ کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

وفات اہلیہ منشی چراغ دین صاحب ٹیلیگراف ماسٹر کشمیر کی چھوٹی صاحبزادی صفیہ محمدی بیگم وفات پاگئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ معصومہ کے والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دعائے خیر و فلاح چوہدری غلام نبی صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر پشاور کاروبار تجارت کے لئے مشہد (ایران) تشریف لیگئے ہیں احباب ان کی بخیریت واپسی اور کاروبار میں برکت کے لئے دعا فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ — ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ — نمبر ۴۷

حکومت ترکیہ کا جدید قانون مدنی
مسئلہ طلاق میں حکومت کی دخل اندازی
آخر خاوند کے اختیار کی کوئی انتہا بھی ہے؟

سلطنت ترکی نے قانون مدنی کے نام سے ایک نیا قانون جاری کیا ہے۔ جس میں چند دفعات ازدواج کے متعلق بھی ہیں ان میں طلاق کے متعلق جو دفعہ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"طلاق صرف حاکم کے حکم سے ہو سکے گی۔ اور کسی صورت سے دی ہوئی طلاق طلاق نہ سمجھی جائے گی۔ کوئی شخص "میں نے تجھے طلاق دی" یا "تو مطلقہ ہے" کہہ کر طلاق نہ دے سکے گا۔ طلاق دینے کے متعلق مقدمہ مرد اور عورت دونوں کی طرف سے دائر ہو سکے گا۔"

اس پر ہم نے ۸ ستمبر کی اشاعت میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا تھا

ہمارے خیال میں یہ قانون بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور اس سے بہت سی تمدنی و معاشرتی خرابیوں کا انسداد ہو جائے گا۔ طلاق کے متعلق جو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بغیر عدالت کے حکم کے نہیں دی جا سکتی۔ اس سے ان شوریدہ پشتوں کی ظالمانہ کارروائیوں کا انسداد ہو جائے گا۔ جو فرقہ اناث کے ساتھ ظلم و ناانصافی کرنے کے عادی ہیں۔ اور جو اپنی آزادی کا ایسا غلط اور جابرانہ استعمال کرتے ہیں کہ اس سے دوسرے فریق کی آزادی بالکل سلب ہو کر رہ جاتی ہے۔

اس قانون کی نہ صرف ہم نے تائید کی ہے بلکہ بعض دوسرے اسلامی اخبارات نے بھی اس پر ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ اخبار "کشمیر" امرتسر ترکی قانون ازدواج کی دفعات نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ:۔

ان قواعد کے نافذ العمل ہونے سے نا رضامندی کی شادی، جعلی نکاح اور بعد شادی طلاق کے مخصوص کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ("کشمیر" ۱۴ ستمبر)

اسی طرح معزز معاصر "وکیل" نے ۱۵ ستمبر کی اشاعت میں اس مسئلہ کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:۔

"اس قانون سے بلاشبہ مسلمانوں کی بہت سی تمدنی و معاشرتی خرابیوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ بالخصوص وہ دفعہ جو طلاق سے تعلق رکھتی ہے۔ ان ظالم مردوں کی شرارتوں سے غریب عورتوں کی قرار واقعی حفاظت کرے گی جو اس شرعی اختیار کو ناجائز استعمال کیا کرتے تھے۔ اور عورتوں پر ظلم و تعدی کرنا مباح سمجھتے تھے۔"

اس قانون پر جو کچھ ہم نے یا ہمارے معاصرین نے لکھا ہے اس میں کوئی بات خلاف شریعت نہیں لیکن افسوس ہے کہ اس پر ہمارا ایک معاصر ہمیں نشانہ ملامت بناتے ہوئے ان لوگوں میں شامل کرتا ہے جن کے دلوں میں شریعت محمدیہ کی کچھ وقعت نہیں۔ اس کے خلاف داستان زنی کرتے ہیں۔ اس کو وصول الی اللہ کا صحیح ذریعہ نہیں سمجھتے اور ہمارے ان الفاظ پر کہ "ہمارے خیال میں یہ قانون بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور اس سے بہت سی تمدنی و معاشرتی خرابیوں کا انسداد ہو جائے گا" اپنے ان شریعت نواز خیالات کا اظہار کرتا ہے کہ:۔

گویا قرآن مجید نے جو یہ اختیار خاوند کو دیا تھا، وہ بہت سی تمدنی اور معاشرتی خرابیوں کا موجب تھا۔ اور اب دنیا کا فائدہ اسی میں ہے کہ قرآن مجید اور شریعت اسلامی کی خلاف ورزی کی جائے۔ افسوس!

معاصر مذکور کی مخالفت کی بنیاد اس امر پر ہے کہ وہ یہ سمجھے بیٹھا ہے کہ قرآن مجید نے طلاق کے معاملہ میں مرد کو ایسا آزاد کر رکھا ہے کہ کسی حاکم یا حکومت کے لئے اس میں دخل دینا اور فریق ثانی کی محافظت کرنا قطعاً جائز نہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ خاوند جو چاہے اور جس طرح چاہے عورت کے ساتھ بے انصافی کرے اور حکومت پڑی دیکھا کرے۔ اور مظلوم فریق کی کوئی مدد نہ کر سکے۔ قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں حاکم یا حکومت کے لئے یہ ممنوع قرار دیا گیا ہو۔ کہ وہ طلاق کے بارے میں دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے برخلاف قرآن مجید میں کئی آیات ایسی ملتی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ نظام حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ احکام طلاق نازل بھی اس وقت ہوئے جب اسلام نے مدینہ میں ایک سلطنت کی شکل اختیار کر لی تھی، اور اس لئے فریقین کے حقوق کی محافظت کے لئے حکومت حسب ضرورت اس میں دخل دے سکتی ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ میں طلاق کے ذکر میں جو یہ آیت آتی ہے فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ۔ اس میں فان خفتم میں جو خطاب ہے وہ حکام ہی سے ہے۔ پھر سورۂ طلاق کی پہلی آیت یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن الخ میں حکم عام ہے مگر خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس کی وجہ بھی بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ آنحضرت صلعم کی حیثیت ایک حاکم یا بادشاہ کی بھی تھی اس لئے ان سے خطاب کر کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان احکام کی تعمیل کروائیں۔ سورۃ النساء کی آیت وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا میں حکم مقرر کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے۔ وہ بھی حکام یا حکومت کو ہے جس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ خاوند اور بیوی کے درمیان امن قائم رکھنے اور ان کے باہمی حقوق کی حفاظت کے لئے حکومت کا دخل دینا قرآن کریم کی رو سے سراسر جائز ہے

جو کچھ ہم قرآن کریم کی روشنی میں اوپر بیان کر چکے ہیں وہی احادیث میں نظر آتا ہے۔ رسول اللہ صلعم کے قول و فعل سے یہ امر ثابت ہے کہ جب کبھی طلاق کے معاملہ میں بے انصافی کی گئی یا کسی مرد نے اپنے اختیار کا غلط استعمال کیا۔ اور ناواجب طلاق دی یا کسی معقول وجہ کی موجودگی میں اپنی بیوی کو طلاق دینے سے انکار کیا تو آنحضرت صلعم نے اس میں دخل دیا۔ اور بعض حالتوں میں خاوند کی مرضی کے خلاف فیصلہ کیا۔ کیا رسول اللہ صلعم کے اس فعل سے خاوند کے اختیار کی حد بندی اور اس معاملہ میں حکومت یا حاکم کی دست اندازی کا جواز ثابت نہیں ہوتا؟ حضور کا یہ طرز عمل اس بات کے لئے قطعی دلیل ہے کہ جب مرد اپنے اس اختیار کا غلط استعمال کریں تو حکومت اس میں دخل اندازی کر کے انہیں احکام الٰہی کی پابندی پر مجبور کر سکتی ہے۔ حکومت کی دخل اندازی کا جواز تو ثابت ہو گیا اب رہا یہ امر کہ وہ دخل اندازی کس قسم کی ہو۔ اور کس حد تک ہو ضروریات وقت پر منحصر ہے۔ دخل اندازی کے جواز کی اصل غرض تو اس قدر ہے کہ زوجین کے حقوق کی حفاظت کی جائے اور احکام الٰہی کی پابندی ہو۔ پس جس طریق پر وہ غرض حاصل ہو وہی درست ہوگا۔

اب جبکہ مسلمانوں کے عام طبقہ کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ وہ طلاق کے معاملہ میں عورتوں کے ساتھ سخت بے انصافی کا برتاؤ کر رہے ہیں اور اس "ابغض المباحات" کو دن رات کا مشغلہ بنائے بیٹھے ہیں۔ اور ادنے ادنے باتوں پر عورتوں کو طلاق دیدی جاتی ہے۔ یا ان کے ساتھ معلقہ کا سا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ تو ایسی خطرناک حالت میں اگر ایک اسلامی حکومت نے عورتوں کو فریق ثانی کے ظلم و تشدد سے بچانے اور ٹھیک طور پر احکام الٰہی پر چلانے کے لئے اس اختیار کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو اس میں کونسی قباحت ہوئی اور کس حکم کی خلاف ورزی لازم آئی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت پر غور کر لو۔ یہاں طلاق کے معاملہ میں کس قدر عورتوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ اغلباً یہی حالت ترکی میں ہوگی۔ جس سے مجبور ہو کر حکومت ترکیہ کو اس قسم کا قانون نافذ کرنا پڑا ہے۔

پس ترکی حکومت نے یہ نیا قانون منظور کر کے جس سے فرقہ اناث کی بہت سی مصائب کا خاتمہ ہو جائے گا نہایت دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اس جدید قانون سے جانبین کے مابین توازن قائم ہو جائے گا۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کے حقوق کو اس طرح پامال نہ کر سکے گا جیسا کہ اس سے پیشتر ہوتا رہا ہے۔ ہمیں اس قانون میں کوئی بات خلاف قرآن نظر نہیں آتی۔ اس سے مقصد تو صرف اس قدر ہے کہ مردوں کے ظلم و استبداد سے مظلوم عورتوں کی حفاظت کی جائے۔ شریعت کے استخفاف کی اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ شریعت کا نام لے کر لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرنا بے سود ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ رسول عربی نے طلاق کو ابغض المباحات قرار دیا ہے اور خداوند عالم کی نظر میں یہ ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور خود قرآن کریم نے اس کے روکنے کے لئے متعدد قیود عائد کی ہیں تو پھر ترکان احرار کے اس جدید قانون کی ہم کیونکر مذمت کر سکتے ہیں۔ جو لوگ اس معاملہ میں مردوں کو مطلق العنان بنانا چاہتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ؎

این خلق ہوا پرست محکوم خوش اند
چون طفل کہ ضائع است اگر بے مد است

"فضل الباری" کے متعلق "زمیندار" کی رائے

مقامی معاصر "زمیندار" نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ترجمہ صحیح بخاری الموسومہ "فضل الباری" پر حسب ذیل ریویو کیا ہے:۔

"جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور قبل ازیں بیان القرآن انگریزی ترجمۃ القرآن، مقام حدیث، جمع قرآن وغیرہ کئی اہم تصانیف شائع فرما چکے ہیں۔ اب صاحب موصوف نے صحیح بخاری کا عمدہ اور سلیس اردو ترجمہ شائع فرمانا شروع کیا ہے۔ جس کا نام "فضل الباری" ہے اور جس کا پہلا حصہ زیر تبصرہ ہے۔ یہ حصہ کتاب التیمم پر ختم ہوا۔ بقیہ حصے بھی بتدریج چھپ جائیں گے۔ ترجمہ بین السطور چھپا ہے۔ بہت سلیس اور صاف ہے۔ ضروری حواشی بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ احادیث کے مشکل مطالب کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ مولوی محمد علی صاحب کے بعض خیالات سے ہمیں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو لیکن اس دینی خدمت پر ہم انہیں ہر حیثیت سے مستحق مبارکباد سمجھتے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں کہ اس ترجمے کے بقیہ حصے بھی جلد سے جلد طبع ہو جائیں گے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ البتہ حاشیہ قدرے باریک لکھا ہوا ہے شاید اس وجہ سے کہ کتاب کی ضخامت زیادہ نہ بڑھ جائے۔ اس حصہ کی قیمت غالباً ایک روپیہ ہے۔ دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب فرمایئے۔"

شکر خدا کہ عشق نے کچھ کچھ اثر کیا

خدا کا شکر ہے کہ اب بعض مسلم معاصرین بھی جماعت احمدیہ لاہور کی قربانیوں کا اعتراف کرنے لگے ہیں۔ معاصر "سچ" نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کے متعلق حال میں جن گرانقدر خیالات کا ذکر کیا ہے ان کو ہم کسی گزشتہ اشاعت میں درج کر چکے ہیں۔ اب اسی قسم کے خیالات کا اظہار معاصر "وکیل" نے بدیں الفاظ کیا ہے:۔

"یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موجودہ اسلامی فرقوں میں اگر کوئی فرقہ فی الواقع اشاعت مذہب میں سچے جوش اور حقیقی سرگرمیوں کا ثبوت دے رہا ہے۔ تو وہ فرقہ احمدیہ ہے۔ اس قلیل مگر سرگرم کار جماعت کے انہماک نشر و اشاعت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آج سر زمین یورپ میں اس کے عقائد کو تمام امت مسلمہ کے عقائد سے تعبیر کیا جا رہا ہے"

طلبائے تبلیغ کی ضرورت

انجمن اشاعت اسلام جماعت کے واسطے طلبا کی ضرورت ہے جو نوجوان علم دین کا شوق رکھتے ہوں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر درخواستیں بھیجدیں امتحان کے وقت انٹرنس پاس یا انٹرنس تک تعلیم یافتہ طلبا کو ترجیح دی جائے گی۔

(ظہور احمد سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

جناب میاں صاحب اور مسئلہ تکفیر

آج ہم ایک تحریر میاں محمد یوسف صاحب عرائض نویس مردان کی جو قادیانی جماعت کے ایک ممتاز ممبر ہیں۔ درج اخبار کرتے ہیں۔ جو ہمارے ایک بزرگ دوست کے ذریعے ہمارے پاس پہنچی ہے وہ تحریر حسب ذیل ہے:-

"جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے و دلائل سے بے خبر ہے اس کی نسبت کوئی فتوے کفر کا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت صاحب نے اس کو معذور قرار دیا ہے۔ اور یہی مذہب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ ایسے اشخاص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو ہم بھی ان کو مسلمان کہیں گے۔" (دستخط محمد یوسف - ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء)

مذکورہ بالا تحریر میں دو امور توضیح طلب ہیں۔

(۱) یہ کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بالکل بے خبر ہے وہ بقول میاں محمد یوسف صاحب کافر نہیں۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا یہ مطلب کیسے ہوا کہ ایسے اشخاص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان کو ہم بھی مسلمان کہیں گے۔ اگر میاں صاحب انہیں اس لئے مسلمان کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور جو قوم اپنے لئے کوئی نام تجویز کرتی ہے اسے اسی نام سے پکارنا چاہیئے۔ تو پھر کیا جو مکفرین اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں انہیں بھی مسلمان کہیں گے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ میاں صاحب انہیں مسلمان اس لئے کہتے ہیں کہ انہیں حضرت صاحب کے دعوے کی خبر نہیں۔ تو اس فقرے کے بڑھانے کی ضرورت کیا تھی کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو ہم بھی ان کو مسلمان کہیں گے۔ کیا کوئی ایسا بھی مسلمان ہے جو اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتا۔ بات تو صاف ہے وہ یہ کہ کیا وہ لوگ جو حضرت صاحب کے دعوے سے بے خبر ہیں وہ اسلام کے دائرہ کے اندر ہیں یا خارج ہیں اور کیا میاں صاحب ان کو مسلمان اس لئے کہتے ہیں کہ وہ درحقیقت اسلام کے اندر ہیں یا صرف اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور کیا ہر ایک مہذب انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ کسی قوم کو اس کے اپنے اختیار کردہ نام سے پکارے خواہ درحقیقت اسے اسلام کے دائرہ کے اندر سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔

(۲) دوسرا امر توضیح طلب یہ ہے کہ میاں محمد یوسف صاحب نے اپنے اس عقیدہ کو کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے سے بیخبر ہے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں۔ جناب میاں محمود احمد صاحب کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ جو آنجناب کے اپنے پیش کردہ عقائد سے بالکل الٹ ہے۔ چنانچہ جناب محمود احمد صاحب آئینہ صداقت میں صفحہ ۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب (مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور) تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن مجید (سورہ صف آیت ۷) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام

سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔"

ایک طرف میاں صاحب کی یہ صاف صاف اور کھلی تحریر ہے دوسری طرف میاں محمد یوسف صاحب کا ادعا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کا بھی وہی عقیدہ ہے جو کہ ان کا اپنا ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ میاں محمد یوسف صاحب کو جناب میاں صاحب کے عقیدہ کی خبر نہیں۔ اور یونہی فرضی طور پر ایک عقیدہ ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ یا یہ سمجھیں کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے اپنے عقیدہ تکفیر سے رجوع کر لیا ہے۔ امید ہے جناب میاں صاحب اس پر خود روشنی ڈالیں گے۔ اور اگر میاں محمد یوسف صاحب نے یہ عقیدہ بطور خود جناب میاں صاحب کی طرف منسوب کر دیا ہے تو ان کی اس قسم کی جرأت نہایت قابل افسوس ہے۔ کہ انہوں نے دانستہ یا نادانستہ ایک غلط عقیدہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی طرف منسوب کرنے سے قبل خود تحقیقات نہ کی۔ اور لا تقف ما لیس لک بہ علم کے قرآنی حکم کو زیر نظر نہ رکھا۔

لکھنؤ کی حجاز کانفرنس

۲۵ - ۲۶ ستمبر کو لکھنؤ میں جو حجاز کانفرنس ہوئی ہے اس میں تجویزیں تو بہت سی منظور ہوئی ہیں لیکن ان پر عمل کہاں تک ہوگا اس کا فیصلہ مستقبل کر دے گا۔ جس پیمانہ پر اس کانفرنس کے لئے تیاری کی گئی تھی اس سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے مشاہیر اور اہل الرائے مسلمان اس میں شریک ہوں گے۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ گو لوگ مختلف حصص ملک سے شامل ہوئے لیکن ان میں زیادہ تر وہی لوگ تھے جنہیں سیاسیات میں کچھ زیادہ دسترس یا شہرت حاصل نہیں۔ علی برادران اور چند دیگر خلافتی حضرات بھی پہنچے لیکن ان کی شرکت مجلس خلافت کی طرف سے نہیں۔ بلکہ محض انفرادی حیثیت سے تھی۔

جو تجاویز کانفرنس نے منظور کی ہیں وہ سب حجاز، اہل حجاز اور نجدی حکومت کے متعلق ہیں۔ ایک تجویز میں حجاز کے ہولناک واقعات پر اظہار رنج و تاسف کیا گیا۔ اور اہل حجاز کے ساتھ ان کے موجودہ مصائب میں کامل ہمدردی رکھنے اور امداد پہنچانے کی تحریک کی گئی۔ دوسری تجویز سلطان ابن سعود کے وفد کو ناقابل اعتماد ثابت کرنے اور مسلمانان ہند کے ان کو ملک الحجاز تسلیم نہ کرنے اور ہر ممکن تدبیر سے نجدی حکومت کے اخراج کو عمل میں لانے کے متعلق ہے۔ اس غرض کے لئے کانفرنس نے مسلمانان ہند و ممالک خارجہ کو یہ مشورہ دیا ہے کہ جب تک ابن سعود کی حکومت حجاز میں ہے۔ وہ حج کا مقاطعہ کئے رہیں یہ تجویز بھی منظور ہو گئی گو بعض اہل الرائے کا خیال تھا کہ اس تجویز کو کچھ دنوں بعد ملک کے سامنے پیش کرنا چاہیئے تھا۔ تمام اسلامی مرکزوں میں التوائے حج کی ضرورت سمجھانے اور اخراج حکومت نجدیہ کی تدابیر میں اتحاد عمل پر مائل کرنے کے لئے با اثر نمائندگان کے وفود بھیجنے کی بھی تجویز منظور ہوئی۔ اس تجویز کی تائید میں مولانا محمد علی صاحب نے ایک پرزور تقریر کی۔ کانفرنس کی روئداد سے معلوم ہوتا ہے کہ اور باتوں میں چاہے اختلاف ہو لیکن سلطان ابن سعود کے اخراج پر تقریباً سب متفق تھے۔

حجاز کے طرز حکومت کے متعلق جو تجویز منظور ہوئی وہ یہ ہے کہ وہاں کا دستور اساسی، شخصی و موروثی نہ ہو۔ بلکہ جمہوری ہو اور حجاز کی آزاد رائے کے مطابق اس کی تشکیل ہو۔

ان تمام تجاویز پر جواب منظور ہوئی ہیں ہم کسی گزشتہ اشاعت میں پہلے بھی اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

ممالک اسلامیہ کا ولولہ اتحاد

مغربی سلطنتوں کی جوع الارض نے ممالک اسلامیہ کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ انہیں اب یہ احساس ہو گیا ہے کہ ان کی ہستی کا راز اب اس بات میں مضمر ہے کہ وہ آپس میں متحد ہو جائیں۔ چنانچہ ایران، افغانستان، اور ترکی کے جو عہد نامے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہوئے ہیں وہ اسی بات کا پتہ دے رہے ہیں۔ یہ ایک نہایت مبارک فال ہے۔ اس احساس کا ثبوت ان ہمت افزا پیغامات سے بھی ملتا ہے جو مسٹر موید الاسلام جلال الدین الحسینی مدیر "حبل المتین" کلکتہ کو ان تینوں اسلامی سلطنتوں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مسٹر موید الاسلام مدیر "حبل المتین" جو ایرانی نژاد ہیں ایک عرصہ دراز سے ہندوستان میں مقیم ہیں اور اپنے اس ایرانی اخبار کے ذریعے ایشیا اور ہندوستان کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا حکومت ہند نے بعض نامعلوم سیاسی مصلحتوں کی بنا پر بنگال کے ایک قانون کے ماتحت انہیں ہندوستان سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس پر ہندوستان کے اکثر رسائل و اخبارات نے حکومت کے اس فیصلہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ ایشیا کے اس قابل فرزند کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ بعض ہندوستانی اور اسلامی مسائل کے متعلق حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کی حکمت عملی پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ جب اس فیصلہ کی خبر ممالک اسلامیہ میں پہنچی تو وہاں کے مسلمانوں کو بھی اس سے از حد صدمہ پہنچا اور بہت ممکن ہے کہ انہوں نے اپنی حکومتوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی ہو۔ کیونکہ معزز معاصر "بنگالی" کلکتہ راوی ہے کہ اعلیٰ حضرت آقائے رضا خاں شاہ ایران اور اعلیٰ حضرت امان اللہ خاں شاہ افغانستان اور قسطنطنیہ کے ترکوں نے مدیر "حبل المتین" کو مدعو کیا ہے کہ وہ ہندوستان سے وہاں تشریف لے جائیں۔ اور اپنی بقیہ عمر وہیں آرام و اطمینان سے بسر کریں۔ اور ان کی آسائش و رہائش کے لئے ممالک مذکورہ میں خاطر خواہ انتظام کر دیا جائے گا۔

یہ واقعہ بجائے خود کیسا ہی معمولی کیوں نہ ہو لیکن اس سے ایک اہم بات کا ضرور پتہ چلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ عالم اسلام میں بیداری کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔ اور اسلامی سلطنتیں یہ سمجھ گئی ہیں کہ اسلام کا شاندار مستقبل اسی بات پر منحصر ہے۔ کہ مختلف مشرقی ممالک کے فرزندان اسلام میں اتحاد و یگانگت کا رابطہ قائم کیا جائے۔ اگر اس سبق کو جو بہت سی تباہیوں اور بربادیوں کے بعد سیکھا ہے ممالک اسلامیہ نے فراموش نہ کیا تو اسلام کے مستقبل کے درخشاں ہونے میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں۔

یہ امر بھی موجب مسرت ہے کہ بنگال کی جمعیتہ مقننہ کے ایک رکن مسٹر کے احمد نے ایک سرکاری اطلاع کی بنا پر اعلان کیا ہے کہ مسٹر موید الاسلام مدیر "حبل المتین" کو جلا وطن نہیں کیا جائے گا۔

وچتر جیون کا مقدمہ اور حکومت صوبہ متحدہ

اخبار "مسافر" آگرہ کے ایڈیٹر پنڈت کالی چرن نے ایک کتاب "وچتر جیون" لکھی تھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت سفیہانہ حملے کئے گئے تھے۔ ہندوستان کے ہر گوشہ سے مسلمانوں نے اس ناپاک کتاب کے خلاف پیہم صدائے احتجاج بلند کی جس سے متاثر ہو کر آخر کار حکومت صوبہ متحدہ نے اس کتاب کے مصنف پر مقدمہ چلانے کی منظوری دے دی۔ لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ باوجود اس امر کے کہ حکومت ایک عرصہ سے مقدمہ چلانے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ لیکن مقدمہ ایک مدت تک تعویق میں پڑا رہا۔ اس کا باعث یہ معلوم ہوا ہے کہ مقدمہ کی تکمیل بعض ہندو افسروں کے سپرد کی گئی تھی۔ جو جان بوجھ کر تاخیر کر رہے تھے۔ خدا خدا کر کے اب مقدمہ شروع ہوا ہے۔ لیکن مسلمان مطمئن نہیں ہیں۔ کیونکہ مقدمہ کی تمام باگ ڈور ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمانوں کے لئے ایک تو یہ امر ہی کچھ کم تشویش انگیز نہ تھا۔ کہ باوجود منظوری کے مقدمہ دیر تک تعویق میں پڑا رہا۔ اس پر بعض مسلمان حلقوں میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ مقدمہ کی تیاری کے رازہائے سربستہ برابر پنڈت کالیچرن تک پہنچائے جا رہے ہیں اور اس طرح مقدمہ کمزور ہو رہا ہے۔ یہ الزام اس قدر ذہنی ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے جلد اس کی تحقیقات کر کے تردید نہ کی گئی تو مسلمانوں میں یہ خیال اور بھی راسخ ہو جائے گا۔ کہ اگر حکومت مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کچھ کرنا بھی چاہتی ہے تو اس کا ہندو عملہ اس میں حارج ہوتا ہے۔ موجودہ صورت حالات نے مسلمانوں کے اندر اضطراب و تشویش کی لہر پیدا کر رکھی ہے۔ اگر حکومت کے نزدیک مسلمانان ہند کوئی اہمیت رکھتے ہیں اور انہیں مطمئن کرنا وہ ضروری تصور کرتی ہے۔ تو پھر اس کا فرض ہے کہ اس شکایت کی جس کی تائید ظاہری علامات سے ہو رہی ہے۔ جلد تحقیقات کرے اور اگر وہ درست ثابت ہو تو ذمہ دار افسروں سے نہ صرف جواب طلب کرے بلکہ انہیں مناسب سزا دے۔

مسیح موعود نمبر

مسیح موعود نمبر کے کچھ پرچے ابھی تک دفتر میں موجود ہیں۔ جو صاحب مفت تقسیم کرنے کے لئے لینا چاہیں وہ تاخیر نہ فرمائیں۔ قیمت ۳ فی پرچہ کے حساب سے پیشگی بھیجکر مشکور کریں۔

(مینیجر)

جواہر ریزے

فضیلت علم

(۱) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔
(۲) علم سیکھو اگرچہ چین ہی میں ہو۔ (یعنی کتنے ہی دور دراز ملک میں کیوں نہ میسر آئے)۔
(۳) علم کی تلاش مہد سے لحد تک کرنی چاہیئے۔

خیرات

(۱) سب سے اچھی خیرات وہ ہے جو دائیں ہاتھ سے دی جائے اور بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو۔
(۲) دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا خیرات ہے۔ ایک آدمی کو سواری میں مدد دینا اور اس کا توشہ یا زادِ راہ اٹھانا خیرات ہے سائل کے سوال کا جواب نرمی سے دینا بھی خیرات ہے۔ تکلیف دہ اشیاء کا راستے سے ہٹانا (خواہ کانٹا ہو یا پتھر یا کوئی اور چیز) بھی خیرات ہے۔

حقوق العباد

(۱) وہ ہم میں سے نہیں بلکہ باغی و سرکش ہے جو جب کبھی بولتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب کبھی وعدہ کرتا ہے۔ ایفا نہیں کرتا۔ اور جب کوئی امانت اس کے پاس رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔
(۲) انکسار اور محنت جزو ایمان ہیں۔
(۳) جو خدا کی مخلوق اور اپنی اولاد سے ہمدردی نہیں کرتا خدا کی رحمت سے محروم رہے گا۔
(۴) مہمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اتنی دیر تک قیام کرے کہ اس کے میزبان تنگ آ جائیں۔
(۵) اکیلے بیٹھنا اس سے بہتر ہے کہ بروں کی صحبت میں بیٹھا جائے اور اچھوں کی صحبت میں بیٹھنا اس سے بہتر ہے۔ کہ تنہا بیٹھا جائے اور طالب علم کے ساتھ باتیں کرنا اس سے اچھا ہے کہ چپ رہا جائے۔ اور چپ رہنا بہت اچھا ہے اس سے کہ بری باتیں کی جائیں۔
(۶) بات وہی کہو جو حق ہو چاہے اس سے لوگ ناراض ہی ہو جائیں۔
(۷) وہ جو بہترین دروازے سے بہشت میں داخل ہونے کی خواہش رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کو خوش رکھے۔
(۸) وہ آدمی ہم سے نہیں ہے جو ظلم و تعدی کے لئے دوسروں کو مدد کے لئے بلاتا ہے۔ وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو بے انصافی میں اپنے خاندان کی طرف سے لڑتا ہے۔ اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو جبر و تشدد برتتے ہوئے خاندان کی حمایت میں مر جاتا ہے۔
(۹) خدا کی مخلوق میں سے سب سے اچھے وہ ہیں جو جب وقت ملیں خدا کی یاد دلائیں۔ اور بدترین مخلوق وہ ہیں جو یہ کہتے لئے پھریں۔ کہ شرارت کرو۔ دوستوں میں پھوٹ ڈالو۔ اور لوگوں کے معائب تلاش کرتے رہو۔
(۱۰) وہ جو دنیا اور دولت دنیا کو جائز طریقہ سے حاصل کرنے کا خواہشمند ہو اس لئے کہ وہ گداگری سے بچ جائے۔ اپنی خانگی ضروریات کا کفیل ہو۔ اور اپنے ہمسایوں کی مدد کر سکے۔ وہ خدا کے حضور میں چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی چہرہ لے کر جائے گا۔
(۱۱) مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پیشتر ہی دے دینی چاہیئے۔
(۱۲) خدا ان سے محبت نہیں کرتا جو کام کرنے کے قابل تو ہوتے ہیں۔ مگر نہ اپنے لئے کچھ کرتے ہیں نہ دوسروں کے لئے۔
(۱۳) وہ جو ایمانداری سے اپنی روزی کماتے ہیں وہ خدا کو بہت محبوب ہیں
(۱۴) مردہ کو برائی سے یاد نہ کرو۔

صنف نازک

(۱) جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔
(۲) اپنی بیویوں کو نرمی سے سمجھاؤ۔
(۳) اپنی بیوی کو نیک نصیحت کرو۔ اور اگر اس میں نیکی ہوگی۔ تو وہ فوراً اسے قبول کر لے گی۔ اور بری باتوں کو ترک کر دو۔ اور اپنی اہلیہ محترمہ سے کنیزوں کا سا برتاؤ نہ کرو۔

(رسول عربی)

مذاکرہ علمیہ

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے

تشریعی و غیر تشریعی نبوت

سوال۔ کیا نبی دو طرح کے ہوتے ہیں تشریعی و غیر تشریعی مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریعی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت ذکریا علیہ السلام غیر تشریعی تھے۔ (مرزا صاحب کے ایک غلطی کے ازالہ میں تشریعی و غیر تشریعی کا فرق موجود ہے)

جواب۔ نبوت کی تقسیم تشریعی و غیر تشریعی قرآن میں نہیں قرآن میں تو ہر ایک ایسے مامور من اللہ کو جو خدا کی طرف سے اما یاتینکم منی ہدی کے ماتحت کوئی ہدایت لے کر آیا نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ اور اس کی وحی کو کتاب۔ جیسا کہ فرمایا "وانزل معہم الکتب" یعنی تمام نبیوں کے ساتھ کتاب نازل کی۔ دوسری جگہ صاف طور پر موسیٰ و عیسیٰ و ذکریا اور ہارون کو نبیوں کے ایک ہی ذیل میں رکھ کر سب کو کتاب اور حکومت روحانی اور نبوت کا ملنا فرما کر تشریعی و غیر تشریعی کا فرق مطلق نہیں رکھا فرماتے ہیں۔ کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون۔ وکذالک نجز المحسنین ۵ وذکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصلحین ۔۔۔۔۔۔ اولئک الذین آتینھم الکتب والحکم والنبوۃ سب کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے نوح کو ہدایت دی اس سے پہلے اور اس کی ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب صالحین میں سے تھے۔ ۔۔۔۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور روحانی بادشاہت اور نبوت عطا کی۔

یہاں لفظ کتاب اور حکم اور نبوت قابل غور ہیں۔ یعنی نبوت کے ساتھ دو اور چیزیں لازم ملزوم ہیں۔ ایک تو کتاب دوسرے حکم۔

(۱) کتاب تو اس وحی کو کہتے ہیں جو نبی کو ہوتی ہے۔ اور جس میں بنی نوع انسان کے لئے کوئی ہدایت ہوتی ہے۔ اگر کوئی نئی ہدایت نہ ہو تو نبی کی نبوت ہی بے معنی ہے۔ کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ نبی کا وجود اس لئے نہیں ہوتا کہ کسی آدمی کی شخصیت کو خدا کے سوا خواہ مخواہ منوایا جائے۔ اور پھر محض اس شخصیت کے انکار کی وجہ سے لوگوں کو کافر قرار دیا جائے۔ بلکہ نبی کا وجود محض اس لئے ہوتا ہے کہ وہ کوئی نئی ہدایت خدا کی طرف سے لوگوں کو پہنچائے۔ پھر جو اس ہدایت کا منکر ہوتا ہے وہ کافر ٹھہرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کفروا وکذبوا بایاتنا فاولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون۔ پس جب جب میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آوے تو پھر جو کوئی میری ہدایت کی اتباع کرے گا اس پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔ اور جو لوگ انکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کی تکذیب کریں گے۔ پس یہی لوگ آگ والے ہیں اس میں پڑے رہیں گے یہاں صاف تبلایا ہے کہ اصل چیز وہ ہدایت ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے اور اسی کا انکار کفر ہوتا ہے۔ جو عذاب کا موجب ہوتا ہے نبی کو ماننا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت لاتا ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ کے شروع میں جہاں ایمانیات کو تین حصوں میں منقسم کیا ہے اس میں ایک تو ایمان بالغیب رکھا ہے، دوسرے ایمان بالآخرت اور تیسرے اس وحی پر ایمان جو اللہ کی طرف سے آنحضرت صلعم پر اور آپ سے قبل نازل ہوئی۔ جیسا کہ فرمایا والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ یہاں نبیوں پر ایمان لانے کا الگ ذکر نہیں۔ بلکہ نبیوں پر ایمان کو وحی پر ایمان کے ذیل میں ضمناً رکھا تاکہ معلوم ہو کہ نبی پر ایمان صرف اس لئے ضروری ہے کہ وہ وحی کے ذریعے دنیا کو ہدایت پہنچاتا ہے۔ اگر اس کی وحی میں نئی ہدایت کوئی نہیں تو اس کے انکار پر کفر اور عذاب کا اطلاق بے معنی ہے۔ خواہ مخواہ کسی شخصیت کو منوانے کی ضرورت کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے بھی تریاق القلوب میں یہی فرمایا کہ "اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں" پھر اسی آیت "یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک" کو قرآن نے سورہ بقرہ کے آخر میں "آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ" میں ایمان بالکتب اور ایمان بالرسل سے تعبیر فرما کر خود ہی تشریح کر دی کہ نبیوں پر جو کچھ نازل ہوتا ہے اسے کتاب کہتے ہیں۔ جس چیز کو شروع سورت میں "ما انزل الیک وما انزل من قبلک" فرمایا تھا اسی کو آخر سورت میں "کتبہ" فرمایا۔ پس بات صاف ہو گئی۔ کہ وحی نبوت کو کتاب کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص نبی ہوگا تو ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی کتاب بھی ہو۔ جو کسی ہدایت کو پہنچانے والی ہو۔

(۲) دوسری چیز جو نبی کے لئے ضروری ہے وہ حکم ہے۔ یعنی وہ بطور خود روحانی مملکت کا بادشاہ ہوتا ہے۔ وہ کسی پہلے نبی کا متبع نہیں ہوتا بلکہ اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے "ان اتبع الا ما یوحیٰ الی" میں اتباع نہیں کرتا مگر اسی کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ وہ اگر پہلی شریعت کے مطابق کوئی حکم جاری کرتا ہے تو صرف اس لیے کہ اس کی اپنی وحی ایسا کرنے کو کہتی ہے۔ ورنہ اگر اس کی اپنی وحی سابقہ شریعت کو یا اس کے بعض احکام کو منسوخ کر دے تو وہ اپنی وحی کی اتباع کرے گا۔ سابقہ شریعت کی نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس کو "حکم" یعنی بادشاہی ملی ہوئی ہے۔ وہ خود مطاع ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" کہ ہم کوئی رسول نہیں بھیجتے مگر وہ اللہ کے حکم سے مطاع ہوتا ہے۔ پس جب ایک شخص کو نبی اور مطاع مان لیا پھر تشریعی و غیر تشریعی کی شرط لگانا بے فائدہ ہے۔ جب وہ نبی ہے اور اس کی وحی وحی نبوت ہے۔ تو پھر ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی کا متبع ہو اور لوگوں کے لئے مطاع ہو۔ جہاں اس کی وحی پہلی شریعت کی تائید کرے گی وہ تائید کرے گا۔ جہاں اس کی وحی پہلی شریعت کی تنسیخ کرے گی وہ تنسیخ کرے گا۔ جب اسے نبی مان چکے وہ مطاع بن چکا پھر اگر آپ اسے شریعت کی تنسیخ کی کوئی وحی نازل ہوتی ہے تو کیا حق ہے کہ اس کے ماننے والے وہاں روٹھ کر بیٹھ جائیں۔ اور کہیں کہ اجی جناب ہم آپ کو نبی تو مانتے ہیں مگر ہم آپ سے اپنی پرانی شریعت کے احکام منسوخ کروانا نہیں چاہتے۔ اس سے بڑھ کر تو بیت کیا ہوگی جب اسے نبی مانا ہے۔ تو جو کچھ وحی وہ پیش کرتا ہے مانو۔ جب تک تائید میں وحی آتی رہی نبی مانتے رہے اور جب تنسیخ میں کوئی وحی آ گئی تو کہنے لگے یہ تو ہم نہیں مانتے۔ کیونکہ اس سے ہماری پرانی شریعت کا فلاں حکم منسوخ ہوتا ہے۔ یہ مسخراپن نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ یا تو نبی نہ مانا ہوتا اور جب نبی مان لیا تو نبوت کے ساتھ حکومت روحانی کا ملنا لازم ملزوم ہے۔ اب یہ شرط لگانی کہ ہم ایسا حکم نہیں مانیں گے جو کسی سابقہ حکم شریعت کو منسوخ کرے جہالت اور حماقت ہے۔ ایک نبی کو آج کسی شریعت کی تائید میں وحی نازل ہو رہی ہے۔ کیا پتہ ہے کہ کل اسے بعض احکام سابقہ کو منسوخ کرنے کی وحی ہو جائے۔ وہ تو اپنی وحی کا متبع ہے۔ اگر کوئی حکم اس کی وحی میں ایسا نازل ہو جائے گا جو سابقہ شریعت کے کسی حکم کا ناسخ ہے تو وہ یقیناً اپنی وحی کی اتباع کرے گا۔ اور اس کو نبی ماننے والوں کا فرض ہے کہ بلا چون و چرا اس کے حکم کو مانیں۔ اگر سابقہ شریعت کو بدلنا نہیں چاہتے اور اس کے کسی حکم کو بھی منسوخ ہوتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے تو اس کے لئے لازم ہوگا کہ نبوت کا سلسلہ بند مانا جائے جو شخص شریعت کے کسی حکم کو نہیں بدلتا صرف تجدید کرتا ہے وہ مجدد ہے نبی نہیں۔ لیکن ہم نے جب دروازہ نبوت کا کھلا ہوا مان لیا اور اس کے ماتحت کسی شخص کو نبی تسلیم کر لیا تو اب اس کی وحی پر حد بندی بے معنی ہے۔ وہ مجبور ہے کہ اپنی وحی کا اتباع کرے۔ اور ماننے والے مجبور ہیں کہ اپنے نبی کی اطاعت کریں۔ اس کی وحی پر شریعت اور غیر شریعت کی حد بندی کون قائم کر سکتا ہے۔ نبیوں کی وحی میں تو کوئی فرق نہیں ہوتا۔ سب نبیوں کو وحی نبوت ہوتی ہے۔ پس جیسے آج بعض احکام کی تائید میں وحی ہو رہی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کل اسے بعض احکام کی تنسیخ میں وحی ہو جائے۔ کوئی حد بندی قائم نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے قرآن شریف نے تشریعی و غیر تشریعی کی کوئی حد بندی قائم نہیں کی اور نہ ہو سکتی تھی۔ قرآن نے تو موسیٰ و ہارون۔ زکریا و یحییٰ۔ داؤد و عیسیٰ سب کو نام بنام ایک ذیل میں رکھ کر سب ہی کو کتاب اور روحانی بادشاہت اور نبوت ملنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اب اپنی طرف سے تقسیمیں کرتے پھرنا لاحاصل ہے۔

رہا یہ کہ حضرت مسیح موعود نے تشریعی و غیر تشریعی کی تقسیم "ایک غلطی کے ازالہ" میں کی ہے۔ یہ بھی ایک غلطی ہے۔ آپ نے یہ بیشک فرمایا کہ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں" مگر یہ آپ کے مفید مطلب نہیں۔ کیونکہ شارع اس کو کہتے ہیں جو بانی شریعت ہوتا ہے۔ یعنی جو ابتدا میں کسی قوم کو شریعت دیتا ہے۔ بعد میں جو نبی آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یہ نہیں

گیا کہ تاکہ ہر دفعہ نئی شریعت قوم کو دے۔ بلکہ یہ عادت الٰہیہ ہے کہ حسب ضرورت زمانہ کے لحاظ سے بعض احکام سابقہ کو منسوخ یا ترمیم کر دیتا ہے اور بعض احکام جدید عطا فرماتا ہے۔ پس جو نبی شروع میں قوم کو شریعت دیتا ہے اسے لوگ اپنی اصطلاح میں شارع کہتے ہیں۔ اور جو بعد میں نبی آتے ہیں گو احکام شریعت میں ترمیم و تنسیخ کرنے کے مجاز ہوتے ہیں لیکن لوگوں کی اصطلاح میں وہ شارع نہیں کہلاتے۔ مگر بالاتفاق ان کی نبوت کو مستقل مانا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کی نبوت براہ راست ہوتی ہے اور وہ اپنی ذات میں مطاع ہوتے ہیں۔ اور نبی سابق کے امتی نہیں کہلاتے۔ بلکہ احکام جدیدہ بھی لاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے خود تریاق القلوب میں اسے صاف کر دیا ہے فرماتے ہیں "یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔" حضرت صاحب نے تو فرمایا تھا کہ "یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے" مگر افسوس ہے کہ جماعت کے ایک کثیر حصہ نے اسی نکتہ کو بھلا دیا۔ یہاں صاف طور فرماتے ہیں کہ نبی شریعت لاتا ہے یا کم از کم احکام جدیدہ لاتا ہے۔ اور شریعت یا احکام جدیدہ کا انکار ہی موجب کفر ہوتا ہے۔ جو شریعت نہ لائے یا احکام جدیدہ نہ لائے اسے آپ نے ملہم اور محدث فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کا نام اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہوتا۔ مجاز اور استعارہ کے طور پر لغوی معنوں میں اس پر نبی کا لفظ اطلاق پاسکتا ہے۔ مگر قرآن اور اسلام کی اصطلاح میں ہم اسے نبی نہیں کہہ سکتے۔ نبی صرف اسے کہیں گے جو شریعت یا احکام جدیدہ لائے۔

مواہب الرحمن میں بھی یہی فرمایا "خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیاء خود در ایں امت۔ و ایشاں را رنگ انبیا دادہ می شود و در حقیقت انبیا نیستند۔ زیراکہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است و دادہ نمی شود مگر فہم قرآن و نہ زیادہ میکنند و نہ کم میکنند ازاں قرآن" یہاں صاف فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا سے مکالمات و مخاطبات تو کرتا ہے اور انہیں انبیا کے رنگ میں رنگین بھی کر دیتا ہے۔ مگر وہ درحقیقت انبیا نہیں ہوتے اور انبیا نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے شریعت کو کمال پر پہنچا دیا اگر شریعت کو کمال پر نہ پہنچایا ہوتا تو یہی لوگ انبیا ہوتے کیونکہ نبی کا کام تو ہوتا ہے شریعت میں کوئی کمی یا کوئی زیادتی کرنا اور اب اس کی حاجت نہیں۔ اس لئے یہ لوگ نبی نہیں ہو سکتے۔ ان کو صرف فہم قرآن ملتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے بڑھ کر صفائی اور کیا ہو گی۔

ارتقائے نسل انسانی

بجواب

ہبوط نسل انسانی

گذشتہ سے پیوستہ

(۵)

(مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

فقہ و نظر کے اہم فرائض کو اگر شخصی رجحانات اور مذہبی جوش اعتصاب سے متاثر نہ ہونے دیا جائے تو مختلف مذاہب کے آئے دن کے جھگڑے بہت جلد طے ہو سکتے ہیں۔ لیکن عصبیت جب اپنی حد تقسیم سے بڑھا ہے امر میں اچھے اچھے حق پسندوں اور داد گروں سے عجیب غلطیاں نکلوا دیا کرتا ہے۔ اور اختلال جذبات کا نہایت خطرناک مرض اسی سے پیدا ہوتا ہے نفسیات میں یہ امر مسلم ہے کہ کیفیت ذوقی کیفیت احساسی پر مقدم ہے۔ یعنی پہلے کسی امر کی اطلاع ہو لیتی ہے۔ تو اس کے بعد حظ و الم رنج و راحت کی کیفیت نفس پر طاری ہوتی ہے۔ لیکن اختلال جذبات میں اس کی صورت بالکل الٹ ہوتی ہے۔ یعنی ایک فاتر العقل انسان پہلے خواہ مخواہ خوش اور غمزدہ ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں جب اس کی خوشی اور غمی کی وجہ دریافت کی جائے تو وہ ایک فرضی واقعہ گھڑ لیتا ہے۔ ہمارے دوست ایس ایم پال اس دام فریب کے شکار بن بیٹھے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔ آدم نے گناہ کیا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آدم کو سزا ملی۔ اور اگر یہ پوچھو کہ آدم کو سزا ملنے کی کیا سند ہے تو کہتے ہیں کہ آدم ہبوط ہوا اور جنت سے نکالا گیا ان کی مثال بعینہ اس شخص کی مثال ہے کہ جو خواہ مخواہ گلی کوچوں میں زور زور سے روتا پھرتا تھا۔ اور آخر رفتہ رفتہ اس کو یہ وہم ہو گیا کہ اس کا عظیم الشان فرضی خزانہ چوری گیا ہے۔ اسی طرح ایک راہگیر شب تاریک میں کہیں جا رہا تھا۔ اور اس کے دل میں [illegible] کا خوف تھا کہ دفعۃً اسے [illegible]

کنارے ایک شخص شمشیر بکف نظر آیا۔ اور اس شخص کی حالت بد سے بدتر ہو گئی۔ لیکن بعد میں ہوش سنبھالا تو وہ ایک فرضی تصویر تھی جو اس کے دل نے بنا کر آنکھوں کے سامنے پیش کر دی تھی! آدم کا فرضی گناہ کرنا فرضی اس کو گناہ کی سزا ملنا وہم! اس کے نتیجہ میں تمام انبیا اور عام انسانوں کا گنہگار رہنا خیالی ڈھکوسلا۔ یہ ہے وہ فرضی ڈھونگ، التباس نظر اور سریان خیال کہ جس پر عیسائیت کی بنیاد ہے۔

انجیل اور قرآن شریف سے ہم اس امر کو ثابت کر چکے ہیں کہ

(۱) آدم کی لغزش کوئی عزم اور ارادہ سے نہ تھی۔ بلکہ جہاں تک آدم کے ارادہ اور عزم کا تعلق تھا۔ اس نے شیطان کے حملہ کو بار بار رد کر دیا شیطان نے پہلی مرتبہ کہا۔ مانهٰكما ربكما عن هذه الشجرة الا ان تكونا ملكين او تكونا من الخالدين۔ تمہارے رب نے اس درخت سے اس لئے منع کیا ہے کہ تم کہیں فرشتہ اور ہمیشہ کی زندگی پانے والے نہ ہو جاؤ" آدم شیطان کے اس فریب میں نہ آیا۔ اور اس لالچ کی پرواہ نہ کی۔ تو شیطان نے دوسرا حربہ استعمال کیا۔ وقاسمهما انى لكما لمن الناصحين اور بڑی سختی کے ساتھ زور لگا کر قسم کھا کر اپنے آپ کو دونوں کا خیر خواہ ظاہر کیا۔ اور جب اس پر بھی کامیاب نہ ہوا تو ان کو کسی کام میں مشغول پا کر فدلّٰهما بغرور دھوکہ دے کر بھلا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے آدم کی لغزش کی تمام تر ذمہ داری شیطان پر ڈالی ہے اور فنسى ولم نجد له عزما فرما کر آدم کی بریت کر دی ہے۔

(۲) آدم کی یہ لغزش وحی الٰہی کی خلاف ورزی نہ تھی۔

(۳) آدم بے گناہ تھا اور دوسرے انبیا بھی مثلاً داؤد وغیرہ بے گناہ ہوئے ہیں اور داؤد کے تذکرے سے جیسا کہ میں نے بائیبل سے ثابت کیا یہ ظاہر ہے کہ انبیا کی نسبت اس قسم کی باتیں بائیبل کی الحاقی آیات کے اندر ہیں۔

کیا آدم کو فی الحقیقت گناہ کی سزا ملی

کہتے ہیں آدم کو اس کی لغزش کی پاداش میں تین سزائیں ملیں۔

(۱) ہبوط الی الارض۔

(۲) جنت سے اخراج۔

(۳) لباس کا چھینا جانا۔

مگر قرآن کریم کو غور سے پڑھو کسی ایک جگہ بھی نہیں لکھا کہ ہبوط درخت کا پھل کھانے کی سزا تھی۔ جو خدا نے آدم کو دی۔ بلکہ ہبوط کو اس حالت کا نقشہ قرار دیا ہے کہ جس میں آدم اور شیطان کی باہم عداوت کا ذکر ہے چنانچہ فرمایا "اهبطوا بعضكم لبعض عدو" ہبوط یہی ہے کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہو۔ اور اسی کا دوسرا نام خروج از جنت ہے۔

جب شیطان کی ادلہ کا کھٹکا پیدا ہو گیا۔ تو ایک جد و جہد کی زندگی پیدا ہو گئی اور اطمینان قلب نہ رہا اور ہر وقت شیطان سے جنگ چھڑ گئی۔ مگر اس امر کو پھر یاد رکھو کہ یہ کسی گناہ کی سزا نہیں۔ بلکہ "قلنا" کے لفظ میں جیسا کہ پادری صاحب نے خود تسلیم کیا ہے ایک حالت کا اظہار ہے۔ پادری صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ بائیبل کی عینک اتار کر قرآن شریف کا مطالعہ کرتے۔ بلکہ قرآن کریم کی بصیرت سے بائیبل کا مطالعہ کرتے اس لئے "صحفاً مطهرة فيها كتب قيمة" قرآن ہی کی شان ہے۔ تمام سابقہ کتب پاک اور صاف کر کے اس قرآن کریم میں جمع کر دی گئی ہیں۔ بائیبل کا اعتبار خود مسیحی محققین کو بھی نہیں رہا دیکھو جان کیٹو کا سائیکلو پیڈیا ببلیکا۔

اس میں شبہ نہیں کہ آدم کی لغزش گو معاف ہو چکی مگر اس نے یہ کھٹکا ضرور پیدا کر دیا کہ آدم اگر پوری احتیاط سے کام نہ لے گا تو شیطان اس کی زندگی کو دو بھر ضرور بنا سکتا ہے۔ اس کے بعد آدم نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور الٰہی رحمت اور مدد کا طالب ہوا۔ تو وحی الٰہی نے اس کی دستگیری کر کے اس کو وہ نور مبین عطا کیا کہ جس نے اس کو شیطان کی تمام حملہ کی راہوں سے محفوظ رہنے کا طریق سکھا دیا۔ اور ہمیشہ کی جنت کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا۔

اب رہا یہ امر کہ آدم اور حوا کے کپڑے گناہ کی سزا میں اتر گئے قرآن کریم میں یہ بھی کہیں نہیں لکھا کہ ہم نے آدم کو شجر ممنوعہ کے استعمال کی یہ سزا دی کہ اس کے کپڑے گلے سے اتر کر زمین پر آ رہے۔ اور وہ بائیبل کے آدم کی طرح ننگ دھڑنگ رہ گیا۔ یہ تو عہد عتیق کا نقشہ ہے۔ جو پال صاحب کے دماغ میں سمایا ہوا ہے۔ اور جو کسی حادثہ کی شکل میں ان کو نظر آ رہا ہے۔ ورنہ ہبوط، اخراج از جنت اور لباس کا چھن جانا، ایک ہی امر ہے۔ اور ان تینوں کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آدم اور شیطان کی باہم عداوت ہو گئی۔ وہ اس کو ورغلانے کے در[illegible] جنگ ہو گئی۔

امن اور آسائش کی جنت رخصت ہوئی۔ روح کی حفاظت کا سامان (لباس) ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور یہ حالت صرف اس وقت تک رہی جب تک آدم کو وحی اور ہدایت الٰہی کا مضبوط قلعہ نہیں ملا۔ اس کے بعد فوراً آدم نے الٰہی مدد کی ضرورت کا احساس کیا۔ اور توبہ کر کے اپنے اصلی مقام (جنت اور تقویٰ کے لباس میں) واپس آ گیا۔ کیونکہ توبہ کے معنے ہی اپنے اصلی مقام پر واپس آ جانے کے ہیں۔ نہ صرف عربی زبان بلکہ یونانی زبان میں بھی (Watdvola) جو اناجیل میں بارہا استعمال ہوا ہے یہی معنے رکھتا ہے۔

پادری صاحب! کیا خدائے محبت اس ذات کا نام ہو سکتا ہے کہ انسان تو ہمیشہ کے لئے اپنے قصور سے توبہ کر کے اصلی حالت پر آ جائے مگر وہ اس کو وہی پہلا مقام عطا کرنے میں بخل کرے۔ یسوعیت اور یہودیت کا خدا ایسا ہو تو ہو مگر اسلام کا خدا ایسا ہرگز نہیں۔ پس آدم کا توبہ کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی فوراً رجوع برحمت ہوا اور اس کو جنت میں داخل کر کے آئندہ کے لئے اس کو جنت سے کبھی نہ نکلنے کے لئے ہدایات دیدیں۔ جن پر چل کر آدم نے اور دوسرے انبیا نے سیرت فرشتگی (عفت و عصمت)، ہمیشہ کے لئے زندگی اور لازوال سلطنت کو حاصل کر لیا۔ جس کا لالچ دے کر شیطان نے جنت بدر کرانے کی کوشش کی تھی۔ اسی کے حصول کا صحیح راستہ اللہ تعالیٰ نے خود بتلا دیا۔

(باقی باقی)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے دنوں ایک اخبار میں میری نسبت سخت غلط فہمی پھیلائی گئی۔ کہ نعوذ باللہ میں اہل بیت حضرت مسیح موعود کو گالیاں دیتا ہوں۔ اس اخبار میں مجھے بہت کچھ برا بھلا کہا گیا۔ لیکن میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی گالی نہیں ہو سکتی کہ مجھ پر یہ الزام لگایا جائے کہ میں اپنے مرشد اور آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حرم محترم اور دیگر ممبران اہل بیت کو گالیاں دیتا ہوں۔ اگر میں ایسا کروں تو اس سے بڑھ کر اور کیا نالائقی ہو سکتی ہے۔ میں تو حضرت مسیح موعود کی حرم محترم کی عزت اپنی والدہ سے بھی بڑھ کر کرتا ہوں۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ میں نے کبھی ان کی شان میں کوئی کلمہ بے ادبی کا تحریر کیا؟ سیرت المہدی پر تنقید کرتے ہوئے بھی میں نے ان کی عزت اور شان کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ میری ادھوری عبارتوں کو پیش کر کے جو کسی کی مرضی ہو کہے۔ لیکن جو مکمل عبارت کو پڑھے گا۔ اس پر اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ روایات کی تنقید میں بھی میں نے ان کی شان اور رفعت کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اور اس مرحلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نہایت خوبی سے نبھا دیا۔ باقی رہے جناب میاں محمود احمد صاحب سو مجھے ان سے کوئی ذاتی رنجش نہیں۔ مجھے ان سے جو اختلاف ہے۔ وہ اصولی ہے اور عقائد کا ہے۔ چونکہ میں اسلام کو ایک کامل و مکمل دین سمجھتا ہوں اس لئے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں کسی نبی کے آنے کا قائل نہیں۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ اور آپ کے بعد کسی شخصیت کو یہ مقام دینا کہ بغیر اس پر ایمان لائے ہوئے انسان دائرہ اسلام سے خارج رہتا ہے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک سمجھتا ہوں۔ اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ دین ابھی تکمیل نہیں۔ اور ابھی ایمانیات میں نئے رسولوں کی ایزادی باقی ہے۔ اور اگر نئے رسولوں کی ایزادی باقی ہے تو پھر کیا ہرج ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ نئی کتابوں کی بھی ایزادی باقی ہے۔ جب دین کامل نہیں اور اس کا ایک پہلو تکمیل چاہتا ہے تو دوسرے پہلو کی تکمیل میں اگر کوئی نقص مان لے تو کیا ہرج ہے۔ پس اس عقیدہ اور اصول سے دین محمدی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن بجائے خادم اسلام ہونے کے اسلام کے لئے تباہ کن ہو جاتا ہے پس ایسی صورت میں محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی غرض و غایت کو تباہ ہو جانے سے بچانے کے لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان غلط عقائد کی تردید کروں۔ پس جو نزاع اور اختلاف ہے وہ اصول اور عقائد پر ہے نہ کہ میاں صاحب کی اپنی شخصیت پر۔ اگر وہ آج ان عقائد کو چھوڑ دیں۔ تو ہمیں ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔ مگر بایں ہمہ مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا ہونے کی وجہ سے میں ان کی عزت کرتا ہوں۔

خاکسار

(بشارت احمد عفی عنہ)

مراسلات

دربار کشمیر کی توجہ کے قابل

سری نگر کشمیر میں یوں تو مدت سے جماعت اہلحدیث دسامعین میرواعظ احمد اللہ چند غریب احمدیوں کے درپے ہیں۔ اور ہر طرح کی تکلیف و مصائب ان غریبوں پر نازل ہوتی ہیں جس کا مفصل بیان اس مضمون میں ناممکن ہے مگر کون نہیں جانتا کہ ان نام کے مسلمانوں نے بارہا مولوی عبداللہ صاحب وکیل کے مکان پر آکر سنگباری کی اور گالیاں دیں۔ بلوہ کیا۔ پتھر مار کر بہت سے احمدیوں کو زخمی کیا۔ بازار میں چلتے تھوکنا۔ گالیاں دینا۔ سیٹی بجانا تو ان نام نہاد مسلمانوں کا شعار اسلام ہی ہو چکا تھا۔ افسوس یہ ہے کہ بعض ملازمان پولیس بھی ان کے زیر اثر ہو کر واقعات کو پوشیدہ کرنے کی کوشش کرتے رہے اور حکام کو واقعات سے اطلاع نہ دی ان تمام مصائب کو اب تک یہ غریب لوگ برداشت کرتے رہے۔ کیونکہ یہ جماعت مال و دولت، ثروت و رسوخ و دیگر ذرائع و دوائیوں سے عاری ہے۔ مگر اس سال ایک جدید طوفان بے تمیزی بپا ہوا۔ کہ اہل حدیث نے بہت سا چندہ جمع کرکے سری نگر کے ہر محلے میں تحریک کرکے چند غریب احمدیوں کے برخلاف ایسا اشتعال پیدا کیا۔ کہ اب بازار میں چلنا پھرنا بھی ان کے لئے مشکل ہو گیا ہے

چند روز ہوئے ایک غریب احمدی مسمی غلام رسول خاں کو صدہا مسلمانوں نے بمقام دکیدل لوٹا اور پیٹا۔ وہ بے ہوش تھا۔ پولیس میں پہنچایا گیا۔ شفاخانہ میں دو دن پڑا رہا۔ ضربات خفیف تھیں۔ سرقہ ساتھ ساتھ مگر کس نے پرسد۔

صرف اتنا ہی نہیں۔ جہاں جہاں موقع ملتا ہے۔ مارکٹائی، اور لوٹ مار کے لئے یہ مسلمان تیار رہیں۔ اور یہ جرأت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ عدالت سے نکلتے ہوئے اہل حدیث کی جماعت کثیر نے مولوی عبداللہ صاحب وکیل پر آوازے کسے مگر کوئی نہیں پوچھتا۔ کیونکہ اول تو احمدی مقدمہ بازی کرنا ہی نہیں چاہتے۔ ثانیاً ان کی جماعت بہت کم ہے۔ ثالثاً ان کے پاس روپیہ نہیں۔ نیز یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ موقعہ پاکر اگر کوئی واقعہ ہو تو کوئی شخص احمدیوں کے لئے شہادت نہ دے۔ ورنہ شاہد کی جان بھی خطرے میں پڑے گی۔

ان حالات میں حکام ریاست ضابطہ و قانون کو دیکھ کر شہادت کے متلاشی ہوتے ہیں۔ مگر شہادت کا سوال کس قدر مشکل ہے۔ اور مقدمہ بازی کیسی پیچیدہ ہے۔ اس کو عقلمند لوگ جانتے ہیں۔

بعض غریب احمدیوں کی عورتیں ان سے علیحدہ کی گئیں اور ان کا گھر برباد کیا گیا۔ کیونکہ اہل حدیث ابن سعود کی شہ پاکر اس وقت یہاں ہر جگہ ابن سعود کی روح لے کر کام کر رہے ہیں۔ اگر وہ املاکِ مقدسہ کو گرا رہا ہے تو یہ بنی نوع انسان کی عزت اور مال اور خاندان برباد کرنے کے درپے ہیں۔

لہذا اس وقت غریب احمدی سخت خطرہ میں ہیں۔ اگر کسی طرح وہ عدالت میں چارہ جوئی کریں تو وہاں یہ مشکلات ہیں۔ کہ احمد اللہ میرواعظ کی پارٹی زبردست ہے۔ اور وہ خود بارسوخ ہے۔ پس ایک غریب احمدی کی دال کیا گل سکتی ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ یہ عظیم خطرہ پیدا ہو گیا ہے حکام کا فرض تھا کہ کوئی انتظامی کارروائی کرکے امن قائم فرماتے۔ مگر ابھی تک انصاف و دادرسی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مسلمانان پنجاب کے لئے کشمیری اہلحدیث دسامعین میرواعظ کا یہ رویہ توجہ کے قابل ہے کہ آیا ان کے علماء ریاست کشمیر میں بھی مسلمانوں کو کابل کی طرح احمدیوں کے لئے قتل مرتد کا فتوے صادر فرمائیں گے یا نہیں۔ اگرچہ احمدیوں کو کامل یقین ہے کہ سرکار دولتمدار کی ریاست میں ایسا فتوے بے معنی ہوگا۔

۳۰ اگست۔ (خواجہ صدرالدین از سری نگر)

ضرورت مدرسین

مسلم ہائی سکول لاہور کے لئے دو ٹیچروں کی ضرورت ہے۔ جماعت کے آدمی مل جائیں تو اور بھی بہتر ہے۔ درخواستیں بنام ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول معہ نقول سندات آنی چاہئیں۔ بالمشافہ گفتگو وقت کی بچت کا باعث ہوگی۔

(سید غلام مصطفےٰ ہیڈ ماسٹر)

انتقاد

"قرآن مجید"

میاں فخر الدین صاحب ملتانی نے حال ہی میں ایک نیا قرآن مجید شایع کیا ہے جو لغرض ریویو ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ کلام الٰہی بہتیرے لوگوں نے چھپوایا ہے اور حتی المقدور کتابت و طباعت وغیرہ میں کچھ نہ کچھ خوبی بھی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس "قرآن مجید" میں جو جدید کمال پیدا کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ لیسرنا القرآن کی آسان طرز پر لکھا گیا ہے۔ اور ہر شخص نہایت سہولت سے صحت کے ساتھ تلاوت کر سکتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کے لئے تو خصوصیت سے مفید ہے۔ پارہ اور رکوع کی عام تقسیم کے علاوہ ہر سورۃ کی آیات کی بھی جداگانہ تقسیم کی گئی ہے۔ اور حاشیہ میں نمبر دیئے ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے سائز بھی ایسا ہے جو حمائل کا کام دے اور سفر وغیرہ میں ساتھ رکھنے میں دقت نہ ہو۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلےٰ اور دیدہ زیب ہے۔ جلد بھی نفیس اور مضبوط ہے۔ صحت متن کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔

ہدیہ قسم اول مجلد عہ (دو روپے) قسم دوم مجلد ۱۲ آنے، مجلد کی قیمت ۸ آنے زائد ہوگی۔ یکمشت ۴ عدد کے خریدار سے ۴ روپے نسخہ کم لئے جائیں گے۔ ہمارے خیال میں مجلد منگوانا بہتر ہے ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیے۔

محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان۔

ہندوستان

—— ملک معظم نے مہاراجہ کشمیر کے فوجی اعزاز میں ترقی کی تجویز کی منظوری دے دی ہے۔ اور آپ کو اعزازی کپتان سے اعزازی کرنل بنا دیا گیا ہے۔

—— مجلس خلافت نے اپنے تازہ اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان میں موتمر اسلامی کی ایک شاخ کے قیام کے لیے مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کو شرکت کی دعوت دی جائے۔

—— آسام کی مجلس مقننہ نے ایک قانون منظور کیا ہے جس کے رو سے چانڈو پینا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اگر دو یا دو سے زیادہ آدمی ایک جگہ مل کر چانڈو پئیں گے تو ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک مہینے کی قید یا پچاس روپے جرمانہ کی یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

—— انڈین نیشنل یونین نے جو متحدہ ہندوستانی قومیت کو نشوونما دینے اور فرقہ وارانہ علیحدگی و مخالفت کو دور کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ اپنے اغراض و مقاصد اور لائحہ عمل کو شایع کر دیا ہے۔ ہر ممبر کو ایک عہد نامہ پر دستخط کرنا پڑیں گے جس کی ایک ضروری شرط یہ ہو کہ وہ ممبر کسی فرقہ وارانہ نظام کا ممبر نہ ہو۔ اور نہ آئندہ بنے۔

—— لارڈ ونسٹرٹن نائب وزیر ہند معہ اپنی لیڈی کے وسط دسمبر میں ہندوستان آئیں گے۔

—— چار نوجوان بنگالی عنقریب دنیا کی سیاحت کے لئے بائیسکل پر کلکتہ سے روانہ ہونے والے ہیں۔ ان کی مالی امداد کے لئے کلکتہ میں ایک کمیٹی قایم کی گئی ہے۔

—— انگریز نومسلم مسٹر محمد مارماڈیوک پکتھال کی ادارت میں حیدرآباد دکن سے ایک سہ ماہی انگریزی رسالہ نہایت اعلےٰ پیمانہ پر جلد نکلنے والا ہے۔

—— بالسنی کے راجہ بہادر کرتا نند سنگھ جی نے بہار ہندو سبھا کو دو ہزار پانسو روپیہ سالانہ چندہ پانچ برس تک دینے کا وعدہ کیا ہے۔

—— اخبار ہند کو معلوم ہوا ہے کہ آئندہ ماہ دسمبر میں بمقام کیپٹاؤن جو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقد ہوگی اس میں ہندوستانی وفد کے ایک رکن آنریبل شاستری بھی ہوں گے۔

—— ڈاکٹر کچلو نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو حسب ذیل اطلاع دی ہے۔

کونسلوں کے بائیکاٹ کے متعلق علمائے کرام نے جو فتویٰ صادر فرمایا تھا وہ اب منسوخ ہو چکا ہے اس لئے میں مجلس وضع قوانین ہند کی رکنیت کے لئے کھڑا ہو رہا ہوں۔ گو مجھے کونسلوں کے نظام عمل

حالات نے مجبور کر دیا تو اس سے مفر نہیں۔ مسئلہ حجاز کے متعلق موتمر اسلامی میں جو اختلاف رونما ہو گیا ہے۔ اور اس کے تصفیہ کے لئے دہلی میں جو مجلس مصالحت مقرر کی گئی تھی۔ وہ گو اس وقت تک کسی تسلی بخش نتیجہ پر نہیں پہنچی لیکن توقع ہے کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے گی جس سے یہ اختلافات رفع ہو جائیں گے۔

—— دہلی کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ مرکزی خلافت کمیٹی کے جلسہ میں ہندوستانی وفد موتمر حجاز کی رپورٹ پر مباحثہ ختم ہو گیا۔ کمیٹی نے موتمر کی ایک شاخ ہندوستان میں قایم کرنے کا مشورہ دیا لیکن فیصلہ دوسرے جلسہ پر اٹھا رکھا گیا۔ جو اکتوبر میں منعقد ہوگا۔ رپورٹ میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ حجاز میں جمہوری حکومت قایم کی جائے جو غیر ملکی قبضہ سے آزاد ہو۔ کمیٹی نے اس سفارش پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ اس کا بھی فیصلہ غالباً دوسرے جلسہ میں کیا جائے گا۔ دوسرے دن کے جلسے میں قدرے گرمی پیدا ہو گئی۔ کیونکہ مسٹر ظفر علی خاں کی رپورٹ کے متعلق جو اول وفد خلافت کے رئیس تھے۔ کچھ جرائم درج تھے۔ مسٹر ظفر علی خاں نے تحریک کی کہ رپورٹ میں ان کے متعلق جہاں جہاں ذکر کیا گیا ہے اسے رپورٹ سے اڑا دیا جائے۔ لیکن تحریک کی مخالفت کی گئی۔ اور ظفر علی خاں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد وہ جلسے سے اٹھ کر چلے گئے۔

—— ہندو یونیورسٹی بنارس کے لئے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے ایک وفد عنقریب پنجاب آنے والا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کے اخراجات دس لاکھ روپیہ سالانہ ہیں۔ اور آمد صرف سوا آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ لہذا یہ کمی چندے سے پوری کی جائے گی۔

—— پٹیالہ۔ یکم اکتوبر۔ افواہ اڑائی گئی ہے کہ پٹیالہ میں اسلامی قرآن اور حدیث کی تعلیم دینے اور اصول اسلامی کی تبلیغ کی ممانعت ہے۔ یہ افواہ بالکل غلط، معاندانہ، اور سازش کا نتیجہ ہے۔ ہز ہائنس مہاراجہ نے کسی اسلامی رسم و رواج پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ (حکیم دلبر حسن خاں بھٹی۔ پٹیالہ)

ممالک خارجہ

—— ہندوستان اور انگلستان کے مابین ہوائی راستہ ۱۲ جنوری ۲۷ء سے قایم ہو جائے گا۔ قاہرہ سے کراچی تک ڈھائی ہزار میل کا کرایہ تقریباً ہنڈریڈ پونڈ ہوگا۔ راستہ میں صرف یہی انتظام نہ ہوگا کہ جہازوں کے اترنے کا انتظام کیا جائے۔ بلکہ نہایت خوبصورت اور شاندار ہوٹلوں کی تعمیر کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے قاہرہ اور بغداد کے درمیان ریگستان میں رطبہ کے قریب ایک نہایت خوبصورت ہوٹل ہوگا جس میں ہر قسم کی آسائش کا انتظام ہو جائے گا۔

—— جنوب مغربی افریقہ سے سونے کی کان کی اطلاع ملی ہے جس میں کثیر مقدار میں سونا موجود ہے۔ کیا نبرگ کے اطراف میں بھی اس قسم کی کانوں کے پتے چلنے کا خیال ہے۔

—— ترکی اخبارات مظہر ہیں کہ مجاہدین طرابلس نے غازی امیر سید عمر مختار کی قیادت میں اطالوی فوجوں پر جو جدید ترین مہلک اسلحہ اور ٹینکوں اور طیاروں سے مسلح تھیں۔ ایک زبردست حملہ کیا۔ جس میں اطالوی سخت نقصان اٹھا کر اور ایک ہزار سپاہی مقتول اور مجروح چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور مجاہدین نے دشمن کا بے حساب سامان لوٹا۔

—— غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا مجسمہ مکمل ہو گیا ہے۔ اور عنقریب جب کہ غازی پاشا آستانہ کا دورہ کریں گے۔ پردہ کشائی کی رسم ادا کی جائیگی یہ مجسمہ یورپ کے بہترین مجسموں کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور ترکی سیاست اور قوت ارادہ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ مجسمہ میں غازی پاشا کھڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر رہے ہیں۔

—— حکومت ترکی نے ہوائی جہاز کا کام سکھانے کے لئے استنبول میں مدرسہ الطیران قایم کیا ہے۔ اور اس پر انتہائی توجہ صرف کر رہی ہے۔ فی الحال وزارت معارف نے صرف دو سو طالب علموں کو داخلہ کی اجازت دی ہے۔

—— ترکی حکومت نے دس بڑے بڑے تجارتی جہاز خرید کر موجودہ تجارتی بیڑے میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان جہازات کے ذریعہ صرف ساحل اناطولیہ اور بحر اسود کے درمیان سامان کی نقل و حرکت کی جائیگی۔

—— حکومت ترکی نے حکم صادر کیا ہے کہ تمام مدارس میں ترکی زبان لازمی طور پر پڑھائی جائے۔ اور جو لوگ ترکی زبان کی تعلیم کے لئے مقرر کئے جائیں وہ ترکی وزارت تعلیم کے توسط سے مقرر کئے جائیں اس حکم پر شدومد سے

جدید تعلیمی سال سے ... تمام علوم کی اعلیٰ تعلیم ترکی زبان میں دی جائے گی۔

—— حکومت ترکیہ اپنی ہوائی طاقت کو خوب مضبوط کر رہی ہے۔ "ترک طیارہ جمعیتی" نے مختلف طریقوں سے چندے جمع کئے ہیں اور اس وقت تک بہت سے ہوائی جہاز خرید چکی ہے۔

—— مارسیلز سے لندن تک جو ہوائی راستہ قائم ہوا ہے۔ اسے اب تک ۲۵۲ مسافروں نے استعمال کیا ہے۔ ہندوستان کے مسافروں نے اس راستہ سے خاص آرام اٹھایا ہے۔

—— ہسپانیہ میں جو اندرونی فتنہ و فساد اٹھ کھڑا ہوا ہے اس نے مجاہدین ریف کی ہمت کو خاص تقویت بخشی ہے۔ اور ریف کے بعض قبائل نے ہسپانوی علاقہ ریف میں داخل ہو کر ہسپانوی سپاہ پر سخت حملے شروع کر دیئے ہیں۔

—— شاہ ایران رضا خاں پہلوی کے خلاف ایک سازش کا انکشاف ہوا جس کے سلسلے میں متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ گرفتار شدہ اشخاص میں بعض اہم اشخاص اور حکام بھی شامل ہیں۔ اخبارات خاموش ہیں۔

—— پیرس کی خبروں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرنچ وزارت خارجہ نے اس معاہدہ کا مسودہ مرتب کیا ہے۔ جو عنقریب شام اور فرانس میں پچیس سال کے لئے طے ہونے والا ہے۔ اس معاہدہ کی ۲۴ دفعات ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اب شام سے فرانس کی حکمداری ختم ہوتی ہے۔ اور اس کے خاتمہ کا ثبوت یہ معاہدہ ہے۔ اس معاہدہ کے نفاذ کی یہ شرط رکھی گئی ہے کہ شام کی پارلیمنٹ اس کو منظور کرلے۔

—— "ڈیلی ایکسپریس" کے نامہ نگار مقیم جنیوا کا بیان ہے کہ زیوریچ سے ایران کی طرف انگلستان، امریکہ اور سوئزرلینڈ کے انجینئروں کا ایک وفد گیا ہے۔ تاکہ طہران اور خلیج ایران کے مابین ریلوے تعمیر کرنے کے لئے ملک کا معائنہ کرے۔ تخمینی مصارف ۷۰ لاکھ پونڈ ہیں جو لندن اور نیویارک سے ادا کئے جائیں گے۔

—— ملک معظم نے ہدایت فرمائی ہے کہ کینیا کی مجلس قانون ساز میں مسٹر بھگوان سنگھ درا کو غیر سرکاری ممبر کی حیثیت سے نامزد کیا جائے۔

—— طہران ۲۴ ستمبر۔ (پانیر کا خاص تار) بہت سے بڑے فوجی افسر اور سویلین عہدہ دار گزشتہ چند روز کے اندر گرفتار ہوئے ہیں اصل بات تو اب تک معلوم نہیں ہوئی۔ لیکن بظاہر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے گمنام اشتہارات ملک میں شایع کئے۔

—— معلومات عامہ کی نئی کتاب موسومہ "دنیا بھر کی ہوائی طاقت" میں لکھا ہے کہ ۱۹۲۵ء کے وسط میں سوویٹ حکومت کے عسکر ہوائی میں ۲۲۵ دیکھ بھال کرنے والے ۲۱۶ جنگی۔ اور ۶۷ بم پھینکنے والے ہوائی جہاز تھے۔ مراکز ہوائی قائم کرنے کے لئے بہت کوشش کی گئی۔ جن میں تیس مرکز جمہور کی مختلف انجمنوں نے ۱۰۰ نو فوجی حکام نے بنوا دیئے۔ یہ سب مراکز پورے ساز و سامان رکھتے ہیں۔

۱۹۲۶ء میں سوویٹ حکومت نے فی الواقع ایک جنگی عسکر پرواز بنالیا۔ ان میں سے ۷۰ مشینیں بالٹک میں رکھی گئی ہیں۔ سو بحرہ اسود میں اور باقی ہوائی دستے بحرہ خزر اور بحر الکاہل کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے۔ ۱۹۲۵ء کے پروگرام میں ۷۴۰ انئے ہوائی جہاز بنانے کی گنجائش رکھی گئی تھی۔

—— ایک اطالوی وفد حاکم اسمرہ کی صدارت میں امام یحییٰ سے ملاقات کے لئے گیا ہے اور حدیدہ میں پہنچ چکا ہے۔ یمن کے دارالحکومت صنعا میں پہنچ کر وہ امام یحییٰ سے ملے گا۔ اور اطالوی ہدایا جن میں ایک موٹر کار اور ایک ہوائی جہاز بھی ہے۔ ان کی خدمت میں پیش کرے گا۔ امام یحییٰ اور امام ادریسی کے درمیان گفتگو جاری ہے۔

—— ۶ ستمبر ۱۹۲۶ء کو دو جاپانی جہاز آستانہ کے ساحل پر پہنچے۔ اور قصر طولمہ باغچہ کے سامنے لنگر انداز ہوئے۔ ان جہازوں نے آستانہ کے احترام میں ۲۱ توپوں کی سلامی دی۔ جس کے جواب میں ترکی جہاز حمیدیہ نے بھی توپیں سرکیں عنقریب جاپانی امیر البحر یاماموتو جو ان جہازوں میں آیا ہے انگورہ جائیگا اور غازی مصطفیٰ کمال پاشا سے ملاقات کرے گا۔

—— پچھلے دنوں حجاز کے علاقہ معان و عقبہ میں جسپر انگریزوں نے قبضہ کرکے فلسطین میں شامل کر دیا ہے حجاز کے درمیان سخت خونریز مقابلہ ہوا فوراً اس سے متاثر ہو کر انگریزوں نے ایک چھوٹا جنگی جہاز معان و عقبہ کے ساحل پر روانہ کیا۔ اور حالت کو قابو میں کرلیا۔

انعام! انعام! انعام

جو اصحاب اخبار پیغام صلح کے لئے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء تک خریدار بہم پہنچائیں گے ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل انعام پیش کئے جائیں گے

ایک ایک سال کے لئے	۲۰	خریدار دینے والے کو		ترجمۃ القرآن انگریزی یا بیان القرآن
(۲)	,,	دس	,,	اوپر کی ہر دو کتب نصف قیمت میں
(۳)	,,	پانچ	,,	محمدؐ دی پرافٹ یا سیرۃ خیر البشر
(۴)	,,	تین	,,	خلافت راشدہ

جو کتابیں ایک دوسری کے عوض میں رکھی گئی ہیں ان میں سے انعام میں وہ بھیجی جائیں گی جو خریدار بہم پہنچانے والا لینا چاہے نمونہ کا پرچہ مفت۔

جو صاحب پیغام صلح کے لئے مستقل ایک صفحہ کے اشتہار فراہم کریں گے ان کی خدمت میں ایسا انعام پیش کیا جائے گا جو ان سب انعاموں سے بڑھ کر ہوگا۔

مینیجر اخبار پیغام صلح لاہور

کامیابی کا راز

بیسویں صدی میں ہر تجارت کی کامیابی کا راز اشتہار پر منحصر ہے اور اشتہار کیلئے سب سے بہتر اخبار پیغام صلح ہے

جلد ۱۴ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۴

ارتقائے نسل انسانی بجواب ہبوط نسل انسانی

از مولانا عبدالحق صاحب فاضل مسئلہ تثلیث

بائیبل کی رو سے آدم کے گناہ کی حقیقت

"آدم نے فریب نہیں کھایا۔ بلکہ عورت فریب کھاکر گناہ میں پھنسی" (۱ تمطاؤس ۲- ۱۴)

"سانپ نے اپنی دغا بازی سے حوا کو ٹھگا" (۲ قرنتیون ۱۱)

تخلیق کائنات کی پہلی بازدید کے بعد جب خداوند الوہیم نے دیکھا کہ فطرت کی ہر ایک چیز دریاے نور میں نہا نہا کر نکھر رہی ہے۔ اور موجودات عالم کا ہر فرد حکمت و دانائی کی لطیف و دلکش چادر میں لپٹا ہوا سو رہا ہے۔ ہر چیز ساکت اور ہر منظر خاموش ہے۔ شاہد فطرت اس سکون شیریں میں خوابیدہ تھی۔ اور فاطر فطرت کے سوا اس وسعت تنزیہ کو دیکھنے والا اور کوئی نہیں تھا۔ پھر خداوند نے کہا آؤ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بنا دیں۔ پس اس نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ نر اور ناری ان کو پیدا کیا۔ ان کو برکت دی اور کہا پھلو، بڑھو، زمین کو معمور کرو اور اس کو محکوم کرو۔ سمندر کی مچھلیوں پر آسمان کے پرندوں پر اور سب چرندوں پر جو زمین پر چلتے ہیں حکومت کرو۔ پھر عدن کے مشرق کی جانب جیحون و سیحون اور دجلہ و فرات کی گوہر آفرین اور جنت نشان وادیوں میں ایک باغ لگایا جس کے اندر ہر ایک درخت جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے میں خوب تھا اُگایا۔ اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے پیدا کیا۔ آدم اور حوا کو اس باغ میں رکھا۔ اور آدم کو حکم دے کر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا۔ . . . . . . اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند نے بنایا تھا ہوشیار تھا۔ اور اس نے عورت سے کہا کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا۔ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل ہم تو کھاتے ہیں مگر اس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے خدا نے کہا کہ تم اس سے نہ کھانا اور نہ اسے چھونا۔ ایسا نہ ہو کہ مر جاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن اسے کھاؤگے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کے مانند نیک و بد کے جاننے والے ہو جاؤگے" (خلاصہ پیدائش باب ۱-۳)

یہ وہ قصہ ہے جس کی بنا پر ہبوط نسل انسانی کی عالمگیر فرضی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ لیکن اس پر ذرا علم و عقل کی روشنی میں غور کرو۔

(۱) خداوند نے انسان کو کائنات پر حکمران مقرر کیا۔ کیا کوئی حکومت دنیا میں نیک و بد کی تمیز کے بغیر قائم ہو سکتی ہے یا ایک دن کے لئے بھی ٹھہر سکتی ہے؟

(۲) خدا نے نیکی اور بدی کی تمیز کا درخت اگر آدم کے فائدے کے لئے پیدا نہیں کیا تھا تو کیا اپنے لئے پیدا کیا تھا؟ ورنہ اس کی پیدائش کی اور کیا غرض کیا تھی؟

(۳) اس درخت کی پیدائش سے پہلے حوا میں خود نیکی اور بدی کی تمیز تھی یا نہیں؟

(۴) کیا خداوند نے انسان کو اپنی صورت پر نہیں بنایا؟ جیسا کہ پال صاحب نے اپنے خطوط میں اس کی تشریح کی ہے۔ کہ انسان میں ظلی طور پر وہ تمام صفات موجود تھیں جو خدا میں حقیقی طور پر موجود ہیں؟ اگر بنایا تھا تو انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کی تمیز کا مادہ بھی پیشتر سے موجود تھا یا نہیں؟ اگر یہ تمیز پیشتر سے موجود تھی تو درخت کا پھل کھا کر نیکی اور بدی کی تمیز کا حاصل کرنا بے معنی اور اگر نہیں موجود تھی تو انسان خدا کا کامل ظل نہ ہوا۔ اور خدا کی صورت پر نہ بنایا گیا۔

(۵) باغ عدن کے تمام درختوں میں سے اچھے اور برے درخت کی پہچان آدم اور حوا کو کیونکر حاصل ہوئی؟ جبکہ انہوں نے نیکی اور بدی کی پہچان کے درخت کو ابھی چھوا تک نہ تھا؟

(۶) اچھے اور برے درختوں کی شناخت کراتے وقت کیا خود خدا نے ان کو تمیز کے درخت سے پھل نہیں کھلایا؟ ورنہ اچھے اور برے کی شناخت ان کو کیونکر حاصل ہوئی؟

(۷) شیطان کو نیکی اور بدی کی تمیز کہاں سے حاصل ہوئی؟ آیا اس کو کسی اور نے بھی اس درخت کا پھل کھلوا دیا تھا کہ اس نے حوا کو ممنوعہ درخت کا پتا بتا دیا۔

(۸) شیطان کو یہ علم کہاں سے ہوا کہ آدم اور حوا کو فلاں درخت سے منع کیا گیا ہے۔ کہیں وہ عالم الغیب تو نہیں یا آدم کو خدا سے حکم دیتے وقت وہ بھی جنت میں ہی براجمان تھا۔

(۹) بائیبل میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ اس سے پیشتر خدا نے آدم و حوا کو خبردار کر دیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کے دھوکے میں نہ آنا تاکہ وہ اس کی بابت ہوشیار رہتے۔

(۱۰) اگر پیشتر سے ان کو اطلاع بھی ہوتی تو خدا اور شیطان میں وہ تمیز کیسے کر سکتے تھے کیونکہ نیکی اور بدی کی تمیز کا درخت تو انہوں نے ابھی چھوا تک نہ تھا کہ خدا عین نیکی ہے اور شیطان عین بدی۔

غرضکہ یہ اور اس قسم کی بیسیوں باتیں تھیں کہ جو آدم اور حوا کے دل میں آ سکتی تھیں اور یقیناً آئی ہونگی۔ بہرحال حوا کہ جس پر فریب کھانے کا الزام دیا جاتا ہے۔ اس نے یہ خیال کیا کہ ہمیں ضرور یہ پھل کھانا چاہیئے جس سے ہم کو روکا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جہاں تک اس نے اس سوال کو عقل و فکر کے سامنے پیش کیا اسے یہی بہتر معلوم ہوا۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا علم کے درخت کا پھل کھانا کوئی بدی ہو سکتی ہے۔ کیا خدا کی منشا ہم کو بے علم اور جاہل رکھنے کی ہے۔ خدا کے متعلق ہمیں ایسا تو خیال کرنا بھی گناہ ہے۔ تو پھر کیا یہ گناہ ہے کہ ہم میں نیک و بد کی تمیز ہو جائے؟ کیونکہ آخر خدا ہی تو کہتا ہے کہ اس درخت کے پھل کھانے سے کھانے والا بدی اور بھلائی میں تمیز کرے گا۔ اور اگر بدی سے بچنا ہی ضرور ہے تو پھر از بس ضروری ہے کہ میں یہ پھل کھا لوں۔ جب بدی اور بھلائی میں تمیز ہی نہ ہوگی تو ہم بدی سے بچ کیسے سکیں گے۔ علاوہ ازیں حوا نے سوچا کہ بھلا ہمارے جاہل اور بے علم رہنے سے خدا کے جلال میں کیا ازدیاد ہوگا۔ بلکہ جس قدر علم و معرفت بڑھے گا اسی قدر مجھ میں حمد و شکر گزاری کرنے کا احساس زیادہ ہوگا کیا خدا نے مجھے علم و دانائی حاصل کرنے کے قویٰ نہیں بخشے اور اگر اس نے یہ قوتیں انسان کو دی ہیں تو پھر یہ قوتیں نشوونما پانی چاہئیں۔ غرض حوا نے بہت ہی سر مارا۔ بہت سوچا ان کی عقل میں کوئی بھی معقول بات نہ آئی کہ کیا خدا کی طرف سے ممانعت ہو سکتی ہے۔ کہ درخت علم کا پھل نہ کھایا جائے یہ بات انہیں لاینحل بھید ہی نظر آئی۔ پادری صاحبان خود سوچیں یہ تو کوئی سربستہ راز تھا جو نہ ہماری سمجھ میں آتا ہے نہ حوا کی سمجھ میں آیا۔ نہ کسی اور انسان کی سمجھ میں آیا۔ اور نہ آئے گا۔ جس درخت کی بابت یہ لکھا ہے کہ اس کو کھا کر انسان عقلمند ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یہ گمان کرنا کہ خدا اس کے کھائے جانے سے منع کرے گا۔ یہ تو حکیم و علیم خدا کی شان کے خلاف ہے۔ جنت کے باغ میں بھلا اس سے بڑھ کر دیکھنے میں خوبصورت، کھانے میں نہایت لذیذ اور کونسا درخت ہوگا۔ حوا کے ذہن میں یہ ساری کی ساری باتیں یکے بعد دیگرے آئیں اور آخر اس درخت کے پھل کو کھا ہی لیا۔ پھر کیا تھا۔ بدی اور نیکی کے درمیان تمیز کرنے کی قوت اس میں پیدا ہو گئی۔ کیا راحت بخش تبدیلی تھی جو اس میں پیدا ہوئی۔ یہ تو ایک نایاب عطیہ الٰہی تھا۔ جو قسمت کی خوبی اور نصیبہ کی رسائی سے اچانک اس کو حاصل ہو گیا۔ عورت مرد کی نسبت کم خود غرض پیدا ہوئی ہے۔ وہ اپنے محبوب سے ایسے اعلےٰ تحفے سے کب دریغ کر سکتی تھی۔ اس نے خوشی کے جوش میں آ کر اس پھل کو لیا اور آدم کو دے دیا۔ آدم نے جب عورت کے اندر اس قدر تبدیلی دیکھی تو اس نے بھی خوش ہو کر پھل کھایا۔ پھل کھانا تھا کہ آدم بھی نیک و بد کی تمیز میں خدا کی مانند ہو گیا۔ (پیدائش ۳/۲۲)

(باقی)

بزم احباب

(مرتبہ خان صاحب چوہدری منظور الٰہی صاحب)

جزیرہ مارشیش

حکیم عبد اللہ رشید صاحب لکھتے ہیں کہ گرامی نامہ معہ جملہ کاغذات موصول ہوا۔ اظہار واقع کے لئے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ خاکسار کو خود ہی مطالعہ کا شوق رہا ہے۔ صحیفہ آصفیہ مصنفہ جناب خواجہ صاحب براہین احمدیہ ازالہ اوہام و دیگر مؤلفات جناب مرزا صاحب بغور پڑھ چکا ہوں۔ جناب خواجہ صاحب کی بہت سی تقریریں لکھنؤ میں سنی ہیں۔ غالباً ۱۹۱۲-۱۳ء کا ذکر ہے۔ آپ حضرات کے خیالات پر خدا کا شکر ہے کہ عبور رکھتا ہوں۔ مارشیش میں تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں قادیانی جماعت سے بھی کما حقہ واقف ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے پروپیگنڈے نے اشاعت اسلام کے کام کو اور خود مرزا صاحب کو بہت کچھ نقصان پہنچایا ہے۔ باوجود دعوت اتحاد کے انہوں نے اختلافات کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر بنا دیا۔

میں آپ کی جماعت کے کام کو خواہ اس کا نصب العین کچھ ہی کیوں نہ ہو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر آپ کی جماعت ان کی جگہ یہاں پیش قدمی کرتی تو اتحاد عمل بہت ممکن تھا۔ اور ایک ایسی جگہ جہاں پہلے سے کوئی مذہبی اختلاف رونما نہ ہوا تھا۔ وہ تبلیغ و اشاعت کے کام میں ان سے زیادہ کامیاب ہو سکتی تھی۔

قادیانی جماعت بھی آج اتحاد عمل کے لئے تیار نظر آتی ہے مگر ناکامی کے تلخ تجربہ کے بعد اور گیارہ سال کے تفرقہ اور نفرت اور بد ظنی بلکہ کشف حقیقت کے بعد جبکہ عدالت تک مقدمات پہنچ کر مسائل کی تنقیح و تشریح میں مسلمانوں کی تکفیر و تسفیق میں کوئی مرتبہ باقی نہیں رکھا۔ مارشیش ایک مختصر جزیرہ ہے۔ ہر واقعہ کی شہرت عام طور پر جلد ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ سے جس کی لپیٹ میں خاکسار بھی آ گیا تھا جناب مرزا صاحب کے متعلق حسن ظن مفقود ہو گیا ہے۔ اگر آپ اس مقدمہ کی روداد کو پڑھیں تو ہر حقیقت حال منکشف ہو سکتی ہے۔ روداد کتاب کی صورت میں طبع ہو چکی ہے جس میں پانچ ماہ تک ہر ہفتہ میں دو دو روز صرف میری گواہی ہوتی رہی۔ جرح کی کوئی حد اور کوئی صورت چھوڑی نہیں گئی حکام اور وکلا اس مذہبی بحث سے بیزار ہو گئے۔ اس اجنبی ملک میں کورٹ ہر جماعت سے معمور نظر آتا تھا۔ مجبوراً مجھے بھی عام واقعات پر سے پردہ اٹھا دینا پڑا۔

عوام کے نفسیات کا تاثر نفرت و الفت دونوں میں غیر محسوس طریقہ سے ہوتا ہے۔ جس تاثر کا ازالہ ازبس دشوار امر ہے۔ کسی جماعت کا مسلمانوں سے الگ ہو کر کام کرنے کے معنے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مسلمان بھی اس جماعت سے مقاطعت برتتے ہیں۔ جناب مرزا صاحب سے حسن ظن پیدا کرنے کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے کہ احمدی جماعت اشاعت اسلام میں انہماک کوشش کرے۔ دنیا عمل کو دیکھتی ہے کتب کا مطالعہ اور حقائق شناسی سے گتھی نہیں سلجھ سکتی۔

اٹلی

پروفیسر گوڈی روما سے لکھتے ہیں کہ آپ کا خط بہت دیر کے بعد ملا۔ جسکے لئے مشکور رہوں۔ اخبار باقاعدہ مل جاتا ہے۔ آپ کی فہرست کتب و نمونہ قرآن بھی پہنچ گیا ہے۔ پروفیسر بونیلی صاحب قرآن کا اطالی ترجمہ کر رہے ہیں۔ چونکہ وہ یہاں نہیں رہتے اس لئے میں اس سے نہیں مل سکا۔ میں اسے خط لکھکر توجہ دلاؤنگا۔

تمام اطالین مستشرق اخبار لائٹ کو دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ اور قریباً سب کے نام وہ باقاعدہ آتا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی ایسا آدمی نہیں جس کا پتہ آپ کو لکھ سکوں۔ میرا پتہ درست کریں۔ مجھے نیپلز میں عربی پروفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن میں وہاں نہیں گیا اور یہیں کام کر رہا ہوں۔ آپکی یاد آوری کا مشکور رہوں

مغربی افریقہ

برادر زین الدین صاحب سیرالیون سے لکھتے ہیں کہ آپ کا پر درد خط ملا۔ میں نے لائبیریا کے ایک مسلمان دوست کو لکھا ہے کہ وہ وہاں کے مفصل حالات سے براہ راست آپ کو اطلاع دے۔ میں اور دوستوں کو بھی لکھ رہا ہوں اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے پتے آپ کو بھیجدونگا۔ تاکہ آپ انہیں لٹریچر بھیج سکیں۔ میں نے محض خدمت اسلام کے لیے سرکاری ملازمت چھوڑ دی ہے۔ اور لائبیریا جا کر خود کل حالات معلوم کرنے کا ارادہ ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ اس طرف ایک مضبوط اسلامی مشن قائم کریں۔ جو ان علاقہ جات کے مسلمانوں کو سنبھالے اور انہیں عیسائی ہونے سے بچالے ورنہ ہزاروں آدمی دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ حضرت امیر و دیگر احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔

روس

ابراہیم صاحب سکرٹری اور اسے سلیمان صاحب ممبر مجلس دینیہ روس لکھتے ہیں کہ ہم آپ کی کتاب محمد دی پرافٹ جیسے نادر تحفہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ امر آپ کی اخوت اسلامی پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے ہماری نظارت کو جو روس کے تمام مسلمانوں کے دینی امور کا انتظام کرتی ہے فراموش نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بہت احسان ہے۔ جو سچے مومنوں کی ضرورت کے وقت مدد کرتا ہے۔ باوجود بہت سی مشکلات کے اسلام تمام مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور اخوت کا ذریعہ ہے۔ جو اقطاع عالم میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور ان کے دل اور روح ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔ ہم آپ کے بہت بہت مشکور ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے تعلقات اخوت ہمیشہ کے لئے قائم رہینگے۔ ہم نے آپ کی فہرست کتب اسلامی بھی دیکھی ہے۔ براہ مہربانی کتب مندرجہ فہرست منسلکہ دو دو کا پیان ہماری لائبریری کے لئے وی پی بھیجدیں۔

البانیا

حافظ علی صاحب لکھتے ہیں کہ کتاب طوبیٰ کو میں نے پڑھا۔ اور نصاریٰ کے اعتراضات اور علمائے اسلام کے جواب شافی معلوم ہوئے۔ آپ کی انجمن کی کوشش ہر حیثیت سے قابل تشکر و تعریف ہے اگر ایسی کتابیں جو فارسی یا تازی زبان میں لکھی گئی ہوں کافی تعداد میں مجھے بھیجدیں تو بہت مفید ہوگا۔ کیونکہ میں ایسی کتابیں البانی زبان میں ترجمہ کر کے یہاں لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتا ہوں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا قوم البانیا بڑی پرانی قوم ہے۔ پانچ چھ ہزار سال ہوئے ایشیا سے ہجرت کر کے اڈریاٹک کے ساحل پر آ کر آباد ہو گئی۔ پہلے اس کی تعداد چالیس ملین تھی۔ اب صرف اڑھائی ملین رہ گئی ہے۔ بلقان کی جنگوں میں ہمارے بہت سے شہر دشمنوں کے قبضہ میں چلے گئے۔ ایک ملین بائیس ہزار البانی ولایت قوصوہ میں اور تیس ہزار ولایت مناستر میں آٹھ ہزار ولایت یانیہ میں کفار کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے۔ اور اب حکومت البانیا میں صرف نو دس ہزار نفوس رہ گئے ہیں۔ ان کے علاوہ چار ہزار ارناؤٹ ممالک ترکیہ میں پراگندہ ہو گئے۔ اور چند ہزار مصر وغیرہ ممالک میں متفرق ہو گئے ہیں۔

ہماری حکومت جمہوری ہے۔ صدر حکومت نوجوان۔ محب وطن اور حامی ترقی ہے۔ اکثر باشندگان مسلمان اہل سنت والجماعت ہیں پایہ تخت تیران ہے۔ یہیں مفتی اعظم رہتا ہے۔ اور اسی شہر میں دار الفنون ہے جہاں عربی، فارسی، البانی، فرانسوی اور تمام علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مدت تعلیم بارہ سال ہے۔ مفصل پھر لکھونگا۔

ہمارا ملک چھوٹا سا ہے اور غریب ہے۔ میں نے بہت سی کتابیں اور رسالے البانی زبان میں شایع کئے ہیں۔ اس وقت قرآن کا ترجمہ کر رہا ہوں جس کا نمونہ بھیجتا ہوں آپ اسے دیکھ لیں اور جو نقص ہوا سے دور کر دیں۔ چونکہ یہ ملک کفار سے گھرا ہوا ہے۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ قرآن کا ترجمہ کر کے ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے دیا جائے اور یہ کام بغیر آپ کی انجمن کی توجہ کے سرانجام نہیں پا سکتا۔

گولڈ کوسٹ

مسٹر ابورہ صاحب (مغربی افریقہ) سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ اخبار مجھے باقاعدہ مل رہا ہے۔ میں اپنے ایک نہایت مخلص دوست کی درخواست خریداری بھیجتا ہوں جو آپ کے اخبار کا بڑا قدردان ہے۔ اور جو مجھے اسلام کی تعلیم دیتا رہا ہے اور غلط فہمیوں کو دور کرتا رہا ہے۔ وہ انگریزی خوب جانتا ہے اور اسلام سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ لائٹ کا خریدار ہونا چاہتا ہے چار شلنگ چندہ ارسال ہے۔

ہالینڈ

ایک نو مسلمہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپ کی مہربانی سے مجھے اخبار لائٹ باقاعدہ مل رہا ہے۔ یہ اخبار اسلام کے سچے اصولوں کی نہایت عمدہ تشریحات کرتا ہے جس سے مجھے بیحد فائدہ ہوتا ہے۔ میں اس کے معترضین کے دانت کھٹے کرتی رہتی ہوں۔ مفصل حالات پھر لکھونگی۔

اخبار احمدیہ

لاہور حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مقامی بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی کوہ مری سے تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایک طویل تبلیغی دورہ کے بعد واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔

تبلیغ جناب مولانا عصمت اللہ صاحب اور مولانا مولوی احمد صاحب فاضل حدیث تبلیغ سلسلہ کے لئے ہگراؤں تشریف لے گئے ہیں

اشاعت اسلام اچھوت اقوام میں انجمن نے جو تبلیغی کام شروع کیا تھا اس میں خدا کے فضل سے بہت نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔ ایک ہزار سے زائد نفوس اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اس شاندار نصرت الٰہی کا شکریہ یہ ہے کہ تمام احباب تبلیغ ہند کے فنڈ کو مضبوط کرنے میں حصہ لیں۔ کام نہایت سرعت اور خاموشی سے جاری ہے

خطبہ جمعہ اب چونکہ حضرت امیر ایدہ اللہ لاہور تشریف لے آئے ہیں اس لئے آئندہ اشاعت سے پیغام صلح کے ہر پرچہ میں خطبۂ جمعہ بھی شایع ہوا کرے گا۔

ڈلہوزی کی دعوتیں احباب کو یاد ہوگا کہ گزشتہ اپریل میں جناب بشیر کمال صاحب کے ایما سے یہ تحریک جاری ہوئی تھی کہ جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں میں مصالحت ہو جائے۔ اس پر دونوں جماعتوں کے رئیسوں یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ اور جناب میاں محمود احمد صاحب کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی۔ وہ ۲۱ جولائی کے پیغام صلح میں شایع ہو چکی ہے۔ حضرت امیر کے آخری خط کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ معاملہ مذہب کا ہے۔ اس لیے صلح اس وقت تک تو ہو نہیں سکتی۔ جب تک پہلے عقائد کا تصفیہ نہ ہو جائے۔ ہاں آپس میں دوستانہ تعلقات قایم ہو سکتے ہیں امسال دونوں جماعتوں کے رئیس ڈلہوزی میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک دن راہ میں بوقت سیر ملاقات ہو گئی۔ اور آپس میں مصافحہ بھی ہوا کچھ روز بعد چارسدہ سے جناب دلاور خاں صاحب اور میاں محمد زمان خاں صاحب اور پشاور سے مولوی غلام حسن خاں صاحب حضرت امیر کے پاس ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ ۱۷ ستمبر کو جناب میاں محمود احمد صاحب نے ان تینوں حضرات اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی دعوت کی جو مسنون سمجھ کر قبول کر لی گئی۔ ۲۵ ستمبر کو حضرت امیر نے جناب میاں صاحب اور ان کے دیگر رفقائے کار کو دعوت دی۔ پھر ۲۶ ستمبر کو جناب میاں صاحب نے دوبارہ دعوت دی۔ ان دعوتوں سے جہاں دونوں رئیسوں اور ان کی جماعتوں میں دوستانہ تعلقات کا افتتاح ہو گیا ہے۔ وہاں اس عام غلط فہمی کا بھی ازالہ ہو گیا ہے۔ کہ دونوں حضرات میں ایسا تباعض و تحاسد ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مواکلت و موانست بھی جائز نہیں سمجھتے۔ گو ابھی عقائد میں یکرنگی پیدا ہونا جس پر حقیقی صلح کا دارومدار ہے۔ بہت دور کی بات ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس دوستانہ یا کم از کم صلح جویانہ روش سے دونوں جماعتوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔

بیعت ۸ اکتوبر کو جناب قاضی غلام احمد صاحب ولد قاضی شکر اللہ صاحب کلرک پوسٹ آفس حال متعلم ٹریننگ کلاس (ڈبلیو ایف) لاہور۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کے دست مبارک پر معرفت قاضی محمد نعمان صاحب چھاؤنی لاہور بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اور سلسلہ کی خدمت کی اعلیٰ سے اعلیٰ توفیق دے۔

درخواستہائے دعا (۱) اخویم سید ناصر محمود صاحب سیالکوٹ درخواست دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیاوی برکات عطا فرمائے۔ اور ہر قسم کے ہموم و غموم سے محفوظ رکھے نیز ان کے والدین کے لئے بھی دینی و دنیاوی بہتری کے لئے دعا کی جائے

(۲) اخویم محمد اکبر صاحب سیالکوٹ کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں خادم اسلام بنائے اور ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کرے۔

(۳) مولوی محمد لطیف صاحب شملہ سے لکھتے ہیں کہ ان کا ایک بچہ ایک اچھا بھلا اور ان کا ایک بچہ فوت ہو گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۴) سب احمدی بھائی جمعہ کے روز خصوصیت سے دعا کریں۔ کہ ہندوستان کی اچھوت اقوام جلد اسلام میں داخل ہو جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ — ۵ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ — نمبر ۴۴

شام کا جہاد حریت

فرانسیسیوں کی بیداد اور مظلومین کی فریاد

اسلامیان ہند کا فرض امداد

کیا حشر تک رہے گی مٹی خراب یارب
کیا ختم ہی نہ ہونگی بربادیاں ہماری

اس میں شک نہیں کہ جنگ عمومی میں عالم اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے لیکن اس کا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا ہے کہ اسلامی دنیا اپنے حریفوں کی شاطرانہ چالوں سے آگاہ ہو گئی ہے اور اسے اپنی کمزوری اور ضعف کا اس قدر احساس ہو گیا ہے کہ اب وہ تلافی مافات کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ کوشش ہر ایک ملک میں علیحدہ صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ اگر یہ کوششیں متحد و منظم ہوتیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں ان سے وہ نتیجہ پیدا ہوتا کہ دنیا حیرت زدہ رہ جاتی۔ انہی کوششوں میں سے وہ جانبازانہ مساعی ہیں جو مادر وطن کی آزادی کے لئے شامی مجاہدین کر رہے ہیں۔ فرانس ایک عرصہ سے اس کوشش میں ہے کہ اپنی افواج قاہرہ کے ذریعہ اس تحریک آزادی کو کچل ڈالے اور اہل شام کو غلام رہنے پر مجبور کرے۔ لیکن ان لوگوں کو مجبور کرنا جو تخت یا تختہ کا فیصلہ کر چکے ہوں کچھ آسان کام نہیں ہے۔ آج تک فرانس نے بیتری مہمیں بھیجی ہیں۔ مگر سب ناکام و نامراد ثابت ہوئیں حال میں جو جنگیں ہوئی ہیں۔ انہوں نے تو خصوصیت سے فرانسیسی تہذیب و تمدن کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اصول جنگ کی علی الاعلان خلاف ورزی کی گئی۔ اور نہایت بے رحمی و بیدردی سے مجاہدین کے ہسپتالوں پر گولہ باری کی گئی۔ غیر جانبدار قبائل پر ناحق یورش کی گئی اور انہیں بے دریغ قتل کیا گیا۔

ان لڑائیوں میں زیادہ تر نقصان بے گناہ نہتی رعایا کا ہوا ہے۔ عربی اخبارات نے فرانسیسی وحشت و بربریت کے جو مظاہر پیش کئے ہیں انہیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گو ان اخبارات کو جھٹلانے کے لئے ہمارے پاس کوئی دلائل و شواہد موجود نہیں لیکن اگر بفرض محال ان بیانات کو مبالغہ آمیز بھی تصور کر لیا جائے تو خود دوسرے مغربی اخبارات میں جن فرانسیسی مظالم کا ذکر کیا گیا ہے وہ کچھ کم نفرت انگیز نہیں۔ یہاں تک کہ خود بعض انگریزی اخبارات کو ان وحشیانہ مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنی پڑی ہے۔ اس قسم کے چند اقتباسات ہم گزشتہ اشاعتوں میں درج کر چکے ہیں۔

جس ملک میں جنگ جاری ہو اور جنگ بھی وہ جس میں ایک طرف ایک صرف ایک زبردست قوم ہو جو زمانہ حاضرہ کے تمام آلات حرب سے آراستہ ہو۔ اور ان کے بل بوتے پر ایک محکوم قوم کی آزادی سلب کرنے پر تلی ہوئی ہو۔ اور دوسری طرف ایک کمزور قوم ہو۔ جو بے سروسامان ہو۔ اور محض تحفظ آزادی کے لئے سر بکف ہو کر ظالم غاصبوں کا مقابلہ کر رہی ہو۔ تو اس ملک کے باشندوں کی جو کچھ ابتر حالت ہوگی اس کا ہم دور افتادہ لوگ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایسی ابتری و بدنظمی کا صحیح احساس انہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جنہیں خود کبھی اس کا تجربہ ہوا ہو۔ آج اہل شام بھی اس خطرناک حالت میں سے گزر رہے ہیں۔ سینکڑوں بیوہ عورتیں، ہزاروں یتیم بچے شام کے شہروں اور قصبوں میں لاوارث پھر رہے ہیں۔ اور زبان حال سے دردمند دلوں سے امداد و اعانت کی درخواست کر رہے ہیں۔ جانتے ہو یہ کن لوگوں کی اولاد ہیں۔ کچھ ان بہادروں کی اولاد ہیں جنہوں نے غلامی پر موت کو ترجیح دی۔ اور کچھ ان مظلوموں کے پسماندگان ہیں جنہیں فرانسیسی توپ و تفنگ نے ظلم و جور سے موت کے گھاٹ اتارا۔ پھر کیا اس بات کو بھی جانتے ہو کہ یہ کس رسولؐ کی امت ہیں۔ آہ! یہ اس برگزیدہ رسولؐ کے نام لیوا ہیں جس نے یہ فرمایا تھا کہ دنیا جہان کے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور انہیں ایک دوسرے کے دکھ درد پر بے تاب ہو جانا چاہیئے۔ اے ہندوستان کے مسلمانو! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے شامی بھائیوں پر جو اپنی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں کیا کچھ گزری اگر معلوم ہے تو پھر بتاؤ کہ اب تک تم نے ان کے لئے کیا کچھ کیا۔ کیا یہ تمہارا مذہبی اور قومی فرض نہیں کہ تم اپنے بہادر شامی بھائیوں کی بہادر اولاد کی اس مصیبت و نکبت کے وقت میں مدد کرو۔ اگر یہ تمہارا فرض ہے تو پھر انتظار کیا ہے۔ بڑھو اور بڑھ بڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لو۔

فرانسیسی جنگ میں جو لوگ ظلم و ستم کا شکار ہوئے ہیں ان کی امداد کے لئے شام میں "انجمن اعانت مظلومین" کے نام سے ایک انجمن قائم ہو چکی ہے۔ یہ انجمن مختلف طریق پر مظلومین کی امداد اور غور و پرداخت کر رہی ہے۔ اب اس انجمن نے بعض ہندوستانی جرائد سے بھی استدعا کی ہے۔ کہ وہ اس کے لئے چندہ کی اپیل کریں۔ ہندوستان میں پہلے سے جناب حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی نے چندہ کی فہرست کھول رکھی ہے اور اس سے پیشتر کچھ رقم جمع کر کے انجمن مذکورہ بالا کو بھیج بھی چکے ہیں۔ ہندوستان میں جو لوگ اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں وہ جناب حکیم صاحب موصوف کو رقوم بھیج سکتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمانان ہند اپنے شامی بھائیوں کی اس اپیل پر لبیک کہہ کر اسلامی اخوت و ہمدردی کا ثبوت دیں گے۔

موتمر اصلاح المسلمین دہلی

جناب ڈاکٹر کچلو صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

۲۲ ستمبر کو دفتر جمعیۃ العلمائے ہند میں موتمر اصلاح المسلمین کا اجلاس شروع ہوا۔ حسب ذیل اصحاب تشریف فرما تھے۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ علی برادران، مسٹر شعیب قریشی صاحب مولانا ظفر علی خاں صاحب، سر رحیم بخش صاحب۔ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب انصاری۔ مولانا حسرت موہانی، مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی۔ مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید۔ مولانا سید حبیب شاہ صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے (کنشب) مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محل۔ مولانا مظہر الدین صاحب۔ مولانا عبدالحکیم صاحب صدیقی۔ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب، مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حاجی محمد صدیق صاحب ملتانی۔

موتمر کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:-

(۱) شرعی جمہوریت (للطور نصب العین)

(۲) تجاویز موتمر اسلامی پر اظہار اعتماد اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش۔

(۳) انہدام قبب و مساجد کے اختلافات کی تحقیق۔

(۴) مختلف اسلامی فرقوں کے مذہبی جذبات کا احترام۔

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی اور راقم الحروف کی تائید سے مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر جلسہ قرار پائے۔ میں نے بطور داعی مقاصد جلسہ پر ایک مختصر تقریر کی اور اس امر پر زور دیا کہ جب تک ہم باہمی مناقشات کو رفع نہ کریں گے ہندوستان میں، حجاز، ہندوستان اور اسلام کے لئے کسی پہلو میں بھی خدمت اور بھلائی کا کام نہ ہو سکیگا کچھ دیر تک مختلف النوع گفتگو ہوئی اور اس کے بعد بعض اکابر کی طرف سے حسب ذیل تجاویز پیش ہوئیں۔

مولانا حسرت:- اس جلسہ کی رائے میں نجدی سلطنت کے بجائے اہل حجاز کی ایک جمہوری حکومت قائم کی جائے۔ اور اس غرض کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائی جائے۔

مولانا ثناء اللہ:- یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حجاز میں شرعی جمہوری حکومت ہو جس کے قوانین شرعیہ ہوں اور وہ تمام دنیائے اسلام کے مذہبی جذبات کا لحاظ رکھے۔

مسٹر شعیب قریشی:- یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حجاز میں ساکنان حجاز کی ایک ایسی جمہوری حکومت قائم کی جائے جس کی "مختلف مجالس (شکان مجالس متعلقہ حکومت) اور صدر حکومت" کا (جو حجازی ہوگا) عزل و نصب اہل حجاز کے ہاتھ میں ہو اور کسی خاندان میں موروثی نہ ہو۔ اور اس حکومت کا قانون شرع اسلامی کے خلاف نہ ہو۔ یہ حکومت تمام اندرونی معاملات میں آزاد اور خود مختار رہے گی۔ لیکن ان مسائل میں جن کا تعلق عام مسلمانوں سے ہو دنیائے اسلام کی رائے کی پابند ہوگی۔

مولانا عبدالماجد:- یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حجاز مرکز اسلام میں بجائے نجدی شخصی حکومت کے ایسی حکومت قائم کی جائے جو جمہور مسلمانوں کے پسند اور مقبول ہو۔ اور حجاز و حرمین کی عظمت کی صحیح طور پر محافظ ہو اور عالم اسلام اس سے مطمئن ہو۔ یہ حکومت شرعی نظام اور دینی آئین پر قائم و مستحکم کی جائے۔

مولانا سید سلیمان ندوی:- یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حجاز میں جمہوریت قائم کی جائے۔ یعنی ایک ایسی حکومت قائم کی جائے جس کے رئیس کا تقرر اہل حجاز کے انتخاب سے ہو۔ موروثی نہ ہو۔ اور جس کی حکومت شوریٰ پر مبنی ہو۔ اور جن حقوق کا عام عالم اسلامی سے تعلق ہو ان میں وہ حکومت موتمر اسلامی کی پابند ہوگی۔ اور چونکہ حرمین محترمین تمام دنیائے اسلام کا مرجع ہے اور اس کی تشکیل حکومت کے بارے میں تمام دنیائے اسلام کے مسلمانوں کو پہلے ایک فیصلہ پر متحد کرنا ہے اس لئے کوشش کی جائے کہ تمام دنیا کے مسلمان ہماری مجوزہ حجازی شکل حکومت سے متفق ہوں۔ اور اس کی صورت یہی ہے کہ موتمر اسلامی اس مجوزہ شکل حکومت کو منظور کر کے وہاں کی موجودہ حکومت کو قبول کرنے پر مجبور کرے۔

تجاویز مختلفہ پر معمولی تبادلہ خیالات کے بعد کہنا چاہیئے کہ سید سلیمان صاحب ندوی کی تجویز کو کانفرنس نے اپنا موضوع قرار دے لیا۔ اور اس پر بہت کچھ تبادلہ خیالات ہونے لگا۔ کئی ترمیمیں پیش کی گئیں اور ان پر اتفاق بھی ہوتا گیا۔ ایک آخری ترمیم یہ پیش ہوئی کہ مجوزہ شرعی جمہوریت دوامی نہ ہو۔ "دوامی نہ ہو" کا مقصد یہ تھا کہ مقررہ مدت کے بعد صدر جمہوریہ تبدیل ہوتا رہے۔ اس ترمیم نے کانفرنس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور بدقسمتی سے اسی بحث میں ذاتیات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس سے مجلس کی وہ سنجیدگی اور روح اتحاد زائل ہو گئی جو ایسی مجالس کی کامیابی کے لئے ضروری ہے اور اس طرح چار گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد مجلس کو بغیر کسی نتیجے کے منتشر ہونا پڑا۔

یہ جلسہ کی سادہ اور صاف کارروائی ہے۔ جو میں بغیر کسی اظہار رائے کے مسلمانان ہندوستان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ ان مختلف تجاویز کے الفاظ پر نظر کر کے جو بظاہر مختلف الخیال جماعتوں کے اکابر کی طرف سے پیش ہوئیں۔ یہ فیصلہ کر سکیں کہ ہم میں فی نفسہ کوئی اختلاف موجود بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر موجود ہے تو اس کی حیثیت کیا ہے؟ اس میری ناچیز رائے میں چونکہ ہم مسلمانوں کے لئے اتحاد و اتفاق ہر دوسرے پروگرام اور مقصد سے زیادہ ضروری اور لابدی ہے۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم مناقشات کو ختم کرنے کے لئے کسی بہتر موقع کے منتظر رہیں مجھے پورا بھروسہ ہے کہ موجودہ حالات میں یہ حقیقت جنگ و جدل زیادہ عرصہ تک جاری نہیں رہ سکے گی۔

ترک موالات اور جمعیۃ العلماء ہند

علما کو شکایت ہے کہ مسلمان ان کے فتاوی کی قدر نہیں کرتے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو عام مسلمانوں کا اس میں کچھ بھی قصور نہیں جب علما ہی کی یہ حالت ہو کہ جب کسی بات کو ثابت کرنا ہو تو قرآن و حدیث کے حوالہ جات کے تار باندھ دیتے ہیں اور جب اس بات کی تردید کرنی ہو تو پھر بھی قرآن و حدیث ہی کی آڑ لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ جمعیت علماء ہند نے نہایت شد و مد سے ترک موالات کا فتویٰ دیا تھا اور کونسلوں میں جانا حرام قرار دیا تھا۔ اب ایک جدید فیصلہ کی رو سے ترک موالات کو ملتوی اور کونسلوں میں جانا جائز کر دیا ہے وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اب حالات بدل گئے ہیں۔ اب بتایئے کہ یہ دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنا نہیں تو اور کیا ہے۔ حالات کہاں بدلے ہیں جس حکومت برطانیہ کی حکمت عملی کی بنا پر یہ فتویٰ دیا گیا تھا۔ وہ اب بھی بدستور قائم ہے۔ پھر حالات بدلنے کے کیا معنی۔ اصل بات یہ ہے کہ جمعیت علما سیاسی جماعتوں کے ہاتھ میں کٹ پتلی ہے جو پالیسی ان کی ہو ویسا ہی فتوے جمعیت کی طرف سے شایع ہو جاتا ہے

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کی دانشمندی

یوں تو اسلام اور آنحضرت صلعم کے متعلق ہرزہ سرائی کرنے میں آریہ سماج کے تمام پرچارکوں پر ہمہ خانہ آفتاب است والی مثل صادق آتی ہے۔ لیکن پنڈت دھرم بھکشو اس میدان میں سب سے گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ وہ جہاں کہیں جاتے ہیں آنحضرت صلعم پر سفیہانہ اور دل آزار حملے کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے دل دکھاتے ہیں۔ اس بدزبانی کا انہیں کئی دفعہ خمیازہ بھی بھگتنا پڑا ہے۔ لیکن وہ اپنی اس عادت بد سے باز نہیں آتے ۱۹۲۳ء میں نارووال ضلع سیالکوٹ گئے۔ تو آریہ سماج کے جلسہ میں خوب جی کھول کر بیہودہ سرائی کی اور ویدک تہذیب کا ثبوت پیش کیا۔ مسلمانوں کے اندر سخت اشتعال پیدا ہوا۔ لیکن خیر گزری کہ پنڈت صاحب بچ کر نکل گئے۔ اس سال یکم اکتوبر کو پھر آریہ سماج نارووال کا جلسہ تھا۔ جلسہ کے اشتہار میں دیگر آریہ اپدیشکوں کے علاوہ پنڈت دھرم بھکشو کا بھی نام تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کو بروقت اطلاع مل گئی۔ اور اس نے اس خیال سے کہ مبادا اس سال بھی یہ زباندراز اپدیشک آنحضرت صلعم کے متعلق دریدہ دہنی کرکے مسلمانوں کو مشتعل کرے اور اس طرح کوئی فساد برپا ہو جائے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حسب ذیل حکم جاری کرکے اس کو اسلام اور بانی اسلام پر سب و شتم کرنے سے روک دیا:۔

مئی ۱۹۲۳ء میں آریہ سماج نارووال کے سالانہ جلسہ پر ... دھرم بھکشو نارووال آیا۔ اس نے وہاں لکچر دیئے جس سے شہر کی مسلم آبادی کے جذبات کو بہت چوٹ پہنچی وجہ یہ کہ اس نے حضرت محمد (صلعم) کو گالیاں دی تھیں۔

اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ شخص پھر آریہ سماج کے جلسے پر جو ۱-۲-۳ - اکتوبر کو ہوگا آ رہا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ وہ پیغمبر (اسلام) کا ذکر اسی پیرائے میں کرے جس میں اس نے پچھلی بار کیا۔ اس صورت میں امن میں خلل واقع ہوگا۔ اس لئے میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں کہ دھرم بھکشو اپنے لکچروں میں ہندو مذہب کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کی طرف اشارہ تک نہ کرے جس وقت دھرم بھکشو نارووال میں پہنچے یہ حکم اسے دستی دیا جائے۔

جے - ایف - ہیرن
۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء

نارووال پہنچتے ہی پنڈت جی کو پولیس کی معرفت یہ حکم نامہ مل گیا اس حکم نامہ کی رو سے انہیں پوری آزادی تھی کہ وہ اپنے مذہب کے متعلق جو چاہیں کہیں۔ لیکن چونکہ آریہ سماج کا مقصد تو یہ تھا کہ اسلام اور اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق زہر افشانی کی جائے اس لئے بعض مقامی آریہ سماجیوں نے پنڈت جی کو مشورہ دیا کہ وہ بطور احتجاج دیا کھیان نہ دیں۔ اور جلسہ کرکے اس حکم کے خلاف ایک ریزولیوشن بھی پاس کر دیا۔

ہمارے خیال میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا مذکورہ بالا حکم بالکل حق و انصاف پر مبنی ہے۔ اور آریہ سماج نارووال کا اس کے خلاف شور و شر مچانا بے معنی ہے۔ جبکہ ان کے اپدیشک کو کھلی اجازت تھی کہ وہ اپنے مذہب کے متعلق جو چاہے کہے تو پھر اس کے احتجاج کے طور پر لکچر نہ دینے کے کیا معنی؟ کیا آریہ سماجی اپدیشک اس وقت تک تقریر نہیں کر سکتے۔ جب تک انہیں دوسرے مذاہب پر سفیہانہ حملے کرنے کی اجازت نہ دے دی جائے۔ کیا آریہ دھرم میں کوئی خوبی نہیں۔ جسے اس کے اپدیشک دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے جو کچھ کیا ہے وہ ایک نہایت دانشمندانہ فعل ہے۔ ورنہ خدا جانے ان پنڈت صاحب کی بدزبانی جو بغیر دوسروں پر اعتراض کرنے کے تقریر نہیں کر سکتے۔ کیا رنگ لاتی۔

خلافتی رہنماؤں کا افسوسناک طرز عمل

جب کسی قوم کے برے دن آتے ہیں۔ تو سب سے پہلے اس کے رہنماؤں کی عقل پر پردہ پڑتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ تمام قوم تباہی کے کنارے آ لگتی ہے۔ یہی حال مسلمانان ہند اور ان کے سیاسی رہنماؤں کا ہے۔ مجلس خلافت کے سربرآوردہ حضرات کے اندر کچھ عرصہ سے سلطان نجد کی بدولت جو نفاق و افتراق رونما ہوا ہے وہ دن بدن ترقی پر ہے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ خود مجلس خلافت کا شیرازہ بکھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک طرف علی برادران ہیں جو حجاز میں سعود کی حکومت کے قیام کے مخالف ہیں۔ اور دوسری طرف مولوی ظفر علی خاں اور ان کے رفقا ہیں۔ آپس میں وہ تو تو میں میں ہو رہی ہے کہ خدا کی پناہ۔ مجلس خلافت دہلی کے اجلاس ۲۴ ستمبر میں تو کہتے ہیں ایسی خلاف تہذیب گفتگو ہوئی جو کسی قوم کے رہنماؤں کے ہرگز شایان شان نہیں ہو سکتی۔ اب یہ دونوں فریق ایک دوسرے کی تخریب و رسوائی کے درپے ہیں۔ اور زبان و قلم کا زور پورے طور پر ایک دوسرے کے خلاف صرف ہو رہا ہے افسوس صد افسوس۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہندوستانی مسلمانوں سے اس خانہ جنگی کی سپرٹ کو دور کرے۔ اور انہیں مذہب و ملت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔

لندن کی مسجد کا افتتاح

جماعت قادیان ایک مدت سے اس کوشش میں تھی کہ انگلستان میں اس کا تبلیغی مرکز قائم ہو جائے۔ اب سخت جد و جہد کے بعد لندن کے جنوب مغربی حصہ ساؤتھ فیلڈ میں وہ ایک مسجد قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ سلطان ابن سعود سے درخواست کی گئی تھی کہ اس مسجد کی رسم افتتاح ادا کرنے کے لئے اپنے لڑکے امیر فیصل کو جو انگلستان گئے ہوئے تھے اجازت دیں۔ اور ابن سعود نے انہیں اجازت دے بھی دی لیکن افتتاحی تقریب میں وہ شامل نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مکہ سے سلطان ابن سعود کی طرف سے اسے امتناعی احکام موصول ہو گئے تھے۔ ان امتناعی احکام کی وجہ ایڈیٹر نے تو یہ بیان کی ہے کہ بعض مصری اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ یہ نئی مسجد صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں ہوگی بلکہ اس میں عیسائی بھی عبادت کر سکیں گے۔ گویا اس کی حیثیت ایک گرجا کی سی ہوگی۔ اس غلط فہمی سے جو مصری اخبارات کے ذریعہ پھیلی متاثر ہو کر سلطان ابن سعود نے اپنے لڑکے کو رسم افتتاح میں حصہ لینے سے منع کر دیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب سلطان ابن سعود کو یہ معلوم ہوا کہ مسجد عام مسلمانوں کی نہیں بلکہ ایک خاص فرقہ کی ہے۔ تو اس نے یہ امتناعی حکم بھیجا۔ بہر حال وجہ کچھ ہو امیر فیصل نے اس تقریب میں حصہ نہیں لیا۔ ان کی بجائے شیخ عبد القادر صاحب سابق وزیر پنجاب نے اس تقریب کو ادا کیا۔ اور اس موقع پر مختلف اقطاع عالم کے مسلمان، پارلیمنٹ کے ممبر اور سفرائے ممالک مختلفہ موجود تھے۔ شیخ عبد القادر صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ:۔

"اس مسجد کی بنا محض آغاز ہے اور مجھے امید ہے کہ کچھ عرصہ بعد یہاں بہت بڑی مسجد تعمیر کی جائے گی"

رسم افتتاح تو ادا ہو گئی۔ لیکن افسوس ہے کہ سلطان نجد نے اس معاملہ میں فراخدلی کا ثبوت نہیں دیا۔ ان کے اس فعل کا مغربی دنیا پر سوائے اس کے اور کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ کہ اہل مغرب یہ سمجھیں گے کہ مسلمانوں میں باہمی اخوت و رواداری نہیں پائی جاتی۔ گو سلطان ابن سعود کو جیسا کہ ان کے اس تار سے ظاہر ہوتا ہے جو انہوں نے جناب میاں محمود احمد صاحب کے تار کے جواب میں بھیجا ہے کہ مصری اخبار سے یہ غلطی لگی کہ انہوں نے مسجد کو ایک خاص فرقہ کی مسجد سمجھا۔ مسجد خدا کا گھر ہے اور سب مسلمان اس میں عبادت کر سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ دوسرے تار سے معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان سے بھی بعض ایسے تار بھیجے گئے کہ امیر فیصل اس مسجد کا افتتاح نہ کریں۔ غالباً ان تاروں کے دینے والے وہی تنگدل لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کے کسی کام میں اتفاق و اتحاد دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اور اگر وہ یہ عذر کریں کہ جس صورت میں جماعت قادیان دوسرے مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے۔ تو دوسرے مسلمان کیوں ان کے کسی کام میں شمولیت کریں۔ تو یہ عذر بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ جماعت قادیان کا عقیدہ خواہ کچھ ہی ہو لیکن جب وہ عملاً ایک قدم مصالحت کی طرف اٹھاتی ہے۔ اور خود ایک دوسرے مسلمان کو جو ان کی جماعت میں سے نہیں۔ اپنی مسجد کے افتتاح کے لئے بلاتی ہے تو چاہیے تھا کہ ان کی اس دعوت کو رد نہ کیا جاتا۔ شاید تدریجاً ایسے ہی امور آہستہ آہستہ اس اتفاق و اتحاد کو بھی پیدا کر دیں۔ جو آج مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ یہ تکفیر اہل اسلام کی بیماری کوئی ایک قادیانی جماعت سے خاص نہیں۔ بلکہ دوسری تمام جماعتیں اور فرقے بھی اس میں مبتلا ہیں۔ اور ہر ایک دوسرے کو کافر بنا رہا ہے ایسے حالات میں اگر عملاً ایک دوسرے کے ساتھ طریق مصالحت برتا جائے جس طرح قادیانی جماعت نے سلطان ابن سعود کے فرزند کو افتتاح مسجد کی دعوت دینے میں برتا۔ تو شاید یہی امر اصلاح عقائد کا بھی موجب ہو جائے۔

گداگری کا افسوسناک منظر

اسلام نے بیکاری اور گداگری کو نہایت مذموم فعل قرار دیا ہے لیکن افسوس ہے کہ آج سب قوموں سے زیادہ مسلمان ہی بیکار اور گداگر ہیں ہندوستان کے مسلمانوں میں مفت خوری اور گداگری کہاں تک سرایت کر گئی ہے اس کا اگر اندازہ کرنا ہو تو مساجد، مقابر، تکیوں، اور خانقاہوں پر نظر ڈالنی چاہیے۔ جہاں یہ رسم بد خاص طور پر پائی جاتی ہے۔ اب تک تو ہمیں یہی شکایت تھی کہ ہندوستان میں بزرگوں کے مزارات کے گرد و نواح میں ایسے بیکار اور گداگر لوگ کثرت سے پڑے رہتے ہیں جو اپنی خوئے بد سے زائرین کا ناک میں دم کر دیتے ہیں لیکن اب مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مکہ اور مدینہ کی مساجد بھی اس گروہ سے محفوظ نہیں ہیں۔ مولوی صاحب ان محتاجوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

ان محتاجوں کی دو بلکہ تین قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو حرمین کی مسجدوں (مسجد الحرام اور مسجد نبوی) میں مانگتے ہیں۔ ان میں بہت حصہ غیر مکی اور غیر مدنی لوگوں کا ہے جن میں حبشی لوگ جن کو یہاں تکرونی کہتے ہیں۔ بکثرت ہیں۔ ان کے علاوہ ہندی، سندھی، مصری وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جو بصورت حج یہاں آتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ایسے سائلوں کو انتظام ہو جائے تو حاجیوں پر بڑا احسان ہو۔ میں نے ذمہ دار صاحب کو اس پر توجہ دلائی تھی۔ حالت یہ ہے کہ دینے والا اگر دینے کو ہاتھ بڑھائے تو نہ اس کی خیر نہ اس کے کپڑوں کی خیر دو تین دفعہ مجھ پر بھی یہ واقعہ ہوا۔ آخر توبہ کی کہ حرم میں ہاتھ کھولونگا نہ بازار میں بلکہ کسی اور طرح پر دونگا مدینہ شریف میں مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہی میں نے جب سائلوں کی حالت دیکھی تو اپنے مزدور (زیارت کرانے والے) کو کہا کیا یہ ممکن ہے کہ ان سائلوں کو ایک جگہ جمع کرکے سب کو کچھ کچھ دیا جائے۔ انہوں نے کہا یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ نہ ایسا کوئی مکان ہے جس اس کا انتظام آسان ہے۔

ممکن ہے ان لوگوں میں بعض ایسے بھی ہوں جو درحقیقت محتاج ہوں اور اس بد پیشہ کے اختیار کرنے کے لئے مجبور ہوں لیکن اگر ہندوستان کی مثال کو پیش نظر رکھ کر اندازہ لگایا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان محتاجوں کا اکثر حصہ ایسا ہوگا جس نے محض مفت خوری کی عادت سے یہ شیوہ اختیار کر رکھا ہوگا۔ ہمارے خیال میں یہ مسئلہ ایسا اہم ہے کہ آئندہ موتمر اسلامیہ میں ضرور پیش ہونا چاہیے۔ اگر موتمر عام طور پر ان مقامات مقدسہ میں گداگری کو ممنوع قرار دے دے اور جو لوگ واقعی محتاج اور قابل امداد ہوں ان کے لئے غریب خانے کھولدے تو یہ صورت بہت مفید ثابت ہوگی۔

ضرورت مدرسین

مسلم ہائی سکول لاہور کے لئے بی اے بی ٹی ٹیچروں کی ضرورت ہے جماعت کے آدمی مل جائیں تو اور بھی بہتر ہے۔ تمام درخواستیں بنام سیکرٹری صاحب مسلم ہائی سکول معہ نقول سندات آنی چاہئیں بالمشافہ گفتگو وقت کی بچت کا باعث ہوگی۔

(سید مصطفٰے شاہ ہیڈ ماسٹر)

جواہر ریزے

دنیا سے دلی

(۱) ایک چیز کی محبت تمہیں غافل اور اندھا بنا دیتی ہے۔ (یعنی محبت اندھی ہوتی ہے۔)

(۲) دنیا میں ایک مسافر یا ابن السبیل کی حیثیت سے زندگی بسر کرو اور اپنے آپ کو ایک مردہ شمار کرو۔

(۳) دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

(۴) دنیا باطن میں شیریں اور ظاہر میں سبز ہے۔ اور بے شک خدا نے تمہیں ان لوگوں کے بعد بھیجا ہے جو پہلے چلے گئے ہیں۔ اس لئے اپنے اعمال کا جائزہ لو اور دنیا اور اس کے گناہوں سے پرہیز کرو۔

(۵) تم میں سے کسی کو غم دنیا کی بنا پر موت کی آرزو نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ اگر کسی کو حقیقتاً موت کی تلاش ہو تو اسے یوں کہنا چاہئے کہ اے خدا مجھے اس وقت تک زندہ رکھو جب تک زندگی مجھ پر خوشگوار ہو اور اس وقت مار دو جب موت میرے لئے بہتر ہو۔

اصلاح نفس

(۱) یہ تمہارا اپنا اخلاق ہی ہے جو تمہیں جزا و سزا کا مستحق بناتا ہے۔

(۲) یاد رکھو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو جب اچھا ہوتا ہے تمام جسم اچھا ہوتا ہے۔ اور جب خراب ہوتا ہے سارا جسم خراب ہوتا ہے۔ اور وہ "دل" ہے۔

غرور و تکبر

(۱) فخر انساب ایک امر قبیح ہے۔ اگر اس کے دلدادہ اسے ترک نہ کریں گے تو ان کا رتبہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک ایک بھونرے سے بھی کم ہوگا جو غلاظت پر لوٹتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے غرور اور تکبر کا شائبہ دور کر دیا ہے۔ ہر انسان پرہیزگار مومن یا عاصی پر معاصی ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ جن کا خمیر خاک سے اٹھایا گیا تھا۔

پاکدامنی

(۱) شادی ہر اس آدمی کے لئے لازمی ہے جو اس کا اہل ہو۔

(۲) اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

(۳) ایک عورت سے چار خصوصیات کی بنا پر شادی ہو سکتی ہے ایک تو اس کی دولت کے لئے۔ دوسرے اس کے خاندان کی شرافت کے لئے۔ تیسرے اس کے حسن کے لئے۔ چوتھے اس کی پاکدامنی کے لئے۔ پس ایسی عورت کی تلاش کرو جو پاکدامن ہو لیکن اگر تم کسی اور خیال کو پیش نظر رکھو گے تو تمہارے ہاتھ غلاظت سے آلودہ ہو جائیں گے۔

شہوت شکم

(۱) سید الاعمال بھوکا رہنا۔ نفس کو ذلیل کرنا اور موٹا کپڑا پہننا ہے

(۲) صرف پہنو (یعنی سادہ کپڑا پہنو) اور آدھا پیٹ کھاؤ کہ یہ نبوت کا ایک جزو ہے۔

(۳) مخلوقات و مصنوعات الٰہی میں فکر کرنا نصف عبادت ہے اور کم کھانا پوری عبادت۔

(۴) بھوکا پیاسا رہنے سے اپنے نفسوں کے ساتھ مجاہدہ کرو اس کا اجر مثل اجر مجاہد فی سبیل اللہ کے ہے۔ اور اللہ کے نزدیک کوئی عمل بھوک پیاس کے روکنے سے زیادہ نہیں ہے۔

(۵) اللہ کے نزدیک مرتبہ میں افضل قیامت کے دن وہ لوگ ہونگے جو بہت زیادہ بھوکے رہے۔ اور اللہ کی مصنوعات میں فکر کرتے رہے۔ اور بدترین آدمی اللہ کے نزدیک قیامت کو بہت سونے والے اور بہت کھانے والے ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرشتوں میں اس آدمی کے متعلق فخر کرتا ہے جو دنیا میں کم کھاتا پیتا ہے۔

(۷) زیادہ کھانے پینے سے اپنے دلوں کو مردہ نہ کرو۔ کیونکہ دل بمنزلہ کھیتی کے ہے جو زیادہ پانی سے مر جاتی ہے۔

(۸) کافی ہے آدمی کو اتنے لقمے کھانا جس سے کمر سیدھی کرے (یعنی زندہ رہ سکے)

(۹) شیطان آدمی کے اندر گھس جاتا ہے پھرتا ہے جس طرح خون جسم میں پھرتا ہے۔ پس شیطان کے راستوں کو بھوکے پیاسے رہ کر بند کرو۔

مذاکرہ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

سوال۔ غیر تشریعی نبوت کی تعریف کیا ہے اور اس کے کام کیا ہیں؟

جواب۔ اس کا جواب گزشتہ سوال میں آچکا۔ قرآن نے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی کوئی تقسیم نہیں کی۔ البتہ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب نبی ابتدا میں کسی قوم کی طرف آئے گا وہ ایک شریعت لائے گا اور جو بعد میں وقتاً فوقتاً آئیں گے وہ صرف اس شریعت میں حسب ضرورت زمانہ ترمیم و تنسیخ کریں گے یا کچھ ایزاد کریں گے۔ لوگ اپنی اصطلاح میں جو ابتدا میں شریعت لاتا ہے اسے شارع یا تشریعی نبی کہہ دیتے ہیں۔ اور جو صرف ترمیم و تنسیخ کا اختیار رکھتا ہے اور احکام جدیدہ لاتا ہے اسے غیر تشریعی کہہ دیتے ہیں۔ مگر یہ فرق صرف سمجھانے کو کیا گیا ہے ورنہ خدا کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ قرآن ان امتیازوں سے پاک ہے۔ جو شریعت میں نہ کمی کرتا ہے نہ زیادتی محض مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے۔ گو وہ جناب الٰہی میں کیسی ہی شان عالی رکھتا ہو وہ نبی نہیں ہے وہ "ملہم و محدث" ہے جو "انبیا کے رنگ میں رنگین ہے" وہ مجدد ہے جو صرف دین کی تجدید کرتا ہے۔

سوال۔ کیا کسی غیر تشریعی اسرائیلی نبی کا منکر مسلمان کافر ہے (جیسے کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ آیا ہے کہ ہم سب نبیوں کو مانتے ہیں کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے۔ اور نبیوں کے مابین فرق نہیں کرتے۔ وغیرہ

جواب۔ جب غیر تشریعی نبی کا وجود ہی کوئی نہیں تو یہ سوال ہی مہمل ہے۔ نبی کا منکر کافر ہے۔ خواہ وہ ابتدا میں شریعت لائے یا بعد میں حسب ضرورت زمانہ شریعت میں تنسیخ و ایزاد کرے۔ جو شریعت میں نہ کمی کرتا ہے نہ زیادتی صرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز ہے۔ وہ نبی نہیں وہ ملہم و محدث ہے۔ اس کو نہ ماننے والا کافر خارج از اسلام نہیں۔

سوال۔ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت۔ ان کی اپنی تحریرات سے اس قدر ثابت ہے کہ میں نبی ہوں کیونکہ خدا مجھ سے اکثر کلام کرتا ہے۔ اور آئندہ کے حالات بتلاتا ہے۔ اکثر مجھے الہام اور وحی ہوتی ہے مگر میں متبع ہوں رسول خدا کا (جیسے کہ ہارون علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبع غیر تشریعی نبی تھے)

جواب۔ مرزا صاحب تو مدعی نبوت کو کافر سمجھتے ہیں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا سراسر افترا ہے۔ حقیقۃ الوحی میں وہ خود فرماتے ہیں کہ:۔

"پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔"

کیا قرآن میں جن نبیوں کا ذکر ہے انہیں نبوت کا مدعی کہنا افترا ہے؟ یا یہ سچ ہے کہ مومن بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انہیں نبوت کا مدعی کہا جائے پھر یہ کس قسم کی نبوت ہے جس کے پانے والے کو مدعی نبوت کہنا سراسر افترا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس قسم کی نبوت کا قرآن میں ذکر ہے خواہ وہ موسیٰؑ کی ہو یا عیسیٰؑ کی، ہارونؑ کی ہو یا یحییٰؑ کی۔ مرزا صاحب کی نبوت ویسی تو نہیں کیونکہ ان کو مدعی نبوت کہنا افترا ہرگز نہیں۔ بلکہ انہیں مدعی نبوت کہنے کے بغیر انسان مومن نہیں ہوتا۔ یہ صرف میں نہیں کہتا بلکہ حضرت مسیح موعود بھی یہی فرماتے ہیں ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ (حقیقۃ الوحی) ہم نبوت سے وہ مراد نہیں لیتے جو پہلے صحیفوں میں مراد لیا گیا۔ اب دیکھیے کہ پہلے تمام صحیفوں میں جن میں قرآن بھی ہے جس نبوت کا ذکر ہے اس کے مصداق ہونے کا خود حضرت مرزا صاحب کو صریح انکار ہے۔ اور اقرار صرف یہ ہے کہ "ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ" (حقیقۃ الوحی) کہ اللہ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ پھر "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" (حقیقۃ الوحی) فرما کر اور زیادہ صاف کر دیا۔ کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے والے کو نبی کا نام دینا محض مجاز کے طور پر ہوتا ہے نہ کہ حقیقت کے طور پر۔

اس کے باوجود یہ کہنا کہ جناب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ غلط اور سراسر افترا ہے۔ پس جن نبیوں کا ذکر قرآن میں ہے ان کی نبوت کے مصداق آپ مطلق نہیں۔ کیونکہ وہ محض مکالمہ و مخاطبہ نہ تھا۔ بلکہ جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں اس میں شریعت یا احکام جدیدہ کا ہونا لازمی تھا۔ محض مکالمہ و مخاطبہ پانے والے کو اسلامی اصطلاح میں محدث کہتے ہیں۔ البتہ ان کو نبی کا نام [illegible]

باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ ہارون علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبع اور غیر تشریعی نبی تھے۔ یہ اصولاً غلط ہے۔ میں قرآن سے اور حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کر چکا ہوں کہ کوئی نبی متبع اور غیر تشریعی نہیں ہوتا۔ پس ہارون اور عیسیٰ بھی متبع اور غیر تشریعی نبی نہیں ہو سکتے مزید تشریح کے لئے پھر عرض کئے دیتا ہوں کہ اوپر میں وہ آیات قرآنی پیش کر چکا ہوں جن میں ہارون و عیسیٰ علیہ السلام کا صریح طور پر نام لے کر فرمایا ہے اولئک الذین اتینٰھم الکتٰب والحکم والنبوۃ کہ ان سب کو کتابیں ملیں۔ روحانی حکومت ملی۔ نبوت ملی۔ پس حضرت ہارون اور حضرت عیسیٰ اسی طرح اپنی وحی کے متبع تھے۔ جس طرح اور نبی تھے۔ وہ اپنی اپنی وحی کو دنیا سے منوانے میں اسی طرح متابع تھے۔ جس طرح ہر ایک نبی ہوتا ہے۔ اگر وہ موسیٰ کی وحی پر عمل کرتے تھے تو اس لئے کہ ان کی اپنی وحی اس پر عمل کرنے کا حکم دیتی تھی۔ اور جس طرح ہارون موسیٰ کی وحی پر عمل کرتے تھے۔ اسی طرح موسیٰ ہارون کی وحی پر عمل کرتے تھے۔ دونوں کی وحی وحی نبوت تھی۔ دونوں کو کتاب مل رہی تھی جیسا کہ علیحدہ بھی قرآن نے فرمایا کہ "آتینٰھما الکتٰب المستبین" کہ ہم نے کتاب مستبین دونوں کو عطا فرمائی۔ اگر ہارون موسیٰ کی کتاب پر ایمان لانے کے لئے مکلف تھے۔ تو اسی طرح موسیٰ ہارون کی کتاب پر ایمان لانے کے لئے مکلف تھے۔ چونکہ ساری شریعت کے نزول کو اور اس کے نمونے کو عمل میں لا کر دکھانے کو حضرت موسیٰ نے اپنی طاقت سے بالاتر پایا اس لئے اپنے ساتھ ایک برابر کا شریک مانگا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے "واشرکہ فی امری" کہ اسے میرے امر میں شریک کر دے اس لئے عبادت کے احکام حضرت ہارون پر نازل ہوئے، اور سیاست معاشرت، اخلاق اور تمدن کے احکام حضرت موسیٰ پر نازل ہوئے اپنی وحی کی حدود کے اندر حضرت ہارون اسی طرح متابع تھے جس طرح اپنی وحی کی حدود کے اندر حضرت موسیٰ مطاع تھے۔ اگر ایک دوسرے کی وحی کے احکام کی اتباع کرتے تھے تو اس لئے کہ خدا ان کو اپنی وحی میں یہ حکم تھا۔ ورنہ "ان اتبع الا ما یوحیٰ الی" کے خلاف وہ کس طرح عمل کر سکتے تھے بہرحال وہ اپنی وحی کے متبع تھے۔ چونکہ انکی اپنی وحی کسی دوسرے کی وحی کی اتباع کا حکم کرتی تھی تو وہ کرتے تھے۔ اگر نہ کرتی تو نہ کرتے۔ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے امتی نہ تھے۔ بلکہ برابر کے شریک نبی تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنی وحی کے متبع تھے۔ جہاں تورات کی تصدیق کا حکم ہوتا تھا اس کی تصدیق کرتے تھے۔ جہاں کسی حکم کو منسوخ کرنے کا حکم ہوتا تھا صاف طور پر منسوخی کا حکم سنا دیتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں صاف طور پر ان کا ارشاد موجود ہے "ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم" کہ میری نبوت کا مقصود ہے کہ مجھ سے پہلے جو تورات ہے اس کی تصدیق کر دوں۔ اور بعض چیزیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں انہیں حلال کر دوں۔ یہاں جہاں تصدیق کا ذکر کیا ہے وہاں بعض حرام شدہ چیزوں کے حلال کرنے کا بھی ذکر ہے۔ جو صاف طور پر احکام سابقہ کی منسوخی اور احکام جدیدہ کی آمد پر دلالت کرتا ہے۔

سوال۔ کیا یہ تعریف نبوت کی جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہے غیر تشریعی نبی کی یہ تعریف نہیں۔ غیر تشریعی نبی علاوہ از مکالمہ و مخاطبہ اور پیشگوئیوں و تحدیث کے جو مرزا صاحب کا دعوے ہے اور کیا کرتے تھے۔

جواب۔ اس سوال کا جواب آچکا۔ صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ نبوت نہیں ہوا کرتی۔ آپ نے مرزا صاحب کی طرف یہ ناحق منسوب کیا ہے۔ مرزا صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ غیر تشریعی نبی کی تعریف ہے۔ بلکہ وہ تو صاف طور پر فرماتے ہیں کہ "ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک" (حقیقۃ الوحی) کہ اللہ تعالیٰ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور جو اس سے زیادہ مراد رکھے اس پر خدا کی لعنت۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اسلامی اصطلاح میں نبوت سے اس سے کچھ زیادہ مراد ہے۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب کو ضرورت پڑی کہ بتلا دیں کہ میری نبوت سے وہ مراد نہیں جو اصطلاح اسلامی میں نبوت سے مراد ہوتا ہے۔ اور اسی لئے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے علاوہ جو کچھ نبوت میں شامل ہوتا ہے اس کے مدعی پر لعنت کرنی پڑی۔ باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ غیر تشریعی نبی اور کیا کرتے تھے۔ اس کے متعلق میں یہ کھول کر دکھا چکا ہوں کہ نبی یا تو شریعت لاتا ہے یا کم سے کم احکام جدیدہ۔ وہ اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے۔ اس کی اپنی وحی جو اسے حکم کرتی ہے وہ اس کی اتباع کرتا ہے۔ وہ پہلے نبی کا امتی نہیں ہوتا بلکہ براہ راست خدا سے حکم پاتا ہے۔ اور اسی کی تعمیل کرتا ہے خواہ وہ پہلی شریعت کی تصدیق میں ہو۔ یا تنسیخ کے متعلق ہو۔

مبشرات جزو نبوت ہیں

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

اخبار "الفضل" میں "توضیح المرام لاصحاب البیغام" کے عنوان سے ایک قادیانی بزرگ نے حال میں حدیث لم یبق من النبوت الا المبشرات کے معنے میں ایک نئی جدت پیدا کی ہے۔ اب تک تو یہ معنے کئے جاتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نبوت میں سے باقی نہیں مگر مبشرات۔ گویا مبشرات نبوت کا ایک جزو ہیں۔ اور یہ وہ جزو ہے جو اس امت میں جاری وساری ہے۔ اور نبوت تامہ کاملہ ختم ہو چکی۔ چونکہ یہ حدیث ختم نبوت پر ایک مستحکم دلیل تھی۔ اس لئے قادیانی علماء کی طرف سے اس حدیث کی بھی طرح طرح کی تاویلیں وقتاً فوقتاً نکلتی رہیں۔ مگر موجودہ تاویل سب سے نرالی ہے۔ چنانچہ وہ بزرگ مولانا یوں فرماتے ہیں کہ:-

"کسی فرد کا جزو ناکمل ہوتا ہے۔ لیکن کسی نوع کا جزو ناکمل نہیں ہوتا"

فرد کی مثال دیتے ہیں:-

"لم یبق من الجسد الا الراس - یعنی جسم میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر سر"

اور نوع کی مثال دیتے ہیں:-

"لم یبق من الناس الا الافغان - کہ لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا مگر افغان"

پس قوم افغان بحیثیت قوم کے ناکمل نہیں۔ اسی پر وہ حدیث لم یبق من النبوت الا المبشرات کے معنے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"کسی نوع کی تخصیص ناکمل نہیں کہلا سکتی اب اس کلیہ پر اس حدیث مذکورہ بالا کو دیکھو اور سوچو کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اس کے یہی معنے ہوئے کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا لیکن مبشرات یا رؤیا صالحہ۔ چونکہ نبوت کی بہت سی اقسام ہیں تشریعی، غیر تشریعی، بالواسطہ، بلا واسطہ، مستقل، غیر مستقل، ظلی، بروزی، امتی، مجازی وغیرہ ان تمام قسموں میں سے اسی قسم کی نبوت اب اس حدیث کے مطابق اس امت محمدیہ میں باقی رہ گئی جو نبوت کہ مظہر مبشرات ومنذرات اور رؤیا صالحہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر تشریعی وغیر مستقل نبوت کے نام سے موسوم فرمایا۔ اور اسی نبوت کے آپ مدعی ہیں۔ اور یہی نبوت تا قیامت جاری وساری رہے گی۔"

مذکورہ بالا معنے پر فاضل مولانا کو اس قدر ناز ہے کہ انہوں نے لاہوری احمدیوں کو نہایت تحدی کے ساتھ مقابل پر بلایا ہے۔ اور بالخصوص اس خاکسار کو بھی تو بُرا بھلا کہا ہے اور پھر اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کو خاص طور پر ارشاد فرمایا ہے۔ اس لئے کچھ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کسی معنے پر ناز کرنا اور فریق مخالف کو تحدی کے ساتھ مقابل پر بلانا تو کچھ بُرا نہیں۔ مگر افسوس اس کا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے پرانے معنے کرنے والوں پر نہایت سخت حملہ کیا ہے۔ اور صاف طور پر فرمایا کہ جو اس کے معنے یہ کہتے رہے ہیں۔ کہ مبشرات جزو نبوت ہیں یعنی مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا۔ اس سے ان کا مقصد سوائے دھوکہ دہی کے اور کچھ نہیں" تھا۔ ان کا ہمیں دھوکہ باز قرار دینے کا بھی کوئی افسوس نہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ دھوکہ دہی کی زد بہت دور جاکر پڑتی ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے تو مبشرات کو جزو نبوت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دیا ہے کیونکہ جب اس حدیث کو سنکر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا ہے تو فرمایا کہ رؤیائے صالحہ۔ پھر رؤیا صالحہ کو خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جزء من ستة واربعین جزء من النبوة فرما کر نبوت کے چھیالیس جزوں میں سے ایک جزو قرار دیا۔ تو اب فرمایئے۔ کہ بقول مولانا دھوکہ بازوں کی فہرست میں سب سے پہلے جس کا نام آتا ہے وہ نعوذ باللہ خود رسالتمآب صلعم ٹھہرتے ہیں۔ پھر تمام علمائے امت اور ائمہ دین کے نام اسی فہرست پر نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ سب سے آخر میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھی نعوذ باللہ اسی فہرست میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ مبشرات کو جزو نبوت قرار دے کر یوں فرماتے ہیں:-

"مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے نام سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے۔ یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

اب فرمایئے ہمیں دھوکہ باز قرار دیتے دیتے زد کہاں جا پڑی۔ ہم تو خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہمارا نام ایسے بزرگوں کی فہرست میں جا داخل ہوا۔

(۲) دوسری بات فاضل مولانا سے میں اس قدر پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو ایک لمبی فہرست اقسام نبوت کی تحریر فرمائی ہے "تشریعی، غیر تشریعی، بالواسطہ، بلا واسطہ، مستقل، غیر مستقل، ظلی، بروزی، امتی، مجازی، وغیرہ" یہ کس کتاب میں سے تحریر فرمائی ہیں کیا قرآن کریم میں نبوت کی یہ اقسام موجود ہیں۔ یا خود جناب رسول کریم صلعم نے نبوت کے یہ اقسام ارشاد فرمائے ہیں تاکہ خیال کیا جائے کہ اس حدیث کے بیان کرنے میں آپ کے زیر نظر نبوت کی یہ اقسام تھیں۔ اگر قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ذکر نہیں اور وہاں نبوت کی صرف ایک ہی قسم ہے تو پھر ان اقسام کا بطور مسلمات کے پیش کرنا کیا معنے رکھتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے صرف مبشرات ہی کو اصل نبوت سے فرق کرنے کے لئے بلا واسطہ غیر مستقل، ظلی، بروزی، امتی، مجازی نبوت کے نام سے موسوم کیا تھا۔ اور یہ ایک ہی چیز کے مختلف نام رکھے تھے۔ مگر آپ نے ان کو نبوت کی مختلف اقسام کیوں ظاہر کیا؟ کیا پڑھنے والوں کو مسئلہ کی تحقیق میں اس سے دھوکہ نہیں لگے گا؟

(۳) آپ فرماتے ہیں:-

"ان تمام قسموں میں سے اسی قسم کی نبوت اب اس حدیث کے مطابق اس امت محمدیہ میں باقی رہ گئی جو نبوت کہ مظہر مبشرات ومنذرات اور رؤیا صالحہ ہے"

آپ نے "یہ قسم نبوت جو مبشرات ومنذرات اور رؤیا صالحہ ہے" کہاں سے نکال لی۔ اس حدیث میں تو کہیں نہیں۔ حدیث میں تو مبشرات کی نسبت جب صحابہ نے استفسار کیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا "رؤیائے صالحہ" اور بس۔ حضور صلعم نے تو نبوت کا نام بھی نہیں لیا۔ یہ اتنا لمبا فقرہ "نبوت جو مظہر مبشرات ومنذرات اور رؤیا صالحہ ہے۔" صرف آپ کی ایجاد ہے۔ رؤیائے صالحہ کے معنے کبھی دنیا میں "نبوت جو مظہر مبشرات ومنذرات اور رؤیائے صالحہ ہے" نہیں ہوئے۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اگر اس طرح تنکے کا پہاڑ بنانے لگیں تو امان اٹھ جائے۔ جس کا جو جی چاہے جوڑتا چلا جائے۔ یہ جناب رسالتمآب صلعم کی طرف وہ بات منسوب کرنی ہے جو آپ نے نہیں فرمائی۔

پس جیسا کہ میں دکھا چکا یہ ساری عمارت مولانا کی اپنی من گھڑت باتوں کی بنا پر ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم سے شروع کرکے تمام علمائے امت یہاں تک کہ مسیح موعود کا بھی مذہب یہی ہے۔ کہ مبشرات جزو نبوت ہیں۔ مگر علمی رنگ میں میں اس مسئلہ کو چلاتا ہوں تاکہ تحقیقات علمی بھی مکمل ہو جائے۔

جنس اور نوع

میں قارئین کرام کی توجہ مسئلہ جنس اور نوع کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ جنس اور نوع کا تعلق یہ ہوتا ہے کہ جنس میں کچھ خصوصیات بڑھانے سے نوع بنتی ہے۔ مثلاً حیوان جنس ہے تو ہاتھی یا گھوڑا یا انسان نوع ہے اب حیوان کے مفہوم میں جب تک کوئی خصوصیت نہ بڑھائی جائے اس وقت تک نوع پیدا نہیں ہوسکتی دوسرے لفظوں میں یہ کہ کسی جنس کی مختلف انواع میں جو حصہ سب میں مشترک ہوتا ہے وہ جنس ہوتا ہے۔ اور جو الگ الگ خصوصیات ہوتی ہیں وہی ان کے نوع بننے کا موجب ہوتا ہے۔ پس حصہ مشترک جنس ہوتا ہے۔ اور الگ الگ خصوصیات جو ہوتی ہیں جن سے نوع بنتی ہے۔ ان میں باہم اختلاف ہوتا ہے۔ اگر اختلاف نہ ہو تو نوع نہیں بن سکتی۔ مثلاً انسان، گھوڑا، ہاتھی میں حیوانیت مشترک ہے لہذا وہ جنس ہے۔ مگر جو خصوصیات ایک نوع کو انسان بناتی ہیں اور دوسری کو ہاتھی۔ اور تیسری کو گھوڑا۔ ضرور ہے کہ وہ باہم مختلف ہوں۔ پس ان امور کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب میں حدیث لم یبق من النبوة الا المبشرات کو لیتا ہوں۔

(۱) مولانا کی پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ جنس کو نوع قرار دے رہے ہیں اگر وہ مبشرات کو نبوت کی ایک نوع مانتے ہیں تو پھر نبوت جنس ہوئی لیکن تعجب ہے کہ وہ نبوت کو بھی نوع مانتے ہیں اور استثنا کو تخصیص نوع کے واسطے بتاتے ہیں۔ پس اگر نبوت اور مبشرات دو نوع ہیں تو ضرور ہے کہ وہ اپنی خصوصیات میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ اور ان کے لئے جنس کوئی ایسی تجویز کرنی پڑے گی جو ان دونوں میں مشترک ہو۔ اور وہ صرف مکالمہ ومخاطبہ الہیہ ہی ہو سکتی ہے۔ تو اس صورت میں اس حدیث کے معنے یہ ہوں گے کہ مکالمہ ومخاطبہ الہیہ کی وہ قسم جسے نبوت کہتے ہیں اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ ہاں مکالمہ ومخاطبہ الہیہ کی وہ قسم جسے مبشرات کہتے ہیں اس میں سے باقی رہ گیا۔ یعنی وحی نبوت باقی نہیں رہی۔ مبشرات یعنی وحی ولایت باقی رہ گئی۔ گویا یہاں الا استثنائے منقطع کے لئے ہوا۔ اللہ جزائے خیر دے مولانا کو بالکل یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ آپ نے خوب ہمارے عقیدہ کی تائید کی۔ حضور انور رسول کریم صلعم بھی یہی معنے کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں "ذہبت النبوة وبقیت المبشرات" نبوت چلی گئی مبشرات باقی ہیں۔ مولانا نے نبوت اور مبشرات کو الگ الگ دو نوع قرار دے کر بتا دیا کہ مبشرات نبوت سے الگ کوئی قسم مکالمہ مخاطبہ الہیہ کی ہے۔ جو جاری ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ نبوت ختم ہوگئی اور مبشرات جاری ہیں۔

(۲) چلو ہم مولانا کی رعایت کرتے ہیں۔ اور ان کی اس غلطی سے اغماض کرکے مان لیتے ہیں کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ حدیث متنازعہ فیہ میں نبوت جنس ہے اور مبشرات نوع جس طرح ان کی مثال لم یبق من الناس الا الافغان سے ظاہر ہے۔ بہت اچھا نبوت اگر جنس ہے اور مبشرات اس کی ایک نوع ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ مبشرات میں نبوت سے بڑھ کر کچھ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے وہ ایک نوع قرار دی گئی اور نبوت کی دوسری نوع میں یہ خصوصیات نہ ہوں گی۔ ورنہ اسے الگ ایک نوع قرار دینے کی ضرورت کیا تھی اب خود مولانا کو اقرار ہے کہ مبشرات والی نبوت "مظہر مبشرات ومنذرات اور رؤیائے صالحہ" ہوتی ہے۔ اسی لئے اسے مبشرات کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تو اب یہ ماننا پڑے گا کہ نبوت کی دوسری نوع میں یہ خصوصیات نہ ہوں گی۔ یعنی دوسری قسم نبوت میں مبشرات ومنذرات اور رؤیا صالحہ نہ ہوں گی۔ مگر دوسری طرف صاف طور پر قرآن کریم فرماتا ہے "فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معهم الکتاب" کہ اللہ نبیوں کو بھیجتا ہے جو مبشر بھی ہوتے ہیں۔ اور منذر بھی اور ان کے ساتھ کتاب نازل فرماتا ہے گویا سب نبیوں کو مبشرات اور کتاب مشترک طور پر ملتی ہے۔ کوئی نبی ان دونوں باتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن مولانا کے فرمانے کے مطابق مبشرات کو اگر ایک نوع نبوت کی مانا جائے تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ کوئی خصوصیت ہے جو بعض انبیا کو ملتی ہے اور بعض کو نہیں جس کی وجہ سے علیحدہ ایک نوع ماننا پڑا ہے۔ پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ انبیا میں بعض مبشر ومنذر ہوتے ہیں۔ اور بعض نہیں جو بالبداہت غلط ہے۔ قرآن کریم کی صریح مذکورہ بالا محکم آیت اس کے خلاف ہے۔ قرآن کریم کے رو سے ہر ایک نبی مبشر ومنذر ہوتا ہے۔ اور مبشرات سب میں مشترک ہوتی ہے۔ وہ نبیوں کے کسی خاص گروہ کی خصوصیت نہیں۔ پس جب وہ سب میں مشترک ہو تو ضرور ہے کہ وہ یا تو خود جنس نبوت ہے یا جنس نبوت کا کوئی جزو ہے وہ خود جنس نبوت تو نہیں۔ کیونکہ مذکورہ بالا آیت میں جہاں مبشرات کو سب نبیوں میں مشترک بتایا تھا۔ وہاں کتاب کا ملنا بھی سب میں مشترک تبلایا تھا۔ اور پھر اس طرح حدیث بھی بے معنی ہو جاتی ہے کیونکہ پھر لم یبق من النبوة الا المبشرات کے معنے ہو جاتے ہیں لم یبق من النبوة الا النبوة یعنی نبوت میں سے باقی نہیں رہی مگر نبوت۔ جو بالکل مہمل اور بے معنی ہے پس اس حدیث کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ مبشرات کو جنس نبوت کا جزو مانا جائے۔ اس صورت میں معنے ہوں گے کہ جنس نبوت میں سے باقی نہیں رہا مگر اس کا ایک جزو مبشرات۔ اور یہی حق ہے اسی کی تائید دوسری احادیث صحیحہ کرتی ہیں۔ پس مبشرات نبوت کا ایک جزو ہے نہ کہ نوع۔

پھر غور کرو اگر مبشرات ومنذرات کی وجہ سے ہم نبوت کی کوئی الگ نوع مبشرات کے نام سے قرار دیں گے تو پھر ضرور ہے کہ یہ خصوصیت دوسری نوع میں نہ ہو۔ جو بالبداہت غلط ہے۔ ورنہ پھر علیحدہ نوع بنانے کی ضرورت کیا تھی۔ نوع ہمیشہ خصوصیت سے بنتی ہے جو چیز سب میں مشترک ہے اس کی وجہ سے کوئی علیحدہ نوع نہیں بن سکتی۔ مبشرات سب نبیوں کو ملتی ہے۔ پس سب میں مشترک ہونے کی وجہ سے وہ جنس کا ایک جزو ضرور ہے۔ وہ جنس نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پھر لم یبق من النبوة الا المبشرات ایک بے معنے کلمہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مبشرات کے علاوہ کتاب اور دوسری باتیں ہیں جو نبیوں میں مشترک

پر پائی جاتی ہیں۔ اس لئے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے معنے سوائے اس کے نہیں کہ مبشرات جنس نبوت کا ایک جزو ہیں جو باقی ہیں۔

قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ہمارے قادیانی مولانا کے پیش کردہ معنی علمی رنگ میں کس پایہ کے ہیں ظاہر ہو چکا کہ بالکل غلط ہیں۔ اور خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، تمام ائمہ دین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تشریحات کے بالکل الٹ ہیں۔ پس معقولی و منقولی طور پر صحیح معنی وہی ہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کرتے ہیں۔ تو پھر اب قادیانی مولانا صاحب کی تحدی کہاں گئی؟ اور ہم پر ان کا الزام کس قدر خلاف واقعہ اور دل آزار ہے۔

باقی رہا حضرت مولانا نورالدین قدس سرہٗ کے ملفوظات کا ایک حوالہ۔ جو قادیانی بزرگ نے دیا ہے۔ سو اس کی نسبت اتنا عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ میں نے اخبار پیغام صلح میں "بیسویں صدی کے مولویوں کی حیرت انگیز ... " کے عنوان سے ان امور پر اصولی رنگ میں سیر کن بحث کردی ہے۔ وہ پڑھ لیں۔ اگر ذوق علمی ہو۔ جب اس کا جواب مولانا شائع فرمائیں گے تو بشرط ضرورت جواب الجواب کے لئے یہ خاکسار انشاء اللہ الرحمٰن حاضر ہو جائیگا جن باتوں کا جواب دیا جا چکا بار بار انہی کو پیش کئے جانا تحقیقات علمی نہیں کہلا یا جا سکتا۔

ہبوط نسل انسانی کے ناشر کی گوہر افشانی

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

"پس تم سانپوں کی طرح ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بھولے بنو" (متی ۱۰/۱۶)

یہ وہ سب سے پہلی ہدایت ہے جو یسوع ناصری نے سب سے پہلے مشنری گلے کو دی۔

(۱) سانپ عہد عتیق اور عہد جدید کی اصطلاح میں شوخی شرارت۔ دغا اور فریب کا مجسمہ ہے۔ اور یہی اس کی ہوشیاری اور چالاکی ہے جس کی وجہ سے اس کو زمین کے تمام جانوروں پر ترجیح دی گئی ہے۔ (دیکھو کتاب پیدائش باب ۳/۱)

(۲) وہ رستے کی ٹی اور ریت میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ تاکہ دغا اور دھوکے سے گھوڑے کے پاؤں کو کاٹے اور اس کے سوار کو زمین پر گرا دے۔ (پیدائش ۴۹/۱۷)

(۳) جب اس کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو اس کی سب سے بڑی کوشش اپنے سر کو بچانا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی روح اس کے سر میں رہتی ہے۔ (پیدائش ۳/۱۵)

(۴) وہ اپنے کانوں کو بند کر لیتا ہے تاکہ وہ بین کے نغمہ کی آواز نہ سنے۔ (زبور ۵۸/۴)

(۵) زہر اس کے گلے کے قریب تر رہتا ہے۔ تاکہ ڈسنے وقت فوراً اس کو زخم میں پہنچایا جا سکے۔ (ایوب ۲۰/۱۴) بلکہ اس کی زبان میں زہر رہتا ہو (زبور ۱۴۰/۳)

(۶) اے سانپوں کے بچو تم برے ہو کر کیونکر اچھی بات کہہ سکتے ہو۔ کیونکہ جو دل میں بھرا ہے سو ہی منہ پر آتا ہے۔ (متی ۱۲/۳۴ وغیرہ وغیرہ)

یسوعی صاحبان اس ہدایت پر عمل کر کے ہمارے دلائل پر کان نہ دھرتے ہوئے اصل مضمون کا جواب نہ دے کر اپنے سر کو بچاتے ہوئے اور دغا فریب شرارت کی سرشت کو ظاہر کرتے ہوئے زہر افشانی کریں تو تعجب مت کرو۔ کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

(۱) کبوتر غفلت، سادگی اور بھولے پن کا نشان ہے۔ (ہوشیع ۷/۱۱)

(۲) اپنی سادگی اور انتہائی بیوقوفی کی وجہ سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہیں کر سکتا۔ اور آسانی سے دشمن کا شکار ہو جاتا ہے۔ (دیکھو زبور ۵۵/۶ یسعیاہ ۳۸/۱۴ وغیرہ وغیرہ)

پس کبوتر کی خصلت یسوعی صاحبان کو اختیار کر کے انہیں بھولا اور سادہ بھی ہونا چاہئے۔ جہاں کہیں بھی آپ ان نوادر کو میدان مناظرہ میں دیکھیں گے یہ دو عادتیں بھی ان کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی نظر آئیں گی۔ دیکھئے میں کبوتر ...

۲۴ ستمبر ۱۹۲۵ء کے اخبار نور افشاں میں کسی نامہ نگار نے پیغام صلح کو چیلنج دیا ہے جس کے الفاظ میں دغا ہے۔ فریب ہے۔ شرارت ہے اور زہر افشانی ہے۔ اصل مضمون پر بحث سے پہلو تہی ہے۔ سر بچانے کی کوشش ہے مگر اس کے ساتھ ہی کچھ بھولا پن ہے۔ کسی قدر سادگی ہے اور بہت بڑا دھوکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہبوط نسل انسانی کے پہلے نمبر میں لکھا تھا کہ

خواجہ صاحب کے ساتھ جو مکالمہ پادری سلطان محمد پال کے ساتھ ہوا تھا اس کے شائع کرنے کے لئے شرط یہ تھی کہ وہ خواجہ صاحب کو دکھلا کر شائع کیا جاوے۔ مگر وہ خواجہ صاحب کو دکھلانے کے بغیر شائع کیا گیا۔

نامہ نگار نور افشاں اس کو جھوٹ بہتان قرار دے کر جھوٹے کو میرے گھر تک پہنچانے کی دھمکی دیتے ہیں۔ ہم نے خواجہ صاحب سے دریافت کر لیا ہے۔ اصل واقعہ پر بھی اطلاع پائی ہے۔ اس کو سر دست محفوظ رکھتے ہوئے اور نامہ نگار نور افشاں کی شرارت کو طشت از بام کرتے ہوئے صرف تین سوال پوچھتے ہیں

(۱) اخبار پیغام صلح مورخہ ۹ رجون ۱۹۲۵ء میں جب ہم نے یہی اعتراض نور افشاں کے اس مضمون پر کیا تھا تو اس وقت یہ جواب کیوں نہیں دیا گیا کہ ہم نے اس کو دکھلا کر شائع کیا ہے۔ اور اگر یہ جواب آپ دے چکے ہیں تو اخبار کے نمبر اور تاریخ سے اطلاع دیجئے۔

(۲) اور اگر آپ نے فی الواقع اس مکالمہ کا مسودہ خواجہ صاحب کو دکھلایا ہے تو فرمائیے آپ نے خود خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر زبانی اس کے شائع کرنے کی اجازت حاصل کی تھی یا بذریعہ ڈاک استصواب کیا تھا۔

(۳) خواجہ صاحب نے اس مکالمہ میں کوئی اصلاح کی تھی یا نہیں۔ اگر کی تھی تو آپ نے اس اصلاح کو ملحوظ رکھ کر شائع کیا یا جو کچھ اپنی طرف سے لکھا تھا اسی کو شائع کر دیا۔

ہندوستان

— کلکتہ ۹ ر اکتوبر۔ غیر معمولی گزٹ کی اشاعت میں قرار دیا گیا تھا کہ عوام کی جان و مال خطرہ میں ہے اس گزٹ کی اشاعت کے بعد ہی "قانون تحفظ" کے ماتحت شمالی کلکتہ میں تمام بدچلن آدمیوں کی گرفتاری عام طور پر شروع ہو گئی۔ کثیر التعداد آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن میں اکثر پشاوری اور شمالی ہند کے باشندے ہیں۔

— الہ آباد ۹ ر اکتوبر۔ ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ امپیریل انڈین پولیس سروس میں مزید آدمیوں کو داخل کرنے کی غرض سے جو امتحان مقابلہ ہونے والا تھا وہ ۲۳ ر نومبر سے شروع ہو گا۔

— بمبئی ۹ ر اکتوبر۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے ہز رائل ہائنس شہزادہ ویلز کا مجسمہ شہر بمبئی میں میو روڈ اور کوپر ایج روڈ کے جائے اتصال پر نصب کیا جائے۔

— بمبئی ۹ ر اکتوبر۔ ناگپور سے ایک برقی اطلاع مظہر ہے کہ دریائے مہاندی کے سیلاب نے جان اور مال کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ سیلاب سے بچنے کے لئے لوگ اونچے اونچے درختوں پر چڑھ گئے۔ اور تین تین دن سے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ کئی آدمی تو سیلاب کی نذر ہو چکے سرکاری حکام اپنے بنگلوں کو چھوڑ کر مشن ہاؤس کی چھتوں پر پناہ گزین ہیں۔ مسٹر سیمین ڈپٹی کمشنر بھی بال بچوں سمیت درختوں پر چڑھنے کے لئے تیار تھے لیکن ابھی تک وہ سیلاب کی زد سے محفوظ ہیں۔

— شملہ ۹ ر اکتوبر۔ آج وفد جنوبی افریقہ شملہ سے پشاور روانہ ہو گیا کل سر الیگزنڈر موڈیمین اور آنریبل مسٹر ایس آر داس نے ارکان وفد کو لنچ کی دعوت دی۔ وفد ۱۳ ر اکتوبر کو بمبئی سے جہاز میں سوار ہو کر جنوبی افریقہ واپس چلا جائے گا۔

— دہلی سے عنقریب جناب شوکت علی فہمی کی ادارت میں ایک دس روزہ اخبار "غازی" اور دوسرا ماہوار رسالہ "اسلامی دنیا" جاری ہونے والے ہیں۔

— ساتن دھرم کانفرنس کا آئندہ اجلاس ملتان میں آخر ماہ اکتوبر میں منعقد ہو گا۔ اور مہاراجہ دربھنگہ صدر ہوں گے۔

— اخبار زمیندار کی بعض تحریرات کی بنا پر خواجہ حسن نظامی اور مولوی ظفر علی خاں کے مابین ناچاقی ہو گئی تھی۔ اب ان دونوں بھائیوں میں صلح ہو گئی ہے۔

— بنگلور ۱۳ ر اکتوبر۔ ریاست کے جیلخانوں میں اصلاحات کے متعلق انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات میسور نے متعدد تجاویز سفارشات حکومت کے غور و خوض کے لئے ارسال کی ہیں۔ جن قیدیوں کو حبس دوام یا طویل مدت کی سزائیں دی جاتی ہیں ان کو بطور آزمائش اختتام میعاد سے قبل رہا کیا جائے گا اور ان کے چال چلن کی نگرانی کا انتظام کیا جائیگا کہ آیا اب ان کی اصلاح ہو گئی یا نہیں۔ قیدیوں کی اس آزمائشی رہائی کے متعلق ایک بورڈ بنایا جائے گا جو قیدیوں کی گزشتہ زندگی کے واقعات پر غور کرنے کے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رائے معلوم کر کے قیدیوں کی رہائی کے لئے سفارش کیا کرے گا۔ حکومت نے یہ تجویز منظور کر لی ہے۔

— انجمن اہل حدیث امرتسر نے ایک جلسہ منعقد کر کے حجاز کانفرنس لکھنؤ کی کارروائی متعلقہ حجاز اور مقاطعہ حج پر سخت نفرت کا اظہار کیا ہے ایک دوسری قرارداد میں "ذمہ داران اسلام ندوۃ العلما جمعیۃ العلما اور علمائے دیوبند" سے استدعا کی گئی ہے کہ فریضہ حج کی حفاظت کریں اور اس موقعہ پر خاموش نہ رہیں۔

— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ علیگڑھ نے آئندہ رام لیلا کے تیوہار پر فساد وغیرہ کی پیش بندی کے لئے ہندو اور مسلم نمائندوں کو بلایا۔ اور ہندوؤں سے درخواست کی کہ نماز مغرب کے وقت جو مسجد کے سامنے سے گزریں۔ تو باجا بند کر دیں۔ ہندوؤں نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور احتجاج کے طور پر جلوس نہ نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— مولانا مظہر الدین ایڈیٹر "الامان" کے خلاف ایک مذہبی فتوے شائع کرنے پر جو مقدمہ چل رہا ہے۔ ہندوستان کے اکثر شہروں کے مسلمان حکومت کی اس کارروائی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔

— لکھنؤ میں ۲۰ ر اکتوبر کو موتمر اسلامیہ کی شاخ کا افتتاح ہو گا۔

— جناب وائسرائے ۱۸ ر اکتوبر کو لاہور پہنچیں گے۔ اور مختلف تقریبات میں شرکت کریں گے۔

— انڈین سائنس کانگرس کے چہاردہم اجلاس کی صدارت سر جے سی بوس کریں گے۔ اس کانگرس کے جلسے ۲ ر جنوری سے ۸ ر جنوری تک گورنر پنجاب کی سرپرستی میں لاہور میں منعقد ہوں گے

ممالک خارجہ

— بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ۶۰ ہزار دروزیوں کے مقتدا احمد الہجازی نے معہ اپنے مریدوں کی ایک جماعت کے فرانسیسیوں کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اور یہ اعلان کیا ہے کہ وہ تمام ملک شام میں صلح و امن کا وعظ کریں گے۔ ان پیر صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں سلطان پاشا الاطرش کی دھمکیوں کے خوف سے فرانسیسیوں کے خلاف لڑا تھا۔ ان ذات شریف کی حوالگی کو فرانسیسی بہت کچھ اہمیت دے رہے ہیں۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ نواح دمشق میں مجاہدین نے بہت سے چھاپے مارے اور ان سے کئی مرتبہ مڈبھیڑ ہوئی۔ ایک معرکہ میں زید پاشا الاطرش بھی شریک تھے۔

— کردوں کی ایک کثیر جماعت نے شمالی شام پر حملہ کر دیا ہے۔ کہتے ہیں یہ جماعت انہی کردوں کے قبائل سے تعلق رکھتی ہے جنہوں نے پچھلے دنوں ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔

— ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ فن کی امداد و اعانت کے لئے یہاں ایک "رضا کارانہ" ٹیکس لگایا جانے والا ہے۔ ٹیکس انکم ٹیکس پر دس فیصدی ہو گا۔ جب تک لوگ یہ طیارہ ٹیکس ادا نہ کر دیں گے اس وقت تک حکومت ترکی انکم ٹیکس کی رسید نہیں دے گی۔

— ترکوں نے ایک جلسہ میں جس کے اندر ڈھائی سو اصحاب حل و عقد جمع تھے۔ بجائے عربی کے لاطینی حروف کے استعمال کا آخری اور یقینی فیصلہ کر لیا ہے۔

— افغانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے ایک اخبار کے نمائندے سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے تعلقات انگلستان، روس اور ایران کے ساتھ بہت اچھے ہیں۔ ٹرکی کے متعلق تو ہم افغان خیال بھی نہیں کر سکتے کہ ترک ہم سے کسی طرح بھی علیحدہ ہیں۔ ہم خود کو ترک سمجھتے ہیں اور ترکوں کو افغان۔ ہر افغانی ترکی کے لئے اپنی جان نثار کر دینا باعث فخر سمجھتا ہے۔ کابل سے باہر جرمن انجینیر برلن کے نمونے اور طرز پر ایک نیا شہر بنا رہے ہیں۔

— بمبئی کے مشہور پارسی اخبار نویس مسٹر جی۔ کے نریمان جو افغانستان کی سیاحت سے حال میں واپس آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ افغانستان ہر لحاظ سے ترقی کر رہا ہے۔ تعلیم اور رعایا کی آسائش پر کافی روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ تعدد ازدواج اور پردہ کا رواج کم ہو رہا ہے مغربی طرز کے لباس کی حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے

سڑکیں عام طور پر پختہ اور اچھی ہیں۔ اور ہندوستان کے مقابلہ میں افغانستان میں جان و مال زیادہ محفوظ ہے۔ بڑے شہروں میں حفظان صحت کا انتظام اور حالت نہایت عمدہ اور تعجب انگیز ہے۔ ہندوؤں کو کامل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ مقام نوان بدھ کے دیوہیکل بت اور خانقاہیں موجود ہیں۔ جو پہاڑیوں میں کھود کر بنائی گئی ہیں۔

—— طہران یکم اکتوبر۔ شاہ پہلوی کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں جو اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں ان میں ڈاکٹر امیر خاں سابق معالج پولیس۔ میر لسٹیڈ ہاشم پہلوی۔ سابق رکن مجلس کرنل فلاح الدین کمانڈر بنگاکاسک ڈویژن۔ میجر روح اللہ خاں سابق ایجوٹننٹ شامل ہیں یہ لوگ ایک خفیہ مجلس میں مشورہ کر رہے تھے۔ کہ گرفتار کر لئے گئے۔

پولیس کے ہاتھ میں جو دستاویز آئی ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ پہلوی شہزادہ ولیعہد، کئی اعلیٰ افسر (فوجی) اور مجلس کے ارکان کو قتل کرنے کے لئے بڑی شاندار سازش کی گئی تھی اور تجویز تھی کہ اس کام کے لئے طہران پر قبضہ جما لیا جائے۔ اور ایک خاص حکومت قائم کر لی جائے۔ اس سازش کی تمام جزئیات کا ایسا اعلیٰ انتظام کیا گیا تھا کہ اگر اس کا قبل از وقت انکشاف نہ ہوتا تو غالباً سازش کرنے والوں کو اپنے مقاصد میں پوری کامیابی ہو جاتی۔ آج افواہ پھیلی جاتی ہے کہ فلاح الدین روح اللہ خاں اور ایک دو اور اشخاص کو شہر کے باہر فوجی مرکز میں شاہ کے حکم سے گولی سے اڑا دیا گیا ہے سارے معاملہ پر زبردست پردہ ڈالا جا رہا ہے۔ اور اخبارات پر احتساب قائم ہے۔

—— تازہ اطلاع مظہر ہے کہ یونان اور سرویہ کے باہمی معاہدہ سے ترک خوش نہیں ہیں۔ حکومت ترکیہ نے اس خبر کو دہشت اور خوف کے ساتھ سنا اور فوراً اپنے سفیر متعینہ یونان کو لکھا کہ وہ وزارت خارجہ سے معاہدہ مذکور کے مفہوم اور اصلیت سے آگاہی حاصل کرے اور دریافت کرے کہ معاہدہ کس لئے ہوا ہے۔ ترکی سفیر نے دریافت کیا جواب ملا کہ متعاقدین میں صلح و آشتی قائم کرنے کے لئے یہ معاہدہ کیا گیا ہے۔ اس سے حکومت ترکیہ کی تہدید مقصود نہیں ہے۔

انعام! انعام! انعام

جو اصحاب اخبار پیغام صلح کے لئے ۲۰ دسمبر ۱۹۳۷ء تک خریدار بہم پہنچائیں گے ان کی خدمت میں حسب ذیل انعام پیش کئے جائیں گے۔

ایک ایک سال کے لئے	بیس خریدار بہم پہنچانے والے کو		ترجمۃ القرآن انگریزی یا بیان القرآن
"	دس	"	اردو کی ہر دو کتب نصف قیمت پر
"	پانچ	"	محمد دی پرافٹ یا سیرۃ خیر البشر
"	تین	"	خلافت راشدہ

جو کتابیں ایک دوسری کے عوض میں رکھی گئی ہیں ان میں سے انعام میں وہ بھیجی جائیں گی جو خریدار بہم پہنچانے والا لینا چاہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت

منیجر اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۵

غزل

(مرزا اشرف الدین صاحب ٹونکی المتخلص یاس)

ہائے کیسا جان سے بیزار ہے — جو تمہارے ہجر کا بیمار ہے

لب وعدہ دل میں صاف انکار ہے — واہ کیا انکار کیا اقرار ہے

سدِ راہ یہ پردۂ پندار ہے — آپ سے گزرے تو بیڑا پار ہے

آج رخصت آپ کا بیمار ہے — دیکھ لیجے آخری دیدار ہے

جان پر کھیلا کئے ہم عشق میں — یہ نہ دیکھا جیت ہے یا ہار ہے

جب بھی وحشت اسی کوچہ میں ہوں — جب اٹھایا سر وہی دیوار ہے

دیکھ لیں گے آج برپا کر کے حشر — حشر کے دن وعدۂ دیدار ہے

اس کے دم تک تھیں وہ ساری شہر میں — اب مسیحا تم نہ وہ بیمار ہے

تیرے دربانوں کی بندش ہے غضب — در بھی میرے واسطے دیوار ہے

بند کر آنکھیں ذرا آنکھوں سے دیکھ — طالبِ دیدار یہ دیدار ہے

تم سے ہی شاید کھلے تو کچھ کھلے — جو تمہارا محرمِ اسرار ہے

آپ میں آنے نہ دے اے بیخودی — ڈوب ہی جاؤں تو بیڑا پار ہے

کیوں نہ نکلے بوالہوس کی آرزو — اس کے دل سے آرزو بیزار ہے

یاسؔ کو دی اک جہاں کی آرزو

واہ کیا لکھ لٹ تری سرکار ہے

ناظرین خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

ارتقائے نسل انسانی بجواب ہبوط نسل انسانی

آدم کی سرگذشت علم و عقل کی روشنی میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

(جناب مولینا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت کی قلم سے)

آفرینش بیدار ہوئی اور صبح ترقی نے بھی ایک دلفریب انگڑائی کے ساتھ آنکھیں کھولدیں۔ سمانی صبح کی مائل بزردی روشنی نے اُفق عالم پر تبسم ہو کر شورید زمین کے اونٹ کتاروں اور باغ عدن کے عنبر بیز تاکستانوں کو نمایاں کر دیا۔ فردوس بریں علم و عقل کی تازہ خوشبو سے مہک گیا۔ آدم اور فرزندان آدم نے دایۂ فطرت کی نرم اور نازک راحت افزا اور خواب آور گود سے اتر کر سخت اور کرخت زمین کے چٹیل میدانوں میں قدم رکھا محنت اور مشقت کے نقش بابرگام فرسائی اختیار کی۔ دماغی جد وجہد اور ترقی علم و فن کی پیہم متفقہ کوششیں جو نتیجہ پیدا کر سکتی تھیں وہ اگر ایک طرف تہذیب و تمدن کے رفیع الشان قصر کی شکل میں ظاہر ہوا تو دوسری طرف الٰہیات کی فضا میں نسل انسانی کی پرواز عرش معلےٰ تک جا پہنچی۔ نیکی اور بدی کی پہچان میں اس کا نور معرفت خدا کے نور کی مانند چمک اٹھا۔ (پیدائش ۳ ۲۲)

حقیقت یہ ہے کہ خود خداوند کریم کا منشا یہی تھا کہ انسانی فطرت کے قوے اور استعدادیں گوہر مکنون کی طرح اپنے حجابہ جمال میں مستور نہ رہیں۔ بلکہ وہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ بے نقاب ہوں۔ اور ارتقا کے بلند سے بلند مقام تک پہنچیں۔

کتاب پیدائش کی رو سے جہاں تک غور کیا جائے آدم اور حوا کا نوعیت فعل کے لحاظ سے تو کوئی گناہ ثابت ہی نہیں ہوتا۔ اور بلحاظ اس اثر کے جو اس فعل پر مترتب ہوا۔ ان کو کوئی سزا بھی نہیں ملی۔ بلکہ الٹا وہ خدا کے مانند ہو کر پہلے کی نسبت ترقی کر گئے۔ اور یہی ان کا اعلےٰ سے اعلےٰ ارتقا تھا جس پر ان کو پہنچنا چاہئے تھا۔ اب رہا یہ امر کہ حوا کو یہ کہا گیا کہ وہ زیادہ درد سے بچہ جنے اور آدم کو یہ کہ وہ پیشانی کے پسینے سے روٹی کمائے (پیدائش ۳ ۱۶) اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی سزا نہ تھی۔ عیسائی الٰہیات میں گناہ خدا سے بغاوت کا نام ہے۔ اور اس کی سزا کے لئے ابدی جہنم موجود ہے۔ اور آدم اور حوا کے متعلق یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ بھی سانپ کی طرح (نعوذ باللہ) ملعون ہو کر ابدی جہنم کے حقدار ہو گئے۔ عورت کا درد سے یا زیادہ درد سے بچہ جننا جہاں تک میں اس پر غور کرتا ہوں خیاب حوا ہی پر کیا منحصر ہے۔

سطح ارضی کے تمام حیوانات ایک ہی طریق پر بچے جنتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جس صنف کے احساسات زیادہ نازک ہوں وہ زیادہ دکھ محسوس کرتی ہے۔

جانور کی نسبت انسانی احساسات زیادہ نازک ہوتے ہیں۔ اور اس کی بنیاد ذہنی اور تمدنی ہیں شعور کی بنا پر ہے۔ عورتوں میں بھی وہ عورتیں جن کے اندر کیفیت احساس کچھ زیادہ نازک نہیں ہوتی جیسے دیہات وغیرہ کی جفاکش عورتیں وہ شہروں کی صنف نازک کی نسبت بہت کم تکلیف اٹھاتی ہیں۔ بہرحال یہ کوئی سزا نہیں۔ اور نہ درخت کے پھل کھانے کے ساتھ اس کو کوئی تعلق ہے۔ اس کی بنیاد صرف علم و عقل اور شعور کی کیفیات و قوتِ احساس پر ہے۔

آدم کا پسینہ سے روٹی کمانا یہ بھی کوئی سزا نہیں بلکہ ارتقائے نسل انسانی کی تمام منزلوں کا رشتہ اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اچھی روٹی کمانے کے لئے شدید جد وجہد کی ضرورت ہے۔ اور اسی تگ ودو کا نتیجہ تمام وہ کمالات ہیں جو انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور اسی سے تہذیب و تمدن کا رفیع الشان قصر تعمیر ہوتا ہے۔ پادری صاحب اس کو سزا کہیں تو کہیں میں تو اسی کی بدولت دفتا عالم کو انسانی قوا اور استعدادوں کے ظہور سے منور اور اسی کی تابش جمال سے معمور دیکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم اور بائیبل دونوں نے انسان کی اس حالت کو دکھ، مشقت (فتشقیٰ) اور نقدان عیش (تقویٰ) سے تعبیر کیا ہے۔ اور حدیث میں "ثم لا تنال العیش الا کدا" کہا گیا ہے۔ پس اس بنا پر یہ حالت پہلی بہشتی حالت کی نسبت دکھ کی حالت ضرور ہے۔ تاہم یہ سزا نہیں۔ اس لئے کہ ہر سزا دکھ ضرور ہے لیکن ہر دکھ سزا نہیں۔ بلکہ ترقی اور حصول کمال کے لئے بھی دکھ سہنا پڑتا ہے۔ اور مزا بھی اسی راحت میں ہے جو دکھ کے بعد میسر ہو وہ دکھ جس پر رحمت الٰہی کی بارش کا انحصار ہو۔ انسان کی خفیہ استعدادیں اس سے بیدار ہوں اور فطرت بشریہ کا غنچۂ قابلیت چٹخ کر نزہت آگیں ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ الوہیت کے انوار اس پر پرتوفگن ہوں اس پر عیش و عشرت کی ہزاروں جنتیں قربان ہوں۔ جن کے اندر دل کی کلی تبسم آشنا ہو کم سنی اور بچپن کا زمانہ اگرچہ عیش و عشرت کا زمانہ اور ذمہ واریوں کے بارگراں سے ہر طرح سبکدوش ہوتا ہے اور عالم شباب ایک مصائب اور سرگرانیوں کا کوہ گراں سر پر لاتا ہے۔ تاہم عنفوان شباب حسن و جمال کے کمال اور قوی کے ارتقاء کا زمانہ ہے۔ سچ ہے ؎

حسن کی آرائشوں میں کم سنی تھی کٹ گئی ؎ اُف! وہ ہلکا سا تبسم اور رچال ہونے کے بعد

پس آدم اور حوا کی زندگی جب تک دایۂ فطرت کی گود میں تھی آرام اور عیش کی جنت تھی لیکن عنفوان شباب کا یہ تقاضا تھا کہ وہ اپنے اندر خوبیوں کو پیدا کرے اس لئے وہ اپنے لئے بہتری کی جگہ نہ سوچ کر اگرچہ دکھ میں پڑا لیکن اسی دکھ کا نتیجہ وہ جنت ہے

بزم احباب

(مرتبہ خان صاحب چوہدری منظور الٰہی صاحب لاہور)

جاوا

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا جب سے میں یہاں آیا ہوں لوگوں میں اسلام کی صحیح تعلیم پھیلا رہا ہوں کیونکہ جب تک وہ اسلام کی صحیح روح سے واقف نہ ہوں عیسائی مشنریوں کے پھندے سے بچ نہیں سکتے۔ نوجوان تعلیم یافتہ لوگ خدا کے فضل سے قرآن کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اور امید ہے کہ وہ انشاء اللہ اسلام کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ باقی رہے پرانے ملاں لوگ ان کا تو وہی حال ہے جو ہندوستانی ملاؤں کا ہے۔

قرآن کا ملائی ترجمہ کیا جا رہا ہے اور یقین ہے کہ انشاء اللہ آئندہ سال کے وسط تک وہ مکمل ہو جائے گا۔

سماٹرا نے دوسرے فریق کے مبلغ نے بحث و مباحثہ کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو یہاں سے مصری کانگرس میں شرکت کے لئے قاہرہ گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود کی شان میں بڑے سخت کلمات شائع کئے۔ ہماری طرف سے دعوت عمل ملائی اس کا علاج موجود ہے۔

پادریوں کو بھی ہم پر تمسخر کا موقع مل گیا ہے کیونکہ اس سے پہلے انہیں زبان کھولنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ لیکن اب مسلمانوں کی باہمی جنگ و جدل سے انہیں اسلام کے خلاف لکھنے کا موقع مل گیا ہے تاہم میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ طبقہ میں کام کئے جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بہت امیدیں ہیں۔

امریکہ

ایک نو مسلم صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ میں نے اسے نہایت گہری نظر سے دیکھا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میرے خیالات آپ سے بالکل متفق ہیں۔ اور احمدیت کی جو تشریح و تصویر آپ پیش کر رہے ہیں وہی بانی سلسلہ کی منشا کے مطابق ہے۔ اور مجھے فریق لاہور کے عقائد سے کلیتہً اتفاق ہے۔ انشاء اللہ اس بارہ میں میرا ارادہ ایک مضمون لکھنے کا ہے۔ جس میں اپنے گزشتہ تجربات کو بیان کرونگا۔ مجھے آپ اپنی جماعت لاہور کا ممبر سمجھیں۔ اور مناسب لٹریچر سے میری مدد کریں تاکہ میں یہاں خدمت اسلام کا کچھ کام کر سکوں۔

سرویا

برادر مصطفےٰ صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے بہت ہی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے اپنے یوگوسلیویا کے مسلمان بھائیوں کی طرف اخوت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ گزشتہ سال آپ کا مرسلہ رسالہ مسلم ریویو معہ دیگر لٹریچر پہنچا تھا۔ اسے پڑھنے پر مجھے آپ کا مسلک معلوم ہو گیا۔ چنانچہ اس کی اشاعت اس ملک میں کرنے کے لئے میں نے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ تاکہ آپ کی کتب و رسائل کا ترجمہ اس کے ذریعہ پھیلا کر مسلمانوں میں بیداری پیدا کر سکوں۔ لیکن حکومت نے مجھے اپنے عہدہ سے معزول کر دیا تاکہ یہ کام رک جائے۔ اس کے علاوہ مالی مشکلات سدراہ ہیں۔ تاہم میں اپنے ارادہ پر قائم ہوں اور تبلیغ کے کام میں مصروف ہوں آپ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کو اپنی زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے مجھے تلاش بسیار کے بعد ایک انگریزی دان عالم مل گیا ہے۔ اس لئے آپ تین عدد قرآن بھیجیں تاکہ آپ کے قرآن کا ترجمہ اس زبان میں کر کے میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں رائج کر کے تبلیغ کا راستہ نکال سکوں۔ آپ کا فرض ہے کہ اس نیک کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق عطا کرے۔

جرمنی

اخویم مولوی فضل کریم خانصاحب لکھتے ہیں کہ مجھے بھی خیال رہا ہے کہ ممالک ملحقہ کے مسلمانوں سے راہ و رسم پیدا کی جائے۔ لیکن کچھ عرصہ سے میں بہت مصروف ہوں سلسلہ احمدیہ کے لئے مضمون لکھنا تھا۔ ہندوستان میں تو اس قسم کے مضمون بہت آسانی سے لکھے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک فروعی بات ہے جس پر ہندوستان میں بہت بحث ہو چکی ہے۔ اور ایسے مضامین کے پڑھنے والے تمام امور سے واقف ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں تو سرے سے اسلام کے بنیادی اصول ہی سے ناواقفیت ہے۔ اس پر ایک فروعی مسئلہ پر بحث۔ یہ کام بڑی محنت چاہتا تھا۔ ہاتھ کا لکھا ہوا مسودہ ۱۶۲ صفحہ کا ہو گیا ہے۔ اس میں مختصر طور پر تمام پہلوؤں سے بحث ہی ہو گئی ہے۔ اور حضرت صاحب کی زندگی کا ایک خاکہ بھی اس کے اندر آ گیا ہے۔ انگریزی کا مسودہ عنقریب ارسال کرونگا۔

یوگوسلاویہ سے یہاں بھی ایک صاحب آئے تھے۔ میں نے کچھ عرصہ ہوا انہیں لکھا تھا کہ وہاں کے مسلمانوں میں نظام قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں خود وہاں جاؤں۔ ہمارے رسالہ نے وہاں بیداری پیدا کر دی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو جو اس سے پہلے اسلام سے بیزار رہتے۔ بڑی تقویت پہنچی ہے۔ میں بے حد مصروف ہوں۔ رسالہ کے کام سے ابھی فرصت نہیں ملی۔ باہر سے ایک جرمن رسالہ کی طرف سے ایک مضمون کی مانگ آئی ہے اور گزشتہ ہفتہ ایک پروفیسر صاحب لیپزگ سے آئے ہوئے تھے۔ کہ ایک پبلشر کے لئے ڈھائی تین صد صفحے کی ایک کتاب لکھ دوں ادھر میں نے خود دو تین رسائل کا مضمون سوچ رکھا تھا۔ بہرحال کچھ نہ کچھ تو چھوڑنا پڑے گا۔ بیسیوں مضامین ہیں جن کی اشد ضرورت ہے۔ میں اکیلا کام کرنے والا ہوں کیا کروں

لنڈن سے ڈاکٹر لیون صاحب آئے ہوئے تھے۔ یہیں ایک پونڈ چندہ بھی دے گئے ہیں۔ مضامین کے لئے وعدہ بھی کر گئے ہیں بہت نیک آدمی ہیں۔ اسلام کے لئے بہت جوش رکھتے ہیں۔

فلپائن

برادر حسن خاں صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے ایک دوست سے آپ کی انجمن کا حال معلوم ہوا۔ آپ کی خدمات اسلام معلوم کر کے بحد خوشی ہوئی۔ براہ مہربانی اپنی فہرست کتب بھیج دیجئے۔ تاکہ میں آپ کی کتب کا مطالعہ کر سکوں۔ اس کے ساتھ ہی قرآن کریم انگریزی کا نمونہ بھیج دیجئے۔

ٹرینیڈاڈ

برادر عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط مجھے اس وقت ملا جبکہ ہمارا نارئل کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ تاہم جو کچھ مجھ سے ہو سکا برلن مسجد کے لئے تھوڑا سا چندہ ارسال خدمت ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ یہاں کسی لائق لکچرار کو بلوا کر لکچر کرایا جائے تاکہ مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو۔ جمعہ کے موقعہ پر جو چندہ ہوا۔ اس کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

رحیم بخش صاحب	ایک ڈالر
عظیم بخش صاحب	ایک ڈالر
ریاض علی بخش صاحب	۹۶ سینٹ
فدا حسین صاحب	ایک ڈالر
ملکو صاحب	۸۴ سینٹ
عبدالرحمٰن صاحب	۳ ڈالر
ایک بوڑھیا عورت نے زیور کی قیمت	۹ ڈالر ۵۰ سینٹ

ترکی

مسز عثمان صاحبہ لکھتی ہیں۔ دس شلنگ کی حقیر رقم بطور امداد روانہ کرتی ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں بیش از بیش برکت کرے۔

مشرقی افریقہ

مجینگا بن موانگو صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا اخبار نہایت اعلےٰ مضامین سے پر ہوتا ہے۔ میرا ایک دوست بمبئی سے مجھے بھیجتا رہتا ہے۔ اور مجھے اس کے مطالعہ سے نہایت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ میں نے اسلام کی بہت سی کتب کا مطالعہ کیا ہے خصوصاً علماء اسلام کی مشہور کتب کا لیکن آپ کی تعلیمات سب سے برتر اور فائق ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرانے علماء نے اسلام کی اصل حقیقت کو نہ سمجھا تھا۔ اور آپ ہی اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والے ہیں۔ اور وہی صحیح اسلام ہے جو آپ کی جماعت شائع کر رہی ہے۔

میں آپ سے نو آنے قرض مانگتا ہوں!

اور اس قرض کو قسط وار ہر ماہ کاغذی اوراق کی شکل میں تبدیل کر کے ادا کرونگا۔ یہ اوراق ایک رسالہ کے اوراق ہوں گے جس کا نام ہے **اسلامی دنیا** یہ ہر ماہ دلچسپ اور مفید مضامین پیش کرتا ہے خیالات میں بلندی پیدا کرتا ہے۔ اس کی زبان عام فہم اور شستہ ہوتی ہے۔ اسے مذہبی علوم کا ذخیرہ کہا جائے تو بجا نہیں۔ نمونہ مفت سالانہ چندہ نو آنے۔

اخبار احمدیہ

خیریت حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مقامی بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں۔

شرکت شادی ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۷ء کو حضرت امیر معہ چند دیگر احباب جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز لائلپور کے صاحبزادہ محمد سعید صاحب کی شادی کی تقریب پر امرتسر تشریف لے گئے۔ شیخ صاحب نے اس تقریب سعید پر پانصد روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اڑھائی صد روپیہ انجمن اسلامیہ لائل پور چنیوٹ و امرتسر میں سے ہر ایک کو۔ اور یکصد روپیہ مساجد امرتسر اور پچاس روپیہ مسجد چنیوٹ کے لئے مرحمت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور اس تعلق کو طرفین کے لئے دینی و دنیاوی برکات کا موجب بنائے۔

۲۴ر اکتوبر کو حضرت امیر معہ مولوی صدر الدین صاحب دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے لائلپور تشریف لے گئے۔

شکریہ یورپ کے بعض ممالک کے مسلمانوں کو ہمارے ترجمہ قرآن انگریزی کو اپنی زبانوں میں ترجمہ کرنے کے لئے چند قرآنوں کی ضرورت تھی جس کے لئے احباب سے اپیل کی گئی تھی۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے جو ہر ایک نیک تحریک میں سابقین میں سے ہوتے ہیں ایک قرآن کی قیمت فوراً بھیج دی۔ جو ملک سرویا کے مسلمانوں کو بھیج دیا گیا۔ دو قرآنوں کی قیمت مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب رئیس لائل پور نے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جو البانیہ بھیجے جائیں گے۔ روس، فنلینڈ، پولینڈ، بلگیریا، ہالینڈ رومانیا اور ہنگاریا کے لئے سات مزید قرآنوں کی ضرورت ہے امید ہے کہ ہمارے دوست اس طرف خاص توجہ کریں گے قرآن کی اشاعت ہم نے اپنے ذمہ لی ہے اور اس وقت تھوڑے سے اخراجات برداشت کرنے سے ہم دنیائے اسلام کو اپنا ہمخیال بنا سکتے ہیں۔

مناظرہ گزشتہ پرچہ میں یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ مولانا عبد الحق صاحب اور مولانا عصمت اللہ صاحب مناظرہ کے لئے بدایوں تشریف لے گئے۔ اب انجمن اسلامیہ بدایوں کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے:۔

> بدایوں ۱۲ر اکتوبر۔ انجمن اسلامیہ بدایوں نے کل آریوں کے ساتھ مناظرہ شروع کیا۔ جو دس روز تک جاری رہے گا۔ پہلے روز مولانا عبد الحق ودیارتھی نے پنڈت دھرم بھکشو کو کامل شکست دی۔ جو ویدوں میں سے خدا کے نام اور صفات بھی نہ نکال سکے۔ مولانا حبیب الرحمٰن شاستری۔ مولانا عصمت اللہ اور مولانا عبد الحق ودیارتھی اسلامی مناظر ہیں۔ مناظرہ کے اختتام پر مزید کارروائی بھیجی جائے گی۔

لیکچر ۲۳ر اکتوبر کی شام کو احمدیہ مسجد لاہور میں "احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن" (انجمن نوجوانان) کا ہفتہ واری جلسہ تھا جناب شیخ محمد الدین صاحب جان وکیل ہائی کورٹ لاہور نے "اسلامی سلطنتیں اور تحریک احمدیت" کے موضوع پر انگریزی میں تقریر فرمائی چند انگریزی دان احباب نے اس پر تبصرہ کیا۔ اس تقریر پر مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" نے جو تبصرہ کیا وہ نہایت جامع اور بصیرت افروز تھا۔

بگوشید اے جوانان تا بہ قوت شود پیدا

ہنگری (یورپ) سے ایک پروفیسر نے حضرت امیر کی کتاب اسلام کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ جسے چھپوا کر اگر اس ملک میں عام طور پر تقسیم کیا جائے تو بحد مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس ملک کے باشندوں کے طرز معاشرت اور خیالات پر اسلامی رنگ غالب ہے۔ ایک ہزار رسالہ کی چھپائی اور مفت تقسیم پر بارہ تیرہ پونڈ خرچ ہوں گے جو کچھ زیادہ نہیں۔ اگر ہمارے احباب ہمت کر کے یہ رقم جلد پوری کر دیں تو باعث فلاح دارین ہوگا۔ رقوم کی روانگی کے ساتھ تشریح کر دی جائے کہ یہ ہنگرین ترجمہ رسالہ اسلام کے لئے ہے۔

(راقم سکرٹری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفتہ وار پیغام صلح

جلد ۱۴ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ نمبر ۵۰

انفاق فی سبیل اللہ کی قابل تقلید مثال

ایک احمدی بزرگ کی دریا دلی

آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون ۔ (سورۃ بقرہ)

جو لوگ رات اور دن چھپے اور ظاہرا اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔ تو ان کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ان کو ملے گا ۔ اور ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے ۔

یوں تو جماعت احمدیہ نے تبلیغ و اشاعت اسلام کا جو بیڑا اٹھا رکھا ہے اس کا تقاضا ہی یہ ہے کہ مجدد وقت کی اس قایم کردہ جماعت کا ہر ایک فرد اس راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کرے ۔ اور یہی عملاً ہو رہا ہے ۔ لیکن انفاق فی سبیل اللہ کی جو نیک مثال اس جماعت کے ایک قابل رکن شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی ٹلور ملز لائلپور نے حال ہی میں قایم کی ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر صاحب توفیق مسلمان اس کی پیروی کرے ۔ جیسا کہ کسی دوسری جگہ لکھا جا چکا ہے ۔ آپ کے صاحبزادے جناب محمد سعید صاحب کی شادی تھی ۔ اس تقریب پر جس فراخدلی سے آپ نے کام کیا وہ یہ ہے کہ آپ نے ایک ہزار چار سو روپے کی گرانقدر رقم مختلف انجمنوں اور مسجدوں کو عطیات کی صورت میں عنایت فرمائی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو پانسو روپے انجمنہائے اسلامیہ چنیوٹ و امرتسر اور لائلپور ہر ایک کو دو سو پچاس روپے ۔ مساجد امرتسر کے لئے ایک سو روپے اور مسجد چنیوٹ کے لئے پچاس روپے ۔

آج متمول مسلمانوں ہی کا نہیں بلکہ عام مسلمانوں کا بھی یہی شیوہ ہے کہ وہ ایسے خوشی کے موقع پر بیہودہ رسم و رواج اور نام و نمود کے لئے تو بے تحاشا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں ۔ لیکن خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوتی ۔ مسلمانوں کے مذہبی و قومی کاموں کا ادھورا رہ جانا بھی اکثر مالی مشکلات کی وجہ ہی سے ہوتا ہے ۔ جو مثال شیخ صاحب موصوف نے متمول مسلمانوں کے لئے قایم کی اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوں اور جہاں ایسی خوشی کی تقریبوں پر سینکڑوں روپے دیگر ضروریات پر صرف کر دیتے ہیں وہاں اگر قومی و مذہبی کاموں کا بھی کما حقہ خیال رکھا کریں تو اصلاح و ترقی کی بہت کچھ توقع ہو سکتی ہے ۔ مگر آج بدبختی سے فارغ البال مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ دینی کاموں کے لئے کچھ خرچ کرنا ان پر بہت گراں گزرتا ہے ۔ قرآن نے تو صاف طور پر متنبہ کر دیا ہے کہ وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ۔ یعنی قومی و مذہبی ضروریات پر خرچ نہ کرنا ہلاکت قومی کے مترادف ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان اس ارشاد خداوندی سے یکسر غافل ہیں ۔ ان حالات میں شیخ صاحب موصوف کا ایسی قابل قدر مثال قایم کرنا یقیناً قابل صد تحسین و لایق ہزار ستائش و آفرین ہے ۔

بعض طبقوں میں احمدیوں کے متعلق جو یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ عام مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں ۔ اور ان کے ساتھ کسی قسم کا راہ و رابطہ رکھنا نہیں چاہتے ۔ شیخ صاحب موصوف کے اس فعل سے اس کا بھی ازالہ ہو جائے گا ۔ انہوں نے جہاں انجمن احمدیہ کو رقم عطا کی ہے وہاں دوسری اسلامی انجمنوں کو اور مسجدوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا ۔ اگر سب مسلمانوں کے اندر اسی قسم کی رواداری پیدا ہو جائے تو باہمی خانہ جنگی کا جس نے مسلمانوں کو بہت حد تک تباہ کر رکھا ہے تقریباً خاتمہ ہو جائے ۔ ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے شیخ صاحب موصوف کو اس کار خیر کے لیے تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں ۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر احمدی بھائیوں کو بیش از بیش اپنی خدمات کی توفیق رفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

حضرت امیر ایدہ اللہ کو شیخ مولا بخش صاحب مالک بوٹ فیکٹری سیالکوٹ کی طرف سے حسب ذیل مکتوب موصول ہوا ہے ۔

مکرم و معظم حضرت امیر قوم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ نوازشنامہ حضور ملا ۔ افسوس کہ مستری محمد دین صاحب فوت ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ میں عزیزم محمد عبداللہ کو مستری صاحب کے گھر خبر گیری کے واسطے ہر روز بھیجتا رہا ۔ پرسوں کوئی پانچ بجے شام مستری صاحب کی صاحبزادی صاحبہ میرے گھر عبداللہ کو بلانے آئیں ۔ کہ مستری صاحب بلاتے ہیں ۔ اس وقت عبداللہ نہیں تھا ۔ جس وقت وہ آیا اسی وقت میں نے اس کو بھیجدیا ۔ وہ پہنچا تو حالت بہت نازک تھی ۔ عزیزم عبداللہ نے کہا کہ میرے خیال میں اگر آپ کے گھر والے اجازت دیں تو میں سول سرجن صاحب کو بلا لوں اور وہ اپریشن یا جو مناسب علاج ہو کریں ۔ اور ان کی فیس وغیرہ ہم دے دیں گے ۔ عبداللہ یہ فیصلہ کر کے رات کو گیارہ بجے واپس آیا ۔ اور مجھے سب حال سنایا ۔ میں مبلغ [illegible] لیکر گیا تا کہ میں ان کے گھر والوں کو فیس خرچ دے آؤں مگر افسوس کہ دروازہ پر معلوم ہوا کہ مستری صاحب رات کو فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مرحوم مستری صاحب ہمارے بازو تھے ۔ اور بڑے جوشیلے اور پرانے خادم سلسلہ تھے ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے برادری میں ان کی سخت مخالفت ہمیشہ صرف اسی وجہ سے رہی ۔ حضور کا شفقت بھرا خط جب ملا کہ وہ فوت ہو چکے تھے ۔ آج کل ان کی حالت از حد کمزور تھی ۔

عزیزم محمد عبداللہ صاحب کا السلام علیکم قبول ہو ۔ حضور کا خط جماعت میں سنا یا گیا ۔ بہت اچھا اثر ہوا ۔

والسلام خاکسار

مولا بخش

ہمیں مرحوم کے پسماندہ خاندان سے دلی ہمدردی ہے ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دل سے دعا کریں ۔

اصلاح رسوم

مسٹر کلینٹن رجسٹرار انجمن ہائے امداد باہمی پنجاب نے دیہاتی اور شہری مسلمانوں کی اقتصادی اصلاح کے لئے ایک دستور العمل مرتب کیا ہے جسے معاصر تنظیم نے بعض ضروری تبدیلیوں کے شایع کیا ہے ۔ اور انجمنہائے تنظیم سے استدعا کی ہے کہ وہ اصلاح رسوم کے سلسلہ میں اپنے اپنے حلقہ اثر میں مسلمانوں سے ان قواعد کی پابندی کرائیں ۔ لائحہ عمل حسب ذیل ہے :-

(۱) لڑکے یا لڑکی کی پیدائش کے موقعہ پر سوائے عقیقہ کے جملہ رسوم مثلاً ڈھول ناچ، باجہ وغیرہ اور برادری کی بھاجی اور بچہ کے قریبی رشتہ داروں کا زیور یا پارچات کا لانا اور لے جانا بند کر دیا جائے ۔

(۲) ختنہ کے موقعہ پر ہر قسم کی رسمیں مثلاً کھانا، بھاجی برادری، دف، باجا، ناچ رنگ وغیرہ بند کر دیا جائے ۔

(۳) منگنی کی رسم محض زبانی ادا کی جائے ۔ اور اگر خط تحریر کرنے کی ضرورت ہو تو لاگی کو صرف ایک روپیہ اور ایک تھان کھدر لڑکی والے کی طرف سے خط کے ساتھ دینا ہوگا ۔ اگر گڑ شکر بانٹنے کی ضرورت ہو تو بارہ سیر سے زیادہ تقسیم نہ کیا جائے ۔ اور مستورات گھر میں آٹھ سیر تک تقسیم کر سکتی ہیں ۔ شگون لانے والے لاگی کو ایک روپیہ اور ایک تھان کھدر کھلا بوقت رخصت دیا جائے ۔

(۴) رسم چڑھاوا زیور کا لے جانا یا منگانا لڑکی کے نام پر خطاب پیو ہاروں اور دوسرے تہواروں سے روپیہ لینا قطعی بند کر دیا جائے ۔

(۵) شادی پر گنگنا، سہرا، لال کپڑے ۔ ناچ تماشہ ۔ باجا بجانا ممنوع ہے ۔

(۶) برات میں زیادہ سے زیادہ ۵ آدمی معہ لاگیاں ہوں ۔

(۷) بری کا منگانا یا لیجانا بالکل بند ہو ۔

(۸) برات اگر مقامی ہو تو اسے ایک وقت کا کھانا دیا جائے ۔ اور اگر باہر سے آئے تو دو سے تین وقت تک معمولی اور بلا تکلف کھانا کھلایا جائے ۔

(۹) لڑکی کو جہیز میں پہننے کے سادہ کپڑے ۔ قابل استعمال برتن، زیورات صندوق اور نقدی حسب توفیق دی جائے ۔ لیکن ان چیزوں کی نمائش کی ضرورت نہیں ہے ۔

(۱۰) ڈولے پر سے روپے پیسے پھینکنا، باڑن، ہر قسم کی کھیر اور بہنی پیش کارہ بند کر دیا جائے ۔

(۱۱) کھیوڑہ، پاویہ، تروجہ، منڈھا، جھکاڑ کی رسم بند ۔

(۱۲) نائی جھک لڑکی کی صورت میں گیارہ جوڑے پارچات، دو زیور، پانچ برتن ۔ نقد حسب توفیق ۔ لڑکے کی صورت میں دو جوڑے پارچات نقد گیارہ روپے تک اجازت ہے ۔

(۱۳) سوائے دعوت ولیمہ کے تمام بھاجیاں شادی سے پہلے یا بعد سب بند ۔

(۱۴) خرچ لاگیاں لڑکے والے اپنے کمینوں کو اور لڑکی والے اپنے کمینوں کو دیا کریں ۔ لیکن لڑکی کے بیاہ پر مبلغ بارہ روپے اور لڑکے کے بیاہ پر مبلغ پانچ روپے سے زیادہ نہ ہو ۔

(۱۵) رسم تنبول آہستہ آہستہ سادی لے کر یا دے کر بالکل بند کر دی جائے ۔

(۱۶) موت کے موقع پر منہ ڈھانپ کر رونا، بین کرنا، سیاپہ کرنا قل، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ بند ۔ کسی قسم کا کھانا، بھاجی برادری نہیں ہوگا ۔ لیکن بطور ایصال ثواب غربا و مساکین کو کھلا سکتے ہیں ۔ اور سب سے بہتر یہ ہے کہ ایصال ثواب کے لئے جس قدر خیرات کرنے کا فیصلہ ہو اسے بذریعہ منی آرڈر مستند یتیم خانہ میں بھیجدیا جائے ۔

(۱۷) ڈھاڑی کو دینا اور ان سے کسی قسم کا تماشا کرانا ۔ بھگتے نچانا، راس دھاری کا تماشا کرانا ۔ جوگی سے گنوانا بطور تماشہ بند ۔

(۱۸) کسی کے مرنے جینے یا پیدائش، شادی ختنہ وغیرہ کی اطلاعات بذریعہ خطوط بھیجی جائیں ہر موقعہ پر لاگی کا دوڑانا بے سود ہے ۔

مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ کفایت شعاری سے کام نہیں لیتے ۔ فضول رسموں میں بے دریغ روپیہ برباد کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مقروض ہو جاتے ہیں ۔ اور مہاجن بھائیوں کے شکنجے میں ایسے کسے جاتے ہیں کہ پھر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ اگر وہ ان قواعد کی پابندی کریں تو ان کی زندگی ایسی کفایت شعارانہ ہو جائے گی کہ وہ اپنی آمدنی میں نہ صرف گزارہ ہی کر سکیں گے بلکہ اپنی ہر تقریب کو باوقت انجام دے سکیں گے ۔ اور قرض لینے کی کبھی نوبت ہی نہیں آئے گی ۔

مہاراجہ پٹیالہ کی مراحم خسروانہ

دسہرہ اور سالگرہ کی تقریب میں مہاراجہ پٹیالہ نے اعلان کیا ہے کہ پٹیالہ میونسپل حدود کے اندر پرائمری تعلیم لازمی قرار دی جائے گی اور پانچ سال کے اندر اندر ۵۵ ہزار روپے کے خرچ سے سانڈ اور بھینسے اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے خریدے جائیں گے ۔ تا کہ مویشیوں اور گھوڑوں کی مقامی نسل کو بہتر بنایا جائے ۔ یہ جانور رعایا کے فائدے کے لیے ہر ضلع کو مفت دیے جائیں گے ۔ اور ۲۵ ہزار روپے کے خرچ سے پانچ سال کے اندر زراعتی اوزار خریدے جائیں گے ۔ اور مفت تقسیم کیے جائیں گے ۔ اور ۱۵۰ قیدی جیلوں سے رہا کیے جائیں گے مہاراجہ صاحب نے جنرل سردار گوردت سنگھ سابق وزیر اعظم پٹیالہ کو ان کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں راجہ کا خطاب دیا ہے ۔

"دیں را بہ فلاں ابن فلاں چہ نسبت"

عرب کے اس رسول نے مساوات نسل انسانی کی جو بے نظیر تعلیم دی ہے وہ ایسی دلکش اور روح افزا ہے کہ اسلام کے بڑے بڑے مخالف بھی اس کی تعریف و توصیف پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جب مخالفوں کا یہ حال ہو تو محققوں کا اس سے متاثر ہونا معمولی سی بات ہے حال ہی میں الہ آباد یونیورسٹی کے ایک قابل ہندو پروفیسر بابو ایشوری پرشاد نے "تاریخ ہند دقرون وسطیٰ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں آپ اسلامی مساوات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اسلام ایک ایسی برادری ہے جس میں اعلےٰ وادنےٰ امیر و غریب سب برابر ہیں اور اس میں افراد کی ایک جماعت کو دوسری جماعت سے جدا رکھنے کے لئے کوئی مصنوعی دیواریں موجود نہیں ہیں۔ ایک شخص جو اسلام قبول کر لیتا ہے۔ ایک ایسی برادری میں داخل ہو جاتا ہے جو ایک انسان سے دوسرے انسان میں کوئی امتیاز نہیں رکھتی۔ اور جو سب کو برابر کے حقوق دیتی ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے طاقت و قوت کا ایک ایسا ذریعہ تھا جس سے وہ اخوت و مساوات کے رشتے میں باہم جکڑے ہوئے تھے۔ اور اپنے مشترک مفاد کی حفاظت کے لئے باہم متحد و متفق ہو کر سینہ سپر ہو جاتے تھے"

اسلام کا اثر ہندو تہذیب و تمدن پر

اسلامی فتوحات نے ہندوستانی سیاسیات میں جو کچھ انقلاب پیدا کیا اور ہندو تہذیب و تمدن پر جو کچھ اثر ڈالا ہے۔ اس کے متعلق یہی ہندو مورخ تاریخی تحقیقات کی بنا پر رقمطراز ہے کہ:-

"اسلامی فتوحات نے مختلف ریاستوں اور سلطنتوں کے بجائے جو ہمیشہ باہم دست و گریباں رہا کرتی تھیں ایک شہنشاہی اتحاد قائم کر دیا۔ اور لوگوں کو سکھایا کہ وہ ملک کے اندر ایک واحد حکمران کا اتباع کریں۔ اس نے ہماری قومیت کے ذخیرہ میں روح اور سرگرمی کے اجزا کا اضافہ کیا اور ایک ایسی نئی تہذیب کا رواج دیا جو ہر طرح سے مستحق ستائش ہے۔ مسلمانوں کے رسوم و عادات نے اونچی ذات کے ہندوؤں کی عادات و رسوم کو بہت کچھ ابھارا اور جو لطافت و نزاکت کہ ہماری موجودہ سوسائٹی میں پائی جاتی ہے وہ زیادہ تر انہی کا طفیل ہے۔ مسلمانوں نے ملک کے اندر ایک نئی زبان رائج کی جو اپنے ساتھ ایک حیرت انگیز ادبی ذخیرہ رکھتی ہے۔ انہوں نے شاندار اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرا کے ہندوستان کے فن تعمیرات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔"

یہ نتیجہ جس پر یہ ہندو مورخ پہنچا ہے بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ ہر شخص جو تعصب مذہبی کو بالائے طاق رکھ کر تحقیق سے کام لے گا اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ ہندوستان کی موجودہ تہذیب اسلام اور مسلمانوں کی بہت کچھ مرہون منت ہے۔

سلطان ابن سعود اور ترک

سلطان ابن سعود کے اعلان ملوکیت نے دنیائے اسلام میں اس کی شہرت و عزت کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کے نشانات اب ترکی قوم میں بھی ہویدا ہو گئے ہیں۔ جس طرح مسلمانان ہند کا ایک طبقہ اس اعلان پر بیزاری کا اظہار کر رہا ہے۔ اسی طرح اب ترکی قوم میں بھی ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ جو سلطان ابن سعود کی اس روش کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ اخبار "بمبئی کرانیکل" کا نامہ نگار مقیم استنبول سے لکھتا ہے کہ ترکی جریدہ "وقت" نے مملکت حجاز کے دستور اساسی کا خلاصہ شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"سلطان کے نامزد کردہ لوگوں کی ایک کونسل ہوگی جس میں اہل حجاز کے نمائندوں کو کوئی موقع نہیں۔ فوج، امور خارجہ اور مالیات سلطان کے قبضہ میں ہوں گے وہ اس کا وعدہ کرتے ہیں کہ قوانین شریعت کی پابندی کی جائے گی لیکن کیا دنیا کے ظالم و سفاک سلاطین اور مطلق العنان خلفاء نے قوانین شریعت کی پابندی کا حلف نہ اٹھایا تھا؟ ابن سعود نے حجاز میں جو حکومت قائم کی وہ مطلق العنانی کی بدترین تصویر ہے اس کے عہد حکومت میں علانیہ اسلامی قوانین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور اسلامی مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔"

"وقت" جیسے ذی اثر ترکی اخبار کا سلطان ابن سعود کے اعلان ملوکیت کے متعلق ان خیالات کا اظہار کرنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ترک بھی حجاز میں نجدی طریق حکومت کو پسند نہیں کرتے۔ اور اس بات کے حامی ہیں کہ حجاز میں جمہوریت قائم ہو۔

آریہ سماج آستان اسلام پر

گو مخالفین اسلام اصول اسلام کی برتری و فوقیت کو زبان سے تسلیم نہ کریں تاہم ان کا اصول اسلام کو قبول کرتے جانا اس امر کا روشن ثبوت ہے کہ دنیا کو طوعاً و کرہاً اسلام ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ آریہ سماج کو اسلام سے جو بغض و عناد ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اصول اسلام کے سامنے گردن خم کئے جا رہی ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج نے فرمایا تھا کہ ویدک حکم یہ ہے کہ ایسے مرد و زن کا جن کا آپس میں تعلق زوجیت قائم ہو چکا ہو کسی ایک فریق کی وفات پر دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ نیوگ ہونا چاہئے۔ لیکن آج آریہ سماج نے نہ صرف عملاً اس ویدک حکم کو پس پشت ڈال رکھا ہے بلکہ اب ودھوا کانفرنس منعقدہ قصبہ فانخاناں ضلع جالندھر میں حسب ذیل قرارداد بھی منظور کی گئی ہے:-

(ا) اکھشت یونی ودھواؤں کا دواہ ہر صورت میں جائز ہے اور اس کی اجازت شاستر دیتے ہیں۔

(ب) جو یونی ودھوا اولاد نہ ہونے کی صورت میں پنر دواہ کی اچھا رکھتی ہو اس کو دوسرے دواہ کی آگیا دے دینی چاہئے۔

(ج) ایسے ودھوا دواہوں کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ اور انہیں رواج دینا ہندو جاتی کے کلیان کا ایک سب سے بڑا کارن سمجھنا چاہئے

(آریہ گزٹ - ۱۷ اکتوبر)

اس تجویز کے محرک پنڈت رام چند ایم - اے پروفیسر ڈی - اے وی کالج جالندھر اور موید لالہ سنام رائے ایم - اے ایڈیٹر آریہ گزٹ لاہور تھے۔ ہم اس بات سے تو خوش ہیں کہ آریہ سماجی ایسے ہی اسلامی اصول رائج کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس اس امر کا ہے - کہ آریہ سماجی نہایت ناشکرگزار واقع ہوئے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے کے باوجود وہ شب و روز اس بات کی رٹ لگائے رہتے ہیں کہ آریہ سماج نے اسلام سے کچھ نہیں لیا۔

انسداد گداگری

ہندوستان کی منحوس اور تباہ کن رسموں میں سے ایک رسم گداگری ہے۔ ملک کا روشن خیال طبقہ اس پیشہ کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کو روکنا چاہتا ہے مگر افسوس ہے کہ حکومت اس بارے میں نہایت بے اعتنائی سے کام لے رہی ہے مجلس قوانین پنجاب میں متعدد بار ایسی قرار دادیں پیش ہو چکی ہیں جن کا مقصد یہ تھا کہ رسم گداگری کا انسداد کیا جائے۔ مگر وہ سب کی سب مسترد ہو گئیں۔ حال ہی میں چودھری افضل حق صاحب نے مجلس مذکور میں اسی مضمون کی ایک قرار داد پیش کی جس میں حکومت سے استدعا کی گئی تھی کہ گداگری کو ممنوع قرار دیا جائے۔ اپاہجوں کے لئے محتاج خانے کھولے جائیں۔ بددیانت لوگوں پر جو کام کرنا نہیں چاہتے۔ قانون کا ڈنڈا رہے۔ اور جو دیانتدار آدمی کام نہ ملنے کی وجہ سے اس برے اور ذلیل پیشہ پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ انہیں محتاج خانوں میں مزدوری کے کام پر لگایا جائے۔ ضرورت تو اس امر کی تھی کہ یہ قرار داد منظور ہو جاتی۔ اور ملک گداگری کی لعنت سے پاک ہو جاتا۔ مگر افسوس کہ آرا حاصل کرنے پر یہ مفید قرار داد مسترد ہو گئی۔ بعض ارکان مجلس نے باوجود اس امر کے تسلیم کرنے کے کہ اصولاً انسداد گداگری ایک مستحسن امر ہے محض اس بنا پر اس قرار داد کی مخالفت کی کہ انسداد گداگری پر مصارف بہت ہونگے ہمارے [illegible]

پولیس افسر ہو تو ایسا ہو!

لاہور میں ایک عرصہ سے یہ شکایت تھی کہ بعض ہوٹلوں میں کوکین فروشی اور بدمعاشی کے اڈے قائم ہیں۔ اور وہاں عصمت فروش عورتوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ بدمعاشی کی شکایات تو اس حد تک پہنچ گئی تھیں کہ چند ماہ قبل میونسپل کمیٹی کو بھی اس کے انسداد کے متعلق خاص تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ اب اہل لاہور کے لئے یہ امر نہایت مسرت اور اطمینان کا موجب ہے کہ تھانہ لنڈا کے فرض شناس اور نیک دل پولیس انسپکٹر شیخ محمد صادق صاحب انسداد جرائم کے لئے نہایت سرگرمی اور مستعدی سے کام لے رہے ہیں۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کوکین فروشی اور بدمعاشی کے اڈوں کی سراغرسانی کے لئے بعض ہوٹلوں میں بنفس نفیس بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ کی ان قابل قدر کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آپ کے حلقہ میں ہوٹلوں کی ناجائز تجارتیں بند ہو گئی ہیں اگر شہر کے دیگر حصص کے پولیس افسران بھی ایسی ہی فرض شناسی اور ہوشیاری سے کام لیں تو ان تمام جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے جو اہل لاہور کی اخلاقی زندگی پر برا اثر ڈال رہے ہیں۔

حکومت ترکیہ کی طاقت ہوائی

اسلامی دنیا میں یہ خبر نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ سنی جائیگی کہ حکومت ترکیہ اپنی ہوائی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہی ہے۔ نہ صرف حکومت کے میزانیہ ہی میں اس مد کے لئے بہت سا روپیہ وقف کیا جاتا بلکہ مسلمانوں کی ہر ایسی مذہبی و قومی تقریب پر جس میں خیرات کی جاتی ہے۔ عام رعایا سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی خیرات کو اس انجمن کے سپرد کریں جو محکمہ پرواز کی مالی امداد کے لئے قائم ہے چنانچہ گزشتہ عید میلاد النبی کے موقع پر بہت سا چندہ اس طریق پر جمع کیا گیا۔ اب ایک اخبار کا نامہ نگار انگورہ سے رقمطراز ہے کہ ترکی حکومت ہوائی طاقت کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ چنانچہ برلن کے سفیر ترکی کو لکھا گیا ہے کہ وہ جرمنی کے مشہور ہوا بازوں کو اس لئے آمادہ کرے کہ وہ آستانہ میں آکر مدرسہ طیران میں ترکی طلبہ کو تعلیم پرواز دیں۔

اخبار "جمہوریت" رقمطراز ہے کہ روسی ہوا بازوں کی ایک جماعت عنقریب انگورہ آنے والی ہے۔ اور ترکی محکمہ فضائی عظیم الشان پیمانہ پر اس جماعت کے استقبال کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اس جلسہ استقبال میں خود عصمت پاشا وزیر اعظم تقریر فرمائیں گے۔ جس میں وہ قوت ہوائی کی اہمیت پر زور دیں گے۔

نجدی طریق تبلیغ

مکہ کے عربی اخبار ام القریٰ نے لکھا تھا کہ مکہ میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس میں حجاز اور نجد دونوں ملکوں کے آدمی شامل ہیں۔ جو قاضی القضاۃ عبد اللہ بن بلیہد صاحب کے زیر نگرانی اہل حجاز کو عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کو خصوصاً اتباع شریعت پر مجبور کرے گی۔ اس نئی انجمن کے متعلق مولانا شوکت علی صاحب نے نہایت تشویش کا اظہار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا۔ جو اتباع شریعت کو نہ چاہتا ہو۔ لیکن اس اتباع شریعت کے پردہ میں نجدی عقائد کی زبردستی تبلیغ و اشاعت ہوگی۔ اور اہل حجاز کے جذبہ ایمانی اور قوت قلبی کو کمزور کیا جائے گا۔ مولانا موصوف کا بیان ہے کہ حجاز میں سوائے چند خاندانوں کے سب کی مالی حالت خراب ہے۔ اور حجاج سے مانگ ہی پر گذر ہے اور ان خاندانوں کے لوگوں کی حالت اور زیادہ ابتر ہے۔ ان کو روپیہ کی امداد دیکر نجدی پروپیگنڈا کا آلہ بنانا بہت آسان ہے دین و دنیا کی خرابی ہی کیوں نہ ہو آمادہ کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ حاجیوں سے وصول کیا ہوا روپیہ تبلیغ عقائد نجد میں فراخدلی سے صرف کیا جا رہا ہے۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان اخوان کی جماعت میں شامل ہو گیا تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس نے سلطان ابن سعود کے ہاتھ پر بحیثیت امام بیعت کی اور جب کبھی سلطان حکم دیں گے مع ہتھیار اور ساز و سامان کے بغیر کسی معاوضہ یا تنخواہ کے ان کے حکم کے مطابق جن کسی سے لڑنے کو کہیں گے اس سے جنگ کرنے کو آمادہ ہوگا۔ اور اپنے گھر کی تمام خیرات زکوٰۃ، صدقات اور اپنے مال کا عشر امام کو دیگا۔ پس ترغیب تبادلہ مذہب سلطان ابن سعود کے لئے ایک نہایت منفعت بخش تجارت ہے۔

اگر مولانا شوکت علی صاحب کا یہ بیان درست ہے اور سلطان ابن سعود اور انکی حکومت نجدی عقائد کی تبلیغ کے لئے ایسے ہی مکروہ طریق استعمال کرتے ہیں تو کوئی مسلمان اس امر کو نظر استحسان سے نہیں دیکھ سکتا۔

جواہر ریزے

آنحضرت صلعم کے متفرق اقوال

(۱) چار چیزیں انبیا کی سنت میں سے شمار کی جاتی ہیں - حیا ۔ خوشبو لگانا نکاح کرنا اور مسواک کرنا۔

(۲) چار چیزیں آدمی کے لئے موجب سعادت ہیں۔ اول زوجہ کا نیک ہونا دوم اولاد کا صالح ہونا ۔ سوم دوستوں کا نیک ہونا ۔ چہارم اپنے شہر میں رزق سہولت سے حاصل ہونا۔

(۳) چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں اول جمود العین ۔ دوم دل کا سخت ہونا سوم حرص کا ہونا ۔ چہارم طول امل یعنی لمبی امیدیں رکھنا۔

عفو و درگذر

(۴) خیرات مال کو کم نہیں کرتی - اور معاف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندہ کو فقط عزت میں بڑھاتا ہے - اور کسی شخص نے اللہ کے لئے فروتنی اختیار نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو بلند کرتا ہے ۔

(۵) وہ لوگ قوی نہیں ہیں جو اپنے حریف اور مقابل کو پچھاڑ دیتے اور گرا دیتے ہیں بلکہ قوی وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو غصہ کے وقت قابو میں رکھے

ایمان

(۶) بہترین ایمانداری یہ ہے کہ تم دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تم اپنے لئے چاہتے ہو - اور جو اپنے لئے نہیں چاہتے وہ دوسروں کے ساتھ بھی نہ کرو۔

(۷) تم میں سے کوئی شخص سچا ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ نہیں چاہتا جو اپنے لئے چاہتا ہے ۔

(۸) جو شخص محبت اور دشمنی خدا کے لئے کرتا ہے اور خدا کے لئے خرچ کرتا ہے - اور ممنوعات سے بچتا ہے - وہی ہے جس نے اپنے ایمان کو مکمل کیا ۔

(۹) سچا مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں - اور سچا مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال و جان محفوظ ہوں اور سچا مہاجر وہ ہے جو اس چیز کو چھوڑتا ہے - جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

(۱۰) زانی زنا کی حالت میں - چور چوری کی حالت میں اور شرابی شراب پینے کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔

(۱۱) ایمان کا مزا وہ شخص پائیگا جو ان تین باتوں پر عمل کرے گا - اول خدائے واحد کی عبادت ۔ دوسرے یہ پختہ ایمان رکھنا کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ۔ اور تیسرے حلال کمائی میں سے غربا کو خیرات دینا

شفقت علیٰ خلق اللہ

(۱۲) جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اس پر رحم نہ کریگا ۔

(۱۳) جو شخص اہل زمین پر رحم نہیں کرتا آسمانی بادشاہ بھی اس پر رحم نہ کریگا

(۱۴) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بوڑھوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جو لوگوں کو اچھے کام کرنے کی اور برے کاموں سے روکنے کی نصیحت نہیں کرتا

(۱۵) جو شخص کسی مسلم کی مصیبت میں مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت میں اس کی مدد کرے گا۔

(۱۶) جو شخص ضرورت کے وقت اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے - خدا بھی ضرورت کے وقت اس کی مدد کرتا ہے ۔

(۱۷) کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کو سب سے پیارا کون ہے - حضور نے فرمایا وہ شخص جو اس کی مخلوق کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرتا ہے ۔

(۱۸) مخلوق خدا کا کنبہ ہے - پس اس کا محبوب ترین وہ شخص ہے جو اس کے عیال (خلق خدا) کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرتا ہے ۔

(۱۹) رحم کرنے والوں پر خدا رحم کرتا ہے - پس اہل زمین پر رحم کرو تا وہ جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے ۔

مذاکرہ علمیہ

وفات مسیح پر قرآنی و تاریخی شہادت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

سوال - آپ کے امیر قوم کہتے ہیں کہ "وجود تثلیث توفی کے بعد ہوا اب چونکہ تثلیث موجود ہے توفی بھی ہو چکی ہے" مگر میں پوچھتا ہوں کہ انجیل کے رو سے تو مسیح کی ابنیت قبل از توفی ثابت ہوتی ہے - آپ کا لٹریچر بھی ہمیں بتاتا ہے کہ مسیح پہاڑ پر چڑھ کر کشمیر کو بھاگ گیا تھا - تو لوگوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ خدا کا بیٹا خدا کے پاس چلا گیا - مگر اس وقت مسیح مرا نہیں تھا - ۸۷ سال بعد مرتا ہے - تو آپ کے لٹریچر اور تعلیم انجیل کے رو سے مسیح کی زندگی ہی میں تثلیث کا عقیدہ پھیل چکا تھا - اور اب توفی کے معنے بھی سفر کشمیر کے ہوں گے - اور موت کے معنے نہ رہیں گے ہاں اگر آپ یہ کہیں گے کہ مسیح جب تک نہیں مرا عیسائی توحید پر قائم رہے - تو اس کا بار ثبوت آپ پر ہوگا - اور آپ کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا - کہ مسیح کشمیر میں بیٹھ کر ان کا خبر گیراں رہا - یا کم از کم یہ ماننا پڑے گا - کہ مسیح عالم الغیب تھا - تاکہ آپ کا قرآنی استدلال صحیح اترے ۔

جواب - نہیں جناب نہیں - ہم توفی کے معنے ہرگز ہرگز "سفر کشمیر" کے نہیں لیں گے - اس قدر بدگمانی ہم پر خدا کے لئے نہ کیجئے - ہمیں بھی آپ نے خدانخواستہ کوئی ملاں سمجھ رکھا ہے - جو بعض دفعہ اپنے خیال اور خواہش کے مطابق قرآن کی آیات کا ترجمہ و تفسیر کر لیا کرتے ہیں - جس طرح مسیح کو آسمان پر زندہ فرض کر کے پھر توفی کے معنی معجسم آسمان پر زندہ اٹھا لینے کے خلاف محاورہ عرب کرنے لگے - اور ابھی تک باوجود حجت تمام ہو جانے کے اسی پر اڑے ہوئے ہیں - مولانا ! ہم کس طرح توفی کے معنے سوائے قبض روح کے کوئی اور کر سکتے ہیں - جبکہ لغت عرب میں "توفاہ اللہ" کے معنے سوائے اس کے کہ "اللہ نے اس کی روح قبض کی" اور دوسرے کوئی ہوتے ہی نہیں - توفی کے معنے کرنے میں کیا ہم لغت عرب اور محاورہ عرب کو چھوڑ دیں گے - اور ان مولویوں کی طرح تحریف معنوی اور تفسیر بالرائے کرنے لگیں گے جنھوں نے محض زبردستی خلاف زبان عرب اس کے معنے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینے کے کر لئے - حاشا وکلا ہرگز نہیں - اور نہ ہم مسیح کو عالم الغیب مانتے ہیں - کہ کشمیر میں بیٹھے فلسطین کے لوگوں کی نگرانی کرتے تھے - یہ بھی مولویوں ہی کو مبارک رہے جو "انبئکم بما تاکلون وما تدخرون" کا ترجمہ کرنے میں حضرت مسیح کو عالم الغیب مان کر خدا کی ایک صفت کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں - کہ وہ علم غیب رکھتے تھے - اور گھروں میں جو کچھ لوگ کھاتے تھے اور جمع کرتے تھے سب بتا دیا کرتے تھے - خدا کی شان رسول اللہ صلعم کے عالم الغیب ہونے پر مقلدین اور غیر مقلدین بحث کر کر کے لڑ مریں - اور رسول اللہ صلعم میں علم غیب ماننے کی وجہ سے مقلدین کو غیر مقلدین مشرک ٹھیرائیں - مگر مسیح کی الوہیت کا جال کچھ ایسا زبردست ہے کہ بڑے سے بڑے غیر مقلدین بزعم خود موحدین مسیح کے عالم الغیب ہونے میں قطعاً شرک فی الصفات کا ارتکاب نہیں سمجھتے بلکہ مسیحیوں کی طرف سے لڑتے ہیں - ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ ساری توحید کا زور رسول اللہ صلعم ہی میں صرف ہو جاتا ہے - مسیح میں آکر بالکل اڑ جاتا ہے - اللہ اکبر ! یہ ہے دجال کا اثر مسلمانوں پر جس سے بچنے کی ہدایت آنحضرت صلعم نے نہایت زور سے فرمائی تھی - اور مولانا ! آپ نے اپنے اعتراض میں قرآن انجیل اور احمدی لٹریچر سب کا سب گڈ مڈ کر دیا - یہ کچھ آپ سے مخصوص نہیں - اکثر معترضین کا یہی حال ہے - وہ اپنا حق سمجھتے ہیں کہ ادھر ادھر کی سب باتیں جمع کر کے گورکھ دھندے کی طرح الجھا کر مجیب کے سامنے پیش کر دیتے ہیں - کہ لو اب بیٹھے سلجھایا کرو مولانا ! قرآن کریم سامنے ہوتے ہوئے پھر ہم ادھر ادھر کیوں بھٹکتے پھریں "افغیر اللہ ابتغی حکما" کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو فیصلہ کرنے کے لئے تلاش کروں - انجیل محفوظ نہیں اس میں تحریف کا امکان موجود - احمدی لٹریچر انسان کا کلام اس میں غلطی کا ہو جانا ممکن، مگر قرآن کریم خدا کا کلام "لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ" اس کی شان ، پھر محفوظ ، اس کے ہوتے ہوئے ہم کو اور کسی کی کیا ضرورت ہے ۔

قرآن کریم کی شہادت

دیکھنا تو یہ ہے کہ قرآن کیا کہتا ہے - آپ اسی آیت قرآنی کو ابتدا سے آخر تک پڑھتے تو معاملہ صاف تھا - مگر آپ نے تو ایک ٹکڑا اٹھا کر لے دوڑے احمدیوں پر حملہ کرنے کی خوشی میں اتنا توقف ہی نہ کیا کہ ساری آیت کو پڑھ لیتے جب اللہ تعالیٰ نے مسیح سے باز پرس کی کہ "انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ" کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو - تو اس کی بریت میں جو حضرت مسیح نے جناب باری میں عرض کیا ہے اس کا آخری حصہ اس طرح ہے - **ماقلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید** ۔ (ترجمہ) میں نے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا - کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے - میں ان پر نگران تھا - جب تک میں ان میں موجود تھا - پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا - اور تو ہر چیز پر نگراں ہے - یعنی کوئی چیز تجھ سے چھپی ہوئی نہیں - جو کچھ میں نے کہا اس کی راستی پر تو خود گواہ ہے ۔

ان آیات میں کس خوبی سے اپنی بریت کی ہے - فرماتے ہیں :-

(۱) میں نے مرسل الیہ قوم کو وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا - یعنی ایک خدا کی پرستش کی ہدایت کی ۔

(۲) جب تک میں کسی مرسل الیہ قوم میں رہا ان کے عقائد کی نگرانی میرے ذمہ تھی - یعنی ان کے عقائد کے بگڑنے کی ذمہ داری اس وقت تک مجھ پر تھی - جب تک میں ان میں موجود تھا - جب میں ان کے درمیان نہ رہا تو ان کے عقائد بگڑ جانے کا ذمہ دار نہیں ۔

(۳) جب تک میں زندہ تھا اس وقت تک جہاں بھی تھا اور جس قوم میں بھی تبلیغ کرتا تھا - ان کے عقائد کا نگراں میں تھا - مگر جب تو نے مجھے وفات دے دی اور اہل دنیا کے ساتھ میرا تعلق منقطع ہو گیا تو میری نگرانی بھی ختم ہو گئی ۔

انہوں نے اپنی نگرانی کے دو حصے کئے ہیں (۱) ایک تو **ما دمت فیھم** کے ماتحت اپنی نگرانی کو اپنی موجودگی کے ساتھ مختص کر دیا - یعنی جب تک وہ کسی قوم میں موجود رہے اس وقت تک اس قوم کے عقائد کی نگرانی کا ذمہ دار اپنے آپ کو ٹھیراتے ہیں - اس قوم سے چلے جانے کے بعد وہ اپنی نگرانی کو ختم بتلاتے ہیں - (۲) دوم جب تک وہ دنیا میں تھے اس وقت تک دنیا کے جس حصہ میں بھی وہ تھے - اور جس قوم کو بھی تبلیغ کر رہے تھے - ان کے عقائد کی ذمہ داری ان کے اپنے ذمہ تھی - یعنی جس قوم سے کہ وہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے اور ان میں موجود نہ رہے تھے - اگرچہ اس قوم کے عقائد کی نگرانی ان کے ذمہ نہ رہی تھی مگر چونکہ وہ دنیا میں موجود تھے - اس لئے جس حصہ دنیا میں بھی موجود تھے - اس حصہ دنیا میں مرسل الیہ قوم کے عقائد کی نگرانی ان کے ذمہ تھی - جس کا خاتمہ اس وقت ہوتا ہے - جب ان کی وفات ہوتی ہے اس لئے اہل دنیا کے عقائد کی نگرانی کا کلی خاتمہ وہ اس روز بتلاتے ہیں جس روز فلما توفیتنی کے ماتحت ان کی وفات ہوئی ۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جس قوم کے عقائد کی نگرانی کی جاتی ہے اس قوم کی نگرانی کا کام جو نبی کے ذمہ ہوتا ہے وہ اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب وہ نبی ان میں نہ رہے - لیکن نبی اگر فوت نہیں ہو گیا اور وہ دنیا کے کسی دوسرے حصے میں ہجرت کر گیا ہے تو نبی کے ذمہ اس دوسری قوم کے عقائد کی نگرانی کی ذمہ داری آن پڑتی ہے - جس کو وہ اب تبلیغ کرنے گیا ہے ۔ لہٰذا نبی کی اپنی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی - جب تک وہ خود دنیا سے رخصت نہ ہو جائے - یہی بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی ہے - وہ اپنی ذمہ داری بتلا رہے ہیں کہ جب تک میں ان میں رہا ان کے عقائد کی نگرانی کرتا رہا خواہ ایک قوم میں رہا خواہ دوسری قوم میں رہا جس میں جب تک رہا ان کے عقائد کی نگرانی کرتا رہا - لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر اہل دنیا سے میرا تعلق ختم ہو گیا - پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا - گویا جب تک دنیا میں رہا کسی نہ کسی قوم کے عقائد کی نگرانی میرے ذمہ تھی - مگر وفات پا جانے سے چونکہ دنیا سے میرا تعلق منقطع ہو گیا - اس لئے جس قوم میں جہاں بھی عقائد بگڑے ہیں گے اس کا ذمہ دار میں نہیں - اگر ہجرت سے ایک قوم کے عقائد کی نگرانی اٹھ گئی تھی تو وفات سے تمام قوموں کے عقائد کی نگرانی کی ذمہ داری اٹھ گئی - ہجرت کے بعد ان کی ذمہ داری صرف اس قوم کے متعلق رہ گئی تھی - جن کی طرف وہ گئے تھے - وفات کے بعد وہ بھی نہ رہی وفات سے پہلے چونکہ کسی نہ کسی حصہ میں اہل دنیا کے متعلق ان کی ذمہ داری باقی تھی اس لئے وہ اپنی ذمہ داری کو اہل دنیا سے اس وقت منقطع بتلاتے ہیں - جس وقت ان کی وفات ہوئی تھی - "ما دمت فیھم" سے ان کی زندگی

یہ قوم سے اٹھ گئی تھی تو فلما توفیتنی سے ان کی ذمہ داری کل دنیا سے اٹھ گئی۔ پس قرآن کی رو سے مسیحیوں کے عقائد کا بگڑنا ایک حد دنیا میں تو اس وقت ہوا جب وہ ان میں موجود نہ رہے۔ اور چلے گئے اور تمام دنیا میں اس غلط عقیدہ کی اشاعت اس وقت ہوئی جب آپ وفات پا چکے تھے۔ فلما توفیتنی کے ماتحت آپ کی زندگی اور الوہیت مسیح کے غلط عقیدہ کی اشاعت ایک دوسرے کی ضد ٹھہری ہوئی ہے۔ اگر وہ زندہ ہیں تو وہ اس غلط عقیدہ کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ جس کا جواز نہیں اتبال ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذمہ داری کو اپنی وفات کے بعد بکلی منقطع بتلاتے ہیں۔

تاریخی شہادت

اب تاریخ کو لیجئے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح کی ہجرت کشمیر کے بعد پولوس نے عقائد میں تبدیلی پیدا کی مگر وہ اس کے اپنے ذاتی اجتہاد سے بڑھ کر حیثیت نہ رکھتی تھی۔ ایک شخص کے عقائد کا بگڑ جانا یا اس کا مرتد ہو جانا یا اس کا ایک حصہ جماعت کو اپنے ساتھ گمراہ کر لینا کسی مذہب کے بگڑ جانے کا نام نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کے لئے نبی کو بطور گواہ بلائے جانے اور اس سے بازپرس کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بالمقابل دوسرے لوگ اس نبی کی صحیح تعلیم پر قائم دنیا میں موجود ہوتے ہیں۔ جو اس نبی کی صحیح تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کر کے غلط تعلیم کا داغ اس کے دامن سے مٹاتے رہتے ہیں۔ لیکن مذہب کا بگڑ جانا اس کو کہتے ہیں کہ جب کسی مذہب کے پیرو متفقہ طور پر کسی غلط عقیدہ کو اپنے مذہب کا بنیادی اصول قرار دے کر اس کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ عیسائی مذہب کا یہی حال ہے۔ کچھ شک نہیں کہ پولوس نے تثلیث کا غلط عقیدہ نکالا۔ مگر ابتدا میں یہ اس کے اپنے ذاتی اجتہاد سے بڑھ کر حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اور بالمقابل حضرت مسیح کے بہت سے حواری موجود تھے۔ جو حضرت مسیح کی صحیح تعلیم پر قائم تھے۔ تین سو برس کے بعد قسطنطین کے زمانہ میں جب عیسائی مذہب سلطنت کا مذہب قرار پاتا ہے۔ اس وقت ایک کونسل ہوتی ہے۔ اور اس میں تثلیث عیسائی مذہب کا اصل الاصول اور بنیادی پتھر قرار پا کر سرکاری طور پر اعلان ہو جاتا ہے۔ یہ وقت ہے جب عیسائی مذہب کی شکل ہمیشہ کے لئے مسخ ہو جاتی ہے۔ اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بار آ پڑتا ہے کہ گویا خود انہوں نے اپنی خدائی کی تعلیم لوگوں کو دی۔ اور عیسائیوں پر حجت تمام کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ آخری فیصلہ کے وقت اپنے دربار میں بالمقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان لیتا۔ تاکہ تثلیث پرستوں کے خلاف ان کی گواہی ان کو ملزم کرتی۔ چنانچہ اسی کا ذکر قرآن میں ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدہ سے اپنی برأت ظاہر کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ میری وفات کے بعد جو کچھ جاہل لوگوں نے بنا لیا۔

جناب مولانا صاحب! قرآن کریم اور تاریخ دونوں آپ کے خلاف ہیں۔ آپ نے واللہ اعلم اعتراض کیوں کیا تھا۔ جب خود تاریخ سے کما حقہ واقفیت نہ تھی۔ اور قرآن صریح طور پر مسیح کو مارتا ہے تو نہ معلوم اس استروں کی مالا کو گلے میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی دکھ کے مارے مولوی لوگوں نے "فلما توفیتنی" کے معنے آسمان پر زندہ اٹھانے کے کر لئے تھے۔ اگرچہ اس میں خود حضرت عیسیٰ پر غلط بیانی کا اور اللہ پر ناحق کی زبردستی کا الزام آتا تھا۔ گر بلا سے الزام آتا تھا تو حضرت عیسیٰ پر آتا تھا یا اللہ تعالیٰ پر۔ کوئی ہم پر تھوڑا ہی آتا۔ حضرت عیسیٰ پر تو یوں الزام آتا تھا کہ جب انہوں نے خود دوبارہ تشریف لا کر کسر صلیب کی اور تمام عیسائیوں کو یا تو قتل کر دیا۔ یا اپنی پھونکوں سے مار دیا۔ یا ان کو مسلمان کر لیا۔ اور ساری صلیبیں توڑ کر دھر دیں۔ اور جتنے صاحب لوگوں نے حاضری اور کھانے کے لئے سور پال رکھے تھے۔ غصہ میں آ کر سب کو یکدم ہی ذبح کر ڈالا اور جنگل سے بھی اس بد جانور کا تخم کھو دیا۔ کہ نہ سر ہوگا نہ سودا ہوگا۔ نہ سور ہوں گے نہ لوگ کھائیں گے۔ تو جب خدا نے بازپرس کی تھی کہ کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود بناؤ۔ تو کیوں نہ کہا کہ میں کیا کہتا۔ میں نے تو ایسا کہنے والوں کا ستیاناس کر دیا۔ کھوج کھو دیا۔ البتہ جب آپ نے مجھے آسمان پر چڑھا لیا تھا۔ تو آپ کی نگرانی میں لوگوں نے ایسا بنا لیا تھا جیسے حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر جانے کے بعد لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا۔ لیکن جب میں مسیح کی طرح دوبارہ آیا تو تمام دنیا میں دلیر ہو گیا تو تخس تخس کر دیا۔ صلیبیں توڑ دیں۔ پادری قتل کر دیئے۔ سور ذبح کر ڈالے۔ گرجے مسمار کر دیئے۔ عیسائیوں کو یا مار دیا یا مسلمان کر لیا۔ گر کیا تماشا ہے کہ حضرت مسیح اتنا کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں کہ جب تک میں ان میں تھا۔ جب میں چلا آیا تو پھر تو ان پر نگران تھا۔ میری کوئی ذمہ داری نہیں۔ گویا بگڑیا نہیں میرا کوئی واسطہ نہیں۔ مسیح کی نعوذ باللہ اس دروغ بیانی کا کیا علاج کیا جاتا۔ خواہ مخواہ ہمارے علما کو ندامت دلوائی۔

خدا پر یہ الزام آتا تھا کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آ کر عیسائیت کا تخم کھو گئے تھے۔ تو پھر ان سے خواہ مخواہ کی یہ بازپرس کیا معنی کہ کیا تو نے اپنے آپ کو اور اپنی ماں کو معبود بنانے کی تعلیم دی تھی۔ جب موسیٰ کوہ طور پر جائیں اور پیچھے قوم بچھڑے کو معبود بنا لے اور حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آ کر بچھڑے کو توڑ دیں۔ جلا دیں۔ اس کی پرستش کرنے والوں کو سزا دیں تو وہاں بڑی شاباش اور آفرین موسیٰ کو ملے۔ کہ "ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتهم البينت فعفونا عن ذلك وآتينا موسى سلطنا مبينا" کہ بنی اسرائیل نے بچھڑے کو کھلے نشانات آنے کے بعد معبود بنا لیا۔ پھر ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ اور موسیٰ کو کھلا غلبہ دیا۔ صرف ایک قوم کی گوسالہ پرستی کے دور کرنے پر تو موسیٰ کے غلبہ کو مقام مدح میں بیان کیا جائے۔ اور حضرت عیسیٰ بیچارے ساری دنیا سے صلیب پرستی کو مٹا کر بھی بازپرس کے نیچے رہے۔ کیا موسیٰ سے بھی سوال ہوگا کہ اے موسیٰ کیا تو نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ بچھڑے کو معبود بناؤ۔ ظاہر ہے کہ نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے بچھڑے کو توڑ کر جلا دیا۔ اور اس کے پرستاروں کو سزا دی۔ تو پھر جب حضرت مسیح اپنے ہاتھ سے صلیبوں کو توڑ دیں گے اور پادریوں کو ذبح کر دیں گے تو پھر ان سے ایسا سوال کرنا کیا صریح بے انصافی نہیں ہے۔ ولعوذ باللہ من ذالک۔

غرضیکہ "فلما توفیتنی" کے معنی آسمان پر زندہ اٹھانے کے لینے سے یہ مصیبتیں درپیش تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ پر اور اللہ تعالیٰ پر اور قرآن پر جس میں یہ سب کچھ ذکر تھا۔ طرح طرح کے الزامات آتے تھے۔ یہ سب کچھ منظور تھا۔ اگر لغت عرب اور محاورہ عرب اس موقع پر دغا نہ دیتا۔ کیا قیامت ہے کہ تمام عربی زبان کو چھان مارو۔ لغت عرب کی تحقیق کرو۔ محاورہ عرب پر نظر ڈالو۔ جہاں خدا فاعل ہوگا اور ذی روح مفعول ہوگا "توفی" کے معنے سوائے قبض روح کے اور دوسرے کرنے ہوتے ہی نہیں۔ لہذا "فلما توفیتنی" کے معنے کوئی اور ہو ہی نہیں سکتے سوائے اس کے کہ تو نے مجھے وفات دی۔ پھر یہیں تک نہیں۔ کچھ زمانہ ہی پلٹ گیا ہے۔ خود ہماری سرکار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس فلما توفیتنی والی آیت کو اپنے آپ پر چسپاں اور اس کے معنے موت کے لے کر مسیح کی موت پر دستخط کر گئے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں یہ حدیث صحیح موجود ہے رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ قیامت میں جب بعض لوگوں کو عذاب کی طرف لیجایا جائے گا۔ تو میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے ساتھی ہیں۔ جواب ملے گا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔ فاقول کما قال العبد الصالح وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم تب میں بھی وہی کہوں گا جس طرح نیک بندے نے کہا کہ میں ان پر نگران تھا جب تک ان میں موجود تھا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا۔" اب فرمائیے یہاں کوئی کیا کرے۔ جب خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام توفیتنی کو اپنے اوپر چسپاں کر کے اور اسے موت کے معنے میں لے کر حضرت مسیح کی زندگی کا تانا بانا توڑ دیں تو فرائے حیات مسیح کے معنی بیچارے کیا کریں۔ اپنا سر پھوڑیں۔ مسیح سے تو خیر خدا نے بازپرس کی تھی تو انہوں نے ایسا کہا تھا۔ یہاں تو سرور کائنات سے کسی نے پوچھا بھی نہیں۔ سرکار نے از خود ہی فرما کر حیات مسیح پر ہمیشہ کے لئے چھری پھیر دی۔

ہاں ایک اور راہ یہ ہے کہ فلما توفیتنی کے معنے وفات کے لیکر یہ تاویل کی جائے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب وہ دوبارہ دنیا میں آ کر وفات پائیں گے۔ مگر اس میں پھر کئی مصیبتیں ہیں۔

(۱) اول تو یہ کہ قرآن میں خود حضرت مسیح کا اپنا بیان ہے کہ تثلیث اور الوہیت مسیح کے عقیدہ فاسد کی نشر و اشاعت آپ کی وفات کے بعد دنیا میں ہوئی ہے۔ پس اگر یہ مانا جائے کہ ابھی تک مسیح کی وفات نہیں ہوئی تو پھر ماننا پڑے گا کہ اس عقیدۂ فاسد کا وجود اور اس کی اشاعت بھی دنیا میں ابھی تک نہیں ہوئی۔ جو بالبداہت غلط ہے۔ کیا بڑے زور و شور سے ساری دنیا میں اس عقیدے کی نشر و اشاعت کے لئے کروڑوں روپے پانی کی طرح نہیں بہائے گئے اور لاکھوں مشنری دنیا کے ہر حصہ میں اسی مقصد کے لئے نہیں پھیلے ہوئے ہیں؟ اور دنیا کی کوئی زبان نہیں اور کوئی قوم نہیں جس زبان میں اور جس قوم تک یہ عقیدہ نہیں پہنچایا گیا۔ کیا اس کام کے لئے ابھی کوئی زمانہ آنا باقی ہے کیا یہ عقائد جو مسیح کے متعلق پھیلائے جا رہے ہیں یہ سب درست ہیں! اور ابھی عقیدہ میں کوئی فساد نہیں ہوا جس کے لئے مسیح ذمہ دار ٹھہریں۔ کیا الوہیت مسیح کے سوا جس پر مسیح سے بازپرس کا قرآن میں ذکر ہے عقائد فاسدہ کچھ اور ہیں جو مسیح کی وفات کے بعد پھیلیں گے۔

(۲) دوم یہ کہ مسیح کی دوبارہ آمد پر تو کسر صلیب ہوگا۔ اور مسیحیت کے عقائد فاسدہ کا قلع قمع ہوگا نہ یہ کہ پہلے کی طرح مسیح کی دوسری بعثت بھی ناکام رہے گی۔ اور بجائے اس کے کہ ان کے آنے سے کوئی فائدہ ہو الٹا مسیح کے صحیح عقائد ان کی وفات کے بعد بگڑ جائیں گے۔ اور ان کو الوہیت کے تخت پر اس وقت بٹھایا جائے گا۔ جس پر تا حال نہیں بٹھایا گیا۔ بھلا خدا کو کیا فائدہ ہوا۔ جو انہیں ہزاروں سال آسمان پر زندہ بٹھا رکھا جب آخر میں نتیجہ ایسا برا نکلنا تھا۔ کیا یہ بالبداہت غلط نہیں ہے۔

پس میرے مکرم مولانا! ایسے معنے قرآن کے نہ کیجئے جو واقعات کے خلاف ہوں۔ حق یہی ہے کہ مسیح وفات پا گئے۔ اور الوہیت مسیح کا غلط عقیدہ ان کی وفات کے بعد دنیا میں پھیلا۔ قرآن کی آیت فلما توفیتنی کے ماتحت مسیح کا الوہیت کے تخت پر بٹھایا جانا اور اس عقیدۂ فاسد کی دنیا میں اس قدر نشر و اشاعت اس بات کا زندہ اور کامل ثبوت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا گئے۔ قرآن کریم یہی کہتا ہے۔ واقعات عالم یہی کہتے ہیں۔ ان دو گواہوں سے بڑھ کر اور کون گواہ ہو سکتا ہے۔ اور ان کا انکار کون عقلمند کر سکتا ہے؟

جمعیۃ العلمائے ہند

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ!

قبل ازیں میں نے مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلمائے ہند کی خدمت میں ایک عرضداشت بدیں غرض پیش کی تھی کہ جو روپیہ وفد حجاز کے متعلق ارکان جمعیۃ علما کی غیر حاضری میں حسب تحریک صدر جمعیۃ وصول ہوا ہے اس کا حساب شائع کیا جائے۔ اور پبلک کو بتایا جائے کہ وفد جمعیۃ کے سفر حج کا قرض ادا کر کے کس قدر روپیہ جمعیۃ کے خزانہ میں باقی ہے تاکہ یہ رقم مکمل قرآن مجید کی اشاعت میں صرف کی جائے غالباً میری اس تحریر سے مولوی زین العابدین لاہوری کو وہ تحریک یاد آ گئی جو جمعیۃ نے قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانے اور اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا سرمایہ فراہم کرنے کے متعلق ۲۴ مارچ ۱۹۲۶ء کو بمقام کلکتہ کی تھی۔ چنانچہ مولانا ممدوح نے بھی میری طرح یہ مطالبہ کیا کہ جو روپیہ اس مد میں جمع ہوا ہو اس کا حساب شائع کیا جائے۔ اور اگر سرمایہ میں کچھ کمی ہو تو دس ہزار روپے تک اپنے دوست احباب سے جمع کرنے کے لئے آمادہ ہیں بشرطیکہ جمعیۃ العلماء کے قرآن مجید میں مرفوع التلاوت مگر واجب العمل آیات کی تدوین کی جائے۔ اور منسوخ آیات کے متعلق جو محض ثواب کے لئے پڑھی جاتی ہیں حاشیہ پر لفظ منسوخ لکھ دیا جائے تاکہ کوئی مسلمان ان منسوخ آیات سے استدلال نہ کرے۔ یہ دونوں مطالبات اور تجویزیں نہایت اہم اور مفید ترین ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ جمعیۃ کی طرف سے ان دونوں باتوں کے متعلق کوئی جواب شائع نہیں ہوا نہ میرا التماس کا کوئی جواب ملا اور نہ مولانا زین العابدین کے مکتوب مفتوح کی رسید ملی

ع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جمعیۃ کی طرف سے جو اپیلیں چندہ کے متعلق شائع ہوئیں وہ محض صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔ جمعیۃ کا وفد حجاز پہنچا۔ مگر قرض لیکر ترجمہ قرآن کا کام بھی دفتر طاق نسیاں ہے۔ کیونکہ روپیہ ہی نہیں آیا۔ وفد کی حجاز سے پہلے جمعیۃ نے چندہ کے لئے پر زور اپیل کی تھی۔ لیکن پھوٹی کوڑی بھی وصول نہ ہوئی اور وفد جمعیۃ یہ حسرت لیکر حجاز پہنچا اور چلتا ہوا کہہ گیا کہ مسلمانو! ہماری غیر حاضری میں چندہ بھیج دینا تاکہ ہم آتے ہی قرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ حیرت ہے کہ مسلمانوں کے یہ خود ساختہ مذہبی پیشوا اس جسارت اور دیدہ دلیری سے موتمر اسلامی میں مسلمانان ہندوستان کے نمائندے ہونے کے دعویدار بنے حالانکہ مسلمان بیچاروں نے تو ان کو حجاز بھیجنے کے لئے ایک کوڑی بھی نہ دی۔ انہوں نے ترجمہ کرنے کی تجویز شائع کی لیکن کسی مسلمان نے ان کو اس کا اہل نہ سمجھا۔ لیکن باوجود متواتر ان رسوائیوں اور ناکامیوں کے ان جبہ پوش بزرگوں نے کمال مظاہرہ کی جن مقدس میں نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اپنی نمائندگی کا ڈھول بجایا۔ اور خدا کے گھر میں بھی پہنچ کر جھوٹ بولنے سے نہ چوکے میں تو سمجھتا تھا کہ جمعیۃ العلما صحیح معنوں میں جمعیۃ العلماء ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا

یہ چند ڈھیلا باز، طلوا ازش، پلا ؤ خوردہ، شروے چیٹ، تبتی پوش احمق ملاؤں کا مختصر سا مجموعہ ہے جنہیں عقل و فکر سے کچھ کام نہیں۔ اور نہ مذہب وملت سے واسطہ۔ محض مسلمانوں کو کافر بنانا اور آپس میں لڑوانا ان کا کام ہے۔ اگر اسلام ہمیں است کہ واعظ دارد وائے گر از پس امروز بود فردائے۔

خاکسار

(زیرک شاہ از لاہور)

احمدیہ انجمن خواتین جہلم کا تیسرا جلسہ

احمدیہ انجمن خواتین جہلم کا تیسرا ماہانہ جلسہ اکتوبر میں ہونا تھا۔ شروع اکتوبر میں۔ سنا کہ جناب اہلیہ حضرت امیر قوم بھی جہلم اسی ماہ میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنا جلسہ ان کی تشریف آوری پر اٹھا رکھا چنانچہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء بروز ہفتہ صبح ۸ بجے یہ جلسہ شروع ہوا خواتین کی تعداد پہلے تمام جلسوں سے زیادہ تھی۔ میری دادی صاحبہ صدر قرار پائیں اور اس خاکسار نے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا افتتاح کیا۔ سب سے پہلی تقریر میری والدہ صاحبہ کی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اس بات پر بہت زور دیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عزت ہمارے دلوں میں ہونی چاہیئے۔ جو افسوس کہ اکثر دلوں میں پائی نہیں جاتی۔ اول تو ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے گر اگر کسی وجہ سے نہ کرسکیں تو دل میں افسوس اور ندامت ہونی چاہیئے۔ کہ یہ کوتاہی سرزد ہوئی۔ مثال کے طور پر نماز پڑھنا ہے۔ اکثر لوگ نہ صرف نماز نہیں پڑھتے بلکہ جو لوگ باقاعدہ پڑھیں ان پر ہنستے اور ملانے اور مولوی کے خطابات سے تمسخر اڑاتے ہیں۔ پھر میری والدہ صاحبہ نے بیواؤں کی دوبارہ شادی کرنے پر زور دیا۔ اور بتایا کہ جو لوگ محض اپنے خاندان یا برادری کی رسومات یا اپنی ظاہری ناک کو رکھنے کے لئے بیوہ لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے وہ کتنا گناہ کرتے ہیں۔ یہ رسم تو اصل میں ہندوؤں کی تھی۔ مسلمانوں کے لئے یہ باعث ذلت اور گناہ کبیرہ ہے۔

اس کے بعد جنابہ اہلیہ حضرت امیر قوم نے اپنے پر جوش مضمون سے سامعین کو مستفید فرمایا۔ اور تمام احمدی بہنوں کو اشاعت اسلام میں حصہ لینے اور بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی اور یہ بھی فرمایا کہ سب بہنوں کو دسمبر کے سالانہ جلسہ میں شریک ہو کر بزرگان دین کے وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اس کے بعد خاکسار نے ایک مضمون "اشاعت اسلام میں مدد" پر پڑھا جس کے آخر میں یہ تجویز پیش کی کہ ہمیں اشاعت اسلام میں مدد دینے کے لئے علاوہ اور طریقوں کے آٹا فنڈ کا طریقہ بھی اختیار کرنا چاہیئے۔ اور بہنیں دو مٹھی آٹا روزانہ نکال کر ہر ماہ کا آٹا ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم سب آٹا فروخت کرواکے اس کی قیمت اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو بھیج دیں گی۔ الحمدللہ کہ یہ تجویز بہت پسند کی گئی۔ اور بہت سی بہنوں نے آٹا فنڈ میں اپنے نام لکھوائے۔

اس کے بعد زکیہ بیگم و زینب بیگم صاحبہ نے حضرت صاحب مسیح موعود کی نظم پڑھی اور پھر محمودہ بیگم صاحبہ نے ایک نہایت کارآمد مضمون بعنوان "ہماری نماز" پڑھا۔ اور اس کے بعد حامدہ بیگم صاحبہ نے بہادر مسلمان خواتین کے دلچسپ حالات پڑھ کر سنائے اس کے بعد زینب بیگم صاحبہ نے ایک مضمون رسومات پر پڑھا۔ اس کے بعد چند خواتین نے بیعت کے کارڈ لکھوائے۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

خاکسار

(بنت ڈاکٹر بشارت احمد سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین جہلم)

مسلم ہائی سکول لاہور
اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

مسلم ہائی سکول لاہور کے فارغ التحصیل طلبہ کا ایک جلسہ بتاریخ ۱۴ اکتوبر ساڑھے چار بجے شام سکول میں زیر صدارت سید غلام مصطفے صاحب بی اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا۔ جلسہ کے انعقاد کی غرض یہ تھی کہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کو از سرنو زندہ کیا جائے۔ جلسہ کا افتتاح ہیڈ ماسٹر صاحب کی مختصر تقریر سے ہوا۔ جس میں آپ نے ایسوسی ایشن کی اہمیت حاضرین پر واضح کی بعد ازاں قرار پایا کہ فی الحال عارضی عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آئے۔ اور ایک عارضی مجلس عاملہ (اگزیکٹو کمیٹی) بنائی جائے۔ چنانچہ انتخاب کا نتیجہ حسب ذیل ہوا۔

چیرمین۔ سید غلام مصطفے صاحب بی اے۔ بی ٹی۔ ہیڈ ماسٹر سکول۔

وائس چیرمین۔ سید امجد علی صاحب متعلم گورنمنٹ کالج لاہور۔ سکرٹری۔ چوہدری محمد علی۔ فزیکل ٹیچر سکول۔ جائنٹ سکرٹری سید بشیر حسین صاحب متعلم میڈیکل کالج۔ لاہور۔ خازن مولوی عزیز الدین صاحب بی اے۔ بی ٹی۔ ممبران مجلس عاملہ:۔ (۱) مسٹر فخر الدین صاحب گورنمنٹ کالج لاہور۔ (۲) مرزا خلیل الرحمن صاحب اسلامیہ کالج لاہور (۳) شیخ خادم حسین۔ فارمن کرسچین کالج لاہور (۴) مرزا عزیز الرحمن صاحب گورنمنٹ کالج لاہور (۵) خواجہ معراج الدین صاحب بی۔ اے۔ (۶) مرزا محمد یوسف صاحب (۷) ملک محمد حسین صاحب بی اے متعلم لا کالج لاہور انتخاب کے اختتام پر ممبران اسٹاف اور اولڈ بوائز کے درمیان والی بال کا میچ ہوا۔ آخر میں حاضرین کی پھلوں سے تواضع کی گئی۔ اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

نوٹ۔ تمام ان اصحاب کی خدمت میں جو اس سکول میں کسی وقت طالب علم رہ چکے ہوں۔ استدعا ہے کہ مہربانی کرکے اپنے پتوں سے سکرٹری کو مطلع کریں۔ اور ایک روپیہ سالانہ چندہ ادا کرکے ممبر بنیں۔

(خاکسار چودھری محمد علی۔ پروویژنل سکرٹری)

ہندوستان

دہلی میں ہندو مسلم جذبات کے تلخ ہونے کی وجہ سے جو مقدمات زیر دفعہ ۱۵۳ الف اخبار "تیج" "الامان" "پیشوا" اور "رشد" وغیرہ اخبارات پر چل رہے تھے۔ وہ گورنمنٹ نے واپس لے لئے ہیں۔

مسابالشیا کے انفصال کے لئے کیپ ٹاؤن واقعہ جنوبی افریقہ میں جو گول میز کانفرنس ہونے والی ہے اس میں ہندوستان کا جو وفد شامل ہوگا اس کے صدر سر حبیب اللہ ممبر اگزیکیٹو کونسل گورنر جنرل ہند مقرر ہوئے ہیں۔ مہاتما گاندھی نے اس انتخاب پر طمانیت کا اظہار کیا ہے۔

۱۶ اکتوبر کو لاہور میں دسہرہ کے خاتمہ پر ایک خوفناک بم پھٹا جس سے سات آدمی ہلاک اور چالیس کے قریب مجروح ہوئے۔

موضع بودا درریاست کولہاپور کے ایک غریب آدمی کو مکان کھودتے ہوئے تانبے کا ایک برتن ملا ہے جس میں شاہان مغلیہ کے ۴۳۹۹ نقرئی سکے تھے۔

ولایت کی اورنٹیل لائبریری کو حضور نظام حیدرآباد دکن نے ایک ہزار پونڈ کی رقم اس غرض سے عطا فرمائی ہے کہ ہندوستان کے متعلق کتابیں خرید کر کتب خانہ میں رکھی جائیں۔

اہل انبالہ نے ڈپٹی کمشنر انبالہ کی اس تجویز کے خلاف کہ جملہ عدالت ہائے دیوانی و فوجداری ومال و پولیس لائن حدود شہر سے چھاؤنی میں منتقل کردی جائیں۔ چند قرار دادیں منظور کی ہیں۔ اور حکام بالادست کو اس طرف توجہ دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ڈالی گنج لکھنؤ کے مسلمانوں نے جناب گورنر کی خدمت میں برقی پیغام بھیج کر یہ استدعا کی ہے کہ ڈاکٹر بنیا لال کو ایک قدیم قبرستان تکیہ کلو شاہ میں قبروں کی مزید بے حرمتی سے روک دیں۔

ندوۃ العلما کا اکیسواں اجلاس ۵۔ ۶۔ ۷ دسمبر کو شہر کانپور میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کی صدارت میں منعقد ہوگا توقع ہے کہ جناب وائسرائے الہ آباد پہنچ کر وہاں ۶ اور ۸ دسمبر کو قیام کریں گے۔ پھر لکھنؤ اور کانپور بھی جائیں گے۔

شملہ ۱۴ اکتوبر۔ ملک معظم نے منظور فرما لیا ہے کہ لفٹنٹ کرنل رائٹ آنریبل فریڈرک سٹینلی جیکسن پی۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ او۔ ایم۔ پی ارل لٹن کے واپس جانے پر گورنر بنگال مقرر کئے جائیں۔

ناظم جمعیت علمائے ہند نے جناب وائسرائے کے نام حسب ذیل تار روانہ کیا ہے۔

"آپ ماہ اکتوبر میں پہلی مرتبہ صوبہ سرحد کے دورہ کے لئے جارہے ہیں۔ میں آپ کی توجہ صوبہ سرحد کے ان مظلوم باشندوں کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں جو بے گناہ تقریباً چار سال سے جلاوطنی کی مصیبت برداشت کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا یہ دورہ صوبہ سرحد کے مظلوم اور بے گناہ جلاوطنوں کی آزادی کے لئے پیام عدل و انصاف ہوگا۔ اور یہاں باشندوں کو اصلاحی سکیم سے فائدہ حاصل کرنے میں دوسرے صوبجات کے ساتھ ہم قدم کردے گا۔"

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۱۳ اکتوبر کو لاہور میں راجہ سر نرندرا ناتھ کے مکان پر منعقد ہوگا۔

بعض مسلمان حلقوں میں التوائے حج کے متعلق جو تجویز ہو رہی ہے اس پر سید سلیمان ندوی نے حسب ذیل فتوے دیا ہے۔

شرائط حج میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے **من استطاع الیہ سبیلا** جو شخص وہاں جانے کے لئے راستے کے لحاظ سے استطاعت رکھے۔ راستے کے لحاظ سے استطاعت میں ائمہ اور علما نے بالاتفاق تین چیزیں بیان کی ہیں۔ راستہ کا امن وامان۔ راستہ کا خرچ۔ راستہ چلنے کی قوت۔ حجاز میں کسی مسلمان کا بادشاہ ہو جانا اگر حج کا مانع ہوتا تو چاہیئے تھا کہ امیر معاویہ کے زمانہ ہی سے ائمہ اور علما بلکہ صحابہ کرام حج کو منع کر دیتے۔ حجاز میں شاہی کا قیام تاریخ اسلام کا کوئی نیا واقعہ نہیں ہے قباب و آثار کا ہدم بھی انسداد حج کا شرعی سبب نہیں بن سکتا کہ اول تو علمائے گروہ کثیر کے مطابق یہ شریعت غرا کے مخالف نہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ لیکن مناسک حج کا تعلق کعبہ، منیٰ اور عرفات سے ہے۔ قباب و آثار سے نہیں اس لئے ان کا ہدم بھی انسداد حج کا موجب شرعی نہیں بن سکتا۔

(دستخط سید سلیمان ندوی)

ممالک خارجہ

مجاہدین شام نے محمد عزالدین حلبی اور محمود دیدون دو شامی سرداروں کو جو فرانسیسیوں کی جا و بیجا حمایت کرتے رہتے تھے اور اس طرح اپنے ملک کی غلامی پر کمر بستہ تھے۔ گرفتار کرلیا۔ یہ دونوں خوشامدی فرانسیسی فوجوں کے ساتھ دمشق گئے تھے۔ جہاں سے مجاہدین کے جاسوس انہیں لے اڑے۔ اور اب انہیں وطن کی غداری کے الزام میں پھانسی دی جائے گی۔ کیونکہ کورٹ مارشل نے ان کے لئے سزائے موت کا فیصلہ صادر کیا ہے۔

آج کل دروزی فتوحات کے باعث لبنان میں بدحواسی ہے اور روزانہ ۶۰۰-۷۰۰ پاسپورٹ کی درخواستیں صرف بیروت میں موصول ہو رہی ہیں۔ اور لوگ ممالک غیر کو بھاگے جا رہے ہیں۔

جبل دروز میں فرانسیسیوں نے جو مسلمان فوجیں بھیجی تھیں۔ وہ مجاہدین سے ملتی جا رہی ہیں۔ فرانسیسی اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ان فوجوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔

ریف کے مجاہد اعظم غازی عبدالکریم جزیرہ ری یونین (واقع بحر ہند) میں پہنچ گئے ہیں۔ جہاں انہیں نظر بند رکھا جائے گا۔

ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ریگا راوی ہے کہ جرائد جمہور اور حکومت کی توجہ کو جرمنی کی جہاز سازی کی طرف منعطف کرا رہے ہیں۔ جہاں جنگی جہازوں کی تعمیر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کئی تباہ کن جہاز اور گرو ذر تعمیر کئے جاچکے ہیں اور حال ہی میں بیڑہ کی نمائش بھی ہونے والی ہے۔ آج کل تین جنگی جہاز بحیرہ بالٹک میں اور سوڈان اور ڈنمارک کے سمندروں میں گشت لگا رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فرانسیسی بیڑہ کی اس ساخت کا جواب ہے۔ جو اس نے پولینڈ کی بندرگاہوں میں کی تھی۔ جرمنی کی جہاز سازی کو اس امر سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ بحیرہ بالٹک میں اپنا رسوخ کھونے کے لئے تیار نہیں۔

امیر فیصل ابن سعود نے ملکہ ہالینڈ کے دربار میں باریابی حاصل کی اور ملکہ نے ان کو گرانڈ کراس آف آرینج اور ناشو، کا نشان اعزاز عطا فرمایا۔ آج کل آپ پیرس میں ہیں۔

جریدہ ام القرےٰ لکھتا ہے۔ کہ طائف میں ایک لاسلکی ٹیلیگراف اور مکہ معظمہ میں ایک لاسلکی ٹیلیفون قایم کیا گیا ہے۔ جس سے ہر وقت تمام اطراف و جوانب کی خبریں معلوم کی جاسکتی ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم-اے کی دو قیمتی کتابیں

انگریزی ترجمۃ القرآن یا اردو تفسیر موسوم بیان القرآن

مفت

اگر آپ کے پاس یہ بیش بہا کتابیں اب تک نہیں ہیں یا اگر آپ اپنے دوستوں کو یہ قیمتی تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور اب تک بوجہ قیمت زیادہ ہونے کے پیش نہیں کر سکے یا اگر قرآن کریم کے نسخے مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو آپکے لئے یہ ایک نادر موقع ہے اخبار پیغام صلح ہر دو کتابوں کی کافی تعداد اپنے حلقہ احباب میں مفت تقسیم کرنے کو ہے آپ صرف دس خریدار اخبار **پیغام صلح** کو بہم پہنچادیں تو ہر دو کتابوں میں سے جو آپ پسند کریں مفت آپکی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

اس بات کی قید نہیں ہے کہ آپ اس سے ایک ہی دفعہ فائدہ اٹھائیں بلکہ ہر دس خریدار بہم پہنچانے پر ایک جلد پیش کی جائیگی۔

(نوٹ، جو صاحب قرآن کسی یورپین یا امریکن لائبریری میں پہنچانا چاہیں ان کو صرف محصولڈاک دینا پڑیگا

منیجر پیغام صلح

ضرورت ہے

پیغام صلح کے شعبہ اشتہارات کے لئے ایک منیجر کی ضرورت ہے جو احمدی بھائی ملازمت کے خواہشمند ہوں اور اردو و انگریزی میں خط و کتابت کر سکتے ہوں وہ اپنی درخواستیں منیجر پیغام صلح کے نام جلد بھیجدیں تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی۔

غازہ یوسفی رجسٹرڈ

شہزادہ پرنس آف ویلز کی سفارش سے ڈاکٹر لامنڈیل صاحب نے مہاراجہ میسور کے لئے تیار کیا تھا جسکو متواتر بدن پر سات روز تک ملنے یا چہرے پر لگانے سے مثل مخمل نرم اور رنگ مانند گلاب کے ہو جاتا ہے۔ گالوں پر سے داغ اور جھائیں جھریاں دور ہو جاتی ہیں یہ خوشبودار پھولوں سے بنایا گیا ہے خوشبو اس قدر اعلےٰ کہ جب تک دوبارہ غسل نہ کیا جائے دماغ معطر رہے اور کل جلدی امراض مثلاً بغل گندہ پسینہ کی بدبو خارش داد پھوڑا پھنسی وغیرہ کیلئے بیحد مفید ہے۔ قیمت فی شیشی عہ تین کے خریدار کو ایک مفت محصولڈاک ۸

المشتہر محمد شفیق اینڈ کو آگرہ (یوپی)

اصلی مشہدی لنگیاں

حبیب سیٹھ کی دکان لدھیانہ شہر میں مدت سے قایم ہے۔ اس کارخانہ کا مال تمام دکانداروں اور فوج کے افسروں نے پسند کیا ہے۔ خصوصاً اخبار کے خریداروں نے آزمائش کی ہے۔ ریشمی مشہدی لنگیاں رنگ سیاہ یا سفید طول ۵ گز قیمت ساڑھے چار روپے۔ طول ۶ گز قیمت سوا پانچ روپے ریشمی صافے رنگ موتیا، نساری، گلابی ہر رنگ ۵ گز ۵ روپے سات گز ۷ روپیہ ۸ آدھ گز ۷ روپیہ چینی ماشی سوتی باریک لنگیاں چھ گز سوا دو روپے سات گز دو روپے دس آنے۔ کلاہ سچا زری دار چار روپے۔ جھوٹا زریدار سوا روپیہ۔ دری بستر پورے پلنگ کی رنگ نیلا ۲ x ۳ گز فی جوڑہ قیمت سوا چار روپے۔ کھدر لدھیانہ جوڑہ چار روپے بارہ آنے فہرست مفت طلب کیجئے۔

حبیب سیٹھ اینڈ کمپنی سوداگر لدھیانہ پنجاب

گرمی اور دمہ کا دشمن احمد دون

کشتال — کشتال

اس نادر الوجود دوا سے مثل تریاق پہلی ہی خوراک میں ہر دو امراض کو بسا اوقات اتنا افاقہ ہو جاتا ہے کہ دوسری دوا سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں وقت تنفس اور بلغم نکلنے میں آسانی۔ توانائی اس قدر کہ دوڑ کیجئے دوڑ یئے وزن اٹھائیے مگر سانس نہ پھولے گی۔ گرمی کو دو ہفتہ میں صاف کر دیتی ہے۔ نمونہ ۲ کے ٹکٹ بھیجکر آزمالیجئے۔ مفید ثابت ہو تو منگائیے۔ تاکہ آپ بیجا صرف سے بچیں اور ہمیں دھوکہ بازی کے الزام سے قیمت چالیس خوراک تین روپے۔ علاوہ محصول صدر ہند میں فرمائش کے ساتھ چھ آنے کے ٹکٹ حیدرآباد دکن سے پوری قیمت ممالک غیر سے سات روپے محصول علاوہ پیشگی آنا چاہئیں۔ جواب کے لئے جوابی خط یا ٹکٹ بھیجئے۔

المشتہر ڈاکٹر خورشید علی خاں میاں پارک بنارس (یوپی)

گولڈن رسٹ واچ خوبصورتی کا زیور

دیکھنے میں نازنین برتنے میں سخت جان وقت کی سچائی میں بنظیر گھڑیاں۔ گارنٹی ۱۰ سال جو پسند ہو نمبر لکھیں قیمت معہ تسمہ و بکس صرف پانچ روپے بارہ آنے ملنے کا پتہ منیجر لیڈرز واچ ہاؤس۔ لودیانہ پنجاب

ولایتی پچاس پیٹنٹ دویہ راز اور نسخے

برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن لندن نے یورپ و امریکہ کی مشہور عالم ولایتی پیٹنٹ انگریزی دواؤں کی سالہا سال تحقیقات کے نتائج کتاب کی صورت میں شایع کئے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ اسرار ادویہ نام سے دوبارہ معہ جدید نسخوں کے شایع ہوا ہے۔ جس میں سر سے پاؤں تک کے امراض کے مجرب نسخے (انگریزی و اردو) درج ہیں جو نہایت سہل الحصول اور کم قیمت ہیں۔ معہ اصل لاگت و ترکیب استعمال معہ ان کے اشتہاروں کے خلاصہ و راز کے دیئے ہیں۔ روپوں کی دوائیں کوڑیوں میں خود تیار کر لیجئے۔ قیمت مجلد آخر ماہ تک صرف عہ ۲ مع محصول

شباب اس کے مصنف ایک میڈیکل افسر اور معالج خاندان شاہی ہیں۔ اس میں آج کل کے نوجوانوں کا فوٹو کھینچا گیا ہے جن وجوہ سے آج کل کے نوجوان بوڑھوں سے پہلے بار ہو جاتے ہیں جس میں صدری اور بیاضی نسخوں کا بیش بہا ذخیرہ لٹا یا گیا ہے قیمت عہ

مجربات حفظ صحت نہایت عجیب و غریب اور مفید کتاب ہے قیمت صرف عہ مفصل فہرست کتب معہ رسالہ حفظ صحت مفت۔

منیجر مسلم بکس ایجنسی ٹکسالی گیٹ لاہور

کیمیکل گولڈ سونے کی انگوٹھیاں

(ناپ منگوا بھیجئے)

یہ انگوٹھیاں نہایت خوبصورت اور چمکدار ہیں ان کے آگے سونے کی انگوٹھیاں بیکار ہیں تجربہ کار ساہوکار بھی ان کو پچاس روپے سے کم نہیں بتا سکتا ان کے اندر ایسے نگ جڑے ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بیتاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ سدا ہمیشہ مثل سونے کے قایم رہتا ہے نایاب تحفہ ہے ناپسند ہوں تو قیمت واپس فی انگوٹھی عہ

کیمیکل گولڈ سونے کے گوشوارے یہ کانوں میں پہننے کے نہایت نفیس بندے ہیں ان میں ہیرا کاٹ کے ایسے نفیس نگ جڑے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے جیسے ہیرے لگا دیئے رات میں لیمپ کی جوت سے ان پر نگاہ نہیں ٹھیرتی صرف ان بندوں کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے چوطرف ستارے قربان ہو رہے ہیں قیمت عہ

کیمیکل گولڈ قمیص کے بٹن یہ بٹن بھی مثل سونے کے ہیں جو بہت ہی خوبصورت ہیں ان کا رنگ بھی مثل سونے کے ہمیشہ قایم رہتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سونے کے نہیں۔ فی سٹ ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک مفت اسی طرح انگوٹھیاں چار کے خریدار کو ایک مفت۔

ایس اے اصغر اینڈ کو مٹیا محل دہلی

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۳ (۲۶ ربیع الثانی) جمادی الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۳ / ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء | نمبر ۵۱ و ۵۲

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

(حضرت مسیح موعودؑ)

فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا خاتمہ

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں — اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی — وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی — وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی — خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی — وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی — حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے — تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے

ایسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئیگا — اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا

اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں — بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا — یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں — کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

آخر خدا کے پاس بھی جاؤگے یا نہیں — اس وقت اس کو منہ بھی دکھاؤگے یا نہیں

تم میں سے جن کو دین و دیانت سے ہے پیار — اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار

لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے — اب جنگ اور جدال حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

خط و کتابت کے وقت نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔ (مینیجر)

بزم احبا

مرتبہ خاکسار جناب چودھری منظور الٰہی صاحب لاہور

ملک عرب

ایک عرب احمدی دوست حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ آپ کے اسسٹنٹ سکرٹری کا خط مشتمل اطلاع وصولی تقاریظ و اظہار خوشنودی جناب پہنچا۔ میرا مقصد ان خدمات سے صرف آپ کی رضا اور دعا ہے۔ سو الحمد للہ کہ بجائی حیات میں نے اس عظیم مقصد کو پا لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر دراز کے ساتھ تمام بلیات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ سیرت خیر البشر کی ایک کاپی میں نے ایک فرانسیسی کو جو مشرقی علوم کا فاضل اجل ہے دی۔ لیکن وہ کسی ضروری اور خاص کام پر فرانس چلا گیا۔ اور میرے ساتھ عہد کر گیا ہے کہ واپسی پر وہ اس کتاب کو پوری طرح مطالعہ کرکے اس پر تقریظ لکھے گا۔ میں نے فرصت اور وقت کو غنیمت جان کر یہاں کے مدرسہ اعلےٰ کے مدرس اول کو جو ایک نامی گرامی شخص ہے یہ کتاب پڑھنے کے لئے دی۔ وہ اسے پڑھ کر بے حد مسرور ہوا۔ اور کہا کہ اس نے حضرت نبی کریم کی زندگی کا کافی مطالعہ کیا ہے اور بہت سی کتابوں کو پڑھا ہے۔ مگر ان میں سے اس نے کوئی ایسا نہیں پایا۔ جسکے صفحات تعصبات اور خرافات سے پاک ہوں۔ ہاں البتہ یہی ایک کتاب ایسی ہے جو ان فاسد خیالات سے پاک ہے۔ اور اسلام کا صحیح چہرہ دکھاتی ہے۔ موصوف نے مجھے اس پر تقریظ لکھ کر دی ہے۔ جو اس خط کے ہمراہ ارسال خدمت ہے۔

بعض عربی اخبارات کے ٹکڑے بھی بھیجتا ہوں جن کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہو جائیگا کہ یہ شخص جس نے تقریظ لکھی ہے اہل عرب میں کس پایہ کا شخص ہے۔ یہ شخص مسیحی ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہماری انجمن کی خدمات و اعمال کا دل سے قائل ہے۔ اور انکا قدر رکھتا ہے میں نے یہ کتاب مختلف ممالک کے قونصلوں کو بھی مطالعہ کے لئے دی جن میں سے سب نے بلا استثنا اسے استحسان کی نظر سے دیکھا۔ امریکن سفیر نے کہا کہ اسے ہمارے لٹریچر سے خاص دلچسپی ہے۔ اور جب وہ یہاں سے سبکدوش ہوکر اپنے ملک واپس جائیگا۔ تو حضرت امیر سے مسائل خصوصیہ متعلق اسلام اور عیسائیت پر خاص طور سے خط و کتابت کرے گا۔ اس کے سکرٹری نے دو تقاریظ ایک عربی متعلق بہ ترجمۃ القرآن انگریزی اور دوسری انگریزی متعلق بہ سیرت خیر البشر لکھ کر دی ہیں جو ارسال خدمت ہیں۔ یہ سکرٹری بڑے پایہ کا شخص ہے۔ اور ماہنگ انجنیر بھی ہے۔ جو ...

کی کان دریافت کی ہے۔

یہاں کی اسلامی لائبریری والے انجمن کی جملہ کتابوں کی ایک ایک کاپی اپنے کتب خانہ کے لئے طلب کرتے ہیں۔ تاکہ باہر کے لوگ ان کے مطالعہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔

یہاں افسر فنون اور افسر آثار قدیمہ اسلامیہ ترجمۃ القرآن کا مطالعہ کر رہا ہے۔ اور نہایت دقیق نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ سارا مطالعہ کرلینے کے بعد وہ اس پر تقریظ لکھے گا۔

انگلینڈ

مسٹر خالد شیلڈرک صاحب لکھتے ہیں آپ کے ہر دو خط پہنچے لیکن مصروفیت کے باعث جواب جلد نہ دے سکا۔ افسوس ہے کہ آپ کا خط ذرا دیر سے آنے کے باعث اس ماہ اخبار منارہ میں آپ کے انگریزی قرآن پر کچھ نہ لکھ سکا۔ انشاء اللہ نومبر کے رسالہ میں لکھ دونگا۔ مجھے اس بات سے بڑی مسرت ہوئی کہ آپ نے یہ کام شروع کر دیا ہے جس سے ممالک غربیہ میں اشاعت اسلام کا کام بہت آسان ہو جائیگا۔

آپ کے خطوط کے خاص اشارات کے بارہ میں عرض ہے کہ میرا آپ کے آدمیوں کے ساتھ ہمیشہ مل کر کام کرنا واضح کر دے گا۔ کہ میں نے کبھی اختلاف خیالات کی پروا نہیں کی۔ اور جو خدمت اسلام کا عظیم الشان کام آپ کی انجمن نے کیا ہے۔ میں ہمیشہ سے اس کا مداح رہا ہوں۔ میرا ان خطوط کے لکھنے کے وقت عندیہ یہ تھا کہ مجھے ہندوستان سے کئی خطوط آئے اور پنجاب کے چند معزز دوستوں نے زبانی بھی کہا کہ آپ یہاں اکیلے کام کر رہے ہیں اور بہت سے لوگ جو آپ کی امداد کرنے کے اہل ہیں آپ کے کام سے ناواقف ہیں۔ میرے سب دوستوں نے آپ کی انجمن کی خدمات اسلام کا اعتراف کیا۔ میں نے اس مشکل کو حل کرنے کی کوئی تجویز سوچنی چاہی۔ چنانچہ ایک دن ایک دوست نے مجھے کہا کہ اگر مجھے مالی امداد کی ضرورت ہے تو ہندوستان جانا چاہیے۔ اور مختلف مرکزوں میں کچھ دے کر لوگوں کو امداد کے لئے ابھارنا چاہیے۔ یقین ہے کہ اس طریق سے لاکھوں روپیہ حاصل ہو جائیگا اس کی اس بات نے میرے دل میں ایک خیال پیدا کر دیا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کسی خاص فرقہ یا فریق کے ساتھ تعلق نہیں رکھا۔ بلکہ ہر قسم کے اختلافی مسائل سے علیحدہ رہکر ہر فریق کو جس نے خدمت اسلام کا کام کرنا چاہا آزادانہ طور پر مدد دیتا رہا ہوں اس لئے ڈاکٹر سہروردی کے زمانہ سے لے کر خواجہ کمال الدین صاحب مولوی صدر الدین صاحب اور مولوی مصطفےٰ خان صاحب کے وقت تک جو خدمت مجھ سے ہو سکی کرتا رہا ...

بقیہ صفحہ (۱)

فتح محمد صاحب سیال۔ مفتی محمد صادق صاحب، قاضی عبداللہ صاحب عبدالرحیم صاحب نیّر اور موجودہ مبلغ عبدالرحیم درد کو بھی میں اسلامی کاموں میں مدد دیتا رہا ہوں۔ میں آپ کے بے لاگ خط کی قدر کرتا ہوں اور مشکور رہوں۔ اب مجھے اس بات کا خیال آگیا ہے کہ جب میں وہ خطوط جن کی بنا پر آپ نے خط لکھا ہے لکھنے لگا تھا تو میرے دل میں القا ہوا تھا کہ یہ وقت نہیں ابھی کچھ دیر انتظار کرو۔ اب اس کی حقیقت مجھ پر کھل گئی۔

جب خواجہ کمال الدین صاحب یہاں سے جنوبی افریقہ جانے لگے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ لندن سے ایک اسلامی اخبار جاری کریں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ وہ کامیاب نہ ہوگا۔ اور اسے کون خریدے گا۔ آپ یقین کریں کہ مجھے اسلام کا مستقبل نہایت روشن نظر آتا ہے۔ اس لئے میں نے کم خرچ پر جاری کر دیا۔ جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ اس میں مسلمانوں کے ہر فریق کی خدمات اسلام کا بیان کرتا رہتا ہوں۔ المنارہ محض میرے اپنے خرچ پر شایع ہو رہا ہے جس پر مجھے بہت سے اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ ہم نے اس کی کئی سو کاپیاں مفت تقسیم کی ہیں۔ تاہم ابھی مانگ جاری ہے۔ آئندہ یہ باقاعدہ ماہوار کر دیا گیا ہے۔ اور میرے دوست اس میں میری بڑی مدد کر رہے ہیں۔ اور جرمنی میں اس قابل ہو گیا کہ اس کا حجم بڑھا سکوں تو فوراً دگنا حجم کر دونگا۔ جن مسلمان اخبارات نے اس کا ذکر کیا ہے ان کا میں مشکور ہوں اور اب قریباً دنیا کے تمام حصوں سے مجھے خط آ رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے نظام کی ضرورت کو میں محسوس کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ میرا تبلیغ کا کام ایک آدمی کا کام نہ رہے گا۔ میں نے اپنے دوستوں کو جمع کر کے ایک اسلامی برادری قائم کی ہے۔ اور اسی ماہ میں کیکسٹن ہال میں ایک جلسہ کریں گے۔ جس میں مسلمانوں کے تمام فریقوں کو شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔ اس میں ان امور پر غور کیا جائے گا (۱) مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کا کام کن ذرائع سے ہو سکتا ہے۔ (۲) جملہ فریقوں کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم کا قیام تاکہ ہر فریق اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسلام کی بھلائی کے لئے کام کرتا رہے اس سے ہمیں بہت فائدہ ہوگا۔ اور امید ہے کہ ووکنگ اور ساؤتھ فیلڈ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ لیکچراروں کی مفصل فہرست دوسرے خط میں لکھوں گا۔ میں مشکور رہوں گا کہ آپ ہر طرح سے مجھے مدد دینے کے لئے تیار رہیں۔ میں اور بھی مشکور رہونگا اگر برلن مسجد کی رپورٹیں میرے مطالعہ میں آتی رہیں۔ اور لائٹ برابر پہنچتا رہے۔ مولوی عبدالمجید صاحب بڑا نیک آدمی ہے۔ اور میرا دوست ہے۔

ساؤتھ فیلڈ کی مسجد کا افتتاح نہایت شاندار ہوا اور اس میں اتنا مجمع تھا کہ انگلینڈ میں اسلام کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اسے امیر فیصل کے افتتاح نہ کرنے نے بڑی شہرت دی بہ نسبت اس کے کہ وہ اگر اس کا افتتاح کرتا۔ چھ سو آدمی جائے پر بیٹھے۔ جن میں ہوس آف لارڈ اور ہوس آف کامنز کے ممبر۔ مختلف ممالک کے سفرا، وزرا، نواب، اور راجے اور سابق حکام ہند وغیرہ تھے۔ کیپٹن گارڈن کیننگ، کیپٹن گرین، کیپٹن بینٹ نیز مشہور ترک، مصری، اور انگریز مسلمان و غیر مسلم شامل تھے۔ میرا خیال ہے کہ قریباً سب مسلمان وہاں موجود تھے۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن صاحب آخری وقت اپنے ایک عزیز کی وفات کے باعث شامل نہ ہو سکے۔ مسجد کی حدود سے باہر پولیس نے ہزارہا ناظرین کے مجمع کو قابو رکھا ہوا تھا۔ اور موٹروں نے تمام سڑکوں کو بند کر دیا تھا۔ یہ نظارہ نہایت عظیم الشان تھا۔ اور اسلام کے لئے ایک اشتہار کا کام دے رہا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر روز میرے پاس مختلف قسم کے لوگ آتے ہیں۔ اور اسلام کے بارے میں دریافت کرتے رہتے ہیں۔ ابھی ابھی مجھے ایک جنٹلمین کے اسلام لانے کا خط ملا ہے۔ جو کئی ناولوں کا مصنف ہے۔ وہ کیتھولک مذہب کا پیرو تھا۔ بدھ کے دن ایک لیڈی نے یہاں آکر اسلام لانے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے ان نو مسلموں کے پتے مولوی عبدالمجید صاحب کو بھیج دئے ہیں۔ میں خوش ہوں کہ یہاں اسلام اپنا گھر کرتا جا رہا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان اپنے فروعی اختلافات کو ان ممالک میں قطعاً چھوڑ دیں گے۔ اور گو ہم کسی خاص امر پر متفق نہ ہوں تاہم اگر ہر شخص اپنے دائرہ اثر کے اندر کام کرتا رہے اور دوسروں کے معاملات میں دخل نہ دے تو ہر ایک کے لئے کام کرنے کا بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ اسلام کے لئے ہماری متحدہ کوشش بڑا شاندار نتیجہ پیدا کریگی۔ اور جب تک خدا تعالیٰ نے مجھے ہمت اور طاقت دے رکھی ہے۔ میں اس مبارک کام کو جاری رکھونگا۔ منارہ نے کئی دوستوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ جو اس کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔ اور یقین ہے کہ کلکتہ کے دوست بھی امداد کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ مہربانی فرما کر میرا یہ خط حضرت مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں سنا دیجئے۔ جن کی میں دل سے عزت کرتا ہوں جو موجودہ مسلمانوں میں ایک بے نظیر ہستی ہے۔

میرے بارے میں "الفضل" میں جو نوٹ شایع ہوا ہے وہ سراسر کذب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے کبھی نہیں ناچا۔ میرا خیال ہے کہ میرے کسی خفیہ دشمن نے مجھے نقصان پہنچانے کے لئے یہ کارروائی کی ہے۔ لیکن میں اسے معاف کرتا ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف کرے۔

اخبار احمدیہ

نماز جنازہ ۲۵ راکتوبر بعد نماز جمعہ حضرت امیر نے اخویم چودھری محمد اسمٰعیل صاحب افسر مال منٹگمری کی صاحبزادی مرحومہ اور مستری محمد الدین صاحب مرحوم مالک کارخانہ ٹرنک بی ڈی ایم دین سیالکوٹ کا جنازہ پڑھایا۔ موخر الذکر بھائی حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے تھا۔ اور ہمیشہ سلسلہ کی خدمات میں تیار رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت میں داخل کرے اور اس کے پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ ہم مشکور ہونگے اگر کوئی سیالکوٹی بھائی مرحوم کی مختصر سوانح عمری شایع ہونے کے لئے بھیجدے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کے خدام میں سے جو دوست اس دنیا فانی سے رحلت کر جائیں ان کی مختصر سوانح عمری آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھی جائے۔ جو ایسے دوست اس وقت تک وفات پا چکے ہیں ان کے مختصر حالات کا شائع ہونا نہایت ضروری ہے۔ خصوصاً ان کے احمدیت میں شامل ہونے سے بعد کے حالات اور ذاتی تجربات۔

جوان ہمت مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں کہ آج کے اخبار پیغام صلح میں میں نے اعلان پڑھا جو آپ نے جوانوں کو مخاطب کر کے کیا ہے۔ کہ ہنگری کے پروفیسر نے جو حضرت امیر کی تصنیف اسلام کا ہنگری ترجمہ کیا ہے اس کی اشاعت کیلئے بارہ تیرہ پونڈ درکار ہیں۔ میں اگرچہ جوان نہیں۔ (لیکن جوان ہمت ضرور ہیں۔ پیغام صلح) بڈھا ہوں "لیکن لاکھوں جوانوں سے بہادر اور جری۔ پیغام صلح) گر باایں ہمہ پندرہ روپے اس کار خیر کے لئے آج ہی بذریعہ منی آرڈر بھیج دیئے ہیں۔ میں نے یہ بھی پڑھا۔ کہ یورپ میں مفت اشاعت قرآن کے لئے ابھی اور سات قرآن بھیجنے باقی ہیں۔ میں ایک قرآن کی قیمت قبل ازیں بھیج چکا ہوں اور اب ان سات میں سے ایک اور کی قیمت بھی آج ہی بذریعہ منی آرڈر بھیدی ہے۔ . . . . میری طرف سے قرآن کریم ہالینڈ بھیجدیا جائے"۔

خادم قرآن ۲۰ راکتوبر کے اخبار میں سیرۃ خیر البشر کا دنیا کی دوسو تمام لائبریریوں کو مفت دیئے جانے کا ذکر کیا گیا تھا اور سرسری طور پر تحریک کی گئی تھی کہ اگر ہم ہمت کر کے پانصد کاپی قرآن کریم بھی بڑی بڑی لائبریریوں کو مہیا کر سکیں تو اشاعت اسلام کے لئے مغربی ممالک میں راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ خدا نے حضرت مسیح موعود کے ذریعے سے اس چھوٹی سی قوم میں خدمت اسلام کی اتنی روح پھونکدی ہے کہ وہ کوئی موقعہ خدمت اسلام کا ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔ ہمارے مکرم دوست مرزا رحمت بیگ صاحب محکمہ نہر مردان نے دوسرے احباب کے لئے ایک نمونہ قائم کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں:-

حوالہ اخبار پیغام صلح نے مجھے تحریک کی کہ پانسو جلد قرآن شریف انگریزی کی تقسیم میں بھی حصہ لوں۔ میری اور انجمن کی یہ مشترکہ خواہش ہے۔ دل یہ بھی چاہتا ہے کہ میری زیر غور اسٹیمیٹ میں جس قدر زائد جلدیں تقسیم ہو جائیں ان کے حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اس واسطے خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ حضرت امیر یا جس کا اختیار ہو اس کی خدمت میں عرض کریں کہ دس سے بیس جلد تک نصف قیمت مجھ سے وصول کر کے صحیح تعداد جو بعد میں عرض کروں انجمن اس کو جہاں جہاں اور جس جس لائبریری میں مناسب خیال کرے تقسیم کر دے۔ آپ اس معاملہ میں کوشش فرمائیں اور حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کر کے جواب سے مشکور فرمائیں"۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔ جنھوں نے اس نیک تحریک میں پیش قدمی کر کے دنیا کے سامنے نمونہ . . . . . . اسلام . . . . ہے۔

مفت تقسیم سیرۃ خیر البشر انگریزی کی مفت تقسیم کے بارہ میں یہ اطلاع دینی رہ گئی ہے کہ جن احباب کی طرف سے یہ کتاب جو لائبریریوں کو گئی ہیں ان کے نام مطبوعہ چٹ کتاب پر چسپاں کئے گئے تھے۔ اصل میں اکثر . . . ابتدا انہی کے نام بغیر انجمن کی معرفت آئی ہیں۔ جو انشاء اللہ عنقریب ان کے پاس پہنچادی جائیں گی جن کے ملاحظہ سے ان پر واضح ہو جائے گا۔ کہ جس اخلاص اور محبت سے انہوں نے یہ کتاب دنیا میں پھیلائی اسی اخلاص سے دنیا نے اسے قبول کیا اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

درخواستہائے دعا (۱) اخویم احمد صاحب جو کچھ عرصہ سے نینی تال میں علیل ہیں۔ صحت کے لئے احباب سے دعا کرتے ہیں۔

(۲) برادر مظفر علی خاں صاحب کشمیر سے دعا کیلئے استدعا کرتے ہیں

(۳) میرے بھائی احباب چودہری محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے فرزند عنایت فرمایا ہے۔ میں خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہوئے احباب سے ملتجی ہوں کہ مولود مسعود کے لئے خلوص دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ میاں عزیز کو عمر دراز بخشے اور خادم دین بنائے۔ (رحمت خاں تبدیر پلیڈر پیغام صلح)

جلسہ انجمن خواتین احمدیہ لاہور

ہماری انجمن کا ساتواں جلسہ ۲۹ راکتوبر بعد نماز جمعہ مسلم ہائی سکول میں بصدارت اہلیہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب منعقد ہوا۔ بہت سی خواتین تشریف لائیں۔ چھاؤنی لاہور کی احمدی خواتین بھی تشریف رکھتی تھیں تلاوت کلام مجید سے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ محترمہ صالحہ بیگم صاحبہ و محترمہ سلیم بیگم صاحبہ نے نظم عرض حال بحضور سرورکائنات پڑھی اس کے بعد خاکسار کا مضمون سیرت رسول کریم پر تھا۔ جس میں موجودہ مجالس میلاد میں جو عام طور پر غلط روایتیں اور بیہودہ نظمیں آنحضرت کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اس کی خرابیاں بیان کر کے آپ کے صحیح حالات پیش کئے۔ اور اس ضمن میں قبل اسلام طبقہ نسواں کی جو حالت تھی اور پھر اسلام نے جو عورت کی حیثیت قائم کی۔ اس کو بیان کیا۔ اور نبی کریم صلعم کے احسانات کا ذکر کر کے خواتین سے اپیل کی کہ وہ اپنے محسن کا شکریہ اس رنگ میں ادا کر سکتی ہیں کہ خدمت دین کے لئے دل و جان سے آمادہ ہو جائیں۔ اپنے بچوں کو اسلامی تربیت دیں۔ اپنے شوہروں کو خدمت اسلام کی ترغیب دیں۔ اپنے ناچ سے مدد دیں۔ اور اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں اور پھر درخواست کی کہ احمدیت تبلیغ فنڈ کی جو پرچیاں ہیں اس کی فروخت میں ہاتھ بٹائیں چنانچہ اسی جلسہ میں چار سو پرچیاں تقسیم ہو گئیں۔

خاکسار کے بعد اہلیہ مولوی عبدالحق صاحب نے غیبت کی خرابیوں پر ایک مدلل مضمون سنایا۔ اور ان کے بعد ہماری متعدد بہنوں نے نہایت مفید مضمون پڑھ کر سنائے۔ بہن تاج بیگم صاحبہ نے انجمن کی ترقی اور اس کو زیادہ مفید بنانے کی تجاویز پیش کیں۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ہماری انجمن کی شاخیں مختلف شہروں میں قائم ہونی چاہئیں۔ اور پیغام صلح کے ذریعہ اپنی بہنوں کو متوجہ کیا جائے اور معزز عہدیداران کی خدمت میں بھی التجا کی جائے کہ وہ اپنے ہاں کی مستورات کو اس نیک کام کے لئے آمادہ کریں۔ اور بہن تاج بیگم صاحبہ نے خود بھی گوجرانوالہ میں انجمن کی شاخ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اور ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار نے اپنی اختتامی تقریر میں محترمہ تاج بیگم صاحبہ کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے احمدیہ انجمن خواتین جہلم کی مثال پیش کی۔ جو خدا کے فضل اور رضیہ بیگم بنت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی سعی و کوشش سے نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور دیگر بہنوں کو بھی توفیق دے۔ کہ وہ اپنی بہتری اور بہبودی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

سب سے آخر میں ہماری ننھی بہنوں عزیزہ . . . بیگم و عزیزہ محمودہ بیگم نے جو چھاؤنی لاہور سے شرکت جلسہ کے لئے آئی ہوئی تھیں حضرت مسیح موعود کی ایک نظم پڑھی جو دلچسپی سے سنی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان بچیوں کو جماعت احمدیہ کی پرجوش ممبر بنائے۔

اسی جلسہ میں جو بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ چند معزز روشن خیال غیر احمدی خواتین بھی تشریف لائی تھیں۔ جنھوں نے اشاعت اسلام کی تجاویز کے ساتھ نہایت دلچسپی کا اظہار کیا۔ خدا وہ دن جلد لائے کہ لاہور کی تمام مسلمان خواتین تبلیغ اسلام جیسے مفید اور ضروری کام میں شریک ہو جائیں۔

(بقیہ بر صفحہ ۳ کالم ۳)

تاریخ اسلام کا ورق

تاریخ کا جاننا زندگی کی ضروریات میں سے ہے۔ مسلمانوں نے اس علم کی بنیاد ڈالی۔ لیکن آج ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنی تاریخ سے واقف ہیں۔ اسلام کی شاندار روایات اس قابل تھیں کہ مسلمان ان کو حرز جان بناتے اس کا ایک ایک لمحہ زندگی بخش تھا۔ مگر آہ! باقی خوبیوں کے ساتھ ہم سے یاد ماضی بھی رخصت ہوگئی۔ آج سے ہم "پیغام صلح" میں اس باب کا اضافہ کرتے ہیں۔ ممکن ہے پھر زندگی کی لہر حرکت میں آ جائے۔ اور کچھ تعمیری کام بن پڑے۔ ایک اخبار کے کالم مسلسل تاریخ کے متحمل تو نہیں ہو سکتے تاہم کوشش کی جائے گی کہ قسط وار کچھ نہ کچھ ناظرین پیغام صلح کو پہنچتا رہے اسلامی تاریخ کا آغاز رسول مقبول صلعم کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن آپؐ کے حالات زندگی کے لئے علیحدہ جگہ وقف کی گئی ہے۔ اس لئے اس صفحے کو صدیق اکبرؓ سے شروع کیا جاتا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(۱)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ رجون ۶۳۲ء کو انتقال کیا۔

آخری علالت سے دو ایام پہلے آپ نے شام کی سرحد پر ایک مہم بھیجنے کی تیاری کی تھی۔ فوج مدینہ سے باہر میدان جرف میں خیمہ زن تھی۔ جو لوگ ہتھیار باندھ سکتے تھے وہ اس میں شریک تھے۔ اور سپہ سالار اسامہؓ بن زیدؓ نامزد ہوئے تھے۔

آپ کی بیماری کے دوران میں یہ فوج بیکار پڑی رہی لیکن جب آپ کا انتقال ہوگیا تو اسامہ نے کیمپ توڑ کر لشکر کو رخصت کر دیا۔ اور لوائے محمدی مسجد نبوی کے صحن میں عائشہ صدیقہ کے حجرہ کے نزدیک لا گاڑا۔

۱۰ رجون کو حضرت ابوبکر خلیفہ منتخب ہوئے۔ دوسرے دن آپ نے نشان پھر نوجوان اسامہ کے سپرد کیا اور اعلان کر دیا کہ فوج بدستور میدان جرف میں جمع ہو جائے کوئی شخص پیچھے نہ رہے۔ مدینہ اور نواح مدینہ کے لوگ جوق در جوق آ گئے۔ فاروق اعظمؓ بھی جرنیل کے ساتھیوں میں شامل تھے۔ کوچ کی تیاری ہو رہی تھی کہ یکایک سرزمین عرب کا مطلع تاریک ہوگیا۔

محمد صلعم کی بیماری اور وفات کی خبر اکناف ملک میں اس سرعت سے پھیلی جیسے سرکنڈوں کے جنگل میں آگ کے شعلے دوڑتے ہیں۔ عرب ہر سمت سے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ بدعہدی، غداری، طلوہ اور ارتداد کی آندھیاں چلنے لگیں۔ چاروں طرف سے مرکزی حکومت کا جوا اتار پھینکنے کی افواہیں آنے لگیں۔ لاتعداد دشمنوں کے نرغہ میں مٹھی بھر مسلمان بالکل ایسے نظر آتے تھے جس طرح دھاڑتے ہوئے شیروں میں چند بے بس بھیڑیں پھنسی ہوں۔ اسلامی حکومت کے افسر اور محصل صوبوں سے بھاگ آئے۔ یا نکال دیئے گئے۔ جہاں اکیلے دکیلے مسلمان رہ گئے تہ تیغ ہوئے۔ بعض کو نہایت عذاب کے ساتھ بے رحمی کی موت ہلاک کیا گیا۔ مکہ اور طائف میں قریش کا بڑا اثر تھا۔ لیکن ان دو مقامات کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ خود قریش تک تذبذب میں تھے۔ مگر ابوبکرؓ نے ان کو سنبھالا۔ آپ کا ایک فقرہ مشہور ہے۔ "قریشیو! کیا تم سب سے پیچھے ایمان لا کر سب سے پہلے مرتد ہو جاؤ گے؟" خال خال قومیں جن کے سردار وفادار رہتے۔ بظاہر مطیع تھیں لیکن بغاوت کے ابلتے ہوئے سیلاب میں ان کی کوئی ہستی نہ تھی۔ عمرو ابن العاص جن کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول صلعم نے عمان میں ایلچی کر کے بھیجا تھا سخت پریشانی کی حالت میں واپس ہوئے۔ وہاں سے واپسی میں اندرون ملک سے گزرے انہوں نے تمام وسطی عرب کو ارتداد میں مبتلا پایا۔ اور مطالبہ زکوٰۃ کی صورت میں فساد پر آمادہ۔ غرضیکہ لوگ زمانہ جاہلیت کی بدعنوانیوں کی جانب لوٹنے کے آرزومند نظر آتے تھے۔ اللہ اللہ! عجیب ابتلا کا وقت تھا۔ ہر جانب خطرہ ہی خطرہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام گھڑی پل کا مہمان ہے۔ بڑے بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہوئے جاتے تھے۔

ہوا خواہان اسلام گومگو کی حالت میں تھے۔ اسامہ اور ان کی سپاہ کی رائے تھی کہ خلیفہ اور شہر کو ان خطرناک حالات میں تنہا اور غیر محفوظ چھوڑنا ٹھیک نہیں۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ خلیفہ سے بات کہتے۔ آخر سب نے متفق ہو کر عمر فاروق کو وسیلہ بنایا کہ اول تو مہم ملتوی کی جائے۔ اور اگر اس کا جانا اٹل ہو تو کوئی پرانا تجربہ کار جرنیل مقرر کیا جائے۔ مگر صدیق اب وہ صدیق نہ تھے۔ گو ایک مسلمان کی تکلیف اور ایک بے بس کی مصیبت پر اب بھی آپ کے آنسو ٹپک پڑتے تھے۔ خلافت کی ایک رات نے آپ کو عزم و استقلال کا پہاڑ بنا دیا تھا۔ پہلی بات کا جواب آپ نے نہایت متانت سے دیا کہ اگر شہر کے گرد ہزاروں بھیڑیئے چھوڑ دیئے جائیں تب بھی مہم جا کر رہے گی۔ میرے آقا کی زبان کا ایک ایک لفظ پورا ہو کر رہے گا۔ دوسری درخواست پر آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے بڑے جلال سے فرمایا کہ خطاب کے بیٹے! پیغمبر خدا تو ایک شخص کو جرنیل مقرر کریں اور میں اسے معزول کر کے دوسرے کو اس کی جگہ دیدوں۔ غرضیکہ ہر دو درخواستیں نامنظور ہوئیں اور لشکر روانہ ہوگیا۔

(۲)

رسول اللہ صلعم کی کامیابی سے بعض لالچی طبیعتوں کے دہن آز میں پانی بھر آیا۔ اور آپ کی حیات کے آخری حصہ میں چار شخصوں نے عرب کے مختلف حصوں میں پیغمبری کا دعویٰ کر دیا۔ اسود عنسی نے یمن میں، طلیحہ نے نجد میں، مسیلمہ نے یمامہ میں اور لقیط بن مالک نے عمان میں۔ ان کے علاوہ ایک عورت سجاح نے بھی دعویٰ کیا۔ مگر اس نے مسیلمہ سے شادی کر لی۔ اسود عنسی آپ کی بیماری کے ایام میں قتل ہوگیا۔ لیکن باقی تینوں نے آپ کی وفات کو اپنے دعاوی کی تقویت کے لئے بہت موزوں پایا بدوی قبائل اور مرکز سے دور کے لوگوں کو جو ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے اسلام کے فرائض تکلیف دہ اور اس کی پابندیاں ایک مصیبت نظر آتی تھیں خصوصاً زکوٰۃ کی ادائیگی ان کے لئے سخت تکلیف و ابتلا کا موجب تھی۔ ان جھوٹے پیغمبروں نے طرح طرح کی فریب کاریوں، شعبدہ بازیوں اور اسلامی پابندیوں کے اٹھا دینے سے جو طبیعتوں کو بھلی معلوم ہوتی تھیں لوگوں کو اپنی طرف کھینچا اور ان کی رہائش کے مقام بغاوت کے زبردست مرکز بن گئے۔

بغاوت کی نت نئی خبریں عرب کے مختلف حصوں سے پہنچتی تھیں اسامہؓ کی مہم کی روانگی سے کو اخلاقی اثر اچھا پڑا۔ کیونکہ اس سے مرکزی حکومت کی مضبوطی کا ثبوت ملتا تھا۔ مگر اس نے کمک کی فوج کا بھیجنا ناممکن بنا دیا۔ چند نفوس جو مدینہ میں رہ گئے تھے وہ شہر کی حفاظت کے لئے بھی ناکافی تھے۔ اس لئے ابوبکرؓ اپنے بکھرے ہوئے افسروں کو یہی ہدایت کرتے تھے کہ جہاں کہیں وہ نمک حلال لوگوں کی تھوڑی بہت جمعیت قائم رکھ سکتے ہیں۔ رکھیں اور اسامہؓ کی واپسی تک انتظار کریں۔ خود شہر کی حفاظت کی ضروری پیش بندیاں عمل میں لانے لگے۔ قرب و جوار کے وفادار قبیلے اندر بلا لئے۔ اور شہر کے مختلف دروں پر چوکی پہرہ لگا دیا۔

باغی قبیلوں میں سے بنی عبس اور ذبیان مدینہ سے قریب تر تھے۔ سب سے پہلے انہی نے دھمکی آمیز روش اختیار کی اور ربذہ اور ذوالقصہ میں اکٹھے ہو گئے۔ یہ دونوں مقامات نجد کے راستہ پر تھے۔ باغیوں کے اژدحام سے دھرتی ہل گئی۔ اور طلیحہ نے خود اپنا بھائی ان کی حوصلہ افزائی کی خاطر بھیجا۔ پہلے انہوں نے قاصد بھیجے کہ اگر ان کو زکوٰۃ کی ادائیگی معاف کر دی جائے تو وہ وفادار رہ سکتے ہیں۔ اہل شہر نے اس کو غنیمت جانا۔ اور قاصدوں کو ہاتھوں ہاتھ خلیفہ کے حضور پہنچا دیا۔ لیکن ابوبکرؓ نے اس استدعا کو نہایت غصہ اور حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور فرمایا کہ اگر تم زکوٰۃ کے ایک اونٹ کی نکیل کی رسی لگا رکھو گے تو میں اس کے لئے بھی تم سے جنگ کروں گا۔ قاصد بصد حسرت و ناکامی واپس ہوئے۔ لیکن ان کو یہ معلوم ہوگیا کہ شہر غیر محفوظ ہے۔ اس لئے مدینہ پر ضرب لگانے کا یہ بہترین موقع ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باغیوں نے تیسرے دن شہر پر حملہ کر دیا۔ لیکن انہوں نے ذکی الحس اور پیرانہ سال خلیفہ کی فراست اور مستعدی کا اندازہ صحیح نہ کیا تھا۔ ان کے جانے کے بعد آپ نے چوکی پہرہ اور مضبوط کر دیا تھا۔ اور علیؓ، طلحہؓ، اور زبیرؓ کو ان کی نگرانی پر متعینات کر کے حکم دیا تھا۔ کہ تمام ہتھیار باندھنے کے قابل لوگ مسجد نبوی میں جمع رہیں۔ تاکہ جہاں ضرورت ہو۔ ہر وقت امداد پہنچائی جا سکے۔ اس لئے جب ذوالقصہ کے باغیوں نے حملہ کیا۔ پہرہ والے ہوشیار تھے اور انہوں نے مسجد کے دستے کے آنے تک ان کو روک رکھا۔ بدوی ان کے گرم استقبال کو تیار نہ تھے۔ بھاگ نکلے۔ تاہم خلیفہ کی تسلی اس سے نہ ہوئی۔ آپ تمام رات اس مٹھی بھر سپاہ سے گرداوری کر کے دن نکلنے سے قبل اچانک باغیوں کے سروں پر خود ان کی قیامگاہ پر مرگ جرم کی طرح نازل ہوئے اور ان کو مار مار کر ذوالقصہ سے نکال دیا اس کامیابی کا بہت اچھا اثر پڑا۔ ہمسایہ قبائل نے سمجھ لیا کہ خلیفہ بغیر سپاہ کے بھی مدینہ کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اکثر نے زکوٰۃ خود بھجوا دی۔

ستمبر ۶۳۲ء میں اسامہؓ شام کی مہم سے مظفر و منصور واپس ہوئے۔ اس لئے خلیفہ نے بنی عبس اور ذبیان کی مکمل سرکوبی کا ارادہ کر لیا۔ باغی ذوالقصہ کی شکست کے بعد ربذہ میں پڑے تھے۔ اور بہت سے مسلمانوں کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگ چکے تھے۔ آپ اسامہ کو مدینہ کا گورنر مقرر کر کے تھوڑی سی فوج کے ساتھ بجلی کی طرح ان پر گرے۔ باغیوں کو شکست فاش ہوئی۔ بہت سے مارے گئے۔ بہت سے قید ہوئے اور باقی ماندہ بزاخہ میں طلیحہ کی فوج سے جا ملے۔

صدیق اکبر کی بیدار مغزی، عدیم المثال جنگی قابلیت اور بے نظیر جرأت جس کے استعمال کا آپ کو اپنی ساری زندگی میں یہی پہلا موقع ملا تھا۔ مدینہ کا علاقہ باغیوں سے بالکل پاک ہوگیا۔ لیکن جنوب میں یمن کے جادوگر اسود عنسی سے صورت حالات ذرا بھی نہ سدھری تھی۔

قیس ابن مکشوح نے وہاں سے نکال دیا تھا۔ مشرق قریب میں طلیحہ لشکر جرار کے ساتھ بزاخہ کے مقام پر پڑا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یمامہ کا کذاب مسیلمہ بنی حنیفہ کی ساٹھ ہزار خونخوار فوج کے ساتھ اسلام کو نیست و نابود کرنے پر تلا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ عمان اور دیگر صوبے بھی شوربا کی ہنڈیا بن رہے تھے۔ جنہیں راہ پر لانا ضروری تھا۔ اس لئے ابوبکرؓ نے اعلان کیا کہ تمام اسلامی فوج ذوالقصہ کے مقام پر جمع ہو جائے۔ اور خود بنفس نفیس وہاں پہنچ کر فوج گیارہ ڈویژنوں میں تقسیم کی۔

عمرو ابن العاصؓ بنی قضاعہ پر مقرر ہوئے۔ یمن مہاجرؓ کے سپرد ہوا حذیفہؓ مہرا بھیجے گئے۔ علاءؓ بحرین پر اور عکرمہ اور شرحبیل مسیلمہ پر متعین ہوئے۔ خالدؓ کو حکم ہوا کہ طلیحہ کی گوشمالی سے فارغ ہو کر عکرمہ اور شرحبیل سے جا ملیں ہر ایک جرنیل کے ماتحت حسب ضرورت فوج دی گئی اور شرائط صلح کے متعلق مکمل ہدایات دے کر آپ مدینہ واپس آ گئے۔

سب دستوں میں قوی تر خالد کا ڈویژن تھا۔ کیونکہ اس میں تمام چیدہ مہاجرین اور انصار شامل تھے۔ دشمن کو طرح دینے کی غرض سے خالد کو حکم ملا کہ پہلے خیبر کی طرف کوچ کریں۔ لیکن قابل جرنیل تھوڑی مسافت کے بعد دائیں ہاتھ چکر دے بخط مستقیم اس سلسلہ کوہ کی طرف مڑا جہاں بنی طے آباد تھے۔ یہاں سے بنی اسد جن کے درمیان طلیحہ نے سر اٹھایا تھا بالکل قریب تھے۔

طلیحہ کے ہمراہیوں میں کچھ بنی طے بھی تھے۔ خالد نے اپنی غیر معمولی فراست سے صورت حال کو بھانپ لیا۔ اور ان کے سردار عدی کے ذریعے جو اب تک وفادار رہے تھے کہلا بھیجا کہ طلیحہ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ یہ تیر نشانہ پر بیٹھا۔ اور بنی طے ایک ہزار سورماؤں کے ساتھ اسلامی لشکر میں آ ملے۔ اب خالد کی فوج کافی مضبوط ہوگئی۔ اور عقب کی جانب بنی طے کی طرف سے بھی اطمینان تھا۔ اس لئے آپ نے بلا توقف طلیحہ پر پیش قدمی کی۔ بزاخہ پر بڑے معرکہ کا رن پڑا۔ طلیحہ کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ اپنی بیوی کو لے کر ملک شام کو بھاگ گیا۔ گو بعد میں جب بنی اسد کو امان مل گئی۔ تو وہ واپس آ کر مسلمان ہوگیا۔ اور ایران پر فوج کشی کے وقت عراق کے معرکوں میں بڑا نام پایا۔

خالد نے بزاخہ میں تین ماہ قیام کیا۔ بنو اسد کو معافی دی گئی۔ اردگرد کے قبائل جو اس بات کے منتظر تھے کہ پاسہ کدھر پڑتا ہے۔ یکے بعد دیگرے مطیع ہو گئے۔ اس کے بعد خالد نے بنی تمیم کی طرف توجہ کی اور نومبر ۶۳۲ء میں مالک بن نویرہ کے ساتھ ایک فیصلہ کن لڑائی میں ان کو زیرنگیں کر لیا۔ محمد دین جان وکیل ہائیکورٹ لاہور

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

ہمیں یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ ہماری انجمن کی معاون محترمہ بہن اہلیہ چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ای اے سی منٹگمری کی صاحبزادی عزیزہ بیگم نے ایک طویل علالت کے بعد مورخہ ۲۲ راکتوبر کو انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت اور اس کی غمزدہ والدہ ہمشیرہ اور دیگر اعزہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں اپنی بہن سے دلی ہمدردی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ نے بعد نماز جمعہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا۔

(خاکسار۔ مہرالنسا سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور)

پیغام صلح اپنی محترمہ بہنوں کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار ہے آج کل قرآن کریم کے انعام کا اعلان شائع ہو رہا ہے۔ بہنیں اس سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ (مینیجر)

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۳ – ۳ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ (۲۶ ربیع الثانی) نمبر ۵۱-۵۲

نو مسلم کانفرنس کراچی

اسلامی مساوات و اخوت کے دلکش نظارے

تبلیغ و اشاعت اسلام کا پرجوش ولولہ

وہ سندھ نومسلم کانفرنس جس کا ایک عرصہ سے مسلمانان ہند کو انتظار تھا۔ آخر ۱۶ اور ۱۷ اکتوبر کو نہایت دھوم دھام سے لاہور کے پرجوش نومسلم بیرسٹر شیخ محمد امین صاحب کے زیر صدارت کراچی میں منعقد ہوئی۔ تو یہ کانفرنس اپنی نوعیت کے لحاظ سے ہندوستان بھر میں سب سے پہلی کانفرنس تھی۔ اس لئے اگر اس میں کافی رونق اور چہل پہل نہ ہوتی تو یہ کوئی غیر متوقع بات نہ ہوتی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس میں ہر فرقے اور ہر طبقے کے مسلمان بہ تعداد کثیر شامل ہوئے۔ جس کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانان ہند کو نومسلموں کی اس جدید تحریک سے پوری پوری ہمدردی اور دلچسپی ہے۔ کانفرنس سے ایک روز پیشتر یعنی ۱۵ اکتوبر کو کانفرنس کے صدر اور دیگر بزرگان ملت کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس کے بعد شیخ عبدالمجید صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالیہ خطبہ زبانی پڑھا جس میں آریوں اور عیسائیوں کے تبلیغی کارناموں، مسلمانوں کی غفلت شعاری اور تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی اور مسلمانان سندھ کے سامنے تبلیغ حق کے لئے نہایت مفید طریق کار پیش کئے۔ اس کے بعد شیخ محمد امین صاحب نے اپنا مطبوعہ خطبۂ صدارت پڑھا۔ جس میں اپنے اسلام لانے کی سرگزشت بیان کی۔ دین حقہ کا دوسرے مذاہب سے مقابلہ کیا۔ اور آخر میں چند ضروری تجاویز پیش کیں۔ جن میں سب سے اہم یہ تھی کہ ایک جمعیۃ مرکزیہ نومسلمین ہند بنائی جائے۔ جس کی شاخیں ملک کے تمام حصوں میں ہوں۔ اور ہر سال اس کا اجلاس ہوا کرے۔ یہ جمعیت اور اس کی شاخیں زکوٰۃ جمع کریں اور اسے نومسلموں کی تعلیم و تربیت اور دیگر اصلاحی کاموں میں صرف کیا جائے۔

اس کانفرنس میں کل چھ قراردادیں منظور ہوئیں۔ پہلی قرارداد کا لب لباب یہ ہے کہ اسلام ایک بہترین مذہب ہے۔ اس لئے اسلام کی تبلیغ بنی نوع انسان کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ دوسری قرارداد کا ملخص یہ ہے کہ اسلام کی عالمگیر دعوت کو ہندوستان میں پھیلانے کے لئے ہندوستان کے جملہ نومسلم حضرات کا ایک مستقل نظام قائم کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے شیخ محمد امین صاحب ایڈیٹر الوحید کو قواعد و ضوابط مرتب کرنے اور اس کام کے لئے دوسروں سے امداد لینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ تیسری قرارداد میں جملہ تبلیغی جماعتوں سے درخواست کی گئی ہے کہ تبلیغ و اشاعت حق کو زیادہ سرگرمی اور منظم طریق پر جاری رکھیں۔ چوتھی قرارداد میں جمعیۃ نومسلمانان سندھ کے تبلیغی مصارف و اخراجات کے لئے سرمایہ کی اپیل کی گئی ہے۔ پانچویں قرارداد میں ان مسیحیوں اور آریہ سماجیوں پر نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا ہے جنہوں نے اپنی کور باطنی اور خیرہ چشمی سے بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غلط اور بے بنیاد الزامات لگا کر حق و صداقت کا خون کیا ہے۔ اور حکومت سے درخواست کی کہ ہندوستان کے امن و امان اور مذہبی احترام کے لئے ایسی دل آزار تحریرات کو ضبط کر لے۔ چھٹی اور آخری قرارداد میں جملہ فرقہ ہائے اسلامی سے پر زور اپیل کی گئی ہے کہ وہ آپس کے فروعی اختلافات کو قائم رکھتے ہوئے اشاعت اسلام کے کام میں توافق و تطابق پیدا کریں اور ان طریقوں سے اجتناب کریں جن سے مفاد تبلیغی و قومی کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

ہماری یہ دلی خواہش ہے کہ جمعیۃ مرکزیہ نومسلمین جلد سے جلد قائم ہو جائے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف یہ فائدہ ہوگا کہ وہ نومسلم جو بریشان حال پھرتے ہیں ان کی تعلیم و تربیت اور آرام و آسائش کا خاطر خواہ انتظام ہو جائے گا۔ بلکہ ان نومسلموں کے ذریعہ جن میں قدرتاً تبلیغ مذہب کا جوش بہ نسبت پیدائشی مسلمانوں کے زیادہ ہوتا ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام کو بھی تقویت پہنچے گی۔ موجودہ حالت میں کوئی باقاعدہ نظام نہ ہونے کے باعث نومسلم وہ کام نہیں کر سکتے جو نظام کی موجودگی میں ان سے توقع کی جا سکتی ہے۔ آج جب کوئی شخص اسلام میں آتا ہے تو دشمنان دین اسے طرح طرح کے مصائب اور ابتلاؤں میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات اس کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کی امداد و اعانت کے لئے کوئی باقاعدہ نظام ہو تو اس قسم کی سب شکایات رفع ہو سکتی ہیں۔ سندھ کے نومسلموں نے ایسے نظام کی بنیاد ڈال دی ہے۔ ملک کے دوسرے حصوں کے نومسلم بھائیوں کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ ہمیں پختہ امید ہے کہ تمام مسلمانان ہند دامے درمے قدمے سخنے اس کار خیر میں ان کی دستگیری کریں گے۔

آخری قرارداد کو جس میں مسلمانان ہند سے متحد و متفق ہو کر تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کرنے کی درخواست کی گئی ہے ان تاثرات کا آئینہ سمجھنا چاہئے جو مسلمانوں کی تباہ کن فرقہ بندیوں سے ایک نومسلم دل پر پڑ سکتے ہیں۔ آج مسلمانوں کے انحطاط و تنزل کا سب سے بڑا سبب یہی باہمی تفریق ہے۔ اگر وہ اصول اسلام کو چھوڑ کر فروعی بحثوں میں نہ الجھ پڑتے تو آج وہ اس ذلیل حالت کو نہ پہنچتے۔ تبلیغی روح بھی ان کے اندر سے اسی لئے مفقود ہو رہی ہے کہ وہ فضول فرعی بحثوں میں پڑ کر اس اہم فریضہ سے غافل ہو گئے ہیں۔ یقین جانئے کہ جب تک یہ خانہ جنگی قائم ہے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کما حقہ نہیں ہو سکتا۔ تبلیغ و اشاعت اسلام تو خیر بڑی بات ہے ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اگر خانہ جنگی کا یہی عالم رہا تو نام کے مسلمانوں کا مسلمان رکھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اگر مسلمان ہندوستان میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب تفسیق و تکفیر کو چھوڑ کر متحد و متفق ہو جائیں۔ اور اس بات کا پختہ عہد کر لیں کہ ہم یہاں خدا کے دین کی اس قدر اشاعت کریں گے کہ ہندوستان ہندوستان نہ رہے گا بلکہ اسلامستان ہو جائے گا۔

آگرہ کی مجالس مشاعرہ

مقدمہ ودچتر جیون کے سلسلہ میں ہمیں آگرہ جانے اور وہاں چند روز ٹھیرنے کا اتفاق ہوا۔ قسمت کی خوبی دیکھئے کہ انہی دنوں میں ایک شب میں یعنی ۱۳ اکتوبر کی رات کو آگرہ میں دو جگہ مشاعرہ کی مجلسیں منعقد ہوئیں۔ اور ان دونوں میں ہمیں شمولیت کا موقعہ ملا۔ دونوں مجلسوں میں بہت سے نکتہ سنج اور سخن فہم اصحاب موجود تھے۔ ایک میں جناب سیماب اکبر آبادی جناب شوخ اور جناب ساغر رونق افروز تھے اور دوسری میں مولانا حسرت موہانی، جوش ملیح آبادی اور بدرالملت جلالی وغیرہ مقتدر شعرا شامل تھے۔ ایک طرف مولانا سیماب صدر تھے اور دوسری طرف حضرت جوش۔ دونوں مشاعروں میں مصرع طرح یہ تھا۔

کیا مقدر میں مرے بادۂ سرجوش نہ تھا

بہت سے شعراء نے باری باری سے اپنا تازہ کلام سنایا۔ نامور شعرا کا تو ذکر ہی کیا بعض نومشق اور نوخیز شعرا نے بھی ایسا کمال کیا کہ ہر طرف سے ذوق و شوق کے ساتھ داد دی جا رہی تھی۔ ان مجالس کے چند شعر جو یاد رہ گئے ہیں یہ ہیں۔

یا دانگ ہی وہ زانو دہ ہو لئے دامن — ہائے وہ وقت کہ جب تجھے ہوش نہ تھا

جو ستم تم نے کئے تھے وہ تھے سب یاد مجھے — میں سر حشر بھی احسان فراموش نہ تھا

دل پہ کیا دیکھنے والوں کے گزرتی ہوگی — وہ مرے حال پہ روتے تھے مجھے ہوش نہ تھا

جرم پر جرم ہوئے مجھ سے عطا میں تجھ سے — مجھ سا خاطی نہ تھا اور تجھ سا خطا پوش نہ تھا

حشر میں نامہ ہوشیار پہ کیا گزرے گی — ہم تو یہ کہہ کے الگ ہو گئے ہمیں ہوش نہ تھا

مست آنکھوں نے نہ چھوڑا مجھے کسی کا نہ رہا — ہائے کیا آج اسے بھی کہ جو بے ہوش نہ تھا۔

مشاعرے تو کبھی کبھی لاہور میں بھی ہوتے ہیں لیکن وہ بات کہاں جو آگرہ کی مجلسوں میں ہے۔ یہاں مجلسوں میں شور و شغب ہوتا ہے۔ اور صاحب ذوق لوگوں کے لئے عجیب بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہاں یہ حالت ہوتی ہے کہ سامعین کسی موقعہ پر بھی متانت و سنجیدگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو پنجاب کو ابھی سیکھنے کی ضرورت ہے۔

ایک اور "ودچتر جیون"

پنڈت کالی چرن شرما ایڈیٹر "آریہ مسافر آگرہ" پر جس ناپاک کتاب "ودچتر جیون" کے لکھنے کی وجہ سے مقدمہ چل رہا ہے اس کو حکومت صوبجات متحدہ نے کمال تدبر سے کام لے کر قابل ضبطی قرار دے دیا ہے۔ اور اس کی اشاعت متلزم سزا قرار دی ہے۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ وہ جماعت جس نے مسلمانوں کی دل آزاری کا ٹھیکہ لے رکھا ہے نہایت چالاک واقع ہوئی ہے۔ ابھی حکومت صوبجات متحدہ نے اس کتاب کی ضبطی کا اعلان بھی نہیں کیا تھا کہ اس جماعت کے ایک فرد پریم شرن آریہ پرچارک آگرہ نے وہی کتاب اسی نام "ودچتر جیون" سے بعض نہایت ہی معمولی ایزادیوں کے ساتھ اپنی تصنیف بنا کر شائع کرا دی۔ یہ نئی کتاب "ودچتر جیون" سنت رام آریہ۔ پریم پستکالیہ۔ بھلٹی بازار آگرہ نے شائع کی ہے۔ یہ تمام کتاب تقریباً اسی ودچتر جیون کی جو ضبط ہو چکی ہے نقل معلوم ہوتی ہے۔ اور اس میں بہت سی دل آزار اور نفرت انگیز باتیں موجود ہیں۔ ہم حکومت صوبجات متحدہ سے پر زور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس دل آزار اور نفرت انگیز کتاب کو ضبط شدہ "ودچتر جیون" مصنفہ پنڈت کالیچرن کی طرح جلد سے جلد ضبط کرے ورنہ اس کی اشاعت سے ملک معظم کی رعایا کے دو فریقوں میں منافرت کے جذبات اس درجہ پر پہنچ جائیں گے کہ ملک کا امن و امان تباہ ہو جائیگا۔ امید ہے کہ حکومت صوبجات متحدہ اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے گی۔

پولیس افسروں کے نام حکومت پنجاب کا سرکلر

حکومت پنجاب کی طرف سے ہوم ممبر نے محکمہ پولیس کے افسروں کے نام حسب ذیل سرکلر جاری کیا ہے:۔

میں چودھری افضل حق کے سوال و جواب کی ایک نقل نمبری ۲۶۷ ۲.۲ جو انہوں نے پنجاب کونسل میں ۲ مارچ ۱۹۲۶ء کو پیش کی ارسال کرتا ہوں مجھے گورنر باجلاس کونسل نے ہدایت کی ہے کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ آئندہ آپ اپنے محکمہ میں ترقی دیتے وقت ان ملازموں کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ جو دیانتداری کے لئے شہرت رکھتے ہوں۔ علاوہ ازیں میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ عملہ ماتحت کے نام اس قسم کی ہدایات جاری کی جائیں اور انہیں پوری پوری اطلاع دی جائے تاکہ آئندہ کبھی ترقی یا ترقی کی سفارش ایسے ملازم سرکار کے لئے نہ کی جائے جس کی شہرت اچھی نہ ہو مزید براں بغیر دیانتداری کے کوئی شخص خواہ کیسا ہی قابل کیوں نہ ہو ترقی کا مستحق نہ سمجھا جائے۔

اگر اس سرکلر پر دیانتداری سے عمل کیا گیا تو محکمہ پولیس میں رشوت ستانی کا بہت کچھ انسداد ہو جائے گا۔

ساہوکارہ بل کا حشر

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ہندو ممبروں کی سخت مخالفت کے بعد اور بہت کچھ ترمیم کے ساتھ میر مقبول محمود صاحب کا ساہوکارہ بل پنجاب کونسل میں حکومت کی تائید سے منظور ہو گیا تھا۔ اور پنجاب کے کاشتکاروں کو یہ امید بندھی تھی کہ اب وہ ساہوکاروں کی ظالمانہ دست برد سے قدرے محفوظ ہو جائیں گے مگر جب وہ اس قسم کی امیدیں باندھ رہے تھے۔ تو ان کی بدقسمتی اور حکومت کی ہندو نوازی ان کی خام خیالی پر ہنس رہی تھی۔ اول تو ہندوؤں کی نوازش سے مسودہ قانون پر ترمیمیں ہی اس قدر منظور ہوئی تھیں کہ وہ مشکل ہی سے مجوز صاحب کے مقصد کو پورا کر سکتا تھا۔ مگر اب تو سب امیدوں کا خاتمہ ہی سمجھنا چاہئے۔ جناب سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب نے اس مسودہ قانون کو نامنظور کر دیا ہے۔ اور عذر یہ پیش کیا ہے کہ یہ بل قانونی نقائص سے پر ہے اس لئے میں اس کی تصدیق کرنے سے قاصر ہوں۔ سبحان اللہ کیسا معقول اور لاجواب عذر ہے۔ ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں ع

ہم تو قائل ہوئے خود سر تری عیاری کے

جواہر ریزے

ق

(۱) قرآن میں سب سے پہلا حکم یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو ۔ یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ۲ : ۲۱) ترجمہ ۔ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا ۔ اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے ۔ تاکہ تم متقی بنو ۔

(۲) اللہ سب سے بڑا ہے ۔ کسی کو اس کا ہم پلہ نہ بناؤ ۔ فلا تجعلوا للہ اندادا (البقرہ ۲ : ۲۲) ترجمہ ۔ پس کسی کو اللہ کا ہم پلہ نہ بناؤ ۔

(۳) وہ لوگ جو حقوق اللہ و حقوق العباد کی پروا نہیں کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ۔ نقصان اٹھائیں گے ۔ البقرہ ۲ : ۲۷)

(۴) آراستہ یہ گھر اسی مہماں کے لئے ہے ۔
ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ۔ ترجمہ ۔ وہی (قادر مطلق) ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی کل کائنات پیدا کی ۔ (البقرہ ۲ : ۲۹)

(۵) اے انسان یاد رکھ کہ تو زمین پر خدا کا خلیفہ ہے ۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ ۔

(۶) ہدایات خداوندی کی پیروی کرو ۔ کیونکہ جو ایسا کرتا ہے اس پر کوئی خوف نہیں ۔ فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ (البقرہ ۲ : ۳۸)

(۷) اگر خدا کی نصرت چاہتے ہو تو اس کی راہ پر چلو ۔ واوفوا بعھدی اوف بعھدکم ۔ البقرہ ۲ : ۴۱) ترجمہ ۔ اور تم میرے عہد کو پورا کرو ۔ میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا ۔

(۸) سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو ۔ وایای فارھبون ۞ (البقرہ ۲ : ۴۱)

(۹) سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ ۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ۞ (البقرہ ۲ : ۴۲)

ح

(۱) جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے ۔ (مطلب یہ ہے کہ ماں کی خدمت کرنے ہی سے جنت ملتی ہے ۔)

(۲) اللہ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے ۔ اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے ۔

(۳) ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کی کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے ۔ کیا کوئی ایسا فعل ہے جس سے اس کا کفارہ ہو جائے ۔ حضور نے فرمایا ۔ کیا تمہاری ماں زندہ ہے ؟ اس نے جواب دیا نہیں ۔ اس پر آپ نے پوچھا کیا تمہاری خالہ ہے اس شخص نے جواب اثبات میں دیا ۔ تو حضور نے فرمایا ۔ جاؤ اور اس کی خدمت کرو ۔ تمہارا گناہ بخشدیا جائے گا ۔

(۴) ایک شخص نے حصول رضائے الٰہی کے لئے گھر بار کو چھوڑ کر جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی ۔ رسول اللہ صلعم نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے والدین زندہ ہیں ۔ اس نے جواب دیا ہاں ماں باپ دونوں زندہ ہیں ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی نیکی کر کے خدا سے اجر حاصل کرو اس نے جواب دیا ہاں ۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے والدین کے پاس واپس جاؤ ۔ اور ان کی انتہائی خدمت کرو ۔

(۵) ایک شخص اس غرض سے رسول اللہ کے پاس آیا کہ آپ کے پاس ٹھیرے اور آپ کی خدمت کرے ۔ اس نے کہا کہ میں اپنے والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں ۔ یہ بات سنکر آپ نے فرمایا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں ہنساؤ ۔ کیونکہ تم نے انہیں رلایا ہے ۔

(۶) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ اور اس بارہ میں آپ کا مشورہ چاہتا ہوں ۔ حضور نے دریافت کیا ۔ کیا تمہاری ماں ہے ؟ اس نے جواب دیا ہاں اس پر حضور نے فرمایا کہ اس کے پاس رہو ۔ اور اس کی خدمت کرو ۔ کیونکہ جنت اس کے قدموں پر ہے ۔

مذاکرہ علمیہ

وحی الٰہی از روئے فلسفہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

قرآن نے جو مذہب اسلام کی اساس کی حقیقت کو تین فقروں میں نہایت مدلل اور بلیغ طریق پر بیان فرمادیا ہے ۔ فرماتا ہے سبح اسم ربک الاعلیٰ ۞ الذی خلق فسویٰ ۞ والذی قدر فھدیٰ ۞ اے انسان تیرے رب نے تجھے جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے ۔ اور اپنی ربوبیت کے فیضان سے تجھے جس اعلے مقام پر پہنچانا چاہتا ہے اسے حاصل کرکے اپنے رب کے نام کی پاکیزگی اور بلندی کو ظاہر کرتا کہ مخلوق کے اعلے مقام ترقی کو دیکھنے سے اس کے پیدا کرنے والے کی اعلیٰ شان و صفات کا ملہ عالیہ کا علم پیدا ہو ۔ لیکن اس اعلے مقام کو انسان اس ہدایت الٰہی کے ماتحت چل کر حاصل کرسکتا ہے ۔ جس کے ماتحت قدرت کی ہر ایک چیز چل کر اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر رہی ہے ۔ صحیفہ فطرت پر نظر ڈال اور دیکھ کہ تیرے رب نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ۔ پھر اسے ٹھیک بنایا ۔ یعنی جس مقصد کے لئے اسے پیدا کیا ۔ اس کے مناسب حال نہایت عمدہ قویٰ اور استعدادیں بھی عطا فرمائیں ۔ پھر اس میں ہر ایک امر کا اندازہ مقرر کر دیا ۔ اور پھر اسے ان راہوں پر چلایا ۔ جن پر چل کر وہ اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کرلیتی ہے ۔ پس تو بھی خدا کی بتائی ہوئی راہوں پر چل کر اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر ۔

ان آیات میں چار باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ جن کا پایا جانا کائنات کی ہر ایک چیز میں لازمی ہے ۔

(۱) ایک تو اس کی پیدائش ۔

(۲) دوم اس کی پیدائش کی غرض کے مناسب حال اس میں قویٰ کا پایا جانا ۔

(۳) سوم اس کی قوتوں میں ایک خاص اندازہ کا پایا جانا اور اس چیز کا دوسری اشیائے کائنات سے ایک خاص نسبت رکھنا ۔

(۴) چہارم پھر اس خاص اندازہ کے مطابق قدرت کا ان قوتوں کو ان راہوں پر چلا دینا جن پر چل کر وہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے جس کے لئے یہ چیز پیدا ہوئی ہے ۔

پس جب یہ چار باتیں کائنات کی ہر چیز میں لازمی طور پر پائی جاتی ہیں تو ضرور ہے کہ انسان بھی ان چار باتوں سے خالی نہ ہو ۔ یعنی :-

(۱) ایک تو اس کی پیدائش

(۲) دوم اس کی پیدائش کی غرض کے مناسب حال اس میں قویٰ کا پایا جانا ۔

(۳) سوم اس کی قوتوں میں ایک خاص اندازہ کا موجود ہونا اور دوسری اشیائے کائنات سے اس کا ایک خاص نسبت رکھنا ۔

(۴) چہارم اس خاص اندازہ کے ماتحت قدرت کا اس کی قوتوں کو ان راہوں پر چلانا جن پر چل کر وہ ان مقاصد کو حاصل کرلے جسکے لئے یہ پیدا ہوا ہے ۔

ہمارے زیر بحث یہاں چوتھی بات ہے یعنی قدرت کی ہدایت جس کے ماتحت چل کر انسان اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کرلیتا ہے ۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو کائنات کی دوسری اشیا سے ایک حد تک تو اشتراک ہے ۔ مگر ایک حد سے آگے خاص طور پر امتیاز بھی حاصل ہے اشتراک تو اس امر میں ہے کہ اس کی حیوانی زندگی کے لئے جو قوتیں اسے عطا ہوئے ہیں وہ اسی طرح بلا ارادہ اور بے اختیار قدرت کی ہدایت کے ماتحت کام کرتے ہیں جس طرح دوسری اشیاء کائنات کرتی ہیں ۔ مثلاً کھانے کا ہضم ہونا ، دل کی حرکت ، دوران خون ، غرضیکہ تمام جسم انسانی کا انتظام بالعموم بغیر ارادہ اور بے اختیار قدرت کی ہدایت کے ماتحت چل رہا ہے ۔ یہ حصہ تو وہ ہے جو انسان اور دوسری اشیائے کائنات میں مشترک ہے ۔

دیگر اشیائے کائنات پر ایک خاص امتیاز حاصل ہے اور حقیقت اسی کا نام انسانی زندگی ہے ۔ اور وہ ہے اس کا قلب جس میں خود شناسی اور خود اختیاری کی صفات موجود ہیں ۔ جس کے ذریعے انسان اپنی ہستی کو پہچانتا ہے ۔ اپنی نسبت کائنات کی دوسری چیزوں سے اور ان کی آپس کی نسبت کو خوب پہچانتا ہے ۔ پھر اس علم کے ساتھ اپنے ارادہ اور سمجھ کے مطابق ان میں دخل دینے کی بھی قدرت رکھتا ہے ۔ یہ وہ حصہ ہے جس میں ترقی کرنا انسان کی پیدائش کی غرض اصلی ہے اس حصہ میں ترقی کرنے کے لئے ضرور ہے کہ انسان علم صحیح حاصل کرے ۔ اور دنیا میں جو چیزیں بھی ہیں ۔ ان میں اپنے صحیح مقام کو پہچان کر اپنی اور دوسری چیزوں کی ماہیت کا علم حاصل کرکے ان میں اپنے ارادہ اور مرضی سے تصرف کرے ۔ اور اس طرح کائنات کی کل اشیا پر حکومت کرے اور ترقیات لامتناہی کا وارث ہو ۔ اس لئے اس حصے میں اگر خالق فطرت کی ہدایت اسی طرح ہوتی جس طرح دوسری اشیا میں ہوتی ہے ۔ یعنی بلا اختیار ۔ و بلا ارادہ اس کی قوتیں اور استعدادیں کام کرتیں تو ظاہر ہے کہ پھر امتیاز انسانی ہی مٹ جاتا ۔ اور انسان کی پیدائش کی اصلی غرض ہی فوت ہو جاتی ۔ پس اس حصہ انسانی یعنی قلب انسانی کو خالق فطرت کی طرف سے ہدایت اسی طرح ہو سکتی تھی کہ انسان کو اس کی پیدائش کے مقصد کا اور اس کے حصول کی راہوں کا اس کے خالق کی طرف سے صحیح علم دے دیا جاتا ۔ اور وہ اسی علم کو حاصل کرکے اپنے ارادہ و مرضی سے اس پر عمل کرتا ۔

دوسرا امر قابل توجہ یہ ہے کہ کوئی انسان اپنی فطرت میں علم لیکر پیدا نہیں ہوتا ۔ یعنی علم اس کے قلب کے اندر سے نہیں پھوٹتا بلکہ علم ہمیشہ قلب کے خارج سے آتا ہے ۔ البتہ انسان میں علم کو قبول کرنے کی استعداد اور اس کے حاصل کرنے کے ذرائع یعنی حواس خمسہ فطرتاً موجود ہوتے ہیں ۔ انسان ان حواس خمسہ کے ذریعے علوم حاصل کرکے ان کو سمجھتا اور ان سے نتائج نکالتا ہے ۔ اور فیصلے کرتا ہے ۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہوتا کہ علم انسان کے قلب کے اندر سے خود بخود پیدا ہو ۔ مثلاً جب تک انسان سرخ اور سبز رنگ کو نہ دیکھے وہ نہیں سمجھ سکتا کہ سرخ اور سبز رنگ کیا ہوتا ہے ۔ جب دیکھ کر علم حاصل کرلیتا ہے تو پھر ان کو سمجھتا ہے اور ان میں امتیاز بھی کر سکتا ہے اسی لئے خالق فطرت نے انسان کو حواس خمسہ عطا فرمائے ہیں ۔ جن کے ذریعہ سے انسان علم حاصل کرتا ہے ۔ یعنی قوت باصرہ ، قوت سامعہ قوت شامہ ، قوت ذائقہ ، قوت لامسہ ۔ جب تک یہ پانچوں حواس یعنی دیکھنے ، سننے ، سونگھنے ، چکھنے اور چھونے کی قوتیں انسان میں موجود نہ ہوں وہ کوئی علم نہیں حاصل کر سکتا ۔ ان قوتوں میں دیکھنے اور سننے کی قوتیں حصول علم کے ذرائع میں سب سے بڑھ کر مقام رکھتی ہیں ۔ یہ قوتیں خارج کی چیزوں کو محسوس کرکے انسان کے اندر علم پیدا کرتی ہیں ۔

اب ایک اور امر بھی سمجھ لینا چاہئے جو علم فزیالوجی اور سائیکالوجی کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے اور سچ پوچھو تو یہی وہ بات ہے جو انسان کے حواس خمسہ میں خاص طور پر امتیازی رنگ میں نمایاں نظر آتی ہے اور جسکی وجہ سے انسان اپنے احساس سے جس علم کو حاصل کرتا ہے اسے سمجھتا اور اس سے نتائج نکالتا ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کے حواس خمسہ یعنی دیکھنے ، سننے ، چکھنے ، سونگھنے ، چھونے میں سے ہر ایک حس کے بالمقابل اسی قسم کی ایک ایک حس اندر قلب انسانی (Mind) میں موجود ہے ۔ اور دماغ میں ان کے مرکز موجود ہیں ۔ جب تک وہ حس کام نہ کریں ظاہری حواس خمسہ میں سے کسی حس سے بھی کوئی علم ملے اسے قلب انسانی محسوس نہیں کر سکتا مثلاً قلب کی بصارت کی حس کا مرکز اگر خراب ہو جائے تو ایک انسان ایک چیز کو دیکھتا رہے گا مگر اسے نہ سمجھ سکے گا ۔ کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے ۔ خواہ اس چیز کو ہزار بار دیکھا ہو ۔ اور جانتا بھی ہو ۔ وہ گھوڑے کو دیکھ رہا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ گھوڑا ہے ۔ کیونکہ اس کے قلب کی بصارت کی حس کام نہیں کر رہی ۔ اسی طرح قلب کی قوت سامعہ اگر خراب ہو جائے ۔ تو وہ ایک آواز کو سنے گا مگر سمجھے گا نہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے خواہ اس کی اپنی زبان ہو اور سو دفعہ سن چکا ہو ۔ تو معلوم ہوا کہ جسم انسانی کے حواس خمسہ کی طرح قلب انسانی کے حواس خمسہ انہی کے بالمقابل الگ ہیں ۔ اور حواس

خمسہ

خود خارج سے کسی چیز کو محسوس کریں اور اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) یا تو حواس خمسہ ظاہری اپنے احساس کو حواس خمسہ باطنی تک منتقل کریں ۔ یعنی حواس خمسہ باطنی حواس خمسہ ظاہری کی وساطت سے علم حاصل کریں۔

(۲) یا حواس خمسہ باطنی بلا وساطت حواس خمسہ ظاہری کے کسی چیز کو محسوس کریں ۔ دونوں صورتوں میں چونکہ قلب انسانی کے اپنے حواس جو اس کے لئے ذرایع علم ہیں ۔ کام کریں گے ۔ اس لئے دونوں طریق پر قلب انسانی علم حاصل کر سکے گا ۔

حواس خمسہ ظاہری جس علم کو حواس خمسہ باطنی تک منتقل کرتے ہیں وہ مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعے سے انسان کی اپنی کوشش اور سعی سے بتدریج ملتا ہے ۔ اور اس میں انسان بوجہ ناتجربہ کاری اور علم و عقل کی کمزوریوں کے بار بار ٹھوکریں کھاتا اور غلطیاں بھی کرتا ہے ۔ اگر اس طریق سے اسے اپنے مقصد پیدائش اور اس کے حصول کی راہوں کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی پڑتی تو وہ غلطیاں کر کر کے ہلاک ہو جاتا اور یہ اس پیدائشی حق کے خلاف ہوتا ۔ جو کائنات کی ہر چیز کو حاصل ہے جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ۔ یعنی ہر ایک چیز جو پیدا کی گئی ہے خود اسے پیدا کرنے والے کی طرف سے اس کو ان صحیح راہوں پر چلایا جاتا ہے جن پر چل کر وہ اپنے مقصد پیدائش کو پا لیتی ہے ۔ پس انسان کے اس پیدائشی حق کا تقاضا یہ تھا کہ اسے اپنے پیدا کرنے والے کی طرف سے کسی کوشش کے نتیجے میں نہیں بلکہ وہبی طور پر وہ **علم** براہ راست ملتا جس کے ذریعے سے وہ صراط مستقیم پر چل کر اس مقصد کو پا لیتا جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے ۔ چنانچہ جب سے انسان عالم وجود میں آیا ہے قلب انسانی کو اس کے خالق کی طرف سے یہ علم بھی ملتا آیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ علم جو بطور موہبت کے قلب انسانی کو ملتا ہے ۔ وہ بلا وساطت حواس ظاہری کے ملنا چاہئے ۔ کیونکہ حواس ظاہری تو اس لئے ہیں کہ انسان ان کے ذریعے اپنی کوشش سے علم حاصل کرے ۔ اور جو علم بطور موہبت ملے گا ۔ اس میں ان حواس کی وساطت عبث ہے ۔ پس قلب کو جو علم اس صورت میں ملتا ہے ۔ وہ براہ راست اس کو اپنے انہی حواس باطنی کے ذریعہ ملتا ہے ۔ جو اس میں موجود ہیں ۔ یعنی قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت شامہ، قوت ذائقہ، قوت لامسہ، کے ذریعے سے ۔ یہ حواس باطنی چونکہ ظاہری حواس سے عین مشابہ ہیں ۔ اس لئے یہ بھی اسی طرز میں احساس کو قبول کرتے اور علم کو حاصل کرتے ہیں جس طرز میں حواس ظاہری علم حاصل کرتے ہیں ۔ پس ظاہر ہے کہ قلب انسانی کو اگر کوئی علم خالق فطرت کی طرف سے بلا وساطت حواس ظاہری کے براہ راست دیا جائے گا ۔ تو ضرور ہے کہ وہ بھی یا تو آواز کے رنگ میں الفاظ معہ معنی ہو جسے اصطلاح میں **وحی و الہام** کہتے ہیں ۔ یا نظارہ و مشاہدہ کے رنگ میں ہو جسے **کشف و رویا** کہتے ہیں ۔ یا قلب کو احساس لمس ہو جسے **القا و نور فراست** یا خوشبو و بدبو اور ذائقہ کی شکل میں احساس ہو ۔ کیونکہ یہی وہ حواس ہیں جن کے ذریعہ قلب علم حاصل کر سکتا ہے ۔ بغیر ان حواس باطنی کے قلب کوئی علم حاصل نہیں کر سکتا ۔ پس جب ان حواس پر براہ راست اثر ڈال کر قلب کو کوئی علم دیا جائے گا تو وہ اسی طرح دیا جائے گا ۔ جس طرح حواس ظاہری کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے ۔ اور قلب اسے اسی طرح محسوس کرے گا جس طرح اس وقت کرتا ہے جب کوئی علم حواس ظاہری کے ذریعہ حواس باطنی کو منتقل ہوتا ہے ۔ قلب کے اپنے حواس دونوں صورتوں میں یکساں کام کریں گے ۔ یعنی خواہ کوئی علم حواس ظاہری سے حواس باطنی کی طرف منتقل ہو رہا ہو یا براہ راست حواس باطنی کو اس کے خالق کی طرف سے مل رہا ہو ۔ قلب انسانی کو اس کا احساس یکساں ہوگا ۔ وہ اپنے خالق کی آواز کو اسی طرح سنے گا اور اس کے عجائبات کو اسی طرح دیکھے گا ۔ جس طرح اس وقت آواز کو سنتا یا کسی مشاہدہ کو دیکھتا ہے ۔ جب یہ احساس حواس ظاہری سے حواس باطنی کی طرف منتقل ہوتا ہے ۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ جب حواس باطنی براہ راست کسی علم کو حاصل کرتے ہیں اس وقت حواس ظاہری معطل ہوتے ہیں ۔

پس جب یہ ثابت ہو چکا کہ قلب انسانی میں بھی اسی قسم کے حواس ہیں جس طرح ظاہر میں حواس ہیں اور ان حواس کے ذریعے وہ اپنے خالق کی آواز کو اسی طرح سن سکتا ہے اور اس کے باطنی عجائبات کو اسی طرح مشاہدہ کر سکتا ہے جس طرح انسان ظاہری حواس سے سنتا اور دیکھتا ہے ۔ تو پھر ظاہر ہے کہ ہر ایک انسان کم و بیش ان حواس سے علم حاصل کر سکتا ہے لیکن چونکہ ہر ایک انسان کی فطری استعداد الگ ہے اور سب کی قوتیں یکساں نہیں ہوتیں ۔ جس طرح ظاہری حواس اور قوتیں بعض میں تیز اور رطافت تر ہوتی ہیں ۔ اور بعض میں کمزور ۔ اور بعض میں کسی وجہ سے پوری طرح نشوونما نہیں پاتیں ۔ اسی طرح باطنی حواس بھی سب کے یکساں طور پر تیز اور طاقتور نہیں ہوتے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دنیا میں انہماک کی وجہ سے ان کا نشوونما کما حقہ نہیں ہوتا ۔ اس لئے خالق فطرت کی طرف سے انسان کو اس کا پیدائشی حق یعنی ہدایت دینے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب ہو جاتا ہے جن کی استعداد اور حواس باطنی کی ذکاوت اور لطافت نہ صرف فطرتی طور پر دوسرے لوگوں سے امتیاز خاص رکھتی ہے بلکہ ان کی توجہ الی اللہ ان کے حواس و قوائے باطنیہ کو کامل طور پر نشوونما دیدیتی ہے یہ لوگ خالق فطرت کی آواز کو سنتے اور اس علم کو حاصل کرتے ہیں ۔ جس پر عمل کرنے سے انسان اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر لیتا ہے اس علم کا نام **وحی الٰہی** ہوتا ہے اور یہ لوگ نبی کہلاتے ہیں جس طرح تیز نگاہ رکھنے والا انسان پہلی رات کا چاند دیکھ کر کمزور نگاہ والوں کو بتلاتا ہے اسی طرح انبیا اپنے حواس قلبی کی تیزی اور ان کے پورے نشوونما پائے ہوئے ہونے کی وجہ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ ہدایت الٰہی کا علم حاصل کر کے دوسرے لوگوں کو دیں اور اسی وجہ سے وہ اس کام کے لئے خالق فطرت کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں ۔ تا انسان کو اس کا پیدائشی حق دیا جائے اور تا ہر کس و ناکس اس علم سے بہرہ یاب ہو سکے ۔ انبیا کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرنے سے نہ صرف یہی ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقصد ہستی کو پا لیتا ہے بلکہ اس طرح اس کی اپنی باطنی قوتوں کا نشوونما بھی اس قدر ہو جاتا ہے کہ وہ خود بھی حسب استعداد اس مزہ کو چکھ لیتا ہے ۔

متذکرہ بالا امور محض فلسفہ ہی کی حد کے اندر محدود نہیں بلکہ ہزارہا انبیا اور ان کے متبعین کاملین کے اپنے ذاتی تجربوں اور مشاہدوں کی وجہ سے انہیں ایک بین حقیقت کا مرتبہ حاصل ہے ۔ اس حقیقت کو پا کر پھر ایک دانا اور منصف مزاج انسان انکار نہیں کر سکتا ۔ مثال کے طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے لو ۔ آپ مہبط وحی الٰہی ہونے کے مدعی ہیں ۔ آپ نے جو وحی الٰہی کے متعلق گواہی دی ہے وہ اس قدر زبردست ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ آپ کی گواہی کے ساتھ بعض باتیں ایسی نظر آتی ہیں جن کی وجہ سے ماننا پڑتا ہے ۔ کہ جو کتاب ہدایت انسانی کے لئے آپ نے پیش کی یعنی **قرآن** وہ واقعی وحی الٰہی ہے :-

(۱) سب سے پہلے یہ کہ آپ کی پہلی زندگی نہایت پاک و صاف تھی آپ کو خود آپ کی قوم نے صادق اور امین کا خطاب دے رکھا تھا ۔ آپ نے اپنی پہلی تمام عمر کی پاکیزگی اور راستبازی کو بطور دلیل کے بڑی تحدی کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے پیش کیا ۔ اور مطالبہ کیا کہ جب تمام عمر جھوٹ سے کام نہیں لیا تو اب آخر عمر میں آ کر خدا پر کس طرح جھوٹ بول سکتا ہوں باوجود اس تحدی کے آپ کی قوم جس میں آپ نے زندگی عمر بسر کی تھی آپ کی پہلی زندگی پر حرف گیری نہ کر سکی۔

(۲) آپ کو دنیا کا لالچ نہ تھا ۔ جب آپ کی قوم کے لوگوں نے آپ کے سامنے بڑی سے بڑی دولت ، خوبصورت سے خوبصورت عورت ، سلطنت و امارت غرضیکہ دنیا کی تمام لذات اور عزت کے سامانوں کو ایسے وقت میں پیش کیا جب آپ اپنی دعوت کے ابتدائی ایام میں نہایت افلاس اور مصیبت کی حالت میں تھے ۔ اور اس کے بدلہ میں صرف یہ چاہا کہ آپ اپنی تبلیغ سے رک جائیں ۔ تو آپ نے ان سامان دنیوی کو نہایت حقارت کے ساتھ رد کر دیا ۔ اور اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک قسم کا دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے ۔ پھر آخر عمر میں جب آپ تمام عرب کے بادشاہ بن گئے تب بھی آپ نے اپنی فقر و مسکنت کی زندگی کو نہ چھوڑا ۔

(۳) آپ مجنون نہ تھے ۔ کہ کسی دماغی خرابی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے ۔ بلکہ صاحب خلق عظیم تھے ۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو جس چیز نے سب سے بڑھ کر آپ کا شیدائی بنا دیا ۔ وہ آپ کے اخلاق فاضلہ ہی تھے ۔ اور آپ کا کلام علم و حکمت سے پر ہوتا تھا ۔ جس نے عرب کے وحشیوں کو دنیا کا معلم بنا دیا ۔

(۴) آپ نے کسی استاد سے علم نہیں سیکھا ۔ ان پڑھ تھے ۔ کتاب بھی علم نہ حاصل کر سکتے تھے ۔ دوسری کوئی زبان بھی نہ جانتے تھے جس سوسائٹی میں آپ نے پرورش پائی وہ ساری کی ساری ان پڑھ اور سخت جاہل تھی ۔ اس لئے صحبت علمی بھی آپ کو میسر نہ تھی باینہمہ آپ نے جس کلام کو وحی الٰہی کے طور پر پیش کیا ۔ اس کے لئے نہایت زور سے تحدی کی کہ کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت اور کیا بلحاظ علم و حکمت اور کیا بلحاظ اثر و تزکیہ جو اس پر عمل کرنے سے حاصل ہو گا ۔ انسان کی بنائی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ اور یہ فیصلہ کن بات تھی ۔ ایک ایسا قلب صافی جو حواس ظاہری کے ذریعے سے کوئی بھی علم نہ حاصل کر سکا ہو وہ جب کوئی ایسا علم پیش کرے جس کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی مثل لانے سے نہ صرف تمام قوم عاجز رہ گئی ہو بلکہ آج تک اس کا مخالف سے مخالف بھی اس کی ایک سورۃ کی مثل نہ لا سکا ہو ۔ جس کے اصولوں کو دیکھ کر یورپ کے وہ منصف مزاج لوگ جو آج علم و حکمت کے آسمان کے تارے ہیں حیرت سے یہ کہیں کہ یہی وہ اصول ہیں جو ہماری فطرت کی پیاس کو بجھا سکتے ہیں ۔ اور اپنی غلط فہمیوں کا اعتراف کریں ۔ اور لامذہبی کے جلتے بھنتے بیابان میں یہی اصول انہیں چشمۂ آب حیات نظر آئیں ۔ اور جس کے زبردست اصولوں کے سامنے منکر سے منکر قوموں کو بھی آخر کار طوعاً و کرہاً سر کو جھکانا پڑے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کی ہدایتوں پر عمل کر عرب کی وحشی سے وحشی اور جاہل سے جاہل قوم نہ صرف صاحب سطوت و حکومت اور متمدن و مہذب بن کر علم و حکمت کی دنیا میں معلم بنگئی بلکہ معرفت الٰہیہ اور تقویٰ و طہارت کے تمام مدارج عالیہ کو طے کر کے اس **مقصد** کو بدرجۂ اولیٰ حاصل کر گئی ۔ جس کے لئے انسان پیدا ہوا تھا ۔ تو پھر سوائے اس کے چارہ نہیں رہتا کہ مانا جائے کہ یہ وہ ہدایت اور علم تھا جو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب سلیم نے اپنے حواس باطنی کے ذریعے اپنے خالق سے انسانوں کی ہدایت کے لئے حاصل کیا ۔ یعنی وحی الٰہی کے ذریعے سے آپ کو یہ علم عطا ہوا تھا ۔

(۵) اور یہ امر پھر یقین کو اپنے انتہائی کمال کے مقام پر پہنچا دیتا ہے جب خدا کے قول کی تائید میں خدا کا فعل بھی نظر آتا ہے ۔ یعنی جو لوگ آپ کی بتائی ہوئی ہدایت اور علم کی اتباع کرتے ہیں وہ واقعی مقصد پیدائش انسانی کو حاصل کر لیتے ہیں ۔ جو لوگ اس کے خلاف چلتے ہیں وہ ان تمام ترقیات و کمالات کو حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں ۔ جو متبعین کو ملیں ۔ بلکہ مخالفت کرنے والے ذلیل اور ہلاک کر دیئے جاتے ہیں ۔ اور یہ سب کچھ پہلے سے اس وقت بتا دیا گیا تھا جب آپ کی تعلیم پر مستہزا ہوتا تھا اور آپ کی بے کسی و بے بسی کی وجہ سے آپ کے متبعین بکریوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے ۔ اور سخت مصائب میں مبتلا تھے ۔ جیسے جیسے مخالفت کا زور بڑھتا گیا ویسے ویسے تحدی بھی بڑھتی تھی ۔ سالہا سال کی مہلت مخالفین کو دی گئی ۔ تاکہ پورا زور لگا لیں ۔ مگر آخر کار خدا کے فعل نے اپنے قول کی تائید کی ۔ مخالفت کرنے والے باوجود اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کے ناکام اور نابود ہو گئے ۔ اور اتباع کرنے والے باوجود اپنی بے بسی اور بے کسی و ضعف کے اخلاقی ، علمی ، سیاسی ، اور روحانی ترقیات کے معراج پر پہنچ گئے ۔ جو پہلے سے کہا تھا وہی پورا ہوا ۔ یہ انسانی طاقت سے بڑھ کر تھا ۔ ہاں خدا کا فعل تھا جو اپنے قول کی تائید میں ظاہر ہوا ۔

معذرت

چونکہ مجھے پنڈت کالیچرن مصنف وچتر جیون کے مقدمہ میں استغاثہ کی طرف سے شہادت دینے کے لیے آگرہ جانا پڑا تھا ۔ اس لئے ۳ ر نومبر کا پرچہ ٹھیک وقت پر شائع نہیں ہو سکا ۔ اب دو نمبر اکٹھے شائع کئے جاتے ہیں ۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس تاخیر کے لئے جو ناگزیر حالات کے باعث واقع ہوئی ہے ۔ معاف فرمائیں گے ۔

(ملایر پیغام صلح)

نکاح مرتدہ خلع اور اسلام

اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک عظیم الشان خطرہ

علمائے اسلام اور ممبران اسمبلی کی توجہ کے قابل

(جناب مولوی دوست محمد صاحب کے قلم سے)

۲۶ اکتوبر ۱۹۳۸ء کے "الجمعیتہ" میں مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند نے "نکاح مرتدہ" کے عنوان سے ایک نہایت ضروری مضمون لکھا ہے جس میں اس خطرناک صورت حالات کی طرف توجہ دلائی ہے جو بعض مسلمان عورتوں کے ارتداد کا موجب ہو رہی ہے۔ یعنی مسلمان خاوندوں کا اپنی عورتوں کے ساتھ ناجائز سلوک اور ظلم و ستم۔ اور رائج الوقت قانون میں عورت کے لئے خاوند سے مخلصی حاصل کرنے کی کوئی صورت موجود نہ ہونا انہیں اس بات پر مجبور کر دیتا ہے کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیں۔ تاکہ اس ذریعے سے ان کے نکاح فسخ ہو جائیں۔ اور وہ اپنے خاوندوں کے ظلم و ستم اور عسرت و تنگدستی سے نجات حاصل کر لیں۔

واقعات

اس قسم کے واقعات جیسا کہ مولانا احمد سعید صاحب نے تحریر فرمایا ہے آئے دن پیش آتے ہیں۔ اور آج سے نہیں سالہا سال سے ایسے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ یہ الگ امر ہے کہ مسلمانوں کی بدبختی ارباب حل و عقد کو اس طرف متوجہ نہ ہونے دے۔ ۱۹۰۵ء میں ایک اسی قسم کا مقدمہ لاہور کی عدالت عالیہ میں آیا جس میں عدالت نے مرتدہ کا نکاح سابقہ مسلمان خاوند سے فسخ قرار دیا۔ اس کے بعد آئے دن ایسے واقعات پیش آتے رہے اور مسلمان اپنی تہیدستی اور کم مائیگی کی بدولت ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ڈال سکے جن کے ہاتھوں میں قانون کی باگ ہے۔ اور جو ان کے نمائندے بن کر کونسلوں کے اندر قانون سازی کی مسند پر بیٹھے ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں ایک ایسے ہی مقدمہ کے فیصلہ پر جو پنجاب کی عدالت عالیہ کی طرف سے صادر ہوا۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ امیر جماعت احمدیہ نے قادیان کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں ایک طویل مضمون اسی بحث پر لکھا اور بتایا کہ اس قسم کے فیصلے مسلمانوں کے لئے کس قدر مضر اور خطرناک ہیں۔ پھر ۱۹۱۶ء میں پیغام صلح میں اس مضمون کو نقل کیا گیا اور اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً اس پر لکھا جاتا رہا لیکن مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ضلع ہزارہ کے مسلمانوں سے جا کر کوئی پوچھے کہ کس طرح سے ہزارہا کی تعداد میں مسلمان خواتین اسلامی گھروں سے نکل کر مشن احاطوں میں داخل ہو چکی ہیں اور جن شوہروں کے دست ستم سے وہ کسی طرح چھٹکارا حاصل نہ کر سکتی تھیں۔ اور جن کی عسرت میں انہیں چار و ناچار شریک ہونا پڑتا تھا۔ عیسائیت کی راہ سے طرفۃ العین میں نجات پا لیتی ہیں۔ ٹیکسلا ضلع ہزارہ میں حال ہی میں ایک نیا ہسپتال عیسائی مشنریوں نے قائم کیا ہے۔ جس میں یہ عام دستور ہے کہ جب کوئی غریب مسلمان عورت علاج کے لئے وہاں جاتی ہے تو ایک قد آدم شیشے کے آگے اسے لیجا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے میلے کچیلے کپڑوں اور بھدی شکل و صورت کو جو فلاکت و تنگدستی کا نتیجہ ہے۔ ایک نظر بھر کر دیکھ لے۔ اس کے بعد اسے الگ کمرہ میں لیجا کر نہلایا دھلایا جاتا ہے اور سابقہ لباس اتروا کر نئے فیشن ایبل کپڑے پہنائے جاتے ہیں جو لازماً اس کی شکل و صورت میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ اس دوسرے لباس میں اسے پھر اس قد آدم شیشے کے سامنے لیجا کر کھڑا کیا جاتا اور اس طریق سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کی سابقہ حالت اسلام کا اثر و نتیجہ ہے۔ اور مسیحیت میں آنے سے اس کی حالت میں ایسا عظیم الشان انقلاب واقع ہو سکتا ہے جیسا کہ اس دوسری حالت سے ظاہر ہے مسلمانوں کی بدبختی اور قوت ایمانی کا فقدان صنف لطیف کو ان حالات سے بالخصوص متاثر کر دیتا ہے اور وہ ایسی اسلامی زندگی کو جس میں دکھ اور تکلیف اور خاوندوں کی زشت خوئی کے سوا ان کے لئے اور کچھ بھی نہیں مسیحیت کو ہزار درجہ ترجیح دیتی ہیں۔ ایک اسی قسم کا واقعہ دہلی کی اصغری بیگم کا حال ہی میں پیش آیا ہے جو اپنے مسلمان خاوند کے گھر سے نکل کر آریوں کے ہتھے جا چڑھی ہے اور باوجودیکہ اس کے باپ اور خاوند نے اس کی واپسی کے لئے مقدمہ بھی چلایا ہے لیکن اس کے لوٹ آنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اسلامی قانون طلاق اور خلع

اصل میں یہ ساری مصیبت اس خلاف اسلام قانون کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جو شرع محمدی کے نام سے انگریزی عدالتوں میں رائج ہے۔ اسلام نے جہاں مرد کو یہ آزادی دی ہے کہ وہ اپنے حسب مرضی عورت کو طلاق دے سکتا ہے وہیں عورت کو بھی طلاق لینے کی اجازت حاصل ہے اور وہ اس دوسری صورت کا نام خلع ہے۔ احادیث نبوی میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کسی عورت کی خواہش پر اسے اس کے خاوند سے طلاق دلا دیتے تھے۔ بطور مثال جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی کا واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس نے اپنے خاوند ثابت بن قیس بن شماس سے طلاق حاصل کرانی چاہی لیکن ثابت طلاق دینے پر رضامند نہ تھا۔ جمیلہ نے آنحضرت صلعم کے حضور میں عرض کیا۔ آپ نے پوچھا کیا تم وہ باغیچہ جو ثابت نے تمہیں مہر میں دیا تھا اسے واپس دے دوگی؟ اس نے رضامندی ظاہر کی۔ آنحضرت صلعم نے اسے حکماً طلاق دلا دی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فقہ حنفی میں بعض اس قسم کی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے بعض لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھانے اور عورت سے اس مسلمہ حق کو زائل کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہی باتوں کو شرع محمدی کے نام سے انگریزی قانون کی صورت دے دی گئی ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ گر کوئی ستم رسیدہ عورت اپنے ظالم خاوند سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرے اور عدالت کی طرف رجوع کرے تو وہاں اسے صاف جواب دے دیا جاتا ہے۔ عورت طلاق لینے کی لاکھ کوشش کرے لیکن اگر مرد اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تو عورت کی ایک بھی نہیں سنی جا سکتی۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ جوق در جوق عورتیں طلاق حاصل کرنے یا نکاح فسخ کرانے کے لئے مرتد ہوتی جا رہی ہیں کیونکہ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ان کے لئے باقی نہیں رہا۔

اس لئے سب سے پہلا اور سب سے ضروری سوال جو ہمارے سامنے ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ قانون انگریزی کے اس نقص کو جو خلع کے نہ ہونے سے پیدا ہو چکا ہے۔ کیونکر دور کیا جائے۔ مولانا احمد سعید صاحب نے اس نقص کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

> "اس لئے ہمیں ایک اور قانون کی بھی ضرورت ہے جس میں مجسٹریٹ کو اختیار دیا جائے کہ وہ نالائق اور نااہل خاوند کو طلاق پر مجبور کرے۔ اگر خاوند مجسٹریٹ کے حکم کو بھی نہ مانے تو مجسٹریٹ خود نکاح فسخ کر کے عورت کو اجازت دیدے کہ وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ مجسٹریٹ کو یہ حق کس صورت میں دیا جا سکتا ہے۔ یہ حضرات علما کا کام ہے جمعیتہ العلما موجودہ حالت میں جبریہ طلاق کے جو وجوہات مقرر کر دے اسی کے مطابق قانون طلاق وضع کرانے کی کوشش کی جائے۔"

اس میں شک نہیں کہ اس نقص کو دور کرنے کا یہی ایک واحد ذریعہ ہے۔ کہ حضرات علما اس بارہ میں نہایت پر زور آواز اٹھائیں۔ اور ایسی موثر کارروائی کریں جس سے موجودہ قانون بدل کر عورت کو طلاق لینے کا حق حاصل ہو جائے۔ ضروری ہے کہ ایک متفقہ فتوے کے ساتھ ایک میموریل گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ اور مجلس قانون ساز کے مسلمان ممبروں کی امداد بھی اس بارہ میں حاصل کی جائے تاکہ اگر گورنمنٹ خود بخود قانون کو ترمیم کرے تو ممبران اسمبلی اپنی طرف سے قانون بنا کر پیش کر دیں۔ یہ امر کہ فقہ حنفی میں عورت کو یہ حق دیا گیا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق میں مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی مرحوم کا ایک فتوے نقل کر دیتا ہوں جو انہوں نے ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ فقہ حنفی کے رو سے عورت کی مخلصی کی کوئی صورت ظاہر نہیں۔ تاہم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ ایسے حالات میں جب خاوند حقوق زوجیت ادا نہ کرے اور عورت کو نقصان پہنچانا چاہے تو قاضی کو اسے طلاق دلا دینا چاہیے۔ اور مولانا نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ "علمائے احناف کرام نے بھی ضرورت کے موقعوں پر ائمہ اہل سنت والجماعت میں سے برخلاف مذہب حنفی کے کسی دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دیدی ہے" اس لئے اگر اور کوئی صورت نہ ہو تو امام احمد حنبل کے مذہب سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب کا اصل فتوے حسب ذیل ہے۔

> "مندرجہ سوال حالات سے یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو آباد کرنا نہیں چاہتا اور محض تنگ کرنے کی نیت سے اس کو چھوڑتا بھی نہیں ہے تو اگرچہ حنفی مذہب میں براہ راست عورت کو اس عذاب سے بچانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ لیکن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ ایسے حالات میں جبکہ شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے سے عمداً اجتناب کرے اور بالقصد عورت کو نقصان پہنچانا چاہے تو عورت کے درخواست کرنے پر حاکم وقت (ڈسٹرکٹ جج) کو چاہیے کہ شوہر کو چار مہینے کی مہلت دے۔ اس اثنا میں اگر اس نے حق زوجیت پورے کئے تو خیر وہ دونوں زن و شوہر ہیں۔ ورنہ پھر اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے۔ اور اگر پھر بھی طلاق نہ دے تو حاکم وقت (ڈسٹرکٹ جج) کو چاہیے کہ باختیار خود نکاح توڑ دینے کا حکم دے کر عورت کو باقاعدہ دوسرے نکاح کی اجازت دیدے کتاب الروض المربع میں (جو حنبلی مذہب کی ایک مستند کتاب ہے) ہے وان ترک الزوج وطیها ای وطی زوجة اضرارا بها بلا یمین علی ترک وطیها ولا عذر له فکمول وکذا من ظاهر ولم یکفر ضیضرب له اربعة اشهر فان بطی والا امر بالطلاق فان ابی طلق علیه الحاکم او فسخ النکاح کما تقدم فی المولی۔ صفحہ ۲۹۳۔ اور علمائے احناف کرام نے بھی ضرورت کے موقعوں پر ائمہ اہل السنت والجماعت میں سے برخلاف مذہب حنفی کے کسی دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ چنانچہ مسئلہ مفقود اور بعض دوسرے مسائل میں خود احناف کرام نے ایسا ہی کیا ہے۔ پس مستفتی کو چاہیے کہ حاکم وقت سے رجوع کرے اور اپنے تمام حالات پیش کر کے فسخ نکاح کی درخواست دے دے اور حاکم کو چاہیے کہ بصورت صحیح ہونے حالات مندرجہ درخواست کے عورت کے شوہر کو باضابطہ چار ماہ کی مہلت دے۔ پھر اگر اس نے حقوق زوجیت ادا کئے تو خیر ورنہ اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے۔ اور طلاق نہ دے تو حاکم باختیار خود نکاح ٹوٹنے کا حکم دے کر عورت کو باقاعدہ دوسرے نکاح کی اجازت دیدے۔ حاکم کی اس اجازت کے بعد عورت کو شرعاً درست ہے کہ جہاں مناسب سمجھے اپنا دوسرا نکاح کر لے اس پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے۔
>
> واللہ اعلم بالصواب کتبہ عبد المذنب
>
> محمد عبد اللہ"

یہ تو وہ صورت ہے جو مولوی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی نے بتائی ہے لیکن نرا اس فتوے سے کام نہیں چل سکتا جب تک قانون نہ بدلے اور حاکم یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایسی طلاق دلانے یا نکاح ثانی کی اجازت دینے کا اختیار حاصل نہ ہو۔ اس کے لئے مسلمانوں کو پوری جد و جہد سے کام لینا چاہیے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص بھی یہ کام کرے گا وہ ہزاروں بے گناہوں کی دعائیں حاصل کرے گا اور قوم کو خطرناک مصیبت سے نکالنے کا موجب ہوگا۔ صرف یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ہزارہا مسلمان عورتوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچایا جا سکتا ہے اور اگر اس کی طرف سے غفلت یا عدم توجہی اختیار کی گئی تو جن نتائج بد کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کی ذمہ داری علما اور ان لوگوں کے سر پر ہوگی جن کے ہاتھوں میں قانون کی باگ ڈور ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں جس سے اغماض کا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایک اہم قانونی فروگذاشت ہے جس نے بہت سے مسلمان گھرانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اور اسلام کا خرمن حیات محض اس ایک فروگذاشت کی وجہ سے تاخت و تاراج ہو رہا ہے۔ اس لئے اپنے گھر کو پہلے سنبھالو۔ اس کو ویران ہونے سے بچاؤ۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی طرف متوجہ ہونا بھی موزوں ہو سکتا ہے۔

اس جگہ ایک اور بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے۔ مولانا احمد سعید صاحب نے مندرجہ بالا فقرات میں جہاں عورت کے لئے جبریہ قانون طلاق وضع کرانے کی ضرورت بتائی ہے وہیں جمعیتہ العلما کا یہ کام قرار دیا ہے کہ وہ جبریہ طلاق کے وجوہات مقرر کرے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ کو سلجھانے کے بجائے اور بھی پیچیدگیاں پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ وجوہات طلاق کسی صورت میں مقرر نہیں کئے جا سکتے۔ اسی لئے شریعت اسلامی نے کوئی وجوہ مقرر نہیں کئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بظاہر کوئی دکھ اور تکلیف میاں بیوی کو ایک دوسرے سے نہ ہو لیکن مزاج کی ناموافقت یا دل نہ ملنے کی وجہ سے ان میں سے کوئی ایک مفارقت حاصل کرنا چاہے۔ جیسے جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی کے مندرجہ بالا واقعہ میں پیش آیا۔ جمیلہ نے صاف طور پر آنحضرت صلعم سے کہا کہ ما اعیب علیه فی خلق ولا دین میں نہ اس کے اخلاق پر عیب لگاتی ہوں نہ دین پر اور دوسری روایت میں ہے کہ لا اطیقه یعنی بغضا میں اس کی برداشت نہیں کر سکتی یعنی مجھے اس سے نفرت ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ محض ناموافقت طبع بھی وجہ طلاق ہو سکتی ہے۔ اور ایسا ہونا عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ کیونکہ نکاح کی غرض تو یہ ہے لتسکنوا الیها سکینت حاصل ہو اور جعل بینکم مودة و رحمة باہم محبت اور رحمت ہو لیکن جہاں طبیعت ہی ناموافق ہو وہاں ان میں سے کوئی بھی بات پیدا نہیں ہو سکتی اور گھر بجائے جنت بننے کے دوزخ ہو جائے گا اس لئے طلاق کی کوئی حدود معین کرنا بالکل خلاف شریعت اور خلاف فطرت انسانی ہے اس کے علاوہ ایک اور مصیبت جو

یہ بھی پیش آسے گی کہ عورتوں کو ظالم خاوندوں سے طلاق حاصل کرنے کے لئے ان کے ظلم کا ثبوت دینا پڑے گا اور یہ بسا اوقات بہت مشکل امر ہوتا ہے۔ خاوند اس کے خلاف سو ثبوت فراہم کر سکتا ہے۔ لیکن عورت کے لئے ایسے ثبوت فراہم کرنا بہت دشوار ہوگا۔ اور یہ معاملہ کو سلجھانے کے بجائے بہت سی نئی پیچیدگیاں پیدا کر دے گا۔ یورپ میں طلاق کے بارے میں اسی وجہ سے آئے دن دشواریاں اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ کہ وہاں کے قانون طلاق میں وجوہات طلاق کو معین کر دیا گیا ہے۔ اور ان وجوہات کے ثبوت یا عدم ثبوت کے لئے بہت سے نئے نئے حیلے اور جھوٹ لوگوں کو تراشنے پڑتے ہیں۔ ایسے حالات میں خاوند باوجود ظالم ہونے کے بسا اوقات اپنے آپ کو فرشتہ خصلت ثابت کر سکتا ہے۔ اور عورت باوجود مظلوم ہونے کے اس کے ظلم و ستم کا ثبوت پورے طور پر نہیں دے سکتی جس سے خاوند کا تسلط اس پر ویسا کا ویسا ہی رہے گا اور قانون کا ہونا نہ ہونا برابر ہوگا۔ اس لئے وجوہات طلاق کوئی معین نہیں ہونے چاہئیں۔ تاکہ جو عورت اپنے خاوند سے علیحدہ ہونا چاہے قطع نظر اس بات کے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ بلا دقت وہ عدالت میں جاتے ہی ڈگری حاصل کرے۔ بیشک اس سے عورتوں کو طلاق لینے میں آزادی ہو جائے گی لیکن جو عورت اس قسم کی ہے کہ وہ بلا وجہ اپنے خاوند کو چھوڑنا چاہتی ہے اس کا اس کے گھر میں نہ رہنا ہی بہتر ہے۔ اور دوسرے اس سے اس بہت بڑے خطرہ کا سدباب ہو جائیگا جو آج طلاق نہ لے سکنے کی وجہ سے ارتداد کی شکل میں ہمارے سامنے ہے ایک بڑی بلا سے بچنے کے لئے چھوٹی مصیبت کو اختیار کر لینا عقلمندوں کا شیوہ ہے

مرتدہ کا نکاح

ایک اور سوال بھی اس جگہ قابل غور ہے۔ اور یہی سوال دراصل مولینا احمد سعید صاحب کے مضمون کا اصل موضوع ہے۔ کہ آیا یہ صحیح ہے کہ جو مسلمان عورت مرتد ہو جائے اس کا نکاح اس کے مسلمان خاوند سے فسخ ہو جاتا ہے مولانا موصوف کو شکایت ہے کہ:۔

> "قانون انگریزی میں اگر ایک مسلمان عورت دوسرا مذہب اختیار کرلے تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک ہندو یا عیسائی عورت مسلمان ہو جائے تو اس کے خاوند کو ہندو اور عیسائی قانون کے موافق حق زوجیت باقی رہتا ہے۔ اب تک بے شمار واقعات اس قسم کے پیش ہو چکے ہیں۔ کہ مرتدہ عورت مسلمان خاوند کو واپس نہیں دی گئی۔"

ان حالات میں مولانا نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی ایسا قانون ہونا چاہئے۔ جس سے کسی مسلمان منکوحہ عورت کا مرتد ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ نہ ہو سکے۔ فی الحقیقت ایسے قانون کی اشد ضرورت ہے بلکہ تعجب ہے، کہ اسلام میں اس کی گنجائش ہوتے ہوئے، قانون اس کے خلاف وضع کیا گیا۔ قرآن کریم نے صاف طور پر مسلمانوں کو اہل کتاب کی لڑکیوں سے شادی کر لینے کی اجازت دی ہے اور دوسری طرف یہ بھی فرمایا ہے کہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مذاہب اور سب اقوام اس کے نزدیک اہل کتاب میں داخل ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے صحابؓ نے مجوسیوں کے ساتھ بھی اہل کتاب ہی کا سلوک کیا۔ پھر تعجب ہے کہ ایک مسلمان عورت اگر ہندو یا سکھ یا عیسائی ہو جائے تو اسے اہل کتاب میں شامل سمجھکر اسلامی نکاح کو بحال رکھنے کے بجائے الٹا نکاح کو فسخ قرار دے دیا جاتا ہے۔ اصل میں یہاں بھی قرآن کریم کو مقدم کرنے کے بجائے فقہ کے بعض وقتی مسائل کو خضر راہ بنایا گیا ہے۔ چونکہ فقہ میں مرتد کو اس وقت کے حالات کے مطابق حربیوں میں شامل کر کے واجب القتل قرار دیا گیا نہ بسبب ارتداد۔ بلکہ اس سبب سے کہ اس سے اس وقت یہ خطرہ لاحق تھا کہ وہ اسلام کے دشمنوں سے مل کر فساد فی الارض کا موجب ہوگا۔ اس لئے مرتد کو بھی "مزعومہ شرع محمدی" میں اسی حکم میں شامل سمجھ لیا گیا ہے۔ اور اس کے حقوق اسلامی کو زائل اور نکاح کو فسخ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن یہ وجہ ایسی غلط اور بودی ہے کہ اگر فقہ حنفیہ کی سب سے بڑی کتاب ہدایہ ہی کو سامنے رکھ کر اس پر غور کیا جائے تو صاف پتہ لگتا ہے کہ جس چیز پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس کی حقیقت ہی کچھ نہیں۔ ہدایہ کی عبارت جس میں مرتدہ کے قتل پر بحث ہے حسب ذیل ہے:۔

> فکذا یجب القتل بالمرۃ لدفع الشر الحرابۃ لاجزاء علی فعل الکفر لان جزاءہ اعظم عند اللہ فیختص بمن یتاتی منہ الحرب وھو الرجل ولھذا نھی رسول اللہ صلعم عن قتل النساء وعلیہ بانہ لم تکن تقاتل علی ما مر من الحدیث ولھذا لو کانت المرأۃ ذات رای وتبع تقتل لا لردتھا بل لانھا تسعی فی الارض بالفساد (ترجمہ)

پس ایسا ہی دفع شر حرب کے لئے عورت کا ارتداد موجب قتل ہے ... [illegible]

ارتداد بہت بڑی ہے جو اللہ کے ہاں ہے۔ پس یہ قتل ان لوگوں سے مختص ہوگا جن سے حرب کی توقع اور امکان ہو۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا اور دلیل یہ ہے کہ ان سے حرب کی توقع نہیں ہو سکتی اسی لئے ہم نے کہا کہ اگر عورت بھی صاحب تدبیر اور رذی رائے ہو تو وہ بھی قتل کی جائے گی نہ بسبب ارتداد بلکہ اس سبب سے کہ وہ زمین میں فساد پھیلانے والی ہو"

ایسا ہی دوسری جگہ صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ لا تقتل الا الحربی۔ حربی کے سوا دوسرے کسی مرتد کا قتل جائز نہیں۔ پھر حاشیہ میں اس کی توضیح ہے۔ فکان القتل ھنا مستلزما للحرب لان نفس الکفر لیس بمبیح القتل قتل کے لئے حربی ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ نفس کفر قتل کو مباح نہیں ٹھیراتا۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر کہ فقہا بالخصوص امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف وہی مرتد واجب القتل ہیں جن سے اسلام کو حرب اور فساد کا اندیشہ ہو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ "شرع محمدی" میں کس بنا پر مرتد کے حقوق کو زائل قرار دیکر نکاح فسخ ٹھیرایا گیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ دوسری طرف وراثت کا سوال آتا ہے تو باوجود مرتد ہونے کے مسلمان ان باپ کی وراثت سے دلوادی جاتی ہے۔ اگر ہمارے علما اور ممبران مجالس قانونی ہمت سے کام لیں تو وہ اس ایک بات کو لے کر کہ جب مرتد کی وراثت کے حقوق زائل نہیں ہوتے تو نکاح کیونکر فسخ ہو سکتا ہے۔ قانون کو بدلوا سکتے ہیں۔ یہ کوئی بہت مشکل یا ناممکن کام نہیں۔ صرف تھوڑی سی ہمت درکار ہے۔ اور واقعات کی نزاکت کا احساس ہونا چاہئے۔ ورنہ یوں تو یہ مسئلہ آج سے پہلے کئی بار قوم کے سامنے آچکا ہے۔ لیکن اخبارات ہی میں رہ جاتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ لیڈران قوم کو قوم کے اندرونی امراض کا یا تو علم نہیں اور یا ان کے دل میں وہ سچا اسلامی جوش اور قوم کا حقیقی درد نہیں۔ جس سے وہ ایسے اہم معاملات کو سلجھانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ وہابی اور سنجدی کا جھگڑا اور حجاز کی حکومت کے مسائل میں قوم کا وقت اور روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ اور وقار اسلام کو غیر مسلموں کی نظریں کھویا جا رہا ہے۔ ہم ان اندرونی جھگڑوں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں اپنا وقت اپنی زندگی اور مال تباہ کر رہے ہیں اور غیر موقع دیکھ کر اور ہمیں غافل پا کر ہمارے گھروں کو لوٹتے جا رہے ہیں۔ کاش علما اس بات کو سوچیں اور سمجھیں اور صحیح طریق پر اسلام کی خدمت کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

آخر میں ہم مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ العلماء ہند سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے اس معاملہ کو شروع کیا ہے اور یہ امید دلائی ہے کہ جمعیۃ العلماء کے توسط سے وہ اس قانون کو بدلوانے کی کوشش کریں گے اسی استحکام اور ثبات قدم کے ساتھ اس معاملہ کو انجام تک پہنچانے کی کوشش کریں یہ نہ ہو کہ چند روز اخباری دنیا میں زور شور دکھانے کے بعد معاملہ وہیں کا وہیں رہ جائے۔ اگر جمعیۃ العلماء ہند نے اس معاملہ میں کامیابی حاصل کر لی تو یہ فی الحقیقت اس کی تمام تاریخ میں بے نظیر کارنامہ ہوگا۔ جو حفاظت اسلام کیلئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

مقدمہ ورتمان جیون زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند

سرکار بنام کالیچرن شرما بعدالت کلکٹر صاحب بہادر ضلع آگرہ

پہلی پیشی

۱۲ اکتوبر۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ کے اجلاس میں مقدمہ سرکار قیصر ہند بنام کالیچرن شرما مصنف "ورتمان جیون" زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند پیش ہوا۔ منجانب سرکار پنڈت شبھ دت بہارگو گورنمنٹ پلیڈر و نائب کورٹ انسپکٹر و منجانب ملزم بابو بلونت کشور و بابو پراگ نرائن وکلا پیروکار تھے۔ اگرچہ عدالت میں ہجوم زیادہ تھا۔ اور تحریر اظہارات کیلئے کوئی خاص آسانی نہ تھی۔ مگر حتی الامکان اظہارات صحیح لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقدمہ کی سماعت سے پہلے ملزم کے وکیل نے اس بات پر عدالت کو مخاطب کیا کہ کالیچرن شرما کے نام کے بہت سے افراد ہیں جو مختلف مقامات کی سماؤں میں کام کر رہے ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ سرکار نے کس کالیچرن کو اس مقدمہ میں ماخوذ کیا ہے۔ عدالت نے جواب دیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ایسی غلطی نہیں ہو سکتی کہ وہ پنڈت کالیچرن شرما موجودہ کو کسی دوسرے کالیچرن شرما کے بجائے گرفتار کر لے۔ اس کے بعد مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

پربھو دیال گواہ ۔ میرا پیشہ دکانداری ہے سیتلا گلی میں رہتا ہوں۔ پریم پستکالیہ بھیلنی بازار آگرہ کا مالک ہوں جس میں ہندؤں کی مذہبی کتابیں فروخت ہوتی ہیں ورتمان جیون سمت ... کالیچرن شرما سے ... [illegible]

سکر ڈیڑھ ہزار طبع کرائی۔ شنکردت شرما مراد آبادی نے دوسری مرتبہ طبع کرائی ہے۔ اور یہ سب کتابیں کچھ فروخت ہوگئیں اور کچھ تقسیم کر دی گئیں خصوصاً ہندی سبھاؤں میں زیادہ تقسیم ہوئیں اس کے سوا اور بھی کتابیں میری معرفت پنڈت کالیچرن شرما نے چھپوائی ہیں۔ ورتمان جیون سے پہلے بھی اور بعد بھی میں پنڈت کالیچرن کو خوب جانتا ہوں۔ اس کے بعد وکیل ملزم نے کالیچرن شرما کا بیان ۲۲ اپریل کو ہونے کے لئے عدالت سے درخواست کی۔ اور جرح کے لئے یہ کہا کہ جب قانونی اجازت دے میں کر سکتا ہوں پہلے یا بعد مجھے نہیں جس پر عدالت خاموش رہی اور وکیل ملزم نے گواہ سے جرح کی۔

میاں شیخ عبداللطیف گواہ نمبر ۲ ۔ میری ذات پٹھان ہے عمر ۴۰ سال ہے پیشہ تبلیغ اسلام ہے۔ ملازم جماعت تبلیغ اسلام۔ نومسلم اصل رہنے والا کراچی کا ہوں اس وقت محلہ نائی کی منڈی آگرہ میں رہتا ہوں۔ نومسلم جماعت آگرہ کا سکرٹری اور اخبار مسلم سیوک کا ایڈیٹر ہوں۔ میں ہندی کسی قدر اور سندھی، گجراتی اور زبان اردو اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں نے ورتمان جیون پڑھی ہے۔ پنڈت کالیچرن شرما نے مجھے خود دی اور کہا کہ آپ نے مسلمانی اختیار کرلی ہے اب آپ اس کو خود پڑھئے۔ اور دوسروں کو دکھایئے کہ آپ کے معبود صاحب کے کیسے حالات ہیں۔ میری ماں اور میں مسلمان ہوئی اس کو غالباً پندرہ سال کا عرصہ ہوا۔ میں نے وہ کتاب لے لی اور مکان پر لے آیا۔ میں نے اس کتاب کو کسی قدر پڑھا اور صرف اس کے ہیڈنگ دیکھے اور تھوڑا سا دیباچہ بھی دیکھا وہ نفرت آمیز کلمات سے پر ہے۔ مجھے مصنف سے نفرت ہو گئی۔ اور دوسرے مسلمانوں نے بھی اس کتاب کے پڑھنے سے نفرت کی۔ ۱۱ فروری ۱۹۲۶ء کو اس کتاب کو آریہ پانچ چھ ٹھیلوں میں پڑھتے تھے۔ اور لکچر دیتے تھے۔ ہر ٹھیلہ میں قریباً بیس پچیس آدمی بیٹھے تھے یہ جلوس کیسرٹ بازار میں دیکھا۔ اور اس سے عام طور پر مسلمانوں پر برا اثر پڑ رہا تھا۔ چنانچہ قریباً آٹھ بجے سب کے فساد ہو بھی گیا۔ وکیل کے سوال پر جواب دیا کہ میں گیارہ تاریخ کو ہینگ کی منڈی کی عمارت میں سماج کے جلسے میں شریک ہوا تھا۔ اس جلسہ میں اس کتاب کے متعلق لیکچر ہوئے۔ آریوں نے اس کتاب کو حفظ کر رکھا تھا۔ اور اس کے مضامین محمد صاحب کی توہین میں کہہ کر مذاق اڑا رہے تھے۔ چنانچہ مسلمان غصہ میں آکر اس جلسے سے واپس چلے گئے۔ میں دوسرے مقامات پر بھی گیا ہوں اور اس کتاب کے توہین آمیز الفاظ سنے ہیں۔ میرے چارج میں ایک لائبریری بھی ہے جس میں مختلف زبانوں کے اخبارات آتے ہیں۔ جن میں اس کتاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اخبارات میں لایا ہوں (وکیل ملزم کے اعتراض پر وہ اخبارات عدالت نے داخل مثل کرنے سے انکار کیا) نومسلم جماعت کی ماہوار رپورٹ ماہ جون ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ نائی کی منڈی میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں یکم جون کو ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ یہ کتاب قابل نفرت ہے اور اس کی نقول کلکٹر صاحب ضلع کمشنر صاحب قسمت آگرہ اور گورنر صاحب صوبہ ہذا کو ارسال کی گئیں۔ اس جلسہ میں میرٹھ، دہلی، اور مختلف مقامات کے لوگ شریک تھے۔ جرح منجانب وکیل ملزم۔ کیا تمہارے ہاں کوئی ریزولیوشن بک رہتی ہے یا کاغذ کے ٹکڑوں پر ریزولیوشن ہوتا ہے؟ جواب ریزولیوشن کی اصل میرے پاس ہے۔ سوال۔ (تبلیغی ماہوار رپورٹ پیش کرتے ہوئے) کیا کالیچرن پاکھنڈی اس میں تم ہی نے لکھا ہے۔ اور کیا اسی ملزم کے متعلق ہے۔ عدالت نے مخاطب ہو کر وکیل ملزم سے کہا کہ پاکھنڈی کے معنی Scoundrel ہیں۔ گواہ نے بیان کیا پاکھنڈی کے معنی دھوکا دینے والے کے ہیں۔ ہاں یہ سالانہ رپورٹ میرے اہتمام سے چھپتی ہے۔ ۱۱ فروری کو آریہ سماجیوں نے مناظرہ کا چیلنج بھی دیا تھا۔ میں نے اس وقت ان لوگوں سے چند سوالات کئے۔ مگر انہوں نے جواب میں گالیاں دیں۔ سوال۔ کیا آریہ سماجی لٹیں بکا کر لے گئے تھے۔ کالیچرن اس وقت موجود تھے؟ جواب۔ ان آریہ سماجی جب سے مجھے دھوکا دے کر لے گئے تھے۔ کالیچرن موجود نہ تھا۔ میں تمہارے اس لئے کہتا ہوں کہ ہندو سے مسلمان ہوا ہوں۔ میں ان آریہ سماجی لیکچراروں کا نام نہیں جانتا جو وہاں موجود تھے۔ دس تاریخ کے جلوس میں ورتمان جیون بک رہی تھی۔ مگر میں اس کے کسی خریدار کا نام نہیں بتلا سکتا۔ آگرہ اخبار مجھے ۱۴ تاریخ کو ملا۔ اسی تاریخ کو وہ شایع ہوا تھا۔ اس میں ورتمان جیون کا ذکر نہیں ہے۔ میں کالیچرن سے تین سال سے واقف ہوں جس وقت اس گواہ سے کتاب پڑھوائی گئی تو ایک ہیڈنگ کا ایک لفظ غلط پڑھا اور کہا کہ میں سنسکرت کے ملے ہوئے لفظ نہیں پڑھ سکتا۔ مجھے ہندی پڑھنے سے نفرت ہے۔ اور فارسی عربی بھی نہیں جانتا ہوں۔ سوال۔ کیا آپ نے کوئی محمد صاحب کی سوانح عمریاں بھی پڑھی ہیں۔ شاید ہی پڑھی ہوں اس لئے کہ اصل سوانح عمریاں زیادہ تر فارسی عربی میں ہیں۔ جواب۔ میں نے اردو میں پڑھی ہیں۔ سوال۔ تو نام بتاؤ۔ جواب۔ محمد کا جیون۔ محمد انیند قرآن

محمد کی سرکار - بوستان فاطمہ، بوستان عائشہ وغیرہ مرادآباد کی مطبوعہ کتاب دچتر جیون میں نے نہیں پڑھی - آگرہ کی چھپی ہوئی پڑھی ہے - وکیل کے سوال پر بیان کیا کہ میں مبلغ بیس روپے ماہوار تنخواہ لے کر اپنے اوپر صرف کرتا ہوں - نومسلم جماعت کی حفاظت کرنا ہمارا خاص فرض ہے - ہمارا مذہب کسی مذہب کی توہین کرنے کی اجازت نہیں دیتا - کتاب تبلیغی اوتار میری تصنیف ہے اس کتاب میں کوئی گالی نہیں ہے - بجواب وکیل بیان کیا رست پال سنگھ پانچ برس کی عمر تک میرا نام رہا اس کے بعد سے میرا نام مہاشے عبدالکریم ہے انیس سال کی عمر میں آریہ سماج مجھے پھر دھوکا دے کر لے گئے تھے - اور اکیس سال کی عمر میں پھر میں ان سے آزاد ہو گیا - ارفروری کی میٹنگ میں جو مسلمان شریک تھے ان میں سے میں کسی کو نہیں جانتا -

عبدالوحید شہاب گواہ ۳؎ - عبدالوحید شہاب ولد مولوی ابوالفرح قوم قریش عمر تقریباً بیس سال طالب علم اصل باشندہ پانی پت واردحال قیصری یتیم خانہ محلہ نائی کی منڈی آگرہ - میرے والد اسی یتیم خانہ کے سکرٹری تھے - میں جون ۱۹۲۶ء کے اس جلسہ میں جو یتیم خانہ میں ہوا تھا شریک تھا - یہ جلسہ دچتر جیون پر اظہار نفرت کے لئے منعقد ہوا تھا - ڈاکٹر وزیر محمد نے اس میں ریزولیوشن پیش کیا نواب مرزا سابق تحصیلدار نے اس کی تائید کی - میں نے اور جملہ مسلمانوں نے اس کی مزید تائید کی ؛ اور وہ ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہو گیا - اس جلسہ میں دو تین ہزار آدمی تھے اور اس کے پریزیڈنٹ خواجہ حسن نظامی دہلوی تھے - اس کے بعد ریزولیوشن کی نقل گورنر صاحب صوبہ ہذا اور حکام ضلع کو ارسال کی گئی - اس میں مولوی مشیرالاسلام صاحب میرٹھی اور مولوی اختر علی صاحب متھراوی میرے علم میں موجود تھے - میں نے یہ کتاب پڑھی اور معمولی طریقہ سے پڑھ سکتا ہوں اس کو پڑھ کر میرے دل پر بُرا اثر ہوا - اور ہندوؤں سے مجھے نفرت ہوئی - ۱۴ رمئی ۱۹۲۶ء کو میں نے "زمیندار" اخبار میں اس کے اقتباس پڑھے - ڈاکٹر وزیر محمد کو بھی میں نے یہ کتاب سنائی - زمیندار اخبار مسلم اخبار ہے - ڈاکٹر وزیر محمد اس کے خریدار ہیں - جو یتیم خانہ کے اب سکرٹری ہیں خاص اس غرض سے یہ جلسہ کیا گیا تھا - کہ گورنمنٹ کے گوش گذار کیا جائے کہ دچتر جیون ایک دل آزار کتاب ہے - سوال وکیل ملزم - کیا مسلمانوں کی طرف سے اس میں لکچر ہوئے - اس جلسے کے نوٹس اور پوسٹر بھی مشتہر کئے گئے تھے - جواب - ہاں - سوال - کیا یہ جلسہ تبلیغی لائبریری کے متعلق ہوا تھا؟ یا قیصری یتیم خانہ کے سالانہ جلسے کے متعلق؟ اس کا جواب گواہ نے نہیں دیا اور کہا کہ جس روز میں شریک ہوا تھا اس روز مذکورہ ریزولیوشن کے لئے منعقد ہوا تھا - پہلے دو دن میں صرف ایک مرتبہ میں گیا - میں اندازاً یہ نہیں کہہ سکتا کہ کب سے کب تک یہ جلسہ قائم رہا - دوسرے دن میں نے سنا کہ مولوی صاحبان اس کتاب کی تردید اور مسلمانوں کو نصیحت کر رہے تھے - وکیل ملزم کے سوال کے جواب میں کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ اس کتاب کے متعلق مولوی مشیرالاسلام نے کونسی بات جھوٹی کہی اور کونسی سچی - وکیل ملزم کے جواب میں بیان کیا کہ دچتر معنی حالات اور جیون معنی زندگی - اس جلسہ کے مہتمم مہاشے عبدالکریم تھے - گواہ نے ایک جگہ ہیڈنگ صحیح پڑھا اور معنی نہیں بتائے کہ کہ میں سنسکرت کے الفاظ کے معنی نہیں جانتا - ہندی بھاشا جانتا ہوں - میں نے شروع سے آخر تک یہ کتاب پڑھی ہے - مگر میری رائے میں یہ کل کتاب غلط ہے اور محض اتہامات ہیں - صفحہ ۷ پر جو عبارت گواہ سے پڑھوائی گئی وہ اس نے صحیح پڑھ دی مگر وکیل ملزم نے اس پر جرح کی - کہ اس عبارت سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ محمد صاحب ڈرپوک اور بھگوڑے تھے - جیسا کہ یہ واقعہ ہے - کہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے چچیرے بھائی علیؓ کو سُلا کر چلے گئے - کیا یہ واقعہ تو ٹھیک ہے - جواب ہاں سلایا تو تھا مگر وہ مصلحت مجھے معلوم نہیں - میں بھگوڑا کہنا بدتمیزی سمجھتا ہوں - سوال - اگر کوئی اپنی جان بچا کر دوسرے کو سُلا جائے تو کیا وہ شخص بھگوڑا کہلایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر گواہ نے کوئی جواب نہیں دیا - کیا تم نے اس کتاب کے حوالے پڑھے ہیں - جواب - میں نے اس کے حوالے نہیں پڑھے - کیا تم نے محمد صاحب کی کوئی لائف پڑھی ہے - جواب - سیرت حبیب اور سیرت نبی میں نے پڑھی ہے - سوال - کیا یہ واقعہ ہجری کے زمانہ میں ہوا ہے؟ جواب، ہجری کے بارہ میں کچھ نہیں جانتا علما جانتے ہیں -

مقصود حسا گواہ ۴؎ - نیجر آرچی میل پریس آگرہ - عمر ۲۰ سال ساکن موتی کٹرہ آگرہ - وکیل سرکار کے سوال پر بیان کیا - اس پریس میں اردو ہندی اور انگریزی چھپتا ہے - دچتر جیون کی چھپائی کے متعلق غور سے دیکھنے کے بعد کہا کہ اس کتاب کا دوسرا صفحہ اور آخر سے پہلا صفحہ میرے پریس میں چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے بقیہ صفحات کا چھپنا یقینی نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ اندر کے ٹکڑوں پر پریس کا نام درج نہیں ہے - کالیچرن شرما ملزم نے اس کتاب کو اپنی تصنیف ہونے کا اقرار کیا - ملزم کی پانچ ہزار روپے کی ضمانت تھی - مگر آج دس ہزار کی دو ضمانتیں لی گئیں - مقدمہ دوسرے روز کے لئے ملتوی ہو گیا -

دوسری پیشی ۱۳ اکتوبر

ڈاکٹر وزیر محمد گواہ ۵؎ ولد امام بخش ذات شیخ عمر ۰ ۰ سال پیشہ طبابت ساکن محلہ نائی کی منڈی تھانہ رکاب گنج آگرہ میں گورنمنٹ عالیہ کی ملازمت میں سب اسسٹنٹ سرجن تھا مجھے بہادری وار میں میڈل بھی ملا ہے - میں یتیم خانہ آگرہ کا سکرٹری بھی ہوں - میں نے دچتر جیون کو پڑھوا کر سنا - اس لئے کہ میں ہندی نہیں جانتا - میں نے کل کتاب سنی ہے اور اس کے متعلق اخبارات میں جو مضامین چھپے تھے وہ بھی دیکھے ہیں - اس کتاب کے سننے سے مجھے ہندو جماعت اور آریوں کی طرف سے بہت غصہ اور نفرت پیدا ہوئی - یکم جون ۱۹۲۶ء کو ایک جلسہ ہوا تھا اس میں میں شریک تھا اس جلسہ میں دو تین ہزار آدمی تھے - اس کے پریذیڈنٹ خواجہ حسن نظامی دہلوی تھے - اسی جلسہ میں اس کتاب کے متعلق میں نے ایک ریزولیوشن پیش کیا تھا وہ پاس ہو گیا - ریزولیوشن یہ ہے :-

" کتاب دچتر جیون جو مسلمانوں کو اندوہ و صدمہ پہنچا رہی ہے گورنمنٹ اس کے متعلق جلد تدارک عمل میں لائے "

(ریزولیوشن کی کاپی معہ تاروں کی رسید کے پیش کی اور داخل کی گئی ہے)

علاوہ محرک و موید کے عام جلسہ نے بھی رائے ظاہر کی کہ اس پر عدالتی کارروائی ہونی چاہئے - اس جلسہ میں علاوہ اہل آگرہ کے باہر کے لوگ بھی موجود تھے - اگر یہ ریزولیوشن پاس نہ ہوتا تو فساد کا اندیشہ تھا - یہ ریزولیوشن فساد کا سدباب ثابت ہوا - وکیل ملزم کے سوال کے جواب میں کہا میں انگریزی پڑھا ہوں Unanimously کے معنی نہیں جانتا Prosecution کے معنی نہیں جانتا Breach of peace کے معنے نہیں جانتا - میں انگریزی تار کا لفظ بلفظ ترجمہ نہیں بتلا سکتا (اس ریزولیوشن پر پریسیڈنٹ کے دستخط نہیں ہیں - ڈاکٹر وزیر محمد صاحب کے دستخط ہیں) ، الفاظ جو گول سے دائرہ میں ہیں ہلکی اور دوسری روشنائی کے ہیں - گہری روشنائی کا مضمون میرا نہیں ہے - اس کے کاتب نواب مرزا ہیں - میں نے ان کو لکھوایا ہے - یہ نواب مرزا وہ ہیں جو نائب تحصیلداری سے علیحدہ کر دیئے گئے تھے - یہ الفاظ ریزولیوشن میں نہیں ہیں کہ ہمیں ہندوؤں سے نفرت ہوتی ہے - اس ریزولیوشن پر کوئی تاریخ بھی نہیں ہے - یہ جلسہ خاص اس کتاب کے متعلق ہوا تھا اور تین چار گھنٹے تک رہا - اس جلسہ کے متعلق کوئی اشتہار وغیرہ نہیں چھپے تھے - اس جلسہ کا منعقد کنندہ میں تھا - میں نے دیگر حوالجات جو اس کتاب دچتر جیون میں ہیں نہیں پڑھے - جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے وہ تہذیب سے گزرا ہوا ہے - سوال وکیل ملزم - اس کتاب میں ہر سرخی کے اوپر دیگر کتابوں کے جو حوالے دیئے ہوئے ہیں - آپ نے ان حوالوں کو کھول کر نہ خود پڑھا اور نہ پڑھوایا تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ وہ حوالے مصنف کی تحریر کی تائید کرتے ہیں یا تردید - یعنی صحیح ہیں یا غلط؟ جواب - وہ غلط طور پر درج ہیں - میں اس وجہ سے کہتا ہوں کہ یہ باتیں اسلام میں موجود نہیں ہیں اور جو حوالے درج کئے گئے ہیں غلط ہیں یا صحیح ہیں ان کو عالم جانتے ہیں - میں پرانی حدیثوں کو مانتا ہوں مجھے اکثر مباحثوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے عیسائیوں کے مباحثہ میں بھی گیا ہوں مباحثہ میں ہر شخص اپنے اپنے مذہب کی تائید کرتا ہے - اور دوسرے مذہب کی توہین و عیب جوئی کرتا ہے مباحثے تحریری بھی ہوتے ہیں - جب سے ہوش سنبھالا ہے ایسی کارروائی دونوں طرف سے ہوتی ہوئی دیکھی گئی ہے - مئی ۱۹۲۶ء سے میں ہندوؤں سے نفرت کرنے لگا ہوں - اس سے پہلے نفرت نہیں تھی - کسی ہندو سے میں آج تک نہیں لڑا - ہندوؤں کا اب میں نے علاج کرنا چھوڑ دیا - میں رجسٹر نہیں رکھتا - جنٹ صاحب کے یہاں میرا کبھی اظہار نہیں ہوا - دکان پر رجسٹر نہیں ملے گا - میں مارچ ۱۹۲۶ء سے آگرہ میں ہوں موضع پکھرایا ضلع کانپور میں اس سے پہلے تھا - صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی - مشکوٰۃ شریف متن نسائی - متن ابن ماجہ وغیرہ ان کتابوں پر میں یقین کرتا ہوں یہ سب مسلم صاحبان کی لکھی ہوئی ہیں - ان کی بابت عالم خوب جانتے ہیں - بجواب وکیل ملزم بیان کیا کہ اگر عالم بھی کتاب دچتر جیون کو صحیح کہے تو ہم نہیں مانیں گے اور وہ کہے گا بھی نہیں - اس کتاب میں بہت سی سرخیاں میں بتا سکتا ہوں جو قابل اعتراض ہیں - مجھکو دین اسلام کے عالم ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں ہے - یہ کتاب میں نے عبدالوحید اور عبدالمجید سے پڑھ کر سنی - کل عبدالوحید کی شہادت ہوئی تھی یہ مجھکو نہیں معلوم کہ دچتر جیون سب سے پہلے کب چھپی تھی - مئی ۱۹۲۶ء میں یہ کتاب سب سے پہلے مجھ کو عبدالوحید نے پڑھ کر سنائی - اس سے پہلے مجھے اس کتاب کا علم نہ تھا ؛ شاید اپریل مئی میں جب ہندوؤں کا جلوس بازار میں نکل رہا تھا - آگرہ کے مسلمانوں اور آریوں کے مباحثے ہوتے رہتے ہیں - اس نقص امن کا مجھے علم تھا مگر کوئی رپورٹ پولیس میں نہیں کی گئی میں حکام ضلع سے نہیں ملتا ہوں میں نے کسی اخبار یا تحریر میں ہندوؤں سے نفرت کرنے کا اظہار نہیں کیا - لیکن اب میری سب ہندوؤں سے دشمنی ہے اور کالی چرن میرا دشمن ہے -

مولوی عبدالصمد مقتدرائی گواہ ۶؎ - وکیل سرکار - آپ فارغ التحصیل عالم ہیں؟ جواب - ہاں ۱۹۱۱ء میں الہ آباد یونیورسٹی کا ملا کا امتحان بھی میں نے پاس کیا ہے - یہ ڈگری انگریزی کورس کے حساب سے بی - اے کے برابر ہے - میں آگرہ میں مستقل طور پر تین ماہ سے ہوں اس سے پہلے آگرہ میں برابر آمد و رفت رہتی تھی - میں نے اس کتاب کے متعلق اخبارات میں بھی مضامین پڑھے ہیں - ترجمہ بھی سنا ہے - ہندی نہیں جانتا ہوں اس کے مضامین کی وجہ سے مجھے ہندوؤں سے سخت نفرت پیدا ہوئی - جو مضامین قابل اعتراض ہیں ان کا ایک نوٹ میں نے تیار کیا ہے اور داخل کرتا ہوں - صفحہ ۲ آخری چھ سطریں - صفحہ ۷ پہلی تین سطریں - مصنف کالیچرن نے سب سے پہلے عرب کے لوگوں کی برائیاں دکھائیں اور اس کے بعد کہتا ہے کہ یہ سب برائیاں محمد صاحب میں ہو گئیں یہ کسی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا - کہ وہ خود برائیوں کا شکار ہو گئے، صفحہ ۱۷ پر جو مضمون ہے یعنی آخر پانچ سطریں اور صفحہ ۱۸ کی پہلی چار سطریں یہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ محمد صاحب کا دل کالا سیاہ ہو گیا - اور شیطانیت کا حصہ داخل ہو گیا - صفحہ ۱۸ کی آخری چار سطریں صفحہ ۱۹ کی پہلی ۹ سطریں یہ واقعہ بھی محض غلط ہے - ختنہ عورتوں میں نہیں ہوتا ہے - صفحہ ۱۹ کی آخری چار سطریں صفحہ ۲۰ کی پہلی آٹھ سطریں قابل اعتراض ہیں - مصنف کو ان میں خود شک ہے - اور یہ تحریر مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے لکھی ہے - حضرت ابراہیمؑ کو زناکار کہا ہے اور مصنف پڑھنے والوں کو بھی یقین ... دلاتا ہے - صفحہ ۲۵ کی پہلی آٹھ سطریں - ابوطالب کبھی بہت مالدار نہیں تھے - محمد صاحب کو اس میں منحوس ( ) بتایا گیا ہے - جو محض غلط ہے - صفحہ ۴۳ کی ساتویں آٹھویں اور نویں سطر الہام کا جال بنایا - اس میں سخت توہین اور دل آزاری ہے - صفحہ ۴۳ کی آخری دو سطریں اس قسم کی تشبیہیں دینا محض غلط اور توہین آمیز ہیں - صفحہ ۴۴ کی دس سطریں پیغمبری الہام اور اسلام کہاں چلے گئے تھے - یہ بھی سخت توہین ہے - اور بار کے ارسے مورتیوں کی تعریف کی یہ محض غلط اتہام ہے - صفحہ ۵۰ کی نویں سطر لات عزا اور منات وغیرہ کی تعریف محمد صاحب کی زبان سے ہونا محض غلط ہے - یہ محض ہماری دل آزاری کے لئے کہا گیا ہے - صفحہ ۵۷ باندیوں کے ساتھ منہ کالا کیا - یہ محض غلط ہے - ابوبکر نے ان کو بغل میں دبا لیا - صفحہ ۱۱ - ۱۲ لغایت ۱۷ خدا کا ایسا حکم کہیں نہیں ہے - صفحہ ۹۰ تیرہویں سطر یہ محض غلط ہے - صفحہ ۱۸۳ - کثنی ایک رسول کی بیوی کے لئے کہنا سخت توہین ہے - تابیعے حضرت کی اس حرکت کو کہ یہ نکاح ہے یا زنا - یہ بھی سخت توہین ہے - اور محض غلط ہے - صفحہ ۱۸۷ حضرت کی نیم جورو کہنا بھی قابل اعتراض ہے - اور بالکل اتہام ہے حضرت نے بلا نکاح کسی سے صحبت نہیں کی - صفحہ ۲۰۲ آخری پیرا اور پہلی پانچ سطر یہ الفاظ کہ محمد صاحب جیسے شخص کو پیغمبر اور مکھ دلانے والا سمجھنا باطنی بھول ہے - یہ سخت دل آزاری ہے - ایک دوسرا نوٹ بھی جس میں غلط ترجمہ کر کے دچتر جیون کے مصنف نے غلط فہمی پھیلائی ہے - داخل مسل ہے - مصنف نے اس عبارت کے معنی غلط اخذ کئے ہیں - صفحہ ۷۰ ڈرپوک بھگوڑے اور کمزور کہنا سراسر غلط ہے - جان بچانے کے لئے حضرت علی کو بستر پر سلا دینا یہ بھی غلط ہے - صفحہ ۷۵ آیت کی رو سے اس کل فقرہ کا نتیجہ غلط ہے - صفحہ ۱۴۰ بعنوان عائشہ کا تھوک چاٹنا سراسر غلط ہے - اس کتاب کے چھپنے سے مسلمانوں اور ہندوؤں میں سخت دشمنی پیدا ہو گئی ہے - میں بدایوں اور بریلی گیا ہوں میں نے وہاں بھی اس کتاب کے متعلق سخت نفرت پائی میرا اصلی مکان بدایوں ہے - آریہ سماجی بنسی دھر پاٹھک میری موجودگی میں بدایوں گیا تھا - وہاں اس نے دچتر جیون ہاتھ میں لیکر جلسہ میں اس کتاب کی عبارت کو سنایا - وہاں مسلمانوں میں بہت جوش پیدا ہو گیا - اور ہندوؤں نے بھی مسلمانوں سے نفرت شروع کر دی تھی وہاں مسلمانوں کی طرف سے حکیم محمد فضل الرحمٰن نے ایک جلسہ اس کے

جواب میں کیا - آریہ سماجیوں کے جلسے تین روز تک رہے - اور چوتھے روز مسلمانوں کا جلسہ ہوا - اس کے بعد کوئی میٹنگ کرنا سرکاری طور پر ممنوع قرار دیا گیا - میں محرم میں بمبئی بھی گیا ہوں وہاں اس کتاب کا بہت چرچا تھا اور مسلمانوں میں نفرت تھی - محرم کی مجلسوں میں بھی برابر اس کا تذکرہ ہوتا تھا جن اسلامی کتابوں کا اس میں حوالہ دیا گیا ہے - وہ سب مستند نہیں ہیں - تفسیر معلم کوئی کتاب نہیں ہے - اس کا ذکر اسلامی مستند کتابوں میں نہیں ہے - میں بمبئی بلایا ہوا بطور واعظ کے گیا تھا -

مولوی ثناء اللہ امرتسری گواہ ۸ - میں آگرہ میں مفتی ہوں اور سو روپے ماہوار پاتا ہوں - "الامان" "الجمعیۃ" "نجات" "خلافت" میرے پاس آتے ہیں - ان چاروں اخباروں میں وچتر جیون کا مضمون میں نے پڑھا اور اس کتاب کو اکثر جگہ سے پڑھوا کر سنا آج کل اس کا ترجمہ ایک پمفلٹ میں جس کا نام "مسلمانوں کا فرض ہے" میں نے دیکھا میرے دل میں بجد بیزاری نفرت اور بغض پیدا ہوا - کراچی - لکھنؤ، الہ آباد پھول پور، لکھیم پور کانپور، بنارس، دہلی وغیرہ میں گیا وہاں جلسے ہوئے مسلمانوں نے ہمیں بلایا اور کہا کہ جو کچھ وچتر جیون میں لکھا ہے اس کا جواب دو - جن لوگوں نے مجھے بلایا ان کے دلوں میں بھی اس کتاب سے نفرت تھی - اور یہ نفرت مصنف اور اس کے ساتھ والوں سے بھی - میں ان ہستیوں میں سے ہوں جنہوں نے مسلمانوں کو فساد سے روکا - جو کچھ میں نے اس کتاب میں سے پڑھوا کر سنا بالکل غلط پایا - جو کچھ مجھے غلط معلوم ہوا اس کے میں نے نوٹ کئے ہیں - اور وہ میں داخل کرتا ہوں - اس میں دو قسم کے نوٹ ہیں - ایک طرف تو وہ ہیں جو میں نے کانوں سے سنا ہے اور جن میں کتابوں کا حوالہ نہیں ہے - دوسرے حصہ میں وہ فقرے ہیں جن کے متعلق مذہبی کتابوں کا حوالہ ہے لیکن نتائج غلط ہیں اور توہین آمیز ہیں - مراد آباد کی کتاب Exhibit No. 9 داخل کی گئی - صفحہ ۱۶ زنا کے متعلق - صفحہ ۱۰ بعنوان موتیوں کا گرجانا جب عبد اللہ کا نطفہ آمنہ کے بطن میں آیا - صفحہ ۱۷ - باب دوم - حضرت کا لڑکپن - اس باب میں یہ غلط مضمون ہے کہ حضرت کا پیشہ کعبۃ اللہ کے بتوں کا پوجنا تھا اور محمد صاحب نے لنگوٹہ کھول کر کندھے پر رکھ لیا تھا - یہ سب غلط ہے - صفحہ ۲ پر حضرت کو پاپی بنایا صفحہ ۳ پر حضرت کا جوتیوں کا گانٹھنا وغیرہ ساتوں باتیں غلط ہیں - اور مذہبی کتابوں میں نہیں پائی جاتیں - صفحہ ۱۷، ۲۱، ۲۲، ۲۶، ۷۲، ۷۷، ۸۰ کا مضمون سب غلط ہے - محمد صاحب کا ڈاڑھیں مار کر رونا بھی غلط ہے - یہ حوالہ مشکوٰۃ میں نہیں ہے - اور صفحہ ۹۱ میں کہ سویرے محمد صاحب لوٹ مار کرتے تھے سب غلط ہے - صفحہ ۹۲ و ۹۳ بعنوان لوہے کی سلائیں آنکھوں میں ڈالی جاتی تھیں - جنہوں نے حضرت کے اونٹ چرائے تھے سب غلط ہے - میں جامع مسجد میں رہتا ہوں جہاں نماز کے لئے پانچ چھ ہزار آدمی ہوتے اور وعظ میں پانچ چھ سو ہوتے ہیں - اس کتاب کا چند مرتبہ ذکر آیا جون ۱۹۲۷ء میں اس کتاب کے متعلق ایک جلسہ خاص طور پر نائی کی منڈی میں ہوا تھا - ایک روز اس کتاب کے متعلق اور دو روز تبلیغ کے لئے ہوا تھا - اس جلسہ میں باہر کے آدمی بھی آئے تھے - کتاب ہندی کی نہیں پڑھی گئی لیکن ہندی جاننے والے سے غلط الفاظ اور دل دکھانے والے الفاظ پڑھوا کر سنے سب مسلمان ہندی الفاظ نہیں سمجھتے -

اس کے بعد عدالت برخاست ہوئی اور بقیہ دو گواہوں کے اظہار وجرح کے لئے ۲۶ و ۲۷ اکتوبر مقرر ہوئی -

تیسری پیشی

گواہ ۸ - خادم علی خاں - میں انجمن ترقی تجارت سوداگران جنت آگرہ کا سکرٹری ہوں - میں تقریباً آٹھ سو روپے انکم ٹیکس دیتا ہوں اور ۱۲۵ روپے واٹر ریٹ - ہاؤس ٹیکس ادا کرتا ہوں تقریباً دس بارہ ہزار دکانوں سے میرا واسطہ رہتا ہے - اور یہ دوکاندار سب مسلمان ہیں - اس انجمن کے جلسے بھی ہوتے ہیں - ماہوار اور سالانہ حسب ضرورت ہوتی ہے - ماہوار ضرور ہوتا ہے جس میں کاروباری معاملات در پیش ہوتے ہیں - وچتر جیون کے متعلق اکثر جلسوں میں ذکر آیا - اور اس کتاب میں اکثر فقرے دل آزار ہیں - لوگوں پر اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ ہندو قوم سے نفرت کرنے لگے ہیں - میں نے اخبارات میں بھی اس کے متعلق اکثر مضامین دیکھے میرے پاس یہ پمفلٹ (مسلمانوں کا فرض) بذریعہ ڈاک آیا - جس میں وچتر جیون کا اقتباس ہے - اور یہ داخل کرتا ہوں Exhibit No. 10 (یہاں ملزم کے وکیل نے اعتراض کیا - کہ اس پمفلٹ کا مولف چونکہ موجود نہیں ہے - اس لئے اس کو قانوناً داخل نہیں کرنا چاہئے - مگر سرکاری وکیل نے جواباً یہ کہکر کہ وہ بھی آئیں گے شامل مثل کر دیا) اس رسالہ کو میرے پاس آئے ہوئے چار ماہ گزر گئے یہ انجمن کے نام آیا تھا - تمام ہندوستان کے دکانداران جنت یہاں سے مال خریدنے آتے ہیں - جو لوگ میرے پاس آتے ہیں انہوں نے خاص طور پر اس کے متعلق ذکر کیا - کہ اس میں جناب سرور کائنات صلعم کے متعلق برے برے الفاظ لکھے ہیں - گزشتہ ستمبر میں ہم لوگ فتحپور سیکری گئے تھے - اور تقریباً ایک ہزار آدمی تھے - ہمیشہ وہاں سالانہ جلسہ ہوتا ہے - یہ جلسہ تین روز تک رہا - یہ ترقی تجارت اور مذہبی معاملات کے متعلق ہوا تھا اس میں کاروبار کے متعلق کچھ باتیں طے ہوئیں اور یہ طے پایا کہ ایک مقدمہ وچتر جیون کے خلاف دائر کیا جائے اور اس کا خرچ انجمن برداشت کرے - مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ منجانب سرکار داخل ہو گیا ہے - اس لئے سر دست ملتوی کیا گیا شروع فروری میں اس کتاب کے متعلق جھگڑا ہوا - یہ جھگڑا سیب کے بازار اور پھلٹی بازار کے درمیان ہوا - جونہی میں نے خبر سنی میں وہاں گیا مجمع بہت تھا اور جنت فروش بھی بہت تھے - مسلمان یہ کہتے تھے کہ ہم آریوں کو ماریں گے لیکن میں نے ان کو ہٹایا - کہ سرکار اس کا چارہ جوئی کرے گی - میں نے دو کتابیں مسلمانوں کے ہاتھ میں اس وقت دیکھی تھیں میں نے اپنے ملازم شمس الحسن سے کتاب وچتر جیون پڑھوا کر سنی - میں خود ہندی نہیں جانتا - یہ رسالہ "مسلمانوں کا فرض" میں نے خود پڑھا ہے اور دیگر ہندی داں اشخاص سے وچتر جیون پڑھوا کر مقابلہ کیا جب میں نے یہ رسالہ دیکھا تو ہندو قوم سے مجھے نفرت ہو گئی - اس رسالہ میں وچتر جیون کا لفظی ترجمہ مع ان الفاظ کے درج ہے - بجواب وکیل ملزم - اس انجمن کے مقاصد وغیرہ تحریر نہیں ہیں - اس کی کارروائی کسی کتاب میں نہیں لکھی جاتی ہے - اس انجمن میں کچھ ہندو دکاندار بھی شریک ہیں بہت زمانہ سے اور اب تک ہیں - کوئی ہندو ممبر انجمن سے نہیں نکالا گیا - ہندو کاری گر بھی بہت ہیں - ممبران کے کارخانوں میں بھی ہیں - ہندو کاریگروں کی تعداد جن سے مال خریدتے ہیں - تقریباً دس پندرہ ہزار ہے - وہ مال کبھی خود بھی باہر بھیجتے ہیں - ہندو کاریگر جو ملازم ہیں تقریباً ۲۰۰ تعداد میں ہوں گے - ہندو کاریگروں کو کبھی مذہبی معاملات میں نہیں نکالا گیا - فہرست ممبران انجمن موجود ہے - میں لایا نہیں - صحیح تعداد نہیں بتا سکتا - تقریباً ۱۴۰ ممبر رجسٹر میں درج ہیں - میرے کارخانے کے ملازمین کا بھی رجسٹر ہے - میرے نجی کارخانہ میں چھ ہندو ہیں - اور پندرہ مسلمان - دوسرے مسلمان ممبروں کے ملازمین کی تعداد میں نہیں بتا سکتا - شاید ایک فیصدی آگرہ کے مسلمان ہندی جاننے والے ہوں - تبلیغ الاسلام کا کام یہ ہے کہ اسلام کی اشاعت کرے "مسلمانوں کا فرض" انجمن تبلیغ الاسلام کی طرف سے شائع ہوا ہے - میری نظر سے کتب "رد ہندو" "ستیا کی عیاشی" "تیغ فقیر برگردن شریر" وغیرہ نہیں گزریں - میرے علم میں ایسی کتاب نہیں چھپی جس میں دیوتاؤں کو برا کہا گیا ہو - میں جانتا ہوں کہ ہمارے ہاں کسی کے دیوتا کو برا کہنا جائز نہیں ہے - اس لئے یہ جو کچھ کہا گیا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کے خلاف ٹریکٹ شائع کرتے ہیں یہ غلط ہے - اور میں نے حسن نظامی کے کوئی ٹریکٹ نہیں دیکھے - وچتر جیون کے دیباچہ میں یہ فقرہ لکھا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کے خلاف ٹریکٹ شائع کرتے ہیں - یہ غلط ہے - دیباچہ کے فقروں میں سنسکرت کے الفاظ میری سمجھ میں نہیں آئے - ہماری انجمن میں تحریری ریزولیوشن نہیں ہوتے - مشورے ہوتے ہیں - کتاب کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا بھی مشورہ ہوا تھا - ڈیڑھ ماہ سے اس کتاب کے متعلق شہرت ہو رہی ہے - میں غلام احمد قادیانی کا پیرو نہیں ہوں - سنی، شیعہ اور قادیانیوں میں بہت مباحثے ہوتے رہتے ہیں - ایک دوسرے پر اعتراض کرتے الزام لگاتے ہیں مگر گالیاں نہیں دیتے - میں نے وہ کتابیں جن کا کتاب وچتر جیون میں حوالہ دیا گیا ہے - نہیں دیکھیں - جن لوگوں نے کتاب وچتر جیون خریدی تھی ان کے ہاتھ میں یعنی بابو رفیع الدین جنت فروش اور ڈاکٹر علی محمد کے ہاتھ میں وہ کتاب میں نے دیکھی - ڈاکٹر علی محمد لاڈو کی گلی ہینگ کی منڈی میں رہتے ہیں - میں بھی ہینگ کی منڈی میں رہتا ہوں - یہ ہوٹل کرتے ہیں - ان کا ہوٹل سیب کے بازار میں ہے - میں نہیں جانتا کہ یہ علی محمد کئی مرتبہ جوئے میں ماخوذ ہو چکے ہیں - بابو رفیع الدین کی دکان سیب کے بازار سے قریباً نصف میل کے فاصلہ پر ہے - ان دونوں میں سے کوئی ہندی پڑھا ہوا نہیں ہے - جلوس کے وقت کچھ لوگ اکبری مسجد کے نیچے تھے - کچھ میوہ کٹرہ کے نیچے تھے - میں وہاں نو بجے پہنچا تھا - جب میں پہنچا تو میں نے ایک یورپین افسر کو دیکھا تھا - بجواب وکیل ملزم - بابو رفیع الدین یہی ہیں جو عدالت کے کمرے میں موجود ہیں (مجھ کو [illegible] کے مینے میں باجا بجانے پر جھگڑا ہوا تھا - یہ مسجد سیب کے بازار سے سو قدم کے فاصلہ پر ہے - وچتر جیون کے متعلق میرے علم میں کوئی ہڑتال نہیں کی گئی - رسالہ "مسلمانوں کا فرض" موصول ہونے کی مجھے تاریخ نہیں معلوم - یہ رسالہ اگست میں میرے پاس آیا - اس کے آنے سے پہلے میں نے وچتر جیون کے متعلق چند بار سنا - میں اس کے معنے نہیں جانتا - بجواب وکیل ملزم - دیہات کے جو مسلم ملکانے کہلاتے ہیں ان میں بے پڑھے بہت ہیں -

گواہ نمبر ۹ - شیخ محمد عبد الجلیل - میں قریب ایک ہزار روپے کے انکم ٹیکس دیتا ہوں اور بارہ سو روپے ہاؤس ٹیکس اور واٹر ریٹ دیتا ہوں - میں آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم ہوں - بجواب وکیل سرکار - میں اخبار کم دیکھتا ہوں - میں اسلامیہ کمیٹی آگرہ کا ممبر اور آنریری سکرٹری انچارج ہوں گزشتہ رمضان میں جامع مسجد میں جب میں نماز کے لئے گیا تھا - تو ایک مسلمان نے مسجد کے اندر کے شمالی دالان سے آواز دی کہ مجھے کتاب وچتر جیون کے متعلق جو پنڈت کالی چرن نے چھاپی ہے کچھ کہنا ہے - نماز کے بعد کثیر مجمع اس دالان کے قریب جمع ہو گیا - اس شخص نے یہ کتاب دکھائی - اور اس کا نام وچتر جیون بتایا - اور اس کتاب کو کھول کر اس میں سے کچھ جملے پڑھنے شروع کئے - اس میں سے جو کچھ مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ "حضرت رسول اللہ صلعم کا دل سیاہ ہو گیا ہے - وہ لونڈیوں سے منہ کالا کیا کرتے تھے - شیطانیت کا مادہ ان میں موجود تھا جو مرتے وقت تک رہا" یہ سب اس کتاب کے فقرے تھے - مسلمانوں میں اس سے جوش پیدا ہوا - میں نے اعلان کرنے والے اور عام مسلمانوں کو روکا - اور سمجھایا کہ دائرہ قانون سے کسی کو باہر نہ جانا چاہئے - قوم کے لیڈر اس کا تدارک کریں گے - میں نے اس شخص سے کتاب چھین لی تاکہ جوش فرو ہو جائے - پانچ چھ روز بعد کتاب لے کر بیس تیس آدمی میرے پاس آئے - ایک آدمی کے ہاتھ میں کتاب تھی اس نے خود پڑھ کر سنائی بجواب وکیل ملزم - وہ محض یہ دریافت کرنے آئے تھے کہ میں نے اس کے متعلق کیا کارروائی کی - وہ لوگ بہت جوش میں تھے اور ان کی طبیعت میں منافرت تھی جس وقت نماز کے بعد جامع مسجد میں کتاب پڑھی گئی تو ہزار آدمی سے زیادہ مجمع تھا - جامع مسجد میں بھی اور بعد میں بھی جب میں نے وہ فقرے سنے تو بہت جوش اور نفرت اس شخص کے خلاف پیدا ہوئی جس نے وہ کتاب لکھی ہے - بجواب وکیل ملزم - اسلامیہ کمیٹی کی جائداد میں پچاس ساٹھ ہندو کرایہ دار رہتے تھے - یا اس سے زائد - میری ذاتی جائداد میں بھی پچھتر یا سو کے قریب ہندو کرایہ دار رہتے ہیں - میں نے کسی ہندو کو جائداد سے نہیں نکالا میں نے یہ نہیں کہا کہ عام ہندوؤں سے نفرت ہوئی میں ہندی خواندہ نہیں ہوں یہ پنڈت کالی چرن شرما آریہ مسافر کے ایڈیٹر کی لکھی ہوئی ہے - مجھے خصوصیت کے ساتھ اس مذہب والوں یعنی آریوں اور اس کتاب کے لکھنے والے سے نفرت ہوئی - مجھے وہ تاریخ یاد نہیں جب یہ کتاب پڑھی گئی تھی اسلامیہ کمیٹی میں اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا - میں سمجھتا ہوں کہ وہ مسلمان کتاب پڑھ کر سنا رہا تھا - صرف دکھا نہیں رہا تھا - اس کتاب سے جو فقرے وہ سنا رہا تھا میں خود ان کو غلط سمجھتا تھا - اس لئے میں نے ان کی تحقیقات نہیں کی - میں نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیکھا اور نہ دریافت کیا - میرا مطلب یہ تھا کہ مجمع منتشر ہو جائے - ہاں میں نے کلام مجید پڑھا ہے - اس کے علاوہ میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی - حضرت صلعم کی سوانح عمری نہیں پڑھی - حدیث بھی مستند ہوتی ہیں - میں مانتا ہوں قرآن خدا کا کلام اور حدیث رسول کا کلام - میں نے حدیث کوئی نہیں پڑھی - شق صدر کا واقعہ صحیح ہے - میں شق صدر کے واقعہ کو نہیں بتا سکتا میں عالم نہیں ہوں - شق صدر کے معنے سینہ چاک کرنے کے ہیں - میں نے پچاسوں مرتبہ اس واقعہ کو پڑھا جو اس کا مطلب ہے میں جانتا ہوں - یہ بالکل غلط ہے کہ اندر سے شیطانیت کا مادہ نکالا گیا بلکہ نور بھرا گیا - دگر سوال وکیل ملزم - سیاہ مادہ نکالا گیا یا نہیں - جواب نور بھرا گیا - میں سیاہ مادہ نکالنے کو غلط سمجھتا ہوں - وکیل ملزم نے قرآن پیش کر دیا کہ اس میں شق صدر کا واقعہ نکالو - جواب - بلا وضو مسلمان قرآن چھو نہیں سکتا اس لئے میں بھی نہیں چھو سکتا - میں عربی داں نہیں ہوں اس لئے احادیث نہیں پڑھ سکتا - عربی کی یہ سب احادیث مستند ہیں - صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، مشکوٰۃ اور مدارج نبوت اور سنن نسائی - میں نے نہیں سنی ہیں - میں ان کے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا - مجھے معلوم نہیں کہ ان کے ترجمے اردو میں موجود ہیں - جو فقرے اوپر لکھے گئے ہیں یعنی زنا کاری، شیطانیت کا مادہ نکالنا - لونڈیوں کے ساتھ منہ کالا کرنا وغیرہ کسی عربی کتاب میں نہیں دکھا سکتے - اور اگر ہوں تو میں اپنے تئیں ہلاک کر دوں اور مذہب تبدیل کر دوں بجواب وکیل ملزم - منہ کالا کرنا اصطلاح ہے ناشائستہ افعال پر استعمال ہوتا ہے اور عام طور پر زنا کے معنے ہوتے ہیں - جس شخص نے وہ کتاب جامع مسجد میں پڑھی تھی اس کا نام جہاں تک مجھے یاد ہے عبد المجید ہے نائی کی منڈی کا رہنے والا تھا - یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہندی جانتا تھا - اور پڑھ کر سنا رہا تھا - وکیل سرکار نے عدالت سے ملزم کے وکلاء سے اثنائے جرح میں کئی مرتبہ

مراسلات

کشمیر کی حالت

اب سے دو ہزار برس پہلے

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

ملا ہوں یا پیر۔ جب تک طوطا مینا کی کہانی سناتے رہیں بڑے مزے میں رہتے ہیں۔ لوگ بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں اور زبان کے چٹخارے کا مزہ لیتے رہتے ہیں۔ لیکن ان بزرگوں نے جہاں علم اور سائنس کے کوچہ میں قدم رکھا اور ساری ہٹی بھولی۔ ایسی ٹھوکر کھاتے ہیں کہ منہ کے بل گرتے ہیں۔ آج سے کئی سال قبل مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یہی غلطی کر بیٹھے تھے۔ انہوں نے آسمان اور زمین کے متعلق فرما دیا کہ علم جیالوجی سے یہ ثابت ہے کہ چھ ہزار سال میں یہ سب کچھ بن گیا۔ ان کو بتلا جائے کہ زمین کی پیدائش کے دوران میں صرف اس کی ایک حالت سے دوسری حالت بدلنے میں کروڑوں اربوں برس صرف ہو گئے۔ کبھی جیالوجی پڑھی ہو تو پتہ ہو۔ سنی سنائی نے اڑے اور وہ بھی ادھوری۔ نیم حکیم خطرہ جان، نیم ملا خطرہ ایمان۔ اسی قسم کی غلطی جناب حسن نظامی صاحب کر بیٹھے ہیں۔ ان کی تحریر میں بڑے مزے کی باتیں ہوتی ہیں۔ لوگ پڑھتے ہیں اور بہت ہنستے ہیں۔ اپنے رنگ میں خوب کام کر رہے ہیں۔ کشمیر گئے تو کشمیریوں میں انہیں بنی اسرائیل کے خط و خال نظر آئے۔ سچی بات تھی بے اختیار منہ سے نکل گئی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ شاید حضرت مرزا صاحب کی تحقیقات کی طرف دھیان چلا گیا۔ دل دھک سے ہو گیا ہو گا۔ کہیں لوگ مرزائی نہ سمجھ لیں۔ اس کی تلافی یوں کی کہ یوز آسف کے مقبرہ کے متعلق فرمانے لگے۔ یہ حضرت عیسیٰ کا مقبرہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کشمیر کی کسی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں۔ اور آج سے دو ہزار برس پہلے تو کشمیر میں پانی ہی پانی تھا۔ خشکی تھی ہی نہیں۔ تو وہ دفن کیا پانی میں ہوتے؟ اس وقت بھول گئے کہ بنی اسرائیل ان سے بھی قبل کیا پانی کی مچھلیاں بن کر کشمیر میں آباد ہو رہے تھے۔ خیر حافظہ نہ رہا یہ امر دیگر ہے۔ مگر میں جناب حسن نظامی صاحب قبلہ سے اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس تحریر سے قبل کشمیر کی کون کون سی تاریخ اس مسئلہ کے لئے آپ کے زیر تحقیقات رہ چکی تھیں۔ جو آپ فرماتے ہیں کہ کسی تاریخ میں ایسا نہیں لکھا۔ ہم صرف حضور والا کے زبانی ارشاد کو ہی مان لیں یا حضور نے کوئی تحقیقات بھی کی ہے۔ اگر تحقیقات کی ہوتی تو محلہ خانیار کے مدفون بزرگ کا مغرب کی طرف سے اپنا وطن چھوڑ کر آنا اور ان کی تبلیغ و تعلیم کا بھی آپ کو علم ہوتا اور کشمیریوں کو بنی اسرائیل قرار دینے کی طرح اس بزرگ کو بھی آپ حضرت عیسیٰ قرار دیتے۔

مگر بلا تحقیق فرما دیا کہ کسی تاریخ میں نہیں لکھا کہاں کا انصاف ہے۔ اور اب تو مسیح کے زمانہ کا لکھا ہوا ایک کتبہ بھی برآمد ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ مسیح اس ملک میں آئے تھے۔

اس کے بعد میں دوسرا سوال آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ حضور نے یہ کس جیالوجی کی کتاب میں پڑھا کہ آج سے دو ہزار سال قبل کشمیر صرف پانی تھا خشکی نہ تھی۔ یا صرف اسکول یا کالج کے لڑکوں سے سنی سنائی جڑ دی۔ اور وہ بھی غلط۔ یا حضرت! قرآن کریم کا حکم ہے۔ لا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا یعنی جس چیز کا علم نہ ہو اس میں دخل نہ دیا کرو۔ کان اور آنکھ اور دل سب سے باز پرس ہو گی۔ غلط باتوں سے دنیا کو غلط راہ پر ڈالنا خدا کی باز پرس کے نیچے ہے۔ آپ کو کیا خبر کہ پانی سے خشکی بننے میں کتنا لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اجی حضرت یہ لاکھوں برس کا سوال ہے۔ آج سے دو ہزار برس پہلے کشمیر پانی ہوتا تو آج بھی یہاں پانی ہی ہوتا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ مجھے شک نہیں کہ علم جیالوجی کے ماہرین کے خیال میں نہ صرف کشمیر بلکہ سارا کوہستان ہمالیہ پانی تھا مگر یہ باتیں دو ہزار سال کی نہیں لاکھوں کروڑوں سال قبل کی ہیں۔ جب آپ کی فرمودہ "چاند والی نانی بڑھیا" بھی ابھی جوان ہو گی۔

ایک اور عرض بھی کرنا چاہتا ہوں کہ کشمیر میں مسیح کی قبر بنانے پر آپ نے یہ پھبتی چبائی کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ چاند میں نانی بڑھیا چرخہ کات رہی ہیں۔ یا حضرت یہ آپکی ایک اور زبردستی ہے۔ کسی قبر کے متعلق تحقیقات کرنا اور کسی نتیجے پر پہنچنا ایسی انہونی بات نہیں کہ اس پر نانی بڑھیا کے چرخہ کاتنے کی مثل صادق آئے۔ بلکہ جن پر یہ مثل صادق آتی ہے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسیح کو زندہ بجسد عنصری چڑھتے آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ اگر مسیح کے زندہ بجسد عنصری چڑھتے آسمان پر بیٹھنے سے محالات عقلی لازم نہیں آتے تو چاند میں نانی بڑھیا کے چرخہ کاتنے سے کیوں محالات عقلی لازم آتے ہیں۔ چاند تو بیچارا چڑھتے آسمان کی نسبت نزدیک ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم مسیح کو زندہ چڑھتے آسمان پر بٹھا کر ان لوگوں پر ہنسیں جو کہتے ہیں کہ چاند میں نانی بڑھیا چرخہ کات رہی ہے۔ نانی بڑھیا تو بیچاری پھر کچھ کام کر رہی ہے کم سے کم مہاتما گاندھی کی طرح چرخہ کات رہی ہے۔ لنکا شائر والوں سے مقابلہ کر رہی ہے ہندوستان کے سوراج مانگنے والوں کا ساتھ دے رہی ہے۔ مگر عیسیٰ مسیح چڑھتے آسمان پر بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ چرخہ بھی تو نہیں کات رہے۔ ہاں الوہیت مسیح کے عقیدہ کو مدد دے رہے ہیں جس سے توحید کی جڑ کٹ رہی ہے۔ جب دنیا میں آکر عیسائیوں کو مسلمان کریں گے تب دیکھی جائیگی بالفعل تو مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں مدد دے رہے ہیں۔ کیونکہ الآن کما کان کی حالت صاف بتاتی ہے کہ یا تو خدا ہیں یا کم سے کم خدا کے بیٹے تو ضرور ہوں گے۔ اگر انسان ہوتے تو فیها تحیون وفيها تموتون ومنها تخرجون کے قرآنی ارشاد کے ماتحت زمین ہی میں زندہ رہتے۔ زمین ہی میں مرتے اور اسی سے دوبارہ نکلتے۔

کونسل اور اسمبلی کے آئندہ انتخابات میں جماعت احمدیہ لاہور کا کیا مسلک ہونا چاہیئے

ڈاکٹر سر محمد اقبال، شیخ عبدالقادر، نواب سکندر حیات، شیخ نیاز محمد، شیخ صادق حسن اور چودھری شہاب الدین صاحبان کو ووٹ دیئے جائیں

ارکان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بعد غور و فکر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مندرجہ بالا اصحاب جو پنجاب کونسل اور اسمبلی میں مسلمانوں کی نیابت کے لئے ذیل کے مختلف حلقوں کی طرف سے بطور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں فرائض نیابت کو بہترین طور پر سرانجام دے سکتے ہیں اس لئے یہ بہتر ہو گا کہ ہمارے احباب ان کے لئے ہر ممکن کوشش سے کام لیں اور پورے طور پر ان کی امداد کریں۔

حلقہائے نیابت حسب ذیل ہیں۔

(۱) ڈاکٹر سر محمد اقبال — لاہور

(۲) خان بہادر شیخ عبدالقادر۔ اضلاع راولپنڈی، کیمبل پور، جہلم، سرگودھا۔ گجرات میانوالی، ملتان۔ لائل پور۔ جھنگ مظفرگڑھ منٹگمری، ڈیرہ غازی خان، مری، پنڈ دادن خاں۔ جلال پور جٹاں بھیرہ، خوشاب۔

(۳) سکندر حیات خان صاحب۔ — حلقہ زمینداران پنجاب

(۴) شیخ نیاز محمد صاحب۔ ہوشیارپور، جالندھر شہر۔ جالندھر چھاؤنی بٹالہ، گورداسپور۔ سیالکوٹ شہر، سیالکوٹ چھاؤنی، وزیرآباد۔ گوجرانوالہ

(۵) شیخوپورہ، قصور، فیروزپور شہر، فیروزپور چھاؤنی، فاضلکا، دھرمسالہ ڈلہوزی۔

(۶) شیخ صادق حسن صاحب۔ مشرقی وسط پنجاب کی طرف سے امیدوار اسمبلی

(۷) چودھری شہاب الدین صاحب۔ ضلع گورداسپور۔

امید ہے ہمارے احباب ارکان انجمن کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اس کی عملی تائید سے دریغ نہ کریں گے۔

خاکسار ظہور احمد
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

ہندوستان

— حضور نظام حیدرآباد دکن نے حکومت ہند کی یہ تجویز تو منظور کر لی ہے کہ وزیر مال انسپکٹر جنرل پولیس اور پوسٹماسٹر جنرل کی اسامیوں پر یورپین افسر ایک مقررہ وقت کے لئے مقرر کئے جائیں۔ لیکن مجلس ریاست کے عہدہ پر کسی یورپین افسر کو لینے سے قطعی انکار کر دیا ہے۔ حکومت ہند مہاراجہ سرکشن کی صدر المہامی اس شرط پر منظور کرنے کے لئے تیار ہے کہ مجلس ریاست کی نائب صدر المہامی پر کسی یورپین افسر کو مقرر کیا جائے مگر حضور نظام کو یہ منظور نہیں۔ ریذیڈنٹ مسٹر بارٹن حضور نظام کو حکومت ہند کی اس تجویز پر عمل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

— سکندرآباد (دکن) کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریاست حیدرآباد میں جو مختلف اصلاحات کی جائیں گی۔ ان میں سے زیادہ ضروری میڈیکل اور محکمہ حفظان صحت کے متعلق ہیں۔ بیس لاکھ روپے سے ہسپتال بنایا گیا ہے مگر اس میں ٹھیک سامان نہیں رکھا گیا۔ دو سو کے قریب ہسپتال موجود ہیں مگر انتظام جیسا ہونا چاہیئے ویسا نہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ان دونوں محکموں میں سب سے پہلے اصلاح کی جائیگی۔

— فیلڈ مارشل سر ولیم برڈ وڈ سپہ سالار افواج ہند آج کل آسام و برہما کا دورہ کر رہے ہیں۔

— مہاشہ راجپال پبلشر رنگیلا رسول نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک درخواست انتقال مقدمہ دی تھی۔ جو نامنظور ہوئی تھی اس حکم کے خلاف مہاشہ مذکور نے ہائیکورٹ میں نگرانی کر رکھی تھی جو اب نامنظور ہو گئی ہے۔ مقدمہ پھر مسٹر فیلبوس کی عدالت میں آ گیا ہے۔

— آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس بڑے دن کی تعطیل میں بمقام دہلی منعقد ہو گا۔ مجلس استقبالیہ مرتب ہو گئی جس کے صدر پیرزادہ محمد حسین اور حافظ محمد صدیق اور عطاء اللہ سکرٹری منتخب ہوئے ہیں سر عبدالرحیم صاحب کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ مسلم لیگ اور تنظیم کانفرنس کے سالانہ اجلاس بھی دہلی میں منعقد ہوں گے۔

— کلکتہ کی اطلاع مظہر ہے کہ ملک معظم کی حسب خواہش ۱۱ نومبر کو ۱۱ بجے دن کے وقت بطور یادگار التوائے جنگ دو منٹ تک تمام کاروبار بند کر کے خاموشی اختیار کی جائے گی۔

— لاہور کے ایک پنجابی بزرگ نے مصیبت زدگان مدنا پور کی امداد کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مدنا پور کے پاس پچاس ہزار روپے کی رقم بھیجی ہے۔

— ہندوستانی مندوبین جنوبی افریقہ ۲۴ نومبر کو بمبئی سے کیپ ٹاؤن روانہ ہوں گے۔

— (۱) نفیحتے کا گول گپا اور (۲) دچتر جیون مصنف کالیچرن شرما ایڈیٹر آریہ مسافر آگرہ کو حکومت صوبہ جات متحدہ نے قابل ضبطی قرار دیا ہے اور اس کی جلد کا پیاں ضبط کر لی ہیں۔ اور اس کی اشاعت مستلزم سزا قرار دی گئی ہے۔ ان دونوں کتابوں میں رسول اللہ صلعم کی ذات طیبہ پر نہایت ناپاک حملے کئے گئے ہیں۔ مصنف و چتر جیون کے خلاف مقدمہ بھی آگرہ میں چل رہا ہے۔

— لاہور ۲۴ راکتوبر۔۔۔۔ ایک غیر معمولی گزٹ شائع ہوا ہے جو مظہر ہے کہ اب آئندہ سے کوئی عورت محض اس وجہ سے کہ وہ عورت ہے کونسل کی ممبری کی امیدواری کے لئے نامزدگی یا انتخاب کے لئے ممنوع نہیں قرار دی جائے گی۔

— بمبئی کے ایک جوہری کیسری بھائی دلوچند کو پولیس نے مہا راجہ کوچ بہار کے ایما پر گرفتار کر لیا۔ ملزم پر یہ الزام ہے کہ اس نے ساڑھے نو لاکھ روپے کی مالیت کی موتیوں کی مالا کے سلسلہ میں خیانت مجرمانہ کی ہے۔ پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے ملزم کو ایک لاکھ روپے کی ضمانت اور اسی قسم کے دو مچلکوں پر تا فیصلہ مقدمہ رہا کر دیا ہے۔

— امارت شرعیہ بہار نے اعلان کیا ہے کہ اس کا نظام کسی صورت میں انتخاب کونسل و اسمبلی میں حصہ نہیں لے گا۔

— اس دفعہ سیالکوٹ اور پیرزادہ کے شہری حلقہ کی طرف سے بی بی پاربتی دیوی جو ایک لیڈی ڈاکٹر ہیں کونسل کی امیدواری کے لئے کھڑی ہوں گی۔

— برہما میں گزشتہ دس سال میں صرف چیچک سے ۲۰ ہزار اموات ہوئی ہیں۔ ٹیکوں کا انتظام زیادہ بہتر کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ تین سال میں علی الترتیب ۷ ۹ ہزار۔ ایک لاکھ چند ہزار اور ایک لاکھ سترہ ہزار ٹیکے لگائے گئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔اے کی دو کتابیں

انگریزی ترجمۃ القرآن یا اردو تفسیر موسومہ بیان القرآن

مفت !

اگر آپ کے پاس یہ بیش بہا کتابیں اب تک نہیں ہیں یا اگر آپ اپنے دوستوں کو یہ قیمتی تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور اب تک بوجہ قیمت زیادہ ہونے کے پیش نہیں کر سکے۔ یا اگر قرآن کریم کے نسخے مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لیئے یہ ایک نادر موقع ہے اخبار پیغام صلح ہر دو کتابوں کی کافی تعداد اپنے حلقہ احباب میں مفت تقسیم کرنے کو ہے آپ صرف دس خریدار پیغام صلح کو بہم پہنچا دیں تو ہر دو کتابوں میں سے جو آپ پسند کریں مفت آپکی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

اس بات کی قید نہیں کہ آپ اس سے ایک ہی دفعہ فائدہ اٹھائیں بلکہ ہر دس خریدار بہم پہنچانے پر ایک جلد پیش کی جائے گی۔ **نوٹ** - جو صاحب قرآن کسی یورپین یا امریکن لائبریری میں بھیجنا چاہیں ان کو صرف محصول ڈاک دینا پڑے گا۔ **مینجر اخبار پیغام صلح لاہور**

ممالک خارجہ

—— قسطنطنیہ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ بغداد ریلوے جو سابق قیصر جرمنی کے فوری حکم کی تعمیل میں بنائی گئی تھی۔ اور جنگ عظیم سے پہلے جس کے گرد و نواح میں بہت کچھ سیاسی ہنگامہ گرم رہا تھا۔ اس کے متعلق ترکی حکومت اور ہیرا لڈ ورڈ ڈبلیو گائن اناطولیہ کے درمیان گفتگو ہو رہی ہے۔ ترکی حکومت اس سلسلہ ریلوے کو تمام معہ انجنوں گاڑیوں اور دیگر ساز و سامان کے خریدنا چاہتی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی قیمت ۹۰ لاکھ پونڈ ہوگی۔

—— ایران کے محکمہ جنگی نے تمام صوبجات کی جنگی دوائر کو ایک گشتی اطلاع بھیجی ہے۔ کہ مطابق قانون مصدقہ مجلس شورائے ملی متعلق مشینوں کی جنگی ٹیکس وصول کی جائے۔

—— ایرانی قنصل متعینہ لندن کو حکومت ایران کی جانب سے ایک تار موصول ہوا ہے جس میں اس امر کی تردید کی گئی ہے کہ ایران ترکی روس اور افغانستان کے درمیان کوئی حفاظتی معاہدہ ہوا ہے اس قسم کی کوئی گفت و شنید ان سلطنتوں کے درمیان نہیں ہوئی ہے ہاں صرف ایران اور ترکی کے درمیان البتہ ایک معاہدہ دوستانہ اور باہمی حفاظت کے خیال سے حال ہی میں عمل میں آیا ہے۔

—— فرانس نے شام میں ایک نیا ہائی کمشنر مقرر کیا ہے جس کا نام موسیو پالنسو ہے۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے۔ کہ نئے ہائی کمشنر کی حکمت عملی سابقہ سیاسی روش سے مختلف ہوگی اور امن و صلح کا بہت کچھ امکان ہے۔

—— دمشق میں ایک زبردست معرکہ کی خبر شایع ہوئی ہے جو صلخد کے نواح میں واقع ہوا تھا۔ اس میں سلطان پاشا اطرش سردار مجاہدین شام کے بھائی زید الاطرش قید ہو گئے۔ سلطان الاطرش کو اس پر بیحد غیرت محسوس ہوئی۔ اور ایک زبردست فوج تیار کر کے صلخد پر حملہ آور ہوئے۔ ایک زبردست جنگ ہوئی۔ تین سو مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ اور انجام کار زید الاطرش کو چھین لینے میں کامیاب ہو گئے۔ بلکہ حمزہ درویش ایک غدار ملت کو بھی جو فرانسیسیوں کے ساتھ تھا گرفتار کر لیا۔

—— شام کی فرانسیسی حکومت نے ایک اعلان کیا ہے کہ جو لوگ آج کے بعد سرداروں میں سے شرائط تسلیم قبول کریں گے ان کے متعلق حکومت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ان کے متعلق یہ حق حاصل ہوگا کہ ان پر مقدمہ چلایا جائے یا نہیں کسی دوسرے علاقوں میں جو گورنمنٹ کے زیر اثر ہیں بھیج دے

—— الشوری لکھتا ہے کہ بعض حلقوں میں میر فیصل کے سفر یورپ کا مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ حجاز کو کنفڈرسی کی لیگ کی رکنیت مل جائے الشوری کے خیال میں اس شرکت سے حجاز کو فائدے کے بجائے نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اس لیے کہ جمعیۃ الاقوام صرف کمزور قوموں کو غلام بنانے اور ان کی دولت لوٹنے کے لیئے معرض وجود میں آئی ہے۔

ضرورت ہے

پیغام صلح کے صیغہ اشتہارات میں ایک منیجر کی ضرورت ہے۔ جو احمدی بھائی ملازمت کے خواہشمند ہوں اور اردو و انگریزی میں خط و کتابت کر سکتے ہوں وہ اپنی درخواستیں منیجر پیغام صلح کے نام جلد بھیجدیں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

(خاکسار منیجر پیغام صلح)

اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی

(حضرت مسیح موعودؑ)

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی

ہمہ مجموعِ دو عالم تو پریشاں کردی
ہمہ عشاق تو سرگشتہ و حیراں کردی

ذرہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہِ تاباں کردی

ہر کہ در محبت افتاد تو بریاں کردی
ہر کہ آمد بر تو شاد تو گریاں کردی

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اے تپِ عشق بیازد کہ بدیں خونخواری
کافرستی گرم مرد مسلماں کردی

ہمہ با شور تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز
سینہ مشرک و مسلم ہمہ بریاں کردی

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

بزمِ احباب

مرتبہ خان صاحب چوہدری منظور الٰہی صاحب لاہور

بیت المقدس

عجاج نویہض صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نے لتھراپ سوڈرڈ کی کتاب نئی دنیائے اسلام ملاحظہ کی ہوگی یہ نہایت عجیب کتاب ہے اور میں نے اس کا عربی ترجمہ دو جلدوں میں چھپوایا ہے جو ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس پر امیر شکیب ارسلان نے نہایت مفید حواشی بھی دیئے ہیں اور چونکہ میں نے یہ کام محض اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے کیا ہے اس لئے ہر ایک غیور مسلمان کا خصوصاً آپکی جماعت کا فرض ہے کہ اشاعت اسلام اور وحدت مسلمین کے لئے اس کتاب کو ہندوستان میں رائج کریں۔ ۱۰ ستمبر کے اخبار لائٹ کے اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کتاب زبان انگریزی میں آپ کے پاس موجود ہے لیکن اگر یہ کتاب عربی زبان میں مسلمانوں کے درمیان رواج پا جائے تو بہت مفید ثابت ہوگی ہندوستان کے لئے ہر دو جلدوں کی قیمت عمدہ کاغذ پر ایک گنی مصری ہے۔ اور معمولی کاغذ پر آٹھ قرش مصری۔

(جو دوست اس کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہوں وہ قیمت پیشگی بھیجکر ہمارے کتب خانہ کی معرفت اسے منگوالیں۔)

لائبیریا (مغربی افریقہ)

برادر حمید صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کا بھیجا ہوا اخبار ملا۔ جسکے مطالعہ سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ میں عرصہ سے کوشش میں تھا کہ آپ کے ساتھ خط و کتابت کروں۔ براہ مہربانی اخبار باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ تاکہ میں آپ کے ممبر بنتا رہوں۔ یہاں گو مسلمانوں کی آبادی ہے۔ لیکن وہ محض برائے نام مسلمان ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کیا جائے۔ یہ چھوٹا سا ملک ہے جس کی حکومت سیاہ حبشیوں کے قبضہ میں ہے یہاں کئی مسلمان قبائل بھی ہیں۔ اور ان میں بعض لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ لیکن انگریزی علوم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ یہاں کے حکام ان حبشیوں کی اولاد میں سے ہیں۔ جنھیں امریکہ نے آزاد کیا تھا۔ انگریزی کے ساتھ دیسی زبان سے بھی واقف ہیں۔ دارالخلافہ میں مسلمانوں کی کوئی مسجد نہیں۔ کیونکہ یہاں کے مسلمان عموماً بیرونی علاقہ سے آئے ہوئے ہیں خود میں نائیجیریا سے بیس سال ہوئے یہاں آیا ہوں۔ برادر عبدالعزیز کا خط بھی مجھے ملا۔ جس نے مجھے آپ کا پتہ دیا تھا۔ امید ہے کہ آپ ہم لوگوں کی امداد کریں گے۔ اپنے اخبار کا سالانہ چندہ انگریزی سکہ میں لکھئے تاکہ بھیجدیا جائے۔ نیز فہرست کتب بھی۔ میرا ارادہ سال رواں میں حج کے لئے مکہ جانے کا ہے۔ اور اگر انتظام ہو سکا تو لاہور آنے کی کوشش کرونگا آپ کا جواب آنے پر یہاں کے مزید حالات مفصل لکھونگا۔ اخبار مجھے باقاعدہ بھیجتے رہیے۔

ہالینڈ

مسٹر کارلس صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ عدیم الفرصتی کے باعث جلد جواب نہ دے سکا۔ میں ہر طرح آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار ہوں اور اسلام کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کرونگا۔ آپ اپنی انجمن کے قواعد ممبری وغیرہ بھیجدیں تاکہ میں اپنی تسلی کر سکوں۔ رسالہ اسلام کا ڈچ ترجمہ کی تقسیم پر آپ کے آٹھ پونڈ خرچ آئیں گے مجھے آپ کے طائی ترجمے ملے جن کے لئے مشکور ہوں۔ یہ نہایت مسرت آمیز بات ہے کہ آپ ہمارے مقبوضات جزائر شرقی میں اتنی جد و جہد کر رہے ہیں۔ اخبار لائٹ ملتا رہے جو مجھے بہت پسند ہے۔

ٹرینیڈاڈ (غرب الہند)

سید تجمل حسین صاحب لکھتے ہیں کہ کتابیں معہ رسید خزانہ وصول ہوگئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اٹھارہ ڈالر سچاس سنٹ مزید ارسال خدمت ہیں حسب فہرست منسلکہ کتب بھیجدیں۔ جماعت کا کام خدا کے فضل سے بہت عمدہ طرح چل رہا ہے۔ اور ممبران کی ترقی ہوتی جا رہی ہے کتابوں کو پڑھ کر بہت سے لوگوں کا اس طرف رجوع ہوگیا ہے۔ ہم نے دو جگہ احمدی سکول بچوں کے لئے کھول رکھے ہیں۔ جہاں اس وقت ۴۶ طلبا ہیں اور ہر روز زیادہ ہو رہے ہیں۔ ایک جگہ میں پڑھاتا ہوں۔ دوسری جگہ میاں محمد علی صاحب۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ سب کو احمدیت کی طرف ہدایت دے۔

طہران

مسٹر اصفہانی ایران کے پایۂ تخت طہران میں تبلیغ و اشاعت کے لئے بہت کچھ کوشش کر رہے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک شخص کے مسلمان ہونے کی اطلاع دی ہے۔ نیز آپ رقمطراز ہیں کہ آپ نے ۲۲ ستمبر کے پیغام صلح کا مقالہ افتتاحیہ فارسی میں ترجمہ کر کے سلطنت ایران کے اس وفد کو بھیجا ہے جو انہدام مقابر و مساجد اور دیگر نجدی مظالم کی تحقیقات کرنے کے لئے حجاز جا رہا ہے۔ (اس افتتاحیہ میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی تھی کہ وہ مسئلہ حجاز کے معاملہ میں مصالحانہ روش اختیار کریں۔ پیغام صلح)

ہالینڈ سے دوسرا خط

ایک طالب حق رقمطراز ہے کہ میں آپ کا اور آپکی انجمن کا مشکور ہوں ان کتب کے تحفے کے لئے جو آپ نے ۲۲ ستمبر کے خط کے ہمراہ بھیجا تھا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ احمدیت کے متعلق آپ کے رسائل کا مطالعہ کرونگا۔ سرسری نظر سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت دلچسپ ہیں۔ اور لائق مطالعہ۔ ان کو غور کے ساتھ دیکھ لینے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرونگا۔ میرے لائق کوئی کام خدمت ہو تو بتا دیجیے۔

اسلام اور بانی اسلام اہل مغرب کی نظر میں

کس قلمرو میں شیؐ حسن کا فرمان نہ گیا

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ یٰس - والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم یعنی اے محمدؐ آج مکہ اور اس کے گردونواح کے لوگ تمہیں مجنون اور کیا کیا کچھ کہتے ہیں - لیکن ہمیں قرآن کی قسم ہے جو حکمت اور دانائی کی باتوں سے پُر ہے تو پیغمبروں میں سے ہے - اور سیدھے راستے پر ہے - جب دنیا میں علم ترقی کرے گا تو قرآن کی مکیانہ تعلیم اہل دنیا کو اس بات کے تسلیم کرنے پر آمادہ کردے گی - کہ آپ مرسلین میں سے ہیں - اور آپ کی تعلیم سب سے ارفع و اعلیٰ ہے - یہ وہ بشارت خداوندی ہے - جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر عرب کے ایک امیؐ کو جس کی قوم اسے مٹا دینے پر تلی ہوئی تھی دی گئی تھی - اس وقت کس کے وہم و گمان میں یہ بات آ سکتی تھی کہ ایک دن نہ صرف مکہ کی فصیل پر جہاں اسے طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں اس کا پرچم لہرائیگا - بلکہ مشرق و مغرب میں اس کا ڈنکا بجے گا - اور دنیا کے شہنشاہ اس کی غلامی کو اپنے لئے باعث عزت و فخر سمجھیں گے - اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ مکہ کے اس امی کے نام کو عالم میں وہ شہرت و عزت حاصل ہو گی - جو آج تک کسی انسانی نام کو حاصل نہیں ہوئی - کس کو معلوم تھا کہ مکہ کے اس "امین" کی امانت و دیانت کا تمام دنیا میں لوہا مانا جائے گا - کس کو خبر تھی کہ عرب کے اس نبی کی رسالت کا اعلان دن میں پانچ مرتبہ دنیا کے ہر حصہ سے ہوا کرے گا - مکہ کے لوگوں کو کیا علم تھا کہ جس شخص کو آج ہم دیوانہ کہہ رہے ہیں - اس کے علم و فضل کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے عالموں کی گردنیں جھک جائیں گی - اور وہ اس بات کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ انک لمن المرسلین -

وہ بات جو خدا نے اپنے برگزیدہ نبی کے متعلق کئی صدیاں پہلے کہی تھی - وہ آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں وہ سب مغربی علما جنہوں نے تحقیق حق سے کام لیا ہے پکار اٹھے ہیں کہ اسلام برحق ہے - اور مکہ کا احمدؐ اور مدینہ کا محمدؐ یقیناً خدا کی طرف سے تھا - ان کی شہادتیں یہ ہیں:-

توحید

(۱) حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں ہم اس وجہ سے ناکام رہتے ہیں کہ ہم ایک ایسا روکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہیں جو نہ کچھ خیالی لطف پیدا کر سکتا ہے - اور نہ عقل میں آ سکتا ہے - برخلاف اس کے اسلام ان لوگوں کے لئے جو وہمی خیالات و اعتقادات چھوڑنے کے لئے تیار ہیں - ایسا عقیدہ پیش کرتا ہے جو عین عقل کے موافق ہے چنانچہ مختلف کائنات عالم کو ایک ہی قانون کے تابع ہونے سے مذہب وحدانیت ذات باری اور اس کے تنہا احکم الحاکمین ہونے کو ظاہر کرتا ہے - شرک کے کل اقسام سے خدا کو پاک اور برتر بتایا گیا ہے - نہ صرف مورتوں اور تصویروں ہی کو رد کر دیا گیا ہے - بلکہ گانے بجانے اور راہبوں اور پادریوں کے سلسلہ کو بھی ملیامیٹ کر دیا گیا ہے - (ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو آف لندن بابت ماہ اکتوبر ۱۸۸۶ء عــــ۱۱)

(۲) ہمارا مسئلہ تثلیث وحدانیت الٰہی کے معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا ہے ہم سے منوایا جاتا ہے کہ وہ مسیح جس کا دنیا میں پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقعہ ہے - نہ صرف نبی اور خدا کا پیغمبر بلکہ خود خدا و خدائے عالم تھا - یہ بھی ایک حیرت انگیز مسئلہ ہے" (ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو آف لندن بابت ماہ اکتوبر ۱۸۸۶ء نمبر ۱۲ ۱۱)

(۳) اسلامی توحید سے بہتر و برتر کچھ نہیں ہے اس لئے کہ وہ ہر طرف سے پلٹ کر خدا کی طرف متوجہ ہیں - چنانچہ قرآن و حدیث سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ارشادات سے - شعار اسلام سے ان کے قول و فعل سے بالکل ظاہر ہے کہ جس طرف مڑو گے اس طرف خدا کا سامنا ہے - صرف خدا کو لائق عبادت جانتے ہیں - اور مخلوقات میں سے کسی کو اس امر میں اس کا شریک نہیں کرتے - (سر جان ملکم)

(۴) عیسائی مذہب کو توحید کا مذہب کہنا ایک بڑی بیہودہ اور نامعقول بات ہے - اپنی موجودہ صورت میں عیسائی مذہب ایک مشرکانہ مذہب ہے - کیونکہ اس میں صرف تین ہی خدا نہیں کہے جاتے بلکہ مریمؑ اور ہزارہا اولیا ایسے بنائے گئے ہیں - جن میں خدائی صفات پائی جاتی ہیں - اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے - [illegible]

اسلام کو ترجیح دونگا - (پروفیسر ارنسٹ ہیکل جرمنی)

(۵) قرآن پاک مسلمانوں کا ہمیشہ سے ملجا و ماویٰ رہا ہے اور یہ وہ کتاب ہے - جس میں مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال و جبروت اور کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں یہ مسئلہ اس سے بہتر طریقہ سے بیان نہیں کیا گیا (پروفیسر اڈورڈ مونٹیل)

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی تلقین کی تھی - مگر پال اور جون حواریوں نے جو افلاطون کے پیرو تھے مذہب عیسائی کی وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا - (بورسٹل صاحب، مسٹر گبن مشہور مورخ - مسٹر پیڈونج)

(۷) اسلام ہی کی بدولت لکڑی کی مورتیں اور بت ملک سے مفقود ہو گئے - (موسیو دوال)

رسالت و وحی

(۱) میں نہایت عاجزی سے اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی - (ڈاکٹر جی - ڈبلیو لیٹنر)

(۲) وہ (یعنی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سچا اور حقیقی پیغامبر تھا - (یعنی خدا کا سچا رسول تھا) (مسٹر کارلائل)

(۳) یہ جواب (یعنی کلام) اور یہ چلن ایک جھوٹے مدعی رسالت کا نہیں ہو سکتا - (مسٹر باسورتھ اسمتھ)

(۴) ہم ان کی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت اور تعریف کرتے ہیں - وہ رسول کے نام کے مستحق تھے - (ڈاکٹر ویل)

(۵) جب آسمان کا یہ لاجوردی قبہ بھی اپنے ٹمٹماتے ستاروں سمیت ان مسائل پر روشنی نہ ڈال سکا اور جب کہیں سے کچھ جواب نہ ملا تو اسی شخص کی روح نے اور خدا کی اسی الہامی قوت نے جو اس میں موجود تھی یہ عقدہ حل کیا (پروفیسر مسٹر کارلائل)

(۶) آپ کے کلام میں بہت اثر تھا - آپ کی ہر بات الہام شدہ معلوم ہوتی تھی - (جون ڈیون پورٹ مورخ لندن)

قرآن مجید و فرقان حمید

(۱) کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب کو نہیں لکھ سکتا - یہ ایک مستقل معجزہ ہے جو مردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ سے بہت بلند ہے اور تنہا یہ صحیفہ دنیا کو اپنے آسمانی ہونے کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے - (مسٹر جارج سیل)

(۲) قرآن کو بحر اٹلانٹک سے بحر گنگا تک تسلیم کر لیا گیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے - قانون اساسی ہے - اور نہ محض اصول مذہب کے لئے بہتر ہے - بلکہ احکام تعزیر، تمدن اور ان قوانین کے لئے بھی جن پر مدنیت اور عمرانیت کا نظام موقوف ہے اور جن سے نوع انسان کی حیات وابستہ ہے -

اور یہ وہ شریعت ہے جو ایک دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے - کہ تمام عالم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی (مورخ گبن)

(۳) قرآن کی خاص خوبی اس کی ہمہ گیر صداقت ہے - (مسٹر کارلائل)

(۴) کوئی چیز روم کے مسیحیوں (عیسائیوں) کو اس ضلالت و گمراہی کے عمیق خندق سے جس میں وہ گر چکے تھے - نہیں نکال سکتی تھی - بجز اس صدا کے جو غار حرا سے بلند ہوئی - (یعنی قرآن شریف) اور اعلائے کلمۃ الحق کو جس سے یونانی حکما روز بروز انکار کرتے جاتے تھے اسی آواز (یعنی قرآن شریف) نے دنیا میں بلند کیا اور پھر اس طریقہ سے کیا - کہ جس سے بہتر ممکن نہ تھا - (ڈاکٹر ہارلس)

(۵) یہی نہیں کہ اس میں (یعنی قرآن شریف میں) صرف فقہی مسائل ہوں - بلکہ قوانین دیوانی و فوجداری وغیرہ بھی ہیں - (مورخ گبن)

(۶) کوئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں ہے کہ اس کی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو - (سر ولیم میور)

(۷) قرآن شریف میں قوانین دیوانی و فوجداری و سلوک باہمی پائی جاتی ہیں - اور مسائل نجات روح - حقوق رعایا، حقوق شخصی، نفع رسانی خلائق وغیرہ وغیرہ پر بھی حاوی ہے - منجملہ قرآن کے محاسن اور خوبیوں کے جن پر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے - دو باتیں نہایت عمدہ ہیں -

اول قرآن شریف کی وہ خوش بیانی جس میں خداوند تعالیٰ کا ذکر ہے - اور جس کے سننے سے آدمی کے دل پر اثر پیدا ہوتا ہے [illegible]

دوسرے قرآن شریف ان خیالات سے مبرا ہے - جو خلاف تہذیب خیال کئے جاتے ہیں - اور اس کے تمام اصول ایسے ہیں جن میں کوئی بات خلاف عقل نہیں - (اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن)

(۸) میرا ایمان ہے کہ اگر الہام کوئی شے ہے اور الہام کا وجود ممکن ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے - (پادری ریورنڈ از میکسول کنگ)

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا میر احمد صاحب کے والد ماجد ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء کو وفات پا گئے ہیں - احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ برادر موصوف کو صبر جمیل عطا فرمائے - اور مرحوم کی مغفرت کرے انا للہ و انا الیہ راجعون -

(۲) منشی عطاء اللہ صاحب اول مدرس برنالہ تحصیل بھمبر لکھتے ہیں کہ چند مفسدہ پرداز اشخاص ان کے خلاف شرارتیں کرتے رہتے ہیں - لہٰذا دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شریروں کے شر سے محفوظ رکھے -

خواجہ صدر الدین صاحب کشمیر نے اپنے خرچ پر ریاست کی لائبریری میں ہماری اردو و انگریزی کتب مہیا کر دینے کا انتظام کیا ہے - جزاک اللہ - خواجہ صاحب موصوف کی صحت کمزور ہے - احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں -

احمدی نوجوانوں کی انجمن کا ہفتہ وار جلسہ ۲ نومبر کی شام کو مسجد احمدیہ لاہور میں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے زیر صدارت احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ واری جلسہ منعقد ہوا - تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے "ہمارا نصب العین اور قرآن کریم" کے موضوع پر نہایت مبسوط، مشرح اور مدلل تقریر فرمائی - آپ نے کلام الٰہی کی متعدد آیات پیش کر کے ثابت کیا کہ انسان کا مقصد زندگی یہ ہے کہ وہ خلیفۃ اللہ بنے - یعنی صبغۃ اللہ میں رنگین ہو - دوران تقریر میں بعض آیات کی تفسیر میں آپ نے نہایت نکتہ سنجی سے کام لیا - تقریر کے خاتمہ پر مولوی آفتاب الدین صاحب سیکرٹری ایسوسی ایشن نے کچھ کہا جس پر ملک محمد امین صاحب ایم - اے - ایل ایل بی وکیل نے تبصرہ کیا - اور اس سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو رفع کیا آخر میں جناب صدر نے ایک مختصر سا تبصرہ کیا - جس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا -

احمدیہ بستی

احباب کو علم ہو گا کہ اس سال کے شروع میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے احمدیہ بستی کے جلد ہی آباد ہونے کی ضرورت کو محسوس کرکے تجویز کی کہ انجمن کی زیر نگرانی ان اصحاب کی جنہوں نے احمدیہ بستی میں مکان بنانے کے لئے زمین خرید رکھی ہے - ایک کمیٹی قائم کی جائے اس کمیٹی میں ہر ایک صاحب جنہوں نے زمین خریدی ہو ایک مقررہ رقم [illegible] اور [illegible] ماہوار کے درمیان کمیٹی کو دے جو اس کے حساب میں جمع ہوتی رہے گی ساٹھ ماہ یعنی پانچ سال تک ہر ایک صاحب یہ رقم دیں گے جس وقت ایک ہزار کے قریب روپیہ جمع ہو جائے تو قرعہ اندازی کی جائے اور جن صاحب کے نام قرعہ نکلے اس کو اس کی ماہوار جمع کردہ رقم کا ساٹھ گنا دیا جائے - جو وہ صرف مکان بنانے پر خرچ کر سکے گا - چنانچہ بہت سے اصحاب اس کمیٹی میں شامل ہو گئے گزشتہ ہفتہ پہلی قرعہ اندازی کی گئی اور قرعہ جناب ڈاکٹر سید جلال صاحب ریٹائرڈ سب اسسٹنٹ سرجن لاہور کے نام نکلا - چونکہ روپیہ کافی جمع ہو چکا ہے اس لئے دوسری قرعہ اندازی بھی اسی ماہ یعنی ماہ نومبر ہی میں کی جائیگی سب کمیٹی کا ارادہ ہے کہ تین چار مکان اکٹھے تعمیر کرانے شروع کئے جائیں تا کہ کام کی نگرانی بھی با آسانی کی جا سکے اور مکان تیار ہو جانے پر تین چار گھر اکٹھے آباد ہو جائیں جن اصحاب نے احمدیہ بستی میں زمین خریدی ہے مگر اب تک کسی وجہ سے اس کمیٹی میں شریک نہیں ہو سکے یا شریک تو ہوئے ہیں مگر باقاعدہ اقساط ادا نہیں کر سکے وہ مہربانی کرکے توجہ کریں - اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے بستی میں آباد ہونے والے اصحاب کی خاطر اپنی ذمہ داری پر یہ انتظام کیا ہے - کمیٹی کی میعاد ختم ہونے پر یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا - جو اصحاب یکدم کافی رقم مکان بنانے پر خرچ نہیں کر سکتے - ان کو ضرور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے - تھوڑی تھوڑی رقم ماہوار ادا کرنے سے بوجھ نہیں پڑتا - اور سہولت سے مکان بن جائے گا - جو احباب کمیٹی میں شامل ہونا چاہیں وہ اس کے قواعد وغیرہ کے متعلق سکرٹری سب کمیٹی تعمیر احمدیہ بستی - احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط و کتابت کریں -

جواہر سنن

ق

(۱) نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ

(۲) نماز باجماعت پڑھو۔ وارکعوا مع الراکعین (بقرہ ۲-۴۳)

(۳) خود را فضیحت دیگراں را نصیحت۔ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ ۲: ۴۴) (ترجمہ) کیا تم دوسرے لوگوں سے نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے۔

(۴) جب مصیبت پڑے تو صبر اور نماز سے کام لو۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ (بقرہ ۲: ۴۵)

(۵) یوم آخرت سے ڈرو کہ وہ بڑا خوفناک دن ہے۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منہا شفاعۃ ولا یوخذ منہا عدل ولا ہم ینصرون۔ البقرہ ۲: ۴۸ (ترجمہ) اور اس دن سے بچا کرو جب کوئی بھی کسی جی کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ اس سے سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے معاوضہ لیا جائے گا۔ اور نہ انہیں مدد دی جائیگی۔

(۶) کھاؤ پیو۔ مگر حد سے نہ بڑھو۔ کلوا واشربوا من رزق اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ (بقرہ ۲: ۶۰) ترجمہ۔ اللہ کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پیو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

(۷) تمسخر جہالت ہے۔ قالوا اتتخذنا ھزوا قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین۔

(۸) کتاب الٰہی کو خوب سمجھ کر پڑھو ورنہ اس آیت کو یاد رکھو ومنہم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ہم الا یظنون (بقرہ ۲: ۷۸) ترجمہ۔ اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں جو منہ میں لفظوں کو بڑبڑا لینے کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ اور وہ فقط خیالی تکے چلایا کرتے ہیں اور بس۔

(۹) حصول جنت کے لئے محض ایمان کی نہیں بلکہ اعمال صالح کی بھی ضرورت ہے۔ والذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون (بقرہ ۲: ۸۲)

ح

(۱) آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا "افسوس ہے اس شخص پر" صحابہ نے پوچھا۔ "کس پر یا رسول اللہ" فرمایا اس شخص پر جس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو اور وہ ان کی خدمت کر کے بہشت کا دروازہ اپنے اوپر نہ کھول لے۔ (مطلب یہ ہے کہ والدین کی خدمت سے جنت ملتی ہے)

(۲) ایک شخص جہاد میں شامل ہونے کی غرض سے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کیا یمن میں تمہارا کوئی رشتہ دار ہے اس نے جواب دیا ہاں میرے والدین ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ان کی اجازت حاصل کی ہے۔ جواب ملا نہیں۔ ارشاد ہوا واپس جاؤ اور ان کی اجازت لو اگر وہ تمہیں اجازت دیں تب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔ ورنہ انکی خدمت کرتے رہو۔

(۳) ایک صحابی نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ کون سے اعمال اللہ کو زیادہ پسند ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ اس شخص نے دریافت کیا "اس کے بعد" فرمایا کہ "والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور اس کے بعد خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا"۔

(۴) کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ "بچوں کے اپنے والدین کے متعلق کیا فرائض ہیں" ارشاد ہوا "وہ یا تو تمہاری جنت ہیں یا تمہاری دوزخ"

(۵) رسول خدا سے کسی نے پوچھا کہ لوگوں سے کونسا شخص سب سے بہتر سلوک کا مستحق ہے۔ فرمایا "تمہاری والدہ" اس نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا "تمہاری والدہ" پھر فرمایا تمہاری والدہ اور اس کے بعد تمہارا باپ (گویا ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے)

(۶) اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری باپ کی فرمانبرداری میں ہے اور خدا تعالیٰ کی عدول حکمی باپ کی عدول حکمی میں ہے۔

(۷) شرک کرنا، والدین کو دکھ دینا، اولاد کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ...

تذکرہ طیبہ

صاحب خاتم کا فیضان

ایک پہلو سے امتی ایک پہلو سے نبی

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ کے قلم سے)

اللہ کے فضل سے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر قوم کا جماعت احمدیہ پر یہ احسان ہے کہ آپ نے کتاب "النبوۃ فی الاسلام" اور رسالہ "آخری نبی" لکھ کر مسئلہ نبوت پر ایسی روشنی ڈال دی ہے کہ موجودہ زمانہ کے متلاشیان حق اور آنے والی نسلوں کے لئے وہ مہر تاباں بن گئی ہیں۔ ایسی مفصل اور سیر کن بحث کے بعد جو انہوں نے اس کتاب اور رسالہ میں کر دی ہے کسی مسئلہ پر کسی قیل و قال کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر یا تو بعض احباب نے اس کتاب اور رسالہ کو پڑھا نہیں یا ایک دفعہ پڑھ کر چھوڑ دیا اور دوبارہ علم کے لئے انہیں پڑھنے کی تکلیف نہیں اٹھائی۔ ان لئے نبوت کا دروازہ کھول لینے والوں کی طرف سے جب کوئی اعتراض ہوتا ہے تو اس اعتراض کے جواب کے لئے حضرت امیر کی خدمت میں خط لکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ مسئلہ کتاب النبوۃ فی الاسلام وغیرہ میں حل شدہ موجود ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت کا وہ وقت جو بہت سے مفید کاموں اور تصنیفات میں صرف ہوتا بیکار بحثوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اس بات کو محسوس کر کے قریباً ایک سال سے ان سوالات کا جواب دینا میں نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ تا حضرت امیر کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو اور خدمت اسلام میں صرف ہو۔ میں نے حقیقۃ الوحی، اربعین اور تذکرۃ الشہادتین وغیرہ کے متنازعہ فیہ حوالجات پر مفصل بحث کر دی تاکہ بار بار کے سوال و جواب سے فرصت ہو۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دوستوں نے ان مضامین کو بھی ایک نگاہ ڈال کر پھر شاید دوسری دفعہ دیکھنا ضروری نہ سمجھا جو پھر انہی سوالات کو جو مفصل طور پر حل شدہ تھے بعض دوست کر پیش کر دیتے ہیں۔ جب اصول سمجھ میں آ جائے تو پھر اس اصول کے خلاف جو اعتراض بھی ہوگا اس کا جواب دینا آسان ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب رسالہ "آخری نبی" میں خاتم النبیین پر مفصل بحث کر چکے ہیں۔ اور میں بھی چوہدری حاکم علی صاحب کے سوالات کے جواب میں ابھی حال ہی میں "امتی نبی" پر روشنی ڈال چکا ہوں مگر اب پھر وہی سوالات در پیش ہیں۔ یہ نہیں کہ ان تشریحات پر کسی نے اعتراض کئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ صرف ان تشریحات کی طرف سے اغماض کر کے وہی سوالات جو حل شدہ تھے۔ پھر دوبارہ پیش کر دیئے ہیں وہی خاتم النبیین والا جھگڑا کہ مہر سے نبی بنا کرتے ہیں۔ اور وہی بار بار کا دہرایا ہوا سوال کہ "ایسا وجود بھی ہوا جو ایک پہلو سے امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی" ان باتوں کا مفصل جواب دیا جا چکا ہے مگر اب پھر وہی در پیش ہیں۔ بہت اچھا اسی طرح سہی۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ احباب کو چاہیئے کہ ہر ایک مسئلہ میں پہلے اصول کو خوب سمجھ لینا چاہیئے اصول اگر ذہن میں ہو تو پھر اعتراضات باطلہ کی کوئی حقیقت نظروں میں نہیں رہتی۔

صاحب خاتم کا فیضان

معترض صاحب حقیقۃ الوحی کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر درج ہے۔ اور اس سے نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ معترضین نے دو اخباروں میں اس عبارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور ادھورا پیش کر کے اپنے مطلب کا من مانا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ مگر میں ساری عبارت کو یکجائی طور پر لے لیتا ہوں تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو مطلب تو علم صحیح حاصل کرنے کا ہے، نہ کہ ارجحیت کا۔ اصل عبارت یوں ہے :-

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و ۲۸۔

"مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی۔ اور اس کی غمخواری و ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز ...

مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت میں چھوڑنا نہ چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کے وسیلے سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں۔ اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے"

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مذکورہ بالا عبارت میں کیا مشکل ہے۔ معترض نے ادھوری عبارت نقل کر کے بزعم خود نبوت کا دعویٰ نکالا۔ میں نے ساری عبارت نقل کر دی کہ کوئی ابہام باقی نہ رہا۔ معترض کی ساری کوشش پر پانی پھر گیا۔ غور کرو کیا اس عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلعم پر نبوت ختم نہیں ہوئی؟ یا کہ آپ کی مہر سے اب نبی بنا کریں گے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ ہر ایک صاحب فہم انسان جو نتائج اس سے نکالے گا وہ یہی ہو سکتے ہیں جو عرض کرتا ہوں :-

(۱) "مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"۔

(۲) اس سے کسی کو شبہ یہ نہ ہو کہ آئندہ آپ سے روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ آپ کی ہمت اور کامل ہمدردی" اور "صاحب خاتم" ہونے کا یہ نشان ہے کہ آپ کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا"۔ اسی مکالمہ و مخاطبہ کو دوسرے لفظوں میں ایسی نبوت کہہ سکتے ہیں۔ جس کے لئے امتی ہونا شرط ہے۔ اور یہ صرف آپ کی مہر یعنی "فیض محمدی" ہی سے آپ کے امتی کو مل سکتی ہے۔ کسی دوسرے کو نہیں۔

(۳) ایسی نبوت کہ جس کے معنی ہیں "فیض محمدی سے وحی پانا" اصطلاح میں "ظلی نبوت" بھی کہہ دیتے ہیں۔ یعنی "امتی نبی" اور "ظلی نبی" دونوں آپس میں مترادف اور ہم معنی ہیں۔

(۴) ظلی نبوت یعنی "فیض محمدی سے وحی پانا"۔ اس لئے امت محمدیہ میں باقی ہے تا "انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو" اور "معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے"۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے جس سے نبوت کا دروازہ کھلا نظر آتا ہے۔ اسی عبارت میں حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "مستقل نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی۔ اس کے بالمقابل "ظلی نبوت" کو امت میں جاری بتلاتے ہیں۔ اس کے معنے خود کرتے ہیں۔ "محض فیض محمدی سے وحی پانا" اور اسے محض تکمیل انسانی اور نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ وہ فیض ہے جو تمام امت پر حاوی ہے۔ اور امت محمدیہ کا ہر ایک کامل متبع اس کا وارث ہے۔ اگر نہ ہو تو پھر یہ فقرہ بے معنی ہے کہ آنحضرت صلعم کی "ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا"۔ گویا یہ امت کا کمال ہے۔ اسی ظلی نبوت کے پانے والے کو آپ "امتی نبی" فرماتے ہیں۔ یعنی ایسا شخص جو محض فیض محمدی سے وحی پاتا ہے۔ اور یہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ اس واسطے امتی پر کھولا جاتا ہے تا اس کی معرفت کی جو مدار نجات ہے تکمیل ہو۔ اور ہر ایک امتی کو جو آنحضرت صلعم کی کامل اتباع کرتا ہے حق حاصل ہے کہ اس کا وارث ہو۔ کسی شخص کی خصوصیت نہیں۔ البتہ اس وراثت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے کوئی کم حصہ پاتا ہے کوئی زیادہ۔ مگر وارث سب ہیں۔ اور جو کچھ باقی ہے اس سے بڑھ کر کوئی حصہ نہیں لے سکتا۔

معترض کا بڑا زور اس پر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے"۔ اور بہت خوش ہیں کہ دیکھو حضرت صاحب نے فرما دیا کہ آپ کی مہر سے نبی بنا کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کی خوشی بیجا ہے۔ یہاں دو باتیں قابل غور ہیں :-

(۱) حضرت صاحب بصراحت ...

بنی ہونا لازمی ہے - وہاں کیا اسی نبوت کا ذکر ہے - جس کا ذکر قرآن میں ہے - جسکے مدعی کو نبی کہتے ہیں یا اطہر فیضان کے محض مکالمہ و مخاطبہ کے پانے والے کو نبوت کا مدعی کہنا "سراسر افترا" ہے

حضرت مولانا محمد علی صاحب اپنے رسالہ "آخری نبی" میں اس امر پر مفصل بحث کر چکے ہیں - کہ خاتم النبیین کے معنے لغت میں حدیث میں سوائے آخری نبی کے اور کچھ نہیں - مجھے یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں - میں یہاں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حوالے بطور نمونہ درج کرتا ہوں جن سے صاف عیاں ہے کہ آپ ہمیشہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے کرتے رہے -

ازالہ اوہام

" کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آ سکتا - کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرائیل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے - کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی؟"

(یہاں مہر بمعنے ختم کرنے کے ہے یا جاری کرنے کے ؟)

ازالہ اوہام

" اکیسویں آیت یہ ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا - یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا "

" اگر یہ کہو .... کہ مسیح کو وحی کے ذریعے سے صرف اتنا کہا جائیگا کہ تو قرآن پر عمل کر - اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائیگی اور کبھی حضرت جبرئیل ان پر نازل نہیں ہوں گے - اور وہ بکلی سلوب النبوۃ ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے - تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں - اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے - کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی - تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے - ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے - اور جو حدیث میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی لانے سے منع کیا گیا ہے - یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں - تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا " (یہاں بھی ختمیت کی مہر قابل توجہ ہے)

نشان آسمانی

" اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں - اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا - نیا ہو یا پرانا "

آئینہ کمالات اسلام

" اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ آنحضرت صلعم نبیوں کے خاتم ہیں .... اور کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا "

حمامۃ البشریٰ

" الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء و فسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی - ببیان واضح للطالبین و لو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقھا "

ترجمہ - کیا تو نہیں جانتا کہ رب الرحیم نے ہمارے نبی صلعم کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا - اور طالبوں کے لئے اس کی تفسیر ہمارے نبی صلعم نے اپنے قول لا نبی بعدی میں بیان واضح سے کر دی ہے - اور اگر ہم اپنے نبی صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز قرار دیں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا بعد اس کے کہ وہ بند کر دیا گیا تھا -

حاشیہ انجام آتھم

کرتا ہے - قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے - "اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوں "

اب ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالے ملاحظہ ہوں -

الوصیت صفحہ ۱۱

" اسی نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے - اس کے لئے ایک انجام بھی ہے "

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۱

" آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا - جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے "

حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۴۴ -

" صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے "

حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۴

" وان رسولنا خاتم النبیین و علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المستقلۃ و ما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمہ "

یعنی ہمارے رسول صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا - پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفیٰ صلعم کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعوےٰ کرے - اور آپ کے بعد کچھ باقی نہیں رہا مگر کثرت مکالمہ "

ایک غلطی کا ازالہ

" پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی - کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں "

(یہاں خاتم النبیین کی مہر اور اس کا ٹوٹنا قابل توجہ ہے)

اس قسم کے حوالے کثیر تعداد میں حضرت صاحب کی کتب سے پیش کئے جا سکتے ہیں - اب یہ مہر نبوت جسکے ٹوٹنے کا ذکر ہے کیا ہے - کیا اس مہر نبوت سے سوائے اس کے کچھ اور مراد ہے کہ نبوت بند کر دی گئی ہے - اور کیا خاتم النبیین کے معنے آخری نبی ہونے سے یہاں انکار ہے - یا صاف لفظوں میں اقرار ہے بلکہ ٹرانزور اس پر دے رہے ہیں کہ کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا - اور جس چیز کا ایک آغاز ہوتا ہے اس کا ایک انجام بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں کے بعد ہمارے نبی صلعم کو بھیجا تا آپ کے جھنڈے کے نیچے ساری دنیا کو جمع کرے -

اب دیکھنا یہ ہے کہ جہاں ایک دو موقعہ پر حضرت صاحب نے لفظ خاتم سے یہ استدلال کیا ہے کہ مہر کے لفظ میں آنحضرت صلعم کی فیض رسانی کی طرف بھی اشارہ ہے - کیا وہاں اس سے مراد کوئی اس قسم کی نبوت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور جس کے پانے والے کو قرآن نے مدعی نبوت کہا ہے - جن کو نبی مانے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوتا یا اس سے مراد صرف مکالمہ و مخاطبہ پانے والے ہیں - جو تکمیل انسان کے لئے ضروری ہے -

اسی حوالہ کو دوبارہ پڑھیے جو زیر بحث ہے - صاف فرماتے ہیں " بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا - اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ و مخاطبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا - اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں - جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے - اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا - اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے - بند رہنا گوارا نہ کیا - ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلے سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ پر ختم ہو گئی ہے - مگر ظلی نبوت جسکے معنے ہیں - محض فیض محمدی سے وحی پانا - وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسان کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور معرفت

صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین سے چونکہ نبوت ختم ہوتی تھی - آپ نے یہ بتلانا چاہا ہے کہ خشک ملانوں یا نیچریوں کی طرح اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ اب فیض روحانی بھی ختم ہو گیا ہے - بلکہ فیض محمدی مثل از پیش جاری ہے - خاتم الانبیاء میں ایک یہ اشارہ بھی مضمر ہے کہ معرفت الٰہیہ اور نجات کے لئے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جو ایک ضروری چیز تھی وہ اب صرف فیض محمدی سے ہی نصیب ہوگا - صرف آپ ہی کی امت میں یہ جاری رہے گا - گویا وہ آپ کی اتباع کی مہر ہی سے ملا کرے گا - اسی مکالمہ و مخاطبہ کو جو فیض محمدی سے ملتا ہے آپ ظلی نبوت تبلاتے ہیں - اور اسی ظلی نبوت کے پانیوالے کو آپ امتی نبی بتلاتے ہیں - اور اس کو تمام امت کے لئے یکساں جاری بتاتے ہیں - ورنہ امت ناقص رہ جاتی ہے - اور نجات نصیب نہیں ہوتی - دوسری جگہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ پر بتاتے ہیں کہ یہی نبوت تمام علمائے ربانی کے حصہ میں آئی - چنانچہ فرماتے ہیں :-

" اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا - یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے - اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی - یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے "

اس سے بڑھ کر صفائی اور کیا ہوگی - فرماتے ہیں کہ آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی گئی - یعنی صرف آپ کی اتباع اور فیضان سے اب انسان کمال حاصل کر سکتا ہے - اور اس طرح جو کمالات امتی کو ملتے ہیں - وہ وہی ہیں جس کا ذکر حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں ہے یعنے ایسے لوگ انبیاء کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں - لیکن جو کمالات اس طرح ملتے ہیں کیا اس کے پانے والے کو ہم مدعی نبوت کہہ سکتے ہیں - اس کے متعلق فرماتے ہیں - حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ -

" اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے - حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے - بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے - ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا - صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں "

اس سے کیا نتیجہ نکلا - صاف ظاہر ہے :

(۱) آپ کو نبوت کا مدعی کہنا سراسر افترا ہے -

(۲) قرآن شریف میں جس نبوت کا ذکر ہے - اس کے پانے والے کو نبوت کا مدعی کہنا ضروری ہے اور ان کو نبی کہے بغیر مومن نہیں ہو سکتا اس لئے آپ کی نبوت وہ نہیں ہو سکتی جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے - اور جو اس قسم کی نبوت آپ کی طرف منسوب کرے وہ آپ پر افترا کرتا ہے - پس ظاہر ہے کہ اسلامی اصطلاح میں آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں کہا جا سکتا -

(۳) آپ کا صرف اتنا دعویٰ ہے کہ آپ ایک پہلو سے امتی ہیں اور ایک پہلو سے نبی -

(۴) ایک پہلو سے نبی کہنے سے بھی دھوکا لگنے کا احتمال تھا - اس لئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد " صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ پاتا ہوں "

" صرف اس قدر " بتلاتا ہے کہ نبوت کا کچھ اس سے زیادہ مفہوم اور بھی ہے - اس لئے صاف کر دیا - کہ اس سے زیادہ کچھ نہ سمجھ لینا - بلکہ اس سے زیادہ ارادہ رکھنے والے پر اسی کتاب حقیقۃ الوحی میں لعنت فرماتے ہیں - فرماتے ہیں کہ :-

" ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ و لعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک - کہ میری نبوت سے مراد اللہ نے نہیں کیا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور اللہ کی لعنت اس پر جو اس سے زیادہ مراد رکھے -

نتیجہ اس سب کا کیا نکلا - یہ کہ :-

(۱) آنحضرت کی مہر سے جو فیض ملتا ہے اسے ظلی نبوت کہتے ہیں جس کے معنے ہیں فیض محمدی سے وحی پانا -

(۲) اس ظلی نبوت پانے والے کو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی اور یہاں نبی سے مراد وہ نہیں ہوگا جو اسلامی اصطلاح میں مراد ہوتا ہے - بلکہ " صرف اس قدر " مراد ہوگا کہ

بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونا۔

(۳) اس قسم کا فیضان نبوت پانے والے کو نبوت کا مدعی کہنا سراسر افترا ہے۔

(۴) پس خاتم یعنی مہر سے جو بھی فیض ملا اس فیض پانے والے کو نبی نہیں کہہ سکتے۔

(۵) لہذا خاتم النبیین کے معنی مہر سے نبی بنانے والا نہ ہوئے۔

تاریخ اسلام کا ورق

اس عنوان کی گزشتہ قسط میں حسب ذیل کتابت کی غلطیاں اور کمیاں ہو گئی تھیں۔ ناظرین انہیں درست فرمالیں۔

کالم	سطر	غلط	صحیح
۱	۳۰	حجۃ الوداع	حجۃ الوداع
۱	۳۶	جانبت	جانب
۲	۲ :	اسود عنی	اسود عنسی
۲	۲۴	زبدہ	ربذہ
۲	۲۶	طیحہ	طلیحہ
۲	۴۵	پیرانہ سالی خلیفہ	پیرانہ سالی کو جوانی بخشنے والے خلیفہ
۲	۵۲	بدوی ان سے	بدوی اتنے
۲	۵۵	مرگ جرم	مرگ میرم
۲	۶۰	ذبنیان	ذبیان
۳	۱	ربدہ	ربذہ
۳	۹	اسود عنسی قتل	اسود عنسی کے قتل
۳	۹–۱۰		اس کے قاتل فیروز فارسی کو جو یمن کا گورنر بن بیٹھا تھا۔
۳	۱۸	بنی قفاعہ	بنی قضاعہ
۳	۲۴	تمام	بہت سے
۳	۳۱	وفادار تھے	وفادار تھا
۳	۴۲	۲۲	۲۲
۳	۴۲	مالک بن نویرہ	مالک بن نویرا

ہندوستان

لاہور کے اخبارات کا بیان ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو اخبار "بندے ماترم" اور "پرتاپ" لاہور پر دیوانی دعوے دائر کریں گے معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جی نے ڈاکٹر سپرو سے مشورہ کر لیا ہے۔ اور ڈاکٹر سپرو نے مقدمہ چلانے کی رائے دی ہے۔

سنا جاتا ہے کہ ان مقدمات کے سلسلے میں لالہ لاجپت رائے کو بطور گواہ طلب کیا جائے گا۔ اور لالہ جی پر ایک ہفتہ تک جرح کی جائے گی۔

اخبار زمیندار نے ریاست بھوپال کے قاضی محمد یحییٰ کے اس فتوے کو نہایت طمطراق سے شایع کیا ہے کہ قبروں پر عمارت بنانا ممنوع ہے اور التوائے حج کی تجویز پیش کرنا گناہ ہے۔

جناب وائسرائے جنوری میں رامپور تشریف لے جائیں گے اور وہاں ۶ اور ۷ تاریخ کو قیام کریں گے۔

جناب وائسرائے نے یکم نومبر کو بہاولپور میں سرکاری دعوت کے موقع پر ایک تقریر کی جس میں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سنا تھا ہندوستانی والیان ریاست وائسرائیوں کی بڑی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ چنانچہ مجھے اس موقع پر کہ میں پہلی ہندوستانی ریاست میں آیا تھا زبردست توقعات تھیں۔ لیکن جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ جناب وائسرائے نے اس امر پر اظہار مسرت کیا۔ کہ ستلج ویلی پراجیکٹ کی وجہ سے ریاست کا ایک زبردست غیر آباد علاقہ آباد اور سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔

آل انڈیا کشمیری کانفرنس نے ۱۹۲۶-۲۷ء کے لئے چھیالیس کشمیری مسلمان طلبہ کو وظائف بطور قرض حسنہ دینے منظور کئے ہیں جن کی مجموعی رقم تقریباً پانچ ہزار روپیہ بنتی ہے۔

امرتسر میں شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ متعدد قرار دادیں منظور ہوئیں۔ جن میں سے اہم حسب ذیل ہیں۔

(۱) ۵ ستمبر ۱۹۲۶ء کی قرار داد نمبر ۲ کے مطابق شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی فیصلہ کرتی ہے کہ مجلس عاملہ کو اس کا اختیار دیا جائے کہ وہ شرومنی گوردوارہ کمیٹی کا تمام چارج گوردوارہ سنٹرل بورڈ کے سپرد کر دے۔

(۲) فرائض کی ذمہ داری کو منتقل کرنے کے بعد شرومنی گوردوارہ کمیٹی جو اپریل ۱۹۲۱ء میں رجسٹرڈ ہوئی تھی اپنے فرائض کی تکمیل کے بعد سبکدوش متصور ہوگی اور ٹوٹ جائیگی۔

گورنر باجلاس کونسل نے ایک ہندی پمفلٹ بنام فضیحت کا گولا گیاکی تمام کا پیاں بحق سرکار ضبط کر لیں۔ اس پمفلٹ کا مصنف ناشر بابا ل جھاؤ ہے اور نعلقہ دار پریس لکھنؤ میں شایع ہوا ہے۔ ٹائٹیل شکلا پریس لکھنؤ میں چھپا ہے۔

سکھ امیدوار رنگ بہاری کے مقابلہ میں سوراجی امیدوار مسٹر آصف علی بیرسٹر ناکام رہے۔ مسلمانان دہلی جداگانہ نیابت کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

پالگھاٹ (مدراس) کے ۲۰ ہندو خاندان برہمنوں کی سختیوں سے تنگ آکر عیسائی ہو گئے۔ کیونکہ وہ انہیں آریہ سماجی ہو جانے کے بعد بھی ان سڑکوں سے نہیں گزرنے دیتے تھے جو صرف برہمنوں کے لئے مخصوص ہیں۔

سکندر آباد سے ۳۰ نومبر کو پاؤنیر کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ امرتی میں ہندو مسلمانوں میں ۲۸ اکتوبر کو گنپتی کے جلوس پر جھگڑا ہو گیا جس میں عام جنگ ہوئی۔ اور دو مسلمان زخمی ہو جو داخل شفاخانہ ہیں۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

آریہ سماج لوہ گڑھ امرتسر کے سالانہ جلسے کے سلسلے میں سناتن دھرمیوں اور آریہ سماجیوں کا شاستر ارتھ ہوا جس میں پنڈت اکھلانند اور پنڈت بھگت دت فریقین کی طرف سے شریک تھے۔ بحث ہوتے ہوتے گالی گلوچ کی نوبت آگئی آخر مارپیٹ شروع ہو گئی اور فریقین کے آدمیوں نے ایک دوسرے کو لاٹھیوں سے زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ اس موقع پر روشنی بجھا دی گئی۔ سنا جاتا ہے کہ آریہ سماج مندر کے دروازے بھی بند کر دیئے گئے۔ اور ہجوم بڑی مشکل سے بہت دیر بعد باہر نکلا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مارپیٹ میں ۲۰-۲۵ زخمی ہوئے ہیں۔ شہر میں بڑی ہلچل مچی ہوئی ہے۔

ممالک خارجہ

امریکہ میں اس وقت ۵۴ اخبارات مزدوروں کی جماعت کے نکلتے ہیں۔ ان میں سے نصف کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مزدوروں کی جماعت کے ماتحت ہیں۔ سو اخبارات انتہا پسند ہیں۔ ان کے علاوہ مزدوروں کی مختلف انجمنوں کے مختلف آرگن ہیں۔

نجدی حکومت نے حجاز میں شکاری بندوقوں کے لئے بھی لائسنس لازمی قرار دیا ہے۔

سنگاپور کی اطلاع منظر ہے کہ ساحل جونبو سے ایک جہاز پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے۔ پولیس تفتیش میں مصروف ہے۔ اس جہاز پر ۳۳ ہزار ڈالر کا ربر لدا ہوا تھا۔ جہاز ریاست ملایا سے سنگاپور کو آرہا تھا۔ دو ہفتے سے اس جہاز کے متعلق کوئی خبر نہیں سنی گئی۔

روما سے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ معاہدہ جو یمن اور اٹلی میں قائم ہوا دوستانہ ہے۔ معاہدہ کی پہلی دفعہ میں حکومت اٹلی نے یمن کے مطلق استقلال کامل آزادی اور یمن پر امام یحییٰ کی سیادت کا اعتراف کیا ہے۔ اور عہد کیا ہے کہ وہ حکومت یمن کے کسی معاہدہ میں مداخلت نہ کرے گی۔ بقیہ دفعات تجارتی اموال کی درآمد و برآمد کی تنظیم کے متعلق ہیں۔ مدت معاہدہ دس سال مقرر کی گئی ہے۔

حکومت حجاز حجاز کے بڑے بڑے شہروں میں ابتدائی مدارس قائم کر رہی ہے۔

حال ہی میں ترکی سلطنت نے ہوائی جہاز بنانے کا ایک کارخانہ کھولا ہے۔

موجودہ ترکی حکومت موجودہ زمانہ کی ضروریات سے اپنے ملک کو مضبوط کرنے اور آراستہ کرنے میں منہمک ہے۔ زراعت اور صنعت و حرفت کی مشینیں آرہی ہیں۔ سلسلہ پیام رسانی میں ترقی ہو رہی ہے۔ ریلوں اور پلوں اور سڑکوں کی تعمیر پوری قوت سے جاری ہے۔ آج کل انگورہ میں لاسلکی کا ایک سٹیشن بنایا جا رہا ہے جس کو دنیا میں سب سے بڑا لاسلکی کا سٹیشن کہنا چاہیئے۔ ٹیلیفون لگ چکا ہے اور اس ہفتہ انگورہ اور آستانہ کے درمیان سلسلہ ٹیلیفون مکمل ہو گیا ہے۔ یہ ٹیلیفون جدید ترین آلات پر مشتمل ہے۔

لنڈن ۳ نومبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ راوی ہے کہ انگورہ میں سفیر چین متعینہ واشنگٹن الفریڈ سزے کی آمد اور روسی ایرانی اور افغانی سفیروں کی موجودگی کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے اگرچہ ایران نے ترکی وایران و روس کے سہ گانہ معاہدہ کی تردید شایع کر دی ہے۔ تاہم بہت ممکن ہے کہ ایک قسم کی جمعیۃ الاقوام بنانے پر غور کیا جائے۔ جس میں چین اور افغانستان بھی شامل ہوں اس تحریک کا رہنما روس ہے۔ جو ایشیا کی مظلوم اقوام کی ہمدردی کا دعویدار ہے۔ اور مشرقی اقوام کی اس بداعتمادی سے فائدہ اٹھانے کا متمنی ہے۔ جو اس میں جنیوا کی جمعیۃ الاقوام کے متعلق پائی جاتی ہے اس بداعتمادی کی وجہ یہ ہے کہ جاپان کے سوا کسی کو جمعیۃ الاقوام کی مستقل کرسی نہیں دی گئی۔

قسطنطنیہ۔ غازی کمال پاشا نے مجلس عالیہ ملیہ کا افتتاح کرتے ہوئے تعلقات خارجہ کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ عراق اور شام کی سرحدات کے فیصلے کے لئے رسمی تذکرہ شروع ہے۔ جس کے باعث فرانس اور برطانیہ کے ساتھ ترکی کے تعلقات بہتر ہو رہے ہیں۔

جریدہ "ملت" کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ مندوب جمہوریہ ترکیہ اور مندوب حکومت یونان نے اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ جو ان دونوں حکومتوں کے درمیان طے ہوا ہے۔ عنقریب معاہدہ کو لے کر مندوب جمہوریہ ترکیہ انگورہ روانہ ہوگا۔

چین میں چینی ڈاکوؤں نے فرانسیسی قونصل کو قتل کر دیا ہے۔

وزارت خارجہ چین نے برطانی سفارت کو حادثہ وین ہسین کے سلسلہ میں ایک طویل یادداشت بھیجی ہے۔ جس میں برطانی جہازوں اور میسرز بٹر فیلڈ اینڈ سوائر پر حادثہ کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ یادداشت میں جان و مال کی طرف سے سنگدلانہ بے حفاظتی پر ملامت کی گئی ہے۔ اور وین ہسین پر گولہ باری کرنے کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا ہے اس گولہ باری سے شہر کے لوگوں کو جان و مال کا جو نقصان برداشت کرنا پڑا ہے اس کی تلافی کے لئے حکومت چین کے تمام حقوق اس یادداشت میں محفوظ کر لئے گئے ہیں۔ استفسار کیا گیا ہے۔ کہ آیا برطانیہ کے عساکر بحری نے حکومت کے ایما پر ان افعال کا ارتکاب

— فرانس کے مشہور اخبار "طان" نے "مراکش میں قومی کاروائیاں" کے عنوان سے یہ اطلاع شایع کی ہے:

وزان کے شمالی علاقہ میں ریفیوں نے پھر جنگ شروع کر دی ہے۔ مجاہدین ریف نے فرانسیسی فوجی چوکی پر جو بنی کو لیخ کے قریب واقع ہے سخت حملہ کیا۔ ایک اور حملہ مجاہدین نے ایک موٹر کار پر کیا۔ اور اس کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ وزان کے قریب واقع ہوا ہے فرانسیسی توپخانہ اور ہوائی جہازوں نے وادی سید ی شریف اور چند دیہات پر گولہ باری کی لیکن مجاہدین کا اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ جنوبی علاقہ میں مجاہدین ریف پورے جوش سے کام کر رہے ہیں۔ امدادی قبائل برابر آ رہے ہیں۔ اور فرانسیسیوں پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ جن قبائل نے اطاعت قبول کی تھی وہ چونکہ اب پھر مجاہدین میں شامل ہو گئے ہیں اس لئے فرانسیسی فوجی تیاریوں میں مشغول ہیں۔ امیر عبدالکریم کا ایک فوجی افسر واپس آ گیا ہے اور فوجوں کو مرتب کر رہا ہے۔ تازہ کے علاقہ میں بھی مجاہدین فوجی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً حملے کرتے رہتے ہیں۔ ہسپانیہ کے علاقہ میں اگرچہ حالت قابل اطمینان بیان کی جاتی ہے۔ لیکن مجاہدین کی جد وجہد برابر جاری ہے۔

— انڈین ڈیلی میل میں ایک حیرت انگیز مضمون شایع ہوا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرنے کی غرض سے روس اور افغانستان تیاری کر رہے ہیں۔ اور روس افغانستان کو ہر لحاظ سے مضبوط بنا رہا ہے۔

— فرانس کا گنیا میں سخت زلزلہ آیا ۳۵ ہلاک اور ۴۰۰ شدید مجروح ہوئے ہیں۔

— شاہ پہلوی کے خلاف جو سازش طہران میں پکڑی گئی ہے اس سے ترکی جرائد بہت متاثر ہیں۔ روسی ذرائع سے جو خبریں اناطولیہ ایجنسی کو اس بارے میں معلوم ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس سازش میں انگریزی سفارت خانہ واقع طہران کا بڑا دخل ہے کیونکہ ایک سابق انگریزی رکن دارالعوام مسٹر ہیویم بھی سازش کرنے والوں کے ساتھ پکڑا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایران کی ترقی بعض لوگوں کو بھاتی نہیں۔

حمد باری تعالیٰ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

بزمِ احباب

مرتبہ نامہ نگار خصوصی چوہدری منظور الٰہی صاحب لاہور

اٹلی

چوہدری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ آپ ناراض تو ضرور ہوں گے کہ میں کیوں اپنے وعدہ کو قایم نہیں رکھتا اور باقاعدہ خط نہیں لکھتا۔ مگر

"فکرِ معاش ذکرِ خدا یادِ دوستاں"
دو دن کی زندگی میں بھلا کیا کرے کوئی

میں اکیلا تمام جہان کے غموم و ہموم میرے حصہ میں۔ امیر مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

کیوں نہ ہو۔ ہندوستانی ہوں اور پھر مسلمان۔ تو پھر کیوں ہوش و خرد سے کام لیا جائے۔ جبکہ خمیر میں یہ بات رچی ہو کہ دوسروں کے غم میں انسان شب و روز گھلا کرے۔ اور خون کے آنسو بہایا کرے۔ حسینؓ سے کبھی استنبول کے غم میں جلایا گیا۔ کبھی بغداد کے واقعہ پر آسمان سر پر اٹھایا گیا۔ ایک حصہ عمر کا یونہی کٹ گیا۔ اب بھی چین نہیں ہندوستان میں رہ کر کبھی اسکی بیکسی اور بے بسی پر ایک آنسو بھی نہ ٹپکا مگر دمشق و بیت المقدس پر دریائے خون بہایا گیا۔ کیا دہلی اور لاہور سے بڑھ کر کوئی شہر خواہ وہ دمشق ہو یا بغداد، استنبول ہو یا بیت المقدس ایک ذی شعور ہندوستانی مسلمان کی نظروں میں کوئی وقعت رکھ سکتا ہے۔ بیت اللہ یعنی مکہ اور یثرب کی حرمت و پاکیزگی کے بعد واللہ باللہ دہلی اور لاہور سے بڑھ کر کوئی قریہ بھی ذرہ بھر میری نظروں میں وقعت نہیں رکھتا۔ اور نہ کوئی مسلمان خواہ وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا مدینہ کا دہلی اور لاہور کے ساکنین سے کوئی بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ جس قدر آج لاہور اور دہلی اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں تمام اسلامی دنیا اس کا ہزارواں حصہ بھی اگر کرتی تو شاید میری نظروں میں اس کی کوئی عزت ہوتی۔ کاش لاہور اور دہلی کے پاک اور مطہر شہروں کے بسنے والے اپنی عظمت کو جانتے۔ اے لاہور کے بسنے والو! لاہور کو میری نظروں سے دیکھو۔ بخدا اس شہر کا ذرہ ذرہ آفتاب عالمتاب ہے۔ مگر تم اپنی شیرہ چشمی سے اس نور سے محروم ہو تو یہ تمہاری اپنی بدقسمتی ہے تمہاری نظریں کابل و بخارا، انقرہ و بغداد کے گندہ و پر از عفونت گلی کوچوں میں نور اسلام تلاش کرتی ہیں میں اس کو تمہاری حماقت کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم کو ظلم و استبداد اور جفا و جور اور ہر ایک قسم کے ظلم و ستم میں رحمۃ للعالمین کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ تم نے اسی کو عین اسلام سمجھا۔ آہ!! یا للعجب آؤ ان خیالات باطلہ کو خیرباد کہو اور لاہور و دہلی کی عزت و حرمت کو برقرار رکھنے کے لئے خون اور پانی ایک کر دو۔ یعنی اس کو اپنا گھر اپنا وطن اپنا ایمان سمجھو۔ سمجھ لو کہ تم اسی خاک پاک کے فرزند ہو۔ اور اسی میں تم کو پھر جانا ہے کابل و بخارا، انقرہ و نجد کی آب و ہوا تم لاہوری اور دہلوی کہلانے والوں کے لئے نہیں۔ ایک تجربہ تم نے کر لیا۔ یعنی ۱۹۲۰ء کی ہجرت، اب تم نجد و ایران کی سوچ رہے ہو۔ یقین جان لو کہ وہاں کی آب و ہوا بھی تمہارے مزاج کے راس نہیں آئے گی۔ تم کہتے ہو کہ شردھانند اور مالویہ تمہاری مسجدوں کے سامنے باجا بجاتے ہیں ان کا حق ہے کہ وہ اپنے وطن میں جو جی چاہے کریں۔ ہاں اگر تم بھی لاہور اور دہلی کو اپنا وطن جانتے تو بخدا مالویہ اور شردھانند کو کبھی یہ جرأت نہیں ہوتی۔ وہ تم کو اپنا عزیز جان کر تمہارے آرام میں خلل انداز نہ ہوتے انہوں نے جب دیکھا کہ تم اجنبی ہو اور تمہارے دلوں میں لاہور اور دہلی کی کوئی عزت نہیں ہے۔ بلکہ تم وطن فروش لاہور اور دہلی کی پاک و مطہر گلی کوچوں کو کابل و انقرہ کے گلی کوچوں پر قربان کرنا عین فرض جانتے ہو (کابل کے ایک نہایت گندے کوچہ کا نام گلاب ہے) تو پھر ایک با عزت ہندوستانی کے لئے کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ایک اجنبی کو ہر ممکن طریقہ سے اس کے محبوب و مرغوب کوچوں کا راستہ دکھائے۔

میری آنکھوں کے سامنے سے وہ طلسم ٹوٹ گیا ہے اب صرف ایک ہی نور ہے میرا سینہ منور ہے یعنی ہندوستان جنت نشان کی پاکیزہ یاد سے میرے جسم کا ہر رونگٹا سرد و جد میں رہتا ہے۔ میں روتا ہوں تو لاہور و دہلی کے گلی کوچوں میں خوش نصیبی کی یاد میں۔ یہی میرا ایمان ہے اور اسی میں میرا اسلام ہے۔ کاش تم بھی میرے اس نشہ سے حصہ لو۔ اور اپنے زنگ آلود آئینہ دل کو محبت وطن کے ریگ مال سے صیقل کر دو۔ چودھویں صدی کے مجدد اعظم نے الہامی طور پر آج سے چہارم صدی پیشتر یہ راز ایک شعر میں کہہ دیا ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

لکھنا کچھ چاہتا تھا لکھ کچھ گیا۔ مجبور ہوں، محبت وطن کا جوش ہے اور اسی کو میں اسلام سمجھتا ہوں اور اسی میں مسلمانانِ ہند کی نجات۔ ورنہ یہ قوم اگر آج نہ ڈوبی کل ڈوبی۔

آپ کا والا نامہ بھی ملا۔ شکریہ عرض کرتا ہوں۔ میں خود مولانا ؤں کے علم و فضل سے بیزار ہوں مجھے کوئی کیا سکھائے گا۔ جو شخص حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کے زیر سایہ عمر کا ایک حصہ خواہ وہ کس قدر بھی قلیل کیوں نہ ہو گزار چکا ہو وہ بھلا کسی مولوی صاحب کے جادو کی زہد و تقویٰ اور علم و فن سے متاثر ہو سکتا ہے۔ مولانا برکت اللہ صاحب اخبار برلن سے نکال رہے ہیں۔ چار نمبر نکل چکے ہیں اردو، فارسی، عربی کے مضامین ہوتے ہیں۔ میں اس ہفتہ فرانس جا رہا ہوں اور کچھ مدت وہاں ٹھیرونگا۔ میرے دوست تو نہیں چاہتے۔ کہ جاؤں مگر بعض حالات مجبور کر رہے ہیں۔ خط و کتابت روما کے پتہ پر کرتے رہئے۔ جملہ احباب کو سلام۔

تمام احمدی برادران کی خدمت میں التماس

آپ کی اطلاع کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء مقرر ہو چکی ہیں۔ اور تمام احباب آپ کا نیاز حاصل کرنے کے دل سے متمنی ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا اعلان بھی آپ نے پڑھا ہوگا۔ اس لئے میں نہایت ادب سے التجا کرتا ہوں کہ آپ مع اہل و عیال ضرور تشریف لائیں اور جہاں تک ہو سکے اپنے دوستوں کو ہمراہ لانے کی سعی فرمائیں یہ موقع سال بھر کے بعد ایک دفعہ آتا ہے۔ اور یہ معلوم نہیں کہ کب آخری بلاوا آجائے۔ اس لئے جس قدر موقع آپس میں ملنے کا میسر آ سکے اور جس قدر خدمت دین انسان کر سکے غنیمت ہے۔ تشریف آوری اور تعداد ہمراہیان کی اطلاع ۵ار دسمبر سے پہلے بھیج دیجئے گا۔ تاکہ آپ کی رہائش و آسائش کا خاطر خواہ انتظام کیا جا سکے۔

۲۴ر دسمبر کو ½۲ بجے سے ½۶ بجے شام تک مذہبی کانفرنس ہوگی۔ جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے "ذات باری تعالیٰ کے تصور" پر نصف نصف گھنٹہ پرچہ پڑھیں گے۔ پروگرام کا یہ ایک نہایت دلچسپ حصہ ہے۔ اس لئے آپ ۲۴ر دسمبر کو ایک بجے سے پیشتر ہی پہنچنے کی کوشش کریں۔ والسلام

نیاز کیش

(محمد دین جان، افسر انچارج جلسہ)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا جلسہ سالانہ

بڑے دن کی تعطیلات میں بتاریخہائے ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ ہر مذہب و ملت کے دوستوں کو عام دعوت ہے کہ شریک جلسہ ہو کر فاضل مقررین کے قیمتی خیالات سے استفادہ کریں اور بذات خود دیکھیں کہ یہ ننھی سی اسلامی جماعت ملت بیضا کی کیا کچھ خدمت کر رہی ہے۔ جلسہ سے پہلے ۲۴ر دسمبر کو ½۲ بجے بعد دوپہر سے لیکر ½۶ بجے شام تک ایک مذہبی کانفرنس ہوگی جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے "خدا کے تصور" پر اپنی اپنی مذہبی کتب کے حوالہ سے نصف نصف گھنٹہ پرچہ پڑھیں گے ۲۵ر دسمبر کی شام کو "اسلام میں جبر نہیں" اور "مسئلہ تناسخ" پر مناظرہ ہوگا۔

نیاز کیش

محمد دین جان، افسر انچارج جلسہ

شجاعان عرب کا سردار

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

زمین و آسمان بدل جائیں دنیا زیر و زبر ہو جائے لیکن زمانہ وہ بہادر پیدا نہ کر سکے گا جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر سرزمین عرب میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ان کے شجاعانہ کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ اور ایک دنیا ان کی شجاعت و بہادری پر تعجب و حیرت کا اظہار کر رہی ہے۔ جب ان بہادروں کا یہ حال ہے تو پھر اس سپہ سالار کا کیا رفیع الشان درجہ اور مرتبہ ہوگا جس کے زیر نگاہ عرب کے ان مایہ ناز فرزندوں نے تربیت پائی۔ اہل دنیا اس سپہ سالار کو بعض اور حیثیتوں سے تو خوب جانتے ہیں۔ لیکن بحیثیت ایک سپہ سالار کے بحیثیت ایک شجاع کے بہت کم جانتے ہوں گے۔ اس لئے آج ہم بہادران عرب کے اس سردار کی شجاعت ہی کا بیان کرتے ہیں۔

یہ بہادر سردار مکہ کے امین محمد رسول اللہ ہیں۔ آپ نے اپنی قوم میں شجاعت کی وہ روح پھونکی کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ وہ عرب قوم جو ایران و روم کے نام سے لرز اٹھتی تھی۔ آپ کی تعلیم و تربیت سے اس قدر بے خوف اور شجاع بن گئی کہ اس کے معمولی اونٹ چرانے والے اور پھٹے پرانے کپڑے پہننے والے افراد ایرانی و رومی بادشاہوں میں تن تنہا جا کر شیروں کی طرح گرجنے لگے۔ وہ جو پہلے اپنی بزدلی کے باعث ایران و روم کے محکوم تھے۔ آخر اپنی شجاعت کے باعث ایران و روم کے حاکم ہوئے۔ یہ بہادری جو عرب قوم میں پیدا ہوئی عرب کے "اشجع الناس" ہی کی بدولت تھی جو یہ دعا پڑھا کرتا تھا۔ اللھم انی اعوذ بک من الجبن اے اللہ میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یہ اس مقدس رسول کی برکت تھی جو میدان جنگ میں سب سے زیادہ دشمن سے قریب ہوتے تھے اور جن کے دامن میں بڑے بڑے بہادر پناہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جب معرکہ کارزار گرم ہوتا اور آنکھیں سرخ ہو جاتیں تو ہم حضرت رسول اللہ صلعم کے دامن عاطفت میں پناہ لیا کرتے تھے۔ اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص دشمن سے قریب نہیں ہوتا تھا۔ یہ اس بہادر کی شہادت ہے جس نے کئی بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ اور جس کی شجاعت شہرۂ آفاق ہے۔ غور کرو کہ جس شخص کے دامن میں عرب کا ایسا نامور بہادر پناہ لے اس شخص کی شجاعت کا کیا ٹھکانا نہ ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شجیع، مستقیم المزاج، صاحب جود و کرم اور راضی برضا کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ صرف کہنے کی باتیں نہیں بلکہ واقعات سے ان کی تصدیق ہوتی ہے۔ جنگ بدر میں جس میں مسلمانوں کی تعداد دشمنوں سے ایک تہائی سے بھی کم تھی۔ آپ سب سے زیادہ دشمنوں سے قریب تھے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ "میں نے جنگ بدر کے دن اپنے کو دیکھا ہے کہ ہم حضرت رسول صلعم کے ظل عاطفت میں پناہ لیتے رہتے تھے۔ اور آپ ہم سب میں دشمنوں سے قریب تر تھے۔ اور اس دن آپ کی ہیبت دشمنوں کے دلوں پر سب سے زیادہ تھی"۔ غزوۂ حنین میں جو شجاعت آپ نے دکھائی اس کی کٹر سے کٹر مخالف بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اس جنگ میں جبکہ دشمن سامنے سے بارش کی طرح تیر برسا رہے تھے۔ اور مسلمان اس طوفان بے تمیزی کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے تھے۔ آپ اکیلے ہی دشمن کی طرف بڑھے چلے گئے۔ اور نہایت بے خوفی سے لشکر کفار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب۔ اس سے آپ نے دشمن کو معلوم کرا دیا کہ میرے ساتھی اگرچہ منتشر ہو گئے ہیں لیکن میں جس کو تم عبد المطلب کا بیٹا کہتے ہو میں موجود ہوں میں جھوٹا نبی نہیں ہوں کہ بھاگ نکلوں سچا نبی ہوں اور اپنی جگہ پر ثابت قدم ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ خچر سے بھی اتر گئے تھے۔ جو آپ کے کمال شجاعت کی دلیل تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں کو للکارا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ تم کہاں بھاگے جاتے ہو۔ اس پر جلال آواز کا یہ اثر ہوا کہ وہ فوج جس میں بھاگڑ پڑ گئی تھی۔ پھر مجتمع ہو گئی۔ اور اس نے اس زور سے دشمن پر حملہ کیا کہ دشمن کو بھاگ نکلنے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔

جنگ بدر اور جنگ حنین ہی پر کیا موقوف ہے ہر جنگ میں آپ نے جوانمردی اور دلیری کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ ایک صحابی کا بیان ہے کہ بڑا بہادر وہی شخص متصور ہوتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس وقت کھڑا ہوتا جبکہ دشمن آپ سے قریب ہو۔ کیونکہ آپ دشمن کی صف سے ہٹ [illegible]

بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت و خوش سیرت، بڑی سخاوت کرنے والے اور نہایت شجاع تھے۔ اہل مدینہ ایک رات ایک عجیب آواز سن کر (آواز آجانے کی وجہ سے) گھبرا گئے (کہ شاید رات کے وقت غنیم آگیا ہے) اور جس طرف آواز آئی تھی اسی طرف چلنے لگے۔ تو ان کو حضرت رسول اللہ صلعم راستہ ہی میں مل گئے کہ آپ تلوار حمائل کئے ہوئے ابوطلحہ انصاری کے گھوڑے پر بغیر زین لگائے یونہی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر خوفناک مقامات کا چکر لگا کر اور اس آواز کی تحقیقات فرما کے واپس آرہے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ گھبراؤ نہیں خطرہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ کمال شجاعت ہے کہ محض ایک اجنبی آواز (جو دشمن کی آواز خیال کی جا سکتی ہے) پر بغیر فوج اور ساز و سامان کے تن تنہا بے خوف و خطر دریافت حالات کے لئے اپنی جگہ سے نکل جائیں خطرہ کے مقامات کا چکر لگائیں اور جو لوگ دریافت حال کے لئے باہر نکلیں ان کو راستہ میں واپس آتے ہوئے ملیں۔ اور انہیں تسلی دیں کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ کیا مستعدی اور مردانگی ہے۔ کہ جس وقت اور جس میدان میں شہسواران عرب کا ابتدائی قدم ہے وہاں اسی وقت سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی قدم پڑتا ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔

اخبار احمدیہ

قبول اسلام انجمن کے اعزازی مبلغ سید یٰسین شاہ صاحب وھرسالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ایک ہندو عورت نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

درخواست دعا منشی احمد دین صاحب گجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ ان کے والد بیمار ہیں صحت کے لئے دعا کی جائے۔

اعلان

جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء کے لئے شیخ محمد دین جان صاحب کو انچارج بنایا گیا ہے اس لئے تمام احباب سلسلہ عموماً اور ممبران جنرل کونسل انتظامیہ کمیٹی اور ملازمین انجمن خصوصاً ان کے ساتھ پورا اشتراک عمل کریں۔ اور جو امداد ان سے طلب کی جائے اس سے دریغ نہ کریں۔

محمد علی

پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مناظرہ ۲۳ر نومبر کی شام کو گورودت بھون بھاٹی دروازہ لاہور میں آریہ سماج وچھو والی کی سرپرستی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ نے مذہبی تبلیغ و اشاعت اور رواداری پر ایک دلچسپ لکچر دیا۔ اور ۲۴ر نومبر کی شام کو دوسری کانفرنس میں مولانا عصمت اللہ صاحب نے "میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے" پر خیالات کا اظہار فرمایا۔ اور ۲۵ر نومبر کو ایک تیسری کانفرنس میں مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت نے "حصول نجات کے ذرائع" پر مضمون پڑھا۔ ۲۷ر نومبر کو ½۴ بجے سے چھ بجے شام تک "بہشت و دوزخ" پر مولانا عبد الحق صاحب اور پنڈت رامچندر دہلوی کے درمیان مناظرہ ہوا۔ جس کا مفصل حال کسی دوسری جگہ درج ہے۔

دعا ماسٹر معصوم بیگ صاحب بی۔ اے صدر انجمن شاخ چینہ کی دادی صاحبہ فوت ہو گئیں۔ احباب مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

جواہر ریزے

ق

(۱) مومن وہ ہے جو سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے۔ فلا تخشوھم واخشونی (البقرہ ۲ : ۱۵۰)

(۲) اگر چاہتے ہو کہ تمہارا نام دین و دنیا میں بلند ہو تو خدا کا نام بلند کرو۔ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون (البقرہ ۲ : ۱۵۲)

(۳) صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔ ان اللہ مع الصابرین (البقرہ ۲ : ۱۵۳)

(۴) اگر ہمیشہ کی زندگی چاہتے ہو تو خدا کی راہ میں مرو۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (البقرہ ۲ : ۱۵۴) (ترجمہ)
اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہنا بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم محسوس نہیں کرتے۔

(۵) مصیبت میں صبر کرنے والے کے لئے رحمت خداوندی کی خوشخبری ہے۔ اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ (البقرہ ۲ : ۱۵۷)

(۶) اے لوگو، تمہارا معبود ایک ہی ہونا چاہئے اور وہ خدا ہے۔ الٰھکم الٰہ واحد (البقرہ ۲ : ۱۶۳)

(۷) برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار
ان فی خلق السماوات والارض ... لآیات لقوم یعقلون (البقرہ ۲ : ۱۶۴)

(۸) مومن وہ ہے جس کو اللہ کی محبت سب سے بڑھ کر ہو۔ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ (البقرہ ۲ : ۱۶۵)

(۹) حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا (البقرہ ۲ : ۱۶۸)

(۱۰) بدی اور بے حیائی سے بچو کہ وہ شیطان کی راہ ہے انما یامرکم بالسوء والفحشاء (البقرہ ۲ : ۱۶۹)

ح

(۱) جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان سے مساویانہ سلوک نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کے چہرے کی ایک جانب مائل ہوگی۔

(۲) جو چیز باوجود جائز ہونے کے خداوند تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے وہ طلاق ہے۔

(۳) وہ عورت جس کا خاوند مرتے وقت اس سے خوش تھا جنت میں جائے گی۔

(۴) اگر مجھے خدا کے سوا کسی اور کے آگے سجدہ کرنے کا کسی کو حکم دینا ہوتا تو میں یہ حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کے آگے سجدہ کرے۔

(۵) کوئی باپ اپنے بچے کو پسندیدہ آداب و اخلاق سے بہتر چیز نہیں دے سکتا (یعنی بہترین چیز جو ایک باپ اپنے بچے کو دے سکتا ہے وہ اداب حسنہ ہیں)

(۶) جس شخص کی کوئی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے۔ یا نہ جھڑکے اور بیٹے کو یعنی لڑکوں کی رعایت نہ کرے اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کرے گا۔

(۷) جس شخص کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ انہیں ادب سکھائے اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئے اور ان کی شادی کرے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت مقرر کر دی ہے۔

(۸) جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے مہمان کی خاطر مدارات کرنی چاہئیے۔ وہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے رشتہ داروں کی خبر گیری کرے۔ وہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھے اسے چاہئے کہ یا تو اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

(۹) جو شخص کامیاب ہونا اور طویل زندگی پانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کی غور و پرداخت کرے۔

(۱۰) جو شخص ایک طویل زندگی پانا، خوش رہنا اور بری موت سے بچنا چاہتا ہے اسے خدا سے ڈرنا اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنا چاہیئے۔

(۱۱) اس گھر پر خدا کی رحمت نہیں ہوتی جس میں کوئی ایسا شخص ہو جو رشتہ ...

مذاکرہ علمیہ

اسلام میں جمہوریت یا ملوکیت؟

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے حریت و مساوات انسانی کا سبق دنیا کو پڑھایا۔ حد ہو گئی کہ وہ انسان جو تمام کمالات انسانی کا جامع اور خلافت الٰہی کا بہترین وارث دنیا میں آیا یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسبت بھی تو بشر مثلکم فرما دیا۔ اب اس سے بڑھ کر کیا مساوات انسانی کا سبق دنیا پڑھنا چاہتی ہے۔ اسلام ہی ہے جس نے قانون کی حکومت دنیا میں قائم کی۔ اس نے اپنا نام اسلام رکھا۔ یعنی قانون کی فرمانبرداری اس نے دعویٰ کیا کہ میں مذہب فطرت ہوں اور فطرت میں قانون کی فرمانبرداری کا جوا بادشاہ سے لیکر گدا تک سب پر یکساں ہے۔ اسی طرح وہ قوانین جو اسلام لایا۔ جو انسانی معاشرت اور تمدن اور سیاست کے لئے بطور اصول تھے ان کا جوا بھی بادشاہ سے لیکر گدا تک سب پر یکساں رکھا۔ اسلام ہی ہے جس نے بتایا کہ جو شخص جتنی حکومت میں زیادہ دسترس رکھتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ ذمہ داریوں کے نیچے ہے۔ یہاں تک کہ سید القوم خادمہم فرما کر بتلا دیا کہ قوم کی سرداری کا مطلب تو محض پبلک کی خدمت ہے۔ ان کے روپے سے عیش اڑانا مقصد نہیں۔ مسلمانوں کو جب اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی تو ساتھ ہی اس حکومت کے اصول بھی تعلیم فرمائے۔ جن پر حکومت کی بنا قائم کر لی تھی۔ قرآن کریم میں فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر واحسن تاویلا۔ (النساء) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور صاحب امر کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم کسی بات میں آپس میں جھگڑ پڑو تو بات کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر اور انجام کے لحاظ سے نہایت اچھی بات ہے۔

کیا خوب بات فرمائی کہ اللہ کی اطاعت کرو یعنی قرآن کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو یعنی جس طرح آنحضرت صلعم نے قرآن پر عمل کر کے دکھا دیا یا خود زبان مبارک سے تشریح فرما دی۔ دوسرے لفظوں میں سنت اور احادیث صحیحہ کی اطاعت کرو۔ یہ تو ہو چکی شریعت یا وہ قانون فطرت جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی رسول کریم صلعم کے ذریعہ دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اب اس قانون پر عمل کی نگہداشت کرنیوالے اور اس قانون کی خلاف ورزی پر سزا دینے والے چاہئیں۔ اس کے لئے فرمایا تم میں سے جو اولی الامر ہو اس کی اطاعت کرو۔ یعنی تم میں سے جو شخص صاحب امر ہو۔ یعنی جسے قانون کی نگہداشت اور اس پر عمل کرانے کی ذمہ داری پر کھڑا کیا جائے اس کی فرمانبرداری بھی ضروری ہے۔ ورنہ قانون پر عمل نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کے اختیارات کو بھی قانون کی فرمانبرداری میں جکڑ دیا۔ اس کے لئے فرمایا فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر پھر اگر تم کسی معاملہ میں آپس میں جھگڑ پڑو یعنی خواہ پبلک کا جھگڑا آپس میں ہو یا پبلک اور صاحب امر یعنی حاکم کا جھگڑا ہو تو معاملہ کو اللہ اور رسول یعنی قرآن اور سنت۔ دوسرے لفظوں میں قانون کی طرف پھیرو اور اس پر یہاں تک زور دیا کہ فرمایا اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یعنی اگر مسلمان ہو تو ضرور ایسا ہی کرو۔ اس کے جواز میں کوئی خیر کہ معاملہ کو قانون کی طرف پھیرا جائے۔ گویا اسلام اور شخصیت کو ایک دوسرے کے نقیض قرار دیا۔ پھر ذالک خیر واحسن تاویلا فرما کر بتا دیا کہ یہ تشدد بیجا نہیں بلکہ بجا ہے۔ کیونکہ نہ صرف یہ طرز حکومت بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے بھی یہی عمدہ ہے۔ جس حکومت کی بنیاد قانون پر نہیں بلکہ شخصیت پر ہو اس کی عمر کم اور اس کی بقا چند روزہ ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا ارشاد قرآنی سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:

(۱) اسلام میں حکومت صرف قرآن و سنت یعنی قانون کی ہے۔

(۲) کچھ لوگ صاحب امر ہونے چاہئیں جو قانون پر عمل کی نگہداشت کے لئے مقرر ہوں۔ انہی کو دوسرے لفظوں میں حکام کہتے ہیں۔

(۳) ایسے لوگ مسلمانوں یا پبلک ہی سے منتخب ہوں جیسا کہ اولی الامر

کہ صاحب امر لوگ "منکم" یعنے تم ہی میں سے ہونے چاہئیں۔ کسی خاندان کا حصہ نہیں کہ نسلاً بعد نسل اس میں سے ہوتے چلیں۔ بلکہ پبلک ہی سے ہونے چاہئیں۔

(۴) انتخاب کا طریق اسی آیت سے پہلے فرما دیا۔ ان تؤدوا الامانت الی اھلھا۔ کہ حکومت امانت ہے جو ایسے لوگوں کے سپرد کرنا چاہیئے جو اس کے اہل ہوں یعنی اس کے لئے قابلیت رکھتے ہوں۔ فلاں ابن فلاں کوئی چیز نہیں۔ یا دوستی یا رشتہ داری کے ووٹ نہ دیئے جائیں۔ بلکہ حکومت کو ایک امانت سمجھ کر اس کے اہل کے سپرد کرنا چاہیئے۔ ورنہ خدا کے سامنے ہر ایک مسلمان امانت میں خیانت کرنے کا جوابدہ ہے۔

(۵) حکومت کو امانت فرما کر ان صاحب امر لوگوں کو جن کے ذمہ حکومت کی امانت سپرد کی جاتی ہے۔ یہ تبلا دیا کہ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قوم نے ہمارے ذمہ امانت سپرد کی ہے۔ اس امانت کو یعنی پبلک کے حقوق کو ادا کرنا ہمارے ذمہ فرض ہے۔

(۶) ان صاحب امر لوگوں یعنے حکام کی حکومت کو دو چیزوں سے جکڑ دیا۔

ایک تو فرمایا کہ "امرھم شوریٰ بینھم" ان کی حکومت شوریٰ سے ہو۔ یعنی شخصی رائے کوئی چیز نہیں۔ اہل الرائے لوگوں کے مشورہ سے حکومت کی کل چلائی جائے۔ یہ جمہوریت کی تعلیم ہے۔ دوسرے فرمایا کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول جب کسی معاملہ میں جھگڑا ہو تو حکام اور پبلک۔ دونوں قانون کی طرف رجوع کریں گے۔ یعنی حاکم کا حکم ناطق نہیں۔ انتظام کرنا اس کا کام ہے۔ مگر پبلک سے اگر اس کا اختلاف رائے ہو جائے یا پبلک کو اس سے کچھ شکایت ہو تو وہ قانون کے سامنے اسی طرح جوابدہ ہے جس طرح پبلک کا ایک ادنے سے ادنے آدمی۔ یہ قانون کی حکومت ہے۔

(۷) ایگزیکٹو یعنی انتظامی حکومت کو جوڈیشل محکمہ یعنی قانون کی عدالت سے الگ کر دیا جب فرمایا کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ یعنی پبلک کو اپنے جھگڑوں میں قانون کی طرف رجوع کرنا ہے۔ حکام صرف پبلک کے انتظام کے لئے ہیں۔ انتظامی امور میں ضروری ہے کہ حکام کی اطاعت کی جائے۔ لیکن جھگڑوں کا فیصلہ قانون کرے گا۔ جہاں حاکم اور پبلک یکساں ہیں۔ حاکم کی حکومت قانون اور عدالت پر نہیں۔ بلکہ پبلک کے انتظامی امور میں ہے قانون کے سامنے سب کو گردن جھکانی پڑے گی۔

(۸) ایسے لوگ جو عدالت کی کرسی پر بٹھائے جائیں ان کا انتخاب بھی پبلک کے ہاتھ میں دیا جب فرمایا ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنت الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کہ بے شک اللہ حکم کرتا ہے تم کو کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کیا جائے تو عدل کے ساتھ کیا جائے۔ یعنے پبلک کو خدا کا یہ حکم ہے کہ وہ اس اہم منصب کو جس میں پبلک کے حقوق کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور جو ایک پبلک کی امانت ہے۔ ان لوگوں کو دیں جو اس کے اہل یعنی قابل ہوں۔ اور ان لوگوں کو جنہیں یہ امانت سپرد ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جب تمہیں اس ذمہ داری کے مقام پر کھڑا کیا جائے تو تم لوگوں میں خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم (الناس) انصاف اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اتنے صاف صاف احکام قرآنی کے بعد کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے ان قرآنی آیات کا ترجمہ کر دیا ہے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ صاف صاف قرآن فرما رہا ہے کہ حکومت قانون کی ہے۔ قانون کی عدالت کے لئے جج مقرر کرنے، قانون کے پبلک میں رائج کرنے اور اس پر عملدرآمد کی نگہداشت کے لئے حکام مقرر کرنے سب پبلک کے ہاتھ میں ہے۔ پبلک کا فرض ہے کہ وہ اپنی ان امانتوں کو اپنے میں سے ایسے لوگوں کے سپرد کر دے جو اس کے اہل اور اس کو سنبھالنے کے قابل ہوں۔ ان کی تعیناتی اور معزولی سب پبلک کے ہاتھ میں ہے۔

جن کے ذمہ یہ حکومت سپرد ہوتی ہے وہ اپنے کاموں میں شوریٰ کے پابند ہیں۔ اپنے طرز عمل کے قانون کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ایگزیکٹو یعنی انتظامی محکمہ جوڈیشل یعنی عدالتی محکمہ سے الگ ہے۔ انتظام کی غلطی کا فیصلہ عدالت یعنی قانون کرے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جمہوری حکومت اور کسے کہتے ہیں۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر جمہوریت ممکن نہیں۔ اسلام میں ملوکیت یا دوسرے لفظوں میں شخصی حکومت کی کوئی ہستی نہیں۔ کیا بانی اسلام اور آپ کے خلفائے راشدین کا طرز عمل اسی کے مطابق نہ تھا؟

قانون کے سامنے گردن جھکا دینے کی ایسی عجیب نظیر پیدا کر دی کہ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ آپ شاہنشاہ ظاہری باطنی دونوں تھے۔ آپ کے الفاظ آپ کی امت کے لئے قانون کا حکم رکھتے تھے۔ مگر آپ وفات سے پہلے اعلان فرماتے ہیں کہ اگر مجھ سے کسی کا کچھ دینا ہو یا کسی کو میرے ہاتھ سے کچھ تکلیف پہنچی ہو تو وہ آج مجھ سے معاوضہ لے لے۔ ایک شخص کو غلطی سے بلا ارادہ ایک کوڑا لگ گیا تھا وہ اس کے معاوضہ کے لئے آیا۔ آپ نے بلا تامل اپنی پشت برہنہ کر دی۔ کہ کوڑے کی ضرب لگا لے۔ یہ دردناک منظر کیوں دکھایا گیا۔ صرف اس واسطے کہ قانون کی اطاعت کے لئے خدا کا سب سے عظیم الشان نبی اور شہنشاہ ظاہر و باطن بھی بستر مرگ پر کوڑا کھانے کے لئے تیار ہے۔ اس کے بعد کسی اور مثال کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۳) شوریٰ کی عزت اس قدر مسلمانوں کے ذہن نشین کرائی گئی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ خود رسول کریم صلعم جو وحی الٰہی کے حکم کے نیچے کام کرتے تھے۔ حکومت کا کوئی امر بغیر شوریٰ کے سرانجام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ جنگ احد کے موقع پر جب آپ نے شوریٰ کیا اس وقت آپکی رائے مدینہ کے اندر رہ کر مقابلہ کرنے کی تھی۔ مگر چونکہ صحابہ کی کثرت رائے اس طرف تھی کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔ آپ نے کثرت رائے کی عزت کی۔ اور اپنی رائے کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ آپ کو رویا میں بعض تکالیف کے پیش آنے کا اشارہ بھی مل چکا تھا۔ آپ باہر نکل کر لڑتے ہیں۔ فتح ہو جاتی ہے۔ مگر پہاڑ کی پشت پر جو دستہ محافظت کے لئے تھا اس میں سے بعض لوگوں کی غلطی سے دشمن کو پشت پر سے آ پڑنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور اس اچانک حملہ سے فوج کا ایک حصہ پھٹ کر الگ ہو جاتا ہے۔ اور وہ مدینہ کی طرف بھاگ جاتا ہے مگر خود رسول کریم صلعم اور آپ کے صحابہ کبار میدان میں جمے رہتے ہیں۔ اس گھمسان کے رن میں حضور علیہ السلام کو بھی زخم آتے ہیں۔ صحابہ شہید بھی ہوتے تھے۔ زخمی بھی ہوتے ہیں۔ کفار حملے پر حملے کرتے ہیں۔ مگر آخر کار ناکام اور مایوس ہو کر میدان چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اس قدر تکلیف اٹھانے کے بعد جب خدا کی وحی نازل ہوتی ہے تو ان لوگوں کو جو میدان سے بھاگ گئے تھے۔ نہ صرف معافی ملتی ہے بلکہ رسولؐ کو حکم ہوتا ہے کہ فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔ انہیں معاف کرو۔ ان کے لئے مغفرت طلب کرو۔ اور حکومت کے کاموں میں ان سے مشورہ لو۔ غور کرو جن سے مشورہ لیا تھا۔ ان میں سے بہت میدان سے بھاگ تک آئے۔ اور جو کام ان کے مشورہ سے ہوا تھا اس میں سخت چشم زخم پہنچا۔ مگر ایسا ہے شوریٰ کو نہیں چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ اصول یہی صحیح ہے ممکن ہے ایک وقت مشورہ سے ایک امر طے ہو اور اس میں حسب منشا کامیابی نہ ہو۔ مگر اس سے اصول غلط نہیں ہو سکتا۔

(۴) خلفائے راشدین کے زمانہ میں تمام امور حکومت شوریٰ سے طے ہوتے تھے۔ بلکہ خلیفہ کے لئے جو پریزیڈنٹ کی حیثیت رکھتا تھا۔ صرف ایک ووٹ یعنی رائے تھی۔ حالانکہ پریزیڈنٹ کو آجکل دو ووٹ کا منصب دیا جاتا ہے۔ شوریٰ کے علاوہ خلیفہ کے احکام پر پبلک کا ایک ایک فرد اعتراض کرنے کا حق رکھتا تھا۔ اور بعض اوقات خلیفہ کو اپنا حکم واپس لینا پڑتا تھا۔ چنانچہ جب عمرؓ نے صحابہ کرام اور مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع میں یہ حکم دیا کہ بڑے مہر نہ باندھا کرو اور اس کی ایک حد مقرر کی۔ تو ایک بڑھیا نے اٹھ کر کہا کہ اے خطاب کے بیٹے خدا ہمیں دیتا ہے۔ اور تو ہم سے روکتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی وان ...... آتیتم احداھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً۔ اور اگر تم نے عورتوں میں سے کسی کو سونے کا ڈھیر بھی دیدیا ہو تو اس سے واپس کچھ مت لو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو سونے کا ڈھیر بھی مہر میں دینا جائز ہے اللہ اللہ ایک مجمع کثیر میں پبلک میں سے ایک بڑھیا اٹھ کر بادشاہ وقت کو للکار کر اس کے احکام کی غلطی کو بتاتی ہے۔ اور وہ حاکم وقت وہ شہنشاہ عرب و عجم شام و روم و مصر جب قانون الٰہی کو اس بڑھیا کے حق میں دیکھتا ہے تو فوراً سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔

انتقاد

پیغام اتحاد (حصہ اول)

اس کتاب کے مصنف مسٹر چیتن دت بی۔ اے ممبر انڈین نیشنل یونین کالج لاہور ہیں۔ گو اس کتاب کا اصل موضوع علم الالسنہ ہے۔ اور اس میں سنسکرت زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس کا بہت سا حصہ ایسی باتوں سے پر ہے جنہیں اصل موضوع سے کچھ تعلق نہیں۔ کہیں مصنف نے اپنے آپ کو "ہادی اتحاد" اور کہیں "ہادی برحق" یقین دلانے کی تدبیر کی ہے۔ اور کہیں ہندو قوم کی کمزوریوں اور خرابیوں کا ذکر کر کے اپنا ریفارمر ہونا ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ "شری سوامی دیانند کے بعد میں دوسرا آدمی ہوں جس کو ہندو قوم سے اتنا پیار ہے کہ جتنا سوامی دیانند جی مہاراج کو تھا" شاید اس پیار ہی کا نتیجہ ہے کہ باوجود غیر متعصب ہونے کا دعوےٰ کرنے کے آپ کے قلم سے کچھ ایسی باتیں بھی نکل گئی ہیں جو مسلمانوں کو بدنام کرنے والی ہیں۔ کہیں یہ لکھا ہے کہ جب ہندوستان میں اسلامی حکومت تھی تو ہندوؤں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا گیا۔ کہیں فسادات مالابار و ملتان وغیرہ کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد کی گئی ہے۔ ترکوں کے متعلق صرف یہی بات کہہ کر اکتفا کی ہے۔ کہ انہوں نے آرمینیا کی عیسائی عورتوں کی عصمت دری کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ آپ کو "فرقہ دارانہ مرض سے سخت نفرت ہے" آپ سنگٹھن کی وبا سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ یہی باعث ہے کہ نصف سے زیادہ کتاب سنگٹھنی مقاصد کے لئے وقف کر دی گئی ہے۔ ورنہ علم الالسنہ کی کتاب کو ایسی باتوں سے کیا علاقہ کہ ہندو پہلوان بنیں اور ہندو عورتیں اپنے پاس ریوالور رکھیں۔ اس میں شک نہیں کہ کسی مذہب کے بانی یا دیگر بزرگوں کا جہاں کہیں ذکر کیا ہے نہایت مودبانہ اور پر تعظیم الفاظ میں کیا ہے صرف ایک جگہ پر نامناسب الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ لیکن مصنف کا خیال صحیح نہیں کہ آنحضرتؐ کی دعوت محض اہل عرب تک محدود تھی۔ حضورؐ کا مشن عالمگیر تھا۔ مصنف کو مذہب کے بارہ میں بعض نئی صداقتیں دریافت کرنے کا بھی دعوےٰ ہے۔ لیکن ان صداقتوں کی جو فہرست پیش کی گئی ہے اس میں ہمیں کوئی بھی نئی بات نظر نہیں آتی۔ وہ سب کی سب اسلام میں پہلے سے موجود ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ہم انہیں یہ سب صداقتیں اسلام میں دکھا سکتے ہیں۔ ہاں اگر انہیں "اس زمانہ کے ہادی" بننے کا شوق ہو تو یہ الگ امر ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے جو ایک نئی صداقت دریافت کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ "خدا تمام قوموں کا یکساں خدا ہے" حالانکہ قرآن کریم آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے "الحمد للہ رب العالمین" کہہ کر اس صداقت کا اعلان کر چکا ہے۔

سنسکرت کو جو ام الالسنہ قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہم سنسکرت سے ...... واقف نہیں۔ اس کے متعلق مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت عنقریب اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔ کتاب تبصرہ کے لئے انہیں دے دی گئی ہے۔

چونکہ مصنف نے کتاب کے شروع میں اپنے آپ کو مذہبی و قومی تعصبات سے بالاتر قرار دیا ہے۔ اور اشاعت کتاب کی غرض و غایت ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا بتائی ہے۔ اس لئے ہم یہ تو نہیں کہتے کہ انہوں نے وہ غلط باتیں جو مسلمانوں کے خلاف ہیں اور جن سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے عمداً اور بارادہ لکھی ہیں۔ ممکن ہے سہواً لکھی گئی ہوں۔ ہاں مصنف سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ اڈیشن میں ایسی باتیں حذف کر دیں گے۔ اور "پیغام اتحاد" کو حقیقی معنوں میں پیغام اتحاد بنائیں گے۔

کاغذ، لکھائی، چھپائی، اچھی ہے۔ جلد نہایت نفیس ہے جس پر سنہری حروف میں کتاب اور مصنف کا نام لکھا ہے قیمت صرف ۱عہ ایک روپیہ چار آنے۔ مصنف کے علاوہ شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور سے بھی مل سکتی ہے۔

حقایق الاناجیل

عیسائیوں نے "حقایق قرآن" کے نام سے ایک مختصر سا ٹریکٹ شایع کیا تھا جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی کہ حضرت یسوع مسیح آنحضرت صلعم سے افضل ہیں۔ اس کے جواب میں منشی کرم بخش صاحب احمدی نے جو یونانی زبان سے بھی واقف ہیں "حقایق الاناجیل" کے نام سے ۴۰ صفحے کا ایک رسالہ شایع کیا ہے جس کے شروع میں مصنف نے اناجیل کے مستند حوالجات سے آنحضرت صلعم کو موعود روح حق ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت یسوع مسیح کے استدلال کی قلعی کھولی ہے۔ جو اناجیل میں ظاہر ہوتا ہے۔ رسالہ کے آخر میں تحریف اناجیل کے ثبوت میں ان الفاظ و عبارات کی فہرست پیش کی گئی ہے۔ جو ۱۸۵۰ء کے نسخہ جات میں موجود مگر ۱۹۲۷ء کے نسخہ جات سے مفقود ہیں۔ جن لوگوں کو عیسائیوں سے مناظرانہ بات چیت کرنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ ان کو یہ رسالہ ضرور منگوانا چاہئیے۔ قیمت صرف ۲ر۔ منشی کرم بخش احمدی حسن ابدال ضلع کیمبل پور سے طلب فرمائیے۔

حکمت کے موتی

۲۰ صفحے کا ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ جس کے شروع میں چند نامور شعرا کے اشعار اور حفظان صحت کے چند اصول اور بعض حکیمانہ اقوال درج کئے گئے ہیں۔ ۱۹۲۷ء کا کلنڈر بھی موجود ہے۔ کہیں کہیں ادویات کے اشتہار بھی ملتے ہیں ایس برادرس۔ چیمبرلین روڈ لاہور سے مفت طلب فرمائیے۔

احمدیہ بستی

۱۷ نومبر ۱۹۲۶ء کے اخبار پیغام صلح میں میں احباب کو اطلاع دے چکا ہوں کہ سب کمیٹی تعمیر احمدیہ بستی نے پہلی قرعہ اندازی کی اور قرعہ ڈاکٹر سید جلال صاحب ریٹائرڈ سب اسسٹنٹ سرجن کے نام کا نکلا۔ چونکہ جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور بستی میں جلد مکان بنانے کا ارادہ کر رہے تھے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے اپنی باری ہیڈ ماسٹر صاحب کو دے دی ہے۔ اور جب ہیڈ ماسٹر صاحب کے نام کا قرعہ نکلے گا تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیدیں گے۔ سب کمیٹی نے اس تبادلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اسی ہفتے دوسری قرعہ اندازی بھی کی گئی۔ یہ قرعہ خاکسار کے نام نکلا ہے۔ ارادہ ہے کہ ان دونوں مکانوں کی تعمیر جلدی شروع کی جائے۔ انشاء اللہ جنوری آئندہ میں ہر دو مکانات بننا شروع ہو جائیں گے۔ ہم دونوں کا ارادہ ہے کہ مکان تیار ہونے پر ہم اس جگہ جا رہیں گے۔ ہمارے مکانات تیار ہونے پر ایک دو کمیٹیاں اور نکل آئیں گی۔ اور مکان بننا اور شروع ہو جائیں گے۔ اس طرح انشاء اللہ ہر سال پانچ چھ مکانات تیار ہو جایا کریں گے۔ جناب ڈاکٹر سید حسین شاہ صاحب کا ارادہ بھی باہر مکان بنانے کا ہے۔ چنانچہ آپ کمیٹی میں داخل ہیں اور ۱۰ ماہوار دیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر نے بھی بستی میں زمین لی ہے اور کمیٹی میں بھی شامل ہیں۔ باقی احباب جنہوں نے بستی میں زمین خریدی ہے۔ مگر کسی وجہ سے اب تک کمیٹی میں شامل نہیں ہوئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جو صاحب یکدم مکان پر اس قدر روپیہ خرچ نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے یہ بہت عمدہ موقع ہے۔ خود بخود انسان رقم جمع نہیں کر سکتا۔ لیکن جب اس قسم کی کمیٹیوں میں شامل ہو جائے تو مجبوراً ایک مقررہ رقم ہر ماہ پس انداز کرنی پڑتی ہے۔ جو چار پانچ سال میں ایک کافی رقم بن جاتی ہے۔ اور جب قرعہ نکل آئے تو قبل از وقت انسان ایک معقول رقم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جو بعد میں رفتہ رفتہ ادا ہوتی رہتی ہے۔

خاکسار رفیق اللہ

سکرٹری سب کمیٹی تعمیر احمدیہ بستی۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ترکی زباندان

اگر ہمارے احباب میں سے یا ان کا کوئی دوست ترکی زبان اچھی طرح جانتا ہو اور ترکی سے اردو اور اردو سے ترکی ترجمہ کر سکتا ہو۔ تو مجھے جلد اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔ ان سے کچھ خدمت اسلام کا کام لیا جائے گا۔

خاکسار

اسسٹنٹ سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہندوستان

لارڈ لٹن کی جگہ صوبہ بنگال کے آئندہ گورنر سر ایف۔ ایس جیکسن مقرر ہوئے ہیں۔ اور آپ ۲۵ مارچ کو مارسیلز سے پی اینڈ او کمپنی کے جہاز راجپوتانہ میں ہندوستان روانہ ہوں گے۔

کلکتہ کے دو مسلم حلقوں (بنگال کونسل) میں سر عبدالرحیم رہنمائے "مسلم پارٹی" اور مسٹر ایس، ایچ سہروردی نائب صدر بلدیہ کلکتہ کامیاب ہوئے ہیں ایک امیدوار دونوں حلقوں میں ناکام رہا۔ اور ایک میں اس کی ضمانت بھی ضبط ہو گئی۔

۲۳ نومبر کو لاہور کے مسلم مضافاتی حلقہ کا انتخاب تھا۔ ایک طرف علامہ اقبال تھے اور دوسری طرف ملک محمد دین صاحب۔ خیال کیا جاتا ہے کہ علامہ اقبال کامیاب ہوں گے۔

صوبہ متوسط کی کونسل کے انتخابات پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں اکثریت سوراجی ارکان کی ہے۔

مولوی سبحان اللہ صاحب رئیس گورکھپور نے اپنی نادر و نایاب قلمی کتب کا ذخیرہ جسکی مجموعی قیمت کا اندازہ ۲ لاکھ لگایا جاتا ہے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی لٹن لائبریری کو عطا فرمانے کا کانووکیشن میں اعلان کیا ہے۔

"رنگیلا رسول" کا مقدمہ ۲۵ نومبر کو مسٹر نیلیوس مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں ہوا۔ پنڈت دھرم بھکشو کی شہادت ہوئی آئندہ پیشی ۱۱ دسمبر کو ہو گی۔

امریکن پہلوان مسٹر زبسکو لاہور آگئے ہیں۔ اور گاما پہلوان سے کشتی لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ امریکہ کا سب سے بڑا پہلوان فرینک جیمسن بھی ساتھ آیا ہے۔ اور ہندوستان کے ہر پہلوان سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہے۔

لاہور ۲۶ نومبر۔ پچھلے دنوں خدام الحرمین کا جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس سے ایک سرکاری افسر دھکے دے کر باہر نکال دیا گیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس فعل کے ذمہ دار حبیب شاہ صاحب مالک اخبار سیاست اور ان کے بھائی عنایت شاہ صاحب تھے۔ کل دن کے ۲ بجے ہر دو صاحبان کو اس علت میں گرفتار کر لیا گیا کہ وہ ایک سرکاری افسر سے اس کے فرائض مفوضہ کی انجام دہی کے اثنا میں مزاحم ہوئے۔ بعد میں پولیس نے انہیں ضمانت پر رہا کر دیا۔ مقدمہ کی سماعت ۲ دسمبر کو ہو گی۔

حکومت ہند کے محکمہ مالیات نے حسب ذیل اعلان کیا ہے۔

انڈین کرنسی اور مالیات کے متعلق جو شاہی کمیشن مقرر کیا گیا تھا اس کی رودا پر غور و خوض کرنے کے بعد وزیر ہند با اجلاس کونسل حکومت ہند کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اس بات کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ کہ کمیشن کی تمام سفارشیں منظور کر لیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تفصیلات پر ضروری غور و خوض کیا جائے گا۔ ان سفارشوں کے متعلق ضروری مسودہ قانون مجلس وضع قوانین ہند کے آئندہ اجلاس دہلی میں پیش کیا جائے گا۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی غربا کے لئے میونسپل کمیٹی کی طرف سے کمبلوں کی تقسیم کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے میونسپل کمیٹی دہلی نے ۵۰ ہزار روپے منظور کئے ہیں۔

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ارل ونٹرٹن نائب وزیر ہند پرائیویٹ اور غیر سرکاری طور پر تھوڑے عرصہ کے لئے ہندوستان آئیں گے۔ جب پارلیمنٹ کا نیا اجلاس شروع ہو گا تو لندن واپس پہنچ جائیں گے۔ جیسا کہ ۱۹۲۲ء میں دستور ہوا تھا۔ لارڈ ونٹرٹن اس مرتبہ بھی اپنی سیاحت کی غیر سرکاری حیثیت کی وجہ سے نمائندگان جماعت و وفود سے ملاقات نہ کر سکیں گے اور نہ کوئی عام تقریر ہی کرینگے۔

مسلمانوں کی مالی حالت کی درستی کے لئے سودمند کانفرنس کا پہلا اجلاس آخر ہفتہ دسمبر میں بمقام دہلی عربک سکول اجمیری دروازہ میں بصدارت خواجہ حسن نظامی صاحب سجادہ نشین حضرت محبوب الٰہی نظام الدین منعقد ہو گا۔ جسکی تاریخ ۲۵ اور ۳۰ دسمبر کے درمیان ہو گی تاریخ مقررہ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے مہمان خانہ میں ہو گا۔ کھانے کی معمولی قیمت مہمان ادا کریں گے۔ جو اصحاب شرکت کا ارادہ فرمائیں وہ محمد عظمت اللہ صاحب وکیل۔ آنریری سکرٹری استقبالیہ کمیٹی آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس فتحپوری دہلی کو مطلع فرمائیں اور سودمند کانفرنس میں پیش ہونے کے لئے تجاویز سکرٹری صاحب

ممالک خارجہ

المصر یاست ناقل ہے کہ سابق شاہ حجاز امیر علی یمن جا رہے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے یمن جانے سے بہت سی صورتوں کا امکان ہے بالخصوص اس حالت میں کہ شاہ فیصل بھی ابھی یمن ہو کر واپس آئے ہیں۔

لندن ۲۸ نومبر دارالامرا میں لارڈ برکن ہیڈ نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر ضرورت تصور کی گئی تو دارالامرا کو انڈین کرنسی کمیشن کی رپورٹ پر اظہار خیالات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ آپ نے صدر ارکان کی کوششوں کی تعریف کی۔

ترک کسی آئندہ والی جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں محفوظ فوج کے بیس دستے بھرتی کرنے کے احکام صادر ہوئے ہیں۔

ترکی میں ایک یونانی جاسوس یوسف ابراہی نامی پکڑا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ اس سے قلعہ اور محفوظ مقامات کا نقشہ اور ترکی لشکر کی تعداد بھی لکھی تھی۔

ایک انگریز ڈاکٹر مسٹر سالومن نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے جو بیدار مریضوں کو سلا دیتی ہے یہ کل برقی طاقت سے چلتی ہے

مکہ سے مدینہ تک موٹروں کا بندوبست ہو گیا ہے سولہ گھنٹہ میں موٹر پہنچ جاتی ہے۔ راستہ میں ایک روز قیام رہتا ہے۔ کرایہ فی کس دس پونڈ مقرر کیا گیا ہے جس کے موجودہ نرخ تبادلہ سے تخمیناً ۱۴۰ روپے ہوتے ہیں۔

حکومت حجاز نے باہر سے ماہرین تعلیم کو طلب کیا ہے تاکہ وہ ملک میں تعلیم کو ترقی دیں۔ ۳۰ ماہرین تعلیم بیروت سے حجاز روانہ ہونے کے لئے تیار ہیں۔ صرف یہ انتظار ہے کہ حکومت ان کے مطالبہ کے موافق ان کی تنخواہ اور معاوضہ مقرر کر دے۔

قسطنطنیہ ۲۲ نومبر۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے سر جارج کلارک برطانوی سفیر کو شرف باریابی بخشتے ہوئے وعدہ فرمایا کہ میں ذاتی طور پر اپنی حکومت کو انگلستان و ترکی کے دوستانہ تعلقات بڑھانے میں مدد دونگا۔

روس کے وزیر خارجہ نے ایک ملاقات کے دوران میں ترکی وزیر خارجہ توفیق رشدی بے کی ملاقات اوڈیسہ کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ سوویٹ حکومت اور ترکی کے درمیان ایسی مکمل مفاہمت ہو گئی ہے کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی آپ نے کہا کہ ہم جمعیۃ اتحاد ایشیا یا اسی قسم کی کوئی اور لیگ بنانے کے آرزو مند نہیں اور نہ ہم نے کسی تیسرے فریق کے خلاف معاہدات طے کئے ہیں۔

انگریزی ترجمۃ القرآن یا اردو تفسیر موسوم بیان القرآن

قیمت صہ مفت قیمت صہ

لیجئے صرف دس خریدار پیغام صلح کو ہم پہنچا دیجئے۔ اس نادر موقع کو ضایع نہ کیجئے

مینیجر پیغام صلح لاہور

بیان القرآن یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم

مرتبہ

علامہ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی لاہور

(۱) یہ بے نظیر تفسیر تین جلدوں میں شایع ہوئی ہے
(۲) ہر جلد کی ضخامت ۲۲×۲۹ تقطیع کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے۔
(۳) ہر جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔
(۴) ہر ایک صفحہ کے شروع میں متن نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط بین السطور ترجمہ نیچے تفسیر
(۵) کاغذ نہایت اعلےٰ جلد نہایت خوبصورت پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغرے
(۶) اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا کیا جائے۔

ہدیہ

کپڑے کی جلد

جلد اول لعہ جلد دوم مے جلد سوم لعہ
مکمل ہر سہ جلد صہ

چمڑے کی جلد

جلد اول لعہ جلد دوم عہ جلد سوم لعہ
مکمل ہر سہ جلد ہے

محصولڈاک

ہر ایک جلد کا عہ اور مکمل کا عہ
بیاہ شادیوں اور دوسرے موقعوں پر تحائف کے لئے خاص جلد۔ مکمل ہر سہ حصہ صہ

نوٹ

ہندوستان کے موقر اخبارات و رسائل نے بہترین رائے کا اظہار کیا ہے۔ مزید مطالعہ فرمایئے۔

اس کے علاوہ

بیش بہا اسلامی خزانہ بزبان اردو

سیرۃ خیر البشر مجلد عہ۔ تاریخ خلافت راشدہ مجلد عہ۔ مقام حدیث عہ۔ صحیح بخاری کا پہلا پارہ عہ۔ سلسلہ تصنیفات جلد اول مجلد عہ۔ جلد دوم مجلد ۔ جلد سوم مجلد ۔ جلد چہارم مجلد ۔ جلد پنجم مجلد ۔ ششم مجلد لعہ۔ مسئلہ تقدیر عہ۔ تعلیم الاسلام ۔ ملفوظات اولیائے امت ۔ حقیقۃ المسیح ۔ حدوث مادہ ۔ آیت اللہ ۔

(نوٹ) کتب مندرجہ بالا بڑے بڑے شہروں کے کتب فروشوں سے بھی مل سکتی ہیں علاوہ ازیں ہر قسم کی تبلیغ و اشاعت کی کتب، عربی، فارسی، اردو، انگریزی قرآن مجید اردو و انگریزی و حمائل شریف ہر قسم مترجمہ و معرا ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں۔ **مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور**

پیغام اتحاد حصہ اول

ایک نہایت عجیب نادر اور حیرت انگیز علمی، اخلاقی، سوشیل، اور صوفیانہ کتاب ہے۔ ابھی چھپی ہے

قوموں کا اتحاد و اتفاق زبان کے ایک ہونے پر قائم، نیک کاموں کے لئے کتاب وقف، نہایت عجیب لسانی تحقیقات جس بات کے معلوم کرنے میں یورپ کے ماہرین زبان و محققین علم الالسنہ قاصر تھے۔ اس کو ثابت کر دیا گیا ہے۔ دنیا بھر کے علما و فضلا کو دعوت چیلنج، قدیم زبان سنسکرت کو نہ صرف انڈو یورپین زبانوں کا منبع بلکہ تمام عبرانی عربی زبانوں کا بھی ماخذ ثابت کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ فقط علمی و اخلاقی اسرار کا خزینہ ہے بلکہ سوشیل امور و روحانی رموز کا بھی گنجینہ ہے ایک غیر مسلم کے قلم سے لکھی ہوئی کتاب اگر ایک لفظ بھی پاک رسولؐ کی شان کے خلاف نکال کر دکھا دیں تو فوراً ایک ہزار کتاب آگ کی نذر کر دی جائے گی یہ کتاب حقیقت میں جناب آنریبل آپ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم (قربان ہو جاؤں میں ان کے پاک قدموں پر) کے پیغام صلح کی جزوی تکمیل ضرور ہے اگرچہ صداقت و حقیقت کا بے باکانہ اظہار کر دیا گیا ہے اگر کوئی عالم میری لسانی تحقیقات کو غلط ثابت کر دے تو کتاب کی اشاعت قطعی بند سنہری جلد قیمت صرف عہ۔ ایک ہندوستانی بھائی کی حوصلہ افزائی مناسب ہے۔ دوسرا حصہ اور زیادہ دلچسپ ہوگا۔ ایک کلمہ بھی پاک شخصیتوں کی شان کے خلاف نہیں۔ منگانے کا پتہ

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔ (۲) میسرز عطر چند کپور انارکلی لاہور (۳) منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

المشتہر: ... ممبر انڈین سٹاف حنیفہ کالج لاہور

تین کلرکوں کی ضرورت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اپنے مرکزی دفاتر میں کام کرنے والے کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جو قابل ہوشیار اور محنتی ہوں اور اردو و انگریزی میں خوشخط ہوں تجربہ کار درخواست کنندگان کو ترجیح دی جائے گی تنخواہ حسب لیاقت تیس روپے سے پچاس روپے تک ہوگی درخواستیں معہ نقول اسناد و چال چلن ۸ دسمبر ۱۹۲۶ء تک پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ظہور احمد
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

لدیانہ کے مشہور تحفے

دری بستر پورے پلنگ کی رنگدار ۲½×۱½ گز فی جوڑہ سوا چار روپے پھولدار دری جوڑہ چار روپے بارہ آنے۔ ریشمی ازار بند مختلف رنگ فی درجن تین روپے آٹھ آنے ریشمی رومال ۲۷×۲۷ انچ فی درجن چھ روپے ریشمی مشہدی لنگی رنگ سیاہ یا سلیٹی چھ گز ساڑھے چار روپے سات گز سوا پانچ روپے۔ کلاہ پشاوری زر دار چار روپے۔ غالیچہ نما جائے نماز فی عدد دو روپے۔ ریشمی صافہ لٹری منبردار چھ گز پانچ روپے چار آنے۔ فہرست کارخانہ مفت۔

المشتہر

حبیب سیٹھ اینڈ کمپنی لدیانہ شہر

معجون مقوی

یہ معجون خاص طور سے موسم سرما کے لئے تیار کی گئی ہے کیونکہ ہمیشہ سے اس موسم میں معجون مقوی کثرت کے ساتھ فروخت ہوتی ہے مقامی حضرات ہی اس معجون کی خرید و فروخت سے فرصت نہیں لینے دیتے لیکن پھر بھی رفاہ عام کی غرض سے مشتہر کی جاتی ہے اس معجون مرکب میں جو جو صفات ہیں ان کو پورے طور سے تحریر کرنے میں تہذیب مانع ہے۔ علاوہ اور اعضائے رئیسہ کے دل دماغ پر بھی اس کا خاص اثر پڑتا ہے۔ کام کاج کی تکان مطلق محسوس نہیں ہوتی۔ بھوک چند یوم کے استعمال سے دو چند ہو جاتی ہے۔ گھی، دودھ مرغن اغذیہ جس قدر چاہیں ہضم کر سکتے ہیں۔ اس کے استعمال سے جسم میں طاقت اس قدر پیدا ہوتی ہے کہ لاغر و کمزور و پژمردہ چہرہ چند یوم میں مثل کندن دمکنے لگتا ہے اس کے استعمال کا زمانہ صرف سردی ہی کا موسم ہے ناظرین اخبار ایک مرتبہ منگا کر ضرور تجربہ کریں۔ قیمت فی تولہ عمر

المشتہر مینیجر محمودی دواخانہ بجنور (یوپی)

کلاہ پشاوری زر دار

کلاہ پشاوری بیش گول نہایت شکل سے ریشمی رومال مختلف رنگوں کے فی درجن تین روپے ... ریشمی مشہدی لنگی رنگ سیاہ ... نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ ... اعلیٰ درجہ کا ... کمبل خالص اونی گرم قیمت فی کمبل دس روپے جلدی منگوائیں

ملنے کا پتہ منیجر سودیشی کھدر بھنڈار کمپنی لودیانہ (پنجاب)

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دین خدا یہی ہے

وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے

دنیا کی سب دکانیں ہم نے ہیں دیکھی بھالی
آخر ہوا یہ ثابت دار الشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آب بقا یہی ہے

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

بزم احباب

تتمہ خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب لاہور

فرانس

چودھری محمد اقبال صاحب مارسلیز (فرانس) سے لکھتے ہیں کہ میرے یہاں آجانے کے باعث آپکے خط و اخبارات نہیں ملے۔ شاید دو چار روز میں میرے دوست یہاں بھیج دیں۔ میں چند روز کے لئے یہاں آیا ہوں۔ شاید دو ہفتے اور ٹھیروں اس کے بعد اٹلی چلا جاؤنگا۔ فرانس رہنے کے لئے عمدہ جگہ ہے سستی بھی ہے اور لوگ بھی اچھے ہیں۔ اگر زبان آتی ہو تو۔ مگر میں بول نہیں سکتا۔ گو سمجھ لیتا ہوں اور پڑھ لیتا ہوں۔

یہاں مسلمان عرب بھی ہیں۔ نشانی صرف ترکی ٹوپی ہے۔ اور یہی ان کا اسلام ہے۔ زبان ان کی عربی ہے مگر قرآن یا نماز شاید عمر بھر کبھی نہ پڑھی۔ ایک دن مجھے ایک عرب ملا۔ میں نے اسے السلام علیکم کہا۔ وہ حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ میں نے اسے کہا کہ میں بھی مسلمان ہوں۔ مگر اسے یقین کیسے آتا۔ میرے سر پر یورپین ٹوپی۔ اور وہ مسلمان صرف اسے جانتے ہیں جس کے سر پر ترکی ٹوپی ہو۔ خواہ اس کے کناروں پر ڈیڑھ ڈیڑھ بالشت میل پھیلی ہوا ہو۔ اللہ اللہ! جس اسلام نے فراخدلی اور ظاہری و باطنی پاکیزگی سکھا کر قوموں کی قوموں کے تعفن و گند دور کر دیئے۔ وہ آج ان گندہ ناتراش نام نہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے یوں ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ جب خود اسلام کے نام لیواؤں کی ظاہری اور اخلاقی حالت ایسی گندی ہو تو اغیار کے نزدیک اسلام کی کیا عزت ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ جب کوئی یورپین قوم کسی ملک پر دانت رکھتی ہے تو اس ملک کی اقوام کی گری ہوئی حالت کو دنیا میں بذریعہ سینما و دیگر ذرایع سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ گویا وہ انسان ہی نہیں۔ اور حقیقت بھی یونہی ہے۔ انسان صرف دو ہاتھ، دو پاؤں، ایک سر، ایک ناک دو آنکھوں اور گوشت کے چند دوسرے ٹکڑوں کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ انسان کی تعریف اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں فرما دی ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور اسی کے مطابق میں تو انسان کی یہ تعریف کرتا ہوں جو دنیا کے ساتھ ساتھ چلے۔ اور جیسا کہ اسلام

ہر زمانہ ہر ملک اور ہر قوم کیلئے ہے ایسا ہی مسلمان کو ہونا چاہیئے کہ زمانہ کے ساتھ ساتھ ترقیات کرتا جائے۔ جو مسلمان آج سے کوئی سو سال پہلے کی حالت پر چلنا چاہتا ہے۔ وہ حقیقی معنے میں مسلمان نہیں۔ دنیا کئی سو سال آگے بڑھ گئی ہے۔ اور ہر لحظہ دینی و دنیاوی علوم کے انبار نکالے جا رہی ہے۔ جسے کوئی انسانی طاقت پیچھے نہیں لے جا سکتی۔ مہاتما گاندھی صاحب ہندوستان کو کئی ہزار سال پیچھے لیجانا چاہتے تھے ناچار انہیں گوشہ تنہائی میں جانا پڑا۔ اسی طرح جو شخص قانون قدرت سے لڑائی کی ٹھانے گا۔ یقیناً ناکام رہے گا۔ مسلمانوں نے ایک عرصہ تک قانون قدرت یعنی حقیقی اسلام کو پیش نظر رکھا۔ اور اسی کے مطابق عمل کرتے رہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کے نام تاریخ دنیا میں سنہری حروف سے لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ لیکن جب سے انہوں نے قانون الٰہی سے روگردانی شروع کی ہر جگہ ان کا قدم پیچھے ہٹتا گیا۔ یہاں تک کہ اب قریبا ہر جگہ غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور جو لوگ قانون قدرت کی پیروی کر رہے ہیں۔ انہیں مادہ پرست اور کیا کچھ کہتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ روحانیت صرف مسجد یا تکیہ کے گوشہ میں بیٹھ کر چلہ کشی کرنے یا ہائے ہو کرنے کا نام نہیں۔ جہاں بیٹھکر اپنے قیمتی وقت کا بیدردی سے خون کیا جاتا ہے۔ اور خدمت بنی نوع سے پہلو تہی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے ایسی رہبانیت کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اور ہمارے سامنے حضرت نبی کریمؐ اور آپ کے صحابہؓ کا عملی روحانی نمونہ موجود ہے۔ انہوں نے کبھی ایسی رہبانیت اختیار نہیں کی۔ جو ہمارے ملاں یا پیر لوگ ناواقف مسلمانوں کو بتلاتے ہیں۔

ایک واقعہ یاد آگیا۔ ہم مسجد احمدیہ میں بیٹھے مولانا احمد صاحب سے حدیث کا سبق لے رہے تھے۔ کہ ذکر چل پڑا کہ مومن بڑی طاقت رکھتا ہے۔ اور سو کا فروں پر بھاری ہوتا ہے۔ بھاری کا مطلب وزن میں بھاری نہیں، مکرم مولوی محمد یعقوب خان صاحب بول اٹھے کہ اگر ایک مومن کو جسکی ہڈیاں بسبب زہد و اتقا و روزہ و چلہ کشی کے نظر آرہی ہوں۔ کیکر سنگھ کے مقابلہ پر لایا جائے تو عجیب تماشہ ہو۔ مومن کی تعریف اگر کوئی شخص جاننا چاہے تو حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت خالدؓ، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور ایسے ہی لوگوں کی سوانح عمریاں پڑھے۔ حقیقی مومن وہ ہے جو ہر طرح اپنا دفاع کر سکے اور چاروں طرف سے جو کنا رہے۔ تلوار کا مقابلہ تلوار سے۔ توپ کا توپ سے ہوائی جہاز کا ہوائی جہاز سے۔ گیس کا گیس سے۔ بم کا بم سے۔ فلسفہ کا فلسفہ سے اور دلیل و براہین کا دلیل و براہین سے مقابلہ کر سکے۔ جب سے لوگوں نے اپنے من گھڑت چلے اور گوشہ نشینی شروع کی ہے مسلمانوں

میں سے شجاعت، مردانگی، اولوالعزمی، بلند حوصلگی۔ اور خدمت خلق کی صفات غائب ہو گئی ہیں۔ ہر نئی چیز اور نئی دریافت اور نئے علم کو انہوں نے بدعت قرار دے دیا۔ اور اس طرح گمراہ کن مسلمان پیشواؤں نے مسلمانوں کی ترقی روک دی۔ کیا کوئی سچا مسلمان اس بات کا وہم بھی کر سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم نے زمانہ کی ترقیات کے حصول سے اپنے پیرؤوں کو منع کر دیا تھا۔ اگر کسی کا یہ خیال ہو تو پھر اس کا اسلام نجد و حجاز یا افغانستان کے ریگستانوں اور پہاڑوں ہی میں قائم رہ سکتا ہے۔

بعض مسلمان پیشواؤں میں یہ غلط خیال جاری ہے کہ کسی چیز کو ایذا اور کسی شخص کو تکلیف نہ دینی چاہیے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ قانون قدرت اس کے خلاف ہے۔ ایک چیز کی تکلیف اور نیستی دوسری چیز کے آرام اور ہستی کا موجب ہے ایک شخص یا قوم تبھی ترقی کر سکتی ہے جب وہ دوسروں کو نیست کرکے اپنے اندر جذب کر لے۔ ایک مذہب تبھی ترقی کر سکتا ہے جب وہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو داخل کرکے انکی ہستی مٹا دے۔ یا کمزور کر دے۔ اس لئے مسلمان رہنمایان قوم خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی جب تک اس قانون قدرت کی پابندی نہ کریں گے ان کی کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ ہندوؤں نے اس راز کو پا لیا ہے۔ اس لئے ان میں سے ہر ایک اپنی قوم کے لئے جائز و ناجائز ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ دوسری اقوام ان کے مقابل کمزور نظر آئیں۔ اس تحریر کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان خدانخواستہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ پر ڈنڈا بازی شروع کر دیں۔ یا اور کسی قسم کے ناجائز ذرائع کا استعمال کریں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اسلام کو سچا مذہب اور ساری دنیا کے لئے عالمگیر سمجھتے ہیں۔ تو اس کی اشاعت کیوں نہیں کرتے۔ اگر وہ اس کی اشاعت باوجود اسلام کی سچائی کا علم ہونے کے نہیں کرتے تو وہ بزدل اور نامرد ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ جس بات کو وہ حق سمجھتے ہیں۔ اسے نہایت عقلمندی اور دانائی سے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور اس کے سامنے سے ہر قسم کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

رویٹر صاحب نے ہندوستان میں یہ خبر تو پہنچا دی ہوگی۔ کہ ایطالیہ مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے بے چین ہے اور وہ مات ذن عرب کے جاہل و وحشی بدوؤں کے حال پر نوحہ کناں ہے۔ بیچارے مسولینی کو راتوں نیند نہیں آتی کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ عرب قوم سخت جاہل ہے۔ ان میں تہذیب پھیلانا عین انسانیت ہے۔ چنانچہ اسی ہمدردی کو دل میں لئے ہوئے اس نے امام یحییٰ والی یمن سے ایک عہدنامہ کیا ہے کہ ایطالیہ یمن کے تمام تیل کے چشمے، کانیں اور دیگر معدنیت و نباتات و حیوانات یعنی عربوں کے لئے نکال باہر کرے گا۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو یمن کی حفاظت کے لئے ایطالوی ہوائی جہاز، جنگی بیڑا خون و پانی ایک کر دے گا۔ اور امام یمن کو ہز میجسٹی کے عالی لقب سے یاد کرے گا۔ (اخبار سیاست والوں کی امید بر آئی کہ نجدیوں کے مقابلہ کے لئے جو انگریزوں کے پٹھو ہیں۔ یمنی عرب ایطالیہ کے پٹھو تیار ہو گئے افغانستان اور ایران سے مدد لینے کی ضرورت نہ رہی۔ اس لئے ان کا دفد بجائے کابل جانے کے روما جا کر مسولینی کا شکریہ ادا کرے۔ پ۔ ص)

خدا جانے یمن میں تہذیب پھیلانے کے لئے اور کیا کیا شرائط طے ہوئیں ممکن ہے چند سال کے اندر ان کا ظہور ہو جائے۔ قبہ پرست ضرور اس عہدنامہ سے بہت خوش ہونگے۔ اور ان کی موجودہ اور آئندہ نسلیں سولینی کو دعائے خیر سے یاد کریں گی۔ کہ جسے کا فر وہابیوں کو سزا دینے کے لئے اللہ میاں نے کھڑا کر دیا۔ اس لئے یہ جنگ ضرور ہوگی خواہ چند سال بعد ہو۔ اٹلی بحیرہ قلزم کے مغربی کنارہ پر پہلے ہی قابض ہے اور اب اس کا دانت اس کے مشرقی کنارہ یعنی یمن پر ہے۔ اس کے علاقہ سے جہاز چند گھنٹے میں عدیدہ پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر انگریزوں سے اٹلی کی بنی رہی تو یمن پر قبضہ کر لینا اس کے لئے کچھ دشوار نہیں۔ جو قوم اقتصادی طور پر اس کی غلام بن گئی اس کا سیاسی طور سے آزاد رہنا مشکل ہے۔ یورپ کی سیاسی بساط پر یہ چالیں چلی جا رہی ہیں۔ لیکن مسلمان نجدیت اور قبہ پرستی کی حمایت میں آپس میں جوتم پیزار کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو آپس کی خونریزیوں اور جھگڑے فساد میں وقت ضایع کرتے رہنا ہے اور دوسری اقوام کو ان سے رہی سہی پونجی بھی کھینچ گھسیٹ کر لیجانی ہے۔ نہ معلوم انہیں کب عقل آئے گی۔ مجھے یہاں چھ سات ہزار میل دور بیٹھے انکی آپس کی جوتم پیزار کی آواز آ رہی ہے۔ میں مولوی ظفر علی خان صاحب اور حبیب صاحب کو عقلمند سمجھتا تھا۔ اور انہیں شیعہ، سنی، قبہ پرستی، نجد پرستی سے باہر سمجھتا تھا۔ "مرزائیوں" کے خلاف تو دونوں صاحبان ہمیشہ

اور اسلامی ہمدردی کا پول کھول دیا۔ جیسے ہر دو سے نیاز حاصل ہے وہ شاید مجھے نہ بھولے ہوں گے۔ خصوصاً اول الذکر تو مجھے فراموش کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے۔ اس لئے مجھے ان ہر دو صاحبان سے عرض کرنے کی جرات ہوئی ہے۔ کہ خدا کے لئے وہ اس جوتم پیزار کو بند کر دیں۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی حالت پر رحم کریں۔ ان کی ان حرکات سے نہ نجدیوں کو فائدہ ہے اور نہ حجازیوں کو ملکہ الٹا مسلمانان ہند میں باہمی تفرقہ اور فساد بڑھے گا۔ اور برائے نام اتحاد بھی مفقود ہو جائے گا۔ وہ آئندہ کی فکر کریں۔ اور چاروں طرف عالم اسلام پر عمیق کی نگاہ ڈالیں کہ وہ کیا کر رہا ہے اور خود ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے۔

سالانہ جلسہ آگیا

آپ کب آیئے گا؟

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا احمدیہ انجمنہائے اشاعت اسلام مفصلات کے پریزیڈنٹ سکرٹری اور ممبر صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں جلسہ سالانہ کی شمولیت کی بڑے زور سے تحریک فرمائیں۔ اور دوستوں کو خود اپنے ساتھ لانے اور جلسہ کی رونق بڑھانے کی کوشش کریں۔ ممبران جنرل کونسل سے بھی یہی التماس ہے۔

جو دوست آنے والے ہوں وہ مہربانی فرما کر اپنی اور اپنے ہمراہیوں کی مکمل فہرست ۱۵ر دسمبر تک میرے پاس بھیج دیں۔ پریزیڈنٹ اور سکرٹری صاحبان سے بھی یہی گزارش ہے۔ جو دوست مع عیال تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ بھی اپنے ہمراہیوں کی فہرست بنا کر اسی تاریخ تک ارسال فرمائیں۔ اور تحریر فرمائیں کہ ان کے ساتھ مرد اور عورتیں کتنے کتنے ہوں گے۔

نیازمند محمد دین جان ایڈوکیٹ ہائیکورٹ

انچارج جلسہ سالانہ

جلد ثواب لوٹو

پھر یہ موقع مشکل سے ہاتھ آئیگا

جن دوستوں کی خدمت میں اخراجات جلسہ میں امداد دینے کے لئے گزارش کیا گیا ہے۔ اور جو دیگر احباب کوئی امداد دینے کا فیصلہ کریں وہ ازراہ کرم اپنی مجوزہ امداد کی اطلاع بواپسی ڈاک ارسال فرمائیں۔ اور جس یا رقم جو وہ بھیجنا چاہیں ۱۵ر دسمبر تک یہاں پہنچا دیں تاکیداً عرض ہے۔

خاکسار محمد دین جان ایڈوکیٹ

انچارج جلسہ سالانہ

پیغام صلح کا بقایا چندہ

جن دوستوں کے ذمہ پیغام صلح کا چندہ بقایا ہے وہ سالانہ جلسہ پر تشریف لاتے وقت وہ چندہ بھی اپنے ساتھ لائیں۔

منیجر "پیغام صلح"

اخبار احمدیہ

لاہور حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مقامی بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں۔

سالانہ جلسہ لاہور کے احباب سالانہ جلسہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں امید ہے کہ اس سال جلسہ پہلے سے زیادہ شاندار ہوگا۔ ہر احمدی کو اس قومی اجتماع میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بنگال چند روز قبل جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور مولوی عصمت اللہ صاحب تبلیغی اغراض کے لئے بنگال تشریف لے گئے تھے ۱۳ر دسمبر کو کلکتہ سے ان کا حسب ذیل تار موصول ہوا:۔

"بردوان میں ہمارا پرجوش استقبال کیا گیا جس کے لئے مولانا ابوالقاسم اور نوجوان مسلمان مستحق شکریہ ہیں اسلام اور موجودہ ہندوستانی مسائل پر تقریریں ہوئیں جو نہایت دلچسپی سے سنی گئیں۔ لوگ واپسی پر ملاقات کے پھر خواہشمند ہیں۔ مولانا ابوالقاسم صاحب انجمن کے کام کو نہایت قدر و قیمت اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں"

دورہ شیخ محمد یوسف صاحب ریاست پٹیالہ اور ضلع لدھیانہ کے دورہ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ اس علاقہ کے تمام بھائی صاحبوں کا اہتمام کرکے شیخ صاحب کی تقریریں کرائیں۔ اور جماعتوں کو جلسہ میں شامل ہونے کے لئے توجہ دلائیں

استمداد ریاست جیند کے بعض غریب احمدی بھائی سالانہ جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن مالی کمزوری اجازت نہیں دیتی کیا کوئی متمول احمدی بھائی ایسے لوگوں کی کچھ مدد کر سکتے ہیں۔

عبدالرحمن شہر جیند

لائلپور سے اخویم محمد فضل قادر صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ۱۹-۲۰-۲۱ر نومبر کو اہل سنت والجماعت کا پہلا سالانہ جلسہ ہوا جس کے بعد ۲۲ و ۲۳ر نومبر کو مولوی احمد سعید صاحب کے دو لکچر ہوئے۔ پہلا لکچر فضائل اسلام پر تھا اس کا وقت آٹھ بجے شام مقرر تھا لیکن مولوی صاحب بہت دیر سے آئے جس پر زراعتی کالج کے ایک طالب علم نے لکچر شروع ہونے سے قبل اٹھ کر کہا کہ آپ لوگ نوجوانوں کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ اور کل رات ہی آپ نے کہا تھا کہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ اسلام سے دور ہے لیکن آپ کا عملی نمونہ یہ ہے کہ آپ آٹھ بجے لکچر کا وقت مقرر کرکے دس بجے آتے ہیں ہمارا پروفیسر اگر پانچ منٹ دیر کر کے آئے تو ہم کلاس چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور پرنسپل صاحب اس سے جواب طلب کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی کام کرنے والا طبقہ ہے تو وہ ہم ہیں۔ نہ آپ۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب میں اس سے معافی مانگی۔

دوسرے لکچر میں مولوی صاحب نے اپنا اصل مضمون چھوڑ کر حضرت مسیح موعود پر حملے شروع کر دیے۔ کبھی مسیلمہ کذاب سے تشبیہ دی کبھی جہاد منسوخ کرنے کا الزام دیا۔ اور تمسخر اڑایا۔ لکچر ختم ہوتے ہی میں کھڑا ہو گیا۔ اور ان الزامات کی تردید کرنی چاہی جو حضرت مسیح موعود پر نبوت وغیرہ کے متعلق لگائے گئے تھے۔ لیکن نور الدین صاحب مہتمم خلافت نے مجھے بیٹھ جانے کے لئے کہا میں نے اصرار کیا۔ اس پر بہت شور ہو گیا۔ اور مجھے بیٹھنا پڑا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ایک اور شخص نے اسی وقت کھڑے ہو کر ہمارے عقائد کی نہایت اچھے الفاظ میں ترجمانی کر دی۔ فالحمد للہ۔

ضروری اعلان

انجمن کے ہر ایک فنڈ چندہ لائٹ۔ پیغام صلح، اشاعت اسلام، بلڈنگ، لاہوار وغیرہ کا نقد روپیہ، ہنڈیات پوسٹل آرڈر، ٹکٹ ڈاک وغیرہم محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور (ہند) کے نام آنا چاہیے۔ کسی دوسرے عہدہ دار کے نام ہرگز نہ بھیجا جائے رسید خزانہ انجمن ہر حال میں طلب کیجائے

دعا۔ شیخ نیاز احمد صاحب کی خوشدامن اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب

جواہر ریزے

ق

(۱) قصاص میں زندگی مضمر ہے۔ ولکم فی القصاص حیوۃ یآولی الالباب لعلکم تتقون (بقرہ ۲: ۱۷۹)

(۲) اے مسلمانو! تمہیں کیا حق ہے کہ اپنی عورتوں کو حقیر جانو جبکہ خود خدا نے انہیں یہ عزت دی ہے ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ (بقرہ ۲: ۱۸۷)

(۳) آپس میں ناحق ایک دوسرے کے مال کو خورد برد نہ کرو اور نہ مال کو حاکموں پاس رسائی پیدا کرنے کا ذریعہ گردانو۔ تاکہ لوگوں کے مال میں سے کچھ جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ۔ (بقرہ ۲: ۱۸۸)

(۴) فضول توہم پرستی کا نام نیکی نہیں۔ بلکہ اصل نیکی پرہیزگاری میں ہے ولیس البر بان تاتو البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقی (بقرہ ۲: ۱۸۹)

(۵) فلاح چاہتے ہو تو اللہ کے احکام کی فرمانبرداری کرو۔ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ (بقرہ ۲: ۱۸۹)

(۶) جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے (یعنی دین کی حمایت میں) ان سے لڑو۔ اور زیادتی نہ کرنا۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (بقرہ ۲: ۱۹۰)

(۷) فساد کو مٹاؤ۔ کیونکہ والفتنۃ اشد من القتل۔ (بقرہ ۲: ۱۹۱) اور فساد کا برپا رہنا خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۸) مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ دین محض اللہ کے لئے ہونا چاہیئے۔ اگر کسی ملک میں مذہبی آزادی غصب کی جا رہی ہو تو وہاں کے لئے قرآنی حکم یہ ہے کہ وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ (بقرہ ۲: ۱۹۳) اور وہاں تک ان (مذہبی آزادی کو غصب کرنے والوں) سے لڑو کہ (ملک میں) فساد باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لئے ہو جائے۔ (یعنی دین میں کوئی جبر نہ کر سکے۔

ح

(۱) تین اشخاص بہشت میں داخل نہ ہوں گے، شرابی، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا۔ اور جادو پر ایمان رکھنے والا۔ (اصبہانی)

(۲) بہترین خیرات وہ ہے جو کسی ایسے رشتہ دار کو دی جائے جو تمہارا دل سے دشمن ہے۔ (الطبرانی)

(۳) رشتہ داری کا تعلق عرش سے معلق ہے۔ اور کہتا ہے "خدا اس کی نگہداشت رکھے جو میری نگہداشت رکھتا ہے۔ اور خدا اسے قطع کرے جو مجھے قطع کرتا ہے" (شیخین)

(۴) ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا سے دریافت کیا اے پیغمبر خدا کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ پر ایمان لانا۔ میں نے پوچھا "اس کے بعد" فرمایا "رشتہ داروں کی خبرگیری" "اسکے بعد" فرمایا لوگوں کو جائز کاموں کے کرنے کی نصیحت کرنا۔ اور ممنوع کاموں سے روکنا" پھر اس شخص نے یہ پوچھا کہ کون سے اعمال خدا کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔ فرمایا کہ خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا" اسکے بعد؟" فرمایا" رشتہ داروں سے بے اعتنائی" اسکے بعد؟" فرمایا برائی کی نصیحت کرنا اور نیکی سے روکنا (رواہ ابو یعلی)

(۵) بیواؤں کو گزارہ دینے والا اور غرباء کی پرورش کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والا اور صائم الدہر اور تمام رات عبادت کرنے والا ہو۔ (مسلم، مالک، ابوداؤد)

(۶) میں اور ایک یتیم کا نگہبان بہشت میں ایک ہی جگہ پر اس طرح ہونگے جس طرح میری دو انگلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملحق ہیں (ترمذی)

(۷) بہترین مسلم گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کو فائدہ پہنچ رہا ہو اور بدترین مسلم گھر وہ ہے جہاں ایک یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جا رہی ہو۔ (ابن ماجہ)

(۸) جو شخص ایک مسلم یتیم کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں لے جائے گا۔ بشرطیکہ اس نے کوئی ناقابل معافی گناہ نہ کیا ہو۔ (ترمذی)

(۹) چار چیزیں خزانہ بہشت سے ہیں۔ اول صدقہ کا پوشیدہ دینا دوم مصیبت کا چھپانا۔ سوم صلہ رحمی۔ چہارم لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا پڑھنا۔

مذاکرہ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

سوال۔ کیا جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ (دیکھو بیان القرآن صفحہ ۱۰۹۹ نوٹ ۱۴۵۸) اس کے علاوہ اور کونسے مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ "رخصت سے فائدہ اٹھایا"

جواب۔ جھوٹ کبھی بھی بولنا جائز نہیں۔ قرآن نے جھوٹ بولنے کو قریب قریب شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ۔ پس بتوں کی گندگی یعنی شرک سے بچو اور جھوٹ بولنے سے بچو۔ اللہ کے لئے حنیف بن کر اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتے ہوئے۔ گویا جو دوسرے سے ڈر کر جھوٹ بولتا ہے وہ شرک خفی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جھوٹ کو اپنے بچنے کے لئے ایک بت بناتا ہے یہ ہے وہ اعلیٰ مقام راستبازی کا جس پر قرآن پہنچانا چاہتا ہے۔

آپ کا اعتراض دراصل اس آیت پر ہے جو اس طرح ہے کہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ٥ (النحل) جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کا انکار کرتا ہے وہ نہیں جسے مجبور کیا جائے۔ اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو بلکہ وہ جس کا کفر پر انشراح صدر ہو جائے۔ ان پر اللہ کی طرف سے غضب ہے۔ اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔" بظاہر اس سے یہ نظر آتا ہے کہ مجبوری میں ایمان کا انکار کر کے یعنی جھوٹ بول کر جان بچا لینا جائز ہے۔ یہ نتیجہ غلط ہے جھوٹ بولنا کبھی بھی جائز نہیں۔ رکوع میں کفار کا ذکر ہے ایک وہ ہیں جنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہ پکے کافر ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جنھوں نے منہ سے اقرار کیا۔ مگر دل میں انکار رہے وہ بھی منافق اور کافر ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جنھوں نے ایمان لانے کے بعد انکار کیا۔ وہ بھی پکے کافر ہیں اور خدا کے غضب کے نیچے۔ اور عذاب عظیم کے مستوجب ہیں۔ چوتھے وہ ہیں جنھوں نے کسی مجبوری سے انکار کیا۔ حالانکہ دل میں ان کے ایمان ہے فرمایا کہ وہ کفار کے گروہ سے مستثنیٰ ہیں یعنی وہ پکے کافر اور خدا کے غضب کے نیچے اور عذاب عظیم کے مستوجب نہیں۔ یعنی وہ اس سزا کے مستوجب نہیں جو ایک مرتد کافر کے لئے مقرر ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ ان کا یہ جھوٹ بولنا خدا کے نزدیک مستحسن یا جائز ہے۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ وہ کافر اور مرتد کے ذیل میں شمار نہیں ہوں گے۔ اور جو سزا کفر وارتداد کی ہے وہ ان کو نہیں دی جائیگی اور یہ عین انصاف ہے۔ ایک شخص شرارت اور انشراح صدر سے اسلام کا منکر ہے۔ دوسرا کسی مجبوری سے انکار کرتا ہے۔ مگر دل میں مانتا ہے۔ قیامت کو آپ اگر جج ہوں تو سزا دیتے وقت کیا دونوں کو یکساں سزا دیں گے ہرگز نہیں۔ پہلے کو آپ سخت سزا دیں گے دوسرے کو اس کی مجبوریوں کا خیال کر کے جو سزا دیں گے وہ زیادہ سے زیادہ جھوٹ بولنے کی ہوگی۔ آج بھی آپ یہی برتاؤ غیر احمدیوں سے کرتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو انشراح صدر سے حضرت مسیح موعود کو کافر کہتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کفر ان پر پلٹ کر پڑا اور یہ خود کافر ہو گئے۔ دوسرے وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کو کافر نہیں کہتے، آپ کہتے ہیں یہ کافر نہیں ہوئے۔ اس کے معنے یہ نہیں کہ کافر نہ کہنے والوں کو آپ احمدیوں کے برابر سمجھتے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ دونوں کو بری بات سمجھتے ہیں۔ صرف پہلے کی سزا سخت دیتے ہیں یعنی کہتے ہیں کافر کہنے کی سزا میں وہ خود کافر بن گئے۔ مگر دوسرے کی سزا صرف حکم کی نافرمانی تک محدود کر دیتے ہیں۔ اور مسیح موعودؑ کی بعثت کا علم ہو جانے کے بعد بھی آپ کے نہ ماننے والے کو آپ صرف فرض کے تارک قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح یہاں قرآن کریم نے جب ان لوگوں کو جو ایمان لانے کے بعد انشراح صدر کے ساتھ اسلام کا انکار کرتے ہیں۔ کافر مرتد اور غضب الٰہی اور عذاب عظیم کا مستوجب قرار دیا۔ تو ان لوگوں کو جو کسی مجبوری کی وجہ سے کلمہ کفر کہہ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ دل میں ان کے ایمان ہے۔ اس سخت سزا اور کفر وارتداد کے فتوے سے مستثنیٰ کر دیا اور یہ عین انصاف تھا۔ وہ اگر سزا پا سکتے ہیں تو صرف جھوٹ بولنے کی جو کفر وارتداد کے مقابلہ میں گویا کچھ بھی نہیں۔ یہ وسوسہ کہ یہاں جھوٹ بولنے کی سزا کا ذکر نہیں درست نہیں۔ جب قرآن کریم میں ہر حال میں جھوٹ بولنے کی ممانعت بار بار اور نہایت شدت کے ساتھ آئی ہے۔ اور کسی کے ڈر سے جھوٹ بولنے کو شرک خفی قرار دیا گیا ہے تو پھر یہاں جھوٹ بولنے کو سزا سے کیسے بری قرار دیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ اکراہ کی حالت میں کلمہ کفر منہ سے نکل جانے سے ایسا شخص کافر مرتد کے ذیل میں شامل نہیں ہو جاتا۔ یہی مطلب اس فقرہ کا تھا کہ "رخصت سے فائدہ اٹھایا" یعنی وہ کافر مرتد نہیں ہو گیا۔ کاش کہ ہمارے مکفرین علما اس آیت سے سبق لیں۔ ایک شخص دل میں ایمان رکھتا ہے گو اس کے منہ سے کلمہ کفر نکلتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اسے کافر مرتد کا فتوےٰ نہیں دیتا چہ جائیکہ ایک شخص دل اور زبان دونوں سے ایمان کا اقرار کر رہا ہو۔ اسی لئے اکابر اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ قد یقول المسلم کلمۃ الکفر یعنی کبھی مسلمان بھی کفر کا کلمہ کہہ دیتا ہے۔ پس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ اکراہ کی حالت میں ایک شخص جھوٹ بول کر کافر مرتد نہیں ہو گیا صرف جھوٹ بولنے کا گنہگار ہوا۔

سوال۔ آنحضرت صلعم کا ایک معجزہ ہے کہ آپ کے ہاتھ کی انگلیوں میں سے پانی نکلا اور بہت سے لوگ سیراب ہو گئے۔ کیا یہی یا اس قسم کا کوئی اور معجزہ مسیح موعودؑ سے ظہور میں آیا۔ اسی طرح ستون کا ہلنا اور اس سے آوازیں آنا مذکور ہے کیا اسی قسم کا معاملہ اور اس کے قریب حضرت مسیح علیہ السلام سے کسی شخص نے مشاہدہ کیا؟

جواب۔ ایسا کوئی معجزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ظاہر نہیں ہوا۔ جیسی حضرت نبی کریم صلعم کی شان اولین و آخرین سے بڑھ کر ہے ویسے ہی آپ کے معجزات کی شان بھی سب سے بڑھکر ہے

سوال۔ حضرت مرزا صاحب نے الوصیت میں فرمایا ہے کہ بعض افراد نے اس امت محمدیہ کے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا دوسری جگہ یعنی حقیقۃ الوحی میں فرمایا ہے کہ نبی کا خطاب پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا ہوں۔

جواب۔ الوصیت میں جو فرمایا ہے وہ اس لحاظ سے ہے کہ ہر ایک امتی جو کامل طور پر آنحضرت صلعم کی اتباع کرتا ہے وہ فنافی الرسول کے مقام عالی پر پہنچ کر اپنے وجود کے آئینہ میں محمدیت واحمدیت کے انعکاس کی وجہ سے ظلی و بروزی طور پر محمد و احمد بن کر ظلی و بروزی طور پر نبی کا خطاب حضرت احدیت سے حاصل کر لیتا ہے۔ اور حقیقۃ الوحی میں جو خصوصیت بیان فرمائی ہے وہ ان معنوں سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی پیشگوئی میں صرف مسیح موعود کو نبی کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ میں مبشرات یعنی کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی صفت جو نبوت کی صفات میں سے ایک ہے۔ بدرجہ کمال پائی گئی۔ اس لئے مجازی طور پر آپ کو زبان مبارک حضرت نبوی پر نبی کا نام دیا گیا جو اور کسی کو نہیں ملا۔

سوال۔ مسیح موعود نے بذریعہ الہام فرمایا کہ لاہور ہلاک ہو جائیگا

جواب۔ جہاں تک مجھے علم ہے یہ غلط ہے آپ نے کہیں بذریعہ الہام نہیں فرمایا کہ لاہور ہلاک ہو جائے گا۔ البتہ آپ کا یہ الہام بہت مشہور ہے کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں"

سوال۔ ایک دوست نے مجھے کسی شخص عبد الرحیم نور محمد جلالپور جٹاں گجرات کا ایک اعتراض "ریاست" سے نقل کر کے بھیجا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قرآن کی شان میں آیا ہے ذالک الکتب لاریب فیہ اسیطرح ذالک عیسے ابن مریم جیسے قرآن جیسی کتاب نہیں ایسے عیسے جیسا عیسے نہیں۔

جواب۔ اگر مجھے میرے ایک دوست "ریاست" سے یہ اعتراض نقل کر کے نہ بھیجتے۔ تو میں اس سوال کی طرف توجہ کرنا عقل انسانی کی ہتک سمجھتا۔ مجھے اپنے دوست سے شکایت ہے کہ انہوں نے اس لغویت کی طرف توجہ ہی کیوں کی۔ ذالک اسم اشارہ ہے۔ کسی نحو کی کتاب میں نہیں کہ جس پر یہ اشارہ لگ جائے وہ بے نظیر ہو جاتا ہے۔ قرآن اگر بے نظیر کتاب ہے تو اس لئے نہیں کہ اس پر اتفاق سے ذالک کا اشارہ لگ گیا۔ اور اگر یہ ذالک کا اشارہ تورات وانجیل پر لگا دیں تو کیا وہ بے نظیر ہو جائیں گی۔ اور خود قرآن میں یہ اشارہ اس شریر شخص پر لگا ہے۔ جو مدینہ میں کفار کی جنگ کی تیاریوں کی خبر اڑا کر مسلمانوں کو ڈرانا چاہتا تھا۔ اس کی نسبت قرآن میں ہے۔ انما ذالکم الشیطن یخوف اولیاءہ۔ بے شک یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے اب کیا یوں معنے کریں کہ بے شک یہ تمام خوبیوں اور کمالات میں بے نظیر شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے۔ ایسے سوال نہ صرف معترض کی جہالت کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان کا اخباروں میں شائع ہونا بتاتا ہے کہ اب حق کے مخالفین کے ہاتھ میں کیسے کند اور نکمے ہتھیار رہ گئے ہیں۔ اور بالخصوص یہ اعتراض تو دماغ کی خرابی یا کسی کوئی عجیب وغریب بناوٹ پر دلالت کرتا ہے۔ اگر دانایان فرنگ اس کھوپڑی کو خرید کر اس کی تحقیقات کریں تو شاید انہیں وہ کڑی مل جائے جو بندر اور انسان کے درمیان میں نہیں ملتی۔

صلیب پرست اور صلیب شکن کی کشمکش

چیچا وطنی میں پادری عبدالحق صاحب پانچ روز سے متواتر ہر روز لکچر دیا کرتے تھے۔ آج جب میں اپنے دورہ میں اتفاق سے یہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ شہر کے مسلمان بالکل لاجواب ہو کر حیران ہیں کہ کیا کریں مگر ہمت والے لستے ہیں کہ تھوڑی بہت رقم فراہم کرکے اِدھر اُدھر سے کسی کو بلا یا تک نہیں گیا۔ بڑے بڑے علماء جبہ پوش اسلام کے خلاف سب کچھ سن سنا کر خاموش چلے جاتے ہیں۔ ہر روز یہی حالت ہے۔ اکثر مسلمانوں کو کچھ شکوک بھی پیدا ہو گئے تھے۔ چنانچہ کئی صاحب مجھ سے کئی باتیں سمجھنے آئے۔ اور صاف کہا کہ ہم کو ان امور میں کچھ شک سا ہو گیا ہے۔ اللہ کے فضل سے ان کے شکوک رفع کئے گئے اور ان کو حقیقت اسلام سے آگاہ کیا گیا۔

۲۴ تاریخ کو پادری صاحب کا مضمون کفارہ تھا۔ میں بھی پہنچ گیا پادری صاحب کو بھی پتہ لگ گیا کہ آج کوئی آگیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے لکچر میں معمول سے زیادہ وقت لگا دیا۔ دوران مضمون میں یہ بیان کیا کہ انسان فطرۃً گنہگار ہے۔ شریعت گناہ سے پاک نہیں کر سکتی۔ محض توبہ بلا شرط کوئی چیز نہیں معافی کے لئے کچھ معاوضہ ضرور ہونا چاہئے۔ کیونکہ رحم بلا مبادلہ نہیں ہو سکتا۔ قرون سابقہ میں معاوضہ قربانی تھی۔ جو کفارہ کے قائم مقام تھی۔ اب وہ ضرورت کفارہ نے پوری کر دی۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ انسان فطرۃً گنہگار ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

(۱) خلق الانسان ضعیفا

(۲) ان الانسان لربہ لکنود

(۳) ولو یؤخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیھا من دابۃ

(۴) ان الانسان خلق ھلوعا وغیرہ

پھر ایک حدیث پڑھی جس کا مطلب بیان کیا کہ نبی کریم نے لوگوں کو کہا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت میں نہیں جائے گا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ بھی یا رسول اللہ! فرمایا کہ ہاں میں بھی۔ پھر ایک اور حدیث پڑھی کہ پیدا ہوتے ہی ہر شخص کو مس شیطان ہوتا ہے۔ مگر مریم اور مسیح اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کی تائید میں وہ آیت پڑھی کہ انی اعوذ ھا بک وذریتھا۔ الخ

میں نے اول تو آیات قرآنی کی تشریح کی اور بتایا کہ ان آیات سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ خلق الانسان ضعیفا کا یہ مطلب ہے کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اس حیثیت سے کہ اپنے لئے خود شریعت نہیں بنا سکتا۔ ان الانسان لربہ لکنود کا صرف یہ مطلب ہے کہ انسان نعماء الٰہیہ کا صحیح استعمال نہیں کرتا ولو یؤخذ اللہ الناس کا مطلب یہ ہے کہ بعثت نبوی کے وقت ظھر الفساد فی البر والبحر کا یہ عالم تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس وقت لوگوں کو گناہوں کے سبب ہلاک کرتا تو کوئی جاندار نہ بچتا۔ لیکن اس نے نوح کے زمانہ کی طرح ایسا نہیں کیا۔ نہ اس کو پھر پچھتانا پڑا۔ بلکہ ہادی کامل بھیج کر سب کو ہدایت بخشی۔ کہاں انسان کا فطرۃً گنہگار رہنا اور کہاں یہ آیات جن کا اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ اور عیسائیت کے اس عقیدہ کو جو انسان کو جانوروں سے بھی بدتر بنانے والا ہے اسلام نے نہ صرف قبول نہیں کیا بلکہ پر زور الفاظ میں اس کی تردید کی ہے۔ فرمایا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم۔ اور حدیث مبارک میں آیا ہے۔ کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ، اور جو حدیث جناب نے پیش کی ہے۔ کہ اعمال سے کوئی شخص بہشت میں نہ جا سکے گا۔ یہ حدیث قرآن مجید کی اس آیت کے سامنے ردی ٹھہرتی ہے۔

لھم دار السلام عند ربھم وھو ولیھم بما کانوا یعملون

اور وہ حدیث کہ مسیح اور اس کی ماں مریم مس شیطانی سے پاک ہیں آپ ہی کے الفاظ میں بتائید اس آیہ مبارکہ غلط ٹھہرتی ہے کیونکہ آیت میں جو دعا ہے وہ مریم صدیقہ کی پیدائش کے بہت بعد کی ہے اور یوں مریم مستثنیٰ نہ رہی۔

اس کے بعد میں نے نفس مضمون کے متعلق چند حسب ذیل سوالات پیش کئے۔ جن کا پادری صاحب نے آخر تک کوئی جواب نہ دیا۔

(۱) از روئے عیسائیت گناہ دو طرح کے ہیں۔ نسلی اور کسبی۔ نسلی کی سزا پسینہ کی روٹی۔ اور درد زہ۔ کسبی کی سزا موت کیونکہ لکھا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ رومیوں ۶/۲۳ مسیح کے کفارہ نے کن گناہوں کو مٹایا۔ کیونکہ دونوں سزائیں بدستور جاری ہیں۔

(۲) کیا کفارہ کوئی عمل ہے۔ یا توبہ ہے یا عقیدہ ہے۔ اگر عمل ہے تو شریعت ہوئی اگر توبہ ہے تو مسیح کا مصلوب ہونا اس کے لئے شرط نہیں۔ اگر محض عقیدہ ہو کہ جسکے تسلیم کرلینے سے گناہ مٹ جاتے ہیں تو یہ گناہ کا مٹنا دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو گناہ کرنے کی قوت مٹ جائے مگر یہ بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ عیسائی باوجود مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے کے گناہ کرتے ہیں۔ اور یا قوت تو گناہ کرنے کی نہ مٹے البتہ جو گناہ سرزد ہوں وہ ساتھ کے ساتھ مٹتے جائیں۔ اگر ایسا ہے تو گناہ پر دلیری دلانے کے لئے اس سے بدتر اور کوئی عقیدہ نہیں آپ بتائیں کہ بپتسمہ لینے کے دن سے آج تک اور آئندہ تادم زیست آپ جو گناہ کریں گے ان کے دفعیہ کی کیا صورت ہے آیا آپ کو ان کی سزا ملے گی یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ملے گی تو کفارہ کا کیا فائدہ ہوا؟

(۳) گناہ بغیر کفارہ (مسیح کے مصلوب ہونے پر ایمان لانا) کے بھی معاف ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو مسیح سے پہلی سب امتیں جہنمی ہوئیں۔ اور یہ خدا کا صریح ظلم ہے کہ اس نے ان تمام قرون سابقہ کو نجات سے محروم رکھا۔ اور اگر وہ سب بغیر کفارہ نجات پاگئے تو ضرورت کفارہ باطل

(۴) بزعم عیسائیت کفارہ کی بنا مسیح کے مصلوب ہونے پر ہے۔ لیکن از روئے اناجیل یہ ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں لہٰذا عقیدہ کفارہ غلط۔

پادری صاحب نے ان اعتراضات کا بالکل کوئی جواب نہ دیا۔ اِدھر اُدھر صرف نحو اور منطق وغیرہ کی اصطلاحیں گھونسنے لگے۔ اور پبلک پر بخوبی واضح ہو گیا کہ پادری صاحب اور عیسائیوں کے پاس اعتراضات کا قطعاً کوئی جواب نہیں۔

(خاکسار محمد یوسف)

ارتقائے نسل انسانی

بجواب

ہبوط نسل انسانی

عصمت فطرت

(جناب مولانا عبدالحق صاحب فاضل سسکر کے قلم سے)

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵۰

صحیفہ کائنات کے اوراق نقاش ازل کی خیال آفرینیوں سے رنگین ہو چکے تھے۔ اور مصور حقیقی کے صور علمیہ صفحہ دہر پر مترنم تھے فضائے عالم شاہد فطرت کے حسن عریاں اور اس کی تابش جمال سے منور تھی بزم ہستی کی اس آرائش میں چھ دن متواترا نہماک رہا۔ لیکن ان میں سے جس دن انسان کی فطرت کا ضمیر گوندھا گیا وہ اپنی قدر وقیمت کے لحاظ سے ایک عظیم الشان دن تھا۔ کائنات عالم مضطرب تھی۔ اور ضرورت تھی اس بات کی کہ اس معمہ موجودات کی کوئی کلید پیدا ہو جو اس راز سربستہ کی عقدہ کشائی کرے۔ چنانچہ ریاض جنت کی خوشبو، وادی مدین کے ہر نخل کی روح اور کوثر وتسنیم کے پانی سے لطافت لے کر پیکر انسانی کا مجسمہ تیار کیا گیا۔ عالم کبیر کے ہر نوع مخلوقات کی روح اس کے اندر کھنچکر آگئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات عالم کے لئے اس کا وجود بمنزلہ ایک نقطہ و مرکز کے تھا کہ جس تک تمام کل موجودات خارجی کے کمالات منتہی ہوتے تھے۔ وجود انسانی کا یہ نورانی پیکر کچھ ایسا دلربا تیار ہوا کہ خود صانع حقیقی نے بھی اپنے ہاتھ چوم چوم لئے ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم انشانٰہ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ اس صنعت کبریائی کی رعنائی اس قدر دلکش تھی کہ خود خداوند عالم نے صحیفہ دہر کی کل حسین وجمیل اور مقتدر ہستیاں اس ظل الٰہی کے قدموں پر سجدہ اطاعت میں ڈال دیں۔ ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم قلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون

دین فطرت

فاطر فطرت نے اشاروں اور کنایوں سے اس کو یہ بھی تبلا دیا کہ وہ صانع حقیقی کی بہترین صنعت ہے اس کو چاہئے کہ وہ اس گرانمایہ عطیہ الٰہی پر سجدہ شکر بجا لاتا رہے۔ اور حسن وخوبی کا وہ نیچرل باغ جو اس کی فطرت کے سپرد کیا گیا ہے۔ اعمال صالحہ کی نہروں سے اس کی آبیاری کرتا رہے اور نخل ایمانی کے شجرہ طیبہ کی کسی کونپل کو دبانے کی کوشش نہ کرے۔

زمانہ کی ایک لمبی دوڑ میں انسان نے بہت حد تک اس عہد وفا کو پورا کیا اور ابتدا سے لے کر اس وقت تک بے شمار صدیوں میں اس نے اپنا عزم وہمت اور استقلال کے لاجواب نمونے پیش کئے۔ ان کے اندر آدم تھا جو نیکی اور بدی کی شناخت میں خدا کے مانند ہوا۔ (پیدائش ۳: ۲۲) نوح جیسا صادق الوعد تھا کہ جو اپنی قرن میں صادق الوعد تھا۔ (پیدائش ۶: ۹ و ۷: ۱) ابراہیم تھا کہ جس نے خدا کی آواز کو سنا۔ اس کے حکموں، تاکید، قانون اور شرعوں کو حفظ کیا۔ (پیدائش ۲۶: ۵) یہاں تک کہ وہ خداوند عالم صدیوں تک خدا ابراہیم کے نام سے اپنے آپ کو ظاہر کرتا رہا۔ پھر داؤد تھا جس نے خدا کے سارے حکموں کو حفظ کیا اور ان کی دل سے پیروی کی (۱ سلاطین ۱۴: ۸) یسعیا اور حزقیا تھے جنہوں نے اپنی خوبی عصمت کا خود دعویٰ کیا۔ (یسعیا ۵۰: ۹ ۔ ۲ سلاطین ۲۰: ۳) اور ایک وہ روح حق وصداقت بھی تھی جس کی نسبت خود خداوند عالم نے یقین اور وثوق کے مؤثق الفاظ میں فرمایا واللہ یعصمک من الناس یقیناً اللہ تجھے لوگوں میں سے معصوم رکھے گا۔ یہ منعم علیہ گروہ تھا، فانہ حزب اللہ تھا۔ اولیاء اللہ تھے۔ خیر البریہ اور اصحاب الجنہ تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ مسلم تھے جنہوں نے فطرت کی اس پاکیزگی اور لطافت کو قائم رکھا۔ ان کی فطرت اسلام تھی۔ اور اس اسلام کو انہوں نے قائم رکھا۔ نوح نے کہا ۔ اُمرت ان اکون من المسلمین ابراہیم خود اسلمت لرب العالمین پکارا اٹھا۔ اور اپنے بیٹوں کو اسی کی وصیت کی فلا تموتن الا وانتم مسلمون یوسف کی دعا تھی توفنی مسلما والحقنی بالصالحین موسیٰ کی ندا تھی فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین۔ حواریوں نے شہادت دی واشھد باننا مسلمون قرآن کریم نے اسی لئے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام خدا کے ہاں دین تو اسلام ہے۔ شرع لکم من الدین ما وصیٰ بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا ذالک الدین القیمہ۔ افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات وما فی الارض طوعا وکرھا۔ تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا حکم نوح کو دیا گیا۔ اور جس کی وحی اے محمد تجھ پر کی گئی۔ جس کا حکم ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا۔ کہ تم اس دین کو قائم رکھو یہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اور یہی مضبوط دین ہے کیا وہ اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ ساکنان آسمان اور زمین خوشی سے یا ناخوشی سے اسی کے فرمانبردار ہیں۔ یہ ہے فطرت انسانی کی عصمت اور فطرۃ اللہ کا مذہب۔

پہال اول کی لغزش

قرآن کریم اور کتب سابقہ کی تصریحات اسی عقیدہ کی مؤید ہیں۔ کہ فطرۃ انسانی کی اصلیت معصوم ہے۔ کیونکہ وہ عطیہ الٰہی ہے۔ اور یہی عقیدہ تمام انبیاء کرام کا ہے۔ مگر جب انسان نے الٰہی دین سے کجروی اختیار کرکے اپنے آپ کو دیکھنا چاہا تو اپنی فطرت کا اصلی جمال نہ دیکھ سکا کیونکہ اس کی اصل حقیقت محجوب اور مستور تھی۔ اس نے اپنے اعمال اور افعال پر نگاہ کی تو نیکی اور بدی دونوں باہم دست وگریباں نظر آئیں اگر ایک طرف اس کے اندر رنگینی اور شرافت کے لطیف و رقیق جذبات تھے۔ تو دوسری طرف اس کا دامن سیہ کاری اور ضلالت کی طرف بھی جھک آیا تھا پس اعمال انسانی کی اس رنگا رنگی اور نور وظلمت کی اس کشمکش کو دیکھ کر وہ اپنی نسبت آپ دھوکا کھا گیا۔ اگرچہ خداوند عالم نے اس کو یہ بھی بتا رکھا تھا کہ وہ اس سراج قدوسیت کا ظل ہے جس کے اندر کسی قسم کی ظلمت وتاریکی کو دخل نہیں وہ خیر محض اور قدرت کی بہترین صنعت ہے۔ تاہم سراب اعمال نے اس کو دھوکا دیا۔ نسیان اس پر غالب ہوا۔ افعال انسانی کی اس گونا گوں نیرنگیوں کو دیکھ کر اس کے اندر خود فراموشی بڑھ گئی۔ اور اس کو اپنی نسبت آپ فیصلہ کرنے میں غلطی لگ گئی۔ بدھ، یسوعیت (یونانی مذہب) اور دنیا کے کئی ایک مذاہب نے اعمال کو دیکھ کر فطرت پر حکم لگایا۔ اور افراد انسانی کی یکطرفہ تصویر کو دیکھ کر نوع کے لئے فیصلہ کر دیا۔ مذاہب مذکورہ نے فطرت انسانی کو بدیوں کا گہوارہ قرار دیا۔ انسان بدی مجسم ہے اور اس کا علاج اپنے آپ کو مٹا دینا ہے یہ بدھوں کا خیال ہے۔ انسان اس دنیا میں آتا ہے تو پہلے جنم کے گناہوں میں پابزنجیر آتا ہے۔ ابدی تناسخ چکر اس کی سزا ہے نجات میں بھی گناہوں کا طوق اس کے گلے کا ہار رہتا ہے۔ جو اس کو دوبارہ اس دار المحن میں لا کر قید کر دیتا ہے انسان کیا ہے اور اس کی پیدائش کی غرض وغایت کیا ہے ابدی تناسخ ماننے والوں کے نزدیک دنیا ایک ابدی مل ہے جو ہمیشہ ایک ہی طرح کا مال تیار کرتی ہے جسکے اندر ابدالآباد کے لئے انسان پھرکیوں کی طرح چکر کھاتے ہیں اور کبھی بھی اس گردش سے نجات نہیں۔ البتہ دن اور رات کے لگاتار اور پیہم چکر کی طرح عمل ونجات کے گردش وسکون آتے رہتے ہیں۔ یہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے جو ہند دھرم کا ایک نیا شاخسانہ ہے۔ (باقی آئندہ)

ہندوستان

— لکھنؤ ۴ر دسمبر - ایک عام جلسہ کے صدر کی حیثیت سے مہاراجہ صاحب محمود آباد نے وہابیوں کے مظالم حجاز کے متعلق ملک معظم کو حسب ذیل بحری تار بھیجا ہے۔

"حال ہی میں حجاز سے یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی ہے کہ مدینہ منورہ میں روضہ نبوی کے انہدام کا خطرہ ہے - اس اطلاع کو سن کر ملک معظم کی سات کروڑ مسلم رعایا کے مذہبی جذبات کو عمیق صدمہ پہنچا ہے ہندوستانی مسلم رعایا حضور ملک معظم سے التجا کرتی ہے - کہ ملک معظم اپنی حکومت کو ایسی مدابیر اختیار کرنے کی ہدایت کریں جن سے اس ظلم کا جس کا اندیشہ ہے سد باب ہو جائے - اور ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کا اضطراب رفع ہو جائے"

اسی طرح کے تار مصطفےٰ کمال پاشا (ترکی)، صدر مسلم کونسل یروشلم، امیر عبد اللہ (شرق اردن)، اعلےٰ حضرت شہریار کابل، شاہ مصر، شاہ عراق اور شاہ ایران کے نام بھی بھیجے ہیں - مہاراجہ نے ہندوستان کے تمام تاجداروں سے بھی امداد اور تائید کی درخواست کی ہے - (ا - پ)

— دہلی ۳ر دسمبر - کل اصغری بیگم کا مقدمہ مسٹر لوس کی عدالت میں پیش ہوا - استغاثہ کی جانب سے میر تاج الدین وکیل لاہور اور ملزمین کی جانب سے پنڈت ٹھاکر داس بھارگو، لالہ شیو نرائن، لالہ رنگ بہاری لال اور لالہ [illegible] پیروکار تھے۔

سکرٹری انجمن معین الاسلام دہلی، سکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام بریلی کی شہادتیں ہوئیں جنھوں نے آریوں کے اغوا کے واقعات بیان کئے - ان کے بعد سوامی شردھا نند، لالہ دیش بندھو گپتا، پروفیسر اندر، ڈاکٹر سکھ دیو اور ماسٹر گنپت رائے ملزمین نے جرم سے انکار کیا - اصغری بیگم نے کہا کہ میں اپنی خوشی سے آریہ ہوئی ہوں - اور تین بچے میرے ہمراہ ہیں جس وقت میں شدھ ہوئی ہوں - اس کے بعد فریقین کے وکلا میں بحث ہوئی اور ۱۶ر دسمبر کو مقدمہ ملتوی کر دیا گیا۔

— معلوم ہوا ہے کہ مہاتما گاندھی کو موجودہ انتخابات کے نتائج سے یقین ہو گیا ہے کہ ملک کا کثیر حصہ موجودہ طرز حکومت سے اسی طرح بیزار ہے جس طرح ۱۹۲۱ء میں تھا اور تحریک عدم تعاون گو ظاہری طور پر مردہ ہے مگر اس کی روح ابھی زندہ ہے - یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مہاتما گاندھی آسام کانگرس میں ایک اعلان کرنے والے ہیں ان کا پروگرام عدم تعاون ہی ہوگا - جو عدم تعاون کے پہلے پروگرام سے کچھ مختلف ہوگا

— پنڈت کالی چرن شرما کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳ الف پیش ہوا - ملزم کے وکلا نے درخواست دی کہ معاملہ گورنر جنرل کے ہاں زیر غور ہے لہذا ملتوی فرمایا جائے - مقدمہ ۱۷ر دسمبر کے لئے ملتوی کیا گیا۔

— جب سے دہلی میں فساد شروع ہوئے تو کم و بیش ڈھائی سو ہندو مسلمانوں پر نیک چلنی کی ضمانت لینے کا مقدمہ چل رہا تھا - آج ۲۵ نومبر کو سب کو رہا کر دیا گیا۔

— دہلی میں دوسرا فساد جو بینک کے چپڑاسی سے شروع ہوا تھا اور اس مقدمہ میں جس قدر مسلمان ملزموں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا آج ۲۵ر نومبر کو وہ سب رہا کر دیئے گئے - ہندو ملزمین کا مقدمہ ابھی زیر سماعت ہے -

— سرکردہ مسلمانان بمبئی کا ایک وفد جس میں ایم اے جناح، مسٹر آر ایم جناب پریزیڈنٹ میونسپل کارپوریشن بھی شامل تھے - ہز ہائنس مہاراجہ صاحب الور کی خدمت میں حاضر ہوا اور مہاراجہ صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے مسلمانوں کی تعلیم میں امداد دی ہے - مہاراجہ صاحب نے جواب میں مناسب تقریر کی -

— حضور نظام نے مہاراجہ سر کشن پرشاد کو نواب ولایت الدولہ بہادر کی جگہ حیدر آباد دکن کی انتظامیہ کونسل کا صدر مقرر کیا ہے اور نواب ولایت الدولہ کو جوڈیشل ممبر کا پرانا عہدہ تفویض کر دیا ہے - مہاراجہ سر کشن پرشاد کا ماہوار مشاہرہ سات ہزار روپیہ مقرر کیا گیا ہے اور وہ تمام اختیارات عطا کر دیئے گئے ہیں جو آئین اور قاعدے کی رو سے صدر کونسل کو حاصل ہیں -

ممالک خارجہ

— بغداد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شمالی البانیہ کے چار قبیلوں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور اب وہ مقام ترانہ وار الحکومت البانیہ پر چڑھائی کر رہے ہیں - تاکہ حکومت کا تختہ الٹ دیں - یہ باغی دیگر قبائل کو بھی بغاوت کی ترغیب دے رہے ہیں - باغی لوگ رومن کیتھولک عیسائی ہیں اور یہ تحریک جو حکومت کے خلاف کی گئی ہے محض اس وجہ سے ہے کہ حکومت مسلمان ہے -

— ایتھنز ۵ ۲ر نومبر - ڈاکٹر آر - این ٹیگور ہندوستان کو جاتے ہوئے یہاں پہنچے - انجمن مصنفین یونان نے ان کی ضیافت کی - ایتھنز یونیورسٹی کے ایک نمائندے نے دوران تقریر میں اس پر زور دیا کہ اہل یونان ڈاکٹر ٹیگور کی بہت قدر کرتے ہیں - اور ان کی بڑی بڑی تصانیف کا ترجمہ یونانی زبان میں ہو چکا ہے -

— ایتھنز ۲۴ر نومبر - دولت افغانستان کے رئیس ارکان الحرب بہت جلد انگورہ تشریف لانے والے ہیں جہاں وہ دولت ترکیہ سے ایک جنگی معاہدہ کی تکمیل فرمائیں گے -

— پیرس ۲۲ر نومبر - اکثر جرائد بیان کر رہے ہیں کہ دول ترکیہ و روس کے درمیان ایک جنگی معاہدہ ہو گیا ہے -

— معلوم ہوا ہے کہ پچھلے ہفتے اطالوی سفیر مقیم پیرس اور موسیو بریان کے مابین اہم معاملات پر گفتگو ہوئی جن کا ماحصل یہ تھا کہ دونوں ملکوں کے مابین دوستانہ تعلقات استوار کرنے کے لئے فرانس کس قدر مراعات پیش کرے - یہ یقینی طور پر معلوم نہیں ہو اکہ اطالیہ ایشیائے کوچک میں توسیع مستعمرات کا متمنی ہے کل رات سائنور راکو جو سائنیور کے خاص معتمد علیہ ہیں جنیوا سے پیرس روانہ ہو گئے ہیں - اس لئے مزید اہم گفت و شنید کی توقع ہے -

— سلطان وحید الدین سابق سلطان ترکی کی تین بیویوں کو حکومت انگورہ نے مراجعت قسطنطنیہ کی اجازت دیدی ہے -

— اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ریگا رقمطراز ہے کہ ترکی کا ایک اقوام کی طرف میلان دیکھ کر ماسکو میں سخت انتشار پیدا ہو گیا ہے - اور سویٹ اخبارات لکھ رہے ہیں - کہ انگورہ ایک دوراہہ پر کھڑا ہے - اور آئندہ چند مہینوں میں اسے قطعی طور پر یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ایک راستہ اختیار کرے - سویٹ ماہرین سیاست بیان کرتے ہیں کہ اگر انگورہ نے برطانیہ عظمیٰ کی دوستی اور مجلس اقوام کی امداد منظور کر لی - تو اپنی سیاسی خود مختاری سے ہاتھ دھونا پڑیں گے - اور اس کے لئے مشرقی اور عربی اقوام کی سیادت کا کوئی سوال باقی نہ رہے گا -

— برطانوی کان کنوں کی اگزیکٹو جماعت نے طے کر دیا کہ آئندہ دسمبر میں بہ تعمیل دعوت نامہ ٹریڈ یونین کانگرس روسیہ مسٹر اے جے، کوک روس بھیجے جائیں گے -

— بغداد - ترقی پسند جماعت کے ارکان کے روبرو تقریر کرتے ہوئے عراق کے نئے وزیر اعظم جعفر پاشا نے صاف صاف کہہ دیا کہ برطانیہ عظمیٰ کے متعلق اس کی حکمت عملی دوستانہ ہوگی - برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ ہمارے تعلقات کی کلید باہمی اشتراک عمل ہوگا - ہم اس پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہم ایک ایسی زبردست طاقت کے ساتھ عہد نامہ اتحاد قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں - جس کی دوستی کے لئے بہت سی دیگر اقوام ڈورے ڈال رہی ہیں - میں ناقابل حصول چیزوں کا مطالبہ کرنے کی کوئی آرزو نہیں رکھتا - ہمیں اسی قدر منافع و فوائد کی جستجو کرنی چاہئے - جن تک ہماری رسائی ممکن ہو - اور جو ہماری ترقی کی موجودہ منزل سے مناسبت رکھتے ہوں - عراق میں بے انتہا ایسے لوگ ہیں جو ناممکن مطالبات پیش کر رہے ہیں

— ماسکو کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سویٹ حکومت نے ایک نیا خطاب صادر کیا ہے جس کا نام "سرخ آدھا چاند" ہے یہ خطاب ان ایشیائی مدبرین کو عطا کیا جائے گا جو ایشیا اور سویٹ کے تعلقات کو بہتر بنانے میں اچھی خدمات انجام دیں گے -

— روما ۱ ر نومبر - انجینیر کوہ الپنا پر ایک مینار قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کی روشنی دیکھ کر ہوائی جہاز اپنا راستہ معلوم کیا کریں گے -

— ان مسلمانوں کو جو حجاز میں پیدا ہوئے ہیں یا تین سال سے زیادہ مدت تک اس ارض مقدس میں مسلسل سکونت اختیار کر چکے ہیں - موجودہ حکومت نے تمام وہ شہری حقوق عطا کر دیئے ہیں جو حجازیوں کا آبائی ورثہ ہیں - لیکن کوئی غیر مسلم یورپین حجاز کا شہری نہیں ہو سکتا -

اردو کا ماہانہ رسالہ "شمع" آگرہ

بادشاہان اودھ اور ان کے مشہور امرا اور لکھنؤ کے مایہ ناز قدیم شعرا کی قلمی تصاویر عہد مغلیہ و عہد جدید کی مصوری کے بہترین نمونے جو آج تک کبھی شایع نہیں ہوئے ہیں رسالہ شمع میں مسلسل شایع ہو رہے ہیں۔ "شمع" تاریخی، علمی، ادبی اور سیاسی مضامین اور افسانوں کا ہندوستان میں سب سے زیادہ ضخیم ۱۱۲ صفحات کا رسالہ ہے۔ اور جنوری ۱۹۲۶ء سے محمد حبیب صاحب (آکسن) پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ اور حسن حامد صاحب جعفری (آکسن) بیرسٹرایٹ لا آگرہ کی ادارت میں نہایت آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔ تنقیدات اور تبصرے قابل دید ہوتے ہیں۔ لکھائی چھپائی نہایت دیدہ زیب کاغذ چکنا اور قیمتی سالانہ حجم ۱۴۰۰ صفحات اور کم از کم ۴۰ تصاویر سالانہ چندہ صرف چھ روپے۔

سرکار آصفیہ حیدر آباد نے "شمع" کو مدارس میں جاری فرمادیا ہے الہ آباد، لکھنؤ، ڈھاکہ، پنجاب اور کلکتہ کی یونیورسٹیوں اور بہت سے کالجوں اور سکولوں میں خریدا جاتا ہے۔ "شمع" کے ارزاں ہونے کی صرف یہ وجہ ہے کہ اس سے کوئی ذاتی نفع مقصود نہیں ہے۔ محض علمی اور ادبی خدمت کے شوق میں جاری کیا گیا ہے۔

چندہ سالانہ ششماہی نمونہ۔ ضخامت ۱۱۲ صفحے

سے ۳ر ۱۰ر

نمونہ کا پرچہ کسی حالت میں مفت نہیں روانہ ہوگا۔

مینجر شمع شاگنج آگرہ (یوپی)

رسالہ "عالمگیر" کا سالانہ نمبر

رسالہ عالمگیر جو دارالسلطنت لاہور سے ڈھائی سال سے نہایت آب و تاب کے ساتھ نکل رہا ہے۔ اپنی بہترین کتابت و طباعت ملک کے مشہور و معروف انشا پردازوں کے بلند پایہ مضامین اور لاجواب تصاویر کے سبب دنیائے علم و ادب میں کافی سے زیادہ شہرت و مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ باوجود حیرت انگیز حد تک ارزاں ہونے کے ہر سال دو تین بے نظیر اور مہتم بالشان خاص نمبر پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اب ماہ دسمبر میں پھر اس کا ایک خاص نمبر شایع ہونے کی عظیم الشان تیاریاں شروع ہیں۔ صرف اس ایک خاص نمبر پر ۱۳۰۰ روپے کی کثیر و خطیر رقم صرف ہوگی۔ اس نمبر میں بیس سے زیادہ قابل دید تصاویر اور ہندوستان بھر کے بہترین لکھنے والوں کے مضامین نثر و نظم درج ہوں گے "عالمگیر" کی یہ اشاعت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ خاص نمبر کی قیمت صرف ایک روپیہ معہ محصول ڈاک۔ سالانہ قیمت تین روپے اگر آپ آج ہی سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں تو فائدہ میں رہیں گے۔

مینجر رسالہ "عالمگیر" لاہور (پنجاب)

اخباری دنیا کا ممتاز رکن، ملک و ملت کا سچا خیر خواہ

کشمیری قوم کا حقیقی ترجمان ہفتہ وار اخبار

کشمیر

ہر جمعہ کو مسلم کشمیری پریس امرتسر سے آب و تاب کے ساتھ شایع ہوتا ہے اپنی درماندہ قوم کی اصلاح و فلاح، اس کے حقوق کی حفاظت اور اس کی اقتصادی و سیاسی ترقی اس کے اصلی مقاصد ہیں۔ جملہ برادران اسلام کا دلی ہمدرد و معاون ہے۔ اہم ملکی و مذہبی مسائل پر معقول و مناسب بحث کرتا ہے۔ مفید و دلچسپ مضامین اور قابل عمل معلومات سے اپنے ناظرین کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کاغذ لکھائی، چھپائی اعلےٰ قیمت سالانہ عوام سے للعہ ششماہی ؏ رؤسا سے ۵ر والیان ریاست سے ؏

مینجر اخبار کشمیر امرتسر

"نیر اعظم"

روہیلکھنڈ مراد آباد کا ۱۵ سال کا پرانا، معزز اور زیادہ چھپنے والا خوش بیان اخبار جو گورنمنٹ کا وفادار اور رعایا کا وکیل ہے۔ اسلامی و قومی درد کے ساتھ پبلک کی اغراض بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے۔ ۲۶×۲۰ کے بارہ صفحہ پر ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ پیشگی للعہ نمونہ مفت

مینجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

پانچسو روپے ماہوار کماؤ

ہر شہر اور قصبے میں کپڑا ریشم اون سوت رنگنے کے رنگ فروخت کرنے کے واسطے ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ پچیس، پچاس اور سو روپے ماہوار ترقی پانچسو روپے سالانہ، کمیشن اس کی علاوہ۔ قواعد اور رنگوں کے نمونے ۴ر کے ٹکٹ بھیج کر طلب کیجئے۔ مینجر رسالہ "دستکاری" چاندنی چوک دہلی

اگر کمانا چاہو تو رسالہ دستکاری اپنے نام جاری کرالو جس کے ذریعہ پردہ دار مستورات اور

پانسو روپے ماہوار

لڑکیاں بھی انگلینڈ، امریکہ، جرمنی، جاپان کی قیمتی دستکاریاں گھر میں بیٹھے بٹھائے سیکھ سکتی ہیں۔ سالانہ چندہ ۵ پانچ روپے۔ کم از کم ایک پرچہ بطور نمونہ ۸ آنے میں منگا کر دیکھو اگر پہلا ہی پرچہ تم کو روزانہ کمانے کے قابل نہ بنادے تو مستقل خریدار ہو۔

المشتہر مینجر رسالہ دستکاری چاندنی چوک دہلی

پیغام صلح کا خاص نمبر

۵ر جنوری ۱۹۲۶ء کو پیغام صلح کا خاص نمبر ہزاروں کی تعداد میں چھپے گا۔ اشتہار ۱۳ر دسمبر سے پہلے پہنچ جانے چاہئیں اس کے بعد نہیں لئے جائیں گے۔ نرخنامہ خاص نمبر حسب ذیل ہے

پورا صفحہ	نصف صفحہ	پورا کالم	نصف کالم	چوتھائی کالم
للعہ	۵؎	سے	؏	۳ر

مینجر اخبار پیغام صلح - لاہور

بے مثال ہفت پارہ

یہ ہفت سورہ شریف موجودہ طرز عبارت کا ایک بالکل جدید نمونہ ہے۔ خط اس قدر واضح کہ اندھا بھی پڑھ لے۔ اردو ترجمہ اتنا آسان کہ بچہ بھی سمجھ لے۔ حاشیہ پر تفسیر عربی سطریں حنا شدہ کاغذ سفید و بیزیر عبارت نہایت صحیح۔ لکھائی نفیس آخر میں خدا کے ۹۹ نام معہ خواص و اسناد۔ پھر رسول مقبول ﷺ کے اسماء اور ان کے خواص۔ جلد عمدہ بائلار غرضکہ کیفیات مجموعی یہ ہفت سورہ منتخب روزگار اور نادر زمانہ ہے سات سورتیں جو قرآن مجید کی جان ہیں اس ہفت سورہ کی حامل ہیں ہدیہ باوجود ان تمام خوبیوں کے صرف عہ علاوہ محصول ڈاک

اشرف التواریخ تین جلدوں میں (قدوۃ السالکین مولانا مولوی سید شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی نوراللہ مرقدہٗ) صوفیائے کبار میں ایک اعلےٰ پایہ رکھتے ہیں۔ یہ جامع و نافع تاریخ آپ ہی کی تالیف سے ہے۔ ہر سہ حصہ مکمل للعہ (سوا نو روپے) علاوہ محصول ڈاک۔ تجلیات عشق یعنی دیوان اکبر ؏ وسیلہ شفاعت یعنی دیوان کیف قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ حیات انیس۔ میر انیس قال اللہ مقامہ کے حالات زندگی۔ اور ان کے کلام معجز نظام کا قابل قدر اقتباس معہ تصویر میر انیس مرحوم قیمت ؏ تحفۃ العاشقین معہ تحفۃ العارفین قیمت ۱۲ر المہدی قیمت ؏ ایشیائی شاعری قیمت عہ قومی نظم قیمت ۴ر لوزجان الالف قیمت ۸ر درشاہوار قیمت ۸ر محمود عہ اظہار الشہادتین قیمت عہ مظہر الغرائب قیمت ۱۰ر مکالمہ عیدیت و مرد ۴ر خدا معنا قیمت عہ

مینجر آگرہ اخبار - آگرہ - (یوپی)

اخبار رہنما مراد آباد مفت طلب کیجئے

اخبار رہنما ایک دلچسپ اور اپنی نوعیت میں لاثانی ہفتہ وار اخبار ہے جس میں واقعات حاضرہ پر آزادی و متانت سے بحث کی جاتی ہے۔ اور علمی، مذہبی، ادبی اخلاقی، تاریخی، تمدنی، طبی، وغیرہ رنگ برنگ کے دلچسپ مفید مضامین شائع کئے جاتے ہیں نئے سال کے آغاز پر قیمت میں خاص رعایت کر دی گئی ہے نمونہ مفت طلب کیجئے۔

حب سرفہ

یہ گولیاں علاوہ ضیق النفس کے یعنی دمہ کے اور ہر قسم کی کھانسی کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک دن کے استعمال سے بلغم کو جلا کر پھینک دیتی ہیں کھانسی کا مریض آرام کی نیند سوتا ہے خشک کھانسی کا دھسکہ بھی موقوف ہوجاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴۰ گولی ؏ (دو روپیہ)

نور بصر سرمہ

یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ نزلہ کی وجہ سے آنکھوں سے پانی جاری رہنا، دھند، جالا، غبار، پھولا، خارش چشم ضعف بینائی، پلکوں کے گرنے، پپوٹوں کے بھاری ہوجانے کے لئے اس سرمہ کا استعمال ضروری ہے مقامی حضرات کو ایک عرصہ سے مفت تقسیم ہوتا ہے

المشتہر

مینجر محمودی دواخانہ بجنور (یوپی)

پیغام اتحاد (حصہ اول)

ایک نہایت عجیب و غریب اور حیرت انگیز علمی اخلاقی سوشل و صوفیانہ کتاب، ابھی چھپی ہے

قوموں کا اتحاد و اتفاق زبان کے ایک نئے پیغام نیک کاموں کے لئے کتاب بوقت نہایت عجیب لسانی تحقیقات، جس بات کے معلوم کرنے میں یورپ کے ماہرین زبان و محققین علم السنہ قاصر تھے اسکو ثابت کر دیا گیا ہے دنیا بھر کے علماء و فضلاء کو دعوت چیلنج، قدیم زبان سنسکرت کو نہ صرف انڈو یورپین زبانوں کا منبع بلکہ تمام عبرانی وغیرہ زبانوں کا ماخذ ثابت کیا گیا ہے یہ کتاب نہ صرف علمی و اخلاقی اسرار کا خزینہ ہے بلکہ سوشل و روحانی رموز کا بھی گنجینہ ہے۔ ایک غیر مسلم کے قلم سے لکھی ہوئی کتاب اگر ایک لفظ بھی پاک رسول کی شان کے خلاف نکال کر دکھا دیں۔ تو فوراً ایک ہزار کتاب آگ کی نذر کر دی جائے گی۔ یہ کتاب حقیقت میں جناب تقدس مآب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم (قربان ہوجاؤں میں ان کے پاک قدموں) کے پیغام صلح کی جو دینی تکمیل ضرور ہے اگرچہ صداقت و حقیقت کا بے باکانہ اظہار کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی عالم میری لسانی تحقیقات کو غلط ثابت کر دے تو کتاب کی اشاعت قطعی بند۔ سنہری جلد قیمت صرف ؏ ایک ہندوستانی بھائی کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔ دوسرا حصہ اور زیادہ دلچسپ ہوگا۔ ایک کلمہ بھی پاک شخصیتوں کی شان کے خلاف نہیں۔ منگانے کا پتہ۔

(۱) شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

(۲) میسرز عطر چند کپور۔ انارکلی۔ لاہور۔

(۳) منیجر دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

المشتہر

بنی نوع انسان کا خادم جتین دت۔ بی۔ اے

ممبر انڈین سفا جیفین کالج لاہور

جلد ۱۴ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۹ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء | نمبر ۵۷

رحمۃ للعالمین

جب گئے تبلیغ حق کے واسطے طائف میں آپ ... اس سفر میں آپ کو پہنچا بہت رنج و تعب
اہلِ طائف نے سنا جب آپ کا پیغامِ حق ... دے کے آزار و ایذا ہو گئے وہ سب کے سب
عبد یالیل اس قبیلہ میں تھا اک مشہور شخص ... اس کو کہنا چاہئے طائف کا گویا بولہب
دو برادر اور بھی تھے اس کے مسعود و حبیب ... پیش آئے تھے وہ گستاخی سے دونوں بے ادب
دعوت اسلام و حق سن کر وہ یوں کہنے لگے ... جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں کہیں مقبول رب
حق کو پیغمبر بنانا تھا تو اس کے واسطے ... طائف و مکہ میں تھے کتنے ہی اعیان عرب
کیا نہیں ملتا خدا کو تم سے بہتر کوئی شخص ... اور سب کو چھوڑ کر تم کو کیا کیوں منتخب
ایسی باتیں کر کے وہ اسلام سے منکر ہوئے ... مرتبہ کو آپ کے پہچانتے کیا بے ادب
دل شکن باتیں بھی کیں اور گالیاں دینے لگے ... اور برپا کر دیا ہنگامہ شور و شغب
بارشِ خشت و حجر حضرت پہ پھر کرنے لگے ... ہو گیا مجروح جسمِ پاک زخموں کے سبب
بھر گئیں نعلین اقدس پنڈلیوں کے خون سے ... صبر سے خاموش تھے پھر بھی شہِ عالی نسب
شہرت، باہر بھی جاری تھا تعاقب تین میل ... عقل اور انسانیت سے نابلد تھے سب کے سب
ان کی یہ گستاخیاں برداشت کے قابل نہ تھیں ... خالق ارض و سما کو آ گیا ان پر غضب
"لوٹ دی جائے ابھی طائف کی ساری سرزمین" ... اک فرشتے کے لئے صادر ہوا یہ حکم رب
"ہاں مگر پہلے محمد سے بھی اس کو پوچھ لو" ... وہ اگر کہہ دے تو نازل ہو ابھی ان پر غضب
آبدیدہ ہو گئے اس حکم کے سننے سے آپ ... اور فرشتے سے یہ فرمانے لگے فخر عرب
میں معافی ان کو دیتا ہوں کہ یہ بے عقل ہیں ... ہیں یہ سب گستاخیاں ان کی جہالت کے سبب
حکم خالق ماننے سے ان کو گو انکار ہے ... ان کی اولاد و ں میں نکلیں کچھ مسلماں کیا عجب
گو کہ تکلیف و اذیت ان سے پہنچی ہے مجھے ... پر نہیں مجھ کو گوارا ان پہ نازل ہو غضب

اس لیے کہتے ہیں ان کو رحمۃ للعالمین
اس لیے ہم مانتے ہیں ان کو فخر المرسلین

عبد الودود، [illegible]

بزمِ احبا

مرتبہ جناب صاحب چودھری منظور الٰہی صاحب لاہور

فرانس

اخویم چودھری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں۔ کبھی مجھے اردو لکھنے کی مشق تھی مگر اب چھ سال سے باہر ہوں مطالعہ کے لئے اردو کتب بالکل نہیں ملتیں کابل میں تو کبھی کبھی کوئی اردو کتاب مل جایا کرتی تھی لیکن جب سے یورپ میں ہوں سوائے اخبار پیغام صلح کوئی اردو اخبار نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی کتاب، بولنے کی تو مہینوں تک نوبت نہیں آتی۔ پھر زبان کیسے درست رہ سکتی ہے۔ تاہم جو کچھ مافی الضمیر ہوتا ہے اسے لکھ دیا کرتا ہوں۔ کل پنڈت مالویہ کا اخبار ہندوستان ٹائمز ملا۔ پڑھا اور کچھ ہندوستانی سیاست کے متعلق معلوم ہوا۔ خصوصاً مسئلہ حجاز کے متعلق چند سطور نظر پڑیں۔ یعنی ہندوستانی علمائے کرام اور صوفیائے عظام جن میں مولانا محمد علی صاحب اور مولانا شوکت علی صاحب کا نام بھی دیکھا۔ کہ یہ حضرات ابن سعود کو حجاز سے نکال کر وہاں جمہوری سلطنت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ الحمد للہ مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا۔ شیخ سعدی صاحب نے ایسے ہی حالات کے متعلق کیا خوب کہا ہے۔ ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی ۔ کہ با آسماں نیز پرداختی

کوئی ان بھلے آدمیوں سے پوچھے کہ آخر اس حماقت کے کیا معنی۔ تم ہو کون جو غیر ہندوستانی لوگوں کے کاروبار میں دخل در معقولات دیتے ہو۔ تمہاری سنتا کون ہے۔ تم نے افغانستان سے جوتے کھائے، ترکوں نے تمہارے جوتڑوں پر ٹھوکریں لگائیں۔ کہ قیامت تک یاد رکھو گے۔ لیکن تمہاری ڈھٹائی اور بے حمیتی کی انتہا نہیں۔ نہ کوئی تمہارا ملک، نہ وطن، نہ گھربار، نہ تم میں علم نہ دولت، لیکن باوجود ان تمام باتوں کے تمام اسلامی دنیا کے چچا بن رہے ہو۔ عرب میں مسلمانوں کی باہمی کشت و خون کی ذمہ داری اب صرف ان چند نالایق ملاؤں اور صوفیوں کی گردن پر ہو گی جن کا شغل ہی مسلمانوں کو باہم لڑانا رہ گیا ہے۔ پھر عرب کے غیر مسلم اقوام کے ہاتھوں میں چلے جانے کا جرم عظیم بھی ان کی منحوس پیشانیوں پر کلنک کا ٹیکا بن کر قیامت تک ٹپکتا رہے گا۔ عرب میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کا قدرتی نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کی رہی سہی طاقت بھی کمزور ہو جائے گی اور اس طرح سے غیر مسلم سلطنتیں جو ایسے مواقع کی تاک میں لگی رہتی ہیں امداد کے بہانہ سے عرب میں اپنے قدم جما لیں گی اور ہندوستانی ملانے اور صوفی سوائے گالی گلوچ کرنے کے ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ اگر عام مسلمانوں نے ان نام نہاد مولاناؤں اور صوفیوں کو سیدھا نہ کیا اور ہندوستان کو اپنا حقیقی وطن نہ سمجھ کر اس کی بہبودی میں دل و جان سے کوشش نہ کی تو وہ یاد رکھیں کہ خدانخواستہ اندلس کا منظر پیش آ کر رہے گا۔ پنجابی تعلیم یافتہ مسلمانوں کو میں بڑے زور سے مطلع کرتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے اپنے صوبہ اور ملحقہ صوبجات کے ملاؤں اور صوفیوں سے قطع تعلق کر کے اپنے ملک اور اہل وطن کی خدمت میں لگ جائیں۔ اپنی قوم کو صحیح تعلیم دیں اور اس کا اندرونی نظام درست کریں۔ ورنہ جو کچھ مجھے نظر آ رہا ہے وہ نہایت بھیانک اور دل ہلا دینے والا منظر ہے۔ اگر پنجابی مسلمانوں نے ہمت سے کام لیکر اپنا نظام درست کر لیا تو نہ ملاؤں ان کا کچھ بگاڑ سکے گا اور نہ موپلے کی شُدھی ان کا کچھ کر سکے گی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی ترقی ہستی مسلمانان پنجاب پر زیادہ منحصر ہے کیونکہ خداوند نے ان میں ہر قسم کی خوبیاں ودیعت کر رکھی ہیں بشرطیکہ وہ ان سے کام لیں۔ یہ مولانا لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ انہیں دوسرے ممالک کی اندرونی سیاست سے کیا واسطہ خواہ وہ حجاز ہو یا ترکی، مصر ہو یا ایران، افغانستان ہو یا بخارا۔ یہ لوگ جاہل اور گمراہ ہیں۔ اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ یہ گندے پھوڑے ہیں جو اسلام کے جسم کو تباہ کر رہے ہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ غیر ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی نہ رکھو بلکہ جہاں تک ہو سکے انہیں درمے، قدمے، سخنے مدد دو لیکن یہ ہرگز نہ کرو کہ ان کی سیاست میں دخل دے کر ان کے ممالک میں فساد پھیلاؤ اور اس [illegible] کے [illegible] کا ماتحت ہوتے ہو [illegible] ہندو [illegible] افغانستان یا ایران کے

مکراں بن سعود کو کس طرح حجاز سے نکال سکتے ہیں۔ امام یمن کو اکسا کر ابن سعود سے لڑوانا ایسی خطرناک چال ہے۔ کہ خدانخواستہ اگر یہ کامیاب ہو جائے تو حجاز کی حیثیت کسی غیر ملکی قوم کی ریاست کی سی ہو جائے گی۔ کاش خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا کرے۔ یہ ملانے اور صوفی جنت البقیع کی چند اینٹیں ٹوٹ جانے پر آنسو بہا رہے ہیں۔ لیکن اسلام کی تباہی میں خود اپنے ہاتھوں سے کوشاں ہیں۔ درخت کی چند شاخوں کے کٹ جانے پر ہائے ہو کر رہے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ اپنے ہاتھوں سے خود درخت کی جڑوں پر تبر چلا رہے ہیں۔ یہ لوگ چند قبوں کے گر جانے پر پریشان و بے حال ہیں۔ اور دشمن قلب اسلام پر چھرا چلا رہا ہے خدارا کچھ ہوش کرو، اسلام کی خبر لو۔ وہ تباہ ہوتا جا رہا ہے۔ تم مسلمان کہلا کر کسی مسلمان ملک میں جا کر دیکھ لو کہ تمہاری کیا گت بنتی ہے۔ ہاں ہندوستانی بن کر جاؤ تو تمہارا اسلام بھی درست اور عزت بھی قایم۔ میں نے یہ سب کچھ اپنے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر لکھا ہے ؎

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

شام

علاقہ شام کے ایک امریکن عیسائی نے سیرۃ خیر البشر انگریزی کا مطالعہ کر کے یہ تقریظ حضرت امیر کی خدمت میں بھیجی ہے کہ میں آپ کو دلی مسرت سے یہ اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے آپ کی کتاب محمد دی پرافٹ نہایت غور سے مطالعہ کی ہے۔ جو نہایت معتبر اور صحیح واقعات پر مبنی ہے۔ اور بالبداہت اسلام کا سچا اور صحیح نقشہ ظاہر کرتی ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ تمام مسلمان اور وہ عیسائی، بدھ اور کنفیوشس لوگ جو مشرقی تاریخ مذاہب کے مطالعہ کے شوقین ہوں اسے ضرور مطالعہ کریں۔ آپ نے یہ کتاب انگریزی زبان میں شایع کر کے بڑا احسان کیا ہے۔

یہی عیسائی دوست انگریزی قرآن کے بارہ میں لکھتا ہے کہ میں نے مختلف جگہ سے اس ترجمہ قرآن کو بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور اسے اصل متن عربی کا صحیح مفہوم ادا کرنے والا پایا۔ جو خصوصیات اس ترجمہ میں پائی جاتی ہیں وہ میں نے کسی اور ترجمہ میں نہیں پائیں۔ انگریزی داں لوگوں کے لئے یہ ترجمہ بحد مفید ہے۔ آپ کی اس کوشش اور محنت کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نائیجیریا (مغربی افریقہ)

برادر حمزہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کا مضمون یہاں کے انگریزی اخبار میں پڑھا۔ اس لئے ملتجی ہوں کہ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کا لٹریچر مجھے مطالعہ کے لئے بھیج دیجئے۔ تا کہ مجھے حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم کا علم ہو سکے

جزیرہ فلپائن

مسٹر ہیرو میو صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے یہاں ایک دوست کے پاس آپ کا انگریزی قرآن دیکھا جو مجھے بہت پسند آیا۔ براہ مہربانی اس کی دو کاپیاں مجھے بھیجدیں اگر آپ کا دوست جو یہاں ہے آپ کا ایجنٹ ہے تو اسی کے ذریعے بھیج دیجئے۔ آپ کی انجمن کی خدمات اسلام قابل تحسین ہیں

نائیجیریا کا دوسرا خط

بن بین صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ میں بوجہ علالت طبع جلد جواب نہ دے سکا۔ اس لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ اور کمزوری کی وجہ سے آپ کے بعض استفسارات کا جواب دینے سے قاصر ہوں۔ جونہی میری طبیعت سنبھل گئی میں آپ کو یہاں کے حالات سے مفصل اطلاع دونگا۔ ہماری مجلس کے صدر نے جو سپیچ ہماری جنرل میٹنگ میں دی تھی۔ اس کی ایک کاپی ارسال ہے۔ آٹھ شلنگ کا پوسٹل آرڈر قیمت لائٹ بھیجا جاتا ہے دو ذیل کے دوستوں کے نام اخبار جاری کر دیجئے۔

اپنی بہنوں کی خدمت میں

معزز بہنو! ہمارا سالانہ جلسہ اب قریب آ گیا ہے بزرگان قوم و معزز حضرات کے وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھانے کا موقع ہے آپ بھی شامل ہونے کی کوشش کریں۔ اور اس مبارک وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ گو آج کل سردی کی وجہ سے سفر میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن اگر ہمت سے کام لیا جائے تو یہ مشکلات کوئی چیز نہیں۔ شادی بیاہ کی تقریبوں میں آخر آپ تکلیف اٹھا کر شامل ہوتی ہی ہیں یہ تو دینی تقریب ہے جس میں شامل ہونا باعث ثواب ہے۔ پھر اگر اس کے لئے کچھ تکلیف بھی ہو تو ضرور گوارا کرنی چاہئے۔ مجھے کامل امید ہے کہ اس مبارک تقریب کو آپ تمام تقریبوں پر فوقیت اور اہمیت دیں گی۔ اور معمولی دقتوں کی پروا نہ کریں گی۔ حضرت مسیح موعود نے خود اس جلسہ کی بنیاد رکھی ہے۔ تا کہ میل جول، محبت و اخلاص اور باہمی اخوت ترقی کرے۔ پس اپنے امام کے حکم پر عمل کرنے اور اپنی واقفیت کو بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری بہنیں بھی اس سالانہ قومی اجتماع پر آئیں اور اپنے سلسلہ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں معاون ہوں۔ دیکھئے ہمارے بزرگ کس طرح خدمت دین میں مصروف ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہم عورتیں اس اہم فرض سے بالکل غافل ہیں۔ خدارا اس طرف توجہ فرمایئے اور نہ صرف خود شامل ہوجئے بلکہ دوسری بہنوں کو بھی شامل ہونے کی ترغیب دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

لاہور کی احمدیہ خواتین میں سے تو ہر ایک بی بی کو شامل ہونا چاہیے ان کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ بلکہ انہیں چاہیئے کہ احمدیہ انجمن خواتین کے ماہانہ جلسوں میں بھی شریک ہوا کریں۔

انجمن خواتین کا ۲۵ و ۲۶ دسمبر کو بوقت صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک اجلاس ہوگا۔ تا کہ باقی وقت میں بہنیں مردانہ تقریریں بھی سن سکیں۔ مردانہ جلسوں میں شامل ہونے کے لئے پردہ کا بخوبی انتظام ہوگا۔

آخر میں جہاں بہنوں کی خدمت میں تاکیداً عرض ہے وہاں معزز بھائیوں اور بزرگوں کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ وہ اپنے گھروں میں یہ پیغام پہنچا دیں اور اپنی مستورات کو شریک جلسہ ہونے اور خدمت دین میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائیں۔

جن بہنوں کا تشریف لانے کا ارادہ ہو وہ ۲۰ دسمبر ۲۶ء سے پیشتر مہتمم صاحب جلسہ کو مطلع فرمائیں۔ تا کہ ان کی رہائش و آسائش کا تسلی بخش انتظام ہو سکے۔

خاکسار مہر النساء

سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

جلسہ سالانہ اور احباب کی خدمت میں ایک نہایت ضروری گزارش

یہ ہے کہ فرداً فرداً بھی اور انجمنوں کے رنگ میں بھی وہ اپنے تمام قسم کے چندوں کے بقایا کے ادا کرنے کا سامان کر کے تشریف لائیں۔ اور سال بھر جو سستی یا کمزوری اس بارہ میں رہی ہے وہ اس کا اس اجتماع کے موقع پر ازالہ کر کے خود بھی ثواب حاصل کریں اور دوسروں کے لئے بھی نمونہ بنیں۔ ان چندوں میں خصوصیت سے ان کے چندے ماہوار، جرمن مشن، برلن مسجد، تبلیغ ہند اور زکوۃ کے وعدے شامل ہیں اور ان کے علاوہ خاص رقوم جو ہمیشہ اس اجتماع کے موقعہ پر وہ ادا کیا کرتے ہیں وہ بھی وافر طور پر حسب حیثیت دینے کا عزم کر کے تشریف لائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزموں میں برکت دے گا۔ اور اس چھوٹی سی قوم کی ان بے نظیر قربانیوں کا بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ اس کے علاوہ جلسہ فنڈ کی رقوم جلسہ سے پہلے پہلے ہی جملہ احباب بھجوا دیں۔

ظہور احمد

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

اخبار احمدیہ

میاں غلام محمد صاحب جلد ساز لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ انکی بھتیجی صاحب دختر داد خواہ صاحب مرحوم فوت ہو گئیں احباب مرحومہ کے لئے دعا مغفرت کریں۔

قبول اسلام ۱۰ دسمبر کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ حضرت ایدہ اللہ کے دست مبارک پر تین غیر مسلم اشخاص مشرف باسلام ہوئے ان میں سے دو شخص ڈاکٹر مہدی حسن صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کی تبلیغی کوششوں سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے۔

درخواست دعا جناب خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب کی اہلیہ جھنگ میں سخت بیمار ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

انتقاد

کلنڈر ہمیں اعوان بک ڈپو لاہور کی طرف سے ۱۹۲۷ء کے تین کلینڈر اسلامی بغرض ریویو موصول ہوئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

کلنڈر نمبر (۱) پیشانی پر کلمہ طیب اور اس کے گرد گرد آیہ کریمہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی.... الخ اور اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام درج ہیں اس کلنڈر میں انگریزی اور قمری دونوں تاریخیں ساتھ ساتھ دی گئی ہیں۔ سرکاری تعطیلات نہ صرف سفید مہینوں میں ظاہر کی گئی ہیں بلکہ انکی تفصیل ہر مہینے کے ساتھ حاشیہ میں علیحدہ دی گئی ہے۔

کلنڈر نمبر (۲) پیشانی پر کلمہ طیب اور قرآنی آیات درج ہیں اور ایک جانب فہرست تعطیلات عدالت پنجاب ۱۹۲۷ء اور دوسری جانب فہرست تعطیلات عدالت ہائے صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ۔ اس میں بھی انگریزی اور قمری دونوں تاریخیں دی گئی ہیں۔

کلنڈر نمبر (۳) پیشانی پر سورہ اخلاص اور اس کے گرداگرد سورہ مزمل اور چند رباعیات موجود ہیں۔ اس میں بھی دونوں انگریزی اور قمری تاریخیں درج کی گئی ہیں سرکاری تعطیلات کی فہرست بھی درج ہے۔

تینوں کلنڈر نہایت خوشخط اور مختلف رنگوں سے مزین آرٹ پیپر پر تیار کئے گئے ہیں۔ اور ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ قیمت فی کلنڈر ۴ر رہنے منگانے کا پتہ:۔

مینجر اعوان بکڈپو لاہور۔ نولکھا ۵

ہدایات برائے مہمانان

(۱) سردیوں کے دن ہیں اس لئے مہمان صاحبان کافی بستر ہمراہ لائیں۔

(۲) جو صاحب مع عیال تشریف لانا چاہیں تو بلا توقف اس کی اطلاع دیں اور تعداد مستورات ضرور تحریر فرمائیں۔

(۳) ۲۴ دسمبر کی صبح سے ۲۵ کی دوپہر تک مہمانوں کے استقبال کا انتظام کیا گیا ہے اس لئے مہمان صاحبان جو ان تاریخوں پر تشریف لائیں اپنی تشریف آوری کی اطلاع رضاکاروں کو جو پلیٹ فارموں پر موجود ہوں گے کر دیں تو ان کو آرام رہے گا۔

(۴) اوقات نماز حسب ذیل ہوں گے۔ مہمان صاحبان ان کی پابندی کا خیال رکھیں۔

نماز فجر ۶ بجے صبح ظہر و عصر ۲½ بجے بعد دوپہر مغرب و عشاء ۷ بجے شام

(۵) کھانا اور چائے کے اوقات:-

چائے صبح ۶½ بجے۔ چائے کے لئے بعد از نماز فجر مسجد میں تشریف رکھیں۔

صبح کا کھانا ۸ بجے سے ۹½ صبح تک۔ رات کا کھانا ۶ بجے شام سے ۸ بجے شام تک

مہمان صاحبان سے استدعا ہے کہ وقت کی پابندی کریں۔ تاکہ ان کو جلسہ میں شریک ہونے کا کافی موقع مل سکے اور کھانا دینے اور پہنچانے والوں کو سہولت ہو۔

(۶) چونکہ جلسوں کے موقعوں پر بعض غیر متعلق لوگ آجاتے ہیں اس نقصان سے حفاظت کے لئے کھانے کے ٹکٹوں کا انتظام کیا گیا ہے اور کھانا منگوانے والوں کو ہدایت ہے کہ وہ بغیر ٹکٹ دکھائے کسی کو کھانے کے کمرے میں داخل نہ ہونے دیں مہمانوں سے التماس ہے کہ اسے بُرا نہ منائیں اپنے ٹکٹ حفاظت سے رکھیں اور کھانے کے کمرے میں داخلہ کے وقت خود ٹکٹ دکھا دیں۔

(۷) جو مہمان پرائیویٹ مکانوں میں ٹھہریں وہ اس کی اطلاع افسر رضاکاران مسلم ہائی اسکول کو دیں۔ وہ ان کو کھانا پہنچانے کا مناسب انتظام کر دیں گے۔

(۸) اپنے اسباب اور نقدی وغیرہ کا عام طور پر اور خصوصاً سوتے وقت خیال رکھیں۔

(۹) رہائش کے کمروں کو خراب نہ کریں اور نہ تھوکیں حقہ کے عادی مہمان سونے سے قبل چلم خالی کر کے اندر رکھیں ایسے موقعوں پر بے احتیاطی سے آگ لگ جانے کا احتمال ہے۔ سونے سے قبل بجلی بجھا دیں۔

(۱۰) کوئی شکایت ہو تو دفتر انچارج جلسہ میں اطلاع دیں۔ تدارک کیا جائے گا۔

(افسر انچارج جلسہ سالانہ)

ہدایات برائے افسران رضاکاران

(۱) افسران کا پہلا فرض ہے کہ وہ مہمانوں کو ہر قسم کا آرام اور آسانیاں بہم پہنچانے کی حتی الوسع کوشش فرمائیں، مہمانوں کی ضروریات اور شکایات کو فوری توجہ دیں۔

(۲) (الف) افسران سے استدعا ہے اپنی زیر نگرانی رضاکاروں کے حسن سلوک اور ضبط کا خاص خیال رکھیں اور انھیں بلا ضرورت اِدھر اُدھر منڈلانے کی اجازت نہ دیں۔

(ب) صرف اپنے ماتحت رضاکاروں سے کام لیں اور دوسرے صیغے کے رضاکاروں کو اپنے کام میں دخل در معقولات کی ہرگز اجازت نہیں۔

(۳) جو افسر کھانے کے کمرے پر ٹکٹ خوراک پڑتال پر متعین ہوں وہ کسی کو بلا ٹکٹ اندر جانے کی ہرگز اجازت نہ دیں۔ خواہ وہ دوسرے صیغے کا رضاکار ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) ایک دوسرے کے ساتھ پورا تعاون اور یکجہتی سے کام لیں اور وقت کی پابندی کا خیال رکھیں (افسر انچارج جلسہ)

ہدایات برائے رضاکاران

(۱) رضاکاروں کو خاص قسم کے بلے ملیں گے جس کے بغیر وہ رضاکار متصور نہ ہوں گے

(۲) رضاکاروں کو سوائے اپنے صیغے کے کام کے دوسرے کام میں دخل در معقولات دینے کی سخت ممانعت ہے۔

(۳) اگر کوئی مہمان کسی رضاکار سے کوئی ضرورت بیان کرے تو وہ صرف اپنے افسر سے اس کی فی الفور رپورٹ کر دے۔

(۴) رضاکار اپنے افسر کی پوری تابعداری کریں اور جو کام بتلایا جائے اس کی تعمیل محنت و تندہی سے کریں۔

(۵) وقت اور ضابطہ کی پابندی لازمی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۴ ۹ رجمادی الآخر ۱۳۴۵ھ نمبر ۷۵

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

یایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود (مائدہ)

جب خدا تعالیٰ نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دین کی تکمیل کر دی اور دنیا کو آخری ہدایت نامہ عطا کیا تو اس کی نشر و اشاعت کے لئے بھی کافی انتظام کیا فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون (آل عمران رکوع ۱۱) یعنی اے مسلمانو! تم میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہنا چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دے۔ جب تک مسلمان اس حکم پر عمل پیرا رہے دنیا میں مظفر و منصور رہے۔ جب اس خداوندی حکم کو پس پشت ڈالا تو دور انحطاط شروع ہو گیا۔ یہ اصول اسلام اور مسلمانوں کی زندگی کے لئے جس قدر ضروری ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس صدی میں جب خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو تجدید دین کے لئے کھڑا کیا تو اس کا بنیادی کام یہی قرار دیا کہ وہ مسلمانوں کے اندر تبلیغ و اشاعت اسلام کی روح پیدا کرے۔ اور دنیا میں ایک ایسی جماعت قائم کرے جس کا کام یہی ہو۔ چنانچہ اس خداوندی ارشاد کے مطابق ایک ایسی جماعت قائم کی گئی جو آج جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم ہے اور جس کی شاندار خدمات دینیہ کے مخالفین تک معترف ہیں۔

حضرت مجدد وقت نے جب اس پاک مقصد کے لئے ایک جماعت قائم کی تو اس کی زندگی اور ترقی کے لئے ایک سالانہ اجتماع کا بھی انتظام کیا اس اجتماع کے قیام سے آپ کی غرض یہ تھی کہ وہ لوگ جو اعلائے کلمۃ اللہ کا بیڑا اٹھائیں سال میں کم از کم ایک مرتبہ استفادہ ضروریات دین اور مشورہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ایک مقام پر اکٹھے ہوا کریں۔ یہ اجتماع جس کی بنیاد آپ نے اپنے مبارک زمانہ میں رکھی اس وقت سے ہر سال ہوتا چلا آرہا ہے۔ امسال بھی بڑے دن کی تعطیلات یعنی ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوگا۔ تمام ان لوگوں کو جو اس زمانہ کے مامور کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اسلام کا پیغام دنیا کے گوشوں تک پہنچانے کا عہد کر چکے ہیں۔ اس دینی اجتماع کے موقعہ پر ملک کے اطراف و اکناف سے اپنے مرکز میں جمع ہونا چاہئے۔ اور اپنے گزشتہ کام کو دیکھ کر آئندہ کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ یہ دور اسلام پر سخت مصیبت کا دور ہے۔ دشمن نے چاروں طرف سے حملہ کر رکھا ہے۔ دنیا میں اسلام کے ابھرنے کی اگر کوئی راہ ہے۔ تو وہ وہی ہے جس کی طرف مجدد وقت نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر رہنمائی کی۔ اور جس پر عمل کرنا سب سے پہلے ہمارا فرض ہے یہ بار جو ہمارے کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ہم نے اسے اٹھانا قبول کیا ہے۔ بہت گراں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد وقت نے ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے اور سچ بھی یہی ہے کہ جب تک مسلمان دین کو دنیا پر مقدم نہیں کریں گے اس وقت تک اسلام کا پھر دنیا میں ابھرنا مشکل ہے۔ مسلمانوں کا موجودہ پستی سے نکلنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ اس کے لئے بڑے مجاہدے کی ضرورت ہے۔ زمانہ اول کے مسلمانوں نے بھی مجاہدات ہی کے ذریعہ اسلام کا عروج و اقبال دیکھا تھا آج بھی مسلمان اسی راہ پر گامزن ہو کر اپنے مستقبل کو شاندار بنا سکتے ہیں مجدد وقت کوئی گدی قائم کرنے کے لئے دنیا میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ مجاہدین اسلام کی ایک ایسی جماعت قائم کرنے کے لئے تشریف لایا تھا جو دین کو دنیا سے مقدم کرے۔ یہ سالانہ اجتماع جس میں شمولیت کے لئے دعوت دی جا رہی ہے۔ انہی مجاہدین کا ایک مشورتی جلسہ ہے جس میں اس امر پر غور کیا جائے گا۔ کہ اب تک انہوں نے اسلام کے لئے کیا کچھ کیا ہے اور آئندہ کیا اور کس طرح کیا جائے۔ پس ہر اس شخص کو جو مجدد وقت کے ہاتھ پر عہد کر چکا ہے۔ اپنا ہر طرح کا نقصان کر کے بھی اس موقع پر اس اجتماع میں شامل ہونا چاہئے۔ تا وہ کل قیامت کے روز خدا کے دربار میں یہ کہہ سکے کہ میرے پروردگار میں نے اپنے قول و اقرار کو پورا کیا۔ اور باوجود مشکلات دوراں کے تیرے حکم یایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود پر پورا پورا عمل کیا۔ اس موقعہ پر مجبوریوں اور معذوریوں سے گھبرانا عقلمندی کی بات نہیں یہ چیزیں ہمیشہ دنیا میں رہیں گی ان سے مغلوب نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ یہی کامیابی و کامرانی کا گر ہے جو شخص مشکلات سے خائف ہو کر اس زریں موقعہ کو ہاتھ سے کھوتا ہے اور اس میں شمولیت اختیار کرنے سے محروم رہتا ہے وہ سخت بزدلی کا اظہار کرتا ہے کیا اسی قسم کی مشکلات دنیوی امور میں ہمارے سامنے نہیں ہوتیں اور ہم ان پر غالب آکر اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشش نہیں کرتے پھر کیا وجہ ہے کہ اس دینی کام کے لئے ہم مشکلات پر غالب آنے کی کوشش نہ کریں۔ آج اسلام کے اس مصیبت کے زمانہ میں دنیا جہان کی آنکھیں تمہاری چھوٹی سی جماعت کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ کیونکہ وہ خدمت دین جس کے لئے تم شب و روز تگ و دو کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کے منشا کے ماتحت سر انجام پا رہی ہے پس تمہارے لئے جو مجدد وقت کی جماعت میں ہونے کا دعوےٰ کرتے ہو ہرگز روا نہیں کہ غفلت و سستی سے کام لو۔ تم میں سے ہر ایک اسلام کی اس فوج کا سپاہی ہو جو "جری اللہ" نے اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے تیار کی۔ اور سپاہی کا یہ فرض ہے کہ جب اسے اس کے کارفرما کے لئے بلایا جائے وہ فوراً سب کچھ چھوڑ چھاڑ اپنے فوجی مرکز میں پہنچ جائے پس اے اسلام کے بہادر اور جانثار سپاہیو! آج تمہیں بھی تمہارے مرکز کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ کہ اس کام کے لئے جس کا تم نے عہد کر رکھا ہے۔ بڑے دن کی تعطیلات میں لاہور پہنچ جاؤ یہ تمہاری مستعدی اور ایفائے عہد کا امتحان ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون اس امتحان میں پورا اترتا ہے۔

دہلی میں جنگ

مسلمانان ہند کی بدقسمتی سے دہلی میں آج کل مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ حسن نظامی کے درمیان سخت جنگ جاری ہے۔ مولانا محمد علی نے خواجہ صاحب کے ایک خط کی بنا پر جو انہوں نے ۱۲ راگست ۱۹۲۶ء کو اپڑ ضلع میرٹھ کے ایک شخص ضیاء الحق کو لکھا تھا۔ خواجہ صاحب پر یہ الزام لگایا ہے کہ خواجہ صاحب نے "حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر سے مخبری کی اور حضور نظام کو موجودہ مشکلات اسی مخبری کی وجہ سے پیش آئی ہیں؟" وہ خط یہ ہے:-

از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی دہلی
۱۲ راگست ۱۹۲۶ء

کرمی۔ السلام علیکم۔
دو خط پہنچے۔ ابھی دو چار دن کی اور مصروفیت ہے اس کے بعد خط لکھنے کی کوشش کرونگا۔ کھال کا حساب رجسٹر میں دیکھ کر مطلع کرونگا۔
کیا عجب ہے کہ گورنمنٹ نے لکھا ہو۔ میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی سے مفصل حالات بیان کر دیئے تھے۔ اور نظام کو پان اسلام ازم کے جو سبق دیئے جاتے تھے ان کی باضابطہ اطلاع دے دی تھی۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کو اس خطرہ سے آگاہ بھی کیا تھا۔ (یہ خط بالکل خانگی ہے۔ اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے۔ میرے اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہ ہو۔)
(حسن نظامی)

اس الزام اور اسی قسم کے دیگر الزامات کے جواب میں جو مولانا محمد علی اور ان کے حامی اخبارات "الامان"، "الجمعیۃ"، "مدینہ" وغیرہ نے لگائے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ایک طول طویل بیان شائع کیا ہے جس میں تقریباً ان تمام الزامات کا جواب موجود ہے۔ اس بیان کا خلاصہ خود خواجہ صاحب ہی کے الفاظ میں یہ ہے:-

حسن نظامی نے حضور نظام کی کوئی مخبری نہیں کی بلکہ حضور نظام اور ان کی اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے دہلی کے چیف کمشنر سے یہ خواہش کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ پنجاب کے اس شخص (مولوی ظفر علی خاں) کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرا دیں۔ جس کی نسبت اپڑ کے ضیاء الحق نے مجھے یہ لکھا ہے کہ وہ پنجابی شخص حضور نظام کو پان اسلام ازم کے سبق دے رہے ہیں اور جب پنجاب کے وہ صاحب یکایک حیدرآباد سے علیحدہ کر دیئے گئے تو حسن نظامی نے اپڑ کے ضیاء الحق کو ان کے سوال کے جواب میں جبکہ انہوں نے پنجابی صاحب کی یکایک علیحدگی کی وجہ پوچھی اور یہ سوال کیا کہ کیا گورنمنٹ اس پنجابی شخص کی علیحدگی کا موجب ہوئی۔ تو حسن نظامی نے ۱۲ راگست ۱۹۲۶ء کو جواب لکھا کہ کیا عجب ہے کہ گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہو۔ کیونکہ میں نے دہلی کے چیف کمشنر صاحب کو اس کی اطلاع دے دی تھی کہ وہ حضور نظام کو پان اسلام ازم کے سبق دے رہے ہیں۔

مخالفین کا ایک اعتراض یہ تھا اور اب تک ہے کہ اگر خواجہ صاحب کو حضور نظام کی کوئی مخبری نہیں کرنی تھی تو وہ خود حضور نظام کو اس طرف توجہ دلاتے وہ یہ کہ پہلے ہی چیف کمشنر دہلی کو جا کر یہ اطلاع دے کہ حضور نظام کو پان اسلام ازم کے سبق پڑھائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ اس آخری طریق میں جو خواجہ صاحب نے اختیار کیا یہ احتمال بھی تھا کہ حکومت مولوی ظفر علی خاں کے علاوہ خود نظام سے بھی بدظن ہو جائے۔ اس اعتراض کو وزنی بنانے کے لئے مخالفین یہ امر بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ بات خواجہ صاحب کی پہنچ کے اندر بھی تھی کہ وہ براہ راست حضور نظام کو نصیحت فرماتے مگر افسوس ہے کہ ہمیں خواجہ صاحب کے بیان میں باوجود تلاش کے اس اعتراض کا جواب کوئی نہ ملا۔ کہ کیوں انہوں نے پہلے حضور نظام کو نصیحت نہ کی۔ اور کیوں اس کے بجائے چیف کمشنر دہلی کو اطلاع دینا ضروری سمجھا۔ خیر اس کی وجہ چاہے کچھ بھی ہو لیکن محض اس بنا پر کہ خواجہ صاحب نے ریاست حیدرآباد کو خطرہ سے بچانے کے لئے حضور نظام کو نصیحت کرنے کے بجائے چیف کمشنر دہلی کو اطلاع دی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے حضور نظام کی مخبری کی۔ یا وہ گورنمنٹ کے جاسوس تھے۔ دیانتداری سے ہم زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا طریق کار صحیح نہ تھا۔ اور انہوں نے اس کا فیصلہ کرنے میں غلطی کھائی۔ گویا جو بات انہیں پہلے حضور نظام سے کہنی چاہئے تھی وہ انہوں نے براہ راست چیف کمشنر سے کہہ دی۔ اس سے زیادہ کھینچ تان کرنا اور اس کی بنا پر انہیں جاسوس قرار دینا صریح بے انصافی ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خواجہ صاحب کو اس وقت کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مفید مقصد کے حصول کے لئے حضور نظام کو اطلاع دینا بے سود اور اس کے بجائے چیف کمشنر کو اطلاع دینا زیادہ مؤثر نظر آیا ہو۔

خواجہ صاحب نے اس بیان کے علاوہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ایک شرعی حلف نامہ بھی شائع کیا ہے جس میں قسم کھا کر مخبری و جاسوسی وغیرہ کے الزامات سے اپنی بریت ظاہر کی ہے۔ اور اس حلفیہ بیان پر اعتبار نہ کرنے کی صورت میں مخالفین سے لگائے ہوئے الزامات کے متعلق اسی قسم کے حلف نامہ کا مطالبہ کیا ہے۔

یہ جھگڑا تقریباً ایک مہینہ سے چل رہا ہے اور اس عرصہ میں تقریباً ہر اسلامی اخبار نے ایک یا دوسری پارٹی کی حمایت یا تردید کی۔ لیکن ہم خاموش رہے اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ہمیں مسلمانوں کی اس خانہ جنگی سے سخت رنج ہوا اور ہم اس سے علیحدہ ہی رہنے میں بہتری سمجھتے تھے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ہم دونوں جانب کی تحریرات کا مطالعہ کئے بغیر کوئی رائے قائم کرنا غیر مناسب اور قبل از وقت خیال کرتے تھے۔ اب جبکہ خواجہ صاحب نے تمام مسلمانوں سے عموماً اور لیڈران و ایڈیٹران سے خصوصاً استدعا کی ہے کہ وہ اس معاملہ پر اظہار رائے کریں تو ہمارا بھی اخلاقی فرض ہے کہ غیر جانبداری سے اپنے خیالات کا اظہار کر دیں۔ خواجہ صاحب اور ان کے مخالفین کی تحریرات کو پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ خواجہ صاحب کے زیر بحث خط میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے یقینی نتیجہ نکالا جا سکے کہ خواجہ صاحب نے حضور نظام کی جاسوسی کی یا وہ ان دنوں گورنمنٹ کے جاسوس تھے۔ ہمارے خیال میں خواجہ صاحب کے حلفیہ بیان کے بعد کسی مسلمان کے یہ شایان شان نہیں کہ اب بھی وہ خواجہ صاحب کے سر یہی الزام تھوپتا چلا جائے کہ کسی زمانہ میں ان کا تعلق محکمہ جاسوسی سے تھا یا ہے بہتر یہی ہے کہ اب اس فضول خانہ جنگی کو ختم کر دیا جائے۔ اس ناحق کے جھگڑے کو اٹھانے والے اخبارات کا تو شاید یہی خیال ہے کہ وہ خواجہ حسن نظامی کو جاسوس ثابت کر کے اسلام کی بہت گرانقدر خدمت بجا لا رہے ہیں لیکن افسوس ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ اس میں نقصان ہی نقصان نظر آتا ہے [illegible] سنگٹھن اور شدھی والوں کو ضرور اس سے فائدہ پہنچنے کی امید ہے یہی وجہ ہے کہ اس اعلان جنگ سے جو خواجہ صاحب کے خلاف کیا گیا ہے سنگٹھنی اخبارات معمول سے زیادہ خوش نظر آتے ہیں۔ ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آخر مسلمان اخبارات نے اس فتنہ کے اٹھانے میں مسلمانوں کے لئے کونسی فائدہ کی بات سوچی ہے اس سے خواجہ صاحب کی خواجگی کا تو خاتمہ ہو گا جس کی بعض لوگ امید لگائے بیٹھے ہیں البتہ حفاظت و اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچنے کا ضرور احتمال ہے جو خواجہ صاحب کے زیر [illegible]

جواہر ریزے

ق

(۱) حربی کفار بھی اگر فساد سے باز آجائیں تو ان پر زیادتی نہ کیجائے
فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین (البقرہ ۲: ۱۹۳)

(۲) جو تم پر کسی قسم کی زیادتی کرے ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو۔ اور (سزا دینے میں) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جانتے رہو کہ اللہ انہی کا ساتھی ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں (البقرہ ۲: ۱۹۴)

(۳) قومی اور مذہبی کاموں میں خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔" اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
(البقرہ ۲: ۱۹۴)

(۴) اور اللہ سے ڈرو اور جانتے رہو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے
(البقرہ ۲: ۱۹۶)

(۵) اور (حج کے جانے سے پہلے) زاد راہ ہم پہنچا لو کہ بہترین زاد راہ پرہیزگاری ہے۔ اور اے عقل والو! (اصل پرہیزگاری یہ ہے کہ) ہم سے ڈرتے رہو (البقرہ ۲: ۱۹۷)

(۶) (حج کے شغل میں) اگر تم اپنے پروردگار کا فضل (مثلاً تجارت سے کوئی فائدہ) حاصل کرنا چاہو تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔
(البقرہ ۲: ۱۹۸)

(۷) اور اللہ سے گناہوں کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۸) صرف دنیا پر نہ گرو بلکہ دین دنیا دونوں کی بھلائی چاہو کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔
" پھر لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار (جو کچھ) ہمکو (دینا ہے) دنیا میں دے (چنانچہ ان کو دنیا ہی مل جاتی ہے) اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کو آخرت میں ان کے (کا حصہ (یعنی ثواب) ملنا) ہے۔ (البقرہ ۲: ۲۰۰ - ۲۰۲)

ح

(۱) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں بہشت کا دروازہ کھولنے والا پہلا شخص ہونگا۔ لیکن میں ایک عورت کو اپنے سے بڑھا ہوا پاؤنگا میں اس سے پوچھونگا کہ تمہاری کیا حالت ہے اور تم کون ہو؟ وہ جواب دے گی۔ میں وہ عورت ہوں جس نے میرے یتیموں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کیا۔ (رواہ ابویعلیٰ)

(۲) آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ایک یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتا ہے جس کے سر پر سوائے خدا کے کوئی نہیں اس کو ہر اس بال کے لئے جس پر اس کا ہاتھ گزرتا ہے نیکی دیا جائے گا اور جو شخص کسی یتیم سے کوئی نیکی کرتا ہے میں اور وہ شخص جنت میں ایک ہی مقام پر اسی طرح ہونگے جس طرح میری دو انگلیاں ایک دوسری سے ملحق ہیں۔ (رواہ احمد)

(۳) آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھے اس خدائے واحد کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے خدا اس شخص کو عذاب نہ دے گا جو یتیموں کی خبرگیری کرتا ہے۔ (الطبرانی)

(۴) یتیم کے نالہ سے ڈرو کہ وہ رات کو نکلتا ہے جبکہ لوگ سوتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ یتیم کی بددعا جلد قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔ پس کسی یتیم کو نہ ستانا چاہیئے۔ (رواہ اصبہانی)

(۵) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خیرات خدا کے غضب کو ٹھنڈا اور بری موت کو دور کر دیتی ہے۔ (الترمذی)

(۶) ہر شخص کو خیرات گھر سے شروع کرنی چاہیئے یعنی خیرات سے پہلے اپنے اہل کنبہ کو نا محروم نہ چھوڑنا چاہیئے۔ (بخاری و ابوداؤد)

(۷) دو جماعتوں میں انصاف کرنا، کسی شخص کو جانور پر سوار ہونے اور بوجھ اٹھانے میں مدد دینا، نیک گفتگو اور نماز پڑھنے کے لئے ہر قدم کا اٹھانا اور راستہ سے ایسی چیزوں کو دور کرنا جو بنی نوع انسان کے لئے تکلیف دہ

مذاکرۂ علمیہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

سوال۔ تریاق القلوب مطبوعہ قادیان دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۴ حاشیہ نمبر ۲ ماتحت پرانی تریاق کا صفحہ ۱۵۵ ہے اس پر درج ہے کہ "ضرور ہوا کہ (مسیح موعود) خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے" کیا اب کمال کے حصول کا رستہ بند ہے اگر ہے تو کوششیں بیکار ہیں یا نہیں۔

جواب۔ حصول کمال کا رستہ کبھی بھی بند نہیں ہوا۔ اور نہ بند ہوگا آپ نے جو فقرہ پیش کیا ہے وہ نہ قرآن ہے نہ حدیث۔ نہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ یا اصول جس پر کہ دین کی ضرورت ہو۔ صرف حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کا اپنا اجتہاد آنے والے مسیح موعود کے متعلق ہے جسے حضرت مسیح موعود نے اپنی تحریر میں لے لیا ہے۔ آئندہ کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کون جان سکتا ہے۔ یہاں پیشگوئیوں میں جو مستقبل کے واقعات پر مبنی ہوتی ہیں۔ قبل از وقت اجتہاد کرنے سے غلطیاں اور ٹھوکریں لگتی ہیں۔ تو آئندہ کے متعلق کسی بزرگ کے اجتہاد کو اس قدر اہمیت دینا کہ قرآن و حدیث کی طرح اسے پکڑ کر بیٹھ جانا کب درست ہو سکتا ہے۔ اور فضائل و مناقب کسی بزرگ کے اصول دین نہیں ہوا کرتے۔ بدقسمتی سے یہی ٹھوکر ہمارے قادیانی دوستوں اور اہل تشیع کو لگی ہے کہ وہ فضائل و مناقب کو پکڑ کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ تمام اکابر اسلام کے نزدیک وہ دین کا حصہ نہیں ہوا کرتے۔

زمانہ خیر القرون کے بعد انسانی کمالات کے حصول کا تخیل رفتہ رفتہ مسلمانوں سے مٹتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی دوسری قوموں کی طرح یہ سمجھنے لگے تھے کہ کمالات کے دروازے صرف سلف صالحین کے لئے ہی کھلے ہوئے تھے اور اب بند ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجددیت کا سب سے زبردست کارنامہ تھا کہ آپ نے پھر دوبارہ اس خیال کو مسلمانوں میں زندہ کیا۔ کہ حصول کمال کے دروازے آج بھی مسلمانوں میں اسی طرح کھلے ہیں جس طرح پہلے کھلے تھے پس ایسے شخص کی نسبت یہ گمان کہ وہ کمالات کے دروازے کو بند کرنے آیا تھا خطرناک غلطی ہے۔

بات یہ ہے کہ ہر شخص کا کمال دو چیزوں پر منحصر ہوتا ہے۔ ایک تو اس کے اپنے قویٰ اور اس کی اپنی استعداد پر۔ دوسرے اس کے اعمال پر۔ پہلی چیز وہبی ہے یعنی خدا کی عطا کردہ۔ جس میں انسان کو دخل نہیں دوسری چیز اکتسابی ہے جس کا دروازہ ہر ایک کے لئے یکساں کھلا ہے قویٰ اور استعدادیں مختلف انسانوں کی مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً بینائی کو دیکھو۔ سب انسانوں کو ملی ہے۔ مگر پھر بھی ہر ایک کی بینائی کی قوت دوسرے سے مختلف ہے۔ کسی کی کم کسی کی زیادہ۔ اس میں کیا راز ہے۔ اس کی بحث الگ ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ مختلف انسانوں کی استعدادیں اور قویٰ مختلف ہوتے ہیں۔ نوع انسان میں وہ گروہ جو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہوا کرتا ہے۔ یعنی مامورین الٰہی جن میں انبیاء و مجددین دونوں شامل ہیں۔ جہاں عمل میں دنیا کے لوگوں سے پیش پیش ہوتے ہیں وہاں اپنے باطنی قویٰ اور استعدادوں کے لحاظ سے بھی تمام نوع انسان پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ دنیا کے معلم و مزکی ہوتے ہیں پھر ان انبیاء اور مامورین میں سے جو جتنے کام کے لئے مامور تھا اتنی ہی استعداد لے کر دنیا میں آیا۔ لیکن ان میں سے ایک نبی یعنی محمد رسول اللہ صلعم تمام دنیا اور تمام زمانوں کے لئے آئے۔ اس لئے لازمی تھا کہ وہ اتنی بڑی استعداد لے کر دنیا میں آتے کہ اولین و آخرین پر ان کو فضیلت ہوتی اسی طرح آپ کی امت میں تجدید دین کے لئے مختلف مجددین آتے رہے۔ جن کے متعلق تجدید دین کا کام ہوتا رہا۔ ایک وقت میں کئی کئی مجدد بھی آئے۔ اور کبھی ایک مسئلہ یا ایک اصول کی تجدید ان کے سپرد ہوتی تھی۔ مگر ان مجددین میں ایک ایسا آیا جو تمام دنیا کے لئے مجدد ہو کر آیا۔ اور جب تمام علماء اور مشائخ بگڑ چکے تھے تو اس کے سپرد تجدید دین کا کام بھی اس قدر تھا کہ دوسرے کسی مجدد کو اس قدر کام نہ ملا۔ اور اکیلا دین بھی تمام و دنیا میں بلکہ یہ اس کے فرائض میں سے تھا۔ اور اس نے تجدید دین اس اعلیٰ پیمانہ پر کی کہ آئندہ جو بھی مجدد آئے گا اس کو اسی راہ پر چلنے کے سوا چارہ نہیں۔ تو پھر ضرور تھا کہ ایسا مجدد جو استعداد لے کر آتا وہ اس اعلیٰ پیمانہ پر کر آتا جو اگلے اور پچھلے مجددوں سے بڑھ کر ہوتی [illegible]

کہہ سکتے ہیں کہ یہ مجدد بلحاظ اپنے کام کے ایسی استعداد کامل لیکر دنیا میں آیا کہ ایسی استعداد کا انسان پھر ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہو۔ کیونکہ آئندہ اتنی بڑی استعداد کے مجدد کی ضرورت نہیں۔ اب تو جو مجدد آئے گا وہ اسی بنی بنائی سڑک پر کام کرے گا۔ جو مسیح موعود نے بنا دی ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عمل اور اس کے نتائج کا دروازہ بند ہو گیا ہے ہر ایک انسان بقدر اپنی استعداد کے عمل کر کے ترقی کر سکتا ہے۔ اور کمال کو حاصل کر سکتا ہے۔ کسب کا دروازہ کھلا ہے۔ ہاں موہبت الٰہی جو ضرورت زمانہ کے مطابق ایسی استعداد عالی کا انسان پیدا کر دیتی ہے۔ جو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہو اگر آئندہ ایسی اعلیٰ درجہ کی استعداد کا انسان نہ پیدا کرے تو ظاہر ہے کہ اس کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر اس کو عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ جو کمال اعمال انسانی سے وابستہ ہے وہ ابتدائے عالم سے لیکر قیامت کے دن تک یکساں کھلا ہے۔ موہبت امر دیگر ہے یہاں حضرت صاحب کی عبارت میں موہبت ہی مراد ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ ایسا کامل انسان "عورت کے پیٹ سے نہ نکلے" عورت کے پیٹ سے انسان جو کمال لے کر آتا ہے وہ **استعداد کا ہوتا ہے نہ کہ اعمال کا۔**

ارتقائے نسل انسانی

بجواب

ہبوط نسل انسانی

عصمت فطرت

(مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

انسان فطرتاً یا موروثی طور پر گنہگار ہے اور اس کا مداوا کفارہ ہے پولوسی یسوعیت کا عقیدہ ہے۔ میں بدی کا مجسمہ ہوں۔ میں اپنے نامعلوم گزشتہ جنم کے گناہوں کی زنجیر میں جکڑا ہوا پیدا ہوں میرے جد امجد آدم نے گناہ کیا۔ اور وہ گناہ کا ورثہ میں ساتھ لایا ہوں۔ فطرت انسانی کے متعلق کیا ہی مایوس کن نقشہ ہے۔ کہ جو ان مذاہب کے داعیان نے کھینچا۔ جو نہ صرف عزم و ہمت کی پیاس کو بجھا دیتا ہے۔ بلکہ گناہ کے متعلق انسان کی ذاتی ذمہ داری کے احساس کو بھی مٹا دیتا ہے اس اعتقاد کا اثر ان لوگوں کے اعمال حیات پر نہایت برا پڑا۔ جب انہوں نے انسانی فطرت کو بد سمجھ لیا تو فسق و فجور اور ضلالت کی حالت میں ان کے اندر گمراہ کن قناعت پیدا ہو گئی۔ بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے وہ یہ سمجھنے لگے اور اپنے عقیدہ کی بنا پر بجا سمجھنے لگے کہ "ہم بدی کے کرنے والے نہیں بلکہ گناہ جو ہمارے اندر بستا ہے۔" (قول پال رومیوں ۷ - ۱۶)

" اگر میرے جھوٹ بولنے سے خدا کا جلال ظاہر ہو تو میں گنہگار کیوں؟"
(قول پال)

تاریخ عالم اس امر پر شاہد ہے کہ دنیا بھر کی بدیوں کا ایک بند تھا جو اس عقیدۂ فاسدہ نے عیسویت کی قرون وسطیٰ میں کھول دیا۔

پادری پال کی غلطی

ع کانٹوں کو گر چھیڑے چھالوں سے ہمارے

قرآن کریم کا نام الذکر ہے۔ وہ دنیا میں اس غرض کے لئے نہیں آیا کہ انسانی عزت و شرف کو باقی تمام مخلوقات عالم سے نیچے گرا دے۔ بلکہ اس کی آمد کا مقصد وحید دنیا کے اندر انسان کو نئی الواقعی اشرف والے بنا کر ارتقا کی بلند سے بلند منزلوں پر پہنچانا تھا۔ اس لئے وہ داعیان سو کے مظنونات کے پردے فاش کر کے فطرت کی اصلیت کو یاد دلاتا ہے۔ اور اس کو اس قدر صاف اور مصفا کر کے جلا دیتا ہے کہ انسان اپنے ہی آئینہ کے اندر اپنی اصلی صورت دیکھ لے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا، تمام انسان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت پر بنائے گئے ہیں قانون فطرت بے عیب اور بے خطا ہے۔ اس لئے انسان بھی اپنی فطرت میں بے عیب اور خیر محض ہے۔ وہ ایک خالص اور کامل نیکی ہے۔ یہ قرآن کریم کی تعلیم ہے یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ یہ انبیاء کی سنت ہے۔ جسکو ہم اسی مضمون کے شروع میں ثابت کر چکے ہیں۔ مگر پادری پال قرآن کریم کی تصریحات کو چھوڑ کر مسلمانوں کے عقیدہ کو نظر انداز کرتے ہوئے اسلام کے متعلق ایک نیا نظریہ تجویز کرتے ہیں مگر اس عقیدہ کی نزاکت ملاحظہ ہو کہیں آپ احادیث کا سہارا تلاش کرتے ہیں۔ کہیں متشابہات سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور کہیں الفاظ کے کثرت معانی سے بھٹک جاتے ہیں۔ پر اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارے نزدیک قرآن کریم [illegible] متشابہات

کی خود ہی صحیح تاویل ہے ۔ تو کانٹوں میں الجھنے کی کیا ضرورت ہے ؟ آپ کے ان اعتراضات نے مجھے احادیث کے متعلق زیادہ غور کرنے کا موقع دیا ۔ اور پیش کردہ احادیث کے صحیح معانی میرے ذہن میں آگئے ۔ لیکن میں ان کانٹوں میں آپ کو گھسیٹنا نہیں چاہتا ۔ آپ قرآن کریم پر غور کیجئے ۔ اسی سے احادیث کے معانی بھی کھلتے ہیں ۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں انسان کو فطرۃً معصوم قرار دیا گیا ہے ۔ اس کے متعلق بہت کچھ لکھ چکا ہوں ۔ اور ایک بات اور کہکر اس سلسلہ مضمون کو ختم کرتا ہوں ۔ قرآن کریم فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ہم نے انسان کو احسن تقویم (بہترین حالت) پر پیدا کیا ہے اس کی تقویم یا مادۂ قوام میں اصلاً کوئی بدی کا بیج نہیں جس قدر بھی برائی ہے ۔ وہ اس کا کسب خارجی ہے ۔ نیکی اس کا فطری عمل ہے اور بدی غیر فطری ۔ اس کو بیج ایک ہی دیا گیا ہے ۔ جو صرف نیکی کا بیج ہے وہ جب ابھرتا ہے تو اپنے قویٰ اور استعدادوں کو ظاہر کر دیتا ہے مگر جب پامال کر دیا جاتا ہے تو بدی ہے ۔ جو لوگ اس احسن تقویم کو دیتے ہیں ۔ اپنے فطری قویٰ دبا کر ان کو اسفل میں لیجاتے ہیں ۔ اور اسفل ترین بنا دیتے ہیں ۔ ثم رددناہ اسفل سافلین ۔ نیکی کا بیج جب ابھرتا ہے تو وہ ایک ایسا شجرِ طیبہ بنتا ہے کہ جس کی شاخیں آسمان تک پہنچ جاتی ہیں ۔ یہی ارتقاء نسلِ انسانی ہے ۔ نیک آدمی اسی درخت کے سایہ کی جنت میں ابدالآباد تک رہتا اور اس کے پھل کھاتا ہے ۔ (کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین) لیکن جب اسی نیکی کے بیج کو دبا دیا جاتا ہے تو وہ انسان کو اسفل سافلین میں لیجاتا ہے ۔ اسفل حیوانات ہیں مگر جب انسان کا نورِ معرفت بجھ جاتا ہے تو وہ حیوانوں سے بھی نیچے سافلین میں گر جاتا ہے ۔ مگر جو لوگ اس احسن تقویم پر قائم رہتے ہیں اور اعمال صالحہ سے اس نیکی کے بیج کی پرورش کرتے ہیں تو اس کے ثمرات لامحدود ہوتے ہیں ۔ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلھم اجر غیر ممنون ۔

بہر حال ان آیات سے ظاہر ہے کہ انسان احسن تقویم پر پیدا کیا گیا ہے ۔ اور احسن تقویم کا نام دوسری جگہ فطرۃ اللہ ہے ، دین قیم ہے ۔ دین اللہ ہے ۔ اور الاسلام ہے ۔ آپ ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الخ پر خواہ مخواہ الجھے ہیں ۔ بات بالکل صاف ہے کہ ہر ایک بچہ اپنی اصلی فطرت پر پیدا ہوتا ہے ۔ پھر یہودی اس کو یہودی بنا لیتے ہیں اور نصرانی اس کو نصرانی بنا لیتے ہیں ۔ یہ ظاہر ہے کہ اس حدیث میں یہودیت اور عیسائیت کو غیر فطرت قرار دیا ہے ۔ اسی قرینہ سے اصل فطرت اسلام ہے ۔ جس پر بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ آپ ظاہر پر جاتے ہیں اور غلطی کھا جاتے ہیں ۔ اتنا نہیں سوچتے کہ آخر میں ذالک الدین القیم پڑا ہوا ہے ۔ انسان کی ظاہری شکل و صورت کا یہاں کوئی ذکر نہیں ۔ اصل بات کو چھوڑ کر مثال میں کیوں الجھتے ہیں ۔ صحاح کی ایک حدیث میں آپکی بصیرۃ کے لئے علی الفطرۃ الاسلام بھی آیا ہے ۔ تعجب کی بات ہے کہ پادری صاحب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر ابن مبارک کو ترجیح دیتے ہیں ۔ علی الفطرۃ سے مراد علی الفطرۃ الاسلام ہے جیسے آپ مان گئے ہیں ۔ اس کے خلاف ابن مبارک کا قول پیش کرنا آپ کی حدیث دانی کی پردہ دری کرتا ہے ۔ ایک اور حدیث آپ نے پیش کی ہے ۔ اور اس کے ترجمہ میں آپ نے دیانت سے کام نہیں لیا ۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ذراری المؤمنین قال من اباءھم فقلت یا رسول اللہ بلا عمل قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین (مشکوٰۃ کتاب القدر)

پادری صاحب اس سے بچوں کے جنتی اور جہنمی ہونے کا مطلب نکالتے ہیں جس کا اصل حدیث میں نام و نشان تک نہیں ۔ حدیث کا مطلب کوئی پیچیدہ نہیں ۔ مومنوں کی اولاد مومن اور مشرکوں کی مشرک ہی عمل ہی کہلاتی ہے ۔ آئندہ وہ مومنوں والے عمل کریں گے یا مشرکوں والے اس کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے ۔ مگر شریعت اور قانون کا اثر ظاہر پر ہے ۔ ہر ایک بچہ کے اسلامی فطرت پر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب ہم تمام مشرکین کے بچوں کو چھین لائیں ۔ یا وہ مر جائیں تو ان کا جنازہ پڑھیں ۔ محض اس لئے کہ وہ فطرۃً مسلمان ہیں ۔ دو حدیثیں آپ نے اس مضمون کی پیش کی ہیں کہ ماں کے پیٹ ہی میں فرشتہ بچہ کے شقی یا سعید ہونے کو لکھ دیتا ہے جس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ علم الٰہی میں اسی وقت سے اس کا شقی یا سعید ہونا معلوم ہوتا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان میں بچہ کے فطرتاً گنہگار ہونے پر کیا دلیل ہے ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہماری پیدائش سے پیشتر ہی ہمارے اعمال کا بھی عالم ہے ۔ لیکن اس علم کا ہمیں کوئی علم نہیں ۔ اس لئے وہ علم ہمیں بدی پر مجبور نہیں کرتا ۔ بدی کا ارتکاب تو ہم اپنے اختیار سے کرتے ہیں ۔ اس کے کرنے میں ہم مختار ہیں نہ کہ مجبور ۔ اس بحث کا کوئی تعلق اصل مبحث کے ساتھ نہیں ۔ پادری صاحب بتلائیں کہ ان احادیث سے فطرت کا برا ہونا کہاں سے ٹپک پڑا ۔

رہا یہ امر کہ ایک شخص نیک عمل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ جنت کے سب قریب پہنچ جاتا ہے مگر وہ ایک ایسے خطرناک گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے کہ جس سے وہ جہنمی ہو جاتا ہے اور کبھی ایک بدکار جہنم کے قریب ہوتا ہے مگر ایک ہی عظیم الشان نیک عمل سے جنتی ہو جاتا ہے ۔ اس لئے وہ اس کی تمام بدکاریوں کو دھو دیتا ہے ۔ ہمارے خیال میں تو کسی عقلمند کے لئے اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ۔ ایک حدیث آپ نے یہ پیش کی ہے کہ ان اللہ خلق خلقہ فی ظلمۃ فالقیٰ علیہم من نورہ فمن اصابہ من ذالک النور اھتدیٰ ومن اخطاہ ضل فلذالک اقول جف القلم علیٰ علم اللہ ۔ اس حدیث میں بھی روح انسانی کو تاریک یا بد پیدا کرنے کا اشارہ تک نہیں ۔ مطلب بہت ہی صاف ہے ۔ انسانی روح بذات خود ایک چمکدار آئینہ ہے ۔ وہ اپنی ذات سے تاریک ہرگز نہیں البتہ اور دیگر جذبات ردیہ اور شہوات نفسانیہ کی تاریک گھٹائیں ضرور ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کا نور (وحی الٰہی) دور کر دیتا ہے ۔ اور جو اس نور کو حاصل نہیں کرتا اس کا آئینہ فطرت تاریکیوں میں گھرا رہتا ہے ۔ یہ خدا کا قانون ہے ۔ جو اٹل ہے ۔ فرمایئے فطرت انسانی کے غیر معصوم ہونے کی اس میں کونسی دلیل ہے ۔ یہ ہیں آپ کی پیش کردہ احادیث جن پر آپ کو بڑا ناز تھا ۔ جن کے پیش کرنے پر آپ پھولے نہیں سماتے تھے ۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں کہ ”ہم نے تو صرف اشارۃً دو تین حدیثوں پر اکتفا کیا ہے اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو بکثرت ایسی احادیث پیش کریں گے جن کو پڑھ کر ناظرین وجد کریں گے“ مگر ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم سے تو آپ ہرگز فطرت انسانی کو بد ثابت نہ کر سکے ۔ اور نہ کبھی اس طرف آئیں گے ۔ تاہم آپ اس سلسلہ کو ضرور ہی جاری رکھئے ۔ اور احادیث کو دل کھول کر پیش کیجئے مگر یہ یاد رکھئے کہ آپ اور خود عیسائی حضرات اس پر وجد میں آئیں یا بغلیں بجائیں یا سر دھنیں مگر فطرت انسانی کو بد کبھی بھی ثابت نہ کر سکیں گے ۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

آریہ سماج وچھووالی کا مناظرہ

پنڈت رامچندر دہلوی سے ۲۰ نومبر گزشتہ کو عظیم الشان مناظرہ ہوا وہ آریہ سماج کے حق میں اس قدر شگاف آرا ثابت ہوا کہ اڈیٹر پرکاش اب تک چیخ چیخ کر بطالت آرائی کے روشن میں بھائے بھگو بھگو کر رکھ رہا ہے مگر درد کی ٹیس کم ہونے میں نہیں آتی ۔ کہ ان کے اپنے بھائی اس پر نشتر کا ایک اور چرکا لگا دیتے ہیں ۔ اور وہ پھر بے اختیار بلبلا اٹھتا ہے مسلمان تو مسلمان ہندوؤں نے قسم کھا کر فیصلہ دے دیا کہ آریہ سماج کو شکست ہوئی ۔ پنڈت رامچندر کو منہ کی کھانی پڑی ۔ (دیکھو اخبار بھیشم ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۳ء) مگر اڈیٹر پرکاش دہائی مچا رہا ہے کہ یہ تعصب اور دھڑے بندی کا فیصلہ ہے اڈیٹر پرکاش کو یہ یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ ؂

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اڈیٹر پرکاش یہ چاہتا ہے کہ ابھی آریہ سماج کو اور ذلیل کیا جائے ۔ ان کی اور پنڈت رامچندر کی سنسکرت دانی کا پردہ اور چاک کیا جائے ۔ اس مناظرہ کی بنیاد ابتداءً صرف پانچ سوالات پر تھی جنھوں نے پنڈت رامچندر کے چھکے چھڑا دیئے ۔ اور باوجود اپنے ایک درجن مددگاروں کے کوئی بات ان کے بنائے نہ بنی ۔ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اصل بات تو یہ ہے کہ یہ ویدوں کی بہشت کا کانٹا آریہ سماج کے گلے میں ایسی بری طرح اٹکا ہے کہ نہ اگلتے بنتی ہے اور نہ نگلتے جان بچتی ہے جب تک دنیا میں یہ وید اور خصوصاً اتھرو وید اور اپنشد موجود ہیں یہ کانٹا ان کے گلے میں اسی طرح اٹکا رہے گا ۔ ہمارا ارادہ نہ تھا کہ ہم اس پر کچھ زیادہ لکھتے بیس ہزار آدمی نے اس مناظرہ کو سنا ۔ اور مسلمانوں سے ایک قدم آگے بڑھ کر ہندوؤں نے قسم کھا کر یہ شہادت دی کہ آریہ سماج منہ کی کھا گیا اور پنڈت رامچندر کی گھگھی بندھ گئی ۔ ہم نے اس مناظرہ کو محفوظ کر لیا ہے اور اڈیٹر پرکاش کے ہم اس لحاظ سے بہت ممنون ہیں کہ انہوں نے پنڈت رامچندر کی تقریر کا بہت سا مواد ہماری تحریر کی مزید تصدیق کے لئے خود ہی جمع کر دیا اور اسی سند پر اب اس مناظرہ کی مسلسل رپورٹ اگلے ہی ہفتہ چھپ کر انشاء اللہ شائع ہو جائیگی جس کو دیکھ کر پنڈت رامچندر اڈیٹر پرکاش کو کوستے ہوں گے کہ تم نے میری ذلت کا میدان مناظرہ کے علاوہ بھی سامان مہیا کر دیا ۔ اور اڈیٹر پرکاش تو اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ اسے کیوں میں نے یہ مباحثہ کیوں درج کیا ۔ اس وقت اور پر آریہ اور سناتنی پنڈتوں دونوں کی سائیں بھی دھیمی ہونگی ۔ کہ پنڈت رامچندر نے منتروں کا مذاق اڑایا ہے یا ترجمہ کیا ہے ۔

اب ہم ذیل میں اس مباحثہ کے چند اجزا درج کرتے ہیں جس کو بغایت اختصار کے ساتھ چند عنوانوں کے ماتحت تقسیم کر دیا جاتا ہے ۔

ہمارا مطالبہ سورگ ایک خاص جگہ کا نام ہے جو اس زمین پر نہیں ویدوں کی بنا پر اس کے مفصلہ ذیل دلائل ہیں ۔

پہلی دلیل ۔ الف ۔ سورگ کے ساتھ ویدوں میں لفظ لوک آتا ہے جس کے معنے ایک دنیا یا حصہ دنیا کے ہیں ۔

(ب) ویدوں میں سورگ لوک مفعول فیہ یعنی Locative case سورگے لوکے آتا ہے ۔

دوسری دلیل ۔ (الف) سورگ لوک کو تیسرا طبقہ ، تیسرا عالم ، تیسرا آسمان جہان (ترتیے ۔ رجسے ۔ تری تھیہ کا نڈ سَے وغیرہ) کہا گیا ہے ۔

(ب) تیسرے طبقہ اور تیسرے جہان کے معنے پرماتما کے کہیں نہیں لکھے ۔ اس لئے کہ پرماتما طبقہ اور جہان نہیں ہے ۔

تیسری دلیل (الف) اس جگہ سے سورگ کا فاصلہ ایک گھوڑے کی ہزاروں کی مسافت بتایا گیا ہے ۔

(ب) آشوین کے معنے گھوڑے کی ایک دن کی مسافت استاد اچاریہ نے لکھے ہیں ۔ آپ اشو کے نہیں بلکہ آشوین کے معنے دل کے چلنے کے دکھایئے کہاں لکھے ہیں ۔

چوتھی دلیل (الف) برہمنوں کو کھیر کھلانے ، بھیڑ بکری دان کرنے سے ہم اس سورگ پر چڑھ سکتے ہیں ۔ (اتھرو وید)

(ب) اودن کے معنے نرم نرم چاول (کھیر) تو ہے ۔ دل کی نرمی کہاں لکھے ہیں ۔

پانچویں دلیل ۔ (الف) سورگ پہنچنے کا راستہ زمین سے جو اور جو سے آسمان کی طرف ہے ۔ (اتھرو وید)

(ب) پرتھوی (زمین) کے معنے پرکرتی (مادہ) اور انترکش (جو) کے معنے روح اور دیو (آسمان) کے معنے ایشور کہاں لکھے ہیں ؟

چھٹی دلیل (الف) سورگ لوک میں طاقتور کمزور سے ٹیکس نہیں لیتا (اتھرو وید)

(ب) ویدوں کو بغیر ٹیکس کے پڑھانا کن الفاظ کا ترجمہ ہے ۔

ساتویں دلیل ۔ (الف) سورگ لوک جسمانی ہے نہ روحانی کیونکہ اس میں تینوں (مردہ لوگوں) کے اعضاء سمیت مزے اڑانے کی دعا ہے (اتھرو وید)

(ب) پنڈت رامچندر نے اس کا کیا جواب دیا ۔

(آٹھویں دلیل ۔ (الف) وہاں ہم اپنے ماں باپ اور بیٹیوں کو دیکھیں (اتھرو وید)

(ب) ماں باپ کے یہاں زندہ رہنے کی دعا کہاں ہے ؟

نویں دلیل (الف) اس دنیا کے لئے اشارات قریبہ اور سورگ لوک کے لئے اشارات بعیدہ کا استعمال ہوا ہے پس سورگ اس دنیا پر نہیں (رگ اور اتھرو)

(ب) اگر سورگ لوک اسی زمین پر ہے تو لوک اور پرلوک کی اصطلاح کے کیا معنے ہیں ؟

دسویں دلیل (الف) وہاں نیک لوگوں کو استریوں کے جھنڈ ملیں گے دودھ ۔ دہی ، شراب ، شہد ، گھی اور پانی کی نہریں ملیں گی (اتھرو وید)

(ب) استریم کے معنی استریوں کے جھنڈ اشٹا دھیائی میں اور شہوت پرستی دیانند جی نے لکھے ہیں ۔ آپ اپنے معنوں کا ثبوت دیجئے ۔

گیارہویں دلیل (الف) سورگ لوک کی سب سے بڑی نعمت پرمد اجامی ہے (ب) وید کے کسی دوسرے منتر سے اس کے معنے پرماتما یا نجات کا آنند جو آپ کہتے ہیں ثابت کیجئے ۔ جامی کے معنی رگ ۱۰ اور اتھرو ۱۸ وغیرہ میں ہیں ۔

بارھویں دلیل (الف) سورگ لوک سے بڑھ کر اور کوئی درجہ لطف کا ویدوں میں نہیں ۔

(ب) مکتی اور موکش (نجات) کا اعلیٰ درجہ ہونا ویدوں سے ثابت کیجئے ۔ یا کم از کم لفظ مکتی اور موکش ہی ویدوں میں دکھا دیجئے ۔

(ج) آپ کشتی دکھا رہے ہیں جو غلط ہے ۔ میں مکتی اور موکش پوچھتا ہوں ۔ (باقی آئندہ) (دیکھئے از حاضرین جلسہ)

ہندوستان

—— جمعیۃ خلافت مرکزیہ کا اجلاس ۵ دسمبر کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس دفعہ ارکان پنجاب بھر جلسہ سے اٹھکر چلے آئے۔ اجلاس نے رودادِ وفد حجاز منظور کرلی اور بلگام کانفرنس کے اس تاریخی فیصلے کا جو حجاز کی آئندہ حکومت کے متعلق قرار پایا تھا۔ اعادہ کیا گیا اور قرار پایا کہ اس اصول کے نفاذ کے لئے تمام اسلامی ممالک سے خط وکتابت کی جائے۔

ایک اور قرارداد منظور ہوئی کہ مسلمانان ہند اور مسلمانان عالم حجاز میں غیر مسلموں کی مداخلت گوارا نہیں کرسکتے۔ خواہ وہ مداخلت کسی بہانے اور کسی صورت ہی میں کیوں نہ کی جائے۔ سلطان ابن سعود کے علم ضبطی اسلحہ کے خلاف جو حجاز میں نافذ کیا گیا ہے۔ نفرت کا اظہار کیا گیا۔

۵ دسمبر کو علما اور تمام فرق وعقائد کے مسلمانوں کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کے صدر مولانا شفیع داؤدی تھے۔ ایک قرارداد منظور ہوئی جس کے رو سے ہندوستان میں موتمر عالم اسلامی حجاز کی ایک شاخ کھولی گئی۔ اس موتمر میں ہر ایک فرقہ کا مسلمان ایک روپیہ سالانہ ادا کرنے پر داخل ہوسکتا ہے۔ اس مجلس موتمر کے صدر حکیم اجمل خاں منتخب ہوئے۔

—— لاہور۔ انتخابات کونسل کے نتائج کا اعلان ۵ دسمبر کو کردیا گیا۔ مسلم حلقہ شہر لاہور کی طرف سے علامہ سر محمد اقبال کے مقابلہ میں ملک محمد دین بیرسٹر لاہور کھڑے ہوئے تھے۔ حسب توقع علامہ ممدوح ووٹوں کی زبردست اکثریت کے ساتھ کامیاب ہوگئے۔

—— مہاراجہ صاحب محمود آباد نے اس خطرہ کی بنا پر کہ نجدی فوج رسول کے گنبد خضرا کو منہدم کرنا چاہتی ہے مختلف سلاطین کو حجاز میں مداخلت کرنے کے لئے جو تار روانہ کئے تھے۔ اس پر ہماتک حسن خاں دہلی کے بعض مسلمانوں نے بصدارت مولوی ظفر علی خاں ایک جلسہ منعقد کرکے اظہار نفرت کیا اور بادشاہ انگلستان اور سلاطین اسلام کی خدمت میں احتجاجی تار ارسال کئے

—— مولانا محمد کفایت اللہ صدر جمعیۃ علمائے ہند نے سلطان ابن سعود کو حسب ذیل بحری تار جناب ابراہیم الفضل بمبئی کی معرفت بھیجا ہے۔

"اخبارات میں یہ خبر شائع ہورہی ہے۔ کہ حکومت حجاز حرم نبوی میں کچھ تغیر کرنے کی تجویز کررہی ہے۔ میں نہایت زور کے ساتھ یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر روضہ نبوی اور گنبد خضری کے متعلق پیشگوئی کرکے کسی قسم کا تغیر بھی کیا گیا تو اس کے نتائج سخت خطرناک ہوں گے اور حکومت حجاز کے خلاف تمام عالم اسلامی میں انتہائی نفرت وغصہ کے جذبات پیدا ہوجائیں گے۔"

—— لاہور۔ گورنر باجلاس کونسل نے "ویر جیون" مصنفہ پنڈت کالیچرن آگرہ کو بحق ملک معظم ضبط شدہ ہونے کا اعلان کیا ہے۔ نیز کتاب تواریخ نابھہ جو پنجابی زبان میں بحروف گورمکھی پنجاب خالصہ پریس سے سردار ہرنام سنگھ نے شائع کی تھی ضبط شدہ قرار دی ہے۔

—— مہاتما گاندھی ۲۰ دسمبر تک واردھا میں مقیم رہیں گے اور وہیں سے بغرض شرکت اجلاس کانگرس گوہاٹی روانہ ہوں گے۔ ابھی تک گاندھی جی نے سیاسیات میں سرگرم حصہ لینے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کانگرس کا آئندہ اجلاس ۲۰ دسمبر سے شروع ہوگا۔

—— ریاست بھرتپور نے ایک نیا قانون اصلاح معاشرت منظور کیا ہے جس کے رو سے بیواؤں کی شادی کو جائز اور ۱۶ برس سے کم عمر لڑکے اور ۱۴ برس سے کم عمر لڑکی کی شادی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ یہ قانون یکم جنوری ۱۹۲۷ء سے نافذ العمل ہوگا۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۵ دسمبر۔ عراق کے ہائی کمشنر سر ہنری ڈابس نے فلسطین کے دورہ، جنیوا، انگورہ اور شام کی سیاحت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ الاقوام نے کمیشن کو عراق کی ترقی اور استحکام کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے وہ مطمئن ہے۔ میں نے انگورہ میں صدر جمہوریہ ترکی وزیر اعظم ترکی اور وزیر امور خارجہ کے ساتھ طویل ملاقاتیں کیں اور ان سے عراق کے متعلق دوستانہ تعلقات کو مستحکم کرنے کے لئے جو خواہش کا یقین دلایا ہے وہ تسکین بخش ہے۔ شام کے صدر فرانسیسی ہائی کمشنر جنرل پانسط نے میرا پرجوش استقبال کیا۔ حکام شام کو اس کا زبردست اشتیاق ہے۔ کہ وہ ان تمام امور میں جو دونوں حکومتوں کے مشترکہ مفاد سے متعلق ہیں۔ حکومت عراق کے ساتھ تعاون کرکے کام کریں۔ خصوصاً تجارتی اور مواصلات کے معاملہ میں پورے طور پر یک آہنگ ہوکر کام کرنا۔

—— مکہ معظمہ سے اطلاع ملی ہے کہ اب مکہ سے مدینہ تک کرایہ کی موٹریں چلنی شروع ہوگئی ہیں۔ راستہ بھی بن گیا ہے۔ گو ابھی دو ہی موٹریں چلتی ہیں مگر امید ہے کہ ماہ مارچ تک بہت سی موٹریں چلنے لگیں گی۔

—— چین کی قومی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ دار الحکومت کینٹن سے ووچنگ کو جو ہنکو کے مقابل واقع ہے منتقل کردیا جائے۔

—— لندن ۵ دسمبر۔ مسٹر لائڈ جارج نے برٹیڈ فورڈ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اہل چین صرف ان حقوق کے لئے جد وجہد کررہے ہیں جو ہر آزاد اور خود دار ملک وقوم کے اولین اور اساسی حقوق ہیں۔ میں برطانیہ سے بتاکید کہتا ہوں کہ وہ چین کے ساتھ انصاف کرے۔ میں سر آسٹن چیمبرلین کے اس بیان کو پسند کرتا ہوں کہ جو انہوں نے دار العوام میں پیش کیا ہے لیکن حکومت کو اشتعال انگیز اور ہنگامی کارروائی کرنے کی ترغیب دلانے کی بڑی کوشش کی جارہی ہے۔ چین میں مغربی تہذیب کا نامہ اعمال انتہا سیاہ ہے اور وہاں غیر ملکی باشندے اپنے کئے کی سزا بھگت رہے ہیں۔

—— قسطنطنیہ ۶ دسمبر۔ اخبارات بڑے زور شور سے اس تجویز کی حمایت کررہے ہیں کہ کمال پاشا کی خدمات کے اعتراف کے طور پر قسطنطنیہ کا نام کمالیہ رکھا جائے۔

—— ارل ونٹرٹن نائب وزیر ہند اپنے دورہ ہند کے دوران میں سر سیموئل کے ساتھ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء کو ہوائی جہاز میں سوار ہوکر دہلی سے لاہور پہنچیں گے۔ اور لاہور سے ہوائی جہاز میں راولپنڈی پشاور اور علاقہ وزیرستان کا سفر کریں گے۔

—— روسی سرکاری اخبارات کے بیانات کے برخلاف اب تک وسط روس میں آتش بغاوت تیزی سے روشن ہے۔ اور بعض فوجی نمائندوں نے اعلان کیا ہے کہ گزشتہ موسم بہار سے اس وقت تک اضطرابی اور ہیجانی کیفیت بدستور ہے نیز ترکستان میں بھی سابق امیر بخارا کی سازش سے جو ان دنوں افغانستان میں مقیم ہیں آتش بغاوت مشتعل ہے اور مجاہدین ترکستان نے اپنے حاصل کردہ مال غنیمت کا بہت سا حصہ بھی امیر موصوف کو بھیجا ہے۔ اور گزشتہ ماہ اپریل سے روسی فوجیں منطقہ تاشقند فرغانہ سمرقند اور مرو وغیرہ میں اس قوت کے استعمال میں سرگرم ہیں۔ جنہوں نے جنگ کو جاری رکھنے کا تہیہ کرلیا ہے اور جبال فرغانہ کو اپنا مرکز بنایا ہے۔

—— سالار الدولہ کو جو ایران میں علم بغاوت بلند کرکے عراق کو بھاگ گیا تھا حکومت عراق نے گرفتار کرلیا ہے ابھی یہ معلوم نہیں کہ وہ حکومت ایران کے حوالے کیا گیا یا نہیں۔

اہل عرب کا قومی ہیرو

(ایک عرب عیسائی کے خیالات)

شام کے شہر حیفا میں الکرمل نامی ایک عربی اخبار ایک مشہور عرب عیسائی اہل قلم نجیب آفندی نصار کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے۔ آفندی موصوف نے گزشتہ ماہ ربیع الاول میں مولود نبوی کی مناسبت سے ایک مقالہ لکھا ہے۔ جس کا عنوان آیت انک لعلی خلق عظیم (اے پیغمبر تو بڑے اخلاق سے آراستہ ہے) قرار دیا ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے کہ محمد صلعم تمام عرب کے خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی سب کے ہیرو ہیں۔ اگر مسلمان عربوں کے وہ مذہبی اور قومی ہیرو ہیں تو عیسائی عربوں کے قومی ہیرو ہیں۔ انہوں نے عرب قوم کو ذلت و خواری کی زمین سے اٹھا کر رفعت و بلندی کے آسمان تک پہنچا دیا۔ اور اس کو ایرانیوں اور رومیوں کی غلامی سے آزاد کر دیا۔

آگے چل کر لکھتا ہے:-

"ہاں! اگر محمد (صلعم) کے اخلاق بڑے نہ ہوتے۔ تو ان کے ماحول کے اخلاق و عادات، قومی تعصبات اور ملکی گمراہی و بداخلاقی خود ان پر مسلط ہو جاتی"

"اگر محمد (صلعم) کے اخلاق مضبوط نہ ہوتے تو مشکلات کے پہاڑوں کے آگے وہ اپنا سر جھکا دیتے۔ اور اپنی ہار مان لیتے۔ اور اپنے ماحول کے اقتضا کے مطابق وہ بھی چلنے پر مجبور رہ جاتے۔ اور وہ عظیم الشان انقلاب پیدا نہ کر سکتے۔ انہوں نے گمراہی کو ہدایت سے، جہالت کو علم سے، وحشت کو اس تمدن سے بدل دیا جس کی بنیاد اخلاق حسنہ پر تھی"

"ہاں اگر محمد (صلعم) کے اخلاق عظیم نہ ہوتے تو کوئی ان کے پاس نہ جاتا کوئی ان کی بات نہ سنتا۔ اور عرب قوم ایرانیوں اور رومیوں کی غلامی سے آزاد نہ ہوتی نہ عربوں کا نظام بندھتا۔ نہ ان کی سلطنت قایم ہوتی۔ نہ ان کا تمدن پھلتا پھولتا نہ ان کے ہاتھوں علوم و فنون کو ترقی ہوتی۔ اور نہ ان کے پیروؤں کو جوان پر درود و سلام پڑھتے ہیں ہم کروڑوں کی تعداد میں دیکھتے"

"ہمارے نزدیک مسلمانوں پر یہ فرض ہے۔ ان کو شہر شہر گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو تعلیم اسلام کی بشارت اور قرآن کی تبلیغ میں مصروف ہونا چاہیے۔ کہ لوگوں کی آنکھیں کھلیں، ان کے دماغ روشن ہوں اور مولد نبوی کی خوشی سمجھ بوجھ کر منائیں۔ اور تمام عربوں کو خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی اس کو اپنی قومی وطنی عید منانا چاہیئے۔

" ہم نے یہ کہا ہے کہ اس خوشی میں تمام مسلمان اور عیسائی عرب سب شریک ہوں وہ اس لئے کہ ہمارے نزدیک عرب قوم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس نے محمد (صلعم) کے دینی و دنیاوی قانون کو تسلیم کر لیا۔ یہ مسلمان عرب ہیں۔ دوسرے فریق نے آپ کی اخلاقی اور قانونی اور تمدنی تعلیمات کو قبول کیا اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک بلند قومی نصب العین میں شرکت کی۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا۔ جبکہ وہ قومیت، نسل، وطن اور اخلاق و عادات میں ان کے بھائی تھے۔ محمد (صلعم) نے بھی ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کیا اور کہا جو ہمارا ہے وہ ان کا ہے جو ہم پر ہے وہ ان پر ہے" (الکرمل)

کیا اب عرب اور مسلمانوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ عید مولد کی خوشی محض رسمی طور پر منایا کریں۔ اور ان بنیادوں پر غور نہ کریں جن پر محمد صلعم کی حقیقی عظمت قایم ہے۔ اور وہ عرب کی سیاسی، اجتماعی، علمی، تمدنی اور قومی ترقی ہے وہ ترقی جس کو ان کے ان پیروؤں نے جن کی تعداد ہزاروں سے زیادہ نہ تھی۔ قایم کی اور انحطاط کے ان اسباب پر غور نہ کریں۔ جن کی وجہ سے عرب اور مسلمان جو کروڑوں سے زیادہ ہیں آج اس ذلت اور نکبت میں گرفتار ہیں۔

"ہماری رائے ہے کہ اس زمانہ میں ان کو یہ عروج اس لئے ہوا کہ ان کے اخلاق اچھے تھے۔ وہ عمدہ تعلیمات پر عامل تھے۔ وہ اس عہد میں بہترین قوم تھے۔ جو انسانوں کے لئے پیدا کی گئی تھی تاکہ وہ اچھی باتوں کا حکم دے۔ اور بری باتوں سے روکے (قرآن) وہ اس زمانہ میں اس شاہراہ پر عملاً گامزن تھے۔ وہ مکارم اخلاق سے آراستہ تھے۔ وہ حقیقی مسلمان تھے۔ لوگوں کو وہ اپنی زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔ لیکن اب عربوں کے اخلاق بدل گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے جو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ علما اور رہبروں کا فرض ہے کہ وہ پھر اس اخلاقی بنیادوں کو قایم کریں۔ ورنہ خدا، خدا کے پیغمبر، تاریخ اور قوم کے سامنے ذمہ دار ہیں۔

(معارف)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء

پروگرام حسب ذیل ہے

پہلا دن ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ (مذاہب کانفرنس)

بصدارت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب ایم اے بیرسٹرایٹ لاء

۲½ بجے سے ۲-۵۵ تک ذات باری تعالیٰ کا تصور (آریہ سماج) پنڈت چمپوپتی جی
۲-۵۵ سے ۳-۲۰ تک " (برہمو سماج) مسٹر ایوانین بال صاحب
۳-۲۰ سے ۳-۴۵ تک " (سکھ)
۳-۴۵ سے ۴-۱۰ تک " (عیسائی)
۴-۱۰ سے ۴-۳۵ تک " (مسلمان) مسلم مشنری مولانا صدر الدین صاحب

دوسرا دن ۲۵ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ

صدر خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری

۱۰ بجے سے ۱۰¼ تک تلاوت و نظم
۱۰¼ سے ۱۰¾ مسلم ہائی سکول دہلی کے طالبعلم تقریریں
۱۰¾ سے ۱۱¼ محمد یار صاحب ذوق مذاہب عالم اور اسلام
۱۱¼ سے ۱۱¾ حکیم ظہیر الدین صاحب اردبلی - عصر مسیح موعود اور ۱۹۰۱ء
۱۱¾ سے ۱۲¼ پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب ایم ایس سی اصول کار
۱۲¼ سے ۱ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس تنظیم جماعت احمدیہ
۱ سے ۲ خواجہ کمال الدین صاحب مغربی دنیا اور ضرورت اسلام
۲ سے ۳ مولانا صدر الدین صاحب خاتم النبیین اور مسئلہ ارتقاء

بوقت شب ½۷ بجے سے کانفرنس انجمنہائے احمدیہ

تیسرا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز اتوار

بصدارت جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب لائل پوری

۱۰ بجے سے ۱۰¼ تک تلاوت قرآن مجید و نظم
۱۰¼ سے ۱۰¾ طلبائے تبلیغ تقریریں
۱۰¾ سے ۱۱ مرزا خلیل الرحمن صاحب لیکچر
۱۱ سے ۱۱¼ خواجہ غلام نبی صاحب مجور نظم
۱۱¼ سے ۱۱¾ مرزا مظفر بیگ صاحب ہندوستان میں تبلیغ کا میدان
۱۱¾ سے ۱۲¼ خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب مجددی کی ضرورت
۱۲¼ سے ۱۲¾ حافظ محمد حسن صاحب بی اے۔ ایل ایل بی گجرات تقریر
۱۲¾ سے ۱¼ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم ایس اشاعت اسلام
۱½ سے ۲ چودھری ظہور احمد صاحب جوائنٹ سکرٹری انجمن رپورٹ سالانہ
۲ سے ۳ حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ اپیل

بوقت شب ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء

بصدارت مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب

½۷ سے آٹھ بجے تک مولوی عبد الحق صاحب اسلام میں کوئی تغیر نہیں
۸ سے ۹ سوال و جواب
۹ سے ½۹ خالقداد شاہ محمد خان صاحب انجنیئر مسئلہ تناسخ
½۹ سے ½۱۰ سوال و جواب

چوتھا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز سوموار

بصدارت شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیر آباد

۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک تلاوت و نظم چودھری رحمت خان صاحب
۱۰¼ سے ۱۰¾ طلبائے مسلم ہائی سکول لیکچرز
۱۰¾ سے ۱۱½ مولوی مصطفیٰ خان صاحب اسلام خطرہ میں
۱۱½ سے ۱۲ شیخ عبد الحق صاحب دہلوی تقریر
۱۲ بجے سے ۱ بجے تک مولانا عصمت اللہ صاحب ہندوستان کے اچھوت
۱ بجے سے ۲ مولانا صدر الدین صاحب قرآن اور سنت
۲ سے ۳ حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ "جماعت احمدیہ میں کیوں شامل ہونا چاہیے"

پروگرام جلسہ خواتین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۵ دسمبر ۱۹۲۶ء

۱۰ بجے سے ½۱۱ تک مستورات کی تقریریں۔ ½۱۱ سے ½۱۲ تک مولوی عصمت اللہ صاحب

۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء

۱۰ بجے سے ½۱۱ تک مستورات کی تقریریں ۱۱ سے ۱۲ بجے تک مولوی صدر الدین صاحب (مسلمان عورت) ۱۲ سے ½۱۲ تک حضرت امیر

۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء

۱۰ بجے سے ½۱۱ بجے تک کانفرنس خواتین

الداعی الی الخیر شیخ محمد دین جان ایڈووکیٹ افسر انچارج جلسہ سالانہ

جواہر ریزے

ق

(۱) اور خدا سے ڈرتے رہو۔ اور جانتے رہو کہ قیامت کے دن (تم سب) اسی (خدا) کے حضور میں حاضر کئے جاؤ گے۔ (البقرہ ۲ : ۲۰۳)

(۲) اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا (بقرہ ۲ : ۲۰۵) پس فساد سے بچو۔

(۳) اللہ بندوں پر بڑی ہی شفقت رکھتا ہے (بقرہ ۲ : ۲۰۷)

(۴) مسلمانو! اسلام میں پورے پورے آجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پھر جبکہ تمہارے پاس صاف حکم پہنچ چکے۔ اور اس پر بھی پھسل جاؤ تو جان رکھو کہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ (اس کی پکڑ سے نہیں بچ سکو گے۔) (البقرہ ۲ : ۲۰۸ - ۲۰۹)

(۵) اے مسلمانو! کیا تم خیال کرتے ہو کہ یونہی جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی تک تم کو ان لوگوں کی سی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ (بقرہ ۲ : ۲۱۴) (مطلب یہ ہے کہ مصائب برداشت کرنے ہی سے روحانی درجات حاصل ہوتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے ہی جنت مل سکتی ہے)

(۶) (اے پیغمبر!) تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کیا خرچ کریں تو (ان کو) سمجھا دو کہ (خیر خیرات کے طور پر) جو مال بھی خرچ کرو تو وہ تمہارے ماں باپ کا حق ہے اور قریب کے رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا اور تم کوئی سی بھلائی بھی (لوگوں کے ساتھ) کرو گے تو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ (بقرہ ۲ : ۲۱۵)

(۷) مسلمانو! تم پر جہاد فرض کیا گیا۔ اور وہ تم کو ناگوار بھی گزرے گا۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (بقرہ ۲ : ۲۱۶)

ح

(۱) ہر نیک کام خیرات ہے۔ اور یہ بھی خیرات ہے کہ تو اپنے بھائی کو خندہ رو ہو کر ملے اور اپنے ڈول میں سے اس کے برتن میں پانی ڈالے۔

(۲) اپنے بھائی کے سامنے تمہارا مسکرانا، بنی نوع انسان کو نیک کام کرنے اور برے کام سے بچنے کی نصیحت کرنا، گم شدہ لوگوں کو سیدھا رستہ بتانا۔ راہ سے کانٹے اور ہڈی (غیرہ) تکلیف دہ اشیا کا دور کرنا، اور اپنے برتن میں سے دوسرے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا اور اندھوں کی مدد کرنا سب خیرات ہے۔ (ترمذی)

(۳) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائکہ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے خدا کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز چٹانوں سے زیادہ سخت ہے جواب ملا لوہا چٹانوں سے بھی زیادہ سخت ہے ملائکہ نے پوچھا۔ کہ اے خدا کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے فرمایا ہاں آگ لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (کیونکہ وہ لوہے کو پگھلا دیتی ہے) ملائکہ نے کہا اے ناطق کیا تیری مخلوق میں آگ سے بھی کوئی چیز زیادہ سخت ہے۔ جواب ملا ہاں پانی ہے جو آگ پر بھی غالب آتا ہے۔ اس پر ملائکہ نے عرض کی اے مالک کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ سخت ہے ارشاد ہوا ہاں ہوا پانی پر غالب آتی ہے۔ تب ملائکہ نے استفسار کیا کہ اے ہمارے مالک کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے حکم ہوا ہاں خیرات دینے والے فرزندان آدم یعنی وہ لوگ جو اپنے دائیں ہاتھ سے دیتے ہیں اور بائیں سے چھپاتے ہیں۔ سب پر غالب آتے ہیں۔ (الترمذی)

(۴) بہترین خیرات اس شخص کی ہے جو اپنے تھوڑے سے مال میں سے جو اس نے محنت و مشقت سے کمایا ہے اس قدر دیتا ہے جو وہ دے سکتا ہے۔ (ابو داؤد)

(۵) غربا کو خیرات دینا ایک کار خیر کی جزا رکھتا ہے لیکن وہ خیرات جو اپنے خاندان کو دی جائے دو اجر رکھتی ہے۔ ایک خیرات کا اجر اور دوسرے اپنے رشتہ داروں کی اعانت کا اجر۔ (نسائی)

مذاکرہ علمیہ

حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کی منکسر المزاجی

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قلم سے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب ست بچن اور چشمہ معرفت لکھ کر حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کا مسلمان ہونا اس صفائی سے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے بعد اب چون و چرا بیکار ہے۔ بابا صاحب کے متعدد اشعار جن میں صاف صاف اسلام کی صداقت کا اقرار ہے اور جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلعم کی رسالت پر ایمان لانے کے لئے ہدایت کرنا لکھا ہے۔ ان کتب میں آپ نے درج فرما کر عقلمندوں کے نزدیک بابا صاحب کا مسلمان ہونا آفتاب سے بڑھ کر روشن کر دیا ہے۔ اور چولہ صاحب اور پوتھی صاحب کے انکشاف نے تو گویا بابا صاحب کے اسلام پر مہر لگا دی۔ چولہ صاحب پر قرآن کی آیات کا ہونا اور پوتھی صاحب کا خود قرآن ہونا بتلاتا ہے کہ بابا صاحب کو قرآن سے کس قدر عشق تھا۔ ان تمام ثبوت و دلائل کے ہوتے ہوئے کسی شخص کا کوئی ایسا شعر پیش کر دینا جو اپنے اندر ابہام رکھتا ہو عقلمندوں کے نزدیک قابل التفات نہیں ہوتا۔ مثلاً یہ شعر کہ؎

ہندو کہاں تاں مار دے مسلمان بھی ناں

پنج تت کا میں پتلا نانک میرا ناں

معترض کے کچھ بھی مفید مطلب نہیں۔ یہ کہنا کہ بابا نانک صاحب کا کچھ بھی مذہب نہ تھا نہ ہندو نہ مسلمان یہ بابا صاحب کی ہتک ہے اصل بات یہ ہے کہ بابا صاحب نہایت منکسر المزاج واقع ہوئے تھے اور ان پر کیا منحصر ہے۔ ہر ایک متقی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے محاسبہ کا خوف رکھتا ہے وہ ہر وقت اپنے عجز کا اعتراف کرتا رہتا ہے۔ اور سوائے ان لوگوں کے جو خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں جنھیں خدا کے حکم کے ماتحت اپنے نمونہ کو دنیا کے سامنے نہایت تحدی سے پیش کرنا پڑتا ہے۔ ہر ایک عارف ہر وقت جناب الٰہی کے حضور میں اپنے عجز اور کمزوریوں کا اعتراف کرتا رہتا ہے۔ یہی حال بابا صاحب کا تھا۔ آپ نہایت انکسار سے اس شعر میں اپنی کمزوری اور عجز کا اعتراف کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "ہندو کہاں تے مار دے" یعنی ہندو اگر ہوں تو مار پڑتی ہے۔ اس کا کیا مطلب؟ کیا اس وقت کی گورنمنٹ ان کو ہندو نہیں رہنے دیتی تھی۔ حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں خود بابر بادشاہ سے ان کی ملاقات ہو چکی تھی۔ اور وہ ان کی بزرگی کا معترف تھا۔ ان کا تمام خاندان برادری کنبہ سب کا سب ہندو تھا۔ اور کوئی ان کے مذہب پر معترض نہ تھا۔ بلکہ بابا صاحب کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ان کے اپنے بھائی ان سے نفرت کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ سے فیضان حاصل کرنے کے لئے اکثر بابا نانک صاحب انکے ہمراہ سفر کیا کرتے تھے۔ اور جہاں یہ دونوں بزرگ جاتے اور بیٹھتے وہاں ہندو لوگ ان میں گوبر سے پوچا دیکر اسی جگہ کو پاک کرتے۔ پس ہندو کہلانے سے تو بابا نانک صاحب کو کوئی مار نہ پڑتی تھی بلکہ مسلمان کہلانے سے مار پڑتی تھی اسی لئے بعض لوگ یوں روایت کرتے ہیں کہ یہ شعر اصل میں یوں ہے "مسلمان کہاں تے مار دے ہندو بھی میں ناں" مگر میں اس شعر کو اسی رنگ میں لیتا ہوں جس میں معترض نے پیش کیا ہے کہ:

"ہندو کہاں تے مار دے مسلمان بھی ناں" اب جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں یہ بات ظاہر ہے کہ ہندو کہلانے سے تو ان کو کوئی مارتا نہ تھا۔ تو پھر یہ کس مار کا ذکر کرتے ہیں۔ ہر ایک دانا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ وہی مار ہو سکتی ہے جسے مواخذہ الٰہی کہتے ہیں۔ بابا صاحب کا مطلب یہ تھا کہ ہندو رہتا تو مواخذہ الٰہی کے نیچے آتا تھا۔ مار پڑتی تھی۔ اس لئے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہوا۔ مگر افسوس کہ مسلمان بھی نہیں بنا۔ جو حق ہے مسلمان ہونے کا جس کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ کا کامل فرمانبردار۔ وہ بھی میں نہ بن سکا۔ یہاں مسلمان سے مراد کامل مسلمان ہے۔ جس کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ کا پورا پورا فرمانبردار۔ کسی سچے مسلمان عارف باللہ سے پوچھو وہ از راہ انکسار یہی کہے گا۔ کہ خدا ہی جانتا ہے میں مسلمان بھی ہوں یا نہیں۔ اپنے عملوں پر نظر کروں تو میں مسلمان نظر نہیں آتا۔ کیا اس کے یہ معنے کبھی کسی نے سمجھے ہیں کہ ایسا آدمی مسلمان ہونے سے انکار کر رہا ہے۔ حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں بلکہ سب جانتے ہیں کہ اس سے مراد صرف اسی قدر ہے کہ جو حق اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا تھا جس پر مسلمان کا لفظ حقیقی طور پر اطلاق پا سکتا تھا وہ ادا نہ ہو سکا۔ پس یہ شعر جناب بابا صاحب کی کمال انکسار المزاجی اور ان کے عارف باللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جو ایک سچے مسلمان کا نشان ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے پہلا شعر معترض نے کیوں نہیں پڑھا جس کے پڑھنے سے اس شعر کا مذکورہ بالا مطلب نہایت صفائی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ اور سارا ابہام دور ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس شعر کو پڑھا کرتے ہیں وہ اس سے پہلے بابا صاحب کا ایک اور شعر بھی پڑھا کرتے ہیں۔ وہ شعر یوں ہے۔؎

کلمہ کہوں تو کل پڑے بن کلمہ کل ناں

جہاں کلمہ کھو لئے سب کل کلا میں ناں

اس کے آگے یہ شعر ہے؎

ہندو کہاں تے مار دے مسلمان بھی ناں

پنج تت دا پتلا نانک میرا ناں

سب کا مطلب اس طرح ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہوں تو مجھے آرام ملتا ہے اس کلمہ کے بغیر مجھے آرام نہیں ہے۔ جہاں کلمہ کا ذکر ہو تو تمام آرام اس جگہ مل جاتے ہیں۔ ہندو دھرم میں اگر رہتا تو مار پڑتی یعنی مواخذہ الٰہی کے نیچے ہوتا۔ لیکن یہ دعوے کرنا بھی درست نہیں کہ میں کامل مسلمان بن گیا۔ کیونکہ یہ مقام بہت اعلیٰ اور مشکل ہے پس عناصر کا ایک پتلا ہوں اور نانک میرا نام ہے۔

غور کرو کیا منکسر المزاجی ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے کیا عشق ہے کہ فرماتے ہیں بغیر اس کلمہ کے مجھے چین ہی نہیں پڑتا اس کلمہ ہی میں تمام آرام منحصر ہیں۔

ضروری اطلاع

سالانہ جلسہ کی وجہ سے ۲۹ دسمبر کا پرچہ شائع نہ ہو گا۔ قارئین کرام انتظار نہ فرمائیں۔ ۵ جنوری ۱۹۲۷ء کو خاص نمبر شائع ہو گا جس میں سالانہ جلسہ کی تمام کارروائی تفصیل سے درج ہو گی۔

(منیجر)

باسی کڑھی میں ابال

نومبر ۲۶ء کے رسالہ معارف میں جو مولانا سید سلیمان ندوی کے زیر ادارت شائع ہوتا ہے۔ مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی ایک کتاب کا اعلان ہوا ہے۔ جو "عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام" کے نام سے حال ہی میں انہوں نے لکھی ہے۔ اصل کتاب تو ہمارے سامنے نہیں حالانکہ یہ ضروری تھا کہ اس کا کم از کم ایک نسخہ سب سے پہلے ہمارے پاس (یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں) آتا کیونکہ بقول معارف اس کا تعلق جماعت احمدیہ ہی کے ساتھ ہے۔ تعجب ہے کہ مولوی انور شاہ صاحب ایک کتاب جماعت احمدیہ کے خلاف شائع کرتے ہیں اور پھر اس قدر جرات اپنے اندر نہیں پاتے کہ ان لوگوں کو اس کا پتہ تک بھی بتائیں جن کے عقائد کی تردید اس کے اندر کی گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود مولوی صاحب کی نظروں میں بھی ان دلائل کی جو کتاب کے اندر انہوں نے دیئے ہیں۔ کوئی زیادہ وقعت نہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ ایک احمدی کی ادنیٰ سی ٹھوکر ان کا تار پود بکھیر کر رکھ دیگی۔ ورنہ جس شخص کو اپنی قوت بیان اور مضبوطی دلائل کا یقین ہو وہ مخالف کے سامنے اسے پیش کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ اس وقت ہمارے سامنے صرف "معارف" کا مذکورہ بالا پرچہ ہے۔ اور جو کچھ اس نے اس کتاب کے متعلق لکھا ہے اسی پر ہم اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ سب سے پہلے معارف کی ایک بات سننے کے قابل ہے لکھتا ہے کہ وفات مسیح کی تائید میں حضرت مرزا صاحب نے حضرت امام مالک اور علامہ ابن حزم کی طرف جو قول منسوب کیا ہے۔ وہ سرتاپا افترا اور بہتان ہے اور کہ حضرت مرزا صاحب نے:۔

"اس مضمون کی بہت سی حدیثیں بھی وضع کرلی ہیں اور اس میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ ایسی حدیث گھڑ کر لکھدی ہے جس کا موضوعات اور جھوٹی حدیثوں میں بھی پتہ نہیں مثلاً کان فی الہند نبیا ؟ اسمہ کاھنا"

اس فقرہ کو پڑھ کر مولانا سید سلیمان کے فہم و فراست کے متعلق ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی کان فی الہند نبیا الخ کو وفات مسیح کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ کیوں انہوں نے اس موقع پر ایسی بے تعلق بات کو پیش کیا؟ کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ معلوم ہوتا ہے خود مولانا کو بھی مولوی انور شاہ صاحب کے پیش کردہ دلائل میں سے کوئی پختہ اور مضبوط بات نہیں ملی۔ اس لئے خلط مبحث کے لئے انہوں نے ایک اور بات کو پیش کر دیا۔ ورنہ چاہیئے تھا کہ کتاب کے اصل موضوع کے متعلق کوئی دلیل اس میں سے نقل کرتے۔ نہ کہ ایک غیر متعلق بات کا سہارا لیتے۔

حضرت امام مالک اور علامہ ابن حزم کے اقوال کے متعلق جو انکشاف مولوی انور شاہ صاحب نے کیا ہے اس پر تو اصل کتاب کے دیکھنے ہی سے غور کیا جاسکے گا۔ لیکن ایک بات جو معارف نے اس کتاب کی طرف منسوب کی ہے کہ:۔

"علاوہ ازیں اس رسالہ میں ختم نبوت اور فضیلت مسیح وغیرہ مسائل کو ثابت کیا گیا ہے"

کیوں نہ ہو آخر چودھویں صدی کے مولوی ہیں اگر مسیح کی فضیلت ثابت نہ کریں تو کیا ثابت کریں گے۔ ختم نبوت تو خود ثابت ہو جائیگی جب ان کا مزعومہ مسیح جو بنی اسرائیل کا نبی ہے۔ زمین پر نازل ہوگا اور وحی نبوت منقطع ہونے کے بعد پھر جاری ہوگی۔ تو پھر اس کی فضیلت میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ بھلا ایسا شخص جو دو ہزار سال سے الآن کما کان زندہ آسمان پر بیٹھا ہے۔ اور وہ اسلام کے نازک ترین زمانہ میں دوبارہ زمین پر آکر امت محمدیہ کی اصلاح کریگا اور حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کی قوت قدسی اس وقت اس کے بالمقابل کسی کام نہ آئے گی۔ کیونکر افضل نہ سمجھا جائے۔ اس کو تو فی الواقع بقول مسیحیین خدائی کے منصب پر بٹھانا جائز ہے کیونکہ تمام خدائی کی صفات اس میں پائی جاتی ہیں۔ افسوس ہے ان مولویوں پر حضرت مسیح موعود نے سچ لکھا ہے۔

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند این فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ مولوی سید سلیمان صاحب جو اس سے پیشتر خود وفات مسیح کی تائید میں اپنا اعتقاد ظاہر کر چکے ہیں۔ مولوی انور شاہ صاحب کی اس تصنیف کی اس دیدہ دلیری کے ساتھ تائید کریں اور یہاں تک [illegible] لکھدیں کہ:۔

"مسلمانوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت و حیات کی بحث مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پیدا کی ہے اور اب تک ان کے پیرو اس مسئلہ کو اس طرح پکڑے ہوئے ہیں کہ گویا یہ اسلام کی موت و حیات کا مسئلہ ہے"

کیا مولوی صاحب کو بھی اس میں شبہ ہے۔ وفات و حیات مسیح کا مسئلہ اسلام کی موت و حیات کا مسئلہ ہے؟ کیا محض اسی مسئلہ کی بنا پر اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ عیسائیوں کی طرف سے نہیں ہوئی؟ اور صدہا مسلمان ان حملوں کی تاب نہ لاکر اور علمائے اسلام کو ان کا مؤید پاکر ارتداد کے گڑھے میں نہیں جاگرے؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ جس دن سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے وفات مسیح کے مسئلہ پر اس قدر زور دینا شروع کیا اسی دن سے مسلمانوں میں ارتداد کی رو بہت حد تک رک گئی۔ اور مسیحی پادری جب کبھی بحث و مناظرات کا وقت آتا ہے تو جماعت احمدیہ کے بجائے مؤیدین حیات مسیح ہی کو اپنا مدمقابل بنانا پسند کرتے ہیں؟ اگر یہ صحیح ہے اور اس کی تائید میں بیسیوں شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں تو اسے اسلام کی موت و حیات کا مسئلہ نہ سمجھنا اپنی صحت حواس پر شک پیدا کرنا ہے۔

اس فقرہ سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مولوی سید سلیمان کے نزدیک حیات مسیح کا عقیدہ بھی چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ کوئی شخص مسیح کو زندہ سمجھے یا وفات یافتہ ان کے نزدیک اس سے چنداں فرق نہیں پڑتا۔ کیا ہم ان سے یہ سوال کرسکتے ہیں کہ مسیح کے نزول کے متعلق جو احادیث پائی جاتی ہیں ان کے نزدیک وہ کس مرتبہ پر ہیں اور کیا خیال وہ ان کے متعلق رکھتے ہیں؟

والسلام

(خاکسار۔ دوست محمد)

اگر آپ

اگر آپ دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام کی آواز پہنچانا چاہتے ہیں
اگر آپ دنیا میں حفاظت اسلام کے پرجوش سپاہی بننا چاہتے ہیں۔
اگر آپ دین حق کی صداقت کے دلائل اور ملت بیضا کے فضائل سننا چاہتے ہیں
اگر آپ تبلیغ اسلام کے سرفروش سپاہیوں کے حوصلے بڑھانا چاہتے ہیں
اگر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنا چاہتے ہیں۔
اگر آپ اپنے دین و ایمان کو دنیا کی آلائشوں سے پاک کرنا چاہتے ہیں
اگر آپ دشمنان اسلام پر اسلام کا رعب ڈالنا چاہتے ہیں
اگر آپ مسلمانوں کی منتشر شدہ قوتوں کو ایک مرکز پر لانا چاہتے ہیں۔
اگر آپ مسلمانوں میں سے تفریق و تکفیر کے مرض کو دور کرنا چاہتے ہیں
اگر آپ اپنے دل سے سستی اور تساہل کی بیماری کو مٹانا چاہتے ہیں۔
اگر آپ اسلام کی ایک چھوٹی سی جماعت کے کارہائے نمایاں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

اگر آپ احمدیہ جماعت کے متعلق اپنے شکوک کو مٹانا چاہتے ہیں۔
اگر آپ احمدیہ جماعت کو اپنے نیک مشوروں سے سمجھانا چاہتے ہیں۔
اگر آپ ہندوستان میں مسلمانوں کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو پار لگانا چاہتے ہیں۔

اگر آپ علمائے سوء کی فتنہ پردازیوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں۔
اگر آپ جاہلوں کی قبر پرستیوں اور پیروں کی عیش پرستیوں سے مسلمانوں کو باہر کرنا چاہتے ہیں۔
اگر آپ مذاہب باطلہ کے اسلام پر حملوں اور ان کے جوابات سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔
اگر آپ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ضروری ہتھیار لینا چاہتے ہیں۔
اگر آپ جرمنی و انگلینڈ کے فاتحان مذہبی کے خیالات کو سننا چاہتے ہیں
اگر آپ چند ایک جذباتی خیالات سے نہیں بلکہ علم و عقل سے اسلام کو پرکھنا چاہتے ہیں۔
اگر آپ ہندوستان کے میدان مذہبی کے پہلوانوں کو دیکھنا چاہتے ہیں
اگر آپ چودھویں صدی کے مجدد اعظم اور ملت بیضا کے مسیح موعود کا پیغام صلح سننا چاہتے ہیں۔
اگر آپ باتیں بنانے والے لیڈروں سے نہیں بلکہ کام کرنے والے لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں
اگر آپ اپنے حقیقی دوستوں، دینی بھائیوں اور سچے ہمدردوں کو دیکھنا چاہتے ہیں

تو

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ جلسہ پر احمدیہ بلڈنگس لاہور

تشریف لائیے!

آریہ مذہب کی رفتار

زمانہ کے ساتھ ساتھ تبدیلی

زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

سوامی دیانند جی نے اپنی مختصر سی زندگی میں اپنے عقائد اور خیالات میں جس قدر تبدیلیاں کیں وہ ایک عالم علم النفس کو اشاروں اور کنایوں میں بہت کچھ سمجھا سکتی ہیں۔ چند ایک اصولی عقائد میں تبدیلیوں کا نمونہ درج ذیل ہے

(۱) پہلے آپ سورگ اور نرگ (بہشت و دوزخ) کی ایک خاص جگہ مانتے تھے۔ (ستیارتھ [illegible])

(۲) شرادھ (مردوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے) کے قائل تھے۔ بعد میں نہ رہے۔ (ستیارتھ [illegible])

(۳) مکتی (نجات) دائمی مانتے تھے۔ بعد میں میعادی ماننے لگے تھے۔ (سوانح عمری دیانند مولفہ لاجپت رائے)

(۴) گائے کی سوختنی قربانی کو وید کی تعلیم سمجھتے تھے۔ (ستیارتھ [illegible])

(۵) گوشت کھانے کی تاکید کرتے تھے۔ (" ")

(۶) روح اور مادہ کی قدامت کے قائل نہ تھے (" ")

ویدوں میں گڑبڑ

(۷) ویدوں کے رشیوں اور دیوتاؤں کے نام بدل دیئے گئے۔

(۸) سناتن دھرم کے سام وید مطبوعہ کاشی اور جوناگڑھ کی نسبت ایک پرپاٹھک (باب) کم بیشی کی گئی۔

(۹) آریہ پریس اجمیر نے یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۴ کی زیادتی کر دی اور کئی منتر کم کر دیئے۔

(۱۰) ستیارتھ پرکاش، سنسکار ودھی وغیرہ میں کئی منتر جعلی بنا دیئے۔

(۱۱) یجروید کی تفسیر پرانی تفسیر برکہ نروکت اور شتپتھ کے بھی خلاف کی گئی۔

سوامی دیانند کے بعد کی تبدیلیاں

(۱۲) نیوگ کے بجائے نکاح بیوگان کے قائل ہو گئے۔

(۱۳) بڑی بڑی کتابوں ستیارتھ پرکاش سنسکار ودھی وغیرہ کے پہلے ایڈیشن منسوخ کر دیئے گئے

(۱۴) سوامی دیانند کے خلاف وید منتروں کے ترجمے کیے گئے۔ (دیکھو پنڈت ساتولیکر کی وید امرت وغیرہ کتب اور راجہ رام کی تصنیفات)

(۱۵) اتھرو وید میں تحریف کے قائل ہو گئے۔ (دیکھو بھگوت دت اور دیگر فضلائے سنسکرت کے مرتبہ ول کوش (ویدوں کی لغت) کا دیباچہ)

(۱۶) دیانند جی نے لکھا کہ اچھوت شدھ ہوں تو ان کی برادری علیحدہ بنائی جائے آریوں کے ساتھ کسی قسم میل ملاپ نہ کریں۔ مگر اب اس کو اڑایا جارہا ہے۔ (سوامی دیانند کا پتر ویوہار)

(۱۷) شودروں کو یگیوپویت (زنار) دینا، ان کو منتر سکھانا (وید) پڑھانا دیانند کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

ذات پات کے گرداب میں آریہ سماج کی کشتی

اس مرتبہ آریہ سماج کے سالانہ پر سب سے زیادہ زور ذات پات کی حد بندیوں کو توڑنے پر دیا گیا جس پر بڑے بڑے گرما گرم تقریریں ہوئیں لیکن برہمن پارٹی بحیثیت مجموعی اس سے علیحدہ رہی سوامی سرودانند نے کھلم کھلا مخالفت کی اور کہا کہ "ورن ویوستھا (ذات پات کا بلحاظ اعمال کے قائم کرنا) کی تجویزیں ہو رہی ہیں تم سے اتنا تو ہو نہیں سکا کہ پہلے جو ذاتوں کی پونچھ دم لگائی ہے۔ اسے چھوڑ کر آریہ بنو" سوامی جی نے کیا ہی سچ کہا۔ مگر [illegible] کا وہ خواب جو دیانند جی نے دیکھا تھا اس کا پورا ہونا آریوں سے ناممکن ہے لڑکے لکھ پڑھ جائیں جوان ہو جائیں۔ تو انہیں ورن (برہمن، کشتری ویش۔ شودر) قابلیت اور اہلیت کے مطابق دیا جائے اگر برہمن کا بیٹا اس عمر میں برہمن کی ڈگری نہ پاسکا تو اس کو اس کی حاصل کردہ ڈگری کے مطابق کشتری ویش یا کسی شودر خاندان کو اس کے اپنے ماں باپ سے علیحدہ کر کے دیدیا جائے۔ اور اس کے عوض میں کسی شودر خاندان کا لڑکا جس نے برہمن کی ڈگری حاصل کرلی ہے برہمن ماں باپ کو دیدیا جائے۔ کیا یہ ویدوں کا کوئی حکم ہے اور کیا اس پر عمل درآمد ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب آریہ سماج کے پاس کچھ نہیں۔ اس کا حل صرف اسلام کے جھنڈے کے نیچے ہے۔ اسلامی تعلیم کی کشتی ہی تمہیں اس گرداب بلا سے نجات دلا سکتی ہے ورنہ سالانہ جلسوں پر ناقابل عمل تجاویز پیش کرنا۔ اندھیرے میں تیر چلانا ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

آریہ سماج وچھووالی میں عظیم الشان مناظرہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

سنگٹھن کی قرارداد بیچ ہونا بھی ہے

قومیں دنیا میں اعلیٰ اخلاق سے ہی ترقی حاصل کرتی ہیں وہ قوم کبھی دنیا میں پنپ سکتی ہے جس نے ابھی اخلاق عامہ پر بھی قدم استوار نہ کیا ہو۔ ایڈیٹر پرکاش سناتن دھرمیوں کو ہراہیں نہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے وچھووالی سماج کے مناظرہ مسلمانوں کے حق میں کیوں فیصلہ دے دیا۔ اور ایڈیٹر پرکاش لطالت آمائی اور کذب پروری سے کیوں کام نہ لیا۔ کبھی ایڈیٹر عتاب ہو رہا ہے اور ان کے ایڈیٹر ہونے کو اخبار کی بدقسمتی بتایا ہے۔ کبھی بلا سوچے سمجھے مضامین چھاپ دینے کا الزام دیتے کا اراہیں۔ اور کبھی لالہ ٹھاکرداس پر دانہ کے منہ آرہے ہیں۔ کہ نے سچ کی گواہی کیوں دی اور پنڈت راجندر کی شکست فاش کو ستم گو کر کو حاضر ناظر جانکر کیوں بیان کیا۔ کبھی لالہ ٹھاکرداس اور پنڈت ناتھ جیسے سناتنیوں کو ناعاقبت اندیش قرار دے کر پرماتما سے ان کی کے لئے دعائیں کررہے ہیں مگر اتنا نہیں سمجھتے کہ جس ہزار آدمی نے مناظرہ سنا اور پنڈت راجندر کی درد شا کا نظارہ دیکھا وہ ان بانوں کے دلوں سے محو ہو جائے گا۔ ہم کہتے ہیں کوئی اخبار نہ لکھتا آپکی طرح تھوکوں پکوڑے تل کر کھاتے۔ مگر کیا دل سے عمداً نقش مٹا دینا ممکن ہے؟

ایں خیال است و محال است و جنوں

دوسروں کے دلوں سے تو آپ کیا مٹا سکیں گے آپ کے دلوں سے بھی یہ داغ ناکامی کبھی دور نہ ہوگا۔

گلیم بخت کسا نیکہ بافتند سیاہ
بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد

اس سے پیشتر مولوی عبد الحق صاحب کے دلائل مختصراً شائع کر چکے ہیں۔ اب ان دلائل کے جوابات جو پنڈت رام چندر نے دئیے وہ ملاحظہ ہوں:۔

(۱) سورگ لوک جگہ بھی ہے اور حالت
(۲) تیسری جگہ کے معنے پرماتما خدا۔
(۳) سورگ لوک گھوڑے کی ہزار واں کی گنت پر نہیں بلکہ دل کی مسافت مراد ہے۔
(۴) برہمنوں کو کھیر کھلانا نہیں بلکہ برہمن بنانا یا عاجزی ہونے سے مراد ہے۔
(۵) کمزور سے طاقتور فیس نہ لینے سے بغیر فیس کے وید کی تعلیم دینا ہے۔
(۶) زمین سے جو (خلا) اور خلا سے آن پر چڑھ جانے کا مطلب روح مادہ اور ایشور کا علم حاصل کرنا ہے
(۷) (اس دلیل کو پنڈت جی بالکل ہی گول کر گئے۔)
(۸) واں ماں باپ اور بیٹوں سے مراد یہاں ماں باپ کا زندہ رہنا ہے
(۹) اس دنیا کے لئے اشارات قریبہ اور سورگ لوک کے لئے اشارات بعیدہ اس لئے ہیں کہ سورگ آئندہ ملے گا ابھی نہیں ملا۔
(۱۰) استریوں کے معنے استریوں کے جز نہیں بہت سی تعریف کرنے والے مراد ہیں۔ گھی، دودھ، شہد، شراب اور دہی کی نہروں سے مراد گائے بھینس وغیرہ جانور ہیں۔ جو ان چیزوں کا خزانہ ہیں۔
(۱۱) پرمدہ کے معنی مکتی (نجات)، یا پرماتما کا آنند (لطف) ہیں
(۱۲) ویدک دھرم میں انسان کے لئے سب سے اعلےٰ راحت کا مقام مکتی اور موکش ہے سورگ نہیں۔
(۱۳) مکتی اور موکش کے لفظ اگر وید میں نہیں تو امرت لوک تو ہے۔

اسلام کی ترقی کا راز

ملاازم کی تباہی میں مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکوں نے اپنے ملک میں گمراہ کن ملاؤں اور پیروں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ہندوستان میں اس کار خیر کا بیڑا لاہور کے انگریزی اخبار "لائٹ" نے اٹھایا ہے جس کی زبردست تحریروں نے ملا کیمپ میں تہلکہ ڈال دیا ہے۔

ہندوستان

— باخبر حلقوں میں بیان کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں میں سے وزارت کے لئے چودھری شہاب الدین، ڈاکٹر اقبال اور مسٹر فیروز خان نون کے ناموں پر گورنر پنجاب غور کر رہے ہیں۔

— کلکتہ ۱۶ دسمبر۔ سویڈن کا شہزادہ، ولیعہد اور شہزادی بنگلور سے یہاں آئے، دونوں وائسرائے اور لیڈی ارون کے مہمان ہیں۔

— کلکتہ ۱۷ دسمبر۔ وائسرائے لیڈی ارون شہزادہ سویڈن اور شہزادی سویڈن نے آج درسگاہ بوس کا معائنہ کیا اور سر جگدیش بوس کی نئی ایجادات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ان حضرات نے اس آلہ کا معائنہ کیا جس سے حیوانات کے دلوں کا حال قلمبند کیا جاتا ہے۔ ایک اور آلہ بھی جس سے نباتات کی نبض کی حرکت قلمبند کی جاتی ہے۔ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ سر بوس کے تجارب دیکھ کر سب کو یقین ہو گیا کہ پودے ساکن حیوان ہیں۔ اور حیوان متحرک پودے ہیں۔

ازاں بعد وائسرائے نے ایوان تجارت بنگال کے ایک جلسہ دعوت میں شرکت کی۔

— ۵، ۶، ۷، جنوری کو پونا میں تعلیمی اصلاح کی غرض سے موتمر نسوان ہند منعقد ہوگی۔ اس کانفرنس کا افتتاح مہارانی صاحبہ گائیکواڑ آف بڑودہ کریں گی۔ اس کانفرنس میں ساٹھ کے قریب منتخب شدہ مندوبات اور کئی نامزد کردہ مندوبات شامل ہوں گی۔

— لکھنؤ ۲۰ دسمبر۔ آج یہاں "ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن" کا اجلاس شروع ہوا۔ پہلے جناب گورنر کا پیغام تہنیت پڑھا گیا۔ بعد ازاں پروفیسر سرکار نے تاریخی کمیشن کے کام پر تبصرہ کیا جس کے دوران میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس کمیشن کا مقصد یہ ہے کہ تاریخی انکشافات کے میدان میں نوجوان کام کرنے والوں کو لائے۔

— افغانوں کا ایک وفد اس مقصد سے ہندوستان آ رہا ہے کہ جدید زیر تعمیر دارالسلطنت "دارالامان" کی مجوزہ عالیشان مسجد کے لئے یہاں سے چندہ جمع کرے۔

— نائب وزیر ہند بڑے دن کی شام کو بمبئی پہنچیں گے اور ہندوستان کے کئی شہروں کا دورہ کریں گے۔

— ہز ہائینس مہاراجہ بہادر الور پنجاب پراونشل سناتن دھرم کانفرنس کے صدر ہوں گے۔ جو ۳۰، اور ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء اور یکم و دوم جنوری ۱۹۲۷ء کو ملتان میں منعقد ہوگی۔

— امرتسر سے گورمکھی کا ایک ہفتہ وار نظریفانہ اخبار "موجی" نکلنے والا ہے۔

— مرکزی گوردوارہ بورڈ نے ۶ آدمیوں کی ایک مجلس مقرر کی ہے۔ جو مہنتوں، پجاریوں اور گوردواروں کی جائدادوں کے دوسرے دعویداروں کے ساتھ مصالحت کرے گی۔

— پربندھک کمیٹی نے ان لوگوں کی اعانت کے لیے ایک علیحدہ فنڈ کھولا ہے۔ جو سکھ قوم کے لئے تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔

— بمبئی میں غریب عورتوں کے لئے زچگی کا ایک ہسپتال بنایا گیا ہے جس پر سولہ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔

— آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس بتاریخ ۲۹، ۳۰، ۳۱، دسمبر ۱۹۲۶ء بمقام دہلی منعقد ہوگا جس کے صدر شیخ عبد القادر بیرسٹر ایٹ لا لاہور ہوں گے۔

— بڑے دن کی تعطیلات میں دہلی میں ایجوکیشنل کانفرنس تنظیم کانفرنس، سودیشی کانفرنس، اردو کانفرنس، مشاعرہ اردو کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوں گے۔

— صوبہ متوسط کے ایک آریہ نے اپنے صوبہ کی آریہ پرتی ندھی سبھا کے نام تعلیم نسواں کے لئے تین لاکھ روپیہ کی جائداد وقف کی ہے۔

— رجسٹرار صاحب دہلی یونیورسٹی مطلع فرماتے ہیں کہ یونیورسٹی کے امتحانات بابت ۱۹۲۷ء ۱۱ اپریل ۱۹۲۷ء کو دوشنبہ سے شروع ہوں گے۔

ممالک خارجہ

— سلطان ابن سعود نے اپنے بمبئی کے ایجنٹ کو حسب ذیل تار بغرض اشاعت روانہ کیا ہے:۔

"ہم سرکاری طور پر ان تمام افواہوں کی تردید کرتے ہیں جو حرم نبوی اور روضے اور قبے کے متعلق محض دروغبافی اور بدنیتی سے پھیلائی جا رہی ہیں ان چیزوں میں کسی قسم کا بھی قابل ذکر تغیر واقع نہیں ہوا ہم حرم نبوی روضہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قبہ خضریٰ پر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جانیں قربان کر دینے کو تیار رہیں۔ اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ ہمارے ہوتے ان چیزوں کو نقصان پہنچانے کے ناپاک ارادے سے ان کے پاس بھی پھٹک سکے جو خرافات اس کے خلاف پھیلائی گئی ہیں اور پھیلائی جا رہی ہیں۔ وہ سب جھوٹا اور شرانگیز پروپیگنڈا ہے جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں میں بلا ضرورت تشویش و اضطراب کے جذبات پیدا کئے جائیں۔"

— فرانس اور اٹلی دونوں کسی آنے والی جنگ کے لئے اپنی اپنی سرحدیں مضبوط و مستحکم کر رہے ہیں۔

— دولت اطالیہ نے امام یحییٰ حمید الدین والی یمن سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ یمن کے داخلہ مجلس اقوام کی زبردست کوشش کرے گی۔

— جرائد یوگوسلافیہ نے اس سے قبل ایک خبر شائع کی تھی جس میں بتایا تھا کہ آئندہ موسم بہار میں اٹلی ترکوں پر حملہ کر دے گا۔ اس جنگ میں صرف وہی اکیلا نہیں ہوگا بلکہ یونان اور بلغاریہ بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ اور اس کے لئے ابھی سے تیاری کی جا رہی ہے۔ ترکی جرائد اور خصوصاً جریدہ "جمہوریت" نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ اناطولیہ بہت محفوظ اور مستحکم ہے۔ اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ چاہے دنیا کی تمام طاقتیں مل کر اس پر حملہ کر بیٹھیں۔ ہم الیسوں کا سر کچل ڈالیں گے۔ ہم ایک مضبوط اور سخت چٹان کی طرح ہیں جو ہم سے سر ٹکرائے گا۔ اس کا سر پاش پاش ہو جائے گا۔

— ایران کے وزیر جنگ فاروقی روس کی سیاحت سے واپس آ چکے۔ وہ اس غرض سے روس گئے تھے۔ کہ ایران اور روس کے درمیان تجارتی معاہدہ طے پا جائے۔ اور ایران کی تجارت برآمد پر جو پابندیاں عائد ہیں وہ دور ہو جائیں۔